

بوٹیوں میں بھی رکھ دی ہے ادویات میں رکھ دی ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور نبی کریم ﷺ بھی شفا دیتے ہیں ایسی ہزاروں مثالیں ہیں۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے غار ثور کی یہ بات ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ باہر نہر چل رہی ہے جا کر پانی پی آؤ۔ غار ثور بلند پہاڑ پر واقع ہے راستہ درست ہو تو جوان بندے کو وہاں تک پہنچنے میں ڈیڑھ دو گھنٹے لگ جاتے ہیں اب صدیق اکبرؓ نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ اتنی بلندی پر نہر کہاں سے آسکتی ہے پہاڑی تو وہی ہے کہ جہاں خود چل کر آئے ہیں راستہ میں کوئی نہر نہیں تھی حضرت صدیق اکبرؓ کا ایمان ہے کہ جب نبی پاک ﷺ فرمادیں کہ نہر چل رہی ہے تو ضرور نہر موجود ہے وہ باہر تشریف لے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف کو مانتے ہیں پانی پینے کیلئے باہر چلے گئے۔ دیکھا تو نہر چل رہی ہے خوب سیر ہو کر پانی پیا ٹھنڈا اور میٹھا پانی۔ حالانکہ غار ثور جس بلندی پر ہے وہاں تک اگر پانی کی سطح موجود ہو تو سارا عرب ہی ڈوب جائے پوچھ لو یہ سائنس دانوں سے کہ اگر پانی کی سطح اتنی بلند ہو جائے کہ وہ غار ثور تک پہنچ جائے تو ساری دنیا ڈوب جائے لیکن حضرت صدیق اکبرؓ کا ایمان ہے کہ جو حضور نبی کریم ﷺ فرمادیں وہ ہو جاتا ہے یہ جتنی بندے کی نشانی ہے کہ وہ مانتا ہے کہ نبی پاک ﷺ جو زبان پاک سے فرمادیں وہ اگر ممکن نہ بھی ہو تب بھی ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ واپس تشریف لائے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی میں نے کبھی پیا نہیں فرمایا کہ یہ جنت کی کوثر ہے جو میں نے تمہارے لئے یہاں چلا دی ہے۔ یہ تصرف ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور صدیق اس کو مانتا ہے۔ جنتی وہ ہے جو حضور نبی کریم ﷺ تصرفات کو مانتا ہے۔ وہ انکار نہیں کرتا ہے۔ لیکن انکاری کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے بلند پہاڑی پر نہر کیسے چل سکتی ہے۔ پہاڑی کے ادھر کہیں پانی کا نام و نشان نہیں ہے۔ خشک پہاڑی سلسلہ ہے۔ وہاں نہر کا چل جانا ناممکن ہے لیکن جو ایمان والے ہیں جنتی لوگ ہیں وہ ممکن یا ناممکن نہ دیکھتے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان عالیہ کو دیکھتے ہیں جنتی بندے کی نشانی ہی یہی ہے کہ شک نہیں کرتا دوزخی بندہ شک میں پڑا ہوتا ہے۔ دوزخی کو ہر بات میں شک نظر آتا ہے نقص نظر آتا ہے کافروہ ہے جو کلمہ نہ پڑھے اور منافق وہ ہے جو کلمہ پڑھ کر نبی پاک ﷺ کی شان کو نہ مانے یہ مفتی محمد امین صاحب کی بات ہے یہ ان کا فتویٰ ہے میں تو مفتی نہیں ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ فوت ہو گئے مٹی ہو گئے قبر بت بن گئی ہے قبر پر جانا حرام ہے وہاں جانا بت پرستی ہے۔ مدینہ شریف میں بت ہے داتا صاحب کے وہاں بھی بت ہے۔ پاکٹن شریف میں بت ہے فلاں بت ہے

فلاں بت ہے آپ وہاں جاتے ہیں بت پرستی کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اب ان کی آخری وصیت دیکھیں۔ سانپ کا زہر عود کر آیا موت قریب آرہی ہے فوت ہو رہے ہیں فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں میرا جنازہ پڑھ چکو تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر لے جانا۔ لوگ قبر پر جانے کو شکر کہتے ہیں لیکن جنتی مرنے کے بعد بھی وہاں جائیں گے تمنا کر رہا ہے اور وصیت کر رہا ہے کہ مجھے وہاں لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ یہاں لوگ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کو شکر قرار دیتے ہیں وہاں صدیق اکبر جنتی ہے اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہا ہے۔ فرمایا کو میت کو وہاں لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ اگر دروازہ اپنے آپ کھل جائے تو اندر دفن کر دینا ورنہ جہاں جی میں آئے دفن کر دینا جنتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیات مان رہا ہے زندہ مان رہا ہے فریاد سننے والا مان رہا ہے تصرف والا مان رہا ہے۔ دروازہ کو تالا اور کنڈی باہر سے لگی ہوئی ہے وہ اندر ہوتے ہوئے بھی کھول سکتے ہیں۔ اجازت دے سکتے ہیں آواز دے سکتے ہیں۔ ایک جنتی کا جنازہ دروازہ پر رکھا ہے اور باقی نواصحاب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جو کہنے والے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور دوسال یا اڑھائی سال بعد فوت ہوئے ہیں اور باقی سب عشرہ مبشرہ ابھی زندہ ہیں اور وہ موجود ہیں آواز دینے والے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ ان سب کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں سنتے ہیں اسی لئے وہ عرض کر رہے ہیں اگر ان کا عقیدہ یہ نہ ہوتا تو وہ کیونکر یہ کہتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ انہوں نے عرض کیا اور دروازہ اپنے آپ کھل گیا اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو یہ جنتی ٹولہ ہے۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو قبر میں اتارا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک قبر سے باہر آیا دھر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا ہاتھ آیا اور دونوں ہاتھ مل گئے۔

یہ جنتیوں کی نشانی ہے۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ۔ جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہیں۔ یہ دونوں برابر ہونہیں سکتے ان کی باتیں ایک جیسی ہونہیں سکتیں۔ جنتی کی بات اور ہوتی ہے جہنمی کی بات اور ہوتی ہے۔ جنتی کا عقیدہ اور ہے اور دوزخی کا عقیدہ اور ہوتا ہے۔ آذان میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا تو سیدنا صدیق اکبرؓ اپنے انگوٹھے چومتے اور آنکھوں سے لگاتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دے گا۔ یہ مفتی محمد امین صاحب نے اپنے رسالہ عظمت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے۔ حضرت عمرؓ سے متعلق عرض ہے کہ ایک

یہودی اور ایک منافق میں پانی کی باری سے متعلق جھگڑا ہو گیا ان کا مقدمہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پیش ہوا اور نبی پاک ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ منافق نے کہا کہ یہ فیصلہ مجھے قبول نہیں ہے میں اس کو نہیں مانتا حضرت عمرؓ کے پاس چلتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے پاس چلے گئے اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس یہودی سے پوچھا کہ آپ نے یہ مقدمہ پیش کیا ہے آپ کے پاس کیا دلیل ہے آپ کا کیا بیان ہے آپ کے مقدمہ کی کیا بنیاد ہے اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میرا صرف بیان ہے کہ آپ کے نبی پاک ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے لیکن یہ مانتا نہیں ہے کہتا ہے کہ مجھے نبی پاک ﷺ کا فیصلہ منظور نہیں ہے میں نے آپ (حضرت عمرؓ) سے فیصلہ کرانا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ کرنا میرے لئے بہت آسان ہو گیا ہے۔ آپ اندر تشریف لے گئے تلوار لے کر ائے اور منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو نبی پاک ﷺ کا فیصلہ نہیں مانتا اس کے لئے عمرؓ کا یہ فیصلہ ہے۔ شور مچ گیا کہ مسلمان کو قتل کر دیا گیا۔ ہے۔ قصاص اور دیت کے نعرے لگنے شروع ہو گئے تو قرآن مجید کی آیت مبارکہ آگئی کہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء ۲۰) ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں“ اس وقت تک کوئی مومن ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ نبی پاک ﷺ کو حاکم مطلق نہ مانے۔ دنیا میں حاکم ہیں لیکن حاکم مطلق نہیں ہیں۔ مجسٹریٹ کے سامنے آپ کا کیس ہے وہ فیصلہ آپ کے خلاف کر دے تو آپ کو حق ہے کہ سیشن کورٹ میں جائیں۔ سیشن جج آپ کے خلاف کرتا ہے تو آپ کو حق ہے کہ آپ ہائیکورٹ میں چلے جائیں ہائیکورٹ بھی آپ کے خلاف فیصلہ دے اور آپ کی تسلی نہ ہو تو آپ سپریم کورٹ میں جاسکتے ہیں وہاں بھی تسلی نہ ہو تو آپ صدر کے پاس اپیل کر سکتے ہیں آپ پر کوئی جرم نہیں ہے۔ لیکن نبی پاک ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان قرآن مجید میں کیا آئی ہے کہ اگر نبی پاک ﷺ کے حکم کو نہ مانے اور دل سے نہ مانے آپ ﷺ کے حکم پر خوش نہ ہو اور آپ ﷺ کے حکم پر دل سے خوش نہ ہو تو بے ایمان ہے۔ زبان سے بڑ بڑ کرے پھر بھی بے ایمان۔ خاموشی رہ کے دل میں بڑ بڑ کرے پھر بھی بے ایمان اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ جب تک نبی پاک ﷺ کے حکم پر خوش نہ ہو اور آپ ﷺ کے حکم پر دل سے خوش نہ ہو اس وقت تک بے ایمان ہے۔ نبی پاک ﷺ کے فیصلہ کے خلاف کوئی Write کوئی اپیل نہیں۔ حضرت عمرؓ کو فاروق کا لقب اس واقعہ کے بعد دیا گیا کہ حق و باطل میں تمیز کرنے والے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم مطلق

ماننے والا ہے ایسا حاکم کہ یہ جس کے فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل ہی نہیں۔ یہ فیصلہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ نبی علیہ السلام کا فعل اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے۔ وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم ۶-۳) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔“ نبی پاک ﷺ کا بولنا اللہ تعالیٰ کا ہی بولنا ہے وہ تو وہی کچھ فرماتے ہیں جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔ یہ جنتی ہے جو حضور نبی پاک ﷺ کو حاکم مطلق مانتا ہے۔ یہ جنتی لوگوں کی نشانی ہے اور جو حضور ﷺ کو حاکم مطلق نہ مانے وہ جہنمی ہے اور جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے۔ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے حجر اسود تجھ میں کوئی چیز نہیں۔ تو ایک پتھر ہے میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا اگر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے بوسہ دیا ہے میں تو اس جگہ کو بوسہ دے رہا ہوں جہاں میرے نبی پاک ﷺ کے ہونٹ لگے ہیں حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کا زمانہ تھا آپ امیر المومنین تھے کہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت سیدنا علیؓ کے صاحبزادوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے مابین کوئی لڑائی ہو گئی۔ بچے تھے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔

حضرات حسینؓ نے فرمایا کہ چل اے غلام کے بیٹے تو ہمارے غلام ہو کر ہم سے اکڑتے ہو حضرت عبداللہ بن عمرؓ بہت رنجیدہ ہوئے گھر آئے اور حضرت عمرؓ سے شکوہ شکایت کرنے لگے کہ دیکھو اباجی انہوں نے بڑی بے عزتی کی ہے۔ آپ کو اپنا غلام کہا ہے اور مجھے اپنے غلام کا بیٹا کہا ہے حالانکہ آپ تو غلام نہیں بلکہ امیر المومنین ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ کیا انہوں نے واقعی ہمیں غلام کہا ہے۔ جی ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں انہوں نے ہمیں غلام کہا ہے اپنی طرف سے تو بیٹے نے بہت اشتعال دلایا بھڑکایا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کاغذ قلم لے لو اور ابھی میرے ساتھ چلو۔ چلے گئے اور فرمایا کہ اے شہزادو کیا آپ نے ہمیں غلام کہا ہے۔ فرمایا کہ جی ہاں ہم نے کہا ہے کہ آپ ہمارے غلام ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کاغذ قلم لو اور مجھے لکھ کر دو کہ ہم آپ کے غلام ہیں تاکہ میں قیامت کے روز یہ حضور نبی کریم ﷺ کو دکھا دوں تو ہماری بخشش کا یہ بہانہ بن جائے گا کہ ہم سادات کے غلام ہیں۔ یہ سادات کا ادب ہے اور سادات کا ادب کرنے والا جنتی ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے دوسرے نمبر پر ہے اور سادات کے ادب کو بخشش کا ذریعہ مانتا ہے۔ جنت میں داخل ہونے کا سبب شکیست تسلیم کرتا ہے۔ بس یہ جنتی کی نشانی ہے اور جو سادات کا ادب نہ

کرے وہ دوزخی ہے۔ حضرت عمرؓ کی ایک تمنا اور بھی ہے ساری عمر دعا فرماتے رہے کہ یا اللہ مجھے مدینہ پاک میں شہادت کی موت عطا فرما۔ اور یہ دعا قبول بھی ہوئی۔ شہادت کی موت بھی نصیب ہوئی اور جنتی کے ساتھ اس کے پہلو میں جگہ بھی عطا ہوئی۔ یہ جنتی ہے اور یہ جنتی لوگوں کی تمنا ہے۔ کئی لوگ ایسے ہیں جو اب بھی لوگوں کو مدینہ پاک جانے سے منع کرتے ہیں۔ مدینہ پاک نہ جاؤ مکہ شریف ہی بیٹھے رہو تمہارے ثواب میں کمی آجائے گی حالانکہ مدینہ پاک میں بخشش ہے۔ نجات ہے ان کو ثواب کی فکر لگی رہتی ہے نجات کی طرف کوئی خیال نہیں جاتا ثواب مل بھی سکتا ہے ثواب مٹ بھی سکتا ہے لیکن جب بخشش مل جاتی ہے نجات مل جاتی ہے تو وہ پھر مٹی نہیں ہے۔ مدینہ پاک جانے والا۔ روضہ رسول ﷺ کی زیارت کرنے والا مدینہ پاک میں مرنے والا اور مدینہ پاک میں دفن ہونے والا سب کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفیع ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے آخری عمر میں حضرت علیؓ کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنی بیٹی جو حضرت فاطمہؓ کے لطن مبارک سے ہیں غالباً حضرت زینبؓ ان کا نام ہے سے میری شادی کر دیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ آپ عمر رسیدہ ہیں آپ کی عمر زیادہ ہے اور بیٹی ابھی کم سن ہے۔ یہ کوئی جوڑ کی بات نہیں ہم یہ شادی نہیں کر سکتے۔ یہ کشف الحجب میں ہے حضرت عمرؓ نے دوبارہ پیغام دیا کہ میرا شادی کرنے کا مقصد اولاد نہیں ہے۔ میں تو نبی پاک ﷺ کے خاندان سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہوں۔ قیامت کر روز ہر رشتہ ٹوٹ جانا ہے ہر عظمت ختم ہو جانی ہے ہر Status ٹوٹ جانا ہے۔ سوائے ایک رشتہ کے کہ جو نبی پاک ﷺ کے خاندان سے ہوتا ہے۔ میں تو اپنی نجات کا ذریعہ بنا رہا ہوں۔ یہ لوگ بڑے شوق سے اپنی مساجد کا نام حضرت عمرؓ کے نام پر مسجد عمر رکھتے ہیں۔ ذرا ان کے عقیدے کو تو دیکھو کہ وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کو کیا کہا جاتا ہے آپ کا لقب ہے۔ ذوالنورین دونوں والا حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہی آپ کو ذوالنورین کہا جاتا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نور نہیں ہیں۔ حضور ﷺ کی دو صا جزادیاں یکے بعد دیگر حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں ایک فوت ہوئی تو دوسری آئی ان دونوں بیٹیوں کے نکاح میں آنے کی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ کو دونوں والا کہتے تھے۔ یہ تو حضور نبی کریم ﷺ کو نور نہیں مانتے صحابہ کرام تو آپ ﷺ کی اولاد کو بھی نور مان رہے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یہ جنتی بندے کی نشانی ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو نور مانتا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ اگر یہ کہتے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ تو نور نہیں ہیں پھر آپ کی بیٹیاں کیسے نور ہو سکتی ہیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے Accept کیا ہے آپ نے یہ تسلیم کیا ہے آپ نے یہ مانا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نور ہیں بلکہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں ذوالنورین ہوں اور کوئی بھی ذوالنورین نہیں ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنتی ہیں اور جنتی بندے کی نشانی ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو نور مانتا ہے اور اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہ مانے تو وہ جہنمی ہے اور جنتی دوزخی برابر نہیں ہیں۔ بعض فرقوں کی کتب میں لکھا ہوا ہے کہ بندہ عمل میں نبی پاک ﷺ سے آگے نکل سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو کفار کی مخالف کے باعث جنگیں بھی لڑنا پڑیں۔ امن کا بہت تھوڑا عرصہ ملا ہے اور اس عرصہ میں آپ اتنی نماز نوافل ادا نہیں کر سکے اب کوئی بندہ اگر نوافل میں زیادتی کرے تو نبی پاک ﷺ سے آگے نکل سکتا ہے (نعوذ باللہ) یہ نبی پاک ﷺ سے آگے نکلنے کی فکر میں ساری ساری رات نوافل نیت کر کے کھڑے رہتے ہیں۔ یہ اعمال میں نبی پاک ﷺ سے سبقت لے جانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں حدیبیہ کے مقام پر ایسا ہوا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو کفار نے انکار کر دیا کہ ہم آپ کو مکہ شریف میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ دونوں اطراف سے سفیر آنے جانے لگے۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمان سفیر بن کر کر گئے واپسی میں دیر ہو گئی تو افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مکہ شریف میں حضرت عثمان غنیؓ کے زیادہ رشتہ دار تھے انہوں نے کہا کہ عثمان غنیؓ ہم نے آپ کے نبی پاک ﷺ کو تو عمرہ کی اجازت دینی ہے کہ نہیں دینی ہے آپ اب آگئے ہیں تو آپ طواف کر لیں۔ عمرہ ادا کر لیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ آپ عمرہ کر کے نبی پاک ﷺ سے آگے نکل جاؤ کیونکہ وہ تو ابھی پیچھے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے عمرہ نہیں کیا آپ عمرہ کر کے عمل میں نبی پاک ﷺ سے آگے نکل جاؤ۔ کیونکہ ایک بندے نے عمرہ کیا ہے دوسرے نے نہیں کیا ہے تو عمرہ میں کرنے والا دوسرے سے بہتر ہے باقی اعمال اگر برابر بھی ہیں پھر عمرہ کرنے والا بہتر ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جواب دیا کہ جب تک میرے نبی پاک ﷺ کے قدم مبارک یہاں نہیں آ جاتے میں نے کوئی قدم آگے نہیں بڑھنا ہے۔ یہ جنتی بندے کی نشانی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ سے مقدم نہیں ہونا چاہتا۔ آگے نہیں بڑھتا بلکہ پیچھے رہنا چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرا کوئی صحابی ایک لپ جو خیرات کرے اور کوئی دوسرا احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے پھر بھی

صحابیؓ کے مٹھی بھر جو کا ثواب زیادہ ہے اور یہ نبی پاک ﷺ سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کر کے بھی صحابیؓ کے لپ جو کی خیرات کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ کوئی صحابیؓ کی شان کو نہیں پہنچ سکتا یہ نبی پاک ﷺ سے آگے بڑھنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کی اس بات نے ثبوت دے دیا ہے کہ جنتی بندے کی بات اور ہوتی ہے دوسرے بندوں کی بات اور ہوتی ہے۔

جنتی بندہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے رہتا ہے دوزخی بندہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آگے نکلنے کی کوشش میں ہے حضرت علیؓ عشرہ مبشرہ میں چوتھے نمبر پر ہیں۔ جنتی ہیں اور ان کی کیا نشانی ہے کہ یہ جنتی ہیں جنگ خیبر ہو رہی ہے۔ اور فتح نہیں ہو رہی ہے قلعے کا دروازہ لوہے کا تھا اور کوئی سولہ سو من کا تھا۔

بہت کوشش کے باوجود وہ دروازہ ٹوٹ نہیں رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں اسے جھنڈا دوں گا جو خیبر فتح کر لے گا۔ یہ علم غیب ہے آئندہ کل کی بات آج بتا رہے ہیں اور اس جنگ میں تمام عشرہ مبشرہ شامل ہیں اور کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کل کی کیا خبر ہے کیا ہونے والا ہے۔ سبھی مان رہے ہیں اور رات کو سارے سجدے میں ہیں دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ میری باری آجائے فتح تو ہو جانی ہے۔ فاتح خیبر تو کسی نے بن جانا ہے یا اللہ میری باری آجائے میں ہی یہ اعزاز حاصل کر لوں۔ کسی نے شک نہیں کیا کہ کل فتح نہیں ہوگی کسی نے اعتراض نہیں اٹھایا کہ ایک ماہ سے تو فتح نہیں ہو رہی اب ایک رات میں کیا ہوگی۔ عشرہ مبشرہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ یا یستوی اصحاب النار اصحاب الجنۃ۔ ہر جنتی بھی مان رہا ہے اور سجدہ میں سر رکھ کر دعائیں کر رہا ہے کہ یا اللہ میرا نام نکل آجائے صبح ہوئی اور نبی پاک ﷺ نے جس کا نام لیا وہ حضرت علیؓ حیدر کراڑتھے اور ان کی آنکھیں آئی ہی تھیں دکھتی تھیں دوسرے اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کی آنکھیں آئی ہوئی ہیں انہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں لے آؤ آنکھیں بھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ حضرت علیؓ حاضر ہوئے آنکھیں آئی ہوئی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو آنکھیں تندرست ہو گئیں۔

جنتی بندہ نبی کریم ﷺ سے آنکھیں تندرست کرا رہا ہے۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ کیا آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کی آنکھیں تندرست نہیں فرمائی تھیں۔ حضرت علیؓ کو جھنڈا دے دیا گیا آپ تشریف لے گئے۔ اور سولہ سو من کا دروازہ ایک ہاتھ سے کھینچ کر دروازہ پھٹک دیا اور قلعہ فتح ہو گیا حضرت علیؓ کا عقیدہ ہے کہ زبان اقدس سے کلمہ فتح نکل چکا ہے اس لئے

قلعہ آج فتح ہونا ہے اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ لعاب دہن سے آنکھیں بھی ٹھیک ہو سکتی ہیں قلعہ فتح ہو چکا حضرت علیؓ واپس تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ ان سے فتح کے واقعات سن رہے ہیں اور ان کی گود میں سر مبارک رکھا ہوا ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرمانے لگے۔ جو مسلمان جنگ میں مصروف تھے انہوں نے نماز عصر ادا کرنی تھی باقی اصحاب نے پڑھ لی تھی۔ حضرت علیؓ نے بھی ابھی نماز عصر پڑھنا تھی۔ حضور ﷺ آرام فرمانے لگے تو حضرت علیؓ کی نماز قضا ہو گئی۔ اور حضرت علیؓ کی یہ شان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ پورا علم ہے فہم دین ہے نماز کی اہمیت کو جاننے ہیں لیکن آرام مصطفیٰ ﷺ پر اپنی نماز قربان کر دی اور نماز بھی وہ نماز ہے جو نماز وسطیٰ ہے۔ تاکید والی نماز ہے لیکن حضرت علیؓ کا فتویٰ یہ ہے کہ آرام مصطفیٰ ﷺ کی قضاء نہیں ہو سکتی نماز کی قضاء ہو سکتی ہے۔ یہ جنتی کا عقیدہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے فرمایا کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی میں نے نماز پڑھنی ہے۔ فرمایا اب قضا پڑھنی ہے کہ ادا پڑھنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ادا ہو جائے تو کیا بات ہے۔ اس موقع پر سورج کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واپس کیا جو غروب ہو چکا تھا۔ دوبارہ عصر کا وقت ہوا اور حضرت علیؓ نے وقت کی نماز ادا فرمائی۔ جنتی بندہ مانتا ہے کہ میرے نبی پاک ﷺ کا قبضہ صرف زمین پر ہی نہیں خیبر پر ہی نہیں بلکہ سورج پر بھی ہے۔ یہ جنتی کی نشانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصال فرمائے تین چار روز ہو چکے ہیں اور حضرت علیؓ قبر انور پر تشریف فرما ہیں ایک اعرابی آیا۔ عرض کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان کا تو وصال ہو گیا ہے اور یہ قبر انور ہے وہ رونے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ حیات تھے۔ ہم گناہ کر لیتے تو آپ کے پاس حاضر ہو کر شفا کی درخواست کرتے تھے تو ہمارے گناہ بخش دیا جاتا کرتے۔ اب میں کیا کروں میں کہاں جاؤں۔ خوب رویا تو قبر انور سے آواز آئی کہ اے اعرابی جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اس واقعہ کے راوی حضرت علیؓ ہیں۔ آج کل بڑا یہ چرچا ہو رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات نہیں ہیں فوت ہو چکے ہیں کسی کی فریاد کو نہیں سنتے۔ اس اعرابی کو خوش خبری میرے نبی پاک ﷺ نے قبر میں سے دی کہ جاؤ اے اعرابی تمہیں اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اور حضرت علیؓ جنتی بندہ اس امر کے راوی اور گواہ ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ جنتی بندہ حیات النبی کو مانتا ہے دوزخی کہتا ہے کہ بس مر گئے مٹ گئے مٹی ہو گئے۔ جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک روز حضرت

سیدنا صدیق اکبرؓ جا رہے تھے کہ سامنے سے حضرت علیؓ تشریف لائے دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں اس لئے مسکرایا کہ میں اس ہستی کا دیدار کر رہا ہوں کہ جس کے متعلق نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس کو حضرت علیؓ جنت کا ٹکٹ دیں گے وہی جنت میں جایگا۔ پھر پوچھا اب آپ بتائیں کہ آپ کیوں مسکرائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اس لئے مسکرایا ہوں کہ میں اس ہستی کا دیدار کر رہا ہوں جس سے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اجازت دیں اس کو ٹکٹ دینا ہے۔ یہ دونوں کی عظمت ہے دونوں جنتی ہیں دونوں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جنتیوں کی نشانی ہے کہ جو نبی پاک ﷺ کے فرما دیں وہ مان لیا۔ ایک اجازت دے گا دوسرا ٹکٹ دے گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جنت اعمال سے ملتی ہے عبادات سے ملتی ہے یہ ان کا عقیدہ ہے جو دوسرے فرقہ والے ہیں۔ بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار بندوں کو بخش دیا ہے۔ صحابہ کرام تشریف رکھتے ہیں ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ستر ہزار تو بہت تھوڑے ہیں قیامت تک تو یہ نہیں کتنی امت ہوگی مہربانی فرمائیں اس میں اضافہ فرمائیں۔ فرمایا کہ اچھا ان ستر ہزار میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائے یہ پانچ ارب بن گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ بھی بہت تھوڑے ہیں اور اضافہ فرمائیں فرمایا یہ پانچ ارب بندے اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائیں یہ کوئی تین سو پچاس کھرب بن گئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کتنی کوچھوڑیں کوئی دوسرا حساب لگائیں آپ ﷺ نے ایک بک بھر کر ڈال دیا کہ یہ سب جنتی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ جنتی بندوں میں سرفہرست ہیں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک اور بک ڈال دیں۔ آپ ﷺ نے ایک اور بک ڈال دیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں پانچ بک ڈال دئے تو دیکھو کہ جنتی بندہ کیا کر رہا ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ کے تصرف کو مان رہا ہے۔ ان کی شان کو مان رہا ہے کہ بک کے حساب جنت عطا فرما رہے ہیں۔ اعمال نہیں دیکھے جا رہے ہیں۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایک بک اور ڈال دیں تو حضرت عمرؓ عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ بس کریں کافی ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ آپ منع کیوں کر رہے ہیں رحمت کا دروازہ کھلا ہے تو آپ کھلا رہنے دیں۔ حضرت عمرؓ نے

فرمایا کہ نہیں میں رحمت کا دروازہ بند نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرا ایمان ہے میرا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا تو منع نہیں فرمایا انکا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ صدیق اکبر حضرت عمرؓ تھیک کہتے ہیں۔ میرا ایک بک ساری کائنات کے لئے کافی ہے۔ اگر جنتی ٹولے کے ساتھ ہونا چاہتے ہو تو نبی کریم ﷺ کی شان کو آپ ﷺ کے تصرفات کو تسلیم کرلو۔ اگر نہیں تو پھر بک سے باہر رہنے کی بھی گنجائش موجود ہے۔ اگر انکار کرے گا تو بک سے باہر ہو جائے گا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

یہ کہتے ہیں کہ ”یا“ نہیں کہنے چاہئے۔ جس طرح کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں۔ ایران کے محاذ پر اسلامی لشکر جنگ کر رہا ہے۔ یہ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں۔ **يَا سَارِيَةُ الْجَبَلِ**۔ اے ساریہ پہاڑ کے پیچھے دیکھو۔ ہزاروں میل دور سے حضرت عمرؓ کی نظر کام کر رہی ہے۔ اور ساریہؓ فرما رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ میرے سامنے کھڑے ہو کر حکم دے رہے تھے۔ ممبر تشریف پر بھی حضرت عمرؓ ہیں اور میدان جنگ میں بھی حضرت عمرؓ ہیں اور کسی کو کوئی اعتراض نہیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ عشرہ مبشرہ ہیں جنتی ہیں یہ ”یا“ کہنے کو حرام نہیں کہتے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ پر ”یا“ کا لفظ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ آیا ہے پھر حرام والی بات کہاں رہ گئی۔ یہ تو پھر یہ ہے کہ قرآن مجید میں نبی۔ رسل۔ مدثر۔ منزل کے ساتھ جہاں ”یا“ آیا ہے اسے بھی نہ پڑھا کرو۔ بلکہ قرآن مجید تو پڑھتے ہو تلاوت کرتے ہو تو پھر دوسری جگہ ”یا“ کہنے میں کیا دشواری نظر آتی ہے نماز میں **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** کہہ لیتے ہو اور ”یا“ کہنا حرام ہو جاتا ہے۔ خدا کے بندے اگر تو التحیات نہ پڑے تو تیری نماز نہیں ہوتی اور اس میں تو **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** پڑھ رہا ہے تو کیا پھر حرام پڑھ رہا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور اس کی بنیاد حضرت صدیق اکبرؓ ہیں۔ اس کی دیواریں حضرت عمرؓ ہیں اس کی چھت حضرت عثمان غنیؓ ہیں اور اس کا دروازہ حضرت علیؓ ہیں اور جنتی لوگوں نے انکا نہیں کیا۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو احد و جد میں آ گیا خوشی سے جھومنے لگا بلنے لگا جیسے زلزلہ کی کیفیت ہو گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی اور

فرمایا رک جاؤ تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں عشرہ مبشرہ اور جنتی بندے اس چیز کو مان رہے ہیں۔ ایک بات اور یاد آئی کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ صدیق اکبرؓ لوگوں کی امامت فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میرا حق زیادہ ہے آپ کے اہل بیعت سے ہوں۔ آپ ﷺ کا بھائی اور پھر داماد ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص امامت نہ کرائے آج اسی بات پر بڑا فساد ہے کہ حق تو حضرت علیؓ کا تھا لیکن وہ صدیق اکبرؓ نے لے لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس امر کا بھی فیصلہ فرما دیا اور روایت بھی خود حضرت علیؓ سے ہی کرادی کہ فرمایا کہ صدیقؓ کے ہوتے ہوئے کوئی بندہ امامت نہیں کرائے گا۔ اور سب نے اس کو تسلیم کیا کسی نے انکار نہیں کیا سب صحابہ موجود ہیں جنتی ہیں اور خصوصی طور پر عشرہ مبشرہ بھی موجود ہیں یہ جنتی لوگوں کی نشانی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو مانتے ہیں دل و جان سے مانتے ہیں انکار نہیں کرتے اور جو انکار کریں وہ جنتی نہیں ہیں جہنمی ہیں۔ جنتی اور جہنمی آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ اللہ تعالیٰ فہم دین عطا فرمائے تو پھر فرقہ صرف ایک ہی باقی رہ جاتا ہے۔ جو اہل سنت و جماعت ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے عقیدہ پر ہیں اللہ تعالیٰ اس فرقہ میں اس عقیدہ میں آنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان پوچھتے ہو ان کے احترام نبوت کی کیا شان پوچھتے ہو ان کے احترام نبوت کی کیا بات کرتے ہو۔

جس کی بیٹی نبی کا حرم جب بنی
 باپ ہو کے نہ بیٹی کہا تھا کبھی
 ان ادب کی اداؤں سے پوچھے کوئی
 احترام نبوت کی کیا بات ہے

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے زوجہ مطہرہ بن جانے کے بعد اور قرآن مجید میں آیت مبارکہ آئی کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے باپ ہونے کے باوجود کبھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بیٹی کہہ کر نہ پکارا۔ نبی پاک کے گھر ان کی عزت و عظمت اور احترام کا اس قدر خیال رکھنا جنتی بندے کی نشانی ہے۔ ادب مصطفیٰ ﷺ کی روشن مثالیں موجود ہیں کئی بار عرض بھی کی

ہیں اللہ تعالیٰ ادب مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور جنتی ٹولہ کے ساتھ شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش بشیر احمد بٹ صاحب 4.12.99

عقیدہ اور عمل

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین! ایک نعت شریف سنی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ فرمایا کہ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ہو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان سے لے کر اجازت یہ رات بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو یہ بارات بنتی ہے

اس نعت کا تخیل بہت اعلیٰ ہے۔ پتہ نہیں کہ ہماری اس محفل میں جو نعت خواں آتے ہیں ان میں سے کسی کی
توجہ بھی اس نعت کی طرف کیوں نہیں گئی۔ آپ اس نعت کو یاد کریں اور اس کو پڑھنے کی سعادت حاصل
کریں۔ حضرات ہر زمانہ میں اپنے مسائل ہوتے ہیں جھگڑے ہوتے ہیں اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں۔
اور لوگ ان میں پھنس جاتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر بعض (اللہ تعالیٰ معاف کرے) دوزخی بن جاتے ہیں
اور کئی خوش نصیب جنت کے حق دار بن جاتے ہیں۔ اتنا وہ مسئلہ پیچیدہ بن جاتا ہے۔ ان مسائل میں سے
آج کل ایک مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح رانا صاحب نے اپنی نعت میں پڑھا ہے کہ:

نہ گھبراؤ گنہگارو نہ گھبراؤ سیاہ کارو
ہمیں آقا انشاء اللہ اپنی کملی میں چھپائیں گے

ایک یہ عقیدہ ہے کہ گنہگارو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاء اللہ آقا ہماری شفاعت فرمائیں گے اور

ہماری بخشش ہو جائیگی۔ ایک دوسرا عقیدہ بھی ہے جو اس کے بالکل الٹ ہے کہ جس کے پلے میں کوئی عمل نہیں ہے اس کی بخشش ممکن ہی نہیں ہے وہ جہنم میں چلا گیا اعمال ہیں تو جنتی ہے اگر اعمال نہیں ہیں تو جہنمی ہے ان کے مطابق اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دل میں ہے لیکن عمل کوئی نہیں ہے تو پھر ایسی محبت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ دیوبندی اور اہل حدیث کا نظریہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے آپ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کر لو یہ محبت اپنی جگہ ہے لیکن جب تک عمل نہیں ہے یہ محبت بھی کسی کام کی نہیں ہے یہ سب دھوکہ ہے فریب ہے آپ اپنے آپ کو اس فریب میں اس دھوکہ میں نہ رکھو۔ بلکہ عمل کرو عمل کے بغیر نجات نہیں ہوگی حضرات یہ جو کچھ نعت شریف میں کہا گیا ہے یہی ہمارا بھی عقیدہ ہے کہ:

نہ گھبراؤ گنہگارو نہ گھبراؤ سیاہ کارو
ہمیں آقا انشاء اللہ اپنی کملی میں چھپائیں گے

حضرات ہمیں اس کا جواب ضرور آنا چاہئے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام انشاء اللہ ہمیں ضرور اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔ ورنہ بندہ بھٹک جاتا ہے بے راہ ہو جاتا ہے۔ گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ لوگ ان نمازیوں کو یہ سبق پڑھا رہے ہیں جن میں سے اکثر بے عمل ہوتے ہیں اور ان کو یہ کہہ رہے ہیں کہ تم جہنمی ہو۔ ایک آدمی داڑھی نہیں رکھتا تو کیا وہ بے عمل نہیں ہیں۔ ایک چوری کرتا ہے چوری کرنا گناہ ہے۔ ایک گناہ ہے اور ایک بے عملی ہے اب یہ بتا رہے ہیں کہ اگر عمل میں ذرا سی کمی بھی کتا ہی ہوگی تو بیڑہ غرق ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ سے متعلق ایک بہت مشہور حدیث ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے عمرؓ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے بیوی بچوں سے زیادہ عزیز ہیں کاروبار زندگی سے آپ زیادہ عزیز ہیں والدین عزیز واقرباء سے زیادہ عزیز ہیں۔ فرمایا کہ کیا تمہیں میں تمہاری جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز نہیں ہیں یعنی وہ یہ عرض کر رہے ہیں کہ مجھے اپنی جان زیادہ عزیز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرؓ تمہارے پلے میں تو پھر کچھ نہیں ہے تمہارا ایمان ہی مکمل نہیں ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ فرمائی۔ حضرات پیر و مرشد کے پاس یہی توجہ ہوتی ہے۔ اب حضرت عمرؓ سامنے بیٹھے ہیں ان کے پاس عمل ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جان سے عزیز رکھنا عقیدہ ہے اور نماز پڑھنا عمل ہے۔ حضرت عمرؓ کے پاس عمل ہے لیکن عقیدے میں ابھی کچھ کمی ہے۔ حج کرنا عمل ہے روزہ رکھنا عمل ہے زکوٰۃ دینا عمل ہے

قربانی کرنا عمل ہے قرات کرنا عمل ہے حفظ کرنا عمل ہے لیکن محبت کرنا عقیدہ ہے یہ ایک علیحدہ مستقل چیز ہے حضرت عمرؓ کے پاس تمام اعمال ہیں لیکن آپ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں لیکن اپنی جان سے زیادہ عزیز نہیں ہیں آپ صاف بات کر رہے ہیں جو دل میں ہے وہی زبان پر ہے۔ کوئی چیز چھپائی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمرؓ تو ویسے کا ویسا ہی ہے تم میں تو کوئی چیز نہیں ہے۔ تیرے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ تمہارا کام نہیں بنا ہے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی۔ نگاہ خاص عنایت فرمائی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں اب کام بنا ہے اب تمہارے ایمان کی تکمیل ہوئی ہے۔ اگر اعمال ہی سب کچھ ہوتے تو وہ تو حضرت عمرؓ کے پاس تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیتے کہ تم ٹھیک ہو تمہارے اعمال درست ہیں اگر محبت میں تھوڑی سی کمی ہے تو وہ پوری کرلو۔ لیکن تمام اعمال کے ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں ہے جب تک کہ تمہیں میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ ہو۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا کہ تم یہ منادی کر دو کہ جس نے کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھ لیا وہ جنتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے دف لی اور مدینہ پاک کی گلیوں میں منادی کرنے لگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ جنتی ہے۔ حضرت عمرؓ سامنے سے آگئے اور فرمایا کہ کیا کر رہے ہو عرض کیا کہ کہ منادی کر رہا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ جنتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو ایک طمانچہ رسید کر دیا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ نے مجھے منادی سے روکا ہے اور مجھے طمانچہ بھی مارا ہے۔ حضرت عمرؓ بھی حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عمرؓ تو نے اس کو کیوں مارا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس سے تو لوگ ست پڑ جائیں گے۔ کوئی شخص بھی نیکی نہیں کرے گا سب سمجھیں گے کہ بس کلمہ پڑھ لینے سے ہی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ منادی والی حالت بہتر ہے یا خاموشی والی صورت بہتر ہے۔ دو باتیں آپ کے سامنے ہیں کہ ایک تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منادی کرائی جس کو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور دوسری بات کہ آپ نے حضرت عمرؓ کی بات سنی اور خاموشی اختیار فرمائی۔ یہ

بات ایک ولی کامل حضرت کریم بخشؐ کے سامنے بیان کی گئی اور ان سے پوچھا کیا کہ حضرت صاحب اس میں سے کون سی بات افضل ہے۔ یہ اولیاء اللہ ہیں دیکھو کہ وہ کس طرح سے مسائل حل فرماتے ہیں۔ حضرت کریم بخشؐ انڈیا میں ہوئے ہیں وہیں آپ کا مزار ہے تو حضرت کریم بخشؐ نے فرمایا کہ لوگو سنو ایک طرف تو حضور نبی کریم ﷺ کا بیان ہے اعلان ہے اور دوسری طرف آپ کی خاموشی ہے تو دونوں میں سے بہتر کون ہے۔ یقیناً بیان یا اعلان خاموشی سے بہتر ہے اس لئے جو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جو شخص کلمہ پڑھ لیتا ہے وہ جنتی ہے تو یہ برحق ہے حضرت کریم بخشؐ کے ایک مرید پروفیسر سید کرم شاہ صاحبؒ تھے جو ملتان کے علاقہ میں بڑے بزرگ ہوئے ہیں آپ نے شایدان کی زیارت بھی کی ہو۔ سید کرم شاہ صاحبؒ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ ”تذکرہ کریمیہ“ اس میں یہ واقعہ درج ہے۔ اب ہمارے لئے کون سی بات بہتر ہے فرمایا کہ جو اعلان حضور نبی کریم ﷺ نے کرایا ہے وہ حق ہے یہ عمل اور عقیدہ کی بات ہے۔ کلمہ پڑھنا عقیدہ ہے عمل نہیں ہے۔ عقیدہ اور چیز ہے عمل اور چیز ہے۔ بندے نے عقیدہ سے جنت میں جانا ہے۔ عمل جنت میں لے جانے والی چیز نہیں ہے۔ اعمال جنت میں داخل ہونے کے بعد کام آئیں گے لیکن داخلہ کیلئے عقیدہ کی ضرورت ہے۔ ایک صحابی آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی فرمایا کہ تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس نیکیوں کا کوئی زیادہ ذخیرہ نہیں ہے اعمال کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔ میرے پاس حج، نماز، روزہ زیادہ نہیں ہے جو ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہے فرمایا کہ پھر تیرے پاس کیا ہے کہ تو قیامت کا منتظر ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ جنت میں ایسے ہی ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔ وہ صحابی تو اعتراف کر رہا ہے اعلان کر رہا ہے کہ میرے پاس عمل کی کمی ہے لیکن محبت میں کمی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عمل کی کمی محبت کی زیادتی سے پوری ہو سکتی ہے لیکن عمل کی زیادتی محبت کی کمی کو پورا نہیں کر سکتی۔ حضرات اس بات کا خیال رکھیں کہ محبت جو ہے وہ ادب مصطفیٰ ﷺ ہے وہ ذکر رسول اللہ ﷺ ہے ہمیں محبت وافر رکھنی چاہئے اس میں بخل نہ ہو اس میں کمی نہ آنے پانے عمل میں کوتاہی ہو جائے تو بخشش ہو جائے گی۔ حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ کبیرہ گناہ کرنے والے میں عمل کی کمی ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے بخشش ہو رہی ہے۔ عمل کی کمی دور ہو رہی ہے۔ حضرت ربیعہؒ آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے خود

فرمایا کہ تو جو چاہے مجھ سے مانگ لے۔ حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس دنیا میں آپ کا غلام ہوں اور جنت میں بھی آپ ﷺ کی غلامی میں رہنا چاہتا ہوں۔ جہاں آپ ﷺ جنت میں تشریف فرما ہوں وہیں مجھے بھی جگہ مل جائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ یہ تو ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں پوچھا کہ تمہارا کون سا ایسا عمل ہے کہ جس کی بنا پر تو جنت میں میرے ساتھ ہونا چاہتا ہے کیا تو نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے حج کرتا ہے۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی اس ادا کو پسند فرمایا کہ دنیا میں بھی وہ نبی پاک ﷺ کا غلام ہے اور جنت میں بھی غلامی چاہتا ہے فرمایا کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہوگا حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کو جس سے محبت ہوگی۔ وہ قیامت کے روز اس کے ساتھ ہی ہوگا جنت میں ہوگا کہ دوزخ میں ہوگا جس سے محبت وہ اس دنیا میں کرتا ہے قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ اگر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ساتھ محبت ہے تو ان کے ساتھ ہوگا اگر حضرت سیدنا عمرؓ کے ساتھ محبت رکھتا ہے تو قیامت کے روز وہ حضرت سیدنا عمرؓ کے ساتھ ہوگا۔ اگر سرکارِ غوث الاعظمؒ کے ساتھ محبت ہے تو ان کے ساتھ ہوگا۔ اولیاء اللہ سے محبت ہے تو ان کے ساتھ رہے گا۔ اگر ابو جہل کے ساتھ محبت ہے تو انجام بھی اس کے ساتھ ہوگا۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو شیطان کو اچھا سمجھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس نے ڈٹ کر بات تو کی ہے اس کی دیدہ دلیری کی تعریف کرتے ہیں۔ اس دنیا میں تو جس کو بھی اچھا سمجھتا ہے اس کو سمجھ لو پھر قیامت کے روز اسی کے ساتھ حشر نشر کیلئے اپنے آپ کو تیار بھی رکھو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لے جا رہے تھے کہ حضرت علیؓ سے ملاقات ہوگئی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ مسکرا دئے اور فرمایا کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں ضرور بتائیے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جنت کا ٹکٹ ہر شخص کو حضرت علیؓ دیں گے تو وہ جنت میں جائے گا اس لئے میں تمہیں دیکھ کر خوش ہوا ہوں اور اس خوشخبری کی وجہ سے مسکرایا ہوں حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اے صدیق اکبرؓ کیا اب میں بھی تمہیں وہ بتاؤں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جی ہاں ضرور بتائیے۔ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جنت کا ٹکٹ صرف اسی کو دینا ہے جس کے پاس حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا اجازت نامہ ہوگا۔ جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی محبت ہوگی۔ جنت کا ٹکٹ حضرت علیؓ کے قبضہ میں ہے اور ملنا اسے ہے جس کو حضرت صدیق اکبرؓ سے محبت ہوگی۔ اور یہ عقیدہ کی بات ہے عمل نہیں ہے ایک ضعیف بوڑھا یہودی مرنے کے قریب پہنچا

تو کہنے لگا کہ میری چار پائی اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے چلو میں نے آخری دم کلمہ پڑھنا ہے۔ اور میں نے مسلمان ہونا ہے۔ لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کلمہ پڑھادیں اور اسلام میں داخل فرمادیں حضور نبی کریم ﷺ نے اسے کلمہ پڑھادیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور فوت ہو گیا۔ کوئی عمل نہیں کیا کلمہ پڑھا ہے زیارت نبی ﷺ کی ہے اور فوت ہو گیا ہے۔ وہ صحابی ہے اور ناجی ہے جنت کا حق دار بن گیا ہے۔ کلمہ پڑھ لینا یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کر لینا اور حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لے آنا عقیدہ ہے۔ یہودی اس عقیدے سے جنت کا حقدار بن گیا ہے۔ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرو عقیدہ درست رکھو۔ عقیدہ سے ہی بیڑہ پار ہونا ہے۔ ایک صحابی فوت ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمرؓ نے روک دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ یہ بہت گنہگار ہے اس کے پلے میں کوئی عمل نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ گمراہ رہے ہیں کہ یہ بہت گنہگار ہے کیا کوئی یہ گواہی دے سکتا ہے کہ کبھی اس نے کوئی نیک عمل کیا ہو۔ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں جنگ کے موقع پر اس نے ایک رات آپ ﷺ کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کی بخشش کیلئے یہی کافی ہے۔ اور فرمایا کہ اے عمرؓ حشر میں عقیدہ پوچھا جائے گا۔ عمل نہیں پوچھا جائے گا اس نے میری محبت میں رات میرے خیمے کا پہرہ دیا ہے۔ اس کو جنت میں جانے کیلئے یہی کافی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا واقعہ کئی بار عرض کیا ہے۔ ایک آدمی بہت گنہگار کہ کوئی بھی نیک عمل اس کے پلے میں نہیں ہے پانچ سو سال کی عمر اور ساری عمر گناہ آلود کوئی نیکی ہوئی نہیں۔ تمام دوست احباب رشتہ دار بھی تنگ تھے اور مرنے کے بعد لوگوں میں اتنا غصہ اتنی نفرت کہ کسی نے اس کو دفن تک نہیں کیا باہر روڑی پر پھینک دیا کہ جانور پرندے اس کو کھا جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی یہ میرا بخشا ہوا بندہ ہے اس کو اٹھاؤ غسل دو نماز جنازہ پڑھاؤ اور دفن کرو اور اعلان کرو کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائیگی۔ ان تمام امور سے فارغ ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ بندہ واقعی بہت گنہگار تھا لیکن اس کی بخشش کا بہانہ کیا بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ بندہ واقعی ہی ایسا تھا کہ جس طرح لوگ سمجھتے ہیں اور یہ تھا بھی اسی سلوک کے لائق جو لوگوں نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے کہ اس نے ایک روز تو ریت کھولی اس میں نام مصطفیٰ ﷺ

لکھا ہوا دیکھا تو اس نے محبت سے اسے بوسہ دیدیا اور درود شریف پڑھا مجھے اس کی اس نام مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم کا خیال ہے اس لحاظ سے میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ نہ صرف اس کو بخش دیا ہے بلکہ اس کا جنازہ پڑھنے والوں کو بھی بخش دیا ہے۔ حضرات یہ عقیدہ ہے حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا اظہار ہے یہ عمل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ منافق کا عقیدہ درست نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی استغفار کرو گے ان کی بخشش کی طلب کرو گے میں پھر بھی ان کو نہیں بخشوں گا۔ منافق کا عقیدہ اللہ تعالیٰ سے متعلق درست ہوتا ہے لیکن حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق وہ عقیدہ درست نہیں رکھتا۔ زبان سے تو وہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں لیکن دل میں رسول کو اپنی یا چٹھی رساں کے معنی میں لیتا ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفع نہیں مانتا ان کے لئے علم غیب نہیں مانتا۔ حاضر ناظر نہیں مانتا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس میں کئی نقص نکالتا ہے۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (المنفقون) ”ان کیلئے برابر ہے کہ آپ ان کیلئے معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا“ اور فرمایا اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (التوبہ ۸۰) ”آپ ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا“ اگر عقیدہ صحیح ہو تو کبیرہ گناہ کرنے والوں کی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کریں گے۔ یہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ اگر عمل ہی سب کچھ ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی کیا ضرورت تھی پھر تو عمل سے ہی نجات مل جاتی اور یہی منافق کا عقیدہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عمل کرو اعمال ہی سے بیڑہ پار ہونا ہے۔ اب ایک بات ہے کہ اہل حدیث۔ دیوبندی اور دوسرے بھی کبھی کہتے ہیں کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ہمیں نبی پاک ﷺ سے محبت ہے پھر کون اپنی محبت میں سچا ہے۔ پہلے تو وہ کہتے تھے کہ یہ بت پرستی ہے۔ یہ بندہ پرستی ہے یہ انسان پرستی ہے لیکن اب وہ مان رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنا ضروری ہے۔ سنی بریلوی بھی کہتے ہیں کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے اعلیٰ حضرت بھی فرماتے ہیں۔ کہ مجھے محبت ہے علامہ اقبالؒ بھی فرماتے ہیں کہ مجھے

محبت ہے اور بھی عاشق رسول ﷺ ہیں جو محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اہل حدیث اور دیوبندی بھی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پھر سچا کون ہے۔ حضرات سچا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ جس کو سچی محبت ہوتی ہے اسے اپنے محبوب میں عیب نظر نہیں آتے۔ محبت کا معیار یہ ہے کہ عاشق کو معشوق میں عیب نظر نہیں آتے۔ اگر کوئی کالی سیاہ عورت کا بھی عاشق ہو جائے تو اسے اس کا کالا رنگ بھی نظر نہیں آتا۔ مجنوں سے کسی نے پوچھا کہ لیلیٰ تو کالی ہے تجھے اس سے کیوں پیار ہے اس نے جواب دیا کہ تمہاری آنکھ دیکھنے والی نہیں ہے۔ اگر تو میری آنکھ سے دیکھے تو تمہیں لیلیٰ کالی نظر نہیں آئے گی۔ اگر عاشق کو معشوق میں عیب نظر آتے ہیں تو اسے اس سے محبت نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں تو یہ وہ خامی بتا رہا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں ہے۔ تو وہ یہ کی خاطر کر رہا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ حاضر ناظر نہیں ہیں تو وہ یہ بھی ذات مصطفیٰ ﷺ میں کمی بتا رہا ہے۔ کوئی یہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں تو یہ بھی کمی ہے کوئی یہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے تو یہ بھی کمی ہے۔ اتنے نقائص اور اتنی کمی رکھنے کے بعد کیا کوئی محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہے۔ یہ پھر نقلی محبت ہے دل سے محبت نہیں ہے۔ مومن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عیب نظر نہیں آتے۔ محبت کا معیار یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کو بے عیب مانے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہان نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اللہ تعالیٰ خود بے عیب ہے اور اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود تمام خوبیوں کا مالک ہے اور اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی تمام خوبیاں ہی خوبیاں رکھی ہیں کوئی خامی رہنے ہی نہیں دی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ ہر وقت اسی کا ذکر کرتا ہے۔ اسی کی تعریف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ رہا ہے اس کا ذکر کر رہا ہے اس کی نعت پڑھ رہا ہے اور یہ لوگ ایسے عاشق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نعت کے قریب تک نہیں جاتے۔ ساری عمران کی مساجد سے نعت شریف کی آواز نہیں آتی۔ یہ شفاعت کے منکر ہیں اور جو شفاعت کا منکر ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا منکر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو اس دنیا میں میری شفاعت کا عقیدہ نہیں رکھتا اسے قیامت کے روز میری شفاعت نصیب

نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ لوگو جب تم گناہ کر لو تو میرے حبیب ﷺ کے در پر حاضر ہو جاؤ پھر وہ تمہارے لئے شفاعت طلب کریں تو میں تمہیں بخش دوں گا۔ فرمایا کہ **وَكُوْنُكُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاءُوكَ فَاَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَحَّدُ اللّٰهُ تَوَابًا رَّحِيْمًا۔ (النساء ۶۴)** ”اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔“ کئی بار عرض کیا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے نے کیا عمل کیا ہے صرف یہی کہ اولیاء اللہ کے در پر محبت سے بیٹھا رہا ہے۔ اور اسی محبت کے صدقے وہ انسان کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ اس نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ روزہ نہیں رکھا حج نہیں کیا کوئی عمل اس کتے نے نہیں کیا۔ صرف اولیاء اللہ سے محبت کی ہے محبت اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ آپ عمل ضرور کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمل کیا ہے پھر آپ اور میں کون ہوتے ہیں جو عمل سے منع کریں لیکن اعمال پر نکتہ نہیں کرنا نکتہ اگر کرنا ہے تو نبی پاک ﷺ کی شفاعت پر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سات سو پچاس مرتبہ فرمایا کہ نماز پڑھو۔ زکوٰۃ دو قربانی دو روزے رکھو، حج کرو قرآن مجید کو ترتیب سے پڑھو۔ ذکر کرو یہ تمام اعمال ہیں جن کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ عقیدہ کی بات بھی آ رہی ہے۔ کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا کر دی ہے۔ ان کیلئے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ میں نے اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ فرمایا کہ جس راہ پر میرا محبوب چلتا ہے مجھے اس راستہ کی بھی قسم ہے۔ یہ عقیدہ ہے۔ نماز عمل ہے اور راستہ کی قسم اٹھانا۔ محبت رکھنا یہ عقیدہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو نور مانیں حاضر ناظر مانیں۔ علم غیب رکھتے ہیں تسلیم کریں۔ شفیع مانیں۔ حیات النبی مانیں یہ سب عقیدہ ہے۔ حشر سے پہلے قبر کا امتحان ہے۔ قبر میں پہلا سوال ہوگا۔ **مَنْ رَبُّكَ** ”تیرا رب کون ہے“ یہ عقیدہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے متعلق کیا عقیدہ رکھتا تھا۔ یہ عمل نہیں ہے دوسرا سوال یہ کہ **مَا دِيْنُكَ** تیرا دین کیا ہے یہ بھی عقیدہ ہے عمل نہیں ہے۔ اور تیسرا اور اہم سوال کہ جس کے جواب پر قبر میں جنت میں کھڑکی کھل جاتی ہے یا پھر جہنم کی **مَا تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ** تو نبی پاک ﷺ سے متعلق دنیا میں کیا عقیدہ رکھتا تھا۔ تو انہیں کیا مانتا تھا یہ بھی عقیدہ ہے حضرات قبر میں اعمال نہیں پوچھے جائیں گے عقیدہ پوچھا جائیگا اور اسی بناء پر جنت میں داخل ہوگا اور جنت میں داخل ہونے کے بعد اعمال کام آئیں گے۔ لیکن پہلے داخل تو

ہو اور جنت میں داخلہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ہوگا۔ اس لئے آج ان کو شفیع مانو تا کہ کل قیامت میں تمہارے یہ عقیدہ کام آئے اور نجات کا ذریعہ بن جائے۔ اگر اس دنیا میں شفاعت رسول اللہ ﷺ کا قائل نہیں ہے تو کل قیامت میں بھی شفاعت رسول اللہ ﷺ نصیب نہیں ہوگی۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ تمام چیزیں حضور نبی کریم ﷺ کے نور کے پرتو سے بنی ہیں۔ فرشتے ان سے بنے عرش فرش ان سے ہے جنت ان سے ہے حوریں ان سے ہیں غلمان ان سے ہیں نیک اعمال ان سے ہیں ایمان ان سے ہے تقویٰ ان سے ہے طہارت ان سے ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ ان سے ہیں عمر فاروقؓ ان سے ہیں تمام صحابہ ان سے ہیں تمام عظیم چیزیں ان سے ہیں تمام عظمتیں ان سے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا اور پھر اس نور کے پرتو سے سب کچھ بنا ہے۔ تو پھر یہ شیطان کس سے بنا ہے منافق کہاں سے بنے ہے بد عقیدہ لوگ کہاں سے بنے ہیں بد مذہب کہاں سے بنے یہ کفار یہ مشرک یہ بت پرست یہودی عیسائی کہاں سے بنے ہیں۔ ابو جہل کس سے ہے ابو لہب کس سے ہے یہ کہاں سے آگئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اصل کائنات ہیں آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ یہ کائنات حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے ہی بنی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے نور کی شعاؤں سے ہی سب کچھ بنا ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

اگر تمام عظمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں تو پھر شیطان کس سے ہے۔ ابو جہل کس سے ہے نمرود کہاں سے آگیا۔ فرعون کہاں سے پیدا ہو گیا۔ بد عقیدہ اور دوسرے برے لوگ کہاں سے آگئے۔ ان کا بھی کوئی Source ان کا بھی کوئی منبع ہونا چاہئے اچھے اور عظیم لوگوں کی وجہ تخلیق تو ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں لیکن یہ جو مخالفین ہیں منافقین ہیں یہ کہاں سے آگئے ان کی بھی کوئی وجہ تخلیق ہونی چاہئے۔ ایک مثال سمجھئے کہ ایک درخت ہے ایک اس کی جڑ ہے اس کے پتے شاخیں پھل پھول وغیرہ بھی ہیں۔ اگر جڑ تازہ بھی ہو زہد بھی ہو تب بھی اس درخت سے کوئی شاخ ٹوٹ سکتی ہے کوئی پتہ ٹوٹ سکتا ہے کوئی شاخ سوکھ سکتی ہے۔ اس کو علیحدہ کر کے جلایا جاسکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شاخ یا پتہ جڑ سے اپنا تعلق ختم کر لے وہ سوکھ جاتا ہے اور جو شاخ یا پتہ جڑ سے اپنا تعلق قائم رکھتا ہے وہ ہر ابھرا اور تازہ رہتا ہے وہ سوکھتا نہیں

ہے حضور نبی کریم ﷺ اصل کائنات ہیں آپ جڑ ہیں باقی ساری کائنات شاخیں اور پتے اور پھل پھول وغیرہ ہیں اور جو کوئی حضور نبی کریم ﷺ سے اپنا تعلق ختم کر لیتا ہے وہ شیطان بن جاتا ہے وہ فرعون بن جاتا ہے وہ ابوجہل بن جاتا ہے اور جو جڑ سے اپنا تعلق قائم رکھے وہ حضرت صدیق اکبرؓ بنتا ہے۔ مخالفین۔ منافقین بدعتیہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی بنے ہیں لیکن (اللہ معافی دے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفرت کر کے آپ ﷺ کی غیبت کر کے آپ ﷺ سے جنگ کر کے آپ ﷺ کے معجزات کا انکار کر کے آپ ﷺ کے تصرفات پر تنقید کر کے آپ ﷺ سے دور ہو گئے ہیں جڑ سے تعلق ختم کر کے بلع ایمان ہو گئے ہیں۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے پیدا ہوتا ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے پیدا ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس نور کا حصہ ہے جس طرح سے روشنی میں میرے ہاتھ کا یہ سایہ بن رہا ہے۔ یہ سایہ میرے ہاتھ کا میرے جسم کا حصہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم کا حصہ نہیں ہیں لیکن ہم ان کے کرم سے بنے ہوئے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ ہے کہ ہر بندہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے نیک پیدا ہوتا ہے۔ اگر مسلمان کے گھر پیدا ہو تو خواہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے وہ جنتی ہے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے حصہ پایا ہے۔ لیکن جب بچہ بڑا ہوتا ہے تو اس کے والدین اس کا معاشرہ ٹی وی۔ وی سی آر اور فلم وغیرہ اس کو فطرت سے دور کر دیتے ہیں تو وہ گندہ بندہ بن جاتا ہے اور اگر فطرت کے ساتھ لگا رہتا ہے تو اپنی اصلیت پر قائم رہتا ہے۔ نیک بنا رہتا ہے شیطان کو جب پیدا کیا گیا تھا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کتنا اچھا اور نیک تھا کہ تمام فرشتوں کا سردار تھا فرشتوں کا استاد تھا معلم تھا فرشتوں کو پڑھانے سکھانے والا تھا سب سے زیادہ علم رکھنے والا تھا۔ ہر فرشتہ اس سے رجوع کرتا تھا اور پوچھتا تھا علم حاصل کرتا تھا اس سے راہنمائی لیتا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سب فرشتوں نے سجدہ کر دیا لیکن وہ اکڑ گیا کہ میں تو اس سے بہتر ہوں میں اپنے سے کم تر کو سجدہ کیوں کروں۔ دیکھو کہ فرشتے کس طرح بن رہے ہیں اور شیطان کس طرح بن رہا ہے۔ فرشتوں نے حکم مانا سجدہ کر دیا تو فرشتے بن گئے اور شیطان نے نافرمانی کی حکم نہ مانا اپنے کو بہتر سمجھا تو شیطان بن گیا۔ وہ سارا علم بھی اس کے کام نہ آیا۔ اس کی ساری عبادت بھی اس کے کام نہ آئی اس کے سجدے بھی کام نہ آئے کچھ کام نہ آیا حضرت آدم علیہ السلام کی بے ادبی کی تو فرشتوں کی صف سے نکل کر شیطان بن گیا۔ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی نبی آیا ہے جو

اس کے ساتھ لگ گیا اس کا بیڑہ پار ہو گیا اور جو مخالفت میں آ گیا وہ برباد ہو گیا۔ فرعون بالکل ٹھیک تھا۔ لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی تو بے ایمان ہو گیا تاہم ہو گیا۔ ایک بلغم بن معور تھا شاید یہی اس کا نام تھا۔ بہت بڑا عالم تھا وہ جب بھی کوئی دعا کرتا تھا۔ تو وہ قبول ہو جاتی تھی۔ اس کو کسی نے کہا کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں بددعا کریں کہ ان کی ساری عظمت ختم ہو جائے ان کے پاس جو جادو (معجزات) ہیں وہ بھی ختم ہو جائے اس نے بددعا کر دی تو اس کی اپنی ساری عظمت ساری قبولیت ختم ہو گئی آج سب سے بدتر بندہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کی ہے۔ ابو جہل ابو لکھمت تھا بہت دانشور بندہ تھا۔ عقل سمجھ رکھنے والا تھا دانائی کا باپ تھا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کی تو ابو جہل جہالت کا باپ بن گیا۔ یہ ساری بات ہے کہ جو نیک کے ساتھ لگ گیا وہ بھی نیک بن گیا لیکن جو مخالفت میں آ جائے بغض میں آ جائے کینہ میں آ جائے اس کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ نمرود کون تھا اپنے وقت کا بادشاہ تھا۔ حکمران تھا اس کے حکم کے بغیر چڑیا پر نہیں مار سکتی تھی لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت میں آ گیا تو برباد ہو گیا۔ فرعون کے کئی ہزار جادوگر تھے اس نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرو کہ وہ اپنا عصا مبارک پھینکتے ہیں تو وہ بڑا سانپ بن جاتا ہے جادوگروں نے کہا کہ ہمارے پاس بھی بہت جادو ہے ہم بھی سانپ بنادیں گے۔ ہم بھی بہت عامل ہیں ہم بھی بہت بڑے شعبدے دکھا سکتے ہیں۔ مقابلہ شروع ہوا ایک طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دوسری طرف فرعون جادوگر تھے۔ فرعون جادوگروں نے عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام یا آپ پہلے اپنا کرتب دکھائیں یا ہمیں اجازت دیں کہ ہم پہلے اپنے کرتب دکھائیں اس میں ادب ہے اسی ادب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو مسلمان کر دیا۔ ایمان نصیب ہو گیا۔ انہوں نے اپنی رسیوں کے سانپ بنائے ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک پھینکا اور وہ سانپ بن کر سب کو کھا گیا تو تمام جادوگر اسی وقت ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ لگ کر زندہ جاوید ہو گئے فرعون مخالفت میں رہ کر تباہ ہو گیا۔ جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت کو جان لیا تھا کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا تھا۔ آج اگر تو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان لے گا تو عظمت مصطفیٰ ﷺ سے حصہ پالے گا۔ اگر نہیں تو پھر ابو جہل کا ساتھی تو ہے ہی۔ ہمارا نبی کریم ﷺ سے کیا تعلق ہے۔ ہمارا آپ ﷺ سے ادب کا تعلق ہے۔ ہم غلام ہیں وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو غلامی میں رہتا ہے اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ جو

آپ ﷺ کی عظمت کا انکار کرتا ہے جو مخالفت میں آتا ہے اس کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ یہی میری عرض ہے کہ ہماری عظمت اس میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا پٹہ گلے میں ہو۔ جتنی بندوں کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ کسی کی غلامی کا پٹہ ان کے گلے میں ہوتا ہے۔ یہ نبی علیہ السلام کی غلامی کا ہو یہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا ہو یہ پیر و مرشد کی غلامی کا ہو۔ ساری زندگی بھی اگر گناہ آلود گزری ہو لیکن آخر پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آ جائے تو بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ جس طرح سے کہ عرض کیا ہے کہ ایک کافر بوڑھے نے آخر وقت کلمہ پڑھ لیا زیارت مصطفیٰ ﷺ کا شرف حاصل ہو گیا اور مر گیا۔ کوئی عمل نہیں کر سکا کوئی نیک عمل پلے میں نہیں ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے کسی کو بغیر عمل کئے ہوئے جنتی کو دیکھنا ہو تو اس بوڑھے کو دیکھ لو۔ آج بھی یہ بات ہے کہ ایک طرف پیر ہے دوسری طرف اس کی مخالفت ہے جو پیر کا ساتھ لگ جاتا ہے اس کا بیڑہ پار ہو جاتا ہے اسی طرح سے کہ جس طرح صحابہ کرامؓ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر عظمت پا گئے۔ حالانکہ پیر صاحب جو ہے وہ نبی نہیں ہے لیکن پیر کا مشن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن ہے۔ پیر صاحب کی ہدایت پیر صاحب کی تبلیغ اور پیر صاحب کی منزل وہی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمائی ہے۔ آج بھی جو اس کے ساتھ ہے خواہ وہ بہرہ ہے لنگڑا ہے اندھا ہے وہ کیسا بھی ہے وہ جنتی ہے لیکن جو مخالفت میں ہے خواہ ایم پی اے ہے ایم این اے ہے یا کوئی وزیر کبیر ہے اس کا حشر ابو جہل سے بھی بدتر ہوگا کہ منافق کی سزا کافر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ تکبر نہ کرو کہ شیطان تکبر کی وجہ سے ہی مارا گیا ہے اپنے گلے میں کسی اللہ والے کی محبت اور ادب کا پٹہ ڈال لو۔ کسی کے ہو کر رہو۔ کسی کے بن کر رہو کسی کی غلامی میں رہو ایک عورت سے سوال کیا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ ہے اگر ہے تو وہ کتنے ہیں۔ یہ بھی نظریہ ہے نا کہ اللہ تعالیٰ دو ہیں ایک نیکی کا خدا ہے اور ایک بدی کا اللہ ہے۔ ہندوؤں کے تو کئی خدا ہیں وہ عورت چرخہ کا تتی تھی اس عورت نے جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ ہے اور ایک ہی ہے۔ ایک سے زیادہ نہیں ہیں پوچھا کہ کس طرح تمہیں معلوم ہوا کہ اللہ ہے اور ہے بھی ایک ہی کہنے لگی کہ میرا چرخہ ہے میں اسے چلاتی ہوں تو یہ چلتا ہے اگر میں نہ چلاؤں تو یہ نہیں چلتا۔ یہ تو معمولی چرخہ ہے اور اسے چلانے کیلئے چلانے والے کی ضرورت ہے جب چرخہ میرے بغیر نہیں چلتا تو کار خانہ قدرت بھی ایک چرخہ ہے اسے بھی چلانے والا ضرور موجود ہے۔ اور وہ ذات اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر یہ ہے کہ میں اکیلی چلاؤں تو چرخہ چلتا ہے اگر دو یا دو سے زائد چلائیں تو الے ہوں کہ ایک دستے سے پکڑے

دوسرا روئی پکڑے تیسرا نکلے کو پکڑے چوتھا روئی سے دھاگہ کھینچے تو یہ چرخہ نہیں چل سکتا چرخہ فرد واحد سے چلتا ہے۔ اگر خدا بھی ایک سے زائد ہوں تو نظام قدرت نہیں چل سکتا کہ ہر خدا اپنی مرضی کرے گا اور مرضی ایک دوسرے سے مخالفت میں بھی ہو سکتی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نظام قدرت کو چلا رہا ہے۔ لیکن یہ کس کی رضا سے چلا رہا ہے کیا وہ اپنی مرضی سے چلا رہا ہے یا کسی اور کی مرضی سے چلا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنی خوشی سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اب اگر مرضی مصطفیٰ ﷺ چلے گی تو پھر قدرت کا چرخہ چلے گا۔ کائنات کا نظام چلے گا صرف رضائے مصطفیٰ ﷺ چل رہی ہے۔

تیرے دم کا ہے تصدق یہ چہل پہل یہ رونق
تیرے دم قدم کے صدقے یہ نظام چل رہا ہے

حضور نبی کریم ﷺ اصل کائنات ہیں وجہ تخلیق کائنات ہیں جو اصل سے وابستہ رہتا ہے وہ قائم رہتا ہے جو ال سے اپنے تعلق ختم کر لیتا ہے۔ وہ خود ختم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعمال اپنی جگہ درست ہیں ضرور کرو لیکن اعمال کی بنیاد ایمان ہے اور ایمان کی بنیاد عقیدہ ہے۔ عقیدہ صحیح ہوگا تو ایمان قائم رہے گا۔ اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے اور ایمان کے بغیر اعمال کام نہیں آئیں گے منافق کا عقیدہ درست نہیں اس لئے وہ بے ایمان ہے۔ اور بے ایمان کے اعمال خواہ کیسے ہی درست ہوں بے کار ہیں۔ اللہ تعالیٰ عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے حضرات عقیدہ ہی بنیادی چیز ہے اس سے کبھی غافل نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے اور بدعقیدگی سے بچائے۔ بدعقیدہ لوگوں کے پاس نہ بیٹھوان کی محفل میں نہ جاؤ کسی مسئلہ پر ان سے بحث مباحثہ نہ کرو ہاں اگر تمہیں اتنا علم حاصل ہے کہ تم بدعقیدگی کے منہ توڑ جواب دے سکو تو پھر ان کے پاس جانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ کوئی قباحہ نہیں ہے۔ بدعقیدگی کے سیر حاصل جواب جب تک تمہیں نہیں آتے کوئی بحث نہ کرو ورنہ تم خود بھی گنہگار ہو گے اور تمہارا عقیدہ بھی متزلزل ہو جائے گا۔ وہ ایسی میٹھی گولی دیں گے جو دراصل زہر ہوگی کہ تمہیں خبر تک نہ ہوگی اور ایمان ہاتھ سے نکل

جائے گا۔ منافقت آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ وہ میں عرض کرتا ہوں ایک عالم دین تھے جو بعد میں بہت بڑے مولوی صاحب بنے وہ جب طالب علم تھے تو کسی مدرسہ میں پڑھتے تھے۔ راولپنڈی میں وہ مدرسہ ہے جہاں وہ تعلیم حاصل کرتے تھے اور وہ ان لوگوں کے مسلک کا مدرسہ تھا جو نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تھے آپ ﷺ کی شان کو کم کرتے تھے کہ ان کے پلے میں کچھ نہیں ہے وہ کچھ نہیں دے سکتے وہ مختار نہیں ہیں وہ فوت ہو گئے ہیں ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے وہ تو خود نہیں جانتے کہ ان کا انجام کیا ہوگا جنت میں جانا ہے کہ جہنم میں جانا ہے اس قسم کی گستاخیاں کرتے تھے۔ اس لڑکے کی خوش بختی دیکھو کہ وہ ایک روز گولڑہ شریف گیا۔ ان دنوں گولڑہ شریف میں لالہ باؤجی گدی نشین تھے جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے تھے اس لڑکے نے حضرت لالہ باؤجیؒ سے عرض کیا کہ حضرت صاحبؒ میں راولپنڈی میں ایک مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہا ہوں لیکن ان کا عقیدہ درست نہیں ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایسی باتیں کرتے ہیں کہ بہت دل آزاری ہوتی ہے میں تو وہ بیان بھی نہیں کر سکتا اب میں کیا کروں حضرت پیر لالہ باؤجیؒ نے فرمایا کہ بیٹا اگر ایمان بچانا چاہتے ہو تو ملتان چلے جاؤ۔ وہاں حضرت احمد سعید کاظمی صاحبؒ ہیں ان کے مدرسہ میں داخل ہو جاؤ ان سے تعلیم حاصل کرو۔ راولپنڈی والے مدرسہ کو چھوڑ دو۔ وہ لڑکا ملتان چلا گیا اور حضرت احمد سعید کاظمیؒ سے ملاقات کی اور سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہوا آپ یہاں آ گئے آپ کا ایمان بچ گیا۔ فرمایا کہ جس مدرسہ میں جس محفل میں نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کی جائے آپ ﷺ کی شان میں بے ادبی کی جائے وہ سارا مدرسہ وہ ساری محفل برباد ہو جاتی ہے۔ اور ساتھ ہی ایمان بھی نکل جاتا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ اس امر کی تصدیق بھی تو ہونی چاہئے کہ واقعی ایسا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ انشاء اللہ نبی پاک ﷺ تمہیں خود زیارت سے بھی نوازیں گے۔ اور ساتھ ہی یہ بتا بھی دیں گے۔ رات کو لڑکے کو خواب آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت کا شرف بھی بخشا اور فرمایا کہ تمہارا ایمان بچ گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کس طرح سے ایمان بچ گیا ہے۔ فرمایا کہ وہ میری شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور جو میری شان میں گستاخی کرتا ہے میری شان میں کمی پیدا کرتا ہے اس کا ایمان باقی نہیں رہتا۔ صبح اٹھا تو بہت خوش تھا حضرت احمد سعید کاظمیؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اس سے پہلے ہی فرمادیا کہ کیا میرے کہنے پر تسلی نہ ہوئی تھی کہ نبی پاک ﷺ نے بھی یہی ارشاد فرمایا ہے۔

سچے عقیدہ والے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی شان کو بڑھاتے ہیں اور غلط عقیدے والے لوگ نبی پاک ﷺ کی شان کو گھٹاتے ہیں نقص ڈھونڈتے رہتے ہیں یہی فرق ہے اللہ تعالیٰ اس فرق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری عرض ہے کہ ایسی محفل میں ایسے لوگوں کے پاس ایسی صحبت میں ایسی کتاب یا ایسی تفسیر میں نہ جاؤ کہ جس سے نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہونے کا احتمال ہو۔ اللہ تعالیٰ سچا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین۔

خطاب: آستانہ عالیہ نقشبندیہ۔ 24-9-99

دین میں آسانی پیدا کرو۔ سختی پیدا نہ کرو۔

خوش خبری دو۔ نفرت نہ پھیلاؤ (الحمد یث)

عقیدہ نجات کی بنیاد ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی یاایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔ کل ایک جگہ دسویں کے ختم میں شمولیت کا موقع ملا۔ علماء حضرات نے تقاریر فرمائیں۔ اس سے متعلق میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ (جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا من لا یرحم لا یرحم لا یرحم) ایک فاحشہ عورت تھی بدکردار اور زانیہ تھی وہ ایک کنویں کے پاس سے گزری تو دیکھا کہ وہاں ایک کتے کا بچہ ہے۔ جو بہت پیاسا ہے کبھی کنویں کے اندر دیکھتا ہے کبھی پیچھے ہٹ جاتا ہے پھر بھاگ کر کنویں کی طرف آتا ہے کنویں کے اندر پانی کو دیکھتا ہے لیکن وہاں تک اس کی رسائی نہیں ہوتی تو پیچھے ہٹ جاتا ہے لیکن پیاس کے مارے اس کا برا حال ہو رہا ہے زبان نکالی ہوئی ہے سخت پریشان ہے۔ اس عورت کو ترس آیا اس کے پاس نہ کوئی ڈول نہ کوئی رسی ہے اس نے اپنی چادر کنویں کے اندر لٹکائی اس کا پلو پانی سے تر ہو گیا وہ اس نے باہر نکالا اپنی جوتی کے اندر اس کو چھوڑا۔ اور اس کتے کے بچے کے سامنے رکھا۔ کتے نے پانی پی لیا۔ اس طرح سے عورت پانی نکالتی رہی اور کتا پیتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا۔ اس کی پیاس بجھ گئی اللہ تعالیٰ نے اس عمل کے صدقے کتے پر رحم کھانے کے صدقے اس عورت کو بخش دیا۔ جو مخلوق خدا پر رحم کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے۔ اپنی رحمت کی نظر سے اس کو دیکھتا ہے۔ ایک اور واقعہ ہے کہ ایک درخت تھا اس کا ایک ٹہن اتنا بڑا ہے اور اتنا جھکا ہوا ہے کہ راستہ بند ہو گیا ہے۔ اور وہاں سے گزرنے والوں کے لئے رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ ایک آدمی نے جب یہ دیکھا تو کلبھاڑی لے لے کر اس ٹہن کو کاٹ دیا اور لوگوں کی آمد و رفت کر لئے راستہ بنا دیا۔ راستہ صاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بھی بخش دیا۔ ایک حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نے ایک بلی کو رسی سے باندھ دیا۔ وہ بلی بھوک پیاسی مر گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لئے جہنم کو واجب کر دیا۔ جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کھاتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ ایک آدمی کا بیٹا بیمار ہو گیا بہت علاج معالجہ کرایا لیکن کوئی آرام نہ آیا۔ ایک حکیم

صاحب نے بتایا کہ آپ ’’لالی‘‘ (ایک پرندہ) کے دو چھوٹے نوزائیدہ بچوں کا خون لے آؤ تو میں دوائی بنا دوں گا اور انشاء اللہ تمہارے بیٹے کو آرام آ جائے گا۔ وہ شخص جنگل میں گیا اور لالی کے دو نوزائیدہ بچوں کو پکڑ لیا۔ لیکن جب ان کا خون لینے کے لئے ان کو ذبح کرنے لگا تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے ایک بیٹے کی خاطر کسی کے دو بچوں کا خون کر رہا ہوں۔ اسے بچوں پر پیار آ گیا رحم آ گیا اس نے ان بچوں کو جنگل میں جا کر وہیں چھوڑ دیا جہاں سے وہ انہیں لے کر آیا تھا۔ اور کہنے لگا کہ میرا بچہ جاتا ہے تو جائے میں اپنے ایک بچے کو بچانے کے لئے کسی کے دو بچوں کو نہیں ماروں گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادالپند آئی اس نے لالی کے بچوں پر رحم کھایا اس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اس کے بچے کو شفاء عطا فرمائی۔ جو مخلوق خدا پر رحم کھاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم فرماتے ہیں حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں اور ہر جوڑ کیلئے روزانہ ایک نیکی صدقہ ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ اتنی نیکیاں روزانہ کس طرح سے ممکن ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ راستے میں پڑے ہوئے پتھر کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے ایک صحابیؓ نے منت مانی کہ اگر میرا یہ کام بن جائے تو میں خانہ کعبہ کی چوکت کو بھی بوسہ دوں گا اور اس کی ’’سردل‘‘ کو بھی بوسہ دوں گا۔ اس کا کام بن گیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک منت مانی تھی وہ پوری ہوئی ہے اب میرے پاس مکہ شریف جانے کے لئے وسائل نہیں ہیں۔ تو میں کیا کروں۔ فرمایا کہ تو اپنے باپ کی پیشانی کو بوسہ دے دے اور اپنی ماں کے پاؤں کو بوسہ دے دے تو تیری منت پوری ہو جائیگی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے والدین تو فوت ہو چکے ہیں اب کس طرح سے بوسہ دوں۔ فرمایا کہ ان کی قبور پر چلے جاؤ۔ والد کی قبر کو سر ہانے کی طرف سے بوسہ دے دو اور والدہ کی قبر کو پاؤں کی طرف سے بوسہ دے دو۔ تمہاری منت پوری ہو جائیگی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں تو بہت چھوٹا تھا جب ان دونوں کا انتقال ہو گیا تھا مجھے تو ان کی قبروں کا بھی پتہ نہیں ہے۔ فرمایا قبرستان چلے جاؤ لکڑی سے دو قبروں کے نشان بنا لو ایک اپنے والد صاحب کی قبر کا تصور کر کے اس کے سر ہانے کو بوسہ دیدو اور دوسری کے پاؤں کی طرف بوسہ دے لو۔ تمہاری منت پوری ہو جائیگی۔ اس صحابیؓ نے یہ کام کر لیا تو اس کی منت پوری ہو گئی ایک صاحب نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ اگر کسی میت کو پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھ کر بخش دیا جائے تو اس میت کی

بخشش ہو جاتی ہے۔ اب میری عرض یہ ہے کہ جب تک ان اعمال کے ساتھ عقیدہ نفعی نہ کرو اس وقت بات نہیں بنتی۔ یہ فساد کی جڑ بن جائیگی۔ لوگ عقیدہ سے بے پرواہ ہو جائیں گے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میری امت کے بہتر فرقہ بن جائیں گے ان میں سے بہتر جنہی ہوں گے اور ایک جنتی فرقہ ہوگا۔ جو جنہی ہیں وہ خواہ چھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھیں۔ کلمہ صحیح ادا کریں کچھ نہیں بنے گا۔ وہ ایک کیا تمام کتوں کو پانی پلائیں پھر بھی کچھ نہیں بنے گا۔ اگر باپ کی پیشانی چومتے رہیں ماں کے قدموں کو بوسہ دیتے رہیں کچھ نہیں بنے گا ایک ٹہنی کیا وہ چاہے سارا درخت کاٹ دیں۔ جھگل کاٹ دیں راستے بنادیں۔ سرکیں تعمیر کر دیں۔ ہسپتال بنادیں تو پھر بھی کام نہیں بنے گا وہ راستے سے ایک پتھر کیا پورا پہاڑ بھی ہٹا دیں تو کام پھر بھی نہیں بنے گا۔ جب تک عقیدہ کی بات نہیں کرو گے صرف اعمال پر زور دو گے تو پھر تو ہر کوئی بندہ یہ کہے گا کہ چھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ لینا تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس طرح سے تمام کی بخشش ہو جائیگی۔ حضرات بخشش سب کی نہیں ہوگی۔ بخشش صرف ایک فرقہ کی ہوگی جس کا عقیدہ صحیح ہوگا۔ اب یہ کہ عقیدہ کس کا صحیح ہے اس کا عقیدہ درست ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتا ہے جو آپ ﷺ کے علم غیب کو مانتا ہے جو آپ ﷺ کو حاضر ناظر مانتا ہے جو آپ ﷺ کو حیات مانتا ہے جو آپ ﷺ کو شفع مانتا ہے۔ حضرات جب تک یہ عقیدہ نہ ہو اس وقت تک نہ تو ٹہنی کاٹنے سے کچھ بنتا ہے نہ کتے کو پانی پلانے سے کچھ بنتا ہے۔ نہ والد کی پیشانی چومنے سے نہ ماں کے قدم چومنے سے کچھ بنتا ہے۔ نہ کلمہ شریف کے ورد سے کچھ بنتا ہے۔ اگر بنتا ہے تو اس عقیدہ کے ساتھ بنتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر بخشش نہیں ہوگی۔ قیامت کے روز اتنی ہیبت ہوگی اللہ تعالیٰ ایسے جلال میں ہوں گے کہ عام آدمی کی بات تو ایک طرف رہی انبیاء علیہم السلام بھی خاموش ہو جائیں گے۔ کوئی بول نہیں سکے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس روز میں ان کا خطیب ہوں گا ان کی طرف سے بات کروں گا۔ فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے قدم رک جائیں گے محشر کے میدان کی طرف چل نہیں سکیں گے فرمایا کہ وہ سب میرے پیچھے پیچھے آئیں گے میں سب کا راہبر و راہنما ہوں گا۔ فرمایا کہ اس روز ہر ایک نبی علیہ السلام کو بھی شفاعت کی ضرورت ہوگی اور میں ان کا شفع ہوں گا۔ اور میں یہ باتیں فخر سے نہیں کہتا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو اس پر فخر کیوں نہیں۔ فرمایا کہ فخر تو وہ کریں جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ حضرات عقیدے کو پھل لگنا ہے

۔ اگر کوئی کہے کہ عمل سے جنت ملنی ہے تو یہی منافقت ہے۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ سمندر کے اندر ایک پہاڑی ابھری ہوئی تھی اس پر ایک بزرگ عبادت میں مصروف تھے پانچ سو سال عمر کے تھے۔ تمام ہندوں سے دور اپنی عبادت میں مصروف تھا۔ ایک درخت تھا جس کا پھل گرتا تھا تو وہ کھا لیتے تھے۔ اور کوئی کام نہیں۔ سوائے عبادت کے اور کوئی کام نہیں۔ نیکی ہی نیکی ہے گناہ کوئی نہیں ہے۔ وہ فوت ہو گیا۔ جب قبر میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شخص کو میری خاص رحمت کے صدقے بخش دیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ یا اللہ میری عرض یہ ہے کہ مجھے رحمت کی اتنی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے عمل کیا ہے ساری عمر پوری خلوص کے ساتھ تیری عبادت کی ہے۔ ریا کاری کے لئے نہیں بلکہ صرف تیری رضا کیلئے میں نے سجدے کئے ہیں۔ اگر اب بھی میں نے تیری رحمت کے سہارے ہی بخشا جانا ہے۔ تو پھر اعمال کیا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتو اس کا میزان لگا دو اس کی نیکیاں بدیاں سب رکھ دو۔ اور میں نے جو اس کو نعمتیں دی ہیں۔ ہاتھ پاؤں دئے ہیں۔ آنکھیں کان ناک اور دوسرے اعضا دیئے ہیں صحت مند جسم دیا ہے۔ اس نے ان سب کا شکر ادا نہیں کیا اس کا عذاب بھی رکھ دو پھر فرمایا کہ چلو باقی تمام جسم کو چھوڑ دو۔ معاف کر دو لیکن صرف ایک آنکھ کا جو اس نے شکر ادا نہیں کیا وہ بھی وہاں رکھ دو۔ جب ایسا ہوا تو اس ناشکری کے باعث اس کی بدیوں والا پلڑا بھاری ہو گیا۔ وہ رونے لگا کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے اپنی رحمت میں جگہ عطا فرما دے۔ حضرات ساری عمر عبادت بے ریا کرنے والا بھی عمل سے نہیں بخشا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس کی بخشش ہوئی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز جس کا اعمال نامہ کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ حضرات اعمال ضرور کریں نماز پڑھیں۔ حج کریں۔ قربانی کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ حفظ کریں۔ قاری بنیں مفسر بنیں۔ محدث بنیں۔ صدقہ دیں خیرات دیں۔ والدین کی خدمت کریں ادب کریں۔ یہ بڑے اچھے کام ہیں لیکن یہ جنت میں داخلہ نہیں دیتے۔ جنت میں داخلہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہے۔ ایک شخص نے شراب پی لی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو بہت ڈانٹا۔ اس نے توبہ کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں پھر نہیں پیوں گا۔ لیکن اس نے پھر شراب پی لی۔ دوسرے صحابہؓ نے اس پر لعنت ملامت کی کہ یہ بے ادب ہے گستاخ ہے نافرمان ہے جہنمی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے ایسا نہ کہو کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچا عشق کرنے والا ہے اس کی بخشش کی بہت امید ہے۔ گنہگار ضرور ہے۔ شراب نوشی کوئی چھوٹا موٹا گناہ نہیں ہے یہ گناہ کبیرہ میں سے

ہے قرآن مجید میں شراب نوشی کی ممانعت آئی ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے صدقے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ نیک والدین سے عقیدے والے کے گھر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ بچہ اسی روز فوت ہو جائے تو قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ سے لڑے گا کہ اے اللہ جب تک میرے والدین کو میرے ساتھ جنت میں نہیں بھیجے گا۔ میں بھی جنت میں نہیں جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جنت میں چلا جا لیکن وہ بچہ اس وقت تک جنت میں نہیں جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو بھی اس کے ساتھ جنت میں جانے کا اذن نہیں فرمادیں گے۔ یہ حدیث پاک ہے۔ حضرات عقیدہ رکھو تو پھر چاہے۔ پچھتر ہزار دفعہ کلمہ شریف ہو جائے یا پچھتر دفعہ ہو جائے یا دو چار دفعہ ہی ہو جائے یا ایک دفعہ ہی ہو جائے تو میت کی بخشش کیلئے کافی ہے۔ ایسے کئی واقعات بزرگوں سے منقول ہیں۔ حضرات عقیدہ جڑ ہے۔ جڑ قائم ہوگی تو درخت بنے گا۔ تنابنے گا۔ ٹہنی بنے گی۔ پتے نکلیں گے پھول کھلیں گے پھل آئے گا باغ و بہار آئے گی۔ اگر جڑ ہی نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں بنے گا۔ اللہ تعالیٰ عقیدہ درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے وہ اشعار پڑھیں جو آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کے وقت پڑھے ہیں۔ آپ ﷺ کے غم میں آپ نے اشعار کہے ہیں۔ شعر و شاعری کا عام رواج تھا عربی شعر کہہ لیتا تھا۔ اور اپنے غم اور خوشی کے اظہار کے لئے شعر کہتے تھے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ فرماتی ہیں کہ الہی روح فاطمہؑ روح محمد ﷺ کے پاس پہنچا دے۔ الہی مجھے دیدار حضور نبی کریم ﷺ سے مسرور بنا دے۔ الہی مجھے یہ صدمہ جھیلنے کے ثواب سے بے نصیب نہ رکھنا اور روز محشر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم نہ فرمانا۔ حالانکہ آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں لیکن سہارا کس چیز کا لے رہی ہیں۔ کس چیز کا دامن پکڑ رہی ہیں۔ قیامت کے روز حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا سہارا لے رہی ہیں۔ یہ جنتی بندے کی نشانی ہے۔ جس بندے نے صحیح رہنا ہے جس کا خاتمہ بالخیر ہونا ہے وہ ولی کے دامن سے وابستہ ہوتا ہے اس سے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پناہ میں ہوتا ہے اور رحمت رب سے حصہ پاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نبی علیہ السلام ہیں اور نبی علیہ السلام کے بیٹے ہیں آپ کی آخری عمر کی دعا ہے کہ اے زمین و آسمان کے خالق میری عرض سن۔ مجھے مارنا تو اسلام پر مارنا اور میری موت نیک لوگوں کے ساتھ آئے اور نیک لوگوں میں مجھے مارنا اور نیک لوگوں میں ہی اٹھانا۔ نبی ہیں اور نبی زادے ہیں اور دعا دیکھو کہ مجھے نیک لوگوں میں

رکھنا نیک لوگوں میں مارنا اور نیک لوگوں کے ساتھ ہی اٹھانا۔ یہ جنتی بندے کی زبان ہے نشانی ہے۔ ایک مثال پہلے بھی عرض کی ہے کہ ایک انجن ہے اور اس کے ڈبے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک رابطہ والی چیز بھی ہے جو بظاہر نظر نہیں آتی۔ وہ ہک ہے کنڈا ہے جو انجن اور ڈبے کے درمیان میں ہے۔ ہک کو نہ دیکھیں اس کو نہ بنائیں اور صرف ڈبے کی تیاری کرتے جائیں اس کو سجاتے جائیں اس کو اسے سی بنادیں اس کو فٹ کلاس کا بنادیں جو مرضی بنادیں لیکن اگر ہک اس کے ساتھ نہیں ہے انجن کے ساتھ اس کا کنکشن نہیں ہوگا تو انجن جہاں بھی چلا جائے وہ تو چلا جائیگا لیکن ڈبہ وہیں کا وہیں ٹھہرا رہ جائے گا۔ اگر ہک لگی ہوئی ہے اور انجن کے ساتھ ڈبہ جڑا ہوا ہے اس کا کنکشن انجن کے ساتھ ہے تو ڈبہ خواہ خستہ حال ہی کیوں نہ ہو وہ انجن کے ساتھ مل کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔ اب یہ جو بھی اعمال اوپر ذکر کئے ہیں کہ کتے کو پانی پلایا تو بخشش ہوگئی۔ درخت کاٹ کر راستہ صاف کر دیا تو بخشش ہوگئی یہ ڈبہ تو نظر آ رہا ہے لیکن ان کے ساتھ ہک نظر نہیں آ رہا ہے۔ وہ ہک کیا ہے وہ عقیدہ ہے وہ محبت ہے جو بندے کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوتی ہے اگر ہک نہیں ہے عقیدہ درست نہیں ہے تو لاکھ کتوں کو پانی پلاتے جاؤ۔ بدعقیدہ بندے کو چولستان بھیج دو۔ بلوچستان بھیج دو۔ چافٹی بھیج دو جہاں آجکل سخت خوش سالی ہے۔ بندے مر رہے ہیں۔ جانور مر رہے ہیں۔ بکریاں مر رہی ہیں پرندے مر رہے ہیں۔ درخت سوک گئے ہیں۔ سبزہ ختم ہو گیا ہے۔ پانی کی اتنی شدید قلت ہے جو پہلے شاید کبھی نہ ہوئی ہو۔ بدعقیدہ بندہ وہاں چلا جائے وہ وہاں پانی پلاتا رہے خواہ ساری ہی نہیں لگائی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستگی قائم ہی نہیں کی ہے۔ پہلے ہک لگاؤ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ واسطہ قائم کرو عقیدہ درست کرو تو پھر جو رحم کرے گا اس پر بھی رحم کیا جائے گا۔ اگر وہ ہک نہیں ہے تعلق نہیں ہے۔ محبت نہیں ہے۔ عشق نہیں ہے۔ تو پھر کوئی بھی نیکی کام نہیں آئے گی۔ کیونکہ نیکی سے پار نہیں جانا ہے۔ عقیدہ سے پار جانا ہے۔ عقیدہ جڑے ہے یہ درخت ہرا بھرا ہے۔ جھوم رہا ہے یہ ہمیں بہت اچھا نظر آ رہا ہے۔ لیکن جو اس کی اصل ہے وہ اس کی جڑ ہے جو ہمیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ یہ مکان ہے بہت عالیشان ہے پائیدار ہے کمرے خوبصورت ہو ادار ہیں پھر اسے سی بھی لگے ہوئے ہیں۔ قالین بچھے ہوئے ہیں لیکن اس کی ساری شان پائیداری اس کی بنیاد ہے جو ہمیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ وہ جو ہک ہے۔ جو جڑ ہے جو بنیاد ہے وہ عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اگر یہ تعلق درست ہے۔ تو بیڑہ پار ہے۔ اگر نہیں تو پھر کسی طرف بیڑہ لگ سکتا ہی نہیں ہے۔ المحضر ت کا یہ شعر ہر وقت سامنے رکھو

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جو ادھر شفاعت نہ مانے اس کو قیامت کے روز شفاعت نصیب نہ ہوگی۔

آجکل حضرت داتا صاحبؒ جو برائی کا عرس ہو رہا ہے تو ان سے متعلق اخبارات میں بھی بڑے مضامین

آ رہے ہیں آپ کی تصنیف **کشف المحجوب** کو پڑھیں تو اس میں کئی ابواب کئی CHAPTER

ایسے ہیں کہ جن میں ہے کہ بندہ تو اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا لیکن اس کو دیکھنے کا اس کا مشاہدہ کرنے کا طریقہ
یہ ہے کہ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ حج کرو۔ قربانی دو اس طرح سے انہوں نے کوئی بارہ ابواب ایسے بنائے

ہیں کہ جہاں آپ کے حجابات کو دور کر کے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قرب میں لے آئے ہیں۔ محبوب حجاب سے
ہے یعنی پردہ محبوب کا مطلب پر دے کے اندر چھپا ہوا اور کشف کے معنی ظاہر کر دینا۔ تو کشف

المحجوب کے معنی ہی یہ ہیں کہ چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دینا۔ داتا صاحبؒ نے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ

وغیرہ پر بڑا زور دیا ہے آپ بہت عالم ہیں علم والے ہیں لیکن جس طرح سے کہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ داتا

صاحبؒ کے اپنے کچھ پردے پڑے رہ گئے آپ کے کام رک گئے۔ پتہ نہ چلے کہ ان مسائل کا حل کیا

ہے۔ حالانکہ آپ شریعت کے پابند۔ سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پابند عالم فاضل علوم کو جاننے اور

سمجھنے والے تھے اس کتاب کے مطابق تو آپ کے پردے ہٹ جانے چاہئیں تھے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا داتا

صاحبؒ بہت بڑی ہستی ہیں **کشف المحجوب** کے تمام تقاضے پورے کرنے والے ہیں پھر بھی

پردے نہ ہٹ سکے۔ آپ حضرت بایزید بسطامیؒ کے روضے پر تشریف لے گئے وہاں صفائی کرتے رہے

جھاڑودیتے رہے تو کسی مسائل کا حل معلوم ہو گیا لیکن ایک مسئلہ پھر بھی رہ گیا تو آپ حضرت بلالؓ کے

روضہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں جھاڑودیتے رہے۔ مسئلہ یہ تھا کہ چار مسلک ہیں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی تو

میں ان میں سے کون سا مسلک اختیار کروں۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضرت بلالؓ کے روضہ پر جھاڑو

دیتے رہے تو حضور نبی کریم ﷺ نے کرم فرمایا اور اپنی زیارت سے نوازا بڑھ کر قدم بوسی کی اور حضرت داتا

صاحبؒ نے دیکھا کہ ایک شخص کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بازوؤں میں لیا ہوا ہے۔ اپنی جھولی میں لیا ہوا

ہے۔ حضرت داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص کی خوش قسمتی پر رشک آیا۔ داتا صاحبؒ نے جاننا

چاہا کہ یہ کون خوش نصیب ہے یہ خیال حضور نبی کریم ﷺ نے جان لیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا اور

تیرے شہر کا امام ابوحنیفہؒ ہے۔ داتا صاحبؒ بیدار ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ کے اس اشارہ کے مطابق حنفی مسلک اپنایا۔ لیکن پردہ کہاں کھلا۔ پردہ جو ہے وہ کسی کامل کے روضہ پر جھاڑو دینے سے کھلا۔ حج۔ نماز۔ روزہ ضرور کرو لیکن ان سے پردے نہیں کھلتے۔ حضرت داتاؒ کے پردے نہیں کھلے تو ہم کون ہیں ہم تو ان کی خاک پا جیسے بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رمز کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے کہ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت علیؑ کی نماز قضاء ہو گئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے سورج کو حکم فرمایا کہ واپس آؤ۔ سورج نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ میں تیری اطاعت میں ہوں تیرے حکم سے چل رہا ہوں۔ غروب ہو چکا ہوں لیکن تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دے رہے ہیں کہ واپس آ جاؤ۔ یا اللہ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ کا حکم بجالاؤں تو تیری گستاخی نہ ہو جائے اور اگر ان کا حکم نہ مانوں تو یہ کہیں بے ادبی اور گستاخی میں شمار نہ ہو جائے۔ یا اللہ مجھے حکم فرمائیں کہ اب میں کیا کروں۔ تیرے حکم کے مطابق چلتا رہوں یا تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق واپس لوٹ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دے دے تو اس کو بجالاؤ۔ اس وقت میری عبادت ترک کر دو۔ جس طرح سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں حکم دیدے ویسے ہی کرو اگر نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہاری تمام اطاعت تمہاری تمام عبادت ختم کر دی جائیگی اور سزا کے بھی مستحق قرار پاؤ گے۔ سورج فوراً واپس آ گیا۔ چاند کو حضور نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ادھر آ جاؤ۔ دو ٹکڑے ہو جاؤ۔ چاند بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا۔ یا اللہ میں تیری عبادت میں ہوں تیری اطاعت میں ہوں تیرے حکم کے تحت چل رہا ہوں اب آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے بلا رہے ہیں اور دو ٹکڑے ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ اب میں کیا کروں۔ فرمایا جب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دے دیں تو اس کو بجالاؤ میری عبادت چھوڑ دو اور ان کے حکم کی تعمیل کرو۔ جس طرح سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہوتا ہے اس کو راضی کر لو تو اچھے رہو گے۔ درخت اور دوسری نباتات قیام میں ہیں حیوانات چوپائے رکوع کی حالت میں ہیں۔ پتھر پہاڑ وغیرہ التحیات کی صورت میں ہیں۔ اور نماز میں یہ تمام عبادات بندے کیلئے سبکا کر دی گئی ہیں۔ بندہ نماز پڑھتا ہے تو قیام بھی کرتا ہے۔ رکوع بھی کرتا ہے سجدہ بھی بجالاتا ہے۔ اور پھر التحیات میں بھی بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بھی بیان کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھی پڑھتا اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اور تمام مومنوں کے لئے بخشش بھی طلب کرتا

ہے۔ دعا کرتا ہے۔ پتھر یا پہاڑ کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اپنی حالت کو تبدیل کرے اسی طرح پانی اور کیڑے مکوڑے زمین پر ریگنے والی مخلوق ہر وقت سجدہ کی حالت میں ہے۔ اور اپنی اس حالت کو تبدیل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمادیں تو وہ اپنی عبادت کو ترک کر کے حکم کی تعمیل بجالاتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے درخت کو حکم دیا کہ آؤ اور آ کر میری گواہی دو کہ میں کون ہوں۔ درخت نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ میں تیری عبادت میں مصروف ہوں قیام میں ہوں اگر یہ قیام ترک کر کے چلنا شروع کر دوں تو کہیں بے ادب شمار نہ ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیام چھوڑ دو اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علامی میں چلے جاؤ۔ جس طرح وہ حکم دیں ویسے ہی کرو۔ اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم نہیں مانو گے تو میں تمہارا یہ قیام قبول ہی نہیں کروں گا۔ درخت زمین سے نکل آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہو گیا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت عکرمہؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے حاضر ہوئے عرض کیا کہ وہ پتھر جو پانی کے دوسری طرف ہے وہ پانی پر تیر کر آئے اور آپ کی نبوت کی گواہی دے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ جا کر اس پتھر کو کہو کہ تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے۔ جب حضرت عکرمہؓ نے اس پتھر کو حضور نبی کریم ﷺ کا پیغام دیا تو اس نے بھی اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ میں تیری عبادت میں مصروف التحیات میں بیٹھا ہوا ہوں۔ آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے بلا رہے ہیں اب بتائیے کہ کیا حکم ہے۔ یا اللہ تیری اطاعت میں بیٹھیں بیٹھا رہوں یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو جاؤں۔ میرے اس عمل سے کہیں تیری عبادت میں خلل تو نہیں پڑ جائے گا میں بے ادبوں میں شمار تو نہیں کر لیا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دے دے ویسے ہی کرو مجھے تیری عبادت سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا زیادہ پسند ہے۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میری ہی اطاعت ہے۔ پتھر پانی پر چل کر آ گیا۔ پتھر کا پانی پر چلنا ممکن نہیں ہے۔ لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمادیں تو پھر پانی پر چلتے ہیں تیرتے ہیں پھر سانس کے تمام اصول ٹوٹ جاتے ہیں۔ پتھر کے پاؤں بھی بن جائیں گے یہ چلنے بھی لگے گا یہ پانی پر تیرنے بھی لگ جائے گا۔ ایک صحابی حضرت ابی بن کعبؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو بلایا۔ دو رکعت پڑھ چکے تھے دو رکعت باقی تھیں اس صحابیؓ نے جلدی جلدی اپنی نماز پوری کر لی اور

خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیر کیوں کر دی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں تھا۔ آدمی جب نماز نیت کر لیتا ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے گویا ایک معاہدہ ہو جاتا ہے کہ یا اللہ اب میں تیری عبادت میں مصروف ہوں تیری طرف متوجہ ہوں اب کسی دوسری طرف دھیان نہیں کروں گا اور میں نماز سے باہر نہیں نکلوں گا اور اگر نماز کی تکمیل سے پہلے وہ نماز سے باہر آتا ہے۔ تو پوری نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے کہ جو اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا۔ تو صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں تھا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس کی اطاعت میں تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا کہ جب تمہیں نبی پاک بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ (الانفال ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلائے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں، پھر جب بھی اسے بلا تے تو جتنی بھی رکعتیں پڑھی ہو تیں وہیں سے چھوڑ کر آ جاتا اللہ تعالیٰ نے قانون ہی بدل دیا کہ میری عبادت ختم کر دو۔ جب میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں حکم دیدیں تو وہ فائق ہے پہلے وہ حکم بجالاؤ۔ حالانکہ نماز کی اہمیت اور عظمت ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ رخ کعبہ کی طرف سے نہ پھیرے اور یہ تصور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور اگر یہ نہیں تو از کم اتنا ضرور خیال ہو کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ آواز بلند نہ کرے۔ کسی سے گفتگو نہ کرے اشارہ نہ کرے یہ تمام نماز کے لوازمات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب ختم کر دو اور جب میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں بلائے تو جا کر ان سے گفتگو بھی کرو کسی کام سے بھیج رہے ہیں تو وہ کام بھی کر کے آؤ۔ کعبہ سے رخ کسی دوسری طرف ہوتا ہے تو ہونے دو۔ کیونکہ اس وقت تم کعبے کے کعبے کی غلامی میں ہو۔

معلوم ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

آدمی جب فوت ہو جاتا ہے تو عبادات ختم ہو جاتی ہیں اعمال ختم ہو جاتے ہیں اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ دارالجزا شروع ہو جاتا ہے۔ دارالجزا میں عبادت نہیں۔ عمل نہیں۔ آپ کہیں کہ میں قبر میں نماز پڑھ لوں تو وقت تو بہت ہے پڑھ لو لیکن قبول نہیں۔ اللہ کے بندے ایسے ہیں جو قبور میں بھی نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے پاس سے حضور نبی کریم ﷺ معراج شریف کی رات گزرے تو دیکھا کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں یہ ان کی اپنی عظمت ہے وہ اپنے سرور کیلئے پڑھتے ہیں یہ ان کے قرب الہی حاصل ہونے کی نشانی ہے۔ لیکن قبر میں نماز فرض نہیں ہے۔ قبر سے لے کر حشر تک دار جزا ہے۔ ثواب ملنا ہے کہ عذاب ہونا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ دار جزا میں حشر کے دن سجدہ ریز ہوں گے اور عرض کریں گے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ پتہ چلا کہ ہماری بخشش کا بہانہ حضور نبی کریم ﷺ کے سجدے ہیں۔ نیند کوئی عبادت نہیں ہے۔ نیند غفلت کا نام ہے۔ نماز پڑھ لی ہے تو اب سو جاؤ۔ تسبیح کر لی ہے تو اب سو جاؤ۔ آرام کا نام ہے۔ لیکن اگر کوئی بندہ سونے سے پہلے یہ کہہ لے کہ یا اللہ مجھے نیند آئے تو ایسی نیند آئے کہ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ہو جائے۔ پھر زیارت کا شرف حاصل ہو جائے یا نہ ہو جائے ایسی نیند بھی عبادت میں شامل ہے یہ ایک آسان طریقہ ہے یہ کر لیا کرو۔ جاگتے ہوئے تو ہم سے کوئی نیکی ہونی ہے کہ نہیں ہونی ہے۔ یہ ایک TRICK ہے۔ ایک حیلہ ہے ایک بہانہ ہے۔

جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی حاصل

اے عشق کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا

کسی دوسرے شاعر کا شعر ہے۔ کہ

شاید تیری قسمت میں حضوری کی گھڑی ہو

اے دیدہ بیدار کچھ دیر کو سو لے

جب بندہ یہ تمنا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے نیند دے لیکن ایسی نیند دے کہ جس میں تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو جائے۔ تو وہ نیند بھی عبادت ہے اور ہزاروں بیداریوں سے افضل ہے اللہ تعالیٰ ایسی نیند سونے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسی دعا مانگ کر سونے کی توفیق عطا فرمائے۔ زیارت ہوگئی تو کیا بات ہے لیکن اگر کسی وجہ سے نہیں ہوئی تو یہ تمنا لے کر جب قبر میں جائے گا تو قبر روشن ہو جائے گی۔ اور جس کی قبر روشن ہے وہ جنتی ہے اس کے لئے جنت کی کھڑی کھل جاتی ہے اور جس کی قبر سیاہ ہے اندھیری ہے۔ کالی ہے وہ مارا گیا وہ پھنس گیا۔ اس کے لئے (اللہ معافی دے) جہنم کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔ قبر کی روشنی کا بہانہ اور دعا یہ ہے کہ کتے دیکھن توں پہلے مرنے جاواں یا رسول اللہ ﷺ ایک تو دنیاوی آگ ہے سودر بے سنٹی گریڈ پر پانی ایلنے لگتا ہے۔ یہ ویلڈنگ کرنے کے لئے جو شعلہ استعمال ہوتا ہے وہ 3600 درجے سنٹی گریڈ پر ہوتا ہے۔ سورج کا اندرونی درجہ حرارت 15000000 (ڈیڑھ کروڑ) درجے سنٹی گریڈ اندازہ

کیا گیا ہے۔ جبکہ اس کی بیرونی سطح کا درجہ حرارت 6000 درجے سنٹی گریڈ اندازہ کیا گیا ہے۔ اور اور انسانی جسم کا درجہ حرارت صرف 37 درجے سنٹی گریڈ ہوتا ہے۔ یہ دنیاوی درجہ حرارت ہیں ان سے سترگنا زیادہ درجہ حرارت دوزخ کا ہے۔ اور جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے خواہ وہ تھوڑا ہے کہ زیادہ ہے اس کی تپش جہنم کی آگ سے بھی سترگنا زیادہ ہے اس لئے دوزخ کی آگ عاشق کو نہیں جلا سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہیں۔ قیامت کے روز نہایت نورانی چہروں والے آدمی ہوں گے جن کو موٹے موٹے لوہے کے زنجیروں سے باندھ کر رکھا جائے گا لوگ حیران ہوں گے کہ اتنی نورانی شکلیں اور یہ سزا دی جا رہی ہے ان کو بتایا جائے گا کہ یہ سزا کے طور پر نہیں بلکہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے عاشق ہیں اور ان کا یہ کہنا ہے کہ یا اللہ ہمیں دوزخ میں ڈال دے ان کو اس لئے باندھ کر رکھا گیا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں کود جائے گا تو اس کے عشق مصطفیٰ ﷺ سے جہنم ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اور جن کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے وہ جب پل صراط سے گزریں گے جہنم عرض کرے گی کہ یا اللہ ان کو جلدی سے گزار دے میں ان کے نور مصطفیٰ ﷺ عشق مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ٹھنڈی ہو رہی ہوں عشق مصطفیٰ ﷺ کی تپش سے دوزخ بھی پناہ مانگتی ہے کہ اس سے میں بجھ جاؤں گی۔ اپنے دلوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا کر لو۔ جس طرح سے ایک بیج ہوتا ہے۔ اس بیج سے درخت بن جاتا ہے۔ اسی طرح سے پہلے محبت پیدا ہوتی ہے جو بڑھ کر عشق میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جب محبت ہوتی ہے تو ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں مدینہ پاک کی زیارت کرا دے اور جب عشق ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ جس طرح محبوب راضی اسی طرح سے کر دے۔ اپنی رضا کو حضور نبی کریم ﷺ کی رضا کے تابع کر دیتے ہیں۔ ایک آدمی تھا بہت عابد اور زاہد ہر وقت عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرشتو جا کر اس کو بتا دو کہ اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہے اور اس کا نام جہنمیوں میں لکھ دیا گیا ہے۔ وہ شخص پہلے سے بھی زیادہ عبادت کرنے لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتو جا کر اس شخص سے پوچھو کہ تمہاری عبادت تو تمام رائیگاں گئی ہے قبول نہیں ہوئی اور دوزخیوں میں تمہارا نام درج کر دیا گیا ہے اور تو اب پہلے سے بھی زیادہ لگن اور محنت سے عبادت کر رہا ہے فرشتے آئے اور پوچھا کہ اب تو کیوں عبادت کر رہا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اب میں شکرانے کے طور پر اللہ کی عبادت کر رہا ہوں کہ وہ مجھے بھولا تو نہیں ہے اس نے اپنے رجسٹر میں میرا نام تو درج کیا ہے۔ خواہ کسی بھی رجسٹر میں کیا ہے۔ میں اسے یاد تو ہوں۔ میں اس کی لسٹ میں تو موجود ہوں خواہ وہ لسٹ کیسی بھی ہے۔ جس طرح یہ عبادت کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا۔ اس کی ساری عبادت قبول فرمائی اور اس کو اپنے خاص بندوں میں شامل

کر لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا نہ اقرار کرو نہ انکار کرو۔ اگر کہو گے کہ ہاں محبت ہے تو یہ ریاکاری ہے اور اگر کہو کہ محبت نہیں ہے تو یہ بے ایمانی ہے اس کی رضا سے راضی ہو جاؤ۔ آپ نعت پڑھتے ہیں تو کیوں پڑھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب یہ ریکارڈنگ کرتے ہیں۔ لکھا پڑھی کرتے ہیں تو کیوں کرتے ہیں آپ محفل میں آتے ہیں تو کیوں آتے ہیں۔ میں تقریر کرتا ہوں تو کیوں کرتا ہوں اس کا کوئی نہ کوئی محرک ہے۔ محبت والا محفل میں آتا ہے اسلئے کہ اس کی بخشش ہو جائے۔ عشق والا محفل میں اس لئے آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ راضی ہو جائیں۔ محبت والے کا آنا اور ہے عشق والے کا آنا اور ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سب سے بڑا عشق کون ہے۔ سب سے بڑے عاشق حضور نبی کریم ﷺ ہیں جب تک ان کی طرف سے اشارہ نہ ہو نہ تیرے دل میں محبت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی تمہارے دل میں عشق پیدا ہو سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی ہے میں نے تہجد پڑھی ہے میں محفل میں آیا ہوں ہم میں میں کرتے ہیں حالانکہ ہر چیز کی توفیق ہر چیز کی حرکت ہر چیز پر کرم من جانب نبی کریم ﷺ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ در نبی پاک ﷺ سے ملتا ہے۔ کام در نبی ﷺ سے بنتا ہے جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں رحم آتا ہے تو وہ ہم پر کرم کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح میرے نبی پاک ﷺ چاہتے ہیں ویسا ہی کر دو۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

بس تم اپنی نگاہ اسی طرف رکھو۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ کی بخشش بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سارا کرم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے آپ ﷺ کے در سے سب کچھ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش بشیر احمد بٹ صاحب 27-05-2000

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

مومن کی فراست

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! بشیر احمد بٹ صاحب تیل کپنی آرا کو سعودی عرب میں ملازم تھے۔ آپ نے اس دور کا
ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ عربی لوگ اکٹھے مل کر ایک ہی پلیٹ میں سالن ڈال کر کھانا کھاتے ہیں ہماری
طرح اپنی الگ الگ پلیٹ استعمال نہیں کرتے۔ ایک روز دو پہر کھانے کا وقت تھا ہم سب میس
MESS میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ہم میں عربی بھی تھے جو اپنے دستور اور رواج کے مطابق ایک ہی
بڑے تھال میں سالن ڈال کر کھا رہے تھے کہ ایک ڈرائیور جو سکھ تھا وہ ادھر آ گیا۔ عربی لوگوں نے اس کو
دیکھا تو اپنی روائتی مہمان نوازی کی خاطر اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی۔ وہ ہچکچایا کہ وہ مسلمان نہیں تھا
اس لئے ان کے ساتھ شامل ہو کر کھانا کیسے کھا سکتا تھا۔ لیکن عربی لوگوں نے اس کو مجبور کر دیا کہ وہ ان کے
ساتھ کھانا کھائے۔ سکھ نے ان کے ساتھ کھانا شروع کر دیا۔ ہم نے جب دیکھا تو ان لوگوں کو بتایا کہ یہ بد
مذہب ہے سکھ ہے نجس ہے اس کو اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاؤ لیکن عربی دوست اس سکھ کے چہرے بشرے کو
دیکھ کر اس غلط فہمی میں تھے کہ یہ کوئی بڑا مولوی صاحب ہے معلم ہے مسلمان ہے اس کو کیوں اپنے ساتھ کھانا
نہ کھلائیں۔ بشیر صاحب بتاتے ہیں کہ ہمارے کہنے کے باوجود بھی عربی نہ مانے اور اس سکھ کو مولوی
صاحب سمجھتے ہوئے اس کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کئے رکھا۔ اور وہ بے چارہ کشکش میں مبتلا تھا لیکن
کھانا کھاتا رہا۔ میری عرض یہ ہے کہ عربی لوگ اس سکھ کو بہت بڑا مولوی سمجھتے رہے کہ بہت متقی ہے پرہیز
گار ہے سنت رسول ﷺ کا بڑا پاس کرنے والا ہے۔ وہ اس کو کیوں نہ پہچان سکے کہ یہ مسلمان نہیں ہے
مومن نہیں ہے صرف اس لئے کہ پہچان کرنے والوں کا عقیدہ درست نہیں تھا۔ اگر عقیدہ درست ہو تو ایک
لمحہ میں سب کی پہچان ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میں منافق کو اس کا چہرہ دیکھ کر
پہچان لیتا ہوں۔ منافق کہنے لگے کہ ہم تو ہر دم ان کے سامنے رہتے ہیں۔ یہ ہم کو تو پہچان نہیں سکتے ہمارا تو
ان کو پتہ نہیں چلتا ہمیں تو کبھی انہوں نے ٹوکا نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک روز ممبر شریف پر تشریف

فرما ہوئے اور منافقوں کے نام لے لے کر فرمایا کہ تو بھی منافق ہے تو بھی منافق ہے۔ اور فرمایا کہ جو کچھ کوئی پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھ لے۔ یہ اعلان صرف وہی شخص کر سکتا ہے کہ جس کو ہر چیز کا علم ہو۔ ماضی حال اور مستقبل ہر زمانہ کی بات جانتا ہو۔ فرمایا کہ خدا کی قسم میں سب کچھ جانتا ہوں۔ مومن تو اسی وقت مان گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کچھ جانتے ہیں۔ ایک صحابیؓ تھے لوگ اس کو طعنہ دیتے تھے کہ یہ اپنے باپ کا نطفہ نہیں ہے اس نے سوچا کہ آج در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کھلا ہوا ہے در یائے رحمت جوش پر ہے آج پتہ ہی چل جائے کہ میں حلالی ہوں کہ نہیں ہوں۔ لوگوں نے مجھے ساری عمر طعنے دئے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے فرمایا کہ تو حلال کا ہے تو حدیفہ کا بیٹا ہے۔ حضرت عبداللہ بن حدیفہؓ ہے۔ ایک منافق بھی تھا جو بڑا متقی پر ہیروز گارنمازی تھا۔ بظاہر براہ کسا مومن تھا اس نے سوچا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرمادیں کہ میں جنتی ہوں تو سارے منافق پاس ہو جائیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق بھی پتہ چل جائے گا کہ ان کو پہچان نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا کہ تو منافق ہے جہنمی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف چہروں کو پہچانتے ہیں بلکہ آپ ﷺ دلوں کی کیفیت بھی جانتے ہیں۔ جنگ تبوک میں اسی نوے بندے پیچھے رہ گئے جنگ میں شامل ہونے کیلئے نہ جاسکے ان میں مومن بھی تھے اور منافق بھی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے آئے تو یہ بندے حاضر ہوئے اور معافی مانگ رہے ہیں کسی نے کہا کہ میری بیوی بیمار تھی۔ کسی نے کہا میری طبیعت خراب تھی کسی نے سواری کا بہانہ بنایا اس طرح کے مختلف حیلے بہانے بناتے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی درگزر فرماتے رہے۔ ایک مومن بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی بہانہ نہیں ہے۔ جنگ میں جانے کا پورا ارادہ تھا۔ سواری بھی تھی ڈاچی بھی بہت تیز رفتار تھی میں نے سوچا کہ اگر بعد میں بھی چلا پھر بھی جلدی پہنچ جاؤں گا بس اس طرح سستی اور پھر سستی ہوئی گئی آج جاتا ہوں کل جاؤں گا پھر اتنی دیر ہوگئی کہ سوچا اب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مجاہدین واپس آ رہے ہوں گے اب میرے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ سوچ کر رہ گیا اور یا رسول اللہ ﷺ سستی ہوگئی غلطی ہوگئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں جب تک وہ تمہارا فیصلہ نہ کر دے تمہارا بایکاٹ ہے کوئی تم سے بات نہ کرے حتیٰ کہ فرمایا کہ اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ نہ رہے۔ وہ صحابی جب باہر نکلے تو لوگوں نے کہا کہ ساری دنیا بہانے بنا رہی تھی تو

بھی کوئی بہانہ بنا لیتا۔ انہوں نے بھی تو جھوٹ بولا ہے کہ کسی کی ماں بیمار ہے۔ کہاں بیمار ہے وہ تو تندرست ہے فلاں نے کہا بیٹا بیمار ہے فلاں نے کہا کہ ڈاچی بیمار ہے کسی کا کوئی بیمار نہیں ہے یہ سب تو بہانے تھے تو بھی بہانہ بنا لیتا جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر مہربانی فرمائی تم سے بھی درگزر فرما لیتے۔ اس صحابیؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس ہستی کے سامنے جھوٹ بولتا جو دلوں کے بھید کو بھی جانتے ہیں۔ حضرات سکھ کو صرف وہ شخص مولوی کہے گا جس کے اپنے ایمان میں کمی ہے اگر مومن ہے تو سکھ کے چہرے سے ہی پہچان جائے گا کہ یہ نجس ہے پلید ہے۔ خواہ اس کی کتنی لمبی داڑھی ہو اور سفید رنگت ہو اور بظاہر بڑا مولوی نظر آتا ہو ایک بزرگ تھے ولی اللہ تھے ان کی محفل میں ایک آدمی آیا جو شکل و صورت سے طالب علم بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ حضرت صاحب آپ یہ فرمائیں کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اس بزرگ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اس طالب علم کی قمیص اتار دو کہ اس نے اس کے نیچے سے زنا رہن رکھا ہے۔ زنا روہ دھاگہ ہوتا ہے جو ہندو پہنتے ہیں اس طالب علم نے کہا کہ آپ کو کیسے پتہ ہے کہ میں نے زنا رہن پہنا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو خود ہی کہہ رہا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نور کسی کو دیا ہی نہیں ہے۔ بڑا مشہور قصہ ہے کہ محمود غزنویؒ نے ہندوستان پر سولہ حملے کئے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کسی نے بتایا کہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ بڑے بزرگ ہیں ان کے پاس جا کر دعا کراؤ تو انشاء اللہ کامیابی ہو جائیگی۔ محمود غزنویؒ کے دل میں خیال آیا کہ جانا تو ہے لیکن زرا پیر صاحب کا ٹٹ تو کر لیں کہ وہ کچھ صاحب بصیرت ہیں کہ نہیں۔ محمود غزنویؒ نے چند عورتوں کو مردانہ لباس و شکل و صورت بنا کر اور چند آدمیوں کو عورتوں کی طرح میک اب وغیرہ کر کے عورتوں جیسا لباس پہنا دیا اور ساتھ لے لیا۔ جب حاضر ہوا تو جو عورتیں مردوں کی طرح بنی ہوئی تھیں ان کو ساتھ لے کر اندر گیا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا کہ ان غیر محرم کو باہر نکال دو۔ وہ ڈر گیا اور سمجھ گیا کہ پیر صاحب واقعی بصیرت رکھتے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ حضرت صاحب سومنات فتح نہیں ہو رہا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا فرمائے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ۔ اس کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا تو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ پھر آپ نے کئی بار یہ سنا ہوا ہے کہ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی قمیص کے صدقہ اور وسیلہ سے سومنات فتح ہوا۔ ہم آج جو مسلمان ہیں وہ اس قمیص کی وجہ سے ہیں۔ یہ قمیص ولی اللہ کے جسم سے لگی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے

اولیاء اللہ کا لحاظ ہے۔ آپ کہیں کہ کہاں کا مذہب ہے کہ قمیص جو ولی اللہ کے جسم سے چھو جائے وہ فتح کا باعث بنتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ میری امت کے ولی وہی نصرف رکھتے ہیں جو نبی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی جاتی رہی۔ مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو پتہ چلا کہ والد صاحب کی بینائی جاتی رہی ہے تو فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ یہ میرے والد محترم کی آنکھوں پر لگا دینا تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی اور ایسا ہی ہوا۔ جس طرح سے ایک نبی علیہ السلام کی قمیص آنکھوں کی بینائی درست کر رہی ہے اسی طرح سے ایک ولی اللہ کی قمیص سومات کو فتح کر رہی ہے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شریفور والی سرکار کے دربار پر چار سٹھ آئے جنہوں نے رات کو ڈاکہ ڈالنا تھا وہ میاں صاحب کے دربار پر آئے کہ یہاں کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں اور آرام بھی کرتے ہیں کہ رات ڈھل جائے تو اپنا کام کریں گے جب لنگر کھل گیا۔ لنگر تقسیم ہونے لگا تو میاں صاحب تشریف لے آئے فرمایا کہ ان سرداروں کو کھانا پہلے دے دو۔ انہوں نے جا کر ڈاکہ ڈالنا ہے۔ یہ مومن کی فراست ہے۔ وہ سکھ کھڑے ہو گئے عرض کیا کہ میاں صاحب ہمیں کلمہ پڑھا دیں مسلمان کر دیں آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے ہم واقعی ڈاکو تھے اور اسی غرض سے آج یہاں شریفور میں آئے تھے اور آپ سارا واقعہ جانتے ہیں کہ یہ سکھ پھر بہت بڑے ولی بن گئے اور میاں صاحب کے خلفاء میں ان کا شمار ہے۔ یہ میاں صاحب کی بصیرت اور نصرف کا کمال ہے یہ میاں صاحب کی نظر عنایت کا اثر ہے۔ یہ ساری چیزیں اسلام میں سچے مذہب اور دین سے ہیں جب عقیدہ صحیح ہوتا ہے تو پھر یہ ساری چیزیں آتی ہیں۔ کئی ایسے بندے ہیں جو چہرہ دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہ یہودی ہے یہ عیسائی ہے یہ منافق ہے یہ شیعہ ہے یہ قادیانی ہے یہ دیوبندی ہے۔ یہ سنی ہے یہ بریلوی ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ جب کوئی بندہ نوافل میں زیادتی کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی آنکھیں میری آنکھیں بن جاتی ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے یہ ہے وہ اللہ کا نور جس سے مومن دیکھتا ہے۔ یہ نور بصیرت ہے جو کام کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہی نور لے کر آئے ہیں وہ سراپا خود نور ہیں اور یہی نور آپ ﷺ لوگوں میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی عظمت کے باعث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز اپنے ہر اچھے عقیدے والے امتی کو پہچان لیں گے۔ کسی کی سفارش کرنے کیلئے اس کے کیس کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ کیس اس کا چوری کا ہے آپ اس کے لئے زنا

کے کیس کی سفارش کر رہے ہیں وہ کہیں گے کہ آپ عجیب بندے ہیں کہ ملزم نے چوری کی ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ زانی ہے اس کی چوری کی نوعیت اس کے گناہ کی نوعیت کا پتہ ہونا چاہئے۔ اس کے ایمان کی کیفیت کا پتہ ہونا چاہئے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منافق کی شفاعت نہیں کرتے بد مذہب کی شفاعت نہیں کرتے۔ آپ ﷺ صرف اچھے عقیدے والے کی شفاعت کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ اس کے پیچھے ہے اور یہ علم وہ جس کو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ علم حضور نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ اور وہ اپنے کرم سے اولیاء اللہ کو عطا فرما رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ٹی وی کی ایجاد سے بہت مسائل حل ہو گئے ہیں۔ علم غائب آ گیا ہے۔ میچ کہیں بھی ہو رہا ہے لیکن وہ پوری دنیا میں ہر گھر میں دیکھا جا رہا ہے اب کوئی غائب نہیں رہا علم غیب کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ خدا کے بندو یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ علم غیب وہ ہے جس کا ادراک کسی بھی حواس خمسہ سے نہ ہو سکے نہ دیکھا جاسکے نہ سونگھا جاسکے نہ چکھا جاسکے نہ سنا جاسکے نہ چھوا جاسکے وہ علم غیب ہے۔ آپ تمام زمانے کے ٹی وی۔ تمام زمانے کے کیرے۔ خوردین۔ دور بین جو چاہیں وہ قبر میں لگا دیں اور پتہ کرنے کی کوشش کریں کہ میت کو عذاب ہو رہا ہے کہ ثواب ہو رہا ہے آپ ہر گز پتہ نہیں لگا سکیں گے۔ آپ یہ کہیں کہ باہر اس کی آواز آ جائے گی اس کی فوٹو آ جائے گی۔ منکیر نکیر اور ان کے سوال جواب باہر سرکین پر آ جائیں گے۔ ہر گز نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن نور بصیرت والے جانتے ہیں کہ قبر کے اندر کیا ہو رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبرستان سے گزرے تو آپ کی سواری ڈر گئی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بہت اکیل جانور ہے یہ کیوں بدک گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دو قبور کے اندر اہل قبر کو عذاب ہو رہا ہے یہ اس عذاب کو دیکھ کر ڈر گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کو عذاب کیوں ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کیوں ہو رہا ہے۔ کیا یہ ٹی وی یا کوئی ساؤنڈ سسٹم بتا سکتا ہے۔ ہر گز نہیں بتا سکتا کہ یہ علم غیب ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی عطا سے آپ ﷺ کے کرم سے اولیاء اللہ تا قیامت یہ علم رکھتے ہیں ان کو کشف القبور حاصل ہوتا ہے وہ میت کے حالات کو بھی جانتے ہیں اور میت سے گفتگو کرنے کا بھی تصرف رکھتے ہیں۔ حضرت علیؓ کے پاس ایک جنازہ آیا کہ حضرت صاحب آپ اس میت کا جنازہ پڑھا دیں دراصل وہ ایک شرارت تھی۔ کوفے کے چند نوجوان

ایک لڑکے کو میت ظاہر کر کے لے آئے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا جنازہ پڑھائیں گے ہم اس پر ایک کنکری پھینکیں گے تو یہ اٹھ کھڑا ہوگا تو ہم حضرت علیؑ کا مذاق (نعوذ باللہ) اڑائیں گے کہ یہ کہتے ہیں کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے شہر کا دروازہ ہوں لیکن یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ آگے چار پائی پر زندہ ہے یا میت ہے۔ جب جنازہ رکھا گیا اور حضرت علیؑ سے عرض کی گئی کہ نماز جنازہ پڑھا دیں حضرت علیؑ نے پوچھا کہ میت کا کوئی وارث ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں اس کا والد ہوں آپ نے اس سے اجازت مانگی کہ اگر اجازت ہو تو میں نماز جنازہ پڑھا دوں۔ وہ والد بھی شرارتی ٹولے میں شامل تھا اس نے کہا کہ ضرور پڑھا دیں۔ حضرت علیؑ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ لوگوں نے اپنی سوچی سمجھی سکیم کے تحت میت پر پتھر پھینکے لیکن وہ نہ اٹھا۔ لوگوں نے چہرے سے پردہ ہٹایا تو یہ مذاق حقیقت میں بدل چکا تھا۔ وہ نوجوان حقیقت میں مر چکا تھا۔ حضرت علیؑ نے دیکھا تو فرمایا کہ میرے جنازہ پڑھانے سے فوت ہوا ہے اب قیامت کو بھی میری اجازت سے اٹھے گا۔ یہ نور بصیرت ہے۔ اللہ والے جانتے ہیں کہ آگے میت ہے کہ زندہ ہے اور مذاق کے انجام کو بھی جانتے ہیں۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے ساتھ بھی ہوا۔ انہوں نے بھی شرارتی نوجوان کا جنازہ پڑھا دیا تو وہ حقیقت میں بدل گیا اور شرارت کا میاب ہو کر سرکارِ غوث الاعظمؒ کا (نعوذ باللہ) مذاق نہ اڑا سکی۔ یہ نور بصیرت ہے یہ مومن کی فراست ہے۔ کہ مومن اللہ کے نور سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے جو کوئی دوسرا نہیں دیکھتا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ وضو فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ہی ایک نوجوان بھی وضو کر رہا تھا۔ حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ بیٹا زنا نہ کیا کرو۔ وہ نوجوان بہت نادم ہوا شرمندہ ہوا لیکن حوصلہ کر کے پوچھا کہ حضرت صاحب میں واقعی زانی ہوں لیکن آپ کو یہ کس طرح سے معلوم ہو گیا۔ فرمایا کہ جب تو وضو کر رہا تھا تو تمہارے گناہ دھل دھل کر جا رہے تھے۔ اور اس میں زنا کا گناہ بھی تھا۔ وضو سے اعضاء کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن یہ اہل بصیرت کو نظر آتے ہیں۔ اہل نظر دیکھ لیتے ہیں یہ مومن کی فراست ہے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کے نور سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ جس کو بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نور بصیرت مل گئی تو وہ سکھ کی ماں کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ سکھ عورت اور مسلمان عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ظاہری شکل و صورت بالکل ایک جیسی ہے یہ نکانہ صاحب میں سکھ آتے ہیں ساتھ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ پنجابی عورت خواہ ہندوستان کی ہو کہ پاکستان کی ہو۔ سکھ ہو کہ مسلمان ہو ان سب کے خدو خال ایک جیسے ہیں وہی نسل چلی آ رہی ہے۔ یہی گل یہی باجوے یہی وڑائچ

اور یہی چچے ادھر بھی ہیں اور ادھر بھی ہیں یہ بھی رندھاوے تو وہ بھی رندھاوے۔ بالکل یکسانیت ہے پتہ نہیں چلتا۔ لیکن نور بصیرت والے ان میں فرق بھی جانتے ہیں وہ سکھ کو بھی جانتے ہیں مسلمان کو بھی جانتے ہیں۔ اہل بصیرت دھوکہ نہیں کھاتے ان کو یہ نصرت عطا ہوا ہے وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں اس لئے دھوکہ کھا ہی نہیں سکتے اس لئے جب کسی ولی کے پاس جاؤ تو دل سنبھال کر رکھو۔ اگر تم یہ کہو کہ یہ پیر نہیں ہے۔ یہ چور ہے یہ تو کانداری ہے یہ تو صرف پیسے بڑھاتا ہے۔ یہ تو حلوہ کھانے والا ہے یہ تو اہل بصیرت نہیں ہے اس کے پلے تو کچھ نہیں ہے۔ تو یہ ساری مہر تمہارے دل پر لگ جائیگی۔ تمہیں ہر چیز میں شک پڑ جائے گا۔ پیر صاحب کے پاس جاؤ تو حسن ظن لے کر جاؤ ورنہ نہ ہی جاؤ۔ دل میں شک لے کر نا جاؤ۔ کیونکہ اہل اللہ اتنی بصیرت رکھتے ہیں کہ تمہارے دلوں کے بھید بھی جانتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ طالبعلم تھے تو وہ اور ان کے دوسرے طالبعلم کسی ولی اللہ کے پاس ملاقات کے لئے گئے۔ ایک نے کہا کہ میں ایسے سوال پوچھوں گا کہ اس ولی اللہ کو جواب نہیں آئے گا۔ دوسرے نے کہا کہ سوال تو میں بھی پوچھوں گا لیکن امید ہے کہ انشاء اللہ وہ جواب ضرور دیں گے۔ تیسرے طالبعلم حضرت سرکار غوث الاعظمؒ انہوں نے فرمایا کہ میں تو صرف زیارت کے لئے جا رہا ہوں میرا سوال وغیرہ پوچھنے کی کوئی غرض نہیں ہے۔ میں تو انہیں ولی کامل سمجھتا ہوں اور صرف ان کی حاضری کے لئے جا رہا ہوں جب یہ تینوں وہاں پہنچے تو وہ بزرگ بڑے جلال میں آگئے اور انہوں نے پہلے طالبعلم سے فرمایا کہ یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے تو سمجھتا ہے کہ مجھے جواب نہیں آئیں گے۔ جاؤ نکل جاؤ یہاں سے۔ یہ نور بصیرت ہے یہ مومن کی فراست ہے اور فرمایا کہ تو کفر پر مرے گا۔ اہل اللہ انجام کو بھی جانتے ہیں۔ دوسرے سے فرمایا کہ تو نے ذرا ادب کیا ہے یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے۔ تو نے ادب کیا ہے جاؤ تم دولت خوب اکٹھی کرو گے لیکن ایمان کے ساتھ مرو گے جاؤ تم بھی چلے جاؤ۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ سے فرمایا کہ آپ نہایت ادب سے آئے ہیں انشاء اللہ آپ کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہوگا۔ جو پہلا طالبعلم تھا وہ مناظر اسلام بن گیا۔ خاص طور پر عیسائیوں کے خلاف اس نے بڑے مناظرے جیتے۔ ایک موقعہ ایسا آیا کہ وہ کسی عیسائی بادشاہ کے دربار میں مناظرہ کی غرض سے گیا اور کامیاب ہو گیا۔ اور اسی اثنا میں اس کی نظر بادشاہ کی بیٹی پر پڑ گئی جو بہت حسن و جمال کی پیکر تھی۔ اس نے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے۔ بتایا کہ یہ شہزادی ہے بادشاہ کی بیٹی ہے اس نے کہا کہ کیا اس کا نکاح میرے ساتھ کر سکتے ہو۔ وہ خوش ہو گئے کہ صیاد خود ہی جال میں پھنس گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ تمہاری شادی اس سے کرتے ہیں لیکن تم مسلمان ہو وہ عیسائی ہے۔ اگر تم اسلام ترک کر دو اور عیسائیت قبول کر لو۔ وہ عیسائی ہو گیا۔ اس کی شادی کر دی گئی۔ چند روز بعد اس کو پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں کوڑھ کی مرض میں مبتلا ہو گیا اور اسی کفر کی حالت میں مر گیا۔ ولی کامل کی زبان سے جو نکلا تھا وہ پورا ہو گیا۔ دوسرا اوقاف کا وزیر بنا۔ خوب دولت سمیٹی لیکن خاتمہ بالآخر ہوا۔ ایمان کے ساتھ مر گیا۔ اور حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا اعلان آج بھی ہے کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔ اور کوئی ولی بن نہیں سکتا جب تک حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا قدم گردن پر نہ آئے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا ایک مرید حاضر ہوا عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کا مجھ پر کیا حق ہے اور میرا آپ پر کیا حق ہے۔ فرمایا کہ پیر کا حق تو یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو جو حکم دے وہ اسے بجالائے اور مرید کا جو حق ہے وہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ کچھ روز گزرے تو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ سامنے سے ایک بارات آئی اور دولہا گھوڑی پر سوار ہے اس دولہا نے جب حضرت صاحب کو دیکھا تو سلام عرض کیا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے دیکھا کہ وہی مرید ہے جس نے حق پوچھا تھا تو آپ نے حکم دیا کہ نیچے اتر آؤ اور ایک سمت کو اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف چلتے رہو اور جب تک میں تمہیں نہ بلاؤں واپس نہ آنا اور ایک تیلی میں بندر قلم بھی عطا کی مرید حکم بجالایا اور چلتا رہا کہ ایک جگہ دیکھا کہ لوگوں کا بہت جھوم تھا وہاں رک گیا تو پتہ چلا کہ ایک نئی کنجری آئی ہے اس کے لئے یہ بولی ہو رہی ہے۔ اس نے بھی بولی میں حصہ لیا اور اسیکے نام پر بولی ختم ہو گئی فیس ادا کی اور اندر گیا تو اس عورت اور اس مرید کے درمیان حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کا ہاتھ آ گیا۔ اس نے پہچان لیا اور وہیں سب کچھ چھوڑ کر واپس بھاگا۔ اس عورت نے بھی ہاتھ دیکھ لیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی۔ لوگ پکڑتے ہی رہ گئے لیکن وہ واپس آ گئے اور حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ تیرا جو مجھ پر حق ہے وہ سنو فرمایا کہ لڑکی جو کنجری کے روپ میں لوگوں کے پھندے میں آ گئی تھی یہ فلاں نیک آدمی کی بیٹی ہے جس کو ان لوگوں نے اغوا کر لیا تھا۔ اور اس کو وہاں بیچ رہے تھے۔ تجھے وہاں بھیجا ہے اور ساتھ رقم بھی اس لئے دی تھی کہ تو اس کی قیمت ادا کر سکے۔ آؤ تمہارا نکاح اس سے کرتے ہیں۔ اور جس لڑکی کی طرف تم اپنی بارات لے کر جا رہے تھے شادی کرنے جا رہے تھے وہ تمہاری رضائی بہن تھی۔ تم نے اور اس نے ایک ہی ماں کا دودھ پیا ہے۔ پیر کا بی کام ہے کہ وہ زنا سے بچا لیتے ہیں۔ بہن سے شادی سے بھی بچا لیتے ہیں اور یہ نیک لڑکی جو تباہ ہو رہی تھی

اسے بھی بچا لیا ہے یہ ہے نور بصیرت۔ اللہ تعالیٰ نور بصیرت عطا فرمائے اور اگر نہیں تو پھر ان کی خدمت میں حاضری نصیب کرے جن کے پاس نور بصیرت ہے۔ یہ سارا نظام نور بصیرت سے ہی چل رہا ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا دادوی سرکار کا ایک مرید تھا جو بالکل کلین شیو تھا۔ نہ داڑھی نہ مونچھ یہ جھنگ میں کوئی صاحب رہتے تھے جن کا واقعہ ہے وہ آئے تو حضرت سرکار سائیں بابا نے پوچھا کہ تم نے داڑھی کیوں نہیں رکھی ہے جاؤ چلے جاؤ یہاں سے نکل جاؤ۔ آپ اس روز گوجرہ شریف میں تشریف فرما تھے وہیں یہ بات ہوئی تھی۔ وہ مرید وہاں سے چلا اور بس میں سوار ہوا تو اتفاق سے اسے فرنٹ سیٹ ملی۔ اس کے سامنے وہ آئینہ لگا ہوا تھا جس کی مدد سے ڈرائیور بس میں بیٹھے ہوئے مسافروں کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس مرید نے جب دیکھا تو اسے اپنی شکل بے جیسی نظر آئی اسے بہت حیرانی ہوئی اس نے بس کے باقی مسافروں کو دیکھا تو جس کی داڑھی تھی وہ انسانی شکل میں نظر آیا اور جس کی داڑھی نہیں تھی وہ کوئی کتا کوئی بلا تو کوئی خنزیر بنا ہوا نظر آیا۔ کوٹ پتلون پہنے ہوئے جسم انسان کا لیکن شکل کسی جانور جیسی تھی وہ ڈر گیا اور سمجھ گیا کہ جس کی داڑھی ہے وہ شکل محمدی ہے اور جو داڑھی کے بغیر ہے وہ صورت محمدی پر بھی نہیں ہے اس نے توبہ کر لی اور داڑھی رکھ لی جیسے جیسے اس کی داڑھی بڑھتی گئی اس کی شکل بدل کر صورت انسان بنتی گئی۔ یہ بھی نور بصیرت ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نصیب کرے۔ داڑھی رکھنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے جب کوئی داڑھی رکھتا ہے تو اس کو بندے کی شکل عطا ہوتی ہے مفتی محمد امین صاحب کی طرف سے ایک پورا چارٹ بنا ہوا ہے۔ مساجد میں لگا ہوا بھی ہے جس کا عنوان ہے ”داڑھی کی اہمیت“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں اگر داڑھی نہ ہوتی تھی تو ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں ہوتی تھی۔ اگر کوئی بغیر داڑھی کے امامت کرائے خواہ وہ حافظ ہو خواہ وہ قاری ہو مفسر ہو کچھ بھی ہو تو اس کے پیچھے جو داڑھی والے کھڑے ہوں گے ان کی نماز نہیں ہو گی۔ چھوٹی داڑھی والے امام کے پیچھے اس سے لمبی داڑھی والے مقتدی کی نماز نہیں ہوگی کہ امام ہر صورت پابند شریعت اور مقتدیوں سے افضل ہونا چاہیئے۔ حضرات نماز پڑھنا ایک بڑا مشکل کام ہے۔ فی زمانہ شاید ایک فیصد نمازی ہوں گے اور ان میں سے بھی شاید ایک فیصد داڑھی والے ہوں گے۔ نماز پڑھنا ایک مشکل کام نظر آتا ہے وہ تو کر لیتے ہو لیکن داڑھی رکھ لینا ایک نہایت آسان کام ہے اس سے کیوں کتراتے ہو۔ اعتراض نہ کیا کرو کہ کبھی ایک داڑھی والا اگر غلط ہے تو پھر تمام داڑھی والے غلط ہیں۔ ایسا نہیں ہے جو غلط ہے وہ انفرادی طور پر غلط ہے اس کو باقی لوگوں کے لئے مثال نہ بناؤ۔ آپ اخبار میں پڑھ لیتے ہیں کہ

ایک پیر صاحب اپنی مریدنی کو لے کر بھاگ گیا۔ تو سبھی پیر تو ویسے نہیں ہیں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ کبھی پیر ایک جیسے ہوتے ہیں۔ تیری جیب میں نوٹ ہیں اصلی بھی ہیں۔ ان میں کوئی نقلی بھی تو ہو سکتا ہے۔ لیکن چل تو سبھی رہے ہیں۔ جہاں حق ہوتا ہے وہاں ناحق بھی ہوتا ہے جہاں حق آتا ہے وہاں باطل بھی آتا ہے جہاں اصل ہے وہاں نقل بھی آتی ہے۔ دیکھو بازار میں کون سی کوئی چیز ایسی ہے جس کی نقل نہ چل رہی ہو۔ ادویات اور جزل اسٹور پر ہر اصل چیز کے مقابلہ میں نقلی چیز بھی ہے۔ GENUINE کے مقابلہ میں دو نمبر تین نمبر مل رہی ہیں۔ ملٹری کا دور ہے آجکل تو جعلی میجر صاحب بن کر آ جاتے ہیں اور لوگوں سے رقوم ہتھیا کر لے جاتے ہیں اس طرح سے تمام میجر تو فراڈ لے نہیں ہیں۔ لہذا تمام داڑھی والے بھی فراڈ لے نہیں ہیں۔ تھری پیس سوٹ میں ملبوس کوئی اہل بصیرت بھی ہو سکتا ہے داڑھی سنت رسول اللہ ﷺ ہے اس پر کبھی اعتراض نہ کرو یاد رکھو کہ سچے پیر جو ہیں ان کی وجہ سے دنیا قائم ہے جس رواج یہ اولیاء کرام نہیں ہوں گے تو قیامت آ جائے گی۔ پیر تو پیر ہے جعلی تو نبی بھی پیدا ہو جاتے ہیں کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد جعلی نبی پیدا نہیں ہوئے۔ قیامت تک کئی جھوٹے نبی پیدا ہوں گے جن میں عورتیں بھی ہوں گی۔ تو کیا اب نبوت سے انکار کر دیا جائے کہ چونکہ یہ جعلی نبی ہیں اس لئے (معاذ اللہ) سب ہی جعلی نبی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ایک ہیں اور یہ جھوٹے نبی زیادہ ہیں تو کیا ان کو نبی تسلیم کر لیا جائے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ سواد اعظم کبھی برائی پر متفق نہیں ہوتے۔ یہ حدیث پاک ہے۔ کسی نے کہا جہاں دیوبندی زیادہ ہوں وہاں وہ سواد اعظم ہوئے تو کیا وہ ٹھیک ہوں گے فرمایا کہ نہیں پہلے عقیدہ دیکھو صحیح عقیدہ رکھنے والا ہزاروں میں ایک ہو تو وہ ایک بھی سواد اعظم ہے پوری دنیا میں صرف ایک بندہ حق پر ہو باقی سب باطل عقیدہ والے ہوں تو وہ ایک صحیح عقیدہ رکھنے والا سواد اعظم ہے اب قادیانیوں کی مسجد میں چلے جاؤ وہاں سب قادیانی ہیں تو وہ سواد اعظم نہیں ہیں وہ باطل ہیں صرف صحیح عقیدہ رکھنے والا سواد اعظم ہے خواہ وہ تمام لوگوں میں صرف فرد واحد ہی ہو۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اکیلے ہی ہندوستان آئے وہ اکیلے ہی سواد اعظم تھے باقی سب باطل عقیدہ ہندو تھے۔ بد مذہب تھے۔ حضرت داتا صاحبؒ لاہور تشریف لائے تو وہ بھی اکیلے ہی سواد اعظم تھے سواد اعظم تعداد نہیں بلکہ صحیح عقیدہ کی بنیاد پر ہے۔ چار خلفاء راشدین کو دیکھیں کہ ہر کیفیت موجود ہے۔ علم و شجاعت رکھنے والا غریب حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ شرم و حیا والا حلیم طبع اور امیر حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔ سخت مزاج جلالی طبیعت اور ڈنڈا پاس

رکھنے والا حضرت عمرؓ ہیں۔ دور اندیش اور تدبر والا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بہت امیر ترین آدمی تھے۔ وصال کے وقت ان کے پاس اتنا سونا تھا کہ کسیوں سے نکالا گیا لیکن زکوٰۃ دیتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس چالیس ہزار اشرفیاں موجود تھیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنیؓ بہت امیر تھے اس لئے یہ کہہ دینا کہ امارت کا اسلام میں تصور نہیں تو یہ تو امیر تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اسلام کو اچھے پیرائے میں پیش کرو اس کی شان و شوکت بیان کرو۔ اب کئی بندے ہیں پیر صاحب بھی ہیں وہ بغیر داڑھی والے کو اپنے پاس آنے نہیں دیتے۔ اپنی محفل میں آنے نہیں دیتے۔ فیصل آباد میں بھی ایک پیر صاحب ہیں جو بغیر داڑھی والوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے ملاقات نہیں کرتے میں عرض کرتا ہوں کہ خدا کے بند و مرلیض کو ڈاکٹر کے پاس آنے دو۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس سکھ آئے ولی اللہ بن گئے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کے پاس چور آیا قطب بن گیا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھیں کہ کس نیت سے آ رہے ہیں لیکن فاروق بن کر جا رہے ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ گناہ سے نفرت کرو گناہ گار سے نفرت نہ کرو۔ دوسری حدیث پاک میں ہے کہ الطَّالِحُ لِيْ گناہ گار تو ہیں ہی میرے لئے۔ تبلیغ غصہ اور نفرت سے نہیں ہوتی بلکہ حوصلہ تدبر اور نرمی و حلیمی سے ہوتی ہے تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ شیطان کبھی لڑائی کر کے بندے کو نہیں ورغلاتا ہے۔ ہمیشہ دوستی کر کے اس کا پیڑہ غرق کرتا ہے۔ کبھی مناظرہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ یہ سمجھئے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش بشیر احمد بٹ صاحب 01-07-2000

رومیؒ اور جامیؒ کا رنگ۔ نشست اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔ آج جو نعیتیں پڑھی گئی ہیں ان میں زیادہ تر یہی تمنا ظاہر کی گئی ہے کہ

وہ رنگ کہ رومیؒ پر جامیؒ پہ چڑھایا تھا
اس رنگ کی کچھ رنگت ہم پر بھی چڑھا جانا

یہ تمام شعراء کی تمنا ہے کہ رومیؒ اور جامیؒ کا رنگ ان پر بھی چڑھا جائے۔ اس رنگ کے چڑھنے کا فائدہ کیا ہے
اور یہ رنگ چڑھتا کیسے ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں۔ رنگ چڑھنا عقیدے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جو عقیدہ
تمہارے دل میں ہے اس کا اثر تمہارے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ Face is the index of
mind جو کچھ دل میں ہوتا ہے جو کچھ ذہن میں دماغ میں ہوتا ہے وہ چہرے پر جھلکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام چہرے کو دیکھتے ہی پہچانتے تھے کہ یہ منافق ہے کیونکہ اس کے دل میں منافقت ہوتی تھی۔ جس کے
دل میں ایمان ہوتا ہے جس کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت ہوتی ہے وہ اس کے چہرے سے جھلکتی
ہے۔

جس دل وچ عشق محمد ﷺ دا اس دل وچ نور آجاندا اے
جتھے لینے ناں محمد ﷺ دا اس محفل نوں سرور آجاندا اے

یہ ضروری ہے اور لازمی ہے کہ جو کچھ عقیدہ میں ہوتا ہے وہی کچھ چہرہ سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ بہت زیادہ
بصارت اور بصیرت کی ضرورت نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور نبوت کی پہچان ہونی چاہئے۔
محبت ہو تو چہرہ از خود ہی کھل جاتا ہے۔ جب جامیؒ کا رنگ چڑھتا ہے تو وہ ضرور نور بکھیرتا ہے۔ امت محمدیہ
کے تہتر فرقے ہیں جن میں سے صرف ایک فرقہ ہے کہ جس پر یہ نور چڑھنا ہے۔ باقی سب بے نور رہیں
گے۔ اب انتخاب عقیدہ تمہارا کام ہے پھر اس کا اثر ہو کر رہے گا اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ منافقت ہے تو
اس کا رنگ چڑھنا ہے۔ کفر ہے تو اس کا رنگ چڑھنا ہے۔ سکھ ہے تو اس کا رنگ چڑھنا ہے۔ ہندو ہے تو

اس کا رنگ چڑھنا ہے۔ عیسائی ہے تو عیسائیت کا رنگ چڑھے گا۔ اور جو مومن ہے تو اس پر بھی اس کے ایمان کا اس کے عقیدے کا رنگ ضرور چڑھنا ہے۔ اب اگر کوئی بندہ یہ کہے کہ جو علی ہے جو نبی ہے اسے کیا علم ہے وہ تو کسی چیز کے مختار نہیں ہیں۔ انہوں کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے اس کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے۔ اس کے پلے میں کچھ نہیں ہے علم غیب نہیں ہے حاضر ناظر نہیں ہے شفاعت نہیں کر سکتے تو جب وہ ایسی باتیں کرتا ہے تو اس کا بھی رنگ چڑھنا ہے۔ جس کے دل میں دماغ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق منافقت بھری ہوئی ہے وہ اس کے چہرے سے ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ اور جو سچا مومن ہے دل میں محبت رسول اللہ ﷺ رکھتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق رکھتا ہے تو اس کا بھی رنگ اس کے چہرے پر ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت جامیؒ کا عقیدہ کیا ہے۔ ان کی نعت شریف پڑھی گئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

- 1- جہان روشن است از جمال محمد ﷺ ولم تازہ گشت از وصال محمد ﷺ
محمد ﷺ کے جمال سے دنیا روشن ہے آپ کے وصال سے میرا دل بھی تروتازہ ہو گیا۔
- 2- خوشا مجلس و مسجد و خانقا ہے کہ دروے بود قیل و قال محمد ﷺ
کیا کہنے اس مسجد خانقاہ اور اس مجلس کے جس میں حضور ﷺ ہی کا ذکر اور گفتگو ہوا کرے۔
- 3- بوصف رخسار و الضحیٰ گشت نازل چو وایل شد زلف و خال محمد ﷺ
آپ کے چہرہ انور کی تعریف میں سورت والضحیٰ نازل ہوئی اور آپ کی زلفوں اور تلووں میں سورت والیل جیسی لطافتیں ہیں۔

- 4- بروئے زمین گشت سردار عالم ہر آں کس کہ شد پائمال محمد ﷺ
جو آپ کے قدموں پر پامال ہوا یعنی جس نے آپ کی پوری پوری اطاعت کی وہ دنیا بھر کا سردار بن گیا۔
- 5- بخت ہمہ حوریاں کرو نعرہ بوقت شنیدن وصال محمد ﷺ
آپ کے وصال کی خبر پا کر جنت کی تمام حوروں نے آپ سے ملاقات کے اشتیاق میں خوشی کے نعرے لگائے۔

- 6- شود پاک معصوم کلی گنہ گار کہ در خواب بیند جمال محمد ﷺ
جو آپ کا جمال مبارک خواب میں بھی دیکھ لے وہ چاہے کتنا ہی بڑا گنہگار ہو پوری طرح سے معصوم ہو جاتا ہے۔

7- بود در جہاں ہر کے را خیالے مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ
 دنیا میں ہر کسی کو کوئی نہ کوئی خیال مست رکھتا ہے۔ مگر میرے لئے تو حضور ﷺ ہی کا خیال سب پر فائق
 ہے۔ سب سے اچھا ہے۔

8- بصدق و صفائی تو اس گشت جامی غلام غلامان آل محمد ﷺ
 میں (جامی) تو حضور ﷺ کے آل کے غلاموں کے غلاموں کا بھی پوری سچائی اور خلوص سے غلام بن جانا
 چاہتا ہوں۔

جامی صاحب کا عقیدہ سنیں آپ بھی اس جیسا عقیدہ بنالیں تو جامی کا رنگ آپ پر بھی چڑھ جائے گا۔ اور جو
 کرم میرے نبی کریم ﷺ نے ان پر کیا ہے وہ تم پر بھی ضرور کریں گے۔ جس کا عقیدہ جس جیسا ہے ویسا ہی
 وہ پھل پائے گا۔ اسی کے ساتھ حشر نذر ہوگا جہاں وہ جائے گا وہیں تو بھی جائے گا کیونکہ تیرے عقیدے کی
 مشابہت اس جیسی ہے۔ آپ انگریزوں جیسے کپڑے پہن لیں انگریزی لباس پسند کریں تو تمہارا حشر
 انگریزوں کے ساتھ ہوگا۔ آپ روسی لباس پہن لیں تو حشر ان کیساتھ آپ عربی لباس پہن لیں تو حشر
 عربیوں کے ساتھ ہوگا یہ نہیں ہے کہ اندر کچھ ہو اور باہر کچھ اور ہو۔ کپڑے کسی اور طرح کے ہوں عقیدہ کوئی
 اور ہو تو پھر جس کے ساتھ مشابہت ہے حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا۔ حدیث مبارک میں ہے کہ جس کی جس
 کے ساتھ مشابہت ہے شکل ملتی ہے۔ عقیدے کی مل جائے۔ زبان کی مل جائے کام کی مل جائے شکل کی مل
 جائے لباس کی مل جائے تو اس کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ فارسی زبان میں نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ جہاں
 روشن است از جمال محمد ﷺ اور دم تازہ گشت از وصال محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ پوری کائنات میں نور
 بکھیرنے والی چیز میرے نبی پاک ﷺ کا چہرہ ہے۔ اور جب حضور ﷺ ملتے ہیں تو میرا ایمان تازہ ہو جاتا
 ہے۔ ویسے تازہ نہیں ہوگا۔ جو کہتے ہیں کہ مر گئے مٹ گئے کھپ گئے مٹی تلے دب گئے پھر کہیں کہ دل تازہ
 ہو جائے تو دل تازہ نہیں ہوگا بلکہ دل مردہ ہی ہوگا۔ جو کہیں کہ مر گئے وہ دراصل خود مر گئے۔ جو نبی
 پاک ﷺ کو ماریں گے ان کا اپنا ایمان مر جائے گا۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْحَنَّةِ
 (الحشر ۲۰) جنتی اور دوزخی برابر نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ جنتی اور دوزخی برابر نہیں ہو سکتے۔
 حضور نبی کریم ﷺ کا عاشق اور منافق برابر تو نہیں ہو سکتے۔ عقیدہ صحیح ہو تو پھر نور نہ نکلے یہ بات تو نہیں ہو
 سکتی خوشا مجلس و مسجد و خانقاہ ہے کہ دروے بود قیل وقال محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ کتنی خوش نصیب وہ محفل ہے

اور کتنی اچھی وہ مسجد ہے اور کتنی اچھی وہ خانقاہ ہے کہ جس میں میرے نبی پاک ﷺ کا ذکر ہو رہا ہے۔ خوشا کے معنی بہت کامیاب بہت خوش آمدید Most Wel Come کہ مسجد میں خانقاہ میں محفل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بہت شان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی یہ عظمت ہے۔ آپ ﷺ ایسے تھے حضور نبی کریم ﷺ ویسے تھے۔ آپ ﷺ کی شکل مبارک صورت مبارکہ ایسی تھی آپ ﷺ کی سیرت ایسی تھی۔ آپ ﷺ کا اخلاق آپ ﷺ کا کردار آپ ﷺ کی گفتار ایسی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی فضیلت۔ تو صیغہ اور تعریف بیان کی جائے تو اس محفل کی خوش قسمتی بن جائیگی اس مسجد کی خوش قسمتی بن جائے گی اس خانقاہ کی قسمت بن جائے گی۔ جس محفل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے اس محفل میں جو بھی بندہ آیا ہوتا ہے وہ بخشا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ معافی دے جس مسجد میں حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف نہ کی جائے ان کے خلاف باتیں ہوں آپ ﷺ کے فضائل بیان کرنے کی بجائے آپ ﷺ میں نقائص ڈھونڈے جاتے ہوں تو ایسی مسجد کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ گرا دی جائے جلادی جائے۔ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، مِنْ قَبْلُ (التوبہ ۱۰) اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مخالف ہے (ابو عامر فاسق) اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کو گرانے اور جلانے کا حکم فرمایا کہ اس میں منافق بیٹھے ہیں اور آپ ﷺ کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ مسجد کو گرا دینا حالانکہ گناہ ہے اس کی یہ بے حرمتی ہے۔ مسجد کی تعمیر سے متعلق آتا ہے کہ جو مسجد بنواتا ہے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے اس کا گھر جنت میں بن جاتا ہے جو مسجد میں ایک اینٹ لگتا ہے جنت میں اپنا گھر تعمیر کرتا ہے۔ تو منافقین نے جو یہ مسجد بنوائی جس کو اللہ تعالیٰ مسجد ضرار فرماتے ہیں ان کا گھر جنت میں کیوں نہیں بنا۔ جنت میں جو گھر بننا ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ کی نسبت سے بننا ہے پھر فرماتے ہیں کہ بودود جہاں ہر کسے را خیالے کہ دنیا میں ہر بندہ کسی محبت میں گرفتار ہو کر ہر وقت اس کے خیال میں غرق رہتا ہے۔ ہر بندہ دنیا میں بشرطیکہ اس کو عقل ہو تو کسی نہ کسی محبت میں گرفتار ہے اور اس کا خیال اس کے دماغ پر چھایا رہتا ہے خواہ یہ عورت کا ہو خواہ دولت کا ہو خواہ کرسی کا ہو خواہ حسن کا ہو خواہ دعا بازی کا ہو وہ ہر وقت اس میں مست ہے نو سر بز ہر وقت کیا سوچتا ہے۔ کبوتر باز ہر وقت کیا سوچتا ہے۔ کتے لڑانے والے ہر وقت کیا سوچتے ہیں۔

گھوڑ دوڑ لگانے والا ہر وقت کیا سوچتا ہے۔ ہر کوئی اپنے خیال میں مگن ہے۔ کتنا رکھنے والا یہ نہیں کہتا کہ کتنے کو باہر رہنے دو اور میں خود اندر جاتا ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ خود بھی اندر اور کتنا بھی اندر اور خیال بھی اندر ہر چیز اندر ہوتی ہے لیکن حضرت جانیؒ فرماتے ہیں کہ مرا از ہمہ خوش خیال محمد ﷺ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے ہر وقت حضور نبی کریم ﷺ کا ہی خیال ہے۔ سب سے زیادہ خوش رکھنے والی چیز میرے پاس ہے اور وہ ہے خیال محمد ﷺ۔ حضرات یہ خیال محمد ﷺ والی جو چیز ہے یہ تو سنت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ ہر وقت دو چیزیں ہی کرتا ہے غور سے سن لیں کہ ایک تو وہ نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ میرے نبی پاک ﷺ کے چہرے کو دیکھتا رہتا ہے درود شریف پڑھتا ہے تو پھر بھی اور اگر دیکھتا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی خیال رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی توجہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہی رہتی ہے۔ پھر فرمایا کہ شود پاک معصوم کلی گنہگار کہ در خواب ببند جمال محمد ﷺ فرمایا کہ پاک ہو گیا وہ گناہ گار۔ اس کے گناہ بالکل مٹ گئے وہ پاک اور صاف ہو گیا کس طرح سے پاک صاف ہو گیا کہ خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔ جو کام آنے والی چیز ہے وہ نبی پاک ﷺ کا دیدار ہے۔ اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں جو کوئی دیکھتا تھا وہ خواہ بت پرستی آیا ہے۔ بٹی کو دفن کر آیا ہے۔ شراب پیتا آیا ہے کافر ہے ہزاروں گناہ ہیں لیکن جو نبی آیا۔ میرے نبی پاک ﷺ کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھا۔ نبی پاک ﷺ کی زیارت کی اسی لمحہ صحابیؓ بن گیا اور جس نے خواب میں زیارت کر لی وہ ولی بن گیا اور جس نے خواب میں زیارت کرنے والے کو دیکھا وہ اسی لمحہ جنتی بن گیا۔ کیا بات ہے۔ بخشش کا بہانہ میرے نبی پاک ﷺ کی زیارت ہے یا نبی پاک ﷺ کی زیارت کی تمنا ہے۔

خدا دے پیش ہوون لئی سند روزے نمازاں نہیں

تیرا ہی ناں بخشش دا بہانہ یا رسول اللہ ﷺ

روزے اور نمازاں تو بہت ہیں لیکن پھر بھی پتہ نہیں کہ تمہیں اللہ تعالیٰ مانتا ہے کہ نہیں ملتا ہے۔ ایسے روزے اور نمازیں بھی ہوتی ہیں جو پلیٹ کرا سکے منہ پر مار دئے جاتے ہیں۔ قربانیاں رد کر دی جاتی ہیں نماز ٹنچ دی جاتی ہیں۔ حج ختم کر دئے جاتے ہیں۔ نہیں قبول کئے جاتے۔ یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ قبول نہیں کرتا۔ لیکن جس چیز کو وہ مانتا ہے منظور کرتا ہے وہ نام محمد ﷺ کا واسطہ ہے وہ دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمنا

ہے۔ عاشق اپنے معشوق کی زیارت کیلئے ہی زندہ رہتا ہے۔ آج اگر رانجھا واپس آجائے تو اس سے پوچھیں کہ کیا تو نے کسی کی زیارت کرنی ہے اور وہ کہے کہ ہاں میں نے لیلیٰ کی زیارت کرنی ہے تو وہ جھوٹا عاشق ہے وہ کہے کہ میں نے یرمیا کو دیکھنا ہے تو وہ اور بھی زیادہ جھوٹا ہے وہ کسی اور کا نام لے تو وہ بالکل بے کار ہے۔ وہ تو عاشق تھا ہیر کا اور اب نام لے رہا ہے کسی اور کا یہ کیسا عشق ہے اور کیسا وہ عاشق ہے اور اگر کوئی عاشق رسول ﷺ ہے تو پھر اس کا کیا مقام ہے اور وہ کیا کہے گا وہ یہی کہے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ ہوا اور میری آنکھیں ہوں بس اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ ہم بندے ہیں گنارگار ہیں ہم بھٹک جاتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کی اپنی شان ہے اور صحابہ کرامؓ کی اپنی عظمت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ جنت بھی آئی۔ دوزخ بھی آئی سدرۃ المنتہی بھی آیا۔ بیت المعمور بھی آیا۔ عرش عظیم بھی آیا۔ بہت بڑے بڑے مقام آئے۔ کوئی معمولی مقام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقامات آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی طرف دیکھا ہی نہیں قرآن مجید کیا فرماتا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (النجم ۷) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی طرف دیکھا ہی نہیں۔ دیکھا ہے تو صرف اپنے رب کی طرف دیکھا۔ دیدار رب ہی کیا ہے صرف اس طرف توجہ اور خیال رکھا ہے۔ کسی دوسری طرف توجہ گئی ہی نہیں ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے اور ہم غلاموں کی کیا قسمت ہے کیا تمنا ہے کہ ہم سیدنا صدیق اکبرؓ کی تعلیم پر عمل کریں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چہرہ انور ہوا اور ہماری آنکھیں ہوں۔ بس اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ اور اب فی زمانہ

میری قسمت میں وہ دن بھی آئے سبز گنبد کے حاصل ہوں سائے

میری اس کے سوا میرے آقا اور کوئی تمنا نہیں ہے

میرے نبی پاک ﷺ کی معراج دیدار رب ہے اور میری معراج نعلین میں ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

میری معراج بس تیری نعلین میں ہے

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی جوتیوں میں میری معراج ہے۔ یہ جامیؒ کا رنگ ہے۔ آپ سب جامیؒ کا رنگ مانگتے ہو تو یہ جامیؒ کا رنگ ہے۔ اس جیسا عقیدہ بناؤ تو جامیؒ کا رنگ چڑھ جائے گا۔ المحضرت فرماتے

ہیں۔

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
 کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلو تیرا
 یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کی جوتی مبارک کا تلوادیکھ لیا ہے اب مجھے کون اچھا لگے کون میری نظروں
 میں بچے کوئی نہیں اچھا لگ سکتا کیونکہ آپ کی جوتی مبارک کے تلوے سے کوئی بڑھ کر اچھا ہو تو نظروں کو
 بھائے اور ایسا کوئی ہے ہی نہیں۔ یہ معراج مومن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نصیب کرے۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش افرنگ
 سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف
 پھر فرماتے ہیں کہ بروئے زمین گشت سردار عالم ہر آں کس کہ شد پائمال محمد ﷺ جو میرے نبی پاک ﷺ
 کے قدموں پر قربان ہو گیا۔ جوان کے نقش قدم پر چلنا شروع ہو گیا مٹ گیا ان کے قدموں میں وہ دنیا کا
 سردار بن گیا وہ پوری دنیا کا سردار بن گیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی کیا شان ہے وہ فرماتے ہیں کہ چاند
 سورج اور موسم اور مہینے سال مجھ سے پوچھ کر چلتے ہیں وہ مجھ سے اجازت لیتے ہیں کہ ہم بدلیں یہ نہ بدلیں
 اور ان کا عقیدہ کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہر بندہ کسی نہ کسی نبی علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتا ہے۔ لیکن میرا سر
 حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں سے لگ گیا ہے اس لئے ساری کائنات اب میری محتاج ہے یہ وہ اپنے
 قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ میرا سر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگ گیا تو میں ساری دنیا کا
 سردار بن گیا۔ فرماتے ہیں سارے موسم اجرام فلکی سورج چاند ستارے مجھ سے اجازت لے کر طلوع
 ہوتے ہیں حضرت جامیؒ فرماتے ہیں کہ

بصدق و صفائی تو اس گشت جامی
 غلام غلامان آل محمد ﷺ

میں پورے صدق اور صفائی کے ساتھ آل محمد ﷺ کے غلاموں کا غلام بن گیا۔ یہ حضرت جامیؒ کا عقیدہ ہے
 اگر اس جیسا رنگ چاہتے ہو تو یہ عقیدہ اپنالو۔ حضرت جامیؒ کی اور بھی نعتیں ہیں فارسی کا کلام ہے۔ میں پھر
 انشاء اللہ ان سے متعلق بھی عرض کروں گا۔ دوسرا رنگ جو ہے وہ حضرت مولانا رومؒ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

یاد او سرمایہ ایمان بود
 ہر گدا از یاد او سلطان بود

حضور نبی کریم ﷺ کی یاد جس کی زبان پر ہے جس کے دل میں ہے جس کے ذکر میں ہے جس کی فکر میں ہے اس کو کیا ملا۔ یہ اس کے ایمان کا سرمایہ ہے۔ ایمان بنتا ہی اس سے ہے کہ اسے ہر وقت نبی پاک ﷺ کا ہی خیال رہے۔ ایمان اسی پر قائم ہے کہ ہر گدا جب نبی پاک ﷺ کو یاد کرتا ہے تو وہ سلطان بن جاتا ہے۔ گدا سے بادشاہ بن جاتا ہے۔ یہ حضرت مولانا روم کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عقیدہ کیلئے ایک مثال پہلے بھی عرض کی تھی وہ یہ کہ انجن ہو اور اس کے ساتھ ڈبے کا کنکشن ہونا ضروری ہے۔ اگر کنکشن ہے تو جہاں انجن جائے گا وہیں ڈبے بھی جائے گا۔ ڈبے بھی انجن کی رفتار سے چلے گا اور اسی منزل تک جائے گا جہاں انجن جائے گا۔ خواہ ڈبے بوسیدہ حالت میں ہے خواہ وہ سواری کا ہے خواہ وہ مال برداری کا ہے خواہ تھرڈ کلاس کا ہے خواہ اے۔ سی کا ہے کہ فیسٹ کلاس کا ہے خواہ جس کا بھی ہے۔ انجن کے ساتھ جو لگ گیا اس کو انجن نے کھینچ لینا ہے۔ لیکن اگر کنکشن نہیں ہے تو پھر کتنا ہی نفیس عالیشان۔ اے سی یا اس سے بھی بہتر ڈبہ ہو خوبصورت ہو آرام دہ ہو وہ اسٹیشن پر ہی کھڑا رہے گا انجن اس کو ساتھ نہیں لے جائے گا۔ انجن کے ساتھ کنکشن ہوگا تو جائے گا۔ ”یاد او“ سے کنکشن حضور نبی کریم ﷺ سے ہو جاتا ہے۔ محبت ہو عشق ہو تو کنکشن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو جاتا ہے۔ اس کو عقیدہ کہتے ہیں۔ آپ ڈبہ کو دیکھتے ہیں کہ کس ڈبے میں بیٹھنا ہے آپ انجن کو نہیں دیکھتے آپ کنکشن کو نہیں دیکھتے۔ ڈبے میں سوار ہونے سے پہلے اس کا کنکشن دیکھ لو۔ قرآن شریف میں نماز سے متعلق متعدد بار وعید آئی ہے حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو۔ یہ تو شریعت ہوئی روزے رکھو نمازیں پڑھو زکوٰۃ دو حج کرو یہ شرعی احکام ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمادی ہے۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر بنادی ہے میں نے ان کو اپنی مرضی دیدی ہے۔ میں نے ان کو نور بنادیا ہے۔ یا اللہ شرعی احکام کے ساتھ ساتھ آپ نبی پاک ﷺ کی تعریفیں کیوں کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تمام اعمال جو ہیں ان کی بنیاد یاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر مجھے اعمال قبول ہی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس شہر مکہ کی نہیں قسم ہاں اس لئے ہے آپ اس میں چلتے ہیں آپ کے قدم یہاں لگے ہیں۔ یا اللہ یہ ہمیں کیوں پڑھایا جا رہا ہے۔ نماز پڑھاؤ لیکن یہ شہر کی قسم کیوں کھائی جا رہی ہے۔ فرمایا ہاں میں قسم کھاتا ہوں صرف اس لئے کہ اس میں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم لگے ہیں۔ علماء کو مافر ماتے ہیں کہ یہ اس وقت مکہ مکرمہ کی قسم تھی اب یہ مدینہ منورہ کی قسم ہے کیونکہ قسم کا تعلق قدموں کے نشان سے ہے اگر یہ نشان مکہ میں لگے تو اس کی قسم اور اگر یہ نشان مدینہ

شریف میں لگے تو اس کی قسم۔ شرط نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کے نشان لگنے کی ہے اور اسی کی قسم ہے۔ اسی محفل میں خوش نصیب ایسے بیٹھے ہیں کہ جنہوں نے اس کمرہ (آستانہ عالیہ) میں نبی پاک ﷺ کی زیارت کی ہے۔ تو یہ کمرہ بھی اللہ تعالیٰ کی قسم کی عظمت والا کمرہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر اپنی نمازوں کی قبولیت چاہتے ہو تو میرے نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت مانو۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو تسلیم کئے بغیر نماز بھی گئی روزہ بھی حج بھی گیا زکوٰۃ بھی گئی سب اعمال گئے۔ کوثر کے معنی کثرت MAJORITY یعنی اکاون فیصد نہیں ہے بلکہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے باقی سب کوثر ہے۔ ساری کائنات کن سے نبی ہے جو کن سے بنے وہ کائنات ہے۔ جنت دوزخ بیت المعمور فرش عرش لوح محفوظ ہر چیز کائنات میں شامل ہے۔ فلک ملک سدرة المنتہی ہر چیز کائنات ہے اور ماسوائے اللہ تعالیٰ کے باقی سب کوثر ہے۔ اور یہ نبی پاک ﷺ کو عطا ہوئی ہے۔ عظمت حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر نماز میں عظمت ہی نہیں آتی۔ یہ میری عرض ہے کہ اگر جائی اور روئی جیسا رنگ لینا چاہتے ہو تو عقیدہ بھی ان جیسا بنا لو۔ حضرت جائی کے اس عقیدے کے باعث جو ان کو عظمت ملی وہ یہ حضرت جائی حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے وہاں سے آپ نے ارادہ فرمایا کہ میں مدینہ شریف جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے گورنر مکہ کو زیارت کرائی اور فرمایا کہ جائی کو مدینہ نہ آنے دیا جائے۔ اور خواب میں اس کی شکل بھی دکھائی۔ گورنر مکہ نے اپنے آدمی بھیجے اور حضرت جائی کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا کہ نہ جانے یہ کیسا آدمی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس سے اتنا ناراض ہیں کہ اس کو اپنے در اقدس پر حاضر ہونے سے بھی منع فرما رہے ہیں۔ حضرت جائی بہت بڑے عالم اور عاشق رسول تھے۔ اگلی رات پھر حضور نبی کریم ﷺ نے گورنر کو زیارت کرائی فرمایا کہ تو نے اس کو جیل میں ڈال دیا ہے۔ وہ تو میرا عاشق ہے اگر وہ میری قبر پر آجائے تو مجھے قبر سے باہر نکل کر اس سے مصافحہ کرنے پڑے گا۔ گورنر مکہ نے آپ کو رہا کر دیا اور معافی مانگی کہ اس سے غلط فہمی میں یہ ہو گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت جائی کو کیوں اتنا پسند فرماتے ہیں کہ اس کا عقیدہ یہ ہے جو میں نے عرض کیا ہے۔ ان کا استقبال ہوتا ہے ان کا انتظار ہوتا ہے یہ اصل عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 10.3.2000

رومیؒ اور جامیؒ کا رنگ۔ نشست دوم

حضرت رنگ رومیؒ اور رنگ جامیؒ کی بات چل رہی تھی آج یہ عرض کرتے ہیں کہ مولانا رومؒ کا کیا عقیدہ ہے کیا رنگ ہے آپ بھی ان کا عقیدہ اپنا لیتے تو آپ پر بھی مولانا رومؒ کا رنگ چڑھ جائے گا۔ مولانا رومؒ نے پورے قرآن اور حدیث کو اپنی کتاب مثنوی میں شعروں میں بیان فرما دیا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اگر قرآن کو فارسی زبان میں دیکھنا ہو تو مولانا رومؒ کی مثنوی کو دیکھ لو یعنی آپ نے قرآن کو فارسی زبان میں ڈھال دیا ہے۔ اس کی ابتداء کہاں سے کرنی چاہئے وہ فرماتے ہیں۔

صد کتب صد ورق در نار کن
روئے دل را جانب دلدار کن

کتا میں جلا دو۔ اوراق بھاڑ دو اور اپنے دل کو اس دل کے ساتھ ملا لو جس دل میں نبی پاک ﷺ بیٹھے ہوئے ہوں۔ یہاں سے وہ ابتدا کرتے ہیں۔ صد کتب کوئی کتاب نہیں چھوڑ دی۔ آپ جانتے ہیں کہ بد مذہب کے مدرسہ میں بھی وہی کتاب پڑھائی جا رہی ہے لیکن اسی کتاب سے شانِ مصطفیٰ ﷺ نکلنے کی بجائے اللہ معافی دے نفرتِ مصطفیٰ ﷺ نکل رہی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جلا دو ایسی کتاب کو اور پکڑ لو اس کتاب کو جس سے نورِ مصطفیٰ ﷺ ملتا ہے۔ وہاں چلو جہاں سے نورِ مصطفیٰ ﷺ ملتا ہے یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ حضراتِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ کسی مدرسہ سے نہیں ملتا۔ یہ ملتا ہے کسی کی نظر سے

فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جاناناں
مجو دین اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت در کتب دین اندر نظر

اوپا گل مت ڈھونڈو اور بے خبر مت ڈھونڈو دین کو کتاب میں۔ وہاں تو صرف الف۔ ب۔ ت۔ لکھی ہوئی ہے دو اور دو چار لکھا ہوا ہے لیکن جو دین ہے وہ کتب میں نہیں بلکہ وہ تو کسی کی نظر میں ہے۔ علامہ اقبالؒ حضرت رومؒ کے شاگرد ہیں آج بھی لاہور میں علامہ اقبالؒ کی قبر پر سر ہانے کی طرف دو پیالیاں رکھی ہوئی ہیں اور ان پیالیوں میں مولانا رومؒ کی قبر کی مٹی رکھی ہوئی ہے۔ علامہ اقبالؒ جھاڑو سے اکٹھی کر کے جو خاک مولانا رومؒ کے مزار سے لے کر آئے تھے وہ رکھی ہوئی ہے یہ ان کی وصیت کے مطابق رکھی ہوئی ہے اس سے ان کی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے فرماتے ہیں۔

پیر رومی خاک را اکسیر کرد
از غبارم جلوہ با تغیر کرد

مولانا روم کا بڑا مشہور شعر ہے کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی کے پلے میں تو کچھ بھی نہ تھا اور جو کچھ ملا ہے وہ اس غلامی کے بعد ملا ہے۔ جو اس نے حضرت شمس تبریزیؒ کی ہے۔ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کمال کا شعر ہے فرمایا

سنگ خارہ مرمر شوی
گر بصاحب دل ری گوہر شوی

تو ایک نکارہ پتھر ہے اور تو سنگ مرمر بھی بن سکتا ہے اور اگر کسی کامل کی نگاہ پڑ جائے تو پھر موتی بھی بن سکتا ہے۔ یہ مولانا روم کا سبق ہے۔ یہ ان کی تعلیم ہے۔ کسی پیر کامل کے ساتھ لگ جا اس کی بات مان جاؤ تو پھر موتی بن سکتا ہے۔ ولی کی شان کو مان جاؤ ولی کی شان کو دل میں رکھ کر نبی پاک ﷺ کی شان کو سمجھو کہ نبی پاک ﷺ کی شان کا وسیلہ ولی کی شان ہے اور اگر اللہ کی شان کو سمجھنا ہو تو پھر نبی پاک ﷺ کی شان کو وسیلہ بناؤ۔ وسیلہ پکڑ دو وسیلہ سے باہر نہ جاؤ۔

صد ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

حضور نبی کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں لیکن بشر بشر میں فرق ہے۔ حضرت جبرائیل نور ہیں لیکن کروڑوں جبرائیل حضور نبی کریم ﷺ کی بشریت میں گم ہیں۔ ستر ہزار پردے بشریت کے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے نور کے سامنے حائل ہیں۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی بشریت کے سامنے آتا ہے تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ کتنے ہی ستارے کتنے ہی چاند اس وقت چھپ جاتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے کسی کی کوئی حیثیت نہیں رہتی سورج کی موجودگی میں کسی چاند ستارے کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔ جبرائیل علیہ السلام کو جب میرے نبی پاک ﷺ کے مقابلہ میں لاؤ گے تو ان کا نور تو ایک طرف راہ وہ آپ ﷺ کی بشریت کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ستر ہزار پردوں میں تھا حسن صورت موسیٰ کوئی بشر
تھے اس لئے وہ صورت انسانیت میں

حضرت مولانا رومؒ کا ایک اور شعر ہے جو شان مصطفیٰ ﷺ ظاہر کرتا ہے۔ دراصل شان مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ مولانا رومؒ کا کوئی رنگ ہی نہیں ہے ان کو جو رنگ ہے وہ عشق مصطفیٰ ﷺ ہی ہے۔ اور آج کل یہ کہا جا رہا ہے کہ عشق مصطفیٰ ﷺ شرک ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو آپ بندوں سے کیوں محبت کرتے ہو اگر رومی کا رنگ مانگتے ہو تو پھر عقیدہ بھی رومیؒ والا ہی اپنانا ہوگا فرماتے ہیں۔

سید و سرور محمد نور جان
بہتر و مہتر شفیع مہرمان

سید ہیں سردار ہیں اور جس جس میں کوئی جان آئی ہے وہ نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی آئی ہے۔ اس کے بغیر نہیں آئی۔ آپ ﷺ سب سے بہتر ہیں اور ہمارے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ ہماری شفاعت کرنے والے ہیں مولانا رومیؒ نے آپ ﷺ کی شفاعت کا اقرار کیا ہے۔ اور آج وہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں کہ جی شفاعت کچھ نہیں ہے۔ عمل ہی سب کچھ ہے عمل سے ہی جنت میں جانا ہے۔ جاؤ پھر دیکھ لیتے ہیں کہ کس طرح سے جاتے ہو۔ فرمایا

بہترین و مہترین انبیاء
جز محمد ﷺ نیست در ارض و سماء

آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی بہتر ہیں ان کے بھی سردار ہیں اور مجھ سے سچ پوچھو تو ان کے علاوہ زمانے میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اگر کچھ ہے تو وہ نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی ہے اس کے بغیر زمین و آسمان میں کچھ نہیں ہے۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

یا تو یہ ہے کہ نور مصطفیٰ ﷺ سے کوئی چیز بن گئی ہے اور اگر نہیں بنی تو پھر نور مصطفیٰ ﷺ کا انتظار ہے کہ وہ آجائے تو بن جائے۔

خاکی و نوری نہاد بندہ و مولا صفات

ہر چیز جو عظمت والی ہے اس کی بنیاد نبی کریم ﷺ کا نور ہے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بجر و بر در گوشہ دامن اوست

جس کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق مل جائے تو وہ پھر کیا بن جائے گا۔ خشکی اور تری کی جنتی عظمتیں ہیں وہ اس کے دامن میں آجائیں گی۔ حضرت عمرؓ خلیفہ وقت تھے امیر المومنین تھے آپ کا دور خلافت تھا کہ اس مہم مصر فتح ہوا۔ مصر میں دریائے نیل بہتا ہے اگر یہ دریا نہ ہو اس میں پانی نہ چلتا ہو تو وہاں کوئی کاشتکاری نہیں ہوتی کوئی فصل نہیں ہوتی مصر کی ساری شادابی اسی دریائے نیل کے پانی کی وجہ سے ہے۔ وہ دریا خشک ہو گیا اور رواج یہ تھا کہ جب یہ دریا خشک ہو جاتا تو وہ لوگ ایک نوجوان لڑکی کو بناؤ سنگھار کر کے دریا کے وسط میں ذبح کر دیتے تھے یا دفن کر دیتے تھے۔ تو پانی آ جاتا تھا۔ یہ ان کا عقیدہ تھا۔ مسلمانوں کا دور آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریحاً قتل ہے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم یہ قتل نہیں ہونے دیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ قتل آپ نہ ہونے دیں لیکن ہمیں تو پانی چاہئے۔ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو سارا واقعہ لکھا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہ پانی فرمائیں کہ کس طرح سے اے گا لڑکی کو قتل نہیں ہونے دیتے پانی دریا میں نہیں آتا لوگ ہمارے گلے پڑ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کے نام خط لکھا۔ مِنْ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ اِلَى النَّبِيِّ خط حضرت عمرؓ کی طرف سے نیل کے نام۔ آپ نے لکھا کہ اے دریائے نیل اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہمیں تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور اگر تو اللہ کے حکم سے بہتا ہے تو پھر میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تو چل اور بہنا شروع کے۔ جو نبی یہ خط دریائے نیل میں رکھا گیا تو اسی لمحہ پانی آ گیا اور آج تک خشک نہیں ہوا۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست

بجر و بر در گوشہ دامن اوست

جب عشق مصطفیٰ ﷺ آتا ہے تو پھر خشکی و تری کی تمام عظمتیں اسی کے دامن میں آ جاتی ہیں۔ یہ ان کا عقیدہ ہے یہ ان کا رنگ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا یہ عقیدہ رکھنے اور رنگ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مولانا رومؒ بہت بڑے عالم تھے مدرس تھے آپ کے مدرسہ میں ہزاروں طالب علم علم حاصل کرتے تھے پھر جب حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی غلامی میں آئے تو فرمایا

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام نمش تبریز نہ شد

جب پیر کی غلامی میں آئے تو عظیم بن گئے عظمت حاصل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ یہ رنگ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد او سرمایہ ایمان بود
ہر گدا از یاد او سلطان بود

حضور نبی کریم ﷺ کی یاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر خیر کیا اثر رکھتا ہے یہ ایمان کی بنیاد ہے ایمان اگر ہے تو یاد مصطفیٰ ﷺ سے ہے عام سے عام آدمی کمزور سے کمزور اور غریب آدمی بھی اگر یاد مصطفیٰ ﷺ کرتا ہے تو وہ زمانے کا سلطان بن جاتا ہے حضرت بلالؓ غلام تھے کمزور تھے مار کھاتے تھے لیکن حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں آ گئے تو سیدنا بلالؓ بن گئے تمام صحابہ بھی آپ کو سیدنا بلالؓ کہتے تھے۔ سب سے سردار بن گئے۔ اور اتنی عظمت ملی کہ جب ایک روز آذان نہ دی تو سحر ہی نہ ہوئی اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے بھی حضرت سیدنا بلالؓ ہیں تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جا رہا ہے حتیٰ کہ حضور نبی کریم ﷺ سے بھی پہلے جا رہا ہے کیوں کہ آپ ﷺ کی سواری کی تکیل تھامے ہوئے جا رہا ہے جب عشق پیدا ہوا تو سارے زمانے کے سردار بن گئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن گئے۔ اللہ تعالیٰ یہ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یہ ہے رنگ جامیؒ اور رنگ رومیؒ۔ اللہ تعالیٰ اس رنگ کو لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب بشیر احمد بٹ صاحب 1.4.2000

حکایات رومی رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین آعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! مولانا رومؒ کی ایک حکایت ہے اس میں بڑا سبق ہے۔ کچھ دوست ہیں جو بہت گہرے
دوست ہیں ایک ان میں سے اندھا ہے لیکن بہت دور تک دیکھتا ہے اس کی نظر بہت تیز ہے ایک ان میں
سے بہرہ ہے لیکن باریک سے باریک آواز بھی سن لیتا ہے۔ ایک گونگا ہے لیکن بہت باتونی ہے بہت باتیں
کرتا ہے ایک لنگڑا ہے لیکن بہت لمبے لمبے کپڑے پہنے ہوئے ہے وہ سب آپس میں گہرے دوست ہیں
ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اندھا بولا وہ ایک مرغا آ رہا ہے بہرہ بولا کہ اس کی آواز تو مجھے بھی آرہی ہے۔
گونگا بولا چلو پکڑ لیں۔ وہ لنگڑا دوڑ کر گیا مرغا دوڑنے لگا تو ٹنڈے نے اس کو پکڑ لیا اور ننگے نے اس کو اپنے
دامن میں چھپا لیا۔ اب انہوں نے اس مرغے کو ایسی دیگ میں پکایا کہ جس کا پیندا نہیں ہے ان سب نے
کھایا اور خوب موٹے تازے ہو گئے اور پھر فکر ہوئی کہ کہیں مرغے کا مالک نہ آجائے اور ہمیں پکڑ نہ لے
لنگڑا بولا چلو یہاں سے بھاگ چلیں۔ اندھے نے کہا کہ ہاں وہ دیکھو دو سپاہی ہماری ہی طرف آ رہے
ہیں۔ بہرہ کہنے لگا کہ مجھے ان کے قدموں کی چھاپ سن رہی ہے۔ بہر حال وہ سب دوست بھاگ نکلے
آگے گئے تو ایک گڑھا نظر آیا اس میں چھپ گئے۔ لیکن گرفتار کرنے والوں نے انہیں وہاں سے بھی گرفتار
کر لیا۔ یہ کیسی مثال ہے یہ ہم جیسے بندوں کی مثال ہے مولانا رومؒ ایک تمثیل سے ہمیں سمجھاتے ہیں۔ مثال
دیکر ہمیں سبق دے رہے ہیں۔ ان دوستوں میں جو اندھا ہے وہ اس لئے اندھا نہیں ہے کہ اس کی آنکھیں
نہیں ہیں بلکہ وہ اندھا اس لئے ہے کہ اس کو اپنی کوئی برائی نظر نہیں آتی۔ ہم بھی اندھے ہیں۔ اپنی برائیاں
نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن اتنی دور تک دیکھ سکتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ مجھے اپنی برائی نظر نہیں آتی
لیکن امریکہ میں بیٹھے ہوئی کانٹنن کی ساری برائیاں مجھے نظر آ رہی ہیں یعنی ہر بندے کی برائی کا مجھے علم ہے
میں نے خود دیکھی ہے۔ گونگا اس لئے گونگا نہیں کہ اس کی زبان نہیں ہے۔ بلکہ گونگا اس لئے ہے کہ اس نے
کبھی کوئی بھلائی کی بات منہ سے نہیں نکالی جب بھی بات کرتا ہے تو کسی نہ کسی بھی چغلی کرتا ہے غیبت کرتا

ہے۔ ہم بھی گونگے ہیں کبھی بھلائی کی بات نہیں کرتے۔ خیر کا کلمہ منہ سے نہیں نکالتے۔ ہر برائی کی بات کرنے میں بہت تیز ہیں باتوں میں کبھی نیک بات کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ ٹنڈا اس لئے ٹنڈا نہیں ہے کہ وہ پکڑ نہیں سکتا بلکہ اس لئے ٹنڈا ہے چور ہے ہم بھی ٹنڈے ہیں کہ ہاتھ میں چوری لئے ہوئے ہیں کوئی نیکی کا کام نہیں ہوتا۔ بہرہ اس لئے بہرہ نہیں ہے کہ اس کے کان نہیں ہیں بلکہ اس لئے بہرہ ہے کہ کبھی نیکی کی بات سننے کی توفیق نہیں ہوئی۔ ہم بھی بہرے ہیں اس لئے کہ نیکی اور بھلائی کی بات سننے کو تیار نہیں ہیں گانے سننے ہوں کسی کی غیبت سننی ہو کسی کی برائی سننی ہو تو ہمیں دور سے ہی سنائی دے دیتی ہے۔ دین اسلام کی بات سننی ہو تو ہمیں وقت نہیں ملتا۔ ٹی وی پر گانے لگ رہے ہوں تو ہم ساری رات بیٹھنے کو تیار ہیں۔ ہر گانے کی کیسٹ اس کے گانے زبانی سنا دے گا۔ لیکن نعت خواں ملے گا ہی نہیں۔ سب آوازوں والے سب سازوں والے ٹی وی پر مل جائیں گے کوئی نعت پڑھنے والا نہیں ملے گا کوئی نعت سننے والا نہیں ملے گا۔ ننگا وہ نہیں ہے کہ جس نے کپڑے نہ پہنے ہوں۔ بلکہ ننگا وہ ہے جو بے شرم اور بے حیا ہے۔ جسے نہ کسی چھوٹے کا لحاظ ہے نہ کسی بڑے کی عزت اور ادب کا خیال ہے۔ کیا ہمارے معاشرے کا یہی حال نہیں ہے۔ گالی کے بغیر ہماری کوئی بات پوری نہیں ہوتی۔ ٹنڈا وہ نہیں جس کے ہاتھ نہیں ہیں بلکہ ٹنڈا وہ ہے جسے حلال حرام کی تمیز نہیں ہے جو ہاتھ آتا ہے وہ ہڑپ کر جاتا ہے۔ ہم نے کبھی ایسی کوئی تمیز کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ دولت آتی دیکھ کر ہمیں بھی حلال حرام بھول جاتے ہیں۔ لنگڑا وہ نہیں جو چل نہیں سکتا اس کے پاؤں نہیں ہیں بلکہ لنگڑا وہ ہے جو کبھی بھلائی کی طرف نہیں جاتا۔ سینما جانا ہو کہیں کوئی ناچ گانا دیکھنے جانا ہو تو ہماری ٹانگیں بالکل درست ہیں نماز کیلئے مسجد جانا ہو تو ہماری ٹانگ میں درد ہوتا ہے ہم چل نہیں سکتے۔ محفل میں جانا ہو تو ہم اتنے تھکے ماندے ہوتے ہیں کہ محفل میں جا نہیں سکتے۔ اور مرغا جو ہے وہ دنیا ہے۔ دنیا کو ہم مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ دنیا کو ہاتھ سے کبھی نہیں جانے دیتے ساری دوڑ دوڑ چلنے کیلئے ہو رہی ہے۔ کبھی دین کیلئے بھی اتنی کوشش ہوئی ہے۔ جس دیگ میں انہوں نے مرغے کو پکایا وہ ہمارا پیٹ ہے جس کا کوئی پیندا ہی نہیں ہے سب کچھ اس کے اندر جاتا ہے اور بے ضم ہوتا جا رہا ہے کبھی یہ بھرا ہی نہیں ہے یہ بغیر پیندے کی دیگ ہے۔ اور جس گڑھے میں چھپ گئے وہ قبر ہے۔ اور جس پولیس نے انہیں پکڑ لیا وہ فرشتے ہیں۔ نکیریں ہیں۔ بچ نہیں سکے اس قسم کا بندہ جو ہم سب پر فٹ ہوتا ہے۔ ہم برائی سنتے ہیں اچھائی نہیں سنتے۔ نعت خواں نعت پڑھنی شروع کرے تو ہم پہلو بدلنے لگتے ہیں بیزاری ظاہر کرتے ہیں کہ

جلدی ختم کرے گا نا ہو تو بے شک ساری رات چلتا رہے۔ آنکھ اندھی ہو جائے بینائی ختم ہو جائے موتیا آجائے تو ڈاکٹر علاج کر سکتا ہے۔ اگر برائی دیکھنے لگے اور اس پر شیدا ہو جائے تو پھر ایسی آنکھ کا کیا علاج ہے۔ بازو اگر ٹوٹ جائے تو اس کیلئے ڈاکٹر موجود ہے سرجن موجود ہے وہ ہڈی جوڑ دے گا۔ اگر یہی بازو برائی پر اتر آئے تو کون روکے گا۔ پاؤں خراب ہو جائیں تو ڈاکٹر علاج کر دے گا لیکن اگر یہ برائی کی طرف اٹھے لگیں چوری کرنے کیلئے جائے تو پھر ان کو کون روکے گا۔ یہ روکنے والی یہ بنانے والی یہ اصلاح کرنے والی ذات جو ہے۔ وہ ذات مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ **وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ** (البقرہ ۱۲۹) ”دانائی اور کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور پاک کرتا ہے“ پاک کرنے والی ذات اس کائنات میں اس جہان میں اللہ تعالیٰ نے جو بنائی ہے وہ ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔ وہ آنکھ بھی ٹھیک کرتے ہیں کان بھی ٹھیک کرتے ہیں وہ زبان بھی ٹھیک کر دیتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں بھی ٹھیک کر دیتے ہیں اور یہ کام تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام در غلام بھی کر دیتے ہیں۔ ابھی آپ نے منقبت سرکار غوث الاعظمؒ پڑھی۔

میرا پیر غوث الاعظمؒ اجڑے وسان والا
درکاریاں ہو یاں نوں سینے لان والا

یہ سب درکار ہوئے بندے ہیں راندے ہوئے ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ کوئی لنگڑا ہے کوئی اندھا ہے کوئی گونگا بہرہ ہے یہ سب درکار ہوئے بندے ہیں ان کی اصلاح کسی ولی کامل کے در سے ہے اور نبی پاک ﷺ کی نگاہ میں ہے۔ اور کسی جگہ نہیں ہے۔ بری نظر سے دیکھنے والی آنکھ کی اصلاح ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے وہ انبیاء علیہم السلام کے پاس ہے اولیاء اللہ کے پاس ہے اور سب سے بڑھ کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے وہ اس کو درست فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کی مثال اس لئے عرض نہیں کرتے کہ اس میں کوئی برائی کا پہلو نکلتا ہے بلکہ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اتنی سختی سے نکال کر فاروق اعظمؓ بنا دیا۔ یہ کوئی ان کی بد تعریفی نہیں کرتے۔ بلکہ میں عرض کرتا ہوں کہ فاروق اعظمؓ کتنی سختی میں تھے کہ دو پہر کا وقت ہے اور وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے جا رہے ہیں۔ نہ کوئی گورنمنٹ کا ڈر ہے نہ معاشرے کا ڈر ہے۔ نہ قبیلے کی دشمنی کا ڈر ہے قبیلے ہی ہوتے تھے ان دنوں اور قبیلوں میں پشت در پشت دشمنی چلتی آتی تھی۔ کوئی راستہ روکنے والا نہیں ہے۔ کسی کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ حضرت عمرؓ

سے پوچھ بھی سکے کہ نگلی تلوار ہاتھ میں لئے کہاں جا رہے ہو۔ کسی میں اتنی ہمت اور جرات ہے تو وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں میں ہے جو دعا کیلئے اٹھے ہوئے ہیں کہ عَزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ هَشَامٍ ”اے اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر کو ایمان نصیب فرما اور اس سے اسلام کو عظمت عطا فرما۔ اور دوسرے ہی لمحہ وہی عمرؓ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ شریف پڑھ رہا ہے کوئی جیل ہو فیصل آباد جیل ہو ساہیوال جیل بڑی مشہور ہے شاہ پور جیل بڑی مشہور ہے سکھر جیل بڑی مشہور ہے سخت جیلوں میں یہ چار پانچ جیلیں ہیں لیکن کوئی بندہ کبھی کسی جیل سے اصلاح لے کر نہیں نکلا۔ برائی ہی لے کر نکلا ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو کر نکلا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ در ہے جہاں درکاریاں ہو یاں نوں بھی سینے سے لگایا جاتا ہے۔

اپنے خواجہ کے میں بل بل جاؤں
چرن لگائیو نزدھن کو

میں خواجہ صاحبؒ کے بل بل جاؤں میں خواجہ صاحب کے قربان جاؤں کہ انہوں نے مجھ جیسے گہنگار کو سینے سے لگا لیا۔ اپنے پاؤں میں جگہ دے دی ہے۔ اصلاح میرے نبی پاک ﷺ سے شروع ہوتی ہے۔ **يُزَكِّيهِمْ** ان کا ملکہ ہے ان کی طاقت ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ صفت پیدا کی ہے۔ اور اولیاء اللہ میں بھی طاقت عطا فرمائی گئی ہے وہ بھی کرم کرتے ہیں۔ یہ برائی کرنے والی زبان یہ برائی کرنے والے ہاتھ یہ برائی کرنے والے پاؤں جو ہیں یہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگ جائیں تو جانتے ہو کہ کیا بن جاتا ہے۔ جب وہ ایمان لے آتا ہے۔ وہ نوافل پڑھتا ہے نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ میرے قرب میں آ جاتا ہے۔ اور جب وہ میرے قرب میں آ جاتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ جس سے وہ دیکھتا ہے کہاں برائی دیکھنے والی آنکھ اور کہاں وہ قدرت کی نگاہ بن جاتی ہے۔ دیکھو تو سبھی بنانے والی چیز کون سی ہے۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں بنیاں سب شانان

کہاں وہ برائی دیکھنے والی آنکھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی آنکھ تو میں بن جاتا ہوں۔ اس کے ہاتھ میرے ہاتھ بن جاتے ہیں کہ جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کی زبان میری زبان بن جاتی ہے کہ جس سے وہ بولتا ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ اس کے پاؤں بن جاتے ہیں کہ جس سے وہ چلتا ہے۔ دیکھ لو کہ اَسْفَلَ سَافِلِينَ (اتین ۵) نیچی سے نیچی جگہ سے اٹھا کر فرشتوں سے بھی افضل کر دیا۔ یہ ان کا اصلاح کرنے کا طریقہ ہے۔ مولانا رومؒ اس طرح کی مثالیں دے کر حکایتیں بنا کر اصلاح کا پہلو پیدا کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

سنگ خارہ ای مر مر شوی
تو ابصاحب دل رسی گوہر شوی

یہ ان کا شعر ہے۔ کہ اگر تو ناکارہ سے بھی ناکارہ پتھر ہے تو کھمرانے کی ضرورت نہیں ہے ناکارہ پتھر بھی پتھر ہی ہوتا ہے تو سنگ مرمر بھی پتھر ہی ہوتا ہے۔ تو سنگ مرمر بھی بن سکتا ہے۔ اور اگر کسی کی نگاہ پڑ جائے تو پھر تو موتی بھی بن سکتا ہے۔ موتی پتھر ہیرا ان سب کی جنس ایک ہی ہے مولانا روم خوش خبری دیتے ہیں کہ تو ناکارہ پتھر ہے تو پھر مرمر بھی بن سکتا ہے اور جب کسی کی نگاہ پڑ جائے تو پھر موتی بھی بن سکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ جب حضرت عمرؓ پر پڑی تو فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔ یہی نگاہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ پر پڑی تو انہیں محبوب خدا بنا کر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ پوچھ کر آؤ کہ صدیق اکبرؓ مجھ سے خوش ہے کہ نہیں۔ جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے خوش بھی ہے۔ اتنی عظمت مل جاتی ہے۔ جنگ تبوک کیلئے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے سارا مال دے دیا۔ ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور بول کے کانٹے بٹن کی جگہ لگا لئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی ٹاٹ کا کپڑا پہنا ہوا تھا اور بٹن کی جگہ کانٹے لگائے ہوئے تھے تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا بات ہے آج اس لباس میں آئے ہیں تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کو صدیق اکبرؓ کا لباس اتنا پسند آیا ہے کہ اس نے تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ سنت صدیق اکبرؓ پر عمل کریں اور ان جیسا لباس پہن لیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ صدیق اکبرؓ سے پوچھیں کہ وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے خوش ہے کہ نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں گا۔ یہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضرات ہمارے ہاتھ میں بھی برائی ہے آنکھ میں بھی برائی ہے نگاہ میں بھی برائی ہے کان میں بھی برائی ہے پاؤں میں بھی برائی ہے اور

اگر کسی کامل کی نگاہ پڑ جاتی ہے تو یہی چیزیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بن جاتی ہیں۔ نعمت بنانے والی ذات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے۔ ایک اور حکایت بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ ایک آدمی فوت ہو گیا مرنے لگا تو رونے لگا کہ میں مر رہا ہوں میری مدد کرو اس کے دوست موجود تھے ایک دوست نے کہا کہ ہم اب یہی کر سکتے ہیں کہ تمہیں غسل دے کر نماز جنازہ پڑھا دیں گے وہ پھر رونے لگا تو دوسرا دوست بولا کہ اچھا رونے کی بات نہیں ہے میں تمہارے کفن و دفن اور ختم قل وغیرہ کا خرچہ دے دوں گا۔ گنبد بنادوں گا بہترین پتھر سے مزین کر دوں گا۔ اس سے زیادہ میری کوئی رسائی نہیں ہے وہ پھر رونے لگا تو ایک دوست نے کہا کہ گھبراؤ نہیں میں تمہارے ساتھ قبر میں بھی ہوں گا پل صراط پر بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔ میزان پر بھی ساتھ رہوں گا۔ حوض کوثر پر بھی ہوں گا۔ کوثر کا پانی بھی پلاؤں گا اور تمہیں جنت میں داخل کرادوں گا۔ فرماتے ہیں کہ یہ کون دوست ہیں اور آخری دوست کون ہے۔ فرمایا جو کہتے ہیں کہ ہم تیرے غم میں تویں گے غسل دے دیں گے جنازہ کرا دیں گے۔ وہ تو تمہارے رشتہ دار ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم کندھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جائیں گے جنازہ پڑھا دیں گے وہ تمہارے دوست ہیں آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ زیادہ تربیت کے دوست ہی ہوتے ہیں۔ جو جنازہ کو کندھا دیتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم تیرے ختم درود کا خرچہ دیں گے تمہاری قبر کا خرچہ وغیرہ بھی دے دیں گے۔ وہ تمہاری دولت ہے جو کفن و دفن کا خرچہ برداشت کرے گی بس دولت کا یہیں تک ہی ساتھ ہے گھر والے عزیز رشتہ دار رونے والے ہیں دوست اٹھانے والے ہیں دفن کرنے والے ہیں اور وہ ذات جو قبر میں ساتھ جائے گی حشر میں ساتھ رہے گی میزان پر بھی ساتھ رہے گی۔ پل صراط پر بھی ساتھ رہے گی اور جنت میں داخل کرائے گی وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ ایک آدمی میلاد شریف کی محافل کرایا کرتا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ قبر میں منکر نکیر نے سوال پوچھے اس نے کہا مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔ نکیرین نے اس کو مارنے کیلئے گرز اٹھائے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیان میں آگئے فرمایا کہ فرشتو اس کو نہ مارو یہ میرا میلاد کرانے والا ہے۔ یہ میرے میلاد کی محفل سجاتا تھا اس کو سزا نہیں دو۔ یہ قبر میں کون پہنچا ہوا ہے۔ یہ میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے۔ یہ ان کا ذکر ہے درود شریف ہے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اگر کوئی پیر صاحب پہنچتے ہیں تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام بن کر پہنچتے ہیں۔ اگر پیر صاحب قبر میں تشریف لے جائیں تو وہ بھی کرم میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ہے۔ پل صراط پر وہ جائیں گے قبر میں وہ جائیں گے حشر میں وہ جائیں گے میزان پر وہ جائیں گے کوثر پر وہ

جائیں گے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز بہت رش ہوگا میں آپ کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا کہ بل صراط پر دیکھ لینا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ صرف ایک راستہ ہے اور تمام لوگ اس پر سے گزر رہے ہوں گے بہت رش ہوگا آپ نہ ملے تو پھر کیا کروں گا۔ فرمایا کہ حوض کوثر پر ڈھونڈ لینا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ساری مخلوق پھیلی ہوگی ہر کوئی پانی لینے کیلئے بھاگ دوڑ کر رہا ہوگا بہت رش ہوگا اگر آپ کو میں وہاں پر بھی نہ تلاش کر سکا تو کیا کروں گا فرمایا کہ میزان پر دیکھ لینا عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میزان پر بھی وہی حال ہوگا ہر ایک کے اعمال تو لے جا رہے ہوں گے رش وہاں بھی ہوگا اگر آپ وہاں بھی نہ ملے تو پھر کیا کروں گا۔ فرمایا کہ پھر تو آرام کرنا میں خود ہی تجھ کو ڈھونڈ لوں گا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ ہم نے کیا کر لیا ہے کہ ہم پر اتنا کرم ہو رہا ہے۔ بس صرف یہی کہ پڑھ لیا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ نعت خواں حضرات نے تو پھر بھی نعت شریف پڑھی ہے مجھے تو وہ بھی نہیں آتی۔ اور یکلمہ جو پڑھ لیا ہے تو اس کلمے نے اتنی لاج رکھی ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے ساری مصیبتوں سے بری ہو گئے ہیں۔ دوست ہوں نہ ہوں۔ دولت ہو یا نہ ہو لیکن جس کے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گئے تو سارا زمانہ اس کا ہو گیا۔ زمانہ تو ایک طرف رہا اس کا تو اللہ بھی ہو گا۔ جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آ گئی۔ بحر و بر سارے سمندر ساری خشکیاں سارے جہاں سارے خزانے اس بندے کے دامن میں آ گئے۔ حضرات سب سے زیادہ بنانے والی ذات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے ان سے بنا کر رکھو۔ اور آپ ﷺ سے بنائی اس طرح جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی شان کو مانو عقیدہ صحیح رکھو صحیح عقیدہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو مانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو مانو گے تو زبان بھی ٹھیک ہو جائے گی کان بھی ٹھیک ہو جائیں گے ہاتھ بھی ٹھیک ہو جائیں گے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور ان سب کو ٹھیک کرنے والی ذات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے اولیاء اللہ بھی ٹھیک کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے لڑگے جاؤ تو کرم ہو جاتا ہے۔ مولا ناروم کے وسیلہ سے یہ بات کی ہے۔ جو ننگا ہے تو اس کے لئے لباس کہاں سے آتا ہے۔ سب سے بہترین لباس جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے وہ تقویٰ کا ہے۔ جس میں تقویٰ نہیں ہے وہ کوٹ پتلون پہن کر بھی ننگا ہی ہے۔ اور تقویٰ کہاں سے آتا ہے تقویٰ کیسے آتا ہے اس کا سٹ کیا ہے۔ تقویٰ میری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب سے آتا ہے۔ روزہ۔ حج۔ نماز سے تقویٰ نہیں آتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ (الحجرات ۲) ”اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے“ جب یہ حکم آیا تو لوگوں نے اپنی آواز بہت آہستہ کر لی۔ اس آیت مبارکہ کی پوری شان یہ ہے کہ جو آواز اونچی کرے گا اس کے اعمال اکارت جائیں گے۔ اعمال اکارت اس کے جاتے ہیں جو کافر ہو جائے دوسرے کے نہیں جاتے۔ ہم گنہگار ہیں لیکن جو نیکی کی ہے وہ ہمارے پاس ہے وہ ضائع نہیں جاتی۔ ورنہ تو کافر ہو جائیں گے اور ساری نعت خوانی بھی ضائع چلی جائے گی۔ ساری محفل بھی بے کار ہو جائے گی۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جو اپنی آواز نبی پاک ﷺ کی آواز سے اونچی کرے وہ بے ادبی میں داخل ہے اور جو مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی کرتا ہے وہ مرتد ہے اور مرتد کے اعمال سب بے کار ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ بہت محتاط ہو گئے بہت زیادہ ادب میں آگئے اتنی آواز نیچی کر لی۔ اتنی آہستہ آواز میں بات کرنے لگے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سننا محال ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اونچی بات کر لو میں نے ٹسٹ کر لیا ہے کہ تم میں تقویٰ ہے۔ تمہارے دلوں میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہے۔ یہ ہے تقویٰ۔ اپنے ٹخنے ٹکے کرنے یا نہ کرنے سے تقویٰ کا پتہ نہیں چلتا۔ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا اصل تقویٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہے۔ جس میں ادب مصطفیٰ ﷺ ہے اس میں تقویٰ ہے وہ متقی ہے اور جس میں ادب مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے وہ متقی بھی نہیں ہے کوئی منافق متقی نہیں تھا۔ حالانکہ جہاد بھی کیا ہے زکوٰۃ بھی دی ہے حج بھی کیا ہے صدقہ خیرات بھی کرتا تھا۔ نماز اور نماز تہجد تک پڑھتا تھا۔ لیکن وہ متقی نہیں تھا۔ متقی بنانے والی چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہے۔ یہ ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم۔ مولانا رومؒ کی یہ جو نصیحت آموز بات ہے اللہ تعالیٰ اس سے سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ ہم اندھے نر ہیں بہرے نر ہیں گو نکلے نر ہیں اللہ تعالیٰ ایسی صفات عطا فرمائے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے عطا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ ﷺ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش حاجی غلام الدین صاحب 17.4.2000

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں (الحدیث)

وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے شر سے اس کے ہمسائے محفوظ نہ رہیں۔ (الحدیث)

تمنا اور طلب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین أعوذ بالله من
الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملکته یصلون علی النبی
یا ایہا الذین امنوا اصلو علیہ وسلمو اتسلیموا الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! محمد اسلام صاحب نے نعت شریف پڑھی۔

زمین و زمان تمہارے لئے کلین و مکان تمہارے لئے
چنین و چنان تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
اعلیٰ حضرت بریلویؒ کی یہ بی نعت ہے اور اس پروفیسر صاحب نے بڑی اچھی تقریر فرمائی ہے اور آخر میں
اعلیٰ حضرتؒ کی تمنا اور طلب کا اظہر فرمایا کہ

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لواء کے تلے ٹا میں کھلے رضا کی زبان تمہارے لئے

قیامت کے روز ایسا سماں پیدا ہو جائے کہ لواء کے سائے تلے مجھے (اعلیٰ حضرت) نعت شریف پڑھنے کا
موقع مل جائے۔ میری عرض یہ ہے کہ کیا حضور ﷺ اپنی مرضی کے مطابق ہمیں عطا کریں یا ہمیں ہماری
مرضی کے مطابق عطا فرمائیں۔ ان میں سے کیا بہتر ہے گا۔ مانگتے تو ہم مانگتے ہی جاتے ہیں اور مانگتے ہی
رہتے ہیں لیکن چیز وہی بہتر ہوتی ہے۔ جو حضور نبی کریم ﷺ از خود ہمیں عطا فرمائیں اپنی مرضی کے مطابق
عطا فرمائی۔ بڑا مشہور دنیاوی قصہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے روشنی اور رہنمائی لینے کی توفیق عطا فرمائے۔
محمود غزنویؒ نے دربار سجایا اور اس میں جو بھی دنیاوی چیزیں ہو سکتی تھیں وہ رکھ دیں اور اپنے وزیروں کو بلایا
اور فرمایا کہ تمہیں جو کوئی چیز پسند ہو وہ لو۔ کسی نے کچھ لے لیا سب نے اپنی اپنی مرضی اور ضرورت کی
چیزیں اٹھالیں۔ لیکن ایاز جو کہ محمود غزنوی کا بہت چہیتا وزیر تھا وہ کھڑا رہا اور کوئی چیز نہ اٹھائی۔ نہ وہ سونے
کی طرف گیا نہ چاندی کی طرف گیا نہ ہیرے جواہرات کی طرف گیا نہ کسی اور چیز کی طرف گیا حالانکہ دربار
دنیاوی طور سے اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں سے بھرا پڑا تھا۔ لیکن ایاز نے کچھ نہ لیا۔ محمود غزنوی نے پوچھا کہ ایاز تم
نے کچھ نہیں لیا کیا بات ہے تجھے کوئی چیز پسند نہیں آئی۔ ایاز آگے بڑھا اور محمود غزنوی کے کندھے پر ہاتھ

رکھ دیا اور عرض کیا کہ بادشاہ سلامت مجھے یہ چاہئے محمود غزنوی نے کہا کہ مجھے لے کر تمہیں کیا فائدہ ہوگا۔ چیزیں تو وہ دوسری طرف پڑی ہوئی ہیں۔ ایاز نے عرض کیا کہ مجھے آپ لگنے تو سب کچھ لگ گیا کیونکہ وہ چیزوں کا مالک ہے۔ چیزیں دینے والا ہے۔ چیزیں تو آج نہیں کل ختم ہو جائیں گی لیکن آپ کی عطا تو ختم نہیں ہوگی آپ ہوں گے تو چیزیں ملتی ہی رہیں گی۔ آج محمود غزنوی کے تمام وزیروں کے نام مٹ گئے ہیں کیا تم میں سے کوئی محمود غزنوی کے کسی وزیر کا نام بتا سکتا ہے۔ صرف ایک ہی نام باقی رہا ہے اور وہ ایاز کا نام ہے۔ جس کو محمود غزنوی ملا ہو ہے۔ جس نے محمود غزنوی سے محمود غزنوی کو ہی مانگا ہے ہمارا نام بھی باقی تبھی رہ سکتا ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی مانگ لیں۔ کوئی آدمی اگر یہ کہے کہ یا اللہ مجھے جنت عطا فرما دے تو ہماری نظر میں تو وہ بہت کامیابی کا اظہار کر رہا ہے۔ لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ گناہ کر رہا ہے کیونکہ اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن مبارک کو نہیں پکڑا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سہارا نہیں لیا۔ اس نے جنت طلب کر کے دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جنت کو ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر گرفت کرنا چاہیں۔ پکڑنا چاہیں تو اسے پکڑ بھی سکتے ہیں کہ تو نے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں نہیں چاہا۔ آپ ﷺ کی طلب کیوں نہیں کی۔ تو جنت کا طلب گار ہے جنت والے کا سہارا کیوں نہیں لیتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ سے حضور نبی کریم ﷺ کو ہی لینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ امام جلوئی کا شعر ہے۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

جن کے سینوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔ انہوں نے ہمیشہ نبی پاک ﷺ سے نبی پاک ﷺ کو ہی مانگا ہے۔

یا محمد ﷺ از تو مے خواہم خدا را

خدا یا از تو عشق مصطفیٰ را

یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے خدا تعالیٰ مانگتا ہوں اور اے اللہ میں آپ سے عشق مصطفیٰ ﷺ مانگتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے کوئی چیز نہیں مانگی ہے۔ مانگا ہے تو صرف یہ مانگا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ انور ہو اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ یہ نقشندہ یوں کے امام ہیں جس نے بھی

حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ لیا تو سارے زمانے کے خزانے اس کے ہاتھ میں آ گئے اسے کن کی زبان عطا ہو جاتی ہے جو چاہے کہہ دے تو وہ نہ بھی ہونا ہو تب بھی ہو جاتا ہے لیکن وہ ایسا کرتا نہیں ہے۔ بلکہ سمجھتا ہے کہ میرا سارا سرمایہ تو دامن مصطفیٰ ﷺ ہے۔ حضرت ثعلبہ غصابی رسول اللہ ﷺ تھے اور ہر وقت مسجد میں ہی رہتے تھے۔ کہ ان کا نام ہی مسجد کی بکری مشہور ہو گیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بکری پالنے کا شوق ہے مجھے بکریاں عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے۔ آپ مسجد میں ہی رہو۔ اس نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بہت شوق پیدا ہو گیا ہے۔ مہربانی فرمائیں مجھے بکریاں عطا فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر بھی منع فرمایا کہ یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں ہے۔ اس نے ضد کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو بکریاں دے دیں۔ دو چار دس بیس بکریوں کی تعداد بڑھتی گئی تو وہ بکریاں لے کر چراگاہ میں جانے لگے۔ پہلے تو نماز قضا بھی نہ ہوتی تھی مسجد سے باہر نہیں نکلتا تھا اب بکریوں کی تعداد بڑھی تو اس کا مسجد میں آنا موقوف ہو گیا۔ جمعہ کے روز آنے لگا۔ بکریوں کی تعداد اور بڑھی تو اس کو ان کو چرانے کے لئے اور بھی دور جانا پڑا۔ پھر وہ جمعہ کے لئے بھی حاضر نہ ہو سکتا تھا۔ صرف عید کی نماز کے لئے آتا۔ پھر ایسا موقعہ آیا کہ نماز عید بھی جاتی رہی۔ پھر جب زکوٰۃ کا حکم آ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ اس سے زکوٰۃ لے آؤ۔ وہ آدمی اس کے پاس پہنچا اور زکوٰۃ طلب کی تو اس نے پوچھا کہ کتنی زکوٰۃ ہے۔ کہا کہ چالیس بکریوں میں سے ایک بکری کہنے لگا کہ یہ تو صریحاً ٹیکس ہے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ جب ثعلبہ کو پتہ چلا تو وہ زکوٰۃ لے کر آیا لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی زکوٰۃ وصول کرنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس کی زکوٰۃ لینے سے منع فرما دیا ہے۔ وہ واپس لوٹ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد وہ اپنی زکوٰۃ لے کر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آیا تو انہوں نے بھی انکار فرما دیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا دور آیا تو حضرت عمرؓ نے بھی اس سے زکوٰۃ وصول کرنے سے انکار فرما دیا اور آخر حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں ثعلبہؓ اس کی بکریوں میں ہی وصال ہو گیا۔ اگر اس نے نبی پاک ﷺ کا دامن پکڑا ہوتا تو آج پتہ نہیں کہ کیا عظمت ملتی۔ ہم جو کچھ مانگتے ہیں ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ اس سے ہمارے ساتھ کیا ہو جائے گا۔ اس لئے اگر کوئی بندہ عہدہ مانگے۔ بادشاہت مانگے۔ رتبہ مانگے تو اس کی ذمہ داری اس بندے پر آ جاتی ہے کہ اس کو اب تو یہی پوری کر کوئی کہے کہ مجھے ڈی سی لگا دیا جائے

کوئی کہے کہ مجھے گورنر بنادیا جائے۔ گورنر بن جانے کے بعد اب جو کوئی بھی اس کا اختیار ہے وہ تمہیں مل گیا ہے اگر ان اختیارات کا غلط استعمال ہوا تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ اور جو کوئی کہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ مجھے صرف آپ کا چہرہ چاہیے۔ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا چہرہ ہو تو پھر اگر اس کو بادشاہت بھی مل جاتی ہے تو نبی کریم ﷺ اس کی بادشاہت کو خود نبھاتے ہیں تاکہ اس سے گناہ نہ ہو جائے۔ اس لئے میری گذارش ہے کہ ہم جھوٹے بندے ہیں ہم تھوڑے دل کے بندے ہیں ہم چیزوں کی طرف بہت جلدی بھاگتے ہیں اگر توفیق ملے تو حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑنے کی توفیق مانگو اس سے بڑا اور کوئی سرمایہ نہیں ہے۔ اب بات یہ رہی کہ جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے کہ اَلْحَضْرَت بریلویؒ کی دعا قبول ہوئی کہ ان کو حشر کے دن نعت شریف پڑھنے کا اذن مل جائے گا۔ میری عرض یہ ہے کہ وہ علم ہی نہیں آیا کہ جس میں قیامت کے روز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بن کر آئی ہے۔ وہ علم ابھی تک آیا ہی نہیں ہے دو چیزیں ابھی تک نہیں آئی ہیں ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اس کی تعریف دنیا میں نہیں آئی ہے جس کے وہ لائق ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز مجھے ایک خاص علم عطا فرمایا جائے گا جس سے میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر سکوں گا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہیں ہو سکی اس کی تعریف کا حق ادا نہیں ہو سکا حضور نبی کریم ﷺ کا اعلان ہے کہ یا اللہ تیری ثناء کا تیری حمد کا تیری تعریف کا حق دنیا میں ادا نہیں کر سکا۔ اب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھے وہ علم عطا فرمائے گا کہ جس میں اسکی صحیح طور سے حمد بیان کروں گا۔ اس طرح سے دنیا میں حضور نبی کریم ﷺ کی جتنی شان بیان ہوئی ہے یا ہو رہی ہے کہ جس طرح فرمایا

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اتنی بڑی شان اور عظمت ہے لیکن اس کی بھی بس ہو جائیگی اس کی بھی کوئی حقیقت باقی نہیں رہے گی ایک شعر اور ہے کہ

واہ کیا جو د و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

اس کی بھی بس ہو جائیگی۔ اَلْحَضْرَتؒ نے بہت کمال کیا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں آپ ﷺ کی

تعریف اور توصیف میں بڑی اچھی نعتیں لکھی ہیں لیکن یہ دنیاوی علم ہے اس کی بس ہو جائے گی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرماتے ہیں

وہی نور حق وہ ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زمان نہیں

یہ بہت کچھ ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ کی شان کے لائق یہ بھی نہیں ہے ہمارے پاس وہ علم ہی نہیں ہے کہ جس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان ہو سکے آپ ﷺ کی شان بیان ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کوئی اعلیٰ قسم کا علم عطا فرمائے گا اور خود اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھے گا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد روز محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کونسا علم ہے۔ کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرمائیں گے نہ کوئی فرشتہ بیان کرے گا نہ کوئی انسان بیان کرے گا اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے۔ کر سکتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے اور اسی نے ہی کرنی ہے۔ یہ بات اور ہے کہ حضرت احمد رضا بریلویؒ اپنا حصہ ڈال لیں۔ میں بھی اپنا حصہ ڈال لوں آپ بھی اپنا حصہ ڈال لیں اور دعا کریں کہ یا اللہ ہمیں بھی موقع مل جائے کہ ہم بھی تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھیں لیکن ہماری بساط کوئی نہیں ہے قرآن مجید کتنی عظمت والا ہے۔ بندے کے لئے کتنا علم والا ہے اے محضرت خود فرماتے ہیں۔

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ ﷺ

غالب صاحب بھی فرماتے ہیں کہ یا اللہ آپ ہی حضور نبی کریم ﷺ کی نعت پڑھیں میں تو حضور نبی کریم ﷺ کو اتنا جانتا ہی نہیں ہوں کہ جتنی ان کی شان ہے نہ میں بیان ہی کر سکتا ہوں۔

غالب ثنائے خواجہ بہ بزدان گزاشنیم

کہ آن ذات پاک مرتبہ دان محمد است

اور ایک اور صاحب فرماتے ہیں کہ

لَا يُمْكِنُ الشُّعَاءُ كَمَا كَانَ حَقَّقَ صَلَاحَهُ خُدا بزرگ توئی قصہ مختصر
 یہ تمام بندے تو ہتھیار ویسے ہی پھینکے بیٹھے ہیں اب رہ کیا قرآن مجید تو اس کو پڑھو اس کی تفسیر کو سامنے رکھو
 تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید میں بھی ابھی ہمارے علم کے لئے وہ تعریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہیں آئی
 جو ان کی شان کے لائق ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی شان بیان فرمائی
 ہے لیکن پھر بھی ابھی وہ شان ظاہر نہیں فرمائی گئی جو قیامت کے روز دکھائی جائے گی۔ قیامت کے روز اللہ
 تعالیٰ ایک اور علم ظاہر فرمائیں گے اور اس علم کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور نعت
 اللہ تعالیٰ خود بیان فرمائیں گے۔ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں ہماری تو زبان ہی اس لائق نہیں ہے کہ ہم حضور نبی
 کریم ﷺ کی نعت پڑھیں یا پڑھ سکیں نہ ہمارے پاس کوئی ایسا علم ہے جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 شان بیان ہو سکے پھر بھی ہم کوشش کرتے ہیں اپنا پورا پورا زور لگاتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے
 کریم ہیں مہربان ہیں کہ نعت ان کے لائق نہ ہونے کے باوجود قبول فرما لیتے ہیں۔ کیا کوئی بندہ اپنی ماں کا
 حق ادا کر سکتا ہے۔ نہیں کر سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق تو ماں کے حق سے کروڑہا بار زیادہ ہے
 وہ کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ تمام ماؤں کی محبت کو جمع کر کے اس کو کروڑ سے بھی ضرب دے لو تو جتنی یہ محبت بنتی
 ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم اس سے بھی زیادہ محبت ہے۔ ہم ماں کا حق تو ادا نہیں کر سکتے پھر
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ ہم چھوٹے بندے ہیں مانگے بغیر رہ سکتے نہیں ہیں اور
 مانگتے ہی رہتے ہیں لیکن مانگنے والی چیز صرف ایک ہی ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی زیارت ہو جائے تو
 یہی کافی ہے اگر یہ مانگ لو گے تو یہ محبت کی بھی انتہا ہے عشق بھی ہے اور سب کچھ اسی میں ہے کہ یا رسول
 اللہ ﷺ جو آپ کے کرم میں ہو جا آپ کی مرضی میں ہو وہ عنایت فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی دعا اپنانے کی
 توفیق عطا فرمائے آمین۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ اُنْظُرْ حَالَنَا يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
 اِنْ نِىْ فِىْ بَحْرِ عَمٍّ مُّغَرَّقٍ خُذْ يَدِيْ سَهْلَ لَنَا اِسْكَالَنَا

و ما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش خلیفہ غلام مصطفیٰ صاحب 28.05.2000

ایصال ثواب کی اہمیت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ أعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمو۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! چند چیزیں ہیں جو بظاہر بڑی مصیبتیں نظر آتی ہیں۔ ان میں ایک بیماری ہے۔ ایک غربت ہے مفلسی ہے ایک چھوٹی عمر ہے ہم تمام امتوں کے بعد پیدا ہوئے یہ بظاہر تو بڑی دکھ والی باتیں ہیں کہ مال و دولت ملا ہی نہیں تمام مسلمان غریب ہیں کھانے پینے کیلئے کچھ ہے ہی نہیں۔ بیماری میں مبتلا ہیں۔ چھوٹی چھوٹی عمریں ہیں۔ تمام امتوں کے بعد آئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ مصائب نہیں بلکہ نعمتیں ہیں۔ جن کو تم مصیبت سمجھتے ہو وہ تمہارے لئے نعمت ہے۔ فرمایا کہ اگر مال و دولت تھوڑی ملی ہے تو حساب بھی تھوڑا ہی ہوگا۔ اگر حساب دینا پڑ جائے تو ایک آنے کا بھی حساب نہیں دے سکیں گے۔ فرمایا کہ عمر تھوڑی دی ہے تو گناہ بھی تھوڑے ہی کرو گے اور تھوڑا ہی عرصہ دنیا میں رہوں گے تو دل دنیا میں نہیں لگا سکو گے۔ اور قبروں میں بھی تھوڑا ہی عرصہ گزارنا پڑے گا۔ جانتے ہو کہ سب سے لمبی عمر کسی کی ہے۔ یہ شیطان کی ہے۔ سب سے زیادہ طویل عمر شیطان کی ہے۔ اگر لمبی عمر درست ہوتی تو پھر شیطان کے مزے ہی مزے تھے۔ لمبی عمر میں گناہ بھی زیادہ ہو جاتے ہیں اور گناہ آلود لمبی عمر سے حضور نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ دوسری بات ہے کہ بیماری ہے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن کے لئے بیماری بخشش کا بہانہ ہے۔ بیماری سے بندے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جس طرح سے کہ موسم خزاں میں اگر کسی درخت کی ٹہنی پکڑ کر ہلائیں تو اس کے پتے گر جاتے ہیں۔ جب کسی مومن پر بیماری آتی ہے تو اس کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں جس مومن کو بیماری ذرا لمبی آ جائے تو وہ اس طرح سے پاک ہو جاتا ہے کہ جس طرح فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی کسی حاجت کے لئے اس سے جا کر دعا کراؤ کہ بیماری کی وجہ سے وہ بالکل پاک اور معصوم ہو گیا ہے پھر یہ کہ آپ سب سے بعد میں پیدا ہوئے یہ تو احسان ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا کرم ہے کہ ہمیں سب سے بعد میں بھیجا گیا۔ ساری امتیں جو ہم سے پہلے ہو گزری ہیں ان سب کی برائیاں ہمیں معلوم ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور نبی کریم ﷺ کی

تشریف سے پہلے تک تمام لوگوں کی برائیاں تمام لوگوں کے گناہ اور ان کے انجام ہمیں معلوم ہیں لیکن ہمارے گناہ ہماری برائیاں ان کو معلوم نہیں ہو سکیں کہ وہ پہلے چلے گئے۔ یہ تو ہماری پردہ پوشی ہے۔ اب دیکھیں کہ شیطان کی جو برائیاں ہیں وہ ہمیں معلوم ہیں کہ نہیں ہیں اور اگر وہ ہمارے بعد میں آتا تو ہمیں اس کی برائیوں کا علم ہی نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت اس لئے بعد میں آئی کہ دنیا میں رہنے کا تھوڑا موقعہ ملے تو دنیا میں دل نہ لگا بیٹھیں اور قبر میں تھوڑا عرصہ رہنا پڑے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ رسوائی نہ ہو۔ پہلے آنے والوں کو ہماری کرتوتوں کا علم نہ ہو اور ہمارا پردہ رہ جائے۔ لیاقت علی صاحب نے نعت پڑھی ہے۔

گنبد خضراء کے دامن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے
زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے
ہم کو آقا کی غلامی میں ہی زندہ رکھنا
ہم نے اللہ سے اک یہ بھی دعا مانگی ہے
گور تیرہ کی سیاہی مٹانے کے لئے
آپ کے چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے
ہاتھ پھیلے نہ کسی اور کے آگے آقا
ہم نے بس بھیک سدا آپ سے ہی مانگی ہے
مرض بڑھتا نہیں خوشیوں میں ڈھل جاتا ہے اس کا عشرت
جس نے دربار محمد ﷺ سے شفا مانگی ہے

حضرت عمرؓ نے ہمیشہ یہ دعا مانگی کہ یا اللہ مجھے شہادت کی موت آئے اور آئے بھی مدینہ شریف میں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں جگہ عطا فرمائی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم اور عطا ہے کہ جس پر بھی ہو جائے۔ فاروق اعظمؓ بھی بنایا اور اپنے قرب میں جگہ بھی دے دی۔ حضرت امام مالکؒ ساری عمر مدینہ پاک میں رہے صرف ایک مرتبہ حج کے لئے

تشریف لے گئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ حج پر تشریف نہیں لے جاتے عمرہ کے لئے نہیں جاتے تو فرمایا کہ حج ایک مرتبہ فرض ہے سودہ فرض میں نے ادا کر لیا ہے۔ اب بار بار کیوں نہیں جاتا۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری موت مدینہ شریف سے باہر نہ آجائے میں مدینہ شریف میں مرنا چاہتا ہوں اور یہیں دفن ہونا چاہتا ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بھی جنت البقیع میں کرم فرما رہے ہیں۔

مدینے جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدا نخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے

مسجد ابراہیم کے خطیب حضرت مولانا منظور احمد صاحب حج پر تشریف لے جانے لگے تو دوست احباب جو ملاقات کیلئے آئے تھے ان سے فرمایا کہ دعا کرو کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے پاس ہی رکھ لیں۔ مدینہ پاک میں ہی موت آجائے مرنا تو ایک دن ہے ہی تو کیوں نہ آدمی مدینہ شریف میں ہی مر جائے اور وہیں دفن ہو جائے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو مدینہ پاک میں فوت ہو جائے اور یہیں دفن ہو جائے تو قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا۔ عمل تو اپنے پلے ہے کوئی نہیں مدینہ پاک میں دفن ہو کر ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے حق دار بن جائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے۔ وہ بھی مدینہ شریف میں وصال فرما گئے اور وہیں جنت البقیع میں جگہ مل گئی۔ یہ سارا کرم ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

یہ ہے ان کی مومج جس کو چاہیں نوازیں
قسمت سے گلہ کوئی نہیں ہے

اب بات یہ ہے کہ مدینہ شریف آخر کتنے لوگ جاسکیں گے۔ پھر بھی غربت ہی آڑے آئیگی۔ کرا یہ نہیں ہے پیسے نہیں ہیں صحت نہیں ہے۔ وقت نہیں ہے یہ سب رکا رہیں ہیں۔ عمرہ کیلئے جانا ہو چالیس پچاس ہزار روپیہ لگتا ہے حج کیلئے جانا ہو تو ایک لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے جس کے پاس کھانے کو روٹی نہیں ہے گزارہ مشکل سے چلتا ہے وہ کیونکر مدینہ شریف جاسکتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا سب سے بڑا عاشق وہ بندہ ہوگا جو میرے بعد پیدا ہوگا اور اس کی تمنا یہ ہوگی کہ یا اللہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب فرمادے۔ فرمایا کہ وہ میرا بڑا عاشق ہوگا اور میں اس کا عاشق ہوں۔ اور یہ عشق بندے کو کہاں لے جاتا ہے یہ تمنا اسے کہاں لے جاتی ہے۔ فرمایا کہ جس کو مجھ سے محبت ہے عشق ہے وہ میرے ساتھ جنت

میں ایسے ہوگا جس طرح سے یہ دو انگلیاں ہیں (ہاتھ سے دو ساتھ والی انگلیوں سے اشارہ فرماتے ہوئے)

اللہ کرے ہمیں مدینہ شریف میں موت آئے۔ شہادت کی موت آئے اور مدینہ شریف میں آئے یہ بہت اعلیٰ تمنا ہے لیکن ہمارے وسائل اتنے نہیں ہیں کہ ہمیں یہ نصیب ہو جائے لیکن اس تمنا کرنے پر تو کوئی خرچ نہیں آتا کہ ہم عرض کریں کہ کتے و یکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ۔ یہ تمنا تو ہر ایک کو نصیب ہو جاتی ہے۔ ہر نماز کے بعد یہ دعا اپنا وظیفہ بنا لو کہ کتے و یکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ ﷺ تو انشاء اللہ اس دعا کے صدقے اس تمنا کے صدقے حضور نبی کریم ﷺ اپنی محبت عطا فرمائیں گے اور وہ محبت آپ کو جنت میں لے جائے گی اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے عرض یہ ہے کہ غریب کون ہے مفلس کون ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مفلس یا غریب وہ ہے۔ جس کے دل میں میری محبت نہیں ہے۔ کوئی اپنے آپ کو مفلس نہ سمجھے۔ اگر مجبوری ہے کہ پیسے نہیں ہیں بنک ٹیلنس نہیں ہے۔ کاروبار نہیں ہے ملازمت نہیں ہے۔ گزارہ نہیں ہے۔ مفلسی ہے غربت ہے یہ ہم شکوہ بھی کرتے ہیں اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہم بڑے پیسے والے ہوں بنک ٹیلنس والے ہوں کاروبار والے ہوں ہم مجبوری سے غریب ہیں مفلس ہیں لیکن حضور نبی کریم ﷺ پورا اختیار رکھنے کے باوجود کن کی زبان رکھنے کے باوجود بھی ایسی حالت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کئی کئی روز سے چوٹھانیں جلتا تھا۔ گھر میں نہ روٹی نہ پانی۔ کبھی ایک کھجور اور ایک گھونٹ پانی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام آپ جانتے ہیں کہ گھر میں نہ ستو ہے نہ جو ہیں۔ خور و نوش کی بھی کوئی چیز نہیں۔ کئی روز سے چوٹھانیں جلا ایک کھجور اور ایک گھونٹ پانی پر گزارہ چل رہا ہے۔ تو ایسے معلوم ہونے لگا کہ جس طرح سے زلزلہ آنے والا ہوتا ہے۔ زمین ہلنے لگتی ہے۔ مکان درخت وغیرہ ہلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ فرمایا کہ جبرائیل یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فرشتہ آ گیا اور آ کر سلام عرض کیا اور پیغام دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کی باتیں سن لی ہیں آپ اگر پہاڑوں کو حکم دیں کہ سونے کے بن جائیں تو یہ آپ کے لئے ابھی سونے کے بن جائیں گے اور اگر آپ یہ بھی چاہیں کہ یہ آپ کے ساتھ چلیں تو یہ آپ کے ساتھ چلنا شروع ہو جائیں گے۔ آپ جس طرح کی زندگی چاہتے ہیں آپ ویسی ہی زندگی بسر کر لیں۔ آپ کے لئے کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ دنیاوی لحاظ سے بادشاہ بن جائیں یا پھر بندہ نبی بن جائیں حضور نبی کریم ﷺ نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے بندہ نبی بنا

دے۔ ایک وقت کی روٹی مل جائے اور ایک وقت کی روٹی نہ ملے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اختیاری زندگی ہے۔ اب جس کی بھی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی جیسی ہے وہ خواہ اختیاری ہے یا مجبوری سے ہے اس کا بھی بیڑہ انشاء اللہ پار ہو جائے گا۔ شکوہ شکایت تو ہم بے حد کرتے ہیں میں بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں سے یہ شکوہ شکایت نکال دیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ عافرائیں کہ میں جنت میں بھی آپ ﷺ کی زوجہ رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ مرتبہ چاہتی ہیں تو کل کے لئے کھانا بچا کر نہ رکھنا اور کسی کپڑے کو جب تک پیوند لگ سکتا ہو بے کار نہ کرنا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ساری عمر ایسا ہی کیا۔ یعنی اس وقت تک کپڑا پھینکنا نہیں ہے کہ جب تک اس میں کئی کئی پیوند نہ لگ جائیں۔ ہمارے لباس میں پیوند تو ایک طرف رہے ہمارے کپڑے کی کریمز ہی اگر خراب ہو جائے تو ہم اس کو اتار دیتے ہیں۔ پہنتے ہی نہیں ہیں کہ ہماری پوزیشن خراب ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت تک کپڑا نہیں اتارتے تھے جب تک کہ اس میں چودہ پیوند نہ لگ جاتے تھے۔ اپنی جوتی بھی خود مرمت فرما لیتے تھے۔ اور یہ زندگی جس کو ہم نفرت والی، بڑی محبت والی اور چاہت والی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ دل سے خوشی کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی طرح زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد اسلام نے نعت شریف پڑھی ہے کہ جس میں شعر ہے۔

وہ کنز نہاں یہ نور فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزم فکاں

یہ ہر تن و جان یہ باغ جنناں یہ سارا سماں تمہارے لئے

الحضرتؒ کی نعتیں بڑی مشکل ہیں عام بندے کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہیں۔ اس شعر میں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق ایک موازنہ سمجھ لیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ یا اللہ آپ کیا ہیں فرمایا کہ اللہ کنز نہاں ایک چھپا ہوا خزانہ ہے اور یا رسول اللہ ﷺ آپ کیا ہیں فرمایا نور فشاں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہے کہ جس سے نور نکلتا ہے۔ پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ وہ کن سے عیاں کہ وہ کن سے ساری کائنات کو پیدا فرمانے والے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہیں آپ کی شان مبارک کیا ہے کہ یہ بزم فکاں۔ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا تو اسے حکم دیا کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا لکھوں فرمایا لکھ ما کان وما یكون۔ لکھو جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا

ہے۔ سارا لکھ دے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قلم کی پیدائش سے بھی پہلے کچھ پیدا ہو چکا تھا اور یہ نور مصطفیٰ ﷺ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ بزم فکاں ہیں۔ آپ وہ ہیں جو قلم سے پہلے پیدا فرمائے گئے فکاں پس تھا۔ یہ کان کے پس منظر میں ہے کہ جو کچھ تھا۔ اور وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہی تھا۔ پھر فرمایا کہ ہر تن و جاں کہ حضور نبی کریم ﷺ کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا اور پھر اس نور کے پر تو سے باقی ہر تن و جاں ہر چیز نبی ہے۔ لہذا ہر چیز میں نور مصطفیٰ ﷺ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر چیز میں عیان ہے اور اسی طرح نور مصطفیٰ ﷺ کی جھلک بھی ہر چیز میں موجود ہے۔ چاہے وہ باغ جناں یعنی جنت ہے کہ سارا سماں کہ ساری کائنات ہے۔ ہر زمانہ ہے۔ ہر زمانے میں نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی چمک ہے۔

منور نور تیرے توں زمانہ یار رسول اللہ ﷺ

تیرا دربار رحمت دا خزانہ یار رسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف ایک چیز بنائی ہے اور وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اور باقی جو کچھ بھی ہے وہ نور مصطفیٰ ﷺ سے نبی ہے۔
حضرت جانی فرماتے ہیں۔

وصلی اللہ علی نور کز وشد نور ہا پیدا

زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

جو بھی نور بنا ہے جو بھی اچھی چیز بنی ہے وہ نور مصطفیٰ ﷺ سے ہی بنی ہے۔ آنکھوں میں دیکھنے والی قوت بھی ان سے ہے اور جو موجود ہے وہ ان سے ہے۔ یہ باغ و جنت یہ موج یہ باغ و بہاراں سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے ہیں اگر مان جاؤ گے تو تم بھی موج کرو گے اور اگر نہ مانو گے۔ تو پھر شیطان والا شعبہ خالی ہے۔ اور موجود وہ بھی ہے حضرات مدینہ پاک جانا بڑا مشکل ہے لیکن اپنے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پیدا کر لینا مشکل نہیں ہے۔ اپنے دل میں ولی کی محبت پیدا کر لو یہ نبی پارک ﷺ سے محبت ہونے کی پہلی شرط ہے۔ ولی کی محبت پیدا کر لو اس سے تمہارے دل میں نبی پاک ﷺ سے محبت پیدا ہو جائیگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے دل میں میری محبت نہیں

ہے وہ بے ایمان ہے۔ شیطان نے چپے چپے پر سجدہ کیا ہے لیکن قبول نہیں ہوا۔ کیونکہ دل میں محبت مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے۔ اگر ان سجدوں کے ساتھ ایک دفعہ بھی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ لگا ہوتا تو یہ قبول ہی قبول تھا۔ ساری عبادت قبول ہو جاتی۔ اب ایک عرض یہ ہے کہ ایک نبی پاک ﷺ کا چہرہ انور ہے اور ایک ہمارا چہرہ ہے ہمارے چہرے کی قبولیت صرف اس صورت میں ہوگی اگر اس کی مطابقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے سے ہوگی۔ اگر ہمارا چہرہ ان جیسا نجہیں ہے تو یہ قبول نہیں بلکہ یہ وبال ہے یہ عذاب ہے۔ ہم اتنے چھوٹے بندے ہو کر اپنا چہرہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح نہیں بنا سکتے اپنی مرضی کا چہرہ بناتے ہیں اپنی مرضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے بے نیاز ہو کر بھی اپنی مرضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیدی ہے۔ ہم اپنی مرضی کرتے ہیں یہ سب سے بڑا وبال ہے۔ ہم اپنے چہرے کا سائل نہیں بدلتے۔ مچھوٹے کا سائل نہیں بدلتے۔ سر پر ٹوپی رکھنے والا سائل نہیں بناتے۔ باقی چیزیں تو بعد کی ہیں کہ میرا کردار میری گفتار میرا اخلاق میری ریاضت میری عبادت ان جیسی ہو جائیں یہ تو بہت دور کی باتیں ہیں ہم چھوٹی سی چیز نہیں کرتے کہ صرف اپنا چہرہ ہی ان جیسا بنالیں لیکن اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر بھی اپنی مرضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے رہا ہے۔

وہ بے نیاز ہو کے بھی نازاں ہے آپ پر

اس خالق تمام کی پہچان آپ ہیں

اللہ تعالیٰ ان سنتوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ محبت کی پہچان ہے اب رہی ایصالِ ثواب کی بات تو ذکر مصطفیٰ ﷺ اور درود شریف ایسی چیز ہے کہ ٹٹی نہیں ہے بلکہ بڑھتی ہے جتنا بھی خرچ کرو یہ اتنا ہی بڑھتا ہے آپ نے جو قرآن مجید اور درود شریف پڑھ کر اپنی والدہ کو بخشا ہے وہ انہیں پہنچ گیا ہے۔ اگر ایک فرد کو بخشیں گے تو اس کو مل جائے گا اگر دو کو بخشیں گے تو دونوں کو پورا پورا مل جائے گا اگر تین کو بخشیں گے تو ہر ایک کو پورا پورا مل جائے گا اگر کروڑ کو بخشیں گے تو کروڑ میں سے ہر ایک کو پورا پورا مل جائے گا اور ان سب کا دو گنا ہو کر بھیجنے والے کو مل جائے گا۔ تو پھر ہم نے دیا کیا ہے بھیجا کیا ہے وہ تو الٹا ہمیں ہی مل گیا ہے اس لئے جب بھی بخشو۔ پڑھ کر ایصالِ ثواب کے لئے بخشو تو تمام امت محمدی کو بخشا کرو۔ تو جو ایک قرآن پڑھ کر آپ تمام امت کے افراد کو بخشیں گے تو ہر ایک امتی کو ایک قرآن پڑھنے کا ثواب مل جائے گا ان تمام کی

تعداد کو دو گنا کر کے جو تعداد بنے گی۔ اتنے قرآن پڑھنے کا ثواب تمہیں مل جائے گا۔ اس لئے آپ جو پڑھ کر بخشتے ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر غلام کو ہر پیارے کو دو۔ لواء الحمد کے جھنڈے تلے جتنے بھی بندے ہیں سب کو دو۔ سب کو برابر برابر حصہ ملے گا اور ان سب کا دو گنا ہو کر تمہیں مل جائے گا اور اس کا دو گنا ہو کر اے مل جائے گا جس نے تمہیں ایصال ثواب کرنے کے لئے تلقین فرمائی ہے اس کا دو گنا ہو کر اس کو پڑھانے اور تلقین کرنے والے کو مل جائے گا اس طرح سے تمام کا دو گنا ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ اس تمام کا ثواب حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچ جائے گا۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی ضرورت نہیں اس میں بھیجنے والے کا اپنا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو ایصال ثواب کے قائل نہیں ہیں وہ لوگوں کو اُلٹے سبق پڑھاتے رہتے ہیں۔ یہ عمل کرو وہ کام کرو ایصال ثواب کی طرف آنے ہی نہیں دیتے اور جب ایسا بندہ ان کے پیچھے لگ جاتا ہے کوئی کسی قسم کا ایصال ثواب اپنے جانے والوں کے لئے نہیں کرتا اور جب خود مر جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ چلو مر گیا۔ چلا گیا اب اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔ شیطان بھی یہی کچھ کرتا ہے۔ جو اکھیلنے کا شوق دلاتا ہے۔ نشہ کرنے کا عادی بنا دیتا ہے دین و اسلام سے دوری پیدا کر دیتا ہے اور جب اس کا اچھی طرح سے بیڑہ غرق ہو جاتا ہے تو اس کو چھوڑ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے میں تو جا رہا ہوں تم جہاں جی میں آئے چلے جاؤ۔ اب جو بری عادتیں وہ شیطان اس بندے میں ڈال جاتا ہے وہ اسی میں پڑا رہتا ہے۔ اور اس کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ یہی لوگ کرتے ہیں کہ اپنے مردے سے کہتے ہیں کہ بس تمہارے اعمال ہی تمہارے ساتھ جائیں گے چاہے جنت میں جاؤ کہ جہنم میں جاؤ۔ نہ اس کے لئے کوئی فاتحہ نہ کوئی درود۔ اور ان کی طرز جو ہے وہ شیطان والی طرز ہے شیطان کے ورغلانے میں آ کر جو اکھیلتا رہا۔ مکان بک گیا جائیداد بک گئی۔ بیوی بچے گئے اور اب شیطان بھی اس کا ساتھ چھوڑ کر جا رہا ہے۔ کیوں بھی اب تو اس کو کیوں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے۔ یہ اب اللہ سے نہیں ڈرتا تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ سچا مذہب وہ ہے جس میں زندگی میں بھی ایصال ثواب کی بات کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کے لئے ایصال ثواب ہوتا ہے آج آپ کسی کے لئے ایصال ثواب کریں گے تو کل آپ کے لئے بھی کوئی کرے گا۔ اگر آپ ایصال ثواب کے قائل نہیں ہیں تو کل آپ کی اولاد بھی اسی ڈگر پر جائے گی آپ کے لئے ایصال ثواب کرنے والا کوئی

نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایصالِ ثواب کرنے اور لینے کو توفیق عطا فرمائے۔ عام جنازہ گاہوں میں یہ حدیث پاک لکھی ہوئی ہے کہ مردے کو سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ دعا ہے جو اس کی بخشش کیلئے کوئی کرتا ہے۔ جس طرح سے ڈوبنے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے۔ اسی طرح سے مردے کی تیری دعا کی ضرورت اور اس دعا کا سہارا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ دعا زندگی بھر کرنے کی توفیق عطا فرمائے حدیث پاک ہے۔ کہ کتنے ہی لوگ ہوں گے جو مریں گے تو جہنمی ہوں گے لیکن قیامت کو انھیں گے تو جنتی بن کر انھیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ اپنی قبور میں ایسے عمل کریں گے کہ جس سے وہ جنتی بن جائیں گے فرمایا کہ نہیں قبر دار عمل نہیں ہے وہاں کوئی عمل نہیں۔ بلکہ میت کے دوست احباب رشتہ دار جو پڑھ پڑھ کر اس کے لئے ایصالِ ثواب کریں گے وہ اس کو قبر میں ملتا رہے گا اس کے گناہ ختم ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ سارے گناہ مٹ جائیں گے اور وہ جنت کا حق دار بن جائے گا۔ اگر آپ پچھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر کسی مردے کو بخشیں گے تو اس کی بخشش ہو جائے گی بشرطیکہ اس کا عقیدہ صحیح ہو۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں البتہ تین چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں یعنی تین چیزیں اس کو قبر میں بھی فائدہ دیتی ہیں ان میں سے ایک صدقہ جاریہ ہے۔ دوسری علم نافع ہے جو اس نے کسی کو پڑھایا۔ یا کوئی کتاب لکھی جس کو پڑھنے سے عوام کو فائدہ حاصل ہوتا رہا۔ اور تیسری نیک اولاد ہے نیک اولاد سے مراد ایسی اولاد ہے جو پڑھ کر اپنے جانے والوں کو بخشتی ہے اور وہ ایصالِ ثواب ان کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ ایصالِ ثواب کرنے اور ایصالِ ثواب کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش سید شجاعت علی صاحب 3.6.2000

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لاٹانی ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ أعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو اتسلیمًا۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین پہلے تو میں نے برکت کے لئے تین چیزیں عرض کرنی ہیں۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تیری محبت ہر دل میں آ جاتی تو میں جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کو حضور نبی کریم ﷺ سے محبت ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر دوزخ سے بریت ہے ہے۔ دوسری یہ چیز ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ یہ بتاؤ میرا سب سے بڑا عاشق کون ہے صحابہ کرامؓ نے خیال فرمایا کہ یہ ہم ہی ہو سکتا ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میرے صحابہؓ وہ آپ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ حیران ہوئے کہ وہ کون حضرات ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا کہ وہ ایسے بندے ہوں گے۔ جو میرے وصال کے بعد پیدا ہوں گے۔ اور میرے دیدار کیلئے تڑپ رہے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ ہم سے سب کچھ واپس لے لے ہماری جان لے لے لیکن ہمیں ایک لمحہ بھر کے لئے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرا دے۔ وہ سب سے بڑے عاشق ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایک بندہ ایسا ہو کہ اس کے پہلے میں اتنے گناہ ہوں جو ساری دنیا کے بندوں کے گناہ ہوں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر قیامت تک جتنے بندے ہوں گے اور ان سب کے جتنے گناہ ہوں گے وہ سارے کے سارے اس ایک بندے کے نامہ اعمال میں لکھے ہوئے ہوں اگر وہ بندہ کسی سید زادے کی دست بوسی کرے تو میں اس کو بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔ اس محفل میں سید زادے موجود ہیں آپ محفل کے اختتام پر ان کی دست بوسی کر کے جائیں۔ آپ کو بھی شفاعت رسول ﷺ مل جائے گی۔ اور مجھے بھی وسیلہ مل جائے گا۔ آج کی ایک نعت میں یہ بات فرمائی گئی ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ لاٹانی ہیں۔ آپ ﷺ جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں اپنا انگوٹھے کا نشان کاغذ پر لگاتا ہوں آپ بھی تمام حاضرین اپنے اپنے انگوٹھے کے نشان لگا دیں۔ اپنی انگلیوں کے

نشان بھی لگا دیں۔ ہر انگلی کا نشان مختلف ہے۔ ہر انگوٹھے کا نشان مختلف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے یہ اس کی قدرت ہے پوری دنیا میں کسی بھی شخص کا نشان انگوٹھا کسی دوسرے سے نہیں ملتا۔ پھر میرا انگوٹھا کسی کا نشان میری انگلی کا نشان بھی لاثانی ہے کیونکہ اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ آپ کا انگوٹھا بھی ہے آپ کی انگلی بھی ہے وہ بھی لاثانی ہے۔ اب یہ بھی لاثانی اور وہ بھی لاثانی پھر لاثانی ہے کیا۔ ہر دانہ دوسرے دانے سے مختلف ہے۔ ہر پتہ دوسرے پتے سے مختلف ہے۔ ہر بندے کی شکل و صورت دوسرے بندے سے مختلف ہے پھر لاثانی کیا چیز ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میرے بیٹے جیسا کوئی نہیں ہے دوسرا کہتا ہے کہ میرے بیٹے جیسا کوئی نہیں ہے۔ ہر بیٹا ہی لاثانی بنا ہوا ہے۔ یہ بھی لاثانی ہے وہ بھی لاثانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لاثانی ہیں۔ لاثانی ہے کیا۔ کس کو لاثانی کہیں گے۔ یہ ایک معنہ ہے CONFUSION ہے۔ میری عرض ہے کہ میرے انگوٹھے کے نشان نے آپ کے انگوٹھے کے نشان کو نہیں بنایا ہے۔ اس کی اپنی تخلیق ہے اس کی اپنی تخلیق ہے۔ یہ اس کا محتاج نہیں ہے یہ اس کا محتاج نہیں ہے حضور نبی کریم ﷺ ایسے لاثانی ہیں کہ سب ان کے محتاج ہیں۔ ہر چیز کی ساخت علیحدہ ہے ہر چیز کی بناوٹ علیحدہ ہے اس کی بنیت اس کی NATURE علیحدہ ہے لیکن ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور پر تو سے بنی ہے۔ حضرت پیر مر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

اس	صورت	نوں	میں	جان	آکھاں
جان	آکھاں	کہ	جان	جہان	آکھاں
سچ	آکھاں	تے	رب	دی	شان
جس	شان	توں	بنیاں	سب	شانان

ہر شان میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان سے بنی ہے۔ اس لئے وہ ایسے لاثانی ہیں۔ کہ سارے لاثانی ان کے محتاج ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا۔ تو میں کسی چیز کو بھی پیدا نہ کرتا میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا یہ لاثانی ہیں میرے نبی کریم ﷺ۔ اب ایک نظریہ تو بنتا ہے کہ پوری کائنات بنا کر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے کر دی۔ جس طرح یہ کمرہ بنا کر اس کو راستہ کر کے دری وغیرہ بچھا کر اس میں یہ کرسی رکھ دی اور اس کرسی پر مجھے بٹھا دیا ہے۔ یہ کمرہ میں نے تو نہیں بنایا ہے۔ آپ نے بنایا ہے۔ کرسی

میں ساتھ لے کر تو نہیں آیا ہوں آپ نے مجھے یہ کرسی دی ہے۔ تو کیا حضور نبی کریم ﷺ کو یہ کائنات اس طرح سے عطا ہوئی ہے جس طرح مجھے یہ کرسی عطا ہوئی ہے۔ نہیں نہیں یہ اس طرح کی عطا نہیں ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے ایمان یہ ہے کہ۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان۔ زمین نہیں کہ زماں نہیں

یہ کمرہ مجھ سے نہیں ہے یہ کرسی مجھ سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے ہر چیز میری نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے بنی ہے۔ معراج کی رات حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں۔ دیکھا تو تھوڑی سی مٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے مٹی پیچھے ہٹ جا۔ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ مٹی ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ساری کائنات تیرے مقابلہ میں آتی ہے تو یہ مٹی کی چٹکی بن جاتی ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی جوتی کے ساتھ جو مٹی لگی ہوئی ہے اس کی عظمت یہ ہے کہ اگر میں عرش کو دس گنا عظمت عطا کروں اس کا مرتبہ دس گنا زیادہ کروں پھر بھی وہ اس مٹی سے کم تر ہے جو تیری جوتی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ یہ لاثانیت ہے۔ عرش بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی کو چوم کر عرش معلیٰ بنا ہے۔ باقی کسی کا کیا ذکر ہے۔ آپ کے اس محلہ 212۔ سکیم میں کتنے مکان ہیں۔ جی یہ تین سو مکان ہیں۔ اگر ان میں سے ایک سوا کاؤن کسی ایک شخص کی ملکیت میں آجائیں تو وہ سب سے بڑا مالک بن جائے گا۔ لاثانی بن جائے گا۔ باقی سب میں معتبر بن جائے گا۔ LAND LORD بن جائے گا۔ یہ بڑا تو بن سکتا ہے لاثانی نہیں ہو سکتا۔ لاثانی تب ہوگا کہ سارے ہی مکان اس کی ملکیت میں آجائیں۔ جب تک ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں نہ آجائے محمد ﷺ بتا ہی نہیں ہے۔ محمد ﷺ وہ ہوتا ہے کہ جس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ رہے۔

بہترین و بہترین

جز محمد ﷺ نیست در ارض و سما

کائنات میں اگر کچھ باقی رہ جائے جو نبی پاک ﷺ کی ملکیت میں نہ آئے تو پھر وہ محمد ﷺ نہیں ہوتے۔

محمد ﷺ کی ذات اس وقت بنتی ہے جب ساری کائنات ان کی جھولی میں ہو۔ ان کی طفیل ہو ان کے قدموں میں ہو۔ یہ ان کی لاثانیت ہے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ کو کوثر فرمائی۔ کوثر کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ کوثر ہے تو پھر باقی کیا بچے گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا نہیں ہوا ہے۔ یہ آپ کی لاثانیت ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی بھی ایسی ملکیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ پھر یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی ہر آنے والی کھڑی پہلے سے بہتر ہے تو ہر لمبے ہر گھڑی نہ جانے کتنی کوثر آپ ﷺ کو عطا ہو رہی ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی لاثانیت ہے۔ کوثر تو پورا TOTAL ہے پھر اس پر اضافہ کیسے ہو رہا ہے۔ یہ اللہ کی مرضی ہے وہ قادر ہے جس طرح سے چاہے اضافہ فرمائے۔ جانے دینے والا اور جانے لینے والا آپ صرف ان کو محمد ﷺ مانتے جاؤ تو کام بن جائے گا اگر محمد ﷺ آپ کی اور میری عقل فہم ادراک میں آجائیں تو پھر وہ محمد ﷺ نہیں ہیں نہ ہی آپ ﷺ کی شان ہے۔ اگر الفاظ میں بیان ہو جائے تو وہ بھی آپ ﷺ کی شان نہیں ہے اگر علم میں آجائے تو وہ بھی آپ ﷺ کی شان نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان وہ ہے جو عقل کو عاجز کر دے۔ ہمارا جو بینک بیننس ہے وہ سارا ہی دے دیں۔ پھر باقی کیا جائے گا جو دینا ہوگا۔ نہیں دے سکتے کہ باقی بچائی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ سب کچھ دے کر بھی پھر زیادہ بھی دے سکتا ہے اور وہ دیتا کس کو ہے صرف میرے نبی پاک ﷺ کو دیتا ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کی لاثانیت ہے۔ اللہ معطی وانا قاسم اللہ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اس طرح حضور ﷺ لاثانی ہیں ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے اور پھر اس پر اضافہ فرما دیا۔ پتہ ہے کہ اضافہ کس طرح فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ MATERIALS کو چھوڑ دو۔ گنتی والی چیزیں چھوڑ دو۔ چاند۔ سورج ستاروں کا حساب چھوڑ دو۔ تمام مادی اشیاء کو چھوڑ دو۔ میں اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا ہوں۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى (الضحیٰ ۵)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

یہ شان مصطفیٰ ﷺ ہے اس طرح سے آپ لاثانی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ اللہ نے اپنی مرضی سب کو دے دی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام یا

کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو ہی عطا کی ہے۔ یہ کلی لاثانیت ہے۔ آپ کی بھی ایک ہی مرضی ہے کہ محفل میں آتا ہے یا کرکٹ میچ دیکھتا ہے۔ دوطرف نہیں جاسکتے یہ نہیں ہے کہ محفل میں جانا ہے اور میچ بھی دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام خزانے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دئے اور اپنی مرضی بھی عطا فرمادی ہے اس طرح سے شان محمدی بنتی ہے۔ ویسے دیکھنے کو تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مکان کا مالک ہے وہ دکان کا مالک ہے۔ یہ میری ہے وہ تیری ہے ہم میں میں کرتے ہیں گو کہ عارضی ہی سہی۔ قارون اپنی جگہ اکڑا ہوا ہے کہ میں بہت دولت مند ہوں۔ نمرود اپنی جگہ اکڑا ہوا ہے وہ بڑی حکومت والا ہے۔ کوئی حسن والا کوئی طاقت والا کوئی علم والا کوئی جگا بنا ہوا ہے۔ حضرات آج تو کچھ ملکیتیں ہیں طاقتیں ہیں۔ کچھ تصرفات ہیں کچھ حکومتیں ہیں کچھ بینک بینک ہیں کاروبار ہیں لیکن حشر میں سب کچھ مٹ جائے گا۔ کسی کے پلے نہیں رہے گا اس روز اگر کوئی حکومت ہوگی وہ اللہ کی حکومت ہے اس اللہ کی حکومت میں نبی پاک ﷺ کا کیا مقام ہے۔ قیامت کے روز ایک آدمی کے اعمال تو لے جائیں گے نیکیاں تھوڑی ہوں گی بدیوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس کے لئے حکم ہو جائے گا کہ جہنم میں ڈال دو۔ فرشتے پکڑ کر لے جا رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مل جاتے ہیں فرمایا کیا ہوا۔ وہ کہے گا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا امتی ہوں مجھے جہنم کا حکم ہو گیا ہے مہربانی فرمائیں مجھے جہنم سے آزادی دلائیں حضور نبی کریم ﷺ فرمائیں گے کہ فرشتے اس کو واپس لے چلو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اللہ تعالیٰ جو حکم فرمائیں ہم اس کے پابند ہیں آپ ﷺ یا تو ہمیں جانے دیں یا پھر اللہ تعالیٰ سے اجازت لے دیں کہ ہم واپس جائیں۔ ہم اپنی مرضی سے تو کچھ نہیں کرتے جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ ہی کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتو آج جہاں میری حکومت ہے آج جہاں میرا حکم چلنا ہے وہاں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بھی چلے گا۔ جو یہ فرمائیں وہ کرو۔ فرشتے اس شخص کو واپس میزان پر لے جائیں گے جو پہلا میزان تھا وہی درست ہوگا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ اپنی جیب سے کاغذ کا ٹکڑا نکالیں گے۔ اور نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ یہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ کامیاب۔ کامیاب۔ مبارک۔ مبارک تیری بخشش ہوگئی تو جنتی ہو گیا۔ سب دوڑیں گے کہ دیکھیں اس چٹ میں کیا ہے جس نے اس کا کام بنادیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا تھا جا کا ثواب میں نے اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ یہ اس درود شریف پڑھنے کا ثواب ہے جس نے اس کا کام

بنادیا ہے قیامت کی روز حکومت میرے نبی پاک ﷺ کی بھی تصرف نبی پاک ﷺ کا بھی ہے کرم میرے نبی پاک ﷺ کا بھی ہے یہ آپ ﷺ کی لاثانیت ہے ہم تو کسی پانی میں نہیں ہیں لیکن میں بھی پڑھتا ہوں اور آپ بھی پڑ لیں الھم صلی علی محمد یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اس درود شریف کو بھی قبول فرمائیں اس کا ثواب بھی اس چٹ میں لکھ لیں۔ رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ آپ بھی اس میں اپنا نام درج کرالیں۔ قیامت کے روز انبیاء علیہم السلام کے اعمال بھی ایک طرف رکھ دئے جائیں تمام انبیاء علیہم السلام رک جائیں۔ چپ ہو جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ رک جائیں گے میں ان کا راہنما ہوں گا راہبر بنوں گا۔ وہ میرے سہارے چلیں گے اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وہ چپ ہو جائیں گے بول نہیں سکیں گے میں ان کی طرف سے خطیب ہوں گا میں ان کی طرف سے بات چیت کروں گا اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے وہ اپنے دامن پھیلا کر کھڑے ہو جائیں گے اور میں ان کی طرف سے شفیع ہوں گا۔ اور میری شفاعت سے ان کو جنت عطا ہوگی۔ یہ لاثانیت ہے جس کو اعلیٰ حضرت نے ایک شعر میں بیان فرم دیا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ ان کی اس لاثانیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کسی خاص وقت کے لئے کسی خاص قوم کیلئے کسی خاص علاقہ کے لئے مبعوث فرمائے گئے لیکن حضور نبی کریم ﷺ پوری کائنات کیلئے جن و بشر۔ حجر و شجر ہر مخلوق کے لئے نبی ہیں ابتداء سے انتہا تک کیلئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہیں تک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصطفائی ہے۔ یہ مرتبہ یہ تصرف یہ عظمت کسی اور کو نہ ملی۔ یہ آپ ﷺ کی لاثانیت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو صرف میرے لئے ہی مخصوص ہیں کسی دوسرے کو نہ ملیں۔ ایک یہ ہے کہ ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی دوسری یہ کہ تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک کردی گئی ہے کہ جہاں جی چاہے میرا کوئی امتی نماز پڑھے۔ سابقہ امتوں کے لئے عبادت کی جگہ مخصوص ہوتی تھی اس کے علاوہ کہیں اور اگر عبادت کریں تو قبول نہیں لیکن مجھ پر یہ عطا ہے کہ جہاں چاہوں نماز ادا کروں اور میری وجہ سے میری امت کو یہ عطا ہے کہ ان کے لئے پوری زمین مسجد بنادی گئی ہے تیسری یہ کہ سابقہ

امتوں کیلئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ وہ مال غنیمت اپنے استعمال میں نہیں لاسکتے تھے لیکن میری امت کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا ہے چوتھی یہ کہ مجھے مرتبہ شفاعت عطا فرمایا گیا ہے کہ میری شفاعت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور پانچویں یہ کہ سابقہ انبیاء خاص اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ میں تمام انسانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ کی رسالت عامہ ہے آپ ﷺ تمام خلق کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی لاثانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے اور اس پر عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

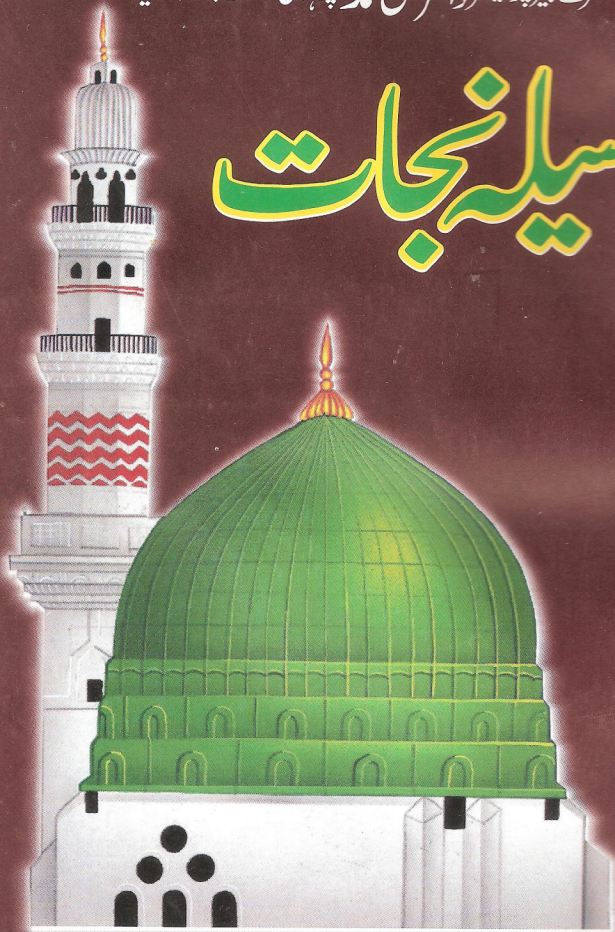
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب رہائش نذیر احمد قادری صاحب 09.07.2000

مصطفیٰ	جان	رحمت	پہ	لاکھوں	سلام
شمع	بزم	ہدایت	پہ	لاکھوں	سلام

ارشاداتِ عالیہ نورِ خدا منظرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رُسُولِ مَحَبِّ الِ رُسُولِ
حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

نعمتیں بائتنا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان کیا
میرے مولیٰ میرے آقا تیرے قربان گیا

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو تیرے در سے پُر ارمان گیا

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِّلّٰہِ الْحَمْدُ میں دنیا سے مسلمان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

پیش لفظ

حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ (مسلم شریف) انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین انعام یافتہ ہیں۔ (القرآن) ان کے ذکر خیر کی محفل ہو تو رحمت برسی ہے اور خاص طور سے جہاں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر ہو وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ (ترمذی شریف) اور قیامت تک وہاں سے گزرنے والوں کی بخشش کا بہانہ بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو ذکر کی محفلیں ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب انہیں کوئی محفل ذکر مل جاتی ہے تو وہ بھی محفل میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور محفل کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور محفل کے اوپر آسمان دنیا تک کی ساری فضاء کو گھیر لیتے ہیں جب محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تیرے بندے زمین پر تیری حمد و ثناء بیان کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی سرپرستی میں نہ صرف فیصل آباد میں کئی جگہ پر بلکہ دوسرے شہروں میں بھی ماہانہ محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد ہوتا ہے۔ اور ان میں ذکر مصطفیٰ ﷺ اور ذکر اولیاء اللہ ہوتا ہے۔ جو محافل کے شرکاء کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ان کی نجات کا وسیلہ یہ محافل بن جاتی ہیں۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب موصوف جو ارشادات دیتے ہیں وہ وسیلہ نجات بن جاتے ہیں۔ اور وسیلہ نجات کے ذریعہ سے عوام الناس کی بھلائی کیلئے ان تک پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے قارئین کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ اجاگر ہوتا ہے۔ قلوب نور مصطفیٰ ﷺ سے منور ہوتے ہیں۔ اذہان میں ادب مصطفیٰ ﷺ جاگزیں ہوتا ہے۔ صحیح عقیدہ اہل سنت بریلوی میں درنگی اور چنگی آتی ہے۔ اور یہی وسیلہ نجات کی اشاعت کا اصل مقصد ہے۔ وسیلہ نجات حصہ نہم حاضر خدمت ہے۔ کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کیلئے آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

15-11-2001

رحمت اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے
پوچھا کہ آپ میں کیا کمال ہے کوئی کمال ہے تو بتاؤ۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک لمحہ
میں تمام سمندروں کے پانی کے جو قطرے ہیں وہ گن سکتا ہوں۔ فرمایا بڑا کمال ہے اور کوئی کمال عرض کیا کہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری زمین کی مٹی کے جو ذرات ہیں وہ میں ایک لمحہ میں گن سکتا ہوں۔ فرمایا یہ
بھی بہت کمال ہے۔ اور کوئی بات بھی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روئے زمین پر جتنے بھی
درخت ہیں پودے ہیں نباتات ہیں ان سب کے پتے میں ایک لمحہ میں گن سکتا ہوں۔ ایک لمحہ پتہ ہے کتنا
ہوتا ہے یہ صرف ایک سینڈ کا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کبھی کسی بات پر عاجز بھی رہے ہو کہ کوئی کام آپ سے نہ
ہو سکا ہو۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کا کوئی گنہگار امتی آپ پر ایک مرتبہ بھی درود
شریف پڑھتا ہے تو اس کا ثواب لکھنے سے عاجز آ جاتا ہوں میں وہ ثواب گن نہیں سکتا اس درود شریف کا
ثواب نہ لکھ سکتا ہوں نہ گن سکتا ہوں۔ اب بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے بھی بڑی اچھی تقریر فرمائی
ہے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جیسے کہ اہل حدیث ہیں وہ کہتے ہیں کہ صرف درود شریف ابراہیمی ہے اور کوئی
درود شریف نہیں ہے۔ دنیا میں صرف ایک ہی درود شریف آیا ہے۔ وہ درود ابراہیمی ہے بس صرف وہی
پڑھو اس کے علاوہ اور کوئی درود شریف نہ پڑھو۔ درود ماہی بھی نہیں۔ درود خضری بھی نہیں درود تاج بھی
نہیں۔ ایک مناظرہ ہوا کہ ایک طرف بریلوی عالم دین تھے۔ اور دوسری طرف دیوبندی یا اہل حدیث
مناظرہ شروع ہوا تو اس بریلوی عالم نے کہا کہ آپ اپنا سوال اپنا دعویٰ لکھو یہ دیوبندی یا اہل حدیث سے
کہا۔ اس نے اپنا سوال یوں لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف ایک ہی درود شریف ہے اور کوئی دوسرا
نہیں۔ اس بریلوی عالم نے کہا آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک ہی درود شریف ہے اور خود ہی آپ نے صلی
اللہ علیہ وسلم بھی لکھا ہے۔ حضور علیہ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ آپ نے جو صلی اللہ علیہ وسلم
لکھا ہے۔ یہ کہاں سے آ گیا یہ بھی تو درود شریف ہے۔ اگر آپ کے بقول کوئی اور دوسرا درود شریف نہیں
ہے تو پھر تم نے یہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا بھی ہے۔ یا تو پورا درود ابراہیمی لکھتے یا پھر اب تمہیں یہ ماننا پڑے گا کہ

زیادہ نہیں تو کم از کم ایک درود شریف صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے جو درود ابراہیمی کے علاوہ ہے۔ لہذا تم نے تو اپنا دعویٰ خود ہی غلط کر دیا ہے۔ یہیں پر ہی وہ مناظرہ ختم ہو گیا۔ دیوبندی اہل حدیث شکست کھا گئے۔ اور بریلوی جیت گئے۔ اس وقت تک جو لوگوں نے درود شریف جمع کئے ہوئے ہیں ان کی تعداد سولہ ہزار ہے۔ ہر غوث کا اپنا درود حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کا اپنا درود ہر ولی کا اپنا درود۔ ہر صحابی کا اپنا درود حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا اپنا درود حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ کا اپنا درود۔ ہر زبان میں درود ہے یہ انگریزی میں کہتے ہیں Peace Be Upon Him یہ کیا ہے۔ یہ بھی درود شریف ہے اور قبول ہے درود شریف کا جو حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا (الاحزاب ۵۶) ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس عیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو“۔ اس میں نہ تو درود شریف کی کوئی عبارت آئی ہے۔ نہ کوئی کوئی طرز آئی ہے۔ نہ کوئی وقت مقرر آیا ہے۔ نہ کوئی نہایت آئی ہے۔ نہ یہ کہ کھڑے ہو کر پڑھو نہ یہ کہ بیٹھ کر پڑھو۔ یہ کہ لیٹ کر پڑھو۔ آہستہ آواز سے سے پڑھو یا بلند آواز سے پڑھو۔ دل میں پڑھو۔ کوئی قید نہیں ہے۔ کھلی چھٹی ہے بس حکم یہ ہے کہ درود شریف پڑھو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تعریف کرو کہ سننے والا دنگ رہ جائے۔ وہ کسی بھی زبان میں ہو۔ پنجابی ہو۔ عربی ہو کہ انگریزی ہو۔ تمام درود شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہیں۔ درود ماہی ہے۔ ایک صحابی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ مچھلی ہے ٹکڑے کی ہوئی ہے کل سے اس کو پکارے ہیں یہ گلتی نہیں ہے ویسے کی ویسی ہی پڑی ہوئی ہے۔ آقا ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کیسی مچھلی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہستی ہیں کہ جو ہر مخلوق کی بھی زبان جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مچھلی سے پوچھا کہ اے مچھلی کیا بات ہے تو پکتی کیوں نہیں ہے۔ مچھلی نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دریا میں تیر رہی تھی۔ کشتی میں کوئی شخص سوار تھا اس نے درود شریف پڑھا وہ میں نے ایک بار سن لیا بس یہی میرا کام ہے۔ جس کی وجہ سے آگ مجھ پر اثر نہیں کر رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مچھلی سے پوچھا کہ کیا تمہیں وہ درود شریف یاد ہے تو اس مچھلی نے وہ درود شریف سنا دیا مچھلی کی نسبت سے اس درود شریف کو درود ماہی کہتے ہیں اور کتابوں میں درج ہے حضرت علیؓ پاس تشریف فرما تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ اس درود شریف کو لکھ لو۔ اور فرمایا کہ جو کوئی اس درود شریف کو پڑھے گا۔ جس طرح یہ مچھلی آگ سے محفوظ رہی ہے وہ بندہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلانے گی۔ اب یہ دیکھو کہ اس درود شریف کو پڑھنے سے روکنا کہ یہ درود شریف نہ پڑھو یہ درود شریف نہیں ہے صرف درود شریف ابراہیمی ہی پڑھو کیا یہ کوئی مسلک

ہے۔ یہ تو اپنے پاؤں پر کلباڑی مارنے والی بات ہے۔ درود شریف ابراہیمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس کا واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہمیں سلام تو سکھا دیا ہے۔ اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔ یہ جو التحیات میں پڑھتے ہیں۔ سلام بھیجنا تو ہمیں آگیا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کس طرح سے پڑھنا ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔ اب سلام کو اور درود شریف کو ملاؤ گے تو پھر قرآن مجید پر مکمل عمل ہوگا۔ کہ اے مومنو تم درود شریف بھی بھیجو اور سلام بھی پڑھو۔ درود شریف بے شمار ہیں درود شریف ابراہیمی پڑھو یا جو بھی درود شریف تمہیں آتا ہے۔ یا جو تمہیں زیادہ پسند ہے وہ پڑھو۔ درود تاج پڑھو۔ درود ماہی پڑھو۔ کسی درود شریف پر اعتراض نہ کرو تمام درود شریف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس وقت حیات ہیں تو سنتے ہیں اور جب اپنی قبر انور میں تشریف فرما ہوں گے تو کیا پھر بھی سنیں گے۔ فرمایا کہ میں اپنے عشاق کا ہمیشہ سنتا ہوں اور سننا رہوں گا۔ جو بھی عشق سے درود شریف پڑھتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں اور جو عشق سے نہیں پڑھتے توجہ سے نہیں پڑھتے ان کا درود شریف فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دیتے ہیں۔ آپ دل میں درود شریف پڑھیں تو یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا ہے اور اس کے بدلے میں ہر پڑھنے والے پر دس ہزار مرتبہ درود شریف بھی بھیج دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس طرح سے کہ ابھی پروفیسر صاحب نے ثابت کیا ہے کہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ تو پھر یہ کہنا بھی درست نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی انتہا ہیں۔

ہیں ابتدا بھی آپ ہی اور انتہا بھی آپ
تفسیر کائنات کا عنوان آپ ہیں

پھر یہ انتہا کہنا بھی غلط ہے۔ ہر چیز کی انتہا ہے۔ ماؤنٹ ایورسٹ معلوم ہے کہ کتنی بلند ہے۔ پانچ چھ ہزار میٹر اونچا ہے۔ ایما ٹرائسٹ بلڈنگ کا پتہ ہے کہ کتنی بلند ہے۔ یہ ایک سو بیس منزلہ ہے۔ ہر چیز کا معلوم ہو چکا ہے۔ سمندر کے پانی کا وزن پتہ ہے۔ زمین کا وزن معلوم ہے۔ ایک روز میں انسان کتنی دفعہ سانس لیتا ہے۔ دل کی حرکت کتنی ہے۔ آواز کی رفتار کتنی ہے روشنی کی رفتار کتنی ہے۔ سورج کا زمین سے فاصلہ کتنا ہے۔ چاند کتنی دور ہے۔ اب تو جنت کا فاصلہ بھی ناپ لیا گیا ہے۔ کون سی چیز باقی رہ گئی۔ سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے۔ کہ ہر بڑی سے بڑی چیز کا شمار ہے۔ اس کی انتہا کا علم ہے۔ لیکن جس چیز کا شمار نہیں ہو سکتا وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے۔ جس طرح سے پروفیسر صاحب نے ثابت کیا ہے کہ حقیقت محمدی

کا نہ بندوں کو علم ہے نہ فرشتوں کو علم نہ مومنوں کو علم ہے نہ صدیقین کو علم ہے۔ سوائے ذات باری تعالیٰ کے اور کوئی بھی حقیقت محمدی کو نہیں جان سکتا۔ لہذا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہا ہے یہ غلط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہر لمحے بڑھ رہی ہے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے تو جو چیز ہر لمحے بڑھتی جا رہی ہے اس کی انتہا کہاں ہے۔ ہم تو بندے ہیں ہمارے لئے تو میاں محمد بخش گاؤہ شہر ہے کہ

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

سدانہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

اور بہت ساری چیزیں بھی گنوائی ہیں یہ سدا نہیں رہتیں۔ حسن بھی ختم۔ جوانی بھی ختم۔ دولت بھی ختم۔ حکومت بھی ختم۔ طاقت بھی ختم۔ والدین ساری عمر ساتھ نہیں دیتے ہر چیز اپنے اپنے وقت پر ختم ہو جاتی ہے۔ زندہ بھی رہیں تو ختم ہو جاتی ہیں اور مر گئے تو پھر تو ویسے ہی ختم ہونی ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات اور ہے ان کی شان ہر لمحہ بلند ہو رہی ہیں ہر لمحہ بڑھ رہی ہے اور بڑھتی رہے گی اس کی انتہا نہیں ہے۔

کل ایک جگہ محفل تھی۔ میں بھی وہاں موجود تھا اور پروفیسر صاحب بھی تھے۔ ایک بات بہت اچھی وہاں سنی اس سے متعلق میں بھی عرض کرتا ہوں۔ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعلمین ہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رب العالمین ہے وہاں تک میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اللعالمین ہے۔ جہاں جہاں بھی خدا کی خدائی ہے وہاں وہاں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصطفائی ہے۔ اللہ رب العلمین ہے۔ رب کے معنی تربیت دینے والا۔ پڑھانے والا۔ رزق دینے والا۔ پرورش کرنے والا اس کو تربیت کہتے ہیں۔ بچہ خوراک کھا کر بڑا ہوتا ہے۔ یہ پرورش ہے۔ اسی طرح تربیت ہے۔ بچہ پہلے سکول جاتا ہے تو وہاں سے تربیت پا کر ایم اے ایم ایس سی ہو جاتا ہے۔ پہلے چھوٹا پہلوان ہوتا ہے۔ پہلوانی شروع کرتا ہے تو اس کی تربیت کرنے والا اس کو سکھاتا ہے اور وہ بڑا پہلوان بن جاتا ہے پہلے چھوٹا کھلاڑی تھا کرکٹر تھا پھر تربیت حاصل کر کے بڑا نامور کھلاڑی بن جاتا ہے۔ تربیت سے ہنرمندی سے مقام حاصل کر لیتا ہے۔ میڈیکل کالج میں داخلہ لیتا ہے تو وہ کچھ نہیں جانتا پھر پانچ سال بعد وہ ڈاکٹر بن کر باہر آتا ہے ہنرمند بن جاتا ہے۔ اب بات یہ ہوئی کہ تربیت پہلے ہے یا رحمت پہلے ہے۔ پیاسے شخص کی پیاس سے پہلے پانی ہونا چاہیے ورنہ وہ پیاسی مر جائے گا بھوکے سے پہلے روٹی ہونی چاہیے ورنہ وہ بھوکا مر جائے گا۔ بچے سے پہلے اس کی والدہ ہونی چاہیے ورنہ وہ بچہ دودھ کے بغیر مر جائے گا۔ پانی رحمت ہے۔ روٹی رحمت ہے۔ دودھ رحمت ہے۔ اس طرح سے پہلے رحمت ہوگی پھر اللہ کی تربیت آئے گی یہ کوئی اللہ تعالیٰ سے مقابلہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمت اللعلمین بنایا ہے اور خود رب العلمین بنا

ہے۔ آپ کو یا مجھ کو پہلے بنایا ہے یا پہلے تربیت دی ہے۔ رحمت پہلے کیوں ملی ہے۔ آپ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو وہاں ایک بوڑھا فقیر ہے یا گداگر عورت ہے یا بچہ ہے کہ اس کے کپڑے بچھڑے پرانے ہیں۔ بیمار ہے لاچار ہے بھوکا ہے ہائے کر رہا ہے۔ تو ہمارے دل میں ایک خاص قسم کی کیفیت آئے گی۔ رحم آئے گا کہ یہ غریب کتنی تکلیف میں ہے۔ آپ اپنی جیب سے حسب توفیق پیسے نکالنے ہیں اور اس کو دیتے ہیں۔ جس جذبہ کے ساتھ آپ نے وہ پیسے دے دیے ہیں اس کو رحمت کہتے ہیں۔ یہ جذبہ آپ کے جسم کے کس حصہ میں پیدا ہوا ہے۔ ہاتھ میں ہوا ہے سر میں ہوا ہے ٹانگ میں ہوا ہے جیب میں ہوا ہے وہ جذبہ کہاں پیدا ہوا ہے۔ وہ آپ کے دل میں پیدا ہوا ہے۔ پھر آپ کا ہاتھ جیب کی طرف گیا ہے۔ جیب سے پیسے نکال کر اس کو دے دیے ہیں۔ رحمت کے لئے پہلے دل کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ دل سے پاک ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دل والے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو بھی دینا ہے وہ اس دل میں سے دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ اَللّٰهُ مُعْطٰی اللہ تعالیٰ صرف اس دل کو ہی دیتا ہے۔ اور اِنَّا قَاسِمُوں اور یہ دل تقسیم کرنے والا ہے۔ یہ اس کو تقسیم کئے جا رہا ہے۔ اس لئے پہلے رحمت لاؤ تو پھر اللہ تعالیٰ کی تربیت بھی مل جائے گی۔ ورنہ نہیں ملے گی۔ پہلے استاد ہے یا طالب علم۔ پہلے استاد ہے۔ استاد کے بغیر طالب علم کوئی چیز نہیں ہے۔ پہلے استاد کو لاؤ۔ پہلے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو لاؤ۔ پھر ایمان بھی آئے گا۔ اخلاق بھی آئے گا۔ حسن بھی آئے گا۔ جوانی بھی آئے گی۔ طاقت بھی آئے گی۔ علم بھی آئے گا۔ علم بھی آئے گا۔ صدیق بھی بنے گا۔ فاروق بھی بنے گا۔ غنی بھی بنے گا۔ حیدرؑ بھی بنے گا۔ حیا بھی آئے گی سب کچھ آجائے گا اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں میرے لئے اور تیرے لئے رحمت آئے۔ آپ نے تو دیا اس فقیر کو جس پر کہ آپ کو رحم آیا۔ آپ کی جیب میں جو تھا وہ آپ نے حسب توفیق دے دیا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ رحمت کرنے کے لئے ایک تو یہ ہے کہ زندہ ہوں۔ آپ پاس ہوں آپ کو اس کی تکلیف کا علم ہو۔ اس کی ضرورت کا علم ہو اور آپ کے پاس وسائل بھی ہوں اگر آپ کی جیب ہی خالی ہے اور آپ اس کی تکلیف پر چند آنسو بھی بہا دیں تو اس کا اس فقیر کو کیا حاصل ہوا۔ بڑا بے قرار ہے بڑی تکلیف ہے یہ بڑا مصیبت میں ہے لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا میرے پاس تو کوئی پیسہ نہیں ہے۔ تو پھر تیرا رحم تو کسی کام نہ آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں جو کہ زندہ ہیں روحوں سے قریب ہیں اس کی تکلیف کا بھی پتہ ہے ضرورت کا بھی پتہ ہے اور وسائل اتنے ہیں کہ ساری کائنات کو بھی تقسیم کرتے جائیں تو ختم نہ ہوں۔ ملکیت اتنی زیادہ ہے خزانے اتنے زیادہ ہیں کہ ختم ہونے والے ہی نہیں ہیں خواہ جس طرح سے بھی تقسیم کرتے چلے جائیں دنیا و کائنات کے تمام خزانوں کی چابیاں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں ہیں۔ اب دیکھو کہ زمین و آسمانوں کے

خزانوں کی حد تو آخر ہے نا۔ لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خزانے کون سے ہیں۔ زمین کا تیل چند سال بعد ختم ہو جائے گا۔ پھر پتہ چل جائے گا۔ کہ زمین کے خزانوں کی وقعت کیا ہے۔ اور سو سال بعد یہ سوئی گیس بھی ختم ہو جائیگی تو سمجھ آ جائے گی۔ آدھا پاکستان کا علاقہ تو پانی کے بغیر ابھی سوکھ گیا ہے۔ باقی کے لئے فکر کرو۔ دنیا کے وسائل تھوڑے ہیں کائنات کے خزانے تھوڑے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خزانہ تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہے ان کی زبان کن کی زبان ہے جو مرضی میں آئے کہہ دیں تو وہ ہو جائے گا۔ وہ فرمائیں کہ دس دنیا میں بن جائیں گی۔ وہ فرمادیں کہ کروڑ آخرت ہیں تو کروڑ آخرت بن جائیں گی۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کن سے پیدا فرمادیتا ہے اسی کی عطا سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی جو چاہیں پیدا فرمادیتے ہیں۔ جو وہ کہہ دیں وہ ہو جاتا ہے دنیا میں سونے کے ذخائر بالکل محدود ہیں یہ گنے چنے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کی کن کی کوئی حد نہیں ہے وہ کسی بھی پہاڑ کو فرمادیں کہ سونے کا بن جا تو وہ سونے کا بن جائے گا۔ زمین کے خزانے قلیل ہو سکتے ہیں ان کی حد ہو سکتی ہے لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کن کی زبان کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور آج جو بات بطور خاص کرنی ہے وہ یہ کہ جس طرح سے آپ نے گدا گر کو دیکھا تو رحم آ گیا اور آپ نے اس کو کچھ رقم دس بیس روپے دیدیئے۔ اس گدا گر کی زبان اس کی بولی آپ کو انی چاہیے ورنہ شاید وہ اپنی زبان میں آپ سے پانی مانگ رہا ہو اور آپ یہ سمجھیں کہ یہ روٹی مانگ رہا ہے۔ وہ آپ سے روٹی مانگ رہا ہو۔ اور آپ شاید سمجھیں یہ کپڑا مانگ رہا ہے وہ کہے کہ میرے سر میں درد ہے اور آپ سمجھیں کہ اس کو قبض ہوئی ہے۔ اگر آپ نے اس کی بولی نہیں پہچانی آپ اس کی زبان نہیں سمجھتے تو آپ اسے کیا دے سکتے ہیں۔ وہ کہے کہ میں نے سر گودھا جانا ہے آپ اس کو جڑانوالہ کے راستے پر ڈال دیں تو پھر کیا ہوگا۔ جب آپ اس کی زبان نہیں جانتے تو یہ بعض اوقات بڑی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے۔ مجھے جب حج بیت اللہ شریف (1996) کی سعادت ہوئی تو اس وقت ایک بہت ضعیف عورت جو عربی بولتی تھی وہ اپنے قافلے والوں سے پھڑگئی۔ عرفات کے میدان میں تھے وہ ہم سے کچھ پوچھے ہم اس کو کچھ بتائیں کوئی اس کو پانی پیش کرے کوئی بسکٹ پیش کرے۔ لیکن وہ کوئی اپنی ضرورت بتانے کوئی آدھا گھنٹہ ایسی بے قراری رہی جو میں نے شاید پہلے نہ دیکھی ہو صرف اس لئے کہ اس کو ہماری زبان نہیں آتی تھی اور ہمیں اس کی زبان نہیں آتی تھی۔ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہستی ہیں کہ جو ہر عالم کی ہر ذرے کی ہر جاندار ہر بے جان چیز کی زبان جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرانسیسی زبان بھی آتی ہے۔ روسی زبان بھی آتی ہے۔ پنجابی بھی آتی ہے۔ انگریزی بھی آتی ہے۔ ہندو کو چھوڑیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پرندوں۔ درندوں۔ حیوانات۔ نباتات۔ جمادات ہر ایک کی زبان

آتی ہے۔ ایک اونٹ وحشی ہو گیا۔ دیوانہ ہو گیا تو لوگوں نے ان کو چادر دیواری میں بند کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادھر سے گزر ہوا تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا اونٹ بہت اچھا تھا لیکن اب وہ دیوانہ ہو گیا ہے پاگل ہو گیا ہے اب وہ ہمارے قابو میں نہیں آ رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ اس کا دروازہ کھولو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پاگل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاٹ لے گا نقصان پہنچا دے گا۔ زخمی کر دے گا۔ فرمایا کہ نہیں مجھے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی آپ اس کے احاطہ کا دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھول دیا گیا تو جب اونٹ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو بھاگ کر آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر سجدہ کر رہا ہوا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہے کہ تو دیوانہ بنا ہوا ہے۔ یہ بہرہ وپ کیوں دھا رہا ہوا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو ان تھا بہت کام کیا کرتا تھا بہت وزن اٹھاتا تھا۔ میرا مالک مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا تھا۔ میں بھوک کی وجہ سے اب کمزور ہو گیا ہوں عمر بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ جوانی جیسی طاقت اور ہمت باقی نہیں رہی۔ لیکن یہ اب بھی مجھ سے ویسا ہی کام لیتا ہے جیسا جوانی میں لیتا تھا۔ اب کمزوری کے باعث مجھ سے وہ کام نہیں ہوتا میں دیوانہ نہیں ہوں۔ جان بوجھ کر بن گیا ہوں کہ یہ مجھ سے دور رہیں اور مجھ سے مشقت نہ لیں میں آرام سے بقیہ زندگی گزار لوں گا۔ یہ ساری گفتگو اونٹ کی زبان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فرمائی اور حاضرین میں سے کسی کو سمجھ نہ آئی کہ کیا بات چیت ہوئی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فریاد کی۔ چڑیا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گفتگو کی۔ گوہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مخلوق کی زبان سمجھتے ہیں۔ ستون حنانہ نے آپ سے فریاد کی ہے۔ آپ جب اس سے الگ ہو کر ممبر شریف پر تشریف فرما ہو کر وعظ فرمانے لگے تو اونٹ کے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ سب حیران کہ یہ اونٹ کے بچے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر شریف سے نیچے اترے اور جا کر اس کھجور کے سوکھے تنے پر ہاتھ مبارک رکھا تو وہ سسکیاں لے کر رونے لگا جس طرح بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے لگ کر سسکیاں لیتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور کے درخت کی زبان میں بولے فرمایا کہ تو کیوں روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں نہ روؤں۔ آپ نے مجھے اپنے قدموں سے دور کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تمہیں ابھی سر بنز کھجور کا درخت بنا دیتا ہوں قیامت تک لوگ تیری کھجوریں کھائیں گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جو سرور آپ کے قدموں میں ہی رکھ لیں۔ فرمایا کہ میں ابھی تمہیں جنت میں درخت بنا دیتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت

بھی آپ کے بغیر کس کام کی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر جنت میں نہیں جاؤں گا۔ مجھے اپنے قدموں میں ہی جگہ عطا فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ستون کی بھی زبان جانتے ہیں اور اس سے اسی کی زبان میں گفتگو فرمائی ہے۔ ہر زمانے کی ہر بندے کی ہر ملک کی ہر قوم کی زبان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں اس ساری تمہید کا جو اصل مقصد بیان کرنا ہے وہ یہ کہ ایک دیوبندی صاحب کو خواب آئی۔ اور بتایا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اردو میں گفتگو فرمائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اردو کہاں سے پڑھی ہے سیکھی ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہ دیوبندی مدرسہ سے سیکھی ہے میرا جب سے اس مدرسہ سے رابطہ ہوا ہے مجھے اردو آگئی ہے۔ یعنی وہ دراصل یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ دیکھو دیوبند مدرسہ کی کتنی عظمت ہے کہ اس کے شاگردوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں۔ اس سے وہ اپنے مدرسہ کی شان اور عظمت بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سے کہا جائے کہ یہ وہ کالج ہے کہ جس کے شاگردوں میں طالب علموں میں صدر پاکستان بھی رہے ہیں۔ فضل الہی کہاں پڑھا ہے۔ رفیق تارڑ کہاں پڑھے ہیں۔ مشرف کہاں پڑھے ہیں۔ وہ مدرسہ ناز کرتا ہے کہ دیکھو جو صدر پاکستان ہے وہ میرا فارغ التحصیل ہے۔ خدا کے بند جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری بولیاں سکھائی ہیں۔ تمام زبانیں سکھائی ہیں تو اردو بھی سکھائی ہے۔ دیوبندی جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ دیوبندی تو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جائز نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات نہیں ہیں۔ فوت ہو گئے ہیں اب ان کے لئے ”یا نہیں کہا جاسکتا“ یا حاضر کے لئے ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حاضر نہیں ہیں۔ وہ تو فوت ہو گئے ہیں دفن ہو گئے ہیں یا قبر میں زندہ ہیں اور مقید ہیں پھر وہ دیوبند مدرسہ میں پڑھنے کے لئے کس طرح سے آ گئے۔ اگر آپ جس طرح سے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبند مدرسہ میں پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ تو پھر آپ نے اپنے عقیدے کی خود ہی نفی کر دی ہے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمارا عقیدہ تم نے خود ہی درست قرار دے دیا ہے ہمارے عقیدہ کو صحیح قرار دے دیا ہے ہم کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ کیونکہ زندہ ہی پڑھا کرتے ہیں۔ مردے نہیں پڑھتے اور نہ ان کو پڑھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیوبند مدرسہ میں اردو پڑھنے کے لئے تشریف لائے تو حیات ہیں تو آئے ہیں دوسری بات آپ کہتے ہیں کہ فوت ہو گئے مٹی ہو گئے اب قبر انور سے باہر نہیں آ سکتے۔ اگر یہ عقیدہ درست ہو تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر انور سے باہر تشریف لانے کا تصرف رکھتے ہیں۔ آپ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیوبند آئے۔ تو قبر انور سے نکل کر ہی تشریف لائے ہیں۔ اس سے بھی ہمارا عقیدہ درست ہوا۔

اور تمہارا عقیدہ غلط نکلا۔ تم یہ کہتے ہو کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ پھر ان کو کس طرح سے دیوبند مدرسہ کا علم ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں کیسے علم ہوا کہ ہندوستان میں ایک دیوبند کا مدرسہ ہے اور میں نے وہاں اردو کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جانا ہے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب بھی ہے۔ آپ قبر انور کے اندر بھی جانتے ہیں کہ دیوبندی مدرسہ موجود ہے۔ پھر آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر نہیں ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیوبند مدرسہ میں کس طرح سے تشریف فرما ہوئے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر انور میں بھی ہیں اور دیوبند بچہ نچے کا بھی تصرف رکھتے ہیں۔ گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ قبر انور سے باہر نکلنے کا تصرف رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں اور یہی ہمارا عقیدہ تمہاری ہی کتابوں سے باتوں سے درست ثابت ہو گیا ہے۔ ایک بات اور بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف سے دیوبند تک کون سی سواری پر تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر سواری کے بھی تشریف لانے کا تصرف رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر زبان جانتے ہیں ہر مدرسہ جانتے ہیں لیکن یہ نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مدرسہ کے طالب علم ہیں۔ آپ طالب علم نہیں ہیں بلکہ معلم اعظم ہیں ساری مخلوق کو پڑھانے والے ہیں سکھانے والے ہیں۔ دیوبندیوں نے اپنے مدرسہ کی عظمت بیان کرنے کی خاطر اپنے پورے عقیدہ کو ٹھکرا دیا ہے۔ اور ہمارے عقیدہ کی حقانیت بیان کر دی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں۔ مدرسوں میں آ جاسکتے ہیں۔ حاضر ناظر ہیں۔ تصرف رکھتے ہیں۔ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں اپنے غلاموں کے گھروں میں جاسکتے ہیں ان کے دلوں میں جاسکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔ ساری مخلوق کے لئے رحمت ہیں۔ ساری مخلوق کی زبان جانتے ہیں۔ فریاد کو سنتے ہیں فریاد رسی کرتے ہیں۔ ایک دوسری بات بھی عرض کرنی ہے۔ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراءؑ باقی تین بیٹیاں جو ہیں وہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے لطن سے ہیں لیکن وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیاں نہیں ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے پہلے کی ہیں۔ تو انہوں نے شیعہ حضرات کی کتب سے ہی حوالے دے کر ثابت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں ہیں کہ نہیں ہیں۔ ایک ہے کہ دو ہیں۔ تین ہیں بحث یہ نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔ تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ تمہارا بیٹا ہوا اور کوئی تم سے کہے کہ تمہارا بیٹا نہیں ہے تو

تم یقیناً اس کا سر پھوڑ دو گے۔ تم کیسے بندے ہو کہ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کہہ رہے ہو کہ ان کی بیٹیاں نہیں ہیں۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اعتراض ہے کہ نہیں البتہ یہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پر الزام ضرور ہے کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام منسوب کر رہی ہیں۔ تمہیں شرم آنی چاہئے حیا آنی چاہئے۔ کہ تم صرف صاحبزادیوں کے والد محترم پر ہی نہیں بلکہ ان کی والدہ محترمہ پر بھی الزام دے رہے ہو۔ قرآن مجید سے انہوں نے ثابت کیا ایک آیت مبارکہ پڑھی جس کا ترجمہ یوں ہے کہ اے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویو۔ بیٹیو اور صحابیات جب تم گھر سے نکلو تو چادر اوڑھ کر نکلو۔ یہاں بیٹیوں کا صیغہ جمع سے استعمال ہوا ہے۔ عربی میں ایک کو واحد۔ دو کو تثنیہ اور تین کو جمع کے معنی میں لیتے ہیں تین سے زائد کو بھی جمع کے طور پر استعمال کرتے ہیں بنات۔ بنت کی جمع ہے۔ جو تین یا تین سے زندہ کیلئے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ قرآن میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادیوں کے متعلق جمع استعمال ہوا ہے تو زیادہ نہیں تو کم از کم تین بیٹیاں پھر بھی ثابت ہیں اور تمہارا دعویٰ ہے کہ صرف ایک ہی بیٹی ہے۔ تم قرآن مجید کے بھی مخالف ہو۔ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارک کے بھی مخالف ہو۔ اور تم اس امر کے بھی مخالف ہو کہ جس میں حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین فرمایا گیا ہے یہ دونوں والا ہے اس کے گھر میں دو نور ہیں اگر دو نور حضرت عثمان غنیؓ کے گھر میں ہیں اور ایک حضرت علیؓ کے گھر میں ہے۔ تو اس طرح سے تین تو پھر بھی ثابت ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں تو آپ ذوالنورین کہلائے۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد نہیں ہیں اس لئے نور نہیں ہیں۔ نہ ہی نور کہلاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے خون میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس وجہ سے وہ نور کہلاتی ہیں۔ اس طرح سے تین صاحبزادیاں تو کم از کم پھر بھی ثابت ہیں اور قرآن مجید نے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ جو تین یا تین سے زیادہ کے لئے ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں ہیں اگر کوئی بندہ کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کم از کم تین صاحبزادیاں نہیں ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی بہتان لگاتا ہے اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ پر بھی بہتان لگاتا ہے وہ تاریخ کو جھٹلاتا ہے وہ حدیث کو جھٹلاتا ہے وہ قرآن مجید کا انکاری ہے بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ منافقوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے آپ ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پوچھ لو جو تم پوچھنا چاہتے ہو۔ ایک صحابی اٹھے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں تو اپنے باپ کا نہیں ہے۔ فرمایا تو حدیفہؓ کا بیٹا ہے حلالی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ بھی جانتے ہیں کو کون کس کا بیٹا ہے کون حلالی ہے کون حرامی ہے حالانکہ یہ میاں بیوی

کا ایسا راز ہوتا ہے جو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ دوسروں سے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہے تو اپنی بیٹیوں سے متعلق علم نہیں ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر طعن کرنا منافق کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ نے اس لمبی بات کو یوں کوڑے میں بند کر دیا ہے۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

ترجمہ:- اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو۔ کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا وہ خود رحم کا طالب و مستحق ہوتا ہے لہذا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو رحمۃ اللعالمین نہیں ہو سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔ آیت قرآنی کی روشنی میں حضور رحمۃ اللعالمین ہیں تو جب تک حضور تمام عالمین کا ماسوائی اللہ جمیع کائنات و مخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ماکان و بیون کا علم حضور کو نہ ہو اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راحم اللعالمین نہیں ہو سکتے۔

تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم (جس پر رحم کرنا ہو) تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت و اختیار سے بھی کام نہیں چلتا کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے قریب اس وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں۔ چونکہ رحمۃ اللعالمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہاں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔ ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے یعنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی دستور ہے کہ اگر تھوڑی سی کسی کو بھیس لگ جائے تو مخالف کے پورے خاندان کو قتل کر دیتا ہے آپ کو پتہ ہے کہ کس نے کس کو قتل کرایا ہے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے۔ یہ طرز حکومت تھی حضرت

عثمان غنیؓ والی جو حضرت امام حسینؓ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا مقصد سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت امام حسینؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 06-04-01

نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین کسی بڑے امام صاحب کا قول ہے کہ اہل نظر کی ایک محفل میں آنا بیس ہزار نفسانی محافل میں
شمولیت کا کفارہ ہے۔ آپ نے بیس ہزار محافل نفسانی شمولیت کی ہو اور کسی ایک اہل نظر کی ایک
محفل میں شمولیت کی ہو تو یہ ایک محفل ان تمام شیطانی محافل کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ کل ایک جگہ
محفل تھی وہاں سید ریاض حسین شاہ صاحب جو بہت بڑے عالم دین ہیں وہ تشریف لائے اور بیان فرمایا
اس میں سے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ یہ سورۃ رحمٰن کی شروعات ہے۔
قرآن مجید فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمن ۱-۲) رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا
رحمان کے جو معنی انہوں نے بتائے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ بہت رحم کرنے والا اور گرامتہ کے لحاظ سے
اس کا وجہ دوسرا معنی ہے وہ ہے رحمت والا۔ رحمت کون ہے۔ یہ میرے نبی کریم ﷺ ہیں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ
ہمیں فرما رہے ہیں کہ میرا تعارف یہ ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
رحمت ہیں اور میں رحمت والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف براہ راست نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ میں کون
ہوں۔ میں اس رحمت کا رب ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک شخص یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرے بی ایس سی ایم
ایس سی کرے۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرے تو جو تعلیم حاصل کریگا امتحان پاس کریگا امتحان پاس کریگا
تو سند یا ڈگری بھی اسی کو ملے گی اس کے باپ کو نہیں ملے گی بیٹا پڑھے گا تو ڈگری بیٹے کو ملے گی۔ دنیاوی
یونیورسٹی کا یہ دستور نہیں ہے کہ بیٹا پڑھے گا تو ڈگری اس کے والد کو دی جائے۔ لیکن قرآن مجید ایک ایسی چیز
ہے بیٹا تلاوت کرے گا حفظ کرے گا تو اس کے باپ کو دو گنا ہو کر ثواب ملے گا۔ اس کے دادا کو ملے گا اس
کے پیردادا کو ملے گا۔ سات پشتوں تک جو دادے پر دادے ہیں سب کو ڈگریاں مل جائیں گی اسی طرح سے
جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھنے والے ہیں وہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کر لیں تو
اس محبت کے صدقے وہیں پر ہوگا جہاں میرے نبی پاک ﷺ ہوں گے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ جو مجھ سے
محبت کرے وہ وہیں پر ہوگا جہاں میرے نبی پاک ﷺ ہوں گے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ جو مجھ سے محبت
کرے وہ وہیں پر ہوگا جہاں میں ہوں گا۔ باپ کو کیا ملے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر باپ کا

عقیدہ صحیح ہے عمل صحیح نہ بھی ہو وہ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ ہوگا اور بیٹا میرے ساتھ ہوگا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے ان سے تعلق پیدا کرنے سے اور قرآن مجید پڑھنے کا ثواب ہے۔ فرمایا کہ یہ کہنا درست ہے کہ یا اللہ مجھے فلاں چیز عطا کر۔ یہ غلط نہیں ہے۔ یہ ناجائز نہیں ہے۔ اللہ قادر ہے مالک ہے وہ دے سکتا ہے۔ لیکن آج تک اللہ تعالیٰ نے کبھی براہ راست دیا نہیں ہے۔ چاہے تو دے سکتا ہے لیکن دیتا نہیں ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر جنگل میں نکل گئے دریا پار کر گئے۔ نیل سے پار چلے گئے تو ان کا پانی ختم ہو گیا۔ اب قوم نے تقاضا کیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ ہمیں پانی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ براہ راست پانی نہیں دوں گا۔ اے موسیٰ علیہ السلام پتھر پر اپنا عصا مارو اس سے پانی نکال کر تمہیں پلاؤں گا۔ تاکہ قوم کو پتہ چل جائے کہ میں کسی کو بھی براہ راست عطا نہیں کرتا۔ جب بھی عطا کرتا ہوں تو نبی علیہ السلام کے وسیلہ سے عطا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ پانی عطا کرنے کے لئے بارش بھی برسا سکتا ہے۔ زمین سے پانی کا چشمہ بھی جاری کر سکتا ہے۔ اگر بنی اسرائیل کو پانی دینا ہوتا تو براہ راست بھی دے سکتا تھا۔ لیکن بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی پاک ﷺ کے وسیلہ کے بغیر عطا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وسیلہ کے بغیر میں عطا نہیں کرتا۔ انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے دیتا ہوں۔ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد اولیاء کرام کے وسیلہ سے دیتا ہوں جو انبیاء علیہم السلام تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اب وہ قیامت تک کے لئے وسیلہ ہیں۔ ایک اور بات بھی عرض کرنی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت علیؓ بھی تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضرت علیؓ نے اس بوسہ دینے کی وجہ پوچھی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو میرا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ وہی اس کا مقام میرے دربار میں ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ کو میں پیارا ہوں اتنا یہ بھی مجھے پیارا ہے اس لئے میں نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا ہے اور فرمایا کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی محبت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انبیاء علیہم السلام کو یہ عظمت عطا ہوئی ہے اور ان کے صدقے سے اولیاء اللہ کو عظمت ملی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے وہاں بت تھے۔ تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قرب کا اثر یہ ہوا کہ تمام بتوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھا۔ وہ پتھر تھے۔ لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پڑی سب کلمہ پڑھنے لگے۔ ادھر اولیاء اللہ اک یہ تصرف ہے کہ انہوں نے پتھر کے بتوں کو کھانا کھلا دیا۔ ایک ہندو لڑکی کی شادی ہوئی۔ ان کا رواج تھا کہ جب دلہن آتی تو اس کے سر پر

لڈوؤں کا ٹوکرا رکھتے اور اسے اپنے دیوتا کے پاس بھیجتے۔ وہ وہاں اس بت کے گرد چکر لگانی اس کے منہ میں لڈو ڈالتی کہ وہ کھائے۔ کھانا تو بت نے کیا ہوتا تھا۔ وہ ویسے ہی چکر لگا کر آ جاتی کہ دیوتا کو لڈو کھلا کر آئی ہے۔ یہ شادی کی ایک رسم ہوا کرتی تھی جب وہ لڈوؤں کا ٹوکرا لے کر گئی اور لڈو اس بت کے منہ میں رکھا کہ کھاؤ اتفاق سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ادھر سے گزر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا تو بت سے فرمایا کہ کھالو۔ کھاتے کیوں نہیں ہو۔ کیا تیرا منہ دکھ رہا ہے۔ بت نے لڈو کھانے شروع کر دئے اور سارا ٹوکرا ہی کھا گیا۔ لڑکی خالی ٹوکرا لے کر آئی تو سارے گھر والے اس کے گلے پڑ گئے۔ کہ لڈو کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ تو دیوتا کھا گئی ہے۔ لڑکی نے بہت کہا لیکن نہ مانے اور کہا کہ اچھا تمہیں ایک ٹوکرا اور دیتے ہیں ہمارے سامنے بت کو کھلاؤ اور اگر اس نے نہ کھائے تو تمہیں طلاق دیکر تمہارا سر قلم کر دیں گے۔ تمہیں تمہارے جھوٹ بولنے کی سزا دیں گے۔ لڑکی نے ٹوکرا اٹھالیا لیکن پریشان کہ بت نے اس کے کہنے سے تو لڈو نہیں کھائے تھے۔ وہ تو ایک بابا کے حکم سے کھائے تھے۔ لڑکی وہاں گئی۔ بت کو لڈو کیا پیش کرنے لگی۔ وہاں جا کر التجا کی کہ اے بابا میرا سہاگ لٹنے والا ہے اور زندگی بھی خطرے میں ہے۔ آپ ایک دفعہ پھر آ جاؤ اور اس بت کو حکم دو کہ یہ لڈو کھائے۔ اللہ کی قدرت کہ حضرت صاحب پھر وہاں آ گئے اور فرمایا کہ کھاتا کیوں نہیں ہے کیا تیرے پیٹ میں درد ہے کہ لڈو نہیں کھا رہا ہے دونوں ہاتھوں سے کھاؤ۔ بت نے دونوں ہاتھوں سے لڈو کھانے شروع کر دئے۔ سارے ہندو موجود تھے اور ان کے سامنے بت دونوں ہاتھوں سے سارا ٹوکرا کھا گیا۔ ہندوؤں نے جب یہ دیکھا تو سب نے کلمہ پڑھ لیا۔ مسلمان ہو گئے۔ یہ اولیاء اللہ کا تصرف ہے۔ یہ جمال اولیاء اللہ میں درج ہے۔ اسی قسم کا واقعہ کسی دوسری کتاب میں کسی دوسرے ولی کی نسبت سے بھی منقول ہے۔ جب ایسی کرامات ہم پڑھتے ہیں سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو ہمیں اولیاء اللہ سے عقیدت پیدا ہوتی ہے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ ہو جاتا ہے ان کی زبان میں کن کی طاقت ہوتی ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ جب کوئی بندہ نوافل میں زیادتی کرتا ہے تو قرب الہی میں چلا جاتا ہے اس کو کن کی زبان عطا ہو جاتی ہے۔ وہ اگر بت کو کہہ دے کہ لڈو کھاؤ تو وہ لڈو کھا جاتا ہے۔ ایک اور بڑی ایمان افروز بات ہے کہ ایک حافظ صاحب تھے۔ قاری تھے ایک ولی اللہ نے ان کی زبان سے قرآن سنا تو فرمایا کہ روزانہ آ کر مجھے تلاوت سنایا کرو۔ تمہارا لہجہ بڑا اچھا ہے تمہاری قرأت بڑی اچھی ہے ایک دوسرے ولی اللہ نے بھی اس سے قرآن سنا تو انہیں بھی بہت اچھا لگا۔ انہوں نے بھی حکم فرما دیا کہ مجھے بھی قرآن روزانہ سنایا کرو۔ اب دونوں ولیاء کرام روزانہ قرآن مجید سنا کرتے ہیں اس حافظ صاحب کو ایک روز خواب آئی جو اس نے پہلے ولی اللہ کو سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ تو نے کل آٹھ بجے مرجانا ہے۔ وہ

حافظ صاحب یہاں قرآن سنا کر دوسرے ولی اللہ کے پاس گئے اور روتے ہوئے گئے دوسرے ولی اللہ نے پوچھا کہ کیوں رورہے ہو۔ عرض کیا کہ مجھے یہ خواب آئی ہے جو میں نے اس ولی اللہ کو سنائی ہے تو انہوں نے تعبیر کی ہے کہ میں نے کل صبح آٹھ بجے مر جانا ہے۔ دوسرے ولی اللہ نے فرمایا فکر نہ کرو میں نے آٹھ بجے نہیں بجنے دینے اس لئے تو نہیں مرے گا۔ آٹھ بجے کا وقت ہوگا تو مرے گا نہ ہوا تو نہیں مرے گا سنا ہے بچے یا چھ بچے تو نہیں مرے گا ولی اللہ نے سورج کو حکم دیا کہ آج تو نے طلوع نہیں ہونا ہے۔ چوبیس گھنٹے گزر گئے۔ چھتیس گھنٹے گزر گئے اڑتالیس گھنٹے گزر گئے سورج طلوع ہی نہیں ہو رہا بہتر گھنٹے گزر گئے لوگ تنگ آ گئے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے سورج کو حکم دیا ہے کہ آج طلوع نہیں ہونا ہے۔ ایک نے کہا ہے کہ اگر آٹھ بج گئے تو حافظ صاحب نے مر جانا ہے اور دوسرے نے کہا ہے کہ میں نے آٹھ بجے ہی نہیں دینے ہیں۔ لوگ اکٹھے ہو کر آ گئے دونوں کو عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ اپنی اس لڑائی میں ہمیں کیوں مار رہے ہیں مہربانی فرماؤ سورج کو حکم دیں کہ وہ طلوع ہو جائے۔ دوسرے سے کہا کہ آپ اپنی دعا واپس لے لیں۔ دونوں اولیاء اللہ اکٹھے ہوئے ایک نے اپنی دعا واپس لی۔ کہ حافظ صاحب آٹھ بجے فوت نہ ہوں دوسرے نے سورج کو طلوع ہونے کی اجازت دے دی۔ سورج طلوع ہو گیا آٹھ بج گئے حافظ صاحب فوت نہ ہوئے۔ ایک اور محفل میں کسی عالم دین سے چند باتیں سنی ہیں۔ وہ بھی میں عرض کرتا ہوں۔ ایمان افروز ہیں دل کو اچھی لگتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے۔ بڑی بلندی پر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک آئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے گزرا تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں فرمایا کہ اتنی بلندی پر ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ لیا۔ اگر اتنی بلندی پر ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ سکتے ہیں اور دیکھتے ہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دور ہیں لیکن وہ ہم سے دور نہیں ہیں۔ اس واقعہ کے لئے اس عالم دین نے بہت ساری کتب کے حوالے دئے۔ اور یہ ثابت کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پڑھ کیا رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پڑھ کیا رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب سے اپنی قبر میں گئے ہیں وہ وہاں ہی کھڑے ہیں اور نماز ہی پڑھ رہے ہیں۔ نہ رکوع کیا ہے۔ نہ سجدہ کیا ہے۔ نہ قعدہ میں بیٹھے ہیں تو پھر یہ کون سی نماز ہے۔ ایسی نماز تو نماز جنازہ ہوتی ہے۔ لیکن قبر میں نماز جنازہ کہاں سے آگئی کس کا جنازہ ہے انہوں نے مزید بہت سارے حوالے دے کر ثابت کیا کہ دراصل کوئی نماز نہیں تھی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قبر میں کھڑے ہو کر نبی پاک ﷺ پر درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کی

عظمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت موسیٰ علیہم السلام کو قبر میں کھڑے ہوئے چھوڑ کر جب مسجد بیت المقدس میں تشریف لے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں بھی موجود ہیں۔ اور بیت المقدس میں نماز پڑھا کر امامت فرما کر جب نبی پاک ﷺ چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بھی موجود ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کیا کہ جو بھی نبی علیہ السلام اپنی اپنی قبر میں ہے۔ وہ وہاں بھی موجود ہے اور وہ وہاں سے کبھی باہر نہیں نکلے لیکن اس کے باوجود ہر جگہ موجود ہو سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ہی وقت میں قبر میں بھی موجود ہیں۔ بیت المقدس میں بھی موجود ہیں اور چھٹے آسمان پر بھی موجود ہیں۔ اور وہ تو امتی ہیں مقتدی ہیں میرے نبی پاک ﷺ کے۔ جب امتی کی اتنی شان ہے تو سردار انبیاء ﷺ کی کیا شان ہوگی۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں بھی زندہ ہیں اور یہاں بھی تشریف رکھتے ہیں اور ہر جگہ ہو سکتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال اس لئے بنائی ہے کہ اگر وہ امتی ہو کر کئی جگہ ہو سکتے ہیں تو حضور ﷺ آقا ہو کر نبی ہو کر کیوں کئی جگہ پر نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اپنی دائیں جانب دیکھیں تو ہنس دیں اور خوش ہو جائیں اور اگر اپنی بائیں جانب دیکھیں تو رونے لگ جائیں ان کے آنسو نکل آئیں۔ پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے کہ آپ بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہو جاتے ہیں اور دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی مسوس کرتے ہیں۔ فرمایا دائیں جانب میری وہ اولاد ہے جو جنتی ہے اور جب ان کو میں جنت میں دیکھتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور جب میں بائیں طرف دیکھتا ہوں تو ادھر میری وہ اولاد ہے جو جہنمی ہے ان کو دیکھ کر مجھے دکھ ہوتا ہے اب یہ دیکھنے کی بات ہے کہ جنت والے اور دوزخ والے آپس میں کتنی دور ہیں۔ جنت سات آسمانوں کے اوپر ہے اور جہنم سات زمینوں کے نیچے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ادھر دیکھیں تو سات آسمانوں کے اوپر تک نظر جاتی ہے اور ادھر دیکھیں تو سات زمینوں کے نیچے دیکھ رہے ہیں حضرت آدم علیہ السلام میرے نبی پاک ﷺ کے امتی ہیں اگر امتی کہ یہ شان ہے تو سردار الانبیاء ﷺ سے کون سی شے پوشیدہ ہو سکتی ہے یعنی معراج النبی کے واقعہ سے ہر بات سے حضور ﷺ کی عظمت نکلتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری کتاب میں بھی آپ کی امت کی فضیلت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی تھا۔ کہ امت محمدیہ کی تعریف کرو۔ ہم امت محمدیہ کی بہت تعریف کرتے آئے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی آپ کے امتی کی زیارت کروں اور دیکھوں کہ وہ کیسا ہے۔ حضور ﷺ نے اس وقت کے موجود صحابہ میں سے کسی کو نہیں دکھایا۔ نہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا ہے نہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا ہے نہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا ہے نہ حضرت

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا ہے نہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا کسی موجود کو نہیں دکھایا۔ بلکہ اسکو دکھایا جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف سے بھی چار سو سال بعد پیدا ہوا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا ہے۔ ان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ انہوں نے اپنا نام بتایا اپنے والد محترم کا نام بتایا اپنے دادا محترم کا نام بتایا اپنے بیٹے کا اپنے پوتے کا اپنے پڑپوتے کا نام بتایا اپنی آٹھ پشتوں کے نام گنوا دئے۔ حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہ کرم سے ابھی پیدا ہوا ہے اور علم اتنا ہے کہ اپنی ساری پشتوں کو جانتا ہے۔ اور حضور ﷺ کی اپنی شان یہ ہے کہ آپ اپنی تمام پشتوں کو جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں۔ اگر کوئی یہ کہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسے علم ہے کہ آپ ﷺ کا نور مبارک پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہے تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لو وہ اتنی ہو کر اپنی آٹھ پشتوں کو جانتے ہیں حالانکہ ابھی پیدا ہونا ہے تو حضور بنی کریم ﷺ جو اس کو ابھی بنا بھی رہے ہیں اور علم بھی عطا کر رہے ہیں کیا وہ اپنے متعلق یہ بھی نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کے آباؤ اجداد کون کون ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف اپنے آباؤ اجداد کو جانتے ہیں اپنی تمام پشتوں کو جانتے ہیں بلکہ پورے قرآن کا بھی علم ہے اور تورات کا بھی علم ہے میرے نبی پاک ﷺ نے اپنی نگاہ عنایت سے پورے عالم بنا کر حاضر کئے ہیں۔ جب حاضر ہوئے تو بنی پاک ﷺ نے فرمایا اسلام علیکم۔ امام غزالی رحموا اللہ علیہ نے جواب میں عرض کیا وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کافی لمبا جواب دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اتنا لمبا جواب کیوں دیا ہے اب دیکھو کہ حضرت امام غزالی کا علم کتنا ہے ابھی پیدا ہونا ہے تعلیم حاصل کرنا ہے قرآن مجید پڑھنا ہے۔ قرآن مجید کی جب بنایا ہے تو پورا علم رکھتے ہیں عالم ہیں عرض کیا اے موسیٰ علیہ السلام آپ کے ہاتھ میں کیا ہے تو آپ عرض کر دیتے کہ میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہے میں اس سے پتے جھاڑتا ہوں اس سے میں بکریاں چراتا ہوں اس سے کھائی کو پھلانگتا ہوں یہ کرتا ہوں وہ کرتا ہوں آپ نے لمبا جواب کیوں دیا تھا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے محبوب ہیں میں چاہتا تھا کہ بات لمبی کر لوں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوتی رہے بات ختم ہی نہ ہو۔ حضرت امام غزالی نے عرض کیا کہ حضور ﷺ میرے محبوب ہیں میں نے بھی اس لئے لمبا جواب دیا ہے کہ بات چلتی ہی رہے اور میری اپنے محبوب سے ہم کلامی ہوتی رہے بات ختم نہ ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حاضر ناظر ہونے سے متعلق ایک بات یہ ہے کہ جب حضور ﷺ جنت میں تشریف لے کر گئے تو واپس آ کر فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے آگے آگے چل رہے تھے ٹہل رہے تھے حالانکہ اس وقت سیدنا حضرت بلال مکہ شریف میں سو رہے تھے اب یہ کون ہیں اور وہ کون تھے۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے ان کا تصرف ہے ایک وقت میں سو بھی سکتے ہیں اور جاگ بھی

سکتے ہیں۔ ادھر بھی ہو سکتے ہیں اور ادھر بھی ہو سکتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں نہیں ہو سکتے۔ لہذا نبی کریم ﷺ یہاں بھی ہو سکتے ہیں وہاں بھی ہو سکتے ہیں وہاں ہوتے ہوئے یہاں بھی ہو سکتے ہیں اور یہاں ہوتے ہوئے وہاں بھی ہو سکتے ہیں لہذا جنت بھی دیکھی دوزخ بھی دیکھی ہر جگہ ذرے ذرے میں محمد ﷺ کا ظہور ہے کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اے بلاؑ تو سب سے پہلے جنت میں جاتے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں صحابہ سے پہلے جنت میں جاؤں گا فرمایا کہ ہاں تو صحابہ سے پہلے جنت میں جائے گا عرض کیا میں سیدنا عثمانؓ سے بھی پہلے فرمایا ہاں۔ عرض کیا سیدنا عمر بن خطابؓ سے بھی پہلے فرمایا ہاں ان سے بھی پہلے جائیگا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی پہلے جاؤں گا فرمایا کہ ہاں ان سے بھی پہلے جنت میں جاؤں گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جاؤں گا فرمایا کہ ہاں تو انبیاء علیہم السلام سے پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سے بھی پہلے جنت میں جاؤں گا فرمایا کہ ہاں تو مجھ سے بھی پہلے جنت میں جائے گا حضرت سیدنا بلالؓ رونے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی جنت میں جانا ہی نہیں ہے کہ جس میں آپ ﷺ تشریف فرما نہ ہوں۔ اگر مجھے ہی پہلے جانا ہے تو میں اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گا جب تک آپ ﷺ وہاں نہ ہوں گے میں نے تو صرف آپ ﷺ کے لئے وہاں جانا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں تاکہ وہاں حوریں ملتی ہیں حور حاصل کرنے جانا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق کا نقطہ نظر یہ نہیں ہے۔ ان کا مزاج اور ہی ہے وہ حضور ﷺ کے لئے جاتے ہیں ہم کسی اور مقصد کے لیے جاتے ہیں جب سیدنا بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جنت میں نہیں جانا ہے۔ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دراصل بات یہ ہے کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی مہارتیرے ہاتھ میں ہوگی۔ اس لئے تو پہلے داخل ہو جایگا۔ اور میں بعد میں داخل ہوں گا یہ سیدنا بلالؓ کا مقام ہے پھر یہ بات کہ معراج شریف کی رات حضور نبی کریم ﷺ کو پچاس نمازیں عطا ہوئیں۔ واپسی پر چھٹے آسمان پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا تجھے ملا ہے۔ فرمایا کہ پچاس نمازیں ملی ہیں۔ کیا آپ ﷺ نے یہ مان لی ہیں۔ فرمایا ہاں مان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں میں نے قبول کر لی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی فرماتے ہیں۔ وہ صحیح فرماتے ہیں اس لئے میں نے قبول کر لی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یہ بہت زیادہ ہیں آپ کی امت نہیں پڑھ سکے گی۔ آپ واپس تشریف لے جائیں اور ان میں کمی کرائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پچاس نمازوں کا حکم مل چکا ہے لیکن نبی کریم ﷺ کی یہ شان ہے اگر اللہ تعالیٰ بلائیں تو بھی جاسکتے ہیں اور اگر خود تشریف لے جانا چاہیں تو بھی جا

سکتے ہیں۔ لکن تَرَافِی کا جھگڑا نہیں ہے۔ آپ واپس تشریف لے گئے تو پانچ نمازوں کی تخفیف ہو گئی پھر تشریف لے گئے تو پانچ نمازیں اور بھی معاف ہو گئیں پھر چلے گئے تو پانچ اور معاف ہو گئیں۔ نور مرتبہ تشریف لے کر گئے تو پینتالیس نمازیں معاف ہو گئیں اور صرف پانچ باقی رہ گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں تبدیلی کر دیتا ہے۔ اس سے ذرا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نظر ہم تک پہنچتی ہے۔ اور وہ ہمیں جانتے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے امتی نماز نہیں پڑھیں گے اور ہم واقعی نماز نہیں پڑھتے۔ یہ جھوٹ تو نہیں ہے۔ جو کسی نبی کی زبان سے نکلتا ہے وہ سچ ہوتا ہے۔ اور آپ دیکھ لیں کہ ایک فیصد سے بھی کم لوگ نماز پڑھتے ہیں ننانوے فی صد نماز نہیں پڑھتے ہیں یہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب ہے۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں اگر امتی کے علم غیب کا یہ حال ہے تو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا کیا حال ہوگا۔ لیکن منافق حضور ﷺ کے علم غیب کو نہیں مانتا ہے۔ کافر بھی نہیں مانتا اور منافق بھی نہیں مانتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایک کتاب دی گئی ہے۔ جس میں میرے امتیوں کے نام درج ہیں ان میں مومنین کے نام بھی ہیں اور منافقین کے نام بھی ہیں اور ہر ایک کے باپ دادا اور قبیلہ کا بھی مجھے علم ہے۔ منافقین نے اعتراض کیا کہ ہمیں تو حضور ﷺ نہیں جانتے آپ ﷺ ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جس کا وہ جی چاہے مجھ سے پوچھ لے۔ یہ صرف وہ ہی کہہ سکتا ہے جس کا علم پوری کائنات کو محیط ہو۔ یہ نہیں کہ آج کا علم کہ آج کیا ہو رہا ہے نہیں نہیں بلکہ جو گزر چکا وہ جو آنے والا ہے وہ بھی سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر علم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (انساء ۱۱۳) اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ آپ نہ جانتے تھے۔ حضور ﷺ دلوں کی کیفیت کو بھی جانتے ہیں ہماری نیتوں کو بھی جانتے ہیں جس طرح سے حضرت موسیٰ السلام ہماری نیتوں کو بھی جانتے تھے۔ ہماری کیفیتوں کو بھی جانتے تھے۔ ایک اور بات بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب سے پہلے جس نے سجدہ کرنے کی وجہ سے ان کو سید الملائکہ بنا دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سجدہ کرنے کے بعد جب سر اٹھایا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور مصطفیٰ ﷺ نظر آیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی کو نہ بتائیں عرض کیا کہ اچھا جو آپ کا حکم پھر باقی ملائکہ نے بھی سجدہ کیا انہیں بھی نور مصطفیٰ ﷺ نظر آیا تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ تمہیں کیا نظر آیا تمہیں کیا نظر آیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے کہ کسی کو نہ بتانا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو فرشتے ہیں ان کو علیحدہ کر کے بتا دو جو غیر ہیں ان کو نہ

بتائیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تمام فرشتوں کو بتا دیا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے اور یہ ایسا نور ہے کہ جو کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اسے وہ نور نظر آ جاتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وہ نور دیکھا ہے اللہ کرے کہ ہم کو بھی وہ نور نظر آ جائے۔ اور بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آ کر بتاتے ہیں کہ محفل میں خوشبو آئی۔ محفل میں نور نکلا اللہ کرے کہ آپ بھی ان میں سے ہو جائیں اور میں بھی ہو جاؤں جن کو ایسی نظر عطا ہوئی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کے نور کو دیکھتے ہیں۔ دیکھنا تو بہت بڑی خوش قسمتی ہے صرف یہ مان لو کہ آپ ﷺ نور ہیں سراج منیر ہیں جس طرح قرآن مجید فرماتا ہے کہ **شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَسِرَاجًا مُنِيرًا** (الاحزاب ۴۶-۴۷) یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کوئی یہ مان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں تو اس کا یہ فائدہ ہوگا جب وہ پل صراط سے گزرے گا کہ جس کے نیچے جہنم کی آگ جل رہی ہے اور اتنی گرمی ہے کہ کئی میلوں دور تک اس کی تپش ہے اور جو کوئی چیز وہاں سے گزرتی ہے اس کو جلا دیتی ہے جسم کر دیتی ہے اور اپنے اندر کھینچ لیتی ہے تو اس بندے کو جس کے عقیدے میں یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور اس کو دوزخ کی آگ جلا نہیں سکتی۔ بلکہ اس کے نور کی وجہ سے میں سمجھ رہی ہوں اگر بجھ گئی تو میں تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو جلا نہیں سکوں گی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو جلدی سے پل صراط سے گزاردیتا ہے۔ یہ اس بندے کی عظمت ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ہم یہ مان لیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ اگر پل صراط سے بخریت گزرنا چاہتے ہو۔ آتش دوزخ سے بچنا چاہتے ہو تو یہ عقیدہ رکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ چھوڑ و نماز پڑھو عمل کرو میں کہتا ہوں کہ نماز ضرور پڑھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی ہے لیکن نماز کو سہارا نہ بناؤ کہ نماز پل صراط سے گزرتی ہے نماز پل صراط سے نہیں گزرتی نماز کا اپنا فائدہ ہے جو جنت میں جا کر ملے گا۔ حفظ کا فائدہ ہے لیکن جنت میں داخلہ کے بعد اور حافظ بھی جنت میں وہ جائے گا جس کے عقیدے میں ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ منافق حافظ جنت میں نہیں جائے گا قادیانی حافظ جنت میں نہیں جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے نور ہیں فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے نور پیدا ہوا ہے اور جسم اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد بنا ہے ہمارے جسم والدہ کے ارحام میں بنتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک والدہ ماجدہ کے رحم میں نہیں بنا۔ باہر آ کر بنا ہے۔ اس سے متعلق کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک والدہ صاحبہ کے رحم میں نہیں بنا ہے انہوں نے بہت ساری کتب ساری کتب کے حوالے دئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے صحابہ کرام بھی تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی

آیا سیاہ بال اور سفید کپڑے کسی کا واقف نہیں تھا۔ اجنبی تھا تھوڑی دیر بیٹھا پھر اٹھ کر چلا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صحابہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ یہ کوئی اجنبی تھا ہم نہیں جانتے تھے۔ لیکن یہ کوئی مسافر بھی نہیں تھا کہ اس کے کپڑے صاف ستھرے تھے گرد آلود نہیں تھے جس طرح سے کہ سفر میں ہو جاتے ہیں لیکن یہ کوئی مقامی بھی نہیں تھا۔ پتہ نہیں کہ کون تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ حضرات جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ جب آسمان سے نیچے آتے ہیں تو نور ہوتے ہیں نوری شکل میں آتے ہیں اور جیسے ہی یہ چوکھٹ پر آتے ہیں تو بندے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں فرشتہ جب نوری شکل میں آتا ہے تو وہ نظر نہیں آتا لیکن جب بندے کی شکل میں آتا ہے تو پھر نظر آ جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب واپس چوکھٹ پر گئے تو نور بن گئے اور واپس چلے گئے فرمایا کہ اسی طرح سے میں جب اپنی ماں کے پیٹ سے آیا تو نور تھا۔ جب اس دنیا میں آیا تو یہ شکل بن گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ میری شکل و صورت یہاں کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم جیسے ہیں بشر ہیں حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا **ایکم مثلی** تم میں سے کون ہے جو میری طرح سے مجھ جیسا ہے کون میری مثل ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ کرام نے بھی رکھنے شروع کر دئے صحابہ کرام نے جب چند روز کھانا پینا ترک کیا تو کمزور ہو گئے گرنے لگے۔ پوچھا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ روزے رکھ رہے ہیں ہم بھی روزے رکھ رہے ہیں فرمایا کہ تم میں سے مجھ جیسا کون ہے تم میں سے کوئی بھی میری مثل نہیں ہے میں بے مثل ہوں۔ آپ کھاؤ پو روزے افطار کر دو۔ مجھے تو میرا رب کھلاتا ہے پلاتا ہے میں ہر رات اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ ایک معراج نہیں ہے آپ ﷺ کی تو ہر روز معراج ہوتی ہے یہ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

آپ شمع رسالت ہیں عالم تیرا پروانہ	آپ ماہ نبوت ہیں اے جلوہ جانا ناں
کھاتے ہیں تیرے درکا پیتے ہیں تیرے درکا	پانی ہے تیرا پانی دانہ ہے تیرا دانہ
گر گر کے یہاں پہنچا مر مر کے اسے پایا	چھوٹے نہ الہی اب سنگ در جانا ناں
سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبین سائی	سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ
سرشار مجھے کر دے ایک جام لبالب سے	تا حشر رہے باقی آباد تیرا مے خانہ
ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری	بلبل ہے تیرا بلبل پروانہ ہے تیرا پروانہ
جی چاہتا ہے تحفے میں بھیجوں انہیں آنکھیں	درشن کا رہے درشن نذرانے کا نذرانہ

معمور اسے فرما دیران ہے یہ دل نوری جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو دیرانہ فرمایا کہ

جی چاہتا ہے تحفے میں بھیجوں میں انہیں آنکھیں
 درشن کا رہے درشن نذرانے کا نذرانہ
 نعت گو اور نعت خواں یہ فرما رہے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو اپنی آنکھیں تحفہ میں بھیج دوں تاکہ مجھے
 دیدار ہوتا رہے۔ اور یہ نذرانہ یا مدیہ بھی بن جائیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ یا رسول اللہ ﷺ
 کیا پیش کریں ہم آپ کو کیا چیز ہماری ہے
 یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے
 میں نے کیا دیا ہے میرا کیا ہے ہر چیز تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ تحفہ اگر کوئی ہے تو وہ بھی ان کا ہے اور
 اگر قبول کر لیں تو ان کی مرضی ہے ہماری کوئی چیز نہیں۔ ہماری کوئی زندگی نہیں ہے۔ ہمارا کوئی علم نہیں ہے۔
 ہماری طاقت کوئی نہیں ہے ہمارا کوئی شعر نہیں ہماری کوئی نعت نہیں ہماری کوئی آواز نہیں ہے ہماری کوئی فکر نہیں
 ہماری کوئی سوچ نہیں ہے کوئی ہماری طرز نہیں ہے یہ سب نبی کریم ﷺ کا ہی ہے

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں
 پھر آپ تو آئے نہیں ہیں نہ میں آیا ہوں۔ بات تو ختم ہو گئی۔ نیازی صاحب فرماتے ہیں

کہاں کا منصب کہاں کی دولت قسم خدا کی یہ ہے حقیقت

جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ ﷺ نے وہ ہی مدینے کو جا رہے ہیں

ہزاروں منصب والے لندن جائیں گے نیویارک جائیں گے ٹوکیو جائیں گے فرانس جائیں گے لیکن
 میرے نبی پاک ﷺ کے در پر حاضر نہیں ہوں گے۔ ہزاروں دولت مند دنیا بھر کی سیر کو چلے جائیں گے
 لیکن حضور نبی پاک ﷺ کے در پر حاضری نصیب نہیں ہوتی کچھ ایسے ہیں کہ خالی جیب روپیہ پیسہ پاس نہیں
 ہے۔ لیکن نبی پاک ﷺ نے بلایا ہے تمہارے جیسا ایک بندہ کہتا ہے کہ یہ لو پیسے اور جاؤ مدینہ شریف چلے
 جاؤ۔ PARTITION کے وقت۔ آپ جانتے ہیں کہ PARTITION کیا ہوتی ہے۔ یہ تقسیم
 برصغیر یعنی جب پاکستان ہندوستان بنا تھا اس کو PARTITION کہتے ہیں۔ مسلمان ادھر پاکستان
 آگئے اور ہندو سکھ وغیرہ ہندوستان چلے گئے ایک مسلمان لڑکی تھی اس کو سکھوں نے پکڑ لیا۔ ایک سکھ نے
 اسکے ساتھ شادی کر لی بچے بھی ہو گئے لیکن وہ لڑکی دل سے مسلمان رہی سکھوں کے ہاں چھپی رہی ان کے
 چنگل سے نکلنے کی کوئی تدبیر نہ بنتی تھی۔ مجبور تھی لیکن دل میں ہر وقت کہتی رہتی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں غیروں

میں پھنس گئی ہوں۔ مجبور ہوں لاچار ہوں کمزور ہوں یہاں سے کسی صورت بھاگ بھی نہیں سکتی مہربانی فرمائیں اپنے در پر بلا لیں۔ ہمیشہ سے یہی آرزو کرتی رہتی۔ 14-15 سال کی عمر میں تھی جب پہلی گئی۔ آج سے دس بارہ سال قبل کی بات ہے کہ ہندوستان سے سکھ یا تری جو ہر سال ننگانہ صاحب آتے ہیں ان میں وہ لڑکی بھی آگئی۔ لاہور اسٹیشن پر پہنچی تو ایک آدمی ملا کہنے لگا کہ بی بی یہ تیرا پاسپورٹ ہے یہ ٹکٹ ہے اور یہ زادراہ ہے پیسے ہیں اب تو نکل جا تجھے مدینہ شریف بلایا جا رہا ہے۔ وہ دوسرے اپنے ہم سفر سے آنکھ بچا کر نکلی۔ سیدھی ایرپورٹ پہنچی گئی۔ جب روضہ اقدس پر پہنچی تو کوئی دیواریں نہیں تھیں۔ وہ سیدھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جھولی مبارک میں تھی۔ اتنی مجبور بی بی اگر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر پہنچ سکتی ہے تو یہ صرف ان کا کرم ہے ان کے بلاوے کی بات ہے۔ وہاں جانے کی جو صبح تڑپ ہے یہ بھی ان کی عطا ہے۔

گنبد خضراء کے دامن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے
یہ جو جذبہ ہے یہ بھی ان کی عطا ہے۔ آپ کہیں کہ میں نے دعا مانگی ہے۔ یہ بھی نہیں ہے بلکہ یہ خیال یہ تصور یہ دعا بھی انہوں نے ہی عطا کی ہے۔

سناتا ہے نعتیں سر بزم بسمل
یہ ان کا کرم ہے یہ ان کی عطا ہے
آج حاجی رشید صاحب کی طرز اور ادائیگی بالکل مختلف رنگ پر تھی۔ کمال کا عروج تھا میں نے ان سے پوچھا ہے کہ کیا یہ طرز آپ نے خود بنائی ہے تو فرماتے ہیں کہ جی نہیں بس یہ تو کہیں اوپر سے ہی آیا ہے۔ بس بالکل جس طرح سے ان کو یہ عطا ہوئی ہے آپ کو بھی ہوتی ہے۔ مجھے بھی ہوتی ہے اس عطا کے سہارے آج ہم یہاں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ سب عطا میرے نبی پاک ﷺ کی طرف سے ہے۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایمان ان کی وجہ سے ہے۔ حضرت عمرؓ کا ایمان ان کی وجہ سے ہے حضرت سیدنا عثمان غنیؓ حضرت علی شیر خدؓ کا بھی ان کی وجہ سے ہے۔ جس کو بھی جو کچھ ملا ہے یہ ان کی عطا ہے۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ
اللہ تعالیٰ یہ نعمت لینے کی توفیق عطا فرمائے ان کا بننے کی توفیق عطا فرمائے ان کی عطا کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر آپ نبی پاک ﷺ کا شکر ادا نہیں کریں گے تو آپ گویا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کریں گے۔

حدیث قدسی ہے جو اپنے محسن کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اپنے اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ محسن اصل تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ عظمت بھی عطا فرمادی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ تقسیم فرما رہے ہیں جو بھی کسی کو ملنا ہے وہ میرے نبی پاک ﷺ کی عطا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کے مالک وہ ہیں۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ ہر چیز ان کے نور سے بنتی ہے حدیث شریف ہے۔ پروفیسر صاحب سے سنو۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور سے ہر چیز بنی انا نور من نور اللہ وکل الخلاق من نور ی عرش بنا۔ فرش بنا۔ کعبہ بنا۔ قبلہ بنا۔ بیت المعمور بنا فرشتے بنے بندے بنے۔ کردار بنے اخلاق بنے۔ عمل بنے۔ نمازیں بنیں۔ ہر علم والا نبی پاک ﷺ کے نور سے ہے اس لیے میری عرض ہے کہ سب سے پہلے نبی پاک ﷺ کے نور کو مانو تو گزار ہوگا ورنہ اندھے ہو جاؤ گے عقل ختم ہو جائے گی قرآن پڑھ کر سراج منیر پڑھ کر بھی انکار کر رہے ہیں کہ نور نہیں ہیں بشر ہیں۔ قرآن کا حافظ ہے مفسر ہے علم ہے گرا نمر جانتا ہے صرف نحو جانتا ہے دورہ حدیث کیا ہوا ہے حدیث بھی جانتا ہے لیکن پھر بھی کہتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نور نہیں ہیں پھر یاد رکھ لو تم نے قرآن پڑھا ہی نہیں ہے قرآن مجید وہ پڑھتا ہے وہ سمجھتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتا ہے اندھیرے میں کتاب پڑھی نہیں جاسکتی ہے۔ کتاب صرف روشنی میں پڑھی جاسکتی ہے۔ کتاب جو ہے وہ قرآن مجید ہے اور نور میرے نبی پاک ﷺ ہیں جس کو سراج منیر کی سمجھ نہ آئی جس کو سراج منیر نظر نہ آیا اس کے لئے کشف الدجی ہو گا ہی نہیں اس کو قرآن سمجھ ہی نہیں آئے گا۔ اس کے اندھیرے صاف ہی نہیں ہوں گے وہ اندھیرے میں ہی رہے گا۔ یہ پڑھ کر بھی کہے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ خدا کے بندے یہ سراج منیر کس کے لئے لکھا ہوا ہے حضرات جب تک نبی پاک ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور نہیں مانو گے شفع نہیں مانو گے۔ حاضر و ناظر نہیں مانو گے علم عیب والا نہیں مانو گے۔ حیات نہیں مانو گے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام حیات ہیں تو میرے نبی پاک ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات کیوں نہیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں اگر آپ گھر میں اکیلے ہیں تو اکیلے ہی نماز پڑھیں گے جماعت سے تو نہیں پڑھیں گے۔ اگر انبیاء علیہم السلام حیات نہیں ہیں اور اپنی قبور میں سے نکل نہیں سکتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد اقصیٰ میں کس کی امامت فرما رہے ہیں تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حیات ہیں اور قبر سے نکلنے کا تصرف بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما لینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 24-11-2000

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مانگو

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ نعت شریف میں ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ

بازار مصطفیٰ وہ بازار ہے کہ جس میں
کھرے دام کھوٹا سکے سرے عام چل رہا ہے

تھوڑا سا میں بھی چلا لوں کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بازار کھلا ہوا ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا دربار
لگا ہوا ہے کل ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جس کا نام تھا محمد اصغر چشتی صاحب وہ اناسی کا رہنے والا ہے
1995 میں ان کو چہرے کا کیenser ہو گیا۔ آدھا چہرہ شل ہو گیا سو جن آگئی ایک آنکھ ضائع ہو گئی نظر آنا بند ہو
گیا ایک کان بھی بند ہو گیا چہرہ سخت ہو گیا پھر اس کی سانس والی نالی پر بھی اثر انداز ہونا شروع ہو گیا۔ سانس
لینا مشکل ہو گیا۔ ہسپتال میں جس کے زیر علاج انہوں نے جواب دے دیا کہ اب یہ قریب المرگ ہے ایک
روز میں چل بسے دو روز میں مہینہ میں مرجائے گا۔ اب اس پر خرچہ وغیرہ نہ کرو اس کو گھر لے جاؤ اور بس اب
اس کے لئے دعا ہی کرو۔ دو اب اس پر اثر نہیں کرتی۔ وہ لے کر آ رہے ہیں اور اس کو بتا دیا کہ ڈاکٹروں نے
اس سے متعلق یہ کہا ہے۔ اب توبہ کر لو آخری وقت قریب آ رہا ہے وہ نعت خواں تھا اس نے عرض کیا یا رسول
اللہ ﷺ میں آپ کا نعت خواں ہوں اگر گونگا ہو کر مر گیا تو لوگ کہیں گے اچھا یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا
نعت خواں ہے کہ جس کا انجام یہ ہوا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تندرست کر دیں مجھے صحت عطا فرما دیں کسی
اور بہانے سے موت آئے میں گونگا ہو کر نہ مروں۔ میں بہرہ اور اندھا ہو کر نہ مروں۔ اس نے نعت شریف
پڑھی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام خواب میں تشریف لائے اس کو زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ
کے ہمراہ دو ڈاکٹر تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میری اوقات ہے یہ میری بیماری ہے یہ میرا انجام
ہے مہربانی فرماؤ۔ انہوں نے ڈاکٹروں کو اشارہ فرمایا کہ اس کا علاج کرو۔ ایک ڈاکٹر نے اس کو پکڑ لیا
دوسرے نے اس نے منہ میں لوہے کی سلاخ پھیری۔ اور اس کو حکم دیا کہ کلی کرو۔ اس نے خون کی کلی کر
دی۔ دو تین بار یہ عمل دہرایا گیا۔ پھر نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جا تو شفا یاب ہو گیا ہے اور تو تریسٹھ (63)
سال کی عمر سے پہلے نہیں مرے گا حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور ڈاکٹر حضرات واپس تشریف لے گئے۔ یہ صبح

کو بیدار ہوا تو محسوس کیا کہ وہ پہلے سے بہت بہتر ہے۔ اس سے قبل تو اشارے سے بات کرتا تھا۔ اب اس نے اپنی بیوی سے پانی مانگا وہ پانی لے کر آئی تو دیکھا کہ خون بکھرا پڑا ہے اس نے پوچھا کہ یہ خون کہاں سے آیا ہے۔ اس نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا کہ میں تو رات اٹھا ہی نہیں ہوں بیوی نے کہا کہ یہ اتنا زیادہ خون ہے یہ کہاں سے آ گیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا تو یاد آ گیا کہ یہ اپریشن کا خون ہے۔ اسی اثناء میں دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی تو یہ پہلے تو اٹھ نہیں سکتا تھا آج خود اٹھ کر گیا اور ٹیلیفون سنا تو وہ ٹیلیفون ان کے پیر صاحب کا تھا انہوں نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو تمہیں نبی پاک ﷺ نے شفا عطا فرمادی ہے۔ آپ آ کر مجھ سے یہ شہدے جاؤ۔ اس کو کھالینا۔ وہ شہدے کر آیا کچھ خود کھایا اور باقی بچے کھا گئے۔ کل سب لوگوں نے اس کی زیارت کی ہے وہ آج بھی زندہ ہے۔ تھوڑا سا نشان گلئی ابھی تک اس کے چہرے پر ہے لیکن نبی پاک ﷺ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ہے۔ آج وہ صحت یاب ہے اور اس نے صائم صاحب کی وہ نعت بھی سنائی جو اس نے اپنی صحت کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنائی تھی۔

ہو نگاہ کرم یا محمد ﷺ غم زدوں نے ہے تجھ کو پکارا
 اور کچھ بھی نہیں پاس میرے بس تیرے نام کا ہے سہارا
 تیرے پاؤں کی ٹھوکر سے آقا ہے بدل جاتی تقدیر عالم
 تیرے ہوتے ہوئے کملی والے یوں ہو گردش میں میرا ستارہ
 تو نے لاکھوں کی قسمت سنواری ہے خدا کی خدائی تمہاری
 کر بلا کے شہیدوں کا صدقہ میری جانب بھی ہو ایک اشارہ
 دو جہاں کا ملا راج تجھ کو ہم بے کسوں کی ہے لاج تجھ کو
 اس کو ڈر ہے بھلا کس بلا کا جس نے پکڑا ہو دامن تمہارا
 غوث ہوں اولیاء انبیاء ہوں شاہ عالم ہوں کہ گدا ہوں
 بھیک لیتے ہیں سب آ کے تجھ سے تیرے در پہ ہے سب کا گزارہ
 اگرچہ صائم سراپا خطا ہے میرے آقا تمہارا گدا ہے
 ہو کے تیرا پھر بھی جہنم میں جائے کیسے رحمت کو ہوگا گوارا

یہ تو 1995ء کی بات ہے۔ آپ 2001ء کی بات سنو۔ اس سال دوسری مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیگم صاحبہ بھی ساتھ تھی۔ جب حج بیت اللہ شریف کی درخواست دی تو اس کی کمر میں درد شروع ہو گیا۔ ایکسرے کرایا تو پتہ چلا کہ مہرے کی ہڈیاں بڑھ گئی ہیں درد اتنا شدید ہو گیا کہ چل پھر نہیں سکتیں بس چار پائی

پر لیٹ کر رہ گئیں لوگ کہنے لگے کہ بی بی نہ جاؤ۔ خواہ مخواہ وہاں تمہارا مردہ خراب ہوگا۔ ڈاکٹروں نے بھی مشورہ دیا کہ ایسی حالت میں سفر نہ کرو۔ اس نے کہا کہ اگر میرا مردہ نبی پاک ﷺ کے در پر خراب ہو تو بہتر ہے۔ مرنا تو ہے ہی۔ یہاں پر ایڈیاں رگڑ کر کیوں مروں اس سے بہتر ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر موت آئے وہیل چیئر WHEEL CHAIR پر اس کو ڈال کر لے گئے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر تیس جنوری 2001 (30-01-01) صبح کے وقت حاضر ہوئی صبح کی نماز وہیل چیئر پر پڑھنے گئی لیکن جب واپس آئی تو کہنے لگی کہ میرا درد ختم ہو گیا ہے۔ دو پہر تک بالکل ٹھیک ہو گئی۔ ظہر کی نماز اپنے پاؤں پر چل کر گئی اور در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر نماز ادا کی۔ اور پوری مسجد نبوی جو کہ چونٹھ سے ستر ایکڑ پر مقف ہے اس کا پورا چکر کاٹ سکتی تھی۔ جو کہ ڈیڑھ پونے دو میل بنتا ہے۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے۔ پہلے بھی یہ کرم جاری تھا 1995ء میں بھی جاری تھا۔ 2001ء میں بھی جاری ہے۔ کروڑ سال تک جاری رہے گا قیامت تک اور حشر تک یہ کرم جاری رہے گا۔ ایک نعت شریف میں پڑھا گیا ہے۔ کہ مجھے نبی پاک ﷺ کا زمانہ ملتا۔ ہر زمانہ نبی پاک ﷺ کا ہے کون سا زمانہ ہے جو ان سے خالی ہے۔ ہر زمانہ میں نبی پاک ﷺ ہر ذرہ میں جلوہ گر ہوتے ہیں اور نور نبوت کے ساتھ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی میں لاکھوں کی تعداد میں افراد ہوتے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں عورتیں کے لئے علیحدہ سیکشن بنائے گئے تھے۔ جہاں عورتیں نماز ادا کرتی ہیں روزانہ صبح سات بجے ان کو روضہ اقدس پر حاضری کی اجازت ملتی ہے۔ ہر وقت ان کو روضہ پاک کے پاس نہیں جانے دیتے۔ سچے مذہب کا جلوہ اگر دیکھنا ہو تو نبی پاک ﷺ کے در پر چلے جاؤ۔ مکہ شریف میں یہ نظر نہیں آئے گا۔ مکہ شریف اور ہر طرز کے بندے نظر آتے ہیں لیکن روضہ اقدس پر ہر طرز کے بندے ہیں ہر بندہ سنہری جالیوں کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے عورتیں بھی اپنے وقت مقررہ کے دوران کرتی ہیں جب اجازت ملتی ہے تو بھاگتی ہیں دوڑتی ہیں جتنی کسی میں ہمت ہوتی ہے وہ بھاگتی ہے تاکہ جالی کے قریب ترین پہنچ جائے۔ اس بی بی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو اتنا بھاگ نہیں سکتی۔ آپ کی بہت مہربانی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے صحت عطا فرمائی ہے میری عرض ہے کہ مجھے اپنی جالیوں کے قریب جگہ عطا فرمائیں۔ جانے کیلئے سب سے پیچھے لیکن پہنچنے میں سب سے آگے۔ نبی پاک ﷺ کے قدموں میں جالی کے قریب جگہ خالی مل جاتی تھی۔ آٹھ روز وہاں رہی آٹھ روز ہی جگہ خالی ملتی رہی۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے جو مانگتا ہے پا جاتا ہے۔ مانگو نبی پاک ﷺ سے ٹی وی پر ایک حدیث پاک آتی ہے GOD IS ANOID WITH HIM WHO DOES NOT ASK FAVOUR FROM GOD

تعالیٰ اس بندے سے ناراض ہے جو اس سے مانگتا نہیں ہے۔ حق نہیں استحقاق نہیں بلکہ عنایت کی بات ہے کہ عنایت نہیں مانگتا ہے۔ اگر تمہارا استحقاق ایک روپیہ کا ہے تو کروڑ مانگو۔ یہ مانگنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ صرف میرے نبی پاک ﷺ کے در سے ملتا ہے **اللہ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ**۔ اللہ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا شرک نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ربیعہؓ سے خود فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو۔ **سَلِّ مَا شِئْتَ يَا رَبِيعَةُ** اے ربیعہ جو تیرا دل چاہے مانگ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے مت مانگو یہ شرک ہو جائیگا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرما رہے ہیں کہ مجھ سے مانگو تا کہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ مانگنا کس سے ہے۔ اور فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے یہ صرف وہی ہستی کہہ سکتی ہے کہ جس کے قبضہ میں ساری کائنات ہو۔ اگر آپ مجھ سے مانگیں کہ میڈیکل کالج میں داخلہ لے دیں میں نے سو بہانے بنائے ہیں کہ وہاں تو انٹری ٹسٹ ہے کوٹہ سسٹم ہے۔ سیٹیں کم ہیں میں یہ کیوں اگر مگر کر رہا ہوں کہ میری پاور نہیں ہے اختیار نہیں ہے اگر پاور ہوتی تو میں کہتا کہ ہاں لاؤ میں داخل کرتا ہوں۔ داخلہ دیتا ہوں کائنات میں صرف ایک ہستی ہے وہ میرے نبی کریم ﷺ ہیں کہ ان سے جو مانگو وہ عطا فرما دیتے ہیں اگر آپ کی طلب کے مطابق عطا نہ ہو تو اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں یہ حدیث پاک ہے بعض دفعہ آپ ایسی چیز مانگتے ہیں جو آپ کے لئے بہتر نہیں ہوتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بدل کر اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں یا تیرے گناہ معاف فرما دیتے ہیں یا تیرے درجات بلند فرما دیتے ہیں۔ اس لئے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اگر عطا میں کوئی دیر ہو جائے یا تبدیلی آ جائے۔ میرے نبی پاک ﷺ وہ ہستی ہیں کہ جو عطا فرما کے راضی ہوتے ہیں۔ یہ بی بی صاحبہ جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں اس نے یہ شعر ن رکھا تھا۔ کہ

خدایا دکھا دے مدینہ وہ کیسی بستی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

اس بی بی صاحبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رحمت تو ہر وقت برستی ہے مہربانی فرمائیں مجھے بھی دکھا دیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ایسا ہوا کہ اتنا نور برسا کہ بی بی آنکھیں کھول نہ سکیں اور ساتھ میری آنکھیں بھی چندھیا گئیں۔ یہ کرم ہے میری نبی پاک ﷺ کا رحمت بھی برستی ہے۔ نور بھی برستا ہے جگہ بھی دیتے ہیں صحت بھی دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی بندہ کہے کہ تم یہ سب زبانی باتیں کرتے ہو۔ یہ محمد اصغر صاحب نے بھی شاید قصہ بنا لیا ہو۔ لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے کہانیاں بنالیں ہوں۔ اس کا ثبوت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفا دیتے ہیں۔ آپ شفا کی بات کر رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ شفا دینا

تو کون سی بات ہے بندہ زندہ ہے بیمار ہے شفا مل گئی۔ ایک بیوہ عورت تھی اس کا اکھوتا بیٹا شہید ہو گیا یہ حدیث پاک ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیٹا چاہیے جو شہید ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو شہید کی والدہ ہو گئی تیرے درجات بلند ہو گئے وہ جنت میں چلا گیا ہے۔ سب سے اچھی موت شہادت کی موت ہے وہ اس کو نصیب ہو گئی۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ میرا واحد سہارا تھا۔ اس کے بغیر تو میں بھوکے مر جاؤں گی۔ درجے تو بعد کی بات ہے۔ پہلے میرا کوئی سہارا تو ہو۔ میری گزراوقات کے لئے کوئی تو ہو۔ مہربانی فرمائیں مجھے بچہ عطا فرمائیں کہ بی بی تو شہید کی ماں بنی ہے خوش نصیبی ہے۔ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی شہادت سے کوئی غرض نہیں مہربانی فرمائیں اسے واپس دلائیں حضور نبی کریم ﷺ نے اس شہید کو فرمایا کہ بیٹا اٹھو اور اپنی والدہ کے ساتھ جاؤ۔ وہ بیٹا زندہ ہو گیا اور اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہا کینسر تو یہاں بھی ٹھیک ہو رہے ہیں شعائیں گزاردیتے ہیں تو کینسر ٹھیک ہو جاتے ہیں بندے کی روح نکل چکی ہو جنت میں جا چکی ہو وہاں سے واپس لے کر آنا کچھ اور بات ہے میڈیکل سائنس یہ نہیں کر سکتی۔ مردے سے شعائیں گزرا کر اس کو زندہ نہیں کر سکتی۔ ستون حنانہ کو دیکھیں۔ کھجور کا سوکھا ہوا تنا تھا جس کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سہارا لے کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ کسی بندے نے ازراہ مہربانی ممبر شریف بنا کر مسجد نبوی میں رکھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ممبر شریف پر تشریف فرما ہوئے تو مسجد نبوی میں رونے کی آواز آنے لگی جس طرح سے کہ اونٹ کا بچہ روتا ہے جب اس سے اس کی ماں پچھڑ جائے ہر بندہ حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہے کہ یہ اونٹ کا بچہ یہاں کہاں آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ممبر شریف سے اترے اور جا کر اس ستون پر ہاتھ مبارک رکھا تو رونے کی آواز بند ہو گئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں روتا ہے پھر صحابہ کرام کو پتہ چلا کہ یہ حنانہ رورہا تھا۔ کھجور کا سوکھا ہوا تنا تھا۔ کہ اس میں زندگی آگئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں رہنے سے۔ فرمایا کیوں روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے قدموں میں تھا اب آپ ﷺ نے مجھے دور کر دیا ہے آپ ﷺ سے علیحدگی اور دوری گوارا نہیں اس لئے روتا ہوں۔ فرمایا کہ میں تمہیں کھجور کا ہرا بھرادرخت بنا دیتا ہوں قیامت تک لوگ تیرا پھل کھاتے رہیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں درخت نہیں بننا چاہتا میں تو آپ ﷺ کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں۔ میں اس سے قبل بھی کھجور ہی تھی میں نے دیکھ لیا ہے کہ اس کی کیا بہاریں ہوتی ہیں لیکن جو سرور آپ ﷺ کے قدموں میں ہے وہ پوری زندگی نہیں ملا۔ فرمایا میں تمہیں ابھی جنت کا درخت بناتا ہوں اور ابھی جنت میں لگا دیتا ہوں۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ چلا جاؤں گا۔ ابھی میں نے نہیں جانا۔ میں آپ ﷺ کے قدموں میں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ

ایک گھڑا کھود کر اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس کی نشانی کے طور پر وہاں ایک ستون بنا دیا گیا۔ آج بھی اگر کوئی وہاں دوغل نماز پڑھ کر جو دعا مانگتا ہے پوری ہو جاتی ہے۔ ریاض الجنت میں وہ آج بھی موجود ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور شان کی کیا بات ہے۔ جو کچھ بھی کسی نے مانگا وہ عطا فرما دیا۔ حضرت سلمان فارسیؓ ابرانی تھے ان کی ایک لمبی کہانی ہے وہ آتش پرست تھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی آتش پرستی سے بیزار ہوئے گھر بار چھوڑا ملک چھوڑا غلام بنا کی جگہ بکتا رہا۔ در بدر چلتا رہا آخر مدینہ شریف پہنچ گیا۔ کسی نے بتایا کہ نہ عیسائی بنو نہ یہودی بنو یہ آخری نبی ﷺ کا شہر ہے تو یہاں انتظار کیا۔ سلمان فارسیؓ مدینہ پاک میں رہے۔ آخری مرتبہ وہ جس عیسائی کے غلام تھے اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشانیاں اسے بتائی تھیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور وہ نشانیاں اس نے آپ ﷺ میں موجود پائیں تو اس نے اپنے مالک سے کہا کہ مجھے آزاد کر دے میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں آزاد کر دوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ مجھے ایک کلو سونا دو اور سو کھجوریں لگاؤ جب وہ پھل لے آئیں گی تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ کھجوریں بھی وہ لگائی ہیں جن کی گھٹلیاں میں تمہیں دوں۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا آقا مجھے آزاد کرنے کو تیار تو ہے مگر اس نے یہ شرط لگائی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ تو بہت آسان ہے۔ یہ سونا ہے لے جاؤ اس کو دے دو۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے وہ سونا لے لیا اور یہ نہیں عرض کیا کہ حضور ﷺ یہ تو صرف ایک تولہ ہے۔ وہ تشریف لے گئے اور وہ سونا اس کے مالک کے گھر تک پہنچتے پہنچتے ایک کلو بن گیا۔ وہ یہودی بہت حیران کہ یہ سونا کہاں سے لے آیا ہے آپ نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کے در سے ایک تولہ چلا ہے اور تیرے پاس آتے آتے تیری طلب کے مطابق ایک کلو بن گیا ہے۔ اب آپ مجھے وہ کھلیاں دو۔ وہ میں بودیتا ہوں تو انشاء اللہ وہ بھی پھل لے آئیں گی۔ کہا کہ کل دیں گے۔ اس نے سو گھٹلیاں لیں اور ساری رات ان کو ابالتا رہا۔ ان کی جواک EMBRIO ہوتی ہے جس سے کہ پودا پیدا ہونا شروع ہوتا ہے وہ ختم کر دی کہ اب ان سے پودا پیدا نہ ہو سکے۔ وہ گھٹلیاں اس نے حضرت سلمان فارسیؓ کو دیں کہ ان کو لگاؤ ان سے درخت بنیں پھل لائیں تو پھر میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ وہ گھٹلیاں لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گھٹلیاں تو اس نے دی ہیں لیکن ابال کر ان کا ستیاناس کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کوئی بات نہیں وہ ستیاناس کرنا جانتا ہے تو ہم ان میں پھر بھی زندگی عطا کر دیں گے۔ یہودی کو عظمت مصطفیٰ ﷺ کا علم نہیں ہے۔ ایک کھر پالے آؤ ایک لوٹا پانی لے آؤ۔ وہ کھر پے سے جگہ بناتے رہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں اپنے دست مبارک سے گھٹلی لگاتے اور تھوڑا سا پانی

ڈال دیتے۔ صبح جب جا کر دیکھا تو کھجوریں پورے درخت بنے ہوئے اور پھل لائے ہوئے ہیں۔ 1405ھ یا 1410ھ تک مسجد قباء کے قریب وہ باغ موجود رہا۔ ان میں سے چار پانچ درختوں کی زیارت مجھے بھی نصیب ہوئی ہے سعودی حکومت نے ان تمام کھجوروں کو کٹوا دیا چودہ پندرہ سو سال تک وہ باغ رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مردہ گٹھلیوں میں بھی جان پیدا کر دیتے ہیں۔ آج کھجور کا درخت لگائیں تو شاید بارہ سال بعد وہ پھل دینے کے قابل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ بارہ سال کا عرصہ ایک رات میں طے کر دیا ہے۔ یہ عظمت مصطفیٰ ﷺ ہے نبی پاک ﷺ کے در پر آنے والا سوالی کبھی ناکام نہیں رہتا اس لئے جب بھی مانگو نبی پاک ﷺ سے ہی مانگو علامہ بوصیریؒ کا وہ شعر تو مجھے نہیں آتا لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ کا نام اسم گرامی بوسیدہ ہڈی پر بھی لیا جائے وہ بھی زندہ ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نام اسم اعظم ہے کہ وہ نام لو تو ہر کام بن جاتا ہے۔ اسم اعظم بنا دیا ہے۔ تو درود شریف پڑھ اس میں بھی اسم اعظم ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو یہ عقیدہ نصیب کرے کہ نبی پاک ﷺ کے قدموں میں ساری کائنات ہے۔ یہ ستونِ حنا نہ یا کھجوروں کا باغ تو پرانی باتیں ہیں اس زمانہ میں بھی اور قیامت تک کیلئے ایک دعا ہے اس کو پڑھ کر جو مانگو گے وہ قبول ہو جائے گی ایک نابینا آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آنکھیں عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ نفل نماز ادا کرو دعا مانگو۔ وہ دعا ساری یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ کے لئے آنکھیں عطا فرمائیں یا اللہ مجھے نبی پاک ﷺ کے صدقے آنکھیں فرما دے اس نے مسجد نبوی میں دو نفل نماز ادا کی اور دعا مانگی تو دونوں آنکھیں تندرست ہو گئیں۔ وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت تک جو کوئی بھی اور جس کام کیلئے بھی یہ دعا کرے گا اس کا کام بن جائیگا۔ کتابوں میں یہ دعا لکھی ہوئی ہے۔ ایک نعت شریف ہے کہ

تم اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا

پھر ان کا کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

ایک ہندو تھا جو نابینا تھا اس نے نعت شریف لکھی اور ایک حاجی صاحب جو حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہے تھے اس کو دی اور کہا کہ روضہ اقدس پر جا کر یہ نعت شریف پڑھنا اور میرے لئے دعا کرنا کہ مجھے آنکھیں عطا ہو جائیں۔ عبدالرؤف رونی صاحب نے یہ نعت پڑھی ہے۔

بس تم اپنے دل میں مدینے کی آرزو رکھنا

پھر ان کا کام ہے جذبے کی آبرو رکھنا

بہت ضروری ہے دیدار مصطفیٰ کے لئے
 جگر کے خون سے آنکھوں کو با وضو رکھنا
 نقوش پائے محمد ﷺ کی جستجو میں رہوں
 میرے خدا میری چاہت کی آبرد رکھنا
 وہیں پہ جانا جہاں سے جہان کو ملتا ہے
 تم اپنے دل کے تقاضوں کو رو برو رکھنا
 اجالے دین محمد ﷺ کے ساتھ لے لینا
 خدا کی راہ میں جب پائے جستجو رکھنا

جس وقت اس حاجی صاحب نے مدینہ شریف جا کر روضہ اقدس پر حاضری دی اور اس ہندو کی یہ نعت شریف پڑھی اس وقت ہندوستان میں اس ہندو شاعر کی آنکھیں ٹھیک ہو گئی اور اس نے کلمہ شریف پڑھ لیا اب اس کا نام ہے محمد اقبال۔ حضرات ہر زمانہ میرے نبی پاک ﷺ کا زمانہ ہے۔ اور سو فیصد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر بندے کے ساتھ اس طرح سے لگے ہوئے ہیں کہ جس طرح سے وہ اسی کے ہی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ وہ وہاں ہیں اور یہاں نہیں ہیں۔ وہ وہاں بھی ہیں یہاں بھی ہیں۔ ہر جگہ ہیں کہ وہ میرے ساتھ ہیں اور آپ کے ساتھ نہیں ہیں وہ میرے ساتھ بھی ہیں آپ کے ساتھ بھی ہیں۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل توجہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور مکمل توجہ ہر امتی کے ساتھ ہے اور مکمل توجہ ہر ذرے کے ساتھ ہے ہم تب توجہ ایک طرف کرتے ہیں تو ہماری توجہ دوسری طرف سے ہٹ جاتی ہے۔ آپ یہاں ہیں تو گھر نہیں ہیں۔ اب آپ اس وقت مجھے سن رہے ہیں تو باقی تمام مسائل بھول گئے ہیں۔ میرے نبی کریم ﷺ کی یہ شان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ساتھ بھی پورے پورے ہیں ہر امتی کے ساتھ ہیں ہر ذرے ہر قطرے اور ہر پتے کے ساتھ بھی ہیں۔ اس لئے میری عرض ہے کہ ہر مشکل میں اُن کو پکارو آپ ﷺ سے ہی مانگو اور ان کو پکارنے کی یہ شان ہے

در حبیب ﷺ پر کبھی ایسا نہیں دیکھا
 کوئی سوال کرے وہ عطا نہ کریں

اس لئے پورے شرح صدر سے دل کھول کر نبی پاک ﷺ سے مانگو۔ دیتا اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ اپنے نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے دیتا ہے اس نے سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے اب اگر لینا ہے تو ان سے لو۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ آمین

ایک اور شعر ہے کہ جس پر آپ بہت جھومتے ہیں بڑا اچھا شعر ہے۔

بدلیاں رحمت کی عاصیوں پر میرے آقا نچوڑ دیتے ہیں

ہم بھی یہ سن کر بہت جھومتے ہیں بڑے خوش ہوتے ہیں۔ جب کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس کے ختم ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ چھپا لیا جائے دوسری صورت ہے کہ مٹا دیا جائے تیسری صورت یہ ہے کہ بدل دیا جائے۔ گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جائیں۔ کافر کے گناہ تو مٹتے ہی نہیں ہیں۔ منافق کے گناہ مٹتے ہی نہیں ہیں۔ وہ جو مرضی کر لے طواف کعبہ کر لے۔ ملترزم کو پکڑ کر دعائیں مانگے۔ حجر اسود کو بوسہ دے لے جو کرنا ہو کر لے اس کے گناہ نہیں مٹتے۔ نیکی برباد جاتی ہے۔ مومن کے گناہ یا تو چھپا دئے جاتے ہیں یا مٹا دے جاتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کا کرم یہ ہے کہ وہ مومن کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں کسی نے جھوٹ بولا ہے لیکن وہاں سچ لکھا جاتا ہے چوری کی ہے وہاں سعد لکھا جاتا ہے یہ ان کا کرم ہے حضرت علامہ بوصیریؒ جن کو فالج ہو گیا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست شفقت پھیرا تھا تو شفا یاب ہو گئے تھے۔ انہوں نے قصیدہ بردہ شریف لکھا ہے جس میں ایک شعر ہے جس کا ترجمہ ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو نبی پاک ﷺ کی رحمت سے جنت ملے گی۔ اور کسی کو کتنی رحمت ملے گی جتنے کسی کے گناہ ہیں اتنی ہی رحمت ملے گی اگر زیادہ گناہ ہیں تو زیادہ رحمت ملنی ہے تھوڑے گناہ ہیں تو رحمت بھی تھوڑی ملے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندہ ہوگا مومن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا دو۔ چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کر دو کہ جس طرح کہ بائیں ہاتھ سے پانی پینا وغیرہ اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ گناہ کئے ہیں وہ مان جائے گا کہ ہاں یا اللہ میں نے یہ گناہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ مان گیا ہے اس کو اس کے گناہ کے بدلے میں نیکی دے دو۔ اور چھوٹا سا گناہ پیش کیا جائے گا۔ کیا یہ گناہ بھی کیا تم نے کیا ہے ہاں یا اللہ میں نے یہ گناہ کیا ہے۔ مجھ سے غلطی ہوگئی فرمایا جائے گا کہ اس گناہ کے بدلے بھی نیکی دیدو۔ جب اسے نیکیاں ملنی شروع ہو جائیں گی تو وہ شیر ہو جائے گا عرض کرے گا یا اللہ اگر نیکیاں تو نے دینی ہیں تو پھر میرے بڑے گناہ کیوں چھپائے گئے ہیں ان کو ظاہر فرما اور ان کے بدلے میں نیکیاں عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں اس کے بڑے بڑے گناہ نکال لو اور ان کے بدلے میں اس کو رحمت دے دو۔ حضرات یہ نہیں ہے کہ وہ بدلیاں نچوڑ دیتے ہیں بلکہ یہ شعر تو پیچھے رہ جاتا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت اس سے بہت بلند ہو جاتی ہے یہ گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کی عظمت ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو اس طرح سے بھی نوازتے ہیں۔ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گناہوں کے بدلے میں رحمت دینی ہے کیا اس کے نقش قدم پر نہیں چلنا چاہئے۔ بجائے اس کے یہ کہے کہ اب عیش ہے

سیاں ہوئے کو تو اب ڈر کا ہے۔ کا۔ تھانیدار میرا بیلی ہے میرا دوست ہے اب مجھے کس چیز کا ڈر ہے۔ اب میں گناہ کروں گا۔ ڈاکے ماروں گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنا احسان ہے کہ ان کی غلامی میں ہی برکت ہے ڈاکے نہیں مارنے بلکہ ان کی غلامی اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان کی غلامی میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وہ نبی رحمت ﷺ ہیں۔ اور امت مسلمہ بخشی ہوئی ہے۔ اس کو شکیلیٹ مل چکا ہے کہ یہ بخشی ہوئی ہے کوئی اور امت میں اتنی بخشش نہیں ہے اور کوئی دوسرا فرقہ بخشا ہوا نہیں ہے فرقہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آقا تسلیم کرتا ہے اور ان کی شفاعت پر انحصار کرتا ہے۔ اس کی ساری دعایہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی شفاعت ہوگی تو بخشش ملنی ہے۔ تقریر ریکارڈ ہو رہی ہے تو میں ایک بات اور بھی عرض کر دوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندگی کس طرح سے عطا کرتے ہیں۔ میری بیگم صاحبہ جن کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے ان کے ایک عزیز ہیں اس نے دو دفعہ حج کیا ہے اور شوق پہلے سے بھی بڑھ گیا تو ہر وقت یہی عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ﷺ کرم فرمائیں مدینہ پاک بلائیں وہ گاؤں کی گلیوں میں پھرتے اور وہ یہ شعر ہمیشہ پڑھتے

فضل کریں تے تو ہیں سائیں
عدل کریں تے جا نہیں کائی

اس کا ترجمہ یوں ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ فضل کرتے ہیں اور پوری کائنات کے مالک ہیں اگر آپ ﷺ فضل فرمائیں تو میرا بیڑہ پار ہو جائے گا اگر آپ ﷺ نے عدل کر دیا تو پھر میرے لئے تو کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ یہ شعر وہ ساری زندگی پڑھتے رہے۔ جب وہ فوت ہوئے تو اس عقیدہ کی وجہ سے میرے نبی پاک ﷺ کے کرم سے وہ آج بھی زندہ مدینہ پاک کی گلیوں میں پھرتے ہیں حالانکہ انہیں فوت ہوئے بیس پچیس سال ہو چکے ہیں۔ لیکن اس عقیدے نے ان کو ایسی زندگی عطا فرمائی کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں اپنے قدموں میں زندہ جاوید بنا کر رکھ دیا ہے۔ جو بھی آدمی ہمارے گاؤں سے وہاں جاتا ہے اس کو وہ ملتے ہیں اور اپنی اس بیٹی کو بھی ملا ہے۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے۔ عقیدہ رکھو کہ

فضل کریں تے تو ہیں سائیں یا رسول اللہ ﷺ
عدل کریں تے جا نہیں کائی یا رسول اللہ ﷺ

عدل ہو گیا تو ہم نہیں بچ سکتے ہم پھنس جائیں گے۔ ہم انشاء اللہ اپنے نبی پاک ﷺ کے کرم سے بخشے جائیں گے۔ اور بخشش بھی ایسی ہوگی کہ ہم بھی وہیں ہوں گے جہاں حضور نبی کریم ﷺ ہو گئے۔ حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مجھ سے پیار کرے جو حسین کریمین سے پیار کرے جو

ان کی والدہ ماجدہ سے انس رکھے عقیدت رکھے اور جوان کے والد محترم حضرت علی کرم اللہ وجہ سے محبت رکھے وہ جنت میں میرے درجے میں ہوگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سردار الانبیاء امام الانبیاء علیہم السلام ہیں آپ کا درجہ کہاں اور کہاں ہم گنہگار حسین کریمینؑ یا ان کے والدین سے محبت کرنے والے ہم آپ ﷺ کے درجہ میں کس طرح پہنچ جائیں گے اس کا جواب علماء کرام یوں دیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک کی شکل میں ہوں گے اور ہم غلاموں کی صورت وہاں رہیں گے۔ ایوان صدر میں صدر بھی ہوتا ہے وہ بھی اس عمارت میں رہتا ہے لیکن اس کا باورچی اس کا نوکر اس کا ڈرائیور اور اس کا عملہ بھی وہیں رہتا ہے حالانکہ وہ سب صدر نہیں ہوتے لیکن ایوان صدر میں صدر مملکت کے ساتھ رہتے ہیں وہیں کھاتے ہیں اٹھتے ہیں بیٹھتے ہیں کام کرتے ہیں آرام کرتے ہیں۔ ہمیں جنت میں درجہ چاہئے جو نبی پاک ﷺ سے محبت رکھنے سے انشاء اللہ مل جانا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی OBSERVATIONS ہیں لیکن اس سے عقیدہ کی عظمت دل میں بیٹھتی ہے۔ میرا بیٹا جو ڈاکٹر ہے (صاحبزادہ ڈاکٹر ریاض احمد صاحب) وہ بھی ساتھ تھا۔ ہر حاجی کو ایک پاسپورٹ کا ایک صفحہ ہوتا ہے۔ جو وہ دیتے ہیں اس سے اس حاجی کی پہچان ہوتی ہے وہ اپنے گلے میں ڈال کر رکھتا ہوتا ہے اگر وہ میرے پاس نہیں ہے اور پولیس مجھ سے پوچھتی ہے تو وہ مجھے قید کر سکتے ہیں وہ میرا جواز ہے میری نشانی ہے میرا پاسپورٹ ہے وہ نہ ہو تو قید ہو سکتی ہے کہ یہ بندہ غیر قانونی طور سے سعودی عرب میں داخل ہوا ہے۔ میرے بیٹے کا وہ کاغذ کم ہو گیا اب بڑی پریشانی کہ اس کی کوئی DUPLICATE کا پی نقل وغیرہ نہیں ملتی ہے۔ وہ نہایا خوشبو لگا کر روضہ اقدس پر حاضری دی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کاغذ بڑا ضروری ہے کم ہو گیا ہے میں کہیں پکڑا ہی نہ جاؤں بس اتنا ہی عرض کیا تھا کہ اس کو اپنے گلے میں کوئی چیز بڑی ہوئی محسوس ہوئی۔ جب دیکھا تو وہی کاغذ تھا جو کم ہو چکا تھا۔ پتہ نہیں کہ گم کہاں ہوا تھا۔ گھر سے نہ لایا گیا کہ پڑے بدل کر گیا خوشبو لگا کر گیا یعنی یہ نہیں کہ وہ کاغذ تھا تو گلے میں ہی لیکن پتہ نہ چل سکا ایسی بات نہیں وہ گم ہو چکا تھا جو نبی پاک ﷺ نے واپس دلایا۔ یہ نبی پاک ﷺ کا کرم ہے۔ فیصل آباد میں پنجاب میڈیکل کالج کے پرنسپل خواجہ صاحب بھی اپنی فیملی کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ ان کا بھائی بھی ساتھ تھا جو بیمار تھا شوگر کا مریض تھا۔ وہاں رش میں راستہ بھول جانے میں ذرا دیر نہیں لگتی خواہ کوئی پڑھا لکھا پرنسپل ہی کیوں نہ ہو یا ان پڑھ ہو۔ پرنسپل صاحب کے بھائی صاحب بھول گئے اور اپنی فیملی سے علیحدہ ہو گئے۔ شوگر وغیرہ کی گولیاں بھی ان کے پاس نہیں تھیں۔ دو تین گھنٹے تلاش کرتے رہے لیکن کوئی سراغ نہ ملا پرنسپل صاحب ان کی اہلیہ اور بچیاں سخت پریشان آنکھوں میں آنسو کہ ہمارے اس چچا نے پاگل ہو جانا ہے اس کی شوگر کم ہو جانی ہے اس کو فوج ہو جانا ہے اس کے پاس پیسے وغیرہ بھی نہیں

ہیں۔ خواجہ صاحب کسی اور مسلک کے ہیں۔ میرا بیٹا گیا تو سارے پریشان تھے پوچھا تو بتایا کہ بھائی گم ہو گیا ہے۔ یہاں میڈیکل کالج کے نوڈا کٹر بھی حکومت کی طرف سے پاکستانی حاجیوں کی خبر گیری رکھنے کیلئے گئے ہوئے تھے۔ وہ بھی ساتھ اور خواجہ صاحب کے افراد خانہ بھی ساتھ سب مل کر دو تین گھنٹے سے بھائی کی تلاش میں سرگردان تھے کوئی ادھر بھاگ رہا تھا کوئی ادھر بھاگ رہا تھا میرے بیٹے نے کہا کہ خواجہ صاحب آپ نے بڑی کوشش کر لی ہے وہ کام نہیں آئی اب آپ نبی پاک ﷺ کا وسیلہ پکڑو۔ اس نے پوچھا کہ یہ وسیلہ کس طرح سے پکڑنا ہے تو بتایا کہ یا اللہ نبی پاک ﷺ کے صدقے اور یا رسول اللہ ﷺ اللہ کے واسطے میرا بھائی مجھے ملا دو۔

یا رسول اللہ ﷺ کرم کیجئے خدا کے واسطے
یہ اعلیٰ حضرت کی دعا ہے

یا اللہ رحم کیجئے مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں کر حل شاہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کر بلا کے واسطے

جب سامنے دیکھا تو بھائی کھڑا نظر آ گیا۔ یہ میرے نبی پاک ﷺ کا کرم ہے ہر ایک کے ساتھ ہر زمانہ میں نبی پاک ﷺ کا کرم شامل حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے تعلق جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سے تعلق ہی ایمان ہے۔ اگر تعلق نہیں ہے تو پھر نہ حج نہ روزہ نہ نماز۔ نہ داڑھی نہ پگڑی نہ مصلیٰ نہ محراب کچھ بھی نہیں ہے۔ منافق کی نماز روزہ کہاں ہے اس کا حج قربانی کہاں ہے۔ دوزخ میں بدترین جگہ منافق کیلئے ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ کر عظمت مصطفیٰ نہیں مانتا علم غیب نہیں مانتا۔ شفاعت مصطفیٰ ﷺ نہیں مانتا۔ علم غیب نہیں مانتا۔ شفاعت مصطفیٰ کا انکاری ہے۔ یہ اس کی نشانی ہے اور بطور خاص اس کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے سامنے نبی پاک ﷺ کی تعریف کی جائے تو اس کا دل بند ہو جاتا ہے وہ جلتا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ اللہ کی تعریف کرو کہ سب تعریفیں اس کے لئے ہی ہیں۔ جو مومن ہوتا ہے وہ نبی پاک ﷺ کی تعریف سن کر کھل اٹھتا ہے اس کا چہرہ پھول کی طرح کھل جاتا ہے وہ خوش ہو جاتا ہے۔ جنت عمل سے ملنی ہے یہ منافق کا عقیدہ ہے جنت شفاعت مصطفیٰ ﷺ سے ملنی ہے۔ یہ مومن کا عقیدہ ہے۔ یہ مفتی محمد امین صاحب کا فتویٰ ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ڈر	تھا	کہ	عصیاں	کی	سزا
اب	ہو	گی	کہ	روز	جزا
دی	ان	کی	رحمت	نے	صدا
یہ	بھی	نہیں	وہ	بھی	نہیں

اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔

اک میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اک اشارہ تیرا

اپنے گناہوں کی طرف نہ دیکھوں نبی پاک ﷺ کے اشارہ کی طرف دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اشارے کو ہی پھل لگانا ہے۔ پورا حشر جو ہے وہ نبی پاک ﷺ کی تعریف ہے ان کی شفاعت کا انتظار ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اشارہ فرمادیں تو ساری امت کی بخشش ہو جاتی ہے۔

گھبراؤ نہ گنہگاروں تم روز محشر سے

ان کے ایک اشارے سے ساری امت بری ہوگی

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے اشارے کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش حاجی محی الدین صاحب 09-04-01

نسبت مصطفیٰ ﷺ کا ثمر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ

کچھ باتھ نہ آئے گا آقا سے جدا ہو کر
سرکار کی نسبت سے توقیر بڑی ہو گی

اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کاروبار کے لئے تجارت کی غرض
سے ملک شام کی طرف بھیجا۔ اور اپنے غلام میسرہ کو بھی ساتھ روانہ کیا یہ نو مہینے کا سفر تھا۔ سامان تجارت بھی
دیا اور میسرہ کو حکم بھی دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت بھی کرے اور ان کے آرام کا خیال بھی رکھے۔
یہ قافلہ تین ماہ میں واپس آ گیا میسرہ جلدی جلدی آگے آیا اور اطلاع دی کہ قافلہ آ رہا ہے۔ تجارتی سامان
اور مکہ شریف کے لوگ بھی ساتھ تھے۔ قافلہ کی آمد کی اطلاع دے کر وہ اپنی مالکن کے پاس گیا تو وہ بہت
حیران کہ قافلہ اتنی جلدی کیوں واپس آ گیا ہے کیا ڈاکہ پڑ گیا ہے قافلہ لٹ گیا ہے جس کی وجہ سے وہ اتنی
جلدی واپس آ گئے ہیں۔ میسرہ نے عرض کیا کہ نہیں کوئی ڈاکہ وغیرہ نہیں پڑا ہم ملک شام گئے ہیں اپنا سامان
فروخت کیا ہے اپنے لئے سامان تجارت خریدا ہے۔ اپنی ضرورت کی چیزیں لے آئے ہیں بہت نفع بھی کمایا
ہے۔ آپ فکر نہ کریں کئی گنا نفع کمایا ہے اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے پاگل نہ سمجھیں تو ایک بات کروں۔
فرمایا ہاں بتاؤ لیکن اس نے پھر عرض کیا کہ آپ مجھے ضرور پاگل سمجھیں گی۔ انہوں نے کہا کہ بات تو کرو کیا
ہے۔ میسرہ نے کئی بار یہی دہرایا کہ آپ مجھے ضرور پاگل سمجھیں گی۔ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ نے فرمایا کہ
بات تو کرو کیا کہنا چاہتے ہو۔ پھر میسرہ نے عرض کیا کہ جس سرکار ﷺ کو آپ نے میرے ساتھ بھیجا ہے ان
سے متعلق میں چند چیزیں دیکھی ہیں اور میں جس کو وہ بتاتا ہوں وہ مجھے پاگل کہتا ہے لیکن آپ سے میری
عرض ہے کہ آپ بھی مجھے پاگل نہ سمجھیں میں نے حق دیکھا ہے میں نے خود دیکھا ہے کہ جہاں محمد ﷺ
ہوتے تھے۔ فرشتے ان پر سایہ کرتے تھے جہاں وہ ٹھہرتے تھے وہاں درخت اُگ آتا تھا اس کے سایہ میں
بیٹھتے تھے جو مہینہ کا سفر ہوتا تھا وہ ایک ہفتہ میں طے ہو جاتا تھا۔ ان کے قدموں میں سٹ سارے سفر جاتے
تھے۔ پہاڑی علاقوں میں گھائیاں ہوتی ہیں۔ آپ میں سے اکثر نے نہیں دیکھی ہوں گی پہاڑی علاقہ کے

لوگ جانتے ہیں ایک پہاڑ سے نیچے اترتے ہیں پھر اگلے پہاڑ پر اوپر چڑھتے ہیں اس راستہ کو گھاٹی کہتے ہیں۔ یہ راستہ کھن بہت کھن اور دشوار گزار ہوتا ہے۔ اونٹوں جانوروں کی جان نکل جاتی ہے۔ جب وہ سامان سے لدے ہوئے ان راستوں کو عبور کرتے ہیں۔ بعض جگہ پر تو ان کا بوجھ اتار کر انہیں چڑھاتے ہیں ورنہ وہ گر پڑتے ہیں۔ میسرہ نے عرض کیا کہ پہلے بھی میں کئی دفعہ اسی راستے سے گیا ہوں۔ گھاٹیاں ہوتی تھیں۔ عجیب بات ہے کہ اس دفعہ کوئی گھاٹی نہیں آئی سارا راستہ ہموار تھا۔ درخت چل کر آتے تھے۔ فرشتے ساتھ چلتے تھے سایہ کئے رکھتے تھے۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ مان گئیں اور تسلیم کر لیا کہ یہ سچ ہے۔ لیکن اس سارے واقعہ سے جو ہمارے مطلب کی بات نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اعلان نبوت ہو کہ نہ ہو آپ ﷺ سردار الانبیاء ہیں اور اگتے ہیں۔ گھاٹیاں ختم ہوتی ہیں۔ سفر سمٹتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ جو قافلہ ان کے ساتھ تھا ان کو بھی یہ نعمتیں نصیب ہو گئیں۔ یہ نہیں کہ سایہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی رہا باقی قافلے والے دھوپ میں سڑتے رہے۔ درخت آگاہ تو وہ ان کو بھی سایہ دیتا رہا۔ یہ نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے گھاٹی ختم ہو گئی بلکہ سارے قافلے کیلئے راستہ صاف ہو گیا۔ ان کا سفر بھی ایسے ہی کنتار ہا جس طرح نبی پاک ﷺ کیلئے کنتار ہا۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی ابھی تک میرے نبی پاک ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا پھر بھی نبی کریم ﷺ اتنے کریم ہیں کہ جو پاس آ جاتا ہے اس کو نواز دیتے ہیں یہ سبق ہمیں ملتا ہے۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلوا تیرا

جہاں تک کوئی نبی علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکا یا رسول اللہ ﷺ وہاں تک آپ ﷺ کی جوتی مبارک پہنچی ہوئی۔ لامکان میں نبی پاک ﷺ کی نعلین مبارک پہنچی ہوئی ہے۔ ہمارے پاؤں میں جوتی آ جائے اس کی قدر و قیمت پہلے حال سے بھی جاتی رہتی ہے۔ کسی کو گالی دینا ہو تو کہتے ہیں کہ تو میری جوتی جیسا بھی نہیں ہے۔ دنیا میں سب سے ذلیل چیز جوتی سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب میرے نبی کریم ﷺ کے پاؤں مبارک میں آتی ہے تو پھر وہ کوئی اور چیز بن جاتی ہے۔ اور بارگاہ عالیہ میں جا کر چمکتی ہے۔ جب وہ عرش کے چہرے پر لگتی ہے تو عرش سے عرش معلیٰ بن جاتا ہے۔ یہ نسبت ہے۔ ایک ہی تھان سے دو ٹکڑے کاٹ لیں۔ ایک ڈسٹر بنالیں دوسرے ٹکڑے سے قرآن مجید کا غلاف بنالیں ڈسٹر سے جوتیاں صاف کرتے ہیں۔ غلاف قرآن مجید کو چومتے ہیں اس کے بوسے لینے ہیں اس کو دھو کر اس کا پانی نالی میں نہیں جانے دیتے۔ کیا بات ہو کئی دونوں ٹکڑے ایک ہی کپڑے کے تھان سے کاٹے گئے ہیں ایک ذلیل ہو کر جوتیاں صاف کر رہا ہے دوسرا عظیم ہو کر بوسے دے رہا ہے لوگ سروں پر اٹھائے پھرتے ہیں۔ بات نسبت کی ہے۔ کپڑا وہی

ہے ایک ہی تھان سے کاٹا گیا ہے۔ لیکن جس حصہ کو قرآن مجید سے نسبت ہو گئیں وہ عظیم بن گیا عظمت پا گیا۔ جس کو نسبت نہ ملی وہ ذلیل ہو گیا۔ غور کرو کہ جس کو نسبت نہیں ملتی وہ ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت اتنی اہم اور اچھی چیز ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی نسبت وغیرہ تو پیدا ہی نہیں ہوئی حضور نبی کریم ﷺ تو پہلے ہی ہمارے ہیں۔ حشر کے روز اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جنت میں چلے جائیں تو حضور نبی کریم ﷺ عرض کریں گے کہ یا اللہ میں نے اپنی امت کے بغیر جنت میں جانا نہیں ہے۔ جس طرح سے آپ ﷺ نے اس قافلہ کو نہیں چھوڑا۔ حشر کے روز اپنی امت کو نہیں چھوڑیں گے۔ قافلہ کو نہیں چھوڑا یہ مہینے کا سفر ہفتہ میں طے کر کے آگے نکل جاتے اور قافلہ پیچھے دھکے کھاتا پھرتا۔ یہ کسی اور سے تو ممکن ہے لیکن میرے نبی پاک ﷺ لُج پال ہیں جب ساتھ ہوتا ہے تو پھر ساتھ ہی رکھتے ہیں یہ نسبت ہے۔ اگر کردار کے لحاظ سے دیکھیں صورت کے لحاظ سے دیکھیں سیرت کے لحاظ سے دیکھیں۔ گفتار کے لحاظ سے دیکھیں اگر صحابہ کرام ہمیں دیکھیں تو خیال فرمائیں گے کہ یہ کفار بیٹھے ہوئے ہیں یہ ہماری حالت ہے لیکن ہماری نسبت صرف یہی ہے کہ ہم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے ہیں۔ اس نسبت کی وجہ سے ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لمبے سجدے کرتے ہیں گریہ کرتے ہیں صرف اس لئے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ ہم دین میں غافل سوئے ہوئے ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں ہے کہ کیا کر رہے ہیں کیا کھا رہے ہیں کیا کما رہے ہیں لیکن نبی پاک ﷺ آنسو بہا کر میرے تیرے گناہ دھو رہے ہیں۔ یہ نسبت ہے سرکار کی نسبت سے توقیر بڑی ہوگی۔ ہم ٹکے کے بندے نہیں ہیں۔ ٹکے کی بھی کوئی قیمت ہوتی ہے۔ ہماری تو وہ بھی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کتنے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام ہیں وہ بھی ویٹنگ لسٹ Waiting List میں ہوں گے قطاروں میں لگے ہوں گے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گناہ گار امتی چھلائیں لگاتے ہوئے جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے۔ یہ صرف نسبت کا ہی ثمر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت بلالؓ سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ دیکھو کہ ساتھی کو کس طرح سے نوازتے ہیں کسی نیکرو (حبشی) بندے نے آج تک دوسرے نیکرو کو اتنا نہیں نوازا جتنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا بلالؓ کو نوازا ہے۔ اس لئے جب بھی کوئی نیکرو یہ سنتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے کریم ہیں کہ ان کو کالے رنگ سے کوئی حجاب نہیں بلکہ وہ کالے کوسنیے سے لگاتے ہیں تو وہ کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ نیکرو مسلمان ہو رہے ہیں۔ یہ قصہ جس کو بھی سناؤ گے انشاء اللہ وہ نیکرو مسلمان ہو جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

اے بلالؓ تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت علی المرتضیٰ سے بھی پہلے جاؤں گا۔ ہاں جی آپ حضرت علیؓ سے بھی پہلے جائیں گے۔ بڑے حیران کہ وہ عشرہ مبشرہ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے داماد ہیں میں ان سے پہلے کس طرح جاؤں گا میں کیسے نمبر لے گیا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا حضرت عثمان غنیؓ سے بھی پہلے جاؤں گا۔ فرمایا کہ ہاں ان سے بھی پہلے جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا حضرت عمر بن خطابؓ سے بھی پہلے فرمایا کہ ہاں ان سے بھی پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی پہلے۔ فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ﷺ سے بھی پہلے۔ فرمایا کہ ہاں مجھ سے بھی پہلے وہ رونے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ جس جنت میں آپ ﷺ کے قدم نہیں لگیں گے میں نے وہاں جانا ہی نہیں ہے حضرت سیدنا بلالؓ کا عقیدہ دیکھو اور ان کی نسبت دیکھو۔ نسبت کی وجہ سے سب سے پہلے جنت میں جارہے ہیں۔ لیکن وہ نبی پاک ﷺ کے دامن سے لپٹے ہوئے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کا دامن چھو کر جانا ہی نہیں ہے سب کچھ دامن میں ہی ہے نا جنت میں کچھ نہیں ہے۔ سرکار کی نسبت سے تو قیر بھی ہوگی۔ شعر میں تو بڑی کالفاظ آیا ہے۔ سرکار کی نسبت سے تو قیر بڑی ہوگی بڑی سے مطلب ہے کہ چھوٹی تو ہو سکتی ہے بڑی نہیں ہوگی۔ لیکن تبھی کا مطلب ہے کہ ہونا ہی نہیں ہے۔ نسبت کے بغیر تو قیر ہوگی ہی نہیں۔ نسبت سے ہی تو قیر ہوگی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جس جنت میں آپ ﷺ کے قدم مبارک نہیں لگیں گے میں نے اس جنت میں جانا ہی نہیں ہے۔ عبدالرب نشتر کی نعت ہے۔

اتنا شدید غم ہے کہ احساس غم نہیں
کیسے کہوں کہ آپ کا مجھ پر کرم نہیں
اے آنے والے اپنی جہیں کو جھکا کے آ
یہ آستانہ یار ہے دیر و حرم نہیں
اس راستے پہ سر کو جھکانا حرام ہے
کہ جس راستے پہ یار کے نقش قدم نہیں
مزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں
تم میرے ساتھ ساتھ ہو یہ بھی تو کم نہیں
نشتر کا دل ہے اپنے گناہوں پہ مطمئن
وہ اور ہوں گے جن کو امید کرم نہیں

عبدالرب نشتر فرماتے ہیں کہ جس راستے پر یار کے نقش قدم نہیں ہیں میں نے اس راہ پر جانا نہیں ہے۔ حضرت بلالؓ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ جس جنت میں آپ ﷺ نہیں ہوں گے اس جنت میں نہیں جاؤں گا۔ فرمایا کہ اے بلالؓ یہ بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی تکمیل تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ اس لئے تو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا۔ یہ نسبت ہے وہ عطا فرما دیتے ہیں۔ جو سچے دل سے ان کا کلمہ پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ نور ہیں۔ حاضر ناظر ہیں علم غیب رکھتے ہیں حیات ہیں شفیع ہیں مالک و مختار ہیں۔ تو پڑھ لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو انشاء اللہ اسی سیکشن میں جائے گا جہاں میرے نبی پاک ﷺ ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس کو مجھ سے سچی محبت ہے وہ میرے ہی محل میں رہے گا یہ ٹھیک ہے کہ وہ آقا بن کر رہیں گے ہم ان کے غلام بن کر رہیں گے۔ یہ نسبت ہے صرف یہی نہیں ہے کہ میسرہ نے دیکھا ہے بلکہ اور بہت ساری مثالیں ہیں۔ قرآن مجید میں بھی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر چلے۔ سارے نبی علیہ السلام اور سارے ولی لُج پال ہوتے ہیں۔ ان کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ وہ کوثر سے حصہ لیتے ہیں۔ ان کے بھرے خزانے ہوتے ہیں۔ وہ کن کی زبان رکھتے ہیں جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر رات کو نکلے تو فرعونوں کو پتہ چل گیا کہ ان کی لیبر فورس تو چلی گئی ان کو پکڑو سات لاکھ فوج گھوڑوں پر سوار فرعون نے پیچھے لگا دی۔ آگے دریا ئے نیل آ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگ چیخ و پکار کرنے لگے کہ آگے دریا ہے پیچھے دشمن کی فوج ہے اب کوئی راہ نجات نہیں بس مارے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا نام لے کر دریا میں اپنا عصا مبارک مارا۔ بارہ راستے بن گئے۔ نبی اسرائیل کے بارہ ہی قبیلے تھے۔ ہر قبیلہ کے لئے راستہ بن گیا دیکھو کہ دریا ئے نیل نسبت پہچانتا ہے۔ اس کا پانی نسبت پہچانتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تو پانی دیوار کی طرح کھڑا ہو گیا۔ حالانکہ پانی اپنی سطح ہموار رکھتا ہے۔ پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ ہر مانع اپنی سطح ہموار رکھتا ہے۔

لیکن آج پینا نے ہی بدل گئے ہیں دستور بدل گئے ہیں۔ جب نبی کامل کا عصا مبارک لگا تو پانی کا معیار بدل گیا وہ دیوار بن کر کھڑا ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ان بارہ راستوں سے گزر گئی۔ دریا میں پہنچے تو کہنے لگے کہ یہ گدلا پانی ہے ہمیں دوسرے نظر نہیں آ رہے ہیں کہ وہ بھی گزر رہے ہیں کہ نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اے پانی صاف ہو جا۔ ساری silt بیٹھ گئی۔ ریت بیٹھ گئی مٹی بیٹھ گئی پانی شیشے کی طرح صاف ہو گیا اور ہر فرد نظر آ رہا ہے کہ کون جا رہا ہے کدھر جا رہا ہے وہ پار ہو گئے کون پار ہو گئے کیا صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں ان کے امتی بھی ان کا کلمہ پڑھنے والے ان کی سواریاں ان کے گدھے

ان کے گھوڑے ان کے اونٹ ان کے کتے ان کی بلیاں بھی پار ہو گئیں۔ پانی جانتا ہے کہ نسبت والے ہیں۔ موسوی نسبت رکھتے ہیں ان کے پیچھے فرعونی لشکر آ گیا۔ پانی انہیں بھی پہچانتا ہے جب وہ وسط دریا میں آئے تو پانی نے اپنی سطح ہموار کر لی وہ سارے ڈوب گئے۔ ان کی سواریاں بھی ڈوب گئیں فرعون بھی غرق ہو گیا اور اس کی لاش کو پانی نے باہر پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبرت کیلئے حشر تک اس کی لاش باہر رہے گی لوگ دیکھتے رہیں گے کہ میرے نبی علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ آج بھی مصر کے میوزیم میں وہ لاش رکھی ہوئی ہے۔ یہ نسبت ہے۔ اصحاب کہف کا کتا بندے کی شکل میں جنت میں جا رہا ہے کوئی کام نہیں کیا کوئی عمل نہیں کیا صرف اصحاب کہف کی دہلیز پر بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نسبت کا اتنا لحاظ کیا ہے کہ اسے بندے کی شکل میں جنت میں داخل کیا ہے۔ اصحاب کہف جب سو رہے تھے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا کہ جاؤ ان کے پہلو بدلو اور ساتھ ہی اس کتے بھی پہلو بدلو۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ تو کتا ہے۔ فرمایا ہاں کتا ہے لیکن ایک خاص کتا ہے یہ نسبت والا کتا ہے۔ اس کو میں نے بندے کی شکل دے کر جنت میں داخل کرنا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں جاتی رہیں۔ بنیائی ختم ہو گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں روتے رہے۔ جب زلیخانے قصد کیا تو کنعان سے مصر میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ بیٹا بھاگو یہاں سے۔ سات کمرے بند تالے لگے ہوئے۔ تالے ٹوٹ گئے۔ دروازے کھل گئے قرآن میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے برہان دیکھی۔ برہان کیا دیکھی یہ حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ کنعان سے مصر تو آ گئے لیکن اپنے بیٹے کے فراق میں روتے رہے پھر یہ کیا تھا جب پتہ تھا کہ یوسف علیہ السلام مصر میں ہیں تو پھر روتے کیوں رہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیجا تو بھائیوں کے سپرد کر دیا۔ فرمایا کہ اس کا خیال رکھنا کہیں ایسا نہ ہو تم غافل ہو جاؤ اور اس کو بھیڑ یا کھا جائے۔ یہ غلطی ہو گئی کہ بھائیوں کے سپرد کر دیا اللہ تعالیٰ کے سپرد نہیں کیا۔ اور جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو روتے رہے حالانکہ یہ غلطی نہ تھی یہ کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی پروگرام تھا۔ ہماری عام بندوں کی جو نیکیاں ہوتی ہیں وہ خاص بندوں کے گناہ ہوتے ہیں۔ ہماری نیکی ہوتی ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم سے گناہ ہو گیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک لمبا واقعہ ہے قصہ ہے آپ جانتے ہی ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھائیوں سے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ یہ ان کی آنکھوں پر رکھنا تو وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ وہ قمیض لے کر چلے تو خوشبو پہلے ہی پہنچ گئی وہ قمیض لے کر پہنچے تو وہ قمیض آنکھوں پر لگائی۔ جونہی وہ آنکھوں پر لگائی تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔ یہ قمیض کی نسبت سے شفا مل رہی ہے۔ یہ قرآن مجید ہے یہ نسبت ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے تمام بھیڑیوں کو جمع کر لیا۔ فرمایا کہ ہونے تمہارا لیڈر۔ ان میں

سے ایک آگے بڑھا۔ فرمایا کہ تم نے میرے بیٹے کو کھایا ہے۔ بھیڑ یا بولا کہ ہم نے نہیں کھایا۔ ہم پر حرام ہے کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھانا۔ اس ادب کے لحاظ سے اس نسبت کی وجہ سے وہ بھیڑ یا بھی بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ یہ نسبت ہے کسی کے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہو تو وہ ادب کے ساتھ اس کا نام محمد یا احمد رکھے برکت کیلئے رکھے تو وہ بیٹا اور وہ باپ اس لمحے بخش دیے جاتے ہیں۔ ہم دوسرے نام رکھتے ہیں بڑے شوق سے پرویز رکھتے ہیں۔ پرویز تمہیں پتہ ہے کون تھا۔ پرویز خسرو ایرانی بادشاہ تھا حضور نبی کریم ﷺ نے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے دعوت اسلام پیش فرمائی پرویز خسرو نے حضور نبی کریم ﷺ کے نام مبارک کو پھاڑ دیا۔ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ سفیر نے آ کر بتایا کہ پرویز خسرو نے نامہ مبارک کے ٹکڑے کر دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے جتنے ٹکڑے میرے خط کے لئے ہیں اسکا بیٹا اتنے ہی ٹکڑے اس کے جسم کے کرے گا۔ بیٹے اور باپ میں لڑائی ہوگئی تو بیٹے نے باپ کے اتنے ہی ٹکڑے کئے جتنے کہ اس نے نامہ مبارک کے کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے۔ حشر کے دن منادی کی جائے گی کہ اے لوگو جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ ابھی سے ہی جنت میں چلا جائے دوسرے کہیں گے کہ یا اللہ یہ کیوں جارہے ہیں ہم کیوں نہیں جاسکتے۔ ہم نے نماز پڑھی ہے روزہ رکھا ہے عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں دیکھ لوں گا کہ تم نے کیا کیا ہے۔ ریاکاری کی ہے یا عمل کیا ہے۔ یہ میں بعد میں دیکھوں گا میں تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کو پہلے دیکھوں گا۔ جاؤ جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ پہلے سے ہی جنت میں چلے جاؤ تاکہ کسی کو یہ کہنے کی جسارت نہ ہو کہ اس نے کسی محمد یا احمد کو دوزخ میں دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے گوارا ہی نہیں کیا کہ کسی بندے کا نام محمد یا احمد ہو اور وہ دوزخ میں چلا جائے حالانکہ وہ فرضی نام ہے۔ میرے نبی پاک ﷺ کا نام نامی اسم گرامی حقیقی نام ہے۔ اتنی دور کی نسبت کو بھی اللہ تعالیٰ ایسے نوازتا ہے۔ کہ اسے سب سے پہلے جنت میں داخل فرما دیتا ہے۔ خواہ وہ گھنگار ہو کہ کیسا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک ولیہ فوت ہوگئی۔ اس کی نماز جنازہ میں ایک شخص شامل ہوا۔ وہ کفن چورتھا اور جنازے میں صرف اس غرض سے شامل ہوا کرتا تھا کہ وہ دیکھ سکے کہ کفن مہنگا ہے یا سستا ہے۔ چوری کر نیوالا ہے کہ نہیں ہے۔ تیس سال سے وہ کفن چوری کر رہا تھا۔ اس ولیہ کا کفن قیمتی تھا۔ اس نے سوچا کہ آج تو موج ہوگئی زیادہ رقم ہاتھ آئے گی۔ وہ موقعہ پا کر قبر پر گیا ایک طرف سے کفن چوری کرنے کیلئے ہاتھ قبر میں ڈالا تو اس بی بی صاحبہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیا ہو گیا ہے ایک جنتی ایک جنتن کا کفن اتار رہا ہے وہ ڈر گیا کہ تیس سال میں ایسا پہلے نہیں ہوا یہ کیسے زندہ ہوگئی۔ وہ گھبرا گیا حوصلہ کر کے اس نے پوچھا بی بی تو جنتن ہو سکتی ہے میں کیسے جنتی ہو سکتا ہوں۔ میرا تو عمل یہی ہے کہ کفن چوری

کرتا ہوں۔ میں نے تو تیس سال میں پتہ نہیں کتنے ہزار مردوں کو نکا کیا ہے۔ میں کیسے جنتی ہو گیا۔ میرا تو روزی کا بہانہ ہی یہی ہے۔ بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان نہیں سنا کہ جس کسی نے کسی جنتی بندے کا جنازہ پڑھا ہو وہ بھی جنتی ہے۔ خواہ وہ جنازے کے اندر کھڑا ہو۔ نماز جنازہ آتی ہے کہ نہیں آتی ہے اس سے غرض نہیں ہے۔ جن کو نماز جنازہ آتی ہے۔ وہ تو پڑھتے ہیں جس کو نہیں آتی وہ ویسے ہی قطار میں کھڑا ہے۔ جھوٹی موٹی کی نماز پڑھی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ بھی منظور ہے وہ بھی قبول ہوگئی ہے اس لئے کہ تو کسی ولیہ کے جنازہ میں تھا۔ یہ کتنی دور کی نسبت ہے نسبت کا اس سے بڑھ کر کیا فائدہ ہوگا۔ پروفیسر صاحب کہیں گے کہ یہ ساری REPEATITION ہو رہی ہے بار بار آ رہا ہے تو کوئی بات نہیں ہو لینے دی۔ REPEATITION۔ ایک آدمی پانچ سو سال اس کی عمر بہت ظالم اپنوں پر بھی ظلم دوسروں پر بھی ظلم نہایت گھنگار کوئی اس کی زد سے محفوظ نہیں۔ وہ مر گیا تمام لوگوں کو اس کے خلاف نفرت غصہ سے سب نے کہا کہ اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر گھسیٹ کر باہر روڑی پر ڈال دوتا کہ اس کو کتے کھائیں چیل کوئے کھائیں تو ہمیں کچھ ٹھنڈک پڑے کہ ہم پر ظلم کرنے والے کا یہ انجام ہے انہوں نے سچ مچ یہ کر دیا باہر روڑی پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اسے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہے۔ اس کو اٹھا غسل دو۔ جنازہ پڑھو اور جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی جنتی ہو جائیگا۔ لوگ بھاگے دوڑے اٹھایا غسل دیا نماز جنازہ ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ ہم نے اس میں نیکی کی ایک رتی نہیں دیکھی ظلم ہی ظلم دیکھا ہے۔ ذرا ہمیں بھی سمجھائیں کہ اس کی بخشش کس طرح سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری شریعت کے مطابق یہ ظالم تھا۔ لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے۔ اس نے ایک روز تو ریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ تھی اس نے نام محمد ﷺ پر بوسہ دے دیا۔ میں نے اس وجہ سے اس کو بخش دیا ہے۔ کتنی دور کی نسبت ہے کہ نام محمد ﷺ پر بوسہ تو اس نے دیا ہے۔ لیکن جس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے وہ بھی بخشا گیا ہے۔ اور کیا نسبت چاہیے۔ اس لئے وہ قافلہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی واپس تین ماہ میں آ گیا ادھر پیچھے نہیں رہ گیا تھا مزید چھ ماہ دھکے کھانے کیلئے۔ نبی پاک ﷺ نے پال کے ساتھ اس کو واسطہ بن گیا تھا نسبت ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے ان کو بھی نواز دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک کرم کی بات ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میرا زندہ رہنا بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور وصال کر جانا پر دہ کر جانا بھی بہتر ہے یا رسول اللہ ﷺ یہ کس طرح سے ہے۔ فرمایا جب میرا وصال ہو جائے گا اپنی قبر انور میں چلا جاؤں گا۔ ہر روز صبح شام تمہاری نیکیاں اور گناہ میرے سامنے پیش ہوں گے۔ تمہارے اعمال پیش کئے جائیں گے

تمہاری نیکیوں پر میں خوش ہوں گا۔ تمہارے گناہوں کیلئے معافی مانگوں گا۔ اور نسبت صرف یہی ہے کہ لا
 اِلٰهَ اِلَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور کوئی کیا نسبت ہے۔ آپ نے تو کوئی نیکیاں کی ہوں گی اللہ معافی دے گناہ
 بھی ہوں گے لیکن نسبت محمدی وہ چیز ہے جو گناہوں کو نہیں دیکھتی بلکہ اپنے کرم کو دیکھتی ہے۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا
 دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
 اللہ رے جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
 رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دئے ہیں

آپ ﷺ کے آنسو ہماری بخشش کا بہانہ ہیں۔ آپ میں سے کس کو آنسو آئے ہیں اپنے گناہوں پر کس کو
 آنسو آتے ہیں۔ ایک آدمی تھا اس کو اپنے گناہوں پر آنسو آئے میں نے اس کی قدم بوسی کی کوشش کی لیکن
 اس نے مجھے کامیاب نہیں ہونے دیا اپنی قدم بوسی نہیں کرنے دی۔ یہ وہی اصغر صاحب جن کا کینسر ٹھیک ہو
 گیا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کسی بندے کو اپنے گناہوں پر آنسو آئے ہیں اس نے کہا ہاں مجھے آئے ہیں۔ میں
 نے کہا کہ میں نے تیری قدم بوسی کرنی ہے لیکن اس نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 حدیث پاک ہے کہ ندامت کا آنسو توبہ کا آنسو صرف ایک آنسو جہنم میں پر جائے تو جہنم بھی ٹھنڈی پڑ جائے
 ہمیں آنسو نہیں آتے لیکن تیرے میرے گناہوں پر حضور ﷺ نے تیرے میرے گناہوں پر آنسو بہائے
 ہیں صرف اسلئے کہ ہم محمد رسول اللہ کہنے والے ہیں۔ زبانی مسلمان ہیں عملی طور پر صفر ہیں عملی طور
 پر مجھے تو نظر نہیں آتی کہ مسلمانی کہاں ہے صرف نام کے مسلمان ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بھی
 نواز دیتے ہیں۔ ایسے بندوں کو بھی نواز دیتے ہیں جن کی بہت دور کی نسبت ہے۔ ایک بندے نے بات کی
 کہ سیال شریف پتہ ہے کہ سیال شریف کہاں ہے یہ سرگودھا کے پاس ہے سیال شریف کے قریب ایک
 گاؤں ہے پولے۔ اس گاؤں میں ایک لڑکے کی شادی ہوئی ہے اس کی بیوی حافظہ تھی لیکن وہ دولہا صاحب
 بالکل ان پڑھا تھا۔ بیوی نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ تیرے ساتھ میرا نکاح ہو گیا ہے میں نے اپنے والدین کی
 بات مان لی ہے اور اس نکاح قبول کر لیا ہے۔ لیکن میرا تیرا میاں بیوی والا کوئی تعلق نہیں ہوگا جب تک تو
 حافظ قرآن نہ ہو۔ وہ بیس سال کا جوان تھا اس عمر میں قرآن حفظ کر لینا ممکن نظر نہیں آتا۔ بچپن میں تو تین
 چار سال میں حفظ ہو جاتا ہے اب تو چالیس سال میں بھی نہیں کرسکوں گا۔ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے
 اب شادی کا پتہ نہیں کہ کیا بنے گا۔ وہ سیال شریف گیا حضرت شمس الدین سیالویؒ تشریف فرما تھے۔ عرض
 کی کہ حضرت صاحب یہ معاملہ ہے۔ بیوی حافظہ ہے میں ان پڑھا ہوں۔ اس نے شرط رکھ دی ہے قسم اٹھائی

ہے کہ میں تیرے ساتھ بیوی والا کوئی رشتہ نہیں رکھوں گی جب تک حافظ قرآن نہیں بن جاتا۔ دل نہیں چاہتا کہ میں اسے طلاق دوں۔ نیک بیوی ہے میرے بس کی بات نہیں کہ اس عمر میں حفظ کر لوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ رات یہاں قیام کرنا اور میرے پیچھے نماز پڑھنا۔ میں امامت کراؤں گا آپ میرے دائیں ہاتھ کھڑے ہونا اللہ کرم کرے گا۔ حضرت صاحب نے امامت کرائی اس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب حضرت صاحب نے فرمایا **اَسْلَمَ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ**۔ اَسْلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ اور اس نوجوان کو حکم دی کہ کھڑے ہو کر قرآن سناؤ۔ تو اس نوجوان نے کھڑے ہو کر سارا قرآن سنا دیا۔ آج پورے گاؤں میں ہر بچی حافظ ہے اور ہر بچہ حافظ ہے یہ نہیں پتہ چلتا کہ ان میں اعلیٰ کون ہے۔ اتنا معیار ہے حفظ قرآن کا ولی کامل نے نگاہ فرمائی تو پورے گاؤں کو حافظ بنا کر رکھ دیا۔ یہ سب کچھ نسبت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا **اِقْلُنَا اِنَّا نَكُونِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ** (الانبیاء ۶۹) ہم نے فرمایا اے آگ ٹھنڈی ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔ اے آگ ٹھنڈی ہو جا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔ نمونیہ والی ٹھنڈی نہ ہو جا۔ حکم تو ہے آگ کو صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قمیض وغیرہ جلی تھی۔ کیا ٹوپی جلی۔ کیا پگڑی مبارک یا جوتی جلی۔ کیا دھوتی مبارک جلی۔ کیوں نہ جلی۔ آگ کو پتہ ہے کہ یہ نسبت ابراہیمی والی چیز ہے میں اس کو نہیں جلا سکتی۔ حالانکہ قمیض تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں ہے۔ پگڑی جوتی وغیرہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے۔ نہیں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہستی اور ہے کپڑوں کی بات اور ہے لیکن آگ پہچانتی ہے کہ یہ نسبت والی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نسبت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کتے جنت میں جا رہے ہیں بھیڑیے جنت میں جا رہے ہیں اور یہ نہیں کہ اس وقت کی باتیں تھیں اور اب نہیں ہیں۔ نسبت قیامت تک بلکہ حشر اور حشر کے بعد تک بھی کام دیتی رہے گی۔

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

سرکارِ غوث الاعظمؒ کے دربار کتا بن جا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ رب کے قریب ہو جائے۔ رب کے دربار میں تیری رسائی ہو جائے۔ رب کے دربار میں پہنچ جائے۔ تو کسی اللہ والے کے درکار کتا بن جا تو ابھی پہنچ جائیگا۔

خس خس جنتاں قدر نہ میرا تے صاحب نوں وڈھیااں

میں گلیاں دا روڑا تے محل چڑھایا سائیاں

کس طرح سے چڑھایا صرف ہاتھ میں ہاتھ دے دیا اور فرمایا کہ ہاں تو میرا مرید ہے بس ساری بات یہاں ختم ہوگئی۔ اگر ذکر اور وظیفہ کرے گا تو دوسروں کا بھلا ہو جائے گا۔ پتہ ہے کہ کس طرح سے جب تو نے

بیعت کی تو تیری بخشش ہو گئی جب میں نے بیعت کی میری بخشش ہو گئی اب تو ذکر کرے گا۔ درود شریف پڑھے گا نوافل پڑھے گا تہجد پڑھے گا اشراق پڑھے گا۔ تو تیری زبان میں اشراق آجائے گا جس سے تو دوسروں کا بھی بیڑہ بار کرے گا وہ بھی تیری طرف دیکھ کر مرید ہو جائے گا۔ یہ جو ہم اَللّٰهُ هُوَ ۔ اَللّٰهُ هُوَ کرتے ہیں اس سے آپ کا تو بیڑہ پار ہے۔ یہ نہ دیکھنا کہ اَللّٰهُ هُوَ سے بیڑہ پار ہوا ہے۔ بلکہ نسبت سے بیڑہ پار ہوا ہے۔ پھر اللہ ہوا اور درود شریف اور نماز تہجد۔ اشراق تیری زبان میں اثر پیدا کر دیتے ہیں جس کو بھی تبلیغ کرے گا وہ مرید ہو جائے گا۔ پروفیسر صاحب یہ تقریر پوری لکھنا تاکہ نسبت کی پوری بات آجائے۔ کئی دفعہ بات کی ہے کہ ایک آدمی مر گیا وہ حضرت بہاء الحق کا پیر بھائی تھا ان کے پیر صاحب بھی نماز جنازہ میں شریک تھے۔ قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو منکر نکیر آ گئے۔ سوال پوچھنے شروع کر دئے تو اس آدمی کو تسلی بخش جواب نہ آئے حضرت صاحب پیر و مرشد خود قبر کے اندر چلے گئے اور جواب شروع کر دئے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ حضرت صاحب فوت تو یہ شخص ہوا ہے۔ آپ تو نہیں ہوئے۔ جب آپ کا وقت آئے گا تو آپ جواب دے لینا۔ اگر طالعلم کا ٹٹ ہے تو اس کی جگہ پروفیسر صاحب نے تو جا کر امتحان نہیں دینا ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جا کر پوچھو کہ بیعت کے بعد پیر کا یہ فرض بنتا کہ وہ مرید کی مدد کرے۔ کیا جب کوئی شخص بیعت کرتا ہے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ کیا یہ بیعت سب زبانی کلامی ہے ERBAL DECLARATION ہے۔ فرشتوں نے بارگاہ عالیہ میں عرض کیا کہ یا اللہ بخشش کے لئے اتنی سی نسبت کافی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہ بہت بڑی نسبت ہے یہ تو بخشش ہوا بندہ ہے اس کو چھوڑو۔ فرشتے چھوڑ کر چلے گئے حضرت صاحب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میری بات سنتے جاؤ۔ میں قبر میں بھی اس کی مدد کروں گا میں میزان پر بھی اس کی مدد کروں گا میں پل صراط پر بھی اس کی مدد کروں گا اور اس کا بازو پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔ یہ پیر و مرید کی نسبت ہے اگر یہ نسبت ہے تو سب کچھ ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہندا تے میں وی آکھاں راہ دے
 بنا مرشداں راہ نہیں لبھنا تے رل مرسیں وچہ راہ دے
 کون سا راہ ہے یہ جنت کا راہ ہے۔ مرشد کریم کے بغیر جنت کا راہ نہیں ملے گا۔ لاہور تو پہنچ جائے گا اس کا راستہ تمہیں آتا ہے۔ ابھی ٹکٹ لو تو ابھی پہنچ جائے گا۔ لیکن جنت کا راستہ نہیں ملے گا جب تک تو کسی شیخ کامل سے نسبت قائم نہیں کرتا حضرت محمد بخشش کا ایک شعر اور بھی ہے۔

لوئے لوئے بھانڈا بھر لے کڑیے جے کچھ بھانڈا بھرنا
 شام پنی بنا شام محمد گھر جاندی نے ڈرنا

شام دوست کو کہتے ہیں۔ ہندی کا لفظ ہے شام جس کے معنی دوست۔ یہاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں کہ اے بندو جلدی جلدی کسی مرید ہو جاؤ۔ جس وقت مرنے کو آتا ہے تو یہ زندگی کی شام ہی ہو جاتی ہے۔ اور ویسے بھی یہ عصر کے بعد کا وقت دکھائی دیتا ہے پھر جنت کی راہ نہیں ملے گی اب وقت ہے کہ کسی کو اپنا بیلی بنالو۔ شام یعنی دوست کسی کو بنالو۔ شیخ کامل کو اپنا لو اگر تیرا پیر کوئی نہیں ہے تو پھر حشر کے دن ڈرے گی۔ حشر کے دن صرف نسب ہی پکاری جائیگی یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل ۷۱) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے اس دن آواز دی جائے گی کہ اے فلاں کے مریدو آ جاؤ۔ نقشبندیو آ جاؤ۔ اے قادریو آ جاؤ۔ اے چشتیو آ جاؤ سہروردیو آ جاؤ یہ نسبت قیامت تک چلتی رہے گی یہ نہیں ہے کہ فل شاف لگ گیا ہے۔ جس دن ولایت ختم ہوگی حشر آ جائے گا قیامت آ جائے گی۔ تمام دنیا کے لوگ جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دے گا کہ آواز دے دو۔ فرشتہ آواز دے گا کہ اپنے اپنے پیر صاحب کیساتھ ہو جاؤ اس کا دامن پکڑ لو۔ ہر بندہ اپنے پیر صاحب کے پاس پہنچ جائے گا وہ اپنے پیر صاحب کے پاس وہ اپنے پیر صاحب کے پاس اس طرح سے ہوتے ہوتے تمام اہل بیعت لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے جھنڈے لَوَاءِ الْحَمْد کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔ اس دن سوائے لَوَاءِ الْحَمْد کے اور کوئی سایہ نہیں پھٹ نہیں کچھ بھی نہیں اگر سایہ اس دن ہے تو صرف لَوَاءِ الْحَمْد ہے اور اس کے نیچے پناہ لینے کا وسیلہ صرف مرشد کریم ہے۔ اور کسی نام سے نہیں پکارا جائے گا کہ نمازیو آ جاؤ۔ حاجیو آ جاؤ۔ زکوٰۃ دینے والو آ جاؤ۔ جب تیرا داخلہ جنت میں ہو جائے گا تو پھر تمہارے درجات بلند کرنے کیلئے تمہارے اعمال پوچھے جائیں گے کہ تم کیا کرتے رہے تم نے کیا کیا۔ حافظ صاحب سے کہا جائیگا کہ پڑھو قرآن اَلَمْ ذَلِك الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ سے شروع کرو اور وَالنَّاسِ تک پڑھو اور جتنے حرف ہیں اتنے ہی درجے بلند ہو جا لیکن منافق حافظ کہاں جائیں گے قادیانی حافظ کہاں جائے گا کیا وہ جنت میں جائیں گے اپنے پورے حفظ کے ساتھ جہنم میں جائیں گے کہ نسبت والے نہیں ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام والے نہیں ہیں۔ نسبت والا نہیں ہے نبی والا نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس کا پیر نہیں ہے اس کا شیطان پیر ہے باقی جو بندے نسبت والے نہیں ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ شیطان کے مریدو شیطان کے ساتھ مل کر جہنم میں چلے جاؤ یہ نسبت ہے۔ نسبت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے العکضرت اتنے بڑے عالم اتنے بڑے شاعر اتنے بڑے نعت گو۔ نثر نگار۔ مصنف ایک سو بائیس کتب تحریر فرمائی ہیں اور کسی نے بھی کسی ایک کتاب پر بھی ہاتھ نہیں رکھا کہ یہ غلط لکھا ہے وہ اپنے علم کا نچوڑ دیتے ہیں وہ غوث الاعظمؒ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں نبی پاک ﷺ کی شان تو بہت بلند ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے در در سے سگ سگ سے ہو میری نسبت

میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا

یا غوث الاعظم آپ کا دروازہ ہوا اور اس دروازے پر کتا ہوا اور میں اس کا مرید ہو جاؤں اتنی دور کی نسبت کا پٹہ میرے گلے میں پڑ جائے تو یہ میری بخشش کا بہانہ بن جائے پھر فرمایا اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے۔ تا حشر میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا اللہ کرے کہ یہ نسبت والا۔ سلسلے والا ڈورا حشر تک ہماری گردن میں رہے۔ اس طرح سے کوئی والی بھی ہوگا مالک بھی ہوگا راہبر بھی ہوگا۔ مخفیہ رہی ہوگا۔ یہ ہے نسبت اللہ تعالیٰ اس نسبت کو قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو دیکھو کہ کتنی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھی ہے وہ لوگ جو آپ سے بیعت کر رہے تھے ان کے ہاتھوں پر میرا بھی ہاتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا رحمت کا بخشش کا ہاتھ اس ہاتھ پر رکھ دیتا ہے جو ہاتھ کسی پیر صاحب کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو یہ ہے جی کہ اگر وہ قافلہ پار لگ گیا ہے تو ہم بھی انشاء اللہ پار لگ جائیں گے۔ دیکھو کہ نسبت کیسے بن رہی ہے۔ یثرب کا حقیقی مطلب بیماری کا گھر ہے۔ الرجی۔ ٹائیفائیڈ۔ ملیریا پتہ نہیں کہ وہاں کون کون سی بیماریاں تھیں۔ پیٹ پھول جاتے تھے۔ اور میرے نبی پاک ﷺ کی تلیاں وہاں لگیں تو وہی یثرب دار انشاء بن گیا۔ یثرب نے کون سا کلمہ پڑھ لیا۔ اس نے کون سا چلہ کاٹا ہے۔ یثرب کی زمین نے کون سا عمل کر لیا ہے صرف نسبت محمدی ہے پاؤں سے لگی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کھرے کی قسم اٹھاتا ہے۔ جس زمین پر نبی پاک ﷺ کے قدم لگے ہیں۔ یہ نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نسبت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نسبت پختہ یہ ہوتی ہے کہ ذکر کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی ہے لیکن پیر صاحب کے ساتھ سچے رہو۔ اندر سے بھی اور باہر سے بھی۔ ظاہر باطن دونوں سے پیر صاحب کے ساتھ رہو۔ دنیا کو فرار ڈلگا لو جو کرنا چاہتے ہو کر لو لیکن پیر صاحب کے ساتھ سچے رہو منافق نبی پاک ﷺ کو دھوکہ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کو دھوکہ نہیں دیتے بلکہ اپنی ذات کو دھوکہ دیتے ہیں یہ آپ ﷺ کو دھوکہ نہیں دیتے بلکہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو بہتر ہے کہ ان کے دھوکے کا جواب دے سکے۔ کوئی بندہ PERFECT نہیں ہو سکتا۔ لیکن تم کسی ایک کے ساتھ تو سیدھے رہو۔ اللہ کرے میں بھی سیدھا ہوں اور آپ بھی سیدھے ہوں۔ ایک ساتھ ضرور صحیح رہو۔ کوئی مسئلہ ہے گناہ کیا ہے مان جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اُسی لمحے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نسبت پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 08.09.2000

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَلْحَسَنِ مِنِّیْ وَاَنَّا مِنَّ
الْحُسَیْنِ۔ حضرت حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ حسینؑ مجھ سے ہے یہ تو پتہ ہے کہ نواسہ
رسول ﷺ ہے خون ہے تربیت ہے۔ پرورش ہے۔ لاڈ ہے پیار ہے کندھوں پر سوار کرایا ہے اس سے جو
شخصیت بنی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے حسینؑ سے
ہیں۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار حضور نبی کریم ﷺ کی انگلی مبارک کے اشارہ سے ہو رہا
ہے۔ اس طرح سے حضرت امام حسینؑ کی ساری عظمتیں جو ہیں سارا صبر جو ہے ساری قربانی جو ہے وہ
میرے نبی پاک ﷺ کے کمالات کا اظہار ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کتنا صبر فرماتے ہیں حضرت امام حسینؑ
کے صبر کو دیکھ لو تو حضور نبی کریم ﷺ کے صبر کا پتہ چل جائے گا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت
امام حسینؑ سے ہیں کہ اس کے ایک ایک قدم پر جو عظمتیں ہیں جو ان کا صبر ہے جو بھی ان کی سخاوت ہے جو
بھی ان کا علم ہے آپ کتب کا مطالعہ کریں کہ بہت بصیرت والے تھے۔ اس سے آپ کو عظمت حسینؑ کا تو پتہ
چل جائیگا۔ اور اس سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا بھی اظہار ہو جائے گا۔ جس طرح سے ولادت باسعادت سے
قبل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا چرچا تھا۔ اسی طرح سے حضرت امام حسینؑ کی پیدائش سے قبل ان کا
بھی چرچا تھا۔ حضرت ام فضلؑ جو حضور نبی کریم ﷺ کی چچی ہیں ان کو خواب آیا اور گھبرا گئیں۔ حضور نبی
کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے عجیب خواب دیکھا ہے میں
بہت ڈر گئی ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری جھولی میں
آ گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ بہت مبارک خواب ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت
فاطمہؑ کے گھر میں بیٹا پیدا ہونا ہے اور اس نے تیری گود میں کھیلنا ہے۔ حضرت امام حسینؑ وہ ہستی ہیں کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے متعلق قبل از پیدائش فرما رہے ہیں کہ بیٹا پیدا ہوگا حضرت امام حسینؑ کی پیدائش
سے قبل ان کا چرچا ہو رہا ہے۔ ان کی شہادت سے پہلے شہادت چرچا ہو رہا ہے۔ کیا ان سے بڑھ کر کوئی شہید

ہوگا۔ اللہ کرے کہ سارے ہی شہید ہوں لیکن کسی کی شہادت کا چرچا تو نہیں ہو رہا ہے۔ مرنا تو سب نے ہے لیکن ہمیں بھی یہ شوق ہے کہ یا اللہ تیرے راہ میں شہید ہو جائیں۔ حضرت عمرؓ کی دعا ہے کہ مجھے شہادت کی موت نصیب ہو اور مدینہ شریف میں ہو۔ تو ایسی دعا قبول ہوئی کہ شہر مدینہ کیا مسجد نبویؐ میں مصطفیٰ رسول ﷺ پر شہادت نصیب ہوئی لیکن پتہ تو نہیں تھا۔ حضرت امام حسینؓ وہ ہیں کہ جن کی شہادت کا پچاس سال پہلے ہی پتہ تھا۔ کون سے دن ہوگی کون سے مقام پر ہوگی کس نے شہید کرنا ہے اس بات کو بھی علم تھا۔ یہ حضرت امام حسینؓ کی خاص فضیلت ہے۔ حضرت عمرؓ کا دور خلافت تھا ایک جنگ کے بعد مال غنیمت آیا۔ حضرت عمرؓ نے سب مجاہدین میں گنتی کے حساب سے مال غنیمت تقسیم فرمایا لیکن جب حضرت امام حسینؓ کی باری آئی تو حضرت عمرؓ نے بغیر حساب کتاب ان کو کافی مقدار میں دے دیا۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے غالباً حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے عرض کیا کہ ابا جان یہ تو جنگ میں گئے بھی نہیں اور پھر بلا حساب اور زیادہ مقدار اور ہم جو کہ جنگ میں گئے ہیں لڑے ہیں ہم کو پھر بھی حساب اور گنتی سے مال دیا ہے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے تم اس کے بھائی جیسا اپنا بھائی لے آؤ امام حسنؓ جیسا بھائی لے آؤ تو میں تمہیں بھی زیادہ دے دیتا ہوں تو اسکی ماں جیسی ماں لے آؤ تو میں پھر بھی تمہیں زیادہ دے دیتا ہوں۔ تو اس کے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا نانا لے آؤ تو میں پھر بھی تمہیں زیادہ دے دیتا ہوں۔ اگر تو یہ شرائط پوری نہیں کر سکتا تو پھر میرے ساتھ اگر مگر نہ کر پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں حضرت امام حسینؓ کو اس لئے زیادہ حصہ دیا ہے کہ ان سے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنت کے چراغ ہیں۔ جنت کی روشنی حضرت امام حسینؓ ہیں۔ یہ روشنی جس میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ منگلا سے آ رہی ہے جنت کا منگلا کون سے یہ حضرات حسینؓ کریمینؓ ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ایک روز حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ آگے آگے چل رہے ہیں اور حضرت عثمان غنیؓ پیچھے چل رہے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک گن رہے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان غنیؓ آپ قدم کیوں گن رہے ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ جتنے قدم میرے گھر تک اٹھائیں گے میں اتنے ہی غلام آزاد کروں گا۔ یہ بات سنی تو حضرت علیؓ گھر تشریف لائے بڑے افسردہ سے نظر آ رہے تھے حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ بہت غمگین نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا کو کوئی بات نہیں میں حضرت عثمان غنیؓ کی قسمت پر رشک کرتا ہوں کہ اتنی دولت کہ ہر قدم پر غلام آزاد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس ایک بھی نہیں کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر آزاد کر سکیں اور نہ ہی اتنے پیسے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کر دیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے عرض کیا کہ آپ دعوت تو دے آئیں میں خود ہی انتظام کر لوں گی۔ فرمایا کہ دعوت میں دے آتا ہوں باقی سب ذمہ داری آپ کی

ہے۔ حضرت علیؓ تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو دعوت طعام دی۔ ادھر حضرت فاطمہ الزہراءؓ سجدے میں گر گئیں عرض کیا یا اللہ وہ دولت والے ہیں میں غریب ہوں تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی ہوں۔ آپ ﷺ میرے گھر بھی تشریف لا رہے ہیں۔ گھر میں کوئی چیز پکانے والی نہیں ہے۔ اب تو جانے یا تیرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانے عزت تیرے ہاتھ میں ہے ان کا یہ عرض کرنا ہی تھا کہ پکے پکائے کھانے آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی تشریف لے آئے حضرت علیؓ نے قدم بھی گن لئے۔ حضرت علیؓ نے دیکھا کہ بہت اہتمام کیا گیا ہے۔ کئی کھانے دسترخوان پر سجے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں یہ سب کھانے جنت سے آئے ہیں اور فرمایا کہ حضرت علیؓ یا تو نے میرے قدم کے گن لئے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں گن لئے ہیں فرمایا کہ میرے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار جہنمیوں کو جنتی بنا دیا ہے۔ حدیث پاک ہے بلکہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا اس نے میرا ہی ذکر کیا اور جس نے صرف میرا ذکر کیا اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کیا تو میں نے اپنا ذکر بھی قبول نہیں کرنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے حضرت امام حسینؓ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا اور جس نے صرف میرا ذکر کیا اور حضرت امام حسینؓ کا ذکر نہ کیا تو میں نے اپنا ذکر بھی قبول نہیں کرنا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک کھجوروں کا باغ تھا جو سوکھ گیا درختوں کے پتے سب جھڑ گئے اور صرف سوکھے ہوئے تنے کھڑے رہ گئے۔ حضرت امام حسینؓ اسی راستے سے گزر رہے تھے کہ جہاں وہ سوکھا ہوا باغ تھا۔ آپ نے اس باغ میں ہی قیام فرمایا۔ آپ کے ساتھ ایک غلام تھا اس نے عرض کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ کیسا مبارک تھا یہ باغ ان دنوں ہرا بھرا تھا کھجوریں پھل لاتی تھیں اپنی پوری بہار پر تھیں اب یہ سارا ویران ہو کر رہ گیا ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ جاؤ ایک تنے کے پاس جا کر کہو کہ مجھے کھجوریں دو پھر دیکھو کہ نبی پاک ﷺ کے صدقے کھجوریں ملتی ہیں۔ غلام بھی سچے عقیدہ والا تھا ان کے حکم کے مطابق چل پڑا۔ جب وہ سوکھے تنے کے قریب پہنچا تو ٹنڈ منڈ سوکھے تنے کے پتے نکل آئے پھل لگ گیا۔ بکی ہوئی کھجوریں لگ گئیں اس نے وہ کھجوریں اتاریں اور لے کر آ گیا۔ آج اگر گٹھلی لگائیں وہ پودا بنے تو بارہ سال بعد کھجور پھل دیتی ہے لیکن سوکھا ہوا ٹنڈا تو کروڑ سال بعد بھی پھل نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اس میں زندگی نہیں ہے۔ کھجور کی گٹھلی میں زندگی ہے۔ وہ اگتی ہے تو درخت بنتا ہے درخت میں زندگی ہوتی ہے اس لئے وہ پھول پھل لاتا ہے یعنی کھجور کی گٹھلی میں پورا درخت ہے پوری تفصیل ہے حضرت امام حسینؓ نے فرمادیا تو سوکھے تنے میں زندگی آگئی اب یہ بات ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا مقصد یہ نہیں کہ ان کے قصے

اس طرح سے بیان کئے جائیں جس طرح سے آج ہو رہے ہیں کہیں مرثیے پڑھے جا رہے ہیں ماتم ہو رہے ہیں۔ سیدہ کو بی ہو رہی ہے اور کہیں ان کی عظمت و شان بیان ہو رہی ہے۔ اگر حضرت امام حسینؑ شہید نہ بھی ہوتے تو پھر بھی ان کی فضیلت تھی۔ یہ نہیں کہ شہادت کی وجہ سے ان میں سب فضیلتیں آئی ہیں۔ یہ نسبت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے آئی ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ شہید نہیں ہیں لیکن ان کی اپنی فضیلتیں ہیں۔ حضرت امام حسینؑ شہادت سے پہلے بھی نو جوانان جنت کے سردار ہیں اور شہادت کے بعد بھی وہی مرتبہ رکھتے ہیں وہی عظمت رکھتے ہیں۔ بی بی فاطمہ الزہراءؑ خاتون جنت ہیں جنتی عورتوں کی سردار ہیں حالانکہ شہید نہیں ہیں یہ ساری فضیلت اپنی جگہ ان کا ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے بالکل ہوتی ہے اور حضرت امام حسینؑ کا ذکر کریں شہادت کا اصل مقصد یہ ہے کہ تیرے ملک کی حکومت کیسی ہے۔ باقی سب فضول ہے یہ ماتم اور یہ مرثیہ خوانی بے شک روک دو یہ بلا ضرورت ہے اور مقصد سے ہونے والی چیزیں ہیں۔ تاکہ تیری توجہ اس طرف نہ ہو کہ حکومت کیسی ہونی چاہئے۔ شہادت کا یہ مقصد نہیں ہے۔ شہادت کا مقصد یہ ہے کہ جب تک تیرا سب سے بڑا حاکم درست نہ ہوگا تیرے بعد بھی کسی کام کا نہیں ہے۔ تیرے ملک میں امن نہیں ہوگا۔ زنا ہوگا چوری ہوگی ڈکیتیاں ہوگی۔ نا انصافی ہوگی اور نیکی کا اس میں کوئی پہلو نہیں ہوگا۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو چودہ سو سال ہو گئے آپ آج کسی اسلامی ملک میں نگاہ دوڑائیں کہ کیا وہاں حضرت امام حسینؑ جیسا حاکم ہے۔ یا ایسا حاکم ہے جس طرح کا وہ چاہتے ہیں۔ شہادت حضرت امام حسینؑ تو سب منار ہے ہیں۔ جو یزید کی جگہ پر اب غلط بندہ بیٹھا ہوا ہے آپ فیصلہ کر لیں کہ وہ یزید ہے کہ حسینؑ ہے۔ یزید ہے۔ پاکستان ایران کہاں پر حکومت وہ ہے جو حضرت امام حسینؑ چاہتے تھے۔ کس نے اس کو CHIEF EXECUTIVE بنایا ہے۔ دوسرے کو ٹھنڈا کر آیا ہے۔ یزید کس طرح آیا تھا۔ وہ بھی اسی طرح ٹھنڈا کر آیا تھا۔ پھر کیا اس کو زیب دیتا ہے کہ وہ شہادت حضرت امام حسینؑ منائے۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے سبق سیکھو۔ امن بھائی چارہ ہونا چاہئے۔ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد۔ یہی نعرہ اس نے بھی مارا ہے شہادت حضرت امام حسینؑ منا تو وہ بھی رہا ہے۔ اخبارات میں بڑا بیان اس کا چھپا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا صرف ایک مقصد ہے سردانہ دادست دردست یزید حضرت امام حسینؑ نے سرتو دے دیا لیکن اپنا ہاتھ بیعت کیلئے نہیں دیا۔ بس یہی بات ہے اگر یہ سبق تمہیں آجائے مجھے آجائے زندگی کے ہر موڑ پر ہر کام پر اگر تو کلرک ہے تو پھر بھی۔ آفیسر ہے تو پھر بھی تو بل چلا رہا ہے تو پھر بھی تو لین دین کر رہا ہے تو پھر بھی تو یہ سبق یاد رکھے۔ ہم میں اتنی جرات نہیں ہے۔ ہم بنیادی طور پر یزید ہیں اور یزید کے غلام ہیں۔ یزید ہے برادری یزید ہے دوستی۔ یزید ہے لالچ یزید ہے ڈراو ام جب

ووٹ دیتے ہیں تو ہمارے پیش نظر یہ چار چیزیں ہوتی ہیں۔ یا تو یہ کہ میری برادری کا بندہ ہے یا میرا دوست ہے میں نے باقی کوئی بدی یا خوبی نہیں دیکھنی ہے۔ دوست ہے کہیں کام آئے گا۔ یہ یہ کہ ہم ڈرتے ہیں کوئی ہمیں ڈراتا ہے کہ اگر مجھے ووٹ نہ دیا تو میں نے تیرا تیا پانچ کر دینا ہے۔ یا پھر پیسے کا لالچ ہے۔ پیسے لے کر ووٹ دیتے ہیں۔ پرچی میرے پاس ہے۔ بلیٹ پیپر میرے پاس ہے۔ مہر میرے پاس ہے اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ ان چار پانچ بندوں میں سے یزید کون ہے اور حسین کون ہے۔ پردے کے اندر جا کر بلیٹ پیپر پر مہر لگانی ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔ پھر بھی اپنے ایمان سے بناؤ کہ کبھی حضرت امام حسینؑ والا کر دار ادا کیا ہے۔ یہ اراکین ہے یہ جٹ ہے یہ رانا ہے یہ فلاں ہے خواہ وہ یزیدی ہی کیوں نہ ہو میں نے جھٹ اس پر مہر لگانی ہے۔ ووٹ بکتے ہیں تمہیں پتہ ہے کہ ووٹ بکتا ہے۔ ووٹ ڈر کی وجہ سے بھی دیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ سوادِ اعظم کبھی برائی پر اکٹھا نہیں ہوتا۔ ہم کوئی عجیب قسم کی قوم ہیں۔ بے نظیر برائی کا SYMBOL ہے۔ نشانی ہے۔ آصف زرداری کو دیکھیں برائی ہی برائی ہے۔ دیکھو کہ کتنے پیسے کھا گئے۔ پچیس ارب ڈالر باہر سے آیا سب ہضم ہو گیا۔ نام و نشان نہیں ملتا کہ کہاں گئے۔ لیکن ہم پھر ووٹ بے نظیر کو ہی دیتے ہیں کہاں گیا سوادِ اعظم وہ ہماری ہے وہ بیٹی ہے پیسے کھا گئی پھر کیا ہوتا ہے سب ہی کھاتے ہیں اس کے فوٹو دکھائے گئے کہ فلاں جگہ ناچ رہی ہے فلاں جگہ پتلون پہنے ہوئے ہے فلاں جگہ شراب پی رہی ہے اس کے ووٹروں کو دکھائے کہ تمہاری لیڈر صاحبہ ہے آپ پھر بھی ووٹ رہے ہیں۔ جواب ملا کہ جناب تمہارے لیڈر بھی یہی کچھ کرتے ہیں انہوں نے برائی نہیں دیکھی یہ یزیدیت ہے جب تک تیرے میرے اور ہر پاکستانی کے دل سے یہ بات نہ نکلی حکومت صحیح نہیں بن سکتی۔ شہادت حسینؑ سے نہ ہم نے کچھ سیکھا ہے نہ سیکھنے کی کوشش کی ہے مرثیے پڑھ رہے ہیں منقبت پڑھ رہے ہیں سیرت بیان کر رہے ہیں غور سے سنو یہ کیا کہتے ہیں امام حسینؑ نے مدینہ شریف چھوڑا شہادت کے لئے حج مکہ شریف چھوڑا شہادت کے لئے۔ حج کا موقع تھا چند دنوں بعد حج تھا۔ چھوڑا دیا کیا مقصد بتایا کیا پیغام دیا کہ تیرا حج تیرا مدینہ شریف تیرا مکہ شریف کسی کام نہیں آئے گا جب تک تیرا حاکم صحیح نہ ہو تیری حکومت ٹھیک نہ ہو۔ پرویز مشرف کے پاس سب اختیارات ہیں یزید بنا بیٹھا ہے ہزاروں برائیاں ہیں انہیں پھر کر تو کوئی بات اس کے خلاف۔ تمہیں پتہ ہے کہ سعودی فرمانرواؤں کی سوسویوئیاں ہوتی تھیں پھر یہ کون سا اسلام ہے کوفیوں نے حضرت امام حسینؑ کو بہت سارے خطوط لکھے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ تشریف لے آئیں ہم یزید حکومت سے تنگ ہیں آپ آئیں ہمارا نجات دہندہ بن جائیں۔ حضرت امام حسینؑ نے اپنے بھائی حضرت مسلم بن عقیلؑ کو بھیجا کہ حالات کا پتہ کر کے آئیں وہ تشریف لے گئے تو ساٹھ ہزار بندوں نے ان کی

بیعت کر لی۔ یزید نے کوفہ کا گورنر تبدیل کر دیا۔ ابن زیاد کو گورنر مقرر کر دیا۔ وہ بہت ظالم بندہ تھا۔ اس نے تمام قبائل کے سرداروں کو پکڑ کر دیا۔ اور کہا کہ اگر تمہارے بندوں نے بیعت نہ توڑی تو میں نے تمہیں قتل کر دینا ہے یہ ڈر ہے کھر بھی بیہی ڈراتا تھا۔ شام کا وقت ہوا حضرت مسلم بن عقیلؓ نے امامت کرائی ساٹھ ہزار بندہ ان کے پیچھے اور جب سلام پھیرا تو صرف ایک آدمی ان کے پیچھے تھا۔ ہم بھی کوفیوں کی طرح بے وفا ہیں اور بے وفا کبھی نظام مصطفیٰ ﷺ نہیں لا سکتے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں زندہ رکھا ہے کہ شاید ہمیں کسی وقت شرم آجائے لیکن چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہمیں شرم نہیں آئی۔ ترکی میں کوئی طالبہ یا استانی سرپردہ پٹہ اوڑھ لے تو اس کو سکول سے نکال دیتے ہیں۔ سروس سے نکال دیتے ہیں ایک خاتون پارلیمنٹ کی ممبر تھی وہ سرپردہ پٹہ اوڑھ کر پارلیمنٹ میں چلی گئی۔ اس کی پارلیمنٹ کی رکنیت ختم کر کے اسے ملک بدر کر دیا گیا۔ یہ کون سا اسلام ہے کہ عورت سرپردہ پٹہ نہ اوڑھے اور ہم کہتے ہیں کہ اتا ترک ہمارا آئیڈیل ہے۔ آئیڈیل کیا ہوتا ہے یعنی میں اتا ترک جیسا بننا چاہوں گا۔ اور اتا ترک کے ملک میں یہ اسلام ہے ایک ہاتھ میں کتا ہوتا ہے۔ اس کا پہلا فوٹو کتے کے ساتھ آیا تھا۔ یہ کون سی حسینیت ہے۔ ہم زبانی کلامی حسینی ہیں اور کردار کے لحاظ سے یزیدی ہیں اور قصور صرف میرا تیرا یعنی ووٹر کا ہے پردے کے پیچھے بیٹ پیپر پر مہر لگا رہا ہوں مجھے کون منع کرتا ہے کون پکڑتا ہے۔ ہم بنیادی طور سے یزید ہیں۔ اور یزیدیت کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے اسلام سے متعلق ہمیں ملنا کچھ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کہ محفلیں کر لو بخشش ہو جائیگی لیکن اسلام کے نظام میں جو فیوض و برکات ہیں وہ نصیب نہیں ہوں گی۔ کبھی نہیں ہوگی جب تک وہ نتائج نہیں آئیں گے جس کے لئے حضرت امام حسینؓ نے شہادت دی ہے آج تک کسی اسلامی ملک میں یہ مقصد پورا نہیں ہوا۔ آپ یمن چلے جائیں مصر چلے جائیں اردن چلے جائیں لبنان چلے جائیں جہاں مرضی چلے جائیں۔ اسلام میں عورت کی حکومت نہیں ہے۔ پاکستان میں دو دفعہ آئی ہے بنگلہ دیش میں تین مرتبہ آئی ہے ووٹ خریدے جاتے ہیں۔ ووٹ خریدنا ہی یزیدیت ہے۔ ووٹ چاہے ڈرا دھمکا کے لے لیں۔ لالچ دے کر لے لیں۔ پیسے دے کے لے لیں جس طرح سے بھی لے لیں۔ ووٹ اگر تیرے ضمیر کے لئے ہے اور ایسے بندے کے لئے ہے جس کے دل میں اسلام نہ ہو۔ ایسے بندے کو منتخب کر کے اس کو اوپر بیٹھا دیں تو کبھی اسلام آجائے تو کہنا پچاس سال سے نہیں آیا اور آئندہ بھی نہیں آئے گا۔ کون سے ملک میں اسلام ہے کہیں بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے اور ہمیں اتنی شرم عطا فرمائے کہ ہم حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی قدر کر سکیں۔ آپ نے شہید ہو کر وہ پیغام دیا ہے جو ہم زندہ رہ کر نہیں دے سکے۔ حضرت امام حسینؓ کے سر مبارک کو ڈش میں رکھ لیا۔ ایک شہر تھا اور ایک کوئی دوسرا تھا شاید خولی تھا مقصد ان کا یہ تھا کہ ہم یہ یزید کو پیش

کریں گے تو وہ ہمیں انعام دیگا۔ یزید بہت چالاک تھا۔ اس نے کہا کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے میں نے کب کہا تھا کہ قتل کر دو۔ اس کے قاتلوں کو میرے سامنے پیش کرو۔ شمر نے کہا کہ مجھے تو علم نہیں کہ کس نے قتل کیا ہے۔ دوسرے نے بھی یہی کہا کہ مجھے علم نہیں کہ کس نے قتل کیا ہے اور بہانے بنانے شروع کر دئے۔ یزید نے اپنی عورتوں کو اشارہ کر دیا انہوں نے ماتم کرنا شروع کر دیا سیدہ کو بی شروع کر دی پہلے دن ماتم یزید کے محل میں ہوا۔ پہلا ماتم یزید کی عورتوں نے کیا تھا۔ یزید اتنا فاسق تھا کہ اپنا مطلب بھی پورا کر گیا اور بدل بھی گیا یہ چال بازی بھی یزیدیت ہے۔ آج ہم بھی یہی کچھ کرتے ہیں۔ ہمارا اور والا سارا طبقہ یہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرم عطا فرمائے کہ ہم شہادت حسینؑ کو صحیح طریقہ سے سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہ دراصل ہے کیا۔ ہم نے شہادت حسینؑ کو اور رنگ دے کے COMMERCIALISE کر لیا ہے۔ یا اللہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو زندہ پائندہ رکھنا کہ ہمیں شرم آئے کہ ہم نے ان کی شہادت کی قدر نہیں کی۔ جب تک حکومت کا سربراہ صحیح نہیں ہوگا نہ حکومت صحیح ہوگی نہ اسلام آئے گا۔ نہ امن ہوگا نہ انصاف آئیگا۔ نہ رکے گا نہ غبن رکے گا اور ہر اسلامی ملک میں یہ چیز جاری و ساری ہے صرف اس لئے کہیں بھی امام حسینؑ کی طرز کی حکومت نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے سے غلطی ہوگئی۔ قاضی صاحب سے فتویٰ لیا گیا۔ قاضی نے اسی درے لگانے کا حکم دیا حضرت عمرؓ نے جلاؤ کو حکم دیا کہ درے پوری طاقت سے لگائے کوئی رعایت نہ کرے۔ چالیس درے لگے تھے کہ فوت ہو گیا۔ فرمایا باقی قبر پر مار دو۔ یہ حضرت امام حسینؑ چاہتے تھے۔ یہ کون کرے گا یہ طرز حکومت حضرت امام حسینؑ کے سامنے تھی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؑ نے وصال کے وقت فرمایا کہ میری زمین فروخت کر کے بختی میں نے سوا دو سال تنخواہ لی ہے وہ واپس بیت المال میں جمع کرادی جائے۔ کون ہے جو یہ کرے گا۔ اور حضرت امام حسینؑ ایسا حاکم چاہتے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کو جب باغیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو کسی نے مشورہ دیا کہ حضرت صاحب باغیوں کے خلاف جہاد کریں اعلان جنگ کر دیں۔ فرمایا کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی کا خون نہیں بہانا چاہتا۔ ہمارے ہاں کیا دستور ہے کہ اگر تھوڑی سی کسی کو ٹھیس لگ جائے تو مخالف کے پورے خاندان کو قتل کر دیتا ہے آپ کو پتہ ہے کہ کس نے کس کو قتل کرایا ہے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے۔ یہ طرز حکومت تھی حضرت عثمان غنیؓ والی جو حضرت امام حسینؑ چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا مقصد سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت امام حسینؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 06.04.01

ولی کی دعا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

نہ ملدی شفا اوہ دواواں دے کولوں
جو ملدی نبی دے گداواں دے کولوں
کدوں میرے آقا دا پیغام آوناں
میں چکھدا ہاں رہندا ہواواں دے کولوں
جو اسم محمد ﷺ دا کردا وظیفہ
اوہ بچ جاندا اے سب سزاواں دے کولوں
اوہ کلمہ وی پڑھدے تے ہمسر بھی بن دے
بچاوے خدا بے وفاواں دے کولوں
جھکا دیویں سر نوں در پنجن تے
بے محفوظ رہنا بلاواں دے کولوں
نواں درد صائم ملے عاشقاں نوں
میری درد بھیجاں صداواں دے کولوں

شعر میں کہا گیا ہے کہ نہ ملدی شفا اوہ دواواں دے کولوں۔ جو ملدی نبی دے گداواں دے کولوں ایک تو
عام میڈیکل بیماری ہے اس میں بھی اولیاء اللہ کی دعا بہت موثر ہے۔ ایک مشہور قصہ ہے ایک آدمی کی ٹانگ
میں کینسر ہو گیا۔ ہسپتال میں داخل تھا ڈاکٹر نے بتایا کہ اس کی ٹانگ کا ٹی پڑے گی ورنہ یہ مر جائے گا۔
LEG OR LIFE۔ وہ جہاں بھی تھا وہاں سے نکلا اور داتا صاحبؒ کے دربار حاضر ہو گیا۔ رات بھر
وہاں بیٹھا رہا۔ درود شریف پڑھتا رہا اور عرض کرتا رہا کہ داتا صاحبؒ مہربانی فرماؤ مجھے شفا عطا فرماؤ۔ میری
ٹانگ بچ جائے۔ صبح وہ ہسپتال گیا اسٹ وغیرہ ہوا تو اس کی ٹانگ میں کینسر تھا ہی نہیں ڈاکٹر حیران کہ یہ کیا ہوا
ہے اس نے بتایا کہ کچھ اور نہیں ہوا یہ صرف داتا صاحبؒ کا کرم ہوا ہے۔ ایک عورت نے پیر صاحب سے دعا

کرائی کہ میرے ہاں بیٹا عطا ہو۔ پیدائش ہوئی تو وہ بیٹی تھی۔ اس نے بیٹی اٹھائی اور پیر صاحبؒ کے پاس پہنچ گئی اور کہنے لگی کہ میں نے تو بیٹا مانگا تھا یہ بیٹی ہے۔ یہ آپ سنبھالیں مجھے تو بنادیں۔ میں نے بیٹی نہیں لینی ہے میں اسے درگاہ شریف پر چھوڑ کر جا رہی ہوں آپ ہی اس کو رکھیں حضرت صاحبؒ نے فرمایا بی بی ذرا غور سے دیکھو تو سہی۔ اس نے عرض کیا کہ بیٹی لے کر آئی ہوں اب میں اس کا کیا دیکھوں۔ حضرت صاحبؒ نے پھر فرمایا کہ دیکھو تو سہی۔ جب اس نے دیکھا تو وہ لڑکا تھی۔ اولیاء اللہ کے تصرفات کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ ایک پیر صاحب کا عرس کا موقع تھا۔ ایک عورت عرس پر آئی ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ وہ بیٹا فوت ہو گیا۔ عورت پیر صاحب کے پاس حاضر ہو گئی عرض کیا کہ میں عرس پر آئی تھی۔ بیٹا فوت ہو گیا۔ میں نے مردہ اٹھا کر نہیں لے جانا ہے۔ زندہ لائی تھی اور زندہ ہی لیکر جاؤں گی۔ ورنہ یہ پڑا ہے بیٹا اور میں بھی بیٹھی ہوں۔ حضرت صاحبؒ نے توجہ فرمائی دعا مانگی تو مردہ بیٹے میں حرکت پیدا ہوئی وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ حضرات یہ سب درست ہے ٹھیک ہے اسمیں دوا بھی ہے دعا بھی ہے۔ دونوں ہیں۔ یہ نہیں کہ اسپر و کام نہیں کرتی۔ اسپر و کام کرتی ہے پنسلیں بھی کام کرتی ہے۔ دوائیں اثر کرتی ہیں یہ بھی سنت رسول ﷺ ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کی دعا بھی موثر ہے اس سے زندگی ملتی ہے۔ اس سے فتح ملتی ہے عذاب ملتے ہیں بارش ہوتی ہے۔ اعمال نیک بنتے ہیں۔ ایمان نصیب ہوتے ہیں۔ ایک بیماریاں ایسی ہیں کہ میڈیکل کے پاس ان کو کوئی علاج نہیں ہے۔ آنکھ خراب ہو جائے تو ڈاکٹر علاج کر دے گا۔ کمرے ہوں وہ ٹھیک کر دے گا۔ سفید موتیا ہو کا لاموتیا ہو ڈاکٹر علاج کرے گا۔ ٹیڑھا پن۔ بھنڈا پن بھی علاج سے ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی آنکھ غلط دیکھنا شروع کر دے تو پھر کون سا ڈاکٹر اسے ٹھیک کرے گا۔ غیر محرم کو دیکھے وہ جہاں اس نے نہیں دیکھنا ہے وہاں دیکھنا شروع کر دے تو پھر کوئی ڈاکٹر اس کا علاج نہیں کر سکتا۔ ہاتھ ٹوٹ جائے ہڈی والا ڈاکٹر ٹھیک کر دے گا۔ اگر ہاتھ چوری کرنے لگے تو کون سا ڈاکٹر اسے ٹھیک کرے گا۔ پاؤں ہر زخمی ہو گیا ہے ٹوٹ گیا ہے مڑ گیا ہے۔ پولیو ہو گیا ہے تو اسے سیدھا کر کے سیٹ کر دیتے ہیں۔ آرام آ جاتا ہے لیکن اگر وہی پاؤں بد کاری کی طرف اٹھیں تو پھر کیا کرو گے۔ پاؤں غلط راہ کی طرف چل پڑیں تو کیا علاج کرو گے۔ ہاتھ پاؤں ڈکیتی کی طرف اٹھیں تو کیا علاج کرو گے۔ زبان ہے اگر غلط بولے تو پھر کیا کرو گے چغلی کرے تو کون سا ڈاکٹر اس کا علاج کرے گا بڑا مشہور قصہ ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ ہر ولی کی گردن پر میرا قدم ہے یہ نہیں کے صرف بغداد شریف میں بلکہ پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی کوئی ولی تھا سب نے اپنی اپنی گردن جھکا دی۔ کسی نے کہا کہ صرف گردن پر ہی نہیں بلکہ میری آنکھوں پر بھی آپ کا قدم ہے۔ ایک نے کہا کہ نہیں میری گردن پر تو نہیں ہے۔ میں خود کامل ہوں میری گردن پر ان کا قدم نہیں آ سکتا۔ حضرت

سرکارِ غوث الاعظمؒ نے فرمایا کہ اگر میرا قدم نہیں تو سور کا قدم آئیگا۔ سور اس پر سواری کریں گے۔ ان کا نام تھا شیخ سنانؒ وہ بھی کوئی پائے کی ہستی ہوں گے۔ حضرت سنانؒ اپنے مریدوں کے ساتھ جا رہے تھے راستے میں چند خیمے لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے گزر ہوا تو ایک لڑکی پر ان کی نظر پڑ گئی اس پر عاشق ہو گئے۔ انہوں نے اپنے مریدوں سے کہا کہ آپ جہاں چاہیں جاسکتے ہیں میں نے تو اب یہیں پر رہنا ہے۔ اس لڑکی سے میں نے شادی کرنی ہے۔ لڑکی والوں سے ملے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم شادی کر دیں گے۔ لیکن کچھ شرائط ہیں وہ پوری کریں ایک تو یہ ہے کہ بارہ سال ہمارے سور کے جو ریڑ ہیں ان کو چراؤ ان کی دیکھ بھال کرو وہ سور چراتے رہے۔ سب مرید چلے گئے صرف ایک ساتھ رہ گیا۔ جو کوئی مادہ سور بچے دیتی تھی وہ ان بچوں کو کندھے پر اٹھا کر گھر لاتے تھے۔ اسی گردن پر سور کے قدم لگتے تھے جس پر اس نے کہا تھا کہ غوث الاعظمؒ کے قدم نہیں ہیں۔ اب دیکھیں یہ معاملہ بگڑ گیا۔ یہاں تمام ڈاکٹری علاج فیل ہیں اب آپ اس کی سوچ کو کس طرح سے ٹھیک کرو گے۔ بارہ سال اسی طرح گزر گئے شرط پوری ہو گئی۔ اب نکاح کا وقت آیا تو انہوں نے کہا اب ایک شرط اور ہے۔ ہمارے رسم و رواج کے مطابق نکاح کے موقع پر سور کا گوشت بھی کھانا ہوگا اور شراب بھی پینی ہوگی ورنہ نکاح نہیں ہوگا۔ یہ ہمارا مذہب ہے۔ شیخ صاحب نے کہا کہ کوئی بات نہیں ہے یہ تو کوئی بات بڑی نہیں ہے۔ سور کا گوشت بھی کھائیں گے شراب نوشی بھی ہوگی۔ جب دعوت کا اہتمام ہو گیا تو جو مرید ساتھ رہ گیا تھا اس نے عرض کیا کہ یا غوث الاعظمؒ مہربانی فرما کر معاف کر دیں۔ میرا مرشد کریم ہے پہلے تو سور چراتا رہا ہے۔ اب سور کا گوشت کھا کر ایمان سے بھی خارج ہو رہا ہے۔ خدا مرعاف کر دیں اور میرے مرشد کریم کو بچالیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ سینکڑوں میل دور وضو فرما رہے تھے آپ نے پانی کا چھینٹا مارا جو شیخ سنانؒ کے منہ پر لگا۔ اسی لمحہ ہوش آگئی پتہ چل گیا کہ یہ سور ہے یہ شراب ہے یہ حرام ہے وہ وہاں سے اٹھے اور بھاگے تو وہ لوگ بھی پیچھے آئے کہ آ جاؤ ہم اس لڑکی سے شادی کر دیتے ہیں لیکن وہ انکاری ہو کر بھاگ نکلے اور حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کے دربار میں پہنچ کر ان کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ حضرات یہ صرف اولیاء اللہ سے ملتا ہے یہ چیز کسی میڈیکل ڈاکٹر سے نہیں مل سکتی۔ تقویٰ نہیں مل سکتا۔ تقویٰ صرف کسی اللہ والے سے ملتا ہے۔ بڑا مشورہ ہے سودفعہ عرض کیا ہے آج پھر کرتے ہیں کہ یہ ایسی شفا ہے جو دوا سے نہیں ملتی۔ شرق پرور شریف حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے دربار پر چار سکہ آگئے عصر کے وقت آئے اور وہاں بیٹھ گئے جہاں پر لنگر تقسیم ہوتا تھا۔ میاں صاحبؒ تشریف لائے اور لنگر تقسیم کر دیا حکم فرمایا اور اپنے لاٹگری سے فرمایا کہ یہ چار سکہ سردار بیٹھے ہیں ان کو کھانا پہلے دے دو انہوں نے رات کو ڈاکہ ڈالنا ہے کہیں ان کو دیر نہ ہو جائے۔ وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے کہ

مہاراج گرو جی ہم واقعی ڈاکو ہیں اور وہ جگہ مکان دیکھ کر آئے ہیں جہاں ہم نے رات ڈاکہ ڈالنا ہے آپ نے تو ہمارے دل کی بات جان لی ہے۔ مہربانی فرمائیں ہمارے کیس (بال) کاٹ دیں ہمیں کلہ پڑھا کر مسلمان کر دیں یہ ولی کی نگاہ کا اثر ہے دعا تو بہت بعد کی بات ہے ولی کی دعا سے اس کی نگاہ سے ایمان نصیب ہوتے ہیں۔ کوئی دوائی ایسی ہے جو بے ایمانی ختم کر دے اور ایمان نصیب کر دے۔ یہ شفا کسی ڈاکٹر سے کسی ہسپتال سے نہیں ملتی۔ سرنگرام ہسپتال لے جاؤ۔ لیڈی ولنگٹن ہسپتال لے جاؤ۔ جناح ہسپتال لے جاؤ۔ انگلینڈ لے جاؤ امریکہ لے جاؤ دنیا کے کسی بڑے ماہر ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ حکیم کے پاس لے جاؤ یہ شفا نہیں مل سکتی یہ کرم صرف کسی ولی کی نگاہ میں ہے وہی ایسی شفا دے سکتا ہے وہ چاروں سکھ ماجھے کے بہت بڑے ولی ہوئے ہیں۔ ایک کنجری فاحشہ عورت آئی اور حضرت جنید بغدادیؒ کی مرید ہو گئی جب باہر نکلی تو لوگوں نے آوازے کسے کہ سوچو ہے کھا کے بلی حج کو چلی۔ تو وہی کنجری ہے تو نے اتنے گناہ کئے ہیں وہ کہاں جائیں گے۔ وہ واپس آئی اور عرض کیا کہ لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں کیا خبر ہے جب بندہ مرید ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ ہے کہ جو اولیاء اللہ کے در سے ملتا ہے دوا سے نہیں ملتا۔ نجات ملتی ہے بخشش ملتی ہے تو اولیاء سے ملتی ہے کسی ہسپتال سے نہیں ملتی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کے شہر میں ایک فاحشہ عورت آگئی اپنا دھندا شروع کیا تو جو ان طبقہ سارا اس طرف الٹ گیا۔ کسی نے آ کر عرض کیا کہ حضرت صاحب آپ کے ہوتے ہوئے آپ کے شہر میں یہ کچھ ہو رہا ہے نو جوان نسل کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے مصلیٰ لیا اور اس فاحشہ عورت کے مکان کے سامنے بچھا کر بیٹھ گئے۔ لوگ آئیں اور ان کو وہاں بیٹھے دیکھ کر شرم کے مارے واپس چلے جائیں۔ بی بی بالائی منزل میں رہتی تھی۔ اس نے اپنی خادمہ بھیجی کہ دیکھو کیا بات ہو گئی ہے کہ کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ وہ آئی اور دیکھا کہ بابا جی بیٹھے ہیں اور لوگ ان کو دیکھ کر اوپر نہیں آ رہے ہیں ان کا حیا کرتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔ اس نے جا کر مالک کو بتایا تو اس نے پیغام بھیجا کہ بابا جی ہمارا یہ کاروبار ہے آپ یہاں کیوں تشریف فرما گئے ہیں آپ کسی مسجد میں جائیں آپ اپنا کام کریں۔ ہمیں اپنا کام کرنے دیں ہماری ردزی میں کیوں خلل ہو رہا ہے۔ نوکرانی نے آپ کو پیغام دیا تو فرمایا کہ میں خود تمہارا گاہک ہوں آج رات ہم آپ کے ساتھ بسر کریں گے اور جو تمہاری فیس ہے وہ ہم دے دیتے ہیں۔ آپ اوپر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ تمہاری فیس ہے اب رات بھر کے لئے ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ جو میں کہوں گا وہی تم نے کرنا ہے وہ مان گئی۔ آپ نے اور فرمایا کہ غسل کرو۔ صاف دھلے ہوئے کپڑے پہن لو۔ وہ تیار ہو کر آئی تو آپ نے اپنا مصلیٰ بچھا دیا اور فرمایا کہ اس پر کھڑی ہو جاؤ اور نماز نیت

کرو جب وہ بی بی سجدہ گئی تو حضرت صاحب نے دعا فرمائی کہ یا اللہ یہاں تک لانا میرا کام تھا۔ وہ میں نے
 کر دیا اب دل پھیرنے والی تیری ذات ہے **تَوَقَّلْ بِالْقُلُوبِ** ہے اس کا دل پھیر دے۔ اسی لحاظ
 عورت کا دل جاری ہو گیا زار و قطار رونے لگی۔ وہ اللہ کی ولیہ بن گئی۔ جانتے ہو کہ وہ عورت کون تھی۔ وہ
 حضرت رابعہ بصریؒ ہے۔ زنا سے شفا دینے والی کوئی دوا نہیں ہے۔ زانی یا زانیہ کو اس مرض سے شفا نہ کسی
 ڈاکٹر سے مل سکتی ہے نہ کسی ہسپتال سے مل سکتی ہے۔ ہاں اس کا علاج ولی کر سکتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے گدا
 اس مرض سے شفا دیتے ہیں۔ نہ ملدی شفا وہ دواواں دے کولوں جو ملدی نبی ﷺ دے گداواں دے
 کولوں۔ عورتوں میں صرف ایک ہی قلندر یہ ہوئی ہے اور وہ رابعہ بصریؒ ہے جو حضرت بایزید بسطامیؒ کی دعا
 سے بنی۔ رابعہ بصری قلندر یہ بنی ہے۔ تو کس طرح سے بنی ہے۔ عبادت سے بنی ہے یا ریاضت سے بنی
 ہے۔ حفظ سے بنی ہے تفسیر سے بنی ہے۔ نیک اعمال سے بنی ہے۔ نہیں نہیں بلکہ نگاہ ولی سے بنی ہے۔ اسی
 سے آپ کا کام بننا ہے اسی سے میرا کام بننا ہے شفا صرف ولی کے در پر ملتی ہے اور کہیں نہیں مل سکتی۔ **يُزَوِّجُهُمْ**
 ان کو پاک کرتے ہیں یہ میرے نبی پاک ﷺ کی شان ہے وہ نگاہ کرم سے پاک کرتے ہیں۔ نفل۔
 نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ قرآن۔ قربانی۔ طواف سے پاک نہیں ہوتا۔ کسی دوا سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا
 تو منافق ضرور پاک ہو جاتا۔ اس کے پاس یہ سب کچھ ہے۔ اگر ذکر الہی سے پاک ہوتا۔ تو شیطان ضرور
 پاک ہو جاتا۔ اس نے چپے چپے پر سجدہ کیا ہے تو آخر کیا بنا۔ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى** سے بڑھ کر اور کیا
 فقرہ ہوگا۔ شیطان نے اس کا ورد کیا ہے۔ چپے چپے پر اس کو پڑھا ہے پھر بھی وہ پاک نہیں ہوا ہے۔ کسی ولی
 کا دامن آج بھی پکڑ لے تو پاک ہو جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے شیطان کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ بے حیائی
 چھوڑ دے باز آ جا۔ تو نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ بربادی کی ہے اور ہماری بھی کر رہا ہے۔ اپنے لئے جہنم
 خرید رہا ہے اور ساتھ دوسرے بندوں کو بھی جہنم میں ڈال رہا ہے۔ کیا ملے گا تمہیں۔ اس نے عرض کیا کہ
 یا رسول اللہ ﷺ مجھے معافی لے دیں میں باز آ جاتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ
 معافی چاہتا ہے فرمایا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا گستاخ ہے یہ آج بھی اس کی قبر کو سجدہ کر دے میں
 معاف کر دوں گا کونسا علاج بتایا۔ کیا نفل۔ نماز۔ طواف۔ سعی۔ قربانی۔ زکوٰۃ بتائی نہیں بلکہ تعظیم نبی علیہ
 السلام بتائی۔ شیطان نے کہا کہ میں نے اس کو زندہ کو سجدہ نہیں کیا۔ قبر کو سجدہ کس طرح کر سکتا ہوں خدا کی قسم
 اگر آج بھی وہ سجدہ کر لیتا۔ سجدہ بھی کون سا۔ سجدہ تعظیمی ہوتا نہ کہ سجدہ عبادت والا۔ وہ آج بھی سجدہ تعظمی
 لے اس کی بخشش ہو سکتی ہے۔ چور ہوں۔ زانی ہو۔ بلیک مارکنگ والا ہو۔ نوسر باز ہو۔ سمگلر ہو۔ قاتل ہو۔
 اس سے بڑا اگر کوئی گناہ ہے تو وہ بھی ہو۔ وہ داتا صاحبؒ کے دربار کی سیڑھیوں پر بوسہ دے دے اس کی

بخشش ہو جائیگی۔ حدیث پاک ہے کہ ایک بندے سے ننانوے قتل ہو گئے بہ کسی مولوی صاحب کے پاس گیا کہ کسی طرح سے میری بخشش ہو سکتی ہے کہ نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو بہت منحوس ہے۔ گنہگار ہے تیری بخشش کس طرح ہوگی۔ تجھے قتل کا حساب دینا پڑے گا۔ تیری بخشش نہیں ہو سکتی تجھے نجات نہیں مل سکتی۔ تو بہت بد بخت ہے۔ اس کو غصہ آیا تو اس نے مولوی صاحب کو بھی قتل کر دیا۔ سو پورے ہو گئے۔ پھر خیال آیا کہ بہت گنہگار ہے کسی طرح بخشش مل جائے میں توبہ کرتا ہوں وہ کسی صاحب نظر کے پاس گیا اپنا قصہ بتایا۔ اس نے کہا کہ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ کسی ولی کا دامن پکڑ لو۔ اگر تیرے ہاتھ میں کسی ولی کا دامن ہوگا تو تیرا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ کیوں فکر کرتا ہے۔ وہ اولیاء اللہ کے ڈیرے کی طرف چل پڑا۔ ابھی وہاں پہنچا نہیں کہ مر گیا۔ ابھی فاصلہ تھوڑا ہی گیا تھا۔ کہ مر گیا۔ دونوں طرح کے فرشتے آ گئے۔ عذاب والے بھی آ گئے ثواب والے بھی آ گئے۔ عذاب والے کہیں کہ سو کا قاتل ہے ایک قاتل کا گناہ اتنا گویا کہ اس نے تمام بندوں کو قتل کر دیا اس لئے یہ جہنمی ہے ہم اسے لے جائیں گے۔ ثواب والوں نے کہا کہ یہ اولیاء اللہ کے در کی طرف جا رہا تھا یہ معافی کا خواستگار تھا۔ یہ ہمارا ہے ہم اسے لے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ ان کا فیصلہ کرو۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اگر گھر کے قریب ہے تو جہنمی اور اگر اولیاء اللہ کے در کے قریب ہے تو جنتی ہے عذاب والے خوش ہو گئے۔ کیونکہ ابھی فاصلہ تھوڑا ہی طے ہوا تھا۔ دوسروں نے کہا کہ فاصلہ ناپو۔ اللہ تعالیٰ بق ازراہ کرم تھوڑے فاصلے کو کہا کہ پھیل جا اور زیادہ فاصلے کو کہا کہ سکڑ جا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو اولیاء اللہ کے در کے قریب کر دیا۔ سو کا قاتل بخشا گیا۔ کیا کسی میڈیکل کالج میں الائیڈ ہسپتال میں یہ چیز مل سکتی ہے کہ سو کے قاتل کو معاف کر دو یہ دوا اسے نہیں بلکہ نگاہ ولی سے ملتا ہے۔ جس طرح سے نبی پاک ﷺ پاک کرتے تھے ان کی عطا سے اب اولیاء اللہ پاک کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

نہ صراحی نہ مے نہ دور پیانہ
فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جاناناں

یہ دینا کی جو بزم ہے رنگین ہے اس میں کوئی اثر ہے اس میں نجات ہے اسمیں جنت ہے تو وہ نگاہ ولی سے ہے جو کہ نبی ﷺ ہے نگاہ مصطفیٰ ﷺ سے۔ منافق کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس کو کہیں کہ نماز نوافل پڑھو وہ اور بھی زیادہ بڑا منافق ہو جائیگا اس کو کہو کہ روزے رکھو وہ اور بھی زیادہ منافق بن جائے گا۔ اس سے کہو کہ جہاد کرو وہ چاہے شہید بھی ہو جائے وہ پھر بھی دوزخی ہے اسکا علاج کیا ہے۔ اس کا علاج درود شریف ہے۔ وہ درود شریف پڑھے گا تو اس کی منافقت ختم ہو جائیگی۔ منافقت ایک ایسا مرض ہے جو کفر سے بھی زیادہ

خطرناک ہے ابو جہل سے بھی زیادہ جس کو سزا ہونا ہے جس نے زیادہ عذاب والی جگہ پر جہنم میں ہونا ہے وہ منافق ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نعت خوانی سنے وہ جس دن محفل نعت میں آجائے گا اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اس نے آنا نہیں ہے۔ بے شک اس کو زور سے پکڑ کر لاؤ وہ بہانہ بنا کر ادھر نکل جائیگا ادھر نکل جائے گا۔ یہ محفل جو ہو رہی ہے اس کی یہ شرط نہیں ہے کہ اس کو ٹٹھے پر ہو رہی ہے یا یہ کہ میں عرض کر رہا ہوں۔ ایسی کوئی شرط نہیں شرط صرف یہ ہے کہ اس میں ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو رہا ہے۔ یہ شرط نہیں ہے کہ محفل مکان میں ہو رہی ہے خانہ کعبہ میں ہو رہی ہے۔ مسجد نبوی میں ہو رہی ہے۔ آپ کے گھر میں ہو رہی ہے۔ گلی میں ہو رہی ہے۔ باغ میں ہو رہی ہے۔ باغچہ میں ہو رہی ہے۔ بندے زیادہ ہیں کہ تھوڑے ہیں یہ بھی کوئی غرض نہیں۔ غرض صرف یہ ہے کہ اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ ذکر مصطفیٰ ﷺ ذکر اولیاء اللہ ہو تو اس سے نور اور خوشبو نکلتی ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ جو کسی میڈیکل ڈاکٹر یا ہسپتال سے نہیں ملتی۔ نور اور خوشبو نکلتی ہے یہ کرم ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر مصطفیٰ ﷺ کے طفیل نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نور کو دیکھتے ہیں خوشبو کو سونگھتے ہیں اس نور اور خوشبو کو دیکھ کر فرشتے آکر اس محفل میں بیٹھ جاتے ہیں اور محفل کے اختتام پر جا کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے ایک محفل دیکھی جس میں تیرا ذکر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ سب محفل کی عرض سے نہیں آئے تھے۔ کوئی اپنی غرض سے آیا تھا۔ اس میں چور بھی تھا۔ اس میں منافق بھی تھا ڈاکو بھی تھا۔ یہ بھی تھا وہ بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ذکر مصطفیٰ ﷺ کے طفیل سب کو بخش دیا ہے۔ جو ذکر مصطفیٰ ﷺ کے لئے آیا تھا اس کے قریب بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔ یہ حدیث پاک ہے۔ کیا یہ چیز کسی میڈیکل ڈاکٹر سے ملتی ہے۔ دوا سے ملتی ہے۔ نہیں ملتی جہاں سے میرے نبی پاک ﷺ کا ذکر ہوتا ہے بخشش ہو جاتی ہے اور یہ شفا اولیاء اللہ کی وساطت سے آج بھی مل رہی ہے۔ کوئی بندہ ایسا ہو جس کے گناہ اتنے ہوں جتنے سارے بندوں کے ہیں۔ کیا اس کی بخشش کا بہانہ ہے۔ اگر ایسا گنہگار بندہ کسی سیدزادے کا ہاتھ چوم لے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ کسی عالم کا چہرہ دیکھ لو بخشش ہو جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کا دیدار کفارہ گناہ ہے۔ حضرت علیؑ کی زیارت عبادت ہے۔ کسی صحیح عقیدہ کے پیچھے نماز پڑھ لو بخشش ہو جاتی ہے۔ دو گنہگار بندے ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور درود شریف پڑھیں اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیچھے کریں دونوں بخش دیئے جاتے ہیں۔ درود شریف بخشش کا بہانہ ہے یہ تمام چیزیں کسی دوا سے نہیں ملتیں یہ سب حضور نبی کریم ﷺ کا کرم ہے۔ اور ان کا یہ کرم اولیاء اللہ کی زیارت اور ان کی دعا سے وسیلہ سے جاری ہے اور قیامت تک حشر تک جاری رہیگا۔

حضرات قرآن مجید میں ہر علم ہے لیکن کسی بیماری کا علاج نہیں لکھا ہوا ہے۔ چپس ہو جائے تو کیا کریں۔ ہڈی ٹوٹ جائے کیا کریں۔ ٹی بی ہو جائے تو کیا کریں لیکن ایک بیماری ہے بے سکونی اس کا علاج وہاں لکھا ہوا ہے۔ اور وہ ذکر اللہ اور ذکر مصطفیٰ ﷺ **إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ** (الدعۃ ۲۸) سن لو اللہ کی یاد میں ہی دل کا چین ہے۔ دلوں کا سکون ذکر الہی میں ہے اور ذکر الہی قبول ہی ہوتا ہے جس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ ہو۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ خود بھی قبول بھی ہے اور اس میں ذکر اللہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ جس کی بھی جو مشکلیں ہیں بے شمار مشکلیں ہیں امتحان کی ہیں مقدمے کی ہیں بے روزگاری۔ قرضے کی ہیں ہزار ہا مشکلات ہیں پریشانیاں ہیں یا اللہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے طفیل دور فرما۔ کئی بیماریاں ہیں جسمانی بیماریاں ہیں بد عملی والی ہیں بد عقیدگی کی ہیں یا اللہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے طفیل سب کو شفاء عطا فرما۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستان عالیہ نقشبندیہ 01.09.2000

مومن اور منافق

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ لیاقت صاحب نے ناصر صاحب کی لکھی ہوئی بڑی اچھی نعت شریف پڑھی ہے۔

ہمیں اپنا وہ کہتے ہیں محبت ہو تو ایسی ہو
ہمیں نظروں میں رکھتے ہیں عنایت ہو تو ایسی ہو
وہ پتھر مارنے والوں کو دیتے ہیں دعا اکثر
کوئی لاؤ مثال ایسی شرافت ہو تو ایسی ہو
اشارہ جب وہ فرمائیں تو پتھر بول اٹھتے ہیں
نبوت ہو تو ایسی ہو رسالت ہو تو ایسی ہو
بنا دیتے ہیں منکوں کو شہنشاہ بھی سکندر بھی
زمانے میں کریمی ہو تو ایسی ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو
میرے آقا کی ولادت پر ہوئے سب کو عطا بیٹے
اسے میلاد کہتے ہیں ولادت ہو تو ایسی ہو
وہاں مجرم کو ملتی ہیں پناہیں بھی جزائیں بھی
مدینے میں جو لگتی ہے عدالت ہو تو ایسی ہو
نماز عصر کو قربان کر کے ان کی عظیم ہستی پر
علیؑ مولا نے بتلایا عبادت ہو تو ایسی ہو
حسینؑ ابن علیؑ نے کربلا میں یہ کیا ثابت
رہے جاری جو نیزے پر تلاوت ہو تو ایسی ہو
زمین و آسمان والے بھی آتے ہیں غلامانہ
حقیقت ہے یہی ناصر حکومت ہو تو ایسی ہو

جونعت بھی ہوتی ہے۔ جتنی بھی عظیم ہوتی ہے وہ شاعر کا اپنا تصور ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

شان اس سے کہیں بلند ہوتی ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ نعت لکھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کا حق ادا ہو گیا۔ نہیں نہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حق کوئی ادا کر سکتا ہی نہیں ہے۔

لَا يَمْكُنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو کوئی بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ نہ دنیا میں یہ ہوا ہے اور نہ ہی ہونا ہے۔ حالانکہ ناصر صاحب کی یہ نعت بڑی بلند ہے بڑی اعلیٰ ہے کیا بات ہے بہت اچھا تخیل پیش کیا ہے۔ لیکن ذرا غور فرمائیں کہ وہ کہتے ہیں۔

اشارہ جب وہ فرمائیں تو پتھر بول اٹھتے ہیں

نبوت ہو تو ایسی ہو رسالت ہو تو ایسی ہو

لیکن حضرات میری نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اشارہ سے نہیں چلتی اشارہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی بغیر اشارہ کئے ہوئے ہی رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہو جاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرمائیں کہ اے پتھر تو بول تو وہ بولنے لگے گا اور فرمائیں کہ اے پتھر تو پانی پر چل کر آ جا تو وہ آ جائے گا۔ اے درخت تو چل کر آ اور میری نبوت کی گواہی دے تو وہ بھی چل کر آ جائے گا۔ ایسا ہوا بھی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایسی ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے ہی جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گلی سے گزرتے جنگل سے گزرتے تو دیواریں۔ پتھر اور درخت سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے۔ نبوت ہو تو ایسی ہو۔ اب مقابلہ کرو اعلان نبوت سے پہلے نبوت کا اظہار اعلیٰ ہے یا ہے یا بعد کا اظہار بہتر ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر نہ بھی اعلان فرمائیں کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں تو اس کا اظہار بغیر زبان کے بغیر ارادے کے بغیر اشارے کے اور بغیر حکم کے ہوتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ

بنا دیتے ہیں مکتوب کو شہنشاہ بھی سکندر بھی

زمانے میں کریمی ہو تو ایسی ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو

جب کوئی مکتب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر آ جاتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت فرمائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا نوازتے ہیں کہ مکتبے کے بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سائل کو ضرور دیا ہے۔ کسی کو بھی خالی نہیں لوٹا یا ہے۔ ہڈی جوڑ دی ہے۔ زندگی عطا فرمادی ہے۔ مردے زندہ کر دئے ہیں۔ حافظے عطا فرما دئے ہیں۔ جنت عطا کر دی ہے۔ زبان کی لکنت

درست فرمادی ہے۔ آنکھیں عطا فرمادی ہیں۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ وہ بغیر مانگے ہوئے ہی اتنا عطا کر دیتے ہیں جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا۔ کیا آپ نے یہ عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں محفل میں بلائیں۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکارِ بلا تے ہیں آپ کو بھی اور مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے۔ ہزار ہا لوگوں کو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بن مانگے وہ عطا فرمایا ہے۔ جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آ سکتا۔ حضرت عمرؓ سے متعلق کئی بار عرض کیا ہے اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ ہم نعوذ باللہ حضرت عمرؓ کی شان کو گھٹاتے ہیں نہیں بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا اظہار ہو۔ حضرت عمرؓ کچھ مانگتے نہیں آ رہے ہیں کچھ طلب کرنے نہیں آ رہے ہیں بلکہ وہ توقل کرنے آ رہے ہیں وہ آ رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کر دینا ہے ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا دیکھیں کہ وہ ان کو فاروق اعظم بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ ایسا فاروق اعظم بنا دیا کہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔ اتنا بڑا بلند مرتبہ عطا فرمادیا۔ اور پھر آگے چل کر فرمایا

وہاں مجرم کو ملتی ہیں پنہاں بھی جزائیں بھی
مدینے میں جو لگتی ہے عدالت ہو تو ایسی ہو

میری عرض یہ ہے کہ عدالت نہ مانگو۔ عدل پر ہم پورے نہیں اتر سکتے۔

عدل کریں تے تھر تھر کنہن وڈیاں شانناں والے
فضل کریں تے بخشے جاوےں جیبے منہ کالے

اگر بخشش لینا چاہتے ہو تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فضل مانگو۔ عدل نہ مانگو شفاعت مانگو۔ اگر میں شاعر ہوتا تو یوں کہتا کہ۔

وہاں مجرم کو ملتی ہیں پنہاں بھی جزائیں بھی
مدینے میں جو ملتی ہے شفاعت ہو تو ایسی ہو

عدالت کا بھارا ہم اٹھای نہیں سکتے۔ پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی تھے۔ بڑا بزرگ ساری دنیا سے ہٹ کر کٹ کر پتھر میں جا کر سرنگ بنائی سوراخ بنایا اس میں رہنے لگا۔ پتھر کا ہی مصلیٰ بنا لیا۔ وہاں وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے کسی اپنے نیک بندے کی زیارت کرائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میرا نیک بندہ ہے فلاں غار میں موجود ہے آپ اس سے مل لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے ملاقات ہوئی۔ پوچھا کہ کب سے

یہاں ہیں عرض کیا پانچ سو سال سے یہاں ہوں۔ کیا کام ہے۔ عرض کیا صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی میں مصروف ہوں اور کوئی کام کرتے ہیں۔ جی نہیں اور کوئی کام نہیں وہ آدمی فوت ہو گیا۔ قبر میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ یہ بہت عابد زاہد ہے میرے فضل سے اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کی کھول دو۔ اس آدمی نے کہا کہ فرشتے مجھے فضل کی کیا ضرورت ہے میں نے نیکیاں کی ہیں میں نے عبادت کی ہے میرے ساتھ عدل کرو جو میں نے کمائی کی ہے اس کا معاوضہ دو۔ میرے پاس اعمال ہیں۔ میزان پر ان کو تول کر دیکھ لو۔ اگر میرا حق جنت کا بنتا ہے تو مجھے جنت دے دو۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ اپنے اعمال کا میزان چاہتا ہے۔ فرمایا کہ اس کا میزان لگا دو۔ میزان لگ گیا نیکیاں لاؤ تو پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے نیکیوں سے بھرے ہوئے رجسٹر آگئے اب گناہ لاؤ بدیاں لاؤ۔ تو کوئی گناہ نہیں مل رہا ہے کوئی بدی نہیں مل رہی ہے کہنے لگا کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ میرے پاس نیکیاں ہیں مجھے فضل سے پاس نہ کرو میرے اعمال ہیں ان کی بنا پر عدل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بہت خوب تمہارے اعمال نیک ہیں گناہ بالکل نہیں ہیں لیکن میں نے جو تمہیں صحت مند جسم دیا تھا تم نے اس کا شکر ادا نہیں کیا۔ چلو پورے جسم کو تو چھوڑو میں نے اسے جو دوا آنکھیں دی تھیں اس میں سے بھی ایک آنکھ کا جو اس نے شکر ادا کرنا تھا وہ نہیں کیا۔ اس کا جو عذاب ہے وہ اس کے پڑے میں رکھ دو۔ جب وہ رکھا گیا تو یہ پڑا بھاری ہو گیا۔ نیکیوں والا پڑا ہلکا ہو گیا۔ اور اس کو جہنم کا حکم ہو گیا۔ اب وہ چیخنے لگا کہ یا اللہ مہربانی فرما مجھے عدل نہیں چاہئے اپنے فضل سے میری بخشش فرما جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث شریف بیان فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو اپنے اعمال سے جنت میں تشریف لے جائیں گے فرمایا کہ نہیں کوئی بھی نہیں جائے گا۔ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ اس لئے میری عرض ہے کہ کبھی عدل کے قریب تک نہ جاؤ کبھی عدل کا تقاضا نہ کرو کبھی اپنی نیکیوں پر بھروسہ نہ کرو کبھی اپنی بے گناہی پر نہ اتراؤ۔ کسی کے پلے خواہ جتنی مرضی نیکیاں ہوں پھر بھی اتنی خامیاں ہوتی ہیں۔ کہ ان کا جو عذاب ہونا ہوتا ہے وہ تمام نیکیوں کو بر باد کر کے رکھ دیتا ہے اس لئے ہمیشہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مانگو۔ عدالت نہ مانگو۔ حاجی صاحب پڑھا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی لکھی ہوئی نعت ہے۔ اس میں شعر ہے کہ

شفاعت کے صدقے میں جنت ملی ہے
عمل تھے جہنم میں جانے کے قابل

یہ کون سے اعمال ہیں جو جہنم میں لے جانے والے ہوتے ہیں کیا جھوٹ بولنا ہوتا ہے۔ چوری کرنا ہے قتل کرنا ہے۔ ملاوٹ کرنا ہے بلیک مارکنگ ہے سستی کرنا ہے لاپرواہی کرنا ہے۔ کم تولنا ہے۔ غیبت کرنا ہے

قتل کرنا ہے کیا یہ اعمال ہیں جو جہنم میں لے جانے والے ہوتے ہیں وہ فہرست بنا رہا ہوں جو آدمی جہنم میں لے جانے والے ہو سکتے ہیں آخر وہ کون سے گناہ ہیں جو آدمی کو جہنم میں لے جانے والے ہوتے ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ تمام گناہ بھی اور تمام نیکیاں بھی اس قابل ہیں کہ وہ آدمی کو جہنم میں لے جائیں۔ جنت کسی عمل سے نہیں کسی نیکی سے نہیں بلکہ صرف شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنی ہے اور اللہ کے فضل سے ملنی ہے۔ خبردار کہ آپ یہ سمجھیں کہ آپ بڑے نعت خواں ہیں آپ بڑے نعت گو ہیں میں بڑا مقرر ہوں میں بڑا مفسر ہوں میں بڑا معلم ہوں میں بڑا علامہ ہوں۔ میں نمازی ہوں۔ میں حاجی ہوں میں قربانیاں کرنے والا ہوں۔ میں زکوٰۃ دینے والا ہوں میں بڑا سخی ہوں۔ جس طرح وہ بندہ کہ پانچ سو سال کی عبادت کے باوجود اللہ کے فضل سے ہی بخشا گیا ہے کوئی نیکی والا عمل بھی جنت کے قابل نہیں ہے۔ جنت کا حقدار صرف ایک چیز بناتی ہے۔ اور وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت ہے۔ ہم تو گنہگار ہیں۔ لیکن انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہیں ان کے پلے میں تو کوئی گناہ کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کسی نبی علیہ السلام سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا اور قیامت کے روز وہ بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں اس کے بغیر ہم جنت میں نہیں جا سکیں گے۔ اب یہ مکان سلیم صاحب کا ہے ان کی اجازت سے اندر آنا ہے آپ کہیں کہ میں نے بہت غسل کیا ہے۔ میں نے خوشبو لگائی ہے۔ میں ضرور اندر جاؤں گا۔ لیکن سلیم صاحب کہیں کہ میں اجازت نہیں دیتا تو پھر آپ کچھ بھی ہوں کس طرح سے اندر جا سکیں گے۔ اگر زبردستی جائیں گے تو قانون موجود ہے کہ جس کے تحت آپ گرفتار ہو کر جیل میں بند کئے جاسکتے ہیں۔ سلیم صاحب کی مرضی ہو تو آپ اندر آ سکیں گے کرسی پر بھی بیٹھ سکیں گے۔ یہ تو سلیم صاحب کا گھر ہے لیکن جنت تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے۔ وہاں ان کی مرضی کے بغیر داخلہ کس طرح سے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ کہیں کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں کہ لے جاؤ اپنی نیکیوں کو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی کوئی صفت اور کوئی عظمت آپ کو اس گھر میں داخل کرنے کے قابل نہیں ہے سوائے سلیم صاحب کی مرضی کے اسی طرح سے کوئی نیکی تمہیں جنت میں نہیں لے جاسکتی سوائے شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال عرض کی ہے اللہ تعالیٰ اس سے سبق لینے اور اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اَلْحَضْرَت کے اس شعر نے مجھے شیر بنادیا ہے فرماتے ہیں کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

وہ آدمی جو کہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس اعمال ہیں فرمایا کہ اگر کسی جہنمی کو دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح کے اعلیٰ اور ارفع اعمال کرنے والا کون ہے۔ کون ہے جو ان ہے جیسے اعمال کر سکے۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے۔ کوئی اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلا سکتا ہے۔ ملک چھوڑ دیا۔ گھر بار چھوڑ دیا۔ بیوی بچوں کو تنہا جنگل میں چھوڑ دیا۔ بتوں کو توڑ دیا۔ حکومت کی مخالفت مول لے لی۔ لیکن جنت میں جانے کے قابل یہ اعمال بھی نہیں ہیں۔ جنت میں جانے کے لئے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا ہے۔ آپ ایک فہرست بنائیں ایک MATRIX بنائیں موازنہ کرنے کے لئے ایک پیانہ بنائیں۔ ایک طرف مومن لکھیں اور دوسری طرف منافق۔ پہلا نمبر لکھو عمل۔ (۱) کلمہ دونوں میں ہے دونوں کلمہ شریف۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھتے ہیں۔ (۲) نماز دونوں میں ہے۔ (۳) حج دونوں کرتے ہیں۔ (۴) زکوٰۃ دونوں دیتے ہیں۔ (۵) روزے دونوں رکھتے ہیں۔ (۶) قربانی دونوں کرتے ہیں۔ (۷) طواف دونوں کرتے ہیں۔ (۸) جہاد بھی کرتا ہے وہ بھی کرتا ہے۔ (۹) شہید یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے اب جہاں جا کر ان دونوں میں فرق آتا ہے۔ جہاں ان دونوں کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں جہاں دونوں کے اعمال برابر نہیں رہتے وہ یہ ہیں کہ (۱) مومن نعت پڑھتا ہے منافق نعت نہیں پڑھتا وہ کہتا ہے کہ نعت نہ پڑھو اللہ اللہ کرو۔ سبحان اللہ کہو۔ یاجی یا قیوم کہو یاجی یا قیوم لکھ لکھ کر دیواریں کالی کی ہوئی ہیں اور ساتھ دل میں بھی کالے ہو گئے ہیں۔ منافق نہ کبھی نعت پڑھتا ہے نہ اسے اس کی توفیق ہوتی ہے نہ ہی وہ نعت سن سکتا ہے۔ یہیں سے ہی کاٹنا بدل جاتا ہے۔ جس طرح ریل گاڑی کا راستہ تبدیل کرنے کے لئے کاٹنا تبدیل کرتے ہیں ایک نہایت باریک سا پوائنٹ۔ نقطہ ہی ہوتا ہے ایک طرف کو ہو گیا تو لاہور کی طرف چلے گئے اگر دوسری طرف ہو گیا تو وزیر آباد کو چلے گئے صرف ایک باریک سی قلم کا کمال ہے کہ وہ گاڑی کا راستہ تبدیل کر کے رکھ دیتی ہے۔ منافق کا کاٹنا یہیں سے بدلتا ہے۔ یہ نعت کے قریب نہیں جاتا۔ مومن نعت کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے عظیم ہیں بڑی عظمت والے ہیں۔ طہ کی جبین والے ہیں۔ کوثر کے مالک ہیں۔ یزکیہم کی صفت والے ہیں۔ مبشر ہیں سراج منیر ہیں۔ والیل کی زلفوں والے ہیں والضحیٰ کے چہرے والے ہیں مازاغ البصر کی آنکھ والے ہیں۔ یہ مومن کہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے۔ لیکن منافق کیا کہتا ہے۔ کہ بس سب کچھ اللہ ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ ڈی سی کے پاس تو پیش پیش کرتا ہے۔ ایس پی کے سامنے جھولی پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے۔ عدالت میں اپنے کیس کے لئے وکیل صاحب کی معاونت حاصل کرتا ہے کہ ان کے پاس عظمت

ہے۔ حج کی عظمت کو مانتا ہے۔ صدر محترم کا نام بڑی عزت سے لیتا ہے۔ پٹواری آجائے تو STAND UP ہو جاتا ہے۔ سپاہی آجائے تو حواس باختہ ہو جاتا ہے ان کی عظمت کو ان کی پاور کو ان کے اختیار کو تو مانتا نہیں ہے۔ (۳) شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ منافق اس کا انکاری ہے شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا۔ اعمال پر بھروسہ کرتا ہے حضرت مفتی محمد امین صاحب کا جن کا میں روحانی طور سے شاگرد ہوں وہ فرماتے ہیں کہ جو کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے وہ منافق ہے اور جو کہے کہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت ملتی ہے وہ مومن ہے کتنا بہترین انہوں نے معیار JUDGEMENT اور CRITERIA کا طریقہ۔ معیار اتنا آسان معیار کہ جس کو ہر کوئی سمجھ سکے۔ جو کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے اس کی پیشانی پر منافق لکھ دو اور جو کہے کہ شفاعت سے جنت ملتی ہے۔ اس کی پیشانی پر مومن لکھ دو۔ باقی عمارت ایک جیسی ہے۔ کچھ فرق نہیں ہے لیکن ایک پر لکھا ہے مومن اور دوسری پر لکھا ہے منافق کیوں کہ اس کے دل میں شفاعت موجزن ہے اور دوسرے کے دل میں عمل ہے۔ (۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ یہ مومن کا عقیدہ ہے لیکن منافق کہتا ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ یہ شرک ہے بدعت ہے یہ تم کیا کر رہے ہو۔ غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کے علاوہ اور کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ وہی عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ (الحشر ۶۲) صرف اللہ ہی غیب جانتا ہے۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ عَلِمَ مَا لَمْ تُغْنِ تَعْلَمُ (النساء ۱۱۳) ”اور سکھادیا آپ کو جو کچھ نہیں جانتے تھے“ منافق اس کے قریب نہیں جائے گا اس کی تلاوت نہیں کرے گا۔ نماز میں بھی اس کو نہیں پڑھے گا۔ کسی قرات میں یہ نہیں پڑھے گا جب بھی پڑھے گا تو عَبَسَ وَ تَوَلَّى (عبس ۱) ”تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا“ یہی پڑے گا۔ یہ منافق کی نشانی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک امام مسجد تھے وہ ہمیشہ عَبَسَ وَ تَوَلَّى ہی پڑھتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ تو منافق ہے اسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ آیا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں قرآن میں صرف یہی ایک آیت آتی ہے۔ تجھے اور کچھ نہیں آتا اور آپ نے اس کی گردن اڑ دی۔ منافق اور مرتد کو قتل کیا جاتا ہے یہ حضرت عمرؓ کی عدالت کا فیصلہ ہے کیونکہ انہوں نے فیصلہ کرنے کی قوت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فاروق اعظمؓ بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو حق و باطل میں تمیز کرنے والا بنایا ہے۔ جو بغض والی بظاہر والی بظاہر شان گھٹانے والی آیت پڑھے گا وہ منافق ہے اور جو عظمت والی آیت وَالضُّحٰی وَاللَّیْلَ اِذَا سَجٰی (الضحیٰ ۲-۱) ”چاشت کی قسم اور رات جب پر وہ ڈالے“ پڑھے وہ مومن ہے جو پڑھے اِنَّا اَعْطٰیْكَ الْکُوْثَرَ (الکوثر ۱) اور محبوب ہم نے بے شک تمہیں

بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، وہ مومن ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“ یہ کیوں نہیں پڑھتے۔ یہ آیت مبارک تمہیں نظر کیوں نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ لیکن منافق کو فکر لگ گئی کہ ہائے ہمارے اعمال کیا ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہے تو تمہارے پیٹ میں کیوں درد ہوتا ہے۔ تنگی دے اور پنڈرن کا پیٹ پھٹے۔ تنگی ہے اور اس کا ایک خزانہ ہے وہ تقسیم کرنے والے کو کہتا ہے کہ آپ اس کو دیں لیکن تقسیم کرنے والا کہتا ہے کہ نہیں نہیں یہ تو مستحق نہیں ہے اس کو کیوں دیتے ہو وہ خواہ مخواہ ٹانگ اڑا رہا ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج میں دونوں برابر ہیں شہادت میں برابر ہیں۔ جہاد میں برابر ہیں نمازی دونوں ہیں لیکن علم غیب ماننے والا صرف مومن ہے شفاعت ماننے والا صرف مومن ہے حاضر ناظر اور حیات ماننے والا صرف مومن ہے منافق ان عظمتوں کو نہیں مانتا۔ نعت پڑھنے والا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والا صرف مومن ہے جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے اسی کا نام لیتا ہے مجازی عشق ہی لے لیں رانجھا صرف ہیر کی بات کرے گا مجنون صرف لیلیٰ کی بات کرے گا۔ مومن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرنے والا ان کی یاد ماننے والا ان کا ذکر کرنے والا ان کو ہمیشہ یاد رکھنے والا نعت پڑھنے والا درود شریف پڑھنے والا صرف مومن ہی ہو سکتا ہے۔ (۵) مومن کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار کل ہیں سب کچھ دے سکتے ہیں منافق کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار ہیں کچھ نہیں دے سکتے اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

الحضرت بریلویؒ نے نقشہ کھینچا ہے۔ کہ جو منافق ہے جہنمی ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ ذکر کرنے والوں کو بھی روکے گا کہ صرف اللہ کا ذکر ہی کرو۔ اور دوسری بات کہ فضل کاٹے کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے نہ ان کے پاس کچھ ہے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جنت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی عطا کرتے ہیں بلکہ جنت کا مالک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو بنا دیا ہے۔ منافق تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی جنت کے مالک تسلیم نہیں کرتا ہے۔ اور تیسری بات کہ نقص کا جو یاں رہے یعنی ہر لمحہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس میں نقص ہی ڈھونڈتا رہے یہ کمی ہے وہ خامی ہے۔ لیکن مومن ہر عظمت مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس

عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بہت اچھی نعت ہے۔ بڑی اچھی بات ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے کہ

ہمیں اپنا وہ کہتے ہیں محبت ہو تو ایسی ہو

ہمیں نظروں میں رکھتے ہیں عنایت ہو تو ایسی ہو

بہت اچھا شعر ہے۔ ایک یہودی لڑکا تھا۔ امیر باپ کا بیٹا تھا۔ ایک خاص الماری میں وہ یہودی سونا چاندی موتی جواہرات رکھتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو وہ دکھلائے اور کہا کہ یہ سب تیرے لئے ہیں لیکن یہ ایک چھوٹی سی ڈبی ہے۔ اس کو تالا لگا ہوا ہے اس کو آپ نے نہیں کھولنا ہے۔ جب میں کہوں تو پھر کھولنا ہے۔ اس نوجوان کو بڑا تجسس ہوا کہ باقی سب کچھ دکھا دیا ہے۔ ویسے ہی رکھا ہوا ہے لیکن اس چھوٹی سی ڈبی کو خاص طور پر تالا لگا رکھا ہے اور اس کو کھولنے سے بھی منع کیا ہے۔ آخر اس میں کیا بند کیا ہوا ہے اس نوجوان کو موقع ملا تو والد کی غیر حاضری میں اس ڈبی کو کھول لیا۔ تو اس میں سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکلا جس پر کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لکھا ہوا ہے۔ اور اس کے بعد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک لکھی ہے کہ کوثر کے مالک ہیں۔ خلق عظیم والے ہیں۔ شفیع ہیں علم غیب رکھتے ہیں اس نوجوان نے جب شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی تو دل سے کلمہ شریف پڑھ لیا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اپنے مذہب سے تو یہ تائب ہو گیا۔ یہودیت سے پھر گیا۔ مسلمان ہو گیا اس کے والد صاحب آئے تو دیکھا کہ ڈبی کھلی پڑی ہے تو پوچھا کہ بیٹا تو نے یہ سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ کہنے لگا کہ ہاں جی لیکن اس میں چھپانے والی کون سی بات ہے ایسی صفات کی مالک ہستی ضرور نبی ہو سکتی ہے میں نے تو کلمہ بھی پڑھ لیا ہے۔ والد نے سنا تو ناراض ہو گیا اور بیٹے کو مارنے لگا کہ اسلام کو چھوڑ دو اور پھر یہودی ہو جاؤ۔ بیٹے نے کہا کہ اب یہ ممکن نہیں ہے میں واپس اپنے مذہب میں نہیں آؤں گا۔ چاہے آپ مجھے قتل ہی کر دیں۔ اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ اس کو زمینوں پر لے جاؤ سارا دن اس سے کام لو اور رات کو زنجیروں میں جکڑ کر رکھنا۔ جب تک یہ مذہب اسلام کو نہ چھوڑے یہودی نہ بن جائے اس کے ساتھ کوئی نرمی نہ کی جائے وہ لے گئے سارا دن اس سے مشقت لیں ماریں پیٹیں اور رات کو باندھ کر رکھ دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ یا اللہ میری مصیبت ٹال دے اور جس نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں کلمہ پڑھتا ہوں اس کی زیارت کر اے اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اس کی ہتھ کڑیاں از خود کھل گئیں اور رات ہی رات میں اسی (۸۰) میل کا سفر طے کر کے وہ مدینہ شریف پہنچ گیا۔ اس عرصہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے۔ ایک آدمی سے پوچھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں اس نے پتہ بتلایا۔ پوچھا کہ تو نے ان کو دیکھا ہے کہا کہ ہاں میں نے زیارت کی ہے اس نوجوان نے اس زیارت کرنے والے کی قدم بوسی کی

دست بوسی کی پیشانی چوم لی کہ تو نے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہوئی ہے وہ نوجوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے سامنے کلمہ شریف پڑھا زیارت بھی کی ادب بھی کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نوجوان آپ کا بہت عاشق ہے اور یہ بہت صابر ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر جیسا صبر عطا فرمایا ہے اور اس استقامت کے ساتھ یہ ڈٹا رہا ہے۔ فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تمہیں پتہ ہونا چاہئے۔ کہ یہ جتنا میرا عاشق ہے اس سے کئی گنا زیادہ میں اس کا عاشق ہوں اگر میرا عشق نہ ہوتا مجھے اس سے محبت نہ ہوتی تو یہ کلمہ بھی نہ پڑھ سکتا۔ آپ یہ واقعہ سن کر اتنے جھوم رہے ہیں صرف اس لئے کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ سے محبت کرتے ہیں اگر ان کی عنایت نہ ہو تو آپ یہاں آ ہی نہیں سکتے۔ نعت سن ہی نہیں سکتے منافق کو آپ یہاں لا بھی نہیں سکتے بٹھا بھی نہیں سکتے کہ ان کے دل میں نہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چاہت ہے نہ عشق ہے نہ محبت ہے سب سے بڑا کرم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے کلمہ پڑھا دیتے ہیں دنیا میں سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے اور وہ کلمہ کے صدقے ہمیں مل گیا ہے۔ اور کلمہ بھی ہمیں ان کی وجہ سے ہی نصیب ہوا ہے قیامت کے روز سب سے غریب بندہ ہوگا جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہوگی۔ سب سے غریب۔ مسکین۔ بے کس بندہ وہ ہوگا لاچار بندہ وہ ہوگا اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد سلیم صاحب سمن آباد 19.07.2000

برصغیر میں اسلام کی ابتداء اور ارتقاء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! حجاج بن یوسف والی عراق اپنی خواب گاہ میں آرام فرما رہے تھے کہ خواب میں ایک عورت
کو فریاد کرتے ہوئے سنا جو کہہ رہی ہے۔ اے حاکم عراق تو بے خبر پڑا ہے غافل سو رہا ہے اور تیری بہنوں
اور بچوں کو کافروں نے لوٹ لیا ہے اور قید کر لیا ہے۔ تیری غیرت نے تجھے اٹھنے پر کیوں مجبور نہیں کیا ہے۔
اٹھو اے حاکم عراق اپنی مظلوم بہنوں کو ظالموں کے شکنجے سے آزاد کرو۔ حجاج بن یوسف خواب سے بیدار
ہوا سخت پریشان تھا کہ الٰہی یہ کیسا خواب ہے۔ اسی روز ہی اسے اطلاع مل گئی کہ سری لنکا سے بصرہ آنے
والے عربی تاجروں کے جہاز کو راجہ داہر والی سندھ کے بحری قزاقوں نے لوٹ لیا ہے مردوں کو قتل کر دیا ہے
عورتوں بچوں کو قید کر لیا ہے۔ حجاج بن یوسف کو اپنی خواب کی تعبیر مل گئی۔ اس نے محمد بن قاسم کو ان مظلوم
عورتوں اور بچوں کی رہائی کیلئے اور قزاقوں لیٹروں کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ محمد بن قاسم نے دبیل سے لیکر
ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ چھوٹی بڑی ریاستوں کے راجاؤں مہاراجاؤں کو شکست دی۔ راجہ داہر مارا گیا۔
عورتوں اور بچوں کو آزاد کر لیا۔ اور اسلامی حکومت کی بنیاد ڈال دی اس طرح سے برصغیر میں اسلام کی ابتدا
ہوئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ شورشیں پھر غالب آئیں اسلامی اقدار ماند پڑ گئیں تو شہاب الدین غوری
نے اسلام کی احیاء کے لئے برصغیر پر حملے کئے لیکن شروعات میں ناکامی ہوتی رہی۔ یہاں پاکستان میں
سوہاؤہ کے قریب شہاب الدین غوری کا مزار ہے۔ وہاں میں گیا تھا۔ مجھے وہاں کتبہ سے کتابچہ سے جو چیز ملی
وہ میں عرض کرتا ہوں۔ شہاب الدین غوری نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جو فرما رہے ہیں کہ تم آ کر
ہندوستان پر حملہ کرو یہاں لادینیت بہت پھیل رہی ہے ہندو مذہب پھل پھول رہا ہے اس کا مقابلہ کرنے
کے لئے اور اسلام نہ آئے۔ شہاب الدین غوری کو بڑی کوشش کے باوجود فوج میسر ہو سکی اس کی تعداد کل
میں ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ اور جوان کے مقابلہ میں فوج تھی اس کی تعداد ڈیڑھ دو لاکھ تھی۔ ہندوستان کے
سارے راجے مہاراجے اکٹھے ہو گئے۔ مقابلہ ہوا تو شہاب الدین غوری نے اتنی تھوڑی فوج کے ساتھ ان کو
شکست دی۔ جنگ کے بعد غوری کو اجیر شریف جانے کا موقع ملا۔ آپ وہاں پیر صاحب سے ملاقات کیلئے
گئے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجیرؒ حیات تھے جب ان سے ملاقات ہوئی تو شہاب الدین غوری

دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ وہی بزرگ تھے جنہوں نے خواب میں مجھے ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ تو حضرات مجھے جو چیز وہاں سے حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حکم سے حمل ہوا۔ اور ان کے کرم سے فتح ہوئی۔ اگر یہ فتح نہ ہوتی تو آج ہم مسلمان بھی نہ ہوتے۔ بلکہ رام رام کہنے والے ہوتے۔ ہندو ہوتے۔ ہمیں ایمان جو نصیب ہوا وہ اولیاء اللہ کے کرم سے ہوا۔ یہ بات حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی بدر کے مقام پر۔ فرمایا کہ یا اللہ اگر یہ 313 صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ اگر بدر فتح نہ ہوتا تو اسلام مٹ جاتا اگر غوری کو پانی پت میں فتح نہ ہوتی تو ہندوستان میں اسلام نہ آتا۔ یہ وہی سلسلہ ہے جو بدر سے چلا ہے صحابہ کرامؓ کے کرم سے چلا ہے۔ وہی اب اولیاء اللہ کے کرم سے چل رہا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید سے متعلق ارشاد ہے کہ **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** (الحجر ۹) بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید کے محافظ ہم خود ہیں یہ کبھی نہیں مٹے گا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید دنیا میں رہے گا ضرور رکھتا ہے کہ اللہ اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا میں پھیلے گا وہ اولیاء اللہ کے کرم سے ہوا۔ یہ کرم پھیلے گا جس طرح سے مرشد کے مے خانے میں چمک رہا ہے اس طرح سے پوری کائنات میں یہی چمک ہے۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

سلطان محمود غزنویؒ نے ہندوستان پر سولہ حملے کئے۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر شکست نہیں ہوئی تو اسے اپنے مقصد میں کامیابی بھی نہیں ہوئی۔ سومنات کا مندر ہندوؤں کا گڑھ تھا۔ جب تک وہ فتح نہ ہوتا ہندوستان میں ہندوؤں کا زور نہ ٹوٹتا۔ محمود غزنویؒ حضرت ابو الحسن خرقانیؒ کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ نقشبندی سلسلہ کے بہت بڑے پیر صاحب ہیں۔ محمود غزنویؒ نے وہاں حاضری دی۔ بات لمبی ہے مگر جو ہمارے مطلب کی ہے وہ یہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرے پیر حضرت بایزید بسطامیؒ کو دیکھ لیتا تھا وہ جنتی بن جاتا تھا۔ سلطان محمود غزنویؒ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب یہ بڑی عجیب بات ہے کہ آپ کے پیر صاحب کو لوگ دیکھ کر جنتی بن جاتے ہیں لیکن ابو جہل نے تو حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے وہ جہنمی کیوں رہ گیا ہے وہ جنتی کیوں نہیں بنا۔ ابو جہل نے حضور نبی کریم ﷺ کو ہجرت سے پہلے پہل کوئی تڑپیں سال دیکھا ہے وہ جہنمی کیوں رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا سنو محمود غزنویؒ صاحب ابو جہل نے محمد بن عبد اللہ کو دیکھا ہے۔ **مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** کو نہیں دیکھا۔ بھتے کو دیکھنا اپنے بھائی کے بیٹے کو دیکھنا یہ اور بات ہے لیکن سردار

الانبياء ﷺ سمجھ کر دیکھنا یہ اور بات ہے۔ اگر وہ ایک بار بھی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ سمجھ کر دیکھ لیتا آج جنتی ہوتا۔ بہر حال محمود غزنویؒ نے عرض کیا کہ میں نے سولہ دفعہ حملہ کیا ہے لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی آپ دعا فرمائیں کہ مجھے کامیابی ہو جائے۔ حضرت ابوالحسن خرقاٹیؒ نے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آجائے تو اس کا وسیلہ پکڑنا۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** (المائدہ ۳۵) کہ رب کی طرف وسیلہ پکڑو۔ انہوں نے وسیلہ اپنی قمیض عطا فرمادی۔ جاؤ یہ لے جاؤ۔ جس طرح سے فی زمانہ کہا جائے کہ یہ ایٹم بم لے جاؤ۔ میزائل لے جاؤ انہوں نے اپنی قمیض مبارک دے دی۔ ادھر ہندوستان میں پتہ چل گیا کہ وہ مسلمان پھر آ رہا ہے انہوں نے پوری تیاری کر لی پورا پراپیگنڈ پورے ہندوستان کے راجے مہاراجے اپنی فوجوں کو لیکر اکٹھے ہو گئے۔ کہ یہ بار بار تنگ کر رہا ہے حملے کر رہا ہے تو اس دفعہ یہ فتح کر جانے نہ پائے۔ ادھر یہ افواج اور اسلحہ اور ادھر وہ قمیض کے سایہ میں آ رہا ہے اور تھوڑی سی فوج ساتھ ہے کہ جس طرح سے شہاب الدین غوریؒ کی بھی فوج تھوڑی تھی۔ کیونکہ افغانستان میں سے زیادہ فوج بن سکتی ہی نہیں ہے۔ سو منات تک پہنچ گیا۔ جنگ شروع ہو گئی اور محمود غزنویؒ اور اس کی فوج گھیرے میں آ گئی۔ اس نے قمیض نکالی اور دعا کی کہ یا اللہ اس قمیض کے صدقے سے اس کے وسیلہ سے مجھے فتح عطا فرمادے۔ ہر ہندوستان سپاہی کو دوسرا ہندو سپاہی مسلمان نظر آنے لگا وہ اس کو مارے وہ اس کو مارے اپنی طرف سے تو وہ مسلمانوں کو مار رہے تھے لیکن دراصل وہ اپنے ہی ساتھیوں کو مار رہے تھے۔ لاکھوں کی فوج میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ چند لحوں میں فتح ہو گئی رات خواب میں حضرت ابوالحسن خرقاٹیؒ ملے تو بہت غصہ میں تھے کہ محمود نے میری قمیض کی قدر نہیں کی۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے تو بڑی خوشبو لگائی بکس میں بند کر کے رکھی ہے بڑی عزت کی ہے فرمایا کہ یہ عزت نہیں ہے تو نے اس کے وسیلہ سے مانگا کچھ نہیں ہے تو نے صرف ایک فتح مانگی ہے۔ اگر تو اس کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتا کہ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے تو ساری دنیا میں ہی اسلام پھیل جاتا۔ یا ایک وئی کامل کی قمیض ہے۔ اب دو بزرگوں کی وجہ سے آج ہم پڑھ رہے ہیں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ** اولیاء اللہ کی بات کر رہے ہیں ورنہ یہاں کوئی اور ہی رنگ ہوتا۔ یہ ساری فتوحات ہو گئیں۔ سارا اسلام پھیل گیا تو کبر کا زمانہ آ گیا وہ بہت آ زامش آدمی تھا۔ کوئی پرہیز نہیں کرتا تھا۔ ہندو پارسی جو بھی سامنے آجائے اس سے شادی کر لیتا تھا۔ اس کے دربار میں غیر مسلم کا اتنا اثر ہو گیا اور اس کو ایسی الٹی چالیں پڑھائی گئیں۔ غلط راستے پر ڈالا گیا اور اس سے کہا گیا کہ یہ آذان میں جو اللہ اکبر کا نام ہے اور آپ کی طرف ہی اشارہ ہے تو یہی بڑا ہے۔ تو دربار سجا اور لوگوں کو حکم دے کہ وہ تمہیں آ کر سجدہ کریں اور نیا دین بنا کر دے دیا کہ یہ ایک ایسا دین ہے جو ہندو کو بھی

قبول ہے اور مسلمان کو بھی قبول ہے اس کا نام رکھ دیا دین الہی۔ ہندو خوش تھے کہ ہم تو بت کو سجدہ کر دیں یا اکبر کو کر دیں ہمیں تو کوئی فرق نہیں آئے گا۔ فرق اگر آئے گا تو مسلمان کو آئیگا جو اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اس کے علاوہ کسی کو معبود نہیں مانتے کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔ اکبر ویسے بھی اکبر اعظم تھا بہت بڑا بادشاہ تھا۔ چھوٹے چھوٹے راجے مہاراجے اس کے سامنے بول نہیں سکتے تھے۔ دوسرے جو اس کے دربار میں اثر والے لوگ تھے وہ شیعہ تھے۔ یہ دو فریق تھے ایک ہندو اور دوسرے شیعہ۔ اگر اکبر اعظم کا یہ سلسلہ جاری رہتا تو آج ہم یا شیعہ ہوتے یا پھر دین الہی پر ہوتے۔ اسلام پر پھر بہت کڑا وقت آ گیا تھا ان مشکل حالات سے نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ کو بھیج دیا۔ ان کے ساتھ باتیں ہوئیں مناظرے ہوئے۔ انہوں نے تحریری اور تقریری طور سے اس دین اکبری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں لیکن اس فتنہ کا شروع میں ہی قلع قمع فرما کر لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچالیا۔ اسلام کو پھرنے سے سہارا مل گیا۔ ورنہ اس دین الہی نے تو اسلام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا حضرت مجدد الف ثانی کی بددعا سے اس کا بیڑہ غرق ہوا۔ اس کا بیٹا پھر ان کا مرید ہو گیا۔ اور پھر سارا سلسلہ مرید ہو گیا شا جہاں۔ اور نگزیب سب نقشبندی سلسلہ میں ہو گئے۔ اور آج جو اسلام اس شکل میں موجود ہے اور یہ سب حضرت مجدد الف ثانی کی مہربانی ہے۔ بعد میں پھر اسلام میں نظریاتی طور سے تفرقہ بازی شروع ہو گئی اور اس کا مقابلہ کرنے کیلئے اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلویؒ تشریف لے آئے انہوں نے نثر اور نظم میں مسلمانوں کا قبلہ درست فرمایا۔ علامہ اقبالؒ آئے یہ وہ شخصیات ہیں جن کی وجہ سے آج اسلام بھی ہے۔ ہم سنی بھی ہیں نعرہ تکبیر بھی ہے نعرہ رسالت بھی ہے یہ ساری بہاریں ان بزرگوں کی وجہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان کہ دنیا میں اسلام نے جو چلنا ہے جو ایمان نے مستحکم ہونا ہے۔ جو یاد خدا کی ہونی ہے وہ سب اولیاء اللہ کے کرم سے ہونی ہے۔ اور جہاں جہاں دنیا میں اولیاء اللہ موجود ہیں وہاں پر صحیح طور سے اسلام موجود ہے اور جہاں پر بھی پروہ نہیں ہیں وہاں اسلام ہی غائب ہو گیا۔ قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ یہ سارا کرم جو ہے وہ اللہ والوں سے ہے۔ یہودیوں کے پاس ایک صندوق تھا تابوت سکیں۔ سورت بقرہ میں اس کا ذکر ہے۔ وہ جب بھی جنگ میں جاتے تو اسے ساتھ لے جاتے توفیق ہو جاتی۔ کچھ عرصہ گزرا تو مہ راہ ہو گئی غلطیاں کرنے لگی ان سے گناہ شروع ہو گئے اس نحوست کی وجہ سے ان سے صندوق غائب ہو گیا۔ چالیس سال تک غائب رہا اور وہ جس جنگ میں جاتے شکست ہو جاتی ذلیل و خوار ہو گئے تو یہ تابوت کی۔ پھر ایک صبح دیکھا کہ وہی صندوق ایک گاڑی پر رکھا ہے اور نیل اس کو کھینچنے لارہے ہیں۔ فرشتے ان کو ہانک کر لارہے ہیں۔ انہوں نے پہچان لیا

کہ یہ وہی تابوت سیکندہ ہے۔ خوش ہو گئے اس کو ساتھ لیا فوج اکٹھی کی۔ حملہ کیا تو پھر فتح ہو گئی۔ اور مزید فتوحات ہونے لگیں۔ اب ان کو تجسس ہوا کہ اس صندوق میں آخر ہے کیا جس کی وجہ سے فتح ہوتی ہے۔ وہی فوج وہی اسلحہ وہی بندے صندوق ساتھ ہوتا ہے تو فتح ہوتی ہے اگر صندوق ساتھ نہیں ہے تو شکست ہوتی ہے۔ جب اس کو کھولا گیا تو اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک۔ عصا مبارک۔ دستار مبارک حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات کپڑے قمیض مبارک ہیں۔ ان تبرکات کی وجہ سے تابوت سیکندہ بنا اور فتح کا سبب بنا۔ آج بھی جس کا یہ نظریہ ہے کہ اولیاء اللہ کے تبرکات سے فتح ہوتی ہے پھر وہ فتح ہو جاتی ہے۔ ایک اور واقعہ بھی وہاں لکھا ہوا ہے کہ 1965ء کی جنگ میں امریکہ یا کسی دوسرے نے شرات کی کہ ہندوستان نے ہمیں بتا دیا ہے کہ وہ مغربی پاکستان پر حملہ نہیں کرے گا۔ جنگ کشمیر کے محاذ پر تھی تو پاکستان غافل ہو گئے فوجی رخصت پر چلے گئے۔ جو موجود تھے وہ آرام کر رہے ہیں کچھ سو رہے ہیں۔ تو ہندوستان نے رات کی تاریکی میں لاہور پر حملہ کر دیا اور اس کی فوجیں بانا پور کی فیکٹری تک آ گئیں۔ لاہور سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر آ گئے۔ ان کے مقابلہ کے لئے کوئی بندہ نہیں کوئی فوج نہیں۔ اگر وہ پیش قدمی جاری رکھتے تو ایک گھنٹہ میں وہ لاہور میں ہوتے اب یہ ہوا کہ یکدم ان تمام فوجیوں کے دل میں یہ ہی بیت آ گئی کہ یہ تو کوئی پلان ہے چال ہے ہم سب کو گھیر میں لیا جا رہا ہے۔ یہ ضرور کوئی سازش ہے۔ یہ خیال نہیں آیا کہ سامنے کوئی فوج ہی نہیں ہے۔ بلکہ سمجھ کہ ہمیں گھیرے میں لیا جا رہا ہے لہذا فوراً پیچھے ہٹ جاؤ۔ اور وہ پیچھے بھاگ گئے اور یہ سب حضرت داتا گنج بخشؒ کی برکت تھی۔ پتہ چلا تو ہماری چند یونٹوں نے بھارتی افواج کو پیچھے دھکیل دیا۔ ایفوس حرکت میں آئی اور بھارتی افواج کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہ آپ نے بھی اخبار میں پڑھا ہوگا۔ ہر سال چھ ستمبر کو اخبارات میں جنگ ستمبر 65 کے واقعات اور حالات شائع ہوتے ہیں یہ سارا کرم جو ہے یہ اولیاء اللہ کی وجہ سے ہے۔ کہتے ہیں ناکہ

اولیاء کا ہے فیضان پاکستان پاکستان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا جہان میں جہاں کہیں کسی فوج میں میرا صحابی ہوگا اسے فتح ہوگی۔ اور جس فوج میں کوئی ولی اللہ ہوگا اسے بھی فتح ہوگی۔ لہذا یہ پرانے تمام بادشاہ اپنے ساتھ بزرگوں کو بھی ساتھ رکھتے تھے کہ ان کی برکت سے ہمیں فتح ہوگی اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے کہ فتح ہونا۔ عذاب کاٹل جانا اولیاء اللہ کے کرم سے ہوتا ہے۔ اب صحابی کا تصرف دیکھیں کہ ایران کے محاذ پر جنگ ہو رہی ہے۔ دشمن کی فوج پہاڑ کے عقب سے مسلمان فوج پر حملہ کرنے والی ہے۔ حضرت عمرؓ نبویؐ میں تشریف فرما ہیں اور جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ **يَا سَارِيَتَهُ الْحَبَلُ** حضرت

ساریہ مسلم فوج کے کمانڈر تھے۔ ساریہ دیکھو کہ پہاڑ کے پیچھے کی طرف سے دشمن آرہا ہے۔ حضرت ساریہؓ چوکس ہو گئے اور دشمن کے حملہ سے بچ گئے یہ سارا کرم نور بصیرت سے ہے اور اولیاء اللہ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ جس فوج میں بھی اولیاء اللہ ہونگے اس کو فتح ہوگی۔ اور جس روز آخری ولی وصال کر جائیگا قیامت آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 11.09.2000

جنتی فرقہ۔ اہلسنت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! حسب معمول پہلے اپنی اوقات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی بات کہ
کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے ان کی زلفوں کے سایہ سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں اگر ہو ان کی مرضی نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے ہو ان کا بلاوا تو برات بنتی ہے
حضرات ہم نعت خوانی کر رہے ہیں میلاد شریف منار ہے ہیں لیکن آپ کو پتہ ہے کہ لوگ ہمیں کیا کہہ رہے
ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شرک کر رہے ہیں مشرک ہیں اور یہ بدعتی ہیں اور ہر بدعت ضلالت ہوتی ہے۔ ان کا
عمل اور ان کا انجام بتائی ہے۔ پروفیسر صاحب دوسرے لوگ ہمیں یہ پڑھا رہے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ
ہم نعت خوانی کر رہے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف کر رہے ہیں۔ اولیاء اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منار ہے ہیں۔ ذکر محفل سجا رہے ہیں۔ دوسرے لوگ الزام لگا رہے ہیں کہ آپ
تو مشرک ہیں بدعتی ہیں اس کا جو انجام ہے وہ جہنم ہے۔ باز آ جاؤ۔ اب ہم اپنا جائزہ تولیں کہ ہم کون ہیں
ہمارا عقیدہ کیا ہے۔ کیا صحابہ کرامؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا یا ہم نے کوئی نئی اختراع پیدا کر لی ہے اگر بنائی ہے تو
رجوع کر لیں اور اگر ہم صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل رہے ہیں تو لوگ ہمیں ہزار بدعتی کہیں گے۔ جہاں
صحابہ کرامؓ جنت میں ہوں گے ہم بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ میں ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے۔ ان میں سے بہتر جہنمی ہوں گے۔ صرف ایک فرقہ
جنتی ہوگا۔ یہ کسی عام آدمی کی بات نہیں ہے یہ سردار الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے۔ اور وہ وہی
بات کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو فرماتا ہے کہ میرے پیارے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام آپ فرما دیجئے۔ یہ
حکم بھی ہے اور یہ حق بھی ہے اور یہ حرف آخر بھی ہے۔ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے تو ہو جائے میرے نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں ٹل سکتی وہ حق ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو
جائیں گے ان میں سے ایک جنتی ہوگا باقی جہنمی پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہے

اس کا نام کیا ہے اس کا عقیدہ کیا ہے اس کا عمل کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا نام اہل سنت ہے آپ جتنے مرضی فرقے بنالیں جنتی صرف اہل سنت ہونا ہے باقی کسی نے جنتی نہیں ہونا ہے کیونکہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا ہے۔ باقی بہتر فرقے جو مرضی اپنا نام رکھ لیں۔ ادھر ادھر کر لیں وہ نہیں ہو سکتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرقے کی پہچان کیا ہے۔ فرمایا اس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔ طریقہ بھی بتادیا۔ اس کی ہیئت بھی بتادی اس کی Formation بھی بتادی اور اس کا انجام بھی بتادیا ہے۔ اور اس کا انجام بھی بتادیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حشر کے دن اگر نورانی چہرے ہوں گے۔ تو صرف سینوں کے ہوں گے۔ کسی دوسرے کا نورانی چہرہ نہیں ہوگا۔ اب ہمیں یہ جائزہ لینا ہے کہ کیا ہم وہی کچھ کر رہے ہیں جو صحابہ کرامؓ نے کیا ہے ہم ان کے نقش قدم پر ہیں یا باقی بہتر فرقوں کے نقش قدم پر ہیں۔ یہ بہتر فرقے کیا کہتے ہیں ان کے عقائد کو جمع کر لو تو وہ کہتے ہیں۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ انہیں تو اپنا پتہ نہیں کہ جنت میں جانا ہے کہ جہنم میں جانا ہے۔ انہیں تو دیوار کے پیچھے کا پتہ نہیں ہے۔ انہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ تو مر گئے ہیں۔ کوئی شفاعت نہیں ہے عمل سے ہی جنت ملتی ہے انہیں علم غیب نہیں ہے مدینے جانا بدعت ہے شرک ہے وہاں توبت ہے اور جو لوگ جاتے ہیں وہ بت پرستی کرتے ہیں یہ ان کے عقائد ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت نہیں کر سکتے۔ کسی کی دعا سے کوئی بخشا نہیں جاسکتا۔ اپنا عمل کرنا ہے تو کر لو اگر نہیں تو پھر جہنم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان کا جو عقیدہ ہے وہ نہایت ہی ناقص ہے۔ جو علی ہے یا نبی ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ اگر نماز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آ جائے تو اس سے بہتر تھا کہ گدھے کا خیال آ جاتا۔ ان میں سے کوئی بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ ان کے عقائد کا انچوڑ یہ ہے۔ کیا صحابہ کرامؓ کا عقیدہ یہ تھا کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں۔ حضرات جس چیز نے جنت میں لے جانا ہے وہ عقیدہ ہے عمل نہیں ہے۔ عقیدہ بنا لو۔ اور عقیدہ رسالت مآب کے ارد گرد گھومتا ہے وہ عظیم ہیں کہ نہیں وہ نور ہیں کہ نہیں وہ حاضر ناظر ہیں کہ نہیں وہ علم غیب رکھتے ہیں کہ نہیں وہ مالک و مختار ہیں کہ نہیں وہ حیات ہیں کہ نہیں وہ شفیع ہیں کہ نہیں اگر ہیں تو عقیدہ ٹھیک ہے اگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا ہے تو پھر عقیدہ بھی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ سے متعلق کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یا اللہ ایک ہے رازق ہے مالک ہے خالق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے متعلق کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اللہ ایک ہے رازق ہے مالک ہے خالق ہے۔ ہادی ہے سب اس کے اختیار میں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریفیں بھی اسی کی ہیں۔ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ دُنْیَاۃً کَانَاتِ میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں

ہے۔ اختلاف اس پر ہے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ اتنا عظیم ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ دیتا ہے کہ نہیں۔ دوسرے بہتر والے کہیں گے کہ کچھ نہیں دیا اور نہ ہی دینے کی ضرورت تھی۔ ایک چٹھی رسان کی صورت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ طریقہ بتا دیا اور گئے۔ اب عمل کرنا ہے تو وہ کرو جو وہ بتا گئے اگر نہیں کرنا ہے تو سب کچھ برباد۔ ان کا اپنا کوئی مقام نہیں ان کی کوئی تعظیم نہیں ان کا اپنا کوئی ادب نہیں ان سے محبت رکھنا شرک ہے یہ دوسرے فرقوں کا کہنا ہے آؤ دیکھیں کہ صحابہ کرام کس پر عمل کرتے ہیں ان کا عقیدہ کیا ہے اور میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں۔ اختیار کی بات ہی لے لیں۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی چیز کے مالک ہیں وہ کچھ دے سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا فرمائی یہ کہتے ہیں کچھ نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کوثر دے دی۔ یہ نہیں فرمایا کہ دوں گا۔ بلکہ فرمایا دے دی۔ ماضی ہے ماضی وہ ہوتا ہے جو گزر گیا ہو۔ یا اللہ کوثر میں کیا ہے فرمایا ما سوائے اللہ کے جو کچھ بھی ہے وہ کوثر ہے وہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی۔ اور پھر فرمایا کہ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ **وَلَوْلَا حِرَّةٌ غَيْرُكَ مِنَ الْأَوَّلَىٰ** (الضحیٰ ۴) ”بے شک بچھلی گھڑی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے“ کوثر کی کیا بات ہے۔ ہر لمحہ تیرے پاس ہزاروں کوثر لے کر آ رہا ہے اور پھر اس پر مزید اضافہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنی مرضی بھی دیتا ہوں۔ **وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ**۔ (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے تمہارا اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔“

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیاؤ کا نجات کی چابیاں اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادی ہیں۔ جتنے خزانے ہیں بلکہ خزانوں کی کوئی بات نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے کن کی زبان عطا فرمادی ہے جو میں کہہ دیتا ہوں وہ ہو جاتا ہے آپ کون سی بات کرتے ہیں کہ جی یہ دیا ہے وہ دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام مان رہے ہیں۔ اب دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں کیا ہے۔ ابو جہل نے خط لکھا وہ حبیب یمنی ہے کہ حبیب شامی ہے وہ بادشاہ تھا۔ اس کو خط لکھا کو جلدی آؤ مکہ میں آ جاؤ یہاں ایک بندہ پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ اور بندے اس کے پیروکار بن رہے ہیں۔ جلدی کرو اگر وقت گزر گیا تو خطرہ بڑھ جائے گا اور شاید تجھے بھی خطرہ ہو جائے گا۔ اور پھر کچھ نہیں ہو سکے گا۔ اب وقت ہے جلدی آ جاؤ۔ وہ بادشاہ اپنے ساتھ لشکر بھی لایا رقوم بھی لایا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا۔ دو پہر کا وقت تھا۔ اس نے کہا کہ آپ نے نبوت

کا دعویٰ کیا ہے۔ جی ہاں کیا ہے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں عرض کیا کہ کوئی معجزہ دکھائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک معجزے کی بات کرتا ہے میں سراپا معجزہ ہوں میں وہ نہیں کہ ید بیضا ہے تو اور کچھ نہیں دم عیسیٰ علیہ السلام ہے تو اور کچھ نہیں۔ حسن یوسف علیہ السلام ہے تو اور کچھ نہیں۔ حسن یوسف علیہ السلام ہے تو اور کچھ نہیں۔ میں سر سے لے کر پاؤں تک معجزہ ہوں اور سب سے بڑھ کر میری زبان معجزہ ہے جو کہہ دوں وہ ہو جاتا ہے۔ تو کون سا معجزہ چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ دو پہر دو بجے کا وقت ہے یہ سورج جو ہے وہ ابھی غروب ہو جائے چاند نکل آئے پورا مکمل چاند بدر۔ چودھویں کا چاند اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں ایک پہاڑی کے اس طرف دوسرا دوسری طرف۔ پھر وہ آپس میں جڑ جائیں یہ پہلا سوال ہے اسے پورا کریں پھر دوسرا کروں گا۔ اگر تو سچا نبی ہے تو یہ کر کے دکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ کون سی بڑی بات ہے ابھی ہو جاتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار نہیں ہے۔ اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو دیکھو۔ فرمایا سورج غروب ہو جا۔ اسی لمحے سورج غروب ہو گیا۔ کون کر سکتا ہے۔ کیا دنیا میں کوئی طاقت ہے کہ وہ ایسا کر دے۔ سورج نظام شمسی میں جکھڑا ہوا ہے اکیلا نہیں پھرتا Free Hand نہیں چل رہا ہے۔ پورے نظام شمسی میں بندھا ہوا ہے۔ تمام سیارے اس کے گرد گھوم رہے ہیں۔ سورج چاند ستارے اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں رات دن سے پہلے نہیں آسکتی دن رات سے پہلے نہیں آسکتا پڑھو سورۃ یسین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا سورج غروب ہو گیا آدھی رات ہو گئی۔ سورج پابند ہے اپنے مدار میں چلنے کے لئے۔ اور کروڑوں سال بعد بھی اس کی رفتار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ لیکن وہ سب سے زیادہ پابند ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا سورج کا نظام بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے۔ سورج بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے۔ نظام شمسی در اس کا ہر سیارہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو موسموں پر۔ بادلوں پر۔ پرندوں پر۔ جنوں پر قبضہ تھا۔ تاکہ یہ بتایا جاسکے یہ پہلی بات نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں بھی یہ طاقت ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا۔ سورج غروب ہو گیا۔ رات ہو گئی۔ چاند نکل آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پھر اشارہ فرمایا کہ جڑ جاؤ تو چاند جڑ گیا۔ حبیب شامی بڑا متاثر ہوا۔ وہ دوسرا سوال کرنے والا تھا کہ اس کی زبان بند ہو گئی۔ آواز بند ہو گئی۔ ہونٹ بل رہے ہیں لیکن آواز نہیں ہے۔ Sound نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف۔ اختیار اور علم غیب دیکھیں فرمایا کہ میں بتاؤں تیرا سوال کیا ہے اور اس کا جواب کیا ہے۔ اس نے سر ہلایا کہ ہاں ضرور بتائیے

کہ میرے دل میں کیا ہے۔ فرمایا کہ تیرے دل میں یہ ہے کہ تیری بیٹی کا فالج ہوا ہے تو چاہتا ہے۔ کہ وہ شفا یات ہو جائے جاوہ شفا یاب ہوگئی۔ اسی لمحہ اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ اور جلدی واپس اپنے ملک کو دوڑ پڑا کہ دیکھو اپنی بیٹی کو کہ کسی ہے وہ گیا اور دیکھا کہ اس کی بیٹی صحن میں کھیل رہے ہے۔ پوچھا بیٹی کیا ہوا۔ تو بیٹی نے کلمہ پڑھ لیا۔ کہنے لگا کہ تو نے کلمہ کیسے پڑھ لیا ہے کہنے لگی کہ ہاں ابا جان جس نے آپ کو کلمہ پڑھایا ہے وہ مجھے بھی کلمہ پڑھا گیا ہے بیٹا تمہیں شفا کس طرح سے ہوگئی کہنے لگی کہ انہوں نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا میں اسی لمحہ شفا یاب ہوگئی۔ کتنے علم غیب اور کتنے تصرفات ہیں اس واقعہ میں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات تصرفات کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ توڑ دینا۔ پھاڑ دینا تو کوئی بات نہیں ہے۔ لیجئے میں یہ کاغذ پھاڑ دیتا ہوں آپ سب مل کر اس کو اسی اصلی حالت میں جوڑ دیں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ جڑ جائے گا گوند سے یا کسی ٹراسپیرنٹ ٹیپ TRANSPARENT TAPE وغیرہ سے لیکن اپنی اصلی حالت میں نہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے میں یہ طاقت ہے کہ توڑ بھی دیتے ہیں اور جوڑ بھی دیتے ہیں۔ کیا اب پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طاقت رکھتے ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں۔ تصرف رکھتے ہیں کن کی زبان رکھتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

دل دریا سمندروں ڈونگے تے کون دلاں دیاں جانے ہو

حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ دل کی بات کوئی نہیں جان سکتا۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دل کی بات بھی جانتے ہیں۔ حبیب شامی کے دل میں تھا کہ میری بیٹی فالج والی ٹھیک ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے دل کی بات بوجھ بھی لی اور اس کا حل بھی فرمادی۔ اس کی بیٹی کو شفا بھی دیدی۔ اور بیٹی نے یہ بھی بتایا کہ اباجی اس نورانی شکل و صورت والا زلفاں والا اور خوشبو والا بندہ ہمارے گھر میں آیا۔ اسی لمحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ شریف کی پہاڑیوں پر بھی تھے اور شام کے محلات میں بھی جلوہ گر تھے اور حاضر ناظر کیا ہوتا ہے کئی جگہ پر بیک وقت ہونا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ شریف کی پہاڑیوں پر بھی جلوہ افروز تھے اور اس محفل میں بھی شرکت فرما رہے ہیں جہاں وہ حبیب شامی اس کے درباری اور فوجی اور دوسرے مکہ والے بیٹھے تھے۔ اور اسی لمحہ شام یا یمن کے محلات میں بھی جلوہ گر ہیں اس میں کیا شرک ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت بخشی ہے کہ جہاں چاہیں جب چاہیں اور جس صورت میں چاہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچ سکتے ہیں۔ ابھی ایک نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ جس میں ایک مصرعہ تھا کہ ”ساڈی نگری وچہ وی پھیرا پا جانندو“ حدیث پاک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جہاں بھی ہوتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ آپ ذکر کریں درود شریف پڑھیں اور سینوں کا یہ

عقیدہ ہے کہ کہنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی کہ ”ساڈی نگری وچ وی پھیرا پا جاندوں“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محفل میں خود تشریف لے آتے ہیں۔ وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپا یا نہیں کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جمعہ کے روز زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کی کیا فضیلت ہے فرمایا کہ دن یوم شہد ہے میں خود آ کر درود شریف سنتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ وصال فرما جائیں گے تو پھر فرمایا میں پھر بھی سنوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے۔ میں قبر انور میں بھی زندہ ہوں اور کائنات کے کسی گوشہ میں کوئی درود شریف پڑھے میں خود سنتا ہوں۔ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر نعت شریف میں پڑھا گیا ہے کہ ”میرے لوں لوں وچ سا جاندوں“ قرآن مجید فرما رہا ہے۔ اَلنَّبِيُّ اَوَّلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۶) اور یہ نبی مومنوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے ”نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی روح سے بھی زیادہ قریب ہے۔ آپ کی روح آپ سے کتنی قریب ہے۔ جسم میں کوئی حصہ ایسا ہے کہ جس میں روح نہ ہو کوئی ایسا حصہ جس میں روح موجزن نہ ہو پھیلی ہوئی نہ ہو لیکن قرآن مجید فرما رہا ہے کہ مومن کی روح سے بھی زیادہ قریب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو دل میں درود شریف پڑھ کہ ساتھ والا بھی نہ سنے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی سن لیا ہے یہ تو آپ نے پڑھ لیا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ بھی جانتے ہیں کہ کل تو نے کیا پڑھنا ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری لوں لوں وچ نہ ہوں تو تمہیں نعت اچھی ہی نہ لگے۔ نعت اس وقت اچھی لگتی ہے جب میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں جلوہ گر ہوتے ہیں اگر نہ ہوں تو نعت اچھی ہی نہیں لگتی۔ نعت ایک ٹٹ ہے۔ ہر چیز کے اچھے برے ہونے کا ٹٹ ہوتا ہے۔ نعت بھی ایک ٹٹ ہے لوگوں کے سامنے نعت پڑھو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی شان بیان کرو۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یہ شعر پڑھو اور حاضرین کے چہروں کو دیکھو جس کا چہرہ خوش ہو گیا ہے کھل گیا ہے تو وہ مومن سنی ہے اگر مرجھا گیا ہے تو پھر وہ دوسرے بہتر فرقوں میں سے ہے یہ معلوم ہے کہ کس کا قول ہے یہ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سید دار محمد صاحب کا فرمان ہے۔ فرمایا کہ لوگوں کے سامنے قرآن وحدیث سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرو اور پھر ان کے چہروں کو دیکھو اگر چہرے نورانی ہو جائیں اور کھل جائیں خوش ہو جائیں تو وہ مومن ہیں سنی ہیں۔ جن کے چہرے مرجھا جائیں وہ کوئی اور فرقہ والے ہیں۔ خواہ وہ محمد

رسول اللہ بھی پڑھتا ہے۔ خواہ نماز بھی پڑھتا ہے روزے بھی رکھتا ہے۔ حج بھی کرتا ہے۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہے۔ پھر بھی اس کے پلے میں کچھ نہیں ہے جب تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے خوش نہ ہونماز روزہ اکیلا کافی نہیں ہے عقیدہ کافی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان سنو جو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی نعت سے متعلق یہ کہتے ہیں کہ آج یہ نعت انہوں نے خود بنائی ہیں۔ یہ اپنے منہ کی بات ہے جو مرضی بنالیں شاعری ہے۔ ہر طرف شاعری چل رہی ہے۔ شاعری مجازی بھی ہے عشقیہ بھی ہے حقیقی بھی ہے اس کا کوئی معیار نہیں ہے معیار صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا ہے یا پھر صحابہ کرامؓ کے فرمان کا معیار ہے خصوصی طور پر خلفاء راشدین کی بات کا معیار ہے اور کسی کی بات کا کوئی معیار نہیں ہے معیار صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ما شئت یا ربیعۃ**۔ اے ربیعہ جو تیرا دل چاہے مانگ لے میں دے سکتا ہوں۔ یہ اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ کون کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات کے علاوہ کن کی زبان بھی ہو۔ وہ یہ اعلان کر سکتا ہے۔ کہ جو چاہو مانگ لو۔ اس میں کتنے تصرفات ہیں کتنی ملکیتیں ہیں کتنی بادشاہتیں ہیں کتنی حاکمیت ہے کتنے قبضے ہیں چھوٹا سا فقرہ ہے کہ تیرا جو جی چاہے مانگ لے۔ یہ وہی کہہ سکتا ہے۔ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام قدرت کے خزانے عطا کر رکھے ہوں اور کن کی زبان بھی عطا کر دی ہو۔

اصالت کل۔ سیادت کل۔ امامت کل۔ امارت کل

حکومت کل۔ ولایت کل۔ خدا کے یہاں تمہارے لئے

آپ میں کوئی ایسا ہے جو میری ساری بات پوری کر دے۔ مرزا صاحب۔ پروفیسر صاحب۔ رانا صاحب کیا آپ کر سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے سروس دلا دیں۔ میرا بے شک انٹرویو لے لیں ٹسٹ لے لیں کیا پروفیسر صاحب آپ مجھے دوبارہ سروس دلا سکتے ہیں۔ نہیں جی آپ Over Age ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ تو پچپن سال کی عمر والوں کو بھی نکال رہی ہے آپ ستر سال کی عمر میں سروس کرنا چاہتے ہیں یہ اگر مگر شروع کر دیں گے اس لئے کہ ان کو اختیار نہیں ہے۔ اختیار ہو تو پھر کوئی اگر مگر نہیں ہوتا پھر کہتے ہیں کہ ہاں ابھی آؤ ہم سروس دلاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہوا ہے۔ کائنات میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صفر ہے کوئی چیز نہیں ہے۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں بنیاں سب شاناں

میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شان بناتے ہیں۔ جب حضرت ربیعہؓ سے فرمایا کہ مانگ جو جی چاہے تو اس نے کیا مانگا۔ لوگ کہتے ہیں عمل سے جنت ملتی ہے اور دیکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح جنت عطا فرماتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں آپ کا غلام ہوں۔ اور جنت میں بھی آپ کی غلامی میں رہنا چاہتا ہوں۔ اس سیکشن میں اس محلہ میں اسی جگہ میں اس معیار میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں بھی وہیں رہنا چاہتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ یہ ہو گیا۔ اور بھی کچھ مانگ لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد“۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سب کچھ ہی لے لیا ہے مجھے اور اب کوئی ضرورت نہیں۔ یہ صحابی کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کچھ دے سکتے ہیں ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں ہے تو پھر اس کا عقیدہ صحابہ کرامؓ جیسا نہیں ہے وہ کوئی اور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنی وہ ہے جو میرے نقش قدم پر ہو اور صحابہؓ کے نقش قدم پر ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرما رہے ہیں اور صحابی مانگ رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ مانگو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ جاؤ پھر اللہ تعالیٰ کے پاس اور مانگو اس سے۔ اللہ تعالیٰ نے تو تمام اختیارات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیے ہیں سارے خزانے دے دیے ہیں۔ جنت کی چابیاں دے دی ہیں۔ اللہ ہماری طرح تو نہیں ہے کہ جو ایک دفعہ دے کر واپس لے لے گا۔ مجھ سے اگر یہ کاپی کوئی مانگے تو میں انکار کر دوں گا کہ اس میں چار پانچ ورق باقی ہیں اور میں نے ان پر لکھنا ہے میں یہ کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قوانین نہیں بدلتا۔ اپنی بات نہیں بدلتا اپنا نظام نہیں بدلتا ایک دفعہ دے دیا ہے تو بس دے دیا ہے تمام خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنی مرضی سے سارے خزانے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں دیکھا کہ اے ربیعہؓ تمہارے نفل کتنے ہیں سجدے کتنے ہیں روزے کتنے ہیں۔ اعمال کتنے ہیں کچھ نہیں دیکھا بلکہ فرمایا کہ جاؤ میں تمہیں ابھی جنت دیتا ہوں اور کیا دے سکتے ہیں کیا نہیں دے سکتے کیا جانتے ہیں کیا نہیں جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک و مختار بنا دیا ہے۔ اس کی ایک جھلک دیکھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کتاب آئی ہے اس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں جو جنتی ہیں ایک صحابیؓ اٹھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں میرا نام بھی داخل کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار دیکھیں فرمایا جا تیرا بھی نام درج ہو گیا۔ سنی مانتا ہے یہ صحابہ کرامؓ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگ رہا ہے۔ ہم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگ رہے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب جا وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگتے ہیں۔ صحابیؓ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت مانگی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھی جنتیوں میں نام لکھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار نہیں فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ میں کس طرح سے یہ کر سکتا ہوں یہ فہرست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ نہیں نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محتار کل ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ اس کا نام بھی لکھ دیا۔ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں جانا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اس رجسٹر میں اپنی طرف سے داخل فرما رہے ہیں جن جنتی ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ عشرہ مبشرہ میں نمبر ایک اور انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تھوڑے ہیں اتنے لوگ تو اس کالونی میں بھی ہوں گے باقی فیصل آباد کی آبادی چھیس لاکھ ہے وہ کہاں جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ ستر ہزار جو جنتی ہیں ان میں سے ہر ایک ستر ستر ہزار کو اپنے ساتھ لے جائے کون لے جا رہا ہے کون جنتی بنا رہا ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر ہزار کی بجائے ستر کروڑ نکل جاتا تو وہ بھی ہو جاتے ستر ارب کھرب فرما دیتے تو وہ بھی ہو جاتے یہ جو پانچ ارب بن گئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں۔ گنتی تھوڑی ہے آبادی بہت زیادہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر پانچ ارب والا بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائے گا اب یہ شاید تین سو پچاس کھرب یا کتنے بن گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں فرمایا پھر گنتی کو رہنے دو میں ایک بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ارب بک ڈال دیں اور ایک ارب بک ڈال دیں پانچ بک ڈال دے کیا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے کہ جس کو چاہے جنت میں ڈال دے کیا آپ اس پر راضی ہیں تو پھر آپ سنی ہیں اور اگر کہیں کہیں ایسے نہیں ہونا چاہئے حساب کتاب سے ہونا چاہیئے۔ عمل سے ہونا چاہیئے تو عمل والے فرقے میں چلے جاؤ۔ عمل سے جنت نہیں ملتی ہے حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت عمل سے نہیں بلکہ میں نے اپنے فضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دینی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کی نشانی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس کا وسیلہ ہیں بلکہ وہ فضل میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس طرح سے وہ رحمۃ للعالمین ہیں اسی طرح وہ اللہ کا فضل بھی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے پانچ

بک ڈالوئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا کیا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ جس کو چاہیں جنت میں ڈال دیں کوئی چیز نہیں پوچھی کہ ان میں نمازی ہوں گے روزہ دار ہوں گے بلکہ فرمایا کہ جو میرے بک میں ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے اس بک کی عظمت کو تسلیم کر لو گے تو بک میں آ جاؤ گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں تو حضرت عمرؓ جو عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں نے عرض کر دیا کہ بس کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو گئے ہیں اب سارے ہی جنت میں چلے جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تحفا ہوئے کہ اے عمرؓ رحمت کا دروازہ کھلا ہے لوگ جنتی بن رہے ہیں آپ کیوں روکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں روک نہیں رہا ہوں بلکہ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبرؓ سنو کہ عمرؓ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ میرے ایک بک میں ساری کائنات ہے یہ سینوں کا عقیدہ ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور کتاب دکھائی کہ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں منافقوں نے کہا کہ جنتی اور دوزجی بتا رہے ہیں اور ہم ان کے سامنے بیٹھے ہیں ہمارا تو ان کو پتہ نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر پر تشریف فرما ہوئے بڑے جلال میں تھے فرمایا میرے علم پر طعن کرنے والو! جس کا جو جی چاہے مجھ سے پوچھ لے۔ ماضی، حال اور مستقبل کی بات پوچھو لو میں ابھی بتاتا ہوں یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضہ میں سارے غیب ہوں۔ ہزاروں بندے ہیں بہت قابل ہیں لیکن ہر سوال کا جواب نہیں دے سکتے یہ صرف میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تصرف حاصل ہے اب دیکھیں جو سوال پوچھے گئے وہ کیا ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لوگ طعن دیتے ہیں کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے۔ آپ فرمائیں کہ میں حلالی ہوں کہ نہیں۔ یہ کتنے راز والی بات ہے۔ میاں بیوی کا راز ہے رات ہے اندھیرا ہے کپڑا ہے پتہ نہیں اور کتنے حجاب ہیں۔ کہ ان کے پیچھے جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں اس سے بڑا علم غیب کیا ہے۔ کہ کون کس کا بیٹا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو حلالی ہے۔ ایک اور کھڑا ہوا عرض کیا میں کس کا بیٹا ہوں فرمایا تو حرام کا ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا تو جہنمی ہے لوگ ڈر گئے۔ حضرت عمرؓ بطور خاص رونے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو نبی مانتے ہیں رسول مانتے ہیں ہمیں معاف فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر بھی فرماتے رہے کہ جس کا جو جی چاہے پوچھ لے میں ابھی بتاتا ہوں۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف ہے علم غیب ہے اور ان کا عقیدہ کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ اپنے انجام کا بھی پتہ نہیں ہے۔ عقیدہ خود

بولتا ہے۔ گھرے میں جو کچھ بھی ہے اس کو ہلاؤ تو وہی چیز باہر نکلتی ہے جو اندر ہے۔ شراب ہو تو شراب نکلتی ہے تیل ہو تو تیل نکلتا ہے پانی ہے تو پانی نکلے گا۔ اس طرح بندے کو ہلاؤ اس سے پوچھو جو کچھ وہ بولے گا اس سے اس کا عقیدہ ظاہر ہوگا۔ یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے قرآن مجید فرما رہا ہے۔
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء ۱۱۳) اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تمام علوم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھادئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ وہ **وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ** (التکویر ۲۷) اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب بتانے میں بخیل نہیں، قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی علم غیب رکھتے ہیں اور آگے بتانے میں بخیل نہیں کرتے۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اس لئے ہر بندہ جب بول پڑتا ہے۔ تو اس کا عقیدہ ظاہر ہو جاتا ہے اور پتہ چل جاتا ہے کہ جتنی کون ہے اور دوزخی کون ہے۔ منافق نہ بولنے تو ہمیں پتہ نہ چلتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صبح کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ بیٹھے رہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی باتیں بتانا شروع کر دیں۔ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ فرمایا نماز کے بعد بیٹھے رہنا کوئی نہ جائے۔ پھر علم غیب کی باتیں عصر ہو گئی مغرب ہو گئی عشاء کا وقت ہو گیا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ قیامت تک اور اس کے بعد تک اگر کسی پرندہ نے پر بھی مارنا ہے وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتا دیا۔ ہم میں سے جو زیادہ حافظ ہے۔ وہ زیادہ علم غیب جانتا ہے۔ جو کم حافظ ہے وہ کم جانتا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ بتا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ازل سے ابد تک اور حشر کے بعد تک کا علم بتا رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ دیوار کے پیچھے کا علم نہیں رکھتے یہ کیا عقیدہ ہے یہ ہمیں کیا سمجھا رہا ہے یہ کیا اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے بلالؓ تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علیؓ سے بھی پہلے جاؤں گا۔ فرمایا ہاں تو حضرت علیؓ سے بھی پہلے جایگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں حضرت عثمان غنیؓ سے بھی پہلے جاؤں گا فرمایا کہ ہاں تو حضرت عثمان غنیؓ سے بھی پہلے جائے گا۔ عرض کیا کہ کیا حضرت عمرؓ سے بھی پہلے۔ ہاں اس سے بھی پہلے۔ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے بھی پہلے۔ ہاں اس سے بھی پہلے۔ کیا یا رسول اللہ ﷺ میں انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جاؤں گا۔ ہاں ان سے بھی پہلے۔ پھر بڑی جرات کی اور حضرت بلالؓ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سے بھی پہلے جاؤں گا۔ فرمایا کہ ہاں مجھ سے بھی پہلے جائے گا۔ وہ رونے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوں میں نے وہاں جانا ہی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بلالؓ ایسی بات نہیں ہے۔ میں جس سواری پر سوار ہوں گا اس کی مہار

تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ اور بلالؓ سنو اس روز جو تو چلے گا اور چلنے سے تیرے قدموں کی چاپ جو آئے گی آواز جو آئے گی وہ میں آج سن رہا ہوں ابھی قدم چلنے ہیں کروڑوں اربوں سال شاید باقی ہیں۔ پروفیسر صاحب ابھی کتنا وقت باقی ہے بہت وقت باقی ہے بہت عرصہ باقی ہے۔ پندرہ سو سال تو اس بات کو ہو چکے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ بلالؓ میں تیرے قدموں کی چاپ سنتا ہوں۔ دوسرے عقیدہ والو کم از کم ان باتوں کا تو لحاظ رکھو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائے ہیں فرمایا کہ جس سواری پر سوار ہو کر میں جا رہا ہوں گا۔ اس کی تکمیل تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ تو بھی جنتی ہے اور میں بھی جنتی ہوں۔ اس سے بڑھ کر کیا علم غیب ہوگا۔ ابھی بلالؓ نے چلنا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج سن رہے ہیں کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کوئی کنارہ کوئی حد ہے کوئی حد نہیں ہے۔ اگر حد بن جائے تو پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے جس کی تعریف۔ تصرفات۔ معجزات۔ اختیارات کی حد نہ ہو۔ ایک صحابیؓ آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ فرمایا تو نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل تو میرے پاس ہے ہی نہیں۔ اعمال کا خزانہ پورا نہیں ہے کیا کہہ رہا ہے کہ عمل تھوڑے ہیں۔ فرمایا پھر ہے کیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ فرمایا پھر تو میرے ساتھ جنت میں ایسے ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔ کیا فرما رہے ہیں کہ میں بھی جنتی ہوں اور میری محبت رکھنے والا بھی جنتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ عمل میں کوتاہی محبت پوری کر سکتی ہے لیکن محبت میں کوتاہی کوئی عمل پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اعمال سے پہلے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرو۔ پھر کام بن جائے گا۔ جب آذان ہوتی ہے تو اس کے بعد دعا کرتے ہیں وہ دعا کیا ہے یا اللہ اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عظمت عطا فرما دے۔ بڑے بڑے درجات عطا فرما دے۔ مقام وسیلہ عطا فرما دے۔ مقام محمود عطا فرما دے اور ان کو ہمارے لئے شفیع بنادے ہمیں ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرما۔ اب پڑھنی تو نماز ہے تو نماز کی تیاری کے لئے دعا مانگنی چاہئے۔ یا اللہ مجھے وضو کرنے کی توفیق دے مسجد میں جانے کی توفیق عطا فرما۔ کپڑے صاف رکھنے کی توفیق عطا فرما پہلی صف میں کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرما۔ تو پھر پتہ چلے کہ نماز کی تیاری ہے اور ہوتا یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ٹی وی پر فقط یہی ایک بات سنیوں کی ہے۔ سنیوں کی بات صرف یہی ایک آتی ہے ورنہ ٹی وی پر کسی سنی عقیدہ کی بات کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اذان کے بعد کی دعا دل میں رکھ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل میں رکھ پھر تیری نماز بنے گی۔ اور نماز قبول بھی ہو جائے گی۔ یہ کیا

کہتے ہیں کہ نماز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنے سے بہتر ہے کہ گدھے کا خیال آجائے۔ جب تو کہتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام۔ ابھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہیں آیا۔ میں کہوں کہ رانا صاحب السلام علیکم تو کیا مجھے رانا صاحب کا خیال نہیں آیا۔ میں رانا صاحب کا نام بھی لے رہا ہوں۔ اور سلام بھی کہہ رہا ہوں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ سلام بھی کہہ رہا ہوں رحمت اور برکت بھی کہہ رہا ہوں تو ابھی تک مجھے خیال نہیں آیا۔ اور پھر درود شریف پڑھنا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ میں درود شریف پڑھ رہا ہوں اور کیا مجھے خیال نہیں آیا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا نام نہیں آیا پھر خیال کس طرح سے نہیں آیا۔ صحابہ کرامؓ سے متعلق دیکھیں کہ کیا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال رکھتے ہیں کہ نہیں۔ ایک صحابیؓ تھے وہ نماز میں خواہ دانہ ہوتا یا نائیں طرف ہوتا اس کی نگاہ سجدہ گاہ کی طرف نہیں ہوتی تھی۔ وہ ہمیشہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی دیکھتے رہتے تھے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو منع بھی نہیں فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ امانت فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا پردہ ہٹا کر دیکھا کہ صحابہ کرام کیا کر رہے ہیں۔ محراب حجرہ اقدس سے سترفٹ دور ہے جو نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ہٹایا۔ صحابہ کرامؓ نماز ادا فرما رہے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ امانت فرما رہے ہیں۔ تمام صحابہؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو آگاہ کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ پیچھے ہٹنے لگے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اپنی نماز مکمل کرلو۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری نماز ساقط ہوگئی ہے کہ تم نے میری طرف دیکھنا شروع کر دیا اور قبلہ رخ چہرے نہیں رہے بلکہ فرمایا کہ نماز مکمل کرلو۔ اب بتائیں نماز میں صحابہ کرامؓ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا کہ نہیں۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہے ہیں نماز پھر بھی ساقط نہیں ہوئی حالانکہ ان کا چہرہ خانہ کعبہ کی طرف سے ہٹ گیا ہے تو نماز کیوں نہیں ساقط ہوئی نماز کیوں نہیں ٹوٹی۔ حضرات صحابہ کرامؓ کا رخ کعبہ سے تو ہٹ گیا ہے۔ لیکن اب یہ کعبے کے کعبہ کی طرف ہو گیا ہے اس لئے نماز میں خلل نہیں آیا مسجد قبلتین دو قبلہ والی مسجد پہلے حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو سترہ ماہ تک نماز اس

طرف رخ کر کے ادا ہوتی رہی لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ان کے لئے قبلہ بیت اللہ شریف خانہ کعبہ ہو جائے۔ ظہر کی نماز ادا ہو رہی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امامت فرما رہے ہیں دو رکعت ادا ہو چکی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تیرا بار بار آسمان کی طرف چہرہ کرنا دیکھتا رہتا ہوں۔ یہ قرآن مجید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تیرا چہرہ نکلتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کو دیکھتے ہیں صحابی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے ہیں تو یہ سنت اللہ ہے سنت صحابہ بھی ہے جا جس طرف کو تو چاہے اپنا قبلہ بنا لے میں اسے تیرا قبلہ بناتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شمال کی طرف سے ہٹ کر جنوب کی طرف آئے۔ سارے صحابہ کرام نماز کی حالت میں ہی مڑ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کیوں مڑ گئے حکم تھا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو آپ نے اس طرف پشت کیوں کر لی میں نے کوئی حکم تو نہیں دیا تھا یہ ہماری تعلیم کے لئے پوچھ رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس حضرت عثمان غنیؓ تھے وہ مڑ گئے۔ تو میں بھی مڑ گیا۔ یہاں حضرت علیؓ کے چاہنے والے حضرت علیؓ کے مانگ حضرت عثمان غنیؓ کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیتے ہیں۔ اور حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو دیکھ کر مڑ رہے ہیں۔ پوچھا اے عثمان غنیؓ آپ کیوں مڑ گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ میرے ساتھ تھے وہ مڑ گئے تو میں نے اپنا رخ موڑ لیا۔ میں نے ان کی سنت پر عمل کیا ہے۔ حضرت علیؓ حضرت عثمان غنیؓ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے یہاں ایسے بد عقیدہ لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ جب تک ہم حضرت عثمان غنیؓ اور خاص طور سے حضرت عمرؓ کو گالیاں نہ دے لیں ہمارا ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ آپ کیوں مڑ گئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے پاس تھے وہ مڑ گئے تو میں بھی ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مڑ گیا۔ میں نے ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنا رخ تبدیل کر لیا حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ آپ کیوں مڑ گئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی پتہ نہیں کہ قبلہ کدھر ہے ادھر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرف ہیں ہمارا قبلہ اسی طرف ہے۔ ہم نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی دیکھنا ہے۔ صحابہؓ نے دیکھا ہے کہ نہیں۔ صحابہؓ دیکھتے ہیں سنی دیکھتے ہیں دوسرے کہتے ہیں کہ خیال آنا ہی نہیں چاہیئے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ گدھے کا خیال آ جاتا تو اپنی اپنی قسمت کی بات ہے تم گدھے کا خیال کر لیا کرو۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے جائے گا وہ پھر گدھے کے گھر ہی جائے گا

اور اس نے کہاں جانا ہے۔ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے نکلنا ہے تو پھر اس نے شیطان کے گھر ہی جانا ہے۔ حضرات یہ ان لوگوں کے عقائد ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بنتا ہے کہ نہیں۔ ایصالِ ثواب سے کچھ ہوتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر لو تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری شفاعت کر دی تو میں توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہو جاؤں گا۔ یہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ان کے لئے سکون کا باعث ہے۔ حشر کے روز تمام بندے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر آخر تک سرگردان ہوں گے۔ پھر رہے ہوں گے۔ اور ایک دم خیال آئے گا کہ شفاعت کراؤ۔ اتنا پسینہ ہوگا کہ کوئی ٹخنے تک کوئی ران تک کوئی کمر تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ اور جسم میں گرمی کہ جس طرح سے بوئیاں پکھل گئی ہیں گل گئی ہیں سڑ گئی ہیں۔ سب حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ اباجی آپ ہمارے جد امجد ہیں ہماری شفاعت فرمائیں وہ فرمائیں گے کہ میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی انکار کر دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی انکار کر دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام الغرض ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے در سے ہوتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے در پر آئیں گے۔ وہ بھی انکار فرمائیں گے لیکن وہ بتائیں گے کہ مجھے اس در کا پتہ ہے کہ جو آج تمہاری شفاعت کر سکتا ہے۔ جاؤ آپ سب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جاؤ تمہاری بگڑی بن جائے گی۔ سب آکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں گے۔ جھولی پھیلا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ کہ میں تو بنا ہی تمہارے لئے ہوں۔ اس حدیث پاک کے ہوتے ہوئے بھی لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود کیا ہے فرمایا شفاعت کا مقام ہے میں اس پر کھڑا ہو کر اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ یہ فرقے سب کچھ پڑھ کر بھی کہتے ہیں کہ شفاعت نہیں کر سکتے۔ اپنے اعمال سے بخشش ہونی ہے۔ یہ اپنے اعمال لئے پھرتے ہیں انبیاء علیہم السلام بھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ کے جلال کی اتنی دہشت ہوگی کہ انبیاء علیہم السلام بھی رک جائیں گے چل نہیں سکیں گے میں ان کا راہبر ہوں گا۔ میرے سہارے چلیں گے۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ ہیبت الہی سے خاموش ہو جائیں گے۔ بول نہیں سکیں گے میں ان کا خطیب ہوں گا ان کی طرف سے بات کروں گا۔

مجھے اس پر بھی فخر نہیں ہے۔ تمام میرے درپردامن پھیلا لیں گے یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں تو ہماری بخشش ہوگی۔ میں ان کی شفاعت کروں گا۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے یہ حدیث پاک کیا فرما رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی نبی پاک ﷺ کی شفاعت کے بغیر جنت میں نہیں جائیں گے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کی حاجت رسول اللہ کی

یہ شعر پڑھا تو بڑی تلاش ہوئی کہ حضرت ابراہیم جیسے جلیل القدر اور اللہ کے دوست خلیل اللہ بھی کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ قاری محمد اقبال صاحب جو یہاں ماہانہ محفل پر تشریف لاتے ہیں انہوں نے ایک حدیث شریف کا حوالہ دیا جو تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حشر کے دن لوگ جھولی پھیلا کر میرے درپر آجائیں گے۔ کہ یا رسول اللہ ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں حتیٰ کہ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے۔ سنی تمہیں مبارک ہو کہ تم اچھے عقیدے والے ہو۔ اس سے بہتر کائنات میں کوئی تحفہ ہے ہی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اس زندگی میں رہتے ہوئے ہوش کے ساتھ شرح صدر کے ساتھ کھلے دل کے ساتھ یہ نہیں کہے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے بغیر بخشش نہیں ہونی ہے میں اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔ اَلْحَصْرُ تَ نے اس کو اپنے شعر میں بیان فرمایا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

حضرات یہ سنی مذہب ہے۔ کوئی کتنا ہی عمل کر لے۔ ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر ساری رات تلاوت کرے۔ سجدے میں گزارے۔ طواف کرتا رہے حجر اسود کو بوسے دیتا رہے۔ قربانی زکوٰۃ حج جو مرضی کر لے بخشش کی کوئی امید نہیں ہے۔ یہ خوشخبری صرف سنی عقیدہ کیلئے ہے اور کسی کو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدے پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک ان کا عقیدہ ہے کہ مدینہ شریف نہیں جانا چاہئے وہاں توبت ہے وہاں شرک ہے کعبہ میں ایک لاکھ رکعت ہے ادھر پچاس ہزار رہ جاتی ہیں۔ مدینہ میں بت پرستی ہے وہاں جانے سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شمسے شام کو نبی پاک ﷺ کے روضے پر بھیج دیتا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ ان کو بت پرستی کے لئے بھیج رہا ہے۔ شرک کے لئے بھیج رہا ہے۔ حضرات مدینہ جانا ملائکہ کا کام ہے اور یہ ملائکہ کی سنت ہے۔ اور ہم سنی مدینہ شریف جاتے ہیں۔ اور ہماری آخری منزل ہی مدینہ شریف ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہمارے امام ہیں اور حضرت سیدنا بلالؓ

ہمارے راہنما ہیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے ظاہری وصال فرمایا تو حضرت بلالؓ مدینہ چھوڑ کر ملک شام چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا کہ بلالؓ تو اچھا ساتھی ہے کہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہو۔ حضرت سیدنا بلالؓ واپس تشریف لائے کون آیا ہے کہاں سے آیا ہے اور کہاں آیا ہے۔ حضرت سیدنا بلالؓ شام سے آئے اور نبی پاک ﷺ کے در پر آئے۔ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا ہے۔ جنتی بھی ہے اور روضہ اقدس پر بھی آ رہا ہے۔ جس طرح سے عرض کیا ہے کہ ہمارے امام حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں ان کے لئے بشارت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سب سے اول نمبر پر ہیں۔ جب فوت ہونے لگے تو وصیت فرمائی کہ میری میت کو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ قبر کے لئے جگہ چاہئے۔ اور جو لے جانے والے ہیں وہ صحابہ کرامؓ ہیں ان میں باقی نوحہ عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ میت کو لے گئے اور سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ غلام حاضر ہے۔ تالا بھی کھل گیا۔ دروازہ بھی کھل گیا اور اندر سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ سنی مر کر بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جاتا ہے کہ یہ سنت صحابہؓ ہے۔ یہ زندہ رہ کر بھی جانا نہیں چاہتے۔ ایسی زندگی سے اللہ تعالیٰ پناہ دے جو مجھے مدینہ پاک جانے سے روکتی ہے۔ حضرت عمرؓ کی کیا دعا ہے یا اللہ مجھے شہادت کی موت دے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر دے اور وہی نصیب ہوئی۔ حضرت عمرؓ کی آخری خواہش کیا تھی کہ مجھے نبی پاک کے قدموں میں جگہ ملے۔ وصال سے پہلے بطور خاص حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عرض کیا کہ روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ وہ مجھے دے دیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ وہ میں نے اپنے لئے رکھی ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے اصرار کیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے قربانی دیتے ہوئے وہ جگہ حضرت عمرؓ کو دیدی۔ یہ سنی بندہ ہے جو میرے نبی پاک کے قدموں میں پہنچ کر ہی آرام لیتا ہے حضرت عمرؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کیوں خواہش ظاہر کی کہ ہمیں روضہ اقدس میں جگہ ملے خانہ کعبہ کی خواہش کیوں نہ کی۔ جنت البقیع کی خواہش کیوں نہ کی۔ سنی دراصل جاتا ہی نبی پاک ﷺ کے قدموں میں ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

اور میری معراج تیرے نعلین میں ہے

شعر کا مطلب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج تو لامکان میں ہے جہاں ان کو بلا کر اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار کرایا۔ جس طرح مرزا صاحب نے نعت پڑھی کہ جس کا ایک شعر ہے۔

تینوں اپنے مقامات تے سدیا نہیں میرا تے کوئی مقام نہیں

تینوں تیرا مقام دکھایا اے میں لا مقام سدا ناں واں

تیری میری معراج کہاں ہے یہ نبی پاک ﷺ کے قدموں میں ہے۔ اگر پہنچ گیا تو تیری معراج ہوگئی حضرت بایزید بسطامیؒ نقشبندیوں کے امام ہیں۔ داتا صاحبؒ نے کشف المحجوب میں دو جگہ ان کی معراج کا واقعہ درج کیا ہے۔ انہیں نبی پاک ﷺ کے قدموں پر چلتے ہوئے معراج ہوئی وہاں جا کر عرض کی کہ یا اللہ کیا یہ اعلیٰ مقام ہے جہاں میں آ گیا ہوں فرمایا کہ نہیں یہ اعلیٰ مقام نہیں ہے اس سے اعلیٰ مقام چاہتے ہو تو مدینہ شریف چلے جاؤ اور مدینہ کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہ سنی کی بات ہے یہ مومن کی بات ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سنی عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ دعا سے کسی کی بخشش نہیں ہوتی اپنے عمل کر لو اپنے اعمال ہی ساتھ جانے ہیں۔ دعا کسی کام نہیں آئے گی۔ کئی احادیث مبارکہ ہیں کہ دعا سے بخشش اور نجات ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ تبرکات ہیں۔ میری دستار مبارک ہے اور کچھ اور چیزیں ہیں یہ حضرت اولیس قرئیؑ کو جا کر دینا اور ان سے کہنا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فرمائش ہے کہ میری امت کی بخشش کے لئے دعا کریں یہ تبرکات لے جانے والے کون ہیں عشرہ مبشرہ میں نمبر دواں اور نمبر چار حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ اور حضرت سیدنا علیؓ شہر خداؒ تبرکات سر پر رکھے ہوئے لے جا رہے ہیں دوسرے فرقوں والے کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے ہی ہیں انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سر پر اٹھائے ہوئے نہایت ادب و احترام سے جا رہے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم جیسے ہیں وہ تشریف لے گئے حضرت اولیس قرئیؑ کو ڈھونڈنا ان کو پیغام دیا۔ حضرت اولیس قرئیؑ نے تبرکات سر پر رکھے ان کا وسیلہ واسطہ دیا سجدہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولیس قرئیؑ سجدہ کر دے گا تو اللہ تعالیٰ میری امت کے اتنے بندوں کو بخش دے گا جتنے بنی تمیم کی بکریوں کے بال ہیں۔ تو بھی ان کی دعا کو مان جا تو پھر تو بھی جنتوں میں ہو جائے گا۔ ہم سنی ہیں اور سنیوں کی ایک ظاہری نشانی یہ ہے کہ جب ان کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا جاتا ہے تو وہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے نہ یہ فرض ہے نہ یہ واجب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبرؓ جب میرا نام اذان میں آتا ہے تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ مجھے ان میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتا ہے۔ تو میں محبت سے بوسہ دیکر آنکھوں پر لگاتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو صدیق اکبرؓ کی اس سنت پر عمل کرے گا وہ بھی اس

کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اور جو یہ دیکھ کر جلتا ہے وہ بے ایمان ہے۔ بد عقیدہ ہے۔ اور جو حضرت صدیق اکبرؓ کی اس سنت پر عمل کرے گا اس کی آنکھیں نہ کبھی خراب ہوں گی نہ وہ اندھا ہوگا یہ کرم ہے اللہ تعالیٰ کا جس پر بہت کرم ہوتا ہے۔ اسے سنی عقیدہ عطا کر دیتا ہے۔ تمام فرقے سارے نمازی ہیں کلمہ پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حج کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں جہاد کرتے ہیں غازی ہیں شہید ہیں۔ تفسیر بھی ہے حفظ بھی ہے قربانی ہے صدقات ہیں سب کچھ ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ ادب ہے نہ تعظیم ہے نہ محبت ہے وہ ان تمام اعمال کے ساتھ جہنم میں جائیں گے اب حکومت پاکستان اور خاص طور سے خواہ نواز شریف کی ہو یا کسی دوسرے کی وہ کہتے ہیں کہ بس فرقے بن گئے ہیں۔ آپ کسی فرقے کو نہ چھڑیں اور اپنا فرقہ نہ چھوڑیں۔ اپنے فرقہ پر قائم رہو لیکن کسی دوسرے کو کچھ نہ کہو لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں دوسروں کا منہ کالا کرو اور اپنا پرچار کر دو تا کہ پتہ چلے کہ اصل چیز ہے کیا۔ ہر کوئی ٹھیک تم بھی ٹھیک میں بھی ٹھیک وہ بھی ٹھیک اس کا کیا مطلب کہ سارے ہی ٹھیک ہیں پھر غلط کون ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کیا ہوا۔ تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو جھٹلاتے ہو۔ اپنی چند دن کی حکومت چلانے کے لئے یہ کرتے ہو کسی کو چھیڑو نہیں اپنا چھوڑو نہیں۔ یہ کون سا مذہب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک جنتی ہے باقی جہنمی ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے۔ تمہیں یہ کہنے کی جرات کیوں نہیں ہوتی۔ جھوٹے کو جھوٹا کیوں نہیں کہتے۔ یہ پاکستان کی بد قسمتی ہے۔ یہ تو شکر ہے کہ تم نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا۔ کسی اور کو کچھ نہیں کیا حالانکہ عقاید کے لحاظ سے یہ باقی فرقے قادیانیوں سے بھی بدتر ہیں یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر تھے اور تمام بشری کمزوریاں ان میں تھیں ادھر حضرت حسان بن ثابتؓ کو دیکھیں کیا فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین دیکھا ہی نہیں ہے۔ کسی ماں نے آج تک آپ جیسا جنا نہیں ہے آپ ہر عیب سے پاک اور منزہ ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی مرضی کے مطابق بنایا ہے جو بات میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پسند فرمائیں وہ بھی حدیث ہے حدیث مبارکہ کیا فرما رہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر عیب سے پاک ہیں۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ ان میں تو ہزاروں عیب ہیں۔ بشری کیفیات کے لحاظ سے کئی عیب ہیں۔ فرقہ صرف سنی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل مکمل اکمل سمجھتا ہے حضرت مہر علی شاہ صاحب کیا فرماتے ہیں۔

ما احملك ما احسنك ما اكملك ما افضلک

پروفیسر صاحب اس کا مطلب کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ افضل نہیں ہیں

کیا آپ اکل نہیں ہی۔ طر زلفی کی ہے مطلب مثبت کا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اکل میں جیسے میں کہوں کہ کیا آپ پر و فیسر نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ میں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسن نہیں ہیں۔ پھر فرمایا ”کتنے مہر علی کتنے تیری ثناء ایہہ مشتاق اکھیاں کتنے جاڑیاں“۔ تعریف کر رہے ہیں اور دوسرے نقص پیدا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ کبھی اتفاق ہو تو ان دوسرے فرقے والوں کے پاس بیٹھ کر دیکھو اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پلے میں کچھ چھوڑیں گے تو مجھے کہنا۔ ایک عیسائی۔ ایک یہودی ایک ہندو اور ایک ان دوسرے فرقوں والا بھی بیٹھا ہو۔ ہندو کہتا ہے کہ ہمارے رام نے یا ہنومان نے چودہ من کی کمان سے اتنے زور سے تیر مارا کہ کمان کو توڑ کر رکھ دیا اور وہ تیر ایک مچھلی جو پتہ نہیں کہ کتنی اونچی تھی اس کی آنکھیں میں جا کر لگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صحابی بولا کہ ہمارے نبی علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ یہودی بولا کہ کیا میرے نبی پاک علیہ السلام کی شان تھی کہ پتھر پر بھی عصا مبارک مارتے تھے تو پانی نکل آتا تھا۔ ان جیسا جو بیٹھا ہوتا تو وہ کہتا کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اختیار نہیں وہ تو کچھ نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی سنی عقیدہ ہوتا تو کہتا کہ ہنومان نے کمان توڑ دی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پتھر سے پانی نکال دیتے تھے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند توڑ دیا اور پھر جوڑ دیا پتھروں میں سے تو پانی نکلتا ہی ہے۔ پہاڑوں میں جا کر دیکھ لو کہ چشمے کہاں سے پھوٹ رہے ہیں۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ انگلیوں میں سے پانی کے چشمے جاری فرما دیتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان کیوں بیان نہیں کرتے۔ جس کا دل تنگ ہو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر ہی نہیں سکتا۔ ابو جہل آیا میرے بھتیجے تیری شکل بڑی بد شکل ہے فرمایا آپ ٹھیک کہتے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر کز شریف لائے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے۔ فرمایا آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ وسلم یہ دونوں ہی کس طرح سے ٹھیک کہتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نور ہوں آئینہ ہوں ہر شخص اپنے ایمان کی کیفیت مجھ میں دیکھتا ہے جو بے ایمان ہے اسے اپنی بے ایمانی نظر آتی ہے۔ جس کا ایمان سچا ہے اسے میں حسین نظر آتا ہوں۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اچھے لگتے ہیں عظمت والے نظر آتے ہیں تو تمہارا ایمان عظمت والا ہے صحابہ کرامؓ کے ادب کی کیا بات ہے یہ کہتے ہیں کہ ادب کرنے سے عبادت ہو جاتی ہے۔ عبادت کرنے سے شرک ہو جائیگا۔ اور شرک سے بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہ کرامؓ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرماتے ہیں تو وضو کے پانی کو زمین پر نہیں جانے دیتے اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلی فرماتے ہیں تھوک مبارک پھینکتے ہیں تو یہ اپنے ہاتھوں پر لے کر یا کھا

جاتے ہیں یا اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں یہ ادب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجابت بنواتے ہیں تو یہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے اپنے پاس محفوظ کر لیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناخن مبارکہ اترواتے ہیں تو وہ بھی صحابہ کرام اپنے پاس محفوظ کر لیتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بال مبارک اور ناخن مبارک بھی تھے۔ مرتے وقت وصیت کی کہ ان کو میرے ہونٹوں اور آنکھوں پر رکھ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان آ جائے گی اور منکر نکیر کے سوالوں کے جواب دے سکوں گا۔ حضرات یہ صحابیؓ کی بات ہے یہ ادب کی بات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچ لگوائے خون مبارک نکلا اور صحابی کو دیا کہ کہیں ایسی جگہ رکھ آؤ جہاں اس کی بے ادبی کا احتمال نہ ہو وہ باہر گئے واپس آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہاں رکھا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی جگہ ہی نہیں ملی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک رکھا جاتا میں نے وہ پی ہی لیا ہے یہ ادب ہے حالانکہ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق خون پینا حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم نے حرام چیز کیوں پی لی ہے۔ بلکہ فرمایا کہ جاؤ تمہیں اور تمہاری آل کو جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون مبارک پینے کی جزا ہے انعام ہے یہ کہتے ہیں کہ ادب سے ایمان خراب ہو جاتا ہے یہ نہیں جانتے کہ اصل ایمان ہے ہی ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سانپ سے ڈسوا لیا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے نماز عصر قضا کر دی۔ مشہور واقعات ہیں یہ سب ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے صحابہ کرامؓ کی سنت ہے اور سنی اس پر عمل کرتا ہے۔ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ جیسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ مبارک ہیں مبارک ہیں اور پھر مبارک ہیں اس لئے کہ ہم الحمد للہ سنی ہیں۔ یہ ماننا کہ ہم میں عمل کی کمی ہے بے شک کمی ہے لیکن دعا ہے کہ یا اللہ ہماری محبت میں ہمارے ایمان میں ہمارے عقیدے میں کمی نہ ہو۔

گنبد خضراء کے آنگن کی ہوا ماگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا ماگی ہے
زندگی ماگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم نے مدینے کی فضا ماگی ہے
گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے

چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے

یہ سنی کا نعرہ ہے اور ہمیشہ یہی نعرہ رہے گا سنی کے دل کو دیکھو تو وہ کہے گا کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے۔ اور
پوچھو کہ تمنا کیا ہے تو کہے گا کہتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنی کی پہچان
ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رانا صاحب نے اس کی اشاعت میں حصہ ڈالا ہے
اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو کاوش کو اس ایثار اور قربانی کو قبول فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 29-06-01

کام تو سب بنا ہوا تیرا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ۔

واہ کیا مرتبہ ہوا تیرا	تو خدا کا خدا ہوا تیرا
جسے تو نے دیا خدا نے دیا	دین رب کا ہوا تیرا
تاج داروں کا تاج دار بنا	بن گیا جو گدا ہوا تیرا
ہوں زمین والے یا فلک والے	سب کو صدقہ عطا ہوا تیرا
دونوں عالم خدا کے طالب ہیں	اور طالب خدا ہوا تیرا
ذات تیری تو انتہا سے بالا ہے	نام بھی مصطفیٰ ہوا تیرا
بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن	کام تو سب بنا ہوا تیرا

فرماتے ہیں کہ بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن۔ کام تو سب بنا ہوا تیرا۔ برے کاموں کی برے کردار کی۔ برے
عمل کی فکر نہ کر۔ اے حسن رضا تیرا کام تو اللہ تعالیٰ نے بنا دیا ہوا ہے۔ تیرا بیڑہ پار ہے کس طرح سے بیڑہ پار
ہے؟ اگر اس کا بیڑہ پار ہے تو اس کے صدقے ہمارا بھی بیڑہ پار ہو جانا ہے۔ اس کا کام کس طرح سے بنا
ہے؟ جس طرح سے اس کا کام بنا ہے۔ اسی طرح سے ہمارا بھی کام بن جانا ہے۔ یہ میرے پاس ایک
کتاب ہے کسی نے مجھے یہ دی ہے۔ اس کتاب میں ایک دعا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا
ہوتے ہی کی ہے۔ جب ولادت باسعادت ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں چلے گئے اور جو
دعا فرمائی وہ اس کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ وہ دعا یہ ہے کہ یا اللہ معبود حقیقی تو ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر فرمایا کہ یا
اللہ میری امت کو بخش دے پھر عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے
تیری امت کو بخش دیا۔ اور بطور خاص حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ دیکھو اسے جبرائیل یہ جو نبی
علیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوتے ہی اپنی امت کو نہیں بھولا۔ یہ حشر والے دن اپنی امت کو کیسے بھولے گا یہ
بات ہے جناب کہ ہماری بگڑی ہوئی اس طرح سے بنی ہوئی ہے کہ ہم اس نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ

پڑھتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اور کوئی ہماری نیکی نہیں ہے۔ کوئی عمل نہیں ہے۔ اگر کچھ ہے تو صرف یہ تعلق ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتِيْ۔ اے میرے رب میری امت میرے حوالے کر دے میں خود ہی اسے جنت میں لے جاؤں گا۔ یا اللہ میری امت مجھے دیدے کہ میں خود ہی حساب کروں کتاب کروں یا نہ کروں میں خود ہی جنت میں لے جاؤں گا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے دین میں ہمیشہ خوش خبری پیش کرو ڈراؤ دھمکاؤ نہیں۔ نفرت پیش نہ کرو۔ آسانی پیدا کرو سختی پیدا نہ کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی لمحہ بھی اپنی امت کو نہیں بھولے ایک بات کرنے سے پہلے ذرا میں یہ اس صاحب سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پڑھا ہے کہ

تقوى رکھ محبوباں والا آتے آتے دوا رہ ملینے

حضرت صاحب ذرا یہ تو بتائیے کہ اس کا مطلب کیا ہے کہ تقویٰ رکھ محبوباں والا۔ میری عرض ہے کہ یہ شعر کہہ رہا ہے تقویٰ رکھ محبوباں والا۔ ایک تو یہ ہے کہ پیر صاحب سے محبت رکھ کر آؤ اور دوسرا اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا مرشد کریم تجھ سے محبت رکھتا ہے اس لئے تو آ۔ تقویٰ رکھ محبوباں والا۔ تو محبوب ہے اور وہ عاشق ہے۔ پھر اس کا پیر اس کا عاشق ہے اسی طرح اوپر تک لے جائیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے عاشق ہیں۔ ہم تو خواہ مخواہ کے عاشق بنے ہوئے ہیں۔ صرف دکھاوے کے عاشق بنے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی عاشق ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم محبت کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں اس کے معاوضے میں وہ ہم سے محبت کرتے ہیں نہیں ایسی بات ہرگز نہیں ہے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے محبت کرتے ہیں پھر ہم محبت کرتے ہیں۔ پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں پھر امتی محبت کرتا ہے اس لئے وہ ہمیں کبھی نہیں بھولے۔ دیکھو کہ ولادت باسعادت ہوتے ہی کیا مانگ رہے ہیں یہ نہیں مانگا کہ یا اللہ مجھے بخش دے مجھے نبوت عطا فرما دے یا اللہ مجھے فتح دیدے یا اللہ مجھے جنت دے دے۔ یا اللہ مجھے کائنات کی چابیاں دیدے یہ نہیں مانگا۔ اگر مانگی ہے تو اپنے محبوبوں کی بخشش اور اس کے لئے جنت مانگی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ہم سے محبت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں اس کے صلے میں اس کے اثر کے ساتھ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ کوئی بندہ دنیا میں ایسا پیدا نہیں ہوگا جس کو پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو۔ حضرت عمرؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان کو مانگا ہے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانگا کوئی واقعہ ایسا

بتاؤ کہ جہاں حضرت عمرؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانگا ہو۔ نہیں مانگا ہی نہیں ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مانگا ہے۔ فرمایا کہ یا اللہ ان دو عمروں میں سے ایک کو اسلام عطا فرما دے ایسا اسلام کہ جس سے اسلام کو بھی عظمت ملے۔ حالانکہ وہ قتل کرنے آرہے تھے لیکن دوسرے لمحے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ پڑھ رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی نبی میرے بعد آنا ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے اس لئے محبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کام کیا ہے حضرت عمرؓ کی محبت نے کام نہیں کیا ہے وہاں تو محبت ہے ہی نہیں۔ بلکہ وہاں تو عداوت ہے۔ دشمنی ہے۔ قتل ہے۔ دیکھیں ہم اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہیں جو کسی مقام پر بھی اپنی امت کو نہیں بھولے۔ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے براق آگئی۔ ایک فرشتے نے اس کی لگام پکڑی ہے ایک نے رکاب پکڑی ہے کسی نے اس کی کاٹھی پکڑی ہے اور ستر ہزار فرشتوں کی جماعت ساتھ ہے۔ معراج پر جانا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں میں نے اس پر سواری نہیں کرنی ہے۔ فرشتے گھبرا گئے کہ شاید ہم سے کوئی غلطی ہوگئی کوئی گستاخی ہوگئی کوئی بے ادبی ہوگئی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف فرمائیں۔ فرمایا ایسی بات نہیں ہے بلکہ آپ جاکر اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ آج میں براق پر سوار ہو کر جا رہا ہوں۔ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَذْنِي کے مقام پر جا رہا ہوں۔ میں بارگاہ عالیہ میں جاؤں گا۔ لیکن مجھے یہ فکر ہے کہ حشر والے دن میری گتہگار امت پل صراط کیسے پار کرے گی۔ مجھے اس کا جواب آج چاہیے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پوچھتے ہیں کہ میری گتہگار امت حشر والے دن اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی پل صراط کیسے پار کرے گی مجھے اس کا جواب چاہئے۔ اس کے بغیر میں نے بارگاہ عالیہ میں آنا ہی نہیں ہے۔ دیکھیں کہ اگر CHIEF EXECUTIVE مجھے بلائیں تو میں نے اپنے بچوں کو بھی چھوڑ کر بھاگ جانا ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہیں کہ غلاموں کا سوال پہلے کر رہے ہیں اپنا بعد میں کر رہے ہیں۔ یہاں کوئی اور بیٹا نہ ہے وہاں کوئی اور بیٹا نہ ہے وہاں بیٹا نہ ہی بدل جاتا ہے۔ وہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہماری فکر ہے اپنی فکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں کہ وہ بے دھڑک آجائیں۔ جس طرح سے آج ان کے لئے براق بھیجی گئی ہے حشر والے دن میں ان کے ہر امتی کی قبر پر براق کھڑا کر دوں گا کہ وہ اس پر سوار ہو کر پل صراط پار کر جائیں گے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ وہ کسی موقع پر بھی اپنی امت کو نہیں بھولے۔ بارگاہ عالیہ میں پہنچنے وہاں پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بات ہوئی وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب

علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ میرے لئے کیا لائے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **اَللّٰحٰیثَاتُ**
لِیْلَتِهِ وَالصَّلٰوۃُ وَطَیِّبَتٌ یا اللہ میری تو ہر چیز ہی تیرے لئے ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ ایک تحفہ نہیں بلکہ میرا
 عمل میری جان بھی تیرے لئے ہے میں سراپا تیرے لئے ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ**
اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اے نبی تم پر سلام۔ یہ بات چیت قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذُنِی کے
 مقام پر ہو رہی ہے۔ اس مقام پر پتہ ہے کہ حضور نے کیا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ یا اللہ صرف مجھ اکیلے پر نہیں
 بلکہ فرمایا **اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا** ہم سب پر سلام ہو۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کون۔ فرمایا کہ میرے
 امتوں پر بھی سلام ہو۔ اس مقام پر بھی اپنی امت کو نہیں بھولے۔ اس لئے ہماری جو گڑی ہوئی ہے اس کی
 فکر ہمیں نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمارا کام بنا ہوا ہے۔ کہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارا کام بنادیا
 ہوا ہے۔ ہم نے نہیں بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو یہ اجازت دی کہ ایک دعا ہر صورت قبول ہو
 گی۔ جو وہ چاہیں مانگ لیں حضرت نوح علیہ السلام نے دعا مانگی کہ یا اللہ یہ کافر ہیں۔ یہ میری بات نہیں
 سنتے یہ ایمان نہیں لائیں گے تو ان کے لئے طوفان لا کر ان سب کو ڈبوئی دے اور ایسا طوفان آیا کہ جیسا کبھی
 نہیں آیا۔ اسی نبی محترم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہے کہ تندوروں میں سے بھی پانی نکل آیا۔ ہمارے تو آج
 کنویں بھی خشک ہو گئے ہیں لیکن حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں یہ تصور کہ جس میں آگ جلتی ہے
 روٹیاں پکتی ہیں۔ ان میں سے بھی پانی ابل آیا۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ ہر جگہ سے پانی نکل آیا۔ یہ اس نبی
 علیہ السلام کی دعا کا اثر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کیا آپ نے بھی وہ دعا مانگ لی ہے فرمایا کہ نہیں میں نے ابھی وہ دعا نہیں مانگی ہے تو آپ کیا مانگیں گے۔
 فرمایا کہ میں حشر کے دن صرف یہ مانگوں گا کہ یا اللہ میری صرف ایک دعا ہے کہ یا اللہ میری امت کو بخش
 دے۔ یہ کرم ہے ان کا۔ پھر قرآن مجید میں سب سے حوصلہ افزا آیت مبارکہ ہے۔ **وَلَسَوْفَ يُعْطِیْكَ**
رَبُّكَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ
 گے“۔ کہ جاؤ میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی مرضی عطا کر دی۔ عرض کیا کہ یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا لے کر راضی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مرضی دیدی ہے۔
 Blank Cheque دے دیا ہے۔ کہ جو مرضی لے لیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں
 نے صرف ایک چیز ہی لینی ہے۔ میں نے عرض کرنا ہے کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ اگر میرا ایک بھی
 گنہگار امتی جہنم میں رہ گیا تو میں نے راضی ہی نہیں ہونا ہے۔ اس لئے ہماری جو گڑی ہوئی ہے وہ بن گئی ہے
 میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ گڑی ہوئی تو ہماری ہے نا۔ جن کی نہیں گڑی ہوئی کہ جس طرح سے پیغمبر ہیں۔

انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان کی تو کوئی بگڑی ہوئی بات نہیں ہے۔ مانا کہ ہمارا کردار ٹھیک نہیں ہے۔ ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ ہم گنہگار ہیں گناہ کرتے ہیں پھر بھی ہماری بگڑی ہوئی بن گئی ہے یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے ان کا مقام ہے لیکن انبیاء علیہم السلام جن کی بگڑی ہوئی نہیں ہے۔ جن کا کردار ٹھیک ہے جن کی گفتار ٹھیک ہے معصوم ہیں کہ تمام عمر گناہ ہی نہیں ہے قیامت کے روز وہ بھی ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں گے ان کا دامن پکڑ کر جنت میں جائیں گے۔ ان کے دامن کے بغیر جنت میں جانے کا کوئی رستہ ہی نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اتنا بڑا فتویٰ دیا ہے۔ اتنا بڑا مبالغہ والا شعر فرمایا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ علیہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر وہ بندہ جو کہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے وہ جہنمی ہے جو کہے کہ میرے اعمال بڑے ہیں۔ میں نے کئی حج کئے ہیں۔ میں نے نماز پڑھی ہے میں نے زکوٰۃ دی ہے میں نے روزے رکھے ہیں میں نے قربانیاں دی ہیں۔ صدقہ خیرات کیا ہے مجھے جنت میں جانے سے کون روک سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں کہ اگر پکا جہنمی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں پھر بھی میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑے ہوئے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شفاعت ہوگی تو میری بخشش ہوگی۔ ایک تو بگڑی ہوئی یہ ہے نا کہ بہت گنہگار ہے اور یہ بھی بگڑی ہوئی ہو سکتی ہے کہ بیمار ہے صحت نہیں ہے مسلسل بیماری ہے۔ اس کی میں بات کرتا ہوں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کس طرح سے بنتی ہے۔ اس سال (2001) میں مجھے حج بیت اللہ شریف کی سعادت نصیب ہوئی ہے میرے ساتھ میری زوجہ محترمہ بھی تھیں۔ جب حج کیلئے درخواست دی تو اس کی کمر میں درد شروع ہو گئی۔ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ وہ چار پائی پر لیٹی رہتی۔ حرکت کرنا بالکل ختم ہو گیا۔ ایکسرے X-Ray لیا تو پتہ چلا کہ مہرے کی ہڈیاں بڑھ گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان نے بھی مشورہ دیا اور دوسرے آنے جانے والے عزیز و اقارب نے بھی مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ آپ ان کو ساتھ نہ لے جائیں نہ اٹھ سکتی ہیں نہ چل سکتی ہیں۔ نہ پھر سکتی ہیں۔ وہاں تو طواف بھی کرنا ہے۔ سعی بھی کرنی ہے مدینہ شریف بھی جانا ہے۔ عرفات میں جانا ہے واپس بھی آنا ہے ہر طرف دوڑ ہی دوڑ ہے اور کئی کام بھی کرنے والے وہاں ہیں۔ بہتر ہے کہ انہیں ساتھ نہ لے جائیں ان کو رہنے دیں خواہ بخواہ مردہ خراب کرو گے۔ بیگم صاحبہ سے کہا گیا کہ تیرا مردہ خراب ہو جانا ہے تو کہنے لگیں کہ مردے تو ادھر خراب ہوتے ہیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر مردے

خراب نہیں ہوتے۔ مرنا ہی ہے تو میں وہاں جا کر مروں گی یہاں مجھے مرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہیل
 چیئر Wheel Chair ساتھ لے گئے۔ یہیں فیصل آباد سے ہی وہیل چیئر پر گئی۔ مکہ شریف وہیل چیئر
 سے ہی اتاری۔ دوسرے روز ہماری باری آگئی اور تین جنوری 2001 (01-01-30) صبح کی نماز مسجد
 نبوی میں پڑھنا نصیب ہوا۔ وہیل چیئر پر ہی وہاں بھی لے گئے۔ نماز پڑھنے کے بعد واپس ہوٹل میں آئی تو
 کہنے لگی کہ میرا تو درد ختم ہو گیا ہے تین ماہ کے بعد اس نے پہلی مرتبہ کہا کہ اس کا درد ختم ہو گیا ہے۔ دو پہر تک
 بالکل تندرست ہو گئی اور کہا کہ اب مجھے وہیل چیئر کی ضرورت نہیں میں اپنے قدموں پر چل کر روضہ اقدس کی
 حاضری دوں گی۔ اس کا اپنا بیٹا ڈاکٹر ساتھ ہے۔ بہو بھی ڈاکٹر ہے وہ بھی ساتھ ہے اور بھی ڈاکٹر موجود ہیں
 جو یہاں فیصل آباد میڈیکل کالج کے تھے وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ وہیل چیئر کا آسرا ضرور لیا
 جائے۔ وقتی طور پر اگر درد کا احساس نہیں بھی ہے پھر بھی چلنے سے بیماری میں اضافہ ہو جائے گا کہ بعد میں
 زیادہ پریشانی ہوگی۔ لیکن وہ مریضہ آٹھ روز مدینہ شریف رہی ہے۔ اور آٹھ روز ہی اپنے قدموں سے چل
 کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہوتی رہی ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ مسجد نبوی کا طواف کیا ہے
 جو کہ سٹرا ایکز اراضی پر مشتمل ہے۔ '1960'x'1800 مسجد نبوی کا رقبہ ہے۔ یہ کوئی ڈیڑھ پونے دو میل
 سفر بنتا ہے۔ وہ بی بی پیدل چل کر طواف کرتی تھی اور کوئی تھکان محسوس نہیں کرتی تھی۔ بڑی ہوئی ایسے بھی
 بن جاتی ہے۔ ایک اور بھی امتحان اور ٹسٹ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کا ذکر سنو۔ اس وقت مسجد
 نبوی میں دس گیارہ لاکھ افراد تھے جن میں کوئی نصف کے قریب تین چار لاکھ عورتیں تھیں۔ عورتیں سارا دن
 روضہ اقدس کے قریب نہیں جاتیں۔ صبح سات سے گیارہ بجے تک چار گھنٹے عورتوں کو اجازت ملتی ہے کہ وہ
 روضہ اقدس کے قریب ہو کر درود و سلام پیش کر لیں۔ مسجد نبوی کے چاروں کونوں میں چار چار پانچ ایکڑ جگہ
 عورتوں کے لئے مخصوص ہے جہاں وہ نماز پڑھتی ہیں۔ قیام کرتی ہیں۔ وقت مقررہ پر ان کے گرد جو آہنی چار
 دیواری سی بنی ہوتی ہے وہ بتا دی جاتی ہے اور ان کو اجازت ملتی ہے کہ روضہ اقدس پر حاضری دے لیں۔ وہ
 پھر روضہ اقدس کے قریب ترین ہونے کے لئے دوڑ لگاتی ہیں۔ جتنا کسی میں عشق ہے۔ جتنی کسی میں محبت
 ہے جتنا کسی میں جوش ہے اور صحت ہے اتنا ہی وہ تیز دوڑ لگا کر سنہری جالی کے پاس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 کے قدموں میں پہنچتی ہیں۔ جو تیز ہوتی ہیں وہ پہلے پہنچ جاتی ہیں۔ اس بی بی نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم میں دوڑ تو سکتی نہیں ہوں۔ چلنے پھرنے کے قابل تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہو گئی ہوں۔
 اب اگر سنہری جالی تک نہ پہنچ سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک نہ پہنچ سکوں تو میرا یہاں آنے کا
 فائدہ کیا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عرض سنیں مجھے سنہری جالی کے پاس جگہ عنایت فرمائیں جو

کہ ایک مریضہ کے لئے بالکل نامکن ہے کہ وہ اپنی کوشش سے وہاں پہنچ جائے آپ یقین کریں کہ پورے آٹھ روز جالی اقدس کے قریب ایک خاص جگہ تھی وہ وہاں پہنچ جاتی تھی۔ اور وہ جگہ اس کے لئے ہی خالی رہتی تھی۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کس طرح سے وہاں تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں۔ کہنگی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اٹھا کر اڑا کرواں پہنچا دیتے ہیں۔ گبڑی ہوئی یوں بھی بنتی ہے۔ جہاں گبڑی بخشش کی بنتی ہے وہاں گبڑی صحت۔ کمزوری کو مٹا کر اپنے قدموں میں پہنچا دینا یہ بھی گبڑی بنتی ہے حضرات یہ وہاں کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو وہاں جانے کی توفیق عطا فرمائے وہاں کی بہاریں دیکھنے اور لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ ایک نعت ہے۔ کہ

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جس نے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

شعریہ بتا رہا ہے کہ جس نے جنت دیکھنی ہو وہ مدینہ کو دیکھ آئے۔ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے دیکھو صدر اور پٹواری میں کیا رشتہ ہے کیا تناسب ہے۔ جس نے صدر کو دیکھنا ہو وہ پٹواری کو دیکھ لے کیا اس کا گزارہ ہو جائے گا۔ جس نے آئی جی کو دیکھنا ہو وہ ایک سپاہی کو دیکھ لے کیا اس کا گزارہ ہو جائے گا۔ جنت دیکھنی ہو تو مدینہ دیکھ آؤ۔ تیری جنت کہاں ہے۔ تیری جنت تیری ماں کے قدموں تلے ہے۔ اور مدینہ شریف اور مدینہ والی سرکار پر تو ساری مائیں قربان ہو رہی ہیں۔ پھر کیسے کہتے ہو کہ جنت اور مدینہ برابر ہیں۔

عجب رنگ پہ ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

جنت اور مدینہ میں کیا تناسب ہے۔ کوئی تناسب نہیں ہے۔ مدینہ اتنا افضل ہے کہ اگر کروڑوں جنتوں کو اجازت ملے کہ کہاں جانا ہے۔ ہم تو سارے جنت میں جانے کے لئے مر رہے ہیں نا۔ سجدے کر رہے ہیں قربانی کر رہے ہیں یا اللہ جنت یا اللہ جنت۔ اگر جنت کو فری Free کر دیں کہ جہاں جانا چاہتی ہے چلی جا تو ساری جنتیں مدینہ شریف میں آ جائیں گی۔ اور اگر مدینہ کو کہا جائے کہ تو جہاں جانا چاہتا ہے چلا جا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔ تو پھر کیا مقابلہ ہوا۔ کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ مدینہ اور جنت کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے ایک ہاتھ میں مشعل لی اور دوسرے ہاتھ میں لوٹا پکڑا ہوا ہے اور تشریف لے جا رہی ہیں کسی نے پوچھا بی بی آپ کہاں جا رہی ہیں یہ دو چیزیں آگ اور پانی ایک دوسرے کی ضد ساتھ ہیں کہاں جا رہی ہیں۔ فرمایا کہ میں اس مشعل سے جنت کو جلا دوں گی اور اس لوٹے سے دوزخ کو بجھا دوں گی۔ تاکہ نہ جنت کا لالچ رہے اور نہ دوزخ کا ڈر رہے میں بغیر کسی لالچ کے

اور بغیر کسی ڈر اور خوف کے اپنے رب کی عبادت کروں۔ وہ تو جنت کو چلا رہی ہیں۔ یہ جگہ جو ہے اس کی کیا Value ہے کوئی خاص وقعت نہیں ہے۔ لیکن جب یہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ خواہ **سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ** کروڑ سال تک بھی ہوتا رہے کچھ نہیں بنے گا **لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ** کہتے رہو پھر بھی کچھ نہیں بنے گا۔ یا **حَسْبِيَ اللَّهُ** کہتے رہو کچھ نہیں بنے گا۔ لیکن اگر **صَلَّى اللَّهُ عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** اگر ایک بار بھی کہہ دیا تو پھر کیا بن گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو تو جنت کا پھل کھایا کرو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریاں کہاں ہیں اور پھل کہاں ملتا ہے۔ فرمایا کہ جس جگہ میرا ذکر پاک ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ آپ کی نعت خوانی کے باعث اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث یہ جگہ بھی جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ مدینہ تو بہت عظمت والا ہے۔ آپ جہاں کہیں مدینے والے کا ذکر کرو ہیں مدینہ بن جاتا ہے۔

ان کو دل میں بٹھا لیا ہم نے
دل کو مدینہ بنا لیا ہم نے

مدینہ جہاں چاہو بنا لو۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ اب اس جگہ سے اگر جو کوئی اچھے عقیدے والا بندہ قیامت تک گزرتا رہے گا اس لئے نہیں کہ یہ میرا گھر ہے اس کا کوئی مطلب نہیں۔ گلی بھی ہوتی تو پھر بھی وہی برکت ہے باہر کہیں میدان میں ہوتی تب بھی یہ جنت بن جاتی تھی۔ آپ کے گھر میں ہو چھت پر ہو نیچے ہو یا کہیں کمرے میں ہو ایک آدمی کرے دو کریں کروڑ کریں اس سے بھی زیادہ ہو تعداد کی کوئی بات نہیں جگہ کی کوئی بات نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ جہاں بھی ہو وہاں جنت کی کیاری بن جاتی ہے اور پھر یہ فرماتے ہیں کہ پیر صاحب کی گلیاں مدینے کی گلیاں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گلیاں مدینے کی گلیاں تو بہت بلند ہیں ان کا تو کیا ذکر ہے۔

مدینے کی گلیوں کی عظمت نہ پوچھو
مدینے کی گلیوں پہ تو شیدا خدا ہے

حضرات ایک شخص تھا جس کا نام تھا سیٹھ شفیع۔ وہ حضرت کرمانوالی سرکار کا مرید تھا اس نے آکر عرض کی کہ حضرت صاحب آپ کے پیر بھائی حضرت کیلیا نوالی سرکارؒ نے اعلان کیا ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے گا۔ وہ جنتی ہو جائے گا۔ اب میں آپ کا مرید ہوں تو میں نے ان گلیوں سے گزر کر جنت لینی ہے یا آپ سے لینی ہے حضرت محمد اسماعیل کرمانوالی سرکارؒ نے فرمایا کہ سیٹھ شفیع ان گلیوں میں سے کتنے گزر جائیں

گے۔ تو اس طرح سے کر کہ گھر بیٹھے ہی میرا ذکر کیا کر جنت مل جائے گی۔ اور پھر موج میں آگئے اور فرمایا کہ جو کوئی تیرا ذکر کرے گا وہ بھی جنتی بن جائے گا اب آپ کہیں گے یہ کہاں سے مذہب بنا لیا ہے۔ حضرت کیلیا نوالی کی گلی جنت بن گئی کسی ولی کے ذکر سے جنت مل گئی۔ اس کے مرید کے ذکر سے جنت بن گئی۔ یہ کہاں کا اسلام ہے۔ اب سارے تو عاشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں بعض دوسرے قسم کے بھی ہوتے ہیں یہی جو دوسری قسم ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا اسلام ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حدیث پاک ہے کہ جہاں ذکر صالحین ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ہوتی ہے حضرت کیلیا نوالی سرکار ولی کامل ہیں ان کے ذکر سے نزول رحمت ہوتی ہے اور جب رحمت برسی ہے تو اس کا پہلا قطرہ ہی جس پر گرتا ہے وہ جنتی ہو جاتا ہے اس لئے جب بھی اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ہوتی ہے جس طرح سے کہ نبی علیہ السلام کے ذکر پر ہوتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کریں۔ آپ پڑھیں **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ** اس سے پتہ ہے کہ کیا ہوتا ہے کہ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف آ گیا۔ دس گناہ معاف ہو گئے دس نیکیوں کا اضافہ ہو گیا دس درجے بلند ہو گئے اور دس درجے نیکی کے اتنے ملے ہیں کہ گویا دس غلام آزاد کئے ہیں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کا یہ صلہ ہے اور انہیں کے وسیلہ سے جس پیر کا ذکر کیا جائے والی اللہ کا کیا جائے۔ صالحین کا کیا جائے۔ تو اسی طرح سے نزول رحمت ہوتی ہے بخشش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک نعت میں پڑھا گیا ہے کہ پیر کے پیچھے پیچھے جنت میں جانا ہے۔ یہ بھی قرآن مجید ہے۔ **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ** (بنی اسرائیل ۷۷) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ اس دن آواز دی جائے گی پیر کے نام پر۔ اے فلاں کے مرید آ جاؤ۔ اے نقشبندیو آ جاؤ۔ اے سہروردیو آ جاؤ۔ اے چشتیو آ جاؤ۔ اے قادریو آ جاؤ۔ اپنے پیر کا دامن پکڑ لو۔ کوئی بندہ بچے گا نہیں جس کے کان میں یہ آواز نہیں پہنچے گی۔ یہ آواز میرے اللہ تعالیٰ کی ہے خواہ فرشتوں سے اعلان کرائے یا اپنی قدرت کی زبان سے آواز دے یہ اس کی مرضی ہے۔ ہر بندے کو اس کے پیر کے نام پر آواز دی جائے گی۔ سب لوگ ہوتے ہوتے اپنے اپنے پیر صاحب سے ہوتے ہوئے **لِوَاءِ الْحَمْدِ** کے نیچے آ جائیں گے اس دن **لِوَاءِ الْحَمْدِ** کے سوا اور کوئی پناہ نہیں ہے۔ صرف وہ جھنڈا جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے اس کے علاوہ کوئی پناہ نہیں ہے۔ نہ کوئی سایہ نہ کوئی آسمان نہ کوئی دوسری چیز سایہ دینے والی ہے اگر کوئی پناہ ہے تو صرف **لِوَاءِ الْحَمْدِ** کی ہے اور جو کوئی اس کے نیچے کھڑا ہے وہ اپنے پیر صاحب کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہے جو باقی بچ جائیں گے ان کو کہا جائے گا کہ شیطان کے مرید و شیطان کے ساتھ

لگ کر جہنم میں چلے جاؤ اس لئے اگر جنت میں جانا ہے تو پیر صاحب کے پیچھے ہی جانا ہے تو اپنے پیر کا ذکر کر کے پیر کا ذکر بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ ننھا صاحب نے شعر پڑھا ہے۔

ال نبی تے اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ کی منقبت کا ایک شعر ہے۔ میاں محمد بخشؒ کا شعر ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں اور حضرت علیؑ کی اولاد ہیں۔ ان کی سیرت اور شکل ان جیسی ہے۔ ان کا ایک دفعہ ہی نام لینے سے ایک دفعہ ہی یا غوث الاعظمؒ کہنے سے لاکھوں گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ان کے صدقے سے جب بھی آپ کسی پیر کا ذکر کریں گے۔ ولی اللہ کا ذکر کریں گے تو انشاء اللہ آپ کے گناہ معاف ہوں گے۔ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ جس کے گلے میں بیعت کا طوق نہیں ہے جس نے بیعت نہیں کی وہ اس طرح مرے گا کہ جس طرح جاہلیت کی موت ہوتی ہے ایسی موت جس پہ ابو جہل مرا ہے اب آپ ہی اندازہ کر لیں کہ اس کی موت کیسی ہوگی اس کی کوئی نیکی کوئی عمل کام نہیں آیا حالانکہ جتنے طواف کعبہ ابو جہل نے کئے ہیں اتنے کسی اور نے نہیں کئے۔ وہ وہاں کا نمبر دار تھا اس کا طواف کہاں گئے۔ حالانکہ جب پہلی نظر خانہ کعبہ پر پڑتی ہے تو بندے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو ابو جہل کے کیوں نہیں ہوئے۔ وہ کسی کا مرید ہوتا تو اس کے بھی ہو جانے تھے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ جاتا تو معاف پھر بھی ہو جانے تھے بلکہ اس کے ذکر سے پتہ نہیں کہ کتنے کی بخشش ہو جانی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبرؑ کی دعا ہے وہ میرا بھی امام ہے آپ کا بھی امام ہے وہ نقشبند یوں کا امام ہے ہی بلکہ وہ ساری امت محمدیہ کے امام ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صدیق اکبرؑ کے ہوتے ہوئے کوئی امامت نہیں کر سکتا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے علوم مجھے عطا کئے ہیں وہ میں نے صدیق اکبرؑ کے سینے میں بھر دئے ہیں اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے میرے لئے کیا تحفہ لائے ہیں تو میں صدیق اکبرؑ کا بازو پکڑ کر پیش کر دوں گا کہ یا اللہ میری ساری عمر کی کمائی صدیق اکبرؑ ہیں اب جو وہ دعا کریں گے وہ پورے علم والی ہوگی کمال والی ہوگی اجابت والی ہوگی جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم لی ہے اس کے نتیجے والی ہوگی ہماری تقریر خواہ کتنی بھی اچھی ہو اس میں کمی ضرور ہوگی کہ ہم میں وہ علم نہیں ہے جو علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؑ کو عطا فرمایا ہے۔ تمام علوم جو ان کو عطا ہوئے ہیں ان کی روشنی میں حضرت صدیق اکبرؑ نے کیا مانگا ہے کیا چیز لی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یا اللہ میری بیٹیاں وہ ہیں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دیتا جاؤں وہ مرتی جائیں میں اور دیتا جاؤں۔ یہ ہم نہیں کر سکتے۔

دوسری دعا یہ ہے کہ میرا مال ہو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں خرچ ہوتا رہے۔ یہ بھی ہم سے نہیں ہوتا۔ تیسری دعا ہے کہ جو ہم تم سب کر سکتے ہیں کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ یہ دعا آپ کر لیں میں بھی کر لوں کہ۔

کتنے دیکھن توں پہلوں مر نہ جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے دو ممکنات ہیں۔ ایک یہ کہ زیارت ہو جائے گی دوسری یہ کہ نہیں ہوگی ہم مر جائیں گے تیسری صورت تو کوئی ہے نہیں۔ اللہ تعالیٰ پچائے کہ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ تمنا ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس تیسری صورت سے پچائے اپنی پناہ میں رکھے۔ جس کو زیارت ہوگئی وہ ولی کامل بن گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زیارت ایمان کی حالت میں ہو تو صحابی بن جاتا ہے۔ اگر خواب میں ہو تو ولی کامل بنتا ہے ظاہری حیات میں صحابی بنتے تھے صحابی کسی عمل سے نہیں ہوتا۔ صرف دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔ جب قرآن مجید کی صرف ایک آیت آئی تھی۔ اور صرف کلمہ تھا صحابی اس وقت بھی بن رہے تھے نماز کا حکم نہیں تھا زکوٰۃ کا حکم نہیں تھا قربانی کا حکم نہیں تھا عمرے کا نہیں تھا۔ جہاد کا نہیں تھا۔ صدقہ و خیرات کا نہیں تھا طواف کعبہ کا بھی نہیں تھا۔ اس وقت بھی کامل صحابی بن رہے تھے۔ وہ صحابی کس طرح سے بن رہے تھے۔ وہ کلمہ کے بعد دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بن رہے تھے۔ اور آج کلمہ کے بعد خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ولی کامل بن رہے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر خواب میں زیارت نہ ہو اور یہ حسرت لے کر مر جائیں تو یہی حسرت قبر میں شمع بن کر قبر کو روشن کر دیتی ہے۔ اور جس کی قبر روشن ہے۔ وہ جنتی ہے۔ اگر جنت کی طلب ہے تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھو تو جنت تمہارے پیچھے بھاگے گی۔ جو جنت کا طالب ہے اس کو جنت نہیں ملتی۔ جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا طالب ہے جنت اس کے قدموں میں آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس سے بڑھ کر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ کو کسی سے محبت ہے پیار ہے تو کیا کہو گے۔ کیا چاہو گے۔ ملاقات۔ وصل۔ جس میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی چاہتا ہے۔ جس طرح سے سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں اس طرح اگر میری تیری بھی یہ دعا ہو جائے تو صدیق اکبرؓ تو نہیں لیکن ضرور بن جائیں گے میں ایک عرض کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا شٹ نہیں ہے کہ جس سے پتہ چل سکے کہ کسی کا ایمان صحیح ہے یا غلط ہے۔ کون سا شٹ لیں گے۔ کہ نمازی ہو نمازی تو منافق بھی ہے۔ غازی بھی منافق ہے۔ شہید بھی منافق ہے۔ شہید بھی منافق ہے۔ علم والا شیطان بھی ہے۔

عبادت ریاضت والا شیطان بھی ہے۔ داڑھی والوں میں بھی منافق ہیں۔ محراب والے مصلیٰ والے تسبیح والے میں بھی منافق ہے۔ جو مدینہ شریف جانے سے روکتے ہیں وہ بھی حج پر گئے ہوئے ہیں۔ تو پھر کیا ٹٹ ہے ایمان دار ہونے کا۔ دنیا میں تین حق ہیں ایک حق قرآن مجید ہے۔ اس کی زیر۔ زیر۔ اور شد مد سب حق ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ ہے اس کی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے۔ دوسرا حق میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ تیسری حق بات دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شکل میں شیطان نہیں آ سکتا جس نے مجھے دیکھا حق اس نے مجھے ہی دیکھا جب کسی کو دیدار مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے تو یہ اس کے ایمان کی تصدیق ہے۔ یہ تحقیق ہے کہ اس نے حق دیکھ لیا ہے۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیری میری قسمت ہے لیکن یہ صراط مستقیم پر چلنا ضرور بن جاتا ہے۔ صراط مستقیم کہاں ہے۔ کیسے ہے کدھر ہے صراط مستقیم پر وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ کتے و پکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ اس رستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اولیاء اللہ کا دامن پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے پاس بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بڑی باتوں میں ایک اور عرض ہے کہ ہم گناہوں سے ڈرے ہوئے ہیں۔ نادم ہیں۔ پناہ مانگتے ہیں بخشش مانگتے ہیں۔ ہر نماز میں رَبَّنَا الْغَفُورُ الْوَالِدِيُّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنین کو جس دن حساب قائم ہوگا، ہر روز ہم بڑھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے اللہ تعالیٰ کو پسند آئی۔ قرآن مجید میں رکھ دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند آئی انہوں نے نماز میں رکھ دی۔ اب اس کو پڑھتے رہو۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام کی عظمت بہت بلند ہے۔ حشر والے دن ایک غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا دو۔ چھوٹے چھوٹے گناہ لاؤ۔ اس سے پوچھا جائیگا۔ کہ تم نے یہ گناہ کئے تھے وہ کہے گا کہ ہاں یا اللہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی۔ فرمایا جائے گا کہ اس کے بدلے اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت دے دو۔ جب اسے چھوٹے چھوٹے گناہوں پر رحمت ملے گی۔ تو عرض کرے گا کہ یا اللہ گناہوں کے بدلے رحمت ملتی ہے تو میرے بڑے بڑے گناہوں کو نکال لے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کے بڑے بڑے گناہوں کے بدلے میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت تقسیم کر دے گا۔ شور مچ جائے گا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاموں کو گناہوں کی بدلے رحمت مل رہی ہے۔ دوڑو بھاگو۔ اور جو پارسا ہوں گے۔ وہ لوگوں سے کہیں گے کہ ہماری نیکیاں لے لو۔ اور ہمیں گناہ دے دو ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت لینی ہے۔

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کے گناہ بھی نیکیوں سے بہتر ہیں۔ یہ گناہ کرنے کا کوئی لائسنس نہیں ہے۔ یہ لائسنس نہ سمجھو گناہ کرنے کا بلکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے کہ جو گناہگاروں کو بھی پار لگا دیتی ہے۔

کیا ہی ذوق افزا ہے شفاعت تیری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ۔ پرہیزگاری واہ واہ

اعلیٰ حضرت کا شعر ہے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شفاعت کتنی حوصلہ افزاء ہے کہ آج پارسا لوگ اپنی نیکیاں دے کر ان سے گناہ لے کر آپ کی رحمت لے رہے ہیں۔ حضرت علامہ بوسیریؒ نے اپنے قصیدہ بردہ شریف میں لکھا ہے کہ حشر کے روز کسی کے حصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی رحمت آئی ہے فرمایا کہ جتنے گناہ ہوں گے اتنی ہی رحمت آئی ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے۔ ہمارا محمد رسول اللہ کہنا ان کو پسند ہے۔ ایک اور بھی رحمت کی بات ہے جو کبھی کسی نے کی نہیں ہے اس کا احسان یہ ہے کہ کم از کم اس کا ذکر تو کیا جائے۔ ہم دے تو کچھ نہیں سکتے۔ لیکن ذکر خیر تو کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت بی بی فاطمہ الزہراءؑ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰؑ سے کرنا پسند فرمایا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ اگر حق مہر کی بات ہو تو آپ کتنا حق مہر لے کر راضی ہو جاؤ گی۔ تاکہ وہی بات کی جائے۔ وہ خاموش رہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ڈیڑھ سو تولہ چاندی حق مہر رکھ دیتے ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے عرض کیا کہ مجھے چاندی کی ضرورت نہیں البتہ نکاح قبول ہے۔ یہ منجانب اللہ ہے۔ مجھے قبول ہے لیکن چاندی کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال فرمایا کہ شاید حق مہر تھوڑا ہے۔ لہذا آپ نے فرمایا کہ اچھا ڈیڑھ سو تولہ سونا کر دیتے ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے عرض کیا کہ سونا رہنے دیں مجھے نکاح قبول ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اپنی بیٹی سے پوچھ لیں کہ حق مہر میں اگر وہ پوری جنت لینا چاہتی ہیں تو میں وہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے پھر عرض کیا حق مہر رہنے دیں مجھے نکاح قبول ہے چاندی بھی رد ہو گئی۔ سونا بھی گیا۔ جنت بھی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیٹی سے پوچھیں کہ حق مہر میں کیا چاہتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تو بیٹی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ میری جتنی عبادت۔ ریاضت سجدے ہیں وہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اور اس کے عوض ساری امت محمدیہ کو بخش دے

یہ میرا حق مہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے۔ اگر حضرت فاطمہ الزہراء کے صدقے بخشش لینی ہے تو آج مان لو۔ اور اگر اپنے اعمال پر بھروسہ ہے تو پھر تمہاری مرضی عمل والا کھاتہ ہے کوئی نہیں۔ لیکن اگر کھولنا چاہتے ہو تو کھول لو۔ کل اس کا کوئی مول نہیں پڑے گا۔ عمل ضرور کرو کہ بی بی فاطمہ الزہراءؑ نے بھی عمل کئے ہیں ساری ساری رات سجدہ میں گزارا ہے پھر صبح اٹھ کر عرض کرتی ہیں کہ یا اللہ تو نے کتنی چھوٹی رات بنائی ہے کہ ایک سجدہ بھی پورا نہیں ہوتا کہ صبح ہو جاتی ہے۔ اس سجدہ کے بدلے میں ہماری بگڑی ہوئی بن گئی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کا شکر ادا کر دو جو تمہاری بگڑی بنا گئی ہیں۔ جو تمہاری بخشش کرا گئی ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہراءؑ کو جب یہ بتایا گیا کہ تمہاری وہ تنہا پوری ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق مہر کے بدلے امت محمدیہ کو بخش دیا ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ لکھ کر دیدیں تاکہ حشر کے روز میں بتا سکوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چٹ لکھ کر آ گئی۔ بی بی فاطمہ الزہراءؑ نے وہ سنبھال کر رکھ لی اور وصیت فرمائی کہ یہ چٹ میرے کفن میں رکھ دی جائے تاکہ میں حشر کے دن دکھا سکوں۔ یہ ہے کہ

بگڑی باتوں کی فکر کر نہ حسن
کام تو سب بنا ہوا تیرا

ہم اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیوا ہیں جو مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ہیں حبیب خدا ہیں۔ اللہ کی مرضی انہیں حاصل ہے۔ نبی رحمت ہیں جو ہماری بخشش پر خوش ہوتے ہیں۔ حشر والے دن سارے بندے سارے انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی کریں گے۔ یا اللہ مجھے بخش دے۔ دوسروں کی مجھے فکر نہیں۔ نہ ماں کی فکر ہے نہ باپ کی فکر ہے بہن بھائی دوست احباب جہاں مرضی جائیں۔ مجھے بخش دے ہر بندہ نفسی نفسی پکارے گا سوائے ایک ہستی کے۔ وہ کہیں گے امتی امتی وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ جسے اپنی فکر نہیں ہے ہماری فکر ہے وہ ہمارا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس سے بڑی نعمت نہ کوئی آئی ہے اور نہ ہی آئی ہے ہم بڑے نہیں ہیں ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑا ہے۔ اگر تمام سابقہ امتوں کے گناہوں کی فہرست بناؤ تو وہ تمام ہم میں موجود ہیں لیکن بخشش پھر بھی ہماری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ دعا جو میں نے پڑھ کر سنائی ہے۔ یہ دعا میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے دن ہی قبول ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور تعلق ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ پر ہماری موت آئے اور اسی امید پر۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب کسی ولی کی موت آتی ہے تو فرشتے آ کر یہ نہیں کہتے کہ تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے اب چلو۔ تمہارا وقت مقررہ آ گیا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔ لیکن ولی کے ساتھ ایسا ماہر نہیں ہے ملک الموت آ کر اس سے مشورہ لیتا ہے کہ بھئی وقت پورا ہو چکا ہے اب تیری کیا مرضی ہے۔ ولی اللہ کہتا ہے کہ میرے کام ابھی باقی ہیں وہ میں نے

پورے کرنے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کرنے ہے لوگوں کو تلقین کرنی ہے۔ مجھے رہنے دو۔ وہاں جا کر مجھے سلا دو گے۔ کیا فائدہ؟ پھر فرشتہ کہتا ہے کہ قبر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہونی ہے۔ اب تیری مرضی ہے۔ اگر زیارت چاہتا ہے تو چل پھر ولی اللہ کہتا ہے جلدی کرو مجھے لے چلو۔ دیر نہ کرو۔ یہ سب دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سارا معاملہ ہے اس کی تمنا ہمیشہ رکھو۔ جس کو قبر یا حشر میں نظر نہ آئے دیدار نہ ہوا تو سمجھ لو اس کا بیڑہ غرق ہو گیا۔ ایک صحابی آئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کو بہت رش ہوگا۔ ہم آپ کو کہاں ڈھونڈیں گے۔ فرمایا کہ حوض کوثر پر دیکھ لینا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں اتنا رش ہوگا اگر میں آپ تک نہ پہنچ سکا۔ آپ کو نہ مل سکا تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ میزان پر دیکھ لینا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بھی ہر کوئی اپنی اپنی گٹھری اٹھائے انتظار میں کھڑا ہو گا۔ میں آپ کو وہاں کیسے ڈھونڈوں گا۔ فرمایا کہ پل صراط پر دیکھ لینا۔ عرض کیا کہ اتنی باریک اور تیز پل پر گزرنے والوں کا بہت رش ہوگا میں آپ کو کیسے ڈھونڈ لوں گا۔ فرمایا کہ آرام کرنا میں خود ہی تمہیں ڈھونڈ لوں گا۔ ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور ہمارا رشتہ صرف مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ والا ہے۔ اور کوئی نیکی ہمارے پلے میں نہیں ہے۔ پلے میں صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی کہ یا اللہ مجھے امت محمدیہ کا کوئی فرد ملا ہم بڑی تعریف کرتے ہیں اور سنتے ہیں اور پہلے بھی تعریف ہوتی آئی ہے اور سنتے آئے ہیں۔ یا اللہ مجھے دکھا تو سہی کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ ایک بندہ کوئی میرے جیسا پیش ہوگا۔ وہ کہے گا کہ میں آپ میں آ گیا ہوں اب کوئی روزی کا بہانہ بن جائے۔ کسی کی زمین ہو تو مجھے ٹھیکے پر یا حصہ پر دیدے تو میں کاشت کر لوں۔ فرمایا کہ تم میری زمین لے لو۔ اس نے زمین لے لی اور حصہ یہ مقرر ہوا کہ فصل کا نچلا حصہ کاشتکار کا اور اوپر والا حصہ مالک اراضی کا۔ اس نے پیاز کاشت کر دیا اور جب فصل تیار ہوئی تو پیاز خود رکھ لیا اور اس کے اوپر والے پتے وغیرہ مالک کو دے دیا۔ وہ بہت حیران ہوئے کہ سب کچھ آپ لے لیا ہے ہمیں پتوں پر ٹر خا دیا ہے بہت چالاک ہے اگلی دفعہ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ منظور نہیں ہے۔ ایسا کرو کہ اوپر کا حصہ تمہارا ہوگا اور نچلا حصہ ہمارا ہوگا۔ اس نے گندم کاشت کر دی۔ فصل تیار ہوئی تو ساری گندم خود لے گیا اور ”ناڑ“ توڑی مالک زمین کو دے دی۔ وہ برے پریشان کہ سارے دانے خود لے گیا ہے ہمیں توڑی دے دی ہے۔ اگلی فصل آئی تو انہوں نے کہا اب ایسے ہوگا کہ اوپر والا حصہ بھی ہمارا اور نچلا حصہ بھی ہمارا اور درمیانی حصہ تمہارا ہوگا۔ اس نے مان لیا اور مکئی کاشت کر دی۔ اب بھٹے سارے اتار کر اپنے پاس رکھ لئے اور فصل کا اوپر اور نچلے والا دونوں حصے مالک اراضی کو دے دئے۔ ہم ایسے بندے ہیں۔ چالاکیاں کرتے ہیں لیکن ہم میں صرف ایک خوبی ہے کہ ہم کہتے ہیں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہم اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں کہ جو اپنی امت کو چھوڑ کر

جنت میں جانے سے انکار کر دیتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یا اللہ میں نے جنت میں نہیں جانا ہے جب تک میرے گناہگار امتی میرے ساتھ جنت میں نہیں جاتے۔ اتنا رحمت والا نبی کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ بغیر کسی عمل کے بغیر کسی استحقاق کے اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری بخشش ہو رہی ہے۔ ایک بات بنی ہوئی ہے کہ جس طرح سے یہ حضرت صاحب ہیں آج حکومت ان کو نوکری دے۔ تیس سال کی ساری تنخواہ۔ سارے بونس تمام ترقیاں Promotion تمام اضافے Increments تمام واجبات Gratuity تمام پنشن Pension بھی ان کو پہلے ہی ادا کر دے۔ تیس سال اور باقی تاحیات مدت کے تمام واجبات ادا کر دے۔ یہ اب اس رقم کو جہاں مرضی رکھیں خرچ کر لیں جمع کر لیں ان کی مرضی۔ عرض یہ ہے کہ اب اس سرکاری ملازم کو کام زیادہ کرنا چاہیے اگر وہ فرض شناس ہے احساس والا ہے احسان ماننے والا ہے شکر کرنے والا ہے۔ تو اس کو کام زیادہ کرنا چاہئے۔ یہ مثال ہے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری میری پہلے دن ہی بخشش کرادی ہو۔ ابھی پیدا ہوئے نہیں ہیں۔ بخشش مل گئی جنت مل گئی۔ حوریں مل گئی۔ غلمان مل گئے۔ کوثر مل گئی۔ سلبیل مل گئی تو اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر ادا کرنے کے لئے اس کی سنتوں پر چلنا چاہئے۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنا چاہئے۔ یہ شکر والی بات ہے یہ احساس والی بات ہے۔ یہ فرض شناسی والی بات ہے۔ یہ ذمہ دارانہ والی بات ہے۔ اگر میں فرض شناس نہیں۔ ذمہ دار نہیں ہوں عطا کو میں عطا نہیں سمجھتا تو پھر جو مرضی کرتا رہوں اگر میں صحیح ہوں احسان فراموش نہیں ہوں تو پھر مجھے ڈٹ کر کام کرنا چاہئے۔ آپ اگر آٹھ گھنٹے کام کرتے ہیں تو مجھے دس گھنٹے کام کرنا چاہئے۔ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدائش سے قبل ہی تیری میری بخشش کرادی ہے۔ ہماری بگڑی ہوئی بنا دی ہے۔ ایک صحابی تھے اس کا صرف وظیفہ یہ تھا کہ سرشام عشاء کے بعد میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر بیٹھ جاتا اور لوٹے کو اپنے سینہ سے لگا کر رکھتا تاکہ پانی زیادہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ کوشش اور تمنا یہ کہ سب سے پہلے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلیں تو میری آنکھیں ان کے چہرہ اقدس پر پڑیں۔ ایک روز بہت خوش تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دروازے پر بیٹھ بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے انتظار میں بیٹھ بیٹھ کر مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ نظر عطا فرمادی ہے کہ میں عرش معلیٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس پر تشریف فرما ہو کر مجھے اپنی زیارت کرا رہے ہیں اور کیا نظر آ رہا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ساری امت کو جنت میں بیٹھے ہوئے بیٹھی بیٹھی باتیں کرتے سن رہا ہوں۔ فرمایا اور کیا دیکھتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جتنے دشمن ہیں۔ گستاخ ہیں وہ سارے جہنم میں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ یہ آج سے چودہ سو سال پہلے کی بات ہے کہ صحابی نے ساری

امت کو آپ اور میں بھی اس میں شامل ہیں کو جنت میں بیٹھے دیکھ لیا ہے۔ یہ تیری پنشن۔ گریجو بیٹی وغیرہ سے بھی زیادہ اعلیٰ نہیں ہے۔ تو پیدا ہوا علم حاصل کیا۔ کالج گیا۔ ایم اے کیا۔ نوکری ملی۔ ساری عمر ملازمت کی پھر ادائیگی Payment ہوئی۔ ادھر یہ کہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوا۔ کوئی عمل نہیں کیا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنت میں پہنچا دیا۔ اس سے بڑھ کر رحمت کہاں ہے صحابی دیکھ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے پسند فرما رہے ہیں گویا کہ اس پر مہر لگا رہے ہیں کہ یہ بندہ حق دیکھ رہا ہے۔ یہ غلام کی نظر ہے آقا کا عالم کیا ہو گیا۔ یہ حدیث پاک نوائے وقت کے کالم نور بصیرت میں دس مرتبہ آچکی ہے۔ میں نے خود دس بار پڑھی ہے، ہم اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ یا اللہ اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ سکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اس سے بڑا بخشش کا بہانہ نہ کوئی ہے نہ کوئی آنا ہے۔ جو کہے کہ میں عمل سے جنت میں چلا جاؤں گا۔ عمل سے جنت ملتی ہے مفتی محمد امین صاحب فرماتے کہ یہ منافق کی بولی ہے۔ اور مومن کی بولی یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جنت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسی محفلیں سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 24-04-2001

دوسوال

نحمدہ و نصلى على رسوله الكريم والحمد لله رب العلمين اعوذ بالله من الشيطان
الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ان الله وملكته يصلون على النبي يا ايها الذين
امنو عليه صلوا وسلموا تسليما۔ الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله
وعلى الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله۔

معزز حاضرین :- ایک صاحب تشریف لائے تھے۔ وہ رو بھی رہے تھے بہت پریشان تھے۔ اس کا ایک
مسئلہ تھا وہ میں آپ کی خدمت میں بھی پیش کرتا ہوں۔ آپ بھی اس کا حل تلاش کریں اور میں بھی آپ کے
ساتھ ہوں اس نے کہا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کلی علم غیب ہے اور اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا پر اللہ تعالیٰ کی پوری شان کیوں بیان نہیں کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے کیوں حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شان بیان نہیں فرمائی۔ اور یہ کیا ضرورت پڑے گی کہ قیامت کے روز حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی وہ حمد بیان کروں گا جو دنیا میں نہیں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نعت پڑھوں گا جو دنیا میں نہیں ہو سکی۔ جب ہم کہتے ہیں کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کلی علم غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خود بھی عالم
الغیب ہے پھر کیوں دونوں کی تعریف اس دنیا میں بیان نہیں ہو سکی۔ یہ اس کا سوال تھا۔ اس نے ہماری
کتاب وسیلہ نجات کا حصہ ہشتم پڑھا جس میں یہ تھا کہ اصل شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز
بیان ہونی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اصل حمد بھی اسی روز بیان ہونی ہے۔ وہ اس چکر میں آ گیا کہ ایسا کیوں ہے
جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پوری طرح تیار ہیں اور اللہ تعالیٰ خود ہر چیز جانتا ہے عَلَیْمُ الْغُیْبِ
وَالشَّهَادَةِ ہے تو پھر دنیا میں دونوں کی تعریف کیوں بیان نہیں ہو سکی۔ قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ اس میں
ہر خشک و تر چیز رکھی گئی ہے۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِی السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ
(النمل ۷۵) ”اور جتنے غیب ہیں آسمانوں کے اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں“۔ اسی
طرح سے قرآن مجید کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔ کہ وَمَا یُعْزَبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی
الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِیْنٍ (یونس ۶۱) ”اور
تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی
کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو“ جب ہر چیز قرآن مجید میں ہے تو پھر اس میں بھی میرے نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم پوری شان کیوں بیان نہیں ہوئی ہر چیز کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راز کیوں ہیں یہ راز کھلا کیوں نہیں ہے۔ ایک سوال تو یہ تھا۔ جس کا حل آج تلاش کرنا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہر لمحہ بلند ہو رہی ہے۔ وہ رک نہیں گئی۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ** (الرحمن ۲۹) ہر دن اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان ہے اور فرمایا۔ **وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ** (الضحیٰ ۴) بے شک کچھلی (گھڑی) پہلے سے بہتر ہے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی شان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مسلسل بڑھ رہی ہے یہ رک نہیں گئی۔ دنیا میں جتنا عرصہ رہے۔ برزخ میں جتنا عرصہ ہے۔ حشر میں جتنا عرصہ ہے ان تمام زمانوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان بھی بلند ہو رہی ہے۔ جو ہے ہی ترقی پذیر۔ آگے سے آگے بڑی سے بڑی ہو رہی ہے وہ کسی خاص ایک وقت میں یا دنیا میں کس طرح بیان ہو سکتی ہے۔ جو چیز ہر لمحہ بڑھ رہی ہو اس کی تعریف کیا کریں۔ ایک لمحہ میں جو تعریف کریں گے ہر اگلے لمحہ میں وہ پہلے سے زیادہ بہتر ہو جائے گی۔ جس طرح سے کہ علم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سائنس ترقی کرتی جا رہی ہے۔ ہمارا زمانہ تھا جب ہم طالب علم تھے تو ہمیں یہ پڑھایا گیا کہ ایٹم کے مزید حصے نہیں ہو سکتے۔ ایک ایٹم کی مزید تقسیم نہیں ہو سکتی۔ Atom is indivisible ایٹم کو توڑا نہیں جاسکتا اور اب آج یہ کیفیت ہے کہ ایٹم کے مزید کئی حصے کر دئے گئے ہیں۔ ایٹم میں کئی چھوٹے چھوٹے ذرات دریافت ہو چکے ہیں۔ بندوں کا علم بڑھ رہا ہے۔ اب کوئی کہے کہ ایٹم کو مزید توڑا نہیں جاسکتا لوگ کہیں گے کہ پاگل ہے۔ ایٹم جو Indivisible تھا آج وہ Divisible ہے۔ جب علم بیان نہیں ہو سکتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس طرح سے بیان ہو سکتی ہے۔ جو ہر لمحہ بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو میں نے تمہیں علم بھی دیا ہے اور عقل بھی دی ہے لیکن تھوڑی ہے۔ اس عقل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان آ نہیں سکتی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تعریف اس تھوڑی عقل سے ہو سکتی ہے۔ اب یہ محفل ہے اس کو Logrethem تھیوری کیا پڑھاؤ گے۔ کیا کسی کو Logrethem تھیوری آتی ہے۔ کسی کو نہیں آتی۔ آپ سب حیران ہوں گے۔ پروفیسر صاحب کو یہ تھیوری آتی ہے وہ سمجھ جائیں گے باقی سب یوں ہی بیٹھے حیران ہوتے رہیں گے۔ تو یہ پوری محفل ہے کافی لوگ ہیں یہ Logrethem نہیں سمجھتے ان کو یہ تھیوری کس طرح سے سمجھائی جائے۔ ہماری عقل چھوٹی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑی ہے۔ وہ کس طرح سے بیان کی جائے اور کس طرح سے سمجھائی جائے۔ دنیا میں نہ علم ہے نہ عقل ہے جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کر سکے۔ نہ ہی وہ

الفاظ ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان کی جائے ان کی شان بیان کی جائے۔ جب بندہ مرتا ہے تو اس کا علم اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ وہ علم غیب بھی جانتا ہے۔ قبر کتنی گہری ہوتی ہے جس میں وہ لیٹا ہوتا ہے چاروں طرف دیواریں اور اوپر مٹی ہوتی ہے۔ جب آپ اس کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ آپ کی گھسیٹ سنتا ہے اور اسے یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ کون جا رہا ہے اور اس کا والد کون ہے اتنا علم غیب تو ابو جہل کو بھی ہو جاتا ہے۔ علامہ رازئی فرماتے ہیں کہ قبر پر چریا آ کر بیٹھ جائے تو اس اہل قبر کو مردے کو یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ یہ نہر ہے یا مادہ ہے اتنا علم ابولہب کو بھی ہو جاتا ہے۔ جو بے عقل ہوتا ہے اسے بھی یہ عرفان ہو جاتا ہے سب کو ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے بندہ برزخ سے نکل کر آگے جائے گا اس کی عقل اور علم وسیع ہوتے جائیں گے اور وہ اس قابل ہوتا جائے گا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو سمجھ سکے۔ حشر میں بندہ پورا علم اور عقل حاصل کر لے گا جس سے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شان کو سمجھ سکے گا۔ اس لئے بندہ اس دنیا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شان سمجھ نہیں سکتا کہ جو حشر کے دن بیان کی جانی ہے جس طرح سے مثال دی ہے کہ آپ کو اس وقت Logrethem کی کوئی سمجھ نہیں ہے۔ یونیورسٹی۔ کالج میں جا کر دو چار ماہ تعلیم حاصل کرو پھر شاید سمجھ میں آئے۔ ہزار ہا مضامین ہیں۔ پیچیدہ مسائل ہیں ہر بندے کے بس کی بات نہیں کہ وہ ان کو سمجھ سکے۔ پانچ چھ سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد بندہ ایک مضمون پڑھ لے گا۔ اس کو سمجھنے کے قابل ہو جائے گا۔ باقی مضامین پھر وہ جائیں گے زرعی یونیورسٹی میں کئی مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور ہر مضمون کی کتنی کتنی شاخیں ہیں۔ کوئی بھی طالب علم اس یونیورسٹی میں پڑھائے جانے والے تمام علوم نہیں پڑھتا۔ کسی مضمون پر بھی مکمل دسترس نہیں رکھتا۔ ایک مضمون میں اگر ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی کر بھی لیتا ہے تو باقی مضامین میں صفر رہ جاتا ہے۔ باقی مضامین اس کے لئے ایک راز رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کائنات میں اللہ کا راز ہیں۔ ان کی شان بیان ہو سکتی نہیں۔ جو ہے ہی راز اسے ہم کیا سمجھ سکیں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ہر لمحہ نئی شان ہے اسی طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر آنے والی گھڑی بھی بلند سے بلند تر ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری شان اس دنیا میں آ بھی جاتی تو ہم ایک اور امتحان میں پڑ جاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شان آ گئی ہے وہ بھی ہماری عقل سمجھ اور علم سے ماوراء ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ تو پھر اگر اللہ تعالیٰ ہمیں سزا دینے پر آمادہ نہ ہو تو ہم نے کیوں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں سمجھا تو پھر ہمارے پاس کیا جواب تھا۔ اتنا سا چھوٹا مضمون ہماری سمجھ میں نہیں آیا اور اگر اس سے بھی بڑا مضمون آ جاتا تو پھر ہم کیا کرتے۔ یونیورسٹی میں یہ ہوتا ہے کہ کورس کا اگر تیسرا حصہ ہی پڑھایا ہے تو اسی سے

امتحان لے لو۔ پورے سلیبس سے پرچہ نہ دو۔ اور اگر سارا کورس پڑھایا گیا ہوتا تو پھر کیا بنتا۔ سارے ہی فیل ہو جاتے۔ ہمیں علم ہی اتنا تھوڑا دیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ اس علم کے مطابق ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان سمجھ میں آجائے اور ہم پاس ہو جائیں۔ اگر پورا علم دے دیا جاتا جو میری عقل سے ماوراء ہوتا اور اس کی سمجھ نہ آتی تو ہو سکتا تھا کہ کسی چکر میں کہیں اور بھاگ جاتا۔ اس لئے اس دنیا میں نہ تو اللہ تعالیٰ کی شان بیان ہو سکتی ہے اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان ہو سکتی ہے کیونکہ ہماری عقل۔ فکر اور علم اس درجے کی نہیں ہے جتنی کہ ان کی شان سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدار رب ہوا ہے۔ لیکن اس دنیا میں نہیں ہوا۔ لامکان میں ہوا ہے۔ یہ دنیا ایسی ہے کہ جس میں دیدار رب بھی پوری طرح واضح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لامکان میں بلا کر اپنا دیدار کرایا کہ وہ جان لیں کہ میں ہوں کیسے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لائے تو اس دنیا میں وہ علم نہیں ہے اور اک نہیں ہے۔ الفاظ نہیں ہیں کہ جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کے دیدار کی کیفیت کو سمجھ سکیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ آپ نے اس دنیا میں دیدار رب کی تمنا کی تو جواب ملا کہ تو نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی پوری شان اس دنیا میں ظاہر ہو نہیں سکتی صرف ایک تجلی چھینکی تو طور جل کر راکھ ہو گیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ ایک تو اس کا یہ جواب ہے۔ اس لئے جو شان ہے وہ ہیں بیان ہونی ہے جہاں وہ بیان ہو سکتی ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقاد محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

قیامت کا ایک دن برزخ کے پچاس ہزار سال کے برابر۔ تو اندازہ لگالیں کہ کتنا طویل دن ہے۔ بہت لمبا چوڑا حساب کتاب ہے۔ لیکن اس میں تمام ہندوؤں کا حساب کتاب صرف اتنے عرصہ میں ہو جانا ہے کہ جتنے عرصہ میں ایک جوان آدمی بکری کا دودھ نکال لیتا ہے۔ باقی سارا وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان ہونی ہے۔ ایسی شان بیان ہوگی کہ جو یہاں نہیں مانتے وہاں وہ بھی مان جائیں گے۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے کا اصل مقام ہی محشر کا دن ہے۔ اس دنیا میں نہ وہ علم ہے نہ وہ فہم ہے نہ وہ ادراک ہے نہ وہ عقل ہے کچھ بھی نہیں ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کی جاسکتی ہو۔ قرآن مجید میں سب کچھ ہے یہ ہے تو کتاب الہی لیکن یہ بھی دنیا میں آیا ہے۔ ہر خشک وتر اس میں ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اتنی بلند ہے کہ وہ راز ہی رہ گئی قرآن مجید بھی ہماری اس دنیاوی عقل فہم اور ادراک کے مطابق عطا کیا گیا ہے۔ جتنا کہ ہم اس کو سمجھ سکتے تھے اتنا ہی عطا

ہوا ہے اور اتنی ہی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں آئی ہے اللہ کرے کہ یہ جو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی شان قرآن مجید میں بیان ہوئی یہ ہمارے فہم اور ادراک میں آ جائے ہم اس کو ہی سمجھ لیں تو بڑی بات ہوگی۔ اللہ تعالیٰ وہ عقل وہ فہم وہ ادراک عطا فرمائے کہ جس سے ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو سمجھ لیں وہ الفاظ عطا فرمائے کہ جس سے ان کی شان بیان کر سکیں۔

دوسرا سوال اس کا یہ تھا۔ کہ ایک منافق آدمی تھا وہ مر گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال ظاہر فرمایا کہ اس کا نماز جنازہ پڑھاؤں تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا کہ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ نہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ اگر آپ ستر مرتبہ بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے تو میں پھر بھی اس کو نہیں بخشوں گا۔ اب اس سوال کرنے والے کو یہ چکر آیا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رضائے الہی حاصل ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کیوں فرمایا اور ان کی بات کیوں نہیں مانی۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات مانتا ہے۔ تو پھر منافق کا جنازہ کیوں نہیں پڑھانے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا کیوں ہے۔ اور فرمایا اگر اس کے لئے ستر مرتبہ بھی دعا کرو گے میں تب بھی اس کو نہیں بخشوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہاں حاصل ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات اللہ تعالیٰ نے مان لینی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر راضی ہو جانا ہے تو پھر منع کرنے کا کیا مطلب۔ یہ واقعہ دراصل یوں ہے کہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین یعنی منافقوں کا سردار تھا۔ جنگ سے واپس آ رہے تھے کہ اس کی پارٹی کا ایک آدمی اور ایک حضرت عمرؓ کا غلام یہ دونوں کنویں سے پانی نکال رہے تھے کہ آپس میں لڑ پڑے۔ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ عبد اللہ بن ابی اپنے آدمی کی طرف داری کے لئے آیا اور جو اس نے بکواس کی وہ بہت بڑی گستاخی تھی۔ اس نے کہا کہ تم اپنی جھوٹی روٹی ان کو کھلاتے ہو اس لئے اب یہ طاقتور ہو گئے ہیں۔ عبد اللہ بن ابی نے انصار کے نمائندہ کی حیثیت سے مہاجرین کو طعنہ دیا کہ یہ تمہارے جھوٹے نوالے کھا کھا کر اب اتنے طاقتور ہو گئے ہیں کہ تمہارے گلے پکڑ رہے ہیں۔ ان کمینوں کو مدینہ پہنچ کر اپنی روٹیاں نہ کھلاؤ تو بھوکے مرتے خود ہی واپس چلے جائیں گے۔ یہ گستاخی اس نے کی۔ ایک صحابی نے یہ بات سن لی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں آدمی ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے ایسی بات نہیں کی یہ اس کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ اس پر سورت منافقوں کی پہلی آٹھ آیات مبارکہ نازل ہوئیں۔ وہ صحابی سچا ہوا اور عبد اللہ بن ابی کا جھوٹ کھل گیا۔ انہی آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزت اللہ کے لئے ہے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور مومنین کے لئے ہے۔ یہ منافق ایسے ہی بکواس کرتے

ہیں۔ انہی آیات میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان سے غلطی ہوگئی ہے تو یہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لیں تو میں معاف بھی کر دوں گا۔ عبد اللہ بن ابی اکر گیا اس نے گردن ایک طرف کو پھیر لی۔ منہ دوسری طرف کو موڑ لیا اور کہا کہ کیا اب میں جا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پڑوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے۔ یہ سارا واقعہ سورت منافقوں کی پہلی آیات میں ہے۔ یہ عبد اللہ بن ابی فوف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تمہارا گستاخ ہے اس کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھو میں نے اس کو معاف کرنا ہی نہیں ہے۔ وہ سارا معاملہ تو یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ تو رحمت العالمین ہیں آپ نے تو سفارش کر ہی دینی ہے لیکن میں تیرے غلو مومں کو اور تیرے گستاخوں کو پہچانتا ہوں۔ ہر کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ صرف تیرے غلام جنت میں جائیں گے۔ تیرے گستاخ جنت کی ہوا تک نہیں پہنچیں گے۔ اب بات کرو۔ یہ بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تیری دعا قبول نہیں کرتا بلکہ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ان کے لئے دعا نہ ہی کریں۔ تاکہ مجھے رد کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ رد نہیں کی گئی۔ یہ نہیں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر بار دعا کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے رد کر دی ہے۔ یہ نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ دعا ہی نہ کریں۔ یہ کتنی بڑی شان ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آپ کے ہونٹ ہل گئے تو میں نے معاف کر دینا ہے۔ لیکن یہ تیرا گستاخ ہے میرا دل نہیں کرتا کہ اس کے حق میں آپ کی شفاعت قبول کروں آپ مہربانی کریں اور اپنے ہونٹ نہ ہی کھولیں۔ تاکہ آپ ﷺ کے گستاخ کو میں جہنم میں ڈال کر وہ جگہ دوں جو کفار سے بھی بدتر ہوگی۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ منافق کو جو عذاب جہنم میں دیا جائے گا۔ وہ کافر سے بھی بدتر ہوگا۔ زیادہ سخت ہے۔ کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھ کر کلمہ پڑھنے کے بعد پھر گستاخی کرتا ہے۔ یہ سارا واقعہ ہے لیکن وہ سوال کرنے والا کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نہیں مانی۔ حضرات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا عطا فرمائی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا ایک بھی غلام جب تک جہنم میں رہے گا میں راضی ہی نہیں ہوں گا۔ شرط غلامی کی ہے۔ غلام بنے تو سہی شرط مومن ہونے کی ہے۔ پہلے ایمان تو لاؤ۔ زبانی ایمان لے آؤ۔ ظاہری ایمان لے آؤ اگر گستاخی کرتا رہا تو دنیا میں تو اس کو رحمت کا حصہ ملتا رہے گا لیکن حشر کے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوشانیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ہیں اور دوسری یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحیم ہیں۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ

رَحِيمٌ (التوبہ ۱۲۸) ”بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے لئے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان اور رحیم مہربان“۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رؤف ہیں مہربان ہیں رحیم ہیں مومنوں کے لئے۔ رحیم ہوتا ہے جو بغیر دیکھے عطا کرے۔ وہ نہیں دیکھتا کہ سکھ ہے۔ وہ نہیں دیکھتا کہ یہ سور ہے۔ وہ نہیں دیکھتا ہے کہ یہ عیسائی ہے وہ نہیں دیکھتا کہ وہ روسی ہے یکونسٹ ہے کہ ہندو ہے مسلمان ہے کہ کون ہے رحمت برس جاتی ہے سورج نکلتا ہے تو وہ بلا تخصیص ہر ایک کو روشنی عطا کر دیتا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو پھول پر پڑتی ہے اور غلاظت کے ڈھیر پر بھی پڑتی ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت وسیع ہے۔ وہ اس کائنات میں ہر ایک کو مل رہی ہے خواہ مومن ہے کہ گستاخ ہے لیکن صف رؤف قیامت کے روز صرف غلاموں کو ملتی ہے۔ کوئی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالا ہی نہیں ہے تو وہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے باہر نکل گیا پھر کس طرح اس کو رحمت ملے گی۔ رحمت صرف غلاموں کو ملتی ہے۔ یہ نعت خواں جو نیازی صاحب ہیں یہ کل مجھ سے بات کر رہے تھے کسی بزرگ کی تقریر کا حوالہ دے رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ تمہیں اس ساری تقریری میں کون سی بات اچھی لگی۔ کہنے لگے کہ اس نے قرآن وحدیث سے ثابت کیا کہ اے لوگو اگر نماز پڑھنی ہے تو پڑھ لو اگر کوئی نماز رہ جائے تو اتنی فکر نہ کرو۔ روزے رکھ سکتے ہو تو رکھ لو۔ نیکی کر سکتے ہو تو کرو لیکن ایک بات ضرور کر لینا وہ یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ضرور کرنا۔ اگر ایسا ہوا تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ خواہ نوح علیہ السلام کا حقیقی بیٹا ہی کیوں نہ ہو پہلے غلامی کا طوق تو گلے میں ڈال لے۔ پہلے غلام بنو تو سہی۔ اس منافق کی نماز جنازہ پڑھانے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے ہی نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے لئے دعا نہ کریں ان کی قبروں پر کھڑے نہ ہوں۔ ان کا نماز جنازہ نہ پڑھائیں کیونکہ نماز جنازہ ساری دعا ہی ہے۔ کہ اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے مردوں کو بخش دے۔ حاضر کو بخش دے غائب کو بخش دے۔ چھوٹوں کو بخش دے بڑوں کو بخش دے۔ مردوں کو بخش دے۔ عورتوں کو بخش دے۔ فرمایا کہ آپ دعا ہی نہ کریں کیونکہ میں نے ان کو معاف نہیں کرنا ہے۔ بت پرست کو تو میں شائد بخش دوں گا کیونکہ وہ میری گستاخی ہے میرے مقابلہ میں وہ کوئی دوسرا خدا لے آیا ہے۔ وہ تو میں شاید معاف کر دوں لیکن میں نے تیرے گستاخ کو بالکل معاف نہیں کرنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ تیرا گستاخ بھی اگر جنت میں چلا گیا تو باقی رہ گیا۔ بات ساری اتنی ہے اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وسیلہ نجات کے کسی حصہ میں یہ بات پہلے بھی

گزر چکی ہے۔ جو میں اب عرض کرتا ہوں کہ ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ قرآن مجید میں تضاد ہے۔ جس طرح یہ اوپر بیان کئے گئے دو تضاد نکلے ہیں۔ یہودی نے یہ تضاد نکالا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہوئی۔ **إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ** (کوثر ۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور دوسری جگہ فرمایا کہ **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ** (النساء ۷۷) تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔ اگر دنیا قلیل ہے تو دنیا میں سے ہی کوثر نکلی ہے۔ دنیا قلیل ہے تو اس میں سے کوثر کیسے نکل سکتی ہے۔ اب یہ احاطہ ہے جو صرف پانچ مرلہ جگہ ہے اس میں پورا فیصل آباد تو نہیں آ سکتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا قلیل ہے تو اس میں سے کوثر کیسے مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام درخت قلمیں بن جائیں اور میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان لکھنا شروع کر دیں تو سارے سمندر ختم ہو جائیں گے درخت ختم ہو جائیں گے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان لکھی نہیں جاسکتی۔ یہ مان لیتے ہیں کہ دنیا قلیل ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت قلیل نہیں ہے ایک تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات ہے وہ قلیل نہیں ہے اگر وہ فرمادیں کہ یہ مکہ شریف کے تمام پہاڑ سونا بن جائیں تو وہ اسی لمحہ بن جائیں گے۔ آج تک کوئی کیمیا گر لوہے۔ تانبے پتیل وغیرہ سے سونا نہیں بنا سکا۔ پتھر سے تو بالکل نہیں بن سکتا۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں طاقت ہے کہ اگر وہ فرمادیں تو مکہ شریف کے تمام پہاڑ سونا بن جائیں بلکہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ساری دنیا کے پہاڑ سونا بن جائیں گے۔ دنیا واقعی قلیل ہے۔ دنیا میں جو سونا آتا تھا وہ آ گیا ہے اور وہ قلیل ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو نکل جائے وہ قلیل نہیں ہے۔ ساری دنیا کے کیمیا گرا کٹھے ہو جائیں تو ایک تولہ بلکہ ایک ماشہ سونا نہیں بنا سکتے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکل جائے کہ پوری روئے زمین کے پہاڑ سونے کی بن جائیں تو وہ ابھی بن جائیں گے کسی نسخہ کی کسی کیمیا گری کی ضرورت نہیں پڑے گی یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کی طاقت ہے۔ دوسرا واقعہ بھی آپ کے سامنے ہی ہے۔ کہ چاہے پوری دنیا والے مل جائیں۔ اس کے تمام ایٹم وغیرہ جمع کر لیں پھر بھی سورج کو اپنی گردش سے نہیں ہٹا سکتے۔ سورج ایک نظام FIT ہے۔ اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے۔ کشش ثقل کی وجہ سے نظام شمسی کا ہر سیارہ اس کو کھینچ رہا ہے۔ اور وہ ان سیاروں پر اپنی طاقت لگا رہا ہے جس سے یہ سارا نظام متوازن ہے۔ شاید اور بھی ہوں۔ سورج زمین سے کئی گنا بڑا ہے پچھلے دنوں اس کی سطح پر جولا واپا شعلہ طوفان کی شکل میں ابھرا تھا وہ زمین سے سو گنا زیادہ تھا۔ اس کا رخ ہماری طرف نہیں تھا ورنہ پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔ یہ زمین سورج کے مقابلہ میں ویسے ہی قلیل

ہے۔ تمام دنیاوی طاقتیں مل کر بھی سورج کو نہ روک سکتی ہیں نہ موڑ سکتی ہیں نہ توڑ سکتی ہیں لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ مبارک کا صرف اشارہ فرمادیں تو غروب شدہ سورج واپس آ جاتا ہے۔ مانا کہ دنیا قلیل ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی طاقت قلیل نہیں ہے تمام دنیاوی طاقتیں مل جائیں۔ ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم اور میزائل راکٹ وغیرہ سب آ جائیں تمام مل کر بھی چاند کو توڑ نہیں سکتیں۔ اول تو وہاں تک پہنچیں گے ہی نہیں اگر پہنچ بھی گئے تو کیا کر لیں گے۔ ایٹم بم دنیا پر ہیر و شیمار گر اٹھا وہ شہر اب بھی موجود ہے۔ ٹھیک ہے کہ تباہ ہو گیا۔ جل گیا تھا۔ لیکن اب پھر وہیں آباد ہے۔ ناگاساکی پر پڑا تھا تو وہ اب بھی موجود ہے۔ یہ جاپانی شہر ہیں جن پر امریکہ نے دوسری جنگ عظیم میں ایٹم بم مارے تھے۔ وہ شہر تباہ ہو گئے تھے اور وہاں کے باشندے مر گئے۔ روشنی نکلی جس سے اندھے ہو گئے۔ ایٹم کے اثرات سے لنگڑے لو لے ہو گئے۔ اپانچ ہو گئے۔ بہرے ہو گئے۔ اب تک اپانچ بچے پیدا ہو رہے ہیں اتنی تباہی ہونے کے باوجود شہر پھر آباد ہو گئے۔ یہ تمام دنیاوی طاقتیں ہیں یہ قلیل ہیں یہ تمام مل کر بھی چاند کو توڑ نہیں سکتیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی لگائی بھی نہیں ہے صرف اشارہ فرمایا اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے میں طاقت ہے۔ ٹکڑے کرنے نہایت آسان ہے لیکن پہلی حالت میں جوڑنا بہت مشکل ہے۔ بلکہ ناممکن ہے دنیا کی کوئی طاقت ٹوٹے ہوئے کو اپنی اصلی حالت میں جوڑ نہیں سکتی۔ لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارے میں یہ طاقت ہے کہ وہ توڑ بھی سکتے ہیں اور جوڑ بھی سکتے ہیں۔ ایک اشارے میں اتنی طاقت ہے تو بازو میں کتنی طاقت ہوگی اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ یہ اس یہودی کے سوال کا جواب ہے کہ دنیاوی متاع قلیل ہے تو پھر قلیل سے کوڑ کیسے بن سکتی ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوڑی سی شان اس شعر سے بیان ہوتی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کفخی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ ان کی یہ شان سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

کیسا وہ سماں ہو گا کیسی وہ گھڑی ہو گی

جب سامنے نظروں کے طیبہ کی گلی ہو گی

مہکی ہے فضا ساری سرکار کی خوشبو سے

یہ ٹھنڈی ہوا ان کے روضے سے چلی ہو گی

محسوس یہی ہو گا دن پھر سے نکل آیا
 سرکار کے روضے پر جب شام ڈھلی ہو گی
 گھبراؤ نہ گنگارو تم روز محشر سے
 سرکار کے اک اشارے سے امت بری ہو گی
 کیا حال سنائیں گے ہم ان کو رو رو کر
 سرکار کا در ہو گا اشکوں کی لڑی ہو گی
 رشک آیا دو عالم کو اس وقت حلیمہؓ پر
 سرکار کو لا سینے جب گھر کو چلی ہو گی
 وابستہ جو ہو جائیں سرکار کے دامن سے
 ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی
 چارہ نہ کوئی کرنا اک نعت سنا دینا
 نا چیز ظہوری کی جب سانس اڑی ہو گی

فرمایا کہ وابستہ جو ہو جائیں سرکار کے دامن سے تو ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہو گی۔ وہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے اپنا غلام آزاد کیا اور شرط یہ تھی کہ تو نے آئندہ ساری زندگی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کرنی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ اس کا نام تو پتہ نہیں کہ کیا تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام سفینہؓ رکھا۔ ایک جنگ سے واپس آ رہے تھے مال غنیمت بہت زیادہ تھا۔ گھوڑے اونٹ سب لدے ہوئے اور لوگوں نے اپنے سروں پر بھی گٹھریاں باندھ کر اٹھایا ہوا تھا۔ کچھ دور گئے تو تھک گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھک گئے ہیں سامان بہت زیادہ ہے وزنی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صحابی کو بلایا اور حکم دیا کہ اے سفینہؓ یہ سارا سامان اٹھا لو۔ وہ دس پندرہ اونٹوں کا وزن تھا۔ صحابی نے یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنا بوجھ کیسے اٹھا لوں بلکہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ سامان میرے سر پر رکھوادیں۔ جتنے بھی بندے تھے سب نے اپنا وزن اس کے سر پر رکھ دیا اور وہ اکیلا ہی جوان سارا سامان اٹھا کر بھر پہنچ گیا وہ کہنے لگا کہ مجھے تو ایسے معلوم ہوا کہ سارا وزن ایک چھٹانک یا اس سے بھی کم تھا۔ اس صحابی کا نام ہی سفینہؓ پڑ گیا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے وابستہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سفینہؓ بنادیا تو وہ واقعی سفینہؓ کشتی بن کر جہاز بن کر سامان گھرلا رہا ہے۔ پھر یہ کہیں قید ہو گیا اور اس کے نواح سے اسلامی فوج گزری تو اس کو پتہ چل گیا کہ

یہاں سے اسلامی فوج گزر رہی ہے۔ یہ جس طرح سے بھی ہو۔ کا دشمن کی جیل سے نکل کر بھاگ گیا۔ آگے گیا تو راستہ بھول گیا۔ جنگل میں نکل گیا۔ وہاں ایک شیر آگیا۔ شیر اس پر حملہ کرنے کے لئے دوڑ آیا تو اس نے کہہ دیا کہ خبردار میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔ شیر کی ساری پھرتی جاتی رہی اور دم ہلانے لگا جس طرح کہ اب تابع ہو گیا ہو۔ صحابیؓ نے حکم دیا کہ اے شیر مجھے اسلامی لشکر کے پاس چھوڑ آؤ۔ اب شیر آگے آگے اور یہ اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے جب اسلامی لشکر سامنے نظر آگیا تو شیر ایک طرف کو ہٹ گیا اور یہ بندہ بھاگ کر لشکر کے ساتھ مل گیا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور غلامی کا صلہ ہے کہ شیر بھی غلامی میں آجاتے ہیں۔ یہ طاقت ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی ہم جو ادھر بیٹھے ہیں۔ مسلمان ہیں پتہ ہے کہ سب کس کے کرم سے ہے۔ ہم ابو الحسن خرقائیؒ کی قمیص کی وجہ سے مسلمان ہیں۔ سومنات ہندوؤں کا بڑا مندر تھا کہ قلعہ تھا کہ گڑھ تھا۔ جب تک وہ فتح نہیں ہوتا تھا۔ ہندوؤں کی طاقت نہیں ٹوٹتی تھی۔ محمود غزنویؒ نے سولہ حملے کئے لیکن ناکام رہا۔ سومنات کو فتح نہ کر سکا۔ پھر محمود غزنویؒ نقشبندیوں کے بڑے سردار ابو الحسن خرقائیؒ کے پاس حاضر ہوئے عرض کیا کہ حضرت صاحب سولہ حملے کئے ہیں لیکن فتح نہیں ہوئی۔ دعا فرمائیں کہ اس بار میں کامیاب ہو جاؤں۔ انہوں نے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ۔ اور جس وقت ضرورت محسوس کرو تو اس قمیص کا واسطہ دیکر دعا کرنا اللہ تعالیٰ فتح نصیب کر دے گا۔ وہ بڑے ادب سے قمیص لے آیا اور پھر حملہ کیا۔ ہندوؤں کو پتہ چلا تو تمام ہندو مہاراجوں نے اپنی اپنی افواج اکٹھی کر لیں اور حضرت سلطان محمود غزنویؒ کی فوج کو گھیرے میں لے لیا۔ محمود غزنویؒ نے جب دیکھا کہ کڑا وقت آگیا ہے تو انہوں نے وہ قمیص نکالی اور دعا کی کہ یا اللہ اس قمیص کے صدقے مجھے فتح نصیب فرما۔ ہر ہندو فوجی کو دوسرا ہندو فوجی مسلمان نظر آنے لگا وہ سمجھے کہ یہ مسلمان ہے وہ اسے قتل کر دے۔ ہندو افواج آپس میں ہی لڑ کر مر گئے اور چند منٹوں میں جنگ کا پانسہ بدل گیا۔ محمود غزنویؒ کو فتح نصیب ہو گئی۔ اس قمیص کے صدقے آج ہم کلمہ گو ہیں۔ یہ شان ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی تو سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ پھر دوسری جو فتح ہے وہ شہاب الدین غوریؒ کی فتح ہے۔ شاید پانی پت کی لڑائی ہے۔ شہاب الدین غوریؒ کو خواب آئی ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ غوری صاحب آپ ہندوستان پر حملہ کرو۔ فتح میں انشاء اللہ دلاؤں گا۔ اس کی کل فوج بیس ہزار تھی وہ اس نے ساتھ لی ادھر ہندوؤں کو پتہ چل گیا۔ تو انہوں نے دولاکھ فوج اکٹھی کر لی جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شہاب الدین غوریؒ کو فتح ہو گئی۔ فتح ہونے کے بعد اس کا دل چاہا کہ کسی بزرگ کو مل لیا جائے۔ پتہ چلا کہ اجیر شریف میں ایک بزرگ ہے وہ بہت مشہور ہیں۔ شہاب الدین غوریؒ وہاں پہنچا۔ جب حجرے میں ملاقات کے لئے اندر گیا تو دیکھا کہ وہی

بزرگ تشریف فرما ہیں جو خواب میں ملے تھے اگر یہ فتح بھی نہ ہوتی تو شاید آج ہندوستان میں اسلام نہ ہوتا۔ یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی وجہ سے آج ہم یہاں مسلمان ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ اس بشارت اور خوش خبری کے باعث یہ پاکستان ہے۔ اور پہلا اسلامی ملک ہے کہ جس نے ایٹم بم بنایا ہے۔ دنیاوی مخالفین کی بری سکیمنیں تھیں کہ پاکستان کو اس طرح سے گرانا ہے۔ تباہ کر دینا ہے اس طرح سے پکڑنا ہے یوں بچا دکھانا ہے۔ آج سامراجی قوتوں کی تمام خواہیں نکھر گئی ہیں سب تدبیریں الٹ گئیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی توفیق بخشی ہے کہ اس نے ایٹم بم بنالیا ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے۔ کہ علم سیکھنا ہو تو چین سے سیکھو۔ پاکستان نے بہت سارا علم ایٹم بم بنانے کا وہ چین سے سیکھا ہے۔ اس کا ڈیوری سسٹم اور اس کو نشانے پر لگانے کا فن چین سے سیکھا ہے۔ کچھ ٹیکنالوجی کو ریاسے سیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھو کہ اس نے کفار سے ان کو ایسی مدد لے کر دی ہے۔ کہ یہ وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ کافر بھی مسلمان کی مدد کر سکتا ہے۔ لیکن وہ دونوں ممالک پاکستان کی مدد کر رہے ہیں اب جہاز سازی میں مدد کر رہے ہیں۔ ان کے پاس اب ایسے میزائل تیار ہو گئے ہیں کہ ہندوستان کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جو ان کی زد سے باہر ہو۔ حالانکہ ہندوستان ہم سے دس گنا بڑا ملک ہے۔ ہماری آبادی چودہ کروڑ ہے اور ان کی ایک ارب ہے تو کیا تناسب ہوا۔ ہماری اور ان کی فوج میں۔ ٹینکوں میں۔ نیوی میں کوئی تناسب نہیں ہے۔ ہماری نیوی تو ان کے مقابلہ میں نظری نہیں آتی۔ نیوی پتہ ہے کہ کیا ہوتی ہے۔ سمندری جہاز۔ سمندری جہازوں میں اگر ہم ایک ہیں تو وہ سو ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا خاص کرم دیکھو کہ ہندوستان کو ہمت نہیں پڑتی کہ وہ سرحد سے اس طرف آ سکے۔ یہ سب اولیاء اللہ کا کرم ہے ان کا فیضان ہے

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت

یہ علامہ اقبال کا عقیدہ ہے کہ ہندوستان کب مسلمان ہوا ہے۔ فرماتے ہیں کہ داتا صاحب کا جب پہلا قدم اس سرزمین پر لگا تو یہ زمین پر لگا تو یہ زمین مسلمان ہو گئی۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت صبح ماز مہر تو تابندہ گشت

ہمارے ایمان کی صبح داتا صاحب کے دم قدم سے ہے۔ یہ اولیاء اللہ کا ملک ہے اللہ تعالیٰ کرم فرماتے۔ آپ کسی عربی ملک میں چلے جائیں وہاں ولایت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ اللہ کرنے والے بہت ہوں گے۔ فرائض ادا کرنے والے بہت ہوں گے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے والا صرف مدینہ

پاک میں ہی ملے گا اور کہیں نہیں ملے گا۔ اور وہ بھی زیادہ تر باہر کے ملکوں کے باشندے ہوں گے خود عربی لوگ جو ہیں وہ اللہ کا نام لینے والے بہت ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں چالیس روز مکہ و مدینہ پاک میں رہا ان چالیس دنوں میں امام صاحب نے ایک آیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والی پڑھی اور ایک آیت ہی دوسرے امام صاحب نے پڑھی باقی سب عذاب والی آیات مبارکہ ہی تلاوت کرتے تھے۔ دوزخ میں جل جاؤ گے۔ مر جاؤ گے۔ پھڑک جاؤ گے۔ یعنی سب عذاب والی آیات پڑھتے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر کرنے والی آیات کسی کو پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔ وَالضُّحٰی وَالْاٰیِلٰہِ کسی نے پڑھی نہیں۔ اَلَمْ نُنْشِئْ لَكَ صَدْرًا کہیں نہیں پڑھی۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُوْبَرَ کہیں نہیں گئے۔ سورت یٰسین نہیں پڑھی۔ سورت مزمل نہیں پڑھی۔ بس صرف عذاب والی ہی سورتیں پڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی نظر عطا فرمائی کہ بس عذاب ہی عذاب نظر آتا ہے۔ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی رحمت نظر نہیں آتی۔ اَلْسَلَامَ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صرف اگر ہے تو میرے نبی پاک ﷺ کے در پر ہے۔ اور کہیں نہیں سنائی دیتا۔ آپ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا نہیں کرنے دیں گے۔ عباسی خاندان کا ایک بادشاہ در اقدس پر حاضر ہوا اور اونچی آواز سے بولنے لگا۔ حضرت امام مالکؒ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اوپر تو آیت مبارکہ لکھی ہوئی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے آواز اونچی نہ کرو۔ آپ اونچی آواز سے کیوں بول رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں بادشاہ ہوں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ بادشاہوں کے بھی بادشاہ ہیں۔ خبردار آرام سے نیچی آواز سے بولو۔ امام صاحبؒ کی بات سن کر وہ در گیا اور خاموشی سے وہاں کھڑا صلوٰۃ و سلام پڑھتا رہا۔ پھر دعا مانگنے لگا تو امام صاحبؒ سے پوچھنے لگا کہ حضرت صاحب اب دعا کرنے کے لئے میں اپنا چہرہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کروں یا بیت اللہ شریف کی طرف کروں۔ آج پولیس والے زبردستی تمہارا چہرہ کعبہ شریف کی طرف کرا دیتے ہیں اور تمہاری پشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرا دیتے ہیں۔ ہاتھ نہ اٹھانے دیتے ہیں نہ باندھنے دیتے ہیں۔ بادشاہ نے جب پوچھا کہ امام صاحب میں اپنا منہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کروں یا خانہ کعبہ کی طرف کروں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ حشر والے دن کس طرف منہ کرو گے۔ اس روز شفاعت کس سے طلب کرے گا۔ کہنے لگا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ امام صاحبؒ نے فرمایا تو پھر آج بھی ان کی طرف منہ رکھ۔ اگر حشر کے روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دامن پھیلا نا ہے تو آج کیوں منہ دوسری طرف پھیلتا ہے۔ پولیس والے اور ان کے مولوی صاحبان ہر بندے کو روکتے ہیں ٹوکتے ہیں اس کا رخ موڑ دیتے ہیں اس کے باوجود بھی اگر کوئی اَلصَّلٰوۃ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ کانعرہ ہے حضرت صدیق اکبرؓ پر سلام ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ پر ہے تو مسجد نبوی میں ہے سارے عرب میں نہیں ہے۔ خانہ کعبہ میں نہیں ہے۔ نہ ہی سنتیں پڑھتے ہیں۔ سنتیں اگر کوئی پڑھنا چاہتا ہے۔ تو گھر جا کر پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عشق و محبت جتنا پاکستان بھارت۔ بنگلہ دیش۔ انڈونیشیا۔ ملیشیا میں رکھا ہے۔ اور نہیں ملتا۔ چند مصری لوگ اور چند ترکی والے بھی ہیں جو عشق و محبت رکھتے ہیں باقی سب اللہ اللہ ہی ہے اتنے گستاخ رسول پیدا ہو رہے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بیگانہ ہو رہے ہیں کہ جن کا کوئی حساب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ کہتے ہیں کہ مر گئے۔ مٹی تلبہ دب گئے۔ مٹی ہو گئے مٹی ہو گئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم کو کھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کو درود شریف زیادہ پڑھا کرو کہ یہ میں خود سنتا ہوں۔ اور جواب دیتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ وصال کے بعد بھی سنتیں گے۔ فرمایا ہاں میں وصال کے بعد بھی سنوں گا۔ فرمایا کہ میری قبر انور کو اتنا وسیع کر دیا جاتا ہے کہ ساری دنیا میری قبر کے اندر آ جاتی ہے۔ ساری دنیا میرے لئے ایسے ہے کہ جس طرح سے میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں اس لئے مجھے پتہ ہوتا ہے۔ کہ کون مجھ پر درود شریف پڑھ رہا ہے اور کس کا بیٹا ہے۔ کس قبیلے کا ہے ایک حدیث میں فرمایا کہ ساری دنیا میرے لئے ایسے ہے کہ جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اور یہ جو بندہ ہے جس کو چکر پڑا ہے وہ اس چکر سے نکل جائے۔ اس کے علم میں جو گڑ بڑ ہوئی ہے اس تضاد سے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خاص فہم عطا فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 04-05-01

پیغام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملفکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین
امنو علیہ صلو وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ بشیر احمد بٹ صاحب بمعہ اہل وعیال امریکہ جارہے ہیں جہاں وہ مستقل سکونت رکھنے کا
ارادہ کر رہے ہیں امریکہ کی سوسائٹی ایسی ہے جس طرح سے کہتے ہیں نا کہ درکان نمک رفت نمک شد جو چیز
نمک کی کان میں چلی جائے وہ نمک ہی بن جاتی ہے لوہا وہاں پھینک دو تو وہ بھی نمک ہی بن جاتا ہے۔ نپسل
وہاں پھینک دو تو وہ بھی نمک ہی بن جاتی ہے۔ اگر کسی بندے کو اس میں بند کر دیں وہ بندہ بھی نمک ہی بن
جاتا ہے۔ امریکہ ایسا ملک ہے جہاں حیا۔ شرم۔ پردہ بیوی محرم غیر محرم کوئی معنی ہی نہیں رکھتے۔ حلال حرام
کی کوئی تمیز نہیں وہاں ہر چیز درست ہے ٹھیک ہے میں خود بھی اپنی تعلیم کے دوران دو سال وہاں رہ کر آیا
ہوں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے۔ ہر لڑکی بیس لڑکوں کے ساتھ جارہی ہے اور ہر لڑکا بیس لڑکیوں کے ساتھ جارہا
ہے جو لڑکی بیس لڑکوں کے ساتھ نہیں جاتی اسے پاگل بے وقوف کہا جاتا ہے اسے طعنے دئے جاتے ہیں کہ یہ
بھی کوئی لڑکی ہے کہ اس کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہمارے ہاں اگر کوئی بے حیائی پر اتر آئے تو اس سے نفرت کی
جاتی ہے۔ لیکن وہاں جو حیوا والی ہے اس سے نفرت کی جاتی ہے۔ یہ معیار بالکل الٹ ہے شراب نوشی زنا۔
حرام کاری اس سوسائٹی میں گویا کہ نیک اعمال ہیں جو ضرور کرنے چاہئیں۔ جس طرح سے کہ وہ معاشرے
کا لازمی حصہ ہیں۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ اس سے بچا کس طرح جائے۔ آگ جل رہی ہے اور بندہ اس
میں جائے لیکن جل نہ سکے۔ جلنے نہ پائے۔ حضرات پیغام یہی ہے کہ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
آگ میں پھینک دیا لیکن آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلایا نہیں بلکہ وہ ان کے لئے گلزار بن گئی۔
امریکن سوسائٹی کی آگ جل رہی ہے اس میں سے بندہ کس طرح سے بچ کر نکل جائے۔ جس طرح سے
حضرت ابراہیم علیہ السلام بچے تھے آپ بھی اسی طرح سے بچیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اس
وقت کیا جو ہر تھا کہ جس نے ان کو آتش نمرود سے بچا لیا۔ ان کی پیشانی میں نور مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام
تھا۔ اور کوئی وجہ نہیں تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے کو چھری نے نہیں کاٹا کہ اس وقت نور محمدی ﷺ
ان کی پیشانی میں جلوہ افروز تھا۔ طوفان نوح میں ساری دنیا ڈوب گئی لیکن ایک کشتی تیر رہی ہے وہ کیوں نہیں
ڈوب رہی ہے۔ لکڑی درخت اور دوسری پانی پر تیرنے والی چیزیں بھی ڈوب گئیں لیکن حضرت نوح علیہ

السلام کے جدا امجد میں سے ہیں۔ طوفان زیادہ ہو گیا تو یہ کشتی بھی ڈولنے لگی تو عرض کیا کہ یا اللہ اس کشتی کو قرار کس طرح سے آئے گا۔ فرمایا اس کی پیشانی پر بھی اسم محمد ﷺ لکھ دو۔ طوفان نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا سکے گا اور نہ ہی یہ کشتی ڈوبے گی۔ جو سید زادے ہیں ان میں تو خون مصطفیٰ ﷺ ہے ان میں نور مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہے۔ باقی لوگ تو سادات نہیں ہیں۔ کوئی بٹ ہے کوئی جٹ ہے کوئی ارائیں ہے کوئی کچھ ہے ان میں نہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے اور نہ ہی خون مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ان میں نور اس وقت آتا ہے جب ان کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ آتا ہے۔

جس دل وچہ عشق محمد ﷺ دا
اس دل وچہ نور جاندا اے

حضرات۔ شراب میں بڑی لذت ہے۔ پرانی عورت میں بڑی لذت ہے۔ کلب کی زندگی میں بڑی لذت ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ان میں لذت نہیں ہے۔ ان میں بہت زیادہ لذت ہے۔ خواہ مخواہ دھوکہ نہیں دینا چاہئے کہ یہ کہا جائے کہ ان میں لذت نہیں ہے۔ حرام میں زیادہ لذت ہے۔ لیکن ان سے تمہیں نفرت کس طرح سے پیدا ہوگی یہ تمہیں کس طرح سے کڑوی لگے گی۔ جب دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ آئے گا تو پھر ان تمام سے نفرت آئے گی۔

خیرہ نہ کر سکی مجھے جلوہ دانش افرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

ایک دفعہ بڑے شیطان نے محفل لگائی تمام چھوٹے شیاطین کو بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ کام کرنے میں کوئی دشواری آرہی ہو کوئی رکاوٹ پیدا ہو رہی ہو تو بتاؤ۔ ایک نے کہا کہ میں غریبوں کے محلہ میں کام کرتا ہوں غریب ہیں کھانے کو میسر نہیں لاکھ ورنے لاکھ ہوں لیکن پھر بھی جب پوچھوں تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر شہادت دینے کو تیار ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ افغانستان میں کشمیر میں امیر آدمی لڑ رہا ہے کیا کوئی سہگل لڑ رہا ہے کیا وزیراعظم کا بیٹا لڑ رہا ہے کیا کسی لیڈر کا بیٹا لڑ رہا ہے۔ کیا بچارو کے مالک لڑ رہا ہے نہیں نہیں محلات میں رہنے والے نہیں۔ ایئر کنڈیشنوں میں رہنے والے نہیں بلکہ جھگیوں میں رہنے والے لڑ رہے ہیں۔ جھگیوں والے جھونپڑیوں والے سارے مجاہد بنے ہوئے ہیں۔ نام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس چھوٹے شیطان نے کہا کہ میں نے بہت کہا کہ تم غریب ہو تمہارے پاس رقم نہیں ہے تم بھوکے ہو آؤ میں تمہیں دولت دیتا ہوں۔ تمہاری غربت مٹا کر رکھ دوں لیکن وہ مانتے ہی نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ چلو تم اپنی راہ لو ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر مرنا ہی مرنا ہے اب بتاؤ

میرے آقا میں کیا کروں یہ میرا بہت بڑا مسئلہ ہے علامہ اقبالؒ نے اس کا نقشہ اس طرح سے کھینچا ہے۔

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

یہ اس نے بتایا۔ ہم شہادت کہتے ہیں وہ اسے موت کہتا ہے۔ فاقہ کش بھوکے بندے کہ کہتے ہیں جس کے پیٹ میں روٹی نہ ہو۔ تو بڑے شیطان نے کہا کہ اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ

اس کے دل سے روح محمد ﷺ نکال دو

جب روح محمد ﷺ نکل گئی تو وہ خود ہی تمہاری طرف مائل ہو جائے گا۔ اب بٹ صاحب آپ جا رہے ہیں تو آپ اپنے ساتھ کیا لے جا رہے ہیں اپنے بیٹے کو کیا دے رہے ہیں اور جو آپ کا بیٹا پہلے سے امریکہ میں ہے اس کے لئے کون سا پیغام لے کر جا رہے ہیں۔ تو بٹ صاحب پیغام یہ ہے کہ جو کوئی شخص بھی اپنے مرشد کریم کے تصور کے ساتھ ایک گھنٹہ ذکر اللہ ہو کرتا ہے اور درود شریف بھی تصور کے ساتھ پڑھتا ہے۔ تو پھر وہ بندہ ہر برائی سے بچ جاتا ہے۔ میں پھر عرض کر دوں کہ تصور مرشد کریم کے ساتھ ذکر اللہ ہو کرنا ہے۔

تصور کے بغیر تو شیطان بھی ذکر الہی کرتا ہے۔ وہ کوئی رام رام نہیں کرتا۔ وہ بھی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہتا ہے۔ سجدہ جو وہ چپہ چپہ پر کرتا ہے تو اس میں کیا پڑھتا ہے۔ وہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ہی پڑھتا ہے تو پھر وہ کیوں نہیں بچ جاتا۔ اس لئے اس کا پیر کوئی نہیں ہے اس میں تصور مرشد کریم نہیں ہے۔ صرف سُبْحَانَ اللَّهِ کہنے سے بچت نہیں ہے بلکہ تصور مرشد کریم سے صرف سُبْحَانَ

اللہ کہنے سے بچ جاتا ہے اس کی بچت ہو جاتی ہے۔ بجلی کی تنگی تار کو ہاتھ لگا دو تو فی الفور موت ہے لیکن اگر دستا نہ پہن لو۔ احتیاطی تدبیر اختیار کر لو تو پھر تنگی تار کو بھی ہاتھ لگ جائے گا۔ تو کچھ نہیں ہوگا اس طرح سے

صرف سُبْحَانَ اللَّهِ کے ساتھ کوئی دستا نہ لگاؤ۔ اور وہ دستا نہ ہے تصور مرشد۔ تصور مرشد کے ساتھ ذکر کرو

اور اس کے بعد پندرہ بیس منٹ درود شریف پڑھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ عشق مصطفیٰ ﷺ آجائے گا اور مشرق و مغرب کی کوئی چیز تمہیں نہیں بھائے گی۔ نہ شراب پسند آئیگی نہ عورت پسند آئیگی۔ نہ ہی عریانی تمہیں اپنی طرف کشش رکھے گی تو حیا میں رہے گا۔ تو شرم میں رہے گا۔ بس صرف یہی ایک طریقہ ہے اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اگر کوئی اللہ کے ذکر سے اعراض کرے روگردان رہے کہ میں نہیں

کرتا ذکر الہی یہ کیا ہے اللَّهُ هُوَ اللَّهُ هُوَ اس میں کیا رکھا ہے۔ ذکر اللہ سے دوڑے۔ نفرت کرے تو اللہ

تعالیٰ اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وَمَنْ يَعْشَ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ

لَهُ قَرِينٌ (الزخرف ۳۶) اور جسے تو نہ آئے رحمن کے ذکر سے۔ ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ

اس کا ساتھی رہے۔ اور اس اگلی آیت مبارک میں ہے۔ کہ بے شک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں۔

اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں جو شیطان ایسے بندے پر مسلط کر دیا جاتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ جو بندہ جس برائی میں مبتلا ہے وہ اس برائی کو مزید خوبصورت کر کے پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رشوت خور تو بالکل ٹھیک ہے۔ کیا رشوت کے بغیر تیرا گزارہ ہو سکتا ہے اس مہنگائی کے دور میں کیا تو صرف تنخواہ میں گزارہ کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پاگل نہ بنو جلدی کرو بھوکے مرنے کی ضرورت نہیں جب ساری دنیا ہی رشوت لیتی ہے۔ تو تمہیں کیا شرم آتی ہے۔ اس طرح سے وہ ہر چیز کا جواز پیدا کر لیتا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ ڈاکو بڑا ظالم ہے۔ غریبوں کو بھی نہیں چھوڑتا ہے شیطان ڈاکو کو بھی سمجھائے گا کہ کوئی بات نہیں ہے ان سب نے غریبوں کا ہی خون چوسا ہوا ہے۔ تمہارا حق ہے کہ تو ان سے مال و دولت چھین لو۔ یہ سب بلیک مارکٹنگ کرنے والے ہیں ایسا جواز پیدا کر کے ڈاکہ زنی کراتا ہے۔ ایسا کیوں ہے۔ رشوت خور نے مرشد کریم کے تصور سے ذکر الہی نہیں کیا ہے ڈاکو نے مرشد کریم کے تصور سے ذکر اللہ ھو نہیں کیا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ ضرور تصوف کو دیا کریں۔ میں تصوف کی اس لئے بات کر رہا ہوں کہ سعودی عرب والے بھی ذکر الہی کرتے ہیں دیوبندی بھی ذکر الہی کرتے ہیں۔ اہل حدیث بھی ذکر الہی کرتے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ وہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرتے ہیں جن کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب نظر نہیں آتا ہے۔ تو کہاں کا تصور اور کہاں کا ذکر۔ خانہ کعبہ میں چوبیس گھنٹے نمازیں پڑھتے ہیں۔ طواف کرتے ہیں۔ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گستاخی رسول ﷺ بھی ہو رہی ہے۔ خدا کے بندو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ان کو ہوا یہ ہے کہ وہ کسی کے مرید نہیں ہوئے اور نہ ہی تصور مرشد کریم کیساتھ انہوں نے ذکر الہی کیا ہے۔ حضرات آپ بھی یاد رکھیں اپنے گھر والوں کو بھی سمجھائیں بٹ صاحب بھی پیغام لے کر جائیں خود بھی یاد رکھیں گھر والوں کو بھی یاد کرائیں اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں ورنہ درکان نمک رفت والی بات ہو جانی ہے۔ امریکن سوسائٹی سے بچ کر کوئی نہیں آتا۔ وہاں سے بچ کر صرف وہی آتا ہے جو درود شریف پڑھتا ہے اور مرشد کریم کے تصور سے ذکر الہی کرتا ہے۔ صرف سمجھانے کیلئے ایک بات بتائی ہوئی ہے کہ اگر کسی آدمی نے دیگ پکائی ہو۔ گوشت پکانا ہو تو اسے کس چیز کی ضرورت ہوگی۔ ایک تو دیگ چاہئے۔ گوشت چاہئے۔ مرچ مصالحہ چاہئے اور ایندھن یعنی آگ کی ضرورت ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی رہ گئی تو دیگ نہیں پکے گی۔ دیگ نہیں ہے تو پکانا کس میں ہے۔ پھر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ دیگ ہے لیکن گوشت نہیں ہے تو پھر پکانا کیا ہے۔ مرچ مصالحہ نہیں ہے کیا ان کے بغیر پکا ہوا گوشت کھالیں گے اس کا کوئی ذائقہ ہی نہیں بنے گا۔ اسے کون کھائے گا۔ دیگ بھی ہو اس میں گوشت بھی ہے اور مرچ مصالحہ بھی ڈال کر رکھ دیا ہے لیکن نیچے آگ ہی نہیں جلائی۔ تو کیا دیگ پک جائے گی اس گوشت سے تو بدبو۔

تعفن پھیل جائے گا۔ حضرات دیگ کیا ہے۔ گوشت کیا ہے۔ مرج مصلحہ کیا ہے اور آگ کیا ہے دیگ تیرا جسم ہے۔ جسم ہے تو ذکر بھی ہو جائیگا۔ اگر جسم ہی نہیں ہے تو ذکر کون کرے گا۔ دیگ تیری حیاتی ہے تیری زندگی ہے اگر ہے تو ذکر بھی ہے اگر نہیں تو پھر تو بری ہے گوشت کیا ہے۔ یہ ذکر الہی ہے **اللَّهُ هُوَ** ہے۔ اور مرج مصلحہ کیا ہے جو گوشت کو لذیذ بناتا ہے وہ درود شریف ہے۔ درود شریف کے بغیر سختی۔ جلال۔ ترشی۔ نحوست ہے گوشت **سُبْحَانَ اللَّهِ** ہے **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ** ہے۔ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى** ہے اس کے بغیر کسی ذکر میں لذت ہی نہیں ہے۔ آگ کیا ہے مرشد کریم کا تصور ہے۔ اگر کر لو گے تو تمہیں پیر صاحب بھی اچھے لگیں گے سلسلہ بھی اچھا لگے گا۔ تصوف بھی اچھا لگے گا مدینہ منورہ بھی اچھا لگے گا۔ مکہ معظمہ بھی اچھا لگے گا۔ حیا بھی اچھی لگے گی۔ پردہ بھی اچھا لگے گا اسلام بھی اچھا لگے گا قناعت بھی اچھی لگے گی۔ ورنہ پھر یہ ہوگا کہ مدینہ کیا ہے اس میں کیا رکھا ہے۔ نیویارک جانا چاہئے سوئزر لینڈ جانا چاہئے۔ پیرس جانا چاہئے۔ دیکھنے کی چیزیں تو وہاں ہیں۔ مدینہ میں کیا رکھا ہے۔ خدا کے بندے مدینہ شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی پھر اس کو شفاعت کیوں نظر نہیں آ رہی ہے۔ اس لئے کہ وہ تصور مرشد کریم کے ساتھ ذکر الہی نہیں کرتا ہے۔ آپ یہ کہیں کہ حج نماز۔ روزہ پھر کیا ہوا۔ ان کا اپنا FUNCTION ہے اپنی ضرورت ہے۔ اپنا کام ہے۔ پانی کا اپنا کام ہے روٹی کا اپنا کام ہے ہر ایک کا کام علیحدہ ہے نماز بھی ضروری ہے۔ زکوٰۃ بھی ضروری ہے۔ حج بھی ضروری ہے۔ روزہ بھی ضروری ہے۔ طواف سعی ہر چیز ضروری ہے لیکن ان سے محبت یا عشق مصطفیٰ ﷺ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اگر ہو سکتا تو منافق میں پیدا ہو جاتا ہے۔ منافق نے کون سا عمل نہیں کیا ہے۔ حتیٰ کہ جہاد بھی کیا ہے شہید بھی ہوا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جہنمی ہے۔ اس کے دل میں میری محبت نہیں ہے۔ محبت ہے نہیں۔ ادب ہے نہیں۔ میری شفاعت کا انکار ہی ہے۔ حضرات مدینہ پاک جانے کی جودل میں طلب ہوتی ہے وہ تصور مرشد کریم کے ساتھ ذکر الہی کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ساتھ اس کے درود شریف ہے۔ تصور شیخ کے ساتھ ذکر کر اور درود شریف پڑھ تو پھر تو مرشد کریم کے ساتھ ہے اس کے پاس ہے اگر چہ تو ہزار دو ہزار دس ہزار میل دور بیٹھا ہو ابی کیوں نہ ہو اور اگر تو پاس بیٹھا ہے۔ مٹھی بھی بھر رہا ہے۔ لیکن ذکر الہی کے قریب تک نہیں جاتا تو پھر تو مرشد کریم سے کروڑ میل دور ہے۔ یہ نہ سمجھو جو مٹھی بھرتا ہے۔ وہ قریب ہے۔ نہیں نہیں مرشد کریم کا قرب ذکر سے نصیب ہوتا ہے۔ فاصلے سے نہیں ہوتا۔ ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں۔ کن کے قدموں میں سارے سفر سمٹ جاتے ہیں وہ کہ جو ذکر الہی کرتے ہیں۔ بٹ صاحب آپ تو عمر رسیدہ ہیں لیکن آپ کے بچے جوان

ہیں ان کو ذکر الہی کے ترغیب دیتے رہنا اگر تصور مرشد کریم سے ذکر کرتے رہیں گے تو ہر برائی سے انشاء اللہ بچ جائیں گے اگر نہیں کریں گے تو آپ تو عمر رسیدہ ہونے کے ناطے کئی ایک برائیوں سے بچ جائیں گے یہ نوجوان نہیں بچ سکیں گے شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ

وقت پیری گرگ ظالم سے شود پرہیزگار
در جوانی توبہ گردن شیوہ پیغمبری

جوانی میں پرہیزگار بننے کے لئے نسخہ یہ ہے کہ سلسلہ میں آکر پیرومرشد کے تصور سے جو ذکر شیخ کامل نے بتایا ہے وہ کرو۔ بٹ صاحب آپ امریکہ میں بالکل فارغ ہوں گے آپ کو تو کوئی کام نہیں ہوگا۔ آپ دو گھنٹہ ذکر الہی کریں گے تو ساری رات اس طرح سے گزر جائے گی کہ جیسے آپ نے ساری رات ہی ذکر میں گزار دی ہے۔ اگر گھڑی ساتھ رکھ کر اور توجہ ساری گھڑی پر رکھیں کہ ابھی پانچ منٹ ہوئے ہیں ابھی دس منٹ ہوئے ہیں تو پھر وقت گزرے گا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حساب کتاب نہ کرو۔ یہ گھڑی جو ہے یہ حساب کتاب ہے تو کہے کہ میں تھکا ہوا ہوں میری طبیعت خراب ہو جائیگی مجھے آٹھ گھنٹے سونا چاہئے مجھے آرام کرنا چاہئے تو پھر کچھ حاصل نہ ہوگا اور شیطان اپنا راستہ ڈھونڈ لے گا۔ اور اگر ذکر الہی کرنے کے بعد ایک لمحہ کو بھی ٹیک لگا کر آٹھ لگ لگ گئی۔ تو ساری نیند پوری ہو جاتی ہے۔ جو ذکر الہی کرتا ہے اسے نیند نہیں آتی۔ نہ اللہ تعالیٰ کو نیند یا اوگھ آتی ہے اور نہ ہی اس کے ذکر کو نیند آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے **هُوَ**

الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ (البقرہ ۲۵۵) وہ آپ زندہ اور اوروں کو قائم رکھنے والا۔ اسے نہ اوگھ آئے نہ نیند اور بندہ جب تصور مرشد کریم سے ذکر الہی کرتا ہے تو اس میں یہ صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ نہ اوگھ آنے کی۔ نہ سونے کی۔ نہ کھانے کی نہ پینے کی یہ صفت الہی ہے جو وہ اپنے کرم سے بندے میں اپنے ذکر میں پیدا کر دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کافر سات آنتوں کے ساتھ کھاتا ہے اور مومن صرف ایک آنت میں کھاتا ہے۔ اور جو ذکر ہے وہ پھر 1/7 سے کھاتا ہے۔ یہ نیند یہ روٹی یہ سستی یہ سب بلائیں ان کیلئے ہیں جو ذکر نہیں ہیں اور جو ذکر ہیں وہ ان سے بے نیاز ہیں۔ اب یہ ہے کہ کوئی عورت پورا میک اب کر کے بن ٹھن کر جا رہی ہے ایک یہ ہے کہ کہیں بٹ صاحب نہ دیکھ لیں کہیں صدیقی صاحب نہ دیکھ لیں کیا کہیں گے کہ میں عمر رسیدہ ہو کر اب غیر محرم عورتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ پھر میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا بلکہ بٹ صاحب یا صدیقی صاحب سے ڈرا ہوں۔ پولیس سے ڈرا ہوں عدالت سے ڈرا ہوں اور صوفی بن کر نظریں نیچی کر کے گزر گیا ہوں۔ یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ مزہ تو تب ہے کہ نہ بٹ صاحب ہوں نہ صدیقی صاحب ہوں نہ کوئی پولیس والا ہو نہ کوئی اس عورت کا عزیز رشتہ دار ہو پھر نظریں نیچی کر کے گزر

جائے اپنی نظر کو نبی پاک ﷺ کی نظر میں گم کر دے۔ یہ خیال کرے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے یہ نیکی ہے اور پھر نہ تمہیں بٹ صاحب کا خوف ہے نہ پولیس کا ڈر ہے۔ پھر تیری نظر ٹھیک ہے اور یہ فنا ہو گئی ہے میرے نبی ﷺ کی نظر میں اور یہ چیز مرشد کریم کے تصور سے ذکر الہی کرنے سے آتی ہے۔ بٹ صاحب آپ راہ سلوک کا پانچواں سبق ضرور لے کر جائیں۔ پانچویں سبق کو پڑھ تو پھر تو حضور نبی کریم ﷺ کے قرب میں رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے دل میں ہوں گے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دل میں تشریف فرما ہوں گے۔ تو پھر نہ تمہیں غیر عورت اچھی لگے گی نہ شراب اچھی لگے گی نہ ہی کوئی راگ رنگ اچھے لگیں گے نہ عریانی اچھی لگے گی۔ نہ بے حیائی اچھی لگے گی۔ بس یہ سمجھ لو یہ نمرود کی اور اب کلنٹن کی سمجھ لو آگ جل رہی ہے اور آپ اس میں اس طرح سے پھریں گے کہ جس طرح آتش نمرود میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے۔ امریکہ میں جتنی عریانی ہے بے حیائی ہے اور عام آدمی کی پہنچ میں ہے اتنی کہیں اور جگہ پر نہیں ہے۔ دولت بہت زیادہ ہے لیکن سکون نہیں ہے۔ اور تو کسی کی کیا بات ہے ہر امریکن شو ہر کو اپنی بیوی پر شک ہی رہتا ہے کہ نہ جانے یہ کتنی خراب عورت ہے۔ اور بیوی کو اپنے شو ہر پر شک ہے کہ نہ جانے یہ اس کے علاوہ اور کتنی جگہ پر خراب ہے۔ سکون بالکل نہیں ہے۔ دلوں کا سکون ذکر الہی میں ہے۔ **آلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ** (الدعۃ ۲۸) خبردار اللہ کی یاد میں ہی دل کا چین ہے دلوں کا سکون ذکر الہی میں ہے یہ قرآن مجید ہے قرآن مجید میں اور کسی بیماری کا علاج نہیں لکھا ہوا ہے۔ کہ بچیں اسہال ہو جائیں تو کیا کرو۔ ٹی بی ہو جائے تو کیا کرو کینسر ہو جائے تو کیا کرو۔ لیکن بے سکونی کا علاج لکھا ہوا ہے۔ کہ بے سکونی کا علاج ذکر الہی ہے۔ ہر درخت کا بیج ہے۔ زیارت رسول ﷺ کا کیا بیج ہے۔ زیارت نبی پاک ﷺ کا بیج تصور مرشد کریم ہے۔ آپ تصور مرشد کریم کریں گے لیکن اس میں سے دیدار مصطفیٰ ﷺ نکلے گا یہ کر لو گے تو سکون سے رہو گے۔ رات کو جلدی سو جائیں تاکہ تہجد کے لئے اٹھ جائیں تہجد پڑھیں نفل دیدار مصطفیٰ ﷺ پڑھیں۔ درود شریف کا وظیفہ بنا لیں۔ گھر میں بھی برکت کا روبرو میں بھی برکت رہے گی۔ باقی جو حضرات بھی ہیں وہ بھی یہ پیغام سن لیں۔ اس پر عمل کر لیں تو پیر صاحب بھی اچھے لگیں گے۔ تصور بھی اچھا لگے گا۔ ذکر بھی اچھا لگے گا۔ اولیاء اللہ بھی اچھے لگیں گے۔ سلسلہ بھی اچھا لگے گا۔ اور اگر یہ نہ ہو تو پھر بیزار ہی بیزار ہے۔ کئی ایسے بد نصیب ہیں جو حضور سیدنا صدیق اکبر گوا چھانہیں سمجھتے حضرت سیدنا عمر گوا چھانہیں کہتے۔ حضرت عثمان غنیؓ پر اعتراض صحابہ کرام پر اعتراض۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر اعتراض۔ خدا کے بندو ذرا عقل و ہوش سے کام لو قرآن مجید حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عفت کا گواہ ہے۔ قرآن مجید گواہی دیتا ہے کہ بی بی صاحبہ پاک دامن ہیں کسی کی گواہی کوئی دیتا ہے لیکن

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گواہی تو خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے پھر بھی اگر کوئی اعتراض کرتا تو کیا اس سے بڑا کوئی بد بخت ہو سکتا ہے۔ لیکن اعتراض کرتے ہیں تو کیوں کرتے ہیں اس لئے کہ یہ پیری فقیری ان میں نہیں ہے۔ تصور نہیں ہے ذکر نہیں ہے۔ درود شریف نہیں ہے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ ذکر کے لئے دینے والا سیدھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچہری میں بیٹھا ہوتا ہے اور کیا چاہئے ایسے خوش نصیب فیصل آباد میں ہیں ایسے خوش نصیب اسلام آباد میں ہیں ایسے خوش نصیب شیخوپورہ میں ہیں ساہیوال میں ہیں حضرت بایزید بسطامیؒ ہمارے سلسلہ کے بہت بڑے بزرگ ہیں مجتہد مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت کی ہے امام سیلائیؒ نے پتہ نہیں کتنی مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت کی ہے ایک بزرگ تھے نام یاد نہیں آ رہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لمحہ بھر کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں بے ایمان ہو گیا ہوں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ گوروا نہ رات خواب میں حضور نبی کریم ﷺ زیارت کا شرف بخشے تھے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو زمانہ ماضی میں ہو کر رہے ہیں میں موجودہ زمانہ میں فیصل آباد والوں کی بات عرض کرتا ہوں شیخوپورہ والوں کی بات کرتا ہوں۔ اسلام آباد والوں کی بات کرتا ہوں اور ساہیوال والوں کی بات کرتا ہوں۔ لوگوں کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت نصیب ہوتی ہے۔ اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اسی طرح گفتگو کرتے ہیں آپ ﷺ سے مشورہ لیتے ہیں جس طرح ہم یہاں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ان لوگوں میں کیا خوبی ہے جو باقی لوگوں میں نہیں ہے۔ صرف یہی کہ وہ تصور مرشد کریم سے ذکر کرتے ہیں۔ ساہیوال میں لوگ ذکر کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف لے آتے ہیں اور ان کا ذکر سماعت فرماتے ہیں۔ حضرت سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لاتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غوث الاعظمؒ تشریف لاتے ہیں اور جملہ صحابہ کرامؓ تشریف لاتے ہیں اور محفل ذکر میں تشریف فرما ہو کر ذکر سنتے ہیں۔ اسلام آباد میں سنتے ہیں شیخوپورہ میں سنتے ہیں۔ حضرات یہ پیغام ہے بٹ صاحب کیلئے اور دوسرے تمام اصحاب کے لئے بھی ہے۔ زمانے کی یہ تمام جو بلائیں ہیں مصیبتیں ہیں ان کا صرف ایک ہی حل ہے کہ تصور مرشد کریم کے ساتھ ذکر الہی کیا جائے اور درود شریف پڑھا جائے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اگر کوئی آدمی آگ میں جل کر مر جائے وہ شہید ہے لیکن اگر کوئی مغرب کی عریانی کی آگ میں جل کر مر جائے تو وہ جہنمی ہے پانی میں ڈوب کر مر جائے تو شہید لیکن اگر شراب میں ڈوب کر مر جائے تو وہ جہنمی ہے۔ لہذا آگ میں جل جانا بہتر ہے پانی میں ڈوب جانا بھی بہتر ہے ہلکایا ہوا کتا کاٹ لے اور آدمی مر جائے تو شہید ہے۔ طاعون کی بیماری سے مر جائے شہید ہے۔ دیوار کے نیچے دب کر مر جائے تو وہ بھی شہید ہے اگر عورت کا حسن

کاٹ لے تو جہنمی ہے زنا کی بیماری سے مر جائے تو جہنمی ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرید حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے مرید حضرت سلمان فارسیؓ ہیں۔ یہ تو صحابہ کرام ہیں حضرت سلمان فارسیؓ کے مرید حضرت امام قاسمؒ ہیں جو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے پوتے ہیں پھر ان کے مرید حضرت امام جعفر صادقؒ ہیں یہ تابعی ہیں اگر ان تک صحیح ہیں تو پھر ان کے بعد کیوں غلط ہو گئے ہیں۔ یہ سلسلہ چلنا ہے اس وسیلہ کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ آپ پڑھیں سورۃ ممتحنہ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ مِيَائِعُنَّكَ** (الممتحنہ: ۱۲) اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آئیں تمہارے پاس مومن عورتیں تو ان کو بیعت کرو۔ اللہ تعالیٰ صحابیات کو مومنات کو بیعت کر رہا ہے۔ لیکن یہ کیا کہتے ہیں کہ نہیں بیعت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ویسے ہی کام بن جاتا ہے۔ تو بنالیں کام کس طرح سے بناو گے۔ اگر بیعت کے بغیر کام بن جاتا تو حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ کیوں مرید ہوئے حضرت بایزید بسطامیؒ کیوں مرید ہوئے داتا گنجینہؒ کیوں مرید ہوئے حضرت بابا فریدؒ کیوں مرید ہوئے۔ حالانکہ جب حضرت بابا فریدؒ مرید ہونے کے لئے تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ اور بھی دو بزرگ تھے۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ آرام فرمائیں کھانا کھالیں تو پھر بات کرتے ہیں۔ میزبان کی خادمہ آئی اور لوٹے سے مہمانوں کے ہاتھ دھوانے لگی کہ کھانا کھالیں۔ حضرت بابا فریدؒ ہاتھ دھوتے رہے اور خادمہ پانی ڈالتی رہی یہاں تک کہ سارا الوٹا ختم ہو گیا۔ خادمہ مزید پانی لینے کے لئے چلی گئی تو بابا فریدؒ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے کہا کہ آپ نے سارا الوٹا ہی ختم کر دیا۔ ہاتھ دھونے کیلئے اتنے پانی کی ضرورت تو نہ تھی۔ بابا فریدؒ نے فرمایا کہ میں ہاتھ تو نہ دھو رہا تھا۔ خادمہ کی پیشانی پر لکھا تھا شقی یعنی کہ بد بخت جہنمی۔ میں نے سوچا کہ ولی اللہ کی خادمہ ہو کر جہنمی کیوں رہے میں دراصل وہ جہنمی کو مٹا کر جنتی لکھ رہا تھا۔ ولی اللہ بظاہر ہاتھ دھوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ جہنمی ہونا دھوتے ہیں۔ اتنے کمال اور تصرف والا بندہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ وہ مرید ہونے کے لئے جا رہا ہے بات تو سوچنے اور سمجھنے کی ہے۔ آپ کے ساتھی حضرت نجم الدین کبریؒ تھے۔ وہ خود بھی بہت زیادہ صاحب تصرف تھے۔ لیکن بیعت ہونے کے لئے جا رہے ہیں کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے قیامت کے روز قرآن مجید فرما رہا ہے کہ **يَوْمَ نَذْعُو كُلَّ اُنَاسٍ بِامَامِهِمْ** (بنی اسرائیل ۷۷) جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ہر بندے کو آواز دی جائے گی کہ فلاں کے مرید تو اپنے پیر صاحب کے ساتھ تیار ہو جا۔ اس کو اس کے پیر کے نام پر آواز دی جائے گی اس طرح سے ہوتے ہوتے تمام لوگ حضور ﷺ کے **لِوَاءِ الْحَمْدِ** کے نیچے جمع ہو جائیں گے جو اہل بیعت نہ ہوں گے جنہوں نے کسی پیر کی بیعت نہ کی ہوگی انہوں کی آواز دی جائے گی کہ شیطان کے مرید ہو جاؤ شیطان کے ساتھ جہنم میں چلے

جاؤ۔ جب تک ذکر الہی نہ ہو۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ تصور شیخ نہ ہو تو قرآن مجید بھی ہدایت نہیں دیتا۔ پھر نہ کہنا کہ میں قرآن مجید سے فائدہ نہ اٹھا سکا۔ کسی کا دامن پکڑ کر آؤ تفسیر بالرائے اپنی طرف سے کرنا گناہ ہے کفر ہے لوگ اپنی طرف سے کر رہے ہیں شیطان کر رہا ہے حضور ﷺ کا واسطہ چھوڑ دیا صحابہ کرام کا واسطہ چھوڑ دیا اولیاء کرام کا واسطہ چھوڑ دیا اور اپنی رائے کو مقدم کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی نے یہی کچھ کیا ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ختم کرنے والے END کرنے والے بلکہ اس کا مطلب تو ہے نبی علیہ واسلام پر مہر لگانے والے۔ تصدیق کرنے والے۔ انہوں نے CERTIFICATION معنی بنا لیا ہے۔ ختم کے معنی مہر کے بھی ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ﷺ آخری نبی نہیں ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ﷺ فرما رہے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پیغام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ یہ ڈاکٹر صاحب ڈاکٹر رمضان شاہد صاحب بیٹھے ہیں انہوں نے بتایا کہ یہاں ایک مسجد ہے انوار مدینہ۔ اس میں ایک پیر صاحب ہیں وہ میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر ہیں وہ حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں۔ یہ ڈاکٹر رمضان شاہد صاحب اور ان کے ایک دوست بھی وہاں چلے گئے ان کے اور بھی مرید تھے سب حلقہ بنائے بیٹھے تھے ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی فرد کو اپنے سامنے بٹھا کر توجہ کرتے ہیں اور اللہ اللہ کا ورد کرتے ہیں تو وہ بندہ وجد میں آ جاتا ہے۔ پیر صاحب نے اس ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھی کو بھی بلالیا۔ ان کو فرمایا کہ میرے سامنے بیٹھ کر میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھیں اور اللہ اللہ کا ذکر کریں یہ دونوں اللہ اللہ کا ذکر کرتے رہے کوئی پندرہ بیس منٹ بعد دوسرے ساتھی کو توجہ آ گیا۔ لیکن یہ ڈاکٹر صاحب توجہ میں نہ آئے پیر صاحب نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے مرشد کریم کا تصور کیا ہوا ہے مجھے وجد نہیں آئے گا۔ میری عرض ہے کہ تصور مرشد کریم کے ساتھ ذکر الہی پانچ منٹ ہی کر لیا کرو۔ تو آپ بھی محفوظ ہو جائیں گے جب کوئی بندہ تصور مرشد کرتا ہے تو وہ بیچ ہے زیارت مصطفیٰ ﷺ کا۔ اصل چیز تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت میرے نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ رہا ہے قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ (البقرہ ۱۴۲) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی پاک ﷺ حکم فرمایا کہ اپنے ہر غلام کو تصور میں رکھو۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوَةِ وَلَعَشِیِّ یُرِیدُوْنَ وَجْہَہُ، وَلَا تَعْدُ عِیْنُکَ عَنْهُمْ تُرِیدُ زِیْنَةَ الْحَیَوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطْعَمَنْ مَنَ غَفَلْنَا قَلْبَہُ، عَنْ زِکْرِہِمْ وَاتَّبِعْ هَوَیْہُ، وَتَکَانَ أَمْرُہُ، قُرْطًا (الکھف ۲۸) اور اپنی جان اس سے مانوس رکھو صبح وشام

اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوروں پر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیا کی زندگانی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا آپ کو اور مجھے حکم ہے کہ مرشد کریم کو تصور میں رکھو۔ جب مرشد کریم میرا تصور کرتے ہیں تو میں ان کے قدموں میں پہنچ جاتا ہوں۔ میری عرض ہے کہ تصور مرشد کریم رکھو آپ ہر چیز سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ تصور شیخ کے ساتھ تھوڑا سا ذکر لو تو **اِنشَا اللہ** بیڑا پار ہو جائے گا۔ پھر نبی پاک ﷺ بھی اچھے لگیں گے ان کی شفاعت بھی اچھی لگے گی ہر چیز اچھی لگے گی ورنہ کئی قسم کے عقیدے کئی قسم کی بیماریاں کئی قسم کے فرقتے ہیں۔ اگر ہلکایا ہوا کتا کاٹ لے اور بندہ مر جائے تو وہ شہید ہے اگر بد عقیدہ بندے کو کاٹ لے اور وہ مر جائے تو وہ جہنمی ہے۔ ہلکائے ہوئے کتے سے ڈسوالینا لیکن بد عقیدہ سے بچ جانا یہ بہت ضروری ہے۔ ایک بات اور یاد آگئی ہے کہ رانا شاہد علی اور اس کے تین چار ساتھی کا میں سوار ٹھیکری والا کے قریب کسی جگہ گئے۔ وہاں راستہ میں ایک ڈیرہ تھا وہاں پتہ نہیں پیسے بدلوانے تھے کہ الیکشن میں کامیابی دلاتے ہیں یا کوئی قسم کا کام کر دیتے تھے اس قسم کا کوئی چکر تھا۔ یہ وہاں پہنچے تو ان کی نیت خراب ہو گئی کہ بندے بھی پیسے والے معلوم ہوتے ہیں کار بھی اچھی خاصی منگنی نظر آ رہی ہے ان کو بے ہوش کرو اور ان کو لوٹ لو۔ انہوں نے ان کو نشہ پلا دیا۔ رانا شاہد علی تو مرید تھے باقی نہ تھے وہ کسی دوسرے عقیدے والے تھے۔ وہ تو نشے میں بے ہوش ہو گئے جب رانا شاہد علی کو نشہ ہونے لگا تو اس نے ذکر شروع کر دیا۔ تصور مرشد کے ساتھ ذکر شروع کر دیا۔ اس ذکر کی وجہ سے بے ہوش نہ ہوئے اور وہاں سے بھاگ نکلے اور پولیس چوکی ٹھیکری والا میں رپورٹ درج کرائی پولیس گئی تو تین چار تو وہاں سے بھاگ گئے باقی دو تین پولیس والوں نے پکڑ لئے۔ یہ تصور مرشد کریم کے ساتھ ذکر کرنے کی برکت ہے ذکر کو چھوٹا نہ سمجھیں یہ زندگی عطا کرنے والا ہے اور ذکر قبول کروانے والی چیز ذکر مصطفیٰ ﷺ ہے اور آخر پر نعت مصطفیٰ ﷺ پڑھو ہوتا کہ سارا ذکر قبول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ تصور مرشد کریم کیساتھ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

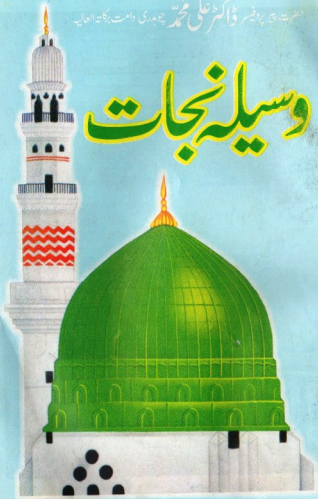
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش بشیر احمد بٹ صاحب 27-08-2000

ارشادات عالیہ مظہر نور محمد مظہر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق رسول محب ال رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

صفحہ	نمبر شمار	عنوان
۲	۱	نعت شریف
۳	۲	پیش لفظ
۴	۳	اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۱۱	۴	من جانب اللہ تعالیٰ
۲۵	۵	چٹھی اور چٹھی رسالہ (نحوذ باللہ)
۳۹	۶	قانون قدرت اور رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۳	۷	مغز قرآن روح ایمان جان دین
۹۲	۸	شبانہ سے کھمبے دو قدم ہے
۱۱۲	۹	شانِ کریمی
۱۲۸	۱۰	دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴۵	۱۱	زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا
۱۶۵	۱۲	انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۸۶	۱۳	سرمایہ حیات
۱۹۹	۱۴	پیر صاحب کون ہے

نعت شریف

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی ﷺ
 دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی ﷺ
 قبر میں لہرائیں گے تاحشر جتنے نور کے
 جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ
 لا درج العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
 بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ
 وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
 ہے ظلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ
 سورج اٹکے پاؤں لپٹے چاند اشارے سے ہو چاک
 اندھے شجری دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ
 ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
 پھر کہے مر دک کہ ہوں نعت رسول اللہ کی ﷺ
 ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا اُن سے فزوں
 اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ
 ٹوٹ جائیں گے گتھاروں کے فوراً قید و بند
 حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ
 اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
 ٹھہرے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

پیش لفظ

جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے۔ وہ اسی کا ہی ذکر کثرت سے کرتا ہے
 محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبت کا دل ہر وقت اپنے محبوب کی طرف ہی جھکا رہے۔ اس کی
 زبان ہمہ تن محبوب کا ہی تذکرہ کرتی رہے۔ اس کے قول و فعل میں محبوب کی اداؤں کی
 ہی جھلک نظر آئے۔ قلبی، لسانی اور عملی طور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر کرتا
 محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی ہے۔ جو ایمان کی بنیاد ہے۔ اور ایمان کی تکمیل
 ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جس کو بتا ہے وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 اور یہی سرمایہ حیات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی
 ہے۔ جو شرکاء محفل کی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کی زیر صدارت
 ماہانہ اور ہفتہ وار محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں ذکر اللہ،
 ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر صالحین نعت و سنہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر
 صاحب موصوف صدارتی خطبہ ارشاد فرماتے ہیں آپ کے ان ارشادات کو ہر مسک و
 ناکس کی بھلائی کے لئے وسیلہ نجات کے ذریعہ سے شائع کر دیا جاتا ہے۔ وسیلہ نجات
 کے مطالعہ سے قارئین کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذہن میں ادب
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجاگر ہوتا ہے۔ صحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت میں ورگی اور
 چٹکی آتی ہے۔ انسان صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے۔ یہی وسیلہ نجات کی اشاعت کا
 اصل مقصد ہے۔ وسیلہ نجات حصہ بارہواں حاضر خدمت ہے۔ کتاب کو بہتر سے بہتر
 بنانے کے لئے آپ کی قیمتی آراء کا مختصر رسوں میں

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین . اعوذ
بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم . ان الله وملتکته
یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما . الصلوۃ
والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله .

معزز حاضرین! یہ مسئلہ بڑا پرانا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیسے ہیں اور اللہ تعالیٰ
کی کیا شان ہے۔ ان سے دنیا کا کیا تعلق ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی تعریف کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ہی ملا دیتے ہیں۔ بس
اللہ تعالیٰ ہی بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ نظر یہ کہاں سے آیا ہے۔ دیکھو
کہ آپس میں ملنے کے اکٹھے ہونے کے تین طریقے ہیں۔ ایک ہے Mixture۔ غلط
مطلوبہ۔ جس طرح کہ بخود اندر گم ملے ہوئے ہوں۔ جو کا دانہ بھی علیحدہ ہے گندم کا دانہ
بھی علیحدہ ہے۔ دونوں کی الگ الگ پہچان ہے۔ حیثیت ہے لیکن پھر بھی آپس میں
ملے ہوئے ہیں۔ ایک ہے اتحاد Attachment جس طرح یہ پھل میں اس کا
کوبہ Cover ہے یا سکہ ہے کہ دونوں ملے ہوئے ہیں ان کی آپس
میں Attachment ہوگئی یا یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سے چمچری اور اس کا دستہ
ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ چمچری الگ ہے دستہ علیحدہ ہے لیکن ایک
دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ایک طریقہ ہے Solution مخلول۔ جس
طرح سے کہ چینی دودھ میں مل جائے۔ دودھ کے ہر حصہ میں چینی ہے نظر نہیں آتی۔
دودھ کے اندر مل ہوگئی ہے۔ یہ تین طریقے ہیں کہ جن سے باہمی ملنا ہوتا ہے۔ اکٹھا

ہوتا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام سے آپس میں ملنے سے ان
تینوں طریقوں سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ کسی کے ساتھ Mixture ہوا ہے۔ اس
کا کسی کے ساتھ کوئی اختلاط نہیں ہے۔ نہ ہی اس کا کسی سے کوئی اتحاد ہے اور نہ کسی
چیز کے ساتھ مخلول بنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جتنا بھی نزول کر آئے وہ بندوں سے بھر بھی
اوپر ہے اور بندے مخلوق جتنے بھی اوپر چلے جائیں پھر بھی اللہ تعالیٰ سے نیچے ہیں۔ یہ
حضرت ابن عربی کا قول ہے جو وحدت الوجودی کے قائل ہیں۔ نظریہ وحدت الوجودی
کے امیر ہیں سپہ سالار ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر اتحاد کہاں ہوا۔ لوگ نبی پاک علیہ الصلوۃ
والسلام کو اللہ تعالیٰ سے ملا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کو اللہ تعالیٰ کا
دیدار کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو شکل و صورت سے بھی پاک ہے۔ کیوں جی پروفیسر
صاحب کیا اللہ تعالیٰ کی شکل ہے کیا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کیا اس کی آنکھیں کان وغیرہ
ہیں کیا اس کے جسمانی اعضاء ہیں۔ نہیں ہیں اللہ تعالیٰ شکل و صورت سے جسم سے
جسمانی اعضاء سے پاک ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کیسا ہے۔ حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں غور
کرو۔ آج میں نے نعت خوان حضرات سے کہہ دیا کہ اپنی مرضی کی نعت پڑھیں لیکن یہ
عرض کر دیا تھا کہ وحدت الوجودی والا نظریہ نہ ہو اس کے باوجود ہر ایک نے نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس کا کسی
کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ دیدار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیدار اللہ تعالیٰ کس طرح
سے ہو سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک ہے۔ کان مبارک، آنکھ
مبارک، ہاتھ مبارک اور پورا جسم پاک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو ان سے پاک ہے۔ سب
سے بڑی وہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ فرائض میں زیادتی
کرتا ہے تو وہ میرے قرب میں آ جاتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ

چکوتا ہے۔ ہاتھ تو اس بندے کا ہی ہے لیکن اس میں پکڑنے والی طاقت قدرت کی آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے بے نیاز ہے۔ لیکن اس کا بندے کا ہاتھ بن جانا اس کا کرم ہے۔ اس کی مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ حتیٰ کہ فرمایا کہ اس کے پاؤں بھی قدرت کے بن جاتے ہیں جس سے وہ چلتا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بندہ بندہ ہی ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ نہیں بن سکتا۔ سب سے اعلیٰ مخلوق سب سے بہترین مخلوق محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق ہی رکھیں اور باقی بے شک سب کچھ دے دیں۔ حضرت علامہ یومیری رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں ایک اصول دیا ہے کہ جو کچھ عیسائی اللہ تعالیٰ اور اپنے نبی علیہ السلام حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق کہتے ہیں وہ نہ کہو باقی جتنی بھی تشریف کر سکو وہ کرو۔ عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا God Mother ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بیوی حضرت ہیں اور خود اللہ تعالیٰ God Father ہیں۔ لاجبی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ نہ کہو کہ یہ شرک ہے اور اس کے علاوہ جو بھی تشریف کر سکتے ہو وہ کرو تم سے نبی اک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف ہو ہی نہیں سکتی ہے۔ نعت خواں حضرات سے میری عرض ہے کہ وہ اس چیز کا لحاظ رکھا کریں۔ باقی جو کچھ بھی کہیں وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق تشریف نہیں ہو سکتی۔ پوری سورت النبی کو دیکھیں سورت کوثر کو دیکھیں۔ سنی بار عرض کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی مرضی دے دی۔ اس تشریف پر اگر تمہارا دل نہیں بہلتا تو ہر اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ تمہاری کیا مرضی ہے اور آپ کیا چاہتے ہیں۔ حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کی کوشش نہ کرو۔ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کوئی بندہ ولی اللہ کی شان کو نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی ولی غوث قطب ابدال کسی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور کوئی صحابی قہمی ہی شان والا ہو وہ نبی نہیں بن سکتا۔ اور کوئی نبی علیہ السلام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتے۔ جو لوگ اللہ حق کا بہت زیادہ ذکر کرتے ہیں وہ در کرتے ہیں وہ لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قریب ہر جاتے ہیں۔ اللہ حق کے ذکر کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے ذکر کو وحدت الوجود کے نظریہ کی طرف کشش ہو جاتی ہے۔ یہ نظریہ اس کو Appeal کرتا ہے۔ اور وہ اس میں اور زیادہ جزا اور لطف پاتا ہے۔ لہذا ذکر اللہ کے ساتھ درود و شریف کو زیادہ پڑھیں تاکہ بندہ اپنے صحیح حال میں رہے۔ جتنا زیادہ درود و شریف پڑھنے والا ہوتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کو سمجھنے والا ہو جاتا ہے۔ وحدت الوجودی نظریہ کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ایسے لوگ تو اپنے جبر و مرشد کو بھی اللہ تعالیٰ ہی بنا دیتے ہیں۔ کسی نے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو تو وہ مجھے دکھ لے یعنی اپنے جبر صاحب کو دکھ لے۔ سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اس کا جبر اللہ تعالیٰ (نمود باللہ) ہے تو پھر اس جبر کے جبر صاحب کیا ہیں اور پھر اس کے جبر صاحب کیا ہوں گے۔ جبر صاحب تو اللہ تعالیٰ بنے ہوئے ہیں۔ اور اس کے جبر صاحب پھر اس سے بڑے اللہ تعالیٰ ہوں گے اور اس کے جبر صاحب اس اللہ تعالیٰ سے بھی بڑا اللہ تعالیٰ ہوگا۔ یہ سارا کچھ کیا ہے۔ کیا یہ تو حید ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا واحد ہونا ظاہر کرتا ہے۔ اگر نہیں تو پھر تم اپنے جبر صاحب کو اللہ تعالیٰ کس طرح سے ظاہر کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہونا بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اس کی طاقت کا اظہار ہونا اور چر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار بندے کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے لیکن کوئی بندہ اللہ تعالیٰ

نہیں بن سکتا۔ یہ میری عرض ہے کہ کوئی اس نظریے وحدت الوجود کو پھیلانے کی کوشش نہ کرے۔ اگر آپ درود شریف زیادہ پڑھیں گے۔ تو انشاء اللہ صحیح راستے پر چریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت تعریف کی ہے۔ لیکن اپنا اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق بحال رکھا ہے۔ فرمایا اس کا ذکر میرا ذکر ہے۔ اس کی مرضی میری مرضی ہے۔ اس کی رضا میری رضا ہے۔ اس کی محبت میری محبت ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ کیا بات ہے۔ کیا شان ہے لیکن پھر بھی دیکھیں کہ دو ہستیوں کا اظہار ہے۔ اس کی یعنی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میری یعنی اللہ تعالیٰ کی۔ دو ہستیاں الگ الگ ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ ہے اور ایک اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پھر آپ دونوں کو کیوں ملاتے ہیں کیوں دونوں کو ایک کہتے ہیں۔ حضرت اخصرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سب نے بہت تعریف کی ہے۔ شروع میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ وحدت الوجود کے قائل تھے لیکن بعد میں وجد لہو و دی کی طرف آ گئے جو کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہے اللہ تعالیٰ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرے نور مبارک کو پیدا فرمایا یعنی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔ خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ایک خالق ہے اور ایک مخلوق ہے۔ پھر دونوں ایک کس طرح سے ہیں۔ اخصرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا حیرا

اس میں بھی دو علیحدہ ہستیاں ہیں ایک مالک ہے اور ایک اس کا حبیب ہے۔ ایک

محبوب ہے اور ایک محبت ہے۔

بخدا خدا کا بی بی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر جو وہاں ہے ہو نہیں آ کے ہو یہاں نہیں تو وہاں نہیں یہاں اور وہاں کا فرق پھر بھی رکھتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بتایا

ہمیں بھیک مانگنے کو حیرا آستان بتایا

دو ہستیاں پھر بھی رکھ رہے ہیں۔ دونوں کو ایک ساتھ ملایا نہیں ہے۔ لیکن ہم مل رہے

ہیں۔ ایک نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے لیکن آپ خاص جگہ پر Pin Point نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ یہاں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مقام نہیں ہے ویسے وہ ہر جگہ پر ہے۔ مقام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ دیکھو کہ کتنا اچھا شعر ہے۔

مجھ کو اقرار ہے کہ کچھ نہیں میں میرے سب کچھ میرے مصطفیٰ ہیں

اور کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے جو کہنا تھا میں نے کہہ دیا ہے

کیسی تعریف فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں پڑھنے کی لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس میں اللہ اللہ اللہ ہو، نبی نبی ہو مخلوق مخلوق ہو، ایسی عقیدہ بہتر ہے اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا مُخْتَصِدًا إِلَّا رُسُلًا (ال عمران ۱۳۳) "اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے۔ اللہ اللہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (التح ۲۹) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لے کر فرمایا کہ وہ میرے پیچھے ہوئے رسول ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ نہیں ہیں۔ پھر آپ کس طرح سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یکجا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰهُ مُعْطِیٌّ وَأَنَا قَاصِمٌ اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دو الگ الگ الگوں میں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی فرق ظاہر فرما دیا ہے۔ کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ جنہیں کئی معبودوں سے اللہ تعالیٰ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ ایسی اور بھی قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں جن سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ایک واحد ذات نہیں ہیں۔ ہر جگہ پر تخصیص ہے۔ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنہیں البتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پہچان میں اس کی صفات کے مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَمَا عَلَيْنَا الْإِلَاحُ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 02-01-03

حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی صفات ذاتیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مَنْ جَانِبُ اللَّهِ تَعَالَى

لحمده ونصلي على رسوله النبي الكريم والحمد لله رب العلمين. اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. ان الله وملكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما. الصلوة والسلام عليك يا سيدي يا رسول الله وعلى الك واهل حاك يا سيدي يا حبيب الله.

معزز حاضرین!

کرم کی ہیکل لے تو حیات بنتی ہے حضور آپ توازیں تو بات بنتی ہے رُخ حضور کا صدق یہ دن ہیکل ہے ہاتھ ان کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے جو اذن شا کا تو لفظ بنتے ہیں جو ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے در صیب کی زیارت بڑی سعادت ہے جو ان کا ملاوہ تو بارات بنتی ہے رُخ حضور کی زیارت بڑی عبارت ہے جو ان کی حمایت تو یہ حمایت بنتی ہے آپ کے ذوق اور شوق کے لئے عرض کرتے ہیں کہ سمندری کے پاس ایک گاؤں ہے فیض پور وہاں خطیب ہیں امام سہر ہیں قادی مبرا الرحمن صاحب جو آپ کے عہد برائی ہیں وہ بڑی جت سے بڑے شوق سے یہ نعت پڑھتے ہیں۔ خصوصاً صبح آذان سے پہلے

بڑے دھچکا فرین لہجہ میں پڑھتے ہیں۔ ایک رات خواب آئی کہ کوئی صاحب اسے حج کا ٹکٹ دے رہا ہے کہ جاؤ در حبيب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر کے آؤ۔ ہے تاکہ

در حبيب کی زیارت بڑی سعادت ہے

ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

خواب میں اسے ٹکٹ مل رہی ہے۔ وہ سوچ رہا ہے کہ ٹکٹ تو ہے لیکن میرے پاس تو کوئی زاد راہ نہیں ہے کوئی خرچہ آمد رفت نہیں ہے۔ لاکھ سوا لاکھ روپیہ ہونا چاہئے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میرے اتنے وسائل ہی نہیں ہیں۔ پھر خواب آئی کہ ایک ہوائی جہاز اس کے مکان کے اوپر پکڑ لگا رہا ہے۔ اور اس نے اس کے لئے حج بیت اللہ شریف کی ٹکٹ پھینک دی۔ پھر سوچ میں پڑ گیا کہ ٹکٹ مل رہی ہے لیکن میری قسمت میں کہاں کہ اس مبارک سفر پر جاؤں کوئی پانی پیہہ پاس نہیں ہے۔ دو دن بعد ایک بندہ آیا اور اس نے قاری عبدالرحمن صاحب کو سوا لاکھ روپیہ دے دیا اور فرمایا کہ جاؤ حج کر آؤ۔ اس نے پتہ کیا کہ حج پر جانے والوں کے لئے اب کوئی گنجائش ہے کہ نہیں کیا تعداد پوری ہو گئی ہے۔ حاجی صاحبان پورے ہو گئے ہیں کہ نہیں کیا کوہ شقم ہو گیا ہے یا ابھی سہیلیں باقی ہیں بتایا گیا کہ حاجیوں کی تعداد کا کوہ مکمل نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ حج کے لئے جانے والے حضرات 30 نومبر 2002 تک اپنی درخواستیں جمع کر دیں فی الحال دس ہزار سہیلیں باقی ہیں یہ 26 نومبر 2002 کی بات ہے۔ اب وہ بندہ قاری عبدالرحمن صاحب مغربیہ روضہ القدس پر جانے لگا۔ اور اب یہ عالم ہے کہ اس گاؤں کا بچہ بچہ ہر فرد مرد و عورت اہل حدیث اور دینہ بندی اور دوسرے بھی تمام فرقوں والے گیت گارہے ہیں کہ حضور آپ لوگ آئیں تو بات بنتی ہے

سب مانتے ہیں کہ اس طرح سے بات بنتی ہے۔ آپ بھی پڑھیں میں بھی پڑھوں۔ کئی سال سے تو میں بھی پڑھ رہا ہوں۔ اور بات بن رہی ہے۔ اللہ کرے کہ سب کی بات بن جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کو نواز دیں۔ آمین۔ آج ایک عرض کرنا ہے کہ سُبْحَانَ اللہ کیا ہوتا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کیا ہوتا ہے۔ سُبْحَانَ اللہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صعب سے پاک ہے۔ اسے کوئی بھول نہیں چوک نہیں۔ اسے کوئی نیند نہیں اسے کوئی اونگھ نہیں ہے۔ یہ سُبْحَانَ اللہ ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ ہے کہ ہر تعریف اسی کے لئے ہی ہے۔ وہ مالک ہے رازق ہے وہ زندگی دینے والا ہے۔ وہ بیٹا دینے والا ہے۔ صحت دینے والا ہے۔ وہ حاکم ہے۔ وہ قادر ہے۔ قدرت والا ہے۔ اسی طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ اَلْحَمْدُ ہے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ وہ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا۔ کس نے تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کی ہے۔ ان کی تعریف کی کوئی حد نہیں ہے۔ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ کوئی حد بندی نہیں ہے۔ کہ یہاں تک تعریف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پڑھا گیا ہے۔ کہ

وَاحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

وَاجْتَمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ الشَّيْءَ

خَلِيفَتَ مَبْرَأً مِنْ كُلِّ غَيْبٍ

كَذَلِكَ قَدْ خَلِيفَتَ كَمَا نَشَاءُ

اور حضور علیہ الصلوٰۃ نے پسند فرمایا ہے اور حضرت حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چادر مبارک انعام میں دی ہے۔ جس فقرے کو جس چیز کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پسند فرمائیں وہ بھی حدیث ہے۔ خواہ وہ بات کسی دوسرے کی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر

عیب سے پاک ہیں۔ ہر نقص سے پاک ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ پاک ہے اسی طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پاک ہیں۔

وہ کامل حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہ حمید میں اس لئے بانٹھی ہے کہ کسی دوسرے فرستے ہیں کہ جنہوں نے یہ اعتراض

بنایا ہوا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوتا تو دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم کو کیوں بھیجتے تاکہ وہ قتل ہوئے سے بچ جاتے واقعہ یوں ہوا کہ بیڑ معونہ والے

چند افراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ ہم

مسلمان ہو گئے ہیں۔ سنئے دینے اسلام میں داخل ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے ساتھ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھیجیں تاکہ وہ ہمیں تعلیم دیں۔ ہمیں

دین سکھائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو

ان کے ساتھ بھیج دیا۔ بیڑ معونہ والے دراصل منافق تھے۔ مدینہ شریف سے دور غلام

جرم کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے تلواریں نکال لیں اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

اجمعین کو شہید کر دیا۔ ان میں سے صرف ایک صحابی کسی طرح سے بچ گیا۔ وہ واپس

آیا اور اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سارے واقعہ کی خبر کر دی۔ اب دوسرے فرقہ

والے بر ملا اعتراض کرتے ہیں۔ ان کی کتب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو اگر علم ہوتا کہ بیڑ معونہ والے منافق ہیں وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو

شہید کر دیں گے۔ تو وہ کیوں ان کو بھیجتے لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں

ہے۔ علم ہوتا تو صاحب علم حافظ قرآن معصوم بندے خواہ خواہ کیوں شہید کراتے۔ وہ

تمام قاری بھی تھے معلم تھے علم والے تھے۔ اگر ایسا واقعہ ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

علم میں ہوتا کہ منافقین نے ان شہید کر دیا ہے تو ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو

کیوں بھیجا۔ چلو ان کی دلجوئی کے لئے ایک دو اصحاب کو بھیج دیتے خواہ خواہ ستر صحابہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو قتل کر دیا۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک

ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر

عمل من جانب اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرات آپ جس راستے سے محفل میں آئے ہیں جس

سواری پر آئے ہیں یہ آپ کا انتخاب ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے

سے جائیں جس سواری پر جائیں۔ وہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ آپ ڈاکٹر ہیں تو جو

مرضی دوائی لکھو۔ جو مرضی ہے وہ نسخہ تحریر کرو۔ جو چاہو وہ شفا لکھو۔ یہ تمہاری مرضی ہے

تمہارا علم ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمایا میں گئے وہ منجانب اللہ تعالیٰ ہوگا۔

یہ ستر بندے بھیجتا من جانب اللہ ہے کس پر اعتراض کرو گے۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام پر اعتراض کرو گے ان کا ہر عمل ان کا ہر فعل ہر قول من جانب اللہ تعالیٰ ہے اور

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کنٹرول ہوتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ

يُوحٰی ۝ (النجم ۳-۴) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے تو نہیں مگر وہی

جو انہیں کی جاتی ہے۔ "باقی رہی بات اعتراض والی تو اس کے متعلق عرض ہے کہ بے

شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ بیڑ معونہ والے منافق ہیں اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ یہ ان ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو شہید کر

دیں گے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے

کہ یہ ستر اصحاب شہید ہو جائیں ان کی شہادت کا وقت اور جگہ مقرر من جانب اللہ تھی

اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا یہی بندے کی عکست ہے۔ ایک صحابی حاضر خدمت

ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کر لو۔ اس نے عرض کیا کہ یا

سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے چہرے کے خدا خدایا کوئی اچھے نہیں ہیں مجھے کون رشتہ

دے گا۔ فرمایا کہ فلاں قبیلہ میں جاؤ اور فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ اور ان سے رشتہ طلب کرو۔ وہ چلے گئے اور جا کر عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے اور پیغام دیا ہے کہ آپ اپنی بیٹی کا رشتہ مجھے دیدیں۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ رشتہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو ہمارے معیار کا نہیں ہے۔ وہ نبی اندر یہ گفتگوں رہی تھی اس نے اندر سے جواب دیا کہ مجھے منظور ہے۔ کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کہ اس کو پیچھے والا کون ہے۔ اس کو نہ دیکھو اس کے پیچھے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل ہر حکم من جانب اللہ ہوتا ہے۔ آج تفسیر کی کتب میں اس بٹی کا نام ہے کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کو مان لیا اس لئے کہ فرمان صلی اللہ علیہ وسلم دراصل فرمان اللہ تعالیٰ ہے۔ بڑے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نماز فجر ہو گئی۔ نماز کے لئے بیدار نہیں ہوئے۔ ایک قافلہ میں کہیں سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تھکے ہوئے تھے باقی سب آرام کرنے لگے۔ لیکن ایک صحابی کو حکم فرمایا کہ تم پیچھے رہنا اور ہمیں نماز کے لئے جگا دینا۔ وہ صحابی بھی سو گئے نیند آ گئی اور اس وقت بیدار ہوئے جب سورج نکل چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اے فلاں صاحب تو نے ہمیں جگایا نہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلا دیا اس نے مجھے بھی سلا دیا۔ ہوش ہی نہ رہی۔ نیند کا غلبہ اتنا چھا گیا کہ پتہ ہی نہ چل سکا۔ غفلت ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قضا نماز ادا فرمائی۔ اب اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قضا نماز ادا فرمائی۔ اب اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو یہ فرمان ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا ہے۔ تو یہاں کیا ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ من جانب اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر میری نماز قضاء نہ ہوتی تو تمہاری قضا نماز بھی

قبول نہ ہوتی۔ ہماری نمازیں قضاء ہوتی ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قضاء کر کے نہ پڑھی ہوتی تو ہماری قضا نمازیں کسی تکلفی میں نہ ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ کیا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل کر رہے ہیں کیا ہم ان کی اتباع میں ہیں ان کی اطاعت میں کام کر رہے ہیں۔ کیا ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وہ تو صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کو دیکھتا ہے۔ اگر ہماری ادائیگی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادا سے مل جاتی ہے تو حیرہ پار ہے ورنہ ہمارے پتے میں کچھ نہیں ہے۔ رہا اعتراض تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سورج کو واپس کر سکتے ہیں تو کیا اپنے لئے یہ حکم نہیں فرما سکتے تھے کہ اے سورج واپس ہو جا ہم نے ابھی نماز پڑھنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعتراض کی بجائے عقل و شعور عطا فرمائے۔ اسی طرح سے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت والی نماز کی نیت فرمائی لیکن دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم خاموش رہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ ہمیکہ ہی ہوتا ہے لیکن ایک صحابی نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز چھوٹی ہو گئی ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ نماز چھوٹی ہوئی ہے اور نہ ہی میں بھول گیا ہوں بلکہ مجھے بھلا دیا گیا ہے کہ میرے بھول جانے میں بھی سنت بن جائے اور کعبہ سو بھی میری سنت بن جائے اگر تم اپنی نماز میں بھول جاؤ تو کعبہ سو کر کے اپنی نماز کو درست کر لو۔ میں نے کعبہ سو کر کے تمہارے لئے سنت بنا دی ہے اگر تم اپنی نماز میں بھول جاؤ گے تو میرے نقش قدم پر چل کر کعبہ سو کر لینا تمہاری نقص والی نماز بھی قبول ہو جائے گی۔ پھر اعتراض کرتے ہیں کہ جی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیچھے رہ گئیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ ہی نہ چل سکا اگر علم تو

۱۸
ایسے کیوں ہوتا تھا بڑا سیکھل بن گیا۔ بڑا اعتراض کرتے ہیں۔ شیعہ حضرات تو ساری تبلیغ ہی اسی نقطہ پر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اعتراض اور الزام تراشی کرتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی بات کرتے ہوئے شرم نہیں کرتے کہ جی انہیں پیہ ہی نہ چل سکا کہ کچادہ تو خالی ہے۔ اس واقعہ نے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت کو اتنے چار چاند لگائے ہیں کہ قرآن مجید پورا کوہ آپ کی شان میں من جانب اللہ تعالیٰ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عصمت اور پاک دہائی کی گواہی دی ہے۔ لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل ہر قول من جانب اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ نبی ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم عطا فرمائے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر علم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جب معراج پر گیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرشتے جو آسمانوں پر بٹھ کر رہے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ یہ کس چیز سے متعلق بٹھ کر رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ ہی بخیر جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق اپنا دست قدرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک پر لگایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کی خندک جب میرے دل میں پہنچی تو دنیا و کائنات کے تمام زمانے ماضی حال اور مستقبل سب میرے سامنے آ گئے اور جو بھی علوم تھے وہ بھی مجھے مل گئے۔ بالکل اسی طرح سے کہ جس طرح میں اپنی پھٹلی کو دیکھ رہا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کو اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا حوض کوثر میرے سامنے ہے۔ فرمایا میں نے دیکھا تو جنت میں غریب آدمی زیادہ تھے ابھی تک کوئی بندہ جنت میں نہیں گیا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت میں بندے دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا تو اسی میں

۱۱
مورتمیں زیادہ تھیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ ہے کہ روزِ خم میں مورتمیں زیادہ ہوتی ہیں۔ فرمایا کافرو ہوتی ہیں۔ کفر کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر کس طرح سے ہوتی ہیں۔ فرمایا کہ وہ کافر نہیں ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کو نہ مانے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا خاندن تیس چالیس سال اس کی خدمت کرتا ہے۔ اس کے لئے سارا دن محنت مزدوری کر کے کماتا ہے اور اسے نان نفقہ دیتا ہے اس کا سارا خرچہ ہر قسم کا برداشت کرتا ہے۔ لیکن صرف ایک دن کوئی کی بیشی کوئی لٹھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو سر پینٹنا شروع کر دیتی ہے۔ میں مرغی میں لٹ گئی میں اس گھر میں اس گھر میں میرے نصیب سڑ گئے۔ میرے بھاک جل گئے جو میں یہاں آ گئی۔ اس صرف ایک شکایت ہے وہ کفر ہو جاتا ہے جو اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ اور ہماری آج کی عورتوں کا وطیرہ ہی یہی ہے۔ مورتمیں ابھی جہنم میں گئی نہیں ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ رہے ہیں۔ کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کی نظر میری تیری نظر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماضی اور مستقبل کو بھی اسی طرح دیکھ رہے ہیں۔ جس طرح سے ہم حال کو دیکھ رہے ہیں۔ علم ابھی بننا ہے اعمال بننے ہیں۔ لیکن ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہے۔ آپ ان ستر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن رضائے الٰہی پر راضی ہیں۔ کہ یہ سب کچھ من جانب اللہ تعالیٰ ہے اور اسی طرح سے ہوتا ہے جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اچھا پھر دیکھو کہ جنگ بد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز قبل ہی ستر کفار کے نام لے کر فرمایا دیا تھا کہ کل فلاں یہاں مرے گا۔ فلاں یہاں مرے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جس کافر کا جہاں بتایا تھا وہ وہیں پر ہی مرا تھا۔ کیا یہ علم غیب نہیں ہے۔ ستر کفار کے نام اور مرنے کی جگہ کا تو پہلے سے علم ہے تو ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کا علم نہیں تھا۔ یہی اعتراض ہے کہ علم

غیب نہیں ہے۔ جنگ ہر بتاتی ہے کہ علم غیب ہے۔ تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو مان جا کر شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہی ایمان ہے۔ قادیانوں نے کیا کہا ہے صرف یہی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں کوئی اور نہیں کہا ہے۔ سنی عقیدہ والے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تراویح وغیرہ تمام عبادتیں والے لیکن صرف یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں۔ مرزا صاحب بھی نجی ہیں۔ جو نبی مرزا صاحب کو نبی مانا ایمان جاتا رہا۔ احرے مرزا صاحب IN ہوئے احرے ایمان Out ہو گیا۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف ایک نقص نکالا تو بے ایمان ہو گئے۔ ایمان جاتا رہا اگر تو یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے۔ انہیں علم نہیں ہے تو یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقص ہے۔ مثال دیا کرتے ہیں کہ ابھی جو کھانا آئے گا اس میں یہ اعلان بھی ہے کہ صرف ایک پلیٹ سالن میں زہر ہے باقی بالکل فیک ہے کھانا چاہو تو کھا لو یہ معلوم نہیں کہ کس پلیٹ میں زہر ہے۔ کیا تم کھا لو گے چار دن کا بھوکا بھی ہوگا تو وہ بھی نہیں کھائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک نقص ہے۔ اللہ جانے کہ نماز میں ہے۔ قرآن مجید کے لینے یا آگے اس کی تعلیم دینے میں نقص رہ گیا ہے۔ حج کے احکام بتانے میں۔ روزہ سے متعلق بتانے میں۔ نکاح میں یا کسی اور شرعی حکم کے بتانے میں نقص ہے۔ ساری شریعت میں شک پڑ جائے گا۔ اس لئے جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب نہ مانا جائے ایمان کی تکمیل ہو سکتی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عصمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ایک اور عرض کرتی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر درود خوب پڑھا کرو کہ میں تمہیں تمہارے درود شریف کی وجہ سے پہچان لوں گا۔ قبر میں یہ تعارف نہیں ہوگا کہ میں خالد ہوں میں اشرف ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں بلکہ درود شریف کی وجہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو پہچانیں

گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر درود شریف زیادہ پڑھا کرو کہ اس سے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔ اور اسی وجہ سے میں تمہاری پہچان کروں گا۔ ایک لالچ کی بات ہے کہ یہاں آپ کے فیصل آباد میں ایک بندہ ہے۔ تعلیم یافتہ ہے۔ ایم اے سلیفکس STAT ہے۔ قادیانی سلسلہ سے تعلق ہے۔ اس کی دعا سے بندہ روزانہ لاکھ۔ دو لاکھ۔ چار پانچ لاکھ۔ دس دس لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ سکتا ہے۔ اور پڑھ رہے ہیں۔ اپنی اپنی ملازمت بھی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر ہیں تو پوری ڈاکٹری کی ڈیوٹی بھی دے رہے ہیں۔ دوا فروش ہیں وہ دکاندار بھی کر رہے ہیں۔ کوئی اور سرکاری غیر سرکاری ملازمت ہے تو وہ بھی پوری طرح سے ادا کر رہے ہیں۔ آرام بھی کر لیتے ہیں۔ خند بھی پوری کر لیتے ہیں۔ یعنی ان کے کسی بھی قسم کی ضروریات زندگی میں خلل نہیں آتا۔ کسی نے پوچھا کہ اتنی مرتبہ روزانہ تو آدمی سانس بھی نہیں لے سکتا۔ یہ درود شریف کی کتنی کس طرح پوری ہو جاتی ہے۔ اس نے فرمایا کہ آدمی میں تین طرح کی طاقتیں ہیں۔ ایک اس کی زبان کی طاقت ہے کہ جس طرح سے میں بول رہا ہوں اور آپ سن رہے ہیں۔ اس کی بھی ایک خاص رفتار ہے۔ Speed ہے اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ بولنے کی گفتگو کرنے کی بھی کوئی Speed ہے نا۔ یہ رفتار بہت تھوڑی ہے۔ اس رفتار سے درود شریف کی کتنی پوری نہیں ہو سکتی۔ جتنے آپ سانس لے رہے ہیں اتنی مقدار میں بھی درود شریف نہیں پڑھا جا سکتا اس سے بھی آدھی مرتبہ ہی بڑی مشکل سے پورا کریں گے۔ دوسری طاقت ہے۔ "قلب" یہ زبان سے زیادہ قوت والا ہے۔ کئی گناہ زیادہ طاقت والا ہے۔ قلب جاری ہو۔ قلب سے درود شریف پڑھا جائے تو اس کی کتنی زبان سے پڑھے گئے درود شریف سے کہیں زیادہ ہوگی۔ تیسری طاقت ہے۔ "روح" یہ قلب سے بھی زیادہ طاقتور ہے اگر روح کارفرما ہو جائے تو پھر کتنی کی کوئی حد نہیں رہتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے وقت ایک رکاب

میں پاؤں رکھتے سے دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تک قرآن مجید کا دور پورا کر لیتے تھے۔ ایک رکاب سے دوسری رکاب تک پاؤں لے جانے میں کتنا وقت صرف ہوگا۔ چند یکنگت ہوں گے۔ اتنے وقت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ پورا قرآن مجید ختم کر لیتے تھے۔ آپ لفظ بلفظ پورا قرآن مجید اتنے تھوڑے وقت میں پڑھ لیتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ تین مرتبہ سورۃ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لیا تو قرآن ختم ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام زبور کو اتنے ہی وقت میں پورا پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور جو بنی اسرائیل کے نبی علیہ السلام کرتے تھے وہ امت محمدیہ کے ولی کر لیتے ہیں۔ یہ حدیث شریف ہے کہ امت محمدیہ کے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ وہی تعریف رکھتے ہیں جو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے۔ اور وہ بندہ خدا ہے کہ جس کی دعا سے درود شریف پڑھنے کی اتنی Speed رفتار بن جاتی ہے۔ اگر آپ میں سے کسی صاحب کو شوق ہو اور وہ اس سے دعا لیتا چاہتا ہو تو محفل کے بعد مجھ سے رابطہ کرے میں آپ کو اس بندہ خدا سے دعا لے دوں گا۔ ہمارے عام بندے ہیں وہ روزانہ ہزار سے زیادہ نہیں پڑھ پاتے۔ وہ بھی بڑے خوش نصیب بہت خاص ہیں جو اتنی تعداد پوری کر لیتے ہیں۔ میں نے ایک دعا یافتہ شخص سے پوچھا کہ آپ کی درود شریف پڑھنے کی رفتار کتنی ہے۔ اس نے بتایا کہ ایک منٹ میں گیارہ ہزار مرتبہ پڑھ لیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ یہ آخر کس طرح سے ممکن ہے تو فرمایا کہ آپ جب پڑھیں گے تو آپ کو کبھی بے چل جانے کا۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔ لہذا صرف یہ دو ہی باتیں ہیں جو یاد رکھنے والی ہیں ایک یہ ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات غلطی ہے۔ اور دوسری یہ ہے کہ اس بندہ خدا کی دعا سے تیری میری رفتار Speed بھی بن جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو چاہیں جس طرح سے چاہیں نواز دیتے ہیں۔ لیکن کسی کی دعا کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ دو چیزیں کام بناتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ بندہ خود عامل ہو اور دوسرا یہ کہ اس کو عطا کرنے کی طاقت

ہو۔ اس بندہ خدا میں دونوں چیزیں ہیں۔ وہ عامل بھی ہے یہ نہیں ہے کہ آپ پڑھو بلکہ وہ خود پڑھنے والا ہے۔ میں نے کسی ناظرہ پڑھنے والے سے پوچھا کہ کیا آپ کسی کو حفظ کرا سکتے ہیں اس نے کہا کہ نہیں ناظرہ پڑھنے والا کسی کو حفظ نہیں کرا سکتا۔ کیونکہ حافظ کی رفتار بہت زیادہ ہوتی ہے میں اس کی غلطی نہیں کر سکتا۔ حافظ کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ ناظرہ پڑھنے والا اس رفتار سے پڑھ ہی نہیں سکتا۔ حافظ کی غلطی کو گرفت کرنے کے لئے حافظ ہونا ضروری ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ رفتار والا حافظ ہونا چاہئے۔ جس طرح سے کوئی غیر حافظ کسی کو حافظ نہیں بنا سکتا اسی طرح سے غیر عامل بندہ کسی کو عامل نہیں بنا سکتا۔ پھر یہ ہے کہ خزانہ بھی ہوں اور عطا کی اجازت بھی ہو۔ یہ بندہ خدا قادری سلسلہ کا ہے اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیستیس سال بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا درود کیا ہے۔ اور وہ ارب کھرب مرتبہ پڑھ لیتے تھے۔ اب یہ جو بندہ ہے اس میں کمال یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے تو آپ کے لئے دعا کرتی ہے جو کر کے دیکھتا ہے وہ آپ نے خود کر کے دیکھتا ہے۔ اس کی دعا سے کئی بندے پوری ہوش و حواس سے پڑھ رہے ہیں کوئی ارب والے ہیں کوئی کڑوڑ والے ہیں۔ ہم تو ایک کونہ میں لگے رہتے ہیں ایسے بندوں کا علم ہی نہیں ہے۔ بڑے بڑے عامل موجود ہیں۔ ایک نے کہا کہ میں تہجد کے وقت بیدار ہوا۔ اڑھائی لاکھ مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی۔ سات آٹھ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا ہے۔ اب میں یہاں آپ کے پاس حاضر ہوں اور بڑا اس سے جا کر پھر پڑھ لوں گا۔ درود شریف پڑھنے والے کی عظمت یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ منافقت سے بری ہے اور دوزخ سے نجات شدہ ہے اور ایسا بندہ اس وقت تک مرتا نہیں ہے جب تک جنت میں اپنا گھر نہیں دیکھ لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی موت کے وقت اس کو لینے آتے ہیں۔ قبر میں اس کی پہچان کرتے ہیں۔ جنت سے سسر ملکا کر بچھاتے

ہیں اور سکون کی نیند سلاتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت پسند فرماتے ہیں۔ یہ سنت اللہ تعالیٰ ہے۔ سنت ملائکہ ہے۔ سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہے۔ درود شریف پڑھنا مومن کی پہچان ہے۔ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ درود شریف پڑھتا ہے اور نعت پڑھتا ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل من جانب اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شہادت اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ جس وجہ سے وہ مجھے اور شہید ہوئے اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش حامی محمدی الدین صاحب 16-12-02

میں اہم ہیں اتنا بھیج۔ اور جتنے ان انہوں میں الیکٹران، پروٹان، نیوٹران، پوزیٹران ہیں اتنا بھیج اور ان سب کی پاور Infinity کر دے۔ لا تعداد پاور کر دے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اسے میرے بندے میں نے اس سے بھی زیادہ پہلے ہی سمجھا ہوا ہے لیکن میں تمہیں اس کے حساب سے ہی ثواب عطا کرتا ہوں پڑھا صرف دو مرتبہ اور ایک سیکنڈ کا وقت لگا۔ اور ثواب کی انتہا نہیں ہے یا اللہ ایسا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرما۔ حضرت زین العابدین فرماتے ہیں کہ سنی کی پہچان درود و سلام ہے کوئی اور پہچان نہیں ہے آپ کہو کہ کلمہ شریف تو وہ سب میں ہے مگر تو منافق بھی پڑھتا ہے۔ سچ وہ بھی کرتا ہے شہادت وہ بھی پاتا ہے درود و سلام صرف سنی پڑھتے ہیں یا اللہ ہمیں درود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد ارشد چٹھہ صاحب سکیم 212 28-10-02

چٹھی اور چٹھی رسال (نعوذ باللہ)

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین: آپ نے سنا ہوگا اور میں نے بھی سنا ہے کہ کچھ فرتے کچھ لوگ کچھ مسک ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید ایک چٹھی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ لے آئے اور ہمیں دے کر چلے گئے۔ چٹھی کو پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ تم چٹھی رسال کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہو۔ نقل کفر، کفر نہ باشد، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چٹھی رسال کہتے ہیں ڈاک لانے والا ڈاکیر، یہ لفظ تو گستاخی کا ہے اللہ تعالیٰ معاف کرے لیکن عرض کرنے والی بات ہے۔ چٹھی والے کے روئے پر جاتے ہو وہاں اس کے لئے اشعار پڑھتے ہو یہ کیوں کرتے ہو۔ چٹھی ڈاکیر دیتا ہے یا دے گیا ہے۔ تو اس کو کھول کر پڑھو اور جو اس میں لکھا ہے اس کے مطابق عمل کرو۔ اب ڈاکیر کے پیچھے کیوں جاتے ہو وہ چٹھی دے کر چلا گیا اس کا کام ختم ہو گیا۔ قرآن آ گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس کو کچھڑو۔ اس پر عمل کرو۔ اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ قرآن مجید پورا ضابطہ حیات ہے۔ جو شک ہے جو تر ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ مکمل ترین کتاب ہے۔ بڑی عظمت والی کتاب ہے کہ جس میں کوئی شک و شبہ والی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ کہ یہ شے نہیں دی جائیگی۔ اس میں تبدیلی نہیں آئیگی یہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ حدیث کی کیا ضرورت۔

ہے۔ حدیث کا مطلب قرآنی آیات کو پہنچانے والا ڈاکیر ہے۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ اب دیکھیں کہ چٹھی آپ کے گھر میں بھی آتی ہے میرے گھر میں بھی آتی ہے۔ کیا اس چٹھی میں چٹھی لانے والے ڈاکیر کا نام ہوتا ہے۔ وہ چٹھی دے کر چلا گیا ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے علاقہ کا ڈاکیر کون ہے۔ عام چٹھی میں یہ بھی درج نہیں ہوتا کہ فلاں شخص یہ لے کر آئے گا۔ لیکن آپ خود فرمائیں کہ یہ چٹھی قرآن مجید عجیب چٹھی ہے جو ساری کی ساری اس کے لانے والے کی ہی عظمت بیان کرتی ہے۔ اسی کا ہی ذکر کرتی ہے۔ سارا قرآن نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عنوان بنا رکھا ہے۔

۔ معزز قرآن روح ایمان جان دہن

ہست حب رحمت العالین

اگر قرآن مجید کا نچوڑ نکالیں تو اس میں صرف چٹھی لانے والے کا ہی ہر جگہ پر ذکر ہے اور جو کچھ ہے وہ اسی کے عمل و ظل کا بیان ہے۔ یہ اسی چٹھی ہے جو اس کے لانے والے کے ہی گن گاتی ہے۔ یہ عام چٹھی نہیں ہے اور اس کو لانے والا چٹھی رسالہ بھی عام نہیں ہے۔ اس کا عام چٹھی اور عام چٹھی رسالہ کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا موازنہ نہیں، کوئی نسبت نہیں ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ چٹھی پہلے کیا اعلان کرتی ہے۔ بِصَلٰۃٍ بِہِ کَثِیْرًا وَبِہِیْذِیْ بِہِ کَثِیْرًا (البقرہ ۲۶) "یہ بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے" اگر سیدھے براہ راست میری طرف آؤ گے تو میں ہدایت نہیں دوں گا۔ گمراہ کردوں گا۔ جس نے جنہیں قرآن دیا ہے اس کا دامن پکڑ کر آؤ گے تو ہدایت کا راستہ دوں گا۔ فرمایا ھٰذِیْ لِنُفُوسٍ (البقرہ ۴) یہ ہدایت دیتا ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ پرہیز گاری کیا ہے اور کہاں سے ملتی ہے۔ فرمایا یَسْلُوْا عَلَیْہِمْ اَیُّیُّکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَیُزَکِّیْہُمْ (البقرہ ۱۲۹) صاحب قرآن تیری آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کو تیری کتاب کا علم اور داناتی سکھاتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے

صاف سقرا کرتا ہے۔ یہ پرہیز گاری ہے اور کون بناتا ہے پرہیز گار۔ وہی جس کو تم نعوذ باللہ چٹھی رسالہ کہتے ہو۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے وہ ہمیں پرہیز گاری عطا فرماتے ہیں۔ یہ قرآن مجید ہے یہ کسی عام چٹھی میں نہیں ہوتا۔ کہ چٹھی رسالہ کی کیا شان ہے لیکن یہ عجیب چٹھی ہے کہ چٹھی کا تعارف چٹھی لانے والا کر رہا ہے۔ اور چٹھی اس کے لانے والے کا تعارف کر رہی ہے۔ قرآن مجید کا تعارف کس نے کر لیا ہے۔ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے براہ راست فرمایا ہے کہ یہ قرآن مجید ہے۔ نہیں نہیں بلکہ قرآن مجید کو لانے والے نے بتایا ہے کہ یہ قرآن ہے فرمایا یٰۤاَسْرُخٰیجِہُمْ پاک کرتے ہیں۔ کہیں اور سے پاکیزگی نہیں آئے گی طہارت نہیں آئے گی اگر آئے گی تو سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے گی خانہ کعبہ چلے جاؤ طہارت شاید ملے یا نہ ملے۔ کیا ابوجہل خانہ کعبہ نہیں جانتا تھا۔ کیا ابولہب نہیں گیا کون کافر و مشرک ہے جو وہاں نہیں جانتا تھا۔ سب وہیں جاتے تھے طواف کرتے تھے۔ لیکن کیا ملا ان کو۔ وہ دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑ کر نہیں گئے اس لئے کچھ نہیں ملا اگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر جاتے تو ضرور ہدایت مل جاتی۔ پاکیزگی بھی مل جاتی۔ خانہ کعبہ دیتا ہے بہت کچھ دیتا ہے۔ لیکن وہ پہلے پہچانتا ہے کہ یہ بندہ ہے کس کا۔ حشر کے روز خانہ کعبہ کو بنا سچا کر جنتی لباس پہنا کر فرشتے میدان حشر میں لے جائیں گے۔ وہ فرمائے گا کہ اے فرشتو مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ فرمائیں گے کہ میدان حشر میں لے جا رہے ہیں۔ وہ کہے گا کہ پہلے مجھے مدینہ شریف لے جاؤ۔ وہ مدینہ شریف لے جائیں گے۔ خانہ کعبہ عرض کرے گا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَبِیْدِیْ یَا زَیْنُ اللہِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے خانہ کعبہ جو لوگ تیری زیارت کو آئے جنہوں نے تیرا طواف کیا ان کو تو کیا صلہ دے گا۔ عرض کرے گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر آئے گا سے میں شفاعت کر کے جنت

علیہ وسلم نے ارشادات شروع فرمائے۔ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ نماز ظہر پڑھائی اور پھر ارشادات دینے شروع کر دیے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز عصر پڑھائی پھر بیٹھے رہے کا حکم فرمایا۔ مغرب ہو گئی۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے پہلے سے لے کر حشر کے بعد تک جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی پرندے نے پر بھی مارنا ہے تو وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتا دیا۔ یہ علم غیب ہے۔ قرآن مجید فرما رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ بتا دیا ہے۔ نبی کا مطلب ہی غیب جاننے والا ہے۔ یہ چٹھی ہے۔ چٹھی کو پڑھو تو سہی۔ اسی چٹھی میں لکھا ہوا ہے کہ یٰٰذَايُهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مَبَشِّرًا وَ نَذِيرًا (الاحزاب ۳۵) "اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک تمہیں بھیجا حاضر ناظر۔ خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں شاہد کون ہوتا ہے۔ یعنی گواہ ہوتا ہے۔ موقعہ کا گواہ ہوتا ہے۔ اس وقت پروفیسر صاحب میری تقریر ریکارڈ کر رہے ہیں آپ سب دیکھ رہے ہیں۔ آپ شاہد ہیں آپ کے سامنے ریکارڈ ہو رہی ہے۔ جو لوگ آپ کے گھر میں ہیں یا باہر گلی میں ہیں وہ نہیں گواہی دے سکتے کہ پروفیسر صاحب ریکارڈ کر رہے ہیں کیونکہ وہ دیکھ نہیں رہے ہیں۔ شہادت آنکھوں سے دیکھ کر گواہی ہوتی ہے۔ جو موقعہ پر حاضر ہے دیکھ رہا ہے وہ شاہد ہے۔ حاضر ہے ناظر ہے دیکھ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد ہیں۔ ازل سے لے کر اب تک دنیا و کائنات میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کے شاہد ہیں۔ یہ چٹھی ہے۔ پڑھ لو اس کو لیکن پڑھو کسی ایسے شخص سے کہ جس کے ہاتھوں میں دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو۔ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والے سے پڑھو۔ قرآن مجید حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی کرنے کے لئے تو نہیں آیا ہے۔ کیا قرآن مجید یہ بتانے آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے

میں لے جاؤں گا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے نہیں آیا۔ اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بھی فیصلہ ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے۔ جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر آ گیا جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آ گیا اس کی میں شفاعت کروں گا۔ یہ خانہ کعبہ بتا رہا ہے کیوں بتا رہا ہے اس لئے کہ چٹھی بتاتی ہے۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا (البقرہ ۱۴۴) ہم پھر دیں گے اس قیلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ خانہ کعبہ بتاتا ہے کہ میں تو بنیادی مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں۔ میری کوئی عظمت نہیں تھی۔ سزا میں مسلمان بیت المقدس کی طرف مندر کے نماز پڑھتے تھے۔ مجھے کوئی پرچہ تھا۔ کسی زیارت تو کیا عطا۔ اگر میری طرف کوئی مندر کے نماز پڑھتا تو اس کی نماز ہی نہ ہوتی۔ یہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ کہ میں آج قبلہ بنا بیٹھا ہوں۔ مجھ میں عظمت آ گئی ہے۔ مجھے یہ شرف مل گیا ہے کہ جو کوئی میری زیارت کر لیتا ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ان کی عطا سے مجھے شفاعت کا اذن مل گیا ہے۔ میری تو ساری حقیقت، ساری شان، ساری عظمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے اور چٹھی کیا بتاتی ہے۔ وَغُلِّقْنَا مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء ۱۱۳) "اور آپ کو سکھایا جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔" اب کون سا علم باقی رہ گیا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا۔ ہر علم غیب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے پھر فرمایا وَمَا هُوَ عَلَيَّ الْغَيْبِ بِضَرِيحٍ (البقرہ ۲۳) اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب بتانے میں خیل نہیں ہیں۔ نہ صرف یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ یہ آگے بتانے میں بھی غل نہیں کرتے۔ دل کھول کر عطا فرماتے ہیں یہ حدیث پانچ ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا کہ اے میرے صحابہ بیٹھے رہو۔ جانا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ

بچے کا علم نہیں ہے کیا وہ یہ بتانے آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پٹے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ شان نزول قرآن کے خلاف ہے۔ اگر قرآن مجید یہ بتانے کے لئے نازل ہوا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پٹے میں کچھ نہیں ہے تو جس کے پٹے کچھ نہیں اس پر قرآن مجید کے نزول ہونے کا کیا مطلب پھر تو کسی دشمن پر نازل کیا جاتا جو دل کھول کر نقطہ چینی کرتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنتی ہے۔ وہ جنتی ہے۔ خوشخبری دی جنتی جنتی، عذرہ، بشرہ کو جنتی ہونے کی بشارت دی اور ان کے علاوہ پتہ نہیں کہ کتنے لوگوں کو جنتی فرمایا ہے۔ حشر کے دن تمام امتیں انکار کر جائیں گی کہ یا اللہ ہمارے پاس کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں آیا۔ ہمیں کسی نے تبلیغ نہیں کی۔ کسی نے راہ ہدایت نہیں دکھائی۔ آپ ہم سے کیوں حساب لیتے ہیں۔ اگر آپ نے کوئی نبی علیہ السلام بھیجا ہوتا۔ کوئی کتاب بھیجی ہوتی وہ ہمیں تبلیغ کرتا تو ہم ضرور سیدھے راستے پر چلتے۔ نیکی کرتے لیکن ہمارے پاس تو کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے تبلیغ نہیں کی۔ کتاب نہیں پڑھائی۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم نے تبلیغ کی قسم لیکن اب یہ انکار ہی ہو رہے ہیں۔ ہماری بات ماننے نہیں تھے اللہ ہمیں مذاق کرتے تھے ہماری مخالفت کرتے تھے۔ اب شکایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائیں گے کہ گواہ لاؤ کہ تم نے انہیں تبلیغ فرمائی حالانکہ اللہ تعالیٰ خیر ہے، جانتا ہے، اسے سب علم ہے لیکن فرماتا ہے کہ گواہ لاؤ۔ انبیاء علیہم السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ جی تو ہمارے گواہ ہوتا تھے یہی انکار کر گئے ہیں تو اب ہم گواہ کہاں سے لائیں۔ پھر امت محمدی کو گواہ کے طور پر پیش کیا جائے گا۔ وہ لوگ جو محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والے ہیں ان محافل میں شرکت کرنے والے ہیں ان سے پوچھا جائے گا۔ منافق سے نہیں پوچھا جائے گا وہ تو پہلے ہی انکاری ہے گواہی کیا دے گا۔ اے امت محمدیہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امتی کہیں گے کہ یہ تو آئے ہی بعد میں ہیں ان کو کیا خبر ہے۔ یہ کیسے گواہی دیں گے۔ امت محمدی کہے گی کہ یا اللہ ہم نے تو آپ کو بھی نہیں دیکھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا بتایا ہم مان گئے۔ ہم نے جنت نہیں دیکھی دوزخ نہیں دیکھی۔ آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت ہے دوزخ ہے ہم نے تسلیم کر لیا۔ ہم مان گئے۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ آدمی مرکز پھر زعمہ ہو جائے گا۔ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو ہم مان گئے۔ فرشتوں کو نہیں دیکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ فرشتے ہیں ہم مان گئے تو اسی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے تھے تبلیغ کر گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام فرض تمام انبیاء علیہم السلام آئے اور تبلیغ فرماتے رہے تو ہم مان گئے۔ وہ کہیں گے کہ نہیں نہیں یہ تو سنی سنائی بات ہے آجکھوں دیکھی بات نہیں ہے۔ یہ کوئی گواہی نہیں ہے۔ اب بتائیے دیکھی والی گواہی کون دے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو امام الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ وہ شاہد ہیں وہ آجکھوں دیکھی گواہی دے سکتے ہیں۔ یہ جی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ میں ان کو Action Re play کر کے دکھاتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دور واپس آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دکھا دیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں امت بھی ہے اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تبلیغ فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ قیامت کر دکھ دیں گے۔ جب سامنے سب کچھ نظر آئے گا۔ تو پھر کون انکار کر سکے گا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد ہیں موقع کے گواہ ہیں ہر چیز کے گواہ ہیں۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے۔ فرمایا تو حلال کا ہے۔ دوسرے نے پوچھا کہ یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کون ہوں فرمایا کہ تو حرامی ہے وہ جا کر اپنی والدہ کے سر پر تلوار لے کر کھڑا ہو گیا۔ اور پوچھا کہ بتاؤ کیا میں حرامی ہوں اس نے کہا کہ حرامی ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا نشانی ہوگی کہ تو اپنی والدہ کو مار رہا ہے۔ مہاں بیوی کے تعلقات ایک ایسا راز ہے جو صرف وہی جانتے ہیں کوئی دوسرا نہیں بتا سکتا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی جانتے ہیں کہ کون حلالی ہے۔ اور کون حرامی ہے اس سے بڑھ کر شاہد کیا ہوگا۔ آج بھی جو اپنی والدہ کو تنگ کرے گا لی گویا کرے بے عزتی کرے وہ اپنی اصل کو نکیس کہ کون ہیں تو ماں نے کہا کہ تیرے حرامی ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا کہ تو اس کے سر پر تلوار لئے کھڑا ہے۔ تیرا باپ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ تھا۔ میں نے کہیں دوسرے سے ملا پ کیا تو پیدا ہو گیا۔ یہ چھی ہے پڑھ لو اس چھی کو۔ اگر محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عینک لگا کر پڑھو گے تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے گی کہ انہیں ہدایت مل جائے گی۔ اگر نہیں تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ قرآن مجید ہدایت بھی عطا فرماتا ہے اور گمراہ بھی ہو جاتے ہیں جن کے ہاتھوں میں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتا اسے قرآن مجید پڑھ کر بھی کچھ نہیں ملتا۔ قرآن انہیں پرے دھکیل دیتا ہے۔ Dis-Own کر دیتا ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دل میں رکھ کر پڑھتے جاؤ گے تو ایسے معلوم ہوگا کہ سارا قرآن دراصل ہے ہی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ چھی ہے۔ چھی پڑھتی ہے تو پڑھ لیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھی تم نے بھی پڑھی نہیں ہے۔ اگر پڑھ لیتے تو اعتراض نہ کرتے۔ اعتراض اسے ہوتا ہے جس کے دل میں بغض ہو۔ بغض کو اپنے دل سے نکال دو تو اعتراض ختم ہو جائے گا۔ یہ چھی اعلان فرما رہی ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء ۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ظاہری حیات طیبہ سے پہلے بھی رحمت

ہیں۔ ظاہری زمانہ حیات میں رحمت ہیں اور اب قیامت تک کے لئے بلکہ حشر اور حشر سے بعد تک کے لئے بھی رحمت ہیں۔ تیری میری چھی آئے تو اس میں چھی رساں نکا بیان نہیں ہوتا لیکن یہ چھی تو سارے کا سارا تقارف ہے اس ہستی کا جو بے لے کر آئی ہے۔ وَمَسْرُاجًا مِّنْهُنَّ (الاحزاب ۴۶) "چکا دینے والا آفتاب" یہ خود بھی نور ہے اور نور بنا بھی دیتا ہے۔ ایک ہے نور ہونا ایک ہے منور ہونا اور ایک ہے منیر ہونا۔ نور، روشنی ہے۔ منور جو خود روشن ہے۔ اور منیر جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو روشن کرنے والا ہے دوسروں کو بھی روشنی دینے والا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ نور نہیں ہیں بشر ہیں اور چھی بنا رہی ہے کہ خود بھی روشن ہیں۔ نور ہیں، منور ہیں اور دوسروں کو بھی منور کر دینے والے ہیں۔ بڑا زور لگاتے ہیں کہ سب کچھ قرآن میں ہے۔ وہاں سے لو۔ تو لے لو یہ قرآن سے۔ قرآن میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر کیوں نہیں آتی۔ چھی بتاتی ہے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ۴۰) "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے بعد آنے والے ہیں" قرآن بتا رہا ہے چھی بتا رہی ہے کہ وہ خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کے بعد کوئی نبی علیہ السلام نہیں ہے۔ اور یہاں ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء نہیں ہیں۔ ان کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے بلکہ آ گیا ہے۔ یہ قادیانی فرقہ ہے انہوں نے چھی میں کیا پڑھا ہے۔ یہ پڑھا ہے کہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی۔ چھی فرماتی ہے۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (المائدہ ۹۲) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ میں سب سے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ تو پھر تو نے کیا حکم مانا اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (احزابہ ۶۱) "جو لوگ اللہ کے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" یہ بھی چٹھی میں
 لکھا ہوا ہے۔ جب تو کہے کہ وہ آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں۔ انہیں تو دیوار
 کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ ان کے توپے میں کچھ نہیں ہے۔ ان کو تو اپنا پتہ نہیں ہے کہ
 کہاں جانا ہے۔ وہ تو ایک بشر ہیں۔ تو کیا تیری ان باتوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم غش ہوتے ہیں یا انہیں تکلیف پہنچتی ہے اگر ایذا ہوتی ہے تو پھر چٹھی کے
 مطابق دردناک عذاب کے لئے تیار ہو۔ پتہ نہیں کہ تم کبھی چٹھی پڑھتے ہو اور کون سی
 چٹھی پڑھتے ہو۔ کہ جس میں شخص نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ میں
 صرف نقص ہی نظر آتے ہیں ان کی عظمت نظر نہیں آتی۔ چٹھی جیسے والا یہ فرماتا
 ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْعَبُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات ۱) اے ایمان
 والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ جو حکم ہو وہی بجالاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی پیروی کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 اطاعت کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ مَنْ
 يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ (النساء ۸۰) "جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 اطاعت کی گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت کی۔" یہ بھی چٹھی ہے اس کو یوں
 نہیں پڑتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذرا سی بھی نافرمانی منظور
 نہیں حتیٰ کہ فرمایا يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا
 تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا
 تَعْلَمُونَ (الحجرات ۲) "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے
 والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک
 دوسرے کے سامنے چلائے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ چلے جائیں اور تمہیں خبر

نہ ہو" یہ چٹھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب کا حکم دیتی ہے۔ جب تم نے
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس میں نقص نکالے۔ تو تم نے کیا ادب کیا اور کیا
 چٹھی کے فرمان پر عمل کیا۔ جو یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ اللہ ہی کرتا ہے۔ وہ
 بے نیاز ہے چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب دے وہ قادر ہے مالک ہے مکار ہے
 اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا۔ سب کچھ اس کے اختیار میں ہے۔ اور وہ استدلال
 کرتے ہیں کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ مَلِكُ الْمَلِكِ تَوْحِي الْمُلُوكِ مَنْ
 تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلُوكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتَعَزُّ مَنْ تَشَاءُ وَقِيلَ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ
 الْخَيْسَرُ (ال عمران ۳۶) "ملک کا مالک ہے جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے
 چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے۔ ساری
 بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تیری رائی خیال ہے تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملکیت عطا نہیں فرمائی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت عطا نہیں
 فرمائی یہ چٹھی میں سے یہ پڑتے ہیں کہ وَلِلَّهِ مَنَاسِبُ السَّمَوَاتِ وَمَنَاسِبُ الْأَرْضِ
 يُغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ال عمران ۱۹) "اور اللہ کا
 ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ جسے چاہے بخش دے اور
 جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہی
 ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو دیکھو کہ دنیا و
 کائنات کے تمام خزانوں کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادی ہیں۔
 ان کو مالک و مکار بنا دیا ہے۔ خالق کل بنا دیا ہے تو پھر چٹھی میں
 پڑھائی کیا ہے۔ فرمایا اِنَّا غَضَبْنَاكَ الْكَافِرُونَ (الکوثر ۱) "اے محبوب بے شک ہم نے
 تمہیں بے اثر و خیر عطا فرمائیں"۔ حضرت علامہ یوسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
 کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کے باقی سب کوڑے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی۔ فرمایا

جہیں تہماری بخشش کا طریقہ بتا رہی ہے۔ کہ اسے مومنو اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو تم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سفارش کرو۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہماری سفارش کر دیں گے۔ تہماری شفاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ جہیں معاف کر دے گا۔ تہماری تو یہ قبول کر لے گا۔ تہماری بخشش ہو جائے گی تہماری نجات ہو جائیگی۔ جو شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکاری ہیں جو اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں انہوں نے اس جھٹی سے کیا سبق لیا ہے۔ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کو آج تسلیم کر۔ آج مان کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ کو تسلیم کر، اعمال کا بھروسہ ترک کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ کرتا کہ تیرا بیڑہ پار ہو جائے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

قیامت کے روز تو سارے ہی عفت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان جائیں گے۔ جو یہاں اس دنیا میں انکاری ہیں وہاں وہ بھی جموں پھیلا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں کھڑے ہوں گے کہ نبی علیہ السلام اولوالعزم انبیاء علیہم السلام جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے طویل القدر انبیاء بھی ہوں گے وہ بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی جنت میں جائیں گے۔ جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہے۔ جھٹی بتاتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہماری شفاعت فرمائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی معاف کرے گا۔ اگر خدا خواستہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاعت نہ کی اور جو شفاعت کا قائل نہیں ہے اس کی شفاعت فرمائیں گے بھی نہیں تو پھر نجات کا کوئی ذریعہ نہیں۔ ہ۔

کہ میرا نبیوں کی طرح یہ نہ کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ ہیں یا اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اس کے علاوہ جتنی بھی تعریف کر سکو وہ کر دو اور پھر معافی مانگو کہ یا اللہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پھر جھٹی فرماتی ہے کہ وَلَا تَخْشَوْا خَشْيَةَ لَكُمْ مِنَ الْإِنْسَانِ. وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الحی ۳۵)۔ "بے شک بیکھل تہمارے لئے بہتر ہے کہلی سے۔ اور بے شک قریب ہے کہ تہماریا رب جہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ جھٹی بتاتی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر آنے والی کھڑی پہلے سے بہتر ہے ہر لمحے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اضافہ ہو رہا ہے۔ عفت بڑھ رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

پھر یہ کہتے ہیں کہ عمل سے پار ہوتا ہے عمل کر دو۔ نجات کا دار و مدار عمل پر ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے بخش دے جسے چاہے عذاب دیدے یہ اس کی مرضی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے شفاعت کا اذن اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ وہ جس کی بھی شفاعت فرمائیں میں اسے قبول کروں گا۔ مومنوں تم سے لطفی ہو جائے تم سے گناہ ہو جائے تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ تاکہ وہ تہماری شفاعت کریں۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا وَرَحِيمًا (النساء ۶۴) اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر لیں تو اسے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ تہمارے حضور حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ تعالیٰ کو بہت ہر قسم قبول کرنے والا ہائیں۔ یہ جھٹی تو

بھٹش کی کوئی امید نہیں ہے۔ اعمال سے جنت نہیں ملے گی۔ اعمال جنت میں داخل ہونے کے بعد کام آئیں گے۔ پہلے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کہ تجھے داخلہ نصیب ہو جائے پھر تیرے اعمال کے مطابق تجھے جنت میں درجہ مل جائے گا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حفظ، قرأت، صدقہ خیرات ہر چیز کا اپنا درجہ ہے۔ لیکن شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر سب بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت نہیں مانتا اللہ تعالیٰ اس سے شعور ہی ختم کر دیتے ہیں پھر اسے جہنمی سے گمراہی نصیب ہوتی ہے ہدایت کا راستہ نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ اس جہنمی کو اس کے پیغام کو ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عینک سے پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا (ال عمران ۱۶۳) بے شک اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا مؤمنین پر کہ ان کو اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اس محسن کائنات کے فرمان کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہنمی فرماتی ہے وَمَا كُنْتُمْ لِرَسُولٍ فَخَلَدُوهُ وَمَا نَهَكُم عَنْهُ فَاتَّبَعُوا (الحشر ۷) اور جو کچھ ہمیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دین میں سختی نہ کرو زنی اختیار کرو، بشارت دو، خوشخبری دو، نفرت نہ پھیلاؤ۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہنمی سے خوشخبری اور بشارتیں پڑھنے اور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر مجبور نہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ ساری جہنمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت ہے اللہ تعالیٰ اس رحمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وما علیہ الا البلاغ المبین

قانون قدرت اور رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین

کرم کی بجائے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ لوازیں تو بات بنتی ہے
لے جو اذن ثناء کا تو لفظ لے لے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نصرت بنتی ہے
ربخ حضور کا۔ صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے
در حضور کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

حضرات آپ نے یہ نوٹ فرمایا ہوگا کہ یہ بچہ جب مجھے نصرت خواں کے لئے پیسے دینے کے لئے آتا ہے تو میں اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوں۔ یہ میں کیوں کرتا ہوں۔ یہ بچہ کون ہے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دینے سے مجھے کیا ملتا ہے۔ یہ بچہ حضرت شاہ بہلولؒ کی اولاد میں سے ہے۔ وہ حضرت ماموعل حسینؒ کے پیر صاحب ہیں اور حضرت سلطان نیچہ ان کی اولاد میں سے ہے۔ اس نسبت سے یہ بچہ تو بہت عظیم ہے۔ لیکن اس

بہلول کا درجہ بڑا ہے یا ان قیمتی بچوں کے ساتویں دادا کا درجہ بڑا ہے۔ سورت کبف میں جس ساتویں دادا کا ذکر ہے کیا اس کا درجہ بڑا ہے یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے ولی اللہ کا درجہ بڑا ہے۔ ان میں زیادہ مرتبے والا کون ہے۔ کون زیادہ عظیم ہے کس کی عظمت زیادہ ہے کس کی شان بڑی ہے۔ حضرات جس کا نبی بڑا ہے اس کا ولی بڑا ہے۔ پاکستان میں کس بیرونی ملک کا سفیر زیادہ طاقت والا ہے۔ کیا بنگلہ دیش کا، کیا ترکی کا، کیا ایران کا، نہیں نہیں سفیر زیادہ طاقت والا امریکہ کا ہے۔ وہ کیوں زیادہ طاقتور ہے وہ کیوں Power Full ہے کیا اس سے کسی نے منشی لڑ کے دیکھی ہے۔ آجکل تو امریکہ کی سفیر ویسے ہی عورت ہے یہ چیچر لین ہے کہ کوئی دوسری ہے وہ کیوں زیادہ طاقت والی ہے۔ دنیا بھر کے ممالک کے سفیر پاکستان میں ہیں کسی میں اتنی طاقت نہیں ہے جتنی کہ اس عورت کی اہمیت ہے اس لئے کہ اس کو سفیر مقرر کرنے والا طاقتور ہے بلش اس وقت طاقتور ہے امریکہ طاقت ور ہے۔ تو اس کا سفیر بھی طاقتور ہے۔ اسی طرح سے امت محمدیہ کا ولی طاقتور ہے کہ اس کو بنانے والا سب سے طاقتور ہے۔ حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے اولیاء اللہ وہ کام کریں گے جو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ یہ ایک دوست تشریف فرما ہیں یہ ہر سال عمرہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ خصوصاً رمضان شریف میں جب کہ رحمت کا نزول زیادہ ہوتا ہے۔ گیارہ مہینے جہنم کے دروازے کھلے رہتے ہیں رمضان شریف میں تو وہ بھی بند ہو جاتے ہیں رمضان شریف میں نفل ادا کرو تو ان کا ثواب فرض بنتا تھا ہے۔ اس عمرہ کی کیا شان ہوگی۔ جو رمضان المبارک میں ادا کیا جائے اس کا ثواب توبہ کے برابر ہوگا۔ یہ اس سال بھی جا رہے ہیں بڑی سعادت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی عمرہ کے لئے جا رہا ہو اس کے ذریعہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام پہنچو کہ جب روضہ اقدس کے سامنے حاضری ہو تو میرا

کی دست بوی سے مجھے کیا ملتا ہے۔ پروفیسر صاحب فزکس پڑھے ہوئے ہیں میں تو اکٹانس پڑھا ہوں میں ہر چیز میں فائدہ و مضرت ہوں۔ اس بچہ کی دست بوی میں مجھے کیا لالچ ہے مجھے کیا فائدہ ہے۔ جب ولی اللہ کی اولاد کی عزت کی جاتی ہے تو اس سے وہ ولی اللہ راضی ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ اگر ولی اللہ راضی ہو جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں راضی ہو جاتا ہوں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ میں دراصل اس بچہ کی دست بوی کر کے اپنے اللہ تعالیٰ کو راضی کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو پیغمبر یا ایک پیغمبر اور ایک ولی۔ کیا حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا ولی ہیں کوئی جانتا ہو تو بتائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے نبی علیہ السلام تھے اور حضرت خضر علیہ السلام اپنے علاقہ کے لئے نبی علیہ السلام تھے۔ یہ دونوں حضرات گئے اور ایک گاؤں میں جہیم بچوں کی دیوار بنائی یہ سورت کبف میں ہے۔ انہوں نے یہ دیوار کیوں بنائی۔ مزدوری انہوں نے نہیں دی۔ کھانے پینے کو کچھ نہ دیا۔ انہوں نے پوچھا تک نہیں کیوں دیوار کیوں بنا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض بھی کیا کہ ہمیں انہوں نے دیا کچھ نہیں ہے۔ بھوک ہمیں لگی ہوئی ہے۔ زاہرہ ہمارے پاس نہیں ہے اگر دیوار بنائی ہی ہے تو اس سے کچھ اجرت لے لیتے جس سے ہم اپنا گزارہ کر لیتے۔ یہ دیکھو کہ میرے لئے دودھ بھی آگیا ہے پانی بھی آگیا ہے دو چار آدمی خدمت میں بھی لگے ہوئے ہیں منشی بھر رہے ہیں۔ حالانکہ میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں ہے۔ لیکن ان دو حضرات کے لئے پورے گاؤں سے کوئی چیز نہ آئی وہ دیوار پھر بھی بنا رہے ہیں۔ اے خضر علیہ السلام کیوں بنا رہے ہو۔ فرمایا ان کا ساتواں دادا ولی کامل تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ ہے کہ ان کی دیوار گر رہی ہے۔ اس کو درست کر دو۔ ان کی دیوار بنا دو۔ اس بچے کا بھی ساتواں دادا ولی کامل ہے۔ اب میرا سوال ہے کہ کیا حضرت شاہ

Authority میری Power میرا قانون کوئی توڑے تو بندہ گرفت کرتا ہے کہ تم نے میرا قانون کیوں توڑا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قانون ٹوٹتا ہے تو میرا ٹوٹتا ہے جب مجھے اعتراض نہیں ہوتا تو تم کون ہو اعتراض کرنے والے۔ جو کچھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے نکل جائے وہ میں نے پورا کر دیتا ہے۔ اپنا قانون میں توڑ دوں گا لیکن زبان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لحاظ رکھوں گا۔ کیا چاند کو توڑنا ممکن ہے۔ کیا Possible ہے کہ چاند کے ٹکڑے کر دے جائیں اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے نہایت مضبوط ہے طاقتور ہے۔ Cemented کیا ہے۔ یہ عمارت کا ستون Cemented force ہے ہی ٹکڑا ہے۔ اور پوری سمیت کو سنبھالے ہوئے ہے۔ سہارا دے ہوئے ہے۔ اس کو Material کا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا Material لگا کر چاند کو بنایا ہے۔ وہ کیسے توڑ دوں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اگر میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اشارہ فرمادیں تو میں اسے بھی توڑ دوں گا۔ میں نے چاند کا لحاظ نہیں رکھتا ہے کہ یہ خوبصورت ہے۔ مضبوطی سے بنا ہے۔ خوبصورتی جاتی ہے تو جائے مضبوطی ختم ہوتی ہے تو ہو جائے۔ میں نے چاند کو نہیں دیکھا ہے میں نے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ میں نے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ یہاں کوئی بائی والا بیٹھا ہوتا ہے کہ کیا درخت چلنے ہیں۔ زمین میں درخت لگا ہوا تو کیا وہ چلتا ہے۔ درخت جتنا زمین کے اوپر ہوتا ہے اس سے زیادہ وہ زمین کے اندر ہوتا ہے۔ جس وجہ سے وہ سیہ حاکمڑا ہے۔ اس کی جڑیں مضبوطی سے زمین کے اندر مٹی کو پکڑے ہوئے ہوتی ہیں۔ یہ اپنی جگہ سے چل نہیں سکتا لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرمادیں کہ اے درخت حاضر ہو جا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں قانون توڑ دیتا ہوں درخت کو چلا دیتا ہوں۔ میں اسے حکم دیتا ہوں کہ زمین سے نکل جا اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو جا۔ جو وہ حکم دیں وہ کرو اور پھر

۲۱۴
 سلام بھی عرض کر دینا حدیث پاک ہے کہ جب یہ وہاں جا کر عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں محفل والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجا ہے تو یہ بھی بیٹھے گئے اور ہم بھی بیٹھے گئے۔ ہماری عرض ہے کہ آپ ہمارا سلام لے جانا ساری محفل والوں کا۔ سارے شہر فیصل آباد والوں کا سارے پاکستان والوں کا جس جس کا بھی نام وہاں لو گے سب کی حاضری ہو جائیگی عرض ہے کہ آج اس محفل میں تین فزکس کے پروفیسر صاحبان موجود ہیں ان کو فزکس پڑھاتے ہوئے چالیس سال ہو گئے ہیں۔ ہم بھی ان سے تھوڑی سی فزکس پڑھ لیتے ہیں۔ سورج کو اپنے مدار میں کون چلا رہا ہے کیا یہ رک سکتا ہے یا روکا جا سکتا ہے کوئی طاقت ہے جو اس کی رفتار میں کمی بیشی کر سکے۔ سورج اپنے مدار میں اپنی ایک رفتار سے چل رہا ہے۔ قدرت کا قانون ہے۔ سورج کتنے سالوں سے چل رہا ہے۔ سائنس دانوں نے اجرام فلکی کی عمریں تعین کی ہیں۔ نباتات، حیوانات اور جمادات وغیرہ کی عمر کا تعین کیا ہے سائنس اب سب جانتی ہے۔ سورج کی عمر کا بھی اندازہ کر لیا گیا ہے۔ جتنے بھی کڑوروں سال سے یہ چل رہا ہے اس کی رفتار میں اس کے مدار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا ہے۔ یہ میرے اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ اس نے سورج کو چلا دیا ہے بس وہ چل رہا ہے۔ اس کو بریک کی ضرورت ہے نہ اس کو Accelerator کی ضرورت ہے نہ ہی اس کو کسی پٹرول وغیرہ کی ضرورت ہے۔ نہ کسی ایندھن کی ضرورت ہے۔ وہ قانون قدرت کے تحت چل رہا ہے۔ یہ قانون والے کی عظمت کا اظہار ہے۔ لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ اے سورج رک جا تو وہ رک جاتا ہے اور اگر فرمادیں کہ واپس ہو جا تو وہ واپس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنا قانون توڑ دیتا ہوں لیکن جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں اس کو پورا کر دیتا ہوں ذرا غور تو کرو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قانون ٹوٹتا ہے تو میرا ٹوٹتا ہے اس میں تمہیں کیا اعتراض۔ ہے۔ میری

واپس آ کر اپنی جگہ پر قائم ہوا۔ قانون کو ردے دو میں نے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ اور اس کا اظہار کرتا ہے۔ کیا پھیلیاں بولتی ہیں کیا پھیلی کی زبان عربی ہے۔ پھیلی کے ٹکڑے کسے ہوئے ہوں اور دو دن سے پھیلی جا رہی ہو تو کیا وہ پھر بھی بولے گی۔ پھیلی کی اپنی تو کئی بولی ہے نا۔ ساپ کی زبان بھی اپنی ہوتی ہے پھیلی کی بھی اپنی زبان ہے ہر چیز کی اپنی بولی ہے کہ جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ **يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (التفان 1)** اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں "لیکن پھیلی ٹکڑے کی ہوئی ہے دو دن سے اسے پکا جا رہا ہے۔ آگ پر رکھی ہوئی ہے تو وہ کیا بولے گی۔ چند منٹ پانی سے باہر رہ جائے تو ختم ہو جاتی ہے مر جاتی ہے۔ لیکن اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرما دیں تو ٹکڑے کی ہوئی بچی ہوئی بھی بولے گی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھیلی خریدی تھی اس کے ٹکڑے کسے اور دو دن سے پکا رہے ہیں لیکن یہ بچی کی بچی ہے پک نہیں رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معائنہ فرمایا کہ کیا جا رہا ہے، تیار ہے تو پیچک دیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ اس کا کس طرح سے اظہار فرما رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اسے پھیلی تو کیسی کیوں نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ اسے پھیلی تیار کیا جا رہا ہے تو کیسی کیوں نہیں ہے۔ پھیلی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات صرف اتنی ہے کہ میں پانی میں تیر رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہنسی میں سوار جا رہا تھا اور درود شریف پڑھ رہا تھا۔ وہ درود شریف میں نے ایک بار سن لیا ہے جس وجہ سے اب آگ مجھ پر اتر نہیں کر رہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ درود شریف لکھ لو جو کوئی اس کو پڑھے گا اسے جہنم کی آگ

نہیں جلائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے جہنم کن کی زبان عطا فرمائی ہے۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے جائیں گے وہ ہوتا جائے گا۔ قانون ایک طرف اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف۔ میں نے ساری تمہید اس لئے بنائی ہے کہ آخر کار پھر وہی بات کہ ہمیں اس کا کیا فائدہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سورج واپس کرتے ہیں تو ہو گیا اس کا مجھے کیا فائدہ آپ کو کیا فائدہ ہے چاند ٹکڑے ہو گیا تو ہو گیا اور پھر جڑ بھی گیا تو کیا۔ لیکن ہمیں اس سے کیا فائدہ ملا۔ پھیلی بول پڑی۔ درخت چل پڑا، پتھر پانی پر تیر گیا تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ملا۔ فائدہ اس کا یہ ہے کہ یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہے۔ ابھی نعت پڑھی ہے۔

روز محشر تم ذرا منظر یہ دیکھا
ہو گی گنہگاروں پہ رحمت گھڑی گھڑی

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ روز جزا میں سے جو نیکی کسی نے کی ہوگی اس کو اس کی جزا دوں گا اور جو کسی نے گناہ کیا ہو گا اس کی سزا دینی ہے۔ جس طرح سورج کو چلانے کا قانون ہے اسی طرح ہی اللہ تعالیٰ کا قانون یہ بھی ہے کہ نیکی کا بدلہ دینا اور گناہ کی سزا دینا۔ لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما دیں گے کہ معاف کرو دو تو اسی طرح معاف کروں گا۔ اگر سورج واپس ہو سکتا ہے تو لوگو گنہگار بھی معاف ہو سکتا ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی سفارش کروں گا ان کی شفاعت کروں گا یہ ت سمجھنا کہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کی ہی شفاعت کروں گا بلکہ جو نیک ہوں گے وہ بھی میری شفاعت سے ہی جنت میں جائیں گے۔ جنت میری ہے اللہ تعالیٰ نے جنت مجھے عطا کر دی ہے۔ یہ مکان محمد ارشد چنید صاحب کو گورنمنٹ نے دے دیا ہے۔ رجسٹری

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہم پڑھتے تو ہیں یہ شعر اور اپنا ہی کام خود بگاڑ دیتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنا ہے اور کرتا ہوں تم کیوں ان کو راضی نہیں کرتے ہو۔ کبھی غور کیا ہے کہ شعر کا پہلا مصرعہ ہمارے خلاف جا رہا ہے وہ کہتا ہے کہ تم بد عقیدہ ہو تمہارا عقیدہ درست نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرتا ہوں تم بندے ہو کہ اس کو راضی نہیں کرتے ہو۔ میں رب ہو کر بے نیاز ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرتا ہوں۔ میں اس سے فرماتا ہوں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (الاغلاص ۱) "تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے"۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کہہ دے کہ میں ایک ہوں۔ اگر اللہ خود فرمادیتا کہ میں احد ہوں میں ایک ہوں تو کیا تم نے کوئی انکار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہے کہ میں ایک ہوں تو تمہیں کیا انکار ہے تمہیں کیا اعتراض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک ہوں تو تم کیا کر لو گے۔ لیکن دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے فرمایا قُل اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما دیجئے کہ میں ایک ہوں۔ میرا تعارف آپ کا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بے نیاز ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ لے رہا ہوں۔ تم نیاز مند ہو کہ ان کا دامن نہیں پکڑتے۔ نیاز مند ہو کہ اس کے در پر نہیں جاتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذَا ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء ۶۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان

ان کے نام ہے اقبال ان کے نام ہے اب اگر اس مکان میں داخل ہونا ہو تو چٹھہ صاحب سے اجازت لیں گے یا صدر پاکستان کی اجازت سے اندر آئیں گے۔ صدر پاکستان کی بہت اہمیت ہے۔ صدر پاکستان اور پھر Chief Executive بھی ہے۔ سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے قانون اس کے پاس ہے اب الیکشن 2002ء ہو چکا ہے جو منتخب ہو کر آئے ہیں ان سے حکومت نہیں بن رہی ہے تو پھر صدر پاکستان کی اور بھی زیادہ طاقت ہے۔ اتنی طاقت کے باوجود بھی اس مکان میں داخلہ کے لئے اس کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ چٹھہ صاحب کی مرضی ہے کہ وہ کسی کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں کہ نہیں دیتے ہیں۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیا ہے۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت تیری ہے جس کو چاہا وہ اندر لے جاؤ اور جس کو چاہا وہ روک دو۔ یہ قانون اگر ٹوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ٹوٹا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا دے دی ہے۔ میں نے انہیں Blank Cheque دے دیا ہے۔ چٹھہ صاحب Blank Cheque کیا ہوتا ہے۔ یہ خالی دستخط شدہ چیک ہوتا ہے جس میں رقم لکھی ہوئی نہیں ہوتی اور اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ جتنی رقم تیرے اکاؤنٹ میں جمع ہے اگر لاکھ روپیہ ہے تو چیک کی قیمت لاکھ ہے اگر تیرے بٹلیں میں ایک کروڑ ہے تو اس چیک کی Value ایک کروڑ ہے۔ اگر ایک ارب روپیہ ہے تو پھر ایک ارب اس کی قیمت ہے۔ جتنی رقم اس کے بینک میں ہے اتنی ہی Value قیمت اس چیک کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بینک بٹلیں کتنا ہوگا۔ اس کا بینک بٹلیں لامحدود ہے تو اس لامحدود کا چیک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔

پائیں "اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جب تم گناہ کرو تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ۔ اور وہاں جا کر ان سے معافی مانگ کر ان سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرماؤ اگر انہوں نے تمہاری شفاعت فرمادی تو میں تمہاری توبہ قبول کروں گا تمہیں بخش دوں گا ہم پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

جہاں تم اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرتے ہو وہاں تو رضا ہے ہی۔ اللہ تعالیٰ نے تو وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ رضا کیا ہوتی ہے۔ یہ کوئی Authority کوئی Power کوئی طاقت کوئی قانون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ تم میرے پاس آ رہے ہو۔ جاؤ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ان کے در پر جانے کی توفیق عطا فرمائے دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کتنے قانون توڑے ہیں۔ ہماری تعلیم کے لئے اور اپنے خاص بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کتنے قانون توڑے ہیں۔ کتابت بہت پلید چیز ہے۔ نجس محض ہے وہ کسی صورت پاک صاف ہو سکتا ہی نہیں ہے۔ کپڑا خراب ہو جائے صاف کر سکتے ہیں اسے دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔ مکان خراب ہو جائے گر جائے تو دوبارہ بن سکتا ہے۔ رنگ و روغن ہو سکتا ہے۔ کتے کو نہلا دیں تو وہ پہلی حالت سے بھی زیادہ اتر ہو جائے گا۔ صابن لگا کر نہلا دو اور زیادہ نجس ہو جائے گا۔ کروڑ دفعہ بھی نہلا دو وہ پھر بھی کتے کا کتا ہی رہے گا پلید کا پلید ہی رہے گا۔ کتنا سوکھا ہو تو پھر بھی بھتر لیکن گیلا ہو کر وہ اور زیادہ پلید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نجس پیدا کیا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے کتے کی فطرت اور سرشت ہی گندی ہے۔ لیکن اگر وہ کتا جو نجس ہے پلید ہے۔ فطری طور پر پیدا ہوئی طور پر ہی گندا ہے کسی دلی اللہ کے در پر بیٹھ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ دلی کی نسبت کو دیکھتے ہوئے اپنا قانون توڑ دیتے ہیں۔ کہاں قانون نجس

والا تھا اب وہی قانون طہارت والا بن رہا ہے۔ اصحاب کہف کے در پر کتا بیٹھ گیا۔ جتنے سال اصحاب کہف سوئے رہے وہ بھی سو یا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے آتے تھے کہ اصحاب کہف کے پہلو بدلو۔ وہ بہت گہری نیند میں تھے۔ ہمیں پھر لا جائے تو ہم بیدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اصحاب کہف اللہ تعالیٰ کی مرضی سے اس کے پروگرام سے اتنی گہری نیند سو رہے تھے کہ اپنے پہلو بھی خود نہیں بدلے۔ اللہ تعالیٰ فرشتے بھیجتے تھے کہ جاؤ جا کر ان کے پہلو بدلو کہیں انہیں دھمک نہ لگ جائے اور ساتھ ہی یہ بھی حکم ہوتا تھا کہ کتے کے بھی پہلو بدلو۔ یا اللہ کتے کی اتنی طرف داری کیوں ہو رہی ہے فرمایا کہ اس کتے کی طرف داری میں اصحاب کہف کی نسبت کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ یہ نسبت ہے آپ بھی کسی سے نسبت پیدا کرو۔ کتا ناپاک، نجس محض مطلقاً ناپاک ہے اس میں طہارت کا شائبہ تک نہیں ہے۔ لیکن جب وہ کسی ولی کے در پر بیٹھا ہو بندے کی فعل میں جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھ لو نسبت کیا رنگ دکھاتی ہے۔ اس لئے ہماری تعلیم کے لئے ملخصتاً نے فرمایا

تھو سے دور سے رنگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت

میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پتا تیرا

دیکھو کہ اس میری قیسم میں کیا ہے۔ کوئی Chemical نہیں ہے۔ کوئی شفاء نہیں ہے کوئی دوا نہیں ہے اگر کسی کی آنکھ پر لگا دوں تو کچھ اثر نہیں۔ آنکھ تندرست نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی قیسم ہو تو پھر اس میں کیا عظمت آئے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قیسم سے ان کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام کی چنانچہ لوٹ آئی۔ یا اللہ اس قیسم میں کیا ہے کہ جس سے اندھی آنکھیں تندرست ہو گئی

ہیں فرمایا کہ قیاس کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ قیاس کیسے نہیں رکھی ہے۔ قیاس والے کو دیکھو قیاس کو نہ دیکھو یہ نسبت ہے تم بھی اس سے نسبت پیدا کرو تیرا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسی نسبت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں ہے۔ روشنی کا سایہ نہیں ہوتا ہے ٹیڈب جل رہی ہے روشنی دے رہی ہے اس کا سایہ کوئی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو قیاس مبارک زیب تن فرمایا لیتے تھے۔ صوفی مبارک ہاندہ لیتے تھے۔ سر مبارک پر دستار مبارک رکھ لیتے تھے۔ تو ان تمام چیزوں کا بھی سایہ نہیں ہوتا تھا۔ تو یا اللہ نور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چکری مبارک تو نور نہیں ہے اس کا سایہ کیوں نہیں ہے۔ فرمایا کہ نسبت کو دیکھو۔ تو بھی ان کی ساتھ گھم جا۔ پڑھ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ کیا ما حدیث پاک میں ہے کہ ایمان کی تکمیل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے آپ اس کو سجدہ میں وضو پڑتے ہیں۔ تکمیل ایمان سجدہ میں نہیں ہے۔ تکمیل ایمان یعنی ایمان کا مکمل ہونا یا ایمان کا بڑا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سُبْحَ لِلّٰہِ عَلٰی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (التحۃ ۱) "اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے" ہر چیز میری تسبیح بیان کرتی ہے۔ فرشتے بھی کرتے ہیں۔ دُورے بھی کرتے ہیں۔ درخت کرتے ہیں پرند چرند سب کرتے ہیں اپنی اپنی بولیاں اور اپنی اپنی کیفیت کے ساتھ کرتے ہیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے مومن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو بِیِّنَاتٍ الْبَلٰغِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب ۵۶) "اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" یا اللہ کیا اب قانون بدل گیا ہے۔ فرمایا کہ وہ قانون اور ہے۔ میں نے اپنا ذکر قبول ہی اس وقت کرتا ہے جب اس کے ساتھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف ہوگا۔ اب دیکھئے

ایک طرف یہ قانون کہ فرشتوں کو حکم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں سُبْحَانَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَللّٰھُمَّ اَکْبِرْہٗ ہا یعنی یا قُوْمُ اور ساتھ ہی حکم ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھو۔ یا اللہ یہ آپ کی تسبیح کس وقت پڑھیں اور آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف کب پڑھتے ہیں اس کی کیا تقسیم ہے۔ دو احکام ہیں دو اعمال ہیں ایک حکم ہے کہ تسبیح بیان کرو اور دوسرا حکم ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھو۔ علماء حضرات سے جب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دراصل ذکر اللہ تعالیٰ ہے۔ کچھ اور نہ سمجھ لیتا۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ذکر اللہ تعالیٰ ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نام ذکر اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرے ایمان کی تکمیل ہی درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اگر مکان پر چھت نہ ہو تو یہ کسی کام کا ہے نہیں ہے اس لئے کہ اس کی تکمیل نہیں ہوئی۔ دروازے نہ لگائے گئے ہوں پھر بھی نامکمل ہے۔ اپنی نمازوں کی تکمیل کرو اپنے روزے کی تکمیل کرو۔ اپنے عمرے اور حج کی تکمیل کرو۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکمیل کرو۔ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمرہ قبول اور در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی حج قبول ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو حج کرنے آیا اور کہ شریف سے ہی واپس چلا گیا اور حج پر عمل کر کے جا رہا ہے۔ کیا وہ حاجی ہے حج کر کے جا رہا ہے وہ تو ظالم بن کر جا رہا ہے۔ حج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر حاضر ہونے سے قبول ہوتی ہے۔ حج کے موقع پر ہر حاجی کو مدینہ منورہ میں لو دن قیام کرنے کی اجازت ملتی ہے۔ ان دنوں میں سترہ کروڑ رکعتوں کے ثواب کا فرق آجاتا ہے۔ بیت اللہ شریف میں بیٹھا رہے نفل پڑھے نماز پڑھے۔ ہر رکعت کا ثواب ایک لاکھ رکعت پڑھنے کے برابر ملتا ہے اور اگر مدینہ منورہ مسجد نبوی میں نماز پڑھے تو ہر رکعت پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار رکعت پڑھنے کے برابر ملتا ہے۔ اور نو

روز میں سترہ کروڑ رکعت کا فرق آ جاتا ہے۔ سارا فیصل آباد پر سال لگا رہے تو یہ سترہ کروڑ رکعت پوری نہیں ہوگی۔ چھپس لاکھ کی آبادی ہے سارے بندے نماز پڑھنے پر لگ جائیں تو سترہ کروڑ رکعتیں پوری نہیں ہوں گی۔ اس لئے لوگ روکتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ بلکہ مکہ شریف ہی بیٹھ کر ثواب کماد۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے روضہ اقدس پر مکہ مکرمہ سے دو گنا، چار گنا، دس گنا اور لاکھ گنا ملتا ہے اور ساتھ ہی بخشش ملتی ہے۔

حاجید آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

جس نے ایک نظر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس کو دیکھ لیا وہ بخشا گیا۔ جو مدینہ شریف میں فوت ہو گیا اور وہیں دفن ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھ پر لازم ہو گیا کہ اس کو جنت میں لے جاؤں۔ حضرت عمرؓ فرمایا مانگ رہے ہیں۔ شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہادت مانگ رہے ہیں۔ عمرؓ ہشرہ میں دوسرے نمبر پر فاروق اعظمؓ ہیں اور مانگ کیا رہے ہیں ان کی دعا کیا ہے۔ یا اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما اور درجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عطا فرما۔ اس کی کیا فضیلت ہے۔ فرمایا کہ اسی سے تو کام کرنے کا۔ اور جو یہ تمنا کرے کہ میں درجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سر جاؤں۔ یا اللہ میری موت وہاں آئے میری قبر مدینہ شریف میں بن جائے یہ بہت سارے لوگوں کی دعا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں میں موت آئے وہ کہتے ہیں کہ اپنے کیا ہوتے ہیں ہم تو مدینہ شریف میں مرنا چاہتے ہیں۔ اور جو یہ تمنا کرتے ہیں کہ انہیں مدینہ شریف میں آئے اور وہ مر جائیں فیصل آباد میں جہنم میں، جاپان میں، امریکہ میں اور وہیں دفن کر دے جائیں تو فرشتے ان کی بہت کواٹھا کر درجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جاتے ہیں۔ کیسی عظمت والی دعا ہے کہ

مہند خعراء کے آگن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے
زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینہ کی فضا مانگی ہے

اللہ تعالیٰ کا قانون اپنی جگہ اٹل ہے۔ ایجنٹ پر لاگو ہوگا۔ ایلباب پر لاگو ہوگا فرعون کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گا۔ لیکن جہاں غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آتی ہے تو قانون قدرت بدل جاتا ہے۔ سو آدمیوں کا قاتل ہو۔ پانچ سو سال عمر ہو پوری زندگی گناہ آور ہو۔ کوئی نیک بچے نہ ہو۔ بخشش کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو پھر بھی قانون بدل جاتا ہے۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ ایک بندہ پانچ سو سال عمر نہایت ظالم، نہ انہوں کا کوئی لحاظ نہ دوسروں کا کوئی خیال، فوت ہو گیا، لوگوں کو بہت غصہ۔ اس کی تا نگ میں رسی پاندھی اور کھینچتے ہوئے لے گئے۔ دفن نہ کیا بلکہ باہر روڑی پر پھینک دیا کہ یہیں پر اس کو کتے، چیل کو لے کھا جائیں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہی کلمہ کہ میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہے اس کو اٹھاؤ، حمل دوں گا اور اس کا جنازہ پڑھاؤ اور جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ یا اللہ یہ کیا ہو گیا۔ کیا قانون بدل گیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں بدل گیا ہے۔ یہاں پر تو آپ ہر گناہ گار کو بھی ووث دیتے ہیں لیکن اس کو پانچ سو سال کی زندگی میں کسی نے ووث دیا ہی نہیں۔ ہم ووث دیتے وقت برادری دیکھتے ہیں دوستی دیکھتے ہیں۔ امید واریک الہیت اس کی قابلیت کو نہیں دیکھتے اس کے اخلاق اور کردار کو نہیں دیکھتے۔ لیکن اس شخص کے لواحقین نے اس کے کردار کو دیکھا اور اس کے اخلاق کو دیکھا اس کے ظلم کو دیکھا اور اسے ووث نہیں دیا۔ قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم ربی کے مطابق اسے اٹھایا حمل دیا کفن دیا جنازہ پڑھایا اور پھر عرض کیا کہ یا اللہ اس کی بخشش کس وجہ سے ہوئی ہے فرمایا کہ اس نے ایک روز

توریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھی اس کو محبت آئی اس نے اس کو بوسہ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بدل کر رکھ دیا۔ فرمایا لوگوں کے لئے وہ عالم تھا میرے لئے وہ مومن تھا۔ میں نے ہر اس شخص کو بھی بخش دیا کہ جس نے اس کا جنازہ پڑھا ہے جو اس کا جنازہ پڑے گا وہ بھی جنتی۔ جو اس کا ذکر کرے گا وہ بھی جنتی اور جو اس کا ذکر سنے گا وہ بھی جنتی۔ حدیث پاک ہے ذکر صالحین پر نزل رحمت ہوتی ہے دوزخ حرام ہو جاتی ہے۔

تقہیم جس نے کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی
اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

لوگ کہتے ہیں کہ ہم جیسے ہیں۔ او خدا کے بندو۔ ان کے نام نامی اسم گرامی پر بوسہ لے کر پانچ سو سالہ ریکارڈ ٹھیک کر کے لے گیا تو ابھی تک اس وہم میں ہے کہ میرے جیسا ہے۔ تم میرے نام کا بوسہ لیتے رہو تمہیں کیا ملے گا۔ نام چھوڑو میری دست بوسی کرتے رہو کچھ نہیں ملے گا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے تو یہ تیری بخشش کا بہانہ ہے۔ قانون بدل گیا ہے کہ نہیں اگر سورج پر قانون بدلا ہے تو یہاں بھی بدل گیا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے صرف سورج کے لئے قانون بدلا ہے میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے ہر جگہ ہر موقع پر قانون بدل دیا ہے۔ دیکھو کہ قانون میں کس طرح تبدیلی آتی ہے۔ شتر کے روز ایک شخص کو حکم ہو جانے گا کہ یہ جنتی ہے اس کو کچھ کریاں لگ جائیں گی فرشتے تھمت کر لے جا رہے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام دیکھیں گے تو عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی کو فرشتے تھمت کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کمر کمری اور فرماں کہ کون میرے اسی کو جہنم کی طرف لے جا رہا ہے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حساب کتاب ہوا ہے جس میں یہ نفل ہو گیا ہے۔ گناہ زیادہ ہیں نیکیاں کمزوری ہیں اس کو جہنم کا حکم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کو جہنم میں لے جاؤ۔ اس کی پوری پڑتال ہوئی ہے اس کا پورا نامہ اعمال ہمارے سامنے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اس کو دوبارہ میزان پر لے چلو۔ اس کا قول دوبارہ ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اس کا حکم ہو چکا ہے ہم واپس کس طرح سے جائیں۔ ہمیں آگے جانے دیں یا واپس جانے کی اجازت لے دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ یا اللہ آپ نے اپنی رضا مجھے عطا فرمائی ہے۔ میرا اسی جہنم میں جا رہا ہے پھر میری رضا کہاں ہے۔ میری حکومت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اے فرشتو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کو دیکھو جس طرح وہ راضی ہیں ویسے ہی کرو۔ فرشتے اس کو واپس میزان پر لے جائیں گے قول کریں گے جو درست ثابت ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جیب مبارک سے ایک چٹ نکال کر نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ مبارک مبارک جنتی جنتی، وہ شخص بھی حیران اور دوسرے لوگ بھی حیران کہ اس چٹ میں کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں بتاتا ہوں کہ چٹ میں کیا ہے۔ یہاں اس دنیا میں یہ سب کچھ بتایا ہے کہ یہ ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اس چٹ میں درود شریف کا ثواب لکھا ہے جو اس نے مجھ پر پڑھا تھا۔ اس سے اس کی بخشش ہوئی ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ فرشتوں نے اس کا حساب پھر کیا کیا تھا۔ کوئی پڑتال کی تھی۔ انہوں نے پورا حساب کتاب ہی نہ کیا تھا۔ ایک جنتی کو جنتی بنا کر لے گئے۔ اے خدا کے بندو اگر ایسا واقعہ پیش نہ آتا تو ہمیں کیسے پتہ چلا کہ درود شریف بخشش کا ذریعہ ہے اگر پڑتال صحیح ہو جاتی وہ چٹ پہلے ہی نیکیوں میں رکھ دی جاتی اور اس شخص کی بخشش ہو جاتی تو ہمیں

کیسے پتہ چلا کہ اس کی بخشش کا کیا بہانہ بنا ہے۔ ہم سمجھتے کہ اس نے فلاں نیکی ہے۔ خیرات کی ہے، صدقہ دیا ہے۔ عجب بکے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عقلت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دکھانا مقصود ہے۔ یہ قانون ہے۔ حشر کے روز اللہ تعالیٰ کی حکومت ہوگی اس کا حکم چلے گا لیکن Reverse Order کس نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنا حکم منسوخ کر دینا ہے۔ لیکن اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کو رد نہیں کرنا ہے۔ اے لوگو تم بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن کو نہ چھوڑنا۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

امام جلوئی فرماتے ہیں

کچھ اور مانگنا میرے شرب میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

فرماتے ہیں کہ اگر میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر کچھ اور مانگ لوں تو میں کافر ہوں۔ لیکن ہم تو اور چیزیں مانگتے رہتے ہیں۔ امام جلوئی نے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانگا ہے۔ اللہ تعالیٰ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ مدینہ منورہ کسی زمانہ میں شرب تھا۔ بیمار یوں کا گھر تھا۔ اربی، بیکیریہ، وائرس اور بہت ساری بیماریاں۔ جو وہاں جاتا تھا اس کو بخار آ جاتا تھا۔ تھپ تھپ پھول جاتے تھے۔ امراض حکم میں جلا ہو جاتے تھے۔ اس لئے اس جگہ کا نام ہی شرب یعنی بیماری کا گھر ہو گیا تھا۔ جو نبی نبی پاک، علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگے وہ دارالامراض سے دارالشفاء بن گیا۔ دارالشفاء نہ صرف کہ بیماری کو ٹھیک کرتا ہے بلکہ گناہوں کو بھی مٹا دیتا ہے۔ مدینہ منورہ کی مٹی اڑے اور سانس کے ساتھ تیرے اندر جائے تو تیری فی۔ فی شتم اور تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ کی خاک۔

اڑے تو منہ پر کپڑا روباں وغیرہ رکھو بلکہ خاکی ذرات کو اندر جانے دو کہ اس میں شفا ہے خاک مدینہ سے نفرت (نفوذ بائذ) نہ کرو۔ وہاں ہوا چلے تو ناک منہ پر کپڑا رکھنا حرام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑا رکھنا منع فرمایا ہے۔ جگ سے واپس آ رہے تھے کہ لوگوں نے سروں پر ناک منہ سمیت کپڑے اوڑھ لئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اتار دو جنہیں پتہ نہیں ہے کہ تم کس خطہ میں آگئے ہو۔ اس کی گردش بھی شفا ہے۔ اور ایسی شفا ہے جو جنت بھی عطا کرنے والی ہے۔ شفاء اور چیزوں میں بھی ہے۔ ادویات میں بھی ہے جڑی بوٹیوں میں بھی ہے اسپرہو میں بھی شفا ہے لیکن وہ جنت نہیں دیتی۔ ادویات میں شفا ہے لیکن وہ جنت نہیں دے سکتی۔ مدینہ منورہ کی مٹی شفا بھی دیتی ہے اور ساتھ ہی جنت بھی عطا کرتی ہے۔ ایک یہودن حتیٰ اس کے مکان کے سامنے ایک مسلمان کا گھر تھا۔ مسلمان اکثر اپنے گھر میں محفل میلاد منایا کرتا تھا۔ وہ یہودن بہت حد تک حتیٰ جلتی حتیٰ کہ یہ خواہ مخواہ پیسے ضائع کرتا رہتا ہے۔ روٹی کھانے کو نہیں ملتی اور محفل پر اتنا خرچہ کر دیتا ہے۔ گھر والوں کے پاس پینے کے لئے کپڑے نہیں ہیں اور یہ محفل منارہا ہے۔ بھوکا مڑتا ہے اور ساتھ ہی محفل منارہا ہے عجب آدمی ہے اس کو پتہ نہیں کہ کہاں خرچ کرتا ہے کہاں نہیں کرتا ہے۔ اگر پیسے ہوں تو بے شک کرے لیکن بھوکوں کو مر رہا ہے۔ اور محفل کر رہا ہے۔ ہر حال میں محفل کر رہا ہے۔ حضرت امام جوزقی نے یہ اپنی کتاب میں لکھا ہے یہ ایسے امام ہیں کہ جن کو ہر مسلک والا ماننا ہے۔ اہل حدیث، دیوبندی سب مانتے ہیں کسی کو شک نہیں ہے کہ یہ کوئی لفظ بیانی سے کام لیں گے۔ حضرت امام صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس یہودن کو خواب آئی کہ ایک بہت نورانی چہرے والے بزرگ ہیں اور ان کے ساتھ ان سے عقیدت رکھنے والے بھی ہیں وہ بڑا ادب کر رہے ہیں آگے پیچھے ہو رہے ہیں۔ یہودن نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ کسی نے بتایا کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔ اس نے کہا کہ میں یہودوں ہوں۔ ان کے خلاف ہوں۔ میرا مذہب مختلف ہے لیکن مجھے اجازت لے دیں کہ میں ان سے کوئی بات پوچھنا چاہتی ہوں۔ صحابہؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ مہربانی اجازت فرمادی اور اس یہود کو طلب فرمایا۔ جب یہود آنے لے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مرحبا۔ خوش آمدید یا ایہا النور جو بھی خوش آمدید کرنے کے لئے القاب ہوتے ہیں وہ فرمائے۔ آؤ بیٹھو بی بی۔ تمہارا کیا حال ہے۔ وہ عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ کو مانتی ہی نہیں۔ دل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوں۔ مذہبی اختلاف بھی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اخلاق کا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ اے یہود جیسے ہی تو نے میری زیارت کی ہے اللہ تعالیٰ نے تیری تقدیر بدل دی ہے تجھے جہنم سے آزاد کر کے جنتی بنا دیا ہے۔ میں اس وجہ سے تیرا خیر مقدم کر رہا ہوں۔ وہ بی بی دل میں سوچتی ہے کہ صبح ہوتے ہی ایک تو یہ کہ میں مسلمان ہو جاؤں گی۔ اور دوسرے یہ کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناؤں گی۔ وہ جب صبح اٹھی تو اس کا خاوند پہلے سے بڑا معروف تھا۔ کسی نے کہا جاؤ نرغالے کر آؤ۔ چاول لے کر آؤ تانائی کو بلا کر لاؤ۔ دریاں اکٹھی کرو۔ اس نے پوچھا کہ خبر تو ہے آج اتنے معروف ہو رہے ہو کیا بات ہے۔ کہنے لگا کہ جہاں سے جہیں رات میں خیر ملا ہے مجھے بھی وہیں سے ہی خیر ملا ہے۔ چٹھ صاحب یہ خبر لینے والی بات ہے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف آپ ہی لنگر کھائے گئے کھانا ان سب کے گھروں میں بھی پکا ہوا ہے لیکن حیران کنی یا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا لنگر ہے۔ میں اپنے گھر سے کھاؤں وہ میری بخشش کا بہانہ نہیں بنے گا۔ والے روٹی ہے نرغالے۔ جو بھی ہے وہ ہمارے ہاں بھی پکا ہوا ہے۔ اپنے گھروں سے کھاؤ گے تو اس میں بخشش ہونے نہ ہونے کا سوال نہیں ہے پیٹ بھرنے کی بات ہے۔ بخشش کا کوئی بہانہ اس میں نہیں

ہے۔ لیکن میلاد کے کھانے میں حضرت سرکارِ غوث الاعظمؒ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ جو کھائے گا وہ جنتی ہوگا۔ آپ نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا گیارہویں شریف کا لنگر کھائے گا۔ وہ بخشا جائے گا۔ ایک صاحب تو اس سے بھی آگے فرماتے ہیں کہ جس باورچی خانہ میں یہ لنگر پکے گا وہاں کوئی بھی بیٹھی ہے۔ لنگر پر کبھی بیٹھ گئی اور پھر وہ جس کے چہرے پر آکر بیٹھ گئی وہ بھی بخشا گیا۔ یہ کتاب "حضرات اقدس" میں لکھا ہوا ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہے اللہ تعالیٰ کی تمام رحمتوں کے دروازے اس کے گھر کی طرف کھل جاتے ہیں اور جہاں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ وہاں تحریف فرما ہوتے ہیں۔ فرشتے آتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام آتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم آتے ہیں اولیاء اللہ آتے ہیں اور وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے یہ جگہ یہ مکان جہاں ہم بیٹھے ہیں اب جنت کی کیاری ہے۔ اسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ تم کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں حاضر ناظر ہیں علم غیب رکھتے ہیں۔ حیات ہیں، شفیق ہیں۔ مالک و خیر ہیں اور پھر گزروا اس جنت کی کیاری میں سے تو پھر تو جنتی ہے۔ قیامت تک کے لئے اب یہ جنت کی کیاری بن چکی ہے۔ اور بڑی حوصلہ افزاء حدیث پاک ہے کہ جو محفل میلاد میں آتا ہے۔ جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔ جو درود شریف پڑھتا ہے وہ میری قبر میں ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی قبر ہے کہ ہر بڑے والے اس میں ہوتا ہے۔ فیصل آباد میں محفل ذکر ہو رہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ میری قبر میں ہے فرمایا کہ ہاں میری قبر انور ساری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے۔ اب ہم چھ نہیں کہ قبر اقدس میں ہیں یا قبر انور

یہاں ہے۔ فاصلہ ٹاپ لیں۔ پروفیسر حضرات بیٹھے ہیں فاصلہ ٹاپ لیں کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اتنی وسیع ہے۔ ساری کائنات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عقلی مبارک پر رائی کا دانہ ہے۔ ساری کائنات رائی کے دانہ میں ہے اور دانہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تلی پر ہے۔ اس لئے ہم مدینہ پاک میں ہیں یا مدینہ منورہ احرہ ہے۔ پوری کائنات مدینہ منورہ میں ہے۔ یہ سب کی پہچان ہے۔ اس لئے اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ دوزخ سے آزاد ہے اور منافقت سے بری ہے۔ جنتی ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ذکر ہے جو خود اللہ تعالیٰ بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور کوئی کام نہیں کرتے صرف دو کام کرتے ہیں باقی کام فرشتوں کے سپرد کئے ہوئے ہیں۔ یہ مکان آپ نے خود تو نہیں بنایا ہے۔ معمار نے بنایا ہے۔ کارکن نے بنایا ہے جس طرح سے آپ نے یہ ماہر کارکن سے بنوایا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کارندے رکھے ہوئے ہیں۔ چلو تم ہوا کو چلاؤ۔ چلو تم بارش کراؤ۔ چلو تم پانی بہاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کام پائے ہوئے ہیں۔ آپ خود اللہ تعالیٰ ایک تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے انور کی زیارت کرتا ہے۔ جس طرح سے ہوتا ہے کہ آج نقد کل ادھار۔ ایک ہی بار لکھ کر لگایا ہوتا ہے۔ آج ہمیشہ آج ہی رہتا ہے۔ جس دن بھی پڑھو وہی دن آج ہے۔ یہ فقرہ ہر روز میں FIT ہے۔ آج نقد کل ادھار۔ یہی گرانر کا جو صیغہ ہے جو مضارع کی طرح ہے۔ جس طرح انگریزی میں Has Been ہے پتہ نہیں کہ کب سے ہے اور کب تک رہے۔ It has been raining بارش پتہ نہیں کہ کب سے شروع ہے اور کب تک چلتی رہے گی۔ کیا یہ رک گئی ہے۔ کب سے شروع ہوئی کب تک رہے گی یہ فعل مضارع ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہر لمحہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ دیکھتا رہتا ہوں۔ اگر

کوئی بندہ یہ دعا کرے کہ یا اللہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرا دے۔ کتنے دیکھیں توں پہلوں مرتہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک عورت یہ دعا کیا کرتی تھی وہ عورت مرگئی۔ کسی اہل نظر نے دیکھا تو پوچھا کہ بی بی تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دیا ہے۔ پوچھا کہ تیری بخشش کس طرح سے ہوگئی تو نے بہت گناہ آلودہ گناہ گزاری۔ اس نے کہا کہ ہاں یہ جاتی ہوں کہ بہت گناہ گار تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا رکھنے والی جنت میں جائے گی۔ جو کوئی ایسی تمنا کرے گا وہ بھی جنتی ہوگا۔ آؤ کہ آج اس محل سے یہی دعا لے کر جائیں کہ

گور حیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے
ہم نے چہرہ انور کی نیا مانگی ہے
مگنہ خضرہ کے آگن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینہ میں دعا مانگی ہے
زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینہ کی فضا مانگی ہے

یہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی دعا ہے۔ ان کی صرف ایک دعا ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو۔ کیا چیز حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو نہیں ملی صدیق اکبرؓ کو وہ بنے ہیں آپ بھی یہ دعا کریں گے تو صدیق اکبرؓ نہ سکی ان کے نولے میں تو شامل ہو جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے نولے میں شمولیت اس دعا سے ہے کہ کتنے دیکھیں توں پہلوں مرتہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آؤ سلام پڑھتے ہیں لیکن ایک اور قانون کو بھی توڑتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ہم نے سلام پڑھا ایک دفعہ ہے اور کہتے ہیں کہ لاکھوں سلام۔ ایک دفعہ پڑھتے ہیں لیکن کہتے ہیں لاکھوں سلام یعنی (99999) مرتبہ نانوے ہزار نو سو نانوے دفعہ سلام۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ پڑھتے ایک مرتبہ ہیں اور کہتے ہیں لاکھوں سلام۔ ہم ایک مرتبہ لکھیں یا لاکھوں مرتبہ لکھیں۔ ابھی یہ بات ہوئی رہی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جان رحمت پہ کروڑوں سلام فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ اب کروڑوں کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ کہہ دیجئے ہیں کہ

مصطفیٰ جان رحمت پہ ہے حد سلام

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اب یہ ہندسوں سے بھی باہر ہو گئے ہیں قانون یہ ہے کہ جتنی مرتبہ پڑھا ہے اتنی دفعہ ہی لکھا ہے تن دفعہ پڑھا ہے تو یا اللہ کیا تین مرتبہ کا لکھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتوں یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے قانون توڑ دیا ہے۔ وہ کن والی زبان ہے تو یہ کن والی زبان کا ذکر ہے۔ اے بھی اتنا ہی لکھو جتنا یہ کہتے ہیں۔ اب قانون یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ٹوٹ گیا۔ گنتی ٹوٹ گئی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو نے کیا کام کیا ہے کہ سارے فرشتے تیرا سلام لکھ رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا درود بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں۔ فرشتے پیدا ہو گئے پتے گئے جارہے ہیں جو درخت گزر گئے ان کے بھی اور جو موجود ہیں ان کے بھی اور جو درخت اس قدر قیامت تک پیدا ہوں گے۔ ان کے بھی پتے گئے جارہے ہیں۔ ساری کائنات اس کا ثواب لکھنے پر لگی ہوئی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ یا اللہ جتنے ریت کے ذرے ہیں اتنا درود بھیج۔ جتنے پانی کے قطرے ہیں اتنا درود بھیج جتنے لمبکھیل ہیں اتنا درود بھیج اور جتنے ان

معزز قرآن روح ایمان جان دین

الحمد لله ونصلي على رسول الله النبي الكريم والحمد لله رب العالمين. اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم. ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما. الصلوة والسلام عليك يا سیدی یا رسول الله وعلى الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله.

معزز حاضرین

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے رات بنتی ہے
در حضور کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا ملاوہ تو برات بنتی ہے

حضرات ہر زمانے کا اپنا حال اپنا چمکنا اپنا Trap ہوتا ہے جس سے بندے کو تباہ کیا جاتا ہے۔ اس کو اپنے عقیدے پر لے آنا اپنے مسلک پر لے آنا اپنے فرقے کی طرف لے آنا۔ اس کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے یہ ہر زمانے میں ہوتا ہے۔ جس طرح سے ہر زمانہ کا ہر دور کا انسان جدا جدا ہے۔ پہلے زمانہ میں لاشیٰ تھی پھر کنوارا کی پھر آئے، نیزے آئے پھر گولی آگئی، میزائل آگیا، بم آگئے، ایٹم بم آگیا یہ بدل رہتا ہے۔ اس زمانہ میں کسی بندے کو اپنے عقیدے پر ڈھالنے کا اس کو اپنا مسلک بدلنے کا اپنا فرقہ بدلنے کا

طریقہ واردات کیا ہے۔ اس کا پتہ ہونا چاہئے تاکہ ہمیں پتہ چل جائے کہ ہم کہیں Trap تو نہیں ہو گئے۔ پھندے میں آ تو نہیں گئے۔ خبردار ہونا چاہئے کہ کوئی جال لگایا گیا ہے۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے۔ کہ

دووں جہاں میں مدنی تیرا نام چل رہا ہے
 تیری رحمتوں کے صدقے یہ نظام چل رہا ہے
 تیرا کل خدا نے ہے آپ کو بتایا
 تیرا چچا ہر زبان پر صبح شام چل رہا ہے
 تیرے کرم کے صدقے ہمیں ہیکل مل رہی ہے
 تیری بندہ پروردی سے یہ غلام چل رہا ہے
 جو مانگتا ہے اُتار محبوب کے دیوانہ
 لنگر میرے نبی کا سر عام چل رہا ہے
 سر صبح چل رہا ہے سر شام چل رہا ہے
 تیرے دم کرم سے آقا میرا کام چل رہا ہے
 صدیق، عز، حجت، ہوتے سب جس کو نبی کر
 اب بھی تیرے شہر میں وہی جام چل رہا ہے
 میری سرفرازیں ہیں تیرے نام سے عبارت
 تیرے نام کی بدولت میرا نام چل رہا ہے
 بازارِ مصطفیٰ وہ بازار ہے جس میں
 کھرے دام کوٹا سکے سر عام چل رہا ہے
 تیری شان کیا بیان ہو یا شہشاہِ مدینہ
 تیری یاد کے سہارے یہ غلام چل رہا ہے

یہ نعت اگر آپ اس کو سنائیں گے تو وہ آپ کو گھگھے سے پکڑ لے گا۔ کہ خدا کے بندے اس زمانے میں تو یہ کیا کہتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ تو یہ کس کی تعریف کر رہا ہے۔ لَعَلَّ فَاغْبٰی السُّنُوْبِ وَالْاَرْضِ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ مدنی سرکار مدینے والے کہاں سے لارہے ہو۔ سب تعریف ہے ہی اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اس کے پیچھے کوئی تعریف باقی بچی ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس کے علاوہ کسی اور کی تعریف کرنا شرک ہے اور شرک کی معافی نہیں ہے۔ نماز نہ پڑھی معافی مل سکتی ہے۔ روزہ نہ رکھا معافی ہو سکتی ہے لیکن شرک کی کوئی معافی نہیں ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ شرک کی کوئی معافی نہیں ہے۔ لہذا خبردار جو ان کی بات سنی تو پچھ جاؤ گے جہنم خرید لو گے۔ جو کوئی نیا بندہ ہوتا ہے۔ پہلے پہل وہ یہ بات سنتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ بات تو یہ ٹھیک کر رہا ہے۔ قرآن مجید کا پہلا فقرہ ہی یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اس کے پتے میں کیا ہے۔ کوئی چیز نہیں ہے کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ طریقہ واردات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کا نام لے کر وحید کا نام لے کر بندے کو اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہی ہے۔ حضرات اس کا جواب آنا چاہئے۔ ڈھال ہونی چاہئے۔ ڈھال جانتے ہو کیا ہوتی ہے مورچہ کیا ہوتا ہے۔ تلواریں زے تلواریں لڑائی میں ایک ہاتھ میں دھات کی بنی ہوئی پلیٹ سی پکڑی ہوتی ہے جس پر دشمن کی تلوار کا وارو کہتے ہیں وہ ڈھال ہے۔ لوہے کی ایک قیسی سی پہن لیتے ہیں جس کی وجہ سے تلوار کا نیزے کا زخم جسم پر نہیں لگتا ہے وہ زورہ ہوتی ہے اور اپنی حفاظت کے لئے آج کل گولی سے بچنے کے لئے اپنے ارد گرد ریت کی بوریوں کا حصار کر لیتے ہیں یا زمین میں "V" یا "W" شکل کا گڑھا کھود لیتے ہیں اور اس میں چھپ جاتے ہیں تاکہ دشمن کو نظر نہ آ سکے وہ مورچہ ہے۔ عیسیٰ ہڈ

العباس۔ اب تو میزائل اور ہم کا زمانہ ہے۔ جس سے بچنے کے لئے بکھر ہیں۔ نینک ہیں۔ لیکن بدعتیہ کی گولی سے بچنے کے لئے کون سی دھال ہے کون سا مورچہ ہے بکھر ہے۔ ہم کیا کریں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہمیں پتہ ہوتا چاہئے۔ بہت بڑا فقرہ بہت بڑی Statement بہت بڑی پاور ہے۔ ان کے پاس کہ جب وہ کہتے ہیں الْحَمْدُ لِلّٰہ جہاں الف لام آ جاتا ہے۔ وہ تو ایک خاص بات بن جاتی ہے۔ ہمیں تو عربی آتی نہیں ہے۔ کوئی عربی جاننے والا عالم ہو تو وہ اس کی تفسیر کر سکتا ہے۔ جس طرح سے انگلش میں The کا استعمال ہوتا ہے۔ Quid راہنما کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن The Quid وہ صرف قائد اعظم محمد علی جناح کی طرف اشارہ ہے۔ جب The Quid کہیں گے تو صرف محمد علی جناح کا نام آئے گا۔ نہ بنو کا آئے گا۔ نہ بے نظیر کا آئے گا نہ نواز شریف اور نہ ہی شرف کا۔ کسی بھی دوسرے لیڈر کا نام نہیں آئے گا صرف محمد علی جناح کا آئے گا کیونکہ اس کے ساتھ The لگا مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سے عربی میں خاص مخصوص کرنے کے لئے الف لام بڑھا دیتے ہیں۔ جس طرح "حمد" تعریف اور الحمد خاص اللہ تعالیٰ کی تعریف۔ جب الف لام لگ گیا تو تمام تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہی رہ گئی اور کسی کی کوئی تعریف رہی نہیں۔ پھر کہاں سے لوگ شغل کہاں سے لوگ بخشش اور کہاں سے لوگ بیٹا۔ علم کہاں سے لوگ۔ رزق کہاں سے لوگ۔ ایمان کہاں سے آئے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ خبردار ایک تو آپ نعت سننے ہو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سننے ہو۔ یہ شرک ہے پیسے بھی دیتے ہو یہ مالی نقصان ہے اور پھر اپنا ایمان بھی خراب کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا مدعی کو بھی سارے جہاں میں چلا رہے ہو۔ "دونوں جہاں میں مدعی تیرا نام چل رہا ہے۔" کتنا بڑا فقرہ ہے۔ صبح بھی چل رہا ہے شام بھی چل رہا ہے۔ ازل سے چل رہا ہے اور اب تک چل رہا ہے۔ وہ اسی بات پر ہی پکڑ کر لیں گے۔ حضرات

الْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا نصف قرآن ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ کہ نصف قرآن پر نہیں بلکہ پورے قرآن پر ایمان لاؤ۔ کچھ شک نہیں ہے کہ سب تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ یہ اس کی ذاتی تعریف ہے۔ اور بالکل ٹھیک ہے۔ کہ ذاتی تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ اسے کسی کی غمازی نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ اس کی ذات ازلی ہے۔ ابتدی ہے۔ وہ مالک ہے قادر ہے۔ ہر چیز اس کے بقدر قدرت میں ہے۔ لیکن یہ نصف قرآن ہے۔ پورے قرآن پر ایمان لاؤ گے تو بات بنے گی۔ الْحَمْدُ لِلّٰہ پر تو شیطان کا بھی ایمان ہے اور مکمل ایمان ہے وہ اس سے آگے چلا ہی نہیں ہے۔ وہ الْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہے۔ سبحان اللہ بھی کہتا ہے۔ اللہ الصمد بھی کہتا ہے۔ یا حی یا قیوم بھی کہتا ہے۔ سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ بھی کہتا ہے۔ اس سے آگے وہ نہیں جاتا ہے۔ لیکن قرآن فرماتا ہے کہ اس سے آگے بھی چلو۔ سارے قرآن پر ایمان لاؤ اور عمل کرو۔ اب یہ ہے کہ نصف قرآن تو اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے باقی نصف قرآن میں کیا ہے۔ اس میں ہے کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُفُوَ (الکوثر ۱) اے محبوب بے شک ہم نے تجھ میں سے شہر خوبیاں عطا فرمائیں۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تجھ میں سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ اب بتائیے عربی میں اِن شَک لکا لئے کے لئے ہے۔ جہاں شک کی گنجائش ہو وہاں اللہ تعالیٰ اِن کا لفظ استعمال کر کے شک کو دور کرتے ہیں۔ اِن شَک جس طرح اَلَا خبردار ہو جاؤ۔ اوشیار ہو جاؤ۔ Warning دیتا ہے کہ آگے جو کچھ آ رہا ہے وہ بہت بڑی بات آ رہی ہے۔ فقرہ آ رہا ہے Statement آ رہی ہے۔ عقیدہ آ رہا ہے اگر نہ مانو گے تو پکڑ ہو جائے گی۔ کثرت زیادتی تو رکبتے ہیں بحر "سکار" اس سے بھی زیادہ اور "اکثر" اس سے بھی زیادہ اور "کوثر" بہت زیادہ اور "الکوثر" بہت ہی زیادہ یعنی جس سے اور زیادہ نہ ہو سکے۔ اور الکوثر کی جو جامع تعریف ہے وہ یہ ہے کہ با-زاد شد

تعالیٰ کے باقی سب کچھ کڑ ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ ہے اور ایک کائنات ہے۔ کوثر مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی جو کچھ بھی ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے۔ جنت، دوزخ، پانی، شفاء، بیاض، اولاد، دولت، حکومت و چیز کے مالک و مختار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں اگر کہوں کہ یہ شاہِ تنویر کا مکان نہیں ہے۔ بلکہ یہ میرا مکان ہے۔ تو مجھ پر مقدمہ بن سکتا ہے۔ میں جیل جاسکتا ہوں مجھے سزا ہو سکتی ہے۔ مجھ پر تعزیرات پاکستان کے تحت دفعہ لگ سکتی ہے۔ اگر میں مالک ہونے کا دعویدار ہوں تو میرے نام اس مکان کی رجسٹری ہوگی۔ لیکن اگر میں مالک نہ بھی ہوں اور تنویر صاحب مجھے اندر بلا کر کرسی پر بٹھا دیں تو پھر کسی کو کیا اعتراض ہے۔ ڈی سی کو کیا اعتراض ہے۔ پٹاری کو کیا اعتراض ہے۔ تحصیلدار کو کیا اعتراض ہے۔ آپ کو کیا اعتراض ہے۔ آپ بھی تنویر صاحب کی اجازت سے اندر آئے ہیں۔ آپ بھی خوش ہیں میں بھی خوش ہوں۔ یہ عطا ہے۔ اس کو عطا کہتے ہیں۔ مکان تنویر صاحب کا ہے مالک یہ ہیں لیکن ان کی مرضی سے ان کی عطا سے میں قبضہ کئے بیٹھا ہوں۔ اور بہترین جگہ پر بیٹھا ہوں۔ تنویر صاحب خود نیچے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن مجھے کرسی پر بٹھایا ہوا ہے۔ لیکن مجھے کوئی خطر نہیں ہے کوئی دفعہ نہیں لگی۔ نہ مجھ پر کوئی دفعہ لگتی ہے نہ ہی آپ پر لگتی ہے۔ جب کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تو یہ ملکیت ہے اللہ تعالیٰ کی اور جب کہیں اِنَّا اعْطَيْنٰکَ الْکُوْفَرُ (اکوثر) تو یہ عطا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ عرش کس لئے بنا ہے۔ عرش کرسی ہے اور بیٹھنے کے لئے بنی ہے۔ جس طرح سے کہ یہ کرسی جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں یہ بھی بیٹھنے کے لئے بنی ہے۔ اس وقت یہ میرے قبضہ میں ہے۔ عرش کس کے لئے بنا ہے۔ عرش میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے لئے بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹھنے سے پاک ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے عرش اپنے بیٹھنے کے لئے بنایا ہے اور فیصلے کرنے کے لئے بنایا ہے۔ نہیں نہیں، عرش اور مقام محمود

یہ نعمت اگر آپ اس کو سنائیں گے تو وہ آپ کو گلے سے پکڑ لے گا۔ کہ خدا کے بندے اس زمانے میں تو یہ کیا کہتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ تو یہ کس کی تعریف کر رہا ہے۔ لَمْ يَلَمْسِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ مدنی سرکار مدینے والے کہاں سے لا رہے ہو۔ سب تعریف ہے ہی اللہ تعالیٰ کے لئے۔ اس کے پیچھے کوئی تعریف باقی بچی ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس کے علاوہ کسی اور کی تعریف کرنا شرک ہے اور شرک کی معافی نہیں ہے۔ نماز نہ پڑھی معافی مل سکتی ہے۔ روزہ نہ رکھا معافی ہو سکتی ہے لیکن شرک کی کوئی معافی نہیں ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ شرک کی کوئی معافی نہیں ہے۔ لہذا خبردار جو ان کی بات سنی تو پچھن جاؤ گے جہنم فریاد لگے۔ جو کوئی نیا بندہ ہوتا ہے۔ پہلے پہل وہ یہ بات سنتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ بات تو یہ ٹھیک کر رہا ہے۔ قرآن مجید کا پہلا فقرہ ہی یہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو نبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اس کے لئے میں کیا ہے۔ کوئی چیز نہیں ہے کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ طریقہ واردات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کا نام لے کر توحید کا نام لے کر بندے کو اپنے قابض میں کر لیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ صرف اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہی ہے۔ حضرات اس کا جواب آنا چاہئے۔ ڈھال ہوتی چاہئے۔ ڈھال جانتے ہو کیا ہوتی ہے مورچہ کیا ہوتا ہے۔ تلوار تیزے بھجری لڑائی میں ایک ہاتھ میں دھات کی بنی ہوئی پلیٹ سی پکڑی ہوتی ہے جس پر دشمن کی تلوار کا وارہ روکتے ہیں وہ ڈھال ہے۔ لوہے کی ایک قمیص سی پہن لیتے ہیں جس کی وجہ سے تلوار کا نیزے کا زخم قلم نہیں لگتا ہے وہ زرہ ہوتی ہے اور اپنی حفاظت کے لئے آج کل گولی سے بچنے کے لئے اپنے ارد گرد ریت کی بوریوں کا حصار کر لیتے ہیں یا زمین میں "V" یا "W" شکل کا گڑھا کھود لیتے ہیں اور اس میں چھپ جاتے ہیں تاکہ دشمن کو نظر نہ آ سکے وہ مورچہ ہے۔ علیٰ ھذا

القیاس۔ اب تو میزائل اور بم کا زمانہ ہے۔ جس سے بچنے کے لئے بکھر ہیں۔ ٹینک
 ہیں۔ لیکن بد عقیدہ کی گولی سے بچنے کے لئے کسی ڈھال سے کون سا مورچہ ہے بکھر
 ہے۔ بم کیا کریں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہمیں پتہ ہوتا چاہئے۔ بہت بڑا فقرہ بہت
 بڑی Statement بہت بڑی یاد ہے۔ ان کے پاس کہ جب وہ کہتے
 ہیں الْحَمْدُ لِلّٰہ۔ جہاں الف لام آ جاتا ہے۔ وہ تو ایک خاص بات بن جاتی ہے۔ ہمیں
 تو عربی آتی نہیں ہے۔ کوئی عربی جاننے والا عالم ہو تو وہ اس کی تفسیر کر سکتا ہے۔ جس
 طرح سے انگلش میں The کا استعمال ہوتا ہے۔ Quid راہنما کوئی بھی ہو سکتا
 ہے۔ لیکن The Quid وہ صرف قائم عظم محمد علی جناح کی طرف اشارہ ہے۔
 جب The Quid کہیں گے تو صرف محمد علی جناح کا نام آئے گا۔ نہ بھٹو کا آئے
 گا۔ نہ بے نظیر کا آئے گا نہ نواز شریف اور نہ ہی مشرف کا کسی بھی دوسرے لیڈر کا نام
 نہیں آئے گا صرف محمد علی جناح کا آئے گا کیونکہ اس کے ساتھ The لگا کر مخصوص
 کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سے عربی میں خاص مخصوص کرنے کے لئے الف لام بڑا
 دیتے ہیں۔ جس طرح "حمد" تعریف اور الحمد خاص اللہ تعالیٰ کی تعریف۔ جب
 الف لام لگ گیا تو تمام تر تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ہی رہ گئی اور کسی کی کوئی تعریف
 سہی نہیں۔ پھر کہاں سے لوگ شفا کہاں سے لوگ بخشش اور کہاں سے لوگ بیٹا۔ علم
 کہاں سے لوگ۔ رزق کہاں سے لوگ۔ ایمان کہاں سے آئے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ
 خیر دار ایک تو آپ نعت سنتے ہو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنتے ہو۔ یہ شرک
 سہ پیسے بھی دیتے ہو یہ مالی نقصان ہے اور پھر اپنا ایمان بھی خراب کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ
 کے سوا مدنی کو بھی سارے جہاں میں چلا رہے ہو۔ "دونوں جہاں میں مدنی تیرا نام
 چل رہا ہے۔" کتاب بڑا فقرہ ہے۔ صبح بھی چل رہا ہے شام بھی چل رہا ہے۔ ازل سے
 چل رہا ہے اور اب تک چل رہا ہے۔ وہ اسی بات پر ہی پکڑ کر لیں گے۔ حضرات

الْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا نصف قرآن ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ کہ نصف قرآن پر
 نہیں بلکہ پورے قرآن پر ایمان لاؤ۔ کچھ شک نہیں ہے کہ سب تعریف صرف اللہ تعالیٰ
 کی ہے۔ یہ اس کی ذاتی تعریف ہے۔ اور بالکل ٹھیک ہے۔ کہ ذاتی تعریف صرف اللہ
 تعالیٰ کی ہی ہے۔ اسے کسی کی محتاجی نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ اس کی ذات ازل
 ہے۔ ابدی ہے۔ وہ مالک ہے قادر ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ لیکن یہ
 نصف قرآن ہے۔ پورے قرآن پر ایمان لاؤ کہ تو بات بنے گی۔ الْحَمْدُ لِلّٰہ پر تو
 شیطان کا بھی ایمان ہے اور مکمل ایمان ہے وہ اس سے آگے چلا ہی نہیں ہے۔ وہ
 الْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ بھی کہتا ہے۔ اللّٰہ الصّمد بھی کہتا ہے۔ بَاقِی
 الْاَیَّام بھی کہتا ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّی الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّی الْاَعْلٰی بھی کہتا ہے۔
 اس سے آگے وہ نہیں جاتا ہے۔ لیکن قرآن فرماتا ہے کہ اس سے آگے بھی چلو۔
 سارے قرآن پر ایمان لاؤ اور عمل کرو۔ اب یہ ہے کہ نصف قرآن تو اللہ تعالیٰ کی
 تعریف ہے باقی نصف قرآن میں کیا ہے۔ اس میں ہے کہ اِنَّا اَعْطٰیْنٰکَ الْکُتُوْبَ
 (الکوثر ۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ اے میرے
 محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ اب بتائیے عربی
 میں اِن شک لکھ لے کے لئے ہے۔ جہاں شک کی گنجائش ہو وہاں اللہ تعالیٰ اِن کا لفظ
 استعمال کر کے شک کو دور کرتے ہیں۔ اِن بے شک جس طرح اَلْاٰخِرُوْنَ اَوَّحٰد۔
 اَوَّحٰد ہو جاؤ۔ Warning دیتا ہے کہ آگے جو کچھ آ رہا ہے وہ بہت بڑی بات آ
 رہی ہے۔ فقرہ آ رہا ہے Statement آ رہی ہے۔ عقیدہ آ رہا ہے اگر نہ مانو
 گے تو پکڑ ہو جائے گی۔ کثرت زیادتی کو کہتے ہیں بھر "اس سے بھی زیادہ
 اور" "اکثر" "اس سے بھی زیادہ۔ اور" "کوثر" "بہت زیادہ اور" "الکوثر" "بہت ہی زیادہ یعنی
 جس سے اور زیادہ نہ ہو سکے۔ اور الکوثر کی جو جامع تعریف ہے وہ یہ ہے کہ ما۔ زاء۔ شد

تعالیٰ کے باقی سب کچھ کوڑ ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ ہے اور ایک کائنات ہے۔ کوڑ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی جو کچھ بھی ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے۔ جنت، دوزخ، پانی، شفاء، بیٹا، اولاد، دولت، حکومت ہر چیز کے مالک و مختار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں اگر کہوں کہ یہ شاہدِ تنویر کا مکان نہیں ہے۔ بلکہ یہ میرا مکان ہے۔ تو مجھ پر مقدمہ بن سکتا ہے۔ میں جیل جا سکتا ہوں مجھے سزا ہو سکتی ہے۔ مجھ پر تعزیرات پاکستان کے تحت دفعہ لگ سکتی ہے۔ اگر میں مالک ہونے کا دعویدار ہوں تو میرے نام اس مکان کی رجسٹری ہوگی۔ لیکن اگر میں مالک نہ بھی ہوں اور تنویر صاحب مجھے اندر بلا کر کرسی پر بٹھا دیں تو پھر کسی کو کیا اعتراض ہے۔ ڈی سی کو کیا اعتراض ہے۔ پٹواری کو کیا اعتراض ہے۔ تحصیلدار کو کیا اعتراض ہے۔ آپ کو کیا اعتراض ہے۔ آپ بھی تنویر صاحب کی اجازت سے اندر آئے ہیں۔ آپ بھی خوش ہیں میں بھی خوش ہوں۔ یہ عطا ہے۔ اس کو عطا کہتے ہیں۔ مکانِ تنویر صاحب کا ہے مالک یہ ہیں۔ لیکن ان کی مرضی سے ان کی عطا سے میں قبضہ کئے بیٹھا ہوں۔ اور بہترین جگہ پر بیٹھا ہوں۔ تنویر صاحب خود نیچے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن مجھے کرسی پر بٹھایا ہوا ہے۔ لیکن مجھے کوئی غرور نہیں ہے کوئی دفعہ نہیں لگے گی۔ نہ مجھ پر کوئی دفعہ لگتی ہے نہ ہی آپ پر لگتی ہے۔ جب کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تو یہ ملکیت ہے اللہ تعالیٰ کی اور جب کہیں اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْنُ (الکوثر ۱) تو یہ عطا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ عرش کس لئے بنا ہے۔ عرش کرسی ہے اور بیٹھنے کے لئے بنی ہے۔ جس طرح ہے کہ یہ کرسی جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں یہ بھی بیٹھنے کے لئے بنی ہے۔ اس وقت یہ میرے قبضہ میں ہے۔ عرش کس کے لئے بنا ہے۔ عرش میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کے لئے بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹھنے سے پاک ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے عرش اپنے بیٹھنے کے لئے بنایا ہے اور فیصلے کرنے کے لئے بنایا ہے۔ نہیں نہیں، عرش اور مقامِ محمود

مقامِ وسیلہ ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کے لئے بنے ہیں۔ کسی کو کیا اعتراض ہے یہ قرآن مجید ہے۔ مقامِ محمود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ عرش کے روز کسی کے لئے کوئی کرسی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی کرسی نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ بے نیاز ہے۔ بیٹھنے اٹھنے سے پاک ہے۔ تمام کرسیاں افادہ جانتیگی۔ لے جاؤ ان سب کو آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بیٹھنے کے قابل نہیں۔ فرعون کی کرسی، شارد کی کرسی، اٹھارواں سب کو آج صرف میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی بیٹھنا ہے۔ حالانکہ ہم ساری عمر یہ پڑھتے آئے ہیں اور آئندہ آنے والے بھی پڑھتے رہیں گے۔ مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ اس دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے لیکن کرسی پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ یہ عطا ہے۔ مکانِ تنویر صاحب کی ملکیت ہے اور کرسی پر میں بیٹھا ہوں۔ یہ عطا ہے۔ حشر والے دن یہ مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ کہنے والے جن میں ابوجہل بھی ہے ابولہب بھی ہے۔ شارد بھی ہے فرعون بھی ہے۔ یہ فرقہ بھی ہے اور وہ فرقہ بھی ہے وہ کہیں گے الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلَی الْبَکِّ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِنَا یَا خَیْرُ النَّاسِ اَیُّہُمْ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَیُّہُمْ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ کہنے سے درافتہ ہے۔ یا کہنا حشر کے یا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے۔ یا یٰمَنْ عِنْدَکَ لَقَدْ صَرَفَ اللّٰہُ تعالیٰ کے لئے ہے۔ خدا کے بندو۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الْمَوْمِنُوْنَ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُتَّقُوْنَ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (المائدہ ۴۱) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ (الطلاق ۱) پھر یہاں تمہیں کیوں اعتراض نہیں اٹھتا ہے۔ تم خود قرآن مجید میں یہ تلاوت بھی کرتے ہو اور اعتراض بھی کرتے ہو کہ یا نہ کہو۔ ہم کہیں کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو چلے لیجئے کہ تنویر باللہ ہم سے غلطی ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ سے بھی کیا غلطی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید میں جگہ جگہ یا نہ دعا دیتے ہیں۔ مالک اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنی عطا سے نبی پاک علیہ

اصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ دے دیا ہے۔ قیامت کے بعد شریک سب کوڑ میں شامل ہے۔ جنت بھی دوزخ بھی کوڑ میں شامل ہے۔ نبیوں، پیغمبروں، کتابیوں میں جہان اور اگلا جہان سب کوڑ میں شامل ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہوا ہے۔ اب اگر کسی کو اعتراض ہے تو کیوں کر ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْنُ ماضی ہے۔ دے دیا ہے۔ مستقبل نہیں ہے کہ دوں گا۔ بلکہ یہ ہے کہ میں دے چکا ہوں۔ کب سے دے چکا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ ہے اسی وقت سے ہی دے چکا ہے۔ رحمت پہلے ہوتی ہے۔ پھر بندے ہوتے ہیں۔ پہلے ماں کے پاس دودھ ہوتا ہے پھر بیٹا ہوتا ہے۔ پہلے پانی ہوتا ہے پھر پانی پینے والا ہوتا ہے۔ روٹی پہلے ہوگی یا بھوک پہلے ہوگی۔ پہلے پانی ہوگا تو پینے والا کھائے گا ورنہ پیاسا ہی مر جائے گا۔ روٹی پہلے ہوگی تو بھوکا کھائے گا اگر روٹی پہلے نہ ہوگی تو وہ بھوک سے مر ہی جائے گا۔ رحمت پہلے ہوتی ہے۔ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ خود رحمت ہیں اس لئے ان سے پہلے کوئی رحمت نہیں ہے۔ نہ انہیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہر رحمت کو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر اس نور کے پرتو سے ہر چیز بنی ہے۔ تو رحمت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پرتو سے ہی بنی ہے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ذٰلِیْہِ۔ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ عطا کی ہے۔ اب یہ ہے کہ یہ دو جہان ہیں اب اس پر اور کیا اضافہ کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انکشاف نہیں کیا ہے اس نے اضافہ پر اضافہ کیا ہے۔ چاند، سورج، ستارے، اٹلاک، زمین، جنت، دوزخ ہر چیز انہی دو جہانوں میں ہیں۔ بیل مراد، وحش کوڑ سب کچھ انہی میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ جو مرضی ہے کرے وہ بے نیاز ہے۔ کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن وہ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰہِ خَزَآئِنُ سَعِیْرٍ لِّکُمْ مِّنَ الْاَوْٰلٰی (القصص ۳) اے میرے پیارے صاحب

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر لمحہ تیرے قدموں میں غنی ہے نبی کوڑ میں لے کر آئے گا۔ ہم دو جہاں دے کر بڑے تیر مار رہے ہیں۔ دو جہانوں کی کیا حیثیت ہے کہتے ہیں کہ بے دو جہاں تمہارے لئے۔ ہم آئے یہاں تمہارے لئے۔ انہیں بھی وہاں تمہارے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دو جہاں کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ مخلوق ہیں لیکن وہ مخلوق کو سہارا دینے والے ہیں۔ وہ مخلوق کو Sustain کرنے والے ہیں۔ ہم دو جہاں میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔ دو جہاں کی حد ہے۔ جنت کی حد ہے دوزخ کی حد ہے۔ سورج کی حد ہے۔ زمین کی حد ہے۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے جس کی تعریف کی کوئی حد نہ ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے ہر گھڑی سبھی کوڑ میں لے کر تیرے قدموں میں آتی رہیں گی۔ وہ ایک کوئی مان رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر لمحہ نبی کوڑ عطا فرما رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے ہے کہ

سدا نہ بائیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

یہ ہماری اوقات ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہر لمحے بلند سے بلند ہو رہی ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر Full Stop لگا دے تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہتے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرنا چھوڑ دی ہے۔ کیا اس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اضافہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح سے ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی نبی شان ہے۔ اسی طرح اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی ہر لمحہ نبی شان ہے۔ ہم جو باتیں کر رہے ہیں یہ چودہ سو سال پرانی باتیں ہیں ہم 2002ء میں یہاں تک پہنچے ہیں لیکن یہ تو 571ء کی بات ہے۔ پرانی بات ہے اب تو کوئی نئی بات کرو۔ اللہ تعالیٰ دینے والے ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام لینے والے ہیں آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر شان کو مانتے جاؤ اور مومنین

کرتے جاؤ۔ اگر Full Stop لگاؤ گے تو خودی خسارہ میں رہو گے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی تعریف ہو رہی ہے۔ فرشتے بھی تعریف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی تعریف کر رہے ہیں۔ ہم تو زبانی کلامی باتیں بتا رہے ہیں۔ کہ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عفت عطا فرماوے ان کو شہرت دے دے۔ ان کو غلبہ دے دے ان کے دین کو غالب کر دے یہ درود شریف ہے۔ درود شریف کا معنی یہ ہے۔ یہ صرف دعا ہے اور ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ عملی طور سے دیتا ہے۔ Practically عطا کرتا ہے۔ وہ ہر لمحہ عطا کر رہا ہے۔ اس سے بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری تعریف نہیں ہوتی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیوں حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ مادی چیزیں ہیں Material چیزیں ہیں اور بھی Material ہی ہوگا۔ یہ روشنی کچھ تو ہے تا آخر۔ اس کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ یہ بھی کنٹرول میں آسکتی ہے۔ ہوا کی بھی کوئی تعریف ہو گی۔ پانی مٹی بھی مادی اشیاء ہیں ان کی بھی تعریف ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان تمام مادی اشیاء کو چھوڑو اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تو تمہیں اپنی مرضی ہی دے دی ہے۔ وَلَسَوْفَ يَغْفِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الطہ ۵) اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تو تمہیں اپنی مرضی دے دی ہے۔ مرضی کی کیا تعریف کریں گے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی کیا حد ہوگی۔ Blank Cheque دے دیا ہے۔ جو مرضی لکھ لو۔ میں کسی کو Blank Cheque دوں گا۔ تو اپنی حیثیت کے مطابق دوں گا۔ اپنے Bank Balance کے مطابق دوں گا۔ میرا بینک بینکس ہے۔ لاکھ، دو لاکھ، کروڑ، دس کروڑ ہے میرے Blank Cheque کی قیمت زیادہ سے زیادہ دس کروڑ ہے اس سے زیادہ کا چیک نہیں دے سکتا۔ بینک والے دس کروڑ سے زائد کا چیک وصول نہیں کریں گے اس سے زیادہ کی Payment

نہیں کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ اتنا تو روپیہ Account میں نہیں ہے۔ یہ بینک Dis-Honour ہو جائے گا۔ میری یہ حیثیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا بینک بینکس Bank Balance کتنا ہے۔ کوئی حد نہیں ہے۔ کوئی شارٹ نہیں۔ اس Bank Balance کا Blank Cheque میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں ہوتا میرا تیرا

میں تو اس شعر کی عفت بیان نہیں کر سکتا۔ یہ اعلیٰ حضرت کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہے اور جو کچھ تیرا ہے وہ میرا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چھوڑو اس میرے تیرے کو میں تو خود تیرا ہوں۔ چہرہ دیکھو کہ کیا حد لگاؤ گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی کوئی حد ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کھنٹی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

یہ شعر پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو کسی حد تک پہنچتا ہے۔ یہ فرس والے بیٹھے ہیں شاہی دل اور بھی کوئی سانس جانتے والا بیٹھا ہو۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ جتنا سونا دنیا میں آتا تھا وہ آچکا ہے اب مزید سونا نہیں بن سکتا۔ کیا پھر سونا بن سکتا ہے کیا لوہا سونا بن سکتا ہے۔ نہیں بن سکتا۔ بس جتنا سونا آتا تھا وہ آچکا۔ اب اسے ڈھونڈ لینا یہ جہاراکام ہے۔ یہ جیالو جی ہے یہ زمین ہے یہ ظلیات ہے یہ پانی ہے۔ یہ تانا بانا ہے۔ یہ لوہا ہے جو آتا تھا وہ آچکا اب اس پر اضافہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان ہے۔ پیالے میں چتر قطرے پانی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس

میں اپنی انگلیاں مبارک رکھ دیتے ہیں تو پانی کے خشے پھوٹ نکلتے ہیں پوری فوج نے پانی پیا۔ جانوروں نے پانی پیا۔ مٹھیکے بھر لئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تھے تو چند سو لیکن اگر لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی تھا۔ پانی ختم نہیں ہو رہا ہے۔ اسی جوش سے چل رہا ہے۔ یہ پانی کہاں سے آ رہا ہے۔ یہ کون سے سمندر سے آ رہا ہے۔ بحرِ قزقم سے آ رہا ہے کہ بحرِ اقل سے آ رہا ہے۔ یہ کون سے سمندر سے آ رہا ہے۔ یہ کسی سمندر کا نہیں ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گن کا پانی ہے۔ اس کا تعلق دنیاوی پانی سے ہے ہی نہیں۔ کسی نے کہا کہ آبِ زم زم بہت حیرت انگیز پانی ہے یہ ایک نبی علیہ السلام کی ایزدی سے لگا ہوا ہے ان کی ایزدی سے جاری ہوا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ خدا کے بندے ذرا سوچ لو کہ آبِ زم زم زیادہ عظمت والا ہے یا جو پانی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلی مبارک سے نکل رہا ہے وہ زیادہ عظیم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں آرام فرما رہے ہیں۔ بدن مبارک پر قمیص بھی نہیں ہے۔ نیچے مجبور کی چٹائی کا بچھوتا ہے۔ جسم اطہر پر مٹی بھی لگی ہوئی ہے۔ اور چٹائی کے نشان بھی پڑ گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تعریف لائے۔ اس حال میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا کیوں روتا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہ تو عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور آپ کے جسم مبارک پر کیڑا بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نہ سمجھتا کہ یہ میری غربت ہے مطلق ہے بلکہ میرا فقر اختیار ہے۔ اگر میں کہوں تو کہہ شریف کے سارے پہاڑ سونا بن جائیں۔ اگر فرماتے کہ میں جاؤ تو وہ بن جاتے اور فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو یہ میرے ساتھ ہی چلیں Auto Mobile ہو جائیں جلد نہ رچیں۔ پہاڑ میں یہ حرکت کہاں سے آئے گی۔ وہ سونا کہاں سے بن جائیں گے۔ یہ کون کی زبان کا اثر ہے۔

وہ زبان جس کو سب کون کی کھنٹی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

آج تو اگر عمر ہو رہی ہے۔ فلاں بادشاہ طاقتور ہے۔ فلاں بادشاہ ایسا ہے ہمارا آنے والا وزیرِ اعظم بڑا طاقتور ہو گا۔ اس کو تمام Powers ہوں گی۔ بخش ہی کسی کے سنبھالے میں نہیں آ رہا ہے۔ ٹوٹی بلینچر اور پتہ نہیں کہ کون کون سی حکومتیں ہیں کتنی مضبوط طاقتیں ہیں لیکن حشر والے دن تمام مٹا کر رکھ دئے جائیں گے۔ اس روز صرف حکم چلنا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیکراہی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو گی۔ ساری مخلوق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے گی۔ آج ان کی عظمت کو تسلیم کرو۔ نظامِ محمود جسے کہتے ہیں وہاں سارے کھڑے ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کریں گے۔ اس وقت یہ تعریف پوری نہیں ہو رہی ہے یہ ادھوری ہو رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق نہیں ہو رہی ہے لیکن قبول اس لئے ہے کہ اس سے بہتر ہمیں آتی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے شعر پڑھا گیا ہے۔ اور اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر تقدیق ہے۔ کہ یہ سچا ہے۔

مَا بَانَ مَدَحَتْ مَخْتَدَتْ بِمُفَافِئَتِي

وَلَكِنْ مَدَحَتْ مُفَافِئَتِي بِمُحْتَدِ

اپنی باتوں سے ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتے۔ یہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسند ہے۔ اس کی حیثیت حقیقی ہے لا ریب ہے۔ کوئی غامی نہیں ہے۔ کوئی کمی نہیں ہے۔ شعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا ہے اس لئے یہ بھی مرکزِ بندہ ہو گیا ہے۔ کوئی بندہ اپنی باتوں سے

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتا ہوں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر اپنی باتوں کو اپنی تقریر کو کجا لیتا ہے۔ تقریر کیا کہانی ہے ہم اپنی تقدیر میں سچا رہے ہیں۔ نعت خوانی کر کے کوئی پھوٹی باتیں کر کے ہم اپنا دور لگا رہے ہیں ہماری نعت خوانی کا میری تقریر کا کیا معیار ہے سو میں سے پانچ نمبر بھی نہیں ملیں گے کوئی تلفظ کی لٹلی لٹالے گا کوئی گرامر کی غلطی نکالے گا کوئی انداز بیان میں نقص نکالے گا اتنی کم تر ہونے کے باوجود اس کا فائدہ کیا ہے۔ جہاں بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ خواہ وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہی کیوں نہ ہو وہاں سے خوشبو نکلتا شروع ہو جاتی ہے۔ نور نکلتا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کہانیاں سے آگئی۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر سے آتی ہے فرشتے مقرر ہیں ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ جاؤ دیکھو جہاں سے خوشبو نکل رہی ہے۔ نور نکل رہا ہے۔ وہاں جا کر محفل میں بیٹھ جاؤ۔ پوری جگہ کو گھیر لو۔ مثال جو بے مشرق مغرب سے فرشتے آ جاتے ہیں اور محفل کی جگہ کو پہلے آسان تک گھیر لیے ہیں اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتے ہیں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایسی محفل دیکھی ہے جہاں حیرا ذکر ہو رہا ہے تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتو گواہ ہو جاؤ مجھے میری عظمت کی قسم ہے میں نے محفل میں شریک تمام لوگوں کو بخش دیا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے محفل ہفتش ہو رہی ہے۔ حالانکہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کر رہے ہیں لیکن قبول ہے۔ یہ عطا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے آگیا تھا ایک پیے لینے آگیا تھا۔ ایک روٹی کمانے کے لئے آگیا تھا۔ محفل فرشتوں کو ہماری نیت کا بھی پتہ ہے۔ آپ کیوں آئے ہیں۔ میں کیوں آیا ہوں یہ فرشتوں کو پتہ ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے۔ خدا کے بندو یہ تو فرشتوں کو بھی علم غیب ہے۔ آپ نے اپنی نیت کا اظہار تو نہیں کیا ہے۔ کسی کو بتایا تو نہیں ہے کہ کس غرض سے

آئے ہو لیکن فرشتے کو پتہ ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے۔

دل دیا ہر مسندوں ڈھونگتے کون دلاں دیاں جانے ہو

یہ تو فرشتے بھی جانتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ جو سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے بنے ہیں وہ بھی جانتے ہیں تو کیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو جس غرض سے بھی آیا ہے میں نے تیری نیت کو نہیں دیکھا ہے تیرے غلوں کو نہیں دیکھا ہے میں نے آج صرف حاضری دیکھی ہے۔ کوئی تو تم میں سے محفل کی غرض سے آیا ہوگا۔ اس کے پاس بیٹھنے والا بھی ناکام نہیں رہتا شقی نہیں رہتا بلکہ جنتی بن کر جاتا ہے۔ اور تمہیں کیا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ الفحند للہ رب الغلبنین سے بچاؤتے ہیں۔ درغلط ہیں۔ اگلے راستے پر لے جاتے ہیں۔ دینی زمانہ ایک اور بھی چال ہے۔ کہتے ہیں کہ سب فرتے ٹھیک ہیں۔ سب کلمہ گو ہیں سب نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں۔ داڑھی ٹوٹی وغیرہ سب میں ہے۔ لہذا سب سے بنا کر رکھو سب فرقہ والوں سے بھائی چارہ رکھو۔ صبح سات بجے ٹی وی پر یہی دُعا آتی ہے۔ بہت قائل دعا ہے۔ اگر مجھے یہاں کوئی قتل کر دے تو شاید شہید ہو جاؤں لیکن اگر وہ دعا مجھ پر اثر کرگئی تو میں جہنمی ہو جاؤں گا۔ سب فرتے ٹھیک ہیں کسی کو بُرا مت کہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَفْضَحُوا فرتے نہ بناؤ مگر یہ دعا تو فرتے بنا کر سب پر مہر لگا رہی ہے قبضہ کئے جا رہا ہے کہ سب کو ٹھیک کہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں فرتے نہ بناؤ یہ کہتا ہے کہ تہن تبرکے تھے ہیں اب ان کو برداشت کرو۔ کسی کو چھپڑو نہ اور اپنا چھوڑو نہ۔ یہ ضیاء الحق مرحوم کا نعرہ تھا۔ کسی کو نہ چھپڑو اپنا نہ چھوڑو سب کچھ ہمیں کر جاؤ۔ یہ نہایت بے ایمانی ہے۔ منافقت کی انتہا یہ فقرہ ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ دین تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دین اور شریعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں ہمیں دین بتانے کی نہیں بلکہ حضور علیہ

اصلوٰۃ والسلام کے بنائے ہوئے دین پر چلنے کا حکم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے بن جائیں گے ان میں سے بھتر چہنٹی ہوں گے۔ اور صرف ایک جنتی ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جنتی فرقہ کا نام ہوگا۔ فرمایا اس کا نام اہل سنت و جماعت ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نشانی کیا ہے۔ فرمایا کہ اس پر میں ہوں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا انجام کیا ہے۔ فرمایا کہ حشر والے دن صرف ان کے چہرے نورانی ہوں گے باقی سب کے بچھے ہوں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہیں۔ کس طرح سے ٹھیک ہیں۔ یہ تو تعلیمات اسلام کے خلاف ہے۔ پھر اس میں قائد اعظم کو لے آئیں گے۔ قائد اعظم سے کسی نے پوچھا کہ جناب آپ شیعہ ہیں یا کہ نہی ہیں۔ اس نے کہا کہ نہ میں نہی ہوں نہ میں شیعہ ہوں۔ پوچھا پھر آپ کیا ہیں۔ کہا کہ میں اس فرقہ پر ہوں جس پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس نے سنیہ کی نفی کی ہے۔ گو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرقہ پر ہونے کا اثبات ہے لیکن اس نے نفی کی ہے سنی ہونے کی۔ جو کہ اس کے اختیار میں نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو سنی ہے وہی جنتی ہے۔ قائد اعظم کہتے ہیں کہ سنیہ ہے ہی نہیں۔ قائد اعظم سے پاکستان لو۔ ایمان نہ لو۔ ایمان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرماتے ہیں اور اھر نہ پھنس جانا۔ کسی کی بخشش نہیں ہے سوائے سنی کے۔ مجدد صاحبؒ نے فرمایا اور حضرت سرکارِ غوث اعظمؒ نے فرمایا ہر سچے عقیدہ والے عالم نے فرمایا کہ نجات صرف اہل سنت و جماعت کی ہے اور کسی دوسرے کی نہیں ہے۔ کسی کی تسبیح، ٹوپی، داڑھی، مصلی، حفظ، قرات پر نہ جانا، عقیدے کو دیکھنا، عقیدہ صحیح ہے تو بیڑہ پار ہے۔ عقیدہ غلط ہے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب بکھریاں گئیں۔ مٹ گیا، عاصِلَةٌ نَّاصِيَةٌ تَصْلِيٰ نَارًا خَالِدَةٌ (الغاشیہ ۳۲-۳۳) کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں۔ سب اعمال بے کار

مئے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جس کا نمبر ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ جمادی الثانی کا مہینہ ہے۔ 22 جمادی الثانی آپ کا یوم وصال ہے آج اخبارات میں ان سے متعلق کالم لکھے جا رہے ہیں۔ ان کے فضائل و کمالات لکھے جا رہے ہیں۔ ان کا عقیدہ کیا ہے۔ وہ کس فرقہ پر ہیں۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت سید عثمان غنیؓ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ احد پر تشریف فرمائیں۔ پہاڑ کو جوش آ گیا۔ خوشی سے جھومنے لگا۔ حرکت میں آ گیا۔ یہ پہاڑ کوئی جھوٹا سپاہاڑ نہیں ہے۔ 35x15 میل ہے اور گہرا خدا جانے کتنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو شوکر ماری فرمایا رک جا۔ تجھ پر ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ یہ اختیار نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ لیکن یہ اس اختیار کا انکار کر کے جہنمی ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں۔ ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ یہ علم غیب ہے۔ فرمایا کہ ایک صدیق ہے۔ جو ہے بھی صدیق اور رہے گا بھی صدیق اور مرے گا بھی صدیق۔ اور دو شہید ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دونوں میں ہچیس سال بعد شہید ہو کر فوت ہوئے کوئی دوسری موت سے نہیں مرے۔ شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ پھر فرمایا کہ یہ عشرہ مبشرہ ہیں۔ یہ جنتی ہیں۔ کیا یہ علم غیب نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے لوگوں کو تو خوشخبری دیں کہ تو جنتی ہے۔ اور اپنے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو کہ کہاں جاتا ہے۔ میں آپ کو تو دو کا پہاڑہ پڑھاؤں $2 \times 2 = 4$ ہوتے ہیں لیکن یہ کہوں کہ مجھے دو کا پہاڑہ نہیں آتا۔ یہ کہیں مضحکہ خیز بات ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ میری بیٹی

خاتون جنت ہے۔ میرے نواسے نو جوانان جنت کے سردار ہیں حضرت باال سب سے پہلے جنت میں جائیں گے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی تکمیل پکڑے ہوئی۔ تکمیل پکڑنے والا جنت میں جا رہا ہے اور سواری کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ بھی جنت میں جا رہا ہے کہ نہیں جا رہا ہے۔ یہ حدیث ہے نہ۔ یہ کیوں نظر نہیں آتی۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دل میں نہ ہو تو پھر قرآن بھی نظر نہیں آتا۔ بلکہ قرآن اس قاری پر لخت کرتا ہے جو اسے اُلے پڑتا ہے کہ اسے قرآن میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مل جائیں۔ خامی مل جائے۔ اگر النّٰحْدُ لِلّٰہِ مل جائے تو ٹھیک ہے۔ لَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِلْ جَائے تو پھر بھی ٹھیک ہے۔ رازق مالک مل جائے تو ٹھیک ہے۔ یَا سَمِیُّ یَا قَیُّوْمُ مل جائے تو ٹھیک ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمۡ وَخَلْفَہُمۡ مل جائے تو بہت ٹھیک ہے۔ بڑا خوش ہوتا ہے۔ اس قاری پر قرآن خود لخت پیچتا ہے۔ خدا کے بندے ڈھونڈنے والی بات تو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ حضرت حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے قرآن میں سے کیا ڈھونڈا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

مغر قرآن، روح ایمان، جان دین
ہست جب رعدہ للعلیین

آپ نے پکڑ لکالا۔ قرآن مجید کا ست لکالا۔ عرق لکالا تو کیا ملا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت لکالی۔ قرآن کا پھوڑا۔ ایمان کی روح اور دین کی جان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ لیکن ان لوگوں نے کیا لکالا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو کوئی اختیار نہیں ہے ان کو تو کوئی علم نہیں ہے۔ کہ کہاں جانا ہے۔ حساب کتاب کے بعد پتہ ملے گا کہ کیا بنتا ہے۔ مر گئے ہیں فوت ہو گئے ہیں وہاں ان کے پاس مدینہ منورہ جانا ٹرک ہے۔ کہ شریف ای بیٹھے رہتا کہ شریف میں ایک رکعت پڑھنے کا

ثواب ایک لاکھ رکعت پڑھنے کے برابر ہے۔ مدینہ شریف میں پچاس ہزار ہے۔ آدھا رکعتوں کا ثواب رہ جائے گا۔ وہ یہ کیوں نہیں پڑھتا ہے۔ کہ کہ شریف میں ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ رکعت کے برابر ہے لیکن ہے ثواب۔ لیکن مدینہ شریف میں بخشش ہے۔ ثواب آتا بھی ہے جاتا بھی ہے۔ بخشش جب مل جاتی ہے تو پھر جانی نہیں ہے۔ حدیث پاک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میرے روئے کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کر لی۔ جو مدینہ پاک میں مر گیا میں اسے بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔ کہ شریف میں ثواب ہے۔ ثواب مٹ سکتا ہے۔ آپ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے پایاں پاؤں اندر رکھ لیں تو نیکیاں اس طرح سے جلتی ہیں جس طرح سے آگ میں سوکھی ٹکڑیاں جلتی ہیں۔ نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔ لیکن جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے وہ نہیں مٹتی ہے۔ بخشش مدینہ پاک میں ملتی ہے۔ احادیث مبارکہ ہیں کہ مسجد نبویؐ میں نماز کا ثواب مسجد حرام مکہ شریف سے ڈگنا ہے۔ دس گنا ہے۔ لاکھ گنا ہے۔ لاکھ ضرب لاکھ کتنا ہوو۔ یہ دل ارب بنتا ہے۔ اتنی رکعت کا ثواب اور پھر ساتھ بخشش۔ اور جو مدینہ نہ جائے وہ بے ایمان ہے۔ وہ مجھ سے جفا کرتا ہے۔ حج کرنے کے لئے آیا۔ حج کر لیا مدینہ شریف نہیں گیا تو حج بھی قبول نہیں ہے۔ فرمایا وہ مجھ پر ظلم کر کے جا رہا ہے۔ جو حج کرے پھر مدینہ شریف چلا جائے تو جنتی ہے اور جب وہاں اپنے گھر جائے گا تو جو بھی اس کی زیارت کر لے گا وہ بھی جنتی ہے جب تک شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حیرے دل پر قبضہ نہیں کرتی حیرتی حیرتی قبول نہیں ہے حیرے نواہل قبول نہیں۔ حج، روزہ، زکوٰۃ، قربانی قبول نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ نیست تقسیم فرما رہے ہیں۔ اور ایک معافی کہتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر انصاف میں نے

نہیں کرتا ہے تو پھر کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی فرمایا کہ یہ مرتد ہو گیا ہے میں ابھی اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھوڑ دو۔ اس جیسے کی پیدا ہوں گے۔ اس کی نسل بڑھے گی۔ ان کی عبادت بڑی قابلِ رشک ہوگی۔ حج، نماز، روزہ، قرات، تفسیر، طہارت، محراب ہوں گے۔ لیکن دین ان میں سے ایسے نکل جائے گا جس طرح سے کمان میں سے تیر نکل جاتا ہے۔ اسی طرح سے قرآن، حدیث اور نماز، روزہ وغیرہ سب ضائع ہو جائیں گے ان کے اعمال بے کار جائیں گے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے لیکن اس سے پہلے یہ ہے کہ ہم تو گناہ گار ہیں ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت ہے۔ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظمت ہے کہ حشر والے دن انبیاء عظیم السلام ان کے در پر جموں پھیلا کر کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں اٹھ کر فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے غلیل اللہ علیہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء عظیم السلام کو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر کھڑا کر دیا ہے۔ آج جو کچھ مرضی اگر مگر کر لو لیکن حشر کے دن پتہ چل جائے گا۔ ایک مولوی صاحب تقریر فرما رہے تھے کہ جب مقام محمود پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے۔ اور تمام بندے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہوں گے۔ اور عرض کر رہے ہوں گے۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُبْحٰنَیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَخَلِّیْ الْاَیْکَ وَاصْحَابَکَ یَا سُبْحٰنَیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ جو دنیا میں بھی یہی پڑھتے تھے وہ تو الگ ہو کر ابھی سے ہی جنت میں چلے جاؤ۔ اور جو باقی رہ جائیں گے ان پر لعنت کریں گے اور فرمائیں گے کہ یہاں تو ہمیں یاد آ

گیا ہے دنیا میں کیوں نہیں پڑھا۔ اسی لئے اٹھ کر نہ فرمایا کہ

آج لے ان کی پٹاہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

اور علامہ اقبال کیا فرماتے ہیں ان کا شعر ہے بڑا حوصلہ افزاء ہے اس لئے کہ وہ ہم پر بہت Fit آتا ہے۔

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی

نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق

یہ عشق کا مقام ہے عشق ہر چیز کی کی دور کرتا ہے۔ لیکن عشق کی کی کوئی چیز دور نہیں کر سکتی خواہ تو فائدہ کعبہ کا خلاف پکڑ لے۔ ملتزم کے ساتھ چٹ جائے۔ آپ زم زم کو پیتا رہے۔ حجر اسود کو بوسے دیتا رہے۔ ہر وقت سجدہ میں رہے۔ پھر بھی کوئی چیز تمہارے پلے میں نہیں ہے اگر تمہارے پلے کوئی چیز ہوتی ہے تو وہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور محبت کی بنیاد ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اعمال کی بنیاد کلمہ ہے۔ کلمہ کی بنیاد ایمان ہے اور ایمان کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبت کی بھی تو کوئی بنیاد ہوگی وہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہو جائے اس کا ادب کرنا بھی ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ میرا چھوٹا سا رد مال ہے اس کی Value کیا ہے۔ اس کی قدر و قیمت کیا ہے۔ دس بارہ میں بچیں روپے ہوگی۔ میں اس سے اپنی جوتی صاف کروں تو آپ کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں سر پر رکھوں میں اسے نیچے بچھا کر اوپر بیٹھ جاؤں میں اس پر نماز پڑھوں میری مرضی ہے۔ لیکن اگر اسی کپڑے کا قرآن مجید کا خلاف بن جائے تو پھر کیا ہوگا۔ ہر کوئی اس کو بوسے دے گا اس کے دھون کو بھی گندی نالی میں نہیں جانے دیں گے۔ کپڑا تو وہی ہے اب اس کو کیا ہو گیا ہے۔ اس کی قیمت وہی ہے بس نسبت بدل گئی ہے۔ عشق مصطفیٰ

دوسری نشست

حضرات دوحم کے خیال پیش ہوئے ہیں۔ ایک حمد پڑھی گئی ہے۔ حمد اللہ تعالیٰ کی تہریب ہوتی ہے۔ سب کا والی اللہ تعالیٰ ہے سب کا سائیں اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ ان کی حمد کا معنوں ہے اس کے سامنے سب عاجز ہیں۔ سب دُعا یاں اللہ تعالیٰ کو ہیں۔ تو خائف ہے۔ حیرے ہی کل پہاڑے ہیں۔ حیرے سامنے عقل بھی گم ہے۔ ساری شکلیں بنائے والی صرف تیری عی ذات ہے۔ علیٰ حد القیاس امر تیرا عا ہے اور تیری اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ اسی نعمت خواں نے کہ جس نے پہلے حمد پاری تعالیٰ پڑھی اس کے فوراً بعد پڑھا۔

اج سک متزاں دی دوحیری اے
کیوں ولای اداس گھنیری اے
لوں لوں دچہ شوق چنگیری اے
اج نیاں نے لایاں کیوں جھریاں
کھ چند بد شعطانی اے
تھے پنک دی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
عمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
نچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شانیں سب نیاں

صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح سے نسبت ہے۔ آپ کہیں گے کہ یہ کہاں سے نکال لیا ہے۔ میں آپ تو بندے ہیں مگر پڑتے ہیں کبھی کسی کتے نے تو کھ نہیں پڑھا اس نے تو کبھی نماز نہیں پڑھی جس شخص ہے کبھی پاک ہو سکتا نہیں ہے۔ سات سمندر کے پانی سے نہلا دو۔ کیا کتا پاک ہو جائے گا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ ناپاک ہو جائے گا۔ گیلہ اتنا خشک ہے بھی زیادہ ناپاک ہے وہ پاک نہیں ہو گا۔ اس کی اصل ناپاک ہے لیکن اگر وہی کتا کسی دلی کے در پر بیٹھ جائے تو پھر کیا بن جائے گا۔ اصحاب کہف کے در پر بیٹھ گیا قیامت کے روز بندے کی شکل اختیار کر کے جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرے۔ مرزا مظہر جانان کی دعا ہے۔

یا رسول اللہ از تو ہے خواہم خدا را
خدا یا از تو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را

اور شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ہر نام لازم کہ استم امت تو
گمناہ گارم وگن خوش نصیم

مجھے اس پر ناز ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا کلمہ پڑھتا ہوں۔ مانا کہ میں گمناہ گار ہوں جس میں بہت خوش نصیب ہوں مگر کلمہ شریف نے میرا بیڑہ پار کر دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو عقیدہ پڑا کہ ڈالنے والے ہیں چھندا لگانے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آپ جہاں سے شروع کیا تھا وہیں پر ختم کرتے ہیں۔

کریم سک ہمیک لے تو حیات بقی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات شن ہے۔

وما علینا الا البلاغ المحبین

خطاب برہان شاد خٹوبر 31-08-2002

ایہا صورت مثالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچہ قبر تے پل تھیں جد ہو سی مزر
سب کھوٹیاں تھیں تہہ کھریاں
ما تھلک ما تھلک ما اکملک
کھتے مہر علی کھتے تیری شاہ
گستاخ اکھیں کھتے جا لڑیاں

پہلے تو انہوں نے محمد باری تعالیٰ پر ہی اور فرمایا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ پھر حضرت پیر محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کام پڑھا اور فرمایا کہ سب کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی دیتے ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ تمہارے بیان میں تو بہت تضاد ہے۔ الٹی سی دی باتیں کر رہے ہو۔ یہ مکان افضل صاحب کا ہے پھر یہ کہ یہ مکان میرا ہے۔ ایک بات کرو کہ یہ مکان افضل صاحب کا ہے یا پھر میرا ہے یہ ساری کائنات میرے اللہ تعالیٰ کی ہے۔ پھر ایک اور نکتہ خواں تشریف لائے اور انہوں نے پڑھا

مکان توں لا مکاں مگر حکومت مصطفیٰ دی اے
جتنے مجرم بری ہوندے عدالت مصطفیٰ دی اے
رسولاں دا تے بنیاں دا سر افلاک کھتے کر کے
جیہدا رب نے لیا وعدہ نبوت مصطفیٰ دی اے
جنا کوئی کرے جے کہ جواب وچہ مسکرا چیا
دعاواں دینیاں سب توں ایہ عادت مصطفیٰ دی اے
عداوت کھلی والے دی جہنم تیک لے جانے دی
جے توں جانا اے جنت توں تے جنت مصطفیٰ دی اے

زمین ساری فلک سارے جنت دے سب نظارے
یک جہان کر لینے بن دی ریاست مصطفیٰ دی اے
میں اک عاشق نوں پچھیا جے رب بھیجی تے کی مسکین
جواب وچہ اوں نے دیا زیارت مصطفیٰ دی اے
نبی ہووے ولی ہووے عمر ہووے علی ہووے
خدا توں بعد سب نوں ضرورت مصطفیٰ دی اے
جے میں اعمال دل و یکساں تے ناصر کول کچھ دی نہیں
نقطہ امید بخشش دی محبت مصطفیٰ دی اے

دوسرے فرتے والے کہیں گے کہ ایک بات کرو۔ دو دو باتیں نہ کرو۔ اگر الحمد للہ کہتے ہو تو پھر سب تشریف اللہ تعالیٰ ہی کی کرو۔ کسی دوسرے کی تشریف نہ کرو۔ لے ما فی السموات وما فی الارض (البقرة ۲۵۵) کہتے ہو تو پھر ملکیت اللہ تعالیٰ کے پاس رہنے دو کسی دوسرے کو مالک نہ بناؤ۔ آپ تو ہر چیز اٹھا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتے ہو۔ اولیاء اللہ نہ دے دیتے ہو۔ انبیاء عظیم السلام کو دے دیتے ہو۔ ایک طرف رہو۔ صدر پاکستان یا مشرف رہے گا یا کوئی دوسرا ہوگا۔ ایک ہی صدر ہوگا دو تو نہیں ہوں گے جی تو سارا جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ سارا اختیار تو میرے پاس ہے۔ اگر ہمیں بھی کوئی اختیار دو گے تو ہم انکیشن (2002) لڑیں گے ورنہ ہم انکیشن میں حصہ نہیں لیں گے۔ بائیکاٹ کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ آئین میں ترامیم کر کے مشرف نے ساری طاقتیں Powers خود لے لی ہیں۔ جس کو چاہے معطل کرے جس کو چاہے ملازمت سے برخاست کرے جس کو چاہے Dis-Miss کرے۔ جو مرضی آئے کرے۔ اسکی کیا ہے۔ جمہوریت کیا ہے۔ وزیر اعظم کے پتے کیا ہے۔ جی جھگڑا چل رہا ہے۔ اور ہم نے اسے ہی جھگڑا

اللہ تعالیٰ کا کیا اختیار ہے اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار دیا ہے کہ نہیں۔ ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے اور حکومت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ یا اللہ ہم تیری تعریف کرتے ہیں آپ ہی ہمارا مسئلہ حل فرمائیں۔ ہم تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں اولیاء اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔ کیا ہم سچے ہیں کہ نہیں۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہونا چاہئے۔ حکومت اس کی ہے اور اس کی حکومت میں تصرف کرتے ہیں تو پھر اسی سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ ہم سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔ حضرت سیدنا بھی علیہ السلام کو دیکھیں وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں کوڑھی کو ٹھیک کرتا ہوں جس کا سانس کے پاس اب بھی کوئی علاج نہیں۔ کوئی حکیم کوئی ڈاکٹر اس کا علاج نہیں کر سکتا کوئی مادر زاد اندھا ہو۔ جس کا بینائی کا کوئی نظام بنایا نہیں ہے۔ میں اس کو آنکھیں دیتا ہوں۔ میں اس کی بینائی دیتا ہوں مٹی کا بت بنا کر لاؤ میں اس میں پھونک مارتا ہوں وہ پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔ یا اللہ یہ تیرے پیارے نبی علیہ السلام کی شان ہے تو پھر تیری کیا شان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری وہ ذاتی شان ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میری عطائی شان ہے۔ یہ فرق ہے۔ بس بات ختم ہوگئی میری وہ ذات ہے جس میں کوئی شریک نہیں۔ میری عطا سے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کریں تو وہ میری عظمت کا اظہار ہے۔ میرے عطا کرنے سے حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تصرف ملا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو ملا ہے وہ عطائی ہے۔ جب ان کی والدہ محترمہ پر لوگوں نے الزام تراشی کی کہ تیرا تو نکاح نہیں ہوا۔ تیری شادی نہیں ہوئی۔ کوئی تیرا خاوند نہیں ہے۔ پھر یہ بیٹا کہاں سے آیا ہے۔ سارے قبیلہ والے گھبرا گئے کہ ہماری تو بڑی عزت بنی ہوئی تھی۔ اس بیٹی نے کیا کیا ہے بیٹا کہاں سے لے آئی ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ بھی ان اعتراضات کی بہ

پگھرا گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اپنے بیٹے سے کہہ کہ وہ تیری گواہی دے۔ ایک دن کا بچہ ہے۔ فرمایا میں نبی علیہ السلام ہوں میں بتا سکتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور اپنے گھر میں کیا رکھ کے آئے ہو۔ بلکہ وہ مضارع کا صنف ہے کہ میں بتا سکتا ہوں کہ تم کیا کھاتے رہے ہو اور کیا کھاتے رہو گے۔ یعنی آپ نے بتایا کہ مجھے ظلم فیب ہے۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ رک متراں دیکھو میری اسے۔ حکومت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی درست ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا لا شریک نہ ہونا بھی درست ہے۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ بَیْ عَمِکَ ہے۔ لہ ما فی السَّمَوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ بھی ٹھیک ہے۔ دوسرے فرقوں والے کہتے ہیں کہ بس الْحَمْدُ لِلّٰہِ ہی درست ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی کی کو کچھ نہیں دے سکتا۔ یہی یہودی کہتے تھے کہ اللہ صرف ہمیں دیتا ہے ہم ہی اس کے محبوب ہیں۔ ہمارے علاوہ وہ کسی اور نہیں دیتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو دیتا ہے۔ ایلہ تعالیٰ بصیر ہے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سچ ہے۔ سنا ہے۔ وہ جی ہے۔ زندہ ہے۔ ہم بھی دیکھتے ہیں۔ سنتے ہیں اور زندہ ہیں۔ پھر فرق کیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ذاتی طور سے دیکھنے والا ہے سنتے والا ہے زندہ ہے اور ہم اس کی عطا سے دیکھتے ہیں سنتے ہیں اور زندہ ہیں۔ یہ عطا ہے اور ہمیں جو کچھ دیا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق سے دیا ہے۔ اس نے اپنی صفات ہمیں عطا فرمائی ہیں تو اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا کچھ نہ عطا فرمایا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑی بلند ہے۔ یہ عقیدہ ہونا چاہئے۔ آج ایک بندہ آیا تھا۔ کہنے لگا کہ میرے پاس نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے اس کے علاوہ آپ اور کیا تقاضا کرتے ہیں۔ نماز پڑھتا ہوں روزے رکھتا ہوں۔ حج کیا ہے، زکوٰۃ دیتا ہوں۔ تلاوت بھی کرتا ہوں۔ تفسیر کا بھی مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کی علاوہ اور کون سا تقاضا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جب تک تو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے

تیرے پتے ہی کوئی چیز نہیں ہے۔ جو کوئی بھی شان نبی ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے نبی ہے۔ اس نے میری شاہ صاحب نے فرمایا
 ایسے صورتوں میں جان آکھاں
 جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
 حج آکھاں تے رب دی شان آکھاں
 جس شان توں بنیاں سب شاناں
 اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے۔ یا اللہ تو حکومت والا
 ہے۔ تو تخت والا ہے۔ تیری کرسی ہے۔ تیرا عرش ہے تیری جنت ہے دوزخ ہے۔
 زمین، آسمان، ستارے، چاند، سورج، خزانے ہیں۔ ہر جگہ ہر مقام پر تیری ملکیت ہے
 تیرا قبضہ ہے۔ یا اللہ کیا تو نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کچھ دیا ہے۔ فرمایا اے
 میرے بندے میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ دے دیا ہے۔ عطا
 کل بنا دیا ہے۔ کائنات کے خزانوں کی چابیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی
 ہیں۔ ہر چیز کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کتنی ہے۔
 ہوا پر بھی قبضہ ہے۔ ہمارا قبضہ ہوا پر نہیں ہے۔ لیکن ان کا بارش پر قبضہ ہے۔ بادلوں پر
 قبضہ ہے۔ پرندوں پر قبضہ ہے۔ جنت پر بھی قبضہ ہے۔ ساری حقوق پر قبضہ ہے۔ یہ
 اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ طاقت نبی پاک صلی
 اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ملی ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ تمام انبیاء علیہم
 السلام کو نبوت، ہجرات، تصرفات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ملی ہے۔ اللہ
 تعالیٰ اس عظمت کو کھینچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور وہ عقیدہ کیا ہے کہ جس سے یہ سب
 کام بنتے ہیں وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔ جب تک عظمتیں،
 فضائلیں، کرامات، ہجرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلقہ نہیں مانو گے تمہارا ایمان

کھل نہیں ہوگا۔ ایمان کی تکمیل نہیں ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت مانو
 گے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ نیک اعمال بھی قبول ہو جائیں گے اور ایمان بھی مکمل
 نصیب ہو جائے گا۔ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام عظمتیں نہ مانی جائیں۔
 اس میں علم غیب بھی ہے حاضر ناظر ہونا بھی ہے۔ نور ہونا، شفیق ہونا، حیات ہونا، مالک
 و مختار ہونا بھی ہے۔ اور یہ شہ صفات ہیں۔ ننانوے اسماء گرامی تو حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے ایسے ہیں جو کتب میں لکھے ہوئے ہیں اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے چار ہزار اسماء گرامی ہیں۔ اور ہر نام ایک عظمت کا منظر ہے۔ یہ تمام صفات مانو
 گے تو پھر تیری عبادت تمام قبول ہیں۔ اگر اعمال میں کمی ہوئی تو یہ ایمان اس کی کو دور
 کر دے گا۔ لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ٹھیک نہیں ہے تو کوئی عمل اس کی
 کو دور نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو سب وحفۃ لا ضریفک نہ مانتے ہیں رازق مانتے ہیں
 مالک مانتے ہیں ہر چیز مانتے ہیں ہر صفت کو مانتے ہیں لیکن جب اختلاف ہوتا ہے تو وہ
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی شان کو کھینچنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہی ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نصیب کرے۔
 آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد افضل صاحب 01-09-2002

بقیہ صفحہ ۱۲۷

نیازی صاحب کی نعت ہے۔ سروری کیا ہے۔ سکندری کیا ہے۔ میں ان کا گلو ہوں۔
 مجھے کی کیا ہے۔ ان کی شان کریم کو نہ ماننے والوں میں اتنا جاوہر کا فری کیا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریم کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 13-09-2002

شبانی سے کہی دو قدم ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِکَتَهُ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا . الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی الْکَلْبِ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ .

معزز حاضرین: ایک مثال ہے کہ ایک بندہ جنت میں داخل ہو گا اسے کبھی بازی کا شوق ہو گا وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ مجھے یہاں کا شکار کرنے کی اجازت فرمائیں میں نے فصل بوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دنیا میں تو یہی کام کرتا آیا ہے اب یہاں آ کر پھر وہی کام کرنا چاہتا ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ مجھے بہت شوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اجازت فرمادیں گے کہ جاؤ فصل بونا چاہتے ہو وہ بود۔ وہ فصل بوئے گا تو وہ اسی لمحے آگ آئے گی بڑھ جائے گی پک جائے گی وہ اسی لمحہ اس کو کاٹ لے گا۔ یہ سارا کام چند لمحوں میں ہو جائے گا۔ With out any loss of time۔ وہ پھر بوئے گا پھر کاٹ لے گا۔ وہ خوش ہو جائے گا۔ میری عرض یہ ہے کہ کیا اس دنیا میں بھی کوئی کام ایسا ہے۔ جو چند منٹوں میں ہو جائے۔ جنت میں تو ہو جائے گا۔ اس نے فصل بوئی کما لگایا۔ کپاس لگائی، دھان لگائی، گندم لگائی منٹوں میں پیدا ہو گئی منٹوں میں تیار ہو گئی اور منٹوں میں کاٹ لی گئی۔ کیا دنیا میں بھی کوئی ایسا عمل ہے جو منٹوں میں ہو جائے تو کام بن جائے۔ ایک مثال یہ ہے کہ میرا رومال ہے پرانا ہے اس کی کوئی وقعت نہیں اس کی کوئی قیمت نہیں اس کو میں جس طرح سے مرضی استعمال کروں۔ سر پر رکھوں کہ نیچے پھا کر اوپر بیٹھ جاؤں یا اس سے اپنی جوتی صاف کروں۔ میری مرضی

ہے میرا رومال ہے۔ لیکن اگر اس رومال سے قرآن مجید کا خلاف بن جائے تو یہ سر پر رکھنے والی عظیم چیز بن گئی ہے۔ اس کو بوسے دیں گے اس کے دھون کو گندی چمک نہی جانے دیں گے۔ بڑا احترام کریں جس طرح جنت میں فصل منٹوں میں بن گئی اس طرح سے یہ رومال منٹوں میں قابل قدر چیز بن گئی۔ کوئی مٹی ہو کوئی پتھر ہوں کوئی ریت ہو۔ بالکل ناکارہ اور بے کار ہو اگر اس پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگ جائیں تو وہ کیا بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں تیرے قدم لگے ہیں مجھے اس جگہ کی قسم ہے۔ اگر شرب کی زمیں پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم لگ جائیں۔ تو وہ اسی لمحہ مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔ پہلے بیماری کا گھر پھر دار الشفاء۔ فرمایا کہ مدینہ پاک کی مٹی میں شفا ہے جب مدینہ منورہ آؤ اور گرداؤں سے تونہ پر رومال نہ رکھو بلکہ منہ کھول کر سانس لو کہ اس خاک کے ذرات میں شفا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظمؒ بہت بڑی ہستی ہیں ان کا نام لیں۔ یا غوث الاعظمؒ بس عمل ختم ہو گئے لیکن ملا کیا۔ میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد دی ولی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاک نہ رہندے تے میل اندر دی جانہی

اسی لمحے حیرے اندر کی میل میرے اندر کی میل اتر کر ہم پاک ہو گئے تمام کناہ معاف ہو گئے۔ عمل کیا کیا ہے صرف اتنا کہا ہے کہ یا غوث الاعظمؒ اللہ تعالیٰ ایسا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ چیز قرآن مجید سے ثابت ہے۔ شاید آپ یہ سمجھیں کہ میاں محمد بخش صاحبؒ نے شعر بتا دیا ہے اور میں نے عرض کر دیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی جاتی رہی۔ نور ختم ہو گیا۔ اندھے ہو گئے جب بھائی مصر گئے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو بتایا کہ والد صاحب کی آنکھیں تو جاتی رہی ہیں۔ اندھے ہو گئے ہیں۔ فرمایا کوئی بات نہیں میری

نہیں لے جاؤ جو نبی و قیس حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر لگائی گئی اسی لیے آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اس قیس کو دوائی نہیں لگی ہوئی ہے اس میں کوئی Medicine نہیں ہے۔ کوئی کیمیکل Chemical نہیں لگا ہوا ہے۔ کچھ نہیں ہے صرف یہ کہ مرد کامل حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم مبارک سے چھو گئی ہے۔ جس طرح سے میرا رومال قرآن مجید کا غلاف بن کر عظمت والا ہو گیا وہ قیس شفا دینے والی بن گئی ہے۔ دو گنگوٹیاں بندے آپس میں مصافحہ کریں۔ ہاتھ ملائیں اور پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں ہاتھ پیچھے کریں دونوں کی بخشش ہوگی جنت میں فصل لہوئے منے تو پھر بھی کچھ وقت لگا ہوگا۔ یہاں تو اتنا بھی وقت نہیں لگا ہے۔ آپ یہ کہیں کہ یا اللہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے۔ کتے دیکھیں توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دُعا بھی ختم ہوگئی اور کام بھی بن گیا۔ دُعا تو ختم ہوگئی ہے لیکن کام کیا بنا ہے۔ کہ اگر زیارت ہوگئی تو آپ ولی اللہ بن گئے اور اگر نہ ہوئی تو مرنے کے بعد بھی یہ حرمت تیرے ساتھ جائے گی۔ جو نبی لوگ تیری قبر کو بند کریں گے یہ حرمت اسی لیے شمع بن کر تیری قبر کو روشن کر دے گی۔ اور عمل بھی کیا کیا ہے صرف زبانی طور سے یہ کہا ہے کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ یہ دُعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت میں ایک امت کا حال پڑھا کہ وہ صرف نیت ہی کرے گی۔ تو اس کی نیکی کرنے کا پورا ثواب مل جائے گا گویا کہ اس نے جس نیکی کی نیت کی وہ کر بھی لی۔ کوئی کہے کہ مجھے زیارت ہو جائے تو زیارت کا ثواب مل گیا۔ تو کہہ کر

زہے نصیب مدینہ نصیب ہو جائے

یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے

۱۸
اتنی بات کر دی۔ توریت میں لکھا تھا کہ اسے مدینہ منورہ کی زیارت کا ثواب مل گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کیا وہ امت مجھے نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ امت میرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہ آپ کو نہیں مل سکتی پھر انہوں نے توریت میں پڑھا کہ ایک کھانا کھانے والا ہے۔ جتنا ثواب کھانا کھانے والے کو ملے اتنا ہی ثواب کھانا کھانے والے کو بھی ملے گا۔ مقبول حسن صاحب کے ہاں محفل ہے انہوں نے دیگ پکائی۔ دو تین ہزار روپیہ خرچ کیا ہے۔ لیکن میں نے اور آپ نے کیا کیا ہے۔ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ جتنا مقبول حسن کو ثواب ملتا ہے اتنا ہی آپ کو بھی ملتا ہے۔ جتنا زیادہ کھاؤ گے۔ اتنا ہی ثواب بھی زیادہ مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ امت مجھے نہیں مل سکتی۔ فرمایا کہ نہیں یہ امت تمہیں نہیں مل سکتی یہ امت میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ پھر یہ پڑھا کہ یہ امت سب سے پہلے جنت میں جائے گی۔ انبیاء عظیم اسلام سے بھی پہلے جائے گی۔ عرض کیا یا اللہ یہ امت سب سے پہلے کیوں جائے گی۔ اس نے کون سا عمل ایسا کیا ہے۔ بڑی فضیلت والی امت ہے۔ یا اللہ یہ امت مجھے دے دے فرمایا کہ نہیں یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ حضرات یہ آپ کی تعریف ہو رہی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمال کو مانو تو پھر دیکھو کہ کیا ملتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے موسیٰ علیہ السلام یہ امت تمہیں نہیں مل سکتی تو عرض کیا کہ یا اللہ میری نبوت لے لے اور مجھے اس امت کا فرد بنا دے۔ مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں شامل کر دے۔ ہمیں یہ چیز مفت میں مل گئی ہے۔ اس لئے قدر نہیں کرتے۔ آپ اس ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ مفت میں استعمال کرتے ہیں کبھی اس کی قیمت ادا کی ہے اگر ایک منٹ کے لئے ہوا نہ ملے تو موت واقع ہو جائے۔ اس کی اتنی اہمیت ہے۔ جس طرح سے ہمیں یہ ہوا مفت مل گئی ہے اسی

۱۶
طرح سے کلمہ مفت میں مل گیا ہے۔ یہ کرم ہے۔ اگر کسی غیر مسلم بد مذہب کے گھر میں پیدا کر دئے جاتے تو شاید یہ کلمہ نصیب ہی نہ ہوتا۔ یہ کرم ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔

جسے چاہا در پر بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

ہم وہ ہا نصیب ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گارہے ہیں۔ یہ بھی ان کی توفیق سے ہی گارہے ہیں۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیتا ہوں آپ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ یہ سارا عمل ہے میں نے کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر یہ کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر یہ کیوں کرتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور نظر آتا ہے۔ میں اس کو چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر کی اس سنت پر عمل کرے گا۔ وہ ان کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ کوئی قیمت نہیں دینا پڑتی۔ لوگ روکتے ہیں کہ یہ بدعت ہے شرک ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عمل کو پسند فرما رہے ہیں اور اس پر انعام عطا فرما رہے ہیں۔ جنت کی بشارت دے رہے ہیں کہ جنت میں بھی اس مقام پر ہوگا جہاں حضرت سیدنا صدیق اکبر ہوں گے اللہ تعالیٰ ایسا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چند لمحوں میں بتانے والی بات ایک یہ ہے کہ جو پہلے بھی کسی مرتبہ عرض کی ہے۔ ایک صحابی ایک دیکھی اشکر لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں مچلی ہے دو دن سے اس کو پکا رہے ہیں لیکن یہ بجتی نہیں ہے۔ پتہ نہیں لیا کہ یہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مچلی سے پوچھا۔ کھڑے کی ہوئی مچلی اور دو دنوں میں آگ

پر رکھی ہوئی مچلی سے فرمایا کہ اے مچلی تو بجتی کیوں نہیں ہے۔ مچلی عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دریا میں تیر رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب دریا میں جا رہے تھے۔ انہوں نے درود شریف پڑھا میں نے وہ نہ لیا۔ میں نے کوئی اور عمل نہیں کیا بس درود شریف سنا ہے تو مجھے آگ نہیں جلا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگوں کو اور اے علیؑ لکھ لو اس حدیث پاک کو کہ مچلی نے ایک بار درود شریف سن لیا تو دنیاوی آگ اسے نہیں جلاتی تم بھی ایک بار پڑھ لو گے تو جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نوازش ہے۔ یہ محفل میلاد ہے کیا معیار ہے اس محفل کا۔ خواہ کوئی معیار نہ ہو بس اس میں صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو۔ معیار ہو۔ آواز ہو۔ عمارت ہو کچھ ہو یا نہ ہو اس سے کوئی غرض نہیں لیکن صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ آواز اچھی ہو تو بہت بہتر۔ نہ تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پسند فرماتے ہیں۔ محفل سے نور نکلتا ہے خوشبو نکلتی ہے۔ فرشتے بھی آتے ہیں۔ اور محفل کے بعد بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تیرا ذکر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر۔ اولیاء اللہ کا ذکر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے میری محفلت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک آدمی ایسے ہی جاتے ہوئے محفل کو دیکھ کر آسمانیاں اس کی محفل میں شرکت کی کوئی غرض نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل کو دیکھا ہے محفل کے شرکاء کے پاس جیسے والا بھی جتنی نہیں رہتا۔ جتنی من جاتا ہے۔ تو یہ ہے کہ محفلوں میں کام بنتا ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک چھوٹے سائے سے ضرور کر لیا کریں۔ کم از کم ایک بار اپنی زندگی میں ضرور کر لیں۔ صرف یہ ہے کہ ازل آخردرود شریف پڑھ لیں۔ اور

حمی۔ کرہ بھی کالا ہو گیا ہوا تھا۔ وہ عورت پہلے گئی اور پچھتی سے کہ بھابی یہ آپ نے کیا فعل بنا رکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بی بی اگر تمہیں مجھ سے پیار ہوتا تو تمہیں میری فعل بہت خوبصورت نظر آتی۔ اگر تجھے نی پاکی علیہ اہصولۃ والسلام سے پیار ہے محبت ہے تو پھر وہ تمہیں بہت خوبصورت نظر آئیں گے۔ اگر نی پاک علیہ اہصولۃ والسلام تیرے ہیں اور تجھے ان سے محبت ہے پھر تمہیں نی پاک علیہ اہصولۃ والسلام کا کمال نظر آئے گا۔ اگر تمہیں یہ کمال نظر آجائے تو یہ تیری بخشش کا بھانہ ہے۔ ایک دوسری بات ہے کہ ایک عیبر صاحب ہیری کے درخت کے نیچے تشریف فرماتے۔ ایک لڑکا آیا اس نے درخت میں ہیر لگے ہوئے دیکھے تو پھر اٹھا کر مارا۔ ہیر کو کوئی نہ مگرا لیکن وہ پھر عیبر صاحب کو لگ گیا۔ عیبر صاحب کے جو میرے باخادم تھے انہوں نے اس لڑکے کو پکڑ لیا۔ عیبر صاحب نے فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ وہ لے آئے تو عیبر صاحب نے پوچھا کہ بیٹا کیا چھرو نے مارا ہے۔ جی ہاں میں نے ہی مارا ہے۔ کیا ہیری نے تمہیں کوئی ہیر دیا ہے۔ جی نہیں۔ فرمایا کہ ہیری نے تو تمہیں کچھ نہیں دیا تو کیا میں ہیری سے کم تر ہوں کہ تمہیں کچھ نہ دوں۔ جاؤ میں تمہیں دلایت دیتا ہوں۔ تجھے ولی اللہ بتاتا ہوں۔ ہیری کچھ دے یا نہ دے یہ اس کی بات ہے۔ چھرو نے اس کو مارا ہے۔ وہی چھرو مجھے بھی لگ گیا ہے۔ ہیری نے کچھ نہیں دیا لیکن کیا میں بھی ہیری کی طرح بن جاؤں کہ چھرو کا کبھی کچھ نہ دوں ایک نگاہ ڈالی تو ولی اللہ بنا کر رکھ دیا۔ چند لمحوں میں ولی اللہ بن گیا۔ تو بھی کسی کی نگاہ میں آ جا۔ "اک دیدار مرشد را باہو بیونوں لکھ کر دواں جہاں ہو" "ایک اور بات سنیں کیا بات ہے۔ حضرت غلام فرید مٹھن کوٹ والے جو ہیں ان کے بھائی عیبر صاحب تھے۔ ان کا نام فرج جہاں تھا۔ ان کی ملکیت میں ساتھ ستر مریخ زمین تھی۔ برادری کے بندے آئے دوست آئے اور حضرت غلام فرید سے کہنے لگے کہ اپنے بھائی کے ساتھ جائیداد تقسیم کر لو۔ وہ بڑا بھائی ہے۔ وہ ہیر

الحمد شریف پڑھ لیں اور کہیں کہ یا اللہ اس کا ثواب ساری امت محمدیہ کو بخش دے۔ کیا ملا۔ ہر امتی کو پورا پورا ملا۔ فرض کیا کہ ثواب دس یونٹ ہے۔ ایک کو بخشش تو دس یونٹ اسے مل گئے۔ دو کو بخشش تو ہر ایک کو دس یونٹ مل گئے۔ کروڑ کو بخشش تو ہر ایک کو دس یونٹ ملیں گے۔ ساری امت محمدیہ کو بخشش تو ہر ایک کو دس یونٹ ثواب مل گیا۔ تیسرا تیرے پاس ہے۔ اس کے علاوہ کیا ملا کہ جتنی امت محمدیہ کے افرادی تعداد ہے اتنی نیکیاں تیرے نامہ اعمال میں لکھ دی جاتی ہیں۔ حضور علیہ اہصولۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی اولاد دوکن سی ہے جو والدین کے لئے بخشش کی دعا کرے۔ ہماری نماز کی تکمیل نہیں ہوتی۔ جب تک ہم یہ دعا نہ کریں کہ یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے۔ تمام مومنین کو بخش دے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيْ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) "اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنین کو جس دن حساب قائم ہوگا۔" دو تین باتیں ہیں جو عرض کرنی ہیں۔ ایک صاحب تھے اشفاق احمد اس کا نام تھا لیکن ریڈیو پر پرتگین شاہ کے نام سے آتا تھا۔ اس نے ایک ڈرامہ پیش کیا تھا۔ کہ ایک ماں ہے وہ اپنے بچے کو پڑھا رہی ہے۔ اس میں ایک لفظ آیا "محبت" بچہ پوچھتا ہے کہ امی جان محبت کیا ہوتی ہے۔ والدہ نے بہت طرح سے سمجھایا لیکن بچے کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔ اب اس کی طرح سے سمجھائے کہ محبت کیا ہوتی ہے۔ آپ ہی بتائیں کہ محبت کیا ہوتی ہے۔ یہ جذبات ہیں جو الفاظ میں بیان نہیں کئے جاسکتے۔ اشفاق صاحب کی وہ بیگم حمیدہ وہ کہتے ہیں کہ ماموں کا جن میں غلام عیبر صاحب ہیں ان کے پاس چلتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ محبت کیا ہوتی ہے۔ وہ دونوں ماموں کا جن بچے تھے۔ عیبر صاحب کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ انہوں نے آگ جلائی ہوئی ہے لیکن آگ جل نہیں رہی صرف دھواں ہی دھواں ہے۔ وہ کوئی تیز پکا رہے تھے۔ دھواں نکل رہا تھا۔ دھوئیں سے کپڑے بھی کالے اور داڑھی بھی کالی ہو رہی

صاحب بھی ہے وہ تیرا حصہ بھی خلیہ کر جائے گا۔ تیری زمین بیل جائے گی۔ تیرا گزارہ
 کس طرح سے ہوگا۔ یہ دونوں باپ کی طرف سے تھے تھے۔ لیکن ماں کی طرف سے
 نہ تھے تھے۔ تیرا سوا بھائی ہے تجھے کچھ نہیں دے گا۔ بھر ہے کہ اپنی جائیداد تقسیم کر
 اپنی کاشتکاری ملحدہ کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ آنے والے وقت میں کسی مصیبت میں پڑ
 پاؤ۔ حضرت ہام فریتے نے اپنی ساری برادری کے سر کردہ لوگوں کو بلایا اور اپنے بھائی
 حضرت فخر جہاں کو بھی لے لیا۔ اور فرمایا کہ میں نے اپنی جائیداد تقسیم کرنی ہے سب
 آجاؤ۔ سارے رشتہ دار و غیرہ آجئے اور جو شرارتی تھے وہ بھی آجئے۔ حضرت ہام فریتے
 نے فرمایا کہ میں نے جائیداد تقسیم کرنی ہے۔ حضرت فخر جہاں نے فرمایا کہ ضرور۔ میں
 حاضر ہوں آپ تقسیم فرما دیں۔ حضرت ہام فریتے آئے اور فرمایا کہ تقسیم بھی میں نے کرنی
 ہے۔ اور پہلے حصہ بھی میں نے افغانا ہے۔ یہ بڑا مشکل ہے۔ کوئی ایسے نہیں مانتا
 ہے۔ جب جائیداد تقسیم ہوتی ہے۔ ایک فریق مجھے بتاتا ہے دوسرا پہلے اپنا حصہ افغانا
 ہے۔ دونوں باتیں ایک ہی فریق نہیں کرتا۔ ترجیحات ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں دیکھی طور
 کے خلاف ہے کہ تقسیم بھی ایک فریق نے کرنی ہے اور دوسری پہلے اسی نے افغانا ہے۔
 حضرت فخر جہاں نے قبول کر لیا۔ اور فرمایا کہ جس طرح سے ہام فریتے کا دل چاہے وہ کہ
 لے۔ حضرت ہام فریتے نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ساری جائیداد
 زمین وغیرہ ہے۔ اور دوسری طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ میری صاحب حضرت
 فخر جہاں ہیں۔ یہ تقسیم ہے۔ ایک طرف کل جائیداد اور دوسری طرف صرف میری
 صاحب۔ میں اب حصہ لیتا ہوں۔ فرمایا کہ ان دونوں میں سے میں میری صاحب کو لیتا
 ہوں۔ مجھے جائیداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں اپنے بھائی فخر جہاں کے نام کرتا ہوں۔
 حضرت فخر جہاں نے فرمایا کہ اسے فریتے کن لو یہ تمام جائیداد بھی تمہاری ہے اور میں خود
 ہی تمہارا ہوں۔ میرا سب گمراہ بھی تیرا ہے۔ تیرا ہی نام بلند رہے گا۔ آج فخر جہاں کو

بہت کم لوگ جانتے ہیں لیکن حضرت ہام فریتے کو پوری دنیا جانتی ہے۔ دنیا کیوں نہیں
 جانتی ہے اس نے کیا کیا ہے۔ اس نے دنیاوی چیزیں نہیں مانگیں بلکہ اس نے میری
 صاحب کا دامن پکڑا ہے۔ اور میری صاحب کا دامن۔ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہے۔ ایک میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ طلاق تک نوبت پہنچ گئی۔ شوہر نے کہا
 کہ میں نے تمہیں طلاق دے دینی ہے۔ بیوی نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ بزرگ و شہ
 دار آئے آئے دونوں کو سمجھایا۔ عورت سے کہا کہ اب تین چار تیرے بچے ہیں
 رسیدہ ہو گئی ہے۔ کہاں چلنے کی بچے کہاں جائیں گے۔ مرد کو سمجھایا کہ تیری عمر بھی
 زیادہ ہو گئی ہے۔ تجھے اب دھرا نکاح کیسے ممکن ہے کون مر رسیدہ کو بیٹھا دیتا ہے۔ ہا
 آجاؤ آجئیں میں سمجھو کر لو۔ سوگ کر لو۔ اب باقی زندگی جو ہے وہ درگزر کرو۔
 برداشت کرو لیکن نہ عورت والے مانتے تھے نہ لڑکے والے مانتے تھے خوب آہن
 میں لڑائی جھگڑا تھا۔ جو ان میں صلح صفائی کرانے والا تھا اس نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں
 ابھی آتا ہوں تو بات کرتے ہیں۔ اس کے گھر میں بچپنات ہو رہی تھی۔ وہ اٹھ کر آیا اس
 کے پاس اس کے گھر صاحب کی جوتی تھی۔ اس نے اس جوتی مبارک کو بوسہ دیا اور
 اپنے سر پر رکھا اور دعا کی کہ یا اللہ اس ظلمین کے صدر سے ان دونوں فریقوں میں صلح کر
 دے واپس باہر آ گیا۔ اور پوچھا کہ ہاں اب بات کرو۔ فیصلہ کر دیا کرتے ہو۔ دونوں
 نے یک زبان ہو کر کہا کہ اب کیا لڑنا جھگڑنا ہے۔ بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ ہم فیصلہ
 آپ پر ہی چھوڑتے ہیں۔ آپ جو کہہ دیں ہمیں منظور ہے۔ اس منصف نے کہا کہ اچھا
 پھر میں فیصلہ کرتا ہوں کہ لڑائی جھگڑا بند کرو۔ اور لڑکی کو اس کے خاوند کے ساتھ بھیج دو۔
 وہ اپنے گھر میں صلح صفائی سے رہیں۔ کوئی دوسرا فرد ان میں تفریق ڈالنے کی کوشش نہ
 کرے۔ عورت اسی وقت اٹھی اور اس نے اپنے خاوند کے پاؤں پکڑ لئے کہ مجھ سے جو
 زیادتی ہوئی ہے وہ مجھے معاف کر دو۔ خاوند نے معاف کر دیا۔ پھر صفوں میں صلح ہو

گئی۔ وہ صلح کہاں سے ہوئی وہ میر صاحب کی جوتی کی برکت سے ہوئی ہے۔ آپ بھی اپنے پاس اپنے میر صاحب کی کوئی نشانی رکھ لو اگر کبھی زندگی میں کوئی سختی آئے کوئی مشکل پیش آئے تو اس کا واسطہ پکڑ لیں۔ سلسلہ نقشبندی چلے ہی اسی سے ہے۔ حضرت امام شافعی کے پاس ان کے میر صاحب حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر تھی۔ جب بھی کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا کہ جس کی سمجھ نہ آتی تو آپ اس قبر مبارک کو پانی میں بھونک کر پانی پی لیتے تو مسئلہ کی سمجھ آ جاتی۔ پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سولہ حملے کئے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی پھر حضرت ابو الحسن خرقانی کے پاس حاضر ہوا کہ ان سے دعا کراؤں۔ انہوں نے فرمایا کہ میری قبر سے لے جاؤ۔ جب مشکل پیش آئے تو اس کا واسطہ پکڑنا۔ لمبی کہانی ہے۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ سومات کا مندر جو بہت مضبوط تھا۔ ہندوؤں کا گڑھ تھا وہ فتح نہیں ہوتا تھا۔ کجرات کا ضیاء واڑ کا علاقہ جہاں آج کل ہندو مسلم فسادات ہو رہے ہیں مسلمانوں کے مکان جلانے جا رہے ہیں ان کو شک کیا جا رہا ہے۔ وہاں وہ سومات کا مندر تھا۔ محمود غزنوی نے حملہ کیا لیکن پھر شکست کے آثار نمودار ہوئے فوراً قبر نکالی اور اس کا واسطہ دیا کہ یا اللہ اس قبر سے صدقے مسلمانوں کو فتح دے دے۔ اسی فتح ہو گئی۔ یہ فتح کس طرف سے ہوئی۔ یہ اس دلی کمال کی قبر کی وجہ سے ہوئی۔ کبھی بھی بزرگ کی کوئی چیز اپنے پاس ضرور رکھو۔ یہ ہمیشہ کام آنے والی چیز ہے۔ کچھ بھی پاس نہ ہو اور کچھ مشکل پیش آجائے تو اپنی پٹیل سے اپنی کاپی پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مبارک کا نقش بنا لو اور عرض کرو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی مبارک کا نشان ہے۔ اس کو بوسہ دو اور سر پر رکھ کر جو بھی دعا کرو گے حدیث پاک ہے کہ وہ قبول ہوگی۔ یہ مندر میں کام کرنے والی چیز ہے۔ سختی دور کی نسبت ہے۔ میری پٹیل ہے۔ میرا نشان ہے۔ میں نے نقش بنایا ہے۔ یہ اگرچہ اصل نہیں ہے نقل ہے بہت چھوٹی ہے

پاؤں مبارک تو بڑا تھا۔ لیکن محض نسبت کی وجہ سے ہر کام آئے گی۔ جو بھی تیری مشکل ہے جو بھی مصیبت ہے وہ دور ہو جائے گی۔ یہ نسبت ہے۔ یہ نسبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نسبت جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے آمین و ما علینا الا البلاغ الغنی

خطاب برہنٹس غلیظ مقبول حسن صاحب 14-09-2002

دوسری نشست

معزز حاضرین! جو کوئی علم ہے۔ نعت شریف کا علم ہے کہ کوئی دوسرا علم ہے۔ وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں۔

لے جو اذن شہاد کا تو لفظ لے لے ہیں

جو ہو ان کی مرضی تو نعت غنی ہے

تقریر ملتی ہے۔ صدارت ملتی ہے۔ علم ملتا ہے۔ اس کے چند ایک واقعات ہیں۔ ثبوت ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعی ہی ایسا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حافظہ کمزور ہے۔ بہت جلد بھول جاتا ہوں جو علم ملتا ہے وہ بھول ہو جاتا ہے۔ مجھے حافظہ عطا فرمائیں تاکہ میں جو کچھ سیکوں اسے یاد رکھ سکوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہیں لے آؤ کہیں لے آئے فرمایا بچھا دو۔ بچھا دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی ہوا میں سے تمہیں بک بھر کر اس میں ڈال دے فرمایا پیٹنے سے لگا لو۔ اس نے پیٹنے سے لگا لیا اس کے بعد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی حدیث اسے بھولی نہیں۔ کوئی فرماتے ہیں دو لاکھ اور کوئی فرماتے ہیں کہ نو لاکھ احادیث مبارکہ کہ راوی ہیں۔ وہ حضرت ابو ہریرہؓ کہ جن کا حافظہ ہی نہیں تھا۔ اب اتنا زیادہ حافظہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی حافظہ والا ہے ہی نہیں ہے۔ کوئی کچھ

نہیں کھایا۔ کوئی متوی حاضر نہ تھا۔ چنانچہ کھانے کوئی مشق Exercise نہیں کی صرف
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کونینے سے لگایا ہے۔ سارے علم آگئے ہیں۔ حضور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ وہ ہستی ہیں کہ مجھے جتنے
 بھی علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ
 کے سینے میں بھر دیے ہیں۔ علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے ہیں عطا فرما رہے ہیں کوئی یوندر مٹی نہیں ہے کوئی مدرسہ نہیں
 ہے۔ کچھ نہیں ہے۔ سامنے بٹھا کر تکرر عبادت ڈالی ہے کہ سارے علوم آگئے ہیں۔ سب
 سے بڑا مفسر۔ قرآن کو جاننے والا۔ تفسیر کرنے والا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ہے۔
 حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در دولت
 پر حاضر ہوئے تو پہلے چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس زمانہ
 میں لیلین نہیں ہوتی تھی بندے باہر جایا کرتے تھے۔ اب بھی خاص طور پر گاؤں میں
 لوگ کہتے ہیں باہر جانا۔ پوچھا کہ لوٹا ساتھ لے گئے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں۔ عرض کیا کہ
 لوٹا مجھے دے دیں۔ پانی کا لونا بھر کر پیچھے چلے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والسلام
 کے پیچھے چلے جاتا بہت آسان تھا کہ جس راستے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
 گزر ہو جاتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے نکلنے والی خوشبو سے مغطی ہو
 جاتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس خوشبو کو گھونٹتے ہوئے چلے جا رہے ہیں کہ آگے
 سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے
 ہاتھ میں پانی کا لونا دیکھ کر خوش ہوئے۔ دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو قرآن مجید کا فہم عطا
 فرما دے۔ آج دنیا و کائنات میں سب سے بڑا مفسر ہے قرآن کو سمجھنے والے ہیں یہ
 صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے۔ کسی یوندر مٹی میں تعلیم حاصل نہیں
 کی ہے۔ در سے نہیں پڑھے ہیں۔ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا

تو خوش ہو کر قرآن مجید کی تفسیر کا علم عطا فرمادیا۔ اور دنیا و کائنات میں سب سے بڑے
 محدث جو ہیں جن کو احادیث مبارکہ کا علم اور تفسیر و تخریج عطا فرمائی ہے وہ حضرت عبد
 اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کا مل یہ تھا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم محفل میں تشریف لاتے تھے۔ تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طین مبارکہ کو اٹھا کر
 کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔ محفل کے اختتام پر وہ حضور نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش فرماتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی خوش
 ہوئے اور دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو حدیث کا علم عطا فرما دے۔ آج دنیا و کائنات میں
 سب سے بڑا محدث وہ بندہ خدا ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتیاں مبارکہ
 اٹھاتا تھا۔ یوں ایک لمحہ میں تقدیر بدلتی ہے۔ اولیاء کرام میں سب سے بڑے ولی اللہ
 غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ پچیس سال غاہری علم حاصل کیا۔
 پندرہ سال ہجرات میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔ چالیس سال مشائخ کے رضو سے جبرکی
 نماز پڑھی۔ جب کبھی پر بیٹھے تقریر کرنے کے لئے تقریر شروع کرتے تھے کہ بھول گئے۔
 سارا علم ختم ہو گیا۔ گھبرا گئے۔ لوگ تقریر سننے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں ان سے کوئی
 بات نہیں ہو رہی ہے کوئی مضمون نہیں بن رہا ہے۔ حالانکہ سرکار غوث الاعظم کمالات نبی
 اک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چار سو سال بعد کا ہے۔ اس محفل میں حضور نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ ہر محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما
 ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا کیا بات ہے۔ تقریر کیوں نہیں
 کرتے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کہوں۔
 سب کچھ بھول گیا ہے۔ فرمایا کہ نہ بھولو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا انعام دین ان
 کے مد میں ڈالا۔ تو حضرت سرکار غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ مجھے ساری کائنات کے
 علوم آگئے جو پڑھا تھا یا جو نہیں پڑھا تھا سب کچھ آ گیا۔ آج وہ غوث الاعظم ہیں۔ آج

ہم ان کے گیت گاتے ہیں ان کی تصانیف پڑھتے ہیں۔ یہ سارا کرم میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب و دہن کا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مختلف ممالک کے سربراہوں کو تبلیغِ خلوع تحریر فرماتے۔ ایرانی، یعنی رومی، حبشہ جہاں جہاں بھی تھے۔ ہر ملک کے لئے ایک ایک بندھن نامزدہ منتخب فرمایا۔ سفیر کے طور سے بندے مقرر فرمائے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال فرمایا کہ یہ روم میں جا رہا ہے۔ یہ ایران میں جا رہا ہے۔ یہ یمن میں جا رہا ہے۔ یہ حبشہ میں جا رہا ہے۔ ہر ملک اور قوم کی اپنی اپنی زبان ہے۔ یہ صرف عربی زبان جانتے ہیں۔ یہ ان سے کس طرح بات کریں گے۔ خلوع عربی میں تحریر فرمائے گئے ہیں یہ جا کر عربی میں بات کرے گا۔ عربی زبان میں لکھے ہوئے خلوع پڑھے گا تو وہ لوگ کس طرح سے سمجھیں گے نہ وہ عربی جانتیں نہ یہ ان کی زبان جانتیں تو پھر سفیر اپنا مدعا کس طرح بیان کریں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال آتا ہی تھا کہ ہر سفیر کو جس ملک کے لئے اسے مقرر کیا گیا تھا اسی ملک کی زبان آگئی ایران جانے والے کو فارسی آگئی روم جانے والے کو لاطینی آگئی۔ حبشہ جانے والے کو ان کی زبان آگئی۔ جس ملک میں جس کو جانا تھا اس ملک کی زبان اسے آگئی۔ ایک لوگ عربی زبان میں آگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو بات بتاتی ہے۔ حضرت سلمان فارسی گوئیہ لیں۔ ایرانی تھے عربی جانتے نہیں تھے۔ ان کی بھی بڑی لمبی کہانی ہے۔ وہ 250 سال اڑھائی سو سال مدینہ شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں رہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ شریف میں تشریف آوری ہوئی تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ فارسی بولیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عربی میں گفتگو فرمائیں۔ ایک مترجم کو بلا دیا جو یہودی تھا اور فارسی جانتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ فارسی جانتا ہے۔ یہ جو کچھ فارسی میں کہے

آپ اس کا عربی میں ترجمہ کر کے مجھے بتائیں اور جو میں عربی میں کہوں وہ اس کو فارسی میں بتاؤ۔ حضرت سلمان جو کچھ فارسی میں کہے وہ یہودی اس کا خلوع ترجمہ کر کے عربی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی تو ترجمہ خلوع کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اور تو ترجمہ اپنی رضی کے مطابق کر رہا ہے اپنے مذہب کے مطابق کرتا ہے وہ ڈر گیا کہ ان کو تو فارسی بھی آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی مترجم کو ہٹا دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام آپ سلمان فارسی کو عربی سکھاؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی سے کہا کہ اپنا مذہب کھو حضرت سلمان فارسی نے مذہب کھو تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری۔ دم کیا اسی لمحہ میں حضرت سلمان فارسی کو عربی آگئی۔ یہ منٹوں یکٹھڑوں میں ہونے والی بات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہے۔ ہو جو اذن شاہ کا تو لفظ ملتے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ذکر و فکر عرفانم توئی

سکشی و دریا طوفانم توئی

میں جو ذکر کرتا ہوں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے میری جو فکر ہے وہ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ہی عطا کر دے۔ میری جو دین کی۔ اللہ تعالیٰ کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچان ہے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے۔ میری سکشی، دریا اور طوفان اور جو کچھ بھی ہے وہ سب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے۔ میں نے جتنے بھی بندوں کے نام لئے ہیں۔ حضرت سیدنا عبد القدوس اکبر ہیں۔ حضرت ابی ہریرہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود۔ حضرت سرکاتوث الاعظم ہیں تمام حضرات زندہ تھے اور ان کو عطا کیا گیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی جہتی ہیں جو زندگی بھی عطا کرتے ہیں علم بھی عطا کرتے ہیں۔ عقل و شعور بھی عطا کرتے ہیں۔ فہم و ادراک بھی عطا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف پر تشریف لے گئے اور چھپے آسمان پر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسری باتیں بھی ہوئیں لیکن ایک بات یہ بھی ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنا کوئی اتنی تو دکھائیں میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بڑی فضیلت والی ہے۔ ہم اس کو تشریف کیا کریں۔ مجھے بڑا شوق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی سے ملاقات کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اپنا اتنی پیش کر دیا۔ ایسا بندہ پیش فرمایا کہ جس کو پورا قرابت کا علم، انجیل کا علم، زبور اور پورے صحائف کا علم اور پورے قرآن مجید کا علم ہے۔ وہ کون تھا اعدیث میں ہے کہ وہ حضرت امام خزانہ تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری کے چار سو سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن معراج کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنا کر سنوار کر پورا علم عطا فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بنا سکتے ہیں عالم بنا سکتے ہیں تو کیا مجھے اور تجھے میں بنا سکتے کیا ہمیں علم عطا نہیں فرما سکتے۔ جو کچھ بھی ملتا ہے۔ وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم کو بھی چار سو سال بعد عطا کیا۔ اور امام خزانہ نے ابھی پیدا ہونا تھا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم حیات تھے۔ حضرت امام خزانہ عالم ارواح میں تھے۔ دونوں کو پورا علم عطا فرمایا آج جو سب سے بڑا مولوی صاحب ہو یا مقرر ہو اس کو امام خزانہ کی نسبت سے خزانہ دوراں کہتے ہیں۔ اس زمانہ حال کا یہ خزانہ ہے۔ یعنی اسے علم والا وہ بندہ خدا ہے کہ ہم حشر تک اس کی مثال دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی بڑا پیکر ہوا ہو تو اس کو رحم زمان کہتے ہیں وہ

رحم نہیں ہے لیکن رحم جیسا عاقل اور ہے۔ اسی طرح مولوی صاحب بڑے علم والا ہے۔ خزانہ میں ہے لیکن خزانہ جیسا ہے۔ اس زمانہ میں ملتان والے حضرت احمد سعید گانگی صاحب کو خزانہ دوراں کہا جاتا تھا۔ یہ فضیلت ہے عزت ان کو ملی ہے۔ حضرت امام خزانہ کو کہاں سے ملی ہے۔ ان کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لگاؤ و کرم سے ملی ہے۔ اس لئے آپ حضرات ہمیشہ بڑے حاکم و کہ حضور آپ کو اوزیر تو بات بنتی ہے۔ ملے جواز ان شمار کا تو قطع ملے ہیں۔ ایک اور مشہور ہے کہ حضرت علی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے ملک میں قاضی القضاء، Chief Justice مقرر کیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو فیصلہ کرنے ہی نہیں آتا۔ میں وہاں جاؤں گا۔ قدمات پیش ہوں گے۔ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے کرنا ہوں گے۔ میں کس طرح سے یہ فریضہ سر انجام دوں گا۔ اس میں قانونی علم اس ملک کے دم و دروازہ کے مطابق آتا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے بیٹے پر ہاتھ بھیرا حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے کسی کوئی فیصلہ کرنے میں ذرا سی بھی دقت پیش نہیں آئی۔ میں مشکل سے مشکل فیصلہ ایک لمحہ میں کر لیتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلے کے عنوان سے کتب شائع ہوئی ہیں بازار میں ملتی ہیں جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست اقدس سینہ پر لگا تو حضرت علیؑ پورے Chief Justice بن گئے۔ پھر آپ کے علم کے حال تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہ ہوں اور حضرت صدیق اکبرؓ اس کی بنیادیں ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ اس کی دیواریں ہیں۔ حضرت عثمانؓ اس کی چھت ہیں۔ اور اس کا دروازہ حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ علم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں کہ کسی کو علم عطا فرما کر بنیاد بنا دیا ہے کسی کو دیوار۔ کسی کو چھت اور کسی کو دروازہ بنا دیا ہے۔ یہ ان کا کرم ہے جس کو جو چاہیں بنا دیں اور بنانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ دیر نہیں

گئی۔ جو فرما دیا سو ہو گیا۔

وہ زبان جس کو سب کچھ کی کچھی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ایک کمانڈر تھے جب وہی آتی تھی تو وہ لکھتے تھے کاب دہی تھے۔ نام پڑھیں کہ کیا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا یہ اثر ہوا کہ اسے وہی کا نزول ہونا نظر آنے

لگا۔ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آ رہے ہیں۔ یہ پیغام آ رہا ہے۔ یہ آیت مبارکہ

نازل ہو رہی ہے۔ یہ حکم آ رہا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ چیز تو مجھ میں بھی ہے یہ نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص خصوصیت نہیں ہے۔ وہی کے نزول کا تو مجھے بھی پتہ چل

جاتا ہے۔ حالانکہ اسے یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ یہ سب کچھ حاصلات حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے قرب کی وجہ سے ہیں۔ لیکن یہ اس کی بد قسمتی سمجھ لیجئے یا ہمیں عبرت

دلانے کے لئے یہ واقعہ ہو۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ میں بھی بڑی چیز ہوں صاحب تعریف

ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے گا تو زمین قبول نہیں کرے

گی۔ اس فرمان کے بعد وہ مرتد ہو گیا۔ اور میں بائیس سال بعد فوت ہوا۔ جب دفن کیا

گیا تو زمین نے اگل کر باہر پھینک دیا۔ بارہ دفعہ دفن کیا لیکن بارہ دفعہ زمین نے باہر

پھینک دیا۔ یہ اس بندے کا انجام ہے جو ہمارے لئے سبق اور عبرت ہے۔ جو نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم نہیں لیتا بلکہ اپنے آپ کو بڑی ہستی سمجھتا ہے اس کا یہ انجام

ہوتا ہے ساری روئے زمین کو پتہ چل گیا وہ جہاں بھی دفن کیا جاتا اس کا ٹکڑی حال ہوتا۔

پوری زمین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور حکم کے تحت ہے۔ جو فرما دیں وہی

ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ابھی حاجی عبد

الرشید صاحب نے پڑھا ہے۔

بَلِّغِ النَّفْلَى بِكَمَالِهِ كَشَفِ الْمُحْجَى بِجَمَالِهِ

حَسَنَتْ جَمِيعُ عَصَالِهِ صَلَوَاتُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

شیخ سعدی نے پہلے تین مصرعے بنائے۔ چوتھا مصرعہ نہیں بن رہا ہے۔ کئی دن گزار

گئے۔ چوتھا مصرعہ وزن پر نہیں آ رہا ہے قافیہ ردیف نہیں مل رہے ہیں۔ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ آخری مصرعہ کہو صَلَوَاتُ عَلَيْهِ وَآلِهِ یہ

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ میرا ایمان ہے کہ پہلے تین مصرعے بھی ان کی

عطا سے ہیں۔ آخری مصرعہ بھی ان کی عطا ہے۔ ہزار سال ہو گیا ہے لیکن آج بھی

بڑے وجد آخرین لہجہ میں ہر محفل میں ہر سہرہ میں پڑھی جاتی ہے اور ایسے ہی گلتا ہے

کہ جیسے ابھی بنی ہو۔ بنانے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ علامہ اقبالؒ

فرماتے ہیں۔

اگر کوئی شعیب آئے منیر

شہانی تو کلیں دو قدم ہے

اگر کوئی مرد کامل مل جائے تو بندہ ایک لمحہ میں ایک چرواہے سے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی

کرنے والا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش فیصل احمد صاحب 19-09-2002

بتاریخ ۱۱/۱۱/۱۴۲۸ھ

ذریعہ بنائے۔ ان بزرگوں سے صدقے ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔ ہماری غلطیوں

سے درگزر فرمائے ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب سید فیض الحسن شاہ صاحب از مہجرات

برائش حاجی محمد الدین صاحب 03-01-13

شانِ کریمی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین . اعوذ
بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم . ان الله وملتکته
یصلون علی النبی یا ایہذا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما . الصلوۃ
والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله .

معزز حاضرین

کرم کی بیک لے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
لے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

اگر کچھ بھی اور نہ آتا ہو تو صرف یہ نعت ہی پڑھ دے تو کام بن جاتا ہے۔ حضور علیہ
صلوۃ والسلام کی ہر شان کا اس میں بیان ہے۔ نعت گو حضرات نے بڑی مشکل نصیبتیں
لکھی ہیں۔ لیکن جو روانی اور جو سمجھ اس میں ہے وہ بہت ہی کم جگہ ملتی ہے۔ ایک شعر
ہے کہ

ان کی شانِ کریمی کو نہ ماننے والا

بس اتنا بتا دو کہ پھر کافری کیا ہے

ایک تو یہ ہے کہ جو شانِ کریمی کو نہیں مانتے وہ تو محروم ہیں ہی۔ لیکن جو حضور علیہ الصلوۃ
والسلام کی شان کو مانتے ہیں ان کو کیا ملتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار
شانیں ہیں۔ شانِ رحمت ہیں۔ شانِ علم ہے۔ شانِ معراج ہے۔ شانِ شفاعت ہے۔
نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کو ماننا ہی ایمان ہے۔ یہی نجات ہے یہی جنت
ہے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے ایمان کی تازگی کے لئے دوبارہ عرض کرتے ہیں۔ حضور علیہ
صلوۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے واپس آئے تو فرمایا کہ میں تھوڑے سے وقت
میں کہ وضو کا پانی ابھی چل رہا تھا۔ بستر بھی گرم تھا۔ دروازے کی کنڈی بھی مل رہی
تھی۔ کہ میں معراج کر کے واپس آ گیا۔ پوری تفصیل بیان فرمائی کہ بیت المقدس میں
یہ دیکھا پہلے آسمان پر دوسرے پر تیسرے پر ہوتے ہوئے سدرۃ المصلیٰ۔ لامکان اور
پھر قَابِ قَوْسَینِ اَوْ اَذْنِی کے مقام پر پہنچ گیا۔ جنت کی سیر کی دوزخ کو دیکھا۔ سب
کچھ بتایا تو ایک ہل چل گئی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اتنے تھوڑے وقت میں تو بندہ
کمرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ باہر نکل جائے۔ تو واپس نہیں آ سکتا۔ بہر حال ایک شخص
جو اپنے آپ کو بہت دانائے سمجھتا تھا۔ ابو الکھتم دانائی کا باپ کہلاتا تھا۔ دانش ور فکھند تھا۔
جس کا نام عمر بن ہشام تھا۔ بڑا فلاسفہ تھا اس کو پتہ چلا کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام
نے فرمایا ہے کہ میں تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہوں اس نے سوچا
کہ اب وقت آ گیا ہے کہ لوگوں کو درخلا یا جائے ان کو اگلے راستے پر ڈالا جائے تاکہ
لوگ پھر جائیں۔ بے ایمان ہو جائیں کافر ہو جائیں نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی
شان سے انکار کر جائیں۔ وہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گیا تاکہ ان کو اپنا
ہم نوا بناؤں اپنے ساتھ اس کو ملاؤں اگر وہ پھر گیا تو بہت سارے لوگ پھر جائیں
گے۔ وہ تجارت کی غرض سے بیرون ملک گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے براہ راست نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ نہیں سنا تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزاج کر کے
 واپس تشریف لائے ہیں۔ ابو اہلکعت ان سے ملے اور کہا کہ ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے
 کہ میں تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے
 فرمایا یہ تو بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے کوئی نہیں جاسکتا۔ وہ کہنے لگا کہ تیرے نبی
 پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں لامکان سے ہو کر آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر
 صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا
 ہے وہ اگر اس سے بھی کوئی بڑی بات فرمائیں تو وہ بھی سچ ہے میں وہ بھی مان جاؤں
 گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
 کا سلام قبول ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تیری تصدیق کرنے سے ابوبکرؓ آج سے
 صدیق اکبرؓ بن گئے ہیں اور ابو اہلکعت جو بہت دانش ور بندہ تھا وہ آج سے ابو جہل بن
 گیا ہے۔ شان کریں کہ انشائیہ معنی رکھتا ہے۔ اور آج بھی جو ابو جہل کی طرح نہ مانے یہ
 کہے کہ خواب میں گئے تھے۔ خیال میں گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بیت المقدس سے
 ہو کر آ گئے ہیں۔ نہیں جانتے کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ کر آ گئے ہیں وہ بھی
 ابو جہل کی لائن پر ہیں۔ وہ شان مزاج کو نہ مان کر ایسے ہی ہیں جس طرح ابو جہل تھا۔
 دیکھو کہ صدیق اکبرؓ نے کس طرح سے تصدیق کی اور ابو جہل کی روکی۔ لوگ قرآن مجید
 پڑھ کر نہیں مان رہے ہیں ابھی سزا پھر ابو جہل سے بھی زیادہ ہوگی۔ شان ماننے والا
 صدیق اکبرؓ بن گیا۔ اور نہ ماننے والا ابو جہل بن گیا۔ صدیق اکبرؓ کو اور کیا ملا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ نے جنت کی چابیاں دیں کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دو۔ جنت
 ان کی ملکیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ چابیاں اٹھا کر صدیق اکبرؓ کو دے
 دیں فرمایا کہ تو جنت کا مالک ہے۔ اب جس نے بھی جنت میں جانا ہے اس نے
 حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا غلام بن کر جانا ہے۔ اس کے عقیدے پر چل کر جانا ہے

اس کی تقلید کر کے جانا ہے۔ وہ ہیں شان کو ماننے والے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ پرونیسر
 صاحب تو اس کے حافظ ہو گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لارہے ہیں اور
 حضرت علیؓ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ کیا میں آپ کو خوشخبری
 دوں۔ عرض کیا کہ ضرور دیجئے فرمایا کہ آپ وہ ہستی ہیں کہ جن کے متعلق حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ جنت کا کلک دیں گے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ
 کیا میں بھی آپ کو خوشخبری دوں فرمایا ضرور دیجئے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کا کلک اس کو دیتا ہے جس کے دل میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی
 محبت ہو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ان کو ماننے والے ہیں۔ جنت کے مالک ہیں اور
 جس کے دل میں ان کی محبت نہیں ہے۔ وہ جہنم میں جا رہا ہے۔ کھلے دل سے شان
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا ہی مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کے معنی ہیں۔ شان کریں کہ ماننا
 ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب بہت تعریف کیا ہوا۔
 اگر تعریف نہیں ہے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کس
 نے کی ہے۔ کیا آپ نے یا میں نے نہیں نہیں میرے اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے۔
 پھر جس کام کو اللہ تعالیٰ کرے اس میں وہ کسر باقی نہیں چھوڑتا ہے۔ اپنے پیارے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر رکھ دیا ہے۔ کائنات میں افضل
 ترین ہیں۔ تمام فضیلتیں ان کی ہیں ان کے علاوہ اگر کسی میں کوئی فضیلت ہے تو وہ نبی
 پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
 نور سے اپنے کوئی اور بنایا ہی نہیں
 کوئی محبوب کا ثانی نہ محبت کا ہم سر
 ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں

آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ ﷺ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ بچھایا ہی نہیں
جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اس کی آنکھوں میں کوئی اور سکنا ہی نہیں
آپ کے نور کا پرتو ہے ماہ و انجم پر
واعظ تنگ نظر کو نظر آیا ہی نہیں
جو بھی کعبے سے پلٹ آئے مدینے نہ گئے
یہ سمجھ لو اسے آقا نے بلایا ہی نہیں
جب کہا قبر میں سرکار نے یہ میرا ہے
پھر کئیوں نے مجھے ہاتھ لگایا ہی نہیں
آپ کی نعت ہی شہزاد کا سرمایہ ہے
اس نکتے نے تو کچھ اور سکنا ہی نہیں

نعت گو فرماتے ہیں کہ آپ سادوں جہاں میں کوئی آیا ہی نہیں۔ آپ جیسا اگر نہیں آیا
تو پھر کوئی دوسرے چھوٹے بڑے تو آئے ہوں گے۔ اگر بڑا کوئی نہیں بھی آیا تو
چھوٹے تو آئے ہوں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام آئے ہوں گے۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام آئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام، نوح علیہ السلام،
حضرت آدم علیہ السلام اور بہت سارے آئے ہیں تو کیا یہ اس طرح سے ہے کہ حضرت
یوسف علیہ السلام بھی حسین ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حسین ہیں۔ نہیں یہ
ایسا نہیں ہے میرا یہ ایمان نہیں۔ حسن صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی
ہے۔ باقی جو کچھ بنا ہے وہ ان کے صدقہ سے بنا ہے ان کے کرم سے بنا ہے۔ یہ
میرے ہاتھ کا سایہ بن رہا ہے۔ تو اس سایہ کی کیا حقیقت ہے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ

میرے ہاتھ کا کرم ہے کہ اس کی وجہ سے سایہ بن رہا ہے۔ اس طرح سے کائنات میں
جو حسن ہے جو فضیلت ہے۔ جو کمال ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے
ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں

جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں

جگ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں

جس شان توں بنیاں سب شاناں

جو کوئی بھی کسی کی شان بنی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی بنی ہے۔ حضرت
جانی کی نعت ہے۔

وَسَلَّى اللَّهُ عَلَى نُوْبِرْ كَزَوْشِدْ نُوْرْ ہا پیدرا

زَمِنْ اَزْ حُبْ اَوْ سَاكِنْ فَلَکْ دَرْ عَشَقْ اَوْ شیدرا

مُحَمَّدْ، اَہْمَدْ دَ مُحَمَّدْ دَے رَا خَالَقْشْ بَسْتُوْد

کَزُوْشِدْ بُوْدْ ہر موجود زوْشِدْ دِیْدِ ہابیترا

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم علیہ السلام

نہ آدم علیہ السلام یا فتنے توبہ نہ نوح علیہ السلام از غرقِ نجینا

دو چشمِ زکینش را کہ مَزَاغِ الْبَصَرِ خوانند

دو زلفِ عزیزش را کہ وَالْبَلِّ اِذَا يَغْشٰی

نہ الیوب علیہ السلام از بلا راحت نہ یوسف علیہ السلام حشمت و جاہت

نہ عیسیٰ علیہ آں مسیحا دم نہ موسیٰ علیہ آں یٰ یٰ بیضا

زِ سَرِّ سِیْنِ اَشْ جَانِّ اَلْکُفْمِ نَفْسُ رَحْ لَکْ بِرْخَوَاں

زِ مِرْا جَشْ چہ می پرسی کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَنْسَرٰی

درد ہوا، ہستی پر کہ جس کے نور سے سارے نور بنے ہیں۔ میرے ہاتھ کا سایہ بنتا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک نورانی ہیں ان کے سایے سے جبرائیل علیہ السلام بنے ہیں۔ فرشتے بنے ہیں، بندے بنے ہیں۔ نبی علیہم السلام بنے ہیں۔ نبوتیں بنی ہیں۔ تمام چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے بنی ہیں اور بننے وہی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریم کو مانتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بڑی ہستی ہے بڑی پرواز ہے۔ فرشتوں کا سردار ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوچھا کہ میں رحمت اللعالمین ہوں آپ کو کچھ سے کیا حصہ ملا ہے۔ آپ نے کیا پایا ہے۔ میں رحمت اللعالمین ہوں میرے آنے سے عذاب نکل گئے۔ بڑی بڑی بیماریاں آتی تھیں وہ ختم ہو گئی ہیں۔ بڑے مصائب ہوتے تھے وہ اب نہیں ہیں۔ پتھر برستے تھے وہ موقوف ہو گئے ہیں سیلاب آنے سے تباہ کاریاں آتی تھیں وہ اب نہیں آتے۔ تمہیں کیا ملا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مجھے ڈر تھا کہ میرا استاد جو اب شیطان ہے وہ عزازیل بہت زیادہ ہوشیار بہت بڑے علم والا۔ سب فرشتوں کا استاد سب کو پڑھانے والا پروفیسر صاحب تھا اگر وہ شیطان بن سکتا ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھی دیسی سزا مل جائے۔ یہ مجھے ڈر تھا جو درد نہیں ہوتا تھا۔ میں ہر نبی رسول علیہ السلام کے پاس جاتا تھا۔ ہر نبی علیہ السلام پر بغیر علیہ السلام اور ہر رسول علیہ السلام کے پاس میں گیا ہوں۔ وحی لے کر گیا ہوں پیغام لے کر گیا ہوں۔ الہامی باتیں اور کتابیں لے کر گیا ہوں لیکن میرے دل سے ڈر اور خوف دور نہ ہوا کہ کہیں میرا وہ استاد جو بڑی فضیلت والا اور مجھ سے زیادہ علم رکھنے والا میں پر امری اور وہ نبی انج ڈی۔ وہ مجھ سے گیا شیطان بن گیا لعین ہو گیا۔ رائدہ درگاہ ہو گیا جنہی ہو گیا کہیں میرا حال بھی اس جیسا نہ ہو جائے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے دراندیش برحاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ اے جبرائیل تو روح الامین ہے۔ تو آج سے اس میں ہے تمہیں کچھ نہیں ہوگا تو جبرائیل ہی رہے گا یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی حاضری کا صلہ اور فائدہ ہے۔ اگر چاہتے ہو تو ضرور جاؤ۔ اگر پیسے ہونے کے باوجود اجازت ہونے کے باوجود۔ پاسپورٹ و براصحت اور وقت ہونے کے باوجود جو نہیں جاتے بلکہ کہتے ہیں کہ وہاں کیا لینے کے لئے جاتا ہے۔ میں دنیا کی سیر کو جاؤں گا۔ جیس، ٹوکیو اور دوسرے قابل دید مقامات پر جاؤں گا۔ مدینہ میں کیا رکھا ہے۔ وہ بے ایمان ہے۔ اور جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جاتا ہے ان کی کیا شان ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام روح الامین بن گئے اور تو جہنم سے بری ہو جائے گا۔ یہ نہ دیکھو کہ میں کیا ہوں تو یہ دیکھ کر کس ہستی کے در پر کھڑا ہے۔ کیوں اپنے آپ کو دیکھتے ہو کہ میں گناہ گار ہوں میں چور ہوں میں کالا ہوں میں سفید ہوں تو صرف یہ دیکھ کر تو کس کے در پر کھڑا ہے۔ یہ وہ در ہے کہ جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ڈر دل سے نکلتا ہے وہ روح الامین بن جاتا ہے۔ اسن والا فرشتہ بن جاتا ہے۔ یہ ہے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا در اور شان کریم۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بڑے حیران تھے کہ میرے ہونٹ کا فوری کیوں بنائے گئے ہیں۔ کسی بھی اور فرشتے کے ہونٹ کا فوری نہیں ہیں۔ مجھ میں یہ خاص صفت کیوں ہے۔ کا فوری دیکھا ہے آپ نے۔ یہ ایک مصلحت سا ہوتا ہے اسے ہاتھ لگائیں تو بہت زیادہ ٹھنڈا محسوس ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کی بڑی لمبی عمر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام تیری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بہت زیادہ ہے۔ ستر ہزار سال کے بعد ایک ستارہ چمکتا ہے وہ میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ یہ کوئی پانچ ارب بن جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہی بنے گا۔ (5040000000=72000x70000) ہاں یہ پانچ ارب چار کروڑ بنے

جائے یہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا عقیدہ ہے۔

سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

تو سو جا۔ سو جا غفلت ہے۔ جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے یہ کھوتا وہ گدھے والا نہیں بلکہ کھو جانا۔ خسارے میں آ جانا۔ لیکن اس بندے کا سونا بے کار نہیں ہے۔ جو صرف یہ کہے کہ یا اللہ میں اس لئے سو رہا ہوں کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے۔ اس کی ساری رات ہی عبادت والی گزرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان کریمی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج والی شان مانی تو صدیق اکبرؓ بن گئے۔ جنت کے مالک بن گئے۔ اور جس کے دل میں ان کی محبت نہیں ہے وہ جہنم میں چلا گیا۔ یہ انعام ان کو ملا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کریمی ماننے کا۔ حضرت عمر فاروقؓ ہیں انہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کون سی شان مانی ہے۔ وہ کس طرح سے فاروق بنے ہیں۔ یہ دیکھو کہ بندے کس طرح بنتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑی ہستی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد جس کا مقام ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے پوچھنا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے میرے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا بازو پکڑ کر عرض کرتی ہے کہ یا اللہ میری ساری کمائی صدیق اکبرؓ ہیں اور انہوں نے یہ مقام کیسے حاصل کیا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو مان کر حاصل کیا ہے۔ پھر ان کے بعد دنیا و کائنات میں جن کا مقام ہے وہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ ہیں۔ وہ فاروق کیسے بنے۔ حق و باطل کی تمیز کرنے والے کو فاروق کہتے ہیں۔ فرق نکالنے والا۔ فرق ہوتا ہے نا کہ جس طرح سے یہ کالا اور یہ سفید (دو کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ فاروق ہے۔ شریعت کے لحاظ سے

ہیں۔ اتنے سال حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عمر ہے جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے اور اتنے سال وہ ڈرتا رہا کہ کہیں میرا حال عز و اہل جیسا نہ ہو جائے اور اتنے ہی سال میں یہ سوچتا رہا کہ میرے ہونٹ کا فوری کیوں بنائے گئے ہیں۔ وجہ بھی سمجھ نہ آئے اور اللہ تعالیٰ سے پوچھنے کی جرأت بھی نہ ہو۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے معراج پر لے جانا تھا۔ میں در اقدس پر حاضر ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمرے میں آرام فرما رہے ہیں۔ نیند فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سو رہے ہیں۔ اب ان کو کس طرح بیدار کروں کہیں کوئی گستاخی نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کے پاؤں کے تلووں کو بوسہ دیں۔ میں نے تیرے ہونٹ کا فوری اس لئے ہی بنائے ہیں کہ ان کی تشنگی سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوں گے۔ اس دن پتہ چلا کہ ہونٹ کا فوری کیوں بنے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے تو ہونٹ کا فوری بنے ہیں۔ اور وجہ کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اب تو سوچ کر آ نکھیں کیوں بنی ہیں۔ میری آنکھیں کیوں بنی ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہونٹ بنے بیدار کرنے کے لئے اور ہماری آنکھیں بنی ہیں دیدار کے لئے۔ اگر یہ تنہا دل میں نہیں ہے تو پھر میری اور تیری آنکھیں بھی پیکار ہیں۔ کوئی ان کا اور مشفق ہے نہ کوئی فائدہ۔ بلکہ ان کا حساب کتاب دینا پڑے گا۔ سر کیوں بنا ہے۔ دل کیوں بنا ہے۔

آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا

دل صرف ایک گوشت کا لقمہ ہوتا ہے۔ بکری کا دل آپ نے دیکھا ہے۔ ایسے ہی بندے کا دل ہوتا ہے۔ لیکن جب تک اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہ آئے وہ دل۔ دل نہیں بنتا۔ سر اس وقت سر بنتا ہے جب وہ ان کے قدموں میں جھک

فاروق وہ ہے۔ جو حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ برائی اور نیکی میں فرق کرتا ہے۔ ایک مقدمہ پیش ہوا پانی کا جھگڑا تھا۔ چشمہ سے پانی آتا تھا اور باری باری پانی لگتے تھے۔ پانی کی باری کا جھگڑا تھا۔ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہ مسلمان منافق تھا۔ باہر نکلے تو کہنے لگا کہ مجھے یہ فیصلہ قبول نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ علاقہ مجسریٹ تھے وہ منافق کہنے لگا کہ میں تو ان کے پاس جاؤں گا اور ان سے فیصلہ لوں گا۔ وہاں پہنچے اور منافق نے جلدی جلدی اپنا بیان دیا مقدمہ پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس یہودی سے پوچھا کہ تیری کوئی دلیل ہے جو تجھے سچا ثابت کرے اس نے عرض کیا کہ میری کوئی دلیل نہیں ہے بس اتنی بات ہے کہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ میں نے جو بیان دینا تھا۔ جو شہادت دینا تھی وہیں دے آیا ہوں۔ انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ بس میرا یہی بیان ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر تو فیصلہ کرنا ہی بہت آسان ہو گیا ہے۔ بات ہی ختم ہو گئی ہے۔ اندر تشریف لے گئے۔ اور تلواریں لے آئے اور اس منافق کی گردن اڑادی اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ نہیں مانتا اس کے لئے میرا فیصلہ یہ ہے۔ خود چل گیا کہ حضرت عمرؓ نے مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ قصاص لو۔ دیت لو۔ چریگیں ہونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت اتاری۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُخَرِّجُوكَ فِيمَا شَحَرَ بَيْنَهُمْ (النساء ۶۵) "تو اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ مسلمان مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک تمہیں یہ حاکم اعلیٰ نہیں بنائیں گے یہ بے ایمان رہیں گے۔ تصدیق ہو گئی کہ اس منافق نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاکمیت کو

نہیں مانتا اس لئے مرتد ہو گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام لے کر حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے فیصلے کی یہ عظمت مانتے والا آج سے فاروق اعظمؓ ہے وہ فاروق اعظمؓ کس طرح سے بنے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ عدالت کو مان کر فاروق اعظمؓ بنے ہیں۔ اب دیکھو کہ ان کو کیا ملا ہے۔ مدینہ شریف سے تین ہزار میل دور اس کے سپاہی لڑ رہے ہیں۔ ممبر رسول پر بیٹھ کر ان کی کمان کر رہے ہیں۔ یٰنَا مَسَارِیۃَ الْجَبَلِ اے ساری پہاڑ کے چبچبے سے دشمن آ رہا ہے۔ ذرا احتیاط کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم غیب والا۔ حاضر ناظر بنا دیا۔ حضرت عمرؓ خلافت کا دور تھا کہ دریائے نیل خشک ہو گیا۔ مصر والوں کا رواج تھا۔ جب نیل خشک ہو جاتا اس کا پانی خشک ہو جاتا۔ تو ایک نوجوان لڑکی کو پار منگا کر کہ اس دریا میں قتل کرتے تھے تو پانی چلا تھا۔ مسلمان وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ نہیں کرنے دیں گے۔ وہاں کے باشندوں نے کہا کہ نہ کرنے دو ہمیں تو پانی چاہئے۔ دریا کی روانی چاہئے۔ دریا کو چلا دو اس میں پانی لے آؤ۔ مسلم کا مٹھرنے حضرت عمرؓ چھٹی لکھی کہ یا امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے نیل کا یہ مسئلہ ہے۔ پانی ختم ہو گیا ہے اور مصری باشندوں کا یہ رواج ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا حکم ہے۔ ہم نے ان کو لڑکی قتل کرنے میں دی ہے۔ حضرت امیر المؤمنینؓ نے اسی چھٹی پر لکھ دیا از طرف عمر بن خطابؓ بنام نیل۔ اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو نہ بہہ۔ ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ تو چل جا۔ انہوں نے فرمایا کہ چھٹی جا کر دریا میں ڈال دیں۔ وہ چھٹی جا کر دریا میں ڈالی گئی تو دریا چلنے لگا اور آج تک دوبارہ خشک نہیں ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ کرمی مانتے والے کی یہ عظمت ہے اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت مانتے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت جانشین حضرت علیؓ کو کہیں کہیں وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی نور والی شان کو بہت مانتی ہیں۔ آپ مہم روشنی میں اپنے کپڑے میں سلامتی کر رہی تھیں۔ رات کا وقت تھا۔ اندھیرا تھا۔ سوئی ہاتھ سے گر گئی۔ دیا بھی بجھ گیا۔ بڑی فکر ہوئی کہ سوئی گر گئی ہے دھاگر بھی نکل گیا۔ اور ابھی سلامتی باقی تھی۔ اب سوئی کو کس طرح دھوؤں۔ اسے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے سوئی بھی روشن ہو گئی اور آپ نے اس میں دھاگر بھی ڈال لیا۔ یہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو مانتی ہیں۔ قرآن مجید میں پورا رکوع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں آیا ہے۔ پاک دامن بیبیوں میں سے سب سے افضل ترین بی بی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور آپ کی شان میں حدیث شریف بھی ہے۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو بی بی ہے۔ کہ دنیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوگی اور جنت میں بھی اسے یہ شرف حاصل رہے گا۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ بہت فقیرہ عورت کہ ادھا اسلام ان کی وجہ سے پھیلا ہے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نور کو مانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانا ہے۔ اور سورت نور میں ان کا ذکر ہے۔ ان پر الزام لگا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی پاک دھن کی گواہی دی۔ صحابہ کرام مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور فرما رہے تھے کہ ہم تو کچھ بھی نہیں تھے۔ ہم اونٹ بکریاں چرانے والے تھے۔ بدو لوگ تھے، ڈاکو تھے، چوری چکاری ہمارا شیعہ تھا۔ لیکن اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ہمیں وہ عظمت ملی ہے۔ شان ملی ہے کہ ہمارا ذکر قرآن مجید میں آ رہا ہے۔ ہمارا ذکر احادیث مبارکہ میں ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حدیث نہ دیا ہے کسی کو فادہ نہ دیا ہے۔ کسی کو غنیمت نہ دیا ہے کسی کو حیدر کرنا نہ دیا ہے۔ کوئی

سیف اللہ بن گیا کوئی مفسر نہ گیا ہے کسی کو محدث بنا دیا ہے کسی کو حافظہ عطا فرما دیا ہے ہماری ہی شان بن گئی ہے۔ ہماری ہی عزت بن گئی ہے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی باتیں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی رہے ہیں۔ اور اپنے متعلق کہہ رہے ہیں کہ ہم کیا سے کیا ہو گئے ہیں۔ حضرت بلالؓ کو دیکھ لیں اس کا مالک اس کو بہت زیادہ مارتا تھا۔ گرم تپتی ریت پر لٹا دیتا تھا۔ خست گرم پتھر اوپر رکھ دیتا تھا۔ اللہ انکا کرم رحمت کی دعوتی دیتا تھا۔ لیکن جب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آیا تو کیا بن گیا۔ سیدنا بلالؓ بن گئے۔ جب تک صبح کی آذان نہ دیں سورج ہی طلوع نہ ہو۔ یہ بیان ہو رہا ہے۔ میں غلام تھا آج سیدنا بلالؓ بنا بیٹھا ہوں۔ میری آذان سے سحر ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا بلالؓ ہے۔ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور ان کے کرم سے ہے۔ اسنے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ اے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کیا کر رہے ہو۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ہی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم بہت عظیم بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا کرم کیا ہے۔ کہ اتنا اچھا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں عطا کیا ہے۔ فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ تم بھی باتیں کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی ہی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم اس احسان کو مان رہے ہیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیا ہے۔ فرمایا کہ اچھا یہ بات ہے میں اس لئے آیا ہوں اور قسم اس لئے آپ سے لی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو جمع کر کے فرمایا کہ فرشتو دیکھو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام اس طرح سے احسان مان رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو فرما رہا ہے ان صحابہ کرام رضوان

والسلام کی نور والی شان کو بہت مانتی ہیں۔ آپ مہم روشنی میں اپنے کپڑے میں سلائی کر رہی تھیں۔ رات کا وقت تھا۔ اندھیرا تھا۔ سوئی ہاتھ سے گر گئی۔ دیا بھی بجھ گیا۔ بڑی فکر ہوئی کہ سوئی گر گئی ہے دھاگہ بھی نکل گیا۔ اور ابھی سلائی باقی تھی۔ اب سوئی کو کس طرح دھوڑوں۔ اسنے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے سوئی بھی روشن ہو گئی اور آپ نے اس میں دھاگہ بھی ڈال لیا۔ یہ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نور کو مانتی ہیں۔ قرآن مجید میں پورا رکوع حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں آیا ہے۔ پاک دامن بیبیوں میں سے سب سے افضل ترین بی بی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور آپ کی شان میں حدیث شریف بھی ہے۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو بی بی ہے۔ کہ دنیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوگی اور جنت میں بھی اسے یہ شرف حاصل رہے گا۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ بہت فقیرہ عورت کہ آدھا اسلام ان کی وجہ سے پھیلا ہے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نور کو مانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانا ہے۔ اور سورت نور میں ان کا ذکر ہے۔ ان پر الزام لگا تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی پاک دامن کی گواہی دی۔ صحابہ کرام مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور فرما رہے تھے کہ ہم تو کچھ بھی نہیں تھے۔ ہم اونٹ بکریاں چرانے والے تھے۔ بدلوگ تھے، ڈاکو تھے، چوری چکاری ہمارا شیوہ تھا۔ لیکن ان ہی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ہمیں وہ عظمت ملی ہے۔ شان ملی ہے کہ ہمارا ذکر قرآن مجید میں آ رہا ہے۔ ہمارا ذکر احادیث مبارکہ میں ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حدیث بتا دیا ہے کسی کو نافرمان بنا دیا ہے۔ کسی کو غیور کر دیا ہے کسی کو حنیف کر دیا ہے۔ کسی

سیف اللہ بن عیا کوئی مفسر بن گیا ہے کسی کو محدث بنا دیا ہے کسی کو حافظ عطا فرما دیا ہے ہماری بیسی شان بن گئی ہے۔ ہماری سنی عزت بن گئی ہے۔ یہ گنگو ہو رہی تھی باتیں میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کی رہے ہیں۔ اور اپنے متعلق کہہ رہے ہیں کہ ہم کیا ہے کیا ہو گئے ہیں۔ حضرت بلالؓ کو دیکھ لیں اس کا مالک اس کو بہت زیادہ مارتا تھا۔ گرم تپتی ریت پر لٹا دیتا تھا۔ سخت گرم پتھر اوپر رکھ دیتا تھا۔ اٹا لٹکا کر مرج کی دھوئی دیتا تھا۔ لیکن جب میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں آیا تو کیا بن گیا۔ سیدنا بلالؓ بن گئے۔ جب تک صبح کی آذان نہ دیں سورج ہی طلوع نہ ہو۔ یہ بیان ہو رہا ہے۔ میں غلام تھا آج سیدنا بلالؓ بنا بیٹھا ہوں۔ میری آذان سے سحر ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا بلالؓ ہے۔ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور ان کے کرم سے ہے۔ اسنے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ اسے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کیا کر رہے ہو۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ہی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہم بہت عظیم بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا کرم کیا ہے۔ کہ اتنا اچھا نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہمیں عطا کیا ہے۔ فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ تم یہی باتیں کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی باتیں کر رہے ہیں۔ ہم اس احسان کو مان رہے ہیں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کیا ہے۔ فرمایا کہ اچھا یہ بات ہے میں اس لئے آیا ہوں اور قسم اس لئے آپ سے لی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو جمع کر کے فرمایا کہ فرشتو دیکھو میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے غلام اس طرح سے احسان مان رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فخر کر رہا ہے ان صحابہ کرام رضوان

اللہ تعالیٰ عظیم پر۔ اور کیوں کر رہا ہے صرف اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عطا کو مانا ہے۔ اس میں سبق بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا جائے۔ جس جس نے بھی شانِ مانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو شان والا بنا دیا ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کوں ہیں۔ سبھی جانتے ہیں کون نہیں جانتا ہے۔ کیوں جانتے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں سے چند ایک صحابہ کے نام ہیں کیوں نبی پر و فسر صاحب کتے صحابہ کرامؓ کے نام ہوں گے۔ سرکارِ احادیث کی کتب میں 138 صحابہ کرامؓ کے نام آئے ہیں۔ یہ بتا رہے ہیں کہ 138 صحابہ کرامؓ کے نام احادیث کی کتب میں ملتے ہیں باقی کے نام کی یاد بھی نہیں ہیں ان 138 میں سے کون ہیں ان میں حسان بن ثابتؓ ہیں۔ جو کوئی ابھی اچھی نعت پڑھنے والا ہے اسے حضرت حسانؓ سے نسبت کر دیتے ہیں۔ کہ یہ حسانؓ وقت ہے ان کے نقض قدم پر ہے۔ یہ حسانؓ ثانی ہے۔ کیوں حضرت حسانؓ صحیح بن جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں ہے۔ میری آنکھ نے ایسا حسین کبھی دیکھا ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک ہیں۔ منزہ ہیں ہر نقض سے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا بنایا ہے جیسی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے۔ آج تک حضرت حسان بن ثابتؓ کے گیت گائے جا رہے ہیں۔ اور وہ بھی فرماتے ہیں کہ اے لوگو ہم اپنے شعروں سے اپنے الفاظ سے اپنے بیان سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں کر سکتے بلکہ ہم ان کا نام لے لے کر اپنا کلام سجالیتے ہیں۔ آج حضرت حسان بن ثابتؓ کا نام زندہ ہے۔ ہر زمانہ میں جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی ہے۔ شان بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی شان کو بلند فرمادیا ہے۔ مولانا درویشؒ کوں ہیں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے والے ہیں۔ حضرت شیخ

سعدیؒ کو ان میں نفرت لکھنے والے۔ اخصرت بریلویؒ کو ان میں۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے والے۔ حسن رضاؒ کو ان میں۔ ظہوریؒ کو ان ہے۔ صائم چشتیؒ کو ان میں۔ عبدالستار نیازؒ کو ان میں۔ ہمارا کوئی رشتہ ان سے نہیں ہے۔ ہم ان کے گیت گار ہے ہیں۔ ان کا کلام پڑھ رہے ہیں۔ سن رہے ہیں صرف اس لئے کہ انہوں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کی ہے۔ آپ پر مبین اللہمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اس کا کیا مطلب ہے۔ یا اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو اور بڑھا دے۔ ہم نے نہیں بڑھائی لیکن دعا ضرور کی ہے۔ کہ یا اللہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو بڑھا دے ان کو شہرت دے دے۔ غالب کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تو میں نے پہلے ہی کیا ہوا ہے۔ میں تیری شان بڑھاتا ہوں کہ میرا درود تم پر دس بار ہے میں تیرے دس گناہ معاف کرتا ہوں۔ دس نیکیوں کا خافہ کرتا ہوں۔ اور جنت میں دس درجے تیرے بلند کرتا ہوں۔ یہ فقرہ صرف ایک ہی ہے کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تیری دعا کا محتاج نہیں رکھا کہ تو کہے تو پھر میں ان کی شان کو بڑھاؤں۔ ان کی شان کو ہر لمحہ بڑھادی ہے ان کے صدقے میں تیری شان بڑھاتا ہوں۔ درود شریف پڑھنے والے کی شان اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بھی پہچانتے ہیں اس کی والد صاحب کو بھی پہچانتے ہیں۔ اس کی شکل صورت کو پہچانتے ہیں۔ اس کے قبیلہ کو پہچانتے ہیں۔ فرمایا کہ درود شریف زیادہ پڑھا کرو۔ میں قبر میں تیری پہچان تیرے درود شریف کی وجہ سے کروں گا۔ اور تیری شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان کریمی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہی ایمان ہے یہی نجات ہے۔

جو گیت نہ گائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ آدمی کیا ہے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ
باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکھ
یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما الصلوۃ
والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب اللہ

حضرات گرامی! میں گنگار نے قرآن مجید فرقان حمید کے نویں (9) پارے کی ایک
آیت کریمہ کا چھوٹا سا حصہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ پوری آیت
نہیں ہے۔ بلکہ اس میں سے چند الفاظ ہیں۔ دُعا فرمائیں کہ رب ذو الجلال مجھ گنگار کو
اس سے متعلق حق اور سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے اور رحمت دو عالم شفیع معظم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تلعین مقدس کا صدقہ ہم تمام مسلمانوں کو قرآن مجید پڑھنے اس
کے احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سادہ سے الفاظ میں اس
آیت مبارکہ کا مفہوم عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا کہ میرا محبوب
وَجْعَلْ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ (الاعراف
۱۵۷) اور تھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے
گا۔ اور ان پر سے بوجھ اُتارے گا۔ "میرا محبوب وہ ہے جو ان کے لئے بھل اچھی
چیزیں حلال کرتا ہے اور نجس اور پلید چیزیں حرام کرتا ہے۔ اور ان سے ان کے بوجھوں
کو ہلکا کرتا ہے۔ اب ان الفاظ کی روشنی میں ہم لوگوں نے دیکھنا ہے کہ ہمارا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کیا دیتا ہے۔ اور کیا نہیں دیتا ہے اور کیا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دے بھی
سکتا ہے کہ نہیں۔ غور طلب بات ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں

یہ شانِ جوربِ العالمین نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے۔ کہ میرا
محبوب پاک چیزیں حلال کرنے والا اور نجس اور پلید چیزوں کو ان لوگوں پر حرام کرنے
والا ہے۔ یہ صرف ایک ہی نہیں بلکہ چند شاہد میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میرا
علم یا میری پڑھائی کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ مجھے کوئی پتہ ہے نہ کوئی میری سر ہے۔ صرف
کسی بزرگ کی نظر ہے اور ان بزرگوں کے صدقہ سے چند الفاظ جو میں آپ کے
سامنے پیش کروں یہ ان کے فضل سے ہی ہے۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو برائے
مہربانی درگزر فرمائیں۔ خالق کائنات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے احکامات
اپنے خزانے اپنی حکومت اپنی دولت بلکہ رسالت مآب کو ہر چیز ہیرہ کر دی کہ اسے
میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سب کچھ تیرا ہے اور ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے
اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ ارشاد فرمایا وَلَوْ أَنَّهُمْ ذُكِّرُوا مَا أَنَّهُمْ
اللَّهُ وَذُكِّرُوا (التوبہ ۵۹) "اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا" کاش وہ لوگ اس بات پر راضی ہو جاتے کہ ان کو اللہ
تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے عطا فرمایا۔ اب یہاں رب
العالمین اپنے فضل اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کا اظہار کرتے ہوئے
قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ یہ کسی مفتی کی کسی عالم کی کسی قاضی کی بات نہیں ہے۔
یہ اللہ تعالیٰ کی بات ہے جو اس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا
رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے عطا فرماتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک
موقع پر منافقین کو شرکین کو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا پر کچھ شک گزرا۔ ان کو
شبہ ہوا کہ یہ دیتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ جب حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی اور ان کو کثیر مال ملا۔ وہ مال دار ہوئے تو
کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس نے ہی دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی کوئی بات نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو ان کے سامنے واضح فرمایا۔ وَهَذَا نَعْمُوا اَلَا اَنْ اَعْظَمَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (التوبہ ۳۷) اور انہیں کیا نہ ہو گا یہی کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ "کیا ان کو یہ بات ہی بڑی لگی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ اور پھر ایک جگہ پر ارشاد فرمایا۔ کہ جب یہ لوگ شہسہ بڑھ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ (المعقون ۶) "بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا" کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر یہ تیری بے ادبی میں تیری گستاخی میں مدد سے بڑھ گئے ہیں تو ان فاسقوں کو اللہ تعالیٰ بھی ہدایت نہیں دیتا۔ پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی لوگوں کو قرآن سنایا سکھایا، پڑھایا اور ان پر شان لوگوں کو سناتے ہوئے ایک مقام آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے نام کو چھوڑ دو اور آپ سے اپنا نام ان کے سامنے پیش کر دو۔ میرا حکم ان کو سنا دو۔ یہ فرماؤ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ جو کچھ میرا محبوب دیتا ہے اس کو لے لو اور جس سے میرا محبوب تمہیں روکتا ہے اس سے منع ہو جاؤ۔ وَمَا اَتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر ۷) اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں۔ باز رہو "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ تمہیں دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع فرمادے اس سے رک جاؤ۔ پھر فرمایا کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الحشر ۷) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ "اب ان چیزوں کو دیکھیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کس طرح سے واضح ہے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے۔ جس کے ایک حرف کا انکار بھی

محتوی لحاظ سے ہی اگر کوئی آدمی کر لے یا نزولی طور پر ہی انکار کر لے اس کی شان کے طور پر انکار کر لے اس کی ایک آیت مبارکہ کا بھی انکار کر لے تو بندہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتا بلکہ دیتا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے کل خزانوں کا مالک بنا دیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ پہلے یہ دیکھیں کہ ہم نے قرآن مجید کو زیادہ سمجھا ہے۔ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیادہ سمجھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید پڑھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جب تمہیں اچھا لگے تو تم دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر سکتے ہو۔ یعنی شریعت نے اجازت دی ہے کہ آدمی ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔ اب جو حدیث میں عرض کرنے والا ہوں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہجرت کر کے آئے تو ابوجہل کی بیٹی بھی مسلمان ہو کر مہاجرین کے ساتھ آ گئی اب ان کے قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ کسی قرب والے کے لائق ہے کسی دوسرے کے لائق نہیں ہے۔ لہذا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رواج کیا ان کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات پسند آئی لیکن آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ دیکھیں کہ جب یہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں اور ان کے قبیلہ والے بھی یہ پسند کرتے ہیں کہ یہ نکاح ہو جائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتی ہیں۔ اور عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میری طرف سے منع نہ فرمائیں میں ناراض نہیں ہوں

کہ جب شریعت اجازت دیتی ہے۔ تو میں اس کو روکنے والی کون ہوں۔ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہر پر تشریف فرما ہوئے۔
طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہاشم یہ چاہے
ہیں کہ ابو جہل کی لڑکی کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح ہو جائے۔ میں اللہ تعالیٰ
کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتا ہوں کہ۔ لَا اَذِنُ۔ لَا اَذِنُ۔ اَذِنُ میں کسی یہ
اجازت نہیں دیتا حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے جگر کا گلہا ہے۔ جو چیز اسے
نکاح میں ڈالتی ہے وہ مجھے بھی نکاح میں ڈالتی ہے جو اسے ممکن کرتی ہے وہ مجھے بھی
ممکن کرتی ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جس طرح آپ راضی ہیں میں ویسے ہی کروں گا۔ پھر آپ تاریخ کا مطالعہ کر لیں کہ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ طاہرہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دصال تک
کسی دوسری عورت سے نکاح کا ارادہ نہیں فرمایا۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
قرآن نہیں پڑھا تھا۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے کہ جب آپ
گھوڑے پر سواری فرماتے تو ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تو دوسری رکاب میں پاؤں
رکھتے سے پہلے قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔ اگر ان کو قرآن سمجھ نہ آیا تو پھر ہمیں
کیسے سمجھ آئے گا۔ ایک اور حدیث پاک ہے جو کثر الایمان میں روایت ہے کہ حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن کا علم جمع کر کے
سورت یٰسین میں سمودیا ہے اور سورت یٰسین کا سارا علم جمع کر کے سورت بقرہ میں سمودیا
ہے اور سورت بقرہ کا سارا علم سورت فاتحہ میں سمودیا ہے۔ اور سورت فاتحہ کا سارا علم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں سمودیا اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا سارا علم
اس کی "ب" میں سمودیا ہے اور پھر یہ سارا علم "ب" کے نقطہ میں سمودیا اور فرمایا کہ

مجھے رب کی قسم ہے وہ "ب" کا نقطہ میں ہوں۔ اب بتائیے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے علم کا کون اعلازہ کر سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اگر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ کی تخریج کروں تو سزاؤں اس کا بوجھ نہ اٹھا سکیں۔ اب بتائیے کہ کہاں
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم اور کہاں ہمارا علم۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے دروازے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی تھے ہی تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
والسلام کی راہروی کرتے ہو پہلے حضرت علی ہو پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر تو آؤ۔ حضرت
زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث منقول ہے جو بخاری شریف کے
دوسرے حصہ میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر قرآن جمع ہو رہا تھا۔ سارا قرآن مجید ایک کتاب کی شکل میں جمع
ہو گیا۔ تو جو آیات مبارکہ کسی کا فخر پر کسی پتے پر کسی بڑی پر یا کسی درخت کی چھال پر
لکھی ہوئی تھیں وہ ہم نے تمام جمع کر کے تلف کر دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب ہم
نے وہ تمام صحائف تلف کر دیے تو میں سورت احزاب کی آیت کو بھول گیا۔ مجھ سے گم
ہو گئی اور ہزار کوشش کے باوجود مجھے نہ ملی۔ لیکن وہ آیت مبارکہ میں نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھا کرتے تھے۔ پھر
وہ آیت مبارکہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے مل گئی۔ یہ وہ حضرت
خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ جن کی ایک اکیلی کی گواہی کو سرکارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کر دیا۔ آپ پورے قرآن میں دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ
نے گواہی دو آدمیوں کی رکھی ہے۔ یا ایک آدمی اور دو عورتوں کی گواہی کو رکھا ہے کہیں
بھی اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر نہیں فرمایا۔ اب
دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنا مختار ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ طاقت دے

ہے اللہ تعالیٰ نے ہی یہ علم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہی یہ اختیار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختار کل بنایا ہے۔ ساری کائنات کا مالک و مختار بنایا ہے۔ حدیث پاک میں حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کا پس منظر یہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی نصرانی ابن حارث سے ایک گھوڑے کا سودا کیا اور وعدہ فرمایا کہ ایک دن بعد میں تمہیں اس گھوڑے کی قیمت دے دوں گا اور آپ مجھے یہ گھوڑا دے دیں گے۔ کچھ رقم پیشگی ادا فرما دی۔ اور بقیہ رقم دینے کے لئے دوسرے روز تشریف لے گئے۔ یہودی انکار کر گیا کہ ہمارا تو کوئی سودا ہی نہیں ہوا۔ آپ سے کوئی لین دین کی بات ہی نہیں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یاد دلایا کہ کل فلاں وقت پر فلاں جگہ پر ہم دونوں تھے اور یہ سودا ملے ہوا تھا۔ لیکن یہودی انکار کر گیا کہ نہیں ایسی کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ مگر آپ کہتے ہی ہیں تو مجھے کوئی گواہی دے دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت کوئی تیسرا بندہ موجود نہیں تھا مگر کوئی کس طرح سے گواہی دے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصرار تشریف لے آئے اور جب آپ نے یہ بات سنی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گھوڑا خریدا۔ اس کو پیشگی رقم بھی دی اور باقی رقم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں۔ میں گواہ ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باقی رقم ادا فرمائیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑا دے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گھوڑے کا سودا کیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کس طرح گواہی دے رہے ہیں۔ آپ تو موقعہ پر موجود ہی نہ تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہے تو ہم گئے اور وہ بن گئے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ ہم نے فرشتے نہیں دیکھے لیکن آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ہم نے تسلیم کیا کہ فرشتے موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر ہی اعتماد کیا ہے، جنت ہم نے نہیں دیکھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جنت ہے۔ تو ہم اپنے ایمان اور یقین سے اقرار کرتے ہیں کہ جنت موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر آمین کہتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ دوزخ ہے۔ ہم گواہ ہیں کہ دوزخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹیل صراط ہے، میزان ہے، حوض کوثر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا وہ ہم نے مان لیا ہے۔ دیکھا کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ وہ تمام بھی زبان اقدس سے نکلی ہے۔ اور یہ سودے والی بات بھی اسی زبان مبارک سے نکلے ہے۔ اگر ان تمام چیزوں کی گواہی ہم دیتے ہیں تو پھر اس بات کی گواہی ہم کیوں نہ دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو انعام کیا دیا۔ سینے جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کر سکتے۔ کچھ نہیں دے سکتے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیا ہے۔ وہ آپ دے کر دکھاؤ تو ہم مان جائیں گے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے اور جو کچھ نیکو خلق صلی اللہ علیہ وسلم دے سکتے ہیں وہ آپ بھی دے سکتے ہیں۔ تیسری میری بات پر تو کوئی ہو سکتا ہے کہ اتفاق کہ جائے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اتفاق کیا ہے۔ ان سے بڑھ کر کون انکی بہترین جماعت ہے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتہ فرمایا کہ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج تم نے میری بات کی گواہی دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو میرے پاس بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آج خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی ہے تو آ۔ صلوا اللہ علیہ وسلم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں جائیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ دنیاوی طور سے مثال دے کر آپ کو سمجھا دیتا ہوں۔ ایک آدمی کا کارخانے کا مالک ہے۔ لیکن جب وہ اپنی سیٹ پر اپنے لکشیئر کو بٹھا دے اور بتا دے کہ فلاں مزدور کی اتنی تنخواہ ہے۔ اس ورکر کی اتنی تنخواہ ہے اس انجینئر کی تنخواہ اتنی ہے یہ فز ہے اس کی تنخواہ اتنی ہے۔ یہ کاریگر ہے اس کی تنخواہ اتنی ہے۔ آپ نے ان سب کو ایک ماہ بعد یا ہفتہ بعد جس طرح سے وہ حکم دے کر آپ ان سب کو ان کی تنخواہ دے دیا کریں میں نے جنہیں اختیار دے دیا ہے۔ یہ مثال تو صرف سمجھانے کے لئے ہے ورنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو کوئی مثال بھی نہیں بنتی۔ یہ بھی ایک گستاخی ہے۔ بے ادبی ہے لیکن عام لوگوں کو سمجھانا بھی تو پڑتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے مختار ہیں کہ خالق کائنات نے سب کچھ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن میں ڈال دیا ہے۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو چاہو۔ جتنا چاہو۔ جس طرح چاہو۔ جس وقت چاہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل اختیار ہے کہ دے دیا کرو میں بھی آپ کو نہیں روکوں گا۔ تیری رضا میری رضا ہے۔

اٹھکھرت فرماتے ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو دیتا ہے۔ اَللّٰہُ یَبْعَثُ الرُّسُلَ الَّذِیْنَ یُؤْتِیْہِمْ اَلْحَکْمَۃَ ۝ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف ۱۵۷) وہ جو

حکمی کریں گے اس رسول بے پردے غیب کی خبریں دینے والے کی۔ جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو ریت اور انجیل میں۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا۔ اور برائی سے منع فرمائے گا۔ اور ستمی چیزیں ان کے حلال فرمائے گا۔ اور گندی چیزیں ان پر

اس حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مرتبہ دینا چاہیں وہ دے دیں۔ ہمیں منظور ہے۔ تو سرکارِ مہذب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے بعد حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلئے کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر تصور ہوگی۔ آدمی ایک ہے لیکن اس کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتبہ دیا ہے کہ کبھی بولا ہے۔ اب حقیر اور حدیث کی کتابوں میں جہاں بھی حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر آئے گا۔ وہیں پر آپ یہ بات پڑھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مرتبہ دیا۔ یہ شانِ صلا فرمائی ہے اور قیامت تک ان کی یہ شان رہے گی کوئی بندہ اس کا انکار نہیں کر سکتا کوئی شخص اس کو جھٹلا نہیں سکتا۔ ایک دوری بات بھی عرض کر دوں کہ سرکارِ مہذب صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں کہ نہیں دیتے ہیں۔ سچے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین حاضر ہوتے تھے۔ دور دور سے بھی لوگ آتے تھے۔ گاؤں کے لوگ بھی آتے تھے۔ دور کبھی گاؤں سے آتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا اور اس طرح جان کر عرض کیا کہ ہمیں جو کچھ بھی اگر ملے گا تو اسی بارگاہ سے ملے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی ناعب اکبر بارگاہ ہوگی ہے۔ جن لوگوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کی تھی۔ کیا ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو کچھ نہیں دیتے جو کچھ بھی مانگتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتا چاہیے۔ کیونکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ بے شک دیتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن وہ دینا صرف کمالی دالے صلی اللہ علیہ وسلم کے صدمتے سے ہے۔

دیتا خدا ہے اس میں کچھ شک نہیں

دیتا ہے مگر وہ نعمتیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ وار کے

حرام کرے گا۔ اور ان پر ہے کہ جو اہل اسلام کے ہوتے ہیں وہ جہاد میں حصہ لیں اور اس کی تنظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس کی بیرونی
 کریں جو اس کے ساتھ اترے، وہی ہمارا ہونے۔ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس
 کے پیچھے چلنے والے ہیں یہ اس کی بات سننے والے ہیں اللہ اس کی کیا بات کرنے والے
 ہیں اس کی بیروی کرنے والے ہیں۔ جو بھائی بن کر ساتھ چلے گا کبھی نہیں ملے گا۔
 اور جو باپا بن کر آئے چلے اس کو بھی نہیں ملے گا۔ ملے گا اس کی کہ کلمہ کا جو لوگ غلامی
 کرتے ہیں اتباع کرتے ہیں بیروی کرتے ہیں اس کی کہ جس کی ہم نے عظمت والا
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنایا ہے۔ وہ ایسا نبی ہے کہ اپنی نبی کے کلمات کے لحاظ سے
 سنی معنی ہیں۔ اس کا معنی ہے۔ "مہل"۔ "بنیاد" کہ کائنات کی اصل "محبوب خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ایک اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا میں کسی کے سامنے کچھ کہنے
 کے لئے بیٹھا ہی نہیں ہے یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا
 سے کچھ نہیں سیکھا ہے۔ بلکہ سکھایا ہے۔ اگر سیکھا ہے تو وہی نبی جس نے خدا کے
 سیکھا ہے تو پھر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو کیا انکار کرتے تھے؟ صحابہ کرام
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے کیا بتایا ہے۔ پہلے میں ایک بات عرض کروں کہ حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نابھہ شخص آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 تشریف فرما تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ نابھہ شخص آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
 بیٹھ گیا۔ باتیں سنتا رہا پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں
 حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ ملا دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت دیتے ہیں تو آپ
 ان کی داڑھی کو ہاتھ لگا لیں۔ اور ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا۔ بالکی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔ تو
 حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ محسوس کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم کی محبت ہے کہ اس شخص کو اجازت مل جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے اجازت ہے۔
 اس نابھہ شخص نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ
 لگا یا اور عرض کیا کہ یا اللہ اس داڑھی میں جو سفید بال ہیں ان سفید بالوں کا صدقہ اور
 واسطہ مجھے عیناً عطا فرما۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے کہہ دو کہ اس نے واسطہ تو بہت بڑا دیا لیکن
 اس سے کام بہت چھوٹا لیا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات
 ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ آج تو نے میرے
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفید بالوں کا واسطہ دیا اور صرف اپنی ہی عیناً دیا لیکن
 کی استدعا کی لیکن اگر تو کہہ دیتا کہ یا اللہ ان سفید بالوں کا صدقہ پوری کائنات میں
 نابھہ عیناً کوئی نہ ہو تو قیمت تک کوئی نابھہ نہ ہوتا۔ اگر تو آج میرے صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کے سفید بالوں کا واسطہ دے کر یہ کہتا کہ یا اللہ ساری دنیا کے نابھوں کو عینا
 کر دے ان تمام کو عیناً عطا کر دے تو میں پوری کائنات میں موجود نابھوں کی عینا
 درست کر دیتا۔ یہ مقام ہے سرکار مدینہ کے غلاموں کا۔ دوستوں کا تو پھر آقا علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہوگا۔ ایک اور بات بھی عرض کر دوں کہ حضرت سیدنا صدیق
 اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک قبرستان سے گزرے آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنی
 طرف منسوب کیا کہ میں قبرستان میں دفن ہوں تو آپ کی داڑھی مبارک کا ایک بال انز کر کے قبرستان میں گر
 گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان میں دفن ہونے کی گواہی عذاب میں مبتلا تھے قیامت سے
 عذاب کو ختم کر دیا۔ تمام گناہ گار جو عذاب دے جا رہے تھے ان سے عذاب کو ہٹا دیا۔

اس قبرستان سے اتنی خوشی کی آواز بلند ہوئی کہ لوگوں نے اس آواز کو سن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے پیغام بھیجا کہ اسے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آج تیرے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہال کے صدمے جو قبرستان میں گر گیا ہے میں نے تمام گناہ مٹا دیے اور اسے عذاب کو دور کر دیا ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کے ایک ہال کے صدمے تمام گناہ کا عذاب سے نجات پا سکتے ہیں تو پھر جو کوئی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے اس کو چھٹکارہ کیوں نہ ملے گا۔ اس کی نجات اس کی بخشش کیوں نہ ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ دے سکتا ہے کہ نہیں دے سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابیہ خادمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر ہوئی اس کے پاس ایک ذبیہ میں شہد تھا جو اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہد قبول فرمایا۔ ذبیہ سے شہد نکال لیا اور خالی ذبیہ اس کو واپس کر دی۔ جب وہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر واپس پہنچی تو ذبیہ پھر شہد سے بھری ہوئی تھی۔ اب بتائیے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دیتے ہیں کہ نہیں دیتے ہیں۔ اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ذبیہ شہد سے بھری ہوئی دیکھی تو رونے لگی اور واپس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے۔ مجھ سے کیا گستاخی ہو گئی ہے گناہ ہو گیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا شہد قبول نہیں فرمایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گناہ گار ہوں۔ خدا ارادہ مجھ سے یہ بدیہ، یہ شہد قبول فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے تیرا شہد قبول لے لیا تھا۔ قبول کر لیا تھا۔ لیکن جب میں نے ذبیہ واپس کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت ہی ایسی عطا فرمائی کہ شہد وہ ذبیہ دوبارہ شہد سے بھر گئی۔ وہ خوشی سے واپس گھر لوٹ گئی۔ وہی ذبیہ شہد جو پہلے دس پندرہ روز میں ختم کر لیتی ہے اب اس میں سے روزانہ شہد نکلتی ہے۔ کھاتی

ہے۔ کئی ماہ گزر گئے۔ شہد ختم ہی نہیں ہو رہا ہے۔ پھر ایسا ہوا کہ اس نے اس ذبیہ کو کسی ضرورت کے لئے خالی کیا۔ شہد کسی دوسرے برتن میں ڈالا تو وہ شہد آٹھ روز میں ختم ہو گیا۔ پھر حاضر ہوئی ہے اور عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی ماہ سے وہ شہد کھا رہی تھی لیکن جب کسی دوسرے برتن میں ڈالا تو ختم ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اسے اسی برتن میں ہی رہنے دیتی تو پھر تو بھی کھاتی تیری اولاد بھی کھاتی پھر اس کی اولاد بھی کھاتی اور نسل در نسل تیری اولاد کھاتی رہتی تو وہ شہد پھر بھی ختم نہ ہوتا۔ پھر کہہ دیجئے کہ

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی حاجتیں عرض کرتے تھے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں کچھ نہیں دے سکتا۔ میں بھی تمہاری طرح کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ اِنَّمَا نَشْفُو بِخَلْقِکُمْ میں بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ جب کبھی بھی کوئی کہتا ہی سوالی آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی نہ نہیں فرمایا۔ کوئی بھی آدمی قرآن کا حدیث یا کبھی کسی حساب سے یہ بتا دے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا۔ میں تو بے بس اور عاجز آدمی ہوں۔ لیکن احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرو کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا کچھ لیا ہے کہ ان سے ختم ہی نہیں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اگر مرثعات کرنے والے تو کرتے ہی تھے۔ مانگنے والے مانگتے تھے۔ مانگنے والوں کی کوئی حد ہے اور نہ ہی لینے والوں کی کوئی انتہا ہے۔ ایک دفعہ قائم طائی کے بیٹے اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین بات

ہوئی۔ حاتم طائی کے بیٹے نے کہا کہ ہمارا باپ اتنا سختی تھا کہ اس نے اپنی خویلی کے دس دروازے بنائے تھے کہ دس دروازوں سے بھی اگر کوئی آتا وہ کبھی انکار نہیں کرتا تھا۔ بلکہ سائل کو دے دیتا تھا۔ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ تیرے والد کی بات ہے ہمارے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو کوئی دروازہ ہی نہیں بنایا۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح یہی کرتے ہیں کہ دنیا والو ذرا اس بات پر غور تو کرو۔ ذرا سوچو کہ اس نے اپنی خویلی کے دس دروازے رکھے۔ ایک دروازے سے کوئی آیا تو اسے دیا لیکن اس کی حاجت پوری نہ ہوئی اسے دوسرے دروازے سے آیا تو اسے دوسرے دروازے سے بھی اس کو کچھ لیکن حاجت پھر بھی پوری نہ ہوئی کہ اسے تیسرے دروازے سے آیا تو اسے تیسرے دروازے سے بھی اس کو جو کچھ بھی ملا اس سے بھی ضرورت پوری نہ ہوئی۔ چوتھے دروازے سے آتا تو پھر اس کا بھی کام نہ بنا۔ الغرض اس نے دس دروازوں سے آکر صدا دی لیکن اس کی حاجت پھر بھی پوری نہ ہوئی۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی دفعہ میں اتنا عطا فرما دیے ہیں کہ سائل کو دوبارہ مانگنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت ہے۔ پوری کائنات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار ہے جس کو چاہیں عطا چاہیں جب چاہیں عطا فرمادیتے ہیں۔ اب ایک بات یہ ہے کہ ہم بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے لئے بہت دعائیں کرائی ہیں۔ بہت بزرگوں سے دعاں لی لی ہیں لیکن پتہ نہیں کہ کیا بات ہے۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم سے کیا غلطی ہوئی ہے گناہ ہوا ہے کہ ہماری بات ہماری ضرورت ہماری حاجت ہماری فضا پوری نہیں ہوئی۔ دعا انہیں دے دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اہم دوسوں کے بھی فائدہ پہنچا رہا ہو رہا ہے۔ تمہارا کوئی بھی دوست کوئی بھی سہیلی تمہارا بہت زیادہ اہم رہا ہے۔ اللہ

تعالیٰ اس سے بھی زیادہ تمہارا اہم رہا ہے۔ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہاری ابتداء سے انتہا تک ہر چیز کو جانتا ہے کہ کون سی چیز تمہارے لئے کہاں بہتر ہے۔ کون سی چیز عطا کریں تو فائدہ ہے کون سی چیز دیں تو اس کو نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو نظر رکھتے ہیں۔ بعض اوقات ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں چیز کی ہمیں اس وقت اشد ضرورت ہے۔ یہ ابھی میں مل جانی چاہئے۔ اگر یہ ابھی نہ ملی تو ہمارا نقصان ہو جائے گا۔ لیکن انسان کے علم میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر وہ چیز اسے فوری مل جائے تو اس کے لئے زیادہ نقصان دہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا (یٰٰنہی اسرائیل ۱۱) "اور آدمی بڑا جلد باز ہے" انسان بہت جلد باز ہے۔ ہر کام میں بہت جلدی کرتا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتے ہیں کہ اس نے یہ دعا مانگی ہے اب اس کی دعا میں اس دنیا میں پوری کر دوں یا اس کو آخرت میں پوری کروں۔ اس کے لئے کیا بہتر رہے گا۔ لہذا انسان کے لئے جو بہتر ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو اس وقت کے لئے رکھ دے گا۔ اللہ تعالیٰ جب حشر میں اس کی دعاؤں کے صلہ میں اس کو جو کچھ عطا کرے گا۔ وہ پھر تمنا کرے گا کہ یا اللہ جو میری دعا میں دنیا میں پوری ہوئی تھی۔ وہ بھی وہاں پوری نہ ہوئی وہ بھی آج یہاں پوری ہوئی اور ان کا صلہ بھی نہیں آکر ملا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا حکیم سب سے بڑا دانسا سب سے بڑا اہم رہا ہے۔ وہ خالق کائنات اپنی حکمت کاملہ کے ساتھ انسان کو ایک ڈگر پر چلا رہا ہے۔ لیکن انسان اگر نہ سمجھے تو یہ اس کی اپنی ایک سوچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پروگرام کے مطابق ہماری سوچ کچھ نہیں ہو سکتی کہ ہم خطا کار ہیں۔ ہم کبھی ادھر کرتے ہیں کبھی ادھر کرتے ہیں۔ اپنی پیدا کردہ پیچیدگیوں میں الجھتے رہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہماری اتنا کریم ہے کہ وہ ہماری اصلاح کے پروگرام بناتا رہتا ہے۔ جب ہم بہت کرتے ہیں۔ مرشد کریم سے نسبت پیدا

کرتے ہیں۔ اپنا راز ہمارا اور راہبر حاصل کرتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم جو پریشانیوں میں مبتلا ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ مرشد کریم کے صدقے ہمیں پریشانیوں سے نجات دلائے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم خواہ مخواہ پریشانیوں میں کیوں مبتلا ہوتے ہو۔ اگر مجھے تلاش کرنا چاہتے ہو تو وسیلہ تلاش کرو۔ فرمایا اَبْتَغُوا الْوَسِيلَةَ (المائدہ ۳۵) "اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو" میرے پاس آنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو اور وسیلہ مرشد کریم ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ وسیلہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ہم نیک لوگوں کی صحبت میں جاتے ہیں۔ وہ نیک لوگ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر آگے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے لئے وسیلہ ہیں اور سب ہیں اگر عبادِ راست اللہ تعالیٰ کے پاس جانا چاہتے ہو تو یہ ممکن نہیں ہے۔ دنیاوی مثال ہے کہ آپ صدر پاکستان کے پاس براہ راست نہیں جاسکتے تاکہ اس کو اپنی پریشانی بتائیں تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوئی صدارتی رہائش گاہ کے پاس بھی نہ بھیجے دے۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوئی اسلام آباد میں بھی داخل نہ ہونے دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ساری کائنات کا نظام قدرت چلانے کے لئے اولیاء اللہ کی ڈیوٹیاں لگا رکھی ہیں۔ ان پر کچھ فرائض لگائے ہیں کہ یہ ہم جیسے گناہ گاروں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ کبھی ہمارے لئے دھار دی کبھی حوصلہ دے دیا۔ کبھی دلاس دے دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی دور کرے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری حاجت روائی فرمائیں گے کہ اگر کوئی اہل اعظم رحمۃ اللہ علیہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ پھر مرشد تمہاری پریشانی کا حل فرمائیں گے۔ مسئلہ یہی ہے کہ جب یہ ہمیں دلاس دے دیتے ہیں ہم مطمئن ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی کرم کرتے ہیں کہ اس نے میرے دلی کی بات مان لی ہے۔ لہذا اس کا کلام ناپ ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے یہ چند الفاظ گزارشات قبول فرما کر ہم سب کی آخرت کی نجات کا

زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! بیگر بھی تشریف فرما ہیں اور اکاؤنٹس والے بھی موجود ہیں۔ لیکن پہلے میں اپنی نعت پڑھ لوں کہ

کرم کی بجیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو اک حجت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

حضرت نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

سونیاں نالوں سوہنا چہرہ حضور دا

مولا دکھا دے سب نوں جلوہ حضور دا
 مکی مدنی جیسا سوہنا رب نے نہ ہو رہونا
 دکھرا بنایا سب تو نقش حضور دا
 غوثان قطباں دا آقا سارے جگ دا اے داتا
 ہر کوئی اسے کھاندا یارو صدقہ حضور دا
 چین والیاں سب تھاواں شندیاں روئے دیاں چھاواں
 اہناں اکھیاں نال دیکھاں روضہ حضور دا
 زہرہ تے حیدر اکبر نالے شیر تے شیر
 بڑیاں ای شاناں والا کنبہ حضور دا
 عرش پے دین سلائی فرشی پے کرن غلامی
 ہر کوئی گلد اے یارو ملگتا حضور دا
 آیا امت دا والی موڑے تے کسلی کالی
 اچا بنایا سب توں رتبہ حضور دا
 دھڑے پئے رحمت رب دی بھر دے پئے جھولی سب دی
 منکدا اے جانی رب توں صدقہ حضور دا

ایک ہوتی ہے نسبت۔ قدر۔ مقدار۔ مقابلہ کہ تمام سے زیادہ سوہنا سب سے زیادہ
 حسین نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیوں جی ایسا ہی ہے۔ میں کوئی اور پیمانے
 عرض کرتا ہوں۔ پھر اس کو دیکھتے ہیں۔ یہاں بندے پیشے ہیں۔ کوئی چھوٹے قدر کے
 ہیں کوئی لمبے قدر والے ہیں۔ میرا قدر پانچ فٹ ہے شعیب چھ فٹ کا ہے۔ شعیب مجھ
 سے لمبا ہے بڑا ہے لیکن میں بھی تو پانچ فٹ کا ہوں ہی۔ مان لیا کہ وہ چھ فٹ طویل
 قامت کا ہے۔ لیکن پانچ فٹ کا تو آخر میں بھی تو ہوں۔ وزن کو لے لیں کوئی دوسن کا

ہوگا لیکن میں بھی تو ساتھ کھوکا تو ہوں۔ میری نفی تو نہیں ہوئی۔ اکاونٹ کو لے لیں کوئی
 زیادہ اکاونٹ والا ہوگا کسی کے پاس زیادہ پیسے ہوں گے لیکن کوئی تھوڑے پیسوں والا
 بھی تو ہے۔ وہ بھی اکاونٹ ہولڈر تو ہے۔ ایک سو روپے والا بھی اکاونٹ ہولڈر ہے
 لیکن ایک ارب روپے والا بھی اکاونٹ ہولڈر ہے۔ کیا اس طرح سے ہے کہ جس
 طرح باقی بھی تھوڑے حسن والے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سب سے زیادہ
 حسن والے ہیں۔ باقی چھوٹے وزن والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادہ وزن
 والے۔ باقی چھوٹے قدر والے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے قدر والے۔ باقی
 تھوڑے اکاونٹ والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادہ اکاونٹ والے ہیں۔ کیا کوئی
 اس طرح کا حاسب کتاب ہے۔ دنیا پر اس طرح سے ہے کہ کوئی چھوٹا زمیندار کوئی بڑا
 زمیندار ہے۔ کوئی چھوٹے مکان کا مالک کوئی بڑے مکان کا مالک ہے۔ کوئی ان پڑھ
 ہے کوئی پڑھاری کوئی بیٹھک اور کوئی پی ایچ ڈی۔ کوئی ایک گریڈ کا ملازم ہے تو کوئی تیس
 بائیس گریڈ کا ملازم ہے۔ کسی کی چھوٹی سی ملازمت ہے کسی کی بہت بڑی ملازمت ہے
 بہت زیادہ پاور ہے۔ کیا ملتی مخلوق کے ساتھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعلق اس
 طرح کا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ
 اللہ علیہ اس مسئلہ کو حل فرماتے ہیں۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
 جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
 جج آکھاں تے رب دی شان آکھاں
 جس شان تمہیں بنیاں سب شاناں

سارے حسن والے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ہیں۔ کیا مقابلہ
 ہے۔ سب سے زیادہ حسن والے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جن کو پورے حسن کا

نہی ہستی پیش آمادہ اسی نام سے ہے

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو۔ بزم توحید کیا ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی جان ہی نہ سکے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کرائی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو تمام مذاہب ختم ہو گئے۔ یہودی تھے جو کہتے تھے کہ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ بنائیاں ہیں اور ہم تمام یہودی اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ کیا یہ توحید ہے وہ کونسا خدا ہے کہ جس کے اتنے بیٹے ہوں۔ ہر ظالم ہر کجسوس اس کا بیٹا بنا پھرتا ہے۔ یہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ جنت ہمارے لئے ہے۔ اور دوسرا مذہب تھا۔ عیسائیت۔ عیسائی کہتے تھے کہ تین خدا ہیں GOD FATHER ایک ایک باجی ہیں ایک حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ GOD MOTHER اسی جان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بیوی ہیں اور ایک GOD SON ہے اللہ تعالیٰ کا بیٹا حضرت عیسیٰ السلام ہیں۔ یہ ان کا عقیدہ مثلیت تھا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ تعارف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور ان دونوں عقائد کا رد فرمایا فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ (الاخلاص ۴-۱) ”تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔“ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا اللہ ہے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ ہی وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی“۔ اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو میرا تعارف کرا دے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ اور واسطہ بنا رہا ہے۔ وہ براہ راست ہمیں نہیں بتا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے وہ ایک ہے بلکہ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بتا کر میں کون ہوں۔ قُلْ آتَىٰ صَٰلِحٌ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمادیں کہ میں اللہ تعالیٰ ہوں۔ براہ راست نہیں بتایا بلکہ فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بناؤ اس کا واسن کچھ لو پھر میں تمہارا رب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے کہ میں

09/10 حصہ ملا ہے پیچھے رہ گیا 01/10 ساری مخلوق حضرت سید آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک اسی میں سے حصہ پائیں گے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی میں ہیں۔ تمام ایکٹریٹس بھی اسی میں ہیں تمام یہودی بھی اسی میں ہیں ملکہ حسن بھی اسی میں ہیں عالمی ملکہ MISS UNIVERSE بھی اسی میں ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی 01/10 میں ہیں۔ اگر حسن کے کل سو حصے ہوں تو ان میں سے نوے حصے حضرت یوسف علیہ السلام لے گئے باقی رہ گئے دس حصے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دس حصوں میں ہیں فرمایا کہ نہیں۔ نہ تو میں 09/10 میں ہوں اور نہ ہی 01/10 میں ہوں۔ میرے حسن کا صدقہ اتنا ہے تو اس سے حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ اب بتائیے کہ آپ کس طرح سے کہیں گے کہ سو بنیاں توں سو ہنا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دا تمام حسن والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا سے بنے ہیں۔ نظر عنایت سے بنے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا جنود اندر تلاش مصطفیٰ است

جو بن گیا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے حصہ لے کر بنا ہے اور جس نے ابھی بنتا ہے اس کو جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ملے گا تو وہ بھی بن جائے گا۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

گلش دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی تو سے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

ایک ہوں میں بے نیاز ہوں میرا کوئی باپ نہیں میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ میری عرض ہے کہ سب سوئیاں توں سوچنا بڑا اقرار ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ اہلی ہے۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بقی ہے کوئین میں نعمت رسول اللہ ﷺ کی

لَا رَدَّ الْعَرْشُ مجھے عرش والے رب کی قسم جس کو جو کچھ ملا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ آپ پڑھتے ہیں کہ

مکان توں لا مکان تیکر حکومت مصطفیٰ دی اے

جتنوں مجرم بری ہوندے عدالت مصطفیٰ دی اے

یہ مانا کہ عدالت مدینہ شریف میں ہے۔ وہاں سے مجرم بری ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ انبیاء علیہم السلام بخشش کہاں سے لیں گے۔ انبیاء علیہم السلام تو مجرم نہیں ہیں۔ کوئی نبی علیہ السلام مجرم نہیں ہے۔ نبی معصوم ہیں کسی نبی علیہ السلام نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ لیکن بخشش پھر بھی نہیں ہو رہی ہے۔ شتر والے دن اتنی دہشت ہوگی اللہ تعالیٰ اپنی صفت مستقیم کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔ اور پوچھیں گے کہ آج کسی کی حکومت ہے۔ چالیس سال تک کوئی جواب نہیں دے سکے گا۔ اتنی دہشت ہوگی کہ جن کو جواب آتا بھی ہوگا وہ بھی خاموش رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا کہ آج کو واحد الفقہار کی حکومت ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی خاموش ہو جائیں گے رک جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب وہ رک جائیں گے تو میرے سہارے سے چلیں گے۔

نبی ہود سے ولی ہود سے عمر ہود سے علی ہود سے

خدا نے فرمایا سب توں ضرورت مصطفیٰ دی اے

تمام انبیاء علیہم السلام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے چل رہے ہوں گے۔ تمام خاموش ہو جائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی طرف سے خطیب ہوں گے۔ فرمایا کہ مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ بلکہ فخر وہ کریں کہ جن کا میں خطیب ہوں گا۔ جن کا میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ فخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ہوگا فخر تو ہم کریں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہیں یہ تو ان کا کرم ہے کہ رخ ان کا ادھر ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ کیا ہم خوش قسمت نہیں ہیں کہ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے اور یہاں بٹھا دیا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام دامن پھیلائیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔ کہاں گئے مجرم آج تو پارسا لوگ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پناہ میں ہیں۔ جو یہ نہیں مانتا کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش ہونی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی شفاعت کرنی ہی نہیں ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مائیں گے قیامت میں اگر مان گیا

وہاں تو سارے ہی مان جائیں گے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام محمود پر تشریف فرما ہوں گے تو ساری مخلوق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود سلام پڑھ رہی ہوگی۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شیخ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہر قص الصلوٰۃ والسلام عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنا شروع کر دے گا اسی میں ابو جہل اسی میں فرعون اسی میں مرد بھی ہوگا اسی میں شیطان بھی ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ جو دنیا میں مجھ پر سلام پڑھتے تھے ۱۰۰ ایک

طرف الگ ہو جائیں۔ ہم ایک طرف ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ جاؤ جنت میں چلے جاؤ۔ دوسروں سے فرمایا جائے گا کہ کاش دنیا میں بھی ایک نعمت ایک شعری نعمت کا سلام پڑھ لیا ہوتا تو آج ان کے ساتھ جنت میں جانے والے بن جاتے۔ روزِ محشر تو سب درود شریف پڑھنے والے بن جائیں گے۔ خوش قسمت ہیں کہ ہم آج ان کی نعمت پڑھ رہے ہیں ان کے گیت گارہے ہیں ان کی تعریف کر رہے ہیں۔ کوئی کتنی بھی تعریف کر لے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بھی بلند ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس دنیا میں کسی نے دیکھا ہی نہیں ہے۔ ہم اپنے تصور کی تعریف کر رہے ہیں کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہوں گے وہی تعریف کر رہے ہیں۔ کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ وَكُنْهُمْ يَنْظُرُونَ الْيَكْ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (الاعراف ۱۹۸) اور تو انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سمجھتا اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری طرف آنکھیں تو کھولی ہوئی ہیں لیکن تو نظر نہیں آتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو مجھے جانتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا تو نے مجھے دیکھا ہے۔ یہ دو ایسی ہستیاں ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین ہیں۔ ایک یارِ غار ہے۔ اور دوسری زوجہِ محترمہ ہے۔ ان سے بڑھ کر قریب کون ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا جلوہ دکھایا کہ وہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہوش آئی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسا نظارہ تھا فرمایا کہ مجھ پر ستر ہزار پردے ہیں۔ صرف ایک پردہ کھسکا ہے تو تو بے ہوش ہی ہو گئی تاب نہیں لاسکی۔ اہتر ہزار سونو نالے (69999) ابھی باقی ہیں تو پھر تو نے کیا دیکھا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر ہے

کہ پہلا مسلمان ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ ہم اپنے تصور کی تعریف کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں کوئی مبالغہ نہیں ہوتا اس لئے جتنی زیادہ سے زیادہ تعریف کر سکود کرو۔ پھر بھی معافی مانگو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ سونہاں توں سوہنا یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ابھی قیامت تک پتہ نہیں کتنے سوہنے آئیں گے۔ ابھی تک زیادہ وکٹیں لینے والا بندہ کوٹلی واش ہے جس نے 530 وکٹیں لی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا ریکارڈ ٹوٹ جائے ابھی وکٹیں لی جا رہی ہیں۔ کھیل ہو رہے ہیں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ کوٹلی واش سب سے زیادہ وکٹیں لینے والا ہے۔ ابھی تو باؤلر آرہے ہیں۔ اور آتے رہیں گے اس لئے یہ کہنا کہ کوٹلی واش کا ریکارڈ ہے۔ وہ ریکارڈ ہولڈر ہے یہ قبل از وقت ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسا فتویٰ کیوں نہیں لگ رہا ہے اس لئے کہ جو بھی آئے گا وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک کی خاک سے بنے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پاؤں کی طرف دیکھیں۔ دیکھا تو تھوڑی سی مٹی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ بظاہر تو مٹی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے مٹی پیچھے ہو جا۔ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری کائنات تیرے مقابلہ میں ایک مٹی کی چٹکی ہے۔ کعبہ بھی اسی میں ہے عرش بھی اسی میں ہے فرش بھی اسی میں ہے۔ نبوتیں اسی میں ہیں معجزے اسی میں ہیں سارے کمال اسی میں ہیں۔ فاتح اسی میں ہیں۔ صدیق اسی میں ہے فاروق اسی میں ہے غنی اسی میں ہے شجاع اسی میں ہے ہر چیز اسی میں ہے۔ ہر چیز جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگتی ہے تو وہ نبی ہے۔

اس لئے سوئے تو اور بھی ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے سوئے ہیں کہ ہر سوہنا وہیں سے حسن لیتا ہے۔

شوکت سحر و سلیم تیرے جلال سے نمود

فقر جنید و بایزید تیرا جمال ہے نقاب

بادشاہوں کا دبہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے آتا ہے۔ حضرت جنید اور حضرت بایزیدؒ کی ولایتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے ہیں جیسا بھی دیدار ہے۔ جب دیدار ہو جاتا ہے۔ تو ولی بن جاتا ہے۔ ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے کہ تم نفل پڑھ لو، تم طواف کرو، تم اور کوئی نیکی کرو، کوئی عمل کرو، ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے، ڈاکڑی کا ہے، ایم بی بی ایس بیٹے کر لو۔ انجینئرنگ کا ہے، ایگریکلچر کا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمادیں تو ولی بن جاتا ہے۔ صحابی کتنی دیر میں بنتا تھا۔ ایک بت پرست، زانی، قاتل، ظالم، بی بی کو زندہ دفن کرنے والا آ گیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ پڑھا دیں۔ جو نبی کلمہ پڑھا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔ اتنا دیدار بلند ہو گیا کہ ہم سوچیں کہ ولی ایسا ہوتا ہے۔ جہاں تیری میری فکر ختم ہوگی وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوگا۔ جہاں ولی کی فکر سوچ ختم ہوتی ہے۔ وہاں سے غوث کا مقام شروع ہوتا ہے اس طرح اور آگے مرتبے ہیں، درجے ہیں اور چھبیس درجوں کے بعد صحابی کا درجہ ہے اور وہ کس طرح سے بنتا ہے صرف دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ہر چیز کا شت ہے اسی طرح سے ایمان کا بھی شت ہے۔ جملی سکہ کا شت ہے۔ جملی شہد کا بھی شت ہے۔ ان، کپڑا، دھاک ہر چیز کا شت ہے۔ ایمان کا کیا شت ہے، ایمان کا شت یہ ہے۔ کہ یا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے، یا پھر زیارت کی تمنا ہے۔ اگر زیارت کی تمنا رکھتے ہو تو پھر ایمان بھی ہے۔ اگر کہو کہ نہیں ہے تو پھر ایمان بھی نہیں ہے۔ آپ کہیں کہ میں نمازی

ہوں۔ میں حاجی ہوں، میں مجاہد ہوں، میں حافظ ہوں میں منبر ہوں، میں محدث ہوں۔ قربانی دینے والا ہوں، زکوٰۃ دینے والا ہوں۔ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن اگر تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا نہیں ہے تو تیرا ایمان ہی نہیں ہے۔ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ ابراہیمؑ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف دو کام کرتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے جس طرح سے آپ نے نعمتیں پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ نئی سے نئی نعمت پڑھتا ہے۔ اور ایک یہ کہ وہ ہر لمحہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ کی زیارت کرتا ہے۔ کوئی ایسا لمحہ نہیں ہے کہ جب قدرت کی نگاہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہکتی ہوں۔

قدرت کی نگاہیں بھی جس چہرہ کو کھتی ہیں

اس چہرہ انور کا دیدار کرا جانا

ایک بات تو یہ کرنا چھی اور دوسری بات جو آج کرنی ہے وہ یہ ہے کہ

جو کردا ام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذا وظیفہ

اودہ پنج جاندا اے سب سزاواں دے کولوں

وظیفہ تو بڑا لمبا ہوتا ہے۔ وظیفہ کتنا ہونا چاہیے۔ کم از کم چالیس روز تک تو ہونا چاہیے پھر وظیفہ کی فہرست میں آتا ہے۔ وظیفہ جو بھی کرنا ہوتا ہے وہ کم از کم چالیس روز تو کرنا ہی ہوتا ہے پھر وہ وظیفہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی ام گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درود، ذکر، درود شریف صرف ایک مرتبہ کرو پھر آرام سے سو جاؤ۔ اسی لمحہ بخشے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند ہے۔ بیان ہی نہیں ہو سکتی آپ صرف کہہ دیں یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ، دل سے کہیں، توجہ سے محبت اور عشق سے کہیں تو سارے گناہ معاف ہو گئے اور دل کی ساری سیل دور ہو جاتی ہے۔

آل نبی تے اولاد علی دی سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جان دی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جو نبی آپ نے کہا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ یا کہا داتا گنجوری رحمۃ اللہ علیہ یا کہا حضرت با بزیہ بسلامی رحمۃ اللہ علیہ یا کہا حضرت سلطان العارفين حق یا ہر رحمۃ اللہ علیہ کسی ولی کا نام لیا۔ نام لیتے ہی رحمت برسا شروع ہو گئی اور سارے گناہ معاف ہو گئے۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ جو ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ فرما دیتا ہے۔ دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور جنت میں دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ اور ایسے خوش نصیب پر خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجتے ہیں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مچھلی کے ٹکڑے ہیں۔ دو روز سے اس کو پکا رہے ہیں یہ پکتی نہیں ہے۔ مچھلی اچھی قسم کی ہے۔ لیکن پک نہیں رہی ہے۔ اگر اسے کوئی مرض ہے تو پھینک دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھو کہ ان ٹکڑوں سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو پکتی کیوں نہیں ہے۔ کئی ہوئی مچھلی ہے کئی گھنٹوں سے پکا رہے ہیں۔ آگ پر رکھی ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھیں کہ اس مچھلی سے پوچھ رہے ہیں کہ وہ پکتی کیوں نہیں ہے۔ مچھلی عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس لئے نہیں پک رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کشتی میں سوار دریا میں جا رہے تھے۔ وہ درود شریف پڑھ رہے تھے۔ میں نے وہ درود شریف ایک بار سن لیا ہے اس لئے مجھے دنیا کی آگ نہیں جلا رہی ہے۔ پوچھا کہ اے مچھلی کیا وہ درود شریف تمہیں یاد ہو گیا ہے۔ عرض کرتی ہے کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ سناؤ کئی ہوئی مچھلی نے درود شریف سنایا۔ یہ درود شریف مانی ہے۔

کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ فرمایا کہ درود شریف سننے کی وجہ سے مچھلی کو دنیا کی آگ نہیں جلاتی۔ جو بندہ اس درود شریف کو اپنی زندگی میں ایک مرتبہ پڑھ لے اسے دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ اچھا جی اب یہ دو نعت خواں حضرات فیض میراں اور مرزا صاحب آگئے ہیں۔ ان سے بھی نعت سنیں گے لیکن اس سے پہلے میں نے ایک بات کرنی ہے۔ کہ یہاں فیصل آباد میں ایک بندہ ہے وہ ارب کرب کے حساب سے درود شریف پڑھنے والا ہے۔ ارب کتنا ہوتا ہے یہ ایک سو کروڑ ہوتا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بیس تیس سال میں ایک کروڑ مرتبہ پڑھا تھا۔ وہ بندہ ایک دن میں کئی کروڑ مرتبہ پڑھتا ہے اسے اجازت ہے کہ وہ دعا کر دے۔ وہ عام بندے کو روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کی دعا دیتا ہے۔ وقت زیادہ نہیں لگے گا جس کو شوق ہو کہ وہ روزانہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھے، تھکنا بھی نہیں ہوگی، نیند بھی پوری کر لے گا۔ کاروبار دیسے چلتا رہے گا جس طرح سے چل رہا ہے۔ جس کو شوق ہو وہ محفل کے بعد مجھے ملے گی اس کو دعا لے دوں گا۔ آج ایک بندہ آیا میں نے پوچھا کہ کتنا پڑھتے ہو، کہنے لگا کہ ایک منٹ میں چھ ہزار مرتبہ پڑھتا ہوں، زیادہ سے زیادہ ہم دو سینکڑہ میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ ایک منٹ میں تیس مرتبہ سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے۔ عام طور پر ہم منٹ میں پندرہ مرتبہ پڑھ لیتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ بیس مرتبہ پڑھ لیتے ہیں کوئی بہت تیز پڑھنے والا ہو تو ایک منٹ میں تیس مرتبہ اس سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے لیکن وہ بندہ ایک منٹ میں چھ ہزار مرتبہ پڑھ رہا ہے۔ یہ کمال آپ میں سے ہر بندے میں آسکتا ہے اگر وہ شوق رکھتا ہو۔ جسے شوق ہو وہ محفل کے بعد مجھے ملے، دعا میں لے دوں گا قسمت تیری ہے، ایک بندہ کل آیا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ میں نے سو ارب مرتبہ پڑھا ہے اتنے تو فیصل آباد میں رہنے والوں کے سانس نہیں ہیں۔ سانس میں ہی پڑھو گے نا۔ وہ پڑھنے والا ابھی بچہ ہی ہے زیادہ سے زیادہ

جب مجھے موت آجائے تاہم میری تربت پہ کلمہ (۱۵)
یہ ثناء خواں ہے خیر الوری کا یہ در پختن کا گدا ہے

اب مرزا صاحب آتے ہیں اور نعت پڑھتے ہیں

محمد دوسرا کوئی نہیں ہے نہیں ہے آپ سا کوئی نہیں ہے
مکان سے لامکان تک ہیں ان کے جلوے لیکن دیکھتا کوئی نہیں ہے
میرے سب کچھ ہیں سلطانِ مدینہ میرا ان کے سوا کوئی نہیں ہے
طیبیو لے چلو مجھ کو مدینے یہاں میری دوا کوئی نہیں ہے
در محبوب پر پاسِ ادب سے زبان سے یوں کوئی نہیں ہے
یہاں کرتے ہیں آنسوِ التجا کیں کسی لب پر دعا کوئی نہیں ہے
کسے ڈھونڈوں میں شہرِ مصطفیٰ میں مجھے اپنا پتہ کوئی نہیں ہے
میں بھی ہوں آپ کی دید کا مشتاق میری اور التجا کوئی نہیں ہے
یہ ہے ان کی موج جس کو چاہیں نوازیں مقدر کسی کا کوئی نہیں ہے
جو ہم جیسے نکلوں کو بھنائیں بجز تیرے شاہا کوئی نہیں ہے
نیازی ٹھوکریں کھاتے پھرو گے جو ان سے واسطہ کوئی نہیں ہے
شعر پڑھا گیا ہے کہ

نیازی ٹھوکریں کھاتے پھرو گے جو ان سے واسطہ کوئی نہیں ہے
کتنا سا واسطہ ہو جائے تو کام بن جائے گا۔ حدیثِ پاک میں دو واسطے آئے ہیں۔
پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے اور ایمان کی تازگی کے لئے پھر بھی عرض کرتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ ان کو یاد رکھے گی اور سمجھے گی تو فیقِ عطا فرمائے۔ ایک آدمی کہ جس کی پانچ سو سال
عمر اور کوئی نیکی پلے نہیں ہے۔ نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج، نہ زکوٰۃ اگر اس کے پلے میں کچھ
ہے تو ظلم ہے، بہت برا ظلم تھا، فوت ہو گیا، لوگوں کو بہت غصہ کہ اس ظالم کو دفن ہی نہیں

نہیں سال کا ہوگا۔ جسے شوق ہو وہ دے جائے اسے خود پتہ چل جائے گا کہ اتنا پڑھا جا
سکتا ہے۔ اس شخص کے پاس کئی ایسے بندے بیٹھے ہیں جو کڑوڑا ہمارے بہم اللہ
الرحمن الرحیم پڑھ چکے ہیں۔ کڑوڑا مرتبہ آیت کریمہ پڑھ چکے ہیں۔ کڑوڑا مرتبہ
سورہ مزمل پڑھ چکے ہیں کڑوڑا کڑوڑا بار اور دوسرے وظائف کر چکے ہیں اور کڑوڑا ہمارے
درد و شریف پڑھ چکے ہیں۔ وہ شخص روزانہ ایک ہزار سے ایک لاکھ مرتبہ درد و شریف
پڑھنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ آدمی خود سامنے نہیں آتا چاہتا اپنی مشہوری سے ڈرتا ہے
جس نے ملنا ہو وہ مجھ سے رابطہ کرے میں ملا دوں گا۔ فیصل آباد میں ہی ہے۔ تعلیم یافتہ
ہے، ایم اے سائنس ہے۔ اب فیصل میرا صاحب آتے ہیں اور نعت شریف پڑھتے
ہیں۔

میں گدائے دیارِ نبی ہوں دیکھئے میرے دامن میں کیا ہے
میری نسبت ہے آلِ نبی سے ہاتھ میں دامنِ مصطفیٰ ہے
میرے مولانا مالک ہے میرا سچا خالق ہے رازق ہے میرا
اس لئے مانتا ہوں تجھے میں تو میرے مصطفیٰ کا خدا ہے
مجھ کو اقرار ہے کچھ نہیں میں میرے سب کچھ میرے مصطفیٰ ہیں
اور کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے میں نے کہا تھا جو کہہ دیا ہے
جب میں لوٹا دو مصطفیٰ سے دل کا عالم نہ پوچھو خدا را
آگیا ہوں میں مدینے سے لیکن دل مدینے میں ہی رہ گیا ہے
قدسیوں سے فلک نے یہ پوچھا کیوں زمین آج دہن بنی ہے
قدسیوں نے کہا کہ زمین پر آج پھر محفلِ مصطفیٰ ہے
پڑھ رہا ہوں نبی کا قصیدہ ہے ازل سے یہ میرا عقیدہ
جس کی نعت میں پڑھ رہا ہوں وہ میری نعت سن رہا ہے

کرتا ہے۔ اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر سکتے کی طرح ٹھہرت کر روڑی پر بیٹھو۔ زندگی میں تو ہم اس سے بدلہ نہیں لے سکے اب مر گیا ہے تو اس طرح اپنا قصہ نکالیں آپ حساب لگائیں کہ کتنا ظالم تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس سے کتنی نفرت تھی۔ کوئی ذرا سی بھی نیکی کی رفق اس کے پلے میں نہ تھی لوگوں نے بھی اس کو معاف نہیں کیا۔ باہر روڑی پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے وہی نتیجہ دیا کہ اسے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھاؤ، غسل دو، کفن دو، جنازہ پڑھو اور اعلان کر دو کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ یا اللہ یہ کس طرح سے بخشا گیا اس کی کوئی نیکی بھی دیکھی نہیں ہے جب دیکھا تو ظلم ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی۔ بہت زیادہ جنازہ ہوا۔ بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کس طرح بخشا گیا ہے۔ یہ تو بہت گناہ گار تھا۔ فرمایا کہ ہاں موسیٰ علیہ السلام یہ تیری شریعت کے مطابق بہت ظالم اور گناہ گار تھا لیکن میرا اپنا ایک لحاظ ہے۔ اس نے ایک دن تو ریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا بس یہی اس کا کام ہے۔ آپ بھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا کرو۔ اس یہودی کی بخشش ہو گئی تھی۔ تو پھر تیری اور میری بھی ہو جائیگی۔ اس کا ذکر کرنے سے بھی ہماری بخشش ہو رہی ہے۔ اس کے پلے میں کیا ہے فقط نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ ہے۔ دوسری حدیث پاک یہ بیان کرتی ہے۔ کہ ایک بندہ سو آدمیوں کا قاتل ہے۔ کسی سے پوچھا کہ بخشش کا کوئی ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ ہاں تیری بخشش کا ایک بہانہ ہے کہ کسی ولی کے در پر پہنچ جاؤ گے تو بخشش مل جائے گی۔ وہ ولیوں کے در کی طرف چلا۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ گیا تھا کہ فوت ہو گیا۔ دونوں قسم کے فرشتے آ گئے۔ عذاب والے بھی آ گئے نجات والے بھی آ گئے۔ دونوں دعویدار تھے کہ ہمارا بندہ ہے۔ ایک کہیں کہ ظالم ہے

گناہ گار ہے۔ دوسرے کہیں کہ نہیں یہ اولیاء اللہ کے در کی طرف جا رہا ہے۔ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ بارگاہ عالیہ میں کیس پیش ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فاصلہ ٹاپٹاپ لو جہاں سے چلا تھا اور جہاں پر فوت ہو گیا۔ اگر اپنے گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اگر دلی کے در کے قریب ہے تو جنتی ہے۔ اس نے جو فاصلہ چلا تھا وہ تھوڑا تھا جہاں چلا تھا وہ فاصلہ زیادہ تھا۔ جب ناپے لگے تو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے فاصلے کو حکم دیا کہ پھیل جاؤ اور زیادہ فاصلے کو حکم دیا کہ سکڑ جاؤ۔ میں نے ولی اللہ کے در کی عظمت کا اظہار کرنا ہے۔ فاصلہ ٹاپا گیا تو صرف ایک باشت فاصلہ وہ ولی اللہ کے در کے قریب ہو گیا اللہ تعالیٰ نے جان بوجھ کر یہ کیا۔ فیصل آباد سے جانا ہوا اور لاہور پہنچنا ہو لیکن کھرڑیا نوالہ میں مر جائے۔ کھرڑیا نوالہ تو یہ قریب ہی ہے بندہ بیدل بھی کا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کھرڑیا نوالہ تو شاہدہ پہنچ جا۔ اس طرح نے بخشش کرا دی۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے اور آپ کو بھی توفیق دے۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ اور کسی ولی کے در کی طرف جانا۔ یہی نسبت بہت ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی ابھی نگاہ تو اس پر پڑی نہیں ہے وہ ابھی ولی اللہ کے پاس پہنچا ہی نہیں ہے۔ ولی کے در پر نہیں پہنچا ہے۔ ولی کو نہیں ملا ہے۔ اس لئے شعر کو بدلو اور کہو راہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی اگر پہلے یہ قدم پر سر جاتا تو بخشش پھر بھی ہو جاتی۔ وہ کچھ تو چلا ہے۔ اگر نہ بھی چلتا صرف ایک قدم اٹھا لیتا۔ تیسری حدیث پاک سنو۔ ایک لڑکا تھا اس نے سوچا کہ اس کے شہر میں فلاں بزرگ ہیں ان سے ملاقات کرنی چاہئے۔ آج جاتا ہوں کل جاؤں

گا۔ مصروفیت ہوتی رہی۔ نہ جا سکا۔ حتیٰ کہ وہ مر ہی گیا۔ حشر والے دن اس لڑکے کی کرسی اس ولی اللہ کی ساتھ رکھی جائے گی۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے دنیا میں بہت جھوٹ بولا اب یہاں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں اس قائل نہیں ہوں کہ میری کرسی اس ولی اللہ کی کرسی کے برابر رکھی جائے۔ میرا یہ مقام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں تیرا مقام یہ نہیں ہے لیکن تیری نیت کی وجہ سے تیرے ارادے کی وجہ سے تجھے بھل لگا کر اس مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔ ولی اللہ کے درجے کو ہم نہیں کیا کہ یہ ظلم ہے۔ اس گناہ گار کا درجہ بلند کر دیا یہ فضل ہے یہ کرم ہے۔ چوتھی حدیث پاک ہے کہ ایک عورت تھی جس کی دصاف یہ تھی کہ کتے دیکھن توں پیلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ عربی متن تو کچھ اور ہوگا۔ ہم نے پنجابی میں اس کا یہ ترجمہ کیا ہوا ہے۔ اس کی یہ دعا تھی۔ وہ مر گئی۔ بڑی گناہ گار تھی۔ کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں بھر رہی ہے۔ پوچھا کہ بی بی تیرا کیا حال ہے۔ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ تو بڑی گناہ گار تھی۔ نیک پارسانہ تھی۔ فلاں فلاں گناہ کیا کرتی تھی۔ کہنے لگی کہ ہاں میں بہت گناہ گار تھی۔ لیکن میری دعا میرے کام آ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے یہ گناہ کیا ہے۔ جی ہاں یا اللہ میں نے گناہ کئے ہیں۔ کیا تیری تمنا تھی کہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرے۔ ہاں یا اللہ میری تمنا تھی کہ کتے دیکھن توں پیلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جا تیری اس تمنا کے صدمے میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اور جو کوئی بھی اس کی تمنا کرتا رہے گا۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھے گا بخشش اس کی بھی ہو جائیگی اللہ تعالیٰ اسی نسبت پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پانچویں حدیث یہ ہے کہ جو محفل میں آجاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل ہے میری تیری نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی محفل ہے۔ اس محفل میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوا۔ جس طرح

سے نوٹے پھوٹے الفاظ میں ہوا لیکن ہے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس میں سے نور نکلتا ہے۔ خوشبو نکلتی ہے۔ یہ بھی حدیث پاک ہے۔ فرشتے آجاتے ہیں محفل کو گھیر لیتے ہیں۔ محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ محفل تھی جس میں تیرا ذکر تھا تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تھا۔ اولیاء اللہ کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ کوئی روٹی کھانے آ گیا۔ کوئی پیسے لینے آ گیا۔ کوئی کرسی پر بیٹھنے آ گیا۔ کوئی چوری کرنے آ گیا۔ کوئی جوتی چرانے آ گیا۔ کوئی سی آئی ڈی کا بندہ آ گیا۔ سب محفل کی غرض سے نہیں آئے تھے۔ فرشتے ہمارے بیٹوں کو کھاتے ہیں اور بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں۔ میری نیت تیری نیت بھی جانتے ہیں کہ آپ کیوں آئے ہیں۔ میں کیوں بات کر رہا ہوں۔ فرشتے جا کر اللہ تعالیٰ کو سب کچھ بتاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ نہیں ہے۔ ان کے تو غلاموں کو بھی پتہ ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں چور، فلاں کھوٹ، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چھوڑو سب باتوں کو۔ جو بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں آجائے گا۔ میں سب کو بخش دوں گا۔ تو حضرات یہ سنیں ہیں۔

نیا زیبا شو کریں کھاتے پھرو گے جو ان سے واسطہ کوئی نہیں ہے۔

ایک چھٹی نسبت بھی ہے جو ہم نے ابھی کرنا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شیخ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ پڑھا ایک مرتبہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ لاکھوں سلام، لاکھوں کتے ہوتے ہیں۔ ایک لاکھ سو ہزار کا ہوتا ہے۔ اور یہ تو لاکھوں ہیں۔ یعنی کروڑوں سے ایک کم لاکھوں میں آتا ہے۔ پڑھا

انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین. اعوذ
بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم. ان الله وملتکته
یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلو علیہ وسلموا تسلیما. الصلوۃ
والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله.

معزز حاضرین۔ ایک نعت سنی ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔

ہیں تو اللہ نے کیا کیا نہ ستوارا ہو گا
تجھ سا لیکن نہ کوئی نقش اتارا ہو گا
جائے دوزخ میں کوئی ان کا ادنیٰ سا غلام
میرے آقا کو بھلا یہ کیسے گوارا ہو گا
سب گنہگاروں کو مل جائے گی جنت کی خبر
میری سرکار کا جس وقت اشارہ ہو گا
تیری تعلیم پاک کا۔ اک ذرہ ملے
میری آنکھوں میں تو وہی چاند ستارہ ہو گا
حاکم جو اک بار سرکار کا روضہ دیکھے
پھر بھلا کیسے جنت میں گزارہ ہو گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفرد شان ہے جو کسی اور کو نہیں ملی ہے۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم جیسا کوئی نہیں ہے۔ یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے
اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ کسی اور کو اپنے نور سے نہیں بنایا ہے۔ باقی تمام کچھ نبی

ایک دفعہ اور کہتے ہیں لاکھوں۔ یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے پھر آپ کہہ دیتے ہیں کہ
مصطفیٰ جانِ رحمت یہ کڑوڑوں سلام، یا اللہ یہ تو کڑوڑوں پر پلے گئے یعنی ارب سے
ایک کم رہ گیا۔ پھر آپ کہہ دیتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت یہ بے حد سلام، یا اللہ یہ تو
گنتی سے باہر نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ذکر ہے جتنا یہ کہتے ہیں اتنا ہی لکھتے جاؤ۔ پڑھنے پر نہ جاؤ ان کے کہنے پر جاؤ۔ لہذا یہ
ہمارا سلام بے حد ہو گیا ہے و خائف کرنا تو بڑی دیر کی بات ہے یہاں تو ایک منٹ بھی
نہیں لگتا۔

مصطفیٰ جانِ رحمت یہ لاکھوں سلام، کڑوڑوں سلام، بے حد سلام

ایک صحابی آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کیا عمل کیا ہے کہ تمام
فرشتے تیرا ثواب لکھنے میں مصروف ہو گئے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں نے صرف اتنا کہا کہ یا اللہ تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا درود بھیج جتنے
درختوں کے پتے ہیں۔ فرشتے ازل سے لیکر اب تک آنے والے تمام درختوں کے پتے
گمن رہے ہیں۔ اور ان کا ثواب لکھ رہے ہیں۔ جو تیری زبان سے نکل جائے گا وہی
ہو جائے گا۔ اگر تو کہے کہ کوثر والے پر درود تو تیری زبان کوثر والی زبان ہو جائے گی۔
کیا آپ نے کوثر چلنے ہوئے دیکھی ہے۔ تو کہہ کہ مصطفیٰ جانِ رحمت یہ بے حد سلام تو
تیری زبان پر کوثر جاری ہو جائے گی۔ کوثر کیا ہوتی ہے۔ کوثر وہ ہوتی ہے کہ جس کی حد
نہیں ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 20-12-2002

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنے ہیں۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی حبیب خدا ہیں اور کوئی بھی حبیب خدا نہیں ہے۔ معراج صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ہے اور کسی کو معراج نہیں ہوئی۔ دیدار الہی صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی ظاہری آنکھوں سے دیدار رب کیا ہے۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل نہیں ہوا۔ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفیع معظم ہیں اور کوئی بھی شفیع عظم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اور بھی کئی ہیں جو شفاعت کریں گے لیکن شفاعت عظمیٰ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی رحمت للعالمین ہیں اور کوئی رحمت للعالمین نہیں ہے۔ کوثر کے مالک صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کوئی کوثر کا مالک نہیں ہے کسی اور کو کوثر نہیں ہے۔ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی رضائے الہی حاصل ہے اور کسی کو رضائے الہی حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی کو رضائے الہی عطا ہوئی ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہوئی ہے۔ پانچ علوم غیبیہ ہیں جو حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کئے ہیں کہ کون کب مرے گا۔ بارش کب ہوگی ماں کے پیٹ میں کیا ہے اور قیامت کب آئے گی لیکن یہ تمام بھی صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا ہوئے اگر ان میں سے کوئی ایک یا زیادہ کسی کو عطا ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے ملے ہیں فرمایا تمام روئے زمین میرے لئے مسجد بنادی گئی ہے جہاں چاہے نماز پڑھ لو عبادت کرلو۔ سابقہ امتوں کے لئے عبادت گاہیں مخصوص نہیں ان کے علاوہ باہر کہیں عبادت نماز وغیرہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ دنیا و کائنات کے خزانوں کی چابیاں صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھیں۔ جنت دوزخ کے مالک بنادے۔ حشر کے روز مقام محمود صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔

اپنی قوم، اپنے ملک یا اپنے اپنے وقت کے لئے تشریف لائے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کے لئے تمام وقت کے لئے ازل سے ایک تک کے لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء المرسلین علیہم السلام کو بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ سورۃ الحمد شریف صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ملی ہے اسکی آیات کسی اور نبی علیہ السلام کو نہیں ملیں۔ پورا قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت ہے تشریف ہے توصیف ہے۔ اور تمام سابقہ کتب کی تصدیق کرتا ہے۔ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی۔ اور کسی کتاب کی حفاظت اپنے ذمہ نہیں لی۔ اس کے علاوہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت انفرادی شانیں ہیں جو انسانی عقل فہم اور ادراک سے بالاتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ پھر ہماری عقل کس طرح سے اس راز کا احاطہ کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ شرف کسما اور نبی علیہ السلام کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ یہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ہیں یہ جانتے ہیں کہ بخار کو کم بندھوا، ایشیا ناپتے ہیں یہ 99 ہے یہ 102 ہے اب یہ 104 ہے اگر بخار ہے تو اس کی پیش کش کیا ہے صرف یہ کہہ دینے سے کہ بخار بہت تیز ہے پتہ نہیں چل سکتا کہ کتنا تیز بخار ہے۔ اگر کہیں کہ یہ 104 ہے تو پھر پتہ چل جاتا ہے سمجھ آ جاتی ہے کہ بخار کتنا تیز ہے۔ اسی طرح اگر کہیں کہ بی۔ پی Blood Pressure بہت High ہو گیا ہے تو کوئی پوچھے کہ کتنا High ہے تو کوئی پتہ نہیں لیکن اگر کہے کہ 160 تو پھر پتہ چل جاتا ہے کہ کتنا High ہے۔ اور بندہ متشکر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی امیر آدمی ہے تو جب تک اس کے بیک بیلنس کا پتہ نہیں ہوگا۔ اس کی امیری کا پتہ نہیں چلے گا۔ بیک بیلنس بتائے گا کہ لاکھ پتی ہے کہ کروڑ پتی ہے۔ بیٹا بہت لائق ہے بھتی ہے فٹ ڈویژن میں پارا

نمبروں والی ہے Margin پر فٹ ڈیڑھ ہے کہ Top پر فٹ ڈیڑھ ہے۔ لیکن جب یہ کہیں گے کہ گیارہ سو میں سے سو نمبر لے ہیں تو پھر کہیں گے کہ ہاں بھئی یہ قابل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللطیفین ہیں۔ کوثر کے مالک ہیں ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ رضائے الہی حاصل ہے۔ لیکن اگر ہندسوں میں ظاہر کیا جائے تو پھر اصل مقام کا پتہ چلتا ہے۔ اب دیکھیں کوئی شخص یہ اعلان نہیں کر سکتا نہ ہی کسی کی یہ حیثیت ہے کہ وہ اعلان کرے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو تیراجی چاہے مانگ لے۔ سسل صاحب شست ہا ربیعہ۔ اے ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تیرا دل چاہے وہ مانگ لو۔ دنیا میں کوئی ایسا بندہ نہیں جو یہ کہہ سکتا ہو۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ ڈاکٹر صاحب ہیں کیا آپ ہر بیماری کا علاج کر سکتے ہیں۔ نہیں کر سکتے۔ آپ حکیم صاحب تشریف فرما ہیں۔ کیا آپ ہر بیماری کے لئے نسخہ تجویز کر سکتے ہیں۔ کیا ہر قسم کی بخون تیار کر سکتے ہیں۔ نہیں کر سکتے۔ کسی کی کو حافظہ دے سکتے ہو۔ نہیں دے سکتے۔ امریکہ میں پاکستانیوں کی دستریش ہو رہی ہے۔ وہ گرفتار ہو رہے ہیں پریشان کئے جا رہے ہیں۔ مشرف صاحب کو بلارہے ہیں کہ وہ خود صدر امریکہ ہش سے بات کرے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ جی مجھے وہ مل نہیں رہا ہے۔ بات نہیں کر رہا ہے۔ ٹیلیفون پر بھی نہیں مل رہا ہے۔ اگر مگر ہو گئی ہے نا۔ قصوری صاحب امریکہ اس مسئلہ کے حل کے لئے گئے تھے لیکن ناکام واپس آ گئے۔ ہر آدمی کی ایک حیثیت ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت کی کوئی حد نہیں ہے۔ سسل صاحب شست جو تیراجی چاہے مانگ لے۔ میں صدر پاکستان مشرف سے مانگوں وہ ہر چیز نہیں دے سکتا۔ جس کی سے بھی کچھ مانگتا ہوں وہ نہیں مل سکتا ہش سے کچھ مانگوں تو نہیں مل سکتا۔ عالم سے مانگوں نہیں مل سکتا۔ دولت مند سے مانگوں نہیں مل سکتا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حیثیت۔

سب کچھ مل سکتا ہے۔ جب حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مانگ لو جو چاہے ہو تو انہوں نے کیا مانگ۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جنت میں جس جگہ ہوں گے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رہوں۔ جنت میں ہر بندے کا اپنا مقام ہے۔ اس کا مقام اس کے اعمال کے لحاظ سے ہوگا۔ چھوٹے اعمال والا اعلیٰ مقام پر نہیں جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اعمال بہت چھوٹے ہیں لیکن مجھے وہ جگہ عنایت فرمائیں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تیرے اعمال دیکھے جائیں گے۔ قبر میں جائے گا۔ ہل صراط سے گزرے گا۔ میزان پر تیرے اعمال کا ناپ تول ہو گا۔ اگر پاس ہو گیا تو جنت میں جائے گا۔ جس طرح سے کہ اب فیصل آباد ہے اس میں ڈھڈی والا ہے۔ سن آباد ہے۔ پیپلز کالونی ہے۔ محمد پورہ ہے۔ گوجر بستی ہے۔ مدینہ ٹاؤن ہے۔ اور کئی بے شمار محلے ہیں کالونیاں ہیں کہ کہاں رکھا جائے گا کہاں رہتا ہوگا۔ نہیں نہیں کچھ نہیں فرمایا۔ کچھ نہیں پوچھا کہ تیرے پاس کون سا محل ہے کون سا محل نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا کہ جاؤ وہ چیز تمہیں مل گئی جو آپ مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جنت اعمال سے ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ زبان مصطفیٰ سے ملتی ہے۔ اگر اعمال سے ملتی ہوتی تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے نہیں ہیں اور نہ ہی کسی کے ہو سکتے ہیں لیکن پھر بھی وہاں جا رہا ہے تو کیوں جا رہا ہے۔ یہ مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا رہا ہے۔ یہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منفرد حیثیت ہے۔

میں نے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
مگر نصیب دیتا کون ہے۔ یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیتی ہے۔ حضرت ربیعہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا کہ تو میرے ساتھ جنت میں میرے مقام پر ہوگا۔ اب کچھ اور بھی مانگ لو۔ صرف یہ نہیں کہ جنت عطا کرتے ہیں۔ بلکہ جنت عطا کرنے کے بعد بھی فرماتے ہیں کہ کچھ اور بھی مانگ لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ یہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ انفرادیت ہے جو مجھے Indication دیتی ہے۔ نشان دہی کرتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن میں آ جا۔ اور ایک سے فرمایا کہ تو جو تیرا دل چاہے مجھ سے پوچھ لے۔ وہ اختیاری اور یہ علم کی انتہا ہے۔ کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جو مرضی پوچھ لو۔ آپ ڈاکٹر صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ہیں تو کیا آپ کو ڈاکٹری کا سارا علم آتا ہے۔ یہ فوڈ ٹیکنالوجی والے پروفیسر بیٹھے ہیں اور یہ پلانٹ پیچھا لوجی کے پروفیسر ہیں کیا آپ کے پاس ہر بیماری کا علاج ہے کیا آپ ہر بیماری کا علاج جانتے ہیں۔ ڈاکٹر اس کا کوئی علاج نہیں ہے اس کے لئے مزاحمت Resistance پیدا کرو۔ مثال کے طور پر یہ ہے کہ کپاس کے پودے کو بیماری لگ گئی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ اب اس کا علاج تو کوئی نہیں ہے البتہ اب ایسا پودا پیدا کرو کہ جس کو یہ بیماری نہ لگے۔ دیکھا کہ اگر مگر ہو گئی۔ نہیں ہے علاج کسی ڈاکٹر کا نہیں ہے وہ علم جو بچا سکے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر علم ہے۔ لوگ عالم ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ہیں۔ بہت فرق ہے علم اور عالم میں لوگ عارف ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام عرفان ہیں۔ لوگ صادق ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام صدق ہیں۔ وہ صدق ہے کہ جس سے صادق بنتے ہیں وہ علم ہوتا ہے جس سے عالم بنتے ہیں۔ وہ عرفان ہوتا ہے کہ جس سے عارف بنتے ہیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ شیع ہیں کہ جس سے سب کچھ بنتا ہے۔ فرمایا کہ پوچھ لو جو تمہارا دل چاہے۔ منافقین نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آج پوچھ لو جو تمہارا دل چاہے۔ یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کو کائنات کے ہر زمانے کے ہر ذرے کا علم ہو۔ ابتداء کیسے ہوئی۔ اب کیا ہے اور آئندہ کیا ہوگا۔ اسے پورا علم ہو۔ پورا صحیفہ ہو تو پھر یہ اعلان کر سکتا ہے۔ پھر پوچھنے والے نے کیا پوچھا اس نے یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعنہ دیتے ہیں کہ تو اپنے باپ کا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ میں کس کا بیٹا ہوں۔ یہ ایسا راز ہے جو صرف والدہ جانتی ہے۔ بعض مانیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو یہ علم نہیں ہوتا کہ جو اس کا بیٹا ہے وہ کس کے نطفے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے۔ ماں نہیں جانتی کہ بیٹا کس کا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی جانتے ہیں۔ فرمایا کہ تو حلال کا ہے۔ کتنے راز کا یہ علم ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ بھی ظاہر ہے۔ دوسرے نے پوچھا کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا انجام کیا ہے۔ میں مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا۔ وہ بڑا صوفی تھا۔ فرمایا کہ تو منافق ہے جنہی ہے۔ فیصلہ ابھی حشر میں جا کر ہوتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج اس کا اعلان فرما رہے ہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی انتہا اور انفرادیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں مصراع پر حکمیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے سینے پر لگایا۔ اس کی شکل میں نے اپنے جگر میں محسوس کی اور کائنات میں جو کچھ ہو چکا۔ جو ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوتا ہے۔ ہر زمانہ ہر وقت ہر موقعہ میرے سامنے اپنے آگیا کہ جس طرح سے میرے ہاتھ کی نقلی سر رانی کا دانہ ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی وسعت ہے۔ پروفیسر صاحب زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ سورج اپنے نظام میں FIT ہے۔ چاند اپنے مدار میں چل رہا ہے۔ تو تمہیں میں طاقتیں ہیں کشش ثقل ہے کہ جس سے ہر سیارہ ہستارہ، چاند، سورج، زمین اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں۔ کوئی دوسرا دھڑ نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن

ہے نہ کوئی پہلے سے پیچھے رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے اور اس کا نظام ہے کہ سورج جس راستہ پر اور جس رفتار سے چل رہا ہے یہ چلتا رہے گا۔ یہ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ چاند جس مدار میں FIT ہے اس کی مجال نہیں کہ وہ اپنے راستہ سے ہٹ جائے۔ پورا نظام سنبھلی ہے اور ایک خاص قوت سے یکجہا ہوا ہے۔ کوئی سیارہ ستارہ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمادیں کہ اے سورج واپس آ جاؤ۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں تیرے حکم کے تحت اپنے مدار میں چل رہا ہوں۔ میری تو کوئی مجال نہیں ہے کہ حکم عدولی کروں۔ یا اللہ آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرما رہے ہیں کہ واپس ہو جاؤ لیکن میں آپ کی قدرت کے قانون میں FIT ہوں اب کیا کروں۔ فرمایا کہ میری قدرت کے قانون کو توڑ دو اور جو کچھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دیں وہی کچھ کرو۔ سورج کو حکم ہوا ہے تو صرف وہی واپس آئے باقی تمام اجرام فلکی اپنی اپنی جگہ پر چلتے رہو اپنے مدار کو اپنی رفتار کو مت چھوڑو۔ یہ کون کر سکتا ہے یہ صرف طاقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سورج واپس پاٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے قانون کی پرواہ نہیں لیکن میں نے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو اشارہ فرمایا کہ ٹوٹ جاؤ۔ دو ٹکڑے ہو جاؤ۔ چاند اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ یا اللہ تیرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دے رہے ہیں کہ ٹوٹ جاؤں۔ دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا پہاڑی کے ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا پہاڑی کے دوسری طرف ہو جاؤں۔ یا اللہ میں تیری قدرت سے مضبوط بنا ہوا ہوں۔ یکجہا ہوں اب میں کیا کروں۔ فرمایا کہ جس طرح سے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم دیتے ہیں ویسے ہی کرو۔ مجھے تیری فکر نہیں ہے میں نے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ثابت کرتا ہے۔ نہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انفرادیت

ہے۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ جو کوئی یہ دو عظمتیں مان جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سورج کو واپس کر سکتے ہیں اور چاند کو توڑ سکتے ہیں اور چاند کو دوبارہ جوڑ بھی سکتے ہیں۔ کسی چیز کو جوڑنے کے لئے کوئی لکھو وغیرہ کی ضرورت۔ دتی ہے ایسے تو نہیں جڑ جاتے۔ مکان بنانے کے لئے انہیں جوڑنے ہیں تو اس کے لئے سینٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے چاند اب تم جڑ جاؤ۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ اب جڑنے کے لئے سینٹ نہیں ہے۔ کوئی مصلحت وغیرہ نہیں ہے۔ سربا نہیں ہے میں تو نا ہوا کس طرح سے اب جڑ جاؤں وہ فوراً جڑ گیا۔ کوئی یہ دو چیزیں مان جائے کہ سورج کو واپس کر سکتے ہیں سورج کو روک سکتے ہیں چاند کے ٹکڑے کر سکتے ہیں پھر جوڑ سکتے ہیں۔ قانون قدرت ٹوٹ سکتا ہے لیکن زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلی ہوئی بات ہو کر رہتی ہے تو پھر اس کا فائدہ یہ ہے کہ تیرے میرے لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی قانون توڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ذرے ذرے کا حساب لیتا ہے۔ اگر کوئی ذرہ بیکھر کی کی ہے۔ تو اس کی جزا دوں گا اور اگر کوئی گناہ کیا ہے تو اس کی سزا بھی دوں گا۔ پھر یہ کہ جس کا گناہ کیا ہے اس سے معافی مانگو۔ حقوق العباد برباد کئے ہیں تو پہلے اس کا حساب دو۔ اگر کسی کی جیب کاٹی ہے تو اس کے پیسے واپس کرو۔ کسی کو تھپڑ مارا ہے تو اس سے بھی تھپڑ لکھاؤ۔ کسی کو گالی دی ہے تو اس سے بھی گالی لو۔ یا یہ ہے کہ وہ معاف کر دے۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں تو اللہ تعالیٰ اپنے تمام قانون قاعدے توڑ دیتا ہے اور جو حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا قانون وہی ہے جو میری مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم گناہ گار بندے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں آتے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی اس میں آتا ہے۔ وہ بخشا جاتا ہے۔ محفل

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظمت ہے کہ اس میں آنے والا بخشتا جاتا ہے۔ قانون یہ ہے کہ جنت میں اعمال سے جانا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بک سے جنت میں ڈال دیے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاک اپنی فطرت میں نہ ٹوری ہے نہ ٹاری ہے

لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے بندوں کو بک بھر کے جنت میں ڈال دینا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ستر ہزار بندے بغیر حساب کتاب کے بخشے جائیں گے ایک صحابی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھی نام ان میں داخل کر دیں۔ فرمایا جاؤ تمہارا نام بھی اس میں آگیا۔ فہرست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں اضافہ فرما رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار اور ایک بندہ تو کچھ بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو بے شمار ہوگی باقی کا کیا ہے گا۔ اب انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں اختیاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں سب مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جمل رہی ہے۔ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل رہا ہے جو اس زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو مان لے گا۔ اس کو اس میں سے حصہ بھی مل جائے گا۔ لیکن اگر کہے کہ صرف عمل سے کام ہے گا تو پھر بتلانا تم اپنا کام عمل سے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار تو فیصل آباد کے ایک محلہ میں آجائیں گے باقی حقوق کہاں جائے گی فیصل آباد کی آبادی چکیں لاکھ ہے۔ ستر ہزار تو اس گرین ویو کالونی میں آجائیں گے۔ ہمارے حلقہ میں دو لاکھ تو وڑ ہیں باقی جن کی دوٹ نہیں ہے وہ پانچ چھ لاکھ ہوں گے۔ ہر حلقہ میں دو دو لاکھ دوٹ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان ستر ہزار اور ایک میں سے ہر کوئی مزید ستر ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں

چلا جائے گا۔ میں ایسے بندے تیار کر دوں گا جو اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے جائیں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو پانچ ارب بن گئے لیکن یہ بھی بہت تھوڑے ہیں فرمایا کہ یہ پانچ ارب جو ہیں ان میں ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو لے جائے گا یہ کوئی 350 ارب کھرب بنتے ہیں۔ پروفیسر صاحب آج تک یہ نہیں بتا سکے کہ کل کتنے ہو گئے۔ دس سال سے یہ حدیث شریف بیان ہو رہی ہے لیکن ہم سے ابھی تک مرضی ہی نہیں دی جا سکی ہیں یہ ستائیس صفر کے ساتھ 350 آتا ہے۔ 9 صفر کے ساتھ ارب بن جاتا ہے تو ستائیس صفر کے ساتھ کتنا ہے گا۔ یہ Infinity کے قریب قریب چلا جاتا ہے۔ یہ 350 کھرب بن جاتا ہے اور کھرب اردو کتنی میں آخری ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی تھوڑے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زیادہ کریں۔ اور جنتی بنائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ جنت عمل سے ملتی ہے فرمایا کہ میں جنت عطا کر رہا ہوں جنت میں دے رہا ہوں جنت لینا چاہتے ہو تو لے لو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان تجھے جنت مل جائیگی اور اگر تو انکار کرے تو کبھی جنت نہیں مل سکے گی۔ تیرے بعد سے بھی بے کار جائیں گے تیرے روزے بھی ضائع جائیں گے تیرا حج بھی ختم ہو جائے گا۔ اگر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا ہے تو پھر تیرے گناہ بھی تیرے کام آجائیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں۔ یہ 2003 میں گنتی ہم نہیں کر سکتے تو قیامت یہ نہیں کب آئے گی اس وقت تک امت محمدیہ کی گنتی کتنی ہوگی۔ فرمایا گنتی کو چھوڑو میں بک بھر کر جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ ایک بک اور ڈال دیں۔ پانچ بک ڈالوے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ بس کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو گئے ہیں۔ اب کوئی بندہ پیچھے نہیں رہتا۔ سب جنت میں،

داخل ہو جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں روکتے ہو۔ رحمت کا دروازہ کھلا ہے۔ بخشش عام ہو رہی ہے۔ چلے دو۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ نہیں نہیں میں روکتا نہیں ہوں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان اور عقیدہ دیکھو۔ ویسا ہی عقیدہ تم بھی اپنالو تو جنت میں ان کے ساتھ ہو گے۔ ہاں جاؤ اس عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پھر حیرا عقیدہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہو گیا۔ عقیدہ دماغی چیز ہے یہ عمل نہیں ہے۔ یہ سوچنے کا ڈھنگ ہے۔ عمل کرنے کا نام ہے۔ لیکن عقیدہ تیری سوچ ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوچ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت دے سکتے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے سوچ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ عشرہ مبشرہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر ون چنتی ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمبر دو چنتی ہیں۔ اگر ان کی فہرست میں آ جانا چاہتے ہو تو ان جیسا عقیدہ ان جیسی سوچ پیدا کرلو۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے انفرادیت ہے۔ اس کو مان جاؤ گے تو بک میں آ جاؤ گے انکار کرو گے تو بک سے باہر جاؤ گے۔ جنت میں جانے کا اور کوئی طریقہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب بھی پڑھتے ہیں اور میں بھی پڑھتا ہوں۔ یہ سورت قدر ہے۔ جس رات قرآن مجید کا نزول ہوا ہے اس رات نے کوئی عمل کیا ہے۔ اس نے کون سا عمل کر لیا ہے۔ قرآن کیا اترا ہے یہ نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتری ہے۔ جس رات میں نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتری وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہو گئی۔ نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتری تو وہ رات افضل ترین ہو گئی اگر تجھے نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی لگتی ہے تو پھر تو بھی

اسی Catagory میں آجائے گا۔ جس رات نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتری اس رات کو مقام مل جائے درجہ مل جائے نفیبت مل جائے لیکن ہر سال آنے والی رات کو مقام کیوں مل جائے۔ بات یہ ہے کہ جس کو بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جاتی ہے وہ حیرے حیرے ادراک میں نہیں آ سکتی۔ جس کو ایک جھلک بھی اس رات کی نصیب ہو جائے وہ بھی جنتی بن جاتا ہے۔ معراج پر تشریف لے گئے جب چمچے آسمان پر پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بہت تعریف کرتے آئے ہیں۔ مجھے اپنا کوئی اتنی دکائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ زمین پر چلے ہیں وہاں جا کر آپ کو میں اپنا اتنی دکھاتا ہوں۔ بلکہ وہیں چمچے آسمان پر ایک بندہ پیش فرما دیا خود براق پر سوار ہو کر گئے ہیں بڑے اہتمام سے گئے ہیں۔ لیکن جو بندہ وہاں پیش فرما دیا اسے نہ کسی سواری کی ضرورت محسوس ہوئی نہ کسی تیاری یا اہتمام کی ضرورت پڑی۔ کسکی کی طرح نمودار ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو بات چیت ہوئی اس سے پتہ چلا ہے کہ یہ بندہ جو وہاں آیا وہ پورے قرآن کا حافظ ہے۔ پوری تورات کا حافظ ہے۔ پوری انجیل کا حافظ ہے۔ آسمانی کتب پر اسے پورا عبور حاصل ہے۔ یہ نہیں کہ بس بندہ حاضر ہو گیا لیکن اسے الف ب کا بھی علم نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو گفتگو ہوئی اس سے پتہ چلا ہے کہ وہ بندہ پورے قرآن کا حافظ ہے حالانکہ ابھی پورا قرآن آیا نہیں ہے۔ معراج دس نبوی میں ہوئی ہے اس وقت تک ابھی قرآن مجید کا تھوڑا حصہ نازل ہوا ہے۔ باقی قرآن مجید ابھی آتا ہے۔ لیکن وہ بندہ پہلے سے ہی حافظ ہے۔ ذرا غور کرو ابھی آیا ہے قرآن کا حافظ ہے تورات کا حافظ ہے۔ انجیل کا حافظ ہے۔ اور ایک اولوالعزم نبی علیہ السلام سے بات چیت کر رہا ہے۔ اور یہ ناز دے رہا

Convince کر رہا ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ درست ہے ٹھیک ہے۔ اس آنے والے بندے نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت لمبا سلام پیش کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اتنا لمبا سلام کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے تو آپ نے اپنے چھ صا کی تعریف کیوں اتنی لمبی کی تھی۔ یہ میرا عصا ہے اس سے میں بکریوں کو ہانکتا ہوں۔ بکریوں کے لئے چنے جھاڑتا ہوں اس سے میں کھائی وغیرہ کو پھلانگتا ہوں اس سے موڑی جانوروں کو بھگا دیتا ہوں۔ یہ کرتا ہوں وہ کرتا ہوں اسے موسیٰ علیہ السلام آپ نے اتنی لمبی بات کیوں کی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرا محبوب تھا اس نے مجھ سے ہم کھائی کی تو میں نے سوچا کہ بات لمبی کروں تاکہ محبوب سے ہم کھائی زیادہ دیر قائم رہے۔ عرض کیا کہ یا نبی اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ آپ کا محبوب تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے محبوب ہیں میں نے بھی بات کو طویل دیا کہ اپنے محبوب کی حاضری میں زیادہ دیر رہ سکوں۔ جانتے ہو کہ وہ بندہ کون تھا وہ ایسا بندہ تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف سے بھی چار سو سال بعد پیدا ہوا۔ یہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ زندگی عطا فرمائی۔ علم دیا۔ شعور دیا فہم دیا۔ فراست عطا فرمائی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ہے جس کو چاہے دے دیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنا نقشہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہو کر بیٹھتا ہوں۔ بڑے غور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سنتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے حفظ ہو جائیں اور میں ساری دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سناؤں لیکن جو بھی میں دروازے سے باہر نکلتا ہوں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ میرا حافظہ نہیں ہے میری یادداشت نہیں ہے Memory

نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حافظہ عطا فرمائیں۔ کس سے حافظہ مانگ رہا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حافظہ مانگ رہا ہے۔ تو بھی مانگ لے۔ جو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتا ہے فلاح پا جاتا ہے یہ حدیث مبارکہ ہے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ستاروں کی مانند ہیں جس نے جس کی اقتداء کی وہ فلاح پا گیا۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کر رہے ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر دامن پھیلانے کھڑے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ حافظہ تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے میں کس طرح دے سکتا ہوں۔ آپ ڈاکٹر صاحب تحریف فرما ہیں کیا آپ کسی کو حافظہ دے سکتے ہیں۔ جی نہیں یہ پروفیسر صاحب بھی حافظہ نہیں دے سکتے ہاں اس کو چمکا سکتے ہیں۔ بچان پڑھان کے پاس آتا ہے تو یہ اس کو پڑھا سکتے ہیں لیکن حافظہ نہیں دے سکتے وہ مقرر ہے۔ اس کو IQ کہتے ہیں یہ Fix ہے Fit ہے اب اس مکان میں سارا فیصل آباد تو نہیں آ سکتا اس کی اپنی Capacity ہے۔ محتاجش ہے لیکن پورے شہر کی اپنی Capacity ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حافظہ کی کو دیتا ہے وہ دے دیا۔ اب اس میں زیادتی نہیں ہو سکتی۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظہ مانگ رہے ہیں۔ ایسی چیز مانگ رہے ہیں۔ جس کو آج تک ڈاکٹر Deny کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر حلیم کرتے کہ حافظہ کسی دوائی سے کسی متوی چیز کے کھانے سے نہیں بڑھ سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں یا یہ کہ میں اللہ تعالیٰ سے لے کر دیتا ہوں بلکہ فرمایا کہ کہیں لے آؤ۔ میں تمہیں حافظہ گھڑی باندھ کر دیتا ہوں۔ کسی ٹانک Tonic سے نہیں۔ کسی دماغ افروز دوائی سے نہیں۔ کسی ٹیکہ وغیرہ سے نہیں بلکہ کہیں کی گھڑی باندھ کر دیتا ہوں۔ کیا بات ہے جی۔ جس کو مرضی دیدیں اور جس طرح سے مرضی دیدیں۔ اگر صرف یہ فرما دیجئے کہ جاؤں گیا تو حافظہ پھر بھی مل جاتا۔ بات لمبی

کرنے کا ہمیں یہ یقین تھا کہ عظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوئی اور زیادہ وقت تک سرور آتا رہا۔ اب بتائیے کہ حافظہ اور کس کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی لے آئے بچھا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یونہی ہوا سے تین ایک پتھر کھینچ کر ڈال دئے۔ فرمایا اٹھا لو اور اسے سینے سے لگا لو۔ پھر کبھی کوئی بات نہیں بھولی اور تو لاکھ احادیث مبارکہ کے راوی ہیں۔ ہمیں (9) نو احادیث مبارکہ یاد نہیں ہیں اور وہ تو لاکھ احادیث کا حافظ ہے۔ یہ عطائی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ آپ بھی مانگ لیں۔ ہر زمانہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی زمانہ ہے۔ اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل سکتا ہے تو ہمیں بھی مل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی مانگا ہے۔ لوگوں نے سونا بنانے کے لالچ میں اپنے گھر بار پر باد کر دئے ہیں۔ کل جائیداد تباہ کر دئے۔ وقت برباد کر دیا ہے۔ صحت برباد کر لی ہے۔ ایسی کیا گری کی لت پڑی ہے کہ تباہی سے بچے گا، پھیلے گا، بچے گا، انقلاب بھڑی بھڑی سے بنے گا، پتھر سے بنے گا، یہ مصالحہ مصالحہ کر رہا ہوگا۔ لیکن تمام بے سود، کیمسٹری کو جاننے نہیں تھے بس گے رہے کہ سونا بن جائے گا۔ ہر عنصر کا اپنا جوہر ہے اس سے دوسرا تو نہیں بن سکتا۔ پھیلے گا، سونا نہیں بن سکتا۔ لیکن انہیں کوئی علم نہیں تھا اس لئے وہ فٹل میں گئے رہے۔ سرگرداں رہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی سونا نہیں بن سکا۔ اب کیا والوں نے بتایا ہے کہ کل 114 عنصر ہیں۔ بس جو آنے تھے وہ آگئے اب اور عناصر نہیں آئیں گے۔ ہاں جو آئے ہوئے ہیں اور ابھی تک دریافت نہیں ہوئے وہ سائنس کی تحقیق سے دریافت ہو جائیں گے۔ لیکن جتنا سونا آتا تھا وہ آچکا۔ جتنا تیل آتا تھا وہ آگیا۔ ہر چیز کی مقررہ مقدار آچکی ہے۔ اس کو نکال لو۔ استعمال کر لو۔ اس میں تم اضافہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی

مشتی کے ساتھ تمہارے لئے خزانے رکھ دیے ہیں۔ لیکن اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں کہ یہ پہاڑ سونے کا ہو جائے تو وہ اسی لمحے سونے کا بن جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت دی ہے کہ اگر میں پوری دنیا کے پہاڑوں کو حکم دوں کہ سونے کے بن جاؤ وہ سونے کے بن جائیں گے۔ پہاڑ کس چیز سے بنے ہیں۔ ان میں ہر قسم کی دعائیں اور فیزہا میں موجود ہیں۔ مثی، ریت، پتھر ان میں ہیں کاربن، کوئلہ، ہر چیز اس میں ہے۔ سونے کی مقدار بھی اس میں ہے لیکن یہ کوئی 0.001% ہوگی۔ شاید اتنی بھی نہ ہو۔ لیکن اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں تو جو کچھ بھی پہاڑ میں ہے وہ سونا بن جائے گا۔ پہاڑ چلنے نہیں ہیں۔ جامد ہیں ایک جگہ گڑھے میں ہیں، بل نہیں کھتے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں حکم دے دوں تو یہ میرے ساتھ چلنے بھی لگیں گے۔ یہ automatic ہو جائیں گے۔ یہ کون کر سکتا ہے یہ میرے ساتھ چلنے بھی لگیں گے۔ یہ کوئی اور نشان اتارا ہی نہیں ہے۔ یہ وہ ہستی ہے اس کو منفرد جانو۔ یہ انفرادیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت ہے۔ چہ چل گیا کہ اب چلنے کا وقت آگیا ہے تو آپ نے وصیت فرمائی کہ لوگو میرا جنازہ پڑھانے کے بعد میری میت کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر لے جانا لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر نہیں جانا چاہئے۔ کون گیا ہے کون جانے کی قن کر رہا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہے اس کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ تو اچھے رہے گے۔ زندہ نہیں جانتے وہ مر کر بھی وہیں جاتے کی قن کر رہا ہے۔ فرمایا کہ میری میت کو وہاں رکھ کر عرض کرتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے پہاڑ میں چاہتا ہے۔

دونوں کی وجہ سے میں نے پوری محفل والوں کو بخش دیا ہے۔ لہذا آج جس کو میری بات چیت اچھی لگی وہ بھی بخشا گیا۔ میری بخشش کا بھی وہ ذریعہ بن گیا اور جن کو اچھی نہیں لگی اس محفل میں شریک ہونے کی وجہ سے بخشش ان کی بھی ہو گئی ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کا

اس جا پہ کوئی ناکام تمنا نہیں رہتا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر فعل، ہر قول اور ہر عمل میں انفرادیت ہے۔ فرمایا دُبِّ هَبْ لِيْ اَعْتَبِيْ اَسَے اللہ میری امت میرے حوالے کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسی دعا فرمائی ایسی کسی اور نے نہیں مانگی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میری امت میری بات نہیں مانتی تو ان پر عذاب مسلط کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کا عذاب بھیج دیا ساری قوم نوح فریق ہو گئی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پہاڑ تلے دبا کر ختم کر دیا گیا۔ کسی قوم پر کوئی عذاب کسی پر کوئی عذاب ان کے گناہوں اور سرکشوں کے باعث عذاب آتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اِنْ قَسَمْتُ لَہُمْ قَبْلَ اَنَہُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَعْقِبُوْہُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الانعام ۱۱۸) اگر تو انہیں عذاب تو وہ تیرے بندے ہیں اور تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی امت کی طرف داری نہیں فرمائی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کریم ہیں فرمایا کہ میں اس وقت راضی ہی نہیں ہوں گا۔ جب تک میرا ایک اسی جہنم میں رہ جائے گا۔ یہ انفرادیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور عرض کیا کہ دُبِّ هَبْ لِيْ اَعْتَبِيْ اَسَے میرے رب میری امت میرے حوالے کر دے۔ میں جو چاہوں ان سے سلوک کروں۔ امت اچھی بنی نہیں ہے۔ اعلان نبوت اچھی چالیس سال بعد ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج ہی اپنی امت کی فکر ہے۔ یہ انفرادیت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

فرمائیں۔ یہ ان کا سوال ہے اور جو ان کی طرف سے سوال کر رہے ہیں۔ ان میں باقی نو عشرہ مبشرہ بھی موجود ہیں جن پر جنتی ہونے کی مہر لگ چکی ہے۔ کوئی عام Un-identified نہیں ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے اور قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرمہ مبارک باہر سے بند ہے کنڈی لگی ہوئی ہے۔ جلا بھی لگا ہوا ہے۔ جلا بھی مکمل گیا۔ کنڈی مکمل لگی اور دروازہ بھی مکمل گیا۔ اور آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ کیا آپ کرے میں اندر بیٹھ کر باہر سے دروازہ کھول سکتے ہیں۔ نہیں کھول سکتے۔ ہاں نی پاکی علیہ الصلوٰۃ والسلام کھول سکتے ہیں۔ یہ انفرادیت ہے۔ آج حضرت سیدنا صدیق اکبر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آرام فرما رہے ہیں۔ تو بھی مانگ لے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نہ کر تے ہی نہیں ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جگہ ملے اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ کی دعا ہے کہ مجھے شہادت کی موت آئے اور شہر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آئے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نقص ماننا کفر ہے۔ شطاعت نہ ماننا منافقت ہے۔ عظمت حاصل صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننا منافقت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں کو ماننا ایمان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان منفر د ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جیسا اور کوئی نقص اتنا راضی نہیں ہے۔ اچھا یہ بتائیں کہ یہ آج کی بات چیت کسی کس کو اچھی لگی ہے۔ کیا آپ سب کو اچھی لگی ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ دصال فرما گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں عذاب دیتا۔ جہنم رسید کر دیتا لیکن ایک روز تم نے تقریر کی تو ایک میرے بندے کو تیری تقریر سے سرور آ گیا۔ وجد آ گیا۔ اس ایک آدمی کو سرور آنے کے صدمے میں میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اور اس شخص کو بھی بخش دیا ہے اور تمہارے

والسلام درخت کو چلا سکتے ہیں۔ پتھر کو پانی پر تیرا سکتے ہیں۔ سوکے ہوئے گھجور کے تنے سے بات کر سکتے ہیں۔ سورج کو مغرب سے نکال سکتے ہیں۔ چاند توڑ سکتے ہیں پھر جوڑ سکتے ہیں۔ اپنی اگلیوں سے پانی کے چشمے جاری فرما سکتے ہیں۔ کھاری پانی کے کنویں کو بیٹھا کر سکتے ہیں۔ ایک دودھ دے کے پیالے کو اتنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین خوب بیڑ کر چکیں اور دودھ دے کے دیا ہی رہے۔ بے شمار عظمتیں ہیں کہ ہم گن بھی نہیں سکتے۔ یہ انفرادیت ہے۔ سابقہ امتیں اپنے گناہوں کی وجہ سے نافرمانیوں کی وجہ سے سرکشوں کی وجہ سے عذاب دی گئیں۔ اور ان کے انبیاء علیہم السلام بھی موجود تھے۔ بعض ان کے انبیاء علیہم السلام کی بددعا کی وجہ سے ہی عذاب دے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طائف میں پتھر کھا کر بھی بددعا نہ کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ جب تک ان میں موجود ہیں ان کو عذاب نہیں دوں گا۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الانفال ۳۳) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ان میں تشریف فرما ہوں۔ یہ انفرادیت ہے۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے امتیوں نے شہید کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا۔ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ۶۷) اور اللہ تعالیٰ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے "اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جانے والی کتاب کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لی۔ یہ انفرادیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اڈل ہیں سب سے آخر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر ہیں۔ کوئی ایسا نہیں علم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا۔ تَرَامَا وَعَلِمَكُم مَّا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُونَ (النساء ۱۱۳) "اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کوئی مثل ہے اور نہ ہی مثال ہے خالق کل

نے مالک کل بنا دیا ہے۔ صورت میں سیرت میں نہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سر اور نہ ہی جانی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا میں انفرادیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین سلام پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شیخ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
میں تین دعائیں کر رہا ہوں جو ہر حال میں قبول ہیں۔

گنبد خضراء کے دامن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے
جو یہ دعا کرتا ہے خواہ وہ فضل آباد میں مرجائے اس کی میت مدینہ شریف چلی جاتی ہے۔
زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے
جو نبی کوئی یہ دعا کرتا ہے اسے مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب مل جاتا ہے۔ وہ وہاں
جائے یا نہ جائے یہ اس کی قسمت ہے۔

گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے

ہم نے چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے

جو یہ دعا کرتا ہے اسے اسی لمحے جنت عطا کر دی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ باقی دعائیں
آپ کی مرضی پر ہیں مانگیں یا نہ مانگیں یہ عقیدے کی اہمیت کی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ
مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حضرت سید کا رُفُوحُ الاَظْمَرُ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ انْظُرْ حَالَنَا

يَا حَبِيبَ اللَّهِ اسْمَعْ قَالَنَا

إِنِّي فِى بَحْرٍ عَمٍ مَّعْرُوفٍ

خُذْنِي دِي سَهْلَانَا انْقِصَالَنَا

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ 24-01-03

سرمایہ حیات

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ
بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم۔ ان الله وملتک
یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ الصلوة
والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی
یا حبیب الله۔

معزز حاضرین۔۔ نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

آپ سا دونوں جہاں میں نظر آیا ہی نہیں
خدا نے نور سے اپنے کوئی اور بنایا ہی نہیں
اور کوئی محبوب کا جانی نہ محبت کا ہم سر
ایک کا جسم نہیں ایک کا سایہ ہی نہیں
آپ نے جب سے نوازا ہے یا رسول اللہ
میں نے دامن کسی چوکھٹ پہ بچھایا ہی نہیں
اور جس نے سرکار کے چہرے کی زیارت کر لی
اس کی آنکھوں میں کوئی اور سلیا ہی نہیں
آپ کے نور کا پرتو ہے ماہ و انجم پر
واضح نگ نظر کو نظر آیا ہی نہیں
جو بھی کعبے سے پلٹ آئے مدینے نہ گئے
یہ سمجھ لو اسے آقا نے نکالیا ہی نہیں
اور جب کہا قبر میں سرکار نے یہ میرا ہے

پھر نکمروں نے مجھے ہاتھ لگایا ہی نہیں

آپ کی نعت ہی شہداء کا سرمایہ ہے

اس صحیح نے تو کچھ اور نکالیا ہی نہیں

عرض یہ ہے کہ کون ہے جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ٹکرا نہیں ملا۔

زمیں خواں آسمان خواں زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا تیرا تیرا

سارا زمانہ ہی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ہی کھاتا ہے۔ ایک نے
پڑھا ہے کہ وہ دن کے زمانے کا سنگھار آگے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ زمانہ کہاں سے آگیا۔
کائنات کی ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
صرف ایک ہی چیز بنائی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا نور مبارک پیدا کیا ہے۔ باقی جو کچھ بھی بنا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور کے پرتو سے بنا ہے۔ عرش، فرش، کرسی، لوح، مخلوق، فرشتے، زمین، آسمان، نبی،
نبوتیں، پھولے، بندے، عل، چاند، سورج، ستارے سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے نور کے پرتو سے بنے ہیں۔

مہرین و مہترین انبیاء

جزوہ نمینست در ارض و سما

اس کائنات میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کے سوا کچھ اور ہے ہی
نہیں۔ حضور آپ کو ان کی آیات بتائی ہے۔ ان کے کرم کے سوا بات نہیں بتائی ہے۔ نعت
خواں کہتے ہیں کہ اگر حضرت شریف میں جھاڑو دیتے ہیں۔ ہم تو بہت چھوٹے بندے
ہیں ہماری کوئی وقعت نہیں ہے۔ لیکن یہ جو نعت خواں حضرات تشریف فرما ہیں یہ نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درباری نعت خواں ہیں۔ میرے درباری نہیں ہیں۔ میرا

تو کوئی دربار ہی نہیں ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درباری ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرمائش کر کے ان سے نعت سننے ہیں اور اسی محفل میں وہ بندہ خدا بھی پیشا ہوا ہے کہ پچھلے سال پوری کائنات میں جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل منعقد ہوئیں اور ان میں نعت خوانی کا مقابلہ ہوا۔ جو محفل میلاد سب سے اوّل آئی اس میں اوّل نمبر پر آنے والے نعت خواں بھی اسی محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا میں تعارف کر دیتا ہوں۔ باقی حضرات کو پردہ میں رہنے دیتا ہوں۔ یہ مکمل شکی صاحب ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذوق میں عمر میں برکت عطا فرمائے اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے۔ آمین اللہ تعالیٰ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نعت گوئی کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سے بہتر کوئی عبادت نہیں ہے اس سے بہتر ریاضت نہیں ہے۔ آپ خواہ نمازی بن جائیں۔ روزہ دار بن جائیں، قاری بن جائیں، حفظ کر لیں، حج کر لیں کوئی یہ شریکیت نہیں دے سکتا کہ یہ عبادت قبول ہو گئی ہیں۔ داڑھی رکھ لیں پیشانی پر عراب سجائیں۔ سجدے کر لیں، جہاد کر لیں، شہید بھی ہو جائیں۔ لیکن ان کی قبولیت کا شریکیت کوئی نہیں ہے۔ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی نماز قبول ہے اس کا جہاد قبول ہے۔ اس کی کوئی عبادت ریاضت قبول ہے۔ یہ سب عبادت قبول بھی ہو سکتی ہیں اور رد بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن جو چیز ہر حال میں قبول ہے وہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور درود شریف ہے۔ اس کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہے۔ وہ تمام دعائیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ شہرہ رنگ سے قریب ہے لیکن وہ فرماتا ہے کہ دعا میرے پاس اوپر آئے یہ اس کا نظام ربوبیت ہے۔ ان دعاؤں میں پرواز ہی نہیں آتی جب تک اس سے ساتھ درود شریف نہیں ہوتا۔ درود شریف بھی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دعا بارگاہ عالیہ میں پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے آگے پیچھے جو

درود شریف ہے۔ وہ قبول ہے اور اس درود شریف کے صدقے جو اس کے درمیان میں ہے وہ بھی قبول ہے۔ ہماری دعا جمونگے میں قبول ہوتی ہے اصل قبولیت تو درود شریف کی ہے۔ جمونگا پتہ ہے کیا ہوتا ہے۔ اب جمونگا کی کا دور ہے جمونگا نہیں دیتے۔ بچے جب دکان سے کوئی چیز لینے جاتے تھے کہ جی ایک سیر دال دے دیں وہ دکاندار دال تو دیتے تھے۔ ساتھ تھوڑی سی پھلیاں بھی بچے کو دیتے تھے یہ پھلیاں جمونگا ہوتا تھا۔ ان پھلیوں کے دام نہیں لیتے تھے وہ فری مفت میں دیتے تھے یہ ایک قسم کا لالچ ہوتا تھا کہ بچہ پھر بھی اس کی دکان پر سودا لینے کے لئے آئے ہماری دعائیں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمونگے میں قبول ہوتی ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کہتے ہیں نعت پڑھتے ہیں نعت سنتے ہیں۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

نعت سننے والے پر رحمت کے دروازے کھلتے ہیں نعت پڑھنے والا اس سے بھی عظیم ہے اور نعت کہنے والا تو بڑی عظمت کا مالک ہے۔ بڑی شان والا ہے۔ بس صاحب نعت گو بھی ہیں نعت خواں بھی ہیں۔ ہمارا تو تلفظ بھی غلط ہوتا ہے۔ ہم تو ان کے اشعار پڑھ بھی نہیں سکتے ہیں میں اپنی بات کرتا ہوں کہ میں ان کے اشعار اس تلفظ سے نہیں پڑھ سکتا۔ جس تلفظ کے وہ لائق ہوتے ہیں درود شریف کا تلفظ اور بھی مشکل ہے۔ عربی ہماری مادری زبان نہیں ہے ہم سکتے بھی قاری بن جائیں عربی کے تلفظ کی ادائیگی نہیں کر سکتے ہم تو الف۔ سین اور حمزہ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ س۔ م۔ ث میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ ان سب کا علیحدہ علیحدہ مخرج ہے جس کا ہمیں علم ہی نہیں ہوتا۔ بعض اوقات تو معنی ہی بدل جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے کہ وہ ہمارا درود شریف ہماری نعت ہر حال میں قبول کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ الفاظ کو نہیں دیکھتا وہ ان کی ادائیگی کو

نہیں دیکھتا وہ تو ہماری نیت کو دیکھتا ہے۔ حضرت بلالؓ اس اورش میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن وہ آذان نہ دیں تو عمرؓ ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت بلالؓ کے تلفظ کو نہیں دیکھا اس کی نیت کو دیکھا ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محبوب ہے۔ عشق بلالی کو کون نہیں جانتا ان کے مرتبے کو کون نہیں جانتا اگر تلفظ کی بات ہوتی تو پھر حضرت بلالؓ کا نمبر کہاں آتا۔ عربی گھر گھر کے قاعدے کلینے سے اہل زبان ان کو کوئی خبر بھی نہ دیتے۔ لیکن کیا شان ہے کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہو رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کی ہمار پکڑے ہوئے آگے جا رہا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ یہ قرآن بہت سے لوگوں کو گمراہ بھی کر دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔ کون گمراہ ہوتا ہے اور کون ہدایت پاتا ہے۔ صحیح تلفظ والا ہدایت نہیں پاتا یا یہ کہ غلط تلفظ والا گمراہ نہیں ہوتا۔ فرمایا جب قاری قرآن مجید کھولتا ہے۔ تو اس کے دل میں کیا ہے۔ کہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ یا وہ نقص ڈھونڈنا چاہتا ہے۔ اگر وہ اس تلاش میں ہے کہ میں دیکھوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراج منیر ہیں وہ علم غیب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی مرضی عطا کر دی ہے۔ ان کی ہر آنے والی گمراہی پہلے سے بہتر کر دی ہے۔ ان کے ذکر کو بلندیاں عطا فرمادی ہیں۔ تو اس کو ہدایت مل جاتی ہے اور اگر وہ قرآن کو اس لئے کھولتا ہے کہ دیکھوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو محض بشر ہیں ان کو تو اپنا ہے نہیں کہ کہاں جاتا ہے۔ نور نہیں ہیں تو وہ گمراہ ہے اسے بے ہدائی مل جاتی ہے مگر اہل مل جاتی ہے۔ حالانکہ دونوں قرآن کے قاری ہیں دونوں قرأت کرتے ہیں دونوں ایک ہی قرآن کو پڑھنے والے ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

پرداز ہے دونوں کی ایک ہی فضا میں
کرگس کا جہاں اور۔ شاہین کا جہاں اور

الفاظ و معنی میں تفاوت نہیں لیکن

ملاں کی آذان اور۔ مجاہد کی آذان اور

دونوں قاری ہیں دونوں حافظ ہیں۔ دونوں منبر ہیں دونوں محدث ہیں لیکن ایک اسی قرآن سے گمراہی لے کر نکلتا ہے اور ایک ہدایت پا کر نکلتا ہے۔ جو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہے وہ ہدایت پانے ہے اور جو نقص ڈھونڈتا ہے وہ گمراہ ہے۔ کرگس پتہ ہے کس کو کہتے ہیں یہ گمراہ ہوتی ہے جو مردار کھاتی ہے۔ اگر تازہ گوشت اس کو دیں وہ کبھی نہیں کھائے گی اسے بدبو دار مردار ہی پسند ہے۔ لیکن شاہین ہمیشہ اپنا شکار کر کے تازہ گوشت ہی کھاتا ہے۔ پھر آذان کے الفاظ اس کی ترتیب اس کے معنی ایک ہی ہیں۔ لیکن ملاں کی آذان اور مجاہد کی پکار میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نعت خوانی حاصل زیست ہے۔ ساتھ جانے والی چیز ہے۔ کام آنے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نعت پڑھنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سناتا ہے نعتیں سر بزم بہل

یہ تیرا کرم ہے یہ تیرا عطا ہے

اگر کوئی نعت گو ہے تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہے کوئی نعت خواں ہے تو ان کے کرم سے اور کوئی سنتا ہے نعت تو ان کا کرم ہے کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ بہل صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ

نعت سرکار مدینہ جو عطا کرتا ہے

گوشہ جاں میں وہی مجھ سے سنا کرتا ہے

اس فہم ارض و سما کے میں تصدیق جاؤں

غم اٹھا کر جو زمانے کا بھلا کرتا ہے

۱۰۱
 ایک ہوتے ہیں فقط کاسہ فریاد لئے
 گنبد دل سے کوئی یوں بھی صدا کرتا ہے
 میرا مالک میرا مولا میرا سب کچھ ہے وہی
 غلبت جان کو جو توبہ عطا کرتا ہے
 ہم اکیلے ہی ثناء خوان رسالت تو نہیں
 خالق کون و مکان خود بھی ثنا کرتا ہے
 دھوڑتے پھرتے ہو نسل کو کہاں لگیوں میں
 وہ سر شام مدینے میں ہوا کرتا ہے

حضرات نسل صاحب نے اپنا راز خود بتا دیا ہے۔ کہ وہ سر شام مدینے کی لگیوں میں
 ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آپ نسل صاحب کو فیصل آباد و جکوت روڈ، قائد اعظم ٹاؤن
 کی لگیوں میں کیوں دھوڑتے رہتے ہو وہ تو سر شام مدینہ پاک کی لگیوں میں چلے
 جاتے ہیں۔ حضرات اب بات یہ ہے کہ ہم ان کو اکیلے وہاں نہیں جانے دیں گے۔ ہم
 بھی ان کے ساتھ ہی جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے
 کہ جب کوئی بندہ نعت شریف پڑھتا ہے۔ درود شریف پڑھتا ہے تو وہ میرے پاس ہوتا
 ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کتنا پاس ہوتا ہے کتنا قریب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ وہ
 میری قبر میں ہوتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو میری چھوٹی ہوتی ہے اس میں کس
 طرح سے ساری دنیا آ جاتی ہے۔ فرمایا کہ میری قبر کو اتنا وسیع کر دیا جاتا ہے۔ کہ ساری
 کائنات اس میں آ جاتی ہے۔ لہذا آپ جو نسل کر رہے ہیں جو کچھ آپ سن رہے ہیں یہ
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لے جانے والی بات ہے۔ حضور نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ہوا میں بلند کیا اور پھر نیچے کر لیا۔ صحابہ کرامؓ نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہاتھ بلند فرمانا اور پھر نیچے کر لینا یہ کیسا اشارہ

۱۰۲
 ہے فرمایا کہ میں نے جنت میں انگور کے چھچھے دیکھے تو چاہا کہ تو ذکر تمہیں کھلاؤں پھر
 خیال آیا کہ جنت میں جا کر کھالیں گے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ
 مبارک بازو مبارک کی عظمت ہے کہ مدینہ شریف میں فرش زمین پر تشریف فرما ہیں
 اور ہاتھ مبارک جنت میں پہنچا ہوا ہے۔ یہ بھی حدیث مبارکہ ہے کہ ساری کائنات
 میری پھٹی پر ایک رائی کے دانہ کی طرح ہے۔ آپ بھی اس میں ہیں میں بھی اس میں
 ہوں۔ ٹھیک ہے کہ ہم فیصل آباد میں ہیں لیکن ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور
 نہیں ہیں۔ اس لئے نسل صاحب اکیلے ہی مدینہ پاک کی لگیوں میں نہیں جائیں گے
 بلکہ ہم بھی ان کے ساتھ ہی وہاں ہوں گے۔ جب یہ نعت شریف پڑھتے ہیں تو نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم خود محفل میں تشریف لے آتے ہیں اور نعت شریف سنتے ہیں۔ یہ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ ہر محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں مدینہ منورہ میں ہوتی ہے اللہ
 تعالیٰ ایسا قریب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ لوگو جنت کتنی دور ہے۔ عرض کیا کہ تمام آسمانوں سے اوپر بہت دور ہے فرمایا
 کہ اس میں جو کوش چل رہی ہے وہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔
 اتنی دور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ سکتے ہیں تو پھر فیصل آباد کو کوئی دور ہے ہی نہیں۔
 قائد اعظم ٹاؤن کی لگیاں دور نہیں ہیں۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
 آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

ہر دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام موجزن ہیں۔ ہر دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تشریف فرما ہیں۔ جب تم گھر جاؤ اور اس میں کوئی شخص موجود ہو تو کہو اَلسَّلَامُ
 عَلَیْکُمْ يَا اَهْلَ الْبَيْتِ اے گھر والو تم پر سلام اور گھر میں کوئی نہ ہو تو پھر کیا کہنا ہے۔

پھر کہو السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تیرے میرے گھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ قرب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ رضوی صاحب نے پڑھا ہے کہ

میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی

مجھ سے سوا لاکھ کو کافی ہے اشارہ حیرا

اس کی اصل کیا ہے اس کی بنیاد کیا ہے۔ سب گنہگار بخشے گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عمل کے بغیر کس طرح سے بخشش ہو سکتی ہے۔ جو عمل نہیں کرتا ہے وہ تو سنی عقیدہ ہی نہیں ہے۔ حضرات کئی بار عرض کیا ہے کہ عمل ضرور کرو کہ فرض ہیں لیکن ان کا سہارا نہ لو۔ بخشش نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بخشش کا وارد مدار اعمال پر نہیں بلکہ میری رحمت اور فضل پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میں شفاعت کا شعبہ لے لوں یا اپنی آدمی امت کو ابھی بخشوالین میں بخش دیتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے شفاعت کا اذن مانگ لیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ اس سے میں اپنی ساری امت کو بخشوا لوں گا۔ ان کے ایک اشارے سے ساری امت بری ہوگی۔ شعر میں تو ہوگی والی بات ہے لیکن میں ہمیشہ عرض کرتا ہوں کہ ہوگی نہیں بلکہ ہوگئی۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ یہ کاپی آگئی ہے اس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں جن کی بخشش ہوگئی ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام بھی لکھ دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میں کس طرح لکھ سکتا ہوں یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کاپی آئی ہے اسی کی طرف سے نام آئے ہیں۔ میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ فرمایا

کہ جاؤ تیرا بھی نام لکھ دیا ہے۔ یہ عطائے الٰہی سے اختیار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عطا فرما رہے ہیں۔ اور نقص و صوفٹنے والے کیا کہتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ یہ بد قسمتی ہے یہ بے ایمانی ہے۔ اب یہ ستر ہزار اور ایک ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر کا عقیدہ دیکھو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تھوڑے ہیں اور اضافہ فرمائیں اور جنتی بنائیں حضرت سیدنا صدیق اکبر کا عقیدہ ہے کہ جنت دینا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو ستر ہزار ہیں ان میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے جائے۔ کتنے ہو گئے۔ یہ پانچ ارب ہو گئے اللہ تعالیٰ نے تو صرف ستر ہزار کی فہرست عطا فرمائی یہ اضافہ کون کر رہا ہے اور کون کر رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختار نبی ہیں جنت عطا فرما رہے ہیں۔ اور جس کو جنت کا مالک ہی بنادیا ہوا ہے وہ اضافہ کر رہے ہیں۔ جنت کے مالک جو ٹھہرے تو پھر جتنے مرضی جنت میں لے جائیں اعتراض کرنے والے تیرے پیٹ میں درد کیوں اٹھ رہا ہے۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث عرض کر رہا ہوں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے ہیں اور اضافہ فرمائیں میں روزانہ اس حدیث شریف کو پڑھتا ہوں کہ کہیں ایسا بیان نہ ہو جائے جس کی اصل نہ ہو۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے ان کی بات کرنے کی قسم ہے۔ وہ نہیں لو لے مگر جو اللہ تعالیٰ انہیں حکم فرما دیں۔ اس زبان مبارک سے نکل رہا ہے کہ یہ جو تقریباً پانچ ارب بن گئے ہیں ان میں ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے جائے۔ یہ کتنے ہوئے یہ 350X12 بن گئے یوں کہہ لیجئے 350 پدم بن گئے۔ یا آج کل کی گنتی کے مطابق 35000000 ملین بن گئے اور ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے۔ یا پھر 3500 ٹریلین بن گئے۔ بے شمار ہو گئے ہیں نہ ہمیں پدم کا پتہ ہے۔ نہ ٹریلین کا پتہ ہے۔ بہر حال جتنے

بھی بن گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تھوڑے ہیں اضافہ فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کتنی کو چھوڑ میں تک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈالتا ہوں پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تک اور ڈال دیں اضافہ فرمائیں اضافہ فرمائیں پانچ تک ڈال دے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تک اور ڈال دیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ نے عرض کیا کہ بس کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو گئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ خفا ہوئے فرمایا کہ رحمت کا دروازہ کھلا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں منع کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمرؓ نے عرض کیا کہ اے ابوبکر صدیقؓ میں روک نہیں رہا ہوں بلکہ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک تک میں ساری کائنات آجاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبرؓ سنو کہ حضرت عمرؓ ٹھیک کہہ رہے ہیں میرے ایک تک میں کائنات آجاتی ہے۔ اگر ساری کائنات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک تک میں آجائے تو کیا آپ اس سے باہر رہ جائیں گے۔ یہ سب صاحب اکیلی نہیں جاتیں گے ہم بھی ساتھ ہی ہوں گے۔ ہمارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ ایک تک کے بغیر بخشش ممکن نہیں ہے۔ ہر ایک کی عظمت کو آج مان جاؤ تو ایک تک میں جگہ مل جائے گی ورنہ باہر ہی جاؤ گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تک بھر کر جنت میں ڈال دئے ہیں۔ اس لئے ہوگی نہیں بلکہ ہو گیا۔ خلوص نیت سے متعلق ایک بات آج سنی ہے وہ میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ عراق میں ایک مسجد تھی اس کا جو خطیب ہوا کرتا تھا اس کا مرتبہ بادشاہ کے بعد دوسرے نمبر پر ہوا کرتا تھا۔ Status اور وسائل کے لحاظ سے وہ دوسرے نمبر پر آتا تھا۔ اتنے زیادہ اس کو نذرانے چڑھاوے ملا کرتے تھے کہ وہ پوری عسکی کا مالک بن جاتا تھا۔ اتنا اہم

چاہا کرتا تھا کہ بادشاہ بھی بوقت ضرورت اس سے قرض لیتا تھا۔ ایک آدمی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح سے وہ اس مسجد کا خطیب بن جائے۔ اس نے سوچا کہ خطیب بننے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسی مسجد میں شب روز عبادت کرے تاکہ لوگوں کی نظر میں وہ بہت عبادت گزار شمار ہو جائے لوگ اس کو بڑا ایک پرہیزگار سمجھیں گے تو ضرور بادشاہ کے دربار میں اس کی یہ بات پہنچ جائے گی اس کا چرچا ہو جائے گا۔ تو بادشاہ اس کو ہی خطیب مقرر کر دے گا۔ اس نے عبادت شروع کر دی پینتیس سال وہ اس مسجد میں جاگتا رہا۔ اور بظاہر بڑا صوفی بننا رہتا اور ہر وقت دل میں یہی مانتا کہ کبھی کوئی وزیر یا مشیر آجائے تو وہ اس کو دیکھ لے کوئی کوتوال کوئی کبیر جس کی رسائی بادشاہ کے دربار تک ہو۔ اس کی نظر میں آجائے اور وہ بادشاہ کے پاس سفارش کر کے اسے خطیب مقرر ہونے میں مددگار بن جائے۔ لیکن پینتیس سال کسی نے اس کو دیکھا ہی نہیں۔ وہ بہت گھبرایا کہ ساری عمر ہی ضائع ہوگئی رائیگاں ہی چلی گئی مقصد حاصل نہیں ہوا مطلب پورا نہیں ہوا۔ اس کو بڑی ندامت آئی کہ اللہ کے بندے یہ دیا کاری چھوڑ۔ یہ تنہا چھوڑ دیا اور ایک خدا کی خالص نیت سے عبادت کر۔ بغیر کسی لالچ کے عبادت کرنا کہ تیری عاقبت سنوڑ جائے۔ دنیاوی غرض کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگا کہ یا اللہ میں اپنی جھجکی ریا کاری سے توبہ کرتا ہوں تو مجھے معاف کر دے۔ مجھے خطابت کی ضرورت نہیں مجھے دولت سے کوئی غرض نہیں۔ یا اللہ تو مجھے اپنے لئے قبول فرما لے۔ میرے بچے تیرے لئے ہیں۔ وہ رات گزری تو صبح سویرے ایک آدمی آیا اور کہا کہ چلو تمہیں بادشاہ نے بلایا۔ میں اس مسجد کا خطیب بنانا چاہتا ہے۔ تمہیں خطیب مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ مجھے خطابت کی ضرورت نہیں ہے میں نے جو کچھ بننا تھا وہ بن گیا ہوں بادشاہ نے بلایا اور کہا کہ تمہیں خطیب مقرر کرتے ہیں اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے پینتیس سال اس انتظار میں گزار کر دیکھ لیا ہے

مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اب مجھے اس کی کوئی غرض نہیں رہی اب میں جہاں کا بن گیا ہوں وہاں سے واپس آنے کا کوئی ارادہ ہے نہ کوئی تمنا ہے۔ مجھے پینتیس سال میں وہ کچھ حاصل نہیں ہوا۔ جو مجھے اس ایک ہی بات میں مل گیا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم بھی درجی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اپنی لو لگائیں۔ ہماری یہ چالیس سال، پچاس سال ساٹھ ستر سال کی جو غرض و غایت ہے وہ ہمارے دل سے نکال دے اور ہمارے دل میں صرف یہ تمنا رہ جائے کہ کتنے دیکھیں توں پہلوں مرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ اس عقیدہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سرمایہ حیات ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 12-07-02

بقیہ صفحہ ۴۰۸

اس کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ یہ حدیث پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے اور ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کی بیعت نہیں وہ کسی طرف کا بھی نہیں ہے۔ اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ اعمال بھی قبول نہیں کے ہیں۔ جن کا کوئی عہد ہے۔ جن کا وسیلہ میر صاحب ہیں اور بیروں کا بڑا وسیلہ حضور سیدنا صدیق اکبرؑ ہیں۔ اور ان کا وسیلہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے وسیلہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ خالق کل شے مالک کل عباد دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت کو سمجھنے اور سامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 06-06-02

پیر صاحب کون ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملئکہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- اگر صبح سات بجے سے پانچ منٹ قبل آپ اپنا ٹی On کریں۔ ٹی دی لگائیں تو ایک بندہ ہے جو بہت لمبی دعا مانگتا ہے۔ کہ یا اللہ تو خالق ہے تو مالک ہے تو رازق ہے۔ نیکی کرنے کی توفیق تجھی سے ہے۔ گناہوں سے بچنے کا سبب بھی آپ ہی ہیں۔ آپ نے ہی لوگوں کو فتح دی آپ نے ہی لوگوں کو شکست دی۔ آپ نے ہی سب کچھ دیا ہے۔ اللہ ایک ہے۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ تمام تعریفیں صرف تیرے ہی لئے ہیں اور کسی کی کوئی تعریف نہیں ہے۔ اس طرز پر وہ دعا مانگتا ہے۔ یہاں آپ نعت شریف سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ان کے علاوہ اور کچھ ہے ہی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اس سے پہلے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کور عطا فرمائی۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر کی۔ اپنی رضا بھی دے دی۔ اور پھر فرمایا کہ وَمَا اَنْتُمْ بِالْمُرْسَلِیْنَ فَخَذُّوْہُ وَمَا یَنْهٰکُمْ عَنْہُ فَاَنْتَهِوْا (انشرہ) "اور جو کچھ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"۔ یعنی جو کچھ بھی آپ نے لینا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی لینا ہے اور جس چیز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منع فرما دیں وہ نہ لیں۔ اور

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللّٰهُ مُعْطٍ وَأَنَا قَاسِمٌ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی عطا فرماتے ہیں اور میں تقسیم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام متعین فرمایا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا لِلَّهِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء ۶۴) اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب وہ تمہارے حضور حاضر ہو جائیں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی بات ختم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ شبہ رنگ سے قریب ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسنون کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن یہ تلے دونوں ہی نہیں ہیں۔ نہ تو وہ صبح ٹی دی والے پروگرام میں تلے ہیں نہ یہاں ہمارے کسی پروگرام میں تلے ہیں۔ ان کے تلے کا سبب ہی اور ہے۔ وہ وہ دہرے سبب وہ سارا نظام ہو گا تو تکمیل ہو گی ورنہ سب ادھر راہ جائے گا کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ کئی ایسے واقعات ہیں مثالیں موجود ہیں کہ گاڑی بھی ہے ریلوے لائن بھی ہے۔ انجن بھی ہے ریلوے ڈبہ بھی ہے ٹکٹ بھی آپ کے پاس ہے۔ گاڑی اور ڈرائیور بھی موجود ہیں۔ سگنل بھی ہے۔ انجین پر ہر چیز موجود ہے لیکن ڈبے کے ساتھ جو کنڈا ہوتا ہے ہب Hook ہوتی ہے جو ایک ڈبے کو دوسرے ڈبے سے ملاتی ہے وہ کب نہیں ہے۔ وہ کنڈا ہے لیکن اس کا کلکشن نہیں ہے۔ وہ دھڑے ڈبے کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ انجن کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ملا ہوا نہیں ہے۔ کیا یہ ڈبہ انجن کے ساتھ چلے گا۔ انجن بھی بڑی طاقت والا ہے ڈبہ بھی Imported ہے فرانس کا بنا ہوا ہے۔ بہترین آرام دہ ہے اس کی سیٹیں بہت اہلی ہیں ریلوے لائن بہترین سگنل سے بنی ہے۔ گاڑی اور ڈرائیور تربیت یافتہ ہیں لیکن ڈبہ اپنی جگہ پر ہی کھڑا ہے۔ مسافر اس میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ اپنی منزل پر جانیں

۱۰۱
 سکتے کہ انجن کے ساتھ اس ڈبے کی کب گئی ہوئی نہیں ہے۔ انجن چلا جائے گا لیکن ڈبہ نہیں چائے گا۔ وہ کنڈا اکون ہے۔ اس کنڈے کی طرف دیکھو اس کو مت بھول جاؤ کہ اس کے بغیر منزل نہیں ملے گی۔ حدیث پاک ہے کہ جس کی بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ جس کا بغیر نہیں ہے اس کا شیطان بغیر ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہتا
 تے میں دی آکھاں راہ دے
 بنا مرشداں راہ نہیں لکھتا
 تے دل مرسیں دچہ راہ دے

یہ میاں محمد بخشؒ کا کلام ہے۔ راہ دے۔ راہ دے۔ ہر کوئی کہتا۔ میں نے جنت میں جانا ہے مجھے جنت کا راستہ بتاؤ۔ میں نے مکہ کمرہ جانا ہے میں نے مدینہ شریف جانا ہے مجھے ان کا راستہ بتاؤ۔ میں دی آکھاں راہ دے میں بھی راستہ ڈھونڈ رہا ہوں۔ میں بھی راہنمائی مانگ رہا ہوں مجھے بھی جانا ہے۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ جنت کا راستہ۔ مکہ کمرہ کا راستہ۔ مدینہ شریف کا راستہ۔ نیکی کا راستہ، ہدایت کا راستہ صرف مرشد کریم ہی دے سکتا ہے مرشد کمال کی راہنمائی کے بغیر راستہ نہیں ملتا ہے۔ اگر مرشد کریم کی راہنمائی کے بغیر چلے گا۔ ہر صاحب کے بغیر چلے گا تو پھر منزل پر نہیں پہنچ سکے گا کہیں راستہ میں ہی تم ہو جائے گا۔ مرشد کریم کے بغیر شو کریں لکھتا پھرے گا۔

لوئے لوئے بھاڑا بھر لے کر لیے بے تدہ بھاڑا بھڑا
 شام پئی بنا شام محمدؐ تے گھر جانڈی نے ڈنڈا

اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت پر ہی کام کرو، بیعت کرو، مرشد کریم سے نسبت قائم کر لو۔ اگر نہیں تو پھر زندگی کی جب شام ہو جائے گی۔ مرنے کے قریب ہو جائے گا اور کسی شام یعنی دوست، مرشد کریم سے واسطہ قائم نہیں کیا تو پھر جہالت کی موت مرے گا

ایسے مرے گا کہ جس طرح ابو جہل مر گیا۔ پھر پچھتائے گا تو ضروری ہے کہ زندگی میں ابھی وقت ہے۔ مرشد کریم سے نسبت قائم کرلو۔ اگر جہالت کی موت مر گیا تو پھر محض جانے گا۔ جہنم میں چلا جائے گا۔ حضرت امام ابو حنیفہ عقیلی عفت والی ہستی ہیں۔ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں زیارت کرائی تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔ فرمایا کہ مجھے امام ابو حنیفہ عقیلہ میں تلاش کرو۔ ان کی کتب میں مجھے تلاش کرو۔ اتنی بڑی ہستی ہیں فرمایا کہ 3/4 حق حضرت امام ابو حنیفہ عقیلہ کتب میں ہے۔ داتا صاحب حضرت گنج بخش لاہوری کو یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ چار مسلک ہیں جو چار فقہ ہیں میں ان میں سے کسی کی اقتداء کروں کسی کو Follow کروں حنفی ہوں۔ شافعی ہوں، مالکی ہوں یا حنبلی ہوں۔ ان سے انتخاب نہیں ہو رہا تھا۔ آپ حضرت بابزید بسطامی کے روضہ پر حاضر ہوئے وہاں ہمازاد دیتے رہے صفائی کرتے رہے۔ کام نہ بنا پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار پر حاضر ہوئے ان کے حراز شریف پر ہمازاد دیتے رہے۔ وہاں خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر بوسہ دیا۔ اوپر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک آدمی کو اپنی گود مبارک میں لیا ہوا ہے۔ حضرت داتا صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کون خوش نصیب ہے کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گود مبارک میں لیا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے علی بن عثمان یہ تمہارے شہر کا امام ابو حنیفہ ہے اور یہ میرا بھی امام ہے۔ حضرت داتا گنج بخش نے حنفی مسلک قبول کر لیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ گویا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہے۔ اتنی بڑی عظمت والی ہستی ہیں۔ آپ آخری عمر میں مرید ہوئے حضرت عقیلہ کی۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کو بیعت ہونے کا کیا فائدہ ہوا۔ فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کرتا

تو ہلاک ہو گیا ہوتا آپ حضرت امام جعفر صادق کے مرید ہیں۔ ان کے شاگرد ہیں نقشبندی ہیں۔ جو بیعت نہیں ہوتا اس کے پتے میں نہ قرآن ہے نہ ایمان ہے۔ نہ جہاد ہے نہ تقصیر نہ حدیث۔ اگر بیعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرات دنیا میں کامیاب ہونے کا۔ دنیا سے ایمان جانے کا یہ طریقہ ہے کہ آپ کسی کے بیعت ہو جائیں۔ قیامت کے روز بھی میرے نام پر آواز پڑے گی۔ اور تمام لوگ اپنے اپنے میر کے ساتھ ہوں گے اور تمام اپنے اپنے میر و مرشد کے ساتھ ہوتے ہوتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجتہدے تلے آ جائیں گے اس روز اگر کوئی پناہ ہے تو صرف لواء الحمد کے نیچے ہے اور وہاں تک پہنچنے کے لئے میرے ہاتھ میں کسی شیخ کا دامن ہونا چاہئے صحابی وی پر جو دعا آتی ہے جس کا میں نے شروع میں ذکر کیا ہے اس سے مرغوب نہ ہوں وہ صرف آدھا قرآن پیش کرتا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی بات نہیں کرتا ہے صرف توحید کی بات کرتا ہے اور توحید کی ایسی تعریف جس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو کفر ہے۔ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی شان بیان کرنا کہ جس میں میر کا ذکر نہ ہو وہ بھی فائدہ نہیں دیتی کہ

میر کا دل سے مرد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے والی ذات میر کا دل ہے۔ مرشد کریم کے واسطے کے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ سکتے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ فرض کرو مٹکی بھی ہوگئی۔ مہندی بھی ہوگئی۔ آتش بازی بھی ہوگئی وصول باجا بھی ہو گیا۔ چراغاں بھی کیا ہوا ہے۔ براتی ہے شہر ہیں۔ بہت اہل اور لذت کماتا ہے۔ جیڑ بھی بہت زیادہ ہے۔ سارا انتظام ہے شامیانے لگے ہوئے ہیں کرسیاں لگی ہوئی ہیں سب کچھ ہے لیکن نکاح نہیں ہے۔ تو میر کیا اور کھڑ گیا ہو سب کچھ۔ نکاح نہیں ہے تو برنج ہے کار ہے۔ لاکھوں کا خرچہ کیا ہوا سب ضائع ہے اگر نکاح نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ نکاح

ذہیم بھی ہے، جزیہ بھی ہیں، مضبوط تار بھی ہے، گرد آئینہ بھی ہے، ہر گھر میں دائرنگ بھی کی ہوئی ہے، سوکچ لگے ہوئے ہیں، میٹر لگے ہوئے ہیں، بلب لگے ہوئے ہیں، چمچے بھی ہیں بجلی بن بھی رہی ہے اور بجلی آ بھی رہی ہے لیکن سوکچ دیا نہیں ہے۔ سوکچ On نہیں کیا ہے۔ تو کیا روشنی ہو چاہیگی کیا چمچے کام کرنا شروع کریں گے۔ نہیں کریں گے۔ بجلی ہونے کے باوجود اندھ مارے گا۔ یہ سوکچ کون ہے۔ یہ پیر مرشد ہے۔ نکاح پیر مرشد ہے۔ ہک یا کنڈا پیر مرشد ہے۔ ابھی حضرت صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے حضرت سلطان العارفین کا کلام ہے۔

الف اللہ چپے دی بوئی مرشدن میرے دج لائی ہو

نقی اثبات دا پانی لمیا ہر رگے ہر چھائی ہو

اندرو بوئی مشک چھایا جاں مہملن تے آئی ہو

جیوے مرشد یا حضرت باہو جیس ایہہ بوئی لائی ہو

اللہ چپے دی بوئی ہے لیکن از خود نہیں گنتی ہے۔ اگر کوئی مرشد کریم ہوگا تو وہ لائے گا۔ ورنہ یہ نہیں لگے گی۔ ہندو بھی اللہ کو مانتا ہے یہی سائے بھی اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے۔ یہودی بھی اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے ہیں۔ اب تو سامراجی اور کیونسٹ بھی اس نظریہ پر آ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کوئی ہستی ہے جس نے ہمارا بیڑہ غرق کیا ہے۔ وہ بھی اب اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں لیکن یہ چپے کی بوئی ان کے من میں گئی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا مرشد نہیں ہے۔ ان کا پیر نہیں ہے۔ اور یہ بوئی مرشد کریم کے دامن سے وابستہ ہو کر ہی گنتی ہے۔ مرشد کے بغیر یہ بوئی نہیں گنتی ہے۔ اب دیکھیں کہ اعمال ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔ قربانی ہے جہاد ہے شہادت ہے۔ بڑے اعمال ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں داخلہ اعمال کی وجہ سے نہیں ہے۔ اعمال کی بنیاد پر میں نے جنت دینا ہی نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ یہ اعمال کی نفی ہے اعمال کی اپنی

حیثیت ہے۔ لیکن بخشش اعمال کی بنیاد پر نہیں ہے۔ بخشش اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میں نے شفاعت بھی اسی کی کرتی ہے۔ جس کے ہاتھوں میں دامن بند ہے۔ جن کے ہاتھوں میں وسیلہ ہے۔ پیر صاحب کو ہی یہ اختیار دے دیا جائے گا کہ اپنے مریدوں کو جنت میں لے جائیں کتنی ہی ایسے واقعات ہیں کہ پیر صاحب نے اپنے مرید کی حاجت روا کی فرمائی ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود پیر بھی ہیں اور کسی کے مرید بھی ہیں۔ حضرت امام مالکؒ کے مرید کا انتقال ہو گیا۔ قبر میں اسے سوال جواب میں دقت پیش آئی۔ وہ سوالوں کے جواب نہیں دے رہا تھا۔ حضرت امام مالکؒ خود اپنے اس مرید کی قبر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ فرشتوں میں اس کی جگہ جواب دیتا ہوں فرشتوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب فوت یہ ہوا ہے سوال بھی اسی سے کئے جائیں گے جواب بھی یہی دے گا۔ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے میں اس کا پیر ہوں اگر مشکل کے وقت میں اس کے کام نہ آؤں تو پھر اس کو میری بیعت کا کیا فائدہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے مجھ سے بیعت کی وہ جنتی ہے۔ اور جس نے میرے مرید سے بیعت کی ہے وہ بھی جنتی ہے۔ اور جس نے اس مرید سے بیعت کی ہے وہ بھی جنتی ہے۔ پھر جس نے اس سے بیعت کی ہے وہ بھی جنتی ہے۔ قیامت تک کے لئے یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری رہے گا۔ اور ہر بیعت کرنے والا جنتی بنتا رہے گا۔ اور جس کو اپنے پیر صاحب سے محبت ہے وہ اپنے پیر صاحب کے ساتھ جنت میں اکٹھا ہو گا۔ لہذا وسیع والی دعا جوئی دی پر آتی ہے وہ دراصل بندوں کو گمراہ کرنے والی ہے۔ وہ لوگوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز کر رہا ہے اور مرشد کریم سے نفرت دلا رہا ہے۔ جو کہ اصل بات نہیں ہے۔ جب خالق، مالک اور رازق نے ساری کائنات کا

یا مک عمار نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتا دیا ہے تو پھر اگر وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کا نام تک نہیں لیتا تو کبھی یہ دعا ہے۔ صرف ایک فقرہ وہ کہتا ہے کہ یا اللہ قبر
 میں مجھے ایک ساتھی عطا فرما۔ لیکن وہ نام نہیں لیتا کہ قبر کا کون سا ساتھی ہے۔ ساتھی
 کا نام نہیں لیتا ہے۔ چلو ایک فقرہ ہی سہی۔ وہاں پر وہ اللہ تعالیٰ کا کیوں نام نہیں لیتا
 ہے۔ اگر دعا کے پہلے اور بعد نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہ پڑھا
 جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو سنتا ہی نہیں ہے۔ قبول ہی نہیں کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف
 اس بات کو سنتے ہیں اس دعا کو قبول کرتے ہیں جس کے آگے پیچھے درود شریف ہے۔
 اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعمال ضرور کرو۔ نماز پڑھو فرض ہے۔
 حج کرو۔ زکوٰۃ دو، قربانی، جہاد، سخاوت، حفظ، قرائت ضرور کرو اللہ تعالیٰ توفیق عطا
 فرمائے لیکن یہ اعمال اس شکرانے کے طور پر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے
 تمہیں نسبت والا بتایا ہے۔ دلی کا دامن تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ نبی پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا دامن تمہیں عطا فرمایا ہے۔ یہ نہ کہو کہ میں نماز پڑھوں گا تو مجھے جنت
 مل جائے گی۔ جنت اس طرح سے نہیں ملتی۔ نماز اس شکرانے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 جنت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی اب جنت ملتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے ملتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ملے ہیں تو وہ میرے وسیلے سے ملے
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادی اور انہوں نے
 وہ اپنے غلام اپنے یار عار حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دے دی۔ حضرت سیدنا صدیق
 اکبرؓ کون ہیں۔ آپ نبی نہیں ہیں بلکہ میر ہیں اور میر صاحب نے آگے جنت دے
 دی میرے دل کو۔ جنت کا مالک نقشبندی ہے۔ حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت
 کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 وہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو دے دیں کہ جاؤ اپنے میرے دل کو دے دو۔ جس کو چاہو

جنت میں لے جاؤ۔ اب جنت ملتی ہے تو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے ملتی ہے۔ اب
 سیدنا صدیق اکبرؓ سے نسبت پیدا کرو۔ وہ میر صاحب ہیں۔ میر کے دامن سے وابستہ
 ہو جاؤ جنت مل جائے گی۔ جس کے دل میں حضرت صدیق اکبرؓ کی محبت ہوگی۔ جس
 کے دل میں صدیق اکبرؓ کا ادب ہوگا وہی جنت میں جائے گا۔ تو کون ہے جو جنت کا
 مالک ہے وہ نقشبندی ہے۔ یہ نہیں کہ باقی سلسلہ ظاہر میں جنتی نہیں ہیں۔ ایسی بات نہیں
 ہے کوئی غلط نہیں ہے۔ تمام سلاسل جن میں بیعت ہے وہ صحیح ہیں۔ وہ نقشبندی ہو کہ
 چشتی ہو قادری ہو کہ سرور دی ہو تمام سلاسل حق ہیں لیکن جو بڑے ہیں۔ جو افضل ہیں
 وہ سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔ جس طرح بعض انبیاء سے بعض انبیاء علیہم السلام افضل ہیں
 وَلَئِكَ الرِّسَالُ لَفَضْلًا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ (البقرة ۲۵۳) یہ رسول ہیں کہ ہم نے
 ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ بعض ملائکہ سے بعض ملائکہ افضل ہیں اسی طرح
 سے بعض صحابہ دوسرے صحابہ سے افضل ہیں۔ اولیاء اللہ میں بھی درجہ بندی ہے۔
 حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ترین ہستی ہیں۔
 اس لحاظ سے چلتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری پروردہ فرمانے کے بعد صحابہ
 کرامؓ میں کے مرید ہوئے۔ تاریخ دیکھو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین
 حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے مرید ہوئے سب نے حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کی۔
 صحابی تو ان کے مرید ہو کر ٹھیک ہو رہے ہیں۔ ہم ان کی خلافت سے حد کر کے کس
 طرح درست ہو جائیں گے کس طرح راہ ہدایت پا جائیں گے۔ ہر سلسلہ صحیح ہے کہ اس
 کا تعلق درست ہے یہ جو فرقہ بازی ہے یہ سب بعد کی پیداوار ہے۔ اللہ تعالیٰ عقیدہ صحیح
 رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کو نہیں مانتا وہ جنت
 میں نہیں جائے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کو پکڑا اور پوچھا کہ بتاؤ
 تمہارا سچا جگری دوست کون ہے۔ جس شخص سے تمہیں سب سے زیادہ محبت ہے وہ کون

ہے۔ عرض کیا کہ جس شخص کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ کا بغض ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ وہ میرا جگری دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
جناب شیر علی نے نعت پڑھی ہے۔

کہاں تک گنوں اور کہاں تک گناؤں

خدا بھی خدا کی قسم آپ کا ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقتیں عطا فرمائی ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اپنی طاقتیں اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بھی دے دی ہیں۔ اگر مکان خریدنا ہو پلاٹ خریدنا ہو تو پٹواری کی رپورٹ پر کام بنے گا۔ صدر پاکستان حالانکہ اعلیٰ عہدہ ہے لیکن مکان کی خرید و فروخت میں اس کے دستخط کام نہیں آئیں گے اس کی رپورٹ نہیں چلے گی۔ پٹواری کے دستخطوں سے کام بنے گا وہ رشوت لے کر کام کرے یا بغیر رشوت کے بغیر اپنی فیس لئے کام کرے یہ اس کی مرضی ہے جائیداد کی خرید و فروخت میں پٹواری کو اختیار حاصل ہے کہ دستخط کرے یا نہ کرے۔ صدر پاکستان خود دستخط نہیں کر سکتا اس نے یہ طاقت پٹواری کو دی ہوئی ہے قانون اجازت نہیں دیتا کہ صدر خود دستخط کرے۔ یہاں بھی درجہ بندی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ پٹواری مرشد کریم ہے۔ تحصیلدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور صدر خود اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ مثال سمجھانے کے لئے عرض کیا ہے۔ تاکہ عام آدمی بھی سمجھ سکے ورنہ اللہ تعالیٰ معافی دے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحصیلدار یا اللہ تعالیٰ کو صدر کہہ دیا جائے۔ لیکن یہ ایک نظام ہے اس کو نظام ربوبیت کہتے ہیں اس سے بیڑہ پار ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کی بڑی شان ہے قیامت کے روز اولیاء اللہ سے فرمایا جائے گا کہ جس جس نے بھی جس رنگ میں بھی تمہاری خدمت کی ہے

اس کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔ یہ حدیث پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے اور ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کی بیعت نہیں وہ کسی طرف کا بھی نہیں ہے۔ اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہے۔ اعمال بھی قبول نہیں کے ہیں۔ جن کا کوئی عذر ہے۔ جن کا وسیلہ حیر صاحب ہیں اور پیروں کا بڑا وسیلہ حضور سیدنا صدیق اکبر ہیں۔ اور ان کا وسیلہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے وسیلہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 06-06-02

ارشادات عالیہ مظہر نور خدا مظہر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق رسول حب ال رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا	لمعند باطن میں گئے جلوۂ ظاہر کیا
تیری مرضی پا گیا سورج پھر اٹلے قدم	تیری انگلی اٹھ گئی مد کا کجا چر گیا
بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیر عالم سے گھٹا	کھل گیا گیسو ترا رحمت کا بادل گھر گیا
بندہ گئی تیری ہوا سادہ میں خاک اڑنے لگی	بڑھ چلی تیری ضیا آتش پہ پانی پھر گیا
تیری رحمت سے صفی اللہ کا بیڑا پار تھا	تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بحر اجر گیا
تیری آم تھی کہ بیت اللہ ہجرے کو جھکا	تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گر گیا
مومن اُن کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا	کافراُن سے کیا پھر اللہ ہی سے پھر گیا
وہ کہ اُس در کا ہوا خلق خدا اُس کی ہوئی	وہ کہ اس در سے پھر اللہ اس سے پھر گیا
مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہوشیار ہوں	پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا
رحمتہ للعالمین آفت میں ہوں کیسی کروں	میرے مولیٰ میں تو اس دل سے بلا میں گھر گیا
تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ	جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا
کیوں جناب بوہرہ تھا وہ کیا ما جامِ شیر	جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا
واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جوئی مرے	یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھو میں مجھیں وہ مومن صالح ملا	فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا
اللہ اللہ یہ علو خاص عبدیت رضا	بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا
ٹھوکریں کھاتے پھر وگے انکے در پر پڑ رہو	قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

پیش لفظ

ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے (مسلم شریف) صالحین کون ہیں جن پر انعام ہوا ان میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ (القرآن) محفل میں ان کا ذکر ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت برستی ہے اور شرکاء محفل کی بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اور معدن الجود و الکرم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو پھر اس محفل پر خاص الخاص کرم ہوتا ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے حدیث روایت فرمائی ہے کہ جس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا ہے اس محفل سے نہایت پاکیزہ خوشبو نکلتی ہے اور آسمان کی طرف جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو گھومتے پھرتے ہیں اور ایسی محافل کی تلاش میں رہتے ہیں اور اس کی خوشبو کو سونگھ کر اس کو ڈھونڈ لیتے ہیں اور دوسرے فرشتوں کو بلا لیتے ہیں کہ یہ وہ محفل ہے کہ جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جا رہا ہے۔ وہ فرشتے بھی اہل محفل کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور مقام محفل سے لیکر پہلے آسمان تک فضا کو بھر دیتے ہیں پوری محفل کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ جب اہل محفل درود شریف پڑھتے ہیں تو یہ فرشتے بھی ان کے ساتھ مل کر درود شریف پڑھتے ہیں۔ محفل ختم ہوتی ہے تو یہ فرشتے بارگاہ عالیہ میں حاضر ہو جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے ایسی محفل دیکھی جس میں تیرا ذکر، تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور اولیاء اللہ کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتو گواہ رہنا مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ان میں فلاں بندہ بڑا گناہ گار تھا وہ ایسے ہی جاتے جاتے محفل میں بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا محفل میں بیٹھنے والی وہ ایسی قوم ہوتی ہے کہ جن کا ہم نشین بھی بد نصیب نہیں رہتا۔ لہذا ایسی محافل ذکر بخشش کا بہانہ اور وسیلہ نجات ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے صَلَّوْۃُ اللّٰہِ لَنَا ؕ عَلَیْہِ الْمَلَٰئِکَۃُ کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ فرشتوں کو اپنے سامنے بٹھا کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر روزنی سے نئی نعت پڑھتا ہے۔ یعنی کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کی محفل سمجھتا ہے۔ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد سنت اللہ تعالیٰ ہے۔ سنت الہی اور حکم الہی کے تحت حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کی زیر صدارت شہر اور بیرون شہر ہفتہ وار اور ماہانہ محافل ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوتا ہے۔ ان میں ڈاکٹر صاحب موصوف جو صدارتی خطبات ارشاد فرماتے ہیں وہ وسیلہ نجات کے ذریعہ سے عوام الناس تک پہنچائے جاتے ہیں۔ وسیلہ نجات کے مطالعہ سے فارغین کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُجاگر ہوتا ہے۔ قلوب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہوتے ہیں۔ اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین ہوتا ہے جو ایمان کی بنیاد ہے۔ صحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت میں درنگی، پختگی اور استقامت پیدا ہوتی ہے۔ یہی وسیلہ نجات کی اشاعت کا اصل مقصد ہے۔ وسیلہ نجات حصہ تیرھواں حاضر خدمت ہے۔

کتاب کی بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار علوی

20-08-2003

بے مثل و بے مثال نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ و ملکئہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- پروفیسر صاحب نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بے مثل اور بے مثال ہونے کی مثالیں دی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو چھ سو پر دے دیے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے رشک فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام میں نے تمہارے سر مبارک پر چھ لاکھ بال دے دیے ہیں اور ایک بال مبارک کی عظمت یہ ہے کہ اس ایک موئے مبارک کے صدقے میں تیری ساری امت کو بخش دوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ بال تو دونوں طرف آگئے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پاس بھی ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس بھی ہیں پھر مثل تو بن گئی یہ بے مثل اور بے مثال والی بات تو نہ رہی۔ پھر انہوں نے یہ بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خون مبارک حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا فرمایا کہ اسے ایسی جگہ ڈال دیں جہاں اس کی بے ادبی کا احتمال نہ ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خون مبارک پی لیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے حرام چیز پی لی ہے۔ خلاف شریعت کام کر لیا ہے۔ بلکہ انعام عطا فرمایا کہ قیامت تک تیری نسل میں جوئی زانی نہ ہوگا اور انہیں جہنم کی آگ جلا نہ سکے گی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خون مبارک شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اب بات پھر وہی کہ خون حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی ہے اور خون ہمارے جسم میں بھی ہے۔ مانا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خون مبارک بڑی عظمت والا ہے لیکن ایک قدر مشترک تو بن گئی۔ بے مثل تو نہ رہی پھر پروفیسر صاحب نے بتایا کہ حضرت امّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا بول مبارک پانی سمجھ کر پی لیا اور فرمایا کہ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ مثال یہاں بھی بن گئی۔ بول مبارک ادھر بھی ہے اور ادھر بھی ہے۔ مانا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف ہی ہے اور کسی دوسری طرف نہیں ہے۔ اور بھی پروفیسر صاحب نے بڑی عظمت بیان فرمائی لیکن اس میں بے مثل ہونے والی بات ثابت نہیں ہوتی۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بولی شروع ہوئی۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑے خزانے لے کر آ گئی۔ سونا چاندی جواہرات جو بھی تھا وہ لے کر آ گئی۔ لیکن اس کے بالمقابل ایک عورت سوت کی اٹی لے کر آ گئی۔ خریدار تو وہ بھی بن کر حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقابل کھڑی ہو گئی۔ کسی نے پوچھا کہ اس کی اٹی کی سونے جواہرات کے مقابلہ میں کیا وقعت ہے کیا Value ہے۔ عرض

کرتی ہے کہ میں جانتی ہوں کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید نہیں سکتی لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں میرا نام تو شامل ہو جائے گا۔ لیکن بات یہ ہے کہ مقابلہ پرتو آگئی۔ الٹی لے کر آگئی۔ اس الٹی کی بھی کچھ نہ کچھ توقیت ہوگی۔ ایک طرف ہیرے جواہرات سونا چاندی کا ڈھیر ادھر ایک آنے کی الٹی۔ پروفیسر صاحب مثل تو بن گئی۔ خریدار وہ بھی ہے اور خریداریہ بھی ہے۔ یہ میرے پاس Ball Point ہے۔ اس کی مثل پنسل ہے۔ اس کی مثل پن Pen ہے۔ اس کی مثل قلم ہے۔ پھر مثل بن تو گئی۔ یہ الگ بات ہے کہ Ball Point پنسل کا نظام اور ہے۔ پن Pen کا نظام اور ہے۔ دونوں کا System علیحدہ ہے لیکن دونوں لکھنے کے کام تو آتے ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ نے جنتی بھی مثالیں دی ہیں ان میں یہ شانہ موجود ہے کہ دوسری طرف بھی ضرور کچھ ہے پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل کس طرح سے ہوئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل اس وقت ہوں گے کہ جب کوئی چیز صرف ان کی ملکیت میں ہوگی اور وہ کائنات میں کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوگی۔ اب میں عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے صرف اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور بنایا اور کسی کا نہیں بنایا۔ اب لوؤ کس کو مقابلہ پر لاتے ہو۔ کیوں جی پروفیسر صاحب ہے کوئی مقابلہ میں آنے والا۔ آپ کہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مقابلہ پر ہے آپ کہیں کہ سورج مقابلہ پر ہے آپ کہیں کہ چاند مقابلہ پر ہے نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں کہ یہ سب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے پرتو سے بنے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حصہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نور کے جو خزانے ہیں۔ منصوبہ کہہ لیجئے اس سے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے پرتو سے باقی چیزیں بنتی چلی گئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے نور کے پرتو سے بنے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پرتو سے بنے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لوح	بھی	تو	قلم	بھی	تو	تیرا	وجود	الکتاب
گنبد	آبگینہ	رنگ	تیرے	محیط	میں	حباب		
عالم	آب	و خاک	میں	تیرے	ظہور	سے	فروغ	
ذرہ	ریک	کو	دیا	تو	نے	طلوع	آفتاب	
شوکت	سنجر	وسلیم	تیرے	جلال	کی	نمود		
فقر	جنید	و	بایزید	تیرا	جمال	بے	نقاب	
شوق	تیرا	اگر	نہ	ہو	میری	نماز	کا	امام
میرا	قیام	بھی	حجاب	میرا	سجود	بھی	حجاب	

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل، غیاب و جستجو، عشق حضور واضطراب

اور دیکھ لیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے علاوہ رحمۃ اللعالمین بنایا ہی نہیں۔ جو بھی رحمت بنا ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور عطا سے بنا ہے از خود کوئی بھی رحمت نہیں بن سکتا ہے۔ میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کے لئے اٹنی کی مثال دی ہے۔ اٹنی اس عورت کی اپنی ہے وہ حضرت زینحار رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عطا نہیں کی ہے لیکن جس کے پاس بھی اگر کچھ ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہر چیز بنی ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است
یا ہنود اندر تلاش مصطفیٰ است

اگر کوئی قیمتی چیز بنی ہے عزت والی بنی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے۔ اور اگر ابھی نہیں بنی تو جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے گا بن جائیگی۔ ورنہ اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوشان ہے وہ بے مثل بے مثال ہے۔ وہ منفرد ہے۔ اب دیکھیں کہ ایک طرف اٹنی کی قیمت اور دوسری طرف حضرت زینحار رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تمام خزانوں کی قیمت ہے۔ تو ان میں کیا نسبت ہے۔ کیا یہ ایک اور ایک کروڑ کی ہے۔ ایک اور ایک ارب کی ہے۔ ایک اور ایک کھرب کی ہے۔ اور ایک اور ایک لکھ کی ہے۔ کوئی تو نسبت ہوگی خواہ یہ ایک اور لا محدود (1:00) کی ہو لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی ہوتا ہی نہیں ہے۔ ایک کو لا تعداد Infinity سے پھر بھی کوئی نسبت بن سکتی ہے۔ خواہ جتنی بھی بن جائے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی کسی قسم کی نسبت نہیں آتی تناسب نہیں بنتا۔ Infinity جانتے ہو کیا ہوتی ہے۔ پروفیسر صاحب یہ جانتے ہیں کہ Infinity کیا ہوتی ہے۔ اگر ہم (1:00) بھی کہہ دیں ایک طرف صرف ایک ہے اور دوسری طرف لا تعداد ہے۔ اگر چہ نسبت کوئی نہیں بنتی لیکن پھر بھی ایک تو موجود ہے۔ Infinity مانا کہ Infinity ہے لیکن ایک بھی تو ہے ایک بھی برقرار ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

بہترین و بہترین
جز محمد نیست دز ارش و ساء انبیاء

لا ورب الا ————— رش جس کو ملا ان سے ملا

بنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اور کوئی چیز ایسی ہے ہی نہیں جو مقابلہ میں آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ ہو۔

آپ اندازاً پچیس افراد بیٹھے ہوئے ہیں ہر ایک کے پاس ایک ایک روپیہ ہے لیکن میرے پاس پچیس روپے ہیں۔ مقابلہ تو ہو گیا۔ نسبت تو پیدا ہو گئی۔ آپ کے پاس بھی روپے ہیں میرے پاس بھی ہیں۔ آپ کے پاس تھوڑے ہیں۔ میرے پاس زیادہ ہیں لیکن میں تو سہی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوتا ہے کہ جس کے مقابلہ میں کوئی نہیں ہوتا۔ ہم ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہیں۔ آپ کے پاس ایک ایک روپیہ میرے پاس پچیس روپے ہیں تو نسبت 1:25 کی ہوگی آپ کے پاس صرف ایک پیسہ ہے میرے پاس پچیس روپے پھر بھی نسبت 1:2500 کی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی چیز بناتے ہیں تو پھر تمہارا کلمہ ہی درست نہیں ہے۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بہت تعریف کیا ہوا اور دوسری طرف کہتے ہو کہ اور بھی قابل تعریف بندے ہیں۔ کوئی بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں نہیں ہے۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی ان کا، اُن کا، تمہارا، ہمارا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اور غلام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سب کے بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئے ہیں۔ جس طرح سے خدا صرف ایک ہے لا الہ اور کوئی خدا نہیں ہے۔ اسی طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کوئی کچھ نہیں ہے۔ بالکل ہے ہی نہیں۔ میری تو اپنی حیثیت ہے ہی نہیں۔ مجھ میں خون ہے تو وہ ان سے ہی بنا ہے۔ لوگ عالم ہیں جن کو علم میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا ہے۔ طاقت ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ روشنی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کی ہوئی ہے۔ پھر مقابلہ میں کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضور الصلوٰۃ والسلام پھول جیسے ہیں۔ پھول تو خود ان کے محتاج ہیں آپ ان کی مثال بنا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام شانیں منفرد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی شاہد ہیں اور کوئی شاہد ہے نہیں۔ اگر کوئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بنایا ہوا ہے۔ قیامت کے روز جب تمام اثباتیں انکار کر جائیں گی کہ ہمیں کسی نبی علیہ السلام نے تبلیغ نہیں کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہوگی۔ قیامت کے روز اتنی زیادہ دہشت ہوگی کہ کوئی بول نہیں سکے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے کی طرف سے خطیب ہوں گے۔ کوئی چل نہیں سکے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کے راہبر و راہنما ہوں گے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے چلیں گے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل اور منفرد شان ہے۔ جب کوئی بندہ کوئی عمل کرتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرے سامنے کرتا ہے۔ ہر بندے کے گواہ ہر نبی علیہ السلام کے گواہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور نبی پاک علیہ

الصلوۃ والسلام کا کوئی گواہ نہیں بن سکتا اور نہ ہی انہیں کسی گواہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ معراج صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو ہوئی ہے اور کسی کو یا عزا نہیں ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف ایک ہستی کا ذکر کرتا ہے اور کسی کا نہیں کرتا ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَاٰیْہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب 56) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اللہ تعالیٰ صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف بھیجتے ہیں اور کب سے بھیج رہے ہیں جب سے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے جب کب نہیں ہے ہر ذکر کی ابتداء ہے۔ سلیم صاحب پیدا ہوئے۔ نواز شریف نے مینڈیٹ لیا اکبر اعظم نے دین الہی جاری کر دیا۔ محمود غزنوی نے سومنات کا مندر فتح کر لیا تاریخ میں ان سب کا ذکر ہے۔ یہ ذکر تیرا میرا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا تو ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی انفرادیت ہے۔ بے مثلی ہے۔ اس کی کوئی مثال نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا حیثیت صرف ایک ہے میں صرف اس سے ہی محبت کرتا ہوں۔ باقی اگر کوئی ان کا بنے گا تو پھر میں اس سے بھی محبت کروں گا۔ میرا صرف ایک محبوب ہے۔ اور کسی کا محبوب صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ محبوب دوا دو سے زیادہ نہیں ہوتے۔ دلی محبت صرف ایک سے ہی ہوتی ہے۔ آپ کو محبت اپنے بیٹے سے ہے یا کہ اپنے مال سے ہے۔ اگر بیٹا بیمار ہو جائے تو اس پر اپنا مال خرچ کر دو گے یا اس کو بچا لو گے۔ مال خرچ کر دو گے تو مال سے وہ محبت نہیں ہے جو بیٹے سے محبت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی صرف اپنا ایک ہی محبوب بنایا ہے۔ پروفیسر صاحب ایک منفرد حیثیت یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کون ہستی ہیں کہ جن کے صدقہ سے میری توبہ قبول ہوئی ہے۔ فرمایا کہ یہ وہ ہیں کہ اگر میں نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ میں کائنات کی کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔ اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا۔ سب کچھ ان کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ کائنات ان کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔ پروفیسر صاحب نے بڑی مثالیں دی ہیں۔ مانا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خون مبارک بڑا متبرک ہے۔ مانا کہ ان کا فضلہ مبارک بڑا متبرک ہے۔ یہ مانا کہ آپ کا پسینہ مبارک بہت خوشبودار ہے لیکن جو نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی انفرادی حیثیت ہے وہ ان کا نور ہونا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول مخلوق ہونا ہے اور باقی جو کوئی بھی مخلوق ہے۔ وہ ان کے صدقے سے ہے اور ان کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ ان کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے پروفیسر صاحب نے بتایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خون مبارک کستوری کی طرح خوشبودار تھا۔ آپ کستوری کی مثال دے رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب کستوری تو خود نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ آپ یہ کہیں کہ میرا شاگرد بہت لائق ہے قابل ہے سختی ہے۔ وہ جو کچھ بھی ہے آپ کا شاگرد تو ہے نا۔ کستوری خود ان سے آئی ہے۔ گلاب میں جو خوشبو ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا پسینہ مبارک جب زمین پر گرا تو وہاں سے پھول کھلا اور وہ گلاب بن گیا۔ اور حضور علیہ الصلوۃ

والسلام کی صفات میں سے یہ ہے کہ۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دنیا و کائنات میں صرف ایک ہستی ہے کہ جس کی زبان مبارک سے کبھی ”نہ“ نہیں نکلتی۔ اس نے صرف ”ہاں“ ہی کہتا ہے۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ایک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمہارا دل چاہے مانگ لو۔ کیا کنوی ایسا کہہ سکتا ہے۔ کہ جو تمہارا جی چاہے مجھ سے لے لو۔ یہ صرف نبی پاک علیہ صلوٰۃ والسلام ہی ہیں جو کہہ سکتے ہیں کیونکہ خالق کل نے مالک کل بنایا ہوا ہے۔ ملکیت صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ باقی دنیا والوں کے پاس مستعار ہے۔ میرا یہ مکان مستعار ہے۔ اگر آج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے لینا چاہیں تو فوراً میں اس کی ملکیت سے فارغ ہو جاؤں گا۔ میری ملکیت عارضی ہے۔ مجھے تو گورنمنٹ بھی فارغ کر سکتی ہے۔ میری زندگی عارضی ہے۔ میرا علم عارضی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو کچھ مستقل طور پر عطا فرمایا ہے تو وہ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو چاہے مانگ لو۔ یہ کیونکہ کہہ سکتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو چاہے پوچھ لو۔ کیا پروفیسر صاحب آپ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں کیا آپ ہر چیز بتا سکتے ہیں۔ ابو جہل نے حبیب شامی کو بلایا کہ وہ آ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناظرہ کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس یک سوالوں کے جواب نہیں دے سکیں گے تو ہم مذاق اُرائیں گے کہ یہ نبی ہے جس کو کچھ علم نہیں ہے اور سوال کا جواب بھی نہیں دے سکتا۔ حبیب شامی آ گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لے آئے۔ حبیب شامی نے پوچھا کہ کیا آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ فرمایا کہ ہاں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ پوچھا کہ کوئی معجزہ دکھاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تیرا دل چاہے وہ پوچھ لو۔ میں سراپا معجزہ ہوں۔ انبیاء علیہم السلام معجزے لے کر آئے ہیں۔ جس کے پاس دم عیسیٰ تو اس کے پاس ید بیضا نہیں ہے۔ اور کسی کے پاس ید بیضا ہے تو دم عیسیٰ نہیں ہے۔ کسی کے پاس کوئی معجزہ ہے۔ کسی کے پاس دو کسی کے پاس تین معجزے ہیں۔ گنتی کے معجزات ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نو معجزے تھے۔ زیادہ سے زیادہ جو معجزات کسی نبی کو ملے ہیں وہ تیرہ ہیں۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا معجزہ ہیں یہ کوئی مثل یا مثال نہیں بنی کہ جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کے پاس معجزات ہیں اسی طرح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی معجزات ہیں انبیاء علیہم السلام کے پاس جو معجزات ہیں وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی عطا کئے ہوئے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کتنے معجزات ہیں۔ فرمایا کہ جو تو چاہے میں وہی معجزہ دکھاتا ہوں۔ یہ بے مثلی ہے۔ حبیب شامی نے اپنی طرف سے بڑا مشکل سوال کیا کہ سورج کو غروب کر دیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا سورج غروب ہو گیا۔ کہنے لگا کہ چاند نکل آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا تو چاند نکل آیا کہنے لگا کہ اس کے دو ٹکڑے کر دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ان ٹکڑوں کو جوڑ دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا چاند پھر جڑ گیا۔ یہ طاقت صرف میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اور کسی کو یہ حاصل نہیں ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حکومت صرف ایک کی ہوتی ہے۔ اگر وزیر اعظم کی ہے تو صدر کی نہیں ہے۔ اور اگر صدر کی ہے تو وزیر اعظم کی نہیں ہے۔ کیا دونوں کی ہوتی ہے۔ نہیں صرف ایک کی ہی ہے۔ کسی نے ایک عورت سے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ہے۔ کہا ہاں ہے۔ پوچھا کہ تمہیں کس طرح سے علم ہے۔ کہنے لگی کہ دیکھو یہ میرا چرخہ ہے۔ اگر میں اس کو نہ چلاؤں تو چلتا نہیں ہے۔ کائنات کے نظام کو چلانے والا بھی کوئی ہے۔ جب تک وہ اس کو نہ چلائے یہ بھی نہیں چلے گا۔ کائنات کو چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ایک ہے یا دو ہیں۔ کہنے لگی کہ صرف ایک ہے پوچھا کہ وہ کس طرح سے علم ہوا۔ کہنے لگی کہ یہ بھی میرے چرخے سے پتہ چلتا ہے۔ اگر اس چرخہ کو چلانے والے دو ہوں تو اس سے سوت کا تان نہیں جاسکتا۔ روئی کی تار نہیں نکل سکتی۔ دھاگہ نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی ایک اکیلا ہی اس کو چلائے تو پھر سوت کا تاجا جائے گا۔ لہذا کارخانہ کائنات کو چلانے والا بھی ایک ہی ہونا چاہئے۔ لہذا دنیا کائنات میں حکومت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکومت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ صدر پاکستان مشرف نے پوری پوری حکومت وزیر اعظم جمالی کو نہیں دی ہے۔ زیادہ تر اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں اصل حکومت تو مشرف کی چل رہی ہے۔ جمالی کا تو صرف نام ہی رہ گیا ہے۔ کہ پاکستان میں وزیر اعظم جمالی صاحب ہیں۔ میرے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہوا ہے۔ اپنی مرضی بھی عطا کر دی ہے اور مرضی صرف ایک کو ہی دی جاسکتی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (الضحیٰ ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ مرضی صرف ایک کو ہی دی جاتی ہے۔ صدر یا تو ہمارا ہوگا اور یا پھر امریکہ کا ہوگا کیا دونوں کا ہی ہو سکتا ہے۔ نہیں صرف ایک ہی ہوگا۔ پاکستان میں صدر پاکستان ہی ہوگا اسی کی حکومت چلے گی۔ کسی دوسرے صدر کی بات نہیں مانی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ مالک ہے رازق ہے اور اس نے سب کچھ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیا ہے۔ اَللّٰهُ مُعْطِيٌّ وَاَنَا قَاسِمٌ۔ اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ یہ حدیث پاک ہے۔ اور پروفیسر صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان انفرادیت ہے کہ وَلِلّٰهِ الْخَوَافِ كُلُّهَا (الضحیٰ ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے بہتر ہے پہلی سے۔ ہر آنے والی گھڑی صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی بہتر ہے۔ کسی اور کے لئے یہ نہیں ہے۔ باقی سب کے لئے یہ ہے کہ

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں
سدا نہ ماپے حسن، جوانی سدا نہ صحبت یاراں

چار آسمانی کتب اور سو کے قریب صحیفے آئے ہیں اب ان میں سے کیا باقی ہے صرف قرآن مجید جو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن مجید کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔ اور کسی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی ہے۔ یہ انفرادیت ہے۔ کیا کسی کی شریعت قائم ہے۔ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت باقی ہے اور حشر تک قائم رہے گی کیا کسی کا کلمہ قائم ہے۔ نہیں ہے۔ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ قائم ہے۔ کیا کسی کی شفاعت قائم ہے نہیں ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہیں تو رانا علی محمد صاحب کو شفاعت کا اذن عطا فرمادیں کہ جاؤ جس کو چاہو جنت میں لے جاؤ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام کو شفاعت کا اذن ملا ہوا ہے۔ کسی کو ایک میل تک کسی کو سو میل تک کسی کو کتنے میل تک جو بندے ہیں ان کی شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی۔ یہ سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے لیکن جو شفاعت عظمیٰ ہے وہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اختیار ہے۔ ہر قبر میں کون جاتا ہے کہ جس سے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرُّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو اپنے ہر امتی کی قبر میں تشریف لے جاتے ہیں اور کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ اختیار نہیں ہے۔ کیا حضرت آدم علیہ السلام جاتے ہیں کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام جاتے ہیں کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام، کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جاتے ہیں۔ نہیں جاتے کوئی بھی نہیں جاتا ہے اگر قبر میں کوئی جاتا ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے پروفیسر صاحب توفز کس پڑھے ہوئے ہیں کیا کوئی یکسٹری پڑھے ہوئے ہیں کیا تاجنہ سے سونا بن سکتا ہے۔ لوہے سے پیتل سے یا کسی اور چیز سے سونا بن سکتا ہے۔ نہیں بن سکتا۔ ہر عنصر علیحدہ ہے ایک دوسرے میں تبدیل نہیں ہو سکتے۔ Element ہی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سائنس دان سمجھ رہے ہیں لیکن جو کیا گرہے اسے پوری زندگی اس بات کی سمجھ نہیں آتی وہ سونا بنانے کے چکر میں پھنسا ہوا ہے۔ سونا نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں تو پتھر بھی سونا بن جاتا ہے۔ پہاڑ جامد ہیں یہ زمین کو ساکن کرنے کے لئے اس کا توازن درست رکھنے کے لئے میخیں ہیں۔ کیل ہیں۔ زمین جب پیدا فرمائی گئی تو اس کا توازن درست نہیں تھا۔ یہ غیر متوازن تھی۔ بل ربی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جا بجا پہاڑ کھڑے کر کے اس کے توازن کو درست فرمادیا۔ پہاڑ زمین کو متوازن رکھنے کیلئے اللہ

تعالیٰ کی میخیں ہیں۔ لیکن اگر نبی پاک حکم فرمادیں تو پہاڑ چلتے بھی ہیں۔ اور ہلتے ہوئے پہاڑ کو حکم فرمادیں تو وہ ساکن بھی ہو جاتا ہے۔ یہ شانِ انفرادیت ہے۔ یہ بے مثلی ہے۔ یہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک بخشش کا بہانہ ہے۔ ضرور ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادیت اپنی ہے وجہ کسی کو عطا نہیں ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوبِ خدا ہیں۔ شفعِ معظم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رحمۃ اللعالمین صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خاتم النبیین صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والمرسلین ہیں۔ خدا تعالیٰ کے خزانوں کے مالک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیدارِ صرفِ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لے کر آتے رہے لیکن کسی نبی علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی کیفیت میں نہیں دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی ملکی صورت میں ظاہر ہو تو حضرت جبرائیل علیہ السلام (فرشتہ) کی صورت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے جسم پر چھ سو پر ہیں اور انہوں نے صرف دو پر کھولے ہوئے ہیں جو مشرق تا مغرب پوری زمین کو محیط کئے ہوئے ہیں۔ جنت کے مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے اوّل اور سب سے آخر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کائنات میں مالک و مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ کوثر کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور ہے پیدا فرمایا ہے۔ اور یہ اعزاز کسی اور کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ انفرادیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ معراج شریف کے واقعہ میں درج فرماتے ہیں کہ اسی مقام رفیع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مہمان عزیز کو فرمایا۔ سُن۔ مانگ جو تو مانگا چاہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب۔ تو نے حضرت ابراہیم کو اپن خلیل بنایا اور اسے ملک عظیم عطا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہم کلامی کی شرف بخشا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا۔ ان کو زور عطا فرمائی۔ لو ہے کو ان کے لئے نرم کر دیا۔ پہاڑوں کو ان کے لئے مسخر کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا۔ ان کے لئے جنوں، انسانوں، شیطانوں اور ہواؤں کو تابع فرمان بنادیا۔ اور انہیں ایسا ملک بخشا وجہ ان کے بعد کسی کے لئے سزا وار نہیں۔ الٰہی تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عنایت کی اور انہیں یہ معجزہ عطا کیا کہ وہ مادرِ زادن دھے اور برص والے کو صحت یاب کر دیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو تو نے شیطان رجیم کے شر سے پناہ دی یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو میں نے مختلف اعلیٰ مناصب پر فائز کیا۔ لیکن **هَذَا الْخَزَنَةُ كَبِيْرًا**۔ میں نے تجھے اپنا حبیب بنالیا۔ اور توریت میں لکھ دیا کہ **مُحَمَّدٌ حَبِيْبُ الرَّحْمٰنِ** اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا اور میں نے تیری امت کو اول بھی بنایا اور آخر بھی۔ تیری امت کے لئے لازمی قرار دیا کہ ان کا خطبہ اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ یہ

گواہی نہ دیں کہ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے میں نے تجھے پیدا کیا اور ان سب سے آخر تجھے مبعوث فرمایا۔ تجھے سورۃ فاتحہ بخشی جو میں نے تجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں بخشی۔ اور میں نے اپنے عرش کے نیچے جو خزانہ ہے۔ اس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ بقرہ کی آخری آیات عنایت کیں جو میں نے آپ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاتح بھی بنایا اور خاتم بھی۔ ”یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بے مثلی اور انفرادیت ہے اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا ابلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 28-02-03

یہ	آرؤ	نہیں	ہے	دُعائیں	ہزار	دو
پڑھ کر	نبی	صلی اللہ علیہ وسلم	کی	نعت	لحمہ	دو
میرے	کریم	میں	تیرے	در	کا	فقیروں
اپنے	کرم	کی	بھیک	مجھے	بار	دو
سُنتے	ہیں	جان	گُنی	کا	لحمہ	بہت کٹھن
لے کر	نبی	صلی اللہ علیہ وسلم	کا	نام	یہ	لحمہ گزار
یہ	جان	بھی	ظہوری	نبی	صلی اللہ علیہ وسلم	کے طفیل ہے
اس	جان	کو	حضور	صلی اللہ علیہ وسلم	کا	صدقہ اُتار

روح کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- یونس قادری صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے۔

یہ	ناز	یہ	انداز	ہمارے	نہیں	ہوتے
جھولی	میں	اگر	ٹکڑے	تمہارے	نہیں	ہوتے
ہم	جیسے	کلموں	کو	گلے	کون	لگاتا
سرکار	اگر	آپ	ہمارے	نہیں	ہوتے	
بے	دام	ہی	بک	جائیے	بازار	نبی
اس	شان	کے	سودے	میں	خسارے	نہیں
جب	تک	کہ	مدینے	سے	اشارے	نہیں
روشن	کبھی	قسمت	کے	ستارے	نہیں	ہوتے
ملتی	نہ	اگر	بھیک	حضور	آپ	کے
اس	ٹھاٹھ	سے	منگلوں	کے	گزارے	نہیں
خالد	یہ	تصدق	ہے،	فقط	نعت	کا
مخشر	میں	تیرے	وارے	نیارے	نہیں	ہوتے

حضرات یونس صاحب فرما رہے ہیں کہ

یہ	ناز	یہ	انداز	ہمارے	نہیں	ہوتے
جھولی	میں	اگر	ٹکڑے	تمہارے	نہیں	ہوتے

اگر ہماری جھولی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلڑے نہ ہوتے تو پھر کیا ہوتا کئی مثالیں ہیں اللہ تعالیٰ ان سے سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت زیادہ تفسیر بہت زیادہ علم کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تجھ آتی ہے۔ تو صرف ایک مثال سے ہی سمجھ آ جاتی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ڈاچی کی کیفیت تاریخ میں موجود ہے۔ اس میں نہ کوئی جوانی ہے نہ دودھ ہے نہ رفتار ہے۔ وہ ہڈیوں کا ڈنچہ ہے۔ چلتا پھرتا مردہ ہے۔ یہ ہر فرقہ جانتا ہے۔ ہر مسلک کی کتب میں درج ہے۔ جب آئی تو سب سے پیچھے پیچھے رہ رہی ہے۔ چل نہیں سکتی۔ سارے قافلے کی گرد اس پر پڑتی تھی۔ وہ کمزور تھی۔ لاغر تھی۔ بوڑھی تھی۔ جونہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سوار ہوئے تو اس کی جوانی عود کر آئی اس میں رفتار بھی آ گئی اس کے نیچے دودھ بھی آ گیا اس نے کوئی ٹانک نہیں کھایا۔ کوئی مقوی غذا نہیں کھائی۔ کوئی دوائی نہیں کھائی۔ کوئی راشن نہیں کھایا۔ کچھ نہیں کھایا۔ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سوار ہو گئے۔ اب وہ سب سے آگے آگے بھاگی جا رہی ہے۔ بنو سعد کی عورتیں پوچھتی ہیں کہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس تیری ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ چند لمحوں میں اس میں کیسی تبدیلی آ گئی ہے۔ آئی تھی تو سب سے پیچھے اب واپس جا رہی ہے تو سب سے آگے ہے۔ بہت نمایاں تبدیلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے نمایاں کر دیا کہ ہمیں نظر آ جائے۔ دوسری عورتیں پوچھتی ہیں کہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے۔ اس کے تھن دودھ سے پھر آئے ہیں اس کی رفتار بہت تیز ہو رہی ہے بڑی صحت مند جوان نظر آ رہی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیا علم کہ کیا ہو گیا ہے۔ ڈاچی از خود بولتی ہے کہ بتاتی ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میری پشت پر سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے ہیں۔ یہ ہے کہ

جھولی	میں	اگر	کلڑے	تمہارے	نہیں	ہوتے
یہ	ناز	یہ	انداز	ہمارے	نہیں	ہوتے

وہی بیمار، لاغر، کمزور جس میں کوئی رفتار نہیں۔ کوئی دودھ نہیں اور اب تاریخ عالم میں اس کا نام ہے۔ کیوں اس کا نام آیا ہے۔ کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری بنی ہے۔ اب اسی مثال کو پھیل دیں نماز میں لے آئیں۔ روزے میں لے آئیں۔ کلمہ پڑھنے میں لے آئیں۔ حج میں لے آئیں۔ زکوٰۃ میں لے آئیں۔ قربانی میں لے آئیں۔ جہاد میں لے آئیں۔ شہادت میں لے آئیں۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ساتھ ہے تو سب کچھ ہے ورنہ سب کچھ برباد ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شوق	تیرا	گر	نہ	ہو	میری	نماز	کا	امام
میرا	قیام	بھی	حجاب	میرا	سجود	بھی	حجاب	

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کی محبت نہیں ہے تو نہ سجدہ قبول ہے اور نبی قیام قبول ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ یا اللہ تیری نماز ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ پڑھتا ہوں۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پڑھتا ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ساری نماز اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ حمد الہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ وہ دیکھتا ہے تو صرف یہ دیکھتا ہے کہ تیری نماز کا امام اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق اور اثر ہے تو نماز ہے ورنہ سب برباد ہے۔ نماز تو کبھی پڑھتے ہیں۔ کیا شیطان کی نماز کوئی علیحدہ ہے۔ شیطان کون سی نماز پڑھتا ہے۔ منافق کون سی نماز پڑھتا ہے۔ وہی نماز ہے جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے ہیں۔ وہی نماز جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے ہیں وہی نماز جو سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پڑھتے ہیں۔ وہی نماز جو ہم سنی پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور کیا ہونا چاہیے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالطَّيِّبَاتُ یا اللہ میرا سب کچھ تیرے لئے ہے۔ یہ شیطان بھی کہتا ہے کہ یا اللہ تیرے لئے۔ لیکن وہ یہ نہیں کہتا کہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوش کرنے کے لئے اور ان کی رضا کے لئے ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے کہ نماز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی سجدے سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ ہم سے اگر کوئی پوچھے کہ نماز کیوں پڑھتے ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ فرض ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ نماز شیطان بھی پڑھتا ہے۔ نماز ہم بھی پڑھتے ہیں۔ نماز علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن نماز پڑھنے کا مقصد شیطان کا اور ہے۔ ہمارا کوئی اور ہے لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد کچھ اور ہی ہے۔

پرواز	ہے	دونوں	کی	اسی	ایک	فضا	میں
کر	گس	کا	جہاں	اور۔	شاہین	کا	جہاں
الفاظ	و معنی	میں	تفاوت	نہیں	لیکن		
ملاں	کی	آذان	اور۔	مجاہد	کی	آذان	اور

اللہ اکبر وہ بھی کہتا ہے اور اللہ اکبر یہ بھی کہتا ہے لیکن کیا اس میں نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اگر ہے تو سب کچھ ٹھیک ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسی نماز میں روح نہیں ہے۔ روح میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کائنات کی روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ تیری نماز کی روح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تیرے روزے کی روح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فیض میرا صاحب نعت شریف پڑھا کرتے ہیں۔

مجھ کو اقرار ہے کچھ بھی نہیں ہوں میں
میرے سب کچھ میرے مصطفیٰ ہیں
اور کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے
میں نے کہنا تھا جو کہہ دیا ہے

اگر تو یہ کہہ دے تو تیرا سب کچھ ہی ٹھیک ہے شیطان مانا کہ انبیاء علیہم السلام کو نہیں مانتا بے ادب ہے گستاخ ہے۔ ابو جہل بھی نہیں مانتا ابولہب بھی نہیں مانتا ہے۔ یہ بھی ایک کیلگری Catagory ہے۔ یہ اور قسم کے بندے ہیں۔ ہماری بحث تو صرف منافق سے ہے۔ منافق میں کیا کمی ہے کہ وہ منافق رہ گیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ میں کیا خوبی ہے۔ اس میں کیا بہتری ہے کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے ہیں۔ ان میں قدر مشترک دیکھ لیں۔ منافق کلمہ پڑھتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو یکلمہ پڑھتا ہے وہ جنتی ہے تو پھر منافق کیوں جنتی نہیں ہے۔ آخر اس میں کوئی کمی ہے نا۔ اس سے کوئی روح نکل گئی ہے نا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور فرمایا کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ پھر یہ منافق کی معراج کیوں نہیں بنی۔ فرمایا کہ کسی کے گھر کے سامنے اگر نہر چل رہی ہو اور روز پانچ مرتبہ کوئی شخص اس میں نہاتا ہے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کوئی میل نہیں رہے گی۔ وہ صاف ستھرا ہوگا۔ فرمایا کہ اسی طرح تم جب روزانہ پانچ مرتبہ وضو کرتے ہو تو تمہارے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ منافق بھی وضو کرتا ہے اس کے گناہ کیوں معاف نہیں ہوتے۔ ابو جہل سے بھی زیادہ بدتر عذاب منافق کو ہونا ہے حالانکہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور نماز بھی حضور علیہ السلام کی اقتداء میں پڑھتا ہے۔ ابو جہل نے تو نماز پڑھی نہیں ہے۔ وہ تو کافر ہے جہنمی ہے منافق نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ہم نے تو پروفیسر صاحب کی اقتداء میں پڑھی ہے۔ وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پڑھتا ہے۔ پھر بھی جہنمی ہے۔ منافق روزہ رکھتا ہے۔ روزے کی فضیلت جانتے ہو کہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ الصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِئُ بِهَا۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود روزہ دار کو اس کی جزا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ دار کا انعام میں خود ہوں۔ جب قربانی کرتا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اکْبَرُ کہہ کر قربانی پر چھری چلاتا ہے تو قربانی کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے لیکن بندے کے گناہ پہلے معاف ہو جاتے ہیں۔ منافق کی قربانی کہاں گئی۔ وہ کیوں قبول نہیں۔ منافق کا روزہ کیا ہوا۔ اس کی جزا کہاں گئی۔ منافق کا جہاد اور شہادت کہاں گئی۔ جہاد سے متعلق ہے کہ جو نبی مجاہد گھر سے باہر قدم رکھتا ہے جہاد کے لئے روانہ ہوتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حج کے لئے جاتا ہے تو جو نبی اس کی پہلی نظر بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو اس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے جو وہ مانگے اور اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ سارے اعمال منافق بھی کرتا ہے لیکن کچھ حاصل نہیں

ہوتا اس کی وجہ کیا ہے۔ منافق شہید بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شہید کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہے اور جنت میں رزق دیا جاتا ہے۔ منافق کو کیوں نہیں ملتا اور وہ مردہ کیوں ہے۔ منافق میں صرف ایک کمی ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہیں مانتا۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کو نہیں مانتا۔ محبت نہیں ہے بلکہ برابری کی بات کرتا ہے۔ میرے جیسے ہیں۔ اب بھی لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم جیسے ہیں۔ بھائی ہیں، چچا ہیں۔ کوئی کہتے ہیں فوت ہو گئے ہیں۔ مٹی میں مل گئے ہیں ان کو تو اپنا پیٹہ نہیں ہے کہ دوزخ میں جاتا ہے یا جنت میں جاتا ہے۔ یہ منافق کی بولی ہے۔ منافق کی اس بولی سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی نفی کرنے سے اس کی تمام عبادات رائیگاں جاتی ہیں۔ ساری عبادت برباد ہو جاتی ہے جنگ مصطلق سے واپس آ رہے تھے کہ آندھی آ گئی۔ خیمہ اکھڑ گئے۔ جانور ڈر گئے۔ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈاچی بھی بھاگ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیکھو میری ڈاچی کہاں ہے۔ اسے ڈھونڈ کر لاؤ۔ پھر فرمایا کہ مدینہ شریف میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ منافق کہنے لگے کہ عجیب بات ہے۔ مدینہ شریف میں مرنے والے کی خبر دے رہے ہیں لیکن اپنی ڈاچی کی کوئی خبر نہیں ہے کہ کہاں ہے مدینہ شریف وہاں سے کافی دور تھا۔ فرمایا کہ وہاں رفاعہ انتقال کر گیا ہے۔ یہ علم غیب ہے۔ فرمایا کہ میری ڈاچی کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ منافق بولے عجیب ہستی ہے۔ رفاعہ کے مرنے کی اطلاع دے رہے ہیں۔ اپنی ڈاچی کا علم نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو فرمایا کہ میری ڈاچی فلاں گھاٹی میں ہے اس کی مہاریری کی درخت سے اٹک گئی ہے۔ پھنس گئی ہے جاؤ اس کو چھڑا کر لے آؤ۔ میں نے تمہیں اس لئے نہیں بتایا تھا تا کہ تمہیں منافق کی بولی کا پتہ چل جائے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی نفی کرتا ہے۔ نبی ہوتا ہی وہ ہے جس کو دنیا و کائنات کی ہر چیز کا علم ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ جس کا جو جی چاہے پوچھ لے میں بتاتا ہوں۔ ایک نے ایسے راز والی بات پوچھی کہ سانس آج اپنے عروج پر ہونے کے باوجود اس کا پتہ نہیں لگا سکی اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے طعن دیتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا نہیں ہوں۔ اس سے بڑا بھی کوئی راز ہے۔ آج ڈاکٹر صاحبان بھی مختلف ٹسٹ کر کے پتہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ لیکن وہ بھی ناکام ہی ہوتے ہیں۔ پتہ ان کو بھی نہیں چلتا کہ کس باپ کا یہ بیٹا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ کون کس کا بیٹا ہے۔ فرمایا تو حلال کا ہے۔ تو اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ اتنی راز والی بات کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ یہ منافق کے خانے میں نہیں آتی۔ اس کا روزہ برباد۔ اس کی نماز برباد۔ اس کی شہادت بھی برباد جاتی ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کرتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے میرے سینے پر اتنا دست قدرت رکھ دیا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو کائنات میں جو گزر چکا وہ بھی اور جو موجود تھا وہ بھی اور جو کچھ ہونے والا تھا وہ بھی میرے سامنے آ گیا اللہ تعالیٰ جس کو چاہے وہ علم عطا فرماتا ہے اور اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر علم عطا فرمادیا۔ اس کا اعتراف ہی ایمان ہے اور اس کا انکار منافقت ہے۔ منافق کی پہچان کے لئے اس کے سر پر کوئی سیگ نہیں ہوتے

صرف اس کی بولی ہوتی ہے۔ اگر ایمان نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ خواہ نمازی ہو۔ پیشانی پر محراب ہو۔ خانہ کعبہ کا طواف ہو۔ دوسری چیز کہ جس کی منافق خاص طور سے نفی کرتا ہے۔ وہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ کہتا ہے کہ شفاعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عمل سے زندگی بقی ہے جنت اگر ملنی ہے تو عمل سے ملنی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک گندہ انڈا ہے اس کو آپ جتنا مرضی صاف کر لیں۔ دھولیں۔ رنگ کر لیں۔ پالش کر لیں وہ گندہ ای ہے۔ اسے مرغی کے نیچے رکھ لیں اس میں سے چوزہ پیدا نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک گنہگار بندہ فوت ہو گیا۔ قبر میں چلا گیا انڈے کی طرح باہر سے قبر بند ہو گئی۔ اب قبر کو جتنا مرضی بنالیں اس کو سیمنٹ سے بنالیں اس پر سنگ مرمر لگا دیں۔ اس پر خوشبو لگا دیں اس پر غلاف چڑھادیں۔ کچھ حسد نہیں ہے وہ گنہگار اب بند ہو چکا۔ اس اب کوئی نیکی نہیں نکل سکتی۔ اب کوئی چیز اس کے جنت میں جانے کا وسیلہ نہیں بن سکتی۔ اب وہ سیدھا جہنم میں ہی جائے گا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ کئی بندے جب قبر میں جاتے ہیں تو جہنمی ہوتے ہیں اور جب قیامت کے روز اُٹھیں گے تو جنتی ہوں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جنتی کس طرح سے بن گئے۔ فرمایا کہ وہ اپنے پیچھے جو نیک اولاد چھوڑ گیا تھا اس اولاد نے اس کے رشتہ داروں نے اس کے دوستوں نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ فاتحہ خوانی کی۔ ایصالِ ثواب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے اس کے سارے گناہ معاف فرما دیے اور اس کو جنتی بنا دیا۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر منافق کیوں پڑھتا ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور قیامت تک آنے والے تمام مومنین کو بخش دے۔ اگر تو گندہ انڈا ہے تو پھر تجھے کیوں بخش دے۔ میرے والدین کو بخش دے۔ کیوں بخش دے وہ اپنے اعمال کا حساب کتاب دیں تو کیوں سفارش کر رہا ہے۔ جانتے ہو کہ یہ کس کی دعا ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اس نے اس کو قرآن مجید کا حصہ بنا کر رکھ دیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو نماز کی تکمیل میں رکھ دیا۔ جب تک تو اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور قیامت تک آنے والے مومنین کے لئے دعا نہیں کرتا تیری نماز مکمل ہی نہیں ہوتی۔ اگر کسی دعا کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر مانگتے کیوں ہو وہ منافق ہے شیطان ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکار ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تحقیق ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ عمل سے جنت ملنی ہے وہ منافق ہے اور مومن کون ہے جو یہ کہے کہ جنت شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنی ہے۔ میں اس کی مثال عرض کرتا ہوں کہ حشر والے دن سب لوگ سفارشی کا ڈھونڈیں گے کیونکہ جس کا میرٹ Merit نہیں ہوتا وہ سفارش ہی ڈھونڈتا ہے۔ کالج یونیورسٹی وغیرہ میں داخلہ کے لئے جب امیدوار کے نمبر کم ہوتے ہیں وہ میرٹ پر نہیں آتا تو پھر اس کی سفارشیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی وزیر کا رقعہ لے کر آ رہا ہے۔ کوئی وزیر اعظم کی چٹ لے کر آ رہا ہے۔ حشر کے دن کیا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے حساب کتاب کی پڑتال شروع ہو گئی وہ ہلاک ہو گیا۔ اس لئے یہ کبھی نہ کہو کہ اعمال کا تول ہو۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مانگو۔ اعمال کا تول نہ مانگو۔ ہم تو گنہگار ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام تو

نیک پارہ اور معصوم ہیں۔ کوئی کہے کہ نبی علیہ السلام معصوم نہیں ہیں بلکہ کسی نبی علیہ السلام نے گناہ کیا ہے تو وہ بے ایمان ہے۔ ہر نبی علیہ السلام نے وہی بات کی ہے وہی عمل کیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے۔ ذرہ بھر بھی صراطِ مستقیم سے ادھر ادھر نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے میں بال کے برابر بھی کمی نہیں کی ہے۔ پکا سچا مومن ہے۔ لیکن حشر والے دن تمام انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو کر دامن پھیلا دیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیے۔ ہم تو گنہگار ہیں خطا کار ہیں ہم جھولی پھیلائیں گے۔ ہمارا تو اس کے علاوہ اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ ہم کچھ نہیں ہیں۔

مجھ کو اقرار ہے کچھ نہیں ہوں میں میرے سب کچھ میرے مصطفیٰ ہیں

نبی علیہ السلام جب جاتے ہیں تو پورا عمل کر کے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا کچھ نہیں کیا۔ سارے بت توڑ دئے۔ آگ میں کود گئے ملک سے نکل گئے۔ بیوی بچے کو جنگل میں چھوڑ آئے۔ بیٹے کے گلے پر چھری چلا دی ہم بکرا دینے میں راضی نہیں ہیں۔ اس نے پیٹا دے دیا اگر زنج نہیں ہوا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آنکھوں پر پٹی باندھی۔ ہاتھ پاؤں باندھ دئے۔ نیچے لٹا کر چھری چلا دی۔ اس پائے کا بندہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جھولی پھیلائے کھڑا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ تو جنت ملنی ہے۔ منافقت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ یہ ایک مثال ہے کہ یہ میرا گھر ہے آپ میری اجازت سے آئے ہیں۔ جنت کس کی ہے جنت کے مالک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کی اجازت سے ہی اندر جائیں گے جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔ منافق کہتا ہے کہ جنت اللہ تعالیٰ کی ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے میری عرض ہے کہ عمل ضرور کرو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اعمال کئے ہیں۔ نمازیں پڑھی ہیں روزے رکھے ہیں۔ حج کئے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دی ہے۔ قربانی کی ہے۔ جہاد کیا ہے شہادت بھی پائی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں۔ اعمال بھی کئے ہیں لیکن آخری وقت کیا وصیت فرما رہے ہیں۔ کہ میری میت کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر لے جانا لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف جانا کفر ہے شرک ہے۔ صدیق وہ ہوتے ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جاتے ہیں۔ فرمایا کہ میری میت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ عنایت فرمائیں۔ جب میت کو وہاں لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے تو دروازہ کو باہر سے لگا ہوا تالا کھل گیا۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر سے

آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہ صداقت ہے یہ ایمان ہے۔ یہ بخشش ہے۔ یہ نجات ہے۔

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم
 نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از عرق نجینا
 خدا دے پیش ہوں لئی سند روزے نمازاں نہیں
 تیرا ہی نام کافی ہے بخشش کا بہانہ یا رسول اللہ ﷺ

یہ عقیدہ رکھو تو بیڑہ پار ہے عمل چھوڑنا نہیں ہے تکیہ اس پر کرنا نہیں ہے۔ تکیہ کیا ہوتا ہے۔ عمل کا سہارا نہیں لینا ہے۔ کبھی یہ نہ کہو کہ اعمال کافی ہیں۔ ویسے عمل سے متعلق میرا سوال ہے کہ کیا آپ خود آئے ہیں یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو لائے ہیں۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

پھر میرا تیرا عمل کہاں گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر عمل اور دنیا و کائنات کی ہر چیز فرشتے، عرش، جنت، ایمان، معجزے، میرے نور سے پیدا ہوئی ہیں۔ اس لئے تیرا عمل بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنا ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است
 یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی پیدا ہوا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا ہوا ہے اور جو کچھ ابھی پیدا ہونا ہے اسے نور مل جائے گا تو بن جائے گا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو مان جاؤ۔ ان کی شفاعت کو مانو۔ ان کے علم غیب کو مانو اس کی حیات کو مانو۔ ان کے اختیار کو مانو تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ان کی شان کی نفی منافقت ہے۔ ان کی نفی کفر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑنے کی ضرورت ہے۔

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے
 جھولی میں اگر کلڑے تمہارے نہیں ہوتا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح سے بنے ہیں۔ دو عمر ہیں اور پائے میں برابر ہیں۔ دونوں دانش ور، دونوں مدد، دونوں ہی شہر کے چودہری لاٹری، نہ تو عمر بن ہشام میں جوئی فرق ہے اور نہ ہی عمر بن خطاب میں جوئی فرق ہے۔ اور رشتہ میں عمر بن ہشام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں ہیں جب کفر میں تھے تو دونوں برابر تھے۔ بہادری میں خطابت میں بڑے زوروں پر تھے۔ ایسی تقریر کرتے کہ مجمع پر مکمل سکوت چھا جاتا نبی پاک علیہ

الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یا اللہ ان دو عمروں میں سے ایک عمر مجھے عطا کر دے پھر کیا ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ آپ کے حق میں نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا قبول فرمائی۔ وہ تلوار لے کر آ رہے ہیں کہ نفوذ باللہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینا ہے کہ وہ ہمارے بتوں کی برا بھلا کہتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ سیدھا سیدھا 307 کا مقدمہ ہے۔ ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ دوسرے ہی لمحہ یہی بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ کتنی پستی سے کتنی لمبائی پر فائز کر دیا دوسرا بندہ عمر بن ہشام ہے کہ جس نے ہر معجزہ دیکھا ہے۔ سورج پلٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ کنکریوں نے اس کے ہاتھ میں کلمہ پڑھا ہے۔ ہزاروں معجزے دیکھے ہیں۔ لیکن چونکہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے مانگا نہیں ہے اسے ایمان نصیب ہی نہیں ہوا ہے۔ اگر مجھے اور آپ کو ایمان نصیب ہے تو یہ کرم ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ انہوں نے ہمیں مانگا ہے۔ ان کا یہ احسان مانو اور ان پر درود شریف پڑھو۔ ہم درود شریف پڑھنے سے انہیں دے سکتے۔ جب ہم میں سے کوئی بندہ نہیں تھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام پھر بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پوری تعریف، پوری عظمت کے ساتھ موجود تھے۔ ایسی تعریف کہ جس میں جوئی اضافہ نہ ہو سکے۔ پھر میرا تیرا درود کہاں گیا۔ میرا تیرا درود ہمارے ہی کام آ گیا۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے پر دس مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے جو اس نے کئے ہیں۔ دس نیکیوں کا اضافہ کرتا ہے جو اس نے کی نہیں ہیں۔ جنت میں اسے دس درجہ بلند کرتا ہے اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجتے ہیں۔ پھر ہم نے کیا دیا ہے۔ کچھ بھی نہیں دیا ہے اور میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے اتنا کرم کیا ہے کہ دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ ہمیں تو فیق عطا فرمائی ہے کہ ان پر درود شریف پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آتے ہیں وہی جن کو سر کا بلاتے ہیں۔ اگر بلاتے ہیں تو پھر دیتے کیا ہیں۔ محفل چھوٹی ہو کہ بڑی ہو ہر آدمی جو اس میں آتا ہے۔ محفل ضروری نہیں کہ گھر میں ہو۔ جہاں مرضی ہو، گلی میں ہو، مسجد میں ہو، لیکن اس محفل میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو، تلفظ ہو کہ نہ ہو ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہو۔ ہر بندہ جو اس میں آتا ہے وہ واپس ہونے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اسی سے ہی دوسرے لوگ روکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام لو۔ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی نہ لو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو، سُبْحَانَ رَبِّیْ ، الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ رَبِّیْ الْاَعْلٰی اس وقت تک قبول ہی نہیں ہے جب تک اس کے ساتھ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا ذکر قبول ہی نہیں کرنا ہے جب تک میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر شامل نہ ہو اور اگر صرف میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ہی ذکر ہو تو یوں تجھ لو کہ وہ میرا ہی ذکر ہے۔ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اس لئے عرض کی ہے کہ اگر

کوئی بندہ ایک لاکھ مرتبہ سے بھی زیادہ روزانہ درود شریف پڑھنا چاہتا ہے اور ایک لاکھ مرتبہ روزانہ پڑھنا معنی رکھتا ہے۔ ایک لاکھ مرتبہ تو ہم سانس بھی نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تصرف اور طاقت عطا فرمائی تھی کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے ایک رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسرے رکاب میں پاؤں رکھنے سے پہلے پہلے پورا قرآن مجید ختم کر لیتے تھے ان کے غلام بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فیصل آباد میں ایک بندہ خدا ہے جو دعا دیتا ہے تو بندہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے کی طاقت حاصل کر لیتا ہے۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ ایک لاکھ مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھ لیا کریں تو آپ اپنا نام مجھے دے دیں میں دعا لے دوں گا۔ ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کی شرط آپ کے ذمہ ہے ایک ہزار مرتبہ آپ پڑھنے کا وعدہ کرو تو لاکھ مرتبہ پڑھنے کی طاقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عطا کر دیں گے۔ میں نے ان لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو دو ارب مرتبہ روزانہ پڑھتے ہیں ہم ایک ایک کر کے دو ارب لکھ نہیں سکتے۔ دو ارب لکیریں کھینچی ہیں کاپی پنسل پکڑ لیں اور تجربہ کر لیں۔ سارے دن میں دو ارب لکیریں نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ اکیلا بندہ درود شریف صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیتا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ خود پڑھتا ہے۔ روزانہ پڑھتا ہے۔ اور کوئی اس سے زیادہ پڑھنے والے ہیں اور جو دعا دیتا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ خود پڑھتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر والے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ بندہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ جب تک درود شریف نہیں ہے کوئی دعا کوئی نماز قبول نہیں ہے یہ بچہ بیٹھا ہے اس کی والدہ روزانہ ایک لاکھ مرتبہ پڑھتی ہے۔ ایک ہزار تسبیح پوری کرو گے تو ایک لاکھ مرتبہ بنے گا۔ اس سے پوچھا کہ آپ ایک ایک ہزار تسبیح کی گنتی کس طرح کرتی ہیں۔ اس نے کہا کہ میں لکھ کر گنتی نہیں کرتی۔ زبانی طور سے ہی مجھے علم رہتا ہے کہ گنتی تسبیح ہو گئی ہیں۔ پوچھا کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہنے لگی کہ جو مجھ سے درود شریف پڑھا رہا ہے۔ وہ اسے یاد بھی رکھنے کی طاقت عطا فرما دیتا ہے۔ یہ ہندوسوں سے نہیں بلکہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گنتی بنتی ہے۔ مومن کی پہچان درود شریف ہے۔ آپ کہیں کہ مومن کی پہچان نماز ہے۔ نماز تو سب میں ہے۔ منافق میں بھی ہے شیطان میں بھی ہے۔ لیکن منافق میں اور شیطان میں نہ درود شریف ہے اور نہ ہی نعت ہے۔ نعت صرف مومن میں ہے۔ درود شریف کی طرف رغبت رکھنا یہ ایمان کی بڑی نشانیوں میں سے نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 07-03-2003

محمد مصطفیٰ ﷺ	کا نام لے کر	جھوم لیتا	ہوں
تصور میں	سُنہری جالیوں کو	چُوم لیتا	ہوں
محمد مصطفیٰ ﷺ	کا میلاد	پڑھنے سے	دیکھو
میں گھر بیٹھے	مدینے کی گلی	میں گھوم	لیتا ہوں

دروود شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا فائدہ کیا ہے۔ ذکر کس طرح سے بلند کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس
طرح سے کیا۔ یہ سوال نہیں ہے بلکہ سوال یہ ہے۔ کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا فائدہ کیا ہے۔ میں نے انکناکس
پڑھی ہے۔ اور انکناکس والے ہر چیز میں فائدہ ڈھونڈتے ہیں۔ آپ کے پاس روپیہ پیسہ ہو تو آپ اس کو کہاں استعمال
کرو گے کہ تمہیں اس سے فائدہ حاصل ہو۔ کیا پاؤروں میں لگائیں یا ہوزری میں لگائیں جنرل اسٹور بنالیں۔ بس بنالیں
گے۔ پہلے یہ فیصلہ کریں گے کہ فائدہ کس میں زیادہ ہوتا ہے۔ تیری زندگی وقف ہے اس کو کہاں استعمال کریں کہ زیادہ
فائدہ حاصل ہو جائے تاکہ وہی کام کریں سب سے زیادہ نفع، فضیلت، درجہ، ورد اللہ تعالیٰ، ورد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو قرب بھی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نماز بھی ہوگی۔ روزہ
بھی ہوگا۔ قربانی بھی ہوگی۔ حج بھی ہوگا۔ جہاد بھی ہوگا۔ شہادت بھی ہوگی لیکن درود شریف نہیں ہوگا۔ فرشتے تاپ تول
کریں گے۔ پاس ہو جائے گا۔ جنتی ہو جائے گا۔ لیکن حدیث شریف بیان فرماتی ہے کہ وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔
ہمیشہ کے لئے نکلے مارتا پھرے گا۔ جنت کا دروازہ ڈھونڈتا رہے گا۔ پوچھتا رہے گا کہ جنت کا راستہ کدھر ہے۔ اس کا
دروازہ کہاں ہے۔ اس میں داخلہ کس طرف سے ہے۔ اس کو دروازہ نہیں ملے گا اس کو جنت میں داخلہ نصیب نہیں ہوگا۔
جس کی زندگی میں درود شریف نہیں ہوگا۔ ایمان کی تکمیل درود شریف سے ہے۔ اگر یہ چھت نہ ہو تو یہ کمرہ کس کام کا ہے۔
دیواریں نہ ہوں۔ دروازے نہ ہوں فرش نہ ہو تو کیا یہ مکان کسی کام کا ہے۔ اسی طرح سے ساری شریعت بے کار ہو جاتی
ہے۔ جب تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ شہد کی مکھی سے پوچھا کہ جن پھولوں سے تو رس نکال کر لاتی ہے ان میں
کڑوے بھی ہوتے ہیں بد ذائقہ بھی ہیں۔ پھیکے بھی ہوتے ہیں سبھی پل میٹھے تو نہیں ہوتے۔ آگ کا پھول کڑوا ہوتا
ہے۔ چھتر تھوہر کے جو کانٹے ہوتے ہیں ان میں پھول ہوتے ہیں۔ اس پھول کا رس صرف مکھی ہی نکال سکتی ہے۔ وہ
نہایت ہی کڑوا ہوتا ہے۔ چھنویں کو جہنم میں پانی پینے کو جو دیا جائے گا وہ چھتر تھوہر کا پانی ہے۔ یہ ان کو سزا کے طور پر دیا
جائے گا اور ان کو وہ پینا پڑے گا۔ جہنم میں پیاس اتنی ہوگی کہ وہ اس پانی کو پینے پر مجبور ہوں گے لیکن اس کی کڑواہٹ کے
باعث پی نہ سکیں گے۔ شہد کی مکھی وہ رس نکال کر بھی لاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا کہ کڑوا رس میٹھا کس
طرح سے ہو جاتا ہے۔ مکھی عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم وہ رس سارا دن اکٹھا کرتی ہیں اور پھر رات

کو ہم سب مل کر اس پر درود شریف پڑھتی ہیں تو وہ بیٹھا ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم بھی سن لو کہ درود شریف پڑھنے سے پھیک، کڑوے، بد مزاجی، بیٹھے ہوتے ہیں۔ تمہارے اعمال بے کار، گندے، گناہوں سے بھرے ہوئے درود شریف پڑھنے سے ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگر اپنے اعمال درست کروانے چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو مومن کی پہچان ہی درود شریف ہے۔ مومن اور ایمان کی پہچان اور کوئی نہیں ہے۔ آپ کہیں کہ طواف کعبہ ہے۔ وہ تو ابوجہل بھی کرتا تھا۔ قربانی وہ بھی دیتا تھا۔ قریشی ہاشمی کے ذمہ یہ فرض ہوتا تھا کہ وہ حاجیوں کو پانی پلائیں اور قربانی کر کے ان کی گوشت وغیرہ سے مہمان نوازی کریں۔ لیکن چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہوتا تو کسی اعلیٰ مقام پر ہوتا۔ درود شریف پڑھنے کی ترغیب دینے کے لئے ایک واقعہ مشعل راہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا اونٹ چوری ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ کسی پر شک ہے عرض کیا کہ جی ہاں وہ فلاں آدمی کے پاس ہے۔ اس بندے کو بلایا گیا۔ پوچھا کہ تو نے اونٹ چوری کیا ہے۔ یہ مالک ہے مدعی ہے اور ساتھ اس کے دو گواہ ہیں۔ تیرا بھی کوئی گواہ ہے تو لے آؤ۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا کوئی گواہ نہیں ہے۔ اور یہ اونٹ بھی میرا ہے میں نے اس کو چوری نہیں کیا ہے فرمایا کہ تیرا گواہ کوئی نہیں ہے اور چوری کا الزام تم پر ہے تو اس طرح سے تمہارے ہاتھ کاٹ دئے جائیں گے۔ کیونکہ مدعی موجود ہے۔ اور ساتھ اس کے دو گواہ بھی ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ سے ہی پوچھ لیں کہ اس کا مالک کون ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ کہ وہ اونٹ سے بھی بات کر سکتے ہیں اس کی زبان اس کی بولی بھی جانتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ سے پوچھا کہ تیرا مالک کون ہے۔ اونٹ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا مالک یہی ہے جس کے پاس میں ہوں اور یہ مدعی اور اس کے گواہ تینوں منافق ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیرا کون سا عمل ہے کہ جس سے اونٹ تیری گواہی دے رہا ہے اور تیرے ہاتھ کٹنے سے بچ گئے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی میرا عمل نہیں ہے۔ میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح درود شریف کی وجہ سے اس کے ہاتھ کٹنے سے بچ گئے ہیں اسی طرح سے جو کوئی بھی درود شریف پڑھے گا وہ جہنم سے بچ جائے گا۔ اگر جہنم سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف اور نعت کی صورت میں پڑھا کرو۔ جس طرح سے ہر دکان پر اس کا نام لکھا ہوتا ہے۔ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ کس چیز کی دکان ہے۔ جو درود شریف پڑھتا ہے۔ اس کی پیشانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ جنتی ہے۔ جہنم سے بری ہے منافقت سے رہائی ہے اور ایسا شخص اس وقت تک مرتا نہیں ہے جب تک جنت میں اپنا گھر نہیں دیکھ لیتا ہے۔ دنیا میں تو عیش و عشرت ہے مرنے کے بعد پہلا مشکل مقام قبر ہے جس میں تو نے اکیلے ہی جاتا ہے کوئی رشتہ دار، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچہ کوئی دوست ساتھ نہیں جائیں گے۔ محمد شفیق محمد شبیر اور دوسرے بیٹے ہی ہمارے پاس بیٹھے ہیں اور حاجی محمد حمید شاد صاحب اپنی قبر میں تشریف رکھتے ہیں۔ بیگم محترمہ اندر

بیٹھی ہے۔ کوئی ساتھ نہیں گیا۔ اگر ساتھ جانے والی کوئی چیز ہے تو وہ درود شریف ہے۔ قبر میں سوال ہوں گے مشکل سوال ہوں گے جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔ میں آپ کو یہاں یہ پوچھتا ہوں کہ تمہاری کمائی کیسی ہے۔ حلال ہے کہ حرام شامل ہے۔ کوئی جواب دے سکتا ہے۔ تیرے اعمال کیسے ہیں۔ لوگوں سے تو چھپا لو گے لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہاں تو بتانے نہیں سکتا لیکن وہاں بتانے پڑھیں گے۔ کمائی کا حساب دینا پڑے گا۔ نظر کا حساب دینا ہوگا۔ زبان کا دینا پڑے گا۔ ہاتھ پوؤں ہر عضو کا حساب دینا پڑے گا۔ پوچھا جائے گا کہ تیری نظر کہاں کہاں گئی۔ کیا جواب دو گے۔ فیل ہو جاؤ گے۔ اسی لمحہ فرشتے کہیں گے کہ اس کے لئے جہنم کی کھڑکی کھول دو۔ یہ گنہگار ہے۔ جہنمی ہے۔ فیل ہو گیا ہے۔ ایک بزرگ نورانی صورت والے آ جائیں گے۔ بہت رعب دار چہرہ والے ہوں گے وہ فرشتوں کو ڈانٹ دیں گے کہ پیچھے ہٹ جاؤ میں جواب دیتا ہوں وہ بزرگ اس میت کی طرف سے جواب دیں گے وہ پاس ہو جائے گا اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ فرشتے واپس چلے جائیں گے۔ وہ میت گنہگار اس ہستی کا دامن پکڑ لے گا۔ پوچھے گا کہ آپ کون صاحب ہیں آپ نے میری مشکل حل کرادی ہے۔ میری جگہ آپ نے سوالوں کے جواب دے دیے ہیں۔ مجھ کو جہنم سے آزادی دلا دی ہے۔ جنتی بنا دیا ہے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں تیرا پڑھا ہوا درود شریف ہوں۔ یہ حدیث پاک ہے۔ میں تیری بخشش کا بہانہ بن کر آ گیا ہوں۔ ایک آدمی حج پر گیا اور دیکھا کہ ایک نوجوان ہے وہ ہر مقام کی علیحدہ دعا ہے طواف کی دعا ہے، سعی کی دعا ہے۔ آپ نرم زم پینے کی دعا ہے۔ آپ ہر مقام کے لحاظ سے دعا کیوں نہیں پڑھتے۔ کیا کوئی دعا آتی نہیں۔ کتاب ہاتھ میں تھام لو اس سے دیکھ کر پڑھتے رہو۔ اس نے کہا کہ مجھے تمام دعائیں آتی ہیں۔ پوچھا کہ پھر دعا کیوں نہیں پڑھتے ہر جگہ درود شریف ہی پڑھ رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے درود شریف کی فضیلت دیکھی ہے میں حج کے لئے آ رہا تھا۔ میرے ساتھ میرے والد صاحب بھی تھے۔ راستے میں والد صاحب فوت ہو گئے اور مرتے دم ان کا چہرہ بدل کر گدھ جیسا ہو گیا اور کالا سیاہ رنگ ہو گیا۔ میں سخت پریشان ہوا کہ کس کو کہوں کہ وہ اس کو غسل دے۔ کون جنازہ پڑھائے گا۔ کہاں دفن کروں گا۔ ان کا چہرہ بدل گیا ہے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا۔ میں اسی گھبراہٹ میں تھا۔ کہ ایک حسین چہرے والے بزرگ تشریف لائے۔ انہوں نے میرے والد صاحب کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو ان کا چہرہ انسانوں جیسا بھی بن گیا اور بہت روشن ہو گیا۔ میں نے ان بزرگوں سے پوچھا کہ حضرت آپ نے بڑی جبرانی فرمائی میری مدد کی۔ مجھے پریشانی سے نجات دلائی۔ آپ کون ہیں۔ فرمایا میں تیرا نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب کا چہرہ کیوں بدل گیا تھا۔ فرمایا کہ سو دکھاتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گنہگار بندے کے لئے کیوں تشریف لائے۔ فرمایا کہ گنہگار تھا لیکن مجھ پر درود شریف پڑھتا تھا۔ گنہگار ہم بھی ہیں سو دیکھ کر کھاتے ہیں۔ بے نمازی بھی ہیں۔ واڑھی بھی نہیں ہے۔ روزے بھی نہیں رکھتے۔ جھوٹ بھی گولتے ہیں کم بھی تولتے ہیں۔ دغا فریب بھی کرتے ہیں۔ اس ناکارہ زندگی کے ساتھ درود شریف ملا لو تا کہ تمہارے گناہوں پر پردہ پڑ جائے۔ اس آدمی کا کام بن گیا ہے تو تیرا میرا بھی بن جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تو

میرے قریب ہونا چاہتا ہے۔ اگر آپ کو مشرف صدر پاکستان یا جمالی صاحب وزیر اعظم پاکستان کے قریب ہونے کا کوئی نسخہ بتا دے تو فوراً اس پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ کیا تو میرے قریب آنا چاہتا ہے۔ میرا قریب حاصل کرنا چیتا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں یا اللہ میری یہ خواہش ہے۔ فرمایا کتنا قریب آنا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ یا اللہ جتنا تیری مرضی ہے۔ فرمایا کہ کیا اتنا قریب کہ جتنی کوئی بات زبان کے قریب ہے۔ جتنی روح جسم کے قریب ہے۔ جتنی آواز کان کے قریب ہے۔ جتنی نظر آنکھ کے قریب ہے۔ یہ بہت زیادہ قریب ہے۔ یا اللہ اتنا قریب نصیب ہو جائے تو کیا بات ہے۔ فرمایا کہ تو اس سے بھی زیادہ میرا قریب حاصل کر لے گا۔ اگر تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھے گا۔ اگر قریب الہی چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے دن، پل صراط پر، میزان پر، حوض کوثر پر اور جنت میں میرے قریب ترین وہ شخص ہوگا۔ جو مجھے پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے قریب لے جانے والی چیز درود شریف ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب لے جانے والی چیز بھی درود شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بیت اللہ شریف کی اپنی عظمت ہے محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی عظمت ہے۔ کوئی اب بیت اللہ شریف جائے۔ منافق ہو، گنہگار ہو، کوئی اور کسی اور خامی ہو تو بسا اوقات وہ خامی دور نہیں ہوتی۔ بیت اللہ شریف کا طواف کر بھی لے پھر بھی منافق کی منافقت دور نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ منافقت ہے بے عمل ہے۔ جوتی چور ہے۔ جب تراش ہے۔ اسے خانہ کعبہ لے جاؤ اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا وہ ویسا کا ویسا ہی واپس آئے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کر مفرمائے اسے محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاؤ۔ جو نبی محفل شروع ہوتی ہے۔ کوئی شرط نہیں ہے۔ کوئی نعت پڑھے نہ پڑھے۔ کوئی تقریر کرے یا نہ کرے۔ صرف بیان ہو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بس صرف اتنی بات ہے۔ بیان پائے کا نہ ہو۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہو۔ صرف یہی کہہ دے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو اتنا نور نکلا کہ بصرہ کی گلیاں روشن ہو گئیں۔ بس بات ختم کر دو۔ اتنا نور نکلا کہ شام کے محلات کے کنگرے دیکھے۔ بیت اللہ شریف جھک گیا۔ فرشتے اتر آئے۔ بس اتنی دو چار باتیں کر دو۔ کسی لمبی چوری مدلل تقریر کی ضرورت نہیں بس فقط ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا۔ اسی لمحہ محفل میں سے نور اور خوشبو نکلی شروع ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ وہ نور دیکھنے کی اور خوشبو سونگھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہی آگئی تو کام بن گیا۔ کائنات میں فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔ کہ جہاں سے یہ نور نکلے خوشبو نکلے وہاں میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا ہے وہاں پہنچ جاؤ۔ جب ایک فرشتے کو محفل مل جاتی ہے تو وہ دوسروں کو آواز دیتا ہے کہ آ جاؤ۔ آ جاؤ۔ محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئی ہے۔ مشرق مغرب شمال جنوب سے فرشتے آ جاتے ہیں اور اس جگہ کو پہلے آسمان تک بھر لیتے ہیں۔ محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے جا کر اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے ایک ایسی محفل دیکھی جس میں تیرا ذکر اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے ان تمام کو بخش دیا فرشتے عرض کرتے

ہیں کہ یا اللہ ایک آدمی ایسے ہی محفل دیکھ کر آ گیا تھا اس کی محفل میں آنے کی کوئی غرض نہیں تھی وہ تو راہ چلتے آ کر محفل میں بیٹھ گیا کہ دیکھوں کیا ہو رہا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محفل میں آنے والا اور شرکاء محفل کے ساتھ بیٹھے والا بھی جہنمی نہیں رہتا میں اس کو بھی بخش دیتا ہوں۔ میں محفل والوں کو نہیں دیکھتا میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں۔ محفل میں منافق بھی آ جائے تو منافقت سے بری ہو جاتا ہے۔ گنہگار جنتی بن جاتا ہے۔ ہر عمل میں خلوص کی ضرورت ہے نماز خلوص سے پڑھو ورنہ بے کار ہے۔ روزہ خلوص سے رکھو ورنہ کچھ بھی نہیں۔ حج خلوص سے کرو قربانی خلوص سے کرو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر صرف ریاکاری ہے۔ کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔ خلوص نہیں تو روزہ نہیں ہے صرف بھوک پیاس ہے۔ نماز اور حج وغیرہ میں خلوص نہیں تو صرف مشقت ہے۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف آنے کی ضرورت ہے۔ خلوص کی ضرورت نہیں ہے۔ محفل میں بلاتا کون ہے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ اور جب سرکار بلاتے ہیں تو جھولی بھر کر دیتے ہیں۔ پھر کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔ خالی نہیں جاتا۔ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔ جو ایک دفعہ اس کیاری میں داخل ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ اسے اس سے باہر نہیں نکالتے۔ ہم اس وقت جنت کی کیاری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ حمید شاد کا مکان ہے۔ لیکن یہ جنت کی کیاری بنا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل ہے کہ وہ اس میں داخل ہونے والوں کو پھر باہر نہیں نکالتا ہے۔ ہم آئے تھے تو گنہگار تھے لیکن واپس جا رہے ہیں تو جنتی بن کر جا رہے ہیں فرشتے حیران ہوتے ہیں کہ آئے تھے تو چور، کالے منہ والے، گنہگار لیکن جا رہے ہیں تو جنتی روشن چہروں والے بن کر جا رہے ہیں اس لئے کہ یہ صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر جا رہے ہیں۔ آپ محفل کر لیں۔ اس میں تقریر کر لیں۔ لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کریں تو فرشتے کہتے ہیں کہ کتنے بد نصیب ہیں۔ مردار کھا کر جا رہے ہیں۔ ایسی محفل جس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو وہ محشر کے دن حسرت کرے گی کہ کاش اس میں بندے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر لیتے تو آج جنتی ہوتے۔ اس لئے میری عرض گزارش ہے کہ مومن کی پہچان اور اس کے ایمان کی تکمیل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جنتی ہونے کی پہچان صرف درود شریف ہے جس کی زندگی میں درود شریف نہیں ہے وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سرمایہ حیات ہے۔ یہ ساتھ جانے والی چیز ہے۔ اور فائدہ دینے والی چیز ہے آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش حاجی محمد حمید شاد صاحب 06-03-03

محتاج کی طاقت مختار کا عالم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- نعت شریف پڑھی گئی ہے جس میں ایک شعر ہے کہ

جب ان کے گدا بھر دیتے شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

اس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے غلاموں کی عطا کا ذکر ہو رہا ہے تاکہ اس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عطا کا پتہ
چل جائے۔ ایک عالم دین تقریر فرما رہے تھے کہ حشر والے دن ایک گنہگار بندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کی
نیکیاں پیش کرو۔ جب اس کی نیکیاں پیش کی گئیں تو پہاڑ کی طرح فائیں بنی ہوئی تھیں۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں
نے تو کوئی نیکی کی ہی نہیں تھی لیکن یہ نیکیوں کے پہاڑ کہاں سے آگئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں تو نے واقعی نیکیاں نہیں
کی تھیں۔ تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعا کی تھی تو اس کے صلہ میں تمہیں یہ نیکیوں کا پہاڑ مل گیا ہے۔ اگر کسی کے بیٹے کی
دعا سے اس کے باپ کو اتنی نیکیاں مل سکتی ہیں تو پھر اگر کسی گنہگار کے لئے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام دعا فرمادیں تو اس
کو کتنا کچھ عطا کیا جائے گا۔ یہ حدیث پاک ہے کہ کسی مخصوص بیٹے کا نام نہیں لیا کہ کوئی خاص بیٹا ہوگا۔ بہت عالم ہوگا۔
بہت نیک ہوگا بڑا پارسا ہوگا۔ نہیں نہیں بلکہ کوئی بھی بیٹا اپنے باپ کے لئے دعا کرے تو نیکیوں کے پہاڑ بن ہی جاتے
ہیں۔ ایک انہوں نے یہ فرمایا کہ ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی کہ حضرت
صاحب میری بیٹی فوت ہو گئی ہے مجھے اس سے بہت پیار تھا میں چاہتی ہوں کہ اس کو دیکھوں مجھے کوئی وظیفہ تعلیم فرما
دیں۔ انہوں نے وظیفہ بتایا تو اس عورت نے رات خواب میں اپنی بیٹی کو دیکھا کہ وہ جہنم میں جل رہی ہے۔ صبح وہ عورت
روتی ہوئی حاضر ہوئی کہ حضرت مجھے تو بیٹی کو دیکھنے کی بہت تمنا تھی لیکن اس کا تو بہت برا حال ہے۔ اگلے روز حضرت حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک لڑکی جنت میں سیر کر رہی ہے۔ اس لڑکی نے عرض کیا کہ حضرت
صاحب کیا آپ نے مجھے پہچانا کہ میں کون ہوں۔ فرمایا کہ نہیں بیٹی میں نے تمہیں نہیں پہچانا۔ عرض کیا کہ میں وہی ہوں
جس کی والدہ آپ کے پاس وظیفہ پوچھنے آئی تھی۔ فرمایا کہ وہ تو بتا رہی تھی کہ تو جہنم میں جل رہی ہے لیکن تو جنت میں پھر
رہی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب میں جس قبرستان میں دفن تھی وہاں ستر ہزار مردے دفن تھے اور سب ہی
عذاب الہی میں مبتلا تھے ایک بندہ وہاں سے گزرا۔ عام بندہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا غلام تھا اس نے ایک مرتبہ

درویش شریف پڑھ کر ہمیں بخش دیا تو ہم سب کی بخشش ہو گئی۔ ایک مرتبہ درویش شریف کا ایصال ثواب کرنے سے ستر ہزار مردے بخشے گئے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کا حال ہے تو جس کا ذکر کیا جائے اس کا کیا صلہ ملے گا۔ آپ خود اندازہ کر لیں۔

محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا۔ ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک قبرستان میں کئی ہزار مردے دفن تھے بہت بڑا قبرستان تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ملال آ گیا۔ اس قبرستان کے مردوں کو بھی عذاب دیا جا رہا تھا۔ پھر یکدم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے غمگین نظر آ رہے تھے اور ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ اس قبرستان والوں کو عذاب ہو رہا تھا جس کو دیکھ کر میں دل برداشتہ ہو گیا تھا۔ اب یہ ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو میرے ساتھ ہیں ان کی داڑھی مبارک سے ایک بال اتر کر قبرستان میں گر گیا ہے۔ اس بال کی برکت کی وجہ سے تمام مردوں سے عذاب اٹھالیا گیا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کا ایک بال کی عظمت ہے۔ پھر غلام کی اپنی کیا عظمت ہوگی اور پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا کون ان اندازہ کر سکتا ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیں اب بات یہ ہے کہ آپ حق مہر کتنا پسند کروگی۔ پھر خود ہی فرمایا کہ کیا ڈیڑھ سو تولہ چاندی کافی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کو رہنے دیں مجھے نکاح قبول ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اچھا چاندی نہیں تو سونا لے لیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے نکاح قبول ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا سلام قبول ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر ڈیڑھ سو تولہ چاندی قبول نہیں ہے۔ ڈیڑھ سو تولہ سونا قبول نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی جنت کی تمام بہاریں حق مہر میں دیتا ہے قبول فرمائیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بہاریں اپنی جگہ اچھی ہیں لیکن مجھے صرف نکاح قبول ہے بڑے حیران ہیں کہ نہ چاندی قبول ہے۔ نہ سونا قبول ہے۔ نہ جنت کی بہاریں قبول فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سے ہی پوچھیں کہ حق مہر میں کیا چاہتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا تو عرض کرنے لگیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری صرف ایک خواہش ہے تمنا ہے کہ میرے جو بھی سجدے ہیں عبادات ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قبول فرمالے اور ان کے صدقہ سے ساری امت محمدی کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ لکھ کر دے دیں۔ میں نے یہ رقمہ اپنے کفن میں رکھ کر لے جانا ہے اور حشر کے روز اللہ تعالیٰ کو پیش کر کے ساری امت محمدیہ کو بخشوانا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی بیٹی کی عظمت ہے تو ان کے والد محرم کا کیا حال ہوگا۔ ان کی عظمت کیا ہوگی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کا وقت آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات قمیص مبارک، دستار مبارک، نعلین مبارک، دھوئی مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس کو دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے تبرکات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچا دینا اور ان سے فرمائش کرنا کہ وہ میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔ اگر وہ دعا کرے گا تو میرے امتی اتنی تعداد میں بخشے جائیں گے جتنے نبی تمیم کی بکریوں کے بال ہیں۔ ان دنوں بکریوں بھیڑوں کا سب سے بڑا ریوڑ بنو تمیم کا ہوتا تھا۔ اور یہ تبرکات لے جانے کون ہیں۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اپنے سروں پر رکھ کر لے جا رہے ہیں۔ وہ تبرکات جا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کئے تو انہوں نے سر پر رکھ کر سجدہ کیا اور امت محمدیہ کی بخشش کے لئے دعا فرمائی تو اتنے امتی گنہگار بخشے گئے کہ جتنے نبی تمیم کی بکریوں کے بال تھے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ غلام کی دعا ہے اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرمائیں۔ تو پھر کتنے امتیوں کو بخشش ہو جائے گی۔ جس کو ہے میری لاج و دلچسپی پال بڑا ہے۔ کیا آپ میں کوئی ہیں جو اپنے گناہوں پر کبھی روئے ہوں۔ شاید ہی کوئی ہو۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری میری بخشش کے لئے روئے ہیں۔ لمبے لمبے سجدے کئے ہیں۔ طویل قیام کئے ہیں۔ اور اس میں مانگا کیا ہے۔ تیری میری بخشش مانگی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے عقیدے والے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصافحہ کیسا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے کھانا تناول فرمایا اور دسترخوان سے ہاتھ مبارک پونچھ لئے۔ وہ رومال جب گندا ہو جاتا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو جلتے ہوئے تور میں ڈال دیتے اس کی ساری سیل پکیل صاف ہو جاتی لیکن اس کپڑے کو آگ نہیں جلاتی تھی کہ اس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سدا مبارک لگ گئے تھے۔ اچھے عقیدے والے عالم کے ساتھ مصافحہ گویا کہ ایسا ہے کہ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ ہے۔ کپڑے کو آگ نہیں جلاتی تھی تجھے بھی جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ یہ اچھے عقیدے والے عالم کی شان ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کیا ہوگی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کہے میں غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں وہ مرید ہو گیا اور فرمایا کہ حشر تک جتنے بھی قادری آنے ہیں ان کو میں آج ہی جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُرْسِدِي لَا تَحْفَ کہہ کر سراڈر خو ہی اتار کر رکھ دیا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں قیامت تک آنے والے سارے نقشبندیوں کو جنت میں آج ہی دیکھ رہا ہوں۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی نظر کا عالم ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کا عالم کیا ہوگا۔ جو نبی آپ صالین کا ذکر کرتے ہیں تو رحمت برسنا شروع ہو جاتی ہے اور تمام ذکرین اور حاضرین کی بخشش ہو جاتی ہے۔ غلاموں کے ذکر کا یہ عالم ہے تو سر دار الانبیاء علیہ

لصلوۃ والسلام کے ذکر کا عالم کیا ہوگا۔ تیری زبان پر میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر آ جائے تو کرم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عظمت کی قسم میں ان سب کو بخشش دیتا ہوں جو میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی محفل میں آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام بخشوانے والے ہیں۔ حضرت غوث الاعظم کا نام لینے سے بخشش ہو جاتی ہے اس سے بڑھ کر بخشش کا بہانہ کیا ہوگا۔ جو بخشا جاتا ہے اس کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ ولی اللہ کا چہرہ دیکھنے عبادت ہے۔ یہ غلاموں کی عظمت ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کا کیا عالم ہوگا۔ جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی وہ جنتی ہے جس نے اس کی زیارت کی وہ بھی جنتی ہے جس نے اس کی زیارت کی وہ بھی جنتی ہے۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر جنتی بنتے رہیں گے۔

اُٹھ فریدا ستیانے خلقت دیکھن جا
جے کوئی مل پوے بخشیا تے توں وی بخشیا جا
کسی جنتی بندے کی زیارت کرنے والا بھی بخشا جاتا ہے کسی بخشے ہوئے بندے کا جنازہ پڑھنے والے بھی بخش دئے جاتے ہیں خواہ ان میں کفن چور بھی شامل ہو۔ حضرت سلطان العارفين حق باہو کی زیارت کرنے والے کو ایمان نصیب ہو جاتا تھا۔ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نظر عنایت نے چار سکھوں کو ایمان نصیب کر کے دی بنا دیا۔ بد مذہب کو نور بنا کر اولیاء کی صف میں شامل کر دیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نظر نے چور کو قطب بنا دیا۔ بارہ سال سے ڈوبا ہوا بیڑہ تیرا دیا اس کے تمام مسافروں کو زندہ کر دیا۔ دو گنہگار بندے آپس میں مصافحہ کریں اور پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس سے پہلے کہ وہ اپنے ہاتھ پیچھے کریں ان دونوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقہ وسیلہ سے اولیاء کرام کو بہت تصرف عطا کیا ہوتا ہے۔ ان کو گن کی زبان عطا ہوتی ہے۔ سیاہ و سفید کے مالک بنا دئے جاتے ہیں یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں ان کو اختیارات و تصرفات ملتے ہیں۔ علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں۔ لوح محفوظ کی خبر دیتے ہیں۔ مَسَکَانَ وَمَا یَحْکُوْنَ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے اولیاء اللہ وہی تصرف اور درجہ رکھتے ہیں جو نبی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے۔ جب محتاج کی یہ طاقت ہو تو محتار کا عالم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی شان سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ مختار کل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش محمد افضل صاحب نعمت کا لوئی فیصل آباد 03-03-02

بجھالے اپنے حصے کا جہنم
کیا تیری آنکھوں میں پانی نہیں ہے۔

سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- شعر پڑھا گیا ہے۔ کہ

ہم جیسے نکموس کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
باقی لوگوں کی بات تو چھوڑیں اللہ تعالیٰ گلے لگاتا ہے کہ نہیں۔ الیاس گلے لگاتا ہے کہ نہیں۔ سلیم گلے لگاتا ہے کہ نہیں۔
نواز گلے لگاتا ہے کہ نہیں۔ مشرف صدر پاکستان لگاتا ہے کہ نہیں۔ ان تمام کی بات چھوڑ دو۔ جس کو حبیب علیہ الصلوۃ
والسلام گلے لگاتے ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہان چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوح و قلم اور تقدیر کی قلم بھی عطا فرمادیتا ہے کہ جو
تمہاری مرضی ہے وہ لکھ لو۔ اس سے زیادہ اور کیا گلے لگانا ہوگا ہم بالکل نکلے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے لیکن

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لپچال بڑا ہے
باقی سب کو چھوڑو کہ کوئی کچھ کرتا ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں کرتا ہے تو نہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ جب نظر کرم فرمادیں تو پھر کیا بن
جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کسی پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں آئے بغیر نظر کرم نہیں فرماتا۔ یہ کرم صرف اس پر ہی
ہوتا ہے۔ جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں آتا ہے۔ اگر تو میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا غلام نہیں ہے تو
پھر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ سب سے زیادہ سجدے شیطان کے ہیں لیکن چونکہ وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا نہیں
ہے اس لئے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ بہت قریب ہوتا ہے۔ لیکن شیطان سجدہ میں بھی ہے اور
پڑھ بھی رہا ہے۔ مُبْحَن رَسُومِی الْأَعْلٰی پھر وہ قریب کیوں نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے ہاتھ میں نبی پاک علیہ
الصلوۃ والسلام کا دامن نہیں ہے۔ ادب نہیں ہے غلامی کا پٹہ نہیں ہے۔ سارا فرق دامن کا ہے۔ عبادت کا نہیں ہے۔

خدا دے پیش ہو ون لئی سند روزے نمازاں نہیں
تیرا ہی نام کافی ہے بخشش کا بہانہ یا رسول اللہ
کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
میں کچھ وی نہیں جے تیرے نال نسبت نہیں
میں سب کچھ ہاں جے تیراں سداواں یا رسول اللہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازیں گے تو بات بنے گی ورنہ نہیں بنے گی۔ نماز سے نہیں بنے گی۔ طواف سے نہیں بنی۔
قربانی سے نہیں بنی۔ جہاد سے نہیں بنی شہادت سے نہیں بنی۔ اگر بنتی ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن سے
بنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواز نے کا انداز دیکھیں ابھی سب سے پہلے جو نعت شریف پڑھی گئی ہے وہ تھی۔
مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
اے اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیج ہمیشہ کے لئے۔ پڑھا تو ایک مرتبہ لیکن یہ ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے کس طرح سے ہو گیا۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ آج سے ہزار سال پہلے کا کلام ہے۔ تازہ کلام
نہیں ہزار سال پرانا ہے۔

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرَ خَلْقٍ كُنَّا لَهُمْ
دَائِمًا یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اَبَدًا کہ جو کہ جو ختم نہ ہو۔ جس کا کوئی END نہ ہو۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ یا اللہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے درود شریف بھیج جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ جس کا
کوئی END نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا ہے۔ میں تیری دعا قبول کرتا
ہوں۔ پڑھا تو صرف ایک ہی دفعہ ہے۔ آپ بھی ایک دفعہ پڑھ لیں۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام، کروڑوں سلام،
بے حد سلام آپ کا یہ بھی قبول ہو گیا۔ اگر حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہو گیا ہے تو ہمارا درود بھی انشاء اللہ قبول ہو
جائے گا۔ **Presidence** اگر ہو۔ پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ **Presidence** کیا ہوتا ہے۔ اگر مثال
موجود ہو تو کیس بہت آسان ہو جاتا ہے۔ جج پوچھتا ہے کہ اس کی کوئی مثال ہے کیا پہلے اس طرح کا فیصلہ ہو چکا ہے۔
اگر وکیل صاحب مثال پیش کر دیں تو جج صاحب اس مثال کی روشنی میں فوری طور حاضر مقدمہ کا فیصلہ کر دیتے ہیں یہ
Presidence ہے۔ حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول ہے۔ تیری بھی دعا قبول ہو جائے گی۔ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہے ہیں۔ اے میرے فرشتے یہ جتنا کہتے ہیں اتنا ہی لکھ
دو۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نے کون سا عمل کر لیا ہے۔ کہ تمام فرشتے

تیرے نامہ اعمال میں ثواب لکھ رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے صرف اتنی بات کہی ہے کہ یا اللہ تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا درود بھیج کے جتنے درختوں کے پتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمادئے اور حکم دے دیا کہ جو درخت قیامت تک آنے والے ہیں ان سب کے پتے گن لو اور اتنا درود شریف اس کے نامہ اعمال میں لکھ دو۔

ہم جیسے مکملوں کو گلے کون لگاتا
سرکار اگر آپ ہمارے نہیں ہوتے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن چھوڑ کر چاہے خانہ کعبہ کا غلاف بھی پڑ کر دعا کر لو یہ قول نہیں ہے۔ کعبہ سے بڑی تو کوئی چیز نہیں ہے کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیا ہے کوئی؟ نیو یارک کو چھوڑ دو۔ ٹوکیو کو چھوڑ دو۔ کعبہ شریف تو بہت بڑی عظمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تو صرف دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے میں نے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں دیکھنا ہے۔ ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جگہ عطا فرمائی سب حیران ہیں کہ یہ کون ہستی ہے کہ جس کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو گیا ہے۔

Order of Presidene۔ میں وہ پہلے نمبر پر آ گیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون ہستی ہیں کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ اپنے قریب بٹھائے گئے ہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی میرا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جس کی دعا اللہ تعالیٰ پسند آگئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے اس کو یہ مقام مل گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی دعا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ اے اللہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا درود بھیج کر جتنی تیری ان سے محبت کہ درود پڑھا جائے اور جتنی تیری رضا ہے کہ درود پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ میری محبت کی انتہا ہے اور نہ ہی میری رضا کی انتہا ہے۔ نہ اس کے درود شریف کی کوئی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے گلے لگایا ہے کہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاتھ میں ہے اور دعا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی زبان پر ہے۔ درود بھیج یعنی عظمت بھیج، شہرت بھیج، غلبہ بھیج، فتح بھیج اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے۔ اس کے دین کو غالب کر دے۔ اس کی شہرت کو دوام بخش دے۔ چار چاند لگا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں پہلے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا ہے۔ میں تیری دعاؤں کا محتاج نہیں ہوں مگر تیرے نامہ اعمال میں بھی اتنی ہی نیکیاں لکھتا ہوں جتنی تیری دعا ہے۔ یہ میں ان کی بات کر رہا ہوں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور، حیات، شفع، مالک و مختار، علم غیبی والے، حاضر و ناظر سمجھتے ہیں دوسروں سے متعلق کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔ ایسے اچھے عقیدہ والے لوگوں سے متعلق آج سے کروڑوں سال پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ان کی کتاب توریت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک امت ایسی ہوگی جس کی یہ عظمت ہوگی کہ اس امت کا فرد جو کوئی بھی نیت کرے گا اس کو اس نیکی کا ثواب مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ

السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ بڑی عظمت والی امت ہے۔ صرف نیت کی ہے۔ عمل نہیں کیا ہے قدم نہیں اٹھایا ہے۔ مَوْلَا یَا صَلَّی وَسَلَّم ذَاتِمًا أَبَدًا یہ بھی نیت ہے۔ اتنا پڑھا تو نہیں ہے۔ صرف عرض ہی کیا ہے کہ یا اللہ اتنا ہو جائے اللہ تعالیٰ نے وہ کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ امت مجھے نہیں مل سکتی کہ جو صرف نیت ہی کرے اور ثواب پا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ توریت میں یہ بھی لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسی امت ہے کہ اس میں جو کھانا کھانے والا ہوگا اس کو جتنا ثواب ملے گا اتنا ہی وہ کھانا کھانے والے کو ملے گا۔ نواز صاحب آپ نے آج کیا پکایا ہے۔ جی مرغاً پکایا ہے۔ کتنا خرچ آیا ہے۔ جی چندرہ سولہ سو آیا ہے۔ نواز صاحب کو چندرہ سولہ سو روپے خرچ کر کے جتنا ثواب ملے گا مجھے اتنا ہی ثواب صرف وہ کھانا کھا کر مل جائے گا۔ آپ سب کو ہر ایک کو اتنا ہی ثواب مل جائے گا۔ یہ توریت میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کیا یہ امت مجھے نہیں مل سکتی ہے۔ کہ کھانا بھی مفت میں کھاتی ہے اور ثواب بھی پاتی ہے۔ فرمایا کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے یہ آپ کو نہیں مل سکتی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ ایسی امت ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کر دیا کہ یا اللہ وہ امت مجھے عطا کر دے فرمایا کہ نہیں وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس امت میں ہونے کی دعائیں کر رہے ہیں لیکن ہمیں چونکہ مفت میں مل گئی ہے اس لئے اس کی قدر نہیں ہے۔ اس سے بڑی نعت دنیا و کائنات میں نہیں ہے۔ تخت ہونا بڑی بات ہے۔ تخت بڑے بڑے ہیں۔ آج ان پر گالیاں پڑ رہی ہیں۔ نمرود، فرعون کیا کوئی چھوٹے بادشاہ تھے۔ صدیاں گزر گئی ہیں آج تک لوگوں کو یاد ہیں۔ کیا فرعون کو لوگ بھول گئے ہیں۔ آج اس کا کیا حال ہے۔ مصر کے عجائب گھر میں آج بھی اس کی لاش عبرت کا نشان بنی ہوئی ہے۔ اس کا مردہ ہاں پڑا ہوا ہے۔ زہر اس کو لگی ہوئی ہے۔ دولت اگر بڑی بات ہوتی تو قارون کا بڑا نام ہوتا۔ لیکن اس وقت بھی اسی دولت کے نیچے زمین میں دھنس رہا ہے۔ جس چیز کو کوئی پھل ہے جس چیز کی کوئی قدر ہے جس کی کوئی قیمت ہے وہ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو اس کے ساتھ لگ گیا۔ جو دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گیا وہ یگانہ ہو گیا۔

دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا
ہر کرم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ ہے۔ دولت جب قارون کے گھر آئی تو تباہی کا باعث بن گئی اور جب دولت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کے گھر آئی تو وہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ وہ کیوں غنی بن گئے اس لئے کہ اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ نہیں کہ دولت میں کوئی چیز تھی دولت میں کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے وہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا کر لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بی بی نے دعا کی تو اس کا بیڑہ

پار ہو گیا ہے۔ ہمارا بھی ہو جائے گا۔ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔

ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار آپ اگر ہمارے نہیں ہوتے

اس بی بی کی دعائیں تھی کیا بات ہے جی کیا دعا تھی اللہ تعالیٰ ایسی صرف ایک ہی دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی پر مرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی پر مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دعا ختم ہو گئی۔ TOTAL یہ دعا تھی۔ وہ عورت بہت گنہگار تھی۔ فوت ہو گئی۔ کسی صاحب نظر نے دیکھا کہ وہ جنت میں سیر کر رہی ہے۔ پوچھا کہ اے بی بی تو وہ فلاں عورت تھی اور اب اس جنت میں سیر کر رہی ہے۔ ہاں میں وہی ہوں نہایت ہی گنہگار تھی لیکن گناہوں کے ساتھ ساتھ میری ہر وقت ایک دعا بھی ہوتی تھی کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے میرا حساب کتاب لینے کے لئے جب مجھے کھڑا کیا تو فرمایا کہ تو فلاں عورت ہے تو نے فلاں فلاں گناہ کئے تھے۔ عرض کیا ہاں یا اللہ میں بہت گنہگار تھی۔ مجھ سے گناہ ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے فرشتو اسے چھوڑ دو۔ اس کی یہ دعا جو تھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا جو تھی اس کے صلہ میں اس کو معاف کر دو اور جنت میں داخل کر دو اور اس دیکھنے والے کو یہ بھی ندا آئی کہ جو کوئی اس عورت کی طرف تمنا کرے گا کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ یہ دعا کا اثر ہے۔

ہم جیسے نکموں کو گلے کون لگاتا
سرکار آپ اگر ہمارے نہیں ہوتے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کی شان دیکھوں۔ ایک نوجوان تھا اسے شوق ہوا کہ اس کے شہر میں جو ولی کامل رہتے تھے ان کا دیدار کرنا چاہئے۔ روزانہ سوچتا کہ آج جاتا ہوں کل جاؤں گا۔ فرصت نہ ملی اور وہ نوجوان فوت ہو گیا۔ حشر کے روز اس نوجوان کی کرسی اس بزرگ کے ساتھ لگائی جائے گی۔ اس ولی کامل کا جو مقام ہو گا وہیں پر اس نوجوان کو بھی جگہ دی جائے گی۔ وہ نوجوان عرض کرے گا۔ یا اللہ میرا تو یہ مقام نہیں ہے میں تو بہت گنہگار تھا۔ یہ بزرگ بہت بڑی ہستی ہیں میری کرسی ان کے برابر کس طرح لگ گئی ہے۔ دنیا میں نوسر بازی کرتے رہے ہیں۔ یہاں تو جھوٹ نہ بولیں۔ میں اس قابل نہیں کہ میری کرسی اس مقام پر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہاں تیرا یہ مقام واقعی نہیں تھا۔ لیکن تیری ینیت تھی کہ اس کے دربار کی حاضری دے گا۔ اگر نہیں بھی دے سکا تو تیری نیت کی وجہ سے تمہیں ان کے ساتھ جگہ عطا کر دی گئی ہے۔ آپ بھی یہ نیت کر لو کہ مدینہ شریف جانا ہے۔ بغداد شریف جانا ہے۔ کھڑی شریف جانا ہے۔ دادو شریف جانا ہے۔ پاکپتن شریف جانا ہے۔ لاہور شریف جانا ہے۔ اگر نہ جاسکے تو پھر بھی اس نوجوان کی طرح تیری کرسی حضرت دانا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رکھی جائے گی۔ غوث الاعظم سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رکھی جائے گی۔ حدیث

پاک ہے کہ تجھے اس دنیا میں جس شخص سے محبت ہے تیرا شراں کے ساتھ ہے اب یہ تیری مرضی ہے کہ تو کس سے محبت کرتا ہے۔ لوگ آج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گارہے ہیں تو کئی وہ بھی ہیں جو فلمی گانے گارہے ہیں۔ نعت خواں جو ہیں وہ فلمی گواروں کے مقابلہ میں ان کے پاس کبھی نہیں ہیں۔ لیکن نعت خواں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے اور دوسرے اپنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور کیا چاہتے ہو۔ کیا تمہاری آواز نور جہاں جیسی ہے۔ نہیں ہے تو پھر دنیاوی طور سے تمہارا کیا مقام ہے۔ ہمارا کوئی مقام نہیں ہے۔ سارا مام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف کا ہے۔ آواز کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کی اسی محفل میں ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے۔ جو بالکل تو حلا ہے اسکی زبان میں زبردست لکنت ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس سے پوچھیں کہ تیرا گھر کہاں ہے وہ بتائے گا ضرور لیکن ہمیں بالکل سمجھ نہیں آئے گا کہ کہاں رہتا ہے۔ کئی بار اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ کیا کام کرتا ہے۔ لیکن وہ نعت مصطفیٰ پڑھتا ہے تو بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نعت پڑھتے وقت بالکل نہیں اکتا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نعت از خود سماعت فرماتے ہیں اور جھومتے ہیں اور جس شعر پر زیادہ خوش ہوتے ہیں اور جھومتے ہیں وہ شعر یہ ہے کہ

بن مانگے عطا ہو تیے خیرات جہاں سے
اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے۔
یہ نعت سماعت فرما کر اس شعر کو سماعت فرما کر علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت جھومتے ہیں۔ جب نواز نے پر آتے ہیں تو تو تلے کو بھی نواز دیتے ہیں۔ معجزہ بنا کر دنیا میں بھیج دیا ہے۔ آپ اس کی زیارت کرنا چاہتے ہیں تو میں ابھی آپ کو بتا دوں گا۔ ایک اور بھی بابا بیٹھا ہوا ہے وہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت پڑھتا ہے۔

تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے
جو کہندے اوہ ہو جاندا لفظاں وچ اثر رکھدے
اس نے پڑھا تو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ یہاں آپ کے شہر فیصل آباد میں تشریف لے آئے فرمایا کہ تو پڑھتا ہے۔ ”تحریر بدل دیندے“ کیا کوئی تحریر بدلوانا چاہتے ہو عرض کیا کہ سرکار میں ریلوے میں ملازم ہوں۔ عمر رسیدہ ہو گیا ہوں۔ ریٹائر ہونے والا ہوں۔ پنشن صرف دواڑھائی سو روپیہ ملے گی۔ اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ گزارہ نہیں ہوگا۔ مہربانی فرما کر میری ملازمت میں توسیع فرما دیں۔ فرمایا کہ جاؤ جتنی کہو اتنی بڑھ جائے گی۔ جب محکمہ والے اس کو ریٹائر کرنے کے لئے اس کا کیس تیار کرنے لگے تو پوری فائلوں میں جہاں کہیں بھی اس کی تاریخ پیدائش لکھی ہوئی تھی وہ ہر جگہ سے مٹ گئی۔ اب عمر کا حساب نہیں لگ رہا ہے۔ کہ ساٹھ سال کا کب ہو رہا ہے۔ اس بابا کو پتہ چلا تو اس نے کہا کہ آپ نے جان بوجھ کر میری تاریخ پیدائش منادی ہے۔ تاکہ مجھے قبل از وقت ہی ریٹائر کر کے کسی اپنی آدمی کے لئے جگہ بنالیں۔ میں آپ پر مقدمہ عدالت میں کروں گا۔ محکمہ والوں نے کہا کہ چھوڑو بابا جتنی تم کہتے ہو ہم وہی لکھ دیتے ہیں۔ بابا نے جو تاریخ لکھوادی اس کے حساب سے ابھی اس کی ریٹائرمنٹ میں پندرہ سال باقی ہیں۔ وہ سامنے بابا بیٹھا ہوا

ہے محمد یعقوب چندرہ سال بھی گزر گئے یہ منقبت پڑھتا رہا۔ اب پھر ریٹائر ہونے کا وقت آ گیا۔ تو سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پہلے بھی روزگار کا ہی مسئلہ تھا اب بھی وہی ہے فرمایا کہ جاؤ۔ میڈیکل ٹسٹ دو آپ کو پاس کرادیں گے۔ لاہور ہیڈ کوارٹر پر اس کا میڈیکل ہوا۔ ڈاکٹر نے رپورٹ دی کہ بہت زیادہ عمر کا ہو چکا ہے۔ قوتِ سماعت بھی درست نہیں۔ بینائی بھی کمزور ہو چکی ہے۔ جسمانی کمزوری بھی آگئی ہے۔ کام کے قابل نہیں رہا۔ اب اس کو ریٹائر کر دو۔ کسی نے کہہ دیا کہ یہ بابا نعت خوان ہے۔ منقبت بڑی لے سے پڑھتا ہے ذرا وہ اس سے سن لیں۔ ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا ہوا ہے بابا نے یہی منقبت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سنا دی۔ چیف ڈاکٹر نے کہا کہ بابا ہم تمہیں پاس کرتے ہیں اب تو ہماری طرف سے تاحیات ملازمت میں ہے جب تیرا دل چاہے گا پھر ہمیں بتا دینا۔ تمہیں ریٹائر کر دیں گے۔ یہ سامنے آپ کے بیٹھا ہوا ہے بابا محمد یعقوب جو منقبت پڑھتا ہے اور وہ بیچھے بیٹھا ہوا تو تلا نعت خواں مختار احمد۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو نوازا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نوازا ہے۔ جب نوازے گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان دونوں کو گلے لگا لیا۔ یہ سارا کرمِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کی وجہ سے ہے۔ اگر یہ تعلق ہے تو سب کچھ ہے اگر تعلق نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک آدمی تھا جو عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ ابھی یہ پڑھا گیا ہے کہ میری قبر مدینہ شہر میں بن جائے۔ وہ حج پر گیا۔ مدینہ شریف حاضری دی۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں واپس نہیں جانا چاہتا۔ مجھے یہیں مدینہ شریف میں اپنے قدموں میں ہی جگہ عطا فرمادیں۔ میری قبر یہیں بن جائے۔ حاضری سے فارغ ہوا تو جنت البقیع قبرستان ہے وہاں گیا۔ اس کو نظر عطا ہوگئی۔ وہ دیکھتا ہے کہ کچھ ممتیں باہر سے لائی جارہی ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن کو ان کی قبور سے نکال کر باہر بھیجا جا رہا ہے اس نے پوچھا کہ کن لوگوں کی ممتیں آ رہی ہیں اور کن لوگوں جارہی ہیں۔ فرمایا کہ جو چاہتے تھے کہ مدینہ شریف میں موت آئے وہ فیصل آباد میں مر گئے تو انہیں وہاں سے یہاں لایا جا رہا ہے۔ کوئی چین سے آ رہا ہے کوئی جاپان سے آ رہا ہے۔ کوئی کہیں سے لایا جا رہا ہے۔ کوئی کہیں سے لایا جا رہا ہے اور جو مدینہ شریف میں مرنا نہیں چاہتے تھے ان کو یہاں سے نکال ان لوگوں کی قبروں میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ آپ بھی مدینہ شریف میں موت مانگ لیں۔ اگر سچے دل سے مدینہ شریف میں موت مانگ لو گے تو تمہاری قبر مدینہ شریف میں ہی بنے گی۔ خواہ تم فیصل آباد میں فوت ہو جاؤ گے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کی بات ہے۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ ہم میں کچھ خاصیت ہے۔ ہم میں کچھ نہیں ہے سب کچھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے جس کو ہے میری لاج وہ لُج پال بڑا ہے۔ ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ

کاشف یہ تصدق ہے فقط نعت کا ورنہ
محشر میں تیرے وارے نیارے نہیں ہوتے

نعت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کتنے وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں فرشِ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ساتھ ہی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تشریف فرما ہیں۔ عشرہ مبشرہ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند جگہ پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ وہ کون ہے اور کیوں اوپر بیٹھا ہوا ہے کیا اس کی نمازیں زیادہ ہیں اس کے روزے زیادہ ہیں۔ اس کا علم زیادہ ہے آخر اس کی کون سی چیز زیادہ ہے کہ وہ اوپر بیٹھا ہوا ہے اور باقی سب نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس میں صرف ایک چیز ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعت خوان ہے۔ یہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور وہ کیا فرما رہے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جیسا حسین میں نے دیکھا نہیں ہے۔ آپ سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنمائی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے پیدا فرمایا ایسے بنایا ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی تھی۔ اس فضیلت کی بنا پر وہ ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف فرما ہے اپنی اپنی قبر میں سب نے جانا ہے۔ وہاں کس کو فضیلت ملنی ہے اور کس کو دھکے ملنے ہیں۔ کس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھلتی ہے اور کس کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھلتی ہے۔ وہاں پوچھا جائے گا کہ تو دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا صرف یہی ایک سوال ہوگا۔ اس ہستی کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ تو وہاں یہ کہہ دے کہ

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے بالا ووال ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تو پاس ہو گیا۔ تیرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ وارے نیارے یہاں بھی ہوتے ہیں۔ اور وہاں بھی ہوں گے۔
ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نعت شریف پڑھی جا رہی ہے۔ قبر میں بھی نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی جا رہی ہے۔
یہاں وارے نیارے ہو رہے ہیں وہاں جنت کی کھڑکی کھل رہی ہے۔ حشر میں اندھیرا ہوگا۔ نہ سورج نہ چاند نہ ستارے
کوئی روشنی نہیں کوئی بلب نہیں کوئی ٹیوب نہیں۔ کچھ روشنی نہیں ہے۔ اگر کوئی روشنی ہے تو وہ صرف نعت شریف اور درود
شریف کی روشنی ہے۔ پل صراط سے کون صحیح سلامت گزرے گا اور ایک ہی لمحہ میں گزرے گا۔ جس کے پلے میں نعت
شریف ہے۔ اور درود شریف ہے۔ یہ حدیث پاک ہے جس کے پلے میں نعت نہیں ہے۔ درود شریف نہیں ہے۔ وہ پل
صراط سے نہیں گزر سکے گا۔ وہ نیچے جہنم میں گر جائے گا۔ اور قرب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں کون جائے گا۔ جنت میں
جس جگہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے محلّہ ہے سیکشن ہے وہاں کون جائے گا۔ کون وہاں رہے گا۔ نعت خواں وہاں
بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت میں میرے قریب
ترین وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر نعت شریف اور درود شریف پڑھا ہوگا۔ یہ وارے نیارے صرف نعت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں گے ایک آدمی ہے کہ اس کے پلے میں بڑی نیکیاں
ہیں۔ حج ہے زکوٰۃ ہے جہاد ہے قربانی ہے شہادت بھی ہے اور بھی بڑے بڑے نیک اعمال ہوں گے۔ اسے ٹکٹ مل
جائے گی کہ تو جنتی ہے۔ تم جنت میں چلے جاؤ لیکن اس کی زندگی میں درود شریف نہیں ہے اور نہ ہی نعت ہے حدیث

پاک فرماتی ہے کہ وہ راستہ بھول جائے گا۔ اسے جنت کا دروازہ نہیں ملے گا۔ مانا کہ وہ جہنم میں نہیں جائے گا لیکن اسے جنت میں داخلہ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ لیکن ایک بندہ ایسا ہے کہ اس کے پلے میں صرف درود شریف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بیٹھ کر پڑھے گا وہ اس سے پہلے کے اٹھے اس کی بخشش ہو جائے گی اگر کھڑا ہو کر پڑھے تو اس سے پہلے کہ وہ بیٹھے اس کی بخشش ہو جائے گی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلَّمَ

وہ صرف یہ درود شریف ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ جو یہ درود شریف صرف ایک مرتبہ پڑھے گا انشاء اللہ وہ جنتی ہو جائے گا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندیا میں ڈالے ہوئے مچھلی کے ٹکڑے لے کر حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دن سے پکار رہے ہیں۔ یہ کپکپی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت دیکھنے کے مچھلی کے ٹکڑے جو دو دن سے پکائے جا رہے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ اے مچھلی تو پکتی کیوں نہیں ہے۔ کیا بات ہے مچھلی ٹکڑے کی ہوئی ہے عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی دریا میں جا رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہے تھے میں نے وہ درود شریف ایک بار سن لیا ہے اس لئے مجھے آگ نہیں جلاتی فرمایا کہ کیا تمہیں وہ درود شریف یاد ہے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ درود شریف یاد ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ سناؤ مچھلی نے وہ درود شریف سنایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ لکھ لو۔ جو بندہ یہ درود شریف زندگی میں ایک دفعہ بھی پڑھ لے گا اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ وہ درود مائے ہے کتاب میں لکھا ہوا ہے بازار میں ملتا ہے آپ بھی پڑھ لیں میں بھی پڑھ لوں۔ اگر مچھلی کو آگ نے نہیں جلا یا ہے کہ تمہیں جہنم کی آگ نہیں جلائے گی یہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عراز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازتے ہیں اور صرف انہی کو نوازتے ہیں جو دامن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ایک شعر یہ بھی ہے کہ

ہے وہ سراپا ناز نیازی جیت گیا وہ تقدیر کی بازی
جس پر تیری نظر پڑی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آپ خود آئے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے جی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے اس کا مطلب پھر یہ ہے کہ نظر تو آپ پر پڑی ہوئی ہے اور یہی ہمارا سرمایہ حیات ہے ہمارے پلے کوئی شے نہیں ہے۔ ہم صرف وہ ہیں کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بلاتے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بلاتے ہیں اپنے روضہ اقدس پر بلاتے ہیں۔ جاتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔

کہاں کا منصب کہاں کی دولت قسم خدا کی یہ ہے حقیقت
جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ ﷺ نے وہی مدینے کو جا رہے ہیں

آئیے ہم بھی وہی نعمتیں لوٹتے ہیں جو حضرت علامہ ابو صیری رحمۃ اللہ علیہ لے گئے ہیں۔ ہم بھی پڑھتے ہیں مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ ایک دفعہ پڑھ رہے ہیں اور کہتے ہیں لاکھوں سلام، لاکھوں کتنے ہوئے ہیں یہ کروڑ سے ایک کم ہوتا ہے پھر ہم کہیں گے مصطفیٰ جانِ رحمت پہ کروڑوں سلام۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ صرف دو دفعہ کہا ہے اور کہتے ہیں کروڑوں یعنی ارب سے ایک کم ہے پھر ہم کہیں گے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام، فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ تو اب حد سے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہے ہیں۔ کملی والے کوثر کے مالک کا ذکر ہے جتنا یہ کہتے ہیں لکھتے جاؤ۔ آؤ ہم بھی لکھوالیں۔ ہم پڑھیں گے صرف تین مرتبہ لیکن یہ بے حساب بن جائے گا۔ صرف اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے ہیں۔ اگر سرکار ہمارے نہیں ہوتے تو ہم کچھ بھی نہ ہوتے نہ ہمارے سجدے، نہ نماز، نہ روزے، نہ جہاد کچھ بھی نہیں ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش احمد نواز صاحب 09-04-03

قبلہ کا تعین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- حدیث شریف ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ جب لوگوں کا
سارا مقصد ان کا پیٹ ہوگا۔ دولت ان کی عزت ہوگی۔ عورت ان کا قبلہ ہوگا۔ روپیہ ان کا دین ہوگا۔ وہ بدترین لوگ
ہوں گے اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ عورت ان کا قبلہ ہوگا۔ جس کی طرف ان کا دل کچھا رہے گا۔ اس کے
ارد گرد ہی بندے کے خیالات گھومتے رہیں گے۔ اسی کو ہی اپنی منزل سمجھیں گے۔ مانا کہ یہ بُرے آدمیوں کی نشانیاں
ہیں لیکن ہمارا قبلہ کون سا ہے؟۔ برے لوگوں کا قبلہ عورت ہے ہمارا قبلہ کون سا ہے؟ یا یہ کہ ہمارا قبلہ کون سا ہونا چاہیے
جس کی طرف ہماری توجہ رہے۔ جو ہماری منزل ہے۔ تین ہستیاں ہیں کہ جن سے ہمیں یہ سبق مل سکتا ہے کہ ہم اپنے قبلہ کا
تعیین کر لیں۔ ایک اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہیں اور ایک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ہیں۔ ان تینوں سے ہمیں علم ملتا ہے کہ ہمارا قبلہ کیا ہوتا چاہیے تاکہ ہماری توجہ اسی طرف لگی رہے۔ کہتے ہیں ناکہ اپنا
قبلہ درست کر لو۔ قبلہ درست ہو جائے تو تھوڑی سی رفتار بھی منزل پر پہنچا دیتی ہے۔ اگر قبلہ غلط ہے تو پھر آواز سے تیز
رفتار Super sonic Speed سے بھی تو اگر چلتا ہے تو منزل کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ منزل سے اور بھی دور ہوتا جائے
گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قبلہ درست ہونا ضروری ہے۔ لیکن قبلہ ہے کیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے محبوب
علیہ الصلوۃ والسلام سارا جہاں مجھے دیکھتا ہے لیکن میں نظر نہیں آتا۔ میں تو تیرا چہرہ نکلتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا قبلہ میرے
نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہیں حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روح المعانی میں ہے۔
وَلِكُلِّ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيُّهَا (البقرہ ۱۴۸) اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منکر کرتا ہے۔ اس
آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام میرا قبلہ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں۔ میں جو چیز پیدا فرماتا ہوں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہے۔ ایک بڑی ہستی کا شعر ہے کہ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ساری کتب کا مطالعہ کرو۔ ان میں اللہ اللہ ہی ہوگا۔ کسی کتاب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی نہیں آئے گا۔
سوائے اللہ تعالیٰ کے باقی سب سے منہ موڑ لو۔ بس اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرتا ہے۔ اور ہمیں بھی پڑھاتا ہے۔ سکھاتا ہے کہ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ
إِنْ كُنَّا مُوْصِنِينَ (التوبة ۶۲) ”اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے“ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ حق ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کیا
جائے۔ اس لئے وہ فرماتا ہے کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوْلَا لَمَّا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَبُونَ (الانعام ۲۸) ”اگر تم نہیں نہ بنانا ہوتا تو میں ساری کائنات کو نہ بناتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
مجمعہ نبوی میں تشریف فرماتے اور انبیاء علیہم السلام کی شان بیان کر رہے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بڑی شان
ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسجود ملائکہ ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے براہ راست کلام فرماتے
ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نوحی اللہ
ہیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام کی بھی تعریف بیان فرمائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے فرمایا کہ اے
میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی بڑی شان ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ میں
حبیب اللہ ہوں۔ میری شان کو کوئی نہیں پہنچتا۔ فرمایا کہ خلیل اور حبیب میں کیا فرق ہے۔ خلیل کون ہوتا ہے اور حبیب کون
ہوتا ہے۔ خلیل وہ ہے جو اپنے رب کو راضی کرے۔ اور حبیب وہ ہے کہ جس کو اس کا رب راضی کرے۔ اب دیکھ لیں کہ
اللہ تعالیٰ کا قبلہ کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توجہ کس طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ صرف دو کام کرتا ہے۔ ایک یہ ہے کہ وہ نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اور کوئی کام خود نہیں کرتا۔ جو بھی باقی کام ہیں ہوا کا چلانا، بارش کا برسانا،
پودے اگانے، پھل پھول لگانے یہ سب کچھ فرشتے اور مدبران کے تصرف میں دیا ہوا ہے۔ ان کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں
اور وہ یہ کام سہرا انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا اَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر ۱) ”مجھ کو بے شک ہم نے
تمہیں بے شمار خوشیاں عطا فرمائیں۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے سب کچھ تمہیں
عطا فرمادیا۔ ماسواء اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی ہے وہ کوثر ہے تیری ہر آنے والی گھڑی کئی کوثریں لے کر آئے گی اور میں نے تو
اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ اگر میں سوچوں یا خیال کروں یا نظر کروں تو اس میں کون
ہے۔ یہ میرا اور تیرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس میں اشارہ یہی ہے کہ اے لوگوں میں بے نیاز ہو کر بھی اپنے
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دھیان رکھتا ہوں اور تم نیاز مند ہو کر بھی ادھر خیال نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ

بھی فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی میرا ذکر کرے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نے میرا ذکر کیا ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب تک میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو میں اپنا ذکر قبول ہی نہیں کروں گا۔ فرمایا کہ اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کی جائے۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کی جائے وہ بھی میری محبت میری رضا اور میری غلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی ایک طرف کر لیا ہے تاکہ بندوں کی ساری توجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی ہو جائے۔ ان کے در اقدس کی طرف لگی رہے۔ ان کے چہرہ اقدس کی طرف ہی لگی رہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی بات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں اور توجہ کس طرف کرتے ہیں۔ یہ قبلہ کا تعین ہے۔ جب تک یہ نہیں ہوگا۔ تیرا کوئی عمل کسی گنتی میں نہیں ہے۔ اخباروں میں آتا ہے کہ سیاست دان کہتے ہیں کہ اپنا قبلہ درست کر لو۔ اس سے ان کی کیا مراد ہے۔ کہ پہلے اپنی منزل بناؤ کہ کدھر جاتا ہے پھر اس کے لئے کوشش کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک میں تمہیں ہر چیز سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں تمہارا ایمان ہی نہیں ہے۔ حدیث شریف ہے کہ میں جب تک تمہیں ہر چیز سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں تم مومن ہی نہیں ہو۔ اور فرمایا کہ میرا ذکر تمہارے ایمان کی تکمیل ہے۔ ایمان مکمل ہی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔ اگر چھت نہ ہو تو یہ مکان کیسا۔ بڑا خوبصورت مکان بنایا لیکن اس پر چھت نہیں بنائی۔ دروازے نہیں رکھے۔ فرش نہیں بنایا۔ دیواریں نہیں ہیں تو ایسے مکان کو کیا کرو گے۔ کیا ایسا مکان کسی کام کا ہے۔ روپیہ پیسہ بھی لگ گیا لیکن کام پھر بھی نہیں بنا۔ اسی طرح سے ایمان کے مکان کی تکمیل کب ہوتی ہے۔ جب اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ جب تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ جب تک درود شریف تیری زندگی میں نہیں ہے۔ اگر تو کہے کہ میں تو ذکر الہی کروں گا۔ درود شریف میں کویں پڑھوں وہ تو غیر اللہ ہے۔ وہ تو ماسواء اللہ تعالیٰ ہے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ذکر کروں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر ایسا بندہ جنت کا حقدار بھی ہو جائے۔ اسے جنت کا ٹکٹ بھی مل جائے۔ جنت کا حکم بھی ہو جائے وہ پھر بی جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ اگر ٹکٹ میرے پاس ہو لیکن مجھے وہ گاڑی ہی نہ ملے جس میں سوار ہونا ہے تو ایسی ٹکٹ کو میں نے کیا کرنا ہے۔ میں کہوں کہ میرے پاس لاہور کا ٹکٹ ہے لیکن گاڑی جا چکی ہے۔ گاڑی تو تمہیں ملی نہیں ہے تو ٹکٹ اپنے پاس رکھ کر کیا کرو گے۔ پیسے بھی گئے۔ پھیل تو ایسی ٹکٹ واپس کر لیتے تھے اب تو وہ بھی نہیں کرتے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر یہ ایک ایسا ٹکٹ ہے کہ جو بیکار ہے۔ اسے گاڑی ہی نہیں ملے گی۔ وہ جنت میں داخل ہی نہیں ہو سکتا گا۔ اور کس کے پلے میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ درود شریف ہو۔ باقی خواہ اس ایک اعمال بُرے بھی ہوں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ کے کرم سے جنت میں داخل ہو ہی جائے گا۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تکمیل ایمان ہے اور جنت کا ٹکٹ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ساری کائنات میرے نور سے بنی ہیں۔ کون سا قبلہ ہے کس کو قبلہ کہو

گے کہاں ڈھونڈو گے میرے نور کے علاوہ کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ اپنی عزت کے لحاظ سے اپنا مقام بنا لو۔ کعبہ شریف بڑی عظمت والی چیز ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی سے بنا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا سے بنا ہے۔ قرآن مجید شاہد ہے۔ سترہ مہینے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لیکن دل میں یہ تمنا تھی کہ میرا کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام والا کعبہ بن جائے۔ نماز میں ہی حکم آ گیا۔ کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرف بھی تیری مرضی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف رخ کر لیں میں اسے ہی کعبہ بناتا ہوں۔ آج کعبہ شریف کو عزت ملی ہوئی ہے۔ لوگ اس کا طواف کر رہے ہیں اس کو بوسے دے رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہی سب کچھ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا ہے۔ رضا کے پیچھے پڑے ہوئے ہو رضا والے کا دامن پکڑو۔ جس کی مرضی سے یہ بنا ہے اس کا دامن پکڑو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبے کی چھت پر چڑھ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو میں کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے آذان دیا کرتا تھا۔ اب اس کی چھت پر ہوں تو اب منہ کس طرف کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب منہ میری طرف کر لو میں اس کعبے کا بھی کعبہ ہوں۔

حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا بھی کعبہ دیکھو

قبلہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر تیرا عقیدہ ہے تو تیرا ایمان درست ہے۔ اگر کوئی گڑبڑ ہے تو اللہ تعالیٰ معافی دے تیرا قبلہ ہی درست نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق اور باطل میں، کفر اور ایمان میں، جنت اور دوزخ میں، جزا اور سزا میں فرق کرنے والی چیز ذات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر وہ تیرے ساتھ ہے تو پھر تو حق پر ہے۔ تو جنتی ہے۔ تو ناجی ہے، اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے ساتھ نہیں ہیں۔ تو پھر تیری نماز، روزے، زکوٰۃ کسی کام کے نہیں ہیں۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ہوں تو یہ قبول ہیں ورنہ دیکھو کہ منافق کے اعمال کے اعمال کدھر گئے کوئی بندہ اگر کسی ایک بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفیع نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں تو بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ قادیانی صرف ایک شان کے انکار ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں لیکن ایک بات جو وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہیں بلکہ ان کے بعد اور نبی بھی آ سکتے ہیں مرزا صاحب بھی نبی ہیں تو پاکستان حکومت نے کیا کیا ہے۔ پارلیمنٹ نے کیا پاس کیا ہے کہ یہ کافر ہیں۔ مرتد ہیں، حالانکہ وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ پر ہتے ہیں پھر یہ کہ ان کے کام کیوں نہیں آیا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھتے ہیں لیکن کام نہیں بنا۔ کام بنانے والی چیز مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ ہے۔ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کی بے شمار شائیں ہیں۔ اگر کسی ایک شان کا انکار کر دو گے تو مرتد ہو جاؤ گے۔ کافر شمار ہو گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک منافق بولا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انصاف کریں۔ عدل کریں۔ کسی کو زیادہ دے رہے ہیں اور کسی کو تھوڑا مل رہا ہے۔ فرمایا کہ اگر میں نے انصاف نہیں کرنا ہے تو پھر دنیا میں کوئی اور انصاف کر نہیں سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان عدل کا اتنا کر کیا ہے میں اس کو قتل کرتا ہوں۔ یہ واجب القتل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہنے دو۔ اس کی بڑی لمبی نسل ہوگی۔ ان کی بڑی نمازیں ہوں گی۔ ان کے بڑے روزے ہوں گے ان کی نمازوں اور روزوں کے سامنے تمہاری نمازیں اور روزے کچھ بھی نہیں ہوں گے۔ لیکن ان میں سے دین اس طرح نکل جائے گا۔ کہ جس طرح کمان میں سے تیر نکل جاتا ہے۔ شکار نکل جاتا ہے۔ اگر شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ تمہارے دل پر نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو استطاعت رکھتا ہو۔ وقت رکھتا ہے۔ زادراہ بھی موجود ہے۔ صحت بھی ہے۔ اجازت بھی ہے اور پھر کہے کہ میں نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے۔ مدینے میں کیا لینے جانا ہے۔ وہاں کیا رکھا ہے۔ دنیا کی سیر کرو۔ نیو یارک جاؤ۔ پیرس جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بد مذہب ہے، کافر ہے، صرف اتنا کہا کہ میں نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے۔ اور جو مدینہ شریف چلا گیا۔ پہلی نظر روضہ اقدس پر پڑی تو جنت مل گئی۔ بخشش ہو گئی۔ سفاقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق دار بن گیا۔ فرمایا کہ میں سب کا شفیع ہوں کوئی میری شفاعت کے بغیر جنت میں نہیں جائے گا۔ آج تو قبلے بنانے والے توجہ ادھر ادھر کرنے والے بہت ہیں حشر والے دن سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر ہوں گے۔ حشر والے دن جو ان کے پاس جانا ہے۔ تو آج ہی ان کو قبلہ بنا لو۔ ہم تو گنہگار بندے ہیں ہمیں تو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشد ضرورت ہے۔ انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہیں۔ انہیں شفاعت کی ضرورت ہے۔ اگر عمل سے زندگی بنتی ہے تو پھر بنا لو جنت کا ٹکٹ مل گیا ہے تو لے کر جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **By-Pass** کرو۔ ان سے کنارہ کشی کرو۔ اعراض کرو۔ ان کے دروازے سے ہٹ جاؤ۔ تو دیکھو کہ جنت ملتی ہے کہ نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی حدیث شریف کا ترجمہ ہے کہ ساری مخلوق جھولیاں پھیلا کر میرے در پر کھڑی ہوگی ان میں انبیاء علیہم السلام بھی ہوں۔ میرا ہی منہ تکتے ہوں گے لیکن نظر صرف اسے ہی آئے گا۔ جو آج ان کی طرف تک رہا ہے۔ آج ان کو قبلہ بنائے بیٹھا ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا تیسری ہستی جو ہمیں راہ دکھا سکتی ہے۔ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنے علم عطا فرمائے ہیں وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دئے ہیں۔ اب وہ جو بات کریں گے تو پورے علم کے ساتھ کریں گے۔ بے علمی سے بات نہیں کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنی امت کا امام بنایا ہے۔ فرمایا کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی امامت نہیں کر سکتا۔ اب ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا قبلہ کون سا ہے۔ آپ کس کو قبلہ تسلیم کرتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے اسی کی طرف دل کھچا رہتا ہے وہی قبلہ ہوتا ہے۔ پھر دوسری طرف توجہ نہیں جاتی۔ ہمسائے کا بیٹا خواہ کتنا ہی حسین ہو۔ اپنے بیٹے سے زیادہ حسین نہیں لگتا ہے۔ کیونکہ تمہارا بیٹا تمہارا محبوب ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت ہے۔ عرض کیا کہ زیادہ محبت تو اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا بھی پتہ ان کے در سے چلا ہے اگر یہ نہ ملے تو مجھے اللہ تعالیٰ کا بھی علم نہ ہوتا۔ میرا قبلہ ہیں۔ میرے راہبر ہیں اس لئے مجھے ان سے زیادہ محبت ہے۔ پھر پوچھا کہ آپ کی دعا اور تمنا کیا ہے۔ فرمایا کہ صرف ایک ہی تمنا ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں
یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ رکھنے کی بنا پر پھر انعام کیا ملا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے دل میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہوگی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جب تک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت تیرے دل میں موجزن نہیں ہوتی تجھے جنت کا ٹکٹ نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی چابیاں اور قبضہ جہنم کی چابیاں اور قبضہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ جانتا ہے اس کا انجام دیکھو کہ جنت کا بھی مالک ہے۔ دوزخ کا بھی مالک ہے۔ ساری امت کا امام ہے اور آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آرام فرما رہا ہے۔ آج بھی جدا نہیں ہے اور اس کی تصدیق یہ ہے کہ جب وصال کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی کہ غسل و کفن دینے اور نماز جنازہ پڑھانے کے بعد میری میت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ آج لوگ مدینے جانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس پر جانا شرک سمجھتے ہیں بدعت کہتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہونے کے بعد بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جانے والے ہیں۔ اتنا فرق عقیدہ میں ہے۔ اور لے جانے والے ہیں باقی نو عشرہ بمشرہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ وہ لے گئے جس کمرہ میں قبر انور ہے اس کا دروازہ بند ہے باہر سے تالا لگا ہوا ہے۔ جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ تو تالا بھی کھل گیا، دروازہ بھی کھل گیا اندر سے آواز آئی دوست کو دوست سے ملا دو۔ یہ نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام کا ٹھیکیت ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے بھی فرمایا اور یہ بھی کہ یہ میرا دوست ہے اور ان کو رفاقت ملی ہے۔ حشر کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے آئے ہیں تو کیا میرے لئے کوئی تحفہ بھی لائے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑ کر پیش کروں گا اور عرض کروں گا کہ یا اللہ میری ساری کمائی یہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میری ساری امت کے ایمان کو اگر وزن کیا جائے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا وزن کیا جائے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا وزن زیادہ ہوگا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ جس کی نیکیاں ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔ فرمایا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ساری امت کی نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی نیکی ہے۔ فرمایا کہ غار ثور میں جو سانپ سے ڈسوا لیا تھا ان کی وہ ایک نیکی ساری امت کی نیکیوں سے زیادہ وزنی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان کس پر قربان کی ہے۔ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر جان قربان کی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کا قبلہ ہے۔ یا اللہ ہمارا قبلہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائیں ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔ ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نقش قدم مل جائے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات کے مطابق ہماری زندگی بن جائے اللہ تعالیٰ کی رضا جس ہستی کو حاصل ہے اللہ کرے کہ ہمیں ان کی رضا حاصل ہو جائے۔ یہ تکمیل ایمان ہے۔ یہ معراج ایمان ہے۔ امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں
اگر میں کوئی اور چیز طلب کروں تو میں کافر ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا ایمان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یوسف علیہ السلام کی عاشق تھی۔ پہلے ان کو خریدا لیا۔ پھر اپنے محل میں رکھا۔ وہ بادشاہ بن گئے اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے بے دخل ہو گئی۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا روپیہ پیش خرچ کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو راضی کرنے میں لگی رہی۔ آخر کار عمر رسیدہ ہو گئی۔ غریب بھی ہو گئی۔ کبڑی ہو گئی اور بینائی بھی جاتی رہی۔ اس نے جنگل میں اس راستہ پر جھونپڑی بنائی جس راستے سے حضرت یوسف علیہ السلام کا گزر ہوتا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قدموں سے اُٹنے والی گرد میرے اوپر پڑے گی تو میرے لئے یہی کافی ہے۔ ہر وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے تصور میں ہی رہتی تھی وہی اس کا قبلہ تھا۔ جب بہت زیادہ لاچار ہو گئی تو محل کے ایک پرانے خادم سے رابطہ کیا کہ کسی طرح سے میری ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے کرادے تاکہ محبوب کا ایک دفعہ قرب حاصل ہو جائے زندگی کی کیا خبر کہ کب ختم ہو جائے۔ اس خادم نے عرض کیا کہ میری مجال نہیں ہے کہ میں تمہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے کمرے میں پہنچا دوں۔ تمہیں اس

کمرہ تک لے جاتا ہوں پھر کمرے میں داخل ہونا تیری اپنی قسمت ہے یا طاقت ہے بہر حال حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت یوسف علیہ السلام کے کمرے تک رسائی حاصل کر لی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اے زین العابدین! آپ مجھے کیوں چاہتی ہیں۔ عرض کیا کہ آپ حسین ہیں۔ میرے محبوب ہیں کہ تیرے عشق میں مجبور ہو کر آئی ہوں۔ فرمایا کہ تو اس کی عاشق کیوں نہیں ہوتی کہ جس کے حسن کا صدقہ میرا حسن ہے۔ وہ بہت حیران ہوئی پوچھا کہ وہ کون ہیں جس کے حسن کے صدقے میں حسن یوسفی بنتا ہے۔ فرمایا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا تو حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کمر سیدی ہو گئی کوئی دوائی کوئی علاج ایسا نہیں ہے کہ جو کبڑے پن کو سیدھا کر دے۔ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بھی سیدی ہو گئی۔ عرض کیا کہ پھر وہی نام لیجئے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے رخ پھیر لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اب کیا ہوا۔ عرض کرنے لگی کہ اب میرا قبلہ درست ہو گیا ہے۔ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق ہو چکی ہوں آپ سے تعلق ختم ہے۔ پہلے قبلہ کدھر تھا اب قبلہ کس طرف ہو گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا قبلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گیا ہے۔ میرا بھی وہی قبلہ ہے اور ساری عمر کی میری یہ تنہا ہے کہ یا اللہ! مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب کر دے۔ یا اللہ! جس طرح سے حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قبلہ درست ہوا ہے ہمارا بھی قبلہ درست ہو جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں بھی اور حشر میں بھی ہمارا قبلہ ہوں۔ اور یہ قبلہ جو ہمیں عطا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ مجھے بیعت فرمائیں۔ سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کر لیا۔ اس نوجوان نے پانچ روپے شیرینی کے لئے دئے اور عرض کیا کہ حضرت صاحب! مجھے میری کزن سے محبت ہے آپ دعا فرمائیں کہ میری شادی اس سے ہو جائے۔ سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ خیر کرے گا۔ ایک ماہ بعد وہ نوجوان پھر آیا اور کہنے لگا کہ جی میری کزن کی تو مگنی ہو گئی ہے۔ اور شادی بھی ہو جائے گی۔ میری غرض تو پوری نہیں ہوئی آپ میرے پانچ روپے واپس کرو اور میری بیعت توڑ دیں۔ میں خواہ مخواہ اس جھجھٹ میں کیوں پڑا رہوں ایک چھوٹا سا کام تھا وہ بھی نہیں ہوا۔ سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ روپے واپس کر دئے اور فرمایا کہ تمہاری بیعت مجھ سے نہیں ہوئی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے خواہ مخواہ بنا رہے ہیں اگر یہی بات ہے تو مجھے **Action Re-play** دکھائیں۔ جس طرح کرکٹ میں چوکا یا چھکا مارتے ہیں۔ یا کوئی آؤٹ ہوتا ہے۔ تو وی والے بار بار اس کو دکھاتے ہیں۔ اس کو **Action Re-play** کہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک ماہ پہلے میں نے آپ سے بیعت کی ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ یہ بیعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے تو آپ مجھے یہ دکھائیں کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہا ہوں۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہا ہے نوجوان

کا قبلہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ پہلے اس کا قبلہ اس کی کزن تھی جس کی طرف اس کا خیال رہتا تھا اب اس کا قبلہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

پیر کامل مے برد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیر کامل اپنے مرید کا ہاتھ پکڑ کر اسے بارگاہ رسالت میں پہنچا دیتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں اس کا ہاتھ دے دیتا ہے۔ آپ بھی اپنا قبلہ درست کر لو۔ کسی ولی کے ہاتھ میں ہاتھ دے دو۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ملیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی ملے گا۔ اگر کہو کہ میں تو براہ راست نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاؤں گا۔ ولی اللہ کو درمیان سے نکال دو تو نہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملیں گے اور نہ ہی خدا ملے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر صاحب کے وسیلہ سے ملتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ملتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں پیر صاحب ہوتا تھے۔ کامل ولی اللہ ہوتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہوتے تھے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوتے تھے۔ اب تو کوئی کامل ملتا ہی نہیں ہے سب ایسے ہی ہیں۔ کوئی پیر صاحب نہیں ملتے ہیں۔ اپ یقین کامل رکھ کر پیر صاحب کی تلاش کرو کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے پیر صاحب کا دامن پکڑنا ہے تو پھر تمہیں کامل ہستی ہی ملے گی جو تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرا دے گی۔ بس اتنی سی بات ہے۔ اپنی تمام اغراض چھوڑ دو کہ میری شادی فلاں لڑکی سے ہو جائے۔ میرا یہ کام ہو جائے میرا وہ کام ہو جائے۔ بس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی غرض کے کرجاؤ تمہیں انشاء اللہ سچا پیر کامل ہستی والا پیر مل جائے گا۔ بس اپنی غرض سیدھی رکھو۔ کہ یا اللہ مجھے ایسے پیر صاحب کے پاس بھیج دے جو مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرا دے تو انشاء اللہ کبھی آپ کسی جھوٹے کے پاس نہیں جائیں گے۔ ورنہ پیر صاحب کو شٹ کرنا بڑا مشکل ہے۔ کس طرح سے شٹ کرو گے جو خود پر انمری بھی نہیں ہے وہ بی ایچ ڈی کو کیا شٹ کرے گا۔ ٹیچر استاد کیسا ہے۔ اس کی قابلیت کیا ہے۔ یہ تمہیں خود پتہ نہیں ہے۔ تو استاد کا کس طرح پتہ کر لو گے۔ حشر والے دن تیرا تقاضا پورا ہو جائے گا کہ یا اللہ مجھے تو علم نہیں تھا کہ ایس کیسا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ یہ پیر صاحب ہیں میں نے ان کی بیعت کر لی۔ میں ان کا مرید ہو گیا۔ ایک شخص تھا وہ پیر صاحب کی تلاش میں تھا جہاں جاتا اسے کوئی نہ کوئی نقص نظر آ جاتا۔ اس کی ٹوپی نہیں ہے اس کی داڑھی نہیں ہے۔ وہ نمازی نہیں ہے اس نے سوچا کہ اچھے لوگ دوسرے لوگوں سے الگ تھلگ جنگلوں میں ہوتے ہیں۔ وہاں یکسوئی سے وہ عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔ دنیاوی تفکرات سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ پیر صاحب کی تلاش میں جنگل کی طرف چلا گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اس نے سوچا کہ میرا کام بن گیا ہے۔ یہ بندہ خدا آبادی سے دور جنگل میں تنہا پورے انہماک کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ ضرور سچا ہے۔ وہ نماز میں مصروف رہا یہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔ کہ نماز پوری کرے تو میں اس کی بیعت کروں وہ حقیقت میں چور تھا اس نے رات مال چوری کر کے وہاں جنگل چھپا دیا تھا اور وہ اس کو نکالنے کے لئے آیا تھا ادھر یہ آدمی وہاں گیا تو اس نے اس کو دیکھ کر نماز نیت کر لی کہ یہ

آگے چلا جائے گا تو میں اپنا کام کر لوں گا۔ نہ وہ سلام پھیرے اور نہ ہی یہ وہاں سے جائے۔ آخر وہ تنگ آ گیا تو سلام پھیر کر بولا تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ میں اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر تھا۔ میری یکسوئی میں تم نے خلل ڈال دیا ہے جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب بڑی مشکل سے مجھے میری مراد ملی ہے میں نے آپ کی بیعت کرنی ہے۔ چور نے جب یہ دیکھا کہ یہ پیچھا نہیں چھوڑے گا اس نے کہا کہ آؤ میں تمہیں مرید کرتا ہوں تو میرا مرید ہے اور اس کو بٹھا کر اوپر چادر ڈال دی کہ اللہ ہو گا ذکر کرتے ہو اور جب تک میں نہ کہوں آپ یہاں سے نہیں اٹھیں گے۔ وہ اللہ ہو کے ذکر میں مصروف ہو گیا اور چور نے پان مال سامان نکالا اور چلا گیا۔ ایک دن، دو دن، تین دن گزر گئے یہ بھوکا پیاسا ذکر اللہ ہو میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آ گیا اور تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ میرا بندہ بھوکا پیاسا مر رہا ہے۔ اس کو جا کر اٹھاؤ، کھانا کھلاؤ، پانی پلاؤ۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور اس کو حکم دیا کہ اٹھ جاؤ۔ اب ذکر بند کر دو۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ میرے پیر صاحب کی آواز نہیں ہے۔ آپ مجھے تنگ نہ کرو۔ میرے پیر صاحب مجھے حکم دیں گے تو میں اٹھوں گا۔ میں نے بڑی مشکل سے پیر صاحب کی تلاش کی ہے۔ آپ پتہ نہیں کہ کون ہیں آپ تشریف لے جائیں۔ یہ اس آدمی کا یقین اور خلوص اپنے پیر صاحب سے متعلق تھا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تو نہیں اٹھ رہا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ یہ تو اپنے پیر صاحب کا تقاضا کرتا ہے۔ فرمایا کہ چور کو ڈھونڈو۔ اس کو پیر بنا دو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نگاہ بصیرت سے چور کو ڈھونڈا اسے پیر بنایا۔ پھر اس پیر صاحب نے آواز دی تو وہ مرید اٹھ بیٹھا۔ اس شخص کی صداقت نے کتنے آدمیوں کا کام بنا دیا۔ چور کا قبلہ بدل گیا۔ اسی سچائی کے ساتھ آپ بھی تلاش کر لیں تو انشاء اللہ سچائی پیر ملے گا۔ دنیاوی کوئی غرض نہ رکھو۔ صرف دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض رکھو۔ اس کے صدقے تیری باقی سب اغراض بھی پوری ہو جائیں گی۔

فضائل رب العالی اور کیا چاہئے

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو پھر ان کو کیا نہیں ملا۔ صداقت ملی، امامت ملی، پہلے خلیفہ الرسول ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں اوّل نمبر پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دئے۔ قرآن مجید کی کتنی ہی آیات مبارکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں انزل ہوئی ہیں۔ جنت کے مالک ہیں۔ یہ اور اس کے علاوہ بھی کئی فضائل ہیں جو ان کو ملے ہیں صرف اس لئے کہ ان کا قبلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور دعایہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ آپ بھی یہ دعا بنا لو پھر اس کے صدقے جو کچھ بھی مانگتے جاؤ گے وہ ملتا جائے گا۔ شیطان کی عبادت کہاں لگی۔ اس کے سجدے کہاں گئے۔

بہت بڑا صاحب کشف ہے۔ ہر بندے کے ساتھ ہے۔ صرف ایک ہے لیکن ہر بندے کے دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ بہت عالم ہے، علم والا ہے۔ سیدھ راستے کا اسے علم ہے بہتر فرقے ہیں اور ہر فرقہ ہی دعویٰ کرتا ہے، کہ وہ سچا ہے لیکن شیطان کو علم ہے کہ کون سا سچا ہے اور کون سا جھوٹا ہے۔ اس کے باوجود سچے کے ساتھ شامل نہیں ہوتا۔ اپنا قبلہ درست نہیں کرتا ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کا گستاخ ہے۔ اگر گستاخی نہ کرتا تو آج بھی فرشتوں کا سردار ہوتا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بھی استاد ہوتا۔ کوئی بڑے سے بڑا محدث لے آؤ۔ مفسر لے آؤ ان کے علم کے شیطان کا علم زیادہ ہے۔ پھر گمراہ کیوں ہے اس لئے کہ اس کا کوئی پیر نہیں ہے جو اس کا قبلہ درست کر دے۔ حشر والے دن آواز دی جائے گی۔ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنْسٍ بِاِسمِہُمْ (بنی اسرائیل ۷۷) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے“ اے بندے تو جس کا مرید ہے اس کے ساتھ لگ جا۔ ہر کوئی اپنے پیر صاحب کے ساتھ ہوتے جائیں گے اور ہوتے ہوتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء الحمد جھنڈے کے تلے آ جائیں گے قیامت کے دن لواء الحمد کے علاوہ اور کوئی پناہ نہیں ہوگی۔ آج ادھر چھت ہے۔ سائبان ہے، درخت ہے، آسمان ہے، اس دن نہ کوئی سایہ، نہ کوئی چھت، نہ کوئی سائبان، نہ کوئی آسمان، کچھ بھی نہیں۔ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہی پناہ ہوگی اور کہیں نہیں ہوگی۔ اس پناہ گاہ میں جانے کے لئے تیرے ہاتھ میں دامن مرشد کریم ہونا چاہئے جو تیرا قبلہ درست کرے۔

فرمایا کہ جس کی بیعت نہیں ہے اس کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے وہ شیطان کا مرید ہے۔ اس کی موت ایسی ہے کہ جیسی جاہلیت کی موت ہے۔ جاہلیت کی موت کیا ہے۔ جس طرح ابو جہل مر گیا اسی طرح وہ بندہ مر گیا۔ لوگ بیعت کو فروعاتی کہتے ہیں۔ اگر بیعت کر لی تو پھر بھی ٹھیک ہے اگر نہ کی پھر بھی ٹھیک ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کے لئے فنا فی الرسول ہونے کے لئے، فنا فی اللہ ہونے کے لئے، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پانے کے لئے، مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرفان کے لئے سوائے مرشد کریم کے اور کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ میں قرآن مجید پڑھ لوں گا میں احادیث مبارکہ پڑھ لوں گا تو پھر اہل حدیث کا قبلہ احادیث کے مطالعہ کرنے سے کیوں نہیں درست ہوا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو کشف ہوا۔ الہام ہوا کہ یہودیوں کی عید آ رہی ہے ان کی مجلس میں ان جیسا لباس پہن کر چلے جاؤ۔ اور پہلی صف میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ آپ نے یہودیوں جیسا لباس پہن لیا اور تشریف لے گئے یہودی تھے کہ عیسائی تھے ان کا پادری سال بعد اس موقع پر آتا تھا اور بڑی زوردار تقریر کیا کرتا تھا۔ بڑی پراثر تبلیغ کیا کرتا تھا۔ پادری آیا تقریر شروع کی تو اس سے کوئی بات نہ بن سکی۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے آج آپ سے تقریر نہیں ہو رہی ہے۔ ہمیں سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ کیا طبیعت ٹھیک ہے۔ کہنے لگا کہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن آج کوئی محمدی ہماری اس مجلس میں موجود ہے جس کے نور کی وجہ سے میرا سارا علم سلب ہو گیا ہے وہ کہنے لگے کہ ان کو ڈھونڈو۔ پادری نے کہا کہ اے محمدی تجھے تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ ہے تو جہاں بھی کہے کھڑا ہو جا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے۔ کہا کہ کیا بات ہے آپ ادھر ہماری مجلس میں

آئے ہیں۔ فرمایا کہ میں سچا ہوں۔ کہنے لگا کہ کیا سٹ ہے؟ فرمایا کہ جو مرضی پوچھ لو پادری نے سوال کرنے شروع کر دئے حضرت بائزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے رہے۔ پورے سو سوال پوچھے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ وہ کون سچے ہیں جو دوزخ میں جائیں گے اور وہ کون جھوٹے ہیں جو جنت میں جائیں گے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جھوٹے ہیں انہوں نے جھوٹ بولا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھینچا کھا گیا ہے۔ وہ جھوٹے ہیں لیکن پھر بھی وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وسیلہ سے جنت میں جائیں گے۔ اور یہودی اور عیسائی سچے ہیں پھر بھی دوزخ میں جائیں گے۔ کہا کہ وہ کس طرح؟ فرمایا کہ یہودی کہتا ہے کہ عیسائی جھوٹے ہیں کافر ہیں تو وہ بھی سچ بول رہا ہے۔ اس طرح سچے ہو کر بھی جہنم میں جائیں گے۔ پادری نے کہا کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور تمام سوالوں کے جواب درست دے رہے ہیں۔ ان کی بحث تو ختم ہو گئی۔ لیکن میرا سوال یہ ہے کہ اس پادری کو معلوم ہے کہ وہ جہنمی ہے تو پھر بھی وہ کلمہ کیوں نہیں پڑھتا۔ پھر حضرت بائزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے اتنے سوال پوچھے ہیں لیکن میں تم سے صرف ایک سوال پوچھتا ہوں۔ کہ بتاؤ جنت کی چابی کون سی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے جنت کی چابی کا علم ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر میں وہ بتا دوں تو یہ لوگ مجھے جان سے مار ڈالیں گے لوگوں نے کہا کہ ہم تمہیں کیوں ماریں گے۔ اگر آپ کو معلوم ہے کہ جنت کی چابی کیا ہے تو پھر آپ ہمیں کیوں نہیں بتاتے۔ جنت کی ضرورت تو ہم سب کو ہے۔ کہنے لگا کہ اب آپ مجھے ماریں یا چھوڑیں جنت کی چابی لا اِلَہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہے اور میں کلمہ پڑھ رہا ہوں۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ پادری ساٹھ سال کا ہے ستر سال کا ہے یا اسی سال کا ہے۔ اور ساری عمر عیسائیت کی تبلیغ میں گزار دی۔ اور جانتا بھی ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور جنت کی چابی کا بھی علم ہے پھر اس نے وہ چابی ابھی تک لگائی کیوں نہیں ہے۔ آج اس پر نور ولایت پڑ گیا ہے۔ آج وہ ایک ولی کامل کی نگاہ میں آ گیا ہے۔ اس کی قسمت بدل گئی ہے۔ اس کا قبلہ درست ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے پاس جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر کوئی شخص کسی ولی کے در کی طرف صرف ایک قدم اٹھائے، سو قدم نہیں، سو میل نہیں۔ ساڑھے پانچ فٹ میں ایک کرم اور ایک کرم میں دو قدم ہوتے ہیں۔ پونے تین فٹ اگر ولی کامل کے در کی طرف چلے تو اگر سقوت بھی کئے ہوں پھر بھی معاف کر دیا جاتا یہ حدیث شریف ہے۔ اولیاء اللہ کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ قبلہ درست ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے ذکر سے نزول رحمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو سپر مین **Superman** بنایا ہے وہ ولی کامل ہے۔ اسلام کا سپر مین ولی کامل ہے۔ نہ اس کو دنیا میں کوئی خوف و حزن ہے نہ آخرت کی کوئی فکر ہے۔ اس کو یہ ڈر نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ اس کا جو دوست بن جائے گا وہ بھی جنتی ہے۔ اولیاء اللہ قبلہ درست کرنے کر دیا اور چور سے قطب بنا کر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عالم ہمہ صورت اگر جان ہے تو۔ تو ہے
سب ذرے ہیں گر مہر درخشاں ہے تو۔ تو ہے

پروانہ کوئی شمع کا، بلبل کوئی گل کا
اللہ ہے شاہد میرا جاناں ہے تو - تو ہے
طالب میں تیرا، غیر سے ہر گز نہیں کچھ کام
گر دین ہے تو - تو ہے جو ایمان ہے تو - تو ہے
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برزائش میاں مقبول حسن صاحب 05-04-03

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے
تیرے شہر میں میں آؤں تیری نعت پڑھتے پڑھتے
کسی چیز کی طلب ہے نہ ہے آرزو بھی کوئی
تو نے اتنا بھر دیا ہے یہ کشکول بھرتے بھرتے
تیرے عشق کی بدولت مجھے زندگی ملی ہے
میرے پاس بھی ہے آئی میری موت ڈرتے ڈرتے
ماجد کی حاضری ہو کبھی آستاں پہ تیرے
کہ زمانہ ہو گیا ہے مجھے آہیں بھرتے بھرتے

طرز ادائیگی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته يصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- چوہدری حنیف احمد راہی صاحب آڈٹ کے ماہر ہیں چوہدری صاحب یہ بتائیں کہ جو ادائیگیاں
Payments ہوتی ہیں کسی کو کوئی چیز دیں یا لیں۔ کوئی مال کسی کو دیدیں تو وہ اس کے بدلے میں
Payment کرتا ہے۔ ان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک ہوتی ہے Deferred Payment ایک ہے
Cash Payment ایک ہے اس کے علاوہ کیا اور کوئی Payment بھی ہوتی ہے۔ جی ایک ہے۔
Irregular Payment کوئی اور قسم بھی ہوگی۔ چوہدری صاحب بہتر جانتے ہیں۔ آپ کسی کو کوئی چیز دیں گے تو
وہ اس کا معاوضہ دے گا۔ انگریزی میں اس معاوضہ کی یہ قسمیں ہیں۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ مال تھوڑا گیا معاوضہ زیادہ
وصول کر لیا یہ Over Payment ہے۔ ایک Partial payment بھی ہے کہ تھوڑی رقم پہلے لے لو باقی
بعد میں دیدیں گے اور Irregular Payment یہ ہے کہ معاوضہ بنتا ہی کوئی نہیں ہے لیکن اس نے ایسے ہی کچھ
ادا کر دیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کون سی Payment کرتے ہیں۔ ہم انہیں کیا دیتے ہیں
اور وہ ہمیں کیا دیتے ہیں Deferred Payment یعنی ادھار۔ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ادھار وہ کرتا
ہے کہ جس کے پلے میں کچھ نہ ہو۔ لیکن جس کے خزانے بھرے ہوئے ہوں اسے کی ہی کسی چیز کی نہ ہو وہ ادھار کیوں
کرے گا۔ وہ کیوں کہے گا کہ ابھی نہیں ہیں پھر لے جانا۔ اگر پاس پیسے نہ ہوں۔ نفع نہ ہو۔ بک بیلنس نہ ہو تو پھر اس
قسم کے بہانے بناتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی جلدی Payment کرتے ہیں۔ اتنی جلدی عطا کرتے ہیں
کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایک بندہ بہت گنہگار اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر کے آیا۔ قاتل ہے، عاصب ہے۔ نیکی کوئی پل نہیں
ہے ظلم اور گناہ ہی گناہ ہیں۔ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کچھری میں آ گیا اور کلمہ پڑھ لیا لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی صحابی رضی اللہ عنہ بن گیا۔ یہ کون سی Payment ہے۔ اس کے تمام گناہ بھی معاف، قتل بھی ختم
، بیٹی کا زندہ دفن کر دینا بھی گیا۔ پچھلے سب ڈاکے چوریاں بھی گئیں اور نہایت نیک پار صاف ستھرا بن گیا۔ صحابی کے
مرتبہ تک چھبیس درجے ہیں جن کا پہلا درجہ یہ ہے کہ جہاں عام آدمی کی سوچ اور فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے ولی کا مقام
شروع ہوتا ہے۔ جہاں ولی کی سوچ فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مام شروع ہوتا ہے۔ اس ساری
کڑی میں یہ ہے جہاں ایک کی قال فہم ختم ہو وہاں سے دوسرے کا مقام شروع ہوتا ہے وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو گنہگار

آیا۔ بت پرست آیا۔ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھا۔ چہرہ انور کی زیارت کی وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔ کسی زمانے کا کوئی غوث کوئی قطب اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے۔ یہ کوئی **Payment** ہے۔ یہ **Extra Ordinary Payment** ہے۔ یہ کسی حساب کتاب میں ہی نہیں آتی کہ یہ ہو کیا گیا ہے۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ ایک بندہ جس کی لمبی عمر لیکن ظالم اتنا کہ نہ اسے کسی اپنے کا لحاظ ہے نہ کسی پرانے کا لحاظ ہے نہ کسی رشتہ دار کو چھوڑا۔ نہ کسی محلہ دار قریبی کو چھوڑا۔ ہر کوئی اس سے تنگ اور نالاں۔ ہر کوئی ناراض اور غصہ سے بھرا ہوا۔ وہ شخص فوت ہو گیا اب گھر باہر اہل خانہ محلہ سب کو غصہ ہے کہ اس کو دفن نہیں کرنا ہے۔ اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر کتے کی طرح گھسیٹ کر باہر روڑی پر پھینکتا ہے کہ اس کو کتے، بیلے، چیل، کوئے کھا جائیں۔ انہوں نے واقعی ایسے ہی کر دیا۔ گھسیٹ کر لے گئے اور باہر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ وحی کی کہ اسے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ باہر روڑی پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھائیں غسل دیں کفن دیں اس کا جنازہ پڑھیں اور جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا اس کو بھی بخش دیا جائے گا۔ حضور موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ اس کی بخشش کس طرح ہوگی اس میں کبھی کوئی نیکی کی رمت نہیں دیکھی۔ پانچ سو سال عمر پائی ہے اور ساری عمر ظلم ہی ظلم دیکھا ہے۔ فرمایا کہ ہاں اس کے پلے کوئی نیکی نہیں ہے۔ تیری شریعت کے اعتبار سے یہ اسی لائق تھا کہ جو مسلک اس کے ساتھ کیا گیا ہے۔ لیکن میرا اپنا بھی ایک لحاظ ہے۔ اس نے ایک روز تو ریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی اس نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا۔ یہی ایک اس کا عمل ہے۔ اب دیکھیں کہ اس نے کیا کیا ہے۔ کہ اس کی بخشش ہوگی۔ ساری زندگی کوئی نیک عمل اس سے ہوا نہیں ہے۔ ظلم کے علاوہ اس کے پلے کوئی چیز ہے نہیں پھر بھی بخشش ہوگئی ہے یہ کوئی **Payment** ہے۔ تو بھی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دیدے۔ میں نے ابھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے۔ آپ نے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے ہیں اس کی **Payment** دیکھیں کہ کیا ہے۔ اس امت کے لئے یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ ویسے یہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور ان کے وقت سے ہی چلی آ رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ یہ انگوٹھے کیوں چومتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک نظر آتا ہے۔ اسے چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح یہ عمل کرے گا اسے جنت میں وہ مقام حاصل ہوگا۔ جہاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ ہوں گے۔ جو ہدیری صاحب **Extra Ordinary** لفظ بھی بہت چھوٹا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا اس سے کہیں بلند ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ ہم وہ کر رہے ہیں جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کر رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مبارک ہے کہ میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ستاروں کی مانند ہیں جس کے پیچھے بھی لگ جاؤ گے فلاح پا جاؤ گے۔ جس کی اقتداء کرنی ہے وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں جو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں چومتے ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے لیکن یہ سنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور ہے۔ اور اس کی **Payment** ایسی ہے کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایسا کرنے والا کبھی اندھا نہیں ہوگا۔ محفل میں آجائے صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ کون بیٹھے ہیں۔ اور صرف یہ سوچ کر ہی آجائے کہ لوگ بیٹھے ہیں کوئی توجہ ہوگی۔ روتی تول ہی جائے گا اس کی نیت میں فتور ہے کہ جاتے ہوئے کوئی اچھی سی جوتی ہی لے جائے گا۔ اگر موقع مل گیا۔ تو جیب بھی کاٹ لے گا۔ کیا نیت ہے اس کی؟۔ وہ زانی ہے قاتل ہے بیٹی کو زندہ دفن کرنے والا ہے اب وہ کلمہ پڑھنے کی نیت سے آیا ہے۔ وہ تو نیت لے کر آیا ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا بندہ ہے جو سر راہے گزر رہا ہے اور دکھ رہا ہے کہ بندے بیٹھے ہیں کوئی بات ہوگئی ہے۔ لیکن کھانا تول ہی جائے گا اس کی کوئی نیک نیت نہیں ہے، نہ محفل میں شریک ہونے کی نیت ہے۔ اس کی اپنی غرض ہے لیکن محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو۔ خواہ محمد افضل کرنے والا ہے یا کوئی دوسرا ہو۔ کوئی ایک دو بندوں کی نیت یہ ہو کہ ہم نے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کرنی ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنی ہیں۔ وہ بندہ خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ ساری محفل میں صرف ایک بندہ محفل کی نیت سے آ گیا باقی جتنے مرضی ہوں اور اپنی اپنی کسی غرض کی وجہ سے آئے ہوں۔ جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو اس محفل سے خوشبو نکلتا شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ خوشبو سونگھنے کی توفیق عطا فرمائے اور محفل سے نور نکلتا ہے اللہ تعالیٰ وہ نور دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے ایسے بندوں کی زیارت ہے جو وہ خوشبو بھی سونگھتے ہیں اور وہ نور بھی دیکھتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی پائے کی محفل ہو۔ نہیں نہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے کی کوئی محفل نہیں ہوتی۔ کوئی کلام نہیں ہوتا۔ ایسا کلام آیا ہی نہیں ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق ہو۔ وہ کلام نہ آیا ہے اور نہ ہی دنیا میں آتا ہے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت بنتی ہے۔ لیکن وہ یا سے کریم ہیں کہ آپ جو بھی کلام پیش کر دیں وہ قبول فرما لیتے ہیں۔ اصل نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس وقت عطا فرمائیں گے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے۔ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت نہ قرآن مجید میں آئی ہے اور نہ ہی حدیث شریف میں آئی ہے۔ کسی نعت شریف میں نہیں آئی۔ آپ جو بھی ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں تعریف کرتے ہیں۔ بے سری اور بھدی آواز میں کرتے ہیں۔ خوشبو پھر بھی نکلتی ہے۔ نور پھر بھی نکلتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی نسبت اور تعلق میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ جو بھی حاضر وقت بادشاہ ہوتا ہے اس کے گن گائے جاتے ہیں۔ جو بھی پاؤں میں ہوتا ہے اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ چڑھتے سورج کو سلام ہوتا ہی ہے لیکن ایسی تعریف سے ایسے گیتوں سے کچھ نہیں نکلتا ہے۔ چاہے الفاظ بھی وہی ہوں لیکن خوشبو نکلتی ہے۔ اور نور نکلتا ہے صرف نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے نکلتا ہے۔ فرشتوں کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے کہ ایسی محافل کی تلاش کرو جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے۔ ایک کو مل جاتی ہے تو وہ دوسروں کو بلاتا ہے کہ آ جاؤ۔ آ جاؤ محفل مل گئی ہے مشرق و مغرب شمال جنوب ہر طرف سے فرشتے آ

جاتے ہیں اور محفل کی جگہ کو گھیر لیتے ہیں۔ جب محفل ختم ہوتی ہے تو وہ بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں یا اللہ ایک محفل تھی جس میں تیرا ذکر اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے ہر روز اور ہر لمحہ عرض کرتے ہیں یا اللہ فلاں تو صرف روٹی کھانے آ گیا فلاں چوری کرنے آیا۔ فلاں کسی غیر کام سے آیا۔ فلاں اپنے کسی کام سے آیا۔ ہماری جو نیت ہے جس نیت سے ہم محفل میں آتے ہیں وہ فرشتوں کو پتہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیت کا علم نہیں ہوتا۔ تیری میری نیت کا علم تو فرشتے کو بھی ہے فرشتہ میری نیت کو جانتا ہے کہ میں کیوں بات کر رہا ہوں۔ وہ محمد افضل کی نیت کو جانتا ہے کہ اس نے کیوں محفل سچائی۔ وہ اس بابا کی نیت کو جانتا ہے کہ اس نے کیوں نعت پڑھی۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ پروفیسر صاحب میری اس تقریر کو کیوں ریکارڈ کر رہے ہیں۔ نیت میرے دل میں چھپی ہوئی اندر ہے۔ فرشتہ وہ بھی جانتا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تمام لوگ محفل کی نیت سے نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چھوڑو۔ جو سچے دل سے محفل کی نیت سے آئے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محرم نہیں رہتے۔ وہ بھی جنتی بن کر جاتے ہیں۔ حضرات یہ کون سی Payment ہے۔ کہ چوری بھی کر گیا اور جنت بھی لے گیا۔ موچی والا میں ایک پیر صاحب کا مزار شریف ہے مجھے ان کی زیارت ہے ان کے ہاں محفل تھی۔ محفل کے بعد بندے آئے کہ پیر صاحب بہت زیادتی ہو گئی۔ ہماری جوتیاں چوری ہو گئیں ہیں۔ وہ پیر صاحب بہت صاحب نظر تھے وہ فرمانے لگے کہ چور دو چیزیں لے گیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب دوسری کون سی چیز چوری ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ ایک تو وہ جنت لے گیا ہے اور دوسرے وہ جوتیاں لے گیا ہے۔ یہ گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے بلکہ یہ بخشش کے بہانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان محفلوں میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ بلایا تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہے۔ کوئی Payment آپ نے کی نہیں ہے۔ عمل آپ نے کوئی نہیں کیا ہے۔ نہ کوئی عمل میں نے کیا ہے نہ تم نے ہی کیا ہے۔ یہ تو کرم ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ مجھے بلا کر اوپر کرسی پر بٹھا دیا اور آپ کو نیچے فرش پر بٹھا دیا ہے۔ اور کرم اتنا کہ پھر Payment بھی فرما رہے ہیں۔ اس کو کوئی Payment کہیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کام بھی خود ہی کیا اور کرم بھی آپ خود ہی فرمایا۔ میرا اس میں کوئی In-Put ہے نہیں۔ میرا کوئی عمل دخل ہے نہیں۔ میری کوئی لاگت نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا بھی ہے۔ خود ہی Payment بھی کی ہے بخشش بھی عطا فرمائی ہے۔ یہ تو Instantaneous Payment ہے۔ فوری ادائیگی ہے۔ مانا کہ یہ Over Payment بھی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ یہ ایک Advanced Payment ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ Advanced Payment کرتے ہیں۔ مال ابھی دیا نہیں ہے اس کی قیمت پہلے ہی مل گئی ہے۔ مال میں نے دیا نہیں ہے عمل میں نے کیا نہیں ہے۔ کچھ بھی میں نے ذکر کیا نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر بھی کرم کرتے ہیں۔ بابا جب پڑھتا ہے۔

زہے نصیب مدینہ نصیب ہو جائے

یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے

پھر بھی وہ گیا تو نہیں ہے۔ صرف تمنا ہی ہے۔ خواہش ہی ہے۔ زہے کا معنی اللہ کرے مدینہ نصیب ہو جائے تو یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے۔ یہ صرف نیت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ نیکی کی نیت کرتا ہے تو اس نیکی کا ثواب اسے اسی لحاظ جاتا ہے۔ نیت کی کہ مدینہ نصیب ہو جائے تو مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب مل گیا۔ اور مدینہ منورہ کی حاضری کا ثواب بندہ کی بخشش کا ذریعہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لازم شفاعت مدینہ شریف کی حاضری کی Payment ہے۔ اس بابا نے تو یہ پڑھا اور جس نے اس کو سنا اور پسند کیا اور پیسے دئے کہ اللہ کرے مدینہ مجھے بھی نصیب ہو جائے مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب اس کو بھی مل گیا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ Advanced Payment کا آپ اندازہ کر لیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو پیدا ہوتے ہی سجدہ میں چلے گئے اور وہ عورتیں جو اپنی تہور سے آئیں جنت سے آئیں اور جو فرشتے آئے وہ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ سجدہ میں کیا مانگ رہے ہیں۔ کون سی عبارت پڑھ رہے ہیں۔ جب سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ رَبِّ هَبْ لِيْ اَمْتًا یَّا اللہ میری امت میرے حوالے کر دے۔ ہم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔ امت ابھی بنی نہیں ہے۔ امتی ابھی چالیس سال بعد آئیں گے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ابھی سے ہی ان کی بخشش کا بہانہ بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتو گواہ ہو جاؤ کہ جو نبی اپنی امت کو آج نہیں بھولا ہے وہ حشر کے روز بھی نہیں بھولے گا۔ جس طرح سے یہ کہیں گے میں نے اسی طرح سے ہی کر دینا ہے۔ میں نے اس کی امت اس کے ہی حوالے کر دینی ہے۔ ہم تھے ہی نہیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بخشش کرادی ہے۔ کیا اس سے بھی زیادہ رحم دل نبی کوئی ہوگا۔ کیا اس سے زیادہ کریم نبی کوئی ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی ادا فرمائی۔ اور فرمایا کہ یا اللہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے۔ یہ قربانی کتنے سال بعد آئی ہے۔ نو ہجری میں پہلا حج اسلامی طریقہ پر ہوا جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ہوا۔ اور دس ہجری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت اور راہبری راہنمائی میں حج ہوا۔ نو ہجری میں قربانی آئی ہوگی۔ اعلان نبوت سے بیس اکس سال بعد قربانی آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی فرمائی اور عرض کیا کہ یا اللہ یہ میری امت کی طرف سے قربانی ہے۔ اب دیکھو کہ اس کی Payment کون سی بنتی ہے۔ حشر کے دن جب جب صورت پھونکا جائے گا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر امتی کی قبر پر ایک قربانی کھڑی ہوگی۔ عرض کرے گی کہ مجھ پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں جنت میں لے جاؤں۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ دنیا میں تو بہت جھوٹ بولا ہے لیکن اب وہ بات نہیں ہے میں نے اتنی عظیم قربانی کی نہیں تھی۔ اے قربانی آپ بھول رہی ہیں آپ کو کسی اور نے قربان کیا ہوگا اس کے پاس چلی جاؤ۔ وہ عرض کرے گی کہ ہاں تو نے تو مجھے قربان نہیں کیا تھا لیکن تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیری طرف سے مجھے قربان کیا تھا۔ حشر کے روز تک کتنے امتی ہوں گے۔

اس وقت 2003 میں ایک ارب تیں کروڑ امتی ہیں۔ کتنے ہی جاچکے ہیں اور کتنے ہی ابھی آنے والے ہیں چھ ارب کہہ لیں۔ دس ارب کہہ لیں یا بیس ارب کہہ لیں کھرب کہہ لیں شاید اس سے بھی بہت زیادہ ہی ہوں گے۔ جتنی شمار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی ہے۔ وہ ایک قربانی اتنی ہی تعداد میں بن کر ہر امتی کی قبر پر کھڑی ہوگی۔ تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر امتی کے گھر تشریف نہیں لے جاسکتے۔ قربانی صرف ایک ہے غور کرو کہ اس کی مشکل بن کر امت کے افراد کے شمار کے برابر بن جائے گی اور وہ قربانی پہچانتی ہے کہ یہ ابو جہل کی قبر ہے۔ اور یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے۔ علم غیب تو اس قربانی کو بھی ہے۔ کیا یہ علم غیب نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام کس کس قبر میں ہے۔ وہ قربانی منافق کی قبر پر، کافر کی قبر پر، یہودی کی قبر یا عیسائی کی قبر پر نہیں جائے گی۔ وہ صرف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے کی قبر پر آئے گی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے کی قبر پر آئے گی۔ اس کو پہچانے گی اس کو Offer پیشکش کرے گی کہ آؤ مجھ پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں لے کر جنت میں جاتی ہوں۔ یہ قربانی تیرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے جو اربوں کھربوں میں بن سکتی ہے تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہر دل میں تشریف نہیں لاسکتے اگر ان کی اس عظمت کو مان جاؤ گے تو وہ ابھی تشریف سے آئیں گے۔ اگر انکار کرو گے تو آتے ہوئے بھی نکل جائیں گے۔ یہ تو ایمان یقین اور تسلیم کی بات ہے اگر تو کہے کہ نہیں تو نہیں سہی۔ اگر ہاں ہے تو پھر ہاں سہی۔ بات صرف اتنی ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است

یہ علامہ اقبال کا عقیدہ ہے کہ ہر مومن کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کہیں نہیں ساسکتا لیکن مومن کے دل میں میری جگہ ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ ہیں وہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں وہ پہچانتے ہیں کہ یہ کس کا دل ہے۔ وہ قربانی نہ آپ نے دی ہے لیکن وہ تیرے نصیب میں بھی ہے اور مجھے بھی نصیب ہے۔ آپ کو بھری سوار کر کے لے جائے گی مجھے بھی سوار کر کے لے جائے گی۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے اور آج کئی خوش نصیب ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دو قربانیاں کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے لوگ کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب نہیں ہو سکتا۔ کسی کا عمل کسی دوسرے کے کام نہیں آسکتا۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل میرے کام آ رہا ہے۔ قربانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔ عمل ان کا ہے۔ ثواب مجھ مل رہا ہے۔ اسے ہی ایصالِ ثواب کہتے ہیں۔ ایصالِ ثواب یعنی ثواب کسی دوسرے کو بخش دینا۔ اگر وہ قربانی مجھ مل سکتی ہے۔ تو میری دعا فاتحہ بھی کسی کو مل سکتی ہے۔ لوگ بیت اللہ شریف میں جاتے ہیں تو طواف کرتے ہیں کہ یہ طواف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہے یہ طواف حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ہے۔ یہ میرے والد کی طرف سے ہے۔ یہ میری والدہ کی طرف سے ہے یہ میرے دوستوں کی طرف سے ہے یہ میرے عزیز واقارب کی طرف سے ہے۔ اور یہ تمام

امت محمدی کی طرف سے ہے۔ طواف کر کے اس کا ایصال ثواب کرتے ہیں۔ حضرات ایصال ثواب تیری میری دعا جاتی ہے اور جو ہمارے عزیز ہم سے بچھڑ گئے ہیں جب ان کے پاس وہ ثواب پہنچتا ہے تو جتنا کوئی وزیر اعظم بن کر خوش ہوتا ہے۔ صدر بن کر خوش ہوتا ہے۔ بادشاہ بن کر خوش ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ وہ مردہ آپ کا ثواب لے کر خوش ہوتا ہے۔ فرمایا کہ وہ اس طرح سے ڈوب رہا ہوتا ہے اور جس طرح سے ڈوبنے کو تھکے کا سہارا ہوتا ہے وہ تیری دعا لے کر تیر جاتا ہے۔ تم میں سے بہترین نیک اولاد وہ ہے جو اپنے والدین کی بخشش کی دعا کرتی ہے۔ چوہدری صاحب دوسرا بندہ Payment کر رہا ہے۔ جس کا فائدہ مجھے مل رہا ہے اس کو آپ کون سی Payment کہیں گے۔ جی ہاں یہ تو عطا ہی ہے۔ انگریزی کی Payments ختم ہو گئی ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ابھی آ رہا ہے۔ اس کو بونس سمجھ لیں۔ آپ ہمیشہ یہ نعت پڑھتے ہیں کہ

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکان تمہارے لئے
چنیں وچناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
میں عرض کرتا ہوں کہ دو جہاں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بنے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس لئے بنے ہیں۔ وہ تیری میری بخشش کے لئے بنے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حرص کرتے ہیں کہ تیری بخشش ہو جائے میری بخشش ہو جائے۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لُج پال بڑا ہے
ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
سنی مومن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے جنت میں جائے گا اور جو نہیں ہے وہ جائے گا بھی نہیں چاہے لاکھوں عمل کرتا رہے۔ لاکھ صدقات خیرات کرتا رہے کچھ بھی حاصل نہیں۔ یہ Advanced Payment ہے کہ قربانی ان کی لیکن بخشش میری۔ دعا ان کی لیکن بخشش میری ہے۔ کئی بار عرض کیا ہے کہ ایک فہرست آئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ فہرست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ گئی ہے اس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو بہت تھوڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اضافہ فرمائیں۔ بندے ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے لیکن عرض کیا جا رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی بنائیں۔ فرمایا کہ یہ ستر ہزار جو بندے ہیں ان میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائے گا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام بھی ان میں داخل کریں۔ فرمایا کہ جاؤ تمہارا نام بھی اس میں آ گیا ہے۔ یہ ستر ہزار اور ایک ہو گئے۔ یہ تمام اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے جائیں گے یہ پانچ

ارب بن گئے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اضافہ فرمائیں فرمایا کہ یہ پانچ ارب جو ہیں یہ اپنے ساتھ مزید ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائیں گے یہ میرا اذان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیشگی عطا فرما رہے ہیں۔ Advanced Payment کر رہے ہیں۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ مسلمان ہوں گے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ ارب ضرب ستر ہزار یعنی 350 لاکھ بندوں کو جنت میں داخل کر رہے ہیں۔ لاکھ کے بعد کوئی ہندسہ نہیں ہے۔ ٹریلیں کے بعد کون سا ہندسہ ہے۔ کچھ پتہ نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ہندسوں سے بھی آگے ہیں اور جنتی بنا رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اضافہ فرمائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کے آگے تو کوئی ہندسہ ہی نہیں ہے میں آپ کو کیا دے سکتا ہوں۔ فرمایا کہ میں بک بھر کر جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بک ڈال رہے ہیں۔ پانچ بک ڈال دئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ڈال دیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ بس کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو گئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ Advanced Payment ہو رہی ہے آپ ہونے دیں آپ کیوں Full Stop لگا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں روکتا نہیں ہوں بلکہ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ یہ میں نے کروڑ بار حدیث مبارکہ عرض کی ہے۔ میری ہر تقریر میں یہ حدیث مبارکہ ضرور آتی ہے۔ ہر محفل میں یہ بیان ہوتی ہے کیونکہ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا بڑا اظہار ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عمل سے جنت ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک سے ملتی ہے۔ جنت لینی ہے تو بک میں آ جا۔ پہلے اپنا قبلہ تو درست کرو کہتے ہیں کہ اپنا قبلہ درست کرو۔ ہمیں کہتے ہیں کہ اپنا قبلہ درست کر لو۔ پہلے آپ اپنا قبلہ تو درست کر لیں۔ آؤ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت کو مانو تا کہ تمہارا قبلہ درست ہو جائے۔ یہ Payment کر رہے ہیں عطا فرما رہے ہیں۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میری تیری بخشش کروانے کی انتہا ہے۔ مانگنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ بن مانگے ہی عطا کرتے ہیں۔

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے
اے سرور عالم وہ فقط آپ کا در ہے
نکوئی عمل نہ کوئی Payment نہ ہی کچھ مانگا ہے اور کیا شرط ہوگی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہو گئی ہے۔ جانتے ہو کہ اس کی اصل کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کسی کو مجھ سے محبت نہیں ہوتی جب تک مجھے اس سے پہلے اس سے محبت نہ ہو جائے۔ پہلے میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر اس کے بدلے میں وہ مجھ

سے محبت کرتا ہے۔ پھر اس میں تیرا کیا کمال ہے یہ سب تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کرم ہے۔ یہ صرف ان کا کرم ہے کہ میں ان سے محبت کر رہا ہوں۔ میں ان کے گیت گا رہا ہوں چوہدری صاحب کیا اور بھی کسی قسم کی Payment ہوتی ہے۔ آڈٹ کیا Objection کرے گا۔ کیا اعتراض لگائے گا۔ دوسرے فرقہ والے کہیں گے کہ جی، بس صرف عمل سے ہی کام بنے گا۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمل سے کسی کو بخشا ہی نہیں ہے۔ میں نے اپنے فضل و کرم سے ہی بخشا ہے اب آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو تلاش کرو کہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ رحمت للعلمین کون ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رحمت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کرم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ محبت بھی پہلے وہ کریں اور پھر اس کو جتنا میں بھی نہیں۔ اور پھر بھی سارا Credit تمہیں ہی مل گیا۔ اچھا بندہ تو محبت کرنے والا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا نہیں بتایا کہ میں تم سے پہلے تم سے محبت کرتا ہوں۔ محفل میں ہمیں سر کا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے۔ کتنے ہی لوگ اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ بہت زیادہ سردی پڑ رہی ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔ ہر چیز میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنتی ہے۔ نعت بھی، سر بھی، آنا بھی اور نماز بھی، روزہ، حج بھی، زکوٰۃ بھی، جہاد بھی، شہادت بھی سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی بنتی ہے۔ نبوت بھی، معجزے بھی کرامات بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنتے ہیں۔ حسن یوسفی کس طرح سے بنا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کہاں سے ملا ہے۔ 09/10 حصہ اکیلے یوسف علیہ السلام کے پاس ہے۔ باقی ساری مخلوق 01/10 میں ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 01/10 میں ہیں۔ فرمایا کہ نہیں نہ میں 09/10 میں ہوں اور نہ ہی میں 01/10 میں ہوں۔ میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا۔ پھر وہ بادشاہ بن گئے اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رعایا بن گئی۔ پھر کبھی کبھی حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حیلے بہانے سے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کا موقع ملتا تھا۔ دولت بھی ختم ہو گئی۔ جوانی بھی جاتی رہی۔ آنکھوں کی بینائی بھی جاتی رہی۔ کبڑی ہو گئی۔ کمر میں خم آ گیا۔ حسن والی کوئی رقع اب اس میں نہ رہی۔ حضرت یوسف علیہ السلام جوان ہو گئے اور یہ بوڑھی ہو گئی کہ عمر میں ویسے بھی زیادہ تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام ابھی بچے تھے جب مصر میں پہنچے اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت جوان عمر میں تھیں۔ آپ عزیز مصر کی بیوی تھیں۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس راستے پر جھونپڑی بنائی کہ جس راستے سے حضرت یوسف علیہ السلام باہر شکار وغیرہ کے لئے جاتے تھے۔ جھونپڑی اس نظریہ سے بنائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اس راستے سے گزریں گے تو ان کے قدموں سے اڑنے والی گرد مچھ پر پڑے گی۔ یہ اس کا جذبہ تھا۔ ایک روز پھر خواہش ہوئی کہ اب موت قریب ہے۔ بینائی تو ہے نہیں لیکن کسی طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہو جائے۔ اس نے ایک اپنے دیرینہ خادم کو ڈھونڈا۔ اس سے کہا کہ کس

طرح سے مجھے حضرت یوسف علیہ السلام تک لے جائے۔ اس نے کہا کہ میری اتنی جرات نہیں ہے کہ ان کے کمرے کے اندر جا سکوں۔ البتہ جس کمرہ میں وہ تشریف فرما ہیں میں تمہیں اس کمرے کے دروازے تک پہنچا دیتا ہوں۔ اس سے زیادہ مجھے اختیار نہیں ہے کہ میں تمہیں ان کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ وہ خادم اسے اس کمرے تک لے گیا تو وہ از خود کمرے میں داخل ہو گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ کون ہے۔ کہنے لگی کہ میں زلیخا ہوں۔ فرمایا کیوں آئی ہے۔ وہ حیران پریشان کہ میں ساری عمران کے لئے مرنی رہی اور یہ پوچھ رہے ہیں کہ آئی کیوں ہے۔ عرض کیا کہ آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کے دیا رکھنے کے لئے آئی ہوں۔ گو کہ اب آنکھیں نہیں ہیں۔

ہاتھ میں تو جنبش نہیں آنکھوں میں تو خم رہنے دو مینا و ساغر میرے آگے حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تو آنکھیں بھی نہیں تھیں۔ صرف قوت سماعت کچھ باقی ہے۔ فرمایا کہ کیا تو میری عاشق ہے تو کیوں عاشق ہے۔ عرض کیا کہ آپ کے حسن کے باعث مجھے آپ سے عشق ہے۔ فرمایا کہ تو اس کی عاشق کیوں نہیں ہوتی کہ جس کے حسن کا صدقہ میرا حسن ہے۔ صدقہ میل کو کہتے ہیں۔ ہاتھ دھوئیں تو پانی میں جو میل ہوتا ہے اسے صدقہ کہتے ہیں۔ ہاتھ کو نہیں بلکہ ہاتھ کی میل کو صدقہ کہتے ہیں۔ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ اس کا سایہ سمجھ لیں وہ حسن یوسف علیہ السلام ہے۔ عرض کیا کہ وہ کون ہستی ہیں کہ جن کے حسن کا صدقہ آپ کا حسن ہے۔ فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسے ہی حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنا تو اس کی کمر سپرھی ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ اس نام میں ضرور کوئی برکت ہے کہ جس سے میرا کبڑا پین جاتا رہا ہے۔ عرض کیا کہ آپ وہ نام نامی اسم گرامی پھر بتائیں۔ فرمایا کہ ان کا نام ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا تو اس کی جوانی واپس آ گئی۔ عرض کیا کہ ایک دفعہ پھر وہی نام نامی اسم گرامی پکاریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پھر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا تو حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مینائی واپس آ گئی۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے منہ پھیر لیا۔ پوچھا کہ کیا ہوا۔ تو میری عاشق تھی اب منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی ہے۔ عرض کیا کہ اب مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ہو گیا ہے۔ میرا قبلہ ہی بدل گیا ہے۔ فرمایا کہ اچھا ہوا۔ میرا بھی وہی قبلہ ہے جو تیرا بن گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ساری عمر کی تمنا یہی ہے کہ یا اللہ مجھے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جائے۔ فرمایا کہ تیرا قبلہ تو بدل گیا ہے لیکن ان کا پیغام بھی سن لو۔ عرض کیا کہ وہ فرما گئے ہیں کہ تیرے ساتھ نکاح سے میرے بیٹے پیدا ہوں گے۔ عرض کیا کہ اس حکم کی تعمیل کے لئے میں حاضر ہوں لیکن اب مجھے محبت صرف ان سے ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جو ہمیں مفت میں مل گئی ہے۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بڑی Payment کر کے ملے اس لئے وہ ان کی اہمیت کو جانتی ہے۔ اس کی جوانی بحال ہوئی۔ مینائی لوٹ آئی۔ حسن واپس آ گیا تو پھر پتہ چلا۔ لیکن ہماری یہ قسمت کہ ہم پیدا ہی اسی نام نامی اسم گرامی سے ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی پہلی آذان کان میں آئی تو اس میں اسم مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم سنا۔ اللہ تعالیٰ ان سے یہ واطہ۔ یہ نسبت اور ان کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایمان کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان ہو تو دل خوش ہو جائے۔ حضرت مولانا سر دار محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شہر کے بہت بڑے علامہ اور ولی اللہ ہیں انہوں نے ایک پیانا نہ بیان فرمایا ہے کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت سنے اور اس کا دل خوش ہو تو سمجھ لو کہ ایمان دار ہے۔ مومن ہے لیکن اگر اس کا دل تنگ ہو گیا ہے۔ بند ہو گیا ہے۔ دل مرجھا گیا ہے تو وہ منافق ہے۔ کیا آج کی بات چیت آپ کو اچھی لگی ہے۔ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اس کی بنیاد تو دراصل یہ ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے یہ سارا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے میرا اس میں جوئی کمال نہیں ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بہت بزرگ ہوئے ہیں۔ وصال شریف کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے جہنم میں ڈال دیتا لیکن صرف اس وجہ سے بخش رہا ہوں کہ تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کیا کرتا تھا۔ تیری تقریریں کراہیک بندے کو سرور آ گیا۔ اس سرور کی وجہ سے میں نے اس بندے کو بخش دیا۔ اور اس بندے کی وجہ سے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ تمہیں بخش دیا ہے اب مثال کے طور پر ایک آپ ہو گئے اور ایک میں ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ باقی جو بندے محفل میں تھے میں نے تم دونوں کی وجہ سے ان سب کو بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اب اس تخت پر بیٹھ جاؤ اور ستر ہزار فرشتے اس کے سامنے بٹھا دئے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ اب قیامت تک میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان کرتے رہو۔ میں بھی سنوں گا اور میرے فرشتے بھی سنتے رہیں گے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سنت الہی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا وَسَلِّمًا (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و شریف بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ اور دوسرا کام جو اللہ تعالیٰ کرتے ہیں وہ یہ کہ وہ ہر وقت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ میں تین دعائیں کر رہا ہوں جو ہر حال میں قبول ہیں اور بخشش کا ذریعہ ہیں۔ ذرا بھی شک نہ کرو۔ اگر مگر نہ کرو۔ یہ تین دعائیں ہیں ان میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ یہ دعائیں ایک لمحہ میں قبول ہیں اور بخشش کا بہانہ ہیں۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔

گنبد حضراء کے آنگن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے
خواہ کہیں بھی مرجائے۔ فیصل آباد میں مرجائے گجرات میں مرجائے۔ اس لمحہ تیری میت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہوگی۔ اس میں شک کرنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ دوسری دعا یہ ہے کہ

زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے
جو بیھ دعا کرے اس اسی لمحہ مدینے شریف کی حاضری کا ثواب مل گیا۔ شک اس میں بھی ہرگز نہ کرے اور تیسری دعا یہ
ہے کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ پہلی دو دعائیں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی ہیں۔ دعائیں تو ان کی عربی زبان میں ہیں لیکن اردو میں یہ ان اشعار میں ترجمہ کی ہوئی ہیں۔

گور تیرہ کی سیاہی کو مٹانے کے لئے
ہم نے چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے
قبر کی سیاہی کو مٹانے کے لئے قبر کے اندھیرے کو مٹانے کے لئے ہم نے چہرہ انور کی روشنی مانگی ہے۔ یہ بھی قبول ہوگئی
اور جو کہے کہ کتے و بکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر وہ زیارت کے بغیر مر بھی جائے تو وہ
بھی جنتی ہے۔ اور جس کو زیارت ہو جائے وہ ولی ہے۔ اور پھر اس ولی اللہ کی زیارت کرنے والے بھی بخشے جاتے ہیں۔

ایک دیدار مرشد دا باہو
مینوں لکھ کر وڑاں ججاں ہو
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔

اُٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی بخیا مل پوے توں ولی بخیا جا
حضرات یہ انگریزی کے الفاظ Payments اردو کے الفاظ یہ سیدھے ٹیڑھے الفاظ سب ختم ہو جاتے ہیں۔ پیچھے رہ
جاتے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ہر چیز میں مبالغہ ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کی شان میں ان کی عطا میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عطا کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے
ساتھ مرنے کی توفیق اور اس کے ساتھ اُٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چوہدری صاحب Audit کی بات چل رہی ہے۔ تو
ایک اور بات بھی کر لیتے ہیں۔ بتائیے کہ قبر میں کیا سوال ہوگا جس سے جنت کی کھڑکی کھل جانی ہے۔ صرف ایک ہی
سوال ہے۔ پیپر آؤٹ ہے۔ سوال بھی آؤٹ ہے جواب بھی آؤٹ ہے وہ ہے کون سا سوال؟ قبر میں صرف ایک سوال
ہے کہ اس ہستی کے متعلق تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پھر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا کوئی ایک لفظ ہی کہہ دے تو وہ بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے ہم یہ کہتے تھے کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کرم والے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حریص تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رؤف تھے۔ رَحِيمَةٌ
الْبَلْعَيْنِ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فضل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم Advanced Payment کرتے
تھے۔ قربانیاں کرتے تھے۔ سجدے کرتے تھے دعائیں کرتے تھے۔ تیرے میرے گناہوں کے لئے آنسو بہاتے تھے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا رحمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ اگر ایسا کہتا تھا تو اس کے لئے قہر میں جنت کی کھڑکی کھول دو اور حشر کے بعد تک بھی بند نہ کرو۔ یہ کون سا Audit ہے کون سی Payment ہے۔ جو کچھ بھی میں نے عرض کیا ہے یہ چودہ سو سال پرانا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں کی۔ بار بار انہی باتوں کو دہرایا ہے۔ لیکن یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔ یہ میرا اور باقی سب بندوں کا تصور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہیں۔ ہمارا تصور پیچھے رہ جاتا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ میرا تصور ہے، تیرا تصور ہے۔ علماء کرام کا تصور ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا تصور ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو پھر معافی مانگو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شان کے لائق بات نہیں ہو سکی۔ سب سے بڑی تعریف ہی یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شان کے مطابق بات نہیں ہو سکی۔ میریاں حمداں توں تاں مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا۔ آپ کہیں گے کہ آپ نے پنجابی کا یہ شعر کہاں سے لے لیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے شعر پڑھا گیا ہے۔

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي
وَلَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بندہ اپنی بات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے کر اپنی تقریریں سجالیتے ہیں۔ آپ کو میری یہ عرض گزارش اچھی لگی ہے نا۔ کیوں صرف اس لئے کہ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ہے۔ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہیں دے سکا بلکہ ان کا نام لے کر اپنی بخشش کرائی ہے۔ اس میں ذرہ پھر بھی شک نہ کریں کیونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر سے بخشش ملتی ہے۔ آپ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام ایک مرتبہ لے لیں۔ یا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میاں محمد بخش کھڑی شریف والے فرماتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی
نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی
یہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں کی عظمت ہے سردار کا عالم کیا ہوگا۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہو گا
حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے میری بخشش ہوتی ہے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اندر کی میل اتر جاتی ہے تو پھر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لینے سے کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کا نام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیا جاتا ہے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما ہوتے ہیں یہ سارا پروگرام یہاں نہیں ہوتا بلکہ یہ سارا Imported ہوتا ہے۔ عطا ہوتا ہے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب سے

شروع ہوتا ہے۔ ویسے نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ جتنا زیادہ احسان مان جاؤ گے اتنا زیادہ احسان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد افضل صاحب نعمت کالونی 26-01-03

کھوٹے سکے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته يصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- آصف صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

روک لیتی ہے آپ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پر چلتے ہیں
یہ کرم ہے حضور کا ہم پر آنے والے عذاب ٹلنے میں
وہی بھرتے ہیں جھولیاں سب کی وہ سمجھتے ہیں بولیاں سب کی
آؤ بازار مصطفیٰ کو چلیں کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں
اپنی اوقات صرف اتنی ہے اور کچھ نہیں بات بات اتنی ہے
کل بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے تھے آج بھی ٹکڑوں پہ ان کے پلتے ہیں
اب کیا کوئی ہمیں گرائے گا اور ہر سہارا گلے لگائے گا
ہم نے خود کو گرا لیا ہے وہاں گرنے والے جہاں سنچلتے ہیں
ذکر سرکار کے اجالوں کی بے نہایت ہیں رفعتیں خالد
یہ اجالے کبھی کم نہ ہوں گے یہ وہ سورج ہیں جو نہ ڈھلتے ہیں
کھوٹے سکے وہیں پہ چلتے ہیں۔ بازار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بازار ہے کہ جس میں کھوٹے سکے بھی چل جاتے ہیں۔
کھوٹے سکے وہاں کیوں چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیہم ہے خیر ہے وہ کھوٹے سکے کیوں لیتا ہے۔ شاہ صاحب آپ کو دھوکہ دیا
جاسکتا ہے۔ الیاس صاحب آپ کو کھوٹے سکے دے جاسکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو علیم ہے جانتا ہے علم والا ہے۔ خیر ہے۔
خبر رکھتا ہے پھر وہ کھوٹا سکہ کیوں قبول کرتا ہے۔ پرانا نوٹ، جعلی نوٹ، خراب نوٹ میں آپ کو تو دے سکتا ہوں۔ مقبول
صاحب سے بھی دھوکہ ہو سکتا ہے۔ ان کو بھی جعلی نوٹ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو تو جعلی نوٹ نہیں دیا جاسکتا وہ از خود
ہی کھوٹا سکہ قبول کرتا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کو کھوٹے سکے لینے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ ایک طرف تو یہ
ہے کہ میں ذرے ذرے کا حساب لوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ جو کوئی نیکی کا ایک ذرہ لے کر آئے گا اس کو
اس کی جزا ملے گی۔ اور جو کوئی بدی لے کر آئے گا۔ اس کی سزا بھی دوں گا۔ اس کے باوجود بھی کھوٹے سکے قبول کر رہا
ہے۔ کیا حاجی صاحب ہم یہ معاذ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی علم والے ہیں۔ علم

غیب رکھتے ہیں۔ جو کچھ میرے تیرے دل میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی جانتے ہیں۔ جو قیامت تک ہوتا ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی علم والے ہیں علم غیب رکھتے ہیں۔ جو کچھ میرے تیرے دل میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی جانتے ہیں۔ جو قیامت تک ہوتا ہے وہ بھی گنگی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ پوری کائنات جو زربچکی ہے یا آنے والی ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھٹیلی مبارک پر ایک رائی کے دانہ کی طرح ہے۔ پھر بھی کھوٹے سکے قبول فرما رہے ہیں۔ آخر بات کیا ہے۔ ہم کھوتے سکے ہیں ہمارے اعمال کھوٹے ہیں یہ ہماری ہی بات ہو رہی ہے۔ ہم گنگنا رہے ہیں پھر بھی ہمیں جنت ملنی ہے بات دراصل یہ ہے۔ ہم گنگنا رہے ہیں جنت میں جانے کے لائق نہیں ہیں۔ پھر بھی جنت میں انشاء اللہ جائیں گے۔ ہمارے شانوں پر کرما کا تین تشریف فرما ہیں جو ہماری ہر چہی ساتھ ساتھ ہی لکھ رہے ہیں کوئی اس میں کمی بیشی نہیں کر رہے ہیں۔ وہ ہمارا کوئی لحاظ نہیں کر رہے ہیں۔ کوئی زیادتی نہیں کر رہے ہیں۔ کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہیں کر رہے ہیں۔ وہ غلطی کرنے سے پاک ہیں۔ پھر بھی کھوٹا سکہ چل رہا ہے۔

السلام نے پوچھا کہ آپ یہاں کب سے ہیں۔ عرض کیا پانچ سوسال سے ہوں۔ پوچھا کھاتے کیا ہو۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ رازق ہے وہ مجھے رزق دیتا ہے میں کھا لیتا ہوں اس کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کے سامنے سجدہ میں رہتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے متاثر ہوئے۔ غار سے باہر تشریف لے آئے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی کوئی نیک بندہ ہے تو دکھا دے۔ نیک بندوں کی زیارت سنت انبیاء علیہم السلام ہے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ضرورت تھی۔ مجھے بھی ضرورت ہے۔ آپ کو بھی ضرورت ہے۔ نیک بندے کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام غار سے باہر نکلے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس سے بھی زیادہ کوئی نیک بندہ ہے تو اسے بھی ملا دے۔ فرمایا کہ امت محمد کا ایک گنہگار بندہ جو دو نفل پڑھے گا وہ اس شخص کی ساری عبادت سے افضل ہے۔ یہ نہیں کہ دو نفل بہت طویل ہیں اور پانچ سوسال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم جس کا کلمہ پڑھتے ہیں یہ سب کچھ ان کے صدقہ اور وسیلہ سے ہے۔ حضرات یہ جو نعمت ہمیں ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر بے حد کرم کیا ہے کہ ہمیں اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام انعام کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو ریت ملی۔ تختیوں کی صورت میں لکھی ہوئی۔ اکٹھی کتاب ملی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو قرآن مجید اترا ہے وہ ایک ہی دفعہ اکٹھا نہیں ملا۔ ایک ایک آیت مبارکہ اتری ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ کتاب توریت پڑھی تو اس میں ایک امت کا ذکر ہے۔ کہ ایسی امت ہے کہ وہ جب نیکی کی نیت کریں گے تو ان کو اس نیکی کا ثواب مل جائے گا۔ اگر کوئی نیت کرے کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے تو اس کو مدینہ شریف جانے کا ثواب مل گیا۔ کوئی نیت کرے کہ میں نے محفل میں جانا ہے لیکن کسی وجہ سے نہ بھی جا سکے گا تو پھر بھی اس کو محفل کی حاضری کا ثواب مل گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھا تو سوچا کہ یہ بڑی عظیم امت ہے۔ صرف نیت کرتی ہے تو ثواب مل جاتا ہے۔ جو نیت کرتے ہیں اس پر عمل ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے لیکن اس کا ثواب مل جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ وہ امت مجھے عطا کر دے۔ فرمایا کہ نہیں وہ امت تمہیں نہیں مل سکتی وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے۔ پھر اس میں پڑھا کہ ایک آدمی کسی کو کھانا کھلاتا ہے۔ جو کھانا کھلانے والا ثواب پاتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کھانا کھانے والے کو مل جائے گا۔ مقبول صاحب آپ نے دیگ پکائی ہے۔ اس پر کل کتنا خرچہ آیا ہے۔ جی کوئی ڈیڑھ دو ہزار روپیہ خرچ آتا ہے۔ مقبول صاحب تو ہمیں دو ہزار روپیہ کھلا کر ثواب لیں گے لیکن ہم صرف کھانی دو ہزار روپیہ کے خرچہ کا ثواب پا جائیں گے۔ پھر اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ امت ایسی ہوگی کہ جو سب سے پہلے حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جائے گی۔ یا اللہ یہ بڑی عظیم امت ہے یہ آپ مجھے دیدیں۔ فرمایا کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے یہ تمہیں نہیک مل سکتی۔ عرض کیا کہ یا اللہ اگر یہ امت مجھے نہیں مل سکتی تو پھر میری نبوت لے لیں اور مجھے اس امت کا فرد بنادیں۔ مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنادے۔ ہمیں یہ مفت میں مل گئی ہے۔ ہم کھوٹے سکے چل رہے ہیں اور ایسے اسباب ہیں کہ تمام کھوٹے سکے ایک ہی لمحہ میں کھرے ہو جاتے ہیں۔ یہ گناہ کرنے کی ترغیب نہیں ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ فرمایا کہ میرا زندہ رہنا تمہارے لئے باعث

برکت ہے اور میرا وصال کر جانا اس سے بھی زیادہ برکت ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی تو بڑی اچھی اور بابرکت ہے جو زیارت کرتا ہے وہ صحابی بن جاتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پا جانا امت کے لئے کس طرح سے اچھا ہے۔ فرمایا کہ ہر دن اور ہر شام میری امت کے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ کھوٹے سکے پیش ہوتے ہیں۔ اس میں جو نیکیاں ہوتی ہیں ان پر خوش ہوتا ہوں اور ان میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہوں تو وہ معاف ہو جاتے ہیں۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لچل ہوا ہے
وہ لچل مجھے نہیں دیکھتا ہے۔ وہ صرف اپنے کرم کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنی رحمت کو دیکھتا ہے کیا سورج یہ دیکھ کر طلوع ہوتا ہے۔ کہ کس کو روشنی دوں اور کس کو نہ دوں یہودی عیسائی سکھ کو روشنی نہ دوں۔ سورج ہر ایک پر کرم کر رہا ہے۔ روشنی دے رہا ہے۔ گرمی دے رہا ہے۔ سورج نکلتا ہے تو اس کی کرنیں صحن، دیوار، شرک میدان، پودے، درخت پہاڑ، کچھڑ، گندگی پھول۔ ہر چیز پر پڑتی ہیں اور ان کو روشنی کر دیتی ہیں۔ اسی طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت عام ہے اور ہر ایک پر برس رہی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لیووں پر بہت زیادہ برس رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سنت قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم ناکار نہیں کھوٹے ہیں لیکن ہماری نسبت بڑی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مومنو میں نے تم پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیا ہے۔ بخشش کے بہانے دیکھو، کھوٹے سکے کھڑے ہونے کے بہانے دیکھو۔ یہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا جو معیار ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ جب اس میں کوئی بندہ آتا ہے تو وہ کالا چور نو سر باز، جیب کترا، کفن چور، کھوٹا سکہ ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ جب یہ بندہ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتا ہے۔ یہ صرف محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کسی اور جگہ کا نہیں ہے۔ کوئی اور محفل کرلو۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نہ ہو تو اس کا کوئی کرم نہیں ہے۔ اگر کوئی بد عقیدہ اس میں جاتا ہے تو وہ اسی بد عقیدگی سے ہی واپس آ جاتا ہے چاہے اس محفل پر دو لاکھ خرچہ بھی کر دے۔ اگر منافق جائے گا تو منافق ہی واپس آئے گا۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ منافق ہو جائے گا۔ حج کر کے آیا۔ مدینہ شریف نہ گیا۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ متکبر ہو کر آئے گا۔ کھوٹا سکہ کھوٹا ہی واپس آ جائے گا۔ یہ جو کرم ہے کہ کھوٹا سکہ جہاں چلتا ہے۔ وہ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کھوٹا سکہ چلنے کی دکان میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کرتے ہیں جو نبی محفل شروع ہوتی ہے اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہو جاتا ہے وہ جس رنگ میں بھی ہو۔ بار بار وہی نیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ جو نبی نعت شریف شروع ہوتی ہے تو محفل سے خوشبو نکلتی ہے۔ نور نکلتا ہے۔ دنیا و کائنات کے فرشتے اس خوشبو کو سونگھ کر اس نور کو دیکھ کر اس محفل میں آ جاتے ہیں۔ پوری جگہ کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہ عالیہ میں

حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہاں ایک محفل تھی جس میں تیرا ذکر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے تیری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ میں نے کھوٹے سکے کھرے کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کھوٹے سکے کھرے کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کر رہا ہے۔ عرفات میں کھوٹے سکے کھرے نہیں ہوتے بدعتیہ گیا تو بدعتیہ ہی واپس آئے گا۔ طواف کعبہ بھی کھوٹے سکے کھرے نہیں کرتا ہے۔ ابو جہل وہیں رہا ہے طواف بھی کرتا رہا ہے پھر بھی ابو جہل ہی رہا ہے۔ خانہ کعبہ کا نمبر دار تھا۔ وہ کیوں کھرا نہیں ہوا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس کے دامن میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خیرات نہیں ہے۔ اگر اس کے دامن میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات ہوتی تو چاہے بت خانہ میں بیٹھا ہوتا پھر بھی وہ کھونا سکے کھرا ہو جاتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اس محفل میں کھوتے سکے بھی تھے۔ نور باز تھے، بدکار تھے، حبیب کترے تھے۔ صرف روٹی کھانے آئے۔ سب اپنی اغراض کے لئے آئے تھے۔ فرمایا کہ اے فرشتو میں نے صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل کو دیکھنا ہے۔ اس میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔ جتنی ہو کر نکلتا ہے۔ کھوٹے سکے صرف محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھرے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی عبادت ہو وہ کھوٹے سکے کو کھرا نہیں کرتی اگر اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نہیں ہوتی۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب نہ مانے۔ نور والا نہ مانے حیات نہ جانے، شفیق نہ جانے، مالک و مختار نہ مانے اس کی ساری عبادت بھی گئی اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کھونا سکے کھرا ہوتا ہے۔ اور بے شمار چیزیں ہیں جو ہر لمحہ کھوٹے سکے کو کھرا بناتی ہیں۔ اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲) ”سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شک نہ کرنا میرے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ ہی حزن ہے۔ نہ اس دنیا میں اور نہ ہی اگلی دنیا میں۔ خوف کیا ہے اور حزن کیا ہے۔ کسی اچھے مفسر کی تفسیر کا مطالعہ کرو۔ خوف ہوتا ہے ذاتی۔ خدا نخواستہ یہ پکھا گر جائے کرنٹ لگ جائے تو مجھے نقصان نہ پہنچے یہ خوف ہے۔ اسے خوف کہتے ہیں لیکن میرے کسی دوست کو کرنٹ نہ لگ جائے اس کا جو دکھ مجھے ہوگا اسے حزن کہتے ہیں۔ ولی اللہ کو نہ تو اپنا خوف ہے نہ اپنے بلی کا خوف ہے۔ اس لئے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

مریدی لا ٹخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا
کی کھونا سکے کھرا نہیں کر دیا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اعلان ہے۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے کس کا غوث اعظم کا
جو یہ کہے کہ میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں وہ ہو گیا۔ پھر ملا کیا کہ اسے جہنم کا خوف اتر گیا ہے۔ اگر کھونا

ہے تو کھوٹا سکہ بھی چل گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَلطَّلَاحُ لِيْ نَبِكَ مِیْرَے لئے ہیں اور میں گناہ گاروں کے لئے ہوں۔ سب سے حوصلہ افزا چیز جو کھوٹے سکے کو کھرا کرتی ہے وہ ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (الغنیٰ ۵)“ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا لے کر راضی ہوں گے۔ فرمایا کہ صرف ایک چیز ہی لینی ہے۔ کہ میں نے عرض کرنا ہے کہ یا اللہ میری امت کے سارے کھوٹے سکوں کو کھرا کر دے تو پھر میں راضی ہوں گا۔ ذرا درود شریف پڑھو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صرف ایک دعا ہے۔ لفظی دعا ہے کہ یا اللہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہرت دے دے۔ غلبہ دے دے۔ یہ درود شریف کا مطلب ہے۔ اب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے وہ ایک طرف لیکن اس درود شریف پڑھنے سے ہمیں کیا ملا۔ دس مرتبہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف مجھ پر آ گیا ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ ہو گیا۔ دس گناہ مٹ گئے ہیں۔ جنت میں دس درجہ بلند ہو گیا ہے۔ کیا کھوٹا سکہ کھرا ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ سوکھا ہوا درخت ہر ابھرا ہوا ہے کہ نہیں۔ میری نیکیاں برباد ہو سکتی ہیں لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا کر دے وہ برباد نہیں ہو سکتا۔ جو عمل میں کروں نماز پڑھوں۔ روزہ رکھوں حج کروں وہ مٹ سکتا ہے میری نماز، روزہ میرے منہ پر مارا جاسکتا ہے۔ لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرما دے وہ نہیں مٹ سکتا۔ کھوٹا سکہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھرا ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کے ذکر سے بھی کھوٹا سکہ کھرا ہوتا ہے۔ علماء کرام کی زیارت سے اولیاء اللہ کی زیارت سے کھوٹا سکہ کھرا ہوتا ہے۔ سادات ہیں کہ کمال کا کھوٹا سکہ ہو۔ جتنے سارے دنیا میں کھوٹے سکے ہیں وہ صرف ایک سکہ میں ہی ڈال دیں۔ دارے کھوٹ اس ایک سکہ میں ہی ہوں۔ حدیث پاک ہے کہ ایسا کھوٹا سکہ اگر ادب کے ساتھ کسی سید زادے کے ہاتھ کا بوسہ دے دے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کھوٹے سکے کو کھرا کرنے میں ایک لمحہ ہی لگتا ہے۔ تین کوثریں چل رہی ہیں۔ سادات کی کوثر ہے۔ اولیاء اللہ کی کوثر ہے۔ علماء کرام کی کوثر ہے۔ محفل میالد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی کرم نہیں ہے۔ ہم تو کھوٹے سکے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سببت اتنی اعلیٰ ہے کہ حشر کے دن ایک امتی ہو گا۔ اسے کھرا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کے بڑے بڑے گناہ چھپا دو۔ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے یہ گناہ کئے ہیں۔ وہ عرض کرے گا کہ جی ہاں مجھے سے یہ گناہ ہوئے ہیں۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو اس کے گناہوں کے بدلے نیکیاں دے دو۔

الحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کی ہی ذوق افزاء شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گناہ پرہیز گاری واہ واہ
پرہیز گار کہہ رہے ہیں کہ میری نیکیاں لے لو اور مجھے اپنے گناہ دے دو کہ آج گناہوں کے بدلے رحمت مل رہی ہے۔
ثواب مل رہا ہے۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تیرے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفاعت مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم کتنی آئی ہ۔۔۔ جتنے زیادہ تیرے گناہ ہوں گے اتنی ہی رحمت زیادہ مل جانی ہے۔ یہ سارا کھوٹا سکھرا ہو رہا ہے۔ یہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ ہم اچھے نہیں ہیں ہم کھوٹے ہیں۔

خوار ہیں بدکار ہیں ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن تیرے محبوب کی امت سے ہیں
یہی ہماری پہچان ہے یہی ہمارا کمال ہے ہماری ساری پونجی یہی ہے۔ قبر میں میزان پر پل صراط پر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ساتھ جانا ہے۔ حشر میں قبر میں اور جنت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے جانے والی چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کھوٹے سکے کو کھرا کرنے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علیان الا البلاغ المبین

خطاب برہانش مقبول حسن صاحب 03-02-08

در مصطفیٰ پہ جو سر جھکا تو ندا دی ہاتف نے غیب سے
تیرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

مناقت کیا ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین: میرے نہایت ہی قابل صدر احترام پروفیسر ڈاکٹر علی محمد صاحب کے حسب الارشاد مناقت کے بارے میں کہ منافق کون ہے اور منافقت کیا ہے۔ چند ایک معروضات قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اصفیاء کا سایہ ہم پر قائم دائم رکھے اور ان کا فیض تا قیامت جاری وساری رہے۔ اس مختصر سے وقت میں منافق کی اقسام سے متعلق عرض کرنا تو بہت مشکل ہے لیکن صرف سمجھانے کے لئے کہ منافق دو طرز کے ہوتے ہیں۔ ایک ہوتے ہیں منافق فی العمل اور ایک ہوتے ہیں منافق فی العقیدہ۔ حضرت صاحب نے اس منافق کے بارے میں کہ جو منافق فی العقیدہ ہے کہ وضاحت کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ کیونکہ اس کا عمل تو بسا اوقات ہم سے بھی زیادہ اچھا نظر آتا ہے۔ آپ جب احادیث مبارکہ پڑھتے ہیں سکول اور کالج کی نصابی کتب میں بھی آپ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ **آبَاتِ الْمَنَافِقِ ثَلَاثَةٌ** منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ **إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ** جب وہ گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ **وَإِذَا أَتَمَّنَ** حَنَانِ جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ **وَإِذَا خَاتَمَ فَاجِرٌ** اور جب کسی سے جھگڑا کرتا ہے تو فوراً گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔ اس کی زبان گندی ہو جاتی ہے اور ایک چوٹی نشانی بھی فرمائی کہ **وَإِذَا وَعَدَ خَلَفَ** جب کسی سے کوئی وعدہ کرتا ہے تو وعدہ وفا نہیں کرتا۔ وعدہ خلافی کرتا ہے۔ وعدے میں پورا نہیں اترتا۔ یہ نشانیاں اس منافق کی ہیں کہ جس کا عقیدہ تو درست ہے لیکن اس کا عمل درست نہیں ہے۔ وہ منافق فی العمل ہے۔ ایسے آدمی کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی سزا دے کر اس کو معاف کر دے گا۔ لیکن جس منافق کی ہم بات کر رہے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پوری سورت نازل فرمائی ہے وہ ہے سورۃ منافقون حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھنے والے لوگ کہ جن میں مخلص بھی تھے اور منافق بھی تھے۔ عمل بظاہر دونوں کا ایک جیسا تھا۔ وہ بھی اس بات کے مدعی تھے۔ **قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ** وہ کہا کرتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ سورت منافقون میں ان کی اس گواہی کا ذکر ہے۔ وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے کہ **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ**، **وَرَسُولُهُ**، وہ یہ کہا کرتے تھے۔ قرآن میں اس کا ذکر ہے۔ وہ کہتے تھے کہ **نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ** ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں نے دو آیت کریمہ تلاوت کی ہے کہ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ** (البقرہ ۸) اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم

اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ اور وہ ایمان والے نہیں۔ ”کچھ ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو دعویٰ تو بہت بڑا کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور قیامت کے دن پر بھی ہمارا ایمان ہے اور تین ہی بنیادی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قیامت کے آنے کا یقین ہونا۔ ان تینوں سے متعلق انہوں نے برملا اظہار کیا اور قسم کھائی کہ ہم اس چیز کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ هُوَ۔ قیامت بھی آنے والی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یہ تو ان کا دعویٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں مقامات پر سورت منافقون اور سورت بقرہ میں ان کے دعویٰ کے جواب میں حکم فرمایا کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ وہ مومن نہیں ہیں۔ جب انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم قیامت پر بھی ایمان رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہیں اتنا برملا اظہار کرنے کے باوجود بھی مومن نہیں ہیں۔ سورت منافقون میں ہے کہ جب انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَاللَّهُ يُعَلِّمُ الْكُفْرَ لِسُوْلِهِ؛ وَاللَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ الْمُتَفِقِينَ لَكَاذِبُونَ (المنافقون ۱) ”اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی رسالت ان کی گواہی کی محتاج نہیں ہے کہ یہ مانیں گے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہوں گے یہ سب ان کی لگی لپٹی باتیں ہیں۔ اس سے ان کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے کہ یہ منافق جو کہہ رہے ہیں یہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ جس کا یہ اظہار کر رہے ہیں۔ پہلے پارہ سورۃ بقرہ میں فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہیں اور سورت منافقون میں فرمایا کہ یہ جھوٹے ہیں۔ منافقوں سے متعلق کسی کو کچھ علم نہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر اس کے بتانے سے اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ یہ لوگ کون ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں۔ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو جب یہ پتہ چلا تو وہ اس بات میں کچھ پریشان ہوئے کہ ہمارے خیال میں مومن وہی ہوتا ہے کہ جو زبان سے اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور زبان سے اعتراف کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عمل اس کا یہ ہو کہ وہ نماز پڑھتا ہو۔ روزہ رکھتا ہو۔ جہاد کرتا ہو۔ حج کرتا ہو۔ نیک اعمال کرتا ہو۔ اور یہ سارے کام ان میں موجود ہیں۔ نماز وہ مسجد نبوی میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ادا کرتے ہیں اور وہاں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے اور اس ہستی کے پیچھے پڑھتے ہیں کہ جو صرف امت کے امام نہیں وہ تو اماموں کے بھی امام ہیں۔ جو ان سے قبل امامت کر کے جا چکے ہیں۔ وہ ان کے بھی امام ہیں۔ امام الانبیاء والمرسلین ہیں۔ یہ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی تسلی کے لئے اور ہماری راہنمائی کے لئے یہ فرمادیا کہ اگر نماز پڑھنے کا نام ایمان نہیں ہے روزہ رکھنے کا نام ایمان نہیں ہے تو پھر ایمان ہے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جب ارشاد فرمایا کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ کہ یہ مومن نہیں ہیں اور اس کی تشریح یوں فرمائی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

اٰمَنُوْا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ (البقرة ۱۳) ”اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ۔ جیسے لوگ ایمان لائے“ اَلنَّاسُ۔ ناس کے معنی ہیں لوگ یہ لفظ ان کے لئے بھی استعمال ہوا۔ اَلنَّاسُ کا کالفظ استعمال فرمایا گیا۔ ناس پر الف لام کو داخل کیا جس کو گرامر کی رو سے کہتے ہیں۔ مُؤَوَّخٌ بِالْاَمِّ۔ جب نکرہ پر اس کو داخل کیا جاتا ہے تو یہ اس کو معرفہ بنا دیتا ہے۔ پھر اس سے عام لوگ مراد نہیں ہوتے اگر صرف ”ناس“ کا لفظ ہوتا تو اس کا یہ معنی ہوتا کہ جس طرح سے عالم لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی اسی طرح سے ایمان لاؤ۔ پھر ان میں تو وہ لوگ بھی شامل تھے جو دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ لفظ ”اَلنَّاسُ“ سے مراد وہ مخصوص لوگ ہیں۔ ان کو ایک معیار بنایا۔ ان کے سامنے کھڑا کیا۔ فرمایا کہ اگر تم ایمان دار بننا چاہتے ہو۔ اگر مومن بننا چاہتے ہو تو اس کے لئے صرف ایک ہی چیز ہے کہ جس طرح سے ”اَلنَّاسُ“ ایمان لائے ہیں تم بھی ویسا ہی ایمان لاؤ۔ اَلنَّاسُ سے کون لوگ مراد ہیں اس کی سمجھ آئے گی تو یہ مسئلہ حل ہوگا۔ جب اَلنَّاسُ کا تعین ہو جائے گا تو پھر دیکھیں گے کہ ان کا ایمان کیسا تھا۔ جو ان کا ایمان تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان فرمایا ہے۔ نمازی کو ایمان والا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کا نام ایمان نہیں فرمایا۔ روزہ دار کو ایمان والا نہیں بنایا۔ پھر وہ کون سے لوگ جو اَلنَّاسُ کے ذمے میں آتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور چند دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت مدینہ شریف کی ایک گلی میں سے گزر رہی ہے اور سامنے سے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ابن سلول جو سارے منافقوں کا سردار ہے وہ اپنے ساتھیوں سمیت آ رہا ہے۔ یہ اس آیت مبارکہ کا شان نزول ہے جو تمام مفسرین نے بیان فرمایا ہے۔ جب اس نے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ سنو اور دیکھو میرے ساتھیوں میں کس طرح سے ان کو بے وقوف بنانا ہوں۔ ان مسلمانوں کو بے وقوف بنانا بھی کوئی کام ہے۔ ہم اندر بیٹھ کر جو مرضی کرتے ہیں لیکن سامنے آ کر ان سے ذرا گھل مل جاؤ تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مہارے ہی ہیں۔ اس نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑا اور اس کو اوپر بلند کیا اور کہنے لگا مرحبا مرحبا، آپ کتنی عظیم شخصیت ہیں کہ جس نے دین کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ آپ یا غار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ یا طریق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ بڑی شان والے ہیں آپ نے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا کہ جب تمام ان کا ساتھ چھوڑے ہوئے تھے۔ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والا نہ تھا آپ تنہا ان کے ساتھ مکہ شریف کی غار میں آئے۔ آپ کی بڑی عظمت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ بلند کیا اور کہنے لگا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری بھی کتنی عظیم شان ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے فاروق بنایا ہے۔ تیرے ایمان لانے سے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں تمیز کر دی آپ کو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاروق کا لقب ملا ہے پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگا کہ اے داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اے ابن عم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اے علی المرتضیٰ کتنی عظیم شان ہے کہ تو داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا لخت جگر بھی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھائی بھی ہے۔ تو اہل

بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ آپ میں بہت اوصاف موجود ہیں۔ اس قسم کی لگی پٹی باتیں اس نے کیں۔ جب اس نے منافقت کی حد کر دی کہ اندر کچھ ہے اور ظاہر کچھ کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے نفاق کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بلا کر اس بات کا اعلان کر دو کہ اگر تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو مومن ہے تو مومن ہونے کے لئے ایک ہی شرط ہے کہ تجھے ان لوگوں جیسا ایمان لانا پڑے گا۔ جیسا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے۔ جیسا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے۔ جیسا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے۔ یہ ایمان کا معیار ہے۔ یہ تمہارے لئے مشعل راہ ہیں ان کو سامنے رکھ لو۔ ان کے کردار کو اپنالو ان کے اخلاق کو اپنالو ان کے طریقے کو اپنالو۔ ان جیسا ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا ایمان قبول ہے ورنہ تمہارا کوئی عمل کوئی عقیدہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہے۔ ایمان کا معیار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو قرار دیا گیا جن میں جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ خلفاء راشدین بھی شامل ہیں۔ فرمایا کہ یہ لوگ ہیں جو ایمان کا معیار ہیں۔ آئیے اب دیکھیں کہ ان کا ایمان کیسا تھا۔ کیا ان کا ایمان نماز پڑھنے کا تھا۔ تو پھر نماز میں جس صف میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہیں اسی صف میں عبد اللہ ابن سلول بھی پڑھ رہا ہے۔ باقی منافق بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہی ایک ہی جماعت میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ بھی مسجد نبوی میں ہیں اور یہ بھی مسجد نبوی میں ہی نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ بھی روزہ رکھتے ہیں تو یہ بھی روزہ رکھتا ہے۔ جہاد میں وہ بھی شامل ہوتے ہیں اور جہاد میں یہ بھی شامل ہوتا ہے باقی بھی جو نیک اعمال ہیں وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جیسا لانا پڑے گا۔ اسے کیا خبر ہے کہ ایمان نماز کا نام نہیں ہے۔ ایمان عمل کا نام نہیں ہے پھر وہ کیا چیز ہے جس کو ایمان کا معیار بنایا گیا ہے۔ آؤ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ ہمیں پتہ چل جائے کہ ان کا ایمان کیا ہے۔ پہلے ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ ایمان کیا ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ آپ بتائیں کہ تیرے نزدیک ایمان کیا ہے اور مومن کون ہے۔ اگر نماز پڑھنے والا مومن ہے تو پھر منافق کو بے ایمان کو کیوں کہا آپ نے کیوں فرمایا کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ۔ اگر جہاد میں شامل ہونے والا مومن ہے تو پھر آپ نے ان کو جھوٹا کیوں کہا۔ اگر روزہ رکھنے والا مومن ہے تو روزہ تو وہ رکھتے تھے پھر تو نے کیوں فرمایا کہ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ۔ کہ وہ مومن نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ جاننا چاہتے ہو کہ ایمان کس چیز کا نام ہے تو پھر میں اعلان کرتا ہوں۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء ۲۵) تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو تم حکم فرما دو۔ اپنے

دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں ”اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمادیا اور اعلان بھی قسم کھا کر کیا کہ اے محبوب مجھے تیرا رب ہونے کی قسم۔ اللہ اکبر قسم اٹھانے کا انداز دیکھیں۔ شریعت کا مسئلہ ہے۔ فقہ کا مسئلہ ہے کہ کسی امتی کو جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کی قسم کھائے۔ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کی قسم نہیں کھا سکتے۔ کعبہ کی قسم نہیں کھا سکتے قرآن کی قسم کھانا گناہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی کھانی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اس پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزری کی قسم کھاتا ہے۔ کبھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر کی قسم کھاتا ہے۔ کبھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی قسم کھاتا ہے۔ کبھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چلنے کی قسم کھاتا ہے۔ کبھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلفوں کی قسم کھاتا ہے۔ کبھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کی قسم کھاتا ہے۔ کبھی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی قسم کھاتا ہے اور یہاں اس آیت مبارکہ میں بھی قسم اپنی کھائی لیکن کس واسطہ سے کھائی ہے۔ فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رب تو پوری کائنات کا ہوں۔ میری شان ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (الفاتحہ ۱) سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہانوں کا ”میں عالمین کا رب ہوں۔ ہم نہیں جانتے کہ عالم کتنے ہیں۔ اٹھارہ ہزار ہیں کہ کتنے ہیں اور ہر عالم میں کیا ہے۔ عالم سے کیا مراد ہے۔ عالم کہتے کس کو ہیں۔ عالم میں اٹھارہ ہزار جہان ہیں اور ہر جہان کا صرف وہی ایک رب ہے۔ آسمانوں کا رب وہی ہے۔ زمین کا رب وہی ہے۔ فرشتوں کا رب بھی وہی ہے۔ جنات کا رب وہ ہے۔ انسانوں کا رب بھی وہی ہے۔ جنت کا رب وہ ہے۔ جہنم کا رب وہ ہے۔ بوح و قلم عرش کا رب وہ ہے۔ کتنے جہان ہیں۔ ہر جہان کا وہی رب ہے۔ لیکن تمام اٹھارہ ہزار میں سے اللہ تعالیٰ کو جب رب ہونے کا لطف آیا تو صرف ایک ہی ذات ہے فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو میں تیرا رب ہوں مجھے اس کی قسم ہے۔ فرمایا کہ جو میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ بڑے لطف والی بات ہے۔ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اسی بات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تیرا رب ہوں۔ اتنی بڑی قسم کھانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ نہ ایماندار ہیں اور نہ ہی ایماندار ہو سکتے ہیں۔ یہ مضارع کا صیغہ ہے۔ اس میں دوزمانے ہوتے ہیں۔ حال بھی اور مستقبل بھی ہوتا ہے۔ تین ہی تو زمانے ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل ماضی کا زمانہ فعل ماضی میں پایا جاتا ہے۔ اور فعل مضارع کا زمانہ حال اور مستقبل دونوں میں ہوتا ہے۔ اور لَا یُؤْمِنُوْنَ فعل مضارع منفی کا صیغہ ہے اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ نہ تو یہ مومن ہیں اور نہ ہی مومن ہو سکتے ہیں۔ اب بھی یہ مومن ہوں گے۔ فرمایا کہ اس کے لئے صرف ایک ہی چیز ہے کہ اگر یہ مومن ہونا چاہتے ہیں تو ایک شرط ہے۔ حَتّٰی یُسَلِّمُوْا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ حاکم مطلق مان لیں۔ تجھے اپنا سر براہ مان لیں۔ تجھے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم مان لیں اور جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم مان لیں گے اور جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اس کو دل و جان سے تسلیم کریں گے تو یہ مومن ہیں ورنہ میں قسم کھاتا ہوں کہ ان میں سے کوئی مومن ہے ہی نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ ظاہری طور سے تو مان لیتا ہے کہ میں تسلیم کرتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ میں تمہارے ظاہر کو بھی دیکھتا ہوں میں تمہارے باطن کو بھی دیکھتا ہوں۔ فرمایا وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حاکم ہونے کے جو فیصلہ کر دیا ہے اس فیصلہ کو ان کو ظاہر سے بھی ماننا پڑے گا اور دل کی گہرائیوں میں بھی اس کو ماننا ہوگا کہ ہم دل و جان سے اس کو قبول کرتے ہیں۔ اگر یہ ظاہر سے کہہ دیں کہ صحیح ہے لیکن باطن سے انکار کرتے ہیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مومن نہیں ہیں۔ مومن ہونے کے لئے ان کو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم مطلق ماننا پڑے گا۔ اب ایک مسئلہ یہ ہے کہ حاکم کون ہوتا ہے۔ دیکھئے ضیاء الحق اس وقت دنیا میں نہیں ہے فوت ہو چکے ہیں کیا اب انہیں کوئی پاکستان کا صدر مانتا ہے۔ کیا کوئی کہتا ہے کہ ضیاء الحق مرحوم صدر پاکستان ہے۔ کیا کوئی کہتا ہے کہ ایوب خان مرحوم صدر پاکستان ہے نہیں کہتے اس لئے کہ وہ جا چکے۔ اب نہیں ہیں وہ تھے اب نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آئندہ آنے والوں کے لئے بھی یہ حکم نازل فرما دیا کہ مجھے قسم ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رب ہونے کی کہ تم اگر قیامت کے قریب بھی آؤ۔ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی کو جو زمانہ تھا اس سے چودہ صدیاں بعد بھی آؤ۔ پھر بھی تمہیں میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم ماننا پڑے گا اس وقت بھی وہی تمہارے حاکم ہوں گے اس وقت بھی فیصلہ انہی کا تسلیم کرنا ہوگا۔ جو بھی پوچھنا ہوگا۔ وہ انہی سے پوچھنا ہوگا پھر تم مومن ہو اور نہ نہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ مومن وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیات مانتا ہے کیونکہ جو فوت ہو جائے وہ حاکم نہیں رہتا۔ حاکم وہی ہوتا ہے جو زندہ ہو آج الحمد للہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ مانتے ہیں اور اپنا حاکم تسلیم کرتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے امام اہل سنت نے یہی عقیدہ بیان فرمایا ہے۔ جو بھی کوئی بات آجائے دنیا کا کوئی مسئلہ ہو۔ دین کا مسئلہ ہو۔ معاشی مسئلہ ہو معاشرتی مسئلہ ہو۔ سائنس کا مسئلہ ہو۔ جسمانی ہو کہ روحانی ہو۔ شرعی ہو کہ مذہبی ہو ہر مسئلہ میں محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی حاکم نظر آئیں گے کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں ہے کہ جس میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے پیچھے نظر آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم کل بنا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی حکومت چل رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فرمان چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سکھ چلتا ہے۔ اسی لئے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَزِيرَانِ فِي الدُّنْيَا فِي السَّمَاءِ۔ فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو وزیر آسمان پر ہیں اور جہاں کسی کے وزیر ہوتے ہیں وہاں حاکمیت بھی اس کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خالق ہے اور مالک ہے اسے اس جہاں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ (الاخلاص ۲) اللہ بے نیاز ہے۔ اسے آسمانوں کا احتیاج نہیں ہے کسی زمین کی احتیاج نہیں ہے۔ اس بارش کی ضرورت نہیں۔ اسے چاند سورج کی تمانت یا روشنی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ وہ تو خود ہر چیز کا بنانے والا ہے۔ کس لئے بنایا ہے اس نے یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا

ہے۔ زمین انہی کے لئے بنائی آسمان بھی انہی کے لئے بنایا۔ یہاں بھی انہیں ہی حاکم بنایا اور آسمان پر بھی انہیں کو حاکم بنایا۔ فرمایا کہ زمین پر میرے دو وزیر ہیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرمایا کہ آسمانوں پر بھی میرے دو وزیر ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام۔ اس لئے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کے مطابق مومن وہ ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ مانے اور حاکم مانے ان دنوں 2003 صدر پاکستان مشرف صاحب ہیں۔ جو اس وقت یہاں ہماری محفل میں نہیں ہیں۔ نظر نہیں آ رہے ہیں۔ لیکن پورے پاکستان میں ان کا حکم چلتا ہے وہ جو چاہیں حکم دیں۔ وہ اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے حکم دیں تو پورے پاکستان میں اس پر عمل ہوگا۔ یہ ظاہری حکومت ہے فانی حکومت ہے۔ لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت تو بڑی عظیم ہے جو فنا ہونے والی نہیں ہے۔ خالق کل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کل بنا دیا ہوا ہے۔ جو مرضی فیصلہ کریں۔ فرمایا کہ اللہ مُعْطٰی وَاَنَا قَاسِمٌ۔ عطا میرے رب کی ہے اور تقسیم میری ہے خالق وہ ہے مالک میں ہوں۔ دیتا وہ ہے لیکن دیتا میرے ذریعہ سے ہے۔ میں جس کو جو چاہوں عطا فرما دوں قرآن مجید میں اگرچہ بے شمار دلائل موجود ہیں۔ لیکن صرف ایک ایک دلیل عرض کرتا ہوں۔ یہ تو قرآن مجید سے پتہ چل گیا کہ مومن کون ہے۔ نماز پڑھنے والا، زکوٰۃ دینے والا، روزہ رکھنے والا۔ حج کرنے والا۔ صدقہ خیرات کرنے والا مومن نہیں ہے بلکہ مومن وہ ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ بھی مانے اور اپنا ظاہری اور باطنی طور پر حاکم بھی تسلیم کرے۔ ہر لحاظ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر مانے اب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ارشاد فرمائیں کہ مومن کون ہے۔ فرمایا لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ اُكُونَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَاَلِدَيْهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِينَ۔ فرمایا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ ایک طرف اس کے والدین ہوں اسکی بیوی ہو اس کے بچے ہوں۔ اہل و عیال ہوں، مال و منال ہوں، اسباب ہوں پوری کائنات ہو۔ ساری دنیا ہو۔ دوست ہوں احباب ہوں جو بھی اس کو پیارے ہوں وہ ایک طرف ہوں۔ ان تمام کی محبت ایک طرف اور اس کے مقابلہ میں اگر میری محبت آجائے تو ان سب کو چھوڑ دے اور میرا دامن تھام لے، وہ مومن ہے، جو سب کو چھوڑ دے اور مجھے نہ چھوڑے میرے ساتھ تعلق قائم رکھے وہ مومن ہے۔ جس کا تعلق مجھ سے ٹوٹ جائے وہ کوئی بھی ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ بے شک وہ نمازی ہو۔ روزہ رکھنے والا ہو۔ کچھ بھی کرنے والا ہو اگر اس کا تعلق مجھ سے نہیں ہے۔ اگر اس کو ہر چیز سے زیادہ مجھ سے محبت نہیں ہے۔ اگر اس نے میری محبت پر کسی اور کی محبت کو ترجیح دی ہے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ لَا يُؤْمِنُ۔ وہ مومن نہیں ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت ہے۔ میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن مجھے اپنی ذات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ محبت ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن لو کہ تمہارا ایمان مکمل نہیں ہے۔ تمہارا ایمان تب مکمل ہوگا کہ جب

میں تمہیں تمہاری ذات سے بھی پیارا ہو جاؤں گا۔ تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو میں صرف ایک مسئلہ بتانا چاہتا تھا۔ میں آنے والی نسلوں کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے آقا امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے کائنات کی ہر چیز سے حتیٰ کہ میری اپنی جان سے بھی زیادہ محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ میری ایک جان کیا اگر لاکھوں جانیں بھی ہوں تو میں ایک ایک کر کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اَلَا نَیَا عَمْرُوَ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب تیرا ایمان مکمل ہوا ہے۔ اب تو مومن ہوا ہے۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تو مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ حکم ہے کہ وہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ۔ حاضر ناظر اور حاکم تسلیم کرے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مومن کے لئے فرمایا کہ وہ ہر چیز حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھ سے محبت کرے۔ اب اس ایک آیت اور اس حدیث کی رو سے دیکھیں کہ اَلنَّاسُ جو ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان کا معیار بنایا کیا ان کے اندر یہ دونوں چیزیں تھیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے سردار ہیں۔ آپ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں۔ وہ سب انسانوں سے افضل ہیں وہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ یسا ایسی بَکْرَ صَدِیقِ آپ کا عقیدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی جامعیت بیٹھی ہوئی ہے۔ سوال جواب ہونے شروع ہو گئے۔ کہ تمہیں دنیا میں سب سے زیادہ محبت کس چیز سے ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ چاہا لگتا ہے کہ میں ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے کھڑا رہوں۔ رات بھر قیام کروں۔ دوسرے نے کہا کہ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے ہاتھ میں تلوار ہو اور میں صبح سے شام تک اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے اس کی سر بلندی کے لئے۔ اعلائے حق کے لئے لڑتا ہی رہوں۔ تیسرے نے کہا کہ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ صبح سے شام ہو جائے اور شام سے پھر صبح ہو جائے اور میری زبان پر رب کا کلام ہی رہے۔ قرآن پاک کی تلاوت ہی کرتا رہوں۔ کسی نے روزے کا نام لیا۔ کسی نے حج کا نام لیا۔ کسی نے زکوٰۃ کا نام لیا۔ کسی نے کہا کہ مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہو وہ میں اپنے رب کے نام پر قربان کر دوں۔ آخر میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔ یا غار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رعار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رعار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جان نثار ساتھی سے پوچھا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بتائیں کہ آپ کا کیا عقیدہ ہے۔ فرمایا کہ ان اعمال کا اپنی اپنی جگہ پر بڑا درجہ ہے لیکن میرا عقیدہ ہے کہ اَلنَّظَرُ عَلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَرَمَیَا کہ میرا یہ دیکھنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول اور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ انور ہو۔ میں ہر دم سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دیکھتا رہوں۔ یہی میری نماز ہے یہی میرا سب کچھ ہے۔

ثابت	ہوا	کہ	جملہ	فرائض	فروع	ہیں
اصل	الاصول	بندگی	اس	تاج	ورکی	ہے

حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھتے ہیں تو پہلی صف میں دائیں طرف سب سے آخر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر روز ایسا ہی کرتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امامت فرما رہے ہوتے ہیں تو چہرہ انور نظر نہیں آتا میں دائیں طرف اس لئے کھڑا ہوتا ہوں کہ جو نبی سر کا صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب سلام پھیریں گے اور فرمائیں گے کہ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَوْتَمَامُ لَوْگ دائیں طرف دیکھیں گے لیکن میں دیکھوں گا بائیں طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی طرف دیکھوں گا۔ لوگ دیکھیں گے دائیں طرف لیکن میں دیکھوں گا بائیں طرف۔ کسی نے کہا کہ اس طرح سے نماز کی اقتداء نہیں ہوگی نماز ٹوٹ جائے گی۔ یہ سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو جائے گا فرمایا کہ ایسے مسئلے تمہارے لئے ہیں۔ میرا تو عقیدہ یہی ہے کہ جس نماز میں سر کا مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہو وہ نماز ہی نہیں ہوتی۔ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ نماز میں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے اس نے علماء نے یہ اپنی کتب میں لھا ہے۔ لیکن اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے۔ مشائخ کا عقیدہ یہ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ یہ ہے۔ شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم السَّلَامُ عَلَیْکَ اُنْھَا النَّبِیُّ پڑھنے لگو تو یہ عقیدہ رکھو کہ میرے ان الفاظ کو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سن رہے ہیں۔ ان کو حاضر ناظر سمجھ کر پڑھا کرو۔ السَّلَامُ عَلَیْکَ اُنْھَا النَّبِیُّ اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھنے سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے سے کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ماننے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز جلدی جلدی ختم کی۔ دیر ہوگئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ فرمایا کہ اتنی دیر کیوں کردی۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھا۔ اس لئے دیر ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جا کر میرا حکم سنا دو۔ یٰٰنٰہِیْہَا الَّذِیْنِ اٰمَنُوْا اسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ (الانفال ۲۴) ”اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلائیں“۔ اے ایمان والو! تمہارا ایمان تب ہوگا تم مومن تب ہو گے کہ جب تمہیں اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ اگر تم نماز بھی پڑھ رہے ہو۔ نماز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ عبادت ہے جو جس کی یہ عبادت ہے وہ اعلان کر رہا ہے کہ میری عبادت کو وہیں پر روک دو۔ یہ میرا حکم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر درود کعتیں پڑھ لی ہیں اور دو باقی ہیں اور میں تمہیں بلاؤں تو نماز وہیں پر ہی چھوڑ دو۔ میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ میرے ساتھ گھنٹو کرو مجھے بلانے کی ضرورت سے متعلق پوچھو۔ میں تمہیں حکم دوں کہ جاؤ بازار جا کر یہ چیز لے آؤ۔ جاؤ فلاں شخص کو بلا کر لے آؤ۔ فلاں جگہ پر جاؤ۔ تم چلے جاؤ۔ تمہیں ایک گھنٹہ لگ جائے دو لگ جائیں تین لگ جائیں۔ جتنا بھی وقت تمہیں لگ جائے خواہ نماز کا وقت ہی ختم ہو چکا ہو۔ جہاں تم نے نماز چھوڑی تھی وہیں سے آ کر شروع کر لو تمہاری نماز میں کوئی

خلل نہیں آیا۔ تمہاری نماز ٹوٹی نہیں ہے۔ وہ تمہاری نماز قبول ہو جائے گی۔ اب دیکھیں کہ یہاں ایمان کا معیار سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو قرار دیا گیا۔ جو آیت مبارکہ اوپر گزری ہے۔ اس میں ہے کہ جب اللہ اور اللہ کا رسول تمہیں بلائے۔ لیکن بلائے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہمیں نہیں بلاتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کو آواز دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں بلاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بلاتے ہیں۔ یا نبی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا ہے۔ لیکن تمہارا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ بلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہے ہیں لیکن اس بلانے میں اللہ تعالیٰ بھی بلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اور میرا بلانا ایک ہی ہے۔ یہ عقیدہ رکھو کہ اسی کا نام ایمان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات مانو اور یہ عقیدہ رکھو کہ میں اللہ تعالیٰ کی بات مان رہا ہوں۔ میں ان کا کام کر رہا ہوں درحقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کام کر رہا ہوں۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے جس کو ایمان کا معیار بنایا گیا ہے۔ اٰمِنُوْا کَمَا اَمَنَ النَّاسُ (البقرہ ۱۳) ایمان لاؤ کہ جس طرح سے النَّاسُ (خاص لوگ) ایمان لائے ہیں۔ تمہارا دعویٰ کرنے سے کہ ہم ایمان والے ہیں یا یہ کہ مہ نماز پڑھنے والے ہیں اس سے تم ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتے۔ بسا اوقات منافق کی نمازیں ہماری نمازوں سے بہتر اور اچھی نظر آتی ہیں۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں جو لوگ دین سے دور ہوں گے۔ ایمان سے دور ہوں گے۔ جو منافقین ہوں گے فرمایا کہ ان کی نمازیں تمہاری نمازوں سے زیادہ لمبی ہوں گی۔ وہ ہر وقت قرآن پاک پڑھتے ہوں گے۔ ان کی پیشانیوں پر بڑے بڑے نشان بنے ہوئے ہوں گے۔ اور دیکھنے والے کہیں گے کہ اصل شریعت پر چلنے والے تو یہ لوگ ہیں۔ اگر شلوار کو پنڈلیوں سے اوپر تک اٹھالینے کا نام ایمان ہوتا۔ اگر پیشانی پر محراب بنا لینے کا نام ایمان ہوتا۔ لے لے لے سجدے کرنے کا نام ایمان ہوتا تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی یہ نہ فرماتے کہ وہ مومن نہیں ہوں گے۔ اصل مومن وہ ہوں گے کہ جو نماز تو اس طرح سے پڑھیں گے کہ جس طرح زمین سے مرغا دانے چگتا ہے لیکن اس کا عقیدہ میرے متعلق صحیح ہوگا۔ نماز تو صرف ایک علامت ہے لیکن ایمان یہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اپنا عقیدہ صحیح رکھنا۔ اپنا عقیدہ درست رکھنا۔ وہ عقیدہ رکھنا جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ کیا تھا۔ انہیں جو کوئی بھی مشکل پیش آتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ یہ صرف امت محمدیہ ہی نہیں بلکہ پہلے سپارہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پڑھ لیں۔ بنی اسرائیل حالانکہ بڑی ہٹ دھرم۔ ضد کی پکی اور بہت ڈھیٹ قوم تھی۔ جتنی نوازشات اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر کی ہیں شاید کسی دوسری قوم پر نہیں کی ہیں۔ لیکن جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہی جاتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست نہیں مانگتے تھے۔ بلکہ وہ کہتے تھے کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں آپ ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہ لے کر دیں۔ جب پیاس لگی تو قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی۔ پانی کس نے عطا کرنا تھا۔ پانی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمانا تھا۔ پانی پر اختیار

اللہ تعالیٰ کا ہے۔ آسمانوں سے بارش وہ برساتا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتی ہے۔ کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمیں پیاس لگی ہے پانی کا سوال ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ مجھ سے مانگ رہے ہیں۔ حالانکہ سارے اختیارات میں نے تمہیں دے ہوئے ہیں عصا تمہارے ہاتھ میں ہے اس کو پتھر پر مارو اور دیکھو کہ اس میں پانی نکل آئے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ڈنڈا مارا تو پتھر سے بارہ چشمے نکل آئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا کیا عقیدہ ہے وہ کونسی چیز ہے کہ جو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں مانگی ہے۔ وہ کون سی چیز ہے کہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے مانگی ہو اور انہیں نہ ملی ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن وہ دیتا ہے صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے ہی دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیتا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا دینا ہی ہے۔ ان کی تقسیم دراصل اللہ تعالیٰ کی ہی تقسیم ہے۔ ان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو تم بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو مختار بنایا ہے۔ ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہ ہے ہی ملتی ہے۔ سب سے بڑی قیمتی چیز ایمان ہے یہ کہاں سے ملتا ہے۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے ہیں لیکن پریشان ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں پریشان ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا فرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخ ہے۔ لیکن جب میں اپنی ماں کو ڈانٹنے لگتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ والدہ کی گستاخی، نا فرمانی نہیں کرنی ہے۔ ایک طرف والدہ کا احترام وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ہے اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نا فرمانی کرے تو وہ بے ایمان ہے۔ اس کا تو ایمان ہی نہ ہوا۔ یہ نہایت کمزور ایمان کی علامت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے لئے ایمان کا سوال ہے۔ میری والدہ کو ایمان نصیب کر دیں۔ اسے مومنہ بنادیں۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان مانگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور عرض کیا کہ یا اللہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو ایمان عطا فرمادے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آمین کہا اور گھر کی طرف بھاگ نکلے۔ بھاگتے جا رہے ہیں۔ راستہ میں ایک آدمی ملا۔ پوچھنے لگا کہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی جلدی میں کیوں ہو۔ اتنی سرعت میں کیوں ہو۔ بھاگ کیوں رہے ہو۔ فرمایا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میرے گھر پہلے پہنچتی ہے یا میں پہلے پہنچتا ہوں۔ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے کہ جو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بھی ہم کسی چیز کے بنانے کا ارادہ کرتے ہیں تو نہ ہمیں میٹرل Material اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے نہ ہی کوئی مزدور لگانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہم کہہ دیتے ہیں۔ کُنْ فَيَكُونُ ہو جاوے وہ ہو جاتی ہے۔ اس نَحْن کا اختیار اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل گیا کہ اے اللہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو ایمان نصیب کر دے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاگتے ہوئے گھر جاتے ہیں۔ وہ گھر بعد میں پہنچتے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا پہلے پہنچ گئی۔ فرماتے ہیں کہ میں گھر پہنچا تو دروازہ بند تھا اور اندر سے پانی گرنے کی آواز آرہی ہے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے والدہ سے پوچھا کہ کون ہے۔ عرض کیا ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ فرمایا کہ رک جاؤ میں غسل کر رہی ہوں۔ کپڑے پہن کر دروازہ کھولتی ہوں۔ دروازہ کھولا اور ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو دیکھا تو کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر قربان جاؤں میں نے والدہ کے لئے ایمان مانگا تو مل گیا یہی ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ پھر دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پریشان نظر آ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے شام تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح سے شام تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا ہوں۔ شادی میں نے نہیں کی ہے۔ بچے میرے کوئی نہیں ہیں۔ میں اکیلا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر رہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ارشادات سنتا رہتا ہوں۔ لیکن کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ حافظہ بہت کمزور ہے۔ ذہن نہیں ہے۔ پھر کیا چاہتے ہو۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ذہانت کا سوال ہے۔ دانائی کا سوال ہے۔ عقل چاہئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دامن پھیلا دو۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دامن پھیلا دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا سے بک بھر کر ان کے دامن میں ڈال دیا۔ منافق بھی بیٹھے تھے ایک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارے کرنے لگے۔ کیا دے رہے ہیں ان خالی ہاتھوں میں کیا ہے اور ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دیکھو کہ کیا آدمی ہے وہ بھی سمجھ رہا ہے کہ مجھے کچھ دے رہے ہیں۔ وہ ہنس رہے ہیں لیکن قربان جاؤں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ پر جو مومن ہیں اور انہیں پتہ ہے کہ

مالک کو نین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

بظاہر ہاتھ مبارک خالی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں۔ خالق کل نے مالک کل بنایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ دو فرشتے آ گئے۔ ہم نے کبھی یہ سوچا بھی ہے کہ ہماری نیند اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں کیا فرق ہے۔ فرمایا ایک فرشتہ سر مبارک کی طرف اور دوسرا پاؤں

مبارک کی طرف کھڑا ہو گیا۔ پاؤں کی طرف کھڑا ہونے والا کہتا ہے۔ کہ میرا خیال ہے کہ یہی وہ ہستی ہے کہ جن کی طرف ہمیں بھیجا گیا ہے۔ دوسرا کہتا ہے تو پھر جو کچھ ہمیں دے کر بھیجا گیا ہے وہ انہیں پیش کر دیا جائے۔ ہاں ضرور پیش کر دیا جائے۔ ان کے پاس ایک بہت بڑا تھیلا ہے جو چابیوں سے بھرا ہوا ہے وہ تھیلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں ان کی گفتگو سن رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس چیز کی چابیاں ہیں۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آج ہمیں زمین پر پہلی دفعہ نازل کیا ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں ہمارے پاس تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانے ہم تقسیم کیا کرتے تھے۔ کس کو اولاد دینی ہے۔ کس کو رزق دینا ہے۔ کس کو دولت دینی ہے۔ بارش برسانی ہے کہ دھوپ لگانی ہے یہ سب اختیار اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہوا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حاکم کل آ گیا ہے۔ مختار کل دنیا میں آ گیا ہے۔ جن کے صدقہ میں سب کچھ بنایا ہے ان کا ظہور ہو چکا ہے جب اصل آ جائے تو فرع کا مقام ختم ہو جاتا ہے۔ جب سورج نکل آئے تو ستارے ختم ہو جاتے ہیں۔ اصل آ جائے تو قائم مقام ختم ہو جاتے ہیں۔ اصل کائنات آ گئے ہیں۔ سرکار یہ اللہ تعالیٰ کے کل خزانوں کی چابیاں ہیں یہ ہم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرنے آئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں مجھے عطا کر دی ہیں۔ مجھے مالک بنا دیا گیا ہے۔ ہر خزانے کی چابی میرے پاس ہے۔ رزق، اولاد، مال دولت ہر نعمت کی چابی اب میرے پاس ہے۔ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ کافی عرصہ گزر گیا ہے بارش نہیں ہو رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعۃ کا خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ایک دیہاتی اٹھا عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش نہیں ہوئی۔ خشک سالی ہے۔ فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ مویشی مر رہے ہیں۔ پیاس نے تنگ کر رکھا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلاک ہو رہے ہیں۔ فرمایا کیا چاہتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی ضرورت ہے۔ بارش کی خواہش ہے بارش کی ضرورت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا اس سے قبل آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہے۔ ابھی خطبہ ختم نہیں ہوا ابھی جماعت شروع نہیں ہوئی کہ موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ بارش برسانے کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو نہیں مانو گے تم مومن نہیں ہو سکتے۔ اگر تمہارا یہ عقیدہ نہیں ہو گا تو تمہاری نمازیں تمہارے روزے تمہارے حج، زکوٰۃ اور تمہارے اعمال تمہارے منہ پر مارے جائیں گے کہ مجھے تو صرف محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے کیا تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم مانتے ہو۔ قرآن سوال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ ایک حرف پڑھو تو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ قرآن مجید کیوں پڑھتے ہو کہ جی یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پوچھیں کہ یا اللہ تو ہی اس کو کیا سمجھ کر پڑھنا چاہتے۔ کیا تیرا کلام سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرا ذکر ہے۔ اور تیری قوم کا ذکر ہے اور اس سے متعلق پوچھا جائے

گا۔ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ قرآن میں نے تیرے ذکر میں نازل کیا ہے۔ تیری شان میں نازل کیا ہے اور تیرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل کیا ہے۔ تیری امت کی شان میں نازل کیا ہے۔ کبہ اقامت کے روز تم سے پوچھا جائے گا کہ اس قرآن کو کیا سمجھ کر پڑھتے رہے ہو۔ سچے وہی ہوں گے جو عرض کریں گے کہ یا اللہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر پڑھتے رہے ہیں کلام خدا تو سب اس کو مانتے ہیں۔ لیکن اصل مومن وہ ہیں جو اس کو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ دیکھیں کہ حضرت پیر ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی محافل میں نعت خوانوں کا ایک انبار ہوتا ہے۔ یہ جو نعتیں پڑھتے ہیں یہ قرآن مجید کی آیات کی ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ احادیث مبارکہ کی ترجمانی ہوتی ہے۔ شعراء کا اپنا اپنا انداز ہے۔ ہر پھول کا ایک رنگ ہوتا ہے اپنی علیحدہ خوشبو ہوتی ہے۔ یہ نعت خواں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے پھول ہیں۔ گلستان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول ہیں کسی کا رنگ کوئی ہے۔ کسی کی خوشبو اور ہے ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہے۔ گفتگو طویل ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ اس کا بقیہ حصہ پھر اگلی نشست بھی عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدہ پر قائم رکھے جو قرآن مجید نے دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا جو عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب قاری عبدالرحیم صاحب برہانش سید شجاعت علی صاحب 18-03-2003

دوسری نشست

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ ایک مرتبہ پھر حضرت قبلہ پیر صاحب والا شان کے زیر سایہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی علامات اور نشانیاں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں ایسے پیر و مرشد ملے ہیں ورنہ اس وقت جو اہل سنت پر تنزیلی کا عالم گزر رہا ہے۔ اگر گستاخی نہ سمجھا جائے تو عرض کروں کہ اس میں زیادہ ہاتھ پیران عظام کا ہے کہ جنہوں نے اپنا مشن صرف نذرانے وصول کرنا۔ مریدوں سے تحفہ تحائف لینا ہی سمجھ لیا ہے۔ جو عقائد اہل سنت کی سرپرستی کیا کرتے تھے۔ اب ان کے بعد آنے والوں کو یہ بھی معلوم نہیں رہا کہ اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے۔ اس قضا الرجال کے دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے نفوس ہمارے سروں پر قائم رکھے ہیں اور جلیل القدر بستیاں اہل سنت کی سرپرستی فرما رہی ہیں کہ جو نہ صرف خود اہل علم اور اہل عمل ہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ عقائد اہل سنت صحیح طریقہ سے اپنے اہل متعلقین، متوسلین اور مریدین تک پہنچیں اور اس منافقت کے دور میں جو یلغار عقائد حقہ کے خلاف چل رہی ہے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ کچھلی نشست میں ایل طویل بیان میں منافق کی پہچان اور علامات سے متعلق عرض کیا تھا۔ دورِ حاضر میں ہمیں کچھ پتہ نہیں چلتا ہے کہ داڑھی بھی موجود ہے۔ پیشانی پر محراب بھی موجود ہے۔ نماز بھی بڑی خشوع سے پڑھنے والا ہے لیکن حقیقت میں وہ سچا مومن نہیں ہے پھر ہمیں کس طرح سے پتہ

چل جائے گا ہم کس طرح سے Judgement کر سکیں گے کہ جو شکل و صورت ہمیں نظر آ رہی ہے۔ بظاہر تو وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہے لیکن اس کے عقائد کتنے خطرناک ہیں۔ عقیدہ اس کا کتنا غضب والا ہے کہ خدا کی پناہ اس کی صورت دیکھیں اور پھر عقیدہ دیکھیں تو اس پر لعنت ڈالنے کو دل چاہتا ہے۔ اور یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے منافقت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خیر القرون سے چلی آ رہی ہے۔ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ بخاری شریف کی حدیث ہے اور پوری ذمہ داری سے یہ حوالہ پیش کر رہا ہوں اور باقی تمام صحاح ستہ میں یہ حدیث شریف موجود ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ مسلم شریف میں بھی ہے کہ ایک مرتبہ صدقہ کا مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں اکٹھا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو تقسیم فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مال کی تقسیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار بنادیا گیا ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو صرف ایک ہی آدمی کو سارا مال دے دیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو کسی کو آدھا دے دیں۔ کسی کو چاہیں تو کچھ بھی نہ دیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں دے دیا گیا ہے۔ ایک تقسیم وہ ہوتی ہے جو برابر کی تقسیم ہوتی ہے۔ ہر ایک کو برابر کا حصہ ملتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکثر ایسا ہی فرمایا ہے۔ کہ جب کوئی مال آیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شریعت کے قوانین کے مطابق جو کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے کے مطابق تقسیم فرمائی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیار بھی دیا ہے کہ اگر وہ کسی کو زیادہ نوازنا چاہتے ہیں تو نواز دیں اس پر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پابندی نہیں ہے۔ اس کا انہماک ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بھی ہوا۔ کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کو جہا جہا جرن میں تقسیم کیا اور انصار کو اس میں سے بہت کم دیا تو انصاری نو جوان جو تھے انہیں اس بات پر جوش آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وجہ ہے کہ محنت کرنے والے ہم ہیں۔ جان کی بازی لگانے والے ہم ہیں۔ خون بہانے والے ہم ہیں اور مال غنیمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان جہا جہا جرن کو زیادہ دے رہے ہیں اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کو دے رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اعتراض تو نہیں ہے۔ لیکن صرف اپنا شک دور کرنے کے لئے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے انصار تم جو کچھ کہہ رہے ہو یہ غلط نہیں ہے۔ لیکن مجھے میرے رب نے اختیار دیا ہے۔ کہ میں جس کو جتنا چاہوں دے دوں۔ اے انصار تم خوش نصیب ہو کہ مکہ مکرمہ والے تو مال لے کر یہیں اپنے گھروں میں چلے جائیں گے۔ لیکن تم مجھے اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے۔ اب بتاؤ مال لینا چاہتے ہو یا مال والا لینا چاہتے ہو۔ وہ مال لے کر خوش ہو رہے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر بھی خوش نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں دے دیا ہے۔ یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ تو انصار عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں ہم اس تقسیم پر راضی ہیں ہمیں دنیا کا مال و متاع نہیں چاہئے ہمیں اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہئے آپ کو ایک جھک دکھائی ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم مختار کل ہیں جس کو جتنا چاہیں عطا کریں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔ اور جو کوئی اعتراض کرے گا وہی منافق ہے۔ میں نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اپنا کون ہے اور بیگانہ کون ہے جو ظاہر کو دیکھ کر اعتراض کرنا شروع کر دے وہ اپنا کیسا ہو سکتا ہے۔ وہ مخلص کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ یہیں سے منافق کی پہچان شروع ہوئی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ صدقہ کا مال آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو تقسیم فرما رہے ہیں۔ جس کو جتنا مرضی عطا کر رہے ہیں کہ ایک آدمی جس کا لقب ہے ذوی النورین وہ آیا۔ تھوڑی دیر محفل میں بیٹھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم کو دیکھا تو بڑی جرأت کی کھڑا ہوا۔ کہنے لگا اِغْلِبْ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف نہیں کر رہے ہیں (نعوذ باللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جو گالیں دینے والوں کو بھی دعائیں دینے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ تجھے تیری ماں گم کر دے اگر دنیا میں انصاف میں ہی نہیں کروں تو کون کرے گا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت پر قربان جائیں اگر ایک اور عمر رضی اللہ عنہ ہمیں مل جاتا تو دنیا میں نفاق ختم ہو جاتا شرک و کفر مٹ جاتا۔ پوری دنیا میں اسلام پھیل جاتا۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کو نہیں مانتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار کو نہیں مانتے ہیں۔ ان سے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فیصلہ کرتے ہیں اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ایک منافق جو کلمہ بھی پڑھتا ہے۔ نماز بھی پڑھتا ہے۔ داڑھی بھی ہے پیشانی پر محراب بھی ہے۔ نماز میں بڑا خشوع ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے۔ ایک یہودی سے اس کا جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ جھگڑنے کی کیا بات ہے۔ مدینہ شریف میں ایک ہستی موجود ہے جو فیصلہ دہ کرتے ہیں وہ حق پڑتی ہوتا ہے۔ وہ یہودی ہو کر کہنے لگا کہ چلو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں اور ان سے فیصلہ کراتے ہیں لیکن وہ اپنا ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنے والا ہو کر کہتا ہے کہ نہیں وہاں نہیں جاتے۔ چلو ہم کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں کعب بن اشرف یہودیوں کا عالم تھا۔ وہ یہودی کہتا ہے کہ کمال کرتے ہو میں تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منکر ہو کر بھی ان کی صداقت پر ایمان رکھتا ہوں ان کی حاکمیت کو مانتا ہوں اور تو کیسا مسلمان ہے کہ تو اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں رکھتا۔ چلو آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس چلتے ہیں۔ وہ منافق جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت لے کر فیصلہ حق کے خلاف بھی کر دیتا ہے۔ اس نے بھی یہی سوچا تھا کہ رشوت دے کر فیصلہ اپنے حق میں کرا لوں گا۔ آج بھی جو رشوت دے کر فیصلہ اپنے حق میں کرا لیتے ہیں وہ منافق ہیں۔ بہر حال وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے مقدمہ پیش کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ بظاہر تو منافق نے یہ فیصلہ مان لیا۔ پھر جب باہر نکلے تو کہنے لگا کہ یا ربمرامشورہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دانا آدمی ہیں وہ بھی فیصلہ حق پر ہی کرتے ہیں کیوں نہ ان سے بھی فیصلہ لے لیں کہ وہ کیا کہتے ہیں اس یہودی نے کہا کہ ایسا تو کبھی نہیں سنا کہ بڑی عدالت جو فیصلہ دے دے پھر اس کے فیصلہ پر نظر ثانی کے لئے چھوٹی

عدالت کی طرف رجوع کیا جائے۔ قانون قاعدہ تو یہی ہے کہ چھوٹی عدالت فیصلہ کرے تو اس کے خلاف بڑی عدالت میں اپیل دائر ہو سکتی ہے۔ اب سپریم کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہے تو اس پر نظر ثانی کوئی ماتحت عدالت کس طرح سے کر سکتی ہے۔ لیکن میں تیری تسلی کے لئے ان کے پاس بھی جانے کو تیار ہوں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو سارا مقدمہ پیش کیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ نے سارا مقدمہ سن لیا تو یہودی نے کہا کہ حضور ایک بات پر ذرا توجہ فرمائیں کہ اس مقدمہ کا فیصلہ آپ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں دے چکے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہ مقدمہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور انہوں نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے تصدیق چاہی کہ کیا یہودی صحیح کہہ رہا ہے کیا اس کا فیصلہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں کر دیا ہے۔ منافق نے کہا کہ جی ہاں یہودی ٹھیک ہی کہہ رہا ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اب تو اس کا فیصلہ کرنا میرے لئے نہایت ہی آسان ہو گیا ہے آپ اندر تشریف لے گئے تلوار لے کر آئے اور اس منافق کی گردن اڑا دی۔ فرمایا کہ جس کو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاکمیت منظور نہیں ہے اس کے لئے میرا فیصلہ یہی ہے۔ تو وہی آیت مبارکہ جو میں نے اپنی پہلی نشست میں پڑھی تھی کہ **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحْجِمُوا كَفِيمًا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (النساء ۶۵) تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اوپر اوپر سے ہی بات نہیں چلے گی اگر تم نے وقتی طور پر فیصلہ مان بھی لیا ہے لیکن دل میں تمہارے کدورت موجود ہے کہ یہ فیصلہ صحیح نہیں ہوا تو تمہارے سارے اعمال تمہاری ساری نمازیں تمہارے منور پارودی جائیں گی۔ تمہارا ایمان قبول نہیں ہے۔ مجھے ایسا ایمان چاہئے کہ جس میں یہ عقیدہ ہو کہ حاکمیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے دل کی گہرائیوں سے اس بات کو تسلیم کر لو تو پھر تم مومن ہوا اگر نہیں مانو گے تو منافق ہو گے۔ اس منافق نے ظاہری طور سے مان لیا تھا لیکن دل سے نہیں مانا تھا اس لئے اس کا سب کچھ ضائع ہو گیا۔ اس کی کوئی چیز بھی قبول نہ ہوئی اب پھر اسی واقعہ کی طرف آئیے کہ ذوی الخویرہ نے کہا کہ **اغْدِلْ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللہ علیہ وسلم** اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کیجئے۔ آپ یہ مال صحیح تقسیم نہیں کر رہے ہیں۔ اپنوں کو زیادہ دے رہے ہیں۔ دوسروں کو کچھ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ کسی کو تھوڑا دے رہے ہیں کسی کو بالکل محروم کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی۔ ایک روایت کے مطابق یہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق آتا ہے۔ لیکن ماما بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق یہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دے دیں کہ یہ منافق ہے اس کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف کو نہیں

مانتا ہے۔ یہی منافق کی نشانی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو نہیں مانتا ہے۔ قرآن پڑھنے کا نام ایمان ہوتا تو وہ بندہ مومن ہوتا اگر کلمہ پڑھنے کا نام ایمان ہے تو وہ بندہ مومن تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیرا رب ہونے کی قسم ہے کہ یہ مومن نہیں ہو سکتے ہیں تاوقتیکہ یہ تمہیں اپنا حاکم تسلیم نہ کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت فرمائیں کہ میں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رک جاؤ۔ اس کو چھوڑ دو۔ اگر صرف حق ہی حق رہ جائے اور اس کے مقابل باطل کوئی نہ ہو تو لطف ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (البقرہ ۲۰۵) اللہ تعالیٰ ہر قدرت والا ہے لیکن اس نے بھی اپنا مقابل خود بنایا۔ شیطان کو اپنے مقابل کھڑا کیا ہے کیونکہ اگر حق کے مقابل باطل نہ ہو تو یکسانیت آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ضد کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ مقابل آ جانے سے کسی چیز کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اگر صرف روشنی ہی ہوتی اندھیرا نہ ہوتا تو ہمیں روشنی کی کوئی قدر نہ ہوتی اگر صرف صحت ہی ہوتی بیماری نہ ہوتی تو صحت کی کوئی قدر نہ ہوتی۔ اگر صرف جوانی ہی رہتی پڑھانا نہ آتا تو جوانی کی قدر نہ ہوتی۔ اس لئے مقابلہ لازم ہے۔ اگر وہ منافق اسی وقت تہ تیغ کر دیا جاتا۔ اس کی گردن اڑا دی جاتی تو منافق ختم ہو جاتے لیکن یہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور رضایہ ہے کہ حق کے ساتھ ساتھ باطل زندہ رہے تاکہ حق کی پہچان ہوتی رہے۔ جتنا زیادہ منافق میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کریں گے۔ اتنا ہی اس کو ماننے والے اس کی عظمت کے گیت گائیں گے۔ اگر منافق نہ ہوں مخالف نہ ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر کتہ چینی کرنے والے نہ ہوں تو ہمیں ایسی محافل منعقد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر سارے ہی ماننے والے ہوں تو پھر کس کے لئے ہم بیان کریں گے۔ بھٹھیک ہے کہ عقیدت کے طور پر ہم ضرور کریں گے۔ لیکن جو ہم ان محافل کی تیاری کرتے ہیں کتب کا مطالعہ کرتے ہیں ساری ساری رات جاگ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کتابوں سے تفسیروں سے۔ قرآن و احادیث سے ڈھونڈتے ہیں۔ جس ذوق شوق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ختم ہو جانا تھیں۔ منافق جتنا زیادہ مخالفت کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اتنی ہی زیادہ اجاگر ہوتی جا رہی ہے۔ جب منافقت اتنے عروج پر نہ تھی تو کیا ربیع الاول شریف میں آپ کو اتنی رونقیں نظر آتی تھیں۔ جو نو جوان یہاں حاضر ہیں یہ تو نہیں جانتے ہیں لیکن جو عمر رسیدہ بزرگ یہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ فیصل آباد ربیع الاول شریف کے لئے سب سے پہلے جلوس کا اہتمام حضرت مولانا سید دار احمد صاحب محدث پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اور پہلے سال صرف اتنا جلوس تھا کہ وہ گول باغ (حالیہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار) سے نکالا گیا اور گنہ گھر تک آیا تھا چند آدمی اس میں شریک تھے حضرت مولانا سید دار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کے طالب علم ہی تھے۔ اور آج آپ دیکھ لیں ربیع الاول شریف آنے والا ہے کہ جلوس کتنا لمبا اور کتنی شان والا ہوتا ہے فیصل آباد کے آٹھوں بازاروں سے گھومتا ہے ہر بازار جھنڈیوں سے سجا ہوتا ہے جلوس کے شرکاء پر پھول نچھاور ہوتے ہیں جگہ جگہ لنگر تقسیم ہو رہا ہوتا ہے صلوٰۃ

وسلام کی صدائیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ ہر گھر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل ہوتی ہیں۔ ہر مسجد میں جھنڈیاں اور روشنی کا اہتمام ہوتا ہے۔ عجیب سہانا سماں ہوتا ہے کون سی وجہ ہے جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے ہیبت نہیں گائے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند آئی کہ جہاں مومن ہوں وہاں ان کے ساتھ ساتھ منافق بھی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑ دیا تو اٹھ کر چلا گیا۔ بھاگ گیا کہ جان بچ گئی ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاد رکھو اس کی اولاد بہت پھیلے گی۔ فرمایا کہ ان کی پہچان کیا ہوگی۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ جو بخاری شریف کی دوسری حدیث شریف میں ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی پہچان بیان فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ ان کی نمازوں کو دیکھ کر اپنی نمازیں بھول جائیں گے اور حیرت کریں گے کہ یہ کس طرح منافق ہو سکتے ہیں یہ کسی خشوع خضوع سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں پھر یہ کس طرح سے جھوٹے ہیں ہر وقت تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ نئی شادی ہوتی ہے اور یہ جوان بیویوں کو چھوڑ کر تبلیغی دورے پر چلے جاتے ہیں۔ کتنے مخلص ہیں اپنے گھر بار کا بھی خیال نہیں کرتے۔ یہ دین کی خدمت کرتے ہیں اور پھر بھی تم انہیں منافق کہتے ہو حالانکہ نہ آپ سے کچھ مانگتے ہیں نہ تم سے کچھ لیتے ہیں۔ یہ دین کی خاطر گھر سے بے گھر ہو جاتے ہیں۔ لوگوں سے گالیاں بھی کھاتے ہیں۔ جھڑکیاں بھی کھاتے ہیں تو پھر بھی منافق ہیں عجیب بات ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کا ظاہر دیکھ کر لوگ پتہ نہیں کہ ان کو کیا سمجھیں گے اس لئے میرے مخلص ساتھیوں میرے صحابہ میں تمہیں ان کی نشانیاں بتاتا ہوں۔ ان نشانیوں کو یاد رکھنا ان کے ظاہر پر نہ جانا۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ان کی شلواریں یا تہبہ بند جو ہوں گے وہ ان کی نصف پنڈلی سے بھی اوپر ہوں گی۔ ایک تو ہے ناکہ ٹخنے ٹخنے ہونا یہ تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ یہاں ٹخنے کی بات نہیں بلکہ آدمی پنڈلی کی بات ہے کہ جیسے کوئی پانی سے گزرنے والا ہے۔ دوسری نشانی یہ ہوگی کہ ان کے پیٹ بڑے بڑے ہوں گے۔ اور ایک اور جگہ پر وضاحت فرمائی کہ یہ اتنے گستاخ ہوں گے کہ یہ بڑے بڑے تکیے لگا کر بیٹھے ہوں گے اور جب ان کے سامنے میری عظمت بیان ہوگی۔ تو ان کو غصہ آ جائے گا۔ اور کہیں گے کہ چھوڑو اس بات کو رہنے دو۔ تو حید کی بات کرو۔ قرآن کی بات کرو۔ کہ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ یہ تو حید کی رٹ لگائیں گے یہ دوسری نشانی ہے۔ ان کی تیسری نشانی یہ ہے کہ ان کی داڑھیاں لمبی لمبی ہوں گی۔ چوتھی نشانی یہ ہے کہ ان کی مونچھیں بالکل صاف ہوں گی۔ میں پوری ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں۔ بخاری شریف میں ان کی یہ تمام نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ پانچویں نشانی یہ ہے کہ ان کی آنکھیں اندر کی طرف کو دھنسی ہوئی ہوں گی اور پیشانی باہر کو نکلی ہوئی ہوگی۔ چوڑی چوری پیشانیاں ہوں گی جن پر بڑے بڑے مخراب بنے ہوں گے۔ اور چھٹی نشانی جو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ یہ ہے کہ ان کے حلق ہوں گے یعنی سروں پر بال نہیں ہوں گے ٹنڈیں کرائی ہوئی ہوں گی۔ فرمایا کہ جس شخص میں یہ نشانیاں دیکھو اس کے ظاہر پر نہ جاؤ سمجھ لینا کہ یہ سچا نہیں ہے بلکہ یہ داؤ لگانے والا

ہے منافق آدمی ہے۔ تو پتہ چلا کہ گستاخی کرنے والا شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کم کرنے والا منافق ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عدالت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اس نے صرف ایک عظمت کا انکار کیا۔ صرف عدالت کا انکار کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ انصاف نہیں کر رہے ہیں اس نے باقی کسی اور شان کا انکار نہیں کیا۔ صرف ایک شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ انصاف نہیں کر رہے ہیں اس نے باقی کسی اور شان کا انکار نہیں کیا۔ صرف ایک شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منافقوں کا سردار بنا دیا۔ فرمایا کہ اس کی اولاد بہت پھیلتی اور قیامت تک اس کی نسل باقی رہے گی۔ جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں بھی اسی چیز کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّيْنٰهُمْ الْمَمْلِكَةُ ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ قُلُوْا فِيْهِمْ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ (النساء ۹۷) اور وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں کہ تم کا ہے میں تھے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں حجاز تھے۔ اس کا پس منظر اور شانِ نزول سن لیں۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کا گھر وہاں موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی بڑی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اس شہر کی بڑی عظمت بیان فرمائی ہے۔ فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَعَّةٍ مَّبْرُكًا وَهُدًى لِلْعٰلَمِيْنَ (ال عمران ۹۶) بے شک سب میں پہلا جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما۔ فرمایا کہ یہ وہ شہر ہے مکہ معظمہ کہ جس کے اندر میرا گھر موجود ہے جو دنیا میں سب سے پہلے تعمیر کیا گیا وہ کیا ہے ہُدًى لِلْعٰلَمِيْنَ پوری دنیا کے لئے راہنمائی اور ہدایت کے لئے میں نے یہ گھر بنایا ہے۔ مَبْرُكًا اور یہ شہر بھی برکت والا اور اس سے میرا جو گھر ہے وہ بھی برکت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عظمتیں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی نگاہِ کرم وہاں سے اٹھالی۔ اب اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم کا مرکز کون سا شہر بن گیا۔ جہاں پر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم رنجہ فرمایا۔ وہ یشرب جو مصائب کا گھر تھا۔ جو پریشانیوں کا گھر تھا۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک رکھنے کی دیر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مٹی کی کیفیت کو بدل دیا۔ صحت مند آدمی جاتا تھا تو بیمار ہو جاتا تھا تو بیمار ہو جاتا تھا۔ باہر سے کوئی آدمی مدینہ شریف میں آتا تھا تو اس کی آب و ہوا اس نہیں آتی تھی۔ اس کا نام ہی لوگوں نے یشرب رکھ دیا تھا۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں قدم مبارک رکھا۔ مدینہ پاک کی مٹی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کے تلووں کا بوسہ لے لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کی کیفیت کو بدل دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلان فرما رہے ہیں۔ غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شَفَاءٌ لِّلْحَزَنِ اَم فرمایا کہ جس بیماری کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے وہ میرے شہر میں آ جائے اس کی مٹی کو استعمال کرے اس کو ہر بیماری سے شفا ملے گی۔ اور وہ بیماریاں کہ جن کا کوئی علاج نہیں ہے مدینہ شریف میں ان کا بھی علاج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کے اندر ہر بیماری کا علاج رکھ دیا ہے۔ جس محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدم رکھنے سے جو مٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے

لگ گئی وہ ان امراض کی شفا بن گئی کہ جن کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے تو پھر وہ طبیب کیسا ہوگا۔ جن قدموں سے لگنے والی مٹی کی یہ شان ہے تو ان قدموں کی اپنی کیا شان ہوگی۔ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ جو آیت مبارکہ ہے۔ لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد) ”مجھے اس شہر کی قسم“ وَأَنْتَ جَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ (البلد) ”کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔“ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما رہے۔ اس آیت کا اس قسم کا جو قسم تھا وہ مکہ مکرمہ تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے۔ تو اس قسم کا قسم مدینہ منورہ بن گیا۔ اب اس کا معنی یہ کیا جائے گا۔ کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے اس شہر مدینہ کی قسم جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں۔ قسم کیوں کھائی جا رہی ہے۔ قسم اٹھانے کی علت اور سبب کیا تھا۔ کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس شہر میں جلوہ افروز ہیں۔ کہذا جہاں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوں گے قسم بھی اسی شہر کی کھائی جائے گی۔ جگہ بیٹھنے والے کی نسبت سے جگہ بنتی ہے۔ مکان کی عظمت اس کے مکین سے ہوتی ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ حضرت ڈاکٹر صاحب کا مکان ہے آپ اس کی کتنی عزت کرتے ہیں حالانکہ اس میں بھی اینٹیں سینٹیں اسی طرح لگی ہوئی ہیں جس طرح عام مکان میں لگی ہوتی ہیں۔ ڈیزائن میں خوبصورتی میں اس سے کئی اور مکان بہتر نظر آئیں گے ان میں اے۔ سی بھی لگے ہوں گے۔ بڑی آسائش والے ہوں گے۔ لیکن آپ ان کا ذرا بھی احترام نہیں کرتے۔ اس مکان میں آپ جوتے پیچھے اتار کر آئے ہیں ننگے پاؤں آئے ہیں۔ با وضو ہو کر آئے ہیں کہ اس مکان کو نسبت ایک ولی اللہ سے ہے۔ شہر کی عظمت اس کی عمارتوں کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس شہر میں کون رہائش پذیر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ہجرت کر کے مدینہ شریف چلے گئے تو کئی ایسے لوگ بھی تھے کہ جن میں سفر کرنے کی طاقت بھی موجود تھی سفر کر سکتے تھے ان کو کوئی چیز مانع اور رکاوٹ نہیں تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے مکہ شریف کو نہ چھوڑا۔ ان کے سامنے ذاتی اغراض آ گئیں۔ کسی بھی بیوی ابھی مسلمان نہیں ہے۔ اس نے بیوی کو نہ چھوڑا لیکن مدینہ شریف نہ گیا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ہجرت نہ کی۔ کسی کے والدین مسلمان نہیں ہیں اس نے اپنے والدین کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو چھوڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہجرت پر عمل نہ کیا۔ مکہ مکرمہ میں ہی مقیم رہا۔ بعض ایسے تھے کہ جن کے کاروبار عروج پر تھے۔ انہوں نے اپنے کاروبار کو نہ چھوڑا۔ مکہ شریف میں ہی رہے۔ اپنی اپنی اغراض کی خاطر انہوں نے مکہ مکرمہ کو نہ چھوڑا۔ جو غرض تھے جو اپن تھے وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پا کر پہلے ہی ہجرت کر گئے تھے۔ کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے آئے۔ کچھ بعد میں چلے آئے۔ جب بدر کا معرکہ ہوا تو مکہ میں رہنے والوں نے انہیں کا ساتھ دیا جو مکہ شریف میں رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا حال بیان فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ میں رہ کر نماز بھی پڑھتے ہیں کعبہ کا طواف بھی کرتے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ بھی دیتے ہیں۔ آب زم زم بھی پیتے ہیں۔ سعی بھی کرتے ہیں مدینہ شریف والے وہ ہیں جو قبیح طور سے ان چیزوں سے محروم ہیں۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کے لئے تشریف کے لئے تو مکہ والوں نے اجازت نہ دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کو بھی روک دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی واپس تشریف لے آئے مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوئے۔ حجر اسود کا بوسہ نہ لیا اور نہ ہی طواف کیا۔ لیکن مکہ مکرمہ میں رہنے والے سمجھ رہے تھے کہ ہم بڑے خوش نصیب ہیں۔ طواف کعبہ بھی کرتے ہیں۔ حجر اسود کے بوسے بھی لیتے ہیں۔ صبح شام بیت اللہ شریف کی زیارت بھدی کرتے ہیں اور بیت اللہ شریف کی زیارت کی عظمت یہ ہے کہ جو کوئی اسے ایک نظر دیکھ لیتا ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں پیچھے رہ جانے والے مسلمان اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے تھے۔ لیکن ان کا ایمان حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا نہیں تھا۔ اگر ان کا ایمان حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہوتا تو طواف کعبہ بھی نہ کرتے۔ حجر اسود کے بوسے بھی نہ لیتے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیبیہ کے مقام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیر بنا کر بھیجا تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیشتر رشتہ دار مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ اس رشتہ داری کی بنا پر ان کو سفیر بنایا گیا۔ کہ ان کی بات کو سن لیں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو راضی کر لیں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بات کی کہ وہ صرف تین یوم کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثاروں کو مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت دیدیں۔ وہ ہتھیاروں کے بغیر آئیں گے۔ عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے اور کوئی ان کی غرض نہیں ہے۔ لیکن مکہ مکرمہ کے مشرکین کا فرین نہ مانے اور کہنے لگے کہ اب اس سال تو بالکل اجازت نہیں دیں گے۔ اگلے سال دیکھیں گے اگر مناسب ہو تو اجازت دیدیں گے وہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ تو خوش نصیب ہے تو آ گیا ہے۔ ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ اب عمرہ ادا کر لو۔ طواف کعبہ کر لو۔ حجر اسود کے بوسے لے لو۔ ملترزم پر دعائیں مانگ لو۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر نفل پڑھ لو۔ آب زم زم پی لو۔ جو چاہو کر لو۔ تم خوش نصیب ہو کہ تمہیں موقع مل گیا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ کعبہ ان پتھروں سے بنی عمارت کا نام ہے۔ میں اسے اس وقت تک کعبہ ہی تسلیم نہیں کرتا جب تک میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لاتے ہیں۔ وہ اگر طواف نہیں کرتے ہیں تو میں بھی طواف کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ میں طواف اس وقت کروں گا کہ جب میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا طواف کرتے ہوئے آگے آگے ہوں گے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلوں گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کعبہ نہیں کیا۔ مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کو کیا خبر تھی کہ یہ کعبہ مکرمہ گناہ صرف اس وقت مٹاتا ہے کہ جب دل میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ آپ کعبہ اس نیت سے جائیں کہ اس کعبے کا بھی کعبہ مدینہ شریف میں موجود ہے تو پھر ہی گناہ مٹیں گے۔ میزاب رحمت کا رخ دیکھ لیں کہ کس طرف کو ہے۔ اس کا رخ دیکھ لیں کہ کس طرف کو ہے۔ اس کا رخ مدینہ شریف کی طرف ہے وہ وہاں سے فیض لے رہا ہے اور ساری دنیا کو فیض دے رہا ہے۔ کعبہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس کا بھی کعبہ ہے جو مدینہ شریف میں تشریف فرما ہے۔ مکہ مکرمہ میں رہنے والے جو اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے تھے جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ جو میں نے آیت مبارکہ پہلے بیان کی ہے۔ کہ جب فرشتوں نے ان کی جان نکالی جب فرشتوں نے ان

کو مار دیا۔ جب فرشتوں نے ان کو موت دی۔ پہلے ذرا ایک بات اور سن لیں عقیدے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ موت و حیات میرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مارتا ہے زندہ کرنے والا بھی وہی ہے مارنے والا بھی وہی ہے۔ لیکن اس آیت مبارکہ میں کیا فرمایا کہ موت فرشتہ دے رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کام کی نسبت اگر فرشتوں کی طرف کردی ہے۔ تو شرک نہیں ہوا۔ جو کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے وہ اگر وہی کام کسی نیک بندے کی طرف نسبت کر دے تو شرک ہوتا ہے۔ تو پھر نعوذ باللہ سب سے پہلے شرک تو اللہ تعالیٰ نے کیا۔ اللہ تعالیٰ خود مارتا ہے۔ لیکن اس آیت مبارکہ میں فرمایا کہ مارا فرشتوں نے ان لوگوں کو موت فرشتوں نے دی تو یہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات اپنیں بندوں کو دیتا ہے۔ اولاد کوں دیتا ہے اولاد اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ لیکن اس کی نسبت اگر کسی مرشد کامل کی طرف کردی جائے کہ جس کی دعاؤں سے کسی کو اولاد عطا ہوئی ہو کہ یہ بیٹا مجھے میرے پیر و مرشد نے دیا ہے۔ یا اس کا نام رکھ دیا جائے پری بخش۔ یعنی اگر کسی کی اولاد نہ پہنچتی ہو اور وہ پیر صاحب سے دعا کرائے اور پری صاحب کی دعا سے اسے بیٹا عطا ہو جائے تو وہ اس کا نام پیر بخش رکھ دے کہ مجھے میرے پیر صاحب نے عطا کیا ہے تو لوگ فتویٰ دے دیتے ہیں کہ پیر بخش نام رکھنا شرک ہے گناہ ہے تو پھر یہاں پر کیا کرو گے کہ مارتا ہے اللہ تعالیٰ لیکن اس نے نسبت فرشتے کی طرف کردی ہے۔ فرشتوں کو فاعل بنا دیا ہے۔ اب پھر اس آیت مبارکہ کی طرف آئیں کہ وہ لوگ جن کو فرشتوں نے مارا وہ کون لوگ تھے۔ فرمایا کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظالم فرمایا حالانکہ وہ طواف کعبہ کرتے ہیں۔ حجر اسود کے بوسے لیتے ہیں۔ ملتزم کے ساتھ لگ کر دعائیں کرتے ہیں۔ مقام ابراہیم علی السلام پر نفل ادا کرتے ہیں۔ آپ زم زم پیتے ہیں۔ صفا مرودہ کی سعی کرتے ہیں۔ تمام نمازیں مسجد حرام میں پڑھتے ہیں کہ جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے ثواب کے برابر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازیں ان کے منہ پر ماریں اور فرمایا کہ یہ اپنیں اوپر ظلم کرنے والے ہیں۔ فرمایا کہ اے ظالمو، منافقو، بے ایمانو، مجھے تمہارا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہے۔ فرشتوں نے ان کا نکلنے وقت ہی فرما دیا کہ تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہو۔ پوچھا کہ ہم نے کیا ظلم کر لیا ہے۔ فرمایا کہ تم یہاں پر کیوں ہو۔ مکر مکرمہ میں کیوں رہتے ہو۔ مدینہ شریف کیوں نہیں گئے۔ کہنے لگے کہ ہم بہت کمزور تھے۔ ہمارے پاس طاقت نہیں تھی۔ ہمارے کاروبار یہاں پر تھے۔ ہم چلے جاتے تو اس کا کیا بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی سے چلتا ہے کہ تمہیں ماں باپ کی، اولاد کی، وطن کی، کاروبار کی محبت آئے آگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تمہیں محبت ہے اس پر تمہاری دنیاوی محبتیں غالب آ گئیں تو پھر تمہارا ایمان ختم ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا کہ جب تک میں اسے اپنے والدین، اپنے بیوی بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ تمام محبتوں پر جب میری محبت غالب آ جائے گی تو پھر تمہارا ایمان کامل ہوگا۔ ورنہ تمہارا ایمان کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہارا ایمان ناقص ہے۔ جب انہوں نے کہا کہ ہم بہت کمزور تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارے بہانے قبول نہیں کئے جائیں گے۔ تمہارا ایمان اسی میں تھا کہ جدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے

تم بھی اسی طرف چلے جاتے جو اپنے ہوتے ہیں ان کو دیکھنے کہ مدینہ شریف میں مسجد نبی سلمیٰ ہے آج بھی وہ مسجد موجود ہے قبیلہ بنی سلمیٰ کی مسجد کہلاتی تھی اور آج اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں آج بھی اس میں دو محراب موجود ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر پڑھا رہے ہیں اور یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب شدت سے یہ طلب تھی کہ یا اللہ میرا قبلہ بدلنے کا حکم نازل فرمادے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیفیت کیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اقتداء میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نماز ادا کر رہے ہیں۔ دو رکعت نماز ہو چکی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا رخ انور اوپر کی طرف اٹھایا مقصد تھا کہ یا اللہ ابھی نماز کے اندر ہی حکم فرمادے اس طرح انتظار فرما رہے ہیں کہ اے جبرائیل علیہ السلام آتا کیوں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ہمیں دیکھ رہے تھے اور ہم تجھے دیکھ رہے تھے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خدا کو دیکھ رہے ہیں اور خدا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم دیکھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی طرف اپنا رخ انور پھیرنا۔ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں تجھے پابند نہیں کرتا کہ تو ادھر کو چھوڑ کر ادھر کو منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ ادھر کر لے ادھر کر لے میں پابند نہیں کرتا کہ تو ادھر کو چھوڑ کر ادھر کو منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ ادھر کر لے ادھر کر لے میں پابند نہیں کرتا۔ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ تیری مرضی پر چھوڑ رہا ہوں کہ تم تمہیں رخ پھیرنے کا حکم دیں گے اس قبلہ کی طرف جس طرف تیری مرضی ہوگی۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اب سارے اختیارات تیرے پاس ہیں۔ مشرق مغرب شمال جنوب جس طرف تو چاہے اپنا رخ پھیر لے میں اس کو ساری کائنات کا قبلہ بنا دوں گا۔ یہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری مرضی ہے کہ تو جس کو چاہے قبلہ بنا لے۔

كُلُّهُمْ يَطْلُبُونَ رِضَائِي

وَأَنفَا أَطْلَبُ رِضَائَكَ يَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محبوب اور دوسروں میں یہی فرق ہوتا ہے۔ محبوب وہی ہوتا ہے جس کی رضا خود خالق کائنات پسند فرماتا ہے۔ تمام لوگ میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم اور خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت ادا فرما چکے ہیں۔ دو رکعت ابھی باقی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ منظر بدل گیا۔ نماز کے اندر ہی حکم آ گیا۔ نماز پڑھی جا رہی ہے۔ پیچھے والوں کو پتہ ہی نہیں چلا کہ منظر ہی بدل گیا۔ مدینہ شریف مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب ہے اور بیت المقدس وہاں سے شمال کی طرف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا رہے ہیں۔ بیت المقدس مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا رہے ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ جنوب کی طرف کرنا ہے کیونکہ مکہ مکرمہ مدینہ شریف کے جنوب

میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ کیونکہ اگر وہیں پر کھڑے کھڑے اپنا رخ اکیلے ہی پھیر لیتے تو صحابہ کرام آگے ہو جاتے اور امام کے آگے جو مقتدی ہوں ان کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران ہی وہاں سے چلتے ہوئے دوسری جانب تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل بھی رہے ہیں۔ اور نماز بھی ہو رہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہی نماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہی عبادت ہے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا۔ کیا انہوں نے یہ مسئلہ نہیں سنا تھا کہ نماز میں چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ وہ تو نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے۔ وہ تو سارے مسائل جانتے تھے۔ وہ تمام احادیث پڑھے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ نماز میں گفتگو کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ نماز میں حرکت کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور چلنے پھرنے سے تو نماز کچھ رہتا ہی نہیں ہے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے جا کر امامت والی جگہ پر کھڑے ہو گئے تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی نماز میں ہی چل کر کوئی آگے جا رہا ہے کوئی پیچھے جا رہا ہے۔ کوئی دائیں جا رہا ہے کوئی بائیں جا رہا ہے۔ حرکت ہو رہی ہے۔ لیکن نماز ٹوٹ نہیں رہی ہے۔ اگر نماز صرف اسی چیز کا نام ہے جو شریعت نے بتائی ہے تو پھر تو نماز ٹوٹ جانا چہئے تھی۔ اگر اسی طرح سے کہی اور امام کے پیچھے ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی لیکن وہ امام الانبیاء علیہم السلام ہیں جن کی ہر ادا ہی عبادت ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حرکت بھی کر رہے ہیں۔ چل بھی رہے ہیں ادھر ادھر مڑ بھی رہے ہیں صف بندی نئے سرے سے ہو رہی ہے لیکن نماز میں ٹوٹ رہی ہے صرف اس لئے کہ وہ سب کچھ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کر رہے ہیں۔ کسی نے بھی یہ نہیں سوچا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔ انہوں نے انتظار نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہے ہیں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے وہی کچھ کرتے جا رہے ہیں اسی سے پتہ چلتا ہے کہ مخلص کون ہیں سچے کون ہیں اپنے کون ہیں۔ صحابی اور منافق کی پہچان ہی یہی ہے۔ سچے مومن اور منافق کا ہمیں سے پتہ چلتا ہے منافق وہ ہیں کہ جو سن کر بھی نہیں مانتے ہیں۔ ظاہری طور سے ہی اتباع کرتے ہیں حقیقت میں ان کے دل میں وہ محبت نہیں ہے۔ پیار نہیں ہے۔ ادب نہیں ہے۔ احترام نہیں ہے۔ لیکن جو اپنے ہیں جو چکے سچے مومن ہیں وہ تو یہی کہتے ہیں کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ان کا تو نظریہ ہی یہی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھا رہے ہیں۔ صحابہ کرام نے بھی پہنے ہوئے ہیں۔ اس وقت جوتے پہن کر نماز ہو جاتی تھی۔ حدیث ایک ہی ہے لیکن منافقین کا انداز بیان دیکھ لیں۔ کہ وہ اس حدیث شریف کو کس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ مہدی اہل حدیث ہیں جب وہ حدیث شریف پڑھاتے ہیں تو حضرت مولانا سر دار محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ حضرت علامہ سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ

بے عشق محمد ﷺ جو پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو آتی نہیں بخاری

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھاتے ہیں۔ بخاری بخاری کی رٹ لگائے رکھتے ہیں کہ بخاری کی حدیث لاؤ۔ بخاری کی حدیث لاؤ۔ وہ بخاری بے عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھاتے ہیں۔ بخاری پڑھنے سے ان کو بخار تو آ جاتا ہے۔ منافقت کا بخار آ جاتا ہے۔ بغض کا بخار آ جاتا ہے۔ بے ادبی کا بخار آ جاتا ہے۔ ان کو بخار تو آ جاتا ہے بخاری نہیں آتی۔ حدیث شریف ایک ہی ہے لیکن ان کا انداز دیکھیں کہ جب وہ اس حدیث شریف کو پڑھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف کی گلی سے چل کر آ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے مبارک کے تلے کو گندگی لگ گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح سے مسجد میں چلے گئے اور مصلی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہوتے تو انہیں پتہ نہ چل جاتا کہ ان کے جوتے کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہے۔ یہ حدیث وہ اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن جب عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کو بیان کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم تمہارے عشق پر قربان جائیں۔ تمہاری محبت پر قربان جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ منافق اور اپنوں کا فرق کرنا تھا۔ ان میں امتیاز پیدا کرنا تھا کہ وہ کون سی چیز ہے جو منافق کو مومن سے جدا کرتی ہے۔ مومن دلیل نہیں مانگتا وہ تو صرف سر کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا دیکھتا ہے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہے ہیں۔ وہی ایمان ہے۔ وہ کون سی عبادت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا نہیں ہے۔ نماز سب سے بڑی عبادت ہے۔ تمام عبادات کا مجموعہ ہے کیا قرآن مجید ہے بتانا ہے کہ چار رکعت پڑھنی ہیں۔ کہیں یہ لکھا ہے کہ پہلے کیا پڑھنا ہے بعد میں کیا پڑھنا ہے۔ رکوع کیسے کرنا ہے سجدہ کیسے کرنا ہے۔ صرف نام آتے ہیں رکوع اور سجدہ کا نام آتا ہے قیام کا نام آتا ہے۔ نماز کا نام آتا ہے۔ رکعتوں کی تعداد کوئی نہیں ہے۔ رکوع کیسے کرنا ہے۔ کب کرنا ہے۔ رکوع پہلے کرنا ہے کہ قیام پہلے کرنا ہے۔ یہ تمام کچھ قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں آیا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کو نبی نماز کا نام دے دیا۔ کھڑے ہوئے تو قیام بنا دیا جھک گئے تو رکوع بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے ہیں تو اس کو سجدہ بنا دیا۔ قعدہ میں بیٹھ گئے تو التحیات بنا دیا۔ جتنی رکعتیں ادا فرمائی ہیں اسی کو نماز بنا دیا۔ ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھا کر گئے تھے۔ یہ بھی بخاری شریف کی حدیث ہے میں اس کا بھی ذرا وہم دور کر دوں۔ بخاری شریف کی وہ بہت احادیث آپ کو سنائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ نمازوں کے اوقات کس طرح مقرر ہوئے۔ نمازوں کی رکعتیں کس طرح مقرر ہوئیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانے کے لئے آسمانوں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھا کر گئے تھے۔ یہ بھی بخاری شریف کی حدیث

ہے میں اس کا بھی ذرا وہم دور کر دوں۔ بخاری شریف کی وہ بہت احادیث آپ کو سنائیں گے۔ کہتے ہیں کہ یہ نمازوں کے اوقات کس طرح مقرر ہوئے۔ نمازوں کی رکعتیں کس طرح مقرر ہوئیں۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانے کے لئے آسمانوں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے (نعوذ باللہ) جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گدا ہے۔ جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے درکا ادنیٰ سا غلام ہے اس سے متعلق کہتے ہیں کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھانے آیا تھا۔ اگر سکھانے آتا تو خود سدرۃ پر ہی رہ جاتا۔ اگر استاد ہوتا تو معراج کی شب سدرہ پر ہی کیوں رہ جاتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے تشریف لے جا رہے ہیں اور وہ پیچھے رہ گیا کیا استاد کا یہ حق ہے کہ وہ پیچھے رہ جائے۔ یہ باتیں ان کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہیں۔ یہ عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر احادیث پڑھاتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور پانچوں نمازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پڑھائی تھیں پھر دوسرے روز آئے اور پانچوں نمازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پڑھائیں۔ پہلے روز اول وقت میں پڑھائی تھیں۔ دوسرے روز آخر وقت میں پڑھائی تھیں۔ اور بعد میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اوقات کے درمیان کا جو وقت ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا وقت ہے۔ آپ سب صاحب عقل و دانش بیٹھے ہوئے ہیں یہ بتائیں کہ نماز کب فرض ہوئی۔ یہ شب معراج فرض ہوئی ہے۔ معراج کا واقعہ کی زندگی میں ہوا ہے۔ ہجرت سے ایک سال یا دو سال پہلے ہوا ہے۔ یہ عام الحزن کو ہوا ہے۔ کہ جس سال حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا ہے۔ اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں۔ اس سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کب ایمان لائے ہیں۔ آپ کا نمبر اسلام لانے والوں میں چالیسواں ہے۔ آپ سَابِقُونَ الْأَوَّلُونَ میں ہیں۔ وہ لوگ بڑی عظمت والے ہیں جو سَابِقُونَ الْأَوَّلِينَ میں سے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے پہلے سال ہی ایمان لائے ہیں اور اس سے کوئی سات آٹھ سال بعد معراج ہوئی اور اس میں نماز فرض ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ آپ نے سنا ہوا ہے۔ کہ جب آپ دار ارقم میں تشریف لے گئے۔ آپ نے سنا ہوا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو آج یہ دشمن بن کر نہیں آیا بلکہ آج سب کچھ لٹانے کے لئے آ رہا ہے۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینے سے لگایا تو کیا سے کیا بنادیا۔ وہ عمر جو جہالت کا عظیم راہنما تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے لگنے کی دیر تھی کہ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنادیا۔ حق کو بلند کرنے والا اور باطل کو مٹانے والا بنادیا۔ حق و باطل میں تمیز کرنے والا بنادیا۔ یہ روایات میں آتا ہے کہ جب نماز کا وقت آیا اور نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم چھپ کر نماز کیوں پڑھیں کیا ہم کسی سے ڈرتے ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی نہیں ہیں۔ کیا ہمارا دین سچا نہیں ہے کیا ہمارا قرآن سچا نہیں ہے۔ کیا ہمارا اللہ تعالیٰ سچا نہیں ہے۔ فرمایا کہ سارے ہی سچے ہیں۔ عرض کیا کہ اگر ہم سچے ہیں تو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

اے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کھڑے ہو جائیں ایک طرف آپ کھڑے ہو جائیں دوسری طرف میں کھڑا ہوتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کون مائی کا لعل ہے جو ہمیں کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ ایک طرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں درمیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے ہیں۔ مکہ مکرمہ کی فضاؤں میں اللہ اکبر کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ بیت اللہ شریف کے پاس پہنچے اور وہاں جا کر نماز پڑھی۔ اب یہ نماز کون سی تھی۔ نماز تو ابھی فرض ہی نہیں ہوئی۔ یہی ایک نقطہ ہے کہ نماز تو فرض ہی نہ ہوئی تھی۔ اگر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اوقات نماز کا علم ہوا تو اس سے پہلے کیا کر رہے تھے۔ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو تب فرض کیا کہ جب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھ کر دکھادی۔ اللہ تعالیٰ کو وہ ادالہ پسند آگئی جو غار حرا میں جا کر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی کو نماز بنا دیا۔ بس اندازہ کر لیں کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہی نماز ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو یہ ظاہری ٹکریں مارنے کا نام نماز نہیں ہے۔ یہ عبادت نہیں ہے۔ اصل عبادت یہ ہے کہ دل میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جب آپ پڑھیں اَلْسَّلَامَ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ تو یہ عقیدہ رکھیں کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ میری آواز کو سن رہے ہیں۔ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ رکھ کر نماز پڑھا کرو۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہے۔ مسجد قبلتین میں کسی کی نماز نہیں ٹوٹی۔ میں حدیث بیان کر رہا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہنے ہوئے ہی جہنم میں تشریف لے گئے جس کے نیچے گندگی لگی ہوئی تھی۔ نماز ادا فرما رہے ہیں کہ دوران نماز ہی وحی نازل ہو گئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا مبارک اتار دیں کیونکہ اس کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہے۔ جس جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ چونکہ جوتے مبارک کے نیچے نجاست ہے جس سے جگہ بھی صاف نہ رہی تو اس طرح نماز نہیں ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی حالت میں ہی جوتا اتار دیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے جوتوں کے نیچے تو نجاست نہیں تھی۔ انہوں نے بھی جوتے اتار دیے۔ اگر مسئلہ نجاست کا ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے جوتوں کے نیچے نجاست نہیں لگی تھی۔ پھر بھی انہوں نے جوتے اتار دیے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوتے پہنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی پہن لئے اور جب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے مبارک اتار دیے ہیں تو انہوں نے بھی اتار دیے۔ یہ انتظار بھی نہیں کیا کہ بعد میں پوچھ لیں گے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جوتے مبارک کیوں اتارے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا تھا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہنے والے ان کی محبت میں کتنا مگ ہو چکے ہیں کیا یہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کو اپناتے ہیں کہ نہیں اپناتے ہیں۔ یہ آزمائش تھی اس لئے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوتے کے نیچے نجاست لگائی اور پھر حکم دیا کہ ان کو اتار دیں تاکہ دیکھا جاسکے کہ کون بیروی کرتا ہے اور کون اعتراف کرتا ہے۔ ان چیزوں سے پہچان ہوتی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے سچے کون ہیں۔ انشاء اللہ پھر موقع ملا تو اس

مضمون کا بقیہ حصہ عرض کروں گا۔ اس میں مزید تحقیق ہوگی اور مزید علامات قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ حضرات کے سامنے پیش کی جائے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ ہم پر قائم ودائم رکھے جو مجھے بھی موقعہ فراہم کرتے ہیں کہ جو مشن اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ لگایا ہے۔ ”دین کی خدمت“ وہ میں ان کی وساطت سے ادا کرتا ہوں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ مجھے موقعہ عطا کرتے ہیں کہ میں عوام کے سامنے عقائد حق اہل سنت وجماعت پیش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کے صدقہ سے میری اور آپ سب کی نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔ بجاہ النبی الکریم

تیسری نشست

ایک بار پھر مجھے موقع ملا ہے کہ ہمارے فیصل آباد کی عظیم روحانی شخصیت کہ جن کے فیض سے بحمدہ تعالیٰ ازل سنت اپنے عقائد پر پختہ سے پختہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔ میں نے پچھلی نشست میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ اکثر حیران اعظم جو ہیں وہ صرف نذرانے وصول کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ہمارا مشن ہے اور ہم حق ولایت ادا کر رہے ہیں۔ ان سے ہٹ کر ہمارے قبلہ ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو دراز فرمائے اور ان کا سایہ مریدین، متوسلین اور مجتہدین کے سروں پر قائم دائم رکھے۔ جب بھی ان سے ملاقات ہوتی ہے تو ان کا ایک ہی حکم ہوتا ہے کہ ہمارے عوام جو اپنے عقائد سے آگاہ نہیں ہیں۔ جب بھی وہ مخالف کے ہاتھ آتے ہیں تو ایسے ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں کہ پھر اس سے نکل نہیں پاتے تو کیوں نہ ہم اپنے مشن کو جاری رکھیں اور جب بھی موقعہ ملے تو ایک آدھ مسئلہ اپنے عقائد سے متعلق اس انداز سے بیان کیا جائے کہ عوام اس کو سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں ہمارے متعلق مخالفین یہ رائے رکھتے ہیں کہ جو اہل سنت بریلوی ہیں۔ بریلوی تو صرف پہچان کے لئے ورنہ حقیقت میں اہل سنت وجماعت وہم ہی ہیں۔ باقی سب دو نمبر ہیں جو ہمیں درغلانہ کیلئے بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے متعلقہ وہ صرف یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ صرف نعت پڑھ سکتے ہیں شعر و شاعری ہی کر سکتے ہیں۔ ندان کو قرآن کا علم ہے ندان کو احادیث آتی ہیں نہ ہی یہ قرآن وحدیث سے یہ اپنے مسلک کو ثابت کر سکتے ہیں۔ یہ صرف نعت خوانی کر سکتے ہیں۔ شعر پڑھ سکتے ہیں اور ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بحمدہ تعالیٰ ہم نے حضرت صاحب کی وساطت سے ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس موضوع پر آج تیسری تقریر ہے۔ میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ مختصر سے وقت میں آج ایک مسئلہ ہی بیان کر دیا جائے تاکہ نشست زیادہ طویل نہ ہو جائے اور وہ مسئلہ دلائل کی روشنی میں آپ کے ذہن نشین کر دیا جائے اور یہ طوفان اور آندھیاں جو ہم پر غیروں کی طرف سے یلغار کی صورت میں نمودار ہو رہی ہیں۔ ان سے ہمارے اہل سنت وجماعت جو ہیں وہ اپنے عقائد کو محفوظ رکھ سکیں۔ مسئلہ یہ تھا کہ منافق کون ہے۔ اس سے متعلق پچھلی دو نشستوں میں آپ تقریباً ایک ایک گھنٹہ کا وعظ آپ سن چکے ہیں۔ آج صرف ایک بات منافق کے بارے میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں سورۃ ال عمران کی آیت مبارکہ جو میں نے آپ کے سامنے

تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے اس میں رب العزت نے منافقین کی بدعتیدگی کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپ اپنا کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہ مانتے تھے۔ لیکن آپ پچھلی نشست میں سن چکے ہیں کہ ایمان اللہ تعالیٰ کو ماننے کا نام نہیں ہے۔ یہ بات جو میں عرض کرنے والا ہوں یہ صاحب خازن نے اپنی تفسیر خازن میں اسی آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ اے میرے ساتھیو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والی میری امت کو میرے سامنے پیش فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے پہچان عطا فرمادی ہے کہ ان میں سے کون ہے جو مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور کون ہے جو مجھ پر ایمان لانے والا نہیں ہے۔ لہذا میں جانتا ہوں کہ صدیوں بعد پیدا ہونے والا کوئی آدمی میرا محب ہوگا یا منکر ہوگا۔ فرمایا کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے قیامت تک آنے والی ان کی ساری اولاد کو ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ معراج کے واقعہ میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے کہ شب معراج جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو جب آپ دائیں جانب دیکھتے تو مسکراتے تھے اور جب بائیں جانب دیکھتے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ایسی حالت میں دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے آدم علیہ السلام آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے جواب میں عرض کیا کہ اے محبوب خدا۔ اے باعث تخلیق آدم و بنی آدم۔ اے فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے قیامت تک جتنی بھی میری نسل میں میری اولاد پیدا کرنی ہے ان کی ارواح میرے سامنے پیش کر دئے گئے ہیں۔ جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں وہ میری دائیں جانب ہیں جب میں ان کو دیکھتا ہوں تو خوش ہوتا ہوں اور میری بائیں جانب وہ اولاد ہے جو دوزخ میں جانے والی ہے میں جب ان کو دیکھتا ہوں تو رنجیدہ ہوتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ مثال بیان فرمائی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پوری نبی نوع انسانوں کو پیش کر دیا تھا۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری میری امت کو پیش فرما دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں جتنی کون ہے اور جہنمی کون ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں وہ لوگ بھی بیٹھے تھے جو روزہ بھی رکھتے تھے صحابہ کرام کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتے تھے باقی سب اعمال بھی کرتے تھے لیکن وہ آتے تھے صرف کمزوریاں دیکھنے کے لئے۔ فحائش تلاش کرنے کے لئے خامیاں ڈھونڈنے کے لئے حالانکہ ان عقل کے اندھوں کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی خامی کوئی کمی رکھی ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل ملکہ بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی ایسا وصف نہیں ہے کہ جس میں دنیا کا کوئی آدمی نقص تلاش کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کمال عطا فرمایا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد انہوں نے سنا تو اپنی ایک محفل میں بیٹھ کر انہوں استہزاء کی اور مذاق کیا۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس شان کا مذاق اڑایا۔ یہ صاحب خازن نے روایت فرمائی ہے۔ فرمایا کہ انہوں نے اپنی محفل میں

بیٹھ کر کہا کہ دیکھو بڑا غیب کا دعویٰ کرنے والا آیا ہے۔ ہم اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوتے ہیں ہمیں تو وہ پہچان نہیں سکا اور بڑی غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں اس ساری امت کو بھی جانتا ہوں جو ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئی اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا منکر ہوگا۔ دعویٰ اتنا بڑا ہے لیکن ہم ان کی اس محفل میں موجود ہوتے ہیں لیکن ہمیں پہچان نہیں سکتا ہے۔ جب انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا مذاق اڑایا تو پتہ چلا کہ سب سے پہلے جن لوگوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا مذاق اڑایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا نکار کیا وہ منافقین تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ سب ماننے والے تھے۔ ان میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے چلے جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے علم ہو جائے گا۔ کہ کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا ہے۔ اور کون ایمان لانے والا نہیں ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم اولین و آخرین عطا فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔ اس کی تائید ایک اور حدیث شریف سے بھی ملتی ہے جس کو صحاح میں محدثین نے ذکر فرمایا ہے۔ مسلم شریف میں حدیث شریف موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا مجھے اپنا جلوہ دکھایا۔ پردے ہٹا دئے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا۔ میں نے بڑی خوبصورت شکل میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا یہ دیکھنے والا جانتا ہے کہ وہ جلوہ کیسا تھا۔ ہم اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ شکل و صورت سے پاک ہے وہ مثل سے پاک ہے وہ مثال سے پاک ہے۔ وہ بے مصل ذات ہے ہم اس کی کوئی کیفیت بیان نہیں کر سکتے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اَبَسْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا کہ جب الہل تعالیٰ کا جلوہ میرے سامنے آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک سوال کیا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ یہ ملاء العلیٰ کی مخلوق آپس میں کس وجہ سے جھگڑ رہی ہے۔ یہ آپ آپس میں بائیں کر رہے ہیں کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمیں زمین پر تشریف فرما ہیں اور ملاء العلیٰ مخلوق کون ہے۔ عرش عظیم کے قریب جو فرشتے ہیں ان کو ملاء العلیٰ کی مخلوق کہا جاتا ہے۔ سدرۃ المنتہی سے اوپر ہیں عرش علی پر جو فرشتے ہیں جنہوں نے عرش عظیم کو اٹھایا ہوا ہے۔ وہ ملاء العلیٰ کی مخلوق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ عرض کیا کہ یا الہل مجھے معلوم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کیسے ممکن ہے کہ تو میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو اور تجھے معلوم نہ ہو۔ میرے قریب آ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے مطابق اپنا درست قدرت میرے سینے پر رکھا اور ایک روایت کے مطابق میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی خشنک کو اپنے سینے میں محسوس کیا تو جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تو اس عقیدے والے تھے کہ وہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے

تھے انہوں نے انکار نہیں کیا۔ منافقین نے مذاق اڑایا اللہ تعالیٰ کو ان کی بے ہودہ گوئی پر بہت غصہ آیا تو یہ آیت مبارکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دے کر بھیجا جو میں نے خطبہ میں سورت ال عمران سے پڑھی ہے۔ ارشاد فرمایا کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی مصلحت کے لئے خاموش تھے یہ سمجھ لینا کہ ان کی خاموشی عدم علم کو لازم ہے کہ وہ جانتے نہیں تھے اس لئے خاموش تھے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مصلحت تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ کسی کا پردہ چاک نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی رسوا ہوں۔ اس دنیا میں ہمارے عیوب پر پردہ ڈال دیا گیا۔ ورنہ سابقہ امتوں کو دیکھیں کہ جب جرائم کرتے ہیں تو فوراً عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی وقت عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باری آئی تو فرمایا۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ (الانفال ۳۳) اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تو اپنے امتیوں کے درمیان اس دنیا میں جلوہ افروز ہے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہی نہیں ہے کہ وہ ایسی قوم پر عذاب نازل کرے۔ یہ جتنے مرضی گناہ کر لیں دنیا میں ان پر کوئی عذاب نہیں آئے گا۔ تھوڑے تھوڑے جھٹکے ضرور لگیں گے لیکن جیسے عذاب پہلی امتوں پر آئے ہیں ایسا عذاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے نہیں آئے گا۔ آج ہمارے اعمال بنی اسرائیل سے بڑھ گئے ہیں لیکن عذاب نہیں آ رہا ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آج بھی امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہم میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق ہمیں عذاب نہیں دے رہا ہے یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکھ ہے کہ آج ہم اتنے گناہوں کو اٹھائے پھرتے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر رہا ہے جب منافقین نے مذاق اڑایا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس کیفیت میں اس وقت منافقین مومنوں میں شامل ہیں تو اللہ تعالیٰ اب آئندہ ایسا نہیں ہونے دے گا کیونکہ اگر ایسا ہی رہا تو منافق یہ سمجھتے رہیں گے کہ ہم ان کے قریب بیٹھے ہوئے مارا ستیاں کا کردار ادا کر رہے ہیں ان کے پاس پیچھ کر ان کی شان کے منکر ہیں ہمیں تو وہ جانتے نہیں ہیں اور دعویٰ اتنا بڑا کر رہے ہیں کہ میں قیامت تک آنے والے اپنے امتیوں کے بارے میں جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجازت دیتا ہوں۔ حَتَّى يَمِيزَ الْخَيْبَ مِنَ الطَّيِّبِ (ال عمران ۱۷۹) اللہ تعالیٰ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی شان کے منکروں کو فرمایا اَلْخَيْبُ اور جو ماننے والے تھے ان کو فرمایا الطَّيِّبُ فرمایا کہ جو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا ارا کر کرنے والے ہیں وہ طیب ہیں وہ پاکیزہ جماعت ہے اور جو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں وہ خبیث ہیں اب اللہ تعالیٰ ان کو جدا کر دے گا انہیں علیحدہ کر دے گا ان کی نشانی بتا دے گا۔ اور یہ پکی نشانی ہے کہ سن لو جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا منکر ہے وہ خبیث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ منافقین ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا انکار کیا اور پھر ایک آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے علوم غیبیہ پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے لیتا ہے اس کو علوم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمام انبیاء علیہم السلام کے بھی امام ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ وصف نہایت ہی کمال درجہ کا

اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علم عطا فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کے متعلق جانتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ فرما چکے ہیں۔ لیکن آج بھی ہمارے اعمال صبح شام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے جائیں گے تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ میرے سامنے میری امت کے عمل پیش کئے جائیں گے اگر وہ عمل اچھا ہوگا تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اگر میں نے کسی کے عمل کو برا پایا تو میں قبر کے اندر بھی اس کے لئے استغفار کروں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج بھی ہمارے متعلق جانتے ہیں کہ کون آدمی کیا ہے اس کے اعمال کیسے ہیں اس کا خاتمہ کس چیز پر ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ شان عطا فرمائی ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جوئی افسردہ بھی ہے کہ جس کی نیکیوں کی تعداد شسمان کے ستاروں کے برابر ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ حدیث پاک کے اس حصہ سے پتہ چلا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ علم عطا فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کے ستاروں کی تعداد بھی جانتے ہیں اور اپنے امتیوں کے اعمال بھی جانتے ہیں۔ ان سے نہ آسمان کے ستاروں کی تعداد پوشیدہ ہے اور نہ ہی ان سے ہمارے اعمال پوشیدہ ہیں اعمال تو ظاہری کیفیت کا نام ہے۔ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھا رہے ہیں۔ کچھلی صف میں کھڑے کسی آدمی نے ایسی غلطی کی جو نماز میں مناسب نہ تھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی خطبہ ارشاد فرمایا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ اگر کسی فرد میں کوئی ایسی حرکت محسوس کرتے تو اجتماعی طور سے سب کے سامنے مسئلہ بیان فرمادیا کرتے تھے تاکہ جس میں اپنی کوئی کمی ہو وہ دور کر لے اگر براہ راست محفل میں اسے کہا جائے گا تو شرمندگی محسوس کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بیان فرمایا کہ کچھ لوگ نماز کی حالت میں ہی ایسے کام کرتے ہیں جو ان کی نماز میں خلل ڈال دیتے ہیں ایسے کام نماز میں مناسب نہیں ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارا شاید یہ خیال ہو میرا رخ قبلہ کی طرف ہوتا ہے اور میں صرف آگے کی طرف ہی دیکھ رہا ہوتا ہوں اور مجھے کچھلی جانب کا کچھ علم نہیں ہوتا فرمایا کہ ایسا گمان نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کمال عطا کیا ہے کہ جس طرح میں سامنے دیکھ رہا ہوتا ہوں ویسے ہی میں پیچھے بھی دیکھ رہا ہوتا ہوں میں تمہارے رکوع کو بھی دیکھتا ہوں میں تمہارے خشوع کو بھی دیکھتا ہوں۔ رکوع ظاہری علم ہے اور خشوع قلبی کیفیت کا نام ہے۔ یہ سمجھ لینا کہ میں صرف تمہاری حرکات سکناات کو دیکھتا ہوں۔ نماز میں اٹھتے بیٹھتے کو دیکھتا ہوں اس میں خامی یا کمی کا پتہ چل جاتا ہے۔ جب تم رکوع کرتے ہو اور رکوع کرنے میں اگر کوئی کمی رہ جائے تو مجھے اس کا بھی پتہ ہوتا ہے اور نماز کی حالت میں جو تمہارے دل میں کیفیت طاری

ہوتی ہے۔ خشوع پیدا ہوتا ہے۔ عاجزی پیدا ہوتی ہے مجھے اس کا بھی پتہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ علم عطا فرمادیا ہے اور مجھے وہ آنکھ عطا فرمائی ہے۔ جو ظاہر کو بھی دیکھتی ہے اور باطن کو بھی دیکھتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ جو آدمی کوئی عمل کر رہا ہے تو وہ کس نیت سے کر رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول بھی ہے کہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سوال بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے اعمال تو منافقین بھی کرتے تھے اگر صرف عمل کا نام ہی ایمان ہوتا اور عمل سے ہی نجات ہوتی تو پھر اعمال تو منافقین بہت کرتے تھے لیکن ان کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے دل کی کیفیت صحیح نہیں تھی۔ ان کے ظاہر و باطن میں تضاد تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو قبول نہیں فرمایا کہ ان کے دلوں میں امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عقیدہ درست نہیں تھا۔ اب سوال ہے کہ نیکی کہاں کی جاتی ہے کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جو اعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں کرتے تھے وہی نیکیاں تھیں۔ رات کے وقت تنہائی میں جو نمازیں وہ پڑھتے تھے۔ تہجد پڑھتے تھے۔ جو لوگ مدینہ شریف سے باہر تھے وہ جو نیکیاں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوری امت سے متعلق سوال کیا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ تھا کہ قیامت تک آنے والے تمام امتیوں کے جو اعمال ہوں گے ان سے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج علم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے کیا معلوم ہے۔ نیکیاں تو لوگ رات کو بھی کرتے ہیں۔ مجھ سے درورہ کر بھی کرتے ہیں۔ مجھے کیا معلوم کہ کوئی آدمی کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ میں اپنے امتیوں کے اعمال کو دیکھ بھی رہا ہوں اور ان اعمال کی کیفیات کو بھی جانتا ہوں کہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول بھی ہے کہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے امتیوں میں سے ایک شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا فرمایا ہے کہ ان کی نیکیوں کی تعداد آسمانوں کے ستاروں کے برابر ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے فرمایا وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا خیال تھا کہ میرے والد گرامی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے گا۔ وہ اَضْدَقُ الصَّادِقِينَ ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس کیفیت کو جان لیا۔ فرمایا اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پریشان کیوں ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری نیکیاں ایک طرف اور تیرے والد گرامی کی غاروالی ایک نیکی ایک طرف ہو تو وہ ایک نیکی بھی ان تمام نیکیوں سے وزنی ہے۔ جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ دست بستہ ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے سوا دکر لیں۔ فرمایا کس چیز کا سودا کر لوں۔ فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ آسمانوں کے ستاروں کے شمار کے برابر میری نیکیاں ہیں

میں وہ ساری نیکیاں آپ کو دیتا ہوں اور ان کی عوض آپ سے ایک نیکی مانگتا ہوں۔ آپ کی ایک نیکی کے بدلے میں اپنی ساری عمر کی کمائی نذر کرتا ہوں۔ فرمایا کہ میری وہ ایک نیکی کون سی ہے۔ فرمایا کہ وہ غار والی نیکی فرمایا کہ اے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ آپ نے اس نیکی کا بدلہ بہت ہی کم دیا ہے۔ اس کی قیمت بہت ہی کم لگائی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتھیلی مبارک پر اس طرح سے رکھ دیا ہے کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ہی نگاہ میں پوری کائنات کو دیکھ رہے ہیں اس پر توجہ فرما رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اب ان کو الگ کر دیا جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اور خطبہ کے دروان ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دے دیا ہے۔ میں تو چاہتا تھا کہ تمہارا بھرم رہ جائے۔ تمہیں دنیا میں رسوائی نہ اٹھانا پڑے لیکن تم نے میرے علم غیب پر اعتراض کر کے یہ چیلنج کیا ہے۔ تو آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اُخْرِجْ يَا فَلَانُ اَنْتَ مُنَافِقٌ. اُخْرِجْ يَا فَلَانُ اَنْتَ مُنَافِقٌ بکل جااے فلاں تو منافق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر ایک ہی نشست میں کتنے ہی منافقین کو اپنی مجلس سے خارج کر دیا کہ ہی نہ سمجھنا کہ مجھے تمہارے متعلق علم نہیں تھا میں تو رحمۃ اللعلمین تھا۔ میں تمہارا بھرم رکھے بیٹھا تھا۔ تم نے میرے علم کو چیلنج کر دیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (ال عمران ۱۷۹) اب ان خبیثوں کو پاک لوگوں کے ساتھ نہیں رہنے دیا جائے گا۔ جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے منکر ہیں وہ خبیث ہیں اور جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو ماننے والے ہیں وہ طیب و طاہر ہیں پاک ہیں تو یہ ایک علامت ہے منافقین کی جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ ہمیں اسی عقیدہ تھا۔ جو ام المؤمنین کا عقیدہ تھا۔ اسی عقیدہ پر ہم زندہ رہیں اسی پر موت آئے اور حشر کے روز طیب لوگوں کے ساتھ اٹھیں یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء الحمد کے نیچے جگہ عطا فرمانا اور میری پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا سایہ تادیر ہم پر قائم و دائم رکھے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطا بقاری عبد الرحیم صاحب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 28-04-03

عقل قربان کن یہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

نعمتیں بانٹا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا
لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ میرے آقا تیرے قربان گیا
آہ جو آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی
ہائے وہ دل جو تیرے در سے پر ارمان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
جان و دل۔ ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

الحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ

جان و دل - ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

خرد عقل کہ کہتے ہیں۔ عقل کسی وقت میں ٹھیک بھی ہوتی ہے اور کسی وقت میں غلط بھی ہوتی ہے۔ اس کا معیار کیا ہے۔ دو جمع دو برابر چار کہو تو یہ ٹھیک ہے اور اگر دو جمع دو برابر تین کہہ دو تو یہ غلط ہے۔ لہذا معیار بن گیا کہ دو جمع دو برابر چار ہوتے ہیں۔ پھر عقل کا کیا معیار ہے کس جس سے پتہ چل سکے کہ یہ اس وقت ٹھیک ہے یا یہ غلط ہے۔ عقل ہندو کی بھی ہے مسلمان کی بھی ہے۔ غیر مذہب کی بھی ہے۔ نبی علیہ السلام کی بھی ہے۔ ان کے امتی کی بھی ہے۔ یہودی کی بھی ہے عیسائی کی بھی ہے۔ کافروں کی بھی ہے۔ مشرکین کی بھی ہے۔ ان میں سے کون سی عقل ٹھیک ہے اور کون سی عقل غلط ہے۔ تیری میری عقل اور ساری کائنات کی عقل اس وقت ٹھیک ہوتی ہے کہ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں بس ہو جائے اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آنے کے بعد بھی عقل چوں چراں کر رہی ہے تو وہ عقل غلط ہے عقل مندی نہیں ہے بلکہ بے عقلی ہے۔ اگر تو اعتراض کرے کہ ہی کیسے ہو سکتا ہے وہ کیسے ہو سکتا ہے تو پھر تو عقل مند نہیں ہے۔ یہ تمہاری بے عقلی کی دلیل ہے۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنی عقل کو قربان کر دے۔ اسے ذبح کر دے جب اپنی عقل کو ختم کر دو گے تو پھر عقل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلو گے۔ عقل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ میں آ جائے گی۔ اور تیری راہبری کرے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے اور واپس بھی آ گئے اور فرمایا کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں کہ کنڈی ہلتی رہی۔ وضو کا پانی چلتا رہا۔ بستر گرم رہا۔ کتنا وقت لگا ہوگا۔ کنڈی کتنے سیکنڈ تک ہل سکتی ہے۔ وضو کا پانی کتنا عرصہ بہہ سکتا ہے۔ یہی کوئی دو چار سیکنڈ ہوں گے۔ چلے پندرہ سیکنڈ کہہ لیں تو پندرہ سیکنڈ میں لامکان بارگاہ عالیہ سے۔ زمین و آسمان کی سیر کر کے جنت دوزخ کا معائنہ کر کے فرشتوں یک مسائل حل کر کے۔ بیت المقدس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کر کے۔ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کر کے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طویل گفتگو فرمانے کے بعد واپس تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے باتیں بھی ہوئیں ہیں اور کل وقت اتنا لگا کہ جتنا عرصہ ایک کنڈی کھلنے کے بعد ہلتی رہتی ہے۔ اب اپنی عقل استعمال کرو اگر یہ سارا واقعہ تمہیں ٹھیک معلوم ہوتا ہے تو تم عقلمند ہو ورنہ بے عقلی ہے نہایت سادہ سا ٹھ ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی یہ بات سنی نہیں ہے۔ عمر بن ہشام جو ابوالحکم کہلاتا تھا۔ حکمت یعنی دانائی کا باپ کہلاتا تھا نہایت دانش ور، عقلمند، بڑا مقرر اور مدبر تھا اس نے سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ میں اتنے تھوڑے سے وقت میں گیا بھی ہوں اور واپس بھی آ گیا ہوں۔ اس نے اپنی عقل استعمال کی اور واقعہ معراج کی خلاف اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ معراج ہوئی نہیں ہے۔ لوگوں کے پاس پہنچا کہ ان کو درغلاؤں کہ دیکھو تمہارا نبی ایسا ہے جو معاذ اللہ جھوٹی بات کہتا ہے۔ اتنے عرصہ میں تو بندہ باہر دروازہ تک نہیں پہنچ سکتا اور یہ پتہ نہیں کہ کہاں کہاں سے ہو کر آ گئے ہیں اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ میں نے یہ دیکھا وہ دیکھا یہاں گیا وہاں گیا۔ اس نے اپنی عقل استعمال کی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں نہیں گئے۔ اس نے

سوچا کہ یہ بات کسی کی عقل میں آنے والی نہیں ہے۔ لہذا سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ جائیں گے اور ان کے خلاف ہو جائیں گے۔ ان کا کام ختم ہو جائے گا۔ اس نے سوچا کہ ان تمام کا جو لیڈر ہے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اس کو میں اپنا ہم نوا بنالوں تو پھر کام بن جائے گا۔ ابواہلکمت ان کے گھر گیا وہ ابھی سفر تجارت سے واپس تشریف لائے تھے ان کو بٹھالیا اور کہا کہ ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اتنے تھوڑے سے وقت میں معراج کر کے آیا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے تو حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں یہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی اور ہر دفعہ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تردید کی کہ کوئی بندہ اتنے تھوڑے وقت میں معراج نہیں کر سکتا۔ پھر ابو اہلکمت کہنے لگا کہ تیرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے۔ اب دیکھو کہ یہ عقل کا ٹٹ ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا ٹٹ ہے وہ فرمانے لگے کہ اگر میرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی کوئی بڑی بات کہے میں اس کو بھی مان جاؤں گا۔ اب دیکھو کہ ایک طرف انکار ہے دوسری طرف اقرار ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا سلام قبول فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر کے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج سے صدیق اکبر بن گئے ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

تصدیق او را صدیق کرد

تصدیق نے اسے صدیق بنا دیا کس چیز نے حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق بنایا ہے۔ نوافل، نماز، روزے، حج وغیرہ نے نہیں بنایا۔ اپنی عقل کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قدموں میں قربان کر کے صدیق اکبر بن گیا ہے۔ اور دوسرا جو عقلمند حکمت والا تھا اس کا نام اللہ تعالیٰ نے ابو جہل آج سے جہالت کا باپ بن گیا ہے۔ یہ ابو جہل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ابو جہل رکھا ہے۔ عقل کی کسوٹی کہاں سے ملی۔ عقل کا معیار کیا نکلا کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو تسلیم کرتا ہے تو عقل ہے اور اگر انکار کرتا ہے تو بے عقلی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو کسی سفر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کھل گئی اور گم ہو گئی۔ صبح دیکھا تو سواری غائب ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اس کی تلاش میں ہیں۔ پہاڑی علاقہ ہے نظر بھی پہاڑوں کے اس پار نہیں جاتی۔ ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رفاعہ فوت ہو گیا ہے۔ اب دیکھو کہ منافق کی عقل کیا کہتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ یہ عجیب بندہ ہے کہ پانچ سو میل دور مدینہ شریف میں مرنے والے رفاعہ کا تو پتہ ہے کہ وہ مر گیا ہے اور اپنی اونٹنی جو یہاں گم ہو گئی ہے۔ اس سے متعلق کوئی علم ہی نہیں ہے۔ جس کی عقل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اس طرح سے ہوا اور جس کج دل میں ایمان کی رقت نہ ہو اس کی سوچ اسی طرح سے ہوتی ہے۔ مدینہ شریف میں مرنے والے کا پتہ چل گیا ہے لیکن یہاں ڈاچی گم ہونے کا علم نہیں رکھتے یہ عقل بولتی ہے لیکن دراصل یہ بے عقلی بولتی ہے۔ یوں سمجھو کہ منافقت بولتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ لوگوں کو منافق کس طرح سے سوچتا ہے بولتا ہے۔ جاؤ دیکھو کہ میری اونٹنی کی مہار ایک جگہ ایک بیر کی درخت سے انکٹ گئی ہے اس کو

وہاں سے چھڑا کر لے آؤ نبی ہوتا ہی وہ ہے کہ جو ساری کائنات کو اس طرح سے دیکھے کہ جس طرح سے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہے۔ منافق کی عقل کہتی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی بات کا علم نہیں ہے۔ مومن کی عقل یہ کہتی ہے کہ نبی ہوتا ہی وہ ہے جس کو ہر بات کا علم ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مدینہ میں مر گیا تو سب سمجھ لو کہ مر گیا ہے اور جب واپس گئے تو واقعی ہی وہ مر گیا ہوا تھا۔ اسی وقت اور اسیر و زمر تھا جس روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ اگر ڈاچی کے علم کا اظہار نہیں فرمایا تو اس میں حکمت سمجھو اور یہ مان جاؤ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھیک فرما رہے ہیں۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ٹھیک کہو گے تو تمہاری عقل ٹھیک ہے۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اگر مدینہ شریف میری سوچ نہیں جاتی۔ اس کے تابع نہیں ہوتی۔ میری روح اس کے تابع نہیں ہوتی۔ میری جان اس کے تابع نہیں ہوتی۔ تو میں بے ایمان ہوں اگر اس ایک تابع ہوگی تو مجھ میں ایمان آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت نماز کی امامت فرمائی لیکن دو رکعت پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی سلام پھیر دیا اور کہا کہ جو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کریں وہی درست ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جتو ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھیں کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز چھوٹی ہو گئی ہے۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں۔ فرمایا نہ ہی میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز چھوٹی ہوئی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کی بجائے دو پڑھی ہیں۔ فرمایا کہ میں جان بوجھ کر بھول گیا ہوں۔ تاکہ تمہیں سجدہ سہو کا علم ہو جائے اور تمہاری بگڑی ہوئی بھولی ہوئی نمازیں قبول ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے اور نہ ہی نماز چھوٹی ہوئی ہے۔ بلکہ میں نے نماز میں بھول ہو جائے تو اس کو ٹھیک کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے۔ اگر یہ میری سنت نہ بنتی تو تیری غلط اور بھولی ہوئی نماز کبھی قبول نہ ہوتی۔ اب لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی عقل استعمال کر رہے ہیں۔ کہ دیکھو جی آخر انسان ہیں۔ انسان بھول ہی جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بھول ہی گئے تھے۔ انسانی خامیاں سب میں ہوتی ہیں۔ چار رکعت والی نماز تھی لیکن دو پڑھ کر ہی سلام پھیر دیا۔ وعدہ خلافی ہو گئی۔ یہ تیری میری سوچ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکمت بیان فرمائی ہے اس کو سمجھ، جنگ احد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زخمی ہو گئے۔ چوٹ بھی لگ گئی۔ خون بھی نکل آیا۔ جو عقل والے ہیں وہ کیا کہتے ہیں کہ دیکھو جی جو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے وہ دوسروں کو کیا بچائیں گے۔ یہ تو پتہ ہی ہے کہ جنگ میں پتھر لگ جائے گا بھلا لگ جائے گا۔ نیزہ تلوار وغیرہ بھی لگ سکتی ہے۔ جب پتہ ہے تو پھر اپنا دفاع کیوں نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جان بوجھ کر زخمی ہوا ہوں۔ اگر مجھے زخم نہ آتے تو اللہ تعالیٰ تمہارا جنگ میں زخمی ہونا قبول ہی نہ کرتا۔ حوض علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید بھی ہیں فرمایا کہ اگر میں شہید نہ ہوتا تو کسی کی شہادت قبول ہی نہ ہوتی۔ اب اس میں بھی حکمت کو تو دیکھو۔ دنیاوی

عقل فیل ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یک پاس عقل کو قربان کر دو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہی درست ہے۔ قرآن مجید لَا زُجِبَ ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اس میں کوئی کمی غامی نہیں ہے۔ ہر حل میں قرآن مجید سچا ہے۔ جس کو قرآن مجید بھی سچا ہے۔ جس کو قرآن مجید سچا نظر نہیں آتا وہ خود جھوٹا ہے جس طرح سے قرآن سچا ہے اسی طرح سے صاحب قرآن بھی سچا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نعمت شریف پڑھی گئی کہ ہی وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ اس سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنائیں ہے اس سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا نہیں ہے۔ ہر عیب سے پاک ہیں اور اس طرح سے بنے ہیں جس طرح ان کی مرضی تھی۔ اب ان میں اگر کسی کو نقص اور عیب نظر آتا ہے تو وہ ایمان سے خالی ہے۔ جو ان کو حق جانتا ہے وہی سچا ہے وہی مومن ہے۔ یہی عقل کا معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس معیار پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ بظاہر ان کی شکل و صورت اچھی نہ تھی۔ چہرے کے خدو خال اچھے نظر نہ آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کر لو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ جیسی شکل و صورت والے کو کون بیٹی دیتا ہے۔ لوگ حسن والے کو رشتہ دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں گھر چلے جاؤ اور انہیں میرا پیغام دو کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ تم سے کر دیں۔ وہ گئے اور جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا۔ جس گھر میں گئے تھے وہ کوئی اعلیٰ نسب کے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تم ذرا اپنے آپ کو دیکھ لو اور سمجھ لو کہ یہ رشتہ ہمیں کس طرح سے قبول ہو سکتا ہے۔ یہ دنیاوی عقل تھی۔ اندرون خانہ بیٹی تھی وہ بولی کہ ابا جان مجھے منظور ہے والد صاحب نے کہا کہ مجھے تو منظور نہیں ہے تجھے کیسے منظور ہے۔ کہنے لگی کہ ابا جی آپ اس کو دیکھ رہے ہیں اور میں اس کے بھیننے والے کو دیکھ رہی ہوں۔ یہ بد صورت ہے تو کیا ہوا۔ اس کو بھیجئے والا تو حسین ہے۔ اباجی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کام ہر حکم من جانب اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ اسے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا ہے بلکہ یہ سمجھو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس لڑکی کی عقل آج بھی کتب میں درج ہے اور مشہور ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام پر قربان ہوتی ہے وہ یہ نہیں دیکھتی کہ بد صورت ہے یا حسین ہے کیسا ہے کیسا نہیں ہے۔ کماؤ ہے کہ نہیں ہے۔ ہم جب کوئی رشتہ کرتے ہیں تو اپنی عقل کے مطابق پوری چھان بین کرتے ہیں پھر جو بہتر ہوتا ہے اس کے مطابق کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ دنیاوی عقل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عقل کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج دس محرم ہے۔ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دن ہے۔ اس دل کے حوالہ سے عرض کرتے ہیں کہ ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ٹٹھی میں ہے۔ ہر طاقت ان کے قبضہ میں ہے۔ گن کی زبان رکھتے ہیں جو فرمادیں وہ ہو جاتا ہے لیکن اتنا تصرف ہونے کے باوجود اپنے نواسے کو تو بچایا نہیں ہے۔ ان کو شہید کر دیا ہے۔ ان کے ساتھ اور بھی ستر بہتر افراد شہید کر دئے ہیں سارا کنبہ ہی شہید کر دیا ہے تو کہاں گئی وہ طاقت کہاں گیا وہ سارا کمال اور تصرف۔ ہمارے کسی عزیز کو اس طرح کوئی مشکل پیش آئے تو ہم اس کے دفاع کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نواسے کا دفاع کیوں نہیں فرمایا۔ اس کا مطلب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ بس تقدیریں لکھی جا چکی ہیں اور ان کے مطابق ہو رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضہ قدرت میں جوئی چیز نہیں ہے۔ یہ دنیاوی سوچ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیس چالیس سال قبل ہی بتایا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی بچے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گلے پر بوسہ دیتے تھے اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہونٹوں پر بوسہ دیا کرتے تھے لوگوں نے دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کیا حکمت ہے۔ دونوں کے ہونٹوں پر یا دونوں کے گلے پر بوسہ کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہر پی کر شہید ہونا ہے۔ اور حضرت امام حسین کے گلے پر خنجر چلنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ منجانب اللہ تعالیٰ ہے اور میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہوں۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی کرتے ہیں اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو ضرور پیش نظر رکھتے ہیں اس میں یہ حکمت ہوتی ہے۔ آپ ہی فیصلہ کر لیں کہ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت بہتر ہے یا ہماری طبعی موت مر جانا بہتر ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح شہید ہوں یا آپ یہ چاہتے ہیں کہ بستر پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں اور مجھے بتائیں۔ جی شہادت ہی بہتر ہے۔ پھر اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہادت ملی ہے تو ہمارے پیٹ میں درد کیوں اٹھ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا بیٹا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں میں اتحاد کا موجب بنے گا۔ انہوں نے اسی فرمان کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مفاہمت کی اور معاہدہ کر کے خود ہی خلافت سے علیحدہ ہو گئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا دیا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق ہے کہ یہ میان کر بلا میں حق و صداقت کے جھنڈے گاڑے گا اور میرے دین کی اصل کو ظاہر کرے گا کہ جب تک حکومت کا سر بارہ سب سے اچھا بندہ نہیں ہوتا حکومت کبھی صحیح طور سے چل نہیں سکتی۔ یہ مشن ہے۔ اگر میرے جیسا کوئی چھوٹا موٹا بندہ مر جاتا تو کسی کو کوئی پتہ بھی نہ چلتا۔ کوئی کہتا کہ اس کو کوئی لالچ تھا کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا۔ کسی کو اصل حقیقت کا علم نہ ہوتا۔ کسی کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے اصل مقصد کا پتہ نہ چلتا۔ لیکن جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے ہیں تو ہر بندہ کی توجہ اس طرف ہے کہ یہ کیوں شہید ہوئے ہیں۔ وہ شہید اس لئے ہوئے ہیں کہ جب تک ملک کا سر براہ، وزیر اعظم یا صدر جو بھی بنے گا وہ سچا اور متقی نہیں ہے۔ مخلص نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث کے تابع نہیں ہے تو کبھی حکومت چل نہیں سکتی ہے۔ نہ ایسی حکومت میں عدل ہوگا نہ انصاف ہوگا اور نہ ہی اس میں امن ہوگا۔ ہمیشہ افراتفری اس ملک میں ہوتی ہے جس کی حکومت میں شیطان بندہ سب سے اوپر بیٹھا ہو۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا بڑا اعلیٰ مشن ہے لیکن ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ احادیث مبارکہ درست ہیں۔ مساجد اور مدرسے عدالتیں اور پولیس سب اپنی جگہ بالکل ٹھیک ہیں لیکن اگر سر براہ مملکت ہی غلط ہو تو سارا نظام ہی غلط ہو جاتا ہے۔ سر بارہ نے ہی پولیس کو بھی اپنے لئے استعمال کرنا ہے۔ عدالت کو بھی استعمال کرنا ہے اور اپنے مفاد کی خاطر اس

نے فوج کو بھی استعمال کرنا ہے۔ وہ صرف اپنا مفاد اور مقصد ہی پیش نظر رکھے گا۔ تو ملک و قوم کی خیر خواہی کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ وہ انہو بھی کراتے ہیں قتل بھی کراتے ہیں۔ ”اس کو ختم کر دو“ کون کہتا تھا۔ یہ بھٹو صاحب تھے کہ جس نے قصوری سے متعلق کہا تھا کہ ختم کر دو۔ اُردو اس کو۔ پولیس نے دو منٹ میں یہ کام کر دکھایا۔ بات کیا تھی کہ وہ یہ کہتا تھا کہ بھٹو صاحب آپ حکومت صحیح طریقہ سے نہیں چلا رہے ہیں اگر وہ قرآن و حدیث کے تابع ہوتا۔ اسے کوئی خوف خدا ہوتا۔ متقی ہوتا تو ایسا حکم جاری کرنے سے پہلے ضرور سوچ لیتا کہ میں یہ کیا حکم دے رہا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سنبھالنے ہی اعلان فرمایا کہ اے لوگو اگر میں قرآن و حدیث کے تابع رہوں تو تم بھی میری اطاعت کرنا۔ ورنہ مجھے درست کر دینا اور خلافت سے الگ کر دینا۔ یہاں ہم خود ٹھیک نہیں ہوتے۔ قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال کر ہر حربہ استعمال کر کے اپنا مقصد پورا کرتے ہیں اور اس سے ظلم نکلتا ہے۔ رشوت کی جڑ کہاں ہوتی ہے۔ یہ دیکھو کہ گملے میں پودے لگے ہوئے ہیں ان پودوں کی جڑیں نیچے زمین کے اندر ہیں یا اوپر چوٹی پر ہیں۔ پودے کی جڑ نیچے مٹی میں ہوتی ہے۔ رشوت کی جڑ اوپر چوٹی پر ہوتی ہے۔ اس کی جڑیں صدارت کے محل میں ہوتی ہیں۔ چیف منسٹر ہاؤس میں ہوتی ہیں۔ گورنر ہاؤس میں ہوتی ہیں۔ اس کی جڑیں ایس پی کے دفتر میں ہوتی ہیں۔ ڈی سی کے دفتر میں ہوتی ہیں خواہ یہ پٹواری کی شکل میں ہوں۔ پٹواری جو کچھ بھی کر رہا ہے اس کا حصہ ڈی سی آفس میں جاتا ہے اور وہاں سے اوپر کی سطح تک جاتا ہے۔ اس کا اشارہ اوپر سے آتا ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چیز کو ختم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور آج لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے شہادت کیوں دی۔ جنگ کیوں کی، بعض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کی نعوذ باللہ نافرمانی کی اس کے خلاف بغاوت کی اس لئے مارے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نگاہ نبوت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر یہ شہادت ہوگی تو دنیا میں اسلامی معاشرہ اور صحیح اسلامی حکومت کی بنیاد کی نشاندہی ہو جائے گی تو حضرات یہ ہے کہ

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنی عقل استعمال نہ کر۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ سے واپس آ رہے تھے۔ گرمیوں کا موسم اور دو پہر کے وقت کی گرمی اور رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ روزے افطار کر دو۔ ایک بندہ بہت صحت مند، موٹا تازہ پہلوان حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہے کہ گرمی کے باعث ہم روزہ نبھانہیں سکیں گے۔ بھوک پیاس سے مرجائیں گے جسم میں پانی کی کمی ہو جائے گی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں طاقت ہے میں روزہ نبھاسکتا ہوں۔ فرمایا کہ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ روزہ افطار کر دو تو بس کر دو۔ اگر روزہ افطار نہیں کرو گے تو گستاخی اور بے ادبی اور حکم عدوی کے باعث مارے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ سمجھے کی توفیق عطا فرمائے اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عقل استعمال کرے گا۔ تو یہ عقل نہیں بلکہ جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عقل استعمال کرنے کی توفیق ہی نہ دے۔ یہ

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے کہ

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دنیاوی طور سے تمہاری عقل لاکھ درجہ بہتر ہو لیکن جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات آ جائے تو اس کو چھوڑ دو۔
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی عقل کو ختم کر دو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں۔ کسی کو تھوڑا اور کسی کو زیادہ دے رہے ہیں۔ ایک منافق بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ مرتد ہو گیا ہے۔ ایمان سے خارج ہو گیا ہے۔ منافق ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی کہ میں ابھی اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے دو۔ اس کی نسل بڑی لمبی ہوگی۔ ان کی نمازیں تمہاری نمازوں سے بہتر ہوں گی۔ ان کے روزے تمہارے روزوں سے زیادہ بہتر نظر آئیں گے۔ ان کی طہارت تمہاری طہارت سے بہتر ہے لیکن دین ان میں سے ایسے نکل جائے گا کہ جس طرح سے کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ گویا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منصف ماننا ہی ایمان ہے اور اپنی عقل کے بل بوتے پر قیادہ رانی کرنا بے ایمانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی فعل پر اعتراض کرنا بے ایمان پیسے۔ تو میری عرض یہ ہے۔ کہ عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آؤ ان کی بارگاہ میں سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش خلیل احمد صاحب نزد جامع محمدی 14-03-03

تمام مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے بند ہیں

ماسوائے ان لوگوں کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں

(حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

ایصال ثواب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن
الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملكته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا
علیہ وسموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا
سیدی یا حبیب اللہ۔

سائے میں تمہارے ہیں قسمت یہ ہماری ہے
قربان دل و جانم کیا شان تمہاری ہے
نقشہ تیرا دلکش ہے صورت تیری پیاری ہے
جس نے تجھے دیکھا ہے سو جان سے واری ہے
کیا پیش کروں تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے
ہم چھوڑ کے اس در کو جائیں تو کہاں جائیں
کیونکہ یہ عمر تمہارے ہی نکلروں پہ گزاری ہے

نہایت ہی واجب الاحترام صدر محفل اور معزز، معظم و محترم سامعین و ناظرین حضرات۔ قرآن پاک کے اٹھائیسویں
پارے میں سے ایک آیت کریمہ کا کچھ حصہ تلاوت کیا ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو بعد میں آنے والے
ہیں وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہماری مغفرت فرما۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے دعا کرتا ہے۔ پہلے اپنے لئے دعا کرتا
ہے کہ یا اللہ ہماری مغفرت فرما اور پھر کہتا ہے کہ ہمارے بھائیوں کی بھی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے سبقت لے گئے جو ہم
سے پہلے یا اللہ تیری بارگاہ میں پہنچے چکے ہیں اس حال میں کہ وہ ایمان لائے اور ایمان کی دولت لے کر دنیا سے رخصت
ہوئے۔ یا اللہ ہمارے ان بھائیوں کی بھی مغفرت فرما۔ ہماری بھی مغفرت فرما اور ہمارے صاحب ایمان اللہ تعالیٰ کا ذکر
کرتی ہے لیکن انسان کو سمجھ نہیں آتی۔ جاندار اور بے جان چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں بظاہر بے زبان چیزیں ہیں
لیکن وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔ ہر ذرہ ہر پتہ ہر تنکا اپنی اپنی زبان حال سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے آپ کو
تازگی بخشتا ہے۔ فرمایا ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ یہ جو شاخ کے دو ٹکڑے کر کے میں نے دونوں قبور پر لگائے ہیں۔ جب
تک یہ شاخ ہری بھری رہے گی۔ سرسبز و شاداب رہے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی رہے گی اور اس ذکر کی بدولت ان قبر
والوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ سامعین محترم جب ایک شاخ کے ذکر سے قبر والے کو فائدہ پہنچے سکتا ہے تو
اگر ایک بیٹا اپنے باپ کے لئے دعا کرے اور ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے خلوص نیت اور دل کی اتھاہ گہرائیوں کے

ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کرے تو یقیناً وہ قبول ہوگی اور اس کا فائدہ بھی ضرور پہنچے گا۔ قبر میں اہل قبر کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ نہایت بے وقوفی اور کم عقلی کی بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ قبر والوں کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایک سادہ سی مثال ہے کہ اگر کسی کے مرحوم والدین کو برا بھلا کہہ دیں تو مارنے کو آتا ہے۔ اے عقل کے اندھو۔ اگر برا بھلا پہنچے سکتا ہے تو پھر قرآن کیوں نہیں پہنچے سکتا ہے۔ بلکہ اچھی بات تو بہت جلد پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی پہنچتا ہے۔ اور فائدہ بھی دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک بندے کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میرے اعمال اتنے اچھے نہیں تھے مجھے اتنا اعلیٰ مقام کیسے عطا ہوا ہے۔ یا اللہ مجھے اپنے اعمال کا پتہ ہے اپنے نیک کاموں کا پتہ ہے۔ میں دنیا میں اتنا نیک تو نہیں تھا جتنا آپ نے مجھے اعلیٰ مقام عطا فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ تیرے بیٹے کی دعا کا صلہ ہے۔ تو نے جو کچھ بھی دنیا میں کیا ہے وہ تو کر کے آ گیا ہے۔ تیرا بیٹا تیرے لئے دعائیں کرتا رہا۔ ان دعاؤں کی برکت سے تجھے آج جنت میں اعلیٰ بھائیوں کی بھی مغفرت فرما۔ اس موضوع کو قرآن اور حدیث میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ میرے اور آپ کے لچپاک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے ہیں۔ ایک قبرستان کے پاس سے گزر ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے فرمایا کہ ان دو اہل قبور کو عذاب ہو رہا ہے۔ نگاہ نبوت نے قبور کے اندر کا حال بیان فرمایا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ان قبور والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عذاب کیوں ہو رہا ہے فرمایا کہ ایک کی عادت بد تھی کہ وہ جب پیشاب کرتا تھا تو اس کی پھیلتی سے اپنے جسم کو بچاتا نہیں تھا اپنی پاکیزگی کا۔ طہارت کا خیال نہیں رکھتا تھا۔ اس کے کپڑے پلید ہو رہے ہوتے تھے۔ لیکن اس کو اس کی کوئی پرواہ یا پریشانی نہیں ہوتی تھی اس وجہ سے اس کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور دوسری قبر والے کو عذاب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ یہ دنیا میں چغلی کیا کرتا تھا۔ یہ چغلوں کا لگاؤ بچھائی کیا کرتا تھا۔ ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر لگاتا رہتا تھا۔ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا اور ان کو آپس میں لڑانا۔ ایک دوسرے کے خلاف مشتعل کرنا اس کا مشغلہ تھا اس کی یہ عادت تھی۔ اس عادت بد کی وجہ سے اب یہ قبر میں عذاب میں مبتلا ہے۔ سامعین محترم آقا علیہ الصلوٰۃ نے یہ بھی بتایا کہ عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی بتایا کہ کیوں ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ لی۔ اس کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا ایک قبر پر لگا دیا اور دوسرا دوسری قبر پر لگا دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یہ کیا کیا۔ یہ کیوں کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتی ہو۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ مقام ملا ہے۔ ایک اور حدیث پاک ہے کہ ایک بندے کو حکم ہوگا کہ وہ جو سامنے پہاڑ ہے وہ کس چیز کا پہاڑ ہے وہ نیکیوں کا پہاڑ ہے۔ نیکیوں کا ڈھیر پہاڑ کی مانند لگا ہوا ہے۔ فرمایا جائے گا کہ یہ تیرا ہے جاؤ لے جاؤ۔ وہ عرض کرے گا یا اللہ میں نے تو نیکی کی نہیں میری تو اتنی نیکیاں ہیں ہی نہیں۔ فرمایا جائے گا کہ تو نے اتنی نیکیاں نہیں کی

تھیں۔ لیکن تیرا بیٹا تیرے مرنے کے بعد تیرے لئے دعائیں کرتا رہا اس نے جو تیرے لئے دعائے مغفرت کی تھی اس کے بدلے میں ان تمہیں نیکیوں کا پہاڑ مل رہا ہے۔ ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ دعائیں فائدہ پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر فائدہ پہنچاتا ہے۔ کوئی اگر اپنے جانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے تو وہ پہنچتی ہے اور فائدہ دیتی ہے کوئی ایصالِ ثواب کرے تو وہ پہنچتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں ہم دو بھائی ہیں۔ ہمارے والد صاحب امیر تھے انہوں نے بہت ترکہ چھوڑا ہے اور مرتے دم وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد غلام آزاد کرنا یہ صحاح ستہ کی حدیث پاک ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی ہشام نے تو اپنے حصہ کے پچاس غلام آزاد کر دئے ہیں میں آپ کا غلام ہوں میرا نام عمر ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں میں نے کہا کہ میں پہلے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ پوچھوں گا اگر میرے والد صاحب کو غلام آزاد کرنے کا کوئی فائدہ پہنچے تو میں بھی پچاس غلام آزاد کر دوں ورنہ میں یہ فضول خرچی کیوں کروں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمائیے کہ مسئلہ کیا ہے۔ اس سے متعلق ارشاد فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر فوت ہونے والا مسلمان ہے تو پھر بے شک اس کی طرف سے غلام آزاد کرو۔ بے شک اس کی طرف سے تم حج کرو۔ اس کی طرف سے تم کوئی صدقہ خیرات کرو اس کو اس کا فائدہ ضرور پہنچے گا۔ خوض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری عمر دو قربانیاں کرتے رہے۔ عید الضحیٰ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو قربانیاں فرماتے رہے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف ہے۔ فرمایا کہ یا اللہ جو میری امت میں غریب ہیں قربانی نہیں کر سکتے میں ان کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں اس کا ثواب ان کو پہنچا دے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم دو قربانیاں کیا کرنا ایک اپنی طرف سے اور ایک میری طرف سے۔ اگر ثواب نہ پہنچتا ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں یہ وصیت فرماتے۔ حضور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ساری زندگی اس وصیت پر عمل کیا۔ بڑی مشہور حدیث پاک ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ محترمہ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا چاہتا ہوں۔ فرمائیے کہ کون سا صدقہ افضل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانی بہترین صدقہ ہے۔ حضور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور اس پر یہ لکھا کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا کنواں ہے۔ سامعین محترم پتہ یہ چلا کہ خلوص نیت سے جب ہم ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو اس کا فائدہ پہنچتا ہے۔ بلا تکلف پہنچتا ہے۔ فوری طور سے پہنچتا ہے۔ مرنے والا قبر میں اس ایصالِ ثواب کے مزے لیتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور ان ایک مرید بھی موجود ہے اس مرید کو اللہ تعالیٰ نے کشف المقبور عطا فرمایا تھا اس مرید کا رنگ یک دم متغیر ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پوچھتے ہیں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تمہاری یہ کیفیت کیوں بدل گئی ہے۔ تمہارے چہرے پر پریشانی کے اثرات دکھائی

دے رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے۔ اس میں عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ وہ قبر میں عذاب میں مبتلا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے پاس ایک لاکھ چھتر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھا ہوا محفوظ تھا۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دل ہی دل میں اس کی والدہ کو ایصالِ ثواب کر دیا۔ دیکھا کہ وہ نوجوان اب ہشاش بشاش نظر آ رہا ہے۔ خوش نظر آ رہا ہے۔ پوچھا کہ اب خوش کیوں ہو گئے ہو۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب اب میں اپنی والدہ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں اس کو عذاب سے نجات مل گئی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ اگر ایک لاکھ چھتر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر کسی کو ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب پہنچتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اس کا مال جائیداد ہر چیز پیچھے رہ جاتی ہے۔ لیکن تین اعمال ایسے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی مرنے والے کو ان کا فائدہ قبر میں پہنچتا ہے۔ پہلا عمل صدقہ جاریہ ہے۔ آپ صاحب علم لوگ بیٹھے ہیں جانتے ہیں کہ صدقہ جاریہ کیا ہوتا ہے آپ درخت لگاتے ہیں یہ صدقہ جاریہ ہے۔ پانی کی سبیل لگواتے ہیں۔ صدقہ جاریہ ہے جب تک لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں گے آپ کو اس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ ہر وہ نیکی کا کام کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق فائدہ حاصل کرے وہ صدقہ جاریہ ہے۔ فرمایا دوسرا عمل وہ ہے کہ ایسا علم جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ وہ کوئی بھی علم ہو۔ قرآن پاک کا علم ہے حدیث پاک کا علم ہے۔ ہر وہ علم جس کو پڑھ کر انسان آداب زندگی سیکھتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ رزق حلال کماتا ہے یہ سب کچھ اس علم میں داخل ہے۔ اور جب تک یہ علم سینہ بہ سینہ پشت چلتا رہے گا۔ پڑھانے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ فوت ہو جانے کے بعد بھی قبر میں ایسے علم کا ثواب ملتا رہے گا۔ تیسرا عمل جو ہم عمل ہے وہ یہ ہے کہ مرنے والا اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑ کر گیا۔ نیک بیٹا چھوڑ کر گیا۔ اب وہ نیک بیٹا جب اپنے مرحومین کے لئے دعا کرتا ہے۔ تو اس کی دعا کا فائدہ بھی مرنے والے کو قبر میں پہنچتا ہے۔ ہمیں یہ فکر ہونی چاہئے کہ کیا ہم اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ کاروبار تو SET کر کے اولاد کو دے کر جا رہے ہیں۔ جائیداد دے کر جا رہے ہیں کیا ہم ان کو نماز پڑھنا بھی سکھا کر جا رہے ہیں کہ نہیں۔ کیا اپنی اولاد کو قرآن پڑھا کر جا رہے ہیں۔ نیکی اور برائی کا شعور دے کر جا رہے ہیں۔ نیک اولاد نمازی اولاد اگر تیرے جانے کے بعد نماز پڑھے گی تو اس میں کیا کہے گی۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور قیامت تک آنے والے تمام مومنین کو بخش دے سب کی بخشش فرما۔ یہ دعا کون کرے گا یہ نیک بیٹا کرے گا۔ نمازی بیٹا دعا کرے گا قرآن پڑھنے والا بیٹا دعا کرے گا لیکن وہ جب ہی کرے گا کہ جب ہم اس کو یہ سکھا کر جائیں گے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق آتا ہے کہ آپ تشریف لے جا رہے ہیں۔ نگاہ نبوت سے دیکھا کہ ایک قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے آپ تشریف لے گئے جب واپس اسی راستے سے آئے تو دیکھا کہ وہی قبر والا جنت میں ٹہل رہا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اس نے قبر میں کون سا عمل کر لیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے عذاب

میں مبتلا تھا اور اب جنت میں پھر رہا ہے۔ فرمایا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام جب یہ آدمی فوت ہوا تو اس کے مرنے کے بعد بیٹا پیدا ہوا۔ آج وہ بیٹا سن شعور کو پہنچا اس نے ہوش و حواس سنبھالے اس کی والدہ آج اس کو مدرسہ میں لے گئی۔ روح البیان تفسیر میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔ قاری صاحب نے اس بچے سے فرمایا کہ بیٹا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بچے نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی تو رب کریم کی رحمت جوش میں آگئی کہ یہ بچہ میرا نام لے اور میں اس کے باپ کو قبر میں عذاب دوں تو یہ بات بنتی نہیں ہے۔ بیٹے کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کی بدولت اس کے باپ سے قبر میں عذاب ختم کر دیا گیا۔ ثواب پہنچتا ہے بشرطیکہ ثواب کیا جائے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب میری بیٹی فوت ہو گئی ہے۔ مجھے اس سے بہت پیار تھا۔ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میری بیٹی مجھے خواب میں ملے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد دو نفل پڑھنا اور ہر رکعت دس دس مرتبہ سورت تکوین پڑھنا۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔ اس عورت نے پڑھا۔ کام تو بن گیا لیکن ماں نے اپنی بیٹی کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا۔ بیٹی اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھی اسے عذاب ہو رہا تھا۔ ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔ وہ کانپ گئی۔ چیخ و پکار کرتے ہوئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئی۔ عرض کیا کہ خواجہ صاحب بیٹی سے ملاقات تو ہو گئی ہے لیکن وہ تو عذاب میں مبتلا ہے۔ خواجہ صاحب نے دعا فرمائی۔ ماں مطمئن ہو کر واپس آگئی خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے ایک دن جنت دیکھی ہم امت محمدیہ میں انشاء اللہ جنت میں جائیں گے۔

کوئی گنہگاروں کو جنت سے روکے تو کیوں روکے جنت بھی محمد ﷺ کی اور یہ امت بھی محمد ﷺ کی خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جنت میں ایک نوجوان بیٹی کو سیر کرتے دیکھا وہ لڑلی خواجہ صاحب سے پوچھتی ہے کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ کیا آپ نے مجھے پہچانا۔ فرمایا تو کون ہے۔ عرض کیا میں وہی ہوں کہ جس کی والدہ آپ سے دعا کرانے آئی تھی۔ فرمایا کہ تیری ماں نے جو نقشہ بیان کیا تھا وہ یہ تو نہیں ہے۔ وہ تو کہہ رہی تھی کہ بیٹی عذاب میں ہے۔ لیکن تو جنت میں پھر رہی ہے۔ کون سا ایسا عمل کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضور قبر میں کوئی عمل نہیں۔ اعمال سب دنیا میں رہ جاتے ہیں۔ قبر تو سزا یا جزا کا مقام ہے۔ اعمال تو منقطع ہو جاتے ہیں یہاں تو اعمال کا انعام ملتا ہے۔ یا پھر ان کی سزا ملتی ہے۔ عرض کیا کہ خواجہ صاحب صورت حال وہی تھی جو میری ماں نے آپ کو بتائی تھی۔ میں واقعی عذاب میں تھی۔ لیکن اس واقعہ کے بعد کا ذکر ہے کہ خواجہ صاحب ایک مسلمان بندہ قبرستان میں سے گزرا۔ اس نے بری محبت سے خلوص سے بغیر کسی ریاکاری کے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بغیر دکھلاوے کے اس نے ہاتھ اٹھائے ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ایصال ثواب تمام اہل قبور کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ بات اتنی پسند آئی اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے ہی نہیں

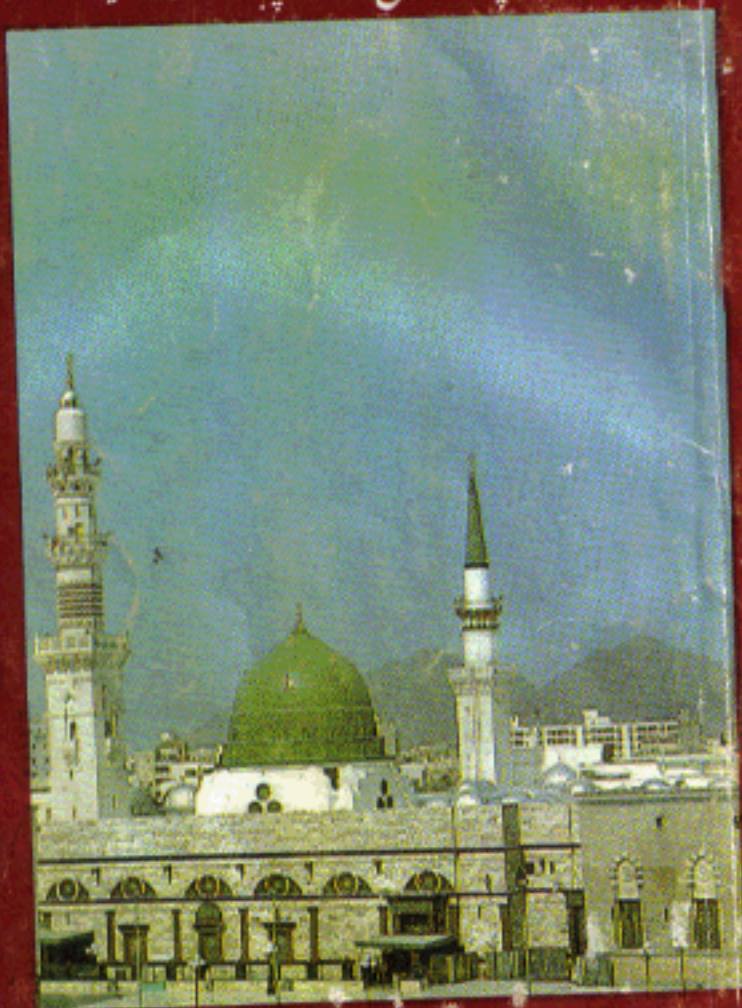
بلکہ میرے ساتھ ستر ہزار دوسرے لوگ بھی دفن تھے اور سب ہی عذاب میں مبتلا تھے اللہ تعالیٰ نے سب کی بخشش فرمادی صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر بخشش سے ستر ہزار بندوں سے عذاب اٹھا لیا گیا۔ اور سب کو بخش دیا۔ کون کہتا ہے کہ ایصالِ ثواب نہیں ہوتا۔ حضرات جس طرح سے دنیا میں زندہ بندوں کو ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم کسی کی نماز جنازہ پڑھ چکو تو پھر مخلص ہو کر اس کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مرنے والا قبر میں ایسے ہی ہوتا ہے کہ جیسے اس دنیا میں کوئی ڈوبنے والا ہوتا ہے وہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کہیں میرا ہاتھ لگ جائے اور میں بچ جاؤں۔ فرمایا یہی حال مردے کا ہوتا ہے پھر جب آپ اس کے لئے دعا کرتے ہیں تو وہ خوش ہوتا ہے۔ نہ صرف اس کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ جواب میں وہ ایصالِ ثواب کرنے والوں کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔ اس طرح سے مردے کو بھی قبر میں فائدہ پہنچتا ہے اور دعا کرنے والے زندہ لوگوں کو بھی اس دنیا میں فائدہ پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مرحومین کو ایصالِ ثواب کرنے اور درود و سلام کے نذرانے بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب حافظ اکرام الحق صاحب آستانہ عالیہ 27-02-03

یا نبی ہم گنہگاروں کو دردِ فرقت سے اب جلا دینا
 امتی ہیں تمہارے شاہِ اُمم سبز گنبد ہمیں دکھا دینا
 خاکِ طیبہ ملے لحد کے لئے۔ کالی کملی ملے کفن کے لئے
 واسطہ آپ کے نواسوں کا ایسی قسمت میری بنا دینا
 دور رہ کر تمہاری چوکھٹ سے اشک آنکھوں سے بہتے رہتے ہیں
 آس ہم بھی لگائے بیٹھے ہیں دید کی پیاس اب بجھا دیان
 لاج رکھنا شاہِ ضمن میری ، التجا ہے یہ قلبِ عشرت کی
 میری ہستی کو خاکِ طیبہ میں یا رسول اللہ ﷺ ملا دینا

ارشادات عالیہ مظہر نور محمد امظہر نور مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم عاشق رسول محبوب الی رسول
حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہم العالیہ



حصہ
چودھواں

وسیلہ نجات

پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

پیش لفظ

وسیلہ نجات ایک چھوٹی سی کتاب ہے۔ پروفیسر عبدالغفار صاحب اس کی چھپوائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ بارہ چودہ سال سے یہ کام جاری ہے اور اب تک اس کے تیرہ حصے چھپ چکے ہیں۔ یہ چودھواں حصہ چھپ رہا ہے۔ اور چند رواں حصہ تیاری کے مراحل سے گزر رہا ہے۔

ایک عالم دین نے وسیلہ نجات کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس کتاب کو بے حد پسند کیا ہے میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت صاحب وسیلہ نجات میں نہ کوئی حوالہ جات ہیں۔ نہ ہی اس میں گرامر کا کوئی لحاظ ہے۔ نہ اس میں کوئی لغاتی ہے۔ علماء کے مطلب کی اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مناظرہ کرنے والوں کے لئے اس میں کوئی مواد نہیں ہے۔ کیونکہ علماء اور مناظر حضرات کسی تحریر کو حوالہ جات کے بغیر کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں مانتا ہوں کہ اس میں حوالہ جات نہیں ہیں۔ مانتا ہوں کہ اس میں کوئی وزن دار الفاظ نہیں ہیں بالکل سیدھی سادی عام فہم تحریر ہے۔ یہ بھی مانتا ہوں کہ اس میں گرامر کا بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن مجھے یہ کتاب بہت محبوب ہے۔ مجھے یہ از حد پسند اس لئے ہے کہ اس کی ہر سطر میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہے۔ اور اگر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذرہ بھی کہیں سے مل جائے تو وہ بخشش کا سامان ہے۔

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول ہی سرمایہ حیات ہے۔ جس طرح سے سارا قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے اور اس کا نچوڑ محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مغز قرآن - روح ایمان - جان دین
ہست حب رحمت اللطیف

وسیلہ نجات از اوّل تا آخر نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس سے برآمد ہوتی ہے۔ وسیلہ نجات محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ کرتی ہے۔ یہی محبت جب کمال کو پہنچتی ہے تو ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے مجھ سے کتنی محبت ہے تو پوری گفتگو کے بعد جب انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو فرمایا کہ بات اب بنی ہے اور ایمان کی تکمیل بھی اب ہوئی ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ ان کے ذکر خیر سے ہوتا ہے۔ غالب فرماتے ہیں۔

ذکر اس پری دُش کا اور پھر بیان اپنا

بن گیا رقیب آخر جو تھا راز دان اپنا

قیامت کے آنے سے متعلق پوچھنے والے صحابی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز، روزہ اور اعمال صالحہ زیادہ نہیں ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ضرور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حشر میں آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کی محبت ہوگی۔ کیا کہ اعمال کی کمی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دور کر سکتی ہے۔ محبت میں کمی کا ازالہ اعمال سے ممکن نہیں۔ وسیلہ نجات محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کا سامان فراہم کرتی ہے۔ جو اعمال میں کمی اور کوتاہی کا کفارہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے (73) تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک

ہے۔

شوق ترا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

جنگ اُحد اور طائف میں زخمی ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا

فرمائی کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ انہیں میری پہچان عطا فرما۔ تاکہ یہ مجھ سے

بہرہ مند ہو سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی پہچان اور عرفان ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ضروری ہے۔

وسیلہ نجات کی ساری تگ و دو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کرانے کے لئے ہی ہے

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان ہی نجات و بخشش کا ذریعہ ہے۔

درۃ الناصحین میں حدیث پاک موجود ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے

وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا وصال ہوگا تو وہ مجھے ہر ایک درود شریف پڑھنے والے کا درود

شریف سنائے گا۔ حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری اُمت مشرق و مغرب میں

ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو میرے روضہ مقدسہ میں کر دے گا اور میں ساری مخلوق کو

دیکھتا ہوں گا اور ان کی آواز بھی سن لوں گا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ

تعالیٰ اس کے ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے کے بدلے اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے

گا۔ اور جو کوئی مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر ایک سو مرتبہ رحمتیں

نازل فرمائے گا۔" اس حدیث پاک کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ

جہاں کہیں بھی میرا ذکر ہوتا ہے وہ میرے روضہ میں ہوتا ہے۔ لہذا ہم اس وقت روضہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہیں اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہوگی۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ

ناجی ہوگا اور باقی بہتر ماری ہونگے حالانکہ۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی، جہاد

شہادت اور دیگر اعمال صالحہ بھی کرتے ہوں گے ان بہتر فرقوں میں جو کمی رہ گئی وہ محبت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کمی کے ازالہ کا سامان

وسیلہ نجات مہیا کرتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ان کی

زیادہ نماز، روزہ وغیرہ سے نہیں ہے بلکہ اس تعلق اور قرب کی بنا پر ہے جو ان کو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وسیلہ نجات اسی تعلق اور قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ کا

باعث بنتی ہے۔

حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر لمحہ درود مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھتے رہتے ہیں اور تمام فرشتوں کو بھی حکم

ہے وہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھتے رہیں۔ وسیلہ نجات میں صرف اور صرف ذکر

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی

ہے۔ اور کچھ نہیں ہے۔

ما ان ملحت محمد بمقالتی

ولکن ملحت مقالتی بمحمد

وسیلہ نجات حق نعت تو ادا نہیں کر سکتی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے

لے کر اپنا اول و آخر سجالتی ہے اور اس کا قاری بھی اس نعت سے بچ جاتا ہے۔ نزع،

قبر، حشر اور پل صراط پر کام آنے والی چیز درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم ہے۔ وسیلہ نجات انہی انعامات کو سمیٹ کر قاری کے دامن میں بھر

دیتی ہے۔ تاکہ ان مشکل مراحل میں وہ کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ جملہ اعمال و افعال

کی قبولیت کا دار و مدار درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

علیہ وسلم قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہے اور یہ ذریعہ وسیلہ نجات مہیا کرتی ہے۔ اگر یہ کتاب ہر گھر میں جائے گی تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر جائے گی۔ اور ہر وہ گھر روضہ اقدس میں ہوگا۔ جو محفل ذکر میں آتے ہیں وہ حدیث پاک کے مطابق بخشے جاتے ہیں۔ محفل ذکر میں جو نعت خوانی ہوتی ہے۔ میری عرض گزارش ہوتی ہے وہ پروفیسر صاحب کی محنت سے ان کی کوشش سے وسیلہ نجات میں چھپ جاتی ہے۔ اس میں محفوظ ہو جاتی ہے پھر جس گھر میں یہ کتاب پڑھی جائے گی اس کا پڑھنے والا بھی اور اس کے سننے والے بھی سب بخشے جائیں گے۔ کہ وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہے ہیں۔ سن رہے ہیں کو یا کہ وہ گھر میں محفل ذکر صلی اللہ علیہ وسلم منار ہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جو کوئی میرے روضہ پر آئے تو مجھ پر لازم ہو گیا کہ میں اس کی شفاعت کر کے اسے جنت میں لے جاؤں۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ ہے کہ ایک تو وہ اس جگہ کو روضہ اقدس بناتی ہے۔ وہاں سے نور نکلتا ہے وہاں سے خوشبو نکلتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف آج کی اس محفل سے بلکہ ہر محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کرم ہوتا ہے محفل جہاں کہیں بھی ہو یہ اس کا خاصہ ہے کہ اس سے نور نکلتا ہے۔ اس سے خوشبو نکلتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں تشریف فرما ہونا ہے۔ اور وہ جگہ جنت کی کیاری بنتی ہے اور بخشش کا بہانہ بنتا ہے۔ اگر یہاں بیان کرنے سے بنتا ہے تو اس لکھے ہوئے بیان کو پڑھنے سے بھی نور نکلتے گا۔ خوشبو نکلتے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے۔ جنت کی کیاری بھی بنے گی۔ رحمت کے دروازے اس گھر کی طرف بھی کھلیں گے اور بخشش کا بہانہ بنے گا۔ اور کوئی ایسے خوش نصیب ہیں کہ جنہوں نے اس وسیلہ نجات کتاب کو اپنے گھروں میں پڑھا تو اس سے خوشبو محسوس کی ہے۔ نور نکلتا ہوا دیکھا ہے۔ روضہ اقدس کو اپنے گھر میں دیکھا ہے۔ اس لئے ہم اس

کتاب وسیلہ نجات کو گھر گھر پہنچا رہے ہیں۔ اس میں پروفیسر صاحب کی کوششیں شامل حال ہیں۔ مقام شکر ہے کہ اس وسیلہ نجات میں یہ نعمتیں ہیں۔ چودہ پندرہ سال سے پروفیسر صاحب یہ کام کر رہے ہیں۔ چودہ پندرہ حصے چھپ چکے ہیں اور ان میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی ذکر ہے ہی نہیں ہے۔ اس کا اوڑھنا بچھونا اس کا اندر اس کا باہر اس کا باطن اس کا ظاہر صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر ہے۔ یہ جو دو گھنٹے سے ہم Rehearsal کر رہے ہیں۔ ہر ماہ پندرہ بیس محافل کا انعقاد کرتے ہیں اور پندرہ بیس سال سے مسلسل کر رہے ہیں یہ ایک تیاری ہے کس چیز کی تیاری ہے؟ کہ قبر میں یہی سوال ہوتا ہے ہر ایک سے ہوتا ہے کہ تو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اگر ایک بھی بات یاد رہ جائے اور وہاں قبر میں اس کے منہ سے وہ بات نکل جائے تو یہ اس کی بخشش کا بہانہ بن جائے گی۔ یہ حدیث شریف ہے ما تقول فی حق هذه الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہی کچھ کہہ رہے ہیں جو کہ ہم نے وہاں پر بھی کہنا ہے۔ حشر میں کیا ہوتا ہے۔ حشر کا دن کتنا طویل ہے دن ایک ہی ہے وہاں رات نہیں ہوگی۔ پروفیسر صاحب وہ دن کتنا لمبا ہوگا۔ اس دنیا کے کروڑوں اربوں سال کے برابر وہ ایک دن ہوگا۔ کوئی حساب نہیں ہے کہ کتنا طویل وہ دن ہوگا۔ اس دن کیا ہوگا کہ یا تو لوگ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ڈھونڈیں گے کہ شفیع ڈھونڈ کسی کے دامن میں پناہ لو۔ یا تو لوگ کوئی پناہ دینے والا دامن ڈھونڈیں گے یا پھر کھڑے ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھیں گے اور یہی کچھ پڑھیں گے جو ہم وسیلہ نجات میں دیتے ہیں۔ قبر کی تیاری ہے اور حشر کی تیاری ہے یہ دونوں مراحل ٹھیک ہو گئے تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔ یہ کتب میں لکھا ہوا ہے اور بڑا مشہور ہے کہ ایک غنڈہ ٹامپ ماحجانا مپ بندہ تھا۔ جانتے ہو کہ ماحجانا گاما کون ہوتا ہے۔ جگا۔

بدنام زمانہ بد معاش قسم کا بندہ تھا وہ ایک محفل میں گیا۔ لوگوں نے الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ پڑھا تو اس نے ذرا زوردار آواز میں پڑھا۔ وہ بے باک تھا۔ دوسرے ذرا خاموش تھے کہ محفل ہے بزرگ بیٹھے ہیں لیکن اسے کس کی پرواہ تھی۔ اسے کیا علم کہ کون بیٹھا ہے۔ وہ ماجھا جو ہوا۔ مجھے کو کسی کی کیا پرواہ ہوتی ہے۔ اسے تو پولیس کے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اس نے بڑی بلند آواز سے درود شریف پڑھ دیا۔ اور اس کے ساتھ مل کر اوروں نے بھی پڑھا۔ کونج پڑ گئی۔ وہ مر گیا تو کسی صاحب نظر نے دیکھا کہ وہ جنت میں پھر رہا ہے۔ پوچھا کہ اوئے مجھے تو یہاں جنت میں؟ کہا کہ ہاں یہیں جنت میں ہوں۔ پوچھا کہ تیری بخشش کا کیا سبب بنا۔ کہنے لگا کہ میں نے درود شریف کی جو کونج ڈالی تھی وہ میرے کام آ گئی ہے۔ اور میری کونج کے ساتھ جس نے آواز ملائی کام اس کا بھی بن گیا ہے۔ ہم سب مجھے ہیں۔ ہم اس مجھے پر کیوں تنقید کریں وہ تو بخشا ہوا ماجھا ہے۔ ہم اس کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اس نے درود شریف کی کونج ڈالی اور ہم بھی درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کونج ڈال رہے ہیں اور عالم شیر صاحب یہ ساؤنڈ سسٹم لگا کر کونج کو اور زیادہ بلند کر دیا ہے۔ اس کونج کے صدقے محفل بخشی جائے گی یہی کونج ہم وسیلہ نجات میں پیدا کر رہے ہیں اور یہ وسیلہ نجات جس گھر میں جائے گی وہ یہ کونج ساتھ لے کر جائے گی۔ پروفیسر صاحب یہ بخشش کے بہانے ہیں اس لئے ہی ہم اس کو وسیلہ نجات کہتے ہیں۔

کئی مدارس ہیں کہ جن میں اس کو سبقتاً سبقتاً پڑھا جا رہا ہے۔ یہ کیوں پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہے ایک مدرسہ والوں نے تو اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وسیلہ نجات کا ایک حصہ اس مدرسہ کے ناظم اعلیٰ اور اس آستانہ عالیہ کے خلیفہ مجاز کو کہیں سے ملا۔ وہ جانشین صاحب نظر تھے اور حضرت مجدد صاحب کی اولاد میں سے تھے روحانیت میں وہ بڑا مقام

اور وجہ رکھتے تھے۔ انہیں کشف بھی حاصل تھا حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ جانتے ہو کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں کہ جن کی وجہ سے آج ہم مسلمان ہیں ورنہ یا تو شیعہ ہوتے یا پھر رام رام کرنے ہندو ہوتے۔ یہ سرہند شریف والی سرکار ہیں کہ جن کی وجہ سے دین اسلام ہندوستان میں بچا ہوا ہے۔ سرہند شریف والی سرکار اس آستانہ عالیہ پر جو کہ شیخوپورہ میں ہے تشریف لے آئے اور فرمایا کہ وسیلہ نجات مجھے بھی پسند ہے اور آپ اپنے مدرسہ میں طلباء کو سبقتاً سبقتاً پڑھاؤ۔ یہ پیغام پہلے بھی وسیلہ نجات کے کسی حصہ میں چھپ چکا ہے۔ فرمایا کہ اگر ایک بھی چیز طلباء پر اثر کر گئی تو ان کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ یہ کوئی بڑھ مارنے کی بات نہیں کوئی تکبر کی بات نہیں ہے بلکہ یہ حضرت مجدد دالقب ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پسند کی بات ہے جو میں عرض کر رہا ہوں ان کو وسیلہ نجات پسند آئی تو ان کے وسیلہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند آئی۔ اللہ کرے کہ یہ بخشش کا بہانہ گھر گھر جائے قریہ قریہ جائے ہر شہر میں جائے ہر ملک میں جائے۔ ہر ہاتھ میں ہو۔ سعودی عرب، امریکہ، انگلینڈ، ہالینڈ اور کئی دوسرے ممالک میں بھی جا چکی ہے اور جا رہی ہے۔ انٹرنیٹ پر بھی آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو آپ کا بھی وسیلہ نجات بنائے اور میرا بھی وسیلہ بنائے۔

یہ نعت خواں اپنی اپنی نعت شریف سے مجھے تیار کرتے ہیں تو میں پھر بات کرتا ہوں۔ پروفیسر صاحب جانتے ہیں کہ نہ میں کوئی ایسا علم پڑھا ہوا ہوں اور نہ ہی کوئی تیاری کر کے آتا ہوں۔ نہ تو کوئی ایسا علم پروفیسر صاحب پڑھے ہوئے ہیں اور نہ ہی میں پڑھا ہوا ہوں۔ کہنے کو تو ہم دونوں پروفیسر ہیں لیکن ہم کوئی اور علم پڑھے ہوئے ہیں لیکن وسیلہ نجات میں کوئی اور ہی علم ہے۔ یہ علم کہاں سے آتا ہے۔ یہ چیز کہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ جب آپ نعت پڑھتے ہیں تو اس محفل کا کلکشن اور رابطہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کے روضہ اقدس سے ہو جانا ہے پھر جو کچھ بھی مواد ہوتا ہے وہیں سے آتا ہے یہاں سے نہیں ملتا یہ برآمد شدہ مال ہے Imported بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال کو لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک آدمی نے کہا کہ جو کوئی حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیتا ہے کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

ال نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

کسی نے کہا کہ مقرر نے نام تو لیا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اور اس کے آگے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اب اس پیچھے کی وساطت سے آواز دور دور تک جارہی ہے دوسرے محلے میں بھی جارہی ہے۔ تو جس جس نے بھی وہ آواز یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سن لی وہ بھی بخش دیا جائے گا ہمارے پیچھے کی آواز تو اتنی دور نہیں جاتی ہے لیکن یہ کتاب وسیلہ نجات تو اب دنیا بھر میں جارہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق، محبت اور ادب لے کر جائے گی۔ انبیاء علیہم السلام کا نام لے کر جائے گی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر جائے گی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر جائے گی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر جائے گی۔ حضرت سیدنا علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لے کر جائے گی۔ یہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے کر جائیگی۔ اولیاء کرام کا نام لے کر جائے گی۔ اس میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اس میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تعریف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اذکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حالانکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائق نہیں ہے۔ کوئی چیز ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ کوئی بات بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شان کے لائق

نہیں ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقاتلی

ولکن مدحت مقاتلی بمحمد

ہم اپنے الفاظ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتے بلکہ ان کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر اپنی بخشش کا بہانہ بنا لیتے ہیں۔ ہم یہی بخشش کا بہانہ ہی بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس چیز کو زندہ رکھے جاری رکھے اور پروفیسر صاحب اور آپ کی اور میری نجات کا وسیلہ بنے بخشش کا سبب تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم تو صرف بہانے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بہانوں کے صدقے ہی ہماری بخشش فرمائے۔

نہ تھا پاس میرے کچھ بھی روز محشر

نبی کا وسیلہ ہی کام آ گیا ہے

یہ تو ہماری بات ہے کہ نہ تھا پاس میرے، نہ تیرے اور نہ کسی اور کے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے پاس تو ہے۔ کوئی نبی علیہ السلام خالی نہیں ہے۔ وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہی بخشے جائیں گے۔ کسی بندے کی بھی شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغیر بخشش نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اعمال کی بناء پر بخشش اور جنت نہیں دینی ہے۔ یا اللہ بخشش کس طرح سے ہوتی ہے فرمایا کہ یہ میرے فضل و کرم سے ہوتی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل کیا ہے؟ فرمایا کہ میرا فضل میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تو صیف کر کے ہم ان کے فضل کو اپنے میں تقسیم کر رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب اور ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ اگر کوئی گراں والا وسیلہ نجات کو پڑھے تو ہر صفحہ پر بیس غلطیاں گراں امر کے لحاظ سے نکلیں گی۔ بیس

ہی سطریں ہیں تو میں ہی غلطیاں نکلیں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان غلطیوں کو بھی نظر انداز فرما کر ان سے درگزر کر کے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہوتی ہے اس کو ہماری بخشش کا سبب بنا دیتے ہیں۔ نور پیدا فرما دیتے ہیں۔ خوشبو پیدا فرما دیتے ہیں۔ فرشتے اس ذکر کی وجہ سے اترتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لے آتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے خود تشریف لاتے ہیں۔ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ہماری کل کی محفل میں حکیم دوست محمد صاحب کا پوتا بھی آیا ہوا تھا۔ حکیم دوست محمد صاحب اس شہر فیصل آباد کے بڑے مشہور حکیم گزرے ہیں۔ وہ دلی کامل تھے۔ بیس سال ہوئے فوت ہو چکے ہیں۔ وہ جوان کا پوتا ہے اس نے بتایا کہ کل کی محفل میں اس کے دادا جان حکیم دوست محمد صاحب مرحوم و مغفور تشریف فرما ہوئے تھے۔ اور کافی دیر تک بیٹھے رہے ہیں۔ میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے۔ کہ جب کسی نبی علیہ السلام، دلی، بزرگ کی اولاد میں سے کوئی بندہ کسی محفل میں جاتا ہے تو وہ نبی علیہ السلام، بزرگ اور دلی اپنی قبر سے باہر نکل آتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ میری اولاد کے ساتھ یہ بندہ کس طرح کا برتاؤ کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی قبر انور سے باہر تشریف فرما ہو کر ملاحظہ فرماتے ہیں یہ حدیث پاک ہے۔ دلی کامل حکیم دوست محمد صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ خود یہاں ہماری محفل میں تشریف لے آئے ہمیں اور کیا چاہیے ان کی قبر سے خوشبو آتی ہے اور وہ ان کا پوتا بتا رہا تھا کہ اس ساری محفل سے بھی وہی خوشبو آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہی وسیلہ نجات کا پیغام ہے۔

ایک عورت بڑی صاحب نظر ہے اس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ پروفیسر عبد الغفار صاحب بڑے اچھے آدمی ہیں وہ کتاب

وسیلہ نجات لکھتے ہیں۔ وہ عورت میرے پاس آئی اور پوچھا کہ وہ پروفیسر عبد الغفار کون ہیں وہ پہلے ان کو نہیں جانتی تھی۔ اسے بعد میں پتہ چلا کہ یہ پروفیسر عبد الغفار صاحب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پہلے ہی خوشخبری دے گئے ہیں کہ وہ میری کتاب لکھتا ہے۔ یہ اس کتاب کی اصل حقیقت ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو پسند فرماتے ہیں۔ اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ اور کیا کرم ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات غنی ہے اور کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ ہم یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ہم کچھ کرنے کے قابل ہی نہیں ہیں۔ لیکن

کرم کی بھیک ملے تو حیات غنی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات غنی ہے

یہ اظہر صاحب ہیں جو سکھیں سے آئے ہیں ان کو وسیلہ نجات کا ایک حصہ پڑھنے کا موقع ملا تو اس کے مطالعہ سے ان کے دل میں ملاقات کا شوق پیدا ہوا آج یہ بھی ہماری محفل میں تشریف لائے ہیں۔

ہمارے شہر میں ایک عورت ہے جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا و کائنات میں یہ سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والی ہے میں نے اس سے پوچھا کہ بی بی تو روزانہ توے کھرب مرتبہ درود شریف پڑھتی ہے یہ کس طرح سے پڑھ لیتی ہے۔ وہ توے کھرب مرتبہ پڑھتی ہے اور ہمیں یہ پتہ نہیں ہے کہ توے کھرب میں صفر کتنے آتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ کس طرح سے اتنا پڑھ لیتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں وسیلہ نجات پڑھتی ہوں اس سے ایک نور اور ایک طاقت Power نکلتی ہے۔ وہ طاقت میرے سینے پر قبضہ کر لیتی ہے تو میرا درود شریف چل پڑتا ہے اور اس کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ میں تیس کھرب مرتبہ پڑھ لیتی ہوں تو پھر وہ اثر ختم ہوتا ہے۔ یہ وہ صبح کے

وقت کرتی ہے یوں سمجھ لو کہ یہ اس کا ماشہ ہو گیا۔ دوپہر کو پھر وہ پڑھتی ہے تو پھر وہی نور اور وہی طاقت آتی ہے اور اس سے رفتار تیز ہو کر تین کھرب مرتبہ پڑھ لیتی ہے۔ پھر عشاء کے بعد وہ ایک دور کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں وسیلہ نجات سے طاقت Power حاصل کر کے یہ کام کرتی ہوں۔ اس کی طرف سے یہ پیغام ہے کہ اے لوگو آپ بھی وسیلہ نجات پڑھو۔ اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے جس سے نورانی طاقت بندے میں آ جاتی ہے تو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری جاتا ہے۔ یہ بات ہم کسی فخر کے لئے نہیں کرتے۔ کتاب سے کوئی مالی نفع حاصل کرنا غرض نہیں ہے۔ نہ نفع نہ نقصان No Profit - No Loss پر جاری ہے۔ جتنی اس پر لاگت آتی ہے پروفیسر صاحب وہی وصول کرتے ہیں۔ تین روپے فی کتاب ہے۔ اس میں کوئی Element نفع کا نہیں ہے کہ یہ کتاب بکے گی تو مالی نفع ہو گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق۔ ان کے پیغام ان کی باتیں۔ ان کی شان اور ان کی عظمت کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے ابھی آپ نے جو لنگر کھانا ہے وہ اس گھر میں نہیں پکایا گیا ہے وہ کہیں سے پک کر آیا ہے۔ اسی طرح سے جو کچھ وسیلہ نجات میں ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے آتا ہے۔ وسیلہ نجات میں صرف یہی خوبی ہے کہ اس میں جو کرم ہے وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں واما بنعمة ربك فحدث (الضحیٰ 11) اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ وسیلہ نجات اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے جو ہمیں عطا ہوئی ہے۔ اور حکم ربی کے مطابق ہم اس کا چرچا کر رہے ہیں اس میں کوئی تکبر یا خود نمائی والی بات نہیں بلکہ اس نعمت خدا داد کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں

جو ہو ان کی مرضی تو نعت غنی ہے

اللہ تعالیٰ ایسی نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھئے، پڑھئے اور سنئے کی توفیق عطا فرمائے۔

وسیلہ نجات کا چودھواں حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتری کے لئے آپ کی قیمتی

آراء کا منتظر۔

پروفیسر (ر) ڈاکٹر علی محمد مورخہ 03-03-04

وسیلہ نجات فری لائبریری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین کرنے کے لئے وسیلہ نجات اور دیگر دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے

ذیو سرپرستی

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

منجانب:- شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5 گلی نمبر 10 محمود آباد کالونی

فیصل آباد۔ فون نمبر:- 041-762351

نعت شریف

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 محمد برائے جناب الہی جناب الہی برائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بی بی عطر محبوبی کبریا سے عبائے محمد قبائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا رضائے خدا اور رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 دم نزع جاری ہو میری زبان پر محمد محمد خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 عصائے کلیم اڑدہائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے جو آنکھیں ہیں محو لقاے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 رضا پس سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے رب سلم صدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

گھر کی سجاوٹ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

معزز حاضرین: نعت شریف پڑھی گئی ہے جس میں ایک شعر ہے کہ

رحمتوں سے سجا ہے یہ گھر میرا
محفلِ نعت کے بہانے سے

میرا گھر آخر کتنا سچ گیا ہے۔ اس کی مقدار کا کچھ پتہ ہونا چاہئے۔ کہ اتنا سچ گیا ہے۔ اور
اتنا رہ گیا ہے۔ انگریزی میں اس کو کہتے ہیں Countification اس کو ناپنا اس کی
پیمائش کرو اس کو شمار کرو۔ اس کو گنو۔ دنیا و کائنات میں جو سب سے زیادہ سچی ہوئی چیز ہے
وہ مدینہ منورہ ہے۔ دنیا میں اس سے زیادہ عظمت والی کوئی جگہ نہیں ہے۔ قبرانور میں کفن
اقدس کی ساتھ جو مٹی لگی ہوئی ہے وہ ساری کائنات سے افضل ہے۔ وہاں ہر وقت ہر
سمت خوشبو رہتی ہے۔ نور برستا ہے۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ وہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برتی ہے

نور برستا رہتا ہے۔ وہاں فرشتے اترتے ہیں۔ ستر ہزار صبح آتے ہیں ستر ہزار شام کو آتے
ہیں۔ جو واپس جا رہے ہیں وہ روتے ہیں کہ نہ جانے دوبارہ کب باری آئے گی اور جو
ابھی پیچھے رہتے ہیں وہ بھی روتے ہیں کہ ان کی باری نہیں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کہ ہر

جگہ موجود ہیں لیکن مدینہ منورہ میں اپنی خاص شانِ قدرت کے ساتھ جلوہ گر رہتے ہیں۔
وہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ڈیرہ ہے۔ وہاں ریاضِ الجنت ہے۔ جنت کا باغ
ہے وہاں شفاعت اور بخشش ہے۔ جنت البقیع ہے۔ دو جہاں کے والی مدینہ منورہ میں
آرام فرما رہے ہیں۔ جو وہاں حاضر ہو جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ
مجھ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس کی شفاعت کروں۔ فرمایا کہ جس نے میری قبر اقدس کی
زیارت کی کو یا کہ اس نے میری زیارت کر لی۔ مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا ہے اس کی ہوا
میں شفا ہے۔ جو مدینہ منورہ میں فوت ہو گیا وہ جنتی ہو گیا۔ یہ مدینہ منورہ کی نعمتیں ہیں
وہاں کی بہاریں ہیں۔ جہاں پر بھی ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہاں یہ ساری
نعمتیں بھی آ جاتی ہیں۔ ساری کی ساری نعمتیں جو مدینہ شریف میں ہیں وہ نعتِ مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم اور ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کے سجانے سے اس گھر میں آ جاتی ہیں
جہاں محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائی جاتی ہے۔ ایک بندہ ہو۔ دو ہوں۔ چار
ہوں۔ سو ہوں۔ کروڑ ہوں اس سے غرض نہیں ہے کہ کتنے بندے محفل میں حاضر ہیں شرط
یہ ہے کہ محفل میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر اس میں نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر کرم
ہی کرم ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث پاک ہے کہ نور نکلتا ہے جو مدینہ شریف میں خوشبو
ہے وہ یہاں نکلتی ہے جو نور وہاں برستا ہے وہ یہاں بھی برستا ہے۔ وہاں بھی فرشتے
اُترتے ہیں یہاں بھی فرشتے اُترتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے پیدا کئے ہیں کہ ان
کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جہاں بھی محفلِ میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے وہاں جا کر بیٹھ
جاؤ۔ مدینہ شریف میں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام آتے ہیں۔ محفلِ میلادِ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم میں کروڑوں کی تعداد میں آتے ہیں اور پوری محفل کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے
ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور میرا ذکر ہوتا

ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ یہ مت دیکھو کہ یہ مکان کی چھت ہے بلکہ یہ دیکھو کہ اس میں کیا ہو رہا ہے۔ مدینہ شریف میں بھی اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔ سینٹ لگا ہوا ہے۔ رنگ لگا ہوا ہے۔ ڈمپیر بھی ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ پتھر لگا ہوا ہے لیکن اس کو عظمت جس چیز سے ملتی ہے وہ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مکان کی اپنی عزت کوئی نہیں ہوتی مکان کی عزت اس کے مکین سے ہوتی ہے۔ یہ گھر ہے صحن ہے چھت ہے جو کچھ بھی ہے یہ آپ کے سامنے ہے لیکن ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ بھی جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک محفل تھی اس میں تیرا ذکر تھا۔ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تھا۔ اولیاء اللہ کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ جس طرح سے مدینہ منورہ میں جانے والا بندہ بخشا ہوا ہوتا ہے اسی طرح سے محفلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والا بندہ بھی بخشا ہوا ہوتا ہے۔ اتنا گھر بچ جاتا ہے۔

رحمتوں سے سجا ہے یہ گھر میرا

نعتِ مصطفیٰ کے بہانے سے

اللہ تعالیٰ ایسی بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ نیازی صاحب کا شعر ہے کہ

کہاں کا منصب کہاں کی دولت قسم خدا کی یہ ہے حقیقت

جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ نے وہی مدینے کو جارہے ہیں

جو کوئی خوش نصیب مدینہ شریف جاتا ہے اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بلا لیتے ہیں اور اس محفل میں کون بلاتا ہے۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا لیتے ہیں

حضرات جو لٹ اٹھ تیار ہوتی ہے وہی لٹ اٹھ تیار ہوتی ہے۔ میں اپنے گھر کی طرف

اشارہ نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں محفلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کر رہا ہوں۔ آپ اپنے گھر میں کرائیں۔ خود بیٹھ جائیں اپنے بیوی بچوں کو بٹھائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں کرائیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو نور نکلا۔ بصرہ کی گلیاں روشن ہو گئیں۔ شام کے محلات روشن ہو گئے بیت اللہ شریف نے سجدہ کیا۔ ستارے زمین کے قریب آ گئے۔ فرشتے آ گئے جھنڈیاں لگ گئیں۔ درود و سلام کے نعرے بلند ہوئے۔ یہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے۔ ستارے کس نے اُتارے اللہ تعالیٰ نے۔ جھنڈے کس نے لگائے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے۔ کس کے حکم سے جھنڈے لگائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ درود و سلام کس کے حکم سے پڑھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں۔ یہی ذکر آپ محفلِ میلادِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کریں تو وہ تمام نعمتیں یہاں بھی میسر آتی ہیں۔ لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو محفلِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف رکھے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تشریف لاتے ہیں۔ اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ تشریف لاتے ہیں۔ آپ اپنے گھر میں محفل کریں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر۔ اولیاء اللہ کا ذکر کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے تمہارے گھر کی طرف کھل جائیں گے۔ کوئی زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں کوئی لچھے دار تقریر کی ضرورت نہیں۔ چند باتیں جو عرض کی ہیں یہ بھی چودہ سو سال پرانی ہیں لیکن کرم اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں یہ سجادے نہیں ہے۔ جس کی زندگی میں یہ سجادے نہیں ہے۔ نہ تو اس کا گھر ہے اور نہ کوئی زندگی ہے۔ بتایا ہے بربادی ہے اور

نحوست ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نحوست سے بچائے۔

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے

جو یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

لطف زندگی تو اور چیز ہے مطلب کہ زندگی تو ہے لیکن اس میں کوئی لطف نہیں۔ لیکن میں تو عرض کرتا ہوں کہ زندگی ہی نہیں ہے۔ لطف کیا ہوگا۔ پہلے زندگی ہو تو لطف آئے یا نہ آئے قرآن مجید کافروں سے متعلق اعلان فرماتا ہے کہ یہ مردہ ہیں۔ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ زندگی پیدا ہی نہیں ہوتی۔ روحانی زندگی حضرت بائزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ مرید ہوئے تو کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کی عمر کتنی ہے فرمایا کہ دو یوم عرض کیا کہ آپ کی عمر تو پچاس ساٹھ سال ہے آپ دو دن بتا رہے ہیں فرمایا کہ جب سے مرید ہوا ہوں پیدا بھی اسی روز سے ہی ہوا ہوں میں پیدا ہی اب ہوا ہوں پہلے تو مردہ ہی تھا۔ یہ نہ دیکھو کہ بڑا بزرگ ہے عمر رسیدہ ہے۔ معمر ہے۔ روحانی طور سے صفر ہے۔ روحانی زندگی یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے غنی ہے۔ مسلمان کرنے والی چیز محمد رسول اللہ ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو مومن کرتا ہے اور زندگی عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی زندگی لینے کی اور ایسا گھر سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بڑی طاقت ہیں۔ ان کی بڑی رفتار ہے۔ Speed ہے۔ اتنی تیز رفتاری ہے کہ سدرۃ المنتہی ساتوں آسمانوں سے اوپر اس کا مقام ہے۔ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو کنویں میں پھینک دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ پانی میں جا کر گریں ان کے نیچے اپنے پر بچھا دیں۔ کتاواں کتنا گہرا ہوتا ہے۔ ڈیڑھ دو سو فٹ ہوگا۔ کنعان کا علاقہ تھا وہاں پانی کی گہرائی کتنی ہوگی۔ اگر ڈیڑھ سو فٹ بھی ہو تو حضرت یوسف علیہ

السلام کو پانی تک پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ تین سیکنڈ لگیں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سدرۃ المنتہی سے کنویں کے پانی کی سطح کا فاصلہ تین سیکنڈ سے بھی کم وقت میں طے کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو پانی میں گرنے سے بچالیا۔ پوچھا کہ اے جبرائیل علیہ السلام آپ کی بڑی طاقت ہے آپ کیا کھاتے ہیں آپ کی خوراک کیا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ساری خوراک میری ساری طاقت میری ساری Power درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میرا نور، میری پرواز، میرا ایمان میرا جذبہ جوش سب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور یہ جو آیت مبارکہ ہے۔ کہ ان اللہ وملئککھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب ۵۶) "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔" اس کا ترجمہ اور تفسیر رات ایک مولوی صاحب نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عرش الہی پر جلوہ افروز ہو کر اپنے سامنے فرشتوں کو بٹھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہے۔ ہم زبانی کلامی باتیں کرتے ہیں۔ درود شریف کا مطلب ہے۔ شان، شرافت، فتح، غلبہ، شہرت درود شریف کا لفظی معنی یہ ہے۔ ہم صرف دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہرت دیدے، عظمت دیدے، فتح دیدے، غلبہ دیدے لیکن اللہ تعالیٰ خود فتح عنایت فرماتا ہے۔ خود شہرت دیتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈالتا ہے۔ اس نعت کے صدقے جو وہ فرشتوں کے سامنے پڑھتا ہے۔ حضرت ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے وقت کو تقسیم کر لیا ہے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں ایک حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں اور ایک حصہ آرام کر لیتا

ہوں۔ فرمایا کہ اگر درود شریف زیادہ کر لو تو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آدھا وقت درود شریف پڑھ لیا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرما دیا کہ درود شریف زیادہ کر لو تو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ پون وقت میں درود شریف پڑھ لیا کروں گا۔ باقی چوتھا حصہ وقت دوسری عبادت کر لیا کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرما دیا کہ درود شریف زیادہ کر لو اچھے رہو گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں کہ میں سارا وقت درود شریف پر ہی لگا دوں۔ فرمایا کہ اگر ایسا کر لو گے تو تیرے سارے کام بھی سنور جائیں گے اور تیرے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام ہے۔ اور اس کا حکم کون دے رہا ہے اور انعام کون عطا فرما رہا ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو حکم بھی دے رہے ہیں اور اس کا انعام بھی عطا فرما رہے ہیں۔ اگر بندے کی زندگی میں درود شریف نہیں ہے پھر خواہ وہ جنت کا حقدار بھی ہو جائے لیکن جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ اس لئے گھر سجانا۔ زندگی سجانا۔ عاقبت سجانا اور قبر کو سجانا۔ حشر کو سجانا۔ پس صراط سے گزرتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں جگہ پانا درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس کے علاوہ اس کو حاصل کرنے کا کوئی بہانہ نہیں ہے۔ منافق کی زندگی میں سب کچھ ہے۔ تمام اعمال ہیں لیکن نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ تمام اعمال ہوتے ہوئے بھی خالی ہے۔ ہم نے پروفیسر صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ امام الانبیاء علیہم السلام کے پیچھے نماز پڑھ کر بھی خالی کا خالی ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نہیں ہے۔ اگر اس کے دل میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی اس کی زندگی میں نعت مصطفیٰ ہوتی تو وہ آج حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صف میں ہوتا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان جگہ دی۔ ایک عہدہ کے لحاظ سے مرتبہ ہوتا ہے۔ جتنا کسی کا Status ہوتا ہے اتنا ہی وہ صدر کے قریب ہوتا ہے۔ اسکو Order of Presidence کہتے ہیں۔ جب کوئی غیر ملکی سربراہ آتا ہے تو اس کے استقبال کے لئے ایک ترتیب ہوتی ہے۔ بے ترتیبی نہیں ہوتی کہ جہاں کسی کا دل چاہے کھڑا ہو جائے۔ اپنے اپنے عہدہ اور مرتبہ کے لحاظ سے کھڑے ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کی جو ترتیب تھی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدل دی۔ سب حیران ہیں کہ یہ کون ہیں جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آگئے ہیں۔ جب وہ تشریف لے گئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون ہستی ہیں۔ اتنی بڑی عزت ان کو ملی ہے۔ اتنا زیادہ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آگئے ہیں۔ فرمایا کہ یہ میرا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اس نے صرف ایک درود شریف پڑھا ہے جس کی وجہ سے اس کو یہ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا درود شریف ہے۔ فرمایا کہ اس نے صرف یہ کہا ہے کہ یا اللہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اتنا کہ جتنی تیری محبت ہے کہ بھیجا جائے اور جتنی مرضی ہے کہ بھیجا جائے۔ یہ دو فقرے ہیں اور آج رتبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ نہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی کوئی حد ہے اور نہ ہی اس کی رضا کی کوئی حد ہے اور اس درود شریف کی عظمت کی بھی کوئی حد نہیں رہی۔ کتنی کے لحاظ سے صرف ایک فقرہ ہے لیکن فضیلت کے لحاظ سے ثواب کے لحاظ سے زمین و آسمان میں نہیں سا سکتا۔ گھر کی کوئی چیز نہیں سجا سکتی تصویریں لگائیں۔ روشنیاں لگائیں۔ تلاوت قرآن مجید سے بھی گھر نہیں بچتا۔ خانہ کعبہ سے بھی نہیں بچے گا۔ جہاد، شہادت، عبادت سے نہیں بچے گا۔ صرف

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی گھر جتا ہے۔ ہمارا ایمان جتا ہے۔ ہمارا کردار جتا ہے۔ ہماری زندگی جیتی ہے۔ ہمارے انجام سچے ہیں۔ دنیا و کائنات کی سجاوٹ صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ایک عورت بڑی نظر والی اور کشف والی تھی لیکن بالکل ان پڑھ تھی۔ وہ حج بیت اللہ شریف کے لئے گئی۔ مدینہ شریف پہنچی تو اسے ایک خاص سرور آیا۔ روضہ اقدس پر حاضر ہوئی تو پھر بھی وہی خاص سرور آیا۔ روشنی اور نور نظر آیا۔ پھر وہ مکہ مکرمہ آئی۔ اتفاق سے As per Chance وہ مولد شریف حاضر ہوئی جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی وہاں آجکل لائبریری قائم ہے۔ عام لوگوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ پولیس کا پہرہ ہے۔ بس صرف اس خوش قسمت عمارت کے دروازے تک جانے کی اجازت ہے۔ لوگ دروازے تک پہنچتے ہیں۔ درود و سلام پڑھتے ہیں۔ وہ عورت جب مولد شریف پہنچی تو کہنے لگی کہ جو سرور مدینہ شریف روضہ اقدس پر مجھے آیا تھا وہی سرور یہاں آ رہا ہے یہ کون سی جگہ ہے۔ اسے بتایا گیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور جہاں سے نور نکلتا ہے۔ اور ساری کائنات کو روشن کرتا ہے۔ اب جو تیسری بات اس نے کہی ہے اور ہمارے لئے باعث فخر اور حوصلہ افزا ہے وہ یہ کہ وہ کہتی ہے کہ جب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہوتی ہے تو مجھے وہی سرور آتا ہے جو روضہ اقدس پر آیا تھا اور مولد شریف پر آیا تھا محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا گھر بج جاتا ہے۔ آپ بھی سجانا چاہیں تو سچائیں چند لفظ ہیں وہ گھر جا کر اپنے اہل خانہ سے کر لیا کر دو آپ کا گھر بھی جنت کی کیاری بنا رہے گا۔ مدینہ منورہ کی فضاؤں میں سانس لوگے۔ حساب کر لو کہ لاکھ افراد سے صرف ایک فرد مدینہ منورہ جاتا ہے لیکن ذکر مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعزاز ہے کہ سارے ہی مدینہ منورہ میں ہوتے ہیں۔ یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔ مدینہ شریف اگر نہیں جاسکتے تو مدینہ شریف جانے کی تمنا ضرور ہر وقت دل میں رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سے گھر سجانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوبارہ پڑھیں۔

رحمتوں سے سجا ہے یہ گھر میرا
محفل نعت کے بہانے سے

اس نعت شریف کی کیا عظمت ہے۔ بابر صاحب یہاں آتے ہیں اور بڑے وجد آور لہجے میں وہ یہ نعت پڑھتا ہے۔ اس نے نعت پڑھی تو رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا۔ فرمایا کہ سب سے پہلے یہ نعت پڑھا کرو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نعت بہت پسند فرمائی ہے۔

میں نہیں مانگتا زمانے سے
میرا رابطہ ہے خنی گھرانے سے
رحمتوں سے سجا ہے یہ گھر میرا
محفل نعت کے بہانے سے
غم کی تنہائیوں کا پہرہ تھا
بن گئی بات ان کے آنے سے
بھاگ جتنے لگے نیازی کو
یہ ہیں محمد ﷺ کے آستانے سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ نعت پڑھا کرو۔ اس سے ایمان سچے ہیں اس سے زندگی جیتی ہے۔ اس سے حشر نشر اور سارا کچھ جتا ہے۔ سجانا ہے تو سجا لو۔ اللہ تعالیٰ

سجائے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کائنات میں صرف ایک ہی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے بنانا تھا وہ میں نے بنا دیا۔ اب کوئی دوسرا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں آئے گا۔ ہاں آپ کو میں اس دعا کے صلہ میں یہ انعام عطا کرتا ہوں کہ آپ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو پیدا کر دیتا ہوں۔ اس وجہ سے حضرت شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بو علی کہتے ہیں۔ بڑے قلندر ہوئے ہیں۔ انہوں نے آٹھ۔ نو صفحے کی ایک نعت لکھی ہے جو فارسی میں ہے۔ مجھے مل گئی تو انشاء اللہ آپ کو سناؤں گا۔ اس پوری نعت کا نچوڑ یہ ہے کہ اے بندے اگر تو نے بخشش لینی ہے۔ اگر تو عظمت چاہتا ہے تو درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرو۔ یہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے کہ اعمال میں سب سے بہتر عمل نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب تو درود شریف پڑھتا ہے۔ نعت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بندے جیسی شکل عطا فرما دیتے ہیں اور جانتے ہو کہ وہ شکل کیا ہوتی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک ہوتی ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مشکل ہو کر نزع کے وقت تیرے پاس آئے گی تاکہ تیری جان آسانی سے نکلے۔ قبر میں ساتھ جائے گی تاکہ تیری قبر روشن اور وسیع ہو جائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان اور ساتھ ملے گا۔ میزان پر ساتھ ہوگی تاکہ تیرے اعمال وزنی ہو جائیں۔ حشر میں ساتھ ہوگی تاکہ تیرے لئے وہاں روشنی ہو جائے۔ پی صراط پر ساتھ ہوگی کہ تیری گزر وہاں سے آسان ہو جائے اور جنت میں ساتھ ہوگی تاکہ تجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے جائے۔ ہر عمل کی اپنی خصوصیت ہے۔ دیکھو کہ یہ ٹیپ باتیں ریکارڈ کر رہی ہے۔

یہ آواز ریکارڈ کر سکتی ہے۔ اور دوبارہ سنا بھی سکتی ہے۔ لیکن یہ ریکارڈر پچھلے کی طرح تمہیں ہوا نہیں دے گی۔ اگر کہو کہ گرمی ہے۔ اور یہ ریکارڈ ہمیں ہوا بھی دے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا اپنا فعل ہے۔ پچکھا ہوا دیتا ہے۔ لیکن آواز ریکارڈ نہیں کرتا۔ نماز، روزہ، حج کا اپنا کام ہے۔ اپنی جگہ پر کام آئیں گے۔ نزع کی تکلیف کو نماز، روزہ، حج وغیرہ دور نہیں کر سکتا۔ نزع کی تکلیف کو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی دور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 16-05-2003

خاک پائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکته یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ
معزز حاضرین: نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اسے راہ دکھائی تیرے در کی
ہر وقت ہے اب جلوہ نمائی تیرے در کی
تصویر ہی دل میں اتر آئی تیرے در کی
یہ ارض و سماء تیری ذات کا صدقہ
محتاج ہے ساری خدائی تیرے در کی
یوں تو شمس و قمر چرخ نے پائے
کیا پایا گر خاک نہ پائی تیرے در کی
انوار ہی انوار کا عالم نظر آیا
چلن جو ذرا میں نے اٹھائی تیرے در کی
مشراب ہے میرا تیری طلب تیرا تصور
مسک ہے میرا گدائی تیرے در کی
در سے تیرے اللہ کا در ہم کو ملا ہے

اس اوج کا باعث ہے رسائی تیرے در کی
ہر نعمت سے وہ محروم رہے گا
جس نے خیرات نہ پائی تیرے در کی
میں بھول گیا نقش و نگار رُبخ دنیا
صورت جو میرے سامنے آئی تیرے در کی
صد شکر کہ میں بھی ہوں بھکاری تیرے در کا
صد فخر کہ حاصل ہے گدائی تیرے در کی
آیا ہے نصیر آج تمنا یہی لے کر
پلکوں سے کئے جائے صفائی تیرے در کی

حضرات پہلی بات تو یہ ہے کہ مولانا اکرام الحق صاحب تشریف لائے۔ نعت شریف بھی
انہوں نے پڑھی اور میری عرض گزارش سے قبل انہوں نے اجازت چاہی کہ یہ جانا چاہتے
تھے۔ لیکن میں نے ان کو اجازت نہ دی۔ لیکن کیوں جانے کی اجازت نہ دی۔ اجازت نہ
دینے کی کوئی وجہ تو ہوگی۔ اچھے عقیدہ والا عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی
نعمت ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وارث ہیں۔ جو کرم شریعت ہے وہ
ان کے دم قدم سے ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی زیارت کو یا کہ
میری زیارت ہے۔ ان کی موجودگی میں کتنے ہی لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کا ثواب پا رہے ہیں۔

اک دیدار مرشد دا با ہو مینوں لکھ کر وڑاں حجاں ہو

مرشد کریم کے دیدار کا یہ حال ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا کیا مقام ہوگا۔
غلام در غلام در غلام کی زیارت لکھ کر وڑاں حجاں ہو۔ تو سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ

فضیلتیں ہیں۔ لیکن ذرا سی منافقت ہوگئی تو سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔ کلمہ بھی گیا۔ نماز بھی گئی۔ حج بھی برباد۔ جہاد بھی ختم حتیٰ کہ شہادت بھی بے کار گئی۔ منافق کی پہچان بھی بہت سی ہیں۔ جو کہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے جیسے ہی ہیں۔ وہ بھی ایک بشر ہی تو ہیں۔ وہ بھی مخلوق ہیں ہم بھی مخلوق ہیں بلکہ عبد اللہ بن ابی ربیع المناقبین نے کہا کہ مدینہ واپس جا کر ہم عزت والے لوگ ان بے عزت اور ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ یہ منافقت کی پہچان ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی آپ کے سامنے نعت شریف پڑھی گئی ہے جس میں ایک شعر ہے کہ۔

یوں تو یہ شمس و قمر چرخ نے پائے
کیا پایا اگر خاک نہ پائی تیرے در کی

کہتا ہے کہ آسمان پر چاند ستارے سورج تو چمک رہے ہیں لیکن یہ کچھ بھی نہیں ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کی خاک اس کو نہ مل سکی۔ منافق یہ بات نہیں کر سکتا صرف مومن ہی اس کو پہچانتا ہے۔ منافق کے ایمان میں اس کے دماغ میں یہ چیز نہیں آ سکتی۔ آپ کہیں گے کہ خاک میں کیا عظمت ہے۔ یا اللہ آپ بتائیں کہ خاک در نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظمت ہے۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے مٹی لگ جاتی ہے اس کی کیا شان ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس مٹی کی قسم ہے۔ آپ اس کی شان پوچھتے ہیں۔ لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد (البلد ۲) "مجھے اس شہر کی قسم۔ کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ اس شہر میں تشریف فرما ہو۔" اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ گزر رہے۔ اور جو اس کی عظمت نہیں مانتا اس کو میں بھی قبول نہیں کرتا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی

وسلم کے دیدار کا کیا مرتبہ ہوگا۔ ان سے مصافحہ کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ اس لئے میں نے حضرت صاحب کو جانے کی اجازت نہ دی۔ اور ان سے عرض کی تھی کہ آپ تشریف رکھیں تو آپ کی وجہ سے ہم تمام کا کام بن رہا ہے۔ جن نعت خوان حضرات کو آج وقت نہیں مل سکا ان سے معذرت ہے کہ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ وسیلہ سے اس درگاہ کو اتنا نوازا ہے کہ خاص الخاص نعت خوان ہمیں عطا فرمائے ہیں۔ جن کو آج وقت نہیں ملا ان کی دل شکنی تو ضرور ہے لیکن وقت کی قلت کے باعث یہ ہوا ہے۔ بہت لمبی محفل کرنا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا ہے۔ مولوی صاحب کی اجازت سے عرض ہے کہ کلمہ شریف بڑی عظمت والی چیز ہے یہ جنت کی چابی ہے نماز مومن کی معراج ہے۔ وضو جب آپ کرتے ہیں تو آپ کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ دھوتے ہیں تو ہاتھوں سے کئے ہوئے سارے گناہ معاف، کلی کریں گے تو زبان سے سرزد ہوئے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ چہرہ دھویا آنکھوں کو پانی لگایا تو آنکھوں سے کئے ہوئے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ غیر نظر کے گناہ معاف ہو گئے۔ مسح کیا تو کانوں سے جو غیر شرعی باتیں سنیں اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ پاؤں دھوئے تو جو پاؤں گناہ کی طرف چلے وہ تمام گناہ معاف ہو گئے قربانی کی تو خون کا پہلا قطرہ جب زمین پر گرا تو اس سے پہلے بخشش ہوگئی۔ حج کر کے آیا تو تمام گناہ معاف ہو گئے کیا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ زکوٰۃ سے سارا مال پاک ہو جاتا ہے۔ جہاد کی طرف سپاہی جب پہلا قدم اٹھاتا ہے تو سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شہید ہو جاتا ہے تو مرنا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ رہتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔ کتنی

خاک کی عظمت ہے۔ مدینہ شریف میں ایک یہودی رہتا تھا جو آنکھوں سے مایہ تھا۔ اس کی لڑکی نے کہا کہ بابا جان مدینہ شریف میں ایک حکیم آ گیا ہے۔ آپ اجازت دو تو میں تمہاری آنکھوں کے لئے اس سے سرمہ لے آؤں مجھے امید ہے کہ تیری بینائی ٹھیک ہو جائے گی باپ نے اجازت دی اس کی آنکھیں درست ہو جائیں اس کو نظر آنا شروع ہو جائے تو اور کیا چاہئے۔ وہ لڑکی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد مایہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فطین مبارک کے ساتھ لگی ہوئی مٹی عطا فرمائیں تاکہ میں اس کو سرمہ بنا کر اپنے والد صاحب کی آنکھوں میں ڈالوں تو اسے شفا ہو جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی اس لڑکی نے فطین پاک سے لگی ہوئی مٹی کو لیا اور جا کر اپنے والد صاحب کی آنکھوں میں ڈالا تو اس کی بینائی لوٹ آئی۔ اس کو نظر آنا شروع ہو گیا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی خاک کی عظمت ہے۔ عرش کس چیز سے عرش معلیٰ بنا ہے۔ معلیٰ کا مطلب زیادہ عزت والا، عرش تو وہ پہلے ہی تھا لیکن وہ عرش سے عرش معلیٰ کیسے بنا۔ عزت والا اور اعلیٰ کیسے بن گیا۔ معراج کی رات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی فطین مبارک کی خاک اس کے چہرہ پر لگی تو وہ عرش سے عرش معلیٰ بن گیا۔ یہ در نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک کی عظمت ہے۔ منافق کو اس کی بالکل سمجھ نہیں آتی۔ اس کو سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آئے تو اس کو خاک در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نظر آئے گی۔ کسی کا شعر ہے۔ الفاظ اگر کچھ آگے پیچھے ہو جائیں تو معذرت در نہ اس کا مطلب سمجھ میں آ جائے گا۔

ہر کہ نہ شد خاک در دوست
خاک زمانہ سر دوست

جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی خاک نہیں بناتا تو زمانہ بھر کی خاک اس کے سر پر ہے اگر پچتا چاہتے ہو تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی خاک کی عظمت کو مان جاؤ مدینہ شریف جاؤ تو حکم ہے کہ اپنے منہ پر رومال نہ رکھو بلکہ زیادہ منہ کھول کر سانس لو تاکہ خاک مدینہ تمہارے اندر جائے کہ اس میں شفا ہے۔ یہ عام خاک نہیں ہے یہ درد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک ہے۔ جب یہ خاک ناک منہ آنکھوں وغیرہ سے اندر جاتا ہے تو بندے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ وہ مومن بن جاتا ہے۔ بیمار ہے تو شفا یاب ہو جاتا ہے۔ صحت مند ہے تو بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ مدینہ شریف کی خاک میں شفا ہے مٹی اڑے تو منہ پر رومال نہ رکھو۔ اس گرد سے پرہیز نہ کرو۔ یہ ایمان ہے اور یہ مومن کی نشانی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو معراج ہوئی۔ یہ حضرت داتا گنج بخش بھوپری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ "معراج بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ" حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے وسیلہ جیلہ سے معراج نصیب ہوئی۔ وہ بھی روحانی یا جسمانی طور سے اپنی حیثیت کے مطابق بارگاہ عالیہ میں پہنچے وہاں پہنچ کر بڑے جلوے دیکھے۔ کوئی فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی کیفیات سے گزرے تو عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ سب سے بڑا مقام ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔ بارگاہ عالیہ میں لامکان میں پہنچے ہوئے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ میں واصل باللہ ہو گیا ہوں تو کیا جو سب سے بڑا مقام یا مرتبہ مجھے ملنا تھا وہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب سے بڑا مقام نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ وہ مقام کہاں ہے۔ فرمایا وہ مدینہ شریف میں ہے۔ مدینہ شریف کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھوں کے لئے سرمہ بناؤ تو سب سے بڑا مقام یہ ہے۔

سرمہ کن در چشم خاک اولیاء

تاہی از ابتدا تا انتہا

کسی دلی کے در کی خاک کو اپنی آنکھوں میں ڈال لو تمہیں علم غیب عطا ہو جائے گا ابتدا سے لے کر انتہا تک ہر چیز تم پر عیاں ہو جائے گی۔ یہ غلام کی جوتی کی خاک کی عظمت ہے سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام کیا ہوگا۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمیں کیا سکھاتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ علامہ صاحب آپ یورپ میں رہے ہیں وہاں تو عجیب عریانی ہے۔ عجیب کلچر ہے۔ شراب خانہ ہے، عورت ہے، بے حیائی ہے، جو وہاں گئے ہیں ان سے پوچھیں، میں گیا ہوں، مجھے علم ہے، جو یہاں پر بدترین گناہ ہے وہ وہاں پر ثواب ہے۔ کوئی برائی نہیں ہے، بدترین برائی کو بھی وہاں برائی نہیں سمجھا جاتا بلکہ جتنا زیادہ گناہ گارا اتنا ہی وہ زیادہ عزت دار ہے۔ پوچھا کہ علامہ صاحب آپ اس بدترین معاشرہ میں سے کس طرح بچ کر آ گئے ہیں۔ آپ کے پاس کیا ہنر تھا کہ آپ اس کے باعث اس معاشرہ سے بچ کر نکل آئے ہیں فرمایا صرف ایک ہی چیز تھی کہ

خبر نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

انگریزوں کی چیزیں مجھے اچھی نہیں لگیں۔ کیوں نہیں لگیں۔ بندے تو مر رہے ہیں۔ کہ یورپ میں ہی جانا ہے۔ آپ نے (اللہ معافی دے) وہاں رہ کر بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ فرمایا کہ مجھے اس لئے وہ معاشرہ اچھا نہیں لگا کہ میری آنکھوں میں مدینہ شریف اور نجف اشرف کی خاک ہے۔ اس لئے میں بچ کر آ گیا ہوں۔ ایمان بچا کر آ گیا ہوں۔ تقویٰ طہارت بچا کر آ گیا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی خاک میری آنکھوں میں ہے۔ بندہ جب تک خاک در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بنایا خاک در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لینا نہیں ہے اس کے پلے کوئی چیز نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب بہتر جانتے ہیں کہ

اس دنیا کی ہر عورت اپنے حسن کو اجاگر کرنے کے لئے پاؤں استعمال کرتی ہے۔ ٹیکم پاؤں، یہ کوئی ٹیکم پاؤں کی مشہوری نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کی یہ ایک ضرورت ہے۔ روزانہ نئے سے نئے پاؤں چہرے کے لئے بن رہے ہیں۔ حور ایک دنیاوی عورت سے کروڑ ہا گنا زیادہ حسین ہے۔ وہ کون سا پاؤں استعمال کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ مدینہ شریف کی خاک اڑ کر میرے چہرہ پر پڑتی ہے تو وہ میرا پاؤں بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ خاک مدینہ ہماری قسمت میں کرے ہمارے لئے اس سے بڑی کوئی نعمت دنیا میں نہیں ہے اس میں بظاہر انکساری ہے لیکن اس میں جو عظمت پنہاں ہے اسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے کہ حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم وصال فرما گئے تھے۔ ان کے دادا محترم حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مازک مزاج تھے۔ اپنی علیحدہ ہی فطرت کے مالک تھے۔ روحانیت کی طرف توجہ نہیں تھی۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش تھی کہ یہ تصوف کی طرف بھی دھیان کریں۔ ایک دن فرمایا کہ بیٹا میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب جانے کی تیاری ہے۔ آپ مجھ سے کوئی چیز لے لو۔ حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ دادا جان اگر مجھے کچھ دینا ہی ہے تو اپنے فقیروں کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ دادا جان اٹھے اور اپنے سینے سے لگایا۔ فرمایا کہ بیٹا یہی تو غوثیت ہے جو تم نے لے لی ہے یہ انکساری کی انتہا ہے۔ ادھر وہ جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق مانگ رہے ہیں۔ ادھر ان کو غوثیت کا مقام عطا ہو رہا ہے۔ اسی محفل میں ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے جب میرے پیر خانہ دادو شریف سے کوئی بندہ آتا خواہ وہ پیر ہوتا۔ خلیفہ ہوتا یا کوئی عام بندہ ہوتا یہ بندہ اس کے پاؤں کو بوسہ دیتے۔ کسی نے کہا کہ پیر صاحب کے پاؤں کا تو بوسہ لے لو لیکن آپ عام بندوں کے پاؤں کو کیوں بوسہ دیتے

ہیں ان کے منہ سے نکلا کہ اگر وہاں سے کتابھی آجائے تو میں اس کے پاؤں کو بھی بوسہ دوں گا کہ وہ میرے پیر صاحب کے شہر کی خاک کو لگے ہوئے ہیں۔ مجھے اس شہر کی خاک بھی عزیز ہے۔ جب یہ بات دادو شریف پہنچی تو پیر صاحب نے فرمایا کہ وہ بھی اگر کسی کتے پر بھی ہاتھ رکھ دے گا تو میں اسے بھی دلی بنا دوں گا۔ یہ ولایت کے حصول کے اصول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ اصول سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے جب تک یہ سمجھ نہیں آتی اس وقت تک عرفان الہی نہیں آتا۔ دین کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ جب تک بزرگوں کی چھوٹی سے چھوٹی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کی عظمت دل پر قبضہ نہ کر لے دین کی سمجھ ہی نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ خاکِ مدینہ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ مٹی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ جسم اطہر کی بات نہیں بلکہ جو مٹی کفن مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے وہ ساری کائنات سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ایمان بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ منافقت ہے ہی یہ کہ برابری یا بہتری دماغ میں سما جائے۔ شیطان کا سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ سجدہ سے انکار کرنا بھی مافرمائی ہے گناہ ہے لیکن جس چیز نے اس کو ذلیل کر کے رکھ دیا وہ یہ ہے کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں۔

تکبر عزایل را خوار کرد

تکبر نے اس کو ذلیل کیا ہے۔ تکبر کیا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں اگر ان کے قدموں پر گر جانا سجدہ کر لیتا تو آج بھی فرشتوں کا سردار ہوتا سب سے افضل وہ فرشتہ ہوتا۔ اگر تعظیم والا سجدہ ہی کر دیتا تو آج وہ بھی عظمت والا ہوتا۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اپنی ہستی کو کہاں مٹا دے۔ کیا ڈی سی کے سامنے وہاں تو سارے ہی مٹے ہوئے ہیں ایسے پی کے سامنے کون مٹا ہوا نہیں ہے۔ صدر پاکستان کے سامنے کون مٹا ہوا نہیں ہے۔ لیکن ان کے سامنے مٹا کوئی مٹا نہیں ہے۔ فرعون کے سامنے سارے مٹے ہوئے تھے، شداد کے سامنے، نمرود کے سامنے سب مٹے ہوئے تھے۔ کیا ان کے سامنے اکڑتے تھے۔ تو پھر کہاں مٹا چاہئے۔ علماء کرام کے سامنے مٹو اولیاء اللہ کے سامنے مٹو۔ سادات کے سامنے مٹ جاؤ۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مٹ جاؤ۔ یہ مٹا ہے۔ ادھر ادھر ٹش مش کرنے سے مٹا نہیں ہے۔ مٹا اگر ہے تو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مٹ یا جس کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عظمت عطا فرمادی ہے اس کے سامنے مٹ جاؤ کہ یہی اصل مٹا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش بھوپری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پر دادا مرشد کریم حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ وہ اتنے بڑے پیر صاحب کیسے بن گئے۔ آپ شاہی پہلوان تھے۔ چیمپئن تھے Wrestler تھے۔ کسی نے کشتی کے لئے چیلنج کر دیا۔ اکھاڑہ لگ گیا۔ بادشاہ بھی آ گیا۔ درباری بھی آ گئے اور دوسری عوام بے شمار دنگل دیکھنے کے لئے آئی سارا سٹیڈیم بھر گیا۔ جس نے چیلنج کیا تھا وہ بہت لاغر کمزور تھا۔ بظاہر چوٹی اور ہاتھی کا مقابلہ تھا۔ جب کشتی شروع کرنے کے لئے دونوں پہلوانوں نے ہاتھ ملائے تو اس آدمی نے کہا کہ جنید میں سید زادہ ہوں مجھے رقم کی ضرورت ہے میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ آپ اگر آج مجھ سے شکست کھا جاؤ۔ نیچے گر جاؤ تو میں انعام لے کر چلا جاؤں گا۔ میری ضرورت پوری ہو جائے گی آپ تو پہلوان ہی رہیں گے میں کوئی مقابلہ بازی کے لئے نہیں آیا ہوں میں نے یہ بہانہ بنایا ہے کہ مجھے اس طریقہ سے پیسے مل جائیں گے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے نہیں پڑیں گے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے یہ ایک عجیب امتحان کا موقع تھا۔ ایک طرف ان کی شہرت، چیمپئن شپ

جس دل دچہ عشق محمد ﷺ دا
اس دل دچہ نور آ جاندا اے
جدوں لیے نام محمد ﷺ دا
اویں محفل نوں سرور آ جاندا اے

وہ چونکہ یہاں تشریف فرما ہیں اس لئے مدینہ شریف بھی یہیں ہے۔ جنت بھی یہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ بھی اپنی قدرت کے ساتھ یہاں جلوہ گر ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام یہاں ہیں۔
تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم یہاں ہیں۔ تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ بھی یہاں
ہیں۔ نعت خواں بھی ہیں پھر اس سے بڑی اور کیا چیز ہے جو آپ نے لینی ہے۔ جہاں
سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں وہیں تو بھی بیٹھا ہوا ہے۔ تیری نیت یہ
تھی کہ تو نعت پڑھتا اور لوگوں کو مخطوط کرتا۔ تیری نیت کا ثواب تمہیں اسی وقت مل گیا
جب تو نے نیت کی تھی۔ تیری وہ نعت خوانی بھی قبول ہے جو تو نے نہیں کی۔ تیری حاضری
بھی قبول ہے اور تو محفل میں بیٹھا ہوا ہے جس میں بخشش بھی ہے۔ اس لئے جن نعت
خواں حضرات کو آج موقعہ نہیں ملا وہ مایوس نہ ہوں پھر انشاء اللہ آپ کو موقعہ مل جائے گا۔
لیکن ایک بات میں عرض کرتا ہوں کہ آج جن نعت خواں حضرات کو موقعہ دیا گیا ہے وہ تم
سے بہتر تھے کیا یہ بات تو آپ مانتے ہیں کہ جن کو موقعہ دیا گیا وہ تم سے قدرے بہتر
تھے۔ اور وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کو کھینچ کر لانے والے تھے۔ انہوں
نے تو نعتیں پڑھی ہیں لیکن جنہوں نے صرف نعتیں سنی ہیں ان کا کیا مقام ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اتنے دروازے آپ کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ سردار الانبیاء علیہم

رتبہ طاقت، شاہی پہلوانی اور دوسری طرف نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم خون مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم انہوں نے سوچا کہ بہت کشتیاں جیت لی ہیں۔ بڑا نام کمالیا ہے اب اس سید
زادے کے سامنے گر جاؤ۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ آپ چت نیچے گر
گئے۔ لوگوں نے پھر مارنے شروع کر دئے لعن طعن کرنی شروع کر دی کہ ایک نہایت
کنزور لاغر آدمی سے شکست کھا گیا ہے۔ شاہی رعب ختم کر دیا ہے۔ حضرت جنید بغدادی
رحمۃ اللہ علیہ کوئی تبصرہ کئے بغیر اکھاڑے سے اٹھے اور اپنے گھر کی طرف چل دئے۔
رات کو خواب آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت سے نواز دیا۔ فرمایا کہ تو نے
سید زادے کے سامنے اپنے آپ کو گرا دیا۔ تو نے میری نسبت کو دیکھا میں تمہیں اولیاء
اللہ کا سردار بنانا ہوں۔

منا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
کچھ نہیں مانگا کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کیوں کچھ نہیں مانگتے۔ تمام صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مانگ رہے ہیں کوئی شفا لے رہا ہے کوئی آنکھ ٹھیک کر رہا ہے۔ کوئی
ایمان لے رہا ہے کوئی حافظہ لے رہا ہے۔ آپ کیوں کچھ نہیں مانگتے ہیں۔ باقی سب ہر
چیز ان سے لے رہے ہیں۔ فرمایا کہ میرے سامنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
ہے اس سے بڑھ کر کوئی چیز ہو تو میں طلب کروں۔ یا بتاؤ کہ اس سے بڑی کوئی ضرورت
ہے جو میں مانگ لوں اس سے بڑی کوئی چیز ہے نہیں۔ اس محفل میں سب سے بڑی کیا
چیز ہے۔ حاضری ہے۔ کہ اس میں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ یونہی تو
سرد نہیں آ رہا ہے۔ وہ ہوں تو سرد آتا ہے۔

السلام تشریف لے آئے تو پھر باقی کیا چیز رہ گئی ہے۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے

ایک نعمت میں نے صرف برکت کے لئے پڑھنی ہے۔

ٹائے محمد ﷺ جو کرتے رہیں گے

وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے

وہ لمحات بخشش کا سامان ہوں گے

جو ذکر نبی ﷺ میں گزرتے رہیں گے

حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی

جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے

انہیں دیکھ کر یہ جہاں کے نظارے

نگاہوں سے میری اُترتے رہیں گے

ہر اک گام پر ہم کو معراج ہو گی

جو سر ان کے قدموں پہ دھرتے رہیں گے

ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا

تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے

یہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دراصل ملاقات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حضور علیہ

الصلوة والسلام کہیں اور نہیں جاتے کہ نور نبوت کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں لیکن محفل

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور تشریف لاتے ہیں۔ فرشتے بھی صرف انہی محفلوں

کو ڈھونڈتے ہیں۔ آپ کہو الحمد للہ۔ آپ کہو سبحان اللہ فرشتے تمہارے قریب

تک نہیں آئیں گے۔ آپ کہو یا حی یا قیوم۔ کچھ بھی نہیں ملا۔ لیکن اگر کہو کہ محمد

رسول اللہ تو پھر آتے ہیں یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی محفل میں آپ بھی

بیٹھے ہیں۔ میں بھی بیٹھا ہوا ہوں اور جن نعت خوان حضرات کو آج موقع نہیں ملا وہ بھی

بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے کی توفیق عطا

فرمائے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا میں سب سے بڑی

نعمت یہی ہے۔ جو خاک مدینہ لینے کی تمنا کرتا ہے وہ انکساری کی انتہا کرتا ہے۔ جو

انکساری کی انتہا کرتا ہے اس کو رحمت سب سے زیادہ ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رحمت سمیٹنے کی

توفیق عطا فرمائے۔ بنو سالم کے قبیلہ والے مدینہ شریف آئے تو وہ پیٹ کی بیماریوں میں

بتلا ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور بیماری سے متعلق

شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی مٹی اٹھائی اور فرمایا کہ اس کو گھول کر پی

لو۔ جو نبی انہوں نے وہ خاک مدینہ پی تو وہ شفا یاب ہو گئے۔ خاک مدینہ میں شفا

ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جہاں اور بہت ساری فضیلتیں ہیں وہاں ایک یہ ہے

کہ کوڑھی کے جسم پر ہاتھ پھیرتے تھے تو اس کو شفا ہو جاتی تھی۔ کوڑھی کا آج تک کوئی

علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ لیکن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ پھیرتے ہیں تو آرام

آ جاتا ہے۔ اور آج اس کا صرف علاج یہ ہے کہ مدینہ شریف کی خاک کوڑھی کے جسم پر

لگاؤ تو اسے شفا ہو جائے گی۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش میاں مقبول حسن صاحب 07-06-03

پڑھا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف الفاظ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ تمام نعت خوانی لفاظی ہے۔ یہ نعت کو کا تصور ہے۔ نعت خواں کا تصور ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے کہیں بلند ہے۔ کوئی شعر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معیار کو نہیں پہنچتا۔ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معیار باندھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت کتنے علاقہ پر ہے۔ کتنے زمانے پر محیط ہے۔ دنیاوی طور سے کسی کی حکومت اتنے مربع میل پر ہے۔ فلاں خاندان اتنے عرصہ تک حکمرانی کرتا رہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کی کتنی وسعت ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو بیانا اختیار فرمایا اس پر ذرا غور فرمائیں۔ فرمایا کہ میں رب العالمین ہوں وہ رحمة اللعالمین ہیں۔ تمام بیانا نے توڑ کر رکھ دئے ہیں فرمایا کہ نہ تو کوئی رب العالمین ہونے کی حد ہے نہ ہی ان کی رحمت کی کوئی حد ہے نہ رحمة اللعالمین ہونے کی کوئی حد ہے۔ اگر حد لگاؤ گے تو پہلے رب العالمین پر حد لگاؤ گے۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئے گی۔ کیونکہ پہلے رب العالمین ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا کیا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین (الفاتحہ) "سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا" فرمایا کہ اگر میری حد لگانا چاہتے ہو تو لگا لو اور آگے آ رہا ہے رحمة اللعالمین تا کہ میں تمہاری حدود کو توڑ دوں۔ اپنی تمام حدود کو توڑ کر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا ہے۔ تا کہ پتہ چل جائے کہ اگر میری رب العالمین کی کوئی حد نہیں ہے تو پھر رحمة اللعالمین کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت کی وسعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کب سے ہے اور کب تک رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کب تک کی کوئی قید نہیں۔ اوّل بھی وہی

لا اقسام بہذا البلد

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔ معزز حاضرین۔ ہر چیز کو ماپنے کے لئے اس کا کوئی پیمانہ ہوتا ہے۔ پروفیسر صاحب اس کو کیا کہتے ہیں Measurement Sale Rod، وزن ماپنے کے لئے کلوگرام ہوتا ہے۔ فاصلہ ماپنے کے لئے میٹر اور وقت کو ماپنے کے لئے سیکنڈ ہوتا ہے۔ اگر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماپنا ہو تو پھر کون سا پیمانہ استعمال کریں گے۔ علم کو ماپنا ہو تو ڈگری۔ گریڈ کو ماپنا ہو تو کورنمنٹ کے جاری کردہ سکیل۔ درجہ حرارت ماپنا ہو تو سنٹی گریڈ۔ علیٰ ہذا القیاس مختلف چیزوں کی پیمائش کرنے کے لئے مختلف پیمانے ہیں۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماپنے کے لئے کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ تمام پیمانے قفل ہو جاتے ہیں۔ تمام معیار ختم ہو جاتے ہیں۔ اب ہماری تیاری ہے کہ ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف تو صیف بیان کرنی ہے تو آپ کتنی تیاری کر لیں گے۔

ہزار بار بشوئم دہن بمشک گلاب

ہو نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اپنی زبان کو دھوئیں۔ منہ کو دھوئیں۔ عطر و گلاب سے دھوئیں پھر بھی ایسے منہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لیا نہایت بے ادبی ہے۔ کہاں گئیں وہ صفائیاں وہ تیاریاں۔ آخر آپ کتنی تعریف کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے شعر

ہے اور آخر بھی وہی ہے نہ ان سے کوئی پہلے ہے اور نہ ہی ان سے کوئی آخر ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ کوئی مقدمہ پیش ہو جائے کہ جی مسروقہ زیور کس کے پاس ہے۔ میاں بیوی کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ بیوی کہے کہ اس کے میاں نے زیور چرایا ہے۔ میاں کہے کہ اس کی بیوی نے زیور چرایا ہے۔ دونوں طرف سے دلائل دئے گئے۔ شواہد پیش کئے گئے تو ان دلائل کی روشنی میں کبھی بیوی مجرم نظر آئے اور کبھی شوہر مجرم نظر آئے کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا تو آخر پر بات یہاں تک پہنچی کہ فلاں شخص قسم دیدے۔ جہاں دلائل قفل ہو جائیں۔ جہاں واقعات قفل ہو جائیں تو پھر قسم پر بات آجاتی ہے۔ قسم آخری حربہ ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی چیز قبول نہیں ہوتی۔ فیصلہ قسم پر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت قسم سے بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل کو قسم سے بیان فرماتا ہے۔ لا اقسام بھذا البلد وانت حل بھذا البلد (البلد ۲-۱) "مجھے اس شہر کی قسم، کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزر کی بھی قسم ہے۔ قسم کیا ہوتی ہے۔ قسم تقسیم سے ہے۔ یہ تقسیم کیا ہے۔ علیحدہ کرنا۔ چھانٹی کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے لکیر کھینچ دی کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزر ہے۔ اس پر اس کے قدم لگے ہیں مجھے اس کی قسم ہے۔ اب جو کوئی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا جائے وہ اس لکیر کے ایک طرف ہو کر جنتی بنتا جائے اور جو نہیں مانتا وہ اس لکیر کے دوسری طرف ہو کر جہنمی بنتا جائے۔ بس ان دو چیزوں کے علاوہ کسی چیز کا انتخاب رکھا ہی نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں کہ میں نمازی ہوں فرمایا کہ یہ کوئی معیار نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں کلمہ پڑھتا ہوں۔ تو بے شک وہ کلمہ شریف پڑھتا رہے۔ کوئی حج کرتا ہے تو کر لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

میں نے راہ گزر پر فیصلہ کرنا ہے کسی عبادت وغیرہ پر نہیں کرنا ہے۔ اگر راہ گزر پر فیصلہ چاہتے ہو تو آ جاؤ اور بناؤ اس کو اپنی آنکھوں کے لئے سرمہ تو ابھی سے جنتی ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ عالیہ میں پہنچے تو وہاں بڑا نظارہ دیکھا۔ اپنی بٹا باللہ اور واصل باللہ والی کیفیت کو دیکھا تو عرض کیا کہ یا اللہ کیا یہ سب سے بڑا مقام ہے جو مجھے عطا ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ نہیں یہ بڑا مقام نہیں ہے۔ یا اللہ اس سے بھی بڑا مقام کہاں ہے۔ فرمایا کہ مدینہ شریف میں ہے جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگے ہیں۔ اس کی گلیوں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤ یہ اعلیٰ ترین مقام ہے۔ لا اقسام بھذا البلد O وانت حل بھذا البلد (البلد ۲-۱) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ گزر پر تقسیم کر کے رکھ دی ہے۔ جنتی اور دوزخی بنانے کا معیار بنا کر رکھ دیا ہے۔ اگر تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ گزر کی عظمت کو مانتا ہے تو پھر جنتی ہے۔ اگر نہیں مانتا تو پھر جہنم کے لئے تیار ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہاری کوئی عبادت کوئی ریاضت نہیں دیکھنی ہے میں نے صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزر کی عظمت دیکھنی ہے۔ اگر تو مانتا ہے تو مومن ہے اگر نہیں مانتا ہے تو پھر بے ایمان ہے۔ فرمایا کہ اے لوگو میں نے تمہیں مال دیا ہے۔ حکمرانی دی ہے۔ علاقے دئے ہیں۔ کوئی ادھر کا بادشاہ ہے کوئی ادھر کا حکمران ہے۔ کوئی ادھر لٹکا رہا ہے۔ کوئی ادھر طاقت کا مظاہر کر رہا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کن کی زبان عطا کی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
ان کی زبان جانتے ہو کہ کیا ہے۔ فرمایا و قیلہ (الترغف ۸۸) "مجھے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کے اس کہنے کی قسم "مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہے کی بھی قسم ہے جو یہ فرمادیں وہ ٹھیک ہے اگر تو ماننا ہے تو حق ہے۔ اگر تو انکار کرتا ہے تو پھر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تیرے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ ہزاروں واقعات ہیں کہ جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرما دیا وہی ہوا۔ جیسے فرمایا ویسے ہی ہو گیا۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہے۔ یہاں یہ پروفیسر صاحب فزکس کے ہیں۔ جیالوجی والے بھی ہیں کیمیا والے بھی ہیں اور بھی سائنس دان ہیں انہوں نے پوری زمین کو ماپ تول کر بتا دیا ہے کہ اس میں اتنا سونا موجود ہے۔ اتنی چاندی ہے۔ اتنا پتیل ہے فلاں دھات اتنی ہے۔ تیل اتنا ہے اور اتنے سالوں بعد ختم ہو جائے گا۔ ہر چیز کا تخمینہ لگ چکا ہے ہر چیز Calculated ہے Measured ہے۔ تیل ختم ہو گیا تو پھر آپ خود ہی دیکھ لیں کہ کیا حال ہوتا ہے آج ہماری زندگی میں جو تیل کی اہمیت ہے وہ آپ جانتے ہیں ہر قسم کی ٹرانسپورٹ تیل پر ہے گیس ہے تو وہ بھی تیل کی وجہ سے ہے۔ آج گیس ختم ہوتی ہے تو کاروبار زندگی معطل ہو کر رہ جائے گی۔ انڈسٹری تباہ ہو جائے گی۔ مزدور قارغ ہو جائے گا۔ بھوک سے مر جائیں گے سونے کے ذخائر ختم ہونے والے ہیں۔ لوہے کے ذخائر ختم ہو رہے ہیں۔ ہر قسم کے Resources تیزی سے ختم ہو رہے ہیں۔ ہر چیز کی مقدار متعید ہے۔ اس کی حد مقرر ہے۔ چونکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان کی عظمت کی کوئی حد نہیں ہے اس لئے اگر وہ کسی درخت کو بھی فرمادیں کہ سونا بن جا تو وہ اسی لمحے سونا بن جائے گا۔ وہ فرمائیں کہ چاندی بن جا تو وہ چاندی بن جائے گی۔ اور اگر فرمادیں کہ چلو تو وہ درخت سونے چاندی کے بن کر چلنے بھی لگیں گے۔ اگر فرمائیں کہ رک جاؤ تو رک جائیں گے اگر پھر کو حکم دیں کہ پانی پر چل کر آؤ تو پھر تیرے لگیں گے۔ حالانکہ پھر کی فطرت نہیں ہے کہ وہ پانی پر تیرے پھر شکل ہے اس کی کثافت زیادہ

ہے پانی کی کثافت تھوڑی ہے۔ کثیف چیز لطیف پر تیر نہیں سکتی یہ قانون فطرت ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر فرمادیں کہ پھر پانی پر تیرے تو وہ تیرے لگے گا۔ فطرت کا قانون ٹوٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اُجاگر کرنا ہے۔ اپنے سارے قانون توڑ کر بھی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو پورا کر دیتا ہے۔ مانا کہ یہ میرا قانون بنا ہوا ہے کہ پھر پانی پر نہ تیرے لیکن اگر میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم فرمادیں تو میں پھر کو پانی پر تیرا دوں گا۔ یا اللہ آپ کا قانون ٹوٹ جائے گا۔ فرمایا کہ میرا قانون ٹوٹے گا تیرا تو کچھ نہیں جائے گا۔ فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ایک جنتی اور باقی بہتر جہنمی۔ کلمہ پڑھنے والے، نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے زکوٰۃ دینے والے لیکن یہ کہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کچھ نہیں ہے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ مٹی میں مل گئے ہیں انہیں تو خود پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے۔ وہ کیا کر سکتے ہیں ان کا خیال نماز میں آجائے تو نماز قاسد ہو جاتی ہے۔ ان عقائد کی وجہ سے وہ بہتر مارے گئے ہیں۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام عبادات کو رد کر دیا۔ دنیا میں سب سے بڑا عابد کون ہے۔ وہ شیطان ہے۔ چھ چھ پر سجدہ کیا ہوا ہے۔ سجدہ میں کیا پڑھتا ہوگا۔ سبحان ربی الاعلیٰ ہی پڑھتا ہوگا۔ اور اتنا لمبا سجدہ کرتا ہے کہ نہ جانے کروڑوں مرتبہ ایک سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتا ہے۔ بس صرف اتنی سی غلطی ہوئی کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں۔ میں اس نبی علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ ہوں کہ جس کی پیٹانی میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہے۔ اس نے سجدہ سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام عبادت اس کے منہ پر مار دی لے جاؤ اپنی عبادت لے جاؤ اپنے سجدے مجھے صرف عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ضرورت ہے مجھے تمہاری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں کوئی حاجت نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیر سے کیوں آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھ رہا تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائے تو فوراً بھاگ کر آؤ۔ جب اللہ اور اللہ کا رسول تمہیں بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں نہیں بلاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ بتائے کہ کبھی اللہ تعالیٰ نے اس کو بلایا ہو۔ اس لئے حکم ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم نماز میں بھی ہو تو میں بلاؤں تو فوراً آ جاؤ اور جو کام تمہیں کہوں وہ کام بھی کر کے آ جاؤ پھر جہاں سے نماز چھوڑ کر گئے تھے وہیں سے آگے شروع کر کے نماز مکمل کر لو۔ نماز میں کوئی خلل نہیں آیا۔ تیرا رخ میری طرف تھا تیری نماز قائم رہی۔ یہ عبادت کا معیار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت ہی قسم اٹھا کر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہے۔ والشمس مجھے چہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم۔ والقمر مجھے چہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم والیل مجھے زلف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کیوں اتنی بار قسم اٹھا رہا ہے۔ وہ اصل میں تیری میری نجات کا معیار بنا رہا ہے۔ والیل کو مان جا تو جنتی ہو جائے گا۔ ایک امیر آدمی فوت ہو گیا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ان دونوں نے اپنے باپ کی جائیداد آپس میں تقسیم کی۔ اس ترکے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین موئے مبارک بھی تھے۔ دونوں نے ایک ایک موئے مبارک لے لیا۔ اور تیسرے موئے مبارک سے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کے دو ٹکڑے کر لیتے ہیں اور آدھا آدھا لے لیتے ہیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا کہ یہ

بے ادبی ہے گستاخی ہے میں نے اس موئے مبارک کے ٹکڑے نہیں کرنے ہیں اور نہ ہونے دینے ہیں۔ بڑے بھائی نے کہا کہ اگر تمہیں اتنی ہی عقیدت ہے تو یہ موئے مبارک تم لے لو اور اس کے عوض میں اپنی ساری جائیداد مجھے دے دو۔ اس نے کہا کہ یہ تو نہایت ہی سستا سودا ہے۔ موئے مبارک مجھے دے دو اور میری جائیداد تم لے لو۔ اس نے موئے مبارک لے لیا اور ساری جائیداد بڑے بھائی کو دے دی۔ چند مہینوں میں اس کی ساری جائیداد برباد ہو گئی اور نہایت مفلس خستہ حال ہو گیا۔ چھوٹا بھائی موئے مبارک کی وجہ سے اس کے ادب کے باعث نہایت امیر ہو گیا۔ جب فوت ہوا تو اس کا جنازہ خوشبو سے معطر تھا۔ اور شاید ایران میں اس کی قبر ہے جب لوگ اس کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو اپنی سواریوں سے اتر جاتے ہیں اور بیدل اتنا سفر طے کرتے ہیں۔ اس قبر پر جو بھی حاجت طلب کرتے ہیں وہ پوری ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنا معیار ہی الگ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کی لکیر کھینچ دی ہے۔ یا تو پھر اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم کو مانے گا یا پھر بے ایمان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی درمیانی راستہ رکھا ہی نہیں ہے۔ ایم ایس سی، پی ایچ، ڈی، وغیرہ ڈگریوں کے نام ہیں۔ درس نظامی، فنی فاضل، ایل ایل بی، ایم سی ایس وغیرہ بھی ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کون سی ڈگری ہے۔ لوگوں کے پاس مختلف علوم کی ڈگریاں ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود علم ہیں۔ پی ایچ ڈی کو جو علم ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہی ہے۔ فنی فاضل اگر کوئی ہے تو وہ بھی علم ہے اور یہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ لوگ اپنی اپنی حیثیت میں عالم ہیں اپنے مضامین کے عالم ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ہیں۔ علم ہو گا تو لوگ اس سے عالم بنیں گے۔ لوگ اگر نخی ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سخاوت ہیں مصدر وہ ہوتا ہے جہاں سے چیزیں نکلتی ہیں۔ پانی کا مصدر کیا ہے۔ یہ سمندر

ہے اس طرح سے ہر چیز کا ایک مصدر ہے۔ علم کے مصدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ سخاوت کا مصدر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لوگ عارف ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عارفان ہیں۔ عارف کو ہی عرفان ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سرپا عرفان ہیں۔ لوگ مومن ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایمان ہیں۔ پہلے ایمان نصیب ہوگا۔ تو پھر ہی مومن بنے گا۔ اس لئے ہر بندہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محتاج ہے۔ خواہ وہ تنہی ہے پھر بھی محتاج ہے۔ وہ عارف ہے تو پھر بھی محتاج ہے۔ بادشاہ ہے تو پھر بھی محتاج ہے کسی نے پوچھا کہ کیا کسی نے چلتا پھرتا مجسم ایمان دیکھا ہے عرض کیا کہ ہاں دیکھا ہے۔ پوچھا کہاں دیکھا ہے عرض کیا کہ مدینہ شریف کی گلیوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجسم ایمان ہیں۔ شریعت ان کی اپنی زبان ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما دیں وہ شریعت ہے۔ آپ کے پاس سب سے بڑی چیز اپنی مرضی ہے۔ ہر شخص کی اپنی مرضی ہے ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف کام کرے۔ لڑائی کرو تو تمہاری مرضی۔ صلح کرو تو تمہاری مرضی، چلتا ہے، رکتا ہے، پڑھتا ہے، جانا ہے ہر جگہ ہر موقعہ تیری اپنی مرضی ہے۔ اگر کام کرو یا فارغ بیٹھے رہو۔ نعت بلند آواز سے پڑھو یا دھیمی آواز سے پڑھو۔ کسی نعت یا نغمے کی سر بناؤ نہ بناؤ یہ سب تمہاری مرضی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے اس سے بڑھ کر اور کیا عظمت مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی عطا فرما دی ہے۔ ہر زمانہ میں پوری کائنات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی چلتی ہے۔ جنتی بننے کے کیا گر ہیں کہ ایمان لاؤ، عمل کرو، نماز پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، زکوٰۃ دو، اپنی نظریں نیچی رکھو، ماں کے پاؤں کو بوسہ دو، والد کی خدمت کرو۔ یہ تمام بیٹا نے ہیں طریقے ہیں جنت کے حاصل کرنے کے لئے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت

کس طرح سے عطا فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ میں بک بھر کر جنت میں ڈال دیتا ہوں میں یہ نہیں دیکھتا کہ کون ہے میں صرف اپنی رحمت کو دیکھتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک بھر کر ڈال دیا فرمایا کہ یہ جنتی ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک اور ڈال دیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بک ڈال دیا پانچ بک ڈال دئے گئے۔ جنتی آدمی جنت میں بک بھر کر بندوں کو ڈالوا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ بس کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو گئے ہیں۔ اب سب جنتی ہو جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روکتے ہیں فرمایا کہ میں روکتا نہیں ہوں میرا ایمان یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ فرمایا کہ میرے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ بک تو پھر بھی بہت بڑی چیز ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارکہ پر پوری کائنات ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ ایک رائی کے دانہ نے پوری بک کا کیا مقابلہ کرنا ہے۔ پوری ہتھیلی کا کیا مقابلہ کرنا ہے۔ رائی کا دانہ آپ نے دیکھا ہے وہ ہتھیلی یا بک میں رکھا جائے تو مشکل سے نظر آئے اتنا چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کی پیکائش کے لئے

کوئی پناہ نہ ہو سکتا ہے۔ پناہ ہی نہیں ہو سکتی تو پناہ نہ کیا کرے گا۔ اس لئے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ میرے ہاتھ سے سایہ بنتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کے سائے سے نبی عظیم السلام بنتے ہیں اور ان کے سانسوں سے دلی رحمہم اللہ تعالیٰ بنتے ہیں۔ میرے ہاتھ کے سایہ سے کچھ نہیں بنتا صرف سیاہی بنتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کے سایہ سے ساری کائنات بنتی ہے ان کی نگاہ عنایت سے کیا بنتا ہے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

میں کہوں کہ مولا یا صلی وسلم دائما ابدا۔ اے اللہ بھیج اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ نہ میری دعا کی کوئی انتہا ہے اور نہ ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی کوئی انتہا ہے۔ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہی کی انتہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ تو قرآن میں آئی ہے۔ نہ احادیث مبارکہ میں آئی ہے۔ قرآن و حدیث اور نعت شریف میں تعریف آنے کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ میں تو اللہ کا راز ہوں۔ مجھے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے قرآن پڑھا ہے فرمایا کہ اس کے باوجود نہیں سمجھ سکے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ ہیں فرمایا کہ ان کے باوجود میری تعریف نہیں ہو سکی۔ کیونکہ عقل چھوٹی ہے علم چھوٹا ہے اور میری تعریف اس سے کہیں بڑی ہے۔ عقل و شعور میری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ میں یہ ایک چھوٹا سا پتہ لیتا ہوں بتائیے کہ اس سے دنیا تباہ ہو سکتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتی۔ پروفیسر صاحب آپ بتائیں کہ کیا

اس چھوٹے سے پتے کے ٹکڑے سے دنیا تباہ ہو سکتی ہے۔ جی ہاں ہو سکتی ہے۔ اب بتائیے کہ جھگڑا تو یہیں پیدا ہو گیا۔ آپ کہتے ہیں کہ اس پتے سے دنیا تباہ نہیں ہو سکتی اور پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ ہو سکتی ہے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ جی ہاں ہو سکتی ہے۔ اس پتے میں اتنے ایٹم بم ہیں کہ وہ جس کو چاہیں توڑ دیں۔ اس میں اتنی طاقت ہے کہ یہ دنیا کو تباہ کر سکتا ہے لیکن یہ آپ سب کی سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ اس کو بظاہر دیکھ رہے ہیں اس کے جوہر کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ وہاں تک تمہاری نظر کام نہیں کر رہی ہے۔ اسی طرح سے ہماری عقل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو نہیں پا سکتی۔ بس ہم صرف اس پتے پر ہی اڑے ہوئے ہیں۔ لیکن مانتے وہ ہیں جن کو ایمان ہے وہ کہتے ہیں کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بک سے جنت عطا فرما دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نگے کو زبان دیتے ہیں۔ درخت کو چلا دیتے ہیں۔ ان کو رفتار دیتے ہیں۔ پتھر کو پانی پر تیرا دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ کو بولنا سکھاتے ہیں۔ کنکریوں سے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ ایمان ہو گا تو ہم کہیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو اس سے کہیں بلند ہے۔ ہر لمحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بلند ہو رہی ہے۔ ہماری عقل سے وراء الوراء ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعریف اصل نعت حشر والے دن اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود پر بٹھا کر خود بیان فرمائیں گے۔ ہماری عقل ہماری فہم و ادراک جہاں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو سمجھ سکتی ہے۔ اس کو مان لو اور اپنا ایمان بچا کر لے جاؤ ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو مان کر پجتا ہے۔ یہ عبادات سے نہیں پجتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت کے امام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ نماز اور روزے سے امام

نہیں ہے۔ وہ میری نسبت سے بے ہیں۔ میری خدمت سے بے ہیں۔ میری زیارت سے بے ہیں۔ اس لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں مانگا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں نہیں مانگتے فرمایا کہ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہو اسے پھر اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے
فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا ہی نہیں۔ انہیں مانگنے کی حاجت ہی نہیں ہوئی زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی کوئی چیز ہو تو مانگیں۔ معراج نظر کیا ہے۔ نظر زیادہ سے زیادہ کتنی اونچی جائے تو اس کی معراج بنتی ہے۔ کیا سورج کو دیکھے، کیا چاند کو دیکھے، بیت المعمور کو دیکھے، بیت اللہ شریف کو دیکھے، عرش کو دیکھے، جنت کو دیکھے، شیطان نے ساری چیزیں دیکھی ہوئی ہیں لیکن اس کو معراج نظر حاصل نہیں ہوئی۔ کیا چیز رہ گئی ہے۔ چہرہ انور کو دیکھنا اصل میں معراج نظر ہے۔ اور معراج عبادت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ہے اور معراج نجات شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ معراج ایمان محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سارے کا سارا ایمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننا ہے۔ وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا (الفتح 9) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو۔ اس کی توقیر کرو اور صبح شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بولو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرو۔ عزت کرو۔ ان کی توقیر کرو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ یا اللہ پہلے تیرا ذکر کیوں نہ ہو فرمایا کہ میں

نے اپنا ذکر قبول ہی نہیں کرنا ہے جب تک میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ ہو۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے اللہ اللہ کرنے پر ہی راضی ہو جاؤں گا۔ میں اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنا ہوں تو صرف اللہ اللہ کر کے ہی نجات چاہتا ہے۔ یوں تجھے نجات نصیب نہیں ہوگی۔ فرمایا کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی اصل میں میرا ذکر ہے۔ اس کی غلامی میری غلامی ہے۔ اس کی محبت میری محبت ہے اس کی رضا ہی میری رضا ہے۔ لوگ بھولے ہوئے ہیں اور بھولے ہی رہیں گے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

یہ حدیث شریف کا ترجمہ ہے۔ ساری دنیا مجھے راضی کرنے پر لگی ہوئی ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میں نے کس طرح سے راضی ہونا ہے۔ جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر لے گا۔ میں بھی اس سے راضی ہو جاؤں گا۔ یہ بھی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے کا ایک طریقہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین انبیاء علیہم السلام کے بعد جو سب سے زیادہ فضیلت والی ہستیاں ہیں وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے بنتے ہیں۔ کلمہ شریف پڑھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کی تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔ سارے زمانے بھر کے قطب، ابدال، غوث سب مل کر بھی کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں پہنچتے۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر تلاوت کئے کہ قرآن ابھی آیا ہی نہیں۔ بغیر نماز پڑھے کہ نماز ابھی فرض ہی نہیں ہوئی۔ بغیر روزہ رکھے کہ روزہ بھی بہت بعد میں آیا۔ حج بھی نہیں تھا۔ نہ زکوٰۃ تھی نہ جہاد تھا۔ زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اس وقت بھی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن رہے تھے۔ اب آپ دیکھ لیں

صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنانے والی چیز کیا تھی۔ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔ جس طرح سے پہلے عرض کیا ہے کہ کہیں دو پارٹیوں میں کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے۔ ثالث آجائیں دونوں پارٹیاں اپنی اپنی دلائل دیں شولہ اور واقعات بیان کریں لیکن فیصلہ نہ ہو پائے تو آخر پر قسم اٹھانے کی بات آتی ہے۔ قسم پر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹی قسم اٹھائے تو اس کو کیا جرم مانہ ہوگا۔ میں نے ایک عالم سے پوچھا ہے وہ بتاتے ہیں کہ جھوٹی قسم اٹھانے والا بے ایمان ہو جاتا ہے۔ کوئی کہے کہ اللہ کی قسم میں نے چوری نہیں کی حالانکہ اس نے چوری کی ہے تو وہ بے ایمان ہے اور اگر کوئی سچی قسم اٹھائے اور دوسری پارٹی نہ مانے تو وہ دوسری پارٹی بے ایمان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ قسم اٹھائے تو پھر کیا ہوگا اور جو اس قسم کو نہ مانے وہ کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر حال میں سچا ہے اللہ تعالیٰ سچا ہو کر قسم اٹھائے اور کوئی نہ مانے تو وہ بے ایمان ہے اب اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی فرمایا کہ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیری راہ گزر کی قسم ہے۔ اب اگر کوئی اس قسم کو نہ مانے وہ بے ایمان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی اس بات کو نہ مانے وہ بھی بے ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزر کی قسم اٹھاتا ہے۔ لا اقسم بهذا البلد O وانت حل بهذا البلد O (البلد ۲) مجھے شہر مکہ کی صرف اس لئے قسم ہے کہ اے میرے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں تیرے قدم لگے ہیں۔ جو اس عظمت کو نہ مانے اور کہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے جیسا ہے تو اس سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ بھی بے ایمان ہے اگر صرف اتنی سی بات سمجھ آ جائے تو بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ مجھے اس نشانِ راہ کی قسم لیکن دوسرا کوئی یہ کہے کہ میرے جیسے ہیں اس سے بڑا بے ایمان کون پیدا ہوگا۔ کئی فرقے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہیں۔ وہ بھی بشر، ہم بھی بشر، وہ بھی مخلوق ہم بھی مخلوق، وہ بھی کسی کے بیٹے ہم بھی

کسی کے بیٹے۔ ان کی اولاد ہے ہماری بھی اولاد ہے وہ بھی کھاتے پیتے ہیں ہم بھی کھاتے پیتے ہیں وہ بھی وصال کر گئے۔ ہم بھی وصال کر جائیں گے۔ نہ ان کو اپنے انجام کا پتہ ہے نہ ہی ہم کو اپنے انجام کا علم ہے۔ اب بتائیے کہ ایسے لوگوں سے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ یہ تمام بے ایمان ہیں۔ وہ سامنے نقش قدم کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔ جو اس جھنڈے کو لگائے گا وہ اور ہے اور جو اس جھنڈے کو اٹارے گا وہ اور ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے۔ ایک جنتی اور باقی بہتر دوزخی یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور حق ہے۔ جو اس کو نہ مانے اور کہے فرقہ بازی نہ کرو۔ وہ بے ایمان ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اب اگر کوئی یہ مانتا ہے کہ ایک جنتی اور بہتر دوزخی تو ایمان دار ہے اور جو نہ مانے وہ بے ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری عمر کی قسم۔ یعنی پیدائش سے لے کر یا تخلیق محمدی سے لے کر قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کی قسم کھائی ہے اور جس جس حصہ میں جو کچھ بھی آیا ہے وہ حق ہے اللہ تعالیٰ سارے زمانے کی قسم کھا رہا ہے اگر کوئی کہے کہ چالیس سال تک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہی نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی ہیں۔ وہ تو بے راہ تھے (نمود باللہ) ان کو تو ہدایت نہیں تھی (نمود باللہ) ووجدک ضالاً فہدی (والضحیٰ ۷) "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔ دوسرے فرقہ والے اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ چالیس سال تک تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ ہی نہیں تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں بھی کہ نہیں ہیں۔ پھر ان کو ہدایت عطا ہوئی اس سے قبل وہ بے راہ تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اعلان نبوت سے قبل کے زمانہ کی قسم ہے اور اعلان نبوت کے زمانہ اور اس کے بعد کے زمانہ کی بھی قسم ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے تبلیغ فرمائی مجھے اس زمانہ کی بھی قسم ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری وصال فرما گئے تو مجھے اس زمانہ کی بھی قسم ہے۔ تو حضرات یہ ہے کہ صرف قسم الہی پر آپ مقدمہ جیت سکتے ہیں یا ہار سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑا حق اور سچ کوئی نہیں ہے۔ اور جس جس چیز کی قسم اٹھائی وہ حق ہو کر رہ گئی۔ اللہ تعالیٰ عظمیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش حاجی غلام محی الدین صاحب 09-06-03

شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیغام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتککھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔ معزز حاضرین: دُعا فرماؤ کہ جتنی اچھی نعت خوانی ہوئی ہے اتنی ہی اچھی کوئی بات میری زبان پر بھی آجائے۔ کیونکہ یونس قادری صاحب، فیض میراں صاحب، لیاقت صاحب اور مرزا صاحب آتے ہیں تو نعت خوانی بڑے اچھے معیار کی ہوتی ہے۔ اور ان کے بعد بات کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

سد لو بن سرکار مدینے

آدے اوگہار مدینے

میری عرض ہے کہ اوگہار مدینے شریف نہیں جاسکتا۔ وہ کیوں نہیں جاسکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عمر رسیدہ عورت آئی۔ عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دُعا فرمائیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بوڑھی عورت تو جنت میں جانی نہیں سکتی۔ وہ عورت رونے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہمارا کیا بنے گا۔ فرمایا کہ تو جوان ہو کر جنت میں جائے گی۔ اوگہار جب فیصل آباد سے مدینہ شریف کے لئے چلتا ہے تو پہلے قدم پر ہی اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ وہ جب تک فیصل آباد میں ہے وہ اوگہار ہے۔ لیکن جب وہ مدینہ منورہ جانے کا قصد کرتا ہے۔ تو اس کی نیت سے ہی اس کے سارے گناہ معاف ہو

جاتے ہیں۔ یہ حدیث پاک ہے۔ کہ مومن کو اس کی نیت پر پھل ملتا ہے۔ جب وہ مدینہ شریف جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو مدینہ شریف کی حاضری کا ثواب مل جاتا ہے۔ اس نے ارادہ کیا تو ثواب مل گیا اور جب وہ جائے گا تو اس کو وہی سے ضرب دے کر۔ ہزار سے ضرب دے کر۔ لاکھ سے کروڑ سے ضرب دے کر وہ ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر یہ کہ بات ہوئی ہے کہ۔

خیر منگدی ہاں میں تیرے دیدار دی

ایک عورت بہت گنہگار تھی۔ لیکن اس کی دعا یہ تھی کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بہت گنہگار تھی لیکن ساتھ ہی یہ تمنا بھی تھی کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ۔ وہ مرگئی۔ کسی نظر والے نے دیکھا کہ وہ جنت میں پھر رہی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ تو اتنی گنہگار اور جنت میں۔ یہ کیسے ہو گیا کہنے لگی کہ جب میرا حساب کتاب پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو وہی گنہگار عورت ہے۔ عرض کرنے لگی کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ بہت گناہ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں اس کا حساب کتاب رہنے دو۔ اس کو میں نے بخش دیا ہے۔ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا کرنے والی ہے۔ آپ بھی یہ تمنا کر لو کہ کہیں دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ اور یہ ایمان کا ثبوت ہے۔ کون کس سے ملنا چاہتا ہے۔ رانجھا اگر آج زندہ ہو کر آجائے تو وہ کس کو ملنا چاہے گا۔ وہ ہیر کو ملنا چاہے گا۔ وہ ہیر کا عاشق ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو عاشق ہے وہ کس کو ملنا چاہتا ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ملنا چاہتا ہے۔ یہ ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کیا پیریں جانا چاہتے ہو۔ لندن جاؤ گے۔ نیو یارک جاؤ گے یا مدینہ شریف جانا پسند کرو گے۔ اگر مدینہ شریف جانا پسند ہے تو یہ بھی نبی پاک علیہ

الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا ایک ثبوت ہے۔ ایمان والے کی منزل مدینہ شریف ہے۔ ایمان والے کی منزل دیدار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا قادر ہے کریم ہے کتنا بے نیاز ہے لیکن دو کام کرتا ہے۔ باقی کاموں کے لئے فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ اولیاء اللہ ہیں۔ بادلوں کو برساتے ہیں۔ ہواؤں کو چلاتے ہیں۔ سارے کام ان کے سپرد کئے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود صرف دو کام کرتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے۔ ان اللہ وملتکھ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلمو تسلیما (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔" اور دوسرا کام یہ کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتا ہے۔ اس لئے دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا بہت بڑی چیز ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت محمدی کے امام ہیں۔ ان کی صرف ایک ہی تمنا تھی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں بس اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ آج وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں آرام فرما رہے ہیں۔ بس صرف ایک ہی تمنا تھی۔ ہمیں بھی صرف ایک ہی تمنا رکھنی چاہئے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو یہ ہے کہ دیدار ہو جاتا ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ دیدار نہیں ہوتا تو جس طرح سے ابھی انہوں نے نعت پڑھی ہے کہ نیازی صاحب جب درود شریف پڑھ کر سوئے تو انہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ یہ خوش نصیبی ہے لیکن ایک ایسا ہے کہ اسے زیارت نہیں ہوتی لیکن وہ تمنا رکھتا ہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ مر جاتا ہے اور جو نبی میں قبر میں جاتا ہے۔ قبر بند کر دی جاتی ہے۔

اندرا اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہ تمنا شمع بن کر اس کی قبر کو روشن کر دیتی ہے۔ آپ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس کی قبر کو روشن کر دے قبر کو روشن کرنے والی شمع یہ ہے کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا ساتھ لے کر جائے۔ کہ یہ تمنا قبر کی روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ شمع ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے حضرات بخشش تو ہو گئی۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے سے بھی ہو گئی۔ اب یہ ہے کہ دنیا امن و امان، سکون، حرام کا نہ ہونا، رشوت کا نہ ہونا، ڈاکہ چوری کا نہ ہونا۔ قتل نہ ہونا کسی طرح سے ممکن ہے۔ بالخصوص اسلامی ممالک میں یہ کس طرح سے ممکن ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ مہفل میلاد منائیں بخشش ہو جائے گی۔ نعت شریف پڑھیں بخشش ہو جائے گی۔ مدینہ شریف جانے کی تمنا کریں بخشش ہو جائے گی مدینہ شریف پہنچ جائیں روضہ اقدس کی زیارت کر لیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت لازم ہو گی۔ لیکن بطور خاص اسلامی ممالک میں جو افراتفری ہے اس کا علاج کیا ہے۔ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

آجاندا اے صائم جدوں شبیر دا غم دل وچہ
جاندا اے میرے سارے درواں دی دوا کر کے

جب حضرت شبیر یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت دل میں آتی ہے تو بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ حدیث شریف ہے کہ تجھے جس کے ساتھ محبت ہو گی حشر کے دن تو اسی کے ساتھ ہو گا۔ اگر تجھے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے تو قیامت کے روز تو ان کے ساتھ ہو گا۔ تیرا انجام ان کے ساتھ ہو گا۔ وہ نو جوانان جنت کے سردار ہیں تو پھر تو بھی جنت میں ان کے ساتھ ہو گا۔ تیری محبت ان کے ساتھ تمہیں جنت میں لے جائے گی۔ پھر بھی ہم رشوت لینے دینے میں نبردہ رہیں۔ ملاوٹ کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلیک مارکنگ میں

ہم کمال پر ہیں۔ عدالتوں میں انصاف نہیں ہے۔ کواہ بکتے ہیں۔ ووٹ بکتے ہیں۔ کیا اس کا بھی کوئی علاج ہے۔ ٹھیک ہے کہ انفرادی بخشش ہے۔ محفل میلاد منائیں بخشش ہے۔ نعت کوئی نعت خوانی سے بخشش ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت آ جائے تو بخشش ہو جائے گی لیکن اگر تجھ میں کردار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ جائے تو پھر کیا بن جائے گا کردار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں کیا سبق دیتا ہے۔ ان کی شہادت کا پیغام کیا ہے مرہیے، ماتم، ذکر کی محفلیں، سیلیں اور جلسے اور جلوس کرنا، ان کاموں کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نہیں ہوئی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت اس لئے نہیں دی کہ میرے لئے مرہیے پڑھے جائیں۔ ماتم کئے جائیں۔ علم کے جلوں نکالے جائیں۔ ان کی شہادت کا صرف ایک ہی مشن ہے۔ کہ جس کو تو نے ووٹ دینا ہے۔ وہ کیسا آدمی ہے۔ بس صرف یہ ایک ہی ان کی شہادت کا اصل مقصد اور مشن ہے۔ اور یہی وہ کام ہے جو ہم سے نہیں ہوتا۔ میں ووٹ اس لئے دیتا ہوں کہ میری برادری ہے۔ میرا دوست ہے۔ مجھے اس نے پیسے دئے ہیں۔ مجھے اس نے گھر دیا ہے۔ مجھے ملازمت دلائی ہے۔ میرے لئے اس نے یہ کیا ہے۔ وہ کیا ہے۔ مجھے ترقی دلوائی ہے۔ مجھے داخلہ دلویا ہے۔ یہ ہماری ترجیحات ہیں۔ یہ ہماری ضروریات ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا چاہتے تھے۔ آپ نے جو شہادت دی ہے اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ ان کا مقصد اور مشن یہ تھا کہ جب تک صاحب کردار بندے کو اوپر نہیں بٹھائیں گے کوئی نظام نہیں چلے گا خواہ جو مرضی کر لو۔ قرآن بھی

ہوگا۔ حدیث بھی ہوگی۔ کعبہ بھی ہوگا مسجد بھی ہوگی۔ طواف بھی ہوگا۔ سچی بھی ہوگی۔ محافل بھی ہوں گی۔ نعت خوانی بھی ہوگی۔ سب کچھ ہوگا لیکن ان کا کچھ قائدہ نہیں ہو گا۔ تھانے بکتے رہیں گے عدالتوں میں انصاف نہیں ہوگا۔ رشوت چلتی رہے گی۔ اس لئے کہ جس کو تو نے دوٹ دیا ہے وہ بد کردار بندہ ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دوٹ کس طرح دیا گیا کہ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ وہ اس کی بیعت کریں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دے دیا کہ تو اس اہل نہیں ہے کہ تیری بیعت کی جائے تیرا کردار ایسا نہیں ہے جو کسی حاکم کا ہونا چاہئے۔ اس نے فوج بھیج دی فوج کے گھبرا ڈال لیا۔ آپ جانتے ہیں کہ کچھ ہفتہ رانا ثناء اللہ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس نے اسمبلی میں چند باتیں کیں تو حکومت نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ سب جانتے ہیں۔ یہ فوج نہیں آئی تو کون آیا ہے۔ اگر اس نے غلطی کی ہے تو عدالت موجود ہے۔ فوج بھیجنے کا کیا مقصد۔ یزید نے کربلا میں فوج بھیج دی ادھر حکومت نے فیصل آباد میں فوج بھیج دی۔ کیا فرق ہے یزیدی حکومت میں اور ہماری موجودہ حکومت میں۔ دونوں کا کردار ایک جیسا ہے۔ دوسری بات یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ کوفہ کے لوگ ہمیں خط لکھ رہے ہیں۔ ہماری ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ آپ وہاں جا کر جائزہ لیں کہ حالات کیسے ہیں۔ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے تو ساٹھ ہزار لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مغرب کی نماز کے وقت انہوں نے مظاہرہ کیا کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہیں۔ ابن زیادہ جو کورز تھا اس نے ہر قبیلہ کے سردار کو پکڑ لیا۔ اور فصیل کے اوپر سے ان کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اے ساٹھ ہزارو یہ تمہارے سردار میری گرفت میں ہیں۔ ہر قبیلے کا نام لے لے کر اس نے

اس قبیلہ کے سردار کو فصیل کے اوپر سے لوگوں کو دکھایا اور کہا کہ اگر تم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دو گے تو تمہارے سرداروں کے سر قلم کر دئے جائیں گے۔ تم حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت توڑ دو اور یزید کا ساتھ دو مغرب کی آذان ہوئی۔ نماز کی امامت کیلئے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلیٰ پر کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو صرف ایک آدمی ان کے پیچھے تھا۔ باقی سب بھاگ گئے، ڈر گئے، کیا کیا کہ سرکار نے ڈر، خوف، دھونس کا مظاہرہ کیا، اور سارے دوڑ بھاگ دئے، اور ہم کیا کرتے ہیں، ہماری اسمبلی ہماری کورنمنٹ ہمارے ادارے بھی یہی کچھ ہمارا حال کرتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو چودہ سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ ہم نے اس سے کیا سبق سیکھا ہے۔ کیا کسی بھی اسلامی ملک میں وہ حکومت ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے۔ کیا سعودیہ میں ہے۔ وہاں تو بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوتا ہے۔ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لئے شہید ہوئے تھے کہ بادشاہ کا بیٹا بادشاہ بنے۔ مصر، شام، اردن، لیبیا، ایران میں کیا ہے کس طرح کی حکومتیں ہیں۔ پاکستان میں کیا ہوا ہے۔ کون ڈنڈے سے آیا ہے۔ ایران میں کیا ہے۔ ساٹھ کے لگ بھگ اسلامی ممالک ہیں لیکن ایک بھی ملک میں وہ حکومت نہیں ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے۔ مانا کہ ہماری اسمبلی ہے۔ مانا کہ جمہوریت ہے جیسی بھی ہے لیکن اپنے ایمان سے بتاؤ کہ جو بندہ اوپر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار جیسے کردار والا ہے یا یزیدی کردار والا ہے۔ اور اس کو کس نے بٹھایا ہے وہ میں نے بٹھایا ہے وہ آپ نے بٹھایا ہے وہ ہم سب نے بٹھایا ہے۔ تو میرا وہی حشر ہونا چاہئے جو رہا ہے۔ میرا دوٹ دینا ہی غلط ہے۔ میرا انتخاب ہی غلط ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا کے میدان میں غلط

بندے کو ووٹ نہیں دیا۔ لیکن میرے پاس ووٹ کی پرچی ہے۔ مہر ہے۔ پردے کے پیچھے ہوں کوئی مجھے دیکھ نہیں رہا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھ میں جرأت نہیں ہے کہ سچے آدمی کو ووٹ دوں۔ میرے سر پر تو کوئی تلواریں نہیں ہے۔ لیکن میں اپنے کردار میں اتنا گزرا ہوں کہ میں یہ نہیں دیکھتا کہ ان دس آدمیوں میں سے کون اچھا ہے۔ کون ووٹ لینے کا اہل ہے۔ میرے پیش نظر برادری ہے۔ روپیہ پیسہ ہے۔ ڈر گیا ہوں۔ خوف زدہ ہوں۔ ان میں سے ایک بھی کردار دینا نہیں ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین

بادشاہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ دین ہیں آپ دین کی روح ہیں دین بندے سے چلتا ہے۔ دین کتاب سے نہیں چلتا ہے۔ اور دین کو بچانے والا بھی بندہ ہی ہے۔

سر داد نہ داد دست در دست یزید

حقہ کہ بتائے لا الہ است حسین

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر دے دیا۔ ووٹ نہیں دیا۔ ہم ووٹ

دے دیتے ہیں اور سر بچا لیتے ہیں۔ ادھر مرے، ادھر ماتم اور ادھر یہ کہ

سید نے کربلا میں وعدے نبھا دیے ہیں

پڑھتے جاؤ، جو مرضی کرتے جاؤ، اے اللہ ان کو عظمت دیدے۔ اے اللہ ان کو یہ دیدے، وہ دیدے، یہ تو ان کی قربانی ہے۔ لیکن ان کا کردار اور چیز ہے حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر کھالیا۔ حضرت عباس علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازو کٹوا لئے۔ مانا کہ یہ بڑا دردناک واقعہ ہے۔ لیکن اس کا سبق یہ نہیں ہے کہ اس واقعہ کی دردناکی کو بار بار

دہرایا جائے۔ کیا کربلا سے ہم نے دردناکی کو لینا ہے۔ ساری عمر روتے رہنا ہے۔ ماتم کرتے رہنا ہے۔ لیکن اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ چودہ سو سال میں کسی ایک ملک میں بھی ایسی حکومت نہیں آئی جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو آپ نے مجھے خلیفہ بنا دیا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھو کہ اگر میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق چلوں تو ٹھیک ہے ورنہ تمہیں حق حاصل ہے کہ تم میری راہنمائی فرماؤ۔ اور مجھے سیدھے راستے پر کر دینا۔ کیا آج کے حکمران میں طاقت ہے کہ وہ ایسی بات اپنی عوام سے کہہ سکے۔ سوا دو سال حکومت کی اور جب وصال کا وقت قریب آیا تو پوچھا کہ دوران خلافت میں نے کیا کچھ تنخواہ بیت المال سے وصول کی ہے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ اتنی رقم یا وظیفہ آپ نے وصول کیا ہے تو فرمایا کہ میری فلاں زمین بیچ کر اتنی رقم بیت المال یعنی کورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کر دینا جتنی میں نے اپنی خلافت کے دوران وصول کی ہے۔ اور ہمارا کیا حال ہے۔ ہر وقت مطالبہ کہ تنخواہ بڑھاؤ۔ پنشن اتنی کر دو۔ الاؤنس دے دو۔ اس میں اضافہ کر دو۔ ہزاروں روپیہ ماہانہ وصول کرنے کے بعد بھی ہمارا پیٹ نہیں بھرتا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز حکومت تھی۔ اور آج کے حکمرانوں کے پیش نظر ہلا کو خاں کی حکومت ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف عمل کروں تو مجھے صدارت سے معزول کر دینا۔ اور آج ہمارا صدر کہہ رہا ہے کہ میں نے جو آئین میں ترامیم کی ہیں ان کو تسلیم کرو۔ میں نے لیگل فریم ورک۔ ایل ایف او یا لیگل فریم آؤڈر آئین کا حصہ بنا دیا ہے۔ اس کو تسلیم کرو گے۔ اس کے سامنے جھکو گے تو انکیشن بھی ہوں گے۔ تمہیں اقتدار بھی مل جائے گا۔ اور اگر

انکار کرتے ہو تو پھر بیٹھا ہوں آؤ کون سامنے آتا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث ہمارا آئین ہے۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ کوئی چھوٹا بڑا فرد اس سے اجتناب نہیں کر سکتا۔ کوئی اس کے خلاف نہیں چل سکتا۔ کوئی اس سے ممتاز نہیں ہے۔ اگر میں بھی اس کے خلاف چلوں تو مجھے فی الفور معزول کر دو اور میری وصول کردہ تنخواہ بیت المال میں جمع کرا دینا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زہد محترمہ نے روزانہ تھوڑا تھوڑا آٹا بچا کر ایک ماہ کے بعد اس کو فروخت کر دیا۔ جو بھی دواڑھائی سیر بنا ہو گا۔ اس سے چیزیں خریدیں اور حلوہ بنایا۔ وہ حلوہ کھانے کے وقت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش فرمایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوش فرمایا اور پوچھا کہ یہ حلوہ اتنا مزیدار کہاں سے آیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ تھوڑا تھوڑا آٹا بچا کر میں نے حلوہ کیلئے چیزیں خریدیں اور آج پکایا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں بات آئی تو فرمایا کہ جتنا آٹا روزانہ بچایا گیا ہے اگر اتنا آٹا بیت المال سے کم آئے تو ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ لہذا آپ نے بیت المال سے اتنا آٹا روزانہ اپنی تنخواہ سے کم کرا دیا۔ آج کیا حال ہے اگر مجھے بھی صدر بنے کا موقع مل جائے تو میں نے تمہارے بھی سارے پلاٹ بیچ کر ہضم کر جانے ہیں۔ آپ کے پلاٹ ہیں تو مجھے موقع دے کر دیکھو اگر کوئی پلاٹ رہ گیا تو بتانا۔ کیا حکومت کی وافر زمینیں کوئی رہ گئی ہیں۔ سب تقسیم ہو گئی ہیں۔ کھا پی گئے۔ اب Privatisation ہو رہی ہے۔ جانتے ہو کہ Privatisation کیا ہوتی ہے۔ کورنمنٹ کی ملکیتی چیزیں فروخت کر دو۔ اس کے لئے کمیشن مقرر ہوا ہے۔ نرخ بڑھے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کے شہر فیصل آباد میں کروڑوں روپوں سے بنا ہوا روٹی پلانٹ مٹی کے بھاؤ فروخت ہو گیا۔ شہر کے عین وسط میں سینڈیم کے قریب یہ روٹی پلانٹ

تھا جہاں ڈیڑھ دو لاکھ روپے کا مرلہ زمین ہے۔ لیکن یہ چند روپوں میں کوڑیوں کے بھاؤ چلا گیا۔ کیا یہ کردار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ یہ ایسا کیوں ہو رہا ہے صرف اس لئے کہ میں نے اور آپ نے دوٹ صحیح نہیں دیا۔ شرمندہ مجھے ہونا چاہئے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے بالکل صحیح آدمی کو دوٹ دیا تھا۔ پتہ بھی تھا کہ یہ کالا چور ہے لیکن پھر بھی کہا کہ جی ہو گا کالا چور لیکن میری تو برادری ہے۔ میرا دوست ہے۔ ہم نے اُمیدوار کے کردار کو نہیں دیکھا۔ ہم نے برادری دیکھی ہے ہم نے دوستی دیکھی ہے۔ ہم نے اپنا قائدہ سوچا ہے۔ ملک و قوم کی خیر خواہی نہیں دیکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال ہمارے سامنے ہے ان کے بیٹے سے غلطی ہو گئی۔ فرمایا کہ اس کو اس جرم کے لئے مقررہ شرعی سزا دو۔ اس کو اسی کوڑے مارو۔ اس کو دوڑے مارے گئے۔ ابھی چالیس ڈے لگنے باقی تھے۔ فرمایا کہ اس کی قبر پر چالیس ڈے پورے کر دو۔ اور اب کیا ہے کہ کسی بڑے آدمی کا بیٹا تھا اس نے غلطی کی۔ تھانیدار صاحب نے اس کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت کے چیف منسٹر وزیر اعلیٰ پنجاب خود تھانے پہنچ گئے اور تھانیدار صاحب کو فرمایا کہ بندہ کبندہ دیکھ لیا کرو۔ تجھے علم نہیں ہے کہ یہ کس کا بیٹا ہے۔ چھوڑو اس کو اور میرے ساتھ جانے دو۔ میرے سامنے کردار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہے بلکہ اس وزیر اعلیٰ کا کردار ہے اس لئے کام بھی نکلی ہو گا قرآن کے ہوتے ہوئے۔ محراب و مسجد کے ہوتے ہوئے۔ حج و قربانی کے ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ملے گا کہ جب تک تمام اسلامی ممالک میں اجتماعی طور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کے مطابق۔ ان کے معیار کے مطابق حکومت نہیں آئے گی نہ کوئی حکومت آئی ہے اور نہ ہی آنے کی امید ہے۔ باقی یہ کہ ہم نے شاید جان بوجھ کر۔ یا بھول چوک سے یا پھر چالاکی سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا مشن ہی کچھ اور بنا دیا ہے۔ ہم سبیلیں سجاتے ہیں دوسرے ماتم

کرتے ہیں۔ نہ وہ ہی ٹھیک ہیں نہ ہم ہی ٹھیک ہیں۔ نہ ہم نے کوئی سبق سیکھا ہے اور نہ ہی انہوں نے کوئی سبق سیکھا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لئے شہادت نہیں دی ہے۔ انہوں نے شہادت اس لئے دی ہے کہ

سر داد نہ داد دست در دست یزید

ہر بندے میں یزیدیت ہے اگر وہ ظالم ہے۔ جب تک بندے کا کردار صحیح نہیں ہوگا۔ حکومت کا معیار بھی صحیح نہیں ہوگا۔ ہر چیز کی جڑیں زمین میں ہوتی ہیں لیکن رشوت کی جڑ اُپر ہوتی ہے۔ تھانیدار سے کہہ دو کہ بھئی کچھ مہربانی کرو۔ وہ کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں میں نے اُپر حصہ دینا ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔ بجلی کا ٹرانسمارمر لگولیا۔ متعلقہ بندے نے رشوت طلب کی وہ بارش بھی تھا۔ جب اسے کہا کہ یہ رشوت ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں اپنا حصہ چھوڑتا ہوں لیکن حکام بالا کا حصہ کو آپ کو دینا پڑے گا۔ وہ میں نے اپنی جیب سے تو ادا نہیں کرنا ہے۔ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز حکومت نہیں ہے۔ کم از کم یہ ہے کہ ہمیں شرم آنی چاہئے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ آپ رشوت کے خلاف احتجاج کریں۔ سڑکوں پر نکلیں اور ارباب حکومت کو باور کرائیں کہ رشوت ستانی ختم کر لے۔ جب موقع تھا اس وقت تو کچھ کیا نہیں۔ ووٹ صحیح بندے کو نہیں دیا۔ اُمیدوار کے کردار و اخلاق کو دیکھا نہیں۔ اب ان کے ہاتھوں میں حکومت دے کر احتجاج کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔ اب احتجاج کیسے کرو گے۔ اگر کرو گے جو جیلیں تمہارے انتظار میں ہوں گی۔ ہر پانچ سال بعد الیکشن کا شیڈول ہے۔ ووٹ پڑتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ موقع ملتا رہے۔ میرا خطاب کسی بادشاہ سے نہیں ہے کسی امیدوار اسمبلی کے لئے نہیں ہے میرا خطاب ووٹرز سے ہے۔ اگر میری چھوٹی سی آواز ہے تو یہ ووٹر کے لئے اپیل ہے کہ تو بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بن جا۔ اگر تو صحیح ہو جائے گا تو تیرا حکمران بھی

صحیح ہو جائے گا۔ تیرا انتخاب صحیح ہوگا تو تیری حکومت بھی صحیح تشکیل پائے گی۔ خواہ قومی اسمبلی ہو خواہ صوبائی اسمبلی کے لئے ہو یا تیرے محلہ والی چھوٹی کونسلر وغیرہ والی سیٹ کے لئے انتخاب ہو۔ بار بار وہی بندے وہی چہرے سامنے آرہے ہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں آرہی ہے۔ چچا نے اگر بی۔ اے نہیں کیا ہے تو اس کا بھتیجا بی۔ اے ہے۔ چچا الیکشن میں حصہ نہیں لے سکا تو اس کا بھتیجا اُمیدوار ہے۔ خاندان وہی چل رہے ہیں۔ کوئی شوہر بی۔ اے نہیں ہے تو اس کی بیوی تعلیم یافتہ ہے اور اپنے شوہر کی سیٹ کے لئے الیکشن میں حصہ لے رہی ہے۔ ہمارا معیار ہی کوئی اور ہے۔ ہماری طرز انتخاب ہی اور ہے۔ ہماری Selection ہی کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری سوچ ہماری فکر میں تبدیلی آئے ہماری Selection صحیح راستے پر متعین ہو جائے تاکہ کل حشر والے دن ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ ہو کر پیش نہ ہوں۔ کہ اے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ آپ نے شہادت دے کر مجھے سبق سکھایا۔ لیکن مجھے شرم نہ آئی کہ تیرے کردار کو اپنالوں تیرے غم کو تو میں نے سینے سے لگا لیا لیکن تیرے کردار کو میں اپنا نہیں سکا کم از کم یہ کہنا کہ میں غلط ہوں یہ بھی بڑی بات ہے۔ گناہ کو ہم گناہ تو سمجھیں۔ خامی کو خامی تو سمجھیں۔ اپنی کمزوریوں کو یوں لپیٹ لیتے ہیں کہ ہم نے ووٹ صحیح دیا ہے۔ جی بڑا ہیوی مینڈیٹ ملا ہے۔ اس ہیوی مینڈیٹ نے تمہیں کیا دیا ہے۔ جانتے ہو کہ ہیوی مینڈیٹ کیا ہوتا ہے کہ سارے ووٹ صرف ایک ہی پارٹی کو مل جائیں۔ جس طرح نواز شریف کو مل گئے تھے۔ کیا آپ میں سے کسی نے قرضہ بنک سے لیا ہے۔ ایک لاکھ کا قرضہ لینا ہو تو کئی لاکھ کی پراپرٹی کی ضمانت دینا ہوتی ہے۔ یہ عتیق صاحب پنجاب بنک میں ہیں۔ کیوں جی یہ قرضہ لینے کی شرح کیا ہے۔ جی اگر پراپرٹی سو فیصد ہو تو اس کو ساٹھ فیصد تک قرضہ مل جائے گا۔ چلو جی جو کچھ بھی فارمولا ہے۔ پراپرٹی کی قیمت جو ہوگی اس

پر قرضہ اس کی قیمت سے تھوڑا ملے گا۔ نواز شریف کا قرضہ نو ارب روپیہ ہے اور جو پراپرٹی اس نے ضمانت کے طور دی ہے۔ جب نواز شریف پکڑا گیا تو کورنمنٹ نے اس سے قرضہ وصول کرنا چاہا۔ تو اس نے کہا کہ جو پراپرٹی ضمانت کے طور پر میں نے دی ہے۔ وہ آپ ضبط کر لیں۔ قرضہ تو میں ابھی نہیں دے سکتا۔ جب اس ساری پراپرٹی وغیرہ کا حساب کتاب کیا گیا تو وہ صرف نوے کروڑ کی نکلی۔ اب دیکھ لو کہ نو ارب روپیہ قرضہ ہے جس کے عوض میں پراپرٹی کی قیمت نوے کروڑ ہے۔ یعنی آٹھ ارب اور دس کروڑ روپیہ وہ مفت میں جیب میں ڈال کر چلا گیا۔ یہ ہیوی مینڈیٹ ہے۔ اب دے لو آپ دوٹ۔ ایسے ہی دوٹ دو گئے تو تیرے ملک میں امن نہیں ہوگا۔ رشوت ختم نہیں ہوگی۔ ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکنگ ہوتی رہے گی۔ ڈاکے چوریاں ہوتی رہیں گی۔ قتل ہوتے رہیں گے زنا ہوتا رہے گا۔ تھانے اور عدالتیں بکتی رہیں گی۔ انصاف نہیں ہوگا۔ جج خود رشوت دے کر جج بنائے۔ ہیڈ ماسٹر، پرنسپل، وائس چانسلر، ایس آئی، نائب تحصیلدار، قانون کو، پٹواری، سپاہی سب رشوت دے کر ملازمت حاصل کرتے ہیں۔ ان کی ابتداء ہی غلط ہے۔ پھر انصاف کہاں ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کردار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مٹنے نہیں دیا۔ چودہ سو سال سے اگر کوئی واقعہ دہرایا جا رہا ہے اُجاگر کیا جا رہا ہے وہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ جنگ بدر ہے۔ خیبر کا واقعہ ہے۔ احد کا واقعہ ہے اور کئی واقعات ہیں لیکن وہ اتنے نہیں دہرائے جا رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ان گنت واقعات ہیں لیکن کسی واقعہ کو اتنی پزیرائی حاصل نہیں ہوئی جتنی کہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوئی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ جو چیز ہم بھول گئے ہیں جس کی طرف ہماری توجہ نہیں جاتی وہ کردار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ شہادت منانا اور چیز ہے اور کردار کو اپنانا اور

بات ہے۔ ایوب صاحب بھی گئے۔ ضیاء الحق بھی یو۔ این۔ ادا سبلی میں گئے۔ نیویارک گئے اور اُدھر اُدھر بھی گئے اور وہاں جا کر کہا کہ اسلام بڑا اچھا مذہب ہے۔ اس میں برابری آ جاتی ہے۔ مساوات کا سبق ملتا ہے۔ افراتفری ختم ہو جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں کب روکتے ہیں کہ آپ اسلام نہ لاؤ آپ اسلام کو لاؤ۔ اپنی باتیں درست کر لو۔ آپ ہمیں آ کر سبق دیتے ہیں اور خود بھولے ہوئے ہیں۔ یہ ہمارا کردار ہے۔ وہاں جا کر بڑا سبق دیتے ہیں کہ اسلام انصاف پسند مذہب ہے اور حالت یہ ہے کہ بادشاہ سلامت اپنے چہرے پر اسلام نہیں لاتے باقی وہ کیا کریں گے۔ حضرات کردار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اعلیٰ و ارفع چیز ہے۔ اس سے بڑی کوئی قربانی نہیں ہو سکتی۔ لیکن مسلمانوں نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ جملہ مسائل جملہ معاصی اور جملہ خامیاں ہمارے معاشرہ میں ہیں۔ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے متعلق بات کریں کہ ہمارا کردار اس کی نفی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ شرم عطا فرمائے کہ ہم کردار حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سکیں۔ مساجد میں امام کو سنو۔ خطیب کو سنو۔ بیان بازی بہت ہو رہی ہے لیکن کسی نے بھی ان کے کردار کو اپنانے کی کوشش نہیں کی۔ جیسی حکومت ہے ویسے ہی مولوی صاحب ہیں۔ ویسے ہی ڈاکر ہیں کہ اسی کے ہی مقررہ کردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ نظر عطا فرمائے اور اس کے ساتھ شرم بھی عطا فرمائے کہ ہم حضرت امام حسین کی عظمت کو سمجھ تو سکیں اور اپنے کردار میں ان کی جھلک دیکھ سکیں۔ یہ مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے پیغام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ العبین

خطاب برہائش محمد صدیق صاحب 13-03-03

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتککھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی بات ہوئی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کیا ہے۔ میری عرض ہے کہ جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب مل کر جتنا بھی ذکر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کر لے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چھڑکے پر جتنا بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی جھولیاں مرادوں سے بھر لیں گے لیکن ان کی یہ تعریف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو وہ کریں گے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اور اگر سارے ہی انکاری ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے وہ رام رام کرنا شروع کر دیں۔ عیسائی ہو جائیں۔ یہودی ہو جائیں پھر بھی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چھڑکے پر جتنی کمی نہیں کر سکیں گے وہ ہمارے ذکر سے بے نیاز ہیں۔ ان کا ذکر دراصل اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم تو ایسے ہی جھوٹے میں کھا رہے ہیں مویں کر رہے ہیں نہ ہمیں کوئی سلیقہ ہے اور نہ ہی کوئی طریقہ ہے اصل ذکر اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ ان کو کیا عظمت دیتا ہے اور کب سے دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کا اندازہ کر لو کہ وہ ایک بار ٹکسن کہہ دے تو ساری کائنات بن جاتی ہے۔ اور جس وقت سے کہ ابھی وقت بھی نہیں تھا اور اب تک اور حشر تک اور حشر سے بھی بعد تک اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم کرتا رہتا ہے تو پھر اندازہ کر لیں کہ نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کو کیا عظمت ملی ہوگی۔ ایک بار ٹکسن کہنے سے کائنات بنے اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کرم کرے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کیا مرتبہ ملا ہوگا۔ اس کا اندازہ کر لو۔ اس کا اندازہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عظمتیں، تمام اذکار اور تمام بلندیاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لگا دی ہیں۔ ہر بلندی، ہر عظمت، ہر شہر، ہر فتح ہر غلبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گیا ہے۔ صرف یہ نہیں کہ اللہ صلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تو اس کی ایک ظاہری صورت ہے۔ Form ہے یہ تو صرف ظاہری شکل ہے۔ اصل میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پوری بلندی ذکر ان کی ملکیت میں کر دی ہے۔ اب ان کے ذکر کے علاوہ کوئی عظمت، کوئی ذکر، کوئی شہرت، کوئی غلبہ کوئی فتح کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس نتیجہ پر نہیں پہنچتا تو اس نے ذکر کیا ہی نہیں ہے۔ اللہ صلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم منافق بھی پڑھتا ہے۔ سارے ہی پڑھتے ہیں لیکن مومن کس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاماں

یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ مومن کو عرفان ہوا ہے وہ دیکھتا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

جب تک یہ چیز واضح نہ ہو جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا دے سکتے ہیں ان کے پاس کیا ہے یوں سمجھ لو کہ اس وقت تک ذکر ہوا ہی نہیں ہے۔ جب ذکر دل پر قبضہ کرے گا۔ اس کو بصیرت عطا ہوگی اس کی آنکھیں کھلیں گی۔ اس کا سینہ روشن ہو جائے گا تو اسے یہ معلوم ہوگا کہ۔

بہترین و مہترین انبیاء

جز محمد نیست در ارض و سماء

کائنات میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی شان ہی نہیں ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اگر یہ کہے کہ یہ بھی کچھ ہے وہ بھی کچھ ہے اس کے پاس بھی ہے۔ اس کے پاس بھی ہے تو یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کی نفی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر بندے پر یہ انکشاف نہیں ہوتا۔ کہ جز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نیست در ارض و سماء تو ذکر ہوا ہی نہیں ہے۔ ابھی وہ دوسرے اذکار میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

بہترین و مہترین انبیاء

جز محمد نیست در ارض و سماء

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیں فرمایا

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

ہرم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

ہرم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

پھول کا اشارہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
کارخانہ قدرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے چل رہا ہے۔

سر صبح چل رہا ہے سر شام چل رہا ہے

تیری بندہ پروری سے میرا کام چل رہا ہے

اگر یہ کچھ حاصلات ہیں تو پھر ذکر ہوا ہے۔ اگر یہاں تک نہیں پہنچا تو ذکر نہیں ہے پھر یہی ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے۔ انہیں تو خود پتہ نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ یہ کون سا ذکر ہے۔ یہ کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ ذکر کی نفی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو جہان کے مالک ہیں۔ ہم بڑے تیر مارتے ہیں اور اس بڑے نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو جہاں کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں ان کی جھولی میں ڈال دیے ہیں۔ یہ ہمارا خیال ہے لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ فرمایا

وہی نور حق وہی قل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان، زمین نہیں کہ زمان نہیں

فرماتے ہیں کہ ساری کائنات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر یہ نتیجہ نہیں نکلا تو پھر تو نے ذکر کیا ہی نہیں ہے۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلبہ کیا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کُن کی زبان عطا فرمادی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ نکلتا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنخی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ ہے۔ اگر یہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ تو ذکر میں کوئی خامی رہ گئی ہے۔ اس کا سراغ لگائیں۔ اس کی کا پتہ کریں اور اس کو دور کریں جب تک آپ اس نتیجہ پر نہیں پہنچتے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنا حسن تخلیق ہوا ہے اس کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا ہے اور باقی 1/10 میں ساری دوسری مخلوق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غیرت آئی۔ اللہ کرے کہ جب کوئی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی کرے تو ہمیں بھی غیرت آئے ہمیں بھی جنبش آئے یہ کیا کر رہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی 1/10 میں ہیں۔ یہ سوالیہ ہے۔ یہ ان کی تحقیق نہیں بلکہ سوال ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 میں ہیں۔ یعنی سوال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے 1/10 میں ہو سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہ تو 9/10 میں ہوں اور نہ ہی 1/10 میں ہوں۔ میرے حسن کا صدقہ اُترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ کائنات کا تمامی حسن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کا صدقہ ہے۔ اگر تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے تو پھر تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ورنہ کہیں راستہ میں ہی گم ہے کہیں اککا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب سے ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا درود شریف یہ ہے کہ شہرت دینا، غلبہ دینا، فتح دینا۔ ہم صرف دُعا کرتے ہیں فرشتے بھی دُعا کرتے ہیں یا اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہرت دیدے، غلبہ دیدے، فتح دیدے، ہم دینے کی دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ دُعا نہیں کرنا بلکہ دے دیتا ہے۔ ہم تو صرف اس پر ہی خوش ہو جاتے ہیں کہ

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
دین میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جان تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
رسالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طویل نعت ہے کہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی ہے۔ اور پھر اسی نعت میں فرماتے ہیں۔

عطاءے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب رب جہاں تمہارے لئے

فرماتے کہ جو کچھ بھی تم کہہ رہے ہو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے۔ یہ تم ان کو عطا کر رہے ہو لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ ہے میں وہ عظمت والا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو عظمت مل گئی لیکن پھر وہی اکناکس والی بات کہ ہمیں اس سے کیا فائدہ ملا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرم ہے کہ وہ قرب الہی میں لے جاتا ہے۔ قرب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ تو میرے اتنا قریب ہو جائے کہ جتنی روح جسم کے قریب ہے۔ جتنی بات زبان کے قریب ہے۔ جتنی آواز کان کے قریب ہے۔ جتنی نظر آنکھ کے قریب ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اتنا قرب نصیب ہو جائے تو کیا بات ہے۔ فرمایا کہ تو اس سے بھی زیادہ قریب ہو جائے گا۔ اگر تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے گا۔ قرب

علیہ وسلم کی تمام عظمتیں نظر نہیں آتیں تو پھر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوا۔ اللہم صل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو منافق بھی پڑھتا ہے پھر اس کے پڑھے ہوئے کو بھل کیوں نہیں لگا۔ جب تک ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ جب تک ہر شان ان پر قربان نہیں کرو گے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اور ہمیشہ سے فرشتوں کی جماعت کو سامنے ٹھا کر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں۔ وہ حقیقی طور سے پڑھتے ہیں ہم صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعت ہے کہ خالق کل نے مالک کل بنا دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نعت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ العبین

خطاب برہانش محمد افضل صاحب نعت کالونی 25-05-03

الہی میں لے جانے والی چیز قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جانے والی چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر تو قرب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محسوس کرتا ہے تو پھر تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ خود ہی بتائیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وظیفہ کیا ہوگا۔ کیا وہ یا حبیبی یا قیوم کرتا ہوگا۔ کیا وہ اللہ ہو، اللہ ہو کرتا ہے۔ یا وہ صلی علی محمد کہتا ہوگا۔ ابھی ایک نعت خواں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو پیدا فرمایا ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کریں۔ جو ذکر اللہ کرتا ہے وہ سلطان بن جاتا ہے۔ اس کو بڑی عظمت مل جاتی ہے لیکن فیصلہ یہ کرتا ہے کہ کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام سبحان اللہ سبحان اللہ کرتا ہے۔ الحمد للہ کہہ رہا ہے۔ سبحان ربی العظیم کہہ رہا ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے یا یہ کہ وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ پڑھ رہا ہے۔ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔ اس کا وظیفہ کیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ہر فرشتہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر کر رہا ہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ۔ اس کی ساری طاقت اس کی ساری عظمت یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنا ذکر قبول ہی نہیں کرتا جب تک اس کے ساتھ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہی میرا ذکر ہے۔ جب تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو ایمان کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔ ایمان کی تکمیل کی شرط ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہی میرا ذکر ہے اس کی غلامی ہی میری غلامی ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اس کی محبت میری محبت ہے اس کی رضائی میری رضا ہے۔ اگر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس نتیجہ پر لے جائے تو سمجھ لو کہ ہم نے اس کو پایا ہے۔ اس کو ڈھونڈ لیا ہے اس کی حقیقت کو ہم نے سمجھ لیا ہے۔ اگر تمہیں نبی پاک صلی اللہ

خالق و مخلوق کا معیار

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

معزز حاضرین: نعت شریف محمد یونس قادری صاحب نے پڑھی ہے کہ

کعبہ دل میں مدینے کو سجا رکھا ہے
رب کے محبوب کو محبوب بنا رکھا ہے
بزرگنبد کی زیارت کا مزہ کیا ہو گا
جس کی گلیوں میں ہی جنت کا مزہ رکھا ہے
زلف محبوب جو کھل جائے تو قرآن اترے
رب نے انداز محبت کا رنگ جدا رکھا ہے
نعت کہتا ہوں تو تصور میں یہی دیکھتا ہوں
مجھ کو سرکار نے ممبر پہ بٹھا رکھا ہے
کیوں بھلا مجھ کو وہ بخشش کی سند نہ دیں گے
شافع حشر جنہیں رب نے بنا رکھا ہے
میں بھی پڑھتا ہوں درود اُن پر اور خدا بھی
میں نے معیار بھی معیار خدا رکھا ہے
ان کے قدموں سے لپٹنے کا اثر یہ دیکھا ہے

فرش پہ رہ کر قدم عرش پہ جا رکھا ہے
مجھ کو تو خاص عنایت ہے خدا کی نقوی
مجھ کو دربار رسالت کا گدا بنا رکھا ہے

اس نعت شریف میں ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ

میں بھی پڑھتا ہوں درود اُن پر اور خدا بھی
میں نے معیار بھی معیار خدا رکھا ہے

اللہ تعالیٰ کا درود شریف پڑھنا اور میرا درود شریف پڑھنا اس کا کیا مقابلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
حقیقی طور سے پڑھتا ہے عظمت عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شہرت عطا کرتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ ان کو غلبہ دیتا ہے۔ ان کو شان دیتا ہے۔ ان کو ہر فتح دے دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا
درود شریف ہے۔ اور میری صرف یہ دُعا ہے کہ یا اللہ ان کو فتح دیدے۔ ان کو شہرت
دیدے ان کو شان دیدے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن میں لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شان عطا فرمائی ہے۔ آؤ میں تمہیں بھی شان
دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا معیار اور ہے اور ہمارا معیار صرف الفاظ تک محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ
Practically طور سے دیتا ہے۔ عملی طور سے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو نور عطا فرمایا اور ایسا نور عطا فرمایا کہ ساری کائنات اس نور سے ہی بنی
ہے۔ ہم تو دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور دیدے۔ ہم مانگتے ہیں
وہ خود عطا کرتا ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

جو چیز نبی ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی ہے اور جس نے ابھی بننا ہے وہ

انتظار میں ہے جب اس کو نور ملے گا تو وہ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ حتیٰ کہ اپنی مرضی بھی عطا کر دی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے۔ ہم نے اپنی مرضی نہیں چھوڑی۔ ذرا اپنے اپنے چہروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھو کہ کتنے ہیں جن کے چہرے میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور جیسے ہیں۔ ہم نے تو اپنی داڑھی نہیں چھوڑی اللہ تعالیٰ نے تو اپنی مرضی بھی چھوڑ دی ہے۔ ذرا فرق تو دیکھو۔ ہم اپنا چہرہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا نہیں بنا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی، اپنی کائنات، اپنے خزانے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند فرمایا ہے۔ کیوں کیا ہے فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے۔ ممتاز صاحب کہتے ہیں کہ میں نے یہ محفل سنا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں آگیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنا سارا کچھ، محفل، ذکر، قرآن مجید کی آیات اور باقی سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم میں اور ہم میں یہ فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے درود شریف میں اور میرے درود شریف میں بہت زیادہ فرق ہے۔ میری تو صرف دُعا ہے۔ التجا ہے، فرشتوں کی بھی دُعا ہے۔ اور اس دُعا کے صدقے ہمیں بخشش مل جاتی ہے۔ بندہ جب درود شریف کثرت سے پڑھتا ہے تو اس کی پیٹانی پر لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ جنتی ہے۔ وہ اس وقت تک مرنا نہیں ہے جب تک کہ جنت میں اپنا گھر نہیں دیکھ لیتا ہے۔ دنیا میں منافقت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ منافق کو آپ خانہ کعبہ میں لے جائیں۔ اس کو نوافل پڑھائیں اس کو روزے رکھائیں۔ اس سے زکوٰۃ دلا دیں۔ اس سے قربانی کرائیں۔ اس کو حافظ بنا دیں۔ قاری بنا دیں۔ مجاہد بنا دیں، شہید بھی ہو جائے وہ منافق کا منافق ہی رہے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے اعمال کرنے

سے وہ پہلی حالت سے بھی زیادہ منافقت میں آگیا ہو۔ لیکن اگر وہ درود شریف پڑھے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے تو حدیث شریف کے مطابق اس کی پیٹانی پر لکھ دیا جاتا ہے۔ کہ یہ منافقت سے بُری ہے۔ اتنا کرم ہے درود شریف کا۔ اللہ تعالیٰ معافی دے اگر تیری میری زندگی میں درود شریف نہ ہو۔ خواہ کلمہ، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی سب کچھ ہو۔ جہاد بھی ہو، شہادت بھی ہو اور حشر والے دن اس کو جنت کا ٹکٹ مل بھی جائے کہ جاؤ تم نے بڑے مجاہدے کئے ہیں۔ شہادت دی ہے۔ جنگ میں حصہ لیا ہے۔ تم نے بہت کفار کو قتل کیا ہے۔ اب جاؤ جنت میں چلے جاؤ۔ لیکن اگر اس کے نامہ اعمال میں درود شریف نہیں ہے تو وہ جنت کا راستہ ہی بھول جائے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دھکے کھاتا رہے گا۔ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ درود شریف جنتی بنانا ہے۔ منافقت سے بُری کرنا ہے۔ اس کی ہر دُعا صرف اس لئے قبول ہوتی ہے۔ کہ اس میں درود شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے ہم لیتے ہیں۔ کوئی بندہ ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔ دس گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ کر دیتا ہے اور جنت میں اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ یہ کرم ہم پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہرت عطا فرماتا ہے۔ ان کو غلبہ عطا فرماتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک کو کتنی طاقت عطا فرمائی ہے۔ کہ جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس کو دوں گا جو خیر کے قطعہ قصوص کو فتح کر لے گا حالانکہ ایک مہینہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس قطعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور وہ فتح نہیں ہو رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس کو دوں گا۔ جو قطعہ کو فتح کر لے گا اور جس کو جھنڈا عطا فرمایا اس نے فتح کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو یہ عطا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے درود شریف پڑھ پڑھ کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتح عطا فرمادی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کو نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

یہ میرے اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے۔ ہمارے معیار اور اللہ تعالیٰ کے معیار کا کیا مقابلہ ہے۔ الفاظ میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی درود شریف پڑھتا ہے اور ہم بھی درود شریف پڑھتے ہیں۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا درود شریف اور ہے اور ہمارا درود شریف اور ہے۔ کوئی مقابلہ ہی نہیں کوئی نسبت کوئی Ratio ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ شفاعت کا شعبہ عطا فرمایا ہے۔ اور ہر بندے کی بخشش کا سبب بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وجہ کائنات بنایا ہے۔ ہر چیز ان سے بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ عطا کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں۔ اللہ معطی وانا قاسم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
یہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا کچھ عطا کیا ہے کہ وہ جس کو چاہیں جتنا چاہیں دیدیں۔
جب چاہیں دیدیں۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نہ کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

شاعر کا معیار بڑا بلند ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا معیار اپنی جگہ منفرد ہے اس کی اپنی حیثیت ہے۔ وہ اس کی اپنی شان کے مطابق ہے لیکن ہمارا معیار کسی دوسری قسم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فرق اپنے سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ قاری غلام رسول صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ

جب ذکر محمد ﷺ چھڑتا ہے اذکار حسین ہو جاتے ہیں
کچھ اور خدا کی رحمت کے انوار حسین ہو جاتے ہیں
جب ساقی سامنے بیٹھا ہو اور جام نظر کے ملتے ہوں
پھر بزم حسین ہو جاتی ہے مے خوار حسین ہو جاتے ہیں
آلفت کے پھول سجائے جا ان کا میلاد منائے جا
میلاد نبی کی برکت سے گھر بار حسین ہو جاتے ہیں
جب سرور عالم کی نعتیں گلشن میں عناول پڑھتے ہیں
پھولوں کی بات تو رہنے دو سب خار حسین ہو جاتے ہیں
کیوں مارے مارے پھرتے ہو کسی اللہ والے سے مل لو
جب شیخ سے نظریں مل جائیں کردار حسین ہو جاتے ہیں
میرا تو کوئی کمال نہیں بس ان کی نوازش ہے صائم
جب نام محمد ﷺ لیتا ہوں اشعار حسین ہو جاتے ہیں

حضرات جتنے بھی اذکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذکار ہیں الحمد للہ، سبحان اللہ،
سبحان اللہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر، یا حی یا قیوم، یہ تمام اذکار ہیں اور ان کو بے
شک آپ کروڑوں سال کرتے رہیں۔ اربوں سال کرتے رہیں۔ کوئی قائد نہیں ہوگا۔

کچھ اور خدا کی رحمت کے انوار حسین ہو جاتے ہیں

ایک بندہ اپنے گھر میں صرف اپنی بیوی اور بچوں کو لے کر ذکر یہ کر رہا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو نور اتر ا اتنا نور اتر ا کہ بصرہ کی گلیاں روشن ہو گئیں۔ خانہ کعبہ نے سجدہ کیا۔ فرشتے اتر آئے جھنڈے لگ گئے۔ ستارے قریب آ گئے۔ حوریں آ گئیں۔ نیک بیبیاں اپنی قبور سے نکل کر آ گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر اس کے گھر میں تشریف لے گئے۔ دروازہ پر دستک دی اور فرمایا کہ اندر کون ہے اور کیا کر رہے ہو۔ وہ گھبرا گیا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں میری بیوی بچے ہیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

جب ساقی سامنے بیٹھا ہو اور جامِ نظر کے ملتے ہوں
پھر یزمِ حسین ہو جاتی ہے۔ مے خوارِ حسین ہو جاتے ہیں
جب سرورِ عالم کی نعیتِ گلشن میں عتادل پڑھتے ہیں
پھولوں کی بات تو رہنے دو سب خارِ حسین ہو جاتے ہیں

یہاں خار سے ایک اشارہ ہے کہ گنہگار بندے بھی جنتی بن جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ جو نبی کہیں محفل میلاد شروع ہوتی ہے اس میں جو بندے شامل ہوتے ہیں وہ خواہ کتنے ہی گنہگار کیوں نہ ہوں ان سب کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی وجہ سے طاقت رکھی ہے۔ کہ جو کوئی اس کو ایک نظر دیکھتا ہے۔ اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن بخشش کی سند نہیں ملی صرف گناہ معاف ہوئے ہیں۔ جو پچھلے گناہ تھے سب معاف ہو گئے۔ حج کر کے واپس آئے تو کو یا ایسا ہے کہ جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن بخشش نہیں ہوئی۔ مدینہ شریف پہنچے جو نبی ایک نظر روضہ اقدس پر

پڑی بخشش ہوگئی۔ روضہ اقدس کی زیارت سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور بخشش کی سند بھی ملتی ہے۔ یہ فرق ہے خانہ کعبہ بڑی عظمت والا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے لیکن اس کو یہ عظمت بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی سے ملی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا سے ملی ہے۔ بیت اللہ شریف میں یہ عظمت ہے کہ جو اس کا طواف کرتا ہے اس کو ایک نظر دیکھتا ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن بخشش والی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ طواف یہ سعی اور یہ سب کچھ اس وقت قبول ہوتا ہے جب وہ زائر مدینہ شریف حاضری دیتا ہے۔ ایک تو بخشش کی سند مدینہ شریف میں ملتی ہے اور ایک اللہ تعالیٰ نے خاص کرم فرمایا کہ جس گھر میں جس کمرہ میں جس گلی میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اس محفل ذکر میں جو بھی آجائے گا اس کے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے اور اس کو بخشش کی سند بھی ملے گی۔ یہ ہے جی کہ

جب سرور عالم کی نعتیں گلشن میں عنادل پڑھتے ہیں

پھولوں کی بات تو رہنے دوسب خار حسین ہو جاتے ہیں

عنادل کا مطلب بلبلیں۔ یہ نعت خواں حضرت بھی بلبلیں ہیں۔ بلبل گلشن میں اپنا ترانہ گاتی ہے۔ یہ نعت خواں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانے گاتے ہیں۔ گلشن کے خار تو اللہ جانے ٹھیک ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ترانوں سے ان کی نعتیں پڑھنے سے تیرے میرے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت کی ٹکٹ ملتی ہے۔ پھر شعر پڑھا گیا کہ

کیوں مارے مارے پھرتے ہو کسی اللہ والے سے مل لو

جب شیخ سے نظریں مل جائیں کردار حسین ہو جاتے ہیں

یہ بھی ایک شرط ہے۔ جس طرح سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا شرط ہے

اسی طرح سے بیعت ہونا بھی شرط ہے۔ جب تک بیعت نہیں کرتا اسے نہ تو کلمہ شریف ہی قائدہ دے گا نہ اسے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی قائدہ ہوگا میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ بندے کو مرشد کامل مل جائے اور اس کی بخشش کا بہانہ بن جائے۔ تین چیزیں بہت ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کو ماننا اور اس کا بندہ بننا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کرنا۔ اور کسی دلی کامل کے دست بیعت ہونا۔ یہ بخشش کا بہانہ ہے۔ صائم صاحب نے بہت اچھا لکھا ہے۔ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف کے اتنے انوار، تجلیات اور کرم کی باتیں کی ہیں وہاں اس نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ بیعت کے بغیر گزارہ نہیں ہوگا۔ ذرا غور سے سن لیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک کسی کی کوئی بیعت نہیں اس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ جن کی بیعت ہے وہ شکر ادا کریں اور جن کو یہ نعمت ابھی نصیب نہیں ہوئی وہ غور کریں۔ جب تک بندے کا کوئی پیر نہیں ہوتا اس کا شیطان پیر ہوتا ہے۔ جب تک بندہ مرید نہ ہو بیعت کا طوق گلے میں نہ ڈالے اور مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ یہ قرآن پاک میں ہے۔ حشر والے دن آواز دی جائے گی کہ جس کا کوئی پیر ہے اس کے ساتھ مل کر جنت میں چلے جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے پناہ لے لو۔ لوگ اپنے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ لگ کر لواء الحمد کے نیچے آجائیں گے۔ اور جو باقی بچ جائیں گے ان کو حکم دیا جائے گا کہ اے شیطان کے مرید و شیطان سے مل کر جہنم میں چلے جاؤ۔ اس لئے کسی مرشد کامل کی بیعت ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں بہت بڑے عالم ہیں۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے پورے قرآن اور حدیث کو فارسی کے اشعار میں سمو کر رکھ دیا ہے۔ اس کے علم کا نچوڑ دیکھیں کہ کیا ہے۔ فرمایا

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی صاحب کے پلے میں کوئی چیز نہیں تھی۔ جب تک مجھے بیعت نصیب نہیں ہوئی اور جب بیعت نصیب ہوئی تو یہ مولوی ایک بہت بڑا مولانا بن گیا۔ عزت والا بن گیا۔ نجات والا بن گیا۔ جنت والا بن گیا۔ اور فرمایا کہ جب تک بیعت نہیں تھی میرے پلے میں کوئی چیز نہیں تھی۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کا اصل نام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ آپ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ آپ نے جب بیعت کی تو کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب کیا بیعت سے کوئی فائدہ ہوا ہے۔ آپ اتنے بڑے عالم اور فقیہ ہیں فرمایا کہ اگر نعمان بن ثابت مرید نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتا اب آپ اپنی طرف دیکھ لیں کہ کیا آپ کے ہاتھوں میں کسی مرشد کامل کا دامن ہے اگر ہے تو پھر ساری نفل نمازیں، درود شریف اور نعت شریف، جہاد وغیرہ سب تیرے کام آجائیں گے۔ اگر کسی مرشد کامل کی بیعت نہیں کی ہے تو پھر تیرے پلے میں بھی کچھ نہیں ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی آکھے تے میں دی آکھاں راہ دے

بناں مرشداں مدھ راہ نہیں لیھتا تے رل مرسیں وچہ راہ دے

مرشد کے بغیر نہ دین کا راستہ ملے گا اور نہ ہی جنت کا راستہ ملے گا۔ یہ دونوں راستے مرشد کامل کے وسیلہ سے ملتے ہیں۔ مرشد کامل کا دامن ہاتھ میں ہو تو پھر تیری نعتیں، تیرا ذکر، تیرا میلاد، تیرا فکر، تیرا حفظ تیری قرأت کام آئے گی۔ تیرا حج بھی کام آئے گا۔ تیری مدینہ شریف کی حاضری بھی کام آئے گی اگر مرید ہونے والی شرط پوری نہیں کرے گا تو ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں منہ بھی نہ لگائیں۔ تو میری عرض ہے کہ اذکار

محفل میلاد سے حسین ہوتے ہیں۔ گھر بار جنت کی کیاری بنتی ہے پروفیسر صاحب یہ تمام باتیں اتنی ہی پرانی ہیں کہ جتنا میں پرانا ہوں بلکہ چودہ سو سال پرانی ہیں لیکن آپ کے شوق کے لئے عرض کرتے ہیں کہ مدینہ شریف میں کون کون سی نعمت ہے مدینہ منورہ میں نور اترتا ہے۔ ہر لمحہ اترتا ہے۔

اے خدا دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برتی ہے

یہ مدینہ شریف کا خاصہ ہے کہ وہاں نور اترتا ہے۔ وہاں ایک خاص خوشبو ہے جو کسی پھول میں نہیں ہے۔ کسی سینٹ میں وہ خوشبو نہیں ہے کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہے۔ وہاں فرشتے اترتے ہیں۔ ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام آتے ہیں۔ وہاں جنت کی کیاری ہے۔ "ریاض الجنۃ" پانچ سات مرلہ کی جگہ ہے۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے۔ جو بندہ ساری لوازمات پوری کر کے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ کلمہ بھی نعت بھی ہو۔ پھر بیعت بھی ہو تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی شفاعت کا ثرہ دیتے ہیں کہ جاؤ اب مجھ پہ لازم ہو گیا ہے کہ میں تمہیں بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں۔ مدینہ شریف کی خاک میں شفا ہے۔ یہ مدینہ پاک کی خاص نعمتوں میں سے ہیں اور خاص طور پر یہ کہ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات باریکات خود موجود ہے۔ یہ پانچ چھ چیزیں وہاں پر نمایاں طور سے ہیں۔ جہاں بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے۔ یہ ممتاز صاحب کا گھر ہو یا کہیں اور جگہ پر ہو۔ یہ ساری چیزیں اس جگہ پر آ جاتی ہیں۔ نور آ جاتا ہے خوشبو آ جاتی ہے اللہ تعالیٰ وہ نور دیکھنے اور خوشبو سونگھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ کئی خوش نصیب ہیں جو دیکھتے ہیں اور سونگھتے بھی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود شریف فرما ہوتے ہیں۔ مجھے ایسے

خوش نصیبوں کی زیارت ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو محفل میں تشریف فرما ہوتے دیکھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے بھی میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ سب محفل کے لئے نہیں آئے تھے کچھ ایسے بھی تھے جن کی کسی مرشد کامل کی بیعت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو دیکھتا ہے۔ جو گناہ گار بھی آئیں گے تو میں انہیں توبہ کی توفیق عطا فرما کر بخش دوں گا۔ وہ آئیں تو سہی۔ محفل میں اتنے فرشتے اترتے ہیں کہ شمال، جنوب، مشرق، مغرب کو گھیر لیتے ہیں اور پہلے آسمان تک ساری جگہ کو گھیر لیتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی قدرت سے محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام آتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم آتے ہیں۔ اولیاء اللہ تشریف لاتے ہیں۔ نیک لوگ تشریف لے آتے ہیں۔ یہ نہیں کہ یہ ممتاز صاحب کا گھر ہے بلکہ اس لئے کہ اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ اپنے اپنے گھروں میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل منایا کرو۔ زیادہ اہتمام کی ضرورت نہیں ہے صرف بیوی بچوں کو لے کر بیٹھ جلیا کرو اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند باتیں کر دیا کرو۔ تو تمہارے گھر میں مدینہ منورہ کی بہاریں آجائیں گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تشریف فرما تھے کہ جس طرح سے آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیسے بیٹھے ہو۔ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ہمیں بہت عزت مل گئی ہے۔ آپ نے بھی یہ پڑھا ہے تاکہ

میرا تو کوئی کمال نہیں بس ان کی نوازش ہے صائم جب نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیتا ہوں اشعار حسین ہو جاتے ہیں وہ فرما رہے تھے کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری کوئی Value نہیں تھی۔ میرا مالک مجھے مار مار کر میرا کچھ مر نکال دیتا تھا تھقی ہوئی ریت پر مجھے لٹا کر میرے سینے پر گرم پتھر رکھ دیتا تھا۔ میری ناک میں مرچوں کی دھونی دیتا تھا۔ مجھے اس سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آیا تو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا ہوں۔ ہر کوئی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سابقہ حالت بیان فرما رہے ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اپنی اپنی کہانی بیان کر رہے ہیں۔ ہم پسماندہ تھے۔ ہمارا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ کوئی ہماری عزت نہیں تھی۔ ہم بت پرست تھے۔ ہم غلام تھے۔ ہم اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اتنا ذلت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ہم کیا سے کیا ہو گئے ہیں۔ عزت والے بن گئے ہیں۔ طاقت والے بن گئے ہیں بت پرستی سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کریم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دیا ہے ہم پر اپنا خاص انعام عطا فرمایا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ تم یہی باتیں کر رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اللہ کی قسم ہے کہ ہم یہی باتیں کر رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ مجھے تم پر کوئی شک نہیں تھا۔ میں نے قسم اس لئے لی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے سامنے فرشتوں کو بٹھا کر فخر کر رہا ہے کہ دیکھو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام کتنی احسان

تعالیٰ نے نعت کی صورت میں پورا قرآن اُتار دیا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اشعار کہے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بٹھا کر ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت سنی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عمل ہماری زندگی میں رکھ دیا ہے۔ ہمارے نامہ اعمال میں لکھ دیا ہے۔ یہ ہمارا کمال نہیں ہے یہ ان کا کرم ہے۔

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے

جھولی میں نکلے اگر تمہارے نہیں ہوتے

یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کا کرم ہے۔ مانا کہ ہم گنہگار ہیں۔ لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بخشش کا بہانہ بھی ہمیں عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احسانات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی اور ایسی محافل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش ممتاز احمد صاحب سید آباد 03-06-03

مندی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کر رہے ہیں اور میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ان کو اپنے کرم کی خیرات دی ہے اس احسان کی بات کر رہے ہیں۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس نے ہمیں اتنی عزت دی ہے کہ بارگاہ عالیہ میں تیرا میرا ذکر ہو رہا ہے۔ ہم نے کیا کیا ہے حدیث پاک میں ہے کہ فرشتے محفل میلاد کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو حیرانی سے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ عجیب بات ہے کہ جب یہ آئے تھے تو گنہگار کالے منہ والے تھے۔ اور جب واپس جا رہے ہیں تو چہرے روشن ہیں اور جنتی بن کر جا رہے ہیں۔ اب دیکھو کہ ایک ہی بوری میں دال ہے وہاں سے بک رہی ہے۔ کچھ کہیں جا رہی ہے۔ کچھ ویسے میں چلی گئی کچھ کسی کے ختم میں چلی گئی۔ کوئی کسی کے گھر چلی گئی کوئی مندر میں چلی گئی کوئی کسی بد مذہب کے گھر چلی گئی۔ کوئی سکھ ہندو عیسائی وغیرہ کے گھروں میں چلی گئی اور کچھ اس میں سے یہاں آج کی محفل میں آ گئی ہے۔ اس محفل کے لنگر میں شامل ہو گئی ہے۔ دال نمک مرچ مصالحہ وغیرہ جہاں جہاں بھی گیا ہے اس کی اپنی اپنی حیثیت ہے لیکن جو اس محفل میں آئی ہے اس کی کیا حیثیت ہو گئی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جو کوئی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دال کھاتا ہے وہ بھی جنتی بن جاتا ہے۔ بندوں پر جو کرم ہوا وہ تو ایک طرف رہا۔ یہ دیکھو کہ اس کھانے پر کتنا کرم ہو گیا ہے۔ اس آٹے کی روٹی پر کتنا کرم ہو گیا ہے۔ جو آٹا اس محفل میں آ گیا ہے۔ اس کو نسبت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ لوگوں کو جنتی بنانے والا بن گیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو دیکھ لیں کہ کتنا کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگایا ہوا ہے۔ آپ نعت خواں حضرات کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں وہ جھوم جھوم کر نعت پڑھ رہے ہیں۔ اللہ

محمد دیاں ثنائیں سن کے بسکل جو چاؤٹ پاؤن

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ بِاللَّهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معزز حاضرین: قاری غلام رسول صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ

محمد ﷺ مصطفیٰ والیاں کوں گھبراؤن دی کیا لوڑ اے
خدا ابتدا خدائی ابتدی تے غم کھاؤن دی کیا لوڑ اے
خدا خود لامکاناں تے مارے سد اُدھو مئی دے
تو آ محبوبا گھر اپنے تے شرماؤن دی کیا لوڑ اے
محبت دا جویں ترکہ اے ادھدا محبوب مالک اے
مینڈھا محبوبا میں کولوں ایہہ اکھواؤن دی کیا لوڑ اے
چن جے سائیں داناں شرک اے توں پچھ رب توں جے پچھ سگدا ایں
جوڑا عرشاں تے مدنی سائیں دا چواؤن دی کیا لوڑ اے
محمد ﷺ رکھ کے سر سجدے الایا ہا سبحان اللہ
جے تک بخشش نہ امت کوں تے سر چاؤن دی کیا لوڑ اے
محمد دیاں ثنائیں سن کے بسکل جو چاؤٹ پاؤن
انہاں کو وعظ ساڈے تے بھلا آؤن دی کیا لوڑ اے
حضرت سائیں بابا دامت برکاتہ العالیہ نے ترمیم کی ہے کہ

محمد دیاں ثنائیں سن کے بسکل جو چاؤٹ پاؤن
انہاں کو جنت ساڈی وچہ بھلا آؤن دی کیا لوڑ اے
یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھی جائے تو اس کو "وٹ پوے" اب "وٹ
دو قسم کا ہے۔ یا تو یہ ہے کہ وہ کہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو اس کو اور نور جہاں کے
گانے گاؤ۔ عشقیہ گانے گاؤ۔ یہ وٹ کھانے والی بات ہے۔ یا پھر یہ کہے کہ اللہ اللہ کرو۔
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ سبحان اللہ کرو۔ اللہ اکبر کرو۔ تم کیا یہ نعتیں پڑھنے لگے ہوئے
ہو۔ تلاوت کی ہے تو صرف سورہ حشر کی ایک دو آیات آخری پڑھی ہیں دو تین منٹ لگے
ہوں گے اور پھر اس کے بعد دو اڑھائی گھنٹے سے نعت خوانی کر رہے ہو نعت خوانی سے
روکنے والا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ یسبح لله ما فی السموت وما فی
الارض (التکوین 1) اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین
میں ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے لیکن تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہو۔
کیا تمہیں ہوش ہے کہ کیا کر رہے ہو۔ کیا تمہاری عقل کام کرتی ہے۔ یا اللہ آپ خود ہی
بتائیں کہ ہم تیرا ذکر کریں یا تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کریں۔ کیونکہ اس
بندے کو جو دکھ ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نام نہ لینے کی وجہ سے ہے۔ نور جہاں کی وجہ سے
اسے کوئی دکھ نہیں ہے۔ دکھ تو اسے اس بات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام کیوں نہیں
لیتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کیوں لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر
تو ایمان والا ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ۔ کیوں جی کیا حکم ہے۔ یا ایہا
الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ (احزاب 56) "اے ایمان والو! ان پر درود
اور خوب سلام بھیجو" اللہ تعالیٰ نے صرف ایمان والوں کو پکارا ہے دوسروں کو تو بلایا ہی
نہیں۔ اے ایمان والو! یا اللہ کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود

بھیج اور خوب سلام پڑھ۔ پھر میں تیرا ایمان قائم رکھوں گا ورنہ میں تیرا ایمان ہی سلب کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ کر دیا ہے کہ اگر ایمان بچانا ہے تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور سلام پڑھ۔ یعنی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہے وہیں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے اور پھر فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر میرا ہی ذکر ہے۔ اگر صرف میرا ہی ذکر کرو گے تو میں قبول ہی نہیں کروں گا میں اس کو تمہارے منہ پر مار دوں گا۔ میں نے اپنا ذکر بھی قبول ہی اس وقت کرنا ہے جب اس کے ساتھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی شامل ہوگا تمہیں علم ہے کہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دکھ کرنے کی اسے بُرا جاننے کی کتنی سزا ہے اور اس کا کتنا گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ ﷺ کی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی ہستی ہیں۔ جب آپ کا وصال ہوا تو اس وقت ایک صاحب نظر بندہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیاری فرما رہے ہیں۔ کو یا کہ کہیں جانے کا ارادہ ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ میرا عاشق بریلی میں فوت ہو گیا ہے میں اس کے جنازہ میں شریک ہونے کے لئے جا رہا ہوں اس نے کسی سے پوچھا کہ بریلی کہاں ہے پتہ چلا کہ ہندوستان میں ہے۔ وہ بریلی پہنچا اور پوچھا کہ فلاں تاریخ کو یہاں کون فوت ہوا ہے۔ تو پتہ چلا اعلیٰ حضرت خان احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس روز فوت ہوئے تھے۔ وہ ہستی فرماتی ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ ﷺ کی

فرمایا کہ جو ذکر رو کے وہ بے ایمان ہے جو کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے وہ اس سے بھی بڑا بے ایمان ہے۔ اور جو ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نقص ڈھونڈتا ہے فرمایا کہ کیا ایسا بُرا آدمی بھی کبھی امتی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ اس کو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اچھی لگتی ہو۔ قبر میں صرف ایک ہی سوال ہوتا ہے۔ پاس ہو جائے گا یا پھر قفل ہو جائے گا۔ اور کوئی معیار نہیں ہوگا۔ نماز پڑھی ہے کہ نہیں روزہ رکھا ہے کہ نہیں۔ حفظ ہے کہ نہیں۔ قرأت ہے کہ نہیں۔ حج کیا ہے کہ نہیں۔ قربانی کی ہے کہ نہیں۔ ایسا کوئی سوال نہیں ہوگا قبر میں سوال صرف ایک ہے۔ ابھی سے تیاری کر لو۔ اگر قبر میں پاس ہو گیا تو آئندہ بھی پاس ہو جائے گا اور قبر میں ہی قفل ہو گیا تو آئندہ بھی قفل ہی رہے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے آؤٹ کر دیا ہے اور اس کا جواب بھی بتا دیا ہے اور Result یعنی نتیجہ بھی آؤٹ کر دیا ہے۔ عام طور سے پیچھے آؤٹ ہوتا ہے اس کا جواب طالب علم کو خود کتابوں سے ڈھونڈنا ہوتا ہے۔ آپ میں سے جس نے امتحان دیا ہے وہ جانتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے بھی آؤٹ کیا ہے اس کا جواب بھی بتا دیا ہے اور اس کا نتیجہ بھی بتا دیا ہے۔ تیوں چیزیں اکٹھی کر دی ہیں وہ سوال یہ ہے کہ اے بندے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا۔ اب تیاری کر لو۔ نعت شریف پڑھ لو، سن لو میا دکر لو قبر میں تیرے پاس ہونے کی دلیل ہی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کب سے ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے وہ اس وقت سے ہے جب وقت بھی نہیں تھا۔ کوئی ابتداء بھی نہیں تھی۔ اس وقت سے اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہا ہے اور جب وقت نہیں رہے گا پھر بھی اللہ تعالیٰ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا رہے گا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے

کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق کرسی پر تشریف فرما کر اپنے سامنے فرشتوں کو بٹھا کر ہر وقت نعت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا ہے۔ اور ہم کیا کر رہے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ اور بلا رہے ہیں کہ اے ایمان والو! تو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو کوئی ایک حج کر کے آئے اور کہے کہ میں نے سو حج کئے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس نے ایک حج کیا ہے اور سو حج کرنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف ایک حج لکھو۔ اسی قسم کی کوئی اور عبادت کا نام بھی لو فرشتے عرض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ اس کے نامہ اعمال میں لکھا گیا ہے۔ لیکن اگر تو کہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔ مولایا صلی وسلم دائماً ابداً۔ دائماً ابداً کیا ہوتا ہے دو چیزیں ہیں دائماً اور ابداً یعنی نہ ختم ہونے والے زمانے۔ ان کی کوئی ابتدا نہیں ہے۔ ان کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ مولایا صلی وسلم اے اللہ آپ درود بھیجیں۔ میری صرف دعا ہے۔ صرف تمنا ہے۔ میں نے درود بھیجا نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ یا اللہ آپ درود بھیجیں اتنا درود بھیجیں جو ہمیشہ ہمیشہ قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے منظور ہے اور میں اس کا ثواب اتنا ہی تیرے نامہ اعمال میں لکھ دوں گا۔ کیا کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف ایک مرتبہ پڑھا ہے کہ مولایا صلی وسلم دائماً ابداً اور کثیراً کثیراً بھی بولتے ہیں۔ بہت زیادہ اور بے حد زیادہ اور ہم اپنی زبان میں اسی کا ترجمہ کرتے ہیں مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔ کڑوروں سلام۔ بے حد سلام بے حد جب کہتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ پڑھتے تو ایک دفعہ ہیں اور کہتے ہیں بے حد سلام۔ تو کیا لکھیں کتنا لکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے حد لکھ لو۔ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوڑ کا مالک ہے تو اس پر درود شریف پڑھنے والے کی زبان پر بھی کوڑ چلا دو۔ کہتے ہیں ما کہ جو بے وقوف ہوتا ہے وہ اپنے کام میں ہوشیار ہوتا ہے۔ دیوانہ بہ

کار خویش خوب ہوشیار است۔ دیوانہ اپنے مطلب کے لئے بہت پکا ہوتا ہے۔ مانا کہ ہم دیوانے ہیں جیسے انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں کچھ ہوش نہیں ہے لیکن ہمیں ایک ہوش ضرور ہے کی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زبان پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سرمایہ حیات ہے ساتھ جانے والی چیز ہے تیری میری امی یہاں اس دنیا میں اپنا دودھ پلاتی ہے اپنا خون دیتی ہے اپنے بیٹے کی اتنی خدمت کرتی ہے کہ جتنی کوئی بندہ بھی کسی دوسرے بندے کی نہیں کر سکتا۔ لیکن حشر کے دن سماں ہی کچھ اور ہے وہاں وہ اپنے اسی لاڈلے بیٹے سے کہے گی کہ نکلی مجھے دیدے اور خود جہنم میں چلا جا۔ والدہ اتنی مہربان، رحم دل، ایثار اور قربانی کا پیکر ہے لیکن وہاں اسے بھی اپنی ہی پڑی ہوگی اور تجھ سے نکلی مانگ رہی ہوگی۔ بہن بھائی والدہ والدہ سب رشتے ختم ہو جائیں گے سب اپنے لئے نیکیاں مانگ رہے ہوں گے میرے یہ ہاتھ میرے پاؤں میرے دیگر اعضاء سب میرا ساتھ چھوڑ جائیں گے اگر کوئی چیز ساتھ جاتی ہے تو وہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قبر میں فرشتے سوال کریں گے تو کوئی جواب نہیں آئے گا۔ فرشتے اس کو قفل کر دیں گے اور اس کے لئے جہنم کی کھڑکی کھول دیں گے۔ جہنم کی کھڑکی کھلنے سے پہلے ایک نورانی شکل والدہ بندہ آجائے گا۔ وہ کہے گا کہ ٹھہرو اس کے جواب میں دیتا ہوں۔ وہ سوالوں کے جواب دے کر اس بندے کو پاس کرادے گا اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ فرشتے واپس چلے جائیں گے تو وہ بندہ اس شخصیت کا دامن پکڑے گا کہ حضرت صاحب آپ کون ہیں۔ میں تو قفل ہو گیا تھا آپ نے مجھے پاس کرادیا ہے مجھے جہنم سے بچالیا ہے۔ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ہے آپ کون ہیں۔ وہ کہے گا کہ میں تیری نعت ہوں جو تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ میں تیرا درود شریف ہوں جو تو نے پڑھا تھا۔ یہ حدیث شریف ہے نعت نے ساتھ جانا ہے۔ درود شریف نے ساتھ جانا ہے۔ اور کام آنا

ہے۔ بعض بندے ساتھ تو جاتے ہیں لیکن وہ کام نہیں آتے۔ نعت اور درود شریف وہ عمل ہے جو ساتھ بھی جائے گا اور کام بھی آئے گا۔ حشر کے روز سورج بھی ختم ہو جائے گا ہر طرف گھپ اندھیرا چھا جائے گا۔ چاند بھی ٹوٹ جائے گا ستارے بھی ختم کر دئے جائیں گے۔ کوئی روشنی کا منبع نہیں ہے۔ وہاں روشنی صرف ایک چیز کی ہوگی۔ جس کے پاس وہ روشنی نہیں ہوگی وہ ادھر ادھر ٹکراتا رہے گا، اندھیرے میں بھٹکتا رہے گا۔ وہ روشنی صرف نعت اور درود شریف کی ہوگی۔ یہ بھی حدیث پاک ہے۔ حشر کی روشنی تیری پر ہی ہوئی نعت ہے اور تیرا درود شریف ہے۔ اور پُل صراطِ بال سے زیادہ باریک اور نکوار سے زیادہ تیز اور اتنی لمبی کہ پانچ سو سال کوئی دوڑتا رہے تو شاید پھر بھی پار نہ کر سکے۔ کسی مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ بال سے باریک نکوار سے تیز اور اتنی لمبی تو حاضرین میں سے ایک بولا کہ پھر اللہ تعالیٰ کا کسی کو پار لگانے کا کوئی پروگرام نظر نہیں آتا واقعی لگتا تو ایسے ہی ہے لیکن پُل صراط سے پار گزرنے کا سامان کچھ اور ہے جس چیز نے پار کرنا ہے وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ یہ صرف دشمنوں کے لئے باریک ہے۔ ان کے لئے ہی تیز ہے۔ ان کے لئے ہی لمبی ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت خواں اور نعت سننے والوں کے لئے ایک علیحدہ ہی پروگرام ہے۔ ایک بندہ آجائے گا اور پوچھے گا کہ کیا آپ نے پار جانا ہے۔ جی جانا تو ہے لیکن اتنا کٹھن راستہ باریک اور تیز اور پھر نیچے جہنم ہے یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ وہ بندہ اس کا بازو پکڑ کر ایک لمحہ میں صرف آنکھ کے جھپکنے میں اس کو پار کر دے گا، وہ پوچھے گا کہ آپ کون ہستی ہیں۔ وہ فرمائے گا کہ میں تیری نعت ہوں میں تیرا پڑھا ہوا درود شریف ہوں جو آج میں تیرے کام آگیا ہوں وہ بندہ پوچھتا ہے کہ اب آپ مجھے کہاں تک لے جاؤ گے وہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لے جاؤں گا۔ تیری سیٹ ادھر ادھر نہیں ہے بلکہ تو جوار

نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رہے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ وہ بندہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔ درود شریف اور نعت ایک ہی زمرے میں آتے ہیں یہ مختلف نہیں ہیں۔ یہ ایک ہی چیز ہیں۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہوگی

جنت کا دروازہ صرف نعت پڑھنے اور سننے والے کے لئے ہی کھلے گا۔ ایک بندہ ہوگا بڑے روزے رکھے ہوں گے بڑا جہاد کیا ہوگا۔ بہت کافروں کو قتل کیا ہوگا اور آخر پر خود بھی شہید ہو گیا۔ بڑے نیک اعمال کئے ہوں گے اس کا حساب کتاب ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس کو جنت کا ٹکٹ دے دو۔ اسے جنت کا ٹکٹ مل جائے گا کہ فلاں جگہ جنت میں تیرا مقام ہے وہاں چلے جاؤ۔ وہ جنت کی طرف چلے گا لیکن جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ وہ ساری زندگی راستہ بھولا رہے گا۔ بھاگے گا دوڑے گا۔ ٹکرا کر گرنا رہے گا۔ بھوک پیاس سے غڈ حال ہو جائے گا۔ عرض کرے گا کہ یا اللہ تیری جنت کہاں ہیں مجھے اس کی اجازت ہوگئی ہے لیکن مجھے اس کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نے کبھی درود شریف نہیں پڑھا تھا اس لئے تجھے جنت کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔ اگر تم نے درود شریف پڑھا ہوتا تو تمہیں راستہ مل جاتا۔ جنت کا ٹکٹ درحقیقت درود شریف ہے۔ جنت کا وارث درود شریف ہے۔ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ روزانہ چالیس ہزار دینار صدقہ کر کے سویا کرو۔ ایک قرآن مجید مکمل پڑھ کر سویا کرو۔ جنت کی قیمت ادا کر کے سویا کرو، دو مسلمانوں میں صلح کرا کے سویا کرو جو آپس میں ناراض ہوں۔ اور ایک حج کر کے سویا کرو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

دولم یہ میں کس طرح سے کر سکتا ہوں۔ میرے پاس چالیس ہزار دینار کہاں ہیں جو میں روزانہ صدقہ کروں۔ ایک قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتی ہے۔ جنت کی قیمت کس طرح سے ادا کروں گا۔ دو آدمی جو آپس میں ناراض ہوں پہلے تو میں ان کو ڈھونڈوں پھر صلح کراؤں اور اگر وہ صلح نہ کریں تو میں کیا کر سکتا ہوں حج تو سال بعد آتا ہے میں روزانہ کیسے کروں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے طریقہ بتائیے کہ میں یہ تمام کچھ کر سکوں فرمایا کہ سونے سے پہلے چار مرتبہ سورت فاتحہ الحمد شریف پڑھ لیا کرو۔ چالیس ہزار دینار کا صدقہ ہو جائے گا۔ تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ لیا کرو۔ پورے قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب مل جائے گا۔ تین دفعہ درود شریف پڑھ لیا کرو جنت کی قیمت ادا ہو جائے گی۔ دس مرتبہ استغفار کر لیا کرو تو دو آدمیوں میں صلح کا ثواب مل جائے گا۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ لیا کرو حج کا ثواب مل جائے گا۔ جنت کی قیمت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو حکم ہوا کہ اپنی زوجہ محترمہ کو حق مہر ادا کرو۔ عرض کیا یا اللہ اس کا حق مہر کیا ہے فرمایا کہ تین مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھو تمہاری طرف سے حق مہر ادا ہو جائے گا حضرت آدم علیہ السلام نے درود شریف پڑھا تو حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق مہر ادا ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ حلالی ہوتا ہی وہ ہے جو درود شریف پڑھتا ہے دوسرا کوئی نہیں ہوتا۔ اگر درود شریف نہ پڑھا تو پھر وہاں نہیں جاؤ گے جہاں سے حضرت آدم علیہ السلام آئے تھے، حضرت آدم علیہ السلام کہاں سے تشریف لائے تھے۔ جنت سے آئے تھے تو بس پھر جو درود شریف نہیں پڑھے گا وہ جنت میں بھی نہیں جائے گا۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عمل ہے جو ہر حال میں قبول ہے اور اس کا صلہ جنت ہے۔ اور اس کا حاصل قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے فرمایا کہ کیا آپ میرا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ یا اللہ قرب نصیب ہو جائے تو کیا بات ہے۔ فرمایا کہ کیا اتنا قریب کہ جتنی بات زبان کے قریب ہے۔ جتنی آواز کان کے قریب ہے۔ جتنی نظر آنکھ کے قریب ہے جتنی روح جسم کے قریب ہے۔ عرض کیا یا اللہ اتنا قرب حاصل ہو جائے تو بڑی مہربانی فرمایا کہ تو اس سے بھی زیادہ قریب ہو جائے گا اگر تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھے گا۔ یہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہی کرم نہیں ہے آپ سب پر بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ ہے ان کی تعلیمات ارشادات ہیں کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب سنی کی کیا نشانی ہے فرمایا کہ اگر نعت شریف اور درود شریف تمہیں اچھا لگتا ہے تو پھر تو سنی ہے اور اگر نہیں تو پھر تو کسی دوسری پارٹی کا ہے۔ سنیوں کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ نعت شریف اور درود شریف پڑھتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف فرما ہیں۔ جلیل القدر اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور عشرہ مبشرہ بھی نیچے تشریف فرما ہیں۔ اور ایک بندہ ہے کہ جو ان سب کی موجودگی میں ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھا ہوا ہے۔ اب بتائیے کہ اس کی کتنی عزت ہوگی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو عزت دے رہے ہیں۔ وہ وہاں بیٹھا ہوا کیا کر رہا ہے۔ وہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے۔ اس کی بات تو ذرا سنو کہ وہ کہہ کیا رہا ہے۔ اور جو کچھ بھی کہہ رہا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرما رہے ہیں۔ جس چیز کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں وہ بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ بھی حدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی دیکھا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین کسی ماں نے جنا ہی

ذکرِ رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ ﷺ کی

مشتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کہ جن کے سایہ میں ہم بیٹھے ہیں وہ اس شہر فیصل آباد کے بلکہ پورے ملک پاکستان کی بہت بڑی برگزیدہ ہستی ہیں۔ آپ نے بہت کتب لکھی ہیں اور نہایت آسان زبان میں لکھی ہیں کہ سب کو آسانی سے سمجھ آ جاتی ہے نام مای اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے سے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔ ذین العابدین صاحب کو اس شہر والے سارے جانتے ہیں۔ یہ دیوبندی عقیدہ کے مشتق ہیں اور تبلیغی جماعت کے صف اول کے امیر ہیں۔ ان کے پاس ایک آدمی گیا اور پوچھا کہ حضرت صاحب یہ لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مای اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں اس عمل کا کیا جواز ہے۔ یہ سنت ہے فرض ہے یا واجب ہے کیا یہ مستحب ہے۔ اس کی بنیاد کیا ہے انہوں نے کہا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے، یہ بدعت ہے بلکہ شرک ہے۔ وہ آدمی مشتق محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور ان سے بھی یہی سوال کیا۔ مشتق صاحب نے اسی سے متعلق چھ احادیث مبارکہ بیان فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور جو کوئی اس پر عمل کرے گا میں اسے بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا۔ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے نام مای اسم گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سنا تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے میرے پاس دوسرا آدمی تھا اسے دیکھ کر بہت دٹ آیا۔ دکھ لگا اس نے بہت برا محسوس کیا اسے یہ عمل اچھا نہ لگا۔ جب اس سے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو بتایا کہ وہ بے ایمان ہو گیا ہے۔ میں بہت حیران تھا کہ یہ نہ تو فرض ہے نہ واجب

نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق شکل و صورت عطا فرمائی ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر جھوم رہے ہیں اور اپنی چادر مبارک تنگہ میں عطا فرما رہے ہیں۔ نعت خواں کو پیسے دینا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ عزت کیوں ملی۔ یہ AWARD کیوں ملا ہے۔ کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نعت کو ہے نعت خواں ہے۔ اس سے بڑی سعادت دنیا میں نہیں مل سکتی۔ آپ اپنی کتاب میں یا کاپی میں نام مای اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھیں یا درود شریف لکھ دیں صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم بس صرف اتنا لکھ دیں تو اس کا کیا ثواب ہے۔ جب تک کتاب یا کاپی میں یہ فقرہ رہے گا اللہ تعالیٰ فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو تیرے لئے درود شریف اور تیری بخشش کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میں شاعر تو نہیں ہوں لیکن میں نے ان کے شعر کو تبدیل کیا ہے۔ یہ پڑھتے ہیں۔

محمد دیاں ثنائیں سن کے بھل جو چا وٹ پاؤں
انہاں کوں وعظ ساڈے تے بھلا آون دی کیا لوڑاے

ثنائیں مطلب تعریف۔ نعت۔ یعنی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت سن کر دٹ کھائیں برا متائیں ان کو ہماری وعظ سننے کے لئے آنے کی کوئی ضرورت نہیں وہ ہمارے وعظ میں نہ آئیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ۔

محمد دیاں ثنائیں سن کے بھل جو چا وٹ پاؤں
انہاں کوں جنت اساڈی وچہ بھلا جاؤں دی کیا لوڑاے

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

ہے۔ نہ سنت ہے اور نہ ہی مستحب ہے تو تارک کا تارک جہنمی کیوں ہو گیا ہے۔ بے ایمان کیوں ہو گیا ہے یہ ساری بات ہے جس کے لئے یہ ساری تمہید باندھی ہے۔ ایک عمل ہے کہ وہ فرض نہیں ہے سنت نہیں ہے واجب نہیں ہے اس کا تارک کیوں جہنمی ہو گیا ہے۔ مفتی صاحب کسی اللہ والے سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو وہ اللہ والے اسی مسئلہ پر بحث کر رہے تھے۔ وہ بتا رہے تھے کہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے سے جس کو برا لگتا ہے اسے دراصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پسند نہیں آتی۔ اس وجہ سے وہ بے ایمان ہے۔ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا نہ فرض ہے نہ سنت ہے اور نہ ہی واجب ہے لیکن اس عمل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار تو ہے۔ جس کو اس اظہار پر وٹ پڑ جائے وہ جہنمی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سن کر خوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے یہ سرمایہ حیات ہے یہ اصل زندگی ہے یہ ساتھ جانے والا۔ نجات دلانے والا۔ جنت میں پہنچانے والا کام ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نعت بہت پسند ہے۔ نعت سن کر جھومتے ہیں اور جس شعر کو پسند کو بہت پسند فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم یہ فقط آپ کا در ہے

اللہ تعالیٰ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر وٹ کھانا بے ایمانی کی علامت ہے۔ کفر کی علامت ہے جب قرآن مجید کی آیات کا نزول ہو رہا تھا۔ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا تو جانتے ہو کہ کس کو زیادہ وٹ پڑتا تھا۔ یہ ابو جہل تھا۔ اور دوسرا جو تھا وہ شیطان تھا۔ اور جن کو آج وٹ پڑتا ہے وہ ان دونوں کی پارٹی سے ہے اور جو خوش ہوتے ہیں وہ حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پارٹی سے ہیں ابو جہل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ میں تھوڑے سے وقت میں معراج کر کے آگیا ہوں۔ فرمایا کہ غلط ہے نہیں جاسکتا۔ ابو جہل نے دو تین مرتبہ یہ بات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے نکلوائی کہ نہیں جاسکتا۔ پھر کہا کہ یہ بات تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے وہ اگر اس سے بڑی کوئی بات کہیں تو میں وہ بھی مان جاؤں گا۔ کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں سچے ہیں وہ جو کہہ دیں وہ حق ہے۔ تو کیا پتہ چلا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر خوش ہونا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کام ہے اور اس پر وٹ کھانا ابو جہل کا کام ہے اب آپ کے سامنے دونوں ہی پارٹیاں ہیں جس میں مرضی شامل ہو جاؤ اللہ کرے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن ہمارے ہاتھوں میں ہو۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے کہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے تھے۔ اللہ کرے کہ ہمارا بھی یہی عمل رہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سن کر خوش ہونا نصیب کرے۔ یہ ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اللہ تعالیٰ ایسی نشانی رکھنے کی اور اس کو ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

لا الہ الا اللہ بہت بڑا کلمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ذکر اللہ تعالیٰ بھی ہے۔ لیکن یہ ذکر انسان کو مسلمان نہیں کرتا۔ لا الہ الا اللہ ہر نبی علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کلمہ ہے یہ کسی کو مسلمان نہیں کرتا۔ مسلمان کرنے والی چیز محمد رسول اللہ ہے یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور ذکر مصطفیٰ بھی ہے تو اصل میں مسلمان کرنے والی چیز

اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہے بلکہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ الحسین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 20-06-03

سنت صالحین پر عمل باعث نجات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین: کل ایک بات سنی وہ آپ کو بھی سنانا ہوں۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نور تخلیق ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسی لمحہ پڑھا لا الہ الا اللہ اور اللہ تعالیٰ نے پڑھا محمد رسول اللہ۔ یہ کلمہ پھر کروڑ ہا صدیوں تک چلتا رہا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے باقی مخلوق کو پیدا فرمایا تو کلمہ طیبہ کے طور پر یہ کلمات تجویز ہوئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا جو کلام ہے وہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سنت ہے وہ لا الہ الا اللہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا لا الہ الا اللہ کو پہلے رکھا جائے یا محمد رسول اللہ کو پہلے رکھا جائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ لا الہ الا اللہ کو پہلے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلے محمد رسول اللہ رکھنا ہے تاکہ پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی پہنچے پھر اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرے۔ پہلے وہ پہلی سیڑھی پر قدم رکھے گا تو پھر اوپر سیڑھیاں چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز مان لیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ لا الہ الا اللہ ہے میں اسے پہلے رکھتا ہوں۔ اور میں اپنا کلمہ محمد رسول اللہ بعد میں رکھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ بندہ جب پہلے لا الہ الا اللہ پڑھے گا اس کی زبان پاک ہو جائے گی۔ پھر وہ

میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے گا محمد رسول اللہ۔ یہ کسی عالم کی تقریر تھی اور بعد میں اس نے بتایا کہ نماز کی ترتیب دیکھیں کہ پہلے وہ ٹا پڑھتا ہے سبحنک اللہم وبحمدک پھر پڑھتا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ پھر رکوع میں جاتا ہے تو پڑھتا ہے سبحان ربی العظیم پھر سجدہ میں پڑھتا ہے سبحن ربی الاعلیٰ۔ اللہ اکبر۔ پھر دوسری رکعت مکمل کر کے التحیات تک پہنچتا ہے تو پڑھتا ہے السلام علیک یا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حالانکہ وہ فرض چیزیں ہیں اور یہ واجب ہے۔ ان کو پہلے آنا چاہیے تھا الحمد للہ رب العلمین پڑھنا فرض ہے۔ اور السلام علیک ایہا النبی واجب ہے۔ فرض پہلے آنا چاہیے تھا یہ بعد میں آیا ہے پھر وجہ بتائی کی اللہ تعالیٰ نے اس ترتیب کی وجہ یوں بیان فرمائی کہ نماز میں بندے کا جسم اور زبان پاک ہو جائے تو وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ پھر پڑھ سکتا ہے کہ السلام علیک ایہا النبی۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کلمہ کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا بیان ہے کہ تمام گرائمر والے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ غلط (نعوذ باللہ) ہے کیونکہ اس میں دو ہستیوں کا بیان ہے تو دونوں کو ظاہر کرنے کے لئے اس میں "اور" کا لفظ آنا چاہیے جس طرح کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ "و" کے معنی اور۔ میں اور آپ یہاں بیٹھے ہیں تو اس میں دو ہیں یعنی میں اور آپ اور ان دونوں کو علیحدہ ظاہر کرنے کے لئے اس میں "اور" لگایا گیا ہے "اور" لگائے بغیر فقرہ درست نہیں ہو گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس "و" یعنی "اور" کے بغیر ہی فقرہ مکمل کرنا ہے۔ گرائمر غلط ہو جائے تو بے شک ہو جائے لیکن میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے سے جدا نہیں کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ تشریف میں "و" آنے ہی نہیں دی فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ

تعالیٰ کے ساتھ اتنا قرب ہے۔ گرائمر کے لحاظ سے یہ اس طرح سے ہونا چاہیے تھا کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے "و" کو باہر پھینک دیا کہ تو میرے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان تفرقہ ڈالتی ہے۔ تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجھ سے دور کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ ہے۔ کو کہ وہ خدا نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین حضرات اب میں جو بات کرنے والا ہوں وہ کہ بندہ سنی عقیدہ ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور ماننے والا ہو۔ حیات النبی ماننے والا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع ماننے والا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار ماننے والا ہو۔ علم غیب کے جاننے والے حاضر ناظر ماننے والا ہو۔ اس سے متعلق میں عرض کروں گا۔ جو کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ ان کو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے۔ وہ اپنی فکر خود کریں ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہی جانتے ہیں کہ ان کا انجام کیا ہو گا۔ سنی ہو اور صحیح عقیدہ ہو تو اسے کوئی مایوسی نہیں ہے۔ اگر بندہ یہ دعا کرے کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے اگر ہو گئی تو ولی بن گیا۔ نہ ہوئی تو جنتی ہو گیا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا کرنے والا جنتی ہے۔ ایک عورت تھی کہ اس کی یہ دعا تھی کہ مجھے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ زیارت نہیں ہوئی اور وہ مر گئی۔ گنہگار تھی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہے تو گنہگار۔ بخشش کے لائق نہیں ہے۔ لیکن اے فرشتو تم اسے بخش دو کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کی تمنا کرنے والی تھی۔ اس لئے سنی عقیدہ کے لئے کسی قسم کی مایوسی نہیں ہے۔ زیارت کی تمنا رکھیں زیارت ہو گئی تو ٹھیک ہے۔ مدینہ شریف جانے کی تمنا کریں۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسے بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برتی ہے

ساری زندگی گزر گئی مدینہ شریف نہیں جاسکا لیکن اس تمنا کی وجہ سے وہ بھی ایسا ہی ہے کہ جیسے مدینہ شریف پہنچ گیا۔ کوئی تمنا کرے کہ میں مدینہ شریف میں مرنا چاہتا ہوں وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی مر جائے اس کی میت کو فرشتے اٹھا کر مدینہ منورہ لے جائیں گے۔ لہذا مایوسی والی کوئی بات نہیں ہے۔ دین اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ بندہ مایوس ہو جائے۔ کوئی پڑھے کہ "مولا یا صلی وسلم دائماً ابداً" یا اللہ بھیج درود سلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ اتنا لبا ہے کہ اس کی کوئی حد یا انتہا ہی نہیں ہے۔ اس سارے زمانے میں وہ درود شریف پڑھنے والا لکھا جائے گا۔ حضرت علامہ بوصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمایا ہوا فقرہ ہے ہزار سال پرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا پسند آیا ہے کہ آج بھی لوگ جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ مطلب سمجھ آئے یا نہ آئے پھر بھی نور برستا ہے۔ سرور آتا ہے۔ یہ اس لئے عرض کیا ہے کہ آج جتنی بھی نعتیں پڑھی گئی ہیں ان میں بہت مایوسی نظر آتی ہے۔ مایوسی ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ لا تقنطون رحمۃ اللہ (الذمر ۵۳)

یہ ایک شعر ہے کہ

ہر وقت تصور میں مدینے کی گلی ہے

نہ در بدری ہے نہ غریب الوطنی ہے

مطلب یہ ہے کہ جو نبی میں مدینے شریف کا تصور کرتا ہوں۔ مدینہ شریف کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ اسی لمحہ میں در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ جاتا ہوں۔ پہلے در بدر تھا اب کوئی در بدری نہیں ہے۔ دھکے کھانا پھرنا تھا۔ کوئی دروازہ ہی نہیں ملتا تھا۔ نہ کوئی

اس کا وطن تھا۔ نہ کوئی ملک تھا۔ لیکن جو نبی اس کے تصور میں مدینے شریف کی گلی آگئی وہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ گیا۔ تو مایوسی کہاں ہے۔ بلکہ مدینہ شریف کے تصور سے ہی سکون مل جاتا ہے۔ پھر آپ نے پڑھا ہے کہ

جب سرور عالم کی نعتیں گلشن میں عناول پڑھتے ہیں

پھولوں کی بات تو رہنے دو سب خار حسین ہو جاتے ہیں

سادہ سے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتیں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھتے ہیں تو نیک اور پرہیزگاروں کی باتیں نہ کرو۔ تمام گنہگار بھی بخشے جاتے ہیں۔ نیک اور پرہیزگار تو پہلے ہی نیک ہیں۔ ان کی نجات اور بخشش تو ہو چکی لیکن جو گنہگار ہیں۔ بخشش کے لائق نہیں ہیں ان کے پلے میں گناہ ہی گناہ ہیں نیکی کا ذرا سا عمل نہیں ہے وہ بھی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے کی وجہ سے بخشے جاتے ہیں۔ خار کا مطلب کانٹے۔ شاعر نے برے آدمیوں کو خار سے تشبیہ دی ہے۔ گنہگار بندے جہنمی بندے بھی جنتی بن جاتے ہیں۔ یہ حدیث قدسی ہے جس کو شاعر نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔ شکوۃ شریف کی حدیث ہے کہ جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے اس سے نور نکلتا ہے خوشبو نکلتی ہے جس کو دیکھ کر سو گئے تمام فرشتے آ جاتے ہیں اور محفل جب ختم ہوتی ہے تو بارگاہ عالیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک محفل تھی جس میں تیرا ذکر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور اولیاء اللہ کا ذکر تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ان میں کچھ کانٹے تھے۔ گنہگار تھے وہ کسی اور غرض سے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنتی لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی جنتی ہو جاتا ہے۔ پھر مایوسی کیسی ہے۔ ایک بندہ فیصل آباد میں ہے اس نے اپنے گھر میں گنبد خضراء کی فوٹو لگا رکھی

ہے۔ غریب ہے مال و دولت پاس نہیں ہے۔ ہر روز صبح سویرے اس فوٹو کے سامنے کھڑے ہو کر درود اسلام پڑھتا اور عرض کرتا کہ

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برتی ہے

اس نے مجھے بتایا کہ ایک روز مدینہ منورہ ہی اس کے گھر میں آگیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تیری تمنا تھی تو میں نے خود تیرے گھر آ کر تجھے دکھا دیا ہے۔ آپ بھی مانگ لیں۔ انشاء اللہ تیرے گھر میں بھی آجائے گا۔ تو اب بتاؤ کہ مایوسی کہاں ہے۔ ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی یہ سنت تھی کہ جب نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تو اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے پوچھا کہ آپ اس طرح کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ انگوٹھوں میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتا ہے میں اس کو چومتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل تھا وہ بھی نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آتا تو اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے گا۔ میں اس کو بازو سے پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا یہ حدیث پاک ہے۔ اب اعتراض کرنے والا کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو نور نظر آتا تھا۔ اب تم جو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہو کیا تمہیں کوئی نور نظر آتا ہے۔ اگر نور نظر نہیں آتا تو پھر کیوں چومتے ہو۔ سہنے دو اس عمل کو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صفا اور مردہ دو پہاڑیاں ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں ان دونوں کے درمیان دوڑی تھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیالے اپنی ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں کبھی

ادھر کبھی اُدھر بھاگ رہی ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایڑیاں مارنے سے پانی کا چشمہ زم زم جاری ہو گیا۔ اب ہر حاجی کو عمرہ کرنے والے کو حکم ہے کہ تم بھی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صفا اور مردہ کے درمیان دوڑو۔ جب تک یہ سنت پوری نہیں ہوگی نہ ہی حج قبول ہے اور نہ ہی عمرہ قبول ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں لیکن تمہیں تو پانی کی کوئی تلاش نہیں ہے۔ جگہ جگہ مسجد الحرام میں سینکڑوں کولر آب زم زم سے بھرے ہوئے رکھے ہیں جہاں سے چاہو پانی پی لو۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے تو پانی نہیں تھا وہ پانی کی تلاش میں دوڑتی رہیں اب تو کیوں دوڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دوڑنا اتنا پسند آیا کہ اس نے بعد میں آنے والوں کیلئے سنت بنا کر رکھ دی گئی۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صفا اور مردہ کے درمیان دوڑو یہ تمہاری بخشش کا ذریعہ ہے اب ہر حاجی صفا اور مردہ کے درمیان دوڑ رہا ہے۔ وہ پانی کیلئے نہیں دوڑ رہا ہے۔ سنت حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عمل کر رہا ہے۔ ہم انگوٹھے چوم رہے ہیں تو اس لئے کہ ہم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ ہمیں نور نظر نہیں آتا لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش بھی ہوگئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی بخشش ہوگئی ہمیں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ بھی آئے صرف سنت حضرت آدم علیہ السلام اور سنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل کر کے ہماری بھی بخشش ہو جائے گی میدان منیٰ میں جمرات ہیں۔ تین ستون ہیں جو شیطان کی نشان دہی کرتے ہیں حاجی ان ستونوں کو باری باری پتھر مارتے ہیں۔ وہاں شیطان تو نہیں ہے۔ وہ صرف ان مقامات کی نشان دہی ہے کہ جہاں شیطان نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت

اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روکنے کی درغلانی کی کوشش کی تھی اور انہوں نے اس کو پتھر مار کر بھگا دیا تھا۔ اب ان تینوں ہستیوں کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حاجی ان ستونوں کو پتھر مارتے ہیں حالانکہ شیطان ان کو نظر نہیں آتا پھر کیوں مارتے ہیں۔ ان ستونوں کو پتھر مارنا حج کے ارکان میں شامل ہے اگر ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے پتھر نہیں مارو گے تو حج قبول ہی نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شیطان نظر آیا انہوں نے پتھر مار کر بھگا دیا۔ اب حاجی صاحب شیطان نظر نہیں آتا یہ پتھر کیوں مارتے ہیں۔ یہ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ ادائیں سن کر فرمایا کہ جو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنت پر عمل کرے گا میں اس کو بخش دوں گا۔ اگر حاجی صاحب شیطان کو دیکھے بغیر پتھر مارنے سے بخشا جا رہا ہے تو ہم بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے بغیر اگر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائیں گے۔ انشاء اللہ بخشش ہماری بھی ہو جائے گی۔ ایک اور بات بھی ہے کہ جب طواف کعبہ کرتے ہیں تو پہلے تین چکروں میں ذرا اکڑ کر پہلوانوں کی طرح چلتے ہیں۔ ذرا اچھل اچھل کر چلتے ہیں اس کو ریل کہتے ہیں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو طواف کعبہ ہوا جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ اے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلو تا کہ مکہ والوں پر رعب طاری ہو جائے کہ یہ تو بہت طاقتور ہیں پہلوان بن گئے ہیں Wrestler بن گئے ہیں یہ تو Body Bilder بن گئے ہیں۔ یہ سنت اب تک ادا ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی حالانکہ اب مکہ مکرمہ میں کوئی کافر نہیں کوئی مشرک نہیں ہے کہ جس پر رعب طاری کرنا مقصود ہو بلکہ مکہ مکرمہ کی حدود میں غیر مسلم کا داخلہ بھی

بند ہے۔ حالانکہ زمین پر اکڑ کر چلنا منع ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ زمین پر اکڑ کر مت چل۔ لیکن یہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ اکڑ کر چلو۔ ہم وہاں سنت نبی اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بجا آوری کے لئے اکڑ کر چلتے ہیں۔ ہمیں دیکھنے والا کوئی کافر نہیں ہوتا جس مقصد کے لئے یہ حکم دیا گیا تھا اس لئے اگر ہمیں انگوٹھوں میں نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ بھی آئے پھر بھی انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانے سے سنت پر عمل ہوتا ہے اور یہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور سنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چلنا تمہارے لئے لازم ہے۔ خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ لہذا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت پر عمل کرنا کوہِ کواہ کہ فلاح پانا ہے ہم انگوٹھے چوم کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ ان کی پیروی کرتے ہیں تو جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو بھی میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کرے گا وہ فلاح پا جائے گا یعنی کامیاب ہو جائے گا اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کا دامن ہاتھ میں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ایک بات اور بھی سنی ہے وہ بھی عرض کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین چیزیں ہیں کہ وہ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ عام نبی علیہ السلام کی قبر اکیلی اکیلی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اکیلی اکیلی قبر ہے۔ جانتے ہو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کہاں ہے۔ یہ حطیم میں ہے جہاں خانہ

کعبہ کا پر مالہ (میزاب رحمت) گرتا ہے لیکن وہ بھی اکیلی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور اکیلی نہیں ہے وہ اپنے ساتھ دوسا بھی لے کر گئے ہیں ان کی کیا ضرورت تھی۔ وہ مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ ہر نبی علیہ السلام جس طرح اس دنیا میں نماز پڑھتے تھے اسی طرح اپنی قبر میں بھی پڑھتے ہیں۔ امتیوں کو چھٹی ہو جاتی ہیں۔ وہ قبر میں پڑھیں کہ نہ پڑھیں لیکن جس طرح انبیاء علیہ السلام دنیا میں با وضو تھے جس طرح نماز ادا کرتے تھے۔ اسی طرح سے وہ قبر میں بھی تاحشر با وضو ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر حیات طیبہ میں نماز با جماعت ادا فرماتے تھے لہذا قبر میں ان کو دو مقتدیوں کی ضرورت تھی کہ وہاں بھی نماز با جماعت ادا فرمائیں۔ حجاج بن یوسف نے مسجد نبوی کو تالے لگا دئے اور مدینہ شریف کا محاصرہ کر لیا۔ برا ظلم کیا۔ قتال بھی کیا۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھاگ کر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چھپ گئے۔ محاصرہ ختم ہوا تو وہ باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کے متعلق پتہ چلا کہ وہاں چھپا رہا ہے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے رہے نماز کے وقت کا کس طرح اندازہ کرتے رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو قبر انور سے اذان کی آواز آتی تھی پھر تکبیر کی آواز آتی تھی اور جماعت ہوتی تھی اور میں بھی اس جماعت میں شامل ہو جاتا تھا۔ یہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ساتھ دو مقتدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہاں جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہی آذان سننے اور اسی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے ان جیسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تیری کیا طاقت ہے۔ تو کیا کچھ کر سکتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک لمحہ میں تمام درختوں کے پتے گن لیتا ہوں۔ میں ایک لمحہ میں تمام سمندروں کے پانیوں کے

قطرے گن سکتا ہوں اور میں ایک لمحہ میں تمام روئے زمین کی مٹی کے ذرات گن سکتا ہوں فرمایا کہ بہت بڑی طاقت ہے کیا کبھی کسی کام کے کرنے سے عاجز بھی آئے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو میں اس کا ثواب لکھنے سے عاجز آ جاتا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک درود شریف کا ثواب آخر کتنا ہے کہ جس کو لکھنے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی عاجز آ جاتے ہیں لکھ نہیں سکتے۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس امتی پر دس مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے۔ اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے جو اس نے کئے ہیں اس کی دس نیکیوں کا اضافہ کر دیتا ہے جو اس نے نہیں کی ہیں اور جنت میں دس درجہ بلند کر دیتا ہے اس کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس امتی پر دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجتے ہیں تو ساری بات یہ ہے آپ نے ایک مرتبہ پڑھا درود شریف اور اللہ تعالیٰ نے دس مرتبہ درود شریف پڑھا کہاں تیرا میرا درود شریف اور کہاں اللہ تعالیٰ کے درود شریف کی عظمت۔ تو کروڑ ہا مرتبہ بھی درود شریف پڑھے اور پھر اس کو کروڑ گنا بھی کر لے پھر بھی تیرے اتنا درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا ایک مرتبہ پڑھا ہوا درود شریف تیرے اتنا درود شریف سے کروڑ ہا گنا زیادہ عظمت والا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک مرتبہ پڑھا ہوا درود شریف کی عظمت کا اندازہ انسانی عقل کے احاطہ میں نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک درود شریف کا جب یہ عالم ہے تو دس مرتبہ پڑھنے کا کیا عالم ہو گا۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس ہزار مرتبہ پڑھنے کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام تیرے صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب لکھنے سے عاجز آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

درنگاہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین: نعت شریف ہے کہ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات نعتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
جو ہو ان کی مرضی تو نعت نعتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوا تو برات نعتی ہے

حضرات علامہ اقبال رحمۃ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں جھیل پاکستان دیا ہے۔
لیکن اس سے بھی بڑھ کر ان کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام
کی شان ہمیں بتانے کی کوشش کی ہے۔ یہ اعزاز بہت کم لوگوں کو ملا ہے بہت کم لوگوں
کے حصہ میں یہ بات آئی ہے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ ساری روشنی کہاں سے

علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فیصل آباد میں مجھے ایسے لوگوں کی
زیارت ہے جو روزانہ کروڑوں بلکہ اربوں مرتبہ درود شریف پڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ درود
شریف پڑھنے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمت کو مانتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ
تعالیٰ عنہم اور صالحین کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ الحسین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 13-06-03

مٹی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت داماد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بیٹھ کر ایک کروڑ مرتبہ درود شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر پڑھا ہے جس سے مجھے یہ عرفان ملا ہے۔ جو چیزیں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں وہ مجھ پر ظاہر ہو گئی ہیں۔ میں ڈاکٹر سے حکیم الامت ہو گیا ہوں۔ اور مسٹر سے علامہ اقبال بن گیا ہوں وہ خود اپنی شان میں فرماتے ہیں۔

سر آمد روزگار ایں فقیرے

دگر دامائے راز آید نہ آید

فرماتے ہیں کہ مجھے پوری کائنات کے راز کا پتہ چل گیا ہے۔ اور پھر فرمایا

پیر روی خاک را اکیر کرد

از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد

میرے پیر روی رحمۃ اللہ علیہ نے میری مٹی میں جلوے پیدا کردئے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اپنی زبان کھولی تو سب نے پہلے یہ فرمایا کہ اے لوگو اگر میں کوئی چیز قرآن و حدیث کے علاوہ عرض کروں تو حشر کے دن اللہ تعالیٰ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کا بوسہ نصیب نہ کرے۔ یہ قسم اٹھائی ہے۔ اب دیکھیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ہماری کیا راہنمائی فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ کائنات میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے بنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باعث کائنات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور باقی ساری کائنات میرے نور کے پرتو سے ہے۔ اس چیز کو علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ

یاز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہوذ اندر تلاش مصطفیٰ است

کائنات میں جو بھی کام کی چیز بنی ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی ہے اور جس نے کچھ بننا ہے وہ تلاش میں رہے جب نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے گا تو بن جائے گی۔ فرمایا

دامائے سلی ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبار راہ کو بخشا فروغ دادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حجاب

عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ

ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

شوکت خنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود

فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پاگئے

عقل غیاب و جستجو۔ عشق حضور و اضطراب

فرماتے ہیں کہ سب کچھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ آسمان جو اس طرح سے

جھکا ہوا ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر کا ایک لبلبہ ہے۔ لبلبہ اسی پانی سے بنتا ہے جس کے اوپر وہ تیر رہا ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک سمندر ہیں اور یہ کائنات اس سمندر کا ایک لبلبہ ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو تو ہر طرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے نظر آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان کے جلووں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مے یہ بھی نہ ہو خم نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جو کچھ بھی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی ان سے ہی ہو رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت کے ایک ذرے کو اٹھا کر سورج بنا کر رکھ دیا ہے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرماتے ہیں۔

مے دانی عشق و مستی از کی است
ایں شمع آفتاب مصطفیٰ است
حق تعالیٰ پیکر ما آفرید
وز رسالت در تن ما جاں دید
حرف بے صورت دریں عالم بدیم
وز رسالت دین ما آئین ما

ہمارا عشق بھی رسالت مآب کی نظر سے ہے۔ ہمارے جسم میں روح بھی وہ ہیں۔ ہم بے صورت حرف تھے۔ مصرع کی طرح موزوں انہوں نے بتایا۔ ہمارا جہان دین اور آئین وہ ہیں۔ پھر فرمایا۔

نہ مے نہ صراحی نہ دور بیانا
فقط نگاہ سے رنگین ہے بزم جانا

سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت سے ہو رہا ہے۔ لے۔ سر اور نغصے یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے فرمایا کہ جس طرح سے ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسی طرح سے ہر بندے کا دین اور ایمان بھی ان سے ہی ہے۔ کسی اور جگہ سے نہ ڈھونڈنا دین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ کیا کسی نے مجسم ایمان کو چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ مجسم ایمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پاک کی گلیوں میں چلتے تھے تو ایمان چلتا تھا حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مغز قرآن - روح ایمان - جان دین

ہست حب رحمة اللعلمین

قرآن مجید کا اگر نچوڑ نکالا جائے۔ ایمان کی روح کو تلاش کیا جائے۔ دین کی جان کو تلاش کیا جائے تو یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ اگر تیرے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر تمہیں قرآن کی سمجھ بھی آجائے گی۔ تیرا ایمان بھی زندہ ہے اور تیرے دین میں بھی جان ہے۔ اور اگر یہ محبت تیرے دل میں نہیں ہے تو تیرا کلمہ۔ تیری نماز۔ تیرے اعمال کچھ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی نجات ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دل میں نہ ہو تو آدمی بالکل ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے فرماتے ہیں کہ ہر بندہ ذلیل و

پست ہے وہ بلند کب ہوتا ہے۔ اسے عروج کب ملتا ہے فرمایا

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

دروں مسلم مقام مصطفیٰ است آمد و ما ز نام مصطفیٰ است

قرآن مجید فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم (التین 4) "بے شک ہم نے آدمی کو اچھی

صورت پر بنایا بندے کو بڑی اچھی شکل و صورت والا بنایا گیا ہے۔ لیکن جب وہ بے ایمان

ہو جائے تو پھر وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ بندہ کس طرح سے بلند ہوتا ہے اور کس

طرح سے پستی میں جاتا ہے یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کھول کر بیان کر دیا

ہے فرمایا کہ یہ قوت عشق سے بلند ہوتا ہے۔ اگر یہ قوت نہ ہو تو پھر پستی میں گر جاتا ہے

اس شعر میں مبالغہ بہت زیادہ کرتے ہیں کیا حق والا مبالغہ کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی

نہ ہو تو مرد مسلمان کافر زندیق

اگر کوئی کافر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کر لیتا ہے تو وہ بھی انشاء اللہ کامیاب

ہو جائے گا۔ اگر کوئی مومن کلمہ پڑھنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے عاری

ہے تو وہ کافر و زندیق سے بھی بدتر ہے۔ منافق کو کافر سے بھی زیادہ عذاب ہوتا ہے۔ ابو

جہل سے بھی زیادہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا حالانکہ کلمہ پڑھتا ہے نماز پڑھتا ہے

روزے رکھتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے حج کرتا ہے۔ شہید بھی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی محبت اس کے دل میں نہیں ہے لہذا کافر و زندیق سے بھی بدتر ہے۔ اور

اس کے مقابلہ میں کوئی کافر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرتا ہے تو انشاء اللہ اس کا

بیڑہ پار ہو جائے گا۔ کیونکہ اصل نجات محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ ایک مثال کے طور سے پیش کرتے ہیں۔ قرآن مجید

میں ہے کہ مومن کی محبت اللہ تعالیٰ سے شدید ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ شدید محبت وہ

ہے جو مومن کو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

زیادہ محبت ہے فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ عرض

کیا کہ قرآن مجید میں ہے کہ مومن کی شدید محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے فرمایا ہاں میں

جانتا ہوں لیکن اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے محبت نہ ہوتی تو میں اللہ تعالیٰ کو

پہچان بھی نہ سکتا۔ عرفان الہی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی پہچان اس وقت آئی

جب میرے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آئی۔ میرا وسیلہ میرا عرفان

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ورنہ میں بھی یہیں تھا کعبہ بھی یہیں تھا حجر اسود بھی تھا۔

آب زم زم بھی تھا۔ سخی بھی تھی۔ مقام ابراہیم علیہ السلام بھی تھا۔ سب کچھ تھا لیکن مجھے

اللہ تعالیٰ کا پتہ نہیں تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن میں پناہ لی تو مجھے ہر چیز کا علم

ہو گیا۔ عرفان الہی نصیب ہو گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو یہ نعمت

ملی اس کے متعلق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

معنی حرم کئی تحقیق اگر

نگری بادیدہ صدیق اگر

قوت قلب و جگر گردد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

از خدا محبوب تر گردد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اگر تو اچھی طرح سے تحقیق کرے اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر سے دیکھے

پھر تیرے دل کی قوت محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب تمہیں
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ وہ کیا سادہ الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس

صدیق کو خدا کا رسول بس

اگر یہ تیرے میرے دل میں بھی آجائے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہی صدیق تو
بن جائیں گے سچے تو بن جائیں گے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو ہر شعبہ زندگی میں اصل سمجھتے ہیں۔ جس طرح سے کہ یہ کائنات ان سے ہے۔ دین
ان سے ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی عمل ہو رہا ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی عطا سے ہو رہا ہے۔ فرماتے ہیں۔

شوکت سحر و سلیم تیرے جلال سے نمود

فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب

بادشاہوں کے دبدبے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال سے بجتے ہیں۔ اور اولیاء
اللہ کی ولایتیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایتیں
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مٹتی ہیں۔ ہر روز بڑا شیطان اپنے چھوٹے
شیاطین کی میٹنگ Meeting کرتا ہے۔ اور ان سے ان کے کارنامے سنتا ہے اور پوچھتا
ہے کہ کوئی رکاوٹ تو نہیں ہے۔ چھوٹے شیاطین کو درپیش مسائل کا حل انہیں بتاتا ہے۔
حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی نور بصیرت سے ان کی محفل میں پہنچ گئے۔ اور دیکھا
کہ چھوٹے شیطان اپنے بڑے شیطان کو بتا رہے ہیں کہ باقی تو ہر کام ہم کر لیتے ہیں
لیکن جو غریب آدمی ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان قربان کرنے سے بھی
نہیں چوکتے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان قربان ہونے کا بڑا جذبہ رکھتے

ہیں۔ وہ ہمارے قابو میں نہیں آتے۔ ہم بڑا لالچ دیتے ہیں لیکن وہ ہماری بات نہیں
مانتے۔ ہم کیا کریں کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جان دینے سے گریز کرنے لگ
جائیں۔ بڑا شیطان چونکہ علم رکھتا ہے بہت کچھ جانتا ہے وہ کہتا ہے کہ ان کے دل سے
روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکال دو۔ پورا شعر یوں ہے کہ

وہ فاقہ کش کی موت سے ڈرتا نہیں ذرا

اس کے دل سے روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکال دو

یہ چھوٹے شیاطین کا مسئلہ ہے اور بڑا شیطان ان کو نسخہ بتا رہا ہے کہ ان کے دل سے روح
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکال دو۔ پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا۔ سجدہ بھی ختم ہو جائے گا۔ سب
کچھ ختم ہو جائے گا۔ جو حرکت دینے والی چیز ہے تحریک پیدا کرنے والی چیز ہے جو عمل پر
تیار کرتی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ اس لئے آپ دیکھیں گے کہ
جب تک بد مذہب ہوں گے۔ غیر مذہب ہوں گے۔ یہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے وہ اللہ
تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ یہ کہیں گے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
والسلام کے پلے کچھ نہیں ہے۔ ان کا سارا زور اسی بات پر ہو گا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
والسلام کے پاس کچھ نہیں ہے۔ الحمد للہ سب تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ باقی کسی کی کوئی
تعریف نہیں ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں کہ جہاں الحمد للہ
اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ وہاں انا أعطینک الکوثر (الکوثر) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
والسلام کی تعریف بھی ہے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا
ہے۔ اب جو جذبہ جہاد ہے۔ وہ کہاں سے ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہاں بھیج دیا ہے۔ وہاں سے لے لو۔ لوگ ادھر ادھر بھاگتے ہیں لیکن حضرت علامہ
اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ کوئی عمل

خواہ وہ کتنا ہی بہتر کیا جائے اس کی قبولیت کی کوئی شرط نہیں جب تک اس کا تعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو۔ کسی نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ فرض ہے پڑھنی چاہیے۔ یہ عماد الدین ہے۔ اگر نماز چھوڑ دی تو کفر ہو جائے گا۔ یہ فحاشی سے بچاتی ہے۔ یہ مومن کی معراج ہے۔ یہ ہمارا نظریہ ہے لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں کہ میں اس لئے نماز پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی سجدے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا سجود بھی حجاب میرا قیام بھی حجاب

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کیلئے نماز پڑھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی سجدے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ مبارک کو ٹھنڈک پہنچے۔

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے

عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا فرماتے ہیں۔ عقل بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں۔ عشق اور شوق بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بننا ہو۔ ان کے رنگ میں رنگا جانا ہو ان کی طرز پر زندگی بسر کرنی ہو۔ سیرت ان جیسی ہو جائے۔ صورت ان جیسی ہو جائے تو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمیں کیا نسخہ بتاتے ہیں۔ فرمایا

سرِ پا حسن بن جانا ہے ان کے حسن کا طالب

بھلا اے دل ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں

تیرے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آجائے تو تیرے چہرے پر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آجائے گا۔ آپ آزما کر دیکھ لیں۔ تم درود شریف نہ پڑھو اور نعت کے قریب تک بھی نہ جاؤ تو تیرے چہرے پر کبھی نور نہیں آئے گا۔ ساری نورانیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم والسلام سے محبت اور عشق سے آتی ہے

جس دل وچہ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا اس دل وچہ نور آجاندا اے

جدوں کر پیئے ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا محفل نوں سرور آجاندا اے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کوئی چیز مجھ سے مانگ لو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری صرف ایک ہی دعا ہے۔ ایک ہی تمنا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ بس اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ فرمایا کہ دیدار کر لو۔ غار ثور میں تین روز تک دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے تو تین دن بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل و صورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو گئی۔ مدینہ شریف پہنچے تو لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور غلام کون ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر پھیلا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا صرف یہ بتانے کے لئے کہ میں تو غلام ہوں آقا صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ ہیں۔ لیکن شکل کیوں تبدیل ہوئی۔ اس لئے ان کے حسن کے طالب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی حسن عطا فرمادیا یہ تمام چیزیں کہاں سے ملتی ہیں ایک تو درود شریف ہے اور ایک وہ دوسری چیز بھی بتاتے ہیں جو ان تمام کمالات کی بنیاد ہے۔ عشق و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب ہو ان کا احسان لینا ہو تو یہ اللہ والوں سے ملتا ہے۔ جس کے لئے ہم ہر روز دعا کرتے ہیں۔

اهدنا الصراط المستقیم ۵ صراط الذین انعمت علیہم (الفاتحہ ۵-۶) "ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا" جن لوگوں کا راستہ حضرت علامہ اقبال ہمیں بتا رہے ہیں یہ کون لوگ ہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کرنے والے لوگ ہیں اور تمہیں یہ محبت بھی ان سے ہی ملنی ہے اور ان کو کیا ملا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
انہیں لوگوں سے متعلق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عاشقان او زخوبان خوب تر
وزحینان جہاں مرغوب تر
دل ز عشق او توانا ے شود
خاک ہم دوش ثریا ے شود

جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں وہ سارے زمانے سے بہتر ہیں۔ سب سے اعلیٰ اور برتر ہیں۔ تمام حسینوں سے بھی زیادہ حسین ہیں۔ ان کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاقتور ہو گئے ہیں۔ وہ کتنے طاقتور ہو گئے ہیں کہ جیسے خاک ثریا سے ہم پلہ ہو جائے۔ جس طرح سے کہ خاک اڑ کر کہکشاں بن جائے جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں آتی ہے تو بندہ عظیم ہو جاتا ہے۔ جب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے تو بندے میں عظمت آجاتی ہے۔ ایک خاص چیز وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے

اگر کوئی شعیب آئے میر
شبابی سے کلیسی دو قدم ہے

فرمایا کہ اگر کوئی دلی کامل تمہیں مل گیا تو خواہ تو ایک ریوڑ چرانے والا ہی کیوں نہ ہو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام چراتے تھے تو وہ تمہیں پکڑ کر بارگاہ عالیہ میں ہم کلامی کرادے گا پھر فرماتے ہیں۔

عشق گیر از صحبت ارباب عشق
دین نہ پختہ گردد جز آداب عشق

اگر دین میں پختہ ہونا ہے۔ اگر دین کو سمجھنا ہے تو عاشق لوگوں کی صحبت اختیار کر تیرا دین پختہ ہو جائے گا۔ یہ عشق ان لوگوں سے ہی ملتا ہے۔ جب تک عشق کے آداب نہیں آتے تمہارے پلے میں کچھ نہیں پڑے گا۔ اور ایک خاص چیز جو وہ ہمیں بتاتے ہیں۔ نوجوانوں کیلئے بھی اور عمر رسیدہ کے لئے بھی لیکن نوجوان اس سے خاص فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ برائی سے بچنے کی تحریک اور نسخہ جو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ آپ میں سے جو لوگ بیرون ملک گئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بہت زیادہ عریانی ہے۔ نہایت ہی گناہ آلود زندگی ہے۔ ہمارے ہاں جو گناہ ہے وہاں وہ نیکی سمجھتی جاتی ہے۔ کوئی برائی وہاں برائی نہیں ہے۔ جو کوئی وہاں برائی نہ کرے اس کو کہتے ہیں کہ یہ بدھو ہے اس کو بندہ ہی نہیں سمجھتے۔ برائی کرنے والا جتنا کوئی برائی میں باہر ہے اتنا ہی وہ اچھا ہے۔ خواہ وہ لڑکی ہے یا لڑکا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی یورپ میں رہے ہیں۔ اس گندے معاشرے میں رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب۔ آپ کس طرح اس ماحول سے صاف بچ کر آگئے ہیں۔ پوچھا کہ آپ بھی اس گندگی میں بھنس گئے تھے یا بچ کر آگئے ہیں فرمایا کہ میں بچ کر آگیا ہوں پوچھا کہ کس طرح بچ گئے ہیں۔ فرمایا کہ

خبرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مجھے انگریزوں کی چمک دمک۔ لپ سٹک اچھی نہیں لگی۔ وہ مجھے اپنی طرف راغب نہیں کر سکی۔ صرف اس لئے کہ میں نے مدینہ شریف کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا ہوا ہے یہ اصل چیز ہے۔ یہاں بھی دو تین آدمی آئے ہیں ان سے بھی پوچھا کہ آپ کس طرح سے بچ کر آگئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم درود شریف پڑھتے تھے۔ درود شریف کی برکت سے ہمیں وہ ذلیل نظر آتے تھے۔ بجائے اس کے کہ ہم بھی ان کے ساتھ مل جاتے ہم بچ گئے ہیں صرف اس لئے کہ ہمارا ذکر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اسی کو بیان کرتے ہیں۔ کہ

خبرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

نجف جانتے ہو کہ کوئی جگہ ہے۔ جہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک ہے عراق میں ہے۔ ولایت کی گلیوں کی خاک کا بھی سرمہ ان کی آنکھوں میں ہے اور مدینہ پاک کی گلیوں کی خاک کا بھی سرمہ ان کی آنکھوں میں ہے۔ اسی لئے ان پر انگریزوں کی تہذیب اثر نہیں کر سکی۔ ہر برائی سے بچنے کیلئے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ تقویٰ کا منبع بھی وہی ہیں یا پھر ان کے غلاموں کی رفاقت ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زور دیتے ہیں۔ فرمایا

ادب گاہ ہست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ ہی آید جنید و بایزید این جا

فرماتے ہیں کہ آسمان کے نیچے لیکن عرش سے اعلیٰ مقام مدینہ منورہ میں ہے۔ یہ ہے تو

آسمان سے نیچے لیکن یہ عرش سے بھی اعلیٰ ہے جو آسمانوں کے اوپر ہے۔ یہ نہ سمجھنا کی عرش اوپر ہے اس لئے اعلیٰ ہے۔ نہیں نہیں یہ آسمان کے کو کے نیچے ہے لیکن عرش سے بھی افضل ہے۔ یہاں تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی سانس روک کر آتے ہیں کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔ یہی ان کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے پیغام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے فرماتے ہیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ دوست

اگر با او نہ رسیدی تمام بولہبی است

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں پہنچ جاؤ کہ یہی دین ہے۔ اگر تو وہاں نہیں پہنچا تو پھر تو ابولہب کے گھر پہنچ گیا ہے۔ اور دین سے نکل گیا ہے۔ ایک اور خاص نظریہ پیش فرماتے ہیں کہ اسی کائنات میں جس طرح نرود کی آگ تھی۔ چاروں طرف سخت آگ لگی ہوئی ہے لیکن اس کے اندر ہی گلزار بھی ہے۔ باغ بھی ہے۔ آگ سے باہر نہیں بلکہ آگ کے اندر باغ ہے۔ اس کائنات میں جہاں بے سکونی ہے وہیں اس میں سکون بھی ہے اسی میں گناہ ہے اسی میں نیکی بھی ہے۔ اسی میں برائی بھی ہے اور اسی میں اچھائی بھی ہے۔ دونوں متضاد اکٹھی چل رہی ہیں۔ بے سکون والے بھی اسی میں ہیں اور سکون والے بھی اسی میں ہیں تو پھر یہ سکون والی چیز اور بے سکونی والی کس طرح سے مل سکتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

بے خطر کوڈ پڑا آتش نرود میں عشق

عقل ہے نحو حیرت لب بام ابھی

تو بھی عشق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گم ہو جا۔ تیری بھی دنیا بدل جائے گی۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ اسی دنیا میں لگی ہوئی ہے۔ برائی کی آگ لگی ہوئی ہے۔ ذکیٹی اور چوری کی

آگ لگی ہوئی ہے۔ ہر گناہ کی آگ لگی ہوئی ہے۔ زنا کی آگ لگی ہوئی ہے۔ لیکن اگر تو بچتا چاہتا ہے تو پھر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں غوطہ زن ہو جا۔ ہر برائی سے بچ جائے گا۔ ایک بات عرض کرتا ہوں کہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حشر والے دن بھی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ لے رہے ہیں۔ وہ اس طرح سے کہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

یا اللہ آپ بے نیاز ہیں۔ میں تو ایک فقیر ہوں۔ روز محشر میرا عذر قبول کر لے۔ اگر آپ نے میرا حساب کتاب لینا ہی ہے تو آپ میرا حساب کتاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کے سامنے نہ لینا۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو ظاہری بات ہے کہ میرا نامہ اعمال کھلے گا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ ہوگا کہ میرا امتی ہو کر ایسے کام کرتا رہا ہے۔ اس لئے میرا حساب کتاب ان کے سامنے نہ ہوتا کہ ان کو میری وجہ سے شرمندگی نہ ہو۔ یا اللہ میرا حساب کتاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نہ لینا۔ ان سے چھپا کر لینا۔ ایک تو اس کا یہ مطلب ہے ایک اس کا دوسرا مطلب بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ہر جگہ پر ہے۔ دنیا و کائنات میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ ہو۔ کیا یہ محفل ان کے سامنے نہیں ہو رہی ہے۔ جو محفل اس وقت لندن میں ہو رہی ہے کیا وہ ان کی نظروں کے سامنے نہیں ہے۔ جو جاپان میں ہو رہی ہے اور جو کچھ سیٹلائٹ پر گزرتا ہو رہی ہے کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں ہے۔ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر جگہ ہے۔ اس لئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ نہ کوئی جگہ ایسی ملتی ہے جہاں نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اور نہ ہی میرا حساب کتاب ہوتا ہے۔ میں نے بغیر حساب کتاب کے ہی پاس ہو جانا ہے۔ پھر فرمایا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہے دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
تو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

جنت بنائے خدا تو بسائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نامہ جہنم لگائے خدا تو بجھائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تو یہ سارا کرم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ہمارے اعمال اس قابل نہیں ہیں کہ نجات کا ذریعہ بن سکیں لیکن اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آجائیں تو بخشش ہو جائے گی جسے ایک ذرہ برابر بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اسے جہنم کی آگ جلا نہیں سکے گی جس کے عقیدے میں یہ چھوٹی سی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکے گی۔ اور پل صراط ہے اور نیچے دوزخ ہے۔ پل صراط بہت باریک ہے اور بہت طویل راستہ ہے بندہ پانچ سو سال دوڑتا رہے تو پھر بھی پار نہیں جاسکتا اگر کوئی ایسا بندہ ہے کہ جس کے عقیدے میں یہ بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں تو دوزخ اس سے پناہ مانگتی ہے کہ یا اللہ اس کو جلدی گزار دے ورنہ اس کے نور سے میں بجھ رہی ہوں اور پھر میں تیرے دشمنوں کو جلا نہیں سکوں گی۔ نور کا یہ عالم ہے دوزخ کے نگران فرشتہ کا نام مالک ہے اسے دوزخ کیوں نہیں جلاتی حالانکہ وہ دوزخ میں بھی جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنا ہے اور وہ ہر وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے اس لئے جہنم میں رہتے

ہوئے اس کو جہنم کی آگ جلا نہیں سکتی ساری دنیا کو آگ جلا رہی ہے لیکن جس کی زبان پر درود شریف ہے اس کو نہیں جلا رہی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہ درس دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نظریے کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس اعتبار سے بھی بہت بڑی ہستی ہیں کہ جب برصغیر آزاد ہو رہا تھا۔ پاکستان ہندوستان بن رہے تھے۔ اس وقت تین کروڑ مسلمان تھے اور ان میں سے ایک بھی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کو پاکستان بنانے کی سوچ ہو۔ ہر کوئی اسمبلی کی نشستوں پر جھگڑ رہا تھا۔ مسلمان 33 فیصد طلب کر رہے تھے اور ہندوان کو 25 فیصد دے رہے تھے۔ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ 33 فیصد نشستوں کے حصول پر مطمئن تھے کہ اگر اتنی سیٹیں مل جائیں تو بہت کام بن جائے گا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ 33 فیصد لے کر بھی مسلمان Minority اقلیت میں ہی رہیں گے۔ فیصلہ تو باقی 67 فیصد کریں گے۔ وہ پھر بھی Majority اکثریت میں رہیں گے اور اسمبلی میں اپنی مرضی کا قانون بنائیں گے۔ مسلمان 33 فیصد لے کر بھی کوئی اپنی مرضی کا قانون پاس نہیں کرا سکیں گے فرمایا کہ نشستوں کو چھوڑ دو۔ علیحدہ ملک مانگو۔ پاکستان مانگو۔ جہاں سب کے سب مسلمان ہوں اور ہر فیصلہ ان کے حق میں ہو۔ یہ تحیل صرف علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ پاکستان ایک آزاد ملک کا نظریہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے اور اسی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نظریہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیا ہے۔ قرآن وحدیث ہر فرقہ پڑھ رہا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس طرح حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکا ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے جہاں اور کئی احسانات ہیں وہاں ان کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل دین قرار دیا ہے۔ دین ہمہ اوست۔ سارے کا سارا دین حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں اگر تو ان کے پاس نہیں پہنچ سکا تو پھر کافر کا کافر ہی ہے اللہ تعالیٰ ان کے نظریہ سے ہمیں قائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہمارا عقیدہ صحیح ہو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا انجام کیا بیان کروں۔ لوگوں کو شک تھا کہ حضرت داتا صاحب بھویری رحمۃ اللہ علیہ جہاں ان کا دربار ہے وہ وہاں دفن نہیں ہیں بلکہ کسی اور جگہ پر دفن ہیں۔ اور داتا صاحب کی قبر میں کوئی اور صاحب دفن ہیں۔ کراچی میں ایک مایہا شخص تھا اسے کشف القبور تھا۔ قبر کے حالات کو جان لیتا تھا۔ اگرچہ ظاہری آنکھوں سے اسے نظر نہیں آتا تھا۔ اسے کراچی سے بلایا گیا کہ وہ دیکھ کر بتائے کہ مزار شریف میں کون ہے کیا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا کوئی اور صاحب ہیں۔ یہ ٹیسٹ کرنے کیلئے کہ اس کو کچھ پتہ بھی ہے کہ نہیں۔ اس کو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لے گئے اور کہا کہ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے آپ بتائیں کہ آیا اس میں داتا صاحب ہیں یا کوئی اور صاحب دفن ہیں۔ اس مایہا شخص کو جو بصیرت تھی یا جو کچھ کشف تھا اس کے ذریعہ سے اس نے بتایا کہ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو نہیں ہیں لیکن یہ کوئی ایسا خوش نصیب بندہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما ہیں اور یہ ان کو دیکھا ہلا رہے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ اشعار لکھے ہیں۔ ان کا انجام یہ ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ نظریات ہم بھی اپنائیں تو ہمارا بھی انجام یہی ہو جائے یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم ہیں اگر عملی طور سے نہیں تو عقلی طور سے عقیدہ کے طور پر دینی طور سے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل جائیں تو انشاء اللہ ہمارا انجام بھی ان جیسا ہو جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ العین

دعا کوڈا کٹر علی محمد سابقہ ڈین زرعی یونیورسٹی۔ فیصل آباد 06-06-03

محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکنامکس

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین: میں اکنامکس پڑھا ہوا ہوں اس لئے ہر چیز میں اپنا نفع مد نظر رکھتا ہوں۔ یہ ایک درخت ہے اس کو جو بھی دیکھے گا وہ اپنی نظر اور نظریے کے مطابق دیکھے گا۔ تر کھان اس کو دیکھے گا تو وہ سوچے گا کہ اس میں سے فرنیچر کون سا بن سکتا ہے۔ بکریاں چرانے والا دیکھے گا تو وہ یہ دیکھے گا کہ اس کے پتے بکریوں کی خوراک بن سکتے ہیں کہ نہیں۔ کوئی ڈاکٹر صاحب دیکھے گا تو وہ سوچے گا کہ یہ درخت کون سی دوائی بنانے کا کام آسکتا ہے۔ کون سی بیماری کا علاج اس سے ممکن ہے۔ یہ درخت کون سی بیماری پیدا کر سکتا ہے جغرافیہ والا دیکھے گا تو سوچے گا کہ اس کی موجودگی سے موسم پر کیا اثر ہو سکتا ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کوئی اپنی نظر سے دیکھتا ہے۔ میں جس نظر سے دیکھتا ہوں وہ میں عرض کرنا ہوں۔ کوئی درود شریف نہ پڑھے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ منائے تو اس کے پلے کوئی چیز نہیں ہے

ذکر روئے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اگر حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نقشہ کھینچتے ہیں کہ کوئی کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرو۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ مناؤ۔ یہ تجھے کیا دے سکتے ہیں یہ فضل

کاٹا ہے۔ اور ہر دم ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں نقص ڈھونڈتا رہے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جیسا مردک یعنی برا آدمی بھی کیا امتی ہو سکتا ہے اگر اچھا ہونا چاہتے ہو درود شریف پڑھو۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناؤ تو تمہیں فائدہ ہے۔ اگر کہو کہ مجھے کیا ضرورت ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تیرے دین کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تیرے سجدوں کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ کیا تیرا تعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والہ سے ہے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والا ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم والا ہے تو پھر تو اس کا ہے۔ اتنا ضروری ہے۔ سب سے بڑی ہستی اللہ تعالیٰ ہے اور سب سے بڑا انعام حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سب سے افضل پاکیزہ مقام مدینہ منورہ ہے۔ سب سے اچھا انجام بخشش اور سب سے اچھا گھر جنت ہے۔ سب سے پاکیزہ مخلوق فرشتے ہیں۔ آپ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کریں۔ گلی میں کریں کہ گھر میں کریں جو نبی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے نعت شریف شروع ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ خود اپنی قدرت کے ساتھ وہاں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ جلیں ہوتے ہیں۔ جلسہ کر کے بیٹھتے ہیں جس طرح آپ چوڑی مار کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے۔ بیٹھنے سے پاک ہے لیکن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں قریب ہو جاتے ہیں یہ حدیث پاک ہے۔ حدیث قدسی ہے فرمایا کہ میں خود آ جاتا ہوں۔ میں خود سنتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آتے ہیں فرشتے آ جاتے ہیں۔ محفل سے نور نکلتا ہے۔ محفل سے خوشبو نکلتی ہے تمام انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تشریف لاتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ نظر عطا کرے جو تمام ہستیوں کو دیکھ سکے۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق

ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق ہیں۔ محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے واپس جا کر عرض کرتے ہیں۔ کسی جگہ موقعہ پر خواہ آئی جی یا ڈی آئی جی خود بھی موجود ہوں اور ساری کاروائی دیکھ بھی رہے ہوں پھر بھی سی آئی ڈی والوں نے اپنی رپورٹ ضرور لکھنا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حالانکہ خود بھی موجود ہوتے ہیں پھر بھی فرشتے جا کر رپورٹ کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک محفل تھی جس میں تیرا ذکر ہو رہا تھا۔ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ ایک تو صرف روٹی کھانے آگیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ دیگ پک رہی ہے چلو کھانا ملے گا۔ کوئی محلہ داری میں آجاتے ہیں کوئی دوستی میں آجاتے ہیں۔ کوئی سی آئی ڈی کا بندہ آگیا کوئی "را" کا ایجنٹ آگیا۔ کوئی کیسے آگیا کوئی کیسے آگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کوئی تو ان میں سے محفل میلاد کے لئے بھی آیا ہو گا اس کے پاس بیٹھنے والا بندہ جنہی نہیں رہتا۔ جنتی بن جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں کیا ہے۔ وہاں نور ہے۔ خوشبو ہے فرشتے اترتے ہیں۔ بخشش کا سامان ہوتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ ساری چیزیں ہوتی ہے۔ نور بھی ہوتا ہے خوشبو بھی ہوتی ہے۔ فرشتے بھی ہوتے ہیں بخشش بھی ہوتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں کہیں بھی محفل میلاد ہوتی ہے وہ میری قبر انور میں ہوتی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اتنی وسیع ہو جاتی ہے کہ فیصل آباد بھی اس میں آ جاتا ہے۔ فرمایا فیصل آباد کو چھوڑ دو پوری کائنات میری ہتھیلی پر رائی کا دانہ ہے۔ رائی کے دانہ میں پوری کائنات ہے تو فیصل آباد کتنی دور ہو گا۔ اور یہ قرب صرف میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ یہ کسی اور چیز سے نہیں ملتا۔ اگر سجدوں سے ملتا ہوتا۔ سبحان اللہ کہنے سے ملتا

ہوتا تو یہ شیطان کو مل چکا ہوتا۔ منافق بھی لے جاتا کہ وہ مجاہد بھی ہے شہید بھی ہے۔ پھر بھی کچھ نہیں ہے۔ اس کی زندگی میں کس چیز کی کمی ہے۔ درود شریف اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمی ہے کوئی منافق نعت شریف اور درود شریف پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ کہنے کو تیار ہے۔ الحمد للہ کی لمبی تسبیح ہے۔ یاحی یا قیوم بول رہا ہے۔ طواف کعبہ ہے لیکن اس کی قسمت میں مدینہ منورہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر کو مدینہ منورہ کر دیتے ہیں جس گھر میں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ آپ کے سامنے نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

میں نہیں مانگتا زمانے سے
میرا رابطہ ہے خنی گھرانے سے
رحمتوں سے سجا ہے یہ گھر میرا
محفل نعت کے بہانے سے
غم کی تنہائیوں کا پہرہ تھا
بن گئی بات ان کے آنے سے
بھاگ جتنے لگے نیازی کو
یہ ہیں محمد ﷺ کے گھرانے سے

رحمتوں سے گھر کس طرح سے سج جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی سے بڑی تیزی سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز تیز چلتے ہوئے حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور پوچھا کہ کیا کر رہے ہو۔ حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی غلٹ میں تشریف لائے اور اتنی جلدی سے

پوچھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں۔ میری بیوی بچے ہیں اور بیٹھے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا دشریف سے متعلق باتیں کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم اٹھاؤ کہ واقعی تم یہ کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے ہم یہی کر رہے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تمہارے گھر کی طرف کھلے ہیں۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ ہے۔ آپ بھی کرئیں۔ میں بھی کر لوں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے ہماری طرف بھی کھل جائیں گے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کرے گا قیامت تک آنے والا جو کوئی بھی ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر برسی رہے گی زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں۔ زیادہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے گھر میں محفل کر لو اپنے بیوی بچوں کو لے کر بیٹھ جاؤ۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرو تو رحمت کے دروازے تمہارے گھر کی طرف بھی کھل جائیں گے۔ ایک اور نعت بھی ہے جو بخشش کا بہانہ ہے۔

ثائے محمد ﷺ جو کرتے رہیں گے
وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے
وہ لحات بخشش کا سامان ہوں گے
جو ذکر نبی ہیں گزرتے رہیں گے
حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی
جو ان کی محبت میں مرتے رہیں گے
انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے

نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے
ہر اک گام پر ہم کو معراج ہو گی
جو سر ان کے قدموں میں دھرتے رہیں گے
ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا
تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے

کئی دفعہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ سبق تمہیں اچھی طرح سے یاد ہو جائے۔ ایک آدمی تھا جس کے سارے کام ہی بگڑے ہوئے تھے۔ بڑی لمبی عمر تھی پانچ سو سال عمر اور اتنا ظالم کہ جب فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کو دفن کرنا بھی کوارا نہ کیا اور اپنا غصہ اتارنے کے لئے انہوں نے اس کی ٹانگوں میں ری ڈالی اور کتے کی طرح ٹھیسٹے ہوئے باہر لے جا کر روڑی پر پھینک دیا کہ اس کو کتے بلے چیل کوڑے وغیرہ کھا جائیں تو شاید ہمیں کچھ ٹھنڈ پڑے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہے اس کو اٹھاؤ غسل دو جنازہ پڑھاؤ اور جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائیگی۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ اتنا ظلم کرنے والا تھا۔ کسی کو معاف نہیں کرنا تھا ہر شخص اس کے ظلم سے تنگ تھا اور لوگوں نے اپنے غصہ کا اظہار کرنے کے لئے اس کو گلیوں میں گھسیٹا اور باہر پھینک دیا۔ یا اللہ اس کی بخشش کس طرح سے ہوئی۔ ہر حال حکم الہی کے مطابق اس کو اٹھایا غسل دیا۔ جنازہ پڑھا۔ دفن کیا۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ اس کی بخشش کا کیا ذریعہ بن گیا۔ فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیری شریعت کے مطابق یہ اسی انجام کا مستحق تھا جو اس کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے اس نے توریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی اس نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا۔ پس مجھے اس کا یہ عمل پسند آگیا۔ میں نے اس کو بخش دیا تو بھی گھر

جا کر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے۔ اپنی ہتھیلی پر ہی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر بوسہ دے لو تمہارا تعلق بن گیا۔ اس شخص نے تعلق پیدا کیا تو اس کی بخشش ہو گئی جس نے جنازہ پڑھا وہ بھی بخشا گیا۔ جو اس کا ذکر کر رہا ہے اس کی بھی بخشش ہو گئی۔ جس نے اس کا ذکر سنا وہ بھی بخشا گیا۔ کتنی بخشش کا بہانہ ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کتنا تھا کہ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دیا ہے۔

تعظیم جس نے کی محمد ﷺ کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ادب والی جتنی بھی نسبت کر لو گے وہ تمہاری بخشش کا ذریعہ بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایسا تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ایک اور بات بھی کرنی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تو اک اور چنڈ اور تھوہر وغیرہ کے نہایت کڑوے رس نکال کر لاتی ہے اور اس سے شہد بناتی ہے تو یہ شہد کس طرح سے مٹھا ہو جاتا ہے۔ عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ رس واقعی کڑوا ہوتا ہے پھیکا بھی ہوتا ہے بد مزہ ہوتا ہے۔ ہم اس کو اکٹھا کر کے لاتی ہے اور اس پر درود شریف پڑھتی ہیں تو یہ مٹھا ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کی بات سنو۔ اے لوگو تمہارے اعمال بھی کڑوے۔ پھیکے اور ناکارہ ہوں گے گندے اعمال ہوں گے۔ نماز پڑھی لیکن ریا کاری والی پڑھی ہے۔ روزہ دکھلاوے کے لئے رکھا ہے۔ حج قربانی سب کچھ دکھلاوے کے لئے کیا ہے۔ یہ سب کڑوے ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے اعمال کو لپیٹ کر ہمارے منہ پر مار دیتا ہے۔ ابھی ہم نے نماز پڑھی ہے کیا کسی کو یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے یا یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں کیونکہ

یہ ہے تاکہ احسان کیا ہے۔ احسان یہ ہے کہ نماز اس طرح سے پڑھے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہیں تو کم از کم یہ ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے ہم نے جو ابھی نماز پڑھی ہے کس نے اس نظریہ سے نماز پڑھی ہے۔ امام صاحب بھی ہیں مقتدی بھی ہیں۔ اگر اس نظریہ سے نہیں پڑھی تو وہ نماز کیا ہوئی۔ کیا یہ کڑوی ہو گئی ہے کہ نہیں ہوئی ہے۔ یہ پھیکی ہوئی ہے کہ نہیں۔ یہ بد مزہ ہوئی ہے کہ نہیں۔ یہ ناکارہ ہوئی ہے کہ نہیں۔ تو پھر اس کو درود شریف پڑھ کر مٹھا کر لو۔ درود شریف سے میٹھی ہو جائے گی اور کسی چیز سے نہیں ہوگی، کیا تیرے قربانی کرنے میں ریا کاری نہیں ہے تیری سخاوت کرنے میں تیری زکوٰۃ دینے میں ریا کاری نہیں ہے۔ اپنے گاؤں میں زکوٰۃ کی رقم نمبر دار کو دیں تو وہ اپنے ہی نوکروں کو دے کر باقی مستحقین کوڑکا دے گا۔ ایک تو یہ ہے کہ خود زکوٰۃ نہیں دی۔ بلکہ دوسروں سے حاصل کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم بھی خود ہی کھا گیا اور اسی زکوٰۃ سے اپنے نوکروں کو پیسے دے کر سارا سال اپنے مویشیوں کو چارہ ڈلواتا رہا۔ یہ ریا کاریاں ہیں یہ ہمارے ناکارہ اعمال ہیں۔ یہ صرف ایک نمبر دار ہی کی بات نہیں ہم سب ہی مجرم ہیں۔ آدے کا آدہ ہی بگڑا ہوا ہے اور اس کو درست کرنے والا درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے فرشتے پیدا فرمائے ہیں ان کو اپنے سامنے مٹھا کر جس طرح آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اپنی شان کے مطابق کرسی لگا کر اپنی کیفیت کے مطابق جو بھی اس کی ہے ہر لمحہ درود شریف اور ہر لمحہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کا عمل ہے۔ یہ اس کی سنت ہے یا اللہ تیرا کتنا خاص کرم ہے کہ ہم بھی اسی پر عمل کر رہے ہیں۔ کو کہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے مطابق نہیں کرتے۔ آج تک کوئی نعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نہیں لکھی گئی۔ قرآن مجید میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف آئی ہے حدیث پاک

میں آئی ہے اس کے باوجود حضور علیہ السلام کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے حافظ بھی ہیں قرآن مجید کے عالم بھی ہیں۔ حدیث شریف کا بھی علم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بھی علوم عطا ہوئے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیئے ہیں۔ اب دیکھو کہ جس کے سینے میں تمام علوم الہیہ ہیں اس کو پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مجھے کتنا جانتے ہیں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابتدائے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے ہرگز نہیں جانتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کے راز کو کون جانے۔ اور یہ راز کب کھلے گا فرمایا کہ حشر والے دن میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود پر بٹھا کر خود اس کی نعت پڑھوں گا تو راز کھلے گا۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

ہم جو کچھ بھی تعریف کرتے ہیں وہ اپنے فضیل اور تصور کے مطابق کرتے ہیں آخر کار یہی ہے۔

لا یمكن انشاء كما كان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہتے مہر علی کہتے تیری ثناء

گستاخ اکھیاں کہتے جا لڑیاں

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور

پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ کی

اتنی ناکارہ اتنی ناکافی اور اتنی sub-standard سمجھ لو کہ ہماری نعتیں ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنے کریم ہیں کہ وہ پھر بھی قبول فرما لیتے ہیں۔ نماز کے لئے وضو کا ہونا ضروری ہے لیکن بعض اوقات ایسی حالت ہوتی ہے کہ کوئی مریض ہے۔ اس کو بوا سیر ہے۔ خون بہہ رہا ہے تو اس کی نماز کس طرح سے ہو سکتی ہے۔ وہ معذور ہے وہ ایسی حالت میں نماز ادا کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ کسی کی ہوا خارج ہوتی ہے۔ کنٹرول نہیں کر سکتا۔ مریض ہے وضو چند منٹ بھی قائم نہیں ہو سکتا وہ نماز پڑھ لے اس کے نماز ہو جائے گی۔ حالانکہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے آپ نعت کو یائی میں اپنا زور لگائیں۔ آپ کا جو علم ہے اس سے آگے اور زیادہ بھی ہے لیکن آپ کو وہ علم نہیں ہے تو آپ اس علم کیلئے معذور ہیں۔ اس معذوری کی بناء پر آپ کی نعت قبول ہو جاتی ہے۔ اب سارے نعت خواں، نور جہاں کی آواز والے تو نہیں ہیں کئی ایسے ہیں جن کو نعت پڑھنا آتی ہی نہیں ہے میری آواز ہی تو ہے جو میں نے نعت شریف کے لئے نکالی ہے۔ آواز بھدی بھی ہو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تعلق کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ صرف نسبت سے ہی گزارہ ہے تو صرف یہ ہی کہتا رہ کہ کبھی دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ بھی نسبت رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفل میلاد النبی منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسی محافل میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش ممتاز احمد صاحب (ایف ڈی اے) گرین دیو کا لوئی 30-5-03

توجہ کا مرکز

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ

مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی

النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا

سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

معزز حاضرین: ایک مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی سے سبق سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے

جن علاقوں میں پانی کی قلت ہے وہاں دور دراز سے عورتیں گھڑوں میں پانی لاتی

ہیں۔ دو دو گھڑے سروں پر اور ایک ایک پہلو میں بھی پکڑا ہوتا ہے۔ وہ اسی حالت میں

سفر بھی کرتی ہیں باتیں بھی کرتی جاتی ہیں لیکن ان کا خیال ان کا دھیان ان کی توجہ ہر

وقت گھڑے میں ہوتی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کا دھیان گھڑے سے نہیں ہٹتا

ہے۔ ان کو ٹھیک طرح سے سر پر رکھنے سے اور ان کا توازن قائم کرنے میں۔ خیریت سے

گھر تک لے جانے میں وہ ہمہ تن اپنی توجہ اپنے گھڑوں پر ہی رکھتی ہیں۔ خواہ وہ اپنے

بیٹے کی بات کر رہی ہے خواہ وہ اپنی پڑوسن کی بات کر رہی ہے۔ خواہ وہ کھیت کے بٹے سے

گزر رہی ہے کھیت میں پٹری پگڈنڈی سے گزر رہی ہے۔ خواہ وہ کھائی کو پھلانگ رہی ہے

لیکن اس کا خیال اس کے گھڑے میں ہے۔ بظاہر آپ کو وہ کسی اور کام میں مصروف نظر

آئے گی لیکن درحقیقت وہ اپنے گھڑے میں مصروف ہے میرا سوال یہ ہے کہ ہمیں کس کا

خیال رکھنا چاہیے کس طرف دھیان رکھنا چاہیے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی چیز بھی ہے کہ جس

طرف ہمیں بھی اپنا پورا دھیان رکھنا چاہیے۔ تاکہ جس طرح سے اس عورت کا گھڑا

خیریت سے گھر پہنچ جاتا ہے ہم بھی جنت میں خیریت سے پہنچ جائیں۔ آئیے ہم اللہ تعالیٰ

سے پوچھ لیتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ لیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ ہمیں کسی خیال میں رہنا چاہیے

یا بے خیالی میں ہمارا دل جدھر چاہے چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اسے کسی کی

ضرورت نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہونے کے باوجود ہر لمحہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ جب وقت بھی نہ تھا اس وقت سے اور جب وقت نہیں رہے گا

اس وقت تک وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ رہا ہے اور پڑھتا

رہے گا اگر دوام ہے تو ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے اور یہ قدرت کی زبان ہر

ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دھیان رکھتا ہے

ہم نیاز مند ہو کر نہیں رکھتے حالانکہ ہمیں بھی حکم ہے کہ اس ہستی کی طرف دھیان

رکھیں۔ اگر دھیان رکھو گے تو تیرا گھڑا بھی خیریت سے گھر پہنچ جائے گا۔ تیری منزل تجھے

مل جائے گی۔ ورنہ تو راستہ بھول جائے گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ہر لمحہ کوئی fraction of

time بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر قدرت چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہٹائی

ہو۔ ہم ادھر ادھر کھو جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ہر لمحے اس کی نظر قدرت

اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی طرف ہی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شان

مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر لمحہ بحال رکھتا ہے۔ اگر کسی سے ذرا بھی بے ادبی یا گستاخی

ہو جائے تو اس کا بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ ایک فرشتہ تھا جس کی ڈیوٹی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی

توحید بیان کرتا رہے۔ کسی آسمان پر اس کا قیام تھا۔ ستر ہزار فرشتے اس کے سامنے بیٹھے

ہوتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتا رہتا تھا۔ معراج کی رات جب حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی سواری اس کے پاس سے گزری اس کے جوطالب علم فرشتے تھے وہ ادب

سے کھڑے ہو گئے لیکن اس نے سوچا کہ وہ توحید بیان کرنے والا ہے۔ وہ کسی اور کے

لئے کیوں کھڑا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری گزر گئی۔ وہ استاد فرشتہ بیٹھا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہیں کی۔ اسے فرشتہ ہونے سے ہٹا دیا۔ اس کی نورانیت ختم کر دی۔ اس کا علم سلب کر کے اسے زمین پر بھیج دیا۔ آپ پڑھیں درود شریف اللہم صلی علی محمد وعلی آلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں۔ جو بندہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود شریف عطا کرتا ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ کرتا ہے۔ دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور جنت میں اس کے درجے بلند کر دیتا ہے اتنا دھیان وہ رکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کوئی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا پڑھ رہا ہے۔ وہ کیا دے رہا ہے وہ کیا عرض کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا نواز دیتے ہیں جس طرح عورتیں اپنے گھڑے میں خیل رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خیال رکھتے ہیں نہ خلقو بالاخلاق اللہ۔ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کام کرتے ہیں اسی طرح سے تم بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یَا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ ہر لمحہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد اب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھیں۔ کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل یہ نہ چاہتا ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھیان ہر لمحہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی لگا ہوا ہے۔ کپڑا بچ رہے ہیں۔ کاروبار کر رہے ہیں۔ بیوی بچوں میں بیٹھے ہیں گلی میں جا رہے ہیں۔ مسجد میں ہیں۔ کہیں بھی ہیں اور کچھ بھی کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کا دھیان ہر لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی لگا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے اور آپ میرے ساتھی ہوں گے تیار رہنا۔ اس بات کو تقریباً 9 ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ جس رات اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حکم دے دیا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آج رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر جائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدھے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری تیاری کے ساتھ باہر نکلے۔ اس سے قبل ہی اہل خانہ کو حکم دے رکھا ہے کہ بیٹی نے کیا کرنا ہے۔ بیٹے نے کیا کرنا ہے۔ ہر چیز مکمل کر کے پورے نو ماہ ہر طرح سے تیاری کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر لمحہ توجہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہی ہے۔ ایک صحابی حضرت ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہاری توجہ کس طرف رہتی ہے۔ تمہارا وظیفہ کیا ہے۔ تمہارا عمل کیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھوڑا سا درود شریف پڑھ لیتا ہوں۔ کچھ حمد بیان کرتا ہوں۔ کچھ تسبیح کر لیتا ہوں۔ کچھ نقل پڑھ لیتا ہوں جو بھی اس کا وظیفہ تھا وہ بیان کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کی میری طرف توجہ زیادہ رکھو درود شریف زیادہ پڑھا کرو۔ اچھے رہو گے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے وقت کا تیسرا حصہ درود شریف کے لئے وقف کر دوں گا۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر لوں گا۔ ایک حصہ آرام کر لوں گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ درود شریف زیادہ کرو۔ اچھے رہو گے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آدھا وقت درود شریف کے لئے وقف کرتا ہوں فرمایا اور زیادہ کر لو۔ عرض کیا کہ میں پونا ٹائم (3/4 حصہ) درود شریف کیلئے وقف کرتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اور زیادہ کر لو۔ اچھے رہو گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مرضی ہے کہ میں ہمہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی پڑھتا رہوں۔ فرمایا اگر ایسا کر لو گے تو تیری دینی دنیاوی ہر خواہش پوری ہو جائے گی تیرا ہر کام آسان ہو جائے گا۔ اور تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اپنا دھیان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رکھنے کا یہ صلہ ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر لمحہ اپنے امتیوں کی طرف دھیان رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف بھی پوری توجہ اور دھیان رکھتے ہیں اور اپنے امتیوں کی طرف بھی نظر عنایت رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر لمحہ اپنے امتیوں کی طرف دھیان رکھتے ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ ایک لمحہ ہم سے ہٹ جائیں تو ہم بے ایمان ہو جائیں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں وہ اس وقت باہر اپنے کھیتوں میں مل چلا رہے تھے۔ انہیں جب یہ خبر ملی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے ہیں تو اس نے دعا کی کہ یا اللہ میں نے اپنی آنکھیں صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے رکھی تھیں اب وہ نہیں ہیں تو مجھے بھی آنکھوں کی ضرورت نہیں رہی۔ یا اللہ میری بینائی واپس لے لے۔ وہ اسی لمحہ نابینا ہو گئے۔ ہم ادھر ادھر دیکھتے ہیں وہ کیا دیکھتا ہے۔ وہ ادھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہے ادھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کرتا ہے۔ اسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ دیکھیں کہ وہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی لگی ہوئی ہے اور جب پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا فانی سے تشریف لے گئے ہیں۔ پردہ فرمایا ہے تو دعا کرتا ہے کہ یا اللہ میری بینائی ختم کر دے تو اسی لمحہ اندھا ہو گیا۔ اس کی توجہ ہر وقت چہرہ انور کی تلاش میں ہے کہ ادھر مل جائے ادھر مل جائے تو زیارت ہوتی رہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمیں کیا درس دیتے ہیں کہ جو بھی کام کرو اس میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی کا خیال رکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا مرضی ہے۔ کسی نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس لئے نماز پڑھتا ہوں کہ جب سے میں نے یہ حدیث شریف پڑھی ہے کہ نماز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میں سجدہ کرتا ہوں کہ میرے کسی سجدہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچ جائے۔ نماز ہم بھی پڑھتے ہیں اور نماز علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی پڑھتے ہیں ہمارا مدعا اور ہے اور ان کا مقصد اور ہے وہ خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں کہ ساری دنیا مجھے راضی کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ اور میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے میں لگا ہوا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بڑے بزرگ ہیں۔ بڑی شان والے ہیں۔ اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ لیکن ان کو یہ عظمت کس طرح سے ملی۔ انہیں پتہ چلا کہ پانچ سو میل دور کوئی بزرگ ہیں۔ آپ اس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو وہ بزرگ مدینہ منورہ کے رخ پر کھڑے تھے اور اسی طرف تھوک دیا حالانکہ مدینہ شریف وہاں سے پانچ سو میل دور تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو بزرگ کی ملاقات کئے بغیر ہی واپس چل دئے۔ ان بزرگوں نے بلایا کہ آپ بڑی دور سے تشریف لائے ہیں۔ آئیں بیٹھیں۔ کوئی حال احوال سنائیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں میں آپ کے پاس نہیں بیٹھوں گا۔ عرض کیا کہ کیا وجہ ہوئی ہے۔ فرمایا میں

تمہارے پاس نہیں بیٹھ سکتا تمہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر کا ادب ہی نہیں ہے۔ ادھر منہ کر کے تھوک رہے ہو۔ عرض کیا کہ بے خیالی میں ایسا ہو گیا ہے۔ فرمایا مجھے ایسے بزرگ کی زیارت کی ضرورت ہی نہیں ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے نیاز ہو اور اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال اور دھیان ہی نہ رہے۔ جو آدمی ایک لمحہ کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھول جائے اس میں کون سی بزرگی ہے۔ آپ وہاں سے واپس آگئے۔ رات خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زیارت سے نوازا فرمایا کہ تو نے میرے شہر کا ادب کیا ہے۔ میرا ادب کیا ہے۔ اور اس بزرگ کی زیارت سے انکار کر دیا ہے صرف اس لئے کہ اس نے میرے شہر کی طرف منہ کر کے تھوک دیا ہے۔ میں تمہیں اولیاء اللہ کا سردار بنانا ہوں۔ ہم بے خیالی میں جدھر کو چاہے منہ کر کے تھوک لیتے ہیں۔ جو عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں وہ ہر حال میں خیال رکھتے ہیں۔ دھیان رکھتے ہیں اور احترام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تب وحی تھے۔ جب وحی کا نزول ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بتاتے جاتے اور وہ لکھتا جاتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو قرب اسے حاصل تھا اس کی وجہ سے اسے بھی وحی کا نزول ہونا نظر آنے لگا۔ اس میں غرور اور تکبر پیدا ہو گیا کہ یہ شرف تو مجھے بھی حاصل ہے کہ میں بھی وحی آتے دیکھ سکتا ہوں۔ یہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی اعزاز نہیں ہے یہ تو مجھے بھی پتہ چل جاتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کیا پیغام لے کر آ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک پیچھے باتیں بنانے لگا۔ بے ادبی اور گستاخی میں آگیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب یہ مرے گا تو اسے زمین قبول نہیں کرے گی۔ پوری روئے زمین کو علم ہو گیا اور خیال رکھا کہ یہ بندہ کب اور کہاں مرتا ہے

کہاں دفن ہوتا ہے تاکہ اسے اگل کر باہر پھینک دیا جائے۔ زمین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا اتنا خیال رکھا۔ یہ بندہ کوئی تیس سال بعد فوت ہوا۔ اسے دفن کیا گیا لیکن زمین نے پھر اگل کر باہر پھینک دیا۔ پھر قبر اور گہری کھودی گئی اور اسے دفن کیا گیا لیکن زمین نے پھر اگل کر باہر پھینک دیا۔ بارہ مرتبہ دفن کیا گیا لیکن ہر بار زمین نے باہر پھینک دیا زمین ہر لمحہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع ہے۔ وہ خیالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مگن ہے۔ ہم غافل ہیں ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال سے غافل ہیں ایک بزرگ ہیں جن کا نام کتب میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر مجھے ایک لمحہ بھر نظر نہ آئیں تو میں سمجھوں گا کہ میں بے ایمان ہو گیا ہوں۔ ہمیں اور تفکرات ہیں۔ ہمیں اور سوچیں ہیں۔ جس طرح سے ان عورتوں کا خیال ہر وقت گھڑے میں ہوتا ہے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ہر وقت اپنا خیال اپنا دھیان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہی رکھیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر صبح ہر شام ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی پورا تعلق رکھے ہوئے ہیں اور ہر امتی کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے۔ کیا محفل میں آپ خود آئے ہیں۔ آتے ہیں وہی جنہیں سرکار بلا تے ہیں اتنا خیال وہ اپنے ہر امتی کا رکھتے ہیں ہر صبح ہر شام ہمارے اعمال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائیں گے وہ بھی قبول کر لوں گا اور جو اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم Reject کر دیں گے وہ میں بھی قبول نہیں کروں گا۔ خواہ ان میں میرے لئے سجدے ہی کیوں نہ کئے ہوئے ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نیک امتیوں اچھے عقیدہ والوں کے نیک اعمال دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کوئی تو بندہ ہے جو تیرے نقش قدم پر چلنے والا ہے۔ اور جو ہمارے اعمال میں گناہ ہوتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاتھ اٹھا کر ہماری بخشش کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ ہم سوتے ہیں ہم غافل ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے غافل نہیں ہے۔ نیازی صاحب کا شعر ہے۔

ذکر کر سرور انبیاء کا نام لے اس حبیب خدا کا
جلوتوں خلوتوں میں نیازی جو ہم کو بھولا نہیں ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لمحے کسی موقع پر امت کو نہیں بھولے۔ پیدا ہوتے ہی امت کا خیال۔ معراج پر تشریف لے گئے ہیں تو امت کا خیال۔ بارگاہ عالیہ خداوندی میں پہنچے تو امت کا خیال۔ وصال شریف فرمایا اور قبر میں اتار دئے گئے تو پھر بھی امت کا ہی خیال ہے۔ اپنے ہر امتی کی قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اپنے امتی کی مدد فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک امتی جو کہ صرف میلاد کی محفل منایا کرتا تھا۔ اور کچھ بھی نہیں کیا کرتا تھا۔ ہم بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی منانے والے ہیں ہمارے پلے میں بھی کچھ نہیں ہے وہ امتی اپنی قبر میں گیا مگر سن آگئے سوال کرنے شروع کر دئے بڑی سختی سے سوال پوچھے لیکن اسے کوئی جواب نہیں آ رہا تھا۔ گھبرا گیا۔ قفل ہوا ہی چاہتا تھا اس کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھلنے والی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی قبر میں تشریف فرما ہو گئے۔ فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔ یہ میرا میلاد منانے والا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ کون نعت کہتا ہے کون نعت پڑھتا ہے اور کون نعت سنتا ہے۔ محفل میں کون آتا ہے۔ ہر لمحہ اپنے امتی کو جانتے ہیں اپنی نگاہ عنایت میں رکھتے ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حشر والے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کریں۔ فرمایا کہ میزان پر دیکھ لینا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بہت رش ہو گا آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کو کس طرح سے ڈھونڈ لیں گے۔ فرمایا کہ ہل صراط پر دیکھ لینا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی باریک کہ بال کے برابر گزر گاہ اور ہر کوئی وہاں سے گزرنے کی کوشش میں ہو گا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بھی نہ پاؤں تو کیا کروں فرمایا کہ حوض کوثر پر دیکھ لینا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حوض اور پوری مخلوق اور ہر کوئی پیاسا اپنی پیاس بجھانے میں لگا ہوا ہو گا وہاں بھی بہت رش ہو گا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بھی نہ پاؤں تو کیا کروں۔ فرمایا کہ تم آرام کرنا میں خود ہی تجھے ڈھونڈ لوں گا۔ اتنے کریم ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عورتیں گھڑے میں پوری توجہ رکھ کر اس کو ثابت گھر لے جا رہی ہیں۔ آپ خیال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گم رہ کر اپنا ایمان سلامت لے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

نحوث الاعظم ہر دیلے مریداں تے نظر رکھ دے

آپ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں کہ میں اگر مشرق میں ہوں اور میرا کوئی مرید مغرب میں ہو یا کہ میں مغرب میں ہوں اور میرا مرید مشرق میں ہے اور اس کا پردہ کھل جائے میں وہیں پر بیٹھا ہوا اس کا پردہ درست کر دیتا ہوں یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کام ہے۔ یہ غلاموں کی عظمت ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہو گا۔ ہم بھولے ہوئے ہیں بے شک بھولے ہوئے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نہیں بھولے ہوئے ہیں۔ جس طرح عورت کا خیال گھڑے میں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال شریف اپنے ہر امتی میں ہے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال اپنے ہر مرید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت مہربان ہستیاں عطا فرمائی ہیں جو دنیا میں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ قبر میں بھی ساتھ ہیں اور حشر میں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم شکرانے کے طور سے ہی ان کو یاد رکھیں۔ شکرانے کے طور سے ہی دعائیں کریں۔ شکرانے کے طور سے ہی

ہم ان کی باتیں کریں کہ اتنا کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور عادت شریفہ دیکھیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرماتے تو یہ ہمیشہ پہلی صف میں دائیں جانب کھڑے ہوتے تھے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دائیں جانب چہرہ انور کر کے اسلام و علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں جانب چہرہ کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتے۔ کسی نے پوچھا کہ نماز سے فارغ ہونے کے لئے پہلے دائیں طرف منہ کرتے ہیں اور پھر بائیں جانب لیکن آپ اس کا الٹ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی زیارت کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا بلکہ نماز کی تکمیل ہی زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ہی نماز ہے۔ اب دیکھو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا سوچ ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکان بنایا اور اس میں ایک کھڑکی رکھی اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں اور میرے اس مکان کا افتتاح فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ جو کھڑکی رکھی ہے اس کا کیا فائدہ ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے روشنی آئے گی اور تازہ ہوا آئے گی۔ فرمایا کہ اگر تو یہ کہتا کہ یہ کھڑکی اس لئے رکھی ہے کہ اس میں سے اذان کی آواز آئے گی اور اس میں جب میرا نام نامی اسم گرامی آئے گا تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاؤں گا تو یہ عبادت بھی بن جاتی۔ روشنی اور ہوا تو پھر بھی مل ہی جاتی تھی۔ یا یہ کہ تو کہتا کہ اس کھڑکی میں سے شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جایا کرے تو پھر بھی یہ عبادت میں شمار ہو جاتی۔ آپ ادھر دیکھیں ادھر دیکھیں اس لئے کہ شاید نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔ آپ اس لئے سوئیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے۔ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جائے۔ جاگیں اس لئے کہ جاگتے ہوئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو جائے۔ یہ خیال ہے یہ دھیان ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا خیال ایسا دھیان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم غافل تو ہیں لیکن اگر ہمیں یہ بات سن کر شرم ہی آجائے کہ ہم کتنے غافل ہیں اور ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے مہربان ہیں تو یہ بھی کافی ہے۔ یہ سبق ہے اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر عاشق اپنے معشوق میں گم ہوتا ہے یہ اس کے عشق کی پہچان ہے جو اپنے معشوق میں ہر دم خیال نہیں رکھتا وہ عاشق نہیں ہے۔ یہ ایک مثال ہے کہ جو کاروباری ہوتا ہے اس کی ہر بات سے کاروباری جھلک ہی ہوتی ہے۔ اگر وہ بیمار ہے اور آپ پوچھتے ہیں کہ اب کیا حال ہے وہ کہتا ہے کہ پہلے سے چار آنے ٹھیک ہو گیا ہوں وہ آنے دو نیاں میں بات کرے گا۔ میں چار آنے بہتر ہوں میں آٹھ آنے ٹھیک ہو گیا ہوں وہ یہ کیوں کرتا ہے کہ اس کا خیال ہر لمحہ پیسے میں ہے عاشق ہر وقت اپنے معشوق میں گم ہے تو کیا ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہیں یا وہ ہمارے عاشق ہیں۔ فیصلہ تو اس بات کا کرنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی بندہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اس سے محبت نہ کروں۔ پہلے مجھے اس سے محبت ہوتی ہے پھر اس محبت کے پرتو سے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ "یہ کرم ہے ان کا کہ رخ ان کا ادھر ہے۔" ہم میں کوئی خوبی نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوازتے ہیں تو بات بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے اولیاء اللہ عطا فرمائے ہیں جن کی ہر لمحہ توجہ اپنے مریدوں پر رہتی ہے اور ایسا کریم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا ہے کہ جن کی نظر ہر لمحہ اپنے امتی پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دھیان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ان کو اپنے تصور میں رکھنے

کی توفیق عطا فرمائے۔

ایمان سے جاتے رہتے ہیں بے ایمان ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت دھیان نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 02-05-03

ہر وقت تصور میں مدینے کی گلی ہے

نہ در بدری ہے نہ غریب الوطنی ہے

شاعر کہتا ہے کہ جب میں مدینہ شریف کا تصور کرتا ہوں تو میں شہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
میں پہنچ جاتا ہوں۔ جب میں مدینہ شریف کی گلی کا تصور کرتا ہوں۔ مسجد نبوی کا تصور کرتا
ہوں گنبد خضرا کا تصور کرتا ہوں تو پھر یا تو روضہ اقدس میرے پاس ہوتا ہے یا میں روضہ
اقدس کے پاس پہنچ جاتا ہوں۔ تصور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بندے کو اتنا ان کے
قریب لے جاتا ہے۔ ان کے قدموں میں لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی طرف
خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح خود چہرہ انور کی طرف دیکھتا رہتا
ہے وہ ہمیں بھی ایسی نظر عطا فرمائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا
ہے کہ

کور تیرہ کی سیاسی کو مٹانے کے لئے

ہم نے چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے

وسیلہ نجات کے کسی حصہ میں پہلے بھی یہ بات آپکی ہے کہ کونج ایک پرندہ ہے جو سائبیریا
کا باشندہ ہے۔ وہ پرندہ وہاں انڈے دیتا ہے اور بچے نکلتے سے پہلے پہلے وہاں سخت سردی
کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔ وہ پرندہ اپنے انڈے وہیں چھوڑ کر گرم علاقوں کی طرف
ہجرت کر جاتا ہے لیکن اس کونج کی توجہ ہر وقت اپنے انڈوں پر رہتی ہے۔ وہ کونج شکا ہو
جائے۔ مر جائے یا کسی وجہ سے اس کی توجہ اپنے انڈوں سے ہٹ جائے تو اس کے انڈے
گندے ہو جاتے ہیں پھر ان میں سے بچے نہیں نکلتے۔ کونج کی توجہ ہٹ جائے تو انڈے
گندے ہو جاتے ہیں اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ ہم سے ہٹ جائے تو ہم

مصدر کائنات

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معززین حاضرین: ایک لڑائی جھگڑے کی بات ہے آپ سب کو ابھی غصہ آجائے گا۔ میں
کہوں تیری شکل کیسی ہے۔ تو آپ کیا محسوس کریں گے۔ میں کہوں کہ تمہارے دانت کس
طرح کے ہیں۔ میں کہوں کہ تمہارا علم کیا ہے۔ کیا تیری یہ کوئی ملازمت ہے۔ کیا تیری بھی
کوئی چال ہے۔ کیوں جی غصہ آیا کہ نہیں۔ کیونکہ آپ اپنی شکل کو پسند کرتے ہیں اپنی
ملازمت کو پسند کرتے ہو۔ اپنے پیر و مرشد کو بھی پسند کرتے ہو میں نے ذرا چیخ کیا ہے تو
آپ کا پارہ چڑھ گیا ہے۔ آپ کو غصہ آ گیا ہے۔ تو کیا تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے اتنی بھی محبت نہیں ہے کہ اگر ان کی شان میں ذرا کمی کی جائے تو تمہیں احساس تک
نہیں ہوتا۔ آپ براہِ پیچھے دیئے جارہے ہیں کوئی اچھی تعریف کرے تو اسے بھی اور اگر
کوئی تعریف نہ بھی کرے تو اسے بھی دیئے جارہے ہیں تمہیں کوئی خیال تک نہیں آتا کہ
کوئی کیا کہہ رہا ہے۔ ہر ایک کے لئے سبحان اللہ کہے جارہے ہیں۔ شعر پڑھا گیا ہے
کہ

اس طرح سے خیرات بانٹی میری سرکار نے

ہر خنی یہ کہہ اٹھا ایسا خنی دیکھا نہیں

آپ نے یہ شعر سنا۔ پیچھے نچھاور کر دئے۔ سبحان اللہ کہہ کر داد دی کہ آپ نے یہ تسلیم

کر لیا کہ دنیا میں اور بھی بہت بڑے بڑے خنی ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان
میں سے سب سے بڑے خنی ہیں۔ آپ کو کوئی غصہ نہیں آیا۔ کوئی تمہارے دل کو گرفت نہیں
ہوئی کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں بہت خنی ہیں بڑے بڑے بھی خنی
ہیں۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے خنی ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ
سبحان اللہ یعنی بہت اچھا کلام ہے۔ میری عرض ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی
تعریف ہوتی ہے تو پھر باقی اور کسی کی تعریف نہیں رہتی۔ کیونکہ وَزَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
میں تعریف کی ملکیت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ خنی اگر کوئی ہے تو وہ نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بنایا ہوا ہے۔ اگر کوئی عالم ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا بنایا ہوا ہے۔ اگر کوئی صفت کسی میں بھی ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
ہی بنایا ہوا ہے۔ اگر کوئی صفت کسی میں بھی ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی
عطا ہے۔ لیکن آپ ہر ایک کو ان کے مقابلہ پر لے آتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے ظلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اس میں ہر بندے کی نفی ہو گئی ہے۔ لیکن اس شعر کو دوبارہ دیکھیں

اس طرح سے خیرات بانٹی میری سرکار نے

ہر خنی یہ کہہ اٹھا ایسا خنی دیکھا نہیں

اس میں کسی کی نفی نہیں ہوئی۔ شعر کے مطابق دنیا میں اور بھی خنی ہیں۔ اس لئے میری عرض

ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو کہ تو ایسی تعریف کرو ان کے مقابلہ

میں کوئی باقی نہ رہ جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دنیا و کائنات کے کل حسن کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف

علیہ السلام کو مل گیا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسی لمحے غیرت آئی کہ 9/10 حصہ تو حضرت یوسف علیہ السلام لے گئے پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کیا رہ گیا ہے۔ اسی وقت پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر 01/10 میں ہیں اسی لمحے انہیں خیال آیا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کم رہ گئی ہے۔ حضرت زینبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محبوب کی تعریف زیادہ ہو گئی ہے۔ ان کے دل کو گرفت ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہمارے تمام شکوک کا ازالہ فرما دیا۔ فرمایا کہ نہ میں 9/10 میں ہوں اور نہ ہی میں 01/10 میں ہوں میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ یہ سبحان اللہ ہے۔ اب کہو سبحان اللہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء میں سے ایک نخی نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم علماء میں سے ایک عالم نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عارفوں میں سے ایک عارف نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء والمرسلین ہیں۔ آپ خواہ مخواہ انہیں انبیاء علیہم السلام کی صف میں لاتے ہیں۔

نمایاں دی صف اندر جویں توں بجیا کوئی بجیا نہیں

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ

جیسے سب کا خدا ایک ہے۔ ویسے ہی اُن کا ان کا تمہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تعریف کرو کہ ان کے مقابل ہر تعریف ختم ہو جائے۔ پھر کچھ بات غنی ہے۔ قبر میں یہی ایک سوال ہوتا ہے کہ کیا تو ان کو انبیاء میں سے ایک نخی کہتا تھا۔ کیا علماء میں سے ایک عالم کہتا تھا۔ کیا انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کہتا تھا کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کہتا تھا۔ کیا رسل میں سے ایک رسول کہتا

تھا۔ کیا حسنینوں میں سے ایک حسنین کہتا تھا۔ مخلوق میں سے ایک مخلوق کہتا تھا۔ مانا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں لیکن ایسی مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نور سے بنی ہے۔ اور کوئی اللہ تعالیٰ کے نور سے نہیں بنا۔ اور ہر مخلوق کہ اس میں حسن یوسف علیہ السلام بھی ہے۔ نبوتیں بھی ہیں۔ سخاوتیں بھی ہیں۔ اس میں بہادر بھی ہیں۔ سبھی کچھ ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہیں۔ سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ایسی تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لوگ عالم ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ہیں اور ہر عالم علم کا محتاج ہے۔ لوگ عالم ہیں جس طرح پروفیسر صاحب کہ پروفیسری بھی ایک علم ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ہیں۔ لوگ مومن ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان ہیں۔ لوگ عارف ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفان ہیں۔ لوگ نخی ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سخاوت ہیں لوگ صدیق ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام صدق ہیں۔ اور یہ علم یہ صدق یہ سخاوت یہ منبع ہوتا ہے Source ہوتا ہے پروفیسر صاحب اس کو جانتے ہیں منبع وہ ہوتا ہے کہ جس سے ہر چیز نکلتی ہے جس کو مصدر کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصدر کائنات ہیں۔ ہر چیز ان میں سے نکلتی ہے۔ جس طرح ہمارے ہاتھ سے سایے بنتے ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سایہ سے چیزیں غنی ہیں فرشتے بنتے ہیں۔ حوریں غنی ہیں عرش بنتا ہے فرش بنتا ہے۔ نبوتیں غنی ہیں معجزے بنتے ہیں ولایتیں غنی ہیں سب کچھ بنتا ہے۔ ایسی تعریف کرو کہ جس میں شائبہ تک بھی نہ ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں سے ایک ہیں۔ یہ تو وہ دوسرے فرقے والے بھی کہہ دیتے ہیں کہ بڑے بھائی ہیں۔ بھائی والے نہ بنو۔ غلامی اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بنے ہیں کوئی اور نہیں بنا۔ ساری مخلوق ان کے نور سے ہے۔ حضرت پیر مہر علی صاحب فرماتے

ہیں۔

ایس صورت نوں میں جان اکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں بنیاں سب شاناں

جس کی بھی کوئی شان ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی مقابلہ میں نہ لاؤ۔ لوگوں کو ان کی محتاجی میں لاؤ۔ معراج صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی ہے۔ دیدار الہی صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا ہے۔ کوڑ کی ملکیت صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ رضائے الہی صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اپنی رضا اپنی مرضی صرف ایک کو ہی دی جاتی ہے۔ سب کو نہیں دی جاسکتی۔ دل بھی صرف ایک کو دیا جاتا ہے زیادہ کو نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے میری عرض گزارش یہ ہے۔ کہ کام تب ہی بنے گا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو سب سے بلند رکھو۔ اور تعریف کرنے کے بعد پھر معافی مانگو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکے۔ میں کہوں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہیں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ صرف میرا تصور ہے یہ پروفیسر صاحب کا تصور ہے۔ یہ علم کا تصور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بلند ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے یہ بات کی گئی کہ

ما ان مدحت محمد بمقالتی

کوئی بندہ اپنی بات سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے زیادہ راز دار اور قریبی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کو علم بھی اتنا عطا ہوا ہے کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنے بھی علوم عطا فرمائے وہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دئے۔ ان دو باتوں کا خیال رکھیں کہ سارے علوم بھی ان کو عطا ہوئے ہیں اور سب سے زیادہ قریبی بھی ہیں۔ ہر وقت ساتھ رہے ہیں ان سے پوچھا کہ کیا تو مجھے جانتا ہے مجھے کتنا جانتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فخر ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم ہے تو مجھے بالکل نہیں جانتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کا راز ہے اس کو ہم کیا سمجھ سکیں گے۔ اس لئے ان کی جب تعریف کرو تو ساری عرض کرنے کے بعد پھر یہی کہو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حق ادا نہیں ہو سکا۔

اے رضا جب صاحب قرآن ہے مداح حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم
اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ جب تو خود اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کر رہا ہے تو میں کیا تعریف کر سکتا ہوں۔ اس لئے میں ہمیشہ ہی یہ عرض کرتا ہوں کہ شعر ایسے لاؤ خواہ تھوڑے ہی لاؤ لیکن ان میں تعریف بے حد ہو۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

آپ بھی نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کو بھی کوئی جاننے والا نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جس میں زندگی۔ کوئی رقی۔ کوئی حرکت اور کچھ شعور ہے تو وہ ان کی عطا سے ہے۔ ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ اللہ کرے کہ اس سے ہمارا مسئلہ حل ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھوڑی سی جھلک اس میں آجائے۔ ایک بندہ ہے اس کے ہاتھ ہیں پاؤں ہیں۔ آنکھیں ہیں پورا جسم ہے عقل ہے روح ہے۔ اگر ہاتھ کٹ جائے تو وہ زندہ رہ سکتا ہے اگرچہ وہ ٹنڈا ہو جائے لیکن زندہ رہے گا۔ اس کے کان کٹ جائیں وہ بہرہ ہو جائے گا لیکن زندہ رہے گا۔ اگر اس کا پاؤں کٹ جائے وہ لنگڑا ہو جائے گا لیکن زندہ رہے گا۔ اگر اس کا دماغ کام کرنا چھوڑ دے وہ پاگل ہو جائے گا لیکن زندہ رہے گا۔ لیکن اگر اس کی روح نکل جائے تو پھر کیا ہوگا۔ خواہ ہاتھ بھی ہوں پاؤں بھی ہوں عقل بھی ہو۔ شعور بھی ہو۔ پورا جسم بھی ہو لیکن وہ زندہ نہیں رہے گا۔ یہ تو ایک عام بندے کی مثال ہے۔ کائنات کی روح کون سی ہے۔ کائنات کی روح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ایمان کی روح نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کائنات میں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو سب کچھ ہے اگر وہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ دین میں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں تو دین ہے۔ صرف نماز۔ روزہ۔ حج سے کام نہیں بنتا ہے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو کام بناتے ہیں۔ آپ دیکھو کہ کیا تمام بندوں میں نماز ہے۔ نہیں ہے لیکن پھر بھی ایمان دار ہیں۔ تمام حاجی نہیں ہیں۔ حج کے باوجود بھی بندہ ایمان دار ہو سکتا ہے بخشش کا بہانہ

ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں نہ ہوں تو نماز بھی گئی۔ روزے بھی ہو گئے۔ حج بھی گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روح ہیں۔ وہ ہیں تو نماز بھی ہے روزہ بھی ہے۔ لوگ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہٹ کر روزے رکھتے ہیں کہ ہم اللہ کو خوش کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نماز ہے یاد رکھو کہ ہر چیز ہر عمل کی روح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ وہ ہوں گے تو سب کچھ ہوگا۔ نماز بھی ہوگی۔ روزہ بھی قائم ہوگا۔ حج بھی قبول ہوگا۔ قرأت اور قربانی بھی ہوگی۔ منافق کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہے اور سب کچھ اس کے پاس ہے بلکہ تم سے زیادہ ہے لیکن پھر بھی وہ بے ایمان ہے اللہ تعالیٰ ان کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ العبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 18-04-03

مانگنے کی چیز

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
معزز حاضرین: بہت نورانی محفل اور بہت نورانی نعت خوانی کہ

عجب رنگ پہ ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مدینہ شریف سب کچھ لے گیا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ڈاچی بھی
سب کچھ لے گئی اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کتیا بھی سب کچھ لے گئی تو
پھر ہمارے حصہ میں کیا آیا۔ ہمیں کیا ملا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر زمانہ کے لئے
رحمت اللعلمین ہیں ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے لئے رحمت اللعلمین ہیں۔ ہم نے جو
محفل سجائی ہے تو اس محفل نے ہمیں کیا عطا کیا ہے۔ اس بات کا علم ہونا ضروری ہے۔
کیونکہ وہ چیزیں تو تاریخی ہیں۔ PAST ہیں گزر چکی ہیں۔ ماضی بن چکی ہیں لیکن حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم تو ہر زمانہ پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جھولی میں کیا
ڈالا ہے۔ یہ محفل چھوٹی ہے کہ بڑی ہے جو کچھ بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے یہ کرم کیا ہے اور ہر محفل میں کرم فرماتے ہیں کہ جہاں محفل میلادِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ وہ مدینہ شریف میں ہوتی
ہے۔ یہ پتہ نہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں ہیں یا مدینہ شریف یہاں ہے۔ بیڑ گننے سے غرض

نہیں ہے آم کھانے سے ہے ہمیں تو مدینہ شریف کی حاضری چاہیے۔ جہاں بھی ذکرِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ وہاں آجاتا ہے۔ مدینہ والا آجاتا ہے اور حدیث
پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی اپنی قدرت سے وہاں تشریف لے آتے ہیں حالانکہ وہ
زمانے سے جگہ سے پاک ہے۔ لیکن ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ بھی شریک ہوتے
ہیں حالانکہ لاشریک ہیں۔ یہ محفلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ جہاں ذکرِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہاں کوئی ناکام تمنا نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا کہ محفل میری قبر اقدس میں ہوتی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قبر انور
اتنی وسیع، اتنی طویل و عریض کہ فیصل آباد بھی اس میں آجاتا ہے۔ فرمایا کہ ساری کائنات
میری ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ ہے۔ فیصل آباد تو کوئی چیز ہی نہیں ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کا کرم ہے۔ حضرات ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شرط ہے۔ محفل کی کواٹھی۔ اعلیٰ
صلاحیت ہونے کی قید نہیں ہے۔ آپ کے پاس جیسے بھی الفاظ ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم قبول فرمالیتے ہیں اور جتنی بھی بڑی اور اعلیٰ عبارت ہے وہ بھی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی شان کے مطابق نہیں ہے۔ جتنی بھی تعریف آپ کر لیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی تعریف کے لائق نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے کہیں
زیادہ بلند ہے لیکن آپ اپنی عقیدت سے جو بھی اظہار کریں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
قبول فرمالیتے ہیں۔ میری باتیں تو ہمیشہ تھوڑی اور پرانی ہوتی ہیں۔ پروفیسر صاحب ہمیشہ
یہی کہتے ہیں کہ آپ REPEAT کرتے ہیں۔ بار بار وہی باتیں کرتے ہیں۔ میری ان
سے عرض یہ ہے کہ اَلَمْ اَلَف۔ لَام۔ مِمْ۔ قرآن مجید کے حروف مقطعات میں سے ہیں۔
اَلَف لَام مِمْ کے پڑھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے نوے نیکیاں ملتی ہیں۔ ایک روایت میں
تیس نیکیاں ملتی ہیں کہ اَلَمْ میں تین حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں

لیکن الف میں بھی تین حروف ہیں۔ لام میں بھی تین حروف اور پھر میم میں بھی تین حروف ہیں تو یہ کل نو حروف بن گئے اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں تو پھر یہ نوے نیکیاں بن جاتی ہیں۔ ایک بار کہا الف لام میم تو نوے نیکیاں مل گئیں۔ دوسری مرتبہ کہا تو پھر نوے نیکیاں۔ تیسری مرتبہ پھر کہا تو پھر نوے نیکیاں۔ پروفیسر صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جتنی مرتبہ بھی ہوتا جائے گا اتنا ہی اس کا ثواب بڑھتا جاتا ہے اور کئی گنا ہو کر ملتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ بار بار وہی بات ہو رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں بار بار دہرائے جانے سے کوئی غرض نہیں ہے ہمیں تو کرم سے غرض ہے۔ اور ہر بار وہی کرم ہوتا ہے۔ نیا ہوتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے لہذا پروفیسر صاحب آپ فکر نہ کریں کہ بار بار وہی بات دہرائی جاتی ہے۔ بات چودہ سو سال پرانی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں ہے لیکن یہ ان کا کرم ہے کہ وہ قبول فرما لیتے ہیں

ما ان ملحت محمد بمقالتی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمایا کہ جن کے لئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے کہ یا اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نعت بتانے میں ان کی مدد کریں۔ اس نے نعت بتائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پڑھی گئی۔

ما ان ملحت محمد بمقالتی

فرمایا کہ کوئی بندہ اپنی زبان سے اپنی بات سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ ان کا نام لینے سے تقریر سچ جاتی ہے۔ نعت بن بھی جاتی ہے اور سچ بھی جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی پروفیسر صاحب جتنی مرتبہ بھی آپ بار بار وہی بات کریں گے۔ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہی زیادہ ہوتا رہے گا ایک بندہ اپنے گھر

میں بیٹھا ہے۔ ساتھ اس کے بیوی بچے ہیں اور بات صرف یہ کر رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے تو اتنا نور نکلا کہ بھرہ کی گلیاں بھی روشن ہو گئیں۔ شام کے محلات بھی روشن ہو گئے۔ خانہ کعبہ نے جھک کر سجدہ کیا۔ ستارے اتر آئے۔ فرشتے اتر آئے اور درود و سلام کی صدائیں بلند ہوئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ساتھ لیا اور بڑی تیزی سے اس کے گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی۔ فرمایا کہ اندر کون ہے اور کیا کر رہے ہو۔ وہ گھبرا کر باہر نکلا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک میں ہوں۔ ساتھ میری بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا کہ کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ اور کچھ نہیں۔ خدا کی قسم ہم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کی ہی باتیں کر رہے ہیں۔ اچھا یہ بات ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ اور فرمایا کہ جو بھی اس طرح کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ یہ الف۔ لام۔ میم ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جتنی مرتبہ بھی کریں گے رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ ایک بات تو یہ ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ پڑھا گیا ہے کہ مجھے مانگنے کا ڈھنگ نہیں ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی وہ چیز عطا فرمادیں جو میرے پاس نہیں ہے اور جو میری ضرورت ہے۔ مانا کہ نیازی صاحب کو یا ہم کو مانگنے کا ڈھنگ نہیں ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کا طریقہ آتا ہے۔

نہ سلیقہ ہے کوئی آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

سوال کرنے کی تو نوبت ہی نہیں آتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے
مانگنے کے لئے کسی سوچ۔ کسی فکر۔ کسی لفظ۔ کسی عبارت کی ضرورت نہیں۔ نبی پاک صلی
اللہ علیہ وسلم کو دینے کا ڈھنگ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے اور اس کا اعتراف
کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیرے کرم نے نوازا خیال سے پہلے

بھری ہیں جھولیاں تو نے سوال سے پہلے

کیا اس محفل میں آپ خود آئے ہیں۔ کون خود آیا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار صلی اللہ
علیہ وسلم بلا تے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک ہے کہ ہر چیز ہر مخلوق خواہ
وہ بندہ ہو خواہ وہ نبوت ہو۔ خواہ وہ معجزہ ہو۔ خواہ وہ کرامت ہو۔ خواہ نماز ہو۔ خواہ وہ روزہ
ہو۔ خواہ وہ عمل ہو خواہ وہ آنا ہو کہ خواہ وہ جانا ہو فرمایا کہ وہ میرے نور سے بنتا ہے۔ یہ
کرم ہے ان کا کہ وہ نوازتے ہیں۔ ہم جو عبادت کرتے ہیں ہم خواہ مخواہ ہی مانگتے ہیں۔
ہمیں تو شکرانے میں نماز پڑھنی چاہیے کہ یہ وہ کریم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ جنہوں
نے مجھے نماز پڑھائی۔ یہ وہ نبی ہیں جو مجھے محفل میں لائے ہیں۔ یہ کرم ہے ان کا کہ رخ
ان کا ادھر ہے۔ مجھے مانگنے کا سلیقہ نہیں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے کا طریقہ ہے
اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا
مانگنے آرہے تھے۔ تاریخ کواد ہے دوپہر کا وقت ہے ہاتھ میں ننگی لکوار ہے اور نعرہ ہے کہ
میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 307 کا
مقدمہ ہے۔ ارادہ قتل ہے۔ اور عمر قید اس کی سزا ہے۔ ایک طرف سے قاتل آرہا ہے۔
مجرم آرہا ہے۔ دوسری طرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک دعا کے لئے اٹھے
ہوئے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر عطا فرما دے اور اسے ایسی عظمت عطا فرما

کہ اس سے اسلام کو عزت ملے۔ دوسرے ہی لمحہ یہ بندہ خدا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدموں میں بیٹھا ہوا ہے۔ کلمہ شریف پڑھ رہا ہے۔ اور حضور علیہ والسلام فرما رہے ہیں کہ
اگر میرے بعد کوئی نبی آتا ہوتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ یہ دینا میں آتا
ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور باقی مرید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی دنیا میں مرید مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں ہے۔ تمام مراد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی بندہ خدا حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام سے اس وقت تک محبت نہیں کر سکتا جب تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
محبت نہ کریں۔ اگر تیرے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عظمت مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم ہے تو یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ دنیا و کائنات میں کوئی بندہ ایسا
پیدا نہیں ہوا جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان سے محبت کی ہو۔ ہر بندے
سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کے صدقہ میں وہ
بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں اور آج پھر
دہراتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے قلاب قومین
اودنسی کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دور سے آئے ہیں تو مجھ سے کچھ مانگ لیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے۔ اس وقت تک صرف چالیس
بندے مسلمان تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو
بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کچھ اور مانگ لیں۔ عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش
دے۔ پھر پوچھا کچھ اور بھی مانگ لیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا اللہ
میری امت کو بخش دے۔ ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اور ستر ہزار مرتبہ ہی نبی پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ میری امت کو بخش دے یہ ان کا کرم ہے کہ بندے ابھی پیدا نہیں ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بخشش کرا رہے ہیں اس لئے صرف یہ شعر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتا ہے۔

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم یہ فقط آپ کا در ہے

ایک اور چیز بڑی نمایاں طور پر بیان ہوئی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ چیز عطا فرمادیں جو میرے پاس نہیں ہے۔ کیا چیز ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے وہ کیا چیز ہے جو ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگیں۔ آپ فہرست بنائیں۔ چاہے جتنی مرضی لمبی فہرست بنائیں ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی ہے۔ کیا دولت۔ حکومت۔ حسن طاقت۔ علم۔ عبادت۔ ریاضت۔ جہاد۔ شہادت۔ روزہ۔ نماز۔ حج۔ بڑی لمبی فہرست ہے اور بھی اس میں چیزیں شامل کر لیں۔ کیا یہ کافی رہے گی۔ کیا یہ سب چیزیں اگر مل جائیں تو ہمارا قضا پورا ہو جائے گا۔ کیا حکومت لے کر اچھے رہیں گے۔ فرعون کو حکومت ملی۔ وہ تو ٹھیک نہیں رہا۔ کوئی کمی تو اس میں ہے۔ طاقت جگتے ڈاکو کو ملی ہے لیکن اس کا کام نہیں بنا۔ اس میں بھی آخر کوئی کمی ہے نا۔ عبادت شیطان کو بہت ملی ہے۔ چھ چھ پر سجدہ کیا ہے۔ اس پلاٹ میں مقبول حسن صاحب نے چھ چھ پر سجدہ نہیں کیا۔ لیکن شیطان نے کیا ہوا ہے۔ کیا یہ اس کے لئے کافی ہے۔ کیا علم مل جائے تو کام بن جائے گا۔ شیطان سب سے زیادہ علم والا ہے۔ پھر بھی اس کے پلے کچھ نہیں ہے۔ شہادت بہت بڑی چیز ہے۔ شہید تو مرنا ہی نہیں ہے۔ شہید کو مردہ کہنے والا بے ایمان ہے۔ منافق شہید بھی ہے لیکن پھر بھی اس کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ کوئی تو آخر کی ہے نا۔ پروفیسر صاحب وہ کیا چیز ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔ ایک آدمی حج پر گیا۔ وہ گر گیا اور دونوں ہاتھ زخمی ہو

گئے۔ اب نہ وہ لوٹا اٹھا سکے۔ نہ اپنا کمر کس باندھ سکے۔ نہ اپنا کپڑا پہن سکے۔ وہ بتاتا ہے کہ وہ بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گیا محتاج ہو گیا۔ یہ ہاتھ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہیں۔ لیکن یہی ہاتھ قیامت کے روز میرے خلاف کواہی دیں گے۔ یہ ہاتھ میرے کام نہیں آئیں گے۔ پاؤں میرے کام نہیں آئیں گے۔ ماں اپنی اولاد سے نیکیاں مانگے گی۔ ہر ماں اپنے بیٹے سے نیکیاں مانگے گی۔ تو پھر ہمیں کیا چاہیے کہ جس سے ہمارا بیٹہ پار ہو جائے۔ اگر صرف ایک چیز ہی مل جائے تو ہمارا کام بن جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ایک چیز کے مانگنے کے لئے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ وہ کیا ہے کہ اگر وہ مل جائے تو پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہے اگر وہ مل جائے تو سب کچھ مل جاتا ہے پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا نہیں ملا ہے۔ اس نے صرف ایک چیز مانگی ہے۔ وہ ساری امت کے امام ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں نمبر دن ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جتنے بھی علوم مجھے عطا ہوئے ہیں وہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیے ہیں۔ ان تمام علوم کی روشنی میں وہ بات کریں گے۔ اے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیا چیز مانگتے ہیں۔ آپ کی کیا تمنا ہے۔ فرمایا کہ میری صرف ایک ہی تمنا ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو۔ بس اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جنت کے مالک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت کی چابیاں عطا ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں کہ اپنے دوستوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائیں۔ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوزخ کی چابیاں عطا ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے ہیں کہ کیا چیز مانگتی ہے۔ صرف یہ کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو۔ غار ثور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کچھ مانگ لیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں بس اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دیدار کر لو جتنا چاہو۔ تین دن اور تین راتیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں بیٹھے رہے۔ تین روز کے بعد آپ کی شکل و صورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو گئی۔ جب مدینہ شریف پہنچے تو لوگوں کو پتہ نہیں چل رہا تھا۔ کہ ان میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہیں اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس چیز کا احساس ہوا تو انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر چادر پھیلا دی تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ میں تو غلام ہوں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ہیں۔ آپ کہیں گے کہ یہ شکل کس طرح سے تبدیل ہو سکتی ہے۔ یہ تو دہلی میں ایک بزرگ نے کیا ہے۔ رات کا وقت تھا کہ ان بزرگوں کے ہاں کچھ مہمان آگئے۔ نہ گھر میں آنا۔ نہ پیسے کہ ان مہمانوں کی مہمان نوازی کر سکیں۔ آپ کے گھر کے سامنے ایک مانتائی تھا اس نے دیکھ لیا کہ مہمان آگئے ہیں۔ لیکن انہوں نے تو آج روٹی بھی نہیں لگوائی۔ اس کے پاس جو کچھ بچا ہوا کھانا وغیرہ تھا وہ لے کر حاضر ہو گیا۔ کھانا آگیا۔ مہمانوں نے کھالیا۔ خوش ہو گئے۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آگیا۔ کس نے بھیجا

ہے۔ عرض کیا گیا کہ یہ سامنے والے مانتائی نے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو بلاؤ۔ مانتائی کو بلایا اور فرمایا کہ بھیجی تو نے بڑی مہربانی کی ہے آپ کوئی چیز مانگ لیں۔ مانتائی نے عرض کیا کہ حضرت صاحب اگر آپ نے مجھے کچھ عطا کرنا ہے تو یہ ہے کہ مجھے بھی اپنے جیسا بنا دو۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی اور چیز مانگ لو۔ تم جو کچھ مانگ رہے ہو وہ تم برداشت نہیں کر سکو گے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب اگر میں برداشت نہ بھی کر سکوں گا لیکن میری قسمت تو بدل جائے گی۔ حضرت صاحب نے توجہ فرمائی تو حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس مانتائی کی شکل و صورت ایک جیسی ہو گئی۔ بس وہ مد ہوش تھا اور یہ ہوش میں تھے۔ یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوش میں ہیں اگرچہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل و صورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بن گئی۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لینے کا ڈھنگ ہے۔ آج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آرام فرما رہے ہیں۔ جنت کے مالک ہیں اور جس کے دل میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہے وہ جنت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ ہم دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں جنت دے دے۔ یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ اس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ہم کو کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جنت کو ترجیح دے رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں (نعوذ باللہ) ہمیں جنت مل جائے۔ ایسے شخص کو کبھی جنت نہیں مل سکتی جو جنت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عاشق ہے جنت اس کی عاشق ہے۔ بس لینے کا ایک طریقہ ہے ذرا صبر کرنا پڑتا ہے۔

جو دامن مصطفیٰ سے لپٹا یگانہ ہو گیا

جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

ایک چیز اور بھی ہے جو مانگتی ہے۔ وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرما رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت مبارک علیل تھی۔ اسی اثنا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک ذرا سنبھلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے کوئی آواز پیدا فرما کر اشارہ فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چل جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا علم ہوا تو وہ مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹنا شروع ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی امامت جاری رکھو۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹتے ہٹتے پچھلی صف میں آگئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کے لئے آگے تشریف لے گئے اور نماز وہیں سے شروع فرمائی کہ جہاں پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑی تھی۔ نماز ختم ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام پھیرا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں نے حکم دیا تھا کہ نماز جاری رکھو تو آپ پیچھے کیوں آئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تھا۔ میں نے سوچا کہ حکم کی قضاء ہو سکتی ہے بے ادبی کی قضاء نہیں ہے۔ میں ادب کے باعث پیچھے ہٹ گیا۔ مقام صدیقیت ان کو ادب کی وجہ سے ملا ہے۔ منافق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں کر سکتا۔ مومن اور منافق میں صرف یہی ایک فرق ہے۔ منافق ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہیں ہے۔ وہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والا نہیں ہے۔ باقی ہر چیز میں وہ

آگے ہے۔ نماز۔ روزہ۔ جہاد۔ شہادت۔ قربانی۔ حج۔ حفظ قرأت۔ طہارت ہر وہ چیز میں وہ آگے ہے۔ خشوع و خضوع میں بھی آگے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی نمازوں کو دیکھ کر تم کہو گے کہ ہماری تو نمازیں ہی نہیں ہیں روزے دیکھ کر کہو گے کہ ہمارے تو روزے کسی کام کے نہیں ہیں۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان میں نہیں ہے۔ یہی چیز مانگنے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ چیز مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہی ہماری کمی ہے۔ اور یہی سرمایہ حیات ہے۔ اور اسی سے متعلق قبر میں سوال ہوتا ہے۔ کہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا کہتا تھا۔ نماز۔ روزہ۔ حج بھی پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ معافی دے۔ اعمال کا جواب کوئی نہیں دے سکتا۔ نہ ہی آج تک کوئی بندہ پیدا ہوا ہے۔ جو پورا حساب دینے کا اہل ہو۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اعمال کے معیار کی وجہ سے نہیں بخشا ہے میں نے اپنے فضل سے بخشا ہے۔ وہ فضل کا بہانہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ بھی حدیث پاک ہے کہ جس کا حساب کتاب کھل گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ بخشش صرف اسی کی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کرم اور شفاعت کا حقدار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمتوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک بندہ خدا ہے۔ فیصل آباد میں ان کا مزار ہے۔ امام جلوہ رحمۃ اللہ علیہ میں نے جتنی باتیں عرض کی ہیں وہ ساری ایک طرف اور ان کا شعر ایک طرف ہو تو پھر بھی افضل ہے فرماتے ہیں۔

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

اللہ تعالیٰ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانگو۔ اللہ تعالیٰ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مانگو۔ یہ چیز مانگنے کی ہے۔ ایک شعر ہے۔ یہ پتہ نہیں کہ کس نے لکھا ہے اللہ

کرے کہ جس طرح مجھے اچھا لگا ہے وہ آپ کو بھی پسند آجائے۔

پانے کو تو خورشید و قمر چرخ نے پائے

کیا پایا اگر خاک نہ پائی تیرے در کی

آسمان نے چاند سورج پائے ہیں تو کیا پایا ہے۔ کچھ بھی نہیں پایا کہ جب تک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی خاک نہ پائی۔ اللہ کرے کہ اس در کی خاک آپ کو نصیب ہو جائے۔ مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ ہم بظاہر بڑی انکساری کر رہے ہیں کہ یہ خاک ہے اور ہمیں مل جائے اس خاک کی عظمت جانتے ہو کیا ہے۔ جس خاک پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان آجائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس خاک پر نقش قدم کی بھی قسم ہے۔ لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنْتَ حَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ مجھے اس شہر کی قسم ہے۔ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو فرمایا کہ مجھے شہر مکہ کی قسم نہیں ہے ہاں اس لئے ہے کہ اس میں تیری راہ گزر رہی ہے۔ یہی یہ شعر کہہ رہا ہے کہ دنیا و کائنات میں جو پانے کی چیز ہے۔ وہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر یہ مل جائیں تو پھر وارے نیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ چیز مانگنے کی توفیق عطا فرمائے جو حاصل حیات ہے۔ جس نے قبر میں ساتھ جانا ہے۔ حشر میں جانا ہے۔ پل صراط پر جانا ہے۔ اور جنت میں ساتھ لے کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عظمتیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک شعر ہے کہ

ماں کہ محفل جوان ہے حسین

تو جو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے

تجھی کو جو یاں جلوہ گر نہ دیکھا

برآمد ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ جب تک تمہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئیں تمہیں کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ ایک بندہ ڈاکٹر کے پاس گیا۔ کہا کہ ڈاکٹر صاحب میری نظر کمزور ہے اس کا کوئی علاج ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ وہ چارٹ پر بھونپ کر نظر ٹیسٹ کرنے کے لئے ایک چارٹ دیوار پر لٹکا دیتے ہیں جس پر موشے اور باریک الفاظ ملے۔ ا۔ ب۔ ت۔ یا انگریزی حروف A . B . C وغیرہ لکھے ہوتے ہیں تاکہ پتہ چل سکے کہ مریض کتنی دور سے اور کتنے موشے اور باریک الفاظ کی شناخت کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ چارٹ پر بھونپ کر مریض نے کہا کہ کون سی چارٹ۔ ڈاکٹر نے کہا کہ وہ سامنے دیوار پر ہے۔ مریض نے کہا کہ کون سے دیوار۔ ڈاکٹر اس کو پکڑ کر باہر لے آیا اور کہا کہ سورج کی طرف دیکھو۔ مریض نے کہا کہ سورج کدھر ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ مزید معائنہ کی ضرورت نہیں ہے۔ تو پکا اندھا ہے حروف کو چھوڑ دو۔ تمہیں چارٹ نظر نہیں آیا۔ تمہیں دیوار نظر نہیں آئی اور تمہیں تو سورج بھی نظر نہیں آیا۔ تو پکا اندھا ہے۔ سورج نظر نہ آئے تو پکا اندھا ہوتا ہے۔ جس کو سراج الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہ آئیں وہ کیسا اندھا ہوگا۔ اسے حفظ بھی نظر آتا ہے۔ سجدے اس کے پاس ہیں۔ تلاوت اس کے پاس ہے۔ سب کچھ اسے نظر آتا ہے لیکن سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتے وہ پکا بے ایمان ہے۔ اس پر بے ایمانی کی مہر ہے دنیا و کائنات میں جو دیکھنے کی چیز ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ اگر وہ نظر نہیں آتی تو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہیں گھومتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں کہ ابھی قرآن مجید کی صرف ایک آیت مبارکہ آئی ہے۔ صرف اعلان نبوت ہے اور چہرہ انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مکہ شریف پڑھ کر پورے صحابی بن رہے ہیں۔ صحابی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کس سے بنا ہے۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے۔ کلمہ شریف پڑھا اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا جس کے پاؤں کی خاک کو بھی بڑے سے بڑا غوث قطب ولی نہیں پہنچ سکتا۔ آج بھی جس نے بنا ہے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے۔ ولایت کا کوئی کورس نہیں ہے۔ ہر چیز کا کورس ہے ڈاکٹری کا کورس ہے۔ انجیرنگ کا کورس ہے۔ ہر شعبہ کے لئے کورس ہے لیکن ولایت کے لئے کوئی کورس نہیں ہے۔ تم نفل پر ہو۔ تم حج کرو۔ تم طواف کرو کوئی چیز تمہیں ولایت نہیں دے سکتی تو پھر ولی کس طرح سے بنتا ہے۔ جب کسی خوش نصیب کو خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم زیارت سے نوازتے ہیں تو وہ ولی بن جاتا ہے۔ یہ چیز لینے کی ہے مانگنے کی ہے۔ ایک عورت تھی اس کی صرف ایک ہی تمنا تھی۔ کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کوئی اس کی اور تمنا نہیں تھی۔ لیکن وہ بہت گنہگار تھی وہ مر گئی۔ کسی صاحب نظر نے دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہی ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ تو وہ عورت ہے اور جنت میں آگئی ہے۔ کہتی ہے کہ ہاں میں وہی عورت ہوں آپ نے ٹھیک ہی پچانا ہے لیکن تو یہاں کس طرح پہنچی۔ بتانے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو وہ عورت ہے جس نے فلاں فلاں گناہ کئے ہیں۔ جی ہاں یا اللہ میں وہی گنہگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتو اس کو چھوڑ دو۔ اس کا حساب کتاب رہنے دو۔ اس کی ایک تمنا تھی وہ نکالو۔ وہ تمنا کیا تھی۔ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسے زیارت نہیں ہوئی لیکن اس زیارت کی تمنا رکھنے کی وجہ سے میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ اور فرمایا کہ جو کوئی بھی ایسی تمنا کرے گا وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ لہذا دنیا سے صرف ایک ہی چیز لے جاؤ اور وہ یہ دعا ہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر زیارت ہوگئی تو ولی بن جاؤ گے اگر نہیں

تو قبر روشن ہو کر جنتی بن جاؤ گے تھوڑا عمل اور زیادہ پھل۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا ہی عاشق رسول کی پہچان ہے۔ اور یہی ایمان کی پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف دو کام کرتا ہے۔ باقی کاموں کے لئے فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ مدبران ہیں جو تدبیر کرتے ہیں اور نظام کو چلاتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ صرف دو کام کرتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اور ایک ہر لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تخلقو باخلاق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا ہو۔ آخر پر تین دعائیں کرتے ہیں۔ ایک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ ایک حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے۔ اشعار میں بنائی ہوئی ہیں۔

گنبد خضراء کے آنگن کی ہوا مانگی ہے
ہم نے مرنے کی مدینے میں دعا مانگی ہے
زندگی مانگی کسی نے تو کسی نے جنت
ہم فقیروں نے مدینے کی فضا مانگی ہے
کور حیرہ کی سیاهی کو مٹانے کے لئے
چہرہ انور کی ضیاء مانگی ہے

یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعائیں ہیں۔ اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے۔

یا رسول اللہ أنظر حالنا

یا حبیب اللہ اسمع قالنا

اننى فى بحر غم مغرقن

خذ يدى سهلنا اثقانا

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کرم کیجئے۔ ہماری عرض سینے۔ ہم غم کے سمندروں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہماری دیکھری فرما دیجئے۔ ہماری مشکل حل فرما دیجئے اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کے طفیل اور ان کے دامن سے لپٹ کر یہ دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ حاصل زندگی ہے۔ یہی سرمایہ حیات ہے یہی بخشش کا پروانہ ہے۔ یہی نجات ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لے جانے والی چیز ہے۔ ایک بندہ گیا۔ اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے واپس نہیں جانا ہے میں یہیں مدینہ شریف میں مرنے کی تمنا رکھتا ہوں۔ مجھے یہیں مدینہ شریف میں ہی موت آجائے۔ میری قبر جنت البقیع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بنے۔ وہ جنت البقیع میں گیا۔ اسے نظر عطا ہوئی۔ وہ دیکھتا ہے لاشیں آ رہی ہیں اور لاشیں جا رہی ہیں وہ پوچھتا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں جن کی لاشیں آ رہی ہیں اور وہ کون ہیں جن کی لاشیں یہاں سے جا رہی ہیں فرمایا جو مدینہ شریف میں مرنا چاہتا ہے وہ چاہے چھین میں مر جائے اس کی میت یہاں آجاتی ہے۔ اور جو یہاں نہیں مرنا چاہتا اس کی لاش یہاں سے باہر لے جاتے ہیں۔ یہ میری عرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں موت مانگو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب مانگو۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مانگو۔ یہی صداقت ہے اور یہی فاروقیت ہے۔ اور یہی سرمایہ حیات ہے۔ یہ عاشق کی پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ چیزیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب مقبول حسن صاحب 03-05-03

تقویٰ کیا ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔ معزز حاضرین: آخری شعر جو پڑھا گیا ہے کہ

جے میں اعمال دل دیکھاں تے ماصر کول کچھ دی نہیں

فقط امید بخشش دی محبت مصطفیٰ دی اے

پروفیسر صاحب کا امتحان لیتے ہیں۔ کیوں جی یہ شعر ٹھیک ہے۔ غلط ہے یا کیا ہے یہ بتاتے ہیں کہ جی یہ ایک حدیث پاک کا ترجمہ ہے کہ بخشش کی امید صرف محبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ماصر کہتا ہے کہ میرے پاس اعمال تو ہیں نہیں البتہ میرے پاس محبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ یہ محبت کہاں سے آئی۔ اعمال تو اس کے پاس نہیں ہیں تو جو محبت کا وہ ڈکٹی کرتا ہے کیا وہ اس کی اپنی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی بندہ مجھ سے محبت نہیں کر سکتا جب تک میں اس سے پہلے محبت نہ کروں۔ کو یا کہ محبت بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے۔ اگر "حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے" تمہارے ہاتھ میں ہے تو پھر صراطِ مستقیم تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر پھنس جاؤ گے۔ وہ کہتے ہیں کہ "جتنوں مجرم بری ہوندے وہ عدالت مصطفیٰ دی اے" تو جو کوئی مجرم نہیں ہے وہ کیا اپنے آپ ہی بری ہو جائے گا۔ بری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ گنہگار بندے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

عدالت سے جنتی بن جاتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو گنہگار نہیں ہیں۔ نیک ہوں۔ وہ کیا خود بخود جنت میں چلے جائیں گے۔ اس لئے یہ شعر ادھورا ہے بلکہ ہر شعر ہی ادھورا ہے۔ ما ان مدحت محمد بمقاتلی۔ کوئی بندہ اپنی زبان سے اپنی عبارت سے اپنی تقریر سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان نہیں کر سکتا۔ کوئی ایسا بندہ آج تک نہیں ہوا ہے۔ پورا قرآن مجید اور پوری حدیث بھی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان نہیں کرتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ میری نعمت وہ بیان فرمائیں گے جو دنیا میں آئی ہی نہیں ہے۔ بندے تو کہیں پیچھے رہ گئے۔ ماصر بھی پیچھے رہ گیا غالب بھی پیچھے رہ گیا۔ خالد بھی پیچھے رہ گیا۔ سب پیچھے رہ گئے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شعر پڑھا گیا۔

ما ان مدحت محمد بمقاتلی

کوئی شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر اپنی تقاریر سجالیتے ہیں۔ کل ایک مولوی صاحب کی تقریر سنی ہے وہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کرتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص متقی ہوتا ہے ساری کائنات اس کے تابع ہوتی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ مدینہ منورہ سے ایک آدمی گیا۔ مسیلہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا وہ اس کے علاقہ میں پہنچ گیا مسیلہ کذاب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر کوئی مدینہ شریف کا رہائشی ادھر آجائے تو اس کو پکڑ کر میرے سامنے حاضر کرو لوگوں نے اس صحابی کو پکڑ لیا اور مسیلہ کذاب کے سامنے پیش کر دیا۔ مسیلہ کذاب نے ان سے پوچھا کہ کیا میں نبی نہیں ہوں۔ اس صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے کچھ سنائی نہیں دیا۔ پھر پوچھا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ فرمایا کہ ہاں وہ

نبی ہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا میں نبی نہیں ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ سنائی نہیں دیا۔ میرے کانوں میں تیری آواز نہیں آئی۔ پھر پوچھا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ فرمایا کہ ہاں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر اپنے متعلق پوچھا تو انہوں نے پھر کہہ دیا کہ مجھے تیری بات سنائی نہیں دیتی مسیلہ کذاب کو غصہ آ گیا کہ میری بات تجھے سنائی نہیں دیتی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تمہیں بہت جلد سنائی دے دیتی ہیں۔ اس نے حکم دیا کہ خوب آگ جلائی جائے اور اس کو آگ میں پھینک دیا جائے۔ اس کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ آگ جلائی گئی اور اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس میں ڈال دیا گیا۔ لیکن وہ آگ میں بڑے آرام سکون سے چو کڑی مار کر بیٹھ گئے اور آگ کے انگاروں سے یوں کھیلنے لگے کہ جس طرح کوئی پھولوں سے کھیلتا ہو۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس کو آگ نے اس لئے نہیں جلایا کہ وہ متقی تھے۔ آپ بھی اگر متقی بن جاؤ گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نقصان نہیں دے سکے گی۔ ایک دوسری مثال انہوں نے یہ بیان فرمائی۔ کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید کسی قافلہ سے ٹکھڑ گئے یا علیحدہ ہو گئے اور پھر قید ہو گئے۔ اس نے قید سے نجات کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس نے کسی نے بتایا کہ اسلامی فوج یا اسلامی لشکر اس کے قریب سے گزر رہا ہے وہ جیسے نہ قیدیہ قید سے نکلے اور اسلامی لشکر کے ساتھ ملنے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔ آگے جنگل تھا۔ جنگل میں پہنچے تو شیر آگیا شیر نے ان پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اس سے پہلے کہ شیر حملہ آور ہو جاتا انہوں نے جلدی سے کہا کہ اے شیر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ شیر نے جونہی سنا تو اپنی دم ہلائی شروع کر دی۔ کویا کہ دوستی کا اظہار کر رہا ہے۔ قریب آ کر اپنا سر ان کے قدموں پر رکھ دیا اور پاؤں کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے آگے چلنے لگا اور کوئی موذی جانور کوئی دہندہ سامنے آتا تو شیر اس کو بتا دیتا

کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ اس سے باز رہو حتیٰ کہ اس نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلامی لشکر سے ملا دیا اور خود واپس چلا گیا۔ فرمایا کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی متقی تھے اس لئے شیر سے بچ گئے۔ یہ ان کی تقریر تھی۔ میں نے اس مولوی صاحب سے پوچھا کہ متقی کی نشانی کیا ہے۔ متقی کون ہے۔ متقی کی پہچان کیا ہے۔ متقی ہونے کے باعث ایک آگ سے بچ گیا اور ایک شیر سے بچ گیا۔ لیکن متقی کی تعریف کیا ہے۔ ہم کس کو متقی کہیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ متقی کی چھ نشانیاں ہیں۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو اور دوسری یہ کہ وہ اپنے والدین کا شکر گزار ہو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اس کو انسان بنایا اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو کہ جنہوں نے اس کو انسان کی پرورش کی۔ والدین کی توجہ اور نگہداشت کے بغیر بچہ پرورش نہیں پاتا۔ تیری نشانی یہ کہ نماز پڑھتا ہو اور چوتھی یہ کہ زکوٰۃ دیتا ہو۔ پانچویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو۔ اور چھٹی یہ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی کرتا ہو یہ متقی ہونے کی نشانیاں انہوں نے بتائیں اب میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ ساری خوبیاں تھیں وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بھی تھے اور اپنے والدین کے بھی شکر گزار تھے۔ نمازی بھی تھے زکوٰۃ بھی دیتے ہوں گے اگر صاحب نصاب ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی بجالاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اطاعت گزار تھے۔ پھر شیر ان پر حملہ آور ہونے کے لئے کیوں تیار تھا۔ فرمایا کہ شیر ان پر حملہ آور ہوا ہی چاہتا تھا کہ انہوں نے جلدی سے کہہ دیا کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ بالا چھ اعمال کام آنے والے نہیں ہیں بلکہ کام آنے والی چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا۔ اپنے والدین کا شکر گزار ہونا کسی کو مصیبت سے بچائے یا نہ بچائے اس کی کوئی شرط

نہیں ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اور والدین کا شکر گزار ضروری طور سے ہونا چاہیے کہ یہ قرآن مجید کا حکم ہے۔ نماز بھی پڑھنی چاہیے اور زکوٰۃ بھی دینی چاہیے کہ یہ ضروری ہیں اور فرائض ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہیں۔ لیکن نمازی اور زکوٰۃ دینے والا ضروری نہیں کہ متقی بھی ہو۔ کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی کرتا ہو۔ پھر بھی ضروری نہیں ہے کہ وہ متقی بھی ہو۔ متقی وہ ہوتا ہے کہ جو ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے اور غلامی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے۔ جب حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں تو شیر کو سمجھ آگئی کہ یہ بڑی چیز ہے نماز۔ روزہ کرو لیکن یہ متقی ہونا ظاہر نہیں کرتا۔ متقی ہونا یہ ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متقی بنانا ہے۔ تمام منافقین یہ سارے چھ اعمال پورے کرتے تھے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی والی بات نہیں کرتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب والی بات نہیں کرتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت والی بات نہیں کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات دیکھ لیں۔ ان سے بڑھ کر متقی کون ہوگا۔ کیا یہ چھ اعمال ان میں نہیں تھے۔ بالکل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بھی ہیں والدین کے بھی شکر گزار ہیں نمازی بھی ہیں زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اطاعت اللہ تعالیٰ بھی ہے اور اطاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ سب کچھ ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ میرے والدین۔ عزیز و اقارب۔ بیوی بچے اور باقی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ مال و دولت اور ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں لیکن مجھے اپنی جان اپنی ذات سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محبوب نہیں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ چھپایا نہیں۔ کھل کر اظہار فرمایا۔ جھوٹ

نہیں بولا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں سمجھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے تو پلے ہی کوئی چیز نہیں ہے۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ فرمائی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سمجھ آگئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایمان اب نصیب ہوا ہے۔ متقی بنانے والی چیز نسبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ادب غالب آجاتا ہے تو بندہ متقی بن جاتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں ہے کہ اے ایمان والو اللہ اور اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔ فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔ ورنہ تمہارے اعمال اکارت جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کا بکرا ذبح کر دیا۔ حالانکہ قربانی کرنا عبادت اللہ تعالیٰ ہے۔ قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے پہلے قربانی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے اتنا اعلیٰ و ارفع عمل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ذبح کر دیا ہے لہذا اس کی قربانی قبول نہیں ہے۔ دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روزے رکھا کرتے تھے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے روزہ رکھا تو یہ آیت مبارکہ آئی کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے روزہ رکھا ہے۔ اس کا روزہ قبول نہیں ہے۔ حالانکہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور ایک جگہ فرمایا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا انعام ہوں۔ اتنی اچھی عبادت روزہ اور قربانی لیکن اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کرتا ہے اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ سے تو پہلے کسی نے کی ہی نہیں ہے۔ پہلے تو کی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ان سے پہلے قربانی کر لی۔ ان سے پہلے روزہ رکھا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مجھ سے بھی پہلے ہو گیا۔ کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی ادبی ہے۔ لہذا ضروری امر ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کا ادب شمار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں تو یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو جائے گی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کانوں سے ذرا بہرے تھے اونچی آوازیں سنتے تھے اس لئے آپ بولتے بھی اونچی آواز سے تھے کہ بہرہ آدمی اونچی آواز میں بولتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس کی طرح باقی بھی اونچی سنتے ہیں۔ جب آیت مبارکہ آئی کہ اپنی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو تو وہ سمجھے کہ یہ آیت مبارکہ ان کے خلاف نازل ہو گئی ہے۔ میں بے ایمان ہو گیا ہوں۔ وہ گھر چلے گئے۔ اندر سے کنڈی لگالی۔ اور روتے رہے۔ جب کئی روز مسجد میں نہ آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہے۔ جاؤ پتہ کر کے آؤ۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور پوچھا تو فرمایا کہ میرے خلاف آیت مبارکہ آگئی ہے میں تو کافر ہو گیا ہوں۔ میری ہی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی تھی۔ میرے تمام اعمال اکارت ہو گئے ہیں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اندر بیٹھے رو رہے ہیں کہ میری آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہو گئی ہے اور میرے اعمال اکارت چلے گئے ہیں اور اعمال کفر سے ہی اکارت جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جاؤ اس کو جا کر تسلی دو۔ وہ

مومن ہے۔ وہ شہید ہے۔ اور وہ جنتی ہے۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر اس کو خوشخبری دی وہ خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت تیرے حق میں نہیں آئی تو جان بوجھ کر آواز اونچی نہیں کرتا تیرے کانوں میں نقص ہے جس کی وجہ سے تو اونچی آواز سے بولتا ہے۔ یہ آیت مبارکہ ان کے لئے ہے جو جان بوجھ کر میری بارگاہ میں اونچی آواز سے بولتے ہیں تو جنتی ہے تو ایمان والا ہے۔ تو شہید ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق تین باتیں فرمائیں۔ کتنے ہی سال بعد وہ فوج میں شامل ہوا۔ اور شہادت پائی۔ جب وہ شہید ہو گئے تو ان کی زرہ کسی نے چرائی۔ زرہ جانے ہو کیا ہوتی ہے۔ یہ لوہے کے قمیض بنی ہوتی ہے اور جنگ میں اسے پہن لیتے ہیں تاکہ تیر یا تلوار کا زخم نہ آئے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے۔ اور فرمایا کہ میری زرہ فلاں بندے نے چرائی ہے۔ اور اس وقت اس نے فلاں جگہ چھپا کے رکھی ہوئی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تشریف لے گئے اور جس جگہ کی نشان دہی حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی وہیں سے وہ زرہ مل گئی۔ حالانکہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ یہ ان کا مرتبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز نیچی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب کسی کی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے تو یہ گستاخی اور بے ادبی میں شمار ہو جاتی ہے جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی نے منہ میں کنکریاں ڈال لیں کسی نے کچے چنے منہ میں رکھ لئے۔ کسی نے کچھ ڈال لیا اور کوئی اتنا آہستہ بولنے لگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی بات سننا مشکل ہو گئی اور جن کی خاص کر آواز مدہم تھی وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پھر ان کی شان میں آیت

مبارکہ آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ کو پرکھ لیا ہے۔ ان کی دلوں میں ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مومن ہیں۔ ان کو ثواب عظیم عطا فرمایا جائے گا کہ تقویٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں اس کے پلے کچھ بھی نہیں ہے۔ جتنے مرضی اعمال کر لیں کسی عمل کو پھل نہیں لگے گا کیونکہ وہ بے ادب ہے۔ گستاخی میں ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ آواز اونچی نہ ہو۔ اور اگر کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ یہ بھی بے ادبی ہے۔ کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر نہیں ہیں یہ بھی بے ادبی ہے۔ کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں ہے یہ بھی بے ادبی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ کہاں جانا ہے۔ یہ بھی بے ادبی ہے۔ ایسا بندہ متقی نہیں ہو سکتا تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب کا نام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کیجئے۔ کیا کہ اس کو عدل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے۔ یہ بھی بے ادبی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر عدل میں نہیں کروں گا تو کون کرے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار نکال لی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مرتد ہو گیا ہے اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل کو نہیں مانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف کو تسلیم نہیں کیا۔ مجھے حکم دیں کہ میں اس کا سر قلم کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہنے دو۔ اس کی بڑی لمبی نسل ہوگی۔ ان کی نمازیں بہت اعلیٰ ہوں گی ان کے روزے بڑے کمال کے ہوں گے ان کی طہارت بہت اچھی ہوگی۔ ان کی تلاوت بڑی مسور کن ہوگی لیکن دین ان میں سے ایسے نکل جائے گا جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ دین کی کوئی رمت کوئی ذرہ ان

میں نہیں ہوگا۔ جو صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کریں۔ عدل فرمائیں کو کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوٹے سے چھوٹا اعتراض ایمان ختم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ہم ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہیں۔ اور اس کو ہمیشہ مد نظر رکھیں اور اپنے ایمان کا حصہ بنائیں کہ حضور آپ نوازیں تو بات مٹی ہے۔ اور اسی میں یہ ہے کہ

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دب نہیں ہے وہ متقی نہیں ہے۔ اور متقی کو ہی یہ انعام ملتا ہے کہ قرآن مجید صرف متقی لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔ پہلے ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دل میں آئے گا۔ پھر متقی ہو گا اور جب متقی ہو گا تو پھر قرآن مجید سے اس کو ہدایت ملے گی۔ اگر ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم دل میں نہیں ہے تو قرآن مجید بھی ہدایت نہیں دیتا ہے۔ جس جس فرقہ میں ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اس میں تقویٰ نہیں ہے قرآن وہاں ہے حدیث بھی ہے نماز۔ روزہ ہے۔ حج زکوٰۃ قربانی سب کچھ ہے لیکن تقویٰ نہیں ہے۔ متقی صرف وہ ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا بندہ بھی ہے کہ جس کی نیکیاں اتنی ہوں جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ پھر میرے والد صاحب کا کیا مقام ہے۔ فرمایا کہ اس کی ایک نیکی حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیوں سے افضل ہے۔ بلکہ فرمایا کہ ساری امت کی تمام نیکیوں سے افضل ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون سی نیکی ہے۔ فرمایا کہ عارث میں میرا جو ادب کیا تھا وہ سب سے افضل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوہ میں آرام فرما رہے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایزہی پر سانپ نے ڈس لیا۔ زہر اثر کر گیا۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذرا سی بھی جنبش نہ کی۔ خیال فرمایا کہ مرجانا منظور ہے لیکن آرام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہیں آنا چاہیے۔ آپ کو پسینہ آگیا اور ایک قطرہ چہرہ انور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر گر گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے پوچھا کیا بات ہوئی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سانپ نے ڈس لیا ہے۔ فرمایا کہ پھر تو اپنی ایزہی کو پیچھے ہٹالیتا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان کی پرواہ نہیں لیکن ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہ آجائے فرمایا کہ ان کی یہ نیکی ساری امت کی تمام نیکیوں سے افضل ہے۔ فرمایا کہ اگر ساری امت کا ایمان ایک پلڑے میں اور دوسرے میں صرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہو تو پھر بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وزنی ہو گا۔ اور اس کی بنیاد کیا ہے۔ کہ آرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہیں آنے دینا چاہتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر جان بھی قربان کر رہا ہے۔ یہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ نماز پڑھنے سے نہیں آتا۔ نماز ضرور پڑھو کہ فرض ہے لیکن تقویٰ کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ تقویٰ دیکھنا ہو تو دیکھو کہ اس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے کہ نہیں ہے۔ وہ محبت والی بات کرتا ہے کہ نہیں۔

ذکر رو کے فضل کا۔ ٹے نقص کا جو یاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے سے منع کرے۔ نعت پڑھنے سے روکے اور کہے کہ اللہ کا ذکر کرو۔ اللہ اللہ کرو۔ فضل کاٹے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو دے کچھ نہیں سکتے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں نقص ڈھونڈتا رہے۔ جس طرح سے اس بندے نے ڈھونڈا ہے کہ عدل نہیں کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ ایسا بے ایمان بندہ بھی مسلمان ہو سکتا ہے۔ سارا تقویٰ۔ پرہیز گاری۔ نجات اور بخشش ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا اولیاء کرام میں وہی مقام ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں میں ہے۔ ان کو پتہ چلا کہ بہت دور ایک بزرگ ہیں وہ ان کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اس بزرگ نے مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ آپ وہیں سے ہی واپس آ گئے کہ میں تمہاری ملاقات کرنا نہیں چاہتا۔ انہوں نے کہا کہ اتنا طویل سفر کر کے آئے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس بیٹھنا پسند نہیں کرتا تمہیں تو ذرا بھی ادب کا لحاظ نہیں ہے۔ آپ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بے خیالی میں ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ تو ایسا بندہ ہے کہ جس کو مدینہ منورہ کا خیال ہی نہیں رہتا۔ مدینہ شریف کا خیال نہیں رہتا تو مدینہ والے کا کیا خیال ہو گا تو کیسا بزرگ ہے وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔ رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ تو نے اتنی غیرت کھائی ہے۔ اور مدینہ شریف کا ادب کیا ہے۔ میں تمہیں وہ مقام عطا کرتا ہوں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرشتوں میں حاصل ہے۔ جو مقام حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ اس کی ساری بنیاد ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ تقویٰ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھو کہ یہ تقویٰ کی بنیاد ہے۔ میں عرض

کرتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز عصر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام پر قربان کی ہے کہ نہیں کی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو بڑا کوئی متقی نہیں ہے۔ جتنا فہم دین ان کو ہے اور کس کو ہو گا۔ فرمایا کہ سارے قرآن کا نچوڑ سورۃ الحمد شریف میں ہے۔ اور ساری الحمد شریف کا نچوڑ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں ہے اور ساری بِسْمِ اللّٰهِ شریف کا نچوڑ "ب" میں ہے اور اس کا سارا نچوڑ اس کے نقطہ میں ہے اور فرمایا کہ وہ نقطہ میں ہوں۔ اور فرمایا کہ اگر میں نقطہ "ب" کی تشریح لکھوں تو اس کا وزن سواونٹ کا وزن بن جائے گا۔ اتنا علم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے دروازے ہیں۔ اتنا علم رکھتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی کود میں آرام فرما رہے ہیں۔ نماز عصر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ سورج غروب ہونے کو ہے۔ نماز قضا ہو رہی ہے۔ بلکہ جارہی ہے سورج بھی غروب ہو گیا لیکن آپ اپنی جگہ سے ذرا نہیں ہلے۔ نماز گئی لیکن ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ذرا بھی حرکت نہیں کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے اور فرمایا کہ کیا نماز پڑھ لی تھی۔ عرض کیا کہ ابھی نہیں پڑھی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھے ان کے لئے سورج کو واپس کر دے سورج واپس آ گیا۔ یہ واقعہ تو ہوا لیکن بات کہنے کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر کس کیلئے قضا کی۔ بس یہی تقویٰ ہے۔ اور جس پر نماز قضا کی ہے وہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔ نماز کے مقابلہ میں آرام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی ہے۔ یہ تقویٰ ہے۔ اور جان کے مقابلہ میں آرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی ہے یہ صداقت ہے۔ ایک نے اپنی جان کی پرواہ نہیں کی۔ ایک نے نماز کی فکر نہیں کی کہ آرام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہ آئے۔ یہ دونوں متقی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں تقویٰ کی سمجھ آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ گزر کی بھی قسم کھائی ہے۔ فرمایا کہ جہاں میرے پیارے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں کا نشان لگ جائے مجھے اس نشان راہ کی بھی قسم ہے۔ یہ ادب اللہ تعالیٰ ہمیں سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے ان کے گھوڑوں کی قسم ہے ان کے بھاگنے کی قسم ہے۔ ان کے ہانپنے کی قسم ہے۔ ان کے پاؤں جب پتھر پر لگتے ہیں اور چنگاڑیاں نکلتی ہیں مجھے ان چنگاڑیوں کی قسم ہے ان کے پسینے کی قسم ہے۔ یا اللہ تو ان گھوڑوں کی قسم کیوں اٹھا رہا ہے۔ فرمایا کہ یہ وہ گھوڑے ہیں جن پر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ادب سکھاتا ہے۔ ایک شعر ہے

یوں تو شمس و قمر چرخ نے پائے

کیا پایا جو نہ پائی خاک تیرے در کی

اگر وہ خاک کی بجائے لفظ دستار استعمال کرتا۔ اور یوں کہتا ہے کہ

یوں تو شمس و قمر چرخ نے پائے

کیا پایا جو نہ پائی دستار تیرے سر کی

تو ان میں سے کون سی بات زیادہ اچھی ہوتی۔ زیادہ وزنی ہوتی۔ ہاں جی خاک والی بات زیادہ وزنی ہے۔ جتنا نیچے جاؤ گے اتنا ہی اچھے رہو گے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

میرے نبی پیارے نبی مرتبہ بالا تیرا

جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں کوا تیرا

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک بارگاہ عالیہ میں چمک رہی ہے۔ پاؤں مبارک میں آئی تو بارگاہ عالیہ میں پہنچ گئی۔ اس لئے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کاش میرے جسم کے چمڑے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلقین مبارک بنتی۔ وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ٹوپی بھی چمڑے کی ہوتی ہے۔ لیکن خاک میں ملنا اور پاؤں میں پڑنا زیادہ عظمت والی بات ہے۔ جہاں نفس مٹ جائے وہیں کام بنتا ہے۔ اور سارا کام ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ سارا فیض ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فیض ہوا میں پرواز کرنا نہیں ہے۔ فیض دل کی بات جان لینا نہیں ہے۔ فیض حاضر ناظر ہونا نہیں ہے۔ فیض آسمانوں کی سیر نہیں ہے۔ فیض جنت کی سیر کرنا نہیں ہے۔ فیض ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ادب اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے آمین۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑے مفسر ہیں۔ کیا نمازیں زیادہ پڑھتے تھے۔ روزے زیادہ رکھتے تھے۔ کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کا لٹا لے کر پیچھے چلے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو خوش ہوئے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو فہم قرآن عطا کر دے۔ آج وہ سب سے بڑے مفسر بنے بیٹھے ہیں۔ ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تقویٰ ہے۔ اعمال سے تقویٰ نہیں آتا یہ ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑے محدث ہیں۔ کیسے بنے۔ کیا نماز سے کیا روزے سے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تشریف لے جاتے یہ ساتھ جاتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلقین مبارک کو اپنی جھولی میں رکھتے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فارغ ہوتے تو یہ آگے بڑھ کر تعلقین مبارک پیش کرتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو گئے۔ دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو حدیث کا علم

عطا فرمادے۔ آج وہ محدث اعظم ہیں۔ بس نسخہ صرف یہی ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات ممتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بات بنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 18-07-03

عرفان نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- پروفیسر صاحب نے بڑا نورانی بیان فرمایا ہے لیکن اس میں ایک چکر آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اُتارنے والا جو ہے وہ دریا میں غرق نہ ہوا۔ وہ تیر کر باہر نکل گیا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی نقل اُتارنے والا کیوں مارا گیا۔ پروفیسر صاحب نے بتایا کہ ایک شخص تھا جو فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی شکل و صورت بنا کر۔ آپ جیسی پگڑی اوڑھ کر اور ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تو قلمی زبان میں باتیں کر کے فرعون اور اس کے درباریوں کو ہنسایا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل یہ فعل پسند آ گیا کہ اس کے نبی علیہ السلام کی طرح شکل و صورت بنانا ہے اور نبی علیہ السلام کی نقل اُتارتا ہے ان جیسا بہرہ پ بنانا ہے خواہ جعلی طور سے بنانا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے ساری فرعون قوم کو دریا میں غرق کر دیا تو اس ایک شخص کو ڈوبنے سے بچا دیا۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اسی طرح سے نقل حکم بن عثمان نے بنائی حضور علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرما رہے تھے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اُتاری تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بازو بھی وہیں روک دیا جہاں اس نے بازو مبارک کی نقل اُتاری اور جس طرح اس نے منہ میڑھا کر کے نقل اُتاری تو اللہ تعالیٰ نے اس کے منہ کو وہیں میڑھا کر دیا۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ

والسلام کے لئے پیا نے بدل دئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اُتارنے والے کو پیار کیا معاف کر دیا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اُتارنے والے کو گرفتار کر لیا۔ وہ ڈوب گیا۔ وہ تباہ ہو گیا۔ پروفیسر صاحب ان دونوں میں کیا فرق ہوا۔ آپ نے اس سے کیا نتیجہ نکالا۔ پروفیسر صاحب دونوں نے نبی علیہ السلام کی نقل اُتاری تو پھر ایک ڈوب کیوں گیا دوسرا تیر کیوں گیا۔ عمل تو ایک ہی ہے ایک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اُتاری وہ بھی نبی علیہ السلام ہیں۔ ایک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل اُتاری وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی نقل اُتارنے والا بلکہ زیادہ کرم کا مستحق تھا۔ آپ نے اس میں کیا فرق کیا ہے۔ پروفیسر صاحب بات یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا بنتا تھا۔ لیکن یہ اس کا اُلٹ بنتا تھا۔ اس لئے مارا گیا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنا منہ چلاتا تھا ان کی طرح بات کرتا تھا۔ یکسانیت تھی۔ لیکن یہ حکم بن عثمان اپنا منہ میڑھا کرتا تھا۔ یکسانیت پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ اُلٹ کیا کرتا ہے۔ اس لئے مارا گیا۔ آپ بھی یکسانیت کی غرض سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا چہرہ بنا لو گے تو میڑھا تمہارا بھی پار ہو جائے گا۔ یہ فرق ہے۔ آپ بھی اپنا چہرہ میڑھا نہ بنانا۔ پروفیسر صاحب نے یہ فرق نہیں بتایا۔ وہ بالکل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بہرہ دینا بنتا تھا۔ لیکن یہ بہرہ دینا نہیں بنتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح گچڑی۔ عصا اور بول چال نہیں کرتا تھا۔ بلکہ ان کے اُلٹ کرتا ہے۔ جو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ایک قدم بھی اٹھا لے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سمجھ کر ان کی مطابقت میں ایک ذرا سا عمل بھی لے گا اس کا میڑھا پار ہو جائے گا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ ایک مثال عرض کرتے ہیں کہ اللہ کرے آپ کو بھی سمجھ آ جائے مجھے بھی سمجھ آ جائے۔ دیواریں جتنی مرضی پختہ ہوں۔ چوڑی ہوں ان میں سر یا بھرا ہوا ہو۔ سینٹ

زیادہ ڈالا ہوا ہو۔ ریت تھوڑی ہو۔ اور چھت بھی جتنی مرضی مضبوط بنائی گئی ہو۔ اس میں سینٹ، بجری، سر یا خوب ڈالا ہوا ہو۔ دروازے بڑے مضبوط موٹے کیل کانٹے اور دیواریں بھی بڑی موٹی ہیں مضبوط ہیں اس تمام عمارت کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ اس کی بنیاد چھت میں نہیں ہے۔ اس کی بنیاد دیواروں پر نہیں ہے۔ اس عمارت کا کھڑا ہونا۔ دیواروں یا دائرنگ پر نہیں ہے۔ اس عمارت کی چٹنگی بنیاد پر ہے اگر بنیاد کمزور ہے تو اس عمارت میں کوئی چٹنگی نہیں ہے۔ یہ کسی بھی وقت زمین بوس ہو سکتی ہے۔ تم دیواروں کو دیکھتے ہو لیکن عقلمند اس کی بنیاد کو دیکھتا ہے۔ اگر بنیاد مضبوط نہیں ہے تو یہ عمارت کسی کام کی نہیں ہے۔ اس کی چھت اس کی دیواریں اس کے دروازے اس کا باقی سب کچھ بے کار ہے خواہ وہ کتنا ہی خوبصورت اور پائیدار ہے۔ دین کی بنیاد کیا ہے۔ دین کی دیواریں اور دین کی چھت کیا ہے۔ یہ چھت یہ دیواریں یوں سمجھ لو کہ یہ کلمہ شریف ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ یہ بہت بڑی عظمت والا کلمہ ہے۔ یہ مردے کو زندہ کر دیتا ہے۔ ہر کافر مردہ ہوتا ہے جب کلمہ شریف پڑھتا ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔ کلمہ شریف میں اتنی عظمت ہے یہ جنت کی چابی ہے۔ یہ دین کی بنیاد ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہ آپ میرے کان میں ہی کلمہ پڑھ دیں۔ میں آپ کو جنت میں لے جاؤں گا۔ میرے کان میں ہی پڑھ دو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تیرا میڑھا پار ہو جائے گا۔ ساری زندگی ایک طرف اور یہ کلمہ شریف ایک طرف، نماز عماد الدین ہے۔ دن کا ستون ہے۔ یہ وہ ستون ہے کہ جس پر دین کی عمارت کھڑی ہے۔ تیرا دین نماز پر کھڑا ہے۔ روزہ بڑی عظیم چیز ہے۔ روزے کی جزا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر عمل کا انعام اور ہے کسی میں جنت ملے گی کسی میں حوریں ملیں گی کسی میں کچھ ملے گا لیکن روزے کا انعام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کا انعام

میں خود ہوں۔ قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو قربانی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جہاد کے لئے پہلا قدم اٹھانا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شہید ہو جانا ہے تو مرنا نہیں سیدھا جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ ساری ظاہری چیز ہے۔ اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس کی بنیاد کو ڈھونڈ لو۔ تو پھر نماز، روزہ، حج سب کچھ کام آجائے گا اگر بنیاد نہ ملے تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا جس طرح سے کہ بنیاد کے بغیر مکان گرے گا۔ چھت گرے گی، دیواریں گر جائیں گی اسی طرح سے ہی کلمہ، نماز، روزے، حج وغیرہ سب بے کار جائیں گے۔

یہی اساس رحمت ہے یہ بنائے عظمت ہے
نبی کا عرفان زندگی ہے، نبی کا عرفان بندگی ہے

رحمت یعنی ہو تو اس کی بنیاد کیا ہے۔ اور اگر عزت یعنی ہو تو اس کی بنیاد کیا ہے۔ اگر تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ گیا ہے تو پھر تو زندہ بھی ہو گیا ہے اور تیری بندگی بھی قبول ہو گئی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہی سب کچھ ہے اگر تو نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان نہیں کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سمجھ حاصل نہیں کی ہے تو پھر تیرے پلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ خواہ تو حج کرے۔ طواف کعبہ کر لے۔ سعی کر لے۔ آب زم زم سیر ہو کر پی لے۔ تفسیر کر لے۔ روزے رکھ لے۔ قرأت کر لے۔ حفظ کر لے لیکن جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان حاصل نہیں ہوئی تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ان کے ادب اور ان کی محبت میں ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں ہے تو پھر تیرے پلے میں کچھ بھی نہیں ہے منافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا

تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جہاد پر جاتا تھا۔ ارے منافق تجھے کیا ہو گیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتا ہے۔ ان کے ساتھ شامل ہو کر جہاد بھی کرتا ہے۔ شہید بھی ہوتا ہے پھر بھی کیا وجہ ہے کہ تو جہنمی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفع نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر نہیں مانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہونا نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت اور تصرف نہیں مانتا۔ اس لئے منافق ہے اور جہنمی ہے۔ ایک مثال ہے پہلے بھی عرض کی ہے کہ ایک شخص ہے جنگ میں شریک ہے بڑا قتل کر رہا ہے بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ کافروں کے خلاف لڑ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا بہادر ہے۔ بڑا جہاد کرنے والا ہے۔ کافروں کو تہ تیغ کر رہا ہے۔ کافروں کی صفیں الٹ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ تو ہے ہی جہنمی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باعث ادب خاموش ہو گئے لیکن سب حیران ہیں کہ اگر یہ جہنمی ہے تو پھر جنتی کون ہو گا۔ اتنا بہادر اور جنگجو ہے توڑی دیر گزری تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے خود اپنے پیٹ میں خنجر مار کر خودکشی کر لی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ وہ جہنمی ہے۔ وہ منافق تھا۔ اس کا کوئی جہاد اس کا کوئی قتال قبول نہیں کہ اس کے دل میں میری محبت نہیں تھی۔ ادب نہیں تھا ایک اور مثال ہے کہ ایک جنازہ آیا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہ پڑھائیں یہ بہت گنہگار بندہ ہے۔ اس میں یہ گناہ ہے اس میں یہ گناہ ہے۔ بہت سارے گناہ گنوائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے گناہ گار بندوں کے بھی جنازے پڑھائیں گے تو پھر لوگ کیا کہیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اور بھی کوئی کواہ اس کے کردار کا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ فلاں جنگ کے موقع پر ایک رات میں نے اور اس نے مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اگر رات دشمن نے حملہ کیا اور تیر چلائے تو وہ تیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو لگنے کی بجائے مجھے لگ جائے اتنی بات کا مجھے علم ہے باقی یہ کہ اس میں کون سے گناہ تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتا دیے ہیں۔ مجھے اتنا پتہ ہے کہ یہ کہہ رہا تھا کہ تیر مجھے لگ جائے میری جان چلی جائے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آؤ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ جنازہ پڑھایا اور پھر فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی ہو کر نور نبوت سے اعلان کرتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ یہ جنتی کیوں بن گیا ہے۔ اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ جو جنگ میں قتال کر رہا تھا اس کی بنیاد نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی بنیاد بنا لو۔ اگر بنیاد بن گئی تو پھر ساری رحمت ہی رحمت ہے۔ عظمت ہی عظمت ہے۔ اگر بنیاد نہیں بن سکی تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح عرفان نصیب فرمائے۔ یا اللہ آپ ہی ہمیں بتائیں کہ اس کی بنیاد کیا ہے۔ کیونکہ آپ ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتے ہیں۔ ان کی عظمت کو جانتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے بے نیاز ہو کر ساری کائنات اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ڈال دی ہے۔ میں نے ان کو کوڑ عطا کر دی ہے۔ کوڑ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے چھوڑ کر باقی ساری کائنات کوڑ ہے۔ وہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پلے کوئی چیز نہیں ہے تو وہ پھر کس پر اعتراض کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کوڑ عطا فرما رہے ہیں لیکن یہ اس کی نفی کر رہا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ لوگو یہ نہ سمجھنا کہ میں نے ایک کوڑ عطا کر دی ہے۔ میں ہر لمحہ ان کوئی کوڑ عطا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ چھوڑ دو کوڑ کو، میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا دیتا ہوں۔ میں اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا ہوں اور ہر لمحہ میں اس کے لئے نئی نعمت پڑھتا ہوں۔ اب جتنے بھی بد مذہب فرقے ہوں گے جتنے بد عقیدہ لوگ ہوں گے۔ جتنے منافق ہوں گے۔ جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کرتا ہے لیکن وہ اس عطا کی نفی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور بناتا ہے وہ کہتے ہیں کہ بشر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفیع بناتا ہے یہ کہتے ہیں کہ ان کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں جانا ہے۔ یہ فرق ہے۔ جب عرفان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تو کوڑ کی عطا کا اعتراف دل میں آتا ہے۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نظر آتی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہوتی ہے وہی اللہ تعالیٰ کرتا ہے دیکھو کہ عقل مند بندے عقیدت مند بندے ایسا بندہ کہ جب بریلی شریف میں وصال ہوا تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک صاحب نظر بندہ بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تیاری کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ بریلی شریف میں میرا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اس کو لینے جا رہا ہے۔ وہ فوت ہونے والا کون تھا۔ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا یہ شعر ہے۔ اور یہ ایسی ہستی ہے کہ وصال

کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آ رہے ہیں اور ان کا عقیدہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے وہ نہیں اور کوئی مقرر

جو وہاں سے ہو نہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

جو تقدیر نعتی ہے۔ جو قسمت بدلتی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں نعتی ہے یہ عرفان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسرے کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ یہ ساری نعت خوانی جو ہم کرتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان ہے مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ایک آیت مبارکہ کی تلاوت ہوئی پھر نعت خوانی شروع ہوئی یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان ہے دو گھنٹے ہو رہے ہیں۔ نعت خوانی جاری تھی اور جس نعت خواں نے ذرا نرم بات کی تو ہم نے اس کو بٹھانے کی کوشش کی کہ آپ رہنے دیں۔ کسی اچھے نعت خواں کو موقعہ دو۔ میں ایسے نعت خواں حضرات کی دل شکنی نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان کو ترغیب ہے کہ اچھی نعت لائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نعت خوانی ہونی چاہئے حالانکہ ان کی شان کے مطابق کوئی نعت نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی نعت کا معیار کچھ تو اچھا ہو۔ دنیاوی لحاظ سے اچھی ہو اس لئے میری عرض ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سننا اور کرنا اس رحمت ہے اور رحمت میں حصہ لینے کا طریقہ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عزت پانے کا یہی طریقہ ہے کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے درود شریف نہیں پڑھا جس نے نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھی وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے مجھے

پتہ ہوتا ہے کہ کون شخص ہے اس کے باپ کا کیا نام ہے اس کی قوم کیا ہے اس کا قبیلہ کیا ہے میں اس کو پہچانتا ہوں۔ جو نبی قبر میں اس سے ملاقات ہوتی ہے تو میں اس کو پہچانتا ہوں کہ ہاں تو میرا ہے۔ یہ نعت خوانی سے پہچانے جاتے ہیں اور یہی کچھ ہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت علامہ بوسیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معیار باندھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نہ کہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نہیں ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حصے ہیں باقی سب کچھ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سب کچھ کہنے کے بعد پھر معافی مانگو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں ہو سکی۔ یہ کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ نہیں ہیں باقی سب کچھ ہیں پھر معافی مانگو کہ مجھ سے تو کوئی تعریف ہو نہیں سکی۔ یہ تعریف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

کوئی بندہ اپنے کلام سے۔ اپنی باتوں سے۔ اپنی تقریر سے۔ اپنی عبارت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کا ذکر کرنے سے اپنی عبارت۔ اپنی زندگی سنوار لیتے ہیں۔ شعر پڑھا گیا ہے۔

جب نام محمد لینا ہوں اشعار حسین ہو جاتے ہیں

بلکہ زندگی حسین ہو جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی ہے ہی نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کے بغیر۔ ادب کے بغیر قرآن مجید اعلان فرماتا ہے کہ وہ مردہ ہیں۔ وہ سنتے نہیں ہیں۔ وہ دیکھتے نہیں ہیں۔ وہ بولتے نہیں ہیں۔ وہ کون ہیں

فرمایا کہ وہ کافر ہیں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان عطا فرمائے۔ ان سے محبت اور عقیدت عطا فرمائے۔ آمین۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 08-08-03

ارشاد است سید عالم نور خدا منظر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق رسول حب ال رسول

حضرت سید پروفسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش: سید محمد امجد الدین شہیدی مدنی

پیش حق مرثدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے

پیش حق مرثدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے	دل نکل جانے کی جاہے آہ کن آنکھوں سے وہ
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے	کشتگانِ گرمیء محشر کو وہ جانِ مسیح
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے	گل کھلے گا آج یہ اُن کی نسیمِ فیض سے
آج دامن کی ہوا دے کر چلاتے جائیں گے	ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے	آج عیدِ عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
تھی خبر جس کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے	کچھ خبر بھی ہے فقیر و آج وہ دن ہے کہ وہ
ابدوئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے	خاک افتادو بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
نعمتِ خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے	وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے	لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے	آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے	سوختہ جانوں پہ وہ پُر جوشِ رحمت آئے ہیں
لوہِ دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے	آفتابِ ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے	پائے کو ہاں پل سے گزریں گے تری آواز پر
صرصرِ جوشِ بلا سے جھللاتے جائیں گے	سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر
دَبِ مَسْلَم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے	حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
نفس و شیطاں سدا کب تک دباتے جائیں گے	
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے	

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا

دَم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

پیش لفظ

وسیلہ نجات کی اشاعت کی غرض و غایت پچھلے شمارہ (چودھواں حصہ) کے پیش لفظ میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ مزید کچھ کہنے کی گنجائش محسوس نہیں ہوتی۔

یہ کتاب شروع سے آخر تک صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتی ہے۔ یہی سرمایہ زندگی ہے اور ابدی زندگی کی کامیابی کا ذریعہ اور وسیلہ بنتی ہے۔ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد ہے۔ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی نشانی ہے۔ وسیلہ نجات قارئین کے دلوں میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُجاگر کرتی ہے۔ اپنے مدعا کی صحیح ترجمانی کے لئے واقعات کی مناسبت سے True Word at True Place انگلش، اردو، پنجابی اور بعض اوقات دوسری زبانوں کے مناسب اور موزوں الفاظ کا انتخاب انداز بیان کو نہایت آسان اور دلنشین بنا دیتا ہے۔ اپنی بات کو شروع کرنے سے پہلے اس کی مثال دے کر اس میں دلچسپی پیدا کر دیتا اور قاری کو ہمہ تن اپنی طرف متوجہ کر لینا ایک منفرد طریقہ بیان ہے اور یہ سبب الہی کے عین مطابق ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ وہ غور و فکر کریں۔ و تلمک الامثال نضر بھا للناس لعلمهم یتفکرون O اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں "معمولی تعلیم یافتہ افراد کے لئے بھی وسیلہ نجات کا مطالعہ نہایت آسان ہے۔ قاری ذرا بھی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو سبق اُسے وسیلہ نجات عطا کرتی ہے وہ اس کے حصول میں لگن رہتا ہے۔ وسیلہ نجات کا پندرہواں حصہ حاضر خدمت ہے۔ قارئین کی قیمتی

آراء کا منتظر رہوں گا۔ پروفیسر عبدالغفار علوی 01-10-04

وسیلہ نجات فری لائبریری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین کرنے کے لئے وسیلہ نجات اور دیگر دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے

زیر سرپرستی

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

منجانب :- شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5 گلی نمبر 10 محمود آباد کالونی

فیصل آباد۔ فون نمبر :- 041-762351

BENEFIT-COST RATIO

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
 مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَى
 النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
 سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ
 معزز حاضرین: نعت شریف ہے کہ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 اُن کی زلفوں کے سائے سے رات نعتی ہے
 ملے جو اذنِ ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے
 در حضور کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو اُن کا بلاوہ تو برات نعتی ہے
 رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو اُن کی عنایت تو اک جہات نعتی ہے
 جس سے میری اور تیری نجات نعتی ہے

پروفیسر صاحب آپ اکاؤنٹس کے پروفیسر ہیں اور میں اکٹناکس پڑھا ہوا ہوں۔ آج ہم
 ان حاضرین کو Benefit-Cost Ratio بتاتے ہیں کہ یہ کیا ہوتی ہے۔ کیا
 یہاں کوئی طالب علم بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی ہیں اگر ہیں تو میں ذرا ان کا امتحان بھی لے

لیتا ہوں۔ یہ اکاؤنٹس کے ماہر ہیں پروفیسر ہیں یہ بھی Benefit-Cost Ratio
 پڑھاتے رہے ہیں اور میں بھی پڑھاتا رہا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کتنا خرچ
 کرنے پر آپ کو کتنا نفع حاصل ہوگا۔ ایک روپیہ خرچ کرنے پر ایک روپیہ نفع ہو جائے تو
 Benefit-Cost Ratio ایک کے ساتھ ایک یعنی 1:1 ہو جاتی ہے۔ اگر ایک
 روپیہ خرچ کرنے پر دو روپے نفع آجائے تو یہ نسبت ایک اور دو کی ہو جاتی ہے یعنی
 1:2 بن جاتی ہے۔ اگر ایک روپیہ خرچ کرنے سے ایک لاکھ روپیہ نفع حاصل ہو جائے تو
 یہ نسبت ایک اور لاکھ کی بن جاتی ہے۔ یعنی 1:100000 یا یوں کہہ لیجئے کہ 1:15 ہو
 جاتی ہے۔ ہم نے جو آج یہ محفل سجائی ہے اس کی Benefit-Cost Ratio
 نکالتے ہیں کہ کتنی نکلتی ہے۔ حضرات ہم کتب میں تو یہ پڑھتے رہتے ہیں کہ کسی نے فلاں
 انڈسٹری لگائی۔ کسی نے ٹرانسپورٹ بنائی۔ کسی نے مکان کرایہ کے لئے بنایا۔ کسی نے
 دکان بنائی۔ کسی نے یہ بتایا کسی نے کوئی کام کیا اور نفع کمانے کے لئے سب کچھ کیا۔ ہم
 نے یہ محفل سجائی ہے تو اس میں ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوا ہے۔ اس کی
 Benefit-Cost Ratio کیا ہے۔ ہم نے خرچ کتنا کیا ہے اور ہمیں اس میں سے
 نفع کتنا حاصل ہوا ہے۔ کیوں جی پروفیسر صاحب۔ ہم نے کیا لگایا ہے۔ کیا خرچ کیا
 ہے۔ شام سے بیٹھے ہوئے ہیں نعت شریف پڑھی جا رہی ہیں۔ صرف ایک آیت مبارکہ
 کی تلاوت ہوئی ہے باقی سارا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوا ہے۔ اس ذکر مصطفیٰ صلی
 اللہ علیہ وسلم میں ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پروفیسر صاحب ہم نے چند نعت
 شریف پڑھی ہیں۔ ان نعت شریف نے، اس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کیا
 دیا۔ تین گھنٹے سے نعت خوانی ہو رہی ہے۔ آپ نے نعت خواں حضرات کی حوصلہ افزائی
 بھی کی ہے۔ سمجھ لیں کہ دو ہزار روپیہ دیا ہوگا۔ سو روپیہ تو صرف شاہ صاحب نے میری

وساطت سے دیا ہے باقی بھی اسی طرح سے آیا ہے۔ یہ تو لاکھ ہو گئی۔ اب اس کا نفع دیکھیں کہ اس ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دیا ہے۔ پروفیسر صاحب ہم اس وقت کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ حدیث پاک ہے کہ ہم اس وقت روضہ اقدس میں ہیں یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اسلام میں کوئی بندہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔ اکتانکس میں آپ نئی بات کا اضافہ کر سکتے ہیں۔ آپ کو اجازت ہے اگر آپ میں طاقت ہے اگر آپ کی بات مصدقہ ہے Authenticated ہے۔ تو اکتانکس میں آپ اضافہ کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی نئی تھیوری آپ نے بنادی ہے تو بنا سکتے ہیں۔ اکتانکس کے کسی اصول میں کوئی تبدیلی کر سکتے ہیں تو کر دیں۔ کوئی آپ کو نہیں روکے گا۔ اکاؤنٹ کے اگر کوئی نئے طریقے آپ نے ایجاد کر لئے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ پرانے طریقے ختم کر سکتے ہیں۔ اکتانکس کے قوانین میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اکاؤنٹ کے قوانین بدل سکتے ہیں۔ کوئی آپ کو روکنے والا نہیں ہے۔ لیکن اسلام میں اپنی طرف سے تو کوئی اضافہ کوئی کمی کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ حدیث شریف میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتا۔ اپنی طرف سے کوئی بیان نہیں بدل سکتا۔ وہ جو کچھ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل چکا ہے وہ حتمی ہے۔ فائنل ہے اس میں کوئی اضافہ کوئی کمی کوئی ترمیم ممکن نہیں ہے۔ خواہ کوئی سٹیج سیکرٹری ہو۔ کوئی مقرر ہو۔ کوئی عالم ہو فاضل ہو۔ مفتی ہو کہ امام ہو شریعت دہی ہے جو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل چکا ہے۔ لیکن جو میں نے عرض کیا ہے کہ یہ محفل اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہاں سے اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دی گئی ہے۔ یہی بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس تو 10'x12' ہو گا اس سے زیادہ بڑا نہیں ہے۔ یہ اس محفل میں کتنے آدمی بیٹھے ہیں۔ پانچ مرلہ کا پلاٹ ہے۔

اس کے علاوہ پتہ نہیں کہ کتنی جگہ پر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا ہے تو پھر یہ محفل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں کس طرح سے آگئی ہے۔ اب اعتراض کرنے والا کہے گا کہ 10'x12' کے کمرے میں آپ ساری دنیا کو بند کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت مشرق میں ہوگی۔ میری امت مغرب میں ہوگی لیکن جب وہ میرا ذکر کریں گے تو وہ میرے روضہ اقدس میں ہوں گے۔ فرمایا کہ مشرق و مغرب کی تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ساری کائنات کا ذرا حساب کر لو کہ بعض سیارے اور ستارے ابھی تک ایسے ہیں کہ جن کی روشنی بنوؤ زمین تک نہیں پہنچی اور وہ نظر میں نہیں آئے۔ حضرت صاحب کیا روشنی پہلے آتی ہے کہ ستارہ پہلے نظر آ جاتا ہے جب تک روشنی زمین تک نہ پہنچے وہ ستارہ نظر نہیں آتا۔ کتنی لمبی چوڑی کائنات ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ اس طرح سے ہے کہ جس طرح سے ایک رائی کا دانہ میری ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے۔ اگر ساری کائنات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک پر آ جاتی ہے تو پھر یہ محفل کیوں نہیں آ سکتی۔ اب آپ Benefit-Cost Ratio لگائیں کہ مدینہ شریف جانے کے لئے پچاس ہزار روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے عمرہ کرنا ہو تو پچاس ہزار روپیہ اور اگر حج کرنا ہو تو سوا لاکھ روپیہ لگ جاتا ہے۔ آپ یہاں کتنے بندے ہوں گے۔ ہر بندے کے لئے سوا لاکھ روپیہ کا خرچہ لگائیں اور ساتھ ہی اس مکان کو بھی یہاں سے اٹھائیں تو کل خرچہ لگائیں کہ کتنا ہو جائے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر نے اس تمام خرچہ کو ختم کر دیا۔ ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ مدینہ منورہ یہاں آ جائے یا ہم مدینہ شریف میں پہنچے ہوئے ہیں۔ ہمیں تو صرف قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ وہ جس طرح سے حاصل ہو جائے۔ پروفیسر صاحب آپ سوچیں کہ آپ نے کیا لاکھ لگائی ہے۔ آپ نے کیا

Invest کیا ہے۔ آپ کی اس میں Cost کتنی آئی ہے۔ Investment کتنی ہے۔ بالکل صفر ہے۔ کچھ بھی نہیں لگایا ہے۔ Cost صفر ہے اور Benefit کیا ملا ہے۔ کہ حضوری عطا ہو گئی ہے۔ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مل گیا ہے۔ اب آپ Benefit-Cost Ratio نکالیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں پیچانتے ہیں کہ کون بندہ یہاں آیا ہے اس کے والد کا کیا نام ہے۔ اس کی ذات برادری کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں سب کو پہچانتا ہوں جب کوئی ان میں سے فوت ہوگا تو میں اس کے پاس ہوں گا۔ جب وہ قبر میں جائے گا تو میں اس کے ساتھ ہوں گا۔ جب وہ میزان پر پہنچے گا تو میں اس کے ساتھ ہوں گا کیونکہ میں نے پہچان کی ہوئی ہے۔ اتنی جلدی تو ہم ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے ہیں اور آپ تو پھر بھی خونِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میزان پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ حشر میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔ پل صراط پر آپ کے ساتھ ہوں گے اور جنت میں بھی جگہ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملے گی۔ اب بات کرو کہ تم نے کیا لگایا ہے۔ اس بات کو چھوڑو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کی بات کرو۔ حضرات کیا اس سے بھی بڑھ کر کوئی Benefit-Cost Ratio ہو سکتی ہے۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر کیا کوئی Benefit-Cost Ratio ہو سکتی ہے کوئی چیز Narrow ہو تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اگر Wide ہو تو فائدہ دے سکتی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی Wide چیز ہو سکتی ہے۔ مشہور حدیث پاک ہے جو آستانہ عالیہ پر لگائی گئی ہے جو بھی آتا ہے۔ اسے عرض کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اس کو پڑھ لیں۔ یہ نہ کہنا کہ کسی عالم فاضل کی یا کسی عام بندے کی بات ہے۔ یہ تو سردارانِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ان کے کہنے کی بھی قسم ہے آپ اس وقت مدینہ منورہ میں روضہ اقدس میں بیٹھے

ہوئے ہیں اور بغیر کچھ خرچ کئے ہوئے بیٹھے ہیں آپ کی کوئی Cost نہیں آئی۔ صرف Benefit ملتا ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ فرشتے پوری محفل کو گھیر لیتے ہیں۔ اس میں سے نور نکلتا ہے اللہ کرے کہ وہ آپ سب کو نظر آئے۔ محفل سے خوشبو نکلتی ہے اللہ کرے کہ خوشبو کو سونگھنے کی طاقت آجائے۔ محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اللہ کرے کہ زیارت نصیب ہو جائے۔ محفل میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تشریف لاتے ہیں اور جلس ہو کر بیٹھتے ہیں۔ اس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تشریف لاتے ہیں۔ جہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے ہیں وہاں سب کچھ ہی ہوتا ہے۔ باقی سب کچھ چھوڑو۔ فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ کی ڈیوٹی لیکچر دیتا ہے۔ فرشتے کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جہاں بھی ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہوتی ہے وہاں جا کر بیٹھیں۔ شمال، جنوب، مشرق، مغرب ہر طرف والے فرشتے آجائیں اور محفل کو گھیر لیں اور جب محفل ختم ہوتی ہے تو وہ بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور جا کر رپورٹ کرتے ہیں جس طرح سے سی آئی ڈی والا رپورٹ کرتا ہے کہ فلاں جگہ یہ جلسہ تھا وہاں کیا کیا بات ہوئی۔ کورنمنٹ کے حق میں ہوئی ہے یا کورنمنٹ کے خلاف بات ہوئی ہے۔ لوگوں کے کیا جذبات ہیں۔ لوگوں کے کیا تاثرات ہیں۔ فرشتے جب بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں جانتے ہیں کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔ پھر وہ کیوں پوچھتا ہے اللہ تعالیٰ علیہم بھی ہے خیر بھی ہے پھر بھی پوچھ رہا ہے کہ اے میرے فرشتے تم کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے ہیں اس حدیث پاک میں اور بھی چار پانچ باتیں ہیں لیکن جہاں تک میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ہے وہی میں عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم

میں نے بھی سب کو بخش دیا ہے۔ صرف روضہ اقدس میں ہی نہیں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ
 بخشے ہوئے بھی بیٹھے ہیں۔ پروفیسر صاحب جنت کتنی دور ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ
 کتنی دور ہے۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کتنا فاصلہ ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا
 ہے۔ پھر دوسرا آسمان، تیسرا آسمان، سات آسمان ہیں، سات آسمانوں سے اوپر عرش اور
 عرض سے اوپر جنت ہے۔ اتنی دور دراز جگہ ہے لیکن جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا
 ہے تو جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ یہ
 بھی حدیث پاک ہے اور اس حدیث مبارکہ کے مطابق ہم جنت کی کیاری میں بیٹھے
 ہیں۔ یہ کون سا محلہ ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ جی یہ مدینہ چوک ہے۔ محمدی چوک ہے۔
 جٹاں والا چوک ہے۔ جٹاں والا چوک کہہ لیں یا جٹاں والا چوک کہہ لیں لیکن نبی پاک صلی
 اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ جنت والا چوک
 بن چکا ہے۔ اگر ہم الحمد للہ الحمد للہ کہہ لیتے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ
 کہہ لیتے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ لیتے۔ یا حی یا قیوم کا ذکر کر لیتے اور حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر نہ کرتے تو یہ جنت کی کیاری نہ بنتی۔ نہ ہی ہم روضہ اقدس مدینہ
 منورہ میں ہوتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کی قسم اٹھا کر ہماری بخشش کرتا۔ کیونکہ اللہ
 تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرا ذکر کرتا ہے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
 نہیں کرتا ہے میں اسے جنت کی خوشبو تک بھی نہیں سونگھنے دوں گا۔ جب تک میرے ذکر
 کے ساتھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں ہوگا۔ میں نے اپنا ذکر قبول ہی
 نہیں کرنا ہے۔ اور جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں تو جنت خود چل کر یہاں
 آ جاتی ہے۔ پروفیسر صاحب ہم اب اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق جنت میں بیٹھے
 ہوئے ہیں۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے اس کو مان جاؤ تو اچھے

ہو گے۔ انکار کرو گے تو خسارہ میں رہو گے Benefit-Cost Ratio اُلٹ بھی
 ہو جاتی ہے۔ کیوں جی ایسا ہو جاتا ہے۔ جی ہاں اگر ہم نہیں مانیں گے تو یہ صفر Zero
 بھی ہو جائیگی۔ اگر نقصان ہو گیا اور اپنی راس بھی جاتی رہی تو پھر یہ نفی میں بھی آ جاتی
 ہے۔ صفر سے بھی نیچے چلی جاتی ہے حضرات ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت یہاں
 لا کر رکھ دی ہے۔ اور پھر رحمت باری تعالیٰ یہ ہے کہ جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو
 جائے گا۔ پھر اسے باہر نہیں نکالا جائے گا۔ لہذا جنت ہمارے لئے واجب ہو گئی ہے اور یہ
 کس نے واجب کر دی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس نے ہمارے لئے
 جنت واجب کر دی ہے۔

نہ تھا پاس میرے کچھ روزِ محشر
 نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے

جس کے پاس وسیلہ ہو گا وہ جنت میں چلا جائے گا۔ اب بات یہ ہے کہ جس کا
 Merit نہیں ہے اس کو تو سفارش کی ضرورت ہے۔ وسیلہ کی ضرورت ہے۔ جس طالب علم
 کے نمبر تھوڑے ہوں گے وہ آپ کے آگے پیچھے ہو گا کہ شاہ صاحب جی چھوڑ دیجئے۔ نظر
 انداز کر دیجئے میرے نمبر تھوڑے ہیں میرا Merit میرٹ نہیں ہے گا آپ میرے نمبر
 زیادہ کر دیں۔ آپ کے پاس سفارشات لے کر جائے گا۔ آپ کے کسی عزیز کو آپ کے
 پاس لے آئے گا۔ کوئی اور طریقہ کار لائے گا کہ کسی طرح سے نمبر حاصل کر کے میرٹ بنا
 سکے۔ میں ان کی بات نہیں کرتا ہوں انہیں تو سفارش کی ضرورت ہے لیکن میرٹ والوں
 کی بات کرتا ہوں۔ میں اعمال رکھنے والوں کی بات کرتا ہوں میں عام بندوں کی نہیں بلکہ
 انبیاء کی بات کرتا ہوں کیا انبیاء کرام علیہم السلام جو کہ معصوم ہیں اور انہوں نے کوئی گناہ
 نہیں کیا ہے۔ کیا وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بغیر جنت میں چلے جائیں

گے۔ نہیں جائیں گے تو یہ شعر تو بہت پیچھے رہ گیا کہ۔

نہ تھا پاس میرے کچھ روزِ محشر

نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے

بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شعر کو یوں بدلنا پڑے گا کہ

تھا پاس میرے سب کچھ روزِ محشر

پھر بھی نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنی صفت قہاریت کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے۔ اسم مستقیم کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔ کوئی نبی علیہ السلام بھی بول نہیں سکے گا۔ خاموش ہو جائے گا۔ بل نہیں سکے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے سہارے چلیں گے میں ان کا رہبر ہوں گا۔ مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وہ میرے پیچھے میرے سائے میں چلیں گے۔ وہ خاموش ہو جائیں گے۔ بول نہیں سکیں گے میں ان کا خطیب ہوں گا۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ وہ اپنی جھولی پھیلائیں گے میں ان کا شفیع ہوں گا مجھے اس پر فخر نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی عزت و عظمت اور پھر فخر نہیں ہے۔ فرمایا کہ فخر وہ کریں کہ جن کا میں نبی ہوں۔ میری تیری تو دال ہی نہیں گلے گی۔ یہاں اس دنیا میں نہیں گلتی ہے تو وہاں کیسے گلے گی۔ کیا دال گلے گی۔ ابھی نماز پڑھی ہے کچھ پڑھ کر آئے ہیں۔ نماز کا معیار کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز ایسے پڑھو کہ جیسے تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ کیا تم میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اگر نہیں تو تمہاری نماز کا کیا معیار ہے۔ حکم ہے کہ عبادت ایسے کرو کہ کو یا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر آپ نے نہیں دیکھا تو پہلا معیار تو ختم ہوا۔ پھر دوسرے درجہ کی نماز یہ ہے کہ یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ کیا یہ خیال

آیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر نماز تو گئی اور پھر تو کہے کہ "تھا پاس میرے" تو کیا تھا تمہارے پاس؟ تمہارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کسی کے پاس بھی کچھ نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھیں۔ بڑے مبالغہ والا شعر ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

وہ کی وسعت دیکھیں۔ کوئی بندہ نہیں چھوڑا ہے۔ ہر بندہ ہی وہ میں آگیا ہے۔ "وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا۔" کوئی کہے کہ میری سبز پگڑی ہے۔ میں نے چلہ کشی کی ہے۔ میں نے بستر اٹھایا ہے۔ میں نے سجدے کئے ہیں۔ میں نے قربانیاں کی ہیں۔ میں نے حج کئے ہیں۔ میں نے عمرے کئے ہیں۔ لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا۔ جو کہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے پائے میں کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ ہے خلیل اللہ علیہ السلام کی بھی حاجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ خلیل اللہ علیہ السلام کون ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آپ نے کون کون سے کام کئے ہیں کیا کوئی ان جیسے کام کر سکتا ہے۔ دنیا و کائنات میں جس اکیلے بندے نے پوری حکومت سے نکل لی ہے۔ وہ کون ہے۔ پوری قوم کے بت کس نے توڑے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ سزا ملی کہ ان کو آگ میں پھینک دیا جائے فرمایا کہ پھینک دو۔ سب سے بڑی سزا جس کے لئے تجویز ہوئی وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اگر نہیں جلتے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ لمبی بات ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کیوں نہ جلتے کہ ان کی پیٹانی مبارکہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک تھا۔ قوم نے جو ایٹم بم چلانا تھا وہ چلا لیا۔ وہ آگ اس زمانہ کا ایٹم بم ہی تھا۔ دو پہاڑیوں کے درمیان جو زیریں جگہ ہوتی ہے وہ وادی کہلاتی

ہے۔ وادی میں لکڑیاں اکٹھی کی گئیں ان کو آگ لگائی گئی۔ دنیا میں سب سے بڑی جو آگ جلائی گئی وہ آگ وہ تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے جلائی گئی۔ اس آگ میں ان کو پھینکا گیا۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ وہ الگ بات ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عمل تو کر دکھایا۔ اس نے چٹیں نہیں ماری ہیں۔

بے خطر کوڈ پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشا لب بام ابھی

انہوں نے کوئی چیخ و پکار نہیں کی کہ یا اللہ مجھے بچالے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے۔ عرض کیا کہ آپ حکم دیں تو میں پر مار کر آگ بجھا دوں فرمایا کہ نہیں مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا معاملہ میرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ پھر ان سے کہا گیا کہ ملک سے باہر نکل جاؤ۔ چلے گئے۔ حکم ہوا کہ اپنے بچے کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔ وہ چھوڑ آئے۔ ذرا بڑا ہوا تو حکم ہوا کہ اس کے گلے پر چھری چلا دو۔ آپ نے چھری چلا دی۔ کوئی ہے جو ان جیسے اعمال کرے۔ کیا ہم میں سے کوئی ہے کیا کائنات میں بھی کوئی ہے۔ قیامت کے دن یہ بندہ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھولی پھیلا کر کھڑا ہوگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔ لیکن آپ کو تو صرف اس محفل میں بیٹھنے سے ہی مل گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر Benefit-Cost Ratio کیا ہو سکتی ہے۔ کوئی Ratio بنتی ہی نہیں ہے۔ ہماری کوئی Investment بنتی ہی نہیں ہے۔ ہمارا کوئی خرچہ بنتا ہی نہیں ہے۔ کیا محفل میں آپ خود آئے ہیں۔ "آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں" ہمارا تو آنے والا بھی خرچہ کیا۔ ہمارا وہ کھانا بھی خالی ہو گیا ہے۔ کیوں جی نہیں ہوا۔ کوئی کہے کہ میں خود آیا ہوں تو وہ بھی غلط ہے۔ ابھی نعت پڑھی گئی ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے عشق ہو گیا ہے۔ یاد رکھو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کسی کو عشق نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص سے محبت نہ ہو۔ معاملہ بالکل الٹ ہے۔ ہم عاشق بنے بیٹھے ہیں۔ حضرات معشوق بن جاؤ۔ اچھے رہو گے عاشق بن کر اگر اپنی کھال اتر دانی پڑ گئی تو پھر بھاگ جاؤ گے کہ نہیں جی میں عاشق نہیں میں تو معشوق ہی ہوں گا۔ عاشق بننا بہت مشکل ہے۔ معشوق بن جاؤ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لمحہ تیری فکر ہے۔ حریص علیکم بالمومنین رووف رحیم (التوبہ ۱۲۸) "تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مومنوں پر کمال مہربان۔ مہربان" یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے آپ اپنی دعائیں جو آپ مانگتے ہیں۔ سرکار میری دعا یہ ہے کہ کاش میں مدینہ شریف چلا جاؤں۔ آپ بتائیں۔ آپ بتائیں (اشارہ کرتے ہوئے) جی بس مدینہ شریف کی حاضری کی ہی آرزو ہے۔ سب مدینہ شریف کی حاضری کی ہے دعا والے ہیں۔ اچھی دعا ہے۔ بڑے کمال کی دعا ہے۔ جس کے دل میں مدینہ شریف جانے کی خواہش نہیں ہے۔ وہ تو ویسے ہی بے ایمان ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ یہ حدیث شریف ہے۔ جس کے دل میں مدینہ منورہ جانے کی تمنا نہیں ہے۔ وہ بد مذہب ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لیکن یہ سب عشق، محبت اور پیار جو ہے کہ سب کی دعا ہے کہ مدینہ شریف چلے جائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا دعا ہے۔ پتہ تو چلے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا دعا فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر لمحہ دعا۔ زندگی کے ہر موڑ پر ہر لمحہ کی دعا ہر وقت کی دعا یہ ہے کہ رب ہب لی امتی۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے ہمیں کوئی اور غرض ہے ہماری توجہ کسی اور طرف ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ ہر وقت ہماری طرف ہی ہے۔ پیدا ہوتے ہی کیا فرمایا ولادت با سعادت ہوتے ہی سجدہ میں چلے گئے اور جو بیبیاں

حضرت خواتین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہوں نے سنا کہ بچہ سجدہ میں کیا کہہ رہا ہے۔ غور سے سنا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ رب ہب لی امتی یا اللہ میری امت میرے حوالے کر دے میں خود ہی اسے جنت میں لے جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتے ہی اپنی امت کو نہیں بھولا ہے وہ قیامت کو بھی نہیں بھولے گا۔ میں اس وقت اس کی امت اس کے حوالے کر دوں گا۔ بلکہ جنت کی چابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہیں کہ جاؤ جس کو چاہو جنت میں لے جاؤ۔ اس وقت جنت کس کی ہے۔ جنت کا مالک کون ہے۔ جنت کس Material سے بنی ہے۔ یہ مکان اینٹ، سیمنٹ، سریا، ریت، بکری اور پانی وغیرہ سے بنا ہے۔ جنت کس سے بنی ہے۔ جنت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے بنی ہے۔ اگر آپ یہ ساتھ والا ملحقہ مکان بھی خرید لیں تو آپ کا مکان اور بڑا ہو جائے گا۔ اگر اس کے ساتھ والا بھی شامل کر لیں تو آپ کا مکان اور بھی بڑا ہو جائے گا۔ اس طرح سے لوگ بڑے بڑے مکان بناتے ہیں۔ اسی مکان پر دوسری منزل بھی بن سکتی ہے۔ تیسری منزل بھی بن سکتی ہے۔ نیچے اگر تہہ خانہ بھی بن جائے تو مکان کی گنجائش Capacity بڑھتی جائے گی اگر مکان میں Addition کرنی ہو۔ مکان کی گنجائش بڑھانی ہوتی اس کے یہ طریقے ہیں جب تو جنت میں جائے گا اور اسے طویل و عریض کرنے کی ضرورت ہو جائے تو پھر کیا کرے گا۔ آپ اس دنیا میں درود شریف پڑھو تو تمہارے لئے جنت وسیع ہو جائے گی۔ اب آپ حضرت صاحب مجھے اس کی Benefit-Cost Ratio نکال دیں۔ سید زادے میرے پاس بیٹھے ہیں میں بار بار ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوں۔ اس کی Benefit-Cost Ratio کیا

ہے۔ اس کی بڑی ایک خاص Benefit-Cost Ratio ہے۔ اگر میرے گناہ اٹتے ہوتے کہ جتنے آخر قیامت تک تمام بندوں کے ہوں گے حساب کر لو، اسی میں فرعون، اسی میں نمرود اور اسی میں ابوجہل، ابولہب اسی میں قارون اور شداد، اسی میں کفار، کیمونسٹ، یہودی، عیسائی اور باقی تمام بد مذہب لوگوں کے تمام گناہوں کا شمار کر لیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں گناہوں کی وجہ سے پکڑنا شروع کر دوں تو کوئی بھی باقی نہ بچے۔ گناہوں کی اتنی وسعت اور فراوانی ہے۔ ایک بندہ ہو اور اس کے اٹتے گناہ ہوں جتنے کہ باقی ساری مخلوق کے بندوں کے گناہ ہوں اور وہ ادب کے ساتھ کسی سید زادے کا ہاتھ چوم لے تو تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ سید زادے تشریف فرما ہیں جاتے ہوئے ان کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر جائیں اور جنہوں نے Benefit-Cost Ratio نکالنی ہے وہ تو ضرور بوسہ دے کر جائیں۔ پروفیسر صاحب آپ مسکرا رہے ہیں معلوم ہوتا ہے وہ Benefit-Cost Ratio والا مضمون تو بہت خشک ہے لیکن مضمون جو چل رہا ہے یہ بڑا تر معلوم ہوتا ہے اکتانکس خود ایک خشک مضمون ہے اور پھر اس کا یہ باب Benefit-Cost Ratio تو اور بھی زیادہ خشک ہے۔ آپ کے اٹتے گناہ ہوں کہ جتنے باقی تمام بندوں کے ہیں اور کہیں سید زادہ اور کسی دوسرے فریق میں کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے جھگڑا پیدا ہو جائے تو آپ اس سید زادے کی طرف داری کریں۔ اس کی طرف سے بحث کریں تو آپ کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ اس میں کیا Benefit-Cost Ratio ہے۔ بس صرف عطائی عطا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ اب اہل خانہ جو ہیں انہوں نے ہمیں مجازی طور سے بلایا ہے۔ ظاہری طور سے بلایا ہے۔ یہ حقیقی بلا وہ نہیں ہے۔ اگر یہ ہے کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں تو پھر آپ کے بلانے کی کیا حیثیت ہے۔ اور کیا حقیقت ہے۔

اہل خانہ نے ظاہری طور سے بلایا ہے تو یہ کیا کھلائیں گے۔ کیوں جی آج کیا لنگر پکایا گیا ہے۔ جی مان حلیم بنایا گیا ہے۔ یہ صرف ہمیں بلا بیٹھے ہیں کہ اب بلایا ہے تو پھر ان کو کچھ نہ کچھ تو کھانا پڑے گا۔ لیکن اصل تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہے۔ آنا عمل ہے اور ہر عمل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنتا ہے۔ یہ حدیث پاک ہے۔ کوئی عمل اپنی طرف منسوب نہ کرنا یہ نہ کہنا کہ میں نمازی ہوں۔ میں روزہ دار ہوں۔ میں حاجی ہوں اس طرح سے پھنس جاؤ گے بلکہ یہ کہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک نے مجھے یہاں تک پہنچا دیا ہے۔ اصل بلایا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہے۔ یہ گھر والے تو ہمیں مان حلیم دیں گے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا دیں گے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت دیں گے۔ ذرا گرمی کا موسم ہو گرمی زیادہ ہو جائے اور کہیں کہ مولوی صاحب بہت گرمی ہے پینہ آ رہا ہے دل گھبرا رہا ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اس گرمی سے اتنا گھبرا رہا ہے۔ اگر جہنم میں جائے گا تو پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ گرمی کس کو کہتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب اس کو اسی دنیا میں ہی جہنم جانے کا پیغام دے رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب جہنم میں جائے گا تو پھر کیا کرے گا۔ یہاں پر 117 درجے فارن ہیٹ تو تم برداشت نہیں کر سکتے تو جہنم کی آگ کس طرح برداشت کرو گے۔ دیکھو کہ ان لوگوں کی منزل کیا بنی ہوئی ہے۔ ہم بے خوف ہیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات ہے اور ان کی بات کی اہمیت ویسی ہی ہے کہ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارکہ کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرنا بھی تم پر لازم ہے۔ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کرتے ہیں وہ تمہیں بھی کرنا ہو۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے

فلاح پا جاؤ گے اور پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو تمام صحابہ میں سے بھی افضل ہیں۔ ایک روپیہ کی کیا وقعت ہے۔ دو کا نوٹ بھی حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ اور پانچ روپیہ کا نوٹ بھی ختم ہونے والا ہے تو پھر ایک روپیہ کی کیا Value ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک روپیہ خرچ کرے۔ خواہ روشنی کرنے کے لئے۔ خواہ کھانے پر کرے۔ خواہ نعت خواں کی خدمت کے لئے کرے۔ خواہ کسی اور رنگ میں کرے لیکن اس کی نسبت میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ جنت میں میرا پڑوسی ہو گا۔ اب آپ اس کے لئے Benefit-Cost Ratio نکالیں۔ پہلے جنت کی قیمت کا تو اندازہ کریں پھر Benefit-Cost Ratio کا بھی پتہ چل جائے گا۔ حشر والے دن ایک آدمی کو جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ تو وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ آپ مجھ سے جنت کی قیمت لے لیں اور مجھے جنت عطا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہاں آپ قیمت دے دو۔ آپ اس کی قیمت لگا لو اگر مجھے وہ قیمت مناسب معلوم ہوگی تو میں تمہیں جنت دے دوں گا۔ وہ کہے گا کہ ایک من سونا لے لیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تو کوئی بات ہی نہ ہوئی۔ عرض کرے گا کہ دو من، ہزار من، کروڑ من، جواب یہی ملتا رہے گا کہ یہ تو کوئی قیمت نہیں ہے وہ عرض کرے گا کہ پوری کائنات سونے سے بھر دوں حکم ہو گا یہ کچھ بھی نہیں ہے مجھے یہ قیمت قبول نہیں ہے۔ وہ کہے گا کہ تمام کائنات میں جتنی بھی جگہ ہے میں ہر جگہ سونا بھر دوں تو پھر کیا جنت مل جائے گی۔ حکم ہو گا کہ ایسا کر بھی لو گے تو پھر جنت کی خوشبو بھی تم سے پانچ سو میل دور تک رہے گی۔ آپ نے صرف ایک روپیہ خرچ کیا تو آپ کو جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے قریب جگہ مل گئی اور ان کا گھر کہاں ہے وہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے قریب ہے۔ ایک روپیہ خرچ کیا ہے اور جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جگہ مل گئی اب آپ Benefit-Cost Ratio نکال کر دیکھیں کہ کیا بنتی ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

ہم نے نعت شریف سنائی تو نہیں ہے۔ سیفی صاحب نے بھی نہیں سنائی ان کو آج موقعہ نہیں ملا ہے۔ باقی نعت خواں حضرات نے دو، دو، چار، چار نعتیں بھی پڑھیں ہیں، ہم نے تو صرف سنی ہی ہیں۔ لکھی پتہ نہیں کہ کس نے ہیں نعت کو کوئی اور ہے۔ نعت خواں کوئی اور ہے۔ سننے والے کوئی اور ہیں۔ سب سے بڑا مرتبہ نعت کوکا۔

ثنا کو بتایا - ثنا خواں بتایا

سعید تو ان سے اور کیا چاہتا ہے

دنیا و کائنات میں جو بڑی نعمت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی نعت بنا سکے۔ اور اسے پڑھ سکے۔ جانتے ہو کہ پڑھنے والے کا کیا مقام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ یہ کپڑا ہے ابھی اس کو ماچس کی تیلی لگاؤ یہ فوراً جل جائے گا لیکن اگر اس کپڑے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک لگ جائے تو پھر حدیث شریف کیا بیان فرماتی ہے۔ کہ جس دسترخوان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دست مبارک لگایا اسے ساری عمر آگ نہیں لگ سکی۔ اسے دنیا کی آگ نے جلایا نہیں ہے۔ اس دسترخوان کو صفائی کے لئے دھویا نہیں جاتا تھا بلکہ تور میں ڈال کر اس کی میل صاف کر لی جاتی تھی۔ یہ حدیث پاک ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں وہ رومال تھا۔ یہ تو کپڑے کا مال ہے لیکن جس کے ہونٹوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم بوسہ دے دیں۔ اس نے صرف یہ عمل کیا تھا کہ اس نے کسی اور کی بنائی ہوئی نعت پڑھ دی تھی۔ جس نے وہ نعت بنائی اللہ جانے اس کا کیا مقام ہوگا۔ میں صرف سننے والے کی بات کر رہا ہوں۔ Benefit-Cost Ratio تو میں صرف سننے والوں کی نکال رہا ہوں۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

حشر والے دن بڑی افراتفری ہو گی۔ سورج سوانیزے پر ہوگا۔ زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہو گی۔ صور پھونکا جائے گا تمام مخلوق اٹھ کر بیٹھ جائے گی۔ لیکن نعت خواں سوئے رہیں گے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ نہیں اٹھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جب یہ تمام افراتفری ختم ہو جائے گی تو میں خود ہی ان کو اٹھا لوں گا یہ تو نعت خواں حضرات کا مقام ہے۔ لیکن ہمارا جو مقام ہے جو صرف نعت شریف سننے والے ہیں وہ کیا ہے کہ

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نعت شریف لکھی ہے دل چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی بلا لو۔ سب حاضر ہوئے فرمایا کہ ممبر شریف باہر نکال کر رکھ دو۔ ممبر شریف باہر صحن میں رکھ دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر پر بیٹھ جاؤ آپ ممبر شریف پر بیٹھ گئے اور نعت شریف پڑھی نعت کون

ی پڑھی۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھی۔ اس ہستی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کسی ماں نے جنا ہی نہیں ہے۔ کیا یہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ اس سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنا ہی نہیں ہے۔ میری آنکھ نے اس سے سوہنا اور حسین دیکھا ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عیب سے پاک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا بنایا ہے کہ جس طرح ان کی مرضی تھی۔ اب بات یہ ہے کہ ممبر شریف پر کیوں بٹھایا ان سے کھڑے کر کے کیوں نعت شریف نہیں سن لی۔ ممبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں بٹھایا۔ علماء کرام اس کا یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ اس ممبر پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو حید بیان فرمایا کرتے تھے اب یہ فرمایا کہ میری نعت بھی ممبر پر ہی ہو جائے تاکہ پتہ چل جائے کہ جہاں تو حید کا بیان ہو سکتا ہے۔ وہاں نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علیحدہ کر دو۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا بیان ہو وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان نہ ہو۔ بلکہ جو تو حید کے بیان کو مقام دیا وہی نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مقام دے دیا۔ اور امتحان کی بات دیکھو کہ پروفیسر صاحب آپ بھی ساری عمر پرچے Question Papers بناتے رہے ہیں میں نے بھی پرچے ہی بنائے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی پیپر آؤٹ کیا ہے۔ جانتے ہو کہ پیپر آؤٹ کیا ہوتا ہے۔ پیپر میں آنے والے سوالات کا پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے۔ پاکستان کی آبادی کتنی ہے۔ آپ بتائیں۔ جی یہ چودہ کروڑ ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کی آبادی کتنی ہے یہ پیپر آؤٹ ہو گیا۔ اور چودہ کروڑ کی آبادی ہے یہ جواب ہے۔ عام طور پر پیپر آؤٹ ہوتا ہے جواب آؤٹ نہیں ہوتا۔ یہاں پیپر بھی آؤٹ ہے اور جواب بھی آؤٹ ہے۔ ہر سال کتنے لوگ جج کرنے جاتے ہیں۔ جی کوئی دس بارہ لاکھ جاتے ہیں۔ پیپر تو آؤٹ ہو گیا لیکن جواب غلط ہو گیا۔ ہر سال چالیس لاکھ آدمی جاتے ہیں۔ دو

امتحان ہونے ہیں۔ ایک امتحان قبر میں ہو گا اور دوسرا حشر کے روز ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر والے امتحان کا پرچہ بنا دیا ہے۔ پیپر سیٹ کر دیا ہے۔ آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سوال بنائے ہیں۔ تینوں آؤٹ کر دئے ہیں اور تینوں کے جوابات بھی آؤٹ کر دئے ہیں۔ اور تینوں کا رزلٹ بھی آؤٹ کر دیا ہے۔ پیپر آؤٹ کرنا تو بہت آسان کام ہے لیکن جواب بھی آؤٹ کر دئے ہیں اور ان نتیجہ بھی آؤٹ کر دیا ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ من ربک تیرا رب کون ہے۔ دنیا میں ہر ماہ میں ایک کروڑ بندہ فوت ہوتا ہے۔ دو تین گھنٹے ہمیں بیٹھے ہوئے ہو گئے ہیں۔ اتنے عرصہ ستر اسی ہزار بندے مر گئے ہیں اور ان کی قبور تیار ہو چکی ہیں۔ چلئے جو کل مر گئے تھے ان کی قبور آج بن گئی ہیں اور جو آج مر گئے ہیں ان کی کل بن جائیگی۔ اتنے عرصہ میں ستر ہزار قبور بن چکی ہیں۔ اور ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور سوال یہ ہو رہے ہیں کہ تیرا رب کون ہے۔ وہ کہہ بھی دے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔ جواب درست ہے لیکن نمبر نہیں ملے۔ صفر نمبر مل گیا ہے۔ دوسرا سوال کہ تیرا مذہب کیا ہے۔ ما دینک۔ وہ کہہ بھی دے کہ "اسلام" جواب درست ہے لیکن نمبر نہیں ملے۔ نمبر صفر ہی رہا۔ تیسرا سوال جو کہ نہایت اہم اور ضروری سوال ہے کہ یہ ہستی جو تیری قبر میں موجود ہے ان سے متعلق تو دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا۔ اگر تجھے نعت آتی ہے اور تو وہاں سنا دے گا تو تیرے نمبر بن جائیں گے جو پہلے صفر لگ چکے ہیں وہ بھی نمبروں میں تبدیل ہو کر سو فیصد نمبر مل جائیں گے۔ سو میں سے سو نمبر مل جائیں گے لیکن اگر یہ سوال غلط ہو گیا تو تینوں سوالوں کے صفر نمبر ہو جائیں گے۔ اور تو امتحان میں فیل ہو جائے گا۔ جو قبر میں سو فیصد نمبر حاصل کر لے گا۔ وہ قبر کے امتحان میں بھی کامیاب ہے اور حشر والے امتحان میں بھی کامیاب ہے۔ اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ یا تو انہیں سولا دیا جائے گا کہ تم سو جاؤ

یا پھر انہیں آزاد کر دیا جائے گا کہ تم جہاں چاہو جا سکتے ہو حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں کہ وہ اب بھی جہاں چاہیں جا سکتے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے ہیں۔ کتنے ہی اولیاء اللہ ان میں سے ہیں جو آزاد ہیں۔ ان کی پادریں گنا بڑھادی جاتی ہے۔ وہ آزاد ہیں کہ جہاں چاہیں جائیں اور وہ وہی ہیں کہ جن کی زبان پر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب بھی موقعہ ہے کہ اگر نعت نہیں آتی تو سیکھ لو۔ یاد کر لو۔ خواہ ایک مصرعہ ہی پڑھ لو۔ یاد کر لو۔

کرم آج بالائے بام آگیا ہے

کہ زبان پر محمد ﷺ کا نام آگیا ہے

یہ بھی Benefit-Cost Ratio ہے۔ کہ آج میرے لئے کرم آسمانوں تک پہنچ گیا ہے۔ بام چھت کو کہتے ہیں۔ بالا اونچے کو کہتے ہیں کہ چھت بھی اوپر بلند ہو گیا ہے۔ میں نے جب نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے تو آپ نے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے ہیں۔ اب دیکھیں کہ اس کی Benefit-Cost Ratio کیا ہے۔ اس پر آپ کا خرچہ کتنا آیا ہے اور آپ کو اس کے بدلے ملا کیا ہے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ اصل میں یہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور ہوتے ہوتے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت بن گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو اس طرح سے کرے گا۔ میرے نام کو سن کر اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے گا۔ جنت میں اس کا مقام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو گا۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب عظمت نام مصطفیٰ میں چھ احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا نہ تو فرض ہے نہ ہی سنت ہے اور نہ ہی واجب ہے تو جو کوئی

یہ عمل نہیں کرتا وہ جہنم میں کس طرح سے اور کیوں جائے گا۔ انگوٹھے چومنے والا تو جنت میں جائے گا اور جو منع کرتا ہے اور برا مناتا ہے وہ جہنمی ہے۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران تھا کہ انگوٹھے نہ چومنا نہ فرض کی کوتاہی ہے۔ نہ ہی سنت کا ترک ہے نہ ہی کسی واجب میں کوتاہی ہے تو پھر یہ بندہ جہنمی کیوں ہے۔ مفتی صاحب کسی بزرگ کو ملنے گئے وہاں یہ بات ہوئی تو ان بزرگوں نے فرمایا کہ وہ آدمی اس لئے جہنم میں جاتا ہے اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے (معاذ اللہ) نفرت ہے۔ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہے۔ دوسرا اس سے جتنا ہے۔ خار کھانا ہے اس لئے وہ جہنمی ہے۔ ایک اور بھی بات سنیں وہ کہتے ہیں ماکہ "نہ ہینگ لگے نہ پھٹکوی اور رنگ چوکھا آئے" ایک آدمی کہ جس کی پانچ سو سال عمر تھی۔ یہ حدیث پاک ہے اور میں جو بھی بات کرتا ہوں وہ حدیث پاک کی بناء پر ہی کرتا ہوں مفتی صاحب کی جو بات کی ہے اس کی بھی چھ احادیث مبارکہ سند ہیں۔ کیونکہ اپنی طرف سے جو کوئی بات کرے گا اس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ تو اس کی اپنی بنائی ہوئی بات ہے۔ میری اپنی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن جب میری زبان پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہوتی ہے تو پھر اس کی اہمیت ہوتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک بندہ بڑا گنہگار پانچ سو سال اس کی عمر اور کوئی نیکی اس سے ہوئی ہی نہیں ہے۔ بس گناہ ہی گناہ تھے۔ نیکی کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔ بہت ظالم قسم کا انسان صحت مند، طاقتور، نہ اپنوں کا کوئی لحاظ نہ پرانے کا کوئی احترام، جگتا ٹاپ آدمی، ہر ایک سے لڑائی ہر ایک سے دشمنی۔ اس زمانے میں ڈنڈے کی لڑائی تھی۔ اب ان دنوں پٹیل، ریلو اور اور کلا شکوف چل رہے ہیں۔ کمزور ترین آدمی نہایت طاقتور کو بھی ایک لمحہ میں مار سکتا ہے۔ ایک کوئی ہی کافی ہے۔ وہ آدمی آخر فوت ہو گیا۔ تمام لواحقین کو نہایت

غصہ برادری اور دوست احباب تمام غصہ میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کو دفن نہیں کرنا ہے۔ اس کی ٹانگ میں ری ڈال کر گلیوں میں گھسیٹ کر اس کا جلوس نکالنا ہے پھر اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دینا ہے تاکہ اس کو کتے کوئے چیل وغیرہ نوچ نوچ کر کھائیں تو ہمیں کچھ تو سکون ہوگا تسلی ہوگی کہ ہم پر ظلم کرنے والے کا یہ انجام ہے۔ انہوں نے یہی کچھ کر دکھایا۔ ری ڈال کر گھسیٹا اور جا کر باہر روڑی پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اس بندے کو وہاں سے اٹھاؤ وہ تو بخشا ہوا ہے اس کو غسل دو، کفن دو، اس کا نماز جنازہ پڑھاؤ اور اعلان کر دو کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ سب حیران ہیں کہ اتنا بڑا ظالم ہم پر ظلم کرنے والا تھا لیکن اب یہ بخشا ہوا ہے اور اس کا جنازہ پڑھنے والا بھی بخش دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم ربی بجالائے اور بعد میں عرض کی کہ یا اللہ اس کی بخشش کی کیا وجہ بنی فرمایا کہ ہاں یہ ظالم تھا اور اسی سلوک کے قابل تھا جو لوگوں نے اس کے ساتھ کیا ہے لیکن مجھے صرف ایک لحاظ ہے کہ اس نے ایک دن توریت کھولی اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہوئی دیکھی اس نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا تو میں نے اس کو بخش دیا۔ اب اس کے ساتھ ایک حدیث شریف اور بھی ملائیں کہ جو کوئی بخشے ہوئے بندے کا ذکر کرے وہ بھی بخشا جاتا ہے اور جو کوئی بخشے ہوئے کا ذکر کرتا ہے اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ اس یہودی ظالم کے ذکر سے میری بخشش ہو جاتی ہے۔ اور آپ سب بھی اس کا ذکر سن کر بخشے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا ان کی بھی بخشش ہو گئی۔

اُٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی عتیا مل پوے توں دی عتیا جا

مشقی صاحب نے اس شعر پر ایک شعر لکھا ہوا ہے۔

تعظیم جس نے کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

اب بتائیے کہ پروفیسر صاحب آپ کی لاگت کیا ہے۔ نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دینے سے آپ کی کیا لاگت آئی ہے۔ کتنی Cost آئی ہے۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت Fraction of a second لگا اور جنت مل گئی۔ جس کی قیمت پوری کائنات میں سونا بھرنے سے بھی پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی خوشبو تک بھی نہیں مل سکی۔ آپ نے دیکھا کہ دکانوں پر احادیث مبارکہ کا چارٹ لگا ہوتا ہے۔ اور اس کو ہفتہ وار بدلتے رہتے ہیں۔ پہلا چارٹ اُتار لیتے ہیں اس کی جگہ دوسری حدیث شریف والا چارٹ لگا جاتے ہیں۔ ان میں ایک حدیث یہ بھی ہوتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سونے سے قبل چالیس ہزار روپیہ خیرات کر کے سونا۔ ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور ختم کر کے سونا۔ جنت کی قیمت ادا کر کے سونا۔ دو ناراض بھائیوں میں صلح کرا کے سونا۔ اور ایک حج کر کے سونا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر لیکن یہ تمام میری ہمت سے باہر ہے۔ میں روزانہ چالیس ہزار روپیہ کہاں سے لوں۔ ہر روز ایک قرآن مجید کا دور بھی کروں۔ میرے پاس تو کھانے کے لئے جو کی روٹی بھی نہیں ہے میں جنت کی قیمت کہاں سے دوں۔ اور پھر یہ کہ دونا راض آدمی آپس میں صلح کرنے پر تیار ہی نہ ہوں تو میں کیا کروں۔ کوشش بھی کروں اور وہ پھر بھی نہ مانیں تو کیا ہو سکتا ہے۔ ہر روز میں حج کس طرح سے کر سکتا ہوں وہ تو سال میں ایک مرتبہ آتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمائیں کہ یہ سارے کام میں کس

طرح سے کر سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ سونے سے پہلے چار مرتبہ سورت فاتحہ پڑھ لیا کو یا کہ چالیس ہزار دینار کی خیرات ہو گئی۔ تین مرتبہ قل ھو اللہ احد سورت اخلاص پڑھ لیا تو پورے قرآن مجید کے پڑھنے کا ثواب مل گیا۔ تین دفعہ درود شریف پڑھ لیا جنت کی قیمت ادا ہو جائے گی۔ دس مرتبہ کلمہ استغفار پڑھ لیا یا 9 مرتبہ استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھ کر آخری مرتبہ پورا کلمہ شریف پڑھ لیا دو بھائیوں میں صلح کرانے کا ثواب مل گیا۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ لیا ایک حج کا ثواب مل گیا۔ اب آپ مجھے اس کی Benefit-Cost Ratio نکال کر دکھائیں۔ یہ Question Paper میں نے آپ کے لئے بنایا۔ حل آپ نے کرنا ہے۔ نمبر میں نے لگانے ہیں۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہے جو بلا کر جھولیاں بھرتی ہے۔ کیا آج کی اس ساری گفتگو کا کوئی مزہ بھی آیا ہے۔ میں کوئی یہ بات نہیں کر رہا ہوں کہ میری گفتگو نے آپ کو بہت مزہ دیا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ایک محفل میں ایک مقرر کی تقریر کی وجہ سے ایک بندے کو بہت مزہ آ گیا۔ مقرر کوئی اور تھا اور جس کو اس کی تقریر سے مزہ آیا وہ کوئی دوسرا تھا۔ تقریر کرنے والا مقرر فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ اور پوچھا کہ تو وہی بندہ ہے کہ جو تقریر کچھ اور کرتا تھا لیکن عمل اس کے خلاف کرتا تھا۔ تیرے قول و فعل میں تضاد تھا یا اللہ میں وہی ہوں۔ تقریر میں کچھ اور کرتا تھا لوگوں کو تبلیغ کرتا تھا۔ لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ فرمایا کہ میں تمہیں معاف کرتا ہوں کہ تیری فلاں تقریر سے میرے ایک بندے کو مزہ آ گیا تھا۔ اس کو مزہ آنے کی وجہ سے میں تمہیں بخشا ہوں اور تیری تقریر کی وجہ سے میں اس کو بھی بخشا ہوں۔ اور تم دونوں کی وجہ سے میں اس محفل کے تمام شرکاء کو بھی بخشا ہوں۔ اب میں پروفیسر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ پیٹکر پر

تشریف لائیں اور مجھے اس بات کی Benefit-Cost Ratio نکال کر دکھائیں حضرات اس کی کوئی Benefit-Cost Ratio نہیں مٹی اگر مٹی ہے تو صرف یہ کہ "حضور آپ نوازیں تو بات مٹی ہے" جہاں سے شروع کیا تھا وہیں پر ختم کرتے ہیں۔ یہ نعت آپ بھی یاد کر لیں۔ بڑے کرم والی نعت ہے۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات مٹی ہے

جانتے ہو کہ حیات بنا کیا ہوتا ہے۔ یہ مومن بنا ہوتا ہے کفار از روئے قرآن مردہ ہیں۔ آنکھیں ہیں لیکن دیکھتے نہیں ہیں۔ کان ہیں لیکن سنتے نہیں ہیں۔ صم بکم عمی فہم لا یرجعون (البقرہ ۱۸) "بہرے، کونگے، اندھے تو پھر (واپس) آنے والے نہیں" وہ کچھ نہیں سنتے۔ ان میں جب ایمان آتا ہے تو زندہ ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہوتا ہے تو زندگی ملتی ہے۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات مٹی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات مٹی ہے

رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے

اُن کی زلفوں کے سائے سے رات مٹی ہے

ملے جو اذن ثا تو لفظ ملے ہیں

جو ہو ان کی مرضی تو نعت مٹی ہے

میں گھر سے کوئی لفظ بنا کر نہیں لاتا ہوں۔ میری یہ کاپی ہوائی کاپی ہے گھر سے خالی لے کر آتا ہوں۔ یہاں نعت خوانی ہوتی ہے تو جو ان میں سے وارد ہوتا ہے کرم ہوتا ہے وہ میں نوٹ کر لیتا ہوں۔ پھر ملے جو اذن ثا کا تو لفظ ملے ہیں۔ الفاظ مل جاتے ہیں اور میں عرض کر دیتا ہوں۔

در حبیب کی زیارت بڑی سعادت
 ہو ان کا بلاوہ تو برات نعتی ہے
 رُخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو ان کی عنایت تو اک جہات نعتی ہے
 جس سے میری اور تیری نجات نعتی ہے
 یہ سب میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ کا ہی کرم ہے۔ ابھی ہم پڑھیں گے۔
 مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

پروفیسر صاحب کتنی مرتبہ پڑھا ہے۔ جی صرف ایک مرتبہ پڑھا ہے۔ تو پھر لاکھوں کیوں
 کہتے ہیں۔ میں بینک میں ایک روپیہ لے کر جاؤں اور کہوں کہ ایک لاکھ روپے سے میرا
 اکاؤنٹ کھول دیں۔ وہ کہیں گے کہ مولوی صاحب کوئی عقل کی بات کرو کہ ایک روپیہ
 دے کر لاکھ روپیہ کا اکاؤنٹ کھلوانے آگئے ہو۔ لیکن یہاں پر ہم ایک دفعہ پڑھ کر لاکھوں
 کا اکاؤنٹ کھلوا رہے ہیں۔ پھر ہم کہیں گے کہ کروڑوں سلام۔ کروڑوں کتنے ہوتے
 ہیں۔ ایک ارب سے ایک کم۔ اکاؤنٹ کے لحاظ سے یہی ہے ما۔ پھر تمہاری خوش قسمتی کہ
 آپ کہتے ہیں۔ کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام۔ مولا یا صلی وسلم دائما
 ابدا۔ کیا مطلب کہ ہمیشہ، ہمیشہ، ہمیشہ کے لئے درود سلام۔ اور اگر کہیں کہ مصطفیٰ جانِ
 رحمت پہ بے حد سلام۔ یہ جو کریمین کا تین ہمارے ساتھ ہیں۔ دائیں طرف والا نیکیوں کا
 لکھنے والا اور بائیں طرف والا گناہوں کا لکھنے والا۔ یہ جو نیکیاں لکھنے والا ہے وہ کہتا ہے
 کہ انہوں نے پڑھا تو تین مرتبہ ہے لیکن کہتے ہیں کہ بے حد سلام۔ کروڑوں سلام،
 لاکھوں سلام، یا اللہ میں کیا کروں۔ ایک مرتبہ کا سلام لکھوں کہ بے حد سلام لکھوں۔
 کروڑوں سلام لکھوں، لاکھوں سلام لکھوں، کیا لکھوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کر رہے ہیں جو کوڑ کا مالک ہے۔ ان کی زبان پر اس
 وقت کوڑ جاری ہے یہ جتنا کہتے ہیں اتنا ہی لکھتے جاؤ۔ اب آپ اپنے ایمان سے اس کی
 Benefit-Cost Ratio نکالیں۔ یہ مفت میں جنت نعتی ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا
 علی حبیبک خیر الخلق کلہم

یہ ہزار سال پرانا شعر ہے۔ حضرت علامہ بو میری رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا قصیدہ بردہ شریف
 ہزار سال سے قبل کا ہی لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو مٹنے ہی نہیں دیا ہے۔ ایک سو
 بیس اشعار ہیں۔ ایک شعر بھی مٹا نہیں ہے۔ اس کا خراج کیا ہے۔ یہ کیا کہتا ہے کہ مولا
 یا صلی وسلم دائما ابدا۔ دائما ابدا کا مطلب ہے کہ جس کا ختم ہونے کا
 کوئی Chance ہی نہیں ہے۔ کوئی توقع نہیں ہے۔ جس چیز نے ختم نہیں ہونا ہے۔ وہ
 دائما ابدا ہے۔ جتنا ابدا لمبا چوڑا ہے اتنا ہی درود شریف ہو گیا یہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے اور یہ صرف سینوں پر ہوتا ہے۔ دوسروں پر نہیں ہوتا۔ آپ آزما کر
 دیکھیں یہ میری آج کی تقریر کسی کو سنا کر دیکھ لیں اگر اس کے پیٹ میں درد نہ اٹھے تو پھر
 کہیں۔ حالانکہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی ہے یہ سب کچھ نبی پاک صلی
 اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم ہے انہی کی باتیں ہیں میں نے اپنی طرف سے ایک بھی بات نہیں
 کی ہے۔ جو بھی کرم ہوتا ہے اور محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جہاں کہیں بھی ہو وہ
 مدینہ شریف میں پہنچا دی جاتی ہے اس کا حوالہ موجود ہے۔ میں (شاہد حسین) سے یہ
 پڑھواتا ہوں۔ مولا یا صلی وسلم دائما ابدا۔ یہ ہر دلی پڑھتا ہے۔ ہر سنی پڑھتا
 ہے۔ ہزار سال ہو گئے ہیں آج تک کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا ہے۔ اور درود
 شریف سے متعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ

وسلموا تسليما جس طرح سے آپ کی مرضی ہے ویسے ہی پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے درود شریف پڑھنے کے طریقہ کو متعین نہیں فرمایا ہے۔ کہ فلاں وقت پڑھو اور اتنا پڑھو۔ فلاں مہینہ میں پڑھو۔ جس طرح دوسرے اعمال ہیں۔ کہ روزے ایک مہینے کے رکھو اور فلاں مہینے میں رکھو۔ نماز کا وقت مقرر ہے۔ حج کے دن بھی مقرر ہیں۔ قربانی کے بھی مسائل مقرر ہیں۔ قربانی بھی عید الفصحی کے تین دنوں میں ہی ہوتی ہے۔ ان سے پہلے یا بعد میں نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ان دنوں کے علاوہ قربانی کرنا چاہے تو وہ قربانی نہیں ہوگی۔ آج کوئی قربانی چاہے تو نہیں ہوگی۔ حج کرنا چاہے تو نہیں ہوگا۔ روزے رکھنا چاہے تو نفل روزہ تو ہو جائے گا۔ فرض روزہ نہیں ہو سکے گا۔ جمعہ کی نماز بھی جمعہ کے دن ہی ہوتی ہے۔ کسی اور دن جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔ ان تمام کا وقت مقرر ہے۔ لیکن درود و شریف کے لئے اللہ تعالیٰ نے Free Hand دیا ہے۔ پنجابی میں پڑھنا چاہتے تو پڑھ سکتے ہیں۔ فارسی میں چاہو تو فارسی میں پڑھ لیں۔ اُردو میں پڑھ لیں۔ عربی میں پڑھ لیں۔ نعت شریف میں پڑھ لیں۔ قصیدہ بردہ شریف کی صورت میں پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی منظور ہے اور یہی کچھ ہم کر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہماری یہ Benefit-Cost Ratio اس دنیا میں بھی کام آئے اور حشر اور قبر میں بھی ہمارے کام آئے۔ پلی صراط، میزان ہر جگہ پر ہمارے کام آئے اور ہمیں جنت میں داخلے کا سبب بنے۔ جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا۔ حدیث پاک کی رو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا۔ فرمایا وہ ہوگا جو سب سے زیادہ درود شریف اور نعت شریف پڑھنے والا ہوگا۔ یہ بھی حدیث پاک ہے درود شریف اور نعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ جو میں تقریر کر رہا ہوں یہ بھی درود شریف ہے۔ یہ نثر ہے اس میں کوئی شعر نہیں ہے۔ اس میں کبھی پنجابی کے الفاظ آ جاتے ہیں کبھی

اُردو آ جاتی ہے۔ یہ عربی زبان نہیں ہے۔ اس میں انگریزی کے الفاظ بھی آتے ہیں۔ لیکن کسی بھی زبان میں ہو یہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے Free-Hand دیا ہے۔ کوئی قید نہیں لگائی ہے۔ کوئی تعین نہیں کیا ہے۔ کوئی کہے کہ چلنے پھرتے نہ پڑھو۔ لیٹ کر نہ پڑھو۔ اس طرح سے نہ پڑھو۔ اس طرح سے نہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہی کوئی قید نہیں لگائی ہے تو آپ کیوں لگا رہے ہیں۔ کوئی قید نہیں ہے ہاں اگر قید ہے تو صرف امنوا یعنی ایمان کی لگائی ہے کیونکہ بے ایمان کا درود شریف قبول نہیں ہوتا۔ ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسليما (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود شریف پڑھتے ہیں اور اے ایمان والو تم درود شریف بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔ ہماری یہ ڈبل ڈیوٹی کیوں لگا دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ تو صرف درود شریف پڑھا ہے۔ فرشتے بھی صرف درود شریف ہی پڑھتے ہیں لیکن ہمیں فرمایا کہ درود شریف کے ساتھ سلام بھی پڑھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے تو سلام کی ضرورت نہیں ہے لیکن تمہیں سلام کی ضرورت ہے اگر سلامتی چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجو۔ السلام علیکم کہنا سنت ہے لیکن اس کا جواب دینا وعلیکم السلام کہنا فرض ہے۔ جب آپ سلام کہتے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جواب عطا فرماتے ہیں۔ تو پھر میری تیری سلامتی ہو کر رہے گی۔ کیا آپ کو سلامتی کی ضرورت ہے۔ اگر ہے تو پھر آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ العبین

خطاب برہان لودھی صاحب محمدی چوک 04-05-04

جنتی بنانے والے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
معزز حاضرین!

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رُخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
اُن کی زلفوں کے سایے سے رات نعتی ہے
ملے جو اِذنِ ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات نعتی ہے
رُخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو ایک جہات نعتی ہے
جس سے میری اور تیری نجات نعتی ہے

معزز حاضرین۔ میری جو کل تعلیم ہے وہ یہ نعت ہے۔ علماء حضرات کتب سے علم لیتے ہیں
لیکن ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے خیرات لیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے اپنی
تقریر میں فرمایا ہے کہ حشر والے دن ایک بندہ دوسرے کو اپنی ایک اکلوتی نیکی دے دے

گا۔ میرا خیال ہے کہ صرف وہی ایک آدمی ہے جس نے اپنی نیکی دوسرے کو دے دی اس
کے علاوہ کسی نے بھی کسی دوسرے کو نیکی نہیں دی۔ اس کے پاس صرف ایک ہی نیکی تھی وہ
بھی اس نے دے دی۔ دوسرا کوئی فرد پیدا ہی نہیں ہوا کہ جس نے کوئی نیکی کسی کو دی ہو۔
کیا تمہاری والدہ حشر کے دن تمہیں اپنی نیکی دے گی۔ والدہ نیکی مانگے گی کہ بیٹا اپنی نیکی
مجھے دے دے۔ میں جنت میں چلی جاؤں تو خواہ جہنم میں چلا جا۔ ابا جان بھی بیٹے سے
نیکی مانگیں گے۔ بیٹا ماں سے مانگے گا۔ اپنی والدہ سے مانگے گا کہ امی تو جہنم میں چلی جا
مجھے جنت میں جانے دے۔ حضرت صاحب آپ نے تو بہت مشکل کام بنا دیا۔ وہاں پھر
کیا کریں گے۔ حشر کے دن کا کیا عالم ہوگا۔ نفس، نفس، نفس سوائے ایک ذات کے باقی
ہر بندے کی زبان پر ہے کہ یا اللہ مجھے بچالے سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقی
ہر بندے کی زبان پر ہے۔ نفس، نفس یا اللہ مجھے بچالے باقی خواہ جہاں کہاں بھی جائیں۔
بڑی مشکل ہے کس طرح سے بخشش ہوگی۔ علماء کرام ہمیں اعمال کے حساب سے ڈراتے
ہیں۔ اگر اعمال کا حساب ہو گیا تو بندہ ویسے ہی ہلاک ہو گیا۔ اگر تیری نمازوں کی پڑتال
ہو گئی۔ تیرے کلمہ کی پڑتال ہو گئی۔ تیرے روزہ، تیری زکوٰۃ کی پڑتال ہو گئی۔ تیری قربانی
اور حج کی پڑتال ہو گئی۔ تیرے حفظ و قرات کی۔ تیرے تفسیر اور حدیث کی۔ تیرے جہاد
اور شہادت کی۔ تو وہ بندہ ہلاک ہو گیا اور جہنمی ہو گیا۔ اگر اعمال کی پڑتال ہو گئی تو کوئی
نہیں بچ سکے گا۔ تو آؤ پھر وہ طریقہ نکالیں جس سے ہماری بچت ہو جائے۔ اپنے آپ
کے لئے اتنا مشکل ٹسٹ کیوں لیتے ہو۔ اپنے لئے کیوں مشکل معیار بناتے ہو۔

عمل سے زندگی نعتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ماری ہے

عمل سے اگر نعتی ہے تو بنالو۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیا

فرما رہے ہیں کہ لوگوں کو جس نے کسی کو جنت اس کے اعمال کی بنا پر نہیں دی ہے میں نے اپنے فضل سے جنت عطا کرنی ہے۔ عمل ضرور کرو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے کئے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے اعمال نہیں چھوڑے لیکن اعمال کا سہارا کسی نے بھی نہیں لیا۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ اعمال سے بخشش ہوتی ہے۔ وہ منافق ہے۔ اس سے بڑا فتویٰ اور کیا ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ منافق کی بولی ہے کہ عمل سے بخشش ہوتی ہے۔ مومن کی بولی ہے کہ بخشش شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اعلیٰ حضرت اس کو اور بھی زور دے کر بیان فرماتے ہیں اور خبردار کرتے ہیں کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی

میں نے کوئی علم حدیث حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن جب یہ شعر پڑھا تو میں نے خیال کیا کہ اس کے ثبوت میں قرآن و حدیث میں ضرور آیا ہو گا۔ لیکن مجھے اس کا علم نہ ہو۔ وہ آیت اور وہ حدیث مل نہیں رہی تھی۔ میں نے بڑے علماء حضرات سے بھی رابطہ کیا۔ اور عرض کیا کہ اس شعر کی ضرورت کوئی اساس ہوگی۔ بنیاد ہوگی۔ پھر روح البیان میں ایک حدیث مل گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری کائنات کے بندے حشر کے دن جھولی پھیلا کر میرے در پر کھڑے ہو جائیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے۔ میں اور آپ کس باغ کی مولیٰ ہیں۔ اب تو مولیٰ بھی بہت مہنگی ہے۔ تنکا ہی کہہ لیں۔ ہم تو ان کے مقابلہ میں تنکا بھی نہیں ہیں۔ ذرہ بھی نہیں ہیں۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی عمل کرنے والا ہے۔ کیا آپ حکومت سے ٹکر لے سکتے ہیں۔ حالات میں جو خرابی

ہے حکومت میں جو خالی ہے وہ میں بتا دیتا ہوں اگر ہمت ہے تو میدان میں آؤ اور حکومت کو سیدھی راہ پر چلاؤ۔ آپ بھی جیل میں ہوں گے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی جیل میں ہوں گا۔ ہم سے ایک بت نہیں ٹوٹتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام بت توڑ کر رکھ دیں۔ بت کیا توڑے خدا توڑ کر رکھ دیئے ان کے خداؤں کا ستیا ماس کر دیا۔ بچے کے گلے پر چھری چلا دی۔ ملک سے نکل گئے آگ میں کود گئے۔ ان سے بڑے کیا اعمال کرو گے پھر دیکھو کہ حشر میں کیا کر رہا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کھڑے ہوئے جھولی پھیلا رکھی ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو بیڑہ پار ہو گا۔ نجات ملے گی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی

آپ یہ کیوں معیار بناتے ہیں کہ جی قیامت میں ایک شخص نیکی دے گا۔ اگر وہ نیکی نہ دے تو پھر کیا کرو گے۔ حضرات اگر اس طرح سے نیکیاں مل کر جنت ملنی ہوتی تو پھر تو قطاریں لگی ہوئی ہونا چاہئیں تھیں۔ بڑا لمبا چوڑا رجسٹر اور حساب کتاب ہوتا کہ کس نے نیکی دی اور کس کو دی۔ کس کی نجات ہو گئی اور کون رہ گیا۔ کس کی بخشش ہو گئی کون جنت کا حقدار بن گیا۔ نہیں نہیں امی جان نے بھی نہیں دی۔ ابو جان نے نیکی نہیں دی۔ بہن بھائی نے نہیں دی۔ بیٹے بیٹی نے نہیں دی۔ کسی دوست احباب نے نہیں دی۔ کیا تیری امی تیرے ساتھ قبر میں جائے گی۔ کیا تیری طرف داری کرنے کے لئے وہ تیری قبر میں جائے گی۔ یا کہ آپ اپنی امی کے ساتھ قبر میں جاؤ گے۔ نہیں کوئی نہیں جائے گا۔ ہاں البتہ ایک ہستی آپ کی قبر میں جائے گی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ علماء کرام تشریف فرما ہیں ان سے پوچھ لیں ابو، بہن، بھائی، امی کوئی ساتھ نہیں جائے گا۔ یہاں تو

بہنیں بہت گیت گاتی ہیں کہ "دیر میرا گھوڑی چڑھیا"۔ گھوڑی پر تو آپ کو چڑھا دے گی لیکن قبر سے باہر ہی چڑھائے گی۔ قبر کے اندر ساتھ نہیں جائے گی۔ کیا تیری دولت تیرے ساتھ جائے گی۔ جتنا عرصہ ہمیں یہاں بیٹھے ہوئے گزر گیا ہے۔ اتنے عرصہ میں پچاس ہزار قبریں بن چکی ہیں اور ہر قبر میں کون ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس ہستی کا اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لو۔ جو کہتے ہیں عمل سے زندگی مٹتی ہے۔ وہ بنا کر دکھائیں۔ حشر والے دن کیوں اعمال پیش نہیں کرتے کہ یا اللہ یہ میرے اعمال ہیں آپ ان کے صدقے میری بخشش فرمادیں۔ وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر کیوں جھولی پھیلا کر کھڑے ہیں۔ آپ اس دن کیوں شفیق ڈھونڈ رہے ہیں۔ آج جو کہتے ہیں کہ شفاعت کیا ہوتی ہے۔ عمل کرو۔ عمل کام آئیں گے پھر جس دن سورج سوانیزے پر ہوگا۔ زمین تپتی ہوئی ہوگی۔ اپنے پسینے میں ڈوب رہے ہوں گے۔ تو پھر جاؤ اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش طلب کرو۔ کیوں نہیں جاتے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر کیوں کھڑے ہو۔ آج Direct Dialing کرتا ہے کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اللہ ہی اللہ ہے۔ یا حسی یا قیوم کا ذکر کرتا ہے تو قیامت کے روز بھی یہی اذکار کرنا وہاں شفیق کی کیوں تلاش کرتا ہے۔ آج تو مساجد پر لکھ لکھ کر ان کی دیواریں کالی سیاہ کر دی ہیں۔ وان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احدا (الحج ۱۸) اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی ہی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ "یا حسی یا قیوم" لکھنے پر بڑا زور لگا رہے ہیں۔ قیامت کے روز کیوں یہ یاد نہیں آتا۔ جاؤ اللہ تعالیٰ کے پاس وہ حسی زندہ ہے وہ قیوم قائم بھی ہے اور قائم بھی کرنے والا ہے۔ لیکن جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس روز کس طرح سے جلوہ افروز ہوں گے۔ وہ اس دن واحد القہار ہوگا۔ کسی کی حرات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی آواز پیش کر سکے۔ صرف ایک ہستی ہوگی جس کی زبان پر ہو

گا۔ امتی۔ امتی علماء کرام سے پوچھ لیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی زبان پر امتی امتی کا لفظ نہیں ہوگا۔ سب پکاریں گے۔ نفسی، نفسی، صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی فرما رہے ہوں گے۔ کہ یا اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ میری اُمت کو بخش دے تو

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کے اگر مان گیا

وہاں تو سارے ہی سیدھے ہو جائیں گے۔ ابو جہل نے بھی سیدھے ہو جانا ہے۔ فرعون، شدا، نمرود سب سیدھے ہو جائیں گے۔ جو خدائی کا دعویٰ کرنے والے تھے وہاں وہ بھی سیدھے ہو جائیں گے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو دنیا میں مجھے شفیق نہیں مانتا اسے حشر میں میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ جو اس دنیا میں شفاعت کا عقیدہ نہیں رکھتا حشر کے دن اسے شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خبردار فرماتے ہیں کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی بات کر رہا ہوں۔ ان کا دامن پکڑ کر عرض کر رہا ہوں کہ وہ کیا دیتے ہیں اور آپ سے کیا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ ہزار مرتبہ بات کی ہے اور وسیلہ نجات کے ہر حصہ میں کتنی بار چھپ چکی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رجسٹر دکھایا اور فرمایا کہ میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس رجسٹر میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی حساب کتاب کے بغیر بخش دیا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میرا بھی نام ان میں لکھ دیں۔ بارگاہ عالیہ سے ستر ہزار خوش نصیبوں کے نام آئے ہیں کیا ان میں کوئی رد و بدل کر سکتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے کوئی حکم آ جائے تو کیا اس میں اپنی مرضی سے کوئی تبدیلی کر سکتا ہے۔ نہیں کر سکتا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی ہے کہ جو مرضی کر لیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مرضی سے اس فہرست میں اضافہ فرما رہے ہیں۔ صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا نام بھی اس میں درج کر دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جاؤ تیرا نام بھی لکھ دیا ہے۔ اب یہ کتنے ہو گئے ہیں۔ یہ ستر ہزار اور ایک ہو گئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں۔ اتنی تعداد تو کروڑوں میں بھی ہو جائیگی۔ باقی جو پاکستان میں ہیں جو دنیا میں ہیں ان کا کیا بنے گا۔ اس وقت (2004) دنیا میں ایک ارب تیس کروڑ مسلمان ہیں لیکن رجسٹر میں صرف ستر ہزار ایک کے نام ہیں یہ تو آٹے میں نمک بھی نہیں ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضافہ فرمائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ کیا ہے کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جنتی بنا سکتا ہے۔ یہ نہ کہنا کہ عمل دیکھ کر بنا سکتا ہے۔ بلکہ اپنے کرم سے بنا سکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ شرط نہیں لگائی کہ تم پہلے نماز پڑھو قرآن پڑھو۔ داڑھی رکھو یہ کام کرو، وہ کام کرو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ آپ کو دیکھتے ہیں۔ نہ تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں وہ تو اپنے کرم کو دیکھتے ہیں۔ ابھی اتنے لوگ پیدا نہیں ہوئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو ایڈوائس جنت عطا فرما رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ستر ہزار ایک تو بہت تھوڑے ہیں۔ مہربانی فرمائیں ان میں اضافہ فرمائیں۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے۔ تو بھی یہ عقیدہ رکھ لے تو بھی صدیق بن جائے گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضافہ فرماؤ۔ کس چیز کا

اضافہ طلب کر رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی بناؤ۔ جنتی لوگوں میں اضافہ فرماؤ۔ فرمایا کہ یہ جو ستر ہزار ایک ہیں ان میں سے ہر ایک بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔ (اشارہ کرتے ہوئے) آپ درس میں پڑھاتے ہیں میں آپ کا اگر امتحان لوں تو بتائیے کہ ستر ہزار ایک ضرب ستر ہزار کتنے ہوں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم کمپیوٹر کی تعلیم دیتے ہیں تو کمپیوٹر کا سہارا لے لیں اور بتائیں کہ ستر ہزار ایک کو ستر ہزار سے ضرب دینے سے کتنا آتا ہے۔ اور کوئی ریاضی دان بیٹھا ہو تو وہ بتا دے۔ ستر ہزار ایک کو ستر ہزار سے ضرب دیں تو یہ پانچ ارب بن جاتا ہے۔ جنتی اس وقت دنیا کی آبادی ہے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل اتنے بندوں کو جنتی بنا دیا حالانکہ ان میں ابھی کوئی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ بندے ایک لاکھ ہوں گے جو مسلمان تھے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں صحابہ کرم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا زیادہ سے زیادہ شمار ایک لاکھ چوبیس ہزار تھا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچ ارب کو جنتی بنا دیا۔ اگر میں نسبت پوچھوں تو تمہیں وہ بھی نہیں آئے گی۔ کیا Percentage بنی۔ کیا Fraction بنی۔ کتنے فیصد ہوئے۔ یہ آٹے میں نمک بھی نہ بنا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابھی تک دل نہیں بھرا۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اضافہ فرمائیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ Full Stop نہیں لگاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اظہار کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ وہ اور ہوتے ہیں جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار پر Full Stop لگاتے ہیں۔ وہ کیا دے سکتے ہیں انہیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ ان کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے۔ نبی پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ ارب بندوں کو جنتی بنائے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے عقیدے کے مطابق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو اپنی بھی خبر نہیں ہے کہ کہاں جانا ہے۔ مانا کہ پانچ ارب میں سے ستر ہزار ایک کم کر دیں۔ بلکہ ستر ہزار بندوں کے نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ ارب کو جنتی بنا رہے ہیں پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تسلی نہیں ہوئی۔ تیرے محبوب کی عظمت کا اظہار ہو تو پھر تو خوش ہوتا ہے پاکستان کے پاس ایٹم بم بہت طاقتور ہے کیا یہ سن کر تمہیں خوشی نہیں ہوئی اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو تو پھر تمہیں خوشی کیوں نہ ہوگی۔ اگر آپ خوش ہوتے ہیں تو جنتی ہیں۔ مومن ہیں۔ ایک پہچان یہ بھی ہے کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر خوش ہوتا ہے وہ مومن ہے۔ اور جس کے دل کو گرفت ہوتی ہے کہ یہ شرک ہو گیا ہے۔ یہ بدعت ہو گئی ہے۔ وہ بے ایمان ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضافہ فرمائیں۔ فرمایا کہ یہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر ایک بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائے گا۔ اب آپ ضرب دے کر حساب لگائیں اگر آپ لگا سکتے ہیں۔ یہ 350 سکھ بن جاتا ہے۔ اس سے آگے ہندسہ ہی نہیں ہے۔ کسی زبان میں بھی اس سے بڑا ہندسہ نہیں ہے۔ انگریزی، فرانسیسی، ہندی، اردو وغیرہ میں کوئی ہندسہ سکھ سے بڑا نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عرض کر دیتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور اضافہ فرما دیں۔ کیا آپ خوش ہیں آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں سے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت اور عظمت عطا فرمائی ہے۔ آپ کا صدر اگر زیادہ طاقتور ہے تو پھر آپ خوش ہوں گے یا اگر بش صدر امریکہ زیادہ طاقت والا ہو تو پھر آپ کو خوشی ہوگی۔ اگر خوش ہوتا ہے تو پھر تو مومن ہے۔ اگر خوش نہیں ہوتا ہے تو پھر

تو کسی دوسری پارٹی کا ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے طور سے کسی کو جنت دے سکتے ہیں۔ تو پھر تو بے ایمان ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بے ایمان کی نشانی بتائی ہے کہ

ذکرِ رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں اُمتِ رسول اللہ کی

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ہے۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ ایسا برا بندہ بھی کیا اُمتی ہو سکتا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اضافہ فرمائیں۔ فرمایا کہ اب کتنی تو ختم ہو چکی۔ میں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ دیکھو کہ جنتی کس طرح سے بن رہے ہیں ایک نے تو نیکی دے دی دوسرے نے بھی بک میں ہی آنا ہے۔ اگر بک کی عظمت نہیں مانے گا۔ تو بخشش اس کی بھی نہیں ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بک بھر کر جنت میں ڈال دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک اور ڈال دیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ جو کوئی کچھ بھی مانگے عطا کر دیتے ہیں واما السائل فلا تنهر (الفصحی 10) "اور منگتا کو نہ جھڑکو"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سوالی کو رو نہیں کیا۔ جھولی بھر کر دی ہے۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دے ہیں در بے بہا دے ہیں

دریا بھی بہا دے اور ساتھ ہی موتی بھی دے دے ہیں۔ صرف پانی ہی نہیں دیا۔ ساتھ ہی موتی بھی دے دے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور بھی ڈال دیں۔ ایک بک اور بھی ڈال دیں۔ پانچ بک ڈلوائے اور عرض پھر کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بس کریں اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہو گئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوتے ہیں کہ دریائے رحمت جوش پر ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے اور آپ روک رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیرت آئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو روکنے والا کون ہے۔ جتنی عظمت کا اظہار ہونے والا ہے وہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو روکوں بلکہ میرا ایمان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کیا بات ہے اگر یہ ایک فقرہ ہی یاد رہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دل میں گھر کر لیتی ہے۔ فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ میرے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ باقی چار بک بھی Spare ہیں اور 350 سکھ بھی Spare ہیں۔ دوسرے ہیں یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت عطا کرنے والی عظمت ہے۔ اب اگر جنت لینا چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک میں آ جاؤ۔ آج ہی آ جاؤ۔ تو اگر کہے کہ مجھ میں یہ خامی ہے وہ خامی ہے۔ مجھ میں یہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے کہ تجھ میں نہیں ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں تو عظمت ہے۔ ایک اور بھی آسان طریقہ ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی ہے وہ گنہگار ہے وہ کسی بھی زمانہ میں ہوا ہے اور دور ہے۔ عمل اس کے درست نہیں ہیں لیکن اسے کسی ایسے بندے سے محبت ہو گئی ہے جو نیک ہے اور جنتی ہے کیا یہ محبت اس کے کام آئے گی کوئی ہمارے جیسا گنہگار اس زمانہ

میں موجود ہے اور اسے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہو گئی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قصیدہ جنتی ہیں۔ جوان کو جنتی نہ مانے وہ بے ایمان ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں اوّل نمبر پر ہیں۔ حدیث شریف جو بیان کرتی ہے اس کے مطابق ہم اپنے آپ کو دیکھیں۔ ہم گنہگار ہیں اور ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے جو آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے گزر گئے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا قائدہ ہے۔ اس گنہگار بندے کو جو 2004 میں پیدا ہوا کوئی قائدہ یہ محبت دے گی۔ فرمایا کہ بہت قائدہ ہے۔ یہ 2004 میں پیدا ہونے والا گنہگار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن ان کے ساتھ جنت میں ہو گا۔ جو مقام جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے وہی مقام ان سے محبت کرنے والوں کو مل جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے علوم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیئے اور فرمایا کہ اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور ساری امت محمدیہ کا ایمان دوسرے پلڑے میں ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وزنی ہو گا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لائے ہیں تو کیا کوئی تحفہ بھی ساتھ لائے ہیں۔ تو میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑ کر عرض کروں گا کہ یا اللہ میری ساری عمر کی کمائی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ ان سے محبت کرو اور پہلے یہ دیکھو کہ ان کے پاس کیا ہے وہ عشرہ مبشرہ میں نمبر دن

ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے جنت کا مالک ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت کی چابیاں عطا ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں۔ یہ زاہد کیانی کا مکان ہے۔ کیا ان کی اجازت کے بغیر کوئی اندر آ سکتا ہے۔ آپ وکیل صاحب تشریف فرما ہیں بتائیے کہ کون سی دفعہ لگے گی۔ چار چار دیواری توڑ کر آئے تو تعزیرات پاکستان دفعہ 452 کے تحت جیل میں ہوگا سات سات سال قید کی سزا ہو جائے گی۔ لیکن اگر اجازت سے اندر آئیں گے تو میں کرسی پر بڑی عزت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔ اگر ان کی اجازت نہ ہو تو میں قیدی حوالات میں بند اور اگر اجازت ہو تو پھر کرسی پر بیٹھا ہوں۔ کوئی فکر نہیں کہ پکڑا جاؤں گا مقدمہ بن جائے گا۔ اب دیکھیں کہ جنت کس کی ہے۔ جنت کا مالک کون ہے۔ جنت کا مالک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اگر تیرے دل میں ان کی محبت نہیں تو پھر تجھے جنت کا ٹکٹ نہیں مل سکتا۔ اپنے دل کو ٹٹولو۔ اولیاء کی محبت اللہ تعالیٰ دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں میں اولیاء کرام کی محبت سجا کر رکھ دیتا ہے۔ نیک لوگوں کی محبت اللہ تعالیٰ دلوں میں سجا دیتا ہے۔ اور تہتر میں سے جو بہتر ہیں وہ کہتے ہیں کہ شرک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مومن ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں ما کہ غیر اللہ کی محبت شرک ہے۔ اور شرک بھی ایسا کہ جس کی بخشش ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اتنی مایوسی رکھتے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ جس کے دل میں غیر اللہ کی محبت ہے وہ شرک ہے اور شرک جہنمی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ دلوں کی نیک بندوں کی محبت میں لوگوں کے دلوں میں سجا دیتا ہوں۔ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا (مریم 94) بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمن محبت کر دے گا۔ اس کی تشریح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام

دوڑ کر آؤ۔ مجھے فلاں بندے سے محبت ہو گئی ہے تو بھی ان سے محبت کر۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ شرک کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ مجھے فلاں بندے سے محبت ہو گئی ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ یہ حکم الہی ہے اور بندے سے محبت کرنا یہ سنت الہی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ آسمانوں پر چلے جاؤ اور منادی کر دو کہ اللہ تعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہو گئی ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی اس سے محبت ہو گئی ہے۔ اے آسمان پر رہنے والو تم بھی اس بندے سے محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت دانا بھویری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت پاکپٹن شریف والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت بابا شاہ جہان رحمۃ اللہ علیہ سے محبت ہے۔ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ جن کو مخلوق اولیاء اللہ کہتی ہے وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں۔ اولیاء کرام کا نام قرآن وحدیث میں نہیں لکھا ہوا ہے۔ لیکن اگر مخلوق کسی کو ولی اللہ کہتی ہے تو وہ ولی ہے۔ یہ نہ کہنا کہ پہلے ٹٹ کر وہ کوئی ولی ہے بھی کہ نہیں۔ کسی کے ولی ہونے یا نہ ہونے کے لئے کیا ٹٹ کر دے۔ زبان خلق کو نفاہ خدا سمجھو۔ مخلوق کی زبان کسی کو ولی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیتی ہے۔ جب ساری آسمانی مخلوق کو اس بندے سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ اب زمین پر اتر جاؤ اور وہاں جا کر منادی کر دو کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور تمام آسمانی مخلوق کو فلاں بندے سے محبت ہو گئی ہے اے زمین پر رہنے والو تم بھی اس سے محبت کرو۔ تو پھر اس بندے کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزین ہو جاتی ہے۔ اور وہ محبت کیا رنگ لاتی ہے۔ کہ جس سے تجھے محبت ہے تو حشر میں اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور جنت میں اس کے ساتھ تجھے رکھا

جائے گا۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لچپال بڑا ہے

اب جنت جو ملنی ہے وہ ایک تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے ملنی ہے اور دوسرے یہ کہ اولیاء اللہ کی محبت رکھنے سے ملنی ہے۔ دو چار چیزیں یہاں اس محفل میں تشریف رکھتی ہیں وہ بھی جنت عطا کر سکتی ہیں۔ اس محفل میں علماء کرام تشریف فرما ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو ان کا چہرہ دیکھے گا ان کی زیارت کرے گا گویا کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے والا جنتی ہے تم سمجھتے ہو کہ تم ان کو تنخواہ دیتے ہو۔ یہ خیال چھوڑ دو۔ یہ تو دین کی خدمت کرنے والے ہیں۔ اگر تم عالم دین کا ادب صرف اس لئے کرو کہ وہ عالم دین ہے تو فرشتوں کو حکم ہو جاتا ہے کہ اس بندے کے گناہ لکھنا بند کر دو۔ ہم ان کو کچھ اور سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ تو چیزیں ہی کچھ اور ہیں۔ دین اسلام اور اس کی اشاعت سب ان کی وجہ سے ہے۔ اس مکان کا وارث کون ہے۔ کیانی صاحب کا بیٹا وارث ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کون وارث ہے۔ یہ علماء کرام ہیں۔ ہم کیانی صاحب کی بہت عزت کرتے ہیں صرف اس لئے کہ یہ بڑے زمیندار ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی کیا انتہا ہے۔ اور اس کا وارث کون ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وارث علماء کرام ہیں۔ تو اس علم کی وجہ سے ان کا ادب کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے دیتا ہے کہ اس کے گناہ لکھنے بند کر دو۔ اگر تو ان کے چہرے کو دیکھے تو گویا کہ تو نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی۔ آپ ان سے مصافحہ کریں تو جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کا قاعدہ ہے وہ تمہیں مل گیا۔ کیونکہ علماء کرام سے

مصافحہ کرنا گویا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنا ہے۔ آپ نے آم کھانے ہیں کہ پیڑ گنتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علماء کرام سے مصافحہ کرنا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ ہے اور اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک کسی چیز کو لگ جائے تو اس چیز کی کیا فضیلت ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے۔ یہ میرا رومال ہے اس کو اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگ جائے تو اس کو دنیا کی آگ نہیں جلا سکتی۔ علماء کرام جانتے ہیں کہ جس دسترخوان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگ گیا اسے پھر کبھی دھویا نہیں گیا جلتے ہوئے تور میں ڈال کر صاف کرتے تھے۔ اور جس خوش نصیب کے ہاتھ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگ گیا۔ اسے دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ نیکی نہ جانے کسی نے ہمیں دینی ہے کہ نہیں دینی ہے۔ اس ایک آدمی کے پاس ایک نیکی تھی وہ اس نے کسی کو دیدی۔ وہ اس کے کام تو آگیا پھر ہم تو پیچھے ہی رہ گئے۔ حضرت صاحب آپ نے بہت مشکل معیار باندھا ہے۔ آپ سب ان علماء حضرات سے مصافحہ کر دو تو آپ کو وہی اجر ملے گا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے سے ملتا ہے۔ علماء کے پیچھے نماز پڑھنا گویا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ اور کیا چاہتے ہو۔ ایک اور حدیث شریف سنیں جنت تو ہے ہی ساری کی ساری عطا ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اچیاں شاماں والے

فضل کریں تے بخشے جاوون میں جیسے منہ کالے

ہم فضل کی بات کر رہے ہیں۔ ہم عدل پر پورا نہیں اتر سکتے کوئی بھی عدل پر پورا نہیں آ سکتا۔ عدل نہ مانگو، فضل کے طلبگار بنو علماء کرام کوڑ ہیں۔ سورۃ کوڑ کی تفسیر پڑھو۔ علماء کرام کوڑ ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی کوڑ ہے جو اس محفل میں تشریف رکھتی ہے وہ

سادات ہیں۔ سید زادے ہیں حدیث شریف بیان فرماتی ہے کہ اگر ایک بندے کے اتنے گناہ ہوں جتنے کہ تمام بندوں کے مجموعی گناہ ہوں۔ حساب آپ خود لگائیں کہ کل کتنے گناہ ہوں گے لیکن وہ گنہگار اگر کسی سید زادے کا ادب کے ساتھ ہاتھ چوم لے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لچپال بڑا ہے
اللہ رے جہنم کیا اب بھی نہ سرد ہو گا
روہ کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دئے ہیں

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سارا خوف و خطرہ مٹا کر رکھ دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے لئے روئے ہیں اور ہم اتنے سخت دل پتھر دل والے ہیں کہ ہمیں اپنے گناہوں پر بھی آنسو نہیں آتے ہمیں ذرا شرم نہیں آتی لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تیرے اور میرے گناہوں پر روتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے خیر ہے جانتا ہے۔ دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے۔ پھر بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرماتا ہے کہ اے جبرائیل علیہ السلام بھاگ کر آؤ اور جاؤ۔ جا کر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رورہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ خود نہیں جانتا کہ وہ کیوں رورہے ہیں۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ ہے۔ جو کل میرے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آج بھی جانتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہیں۔ فرمایا کہ اپنی اُمت کے گناہوں کو دیکھ کر مجھے رونا آ جاتا ہے۔ میرے امتیوں کو شرم نہیں آتی لیکن مجھے حیا آ جاتی ہے۔ ہمارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا رشتہ ہے یہی کہ ہم محمد

رسول اللہ کہنے والے ہیں۔ اور ہمارا کیا کردار ہے۔ کیا تعلق ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ ہم کہنے والے ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ صرف اس کلمہ کا اتنا لحاظ اور اتنا لچپال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ہمارے گناہوں پر گریہ زاری کر رہے ہیں۔ آنسو بہا رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہ تو اپنی اُمت کے گناہوں کے باعث رورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے جبرائیل علیہ السلام جاؤ ان کو خوشخبری دو کہ میں ان کو ان کی اُمت کی وجہ سے رسوا نہیں کروں۔ میں ان کو خوش کر دوں گا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی (الفصحی ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ سب سے زیادہ حوصلہ افزا جو آیت مبارکہ آئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنا دے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر خوش ہوں گے۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے یہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے صرف اپنی اُمت کی بخشش لینی ہے اور مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لچپال بڑا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اختیارات حاصل ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی مرضی حاصل ہے۔ ہم سب اپنی مرضی کے غلام ہیں۔ اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ ہر کام اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہو کر اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا شکر ادا کرنے کا توفیق عطا فرمائے۔ یہ سب بخشش کے بہانے ہیں۔ اب یہ جو محفل ہے چھوٹی ہے کہ بڑی ہے آپ کے سامنے

ہے۔ آپ کے مدارس میں پتہ نہیں کتنی عظیم الشان محافل ہوتی ہوں گی اور کتنے ادیبانہ خطاب ہوتے ہوں گے۔ آپ کی ان محافل کے مقابل میں ہماری اس محفل کی کیا وقعت ہے۔ لیکن یہ محفل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہ نہیں کہ یہ کروٹا میں ہے۔ یہ نہیں کہ اس میں علماء حضرات تشریف فرما ہیں۔ یہ نہیں کہ سادات بیٹھے ہیں یہ بھی نہیں کہ آپ تشریف لائے ہوئے ہیں یہ بھی نہیں کہ روشنی کے قمقمے لگے ہوئے ہیں یہ بھی نہیں کہ سچکر بہت اچھا لگایا گیا ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ میں سے کوئی بھی نہ آئے یہ جھنڈیاں یہ روشنیاں بھی نہ ہوں۔ یہ سارا اہتمام جو کیا ہوا ہے ایسا کچھ نہ ہو۔ صرف ایک بندہ ہو کیانی صاحب اور وہ کہے کہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شیخ یزید ہدایت پہ لاکھوں سلام

بس صرف اتنا ہی کہہ دے تو پھر بھی وہی کرم ہے جو بڑی بڑی محافل کے انعقاد پر ہوتا ہے۔ بندوں کی تعداد شرط نہیں ہے۔ حاضرین کی تعداد کا کوئی اثر نہیں۔ کروڑ بندہ ہو تو کرم پھر بھی ہے۔ لیکن بات صرف یہ ہے کہ وہ کیا کرم ہوتا ہے۔ ذرا Estimation لگاؤ۔ اندازے لگاؤ کہ کرم کتنا ہوتا ہے۔ جو نبی محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے۔ ذکر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے۔ تو حدیث شریف کے مطابق وہ محفل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں چلی جاتی ہے۔ کیا آپ اس وقت کروٹا میں بیٹھے ہیں۔ لیکن میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ ہم اس وقت روضہ اقدس میں ہیں۔ یہاں رہنا چاہتے ہو کہ وہاں جانا پسند کرتے ہو حدیث شریف ہمیں اجازت دے رہی ہے کہ آپ روضہ اقدس میں چلے جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ محفل میں شریک ہونے والوں کی بات بھی سُننا ہوں ان کی شکلیں بھی دیکھتا ہوں۔ اب آپ اس

وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ہو۔ ان کی ویڈیو ٹیپ میں آچکے ہو۔ جب آپ اپنی قبر میں جاؤ گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچائیں گے کہ یہ تو کروٹا والے ہیں۔ یہ نعت خوان ہیں۔ یہ مقرر ہے۔ یہ نعرہ مارنے والا ہے یہ تو میرے نام پر نعت خوان کو پیسے دینے والا ہے۔ یہ محفل سننے والے ہیں۔ حدیث پاک کی رو سے ہم اس وقت روضہ اقدس میں ہیں۔ علماء سے پوچھ لیں کہ جہاں ذکر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتے رہو۔ ذکر خدا کرتے رہو پھر بھی جنت کی کیاری نہیں بنے گی کیونکہ ذکر خدا کی قبولیت ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ یہ زاہد کیانی کا گھر جنت کی کیاری بن گیا ہے آپ جنت کی کیاری میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو ایک دفعہ جنت میں چلا جاتا ہے پھر اسے باہر نہیں نکالا جاتا۔ اس لئے جنت ہمارے لئے چکی ہو گئی ہے۔ وہ بندہ ہمیں نیکی دے یا نہ دے ہمارا تو بیڑا پار ہو گیا ہے۔ اللہ کرے کہ وہ نیکی ہمیں مل جائے اور ہمیں جنت مل جائے لیکن وہ تو اُدھار ہے اور جو جنت یہاں بیٹھے ہوئے مل گئی ہے وہ نقد ہے آپ نقد چاہتے ہیں کہ اُدھار چاہتے ہیں۔ One in hand is better than two in bush.

جو شکار آپ کے ہاتھ میں ہے وہ ایک ہو تو ان دو سے بہتر ہے جو جھاڑی میں چھپے بیٹھے ہوں۔ دو کو پکڑنے کی کوشش میں اپنا ایک بھی گنوا نہیں دینا چاہئے۔ وہ دو آپ کے کسی کام کے نہیں جن پر تمہیں قدرت یا اختیار نہیں ہے۔ ہم حدیث پاک کے مطابق جنت میں ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی عظمت کیا ہے۔ جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔ وقیلہ اے حبیب مجھے تیرے کہنے کی بھی قسم ہے۔ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنت کہہ دیا۔ تو ہم نے اس کو جنت بنا دیا۔ اب بات یہ ہے کہ یہ جنت جو بن گئی

ہے۔ یہ عارضی ہے Temporary یا مستقل Permanent ہے۔ یہ روشنی عارضی ہے۔ یہ پٹیکر عارضی ہے۔ یہ کرسی عارضی ہے لیکن جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے وہ مستقل ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق کہ قبیلہ کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت بنائی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس جگہ کو جنت بنا دیا کیا اب بھی آپ میں سے کسی کے دل میں جہنم کا خوف ہے۔ اپنے ایمان سے بتاؤ کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو۔ ان کی نظر میں ہوان کے پاس ہو۔ پھر خوف کیا۔

آلِ نبی اولادِ علی دی تے سیرتِ شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت ہے یہ تو ایک غلام کی عظمت ہے سردار کا عالم کیا ہوگا۔ ایک معیار بنایا ہے کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لو تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیں تو پھر کیا ہوتا ہے۔ کیا اب بھی کوئی خوف یا ڈر باقی ہے اور جس کو ڈر نہیں ہوتا وہ کیا ہوتا ہے۔ قرآن مجید اس سے متعلق کیا فرماتا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (یونس ۶۲) "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔" حضرات یہاں سٹیج سے لے کر وہ جو جوتیوں میں بیٹھا ہوا ہے اور وہ جو دور بیٹھا ہوا ہے اور جس تک یہ آواز جاری ہے میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے وہ جنتی ہے۔ اور جنتی بھی ولی اللہ جیسی شان رکھنے والا جنتی ہے۔ اولیاء اللہ کے کئی درجے ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار اولیاء اللہ کے درجے ہیں۔ کوئی ایسے بھی ہیں کہ جن کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ ولی ہے لیکن وہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ محفل ہو رہی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ ایک طویل حدیث ہے محفل سے نور نکلتا ہے خوشبو نکلتی

ہے۔ فرشتے آ کر محفل کو گھیر لیتے ہیں۔ محفل ختم ہوتی ہے تو فرشتے اوپر آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتے کہاں سے آئے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کہاں سے آئے ہیں۔ کیونکہ خود ہی تو بھیجے والا ہے۔ پھر بھی پوچھتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک محفل تھی جس میں تیرا ذکر۔ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اور تیرے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اولیاء کرام کی عظمت بیان ہوئی۔ علماء کرام اور سادات کی عظمت بیان ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔ آپ ڈرانے والی احادیث بہت سناتے ہیں۔ شوق پیدا کرنے والی کیوں نہیں سناتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہ سبھی محفل کی غرض سے نہیں آئے تھے۔ کوئی جوتی چرانے آ گیا۔ کوئی جیب کاٹنے کے لئے آ گیا۔ ایک روٹی کھانے آ گیا۔ کوئی رشتہ داری میں آیا کوئی دوست احباب آ گئے یا اللہ محفل کی غرض سے آنے والوں کو تو آپ بخش دیں اور باقی کو تو رہنے دیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو جنتی لوگوں کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ بھی شقی نہیں رہتا بلکہ سعید ہو کر نکلتا ہے۔ جنتی کے پاس بیٹھنے والا بھی جنتی ہے۔ آپ اس وقت سعید بنے بیٹھے ہیں تو کیا وجہ ہے یہ صرف ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب میں پڑھتا ہوں۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم تو اللہ تعالیٰ مجھے کیا اجر عطا فرماتا ہے میرا درود شریف صرف لٹاکی ہے کہ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت دے۔ میں نے صرف دعا کی ہے میں نے کچھ دیا تو نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مجھے کیا دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا دل بار درود شریف حقیقی مجھ پر آ جاتا ہے۔ دل گناہ معاف اور دل نیکیوں کا اضافہ

اور دس درجے بلند کر دیتا ہے۔ اگر کسی کو زندگی میں اللہ تعالیٰ معافی دے ایک بار بھی درود شریف پڑھنا نصیب نہیں ہے۔ اس کے پاس نماز ہے روزے ہیں۔ حج ہیں۔ قربانی ہے۔ طواف ہے۔ جہاد ہے، شہادت بھی ہے۔ قرأت، تفسیر حفظ سب کچھ ہے لیکن درود شریف نہیں ہے تو اس کو اگر جنت کا ٹکٹ مل بھی جائے جنت میں جانے کی اجازت مل بھی جائے وہ پھر بھی نہیں جاسکے گا۔ اسے جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ اسے جنت نصیب نہیں ہوگی۔ اور جس کی زندگی میں ایک درود شریف ہے۔ اس کا حال سنو۔ ایک آدمی کو جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ فرشتے اس کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اہستی کو فرشتے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں حضور نبی کریم کمر بستہ ہو کر جائیں گے اور ان کو روک لیں گے۔ حکم دیں گے کہ فرشتو رک جاؤ۔ کیا بات ہے۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جہنم کا حکم ہو گیا ہے۔ اس کے اعمال میزان کئے گئے ہیں نیکیاں تھوڑی ہیں اور گناہ زیادہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ واپس لے چلو اور دوبارہ میزان کرو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اللہ کی طرف سے حکم ہو چکا ہے ہم اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف کر دیں اور آگے جانے دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے۔ کہ یا اللہ تیرا وعدہ ہے۔ ولسوف يعطيك ربك فترضى (الضحیٰ ۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" یا اللہ اس کا قول دوبارہ کرنے کا حکم صادر فرمادے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ مانا کہ آج حکومت واحد القہار کی ہے لیکن آج جہاں میرا حکم چل رہا ہے وہاں میرے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی حکم چلے گا۔ لے جاؤ واپس اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم مانو۔ اس کا تول دوبارہ کرو۔ دوبارہ تول کریں گے تو پہلا تول ٹھیک ہی ثابت ہو گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جیب مبارک ایک کانڈ کی چٹ نکالیں گے اور نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ مبارک، مبارک، جنتی ہو گیا۔ جنتی ہو گیا۔ کس نے جنتی کر دیا۔ سب دوڑیں گے کہ اس چٹ میں کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں بتاتا ہوں کہ چٹ میں کیا ہے اس نے مجھ پر درود شریف پڑھا تھا اس کا ثواب میں نے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ آج اس کے کام آ گیا ہے۔ صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے کا یہ صلہ ملا ہے۔ اعتراض کرنے والے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اعتراض کرتے ہیں کہ فرشتوں نے تول پورا ہی نہیں کیا ابھی ایک چٹ باقی تھی اور وہ اسے جہنمی قرار دے کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ فرشتوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر وہ چٹ پہلے سے ہی رکھ دی جاتی تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا کہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظمت ہے۔ اس آدمی کی خواری کے بعد جب اس کو عزت ملی بخشش ملی تو پتہ چلا کہ بخشش والی چیز نجات دلانے والی چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا وظیفہ ہے یہ کون کرتا ہے۔ ان اللہ وملكك یصلون علی النبی (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ "شک تو رہنے ہی نہیں دیا۔ بعض ایسے ہیں کہ جن کو شک ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بار بار ان کا شک دور کرتا ہے لیکن وہ ایسے ہیں کہ ان کا شک دور ہوتا ہی نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب ۵۶) اے ایمان والو! ان پر درود اور

خوب سلام بھیجو۔ "شک اصل میں یہ ہے کہ وہ صرف ایمان والوں کو بلاتا ہے۔ دوسروں کو بلاتا ہی نہیں ہے۔ جو معیار قائم ہوا ہے وہ ایمان کا ہے۔ صرف ایمان والوں کو حکم ہے کہ درود شریف پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔ جو ایمان والا نہیں ہے وہ درود شریف کے قریب تک نہیں جائے گا۔ وہ سلام بھی نہیں پڑھے گا۔ جانتے ہو کہ ایمان کی بنیاد کیا ہے۔ یہ دیوار ہے یہ کسی بنیاد پر کھڑی ہے۔ اس کی بنیاد اگر کمزور ہو تو یہ کھڑی نہیں رہ سکتی۔ ابھی گر جائے گی۔ ایمان کی بنیاد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تو اس محبت کو ترک سمجھے تو تیری پھر بنیاد نہیں ہے تیرا ایمان کیسے قائم رہ سکتا ہے۔ اگر بنیاد ہل گئی تو ایمان کی جو شاندار عمارت قائم ہونا تھی وہ ختم ہو جائے گی۔ ایمان بنانے والی اور ایمان کو قائم کرنے والی چیز ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ایمان کے درخت جو پھل لگتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہے۔ اور اس درخت کی جڑ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا آغاز ولی سے محبت ہے۔ جو ولی کا ہے وہ نبی کا بھی ہے اور جو نبی کا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ہے جسے (اللہ تعالیٰ معافی دے) ولی سے محبت نہیں ہے بلکہ نفرت ہے تو وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں ہے اور جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی نہیں ہے۔

توں نیلی تے سب جگ نیلی ان نیلی دی نیلی

جناں بابجھ محمد بخشا سُنی پئی حویلی

کون نیلی ہے، ولی نیلی ہوتا ہے، تیرا پیر تیرا نیلی ہے۔ اگر وہ ہے تو سب کچھ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کو سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں۔ دین اسلام کا جو فہم اور سمجھ ان کو ہے وہ شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔ آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہیں نقشبندی سلسلہ ہے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ خود بہت بڑے عالم دین ہیں اور پھر بیعت کی ہے کیا اس بیعت کا کوئی فائدہ بھی ہوا ہے۔ فرمایا کہ مجھے خدا کی قسم ہے اگر میں مرید نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ یہ پیغام آج لے کر جاؤ۔

راہ راہ دے ہر کوئی کہند اتے میں دی آکھاں راہ دے

بناں مرشداں راہ نہیں لیھنا تے زل مرسیں وچہ راہ دے

علم کا اپنا مقام ہے۔ وعظ اپنی جگہ پر ہے۔ وارثی ٹوپی اپنی جگہ اور حج اپنی جگہ پر ہے۔ حدیث شریف ہے کہ جس کی بیعت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ ابو جہل جیسی موت ہے۔ فرمایا کہ جس کی بیعت نہیں ہے وہ ایسے ہی مر گیا جیسے ابو جہل مر گیا اور حشر والے دن آواز آئے گی۔ یوم ندعوا کل اناس بامامہم (نبی اسرائیل ۱۷) "جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے" منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ لو کو اپنے اپنے پیر صاحب کے ساتھ لگ جاؤ اپنے پیر صاحب کا دامن پکڑ لو تو اپنے پیر کا دامن پکڑ لے گا۔ وہ اپنے پیر صاحب کا دامن پکڑ لیں گے اس طرح سے ہوتے ہوتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لواء الحمد کے جھنڈے تلے آ جائیں گے۔ آج سا تبان ہیں۔ آج چھت ہیں۔ سایہ موجود ہے اس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ اگر اس دن سایہ ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا ہے۔ اور اگر پناہ گاہ ہے تو صرف لواء الحمد کے نیچے ہے اور اس پناہ میں جانے کے لئے تیرے ہاتھ میں تیرے پیر صاحب کا دامن ہونا چاہئے۔ اور کوئی بھی معیار Criteria نہیں ہے۔ کوئی جواز نہیں ہے پیر کے نام پر آواز دی جائے گی۔ جو باقی بچ جائیں گے ان کو حکم ہوگا کہ اے شیطان کے مرید و شیطان سے مل کر جہنم میں چلے جاؤ۔

لوئے لوئے بھر لے کڑیا جے مدھ بھاڈا بھرا

شام پئی بنا شام محمد گھر جاندی نے ڈرا

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اب وقت ہے۔ اب کسی کا دامن پکڑ لے۔ کسی کی بیعت ہو جا۔ اپنا نیلی کوئی بنا لے۔ ورنہ اگر موت آئی اور تیرا کوئی نیلی نہ ہوا تو پھر تمہیں جہنم کا ڈر لازمی دامن گیر ہوگا۔ یہ "گوپیاں" کو نہیں ڈر یا جارہا ہے۔ یہ مجھے اور آپ کو سمجھایا جا رہا ہے۔ کہ کسی کا مرید ہو جا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم باعمل ہیں۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جس نے ساری عمر میں صرف ایک رات یہ عمل کیا ہو۔ کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہو۔ یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں کیا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد ہیں۔ جی ہاں تو پھر تو ابھی تک بغیر بیعت کے کیوں پھر رہا ہے۔ ایسا باعمل شخص کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی ہے اس کے باوجود پیر صاحب کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے بیعت کی ہے۔ بیعت کے بغیر جہنم کا ڈر رہے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اعلیٰ حضرت حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

تجھ سے در۔ در سے سگ اور سگ سے ہو میری نسبت

میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشتانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

علماء سے آپ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی قابلیت اور ان کا مقام پوچھیں، علم دین کا فہم جوان کو ہے وہ کیسا ہے۔ فہم دین کا عروج جس بندے کو حاصل ہے وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور وہ ہمیں کیا تعلیم دے رہے ہیں۔ یا حضرت سرکار غوث الاعظم آپ کا دروازہ ہو۔ آپ کے دروازے پر ایک کتاب بیٹھا ہو تو یا اللہ مجھے اس کا مرید کر دے۔ پوچھا کہ حضرت صاحب اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ فرمایا کہ اس نشتانی کے کتے مارے نہیں جاتے یہ جہنم میں نہیں جاتے باقی سارے ہی جاتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ یہ کہاں سے فتویٰ لے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کو نجس بتلایا ہے۔ آپ اس کو جتنا مرضی نہلا لیں۔ دھولیں وہ پاک نہیں ہوگا۔ اس کی جنس ہی نجس ہے لیکن اگر وہ کسی دلی کے دروازے پر بیٹھ جائے تو بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ اصحاب کبف کے در پر بیٹھنے والا کتا بندے کی شکل میں جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو کوئی کسی دلی کے در پر نہیں بیٹھا وہ کتے کی شکل میں جہنم میں جائے گا۔ یہ میرا پیغام ہے یہ میری عرض ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش محمد زاہد کیانی کروٹا 20-03-04

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! قرآن مجید میں ایک بہت مشہور واقعہ ہے وہ میں عرض کرتا ہوں اور اس سے جو سبق اور جو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکلتی ہے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اظہار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو میں وہ عرض کرتا ہوں۔ سورۃ یوسف میں ہے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر الزام لگ گیا کہ تو ایک بشر سے۔ لڑکے سے۔ غلام سے محبت کرتی ہے بڑے شرم کی بات ہے۔ آپ ایک خاندانی عورت ہو کر ایک غلام سے محبت کر رہی ہو۔ قرآن مجید میں ہے کہ ایک بڑا الزام لگا۔ زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بادشاہ کی بیوی اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک بکے ہوئے غلام تھے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے۔ اب بجائے اس کے کہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا مناظرہ کرتیں یا اپنے حق میں کوئی دلیل پیش کرتیں۔ یا کوئی اور طریقہ اپنی مدافعت میں اختیار کرتیں انہوں نے سوچا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ میں ان کو بھی دکھا دیتی ہوں۔ تاکہ ان کو بھی یقین ہو جائے کہ میں کس پر عاشق ہوں۔ وہ مصر کی امیر زادیاں تھیں جنہوں نے الزام لگایا تھا حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو بلایا۔ ان کے ہاتھوں میں پھل دے دے اور چھریاں پکڑا دیں اور فرمایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام آپ کے سامنے آئیں تو اس وقت اپنا اپنا پھل کھائیں۔ وہ عورتیں بہت الزام لگا چکیں تھیں۔ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام تراشی کی تھی لیکن پھر بھی وہ حضرت

یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میری عزت کا واسطہ ہے آپ ذرا تشریف لائیں ان عورتوں کے قریب سے گزر جائیں۔ انبیاء علیہم السلام بہت کریم حلیم اور درگزر کرنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھی بہت کریم تھے۔ انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے تو خود مجھ پر الزام لگایا ہے بلکہ وہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے تشریف لے آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے جب اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا اور عورتوں نے آپ کے حسن و جمال کو دیکھا تو ان کے ہاتھوں سے پھل گر گئے اور چھریاں ان کے ہاتھوں پر چل گئیں۔ ہاتھ کٹ گئے۔ خون بہنے لگا۔ کسی نے ہائے نہیں کیا کسی نے ادنیٰ نہیں کی۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ خدا کی قسم یہ بشر نہیں ہے بلکہ یہ بڑا کریم فرشتہ ہے۔ اس کے بعد کسی نے کبھی کوئی اعتراض کرنا سوچا تک نہیں۔ وہ سب مان گئیں۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کے دیدار سے تمام اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کا عالم تھا اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ اس واقعہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بڑی عظمت ہے لیکن بات یہ ہے کہ حسن یوسف علیہ السلام کہاں سے آیا ہے۔ وہ تمام عورتیں جو الزام تراشی کرتی تھیں۔ اعتراض کرتی تھیں کہ تم نے ایک مردہ کے ساتھ محبت کی ہے تم نے ایک زرخیز غلام سے عشق کیا ہے۔ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کر لیا تو ان کے منہ بند ہو گئے۔ انہوں نے خود یہ کہا کہ حاش للہ ما ہذا بشر ان ہذا الا ملک کریم (یوسف ۳۱) "اللہ کو پا کی ہے۔ یہ تو جنس بشر سے نہیں۔ یہ تو نہیں ہے مگر کوئی معزز فرشتہ" میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

چنین و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

تو پھر یہ قصہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنا ہے۔ اس میں ذکر تو حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے لیکن یہ قصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نحن نقص عليك احسن القصص (یوسف ۳) ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں۔ "در اصل یہ قصہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے کے لئے ہے۔ سارا قرآن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔ اس میں یہ قصہ بھی شامل ہے کہ جتنا بھی حسن تخلیق ہوا ہے اس میں 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا ہے اور ساری کائنات کا حسن 1/10 حصہ میں سے ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 حصہ میں سے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں نہ میں 1/10 میں ہوں اور نہ ہی میں 9/10 میں حصہ دار ہوں میرے حسن کا صدقہ اُترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ اور حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر تمام اعتراض ختم ہو جاتے ہیں تو جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار ہو جائے تو پھر اس کا کیا حال ہو گا اس سے بڑھ کر کوئی نعمت کائنات میں نہیں ہے۔ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ اگر کوئی صرف دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا ہی کر لے تو یہ بھی بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ جو کوئی ظاہری حیات طیبہ میں دیدار کر لیتا تھا تو صحابی بن جانا تھا۔ صحابی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے نہیں بنتا۔ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھے اور چہرہ انور کی زیارت کرے تو صحابی ہے۔ اس زمانہ کے ستر ہزار غوث ہوں ان کی شان ایک طرف اور صحابی گھوڑے پر سوار ہو اور اس گھوڑے کے پاؤں سے مٹی اُڑے تو وہ مٹی ان ستر ہزار اغیاث سے افضل ہے۔ وہ صحابی بنتا کس طرح سے ہے وہ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔ اور آج اگر کسی کو دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نصیب ہوتا ہے تو وہ ولی ہے۔ اگر کوئی دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرتا ہے۔ جس طرح سے ہم کہتے ہیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن دیدارِ نصیب نہیں ہوتا تو پھر اس تمنا کا کیا فائدہ ہے۔ ایک ایسی چیز ہے کہ جو پوری نہیں ہوئی ہے۔ ساری عمر کہتے رہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی دیدار سے قبل ہی فوت ہو گیا تو جو نبی یہ بندہ قبر میں جاتا ہے اس کی قبر کو بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ حسرت شمع بن کر اس کی قبر کو روشن کر دیتی ہے اور جس کی قبر روشن ہوتی ہے وہ جنتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا جو قصہ ہے وہ دراصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا قصہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر مصری عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ کسی کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ تو جب یہ کہے گا کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جب تو مرے گا تیرے سامنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ نزع کی تکلیف نہیں ہوگی۔ ہاتھ کٹنے سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ بہت معمولی ہے اس کے مقابلہ میں جان نکلنے کی تکلیف بہت زیادہ ہے لیکن جان کئی کے عالم کی تکلیف صرف اس لئے محسوس نہیں ہوتی۔ کہ اس وقت وہ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ہمیشہ یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صرف دو ہی کام کرتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ ہر وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں اور ایک وہ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی دو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین نعت شریف پڑھی گئی ہے۔ کہ

اگر کوئی اپنا بھلا چاہتا ہے
اسے چاہے جس کو خدا چاہتا ہے

درد ان پہ بھیجو سلام ان پہ بھیجو
 یہی مومنوں سے خدا چاہتا ہے
 بنا لیں ہمیں اپنا مہمان آقا
 یہی ہر شاہ و گدا چاہتا ہے
 ثناء خوان بنایا ثناء کو بنایا
 سعید ان سے تو اور کیا چاہتا ہے

اب آپ ہی بتائیں کہ اس سے بڑا مقام اور کیا ہو سکتا ہے۔ سعید شاعر ہے جو نعت لکھتا بھی ہے اور نعت پڑھتا بھی ہے۔ جو نعت لکھے وہ ثناء کو اور جو پڑھے اس کو ثناء خواں کہتے ہیں نعت لکھنا اور نعت پڑھنا بڑا مقام رکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مقام ہو سکتا ہے۔ صدر پاکستان، وزیر اعظم کوئی عالم کوئی بادشاہ کوئی وزیر کیا یہ کوئی بڑے مقام ہیں کیا عالم ہونا بڑا بلند مرتبہ ہے۔ سب سے بڑا مقام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعت خوان کا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت خواں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نعت کو بھی ہے اور نعت خواں بھی ہے اور دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتے ہیں۔ خود ہی بنایا اور خود ہی اپنے شاہکار پر عاشق بھی ہیں اور دیدار بھی کرتے ہیں۔ ہماری نگاہیں تو ادھر ادھر بھٹکتی رہتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہیں اپنی قدرت کے ساتھ ہر وقت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر رہتی ہیں۔ ہر لمحہ قدرت کی زبان پر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہتی ہے۔ یہ نعت مجھے کہاں تک بلند کرتی ہے۔ پہلے ذرا سننے والوں کے مقام کو دیکھیں۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
 نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

صرف ایک نعت شریف ہی سن لیں۔ وہ کیا شعر ہے کہ

آل نبی اولاد علی دی نے سیرتِ شعل انہاں دی
 نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

صرف غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے ہی بندے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آپ جانتے ہو کہ یہ کیوں معاف ہو جاتے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں یا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو تو اللہ تعالیٰ تو ان سے پہلے ہی راضی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ ان پر اپنی رحمت فرما دے۔ اب قرآن مجید میں ہے کہ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو آپ بھی اس پر احسان کرو۔ احسان کی جزا کیا ہے؟ احسان کرنا ہے۔ هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الرحمن ۶۰) "نیک کا بدلہ کیا ہے مگر نیک" جو کوئی کسی پر احسان کرے تو وہ بھی اس پر احسان کرے۔ اب آپ سمجھ لیں کہ آپ نے چھوٹا سا احسان کر دیا ایک چھوٹی سی عرض کر دی۔ آپ نے دُعا کر دی۔ آپ نے دُعا ئے خیر کی کہ یا اللہ تو حضرت سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو جا۔ یا اللہ تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو جا۔ یہ دُعا ہے۔ یا اللہ حضرت داتا گنج بخش بھوپری پر تو رحمت فرما دے اب یہ ہماری دُعا ان حضرات کی خدمت میں جاتی ہے۔ آپ جس کے لئے جو دُعا کرتے ہیں اس کے پاس پہنچتی ہے۔ یہ دُعا ادھر اس محفل میں اس کمرے میں اس برآمدے میں نہیں رہ جاتی۔ یہ اُڑتی ہے یہ گنبد خضراء تک جاتی ہے یہ قبر اقدس تک جاتی ہے۔ اور ہر ولی کے در تک جاتی ہے۔ جب ہمارا سلام داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور جاتا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر جاتا ہے تو دیا ہی سلام وہ ہم پر بھیج دیتے ہیں۔ ہم گناہ گار ہیں۔ مانا کہ ہماری دُعا قبول نہیں لیکن ان کی

دُعا تو قبول ہے۔ تسلیم کرتا ہوں کہ میری دُعا میں کمی ہے۔ خالی ہے۔ کوتاہی ہے۔ اس میں طلب درست نہیں۔ مانگنے کا طریقہ غلط ہے۔ اس میں تلفظ ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں غلطی ہے۔ لیکن جس کو میں یہ بھیج رہا ہوں اس میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہے۔ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر ہے۔ جب دُعا ان کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ جب سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو بھی بندہ مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ میرا سلام خالی لٹاکی ہے۔ میرے سلام کی کیا حقیقت ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کی حقیقت تو ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکل جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ جیسا فرمادیں ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فرما دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جو فرما دیں وہ ہو جاتا ہے۔ اگر چور کو کہہ دیا کہ ہم اسے قطب بناتے ہیں تو کیا ایک لمحہ میں وہ چور قطب نہیں بنا؟ تو کیا وہ ایک ہی لمحہ میں مجھ پر سلام نہیں بھیج سکتے۔ کیا دانا صاحب بخویری رحمۃ اللہ علیہ ایک لمحہ میں میرے سلام کا جواب نہیں دے سکتے۔ یہ ان کے سلام کا جواب ہے کہ ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔ ہم جس کو بھی سلام بھیجتے ہیں ہم اس کو دیتے کچھ نہیں۔ اہل قبور کو سلام بھیجتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو سلام بھیجتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھیجتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو بھیجتے ہیں اور بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجتے ہیں۔ تو ان کا جواب آتا ہے ان کے اس جواب کے صدقے میں ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ نام لیاں لکھ پاؤں نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی۔ یہ دراصل حدیث پاک کا ترجمہ ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جب ہم صالحین کا ذکر کرتے

ہیں۔ جب ان پر سلام بھیجتے ہیں۔ جب ان کی منقبت پڑھتے ہیں تو ان کا سلام ہم پر آتا ہے۔ ہمارا سلام محض لٹاکی ہے لیکن ان کا سلام حقیقی ہے۔ ہمارا سلام ناقص ہے ہماری بات ناقص ہے لیکن ان کا سلام اصل حقیقت والا ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ جب بندہ نوافل میں زیادتی کرتا ہے تو وہ قرب الہی میں چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کان بن جاتے ہیں کہ جس سے وہ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ بن جاتا ہے کہ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے حتیٰ کہ اس کے پاؤں بھی قدرت کے بن جاتے ہیں کہ جس سے وہ چلتا ہے۔ ایسا بندہ جب کوئی دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔ آپ کو کیا شک ہے کہ حضرت دانا گنج بخش بخویری رحمۃ اللہ علیہ قرب الہی میں نہیں ہیں۔ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرب الہی میں نہیں ہیں کیا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قرب الہی میں نہیں ہیں۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرب الہی میں نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر ان کی ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ان کی طرف دُعا بھیجیں سلام بھیجیں اور ساتھ کہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ اور ہمیشہ ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ یہ لکھا کریں جب قبرستان میں جائیں تو کہیں السلام علیکم یا اہل القبور وہ سلام کا جواب دیتے ہیں تو ان کے اس سلام کے جواب میں تیری اور میری بخشش ہو جاتی ہے۔ ہم قبر والوں کو کچھ نہیں دیتے بلکہ قبر والوں سے اپنی سلامتی لیتے ہیں اس لئے

شاء کو بنایا شاء خواں بنایا

سعید تو ان سے اور کیا چاہتا ہے

یہ سنت الہی ہے۔ یہ ملائکہ کی سنت ہے۔ سب سے بڑی چیز جو قرب الہی میں لے جاتی

ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب لے جاتی ہے۔ وہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے قرب لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرات ایک ہے عقیدہ اور ایک ہے عمل، یہ دو چیزیں ہیں۔ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ اگر عقیدہ صحیح نہیں ہے تو عمل جتنا مرضی ہو وہ سب بے کار ہے۔ عقیدہ کی بہت اہمیت ہے۔ دنیا و آخرت میں دو امتحان ہیں۔ ایک امتحان قبر میں ہے دوسرا حشر میں ہے۔ قبر کا امتحان کیا ہے اور حشر کا امتحان کیا ہے۔ قبر میں عمل سے متعلق کچھ نہیں پوچھا جائے گا۔ سوال ہوگا من ربک تیرا رب کون ہے یہ عقیدہ ہے، عمل نہیں ہے، نماز عمل ہے، روزہ عمل ہے، حج عمل ہے، زکوٰۃ عمل ہے، تیرا رب کون ہے یہ عمل سے متعلق نہیں ہے، یہ عقیدہ ہے، سوال ہوگا من ربک، تیرا رب کون ہے۔ آپ کہہ بھی دیں کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ جواب ٹھیک ہے لیکن اس کے نمبر نہیں ملیں گے۔ پھر سوال ہوگا ما دینک تیرا دین کیا ہے۔ آپ کہہ دیں کہ دینی اسلام میرا دین اسلام ہے۔ نمبر پھر بھی نہیں ملیں گے۔ اگلا سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ مانیبیک تیرا نبی کون ہے لیکن یہ نہیں پوچھا جائے گا۔ قبر میں یہ سوال ہی نہیں ہے۔ بلکہ سوال ہوگا۔ ما تقول فی حق هذه الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اس ہستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا۔ کسی عالم سے حدیث پاک کا ترجمہ کرائیں۔ سوال یہ نہیں ہے کہ ان کے بارے میں تو اب کیا کہتا ہے۔ اب تو ابو جہل بھی کہتا ہے کہ یہ اللہ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے یہ سردار الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ فرعون بھی کہے گا۔ ابولہب بھی کہے گا۔ سب کہیں گے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن یہ قول ہی نہیں ہوگا قبول وہ ہوگا جو تو اس دنیا میں کہے گا۔ قبر کے امتحان میں یہ پوچھا جا رہا ہے۔ تین سوال ہیں۔ پھر آؤٹ ہے۔ تین

جواب ہیں وہ بھی آؤٹ ہیں اور ان تمام تینوں سوالوں کے رزلٹ Results بھی آؤٹ ہیں۔ ہمارے سکول کالج کے امتحانات میں صرف ایک چیز پھر آؤٹ ہوتا ہے۔ جواب آؤٹ نہیں ہوتے۔ سوال کا قبل از وقت پتہ چل جاتا ہے کہ یہ سوال امتحان میں آ رہا ہے اس کو پھر آؤٹ ہونا کہتے ہیں۔ سوال کا پتہ چل جائے تو اس کا جواب طالب علم کو خود کتب میں سے ڈھونڈنا ہوتا ہے۔ اگر تیرا جواب درست ہو گیا تو نمبر مل جائیں گے اور تو پاس ہو جائے گا۔ قبر کا جو امتحان ہے اس سے متعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوال بھی بتائے ان کے جواب بھی آؤٹ کر دئے اور ان کا نتیجہ بھی آؤٹ کر دیا ہے۔ عجیب معاملہ ہے۔ بس یہ بخشش کا بہانہ ہے۔ تیسرا سوال بڑا اہم ہے۔ پاس یا فیل اسی سوال کے جواب پر ہوتا ہے۔ ما تقول فی حق هذه الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اس ہستی کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا۔ اگر تو کہے کہ لا ادری، لا ادری میں نہیں جانتا، میں نہیں پہچانتا، تو فیل ہو گیا۔ اگرچہ پہلے دونوں سوالوں کے جواب درست بھی دے دئے ہوں۔ کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ وہ بھی گئے۔ ان کا بھی کوئی نمبر نہیں ملے گا۔ نمبر صرف تیسرے سوال کے جواب پر ملیں گے۔ کہ بابا جی دنیا میں آپ کیا نعت پڑھتے تھے۔ تو کہہ دے

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

کوئی ایک نعت یاد کرلو۔ اس کو پڑھتے رہو کہ تمہارا خلیفہ بن جائے اور قبر میں جب سوال ہو تو تیرے منہ سے نکلے

ٹائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتے رہیں گے

وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے

پھر تو پاس ہے۔ اور ایسا پاس ہو جائے گا کہ قبر میں جنت کی کھڑکی بھی کھل جائے گی۔ اور حشر کے امتحان میں بھی پاس ہو جائے گا۔ جماعتِ اول سے لیکر پی ایچ ڈی تک امتحان ہی امتحان ہیں ہر وقت سانس ہی رکا رہتا ہے۔ پرائمری، مڈل، میٹرک پھر ایف ایس سی۔ بی ایس سی جوں جوں اُپر چڑھتا جاتا ہے مشکل سے مشکل ترین مراحل سے گزرتا ہے۔ پھر ایم ایس سی اور پی ایچ ڈی تک فکر ہی فکر میں گزرتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ جو پرائمری پاس یا میٹرک پاس ہے وہ پی ایچ ڈی بھی پاس ہے۔ لیکن قبر کا امتحان ایسا ہے کہ جو اس میں پاس ہے وہ حشر میں بھی پاس ہے۔ قبر کے امتحان میں پاس ہے تو پھر اس سے اگلے تمام امتحانات میں پاس ہے۔ اور سوال ایسا ہے جو صرف سنی عقیدہ کو ہی آتا ہے دوسروں کو آتا بھی نہیں ہے۔ ان کو توفیق ہی نہیں ہے۔ حالانکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا کہ سوال یہ ہوگا کہ تو دنیا میں کیا کہتا تھا کیا کہتا رہتا تھا۔ ماضی اتمراری ہے۔ ماضی بھی ہے اور جاری بھی ہے۔ کہ کیا کہتا رہتا تھا۔ کیا صرف ایک ہی دن کہا تھا یا کہ کہتے کہتے بوڑھا ہو گیا تھا۔ اگر یہ کہے کہ کہتے کہتے بوڑھا ہو گیا تھا۔ تو پھر امتحان میں پاس ہو گیا۔ اس لئے اصل امتحان قبر کا ہے۔ جو قبر کے امتحان میں پاس ہو جائے گا وہ آئندہ آنے والے امتحانات میں بھی پاس ہو جائے گا۔ جس جگہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ کو جنت کی کیاری بنا دیتا ہے۔ تاکہ شک نہ رہے کہ پتہ نہیں کوئی جنت میں جانا ہے۔ نہ جانے وہ جنت کیسی ہوگی۔ ملے گی کہ نہیں ملے گی اب کئی بندے ایسے ہیں کہ پی ایچ ڈی کئے بیٹھے ہیں لیکن ملازمت نہیں ملی۔ پھر بڑی Frustration اور بڑی نا اُمیدی اور مایوسی کہ مارے گئے پڑھ پڑھ کر بوڑھے ہو رہے ہیں لیکن ملازمت پھر بھی نہیں ملی۔ نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا عمل ہے کہ تو صرف نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی چاہے۔ سعید اور تو کیا چاہتا ہے۔ تو صرف

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت رکھ۔ اور کسی بھی چیز کی چاہت نہ رکھ۔ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہنا بہت بڑا چاہنا ہے۔ یہ ایسی چاہت ہے کہ جس کی نہ ابتدا کا پتہ ہے اور نہ ہی اس کی انتہا کا پتہ ہے کوئی نہیں جانتا کہ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کب سے شروع ہوئی ہے کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی ابتدا کوئی نہیں ہے۔ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہا بھی کوئی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی انتہا بھی کوئی نہیں ہے۔ ہر چیز کو فنا ہے۔ نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فنا نہیں ہے۔ اور یہ کرتی کیا ہے کہ قبر میں جاتے ہی جنت کی کھڑکی کھول دیتی ہے۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ کھڑکی یہیں پر ہی کھلی ہوئی ہے۔ اس نے بند نہیں ہونا ہے۔ تو پھر قبر میں کس طرح سے نہ کھلے گی اور انشاء اللہ وہاں بھی کھلے گی اور کبھی بھی بند نہیں ہوگی۔ لوگ کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ حساب نماز سے متعلق ہوگا۔ مساجد میں لکھا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے نماز سے متعلق پوچھا جائے گا۔

قیامت کے روز جب بندوں کے جسم پکھل جائیں گے اس روز سب سے پہلے جس چیز سے متعلق سوال ہوگا وہ نماز ہے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ جس کا ترجمہ فارسی میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ اور لوگوں نے مساجد میں لکھ دیا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز کب قبول ہوتی ہے۔ پہلے یہ قبول تو ہو۔ کئی ایسی نمازیں ہیں جو قبول نہیں ہوتیں لیکن نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں قبول ہے۔ یہ ایک خاصہ ہے نماز کب قبول ہوتی ہے۔ آئیے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

شوق ترا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے تو پھر میری نماز ہی نہیں ہے۔ لہذا نماز کا معیار عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری ہے۔ علامہ اقبال

رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں انہوں نے یہ نہیں فرمایا کہ فرض ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے یہی پوچھی جائے گی۔ بلکہ انہوں نے فرمایا کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ میں نے حدیث پاک سنی ہے کہ نماز میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور میری یہ کوشش ہے کہ شاید میرے کسی سجدہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو جائے۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

نماز کا جو دوسرا معیار ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا بہت کرم ہے۔ برصغیر میں آپ کا بہت کرم ہے۔ آپ نے تو لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کیا ہے اگر آپ راجہ جھورا کا زور نہ توڑتے تو شاید ہم رام رام کرنے والے ہوتے۔ شہاب الدین غوری کو جانتے ہو کہ کون تھے ان کے نام پر میزائل "غوری" بنایا گیا ہے۔ ان کا مزار سوہادہ کے قریب ضلع جہلم میں ہے۔ غوری صاحب کو خواب آئی اور ایک بزرگ نے زیارت کرائی اور حکم دیا کہ جو کچھ بھی کم و بیش تیرے پاس فوج ہے وہ لے کر آ جاؤ اور ہندوستان پر حملہ کر دو۔ فتح میں کراؤں گا۔ دس چترہ ہزار فوج اس کے پاس موجود تھی۔ باقی ماندہ فوج دور دور چھاؤنیوں میں مقیم تھی۔ آپ نے تمام کمانڈروں کو حکم دیا کہ اپنا اپنا دستہ فوج کا لے کر فلاں مقام پر پہنچ جاؤ میں ہندوستان پر حملہ کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ مجھے اشارہ ہو چکا ہے اور میری فتح یقینی ہے۔ ادھر سے یہ گئے اور ادھر سے راجہ جھورا بھی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ اور ہندوستان کے دوسرے راجاؤں کی افواج کو لے کر آ گیا۔ پانی پت کے مقام پر جنگ ہوئی۔ یا کسی اور جگہ غوری صاحب کے ساتھ صرف دس چترہ ہزار کی نفری تھی اور مقابلہ میں لاکھوں کی تعداد تھی۔ پیچھے سے ملنے والی فوج ابھی

پہنچی نہیں ہے۔ خواب میں اشارہ مل چکا تھا اور دل کو مکمل تسلی تھی کہ فتح ہو جانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا کہ شہاب الدین غوری کو فتح نصیب ہوئی۔ پچھلے ہفتہ (مارچ 2004) میں ان کے مزار پر حاضر ہوا تھا۔ ان کے مزار پر یہ لکھا ہوا ہے۔ فتح ہو جانے کے بعد انہوں نے مقامی لوگوں سے پوچھا کہ یہاں پر کوئی اللہ کا ولی ہے تو مجھے اس کا پتہ بتائیں میں ان کی ملاقات کا متنتی ہوں۔ لوگوں نے بتایا کہ اجمیر شریف قریب ہی ہے وہاں ایک بزرگ موجود ہیں آپ ان کی ملاقات کر لیں۔ غوری صاحب گئے اور جب ان کے حجرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور یہ وہی بزرگ تھے۔ جنہوں نے خواب میں زیارت کرائی تھی اور ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ حضرات غوری صاحب کی فتح ان کی وجہ سے ہے ہمارا مسلمان ہونا بھی ان کی وجہ سے ہے۔ اب آپ سنیں کہ وہ نماز سے متعلق کیا خیال پیش فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تک نماز میں دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ تیری نماز قضا ہو گئی ہے دوبارہ پڑھو۔ نماز میں اگر دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوا تو نماز قضا شد، دوبارہ پڑھ۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ آج کوئی بہت بڑا عالم مولوی صاحب ہو تو اسے غزالی دوراں کہتے ہیں۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تو نماز میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو پھر رک جا اور جب تک روضہ اقدس سے تیرے سلام کا جواب نہ آئے تو اس سے آگے نہ پڑھ۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو پھر تیری نماز ہی نہیں۔ حشر والے دن جو نماز قبول ہوئی ہے وہ شوق والوں کی۔ محبت والوں کی اور نعت خوانوں کی ہو گی۔ میں نے نعت خواں کا نام کیوں لیا ہے۔ اس لئے کہ نعت خوانی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہے۔ گھڑے میں یا وہ کلر پڑا ہوا ہے اس میں کیا ہے اور

آپ کو پتہ نہیں ہے تو پھر اس گھڑے کو بلاؤ۔ جو کچھ اس میں ہے وہ باہر نکل آئے گا۔ اگر پانی ہے تو پانی نکل آئے گا۔ دودھ ہے تو دودھ نکلے گا۔ اگر تیل ہے تو تیل نکلے گا۔ شربت ہے تو شربت باہر نکلے گا۔ تیزاب ہے تو تیزاب باہر آجائے گا۔ جو کچھ گھڑے میں ہے وہی باہر نکلے گا۔ اگر مومن کو بلایا جائے تو اس میں سے کیا نکلے گا۔ اگر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو مومن ہے۔ اگر نعت نہ نکلی کچھ اور نکل آیا تو مومن نہیں ہے۔ پھر کچھ اور ہی ہے۔ اگر سبحان اللہ نکل آیا۔ سبحان اللہ بہت بڑا عظمت والا ہے۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ اس سے کہو کہ درود شریف پڑھو۔ وہ کہے گا کہ نہیں نہیں، سبحان اللہ یا حی یا قیوم اس سے کہو کہ درود شریف پڑھو۔ وہ کہے گا کہ نہیں نہیں رہنے دو۔ یا حی یا قیوم میں بہت بڑی فضیلت ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرا ذکر کرے اور میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرے اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ آپ کسی بھی درود شریف کی فضیلت بیان کرنے والی کتاب میں پڑھ لو اس میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میرا ذکر کرتے ہو اور اس کے ساتھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کرتے ہو تو جنت میں تمہارا کوئی حصہ ہی نہیں ہے۔ اگر جنت میں حصہ چاہتے ہو تو پھر نعت خواں بن جا۔ اگر نعت خواں نہیں بن سکتا تو کم از کم ایک نعت ضرور یاد کر لو۔ خوش الحانی سے نہیں پڑھ سکتا تو نہ سہی۔ تحت القبط ہی سہی۔ جیسی بھی تیری آواز ہے اسی میں ہی پڑھ لے۔

ثنائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتے رہیں گے
وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے
وہ لمحات بخشش کا سامان ہوں گے
جو ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتے رہیں گے

حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی
جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے
انہیں دیکھ کر جہاں کے نظارے
نگاہوں سے میری اترتے رہیں گے
ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا
تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے
ہر اک گام پہ ان کو معراج ہو گی
جو سر ان کے قدموں میں دھرتے رہیں گے

تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا ہو اور تیرے لبوں پر درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ اس سے بڑی کوئی اور نعت نہیں ہے۔ تیری والدہ تجھ سے بہت پیار کرتی ہے۔ یہ بہت عظیم اور محبت کی نشانی ہے۔ بچے کی خاطر اپنی جان تک دے دیتی ہے۔ لیکن وہ تیرے ساتھ قبر میں نہیں جائے گی۔ بھائیوں میں بھی آپس میں محبت پیار ہوتا ہے لیکن معمولی بات پر لڑائی بھی ہو جاتی ہے۔ دوسروں سے لڑائی ہو جائے تو اپنے بھائی کی طرف داری کرتے ہیں۔ اس کی محبت میں اس کی طرف سے لڑتے ہیں۔ بہنیں ہیں۔ دوست احباب ہیں۔ باپ ہے۔ رشتہ دار ہیں۔ کوئی ساتھ نہیں جائے گا۔ قبر میں اکیلے کو ہی دفن کریں گے۔ کتنی ہی محبت والا ہو ساتھ نہیں جاتا۔ قبر میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ جاتی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ اور اس وقت دنیا میں نہ جانے کتنی محافل ہو رہی ہیں۔ اور ہر محفل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ کائنات میں کوئی ایک بھی ایسا گوشہ نہیں ہے۔ جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت کے ساتھ تشریف فرمانہ ہوں۔ قبر میں تیرے ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم ہوں گے۔ تیری طرف داری کریں گے۔ نعت شریف سنیں گے۔ داد دیں گے۔ تیری نعت بندے کی شکل اختیار کر کے نکیرین کے سوالوں کے جواب دے گی۔ جنت کی کھڑکی کھولنے میں مددگار اور معاون ثابت ہوگی۔ نعت کو تو بڑی چیز ہے۔ ہر کوئی نعت نہیں لکھ سکتا نعت خواں ہی بن جاؤ۔ لیکن سعادت اس میں بھی کم نہیں ہے کہ آپ نعت سن ہی لیں۔ یہ بڑے کرم کی بات ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کا

اس بزم میں کوئی ناکام تمنا نہیں رہتا

اللہ تعالیٰ نعت لکھنے۔ نعت پڑھنے اور نعت سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز کا ایک اور معیار یہ ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو آپ کیا دُعا کرتے ہیں اے اللہ اور اس نماز کے رب یعنی پہلے یہ کہا کہ یا اللہ تو اس نماز کا رب ہے۔ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت دے دے۔ مقامات رفیعہ دے دے مقام وسیلہ عطا فرما مقام محمود عطا فرما دے۔ یہ نماز پڑھنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ حالانکہ کہنا تو یہ چاہئے کہ یا اللہ اذان ہو گئی ہے تو مجھے نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما دے۔ پاک کپڑے پہننے کی توفیق عطا فرما دے۔ مجھے مسجد میں جانے کی توفیق عطا فرما۔ نماز جماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے کیونکہ نماز کے لئے تیاری تو یہی ہے۔ اگر کھیت کو پانی دینا ہو تو پھر کتنی پکڑو گے یا ہوائی جہاز کی تمنا کرو گے۔ ظاہر ہے کہ کسی ہی لوگے۔ پانی لگانا ہو تو مل تو نہیں چلاؤ گے۔ کسی ہی لوگے۔ اذان نماز کے لئے بلا وہ ہے کہ آؤ نماز کی طرف۔ جلدی جلدی آؤ۔ بھاگ کر آؤ کہ اس میں تمہارے لئے فلاح ہے بھلائی ہے لیکن ہم کیا کر رہے ہیں۔ ہم عرض کر رہے ہیں کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت دیدے یہ عجیب قسم کی تیاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام وسیلہ عطا فرما دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود عطا فرما دے۔ اور

ساتھ ہی اپنی جھولی بھی پھیلا لیتے ہیں کہ یا اللہ مجھے ان کی شفاعت بھی عطا فرما دے۔ اس جذبہ سے جاؤ گے تو تمہاری نماز ہوگی اور اگر یہ جذبہ چھوڑ کر جاؤ گے تو پھر نماز بھی نہیں ہوگی۔ کیونکہ عظمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جا رہے ہیں مقام رفیعہ، مقام وسیلہ، مقام محمود کون سا مقام ہے۔ یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر وہ تیری میری اور دنیاؤ کائنات کی شفاعت کریں گے۔ یہ وہ مقام ہے۔ جب میں یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں بٹھا کر نماز میں کھڑا ہوں گا تو پھر میری نماز بھی قبول ہے۔ ورنہ یہ نماز نہیں بلکہ ٹکریں ہیں جتنی چاہو ٹکریں مار لو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں امتحانات میں سے پاس کرے۔ حشر کا امتحان تو ویسے ہی بڑا مشکل ہے۔ اللہ کرے کہ وہاں سے ویسے ہی معافی مل جائے۔ عقیدہ صحیح رکھو۔ عقیدہ صحیح ہو اور عمل میں کوتاہی ہو جائے تو بخشش ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کر دے۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہی اس کے لئے کہ جس کے اعمال میں کمی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اعمال کی کمی والوں کی میں شفاعت کروں گا۔ گناہ کبیرہ کرنے والوں کی بھی شفاعت کروں گا۔ بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو۔ میری شفاعت کو ماننا ہو۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ان کی شفاعت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش صاحبزادہ حضرت اشتیاق احمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ 29-04-04

ایس صورت نوں میں جان آ کھاں

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ
معزز حاضرین!

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رُخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے اُن کی زلفوں کے سایے سے رات نعتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے ہو ان کا بلاوہ تو برات نعتی ہے
رُخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے ہو ان کی عنایت تو اک جہات نعتی ہے
جس سے پھر میری اور تیری نجات نعتی ہے

حضرات یہ بجلی کہاں سے آرہی ہے۔ تریلا سے آرہی ہے کہ منگلا سے آرہی ہے۔ کسی
بھی ڈیم سے آرہی ہے تو کوئی گرڈ GRID ہے نا جو اُسے ہم تک پہنچا دیتی ہے۔ کوئی تو
پاور ہاؤس ہے نا۔ ساری کائنات کا پاور ہاؤس مدینہ منورہ ہے۔ تو پھر یہاں پر کون سا گرڈ
ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم تک کرم پہنچ رہا ہے۔ کیا بجلی حاصل کرنے کے لئے منگلا جاؤ
گے۔ نہیں نہیں۔ کیا بجلی لینے کے لئے تریلا جاؤ گے۔ یہ بھی نہیں ہے۔ ہم نے بجلی لیتی ہو
تو کسی ڈیم پر نہیں جائیں گے۔ یہیں گرڈ سے ہی حاصل کریں گے۔ پاور ہاؤس مدینہ
شریف میں ہے جہاں سے بجلی چلتی ہے اور اسلام آباد میں کلڈہ شریف پر گرڈ لگا ہوا ہے
جہاں سے ہم نے بجلی حاصل کرنی ہے۔ وہ کیا فرماتے ہیں ہمیں انہوں نے کون سی بجلی

بھیجی ہے۔ فرمایا کہ

ایس صورت نوں میں جان آ کھاں جان آ کھاں کہ جان جہان آ کھاں
سچ آ کھاں تے رب دی شان آ کھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
یہ کلڈہ شریف والی سرکار کا کرم ہے کہ سارے قرآن وحدیث کے علم کو اک شعر میں بند کر
دیا ہے۔ علماء حضرات، مفسرین نے بے شمار کتب تصانیف کی ہیں کہ آدمی پڑھتے پڑھتے
معمر ہو جاتا ہے اور چالیس سال بعد اس شعر پر پہنچتا ہے۔ کوئی مکہ مکرمہ کی طرف رجوع
کرتا ہے کہ وہاں شان ملتی ہے۔ کوئی مسجد میں شان تلاش کرتا ہے۔ کوئی بیت المقدس کا
رُخ کرتا ہے کہ وہاں سے شان ملتی ہے۔ لیکن کلڈہ شریف والی سرکار فرماتی ہے کہ مدینہ
منورہ کی طرف منہ کرو کہ شان وہاں سے ملتی ہے۔ کس کو شان ملی۔ منگلا کی بجلی سے یہ
ٹیوب جل رہی ہے۔ منگلا کی بجلی سے یہ پمپ چل رہا ہے۔ پچھلے چل رہے ہیں۔ اے سی
کام کر رہا ہے۔ پمپ چل رہا ہے۔ پانی نکل رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کے کرم سے کیا کیا کچھ چل رہا ہے۔ کون کون چل رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا اور
پھر میرے نور کے پرتو سے ساری کائنات بنی ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است یا ہوذ اندر تلاش مصطفیٰ است
جو بن گیا ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے اور جس نے ابھی بنا ہے اس نے
نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنا ہے۔ اگر نہیں تو کالا سیاہ بن جائے گا۔ شیطان بن
جائے گا۔ شیطان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت کرتا ہے۔ اگر آج بھی ان کی
طرف رُخ کر لے ان کے قدموں پر گر جائے تو آج بھی پھر فرشتوں کا سردار بن جائے
گا۔ وہ بھگوڑا ہے باغی ہے۔ دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام بڑی شان والے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ نے ان کو سارا علم عطا فرما دیا۔ اور تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کرو۔ اس سے غرض نہیں کہ یہ عبادت کا سجدہ ہے یا کہ تعظیمی سجدہ ہے مانا کہ تعظیمی سجدہ ہے۔ عزت والا سجدہ ہے کہ اس ہستی کی بہت بڑی عزت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے قدموں میں سجدہ کر رہا ہے۔ یہ بڑی شان ہے۔ لیکن اے آدم علیہ السلام یہ آپ کو شان کس طرح سے ملی۔ آپ کو کون سے گڑ سے ملی ہے۔ کس پاؤں سے آپ پر کرم ہو گیا کہ تمام فرشتے آپ کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کہاں سے ملی۔ اے آدم علیہ السلام آپ کی پیشانی میں میرا نور تھا اور یہ سجدہ اس نور کو ہو رہا تھا۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کی طرف بھاگتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس طرف بھاگو جہاں سے حضرت آدم علیہ السلام کو عظمت ملی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود نے نہیں جلایا۔ اتنی زبردست آگ تھی کہ اس زمانے کا اینٹ بم ہی سمجھ لیں۔ اب تو سائنس نے بہت کچھ بنا دیا ہے۔ اینٹ بم بن گیا ہے۔ ہائیڈروجن بم بن گیا ہے۔ توپ خانہ بن گیا ہے۔ میزائل بن گئے ہیں۔ تباہ کن ہتھیار بن گئے ہیں اور بن رہے ہیں۔ اس وقت کا اینٹ بم آگ تھی۔ نمرود نے تمام رعایا کو حکم دیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرو اور ہر ایک کی ڈیوٹی لگائی کہ فلاں وادی میں لکڑیاں جمع کرو تاکہ ان کو آگ لگا کر اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا جائے اور وہ جل بھن کر راکھ ہو جائے۔ ہم نے اینٹ بم چلانا ہے تاکہ دنیا دیکھ لے کہ ہمارے بتوں کو توڑنے والے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ اس کا آخری ہتھیار تھا جس طرح سے کہ آج پاکستان کا آخری ہتھیار اینٹ بم ہے۔ نمرود نے اپنا اینٹ بم چلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قلنا ینار کونی بردا وملحاً علی ابراہیم (الانبیاء ۶۹) "ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم علیہ

السلام پر"۔ ٹھنڈی ہو جا لیکن زیادہ بھی ٹھنڈی نہ ہو جانا کہ میرے خلیل علیہ السلام کو نمونیہ ہی نہ ہو جائے۔ سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔ آگ کیوں ٹھنڈی ہو گئی۔ اس زمانہ کا بہت بڑا بادشاہ نمرود کہ اس کا اینٹ بم کام نہیں کر رہا ہے۔ ناکارہ ثابت ہو گیا ہے وہ ہر چیز کو جلا رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بنا ہوا ہے۔ وہ کیوں گلزار بنا ہوا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں بتاتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں میرا نور تھا۔ اس لئے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
حضرت آدم علیہ السلام کی شان میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔
سب سے بڑا حسین جس کو کل حسن کا 9/10 حصہ مل گیا وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ کل حسن کا 9/10 وہ لے گئے اور باقی 1/10 رہ گیا جس میں باقی ساری مخلوق اپنا حصہ لے رہی ہے۔ تمام حسینائیں اور ہیروئن اور ہیرو صاحب بھی اسی 1/10 میں ہے۔
آپ کو کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ اس بات کا لب لباب کیا ہے۔ لیکن جو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کو چکر آ جاتا ہے کہ کیا میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی 1/10 میں سے ہے۔ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی شان والا ہے اور وہ بھی کیا حسن کے اسی 1/10 میں سے حصہ لے رہا ہے۔ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کل تخلیق کئے گئے حسن میں سے 9/10 لے جائیں اور باقی 1/10 میں ساری مخلوق اور اسی میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہوں کیا تمہیں کوئی فکر نہیں ہوئی۔ کوئی غیرت نہیں آئی۔ اگر سچے عاشق ہوتے

تو فکر دامن گیر ہو جاتا۔ سچا عاشق اپنے محبوب کو سب سے اوپر رکھتا ہے۔ اگر وہ اس کو اعلیٰ نہیں رکھے گا بلکہ پست رکھے گا تو جو اس سے اعلیٰ ہوتا ہے اس کی توجہ اس کی طرف ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل کو گرفت ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم 1/10 میں ہیں۔ فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ میں نہ تو 1/10 میں ہوں اور نہ ہی 9/10 میں ہوں۔ تو پھر کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن سے باہر ہیں۔ فرمایا کہ میرے حسن کا صدقہ اترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا صرف یہی ایک شعر وظیفہ بنا لو تو ایمان ٹھیک ہو جاتا ہے۔ ایمان میں اگر کوئی جھول ہو تو وہ درست ہو جاتا ہے۔ لوہے کو زنگ لگ جائے تو اسے بھٹی میں ڈال کر گرم کرتے ہیں اس کا زنگ اتر جاتا ہے زیورات سونا، چاندی وغیرہ میں جو کھوٹ آ جاتی ہے اسے تیزاب میں سے گزار کر صاف کر لیتے ہیں۔ حضرت سرکار کلثومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر وظیفہ بنا لو تمہارے ایمان کا کھوٹ نکل جائے گا۔ سچا اور سچا ہو جائے گا۔ ایسی صورت نوں میں جان آ کھائے۔ جان آ کھائے کہ جان جہاں آ کھائے۔ جان سے ہی جہان ہوتا ہے۔ ذرا غور تو کرو۔ کس کے تحت سانس لے رہا ہے۔ کس کے تحت زندہ ہے۔ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت زندہ ہیں۔ جس کی زندگی میں محمد رسول اللہ نہیں ہے وہ مردہ ہے۔ قرآن مجید کافر سے متعلق کہتا ہے کہ وہ مردہ ہے۔ وہ بہرہ ہے۔ کوٹکا ہے۔ دیکھتا نہیں ہے۔ زندہ نہیں ہے۔ زندگی محمد رسول اللہ سے آتی ہے۔ وہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ کفار مردہ ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے والا شہید بھی زندہ ہے۔ ذرا غور فرماؤ۔ کہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا پیغام دے رہے ہیں۔

ایسی صورت میں جان آ کھائے جان آ کھائے کہ جان جہان آ کھائے

سچ آ کھائے تے رب دی شان آ کھائے جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
انگریز کا زمانہ تھا۔ حضرت سرکار پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریلوے اسٹیشن پر کھڑے تھے۔ گاڑی آ کر رکی تو ایک کیپٹن صاحب اترے جن نے پستل لگایا ہوا تھا۔
ادھر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح پکڑی ہوئی تھی۔ اس کیپٹن نے ازراہ مذاق پوچھا؟
Oh Priest What it is پریسٹ پادری یعنی مولوی صاحب کو کہتے ہیں۔ اے مولوی صاحب یہ کیا ہے اور اشارہ آپ کی تسبیح کی طرف کیا۔ آپ نے اس کے پستل Pistol کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیا ہے اس نے فخر سے کہا کہ It is my weapon یہ میرا اسلحہ ہے۔ فرمایا کہ اس اسلحہ سے کیا کام لیتے ہو۔ اس نے کہا کہ وہ سامنے چڑیا بیٹھی ہے میں اس کو نشانہ کر کے ابھی مار گراتا ہوں یہ میرے اسلحہ میں طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مار دو۔ کیپٹن نے نشانہ لیا اور چڑیا کو مار گرایا اور کہنے لگا کہ یہ میرے اسلحہ کا کمال ہے۔ بتائیے تیری تسبیح میں کیا کمال ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تسبیح مردہ چڑیا کو لگائی تو وہ زندہ ہو کر اڑ گئی۔ ان کے سایہ میں بیٹھے ہوئے ہم ان کے اشعار پڑھ رہے ہیں۔

ایسی صورت نوں میں جان آ کھائے جان آ کھائے کہ جان آ کھائے
سچ آ کھائے تے رب دی شان آ کھائے جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
چڑیا کو زندگی کس نے عطا کر دی۔ حضرت سرکار کلثومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان نے زندگی عطا کر دی۔ زندگی اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ان کے غلام بھی مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ کیا وہ چڑیا زندہ نہیں ہوئی یہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔ وہ انگریز کیپٹن اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر عنایت نے اس کو ایمان عطا کر دیا۔ یہ ہے کہ

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
 سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
 عرش اتنا اونچا بلند و بالا کس طرح سے بنا ہے۔ حوروں پر مر رہے ہیں کہ یا اللہ ستر حوریں
 مل جائیں۔ کیوں جی یہ دُعا نہیں ہے۔ ہر کوئی یہی دُعا کر رہا ہے۔ جنت عطا فرما دے
 حوریں عطا فرما دے علماء حضرات قناریہ کرتے ہیں کہ یہ کام کرو تو حوریں ملیں گے۔ یہ عمل
 کرو تو جنت میں جاؤ گے۔ سب حوروں پر مر رہے ہیں۔ ارے خدا کے بندے کیا تیرے
 بندے صرف حور حاصل کرنے کے لئے ہی رہ گئے ہیں۔ جانتے ہو کہ حور غنی کہاں سے
 ہے۔ آپ کی کھانسی کی دوائی تو یہاں اس فیکٹری میں غنی ہے۔ یہ بتاؤ کہ حور کہاں غنی
 ہے۔ ٹیوٹا کاریں کہاں غنی ہیں۔ سوزوکی کہاں غنی ہیں۔ یہ کاپی کہاں غنی ہے۔ آخر ان
 کے کارخانے ہیں ما۔ جس کے لئے ہم مرتے ہیں وہ حور ہے وہ کہاں غنی ہے۔ حور کا ایک
 عارضی خاکہ تیار کر کے اس کی پٹلی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ حور بن جاتی
 ہے۔ ذات حور، حسن حور لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔ ہم حور کے نام پر مرتے
 ہیں لیکن مرد اس پر کہ جس کے نام سے حور بن رہی ہے۔ آپ غلط جگہ پر مر رہے ہو۔
 الٹ جگہ پر مر رہے ہو اگر مرنا ہی ہے تو طریقہ سے مرد۔ کسی جہ سے کسی سلیقہ سے مرد۔
 اللہ تعالیٰ حشر والے دن اگر پوچھیں گے کہ تو حور کا عاشق ہے یا میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کا عاشق ہے تو پھر تو کیا جواب دے گا۔ اگر اس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
 نام نامی اسم گرامی لینا ہے تو پھر آج یہاں بھی کہو کہ مجھے حور نہیں چاہئے مجھے حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام چاہئیں۔ مجھے حور کی طلب نہیں۔

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ
 شاعر کہتا ہے کہ تمام حوروں کو مدینہ شریف کی فلینز پر لا کر جلا دے۔ قربان کر دے۔ حور

نے تیرے عشق میں آ کر تجھ سے پیار نہیں کرنا ہے۔ آپ اس کے عاشق ہو بھی جائیں وہ
 پھر بھی تمہاری عاشق نہیں ہوگی۔ تو مدینے والے یہ عاشق ہو جا تو حور تجھ پر عاشق ہو
 جائے گی۔ تیرے پیچھے دوڑے گی تجھے چاہے گی۔ تو نے غلط جگہ پر عشق لگا لیا ہے۔ تو نے
 نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں حور لے لی ہے۔ اگر پکڑ دھکڑ ہو گئی تو ابھی سے
 جیل چلا جائے گا۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہیں ہے۔ وہ بے ایمان ہے۔
 حدیث پاک ہے کہ جب تک میں تمہیں تمہاری ماں تمہارے باپ، بہن، بھائی، عزیز و
 اقارب، دوست احباب، تمہارا مال تمہاری آخرت سے زیادہ محبوب نہیں ہوں تو تجھ میں
 ایمان ہی نہیں ہے۔ ہم حوروں پر مر کر ایمان بنا رہے ہیں۔ یاد رکھو یہ ایمان نہیں بنتا
 بلکہ بے ایمانی غنی ہے۔ ہم کلڑہ شریف والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ بیٹھے بات کر
 رہے ہیں۔ یہ ٹیوب کی روشنی منگلا سے آرہی ہے اور یہ الفاظ کی روشنی۔ یہ خیالات کی
 روشنی کلڑہ شریف سے آرہی ہے۔ یہ سب ان کا کرم ہے۔ میں گھر سے ذرا تیاری کر کے
 نہیں آتا۔ خالی کپڑا لے کر آتا ہوں۔ کوئی مضمون بنا کر نہیں لاتا۔ کوئی سوچ کر نہیں آتا
 کہ میں نے یہ تقریر کرنی ہے یا وہ کرنی ہے۔ کوئی موضوع سوچ کر نہیں آتا۔ بس یہ سارا
 کرم ہوتا ہے کہ الفاظ بنتے چلے جاتے ہیں۔ بات غنی چلی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم آپ نوازیں تو بات غنی ہے۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ
 فرشتے کی ہم بہت تعریف کرتے ہیں۔ یہ بڑی پاک مخلوق ہے۔ بڑی اعلیٰ مخلوق ہے۔
 نوری مخلوق ہے۔ لیکن فرشتے کس طرح سے بنتے ہیں۔ آپ فرشتہ سے بھی بہتر بن سکتے
 ہیں مگر اس میں کافی محنت درکار ہوتی ہے۔ فرشتہ بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ یہ کہاں بنتا ہے اور
 کیسے بنتا ہے۔ فرشتہ کا پتلا بنا کر اس کی گال پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو یہ

فرشتہ بن جاتا ہے۔ ایک مجذوب حضرت کلثومہ والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ شاہ صاحب آج آپ نے فرشتے پیدا نہیں کئے۔ یہ ان کے خلیفہ صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ جی ہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ لوجی کرم یہاں پر بھی ہو رہا ہے۔ میں نے بیٹھنے سے پہلے ان کی دست بوسی کی ہے۔ اجازت لے کر بات شروع کی ہے۔ پوچھا کہ شاہ صاحب آج آپ نے فرشتے پیدا نہیں کئے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں آج مصروفیت کی وجہ سے میں فرشتے پیدا نہیں کر سکا۔ وہ پیغام دے کر چلے گئے۔ حاضرین نے پوچھا کہ شاہ صاحب کیا آپ فرشتے پیدا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں میں فرشتے پیدا کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ وہ کیسے؟ فرمایا کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں تو فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔ تم بھی درود شریف پڑھو تو ابھی فرشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو تیری اور میری بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ان پر رحم فرما کر انہوں نے کتنا اچھا ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے کہ اس سے میری پیدائش ہو گئی میں اگر سجدہ کروں تو اس کا ثواب اس کو عطا فرما۔ میں تیری تسبیح بیان کروں تو اس کو ثواب عطا فرما۔ میں استغفار کروں تو ثواب اس کو عطا فرما۔ یہ سب کس کی وجہ سے ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

ثانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کرتے رہیں گے وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے وہ لمحات بخشش کا سامان ہوں گے جو ذکر نبی ﷺ میں گزرتے رہیں گے حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی جو عشق محمد ﷺ میں مرتے رہیں گے ہر اک گام پر ہم کو معراج ہو گی جو سران کے قدموں میں دھرتے رہیں گے ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا تیرے کام بگڑے سنو رہتے رہیں گے

اس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
 سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان توں بنیاں سب شاماں
 جو کام ذرا جلدی میں بن جاتے ہیں وہ نظروں میں آ جاتے ہیں۔ جو کام آہستہ آہستہ مکمل ہوتے ہیں ان کا پتہ نہیں چلتا۔ ان کا پتہ بھی دیر بعد چلتا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ڈاچی کا نقشہ ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود بھی لاغر اور کمزور اور اس کی ڈاچی بھی نہایت کمزور، ہڈیوں کا ڈھانچہ، نہ کوئی رفتار نہ کوئی گفتار نہ ہی کوئی دودھ، سوکھے ہوئے پستان، بھوک پیاس کی ماری ہوئی، سب سے پیچھے پیچھے سارے قافلے کی گردان پر پڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت مفلس اور کمزور بنا کر پیش کیا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ابھی ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اگر اچھی صحت مند اور خوبصورت تیز رفتار ڈاچی پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرماتے تو آتے ہوئے بھی اچھی پھر واپسی پر بھی اچھی تو پتہ نہ چلتا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری فرمانے سے ڈاچی میں کیا تبدیلی آئی۔ پہلے ڈاچی کی کرکری کی اس کی عظمت و عزت کم کی۔ اس کے پلے میں کچھ رہنے نہیں دیا۔ کیونکہ ابھی اس کی شان غنی ہے۔ ذرا پتہ چل جائے کہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا کچھ دیتی ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے تو وہی لاغر و کمزور ڈاچی نہایت تند و تیز و تھوڑا سا اور سب سے آگے آگے بھاگی جا رہی ہے۔ تھن دودھ سے بھر گئے۔ جسم پر ہڈیوں کا نام و نشان نظر نہیں آ رہا ہے اور اب اس کے پاؤں سے اڑنے والی گرد پیچھے آنے والی دوسری ڈاچیوں پر پڑ رہی ہے۔ بنو سعد کی عورتیں پوچھتی ہیں کہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ڈاچی میں کیسی تبدیلی آ گئی ہے۔ اس نے کون سا ٹانگ کھالیا ہے۔ اس کو کونسا ٹیکہ لگوا دیا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تو خود علم نہیں ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا

سے کیا ہو گئی ہے۔ ڈاچی بولی میں بتاتی ہوں کہ مجھے کون سا ٹکڑہ لگ گیا ہے۔ مجھے کیا ہو گیا ہے اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیا ہو گیا ہے۔ صرف اتنی بات ہوئی ہے کہ میری پشت پر سردار الانبیاء والمرسلین سوار ہو گئے ہیں۔ آتے ہوئے اُجاڑ سے گزر کر آئے۔ کوئی گھاس نہیں کوئی سبزہ نہیں۔ بارش عرصہ سے نہیں ہوئی۔ قحط سالی کا دور تھا۔ جانور بھی بھوکے اور بندے بھی بھوکوں مر رہے ہیں۔ واپسی پر جس وادی سے ڈاچی گزرتی گئی وہ وادی سرسبز و شاداب ہوتی گئی۔ گھاس اُگ آتی گئی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محسوس کیا کہ ان کے پاس ایک عظیم ہستی آ گئی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سات بکریاں تھیں۔ وہ بھی کمزور و لاغر بھوک سے مری ہوئیں۔ تھن بھی سوکھے ہوئے دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک اپنی بکریوں کی پشت پر پھیر دیا۔ ان کے دودھ آ گئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بکریوں کا دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ گھر کے سارے برتن بھر گئے۔ اپنی ہمسائیوں سے برتن منگوائے وہ بھی دودھ سے بھر گئے اور بکریوں کے دودھ ابھی باقی ہے۔ چالیس گھرانوں کے برتن دودھ سے بھر گئے۔ جو دودھ نکلا اس کا وزن بکریوں کے وزن سے بھی زیادہ ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
شاہ صاحب اس کی کیا وضاحت آپ کریں گے۔ اس کی کیا Explanation کریں گے۔ بکریوں میں یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے آیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا حصہ ان کو ملا ہے۔ قبیلہ والوں کو پتہ چل گیا کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سات بکریوں کے دودھ سے سات سو برتن

بھر گئے ہیں تو انہوں نے بھی اپنی بکریاں لا کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکریوں کے پاس کھڑی کر دیں کہ ہماری بکریوں پر بھی بچے کا ہاتھ پھیر دیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اتنی بکریوں پر ہاتھ پھیرنے سے بچے کا ہاتھ ہی زخمی ہو جائے گا۔ انہوں نے ایک پیالہ پانی کا لیا اور اس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک ڈبو دیا اور پھر فرمایا کہ جاؤ اس پانی کو تالاب میں ڈال دیں اور بکریوں کو اس تالاب کا پانی پلا دو۔ بنو سعد کی بکریوں کے دودھ ہی دودھ بھر آیا۔ یہ دودھ کہاں سے آیا۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
تیری شان بھی اسی سے ہے میری شان بھی اسی سے ہے۔ سب کی شان اسی سے ہے

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں۔ قسم کس کی اٹھائی ہے۔ عرش والے رب کی قسم اٹھائی ہے۔ جس کے پلے بھی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہے۔ اگر کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ملا تو کچھ بھی نہیں ملا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
آسمان اگر قائم ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہے۔ زمین اگر قائم ہے تو نبی

پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہے۔ اگر کوئی چیز اُگ رہی ہے اگر کوئی پھول لگ رہا ہے اگر کوئی پھل لگ رہا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرے نور کے پر تو سے عرش بن گیا فرش بن گئے۔ کرسی بن گئی، جنت بن گئی، فرشتے بن گئے، حوریں بن گئیں، پیغمبر بن گئے، نبوتیں بن گئیں، عمل بن گئے اور تیری میری نجات بن گئی۔ کیا نجات لینا چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کو مان جاؤ۔ یہ کس کا گھر ہے۔ ظفر صاحب کا مکان ہے۔ آپ کس کی اجازت سے اندر آئے ہیں کیا سینہ زوری سے آئے ہیں یا ظفر صاحب کی اجازت سے آئے ہیں۔ جی ہاں ظفر صاحب کی اجازت سے آئے ہیں۔ جنت کس کی ہے۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور ان کے نور سے بنی ہے۔ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں ہے جس نے بھی جنت میں جانا ہے اس نے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پکڑ کر ہی جانا ہے۔ اور کوئی جنت میں جانے کا راستہ نہیں ہے۔ تو یہ کہے کہ میں عمل کر لوں گا۔ میں سجدے کر لوں گا۔ میں طواف کر لوں گا۔ میں نماز پڑھ لوں گا۔ حج کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غور سے سنو میں نے عمل سے جنت نہیں دی ہے۔ میں نے اپنے فضل سے جنت دی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل کون سا ہے فرمایا کہ میرا فضل اور میری رحمت میرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللطیفین ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فضل الہی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انعام بھی ہیں۔ سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کوثر عطا فرمادی۔ ما سوا اللہ تعالیٰ کے باقی جو کچھ بھی ہے وہ کوثر ہے اس کی ملکیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی گئی۔ رضائے الہی بھی ان کو مل گئی۔ اب پیچھے کون سی چیز باقی رہ گئی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوئی۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر زمانے کو عقل ہوتی تو وہ بھی خدا کی رضا نہ چاہتے بلکہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی طلب رکھتے پہلا مصرعہ ہمیں بتا رہا ہے کہ مادان تو کیا چاہتا ہے۔ جس کی رضا تو چاہتا ہے وہ تو خود رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا دے دی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ ہر آنے والی گھڑی کئی کوڑیں لے کر آ رہی ہے۔ اس لئے میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ جعفر فرماتے ہیں کہ

سدا نہ باغیں بلبل بولے تے سدا نہ باغ بہاراں

سدا نہ ماپے، حسن، جوانی تے سدا نہ صحبت یاراں

یہ شعر میرے لئے ہے کہ سدا نہ باغیں بلبل بولے اور یہ بھی میرے لئے ہے کہ سدا نہ باغ بہاراں میرا خاتمہ ہوگا۔ تیری حسن جوانی جائے گی۔ اس کی عزت جائے گی۔ اس کا وقار ختم ہوگا۔ یہ ہمارے لئے شعر بنا ہوا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی اور ہی اصول ہے وہ یہ ہے کہ ولا خیر لک من الاولیٰ (الفصحی ۴) "اور بے شک بھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔" ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ سارے کا سارا قرآن مجید نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ نے ہر آیت کو نعت کا عنوان بنا رکھا ہے۔ ہر خشک درخت کا علم اس میں ہے۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین (الانعام ۵۹) اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو "ہر چیز کو قرآن مجید میں لکھ کر اور پھر حدیث شریف میں سب کچھ لکھ کر کہ یہی دو علم کے بڑے منبع ہیں باقی تو سب کچھ نہیں ہے۔ باقی تمام علوم ان کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ وہ سب صرف لغائی، سطحی، بے کار اور ناقص نامکمل ہیں۔ قرآن اور حدیث کا علم ہی اصل علم

ہے۔ اور ان دونوں کے حافظ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ قرآن اور حدیث کو مکمل طور سے سمجھنے والے اس کا پورا فہم و ادراک رکھنے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا آپ مجھے جانتے ہیں۔ پہچانتے ہیں ایک Relevant بندے سے سوال کیا ہے۔ صحیح بندے سے یعنی ایک متعلقہ بندے سے سوال کیا گیا ہے۔ اگر کسی ایسے بندے سے سوال ہوتا۔ جو قرآن و حدیث کا علم نہ رکھتا ہوتا تو وہ کہہ دیتا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا علم ہے میں نہیں بتا سکتا ہوں۔ مجھے تو ایک دو سوئس آتی ہیں۔ دو چار احادیث کا علم ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا بیان کر سکتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کس سے کیا ہے کہ جس کے متعلق خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنے بھی علوم عطا فرمائے ہیں وہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیے ہیں اور پھر یہ بھی فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ایک طرف اور باقی تمام امت محمدیہ کا ایمان دوسری طرف ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وزنی ہے۔ پھر فرمایا کہ حشر میں اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے آئے ہیں تو میرے لئے کیا تحفہ لائے ہیں تو میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑ کر پیش کر دوں گا کہ یا اللہ یہ میری ساری عمر کی کمائی ہے۔ ایسی فضیلت رکھنے والے شخص سے پوچھا پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت بیان فرمائی ان کی افضلیت بیان فرمانے کے بعد ان سے سوال کیا ہے تاکہ درمیان سے تمام چھوٹے بڑے غائب ہو جائیں اور کامل، مکمل، اکمل علم رکھنے والے سے سوال کیا ہے کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مجھے کتنا جانتے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فخر ہے کہ میں پہلا مسلمان ہوں میں ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوں۔ سفر و حضر میں ساتھ رہتا ہوں۔ امن و جنگ میں ساتھ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری ہے۔ غار ثور میں ساتھ، ہجرت میں ساتھ، اندر بار ہر مسجد ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں ایک راز ہوں مجھے صرف میرا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور یہ راز حشر کے دن فاش ہوگا جب اللہ تعالیٰ میری اصلی نعت پڑھیں گے تو لوگوں کو علم ہوگا کہ میں اصل میں کیا ہوں۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

تو جو تھوڑا سا علم ہمیں ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا گیا ہے اگر ہم اس کو ہی سمجھ لیں اسے ہی یاد کر لیں اور اس میں ہی پاس ہو جائیں تو ہماری خوش بختی ہے۔ اگر سارے کا سارا علم سارا کورس ہمیں مل جاتا تو یہ ہماری عقل سمجھ اور فہم ادراک سے بالاتر ہوتا اور ہمیں سمجھ ہی نہ آتی۔ تھوڑا کورس ہو تو طالب علم آسانی سے پاس ہو جاتا ہے۔ کورس زیادہ ہو تو اس کو یاد کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ دو کا پھاڑہ تو سب کو آتا ہے نا۔ لیکن اونٹنے کا۔ سوائے کا۔ ڈیڑھے کا پھاڑہ تو کسی کو نہیں آتا ہے۔ Logarithm تو آپ کو نہیں آتا ہے۔ Bi-Nomial Theorem نہیں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف دو کا پھاڑہ ہی یاد کر کے امتحان میں پاس ہو جاؤ۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ بہت بڑے بڑے امتحان دیں اور قفل ہوتے جائیں۔ قرآن و حدیث میں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہوئی ہے وہ مان جاؤ یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ناظر ہیں۔ شاہد ہیں۔ انا ارسلنک شہدا و مبشرا و نذیرا (الف ۸)

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا ہوا۔" علم غیب رکھتے ہیں حیات ہیں، کوڑ کے مالک ہیں۔ مختار کل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رضائے الہی حاصل ہے۔ اتنا مان جاؤ اور پھر پرہمو محمد رسول اللہ پھر تو کیا بن جائے گا۔ اس کمرے کا کیا بن جائے گا جس میں چند نعتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پڑھی گئی ہیں اور آپ نے وہ سن لی ہیں پہلے ہم اپنی تو Assessment کریں کہ ہمارے ساتھ کیا بنا ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں کوئی ہماری بھی شان بنی چاہئے۔ اس کمرے کی بھی شان بنی چاہئے۔ اگر ہم خالی کے خالی واپس چلے جائیں اور یہ کمرہ بھی سوکھے کا سوکھا بنی رہ جائے تو پھر ذکر مصطفیٰ صلی اللہ نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے۔ پھر اس شعر کا کیا بنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ وہ مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔ محفل ذکر میری قبر انور میں ہوتی ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرے روضہ اقدس میں ہوتی ہے۔ میں خود سنتا ہوں۔ میں تمہیں دیکھتا ہوں۔ تم کم جھومتے ہو میں زیادہ جھومتا ہوں۔ میں پہچانتا ہوں کہ کس نے میری نعت پڑھی۔ میں اسے بھی پہچانتا ہوں جو نعت خواں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

آپ نے اس محفل میں کتنی نعتیں سنی ہیں۔ کوئی شمار کیا ہے۔ جی بچی کوئی دس نعتیں سنی ہیں آپ اس دس کو سو سے ضرب دیدیں تو یہ ہزار بن گیا۔ ایک ہزار دروازے اللہ تعالیٰ کی

رحمت کے آپ کی طرف کھل گئے۔ جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ یہ صرف اس لئے کہ ہم نے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنا ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں دیکھو کہ ہم میں کتنی جان ڈال دی ہے۔ کسی نے چوری کی ہے۔ کسی نے غبن مارا ہے۔ کسی نے کسی کا حق مارا ہے۔ کالے منہ والے گنہگار بندے جب محفل میں آتے ہیں تو جاتے وقت نورانی چہرے والے بن کر نکلیں گے۔ وہ کس طرح سے نورانی بن جاتے ہیں۔ وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت کہاں بیٹھے ہیں۔ روضہ اقدس میں بیٹھے ہیں۔ جنت کی کیاری میں بیٹھے ہیں۔ ظفر صاحب کا یہ کمرہ اس وقت جنت کی کیاری ہے۔ جو ایک بار جنت میں داخل ہو جاتا ہے اسے پھر وہاں سے باہر نہیں نکالا جاتا۔ لہذا آپ نے بھی جنت سے نہیں نکلتا ہے۔ اور میں نے بھی نہیں نکلتا ہے۔ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل جنتی بن کر جا رہے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی ہستی ہیں تمام اولیاء کرام کی گردن پر ان کا قدم ہے۔ جس دلی کی گردن پر ان کا قدم نہیں وہ دلی نہیں ہے۔ یہ سیدھی بات ہے۔ کوئی کہے کہ میں حافظ ہوں فرمایا Nothing Doing کوئی کہے کہ میں مفسر ہوں وہ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں کوئی کہے کہ میں ساجد ہوں میرے پاس سجدے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو کوئی بڑی بات فخر والی نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ میں حاجی ہوں وہ کہتے ہیں کہ رہنے دو۔ میں روزہ دار ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے اپنے روزے اپنے پاس رکھو تیرے پاس سب کچھ ہے لیکن ولایت تیرے پاس نہیں ہے۔ دلی روزہ ضرور رکھتا ہے۔ ایک روزہ کسی کو دلی بنانا نہیں ہے۔ دلی حج بیت اللہ شریف کرنا ہے لیکن حج اسے دلی نہیں بناتا۔ دلی حافظ بھی ہے۔ قاری بھی

ہے۔ مفسر بھی ہے۔ محدث بھی ہے لیکن ان اعمال نے اس کو دلی نہیں بنایا ہے۔ دلی کس طرح سے بنتا ہے۔ جس کی گردن پر حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم آجائے وہ دلی ہے۔ قصیدہ غوثیہ پڑھوان کا اعلان ہے کہ ہر دلی کی گردن پر میرا قدم ہے۔ ایک نے کہا کہ میری گردن پر نہیں ہے۔ میں خود پیر ہوں میری اپنی عظمت ہے میری گردن پر ان کا کوئی قدم وغیرہ نہیں ہے۔ کسی نے جا کر بتایا کہ حضرت شیخ سنان رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ میری گردن پر نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس کی گردن پر اگر میرا قدم نہیں ہے تو پھر سور کے قدم آئیں گے حضرت شیخ سنان رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ہمراہ سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں جھسی تھے۔ ان کی ایک جوان خوبصورت لڑکی تھی۔ حضرت سنان رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس پر پڑی تو اس کے عشق میں گرفتار ہو گئے۔ اپنے مریدین سے کہا کہ اگر وہ جانا چاہتے ہیں تو چلے جائیں میں تو اس لڑکی کا ہو کر رہ گیا ہوں۔ رات کو اس کے ڈیرے پر پہنچے تو وہ سو رہی تھی اور بھینریں وغیرہ چرا کر آئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا کہ میں آپ کی اس نوجوان لڑکی کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ شادی ضرور کر دیں گے۔ لیکن شرط ہے کہ پہلے بارہ سال ہمارے ریوڑ چرایا کرو۔ فرمایا کہ مجھے منظور ہے میں آپ کی یہ شرط پوری کروں گا۔ ان کے سوروں کے ریوڑ چرانے شروع کر دیے۔ اگر کوئی مادہ سور جنگل میں بچے جنتی تو یہ ان بچوں کو اپنی گردن پر اٹھا کر گھر لے آتے۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے نکل گیا تو سور کے قدم ان کی گردن پر آ گئے۔ بارہ سال سوڑ چراتے رہے۔ جب مدت پوری ہوئی تو کہا کہ اب میری شادی کر دو۔ وہ کہنے لگے کہ ہاں شادی کرتے ہیں۔ دعوت میں سور کا گوشت بکے گا وہ آپ نے بھی کھانا ہوگا اور ساتھ شراب بھی پینا ہوگی کہ یہ ہماری روایات ہیں۔

ہم شادی کے موقع ایسی دعوتیں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں لاؤ میں گوشت بھی کھانا ہوں اور شراب بھی پیتا ہوں۔ شیخ سنان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ صرف ایک مرید باقی تھا اس نے جب یہ دیکھا تو بغداد شریف کی طرف منہ کر کے عرض کی کہ یا حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں معاف کر دیں اب تو میرے پیر صاحب کا ایمان بھی جا رہا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے اپنے وضو کے پانی کا چھینٹنا مارا جو حضرت سنان رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر آ کر لگا۔ پانچ سو میل دور تھے۔ پانی کا چھینٹنا جب چہرے پر لگا تو وہ ہوش میں آ گئے۔ دیکھا کہ سور کا گوشت اور شراب سامنے پڑے ہیں اور دعوت تیار ہے۔ انہوں نے سب کچھ چھوڑا۔ وہاں سے بھاگے اور حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے۔ عرض کیا کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ میری گردن پر دونوں قدم مبارک رکھ دیں۔ مجھے معاف کر دیں۔ اب بات یہ ہے کہ دلی کو تو دلی غوث بنانا ہے۔ اور غوث خود کیسے بنتا ہے۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی پینتیس سال علم قرآن و حدیث پڑھا۔ فارغ التحصیل ہوئے اور وعظ فرمانے لگے تو سارا علم ہی بھول گیا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کون سی بات کروں کون سا موضوع ہے۔ گھبرا گئے۔ کچپی طاری ہو گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی محفل میں تشریف لے آئے بالکل اسی طرح جس طرح سے کہ آپ کی اس محفل میں تشریف فرما ہیں۔ حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ہم اس وقت مدینہ منورہ میں ہیں۔ ہم قبر اقدس میں ہیں۔ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہیں۔ پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے آپ گھبرا گئے ہیں۔ وعظ کیوں نہیں کرتے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو سارا علم ہی بھول گیا ہے۔ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کیا بات کروں۔ فرمایا کہ منہ کھولو حضرت

سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے منہ کھولا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈالا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ساری کائنات کو علم آ گیا۔ یوں غوث بنتے ہیں پھر میں کیوں نہ کہوں

ایسی صورت نوں میں جان آ کھاں جان آ کھاں کہ جان جہان آ کھاں
سچ آ کھاں تے رب دی شان آ کھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاماں
حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہستی کہ سورج ان سے پوچھ کر طلوع ہوتا ہے
ان سے پوچھ کر غروب ہوتا ہے چاند ان سے پوچھ کر طلوع ہوتا ہے۔ موسم ان سے
اجازت لے کر بدلتے ہیں۔ دن رات ان کے تابع ہیں صرف اس لئے کہ ان کے منہ
میں لعابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کو پاؤں کہاں سے ملی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے مدینہ سے لی ہے۔ یہاں اگر مگر کرنے والے بہت ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو
پتہ ہی نہیں ہے۔ کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہی نہیں ہے کہ
جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے۔ حساب کتاب ہوگا پھر پتہ چلے گا۔ نبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام تو کہتے ہیں کہ ہر ایک کو نفسی نفسی پڑی ہوئی ہوگی سب پسینے میں شرابور
ہوں گے۔ کوئی گھٹنوں تک۔ کوئی کمر تک تو کوئی گردن تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں
گے۔ گرمی سے بدن تپ رہے ہوں گے۔ بوئیاں نکل رہی ہوں گی۔ جسم کا کوشت گھل
جائے گا۔ سڑ جائے گا۔ ہر کوئی گھبراہٹ میں ہوگا۔ ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ کوئی
شفیع ڈھونڈو۔ کوئی سفارشی ڈھونڈو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو کہ وہ سب کے جد
امجد ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں کسی اور کے پاس جائیں۔ اپنے در سے
ہٹا دیں گے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا آج واحد القہار اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے۔ میرے
بس میں کچھ نہیں ہے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ تمہاری شفاعت کر سکوں۔ لوگ دوسرے

پیغمبر کے پاس جائیں گے وہ بھی انکار کر دیں گے۔ تیسرے کے پاس حاضر ہوں گے وہ
بھی جواب دیدیں گے کہ میں بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ ہر در پر نہیں نہیں ہوتی رہے گی۔ دھکے
ملتے رہیں گے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک لوگ پہنچیں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ
میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا لیکن مجھے اس کا علم ہے جو کر سکتا ہے۔ حضرت صاحب
جلدی بتائیں وہ کون ہستی ہے۔ فرمائیں گے کہ درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلے جاؤ۔
سب لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو کر جھولی پھیلائیں گے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ
اے خدا کے بندو تم کدھر کدھر دھکے کھاتے رہے ہو میں تو بنا ہی شفاعت کے لئے ہوں۔
ان جھولی پھیلانے والوں میں وہ بھی شامل ہوں گے جو آج اس شعر کی مخالفت کرتے
ہیں کہ

ایسی صورت نوں میں جان آ کھاں جان آ کھاں کہ جان جہان آ کھاں
سچ آ کھاں تے رب دی شان آ کھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاماں
کہتے ہیں کہ یہ شعر غلط ہے لیکن حشر میں وہ بھی جھولی پھیلائے کھڑے ہوں گے۔ اور
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے طلبگار ہوں گے۔ حضرت امیرِ ایم علیہ
السلام اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام بھی ان میں ہوں گے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی

اس دن سمجھ آ جائے گی کہ

ایسی صورت نوں میں جان آ کھاں جان آ کھاں کہ جان جہان آ کھاں
سچ آ کھاں تے رب دی شان آ کھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاماں

جب ان کی شفاعت ہوگئی تو باقی جو بھی انکاری ہوں گے وہ بھی کھڑے ہو کر پکاریں گے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ جو کھڑے ہو کر سلام پڑھتے تھے۔ جو الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ کہتے تھے۔ اور جو کہتے تھے۔

رشتے تمام توڑ کے سارے جہاں سے ہم

وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم

وہ سب ایک طرف ہو جائیں اور ان کے سننے والو تم بھی ان کے ساتھ ہی ایک طرف ہو جاؤ۔ اور جنت میں چلے جاؤ۔ اور دوسروں سے کہا جائے گا کہ او۔ مانجراو اگر دنیا میں ایک دفعہ بھی میرا نام لیا ہوتا تو آج تم بھی جنتی ہوتے۔ ہم تو جس طرح یہاں بھی کہتے ہیں وہاں بھی انتاء اللہ اسی طرح سے ہی کہیں گے کہ

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں یہ کلڑہ والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے۔ درگا و کلڑہ شریف زندہ باد، زندہ باد، زندہ باد میرا ایک دوست ایک بلی فیصل مسجد میں گیا۔ اس کے دل میں خیل آیا کہ وہاں بک مثال سے اپنے پیر صاحب کے لئے ایک کتاب خریدوں۔ اس نے دو چار کتب دیکھیں تو وہاں ایک برگزیدہ ہستی تشریف لے آئی۔ فرمایا کہ (اشارہ کرتے ہوئے) یہ کتاب لے لو۔ اس کی تمہارے پیر صاحب کو ضرورت ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں یہ کتاب ضرور خرید لوں گا لیکن آپ اپنا تعارف کرائیں کہ آپ کون ہستی ہیں۔ فرمایا کہ میں پیر مہر علی

شاہ کلڑوی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہوں وہ کتاب "شرح سلام رضا" تھی۔ اور مجھے واقعی ان دنوں ایک حدیث مبارک کی تلاش تھی جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی ﷺ

تفسیر روح البیان میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس محتاجون ای شفاعتی یوم القیمة حتی ابراہیم علیہ السلام۔ قیامت کے دن تمام لوگ میری شفاعت کے محتاج ہوں گے حتیٰ کہ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہوں گے۔ قیامت کے دن میں تمام انبیاء علیہم السلام کا امام، خطیب اور شفیع ہوں گا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کے راوی ہیں اور یہ حدیث جامع ترمذی میں موجود ہے۔ اتنی تعریف کرنے کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی عرض کیا کہ

کہتے مہر علی کہتے تیری ثناء ایہہ گستاخ اکھیاں کہتے جا لڑیاں اس لئے عرض کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہو نہیں سکتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں شعر پڑھا گیا۔

ما ان مدحت محمد بمقاتلی

ولکن مدحت مقاتلی بمحمد

ہم اپنی تقریر سے اپنے اشعار سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتے بلکہ ان کا نام لے لے کر اپنی تقریر سجا لیتے ہیں۔ اپنے الفاظ سنوار لیتے ہیں۔ اپنی تقدیر سنوار لیتے ہیں اور حضرت سرکار کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے اپنی تقدیر سنوار کر اٹھ

رہے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ یزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش خلیفہ ظفر صاحب اسلام آباد 21-03-04

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئککھ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے ناچار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دھبِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں
ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں
لالہ زار کے معنی باغ کے ہیں۔ جب کہیں کہ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تو مطلب یہ
ہوا کہ لالہ زار پہلے سے بنا ہوا تھا۔ اور پھر یہ کہنا کہ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں۔ تو
کیا بہار پہلے سے ہی تھی۔ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ہم تو ان کی جوتی کی
خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ لیکن عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے سوال کرتی ہے
کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر لالہ زار بھی پہلے سے ہی ہے باغِ باغیچہ پھلا پھولا ہوا
پہلے سے موجود ہے۔ اس میں بہار پہلے سے ہی آئی ہوئی ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کی شان کیا ہوئی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
لالہ زار بھی ان سے ہے۔ بہار بھی ان سے ہے۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوئی
نہیں سکتی۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

یہ شعر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پڑھا گیا
ہے کہ کوئی بندہ اپنی باتوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ
ان کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر اپنی تقریر کو اپنے شعر کو سجالیتا ہے۔ کئی دفعہ عرض کیا
ہے کہ شعر ایسے پڑھو جن سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہو۔ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہوتا ہو۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

ہم تو کہتے ہیں کہ ہم آئے ہیں۔ ہم نے محفل سجائی ہے۔ ہم یہ کر رہے ہیں۔ ہم وہ کر
رہے ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات
منجی ہے۔ ساقی اصل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ ہے اگر یہ ساقی نہ ہو تو
پھر نہ ہی مے ہو اور نہ کوئی خم وغیرہ آئے۔ بزم توحید بھی نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کو پہچاننے والا بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی ماننے والا ہی نہ ہو۔

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آسمان بھی ان سے بنا ہے۔ کائنات بھی ان کے نور سے بنی ہے۔ ہر چیز ان کے نور سے
بنی ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاماں
کتنے ہی لوگوں نے ہم کو سمجھایا ہے لیکن شکوہ تو صرف یہ ہے کہ ہمیں سمجھ آئی نہیں رہی ہے
اگر سب شاماں ایس صورت تھیں بنیاں ہوں تو پھر لالہ زار کہاں سے آگیا۔ بہار کہاں
سے آگئی۔ لالہ زار بھی ان سے ہے۔ بہار بھی ان سے ہے۔ آپ بھی ان سے ہیں۔
آپ کا عمل بھی ان سے ہے۔ ہم کیا ہیں۔ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ان
سے ہیں۔ ان کی بنوئیں ان سے ہیں۔ ان کے معجزے ان سے ہیں۔ ان کے کمالات،
ان کے فضائل سب ان سے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہو رہا ہے۔ ان کو سجدہ
کون کر رہا ہے۔ فرشتے اعلیٰ ترین مخلوق ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے
ہیں۔ کیا یہ کوئی چھوٹا سا مقام ہے۔ ذرا جھک کر ملیں تو لوگ کہتے ہیں کہ شرک ہو گیا۔ شاہ
صاحب اپنی دست بوسی نہیں کرنے دیتے۔ شاہ صاحب آپ اپنی دست بوسی کیوں نہیں
کرنے دیتے۔ یہ کہتے ہیں کہ شرک ہو جائے گا۔ ہم ذرا جھک کر ملیں تو ان کی نظر میں
شرک ہو جاتا ہے۔ لیکن فرشتے تو وہاں سجدہ کر رہے ہیں۔ اور سجدہ کرنے کے لئے وہ کتنا
جھکتے ہوں گے۔ یہ سجدہ کون سا تھا۔ مان لیا کہ یہ تعظیسی سجدہ تھا تا کہ تمام فرقے خوش
رہیں۔ یہ تعظیسی سجدہ تھا یوں سمجھ لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کی انتہا ہے۔ اور
ادھر تمام فرشتوں کی کرکری ہو رہی ہے ان کی ساری شان، ساری عظمت ملیا میٹ ہو رہی

ہے۔ خاک میں مل رہی ہے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سجدہ کیوں کیا گیا۔ فرمایا کہ یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو نہ تھا بلکہ ان کی پیشانی میں میرا نور تھا۔ یہ سجدہ اس نور کو تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی یہ شان ان کی یہ عظمت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا بنو اندر تلاش مصطفیٰ است

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ کسی کی اگر کوئی شان بنی ہے تو وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی ہے۔ جس کی شان ابھی بننا ہے اس کو جب نور عطا ہو جائے گا تو اس کی شان بھی بن جائے گی۔ نہ کوئی لالہ زار ہے نہ کوئی باغ ہے اور نہ ہی کوئی بہار ہے۔ نہ کوئی پودے ہیں نہ کوئی پھول ہے نہ پھل ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر کچھ ہے تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بناء پر ہے۔

بہترین و مہترین انبیاء جز محمد ﷺ نیست در ارض و سماء
اس کائنات میں سوائے ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بن گیا ہے وہ ان سے بنا ہے اور جو کچھ بننا ہے وہ بھی ان سے ہی بننا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج اگر ہم صرف اتنا ہی سبق سیکھ لیں تو یہ بہت کچھ ہے۔ صرف بات کو صاف کرنے کے لئے عقیدہ کی درنگی کے لئے عرض کرنا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ 9/10 حسن اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا۔ جتنا بھی حسن اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پیدا کیا ہے اس کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا۔ باقی 1/10 رہ گیا تو آپ کو کوئی فکر اور تجسس نہیں ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پھر کہاں ہیں۔ اگر ہمارے دل میں حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کا عشق ہو۔ ان کی عظمت ہمارے دل میں ہو تو پھر ہمارے دل کو ضرور گرفت ہوگی کہ 9/10 حصہ تو صرف حضرت یوسف علیہ السلام لے گئے ہیں باقی 1/10 حصہ میں ساری کائنات ہے۔ تو کیا ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی 1/10 حصہ میں سے اپنا حصہ لے رہے ہیں۔ ہمیں چونکہ وہ عشق نہیں ہے لگاؤ نہیں ہے اس لئے ہمیں یہ سن کر ذرا بھی خیال نہیں آتا۔ ہاں وہ عرفان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہے۔ آدھا اسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے آیا ہے۔ ان کے دل کو ٹھیس لگی کہ میں کیا سن رہی ہوں۔ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 میں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تعلیم کے لئے فرمایا کہ میں نہ تو 9/10 میں ہوں اور نہ ہی 1/10 میں ہوں میرے حسن کا صدقہ اُترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ اب آپ کہو کہ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں کیسے کہتے ہو۔ لالہ زار تو ہے ہی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تھا باقی کچھ بھی نہیں تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کون سی چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ یہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ پیدا کرنا میلاد ہے آپ ہی بتائیں کہ آپ کی اس کالونی میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا تھا۔ آپ کو تو یہ ریکارڈ بھی نہیں ملے گا کہ سب سے پہلے اس کوٹھی C-10 میں کون رہائش پذیر ہوا تھا۔ آپ تو اس کالونی سے متعلق جواب نہیں دے سکے لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جانتے ہیں کہ پوری کائنات میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا تھا۔ فیصل آباد شہر کے مقابلہ میں اس کوٹھی کی کیا حیثیت ہے۔ ہمیں اس کوٹھی کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ یہ سب سے پہلے کس کوالات ہوئی تھی۔ فیصل آباد شہر میں سب سے پہلے کون آباد ہوا۔ اس شہر میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا۔ ہمیں کوئی علم نہیں ہے حالانکہ

تاریخ ہے ہم تاریخ میں بھی قیل ہیں لیکن۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم دیکھئے کہ پوچھا جا رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات میں پوری مخلوق میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا ہے۔ فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی، نہ عرش، نہ کرسی، نہ لوح محفوظ، نہ بیت المعمور، نہ بیت اللہ شریف تھا، نہ فرشتے، نہ جنت نہ حوریں، نہ کوئی روح، نہ ہی کوئی نبی علیہ السلام، روح بھی نہیں تھی، روح جاننے ہو کہ کیا ہوتی ہے۔ آپ کس سے زندہ ہیں۔ آپ روح کی وجہ سے زندہ ہیں۔ اگر روح نکل جائے تو گھر والے بھی کہتے ہیں کہ جلدی کرو۔ کہیں کوئی فساد نہ ہو جائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں کہ جو روح سے بھی پہلے ہیں۔ ہم روح کے محتاج ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روح کے محتاج نہیں ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح زندگی نہیں دیتی۔ بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم روح کو زندگی عطا کرنے والے ہیں۔ روح نہیں تھی جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پانی نہیں تھا۔ ہوا نہیں تھی کچھ بھی نہیں تھا، نہ جگہ، نہ طعام، نہ قیام کچھ نہ تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی تھے۔ نبی پاک کھانے پینے، ہوا، پانی کے محتاج نہیں ہیں بلکہ کھانا پینا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نور سے شعاعیں نکلنے لگیں جس سے چیزیں بنا شروع ہو گئیں۔ عرش بن گیا۔ فرشتے بن گئے۔ کرسی بن گئی۔ زمین بن گئی۔ جنت بن گئی۔ حوریں بن گئیں۔ انبیاء علیہم السلام بن گئے۔ معجزات و کمالات بن گئے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ لا الہ زار پہلے بنا ہوا تھا پھر اس میں حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پہلا عقیدہ تو یہ رکھو کہ کائنات میں جس چیز نے سب کو بنایا ہے اور سب کو سنبھال کر رکھا ہوا ہے وہ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہم حوروں پر مر رہے ہیں۔ سجدے کر رہے ہیں کہ حوریں ملیں گی۔ یہ کام کرو گے تو ستر حوریں مل جائیں گے۔ وہ کام کرو گے تو بہتر حوریں مل جائیں گی۔ سر پر خواہ نسواری پگڑی ہو یا سبز پگڑی ہو آخر تان آ کر حوروں پر ہی ٹوٹتی ہے۔ حوروں کا ہی لالچ پڑا ہوا ہے لیکن یاد رکھو کہ جو حور پر مرتا ہے اسے حور ملتا ہے۔ جو حور پر مرتا ہے اسے کبھی حور نہیں ملتی۔ بلکہ حور ملتا ہے۔ حور کیا چیز ہے جس پر ہم مرتے ہیں۔ علماء سے پوچھیں تو وہ بتاتے ہیں کہ جنت میں حوریں ہیں۔ مکان بنانے کے لئے پہلے اس کا نقشہ یا خاکہ کاغذ پر بناتے ہیں۔ نقشہ پر کوئی کمرہ تو نہیں بنا ہوتا۔ وہ تو صرف لکیریں ہوتی ہیں۔ Pencil Sketch ہوتا ہے۔ اسی طرح سے حور کا پہلے خاکہ بنایا جاتا ہے پھر اس کے رخسار پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ حور بن جاتی ہے۔ اگر مرنا ہی ہے تو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مرد جو حور کو بناتا ہے۔ حور پر کیوں مرتے ہو۔ اگر قربان ہونا ہی ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہو۔

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا

بگڑا بھی ہو کام تو بنا دیتا ہے نام محمد ﷺ

فرشتہ کس طرح سے بنتا ہے۔ فرشتے کا بھی خاکہ تیار ہوتا ہے پھر اس کی آنکھ کی پتلی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو فرشتہ بن جاتا ہے۔ آپ پڑھو درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ وبارک وسلم فرشتہ پیدا ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب درود شریف پڑھنے سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔ فرشتے تو ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم اس وقت ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے

ہیں حالانکہ ہماری کوئی بات ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ پورا قرآن مجید کہ جس میں ہر خشک و تر کا علم ہے۔ احادیث مبارکہ ہیں۔ ان کی تشریح ہے۔ وہ سارے علم جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیے۔ ان تمام علوم کے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم مجھے جانتے ہو۔ کیا آپ مجھے جانتے پہچانتے ہیں۔ مجھے کتنا جانتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فخر ہے کہ میں پہلا مسلمان ہوں۔ ہر دم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ جنگ ہو کہ امن ہو، سفر ہو، کہ حضر ہو، گھر باہر مسجد ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ مجھے نصیب ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو جانتا پہچانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے بالکل نہیں جانتا میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ قرآن مجید میں آگیا ہے۔ وہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قرآن مجید میں صرف اشارے ہی آئے ہیں۔ تھوڑا سا سلیپس آیا ہے تاکہ ہمیں وہی یاد ہو جائے۔ اگر پورا سلیپس آجائے تو ہمارے لئے مشکل پیدا ہو جاتی۔ نہ ہمیں مکمل سلیپس یاد ہوتا۔ نہ اس کی تیاری ہو پاتی اور نہ ہی کسی امتحان میں کامیابی ہوتی۔ یہ جو تھوڑا سا سلیپس شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگیا ہے ہم تو اس کو ہی یاد نہیں کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یا ایہا النبی انا ارسلک شہداً ومبشراً ونذیراً (الاحزاب 45) "اے عاصی کی خبریں بتانے والے پیغمبر ہم نے بھیجا تمہیں حاضر ناظر۔ خوشخبری دینا اور ڈر سنانا"۔ و مسراجا منیراً (الاحزاب 46) "اور چمکا دینے والا آفتاب"۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں منیراً کہ جو خود بھی روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نور ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں نور نہیں ہیں۔ ابھی تک تو

یہ ہی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ باقی اور فضائل و کمالات کیا حل ہوں گے۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ راز کب کھلے گا۔ فرمایا کہ یہ قیامت والے دن کھلے گا۔ جب مقام محمود پر مجھے بٹھا کر اللہ تعالیٰ میری نعت پڑھے گا تو پھر پتہ چلے گا کہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ ہم جو کچھ بھی عرض کر رہے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن یہ شانِ کریمی ہے وہ ہماری اس کوشش کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہم مانگنے والا کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس کو بھی دیتے ہیں جو مانگتے نہیں ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جھولی پھیلاتے ہیں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیتے ہیں اور جو نہیں مانگتے ان کا کیا ہے فرمایا۔

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے

تیرے کرم نے نوازا خیال سے پہلے

بھری ہیں جھولیاں تو نے سوال سے پہلے

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

وہ کیا شعر ہے کہ "منگتا جو آیا سامنے سلطان بنا دیا"۔ آپ جانتے ہیں کہ منگتے بہت امیر

ہوتے ہیں۔ کروڑ پتی سے بھی زیادہ امیر ہوتے ہیں۔ بس لالچ اور عادت مانگنے پر مجبور کرتی ہے ورنہ دولت کی کمی ان کے پاس نہیں ہوتی۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھو کہ وہ اس کو بھی دے رہے ہیں جو انہیں قتل کرنے کے ارادے سے آ رہا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرنے آ رہے تھے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فاروق اعظم بنا دیا اور ایسا فاروق بنایا کہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ ہم جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں تو اس کا کیا فائدہ ہے۔ مغرب کے بعد سے شروع ہوئے ہیں۔ تین چار گھنٹے ہو رہے ہیں تو ہمیں کیا فائدہ ملا۔ ہم تو فائدہ ہی دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ کاروبار کریں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ دکان بنائیں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ کو دام بنائیں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ ہم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ ہم جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں یہ ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ پھر بھی دیکھیں کہ اس کا ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی توفیق سے کیا ہے۔ ان کے کرم سے کیا ہے۔

ملے جو اذن شاء کا تو لفظ ملے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے

اس میں میرا تیرا کیا حصہ ہے۔ یہ سب تو ان کی عطا ہے۔ نقشبندی صاحب نے جو کلام پڑھا ہے یہ بھی ان کی عطا ہے۔ ان بچوں نے جو نعتیں پڑھی ہیں یہ بھی سب ان کی عطا ہے۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ اس سے ہمیں ملا کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس ساری محفل کو اٹھا کر میرے روضہ اقدس میں رکھ دیتا ہے۔ یہ جگہ D-7 یا G-7 جو بھی ہے یہ اب اس لمحہ روضہ اقدس میں

ہیں۔ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے روضہ اقدس میں ہیں۔ روضہ اقدس کی موجودہ عمارت 11 1/2 x 12 1/2 ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس اتنا وسیع ہو جائے گا کہ محفل جہاں کہیں بھی ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں پہنچ جائے گی۔ فرمایا کہ میری امت مشرق میں ہوں گی میری امت مغرب میں ہوگی۔ لیکن وہ جب میرا ذکر کریں گے تو میرے روضہ اقدس میں ہوں گے۔ میں ان کو دیکھتا ہوں گا۔ میں ان کو پہچان لوں گا۔ میں ان کے باپ کو بھی جانوں گا۔ میں ان کی ذات برادری کو پہچان لوں گا۔ میں ان کے قبیلہ کو بھی پہچان لوں گا میں ان کو سن بھی رہا ہوں گا اور جو کچھ وہ میرا ذکر کریں گے میں اس کو محفوظ کر لوں گا۔ میں ان کی نزع کے وقت بھی آؤں گا۔ ان کی قبر میں بھی آؤں گا۔ جب میزان پر تول ہو رہا ہوگا تو میں خود ان کی مدد کے لئے وہاں آؤں گا۔ پلی صراط سے صحیح سلامت گزارنے کے لئے بھی آؤں گا۔ حشر میں بھی آؤں گا اور ان کو جنت میں اپنے پڑوس میں جگہ دوں گا۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہم کر رہے ہیں یہ سنت اللہ ہے۔ یہ سنت انبیاء علیہم السلام ہے یہ سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہے۔ یہ فرشتوں کی سنت ہے۔ ہم ان کی شان کے مطابق ذکر نہیں کرتے ہم ان کی شان کو نہیں پہنچ سکتے پھر بھی وہ ہمیں ہماری اوقات کے مطابق نہیں دیتے بلکہ وہ اپنی شان کے مطابق عطا کرتے ہیں۔ اگر کسی کو شانِ مدینہ منورہ کا پتہ ہو تو بتاؤ کہ مدینہ منورہ میں کیا ہے۔ مدینہ شریف میں از خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پوری زندگی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جو کوئی وہاں حاضر ہوتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ اور غور سے سن لو کہ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی کی بخشش ممکن

نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھتا کہ ہم نے اعمال کئے ہیں۔ نماز پڑھی ہے۔ روزہ رکھے ہوئے ہے۔ قربانی کی ہے۔ واڑھی ٹوپی رکھی ہوئی ہے۔ پیٹانی پر محراب سجایا ہوا ہے۔ حج کئے ہوئے ہیں۔ ان اعمال کی کوئی وقعت نہیں یہ اعمال بخشش کی بنیاد نہیں ہیں۔ بخشش صرف شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جنت میں داخل ہونے کے بعد اعمال کام آئیں گے اور اعمال کی بناء پر جنت میں مقام ملے گا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے ظلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی

"وہ" میں اتنی وسعت ہے کہ ہر بندہ ہی اس میں شامل ہے۔ "وہ" کی آپ تشریح کریں اور دیکھیں کہ کوئی بندہ ہے جو اس میں شامل نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے کہ قیامت کے روز تمام لوگ جھولی پھیلا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی حتیٰ کہ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہوں گے۔ وہ بھی شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلبگار ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے کریم ہیں کہ جب کوئی مدینہ منورہ میں جاتا ہے تو وہ اسے اپنی شفاعت سے نواز دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں نور اترتا ہے۔ مدینہ منورہ کی گلیوں میں خوشبو ہے۔ ستر ہزار فرشتے صبح اترتے ہیں اور ستر ہزار شام کو اترتے ہیں۔ گارڈ آف آنرز تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ وہاں ریاض الجنۃ ہے۔ بڑی بڑی چیزوں میں یہ شامل ہیں۔ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرشتے آتے ہیں۔ نور اترتا ہے۔ خوشبو نکلتی ہے اور ریاض الجنۃ ہے۔ یہ دس گیارہ

مرلے جگہ ہے۔ حجرہ اقدس قبر انور سے ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک ریاض الجنۃ ہے۔ جنت کا باغیچہ ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ جنتی بن جاتا ہے۔ جو سمجھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ حیات ہیں۔ شفیع ہیں۔ حاضر ناظر ہیں، علم غیب رکھتے ہیں۔ کوثر کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ان کو حاصل ہے۔ ان کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ تو عقیدہ صحیح ہے اور شفاعت بھی اسی کے لئے ہے۔ یہ عقیدہ نہیں کہ وہ نور نہیں ہیں بشر ہیں اگر تو یہ سمجھے کہ نور نہیں ہیں تو پھر خواہ حجرہ شریف میں داخل ہو کر قبر انور کی صفائی بھی کرے کچھ نہیں ملے گا۔ منافق میں کیا اعمال نہیں تھے۔ زیارت کرتا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ پھر منافق کیوں ہے اس لئے کہ وہ شفاعت کا انکار ہی ہے۔ مدینہ منورہ میں جو کچھ ہے۔ وہ اس محفل میں بھی ہیں۔ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف فرما ہیں۔ نور بھی ہے خوشبو بھی ہے۔ جب آپ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں تو نور بھی نکلتا ہے خوشبو بھی آتی ہے اور یہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ خوشبو سو گھنٹے کی توفیق ملے اور نور دیکھنے کی توفیق ملے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ خواہ وہ اس محفل کو روضہ اقدس میں لے جائیں یا روضہ اقدس کو ادھر لے آئیں۔ وہ مختار ہیں دونوں چیزیں کر سکتے ہیں فرشتے محفل میں اتر آتے ہیں۔ روضہ اقدس پر ستر ہزار اترتے ہیں یہاں کوئی شمار ہی نہیں ہے اتنے فرشتے اترتے ہیں کہ محفل کی جگہ کو زمین سے پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ مشرق و مغرب، شمال، جنوب ہر طرف کے فرشتے آ جاتے ہیں۔ جب محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں رپورٹ کرتے ہیں۔ اس محفل میں ہو سکتا ہے کہ کوئی سی آئی ڈی کا بھی بیٹھا ہو کہ کہیں کورنمنٹ کے خلاف تو کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔ فرشتے جا کر رپورٹ کرتے ہیں کہ یا اللہ وہاں شاہ صاحب

بیٹھے ہوئے تھے فلاں فلاں بیٹھے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک سی آئی ڈی والوں کا بندہ تھا۔ ایک ڈی سی صاحب کا تھا ایک صدر پاکستان مشرف پر وزیر کا بندہ تھا۔ اور ضرور ہوں گے کہ یہ ان کی ڈیوٹی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ سب محفل کی غرض سے نہیں آئے تھے۔ کوئی روٹی کھانے آ گیا۔ کوئی پڑوسی ہونے کی وجہ سے آ گیا۔ کوئی رشتہ داری میں آ گیا۔ کوئی تقریر کے لئے آ گیا۔ کوئی پیسے لینے کی غرض سے آ گیا ہزاروں اغراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی غرض نہیں کہ کون کس وجہ سے آیا۔ میں تو صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں۔ محفل ذکر میں آنے والا کبھی غلطی نہیں رہتا وہ سعید بن کر گھر جاتا ہے۔ اتنا سعید یعنی جنتی بن کر جاتا ہے کہ جب تو گھر جائے گا تو جو کوئی تجھے دیکھے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی مل پوے بخشائے توں دی بخشیا جا

آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے کرم سے بخشے ہوئے ہیں۔ اس میں ذرا شک نہ کرنا۔ یہ نہ دیکھنا کہ تو فلاں چور ہے۔ کالا چور ہے کہ سفید چور ہے۔ تو چھوٹا چور ہے کہ بڑا چور ہے۔ یہ دیکھو تو بیٹھا ہوا کہاں ہے۔ تو دربار رسالت میں بیٹھا ہوا ہے۔ آج اگر کوئی صدر پاکستان کا چیتا ہو تو سارے اس کے آگے پیچھے پھریں گے۔ اگر کوئی سردار انبیاء کا چیتا ہو تو اس کی بات کیا ہوگی۔ جو محفل ذکر میں آیا بیٹھا ہے اس کا ذکر بارگاہ عالیہ میں ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو۔

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

یہ سعادت صرف سینوں کو ملتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے نصیب میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ کچھ تو کر رہا ہے۔ آپ کے دل میں کئی خیال آ رہے ہوں گے۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں وہ بھی کئی سکیمیں بنا رہے ہوں گے۔ ہر شخص ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے۔ کسی فکر میں ہے۔ کسی سوچ میں ہے۔ کوئی اچھائی کرنے میں تو کوئی برائی کرنے میں مصروف ہے۔ کوئی چور ہے تو وہ رات کی چوری کا پلان بنا رہا ہے کوئی ڈاکو ہے تو وہ ڈاکہ ڈالنے کی سکیم بنا رہا ہے۔ کسی نے تہجد پڑھنی ہے تو وہ اپنی فکر میں ہے تیاری کر رہا ہے جس نے صلوٰۃ تسبیح پڑھنی ہے وہ بھی اپنی جگہ تیاری کر رہا ہے۔ غرض ہر شخص مصروف ہے۔ یا اللہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہم اس سے پوچھ تو نہیں سکتے۔ لیکن تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ۔ اس امر کے تحت ہم بھی وہی کچھ کر لیں جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ جس طرح اللہ تعالیٰ کا اخلاق ہے ویسا ہی آپ اپنا بنا لو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سے ہر لمحہ ابدا ابدا نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے۔ ان اللہ وملئککھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب 56) "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" اللہ تعالیٰ پہلے شک نکال رہا ہے۔ بے شک اس میں بالکل شک نہیں کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ درود لظم میں بھی ہو سکتا ہے۔ درود نثر میں بھی ہو سکتا ہے۔ قرآن کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ پنجابی میں بھی ہو سکتا ہے۔ انگلش میں بھی ہو سکتا ہے۔ ہر زبان میں ہو سکتا ہے۔ ہر رنگ میں ہو سکتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ تشریف فرما کر جس

طرح اس کی مرضی ہے ویسے بیٹھ کر اپنے سامنے فرشتوں کو بٹھا کر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے اور دوسرا کام وہ جو کر رہا ہے۔ وہ یہ کہ ہر لمحہ قدرت کی نگاہیں چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگی ہوئی ہیں۔ آئیے ہم بھی کرئیں نعتیں ہم نے پڑھ لی ہیں اور اب یہ کرئیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تاکہ حشر کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے ہو تو پھر ہم یہ کہہ سکیں کہ یا اللہ جو کچھ آپ کرتے ہیں وہی ہم کرتے آئے ہیں۔ ہم سنت پر عمل کرتے آئے ہیں۔ جو کوئی آج یہ نعت خوانی نہیں کرتے۔ محفل میں نہیں آتے ان سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میں تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھتا رہا ہوں تم نے کیوں نہیں پڑھی۔ پھر یہ کیا جواب دیں گے۔ میں نے تمہیں حکم بھی دیا تھا کہ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب ۵۶) "اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" پھر تم نے حکم کیوں نہیں مانا تو وہاں کیا جواب دو گے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دئے ہیں وہ انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھرے ہوئے ہیں ان کی صرف ایک ہی دُعا ہے کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ ہماری دُعائیں اور ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ پس صراط سے گزر جاؤں۔ میزان پر کامیاب ہو جاؤں۔ قبر روشن ہو جائے۔ جنت نصیب ہو جائے۔ آؤ ہم بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جاننے ہو کہ اس دُعا کا انعام کیا ہے۔ میں نے تو اس کی اکناکس ہی دیکھنی ہے۔ جو میں پڑھا ہوا ہوں اسی کو ہی بروئے کار لاؤں گا۔ میں کوئی نئی درائی نہیں بنا سکتا۔ میں برید نہیں ہوں۔ میں کوئی ٹیکنالوجی نہیں بنا

سکتا میں ٹیکنالوجسٹ نہیں ہوں۔ میں نے کیا نہیں پڑھی ہے۔ اس لئے کلر زدہ زمین کو ٹھیک نہیں کر سکتا۔ میں کوئی بیماری دور نہیں کر سکتا کہ میں پوچھا لو جسٹ نہیں ہوں۔ میں تو اکا نومسٹ ہوں۔ ہر کام میں اکناکس ہی دیکھتا ہوں۔ جو کوئی کہتا ہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نہیں بنتا لیکن وہ صدیق ضرور بن جاتا ہے۔ دی سی تو ایک ہی ہوتا ہے باقی ڈائریکٹر ہوں گے۔ ڈین کئی ہوں گے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دُعا کر کے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو وہ تو نمبر لے گئے ہیں لیکن صدیق بننے کے لئے ہمیں راستہ بتا گئے ہیں کہ تم بھی یہ دُعا کرو کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بھی صدیق بن جائے گا۔ ایک عورت تھی اس کی بھی یہ دُعا تھی کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ بہت گنگناہ تھی مرگئی اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں کھڑا کر لیا۔ اور پوچھا کہ تو وہی عورت ہے جو فلاں فلاں گناہ کرتی تھی عرض کرتی ہے کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ مہربانی فرما دے مجھے معاف کر دے وہ اپنے سارے گناہ مانجی گئی اور عرض کرتی ہے کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے سارے گناہ مٹا دو۔ اس لئے کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا رکھتی تھی۔ اور جو کوئی یہ دُعا کرے گا اس کے بھی گناہ مٹے رہیں گے اور جنت ملتی رہے گی۔ اگر تو جنت لینا چاہتا ہے تو پھر تو بھی یہ کہہ دے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری بات یہ کہ نعت مصطفیٰ بھی پڑھ لے وہ بھی تجھے جنت میں لے جائے گی۔ ایک قبر کا امتحان ہے اور دوسرا حشر کا امتحان ہے۔ قبر میں عقیدے کا سوال ہے کہ تیرا عقیدہ کیا تھا۔ اور حشر میں یہ کہ تیرا عمل کیا تھا۔ نماز پڑھتا تھا۔ روزہ رکھتا تھا۔ حج کیا ہے۔ اعمال سے متعلق سوال ہوں

گے۔ قبر میں صرف عقیدہ پوچھا جائے گا۔ من ربک تیرا رب کون ہے تو کہہ بھی دے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ جواب درست ہے لیکن نمبر نہیں لگے۔ ابھی پاس نہیں ہوا۔ پھر سوال ہو گا کہ ما دینک تیرا دین کیا ہے۔ تو کہہ بھی دے کہ میرا دین اسلام ہے۔ نمبر پھر نہیں لگے حالانکہ جواب درست ہے۔ تین میں سے دو سوال درست ہو گئے لیکن پاس نہیں ہوا۔ پھر تیسرا سوال کہ ما تقول فی حق هذه الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ہستی کے بارے میں تو کون سی نعت پڑھتا تھا۔ ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جتنی دیر سے ہم یہاں بیٹھے ہیں اتنے وقت میں اتنی ہزار قبور بن چکی ہیں۔ پوری دنیا میں ایک مہینہ میں ایک کروڑ بندے مر جاتے ہیں۔ ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور سوال ہوتا ہے کہ تو اس ہستی کے بارے میں دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا۔ پھر تجھے اگر نعت یاد ہے۔ تو پڑھ دے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں
تو یہ نعت پڑھ لے۔ کوئی نعت یاد کر لے۔ کوئی شعر یاد کر لے۔ جو تیری مرضی ہے جو تجھے
آتی ہے وہ نعت یاد کر لے۔ اگر تو وہاں کہہ دے گا کہ

وہ کیا جو و کرم ہے فہم بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

تو پھر وہاں تیرے لئے جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ پرچے میں پورے نمبر لگ جائیں گے۔ قبر کے امتحان میں پاس ہو جائے گا۔ جنت کی کھڑکی قبر میں کھل جائے گی اور جب ایک دفعہ جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے تو پھر وہ بند نہیں کی جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ لہذا شاہ صاحب ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کئی علماء حضرات سے پوچھا ہے کہ ایک دفعہ جو شخص جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے کیا پھر اسے وہاں سے کبھی نکال بھی دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے بہت دور ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کوارا نہیں ہے کہ اگر وہ کسی کو ایک دفعہ جنت میں داخل کر دے پھر اسے وہاں سے نکال بھی دے۔ اس محفل سے آپ یہ پیغام لے کر جائیں کہ آپ جنتی ہیں اور جنتی رہیں گے۔ آپ اپنی طرف نہ دیکھو کہ آپ کون ہیں بلکہ یہ دیکھو کہ آپ کس کی محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کس کے ذکر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے۔ ہم زمین پر پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت بنا کر رکھ دیا ہے۔ آپ اس یقین کے ساتھ گھروں کو جائیں کہ آپ جنتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس یقین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ نظر عطا فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں ہمیں وہ نظر آجائیں۔ ایک بڑا مشہور واقعہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پینتیس سال ظاہری علم پڑھا۔

درود شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکھ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے آنے سے ان کی تشریف آوری سے گھر میں اُجالا ہو جاتا
ہے۔ لیکن عرض ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو لانے والی کون سی چیز ہے۔ ہم یہاں
آئے ہیں تو کیوں آئے ہیں کون ہمیں یہاں لایا ہے۔ آخر کسی چیز نے تمہیں یہاں لانے
کے لئے شوق دلایا ہے۔ راستے میں ہزاروں نظارے، ہزاروں کھیل تماشے، ہزاروں
پر وگرام اپنی خوشی کے لئے جہاں مرضی بیٹھ جاؤ، عیش ہی عیش ہے۔ لیکن آپ ان سب کو
نظر انداز کر کے آگئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام بھی تشریف لاتے ہیں تو کون سی چیز
ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا باعث بنتی ہے۔ یہ درود مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہے یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
شریف پڑھا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لے آتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں رفق افروز ہوں تو آپ بھی درود
شریف کی کثرت کریں۔ انشاء اللہ آپ کے گھر میں بھی تشریف لے آئیں گے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے دریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اندھیرے مٹ جاتے ہیں۔

چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور بھی بڑے مجاہدے کئے پھر حکم ہوا کہ
وعظ کریں۔ جب وعظ کرنے کے لئے ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو سارا علم ہی بھول گیا۔
جسم پر کپکپی طاری ہو گئی کوئی لفظ نہیں بول رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس
محفل میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قریباً ہزار سال گزر
گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں تشریف فرما ہیں پوچھا کہ کیا بات ہے
کوئی وعظ شروع نہیں کر رہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
تو سارا علم ہی بھول گیا ہے۔ میں کیا بات کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ منہ کھولو۔ جب انہوں نے منہ کھولا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس
میں ڈال دیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کل کائنات کے
علم آگئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کھڑے ہونا شرک ہے۔ بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ ان کی پشت پر کیل سے لکڑی لگا دی جائے گی تا کہ یہ میڑھے نہ ہو سکیں۔ سب کو سیدھا
کھڑا کر دیا جائے گا۔ اور ہم تو ویسے ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ جس طرح اس دنیا میں
شوق سے کھڑے ہوتے ہیں وہاں بھی انشاء اللہ اسی شوق و ذوق سے کھڑے ہو جائیں
گے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے کہ جو دنیا میں کھڑا ہوتا تھا وہ ایک طرف ہو
جائے چھانٹی کر کے رکھ دیں گے۔ فرمائیں گے کہ تم جنت میں چلے جاؤ اور دوسروں سے
فرمائیں گے کہ اودمانہ بخارو اگر تم بھی دنیا میں ایک مرتبہ ہی کھڑے ہو جاتے تو آج جنتی
ہوتے۔ تو آؤ آج ہم بھی کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام

شمعِ یزم ہدایت پہ بے حد سلام

خطاب برہانشاہ صاحب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ 17-05-04

اُجالا ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جب تک تمہیں تمہاری والدہ، والد، بہن، بھائی، کاروبار، عزیز واقارب، دوست احباب غرض کہ دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تو اس وقت تک تم مومن ہی نہیں ہو سکتے۔ کلمہ شریف پڑھ لو۔ نماز پڑھ لو روزہ رکھ لو۔ حج کر لو۔ زکوٰۃ دے دو۔ قربانیاں کر لو۔ طواف کر لو لیکن اگر تمہارے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہے تو یہ تمام اعمال بے کار ہیں۔ تمام اعمال کی قبولیت کا انحصار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی قبولیت کی شرط محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب یہ پتہ ہونا چاہئے کہ محبت کس میں ہے اور کس میں نہیں ہے۔ ایک منٹ میں پتہ چل جاتا ہے کہ کسی آدمی کو کوئی ہنر کوئی کاروبار آتا ہے کہ نہیں آتا ہے۔ آپ مشین بناتے ہیں۔ اگر میں آپ کی مشین کا ایک بیج کس دوں تو آپ کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ یہ تو اناڑی ہے۔ یہ کارگیر نہیں ہے۔ یہ میری مشینیں خراب کر دے گا۔ کوئی بھی فن ہو پتہ چل جاتا ہے۔ میں اگر ایک راگ نکالنے کی کوشش کروں تو آپ فوراً مجھے گلے سے پکڑ لیں گے کہ تمہیں تو راگ کی الف، ب، ت نہیں آتی۔ لہذا ہر چیز کا ٹسٹ ہے ڈاکٹر کا بھی ٹسٹ ہے وہ مریض کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہی اس کی ساری مرض بتا دیں گے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ٹسٹ ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویدار سبھی ہیں۔ قرآن مجید بھی شاہد ہے اور حدیث پاک میں بھی ہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو عمل بھی ٹھیک ورنہ سب غلط محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹسٹ یہ ہے کہ اگر تیری زبان پر درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو محبت ہے ورنہ سب زبانی دعوے ہیں۔ جس کی زبان پر درود شریف نہیں ہے اس میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ میں تو نمازی ہوں۔ حاجی ہوں۔ طواف کرتا ہوں۔ قربانی کرتا ہوں۔ زکوٰۃ دیتا ہوں لیکن اس کی زبان پر درود شریف نہیں ہے۔ تو اس میں محبت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خانہ ہی نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ ممتاز صاحب وہ بالٹی لے کر آئے ہیں۔ آپ جانتے ہو کہ اس میں کیا ہے۔ بالٹی بند ہے اوپر سے ڈھکن بھی دیا ہوا ہے۔ اگر پتہ کرنا ہو کہ اس میں کیا ہے تو اس کا ٹسٹ یہ ہے۔ کہ آپ اس کو ہلائیں۔ جب آپ اس کو ہلائیں گے تو اس میں جو کچھ بھی ہے وہ باہر آ جائے گا اگر وال ہے تو وال آ جائے گی۔ اگر اس میں پانی ہے تو پانی باہر آ جائے گا۔ اگر اس میں کوشت ہے تو پھر کوشت باہر آ جائے گا۔ اگر اس میں دودھ ہے تو دودھ باہر نکل آئے گا۔ جو کچھ بالٹی میں ہے وہی کچھ ہی باہر آتا ہے۔ اگر ہلائیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ برتن میں کیا ہے۔ گھڑے کا منہ تو بالکل ہی بند ہوتا ہے۔ بالٹی کا منہ تو کافی کھلا ہے۔ اگر گھڑے کو توڑے بغیر پتہ کرنا ہو کہ اس میں کیا ہے تو اس کو ہلاؤ۔ جو کچھ اس میں ہے وہ باہر آ جائے گا۔ اس میں تیل ہے۔ تیزاب ہے۔ پانی ہے، کیا ہے اسی طرح سے اگر آپ مسلمان بندے کو ہلاؤ کہ بھائی صاحب بولو۔ تو اگر اس کی زبان پر درود شریف اور نعت شریف ہے تو وہ مومن ہے اس میں ایمان ہے۔ ورنہ وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ اس میں حفظ ہو سکتا ہے۔ قرأت ہو سکتی ہے۔ حج ہو سکتا ہے۔ دنیا بھر کی ہر چیز اس میں ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں ایمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کو ہلانے سے اس میں سے درود شریف نہیں نکلا نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہے ہی نہیں۔ وہ فعل ہے۔ درود شریف صرف مومن ہی پڑھتا ہے۔ کسی دوسرے کو تو فتنی ہی نہیں ہوتی نہ ہی اس کا قبول ہوتا ہے۔ درود شریف تو منافق بھی پڑھتا ہے۔ درود شریف ابراہیمی پڑھتے ہیں اور ساتھ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ درود شریف صرف یہی ایک ہے اور کوئی درود شریف ہے ہی نہیں۔ لیکن ان کا درود شریف قبول نہیں ہے۔ آخر کیوں قبول نہیں ہے۔ حالانکہ ہر درود شریف قبول ہے۔ باقی اعمال کا ظن ہے۔ شک ہے کہ حج قبول ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ طواف قبول ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے قربانی بھی قبول

ہوئی ہے کہ نہیں۔ ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا۔ کہ اعمال قبول ہیں۔ لیکن درود شریف ہر حال میں قبول ہے لیکن صرف اس کا قبول ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے۔ بے ادب کا درود شریف بھی قبول نہیں ہوتا۔ کیونکہ ادب ایمان کی بنیاد ہے۔ عمل کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور محبت رسول کی بنیاد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ حدیث شریف ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جب میرا وصال ہوگا تو وہ مجھے ہر ایک درود پاک پڑھنے والے کا درود پاک سنائے گا۔ حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری اُمت مشرق و مغرب میں ہوگی اور فرمایا اے ابو امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ جل شانہ ساری دنیا کو میرے روضہ مقدسہ میں کر دے گا اور میں ساری مخلوق کو دیکھتا ہوں گا اور ان کی آواز بھی سن لوں گا۔ اور جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور جو کوئی مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اس پر ایک سو رحمتیں نازل فرمائے گا۔" اس حدیث پاک کے مطابق آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں۔ روضہ اقدس میں بیٹھے ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں یہاں بیٹھا ہوا بات کر رہا ہوں۔ یہ حدیث شریف آپ نے پڑھ لی ہے۔ میں حدیث پاک عرض کر رہا ہوں۔ آپ اس وقت روضہ اقدس میں ہیں تو کیوں ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ کا تقریباً فاصلہ تین ہزار میل ہے وہ کہاں گیا۔ درود شریف نے یہ فاصلہ ہی ختم کر دیا ہے۔ روزہ رکھ لو وہ نہیں مٹے گا۔ اس کا اپنا کمال ہے قربانی کا اپنا کمال ہے۔ نماز کا اپنا درجہ ہے۔ حج کا اپنا ایک مقام ہے۔ یہ کوئی چھوٹی عبادات نہیں ہیں۔ روزہ، نماز، حج، قربانی، کلمہ شریف، حفظ،

قرات، تفسیر، حدیث، جہاد، شہادت کوئی چھوٹے اعمال نہیں ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر چیز کا اپنا خاصہ ہے۔ گوشت کھانے سے پیاس نہیں بجھے گی۔ برقی کھانے سے پیاس نہیں بجھے گی۔ پیاس پانی پینے سے بجھے گی۔ برقی کا اپنا کمال ہے لڈو کا اپنا کمال ہے۔ پانی کا اپنا کمال ہے۔ پیاس بجھانی ہو تو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی تمنا ہے تو اس کے لئے درود شریف کی ضرورت ہے۔ حفظ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے یہ بہت بڑی چیز ہے۔ تم میں سے بہترین بندہ وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ لیکن یہ سب چیزیں درود شریف کے ماتحت ہیں۔ درود شریف کا ٹھپہ اور ہے ان تمام اعمال کا معیار اور ہے۔ ایک مثال عرض کرتے ہیں۔ کہ براتی ہیں۔ بہترین کپڑے لباس پہنے ہوئے۔ پوری تیاری کے ساتھ بوٹ سوٹ پہنے ہوئے کہ جیسے ہر کوئی ہیر و بخنے کی کوشش میں ہے۔ آتش بازی بھی ہو رہی ہے۔ ٹینٹ لگے ہوئے۔ میز سجے ہوئے۔ پورے مکان اور گلی میں دور تک روشنی اور ٹیوٹیں لگی ہوئی۔ باجا بینڈ بھی ہے۔ کئی قسم کے کھانے اور مشروبات۔ غرض تمام انتظامات مکمل ہیں۔ فلم بھی بنائی جا رہی ہے۔ براتیوں کا استقبال بھی ہے لیکن سارے پروگرام میں نکاح نہیں ہے۔ ہر چیز ماحول کو سنوار رہی ہے اسے خوبصورت بنا رہی ہے۔ پھول پتیاں نچھاور ہو رہی ہیں لیکن یہ تمام نقل ہیں اور اس سارے پروگرام کا حاصل نکاح ہے۔ اصل نکاح ہے۔ ایک جڑ ہے باقی شاخیں ہیں۔ جڑ نکاح ہے شاخیں باقی سارے لوازمات ہیں۔ اگر نکاح ہی نہیں ہوا ہے تو اس سارے پروگرام میں سے کیا ملا۔ براتی کو کیا ملا۔ جھینر کو کیا ملا۔ آتش بازی، خیموں کی سجادے سب بے کار ہو گئے۔ اسلام کو یوں سمجھئے کہ یہ سارا شادی کا پروگرام ہے اور اس میں نکاح درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کوئی کہے کہ سب سے بنیادی چیز مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شریف ہے۔ اس لئے اصل دین کلمہ شریف ہے۔ میں عرض کرتا ہوں

کہ منافق کلمہ شریف پڑھتا ہے لیکن درود شریف نہیں پڑھتا ہے اب آپ ہی سوچ لیں کہ اس میں نکاح ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ منافق کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ ضرور پڑھتا ہے آپ سے اچھا پڑھتا ہے۔ اس کی قرأت آپ کی قرأت سے بہتر ہے۔ اس کی نماز آپ کی نماز سے بہتر ہے۔ اس کی طہارت آپ کی طہارت سے بہتر ہے۔ آپ تو لباس میں ذرا بھی احتیاط نہیں کرتے اس کی شلوار بھی تختوں سے اوپر ہوتی ہے۔ اس کا روزہ آپ کے روزے سے کہیں بہتر نظر آتا ہے۔ وہ پھر بھی منافق ہے جہنمی ہے اے منافق تم میں کس چیز کی کمی ہے۔ کون سی چیز تمہیں لے ڈوبی ہے۔ منافق خود تو نہیں بتائے گا لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس میں درود شریف کی کمی ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اچھی نہیں لگتی۔ اگر وہ ایک نعت بھی پڑھ لے تو اس کا بیڑہ پار ہو جائے۔ یہ درود شریف ہے۔ یہ کمرہ ہم نے بنایا ہے۔ ڈبل ستوری ہے تو 24 فٹ بلند ہوگا۔ اس سے زیادہ نہیں ہوگا۔ آپ بلند سے بلند کتنا اس کو لے جائیں گے۔ فیصل آباد میں زیادہ سے زیادہ بارہ تیرہ منزلیں بن جائیں گی۔ اگر ایک منزل 10 فٹ کی بھی ہو تو کل 130 فٹ ہو جائے گا۔ امریکہ کی ریپارٹس بلڈنگ کی 121 منزلیں ہیں ایک اگر 10 فٹ کی ہے تو یہ کل 1210 فٹ ہو جائیگا۔ 1210 فٹ جانتے ہو کہ کتنا بن جاتا ہے یہ چھ ایکڑ بن جاتا ہے۔ چھ ایکڑ کی لمبائی کے برابر اس کی اونچائی ہے۔ ایک ایکڑ 200 فٹ کا ہوتا ہے۔ یہ ایک بندے کی پہنچ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پیدا فرمایا ہے۔ یہ کتنا اونچا ہوگا۔ آپ کے بنائے ہوئے مکان گر جائیں گے اس کا بنایا ہوا آسمان بغیر ستون کے کھڑا ہے وہ نہیں گرے گا۔ آپ نے یہ بلب بنایا ہے۔ ٹیوب بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج چاند ستارے بنائے ہیں۔ آپ کے بنے ہوئے بلب Fuse فیوز ہو سکتے ہیں اس کے بجائے ہوئے سورج، چاند ماند بھی نہیں پڑتے پھر اللہ تعالیٰ سے تمہارا کیا مقابلہ ہے۔ تو اگر

کروڑوں سال بھی عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ صرف ایک بار تم پر رحمت نازل فرمائے تم پر ایک بار درود شریف بھیجے تو بتاؤ کہ ان دونوں میں کس کی طاقت زیادہ ہے۔ اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر درود شریف کیوں پڑھے گا اس لئے کہ تو نے اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا ہے۔ آپ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ایک مرتبہ درود شریف نہیں پڑھے گا بلکہ دس مرتبہ پڑھے گا اس حدیث پاک میں تو لکھا ہے نا کہ اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرمائے گا ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ دس بار درود شریف بھیجے گا۔ دس گناہ معاف کر دے گا۔ دس نیکیوں کا اضافہ کر دے گا۔ دس درجے بلند کر دے گا۔ میری یا تیری عبادت تو مانتا ہوں کہ کسی لائق نہیں۔ ہم اس میں فعل ہیں۔ کوئی نمبر نہیں ہے۔ ہم تو ڈرے ہوئے ہیں کہ نہ جانے ہمارا تلفظ بھی درست ہے کہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ہر کام ہر حال میں ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو دس مرتبہ درود شریف مجھ پر آتا ہے وہ میری بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ میں اگر کسی کام کا بھی نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ تو میرے کام کا ہے۔ میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھوں تو اللہ تعالیٰ دس مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور حدیث شریف بیان فرماتی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لمحہ مجھ پر دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا کیا کمال ہے۔ زبان تو ہمارے منہ میں بھی ہے۔ وہ کون ہے جس کے منہ میں زبان نہیں ہے۔ ہر بندے کی زبان ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کن کی زبان ہے۔ ہماری زبان جھوٹ بھی بول لیتی ہے اس سے گندگی بھی نکل سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ اس زبان سے نکلی ہوئی بات پوری بھی ہو جائے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کی کیا تعریف ہے کہ وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اور اللہ تعالیٰ اس زبان کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ وقیلہ اے لوگو مجھے اس نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہنے کی بھی قسم ہے۔ وہ زبان کہ جس کی قسم اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے وہ اگر میرے
لئے دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجے تو پھر میرا مقام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میں
کیا سے کیا ہو جاؤں گا۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لچپال بڑا ہے

ہمارے پلے میں تو گناہ ہی ہیں نا۔ وہی کسی نے دیکھنے ہیں اور ہمارے پاس ہے کیا جو
کوئی دیکھے گا۔ میرا درود شریف محض لغاطی۔ صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ میں کہوں کہ آپ
پر سلامتی ہو تو میں نے آپ کو کیا دیا ہے۔ اگر آپ کی حالت وہی ہے کوئی تبدیلی نہیں آئی
تو پھر میری سلامتی کہاں گئی۔ میرا وہ سلامتی کہتا کہاں گیا۔ میں سلامتی کہوں تو کچھ اثر نہیں
لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سلامتی دینا حقیقی ہے۔ وہ سلامتی ہر حال میں ہو
کر رہتی ہے۔ ہر چیز مٹ سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا درود قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو دس مرتبہ درود شریف بھیجا ہے وہ تو اس نے
واپس نہیں لیا ہے۔ میں اپنی کبھی ہوئی بات سے انکاری ہو سکتا ہوں۔ کیا ہم بات کر کے
انکار نہیں کر لیتے۔ سودا بازی کر کے انکار کر جاتے ہیں۔ ملاوٹ بھی کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے نہ تو ملاوٹ کرنی ہے اور نہ ہی انکار کرنا ہے۔ دیکھو کہ آج بازار میں کونسی چیز ہے کہ
جس میں ملاوٹ نہیں ہے۔ صرف ماں کے دودھ میں ملاوٹ نہیں ہے باقی ہر چیز میں
ملاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمادیں وہ حق ہے وہ پھر
پہ لکیر ہے وہ نہیں مٹ سکتی۔ اعمال میں سے ہر چیز مٹ سکتی ہے۔ نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ،

قربانی ہر چیز مٹ سکتی ہے۔ حتیٰ کہ شہادت بھی مٹ سکتی ہے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے
اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے وہ نہیں مٹ سکتا۔ ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں
چلتا کہ اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے زیادہ کریم کون ہے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی

یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ ہم پر زیادہ مہربان ہے یا اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہم پر زیادہ مہربان ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ
مہربان ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مانا اللہ تعالیٰ زیادہ مہربان ہے۔ وہ کریم میں وہ
سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور فزوں کے معنی زیادہ۔ اللہ تعالیٰ زیادہ کریم
ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت شریفہ یہ ہے کہ کبھی کسی کو "نہ" نہیں کرتے۔
سوالی جو بھی طلب کرے اس کو دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اندازہ لگائیں۔ تین چار
واقعات ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان بندوں کا کچھ نکال دیں۔ لیکن حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کریم ہیں کہ وہ ہمیں بچا لیتے ہیں۔ طائف کا واقعہ آپ نے کئی
بار سنا ہے۔ طائف ایک علاقہ ہے جو مدینہ منورہ سے اکتیس (31) میل دور ہے۔ سرسبز
علاقہ ہے جس طرح ہمارا مری کا علاقہ ہے۔ وہاں کے باشندے خوشحال تھے حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے۔ ان امراء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
کوئی بات نہ مانی بلکہ غنڈے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دئے۔ انہوں نے پتھر
مارنے شروع کر دئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک پر کئی ایک پتھر لگے۔ زخم
آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارکہ خون سے بھر گئیں۔ آپ ایک باغ میں
تشریف لے گئے تو باغ کے مالی نے ان نوجوانوں کو برا بھلا کہا اور حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو ان کے زغے سے بچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف فرما ہوئے تو دو فرشتے حاضر خدمت ہوئے۔ ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور دوسرا ان کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے طاقت عطا فرمائی ہے کہ یہ پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں پر گرا دے گا۔ اور سارے بندے اس کے نیچے دب کر مر جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں نے پتھر مارے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ سزا تجویز فرمائی ہے کہ پہاڑ کو اٹھ دے گا۔ اور تمام اہل طائف ابھی دب کر مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو چکا ہے۔ فرشتے کو اجازت مل چکی ہے۔ فرشتہ پہاڑوں کو اٹھانے کے لئے تیار ہے۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ کا انتظار ہے۔ صرف ایک اشارہ کی ضرورت تھی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ میں رحمت بن کر نہیں آیا ہوں۔ یہ آج اگر مجھے نہیں مانتے تو نہ سہی لیکن ان کی اولاد مجھے جانے گی۔ فرمایا کہ یا اللہ یہ مجھے پیچانتے نہیں ہیں۔ تو انہیں سمجھ عطا فرما۔ طائف والوں کو کس نے بچلایا۔ اللہ تعالیٰ تو ان کو تباہ کرنے کا حکم دے چکے تھے۔ فوج بھیج دی تھی۔ اسلحہ بھیج دیا تھا۔ ایٹم بم، میزائل یا جو بھی اس زمانے کا تباہ کن ہتھیار تھا وہ اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا تھا۔ طائف والے چند منٹوں بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جانے والے تھے۔ لیکن ان کو کس نے موت کے منہ سے بچالیا۔ قیامت کے روز ہمارے اعمال اور ہمارے کروت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہمیں (نعوذ باللہ) جہنم میں بھیجئے گا حکم دیں گے۔ ہمارے جو اعمال ہیں وہ آپ دیکھتے ہی ہیں کہ کس طرح کے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو جائے گا کہ یہ جہنمی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر مبارک سجدہ میں رکھا ہوا ہے اور عرض کر رہے ہیں دب ہب لی

اُمتی وہ دن ایسا ہوگا کہ ماں بیٹے سے نیکی مانگے گی۔ بہن بھائی سے مانگے گی بھائی بہن سے مانگے گا۔ بیٹا ماں سے مانگے گا۔ ایک دوسرے سے نیکیاں مانگیں گے کہ خدا کے لئے مجھے نیکی دے دو اور آپ خواہ جہنم میں چلے جاؤ۔ پوری کائنات میں صرف ایک ہستی ایسی ہوگی جو۔ اُمتی، اُمتی پکار رہی ہوگی۔ اے میرے غلام تو میرے پاس آ جا۔ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ وہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں چلے جائیں گے حالانکہ اس روز سجدہ قبول نہیں ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سجدہ اس دن بھی قبول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں کیا مانگ رہے ہیں۔ کیا اپنی بخشش طلب کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں۔ فرما رہے ہیں۔ دب ہب لی اُمتی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک اٹھائیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی مانگیں وہ ابھی عطا ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ نے جو بخشش کا معیار قائم کیا ہے۔ وہ بہت زیادہ ہے مہربانی فرمائیں اور میرٹ MERIT کو کم کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ میرٹ MERIT کیا ہوتا ہے جو سکول، کالج میں داخلہ لیتے ہیں ان کو MERIT کا پتہ ہے۔ باقی نہیں جانتے کہ میرٹ کیا ہوتا ہے۔ ایک معیار مقرر کر دیتے ہیں کہ اتنے نمبروں سے کم ہوں گے تو داخلہ نہیں ملے گا۔ یہ میرٹ ہوتا ہے۔ اگر فیسٹ ڈویژن میرٹ ہو تو پھر سیکنڈ ڈویژن کو تو داخلہ نہیں ملے گا۔ اگر سیکنڈ ڈویژن میرٹ ہے تو تھرڈ ڈویژن گیا۔ عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ نے جو جنت میں داخلہ کا میرٹ مقرر کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اس کو کم کریں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے وہ بھی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حالانکہ دنیا و کائنات میں رائی کا دانہ سب سے چھوٹا دانہ ہے۔ لیکن حضور علیہ

الصلوة والسلام پھر سجدہ میں چلے جائیں گے کہ یا اللہ رائی کا دانہ بہت بڑا ہے۔ اتنا ایمان کس کے پاس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اچھا رائی کا آدھے دانے کے برابر جس کی دل میں ایمان ہے وہ بھی جنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں ہیں۔ فرمایا جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے چوتھائی حصہ کے برابر ایمان ہے وہ بھی جنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں ہیں اور آخر بات یہاں تک پہنچے گی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ جس نے صرف کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی پڑھ لیا ہے اسے بھی جنت عطا کر دے۔ یہ کرم کس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور وہ دے بھی رہا ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے لے کر دے رہے ہیں۔ ایک آدمی ایسا ہوگا کہ اسے دوزخ کا حکم ہو جائے گا۔ فرشتے اس کو لے کر جا رہے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو تھکید کر لے جا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جا کر فرشتوں کو روک لیں گے کہ واپس میزان پر چلو۔ اس کا تول دوبارہ کرو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ ہمیں جانے دیں یا اللہ تعالیٰ سے واپسی کا حکم لے دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ تیرا وعدہ ہے کہ جو کلمہ شریف ہی پڑھ لے گا۔ درود شریف پڑھے گا وہ جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ لیکن فرشتے میرے امتی کو جہنم میں لے جا رہے ہیں۔ یا اللہ ان کو حکم دیں کہ یہ دوبارہ میزان پر جا کر اس کا تول کریں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے فرشتو جہاں آج میری حکومت ہے وہاں آج میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی حکومت ہے۔ ان کا بھی حکم مانو، فرشتے اس شخص کو واپس لائیں گے۔ اس کا تول دوبارہ ہوگا۔ پڑنا ل ہوگی۔ اور پہلی پڑنا ل صحیح نکلے

گی۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جیب مبارک سے ایک کانڈ کی چھوٹی سی چٹ نکالیں گے اور نیکیوں والے پٹڑے میں رکھ دیں گے۔ نیکیوں والا پٹڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس شخص کی بخشش ہو جائے گی۔ مبارک باد ملے گی۔ ہر شخص کو بخش ہوگا کہ چٹ میں کیا ہے کہ اس نے ایک جہنمی بندے کی بخشش کرائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں بتاتا ہوں کہ چٹ میں کیا ہے۔ اس بندے نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تھا میں نے اس کا ثواب محفوظ کر کے رکھ لیا تھا۔ آپ بھی پڑھ لیں اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم چٹ ہماری بھی بن گئی ہے۔ اب اور کیا چاہتے ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو چاندی کے ورق پر سونے کے قلم سے لکھ کر چٹ مجھے دے دی جاتی ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں اس کو پہچانتا ہوں اور اس کے درود شریف کو سنتا ہوں۔ میں اس کا شفیع ہوں گا۔ یہ درود شریف ہے۔ باقی اعمال بھی کرو۔ نماز پڑھو، روزے رکھو، جو کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کئے ہیں۔ وہ تمام اعمال کرو لیکن درود شریف کو نہ بھولیں۔ درود شریف کی کثرت کرو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا مقام ہے فرمایا کہ درود شریف تمہیں میرے نزدیک بھی کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب بھی لے جاتا ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اور جنت میں میرے قریب سب سے زیادہ کون ہوگا۔ وہ ہے جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کے لئے تو ایک چٹ ہی کافی ہے اگر اور زیادہ قرب چاہتے ہو تو درود شریف اور زیادہ کر لو۔ جتنا قرب چاہتے ہو اتنا ہی درود شریف کی کثرت کر لو۔ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ خواہ آپ سجدہ میں گڑ گڑا کر دُعا کریں کرتے رہو۔ غلاف کعبہ کو پکڑ کر دُعا کریں کر لو۔ ملتم کے ساتھ

وسیلہ کون ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین!

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات نعتی ہے
در حضور کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات نعتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے

حضرات۔ ہم کئی روز سے ایک بات کر رہے ہیں اور علماء کرام سے بھی اس سے متعلق تعلیم لی ہے کہ وسیلہ پکڑو۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ کوئی وسیلہ تلاش کرو۔ آپ اللہ تعالیٰ تک براہ راست نہیں پہنچ سکتے۔ میں نے صرف ایک عرض کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری کائنات کوڑ میں لپیٹ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں رکھ دی ہے۔ اور کچھ باقی نہیں بچایا ہے۔ کسی کے پاس رسپنسی نہیں دیا ہے تو آپ کسی سے کیا مانگیں گے۔ یا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو سب

لگ کر دُعا کر لو مقام ابراہیم علیہ السلام پر دُعا کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری دُعا مجھ تک پہنچتی ہی نہیں ہے۔ تیری درخواست مجھ تک پہنچے تو پھر میں اس پر Yes یا No کروں۔ تیری میری دُعا بارگاہ عالیہ میں درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچتی ہے۔ اگر دُعا کے آگے پیچھے درود شریف ہے تو وہ اس دُعا کو اڑا کر بارگاہ عالیہ میں پہنچا دیتا ہے۔ دُعا کو پرواز دینے والی چیز درود مصطفیٰ ہے۔ درود شریف قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے آمین۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس ہوں۔ لہذا جب آپ قرب نبی میں پہنچو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ بھی مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی گھر نہیں ہے کوئی مکان نہیں ہے۔

وہی لامکان کے مکین ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں
اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے اور ان پر درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 02-05-04

کچھ عطا نہ کیا ہو۔ کچھ دیا ہو۔ اور کچھ نہ دیا ہو تو ہمیں پتہ چل جائے کہ یہ نہیں دیا ہے لہذا یہ کسی اور سے مانگ لیں۔ اگر کسی اچھے عقیدہ والے عالم سے کوڑ کی تعمیر پوچھیں تو بتاتے ہیں کہ ماسواء اللہ تعالیٰ کے باقی جو کچھ بھی ہے وہ کوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی جو کچھ بھی ہے وہ کوڑ میں شامل ہے تو پھر کسی چیز کا پتہ لگائیں جو کوڑ میں نہ ہو۔ کیا علم اس سے باہر ہے۔ کیا صحت اس سے باہر ہے۔ کیا اولاد، کیا جنت کوئی چیز بھی اس سے باہر ہے۔ کوئی ایسی چیز بتائیں جو کوڑ میں نہ ہو۔ اور کوڑ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ہے لہذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے بغیر کچھ نہیں مل سکتا۔ مثال ہے کہ یہ کاپی ہے یہ میں تنویر شاہد صاحب کو دے دیتا ہوں۔ اب اگر آپ نے کاپی لینی ہو تو تنویر سے لیں گے۔ مجھ سے نہیں لیں گے کہ میں تو تنویر کو کاپی دے چکا ہوں اب کاپی میرے پاس نہیں ہے یا تو آپ یہ کہیں کہ میں نے کاپی نہ دی ہو۔ یا اس میں سے کچھ صفحے نکال لئے ہوں۔ یا اس کے سارے اوراق نکال لئے ہوں اور تنویر کو صرف اس کی جلد دے دی ہو پھر تو آپ میرے پاس آئیں۔ کہ جی آپ نے جو کچھ اپنے پاس رکھ لیا ہے اس میں کوئی تقریر لکھی ہوگی۔ کوئی نعت لکھی ہوگی۔ کچھ اشعار لکھے ہوں گے۔ آپ وہ ہمیں دے دیں۔ جب میں نے پوری کاپی تنویر کو دے دی ہے تو پھر اب کاپی کس سے مانگو گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے تو پھر آپ کس سے مانگیں گے۔ اگر کوڑ میں سب کچھ ہے تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مانگنا پڑے گا۔ کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ملکیت کو ایک فقرے میں بند کر کے رکھ دیا ہے کہ جس کا جو جی چاہے۔ مجھ سے مانگ لے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے۔ مسل ماشت یا ربیعہ حضرت ربیعہ سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے ربیعہ جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔ پوری کائنات میں کیا کوئی بندہ ہے

خواہ وہ کتنی ہی ملکیت والا ہو جو یہ کہہ سکے کہ مجھ سے جو جی چاہے مانگ لو۔ بڑے بڑے لوگ گزرے ہیں۔ نرود ہے۔ خذاد ہے۔ فرعون ہے۔ اکبر اعظم ہے۔ سکندر اعظم ہے۔ آجکل بش ہے اور اس کے ساتھی ممالک بھی ہیں۔ بڑی طاقت کے مالک ہیں کسی ایک کا بھی نام لے لیں جو یہ کہہ سکے کہ جو چاہو مانگ لو۔ یہ صرف وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ کیسے نہیں پکڑیں گے جبکہ ان کے علاوہ اور کوئی ہے ہی نہیں کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

پھر کہاں جاؤ گے۔ حضرات اللہ تعالیٰ تو اعلان فرما رہے کہ انا اعطینک الکوثر (الکوثر 1) "اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔" میں تو پہلے ہی دے چکا ہوں۔ ماضی کا صیغہ ہے۔ جب تم نہیں تھے اس وقت سے دے چکا۔ یا اللہ کیا صرف کوڑ ہی دی ہے یا اور بھی کچھ دے دیا ہے۔ فرمایا ولسوف یعطیک ربک فترضی (الفصحی 5) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" میں نے تو اپنی مرضی بھی اس کو دے دی ہے۔ آپ کوڑ پر ہی جھگڑ رہے ہو۔ کہ کوڑ دی ہے۔ نہیں دی ہے۔ میں نے تو اپنی رضا بھی اس کو دے دی ہے۔ اب دیکھیں کہ دو چیزیں ہیں ایک میری کاپی ہے اور ایک میری مرضی ہے۔ کیا اس کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے۔ مثال ہے کہ کاپی کائنات ہے کوڑ ہے اور ایک میری مرضی ہے۔ میں کاپی کا بھی مالک ہوں اور اپنی مرضی کا بھی مالک ہوں میں نے اپنی کاپی اور مرضی دونوں تنویر کو دے دی ہیں۔ پھر آپ یہاں سے کس طرح اٹھ کر جائیں گے۔ ان کی مرضی سے ہی جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کوڑ اور اپنی مرضی دونوں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو دے دی ہیں۔ اگر جنت میں جانا ہے تو اس کا اقرار کر کے جانا ہے۔ اور اگر دوزخ میں سڑنا ہے تو اس کا انکار کر کے سڑنا ہے۔ یا اللہ یہ دونوں چیزیں آپ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہیں۔ کیا ان کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے۔ فرمایا ہاں ہے۔ وللاخرۃ خیر لک من الاولی (الفصحی ۴) "اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔" ہر آنے والی گھڑی بے شمار کوڑیں لے کر آ رہی ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا صرف ایک شعر ہی پڑھ دیں تو سارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اگر پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھیں تو وہ فرماتے ہیں کہ

ایس صورت نوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں
اگر تو نے اپنی کوئی شان بنوائی ہے تو آ جا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں
جھولی پھیلا لے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔
حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ کہ تیرا جو جی چاہے مانگ لے۔ اگر تو وہ
خود آتے اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیجئے۔ تو پھر حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام فرماتے کہ مجھ سے مانگ رہے ہو یہ شرک ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی
مانگنا چاہئے۔ وہی حاجت روا ہے۔ وہی دینے والا ہے۔ میں کیا دے سکتا ہوں۔ لہذا باز
آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ وہی جنت دینے والا ہے۔ وہی جنت کا مالک
ہے۔ اپنا حساب کتاب پیش کرو۔ جو کچھ کرتے رہے ہو اس کو بھگتو۔ پل صراط موجود ہے
اس پر سے گزرو۔ پھر میزان ہے وہاں اپنے اعمال تول کے لئے پیش کرو۔ پھر پتہ چل

جائے گا کہ جنت تجھے ملتی ہے کہ نہیں ملتی ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں
فرمایا۔ بلکہ اس کو سوال کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ خود ہی فرمایا کہ تو مجھ سے مانگ۔ اور
جو تیرا جی چاہے وہ مانگ۔ پھر اس نے کیا مانگا ہے۔ جنت کی ایک چھوٹی سی ٹہنی یا چھڑی
دنیا میں آ جائے تو وہ اس پوری دنیا میں سا نہیں سکتی جنت کی اتنی وسعت ہے۔ حضرت
ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دنیا میں جس
طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوں۔ اسی طرح جنت میں بھی جس جگہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے میں وہاں بھی اپنا گھر چاہتا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں وہاں بھی رہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو ہو گیا اور کیا چاہتے
ہو۔ اب بتائیے کہ وہ پل صراط سے گزرنے پر ڈرے ڈرے کا حساب ہونا۔ کہاں
گیا۔ عذاب قبر سے بہت ڈراتے ہیں کہ وہاں سانپ ہوں گے۔ بچھو کاٹیں گے۔ قبر تنگ
ہو جائے گی! دھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں! دھر لگا دی جائیگی۔ حشر میں سورج سوا
نیزے پر آ جائے گا۔ زمین تانبے کی طرح تپ کر سرخ ہو جائیگی۔ پسینے آ جائیں گے۔
اب آپ خود ہی اندازہ کر لو کہ سارے نظارے کہاں گئے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے جب یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی چاہتا ہوں تو حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ تو بہت مشکل کام ہے۔ کوئی اور چیز مانگ لو۔ جنت
میں میرا مقام کچھ اور ہو گا تو وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
"نہیں" نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یہ تو ہو گیا۔ کچھ اور بھی مانگ لو۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس صرف جنت ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ
ہے۔ لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اُنھتے

نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دُعا کے بعد۔" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اور کچھ بھی مانگوں تو پھر میں کیا کہلاؤں گا۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے

اللہ جانے کہ یہ جھگڑا کہاں سے پیدا ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے۔ یا تو پھر قرآن مجید سے سورۃ الکوثر نکال دیں یا حدیث شریف میں سے یہ سوال نکال دیں کہ مسل ما شئت ایک جگہ فرمایا مسلوٰنی کہ تو مجھ سے ہی سوال کر۔ صرف مجھ سے ہی مانگ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ظاہر فرما دیا کہ دینے والا میں ہوں اور مانگنے والے تم ہو۔ یہ تو چیزیں دینے سے متعلق ہے۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا جو جی چاہے پوچھ لے۔ یہ کون کہہ سکتا ہے۔ اور کون بتا سکتا ہے۔ یہ صرف وہ بتا سکتا ہے جس کو پوری کائنات کے تمام علوم غیبیہ کا پتہ ہو ایک آدمی کو لوگ طعنہ دیتے تھے کہ تو حلائی نہیں ہے۔ وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتا دیں کہ میں حلائی ہوں کہ نہیں ہوں۔ یہ کیسا راز ہے۔ اس راز کی گہرائی دیکھو۔ کہ بعض دفعہ ماں کو بھی یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کا بچہ کس کے نطفے سے ہے اس کا باپ کون ہے۔ اسلئے حشر کے دن ماں کے نام پر آواز دی جائے گی تا کہ باپ کا کسی کو علم ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری شرم رکھ لی ہے۔ کہ باپ کا پتہ ہی نہ ہو۔ والدہ تو ضرور ایک ہی ہوگی۔ والد نہ جانے کتنے ہوں۔ معاشرے میں زنا کاری کا یہ عالم ہے۔ حلائی ہونا یا نہ ہونا کتنے راز والی بات ہے۔ میاں بیوی کا راز ہے۔ اندھیرے کا راز ہے۔ اس سے بڑا راز دنیا میں نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو حلائی ہے۔ ایک منافق نے موقعہ پا کر پوچھ لیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون

ہے۔ فرمایا تو حرام کا ہے۔ اس نے تلواریں نکال لی اور اپنی ماں کے سر پر جا کھڑا ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "میں حرامی ہوں" اب تو بتا کہ میرا باپ کون ہے۔ ماں نے کہا کہ اس سے بڑی اور کیا نسا فی ہوگی کہ تو حرام کا ہے اور ماں کو قتل کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ جو اپنی ماں کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جائے اس کی نسل میں بھی کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔ ماں نے کہا کہ تو حرامی ہے اب مجھے مار دینا چاہتا ہے تو مار دے۔ ایک تیسرے بندے نے پوچھا کہ میرا انجام کیسا ہے۔ میں مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا۔ یہ بھی راز ہے۔ کون بتا سکتا ہے۔ کون سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے کہ وہ جنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو جہنمی ہے۔ وہ بھی منافق تھا۔ اب بھی اگر وسیلہ سے متعلق شک ہو کہ وسیلہ کون ہے تو اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ شک کس طرح سے دور ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (المائدہ 35) "اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو" اس کا انکار کون کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑو۔ لوگ کہتے ہیں کہ وسیلہ ایمان ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ وسیلہ عمل ہے۔ وسیلہ یا تو عمل ہے یا پھر ایمان ہے۔ لیکن آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ مخواہ وسیلہ بتایا ہوا ہے۔ اولیاء اللہ کو وسیلہ سمجھا ہوا ہے۔ پیر صاحبان کو وسیلہ سمجھا بتایا ہوا ہے۔ چلو ہم مان لیتے ہیں کہ ایمان وسیلہ ہے۔ لیکن اپنے ایمان سے بتاؤ کہ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان آ سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے دل میں دنیا و مافیہا سے بڑھ کر میری محبت نہیں ہے وہ ایماندار نہیں ہے۔ جس ایمان کو تم وسیلہ بنا رہے ہو وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ وہ ایمان بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ محبت وسیلہ ایمان کا ہے۔ تو پھر ہم نے خود محبت کی ہے۔ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ یہ بھی میرا فضل ہے۔ حضور علیہ

الصلوة والسلام فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مجھ سے محبت نہیں کر سکتا جب تک کہ پہلے میں اس سے محبت نہ کروں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں پہلے تیرے لئے محبت پیدا ہوئی۔ اس کے صلہ میں آپ نے ان سے محبت کی اور پھر اس محبت کے صلہ میں ایمان ملا۔ مانتے ہیں کہ ایمان وسیلہ ہے لیکن ایمان ملتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کی محبت سے ہے۔ وہ محبت نہ کریں تو پھر تو بھی ان سے محبت نہیں کر سکتا۔ اگر محبت نہ ہوئی تو ایمان نہ ملا۔ اگر ایمان ہی نہ ملا تو پھر تیرا وسیلہ کہاں گیا۔ دوسرے جو کہتے ہیں کہ عمل وسیلہ ہے۔ نماز پڑھ لو، روزہ رکھ لو، روزہ کی جزا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور نماز کا سجدہ جو ہے وہ قرب الہی میں لے جاتا ہے۔ لہذا نماز بھی وسیلہ ہے۔ قربانی کرتے ہیں تو جب خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرنا ہے تو قربانی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے لہذا قربانی بھی وسیلہ ہے۔ جب بندے کی پہلی نظر بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بیت اللہ شریف بھی وسیلہ ہے ایک کہانی ہے کہ تین آدمی ایک غار میں پھنس گئے۔ وہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ غار کے منہ پر بڑا بھاری پتھر آگیا جو ان کی کوشش کے باوجود بھی پیچھے نہ ہٹ سکا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جو کسی نے کوئی نیک کام زندگی میں کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں تاکہ ہمیں اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ ایک نے کہا کہ میں نے اپنی والدہ کی بہت خدمت کی ہے یا اللہ اگر تجھے وہ میرا عمل پسند آیا ہو تو اس کے واسطہ وسیلہ سے ہمیں نجات عطا فرما دے تو پھر تھوڑا سا ایک طرف کو ہٹ گیا۔ دوسرے نے اپنے کسی عمل کا واسطہ دیا تو پھر تھوڑا سا اور ہٹ گیا۔ تیسرے نے بھی اپنے کسی عمل کا واسطہ دیا تو پھر پیچھے ہٹ گیا۔ راستہ مل گیا اور وہ تینوں غار سے باہر نکل آئے۔ لہذا وہ کہتے ہیں کہ عمل سے وسیلہ بن جاتا ہے۔ جب بندہ سجدہ میں ہوتا ہے تو اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے

قریب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں واسجدواقترب (العلق 19) "سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ" سجدہ کی حالت میں بندہ قرب الہی میں چلا جاتا ہے۔ چلو یہ بھی مان لیا کہ عمل وسیلہ ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا و کائنات میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو میرے نور کے پرتو سے نہ بنی ہو۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است
یا ہوز اندر تلاش مصطفیٰ است

جو چیز بن گئی ہے۔ تیری نماز بن گئی ہے۔ تیری داڑھی، تیری نعت خوانی، تیرا محفل سجلا۔ یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنا ہے۔ پھر تو جس عمل پر نماز کر رہا ہے اس کی بنیاد تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اس حدیث پاک کا ترجمہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر چیز میرے نور کے پرتو سے بنی ہے۔ جتنے بھی اعمال آپ کرتے ہیں یہ آپ کی تخلیق ہے کیا نماز آپ خود نہیں پڑھتے۔ اس میں قیام، رکوع سجود آپ خود نہیں کرتے۔ کیا روزہ آپ خود نہیں رکھتے۔ کیا حج آپ خود نہیں کرتے۔ ان اعمال کا قائل کون ہے۔ ان اعمال کو بنانے والا کون ہے۔ یہ آپ ہیں لیکن ان کی بنیاد کیا ہے۔ ان کی بنیاد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہے۔ جو عمل کا بھی سہارا لے رہا ہے۔ تو وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا محتاج ہے۔ اور جس ایمان کا تو سہارا لے رہا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا محتاج ہے۔ تو پھر میں کہوں نہ کہوں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفسر مقرر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

وسیلہ کہاں سے لو گے۔ آپ خود ہی دیکھیں کہ جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو۔ اگر یہاں
کچھ نہیں ہوا ہے۔ تو سمجھ لو کہ وہ وہاں سے آیا ہی نہیں ہے۔ جو یہاں نہیں ہے تو پھر سمجھ لو
کہ وہ وہاں بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما اتکم الرسول فخذوه وما
نہکم عنہ فانتہوا (الحشر ۷) اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس
سے منع فرمائیں۔ باز رہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در
پر کھڑا کر دیا ہے۔ جو کچھ بھی لیا ہے وہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لو۔ جو کچھ وہ عطا
کریں وہ لے لو۔ اور جس چیز سے منع فرماتے ہیں اس سے باز آ جاؤ۔ سارے ایمان نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اور سارے اعمال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور
سے ہیں تو پھر اصل وسیلہ کون ہے۔ دوسرے فرقوں والے ان دو چیزوں پر زور دیتے ہیں
ایک ایمان ہے اور دوسرا عمل ہے کہ ان دونوں کے سہارے ہم پار لگ جائیں گے۔ ہم
مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کے سایہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس
کے اعمال کا حساب کتاب ہو گیا وہ ویسے ہی ہلاک ہو گیا جہنمی ہو گیا۔ اور یہ اعمال کو اپنا
وسیلہ بناتے ہیں۔ مفتی صاحب نے تمام اعمال کو ہی ختم کر کے رکھ دیا۔ تیری نمازیں،

تیرے روزے اور تیرے حج سب ختم ہو گئے۔ حدیث پاک ہے کہ جس کا حساب کتاب
کھل گیا وہ جہنمی ہو گیا۔ ان کی ایک تحقیق اور بھی ہے کہ جو کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے
وہ منافق ہے اور مومن وہ ہے جو کہے کہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں
جانا ہے۔ ہمیں تو کوئی در کوئی اور سہارا نظر ہی نہیں آتا۔

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

اللہ تعالیٰ نے جنت کی چابیاں اور دوزخ کی چابیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا
کر دیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا ہے اور وہ آگے تقسیم فرما دیتے
ہیں۔ فرمایا کہ میرے چار ریا ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں کی ڈیوٹیاں خاص مقامات پر
لگا دی ہیں اب اگر کچھ لینا چاہتے تو پھر ان سے لینا ہو گا فرمایا کہ جنت کی چابیاں اور اس
کی ملکیت و مختاری حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہے۔ اور انہیں حکم
ہے کہ جس کو چاہیں جنت میں جانے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔ اگر جنت لینا
چاہتے ہو تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در پر جاؤ۔ ان کی اجازت سے
جنت میں داخل ہونا ہے۔ میزان پر قبضہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
ہے۔ ان کو بھی مکمل اختیار ہے کہ جس کے اعمال چاہیں وزنی کر دیں۔ جس کے چاہیں نہ
کر دیں لوگ کہتے ہیں کہ اعمال وسیلہ ہیں۔ اعمال تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے قبضہ میں ہیں۔ ہمارا وسیلہ تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ہمارا
وسیلہ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا

سے بنے ہوئے ہیں۔ پلی صراط پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ ہے۔ آپ اپنے اعمال کی بنا پر پلی صراط سے گزنا چاہتے ہو۔ وہاں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبضہ ہے۔ وہ جس کو چاہیں گزرنے کی اجازت عطا فرمادیں اور جس کو چاہیں نیچے جہنم میں گرا دیں اعمال پر بھروسہ کرنے والو۔ اعمال کو وسیلہ سمجھنے والو اگر پلی صراط سے گزنا چاہتے ہو تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑو۔ ان کو وسیلہ بناؤ۔ خوش کوڑ پر قبضہ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ جسے پانی کی بوند وہاں سے نہ ٹپے وہ پیاس سے مر جائے گا۔ جب ہر چیز پر قبضہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ان اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وسیلہ کس طرح سے نہ ہوں گے۔ آج آپ جو لنگر کھائیں گے وہ شاہد تنویر صاحب کے گھر سے آیا ہے۔ شاہد تنویر صاحب کی یہ روٹی ہے کیا ان کے بغیر حاضری محفل میں کوئی دوسرا شخص یہ لنگر دے سکتا ہے۔ نہیں دے سکتا کہ وہ مالک نہیں ہے۔ آج لنگر کی ملکیت شاہد تنویر صاحب کے پاس ہے۔ دستور الہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلمات نہیں بدلتا۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسَنَةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا (الفتح ۲۳) اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔ وہ اپنی بات پر قائم ہے۔ وہ اپنے احکامات نہیں بدلتا۔ ایک دفعہ جو وہ دے دیتا ہے پس دے دیتا ہے واپس نہیں لیتا۔ اور جنت کہ جس کے لئے سب مر رہے ہو وہ تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے اور جن حوروں پر تم مر رہے ہو وہ حور غنی کس سے ہے۔ حور کا جب پتلا بنتا ہے تو پھر اس پتلے کی گال پر نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ حور بن جاتی ہے۔ یہ کام کرو تو وہ حوریں ملیں گی۔ وہ عمل کرو تو ستر حوریں ملیں گی۔ ہر عمل کے لئے حوروں کی تعداد مقرر کرتے ہو۔ وہ حوریں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہیں۔ تم حوروں کے لئے وسیلہ

ڈھونڈ رہے ہو۔ حور کو تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کی ضرورت ہے۔ اگر تم حوروں پر مرتے ہو تو ان پر نہ مرد بلکہ اس نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مرد کہ جس سے حوریں بنتی ہیں۔ اگر حوروں پر مرتے رہو گے تو حوریں تو نہ مل سکیں گی بلکہ "حورے" پڑیں گے۔ حور اور حورے میں فرق صرف "ے" کا ہی ہے۔ یا حور اور حورا یعنی مُکَا میں فرق صرف "الف" کا ہی ہے۔ جنت میں سب سے بڑی نعمت کیا ہے یہی حور ہی ہے۔ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ کی تصنیف ہے۔ "عظمت نام مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم اس میں درج ہے کہ حور غنی کس سے ہے۔ جنت غنی کس سے ہے فرمایا کہ حور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتی ہے اور جنت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنتی ہے۔ اور جنت میں جو وسعت پیدا ہوتی ہے وہ تیرے درود شریف پڑھنے سے ہے۔ جنت نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور جنت میں جو وسعت پیدا ہوتی ہے وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ایک بڑا معیار بتایا ہوا ہے کہ

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا

مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

سب سے زیادہ پاکیزہ Refined فرشتہ ہے۔ کوئی اگر بہت اچھے اخلاق و کردار کا مالک ہو تو کہتے ہیں کہ یہ فرشتہ سیرت ہے۔ فرشتہ کس طرح سے بنتا ہے۔ فرشتہ کون سا عمل کرتا ہے کہ وہ فرشتہ بن جاتا ہے۔ فرشتہ کس وسیلہ سے بنتا ہے۔ فرشتہ کا بھی پہلے پتلا بنتا ہے ہیں۔ خالی کاغذ پر اس کا خاکہ تیار کرتے ہیں اور پھر اس خاکے کی آنکھ کی پتلی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں تو وہ فرشتہ بن جاتا ہے۔ اب بتائیے کہ پھر وسیلہ کون ہے۔ وسیلہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بہت

مقام ہے۔ اور ان کا بہت چہ چاہے۔ ہر مسجد میں ان کا ذکر ہے۔ ہر گھر میں ان کی محفل ہے۔ ان کی منقبت ہر محفل میں پڑھی جاتی ہے۔ جس کی گردن پر ان کا قدم مبارک نہ ہو وہ دلی نہیں بن سکتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ دلی عمل سے بنا ہے وہ تو قدم سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بن رہا ہے۔ دلی ایک بہت بلند مرتبہ شخصیت ہے۔ جہاں عام بندے کی عقل، سمجھ اور سوچ، فکر ختم ہوتی ہے وہاں سے دلی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ اتنی عظمت والی ہستی حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک سے نعتی ہے۔ تو اب بھی وسیلہ ڈھونڈتے ہو۔ ہم تو مغرب سے عشاء تک وضو قائم نہیں رکھ سکتے۔ ساری رات کا وضو تو بعد کی بات ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال رات کو سوئے ہی نہیں۔ روزانہ قرآن مجید کا ایک دور ختم ہوتا تھا۔ کتنی زیادہ ریاضت ہے۔ محنت ہے۔ بہر حال علم کے حصول کے بعد تقریر فرمانے کے لئے کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو کچھ طاری ہو گئی۔ کوئی بات نہ کر سکے۔ سارا علم بھی غائب اور سارا عمل بھی غائب۔ تینتیس سال علم حاصل کیا تھا کچھ تو یاد ہوتا۔ لیکن نہیں کچھ یاد نہیں آ رہا کہ کیا بولوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے کہ جس طرح سے آپ کی اس آج کی محفل میں تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بیٹا کیا بات ہے وعظ کیوں نہیں کرتے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو سارا علم ہی بھول گیا ہے میں بات کیا کروں۔ فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعابِ دہن ان کے منہ میں ڈالا۔ تو کائنات کے سارے علم ایک لمحہ میں آ گئے۔ آپ غوث بن گئے۔ اور جس کی گردن پر قدم رکھتے ہیں وہ دلی بن جاتا ہے۔ جس کا کوئی دلی نہ ہو اس کی جنت میں جگہ ہی نہیں۔ وہ جنتی نہیں ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہندا میں دی آکھاں راہ دے

بن مرشداں راہ نہیں لیھتا تے دل مرسیں وچہ راہ دے
لوئے لوئے بھر لے کڑیئے جے مدھ بھاڈا بھرا
شام پئی بنا شام محمد گھر جاندی نے ڈنا
شام پئی کا مطلب زندگی کی شام ہے۔ زندگی کا خاتمہ ہے۔ قریب المرگ ہے یا مرگیا ہے
اور کڑیئے سے مراد ہر بندے کو خطاب ہے۔ ہر بندے کو آواز دی ہے کہ بندے موقعہ
ہے کام کر لو۔ وہ کون سا کام ہے جو کرنے کا اشارہ فرمایا جا رہا ہے۔

لوئے لوئے بھر لے بھاڈا کڑے جے مدھ بھاڈا بھرا

شام پئی بنا شام محمد تے گھر جاندی نے ڈنا

جب تک تیری زندگی ہے جلدی جلدی کام کر لو۔ پھر اگر تیری موت آ گئی "بنا
شام" مطلب کہ کسی بلی کے بغیر مر گیا۔ شام کے معنی ساتھی، دوست، اگر تیرا کوئی بلی نہ
ہو تو پھر دوزخ میں جانے سے تو ڈرے گا۔

توں بلی تے سب جگ بلی ان بلی دی بلی

بجناں باجھ محمد بخشا تے نجی پئی حویلی

بلی یعنی مرشد تو قدم غوث اعظم سے بنا ہے اور خود غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ لعابِ دہن
مبارک سے بنے ہیں۔ پھر وسیلہ ہر حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

آخر پر پھر وہی بات جو ہمیشہ ہی کرتے ہیں کہ

ٹائے محمد ﷺ جو کرتے رہیں گے

دامن مرادوں سے وہ بھرتے رہیں گے

ہم نے اپنے دامن کہاں تک بھر لئے ہیں۔ ہم جو یہاں دو تین گھنٹے سے بیٹھے ہیں تو کیا
کر رہے ہیں۔ صرف ٹائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے۔ ایک آیت مبارکہ کی

تلاوت ہوئی ہے۔ پھر دو گھنٹے سے نعت خوانی ہو رہی ہے۔ اگر میں کہوں

ٹائے محمد ﷺ جو کرتے رہیں گے

دامن مرادوں سے وہ بھرتے رہیں گے

ہمارے دامن میں کیا آگیا ہے۔ کون سی چیز ہمارے دامن میں بھر گئی ہے۔ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ محفل یہاں سے اٹھا کر اپنے روضہ اقدس میں رکھ دی ہے۔ ہم نے یہ حدیث پاک بھی حروف میں لکھوا کر آستانہ کی دیوار پر لگا دی ہے۔ اور اس حدیث پاک کو چھپوا کر اس کی کاپیاں لوگوں میں تقسیم کر رہے ہیں کہ باقی خواہ ہم ہر چیز کو بھول جائیں لیکن یہ نہ بھول جائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال شریف کے بعد بھی ہر محفل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں ہوا کرے گی۔ فرمایا کہ میری امت مشرق میں ہوگی میری امت مغرب میں ہوگی جب وہ محفل ذکر کیا کریں گے تو وہ محفل میرے روضہ اقدس میں ہوا کرے گی۔ میں سنوں گا اور میں پیچانوں گا کہ کون کون محفل میں آیا ہے اور کس کس نے میری نعت شریف پڑھی ہے۔ اب بتائیے کہ اس سے بڑا کوئی انعام ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے میرے روضے کی زیارت کی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں اور وسیلہ کیا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی کیا کہ اس نے میری ہی زیارت کر لی۔ یہ کرم ہم سب سے بیٹھے ہیں۔ ہم جیسے بھی ہیں لیکن اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری میں ہیں۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم انہیں دیکھیں یا وہ ہمیں دیکھ لیں ان میں سے بڑی بات کون سی ہے۔ اعلیٰ بات کون سی ہے۔ یقیناً وہ ہمیں دیکھیں تو کیا بات ہے۔ وہ تو فرما رہے ہیں کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں گا۔ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ تمہارے نام

جانتا ہوں۔ تمہارے باپ کے نام جانتا ہوں۔ اور تمہارے قبیلہ کا بھی مجھے علم ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پہچانتے ہیں تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ فرمایا کہ تمہاری اس پہچان کی وجہ سے میں تمہیں قبر میں بھی پہچان لوں گا۔ یہ بھی حدیث پاک ہے کہ جس جگہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں۔ لوگ تو حساب کتاب دینے کے بعد جنت میں جائیں گے آپ تو ابھی سے جنت میں ہیں اس سے بڑھ کر آپ اپنا دامن کن مرادوں سے بھریں گے۔ آپ لاکھ اعمال کر لیں۔ یہ مرتبہ نہیں مل سکتا۔ ہزاروں نمازیں پڑھ لیں۔ وصال کے روزے بھی رکھ لیں۔ قربانیاں کر لیں۔ حج کر لیں۔ طواف کر لیں لیکن جنت پھر بھی نہیں بنے گی۔ جنت اعمال سے نہیں بنتی۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنے گی۔ آپ نعت پڑھو جنت بن جائے گی۔ درود شریف پڑھو جنت بن جائے گی۔ اور جو کوئی ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو گیا اسے پھر باہر نہیں نکالیں گے۔ آپ یہاں محفل سے جنتی بن کر جائیں گے اور جو کوئی تمہارا چہرہ دیکھے گا وہ بھی جنتی بن جائے گا۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھیں جا

جے کوئی مل پوے ستیا تے توں دی ستیا جا

صرف یہ کہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ حیات ہیں۔ شفیع ہیں۔ کوڑ کے مالک ہیں مالک و مختار ہیں۔ علم غیب رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہیں تو پھر تو بھی جنتی ہے۔ اور جو کوئی تیرا چہرہ دیکھے گا وہ بھی جنتی ہے۔ اب بتائیے کہ وسیلہ کون ہے۔ صحابی کس طرح سے بنتا ہے۔ کون سا کورس پڑھ کر صحابی بنتے ہیں۔ کیا وہ حافظ ہو، عابد ہو، بہت نمازی ہو۔ روزے رکھے ہوئے ہوں۔ کئی حج کئے ہوں۔ ابھی تک نماز کا حکم آیا نہیں ہے۔

روزے فرض نہیں ہوئے ہیں۔ زکوٰۃ کا حکم آیا نہیں ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ آئی ہے کہ اعلان نبوت فرمادیں۔ تو جس نے کلمہ شریف پڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی وہ صحابی ہے۔ جو اعمال کو وسیلہ سمجھتے ہیں وہ اعمال ابھی بنے ہی نہیں ہیں اعمال کے بننے سے پہلے ہی صحابی بن رہے ہیں۔ اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ مقام ہے کہ اس زمانہ کے ستر ہزار غوث ہوں تو ایک طرف ان کی شان رکھ لیں۔ دوسری طرف صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہو اور اس گھوڑے کے چلنے سے اس کے پاؤں سے مٹی اڑے تو اس مٹی کی عظمت ان تمام ستر ہزار اغیاث کی شان سے زیادہ ہے۔ ان اغیاث کی عظمت اس مٹی کی عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ صحابی بنا کس سے ہے؟ وہ زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے۔ یہ وسیلہ ہے۔ اس وسیلہ سے صحابی بنا ہے۔ غوث بنا ہے۔ ولی بنا ہے۔ وسیلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

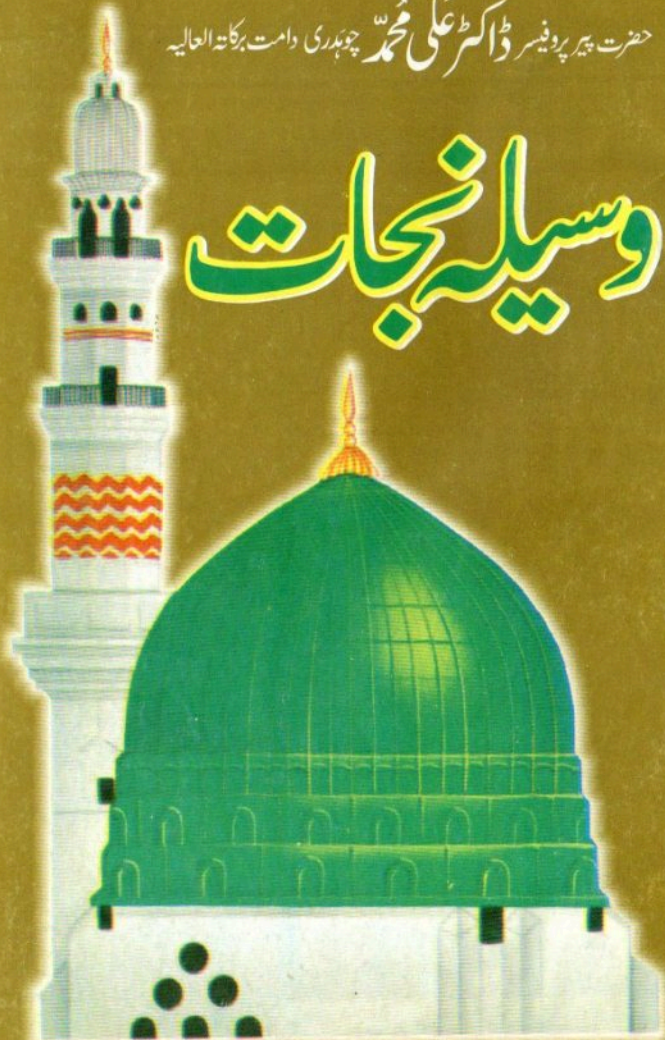
وما علینا الا البلاغ العبین

خطاب برہان شاہد تنویر صاحب 10-04-04

ارشاداتِ عالیہ مظہرِ نورِ خدا مظہرِ نورِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عاشقِ رسولِ محبتِ الِ رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



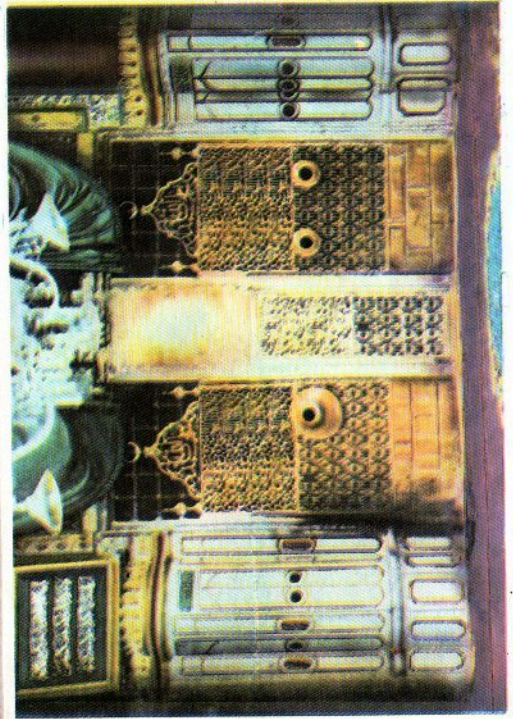
حصہ
سولہواں

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۰	نعت شریف	۱۔
۳	پیش لفظ	۲۔
۶	یک وار نگہ آتوں ساڈی جاتے	۳۔
۸۰	درد جامی رحمۃ اللہ علیہ	۴۔
۱۰۱	دلی کی زبان کا اثر	۵۔
	بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام اور	۶۔
۱۱۳	اُمّت محمدیہ کے اولیاء اکرام رحمہم اللہ علیہم	
۱۳۰	توبہ	۷۔
۱۵۶	اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم لا محدود	۸۔
۱۷۸	محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات	۹۔
۱۹۸	مغرب نئے	۱۰۔



نعت

کعبہ کے بدرالدینی تم پہ کروڑوں درود طیبہ کے عش ابھی تم پہ کروڑوں درود
شافعی روز جزا تم پہ کروڑوں درود دافع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود
جان و دل اصفا تم پہ کروڑوں درود آب و گل انبیاء تم پہ کروڑوں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہیں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چپا تم پہ کروڑوں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود
تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود تم سے ہے سب کی بھاک تم پہ کروڑوں درود
تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود
بے ہنر و بے تیر کس کو ہوئے ہیں عزیز ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود
آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود
خلق تمہاری جمیل خلق تمہارا جلیل خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے ماہ تمام جملہ رسل کے امام نوش ملک خدا تم پہ کروڑوں درود
تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم بیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود
نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود
منظہر حق ہو تمہیں منظر حق ہو تمہیں تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود
کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ تم کو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود
کام و لے لیجئے تم کو جو راضی کرے ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

پیش لفظ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں۔" میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت نبی کا ذکر آیا ہے۔ صفت سے قبل موصوف کا موجود ہونا لازمی امر ہے۔ لہذا صفت نبوت سے قبل ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ضروری ہے اور جب سے یہ وجود ہے اللہ تعالیٰ اس پر درود شریف بھیج رہے ہیں۔ جب کچھ بھی تخلیق نہیں تھی تو خالق موجود تھا اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری تھا کہ خود خالق کائنات اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ہے۔ جب کچھ بھی نہ رہے گا تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی جاری رہے گا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہوں گے۔ ہر چیز چونکہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرتو سے پیدا کی گئی ہے۔ تو ہر چیز میں اس احسان مندی کو تسلیم کرتے ہوئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاری رہتا ہے۔ عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ، عالم قبر اور عالم حشر ازل تا ابد کوئی زمان و مکان ایسا نظر نہیں آتا کہ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتا ہو۔ اسی نے فرمایا وَزَعْنَا لَكَ دُكْتُوكَ "ہم نے تیرا ذکر تیرے لئے بلند کیا ہے۔" بلکہ بلندیاں بھی پیچھے رہ جاتی ہیں اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل جاتا ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی ازل وہی آخر

وہی قرآن وہی فرقان وہی مسین وہی ط

حکم ربی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا "اے ایمان والو! تم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجو۔" ایمان اور عشق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اُن کا ذکر بلند کرنے کے لئے

تیری پردہ پوشیوں پر میرے جان و دل تصدق

میری بات بھی بتائی میرے عیب بھی چھپائے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کرم ہے کہ وہ قبول فرما رہے ہیں اور خود ہی اس کی تشبیہ بھی فرما رہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے میرے ہر مرضہ حضرت قبلہ پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ کے وسیلہ جلیلہ سے مجھے مزید استقامت اور استطاعت عطا فرمائے کہ جب تک زندگی ہے یہ کام سرانجام ہوتا رہے۔

سلوہاں حصہ حاضر خدمت ہے کتاب کی بہترین اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار علوی

24-05-2005

وسیلہ نجات فری لائبریری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین کرنے کے لئے وسیلہ نجات اور دیگر دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے۔

ذیل سرپرستی: ہر طریقہ راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

منجانب:۔ شاہد تویر مکان نمبر B-380/5-10 گلبرگ 10 محمود آباد کالونی

فصل آباد۔ فون نمبر: 041-762351

اُن پر خوب درود اور سلام بھیجا جائے۔ جہاں تک بھی ممکن ہو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ سے زیادہ کیا جائے۔ وسیلہ نجات کی اشاعت کا یہی مقصد ہے۔

آج سے دس بارہ سال پہلے جب وسیلہ نجات کی اشاعت شروع ہوئی تھی میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ کتاب آفاقی اور دوائی شہرت حاصل کر لے گی اور پوری کائنات میں اس کا تذکرہ ہوگا۔ آج جب سلوہاں حصہ کا پیش لفظ لکھنے کا ارادہ کیا تو سوچ ہی رہا تھا کہ کیا لکھوں کہ وسیلہ نجات کی اشاعت کی غرض و غایت تو میرے سیدی مرشدی حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہ العالیہ چودھویں حصہ کے پیش لفظ میں تفصیل سے بیان فرما چکے ہیں۔ وجدان میں آیا کہ وسیلہ نجات وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی ایک تفسیر ہے۔ ہاں واقعی ایسا ہے کہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی درس دیتی ہے۔ اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سراسر پرچار کرتی ہے۔ اسی وجہ سے ہی اس کو یہ شہرت حاصل ہو رہی ہے۔ کہ کبیل پر بھی آ رہی ہے اور تقریباً دُنیا کے ہر ملک میں پہنچ چکی ہے۔ اور اس کی طلب و ن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔

میرا ذاتی اس میں کوئی کمال نہیں۔ ارشادات عالیہ میرے مرشد کریم دامت برکاتہ العالیہ کے ہوتے ہیں اور اُن کا مجھ پر یہ احسان عظیم ہے کہ اُن کی نگاہِ عنایت نے اِن ارشادات کو مرتب کرنے کے لئے مجھے جیسے کم علم فرد کا انتخاب فرمایا۔

میں کہاں کا ہوں شاء خوان یونہی بات بن گئی ہے

تیری بندہ پروری نے میرے حوصلے بڑھائے

اور مجھے اس قابل بنادیا کہ مجھ جیسے عام اور خام آدمی سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کا عظیم کام ہو رہا ہے۔

اک وار لگے آتوں ساڈی جاتے (نشت اول)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملئکته یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
میدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

حضور آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں کی تین اقسام ہیں۔ ایک تو
عاشق ہیں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر کے راضی ہوتے ہیں۔ ایک وہ
ہیں جو معشوق بننے کی کوشش کرتے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر راضی ہوتے
ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر کے راضی ہوتے
ہیں۔ یہ تین اقسام کے بندے ہیں۔ ہم جو یہاں بیٹھے ہیں ان میں تینوں قسم کے بندے
ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسائی ہے تو ہماری بھی
بات بن آئی ہے۔ یہ مانگنے والے ہیں۔ اٹھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پوری نعت ہے کہ جس
کے چند اشعار یوں ہیں۔

سننے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے

گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

چلا ہے کہ رحمت نے اُمید بندھائی ہے

کیا بات تیری مجرم کیا بات بتائی ہے

سب نے صف محشر میں لکڑا دیا ہم کو
اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں بھی کی سہائی ہے
مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
منہ دیکھ کے کیا ہو گا پردے میں بھلائی ہے
اے عشق تیرے صدمے جلنے سے جھپٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے
طیبہ نہ سہی افضل، مدد ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بدھائی ہے
مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

حضرات سننے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے۔ مگر ان کی رسائی ہے تو اپنی بن آئی
ہے۔ یہ طبع ہے۔ ذاتی طبع ہے۔ لالچ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اپنی
بخشش کا بہانہ بنا لیا ہے۔ کیوں کی پروفیسر صاحب اس کا مطلب ہے کہ میں مانگ رہا
ہوں۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا رہا ہوں۔ مجھے اور کوئی غرض نہیں
ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ بس میں نبجاست پا جاؤں۔ میری بات بن جائے پھر ختم۔ اس کے
علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔ ساری نعت ہی پڑھ لیں۔ تمام اشعار میں یہی کچھ نظر آتا
ہے کہ میری بات بن جائے۔ بس مانگنا ہی مانگنا نظر آ رہا ہے۔ ایک وہ ہیں جو تعریف
کرتے ہیں جس طرح سے کہ

۸
ہو نہ یہ پھول تو بلب کا ترنم بھی نہ ہو
چن دہر میں کلیں کا تسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو سے بھی نہ ہو غم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
بزم ہستی تیش آمادہ اسی نام سے ہے
وہ تعریف کر رہے ہیں۔ مانگ نہیں رہے ہیں بلکہ تعریف کر رہے ہیں کیوں جی ایسا ہی
ہے۔

بہترین و بہترین انبیاء
جز محمد ﷺ نیست در ارض و سما

یہ بھی تعریف ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء والمرسلین کے امام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم
السلام سے افضل ہیں۔ کائنات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور
ایک اور قسم ہے وہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خدمت کر کے راضی ہوتے ہیں۔
اب آپ ذرا یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کون سی قسم میں آتا ہے۔ وہ ایسا عاشق ہے جو دے کر
راضی ہوتا ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا نہیں ہے کہ مجھے یہ دے دو۔
مجھے وہ دے دو۔ وہ تعریف بھی کرتا ہے اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر کے
راضی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کئی آیات مبارکہ ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر کے خوش ہوتا ہے مثال کے طور پر وَلَسَوْفَ
يُعْطِيكَ رَبَّكَ فَتَرْضَىٰ (الفی ۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا

۹
دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" میں نے تمہیں اپنی رضا دے دی ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ
الْكُوفَرُ (الکوثر ۱) "جو محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔" ہم
نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوفہ عطا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا کہ وَلِلْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْاُولٰٓئِ (الفی ۴) "بے شک تجھ کی پہلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔" تیری ہر آنے
والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ (الشع ۱۱۳) "اور
تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر علم عطا فرمادیا۔ میں
نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کی چابیاں دے دیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
جہنم کی چابیاں دے دیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کُن کی زبان عطا فرمادی ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہیں
جو عاشق ہیں اور دینے والے ہیں۔ لینے والے نہیں ہیں۔ اب ذرا حضرت خواجہ غلام فرید
رحمۃ اللہ علیہ کا مقام دیکھیں کہ ان کو کس قسم کے عاشقوں میں رکھیں گے۔ خواجہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ بھی اس گروپ میں ہیں کہ جو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو دے کر راضی ہوتے ہیں۔ آپ عرض کرتے ہیں۔
اک وار لکھ آتوں ساڑی جاتے
داریاں کریاں میں سکاں لہا تے
یہ تَخْلُقُوا بِاخْلَاقِ اللہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا اخلاق ہے وہی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ
بھی اپناتے ہیں اور اسی طرز پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ آپ
فنا فی اللہ کے مقام پر ہیں اور اللہ تعالیٰ جس طرح سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے محبت اور عشق کرتے ہیں حضرت خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرز سے ہی نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔

اک وار لنگھ آتوں ساڑی جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہا تے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری کنیا میں تشریف لے آئیں تو میں خوب جی بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں گا۔ آپ نے مانگا نہیں ہے۔ پوری نعت شریف پڑھ لیں۔

کنگھی کریاں - مہندی لویاں

کولوں بیسیاں میں دولہا بنا تے

شلے دیاں سونیاں تے جے پور دے چیرے

لکھ لعل نیلم تے پکھراج ہیرے

یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ میں کنگھی کروں گا۔ یہ تاثر کہاں سے لیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو کنگھی کی ہوئی تھی۔ وہ کنگھی کرنے کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاک و صاف پیدا ہوئے۔ آپ جانتے ہیں کہ وضو کے بغیر سجدہ نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان ہے کہ ولادت باسعادت ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک و صاف حالت میں تشریف لائے۔ لیکن انہیں پاک و صاف کس نے کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاک و صاف، کنگھی کئے ہوئے سر مل لگائے ہوئے پیدا فرمایا۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت تو نہیں کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہم کہیں گے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرے گا یوں تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ پھر پروفیسر

صاحب ہم کون سا لفظ استعمال کریں۔ سرکار خدمت کی بجائے عزت افزائی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نوازش کرتا ہے۔ اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ داریاں کرتا ہے۔ طرز ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی دیتا ہے عطا کرتا ہے اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی خدمت کرتے ہیں۔ مانگتے نہیں ہیں۔ کوئی طلب نہیں رکھتے پھر فرماتے ہیں کہ میں کولوں بیسیاں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب ترین بھانڈاں گا۔ اب یہ ہے کہ آخر کتنا قریب کر لیں گے۔ اور پھر خدمت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ہوں تھی دید کی معراج کا بہانہ تھا

اللہ تعالیٰ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ اک وار لنگھ آتوں میری جاتے اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی عرض کر رہے ہیں کہ اک وار لنگھ آتوں میری جاتے۔ کیا فرق ہے دونوں میں۔ خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نعت میں بہت کچھ گنوا دیا ہے کہ شملہ کی سونیاں۔ جے پور کے چیرے۔ لکھ لعل نیلم اور پکھراج ہیرے پھر فرماتے ہیں کہ انچ تاں غریب آں پر دل تے امیراے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ میں ماننا ہوں کہ میں تیرے مقابلہ میں نہیں آ سکتا۔ تو کہاں اور میں کہاں۔ میں تیرے جتنا امیر تو نہیں ہو سکتا ہوں۔ میں مفلس ہوں غریب ہوں لیکن میں دل کا امیر ہوں جو کچھ بھی میری بساط ہے میں سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں گا۔ یا اللہ آپ تو امیر ہیں اور امیر ہو کر دے رہے ہیں۔ میں تیرے مقابلہ میں نہایت غریب ہوں۔ تیرے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہوں لیکن میرا جذبہ وہی ہے جو تیرا ہے۔ تو مجھے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کچھ دے رہا ہے اور میں اپنا سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں گا۔ جذبے کی بات ہے نا۔ یا اللہ میں غریب ہوں۔ محتاج ہوں۔ یا اللہ آپ غنی ہیں آپ ولسنوف یسطنطیک ویک فخرضنی (والفخری ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم

راضی ہو جاؤ گے۔" یا اللہ آپ نے اپنی رضا بھی دے دی ہے۔ اور یا اللہ میں نے بھی اپنا سب کچھ ہی دے دیتا ہے۔ فرماتے ہیں جو بھی ڈیساں۔ ڈیساں رجاتے۔ میں اپنی ہر چیز قربان کر دوں گا۔

انج تان غریب آں پر دل دا امیر آں

جو چیز ڈیساں۔ ڈیساں رجاتے

پروفیسر صاحب ولسٹون یونیورسٹی زینک فزیشن کا ترجمہ آپ اس کے علاوہ کیا کریں گے۔ جو چیز ڈیساں۔ ڈیساں رجاتے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بھی اپنی مرضی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دے دینی ہے مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ دو باتوں میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا طرز جدا گانہ ہے۔ اس نے کوئی چیز نہیں مانگی ہے صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی تمنا کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصل مانگا ہے۔

اک وار لکھ آ توں میری جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہا تے

ہر چیز دینے کی کوشش کی ہے۔ اب وہ فرماتے ہیں کہ

زوری جے وسو تے وچن نہ ڈیوس

گل پا کے پلڑا متاں کریوس

یہ بڑی ہی عاجزی کا مقام ہے۔ یوں سمجھ لو کہ اپنی ذلالت کا مقام ہے کہ کسی کو کچھ بات منوانی ہو اور وہ نہ مانتا ہو تو اپنے گلے میں کپڑا ڈال کر ہاتھ جوڑ دیتے ہیں اپنی کمتری کا اظہار کرتے ہیں کہ میرا کوئی زور تو نہیں ہے لیکن میں تیرا غلام ہوں میری بات مان جاؤ تو تمہاری یہ بڑی مہربانی ہوگی۔ یا اللہ آپ نے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج

میں لامکان میں بلایا اور پھر واپس کر دیا لیکن یا اللہ میں تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی واپس نہیں جانے دوں گا۔ اب یہ تو مقابلہ کی بات بن گئی۔ یا اللہ ہم تیرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ادا اتنی پیاری لگتی ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ یا اللہ تو ہمیں معاف کر دینا ہماری عقل ناقص ہے لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تجمل بڑا نایاب ہے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زور سے بھی واپس جانے کا ارادہ فرمائیں گے تو میں واپس نہیں جانے دوں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا کر پھر واپس بھیج دیا انہیں اپنے پاس روکا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس ٹھہرایا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس ضرور بٹھایا ہے۔ اتنا قریب کیا ہے کہ فَسْكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (انجم ۹) تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم "فرمایا کہ میرے قریب آ۔ اور میرے قریب ہو جا۔ اور میرے قریب ہو جا۔ اُدْنِ سِنِّی میرے قریب آ جا۔ اور خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ کولوں بیسیاں۔ دونوں کی ایک ہی خواہش ہے اللہ تعالیٰ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے قریب تر ہونے کا حکم فرما رہے ہیں اور خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب ترین تشریف فرما ہونے کی عرض کر رہے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا شوق تو یہ گوارا نہیں کرتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس کر دیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

زوری جے وسو تے وچن نہ ڈیساں

گل پا کے پلڑا متاں کریاں

کولوں بھیساں تے گلہیں کریاں
گلہیں کریاں سکاں لہا تے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تو "سکاں" ختم ہی نہیں ہوں گی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کروں گا اور میرے پاس کرنے کے لئے اتنی باتیں ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ باتیں ختم ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس تشریف لے جائیں۔ میں نے اتنی باتیں کرنی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس تشریف لے جانے کا موقعہ ہی نہیں دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عاشق ہے ہم ان میں دخل دینے والے کون ہیں ہماری کیا مجال کہ ہم محبوب و محبت میں دخل اندازیں کریں۔ لیکن خوبصورت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جو خیال ہے اس کا بھی کوئی جواب نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب آپ ہی اپنے ایمان سے بتائیں کہ کیا اس کا کوئی جواب ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لے آئے لیکن خوبصورت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا اُلت فرما رہے ہیں کہ میں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس نہیں جانے دوں گا۔ یا اللہ آپ نے تو واپس کر دیا۔ آپ کے پاس اختیار ہے لیکن میں اپنی پوری کوشش کر کے جو کچھ میرے اختیار میں ہے کہ میں گل و چہرے پا کے پڑاؤں تہاں کریاں کہ اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میری عرض مان لیں میری منت سماجت قبول فرمائیں اور واپس تشریف لے لے جائیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تشریف لائیں تو پھر واپس نہ جائیں۔ اس سے بڑھ کر ایک خیال ہے کہ آپ آخری مصرعہ پڑھیں۔

ایہو فرید د سوال من گھن جند جان کڈھ گھن

یا اللہ آپ تو اپنی جان دینے سے پاک ہیں۔ لیکن میں تو اپنی جان بھی دینے کو تیار ہوں۔ اب بتائیے کہ ان کا کیا مقابلہ ہوا۔ یہ تو عاشق کی کوئی نئی ہی شان ہے۔ ہم لینے والے ہیں

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمادیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت دیدیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا خاتمہ باخیر ہو جائے ہم چوری کھانے والے عاشق ہیں۔ آپ جانتے ہو کہ چوری کھانے والے عاشق کون ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے مجنوں کو چوری بھیجا کرتی تھی۔ خادمہ چوری لے کر گئی تو ایک آدمی ملا۔ اس سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجنوں دیکھا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہنے لگی کہ لیکن نے مجنوں کے لئے چوری بھیجی ہے وہ اس کو دیتی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ مجنوں تو میں ہی ہوں۔ خادمہ نے چوری اس کو دے دی۔ وہ کھا گیا۔ کئی روز اسی طرح سے ہوتا رہا۔ ایک دن واپس گئی تو لیکن نے پوچھا کہ مجنوں کیا کہتا تھا۔ کیا اس نے میرا کبھی پوچھا ہے؟ بولی کہ نہیں وہ چوری کھا لیتا ہے۔ آپ کا تو کبھی نام تک بھی نہیں لیا۔ لیکن نے چوری کی بجائے پلیٹ میں چھری رکھ کر بھیج دی اور کہا کہ مجنوں سے کہنا کہ وہ اپنے جسم سے گوشت کاٹ کر بھیجے۔ خادمہ گئی تو وہ حسب معمول چوری کھانے کو تیار بیٹھا ہے۔ لیکن پلیٹ میں چوری کی بجائے چھری دیکھی تو کہنے لگا کہ یہ کیا ہے۔ خادمہ نے کہا کہ لیکن نے کہا ہے کہ مجنوں سے کہنا کہ اپنے جسم سے گوشت کاٹ کر بھیجے۔ کہنے لگا کہ اچھا اچھا وہ مجنوں تو آگے بیٹھا ہوا ہے۔ وہ مجنوں میں نہیں ہوں۔ خادمہ آگے گئی تو اصل مجنوں مل گیا۔ اس نے کہا کہ کیا لے کر آئی ہو۔ کہنے لگی کہ لیکن نے آپ کے جسم سے کچھ گوشت مانگا ہے۔ پوچھا کہ یہ پوچھ کر آئی ہو کہ گوشت کون سے اعضا کا چاہئے۔ کہنے لگی کہ یہ تو میں نے نہیں پوچھا۔ کہنے لگی کہ گردن ہے۔ دہن ہے۔ ران ہے۔ کمر ہے۔ سینہ ہے۔ کہاں سے گوشت لینا ہے۔ کہنے لگی کہ یہ میں نے نہیں پوچھا ہے۔ کہنے لگا کہ ہر جگہ سے توڑا توڑا گوشت لے لو۔ نہ جانے کہ لیکن کو کون سا گوشت پسند ہے۔ ہم چوری کھانے والے ہیں۔ ہم گوشت دینے والے عاشق نہیں ہیں۔ لیکن خوبصورت صاحب رحمۃ اللہ

علیہ گوشت دیے والے عاشق ہیں۔ حضرات یہ دو خیال ایسے ہیں جو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کئے ہیں کہ میں نے آج تک کسی لڑچڑ میں نہیں دیکھے۔ مانگنے والے بہت ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

یہ کتنی عظیم تعریف ہے لیکن کیا کچھ بھی نہیں ہے۔ تعریف ضرور کی ہے لیکن اپنی طرف سے دیا کچھ نہیں ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یا اللہ تو بھی عاشق ہے اور آپ کے کرم سے میں بھی عاشق ہوں لیکن میری خاص ادا ہے کہ میری جان بھی حاضر ہے۔

ابو سوال فرید دا من مکن

جہد جان کڈھ مکن لٹ مال دودھ مکن

مویاں دیاں خبراں آپے ای بھل مکن

دل تھار لیاں بیچا ہاں ایں ادا تے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قربان ہونے کو تیار ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی میری موت کے بعد میری خبر لیتا۔ میں اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تم پر اپنی جان قربان کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جان سے پاک ہے۔ وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ اے موت نہیں آئے گی بلکہ اللہ لا الہ الا هو الخالق القیوم لا تأخذه سنة ولا نوم (البقرہ ۲۵۵) اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آپ زندہ اور اوروں کو قائم رکھے والا۔ اسے نہ اُٹھ آئے اور نہ ہی نیند "اللہ تعالیٰ حیات تو ہے نا۔ زندہ ہے۔

کبھی اس نے کہا کہ میں تیرے لئے مر جاؤں گا۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ادا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو زندہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی قربان ہونے کو تیار ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس نہیں جانے دوں گا لیکن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی مائیں گے تو میں اپنی جان ہی پیش کر دوں گا۔ پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری موت کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میری خبر گیری کریں گے۔ موت کے بعد بھی کسی ایک کی ضروریات ہوتی ہیں۔ مرنے کے بعد اسے کون سی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے کوئی غسل دے۔ اسے کوئی کفن دے۔ اسے اٹھایا جائے قبرستان لے جا کر دفن کیا جائے۔ کوئی اس کے لئے دعائے مغفرت کرے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری موت کے بعد میری یہ تمام ضرورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ذمہ رہیں گی۔ میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان دے دینی ہے۔ یہ ایک ایسا خیال ہے جو عشق کی انتہا پر ہے۔ مجھے کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ معاف۔ تو یہ کہہ دوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مایہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اپنی جان نہ۔ سنا باقی سب کچھ ہی دے دیتا ہے۔ اب آپ اس نعمت شریف کو دوبارہ سنیں اور دہنیں کہ کتنا حرا آتا ہے۔

اک وار کھ آ توں ساڈی جا تے

داریاں کریاں ساں لہا تے

پھل ، پان ، مصری ، انجیریں مٹکیاں

عطر گاہاں تھیں مل مل دھویاں

کنگھی کریاں تے مہندی لویاں

کلوں بیسیاں دولہا بنا تے
خدمت کریاں تے چے ساں اوحاراں
کڈائیں بھکھ نہ ڈیاں تے ڈیاں ہزاراں
ایویں کڑیاں جہاں کیوں پیا ماراں
خود دیکھ گھنوں تہاں آپے آتے
شلے دیاں سونیاں تے جے پور دے چیرے
لکھ لعل نیلم تے پکھراج ہیرے
انج تے غریب آں پر دل تے امیر اے
جو چیز ڈیاں ، ڈیاں رجا تے
زوری جے دیو ، وچن نہ ڈیوں
گل پا کے پلڑا متاں کریوں
آپے بیسیوں کدی نہ اٹھیوں
گھٹس کریوں رنج رنج کے دیکھ سوں
دل تھار لیاں بیٹھا با ایں ادا تے
ایہو سوال فریہ دا من گھن
جند جان کڈھ گھن انت مال دودھ گھن
مویاں دیاں خبراں آپے ای بھل گھن
اک وار نگھ آ توں ساڈی جاتے
داریاں کریاں سکاں لہا تے

کاجوڑا کہاں لے آیا۔ کس چیز سے نہلایا گیا۔ بہشتی جوڑا آیا۔ کوڑ کے پانی سے نہلایا

گیا۔ اب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہ میں بہشت میں جاسکتا ہوں اور نہ
ہی اتنی میری پہنچ ہے۔ شملہ اور بے پور تک میں جاسکتا ہوں۔ شملہ سے میں کھوٹڑی لے
آؤں گا۔ بے پور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "مصدقہ" یعنی چوڑی لے آؤں
گا۔ بے پور کے چیرے میں لاسکتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے وہی خواجہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ کی ادا ہے۔ اب جو آخری فقرہ ہے کہ میں بیٹھاں ہاں ایں ادا تے اس کو آپ یوں
بھی کہہ سکتے ہیں کہ میں بیٹھاں ایں اس دا تے۔ اب بتائیے کہ ادا اور دا میں کیا فرق ہوتا
ہے۔ ادا طرز ہے اور دا، داؤ ہے۔ اب یوں کہہ لیجئے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ سارا جال اس داؤ پر لگا رکھا ہے کہ میں نے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس نہیں جانے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو جان نہیں دے سکتا
کہ جان اس کے پاس ہے ہی نہیں ہے۔ اس نے اپنی رضا دے دی ہے۔ اس سے بڑھ
کر اور کیا دے سکتا ہے۔ اپنی رضا اپنی مرضی بھی اپنی نہیں رکھی وہ بھی اپنے محبوب علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر کر دی ہے۔ جنت عطا
کر دی۔ دوزخ کے مالک بنا دئے گئے۔ اپنے تمام غزنوں کی چابیاں عطا فرمادی ہیں۔
ہر اختیار دے دیا ہے۔ مختار کل بنا دیا ہے فرمایا کہ جس نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے اس کی غلامی کی اس نے
میری غلامی کی۔ جو ان سے محبت کرتا ہے گویا کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جس نے ان کو
راضی کیا میں اس سے راضی ہو گیا۔ لیکن دو چیزوں کی سمجھ نہیں آتی وہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر
جاتا ہے ایک تو یہ کہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس کیوں بھیج دیا۔ اس میں جو
مصلحت پوشیدہ ہے وہ وہی جانتا ہے۔ یہ ہماری عقل سے ماوری ہے۔ اور دوسری بات یہ
کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جان قربان کرنے کا نہیں فرمایا۔ حالانکہ ہر وقت اپنے محبوب علیہ

۲۰
 بصلوۃ والسلام کے چہرہ انور کو نکلتے ہیں اور ہر وقت ان پر درود شریف بھی پڑھتا ہے۔
 نت نئی نعت بھی پڑھتا ہے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا عقیدہ ہے کہ جو صرف محسوس
 ہو سکتا ہے۔ ان کے جذبات کا احساس تو ہوتا ہے لیکن الفاظ میں اس کی عظمت بیان نہیں
 ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمت
 بیان فرماتا ہے اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کم نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ تو نہیں
 ہے لیکن فانی اللہ کا مقام ہے۔ کہ خدا کی طرز پر اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کی شان
 بیان کر رہے ہیں۔ ایک خزانے عطا کرتا ہے بے حساب عطا کرتا ہے تو دوسرا اپنی جان
 قربان کر رہا ہے۔ بتائیے کہ دونوں میں کیا فرق ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ نے دونوں کام کئے ہیں۔ اپنے گھر کا سارا مال دیا ہے۔ اور اپنی جان بھی حاضر کی
 دن۔ لیکن اگر فوت نہیں ہوئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ لعاب دہن کی
 عظمت ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی جان دینے سے گریز نہیں
 کیا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ادبا بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ والی ہی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں واپس نہیں جانے دوں گا اور اپنی جان
 بھی قربان کر دوں گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساری عمر بھر مجھ
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ نظر نہیں آتے۔ ہر وقت ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔
 یہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے ان کا شغف ہے۔ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخشے
 کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ایک اور بھی طرز پر دیکھیں۔

۱۲۱
 گیا۔ اس نے اپنی دال روٹی کو ترجیح دی ہوئی ہے۔ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہانہ بنایا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب اس کے بالکل برعکس کر رہے ہیں۔ ان کی یہ ایک خاص ہی ادا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس ادا کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 13-05-04

نشت دوم

معزز حاضرین!

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رُخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 اُن کی زلفوں کے سایہ سے رات بنتی ہے
 لے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
 رُخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
 ہو ان کی عتایت تو اک حجات بنتی ہے
 جس سے میری اور تیری نجات بنتی ہے

معزز حاضرین کل بھی بات ہوئی تھی۔ آج پھر دوبارہ کرتے ہیں کہ عالم شیر صاحب محفل

کی ریکارڈنگ اپنے گھر لے جاتے ہیں اور اپنی اہلیہ کو وہ سناتے ہیں۔ وہ بڑی صاحب نظر ہیں ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتا دیتے ہیں کہ اس تقریر میں کیا درست ہے اور کیا بات درست نہیں ہے۔ وہاں سے سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ کل جو بات ہوئی تھی آج اس کو پھر دہرا دیتے ہیں کہ کل عالم شیر صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔ آج کی یہ ریکارڈنگ عالم شیر صاحب اپنے ساتھ لے جائیں گے تو ہم انتظار میں رہیں گے کہ حضور مایہ الصلوٰۃ والسلام اس سے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ ہمیں کیا سرٹیفکیٹ ملتا ہے۔ عرض ہے کہ آپ کا کوئی محبوب ہو۔ وہ تمہیں بہت پیارا ہو تو پھر کیا آپ اس کے گھر جا کر ڈیرے لگاؤ گے یا یہ خواہش کرو گے کہ وہ آپ کے گھر میں تشریف لائے۔ آپ کا کوئی محبوب ہے اور آپ اپنا ہوا بستر اٹھا کر اس کے گھر میں جا کر مہمان بن جاؤ اور حکم دو کہ جی میرے لئے کھانا تیار کرو۔ پراٹھا پکائیں۔ صوہ بنائیں۔ اب نوٹی فرونی آکس کریم کھلاؤ۔ پچل فروٹ لاؤ۔ آرام دہ بستر بچھاؤ یا آپ یہ پسند کریں گے کہ وہ آپ کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ ان کی خدمت کریں۔ جی اگر وہ تشریف لے آئیں تو یہ خوش بختی ہے اور وہ یوم عید ہے۔ اگر یہ بات ہے تو آپ سارے بندے مدینہ شریف کی طرف کیوں بھاگ رہے ہو آپ ان کو یہاں اپنے پاس کیوں نہیں لاتے ہیں۔ آپ اپنے محبوب کو دینا پسند کرو گے یا ان سے لینا پسند کرو گے۔ آپ ان کو تحفہ دینا پسند کرو گے یا ان سے یہ کہو گے کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ مجھے دیدو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا جو ہمارا معیار ہے وہ تو خود مرضی ہے۔

سننے ہیں کہ محشر میں ان کی رسائی ہے

لو پھر تو ہماری بھی بات بن آئی ہے

ساری بات چیت صرف اس لئے بنائی ہے کہ وہ مجھے جنت عطا کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ

دورخ میں ڈال دیا جاؤں۔ ورنہ اور اس شعر کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ بھی نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ بھی نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ بھی تعریف ہے۔ ایک مانگنے والے ہیں اور ایک تعریف کرنے والے ہیں اور ایک ایسے

عاشق ہیں جو دیئے والے ہیں۔ عاشقوں کی تین اقسام ہیں۔ ایک یہ ہے کہ

میں کچھ نہیں مانگتا زمانے سے

میرا رابطہ ہے نئی گھرانے سے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں مانگتا ہوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھے عطا فرمائیں جو کچھ بھی عطا فرمائیں۔ جمہولی پھیلائی

ہوئی ہے کہ جنت عطا فرمادیں۔ سکون عطا فرمادیں۔ شہرت اور عزت عطا فرمادیں۔ ہم

ایسے ہی منگتے قسم کے عاشق ہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ کوئی اچھی جگہ عطا کرنے والی ہو تو

اس کو چھوڑ کر وہاں چلے جائیں گے۔ ایک محفل میں ایک آدمی میری منگی بھر رہا تھا۔ میں

نے اس سے پوچھا کہ آپ میری منگی کیوں بھر رہے ہیں۔ آپ کی کیا غرض ہے۔ کہنے لگا

کہ سرکار آپ سے مطلب ہے کہ آپ مجھے کچھ عطا کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ جو

بندہ مجھ سے دور بیٹھا ہوا ہے۔ وہ مجھ سے دو گنا تمہیں دے سکتا ہے۔ اس شخص نے اسی لمحہ

مجھے چھوڑا اور اس کی منگی بھرنی شروع کر دی۔ یہ اسلام آباد کی بات ہے کہ حاجی محمد

الدین صاحب مجھ سے ذرا دور بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ آدمی تعلیم یافتہ ہے کسی منفری میں وہ

ایس ڈی او ہے۔ ہم اس قسم کے آدمی ہیں۔ دوسری قسم کے عاشق وہ ہیں جو تعریف کرنے

والے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

۲۰

چمن دہر میں کلیوں کا تسم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی تو سے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

نفس ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

یہ دوسری قسم ہے

واہ کیا جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگتے والا تیرا

یہ بھی ایک قسم ہے کہ تعریف بھی کی جارہی ہے اور ساتھ ہی جمہولی بھی پھیلا رکھی ہے۔

آپ خود ہی ذرا انصاف کر لیں۔ شعر تو اخصرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ہم تو ان کی خاک پا

ہیں بھی نہیں ہیں۔ لیکن دیکھیں کہ اس شعر میں بھی اپنے محبوب کو کوئی چیز دی نہیں

ہے۔ بلکہ ان سے لینے کی ہی کوشش کی ہے۔ مانا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز

کے مالک ہیں۔ لیکن آپ کے تو محبوب ہیں۔ پھر جمہولی والی بات نہ کرو۔ منگتے والوں کی

طرح تو بات نہ کرو۔ اب آپ عاشق کی بات سنو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ عروہ ہستی ہیں کہ جنہوں نے عبت کا معیار باندھا ہے۔ ان کی تین ضمانتیں ہیں۔

تین ضمانتیں ہیں۔ اگر میرے پاس مال ہو تو وہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

خرچ کروں۔ اور کہا بھی ہے اور دیا بھی ہے۔ تن بدن کے کپڑے بھی اتار کر دیدئے

ہیں۔ گھر میں اگر کوئی سوئی بھی تھی تو وہ بھی دے دی ہے۔ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عاشق نہیں ہیں۔ ہم تو مانگنے والے عاشق ہیں۔ جتنی بھی نعت خوانی

ہوئی ہے۔ اس میں تمام تر مانگنے کا ہی کاروبار ہے۔ باقی سب مصالحوں کا ہوا ہے۔

دوسری ان کی تمنا یہ ہے کہ میری بیٹیاں ہوں۔ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دوں۔ ایک مر جائے تو دوسری دے دوں۔ پھر وہ مر جائے تو میں تیسری دے دوں تاکہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی ہوتی رہے۔ کیا نہیں ہے بلکہ دیا ہے۔ مانا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عطا کیا ہے۔ لیکن انہوں نے محبوب سمجھتے ہوئے سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان بھی کر دیا ہے۔ ان کی تیسری تمنا کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ اب آپ بتائیں کہ اس پائے کا کوئی عاشق ہے۔ پاکستان کی سرزمین پر ایک ایسا عاشق موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بھی محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے مانگتے ہیں۔ نہیں بلکہ انہیں دیتے ہیں۔ فرمایا کہ انا اعطینک الکھو (الکھو) ہے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دی ہے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی ہے وہ میں سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرتا ہوں۔ کوئی بھی چیز بچا کر اپنے پاس نہیں رکھی ہے۔ کوثر کی تفسیر یہ ہے کہ جو کچھ بھی ماسوا اللہ تعالیٰ ہے وہ کوثر ہے۔ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں کوثر عطا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ولسوف یعطیک ربک فترضی (والضحیٰ ۵) "اور بے شک قرب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تمراضی ہو جاؤ گے" میں تمہیں اپنی مرضی بھی دیتا ہوں۔ پھر فرمایا وللاخرة خیر لک من الاولی (والضحیٰ ۳) "بے شک بچھلی تمہارے لئے پسلی سے بہتر ہے۔" ہر آنے والی گھڑی پسلی گھڑی سے بہتر بناتا بھی ہوں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت ہوئی تو کنگھی کئے ہوئے۔ وہ کنگھی کس نے کی۔ خوریں خدمت میں بھیجیں تو کس نے بھیجیں۔ خانہ کعبہ پر جھنڈا لگایا۔ مشرق میں جھنڈے لگائے مغرب میں جھنڈے لگائے۔ کس نے لگائے۔ جھنڈے بے شک فرشتوں نے لگائے

۲۷
لیکن اصل کام اور حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کیا فرشتے خود آگئے تھے۔ کیا فرشتے خود اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خادم ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں فرشتے وہی کچھ کرتے ہیں۔ ویضعفون ما یؤمرون (انحل ۵۰) "اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو"۔ پھر ان کے بدن مبارک میں خوشبو ان کے پسینہ مبارک میں خوشبو۔ اور جب معراج پر لے جانے کا موقعہ آیا تو کیا اللہ تعالیٰ خود آیا ہے یا اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ہاں بلایا ہے۔ ہم مدینے شریف بھاگے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس بلا رہا ہے۔ یہ فرق ہے۔ ہم اور کسی قسم کے بندے ہیں۔ مدینے شریف جاؤ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت مل جاتی ہے۔ بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جو وہاں مر جائے وہ جنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا ہے کہ اپنے پاس بلایا ہے اور سواری براق کہاں سے بھیجی ہے یہ جنت سے بھیجی ہے۔ پھر یہ کہ اپنے کتنا قریب کر لیا ہے۔ اپنے محبوب کو اپنے کتنا قریب کیا ہے۔ فکان قاب قوسین أو ادنی (النجم ۹) "تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم" دو کمانوں جتنا فاصلہ یوں سمجھو دو بازوؤں میں لے لیا۔ اور پھر یہ حکم کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آگے آئے۔ اور آگے آئے۔ اور آگے آجائے۔ کیوں ایسا ہوا ہے کہ نہیں۔ اب اس زمانے کے جو عاشق ہیں کہ ان کی نعت سن کر مجھے باقی سب نعتیں معمولی نظر آنے لگی ہیں۔ اس نعت نے تو حراج ہی بدل دیا ہے۔

اک وار لکھ آ توں ساڈی جاتے

یہ نہیں کہا کہ مجھے بلالیں۔ میں آپ کے پاس آ کر روٹیاں کھاؤں گا میں خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی بات کر رہا ہوں۔ میں مٹھن کوٹ والی سرکاری بصیرت کی بات کر رہا ہوں۔ ان کی محبت کی بات کر رہا ہوں کہ جس میں خلوص ہی خلوص ہے۔ آپ کے کسی

یہ سراسر خود غرضی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے۔
 ضرور بھرتے رہیں گے لیکن اس میں بھی غرض ہے نا۔ لیکن حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ
 علیہ کیا فرما رہے ہیں کہ

پھل - پان - مصری الائچیاں منگیاس
 عطراں گلاباں تھیں نل نل کے دھویاں
 فرماتے ہیں کہ کنگھی کریاں کہ یا اللہ کنگھی آپ نے بھی کی ہے۔ اور کنگھی میں نے بھی
 کرتی ہے۔ پھر فرمایا مہندی لویاں اور کولوں بیہیاں دولہا بناتے۔ یا اللہ اگر آپ ان کو
 قاب قوسین کے مقام پر بٹھا سکتے ہیں تو میری بھی یہ تمنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 میرے پاس بھی نہایت قریب ہو کر تشریف فرما ہوں۔ ہم روٹیاں کھاتے جاتے ہیں۔ مانا
 کہ مدینہ شریف جانے کی تمنا بہت ٹھیک ہے لیکن خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا بڑی منفرد
 ہے۔ فرماتے ہیں کہ خدمت کریاں چسپاں ادھاراں اگر میرے پاس نہیں ہے تو پھر میں
 لوگوں سے ادھار بھی مانگ لوں گا کس لئے مانگوں گا کیا اپنے کھانے کے لئے۔ ذرا غور
 فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ تو از خود مالک ہے غنی ہے۔ اسے تو ادھار لینے کی ضرورت نہیں ہے۔
 اس نے کوڑ عطا کر دی۔ اپنی رضا بھی دے دی۔ ہر آنے والی گھڑی بہتر سے بہتر
 کر دی۔ لیکن خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ خدمت کریاں۔ چسپاں
 ادھاراں۔

خدمت کریاں - چسپاں ادھاراں
 کڈھائیں بھکھ نہ ڈیاں - ڈیاں ہزاراں
 اینویں کوڑیاں جہاں کیوں پیا ماراں
 خود دیکھ گھنوں تہاں آئے ہی آتے

شعر میں خود غرضی نہیں ہے۔

اک وار نگھ آ توں ساڈی جاتے
 دریاں کریاں میں سکاں لہا جاتے
 ہم کہتے ہیں کہ ہمیں جنت عطا فرما دے۔ ہمیں حوریں عطا فرما دے ہمیں حوض کوثر سے
 پیالہ عطا فرما دے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ تو نہیں مانگ رہے ہیں۔ وہ تو
 عرض کر رہے ہیں کہ دریاں کریاں۔ داری کے معنی خدمت۔ فرماتے ہیں کہ میں
 دریاں کریاں سکاں لہا جاتے۔ خدمت گزاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا۔ یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ میرے بس میں ہے۔ میں نے بچا کر نہیں رکھا ہے۔ میں نے
 سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال کر دیتا ہے۔ قربان کر دیتا ہے۔

پھل - پان - سری - الائچیاں منگیاس
 عطراں گلاباں تھیں نل نل کے دھویاں
 یہ وہ تھے ہیں جو محبوب کو دے جاسکتے ہیں۔ ان چیزوں کو بڑا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ جب
 کسی کی شادی ہوتی ہے تو یہ چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کو آپ کوثر سے دھویا ہے تو یا فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی فرما رہے ہیں کہ میں
 بھی گلاب کے عطرے سے نل نل کر دوں گا یہ کس پائے کا عشق ہے۔ کیا یہ وہ عشق ہے جو
 ہم باقی نعمتوں میں سنتے ہیں۔ نہیں ہے۔ بالکل نہیں ہے۔ یہ عشق الہی ہے۔ حضرت خواجہ
 فرید رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ میں فنا ہو کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق کر رہے
 ہیں۔ محبت کر رہے ہیں۔ ہم اغراض میں ملوث ہو کر نعت پڑھتے ہیں۔

ٹٹائے محمد ﷺ جو کرتے رہیں گے
 وہ دامن مرادوں سے بھرتے رہیں گے

۱۰۰
ایک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوشہ عطا فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رضا بھی دے دی ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ملکیت اگر تھوڑی ہوئی تو میں نے ادھار لے کر بھی دے دیتا ہے۔ اگر ملکیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو جذبہ کے ساتھ کر سکتا ہوں۔ جذبہ ذوق شوق سے تو مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ مانا کہ چیزوں سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن جذبات اپنی جگہ ہیں ان کی تو کوئی حد نہیں ہے۔ نیت درست ہو مال و زر کی ضرورت نہیں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ نیک نیتی ہو تو جذبات کا مقام اعلیٰ ترین ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ

شملہ دیاں سوئیاں تے جے پور دے چیرے
لکھ لعل نیلم تے پکھراج ہیرے

یہ ہاتھ میں پکڑنے والی چھری یا کھوڑی اس زمانہ میں شملہ کی مشہور مصنوعات میں شامل تھیں۔ بزرگ اپنے ہاتھوں میں چھری رکھتے تھے۔ اور تختہ کے طور پر شملہ کی چھریاں دی جاتی تھیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بہشتی جوڑے بھیج سکتا ہے تو میں بھی بے پور دے چیرے منگوا سکتا ہوں۔ حضرات ذرا غور فرماؤ کہ خدا کی طرز کی عبت ہے۔ دنیاوی طرح کی عبت نہیں ہے۔ فرمایا کہ لکھ لعل نیلم تے پکھراج ہیرے یہ سب نہایت بیش قیمت پتھر ہیں جو زیورات میں استعمال ہوتے ہیں فرمایا کہ میں یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں گا۔ انج تے غریب آں پر دل تے امیراے۔ فرماتے ہیں کہ میں بظاہر مالی طور سے غریب ضرور ہوں۔ مال و زر میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دلی طور سے غریب نہیں ہوں۔ میں دل سے امیر ہوں اللہ کرے کہ سب کچھ میرے پاس آئے تو میں یہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں۔ حضرات اگر ہمارے پاس بھی مال و

دولت کی کمی ہے تو کم از کم دل تو غریب نہ ہو۔ دل کو تو امیر رکھو۔ میں یہ بات صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمیں غنامت آئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارے جذبات کیا ہیں میں صرف اتنی بات کر رہا ہوں ہمیں سوچنے کے لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرز دی ہے ایک **GUIDE LINE** دی ہے۔ کہ اگر ہم یہ کر نہیں سکتے تو کم از کم ہمیں شرم تو آئے۔ ہم یہ بالکل نہیں کر سکتے۔ ہماری سوچ اور ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شرم میں ضرور پچا لیا۔ ہماری شفاعت فرمادینا۔ ہمیں جنت میں داخل کرادینا۔ میل صراط سے بجزیت گزار دینا۔ عذاب قبر سے ضرور ہمیں پناہ دیجئے۔ ہماری قبر کو روشن کر دیجئے ہماری قبر کو وسیع کر دیں۔ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ یہ طرز ایک اور چیز ہے اس میں مانگنا ہی مانگنا ہے۔ یہ طرز یہ طریقہ عاشق کے لائق نہیں ہے۔

انج تے غریب آں پر دل تے امیراے
جو چیز ڈیاں ڈیاں رجا تے

میں نے کوئی چیز اپنے پاس رکھی نہیں ہے۔ اپنے لئے کچھ نہیں رکھا ہے۔ اگر حلوہ ہے تو اپنے لئے کچھ حصہ نہیں رکھتا ہے۔ سارے کا سارا حلوہ ہی پیش کر دیتا ہے۔ اگر کھیر ہے تو ساری ہی پیش کر دیتی ہے۔ اگر گوشت ہے تو سارا ہی پیش کر دیتا ہے۔ کوئی خزانہ ہے تو سارا ہی دے دیتا ہے۔ جو چیز بھی دوں گا وہ سیر ہو کر دوں گا۔ رجا کے دوں گا کوئی کمی نہیں رکھوں گا۔ اب اس کے بعد وہ شعر ہے کہ جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لا مکان میں بلایا اور پھر واپس بھیج دیا۔ اس نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا تو پھر واپس کیوں بھیج دیا۔ کیا کوئی اپنے محبوب کو واپس بھیج کر دیتا ہے۔ اب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو کہ ہمیں کیا تعلیم دیتے ہیں۔ وہ

ہمیں کیا پڑھاتے سکھاتے ہیں۔ ہمیں کس راہ پر ڈال رہے ہیں۔

زوری ہے ویسوتے وچن نہ ڈیوس

صرف یہی مصرعہ ہی آپ پڑھتے رہیں تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انتہا کا پتہ نہیں چلن کہ وہ کس طرز پر سوچ رہے ہیں۔ ان کی سوچ کی انتہا کیا ہے۔

زوری ہے ویسوتے وچن نہ ڈیوس

گل پا کے پلڑا تے متان کریوس

آپ سے زیادہ زور والا۔ طاقت والا بندہ ہو اور وہ کہے کہ میں نے چلے جانا ہے تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ ہر لحاظ سے وہ آپ سے بہتر ہے۔ طاقت میں زیادہ ہے۔ زنجب میں اعلیٰ ہے۔ مقام میں وہ عزت والا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں یہاں نہیں رہوں گا۔ میں ضرور جاؤں گا۔ تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ سراپائیں میں یہ ایک بہت بے عزتی۔ اور ذلالت کا مقام ہے کہ کوئی اپنے نگلے میں کپڑا ڈال کر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے یا کوئی سوال کرے۔ اپنے آپ کو غلام کی شکل میں ظاہر کرے۔ اور نہایت ہی کم تر کی مانند رہ کرے۔ اپنا سوال پورا کرنے کے لئے منت سماجت کرے۔ منت سماجت کر کے اپنے جانے والے مہمان کو روک لے۔ پھر

فرمایا

آپے ای چلیو تے اچن نہ ڈیوس

سنگ رنج کی دیوسوں سکاں لہا تے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی پوری کوشش کر کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانے نہ دوں گا۔ خوب جی بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں گا۔ ذرا غور فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس بھیج دیا لیکن خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ تو

مہم

کسی قیمت پر بھی ان کو واپس نہیں جانے دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس بھیج دیا اس میں کیا مصلحت ہے وہ ہماری عقل و دانش سے بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بھی کرتے ہیں۔ اس میں ان کا راز ہے۔ مصلحت ہے جس کو ہم نہیں پہنچ سکتے لیکن محبوب کے واپس آنے کا ذرا منظر تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ واپس بھیج رہا ہے اور خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ واپس نہیں جانے دیتے یہ ان کا عشق ہے محبت ہے۔ آپ لغتیں سنتے ہیں۔ حائل میں جاتے ہیں۔ کیا کبھی ایسا خیال کسی نعت میں آپ نے سنا ہے۔ اس سے آگے جو شعر آ رہا ہے۔ اس کا تجھل اس سے بڑا ہے۔ خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا خیال پیش کیا ہے۔ ایسا منفرد تجھل ہے جو شاید کوئی اور پیش نہ کر سکے اور نہ ہی کیا ہوگا۔ نہ ہی کر سکتا ہے۔ فرماتے ہیں

ایہو سوال فرید دا من گھن

جند جان کڈھ گھن سارا مال دودھ گھن

اللہ تعالیٰ نے تو اپنی جان نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ جان سے پاک ہے۔ وہ جان کس طرح سے گے۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی خیال نہیں آیا کہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرح سے ہی اپنی زمین پر چلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فراق کس روح برداشت کیا ہوگا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں کہ فرید کا صرف ایک سوال ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہ لے گئیں۔ میری جان حاضر ہے۔ جس میں تک مر نہ جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں۔ میں اور تو کچھ نہیں دے سکتا لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان کا نذرانہ ضرور پیش کر سکتا ہوں۔

جند جان کڈھ گھن سارا مال دودھ گھن

مویاں دیاں خبراں آپے ای بھل گھن
دل تھار لیاں بیٹھا ایں ادا تے

میری ادا یا میرا دواؤ صرف یہی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جانے نہیں دوں گا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جائیں گے ہی تو میری جان بھی جاینگے۔ میں جان دے دوں گا میری موت کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی لے لینا۔ میری جان لے کر ہی جائیں۔ مجھے اس طرح زندہ چھوڑ کر نہ چلے جانا۔ کیا ایسے پائے کی نعت کوئی اور بھی کہی سکتی ہے؟ کوئی بھی نعت پڑھ لیں اس میں سوال ہیں۔ منگنا ہے۔ یا پھر تعریف ہے اور تعریف بھی ایسی ہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیں دے دیں۔ ہر تعریف کے بعد یہی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دے دیں وہ دے دیں لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انداز ان کا اسلوب ایسا ہے جو بالکل منفرد ہے اور وہ ہمیں سکھاتے ہیں۔ ہمیں ایک ایسی Guid Line دیتے ہیں جو ہم اپنا نہیں سکتے لیکن شرم تو محسوس کر سکتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ جب مر جاؤ تو بعد از مرگ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہی ہوں۔ میرا تو پھر کوئی بس نہیں ہو گا۔ جو بھی خبر گیری کرنی ہے وہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کرنی ہے۔ لیکن اپنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعریف لانے کے بعد واپس چلا جانا دیکھ نہیں سکتا۔ میں تو باقی سب کچھ برداشت کر لوں گا لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرات گوارہ نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلے جانا گویا کہ میری موت کا پیغام ہے۔

اک وار لکھ آ توں ساڈی جاتے
داریاں کریاں سکاں لہا تے

سب کچھ نہ کچھ لینے کے ہی درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا عشق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے عاشق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت عاشق ہیں اس لئے ہمارا بچاؤ ہوتا جا رہا ہے۔ ہم جو ابھی تک بچے جا رہے ہیں اس لئے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں۔ ہم میں عشق نام کی کوئی چیز مل نہیں ہے۔ عاشق ایسی باتیں نہیں کرتے ہیں جیسی ہم کرتے ہیں۔ ہم سیکھتے قسم کے لے ہیں۔ تعریف بھی کرتے ہیں تو مانگنے کے لئے ہی کرتے ہیں۔ ہم بچے ہوئے اس ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے عاشق ہیں اور اتنا عشق فرماتے ہیں کہ خود ہی دیکھ لیں کہ ہماری اس محفل کا کیا معیار ہے۔ آپ نے بڑی بڑی محفل دیکھی ان کے مقابلہ میں ہماری اس محفل کا کیا معیار ہے نہ کوئی۔ سوچنا ہے نہ ہی ہے۔ نہ فرہ بازی ہے۔ پوری محفل میں ایک دھبہ بھی نعرہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس وجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کرم فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو اپنے روضہ اقدس میں بلا لیا ہے۔ یہ حدیث شریف ہے کہ جہاں محفل ہوتا روضہ اقدس میں پہنچ جاتی ہے۔ محفل نے کیا پہنچانا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لیتے ہیں۔ اس کرم کی وجہ سے ہم بچے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہماری بخشش رتہ ہماری یہ ادا نہیں اور ہمارے یہ سارے انداز ایسے نہیں ہیں کہ جو بخشش کے وں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی ہستی ہیں کہ جنہوں نے رنگ ہے۔ پھر ان کے بعد حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے ایسے عشق رکھیا ہے۔ باقی ہم سب کی پانی میں نہیں ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم وہ ہم جیسوں کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔ وہ کریم ہیں وہ درگزر فرما لیتے ہیں۔ آپ یہ درود شریف پڑھیں۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد۔ اللہ تعالیٰ

آپ پر دس مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔ دس گناہ معاف کرتا ہے۔ دس نیکیوں کا اضافہ کرتا ہے۔ دس درجے بلند فرماتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیج کر ہم پر اتنا کرم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شان کے مطابق کوئی بات نہیں ہوتی۔

ما ان مدحت محمد بمقالی
ولکن مدحت مقالی بمحمد

ایہو فرید دا سوال من گھن
جند جان کڈھ گھن سارا مال ودھ گھن
یہ دو کام اللہ تعالیٰ سے نہیں ہوئے۔ اس کے لئے ہم کیا الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔ توبہ، توبہ اور پھر توبہ، ہزار بار توبہ کہ کہیں کوئی ایسا لفظ استعمال نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کی نیک وجہ سے پکار ہو جائے لیکن پھر بھی عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کام نہیں کئے۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ اپنی باتوں سے اپنی نعمتوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتا۔ مالی حسی قیوم ہے اس نے مرنا تو نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے لیکن جان سے پاک ہے۔ بلکہ ان کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر اپنے اشعار کو جھالیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاں نہیں دے سکتا۔ کہ جان ہے ہی نہیں ہے۔ اور خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کرم ہے کہ ہم بچے ہوئے ہیں لیکن ہم عاشق رسول نہیں ہیں بلکہ مشوق رسول ہیں۔ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جان بھی حاضر ہے میں آپ صلی اللہ علیہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو پھر خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ پر آؤ تو یہ جہل ہے اپنی جان بھی قربان کر دوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی میری خبر گیری کے جانے لگے کہ دعویٰ غلط ہے کہ صحیح ہے۔ ہم تو عشق کا ایک دعویٰ بھی نہیں کر سکتے نہ ہی اس لئے تعریف فرما ہوں گے۔ یہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ہی حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی عظمت پورا آ کر سکتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے عاشق ہیں ہم ان کے محبوب ہیں اور انھیں کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ ساری گزارش اس لئے کی ہے کہ آپ سب حضرت خواجہ

لے وہ ہمیں پناہ دے دیتے ہیں۔ چونکہ ہم محبوب ہیں اس لئے وہ خود ہی ہمیں بلا لیں فرید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ پیغام عشق و محبت دوسرے لوگوں تک بھی پہنچائیں گے۔ ہم حضور ہیں۔ اگر ہم عاشق ہوں تو پھر ہم ان کو بلا لیں۔ تمام مدینہ شریف جانے کی تیاریاں ہیں کہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت تو گارہ ہے ہیں لیکن زبان پر کچھ اور ہے اور دل میں کچھ لیکن اپنے گھر بلانے والی کوئی نعت نہیں ہے۔ سوائے اس نعت کے کہ جو خواجہ غلام فرید ہے۔ نیت میں کچھ اور ہے ظاہر کچھ اور ہے۔ یا اللہ ہمارا ظاہر باطن ایک کر دے اپنے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر خلوص کر دے۔ پوری دنیا کو ہم داؤ لگا لیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) داؤ نہ لگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے عاشق رسول صلی علیہ وسلم بنائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین
خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 14-05-04

اک وار لکھ آ توں ساڈی جاتے
میں دریاں کریاں سکاں لہانے
زوری جے وسوسے وچن نہ ڈیسوں
گل پا کے پڑا ستاں کریسوں

مصطفیٰ جان رحمت پہ کون سلام
شہزادہ ہدایت پہ اداں سلام

نشست سوم

جس طرح سے کہ پچھلی محفل میں بات کی تھی کہ جو کچھ بھی کسی محفل میں عرض گزارش ہوتی ہے وہ عالم شہر صاحب ریکارڈ کر لیتے ہیں اور گھر جا کر اپنے اہل خانہ کو کوٹھارے میں سناتے ہیں۔ یہ سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کچھ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنتے تھے وہ اپنے اہل خانہ کو جا کر بتا کرتے تھے یوں ان کے اہل خانہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ مستفید ہو جاتے تھے۔ آپ سے میں نے یہ کئی بار عرض کیا ہے کہ جو کچھ آپ محفل میں پیش و گھر جا کر اپنے اہل خانہ کو بھی بتایا کریں۔ عالم شہر صاحب کی زوجہ صاحبہ بھی حضور والی ہیں وہ جب ریکارڈ کی ہوئی باتوں کو سنتی ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیتے ہیں کہ یہ بات درست ہے یہ بات درست نہیں ہے یوں ہمیں ایک سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ سند مل جاتی ہے جس ہمارے حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ "اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے" پر دو دفعہ بیان ہو ہے ہمارے خوش قسمتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ موضوع کو بار بار دہرایا جائے تو اس میں مزید کھار آتا جائے گا۔ اسی حکم کے تحت پھر عرض کرتے ہیں کہ

خوبہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی نعت پڑھی گئی ہے کہ

اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہا تے

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں تو ہمیں اس سے کیا فائدہ ملے گا۔ باقی تمام صرف خدمت گاریاں ہی ہیں اصل بات جو ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہے۔ "اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہماری جگہ پر ضرور تشریف لے آئیں۔ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے آئیں۔ اس نعت میں باقی تو تمام عرض گزارش ہے کہ میں خدمت کروں گا۔ میں پھل، پان، مہری اور انچیاں پیش کروں گا۔ میں بے پور کے چیرے شملہ کی چھریاں پیش کروں گا میں مہندی لگاؤں گا اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں میں نگھنی کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو لہا بنا کر رکھوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کروں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہیں۔ حضرت خوبہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کی عرض کر رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس نعت میں جو ہمارے مطلب کی بات ہے جس کی تعلیم حضرت خوبہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ہمیں دے رہے ہیں وہ صرف اتنی ہے کہ "اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے" آپ سب جانتے ہیں کہ پاکین شریف میں ایک ہشتی دروازہ ہے۔ عام دروازہ ہے۔ وہی مقامی، سینٹ، ریت، اینٹ ہے۔ عام لکڑی کا بنا ہوا ہے کوئی Special Material نہیں لگایا گیا ہے۔ یہ دروازہ بنانے کے لئے دنیا بھر سے کہیں سے بھی کوئی خاص میٹرل نہیں منگوایا گیا۔ پھر اس دروازے سے گزرنے والے جتنی کیوں بن رہے ہیں۔ یہ دروازہ اس جگہ کی نشاندہی کرتا ہے کہ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت سے نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے وہ جگہ جنت کی کیاری بن گئی اب قیامت تک کے لئے جو اس جگہ سے گزرتا رہے گا وہ جنتی بن رہے گا۔ اس لئے حضرت خوبہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی عرض کر رہے ہیں کہ "اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے" کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئیں گے تو

یہ بھی جنت کی کیاری بن جائے گی۔ باقی جو کچھ بھی نعت میں ہے جو حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا چاہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی چیز کے بھی محتاج نہیں ہیں۔ بلکہ یہ تمام چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محتاج ہیں۔ کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے غسل دیا جاتا ہے اور پاک صاف کیا جاتا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ولادت باسعادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کی حاجت نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل پاک صاف ناف بریدہ سرمہ لگا ہوا پیدا ہوئے اور خوشبو سے سارا کرہ معطر ہو گیا اور نور سے سارا کرہ کیا سارا جہاں روشن ہو گیا۔ اس لئے انہیں ہماری خدمات کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں ضرورت ہے کہ وہ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تشریف لے آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس جگہ کی بھی قسم اٹھاتے ہیں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں اپنے قدم مبارک لگا دیں تو شہر مکہ کی قسم۔ اگر مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوں تو مدینہ منورہ کی قسم۔ اگر بدر میں چلے جائیں تو سرزمین بدر کی قسم۔ اگر پہاڑ احد پر تشریف لے جائیں تو احد کی قسم اگر خوش قسمتی ساتھ دے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری جگہ پر تشریف لے آئیں تو ہماری اس جگہ کی قسم۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کر رہے ہیں کہ "اک وارنگھ آ تو ساڈی جاتے" حدیث پاک بتاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ محفل میں شریک لوگوں کو دیکھتے ہیں پچھانتے ہیں اور محفل میں جو کچھ بات چیت ہوتی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سننے ہیں اور جس خوش نصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں پہچان لیں گے اسے قبر میں بھی پہچانیں گے۔ حشر میں بھی پہچانیں گے ہلے صراط پر بھی پہچانیں گے اس لئے یہ جو کچھ بھی ہم شام سے لگے ہوئے ہیں نعت خوانی ہوئی ہے عرض گزارش

ہو رہی ہے یہ سب ہم صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ "اک وارنگھ آ تو ساڈی جاتے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کریں گے لیکن ہمارے تو محفل خالی دعوے ہی ہیں۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی ایسی خدمت کی ضرورت ہے کہ جو ہم کر سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہر خدمت سے بے نیاز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان گن کی زبان ہے انہیں کس چیز کی ضرورت ہے وہ زبان اقدس سے جو بھی کہہ دیں وہ ہو جاتا ہے۔ جو ان کو یہاں ڈھونڈتا ہے ان کو اپنے پاس بلاتا ہے حشر کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ڈھونڈے گے اور اپنے پاس بلائیں گے۔ اس لئے تو یہاں کہہ دے کہ "اک وارنگھ آ تو ساڈی جاتے"۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق بنو سعد قبیلہ سے ہے جہاں یہ قبیلہ آباد تھا۔ وہاں خشک سالی کا دور تھا۔ سوکھی ہوئی گھاس۔ اڑتی ہوئی ریت، بکریاں بھی بھوکی، اونچیاں بھی بھوکی، نہ کوئی سبزہ نہ کوئی پانی، حیوانوں انسانوں کا بُرا حال، بھوکے پیاسے بڑیاں لنگی ہوئی تھیں لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس علاقہ میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وادی سے بھی گزرتے گئے وہاں سبزہ اُگ آیا۔ ہری بھری گھاس نکل آئی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ تبدیلی دیکھی تو احساس کیا کہ سب کچھ اس "بچہ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آپ کی سات بکریاں تھیں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بکریوں کی پشت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پھیرا تو ان بکریوں کا دودھ آگیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بکریوں کا دودھ لگانا شروع کیا گھر گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔ اپنے تمام برتنوں سے بھی برتن منگوائے وہ بھی دودھ سے بھر گئے۔ یہ کیسے ہو گیا کہ "اک وارنگھ آ تو ساڈی جاتے"۔ اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے ہاں تشریف لے آئیں تو ہمارے بھی وارے بنارے ہو جائیں گے اس لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ عرض کر رہے ہیں کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے" ہر روز زمین کے مختلف ٹکڑے آئیں میں مقابلہ کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھ پر ملامت ہوئی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھ پر سجدے کئے گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھ پر قربانی کی گئی ہے۔ ہر کوئی خط اپنی بڑھائی بیان کرتا ہے۔ اپنے آپ کو عظیم ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن وہ خط زمین اذل ٹکڑ پر آ جاتی ہے جہاں چند منٹوں کے لئے کوئی ولی کامل تشریف فرما ہو جاتا ہے اور اگر کسی جگہ پر سردار الانبیاء تشریف فرما ہو جائیں تو اس جگہ کی عظمت کیا ہوگی۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے" جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے کپڑے میں سلائی کر رہی تھیں کہ چراغ بجھ گیا اور سوئی بھی گر گئی۔ اندھیرا چھا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو سارا کمرہ روشن ہو گیا۔ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ جب کمرہ روشن ہو گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سوئی بھی تلاش کر لی اور اس میں سے دھاگہ نکل چکا تھا وہ بھی اس میں ڈال لیا۔ ایسا کیوں ہوا کہ وہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اک وار لکھ آئے۔ اگر آپ بھی یہ عرض کرتے رہیں کہ اک وار لکھ آتوں میری جاتے۔ تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور تشریف لے آئیں گے۔ جس طرح سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نور عطا ہوا ہے۔ اسی طرح سے تمہیں بھی نور عطا ہو جائے گا۔ عاشق کی پہلی اور آخری تہنا اور آرزو یہی ہے۔

اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے
داریاں کریمیاں میں سکاں لہا تے

اللہ تعالیٰ ایسی دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہیے آج مدینہ منورہ۔ مدینہ منورہ ہو رہا ہے اس کی بنیاد اگر ڈھونڈیں کہ بڑب سے یہ دارالشفاء کیسے بن گیا ہے تو یہی پتہ چلے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں سے لکھ آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگے تو بیماری کا گھر شفا کا گھر بن گیا۔ مدینہ شریف کی بھی یہی آرزو ہوگی کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے"۔ اس کی تمنا پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کا اذن عطا فرمایا۔ آپ یہاں بیٹھے ہوئے تنہا کرتے رہیں کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے" تو انشاء اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور آپ کی خواہش پوری فرمائیں گے۔ اور یہ جگہ بھی مدینہ شریف بن جائے گی۔

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کوئین میں نعت رسول اللہ ﷺ
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزون
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ

یہ حدیث پاک جو دیوار پر لگی آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کو چھو کر ہم تقسیم بھی کر رہے ہیں یہ فرماتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں موجود ہیں۔ ہر محفل میں موجود ہوتے ہیں۔ اگر نظر نہ آئیں تو یہ میری آنکھوں کا قصور ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری میں کوئی شک نہیں ہے۔ کوئی شبہ نہیں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف فرما نہ ہوں اور آپ کو پہچانتے نہ ہوں۔ تم میں سے ہر ایک کو پہچانے۔ چوں اس کے والد صاحب کو پہچانتے ہیں اس کی قوم کو جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کہیں گے کہ۔

اک وار نگھ آ توں ساڈی جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہاتے

حالانکہ جو نت بھی پڑھی گئی ہے۔ جو کچھ بھی پیش کیا گیا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقالنی

ولکن مدحت مقالنی بمحمد

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا ہے۔ کوئی بندہ اپنی تقریر سے اپنے شعروں سے اپنی نعت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بلند ہے۔ لیکن ان کا قرب نصیب ہو جائے تو ہم جیسے کتنے جنتی بن جاتے ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ ہمارے کلام میں شک ہے۔ ہماری تقریروں میں شک ہے۔ ہماری تقریریں کسی پائے کی نہیں ہیں۔ مانا کہ کسی پائے کی نہیں ہیں لیکن قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو عظمت ہے نا۔ اس میں تو اثر ہے نا۔ اصحاب کہف کے کتے کی کیوں مثال بنائی گئی ہے۔ کہ وہ درولی پہ بیٹھا رہا۔ بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ جتنا نور اصحاب کہف میں سے نکلے گا اتنا ہی نور اس میں سے بھی نکلے گا۔ لوگوں کو یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ کتا ہے کہ بندہ ہے۔ جو سردار الانبیاء کی محفل میں بیٹھے ہیں آپ یہ محسوس کریں کہ یہ کتنی خوشی کا مقام ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں بیٹھے ہیں۔ خوب صاحب نکتے نے مہربانی فرمائی ہے کہ۔

اک وار نگھ آ توں ساڈی جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہاتے

۴۴

پچکانا حقیقی پچکانا ہے۔ جب ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو پچکان لیں تو پھر نشاء اللہ یہاں پر بھی قبر میں حشر میں ہر جگہ آپ کو پچکانیں گے اور آپ کی ہر مشکل میں کام آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہماری بھی یہی دُعا ہو جائے "اک وار نگھ آ توں ساڈی جاتے"۔ پاکچن شریف میں بخشی دروازہ سے گزر کر اب تک کروڑوں بندے جنتی بن چکے ہیں۔ اور وہاں صرف ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف آوری کی جگہ کو انہوں نے سنبھال لیا۔ وہاں دروازہ بنادیا۔ اور لوگوں کو جنتی بنانے کا بہانہ بنالیا ہے۔ لیکن یہ دیکھو کہ لوگوں کی بخشش کی بنیاد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اک وار نگھ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی دُعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آؤ ان کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ بے حد درود

شیخ بزم ہدایت پہ بے حد درود

اصحاب کہف کے پاس کتا بیٹھ گیا۔ قرآن مجید شاہد ہے۔ اصحاب کہف نبی اسرائیل کے ولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تھے۔ وہ غار میں سوئے رہے اور کتا غار کے دروازے پر بیٹھا رہا۔ قیامت کے دن وہ کتا بندے کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ مانا کہ ہم کتے سے بھی بدتر ہیں لیکن ہم اس وقت بیٹھے ہوئے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہیں مردہ کتا اگر اولیاء اللہ کی نسبت سے جنت میں جائے گا تو ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے کہاں ہوں گے۔ انشاء اللہ جنت میں ہی ہوں گے۔ کتا اصحاب کہف کے پاس بیٹھے سے جنت میں جا رہا ہے۔ تو جو سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوں۔ وہ خواہ ہم جیسے کتنے ہی کیوں نہ ہوں ان کا حشر کیا ہوگا۔ اسلئے ہم یہی

اگر اسی ایک شعر کو ہی بار بار پڑھتے رہیں تو یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

یا رسول اللہ انظر حالنا

یا حبیب اللہ اسمع قالنا

انسی فی بحر غم مغروق

خذ یدی سہلنا انقلنا

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

وما علینا الا البلاغ المبین خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 04-05-21

شست چہارم

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جنگ کے لئے وہ اکٹھا کریں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان لے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر آ گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کروڑوں روپے لے کر حاضر ہو گئے اس کے علاوہ ڈوے، اُونٹ وغیرہ بھی پیش کر دئے۔ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے بہت سارا سامان اکٹھا کر دیا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے ان کے پاس میر چھوہارے تھے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا دن ایک کی کا پانی کھینچتا رہا ہوں اور شام کو اس نے مجھے دو سیر چھوہارے معاوضہ کے طور پر دیئے ہیں میں ایک سیر گھر اپنے بچوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں اور ایک سیر لے آیا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائیں۔ جتنا باقی مال وغیرہ جمع ہوا تھا اس کے مقابلہ میں یہ چیز نہ تھی۔ ایک سیر چھوہاروں کی کوئی وقعت ہی نہ تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ ان چھوہاروں کو تمام جمع شدہ مال پر نکھیر دو تاکہ اس کی وجہ سے سارا مال قبول ہو

ہائے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ جو فرما رہے ہیں کہ داریاں کریاں خدمت کریاں۔ سکاں لہاتے وہ دراصل چھوہارے پیش کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں اُدھاراں چسپاں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کے لئے اُدھار لینا ہے۔ اپنے پاس اتنی پونجی نہیں ہے۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو سارا دن مزدوری کی اور جو کچھ ملا وہ حاضر کر دیا۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے تو اُدھار لینا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جس محفل میں بھی یہ نعت پڑھی جاتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اُک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے۔ اور آپ نے بھی نعت پڑھی ہے کہ سجاد میں تو سراپا انتظار بنا ہوا ہوں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم یہ ہے کہ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہاں مدینہ منورہ بن جاتا ہے یہ حدیث شریف ہے۔ اب ہم 10-C میں بیٹھے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں بیٹھے ہیں۔ نذیر صاحب کی اس رہائش گاہ خوشی کا نمبر 10-C ہے۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرما رہے ہیں کہ میرے روضہ میں بیٹھے ہیں۔ میں سب کو دیکھ رہا ہوں میں سب کو سن رہا ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے آتی ہے۔ آپ نعت پڑھتے ہیں تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے ہیں۔

خطاب برہائش نذیر احمد صاحب ریسرچ انسٹیٹیوٹ 04-06-01

نشت پنجم

قاری صاحب نے سرائیکی زبان میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پڑھا ہے کہ

اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہا تے

اس کا ترجمہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئیں۔ سرائیکی زبان ہے۔ "جا" کے معنی جگہ، غریب خانہ۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ خوبہ رحمۃ اللہ علیہ درخواست کر رہے ہیں کوئی چھوٹا موٹا عام بندہ نہیں کر رہا ہے۔ زیادہ تر تو لوگوں کو یہ نصیب ہی نہیں ہوتا۔ وہ بھی مانگتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دے دیں وہ دے دیں۔ وہ اپنے ہاں ان کو بلا تے نہیں ہیں۔ خوبہ صاحب کو یہ سعادت حاصل ہوئی ہے کہ وہ عرض کرتے ہیں کہ ایک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ عرض گزارش قبول فرمائیں اور تشریف لے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کیا ہو جاتا ہے۔ یہ مکان سینٹ ریت اینٹ سر یا وغیرہ سے ہی بنا ہوا ہے۔ مکان کی عزت سکین سے ہوتی ہے۔ مکان کی اپنی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ کیا بیت اللہ تشریف سونے کا بنا ہوا ہے۔ وہ بھی سینٹ ریت اینٹ وغیرہ سے ہی تعمیر کیا گیا ہے پھر اس کی اتنی عزت کیوں ہے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ گنبد خضراء میں کون سی کوئی خاص چیز لگی ہوئی ہے کیا وہ سینٹ پتھر وغیرہ جنت سے آئے ہیں وہ بیشیں کہاں سے آئی ہیں۔ عام بھٹے سے آئی ہیں۔ جو بھی میٹرل Material بنا ہوا ہے وہ اسی زمین سے ہی ہے لیکن گنبد خضراء کو دیکھنے سے جنت عطا ہوتی ہے۔ تو کیوں ہوتی ہے کہ اس میں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ایک بہت مشہور اور پرانی روایت ہے وہ آپ کے شوق کے لئے عرض کرتا ہوں کہ تبع حمیری ایک بادشاہ تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اتنی وہ ہے وہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے کوئی چار پانچ ہزار سال پہلے ہو گزرا ہے وہ اپنے علاقہ کی Inspection کے لئے معائنہ کے لئے۔ اپنے علاقہ کی Visit کے لئے نکلا۔ اس کے امراء، وزراء، علماء اور فوج لشکر وغیرہ سب ساتھ تھے۔ یہ قافلہ چلتے چلتے شرب کے مقام پر پہنچ گیا۔ جس کا موجودہ نام مدینہ منورہ ہے۔ یہاں وہ چند روز ٹھہرے اور پھر آگے چلے کا حکم دیا۔ اس کے ہمراہ چار سو علماء کرام تھے انہوں نے وہاں سے آگے جانے کے لئے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے مجبور کیا کہ میرا حکم ہے ضرور چلنا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا علم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ یہ جگہ وہ ہے جہاں سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے۔ اگر ہماری زندگی میں آگئے تو ہم مکہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے ان پر ایمان لائیں گے تو ہمیں جنت نصیب ہو جائے گی۔ بصورت دیگر وہ ہماری زندگی میں تشریف نہ لائیں تو ہم ہمیں مر جائیں گے اور ہماری قبور بن جائیں گی۔ وہ جب بھی تشریف لائیں گے۔ ان کے قدم مبارک یہاں لگیں گے تو ہوا کے ساتھ ان کے پاؤں مبارک سے گرد اڑے گی وہ ہماری قبور پر پڑے گی تو پھر بھی ہماری بخشش ہو جائے گی۔ اس لئے "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے" اگر وہ یہاں تشریف لے آئیں اور یقیناً وہ تشریف لے آئیں گے۔ آپ اگر بلائیں تو وہ انکار نہیں کرتے۔ وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ (والضحیٰ ۱۰) "اور مٹکا کونہ جھڑکو"۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کسی سوالی کو نہ نہیں کرتے۔ ہمیشہ جھولی بھر کے دیتے ہیں۔ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے" تو پھر اس کا کیا انعام ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جہاں ان کا قدم لگتا ہے۔ پاؤں مبارک لگتا ہے گھرا بنتا ہے۔ یعنی پاؤں مبارک کا نشان بنتا ہے مجھے اس نشان کی بھی قسم ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حَبْلٌ بِهَذَا الْبَلَدِ (الہمد ۱۲) "مجھے اس شہر کی قسم کہ اسے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو"۔ مجھے شہر کہہ کی اس لئے قسم نہیں ہے کہ اس میں خانہ کعبہ ہے۔ مجھے اس لئے بھی

قسم نہیں ہے کہ اس میں حجر اسود ہے۔ اسلئے بھی نہیں کہ اس میں آپ زم زم ہے اس لئے بھی نہیں کہ اس میں صفا اور مروہ ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے میں قسم اٹھا رہا ہوں۔ میں صرف اس لئے قسم اٹھا رہا ہوں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شہر میں پلٹے پھرتے ہیں۔ اس شہر میں تیری راہ گزر رہے تو حضرات اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں تشریف لے آئیں تو پھر کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کس شہر کی قسم اٹھائیں گے۔ پاکشن شریف میں ایک بہشتی دروازہ ہے اس میں کون سی خاص بات ہے۔ لکڑی کا بنا ہوا چھوٹا سا دروازہ ہے۔ دو اڑھائی فٹ چوڑا اور پانچ چھ فٹ اونچا ہے۔ اس میں سے جب بندہ گزرتا ہے تو جنتی کیوں ہو جاتا ہے۔ اس میں کیا خصوصیت ہے۔ اور بھی کئی ہزار دروازے ہیں۔ بہترین دروازے ہیں۔ بیش قیمت میزمل کے بنے ہوئے ہیں۔ بڑی خوبصورت دینا کاری کی ہوئی دروازے ہیں۔ بڑے طویل عریض دروازے ہیں۔ ان میں سے گزرنے سے جنت نہیں ملتی۔ لیکن بہشتی دروازہ پاکشن سے گزرنے سے جنت مل جاتی ہے صرف اس لئے وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہیں۔ وہاں کھڑے ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ وسلم کو زیارت سے نوازا ہے فرمایا کہ میں اک واد یہاں سے لکھ آیا ہوں میرے قدم مبارک یہاں لگ گئے ہیں۔ حشر تک جو یہاں سے گزرتا رہے گا جنتی بنتا رہے گا۔ اس لئے ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ

اک واد لکھ آتوں ساری جاتے

داریاں کیرساں میں سکاں لہا تے

وہ ہماری خدمات سے بے نیاز ہیں۔ انہیں ہماری کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ کسی کے پاس ہے وہ اس سے بھی بے نیاز ہیں۔ دوپہر کا وقت ہے اور حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کھجور کی چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں۔ جسم مبارک پر چٹائی کے نشان بن گئے ہیں اور مٹی وغیرہ بھی لگ گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور آنکھوں میں آنسو لے آئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رونے کی وجہ پوچھی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہ تو عیش و عشرت میں زندگی گزارتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سردار الانبیاء ہو کر تنگی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ مٹی بھی جسم مبارک کو لگی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ میں مفلس ہوں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ یہ میرا اختیاری فقر ہے اگر میں چاہوں تو دنیا کے پہاڑوں کو حکم دوں کہ سونے کے بن جاؤ تو وہ ابھی سونے کے بن جائیں گے اگر میں حکم دوں کہ میرے ساتھ ساتھ چلو تو وہ میرے ساتھ بھی چلیں گے۔ یہ نہ سمجھنا کہ میں کسی غربت کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں بلکہ میں تو وہ معیار بنا رہا ہوں کہ ہر غریب امیر میری سنت پر چل سکے۔ اس لئے وہ داریاں خدمتوں کرانے سے بے نیاز ہیں۔ میں تو کرسی پر بیٹھا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرسی کی حاجت نہیں ہے۔ وہ جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں اور جس طرح سے چاہیں تشریف فرما ہوں یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ یہ عرش جو ہے یہ عرش معنی کس طرح سے بنا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے جب عرش پر پہنچے تو اپنی نعلین مبارک اتارنے کا خیال فرمایا کہ یہ بڑی عظمت والی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جوتی پہنے ہی رکھیں کہ میں نے عرش سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر آئیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کے نیچے جو مٹی لگی ہوگی وہ جب عرش کے چہرے پر لگی کہ تو وہ عرش سے عرش معنی بن جائے گا اس لئے عرش بھی یہی عرض کر رہا ہے کہ "اک واد لکھ آتوں ساڈی جاتے"۔ ذات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آنے سے کیا ہوا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خاک بجاہ از دم تو زندہ گشت

مچ ماہ مہر تو تابندہ گشت

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب آپ کے قدم مبارک ہندوستان کی سرزمین پر لگے تو یہ مسلمان ہو گئی۔ ہمارے ایمان کی مچ تیرے سورج سے طلوع ہوتی ہے۔ یہ غلاموں کی شان ہے۔ سردار کا عالم کیا ہوگا۔ حضرت خضر علیہ السلام کو خضر کیوں کہا جاتا ہے ان کا نام تو بڑا مشکل سا ہے کتب میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن آپ کو خضر علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ خضر کے معنی سبزہ۔ آپ جس جگہ اپنا پایاؤں رکھتے ہیں وہ سرسبز ہو جاتی ہے اور حضرت خضر علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ غلاموں کے گزرنے سے سبزہ آگتا ہے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گزرنے سے کیا بنتا ہوگا۔ میثرب بیماریوں کا گھر مدینہ منورہ دارالافتا بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو یہ دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ "اک دار لکھ آتوں ساڈی جاتے"۔ اگر ایک دفعہ بھی تشریف لے آئے تو قسمت بدل جائے گی۔ جہاں کہیں بھی آپ یاد کریں گے وہ ضرور وہاں سے گزریں گے۔ وہ ضرور تشریف لائیں گے۔ وہ ضرور حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ ہم تو صرف مانگتے والے ہیں۔ "ایک دینے والا ہے باقی سب سوالی ہیں"۔ ہم ہر وقت مانگتے ہی رہتے ہیں حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگنے کا موقع ہی نہیں آنے دیتے وہ بن مانگے ہی عطا فرمادیتے ہیں لیکن ہم بے مہر ہیں کہ مانگے ہی جاتے ہیں۔ جو چیز مانگنے والی ہے وہ ہم نہیں مانگتے لیکن جو کچھ مانگنے والا نہیں ہوتا وہ ہم مانگے جا رہے ہیں۔ اگر ہماری ہر دعا قبول ہو جائے

تو دنیا میں ویسے ہی فساد برپا ہو جائے اور اتنا فساد برپا ہو جائے کہ شاید ہی کوئی بچے۔ تیری بھی دعا قبول۔ اس کی قبول میری بھی قبول ہر ایک کی دعا قبول ہو جائے تو بٹ صاحب آپ کی ایک دکان بھی نہیں بچے گی آپ کی کوئی کٹھی پلاٹ جائیداد نہیں بچے گی میں یہ کوئی طنزیہ بات نہیں کر رہا ہوں بٹ صاحب آپ کے بیٹوں کی دعا قبول ہو جائے آپ کے رشتہ داروں کی دعا قبول ہو جائے تو آپ خود ہی سمجھتے ہیں کہ کیا ہو جائے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بن مانگے ہی عطا کرتے ہیں۔

تیرے کرم نے نوازا خیال سے پہلے

بھری ہیں جھولیاں تو نے سوال سے پہلے

تو سوال ہی کوئی نہ کرے بس صرف یہی کہہ دے کہ کتے دیکھن توں پہلاں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور "اک دار لکھ آتوں میری جاتے"۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ایک خاص بات یہ ہے کہ ان کو یہ عرفان کہاں سے ملا۔ وہ اپنے بھائی کے ہی مرید ہیں۔ آپ کے والد محترم کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ایک بیوی سے ہیں اور ان کے بھائی دوسری بیوی سے ہیں یعنی آپ والدہ کی طرف سے سوتیلے ہیں۔ پچاس ساٹھ مربوہ زمین کے مالک تھے۔ ان کے علاقہ میں غلہ بانی بہت تھی۔ مویشیوں کے بہت بڑے بڑے غلے ہوتے تھے۔ بھیڑ بکریاں وغیرہ بے شمار ہوا کرتی تھیں۔ آپ جب جوان ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ کے پیر صاحب تو وہ ضرور ہیں لیکن ہیں تو سوتیلے بھائی۔ وہ آپ کے حصہ کی جائیداد پر بھی قابض نہ ہو جائیں بہتر ہے کہ آپ اپنا حصہ ان سے الگ کر لیں۔ اپنی وراثت کو تقسیم کر لیں۔ شریک لوگوں نے آپ کو بہت اکسایا کہ اپنی جائیداد کو اپنے قبضہ میں کر لو۔ انہوں نے اپنی ساری برادری اہل خاندان کو بلا یا اور فرمایا کہ میں نے

سارا مال دودھ گھن، مویاں دیاں خبراں آپے غل گھن

اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اے دنیا والو اگر کوئی چیز مانگے والی ہے تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ ہے۔ کسی ایم این اے یا ایم پی اے سے پوچھیں کہ کیا چاہئے۔ وہ کہیں گے کہ حکومت نواز شریف اپنی جگہ تڑپ رہا ہے۔ بے نظیر اپنی جگہ کر لاری ہے۔ شہباز شریف خود آپ دھکے کھا رہا ہے۔ حکومت پر قبضہ مشرف پرویز کا ہے وہ کسی کو پاس نہیں آنے دیتا۔ کوئی کہتا ہے کہ میرے زیادہ ووٹ ہیں دوسرا کہتا ہے کہ میرا Vote Bank ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میرا مینڈیٹ ہے یہ سب کچھ حکومت کے لئے کر رہے ہیں۔ کوئی حکومت کا طلبگار ہے کوئی دولت مانگ رہا ہے۔ کوئی حسن چاہتا ہے۔ کوئی طاقت مانگتا ہے۔ کوئی علم مانگ رہا ہے۔ کوئی عبادت کرنا چاہتا ہے۔ دنیاوی طور پر یہ تمام چیزیں مانگنے والی ہیں۔ لیکن ان کا حشر دیکھو ان کا انجام مد نظر رکھو۔ حکومت ملی تو فرعون بن گیا۔ حکومت اگر کوئی اچھی چیز ہوتی تو فرعون، نمرود، آج گالی کا نشان بنے ہوتے۔ آج کسی سے نفرت کرنا ہوتا کہتے ہیں کہ چل فرعون دور ہو۔ کیوں ایسا ہے کہ فرعون گالی بن چکا ہے اور حکومت سے بنا ہے۔ دولت مند کون ہے۔ یہ قارون ہے یہ بھی نفرت کا نشان بن گیا ہے۔ اس کے ان کمروں کی چابیاں کہ جن میں سونا بھرا ہوا تھا کو اٹھانے کے لئے چالیں آؤٹ ہوتے تھے۔ اب آپ خود حساب کر لو کہ ان کمروں میں کتنی دولت ہوگی۔ سب سے زیادہ طاقتور چکا ڈاکو ہوا ہے آج وہ بھی گالی بنا ہوا ہے۔ کوئی بدمنشا، بدکردار اور فراڈیہ ہوتا کہتے ہیں کہ یہ چکا ڈاکو ہے۔ چکا لکس مشہور ہے لہذا طاقت سے کوئی عزت نہیں بنی۔ ہر خوبصورت لڑکی اور لڑکا فلم انڈسٹری میں کام کرتا ہے۔ اور جو کچھ ان کا حال ہے وہ ہر کوئی جانتا ہے۔ علم اور عبادت میں شیطان

اپنی وراثی جائیداد کی تقسیم کرنی ہے۔ بھائی صاحب نے رضا مندی ظاہر کر دی کہ ضرور کر لیں۔ آپ کا یہ حق ہے آپ میرے بھائی ہیں اور وراثت کے برابر حق دار ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جائیداد کی ڈھیریاں بھی میں نے ہی بنائی ہیں اور میں نے ہی پہلے ڈھیری اٹھائی ہے۔ حالانکہ دستور یہ ہوتا ہے کہ ایک فریق ڈھیریاں یعنی حصے بناتا ہے اور دوسرا فریق پہلے ڈھیری یعنی حصہ اٹھاتا ہے۔ لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جائیداد کی دو ڈھیریاں بھی میں نے ہی بنائی ہیں اور پہلے ڈھیری بھی میں نے ہی اٹھائی ہے حالانکہ یہ اصول اور دستور کے خلاف تھا۔ لیکن بھائی صاحب نے پھر بھی اجازت دے دی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام وراثی جائیداد ایک طرف کر دی اس کی ایک ڈھیری بنا دی۔ اور دوسری ڈھیری اپنے بھائی صاحب کو کچھ لیا۔ اب ایک طرف بھائی اور دوسری طرف تمام متروکہ جائیداد تھی۔ آپ نے تمام رشتہ داروں کو بلایا اور فرمایا کہ گواہ رہنا میں اب اپنی ڈھیری اٹھا رہا ہوں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھائی صاحب جو ان کے بچہ و مرشد بھی تھے کا دامن پکڑ لیا اور فرمایا کہ مجھے یہ ڈھیری چاہئے دوسری ڈھیری کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیا کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاید دنیا میں میرا نام لے والے کوئی ہو کہ نہ ہو جا فریہ حشر تک تیرا نام چل رہے گا۔ پھر ان کی زبان پر کیا جاری ہوا کہ

اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے

داریاں کریاں میں سکاں لہا تے

زوری جے دیسو تے وٹجن نہ ڈیاں

گل پا کے پلڑا تے متاں کریاں

ایہو فریہ دی فریاد من گھن، جند جان کڈھ گھن

سے بڑھ کر کوئی نہیں لیکن وہ لعین ہے۔ لعنتی ہے۔ راندہ درگاہ ہے۔ جنبی ہے۔ پھر کسی چیز کی ہے۔ کی اگر ہے تو اس بات کی ہے کہ "اک وارنگھ آتوں ساڑی جاتے۔" اگر اس کی تمنا ہے۔ آرزو ہے تو پھر حکومت بھی تیری ہے۔ سن بھی تیرا ہے۔ عزت بھی تیری ہے۔ خزانے بھی تیرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی تیرے ہیں لیکن وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر نہیں ملے اگرچہ وہ تیری شہرہ رگ سے بھی قریب ہے لیکن اللہ تعالیٰ تیرا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرا جب بنے گا جب تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو جائے گا۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تیرے ہوں گے جب تو کسی ولی کا غلام ہو جائے گا۔ کوئی ایسا ولی نہیں ہے کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے وہ خدا کو بھی مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مانتے والا نبی علیہ السلام کا منکر ہو سکتا ہے۔ نبی علیہ السلام کو مانتے والا ولایت کا منکر ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ولی سے شروع کریں گے تو ولی بھی مل جائے گا اس کی وساطت سے نبی علیہ السلام بھی ملیں گے اور نبی علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ بھی مل جائیں گے۔ حضرت خولہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر صاحب کا دامن پکڑا پھر ان کی وساطت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بھی ان کے ہاتھ آ گیا۔ آج خولہ صاحب، خولہ صاحب ہو رہی ہے۔ ان کی پیر و مرشد کا نام شاید وہاں کے لوگ باشندے تو جانتے ہوں اور تو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کا کیا نام ہے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کا کیا نام ہے۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد کا کیا نام ہے۔ شاید یہ کوئی ان اولیاء اللہ کے نام جانتا ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حضرات (نمودہ باللہ) اپنے مقامِ درمیت میں کوئی چھوٹے تھے۔ یہ بالکل غلط ہے ایسا مت سمجھو۔ بات صرف یہ ہے کہ جس کا نام زندہ ہے اس نے اپنے پیر صاحب کی عزت،

ادب و احترام زیادہ کیا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر صاحب کا ادب بہت زیادہ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نام بلند کر دیا ہے۔ حضرت خولہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر صاحب کا زیادہ ادب کیا ہے۔ دنیاوی مال و متاع کو پیچھے گھوڑ دیا اور اپنے پیر صاحب کا دامن پکڑ لیا تو خولہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام اللہ تعالیٰ نے روشن کر دیا۔ یہی حال داتا صاحب بھویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دوسرے مشہور زمانہ پیر صاحب کا بھی یہی حال ہے۔ کوئی چھوٹا ہوتا ہے کوئی بڑا ہوتا ہے۔ بڑا پیر صاحب کون ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے پیر و مرشد کا غلام ہوتا ہے۔ مرید ہے لیکن وہ ادب کے لحاظ سے آگے نکل گیا ہے۔ اپنے پیر و مرشد کا ادب کر کے بلند مقام حاصل کر گیا ہے۔ لہذا میری عرض ہے کہ اگر دُعا مانگنا چاہتے ہو تو پھر دو ہی دُعا مانگیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانگیں اور دوسرے یہ کہ دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مانگو۔ اور زیادہ چیزیں اگر مانگو گے تو پھنس جاؤ گے حشر والے دن ان کا حساب دینا پڑے گا۔ کہ تم نے یہ چیزیں کیوں مانگیں۔ تم نے یہ سب کچھ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر مانگا ہے۔ تم نے ان چیزوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ترجیح دی ہے۔ اگر آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک طرف چھوڑ کر یہ کہتے ہیں کہ مجھے جنت چاہیے۔ مجھے قبر وسیع چاہیے۔ روشن چاہیے۔ ٹہل صراط سے بخریت گزرتا چاہیے۔ میزان پر اعمال ڈونی چاہیں تو یہ کچھ بھی نہیں ملے گا۔ یہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ملتا ہے ان کے وسیلہ ہیلے سے ملتا ہے۔ جن کا کرم ہے اسے چھوڑ دیں تو پھر کیا ملتا ہے۔ اس لئے میری عرض ہے کہ "اک وارنگھ آتوں ساڑی جاتے" تو پھر کرم ہی کرم ہے۔

خطاب برہانشیر احمد بٹ صاحب

وما علیہا الا البلاغ المبین

نشت ششم

نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ "اک وار لکھ آتوں ساڑی جاتے"۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار غریب خانہ پر ضرور تشریف لے آئیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں تشریف لے آئیں یا آپ کے گھر میں تشریف لے آئیں۔ کسی بھی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں بھی تشریف فرما ہیں۔ اگر نظر نہیں آتے تو یہ ہماری نظر کا قصور ہے۔ اپنی نظر درست کر لیں۔ اللہ تعالیٰ وہ نظر عطا فرمائے کہ جو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر سکے۔ ان کے نہ آنے میں تو کوئی کلام ہی نہیں ہے۔ حضور تشریف لائے ہیں تو کیا بن گیا ہے۔

جتنے بہرے گئے چند گھڑیاں
ایس جگہ نوں رنگناں چڑھیاں
پٹی آدے مشک بہاراں دی
کیا بات ہے میری سرکاراں دی

یہ جگہ جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں۔ آپ جنت کی کیاری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ جب کوئی بندہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ وہ اسے جنت سے نکال دے آپ جنتی بن کر جا رہے ہیں اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ کوئی بندہ خواہ کسی بھی غرض سے آیا ہو کوئی اپنا

ہو کہ پرایا ہو۔ کوئی مخالف ہی کیوں نہ آیا ہو یا کوئی سی آئی ڈی کا بندہ ہو۔ کوئی بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کو مرے سے پہلے تو یہ کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں اور وہ جنتی ہو کر مرتا ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگتے ہیں اللہ تعالیٰ اس جگہ کی بھی قسم اٹھاتا ہے جس وہ جگہ اتنی عظیم اور عزت والی بن جاتی ہے کہ وہاں سے جو مٹی اُڑتی ہے اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے نسبت ہو جاتی ہے۔ اب یہ جو مٹی اس جگہ پر آپ کے قدموں میں پڑی ہوئی ہے اس کو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو گئی ہے۔ جب یہ مٹی اُڑے گی بلکہ اب بھی اُڑ رہی ہے۔ پتکے چل رہے ہیں تو ان سے اُڑ رہی ہے۔ ہوا کے چلنے سے بھی اُڑ رہی ہے۔ کل بھی اُڑے گی۔ آئندہ بھی اُڑتی رہے گی۔ جب تک یہ بازار قائم ہے یہ مٹی اُڑتی رہے گی۔ یہ جس جس کے چہرے پر پڑے گی وہ جنتی بن جائے گا۔ مٹی بھی جنتی بنا رہی ہے اور کیا چاہتے ہو۔ اس لئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ "اک وار لکھ آتوں ساڑی جاتے" وہ عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار یہ شرف بخشیں اور تشریف لے آئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے جو مٹی اُڑتی ہے وہ جس پر پڑتی ہے وہ جنتی بن جاتا ہے۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حق میری بادشاہ کے ساتھ آنے والے چاروں علماء کرام جب یثرب کے مقام پر پہنچے تو پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اگر ہماری زندگیوں میں تشریف آوری نہ ہوئی تو ہماری تجویز یہاں ہوگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک سے اُڑنے والی مٹی جب ہماری قبروں پر پڑے گی تو ہم بخشے جائیں گے۔ یہ پاکباز شریف میں بہشتی دروازہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف لانے کی جگہ ہے جہاں یہ دروازہ بنا دیا گیا ہے۔ اب قیامت تک جو اس میں

سے گزرتا رہے گا وہ جتنی بننا جائے گا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگنے کی وجہ سے اس جگہ کو یہ عظمت عطا ہو گئی ہے۔ یہ ہے جی کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جا تے"۔ شرط یہ ہے کہ عقیدہ درست ہو۔ آپ یہ کہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ سراج منیر ہیں۔ شاہد ہیں۔ حاضر ناظر ہیں۔ آپ یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے مر سکتے ہیں (نعوذ باللہ) آپ یہ یہ سمجھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفیع ہیں۔ کوثر کے مالک ہیں۔ مالک و مختار ہیں۔ جنت و دوزخ کے مالک ہیں۔ پھر توبہ مدینہ شریف چلا جا۔ یا محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جا تو وہاں سے جو مٹی اڑے وہ تیرے چہرے پر پڑے گی تو جتنی بن جائے گا۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جا تے" اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرم کیا ہے کہ ہم محفل میلاد منا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر میں بلا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی محافل منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت خضر علیہ السلام جہاں قدم رکھتے ہیں وہاں سبزہ اُگ آتا ہے اور جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قدم مبارک لگا دیتے ہیں وہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے اس لئے ہمیشہ یہ دعا کرو کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جا تے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کریم ہیں وہ تیری دعا کو قبول فرماتے ہیں کسی کی دعا کو رد نہیں کرتے۔ وہ سوالی کو جہز کتے نہیں ہیں بلکہ عطا فرماتے ہیں۔ وہ ضرور ہر گھر میں تشریف لائیں گے جہاں بھی یہ دعا ہوگی کہ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جا تے" آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین خطاب برہائن میاں مقبول حسن صاحب اپریل 2004

نشت ہفتم

ایک نعت ہے جو ہماری محافل میں آج کل پڑھی جا رہی ہے۔ وہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی نعت ہے جو سرائیکی زبان میں ہے۔ آج پھر اس سے متعلق عرض کرتے ہیں۔

اک وار لکھ آتوں ساڈی جا تے
داریاں کریاں میں سکاں لہا تے

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت نوازا ہے۔ پیدا ہوئے تو پاک صاف ، کنگھی کی ہوئی سرمہ ڈالا ہوگا۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بحیثیت دایہ آئی ہوئی تھیں۔ فرشتے آئے ہوئے درود و سلام پیش کرتے ہوئے یہ ساری عظمتیں عطا ہوئیں اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمائی اپنی رضا عطا فرمائی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر کر دی۔ گنن کی زبان عطا فرمائی۔ لامکان میں بلا کر معراج کرائی۔ ہم جتنی بھی تعظیم پڑھتے ہیں ان میں جموئی ہی پھیلاتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ ان سے مانگتے ہیں یا پھر ان کی تعریف کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک منفرد خیال پیش کیا ہے۔ یہ بات کئی دنوں سے ہو رہی ہے کہ ہر محفل میں کوئی نئے بندے بھی آ جاتے ہیں تو اللہ کرے کہ ان کے ذہن میں بھی یہ بات آ جائے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تین خاص باتیں کی ہیں جو کسی دوسرے کے ذہن میں نہیں آئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ہاں نکلیا ہے تو پھر واپس کیوں بھیجا ہے۔ آپ کا کوئی بہت عزیز رشتہ دار آپ کے پاس آئے تو کیا آپ اسے یہ کہہ دیں گے

کہ آپ اب واپس چلے جائیں۔ اگر اس طرح سے کہہ دیں گے تو پھر تمہاری اس کے ساتھ کوئی محبت نہیں ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس کر دیا تو اس میں کوئی حکمت ہوگی لیکن مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور پھر واپس بھی چلے جائیں۔ میں نے تو انہیں واپس نہیں جانے دینا ہے۔

زوری ہے وچھو تے وچھن نہ ڈیوں

گل پا کے پلاڑا تے نتاں کریوں

ایک تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے غریب خانہ پر دعوت دی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں امیر تو نہیں ہوں۔ لیکن میرا دل غریب نہیں ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس نہیں جانے دوں گا۔ اگر مجھے اپنی جان بھی قربان پڑی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ٹھہر جائیں تو میں نے اپنی جان بھی دے دینی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنی جان دے سکتا ہے۔ نہیں دے سکتا وہ جان سے پاک ہے۔ وہ حسنی و قیوم ہے۔ وہ زندہ ہے وہ مرتا نہیں ہے۔ جان دے دینا اس کی شان نہیں ہے۔ "اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے" ہم سب مدینہ شریف جانے کو تیار ہیں لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہیں بلاتے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے محبوب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کروں گا۔ بجائے اس کے کہ میں مدینہ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹیاں کھاؤں۔ آپ اپنے محبوب کے گھر میں رہنا چاہتے ہیں۔ فرمائش کریں کہ جی اب مجھے پرانٹھاپکا دیں۔ اب حلوہ بنا دیں۔ اب لادیں۔ اب کوئی مٹھائی کھلا دیں۔ لیکن جب

آپ کا محبوب آپ کے گھر میں آجائے تو آپ خود ان کی خدمت کریں گے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان عاشقوں میں سے ہیں جو خدمت کرنے والے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "خدمت کریمیاں تے چسپاں ادھاراں"۔ یا اللہ آپ تو خود مالک ہیں آپ کو تو ادھار لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں غریب ہوں اگر اپنے پاس کچھ نہ ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کے لئے میں ادھار بھی لے لوں گا۔

کڈھائیں بکھکھ نہ ڈیاں تے ڈیاں ہزاراں

ایویں کڑیاں جہاں کیوں پیا ماراں

جو کچھ وی ڈیاں۔ ڈیاں رجا تے

اک وار لکھ آتوں ساڈی جاتے

جو کچھ بھی پیش کروں گا وہ سیر بھر پیش کروں گا۔ میں ایسے ہی بھوٹی باتیں نہیں کر رہا ہوں۔ میں جو کچھ بھی پیش کروں گا وہ خوب سیر ہو کر دوں گا۔ کوئی کی نہیں چھوڑوں گا۔ پھر اگر آپ واپس جانے کا ارادہ فرمائیں تو میں کوشش کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس نہیں جانے دوں گا۔ میں اپنے گلے میں کپڑا ڈال کر ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کروں گا۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے جائیں اور میرے پاس ہی رہیں۔ سرانگینی میں کسی کی منت سماجت کرنے کی یہ انتہا ہے کہ غلاموں کی طرح گلے میں کپڑا ڈال لیا جائے۔ ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کی جائے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لئے اس انتہا تک بھی جانا پڑا تو میں یہ بھی کر لوں گا۔ پھر آخر پر جو فرماتے ہیں اس کا جواب ہی نہیں ہے۔

ایہو سوال فریہ دا من گھن

چند جان کڈھ گھن سارا مال دودھ گھن

مویاں دیاں خبراں آپے ای جُل گھن
دل تھار لیاں بیضا ایں اس ادا تے
اک وار لکھ آ توں ساڈی جاتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے کا ارادہ کر ہی لیں گے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی جان قربان کر دی ہے۔ پھر میری جان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حوالے ہوئی ہے اور میں نے یہ داؤ اس لئے بھی لگایا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس نہیں جانے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی جان دے سکتا ہے۔ کہ وہ جان سے پاک ہے نہ وہ اپنے گلے میں پلا ڈال سکتا ہے کہ وہ گلے سے پاک ہے اور پلاڑے سے بے نیاز ہے۔ لیکن حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہ سبق پڑھا ہے ہیں کہ اگر اپنے محبوب کو ملنا چاہتے ہو تو پھر اس طرح سے پلاؤ۔ ممکنے نہ ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود آپ کو عطا فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو بھی عطا فرمایا ہے اس کو بغیر مانگے ہی عطا فرمایا ہے۔ ہم بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں جو کچھ بھی آپ طلب کر رہے ہیں کہ سب کچھ بے صبری میں مانگ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی عطا فرماتے ہیں۔

تیرے کرم نے نوازا خیال سے پہلے
بھری ہیں جھولیاں تو نے سوال سے پہلے

ہم بے قراری میں سوال کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کا کوئی جواب نہیں ہے۔ نہ کوئی اس انداز کی نعت آئی ہے نہ سنی ہے۔ تمام نعت گویا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والے ہیں یا پھر ان سے مانگنے والے ہیں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درِ اقدس پر جانے کی تمنا کرنے والے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام

فرید رحمۃ اللہ علیہ کا انداز ہی الگ ہے۔ یہ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر لانا چاہتے ہیں۔ آپ ڈولی گھر لے آتے ہو یا وہیں چھوڑ آتے ہو۔ جی وہ گھر لے آتے ہیں۔ کیوں لے آتے ہیں کہ ڈولی کے اندر جو ہے وہ محبوب ہے۔ وہ کسی کی گھر والی ہے۔ اس کی محبوبہ ہے تمام ڈولی والیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر پلاؤ۔ وہاں کیوں جاتے ہو۔ یہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے۔ "اک وار لکھ آ توں ساڈی جاتے"۔ آخری بات یہ ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں تو پھر کیا بن جاتا ہے۔ وہ جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے ہیں وہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ وہ بخشی دروازہ بن جاتا ہے۔ وہ بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس جگہ کی قسم اٹھاتے ہیں اور قسم اس چیز کی اٹھاتی جاتی ہے جو سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ایک طرف مجھے تو اس کے نقش قدم کی بھی قسم ہے۔ جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں اس جگہ کی یہ عظمت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ کی بھی قسم اٹھاتے ہیں۔ اسلئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ عرض کر رہے ہیں کہ "اک وار لکھ آ توں ساڈی جاتے"۔ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 21-05-04

ظن رب، ہے انہیں کا سب، ہے انہیں سے سب، یہ ہماری طرز ہے۔ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے وہ طرز لی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی طرز ہے اور وہ طرز اپنا ہی ہے کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرز ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین دعائیں ہیں ان کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگا۔ ایک دعا یہ ہے کہ فرمایا کہ میری بیٹیاں ہوں میں ایک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دوں۔ وہ مر جائے تو دوسری دوں وہ مر جائے تو تیسری بیٹی کا نکاح کر دوں۔ ان کی دوسری دعا ہے کہ میرے پاس مال ہو تو وہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتا رہوں اور تیسری دعا یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرز یہ ہے کہ اس نے ہر چیز پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی ہے۔ ہم مانگتے ہیں کہ ہمیں شفاعت دیں۔ ہماری جھولیاں بھر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا کر دی۔ کوثر کیا ہے۔ ماسواہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کوڑ ہے۔ اپنی رضا عطا فرمادی۔ ان کی ہر آنے والی گفزی پہلے سے بہتر کر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا عطا کیا۔ بھتی جوڑا پہنایا گیا۔ براق آیا۔ فرشتے آئے کسی نے گام پکڑی کسی نے رکاب تھام لی۔ بڑے شان و شوکت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جایا گیا۔ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے استقبال کرایا گیا۔ ان تمام کی امامت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاب قوسین کے مقام پر پہنچے اور پھر بھی فرمایا کہ اور قریب آ جاؤں۔ اور قریب ہو جائیں پھر خاص گفتگو فرمائی جس کا کسی کو علم نہیں ہے۔ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس تشریف لے آئے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کچھ کرتے ہیں ان کی اپنی طرز ہے اپنا ایمان ہے اپنی سوچ ہے اور اپنی پہنچ ہے ان کی سوچ بڑی اعلیٰ ارفع ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ

پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کیا ہے۔ اب آج دوبارہ کرتے ہیں کہ شاید کچھ نئے بندے آج محفل میں آئے ہوں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کا کیا مقام ہے اور باقی دوسرے نعت گو حضرات کی نعت کا کیا مقام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو نعت لکھی ہے وہ فانی اللہ کے مقام پر پہنچ کر لکھی ہے۔ اور فانی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو کر پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا عرض کرتے ہیں ۱۱ دوسرے لوگ کیا کہتے ہیں۔ ہم لوگ جو ہیں وہ مانگتے والے ہیں منگتے ہیں۔ یا رسول ان صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت عطا فرمادیں۔ ہم پر کرم کی نظر رکھنا۔ کیوں میری خطاؤں کی طرف دیکھ رہے ہو۔ جس کو ہے میری لاج وہ بچال بڑا ہے۔ روک لیتی ہے آپ کی نسبت تیر جتنے بھی ہم پر چلتے ہیں۔ یہ کرم ہے آپ کا ہم پر کہ آنے والے عذاب ملتے ہیں۔ یہ سب مانگنے والوں کی باتیں ہیں۔ لا ذنب الغرض جس کو جو بلا ان سے ملا۔ یہ مانگنے کی باتیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا گناہ نہیں ہے ضرور مانگیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نعت کی طرز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مانگنا نہیں ہے۔ بلکہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کرتا ہے اور یہی طرز حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی ہے وہ بھی مانگتے نہیں ہیں۔ بلکہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے" پھر آگے چل کر بہت سی چیزیں بیان کرتے ہیں کہ جو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تشریف آوری پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرز یہ ہے کہ نعت گو اور نعت خواں حضرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہیں۔ وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں۔ ہونہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو۔ وہی نور حق وہی

ہم مدینہ شریف جائیں۔ آج سب سے پہلے نعت پڑھی گئی ہے۔ کہ ہم کو مدینہ شریف بلا لیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے محبوب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لے آئیں۔ "اک دار لکھ آؤں ساڈی جاتے" جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس بلایا ہے اسی طرح سے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر میں دعوت دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ "اک دار لکھ آؤں ساڈی جاتے" ہم سب لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان بننا پسند کرتے ہیں۔ بتالیں مجھے اپنا مہمان آقا۔ ہر اک شاہ و ملکا چاہتا ہے۔ بادشاہ بھی یہی چاہتا ہے گدا بھی یہی چاہتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کھانا پینا عطا فرما دیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت با سعادت کے موقع پر جس طرح ان کو کنگھی کی ہوئی تھی۔ سرمہ لگا ہوا تھا۔ غسل کئے ہوئے تھے۔ پاک صاف پیدا فرمایا تھا اور محراب کی رات بھی ان کو ڈولہا کی طرح سجایا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائیں تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنگھی کروں گا، مہندی لگاؤں گا، عطر لگاؤں گا، شملہ کی چھڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دوں گا۔ بچے پورے چیرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سجاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈولہا بنا کر اپنے پاس بٹھاؤں گا۔ اور پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جی بھر کر باتیں کروں گا۔ میں غریب ضرور ہوں لیکن میں سب کچھ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم پر قربان کر دوں گا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھ میں اتنی طاقت تو نہیں ہے میرے پاس اتنی دولت تو نہیں ہے کہ یا اللہ جتنی آپ کے پاس ہے آپ مالک و مختار ہیں آپ کو اودھار لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں نے اودھار بھی لے کر سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی خرچ کر دیتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دو خاص چیزیں ہیں۔ اس سے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاص مصلحت کے پیش نظر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس بھیج دیا۔ یہ اس کے راز ہیں اور وہی جانتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ تشریف لے آئیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس نہیں جانے دوں گا۔ زوری ہے دوسو تے دجن تے ڈیسیوں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاقت سے بھی واپس جانا چاہیں گے تو میں نہیں جانے دوں گا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے کا ارادہ فرما ہی لیں گے تو میں نہیں کروں گا۔ "گل پا کے پلڑا متیاں کریاں"۔ اگر کہیں اپنی بہت زیادہ کم تر کی ظاہر کرنی ہو اپنا زور نہ چلا ہو۔ اپنا زور چلانے کی طاقت نہ ہو تو پھر طریقہ یہ ہے کہ جانے والے کو روکنا ہو تو اپنے گلے میں پلڑا ڈال لیتے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں کہ میرا کوئی زور نہیں ہے لیکن میری عرض قبول فرما لیجئے۔ میرے بس میں نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک سکوں لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرانی فرمائیں اور تشریف نہ لے جائیں۔ مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر تشریف لائے اور پھر مجھے تنہا چھوڑ کر واپس چلا جائے۔ یہاں وہ اللہ تعالیٰ کی طرز سے مختلف طرز اپناتے نظر آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو معراج پر بلایا۔ لا مکان میں بلایا اور پھر واپس کر دیا لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ میں نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس نہیں جانے دینا ہے۔ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم طاقت والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں۔ جو جس طرح چاہیں کریں میرا کوئی زور نہیں چلتا لیکن میں منت سماجت تو کر سکتا ہوں وہ میں ضرور کروں گا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور منفرد طرز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نہیں دے سکتے کہ وہ جان سے پاک ہے۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان بھی قربان کر دیتے کو تیار ہوں اور اپنی جان قربان کر دوں گا۔ جو کچھ میرا ہے وہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دوں گا۔ جس طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔ میری بھی جان اور مال سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے۔ اگر میں فوت ہو جاؤں میری جان نکل جائے تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے ہوں۔ میری شفاعت بھی ضرور فرماتا۔ مجھے بچاتا۔ یہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی خاص طرز ہے۔ یہ بالکل منفرد اور عاشقوں والی طرز ہے۔ حضرت امام جلوآئی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

کچھ اور مانگتا میرے مشرب میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور نہیں مانگتا ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی مانگتا ہوں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرز کو اپناتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مانگتا کچھ نہیں ہوں۔ میں دینا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئیں۔ "ایک وار لنگھ آتوں ساڑی جاتے"۔ کوئی بھی سچا عاشق اپنے محبوب کو اپنے سے الگ نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ہمیشہ وصل چاہتا ہے۔ ہم تو سوالی ہیں منگتے ہیں اپنی غرض سے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے محبت کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اپنی کسی ذاتی غرض کو سامنے نہیں آنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرز کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسی محبت کا اظہار خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش صاحبزادہ اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

03-06-04

نشت نہم

آپ کے سامنے نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ "ایک وار لنگھ آتوں ساڑی جا تے" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ اس سے ہمیں کیا حاصل ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجی صاحب کے گھر تشریف لے آئیں۔ اس کمرہ میں تشریف لے آئیں۔ اس محفل میں تشریف لے آئیں تو کیا ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بڑا زور لگا رہے ہیں۔ جو ان کے پاس ہے وہ دے رہے ہیں اور پھر اُدھار بھی لے رہے ہیں۔ ہر چیز قربان کر رہے ہیں وہ صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بار ہی تشریف لے آئیں۔ ان کو اس میں کیا فائدہ نظر آ رہا ہے میں تو اکناکس پڑھا ہوا ہوں۔ میں نے تو اس میں فائدہ ہی دھونڈنا ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاکین شریف میں ایک جگہ پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو دیدار سے نوازا۔ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہو کر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو دیدار کرایا اس جگہ کو کمال گیا۔ قیامت

تک کے لئے وہ بہشتی دروازہ بن گیا۔ جو بھی وہاں سے گزر رہا ہے وہ جنتی بن رہا ہے۔ کہ وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگ گئے ہیں۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ "اک وارنگھ آتوں ساڑی چھتے"۔ "داریاں کریاں سکاں لہاتے" داریاں تو ہم سے نہیں ہوتیں۔ کرم تو ان کا ہی ہوتا ہے۔ جہاں پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس جگہ کی قسم ہے۔ اتنی عظمت و عزت والی جگہ وہ بن جاتی ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ "اک وارنگھ آتوں ساڑی جاتے"۔ شعر پڑھا گیا ہے کہ

میں تو خود ان کا در کا گدا ہوں

میں آقا کی خدمت میں کیا پیش کروں

ہم کیا دریاں کر سکتے ہیں۔ انہیں ہماری کسی خدمت کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں ان کی ضرورت ہے۔ ایک بار اگر حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے آئیں تو یہ جگہ جنت بن جاتی ہے۔ تیج بادشاہ کے علماء کرام کی قبور پر مٹی پڑی تو وہ جنتی ہو گئے۔ ہم محفل میلاد الہی صلی اللہ علیہ وسلم منا کر جنتی ہو رہے ہیں۔ ان کے کرم کی بات یہ ہے کہ جہاں بھی ان کا ذکر کیا جائے غلوں دل سے کیا جائے۔ ایسے عقیدے سے کیا جائے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ حیات ہیں۔ شفیق ہیں، علم غیب رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے شاہد ہیں حاضر ناظر ہیں۔ کوڑ کے مالک ہیں پھر اس کے بعد تو ان کا ذکر کہ جن الفاظ میں بھی تو کر سکتا ہے۔ آپ خوش الحان ہیں تو اس خوش الحانی سے کہ۔ اگر بھری آواز ہے تو اس سے کہ لیکن غلوں دل سے کہ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے آتے ہیں۔

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپائی نہیں کرتے

جہاں وہ تشریف لے آتے ہیں وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اور اس جگہ کی مٹی بھی جنتی بنانے والی بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ یہ دعا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شاہ آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں

میرے گھر میں بھی ہو جائے اچالا یا رسول اللہ

اس لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ "اک وارنگھ آتوں ساڑی جاتے"۔ ایک عورت تھی وہ جب بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی تو ان کو شادی کا پیغام دیتی اسے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی میں ایک نور نظر آتا تھا۔ جب وہ نور منتقل ہو گیا تو پھر کبھی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو جاتی تو منہ موز کر چلی جاتی۔ اس نور کا کیا فائدہ ہے یہ نور کیا کرتا ہے۔ کیا اس کا بھی کچھ اثر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی اور تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو۔ سارے فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا نور تھا۔ اگر نور آجائے تو اتنی عظمت ملتی ہے کہ تمام فرشتے سجدہ کر رہے ہیں اور اگر نور والا خود آجائے تو کیا بن جاتا ہو گا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ حطرح خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کر رہے ہیں کہ "اک وارنگھ آتوں ساڑی جاتے"۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خورد نے آگ میں پھینک دیا۔ بڑی زبردست آگ تھی یوں سمجھ لو کہ اس زمانہ کا ایٹم بم تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں گئے تو وہاں باغ بن گیا، گلزار بن گیا۔ پھول کھل گئے، بلبلیں آ گئیں، سب لوگ حیران ہیں کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ کہ آگ گلزار بن گئی ہے۔ یا اللہ یہ باغ کیوں بن گیا فرمایا کہ اس وقت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں میرے حبیب علیہ الصلوۃ

والسلام کا نور تھا۔ اگر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو آگ بھی گلزار بن جاتی ہے اور اگر خود مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں تو کیا بن جائے گا۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔ "یک وار لکھ آتوں ساڑی جاتے"۔ پھر حکم ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کی قربانی کرو۔ آپ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ باندھ دئے۔ پاؤں باندھ دئے آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ چھری تیز کر لی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نازک سے گلے پر چھری چلا دی۔ لیکن چھری چل نہیں رہی۔ بڑے غصہ میں ہیں۔ چھری پتھر پر مارے ہیں تو وہ پتھر کو پھاڑ دیتی ہے۔ لیکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر نہیں چل رہی ہے۔ پوچھتے ہیں کہ چھری کیا بات ہے تو چل کیوں نہیں رہی وہ عرض کرتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ حکم دیا ہے کہ بیٹے کی قربانی کرو اور مجھے سزا بھگم دیا ہے کہ دیکھنا کہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر نہ چلنا۔ عرض کیا کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ فرمایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج آجائے تو آگ گلزار بنتی ہے چھری چلتی نہیں ہے۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج آجائے تو خیر ہی خیر ہوتی ہے۔ اگر مصطفیٰ صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لے آئیں تو پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ یہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کر رہے ہیں کہ "یک وار لکھ آتوں ساڑی جاتے"۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال محفل میلاد منایا کرتے تھے۔ ایک سال ذرا تنگدستی تھی۔ آپ نے صرف دو آنے کے بھنے ہوئے پنے خریدے۔ میلاد شریف پڑھا اور تقسیم کر دئے۔ دہلی میں وہ تقسیم کئے گئے اور دہلی والوں نے کھائے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار لگا ہوا ہے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں چلے گئے ہیں۔ جو پنے انہوں نے تقسیم کئے تھے وہ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعریف کر رہے ہیں اور حاضرین میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ پنے تو دہلی والوں نے کھائے تھے وہ وہاں کیسے پہنچ گئے۔ اگر دہلی والے پنے وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ تو کیا مدینہ والی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں تشریف فرمائیں ہو سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو چاہیں جیسا چاہیں کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین خطاب برہائش حاجی نجی الدین صاحب جون 2004

نشست دہم

حضرات خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا سہارا لے کر ایک بات کرتے ہیں کہ انہوں نے جو طرز اپناتی ہے کہ "یک وار لکھ آتوں ساڑی جاتے"۔ "داریاں کریاں رکاں لہاتے"۔ ان کی نعت شریف کی یہ طرز قناتی اللہ کے مقام سے ہو کر آئی ہے۔ ہم مجھے قسم کے بندے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف بلا لیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمادیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحت عطا فرمادیں۔ ہمیں مال عطا فرمادیں۔ ہم مانگتے ہی رہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو مانستے ہیں لیکن یہ بتاؤ کہ کیا کوئی اپنے محبوب سے بھی مانگتا ہے۔ کوئی محبوب کو اپنے گھر بلانے کی تمنا کرتا ہے یا خود محبوب کے گھر جا کر ڈیرے لگا لیتا ہے۔ "مدینے بلا لیں مدینے کے والی" یہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ہاں نہیں بلاتے ہیں۔ جس کا کوئی محبوب ہوتا ہے وہ اسے اپنے گھر لاتا ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کا کوئی اور رنگ ہے۔ باقی جو ہیں وہ تعریف کرتے ہیں۔ کہ ہونے یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو۔

ہرم در میں کلیوں کا تنہم بھی نہ ہو۔ یہ سب تعریفیں ہیں۔ "وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ وہ نہ ہو تو کچھ نہ ہو"۔ وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔ یہ سب محبوب کی تعریف ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرز اور ہی ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو طرز اپنائی ہے وہ طرز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی ہے۔ اپنی رضا بھی دی ہے۔ ہر آنے والی گمزی کو پہلی گمزی سے بہتر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشی جوڑا پہنایا ہے۔ کنگھی کی ہے۔ سب کچھ عطا کر دیا ہے۔ یہ طرز اور ہے لیکن جو طرز لوگ اپناتے ہیں۔ "نسباً جانب بطنی گزر کن احوال محمد را خبر کن" وہ مانگنے والی ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرز مانگنے والی نہیں ہے بلکہ دینے والی ہے۔ میں مکمل، پان، مصری، الائیچیاں بھی پیش کروں گا۔ ان سب کو گلاب کے قطرے سے مثل کر دھوؤں گا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں میں کنگھی کروں گا۔ مہندی بھی لگاؤں گا اور ڈولہا بنا کر اپنے پاس بٹھاؤں گا شملہ کی چھڑیاں اور بے پور کے چیرے بھی پیش کروں گا۔ وہ سب کچھ دے رہے ہیں۔ وہ لے کچھ نہیں رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلارہے ہیں۔ ان کے آستانہ پر نہیں جا رہے ہیں کہ محبوب کے گھر جایا نہیں جاتا بلکہ محبوب کو اپنے گھر بلایا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ایک منفرد طرز ہے۔ ان کی سوچ منفرد ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر بلایا لیکن واپس بھیج دیا۔ لیکن خواجہ صاحب کو یہ گوارا نہیں ہے کہ ان کا محبوب ان کے ہاں آئے اور پھر واپس چلا جائے۔ وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس جانے پر رضا مند نہیں ہیں۔ "زوری ہے دوسو تے وچن نہ ڈیسوں گل پاکے پلڑا منتاں کر یسوں" اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم طاقت سے واپس جائیں گے تو میں کچھ کر نہیں سکوں گا لیکن اپنے گلے میں پلڑا ڈال کر ہاتھ جوڑ کر منتاں کروں گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی

فرمائیں اور واپس نہ جائیں۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ گوارا نہیں کہ ان کا محبوب تشریف لائے اور پھر واپس بھی چلا جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو پہنچے تو نہیں کر سکتے لیکن وہ اپنی ایک طرز بیان کر رہے ہیں کہ یا اللہ آپ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واپس کر دیا۔ اس میں کیا مصلحت تھی وہ آپ ہی جانتے ہیں لیکن میں انہیں واپس نہیں جانے دوں گا۔ ایک طرز تو یہ ہے اور ایک طرز اس سے بالاتر ہے اس سے بھی زیادہ نرمالی طرز ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان نہیں ہو سکتے اپنی جان ان پر نہیں وار سکتے کیونکہ آپ کی جان ہے ہی نہیں جو آپ قربان کر دیں۔ یا اللہ تو جان سے پاک ہے۔ لیکن میں تو اپنے محبوب کی خاطر اپنی جان بھی قربان کر دوں گا۔ یا اللہ تو نہیں سکتا۔ تو زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ لیکن میں تو اپنے محبوب کی خاطر مر بھی جاؤں گا۔ اپنی جان بھی قربان کر دوں گا۔ اور انہیں واپس نہیں جانے دوں گا۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے مالک ہے جو چاہے وہ کرے اس کا واپس بھیج دیتا بھی مصلحت سے خالی نہیں ہے اس کا بلانا بھی مصلحت سے خالی نہیں ہے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ اگر میرا محبوب واپس جانے کا ارادہ کر ہی لے گا تو میں اپنی جان قربان کر دوں گا پھر میری میت بھی ان کے حوالہ ہوگی۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایسی طرز ہے جو ہمیں نعمت گو شعراء میں نہیں ملتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ اقدس میں بھی نہیں ملتی اور بعد میں آنے والی شاعری میں بھی نہیں ملتی ہے۔ جتنی بھی نعمتیں ہیں ان میں یا تو مانگ رہے ہیں یا پھر تعریف ہی کر رہے ہیں یا یہ ہے کہ بخشش مانگ رہے ہیں۔ محفل میں آؤں گا تو بخشش ہو جائے گی۔ لیکن کوئی بندہ بھی انہیں اپنے گھر بلانے کو تیار نہیں ہے۔ سبھی ان کے در پر جانے کو تیار ہیں۔ مانا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے روضہ پر حاضر نہ ہوا۔ اور نہ ہی

آنے کی تمنا کرتا ہے وہ بے ایمان ہے۔ جسے وہاں مرنے کی استطاعت ہو وہ وہاں مر جائے تو میں اس کا شفیق ہوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں اپنے در پر کیوں بلاتے ہیں اس لئے کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب ہیں ہم ان کے عاشق نہیں ہیں۔ وہ ہمارے عاشق ہیں اسلئے ہمیں اپنے در پر بلاتے ہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرز بڑی اونگی ہے نرالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس بلایا اپنے قریب ترین بلا یا فِکْکَانَ قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَذْنٰی (النجم 9) "اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم"۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب ترین بھائیہ راز و نیاز کی باتیں کیں۔ جو بھی کیں۔ فَاَوْحٰی اِلَیْ عِبْدِهٖ اَوْحٰی (النجم 10) "اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی" اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو بھی گفتگو فرمائی وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ یا پھر اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں اور کسی کو کوئی خبر نہیں ہے کہ کیا باتیں ہونیں۔ ادھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی عرض کرتے ہیں۔

گالیں کر لیں رنج رنج کے دسوس

دل تھار لیسوں بیٹھا ہاں ایں ادا تے

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت معذرت کے ساتھ اگر اس مصرعہ کو یوں پڑھ لیں۔

رنج رنج کے دسوس دل تھار لیسوں

گالیں کر لیسوں سب توں لکاتے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اک وارنگھ آتوں ساڈی جاتے" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تعریف لے آئیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ادبایا کر اپنے قریب ترین بھالوں۔ جی بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لوں کہ جس سے میرے سینے میں شہد پڑ جائے۔ پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہائی میں ایسی باتیں کروں کہ جن کا کسی کو علم نہ ہوئے دوں۔ میں سب سے چھپا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کروں کہ ان کا کسی کو علم نہ ہو۔ اگر یہ مصرعہ اس طرح سے پڑھ لیں تو ایک اور خدا کی طرز بن جائے گی۔ نہ تو اللہ تعالیٰ نے ہی بتایا اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا باتیں کیں اور نہ ہی حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی باتوں کا کسی کو علم ہونے دینے کو تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اس تبدیلی کو بخوشی قبول فرمائیں تو ان کے عشق کے سمندر میں ہماری طرف سے بھی ایک قطرہ شامل ہو جائے۔ اسی بہانے سے ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں سے ہو جائیں۔ بڑی معذرت کے ساتھ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم کوئی شاعر تو نہیں ہیں۔ شاعری کی الف۔ ب بھی نہیں جانتے لیکن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہماری اس عرض کو قبول فرمائیں تو ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ اس نعت شریف کو بار بار پڑھا کریں۔ اس سے انشاء اللہ آپ کے عشق میں بھی اضافہ ہوگا۔ پتہ نہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کو کس طرح راضی کریں گے کیا انعام عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ۔ 20-08-04

ماز میں بہترین عمل اور روزہ بہترین عبادت سب سے۔
الحمد لله

در و جای رحمة اللہ علیہ

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم. ان الله وملكه یصلون علی الغنی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما. الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله. معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اچالا ہو گا

خالد صاحب نے تمنا کی ہے کہ "در و جای ملے تو نعت خالد لکھے۔" در و جای ہے کیا۔ جای رحمة اللہ علیہ کی یہ پانچ سو سال پرانی نعت ہے۔ اس وقت کوئی فرق نہیں تھا۔ یہ تمام فرقتے اس کے بعد کی پیداوار ہیں۔ جو بھی فرق آپ کو نظر آ رہا ہے سوائے اہل سنت و جماعت کے باقی سب بعد میں ہی بنے ہیں۔ جای رحمة اللہ علیہ اس زمانے کی بات کر رہا ہے۔ اور آپ کو اپنا درد دے رہا ہے۔ جای رحمة اللہ علیہ کے دل میں کون سا درد ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی کَوْنِ کَزُوْءٍ شَدَّ کَوْنُ بَا پِیْدَا

زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

اس نور پر درد و شریف ہو جس نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے یہ درد جای ہے۔ صلی اللہ سے "و" کیوں آئی ہے۔ "و" کے معنی ہیں "اور"۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ ہی سے درد و شریف پڑھ رہے ہیں "اور" میں بھی اس میں اپنا حصہ ڈال لوں۔ میں بھی درد و شریف پڑھ لوں۔ اس نور پر کہ جس سے سب کچھ پیدا ہوا ہے۔ زمین اس کی محبت میں ساکن ہے۔ مست ہے اور آسمان جو جھکا ہوا ہے تو وہ اس کے عشق میں جھکا ہوا ہے۔ شعر

ہے کہ

از او درد ہر تن ذوق

ز او درد ہر دل شوق

جس بندے میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ محبت ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے ہم کہتے ہیں کہ ہم عاشق رسول ہیں۔ در و جای یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نہیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عاشق ہیں۔ ہم معشوق ہیں۔ ہم اصلی معشوق ہیں عاشق نہیں ہیں بلکہ عاشق ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ "آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں۔" محبت ہو تو بلایا جاتا ہے۔ دشمنی سے تو نہیں بلایا کرتے۔ ہم سب عاشق بننے ہیں لیکن جای رحمة اللہ علیہ ہمیں سمجھا رہے ہیں تعلیم دے رہے ہیں کہ عاشق نہیں معشوق بنو۔ ان کے محبوب بنو۔ تیری محبت بھی ان کی محبت کا صدقہ ہے۔

از او ہر زبان ذکر

ز او ہر سر سودا

جن زبان پر بھی ذکر صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ بھی ان کی عطا ہے اور جس کے دل میں کوئی درد ہے تو وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ یہ درد جای رحمة اللہ علیہ ہے۔ خالد جو مانگ رہا ہے کہ درد جای رحمة اللہ علیہ ملے تو نعت خالد لکھے۔

محمد ﷺ احمد ﷺ محمود ﷺ وے را خالقش بتود

کزو شد بود ہر موجود زد شد دید با بیٹا

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ محمود صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند مرتبت پیدا فرمایا ہے۔ جس کسی کا بھی کوئی وجود ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور جس کسی کی آنکھ میں دیکھنے کی طاقت ہے وہ بھی نور

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یہ درد جامی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ اہل سنت و جماعت کا شروع سے ہی عقیدہ ہے اور آج بھی یہی عقیدہ ہے۔ ہر دل میں درد جامی رحمۃ اللہ علیہ ہی چل رہا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است

یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

جو چیز بھی بنی گئی ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنی ہے اور جس نے بھی ابھی بننا ہے۔ وہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنے گی۔ اخصرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ بھی درد جامی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی لیا ہے۔ یہ دونوں اشعار اسی سے ہی نکلے ہیں۔

اگر نام محمد ﷺ را نیا در دے شفیع آدم علیہ السلام

نہ آدم علیہ یافتے توبہ نہ نوح علیہ از غرق نخبنا

اگر حضرت آدم علیہ السلام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کا واسطہ نہ لیتے تو ان کی توبہ قبول نہ ہوتی۔ نہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیرتی۔ وہ کشتی پانی پر نہیں تیری بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تیری ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں چھیالیس افراد سوار تھے۔ کوئی چند پرند بھی تھے۔ جانور بھی تھے۔ یہ زیادہ پانی میں ڈلنے لگی۔ چٹکے لکھانے لگی۔ ڈوبنے کو آئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جو کشتی میں سوار ہوگا وہ بچ جائے گا لیکن یہ تو

ڈوبنے لگی ہے۔ باقی دنیا ڈوب گئی ہے اور یہ بھی جاری ہے۔ فرمایا کہ اس کی پیشانی پر لفظ محمد ﷺ لکھ دو۔ اس کو قرار آ جائے گا۔ اس سے متعلق جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ہے۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

اگر نام محمد ﷺ را نیا در دے شفیع آدم علیہ السلام

نہ آدم علیہ یافتے توبہ نہ نوح علیہ از غرق نخبنا

اگر تجھ پر بھی کوئی کرم ہوتا ہے تو نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ سے ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پانچ سو سال پرانی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ جو کسی مذہب سچا اور سچا مذہب ہے کے مطابق ہے۔

نہ ایوب علیہ از بلا راحت نہ یوسف علیہ شست و جاہت

نہ یحییٰ علیہ آں میجاد نہ موسیٰ علیہ آں ید بیضا

نہ حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا ہوتی نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن ملتا۔ نہ ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دم سے مردے زندہ ہوتے۔ نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ روشن ہوتا۔ یہ سب نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کرم ہے۔

در چشم ز گنجش را کہ مَسَاوِغَ الْبَصَرِ خوانند

دو زلف عزیزش را کہ وَالْيَسَلِ اِذَا يَغْشٰی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں کی وجہ سے قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ مَسَاوِغَ الْبَصَرِ (انجم ۷۱) "آکھ کسی طرف نہ بھری۔" یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ مبارک کی تعریف ہے اور پھر فرمایا کہ وَالْيَسَلِ اِذَا يَغْشٰی (البقرہ ۱) "اور رات کی قسم جب چھائے" یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارک کی تعریف ہے۔ سورۃ طہ، سورۃ مزمل، سورۃ مدثر، سورۃ یسین، سورۃ الفجی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہی آئی

ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو عزت ملی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام تائی
اسم گرامی کے صدقے ہی ملی ہے۔

ز سر سید اش حامی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ

ز معروض چہ می پر ہی کہ سُبْحَانَ الَّذِي اَرْسَلْنَا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کے روشن ہونے کی وجہ سے سورۃ الم نشرح نازل
ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی وجہ سے سورۃ بنی اسرائیل نازل ہوئی۔
سارے کا سارا قرآن مجید نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش و نگار کی تعریف ہے۔ یہ درد
جائی ہے۔ جو آج سے پانچ سو سال پہلے کا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ درد آج بھی زندہ ہو۔
جس دل میں یہ درد زندہ ہے۔ اس کا بخیرہ پار ہے۔ جو یہ کہے کہ میرے اعمال اچھے ہیں
میں اپنے اعمال کی بنا پر جنت میں چلا جاؤں گا۔ میں بہت بخئی ہوں۔ نمازی ہوں۔
عبادت گزار ہوں۔ جانتے ہو کہ شیطان نے کتنے سال عبادت کی ہے۔ حضرت آدم علیہ
السلام کی پیدائش کے وقت تک اس نے چھ کروڑ سال عبادت کی ہے۔ اب تک حضرت
آدم علیہ السلام کو کتنا عمر گزار گیا ہے۔ لاکھوں سال ہی بنتے ہوں گے۔ یہ سارا عرصہ بھی
شیطان عبادت کرتا رہا ہے۔ اور اب بھی کر رہا ہے۔ چھ کروڑ سال کی خالص عبادت
ہے۔ توحید، نماز، روزہ، حج جو کچھ بھی وہ کرتا ہے۔ وہ سارے کا سارا یک لمحہ میں ختم ہو
گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جہدہ کرو تو اس نے انکار کر
دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی چھ کروڑ سال کی عبادت کو رد کر دیا۔ تیرا میرا بھی اگر کچھ چٹا ہے
تو ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے چٹا ہے۔ تیرے پاس خواہ کتنی ہی عبادت ہو لیکن یہ
دیکھ کہ تیرے دل میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تمام عبادت کو چھوڑ دو۔ صرف
یہ محسوس کرو کہ تمہارے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر ہے تو تیرے پاس

سب کچھ ہے یہ دیکھو کہ تمہارے دل میں ولی اللہ کی محبت ہے۔ کیا داتا صاحب رحمۃ اللہ
علیہ اچھے لگتے ہیں۔ ابھی حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت پڑھی گئی ہے
کیا وہ تمہیں اچھی لگی ہے۔ دل رنجیدہ خاطر تو نہیں ہوا ہے۔ اگر دل خوش ہوا ہے تو یہ
تمہارے ایمان کی نشانی ہے۔ جب تک تمہارے دل میں ولی کی محبت نہیں ہے تو نبی پاک
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں آسکتی۔ جب تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ
آئے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں آسکتی۔ نقطہ آغاز ولی کی محبت ہے اللہ تعالیٰ ولیوں کی محبت
دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ إِنَّ الْدِّينَ اَمْنٌ وَعَمَلُو الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ
وَرْدًا (مریم ۹۶) "بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عترتِ ان کے لئے رحمت
محبت کر دے گا۔" آپ محسوس کریں۔ اپنے دل کو ٹولیں کہ کیا حضرت سرکار غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ اچھے لگتے ہیں۔ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھے لگتے
ہیں۔ کیا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو پسند ہیں۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ
اللہ علیہ، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان الحارثین رحمۃ اللہ علیہ اگر
آپ کو اچھے لگتے ہیں تو پھر تمہارے دل میں ولی کی محبت ہے اور ایمان بھی ہے کیونکہ اللہ
تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں ایمان والوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت ڈال دیتا ہوں۔
پھر اس محبت کے صدقے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں آتی ہے اور اس
کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی شہید محبت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے شہید محبت اس جز کا پھل ہے
جو ولایت سے شروع ہو کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در سے ہوتے ہوئے بارگاہ عالیہ
میں پہنچتی ہے۔ کوئی اور دوسرا راستہ نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ دیوں کا نام کس حدیث میں لکھا
ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ولی ہیں یہ کہاں ثابت ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ غوث ہیں اس کا کیا ثبوت ہے کس حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ تو یہ کس طرح

سے تصدیق ہو کر وہ اولیاء اللہ ہیں۔ تصدیق یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ہے اور لوگ ان کی طرف کچھ چلے جاتے ہیں۔ کوئی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر حاضر ہے۔ کوئی بغداد شریف کا عاشق بنا ہوا ہے۔ یہ اس محبت کا صدقہ ہے جو تیرے دل میں ایمان کی وجہ سے ہے۔ جب مخلوق خدا کی کوئی نیکی تھی ہے تو وہ ولی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں درد جامی رحمۃ اللہ علیہ بھی ملے اور اس میں جو پیغام ہے۔ وہ بھی ہم سمجھیں۔ یہ سارا کرم نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ جو کچھ آنکھ دیکھ رہی ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جو لوگوں کے دل میں عشق ہے وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جو کچھ موجود ہے وہ ان کے کرم سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ۔ حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان سے بچنا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی شفا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دم کرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ روشن ہونا سب کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر تیری میری بخشش کا بہانہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کوئی سہارا نہیں ہے۔ ادھر تو اگر مکر کرتے ہیں۔ قیامت کے دن صرف دو نام ہوں گے۔ ایک تو یہ ہوگا کہ شفیع ذمہ دار۔ سب دوئیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ کہ آپ ہمارے ابا جان ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔ وہ فرمائیں گے کہ میں آج تمہیں نہیں بچا سکتا کسی اور کے پاس جائیں۔ دوسرے کے پاس جائیں گے وہ بھی انکار کر دیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے سب انکار کر دیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے کہ ہاں مجھے علم ہے کہ وہ جو نام ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ساری مخلوق اس میں وہ بھی ہوں گے جو آج شفاعت کے منکر

ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جائے گی۔ اس میں ایو جمل، فرعون، ہامان، غرود، شداد سب ہوں گے، نیک بھی ہوں گے گنہگار بھی ہوں گے۔ ایک تو یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں تو بتا ہی شفاعت کے لئے ہوں۔ دوسری آواز کیا ہوگی۔ پروفیسر صاحب کو پتہ ہے وہ قرآن مجید کی آیت جانتے ہیں کہ یَوْمَ نَدْعُوا کُلَّ اَنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل ۸۷) "جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے"۔ کیا تمہارا کوئی پیر بھی ہے۔ اگر تیرا کوئی پیر ہے تو اس کے ساتھ لگ جا۔ بس صرف یہی دو آوازیں آئیں گی۔ پروفیسر صاحب بتائے کہ اس کے علاوہ کوئی تیسری آواز بھی ہوگی۔ نہیں ہوگی۔ صرف دو ہی آوازیں آئیں گی ایک یہ کہ شفاعت کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کی تلاش، دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو ہی ملے گی۔ لواء الحمد کے جھنڈے تلے صرف پناہ اسی کو ملے گی جس کے دل میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہاتھ میں ولایت کا دامن ہے۔ جس کے ہاتھ میں پیر صاحب کا دامن ہے بخشش صرف اسی کو ملتی ہے۔ دوسروں کو نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع

جو میرا غوث ہے اور لاؤلا بیٹا تیرا

اور اس سے بھی بڑھ کر ادب والی بات کرتے ہیں

تجھ سے دور۔ در سے مرگ اور مرگ سے ہے مجھ کو نہایت

میری گردن میں بھی رہے دور کا ڈورا تیرا

فرماتے ہیں کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ ہو۔ اس پر ایک کتاب پیش ہو تو آنحضرت فرماتے ہیں کہ یا اللہ میں اس کا مرید ہو جاؤں۔ جناب احمد رضا خاں

صاحب اس کا کیا فائدہ ہوگا فرماتے ہیں کہ

اس نشانی کے جو مگ ہیں نہیں مارے جاتے

حشر تک میرے گلے میں رہے چلا تیرا

یہ جہنم میں نہیں جاتے۔ باقی سب جہنم میں چلے جاتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ عجیب بات کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے۔ ہاں قرآن مجید میں لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے در پر کتا بیٹھا۔ کتا عرصہ بیٹھا۔ تین سو نو سال بیٹھا رہا۔ کیوں جی بیٹھا ہے کہ نہیں ہے۔ کتا ہے نجس ہے۔ کسی صورت پاک نہیں ہو سکتا۔ جو مرضی صابین۔ ڈیڑ جنت استعمال کر لیں کتا پاک نہیں ہو سکتا اس کی جلیب ہی نجس ہے پلید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو کتے کو نہایت نجس اور پلید کر کے دکھایا پھر ولی کے در پر بٹھا دیا۔ اس کے اس بیٹھنے کا کیا نتیجہ نکلا حشر کے دن وہ کتا بندے کی شکل اختیار کر کے انہی بندوں کے ساتھ جنت میں جائے گا جن کے در پر بیٹھا رہا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در کا کتا بن جاؤں۔ انہوں نے اپنے متعلق اتنی اٹھاری فرمائی ہے۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اپنے آپ کو کتا فرما رہے ہیں۔ ایسا کیوں کیا ہے۔ یہ اصحاب کہف کے کتے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ کتا ولی کا دامن پکڑ کر جنت میں جا رہا ہے۔ ولی کے دامن سے وابستہ ہو کر اس کا کام بن گیا ہے۔ تو میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لوں تو میرا بھی کام بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ بڑے واضح طور پر فرماتے ہیں۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہنداتے میں دی آکھال راہ دے

بن مرشدان راہ نہیں لھناتے رل مرکسں وچہ راہ دے

یہ دو مرشد کے بغیر منزل نہیں ملتی۔ عبدالرب نثر صاحب رحمۃ اللہ علیہ گورنر جنرل پاکستان فرماتے ہیں۔

منزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں

آپ میرے ساتھ ساتھ ہیں یہ بھی تو کم نہیں

اپنے ساتھی کو تلاش کرو تو منزل خود بخود آپ کے قدموں میں آ جائے گی۔ منزل کو اگر ڈھونڈتے رہو گے۔ منزل بے کیا۔ منزل سے مراد جنت ہے۔ اگر اس منزل کی تلاش میں رہو گے تو وہ کبھی نہیں ملے گی۔ منزل منزل نہ کرو۔ بلکہ ولی کی رو۔ نبی نبی کرو تو منزل تیرے پیچھے دوڑے گی۔ منزل تجھے تلاش کرتی پھرے گی۔ منزل کو ڈھونڈ گے تو نہیں ملے گی۔ ولی کا دامن پکڑ لو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن میں پناہ لے لو۔ تو منزل ضرور مل جائے گی۔ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ بتا دیا ہے۔

لوئے لوئے بھر لے کرے جے تھہ بھاڑا بھرتا

شام پنی بن شام محمد تے گھر جاندی نے ڈرتا

جو کام تو نے کرنا ہے وہ ابھی کرلو۔ پھر جب تیری زندگی کی شام ہوگئی اور تیرا کوئی بھلی نہ ہو۔ تو مر گیا تو پھر دوزخ میں جانے کے خوف سے ڈرے گا۔ اگر دوزخ سے بچنا چاہتے ہو تو آج کی کو اپنا بھلی بنالو۔ شام ہندی کا لفظ ہے جس کے معنی دوست کے ہیں۔ شام پنی کا مطلب کہ مر گیا بن شام کا مطلب کہ تیرا کوئی دوست نہ ہو۔ پھر گھر جاندی نے توں ڈرتا۔ پہلا گھر تو قبر ہے پھر مستقل گھر جنت ہے یا دوزخ ہے۔ جس میں ہمیشہ ہمیش کے لئے رہتا ہے۔ یہ مکان تو عارضی ہے جس میں ہم رہتے ہیں۔ اسے توڑ دیا جائے گا۔

اسے فنا کر دیا جائے گا۔ زمین، چاند، ستارے، سورج اور سیارے تمام توڑ دئے جائیں گے۔ بس صرف دو ہی بچیں گے ایک جنت اور دوسرا دوزخ۔ دو ہی گھر بچیں گے اگر پہلی نہیں بناتا چاہتا تو پھر ڈرنے والے گھر کے لئے تیار ہو جا۔ اور اگر خوشی والے گھر جانا چاہتا ہے تو پھر کسی کو اپنا پہلی بنالو۔ ولی کا دامن پکڑ لو جس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (یونس ۶۲) "من لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم"۔ نہ ولی کو اپنا کوئی ٹوف ہوتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے کسی پہلی کا غم ہوتا ہے۔ ولی خود بھی خوشی والے گھر میں جاتا ہے۔ وہ جنتی ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ خوشی والے گھر یعنی جنت میں لے جاتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کے لئے فرماتے ہیں۔

م عارف نسیم صبح دم ہے
اس سے ریشہ مفتی میں غم ہے
اگر کوئی شعیب آئے منیر
شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

ولی کے ساتھ تیری محبت تیرا پیار، تیرا ملنا تیرے ایمان کی صبح ہے۔ اگر تیری زندگی میں کوئی حقیقت ہے۔ تو کسی ولی کے دم کی وجہ سے ہے۔ اگر وہ تمہیں مل جائے۔ اگر تمہیں کوئی شعیب علیہ السلام اگر کوئی ولی تمہیں مل جائے تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے چراتے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنے لگے تمہیں بھی یہ معراج نصیب ہو جائے گی۔ تو بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔ اگر کوئی ولی تیرا پہلی بن جائے تو تمہیں بھی یہ نعمتیں نصیب ہو جائیں گی۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ ان کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہوا۔ پورے قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح انہوں نے اپنی تصنیف مشہوی مولانا

روم میں کر دی ہے۔ کوئی ایسا نقطہ نہیں ہے جو اس میں بیان نہ ہوا ہو۔ دوسرے جو عالم ہیں وہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان سے بڑا فہم دین رکھنے والا زمانے بھر میں نہیں ہے۔ فنی مذہب انہی سے چل رہا ہے۔ وہ پہلے کسی کے مرید نہیں تھے۔ لیکن جب انہوں نے بیعت کی تو کسی نے پوچھا کہ آپ تو خود صاحب علم ہیں۔ امام ہیں، فقہ کو جانتے ہیں، قرآن وحدیث کے عالم ہو، سب کچھ جانتے ہو۔ قرآن کی ہر آیت کا شان نزول بھی جانتے ہیں۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود پھر بھی آپ کسی کے مرید ہوئے ہیں تو اس کا کیا فائدہ ہوا ہے۔ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر میں مرید نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی کے پلے میں کسی چیز نہیں تھی جب تک کہ وہ شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نہ ہوئے تھے۔ آپ اس محفل سے۔ درد جانی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پیغام لے جائیں کہ سب کچھ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی ہے۔ لیکن اسے حاصل کرنے کے لئے دامن ولی ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے رازق ہے۔ بے شک دیتا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن ویلے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو کائنات کو بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہی بنایا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات بنا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی۔ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کائنات نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ یہ محتاج ہے۔ جنت کسی کے نور سے بنی ہے۔ جنت کس Material میٹرل سے بنی ہے۔ وہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ اس میں جو وسعت پیدا ہوئی ہے۔ وہ درد شریف سے ہوئی ہے۔ جب تو

درویش شریف پڑھتا ہے تو جنت میں تیری جگہ دیج ہو جاتی ہے۔ وہ ج جاتی ہے۔ پہلے چھوٹا سا کرہ ہوتا ہے پھر بڑا محل بن جاتا ہے۔ لیکن جنت بنی نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جامی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جب انہوں نے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورنر مکہ کو خواب میں زیارت کرائی اور حکم فرمایا کہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کو میرے روضہ پر نہ آنے دے۔ گورنر نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑ لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر آجائے تو پھر کیا ہوگا۔ فرمایا کہ وہ میرا عاشق ہے اگر وہ میرے روضے پر آتا ہے تو مجھے باہر نکل کر اس سے معاف کرنا پڑے گا۔ یہ جامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ فرمایا کہ اگر میں قبر سے باہر آ گیا تو قیامت آجائے گی۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ ایسے عاشق ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنا معشوق بنایا ہے۔ میں تو ہر بندے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معشوق سمجھتا ہوں۔ ہر کسی کو مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہوں۔ یہ وہ ہستی ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایسے عقیدے کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت جامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے کہ

ہری نازم کہ ہستم امت تو
گنہگارم و لیکن خوش نصیم

مجھے اس پر ناز ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہوں۔ گنہگار ہوں لیکن خوش نصیب ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے مل گیا ہے۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ لہجہ بڑا ہے

دوسرے الفاظ میں یہ جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا ترجمہ ہے۔ لہجائی کی کیا بات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رہے ہیں آنسو بہا رہے ہیں۔ یہ حدیث پاک ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اے جبریل جاؤ دیکھو کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں رو رہے ہیں۔ کیوں گریہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ علیم ہے خیر ہے خود ہر چیز جانتا ہے۔ اسے کسی سے پوچھنے پوچھانے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن یہ صرف تیری میری تعلیم کے لئے ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں جب اپنی اُمت کے اعمال دیکھتا ہوں۔ اس کا بردار دیکھتا ہوں تو مجھے رونے آتا ہے۔ ہمیں تو شرم نہیں آتی لیکن میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رونا آتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ وہ اپنی اُمت سے حلق فگن مند ہیں کہ وہ گنہگار ہیں ان کے اعمال ٹھیک نہیں ہیں کبھی وہ جہنم میں نہ ڈال دئے جائیں۔ ان کا کیا انجام ہوگا۔ وہ جنت میں جائیں گے کہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وجہ سے رو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرائیل جاؤ ان سے کہہ دو کہ اُمت کی وجہ سے ان کو رسوائی نہیں ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب اگر کسی کا بیٹا جیل میں بند کر دیا جائے تو اس باپ کی عزت افزائی ہوتی ہے کہ بے عزتی ہوتی ہے۔ اس کی رسوائی ہوتی ہے کہ فلاں کا بیٹا ایسا ہے کہ اب جیل میں بند ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُمت کی وجہ سے رسوائی نہیں ہوگی۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ سارے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والے بغضی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسوائی نہیں ہوگی۔ کا مطلب یہ ہے کہ ہماری بخشش ہو جانی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ لہجہ بڑا ہے۔

یہ ہوتی ہے کہ پہلے دوستی قائم ہو اور پھر بندہ اس کے ساتھ بھلائی کرے۔ آج یہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے ہیں تو میں نے دو تین نعیش دوبارہ پڑھوائی ہیں۔ اس لئے کہ یہ میرے واقف تھے۔ پرانی دوستی کی بناء پر ان کو نعیش سنائی ہیں۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں کہ ہم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے کہ وہ ہم سے محبت کرتے ہیں یہ کرم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ ایک تو یہ ہے تاکہ کوئی پیدا ہو۔ بڑا ہو کر نماز پڑھے درود شریف پڑھے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلم ہو کہ یہ میرا دوست ہے تو پھر وہ مہمانی فرمائیں کرم فرمائیں لہجائی فرمائیں۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ہماری طرز ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز اور ہی ہے۔ ہم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمارا پتہ ہے اور ہماری لہجائی فرما رہے ہیں یہ کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس احسان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سے بڑا کرم اور کیا ہوگا۔

کیوں کہوں یہ عطا چاہئے وہ عطا چاہئے
ان کو معلوم ہے ہم کو کیا چاہئے

اپنی اوقات کی وجہ سے مانگتا ہوتا ہے۔ میری جو عقل ہے فہم ہے اس کے مطابق میں اپنی ضرورت کی چیز مانگوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں کوئی غلط چیز مانگ لوں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو عطا کریں گے وہ اپنے کرم سے عطا کریں گے میری ضرورت کے مطابق عطا کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ میری تیری ضرورت کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے کیا بہتر نہیں ہے۔ وہ جو عطا کر دیں وہی ہمارے لئے بہتر ہے۔

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے
اللہ تعالیٰ اس نقطے کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہ درد جامی رحمۃ اللہ علیہ ہے اللہ تعالیٰ یہ ہم سب کو بھی نصیب کرے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 25-06-04

دوسری نشست

حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور نعت ہے یہ بھی پانچ سو سال پرانی ہے۔ آپ بہت بڑے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں وہ نعت ذرا سنیں۔ میں وہ آپ کو سناتا ہوں۔

جہاں روشن است از جمال محمد ﷺ

دل تازہ گفت از وصال محمد ﷺ

سارا جہاں ساری کائنات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے روشن ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مل جاتے ہیں تو ایمان مل جاتا ہے۔ یہ پانچ سو سال پرانی ہے۔ کہتے ہیں کہ جی نعت بدعت ہے۔ موجودہ دور کے جتنے بھی نعت گو ہیں وہ سب اس کی نقل مارتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اتار رہے ہیں۔

خوشا مجلس و مسجد و خانقاہ

کہ در وے بود قبل و قال محمد ﷺ

کیا خوش نصیب وہ جگہ ہے جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا ہے۔ کیا کہنے ہیں اس مسجد اس خانقاہ اور اس مجلس کے کہ جس میں ہر دم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ کا ہی

ذکر ہوتا ہے۔ آپ کوئی اور ذکر کریں۔ جو مضمی آئے وہ ذکر کریں۔ سوائے نعت اور درود شریف کے باقی جودل میں آئے وہ ذکر کریں۔ آپ کی وہ محفل روضہ اقدس میں نہیں پہنچ سکتی۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ہمیں اٹھا کر روضہ اقدس میں لے جاتا ہے۔

یوصف رخس والضحیٰ غشت نازل

چو وایل شد زلف و خال محمد ﷺ

سورۃ والضحیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی تعریف کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلفوں کی تعریف کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ وایل نازل فرمادی۔ سارا قرآن ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں آتا ہے۔

بروئے زمین غشت سردار عالم

ہر آنکس کہ شد پائمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وہ زمین کا سردار بن گیا۔ وہ بندہ زمین کا سردار بن گیا۔ بادشاہ بن گیا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پائال ہو گیا۔

بجفت ہمہ حوریایں کرد نعرہ

یوقت شنیدن وصال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جنت میں حوروں نے نعرے مارنے شروع کر دیے۔ جب کوئی بڑا عہدے دار آتا ہے۔ صدر آتا ہے کسی ملک کا سربراہ آتا ہے تو اس کے استقبال کے لئے نعرے مارتے ہیں۔ جنت کی حوروں نے جب یہ سنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تعریف لارہے ہیں تو انہوں نے بھی استقبالیہ نعرے مارنے شروع کر دیے ہم حوروں کے لئے مر رہے ہیں لیکن حوریں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہو رہی ہیں ہم اور قسم کے بندے

ہیں۔ حوریں اور قسم کی ہیں۔

شود پاک معصوم کھن گنہگار

کہ در خواب بیند جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

گنہگار مکمل طور پر پاک صاف ہو گیا۔ جب اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں مل گئے۔ جب کسی خوش نصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں زیارت سے نواز دیے ہیں تو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ گناہوں سے مکمل طور سے معصوم ہو جاتا ہے۔ آزاد ہو جاتا ہے۔ ہم تو جھوٹی ہی پچھلا سکتے ہیں کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ بچال بڑا ہے

ڈر تھا کہ عصیان کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

پھر فرماتے ہیں کہ

بود در جہاں ہر کسے را خیالے

مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے میں ہر بندے کو کسی نہ کسی کا خیال ہے۔ ہر بندہ کسی خیال میں گم رہتا ہے۔ کوئی بندہ خیال سے خالی نہیں ہے۔ کسی نہ کسی طرف اس کا دھیان ہے مثال ہے کہ راجے کو کس کا خیال ہے۔ مجنوں کو کس کا خیال ہے۔ بچوں کس کے خیال میں گم ہے۔ آپ بھی اپنے دل کو دیکھ لیں کہ آپ کا خیال کس کی طرف ہے۔ کسی نہ کسی طرف آپ رہیں گے۔ مجنوں نہیں گے کہ راجے نہیں گے۔ ہر کسی کو اپنے ہی محبوب کا خیال ہے لیکن حضرت

جائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی خیال ہے۔ آپ اپنے دل کو ٹٹول لیں کسی کو زمین کا خیال ہے کسی کی توجہ اپنے بیٹے کی طرف ہے۔ کوئی بیوی کی طرف مائل ہے۔ کوئی دولت کے پیچھے ہے کوئی کاروبار کے خیال میں گم رہتا ہے۔

بصدق و صفائی تو اس گشت جانی

غلام غلامانی آبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں دل سے غلام ہو گیا۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل کے غلام ہیں میں ان کا بھگا غلام بن گیا ہوں۔ یہ جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا درو ہے یہ ان کا عقیدہ ہے۔

بری نازم کہ ہستم امت تو

گنہگارم و لیکن خوش نصیم

مجھے ناز ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں۔ میں گنہگار ضرور ہوں لیکن خوش نصیب ہوں۔ حضرت جانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مدینہ شریف کی حاضری کا ارادہ کیا۔ پہلے وہ مکہ مکرمہ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورز مکہ مکرمہ کو خواب میں زیارت کرائی اور حضرت جانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی گورز کو دکھایا۔ صبح ہوئی اس نے اپنے کارندے اپنے جمال دوڑائے کہ اس قسم کی شکل و صورت والے بندے کو پکڑ کر لے آؤ۔ وہ پکڑ کر لے آئے تو گورز نے اس کو قید میں ڈال دیا۔ دوسرے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر زیارت کرائی اور فرمایا کہ مجرم نہیں ہے۔ میرا عاشق ہے میرا محبوب ہے۔ میں نے تو اس لئے معیا کیا ہے کہ اگر میرے روضہ پر آئے گا۔ اور میرے عشق میں نعت پڑھے گا۔ تو مجھے اپنی قبر انور سے باہر نکل کر اس سے مصافحہ کرنا پڑے گا۔ اگر ایسا ہو گیا تو قیامت آ جائے گی۔ یہ حضرت جانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔

موجودہ دور کے اعتراض کرنے والے دہائی، دلی بندی، چکرالوی اور دوسرے تیسرے سب بعد کی پیداوار ہیں۔ یہ ان سے پہلے کا اسلام پیش کیا جا رہا ہے۔ مرزائی، قادیانی، لاہوری، احمدی، حیاتی، مماتی سب بعد کی پیداوار ہیں لیکن جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جہاں روشن است از جمال محمد ﷺ

ولم تازہ گشت از وصال محمد ﷺ

جہاں روشن ہے اور اب بھی روشن ہے کوئی اندھیرا تو نہیں چھا گیا ہے۔ جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر ہی روشن ہے۔ جانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور نعت ہے جس میں ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب شفاعت تقسیم کرنے لگیں تو جانی کو بھی یاد فرمائیں جانی کو بھول نہ جائیں۔ ہماری ترجمانی بھی جانی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرما رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی یاد رکھیں ہمیں بھی بھول نہ جائیں۔ ہمیں بھی اپنی نظروں میں رکھیں۔ آخر پر ایک بات ہے کہ آج کی نوائے وقت (04-06-18) میں درود شریف کی فضیلت پر ایک مضمون شائع ہوا ہے اس مضمون نگار نے ایسا الٹ سبتی پڑھایا ہے۔ پروفیسر صاحب اس نے سَلِّمُوا فَسَلِّمُوا کا ترجمہ جو کیا ہے۔ اس سے پہلے جو کا ترجمہ تو اس نے ٹھیک کیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ ہر گز اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ ٹھیک ہے۔ پھر یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ بندے کا درود شریف صرف دعا ہے کہ یا اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بڑھا دے۔ یہ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ جب درود شریف پڑھتا ہے تو وہ شان عطا کرتا ہے۔ ہم جب درود شریف پڑھتے ہیں تو صرف دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کو شان دے دے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں دیتے۔ صرف دُعا ہی کرتے ہیں۔ لیکن سَلِّمُوا قَسْبَلِیْمَا سے متعلق اس نے یہ لکھا کہ سَلِّمُوا قَسْبَلِیْمَا کا مطلب سلام بھیجتا نہیں ہے بلکہ ان کو تسلیم کرتا ہے۔ ان کی ہر بات مافی ہے۔ میں جب تمہیں کہوں السلام علیکم تو میں تمہیں تسلیم کرتا ہوں کہ میں تم پر سلامتی بھیجتا ہوں۔ یہ سلامتی بھیجتا ہے تو پھر اس سلام اور اس سلام میں فرق کیوں آگیا ہے۔ جب میں کہوں کہ السلام علیکم یہ کہ تم پر سلامتی ہو اور آپ مجھے کہیں کہ ولیم السلام اور آپ پر بھی سلامتی ہو۔ کوئی مانے یا نہ مانے لیکن میں نے سلامتی بھیجی اور آپ نے بھی سلامتی ہی واپس لوٹائی، سلامتی ہی بھیجی۔ لیکن اس نے سلام کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام باتوں کو تسلیم کرلو۔ وہ فرمائیں کہ نماز پڑھو تو پھر نماز پڑھلو۔ وہ فرمائیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھلو۔ وہ حج کرنے کا حکم دیں تو حج کرلو۔ لیکن سلام نہ پڑھا جائے اس نے سلام پڑھنے سے منع کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو السلام علیکم کو بھی روک دے۔ اس سے منع کر دے کہ کوئی السلام علیکم نہ کہے اور کوئی ولیم السلام نہ کہے۔ فی زمانہ یہ لوگ ہر طریقے سے سلام پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ روکتے ہیں۔ سلام بھیجنے کا فائدہ ہے۔ السلام علیکم کہنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو پہلے سلام کرتا ہے اس کو تمہیں نیکیاں زیادہ ملتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ آپس میں سلام پھیلاؤ۔ ایک سلام کہتا ہے تو دوسرا کہتا ہے۔ ولیم السلام۔ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ جب ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجتے ہیں یا نبی سلام علیک، یا زامنو سلام علیک، یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ولیم السلام فرماتے ہیں تو ہماری بخشش ہو جاتی ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر سلامتی بھیجتے ہیں۔ ان کی اس سلامتی بھیجنے کے مدد سے ہمیں سلامتی مل جاتی ہے۔ ہماری

دلی کی زبان کا اثر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملئکہ یصلون علی النبی یا ایہا النبین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔ معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

حضرات ذوق صاحب کی نعت خوانی کے بعد بات کرتا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کو اعتراض ہے کہ ان کی نعت خوانی کے دوران ہم ان کی حوصلہ افزائی کے لئے نعرے نہیں مارتے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کی نعت خوانی میں ہم اس لئے مدہوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں ہوش ہی نہیں رہتی۔ ہوش میں ہوں تو نعرے بھی ماریں اگر ہوش ہی نہ رہے تو کیا کریں۔ مدہوشی میں ہونے کی وجہ سے نعرے نہیں مارتے اس لئے ہماری یہ معذرت قبول فرمائیں اور نعرے بازی سے ہمیں دور ہی رکھیں نعرے بازی کے بغیر جو مزا نعت سننے کا آتا ہے وہ نعرے بازی میں نہیں آتا۔ ذوق صاحب نے ہماری محافل کا رنگ ہی بدل دیا ہے۔ نعت کا انتخاب بدل دیا ہے۔ نعت سننے والوں کا حراج بدل دیا ہے۔ دراصل میری دُعا تھی کہ یا اللہ مجھے کوئی ایسا بندہ عطا فرما کہ جو نعت پڑھے تو میرے دل کی تسلی ہو جائے تو وہ اب ہو رہی ہے۔ ذوق صاحب کا ہمیں مل جانا میری دُعا کا اثر ہے۔ میری غریب میری حسرت تھی کہ مجھے کوئی نعت خواں ایسا مل جائے جن سے میری دلی تسلی ہو جائے میری تسلی ختم ہو جائے۔ میری اپنی تو آواز ایسی ہے نہیں کہ نعت شریف پڑھوں میں دوسروں

کی آواز کا محتاج ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ ذوق صاحب کی شکل میں، قاری صاحب کی شکل میں، سجاد گندو کی شکل میں ہمیں وہ ہمتیاں مل گئی ہیں کہ جن سے ہماری دلی تسلی کا سامان پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذوق صاحب کو مزید ذوق عطا فرمائے تاکہ میری دُعا کا جو باقی حصہ ہے وہ بھی پورا ہو جائے دُعا بھی بڑھتی رہے تو ساتھ ساتھ ان کا ذوق بھی بڑھتا رہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شان کسی نعمت میں آئی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بھی نہیں آئی۔ حدیث شریف میں بھی نہیں آئی۔ حشر والے دن اللہ تعالیٰ وہ نعمت پڑھیں گے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق ہوگی۔ لیکن اس دنیا میں ذوق صاحب کی شکل میں ہمیں بہت کچھ مل گیا ہے۔ پہلے تو میرا اس طرف خیال نہیں تھا۔ پچھلے پچیس سال سے نعمت شریف بن رہا ہوں اور پچیس سال سے ہی پیاس تھی اب وہ پیاس بجھنے لگی ہے اور دل بھرنے لگا ہے اللہ تعالیٰ ان کو بڑے سے بڑا ذوق عطا فرمائے۔ انشاء اللہ ہم ان کے ہیر صاحب کی زیارت کریں گے کہ جن کی زبان نے ان کو ذوق بنایا ہے۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی اللہ کی گائیں چرایا کرتے تھے۔ اس ولی اللہ کا مدرسہ تھا۔ درس تھا جس میں بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے موبٹی چرایا کرتے تھے۔ طالب علم ان کے مدرسہ میں کوئی حفظ کرتا تھا۔ کوئی ناظرہ پڑھتا تھا کوئی درس نظامی پڑھتا تھا۔ کوئی دورہ حدیث کا طالب علم تھا۔ کوئی تفسیر پڑھتا تھا بہت بڑا مدرسہ تھا۔ لیکن ایک یہ پچھسی نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ طالب علم نہ تھے بلکہ مدرسہ کے موبٹی گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ چرایا کرتے تھے۔ ہر مدرسہ میں ہر سال کے بعد جلسہ ہوتا ہے جس میں قارئین تحصیل طلباء کو اسناد اور سرٹیفکیٹس دئے جاتے ہیں۔ دستار فضیلت باندھی جاتی ہے۔ اس جلسہ کی بڑی شان ہوتی ہے۔ فارغ ہونے والے طلباء کے والدین، رشتہ

دار، دوست احباب آئے ہوتے ہیں۔ بڑی رونق ہوتی ہے۔ مدرسہ والے اپنی کارکردگی سے لوگوں کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کا رجحان اپنے مدرسہ کی طرف کھینچتے ہیں کہ لوگ اپنے بچوں کو ان کے مدرسہ میں داخل کر لیں اس مدرسہ کا بھی سالانہ جلسہ ہوا۔ طلباء کو اسناد تقسیم کی گئیں۔ سرٹیفکیٹ دئے گئے۔ دستار فضیلت باندھی گئیں۔ حضرت نور محمد مہاروی بھی وہاں تشریف فرما تھے ان کے ہیر صاحب نے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کیسے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا اُداس بیٹھے ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب اُداسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ان طلباء نے تو سارا سال پڑھا ہے۔ تعلیم حاصل کی ہے اس لئے ان کو دستار فضیلت عطا ہوئی ہے۔ میں نے تو گائیں چرائی ہیں میں نے کون سی تعلیم حاصل کی ہے کہ مجھے بھی یہ فضیلت عطا ہوئی۔ مجھے تو کوئی حسرت نہیں کہ میں پاس نہیں ہوا۔ ہیر صاحب نے فرمایا کہ یہ طلباء تو دستار فضیلت حاصل کر کے لے گئے ہیں میں تمہیں قبلہ عالم بناتا ہوں۔ ولی کی زبان کا اثر دیکھو کہ حضرت نور محمد مہاروی ایسے قبلہ عالم بنے کہ پاکستان میں 360 گدیاں آستانے مدرسے ان کی وجہ سے چل رہے ہیں ان میں سے ایک گدی گولڑہ شریف والوں کی ہے۔ آپ اندازہ کر لیں کہ قبلہ عالم کس چیز سے بنے ہیں۔ وہ ایک ہیر کا دل کی زبان سے بنے ہیں۔ ہیر صاحب کے منہ سے ایک لفظ قبلہ عالم نکل گیا تو وہ قبلہ عالم بن گئے۔ اسی طرح سے ذوق صاحب بھی اپنے ہیر خانہ سے ذوق بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اپنے ہیر خانہ سے یہ کرم لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہیر صاحب کی نظر کرم ہو جائے تو مرید کی قسمت بن جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل جاتا تھا وہ ہو جاتا تھا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل جاتا تھا وہ پورا ہو جاتا تھا۔ چور آیا تو فرمایا کہ تمہیں قحب بنانا ہوں تو وہ اسی لمحہ قحب بن گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کرنے کے لئے آرہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فاروق اعظم بنادیا۔ اسی طرح سے قبلہ عالم بنا دئے گئے۔ ذوق بن گئے۔ مجھے بہت شوق ہے کہ میں اس ہستی کی زیارت کروں کہ جن کی زبان پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر چل رہا ہے۔ دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی زبان میں ایسا اثر ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کہہ دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اور جن کو ایسی زبان عطا ہوئی ہے وہ دراصل اس چیز کا اثر ہے کہ جہاں سے انہیں حصہ ملا ہے کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی کجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

محمد خاں چشتی صاحب بہت بڑے نعت خواں ہیں۔ وہ پروفیسر صاحب ہیں اور ایک دوسرے صاحب ہیں وہ بھی پروفیسر ہیں محمد باجوہ صاحب یہ دونوں ابھی تو عمر بچے تھے۔ چک جمرہ کے نزدیک ایک گاؤں ہے جس کا نام پہاڑنگ ہے۔ اس گاؤں میں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ بارش ہو گئی تو حاضرین نہ آئے۔ تقریر کے لئے جس مولوی صاحب کو دعوت دی ہوئی تھی وہ بھی نہ آئے اور نعت خوان حضرت کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ لیکن بارش کے باعث کوئی بھی نہ آیا۔ یہ دونوں لاکے محمد خاں اور محمد اسلم تھے اور ان کے علاوہ دو چار آدمی اور بیٹھے تھے۔ جو پیر صاحب تھے انہوں نے محمد خاں کو کہا کہ آپ نعت شریف پڑھو۔ محمد خاں پچھتاہاں نے نہ کبھی نعت پڑھی تھی نہ اسے نعت آتی تھی۔ لیکن اس نے حکم کی تعمیل کی۔ جیسی بھی آئی نعت پڑھ دی۔ ان دنوں سے وہ نعت خواں بن گئے۔ آج وہ بہترین نعت خواں ہیں وہ نعت پڑھا کرتے ہیں۔

سر مع چل رہا ہے سر شام چل رہا ہے

تیری بندہ پروری سے میرا کام چل رہا ہے

میری سرفرازیاں ہیں تیرے نام سے عبارت
تیرے نام کی بدولت میرا نام چل رہا ہے
تیرے دم کا ہے تصدق یہ پھل پہل یہ رونق
تیرے دم قدم کے صدقے یہ نظام چل رہا ہے
بازار مصطفیٰ وہ بازار ہے جس میں
کھرے دام کھوٹ سکھ سر عام چل رہا ہے
جسے پی کے بزم قدسی سر عرش جمویتی ہے
تیرے سے کدہ میں ساقی وہی جام چل رہا ہے
تیری یاد سے بھرم ہے خالد کی زندگی کا
تیری یاد کے سہارے یہ غلام چل رہا ہے

یہ وہ نعت ہے جو میں نے ان سے سب سے اچھی سنی ہے۔ ان سے یہ نعت سننے کا بہت حرا آتا ہے اور اس میں میرا صرف اس لئے ہے کہ ان کے پیر صاحب نے فرمایا کہ چلو تم نعت پڑھو۔ تو محمد خاں چشتی آج بہترین نعت خواں ہے۔ اور محمد اسلم باجوہ صاحب سے فرمایا کہ تم تقریر کرو۔ وہ گورنمنٹ کالج میں انگلش کے پروفیسر ہیں اور شہر میں ایک بہت بڑی اکیڈمی چلا رہے ہیں۔ آج وہ بہت بڑا لیکچرار ہے صرف اس لئے کہ ان کے پیر صاحب نے فرمایا کہ تم لیکچر دو۔ اور وہ بڑا لیکچرار بن گیا ہے۔ ذوق صاحب آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے پیر صاحب نے آپ پر نگاہ شفقت ڈالی اور آپ کو سراپا ذوق بنا کر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولیاء اللہ کی زبان میں تاثیر ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ فرمادیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اگر ایک چور کو جیل میں بند کر دیں تو وہ اس نے بھی بڑا چور بن کر باہر آتا ہے۔ کبھی کسی کی اصلاح نہیں ہوئی

بلکہ جیل میں دوسرے چور جو ہوتے ہیں ان سے وہ کئی نئے طریقے سیکھ کر باہر آتا ہے۔ اور اپنا چوری کرنے کا طریقہ ان کو بتا کر آتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چور ایک رات کے لئے سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کچھ آستانہ عالیہ میں بند ہو جائے تو وہ قطب بن کر باہر نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ جات سے فیض لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش ممتاز احمد صاحب سید آباد 04-08-04

دوسری نشست

کرم کی بجیک لے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین - قاری غلام رسول صاحب نے بھی بہت زور لگایا۔ ذوق صاحب نے بھی بڑے ارشادات فرمائے۔ لیاقت صاحب نے بھی بڑی حد کر دی کہ میں نے اس کو بڑا بڑا دیا ہے۔ میرے پاس کو بیٹانے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ جن ہسٹوں نے آپ کو بتایا ہے اللہ کرے کہ ان کی جوتیاں سیدی کرنے کی وہ توفیق عطا فرمائے۔ میں نے ذوق کو بتایا ہے نہ ہی قاری صاحب کو بتایا ہے۔ نہ ہی میں نے متو کو بتایا ہے۔ میں نے تو صرف دعا مانگی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے نعت خواں عطا فرمائیں جو میرے دل کی تلقینی کو ختم کر دیں۔ دل کو سیر کر دیں اور مجھے خوش کر دیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرم ہوا کہ مجھے وہ تمام مل گئے ہیں۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ مجھے بہت اچھے نعت خواں عطا ہوئے ہیں۔ میں کسی بھی محفل میں جاؤں تو مجھے نعت خواں پسند نہیں آتے۔ صرف یہ نعت خواں جو مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کر دئے ہیں یہی مجھے پسند آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضور علیہ

اصلوٰۃ والسلام ہر نعت خواں کا جب وہ نعت پڑھتا ہے تو اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیتے ہیں۔ میں نے بھی سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بوسہ لینا شروع کر دیا ہے۔ ہونٹوں پر یہ بوسہ نہیں دیتے لیکن ہاتھوں کا بوسہ میں نہیں چھوڑتا۔ میرے اس سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نعت خواں عطا فرمادئے ہیں۔ یہ میری اوقات سے بھی زیادہ مجھے عطا ہوئی ہے۔ میری بساط سے زیادہ نعت خواں مجھے مل گئے ہیں۔ نعت خواں حضرات کو جس محفل میں کم سے کم پیسے ملتے ہیں وہ ہماری محافل ہیں لیکن زیادہ سے زیادہ تعداد میں نعت خواں جس محفل میں ہوتے ہیں وہ بھی ہماری محافل ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے وَ اِذْ قَاذَنَ رَبُّكُمْ لَنْ يَخْشَكُمْ لَازِلَتْنَكُمْ (ابراہیم ۷) اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔ " اگر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعت کا شکر ادا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اور زیادہ دیتا ہے۔ یہ گزرو بھی مل گیا ہے۔ یہ کہاں سے مل گیا ہے۔ اگر تم اس کی برہانش کا ماحول دیکھو تو اس کا نعت خواں بننا ہی محال ہے۔ لیکن جب میں نے اس کی دست بوسی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بنا دیا کہ اب آپ سب سے زیادہ یہ مشہور ہے۔ رات ایک محفل میں یہ گیا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ وہاں کون کون نعت خواں تھے اس نے بتایا کہ وہاں ہم صرف چار نعت خواں تھے لیکن انہوں نے باقی کسی کو وقت ہی نہیں دیا۔ ایک یوسف مین تھے۔ فصیح الدین سہروردی تھے۔ ایک ادیس قادیری صاحب کے شاگرد تھے اور چوتھا یہ تھا کہتے بڑے بڑے نعت خواں تھے لیکن صرف اس کو نعت خوانی کا موقعہ دیا گیا۔ کسی دوسرے کو اتنا وقت نہیں دیا گیا۔ یہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اب دیکھیں کہ میں نے بہت انکساری کی ہے کہ یا اللہ جس ہستی نے ذوق صاحب کو بتایا ہے۔ جن لوگوں نے قاری صاحب کو بتایا ہے جس ہستی نے

یاقت صاحب کو بتایا ہے۔ ان کی جوتیاں سیدی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ میں نے بہت انکاری سے کام لیا ہے لیکن اگر آپ اللہ تعالیٰ سے کچھ لینا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہی ہے۔ ظاہر بندگی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ مہمانی شریف والے قبرستان میں ان کا حزار ہے۔ بہت لوگ وہاں حاضری دیتے ہیں اور وہ بھی بہت فیض دیتے ہیں لیکن یہ ہے کہ وہ کسی طرح سے بنے۔ وہ اپنے پیغمبر خانہ پر گئے وہاں اور مرید بھی آگئے۔ کسی نے لنگر پکانا شروع کر دیا۔ کسی نے صفائی شروع کر دی کسی نے کپڑے دھونے شروع کر دیے۔ کسی نے لنگر پکانا شروع کر دیا۔ کسی نے صفائی شروع کر دی کسی نے کپڑے دھونے شروع کر دیے۔ لیکن یہ کھڑے رہے ظاہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کام کو بھی نہ کیا۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ کوئی کام نہیں کریں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں صرف ایک ہی کام کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں وہ کر لیتا ہوں۔ پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ میری ڈیوٹی یہ لگا دیں کہ میں آستانہ عالیہ کی طہارت گاہوں کو لیٹرین کو صاف کر دوں۔ فرمایا کہ باقی تو بعد میں کچھ نہیں گے تو ابھی سے ہی غوث بن گیا ہے۔ اگر آپ بھی غوث کے درجے کو پہنچنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ بھی یہی ہے۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے نفاست پسند تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ گھوڑے کی سواری کرنا چاہتے تھے تو سواری سے پہلے گھوڑے کو نہلانے کا حکم دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیٹا میں اب عمر رسیدہ ہو گیا ہوں۔ آپ مجھ سے کوئی چیز لے لیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ دادا جان اگر مجھے کچھ دینا ہی ہے تو پھر مجھے یہ دیں کہ میں آپ کے فقروں کی جوتیاں سیدی کروں۔ فرمایا کہ جوتیاں تو بعد میں سیدی ہوں گی تو آج سے ہی غوث ہے۔ میں تیری نیت کے باعث

تمہیں غوث بنانا ہوں۔ یہ آپ کو بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ ہر ایک کو حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مصلیٰ پر ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں ان کے رونے سے مصلیٰ بھی بیگ گیا ہے۔ اپنے گھر میں نہیں بلکہ جنگل میں تنہائی میں تھے۔ ایک گڈر یا وہاں سے گزرا تو اس نے پہچان لیا کہ یہ تو بادشاہ ہے وہ رک گیا اور عرض کرتا ہے کہ میں ایک گڈر یا ہوں چند پیغمبروں کا مالک ہوں مجھے کبھی رونا نہیں آیا۔ آپ بادشاہ ہیں بڑی ملکیت کے مالک ہیں۔ سب کچھ ہوتے ہوئے آپ رویوں رہے ہیں۔ آپ کو اور کیا ضرورت ہے کہ جس کے لئے آپ گریہ زاری کر رہے ہیں۔ حکومت تیرے پاس ہے۔ عزت تیرے پاس ہے۔ دولت بھی ہے اب کی کس چیز کی ہے۔ جو آپ حکم کریں اس پر فوری طور سے عمل ہوتا ہے۔ بڑی پادری کی بات ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ ہاں اسی وجہ سے تو رو رہا ہوں کہ مجھے اس چیز کا حساب دینا ہوگا۔ تم تو صرف چند بکریوں کا حساب دو گے مجھے پوری رعایا پوری حکومت کا حساب دینا ہوگا۔ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ یا اللہ مجھے کوئی ایسا بندہ ملا دے جو میری حکومت کی حفاظت کر سکے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھ سکے۔ اُس کا اثر یہ ہوا کہ وہ حضرت ابوالحسن فرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں پہنچ گیا۔ ان کی قیص لے کے سونات فسخ کیا جس کی وجہ سے ہم آج کلمہ گو ہیں۔ یہ انکاری ہے جتنی کوئی کر لے اتنا ہی زیادہ مرتبہ پا جاتا ہے۔ ذوق صاحب میں نے آپ کو نہیں بتایا ہے آپ مجھے بنے بنائے لے ہیں۔ یہاں رحمان شریف محلہ میں چاچڑی صاحب کا آستانہ ہے۔ وہاں محفل تھی اور دوسرے کئی نعمت خواں بھی تھے۔ وہاں قاری غلام رسول صاحب نے صرف ایک شعر پڑھا تو پیر صاحب نے فرمایا کہ بیٹے جاؤ لیکن میرے دل کو وہی ایک شعر پسند آ گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون نعمت خواں ہے کہاں سے آتا ہے۔ مقبول صاحب نے بڑی بھاگ دوڑ کی اور ان کو تلاش

کر لیا۔ اب ان سے نعت شریف سنتے ہیں۔ مجھے تو یہ بنے بنائے مل گئے ہیں۔ میری تو یہ لاٹری نکل آئی ہے۔ لاٹری جانتے ہونا کہ کیا ہوتی ہے۔ کسی کے پاس دس روپے کا پرائز بانڈ ہو اور اس پر اسے دس کروڑ کا انعام مل جائے۔ میرے تو یہ کروڑ روپے نکل آئے ہیں گلدو کی صورت میں۔ منور کی شکل میں۔ سرور کی شکل میں۔ لیکن ذوق صاحب نے تو آکر سب کچھ ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ جو کچھ پرانا تھا وہ اُبل ہی نہیں رہا ہے۔ سب کچھ ہی نیا بن گیا ہے۔ ذوق صاحب کو میں نے نہیں بتایا ان کو ان کے پیر صاحب نے بتایا ہے۔ ان کے پیر مرشد نے فرمایا کہ جاؤ میں تمہیں ذوق بتاتا ہوں اس دن سے یہ ذوق صاحب بن گئے ہیں۔ ہم ان کو بتانے والے نہیں ہیں بلکہ ان سے فائدہ حاصل کرنے والے ہیں۔ ہم شکر ادا کرنے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنے اچھے نعت خواں عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نعت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تین گھنٹے ہم نعت خوانی کر رہے ہیں اس سارے وقت خواہ ایک نعت پڑھ لیتے خواہ بیس پڑھ لیتے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن فرق یہ ہے کہ آخر نعت خوانی کرتی کیا ہے فرق صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ جو نبی محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پوری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دیتا ہے۔ یہ حدیث پاک تنویر صاحب کے گھر لگی ہوئی ہے۔ ہم اس کو چھپا کر تقسیم کر رہے ہیں جس کو نہ ملے ہو وہ لے کر جائے۔ یہ اصل حدیث شریف کا ترجمہ ہے۔ اس کا عربی متن جو اصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں ہم اس کو تلاش کر رہے ہیں انشاء اللہ وہ بھی مل جائیں گے۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تنویر صاحب کے گھر میں ہو یا کسی دوسرے کے گھر میں ہو۔ جہاں کہیں بھی ہو۔ ایک بندہ

کرے دول کر کریں۔ سو کریں یا کروڑ کریں۔ وہ محفل میلاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں ہوتی ہے۔ یہ محفل اس وقت روضہ اقدس میں ہو رہی ہے اس نعت کا بھی ہم الگ سے شکر ادا کرتے ہیں اور نعت خواں حضرات کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے الگ سے شکر گزار ہیں۔ روز بروز اچھی سے اچھی نعت سنتے ہیں ہر کوئی خاص نعت نہیں سنتے۔ بس کتاب کھولتے ہیں جو نعت شریف سامنے آگئی وہی ذوق صاحب کو دے دی وہی یہ پڑھتے ہیں وہ ہٹ ہو جاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہٹ ہونا کیا ہوتا ہے۔ سب سے اچھی اور اوّل نمبر پر وہی نعت آ جاتی ہے۔ کوئی Selection نہیں۔ کوئی پڑھائی نہیں۔ بس کتاب کھول کر ذوق صاحب کو دے دی اور انہوں نے پڑھ دی۔ ایسے ہی کتاب کھولی تو یہ منقبت نکل آئی وہ آپ بھی سن لیں۔

رب شان ودھایا میراں دا جیہڑا بیدر ہے ساریاں بیدراں دا
اوہ بیدر شیخ دا پیارا اے اوہ حسن دا راج دلارا اے
اوہ نور ہے دو تنویراں دا جیہڑا بیدر ہے ساریاں بیدراں دا
اوہدا خضر وعلیقہ پڑھدا اے اونہوں بچھ کے سورج چڑھدا اے
اونہوں آؤندا دل تخیراں دا جیہڑا بیدر ہے ساریاں بیدراں دا
اوہ نبی۔ علی دا جانی اے اوہدا ناں غوث جیلانی اے
اوہ دردی اے کل دگیروں دا جیہڑا بیدر ہے ساریاں بیدراں دا
چاہوے جو سو کر اوہ لیندا اے روح عزرائیل کولوں کھوہ لیندا اے
زُخ موڑ دا اوہ تقدیراں دا جیہڑا بیدر ہے ساریاں بیدراں دا
اوہ خیر کرم دا پاؤندا اے اوہ پار سفینہ لاؤندا اے
سامن جیہے پر تقصیراں دا جیہڑا بیدر ہے ساریاں بیدراں دا

منقبت آپ نے سنی اب آؤ سلام پڑھتے ہیں۔ جو بات چیت یہاں محفل میں ہوتی ہے اس کی کتاب بن جاتی ہے۔ یہ پروفیسر صاحب میں کمال ہے۔ اگر ہم سارے بھی مل کر پورا مہینہ لگے رہیں تو ایک تقریر بھی نہیں لکھ سکتے آپ یہ لکھ کر دیکھ لیں۔ بالکل نہیں لکھ سکیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پروفیسر صاحب کی ایسی ٹریننگ Training کی ہے کہ کئی سال پہلے انہوں نے اپنے ہاتھ سے پورا قرآن مجید لکھا ہے تو اس مشق سے Practice سے اللہ تعالیٰ نے ان کو تیار کیا کہ جو عرض گزارش محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتی ہے۔ اسے یہ وسیلہ نجات کی شکل میں کتاب بنا کر آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ یہ کرم کی سال پہلے ہوا ہے۔ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میں نے سب کو بتایا ہے میں نے کچھ بھی نہیں بتایا۔ کسی کو بھی نہیں بتایا۔ میں نے صرف فائدہ اٹھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ایسی کرم کی بارش ہوتی رہے۔ ذوق اور باذوق ہو جائیں۔ قاری صاحب بڑے قاری بن جائیں منور اور زیادہ نورانی ہو جائے۔ گلدو اس سے بھی بڑا گلدو بن جائے۔ سرور جواد اور زیادہ سرور والا ہو جائے۔ سردار ہو جائے پروفیسر صاحب کو اور زیادہ زور قلم مل جائے میری تو صرف دعائیں ہیں یہ اٹلی سے اٹلی ہو جائیں تو میرے ہی لئے ہوں گے ہم ان سے فائدہ اٹھائیں گے یہ اس شکر کا نتیجہ ہے جو میں کرتا ہوں۔ کوئی نعت خواں آتا ہے تو میں اس کی دست بوسی کرتا ہوں۔ اٹھ کر ان کو ملتا ہوں میں ان کو چھوٹی چیز نہیں سمجھتا۔ میں ان کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم اور انعام سمجھتا ہوں۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَتَسْلَمُ۔

وما علینا الا البلاغ السبین

خطاب برہائش شاہد تنویر صاحب محمود آباد کالونی 07-08-04

بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام اور امت محمدیہ کے اولیاء اکرام رحمہم اللہ علیہم

لحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ ومنکے یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

کرم کی بھیک ملے تو نیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین! ایک نعت پڑھی گئی ہے کہ

ہم کو اپنی طلب سے سوا چاہئے
بھر کے جولی میری۔ میری سرکار نے
حشر کی چلچلاتی ہوئی دھوپ۔ میں
ایک قدم بھی نہ ہم چل سکیں گے حضور
آپ اپنی غلامی کی دے دیں سند
کیوں کہوں یہ عطا وہ عطا چاہئے
اپنے تلووں کا دھون عطا کیجئے
درد جامی ملے نعت خالد لکھے
اور انداز احمد رضا چاہئے
اس نعت میں تجویزی سی Amendment کی ہے۔ اس میں تبدیلی کی ہے۔ کہ مجھے

اپنی طلب سے سوا چاہنے کی بجائے یہ کہ مجھے اپنی طلب سے بے انتہا چاہئے۔ لیکن پھر بھی نگہ رکھا کہ آخر کیا چاہئے۔ مجھے اپنی طلب سے سوا چاہئے یعنی زیادہ چاہئے۔ کہ مجھے اپنی طلب سے بے انتہا چاہئے لیکن بات تو وہیں کی وہیں رہی کہ آخر کیا چاہئے کئی روز سے یہ نعت سن رہے ہیں یہ یہ یہ ہی نہیں کہ کیا چاہتے ہیں۔ آپ جنرل اسٹور جائیں اور کہیں کہ مجھے چاہئے تو وہ پوچھے گا کہ کیا چاہئے۔ پیسے تو آپ دے رہے ہیں لیکن میں ان کے عوض میں تمہیں کون سی چیز دوں یہ تو بتاؤ کہ لینا کیا چاہتے ہو۔ ہم جھوٹا پیسہ دے رہے ہیں درجی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کھڑے ہیں کہ ہمیں اپنی طلب سے بے انتہا چاہئے۔ بات تو ہم نے کوئی بھی نہ کی۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہماری ضروریات کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بعد امت محمدیہ میں کوئی فرد اگر بہتر جانتا ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کئے ہیں وہ انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دئے ہیں۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی یہ کیفیت ہے کہ ان کا ایمان ترازو کے ایک پرے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پزلے میں ساری امت محمدیہ کا ایمان رکھ دیا جائے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان بھاری ہو گا۔ ایمان کی عظمت بھی یہ ہے اور پھر علم کی بھی انتہا نہیں ہے۔ قرب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بہت زیادہ حاصل ہے۔ ہم ان سے ہی پوچھ لیتے ہیں کہ ہمیں کیا مانگنا چاہئے۔ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے صرف ایک چیز کی ضرورت ہے۔ انہوں نے زیادہ چیزیں طلب ہی نہیں کی ہیں ورنہ بندہ Confused ہو جاتا ہے۔ Confused "کیا ہوتا ہے۔ پر و فیر صاحب آپ سمجھتے ہیں کہ Confused کیا ہوتا ہے۔ جی تذبذب کہہ لیجئے۔ بندہ تذبذب میں

پڑ جاتا ہے۔ پکڑ میں آ جاتا ہے۔ اسے سمجھ نہیں آتی۔ وہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ کیا کرے۔ پانچ دس چیزیں ہوں اور ان میں سے انتخاب کرنا ہو تو بندہ سوچتا ہی رہتا ہے کہ کون سی چیز اس کے لئے بہتر ہے اور کون سی بہتر نہیں ہے۔ پہلا انتخاب کیا ہو۔ دوسرا کون سا ہو۔ تیسرے نمبر پر کیا ہو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیادہ چیزیں مانگی ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف ایک ہی چیز مانگی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اس کے علاوہ مجھے کچھ اور نہیں چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بندے میں کیا چیز پیدا کر دیتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے قوی ایمان والے ہیں۔ زبردست علم والے ہیں۔ پوری امت محمدیہ کے امام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص امامت نہیں کرا سکتا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا Cousin کزن بھی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بھی ہوں۔ رشید دار بھی ہوں تو کیا امامت کا حق مجھے نہیں ہے۔ فرمایا کہ نہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی امامت کا حقدار نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔ اور اس حدیث پاک کے راوی بھی خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ انہوں نے اس بات کو چھپایا نہیں ہے بلکہ واضح کر دی کہ امامت کا حق صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اور یہ دیکھو کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے وہ یہ کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو میں اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ملتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حیات ظاہری میں تھے تو کوئی بندہ گلہ

پڑھ کر زیارت کرتا تو وہ صحابی بن جاتا تھا۔ کوئی اور عمل صحابی نہیں بناتا۔ تمام زمانے کے انقلاب، ابدال اغیاث اسٹھے کرلو۔ پروفیسر صاحب اس وقت (2004) دنیا میں کل کتنے مسلمان ہیں۔ ایک ارب تیس کروڑ مسلمان ہیں۔ ان سب کو لے آؤ اور جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد گر چکے ہیں وہ بھی آجائیں اور جو آئندہ قیامت تک آنے والے ہیں وہ بھی آجائیں تو تمام مل کر صحابی کے گھوڑے کے پاؤں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ ستر ہزار اغیاث ہوں تو ان کی عظمت ایک طرف اور دوسری طرف یہ کہ صحابی گھوڑے پر سوار ہو۔ اس گھوڑے کے پاؤں سے مٹی اڑے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مٹی کی قدر و منزلت ان ستر ہزار اغیاث کی عظمت سے زیادہ ہے۔ اور یہ صرف دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بھی پوچھ لیتے ہیں کہ یا اللہ آپ ہی راہنمائی فرمائیں کہ ہمیں کیا مانگنا چاہئے۔ فرمایا کہ مجھے تو دو چیزوں سے پیار ہے وہ میں نے لی ہیں۔ اگر تمہیں بھی توفیق مل جائے تو تم بھی لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک تو نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو میں پڑھتا رہتا ہوں اور ایک دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ میں کرتا رہتا ہوں بات تو وہی ہے جو ہم نے یہاں کی ہے کہ نعمت شریف بھی پڑھی ہیں اور دعا بھی کی کہ یا اللہ ہمیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب فرمادے۔ ایک شعر ہے۔

بے لقاے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار یوں نہ آتے جبرائیل سدرہ چھوڑ کر

لقا کے معنی ہیں زیارت۔ سدرہ ایک بلند ترین اور اعلیٰ مقام ہے جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام مقیم ہیں۔ وہ فرشتوں کے سردار ہیں اسی لحاظ سے ان کا بلند مرتبت مقام ہے۔ جسے سدرۃ المنتہی کہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بار بار وہاں سے مدینہ شریف

آتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ کو آرام نہیں آتا۔ بار بار یوں چلے آتے ہیں۔ فرمایا کہ مدینہ شریف میں مجھے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوتا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے سردار ہیں اور وہ بھی ہمیں یہی سبق دے رہے ہیں کہ آرام اور سکون چاہتے ہو تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرو۔ اگر دیدار نصیب ہو گیا تو ظاہری حیات طیبہ میں صحابی بننے تھے آج ولی بن جائے گا۔ اگر دیدار قسمت میں نہیں ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے جن کو چاہیں نصیب کر دیں۔ یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ہمارا کوئی استحقاق تو نہیں ہے۔ ہمارا کوئی زور تو نہیں ہے۔ لیکن دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا لے کر مرو گے تو تمہاری قبر روشن ہو جائے گی اور تمہاری بخشش ہو جائے گی۔

سے لحد میں عشق مصطفیٰ کے داغ لے کے چلے
سنی تھی رات اندھیری یہ چراغ لے کے چلے
کچھ اور مانگنا میرے شرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

یہ حضرت امام جلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ شرب کے معنی مذہب، عقیدہ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ملے اس کو کچھ بھی نہیں ملا۔ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ اس کو سب کچھ مل گیا۔ دوسری چیزیں لوگوں کو ملی ہیں۔ نمرود اور فرعون کو حکومت ملی تو وہ آج گالی بن کر رہ گئے ہیں۔ قارون کو دولت ملی۔ جگے ڈاکو کو طاقت ملی۔ کئی حسن والی اس بازار میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ علم اور عبادت شیطان کو ملی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے شیطان نے چہ کروڑ سال عبادت کی ہے۔ سجدے کئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کا ادب نہیں کر سکا تو سب کچھ بے کار ہو گیا۔ یا اللہ ہمیں ادب مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمادے۔ یا اللہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمادے اگر کچھ طلب ہے اگر کچھ مانگنا چاہتے ہو تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مانگو۔ اگر کچھ اور چیز مانگو گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تمہیں میرے محبوب کی عظمت کی ہی خبر نہیں ہے۔

ایسے جلوے پر کروں میں لاکھ حوروں کو نثار

کیا غرض کیوں جاؤں میں جنت کو مدینہ چھوڑ کر

مدینہ منورہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہی ہے۔ مدینہ شریف کو جو عظمت ملی ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہی ملی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عظمت مدینہ شریف کو دی ہے وہ اگر اس میں سے نکال لیں تو باقی بیماری کا گھر رہ جائے گا۔

ایک بات آج اور بھی کرنی ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال پہلے کی ڈوبی ہوئی دریا میں شرق شدہ بیڑی تیرادی۔ دولہا اور دلہن اور باراتی سب برآمد ہو گئے۔ حالانکہ اتنے عرصہ میں دریا اپنا راستہ تبدیل کر چکا تھا۔ اس کی پرانی گزرگاہ خشک ہو چکی تھی۔ جنگل اُگ آیا تھا۔ ایک بوڑی عورت آئی اور رونے لگی کہ بارہ سال پہلے کا ڈوبا ہوا بیڑہ چاہئے۔ اس میں مجھے میرا بیٹا اس کی دلہن اور دوسرے سب باراتی بھی چاہئیں۔ میں بہت بے قرار ہوں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا تو دریا بھی چلنے لگا اور کشتی اس میں باہر نکل آئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ کیا اس کا کوئی ثبوت بھی ہے۔ یہ سب تم نے اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اپنے حیرت منہ شد کو خواہ بڑھا رہے ہو۔ تقریریں کر کے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو۔ زندگی عطا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کس طرح سے

مردے کو زندہ کر سکتے ہیں۔ زندگی بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور موت بھی وہی طاری کرتا ہے۔ کہتے ہیں تاکہ جسے اللہ رکھے اس کو نکل چکے۔ مارتا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور جلاتا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح سے کشتی والوں کو زندہ کر دیا اور کشتی سمیت بارہ سال بعد دریا سے نکال لیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حلقی مشہور ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام چھتیس افراد کی جان قبض کر کے ان کی ارواح کو گھڑی میں باندھ کر لے جا رہے تھے۔ ان ارواح میں سے ایک روح حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کی بھی تھی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اے عزرائیل علیہ السلام یہ کیا لے جا رہے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ چھتیس افراد کی ارواح ہیں جو میں نکال کر لے جا رہا ہوں۔ فرمایا کہ ان میں ایک میرا مرید بھی ہے۔ اس کی روح مجھے دے دو۔ اس نے کہا کہ سرکار ان کی واپسی کا حکم اچکا ہے میں ان کو حکم ربی کے تحت لے کر جا رہا ہوں میں آپ کو کس طرح سے دے دوں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھت مارا اور وہ ساری گھڑی کھول کر رکھ دی۔ وہ ساری ارواح آزاد ہو گئیں اور وہ سارے کے سارے زندہ ہو گئے۔ حضرت عزرائیل علیہ علیہ میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ چھتیس بندے تھے جن کی عمر پوری ہو چکی تھی میں نے آپ کے حکم کے تحت ان کی ارواح کو نکال لیا اور میں نے لے کر آ رہا تھا کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہ تمام کے تمام مجھ سے چھین لئے۔ آزاد کرانے فرمایا کہ اگر ان کی طلب کے مطابق ایک دے دیتا تو اچھا ہی رہتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ کی اپنی بنائی ہوئی کہانیاں ہیں۔ ان کا کیا ثبوت ہے۔ شیخوپورہ میں ایک عالم دین ہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہ العالیہ انہوں نے اسی اعتراض کا حل فرمایا ہے۔ حضرت عزیز علیہ السلام سفر پر تھے کہ ان کا گزر

ایسی جگہ سے ہوا کہ جہاں کھنڈرات تھے۔ کھنڈرات جانتے ہو کہ کیا ہوتے ہیں۔ پر اسے زمانے کا کوئی بر باد شدہ شہر ہوتا ہے کہ جس کے مکانات وغیرہ کے کچھ نشانات باقی ہوتے ہیں۔ جیسے یہاں پاکستان میں بڑپے یا مائون جو ڈیو ہیں۔ تباہ شدہ مکانات کی چھوٹی بڑی دیوار اور بڈیاں وغیرہ پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت عزیز علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تباہ شدہ انسان حیوان جن کو مرے ہوئے کی سالی گزر چکے ہیں ان کو قیامت کے روز کسی طرح سے زندہ کیا جائے گا۔ یا اللہ یہ ذرا مجھے سمجھا دیں۔ مجھے اس کا علم عطا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام پر موت طاری کر دی۔ ان کی سواری چوٹی گلدھا تھا یا جو کچھ کچھ تھا اس کو بھی موت دے دی۔ ان کا توشہ دان فنن کیر میز وغیرہ جس میں ان کا کھانا وغیرہ تھا وہ بھی ساتھ تھا۔ ایک سو سال تک ان پر موت مسلط رہی۔ یہ ساری بات قرآن مجید میں ہے یہ کوئی کہانی وغیرہ نہیں بنی ہوئی سورہ البقرہ آیت نمبر 259 میں تفصیل سے یہ واقعہ درج ہے۔ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو زندہ فرمادیا۔ انہوں نے اپنے توشہ دان کو دیکھا کہ روٹی پانی وغیرہ بالکل درست حالت میں تھے۔ سو سال گزرنے کے باوجود اس خورد و نوش کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اسی طرح سے تازہ بہ تازہ تھی۔ ہم رات کو روٹی رکھ دیں تو صبح تک وہ خراب ہو جاتی ہے۔ یہ لنگر کی جو روٹیاں بچ گئی ہیں یہ صبح تک کھانے کے قابل نہیں رہیں گی یہ پھر حیوانات کے لئے ہی بک جائیں گی حضرت عزیز علیہ السلام کا کھانا بالکل ٹھیک رہا۔ لیکن جب سواری کی طرف نظری تو اس کی بڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنے گدھے کو آواز دو۔ جو بھی نام حضرت عزیز علیہ السلام نے اس کا رکھا ہوا تھا۔ لوگ اپنے جانوروں کے نام بھی رکھ لیتے ہیں۔ حضرت عزیز علیہ السلام نے جب اپنے گدھے کو بلایا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس گدھے کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بلایا۔ اس کو حضرت عزیز علیہ السلام نے بلایا۔

حضرت عزیز علیہ السلام نے اس کو آواز دی تو گلدھا زندہ ہو گیا۔ حدیث شریف یہ فرماتی ہے کہ جو عجزات بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کر سکتے ہیں وہی کرامات امت محمدیہ کے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بھی کر سکتے ہیں۔ امت محمدیہ کے اولیاء کرام وہی تصرفات کر سکتے ہیں جو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے۔ حضرت عزیز علیہ السلام نے اپنے گدھے کو زندہ کیا ہے۔ حضرت عزیز علیہ السلام کی نسبت سے ان کا وہ گلدھا بھی جنت میں جائے گا۔ جس کو ایک نبی علیہ السلام نے زندہ بھی کیا ہے اور اس پر سواری بھی کی ہے تو وہ بھی اس نسبت سے جنت میں جائے گا۔ لیکن یہ ہمیں سبق مل گیا ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام مردے کو زندہ کر سکتے ہیں تو امت محمدیہ کے اولیاء اللہ بھی مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ صرف تعلق ہونا ضروری ہے۔ اس لئے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اگر دریا میں غرق شدہ مردوں کو بارہ سال بعد زندہ کر دیا ہے تو اس میں کون سی حیرانگی یا اعتراض کی بات ہے۔ قرآن مجید میں ہی دوسرا واقعہ بھی ہے۔ سورۃ کہف میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی کے اس کو تھل لیا۔ کباب بنائے یا تھکے وغیرہ بنائے جو بھی آپ کہہ لیں۔ مچھلی کو روست کر کے اپنے توشہ دان میں رکھا۔ اپنے خادم کو ساتھ لیا اور حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ ایک جگہ قیام فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور ان کے ہم سفر حضرت یوشع بن نون علیہ السلام جاگ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ توشہ دان کا ڈھکن اٹھ کر کھل گیا اور مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے چند میل آگے گئے تو فرمایا کہ بھئی اب بھوک لگ گئی ہے۔ لاؤ وہ مچھلی نکالو تاکہ ہم اس کو کھائیں۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے معاف فرمادیں میں آپ کو بتانا بھول گیا ہے شک شیطان نے ہی مجھے بھلا دیا وہ مچھلی تو جہاں ہم بیٹھے

تھے وہاں زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی۔ فرمایا کہ وہی تو وہ جگہ ہے جہاں پر حضرت خضر علیہ السلام سے ہماری ملاقات ہونا تھی۔ جہاں ان کا علاقہ ہے وہاں ان کا اتنا تعارف ہے کہ مردہ چیزوں میں بھی جان پڑ جاتی ہے۔ بنجر زمین پر پاؤں رکھ دیں تو وہاں گھاس اُگ آتی ہے۔ پھر اس میں کیا تعجب ہے کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاقہ میں بھی مردے زندہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عظمت اولیاء اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ یاد رکھیں کہ نبی عیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچنے کے لئے ہمیں کسی ولی کے دامن کی ضرورت ہے۔ اگر کسی ولی کے ساتھ تعلق نہیں ہے تو پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تک بھی رسائی نہیں ہوگی۔ حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رُوحوں سے بھی قریب ہیں۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب ۴) "یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔" قریب ہیں "نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بندوں کی رُوح سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن ملتے نہیں ہیں جب تک کسی ولی سے تیرا تعلق نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی بڑی عظمت بیان ہوئی ہے۔ آج زمانہ ہجر میں بھی ان کے گیت گائے جارہے ہیں کہ ہم لالچ میں ان سے متاثر ہو کر ان کے پاس جائیں۔ اللہ تعالیٰ شبہ رگ سے بھی قریب ہے لیکن وہ بھی نہیں ملتے جب تک ولی کا دامن ہاتھ میں نہ ہو۔ یہ ایک میڑھی ہے جس کے تین قدم ہیں۔ میڑھی کے جس طرح سے ڈنڈے ہوتے ہیں۔ Steps ہوتے ہیں۔ اگر پہلے ڈنڈے پر پاؤں نہیں رکھتے تو دوسرے پر کس طرح سے چڑھو گے۔ دوسرا نہ ہو تو پھر تیسرے پر کس طرح سے چڑھیں گے۔ تیسرا قدم یوں سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ قرب الہی میں جانا ہے۔ دوسرا قدم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جانا ہے۔ پہلا قدم ولی کے در پر جانا ہے۔ جب تو پہلے ولی کے در پر آئے گا تو پھر تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر پہنچے گا۔ اگر وہاں نہیں پہنچے گا تو آگے

بھی نہیں پہنچے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تو مردوں کو کس طرح سے زندہ کرے گا۔ یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 260 میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تو مردوں کو کس طرح سے زندہ کرے گا۔ فرمایا کہ کیا تمہیں یقین نہیں ہے عرض کیا کہ میں مانتا ہوں اور یقین بھی ہے کہ آپ مردوں کو زندہ کریں گے۔ لیکن مجھے اطمینان قلب نہیں ہے۔ اگر میں مردے زندہ ہوتے دیکھ لوں تو میرے دل کو سکون آجائے گا میرا دل مطمئن ہو جائے گا۔ فرمایا کہ چار پرندے لے لو ان سے محبت کرو ان سے مانوس ہو جاؤ۔ پروفیسر صاحب بہتر جانتے ہیں کہ کون کون سے پرندے لئے تھے۔ جی کون کون سے تھے۔ سرکار ایک مور تھا۔ ایک مرغ۔ ایک کوا اور ایک کبوتر تھا۔ جب وہ چاروں پرندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اچھی طرح سے مانوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ ان کو ذبح کر دو۔ ان کا قیمہ بنالو اور تمام پرندوں کے گوشت کو باہم ملا دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حکم بجالا لے پھر فرمایا کہ ان کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک پہاڑی پر رکھ دو اور پھر آواز دو۔ بلاؤ اپنے کبوتر کو۔ بلاؤ اپنے مرغ کو۔ بلاؤ اپنے مور کو اور پھر بلاؤ اپنے کوء کو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کو نام لے لے کر پکارا۔ تو چاروں پہاڑوں سے یوں اُڑ اُڑ کر اکٹھے ہو کر پرندے زندہ ہو کر آ گئے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بلانے سے قیمہ کئے ہوئے ایک دوسرے سے باہم ملے ہوئے گوشت سے پرندے زندہ ہو کر آ سکتے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بھی یہی تعارف رکھتے ہیں پھر قرآن مجید میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق بھی ذکر ہے۔ سورۃ آل عمران میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کے والد محترم نہیں تھے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کسی سے نکاح نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دم کیا چھوٹک ماری تو حمل بھر گیا۔ جب یہ بچہ

میں آئے۔ جو چیز کسی نیک بندے سے چھو جاتی ہے۔ جس چیز کا تعلق نیک بندے سے ہو جاتا ہے۔ اس چیز میں برکت آ جاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی جب مصر میں ان سے ملاقات ہو گئی۔ آپس میں صلح صفائی ہو گئی تو بھائیوں نے بتایا کہ والد صاحب آپ کے فراق میں رو رو کر اندھے ہو گئے ہیں۔ ان کی بینائی جاتی رہی ہے۔ فرمایا کہ میری قیص لے جاؤ۔ ان کی آنکھوں پر لگا دینا تو بینائی واپس عود کر آئے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قیص جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے لگائی گئی تو ان کی بینائی واپس آ گئی۔ خود نہیں آئے۔ روانہ نہیں بھیجی۔ کوئی اہل بین نہیں ہوا۔ بس صرف وہ قیص بھیج دی جو ان کے جسم سے لگی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اتنی شفا پیدا کر دی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ اب یہ چیز بنی اسرائیل کے اس نبی علیہ السلام سے ہوئی ہے تو اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ حضرت سلطان الفاروق رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصہ ہے۔ آپ بیمار ہو گئے۔ اس وقت کے مشہور مسلمان حکماء سے وہ تندرست نہ ہوئے۔ ایک ہندو حکیم بھی تھا۔ جسے وہ وید کہتے ہیں۔ آپ کے مرید اس وید کے پاس گئے کہ جی ہمارے پیر صاحب بیمار ہیں آپ چلیں اور ان کا علاج معالجہ کریں۔ اس وید نے جواب دے دیا کہ میں نے سنا ہے کہ جو ان کے چہرے کو ایک مرتبہ دیکھ لیتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنا دھرم یعنی مذہب نہیں چھوڑنا ہے اس لئے میں ان کے سامنے نہیں جاؤں گا۔ مریدوں نے بہت لالچ دیا۔ بڑی بھاری فیس کی پیشکش کی لیکن وہ نہ مانا۔ اس کا اپنا عقیدہ تھا۔ مریدوں نے اس کو مجبور کیا کہ آخر کچھ تو کرو۔ اس نے کہا کہ ان کا استعمال شدہ کپڑا لے آؤ میں اس کو سونگھ کر ان کی بیماری کا پتہ لگلوں گا۔ اور روانہ کر دوں گا تو آرام آ جائے گا۔ مریدین حضرت صاحب کی قیص لے گئے۔ اس وید نے جو نبی وہ قیص سونگھنے کے

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اعتراض ہوا کہ اے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی شادی تو ہوئی نہیں پھر یہ بچہ کہاں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹے سے کہو کہ وہ تمہاری گواہی دے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبی علیہ السلام ہوں۔ یہ آل عمران کی آیت نمبر 49 میں ہے فرمایا کہ مٹی کی صورتی بنا کر لاؤ میں اس میں پھونک مارتا ہوں۔ وہ پرندہ بن کر اُڑ جائے گا۔ میں مادر زاد اندھے کو بینائی دیتا ہوں۔ میں کوڑھی کو شفا دیتا ہوں۔ میں مردے کو زندہ کرتا ہوں اور میں بنا سکتا ہوں کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا اپنے گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا تعارف دیا ہے۔ مٹی کی صورتی میں پھونک مار کر زندگی عطا کر دینا۔ پیداؤں کی اندھے کو بینائی عطا کرنا۔ مردے کو زندہ کر دینا۔ کوڑھ، برص کے مرض کو شفا دے دینا جس کا آج تک کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ اور یہ بتا دینا کہ تم کیا کھا کر آئے ہو اور تمہارے گھروں میں کیا ہے۔ یہ نبی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کر رہے ہیں تو اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ بھی یہ تمام تصرفات رکھتے ہیں وہ بھی یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اپنی زندگی اور ایمان چاہتے ہو تو اولیاء اللہ کے ساتھ مل جاؤ۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں سے مل جاؤ۔ ان کے گیت گاؤ تو پھر جیزہ پار ہو جائے گا۔

اوپر خضر و طیف پڑھا اے اوہوں کچھ کے سورج چڑھا اے اوہوں آؤندرا اے ول تعمیراں دا جیہڑا جیر ہے سارے جیراں دا جو چاہوے سو کر لیدا اے روح عزرائیل کولوں کھوہ لیدا اے اوہ کجھ موڑ دیندا تقدیراں دا جیہڑا جیر ہی سارے جیراں دا یہ ساری نعمت، منقبت ہم اس لئے پڑھ رہے ہیں تاکہ ان کی عظمت ہمارے دل میں آئے۔ اور اس عظمت کے صدقے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن ہمارے ہاتھ

لئے ناک کو لٹائی تو بول اَللّٰهُمَّ اِنَّا اِلَیْكَ رَاغِبٌ وَرَاغِبَةٌ - حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں تندرست ہو گئیں اور وہ صاحب کا ایمان ٹھیک ہو گیا۔ حضرت سلطان العارضین رحمۃ اللہ علیہ کی پختہ بات زیادہ پرانی نہیں ہے۔ دو سو سال سے زیادہ نہیں ہے۔ ان سے پہلے ایک اور بھی ولی کامل تھے ان کے پاس حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ عرض کیا کہ میں نے سوماتا پر سولہ حملے کئے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی بالفاظی ہندو کی بہت بڑی تعداد فوجی طاقت آجاتی ہے میں ناکام واپس آجاتا ہوں۔ فرمایا کہ میری قیسیں لے جاؤ اس کا واسطہ دینا فتح ہو جائے گی۔ قرآن مجید میں اس کا یوں ذکر ہے کہ وسیلہ پکڑو جنہیں فتح ہو جائے گی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیسیں ان کو وسیلہ کے طور پر دے دی۔ حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ وہ قیسیں لے گئے اور دعا کی کہ یا اللہ اس قیسیں کے صدمے اور اس قیسیں والے کے صدمے مجھے فتح دیدے۔ حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو فتح ہو گئی۔ اگر سوماتا فتح نہ ہوتا تو آج ہم بھی مسلمان نہ ہوتے ایک ولی کامل کی قیسیں کی وجہ سے آج ہم مسلمان ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قیسیں حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک کرتی ہے۔ حضرت سلطان العارضین رحمۃ اللہ علیہ کی قیسیں ہندو کو ایمان عطا فرماتی ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیسیں سوماتا کی فتح عطا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ہی ہے کہ یہودیوں کے پاس ایک صندوق تھا۔ "تاہوت سکینہ"۔ سورۃ البقرہ میں اس کی پوری تفصیل درج ہے۔ وہ جب کسی دشمن کے خلاف حماز جنگ پر جاتے تو تاہوت سکینہ کو ساتھ لے جاتے تھے۔ اس کے وسیلہ سے دُعا کرتے تھے کہ یا اللہ ہمیں فتح دیدے تو فتح ہو جاتی تھی۔ ان سے کوئی غلطیاں یا گناہ سرزد ہوئے تو وہ تاہوت سکینہ گم ہو گیا۔ پھر ان کو ہر حماز پر شکست ہوتی رہی۔ چالیس سال تک متواتر شکست ہوتی رہی۔ آخر وہ توبہ تابہ ہوئے تو دیکھا

کہ وہی صندوق ایک بڑی مٹی پر رکھا ہوا ہے اور تیل اس گاڑی کو لے کر آرہے ہیں۔ ان میں جو عمر آدی تھے انہوں نے پہچان لیا کہ یہ تو وہی تاہوت سکینہ ہے جس کے صدمے ہمیں فتح نصیب ہوتی تھی۔ انہوں نے اس کو لے لیا اور بڑی عزت سے اس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھا۔ پھر دوبارہ جب ان کی کسی سے لڑائی ہوئی تو وہ تاہوت سکینہ کو لے کر گئے تو فتح ہو گئی۔ ان کو جتو ہوئی کہ اس میں ہے کیا کہ جس کی وجہ سے فتح ہوتی ہے۔ انہوں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتی مبارک، پگڑی مبارک، کرتہ مبارک، حضرت ہارون علیہ السلام کے بھی تبرکات تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات سے فتح ہوتی ہے۔ یہی تعریف حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیسیں میں بھی ہے کہ اس سے سوماتا فتح ہوتا ہے۔ اس موجودہ زمانے کی بات سنو۔ ایک شخص نے اپنے پیر صاحب کی جوتی لے لی۔ عقیدت کے طور پر وہ جوتی لے لی۔ اور اپنے گھر میں عزت کے ساتھ اس کو رکھ لیا کہ جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال نہ ہو۔ دو مہینے بیوی میں کوئی جھگڑا پیدا ہو گیا۔ دونوں طرف سے بندے آگئے اور یہ ان کا سرخ بن گیا۔ منصف بن گیا۔ اس نے دونوں طرف کے سرکردہ آدمیوں کو بلا لیا۔ شوہر بھی آگیا۔ بیوی بھی آگئی اور آپس میں بڑی توں توں میں میں شروع ہو گئی۔ بڑے گلے شکوے لگائی گویا شروع ہو گئی۔ صلح کی کوئی امید نظر نہیں آ رہی تھی۔ حالات پہلے سے بھی بدتر ہو گئے اور یوں نظر آ رہا تھا کہ اب طلاق کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ پچھلے سال کی بات ہے۔ وہ منصف اٹھا اور اندر چلا گیا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ وہ اندر گیا اس نے جوتی مبارک کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھ لیا۔ دُعا کی کہ یا اللہ میرے پیر صاحب کے ان تبرکات کے صدمے ان فریقین میں صلح کرا دے۔ وہ جب ہر آیا تو دونوں اطراف کے بزرگ بولے کہ بہت ہو گئی ہے لڑائی جھگڑے میں کچھ نہیں

ہے۔ کوئی فیصلہ اس سے نہیں ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ گھر آباد ہی رہے۔ انہوں نے اس منصف سے کہا کہ جی آپ دعا کریں کہ یہ صلح صفائی سے رہیں اسی وقت صلح ہوگئی اور وہ لڑکا اپنی بیوی کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ یہ کسی کی برکت سے ہوا۔ پیر صاحب کی جوتی کی برکت سے یہ صلح صفائی ہوگئی۔ اگر آپ کو کبھی کوئی چیز ایسی اپنے پیر صاحب سے مل جائے تو تیرا بھی کام بن جائے گا۔ اللہ کرے کہ مجھے بھی اپنے پیر صاحب کی کوئی چیز مل جائے تو میرا بھی کام بن جائے۔ تانڈیا نوالہ میں ایک پیر صاحب پیر قدحاری شریف ہیں تانڈیا نوالہ کے قریب ایک چک نمبر 400 ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے قریب وہ گاؤں ہے ممکن ہے کہ اس گاؤں کی حد میں ہی تانڈیا نوالہ ہو۔ ان کے ایک مرید نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیں کہ میں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جانا ہے۔ فرمایا کہ میرا رومال لے جاؤ۔ میرا بھی سلام عرض کر دینا۔ وہ مرید لاہور گیا اور اپنے گھر میں نہادھو کر تیاری کر کے دو بچے کے قریب گھر سے نکلا۔ اسے دیر ہوگئی۔ جب وہ گھوڑا کالج کے قریب پہنچا۔ گھوڑا کالج جانتے ہو کہ کیا ہے آجکل وہ یونیورسٹی ہے پہلے یہ میٹری کالج ہوتا تھا۔ وہاں پہنچا تو سامنے سے دو بندے آگئے۔ پوچھا کہ کیا تو عبدالرؤف ہے۔ جی ہاں میرا نام عبدالرؤف ہے۔ تو نے اتنی دیر کیوں لگا دی۔ آپ میرے لئے پیر قدحاری رحمۃ اللہ علیہ کا رومال لے کر آئے ہو۔ میں داتا گنج بخش جیوری رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ میں انتظار میں تھا اور آپ دیر کر رہے تھے۔ اس لئے مجھے خود آنا پڑا۔ مجھے ان بزرگوں نے اتنی عزت دی ہے کہ مجھے رومال بھی بھیجا ہے اور سلام بھی بھیجا ہے۔ اب میں خود جہیں ملنے کے لئے آ رہا ہوں۔ یہ عبدالرؤف صاحب نے خود مجھے بتایا تھا اب ان کا ڈھڑی والا میں مزار ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ جو بھی بہت کسی دلی کا مل سے ہو جاتی ہے۔ اس سے کرم ہو جاتا ہے راوی کے کنارے ایک

حزار شریف ہے۔ ان کا اسم گرامی محمد غوث بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ ہے ان کے مرشد کریم کا حزار ان سے بیس میل دور ہے وہ بھی راوی کے کنارے ہے جزا نوالہ کے راستہ میں سید والا ایک جگہ ہے وہاں سے جب آپ دریا نے راوی پار کرتے ہیں تو آگے حضرت محمد غوث بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ کا حزار ہے۔ یہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کا پڑدادا پیر ہیں۔ حجرہ شاہ مقیم والے پیر صاحب کے بھی یہ پیر ہیں ان کا اعلان سنو۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو میرے اور میرے پیر صاحب کے رونے کے درمیان سے گزر جائے وہ بخشی ہے۔ اولیاء اللہ کا اتنا کرم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی اور مجھے عطا کر دی اور میں نے وہ اپنی امت کے اولیاء اللہ کو دے دی ہے۔ اس گھر کا کون مالک ہے۔ ظاہر ہے کہ میں ہی ہوں اور آپ میری اجازت سے ہی آئے ہیں۔ زبردستی تو کوئی نہیں آسکتا۔ حضرات جنت کا مالک کون ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں ہیں بلکہ ولی ہیں دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ جنت میں داخلہ ایک ولی کی اجازت سے ہوگا۔ جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت ہے۔ کسی بھی ولی سے تعلق بنا لو وہ ہوتے ہوتے یا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملے گا۔ یا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے گا۔ اس صدقہ سے ہمیں جنت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ یہ سبق کھینے کی توفیق عطا فرمائے کہ دامن پیر سے وابستہ ہو جائیں۔ ان کی وابستگی سے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے گا۔ اگر دولت ہی سب کچھ ہوتی تو قارون دنیا میں سرفہرست ہوتا۔ آج بھی اپنے خزانہ کے بوجھ تلے زمین میں حض رہا ہے۔ اگر حکومت ہی سب کچھ ہوتی تو آج مصر کے میوزیم میں فرعون کی لاش عبرت کے

توبہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کا شکر ہے کہ جس نے ہماری زبانوں کو ایسے ذکر کی توفیق عطا فرمائی کہ جس ذکر نے ہمیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف موڑنے والے رست کی چمک لگادی۔ اور ثار اس کی اس عطا پر تمام طالبوں کے دلوں کی پاکیزہ کیفیات کہ جس نے اپنا عرفان تیز کرنے کے لئے زرخ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھایا ہے۔ نسیم معرفت کو سونے مدینہ چلا کر حاصل عرفان پر پیچھے نورانی نقشے کھینچے ہیں۔ جلال ربانی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رات کو جاگنے والے اسی سرمائے کو بھیانے کے لئے بیٹھے ہیں۔ ایک لمحوں کے لئے انسان کو جس جہت کی طرف توجہ اور رحمت نصیب ہو رہی ہے وہ کسی قوت فن پر مبنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی رنگ خطابت اس میں کوئی مدد کر سکتا ہے۔ یہ سارا پردہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا ہے۔ تو آؤ ذرا اپنی سیاہ کاریوں پر مولا کی بارگاہ میں کہتے ہیں۔ توبہ، توبہ، توبہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ معزز شرکاء تقریب، علماء کرام اور دیگر افراد ذی شان، آج کا فیصل آباد کا یہ ہمت افزا اجتماع اپنی معنویت کے اعتبار سے اور حقیقت کی بنیاد پر بڑا معنی خیز ہے۔ میں کافی وقت سے سوچ رہا تھا کہ آپ کو کیا کہوں بیٹھے بیٹھے میں نے اپنے شیخ کی طرف توجہ کر کے مضمون مانگا تو مجھے ارشاد ہوا کہ توبہ پر کہو آنکھیں کافی عرصہ سے خوف خدا کے آنسوؤں

سے محروم ہیں اور دل ایک زمانہ سے محبت الہی کی عرفانی بارش کو ترس کر رہ گیا ہے۔ آنکھ جس عکس کو 1.6 سیکنڈ کے لئے اپنے اندر محفوظ کرتی ہے۔ وہ قوت تحفظ پھر مطالبہ کرتی ہے کہ اس جہت منظر کو آنکھ کے عرصہ سے کہاں گم کر دیا کہ جس جہت سے زرخ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سامنے آیا کرتا تھا۔ اے مساجد میں سجدے کرنے والے اس کے تلواروں کو کہاں بھول آیا کہ جس کے تلوارے پر سر رکھنے والے عرش عظیم کے پاس پہنچ جانا کرتا تھا۔ تیرے زور کی ترستی کیفیت تیرے باطن کی کسکتی ہوئی کیفیات اس وقت چرچہ بلار کر چھوڑ کر کہہ رہی ہے۔ توبو الی اللہ اے بندے دنیا کے شہنہوں میں بھٹو کر رہے۔ آپ کو متحیر کر جانے والے۔ توبو الی اللہ پھر کر اپنے اللہ کی طرف آ۔ انیسو الی اللہ۔ کدھر جا رہے ہو۔ رحمتوں کا بازار تو اھر گرم ہے۔ جس بازار کو مدینہ کا نام دیا گیا ہے۔ کیا مدینہ؟ فرمایا کہ ایسا مدینہ کہ جو اپنے اثر میں بھٹی ہے۔ تم اپنے گناہوں کی گانٹھیں لے کر آتے ہو۔ تم بیکر گناہ بن کر آتے ہو۔ تم مجسمہ سیاہی بن کر آتے ہو۔ تم سراپا غفلت بن کر آتے ہو۔ تم سراپا خیالات بن کر آتے ہیں۔ آپ کریم کریم پہ آتے ہو تو تمہاری سیاہیاں خیاؤں میں بدل جاتی ہیں۔ تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ اور تمہاری غفلتیں حضور میں تبدیل ہو جایا کرتی ہیں۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اداؤں کی دعوت کے ساتھ کائنات کریم میں دسترخوان لگائے ہوئے ہے اور ارشاد ہوا من زار قبری جس نے میری قبر انور کی زیارت کی میرے روضہ اقدس کی زیارت کی فرمایا کہ بہانہ تو زیارت کا ہے وسیلہ تمہاری نجات کا ہے۔ من زار قبری و جنت لہ شفاعتی۔ فرمایا کہ جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ من زار ناسی بالممدینۃ مستحسنا اور جس نے مستحسن جان کر میری مدینہ میں زیارت کی کنت لہ شفاعا و شہیدی یوم القیامہ۔

فرمایا کہ اس کے لئے میں قیامت کے روز شفیع اور گواہ بن گیا۔ کائنات کے لئے ہوئے انسان مدینہ کی طرف آرہے ہیں۔ کائنات کے لئے ہوئے طبقات مدینہ کی طرف آرہے ہیں۔ کائنات کے راہزنوں کا شکار ہونے والے قافلے سوئے مدینہ چارہ ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف میں بیٹھ کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو تم مجھے نہیں جانتے لیکن میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ میں تمہیں جانتا ہوں۔ میں تمہاری خبر رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ میں تمہاری ایسی خبر رکھتا ہوں کہ تم تو رات کو مجھ سے بے خبر ہو کر سو جاتے ہو۔ میں تمہارے دکھوں کا دفتر لے کر بارگاہ الہی میں حاضر ہو جاتا ہوں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مجھے شوق ہوا کہ میں رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گزاروں۔ مجھے اشتیاق ہوا کہ میں زندگی کی ایک رات تو سہانی کر لوں کہ ایک رات تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں گزرے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں۔ اَلَا بَيْتَ لَيْلٍ مُعْنِكَ کہ رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بسر کروں فرمایا اِنْبَازُكَ لَا تَسْتَطِيعُ اَنْ قَبِيْتَ الْيَلَّيْنِ بمعنی فرمایا کہ اے ابوذر تیرے اندر یہ طاقت نہیں ہے کہ تو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات بسر کرے۔ تمہیں کیا خبر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح سے رات بسر کرتے ہیں۔ تم کیا جانو کہ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کس طرح سے گزارتے ہیں فرمایا اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ تجھ میں استطاعت نہیں ہے۔ تو جوان ہے۔ تیری جوانی اور طاقت اپنی جگہ ہے لیکن جس طرح سے رات حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بسر کرتے ہیں۔ تو اس طرح سے بسر نہیں کر سکے گا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بس اتنی سی خواہش ہے کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت میں بسر ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دے دی۔ اپنے جرمہ خاص میں بلالیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے مصلیٰ بچھایا وَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مصلیٰ بچھا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو گئے۔ فَقَامَ الْيَلَّيْنِ حَضَرُوْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کی ساری رات قیام میں گزر گئی۔ یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک سوچھ گئے۔ متورم ہو گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لمحوں بعد میری طاقت جواب دے گئی تو میں سونے کے لئے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ حتیٰ کہ صبح کی آذان ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز دی کہ اے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں چلے گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو ابھی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عبادت کرنے کی ابتدا کی ساعت بھی میسر نہیں آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت تو یہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کا عالم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دئے گئے ہیں۔ لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الحج ۲۴) "تا کہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔" محبوب تیرے صدقے سے تیرے اگلوں کے بھی گناہ معاف اور تیرے پچھلوں کے بھی گناہ معاف کر دئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا قیام کیوں فرماتے ہیں۔ راتوں کو کیوں جاگتے ہیں۔ آرام کیوں نہیں فرماتے ہیں۔ آرام کو کیوں ترک فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو پہلا جواب عطا فرماتے ہیں ذرا اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ فرمایا اَفَلَا اَقُوْلُ حَبَا شُكُوْرًا۔ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس وقت رات کی سیاہی دن کی ضیا کو تاریکی میں بدلتی ہے تو مجھے اپنی نگہگار امت کا غم لے بیٹھتا ہے۔ میں اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ اپنے رب

۱۱۰
سے گفتگو کرتا ہوں اور یہ وقت کیسا ہے یہ وقت ہوتا ہے کہ جس کے لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں لَبَّيْكَ اللَّهُ قَوْلُكَ فرمایا کہ مجھے میرے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک خاص وقت حاصل ہے اور اس وقت میں کوئی مقرب فرشتہ بھی بارگاہِ الہی میں نہیں آ سکتا۔ کوئی نبی و مرسل بھی اس وقت بارگاہِ الہی میں نہیں آ سکتا۔ جب کہ میری مناجات بارگاہِ الہی میں پیش ہو رہی ہوتی ہے۔ تَوْبُوا اِلَى اللَّهِ - اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ تم کرو اور تمہاری شفاعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں۔ تَوْبُوا اِلَى اللَّهِ اللہ کے ہاں توبہ کرو غافل نہ رہو۔ بے خبر نہ رہو۔ بے عمل نہ رہو۔ تَوْبُوا اِلَى اللَّهِ توبہ کرنا تمہارا کام ہے اگرچہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار نیت پر ہے میں تمہاری نیت کو دیکھ کر تمہاری توبہ قبول کرتا۔ مگر میری قدرت نے فیصلہ بدل دیا ہے۔ جب میں تیری نیت کو دیکھنے پر آتا ہوں تو میرا حبیب علیہ الصلوۃ والسلام رات کو تیری سفاش کر دیا کرتے ہیں۔ تَوْبُوا اِلَى اللَّهِ التَّوْبَةُ النُّصُوح فرمایا کہ اے لوگو! کائنات کے غلوں میں مبتلا ہو جانے والو۔ کائنات کے تفکرات میں اپنے دلوں کو قید کرنا لینے والو۔ فرمایا کہ اپنے دلوں کو دنیا کے غلوں سے نکالو۔ اور اپنے دل کو مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے غم کا امیر بنادو۔ ایسی توبہ کرو کہ توبہ تمہاری زبان سے نکلے اور شفاعت مدینہ کے در سے نکلے توبہ تیرے دہن سے نکلے اور شفاعت مدینہ کے در سے نکلے۔ فرمایا کہ پھر کیوں بارگاہِ الہی میں اجابت نہ ہو۔ تَوْبُوا اِلَى اللَّهِ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ حضرات توبہ اس چیز کا نام نہیں ہے کہ ہم اپنی زبان سے کہہ دیں کہ توبہ۔ توبہ کے لغوی معنی مڑ جانے کے ہیں۔ رجوع کو توبہ کہتے ہیں۔ اثبات کو توبہ کہتے ہیں۔ باز آ جانے کو توبہ کہتے ہیں کسی چیز سے واقف ہو کر رک جانا۔ ٹھہر جانا کہ آگے نہیں جاؤں گا یہ توبہ ہے۔ جہاں Full Stop آجائے About Turn دوبہ توبہ کہلاتی ہے۔ اب یہ تو فرمایا کہ تَوْبُوا اِلَى اللَّهِ اللہ

تعالیٰ کی طرف توبہ کرو۔ یا اللہ اے میرے خالق تو غائب الغیب ہے میں تیری طرف کس طرح سے منہ کروں۔ تیری طرف کس طرح سے آؤں۔ یا اللہ اپنی طرف آنے کی ترکیب بھی تو ارشاد فرما۔ یا اللہ تیری طرف مڑنے کا کیا راستہ ہے۔ یا اللہ آپ ہی بتا دیں ہماری راہنمائی فرمادیں۔ فرمایا مڑنے کا انہی کو ہے جن کو قیامت میں پیش ہونے کا چہرہ ہے۔ جو قیامت کو حاضر ہونے کا ڈر رکھتے ہیں۔ جن کو حضور الہی میں کھڑے ہونے کا ڈر ہے۔ جو فرمایا کہ توبہ بھی ان کو ہی کرنا ہے اور جن کو ڈر آ گیا۔ اپنے مالک کا خوف حاصل کر گئے میں ان کو بتاتا ہوں کہ وہ کس طرح توبہ کریں وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء ۶۴) "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارا حضور حاضر ہوں" اے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام ان کو بتادو کہ جب تم کامل توبہ کا ارادہ کرو۔ جب صحیح طریقے سے مڑنے کی نیت کرلو۔ جب صحیح راستے پر آنے کا عزم کرلو تو تھرمایا کہ اس کا ایک طریقہ ہے۔ تم اپنے گھر میں توبہ کرو تو میں تمہاری توبہ کو سنتا ہوں۔ مسجد میں توبہ کرو تو میں تمہاری توبہ کو سنتا ہوں۔ تم کہیں بھی جا کر توبہ کرو تو میں تمہاری توبہ کو سنتا ہوں۔ جنگل و دریا پر جا کر توبہ کرو تو میں تمہاری توبہ کو سنتا ہوں پھر میری مرضی ہے کہ تمہاری توبہ کو قبول کروں یا نہ کروں ہر جگہ تم توبہ کرو چاہے مسجد میں، چاہے مندر میں، چاہے کلیسیا میں، چاہے صحرا میں، چاہے نخلستان میں، چاہے پہاڑوں میں، چاہے انجنوں میں، چاہے غلوں میں، چاہے کائنات سے الگ ہو کر، چاہے پوری کائنات کو گواہ بنا کہ لیکن مرضی میری ہے کہ چاہوں تو تمہاری توبہ کو قبول کروں یا رد کروں۔ لیکن اگر تم چاہے ہو کہ توبہ قبول ہی قبول ہو اور کسی طور سے بھی رد نہ ہو سکے۔ تو آؤ کہ توبہ قبول ہونے کا جہانہ بھی ہم تم کو بتا دیتے ہیں کہ جس سے تمہاری توبہ کے قبول ہونے کا صحیح سامان ہو گا۔ فرمایا کہ جب تم اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھو تو اے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام ان کو بتادو کہ کہیں اور

جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ تیرے قدموں تک آجائیں۔ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام حقیقی توبہ کے لئے یہ تیرے در پر آجائیں۔ یہ تیری بارگاہ میں آجائیں اور فرمایا کہ
اے محبوب جو تیری بارگاہ میں آجائے۔ تو ان کے لئے ایسی توبہ ہے کہ جو گناہ بخشے جانے
کے قابل نہ ہو وہ بھی گنہگار تیری بارگاہ میں آجائے تو ہم اس کی بخشش کی بھی ضمانت
دیتے ہیں۔ وہ کوئی سا گناہ ہے کہ جس گناہ کے بدلے گنہگار کی بخشش نہیں ہوتی وہ گناہ
شرک ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
(النساء ۴۸) "بے شک اللہ اے نہیں بخشے کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے
جو کچھ ہے" جتنے چاہے معاف کر دیتا ہے" فرمایا کہ میں سب کچھ بخشوں گا۔ اگر نہیں
بخشوں گا تو شرک نہیں بخشوں گا۔ میں نے کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب کا حوالہ نہیں دیا
میں نے آپ کے سامنے قرآن کی آیت پڑھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور کلام
ذات کا وصف ہے۔ علم منقطع اور علم فلسفہ کا کیہ سمجھ لیجئے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور
کلام ذات کا وصف اور وصف اس ذات کی پہچان۔ لہذا قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی پہچان
ہے۔ یاد رکھو کہ اگر کتابوں میں اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے تو قرآن مجید سے پہچان ہوگی۔ اور
اگر ذاتوں سے اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہچان ہوگی۔ اگر دوسرے
لفظوں میں سمجھنا چاہو کہ خدا کی پہچان کے ذریعہ کو سمیٹ کر اگر کتاب بناؤ تو یہ قرآن بنتا
ہے اور قرآن کو پھیلنا کر جسم بناؤ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنتے ہیں۔ خدا کی معرفت کے
ذریعہ کو خاموش کر دو تو قرآن بنتا ہے اور خدا کی پہچان کو بولنا کر دو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم شرک معاف نہیں
کریں۔۔۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے۔ کہ جن مشرکوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
دست مبارک پر اسلام قبول کیا ان کا شرک معاف ہو گیا اور قوم بنی اسرائیل اور آل موسیٰ

علیہ السلام کی طرح ان کو یہ نہ کہا گیا کہ ان کو قتل کرو۔ فَاَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ (البقرہ
۵۴) "آجیں میں ایک دوسرے کو قتل کرو"۔ تم اپنی آل کو قتل کرو۔ جنہوں نے شرک کیا
ہے ان کو قتل کرو۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ فَتَوْبُوا اِلٰی نَارِ دِجْہِم (البقرہ ۵۴) تو اپنے پیدا
کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ" کہ ان کو مار کر پھرب کر بارگاہ میں توبہ کرو۔ فَنُصَافِ
عَلَيْكُمْ (البقرہ ۵۴) "اس نے تمہاری توبہ قبول کی" اس عمل سے گزرنے کے بعد تمہاری
توبہ قبول ہوگی۔ نہیں ایسا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
ان کا معاملہ تھا قانون کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملہ ہے میری قدرت کا۔
کسی اور راستے سے آئے تو ہم قابلیت Qualification چیک کرتے ہیں اور اگر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے تو تیرے جوڑوں سمیت عرش عظیم تک پہنچا دیتے
ہیں۔ وہاں بات کوئی اور ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بات کوئی اور ہے۔ وہ
منتظر ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم منتظر ہیں۔ وہ ہمارا انتظار کرتے ہیں لیکن آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی انتظار کی جاتی ہے۔ سب مجھ سے عرض کرتے ہیں کہ اپنا جلوہ دکھا اور ہم
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ اپنا چہرہ انور دکھا اور عرش پر آ جا۔ سب ہم سے کہتے
ہیں کہ اپنا جلوہ دکھا۔ چہرے سے ذرا پردہ تو ہٹا۔ یسریدون وجہہ کی کیفیت ہے ان کی۔
نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں۔ رکوع و سجود کرتے ہیں۔ حج کرتے ہیں میں نے پوچھا
کہ کیا چاہتے ہو۔ جواب آیا۔ یسریدون وجہہ مولانا نمازوں سے روزوں سے، سجدوں
سے ہم اپنی بخشش نہیں بلکہ تیرا دیدار مانگتے ہیں۔ فرمایا لیکن تو انہی ہمیں نہیں دیکھ سکے ہو۔
اگرچہ میرے دیدار کا جذبہ تم رکھتے ہو لیکن یہ قانون کا معاملہ ہے۔ اور جب حبیب علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی باری آتی ہے تو فرمایا جاتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
قانون کو ایک طرف کر دو اور اب قدرت کا دفتر لے آؤ۔ کائنات والے دیکھنا مانگتے ہیں

لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار مانگتے ہیں۔ اور جو کچھ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اس پر بھگڑا نہیں ہے۔ اَلْأَمْرُ وَهُوَ عَلَى مَا يَرَى (النجم ۱۲) "تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر بھگڑتے ہو"۔ جو کچھ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اس پر بھگڑا مت کرو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ تمہاری نگاہیں دیکھی نہیں ہیں جیسی جبرائیل رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قوم موسیٰ علیہ السلام کو تو شرک پر مقلد کی تعلیم فرمائی۔ کہ اپنی جانوں کو مارو، قتل کرو، ختم کرو، پھر جوان کے بعد حج رہیں وہ تَوْبُوا إِلَىٰ بَارِئِهِ رَبِّكَ طَرَفَ تَوْبَةٍ کریں۔ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کائنات پر بخشش کا دروازہ کھول دو۔ رمتوں کے نکلنے کا نجات میں عام کر دو۔ کائنات میں بخشش کے درپے بہا دو۔ اور جو کوئی مانگے کو آئے تَوَأْمَا السَّابِلَ فَلَا تَنْهَوْا (والضحیٰ ۱۰) "اور مسکنا کو نہ جھڑکو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کرم سے کوئی خالی نہ جائے۔ اور اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ تو ایسا ہے کہ حشر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کوئی خالی نہ جائے گا۔ محدثین مفسرین نے اس روایت کو بالاتفاق نقل کیا ہے۔ "حدیث شفاعت" کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد حشر کے روز حضرت آدم علیہ السلام کے در پر حاضر ہوگی اور عرض کرے گی کہ آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ وہ عرض کریں گے کہ یا رب نفسی نفسی بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اپنی جان کی پناذ طلب کریں گے۔ نبی علیہ السلام تو معصوم ہوتے ہیں تو معصوم کو پناہ جان کی کیا حاجت ہوئی۔ نبی علیہ السلام کا کلام لغو نہیں ہوتا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رب نفسی نفسی تو اصل میں جو شفاعت کی بھیک مانگتے آئے تھے ان کو بتایا کہ مجھ سے نہیں۔ میری جان، میری جان، کون میری جان ہے، کھلی والا ہے۔ نفسی نفسی وہ ذات جس کو تو نے میری جان بنایا ہے۔ جسے میری تخلیق کا

سبب بنایا ہے۔ جس کے واسطے سے مجھے نبوت عطا ہوئی ہے۔ یا اللہ اس ذات کا واسطہ ان سوالیوں کو خالی نہ لو! ان ابن جبر کی رقتہ اللہ علیہ قنودی کبریٰ کے حاشیہ پر ایک اور قنودی موجود ہے اس پر اس روایت کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام شفاعت کے طلب گاروں کو لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت بھی شفاعت کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام ان سب کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت بھی ان کے پاس شفاعت کے لئے آئے گی۔ تو حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان تمام کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ تمام اکٹھے ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب ان کی امت شفاعت کا سوال لے کر حاضر ہوگی۔ تو وہ فرمائیں گے کہ گھبراؤ! ہمیں میں تمہیں شفاعت کے لئے ایک ایسی ذات کے پاس لے کر جاتا ہوں جن کی بارگاہ سے کسی کوئی خالی نہیں آیا۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب جبر کہ بن کر ان تمام کی شفاعت کے لئے آئے ہیں۔ جبر کہ انبیاء علیہم السلام کا لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے ہیں اور اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں کہ ہمیں ایمان ہے یقین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات موثر نہیں جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ ذرا ٹھہرو میں ذرا سجدہ کرنے والا ہوں۔ اس فرمان کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر سجدہ میں رکھ دیں گے۔ آواز آئے گی کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا

سرجمہ سے آشاد۔ آج یومِ عیدہ نہیں ہے۔ بلکہ آج جزائے عیدہ کا دن ہے۔ آج سجدوں کی جزا کا دن ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ سرجمہ سے نہیں اُٹھتا جب تک بگڑی ہوئی بھائی نہیں جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عیدہ مایوسوں کو امیدوار بنادے گا۔ ایک ہی عیدہ سے بگڑی بن جائے گی۔ فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو بتا دو کہ جب یہ توبہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو خالص اور صحیح توبہ کا راستہ یہی ہے کہ یہ تیری بارگاہ میں آجائیں۔ اور پھر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں اور صرف یہ ایمان نہ ہو کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لی بلکہ ایمان یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف سے رب کی بارگاہ میں ہماری بخشش مانگی۔ فرمایا کہ یہ تو بخشش مانگنے آئے تھے۔ یہ تو گناہ بخشوانے آئے تھے۔ گناہوں کی بخشش کی بجائے رب کریم مل گیا ہے۔ لہٰذا جندو اللہ۔ ضرور بھرور، یہاں "لام" تاکید کا ہے۔ فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری عظمتوں، شانوں اور نبوت کی بلندیوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ لہٰذا جندو اللہ وہاں یہ ضرور اپنے رب کو پائیں گے۔ رب کہاں ملتا ہے۔ وہ مدینہ شریف میں ملتا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں یہ خود خدا کہتا ہے۔ جس کو تم ڈھونڈتے ہو تمہارا مطلوب تمہیں بتاتا ہے کہ اگر مجھے پتا ہے تو میں تو مدینہ پاک میں ملا کر تا ہوں۔ لہٰذا جندو اللہ۔ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں تک آنا تمہارا کام ہے اور اپنا عرفان عطا کرنا ہمارا کام ہے۔ حضرات توبہ کہتے ہیں مڑنے کو۔ اور کدھر کو مڑنا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کو مڑنا ہے اور کہا تو یہ ہے کہ تَسُوْنُوْا السَّبِيْلَ اللّٰہِ اللّٰہ تعالیٰ کی طرف مڑو۔ یا اللہ تیری طرف مڑنے کا راستہ کون سا ہے۔ ہم کدھر کو مڑیں کہ تو مل جائے کس راستے پر جائیں کہ تیری معرفت کے چراغ مل جائیں۔ فرمایا کہ غم نہ کرو ہم نے ہدایت کا

کوئی تقاضا نہیں چھوڑا جسے ہماری طرف آنا ہو وہ مدینہ شریف کو آجائے۔ فرمایا تَسُوْنُوْا السَّبِيْلَ اللّٰہِ۔ اب دیکھیں کہ توبہ کیا ہے۔ توبہ ہے مڑ جانا۔ کس چیز سے مڑ جانا توبہ ہے۔ ہر اس چیز سے مڑ جانا جو اس راستے سے روکے رب کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر انسان کی صورت میں ہے تو اس سے مڑ آؤ۔ اگر کتاب کی صورت میں ہے تو اس سے مڑ آؤ۔ اگر جماعت کی صورت میں ہے تو اس سے مڑ آؤ۔ اگر بیان کی صورت میں ہے تو اس سے مڑ آؤ۔ یہ کیوں مڑنا ہے اس لئے کہ جسے اللہ تعالیٰ کا میل پیرا ہو وہ ہر چیز کو بے حقیقت کر کے اس کی اہمیت کا اعتراف کر کے اس سے منہ موڑ لے اور رب سے رشتہ جوڑ لے۔ حضرات توبہ کہادہ بنیادی تقاضا ہے کہ جس سے ہدایت کے نظام کی ابتدا ہوتی ہے۔ توبہ وہ مرکزی نقطہ ہے جس سے نظام ہدایت کی ابتدا ہوتی ہے۔ ہر نبی علیہ السلام نے جس عمل کو تواتر اور مشاورت کے ساتھ کروایا وہ عمل توبہ ہے۔ ہر نبی علیہ السلام نے توبہ کروائی ہے۔ توبہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس سے دل پاک ہو جاتا ہے۔ توبہ ایک ایسا نسخہ ہے۔ یہ ایک ایسا ڈرائنگ کلینر ہے جو آپ کے دل کو پاک کر دیتا ہے۔ اگر سوانسوں کا قائل توبہ کے راستے پر آجائے۔ ابھی توبہ کی نہیں ہے تو حدیث شریف بتاتی ہے کہ اس کی بخشش اور جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور جس نے توبہ کی اس کا مقام کیا ہوگا۔ یہ تو صرف توبہ کے راستے پر آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔ اب آؤ ذرا اس کی بات بھی کریں کہ جس نے توبہ کر لی اس کا نام ہے احمد بدوی۔ بدوی دیہاتی ہونے کو کہتے ہیں۔ عام زبان میں بدو اسے کہا جاتا ہے اور بدوی اس میں نسبت ہے۔ یہ احمد بدوی ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں اس گاؤں کا نام قضاہ ہے۔ آج کل یہ مصر کا ایک شہر ہے جو کہلاتا ہے "قضاہ" اور فقیر کو احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ یہ حضرت احمد بدوی وہ ہیں کہ جنہوں نے سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے

111
 قافلہ کو لوٹنے کے لئے روکا تھا۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ جنہوں نے اولیاء کرام کو لوٹا ہے۔
 ان کا مقدر کتنا عظیم ہے کہ جنہوں نے اولیاء کرام کو لوٹا ہے۔ جب قافلہ کو لوٹنے کے لئے
 آئے تھے تو ڈاکو تھے جب قافلہ کو لوٹ چکے تو اللہ تعالیٰ کے ولی بنا دئے گئے۔ ضمناً ایک
 بات عرض کرتا ہوں کہ ایک ولی اللہ تھے وہ ایک علاقہ میں تشریف لے گئے۔ کوئی اپنی
 زمین وغیرہ نہیں۔ ایک غار میں داخل ہو گئے اور دل کو بلا دینے والا ترانہ شروع کیا۔ اس
 ترانے کا کچھ حصہ آپ کے دل میں بھی لگا دوں۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ یہ ساز چھیڑ دیا تو کیا ہوا کہ کائنات کی ہر
 چیز مست ہو گئی۔ ہر چیز کی اپنی صلوٰۃ بھی ہے اور ہر چیز کی اپنی تسبیح بھی ہے۔ قرآن مجید
 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چیز جانتی ہے کہ اس کی صلوٰۃ کیا ہے ہر چیز جانتی ہے کہ اس
 کی تسبیح کیا ہے اور وہ کرتی ہے جو اس کے لئے صلوٰۃ ہے وہ کرتی ہے جو اس کے لئے تسبیح
 مقرر ہے وہ پکارتی ہے۔ وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ
 تَسْبِيحَهَا لَهُمْ۔

فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ جنہیں اس
 کی کی جانے والی تسبیح کی بولی سمجھ آئے یا نہ آئے۔ ہر چیز اس کا نام جیتی ہے۔

لے لے مختلف نام تجھ کو پکارتے ہیں
 سرگرم جستجو ہیں سارے جہاں والے
 اور یہ کیسی توحید ہے کہ ایسی توحید ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے۔

خوش ہو جائے ہم سے جاناں ہم عید اسے کہتے ہیں
 بس ایک ہی کا ہو رہنا توحید اسے کہتے ہیں

اور جب آپ نے ذکر الہی شروع کیا تو وہ غار ایک ڈاکو کی رہائش گاہ تھی۔ وہ ڈاکو بھی

112
 آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ یہ صوفی صاحب کدھر سے آ گئے۔ وہ پوچھنے لگا کہ میاں صوفی
 صاحب آپ کدھر آ گئے ہو یہ تو میری جگہ ہے۔ میرا مسکن ہے۔ میری چھپنے کی جگہ ہے۔
 صوفی صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ تیری جگہ ہے تو پھر میری بھی یہی جگہ ہے۔ ڈاکو نے کہا
 کہ میں تو چور ہوں۔ ڈاکو ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بھی چور ہوں۔ ڈاکو نے کہا کہ
 میں تو چوروں کا سردار ہوں۔ تو اگر چوری کرتا ہے تو میری اجازت کے بغیر کس طرح سے
 اور کہاں سے چوری کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں جب چوری کرتا ہوں تو گھر والوں
 کو بتا کر چوری کرتا ہوں کوئی بات نہیں ہم دونوں کا مشغلہ ایک ہی ہے۔ ہم دونوں یہاں
 اکٹھے رہیں گے۔ ہم دونوں مل کر چوری کریں گے۔ چور نے پوچھا کہ کب چوری کرتے
 ہو۔ کس جگہ چوری کرتے ہو کس وقت چوری کرتے ہو۔ رات ہو گئی پچھلا پہر ہو گیا۔ چور
 نے پوچھا کہ صوفی صاحب ساری رات تو گزر گئی آپ سو رہے ہیں چوری کے لئے کب
 اٹھو گے۔ فرمایا کہ ابھی اٹھتا ہوں۔ آپ نے وضو کیا۔ مصلیٰ بچھا کر تہجد کے لئے کھڑے
 ہو گئے۔ اور فرمایا کہ آؤ چوری کرتے ہیں۔ آؤ رات تہجد کے لئے کھڑے ہو جاؤ کہ چوری
 کرتے ہیں۔ چور بھی کھڑا ہوا تو گرہ جاری ہو گئی۔ دنیا کے خزانوں کا جو چور تھا اسے
 قدرت کی رحمت کا چور بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام کے فیضان اس طرح سے جاری
 ہوتے ہیں۔ حضرت احمد ہدوی رحمۃ اللہ علیہ قافلہ لوٹنے کو آئے۔ ہر ایک نے کہا کہ
 میرے پاس کچھ نہیں۔ توجہ ہی کہا۔ واقعی ان کے پاس کچھ نہ تھا جب حضرت سرکار غوث
 الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ پوچھا کہ جتنا میرے پاس کچھ ہے۔ فرمایا کہ اگر میرے
 پاس نہیں ہو گا تو پھر کسی ولی اللہ کے پاس کس طرح سے ہو گا۔ فرمایا ہاں ہے۔ ضرور ہے
 آپ کے پاس بہت کتابیں لیکن کچھ نڈل سکا۔ یہ اس دولت کی بات تھی کہ جو کوئی چھین
 نہیں سکتا تھا اہل ظاہر نے جو اس سے بات نکالی وہ ان کا کام ہے لیکن جس لائن پر ہماری

گازی چلتی ہے ہم جو بات اس سے نکالتے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ڈاکو نے تلاشی لی کچھ نہ نکلا۔ پوچھا کدھر ہے۔ آپ نے نشان دہی فرمائی تو کہنے لگا کہ اس کو چھپایا کیوں نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے مرنے نے فرمایا تھا کہ جھوٹ نہیں کہتا۔ یہ میرے مرنے کی ہدایت ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ ڈاکو پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ کہنے لگا کہ تو اپنے مرنے کا اتنا لحاظ کرتا ہے اور میں اپنے مرنے کا کتنا باغی ہوا پھر رہا ہوں۔ اتنی سی بات اثر کر گئی۔ کیسا اثر کیا کہ توبہ کرادی۔ ڈاکوؤں کا سردار تھا اور ایک ہی نگاہ میں اولیاء اللہ کا سردار بنادیا۔ آج عطاء میں جا کر دیکھو کہ غوث پاک کے کس طرح سے شادیانے بچ رہے ہیں۔ ایک اور بات سنئے کہ ایک چور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں آیا۔ اور دیکھتا ہے کہ آپ کو بہت نذرانے فطرانے ملتے ہیں اس نے سوچا کہ یہاں ضرور چوری کرنا چاہئے بہت رقم اتھ آئے گی۔ لیکن اس کجنت کو یہ علم نہیں تھا کہ جو کچھ آتا ہے وہ شام سے قبل ہی راہِ اِیسی میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آج کل کے پیر و مرشد کی طرح نہیں ہے کہ جب دنیا سے جاتے ہیں تو ترکہ میں کروڑوں کا بنک بٹیلن لکھتا ہے آؤ میں آپ کو ایک پیر بتاتا ہوں جو زمانے کا پیر تھا اور ان کا نام سید جماعت علی شاہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جب آپ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں سنی کانفرنس بنارس کی صدارت فرما رہے تھے تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضرت صاحب آپ ہمیں تو چندہ دینے کو کہتے ہیں لیکن آپ خود چندہ نہیں دیتے ہیں۔ فرمایا کہ سنو سید زادہ مغلکا نہیں ہوتا اسے دینے کی عادت ہوتی ہے فرمایا بتاؤ کہ تم نے کتنا چندہ اکٹھا کیا ہے۔ جتنا بتایا گیا اس سے دو گنا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دے دیا۔ اس وقت آپ نے ایک کروڑ روپیہ پیش کیا تھا۔ آج بھی کسی کو کروڑ دیکھنا نصیب نہیں ہے۔ اس وقت فقیر نے ایک کروڑ روپیہ دیا۔ یہ پاکستان تو فقیروں کے

صدقے سے بنا ہے۔ آج ان کا نام کوئی نہیں لیتا۔ جو قوم اپنے بزرگوں کو بھول جایا کرتی ہے اس کا بھی حال ہوتا ہے جو آجکل ہمارا ہو رہا ہے۔ اور جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کے ترکہ میں صرف ایک روپیہ تھا۔ میں ممبر رسول پر بیٹھا ہوں اور مسجد میں بیٹھ کر یہ بات کہہ رہا ہوں۔ آپ کتاب "سیرت امیر ملت" میں دیکھو کہ حضرت صاحب جب دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کے ترکہ میں کل نقد رقم صرف ایک روپیہ تھی۔ یہ کون تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی تھے۔ اور جن کے ترکہ میں کروڑوں کی رقم نکلتی ہے۔ وہ پیسے کے ولی ہوتے ہیں۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے مل جاؤ۔ یا پھر پیسے کے ولیوں سے مل جاؤ۔ مریدوں کی تعداد زیادہ ہونے سے کوئی سچا ولی نہیں بنتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیق ہونے سے سچا ولی بنا کرتا ہے۔ چور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں آیا۔ نقب لگائی۔ اندر داخل ہوا۔ کمرہ میں ہر چیز کی تلاشی لی۔ کچھ نہ ملا۔ اب حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھئے کہ جس دیوار میں نقب لگائی تھی۔ وہ راستہ بند ہو گیا۔ اب ہار نکلنے کا راستہ نہیں تھا۔ جب دروازے کی طرف جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ بڑا سٹ پٹایا کہ آج عجیب طرح سے پھنس گیا ہوں۔ باہر نکلنے کا بھی راستہ نہیں ہے اور اندر بٹھرنے کے بھی قابل نہیں ہوں۔ اب جاؤں تو کدھر جائیں۔ آچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے دروازہ کھولا۔ پوچھا کہ کون ہے۔ عرض کیا کہ خضر ہوں فرمایا کہ اس وقت کس طرح سے آئے ہو۔ خیر تو ہے۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب فلاں علاقے کا قلعہ فوت ہو گیا ہے۔ میں بہت سے اولیاء کے دربار سے ہو کر آ رہا ہوں کہیں سے بھی قلعہ نہیں ملا۔ اب خاتونِ جنت کے شہزادے کے دروازے پر آیا ہوں۔ سنا ہے کہ اس دربار سے کوئی خالی

حضرت صاحب مجھے Process نہ سمجھائیں مجھے Criteria نہ بتائیں میں تو خاتون جنت کے در پر آیا ہوں۔ یہاں تو جب نظر پتھر پر ڈالی جاتی ہے تو اسے گوبر بنا دیا جاتا ہے۔ کسی نے اس حقیقت کو خوب جان کر کہا۔

اگر تو سنگ خارا ای مرم ر شوی

چوں ب صاحب دل ری گوبر شوی

آپ نے فرمایا کہ اچھا اگر آپ بغند ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ آپ کو ہر صورت قطب دیا جائے تو اور تو اس وقت کوئی ہے نہیں۔ رات کا ہمارا ایک مہمان آیا ہوا ہے۔ جاؤ ہم نے اسی کو قطب بنا دیا۔

آٹھمے جب موج میں تو قطرے کو دریا کر دیا

پڑ گئی جس پر نگاہ گندے کو سسترا کر دیا

ایسی تو یہ کرائی کہ کوئی توبہ کرنا چاہے یا نہ چاہے اولیاء اللہ توبہ کرا دیتے ہیں۔ بارش جب برسی ہے تو زمین کا کوئی خلد سیراب ہونا چاہے یا نہ ہونا چاہے بارش اس کو سیراب کر جاتی ہے۔ بارش برسی ہے تو زمین پر ہنرہ آگ آتا ہے۔ اگر بارش پتھروں پر بھی برسی ہے۔ تو وہاں بھی بے مقصد نہیں ہوتی۔ یہ ناپاک پتھروں کو پاک کر جاتی ہے۔ اولیاء اللہ بھی توبہ کی بارش برساتے ہیں ان کی نگاہوں سے دل پاک ہوا کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اطلبوا الخیر۔ بھلائی کو طلب کیا کرو۔ من حسن الوجہ ایتھے چہرے والوں سے ایتھے چہرے انہی کے ہیں جن کو یہ کیفیت حاصل ہو کہ جن کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ من ینظرون صلوٰۃ باللیل حسن وجہہ بالنہار۔ جو رات کو نوافل میں گزار دے دن کو اس کا چہرہ روشن ہو جاتا ہے۔ اس کا چہرہ اس لئے روشن ہوتا ہے کہ جب وہ صدا لگانے پر آتا ہے تو درد کھلا ہوتا ہے اور یہ درد کس ط

نہیں جاتا۔ مجھے قطب چاہئے۔ فرمایا کہ اسے خضر آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے قطب کوئی چھوٹے درجہ کا نہیں ہوتا کہ جو نمی آپ قطب کا مطالعہ کریں اور اصرار قطب تیار ہو جائے اور ہم فوری طور سے آپ کے خوالہ کر دیں۔ قطبیت کا درجہ حاصل کرنے میں کئی صدیاں درکار ہوتی ہیں۔ مدت کے بعد پانی کا قطرہ ایک گوبر ناپاب بنا کرتا ہے۔ یوں صحت سے نہیں بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درجے ہیں جن کو ہمارے علماء نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ سب سے نچلے درجہ پر بشر ہے اس کے اوپر مسلم ہے اس کے اوپر مؤمن ہے۔ اس کے اوپر متقی ہے اس کے اوپر صالح ہے۔ اس کے اوپر ابرار ہے۔ اس کے اوپر نجیب ہے۔ اس کے اوپر ولی ہے۔ اس کے اوپر شہید ہے اس کے اوپر صدیق ہے۔ صدیق کے اوپر اخیار ہے۔ اخیار کے اوپر مقربین ہیں۔ مقربین کے اوپر اوتاد ہے۔ اوتاد کے اوپر ابدال ہے۔ ابدال کے اوپر نقیب ہے۔ نقیب کے اوپر قطب ہے۔ قطب کے اوپر قطب مدار ہے۔ قطب مدار کے اوپر قطب ارشاد ہے۔ قطب ارشاد کے اوپر قطب الاقطاب ہیں۔ اس کے اوپر غوث ہے۔ اس کے اوپر غوث الاعظم ہے۔ غوث الاعظم کے اوپر تاج تابعی ہے۔ اس کے اوپر تابعی ہے۔ تابعی کے اوپر درجہ پھر صحابی کا ہے۔ صحابی کے اوپر صاحب رضوان ہے اور اصحاب رضوان کے اوپر اصحاب بدر اصحاب بدر کے اوپر خلفائے راشدین۔ ان کے اوپر اہل بیت۔ ان کے اوپر انبیاء علیہم السلام ان کے اوپر رسل، رسل سے اوپر اولوالعزم اور اولوالعزم کے اوپر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر خدا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے درجے ہیں۔ یوں منہ سے نکالنے سے قطب نہیں مل جاتا کرتا۔ قطبیت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے کچھ Process ہے کچھ Training ہے۔ کچھ زمانہ لگ جانا کرتا ہے۔ پھر قطب تیار ہوتا ہے۔ اس طرح سے فوری طور سے تو قطب نہیں مل جاتا۔ حضرت خضر نے عرض کیا کہ

کھلتا ہے کہ سارا دن تو آپ صدا لگاتے ہیں اور جب ولی رات کو مصلیٰ بچھاتا ہے تو رب
 پکار کر کہتا ہے کہ هل من قائل من تعجب اللہ۔ ہے کوئی مجھے پکارنے والا کہ میں اس کو
 جواب دوں۔ هل من مستغفر استغفر له ہے کوئی مجھ سے بخش مانگنے والا کہ میں اس
 کو بخش دوں دنیا دار تو سو رہے ہوتے ہیں ان کا حصہ بھی اولیاء کرام لے لیتے ہیں۔ اور
 منہا رزقہم ینفقون (البقرہ ۳) اور ہماری دی ہوئی روزی سے ہماری راہ میں
 اٹھائیں۔ "اولیاء اللہ رب سے لے کر رب کے بندوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اس کی
 ایک دوسری مثال لے لیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو ریاضت آپ کریں گے اس کا صلہ۔
 اجر اور ثواب اور اس کی برکت اور خیر صرف آپ ہی کو ہے۔ کوئی دوسرا آپ کے عمل کے
 نتیجہ اور ثواب میں شریک نہیں ہو سکتا۔ کوئی کسی کی جگہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کوئی کسی کی جگہ
 روزہ نہیں رکھ سکتا۔ کسی دوسرے کی جگہ کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ حج بدل کیا
 ہے۔ اور پھر یہ کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پیش کرتا ہوں۔ فرمایا من مات
 و علیہ صیام رمضان جو کوئی دنیا سے زخمت ہو گیا اور اس پر رمضان شریف کے
 روزے رکھے باقی رہ گئے تھے۔ مثال کے طور سے رمضان میں بیمار ہو گیا۔ شوال میں
 فوت ہو گیا۔ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا۔ قبر میں اسے روزے نہ رکھے کا عذاب ہو
 گا۔ اب اس کو عذاب سے بچانے کی صورت کیا ہے۔ وہ تو مر گیا اب اس کی جگہ کوئی
 روزے نہیں رکھ سکتا یہ سارے اگلے پچھلے بھی کہتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسیرم مقطوع الاصل نہیں ہے۔ ثابت النسل
 ہے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی عزیز فوت ہو گیا اور اس پر فرض روزے باقی گئے کسی وجہ سے
 نہیں رکھ کا فلیصنم غنہ ولیہ فرمایا کہ اس کی جگہ جو اس کا وارث ہے اس کا بیٹا ہے۔
 اس کا کوئی عزیز ہے۔ اس کا بھائی ہے وہ اس کی جگہ روزے رکھے اور اس کے ترک کئے

ہوئے روزے پورے کر دے۔ اس کا روزہ رکھنا ایسے ہی ہو گا کہ جس طرح سے فوت
 ہونے والے نے خود روزہ رکھا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کسی کے عمل کا کسی دوسرے کو کس
 طرح سے فائدہ ہوتا ہے۔ موجودہ دور کی مثال آپ کو دیتا ہوں۔ حالات حاضرہ میں جو
 مثال ہمیں آسانی سے سمجھ آ سکے وہ میں پیش کرتا ہوں۔ کائی کرنے والا فرد گھر میں والد
 ہوتا ہے۔ سارا دن جا کر محنت مزدوری کرتا ہے۔ خون پسینہ ایک کرتا ہے۔ کیا اس محنت
 میں اس کے بچے شامل ہیں کیا اس کی بیوی شامل ہے۔ کیا اس کے بھائی اور دوسرے
 اقارب وغیرہ اس کے عزیز رشتہ دار اس کے دوست کوئی بھی اس کی محنت کرنے میں
 شامل نہیں ہوتے۔ وہ اپنی محنت میں خود اکیلا ہے۔ سارا دن محنت کر کے گھر آیا تو اس نے
 یہ نہیں کہا کہ یہ رزق جو اس کی محنت کے صلہ میں ملا ہے وہ صرف میرا ہے۔ کیا ایسا ہوتا
 ہے۔ نہیں ہوتا ہے۔ محنت صرف اکیلا خود کرتا ہے لیکن اپنی محنت کا صلہ خود بھی کھاتا ہے
 اپنے بچوں کو بھی کھلاتا ہے۔ بیوی کو بھی کھلاتا ہے۔ ماں باپ کو بھی کھلاتا ہے حتیٰ
 کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو اسے بھی کھلاتا ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ ایک دنیا دار
 اتنی رواداری رکھتا ہے تو وہی اللہ کتنی رواداری رکھتا ہو گا۔ ایک انسان اتنا روادار ہے تو اللہ
 تعالیٰ اپنی مخلوق سے کتنی رواداری رکھتا ہو گا۔ ایک باپ کو اپنے بچوں سے اگر اتنا پیار ہے تو
 پھر ایک عیر کو اپنے مریدوں سے کتنا پیار ہو گا۔ خالق کو اپنی مخلوق سے کتنا پیار ہو گا اللہ
 تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں کب کا تمہیں پکڑ چکا ہوتا۔ میں کب کا تمہیں عذاب میں مبتلا کر
 چکا ہوتا۔ لیکن میں تمہیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم
 (الانفال ۳۳) "اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب صلی اللہ
 علیہ وسلم تم ان میں تشریف فرما ہو" اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو عذاب اس لئے
 نہیں آ رہا ہے کہ ان میں تو چلا پھرتا نظر آ رہا ہے۔ یہ عذاب کوئی تمہاری دازیموں سے

دیتے ہیں وہ کیوں کرتے ہیں کہ مال بیچنے والے کو طمع ہوتی ہے کہ میرا مال زیادہ بکے لیکن عام مال بیچنے والے کی کیفیت عطار سے مختلف ہوتی ہے۔ عام مال بیچنے والا تو مال دکھا کر آگے نکل جائے گا کہ یہ لے لو۔ اگر آپ کے پاس پیسے نہیں ہیں تو آپ خرید نہیں سکیں گے۔ لیکن عطار آپ کو مال دکھاتا ہے کہ لے لو اگر خریدنے کی قوت نہیں ہے تو کم از کم سونگھ لو۔ عطر خریدنے کے لئے رقم کی ضرورت ہے۔ اسے سونگھنے کے لئے تو کوئی قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کرام کیا کرتے ہیں کہ اگر کسی میں سلسلہ میں آنے کی توفیق نہیں تو کم از کم توبہ کی خوشبو سونگھا جاتے ہیں۔ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا گیا کہ جو صبح تمہاری زیارت کرے وہ جنتی ہے۔ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے شرط لگائی کہ اسے میرے خلفاء اگر تم میں سے کسی نے کسی دوسرے شخص کو بتایا تو وہ جہنمی ہے۔ اب خلفاء کی یہ کیفیت ہے کہ نہ تو کسی کو بتانے کے قابل ہیں اور نہ ہی باطن میں ٹھانٹیں مارنے والے سمندر کو روکنے کے قابل ہیں۔ عجیب کیفیت ہے بہر حال ہر کوئی بایںد ہو کر رہ گیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور سارے شہر میں بازاروں میں قرب و جوار میں آپ نے یہ پیغام پہنچا دیا کہ صبح جو کوئی میرے مرشد کریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار کرے وہ جنتی ہے۔ جب صبح حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دولت خانہ کی بالگوئی سے دیدار کرانے کے لئے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ مخلوق خدا کا ٹھانٹیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جہاں تک نظر باقی ہے لوگ ہی لوگ نظر آ رہے ہیں۔ فیصلہ مرتب ہو گیا۔ ذرا تصور میں آ جاؤ کہ جہنمی جنتی بن گئے۔ کس کو دیکھ کر جنتی ہو گئے۔ مظہر کو دیکھ کر جنتی ہو گئے۔ مظہر کیا ہوتا ہے۔ ایسی جگہ کہ جہاں کوئی اور شے نظر آئے۔ ولی مظہر ہے۔ ولی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مظہر ہے۔ اگر تو نے اپنے حیر سے رشتہ قائم کر لیا۔ تو سمجھ لو کہ تو نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی رشتہ قائم کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ

نہیں رکا ہے۔ تمہارے علم سے عذاب نہیں رکا ہے۔ یہ تمہاری تقریروں سے عذاب نہیں رکا ہے۔ یہ کلمی والے کے کھڑے کا صدقہ ہے کہ عذاب رکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دین سچا ہے اور پھر سچے دین کی طرف آنے کا سچا طریقہ کیا ہے۔ وہ ہے توبہ اور توبہ کے حروف ہیں چار۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی چار حروف ہیں۔ اللہ کے بھی چار حروف ہیں۔ قرآن کے حروف بھی چار ہیں۔ مرشد کے حروف بھی چار ہیں۔ حروف کی مطابقت بتاتی ہے کہ توبہ کس طرح سے ملے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء بھی چار ہیں۔ طریقت کے سلسلے بھی چار ہیں اور دین پر چلنے کے لئے مکاتب و مسالک بھی چار ہیں جن کو مذاہب اربعہ کہا جاتا ہے۔ دل کے خانہ بھی چار ہیں۔ خدا کے مقرب فرشتے بھی چار ہیں۔ جتنے عناصر سے مل کر انسان بنا ہے وہ بھی چار ہیں۔ اگر توبہ کرتی ہے تو اللہ کے لئے کرتی ہے اور کس طرح سے کرتی ہے جس طرح سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرائی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے توبہ کرانے کے طریقے کو معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس ایک ہی ذریعہ ہے جس کا نام مرشد کریم ہے۔ مرشد کے فیضان سے فیض یاب ہونے کے لئے چار راستے ہیں۔ قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی۔ انہوں نے کیسی توبہ کرائی جس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرائی۔ ہندوستان میں حضرت خواجہ چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ کے مرشد کریم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عزیز خلفاء سنو کہ ہمیں مرشد عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح تمہاری زیارت کرے گا وہ جنتی ہے۔ اسے توبہ عطائی کہا جاتا ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں یہ توبہ عطائی ہے۔ یعنی یہ وہ توبہ ہے کہ جو کائنات کے حاجت مندوں کو خود عطا کر دی جائے اور ایک توبہ اختیاری ہے جو ہم آدم آپ کرتے ہیں۔ توبہ عطائی اللہ تعالیٰ سے اولیاء کرام کے دربار سے میسر آتی ہے کہ کوئی چاہے نہ چاہے دانستہ اور نادانستہ کرا

۱۵۲
 سے بھی رشتہ قائم کر لیا۔ جبر ہوتا ہی وہ ہے جو بندے کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے میں شملک کر دے لوکل بس سے اٹھا کر فیصلہ بس میں بٹھا دے۔ فیصلہ روٹ پر بس چل سکتی ہے۔ سمندری والے روٹ کی بس سے اٹھا کر مدینہ شریف والے روٹ کی بس میں بٹھا دے۔ مرشد کریم کا یہی کام ہوتا ہے۔ فیصلہ ہو چکا۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ حضرت صاحب بظاہر غصہ سے لال پیلے اندر لوٹے۔ خلفاء جب آئے تو دیکھا کہ حضرت صاحب جلال سے بھر پور ہیں۔ پوچھا کہ ان لوگوں کو کس نے بتایا۔ ہر ایک سے پوچھا۔ ہر ایک نے حضرت صاحب کی ولایت کی قسمیں کھا کر اپنی بریت پیش کی۔ کہ حضرت صاحب جب اپنے روکا تھا تو پھر ہماری کیا مجال کہ ہم کسی کو بتاتے جب سب سے پوچھ چکے تو حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ معین کیا تو نے لوگوں کو بتایا۔ آپ نے دست بستہ عرض کی کہ آقا یہ اسی گنگوڑا کی خطا ہے۔ فرمایا کہ کیا تو نے یہ نہیں سنا تھا کہ دوسروں کو بتانے پر خود جہنمی بن جانے کا حکم آیا ہوا ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں کہ اے مرشد کریم میں نے واپس جاتے ہوئے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اگر ایک معین الدین کے جہنمی ہو جانے پر اتنے زیادہ جتنی بن سکتے ہیں تو میں قربانی دینے کو تیار ہوں۔ پیر مرشد آگے بڑھے اور فرط محبت سے حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تو بڑا غریب نواز ہے۔ کسی عارف کی روح ترب گئی فرمایا۔

حلیہ یہ مجید کھلا نہیں یہ مقام چوں و چراں نہیں

تمہیں کیا خبر کہ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

کائنات والوں کو کیا خبر کہ کون آئے۔ کیا خبرات بانٹ گئے۔ کیا دلوں میں عرفان الہی کے چنگے لگا گئے۔ حضرت شاہ نقشبند کا دربار ہے۔ ذکر الہی ہو رہا ہے۔ لوگ فیضیاب ہو

۱۵۳
 رہے ہیں۔ دلوں میں خدا کے نور کا دریا ہے۔ اللہ، اللہ، اللہ، ذکر الہی کے ضریوں سے دلوں کو پاک کیا جا رہا ہے۔ ظاہر اور باطن میں خیر کا انقلاب آ رہا ہے۔ حضرت صاحب نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ محفل میں چند بندے بیٹھے ہیں۔ پوچھا کہ باقی لوگ کہاں چلے گئے۔ عرض کیا کہ حضور شہر میں ایک بدکار عورت آئی ہے اس نے سب کو اپنے دامن میں پھنسا لیا ہے۔ فرمایا کہ جاؤ جا کر اسے پیغام دو کہ تمہیں شاہ نقشبند بلا تے ہیں۔ بہاء الدین شاہ محمد ابن محمد شاہ نقشبند تمہیں بلا تے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ان سے کہہ دیں کہ حاجت مند حاجت روا کے پاس آتا ہے۔ حاجت روا حاجت مند کے پاس نہیں جایا کرتا۔ میں تو آنے سے رہی۔ اگر آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے خود آئیں جب یہ پیغام آپ کے دربار میں پہنچا تو آپ نے لطائف صدری کی قوت سے توجہ فرما کر اپنے قدموں میں کھینچ لیا۔ جس کے لئے ہم یوں پڑھتے ہیں۔

نور سے جاری لطائف ہوں طفیل مصطفیٰ

مشکلیں حل ہماری علی مشکل کشا کے واسطے

توجہ فرمائی تو اس بازارِ عورت کو اپنے قدموں میں بلایا۔ ایک نگاہ ڈالی تو کھڑکا تالا ٹوٹ گیا۔ ولی کی نگاہ محبِ عدرہ ہے اگر محبِ عدرہ کو سورج اور کاغذ کے درمیان رکھا جائے تو کاغذ کو جلا کر رکھ دیتا ہے۔ عدرہ کے بغیر سارا دن کاغذ دھوپ میں پڑا رہے تو اس کو کچھ نہیں ہوتا۔ اسے آگ نہیں لگتی وہ جلتا نہیں ہے۔ ولی بھی عدرہ کی طرح ہی کام کرتا ہے۔ یہ فیضانِ ربانی و مصطفویٰ اور بندے کے قلب کے درمیان محبِ عدرہ کا کام کرتا ہے۔ اور جلالِ الہی کو اپنے اندر منعکس کر کے دنیا کی محبت کو مرید کے قلب سے اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی تو دل سے ناپاکی کو جلا کر رکھ دیا۔ اور نفی اثبات کا کلمہ جاری کر دیا۔ فرمایا کہ جاؤ اب جس طرف

بھی رخ کرے گی اس نکلہ کا فیضان جاری ہو جائے گا۔ بادشاہ وقت کو پتہ چلا کہ جس کو ہم نے اہل اسلام کے خلاف استعمال کرنے کے لئے معاشرہ میں ناسور کے طور پر چھوڑا تھا۔ وہ بھی شاہ نقشبند کے فیض سے فیضیاب ہو کر کفر سے نکل کر حلقہ جوش اسلام ہو گئی ہے۔ بادشاہ نے بلاوا بھیجا کہ جلدی آؤ اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اب جو دربار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر آئی ہے وہ کسی دنیا دار کے دربار میں جانے کو تیار نہیں۔ اب جس ذات سے ہمارا تعلق اور نسبت ہو گئی ہے اس کے بعد کائنات کا کوئی چہرہ نگاہوں میں نہیں چٹا۔ بادشاہ نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح سے بھی ہمارے چال میں نہیں آتی۔ تو عدالت کو حکم دیا کہ اسے بلا کر اسلام چھوڑنے کی تنبیہ کی جائے۔ اسے اسلام ترک کرنے کا Caution دیا جائے۔ اب دیکھو کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جچی تو یہ کرتا ہے تو کائنات میں کس طرح سے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ یہ تو یہ کرنے والی کا واقعہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے ولی نے تو یہ کرائی۔ عدالت نے اسے پیش ہونے کا حکم دیا۔ وہ آئی تو کہا گیا کہ اسلام چھوڑ دے ورنہ تجھے سزا کے طور پر بلند مینار سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا کہ میں اسلام چھوڑنے کو تیار نہیں مجھے سزا منظور ہے۔ پورے شہر میں منادی کرا دی گئی کہ فلاں تاریخ کو تمام لوگ فلاں مینار کے پاس جمع ہو جاؤ۔ کہ ایک عورت کو عیسائیت سے تو یہ کرنے کے جرم میں مینار سے نیچے گرایا جائے گا۔ حسب پروگرام تمام لوگ جمع ہو گئے۔ اس عورت کو مینار پر چڑھا کر مینار کی بلندی کا اعزاز کرایا گیا کہ دیکھو یہاں سے گرائی جائے گی اب بھی موقعہ ہے کہ اسلام کو چھوڑ دے۔ اس نے کہا کہ جس درویش کی مسرت نگاہوں نے میری رگ دریش میں عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اثر چھوڑا ہے۔ اب وہ بدن سے نکلنے والا نہیں ہے۔ اسے سزا کے طور پر جب مینار سے نیچے گرا دیا گیا تو تاریخ بتاتی ہے۔ کہ جو نبی نیچے زمین تک پہنچی تو وہ اپنے پیرو مرشد کے

ہاتھوں میں تھی۔ انہوں نے اسے پکڑا اور آرام سے زمین پر کھڑا کر دیا۔ لوگ حیران رہے کہ اتنے بلند مینار سے گرنے کے بعد یہ صحیح سلامت کھڑی مسکرا رہی ہے۔ لوگوں کو کیا خبر کہ کیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے پیرو مرشد سے پوچھا کہ حضرت صاحب آپ یہاں کس طرح سے آگئے فرمایا۔

تو از مینار آمدی
آں از بخارہ آمدی

جب تو مینار سے گری اور زمین تک پہنچی تو میں سینکڑوں میل دو بخارہ سے یہاں پہنچانے کے لئے پہنچ گیا۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے طاقت ہے۔ تصرف ہے۔ یوں اپنے مریدوں کی خبر گیری رکھتے ہیں۔ جب کوئی بندہ سچے دل سے جچی تو یہ کر لیتا ہے تو ظہر اریا کی کوئی طاقت اس کو راہ راست سے موڑ نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کرنے کی تو قسطنطنیہ فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب حضرت سید سید غلام محی الدین شاہ صاحب

ڈی۔ ڈی۔ کالونی

۱۵۵

پیشکش ہو جاتی ہے۔ اس مضمون نگار کو نہ اپنی پیشکش کی ضرورت ہے اور نہ ہی ہماری پیشکش کی ضرورت ہے۔ خود بھی گمراہ ہے اُلٹے راستے پر چل رہا ہے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کر رہا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہو رہی تھی تو ستر ہزار فرشتے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در پر کھڑے کیا کر رہے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے پڑھانے ہوئے آئے تھے تو انہوں نے کیا پڑھا۔ افضلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ہمیں آج روک رہے ہیں کہ سلام نہ پڑھنا ان کے حکم کے مطابق نماز پڑھ لینا ہمیں

اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم لا محدود

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکھ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
زرخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
اُن کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا ملاوہ تو برات بنتی ہے
زرخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
دیدار سے بنتا ہے صحابی بھی ولی بھی
اسی سے تیری اور میری نجات بنتی ہے۔

معزز حاضرین۔ شاہ صاحب نے اختیارات کی بات کی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوۃ
والسلام کی ہر بات اور ہر اختیار کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس میں حد آجائے تو وہ نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت نہیں ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کے

اختیارات کی کوئی حد نہ ہو۔

ایک معیار قائم کر لو۔ جہاں تیری عقل گم ہو جائے۔ تیری بس ہو جائے وہاں سے نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت شروع ہوتی ہے۔

مَا اِنْ مَذَحْتَ مُحَمَّدًا مِّنْ قُلَانِي

وَلَكِنْ مَذَحْتَ مَقَالَانِي بِمُحَمَّدٍ

نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں شعر پڑھا
گیا ہے۔ کوئی بھی شخص اپنے بیان سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں کر
سکتا۔ بلکہ ان کا نام ہی اسم گرامی لے کر اپنے بیان کو سجا لیتے ہیں۔ اگر کسی کی عقل گم نہ
ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہی نہیں ہو سکتی۔ اِنَّا اعْطَيْنَاكَ الْكَوْنُ
(الکوثر ۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں "اے محبوب علیہ
الصلوۃ والسلام ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ دے دیا ہے اور سب کچھ دے دیا
ہے۔ ان کو گنو۔ آسمانوں میں گن لو۔ زمین میں گن لو۔ چار سمتوں میں گن لو۔ میرے نبی
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اس سے بھی زیادہ ہے کوثر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی
سب کچھ کوثر ہے۔ اس کی کتنی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم کو دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ کیا یہ کوثر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے کافی ہے۔ فرمایا کہ تم کیسے گمان کرتے ہو کہ یہ کافی ہے میں اس سے بھی زیادہ
عطا کروں گا۔ یا اللہ اسوائے اللہ تعالیٰ کے تو وہ پہلے ہی لے کر بیٹھے ہیں۔ اب اس کے
علاوہ اور ہے کیا جو آپ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو دیں گے فرمایا کہ میں انہیں اپنی
مرضی عطا کروں گا۔ وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (والفتح ۵) اور بے شک
قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ لوگوں میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مرضی بھی دے دی ہے۔ اور میری مرضی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی کوئی حد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کتنی ہے۔ جانتے ہو کہ Blank Cheque کیا ہوتا ہے۔ چیک پر دستخط آپ نے کرنے ہیں۔ رقم لینے والے نے رقم درج کرنی ہے جتنی چاہے لکھ لے اور اس کی قیمت Value کتنی ہوتی ہے کہ جتنا تیرا بنک بیلنس ہے۔ اگر تیرا بنک بیلنس ایک لاکھ ہے تو اس چیک کی قیمت ایک لاکھ ہے۔ ایک کروڑ ہے تو چیک کی قیمت کروڑ ہے۔ اگر آپ کا بنک بیلنس اربوں میں ہے تو چیک کی قیمت بھی اس کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بنک بیلنس کتنا ہے۔ کیا کوئی اندازہ کر سکتا ہے۔ اب عقل گم ہوتی ہے کہ نہیں میرے اللہ تعالیٰ کے کتنے خزانے ہیں۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کیا کوئی جینگر یہاں بیٹھا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے بنک بیلنس کی شیٹ بنا سکتا ہو۔ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی بیلنس شیٹ بنا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو چکا۔ کہ کوش بھی عطا کر دی رضا بھی دے دی۔ یا اللہ کیا تیرا دل اب بھر گیا ہے۔ نہیں اب بھی اتنا کچھ عطا کرنے کے بعد بھی میرا دل نہیں بھرا ہے۔ یا اللہ اب کیا باقی رہ گیا ہے جو آپ نے عطا کرنا ہے۔ فرمایا کہ وَلَئِنْ حَصَرْتُمْ لَنُكْرِمَنَّكُمْ مِنَ الْجَلْدِ (والضحیٰ ۴) اور بے شک پھیل کر تمہارے لئے پہیلی سے بہتر ہے۔ ہر آنے والی گھڑی کئی گھنٹوں میں لے کر آتی رہے گی۔ یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیا دے سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فقرے ہیں کہ جن میں ساری کائنات سمیٹ کر رکھ دی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تیرا جو جی چاہے مانگ لے۔ اس اعلان کی وسعت دیکھو۔ جو چاہو مانگ لو۔ چاہئے والا تیرا دل ہے اور عطا کرنے والا میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اب کہاں پر Full Stop لگاؤ گے۔

کہاں حد لگاؤ گے۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا مانگا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھی اسی جگہ رہنا چاہتا ہوں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ دیکھو کہ اس نے کیا کچھ مانگ لیا۔ اس نے ایمان مانگ لیا۔ خاتمہ بالخیر مانگ لیا۔ قبر کے امتحان میں پاس ہونا مانگ لیا۔ میزان پر اعمال کا وزنی ہونا مانگ لیا۔ نیک صراط سے گزرتا مانگ لیا۔ وہ جنت میں ایک ادنیٰ مقام کا حقدار ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے قدموں میں جگہ دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ یہ دستور کہاں گیا۔ حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ان سے روزہ ٹوٹ گیا اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مجبوریں عطا کر دیں انہوں نے وہ مجبوریں کھالیں تو روزہ کا کفارہ ادا ہو گیا۔ خواہ روزہ ٹوٹ جائیں۔ نمازیں چھوٹ جائیں۔ گناہ ہو جائیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آ جاؤ۔ مان جاؤ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کچھ دے سکتے ہیں۔ روزے کا کفارہ بھی ادا ہو جائے گا گنتی ہوئی نماز بھی ادا ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا کو مان جاؤ ان کے اختیار کو مان جاؤ تو پھر اگر وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ مانگ لو جو کچھ بھی مانگنا ہے تو ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور فرمائیں گے کہ مانگ تیرا جو جی چاہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ تو جو چاہے مانگ لے میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خزانے بھر دیئے ہیں۔ وہ سائل کو کھڑے نہیں ہیں بلکہ جموی بھر کے دیتے ہیں۔ تیرا جو جی چاہے مانگ لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرنے والے ہیں۔ اور دوسرا فقرہ جو ساری چیز کو لپیٹ کر ایک نقطہ پر لے آتا ہے۔ اس کی بھی حد کا پتہ نہیں چلا۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ تیرا جو جی چاہے پوچھ لے۔ تیرا جو جی چاہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھ

لو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب کچھ بتائیں گے جانتے ہو کہ پوچھنے والے نے کیا پوچھا۔
 اس نے پوچھا کہ میرے والد صاحب کون ہیں ایک کو کہا کہ تو حلالی ہے اور دوسرے سے
 فرمایا کہ تو حرامی ہے۔ ایک نے پوچھا میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا کہ تو دوزخی ہے۔ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر راز کی بات جانتے ہیں۔ میان بیوی کے راز کی جو بات ہوتی ہے
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو بھی جانتے ہیں۔ کوئی سانس نہیں بنی۔ کوئی اندازے
 نہیں ہونے کہ یہ کچھ کس کا ہے۔ ہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں کہ یہ کس کا
 بچہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کے محبوب ہوتے ہیں وہ اپنے محبوب کی بات سن
 کر راضی ہوتے ہیں اور دوسرے سڑ بھجن جاتے ہیں۔ ایمان کا ٹٹ ہے یہ کہ نبی پاک
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر خوش ہو جائے۔ اگر اس کا دل سڑ جائے اس کے دل کو گرفت
 ہو جائے تو سمجھو کہ بے ایمان ہے، منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ سے کاپی آئی۔
 اس میں ستر ہزار بندوں کے نام لکھے ہیں جو بغیر حساب کتاب کے بخشے جائیں گے۔
 حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ستر ہزار تو بہت تھوڑے ہیں تو اس ریتا دل غور دہی ہوں گے تو باقی جو ہیں ان کا
 کیا بنے گا۔ یہ ستر ہزار تو آنے میں تمک کے برابر نہیں ہیں۔ اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی شان دیکھیں فرمایا کہ یہ ستر ہزار بندوں میں سے ہر ایک بندہ اپنے ساتھ ستر
 ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائے گا۔ وہ حساب کتاب ہونے والی بات کہاں گئی اللہ
 تعالیٰ فرماتا ہے کہ حساب ہوگا۔ ذرے ذرے کا حساب دینا ہوگا۔ ہاں ہاں ضرور ہوگا
 لیکن منافقین کا ہوگا۔ مکرمین کا ہوگا۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اللہ تعالیٰ
 کے فضل سے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ حساب
 کتاب کی بات نہ کرنا۔ کوئی بھی حساب کتاب نہیں دے سکتا۔ حساب کتاب تو انبیاء علیہم

السلام بھی نہیں دے سکیں گے۔ ہم کون ہیں جو حساب کتاب دے سکیں۔ ہمیں تو صرف
 شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی سہارا ہے۔ شفاعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 مان جاؤ تو شفاعت مل جائے گی۔ اگر انکار کرو گے تو وہ بھی انکار کر دیں گے۔ یہ مانا کہ
 ستر ماؤں کی محبت سے بھی زیادہ محبت کرنے والے ہیں لیکن تو اگر کنارہ کشی کرے گا۔
 شفاعت کا منکر ہوگا۔ تو وہ بھی تمہیں دھکا کر دیں گے۔ ہر ستر ہزار والے کے ساتھ ستر ستر
 ہزار جائیں گے تو یہ کتنے ہو جائیں گے۔ یہ پانچ ارب بن جاتے ہیں۔ پانچ ارب
 بندوں کی بخشش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے تو صرف ستر ہزار کے نام بھیجے باقی جو ہیں کہ جن کی
 بخشش ہو گئی وہ کس نے کی ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ حضرت
 سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی
 تھوڑے ہیں اللہ جانے کہ کتنے خطے کتنی کائنات، کتنے عالم ہوں گے اور ہر عالم میں نہ
 جانے کتنے افراد ہوں گے اس لئے یہ پانچ ارب بھی تھوڑے ہی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ان میں اضافہ فرمائیں فرمایا کہ اچھا یوں کرتے ہیں کہ ان پانچ ارب میں
 سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب کتاب جنت میں لے جائے گا۔
 یہ تین سو چاس لکھ ہیں۔ اور کھ کے آگے کوئی ہندسہ نہیں ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور بنتی بنا دیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کہ جن کے دل میں صدق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ کیا کہہ رہے ہیں کہ نبی
 پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دے سکتے ہیں۔ کیا کوئی جنت دے سکتا ہے۔ جانتے ہو کہ جنت
 کی قیمت کیا ہے۔ تو ساری کائنات میں سو بھر کر دے کہ یا اللہ اس کے عوض میں مجھے
 جنت دیدے وہ فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں جنت کی خوشبو بھی نہیں دینی ہے تو جنت مانگنا
 ہے۔ جنت میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عطا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

صرف ستر ہزار کے نام دئے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 350 سہ سہاں بر لئے ان میں سے ستر ہزار نام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ نکال دو باقی جتنے بھی ہیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے جتنی ہوئے ایک رائی کا دانہ پھاڑ گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تمھوڑے ہیں۔ اضافہ فرمائیں۔ فرمایا کتنی تو ختم ہو چکی میں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک میں آ جا تو ابھی سے جنت کا ہتھار بن جائے گا۔ جنت لینا چاہتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت کو مان جاؤ۔ یہ حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئی بات ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَقِيلَ لِمَنْ هُوَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَيْفَ يَكُنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈال دیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں ایک بک اور ڈال دیں۔ ایک بک اور ڈال دیں۔ پانچ بک ڈال دئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ عشرہ بمشرہ میں دوسرے نمبر پر ہیں وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کر بن کا فی ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ جنت کون دیتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دیتے ہیں۔ جنت لینا چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں آ جاؤ۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت میں آ جاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی ہو گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ

کیوں روک رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں روک نہیں رہا ہوں میرا ایمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہتے ہیں میرے بک کی بات چھوڑو پوری کائنات میری پھٹی پل پر ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے۔ پورا بک تو Spare ہے۔ اب آپ اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھو کہ کتنا ہے۔ ہر اختیار میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور یہ اختیار کس نے دیا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (والضحیٰ ۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" یہ اختیار اللہ تعالیٰ کی رضا نے دیا ہے۔ اب کس سے مقابلہ کرو گے۔ کس پر اعتراض کرو گے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دے رہے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اختیارات قرآن دے رہا ہے۔ صاحب قرآن دے رہا ہے۔ جنت کو بنانے والا جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال رہا ہے۔ قرآن مجید میں سب سے حوصلہ افزا آیت مبارک یہی ہے کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (والضحیٰ ۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" اے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تمہیں اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لے کر راضی ہوں گے۔ ہماری ترجیحات اور ہیں ہم راضی ہوتے ہیں کہ بیٹا ہو جائے۔ ملازمت میں ترقی ہو جائے۔ مالی طور سے خوش حالی ہو جائے۔ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ حساب کتاب ٹھیک ہو جائے پل سے گزرنا آسان ہو جائے۔ میزان پر اعمال ہماری ہو جائیں۔ ڈگری مل جائے۔ ملازمت مل جائے۔ یہ بھی سب جائز ہیں ضروریات ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مانگیں گے ہم نے تو اپنی

ضروریات کی چیزیں مانگ لی ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت ہے فرمایا کہ میری صرف ایک ہی ضرورت ہے کہ میری اُمت کی بخشش ہو جائے۔ میں صرف یہی مانگتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کچھ نہیں لوں گا۔ کیونکہ میرے پاس سب کچھ ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہوتا ہے کہ جس کے پاس سب کچھ ہو۔ جس کو کچھ ضرورت باقی ہو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں ہے۔ جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے وہ اپنا کلمہ تبدیل کر لیں۔ جس کا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے ان کے پاس سب کچھ ہے اور آپ کہتے ہیں کہ انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ انہیں تو اپنا پتہ نہیں ہے۔ کہ کہاں جانا ہے جنت میں جانا ہے کہ دوزخ میں جانا ہے۔ وہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہتا چھوڑ دیں کیونکہ از روئے قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہوتا ہے۔ از روئے شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوتا ہے کہ جس کو کبھی اختیار ہوتا ہے۔ خالق کل نے مالک کل بنادیا۔ اس کے اختیارات کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دیتا ہے کہ جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں وہ میں تمہیں دیتا ہوں۔ Blank Cheque پر کیا شرط لگاؤ گے۔ کیا Blank Cheque دینے کے بعد پھر کوئی شرط لگا سکتے ہو۔ جب آپ نے اس پر دستخط کر دئے ہیں تو پھر تیرا تو کوئی اختیار نہیں رہا۔ اب اختیار میرا ہے۔ کہ اس میں کتنی رقم لکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اختیارات کے لئے Blank Cheque دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمتوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرمایا کہ اے لوگو میں صرف ایک چیز ہی لے کر راضی ہوں گا کہ میری اُمت کو بخش دیا جائے۔ جب تک میرا ہر امتی جنت میں نہیں جائے گا میں راضی نہیں ہوں گا۔ حشر والے دن ہر کوئی کہے گا۔ نفسی نفسی میں مر گیا۔ مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔ ہر کسی

کو اپنی پڑی ہوگی۔ نہ ماں باپ کا فکر ہے۔ نہ بہن بھائی کا فکر ہے۔ اگر فکر ہے تو صرف اپنی ذات کا فکر ہے۔ نبی علیہ السلام اور امتی ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہے۔ صرف ایک امتی ایسی ہوگی جو کہے گی کہ امتی امتی، وہ کون ہیں۔ وہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہیں۔ ان کو اپنی کوئی فکر نہیں ہے۔ ان کو اپنے ہر امتی کی فکر ہے۔ ان کو امتی کی فکر کیوں ہے۔ امتی کے پتلے میں کیا ہے۔ ہمارے پتلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری فکر ہے صرف اس لئے کہ ہم مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہنے والے ہیں۔ ہم ان کے کلمہ کو ہیں۔ ہم گنہگار ہیں اعمال نہیں ہیں۔ ہمارا کوئی میراث نہیں ہے۔ ہم بالکل خالی ہیں۔ سہارا صرف اس بات کا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الطَّالِعُ لَیَّ۔ گنہگار میرے لئے ہیں۔ او گنہگار آ جاؤ میں تمہارے لئے ہی ہوں۔ آؤ ان کی بات سنو جو نبی علیہ السلام ہیں ان کے پتلے میں سب کچھ ہے وہ معصوم ہیں وہ گنہگار نہیں ہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء علیہم السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا کہ ہر نبی علیہ السلام جھوٹی پھیلا کر میرے در پر کھڑا ہوگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔ اٹھ کر تریلیوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیان کیا ہے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

"وہ" میں انہوں نے کوئی تفریق نہیں رکھی کہ چھوٹا ہو بڑا ہو۔ عالم ہو عام بندہ ہو۔ نبی ہو کہ غیر نبی ہو۔ کوئی شخص نہیں فرمائی۔ "وہ" سے کوئی باہر نہیں ہے۔ وہ جو کہے کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت نہیں ہے وہ جہنمی ہے۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑے گا اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ جنت کا کون مالک ہے۔ آپ اس

مکان کے مالک ہیں آپ کی اجازت کے بغیر کوئی اندر نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی زبردستی اندر آئے تو اس پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 452 لگ جائے گی۔ گرفتار ہو جائے گا اور اس کی سزا سات سال قید ہے۔ جنت کس کی ہے اس کا مالک کون ہے۔ جنت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت بنا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی میں ڈال دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مہربانی فرمائی کہ جنت کے مالک حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنادیا۔ جنت کو ولیوں کے قبضہ میں دے دیا۔ اب جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہے وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن چھوڑے وہ بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ جنت ان کا اپنا گھر ہے کسی کو جانے دیں نہ جانے دیں تیرا کیا احتقاق ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس کا حساب کتاب ہو گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ وہ جہنمی ہو گیا۔ اگر کوئی کہے کہ عمل سے جنت ملتی ہے تو مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ فیصل آبادی فرماتے ہیں۔ کہ یہ منافق کی بولی ہے۔ کتنا بدافزوی ہے۔ جو کہے کہ جنت نماز سے ملتی ہے۔ روزے سے ملتی ہے۔ حج کرنے سے ملتی ہے۔ قرہانی، قرأت سے ملتی ہے وہ منافق ہے فرمایا کہ جو کہے کہ جنت شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے یہ مومن کی بولی ہے۔ جنت اجازت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ یہ اختیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب تک عقل عاجز نہ آ جائے۔ دھنگ نہ رہ جائے اس کی بس نہ ہو جائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان شروع ہی نہیں ہوتی۔ آپ میں عالم بھی پیٹھے ہوں گے۔ مفتی بھی پیٹھے ہوں گے قرآن میں ہر خشک وتر کا ذکر ہے۔ وَاَلَا رَطْبٌ وَلَا يَاسٍ إِلَّا فِيْهِ مَحْطٌ مُّبِيْنٌ (الانعام ۵۹) "اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔" کوئی چیز یا تو خشک ہوگی یا پھر تر ہوگی اس کے علاوہ تو اور کوئی

کیفیت نہیں ہے۔ اگر ہے تو بتاؤ وہ کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خشک اور تر تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی تیسری صورت نہیں ہے۔ بس مکمل طور پر وہی کیفیات ہیں۔ خشک ہیں یا تر ہیں۔ ہر چیز کا بیان قرآن مجید میں آ گیا ہے۔ تو کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری شان بھی اس میں بیان ہو گئی ہے۔ کیا احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری شان بیان ہو چکی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کا حافظ بھی ہے۔ مفسر بھی ہے۔ عالم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دئے۔ اور اس کا ایمان اتنا وزنی ہے کہ اگر ایک پلڑے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں ساری اُمت کا ایمان رکھا جائے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان بھاری ہے۔ اتنا زیادہ ایمان دار بنانے کے بعد۔ اور اتنا علم عطا کرنے کے بعد۔ ہر معیار سے اسے بلند کر کے۔ اُمت کا امام بنانے کے بعد، عشرہ مبشرہ میں اوّل نمبر پر بنا کر پھر اس سے پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو مجھے جانتا ہے۔ کیا آپ کو میرا عرفان ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فخر ہے کہ میں پہلا مسلمان ہوں۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہے۔ رشتہ داری بھی ہے۔ ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ فرمایا کہ تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مجھے کوئی نہیں جانتا۔ قرآن مجید میں جو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوئی ہے وہ بہت تھوڑی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شان بیان نہیں ہوئی۔ یہ صرف اتنی سی آئی ہے کہ چشتی ہماری عقل اس کو سمجھ سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

پوری شان ہماری عقل سے وراء ہے۔ ہماری عقل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہاد تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ ہماری عقل سمجھ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری شان کب عیاں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شان عطا فرمائی ہے اس کا اظہار ہونا چاہئے۔ وہ چھپائی کیوں گئی ہے فرمایا تمہاری عقل چھوٹی ہے میری شان اس سے بہت بلند ہے۔ فرمایا کہ حشر کے دن میں اللہ تعالیٰ کے وہ حمد بیان کروں گا جو اصل ہے اور اللہ تعالیٰ میری وہ نعمت پڑھے گا جو اصل ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

ہم یہ نعمت خروانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ کوئی اعتراض کرے کہ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ ابھی مجھ سے پہلے مولوی صاحب فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر کرو۔ لیکن ہم کہہ رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں ٹیچر ہوں یونیورسٹی لیول کا کہہ لیں۔ جب ڈیٹ شیٹ آجائے تو پہلے پرچہ کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ آخری پرچہ کی تیاری شروع کر دی جائے۔ اگر ڈیٹ شیٹ میں پہلا پرچہ انگریزی کا ہو تو کیا میں ریاضی کی تیاری شروع کر دوں گا۔ نہیں ریاضی کی نہیں بلکہ انگریزی کی تیاری کروں گا۔ حضرات ڈیٹ شیٹ آچکی ہے پہلا امتحان قبر میں ہوگا۔ اس پرچہ میں تین سوال ہوں گے۔ اگر اس پرچہ میں پاس ہو گیا تو آئندہ آنے والے امتحانوں میں بھی کامیاب ہو جائے گا۔ قبر میں اہم سوال کیا ہے۔ ضروری یا لازمی سوال کون سا ہے۔ جانتے ہو کہ پرچہ میں ایک سوال لازمی بھی ہوتا ہے۔ جی چھ

سوال حل کرو لیکن پہلا سوال لازمی ہے۔ قبر میں جولاہی سوال ہے جس کا جواب دینا ضروری ہے اور اس کے جواب کے نتیجہ میں ہی قیل پاس ہو جاتا ہے۔ وہ سوال ہے کہ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ دنیا میں اس ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ کیا تم یہ جواب دو گے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا تھا۔ پھر تو قیل ہے۔ اَمَّا كَمَا كُنَّا نَقُولُ لِّلّٰهِ اَلْحَمْدُ کہتا تھا پھر بھی قیل ہے۔ اگر ناسخ یا قیوم کہے گا تو پھر بھی قیل ہے۔ اگر کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر پاس ہو جائے گا۔ بے شک کسی بھی عالم دین سے پوچھ لیں کہ سوال ہو گا کہ تو اس ہستی کے بارے میں دنیا میں کیا کہتا تھا۔ ہم یہی تو کہہ رہے ہیں کہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شیخ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شیخ ہے کہ دھواں نہیں

کوئی ایک شعر ایسا یاد کر لو تو قبر میں پاس ہو جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں صرف ایک شعر یاد کر لو یہ بخشش کا بہانہ ہے جنت کا ٹکٹ ہے۔

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے

نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی

حضرات! ہم تو قبر والے بچہ کی تیار کر رہے ہیں اور تیاری بھی اچھی کر رہے ہیں۔ قبر میں کون ساتھ جائے گا۔ کیا ایسا جائے گی۔ کیا ابو جائے گا۔ بہن، بھائی، دوست، پڑوسی، Colleagues، ہم جماعت ہونے لگے گا، کوئی جانے والا اگر ہو گا تو اپنا ہی ہو گا دشمن تو ساتھ نہیں جھڑپے تو کس نے جانا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا ہے۔ پوچھو

کسی عالم سے کہ قبر میں کون آتا ہے۔ جتنا عرصہ سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے اتنے وقت میں پچاس ہزار بندے فوت ہو گئے ہیں۔ پچاس ہزار قور بن چکی ہیں۔ اور ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ وہ ساتھ جائیں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں کس طرح سے ساتھی بن جاتے ہیں۔ فرمایا کہ تیرا درود شریف اور تیری نعت مجھے تیرا ساتھی بنا دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ جب بندہ درود شریف پڑھتا ہے۔ تو فرشتہ جا کر عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں شخص ہے اس کے والد صاحب کا نام یہ ہے۔ فلاں اس کا قبیلہ ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس کو پہچانتا ہوں۔ وہ درود شریف مجھ پر بھیج رہا ہے تو میں بھی اس کو پہچان رہا ہوں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اب آپ ہی جانتے ہیں کہ ہمیں ان دو چیزوں کے علاوہ اور کیا کرنا چاہئے۔ قبر کے امتحان میں پاس ہو گیا۔ تو جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ پھر وہ قیامت تک بند نہیں ہوگی۔ اگر قبر کے امتحان میں فیل ہو گیا تو آئندہ آنے والے تمام مراحل میں بھی فیل ہو جائے گا۔ حشر کے دن کیا ہوگا حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کو کھڑا کرے گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے۔ سلام نہیں پڑھنا چاہئے۔ یہ شرک ہے بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ جو کھڑے نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان کی پشتوں میں کیل لگا کر شوک دوتا کہ وہ کبڑے بھی نہ ہو سکیں بالکل سیدھے رہیں۔ قیام ہوتا ہی سیدھے رہنے سے ہے۔ ہمیں تو عادت ہے۔ ہم تو Rehearsal کر رہے ہیں ہم تو از خود ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم تو کھڑے ہونے کی اپنی عادت بنا

رہے ہیں۔ Rehearsal کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اور پڑھو الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْبَکِّ وَأَصْحَابِکَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِیْبَ اللَّهِ۔ گونج پڑ جائے گی۔ یہ حشر کا زمانہ ہے جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وہ گزرا ہوا زمانہ اور آنے والا زمانہ بھی جانتے ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں اور بتا رہے ہیں۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ کون میرے در پر کھڑا ہوگا۔ کون دامن پھیلائے گا۔ کس کی میں نے مدد کرنی ہے۔ وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ حکم ہوگا کہ سب کھڑے ہو جاؤ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ جو دنیا میں درود و سلام کے لئے کھڑے ہوتے تھے وہ ایک طرف ہو جاؤ اور جنت میں چلے جاؤ اور دوسروں سے فرمائیں گے کہ اونا ہنجاؤ اگر دنیا میں ایک دن بھی کھڑے ہو جاتے تو آج جنتی ہوتے۔ یہ سرمایہ حیات ہے جو ساتھ جانے والی چیز ہے۔ جس نے فرق کرنا ہے جس نے بخشش کا سبب بننا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر نعت شریف اور درود شریف پڑھتا ہے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ ہر کوئی کہتا ہے کہ مدینہ ہاواں، مدینہ ہاواں، مدینہ شریف جانے میں پچاس ہزار روپیہ لگتا ہے۔ اتنا بڑا معیار قائم کر کے کیا کرو گے وہ معیار رکھو کہ جس میں ہم پورے اُتر سکیں۔ امیر آدمی تو مدینہ شریف جانے کا ارادہ کریں ضرور کریں لیکن جو غریب ہے جس کے پاس کرایہ نہیں ہے۔ کیا وہ مایوس ہو جائے۔ نہیں نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔ تیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ ہے پھر تو مایوس کیوں ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اتنا آسان کر دیا ہے کہ جس کو کوئی شمار نہیں ہے۔ فرمایا تم جہاں کہیں بھی میرا ذکر کرو گے وہیں پر مدینہ بن جائے گا۔ جو میرا ذکر کرتے ہو وہ تو میرے روضے میں ہوتا ہے۔ میں خود سنتا ہوں اور خود

دیکھتا بھی ہوں اور اہل محفل کو پچھانتا بھی ہوں۔ ہم اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث شریف کے مطابق مدینہ شریف میں بیٹھے ہیں۔ مدینہ شریف میں خوشبو لگتی ہے وہ یہاں بھی لگتی ہے اللہ تعالیٰ وہ خوشبو لگھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مدینہ منورہ میں نور برستا ہے یہاں پر بھی نور برستا ہے۔ وہاں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے اترتے ہیں۔ یہاں پر مشرق مغرب، شمال جنوب ہر طرف سے آ جاتے ہیں اور محفل کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں بخشش ملتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میرے روضہ کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری عفت کی قسم میں نے تمام اہل محفل کو بخش دیا۔ مدینہ منورہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے میں وہیں ہوتا ہوں۔ لہذا یہاں پر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مدینہ شریف میں ریاض الجنت ہے۔ جنت کی کیاری ہے اور فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ وہاں دس مرلہ کی جگہ ہے اور یہاں پر آپ جہاں تک بیٹھے ہیں کہ ساری جنت کی کیاری ہے۔ ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ جو ایک دفعہ جنت میں آ جاتا ہے پھر اسے باہر نہیں نکالا جاتا۔ اس لئے حضرات آپ کے لئے جنت کی ہو گئی ہے۔ یہ Granted اور آپ کیا چاہتے ہو۔ جس کے ذکر سے ہر جگہ مدینہ منورہ بنے جس کے ذکر سے ہر جگہ جنت کی کیاری بنے۔ اس کی اپنی شان کتنی بلند ہوگی یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ وہ تشریف لے آئیں۔ تو یہ ان کا کریم لیکن یہ سب حاصلات ہیں تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کا نام ہی چٹکے اسے خود جانے کی کیا ضرورت ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی چلتا ہے۔ ہماری ان سے کیا رشہ داری ہے صرف یہی

کہ ہم کہنے والے ہیں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو جس کو ہے میری لاج وہ لہجہال بڑا ہے جو کرسی ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو عرش ہے وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ حشر کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما نہیں ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرسی بھی ہے۔ عرش بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھیں۔ فرمایا کہ اگر میں بیٹھ جاؤں اور کوئی میرا امتی جہنم میں چلا جائے تو مجھے بیٹھنے سے کیا ملا۔ ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے غافل ہیں۔ وہ تو اتنا پیار کرتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ کہہ دو مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وہ آپ کو اپنے بیٹے سے لگا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نعت پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ان پر درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اس کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی Limit ہے۔ ہر کو اس میں اضافہ ہے۔ وَلَوْلَا حِفْظُ غَيْبِ نَفْسٍ لِّلْاَوَّلٰی (الضحیٰ ۴۳) "اور ہے شک کچھ نہیں تمہارے لئے بہتر ہے کبھی سے۔" آؤ ان کی بارگاہ میں دو سلام پڑھتے ہیں جو قبر میں پڑھنا ہے اور جو حشر میں پڑھنا ہے۔ آؤ آج اس کی Rehearsal کریں اس کی ویڈیو بن جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں پہچان لیں۔ ہماری پہچان نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سنی کی پہچان نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ جائے جنت اس کے قریب نہیں جائے گی اور بخشش بھی صرف نبیوں کی ہوتا ہے۔ دوسروں کی بخشش ہوگی بھی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے ہنر فرتے ہوں

گے جن میں سے ایک جنتی ہو گا باقی بہتر جنسی ہوں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جو ناجی فرقہ ہے وہ کون سا ہے۔ فرمایا کہ اہل سنت و جماعت ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پہچان کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ مجھ پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ ایک بندہ ممبر رسول پر بیٹھا ہے۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف فرما ہیں۔ اب بتاؤ کہ اس بندے کی کیا شان ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف فرما ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ اور باقی تمام کبار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نیچے تشریف فرما ہیں اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر رسول پر اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں بیٹھے ہوئے کیا کر رہا ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پڑھ رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں نعت پڑھنا شرک ہے بدعت ہے۔ یہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس سے شروع ہوئی ہے۔ بدعت کیسے ہوئی۔ بدعت وہ ہوتی ہے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ حیات میں نہ ہو۔ بعد میں شروع ہوئی ہو۔ نعت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پڑھی جا رہی ہے اور کون سی نعت پڑھی جا رہی ہے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا جا رہا ہے۔ کہ میری آنکھ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین دیکھا نہیں ہے۔ کسی ماں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین جنا ہی نہیں ہے۔ آپ ہر محب سے پاک ہیں۔ یہ تو ایسے بے ہیں کہ جس طرح ان کی مرضی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی مرضی کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔ کیا یہ میلاد نہیں ہے۔ یوم پیدائش کے لئے بولتے ہیں Happy Birth Day to you کسی ماں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین جنا ہی نہیں ہے یہ میلاد نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ یہ میلاد کہاں ہو رہا ہے مسجد نبوی میں ہو رہا ہے اور کون کر رہا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہے ہیں اور کُن سے کر رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے کر رہے ہیں۔ اب بتائیں کہ ہمارا تعلق نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہوا ہے کہ نہیں۔ ہم بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سنی کی پہچان یہ ہے کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گارہے ہیں۔ ہم بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گیت گارہے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا علم بہت زیادہ ہے ان کی شان بہت بلند ہے۔ لیکن ان کی نقل ہم بھی اتار لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیارات کی کوئی حد نہیں ہے۔ یہ تیری خوش قسمتی ہے کہ تو ان کے اختیارات کو مان جائے اور ان کا غلام بن جائے۔ اور غلامی صرف یہ نشانی ہے کہ تو کبھی مُحَمَّدٌ وَآلُ مُحَمَّدٍ سے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آؤ اب ہم وہ سلام پڑھتے ہیں کہ جس نے قبر میں کام آتا ہے۔ یکل صراط پر کام آتا ہے۔ میزان پر کام آتا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں مجھے جنت میں لے کر جاتا ہے۔ اس سے بڑا کوئی اور عمل نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تلوار چلانے سے۔ غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے کہ تو نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہے۔ جہاد کرتا، غلام کو آزاد کرتا، شہید ہو جاتا ہوتا بڑے اعمال ہیں لیکن نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بڑا عمل ہے درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بڑا اور اعلیٰ و ارفع کام ہے۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام بھتا کہو گے اتنا ہی ہو جائے گا۔ یہ بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر ہے اور فیض ہے کہ بھتا تیرے مُند سے نکلا

انتہائی قبول ہو گیا۔ اگر کہے کہ روڈ جو یہ کروڑ نہیں ہیں گے۔ ایک ج کیا ہے تو وہ ایک ہی رہے گا۔ اگر تو کہے کہ مَنُوْلَا یا صَلَی وَسَلَّم دَائِمًا اَبَدًا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے قبول ہے۔ یہ ہزار سال پرانا شعر ہے۔ دَائِمًا اَبَدًا کا مطلب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ بے حد، بے انتہاء، اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا قبول کیا ہے۔ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا پسند فرمایا ہے کہ کوئی ایسی محفل نہیں ہوتی جس میں یہ شعر نہ پڑھا جاتا ہو۔ کوئی ایسا مدرسہ نہیں ہے کہ جس میں یہ شعر نہ پڑھا پڑھایا جاتا ہو پڑھا ایک بار ہے کہ مَنُوْلَا یا صَلَی وَسَلَّم دَائِمًا اَبَدًا۔ اور کہتا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تو وہ اتنی ہی تعداد میں قبول ہو جاتا ہے۔ سلام کا فائدہ دیکھو کہ ایک بادشاہ کو کسی مجرم پر بہت غصہ آیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کو پھانسی پر لٹکا دو۔ پھانسی چڑھانے سے پہلے قانون اور دستور کے مطابق اس سے پوچھا گیا کہ تیری کوئی آخری خواہش ہے وہ کہتا ہے کہ میری بادشاہ سے ایک بات کرا دو۔ اب قانون کے مطابق اسے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس نے جاکر کہا کہ اے بادشاہ سلامت۔ السلام علیکم۔ بادشاہ نے کہا کہ وعلیکم السلام۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بس ایک بات ہو چکی اب اس کو لے جاؤ اور اس کو پھانسی دے دو۔ وہ کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت اب آپ مجھے پھانسی نہیں لٹکا سکتے۔ پوچھا کہ کیوں نہیں لٹکا سکتے۔ کہنے لگا کہ آپ نے مجھے کہا ہے وعلیکم السلام کہ تم پر سلامتی ہو۔ ایک طرف تو مجھے سلامتی بھیجتا ہے اور دوسری طرف مجھے پھانسی کا حکم دیتا ہے تو پھر مجھ پر سلامتی کیا ہوئی۔ بادشاہ نے کہا کہ بہت چالاک ہے اس کو چھوڑ دو۔ بادشاہ اگر وعلیکم السلام کہہ دے تو بندہ پھانسی سے بچ جائے بری ہو جائے اگر نبی پاک وعلیکم السلام فرمادیں تو بندہ جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔ السلام وعلیکم کہنا سنت ہے اس کا جواب وعلیکم السلام کہنا فرض ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لاکھوں بار نبی وعلیکم السلام

فرماتے ہیں۔ پھر اگر ایسی صورت میں بھی میری بخشش نہیں ہوگی تو پھر کب ہوگی۔ بخشش کا کَلِمَتُ سَلَامٌ عَلٰی مُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ اس کو مضبوطی سے قیام لو۔ اللہ تعالیٰ عفت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا الْإِبْلَاحَ الْمُبِینَ

خطاب بمقام ریٹائرڈ خوردا کا 04-03-04

نعت

میرے راجہا نے کیا کیا نہیں بھجڑے دکھائے

کہیں سگ ریزے لے لے کہیں بیڑ چل کے آئے
کبھی چل سکا نہ تنہا یہ کرم نہیں تو کیا ہے؟

میرے ساتھ چل رہے ہیں تیری رحتوں کے سائے
تیرے رخ سے نور لیکر ہوئے مہر و ماہ روشن

تیری مسکراہٹوں سے ہیں ستارے جھلکائے
تیری پردہ پوشیوں پر میرے جان و دل تصدق

میری بات بھی بنائی میرے عجیب بھی چھپائے
میں گدائے مصطفیٰ ہوں مجھے کوئی غم نہیں ہے

مجھے کیا کہے گی دنیا مجھے کوئی کیا ستائے
تیری نعت کی بدولت مجھے منزلیں ملی ہیں

کلی سوز پڑ ہوں بھی میرے راستے میں آئے
سر حشر کاں آقا مجھے علم پہ شائیں

میرے پاس آ کے ہل کوئی نعت سُکھائے

محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات

حمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملئکھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیدوں کا ازالہ ہو گا

حضور آپ آئیں گے تو میرے گھر میں آجلا ہو گا

پچھلے دنوں حضرت داتا صاحب بھیری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے خطیب صاحب ایک محفل میلاد میں تشریف لائے تھے میری عادت ہے کہ کوئی بیان کرے تو اس میں سے کچھ مطلب کی باتیں نوٹ کر لیتا ہوں۔ خطیب صاحب نے تقریر فرمائی تھی اس میں سے میں جو نوٹ کر سکا وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ان کا خطاب تو بہت نورانی تھا اللہ کرے کہ ان کے وسیلہ سے میرا بھی آج کا بیان نورانی ہو جائے۔ انہوں نے سب سے پہلے یہ شعر پڑھا تھا جس سے ان کا عقیدہ واضح ہو گیا۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یہ سنی عقیدہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عام مشہور نام ننانوے (۹۹) ہیں اصل اور بنیادی نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم صلی اللہ علیہ وسلم ہے باقی تمام صفاتی نام ہیں ان صفاتی اسماء گرامی میں سے ایک اسم مبارک نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ نور میری طرف سے آیا ہے۔ قَدْ جَاءَکَ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ

وَجُتِبَ مُبِیِّنٌ (المائدہ ۱۵) "بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب" اس نور کی عظمت یہ ہے کہ جب وہ نور ظاہر ہوا۔ تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بصرہ کی نگلیوں میں چلتے ہوئے آؤٹوں کی گردش دیکھ لیں۔ ان کا کرہ روشن ہو گیا۔ اور ہر طرف نور ہی نور نظر آنے لگا۔ انہوں نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت بیان فرمائی۔ اس کے کیا فوائد ہیں۔ فرمایا کہ جس جگہ میلاد شریف ہوتا ہے۔ وہاں پورا سال اللہ تعالیٰ کی رحمت برقی رہتی ہے۔ جو لوگ اس محفل میں شریک ہوتے ہیں سارا سال ان پر رحمت اور سلامتی رہتی ہے۔ اور ان کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ان کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ میں اپنی طرف سے ایک حدیث شریف عرض کرتا ہوں کہ جو ہم نے لکھ کر آستانہ عالیہ پر لگائی ہوئی ہے کہ جس جگہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ آٹھ کھارہ روضہ اقدس میں رکھ دی جاتی ہے۔ محفل میلاد منانے سے بہتر دنیا کا ثبات میں کوئی فعل نہیں ہے۔ جو اتنا کرم دے سکتا ہو۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی منانے کو لوگ بدعت کہتے ہیں۔ بدعت وہ چیز ہوتی ہے جو اصل دین کی زین کو مٹانے والی ہو دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ ہو جو دین میں خرابی پیدا کر دے وہ بدعت کہلاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بدعت ضلالت ہے مگر ای ہے اور جہنم میں جانے کا سبب بنتی ہے۔ دوسرے فرقوں والے کہتے ہیں کہ میلاد منانا بھی بدعت ہے۔ انہوں نے اس بات کا جواب دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کا روزہ کیوں رکھتے ہیں فرمایا اس دن میں پیدا ہوا تھا۔ اس میں خوشی میں روزہ رکھتا ہوں اور سوموار کے دن ہی مجھے حکم ہوا کہ میں اعلان نبوت کروں مجھے اس چیز کی بھی خوشی ہے۔ لہذا میلاد منانا

سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو اس کو بدعت کہے گا وہ خود بدعتی ہوگا۔ جو اس کو بدعت کہے اللہ اہرام خود اس پر آجائے گا۔ میلاد شریف منانا سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میلاد مناتے تھے اور بطور خاص حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوا دس قربان کئے اور وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک روپیہ خرچ کرے تو وہ جنت میں میرا پردی ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنا یہ نظم میں بھی ہو سکتی ہے نثر میں بھی ہو سکتی ہے۔ پورا قرآن مجید نثر میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لئے میلاد منانا سنت اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیری ساری عمر کی قسم۔ پیدا ہونا تو ایک طرف رہا۔ ساری عمر کی قسم کھائی ہے۔ مجھے اس شہر کی قسم جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے ہیں۔ لَا أُقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ (۱) وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ (۲) (البقرہ ۱۲۵)۔ مجھے اس شہر کی قسم۔ کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ "انہوں نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے شہر کہ کی قسم اٹھائی اس لئے نہیں کہ وہاں خانہ کعبہ ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہاں حجر اسود ہے۔ اس لئے بھی نہیں کہ وہاں صفا مروہ ہے۔ اس لئے بھی نہیں کہ وہاں مقام ابراہیم ہے۔ صرف اس لئے کہ اے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں یہ وہ میلاد ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ وَفُحِّمَ اِیْرَے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے تیرے کہنے کی بھی قسم ہے۔ کہ تو جو کچھ اپنی زبان مبارک سے کہہ دیتا ہے وہ حق اور جی ہوتا ہے۔ مجھے قسم ہے کہ جو تیری زبان سے نکل گیا وہ حق ہے وہ سچ ہے۔ قسم کیا ہوتی ہے۔ کسی کی

عقمت کا اظہار کرنے کے لئے قسم اٹھائی جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ گزر بھی عقمت والی چیز ہے۔ اور جس کو یہ عقمت نظر نہ آئے وہ ایمان سے خالی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اسم گرامی نور ہے۔ فرمایا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ پیدا ہونا ہی میلاد کہلاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس چیز کا میلاد ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا۔ جس عہد میں یہ محفل ہو رہی ہے اس عہد کا نام نصیر آباد ہے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ شروع سے ہی اس عہد نصیر آباد میں رہتے ہیں کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سب سے پہلے اس عہد میں کون پیدا ہوا تھا۔ کوئی بھی جواب نہ دے سکا۔ فرمایا کہ نصیر آباد عہد کے رہائشی لوگ یہ نہیں بتا سکتے کہ ان کے عہد میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ ان سب کی موجودگی میں ہی پیدا ہوا ہے۔ وہ پیدا ہونے والا موجود ہے اس کی ماں ہے اس کا باپ ہے۔ لیکن کوئی نہیں بتا سکا کہ پہلے کون یہاں پیدا ہوا۔ کسی کو یاد ہی نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ذات باریکات ہے کہ جانتی ہے کہ پوری کائنات کی تخلیق میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا۔ پھر انہوں نے یہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی طویل عمر ہے۔ اس کا اندازہ اس سے فرمائیں کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا ہے وہ ستارہ میں نے ہجرت ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ اس کو ذرا ضرب دے کر دیکھیں۔ ستر ہزار ضرب بہتر ہزار یہ پانچ ارب چار کروڑ بنتا ہے۔ یہ سارا عرصہ پانچ ارب چار کروڑ

سال بنتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ستارہ میں ہوں۔ انہوں نے ایک خاص بات بتائی جو میں نے بھی پہلے مرتبہ کسی کو نہ ستر ہزار سال کے بعد نظر آتے اور پھر ستر ہزار سال چھپے رہتے۔ وہ کہاں جاتے تھے۔ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سارے عرصہ میں نماز ادا فرماتے تھے۔ جب قیام کی حالت ہوتی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نظر آ جاتے اور جب رکوع و سجود میں ہوتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے۔ یہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کی کیفیات بیان فرمائیں۔ نور کا پیدا ہونا اصل میں مسیاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک سے جب اس نور کا اظہار ہوا تو اس کا اتنا اثر تھا۔ کہ بعصر وہاں سے تین ہزار میل دور ہے شام وہاں سے چار ہزار میل دور ہوگا۔ راستے میں جنگل بھی ہیں پہاڑ بھی ہیں۔ بیستان بھی ہیں۔ مکانات بھی ہیں اور بھی کئی رکاوٹیں ہیں۔ لیکن اس نور کی روشنی میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ شریف میں اپنے کمرے کے اندر تشریف رکھتے ہوئے بعصر بھی دیکھ لیا اور شام کی محلات بھی دیکھ لئے۔ فرمایا کہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صفّت "نور" کا کرم ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا کرم کیا ہوگا۔ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہوگا اس کی کیا پہچان ہوگی۔ فرمایا کہ کئی فرقوں میں یہ تاثر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سکھائی۔ فلاں چیز بتائی فلاں چیز سکھائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم دی۔ فرمایا کہ قرآن مجید میں حروف مقطعات ہیں۔ جب کوئی سورت شروع ہوتی ہے تو اس سے پہلے کچھ حروف مقطعات آتے ہیں کہ جس طرح سے کہ اَلَمْ، الْمُصَّ، طَسَمَ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اَلَمْصُصُ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عَلِمْتُ میں نے جان لیا

ہے۔ جب بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام حروف مقطعات عرض کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ عَلِمْتُ میں نے جان لیا ہے۔ ایسے ہی باقی حروف مقطعات ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اُمّی یہ پیغام لے کر حاضر ہو رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشگی ہی کسی طرح سے پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا مجھے میرا اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے پڑھاتا ہے۔ میں تیرے پڑھانے سے تو نہیں پڑھتا ہوں۔ مجھے میرا اللہ تعالیٰ ہر چیز بتاتا ہے وہ ہر علم مجھے عطا کرتا ہے۔ آپ تو صرف پیغام رسانی کرتے ہیں آپ تو ایک Messenger ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آ جاتا ہے۔ میرا تعلق میرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ میں تیرا محتاج نہیں ہوں۔ بلکہ تو میرا محتاج ہے۔ فرمایا کہ منافق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو نہیں مانتا ہے۔ قرآن مجید ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منافق کو اس کے چہرے سے پہچان لیتے ہیں کہ منافق کون کون ہے۔ منافق کہنے لگے کہ عجیب نبی ہے۔ ہم منافق ان کے سامنے ہوتے ہیں۔ ہم اندر سے کچھ ہیں باہر سے کچھ اور نظر آتے ہیں۔ ظاہر میں لکھ گویں باطن میں ہم کوٹھے ہیں۔ ان کو ہمارا تو پتہ نہیں چلتا۔ لیکن قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ یہ منافق کو پہچان لیتے ہیں جس طرح سے کہتے ہیں کہ Face Is the index of mind حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمبر پر تعریف فرما ہوئے اور حاضر منافقین کا نام لے لے کر فرمایا کہ تو منافق ہے۔ تو منافق ہے۔ تو نکل جا۔ تو چلا جا۔ تین سو منافقین سے متعلق ارشاد فرمایا۔ تین سو منافقین کی نشاندہی فرمادی۔ تین سو منافقین کو مسجد سے نکال دیا۔ ان کے علاوہ ستر اور منافقین عورتوں سے متعلق بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا۔ اپنے علم کا اظہار فرمایا۔ فرمایا کہ لوگو میں تمہاری پردہ پوشی کرتا ہوں۔ مجھے تم میں سے ہر ایک کے متعلق علم ہے کہ تم ایمان ان کے کس درجے میں ہو۔

منافق کون ہے۔ مومن کون ہے۔ حتیٰ کہ مجھے تو یہ بھی پتہ ہے کہ تمہارا انجام کیا ہوگا۔ قیامت تک آنے والی میری ساری امت میرے سامنے ہے۔ اور مجھے پتہ ہے کہ ان میں مومن کون ہیں اور منافق کون ہیں منافق صرف ظاہر دیکھتا ہے۔ بشریت دیکھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کا انکار ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کیوں نہیں مانتے حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (المائدہ ۱۵) "بے شک تمہارے پاس آیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور"۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے نور بھیجا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ نور نہیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَسَاحُجٌ مُّتَبَرِّئًا۔ اللہ تعالیٰ انہیں سراجِ شہیر فرماتے ہیں لیکن منافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفات نہیں مانتا۔ اس کے لئے انہوں نے ایک وجہ بیان فرمائی کہ جو اولیاء اللہ کے پاس نہیں بیٹھتے وہ نور بھی نہیں مانتے۔ اور جو اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں وہ نور مانتے ہیں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت کو مانتے ہیں۔ جن لوگوں کو اولیاء اللہ کی صحبت نصیب نہیں ہے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کے بھی انکاری ہیں۔ یہ تو حیرے دل کی صفائی ہے۔ میرے دل کی صفائی ہے یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَيُؤْتِيهِمُ الْبَقَرَةَ (البقرہ ۱۲۹) "اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستر فرمادے"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت کہ وہ پاک کرتے ہیں یہ سینہ بہ سینہ اولیاء اللہ کی وساطت سے بندوں میں آ رہی ہے۔ جو کوئی کسی ولی اللہ کی محفل میں بیٹھ جاتا ہے اس کے دل کی منافقت دور ہو جاتی ہے۔ وہ صفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دل کی گہرائیوں سے نہایت خوشی سے مانتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ امت محمدی کے لئے سانپ جو ہیں وہ منافق ہیں جس طرح بزرگوں نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو ہلکایا ہوا کتا کاٹ دے اور وہ مر جائے تو وہ

شہید ہے۔ لیکن اگر وہ کسی منافق کے ہاتھ آ جائے تو جہنمی بن جاتا ہے۔ اس لئے میری عرض ہے کہ جو لوگ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکاری ہیں کبھی ان کے پاس نہ بیٹھو۔ اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہو۔ اپنی زندگی کو گناتنا ہو اپنے حشر کو جاہ کرنا ہو تو ان لوگوں کی محفل میں بیٹھو جو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے۔ یہ ان کا پیغام تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی میں آتا ہے تو اس کی عقل ماری جاتی ہے۔ اس کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ منافق بظاہر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے تھے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عظمت والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اٹھا کر فرمایا کہ یہ جھوٹے ہیں ان کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات کو دل سے مانو۔ انہوں نے دو مثالیں دیں کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب آپ بتائیں کہ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام کہاں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دائیں بائیں اوپر نیچے دیکھا اور فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام اس وقت مجھے کہیں نظر نہیں آئے یہ ہو سکتا ہے کہ تم ہی خضر علیہ السلام ہو۔ فرمایا کہ میں نے پوری کائنات میں دیکھا ہے حضرت خضر علیہ السلام کہیں نظر نہیں آئے لہذا تم ہی خضر ہو۔ یہ شان ہے خدنگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ دوسری مثال یہ بیان فرمائی کہ حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر بیٹھے رہتے۔ صبح جو نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام در دولت سے باہر تشریف لاتے تو یہ پانی کا لوتا پیش کرتے اور سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتے ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ حیرا کیا حال ہے۔ حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا

ہے۔ فرمایا کہ اگر اتنی دور ہوتے ہوئے جوتی کی آہٹ سن سکتے ہیں تو کیا ہمارا سلام نہیں سن سکتے۔ یوں تو دور کی بات ہے وہ تو تیرے دل کی بات بھی سن لیتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے۔ پاؤں سے آہٹ ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن لی۔ حدیث شریف میں ہے پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پہلے جائے گا۔ تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جائے گا۔ عرض کیا کہ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے جاؤں گا۔ فرمایا کہ ہاں تو مجھ سے بھی پہلے جنت میں جائے گا کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی گھیل تیرے ہاتھ میں ہوگی۔ تو آگے آگے چل رہا ہوگا اور میں تیرے پیچھے پیچھے سواری پر ہوں گا۔ تو غلام کی حیثیت میں ہوگا اور میں آقا کی صورت میں ہوں گا۔ لیکن جو بات کرتی ہے وہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو اس دن جب چلے گا تو تیرے پاؤں کی چاپ جو نکلے گی وہ میں آج سن رہا ہوں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلب علیہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا جنت کی نکت ہے۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آجاتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت ہو جاتی ہے۔ اس کے گھر کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اولیاء اللہ کی محافل میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آؤ سلام پڑھتے ہیں اور سلام کی یہ عظمت ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام تو یہ ایک بار کہنے سے لاکھوں ہو جاتا ہے آپ کہیں کروڑوں

کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے سے میری یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ میں عرش الہی کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریک آنے والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی مومن بندوں کو جنت میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ ابھی بندے پیدا ہونے ہیں۔ حشر نشر ہوتا ہے۔ حساب کتاب ہوتا۔ جنتی دوزخی ہونے کا فیصلہ ابھی ہوتا ہے۔ لیکن حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو جنت میں دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنیوں کو جہنم میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کی نظر ہے یہ ان کے علم غیب کی بات ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے علم غیب کی کیا بات ہوگی۔ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا۔ پھر انہوں نے جو میٹری کے طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ ایک پرکار ہوتی ہے۔ اس کے دوسرے سرے میں پھل لگا کر اس کو گھمایا جاتا ہے تو کانڈ پر ایک دائرہ بنتا جاتا ہے۔ اگر پہلا سرا کانڈ پر مضبوطی سے تھام کر نہ رکھا جائے تو دائرہ نہیں بنتا۔ یعنی اگر مرکز قائم نہ ہو تو دائرہ نہیں بنتا۔ محض نہیں بنتا کائنات کا مرکز نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر یہ مرکز نہ ہو تو پھر کائنات نہیں بنتی۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کائنات قائم ہے۔ یہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پوری کائنات کو بنانے والا ہے۔ اور اس کو محیط ہے۔ یہ حدیث شریف ہے کہ پوری کائنات میرے نور سے بنی ہے۔ ایک اور خاص بات انہوں نے بیان فرمائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب معراج پر تشریف لے گئے تو جنت کی سیر فرمائی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ کر مہمہ میں تھے۔ آپ زمین پر چل رہے تھے تو ان کے پاؤں کی جوتی کی آہٹ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں سن لی۔ جنت کتنی دور ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں

سلام تو یہ کروڑوں بار لکھا جاتا ہے آپ کہیں کہ اریوں سلام تو یہ اریوں ہو جاتا ہے پھر آپ کہتے ہیں کہ بے حد سلام تو یہ بے حد ہو جاتا ہے۔ آپ کہیں کہ اتنا سلام جتنے آسمان کے تارے ہیں تو یہ ستاروں کی تعداد کے برابر لکھا جاتا ہے۔ آپ کہیں کہ اتنا سلام جتنے درختوں کے پتے ہیں تو یہ ازل سے اب تک ہونے والے درختوں کے پتوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ آپ کہیں کہ اتنا سلام جتنے ریت کے ذرے ہیں تو اتنا ہو جاتا ہے آپ کہیں کہ اتنا سلام کہ جتنے پانی کے قطرے ہیں تو تمام روئے زمین اور زیر زمین پانی کے قطروں کے برابر لکھا جاتا ہے۔ آپ کہیں کہ *مَوْلَا یَا صَبَّیْ وَسَلَّمْ دَائِمًا اَبَدًا* تو یہ اَبَدًا اَبَدًا ہو جاتا ہے۔ یہ سلام کی عظمت ہے کہ ایک دفعہ کہو اور جتنا کہتا ہی لکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب سلام پڑھا جا رہا ہو اس وقت جو دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ یہ درود و سلام کے انعامات ہیں۔ یہ محفل میلاد منانے کے انعامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے انعامات سیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائش نذیر احمد صاحب ریسرچ انسٹیٹیوٹ اپریل 04

نشست دوم

معزز حاضرین فارسی کا شعر ہے جو اس وقت مجھے یاد نہیں آ رہا ہے لیکن اس کا مطلب آتا ہے۔ فارسی کا ایک شاعر ہے وہ ہندو عورت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ قربان جائیں اس ہندو عورت پر کہ جس کا خاندان فوت ہو جائے تو اس کو تو جلا دیے ہیں لیکن یہ عورت زندہ ہی اس مرے ہوئے شوہر کے ساتھ جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ یہ رسم تہی کہلاتی تھی۔ کہ شوہر کو فوت ہونے کے بعد چتا میں رکھ کر جلا دیتے تھے لیکن

اس کی بیوی کو زندہ حالت میں ہی اس لکڑیوں کے ڈھیر میں شوہر کے ساتھ رکھ کر جلا دیتے تھے۔ کتنی دردناک موت وہ عورت قبول کر لیتی تھی۔ وہ شاعر کہتا ہے کہ قربان ہو جائیں اس ہندو عورت پر کہ پروانے تو جلتی ہوئی شمع پر آ کر قربان ہوتے ہیں لیکن یہ بھی ہوئی شمع پر جل رہی ہے۔ اب میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر میر صاحب درود کی وجہ سے محفل میں نہ آ سکے۔ تو مرید غائب ہو جاتے ہیں۔ وہ ہندو عورت بھی تم سے نمبر لے گئی ہے۔ وہ فارسی کا شعر اللہ کرے کہ یاد آجائے۔ پروانہ روشن شمع پر جل کر جان دے دیتا ہے۔ جلتی ہوئی شمع پر قربان ہوتا ہے۔ مرید بھی میر صاحب کی موجودگی میں ان کے گرد گھومتا ہے اور اگر بچہ نہ ہوں تو مرید بھی غائب ہو جاتا ہے لیکن ہندو عورت پر قربان جائیں کہ وہ مرے ہوئے خاندان پر بھی جل رہی ہے۔ شاید میری اس عرض گزارش کا لحاظ رکھتے ہوئے آئندہ محافل میں حاضری زیادہ ہو جائے۔ یہ محفل نہ میری ہے نہ آپ کی ہے۔ یہ محفل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ میں کون ہوں کہ یہ کہوں کہ یہ محفل میری وجہ سے ہے۔ ہر محفل میلاد میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور وہ ہر محفل میں موجود ہوتے ہیں اس لئے میر صاحب کی طرف نہ دیکھو بلکہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو۔ میر صاحب کی غیر موجودگی کی طرف نہ جاؤ۔ بلکہ یہ دیکھو کہ ذکر کس کا ہو رہا ہے۔ مکان کی عزت یکین سے ہوتی ہے۔ کسی مکان کی عزت و عظمت اس ہستی کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس میں رہائش پذیر ہوتی ہے۔ اگر کسی مکان میں صدر پاکستان رہتا ہے تو وہ President House ہے۔ اس کی ایک منفرد شان ہے۔ عایشان عمارت ہے۔ اس عمارت کی بھی بڑی عزت ہے حالانکہ اس عمارت کو بنانے میں کوئی خاص میٹرل نہیں لگایا جاتا۔ وہی سینٹ، ریت، اینٹ وغیرہ سے ہی تعمیر ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی بہترین نادر نمونہ کا بنا ہوا مکان ہے لیکن اس میں کوئی عام بندہ رہائش

پذیرے تو کوئی اس اعلیٰ مکان کو بھی فوقیت نہیں ملتی اس کی بھی کوئی Value نہیں ہوتی۔ اس کی بھی کوئی قدر و قیمت نہیں بنتی۔ مکان کی اپنی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ عزت اس سکین کی ہے۔ جو اس میں رہائش پذیر ہے۔ محفل کی اپنی کوئی عزت نہیں یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی وجہ سے ہے۔ لہذا میری عرض ہے کہ بھر صاحب موجود ہوں کہ نہ ہوں۔ محفل کی رونق اس کی حاضری پوری دینی چاہئے۔ بھر صاحب زندہ ہے کہ مر گیا ہے (اللہ نہ کرے) لیکن محفل زندہ دینی چاہئے کہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہے۔ دو چار باتیں عرض کرنی ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں کیا کر رہے ہیں اور ان کا فائدہ کیا ہے۔ اگر کوئی یہ کہہ دے کہ یا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس بندے کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی سے سیرت شکل انہاں دی
نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی چاندی

اگر حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ سیاہ باطن صاف ہو جاتے ہیں۔ تمام باطنی سیل یکیل ختم ہو جاتی ہے۔ باطن روشن ہو جاتے ہیں تو پھر اگر سردار الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو کیا حاصل ہوتا ہوگا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے بندے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لینے سے کیا گناہ حاف نہیں ہوں گے۔ کیا بخشش نہیں ہوگی۔ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جو محفل میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے ہیں جب بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے۔ جب بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہے۔ وہ نیک لوگوں میں ہی ہوا ہے وہ بخشے ہوئے لوگوں میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو محافل منعقد کی ہیں۔ ایک محفل اپنے

تعارف کے لئے کی ہے اور دوسری محفل اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعارف کے لئے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محفل میں ہر ایک کو بلایا۔ نیک و بد سب کو بلایا۔ فرعون، نمرود، ہامان، ثرؤاد، قارون، ابوجہل، ابولہب، شیطان تمام آگئے۔ کسی کو نہیں چھوڑا۔ سب کو بلایا۔ لیکن جب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل منائی تو صرف انبیاء علیہم السلام کو بلایا۔ اور اس محفل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا ذکر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا ذکر ہوا۔ کہ جب میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہو۔ جب وہ تشریف لے آئیں تو ان پر ایمان لانا۔ ان کی غلامی کرنا۔ ان کی تشریف و توصیف بیان کرنا۔ ان کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر میں ہر کسی کو بلارہا ہے۔ تمام فرقے موجود تھے۔ اس لئے ہنتر میں سے بہتر فرقوں میں ذکر اللہ تو ہوتا ہے لیکن ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے ہنتر فرقے ہوں گے اگر ابھی تک نہیں ہوئے ہیں تو ہو جائیں گے۔ فرمایا ہنتر میں سے بہتر جنہوں ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا۔ اس ایک فرقے میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے باقی بہتر فرقوں میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں۔ کیا کسی اہل حدیث کی مسجد میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ سکتے ہیں۔ نہیں پڑھ سکتے۔ یہاں قریبی مکان کا ایک چوکیدار تھا۔ عمر ربیدہ تھا اسے نعت پڑھنے کا شوق تھا۔ جہو کا دن تھا۔ وہ اس قریبی مسجد "طیبہ" میں چلا گیا۔ پتیکر موجود تھا۔ ایک بچہ نے تلاوت کی تو اس نے نعت شریف پڑھنی شروع کر دی۔ مسجد میں موجود لوگوں نے اس کو اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دیا۔ جہاں بخشے ہوئے نہیں ہوتے وہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتا۔ اور جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ بخشے ہوئے ہی ہوتے ہیں۔ قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (المائدہ ۱۵) "بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور

آیا۔ "تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا۔ آپ تمہارے پاس میں تشریف لائے۔ آپ میں پیدا ہوئے ایک نور۔ یہ آیت مبارکہ کب نازل ہوئی۔ اس کا اگر شان نزول دیکھیں تو یہ ایک عجیب بات ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں تھے۔ وہاں کافر بھی تھے۔ وہاں مشرک بھی تھے۔ وہاں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ مکہ مکرمہ میں یہ آیت مبارکہ نہیں آئی۔ کیونکہ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ ہے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مکہ مکرمہ میں اس آیت مبارکہ کا نزول نہیں ہوا۔ کیونکہ وہاں ابوجہل بھی ہے۔ ابولہب بھی ہے۔ حقہ، شیبہ بھی ہیں اور بھی منکرین رسالت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل نہیں ہونے دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار جاندار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ہمراہ آخری حج ادا فرمانے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں تو راستہ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ فَذِجَاءَ كُمْ يَوْمَ اللَّهِ نُورٌ وَ كَيْفَ تَبَيَّنَ (المائدہ ۱۵) "بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب"۔ لہذا یہ سکھایا پڑھایا جا رہا ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف بخشنے ہوئے لوگوں میں ہی ہوتا ہے۔ ان میں عشرہ مبشرہ بھی تھے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی تھے۔ ان میں مجاہد بھی تھے ان میں غازی بھی تھے۔ وہ سب بخشنے ہوئے تھے۔ اس لئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہاں ہے جہاں سب بخشنے ہوئے ہوں۔ آج بھی یہی چیز چل رہی ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف بخشنے ہوئے لوگ ہی حاضر ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں ولادت باسعادت کے بعد سب سے پہلے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ثوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منایا ہے۔ یہ ابولہب کی زرخیز لوطی تھی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو ثوبیہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا ابولہب کے پاس گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت یوں کہہ لو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد ہونے کی خوشی کا اظہار فرمایا۔ وہ عربی کے الفاظ تو اس وقت یاد نہیں آ رہے ہیں لیکن یہاں ہماری محافل میں ایک نعت پڑھی جاتی ہے۔ جو سرور جواد صاحب پڑھا کرتے ہیں۔ مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعت ان اشعار کا ترجمہ ہے جو حضرت ثوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خبر دیتے ہوئے ابولہب سے کہے تھے۔

دیکھے جو تیرا جلوہ تو سنور جائے نظر بھی
روشن تیرے نور سے سورج بھی قمر بھی
دیتے ہیں طائر تیری رسالت کی گواہی
بول اٹھے تیرے حکم سے پتھر بھی شجر بھی
جس وقت چلے آپ۔ ہوئے خوشبو سے معطر
کوچے بھی مکانات بھی دیوار بھی در بھی
دے ڈالیں گے جاں شربت دیدار کے بدلے
مرنے پہ آپ جو تلے ہیں تو ہم جائیں گے مر بھی
اک میں ہی نہیں سب ہیں تیرے چاہنے والے
اللہ بھی، حوریں بھی، فرشتے بھی، بشر بھی
چوکھٹ پہ بھکاری ہیں کھڑے آس لگائے
یا شاہِ دو عالم، نظر لطف ادھر بھی
کیا وقت عبادت ہے سہانا اٹھو اکبر
ہیں نغمہ سرا نعت میں مرغانِ سحر بھی

حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات چیت سے ہی متاثر ہو کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی ماں نے جنمائیں۔ میری آنکھوں نے اتنا حسین کوئی دیکھا نہیں ہے۔ اس نعت کی بنیاد بھی اصل میں حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہی کہے ہوئے اشعار ہیں حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس خوش خبری دینے کے عوض میں کیا انعام ملا۔ سب سے پہلا میلاد اس نے پڑھا ہے تو انعام یہ ملا کہ اسی لمحہ ابولہب نے کہا کہ جاتو آزاد ہے۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غلامی سے نجات دلانے والی چیز میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ دنیاوی غلامی سے آزاد ہوئی آپ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منائیں آپ جہنم سے آزاد ہو جائیں گے۔ اگر کہیں سے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کہے ہوئے اشعار مل جائیں تو ان کو پڑھیں۔ فرمائی ہیں کہ وہ نور جیسا ہے۔ وہ چاند جیسا ہے۔ اس کا چہرہ روشن ہے۔ وہ بہت حسین ہے جب اس پر نظر پڑتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ اس کو دیکھنے ہی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے میلاد کو قبول فرمایا اور اسے آزادی نصیب کر دی۔ اس سے ہمیں سبق یہی ملتا ہے کہ اگر آپ محفل میلاد منائیں گے تو جہنم سے آزادی مل جائے گی۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس دوسرے شخص نے حصہ لیا ہے وہ ابولہب ہے اس نے کلمہ تو نہیں پڑھا۔ مسلمان تو نہیں ہوا۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو اسلام قبول کر لیا تھا۔ صحابیہ بن گئی تھیں۔ جب حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو میلاد کا انعام ملا ہے۔ تو پھر ابولہب کو بھی ملنا چاہئے کیونکہ اس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوش منائی تھی اور خوش ہو کر حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر دیا تھا۔ اگرچہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بستیجا ہونے کی خوشی میں کیا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ان کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خواب

میں دیکھا اور پوچھا کہ بھائی صاحب کیا حال ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب سے آپ سے جدا ہو کر یہاں آیا ہوں۔ عذاب میں ہی ہوں۔ چھ دن پیاس سے مرتا ہوں جلتا ہوں لیکن ہر ساتویں روز میری اس انگلی سے میٹھا شربت نکلتا ہے۔ جس کے اشارے سے میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ میں وہ شربت پیتا ہوں تو میری سات دن کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اتنا انعام تو اسے بھی ملا ہے اور مل رہا ہے اگر وہ بھی کلمہ پڑھ لیتا تو آج جنت میں ہوتا۔ کلمہ پڑھنے کے باوجود میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی فائدہ پہنچا دیا ہے۔ تیسرا جو شخص ہے وہ شیطان ہے جس کو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ پہنچایا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو یہ اپنے سر میں مٹی ڈال کر رویا۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حج و پکار کرنے والا۔ رونے والے۔ ہائے ہائے کرنے والا سب سے پہلا شخص شیطان ہے اس نے جب دیکھا کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزادی مل گئی ہے۔ ابولہب کو شربت مل رہا ہے تو اس نے عرض کیا کہ یا اللہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشی میں مجھے بھی کوئی انعام عطا فرما۔ وہ اللہ تعالیٰ کو تو مانتا ہے تو حمید پرست ہے لیکن رسالت کا انکار ہے۔ ایک فرشتہ مقرر کیا گیا تھا جو شیطان کے منہ پر ہر روز مکے مارتا تھا کہ جس سے اس کی شکل بگڑ جاتی تھی اور شام کو پھر درست ہو جاتی تھی۔ جب اس نے بھی انعام مانگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آج سے تجھے کئے نہیں مارے جائیں گے۔ اس کے منہ پر جو فرشتہ مگا مارتا تھا وہ موقوف کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی میں شیطان کو بھی یوں انعام سے نواز دیا۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان بھی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ابولہب بھی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ جس جس نے بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

و سلم میں حصہ لیا ہے اس کی بخشش ہوئی ہے۔ حضرت درداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تیزی سے مسجد سے نکلے۔ جلدی جلدی چلے اور حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر جا کر زور سے دستک دی۔ فرمایا کہ اندر کون ہے اور کیا کر رہا ہے۔ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے کہ کیا ہو گیا ہے۔ شاید کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں میری بیوی ہے اور بچے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ فرمایا کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی باتیں کر رہے ہیں۔ فرمایا اور کچھ کیا کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی ہی باتیں کر رہے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سارے دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں اور پھر فرمایا کہ جو کوئی تیری طرح کرے گا۔ اس کے گھر کی طرف بھی رحمت کے دروازے کھلے رہیں گے۔ اگر آپ بھی اپنے گھر کی طرف رحمت کے دروازے کھولنا چاہتے ہیں تو کسی رنگ میں ڈھنگ میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ مل کر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کر لیا کرو۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ حدیث شریف موجود ہے کہ جہاں کہیں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے قدرت الہی اس ساری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دیتی ہے۔ ہم اس وقت کہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم روضہ اقدس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں وہاں کس چیز نے پہنچا دیا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچا دیا ہے۔ نماز پڑھو روزہ رکھو کوئی اور نیک عمل کرو تو یہ عمل تمہیں روضہ اقدس میں نہیں پہنچائے گا۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرو گے تو پہنچ جاؤ گے۔ اب بات یہ ہے کہ ساری دنیا کو Over All کیا ملا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہلی

قوموں پر جتنے بھی بڑے بڑے عذاب آتے تھے۔ جس طرح سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو پہاڑ تلے دبا دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی قوم کو آندھی کا عذاب دیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی میں غرق کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر مختلف عذاب آتے رہے۔ جس طرح سے کہ میڈیکل، خون، جینس وغیرہ قوم شہود پر عذاب آئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری ولادت باسعادت کے باعث میں نے تمام بڑے بڑے عذاب موقوف کر دئے آئندہ کوئی بڑا عذاب نہیں آئے گا۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات ہیں اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 09-09-04

بقیہ السطر ۱۲۹

لئے نہ رکھی ہوتی۔ علم اور عبادت ہی کا سہارا ہوتا تو شیطان کا یہ انجام نہ ہوتا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کر سکا۔ ان کی پیشانی میں نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ شیطان تعظیم نہ کر سکا۔ آج لعین بنا ہوا ہے۔ پتہ چلا کہ دامن ولی کے بغیر دولت بھی بے کار ہے۔ حکومت بھی بے کار ہے، علم اور عبادت بھی رائیگاں جاتی ہے۔ لہذا حضرات تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ملاقات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دامن اولیاء اللہ ہے یہ ہمارے خزانے ہیں۔ یہ بخشش کے بہانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 09-07-04

مغرب نئے

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکھ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
زُخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذنِ ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
زُخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو ایک جہات بنتی ہے
جس سے میری اور تیری نجات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

معزز حاضرین۔

شعر پڑھا گیا ہے کہ

بجھا لے اپنے حصے کا جہنم

کیا تیری آنکھوں میں پانی نہیں ہے

آدمی کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو گھر بنائے ہوئے ہیں ایک جنت ہے اور ایک
دوزخ ہے۔ شاعر ہمیں اس شعر میں دعوت دے رہا ہے کہ تیرا جو جہنم والا گھر ہے اس کو
بجھا لے اور اس کا طریقہ اس نے یہ بتایا ہے کہ کیا تیری آنکھوں میں پانی نہیں ہے مطلب
یہ ہے کہ آنسو بہا لے۔ اس نے نسخہ یہ بتایا ہے کہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے رو لیں۔
شر مسار ہو جاؤ۔ نام ہو جاؤ۔ تو ان نعمات کے آنسوؤں کی وجہ سے تیری بخشش ہو جائے
گی۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہمارے جد امجد ہیں۔ ابوالبشر ہیں۔
ہم سب کے بابا جی ہیں۔ انہوں نے بھی تین سو سال تک نعمات کے آنسو بہائے لیکن
بخشش تو نہیں ہوئی تھی۔ پروفیسر صاحب آپ دیکھیں اور انصاف کریں کہ ہم سب کے
باوا آدم کون ہیں اور کتنے سال انہوں نے نعمات کے آنسو بہائے ہیں اور کتنے آنسو
بہائے ہیں۔ اتنے آنسو کہ جتنے ازل سے اب تک شروع سے قیامت تک تمام بندے آنسو
بھائیں گے اتنے آنسو اکیلے حضرت آدم علیہ السلام نے بہائے ہیں۔ ان کی بخشش بھر بھی
نہ ہوئی ہماری کس طرح سے ہو جائیگی۔ شعر پر تو ہم مجھوم رہے ہیں۔ اس کی بڑی داد
دے رہے ہیں۔ نعت خواں کو بڑے پیسے دے رہے ہیں لیکن یہ نسخہ غلط ہے آنسوؤں سے
بخشش کرانے کا نسخہ جو شاعر نے بتایا ہے وہ غلط ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جہدے
بھی کئے۔ آنسو بھی بہائے۔ طواف بھی کئے۔ نعمات کے باعث آسمان کی طرف دیکھا
تک نہیں ہے۔ لیکن معافی نہیں ملی۔ بخشش نہیں ہوئی۔ لغزش جو ہوئی وہ ان کی اپنی شان
کے مطابق ہے ہم اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتے۔ وہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
ہے ہم اس سے متعلق کچھ بول بھی نہیں سکتے۔ لیکن لغزش ہے اور آنسوؤں نے کچھ بھی
نہیں کیا۔ آنسوؤں والا نسخہ فیل ہو گیا۔ پھر وہ پاس کس طرح سے ہوئے۔ لغزش کی معافی

کس طرح سے ملی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں کوئی اور علم القاء کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پہلے سے بھی علم عطا کیا ہوا تھا۔ قرآن مجید کیا فرما رہا ہے۔ وَعَلَّمْنَاكُم بِالنِّسَاءِ كُلِّهِنَّ (البقرہ ۳۱) "اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دئے" اللہ تعالیٰ نے تمام علوم حضرت آدم علیہ السلام کو دے دیئے لیکن ایک علم تب دیا کہ جب انہوں نے اپنی پوری کوشش کر لی اور لغزش معاف نہ ہو سکی۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آگیا۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام ایک فقرہ اور ہے وہ یولو تو میں تمہاری لغزش معاف کرتا ہوں۔ یا اللہ وہ فقرہ عطا فرادیں فَتَلْقَىٰ اٰدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ (البقرہ ۳۷) "پھر سکھ لئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کئے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تو یہ کہہ دے کہ مجھے نام محمد ﷺ کے صدقہ بخش دے تو میں تمہیں ابھی بخش دیتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جب یہ فقرہ بولا تو فَتَنَابَ عَلَيْهِ (البقرہ ۳۷) "تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی"۔ لہذا جس کی بھی بخشش ہوتی ہے وہ وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔ عظمت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔ اپنا اپنا عقیدہ درست کر لو۔ ہنر میں سے جو یہ بہتر فرتے ہیں جو کچھ مرضی کر لیں۔ یہ روئے ہیں۔ دیوار گریہ کیا ہے۔ یہ بیودیوں کی بیانی ہوئی دیوار ہے اللہ جانے کہ یہ کس شہر میں ہے۔ سارے بیودی وہاں جا کر روئے ہیں گریہ زاری کرتے ہیں۔ دھازیں مار مار کر روئے ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی جنتی نہیں بنتا کسی کی بخشش نہیں ہوتی۔ پھر ان آنسوؤں کا کیا فائدہ ہے۔ ہم ایک دورہ پرائیٹ پنجاب انڈیا گئے وہاں سکھ بھی اپنے پرانے دوست زرعی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل ہم مشغلہ تھے جن سے میننگ تھی۔ وہ سکھ دوست ہمیں اپنے "دربار صاحب Golden Temple" لے گئے وہاں ہم نے دیکھا کہ سکھ مرد اور خواتین سجدے میں پڑے ہوئے تھے اور بڑی

زار و قطاری رو رہے تھے۔ وہ قیامت تک بھی اگر روتے رہیں گے تو بخشش نہیں ہوگی۔ ہم کچھ نہیں کرتے اگر کچھ کرتا ہے تو نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔ جس کے پلے میں یہ سوعات ہے اس کے پلے میں سب کچھ ہے اور جس کے پلے میں یہ نہیں ہے اس کے پلے کچھ بھی نہیں ہے۔ چند مجرب نسخے ہیں۔ مجرب کیا ہوتے ہیں تجربہ شدہ Certified Effective Approved کہہ لیں آرمایا ہوا۔ آزمودہ نسخے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑو۔ اہل بیحرمت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا آتا ہے۔ اور اس کے ایک قطرہ سے ہی تیری ہمیری بخشش ہو جاتی ہے۔ دوسرا نسخہ یہ ہے کہ ایک آدی تھا پانچ سو سال عمر تھی کوئی نیکی کی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا پروگرام بنایا کہ اس کو نیکی کرنے کے توفیق ہی نہ دی۔ نماز ہوتی، روزہ ہوتا، حج ہوتا یا کوئی صدقہ خیرات ہوتی۔ کوئی بیوہ پروری ہوتی یا کوئی ایسا نیک عمل ہوتا تو لوگ سمجھتے کہ اس عمل کے باعث بخشش ہوئی ہے۔ وہ کوئی نیکی کر ہی نہیں سکا۔ بہت ظالم تھا۔ نہ کسی اپنے کا لحاظ اور نہ ہی کسی پرانے کا لحاظ۔ ہر ایک سے لڑائی۔ ہر ایک سے فساد۔ ہر کسی کو دھوکہ فریب، آخر کار وہ مر گیا۔ ہم نے بھی مر جانا ہے۔ لوگوں کو بہت غصہ، رشتہ دار بہت تالاں کہ ہم نے اس کو دفن نہیں کرتا ہے۔ کتنے کی طرح اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر اس کو گھسیٹا اور باہر روڑی پر پھینک دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا بیٹھا باندھ روڑی پر پڑا ہوا ہے۔ اس کو اٹھاؤ۔ اس کو غسل دو۔ کفن دو۔ اس کا جنازہ پڑھاؤ۔ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ سب حیران ہو گئے کہ یہ اتنا ظالم اور پھر یہ بخشا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے خاص حکم آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی پھر عرض کیا کہ یا اللہ یہ اتنا ظالم اور

ناپسندیدہ بندہ کس طرح سے بخش دیا گیا ہے۔ ہمیں بھی اس کی خبر ہو جائے کہ اس بندے کی بخشش آپ نے کس وجہ سے کی ہے۔ ہم نے اس کے پلہ میں کوئی نیکی زندگی بھر نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام تیری شریعت کے مطابق اس سے کوئی نیکی نہیں ہوئی لیکن ایک روز اس نے جب توبہ کھولی تو اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہوئی تھی۔ یہی ہم بھی دوسرے سے سن رہے ہیں۔ اسی طرح کی کوئی نعت لکھی ہوئی تھی اس نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا تو اس کی وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ آج بھی یہ نسخہ کار آمد ہے۔ نام نامی ام گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دو تو بخشش تمہاری بھی ہو جائے گی۔

تقہیم جس نے کی محمد ﷺ کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

لوگ کہتے ہیں کہ بوسہ نہیں دینا چاہئے کہ یہ شرک ہو جاتا ہے۔ حجر اسود کو تو آپ بوسہ دے رہے ہیں۔ اپنے بیٹے بیٹی اور پوی کا تو بوسہ لے لیتے ہو۔ وہاں تو شرک نہیں ہوتا۔ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دو تو یہ شرک ہو جاتا ہے۔ جو نام نامی ام گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقہیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتے ہیں۔ اس بندے کا ہم آج ذکر کر رہے ہیں۔ اس کے ذکر سے ہی ہماری بخشش ہو رہی ہے۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جو بخشا ہوا ہوتا ہے اس کا ذکر بھی بخشش کا بہانہ ہوتا ہے۔ ایک اور طریقہ بھی ہے۔ تیسرا نسخہ بھی ہے۔ اس پر پیسے خرچ ہوتے ہیں لیکن وہ بھی بڑا مجرب ہے۔ وہ یہ ہے کہ در نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (النساء ۶۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے

محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ "اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو جاؤ۔ وہاں معافی مانگو اور ان سے عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں پھر وہ اگر تمہاری شفاعت فرمائیں تو میں تمہاری توبہ قبول کر کے تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ یہ نسخہ بہت مہنگا ہے کم از کم پچاس ہزار روپے خرچ آتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے رونے کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری ہی زیارت کر لی۔ جو مدینے میں مر گیا۔ وہ جنتی ہو گیا۔ فرمایا کہ اگر تم سے یہ ہو سکے کہ مدینہ منورہ میں مر جاؤ تو مر جاؤ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ

گنبد خضراء کے آگن کی ہوا مانگی ہے

ہم نے مرنے کی مدینے میں دُعا مانگی ہے

خود کشی نہیں لیکن اگر تیری موت آجائے تو مدینہ میں مر جاؤ۔ یہ تیری بخشش کا بہانہ بن جائے گا۔ اگر مدینہ شریف جانے کے وسائل نہ ہوں تو پھر کیا کرے اس کے لئے بھی ایک نسخہ ہے کہ وہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آجائے۔ آج کی محفل تو بڑی نورانی ہے۔ ہر بندہ نور علی نور ہے۔ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون کس سے بہتر ہے۔ محفل میلاد میں آ جاؤ۔ خواہ کوئی بھی غرض ہو۔ خواہ روٹی ہی کھانے کے لئے آ جاؤ۔ مانا کہ یہ تیری دنیاوی غرض ہے لیکن تو محفل و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی کس غرض سے بیٹھا ہوا ہے وہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ کہاں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ وہ پوچھتے ہیں نہیں ہیں کہ کیوں بیٹھا ہے۔ مدینہ شریف سے متعلق شعر ہے۔

یہ کوچہ جاناں ہے سنبھل کر پاؤں رکھنا
ہر سمت فرشتوں کی بارات کھڑی ہو گی

وہاں بھی فرشتے حاضر رہتے ہیں۔ محفل میلاد میں بھی مشرق، مغرب، شمال، جنوب ہر سمت کے فرشتے آ جاتے ہیں اور پوری محفل کو گھیر لیتے ہیں۔ وہ امیر پروری ہے۔ یہ غریب پروری ہے۔ مدینہ شریف حاضر ہوتا اور بخشش کرانا امیر پروری ہے لیکن کسی کو محفل میں بلا کر بخشا غریب پروری ہے۔ مدینہ شریف میں ستر ہزار ہوتے ہیں۔ یہاں کوئی حساب ہی نہیں محفل کی جگہ کو زمین سے لے کر پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ فرشتوں کی آمد ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس کی اور کوئی وجہ نہیں ہے۔ سیکر کا ہونا ضروری نہیں۔ روشنیوں کا ہونا بھی ضروری نہیں۔ نیت بھی ٹھیک نہ ہو لیکن محفل میں آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو۔ حالانکہ وہ خود علیم ہے خبر ہے پھر بھی فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو۔ اسے پوچھنے کی ضرورت نہیں وہ جانتا ہے کہ کہاں سے آئے ہیں۔ پھر بھی ہماری تعلیم کے لئے پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ عباس صاحب کے گھر میں محفل تھی ہم وہاں سے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی میری عظمت کی قسم میں نے بھی سب کو بخش دیا۔ آنسو خواہ آئے ہوں کہ نہ آئے ہوں خوشی کے آنسو بھی آ جاتے ہیں۔ وہ شکر کیا ہے۔

تھا عجیب منظر - جنوں تھا اور میں تھا
کبھی گریہ مرت - کبھی غم سے مسکراتا

فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ تو قسم اٹھاتے ہیں کہ میں نے سب کو بخش دیا ہے لیکن محفل میں آنے والوں کی غرض تو محفل کی حاضری نہ تھی۔ دنیاوی اغراض تھیں۔ کوئی روٹی کمانے آیا۔ کوئی پیسے لینے آیا۔ کوئی سی آئی ڈی کا بندہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میلاد میں آیا اس لئے میں نے بخش دیا ہے۔ یہ بخشش کے بہانے ہیں۔ آنسو آئیں نہ آئیں۔ وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر آنسو بھی کسی کام کے نہیں۔ اگر کسی نے کچھ کرتا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ نے کرتا ہے۔

بجائے تو اپنے حصے کا جہنم
کیا تیری آنکھوں میں پانی نہیں ہے

کسی کے دو گھر ہو سکتے ہیں جہنم یا جنت لیکن انبیاء علیہم السلام کا تو صرف ایک ہی گھر ہے جنت۔ لیکن جنت میں جانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھی دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ انبیاء علیہم السلام پر فرض تھا کہ وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کریں اور اپنی اپنی امت کو یہ ذکر سکھا کر جائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر تو بڑی تفصیل سے قرآن میں ہے۔ **وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِلَيَّ مَسْجِدًا** **أَبْنِي مَصْجِدًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْبَةِ وَهُمْ يَشْكُرُونَ** **بِأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ** **أَحْسَدُ (الصف ۶)** اور یاد کرو کہ جب عیسیٰ بن مریم نے کہا۔ اے نبی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے کتاب تو ریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے "میری اتنی جثیت نہیں ہے کہ میں ان کے پوٹوں کے لئے کھول سکوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریف آوری کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ اسی طرح سے ان سے پہلے آنے والے تمام انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری دیتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود حشر والے دن تمام انبیاء علیہم السلام بھی دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پناہ لیں گے۔ اور ان کی شفاعت سے بخشش ہوگی۔ لہذا بخشش شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم اور اچھے عقیدہ سے ہے تو یہ مان کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ حیات ہیں۔ حاضر ناظر ہیں، علم غیب رکھتے ہیں، شفیع ہیں، مالک و مختار ہیں یہ مانے جاؤ تو بخشش کے حقدار ہو جاؤ گے۔ یہ بخشش کے بہانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ شہر تو ٹھیک ہے کہ

بجائے تو اپنے حصے کا جنم

کیا تیری آنکھوں میں پانی نہیں ہے

لیکن معیار پر پورا نہیں اُترتا۔ اس سے عقیدہ نہیں بنتا ہے۔ ایسی محفلیں ہوتی ہیں کہ ذریعہ دو گھنٹے کی دُعا ہو رہی ہے لوگوں کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ زار و قطاری رو رہے ہیں۔ دھاڑیں مار رہے ہیں۔ آنسوؤں سے کام نہیں بنتا بلکہ یہ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔ دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جائیں۔

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں

میرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

جنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے جس کو چاہیں اندر لے جائیں جس کو چاہیں باہر نکھیں۔ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس میں ادب ہے اس میں تعظیم ہے کیا یہ تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ کیا یہ اس کا ادب کرتا ہے کہ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے۔ جنت کا حصول اَدَبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یہ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سب آزمائے کی توفیق عطا فرمائے۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ بچال بڑا ہے

اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ عقیدے کو بھل لگنا ہے۔ عقیدے میں ادب ہے تعظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنْسَا اَزْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَمَشِيْرًا وَنَذِيْرًا ۚ لَوْ اَمِنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعْبُدُوْهُ وَتَوْفَرُوْهُ وَتَسْبِيْحُوْهُ بِكُوْنَةِ زَاوِيْنَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (الفتح ۸) "بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنا۔ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔" اس آیت مبارکہ کی ترتیب دیکھو کہ پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان فرمائی کہ وہ شاہد ہیں۔ حاضر ناظر ہیں خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے اور پھر فرمایا کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرو۔ ان کی تعظیم و توقیر کرو اور پھر میرا ذکر کرو۔ ایمان یہ ہے کہ کلمہ شریف بِرَحْمَةِ اللّٰهِ الْاَلَا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مسلمان ہو جاؤ۔ ایمان لاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو اور پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ مَبْحَثَانَ اللّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، اللہ اکبر تو یہ ذکر قبول ہو جائے گا لیکن وہ کلمہ شریف پڑھ کر اس سے اگلا Step اگلی بات اس سے اگلا حکم چھوڑ گئے کہ جس نے کوئی رنگ لگایا تھا۔ چل لگایا تھا۔ جس نے کرم لگایا تھا۔ وہ ترک کر دیا اور اس سے اگلے Step پر چلے گئے۔ مَبْحَثَانَ اللّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، یا سخی یا قیوم پر پہنچ گئے۔ یا سخی یا قیوم لکھ لکھ کر مساجد کی دیواریں سیاہ کر دی ہیں۔ لیکن یا رسول اللہ نہ کسی کو کہنے توفیق عطا ہوئی ہے اور نہ ہی کہنے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بخشش کا یہ بہانہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ اور کوئی چیز بات بنانے والی نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے برگزیدہ ہستی حضرت



پیر طریقت، لاہور شریعت عاشق رسول خلیفہ پروفیسر ڈاکٹر

حضرت علی محمد چوہدری نقشبندی خلیفہ دامت برکاتہ العالیہ

23/18 نمبر گزشتہ، دو کالونی فیصل آباد فون نمبر: 639292

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ لوگوں کو سنو یہ عظمت ان کو نماز، روزہ سے نہیں ملی ہے۔ یہ میرا ادب اور میری خدمت کرنے کی وجہ سے مقام ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک نسخہ اور بھی ہے۔ جب بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی آتا تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے انگوٹھوں پر بوسہ دے کر آنکھوں پر لگاتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سنت پر عمل کرے گا اس کا گھر جنت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے پاس ہوگا۔ یہ بھی بخشش کا ایک بہانہ ہے اللہ تعالیٰ ایسی بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کہیں گے کہ اگر بخشش کے یہی طریقے ہیں یہی نسخے ہیں تو پھر اعمال کس کام آئیں گے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے جنت اعمال کی بنیاد پر نہیں دی ہے۔ میں نے وہ اپنے فضل سے دی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل کیا ہے۔ فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ فضل لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس رحمت سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آؤ ان کی خدمت میں سلام پیش کریں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد عباس صاحب چناب روڈ 10-08-04

مجھے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر سلامتی چاہتے ہو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلامتی بھیجو اور جب وہاں سے سلامتی آئے گی تو تجھے بھی سلامتی مل جائے گی۔ مجھے بھی سلامتی مل جائے گی۔ آؤ ان کی بارگاہ میں سلام پڑھتے ہیں۔

ارشادات عالیہ مظہر نور خدا مظہر نور مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم عاشق رسول محبت ال رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



ستر ہواں حصہ

پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نعت شریف

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
 جان مُراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے
 عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
 اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے
 عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
 کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے
 اک ترے رخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
 انس کا انس اُسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے
 وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
 جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
 تجھ سر سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں
 پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے
 پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بے قرار
 روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے
 شان خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز
 سدا سے **جسم** ہے نرم سی اک اُڑان ہے
 خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ، تو ہے **غیر مستحق**
 تیرے لئے امان ہے تیرے لئے **پناہ** ہے

پیش لفظ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث شریف سے ہمیں یہ خوشخبری ملتی ہے کہ شرق و غرب میں جہاں کہیں بھی محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے وہ دراصل مدینہ شریف روضہ اقدس میں ہوتی ہے ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میلاد مناتے ہیں اور ہمیں روضہ اقدس کے اندر حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔ اور یہی کرم ہم وسیلہ نجات میں پیش کر دیتے ہیں۔

ایک مثال ہے کہ نمرود نے آگ جلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا گیا۔ ایک چھوٹی سی چیز یا اپنی چونچ میں پانی بھر کر لاتی اور جہاں تک آگ کے قریب ہو سکتی وہاں پانی پھینک کر چلی آتی وہ اپنی سوچ میں آگ بجھا رہی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اے چیز یا تیری کیا حیثیت ہے اپنی جان کیوں گنوا رہی ہے کیا تیرے بجھانے سے یہ آگ بجھ جائے گی۔ وہ جواب دیتی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ میں یہ آگ بجھا نہیں سکتی۔ لیکن میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرف داروں کو پکارا جائے تو ان میں میرا نام بھی شامل ہو۔ اس نسبت سے وہ چیز یا انشاء اللہ جنت میں جائے گی کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کا حشر اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ چیز یا سے وہ آگ نہ بجھ سکتی تھی اور نہ بجھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بنا دیا لیکن اس چیز یا نے جو اپنی بساط کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف داری کی تو اس کوشش نے اس کا کام بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ

خود ذکر ہے تو ہم کیا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے ہیں ہماری کیا حیثیت ہے ہماری کیا بساط ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق ان کا ذکر کر سکیں۔ ہم تو صرف چڑیا کی طرح اپنا نام ذکر ان کی فہرست میں درج کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ان کے لئے ہی بلند کیا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر کر دی ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بلند کرتا رہتا ہے۔ ہمارے لئے تو کوئی گنجائش ہی نہیں رہنے دیتا۔ وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰٓئِی۔ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمادی۔ اِنَّا اَعْطٰیْکَ الْکَوْثَرَ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ ہم اس میں کیا اضافہ کر سکتے ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں جو چند لہجوں اور کلمات بیان کرتے ہیں۔ گو کہ وہ چڑیا کی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ ہے لیکن وہ ہمیں عبادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور طرف دارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کر دیتا ہے۔ اسی نسبت سے ہمارا حشر نشر بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم یہی بیان وسیلہ نجات میں دیدیتے ہیں تاکہ ہمارا شمار بھی ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں میں ہو جائے اور ہم سنتِ الہی پر عمل کرنے والوں میں سے ہو جائیں ہم نہ کچھ کرتے ہیں اور نہ ہی کچھ کر سکتے ہیں لیکن اپنا نام ثناء خوانانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھوا لیتے ہیں۔ انشاء اللہ یہی ہماری کامیابی اور کامرانی ہے اور ان محافل کے انعقاد کا فقط یہی ایک مقصد ہے اور یہی مقصد وسیلہ نجات کی اشاعت کا ہے۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان بیان نہیں کر سکتے

جوان کے لائق ہے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي
وَلٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

کوئی شخص اپنے طور سے اپنی زبان سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ طرف داری تو کر سکتا ہے۔ اپنا نام ثنا خوانانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست میں درج تو کر سکتا ہے۔ اپنی محبت کا اظہار تو کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ محبت بھی ان کی ہی عطا سے ملتی ہے۔ ہم صرف اپنی نجات کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں اور جو کوئی بھی وسیلہ نجات کا مطالعہ کرے گا یہ انشاء اللہ اس کی نجات کا بھی وسیلہ بن جائے گی۔ یہ بھی توفیق صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہی ملتی ہے۔ اپنے آپ نہ کوئی محفل میلاد میں آ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے طور سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کر سکتا ہے۔

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

اور کوئی نعت گواپنی طرف سے نعت نہیں لکھ پاتا جب تک یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطا نہ ہو۔

ملے جو اذن ثنا کا تو لفظ ملتے ہیں

گر ہو ان کی مرضی تو نعت بنتی ہے

ایسے ہی جو کچھ بھی وسیلہ نجات میں ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی عطا فرماتے ہیں اور خود ہی بندے کی شان بڑھا دیتے ہیں۔

تیری پردہ پوشیوں پر میرے جان و دل تصدق

میری بات بھی بنائی میرے عیب بھی چھپائے

اس بزم مصطفیٰ میں جو بھول کر بھی آئے

پروانہ شفاعت وہ ہمراہ لے کے جائے

ہم وسیلہ نجات کو بزم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر ہی پیش کرتے ہیں اگر کوئی بھول کر بھی یا محض وقت گزاری کے لئے ہی اس کا مطالعہ کرے گا تو اسے بھی انشاء اللہ شفاعت کا پروانہ مل جائے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ یہ ہماری کاوش ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے ممکن ہے اس میں خامی بھی ہو لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کریمی یہ ہے کہ وہ ہر ناجائز تحفہ کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

ایک اعرابی حاضر ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گلڑی (خر بوزہ) پیش کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ساری گلڑی از خود ہی تناول فرمائی اور خلاف عادت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دیا۔ وہ اعرابی چلا گیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ازیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو تھوک عطا فرماتے ہیں لیکن آج یہ شفقت نہیں فرمائی۔ آج ہمیں پوچھا تک نہیں ہے اور ساری گلڑی خود ہی تناول فرمائی ہے۔ فرمایا کہ گلڑی کڑوی تھی اگر میں تمہیں بھی اس میں سے دیتا تو تم اس کو تھوک دیتے اور برا محسوس کرتے اور گلڑی کڑوی ہونے کا شکوہ کرتے جس سے اس اعرابی کی دل شکنی ہوتی۔ میں نے وہ ساری اس لئے کھالی ہے تاکہ تمہیں اور اس اعرابی کو بھی اس کے کڑوے ہونے کا علم نہ ہو اور دل شکنی کی بجائے اس اعرابی کی حوصلہ افزائی ہو اور اس کو میرے کھانے پر خوشی بھی محسوس ہو ہم بھی کڑوی گلڑی ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ وہ ہمیں قبول فرما لیتے ہیں۔ ہم کڑوے ہیں۔ ہم ٹیڑھے ہیں ہم بے علم اور

بے ادب بھی ہیں لیکن یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ وہ ہمیں قبول فرمालیتے ہیں اور مزید یہ کہ ہمیں عطا بھی فرمادیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کرم ہم وسیلہ نجات میں پیش کر دیتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ کیا اس طرح سے یہ قبول ہو جاتا ہے فرمایا کہ جب تک پچھلی کہی ہوئی بات قبول نہیں ہوتی اس وقت تک آئندہ کرنے والی کسی بات کی توفیق نہیں ملتی۔ ہر محفل میں جو نئی بات آتی ہے جو بھی کرم ہوتا ہے تو یہ اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سابقہ قبول فرمایا ہے اور آئندہ کے لئے کرم بھی عطا فرمادیا ہے۔ یوں سابقہ بھی قبول ہوتا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ قبول ہوتا رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی عطا فرماتے ہیں وہ قبول کرنے کے لئے دیتے ہیں اس میں سے کسی چیز کے رد ہونے کا امکان نہیں رہتا۔ یہی وسیلہ نجات کی قبولیت کی نشانی ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا
اس بزم میں کوئی ناکام تمنا نہیں رہتا
یہی سب کچھ وسیلہ نجات میں ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کو ناکام تمنا نہ رکھے۔ آمین

- 1- ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات میں جو نعمتیں شامل ہیں وہ یہ کہ ایک محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے (20) بیس لاکھ بری محفلوں کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔
- 2- جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شریک ہوتا ہے اس کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔
- 3- ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر محفل روضہ اقدس میں پہنچ جاتی ہے اس کے

شرکاء کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہچانتے بھی ہیں اور ان کی ہر بات کو سنتے بھی ہیں۔

۴۔ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔

۵۔ ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والا شقی (جہنمی) نہیں رہتا بلکہ سعید (جنتی) بن جاتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ میں نے ذکر میں شامل سب لوگوں کو بخش دیا۔

اللہ تعالیٰ وسیلہ نجات سے یہ انعامات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین
وسیلہ نجات کا حصہ سترھواں حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہترین اشاعت کے لئے قارئین کی مخلصانہ اور قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

14-09-2005

وسیلہ نجات فری لا بیری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین کرنے کے لئے وسیلہ نجات اور دیگر دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے۔
ذیل سرپرستی:- پیر طریقت راہبر شریعت وائف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

منجانب:- شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5 گلی نمبر 10 محمود آباد کالونی

فیصل آباد۔ فون نمبر:- 041-762351

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

محمد ووصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتک۔ ھلکون علی النبی یا لھما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ علی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! نعت شریف پڑھی گئی ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں
پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دھب طیبہ کے خار پھرتے ہیں
ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے کتنے ہزار پھرتے ہیں
لالہ زار کے معنی باغ کے ہیں۔ جب کہیں کہ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ لالہ زار
پہلے سے بنا ہوا تھا۔ اور پھر یہ کہنا کہ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں۔ تو کیا بہار پہلے سے ہی تھی۔ یہ
اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ہم تو ان کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔ لیکن عظمت مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے سوال کرتی ہے کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر لالہ زار بھی پہلے سے ہی ہے
باغ باغچہ پھلا پھولا ہوا پہلے سے موجود ہے۔ اس میں بہار پہلے سے ہی آئی ہوئی ہے تو پھر نبی پاک صلی
اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہوئی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
لالہ زار بھی ان سے ہے۔ بہار بھی ان سے ہے۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان ہوئی نہیں سکتی۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی ولكن مدحت مقاتلی محمد

یہ شعر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پڑھا گیا ہے کہ کوئی بندہ اپنی باتوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر اپنی تقریر کو اپنے شعر کو سجا لیتا ہے۔ کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ شعر ایسے پڑھو جن سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہوتا ہو۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

ہم تو کہتے ہیں کہ ہم آئے ہیں۔ ہم نے محفل سجائی ہے۔ ہم یہ کر رہے ہیں۔ ہم وہ کر رہے ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ ساقی اصل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ ہے اگر یہ ساقی نہ ہو تو پھر نہ ہی مے ہو اور نہ کوئی خم وغیرہ آئے۔ بزم توحید بھی نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی ماننے والا ہی نہ ہو۔

خمیرہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آسمان بھی ان سے بنا ہے۔ کائنات بھی ان کے نور سے بنی ہے۔ ہر چیز ان کے نور سے بنی ہے۔ ایسی صورتوں میں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان تھیں بنیاں سب شاناں کتنے ہی لوگوں نے ہم کو سمجھایا ہے لیکن شکوہ تو صرف یہ ہے کہ ہمیں سمجھ آئی نہیں رہی ہے اگر سب شاناں ایسی صورت تھیں بنیاں ہوں تو پھر لالہ زار کہاں سے آگیا۔ بہار کہاں سے آگئی۔ لالہ زار بھی ان سے ہے۔ بہار بھی ان سے ہے۔ آپ بھی ان سے ہیں۔ آپ کا عمل بھی ان سے ہے۔ ہم کیا ہیں۔ ہم تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ انبیاء علیہم السلام ان سے ہیں۔ ان کی نبوتیں ان سے ہیں۔ ان کے معجزے

ان سے ہیں۔ ان کے کمالات، ان کے فضائل سب ان سے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ ہو رہا ہے۔ ان کو سجدہ کون کر رہا ہے۔ فرشتے اعلیٰ ترین مخلوق ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے ہیں۔ کیا یہ کوئی چھٹا سا مقام ہے۔ ذرا جھک کر ملیں تو لوگ کہتے ہیں کہ شرک ہو گیا۔ شاہ صاحب اپنی دست بوسی نہیں کرنے دیتے۔ شاہ صاحب آپ اپنی دست بوسی کیوں نہیں کرنے دیتے۔ یہ کہتے ہیں کہ شرک ہو جائے گا۔ ہم ذرا جھک کر ملیں تو ان کی نظر میں شرک ہو جاتا ہے۔ لیکن فرشتے تو وہاں سجدہ کر رہے ہیں۔ اور سجدہ کرنے کے لئے وہ کتنا جھکتے ہوں گے۔ یہ سجدہ کون سا تھا۔ مان لیا کہ یہ تعظیمی سجدہ تھا تا کہ تمام فرقے خوش رہیں۔ یہ تعظیمی سجدہ تھا یوں سمجھ لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کی انتہا ہے۔ اور ادھر تمام فرشتوں کی کرکری ہو رہی ہے ان کی ساری شان، ساری عظمت ملنا میٹ ہو رہی ہے۔ خاک میں مل رہی ہے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سجدہ کیوں کیا گیا۔ فرمایا کہ یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو نہ تھا بلکہ ان کی پیشانی میں میرا نور تھا۔ یہ سجدہ اس نور کو تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی یہ شان ان کی یہ عظمت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔

یا ز نور مصطفیٰ او را بہا است
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ کسی کی اگر کوئی شان بنی ہے تو وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی ہے۔ جس کی شان ابھی بنا ہے اس کو جب نور عطا ہو جائے گا تو اس کی شان بھی بن جائے گی۔ نہ کوئی لالہ زار ہے نہ کوئی باغ ہے اور نہ ہی کوئی بہار ہے۔ نہ کوئی پودے ہیں نہ کوئی پھول ہے نہ پھل ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر کچھ ہے تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بناء پر ہے۔

بہترین و بہترین انبیاء جز محمد ﷺ نیست در ارض و سماء
اس کائنات میں سوائے ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کچھ بھی نہیں ہے۔ جو کچھ بن گیا ہے وہ ان سے بنا ہے اور جو کچھ بنا ہے وہ بھی ان سے ہی بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آج اگر ہم صرف اتنا ہی سبق سیکھ لیں تو یہ بہت کچھ ہے۔ صرف بات کو صاف کرنے کے لئے عقیدہ کی درستگی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ 9/10 حسن اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا۔ جتنا بھی حسن اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پیدا کیا ہے اس

کا 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا۔ باقی 1/10 رہ گیا تو آپ کو کوئی فکر اور تجسس نہیں ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پھر کہاں ہیں۔ اگر ہمارے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہو۔ ان کی عظمت ہمارے دل میں ہو تو پھر ہمارے دل کو ضرور گرفت ہوگی کہ 9/10 حصہ تو صرف حضرت یوسف علیہ السلام لے گئے ہیں باقی 1/10 حصہ میں ساری کائنات ہے۔ تو کیا ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی 1/10 حصہ میں سے اپنا حصہ لے رہے ہیں۔ ہمیں چونکہ وہ عشق نہیں ہے لگاؤ نہیں ہے اس لئے ہمیں یہ سن کر ذرا بھی خیال نہیں آتا۔ ہاں وہ عرفان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہے۔ آدھا اسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے آیا ہے۔ ان کے دل کو ٹھیس لگی کہ میں کیا سن رہی ہوں۔ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 میں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تعلیم کے لئے فرمایا کہ میں نہ تو 9/10 میں ہوں اور نہ ہی 1/10 میں ہوں میرے حسن کا صدقہ اُترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ اب آپ کہو کہ وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں کیسے کہتے ہو۔ لالہ زار تو ہے ہی نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور تھا باقی کچھ بھی نہیں تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کون سی چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔ پیدا کرنا میلاد ہے آپ ہی بتائیں کہ آپ کی اس کالونی میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا تھا۔ آپ کو تو یہ ریکارڈ بھی نہیں ملے گا کہ سب سے پہلے اس کوٹھی C-10 میں کون رہائش پذیر ہوا تھا۔ آپ تو اس کالونی سے متعلق جواب نہیں دے سکے لیکن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ جانتے ہیں کہ پوری کائنات میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا تھا۔ فیصل آباد شہر کے مقابلہ میں اس کوٹھی کی کیا حیثیت ہے۔ ہمیں اس کوٹھی کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ یہ سب سے پہلے کس کو الائے ہوئی تھی۔ فیصل آباد شہر میں سب سے پہلے کون آباد ہوا۔ اس شہر میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا۔ ہمیں کوئی علم نہیں ہے حالانکہ تاریخ ہے ہم تاریخ میں بھی فیل ہیں لیکن۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم دیکھئے کہ پوچھا جا رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات میں پوری مخلوق میں سب سے پہلے کون پیدا ہوا ہے۔ فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا۔ اس وقت نہ آسمان تھا۔ نہ زمین تھی، نہ عرش، نہ

کری، نہ لوح محفوظ، نہ بیت المعمور، نہ بیت اللہ شریف تھا، نہ فرشتے، نہ جنت نہ حوریں، نہ کوئی روح، نہ ہی کوئی نبی علیہ السلام، روح بھی نہیں تھی، روح جانے ہو کہ کیا ہوتی ہے۔ آپ کس سے زندہ ہیں۔ آپ روح کی وجہ سے زندہ ہیں۔ اگر روح نکل جائے تو گھروالے بھی کہتے ہیں کہ جلدی کرو۔ کہیں کوئی فساد نہ ہو جائے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہستی ہیں کہ جو روح سے بھی پہلے ہیں۔ ہم روح کے محتاج ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روح کے محتاج نہیں ہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح زندگی نہیں دیتی۔ بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم روح کو زندگی عطا کرنے والے ہیں۔ روح نہیں تھی جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پانی نہیں تھا۔ ہوا نہیں تھی کچھ بھی نہیں تھا، نہ جگہ، نہ طعام، نہ قیام کچھ نہ تھا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی تھے۔ نبی پاک کھانے پینے، ہوا، پانی کے محتاج نہیں ہیں بلکہ کھانا چٹا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نور سے شعاعیں نکلنے لگیں جس سے چیزیں جنم شروع ہو گئیں۔ عرش بن گیا۔ فرشتے بن گئے۔ کری بن گئی۔ زمین بن گئی۔ جنت بن گئی۔ حوریں بن گئیں۔ انبیاء علیہم السلام بن گئے۔ معجزات و کمالات بن گئے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ لالہ زار پہلے بنا ہوا تھا پھر اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ کچھ بھی نہیں تھا۔ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پہلا عقیدہ تو یہ رکھو کہ کائنات میں جس چیز نے سب کو بنایا ہے اور سب کو سنبھال کر رکھا ہوا ہے وہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہم حوروں پر مر رہے ہیں۔ سجدے کر رہے ہیں کہ حوریں ملیں گی۔ یہ کام کرو گے تو ستر حوریں مل جائیں گے۔ وہ کام کرو گے تو بہتر حوریں مل جائیں گی۔ سر پر خواہن سواری پگڑی ہو یا سبز پگڑی ہو آخر تان آ کر حوروں پر ہی ٹوٹتی ہے۔ حوروں کا ہی لالچ پڑا ہوا ہے لیکن یاد رکھو کہ جو حور پر مرتا ہے اسے حور ملتا ہے۔ جو حور پر مرتا ہے اسے کبھی حور نہیں ملتی۔ بلکہ حور ملتا ہے۔ حور کیا چیز ہے جس پر ہم مرتے ہیں۔ علماء سے پوچھیں تو وہ بتاتے ہیں کہ جنت میں حوریں ہیں۔ مکان بنانے کے لئے پہلے اس کا نقشہ یا خاکہ کاغذ پر بناتے ہیں۔ نقشہ پر کوئی کمرہ تو نہیں بنا ہوتا۔ وہ تو صرف لکیریں ہوتی ہیں۔ Pencil Sketch ہوتا ہے۔ اسی طرح سے حور کا پہلے خاکہ بنایا جاتا ہے پھر اس

کے رخسار پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو وہ حور بن جاتی ہے۔ اگر مرنا ہی ہے تو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مرد جو حور کو بناتا ہے۔ حور پر کیوں مرتے ہو۔ اگر قربان ہونا ہی ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہو۔

یہ نام کوئی کام مجبڑنے نہیں دیتا
مجبڑا بھی ہو کام تو بنا دیتا ہے نام محمد ﷺ

فرشتہ کس طرح سے بنتا ہے۔ فرشتے کا بھی خاکہ تیار ہوتا ہے پھر اس کی آنکھ کی پتلی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جاتا ہے تو فرشتہ بن جاتا ہے۔ آپ پڑھو درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم فرشتہ پیدا ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب درود شریف پڑھنے سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں۔ فرشتے تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہم اس وقت ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں حالانکہ ہماری کوئی بات ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ پورا قرآن مجید کہ جس میں ہر خشک وتر کا علم ہے۔ احادیث مبارکہ ہیں۔ ان کی تشریح ہے۔ وہ سارے علم جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیے۔ ان تمام علوم کے ہوتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم مجھے جانتے ہو۔ کیا آپ مجھے جانتے پہچانتے ہیں۔ مجھے کتنا جانتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فخر ہے کہ میں پہلا مسلمان ہوں۔ ہر دم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ جنگ ہو کہ امن ہو، سفر ہو، کہ حضر ہو، گھر یا ہر مسجد ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ مجھے نصیب ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو جانتا پہچانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے بالکل نہیں جانتا میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ قرآن مجید میں آگیا ہے۔ وہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قرآن مجید میں صرف اشارے ہی آئے ہیں۔ تھوڑا سا سلیبس آیا ہے تاکہ ہمیں وہی یاد ہو جائے۔ اگر پورا سلیبس آجاتا تو ہمارے لئے مشکل پیدا ہو جاتی۔ نہ ہمیں مکمل سلیبس یاد دہتا۔ نہ اس کی تیاری ہو پاتی اور نہ ہی کسی امتحان میں کامیابی ہوتی۔ یہ جو تھوڑا سا سلیبس شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگیا ہے ہم تو اس کو ہی یاد نہیں کر پاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یا ایہا النبی انا ارسلک شاعداً وبشراً ونبیاً (الاحزاب 45) "اے غائب کی خبریں بتانے والے

بیشک ہم نے بھیجا تمہیں حاضر ناظر۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا۔ "وہرا جامنیرا (الاحزاب 46)" اور چکا دینے والا آفتاب۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں منیرا کہ جو خود بھی روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نور ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں نور نہیں ہیں۔ ابھی تک تو یہ ہی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ باقی اور فضائل و کمالات کیا حل ہوں گے۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ راز کب کھلے گا۔ فرمایا کہ یہ قیامت والے دن کھلے گا۔ جب مقام محمود پر مجھے بٹھا کر اللہ تعالیٰ میری نعت پڑھے گا تو پھر پتہ چلے گا کہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ ہم جو کچھ بھی عرض کر رہے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن یہ شان کریبی ہے وہ ہماری اس کوشش کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے ہبہ بٹھا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ہم مانگنے والا کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس کو بھی دیتے ہیں جو مانگتے نہیں ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جھولی پھیلاتے ہیں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیتے ہیں اور جو نہیں مانگتے ان کا کیا ہے فرمایا۔

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے

اے سید عالم وہ فقط آپ کا در ہے

تیرے کرم نے نوازا خیال سے پہلے

بھری ہیں جھولیاں تو نے سوال سے پہلے

واہ کیا جود و کرم ہے ہبہ بٹھا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

وہ کیا شعر ہے کہ "منگتا جو آیا سامنے سلطان بنا دیا"۔ آپ جانتے ہیں کہ منگتے بہت امیر ہوتے ہیں۔ کروڑ پتی سے بھی زیادہ امیر ہوتے ہیں۔ بس لالچ اور عادت مانگنے پر مجبور کرتی ہے ورنہ دولت کی کمی

ان کے پاس نہیں ہوتی۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھو کہ وہ اس کو بھی دے رہے ہیں جو انہیں قتل کرنے کے ارادے سے آ رہا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کرنے آ رہے تھے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فاروق اعظم بنا دیا اور ایسا فاروق بنایا کہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ ہم جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں تو اس کا کیا فائدہ ہے۔ مغرب کے بعد سے شروع ہوئے ہیں۔ تین چار گھنٹے ہو رہے ہیں تو ہمیں کیا فائدہ ملا۔ ہم تو فائدہ ہی دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ کاروبار کریں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ دکان بنائیں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ گودام بنائیں گے تو کیا فائدہ ہوگا۔ ہم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں تو ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ ہم جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں یہ ان کی شان کے لائق نہیں ہے۔ پھر بھی دیکھیں کہ اس کا ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی توفیق سے کیا ہے۔ ان کے کرم سے کیا ہے۔

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت منجی ہے

اس میں میرا تیرا کیا حصہ ہے۔ یہ سب تو ان کی عطا ہے۔ نقشبندی صاحب نے جو کلام پڑھا ہے یہ بھی ان کی عطا ہے۔ ان بچوں نے جو نعتیں پڑھی ہیں یہ بھی سب ان کی عطا ہے۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ اس سے ہمیں ملا کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس ساری محفل کو اٹھا کر میرے روضہ اقدس میں رکھ دیتا ہے۔ یہ جگہ D-7 یا G-7 جو بھی ہے یہ اب اس لمحہ روضہ اقدس میں ہیں۔ ہماری وجہ سے نہیں بلکہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے روضہ اقدس میں ہیں۔ روضہ اقدس کی موجودہ عمارت 11 1/2 x 12 1/2 ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس اتنا وسیع ہو جائے گا کہ محفل جہاں کہیں بھی ہو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں پہنچ جائے گی۔ فرمایا کہ میری امت مشرق میں ہوں گی میری امت مغرب میں ہوگی۔ لیکن وہ جب میرا ذکر کریں گے تو میرے روضہ اقدس میں ہوں گے۔ میں ان کو دیکھتا ہوں گا۔ میں ان کو پہچان لوں گا۔ میں ان کے باپ کو بھی جانوں گا۔ میں ان کی ذات برادری کو پہچان لوں گا۔ میں ان کے قبیلہ کو بھی پہچان لوں گا میں ان کو سن بھی رہا ہوں گا اور جو کچھ وہ میرا ذکر

کریں گے میں اس کو محفوظ کر لوں گا۔ میں ان کی نزع کے وقت بھی آؤں گا۔ ان کی قبر میں بھی آؤں گا۔ جب میزان پر تول ہو رہا ہو گا تو میں خود ان کی مدد کے لئے وہاں آؤں گا۔ پل صراط سے صحیح سلامت گزارنے کے لئے بھی آؤں گا۔ حشر میں بھی آؤں گا اور ان کو جنت میں اپنے پڑوں میں جگہ دوں گا۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہم کر رہے ہیں یہ سنت اللہ ہے۔ یہ سنت انبیاء علیہم السلام ہے یہ سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہے۔ یہ فرشتوں کی سنت ہے۔ ہم ان کی شان کے مطابق ذکر نہیں کرتے ہم ان کی شان کو نہیں پہنچ سکتے پھر بھی وہ ہمیں ہماری اوقات کے مطابق نہیں دیتے بلکہ وہ اپنی شان کے مطابق عطا کرتے ہیں۔ اگر کسی کو شانِ مدینہ منورہ کا پتہ ہو تو بتاؤ کہ مدینہ منورہ میں کیا ہے۔ مدینہ شریف میں از خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پوری زندگی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جو کوئی وہاں حاضر ہوتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ اور غور سے سن لو کہ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کسی کی بخشش ممکن نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے اعمال کئے ہیں۔ نماز پڑھی ہے۔ روزہ رکھے ہوئے ہے۔ قربانی کی ہے۔ واڑھی ٹوپی رکھی ہوئی ہے۔ پیٹانی پر محراب سجایا ہوا ہے۔ حج کئے ہوئے ہیں۔ ان اعمال کی کوئی وقعت نہیں یہ اعمال بخشش کی بنیاد نہیں ہیں۔ بخشش صرف شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جنت میں داخلہ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جنت میں داخل ہونے کے بعد اعمال کام آئیں گے اور اعمال کی بناء پر جنت میں مقام ملے گا۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ ﷺ کی

"وہ" میں اتنی وسعت ہے کہ ہر بندہ ہی اس میں شامل ہے۔ "وہ" کی آپ تشریح کریں اور دیکھیں کہ کوئی بندہ ہے جو اس میں شامل نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے کہ قیامت کے روز تمام لوگ جھوٹی پھیلا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی حتیٰ کہ اس میں حضرت امیر الہدایہ علیہ السلام بھی ہوں گے۔ وہ بھی شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طلبگار ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے کریم ہیں کہ جب کوئی مدینہ منورہ

میں جاتا ہے تو وہ اسے اپنی شفاعت سے نواز دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں نور اُترتا ہے۔ مدینہ منورہ کی گلیوں میں خوشبو ہے۔ ستر ہزار فرشتے صبح اُترتے ہیں اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں۔ گارڈ آف آنرز تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ وہاں ریاض الجنۃ ہے۔ بڑی بڑی چیزوں میں یہ شامل ہیں۔ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فرشتے آتے ہیں۔ نور اُترتا ہے۔ خوشبو نکلتی ہے اور ریاض الجنۃ ہے۔ یہ دس گیارہ مرلے جگہ ہے۔ حجرہ اقدس قبر انور سے ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک ریاض الجنۃ ہے۔ جنت کا باغیچہ ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ جنتی بن جاتا ہے۔ جو سمجھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ حیات ہیں۔ شفیع ہیں۔ حاضر ناظر ہیں، علم غیب رکھتے ہیں۔ کوڑ کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ان کو حاصل ہے۔ ان کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ تو عقیدہ صحیح ہے اور شفاعت بھی اسی کے لئے ہے۔ یہ عقیدہ نہیں کہ وہ نور نہیں ہیں بشر ہیں اگر تو یہ سمجھے کہ نور نہیں ہیں تو پھر خواہ حجرہ شریف میں داخل ہو کر قبر انور کی صفائی بھی کرے کچھ نہیں ملے گا۔ منافق میں کیا اعمال نہیں تھے۔ زیارت کرتا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ پھر منافق کیوں ہے اس لئے کہ وہ شفاعت کا انکار ہی ہے۔ مدینہ منورہ میں جو کچھ ہے۔ وہ اس محفل میں بھی ہیں۔ ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف فرما ہیں۔ نور بھی ہے خوشبو بھی ہے۔ جب آپ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں تو نور بھی نکلتا ہے خوشبو بھی آتی ہے اور یہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ خوشبو سونگھنے کی توفیق ملے اور نور دیکھنے کی توفیق ملے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ خواہ وہ اس محفل کو روضہ اقدس میں لے جائیں یا روضہ اقدس کو ادھر لے آئیں۔ وہ مختار ہیں دونوں چیزیں کر سکتے ہیں فرشتے محفل میں اُتر آتے ہیں۔ روضہ اقدس پر ستر ہزار اُترتے ہیں یہاں کوئی شمار ہی نہیں ہے اتنے فرشتے اُترتے ہیں کہ محفل کی جگہ کو زمین سے پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ مشرق و مغرب، شمال، جنوب ہر طرف کے فرشتے آ جاتے ہیں۔ جب محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوتے ہیں اور وہاں رپورٹ کرتے ہیں۔ اس محفل میں ہو سکتا ہے کہ کوئی سی آئی ڈی کا بھی بیٹھا ہو کہ کہیں گورنمنٹ کے خلاف تو کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔ فرشتے جا کر رپورٹ کرتے ہیں کہ یا اللہ وہاں شاہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے فلاں فلاں بیٹھے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے سب کو بخش دیا ہے۔ وہ عرض کرتے

ہیں کہ یا اللہ ایک سی آئی ڈی والوں کا بندہ تھا۔ ایک ڈی سی صاحب کا تھا ایک صدر پاکستان مشرف پرویز کا بندہ تھا۔ اور ضرور ہوں گے کہ یہ ان کی ڈیوٹی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ سب محفل کی غرض سے نہیں آئے تھے۔ کوئی روٹی کھانے آ گیا۔ کوئی پڑوسی ہونے کی وجہ سے آ گیا۔ کوئی رشتہ داری میں آ گیا۔ کوئی تقریر کے لئے آ گیا۔ کوئی پیسے لینے کی غرض سے آ گیا ہزاروں اغراض ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی غرض نہیں کہ کون کس وجہ سے آیا۔ میں تو صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں۔ محفل ذکر میں آنے والا کبھی بھی نہیں رہتا وہ سعید بن کر گھر جاتا ہے۔ اتنا سعید یعنی جنتی بن کر جاتا ہے کہ جب تو گھر جائے گا تو جو کوئی تجھے دیکھے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی مل پوے بھیکائے توں وی بھیکیا جا

آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے کرم سے بخشے ہوئے ہیں۔ اس میں ذرا شک نہ کرنا۔ یہ نہ دیکھنا کہ تو فلاں چور ہے۔ کالا چور ہے کہ سفید چور ہے۔ تو چھوٹا چور ہے کہ بڑا چور ہے۔ یہ دیکھو تو بیٹھا ہوا کہاں ہے۔ تو دوبار رسالت میں بیٹھا ہوا ہے۔ آج اگر کوئی صدر پاکستان کا چیتا ہو تو سارے اس کے آگے پیچھے پھریں گے۔ اگر کوئی سردار انبیاء کا چیتا ہو تو اس کی بات کیا ہوگی۔ جو محفل ذکر میں آیا بیٹھا ہے اس کا ذکر بارگاہِ عالیہ میں ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو۔

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

یہ سعادت صرف سینوں کو ملتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور کے نصیب میں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ کچھ تو کر رہا ہے۔ آپ کے دل میں کئی خیال آرہے ہوں گے۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں وہ بھی کئی سکیمیں بنا رہے ہوں گے۔ ہر شخص ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے۔ کسی فکر میں ہے۔ کسی سوچ میں ہے۔ کوئی اچھائی کرنے میں تو کوئی برائی کرنے میں مصروف ہے۔ کوئی چور ہے تو وہ رات کی چوری کا پلان بنا رہا ہے کوئی ڈاکو ہے تو وہ ڈاکہ ڈالنے کی سکیم بنا رہا ہے۔ کسی نے تہجد پڑھنی ہے تو وہ اپنی فکر

میں ہے تیاری کر رہا ہے جس نے صلوٰۃ تسبیح پڑھنی ہے وہ بھی اپنی جگہ تیاری کر رہا ہے۔ غرض ہر شخص مصروف ہے۔ یا اللہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہم اس سے پوچھ تو نہیں سکتے۔ لیکن مختلفو باخلاق اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ۔ اس امر کے تحت ہم بھی وہی کچھ کر لیں جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ یہ حدیث پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ جس طرح اللہ تعالیٰ کا اخلاق ہے ویسا ہی آپ اپنا بنا لو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر لمحہ ادا ادا نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے۔ ان اللہ وملككہ۔ صلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب 56) "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" اللہ تعالیٰ پہلے شک نکال رہا ہے۔ بے شک اس میں بالکل شک نہیں کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ درود نظم میں بھی ہو سکتا ہے۔ درود نثر میں بھی ہو سکتا ہے۔ قرآن کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ پنجابی میں بھی ہو سکتا ہے۔ انگلش میں بھی ہو سکتا ہے۔ ہر زبان میں ہو سکتا ہے۔ ہر رنگ میں ہو سکتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ تشریف فرما کر جس طرح اس کی مرضی ہے ویسے بیٹھ کر اپنے سامنے فرشتوں کو بٹھا کر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے اور دوسرا کام وہ جو کر رہا ہے۔ وہ یہ کہ ہر لمحہ قدرت کی نگاہیں چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگی ہوئی ہیں۔ آئیے ہم بھی کر لیں نعمتیں ہم نے پڑھ لی ہیں اور اب یہ کر لیں کہ کتے و بکھنسی توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تاکہ حشر کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے ہو تو پھر ہم یہ کہہ سکیں کہ یا اللہ جو کچھ آپ کرتے ہیں وہی ہم کرتے آئے ہیں۔ ہم سنت پر عمل کرتے آئے ہیں۔ جو کوئی آج یہ نعت خوانی نہیں کرتے۔ محفل میں نہیں آتے ان سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میں تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت پڑھتا رہا ہوں تم نے کیوں نہیں پڑھی۔ پھر یہ کیا جواب دیں گے۔ میں نے تمہیں حکم بھی دیا تھا کہ یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب 56) "اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو" پھر تم نے حکم کیوں نہیں مانا تو وہاں کیا جواب دو گے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دئے ہیں وہ انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھرے ہوئے ہیں ان کی صرف ایک ہی دُعا ہے کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ ہماری دُعا ئیں اور ہیں۔ ہم

کہتے ہیں کہ خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ پل صراط سے گزر جاؤں۔ میزان پر کامیاب ہو جاؤں۔ قبر روشن ہو جائے۔ جنت نصیب ہو جائے۔ آؤ ہم بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جانتے ہو کہ اس دُعا کا انعام کیا ہے۔ میں نے تو اس کی اکناکس ہی دیکھی ہے۔ جو میں پڑھا ہوا ہوں اسی کو ہی بروئے کار لاؤں گا۔ میں کوئی نئی ورائٹی نہیں بنا سکتا۔ میں بریڈ نہیں ہوں۔ میں کوئی ٹیکنالوجی نہیں بنا سکتا میں ٹیکنالوجسٹ نہیں ہوں۔ میں نے کیمیا نہیں پڑھی ہے۔ اس لئے کلر زدہ زمین کو ٹھیک نہیں کر سکتا۔ میں کوئی بیماری دور نہیں کر سکتا کہ میں پتھالوجسٹ نہیں ہوں۔ میں تو اکا نو مسٹ ہوں۔ ہر کام میں اکناکس ہی دیکھتا ہوں۔ جو کوئی کہتا ہے کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نہیں بنتا لیکن وہ صدیق ضرور بن جاتا ہے۔ وی۔ سی تو ایک ہی ہوتا ہے باقی ڈائریکٹر ہوں گے۔ ڈین کئی ہوں گے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دُعا کر کے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہو وہ تو نمبر لے گئے ہیں لیکن صدیق بننے کے لئے ہمیں راستہ بتا گئے ہیں کہ تم بھی یہ دُعا کرو کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بھی صدیق بن جائے گا۔ ایک عورت تھی اس کی بھی یہ دُعا تھی کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ بہت گنہگار تھی مر گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں کھڑا کر لیا۔ اور پوچھا کہ تو وہی عورت ہے جو فلاں فلاں گناہ کرتی تھی عرض کرتی ہے کہ ہاں یا اللہ میں وہی ہوں۔ مہربانی فرما دے مجھے معاف کر دے وہ اپنے سارے گناہ مانتی گئی اور عرض کرتی ہے کہ یا اللہ مجھے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے سارے گناہ مٹا دو۔ اس لئے کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا رکھتی تھی۔ اور جو کوئی یہ دُعا کرے گا اس کے بھی گناہ مٹنے رہیں گے اور جنت ملتی رہے گی۔ اگر تو جنت لینا چاہتا ہے تو پھر تو بھی یہ کہہ دے کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری بات یہ کہ نعت مصطفیٰ بھی پڑھ لے وہ بھی تجھے جنت میں لے جائے گی۔ ایک قبر کا امتحان ہے اور دوسرا حشر کا امتحان ہے۔ قبر میں عقیدے کا سوال ہے کہ تیرا عقیدہ کیسا تھا۔ اور حشر میں یہ کہ تیرا عمل کیسا تھا۔ نماز پڑھتا تھا۔ روزہ رکھتا تھا۔ حج کیا ہے۔ اعمال سے متعلق سوال ہوں گے۔ قبر میں صرف عقیدہ پوچھا جائے گا۔ من

ربک تیرا رب کون ہے تو کہہ بھی دے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ جواب درست ہے لیکن نمبر نہیں لگے۔ ابھی پاس نہیں ہوا۔ پھر سوال ہو گا کہ ما دیک تیرا دین کیا ہے۔ تو کہہ بھی دے کہ میرا دین اسلام ہے۔ نمبر پھر نہیں لگے حالانکہ جواب درست ہے۔ تین میں سے دو سوال درست ہو گئے لیکن پاس نہیں ہوا۔ پھر تیسرا سوال کہ ما تقول فی حق هذه الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس ہستی کے بارے میں تو کون سی نعت پڑھتا تھا۔ ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جتنی دیر سے ہم یہاں بیٹھے ہیں اتنے وقت میں اسی ہزار قبور بن چکی ہیں۔ پوری دنیا میں ایک مہینہ میں ایک کروڑ بندے مر جاتے ہیں۔ ہر قبر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور سوال ہوتا ہے کہ تو اس ہستی کے بارے میں دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا۔ پھر تجھے اگر نعت یاد ہے۔ تو پڑھ دے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
وہی نور حق وہی غل رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں
تو یہ نعت پڑھ لے۔ کوئی نعت یاد کر لے۔ کوئی شعر یاد کر لے۔ جو تیری مرضی ہے جو تجھے آتی ہے وہ
نعت یاد کر لے۔ اگر تو وہاں کہہ دے گا کہ

واہ کیا جود و کرم ہے عہد بظہا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگتے والا تیرا
وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

تو پھر وہاں تیرے لئے جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ پرچے میں پورے نمبر لگ جائیں گے۔ قبر کے امتحان میں پاس ہو جائے گا۔ جنت کی کھڑکی قبر میں کھل جائے گی اور جب ایک دفعہ جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے تو پھر وہ بند نہیں کی جاتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا

ذکر ہوتا ہے۔ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے۔ جہاں اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ لہذا شاہ صاحب ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کئی علماء حضرات سے پوچھا ہے کہ ایک دفعہ جو شخص جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے کیا پھر اسے وہاں سے کبھی نکال بھی دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے بہت دور ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو گوارا نہیں ہے کہ اگر وہ کسی کو ایک دفعہ جنت میں داخل کر دے پھر اسے وہاں سے نکال بھی دے۔ اس محفل سے آپ یہ پیغام لے کر جائیں کہ آپ جنتی ہیں اور جنتی رہیں گے۔ آپ اپنی طرف نہ دیکھو کہ آپ کون ہیں بلکہ یہ دیکھو کہ آپ کس کی محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کس کے ذکر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہا ہے۔ ہم زمین پر پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت بنا کر رکھ دیا ہے۔ آپ اس یقین کے ساتھ گھروں کو جائیں کہ آپ جنتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس یقین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ نظر عطا فرمائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں ہمیں وہ نظر آجائیں۔ ایک بڑا مشہور واقعہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پینتیس سال ظاہری علم پڑھا۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور بھی بڑے مجاہدے کئے پھر حکم ہوا کہ وعظ کریں۔ جب وعظ کرنے کے لئے ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو سارا علم ہی بھول گیا۔ جسم پر کچکی طاری ہو گئی کوئی لفظ نہیں بول رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس محفل میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قریباً ہزار سال گزر گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفل میں تشریف فرما ہیں پوچھا کہ کیا بات ہے کوئی وعظ شروع نہیں کر رہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو سارا علم ہی بھول گیا ہے۔ میں کیا بات کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہ کھولو۔ جب انہوں نے منہ کھولا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کل کائنات کے علم آ گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کھڑے ہونا شرک ہے۔ بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی پشت پر کیل سے لکڑی لگا دی جائے گی تا کہ یہ میڑھے نہ ہو سکیں۔ سب کو سیدھا کھڑا کر دیا جائے گا۔ اور ہم تو ویسے ہی کھڑے ہو جائیں گے۔ جس طرح اس دنیا میں شوق سے

کھڑے ہوتے ہیں وہی بھی انشاء اللہ اسی شوق و ذوق سے کھڑے ہو جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ جو دنیا میں کھڑا ہوتا تھا وہ ایک طرف ہو جائے چھانٹی کر کے رکھ دیں گے۔ فرمائیں گے کہ تم جنت میں چلے جاؤ اور دوسروں سے فرمائیں گے کہ ادنا ہنوار اگر تم بھی دنیا میں ایک مرتبہ ہی کھڑے ہو جاتے تو آج جنتی ہوتے۔ تو آؤ آج ہم بھی کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ بے حد سلام

شیخ بزمِ ہدایت پہ بے حد سلام

خطاب برہانشاہ صاحب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ 17-05-04

درود شریف

محمّدہ و صلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اھو ذبا للہ من العیطن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ و ملککے۔ صلون علی النبی یا لھما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الکر و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے ان کی تشریف آوری سے گھر میں اُجالا ہو جاتا ہے۔ لیکن عرض ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لانے والی کون سی چیز ہے۔ ہم یہاں آئے ہیں تو کیوں آئے ہیں کون ہمیں یہاں لایا ہے۔ آخر کسی چیز نے تمہیں یہاں لانے کے لئے شوق دلایا ہے۔ راستے میں ہزاروں نظارے، ہزاروں کھیل تماشے، ہزاروں پروگرام اپنی خوشی کے لئے جہاں مرضی بیٹھ جاؤ، عیش ہی عیش ہے۔ لیکن آپ ان سب کو نظر انداز کر کے آگئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لاتے ہیں تو کون سی چیز ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا باعث بنتی ہے۔ یہ درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں رونق افروز ہوں تو آپ بھی درود شریف کی کثرت کریں۔ انشاء اللہ آپ کے

گھر میں بھی تشریف لے آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اندھیرے مٹ جاتے ہیں۔ اُجالا ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جب تک تمہیں تمہاری والدہ، والد، بہن، بھائی، کاروبار، عزیز و اقارب، دوست احباب غرض کہ دنیا کی ہر چیز سے نیا وہ محبوب نہ ہو جاؤں تو اس وقت تک تم مومن ہی نہیں ہو سکتے۔ کلہ شریف پڑھ لو۔ نماز پڑھ لو۔ روزہ رکھ لو۔ حج کر لو۔ زکوٰۃ دے دو۔ قربانیاں کر لو۔ طواف کر لو لیکن اگر تمہارے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہے تو یہ تمام اعمال بے کار ہیں۔ تمام اعمال کی قبولیت کا انحصار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کی قبولیت کی شرط محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب یہ پتہ ہونا چاہئے کہ محبت کس میں ہے اور کس میں نہیں ہے۔ ایک منٹ میں پتہ چل جاتا ہے کہ کسی آدمی کو کوئی ہنر کوئی کاروبار آتا ہے کہ نہیں آتا ہے۔ آپ مشین بناتے ہیں۔ اگر میں آپ کی مشین کا ایک بیج کس دوں تو آپ کو فوراً پتہ چل جائے گا کہ یہ تو اناڑی ہے۔ یہ کاربگر نہیں ہے۔ یہ میری مشینیں خراب کر دے گا۔ کوئی بھی فن ہو پتہ چل جاتا ہے۔ میں اگر ایک راگ نکالنے کی کوشش کروں تو آپ فوراً مجھے گلے سے پکڑ لیں گے کہ تمہیں تو راگ کی الف، ب، ت نہیں آتی۔ لہذا ہر چیز کا شٹ ہے ڈاکٹر کا بھی شٹ ہے وہ مریض کی بغض پر ہاتھ رکھتے ہی اس کی ساری مرض بتا دیں گے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا شٹ ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دھویدا رکھی ہیں۔ قرآن مجید بھی شلہ ہے اور حدیث پاک میں بھی ہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو عمل بھی ٹھیک ورنہ سب غلط محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شٹ یہ ہے کہ اگر تیری زبان پر درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو محبت ہے ورنہ سب زبانی دھوے ہیں۔ جس کی زبان پر درود شریف نہیں ہے اس میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ کوئی کہے کہ میں تو نمازی ہوں۔ حاجی ہوں۔ طواف کرتا ہوں۔ قربانی کرتا ہوں۔ زکوٰۃ دیتا ہوں لیکن اس کی زبان پر درود شریف نہیں ہے۔ تو اس میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خانہ ہی نہیں ہے۔ اب دیکھیں کہ ممتاز صاحب وہ بالٹی لے کر آئے ہیں۔ آپ جانتے ہو کہ اس میں کیا ہے۔ بالٹی بند ہے اوپر سے ڈھکنس بھی دیا ہوا ہے۔ اگر پتہ کرنا ہو کہ اس میں کیا ہے تو اس کا شٹ یہ ہے۔ کہ آپ اس کو ہلائیں۔ جب آپ اس کو ہلائیں گے تو اس میں جو کچھ بھی ہے وہ باہر آ جائے گا اگر دال ہے تو دال آ جائے گی۔ اگر اس میں پانی ہے تو پانی باہر آ جائے گا۔ اگر اس میں گوشت ہے تو پھر گوشت باہر

آجائے گا۔ اگر اس میں دودھ ہے تو دودھ باہر نکل آئے گا۔ جو کچھ بالٹی میں ہے وہی کچھ ہی باہر آنا ہے۔ اگر ہلائیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ برتن میں کیا ہے۔ گھڑے کا منہ تو بالکل ہی بند ہوتا ہے۔ بالٹی کا منہ تو کافی کھلا ہے۔ اگر گھڑے کو توڑے بغیر پتہ کرنا ہو کہ اس میں کیا ہے تو اس کو ہلاؤ۔ جو کچھ اس میں ہے وہ باہر آجائے گا۔ اس میں تیل ہے۔ حیراب ہے۔ پانی ہے، کیا ہے اسی طرح سے اگر آپ مسلمان بندے کو ہلاؤ کہ بھائی صاحب یولو۔ تو اگر اس کی زبان پر درود شریف اور نعت شریف ہے تو وہ مومن ہے اس میں ایمان ہے۔ ورنہ وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ اس میں حفظ ہو سکتا ہے۔ قرات ہو سکتی ہے۔ حج ہو سکتا ہے۔ دنیا بھر کی ہر چیز اس میں ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں ایمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کو ہلانے سے اس میں سے درود شریف نہیں نکلا نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہے ہی نہیں۔ وہ فیل ہے۔ درود شریف صرف مومن ہی پڑھتا ہے۔ کسی دوسرے کو توفیق ہی نہیں ہوتی نہ ہی اس کا قبول ہوتا ہے۔ درود شریف تو منافق بھی پڑھتا ہے۔ درود شریف ابراہیم پڑھتے ہیں اور ساتھ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ درود شریف صرف یہی ایک ہے اور کوئی درود شریف ہے ہی نہیں۔ لیکن ان کا درود شریف قبول نہیں ہے۔ آخر کیوں قبول نہیں ہے۔ حالانکہ ہر درود شریف قبول ہے۔ باقی اعمال کا ظن ہے۔ شک ہے کہ حج قبول ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ طواف قبول ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے قربانی بھی قبول ہوئی ہے کہ نہیں۔ ہو بھی سکتی ہے اور نہیں بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا۔ کہ اعمال قبول ہیں۔ لیکن درود شریف ہر حال میں قبول ہے لیکن صرف اس کا قبول ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے۔ بے ادب کا درود شریف بھی قبول نہیں ہوتا۔ کیونکہ ادب ایمان کی بنیاد ہے۔ عمل کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور محبت رسول کی بنیاد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ حدیث شریف ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جب میرا وصال ہوگا تو وہ مجھے ہر ایک درود پاک پڑھنے والے کا درود پاک سنائے گا۔ حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری امت مشرق و مغرب میں ہوگی اور فرمایا اے ابو امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ جل شانہ ساری دنیا کو میرے روضہ مقدسہ میں کر دے گا اور میں ساری مخلوق کو دیکھتا ہوں گا اور ان کی آواز بھی سن لوں گا۔ اور جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے ایک مرتبہ درود

پاک پڑھنے کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اور جو کوئی مجھ پر دس مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ جل شانہ اس پر ایک سو رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس حدیث پاک کے مطابق آپ اس وقت کہاں بیٹھے ہیں۔ روضہ اقدس میں بیٹھے ہیں۔ یہ نہ سمجھتا کہ میں یہاں بیٹھا ہوا بات کر رہا ہوں۔ یہ حدیث شریف آپ نے پڑھ لی ہے۔ میں حدیث پاک عرض کر رہا ہوں۔ آپ اس وقت روضہ اقدس میں ہیں تو کیوں ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ کا تقریباً فاصلہ تین ہزار میل ہے وہ کہاں گیا۔ درود شریف نے یہ فاصلہ ہی ختم کر دیا ہے۔ روزہ رکھ لو وہ نہیں مٹے گا۔ اس کا اپنا کمال ہے۔ قربانی کا اپنا کمال ہے۔ نماز کا اپنا درجہ ہے۔ حج کا اپنا ایک مقام ہے۔ یہ کوئی چھوٹی عبادات نہیں ہیں۔ روزہ، نماز، حج، قربانی، کلمہ شریف، حفظ، قرات، تفسیر، حدیث، جہاد، شہادت کوئی چھوٹے اعمال نہیں ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر چیز کا اپنا خاصہ ہے۔ گوشت کھانے سے پیاس نہیں بجھے گی۔ برقی کھانے سے پیاس نہیں بجھے گی۔ پیاس پانی پینے سے بجھے گی۔ برقی کا اپنا کمال ہے لہذا کا اپنا کمال ہے۔ پانی کا اپنا کمال ہے۔ پیاس بجھانی ہو تو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی تمنا ہے تو اس کے لئے درود شریف کی ضرورت ہے۔ حفظ کوئی چھوٹی سی چیز نہیں ہے یہ بہت بڑی چیز ہے۔ تم میں سے بہترین بندہ وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔ لیکن یہ سب چیزیں درود شریف کے ماتحت ہیں۔ درود شریف کا ٹھپہ اور ہے ان تمام اعمال کا معیار اور ہے۔ ایک مثال عرض کرتے ہیں۔ کہ براتی ہیں۔ بہترین کپڑے لباس پہنے ہوئے۔ پوری تیاری کے ساتھ بوتھ سوٹ پہنے ہوئے کہ جیسے ہر کوئی ہیرو بننے کی کوشش میں ہے۔ آتش بازی بھی ہو رہی ہے۔ ٹینٹ لگے ہوئے۔ میز سجے ہوئے۔ پورے مکان اور گلی میں دور تک روشنی اور ٹیوٹیں لگی ہوئی۔ باجا بینڈ بھی ہے۔ کئی قسم کے کھانے اور مشروبات۔ غرض تمام انتظامات مکمل ہیں۔ فلم بھی بنائی جا رہی ہے۔ براتیوں کا استقبال بھی ہے لیکن سارے پروگرام میں نکاح نہیں ہے۔ ہر چیز ماحول کو سنوار رہی ہے اسے خوبصورت بنا رہی ہے۔ پھول پتیاں نچھاور ہو رہی ہیں لیکن یہ تمام نقل ہیں اور اس سارے پروگرام کا حاصل نکاح ہے۔ اصل نکاح ہے۔ ایک جڑ ہے باقی شاخیں ہیں۔ جڑ نکاح ہے شاخیں باقی سارے لوازمات ہیں۔ اگر نکاح ہی نہیں ہوا ہے تو اس سارے پروگرام میں سے کیا ملا۔ براتی کو کیا ملا۔ جہیز کو کیا ملا۔ آتش بازی، خیموں کی سجاوٹ سب بے کار ہو گئے۔ اسلام کو یوں سمجھئے کہ یہ سارا شادی کا

پروگرام ہے اور اس میں نکاح درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کوئی کہے کہ سب سے بنیادی چیز مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شریف ہے۔ اس لئے اصل دین کلمہ شریف ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ منافق کلمہ شریف پڑھتا ہے لیکن درود شریف نہیں پڑھتا ہے اب آپ ہی سوچ لیں کہ اس میں نکاح ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ منافق کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ ضرور پڑھتا ہے آپ سے اچھا پڑھتا ہے۔ اس کی قرأت آپ کی قرأت سے بہتر ہے۔ اس کی نماز آپ کی نماز سے بہتر ہے۔ اس کی طہارت آپ کی طہارت سے بہتر ہے۔ آپ تو لباس میں ذرا بھی احتیاط نہیں کرتے اس کی شلوار بھی مخنوں سے اوپر ہوتی ہے۔ اس کا روزہ آپ کے روزے سے کہیں بہتر نظر آتا ہے۔ وہ پھر بھی منافق ہے جہنمی ہے اے منافق تم میں کس چیز کی کمی ہے۔ کون سی چیز تمہیں لے ڈوبی ہے۔ منافق خود تو نہیں بتائے گا لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ اس میں درود شریف کی کمی ہے۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اچھی نہیں لگتی۔ اگر وہ ایک نعت بھی پڑھ لے تو اس کا بیڑہ پار ہو جائے۔ یہ درود شریف ہے۔ یہ کمرہ ہم نے بنایا ہے۔ ڈبل سنٹوری ہے تو 24 فٹ بلند ہوگا۔ اس سے نیا وہ نہیں ہوگا۔ آپ بلند سے بلند کتنا اس کو لے جائیں گے۔ فیصل آباد میں زیادہ سے زیادہ بارہ تیرہ منزلیں بن جائیں گی۔ اگر ایک منزل 10 فٹ کی بھی ہو تو کل 130 فٹ ہو جائے گا۔ امریکہ کی ایمپائر اسٹیٹ بلڈنگ کی 121 منزلیں ہیں ایک اگر 10 فٹ کی ہے تو یہ کل 1210 فٹ ہو جائیگا۔ 1210 فٹ جانتے ہو کہ کتنا بن جاتا ہے یہ چھ ایکڑ بن جاتا ہے۔ چھ ایکڑ کی لمبائی کے برابر اس کی اونچائی ہے۔ ایک ایکڑ 200 فٹ کا ہوتا ہے۔ یہ ایک بندے کی پہنچ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پیدا فرمایا ہے۔ یہ کتنا اونچا ہوگا۔ آپ کے بنائے ہوئے مکان گر جائیں گے اس کا بنایا ہوا آسمان بغیر ستون کے کھڑا ہے وہ نہیں گرے گا۔ آپ نے یہ بلب بنایا ہے۔ ٹیوب بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج چاند ستارے بنائے ہیں۔ آپ کے بنے ہوئے بلب Fuse فیوز ہو سکتے ہیں اس کے بنے ہوئے سورج، چاند ماند بھی نہیں پڑتے پھر اللہ تعالیٰ سے تمہارا کیا مقابلہ ہے۔ تو اگر کروڑوں سال بھی عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ صرف ایک بار تم پر رحمت نازل فرمائے تم پہ ایک بار درود شریف بھیجے تو بتاؤ کہ ان دونوں میں کس کی طاقت نیا دہ ہے۔ اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر درود شریف کیوں پڑھے گا اس لئے کہ تو نے اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا ہے۔ آپ ایک مرتبہ درود شریف پڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ایک مرتبہ درود شریف

نہیں پڑھے گا بلکہ دس مرتبہ پڑھے گا اس حدیث پاک میں تو لکھا ہے نا کہ اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرمائے گا ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ دس بار درود شریف بھیجے گا۔ دس گناہ معاف کر دے گا۔ دس نیکیوں کا اضافہ کر دے گا۔ دس درجے بلند کر دے گا۔ میری یا تیری عبادت تو مانتا ہوں کہ کسی لائق نہیں۔ ہم اس میں قیل ہیں۔ کوئی نمبر نہیں ہے۔ ہم تو ڈرے ہوئے ہیں کہ نہ جانے ہمارا تحفظ بھی درست ہے کہ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا ہر کام ہر حال میں ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو دس مرتبہ درود شریف مجھ پر آتا ہے وہ میری بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ میں اگر کسی کام کا بھی نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ تو میرے کام کا ہے۔ میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھوں تو اللہ تعالیٰ دس مرتبہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور حدیث شریف بیان فرماتی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لمحہ مجھ پر دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کا کیا کمال ہے۔ زبان تو ہمارے منہ میں بھی ہے۔ وہ کون ہے جس کے منہ میں زبان نہیں ہے۔ ہر بندے کی زبان ہے لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کُن کی زبان ہے۔ ہماری زبان جھوٹ بھی بول لیتی ہے اس سے گندگی بھی نکل سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ اس زبان سے نکلی ہوئی بات پوری بھی ہو جائے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کی کیا تعریف ہے کہ

وہ زبان جس کو سب کن کی سنجی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اور اللہ تعالیٰ اس زبان کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ وقیلہ اے لوگو مجھے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کی بھی قسم ہے۔ وہ زبان کہ جس کی قسم اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے وہ اگر میرے لئے دس ہزار مرتبہ درود شریف بھیجے تو پھر میرا مقام کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ میں کیا سے کیا ہو جاؤں گا۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ بچال بڑا ہے

ہمارے پتلے میں تو گناہ ہی ہیں نا۔ وہی کسی نے دیکھنے ہیں اور ہمارے پاس ہے کیا جو کوئی دیکھے گا۔ میرا درود شریف محض لفاظی۔ صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ میں کہوں کہ آپ پر سلامتی ہو تو میں نے آپ کو کیا دیا ہے۔ اگر آپ کی حالت وہی ہے کوئی تہدیلی نہیں آئی تو پھر میری سلامتی کہاں گئی۔ میرا وہ

سلامتی کہنا کہاں گیا۔ میں سلامتی کہوں تو کچھ اثر نہیں لیکن میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سلامتی دینا حقیقی ہے۔ وہ سلامتی ہر حال میں ہو کر رہتی ہے۔ ہر چیز مٹ سکتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درود قائم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو دس مرتبہ درود شریف بھیجا ہے وہ تو اس نے واپس نہیں لینا ہے۔ میں اپنی کبھی ہوئی بات سے انکاری ہو سکتا ہوں۔ کیا ہم بات کر کے انکار نہیں کر لیتے۔ سودا بازی کر کے انکار کر جاتے ہیں۔ ملاوٹ بھی کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو ملاوٹ کرنی ہے اور نہ ہی انکار کرنا ہے۔ دیکھو کہ آج بازار میں کوئی چیز ہے کہ جس میں ملاوٹ نہیں ہے۔ صرف ماں کے دودھ میں ملاوٹ نہیں ہے باقی ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرمادیں وہ حق ہے وہ پتھر پہ لکیر ہے وہ نہیں مٹ سکتی۔ اعمال میں سے ہر چیز مٹ سکتی ہے۔ نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ، قربانی ہر چیز مٹ سکتی ہے۔ حتیٰ کہ شہادت بھی مٹ سکتی ہے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے وہ نہیں مٹ سکتا۔ ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے زیادہ کریم کون ہے۔

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ ہم پر زیادہ مہربان ہے یا اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر زیادہ مہربان ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ مہربان ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مانا اللہ تعالیٰ زیادہ مہربان ہے۔ وہ کریم میں وہ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور فزوں کے معنی زیادہ۔ اللہ تعالیٰ زیادہ کریم ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت شریفہ یہ ہے کہ کبھی کسی کو "نہ" نہیں کرتے۔ سوائے جو بھی طلب کرے اس کو دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اندازہ لگالیں۔ تین چار واقعات ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان بندوں کا کچھ مر نکال دیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کریم ہیں کہ وہ ہمیں بچا لیتے ہیں۔ طائف کا واقعہ آپ نے کئی بار سنا ہے۔ طائف ایک علاقہ ہے جو مدینہ منورہ سے اکتیس (31) میل دور ہے۔ سرسبز علاقہ ہے جس طرح ہمارا مری کا علاقہ ہے۔ وہاں کے باشندے خوشحال تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ کی غرض سے تشریف لے گئے۔ ان امراء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات نہ مانی بلکہ غنڈے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیچھے لگا دئے۔ انہوں نے پتھر مارنے شروع کر دئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک پر کئی ایک پتھر لگے۔ زخم آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارکہ خون سے بھر گئیں۔ آپ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو باغ کے مانی نے ان نوجوانوں کو برا بھلا کہا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے زرخے سے پھیلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تشریف فرما ہوئے تو دو فرشتے حاضر خدمت ہوئے۔ ایک حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور دوسرا ان کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے طاقت عطا فرمائی ہے کہ یہ پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں پر گرا دے گا۔ اور سارے بندے اس کے نیچے دب کر مر جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں نے پتھر مارے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ سزا تجویز فرمائی ہے کہ پہاڑ کو آٹ دے گا۔ اور تمام اہل طائف ابھی دب کر مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو چکا ہے۔ فرشتے کو اجازت مل چکی ہے۔ فرشتہ پہاڑوں کو اٹھنے کے لئے تیار ہے۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ کا انتظار ہے۔ صرف ایک اشارہ کی ضرورت تھی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ میں زحمت بن کر نہیں آیا ہوں۔ یہ آج اگر مجھے نہیں مانتے تو نہ سہی لیکن ان کی اولاد مجھے جانے گی۔ فرمایا کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ تو انہیں سمجھ عطا فرما۔ طائف والوں کو کس نے پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ تو ان کو تباہ کرنے کا حکم دے چکے تھے۔ فوج بھیج دی تھی۔ اسلحہ بھیج دیا تھا۔ ایٹم بم، میزائل یا جو بھی اس زمانے کا تباہ کن ہتھیار تھا وہ اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا تھا۔ طائف والے چند منٹوں بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جانے والے تھے۔ لیکن ان کو کس نے موت کے منہ سے پھیلایا۔ قیامت کے روز ہمارے اعمال اور ہمارے کرمات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ ہمیں (نعوذ باللہ) جہنم میں بھیجنے کا حکم دیں گے۔ ہمارے جو اعمال ہیں وہ آپ دیکھتے ہی ہیں کہ کس طرح کے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو جائے گا کہ یہ جہنمی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر مبارک سجدہ میں رکھا ہوا ہے اور عرض کر رہے ہیں رب حسب فی امتی وہ دن ایسا ہوگا کہ ماں بیٹے سے نیکی مانگے گی۔ بہن بھائی سے مانگے گی بھائی بہن سے مانگے گی۔ بیٹا ماں سے مانگے گا۔ ایک دوسرے سے نیکیاں مانگیں گے کہ خدا کے لئے مجھے نیکی دے دو اور آپ خواہ جہنم میں چلے جاؤ۔ پوری کائنات میں صرف ایک ہستی ایسی ہوگی جو۔ امتی، امتی پکار رہی

ہوگی۔ اے میرے غلام تو میرے پاس آجا۔ میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ وہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں چلے جائیں گے حالانکہ اس روز سجدہ قبول نہیں ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سجدہ اس دن بھی قبول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں کیا مانگ رہے ہیں۔ کیا اپنی بخشش طلب کر رہے ہیں۔ نہیں نہیں۔ فرما رہے ہیں۔ رب ہب لی امتی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا سر مبارک اٹھائیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی مانگیں وہ ابھی عطا ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ نے جو بخشش کا معیار قائم کیا ہے۔ وہ بہت نیا دہ ہے مہربانی فرمائیں اور میرے MERIT کو کم کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے MERIT کیا ہوتا ہے جو سکول، کالج میں داخلہ لیتے ہیں ان کو MERIT کا پتہ ہے۔ باقی نہیں جانتے کہ میرے کیا ہوتا ہے۔ ایک معیار مقرر کر دیتے ہیں کہ اتنے نمبروں سے کم ہوں گے تو داخلہ نہیں ملے گا۔ یہ میرے ہوتا ہے۔ اگر فیسٹ ڈویژن میرے ہو تو پھر سیکنڈ ڈویژن کو تو داخلہ نہیں ملے گا۔ اگر سیکنڈ ڈویژن میرے ہے تو تھرڈ ڈویژن گیا۔ عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ نے جو جنت میں داخلہ کا میرے مقرر کیا ہے وہ بہت نیا دہ ہے۔ اس کو کم کریں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے وہ بھی جنت میں داخل ہو جائے گا۔ حالانکہ دنیا و کائنات میں رائی کا دانہ سب سے چھوٹا دانہ ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں چلے جائیں گے کہ یا اللہ رائی کا دانہ بہت بڑا ہے۔ اتنا ایمان کس کے پاس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اچھا رائی کا آدھے دانے کے برابر جس کی دل میں ایمان ہے وہ بھی جنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں ہیں۔ فرمایا جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے چوتھائی حصہ کے برابر ایمان ہے وہ بھی جنتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں ہیں اور آخر بات یہاں تک پہنچے گی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ جس نے صرف کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی پڑھ لیا ہے اسے بھی جنت عطا کر دے۔ یہ کرم کس کی جہ سے ہو رہا ہے۔ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور وہ دے بھی رہا ہے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے لے کر دے رہے ہیں۔ ایک آدمی ایسا ہوگا کہ اسے دوزخ کا حکم ہو جائے گا۔ فرشتے اس کو لے کر جارہے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے امتی کو گھسیٹ کر لے جا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جا کر فرشتوں کو روک لیں گے کہ واپس میزان پر چلو۔ اس کا تول دوبارہ کرو۔ فرشتے عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں۔ ہمیں جانے دیں یا اللہ تعالیٰ سے واپسی کا حکم لے دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ تیرا وعدہ ہے کہ جو کلمہ شریف ہی پڑھ لے گا۔ درود شریف پڑھے گا وہ جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ لیکن فرشتے میرے امتی کو جہنم میں لے جا رہے ہیں۔ یا اللہ ان کو حکم دیں کہ یہ دوبارہ میزان پر جا کر اس کا تول کریں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے فرشتو جہاں آج میری حکومت ہے وہاں آج میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی حکومت ہے۔ ان کا بھی حکم مانو، فرشتے اس شخص کو واپس لائیں گے۔ اس کا تول دوبارہ ہوگا۔ پڑتا ہل ہوگی۔ اور پہلی پڑتا ہل صحیح نکلے گی۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جیب مبارک سے ایک کاغذ کی چھوٹی سی چٹ نکالیں گے اور ٹیکوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ ٹیکوں والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ اس شخص کی بخشش ہو جائے گی۔ مبارک باد ملے گی۔ ہر شخص کو تجتس ہوگا کہ چٹ میں کیا ہے کہ اس نے ایک جہنمی بندے کی بخشش کرائی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ میں بتاتا ہوں کہ چٹ میں کیا ہے۔ اس بندے نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا تھا میں نے اس کا ثواب محفوظ کر کے رکھ لیا تھا۔ آپ بھی پڑھ لیں اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم چٹ ہماری بھی بن گئی ہے۔ اب اور کیا چاہتے ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو چاندی کے ورق پر سونے کے قلم سے لکھ کر چٹ مجھے دے دی جاتی ہے۔ فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے میں اس کو پہچانتا ہوں اور اس کے درود شریف کو سنتا ہوں۔ میں اس کا شفیع ہوں گا۔ یہ درود شریف ہے۔ باقی اعمال بھی کرو۔ نماز پڑھو، روزے رکھو، جو کچھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال کئے ہیں۔ وہ تمام اعمال کرو لیکن درود شریف کو نہ بھولیں۔ درود شریف کی کثرت کرو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیا مقام ہے فرمایا کہ درود شریف تمہیں میرے نزدیک بھی کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب بھی لے جاتا ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز اور جنت میں میرے قریب سب سے زیادہ کون ہوگا۔ وہ ہے جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کے لئے تو ایک چٹ ہی کافی ہے اگر اور زیادہ قرب چاہتے ہو تو درود شریف اور

نیا وہ کرلو۔ جتنا قرب چاہتے ہو اتنا ہی درود شریف کی کثرت کرلو۔ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ خواہ آپ سجدہ میں گڑگڑا کر دُعا مانگ کر رہو۔ غلاف کعبہ کو پکڑ کر دُعا مانگ کر لو۔ ملترم کے ساتھ لگ کر دُعا کر لو مقام ابراہیم علیہ السلام پر دُعا کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری دُعا مجھ تک پہنچتی ہی نہیں ہے۔ تیری درخواست مجھ تک پہنچے تو پھر میں اس پر Yes یا No کروں۔ تیری میری دُعا با رگاہ عالیہ میں درود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہنچتی ہے۔ اگر دُعا کے آگے پیچھے درود شریف ہے تو وہ اس دُعا کو اڑا کر با رگاہ عالیہ میں پہنچا دیتا ہے۔ دُعا کو پرواز دینے والی چیز درود مصطفیٰ ہے۔ درود شریف قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے آمین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہوں۔ لہذا جب آپ قرب نبی میں پہنچو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ بھی مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی گھر نہیں ہے کوئی مکان نہیں ہے۔

وہی الامکان کے مکین ہوئے ہر عرش تخت نشین ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے اور ان پر درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 02-05-04

مرقاۃ فی مصلی اللہ علیہ وسلم

محمدہ وصلی علی رسلہ التبی اکریم والحمد للہ رب العلمین اھوذ باللہ من العیظن الرحیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکھ۔ صلون علی النبی یا لھما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیا۔ اھل صلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الکر واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین:- پروفیسر صاحب نے بڑا ثورانی بیان فرمایا ہے لیکن اس میں ایک چکر آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اُتارنے والا جو ہے وہ دریا میں غرق نہ ہوا۔ وہ تیر کر باہر نکل گیا۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی نقل اُتارنے والا کیوں مارا گیا۔ پروفیسر صاحب نے بتایا کہ ایک شخص تھا جو فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی شکل و صورت بنا کر۔ آپ جیسی پگڑی اوڑھ کر اور ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تو حقی زبان میں باتیں کر کے فرعون اور اس کے درباریوں کو ہنسیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا یہ عمل یہ فعل پسند آگیا کہ اس کے نبی علیہ السلام کی طرح شکل و صورت بناتا ہے اور نبی علیہ السلام کی نقل اُتارنا ہے ان جیسا بہرہ وپ بناتا ہے خواہ جعلی طور سے بناتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے ساری فرعون قوم کو دریا میں غرق کر دیا تو اس ایک شخص کو ڈوبنے سے بچا دیا۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اسی طرح سے نقل حکم بن عثمان نے بنائی حضور علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرما رہے تھے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اُتاری تو اللہ تعالیٰ نے اس کا بازو بھی وپیں روک دیا جہاں اس نے بازو مبارک کی نقل اُتاری اور جس طرح اس نے منہ میز حاکر کے نقل اُتاری تو اللہ تعالیٰ نے اس کے منہ کو وپیں میز حاکر دیا۔ پروفیسر صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے بیان بدل دئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اُتارنے والے کو پھانسیا دیا۔ معاف کر دیا لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اُتارنے والے کو گرفتار کر لیا۔ وہ ڈوب گیا۔ وہ تباہ ہو گیا۔ پروفیسر صاحب ان دونوں میں کیا فرق ہوا۔ آپ نے اس سے کیا نتیجہ نکالا۔ پروفیسر صاحب دونوں نے نبی علیہ السلام کی نقل اُتاری تو پھر ایک ڈوب کیوں گیا دوسرا تیر کیوں گیا۔ عمل تو ایک ہی ہے ایک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقل اُتاری وہ بھی نبی علیہ السلام ہیں۔ ایک نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نقل اُتاری وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی نقل اُتارنے والا بلکہ زیادہ کرم کا مستحق تھا۔ آپ نے اس میں کیا فرق کیا ہے۔ پروفیسر صاحب بات یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا بناتا تھا۔ لیکن یہ اس کا الٹ بناتا تھا۔ اس لئے مارا گیا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنا منہ چلاتا تھا ان کی طرح بات کرتا تھا۔ یکسانیت تھی۔ لیکن یہ حکم بن عثمان اپنا منہ میز حاکر بنا کرتا تھا۔ یکسانیت پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ الٹ کیا کرتا ہے۔ اس لئے مارا گیا۔ آپ

بھی یکسانیت کی غرض سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا چہرہ بنا لو گے تو بیڑہ تمہارا بھی پار ہو جائے گا۔ یہ فرق ہے۔ آپ بھی اپنا چہرہ میزھا نہ بنانا۔ پروفیسر صاحب نے یہ فرق نہیں بتایا۔ وہ بالکل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بہرو پیا بننا تھا۔ لیکن یہ بہرو پیا نہیں بننا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح چمڑی۔ عصا اور بول چال نہیں کرنا تھا۔ بلکہ ان کے اُلٹ کرنا ہے۔ جو بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ایک قدم بھی اٹھا لے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سمجھ کر ان کی مطابقت میں ایک ذرا سا عمل بھی لے گا اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ ایک مثال عرض کرتے ہیں کہ اللہ کرے آپ کو بھی سمجھ آ جائے مجھے بھی سمجھ آ جائے۔ دیواریں جتنی مرضی پختہ ہوں۔ چوڑی ہوں ان میں سر یا بھرا ہوا ہو۔ سینٹ زیادہ ڈالا ہوا ہو۔ ریت تھوڑی ہو۔ اور چھت بھی جتنی مرضی مضبوط بنائی گئی ہو۔ اس میں سینٹ، بھری، سر یا خوب ڈالا ہوا ہو۔ دروازے بڑے مضبوط موٹے کیل کا بنے اور دیواریں بھی بڑی موٹی ہیں مضبوط ہیں اس تمام عمارت کی بنیاد کس چیز پر ہے۔ اس کی بنیاد چھت میں نہیں ہے۔ اس کی بنیاد دیواروں پر نہیں ہے۔ اس عمارت کا کھڑا ہونا۔ دیواروں یا وائرنگ پر نہیں ہے۔ اس عمارت کی چنگی بنیاد پر ہے اگر بنیاد کمزور ہے تو اس عمارت میں کوئی چنگی نہیں ہے۔ یہ کسی بھی وقت زمین بوس ہو سکتی ہے۔ تم دیواروں کو دیکھتے ہو لیکن عقلمند اس کی بنیاد کو دیکھتا ہے۔ اگر بنیاد مضبوط نہیں ہے تو یہ عمارت کسی کام کی نہیں ہے۔ اس کی چھت اس کی دیواریں اس کے دروازے اس کا باقی سب کچھ بے کار ہے خواہ وہ کتنا ہی خوبصورت اور پائیدار ہے۔ دین کی بنیاد کیا ہے۔ دین کی دیواریں اور دین کی چھت کیا ہے۔ یہ چھت یہ دیواریں یوں سمجھ لو کہ یہ کلمہ شریف ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ یہ بہت بڑی عظمت والا کلمہ ہے۔ یہ مردے کو زندہ کر دیتا ہے۔ ہر کافر مردہ ہوتا ہے جب کلمہ شریف پڑھتا ہے تو زندہ ہو جاتا ہے۔ کلمہ شریف میں اتنی عظمت ہے یہ جنت کی چابی ہے۔ یہ دین کی بنیاد ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہ آپ میرے کان میں ہی کلمہ پڑھ دیں۔ میں آپ کو جنت میں لے جاؤں گا۔ میرے کان میں ہی پڑھو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تیرا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ساری زندگی ایک طرف اور یہ کلمہ شریف ایک طرف، نماز عباد الدین ہے۔ دن کا ستون ہے۔ یہ وہ ستون ہے کہ جس پر دین کی عمارت کھڑی ہے۔ تیرا دین نماز پر کھڑا ہے۔ روزہ بڑی عظیم چیز ہے۔ روزے کی جزا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر عمل کا انعام اور ہے کسی میں جنت ملے گی کسی میں حوریں ملیں گی کسی میں کچھ ملے گا لیکن روزے کا انعام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کا انعام میں خود ہوں۔ قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو قربانی کرنے والے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ جہاد کے لئے پہلا قدم اٹھانا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ شہید ہو جانا ہے تو مرنا نہیں سیدھا جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

لیکن یہ ساری ظاہری چیز ہے۔ اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس کی بنیاد کو ڈھونڈ لو۔ تو پھر نماز، روزہ، حج سب کچھ کام آجائے گا اگر بنیاد نہ ملی تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا جس طرح سے کہ بنیاد کے بغیر مکان گرے گا۔ چھت گرے گی، دیواریں گر جائیں گی اسی طرح سے ہی کلمہ، نماز، روزے، حج وغیرہ سب بے کار جائیں گے۔

یہی اساسِ رحمت ہے یہ بنائے عظمت ہے

نبی کا عرفانِ زندگی ہے، نبی کا عرفانِ بندگی ہے

رحمت یعنی ہو تو اس کی بنیاد کیا ہے۔ اور اگر عزت یعنی ہو تو اس کی بنیاد کیا ہے۔ اگر تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھ گیا ہے تو پھر تو زندہ بھی ہو گیا ہے اور تیری بندگی بھی قبول ہو گئی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہی سب کچھ ہے اگر تو نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان نہیں کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سمجھ حاصل نہیں کی ہے تو پھر تیرے پتلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ خواہ تو حج کرے۔ طواف کعبہ کر لے۔ سعی کر لے۔ آپ زم زم سیر ہو کر پانی لے۔ تفسیر کر لے۔ روزے رکھ لے۔ قرأت کر لے۔ حفظ کر لے لیکن جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان حاصل نہیں ہوتی تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ان کے ادب اور ان کی محبت میں ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب ہے تو سب کچھ ہے۔ اگر تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں ہے تو پھر تیرے پتلے میں کچھ بھی نہیں ہے منافق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جہاد پر جاتا تھا۔ ارے منافق تجھے کیا ہو گیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرتا ہے۔ ان کے ساتھ شامل ہو کر جہاد بھی کرتا ہے۔ شہید بھی ہوتا ہے پھر بھی کیا وہ ہے کہ تو جہنمی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفع نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر نہیں مانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہونا نہیں مانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت اور تصرف نہیں مانتا۔ اس لئے منافق ہے اور جہنمی ہے۔ ایک مثال ہے پہلے بھی عرض کی ہے کہ ایک شخص ہے جنگ میں شریک ہے بڑا قتال کر رہا ہے بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ کافروں کے خلاف لڑ رہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا بہادر ہے۔ بڑا جہاد کرنے والا ہے۔ کافروں کو تہ تیغ کر رہا ہے۔ کافروں کی صفیں الٹ رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ تو ہے ہی جہنمی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باعثِ ادب خاموش ہو گئے لیکن سب حیران ہیں کہ اگر یہ جہنمی ہے تو پھر جنتی کون ہو گا۔ اتنا بہادر اور جنگجو ہے تو کوئی دیر گزری تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے خود اپنے پیٹ میں خنجر مار کر خودکشی کر

لی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ وہ جہنمی ہے۔ وہ منافق تھا۔ اس کا کوئی
 جہاد اس کا کوئی قتال قبول نہیں کر اس کے دل میں میری محبت نہیں تھی۔ ادب نہیں تھا ایک اور مثال ہے کہ ایک
 جنازہ آیا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہ پڑھائیں یہ بہت گنگنا رہندہ ہے۔ اس میں یہ گناہ ہے اس میں
 یہ گناہ ہے۔ بہت سارے گناہ گنہائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس
 قسم کے گناہ گار بندوں کے بھی جنازے پڑھائیں گے تو پھر لوگ کیا کہیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ کیا اور بھی کوئی گناہ اس کے کردار کا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا کہ یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ فلاں جنگ کے موقع پر ایک رات میں نے اور اس نے مل
 کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ اگر رات دشمن نے حملہ کیا اور تیر چلائے تو وہ
 تیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نکلنے کی بجائے مجھے لگ جائے اتنی بات کا مجھے علم ہے باقی یہ کہ اس میں کون سے
 گناہ تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتا دیے ہیں۔ مجھے اتنا پتہ ہے کہ یہ کہہ رہا تھا کہ تیر مجھے لگ جائے
 میری جان چلی جائے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آؤ اس
 کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ جنازہ پڑھ لیا اور پھر فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی ہو کر نور نبوت سے اعلان
 کرتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ یہ جنتی کیوں بن گیا ہے۔ اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 ہے اور وہ جو جنگ میں قتال کر رہا تھا اس کی بنیاد نہیں ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی بنیاد بنا لو۔
 اگر بنیاد بن گئی تو پھر ساری رحمت ہی رحمت ہے۔ عظمت ہی عظمت ہے۔ اگر بنیاد نہیں بن سکی تو پھر کچھ بھی نہیں
 ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح عرفان نصیب فرمائے۔ یا اللہ آپ ہی ہمیں بتائیں کہ اس
 کی بنیاد کیا ہے۔ کیونکہ آپ ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتے ہیں۔ ان کی عظمت کو جانتے ہیں۔
 فرمایا کہ میں نے بے نیاز ہو کر ساری کائنات اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ڈال دی ہے۔
 میں نے ان کو کوڑھٹا کر دی ہے۔ کوڑھ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے چھوڑ کر باقی ساری کائنات کوڑھ ہے۔ وہ میں نے
 اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پلے کوئی
 چیز نہیں ہے تو وہ پھر کس پر امتزاج کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر امتزاج کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کوڑھٹا فرما رہے ہیں
 لیکن یہ اس کی نفی کر رہا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ لوگو یہ نہ سمجھنا
 کہ میں نے ایک کوڑھٹا کر دی ہے۔ میں ہر لمحہ ان کو نبی کوڑھٹا کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ چھوڑو کوڑھ کو، میں اپنے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا دیتا ہوں۔ میں اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتا ہوں اور

ہر لمحہ میں اس کے لئے نئی نعت پڑھتا ہوں۔ اب جتنے بھی بد مذہب فرقے ہوں گے جتنے بد عقیدہ لوگ ہوں گے۔ جتنے منافق ہوں گے۔ جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کرتا ہے لیکن وہ اس عطا کی نفی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور بناتا ہے وہ کہتے ہیں کہ بشر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفیع بناتا ہے یہ کہتے ہیں کہ ان کو تو اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ نہیں جانا ہے۔ یہ فرق ہے۔ جب عرفان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے تو کوڑکی عطا کا اعتراف دل میں آتا ہے۔ ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نظر آتی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہوتی ہے وہی اللہ تعالیٰ کرتا ہے دیکھو کہ عقل مند بندے عقیدت مند بندے ایسا بندہ کہ جب بریلی شریف میں وصال ہوا تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک صاحب نظر بندہ بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تیاری کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ بریلی شریف میں میرا ایک دوست فوت ہو گیا ہے اس کو لینے جا رہا ہے۔ وہ فوت ہونے والا کون تھا۔ وہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا یہ شعر ہے۔ اور یہ ایسی ہستی ہے کہ وصال کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آ رہے ہیں اور ان کا عقیدہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے دن نہیں اور کوئی مفر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

جو تقدیر بنتی ہے۔ جو قسمت بدلتی ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں بنتی ہے یہ عرفان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسرے کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ یہ ساری نعت خوانی جو ہم کرتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان ہے مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے ایک آیت مبارکہ کی تلاوت ہوئی پھر نعت خوانی شروع ہوئی یہ سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان ہے دو گھنٹے ہو رہے ہیں۔ نعت خوانی جاری تھی اور جس نعت خواں نے ذرا نرم بات کی تو ہم نے اس کو بٹھانے کی کوشش کی کہ آپ رہنے دیں۔ کسی اچھے نعت خواں کو موقعہ دو۔ میں ایسے نعت خواں حضرات کی دل شکنی نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان کو ترغیب ہے کہ اچھی نعت لائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق نعت خوانی ہونی چاہئے حالانکہ ان کی شان کے مطابق کوئی نعت نہیں ہو سکتی۔ پھر بھی نعت کا معیار کچھ تو اچھا ہو۔ دنیاوی لحاظ سے اچھی ہو اس لئے میری عرض ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سننا اور کرنا اس رحمت ہے اور رحمت میں حصہ لینے کا طریقہ یہ ہے اور اللہ تعالیٰ

کے سامنے عزت پانے کا یہی طریقہ ہے کہ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے درود شریف نہیں پڑھا جس نے نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھی وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے مجھے پسند ہوتا ہے کہ کون شخص اس کے باپ کا کیا نام ہے اس کی قوم کیا ہے اس کا قبیلہ کیا ہے میں اس کو پیچھانتا ہوں۔ جو نبی قبر میں اس سے ملاقات ہوتی ہے تو میں اس کو پیچھانتا ہوں کہ ہاں تو میرا ہے۔ یہ نعت خفائی سے پیچھانے جاتے ہیں اور یہی کچھ ہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت علامہ بوصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معیار بعد ہا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نہ کہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نہیں ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حصے ہیں باقی سب کچھ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سب کچھ کہنے کے بعد پھر معافی مانگو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں ہو سکی۔ یہ کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ نہیں ہیں باقی سب کچھ ہیں پھر معافی مانگو کہ مجھ سے تو کوئی تعریف ہو نہیں سکی۔ یہ تعریف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نعت شریف پڑھی گئی ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقتاتی
ولکن مدحت مقتاتی محمد

کوئی بندہ اپنے کلام سے۔ اپنی باتوں سے۔ اپنی تقریر سے۔ اپنی عبارت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ بلکہ ان کا ذکر کرنے سے اپنی عبارت۔ اپنی زندگی سنوار لیتے ہیں۔ شعر پڑھا گیا ہے۔

جب نام محمد لیتا ہوں اشعار حسین ہو جاتے ہیں

بلکہ زندگی حسین ہو جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی ہے ہی نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کے بغیر۔ ادب کے بغیر قرآن مجید اعلان فرماتا ہے کہ وہ مردہ ہیں۔ وہ سنتے نہیں ہیں۔ وہ دیکھتے نہیں ہیں۔ وہ بولتے نہیں ہیں۔ وہ کون ہیں فرمایا کہ وہ کافر ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھانتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچھان عطا فرمائے۔ ان سے محبت اور عقیدت عطا فرمائے۔ آمین۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 08-08-03

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہد ہیں

محمد وہ صلی علی رسولہ النبی اکرمی والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ وملتکے مصلون علی النبی یا لہما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ علی الک وصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین!

منا ہے کیا کیا مدینے میں ایک بار جا کے دیکھ
حضرات اگر کوئی آدمی صرف یہ دُعا کر لے کہ

یا اللہ دکھا دے مدینہ کیسی بہتی ہے
جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

صرف اتنا کہنے سے بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ وہاں جانا تو نصیب کی بات ہے۔ بڑی قسمت اور مقدر کی بات ہے۔ مدینہ شریف جانا حاصل زندگی ہے۔ جانتے ہو کہ حاصل زندگی کیا ہوتا ہے جس نے آپ کے ساتھ جانا ہے۔ جہاں جہاں کسی کی روح نے جانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جس چیز نے جانا ہے۔ اسے حاصل زندگی کہتے ہیں۔ امی نے ادھر رہ جانا ہے۔ ابو نے رہ جانا ہے۔ کوٹھی، کاروبار، بنک بیلنس، ڈگری، گریڈ وغیرہ سب ادھر رہ جانے ہیں۔ قبر میں کون ساتھ جائے گا۔ حشر میں کس نے ساتھ رہنا ہے۔ پل صراط پر کون ساتھ ہوگا وہ تیری مدینہ منورہ کی یا داور مدینہ منورہ کی حاضری ہے۔ نعت شریف ہے۔ اور مدینہ شریف کی حاضری ہے۔ یہ چیزیں ساتھ جانے والی ہیں۔ باقی سب کچھ ادھر رہ جانا ہے۔ جو مرضی آئے بنا لو عایشاں کوٹھی بنا لو۔ کاروبار سیٹ کر لو۔ عہدے لے لو۔ گریڈ لے لو۔ حکومت لے لو۔ اختیار لے لو۔ ان سب کا حساب کتاب دینا پڑے گا۔ یہ تمام چیزیں ادھر رہ جائیں گی اور ان کا حساب کتاب بھی دینا ہوگا۔ لیکن مدینہ شریف کی حاضری تیرے ساتھ جائے گی۔ آج ایک حدیث شریف پڑھی ہے کیا بات ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز کا ثواب باقی تمام مساجد سے ایک لاکھ گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ بیت اللہ شریف مسجد الحرام کی ایک رکعت نماز ایک لاکھ رکعت نماز کے برابر ہے۔ اب ایک لاکھ کو لاکھ سے ضرب دے

ویں۔ یہ دس کروڑ بن جاتا ہے۔ فیصل آباد کے سارے افراد سو سال تک بھی اتنا نہیں پڑھ سکیں گے۔ لیکن مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز کا ثواب دس کروڑ کے برابر بن جاتا ہے۔ اب پتہ چلا کہ "میتا ہے کیا کیا مدینہ میں ایک بار جا کے دیکھ" مدینہ شریف میں جانا تو بہت مشکل ہے۔ وقت، دولت اور صحت کی بات ہے۔ آپ ذرا وہاں جانے کا خیال ہی دل میں لے آئیں۔ جو یہاں سے چل پڑے کہ میں نے مدینہ شریف جانا ہے تو ہر قدم پر ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے۔ فرمایا کہ مدینہ شریف کی طرف اٹھنے والے پہلے قدم پر ہی بخشش ہو جاتی ہے۔ اور جو وہاں پہنچ جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ یہ تو مدینہ شریف کی حاضری کا صلہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولی کے در کی طرف جانے والے کی عظمت بیان فرمائی۔ سو کا قاتل تھا چند قدم ولی کے در کی طرف چلا کہ میں نے ان کے پاس جانا ہے لیکن راستے میں ہی مر گیا۔ در ولی پر پہنچ نہیں سکا۔ اس کی بخشش ہو گئی۔ یہ ولی کے در کی عظمت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کر لی گویا کہ اس نے میری زیارت کر لی۔ جو مدینہ شریف میں مر گیا اس پر جنت واجب ہو گئی۔ جو مدینہ شریف جا کر واپس آجائے تو جو کوئی اس کو دیکھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلتا کہ کوئی آدمی حج یا عمرہ کر کے واپس آیا ہے تو آپ اس کی ملاقات کو جاتے اور پوچھتے کہ کیا آپ مدینہ منورہ گئے تھے اگر کوئی کہتا کہ میں نے وہاں حاضری دی ہے تو آپ اس کی قدم بوسی کرتے اور اگر کوئی کہتا کہ نہیں گیا تو آپ فوراً واپس آ جاتے۔ اگر کوئی قدم بوسی نہ کرنے دیتا تو آپ اصرار کر کے بھی قدم بوسی کرتے کہ یہ پاؤں مدینہ شریف کی خاک کو چھو کر آئے ہیں۔ کوئی کہے کہ میں نے مدینہ شریف نہیں جانا ہے میں نے نیو یارک جانا ہے۔ کوئی کہے کہ میں نے مکہ مکرمہ سے آگے نہیں جانا ہے۔ صرف مسجد الحرام جانا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ میری لعنت ہے۔ فرشتوں کی لعنت ہے۔ وہ بد مذہب ہے۔ لہذا تیرا حج بنانے والی چیز۔ تیرا کام بنانے والی چیز، عمرہ بنانے والی چیز مدینہ منورہ میں دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری ہے۔ ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے کہ اگر پانچ سات ڈاکو ہوں وہ کسی جگہ ڈاکہ ڈالیں۔ یہ ایک مثال ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے سبق اور عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ ڈاکو ڈاکہ ڈالیں اور ان کا وہاں مقابلہ ہو جائے اور ان میں سے کوئی ایک دو

زخمی ہو جائیں بھاگ جانے کے قائل نہ ہوں تو ان کے ساتھی از خود ان کو گولی مار کر جان سے مار دیتے ہیں۔ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ مقابلہ کرنے والے کو ماریں یا نہ ماریں لیکن اپنے زخمی ساتھیوں کو ضرور مار دیتے ہیں۔ تاکہ شہادت ختم ہو جائے اور وہ بھاگنے والے ڈاکوؤں سے متعلق کچھ بتا نہ سکیں۔ اگر وہ ان کو نہیں ماریں گے تو وہ بتا دیں گے کہ ان کے ساتھی کون کون ہیں اور وہ بھی گرفتار ہو جائیں گے۔ اپنی گرفتاری سے بچنے کے لئے وہ اپنے ہی زخمی ساتھیوں کو جان سے مار دیتے ہیں۔ اور موقعہ کی گواہی کو موقعہ پر ہی ختم کر دیں گے۔ اگر ڈاکو اپنی جان پہچان والے گھر میں ڈاکہ زنی کریں تو وہ تمام اہل خانہ کو جان سے مار دیں گے۔ کیوں کہ وہ اہل خانہ ان کو جانتے پہچانتے ہیں۔ ان کے خلاف گواہی دیں گے اور ان کی گرفتاری عمل میں آ جائے گی۔ یہ دنیاوی اصول ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول دیکھیں۔ کائنات میں سب سے بڑا گواہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ انا ارسلک شاحداً وبشراً ونبیاً (الفلق ۸) ”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر۔ اور خوشی اور ڈر سناتا“ اور سورۃ النحل میں ہے۔ ولوم نبعث من کل امۃ شھیدا ثم لا یؤذن للذین کفرو ولا ہم یستحبون (النحل ۸۴) اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک گواہ۔ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو۔ نہ وہ منائے جائیں ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہر قوم سے ایک گواہ اٹھاؤں گا۔ جو ان پر گواہی دے گا اور اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر تیری گواہی ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں اور اتنے شاہد ہیں کہ آپ اپنے دل میں کوئی خیال لاؤ چلو درود شریف ہی پڑھو۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے شاہد۔ اتنے گواہ اور اتنے قریب اور جاننے والے کہ تیرا درود شریف بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا ہے۔ آپ میں نے جو عرض کرنی ہے وہیہ کہ دنیاوی گواہ سے ہم بہت خائف ہیں اور جان بوجھ کر اپنے خلاف ہر موقعہ گواہی کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے گواہ ہیں کہ ہم ان کی کلمی میں چھپتے ہیں۔ حالانکہ دونوں گواہ ہی ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گواہ ہیں اور دنیاوی گواہ بھی گواہ ہی ہے۔ اپنے زخمی ساتھی کو ڈاکو مار دیتے ہیں۔ اپنی جان پہچان والے کو بھی مار دیتے ہیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنے بڑے گواہ ہیں۔ ہر چیز کے گواہ ہیں بلکہ معنی گواہ ہیں۔ تو ہم ان میں پناہ کیوں لیتے ہیں۔ کسی نے ڈاکہ زنی کی ہے۔ کسی نے چوری کی ہے۔ کسی نے کوئی نیادتی کی ہے۔ کسی نے کوئی قتل کیا ہے۔ تو ہر ایک کا دل یہی چاہے گا کہ اس کا کوئی گواہ نہ

بنے اگر کوئی واقف کار گواہ بن گیا تو آپ کو معیبت پڑ جائے گی کہ اس نے تو بیڑہ فرق کر دینا ہے۔
 کوئی ایسا عمل نہیں ہے ہر صبح ہر شام تیرے میرے اعمال نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش
 ہوتے ہیں۔ اپنے جن اعمال کو ہم چھپاتے ہیں وہ بھی پیش ہو جاتے ہیں۔ جو ہم دل میں رکھتے ہیں وہ
 بھی پیش ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی ہم ان کی پناہ میں آتے ہیں تو کیوں آتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا شاہد ہونا ہمارے لئے برکت ہے دوسروں کے لئے معیبت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وسلم ایک روز امامت کے لئے تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ ذرا خبردار ہو کر کھڑے ہونا میں تمہارا خشوع
 اور خضوع بھی دیکھتا ہوں۔ میں جس طرح سے آگے دیکھتا ہوں میں اسی طرح سے پیچھے بھی دیکھتا
 ہوں۔ خشوع اور خضوع کیا ہوتا ہے۔ دل کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ خشوع ہوتا ہے۔ ظاہری حالت میں
 کوئی بڑا صوفی بن کر کھڑا ہے لیکن اس کے دل میں کیا کیفیت ہے کیا نماز میں دھیان ہے۔ یا خیال
 کہیں اور گیا ہوا ہے۔ ظاہری کھڑے ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اصل تو حالب دل ہے۔ ہر دل کی حالت
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔ دو آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سوال
 پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے فرمایا کہ کیا سوال آپ کریں گے یا
 یہ کہ میں تیرا سوال بھی بتا دوں اور اس کا جواب بھی بتا دوں۔ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یہ تو بہت اچھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوال بھی بتا دیں اور جواب بھی عطا کر دیں۔ حضور نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ پھر دوسرے سے فرمایا کہ
 کیا تمہیں بھی یہ بتا دوں کہ آپ کیا پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔ اس کا سوال بھی بتا دیا اور جواب بھی عطا
 فرما دیا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے شاہد ہیں جب حضور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے شاہد ہیں تو اس کا فائدہ کیا ہے۔ ذرا غور سے سنو کہ جو کوئی حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی اس عظمت کو مان جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گناہ مٹا دیتے ہیں۔ تیرے
 میرے اعمال روزانہ پیش ہوتے ہیں۔ جو اچھے اعمال ہوتے ہیں کہ جس طرح سے آپ نے نعت
 خوانی کی ہے یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس پیش ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے
 اچھے اعمال کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ یہ میرے گیت گارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے ان کے لئے
 نعت بنا کر بھیجا ہے اس کا چہ چا کر رہے ہیں۔ یہ احسان مندی ہے جو یہ کر رہے ہیں۔ اس پر حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتے ہیں۔ اور جو کوئی گناہ کرتے ہیں۔ سگریٹ پیتا ہے۔ داڑھی منڈواتا ہے۔ چوری کرتا ہے۔ ملاوٹ کرتا ہے۔ لیکن وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی تمام شان سے مانتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ حیات ہیں، شفیع ہیں۔ مالک و مختار ہیں، علم غیب رکھتے ہیں، حاضر ناظر ہیں تو اس تعلق کی وجہ سے اس عقیدہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ساری حیات طیبہ اپنی اُمت کی بخشش کی دُعا کرتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی دُعا کرتے رہے ہیں۔ نماز میں جو دُعا پڑھتے ہیں یہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہے۔ رب ارحم الراحمین مقیم الصلوٰۃ و من ذریۃ ربنا و تقبل دُعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یم یقوم الحساب ○ (ابراہیم ۴۱-۴۰) اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ۔ اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب اور میری دُعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو۔ اور سب مسلمان کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ اپنے لئے۔ اپنے والدین کے لئے۔ مؤمنین کے لئے ہر نبی علیہ السلام نے دُعا کی ہیں۔ اور خصوصاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دُعا کی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا دنیا میں رہنا تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا یہاں سے چلے جانا بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما جائیں گے تو پھر بہتر کس طرح سے ہو گا۔ فرمایا کہ جب تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے تو تیری نیکیوں پر مجھے خوشی ہوگی اور تیرے گناہوں کے باعث میں تیرے لئے دُعا کروں گا۔ تیرے عقیدے کی بنا پر تیرے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ ہیں کہ یہ قاتل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ ہیں کہ یہ میلاد کرنے والا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ ہیں کہ یہ چور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گواہ ہیں کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے باوجود تیری نعت خوانی اور درود شریف کی وجہ سے۔ تیرے عقیدے کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری بخشش کے لئے دُعا فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول کر لیتا ہے۔ تمام عمر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے کئے، آنسو بہائے، روتے رہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ پتہ کرو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں رو رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خود جانتے ہیں۔ اسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن تیری میری تعلیم کے لئے۔ ہمارا

عقیدہ درست رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ پتہ کرو میرے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں رو رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں فرمایا کہ مجھے میری
 گنہگار اُمت کا غم ہے کہ یہ گنہگار بندے کہیں جہنم میں نہ پھینک دیئے جائیں۔ اس لئے مجھے رونا آ رہا
 ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام واپس گئے اور عرض کیا کہ یا اللہ آپ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
 اپنی اُمت کی بخشش کے لئے رو رہے ہیں۔ ان کی اُمت گنہگار رہے اور وہ ان کی گنہگاری پر آنسو بہا
 رہے ہیں۔ فرمایا کہ جاؤ جا کر انہیں تسلی دے دو کہ میں ان کے آنسوؤں کا لحاظ کرتے ہوئے ان کی
 اُمت کو بخش دوں گا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ قبر میں جا کر وہ اس سے بھی زیادہ کریم
 ہوں گے۔ اپنے گناہوں پر کون روتا ہے۔ ہم اپنے گناہوں پر نہیں روتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 تیرے اور میرے گناہوں پر آنسو بہاتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں۔ التجائیں کرتے ہیں۔ وصال شریف
 سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے تبرکات ہیں۔ لباس مبارک، عمامہ شریف، عصا مبارک، نعلین مبارک ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ان کا کون وارث ہوگا۔ فرمایا کہ یہ حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو دینا اور میرا پیغام دینا کہ
 وہ میری اُمت کی بخشش کے لئے دُعا کریں۔ آخری لمحات پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
 اُمت کی بخشش کے لئے فرمائش فرمائی ہے۔ ان تبرکات کو نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ حضرت عمر
 بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سروں پر رکھ کر لے گئے۔ حضرت
 اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش فرمائے تو انہوں نے اپنے سر پر رکھ کر ایک لمبا سجدہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام نے فرمایا کہ جب حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ان تبرکات کو سر پر رکھ کر سجدہ کریں گے تو
 میری اُمت کے اتنے گنہگار بخش دئے جائیں گے جتنے بنی تمیم کے بکریوں کے بال ہیں۔ یہ جوان کی
 شہادت ہے گواہی ہے یہ میرے تیرے لئے بخشش کا بہانہ ہے۔ لوگوں کی گواہی میرے تیرے لئے
 معصیت کی باعث بن جاتی ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہماری بخشش کا بہانہ ہے۔
 لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ ہر جگہ موجود
 اور شاہد سمجھتے ہیں۔ آپ کے مطابق ہر چیز ان کے سامنے ہے تو پھر لیٹرین کس طرح سے جاتے ہیں۔

بیوی کے پاس کس طرح سے جاتے ہیں کیونکہ وہ تو وہاں بھی موجود ہوں گے۔ اگر عقل ہو تو پھر سمجھ آ جاتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں ہے کیا وہ ہر وقت ہر چیز کو نہیں دیکھ رہا ہے۔ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم بڑے بے شرم ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کپڑے اُتار دیتے ہیں تو کیا اعتراض کرنے والوں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نگے ہو جاتے ہیں۔ یہ الزامی جواب ہے۔ دوسرا اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی موقعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہاں آدمی معذور ہو جاتا ہے۔ کوئی چیز اس کی طاقت سے باہر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی انسان لیٹرین کے بغیر کیسے رہ سکتا ہے۔ لہذا یہ معذوری ہے۔ مجبوری ہے۔ ہماری ایسی مجبوری جو ہماری بساط سے باہر ہو اسے اللہ تعالیٰ بھی معاف کر دیئے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی درگزر فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاہد ہونا برحق ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہد ہونے کی وجہ سے دیکھو کہ کتنے ہی لوگوں کا پیرہ پار ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور نماز پڑھی اور تلاوت ایک علیحدہ ہی لہجہ میں کی۔ ایک دوسرے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلط پڑھ رہے ہیں۔ ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے اور ہی طریقہ سے لہجہ سے تلاوت کی۔ تو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ کس طرح سے تلاوت کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ وہ تلاوت کرنے والے حاضر ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ تلاوت سناؤ۔ دونوں نے اپنے اپنے انداز میں تلاوت سنائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو فرمایا کہ وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ ان کی تلاوت درست ہے۔ سننے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل میں سوچا کہ عجیب بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غلط پڑھنے والوں کو بھی درست فرما رہے ہیں۔ اس کے دل میں تکذیب پیدا ہوئی۔ تکذیب جانتے ہو کہ کیا ہوتی ہے۔ کسی کو غلط سمجھنا تکذیب کہلاتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق اس کے دل میں تکذیب آگئی کہ اللہ تعالیٰ معافی دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ یہ بات اس کے دل میں آئی ہے۔ وہ اس کی اپنی زبان پر نہیں لایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس اس کے سینہ پر لگایا اور فرمایا کہ سنبھل جا۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ اسی لمحہ میرا سارا شک بھی دور ہو گیا۔ اور ایسے معلوم ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا ہے۔ کہ اگر کسی کے دل میں کوئی شک پیدا ہو تو اسے بھی درست فرما دیتے ہیں۔ اسے جان بھی جاتے ہیں اور اس کا علاج بھی کر دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ شریف میں تشریف فرما ہیں ایک کا فر آیا جس نے اپنے بھرن میں خنجر چھپا رکھا تھا کہ موقع پا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو فلاں ہے اور تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس پر کچکی طاری ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی حالت کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا خیال ہے عرض کیا کہ کچھ نہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ خنجر کس لئے چھپایا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اسی لمحہ میرے سارے شکوک و شبہات دور ہو گئے۔ تمام نفرتیں ختم ہو کر محبت میں بدل گئیں۔ اس سے پہلے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ مغضوب نظر آتے تھے۔ مجھے سب سے زیادہ نفرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرا نام لیا اور مجھ پر ایک نظر ڈالی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاہد ہونا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کہ قتل کے ارادے سے آیا ہے لیکن ایسی نظر ڈالی کہ محبت بن کر رکھ دیا۔ حشر والے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کی گواہی دیں گے۔ کیا وہ یہ گواہی دیں گے کہ فلاں گنہگار ہے۔ فلاں بے نماز ہے، یہ چور ہے، یہ گواہی تو پھر الٹ ہو جائے گی، گواہی حشر والے دن ہو کہ یہ ڈاکو ہے۔ یہ زانی ہے، یہ جھوٹا ہے، یہ پھلخور ہے تو پھر یہ تو معیبت کا باعث بن جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر گنہگار کی پردہ پوشی فرمائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا اللہ میں اس میں ایمان دیکھتا ہوں تو بھی اس ایمان کے صدقے اس کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں گے۔ اس کا حساب کتاب بھی نہ ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں یہ گواہی نہیں دیں گے کہ یہ چور ہے اس کو پکڑ لو۔ یہ زانی ہے اسے قید کر دو۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شخص کے متعلق جانتے ہوں گے کہ یہ کیا ہے پھر بھی وہ پردہ پوشی فرمائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ فرماتے ہیں۔

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہے۔ عقیدہ صحیح رکھو۔ عقیدہ غلط ہوا تو نماز بھی برباد ہو جائے گی۔ حج

بھی برباد، قرات، تلاوت، تفسیر، حفظ سب کچھ برباد جائے گا۔ لیکن اگر عقیدہ صحیح ہے تو پھر تیری خامیاں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے ان کی شفاعت سے معاف کر دی جائیں گی۔ ان کا شہد ہونا ہماری بخشش کا بہانہ ہے۔ ایک جنازہ آیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت گنتہنگا رہندہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہ پڑھائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی اور گواہ ہے جو اس کی گواہی دے کہ یہ کیسا بندہ تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں ایک رات اس نے میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا پہرہ دیا تھا۔ یہ کہتا تھا کہ اگر دشمن حملہ کرے اور تیرا نوازی کرے تو تیر مجھے آکر لگ جائے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں ان کو نقصان نہ پہنچے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے صرف اتنا پتہ ہے۔ فرمایا کہ آؤ اس کا جنازہ پڑھاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنازہ پڑھایا اور پھر فرمایا کہ اللہ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو کر گواہی دیتا ہوں کہ یہ بخشا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ہے کہ اس کے دل میں مجھ پر جان ثاری کا جذبہ تھا۔ اتنا جذبہ آپ بھی رکھ لیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گواہی دراصل تیرے میرے ایمان کی گواہی ہے کہ یہ مومن ہیں۔ میری نعمت خوانی کرتے تھے۔ محفل میں آتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتنی سی گواہی پر ہی ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش حمید شاد صاحب 07-08-2003

وسیلہ اولیاء کرام ہیں

محمد و وصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ و ملکاتہ۔ صلون علی النبی یا لہما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

سامعین محترم۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کے راوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گفتگو فرماتے تو یا تو قرآن مجید کا نزول ہوتا ہے۔ یا پھر حدیث مبارکہ بیان ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب لب کشائی فرماتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ان اداؤں کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات مبارکہ کا نزول فرماتے ہیں تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمائی کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ انجیل الذی من ذکر عندہ قلم۔ صلی الی۔ فرمایا "اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ میری ذات باریکات پر درود شریف نہ پڑھے سب سے بڑا بخیل وہ ہے" لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ بخیل وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ پر خرچ نہیں کرتا۔ اپنی اولاد پر خرچ نہیں کرتا۔ اپنے رشتہ داروں پر خرچ نہیں کرتا۔ اپنے ہمسایوں پر خرچ نہیں کرتا اپنے پیر و مرشد کی ذات کے لئے خرچ نہیں کرتا۔ لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بخیل وہ ہوتا ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے ابھی نعت خوانی ہوئی ہے۔ حضرت قبلہ پیر ڈاکٹر علی محمد صاحب تشریف فرما ہیں۔ آپ نے لکھا کہ جو نعت خوان بھی آیا اس نے سب سے پہلے یہی کہا کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پڑھو۔ یہ کہنا کیوں پڑتا ہے۔ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجا کر بیٹھے ہوئے ہیں تو ہمارا یہ ایمان ہے کہ اس محفل میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام خود تشریف فرما ہیں اور ہماری اس محفل کو بذات خود دیکھ بھی رہے ہیں اور ہر ایک بندے کو جو محفل میں ہے اس کو پہچان رہے ہیں۔ فرشتے بھی آ رہے ہیں وہ بھی جانتے ہیں پہچانتے ہیں کہ اس میں کون کون بیٹھا ہے۔ کون کس کا بیٹا ہے۔ اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ان پر اپنی رحمت کا نزول فرما۔ ہمیں کہنا نہ پڑھے کہ درود شریف پڑھو آپ خود بخود ہی درود شریف کا ورد جاری رکھیں۔ اسکیوں مثال سمجھ لو کہ اگر کوئی بندہ دوسرے کے

منہ پر تھنڈا مارتا ہے تو پھر اس کو یہ نہیں کہتا کہ کہو "ہائے"۔ بلکہ جب اس کو تھنڈو لگتا ہے تو از خود اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ "ہائے"۔ جب عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خود ہی بے ساختہ بول اٹھتا ہے۔ صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ علی الک یا سیدی یا حبیب اللہ یا بار بار وہ درود شریف پڑھتا رہتا ہے اور اپنی حاضری لگواتا رہتا ہے۔ لہذا آپ تمام حضرات تین تین مرتبہ جھوم جھوم کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھو۔ یہ دوبارہ کہنا نہ پڑے۔ میری تقریر کی ابتداء ہمیشہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ثنا خوانی سے ہوتی ہے۔

یوں کرم سرکار ہونا چاہئے بس آپ کا دیدار ہونا چاہئے

جب کھلیں آنکھیں میری تو سامنے آقا آپ کا دربار ہونا چاہئے

ہر طرف سے گھیر لیں جب مشکلیں آقا میرا بیڑہ پار ہونا چاہئے

حضرات ابھی پیر و مرشد حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے جو فرمایا ہے کہ علماء کرام کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔ علماء نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وارث ہیں۔ میں تو علماء کرام کے قدموں کی خاک برابر بھی نہیں ہوں۔ میں ان کی جوتیوں کو سیدھا کرنے والا ہوں میں تو خود ایسی ہستیاؤں کے دیدار کا مشتاق ہوں کہ اللہ کرے اس دنیا میں اور آئندہ زندگی میں بھی یہ میری نجات کا ذریعہ بن جائے۔ میرا موضوع ہے "وسیلہ" جس طرح سے بھی ہو سکا عرض کروں گا آپ قبول فرمائیں تو مہربانی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ واطعوا الیہ الوسیلۃ وجاهدوا فی سبیلہ لعکم تفلحون (المائدہ ۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر تم فلاح پاؤ۔ "اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو پکارا ہے ایمان والوں کی توجہ کے لئے فرمایا ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الناس نہیں فرمایا۔ لوگوں کی بات نہیں کی کہ اے لوگو وسیلہ تلاش کرو۔ بلکہ ایمان والوں سے فرمایا ہے کہ وسیلہ تلاش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے ایمان والا ہونا لازمی ہے۔ جب تک بندہ ایمان والا نہ ہوگا وہ وسیلہ تلاش نہیں کر سکے گا۔ ایمان والا کون ہے۔ امنۃ باللہ وملتکۃ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیر ○ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔ ہم روزانہ یہ پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی حکم نازل فرمانا چاہتے ہیں تو وہ ایمان والوں سے ہی مخاطب ہوتے ہیں۔ ہم ذرا اپنی طرف دیکھیں کہ ہمارے جو اعمال ہیں وہ ایمان والوں جیسے ہیں کہ نہیں ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو اس لئے

رب مانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر لی ایمان لے آئے ان کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا۔ اتقوا اللہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ ولا تغفوا الیہ الوسیلة۔ اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ وجاهدونی سبیلہ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے دو تین باتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلے ایمان کی بات ہے پھر اس کے بعد تقویٰ کا بیان ہے چونکہ شیطان ایمان اور تقویٰ کا دشمن ہے۔ یہ عام سمجھ کی بات ہے کہ چور وہی آتا ہے۔ جہاں مال و دولت زیادہ ہوتی ہے۔ جس شخص کے پاس مال و دولت نہیں ہے وہ ایک چادر اوڑھ کر سڑک کے کنارے بھی سو جائے تو اسے کوئی فکر نہیں ہوتی کہ اس کی کوئی چیز چوری ہو جائے گی۔ لیکن جو مال دار ہے وہ اندر کمرے میں اپنے مال کی حفاظت کے لئے موجود ہوتا ہے۔ اور چور بھی اسی کمرہ میں ہی آتا ہے۔ شیطان بھی ایمان اور تقویٰ کا ڈاکو ہے۔ ان الشیطنی للانسان عدو مبین (یوسف ۵) "بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے" شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس سے بچنے کے لئے فرمایا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصديقين (التوبہ 119) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ "اب ہر بندہ یہ کہتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ یا اللہ ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ کون سچا ہے اور کون سچا نہیں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ہر نماز میں یہ عرض کرتے ہیں احدنا الصراط المستقیم (الفاتحہ ۵) "ہم کو سیدھا راستہ چلا" صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (الفاتحہ ۷-۶) "راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے احسان کیا۔ نہ ان کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ ہی بہکے ہوؤں کا" ہر بندہ ہی کہتا ہے کہ میں سچا ہوں میں اچھا ہوں۔ میں ایمان والا ہوں۔ یا اللہ ہمیں تو پتہ نہیں چلتا مہربانی فرما اور ہماری راہنمائی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انعم اللہ علیہم من النبیین والصديقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً (النساء ۶۹) اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک لوگوں پر۔ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن پر میرا انعام ہوا ہے وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ وہ صدیقین کا گروہ ہے۔ عہد اء کا گروہ ہے۔ صالحین کا گروہ ہے فرمایا کہ یہ تمہارے بہترین دوست ہیں۔ یا اللہ ہمیں کوئی پہچان نہیں ہے کہ کون سچا ہے کون راہ راست پر ہے۔ یا اللہ ہماری راہنمائی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هویاً (الفرقان ۶۳) اور رحمن کے بندے وہ ہیں کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں "فرمایا کہ میرا بندہ وہ ہے کہ جب وہ زمین پر چلتا ہے تو

نگاہیں نیچی کر کے چلتا ہے۔ پھر ان کا خاصہ کیا ہے ان کا انداز کیا ہے۔ والدین بیٹوں لرہم سجدہ و قیام (الفرقان ۶۳) "اور وہ جو رات کانتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام ہیں" وہ ساری ساری رات ذکرِ الہی میں گزار دیتے ہیں۔ لیکن یہ کون لوگ ہیں۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک و مختار مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر مانتے ہیں۔ رحمت اللعالمین مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مانتے ہیں وہ اپنے دلوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سجا کر اس مقام پر فائز ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بیٹا رت دے دیتا ہے۔ لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرة (یونس ۶۳) "انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں"۔ ان کے لئے میں خوشخبری دیتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کو خوشخبری دے دیتا ہے تو پھر نہ اس دنیا میں اور نہ ہی آخرت کی زندگی میں ان کو کوئی خوف ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی غم ہوتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بن جاتے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام بن جاتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختارِ کل مانتے ہیں۔ یہ مجھ سے پیار کرتے ہیں تو ان کو بتا دیجئے کہ فلا ورپک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجرۃ بنہم (النساء ۶۵) "تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں" یہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کر لیں اور عقیدہ یہ رکھیں۔

کوئی ہو یا دو چار مکاں دا حاکم
میرے کملی والے دی دو جگ تے شای

یہ مقام ان لوگوں کو کیوں ملا ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختارِ کل مانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل عطا مانتے ہیں اور درِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عاجزانہ جھک کر اپنے لب لٹکا دیتے ہیں کہ جس در پر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو فاروق اعظم بن گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو ذوالنورین بن گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حیدرِ کرار بن گئے۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھتے ہیں اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ لا یومن احدکم

حتی اکون احب علیہم من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین تم میں سے کوئی ایمان والا بن نہیں سکتا جب تک اپنے آپ سے۔ اپنی اولاد سے۔ اپنے والدین سے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں رکھے گا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں نے وسیلہ ڈھونڈا۔ کوئی کہتے ہیں کہ نماز پڑھو۔ نمازی وسیلہ ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ روزے رکھ لو۔ روزے ہی وسیلہ ہیں۔ حج کر لو یہ وسیلہ ہے۔ صدقہ خیرات کر لو یہ وسیلہ ہے کسی بھوکے کو کھانا کھلا دو کہ یہ وسیلہ ہے۔ لیکن اس کی تفسیر کرنے کے لئے فرمایا کہ یا یھا الذین امنو۔ اے ایمان والو۔ اتقوا اللہ تقویٰ اختیار کر لو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نماز پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ حج کرتا ہے۔ سارے کام آتا ہے۔ نیک اعمال کرتا ہے ان تمام اعمال کے کرنے کے باوجود فرمایا کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کہ اب وسیلہ بھی تلاش کر لو۔ وسیلہ کیا ہے۔ یہ مرشد کریم کی ذات ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سامنے اپنے نفس کو ختم کر دیا۔ اپنے آپ کو پہچان لیا۔ من عرف نفسه فقد عرف ربہ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا گویا کہ اس نے رب کو پہچان لیا۔ کیونکہ رب کی رحمت ان کے بالکل قریب ہے۔ ان رحمۃ اللہ قریب من الخسین (الاعراف ۵۶) "بے شک اللہ کی رحمت نیکیوں سے قریب ہے۔" ان کے قریب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ یا اللہ تیرا ٹھکانہ کہاں ہے فرمایا وکن اقرب الیہ من جبل الورد (ق ۱۶) "اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔" میں تیری ہبہ رگ کے قریب ہوتا ہوں۔ یا اللہ ہبہ رگ کے قریب ہے تو کہاں ہے۔ فرمایا و فی أنفسکم افلا تبصرون (الذریٰ ۲۱) "اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوچتا نہیں۔" فرمایا کہ میں تو تیرے اندر ہوں ذرا دیکھ تو سہی۔ یا اللہ اگر آپ ہمارے اندر ہیں تو پھر تیرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہے۔ فرمایا کہ جہاں میں ہوتا ہوں وہیں میرا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوتا ہے۔ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے جدا نہیں ہے۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم (الاحزاب ۶) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ "میں تمہارے نفوس میں ہوں تو میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔" اب یہ ہے کہ ہماری جان کہاں ہے۔ ایک کاٹا چھہ جائے تو فوراً تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ انگلی پر چوٹ لگ جائے۔ تو فوری طور سے اس کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ یعنی جان ہماری جسم میں بالکل قریب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیری جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ تمہاری تکلیف کا احساس تمہیں بعد میں ہوتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

تمہاری تکلیف کا علم تم سے بھی پہلے ہو جاتا ہے حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حجرہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہاں بے موسم کے پھل پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خالو بھی تھے اور کفیل بھی تھے۔ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا کہ اے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ بے موسم کے پھل کہاں سے آئے۔ عرض کیا کہ یہ سب میرے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے وہیں کھڑے کھڑے عرض کیا کہ یا اللہ اگر تو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بے موسم پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی اس بڑھاپے میں اولاد عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دُعا کو قبول فرمایا اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے پتہ چلا کہ اگر کسی نیک بندے کے قریب میں دُعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اس نیک بندے کی وساطت سے اس نیک بندے کے وسیلہ سے دُعا قبول کر لیتا ہے۔ اولیاء کرام جنت کے سردار ہیں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا واما زوالیوم لیسوا البحر مومن (یسین ۵۹) اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرموں "لیکن ان اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے کل بختری عطا فرمادی ہے۔ قیامت والے دن دو گروہ ہوں گے ایک جنتی گروہ ہوگا اور ایک دوزخی گروہ ہوگا۔ فیصلہ وہ چکا۔ مہر لگ چکی ہے۔ کہ یہ جنتی ہے یہ دوزخی ہے۔ وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ کوئی کسی کو نہ پہچانے گا لیکن ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بھی فرمائیں گے کہ میرے غلاموں میرے قریب آ جاؤ۔ وہاں جا کر جو معیبت کے وقت ولی کامل کو پہچان کر عرض کرو گے کہ حضرت آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں۔ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کرایا تھا۔ وہاں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دامن پھیلائے کھڑے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ شفاعت فرمائیں تو ہماری نجات ہوگی۔ تو آج اس دنیا میں اولیاء کاملین کو پہچان لو آج ان کے دامن میں پناہ لے لو۔ آج ان کے ساتھی بن جاؤ۔ تاکہ کل حشر کے دن بھی ان کا دامن نصیب ہو جائے۔ آج ان کو وسیلہ پکڑو تاکہ حشر والے دن یہ وسیلہ تمہارے کام آ جائے۔ اللہ تعالیٰ دامن اولیاء کرام سے وابستہ ہونے اور اس پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

مقام ولایت

محمد و ہصلی علی رسولہ الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ و ملککے مصلون علی النبی یا لہما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ علی الک وصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین!

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات نعتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے
در حضور کی نیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو ہر بات نعتی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی "میں آخری نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں" لیکن دین نے زندہ رہنا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی وجہ سے زندہ رہے گا۔ اب قیامت تک کوئی نبی علیہ السلام نہیں آئے گا لیکن ہر سو سال بعد ایک مجدد آئے گا جو کہ دین میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہوں گی وہ ان کی اصلاح کر دے گا اور پھر ہر ہزار سال اور مجتہد سے بھی زیادہ عظیم المرتبت آئے گا جو ہزار سال میں پیدا ہونے والی خرافات اور بدعات کو دور کر دے گا۔ تو جب تک اولیاء اللہ زندہ رہیں گے دین بھی زندہ رہے گا۔ اور جس دن آخری ولی دنیا سے چلا جائے گا اس دن قیامت آجائے گی۔ یہ جو کائنات قائم ہے تو اولیاء اللہ کے دم قدم سے قائم ہے۔

ولیوں کے دم قدم سے ہے قائم یہ کائنات

دونوں جہان کی جان ہیں جانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مردے دل زندہ ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میں کسی ولی کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ دورِ حاضر کے لوگ اس کو شرک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم مجھے چھوڑ کر ولی کے پاس جانا چاہتے ہو یہ تو شرک ہو جائے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیج دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم نبی علیہ السلام ہیں۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ خود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام راہنمائی حاصل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ راستہ بتا رہے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لئے راستہ بتا رہے ہیں۔ زندگی اولیاء اللہ کے دم سے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روانگی سے پہلے مچھلی فرائی کر لی۔ مچھلی کے کباب بنائے۔ اپنے ساتھ ایک ہم سفر کو لے لیا۔ کافی دور چلے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آرام کے لئے لیٹ گئے اور سو گئے۔ ان کا ساتھی جاگ رہا تھا۔ دریا کا کنارہ تھا۔ اس ہم سفر ساتھی نے دیکھا کہ تلی ہوئی مچھلی توشہ دان سے نکلی اور دریا میں راستہ بناتی ہوئی چلی گئی۔ مچھلی کو کیا ہو گیا۔ بھنی ہوئی مچھلی کیسے زندہ ہو کر چلی گئی۔ جب اولیاء اللہ کا علاقہ آجائے تو مردہ جسم میں بھی زندگی آ جاتی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے علاقہ تھا تو بھنی ہوئی مچھلی بھی زندہ ہو گئی۔ جس فرقے میں جس مذہب میں ولایت نہیں ہے وہ مذہب نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے قبل عیسائیوں میں بھی اولیاء اللہ تھے۔ یہودیوں میں بھی اولیاء اللہ تھے۔ وہ ان کو Saint کہتے تھے۔ Saint کے معنی ولی کے ہوتے ہیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو تمام سابقہ ادیان ختم ہو گئے۔ ولایتیں بھی ختم ہو گئیں۔ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ جب بھوک لگی تو رک گئے اور اپنے ساتھی سے فرمایا کہ لاؤ وہ مچھلی نکالو تو ہم اس کو کھائیں۔ ان کے ساتھی نے عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے معاف فرمائیں میں تو آپ کو بتانا ہی بھول گیا کہ جہاں ہم آرام کے لئے بیٹھے تھے۔ جہاں دو دریا آپس میں ملتے ہیں وہاں وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی۔ فرمایا کہ وہی تو جگہ تھی کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ جہاں زندگی ملتی ہے وہیں ولی ہوتا ہے۔ ایمان کی زندگی۔ ایمان کی تازگی ولی اللہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ احادیث مبارکہ ہیں کہ ایمان اولیاء اللہ کی وجہ سے ہے۔ زندگی اولیاء اللہ کی وجہ سے ہے۔ نیک اعمال اولیاء اللہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

گناہوں کی معافی اولیاء اللہ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب بندہ کسی ولی اللہ کی زیارت کرتا ہے تو اس کی سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ اگر زیارت نہ ہو تو ان کا ذکر ہی کر لے یہ بھی کافی ہو جاتا ہے۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جب رحمت برسی ہے تو اس کا پہلا قطرہ جس پر قطرہ جس پر پڑتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ کسی نے قائد اعظم محمد علی جناح سے پوچھا کہ آپ بہت کوشش کر رہے ہیں کیا پاکستان بن جائے گا۔ فرمایا کہ پاکستان تو اسی روز بن گیا تھا۔ جس روز حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک اس سر زمین پر لگ گئے تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

خاک پنجاب از دم تو زندہ گشت
صبح ما از مہر تو تابندہ گشت

سر زمین ہند داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک لگنے سے مسلمان ہو گئی۔ اور ایمان کی صحیحیں جب طلوع ہوتی ہیں تو اے داتا صاحب آپ کے چہرے سے ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم فرما رہے ہیں۔ فرمایا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے قریب آؤ۔ میری یہ قمیص اور دستار مبارک لے لو۔ یمن میں ایک ولی کامل حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ وہ میرا عاشق ہے یہ میرے تبرکات اسے دے دو۔ ہمیں کیا تعلیم دے رہے ہیں کہ اے میرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اولیاء اللہ کے پاس جاؤ۔ تاکہ تمہارے جانے سے یہ سنت بن جائے اور کسی کو اعتراض کرنے کا موقع نہ ملے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ داتا صاحب کیوں جاتے ہو۔ گوجرہ شریف کیوں جاتے ہو۔ دادو شریف کیوں جا رہے ہو۔ گلڑہ شریف میں کیا رکھا ہے۔ پاکپٹی شریف میں کیا ہے۔ ان جگہوں پر وہی ہیں کہ جس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج رہے ہیں۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نہیں ہیں۔ حاضر خدمت نہیں ہوئے لیکن عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں ہوئی۔ لیکن دو اولوا العزم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما عشرہ مبشرہ میں نمبر دو اور نمبر چار کو اپنے تبرکات دے کر بھیج رہے ہیں کہ ولی کے در پر جاؤ۔ وہ دونوں جبہ مبارک کو سر پر رکھ کر جا رہے ہیں۔ حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے ہیں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کا پیغام پہنچاتے ہیں کہ میری اُمت کے لئے بخشش کی دُعا کریں۔ یہاں کوئی تمہیں شرک نہیں
 سکھا رہا ہے۔ اگر آج ہم اولیاء اللہ کے در پر جاتے ہیں تو یہ شرک سمجھا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام از خود صحابہ کرام کو بھیج رہے ہیں۔ کون جا رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے شہر کی
 دیوار اور دوسرے کون ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کے دروازے ہیں۔ دونوں عالم
 ہیں اور پورا علم رکھتے ہیں۔ حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ میری دُعا سے کیا
 ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ وہ کرے یا نہ کرے۔ کسی نے نماز نہیں پڑھی کسی نے روزہ
 نہیں رکھا اور کسی نے جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ اور ان کی بخشش کرانے کے لئے میرے پاس آئے ہو۔
 انہوں نے جبہ مبارک کو ادب سے اپنے سر پر رکھا اور سجدہ میں چلے گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 ہٹا رت دی تھی کہ جب وہ سجدہ کرے گا تو میری اُمت کے اتنے گناہ گار بخش دئے جائیں گے جتنی کہ
 بنی تمیم کی بکریوں کے بال ہیں۔ اسلئے یقینی طور پر تیری میری بخشش حضرت اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے
 اس سجدہ سے ہے جو انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر اُمت کی بخشش کے لئے کیا ہے ان
 کا احسان مانو۔ قیامت کے دن جنتیوں کی دونوں طرف قطار لگ جائے گی۔ اور ان کے درمیان سے
 دوزخیوں کو کھینٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ ان کو ذلیل کرنے کے لئے ایسا کیا جائے گا۔ اور
 جنتیوں کو خوش کرنے کے لئے کیا جائے گا کہ اچھے وہ ہیں جو کھڑے ہیں اور گندے وہ ہیں جو کھڑے
 ہیں اور گندے وہ ہیں جو گھسیٹے جا رہے ہیں۔ ایک دوزخی بندہ ایک ولی کامل کو پہچان لے گا اور بھاگ کر
 ان کے پاس جائے گا۔ عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں۔ میں وہ ہوں
 کہ جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ وہ ولی کامل اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ یا اللہ میرا
 خدمتگار جہنم میں چارہا ہے۔ مہربانی فرما اس کی بخشش فرما دے اس کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں
 کو حکم دیں گے کہ میرا حکم منسوخ کر دو۔ Reverse کر دو کیا سپریم کورٹ کوئی حکم دے تو ماتحت
 عدالت اسے اُلٹ کر سکتی ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے کوئی حکم جاری ہو جائے تو اس کی خلاف ورزی نہیں ہو
 سکتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اپنا حکم منسوخ کر رہا ہے۔ اولیاء اللہ کی طاقت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔
 کہ اولیاء اللہ کے کہنے سے ان کی فرمائش کرنے سے ان کی سفارش کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھی
 تبدیل کر دیتا ہے۔ اس خوش نصیب کو معاف کر دیا جائے گا۔ اور جنت عطا کر دی جائے گی۔ اسے دیکھ

کر دوسرے لوگ بھی تلاش شروع کر دیں گے۔ ایک اور روز فنی بندہ کسی ولی کامل کو پہچان کر عرض کرے گا کہ حضرت صاحب میں نے آپ کو فسخ کر لیا تھا۔ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنا حکم تبدیل کر دیں گے۔ اسے بھی جنت عطا کر دی جائے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اولیاء اللہ کی شان بیان فرمائی کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی جہنمی نہیں رہے گا۔ بلکہ جنتی بن کر اٹھے گا۔ جن لوگوں نے اولیاء اللہ کی ادنیٰ سی بھی خدمت کی ہوگی وہ اولیاء اللہ ان کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔ حضرات تیری میری نجات۔ تیرے میرے اعمال اور تیرے میرے ایمان کا دار و مدار اولیاء اللہ پر ہے۔ جس کا تعلق کسی ولی سے نہیں ہوگا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جہاد اور شہادت کے باوجود وہ ایسی موت مر جائے گا۔ جیسی ابو جہل مر گیا ہے۔ یہ کسی اس زمانے کے بندے کی بات نہیں ہے بلکہ سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی بات ہے کہ جن سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وقیلہ (زخرف ۸۸) مجھے اس کے کہنے کی بھی قسم ہے کہ وہ جو کہتے ہیں وہ حق کہتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ بھی فرمایا وہ حق ہے۔ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہند اتے میں وی آ کھاں راہ دے

بنا مرشداں راہ نہیں لبھاتے دل مرسیں وچہ راہ دے

تو اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ تمہارے اپنے بنائی ہوئے گیت ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا ایمان، تیرا عمل، تیرے لئے فسخ، بارش، بندہ، فضیلت سب اولیاء کے ہی دم قدم سے ہے۔ جب تک اولیاء اللہ ہیں۔ ایمان بھی قائم رہیں گے اور دنیا بھی قائم رہے گی۔ دنیا اگر سانس لے رہی ہے تو ولی اللہ کے دم سے لے رہی ہے۔ جب اولیاء اللہ ختم ہو جائیں گے تو دنیا بھی ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ملتان میں پاکٹھن شریف والوں کے ایک مرید فوت ہو گئے ان کے پھر صاحب بھی جنازہ میں شامل تھے۔ جب دفن کر دئے گئے۔ قبر بند کر دی گئی۔ فرشتے آ گئے۔ سوال جواب شروع ہو گئے۔ مرید کو جواب نہ آئے تو وہ مرشد کریم قبر میں چلے گئے اور فرشتوں کو فرمایا کہ میں جواب دیتا ہوں۔ اس کو چھوڑ دو۔ فرشتے نے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ یہ میرے سلسلہ کا بندہ ہے۔ میرا مرید ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ جی اس کی کیا سند ہے کہ مرید ہو جانے سے کام بن جاتا ہے۔ یہ آپ کے مرید کا مرید تو ضرور ہے لیکن جو عمل بتایا۔ جو ذکر بتایا اور جو

درود شریف بتلایا گیا وہ تو اس نے کیا نہیں ہے۔ یہ تو برائے نام مرید ہے۔ صرف نباتی جمع خرچ ہے۔ اس نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ کوئی فکر نہیں کیا۔ درود شریف نہیں پڑھا۔ فرمایا کہ اے فرشتو اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھ لیں کہ ایسی بیعت کا کوئی فائدہ ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ ایک مرشد کریم آگئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بیعت کا بڑا اثر ہوتا ہے بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ سچ کہتے ہیں ان کے مرید کو چھوڑ دو۔ بیعت کرنے سے ہی بندے کی بخشش ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی تمام اگلی پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب کون ہے۔ ان کا قائم مقام کون ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امامت فرمایا کرتے تھے اور اب جو بھی امام ہیں تو وہ کس کے قائم مقام ہیں۔ امام بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے۔ ولی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی قائم مقام ہے۔ ولی بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی قائم مقام ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی نمائندہ ہے۔ اس کو بھی وہی نعمتیں ملی ہیں ان کے ہاتھ پر بھی جو بیعت کرتا ہے اس کے بھی اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ یہ نعمت ساتھ لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک کپڑے کو اپنا دست مبارک لگا دیں تو اس کپڑے کو دنیا کی آگ نہیں جلاتی۔ جو آج بھی کسی ولی سے ہاتھ ملائے گا اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ یہ کرم کی بات ہے یہ عقیدے کی بات ہے۔ اس ملتان والے مرید نے کوئی عمل نہیں کیا۔ ہم بھی نہیں کرتے۔ سارے مرید نہیں کرتے ہیں اور جو کوئی عمل کرتا ہے وہ جس علاقے میں سانس بھی لیتا ہے۔ وہ بھی مسلمان ہو جاتا ہے۔ یہاں اس محفل میں بندے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اپنے علاقے سے صرف ایک بندہ مرید ہوا تو سارا علاقہ ہی مرید ہو گیا۔ ساہیوال سے ایک بندہ مرید ہوا تو سارا ساہیوال ہی مرید ہو گیا۔ چک چھیا سی سے ایک بندہ مرید ہوا تو آج سارا گاؤں مرید ہے۔ گوجرانوالہ سے ایک بندہ مرید ہوا تو سارا گوجرانوالہ مرید ہو گیا۔ اسلام آباد سے ایک بندے نے بیعت کی آج سارا اسلام آباد مرید ہے۔ شیخوپورہ سے ایک فرد نے بیعت کی تو آج شیخوپورہ میں رنگ لگ گیا ہے۔ ایسا کیوں ہے کہ جو بیعت ہو کر گیا اس نے ذکر کیا۔ فکر کیا۔ عمل کیا اور پھر جس کو اس نے مرید ہونے کے لئے کہا وہ مان گیا۔ جو ذکر فکر نہیں کرتے ان کی زبان میں اثر پیدا نہیں ہوتا لیکن ان کی بخشش ضرور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ دیکھو کہ ایک کتے کو اولیاء اللہ کے در پر بٹھا دیا وہ کتا بندے

کی شکل میں جنت میں جائے گا۔ دنیا جہاں کا کوئی اور کتا جنت میں نہیں جائے گا صرف اصحاب کہف کے در پر بیٹھے والا کتا جنت میں جائے گا۔ جو اولیاء اللہ کے در پر نہیں بیٹھیں گے وہ کتے کی شکل میں دوزخ میں جائیں گے۔ یہ قرآن مجید کی سورت کہف ہے کہ ولی کے در پر بیٹھے والے کتا بھی جنت میں جائے گا۔ سرمایہ حیات جو تیرے ساتھ جائے گا وہ تیرا اولیاء اللہ سے بیعت اور تعلق ہے۔ یہ تعلق قائم کر لو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانس صاحبزادہ والا شان

حضرت اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

02-03-04

دھوڑ (خاک) قدم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی والحمد للہ رب العلمین اھو ذبا للہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان
اللہ وملكہ يصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا
رسول اللہ علی الک وصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ یہ بشیر احمد بٹ صاحب ہیں۔ ان کی جائیداد ہے دو کانات ہیں، کوٹھی ہے۔
ان کی تمام جائیداد کی قیمت ایک طرف اور ان کے بیٹے کی قیمت دوسری طرف۔ اگر موقع ایسا آئے کہ
ان میں سے ایک چیز کو قربان پڑے تو کیا بٹ صاحب آپ جائیداد کو قربان کر دیں گے یا بیٹے کو۔ آپ
اپنی جائیداد کو بیٹے کی خاطر قربان کر دیں گے۔ اگر کبھی کوئی قسم اٹھانے کا موقع بن جائے تو پھر قسم
دودھ، بیٹے کی اٹھائی جاتی ہے۔ جائیداد کی قسم نہیں اٹھائی جاتی کیونکہ دودھ، بیٹے کے مقابلہ میں جائیداد
کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ میں اپنی کوٹھی کی قسم اٹھاتا ہوں تو کوئی نہیں مانتا۔ کوئی کہے کہ
میں اپنی دوکان کی قسم اٹھاتا ہوں تو کوئی نہیں مانتا۔ بیٹے کی قسم اگر کوئی اٹھاتا ہے تو اسے سچا سمجھا جاتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ بیٹے سے پاک ہے۔ اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ لیکن جب قسم اٹھانے کی بات آتی ہے تو
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی دھوڑ کی قسم اٹھاتا ہے۔ نعت شریف پڑھی گئی
ہے۔

کوئی طالب جتنا دے کوئی حور پیاری اے

سانوں آقا دے قدمیں دی بس دھوڑ پیاری اے

جند جان میں وار دیواں اوہدے نوری کھڑے توں

جیہدا عاشق رب سوہنا مالے خلقت ساری اے
 توصیف کی لکھ سکدا کوئی عربی مای دی
 جیہدی نعت رب سوہنے خود آپ اتاری اے
 اک پل تے گھڑی تیری صدیاں توں وی اعلیٰ اے
 جیہڑی آقا دے قدماں وچہ شہد توں گزاری اے

حضرات دھوڑ کا مقابلہ جنت سے ہو گیا ہے۔ دھوڑ کے بالمقابل خود آگئی ہے۔ جو مرضی بھی آئے وہ کتاب آپ پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی جنت یا کسی حور کی قسم نہیں اٹھائی ہے لیکن میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی دھوڑ کی قسم اٹھائی ہے۔ لا اقسم بحد البلد و انت حل بهذا البلد (البلد ۱-۲) "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ اس شہر میں تشریف فرما ہو" مجھے مکہ کی قسم نہیں ہے خواہ اس میں کعبہ ہے۔ خواہ اس میں مقام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ خواہ اس میں حجر اسود ہے۔ آپ زمزم ہے۔ سعی ہے۔ صفا ہے مروہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں ہے قسم۔ ہاں مجھے قسم صرف اس لئے ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی دھوڑ یہاں اُڑ رہی ہے۔ یہ دھوڑ بہت عظیم چیز ہے۔ جب یہ دھوڑ قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عرش کو لگتی ہے تو وہ عرش سے عرش معنی بن جاتا ہے۔ ایک یہودن لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتی مبارک کو جھاڑ کر اس سے جو دھوڑ نکلے وہ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا کہ بیٹی یہ دھوڑ تم نے کیا کرنی ہے۔ عرض کرتی ہے کہ میرے والد صاحب ماہیا ہیں۔ میں یہ خاک ان کی آنکھوں میں سرمہ بنا کر ڈالی تو اس یہودی کی آنکھیں درست ہو گئیں وہ چہا ہو گیا۔ یہ دھوڑ قدم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اس دھوڑ کا جنت سے کیا مقابلہ کرتے ہو۔ جنت تو خود اس دھوڑ کی محتاج ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر عورت کو بیوٹی پارلر پر لے جاتے ہیں اس کے چہرے پر مختلف قسم کے پاؤڈر وغیرہ لگاتے ہیں تو وہ دلہن بن جاتی ہے۔ خود کس بیوٹی پارلر سے مرصع ہو کر آتی ہے۔ کہیں تو جاتی ہوگی۔ میک آپ تو کرتی ہوگی۔ وہ کس چیز کا میک آپ کرتی ہے۔ مدینہ شریف کی دھوڑ اس کے میک آپ کا سامان بنتی ہے۔ جب یہ دھوڑ اس کے چہرے پر لگتی ہے تو اس میں رعنائی اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی دور میں جو سب سے بڑی عزت والی ہستی ہوتی ہے وہ غوث ہوتا ہے۔ اولیاء کرام

سے بہت بلند ان کا مقام ہوتا ہے۔ ستر ہزار اغیاث کی عظمت ایک طرف ہو اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہو اور اس گھوڑے کے قدموں سے دھوڑا اڑے تو اس دھوڑ کی عظمت ان ستر ہزار اغیاث کی عظمت سے بھی اعلیٰ ہے۔ یہ کیوں ہے اس لئے کہ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیارت کی ہے۔ یہ دھوڑ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے۔ ہم تمام مل کر کسی ولی کی تعریف کرنا شروع کر دیں کہ ولی ایسا ہوتا ہے اور تعریف کرتے کرتے تھک جائیں ہمارے علم کی بس ہو جائے تو وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ ولیوں کے بعد کئی درجہ بلند غوث کا مقام ہوتا ہے۔ اگر غوث کی بات کریں ایک دو کی نہیں بلکہ ستر ہزار اغیاث کی عظمت ایک طرف ہو اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے قدموں سے اڑنے والی دھوڑ دوسری طرف ہو تو وہ دھوڑ پھر بھی افضل والی ہے۔ صرف اس لئے کہ اس نے چہرہ انور کی نیارت کی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ دھوڑ لینے کی توفی عطا ہو جائے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اگر کچھ مرتبہ چاہتے ہو۔ اگر کچھ بنا چاہتے ہو تو نسخہ یہ نہیں ہے کہ اوپر کی طرف جاؤ۔ بلکہ طریقہ یہ ہے کہ پستی کی طرف آؤ۔ کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کی دھوڑ کی عظمت کو مان جاؤ تو تمہیں عظمت مل جائے گی۔ اپنی عظمت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کی دھوڑ میں ڈھونڈو۔ کئی مرتبہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ایک تبع حمیری رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ تھا۔ پہلا مسلمان ہوا ہے۔ وہ اپنی رعایا کی خبر گیری کے لئے نکلا۔ کئی جگہ سے ہوتا ہوا مدینہ شریف پہنچ گیا جس کو ان دنوں یشرب کہتے تھے۔ چند دن قیام کیا اور پھر وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ چار سو علماء کرام تھے۔ انہوں نے مدینہ شریف سے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مجھے تمہارے علم کی ضرورت ہے۔ تمہارے مشورہ کی ضرورت ہے تم میرے تنخواہ دار ہو۔ مجھے کئی مسائل درپیش آتے ہیں جن کا حل آپ نے کرنا ہوتا ہے۔ آپ کے بغیر تو میں بے کار ہو جاؤں گا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ بادشاہ سلامت جو کچھ بھی ہو ہم نے یہاں سے کوچ کر کے نہیں جانا ہے۔ بادشاہ نے سختی بھی کی قتل کی دھمکی بھی دی۔ لیکن علماء کرام نے آگے جانے سے بالکل انکار کر دیا۔

بادشاہ نے پوچھا کہ آخر وجہ کیا ہے کہ آپ آگے کیوں نہیں جانا چاہتے۔ یہاں کیوں رہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا علم یہ کہتا ہے کہ یہ جو یثرب کی جگہ ہے اس میں نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے۔ اگر ہماری زندگی میں تشریف لے آئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے۔ مسلمان ہو جائیں گے۔ اگر ہم ان کی تشریف آوری سے پہلے مر گئے تو ہماری قبریں یہیں بنیں گی۔ وہ جب بھی تشریف لائیں گے ان کے قدموں کی دھوڑ اڑے گی ہماری قبروں پر پڑے گی تو ہم بخشے جائیں گے۔ آپ مدینہ منورہ میں جائیں اور وہاں خاک اڑے تو حکم ہے کہ ناک پر رومال نہ رکھو بلکہ منہ کھول کر سانس لو تا کہ خاک مدینہ زیادہ سے زیادہ تمہارے اندر جائے کہ اس میں شفا ہے۔ جتنی زیادہ دھوڑ اندر جائے گی آپ اتنے ہی اعلیٰ مرتبت ہو جائیں گے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی دھوڑ پیاری اے۔ اللہ تعالیٰ اس دھوڑ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یثرب بہت بیماری کا گھر تھا۔ پیٹ پھول جاتے تھے۔ اور کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی تھیں۔ لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یثرب کی دھوڑ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے تو وہ اسی لمحہ دارالشفابن گیا۔ اس دھوڑ میں شفا آ گئی۔ وہ مٹی جو بیماری پیدا کرتی تھی اب وہی مٹی شفا دینے لگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے قدموں کی دھوڑ عطا فرمائے۔ یہ اپنی کوئی کمتری والی بات نہیں ہے۔ اپنی کوئی بے عزتی والی بات نہیں ہے بلکہ کچھ حاصل کرنے کا مقام ہے۔ کچھ لینے کا موقعہ ہے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یورپ گئے کافی عرصہ وہاں گزارا۔ اپنی تعلیم وہاں پوری کی ہے۔ چھ سات سال تو کم از کم وہاں رہے ہوں گے۔ یورپ میں بہت عریانی ہے۔ کسی نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ وہاں کتنے متاثر ہوئے تو فرمایا کہ

خبرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش افروز

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مجھے ان کی کوئی چیز اچھی نہیں لگی۔ خبرہ کے معنی اندھا۔ متاثر۔ مجھے کوئی چیز بھی متاثر نہیں کر سکی۔ نہ عورتوں کے میک آپ نے مجھے متاثر کیا ہے۔ نہ ان کی آن بان شان نے کیا ہے۔ نہ ان کے لباس نے کیا ہے۔ نہ ان کے علم نے کیا ہے نہ ہی ان کی فلاسفی نے کیا ہے۔ نہ ان کی عریانی نے کیا ہے نہ ہی ان کے سوانحی نے کیا ہے۔ مجھے ان کی کوئی چیز متاثر نہیں کر سکی ہے۔ جب صرف یہ ہے کہ میں نے اپنی

آنکھوں میں مدینہ پاک کی گلیوں کی خاک کا سرمہ ڈالا ہوا ہے۔ میری آنکھوں میں نجف اشرف کی خاک کا سرمہ ہے۔ اس لئے میں ان کی عریانی سے بچ گیا ہوں۔ آج بھی اگر کوئی وہاں جائے تو یا خاک مدینہ ساتھ لے جائے یا پھر درود شریف پڑھے تو ان کے معاشرہ سے بالکل صحیح سلامت بچ کر آجائے گا۔ وہاں اتنی عریانی ہے کہ آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اپنی عریانی پر وہ فخر محسوس کرتی ہیں۔ نہایت گناہ آلود زندگی گزارتے ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ خاک مدینہ کے باعث میں ان گناہوں میں پھنس نہیں سکا اور بچ کر آگیا ہوں۔ یہ مدینہ شریف کی دھوڑ ہے۔ جو کوئی بھی بیمار وہاں جائے وہ مدینہ شریف کی مٹی کو پانی میں گھول کر پی لے اسے شفا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دھوڑ قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا شان کی عزت کرنا ان کی عظمت کو تسلیم کرنا اور ایک یہ ہے کہ ان کی فطین پاک کی عزت کرنا۔ اور ایک یہ ہے کہ جوئی مبارک کو لگتی ہوئی دھوڑ کی عزت کرنا۔ ان میں سے کون سی چیز زیادہ عزت دینے والی ہے۔ ایک یہ ہے کہ میں آپ کی عزت کروں اور ایک یہ ہے کہ آپ کے غلام کی عزت کروں اور ایک یہ ہے کہ آپ کے غلام کے غلام کی بھی عزت کروں۔ اگر یہ کروں تو آپ کی عزت میں اور بھی نیا دہ اضافہ ہوگا۔ یہ دھوڑ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی سواری پر تشریف لے جا رہے تھے۔ جہاں ان کی سواری کا قدم لگتا۔ وہاں سے دھوڑ اُڑتی تھی اور پھر اس جگہ مبرہ اُگ جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ سامری نے جب یہ دیکھا تو اس نے وہ مٹی اٹھائی جہاں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سواری کا قدم لگا تھا۔ اس نے ایک سونے کا پتھر اٹھایا اور اس کے مُہ میں وہ مٹی ڈال دی۔ اس پتھر سے کوئی زندگی عطا ہو گئی۔ وہ بولنے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سواری کے قدم کی دھوڑ کی یہ عظمت ہے کہ وہ مردہ جسم میں زندگی پیدا کر دیتی ہے تو اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی دھوڑ ہو تو اس میں کیا عظمت آئے گی۔ جو جنت کا طالب ہے۔ جو حور کا طالب ہے۔ اس کو کبھی جنت مل نہیں سکتی۔ لیکن جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دھوڑ کا عاشق ہے جنت اس پر عاشق ہے۔ حور خود اس پر عاشق ہے۔ لہذا تمنا کرنے کی دُعا مانگنے کی اور لینے کی اور التجاء کرنے کی جو بات ہے وہ یہی ہے کہ

سانوں آقا دے قدماں دی بس دھوڑ پیاری اے

یہ ایمان کی کیفیت ہے۔ کسوٹی ہے۔ یہ ایمان کا معیار ہے۔ کیا تمہارے دل میں ایمان ہے کیا تمہیں حور اچھی لگتی ہے یا کہ دھوڑا چھی لگتی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ حور اچھی لگتی ہے دھوڑ میں کیا رکھا ہے۔ تو وہ بے ایمان ہے۔ اس میں ایمان ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اس نے حور کو اس چیز پر ترجیح دے دی ہے کہ جس کی قسم خود اللہ تعالیٰ نے کھائی ہے۔ آپ جس طرح اپنے بیٹے کی قسم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ دھوڑ قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اٹھاتے ہیں۔ قسم تقسیم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کی دھوڑا چھی لگتی ہے وہ ایک طرف ہو جائیں اور جن کو حور اچھی لگتی ہے وہ دوسری طرف ہو جائیں۔ جن کو دھوڑا چھی لگے وہ جنتی اور جن کو حور اچھی لگے وہ جہنمی جنتی اور دوزخی میں تقسیم کرنے کا معیار جو ہے وہ اللہ تعالیٰ نے دھوڑ قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ دھوڑ قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانشیر احمد بیٹ صاحب 17-07-04

دوسری نشست

حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بازار لگایا اور اس میں گھوڑے جانور، سوا، چاندی، نقدی، کپڑے جواہرات جو کچھ اس کے پاس تھا اس کے ڈھیر لگا دئے اور پھر اپنے وزراء کو بلایا اور حکم دیا کہ ان چیزوں میں سے جو جس کا حل چاہے وہ اٹھالے وہ اس کی ملکیت ہو جائیگی۔ کوئی گھوڑے لے جائے تو بے شک لے جائے۔ کتب لے جائے تو بے شک لے جائے۔ جواہرات چاہے تو وہ لے جائے بس صرف ایک چیز اٹھانی ہے جو دل میں آئے وہ اٹھالے جائے۔ اب کوئی گھوڑوں کی طرف بھاگا۔ کوئی کتابوں کی طرف دوڑا۔ کوئی ساز و سامان کی طرف گیا۔ کوئی ہیرے جواہرات کی طرف بھاگا۔ الغرض اپنی اپنی مرضی کی چیز اٹھانے کے لئے سب دوڑ پڑے۔ لیکن ایاز جو تھا وہ حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی کھڑا رہا وہ کسی چیز کی طرف نہ لپکا۔ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایاز تو کیوں کھڑا ہے تو بھی جا اور جو کچھ کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ دوسرے لوگ

چیزوں کو لے جا رہے ہیں۔ اور میں چیزوں کے مالک کو لے رہا ہوں۔ دوسرے وزراء کے نام مٹ گئے لیکن ایاز کا نام زندہ ہے۔ لہذا جس نے دھوڑ پسند کرنی ہے۔ اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مل جائیں گے۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی دھوڑ لینا چاہتا ہے اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لگائیں گے یہ نہیں کہ وہ فرمائیں گے کہ جاؤ نہا کر آؤ میں تمہیں اپنے سینے سے لگاتا ہوں۔ نہیں بلکہ وہ جیسا بھی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسے بوسہ نصیب کر دیں گے۔ کیونکہ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ادب کیا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیتا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا بوسہ لیتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کا بوسہ تو وہ عزت نہ ملتی جو قدم مبارک کی دھوڑ کو بوسہ دینے سے ملتی ہے۔ اس نے سب سے زیادہ ادب کیا ہے اور جتنا کسی نے ادب کر لیا اتنا ہی وہ بانصیب ہو گیا۔ "با ادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب۔" بریلوی فرقہ کے علاوہ آپ کسی بھی دوسرے فرقہ کو دیکھ لیں ان میں کوئی بھی دھوڑ کا پجاری نہیں ہے کوئی دھوڑ کو طلب کرنے والا نہیں ہے۔ سب حوریں ہی مانگنے والے ہیں اور گنتی کرتے رہتے ہیں کہ یہ عمل کر لو تو بہتر حوریں مل جائیں گی وہ عمل کر لو تو ستر حوریں مل جائیں گی۔ وہاں عمل کیلئے چالیس ہیں۔ فلاں عمل کے لئے پینتالیس ہیں۔ سب حوروں کے پجاری ہیں اور جنّتوں کے پجاری ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک کی دھوڑ کا کوئی پجاری نہیں ہے۔ دھوڑ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پجاری یا تو اللہ تعالیٰ ہے جو اس کی قسم بھی اٹھاتا ہے یا پھر سنی بریلوی ہیں۔ اعلیٰ و بلند بالا مقام پر اللہ تعالیٰ ہے اور پست مقام پر بریلوی ہیں جو دھوڑ قدم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لینے کے تمنائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی قسم اٹھا رہا ہے اور یہ بھی اس کے بوسے لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ مجھے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماہ گزر کی قسم اور ہم اسے اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگا رہے ہیں۔ ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہ کیا لینے آتے ہیں۔ وہ درود شریف تو اپنے مقام پر آسمانوں پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آپ پڑھو درود شریف اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلیٰ واصحابہ وبارک وسلم۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا ہے اور ان کو علم ہے کہ پڑھنے والا کون ہے اور کس کا بیٹا ہے۔ فرشتے کیوں آتے ہیں کیا ان کا درود شریف حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام آسمانوں سے نہیں سن سکتے۔ دراصل فرشتے اس گرد کو اس دھوڑ کو اپنے پروں میں لپیٹ کر واپس لے جاتے ہیں جو ان کو مدینہ منورہ میں ملتی ہے۔ فرشتوں کے آنے کا اصل مقصد یہی ہے۔ روضہ اقدس پر اور اس کے قرب و جوار میں جو دھوڑ ان کو ملتی ہے وہ اپنے پروں پر اس کو ملتے ہیں۔ اور اس دھوڑ کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں یہی ان کا سرمایہ ہے۔ یہی ان کی آرزو ہے۔ جو فرشتے انتظار میں ہیں وہ رو رہے ہیں۔ کہ ان کی باری جلدی نہیں آتی اور جو حاضری دے کر جا رہے ہیں وہ بھی رو رہے ہیں کہ نہ جانے اب دوبارہ باری کب آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دھوڑ کا عاشق بننے کی توفیق عطا فرمادے۔ اگر تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی دھوڑ پیاری ہے۔ تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کے بھی پیارے ہیں۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پیارے ہیں۔ آپ دھوڑ سے پیار کر لو۔ وہ آپ سے پیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور سے دھوڑ کے نغمے گانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یہ بانصیب ہونے کی نشانی ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہو تا ہے

اگر گل و گلزار ہونا چاہتے ہو تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دھوڑ تک پہنچ جاؤ۔ پھر تو فرشتوں سے بھی افضل ہو جائے گا۔ فرشتے پیچھے رہ جائیں گے اور آپ آگے نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ دھوڑ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعلیٰ و ادنیٰ یکساں نہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم گنہگاروں پر زیادہ ہوتا ہے۔

بصرہ میں ایک شخص تھا جو بہت زیادہ گنہگار، سودھ کھلیا کرتا تھا۔ اس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اس کے چلنے سے جو مٹی اڑتی ہے وہ جس پر پڑ جاتی ہے وہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ وہ ایک روز جا رہا تھا کہ لوگ اس کو دیکھ کر ادھر ادھر ہو گئے کہ کہیں اس کے پاؤں کی مٹی ان پر نہ پڑ جائے۔ وہ آگے گیا تو آستانہ عالیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تھا وہ آدمی ایک لمحہ کے لئے اس آستانہ عالیہ میں بیٹھ گیا۔ باہر آیا تو لوگ پھر اس کے پاؤں سے اڑنے والی مٹی سے بچنے لگے۔ کہ ہم پر یہ مٹی پڑ گئی تو ہم بے ایمان ہو جائیں گے۔ آواز آئی کہ لوگو اب جس پر اس کے پاؤں کی دھوڑ پڑے گی وہ جنتی بن جائے گا۔ کیونکہ یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے اٹھ کر آ رہا ہے۔ پہلے وہ اتنا شقی تھا

کہ اس کے قدموں کی دھوڑ جس پر پڑتی۔ وہ بے ایمان ہو جاتا تھا اور آبِ ایک ولی اللہ کی زیارت کرنے سے چند منٹ ان کے پاس بیٹھنے سے یہ تہدیلی آگئی کہ اب جس پر اس کے پاؤں کی دھوڑ پڑ جاتی وہ جنتی بن جاتا تھا۔ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ سا غلام جس نے ایک سیکنڈ کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو۔ صرف کلمہ پڑھا ہو، کوئی نماز، حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ کوئی چیز نہ کی ہو۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہو وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑی پر سوار ہو۔ اس گھوڑی کے پاؤں سے جو دھوڑ اڑے گی اس کی عظمت ایسی ہے کہ اس زمانے کے ستر ہزار اغیاث ایک طرف اور وہ دھوڑ ایک طرف ہو تو پھر بھی اس دھوڑ کی عظمت زیادہ ہوگی۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہو گا

غوث کوئی چھوٹی سی ہستی نہیں ہوتی۔ چالیس سال عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز پڑھے تو پھر شاید غومیت کے قریب پہنچے گا۔ چالیس سال گناہ لکھنے والا فرشتہ کوئی گناہ نہ لکھ سکے اس کا قلم بھی خشک ہو جائے تو پھر شاید تو غوث بن جائے۔ اس جیسے ستر ہزار اغیاث ہوں تو ان کی عظمت ایک طرف اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی گھوڑی کے قدموں سے اڑنے والی دھوڑ ایک طرف ہو تو وہ دھوڑ زیادہ عظیم ہے۔ اعلیٰ ہے۔ افضل ہے۔ یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ دھوڑ قدم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس چیز کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو جاتی ہے وہ اعلیٰ ترین ہو جاتی ہے۔ کیا کوئی نبی علیہ السلام سدرۃ المنہج تک گیا ہے۔ کیا کوئی نبی علیہ السلام عرش پر گیا ہے۔ کیا کوئی نبی علیہ السلام لامکان تک گیا ہے۔ کیا کوئی نبی علیہ السلام قاب قوسین و ادانی کے مقام پر پہنچا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کم و بیش آئے ہیں کیا کسی کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے۔ کسی کو یہ مقام نہیں ملا۔ کسی کو یہ عظمت نہیں ملی ہے۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مبارک ان مقامات تک پہنچی ہے۔ اے تعلیم پاک تو کیوں گئی ہے۔ فرماتی ہے کہ مجھے نہ دیکھو ان پاؤں مبارک کو دیکھو جن کے ساتھ میں لگی ہوئی ہوں۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں نکوا تیرا

یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ جس چیز کو ان سے نسبت ہو جائے وہ خواہ فعلین مبارکہ ہو کر
دھوڑ ہو وہ اتنی عظیم ہو جاتی ہے کہ وہ بارگاہِ عالیہ میں جا کر چمکتی ہے۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر
تو اس وقت یا نہیں آ رہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ میری کھال کی دھوڑی بنائی جائے۔ دھوڑی کیا
ہوتی ہے۔ چمڑے کے جوتی بنانے کے قائل بنایا جاتا ہے تو اس کی دھوڑی کہتے ہیں۔ خام چمڑے سے
جوتیاں نہیں بنتیں پہلے اسے کئی مراحل سے گزار کر اس قائل بنایا جاتا ہے کہ اس میں جوتی بن سکے۔
چمڑے کی اس حالت کی دھوڑی کہتے ہیں۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے چمڑے کی
دھوڑی بنائی جائے۔ اس سے جوتی تیار کی جائے تو وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں
آئے۔ یہ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا ہے۔ ہماری تمنائیں اور ہیں۔ ہم جنت کے پجاری ہیں۔ ہم
حور کے پجاری ہیں۔ اگر کچھ بننے کی تمنا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی طرف بھاگ کر
جن سے حوریں بنتی ہیں۔ جنتیں بنتی ہیں۔ شاہد کا یہ شعر کہ

کوئی طالب جنتاں دے کوئی حور پجاری اے

سانوں آقا دے قدماں دی بس دھوڑ پجاری اے

اس سے شاہد صاحب کوئی چھوٹی سی چیز نہیں لے گیا ہے۔ بلکہ دھوڑ کو لے کر وہ سب کچھ ہی لے گیا
ہے۔ بظاہر تو نظر آتا ہے کہ مٹی لے کر جا رہا ہے۔ بہت خسارہ میں رہ گیا ہے۔ جنت کو چھوڑ دیا ہے۔
حور کو چھوڑ دیا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی دھوڑے رہا ہے۔ میرا ایمان یہ کہتا ہے
کہ وہ سب کچھ ہی لے گیا ہے۔ وہ جنت بھی لے گیا ہے۔ وہ حوریں بھی لے گیا ہے۔ جو حوروں کے
پیچھے بھاگ رہے ہیں ان کو نہ جنت ملنی ہے اور نہ ہی حور ملنی ہے۔ اللہ تعالیٰ دھوڑ قدم نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 23-07-04

نعت کا پُر و نیکول اور حقیقت نماز

محمد و وصلی علی رسولہ النبی اکرم و الحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان اللہ و ملککے صلون علی النبی یا لہما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک وصاحبک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر طریقت ماہر شریعت حضرت قبلہ ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ اور معزز مہمانان گرامی اور آج کی اس محفل کی جان یہ تمام عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بجمہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور اپنے آقا و مولا، صاحب گنبد خضراء، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ لطف و عنایت اور نگاہِ انتخاب کی برکت سے۔ یہ جملہ ذہن میں رکھیں کہ نگاہِ انتخاب کی برکت سے کہ محفلِ نعت میں آنا ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

میں عام طور پر کہا کرتا ہوں کہ اللہ کی شان کا بیان ہو تو سبحان اللہ ہم کہیں یعنی بندے کہیں لیکن جب شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہوتا ہے تو سبحان اللہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ مولا بھی کہتا ہے۔ اس لئے جس طرح حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت پڑھنا بھی سنتِ خدا ہے اسی طرح ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر سبحان اللہ کہنا بھی سنتِ خدا ہے۔ الحمد للہ ہم اس محفل میں حاضر ہیں۔ رب العزت ہم سب کی حاضری اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ہمیں ایسی محفلیں سجاتے سجاتے اور اپنے لمحاتِ انہیں محافل میں گزارتے گزارتے اللہ تعالیٰ ہمیں قبر کی اس دہلیز تک لے جائے کہ جسے میں موت نہیں کہوں گا بلکہ انتقال کہوں گا۔ موت کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے غلاموں کو موت نہیں بلکہ ان کا انتقال ہوتا ہے۔ ایک جہاں سے دوسرے جہاں میں انتقال ہے۔ اور یہ انتقال کیسا حسین ہے۔ کہ یہاں تو صرف گنبد خضراء نظر آتا ہے۔ صرف سنہری جالیاں نظر آتی ہیں جب دوسرے جہاں میں محفل ہو گئے تو سنہری جالیوں والا نظر آئے گا۔ سبز گنبد والا نظر آئے گا۔ جب وہ نظر

آئے گا تو اسی طرح کی محفل سج جائے گی۔ یہ عالم بھی محفل میلاد میں۔ عالم برزخ بھی محفل میلاد میں اور پھر حشر میں تو گنگناہاروں کا سہارا ہی کھلی والا ہوگا۔ دنیا میں تو ہمیں ادھر ادھر مانیں بائیں کئی بہکانے والے ہیں۔ اپنی طرف بلانے والے ہیں۔ وہاں تو ہر کوئی کہہ رہا ہے کہ کسی اور کی طرف جاؤ۔ لاکھوں، کروڑوں، اربوں میں اگر کوئی ہوگا۔ جو یہ کہے گا کہ میری طرف آؤ تو وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ اور تو کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ میری طرف آؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا اس محفل میں بیٹھنا قبول فرمائے۔ حضرات محترم جب محفل نعت میں بیٹھیں تو اس طرح بیٹھیں اور اس انداز میں بیٹھیں اور ان کیفیات کے ساتھ بیٹھیں۔ اس شعور اور احساس کے ساتھ بیٹھیں اس مستی اور نشہ میں ڈوب کر بیٹھیں کہ

بقول امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے

تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

محفل میلاد میں اس طرح سے بیٹھو اس طرح جھوم جاؤ اور جلوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سے نگاہوں میں بساؤ۔ اپنے آپ کو گنبد خضراء کے سایے میں لے آؤ۔ کہ ہماری جان بھی مدینے پہنچ جائے۔ ہوش بھی مدینے پہنچ جائے۔ خرد بھی مدینے پہنچ جائے عقل بھی مدینے پہنچ جائے۔ من مدینے پہنچ جائے تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں کہ تیرا من تو آچکا ہے تو اب اپنا تن بھی لے آ۔ اپنا جسم بھی لے آ۔ مدینہ شریف کے گلی کوچوں کی سیر کرنے کے لئے آ جا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میں بیٹھے ہیں تو محفل نعت کا مقصد کیا ہے کہ ہمیں مدینہ شریف میں پہنچانا ہے۔ کہ تن یہاں پر ہو اور من مدینہ شریف میں پہنچ جائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہوں میں آ جائیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت سے ہمارا وجود سر سے لے کر پاؤں تک متاثر ہو جائے اور رنگ رنگ، روناں روناں، بال بال سر سے لے کر پاؤں تک وجود کا ہر حصہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں سے لپٹ کر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ محفل نعت کا اصل مقصد ہے۔ نعت کی حقیقت کیا ہے۔ نعت کا مقام کیا ہے اور نعت کا پروفوکول کیا ہے۔ ذہن کہتا ہے نا کہ کس کام میں پڑ گئے ہو۔ یہ کام کر رہے ہو۔ اس کا کیا فائدہ ہے۔ اتنا خرچہ کیوں کرتے ہو اتنا اہتمام کیوں کرتے ہو۔ فیصل آباد میں بڑی بڑی محافل بجتی ہیں لیکن آج آپ دیکھ رہے

ہیں کہ نظم و ضبط کے لحاظ سے خوبصورتی کے لحاظ سے سجاوٹ کے لحاظ سے یہ محفل باقی محافل سے مختلف ہے کہ نہیں۔ یہ شوق، یہ عشق، یہ لگن، یہ ولولہ، یہ جذبہ یہ سارے کا سارا کیوں ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا دو جہان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل بھی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چند اشعار لکھ کر لایا ہوں۔ آج کی محفل میں ہر کسی نے اپنا اپنا تحفہ پیش کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تحفے پیش کرتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تحفے پیش کرتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تحفے پیش کرتے رہے۔ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اپنی توفیق کے مطابق اپنے تحفے پیش کرتے رہے آج حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شاعری کا تحفہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں ڈھال کر دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام چند اشعار نعت کے لکھ کر لایا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا کہ سناؤ۔ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ منہم کو فرمایا کہ اندر سے میرا ممبر اٹھا کر لاؤ۔ نعت کا پروٹوکول دیکھئے۔ جب ممبر اٹھایا جا رہا ہو گا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم کے ذہن میں یہی ہو گا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ دولہا جو ہوئے۔ کائنات کی برات کے دولہا ہیں۔ اُمتوں کے دولہا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آج حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دولہا کی شان میں شعر کہنا چاہتا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ ہم جلوہ کرتے جائیں گے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر سناتے جائیں گے۔ لیکن نعت کا کمال دیکھئے نعت کا مقام دیکھئے کہ نعت اپنے پڑھنے والے کو کہاں تک لے جاتی ہے۔ نعت اپنے پڑھنے والے کو کس مقام تک پہنچاتی ہے۔ ممبر لا کر رکھا گیا اور اب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم اس انتظار میں ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ممبر پر تشریف فرما ہوں اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت پڑھیں۔ مگر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر ہی تشریف فرما رہے اور فرمایا کہ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری نعت پڑھنا چاہتے ہو تو میرے ممبر پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہاں بٹھایا۔ اب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف فرما ہیں اور غلام اوپر بیٹھا ہوا ہے پھر کیوں نہ کہا جائے

کہ۔

تیری معراج کو تو لوح و قلم تک پہنچا

میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممبر رسول پر کس نے بٹھایا۔ کسی سجدے نے بٹھایا۔ کسی نماز نے بٹھایا کسی اور عمل نے بٹھایا۔ نہیں نہیں بلکہ ممبر پر بٹھایا ہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت نے بٹھایا ہے نعت کا پر وٹو کول سمجھ میں آیا کہ نہیں۔ اور پھر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

واحسن من لم تر قط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرء من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممبر شریف پر بٹھا کر ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا۔ کہ لوگو اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہیں کھڑے کھڑے نعت شریف سن لیتے تو شاید کسی کو کہنے کا موقع مل جاتا کہ حمد خدا کا مقام اونچا ہے اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام نیچے ہے۔ لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جانتے تھے کہ میری محبت تو ایمان کی بنیاد ہے۔ نمازوں کی بنیاد ہے۔ اسلام کی بنیاد ہے۔ لہذا کسی کو میرے غلاموں کا عقیدہ خراب کرنے کا موقع نہ مل جائے۔ میری غلاموں کے سینوں سے میری محبت نکالنے کا غلط موقع نہ مل جائے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام امکانات کی تردید کرتے ہوئے ہمارے عقیدہ کو پختہ کر دیا۔ ہماری محبت کو امان دے دی۔ ایمان کو بچا لیا۔ عقیدہ کو بچا لیا اور حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممبر پر بٹھا کر کیا یہ بتا نہیں دیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ادنیٰ ہے اور خدا کا ذکر بلند ہے۔ اونچا ہے۔ جس مقام پر میں بیٹھ کر حمد خدا کرتا ہوں اسی مقام پر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھا کر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھوا رہا ہوں تا کہ یہ عقیدہ واضح ہو جائے کہ جو مقام ذکر خدا کا ہے وہی مقام ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔ جو مقام حمد خدا کا ہے وہی مقام نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو کیا ہم

محفل نعت سجا کر حمد خدا نہیں کر رہے ہیں۔ ارے حمد خدا ہوتی ہے نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اگر نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دو گے تو خدا کی قسم حمد خدا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر نعت کو ہٹا دو اور پھر خدا کی حمد کرنا چاہو تو خدا تو نظر آنے سے رہا۔ کیا کسی کو خدا نظر آئے گا۔ کیا کسی نے آج تک دیکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوشش کی تھی :-

کس کو دیکھا یہ موسیٰ علیہ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پر لاکھوں سلام

بتاؤ کہ کوئی بڑے سے بڑا ملاح کیا آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کیا کانوں سے سن سکتا ہے۔ کیا دماغ میں لاسکتا ہے۔ کیا علم کے دائرے میں اسے ساسکتا ہے۔ نہیں۔ تو پھر ان دیکھے۔ ان سنے اور محسوسات کے دائرے میں نہ آنے والے اس خدا کی حمد کیسے ہوگی۔ یہی کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج بڑا اچھا بنایا چاند بڑا خوبصورت بنایا۔ حسن کائنات بڑی اچھی بنائی۔ اس نے مجھے بڑا اچھا بنایا۔ اس نے مجھے بڑا علم دیا۔ اس نے مجھے حسن دیا اس نے مجھے صحت دی۔ اس نے یہ لہلہاتے کھیت بنائے۔ اس نے یہ سبزے اُگائے۔ اس نے بارشیں برسائیں۔ آبیاریں چلائیں۔ دریا بہائے۔ کیا اس کی علاوہ حمد خدا کی کوئی شکل ممکن ہے۔ اگر ہے تو بتاؤ۔ کائنات کے بچے ہوئے حسن کو دیکھتے جاؤ گے اور حمد خدا کرتے جاؤ گے۔ آپ ذرا غور کرو کہ سورج کا حسن زیادہ ہے یا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن زیادہ ہے۔ چاند کا حسن زیادہ ہے یا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن زیادہ ہے۔ آبیاریں اور دریاؤں کا حسن زیادہ ہے یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن زیادہ ہے۔ کائنات میں بچے ہوئے تمام حسن جمع کر لئے جائیں تو خدا کی قسم یہ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سراب بنتی ہے۔ اگر خدا حمد سورج کو دیکھ کر کرنی ہے۔ چاند کو دیکھ کر کرنی ہے۔ تو پھر آؤ اس کی نعت کیوں نہیں پڑھتے کہ جس سے روشنی کی خیرات سورج بھی لے رہا ہے۔ اس کی نعت کیوں نہیں پڑھتے کہ جس کے حسن کی خیرات ساری کائنات کا حسن لے رہا ہے۔ پھر دیکھو کہ حمد خدا کی بہترین شکل کیا ہوگی کہ رُخ والضحیٰ دیکھتے جاؤ۔ تعریفیں کرتے جاؤ۔ تعریف اس کی ہو جائے گی۔ لیکن حقیقت میں بنانے والے کی حمد ہو جائے گی۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حمد خدا ہی ہے۔ چونکہ یہ حمد خدا ہے اسی لئے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہر پر بٹھایا۔ خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے تشریف فرما ہوئے۔ پہلی بات جو میں نے عرض کی ہے وہ آپ کے

ذہن میں بیٹھی ہے کہ نہیں۔ وہ کیا ہے کہ نعت کا پڑھنا کول کیا ہے۔ کہ نعت پڑھنے والے کو میرے آقا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ممبر پر بٹھا دیا۔ اور بتا دیا کہ جو مقام حمد کا ہے وہی مقام نعت کا ہے۔ اب
 دوسری بات سنئے۔ محبت کی بات عرض کر رہا ہوں۔ ہر کسی نے مرنا ہے اور ہم نے منتقل ہونا ہے۔ قبر میں
 جانا ہے۔ عاشق رسول کو موت سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور اگر کوئی ڈرتا ہے تو حضرت بلال حبشی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا وقت آیا۔ گھر والے رو رہے ہیں
 لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرا رہے ہیں۔ پوچھا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رونے کا وقت
 ہے آپ کے چہرے پر مسکراہٹ کیسے آگئی۔ موت کا وقت آتا ہے عالم نزع میں تو بڑے بڑوں کے
 رنگ پیلے پڑ جاتے ہیں۔ آپ کے چہرہ پر سرخی کہاں سے آگئی۔ تیرے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔
 حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ موت نہیں آ رہی ہے۔ بلکہ زندگی آج شروع ہو رہی ہے۔
 پوچھا کہ وہ کیسے۔ فرمایا کہ مرا تو اسی وقت تھا کہ جب میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دے میں چلے
 گئے۔ میں اس وقت مرا تھا۔ اُم میں مر نہیں رہا ہوں آج تو زندہ ہو رہا ہوں۔ جس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو دیکھے ہوئے برسوں گزر گئے۔ جس کو میں مدینہ شریف کی گلیوں میں تلاش کرتا رہا۔ جس کو مدینہ
 شریف کے بازاروں میں ڈھونڈتا رہا ہوں آج ادھر تم میرے مردہ جسم کو قبر میں اتار کر آؤ گے! دھر آقا
 علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں گے۔ آپ بتائیے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جب دنیا ہمیں
 ستائے تو ہم کہاں جاتے ہیں۔ ہم مدینہ شریف جاتے ہیں جہاں جا کر سارے غم بھول جاتے ہیں۔ پھر
 موت کا غم کیوں کرتے ہو۔ موت نے ہمیں کہیں اور لے کر نہیں جانا ہے بلکہ ہم عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں لے جانا ہے۔ علماء سے سن رکھا ہے اور آپ جانتے
 بھی ہیں کہ قبر میں جاتے ہی ایک چھوٹا سا امتحان ہے۔ وہاں تین سوال ہوتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں
 رکھئے کہ اصل امتحان تو قیامت کے روز ہوتا ہے۔ اسلام میں دو چیزیں ہیں۔ عقیدہ اور عمل۔ اگر عقیدہ
 درست نہ ہو تو عمل بھی قبول نہیں ہے۔ اگر عقیدہ درست ہے اور عمل میں کمی ہو بھی جائے تو مولا کی نگاہ
 لطف و کرم کام آئی جائے گی۔ ہم گنہگاروں کے ہی کام آئے گی۔ عقیدہ ایمان کو کہتے ہیں۔ عمل کا
 حساب قیامت کے دن ہوگا۔ عمل کا حساب قبر میں نہیں ہوگا۔ اعمال میں سب سے بڑا عمل نماز ہے اور
 نماز سے متعلق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کتاب

ہوگا۔ عمل کا امتحان اور عمل کی جانچ پڑتال تو قیامت کے روز ہوگی۔ قبر میں عمل کا امتحان نہیں ہے وہاں عقیدے کا امتحان ہے۔ لہذا پہلے عقیدہ اور بعد میں عمل۔ اس لئے عقیدہ کا امتحان بھی پہلے ہے اور عمل کا امتحان بعد میں ہوگا۔ قبر میں امتحان عقیدہ کا ہے اور عقیدے کی جان آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پہلا سوال ہے۔ من ربک۔ تیرا رب کون ہے۔ دوسرا سوال ہے۔ مادیک۔ تیرا دین کیا ہے۔ اس ترتیب کے مطابق پھر تیسرا سوال یہ ہونا چاہئے تھا کہ من یمیک تیرا نبی کون ہے۔ جب رب کے بارے میں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ تیرا رب کون ہے۔ تو پھر نبی کے متعلق بھی تو سوال ہو سکتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ رب سے متعلق سوال "کون" سے۔ اور دین سے متعلق سوال "کیا" سے۔ آگے ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو نہ "کون" سے سوال اور نہ ہی "کیا" سے سوال ہے۔ تیسرے سوال سے پہلے قبر کا نقشہ بدل جائے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رُخ والفحی سامنے آئے گا۔ پھر بھی سوال یوں نہ ہوگا کہ من ہذا یہ کون ہے۔ سوال یوں نہ ہوگا۔ وہاں تو ابو جہل بھی مان جائے گا۔ وہاں ابولہب بھی مان جائے گا۔ وہاں سارے مان جائیں گے۔ امام اہل سنت نے فرمایا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

پوچھا کیا جائے گا۔ سوال کس طرح سے ہوگا۔ جلوہ نگاہوں کے سامنے آئے گا۔ تو پوچھا جائے گا۔ ماتقول فی حق ہذہ الرجل۔ یہ سوال نہیں ہوگا کہ اس کی بیرونی کی تھی کہ نہیں کی تھی۔ مادیک کے جواب میں دین میں آگیا ہے۔ اسلام میں آگیا ہے اور اسلام نام ہی بیرونی کا ہے۔ دین نام ہی بیرونی ہے۔ اسلام نام ہی اعمال صالحہ کا ہے۔ پورے نظام حیات کا نام اسلام ہے۔ اب جو چہرہ انور دکھا کر پوچھا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ اے آنے والے بتا دینا میں تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ اب اگر کسی نے کچھ کہا ہی نہ ہو اور کچھ کہنے کے لئے کچھ کیا ہی نہ ہوگا۔ آپ نے یہ محفل سبائی ہے لیکن کسی نے محفل سبائی نہ ہوگی۔ ان محافل میں کبھی آیا ہی نہ ہوگا۔ کچھ کہا ہی نہ ہوگا۔ تو وہ کیا جواب دے گا۔ پھر قسمت جاگے گی میلاد منانے والوں کی۔ پھر بخت جاگے گا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتیں پڑھنے والوں کا۔ پھر مستی میں آئے گا سلام بھیجنے والا۔ درود بھیجنے والا۔ فرشتے پوچھیں گے کہ دنیا میں اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ تو پھر ہمیں یہ محفل یاد آئے گی کہ نہیں آئے گی۔ میلاد یاد

آئے گا کہ نہیں۔ سلام یاد آئے گا کہ نہیں۔ لوگو ہمیں کچھ یاد رہے نہ رہے لیکن جب یہ پوچھا جائے گا کہ اس ہستی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو خدا کی قسم میرا وجدان تو یہ کہتا ہے۔ کہ کھڑے ہو جائیں گے کہ یہ وہی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ جن کے سامنے پڑھتے تھے۔

بلغ اعلیٰ بکمالہ کشف الدجی بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہ

اور جن سے متعلق کہا کرتے تھے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شیخ برہم ہدایت پہ لاکھوں سلام

لوگو فرشتے پوچھتے جائیں گے اور ہم اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتیں پڑھتے جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ سو میں سے سو نمبر ملیں گے کہ نہیں ملیں گے۔ بلکہ نمبر کم پڑ جائیں گے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام آگے نکل جائیں گے۔ حدیث سن لیجئے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب ان کا غلام قبر میں اتارا جاتا ہے اور فرشتے سوال کرنے آتے ہیں تو وہ محسوس کرتا ہے کہ عصر کی نماز کا وقت جا رہا ہے۔ فرشتے کہیں گے کہ ہمارے سوالوں کا جواب دو۔ وہ کہے گا کہ ٹھہرو میری نماز جا رہی ہے۔ مجھے نماز پڑھنے دو۔ یہ تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ اب ذرا قیاس کر لیں۔ اسلام میں قیاس بھی چلتا ہے۔ جو چیزیں بتا دی گئی ہیں ان پر عمل کر لو اور جو چیزیں نہیں بتائی گئی ہیں ان پر قیاس کر لو۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ وقت کا نماز ہو۔ قبر میں اس کو نماز نہیں بھولے گی۔ تو جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعت خواں ہو۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلا دمنانے والا ہو۔ سلام پڑھنے والا ہو اس کی کوئی محفل سلام کے بغیر مکمل نہ ہوتی ہو۔ اس کی نماز اسلام علیک لیسما النبی کے بغیر مکمل نہ ہوتی ہو۔ تو بتاؤ کہ وہ نعت خواں قبر میں نعت بھول جائے گا۔ نہیں بھولے گا۔ پھر مزے کی بات تو یہ ہے کہ نماز نہیں بھولے گی حالانکہ نماز والا مولانا نظر آئے گا۔ لیکن نعت والا تو نظر آئے گا۔ پھر نعت کیا بھول سکتی ہے۔ سُنو مبارک ہو کہ قبر کے امتحان میں تم کامیاب ہو۔ عقیدے کے امتحان میں تم کامیاب ہو۔ ایمان کے امتحان میں تم کامیاب ہو۔ اور جو عقیدے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ عمل میں بھی کامیاب ہو گیا۔ باقی اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو پھر میرے

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کس لئے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم کس لئے ہے۔ مولا کا حقار، غفور، رحیم ہونا کس لئے ہے۔ دو باتیں عرض کر دی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ جو مقام حمد خدا کا ہے وہ مقام نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ دوسری بات یہ کہ قبر کے امتحان کی ہمیں الحمد للہ کوئی فکر نہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو سننے والا ہے۔ ان کی شان کو بیان کرنے والا ہے وہ اپنے اللہ قبر کے امتحان میں ناکام نہیں ہوگا۔ اب سنئے تیسری بات وہ یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھا کرو یہ کیا تم نے میلاد شروع کر دیا ہے۔ نماز کے فرض ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن نماز، نماز بننے کے لئے میلاد کی محتاج ہے۔ آپ پوچھیں گے کہ وہ کیسے؟ آئیے اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کرتے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کہا

شوق گر تیرا نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فیصلہ دیا ہے۔ اس دور کے مجدد نے کیا فیصلہ دیا۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے شوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو۔ شوق عشق کی طرف اشارہ ہے۔ دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ ہو۔ دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو نماز ہوتی ہی نہیں ہے۔ اس سے اور آگے چلئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنو۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرا فتویٰ یہ ہے کہ جس نے نماز پڑھی اور اسے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوا۔ نماز کا معیار دیکھو۔ ہماری نمازیں کیا ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس نے نماز پڑھی لیکن اسے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوا۔ اس سے متعلق میرا فتویٰ یہ ہے کہ اس کی نماز ہوئی ہی نہیں ہے۔ وہ اپنی نماز قضا کرے۔ حالانکہ وہ مفتی نہیں تھے۔ صوفی تھے۔ لیکن جب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات آئی تو فتویٰ دینا پڑ گیا۔ یہ عشق بڑے بڑوں کو مفتی بنا دیتا ہے۔ عشق میں غیرت ہوتی ہے۔ عشق بے غیرتی کو برداشت نہیں کرتا۔ بے حیائی کو برداشت نہیں کرتا۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتویٰ لگا دیا کہ تم تو کہتے ہو جس نے وضو نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوئی۔ جس نے غسل نہیں کیا اس کی نماز نہیں ہوئی لیکن میں کہتا ہوں کہ جس کو نماز میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوا اس کی نماز نہیں ہوئی۔ یہ میرا فتویٰ ہے۔ اب حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں چلئے۔ وہ کیا فرماتے ہیں۔ اولیاء کرام

کس طرح سے کر لیں۔ فرمایا گنبد خضراء کی جانب رخ کر لے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر لے۔ اپنے آپ کو گنبد خضراء کے سائے میں لے آ۔ کیا بات سمجھ میں آئی ہے کہ نہیں۔ جب ہم اس دُعا کی طرف متوجہ ہوں گے۔ تو بقول اقبال رحمۃ اللہ علیہ شوق پیدا ہو گا کہ نہیں۔ شوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نماز کا امام بنے گا کہ نہیں بنے گا۔ پھر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جواب اٹھے گا کہ نہیں اٹھے گا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق سلام کا جواب آئے گا کہ نہیں آئے گا۔ ہم نے کبھی اس دُعا کی روح پر غور ہی نہیں کیا۔ خدا کی قسم آج کی اس محفل کا یہی مقصد سمجھو۔ اس دُعا کو پڑھتے ہوئے اپنا رخ گنبد خضراء کی طرف کر لو۔ تو پھر دیکھنا کہ ہماری نماز معراج بنتی ہے کہ نہیں بنتی ہے۔ اور مزے کی بات ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ عمل سے بخشش ہوگی۔ عمل سے بخشش ہوگی۔ عمل سے بخشش ہوگی۔ تو مالائکو سب سے بڑا عمل تو نماز ہے نا۔ اگر سب سے بڑا عمل نماز ہے تو پھر کہنا چاہئے کہ یا اللہ اس نماز کے صدقے بخش دے۔ اس نماز کے ذریعہ سے بخش دے۔ مگر نہیں۔ دُعا میں ہم سے کیا کہلوا یا۔ نماز ضرور پڑھو۔ سجدہ ضرور کرو مگر جب مجھ سے بخشش مانگتی ہے تو پھر اپنے سجدوں کو درمیان میں نہ لانا۔ مجھ سے بخشش طلب کرنی ہے تو ان نمازوں کو درمیان میں نہ لانا۔ مجھ سے بخشش مانگتی ہے تو واسطہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لانا۔ یا اللہ قیامت کے دن ہماری بخشش جو فرمائی ہے تو ان نمازوں کے ذریعہ سے نہیں محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بخشا ہے۔ پھر بتاؤ کہ اگر شوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو کیا نماز ہوگی۔ نہیں ہوگی۔ تو پھر یہ محفل میلاد کیوں سجاتے ہیں اس لئے کہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں کر کے شوق پیدا ہو جائے تو ایک سجدہ میں ہی ہماری معراج ہو جائے۔ ایک نماز ہی ہمیں فرش کی پستیوں سے نکال کر عرش کی بلند یوں تک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری آج کی اس محفل کو۔ اس نشست کو اور ان کے عطیات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اپنی تمام تر زندگی اسی طرح سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب سید ہدایت رسول شاہ صاحب۔ ایوب ریسرچ اکتوبر 2003

رشتے تمام توڑ کے

محمد و وصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان
اللہ و ملکوتہ یصلون علی النبی یا لہما الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا
رسول اللہ و علی الیک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین۔

خاک سورج سے اندھیروں کا اُجالا ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا
آپ دُعا فرمائیں کہ وہ تشریف لے آئیں اور ہمارے گھروں میں اُجالا ہو جائے آج کچھ بات کرنی
ہے کہ

رشتے تمام توڑ کے سارے جہاں سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم

ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ نے بھی تمام رشتے توڑ لئے ہیں۔ کیا آپ نے
بھی کائنات سے رشتے توڑ لئے ہیں اور صرف نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی رشتہ جوڑا ہوا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کچھ بھی پیدا
نہ کرتا۔ میں حضرت آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ کرتا۔ میں کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ میں اپنا رب ہونا
بھی ظاہر نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے وہ کوثر کی شکل میں ہے۔ ماسواء اللہ تعالیٰ جو کچھ
بھی ہے وہ کوثر ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ فرمایا کہ مجھے کوثر
کی ضرورت نہیں ہے میں اس سے اپنا رشتہ توڑ کر تمہیں عطا کر دیتا ہوں۔ اور پھر فرمایا کہ وسوف یعطیک
ربک فترضی (الفصحی ۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ
گے۔" فرمایا کہ اے لوگو میں نے تو اپنی سرنخی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے کسی سے رشتہ جوڑا ہی نہیں ہے۔ جو کوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑتا ہے اللہ تعالیٰ
اس سے رشتہ جوڑتا ہے کسی پاس جو سب سے بڑی چیز ہوتی ہے۔ وہ اس کی مرضی ہے۔ آپ کی مرضی

تھی تو آپ تشریف لائے ہیں۔ کسی کی مرضی ہے کہ وہ کون سا کام کرتا ہے۔ ملازمت کرتا ہے کہ کاروبار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے کر باقی سب کچھ سے رشتہ ہی توڑ لیا ہے۔ اب کائنات میں مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ دوزخ ان کو دے دی ہے۔ ان کو گن کی زبان عطا کر دی کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو جو کچھ منہ سے کہہ دے گا۔ وہ بھی ہو جائے گا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

اس کو نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم بھی اگر تمام رشتے توڑ لیں اور صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑ لیں تو یہی ہمارے لئے بہتر ہوگا۔ اب ہم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ لیتے ہیں کہ کیا انہوں نے بھی تمام رشتے لوگوں سے رشتے توڑ لئے ہیں۔ اے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ساری امت محمدی کے امام ہیں آپ ہی بتائیں کہ کیا آپ نے بھی دنیا سے رشتے توڑ لئے ہیں۔ ایک جنگ میں ان کا بیٹا مشرکین کی طرف سے لڑنے آیا تھا ہم اپنا سب کچھ بیٹوں پر قربان کر دیتے ہیں۔ اگر بیٹے پر کوئی مشکل پیش آجائے تو سب کچھ بیٹے کی خاطر قربان کر دیتے ہیں۔ وہی بیٹا بعد میں مسلمان ہو گیا تو عرض کرتا ہے کہ ابا جان جنگ میں آپ میری زد میں تھے۔ میں چاہتا تو آپ کو قتل کر دیتا۔ فرمایا کہ بیٹا اگر تو میری زد میں ہوتا تو میں تمہیں کبھی نہ چھوڑتا۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑا ہوا ہے۔ تم سے رشتہ نہیں جوڑا ہے۔ پھر یہ ہے کہ قرآن مجید میں کیا حکم ہے کہ زیادہ سے زیادہ کتنا مال خدا کی راہ میں دینا چاہئے۔ حکم ہے کہ جو مال تیری ضرورت سے زیادہ ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو تیری اشد ضرورت ہے وہ پہلے پوری کرو۔ اس کے علاوہ جو مال ہے وہ اللہ کی راہ میں دو۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال سے رشتہ توڑ لیا اور اپنا سارے کا سارا مال لا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ گھر میں بھی کچھ چھوڑ کر آئے ہو۔ عرض کیا کہ گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ آیا ہوں باقی سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہے۔ میں نے مال سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ قرآن مجید یہ بھی اعلان فرماتا

ہے کہ اپنی جان بچانا ضروری ہے۔ آپ خود کشتی نہیں کر سکتے۔ خود کشتی حرام ہے۔ خبردار کہ تم اپنی جان بلاوجہ نہ دے دو۔ ہاں اگر زندگی بچانے کے لئے اپریشن کی ضرورت ہو تو اپریشن کرانے میں حرج نہیں ہے۔ بلا ضرورت اپنے جسم کی ایک انگلی بھی نہیں کاٹ سکتے۔ اگر دشمن کے مُرغے میں آ گیا ہے اور وقتی طور سے تمہیں کلمہ بھی چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دے اور اپنی جان بچالو۔ بھوکے مر رہے ہو اور تمہیں یقین ہے کہ کچھ کھانے کو نہ ملا تو مر جاؤں گا پھر حرام بھی کھا کر زندگی بچا سکتے ہو تو بچالو۔ شریعت تمہیں اجازت دیتی ہے۔ لیکن یہ دیکھو کہ کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان سے رشتہ توڑا ہے کہ جوڑا ہے۔ غارتور میں ان کی اڑھی پر سانپ ڈس رہا ہے۔ پتہ تھا کہ اس کا زہر اثر کرے گا تو میں مر جاؤں گا۔ لیکن زندگی کی پروا نہیں کی۔ زندگی سے رشتہ توڑا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑا ہے۔ اپنی جان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دی۔ سانپ نے ڈس لیا۔ زہر نے اپنا اثر دکھایا۔ آپ کی پیشانی پر پینہ آ گیا۔ پسینے کا قطرہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر گرا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدا ہوئے۔ فرمایا کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روتو نہیں رہا ہوں بلکہ کسی موذی چیز نے ڈس لیا ہے۔ اس کے زہر کا اثر ہے۔ پینہ نکل رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعاب دہن لگایا اور زندگی عطا فرما دی۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی کی پروا نہیں کی۔ اپنی زندگی بھی پیش کر دی۔ اگر فوت نہیں ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ کیا کسی مسلمان کو قتل کرنا شریعت میں جائز ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ اِنَّ مِنْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فسادٍ فِی الْاَرْضِ فَکُنْما قَتْلِ النَّاسِ جَمِیْعًا (المائدہ ۳۲) جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا" ایک شخص کو قتل کرنا ساری مخلوق کو قتل کرنے کے برابر ہے۔ بات لمبی ہے لیکن مختصر طور سے عرض کرتے ہیں کہ پانی کی باری کا مسئلہ پیش ہوا۔ ایک یہودی تھا اور دوسرا مسلمان تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ وہ جو بظاہر مسلمان تھا وہ باہر آ کر کہنے لگا کہ مجھے یہ فیصلہ قبول نہیں ہے۔ ہم یہ مقدمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیش کرتے ہیں کہ وہ اس وقت علاقہ مجسریٹ تھے۔ مقدمات کے فیصلے صادر فرمایا کرتے تھے۔ وہ

دونوں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ مسلمان نے اپنا کیس پیش کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا بیان سنا اور یہودی سے فرمایا کہ تیرا کیا بیان ہے۔ تیری کیا دلیل ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے لیکن یہ نہیں مانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر تو اس مقدمہ کا فیصلہ کرنا میرے لئے بہت آسان ہو گیا ہے۔ آپ اندر تشریف لے گئے۔ تلوار لی اور اس مسلمان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہیں مانتا اس کے لئے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو تو ذکر رکھ دیا۔ کہ کسی کو ناحق قتل نہ کرو لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔ کس سے رشتہ توڑا۔ اور کس سے رشتہ جوڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑا ہے۔ شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ ان سے قصاص لیا جائے دیت لی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلہ کی تصدیق فرما دی۔ فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم (النساء ۶۵) تو اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم نہیں مانتا وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ میں نے مسلمان کو قتل نہیں کیا ہے۔ میں نے منافق مرتد کو مارا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرمادی اور فرمایا ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا (النساء ۶۵) "پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔" فرمایا کہ کوئی مسلمان ہو نہیں سکتا۔ جب تک تمہیں حاکم اعلیٰ نہ مانیں۔ تمہارے فیصلہ کو جان و دل سے قبول کرے۔ اگر اپیل کا بھی سوچے تو پھر بھی بے ایمان ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر خوشی محسوس نہ کرے تو پھر بھی بے ایمان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر کے ثابت کر دیا کہ میرا رشتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ میرا رشتہ قانونِ قدرت سے نہیں ہے۔ عشرہ مبشرہ میں تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان سے متعلقہ دو باتیں ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے رشتہ کس سے جوڑا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ ادا کرنے کا

ارادہ فرمایا اور حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو کفار نے روک دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ ادا نہیں کر سکتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال آئیں اس سال ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ دونوں طرف سے سفیر آنے جانے لگے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا کیونکہ مکہ شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رشتہ داری زیادہ تھی۔ تو خیال تھا کہ شاید ان کی اس قرابت داری کی وجہ سے کفار مان جائیں اور عمرہ ادا کرنے کی اجازت دے دیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو کفار نے ان سے کہا کہ آپ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو عمرہ کرتے ہیں کہ نہیں کرتے ہیں یہ تو بعد میں فیصلہ ہو گا۔ آپ آگئے ہیں تو آپ کو موقعہ دیتے ہیں آپ عمرہ ادا کر لیں۔ طواف کر لیں۔ عمرہ ادا کریں۔ اگر طواف کریں زیارت بیت اللہ شریف کریں تو سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کعبہ شریف پر جو نبی نگاہ پڑی تو تمام گناہ معاف ہو گئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں تو وہ آپ کے سارے گناہ چوس لیتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ فرمایا کہ مجھے گناہ معاف کرانے کی ضرورت نہیں میرا رشتہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ جب تک وہ پہلے عمرہ ادا نہیں کرتے میں بھی عمرہ ادا نہیں کروں گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس سے رشتہ جوڑا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے رشتہ جوڑا کہ اگر وہ قدم مبارک لگے ہوتے تو میں بھی عمرہ کر لیتا چونکہ وہ قدم مبارک لگے نہیں ہیں لہذا میں نے بھی عمرہ نہیں کیا ہے۔ گناہ میرے ذمہ رہتے ہیں تو رہیں مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔

منزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں

آپ میرے ساتھ ساتھ ہیں یہ بھی تو کم نہیں

یہ عبد الرب نضر کا شعر ہے۔ منزل مجھے ملے نہ ملے۔ کعبہ مجھے ملے نہ ملے۔ عمرہ مجھے ملے نہ ملے مجھے اس کا کوئی غم نہیں ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں یہ بھی تو کم نہیں ہے۔ آپ نے عمرہ سے رشتہ توڑا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت غریب ہوں۔ بیٹیاں بھی جوان ہو رہی ہیں ان کی شادی وغیرہ کا بھی انتظام کرنا ہے۔ حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ وہ تمہاری ضرورت پوری کر دیں۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہاں پہنچے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خادم کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تو نے ہنڈیا میں نمک زیادہ کیوں ڈال دیا ہے جب کہ اس سے کم نمک پر بھی گزارہ ہو سکتا تھا۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آ گئے کہ جو معمولی نمک کی خاطر اتنا ڈانٹ رہے ہیں وہ مجھے کیا دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوبارہ جاؤ اور ان سے بات کرو۔ وہ پھر گئے تو دیکھا کہ وہ اپنی خادمہ کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تو نے چراغ کی بتی زیادہ اُونچی کیوں کی ہوئی ہے جب کہ تھوڑی روشنی سے بھی کام ہو سکتا ہے۔ چراغ کی لو زیادہ کر کے زیادہ تیل کا ضیاع کیوں کیا جا رہا ہے۔ جس طرح سے میں نے بھی یہ پکھا بند کرا دیا ہے کہ ہوا سے رشتہ توڑا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑا ہے۔ اس نے سنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمولی چراغ کی بتی زیادہ اُونچی کرنے سے ناراض ہو رہے ہیں یہ مجھے کیا دیں گے۔ وہ پھر واپس آ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو چراغ کی بتی زیادہ اُونچی کرنے پر خفا ہو رہے ہیں وہ مجھے کیا دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ جاؤ ان سے عرض کرو کہ تمہاری ضرورت پوری کریں۔ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی۔ آپ نے پوچھا کہ کس طرح سے آئے ہو۔ اس نے اپنی غرض بیان کر دی کہ مجھے ضرورت ہے۔ آپ میری یہ ضرورت پوری کر دیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ چابیاں لے کر آؤ۔ جس کمرے میں مال بھرا ہوا تھا اس کی چابیاں منگوائیں۔ آپ نے دروازہ کھول دیا اور فرمایا کہ جتنی تمہاری ضرورت ہے وہ آپ یہاں سے لے لو۔ اس نے عرض کیا کہ مال تو میں بعد میں لوں گا پہلے یہ فرمائیں کہ گھر میں نمک کی وجہ سے لڑائی ہو رہی ہے۔ چراغ کی بتی زیادہ اُونچی کرنے پر ناراضگی کا اظہار ہو رہا ہے اور یہاں یہ عالم ہے کہ پورے خزانے کی چابیاں مجھے دے دی ہیں کہ جو چاہوں اٹھا لوں۔ فرمایا کہ یہ مال میرا نہیں ہے یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے۔ میں تو صرف چوکیدار ہوں۔ میرا رشتہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ میرے مال سے نہیں ہے۔ گھر میں جو نمک یا تیل استعمال ہو رہا ہے وہ میری ضرورت ہے اور کم سے کم ضرورت سے زیادہ استعمال نہیں کرتا کہ اس کا حساب مجھے دینا ہے۔ باقی رہی ان خزانوں کی بات تو یہ میرے نہیں ہیں۔ یہ

سب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں۔ ان کا استعمال وہ جس طرح سے چاہیں کریں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال سے رشتہ توڑ لیا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ اور ہمیں بھی بتا دیا ہے کہ رشتہ کس سے توڑنا ہے اور رشتہ کس سے جوڑ کر رکھنا ہے۔ اب دیکھیں کہ نماز کی کیا حقیقت ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ جس طرح سے یہ برآمدہ کی چھت جو ہے۔ یہ ستونوں پر کھڑی ہے۔ اگر ستون نکال دئے جائیں تو کیا یہ چھت قائم رہے گی۔ اسی طرح اگر کوئی نماز چھوڑ دے۔ نماز نہ پڑھے نماز ترک کر دے۔ تو اس کے دین کی جو چھت ہے وہ گر جائے گی۔ ایمان اور کفر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ اور نماز مومن کی معراج بھی ہے۔ اب یہ دیکھ لیں کہ نماز کی کتنی اہمیت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں آرام فرما رہے ہیں۔ عصر کی نماز ابھی پڑھی نہیں ہے۔ اور نماز کا وقت جا رہا ہے۔ ایک طرف تو یہ ہے کہ نماز عصر کا وقت ختم ہو رہا ہے اور دوسری طرف یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری امت محمدیہ میں بہترین فیصلہ کرنے والی ذات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ میں اگر علم کا شہر ہوں تو اس کا دروازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ حیدر کرار ہیں کوئی معمولی ہستی نہیں ہے۔ وہ اللہ کے شیر ہیں۔ مقدمات کا فیصلہ کرنے میں، کسی جھگڑے میں فیصلہ کرنے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے۔ نماز عصر قضا ہو رہی ہے بلکہ اس کا وقت بالکل ختم ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب دیکھیں کہ کس سے رشتہ جوڑا ہے۔ آپ نے نماز چھوڑ دی اور آرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلل نہیں آنے دیا۔ آپ نے نماز سے حکم الہی سے۔ شریعت سے رشتہ توڑ لیا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ جوڑا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو نماز کا وقت گزر چکا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ فرمایا کہ نماز کیوں چھوڑی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف نماز تھی دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تھا۔ میں نے سوچا کہ نماز کی قضا ہو سکتی ہے۔ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضا نہیں ہے۔ میں نے نماز سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ اور اب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو ادا پڑھا دیں یا

قضاء پڑھا دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ یا اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت میں تھے۔ غلامی میں تھے ان کے لئے سورج کو واپس کر دیں۔ سورج واپس ہو گیا۔ عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا فرمائی۔ اب مسئلہ یہ ہے کیا اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تھے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تھے۔ اس وقت نماز کے ادا کرنے والے تھے یا نماز کے تارک تھے۔ یہ تو بات ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تو حکم عدولی ہو رہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چھوڑ کر۔ حکم الہی کو توڑ کر ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کچھ قربان کر دیا۔ رشتہ اگر جوڑا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑا ہے اور اگر رشتہ توڑا ہے تو قانون الہی سے توڑا ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہوتا ہے وہی دراصل اللہ تعالیٰ کی غلامی میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہ رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باقی رشتے اگر ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹ جائیں۔ ادھر اس دنیا میں تو ہم اگر نگر کر سکتے ہیں لیکن حشر کے دن صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی رشتہ کام آتا ہے۔ باقی جتنے بھی رشتے ہیں اعمال ہیں نیکیاں ہیں۔ نماز، روزہ، حفظ، قرأت، تفسیر، جہاد، شہادت، غازی ہونا کتنے ہی رشتے ہیں کیا ان میں سے کوئی کام آئیں گے۔ نہیں آئیں گے۔ یہ حشر کے دن کام نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اعمال سے جنت نہیں دینی ہے۔ میں نے جنت اپنے فضل سے دینی ہے اور میرا فضل میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ وہ شفاعت کریں گے تو جنت ملے گی۔ لہذا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آج ہی رشتہ جوڑ لو۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے اگر قیامت میں تو مان گیا

آج ہی ان کا ہو جا۔ آج ہی ان کے دامن سے وابستہ ہو جا۔ ایک دفعہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضہ اقدس کے قریب بیٹھے تھے اور بادشاہ غالباً منصور اس کا نام ہے وہ آیا اور اونچی آواز میں باتیں کرنے لگا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈانٹ دیا اور فرمایا کہ تم یہ جانتے نہیں ہو کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آواز بھی اُونچی نہ کرو۔ ورنہ تمہارے تمام اعمال اکارت جائیں گے۔ اور تمہیں شعور تک نہیں ہوگا۔ اس نے اپنی آواز آہستہ کر لی۔ پھر وہ دُعا مانگنے لگا تو امام صاحب سے پوچھتا ہے کہ اب میں کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے دُعا کروں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اپنا رُح کروں۔ وہاں موقعہ ایسا ہے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منہ کر لیں تو کعبہ شریف کی طرف پشت ہو جاتی ہے اور اگر کعبہ شریف کی طرف منہ کریں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پشت ہو جاتی ہے۔ جو احباب وہاں حاضر ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں۔ وہ بادشاہ سلامت حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ میں دُعا کرتے وقت اپنا منہ کس طرف کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر حش رکے دن ان کی طرف منہ کرنا ہے تو آج ہی کر لے۔ حشر کے روز بھی ان کا ہی رشتہ کام آئے گا۔ لہذا آج ہی ان سے رشتہ جوڑ لیں۔ یہ رشتہ کتنا مضبوط ہونا چاہئے۔ "نیازی ٹھو کریں کھاتے پھرو گے اگر ان سے واسطہ کوئی نہیں ہے" اگر واسطہ کی بجائے رشتہ کہہ لو تو پھر بھی یہ شعر ٹھیک ہی رہے گا۔ اس کا ریف قافیہ درست ہی رہے گا۔

نیازی ٹھو کریں کھاتے پھرو گے
اگر ان سے رشتہ کوئی نہیں ہے

حضرات ان سے کتنا رشتہ قائم ہو جائے تو کام بن جائے گا۔ اس رشتہ کی کوئی Estimation کوئی Magnitude کوئی Quantification پر و فیر صاحب ہمیں کچھ تو اندازہ بتائیں کہ رشتہ کتنا قائم کر لیں تو ہمارا کام بن جائے گا۔ ایک آدمی کی بات ہمیشہ سے ہی کرتے ہیں آج بھی وہی دہراتے ہیں کہ اس نے کس طرح سے رشتہ جوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کی بھی وہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی رشتہ جوڑ لیں۔ اس کی عمر پانچ سو سال تھی۔ کوئی تنکا بھرنیکی اس کی زندگی میں نہیں ہے۔ بہت ظالم قسم کا بندہ تھا۔ کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔ وہ مر گیا اور لوگوں کو اتنا غصہ کہ وہ کہنے لگے کہ اس کو دفن نہیں کرنا ہے۔ اس کی ٹانگ میں رسی ڈال کر کتے کی طرح گھسیٹ کر باہر روڑی پر پھینک دینا ہے کہ اس کو کتے بٹے چانور پرندے کھا جائیں اور لوگوں کو علم ہو جائے کہ ظالم کا انجام کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے واقعی اسی طرح سے ہی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھاؤ غسل دو، کفن دو، جنازہ پڑھاؤ جو اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی

بخش دیا جائے گا۔ بہت لوگ جمع ہو گئے سب حیران ہیں کہ اس کے جنازہ پڑھنے سے بخشش ہو رہی ہے۔ تمام لوگ اس میں شامل ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنازہ کفن دن سے فارغ ہو کر عرض کیا کہ یا اللہ یہ کس طرح سے بخشا گیا ہے یا اللہ اس کی بخشش کی کیا وجہ بنی ہے۔ کہ اتنا ظالم بندہ بھی بخش دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اس نے توبہ کھولی اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ جس طرح سے آج اس محفل میں نعت خواں حضرات نے نعت شریف پڑھی ہیں اسی طرز کی نعت شریف توبہ میں بھی تھی اس بندے نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا۔ اور درود شریف پڑھا یہ اس کی کل کمائی ہے۔ ساری اوقات ہے۔ ساری دولت ہے اس کے صدقے اس کی بخشش ہو گئی اور آج ہم اس کا ذکر کر کے بخشے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے جب کوئی بخشے ہوئے بندے کا ذکر کرتا ہے تو اس کی اپنی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ تو وہ جو بہت ظالم بندہ تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑ لیا تو اس کا ذکر کرنے سے ہماری بھی بخشش ہو رہی ہے۔ بس صرف اتنا سا رشتہ جوڑ لینا ہی کافی ہے۔

تعظیم جس نے کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

اتنا سا رشتہ ہی جوڑ لو۔ یہی کافی ہے۔ نعت خوانی کی کسی ایک محفل میں آ جاؤ۔ یہ ایک حدیث پاک ہے کہ جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو وہ پوری کی پوری محفل اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دی جاتی ہے۔ یہ محفل کس سے رشتہ جوڑ دیتی ہے۔ کوئی اور عمل کر لیں۔ روزہ رکھ لیں۔ قربانی کر لیں۔ قرآن خوانی کر لیں یا کوئی اور نیک کام شروع کر دیں۔ تو وہ عمل آپ کو روضہ اقدس میں نہیں لے جائے گا۔ لیکن جیسے ہی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے۔ تو پوری محفل کو اٹھا کر روضہ اقدس میں رکھ دی جاتی ہے خواہ اس میں کوئی کتنا ہی گنہگار بندہ بیٹھا ہو۔ آپ رقم خرچ کر کے مدینہ شریف جائیں تو پھر بھی جانی کے باہر ہی رہتے ہیں لیکن اگر یہیں بیٹھے بیٹھے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کریں تو آپ روضہ اقدس کے اندر چلے جاتے ہیں۔ کسی کو ایسی زبان عطا نہیں ہوئی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو بیان کر سکے۔

حق کر سکے ادا جو ثنائے حضور کا

ایسی زبان لائیں تو لائیں کہاں سے ہم
 بندوں کی زبان کی بات چھوڑیں۔ اٹکھڑے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نظر انداز کر دیں۔
 مرزا غالب کو بھی چھوڑ دیں۔ پھر مہر علی شاہ صاحب کی بات بھی رہنے دیں۔ علامہ اقبال کو بھی رہنے
 دیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بات کو تو مان لو۔ قرآن مجید کو تو مان لیں۔ حدیث شریف کی بات تو مان جائیں۔
 کیا قرآن و حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری تعریف آگئی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا
 کلام ہے۔ اور حدیث شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں بھی شان
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان دونوں
 کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے راز ہیں اور یہ راز کھلائیں ہے۔ قرآن نے بھی اس
 راز کو افشاء نہیں کیا۔ اور احادیث مبارکہ نے بھی اس راز سے پردہ نہیں اٹھایا۔ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر کب پتہ چلے گا کہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حشر کے دن میری وہ نعت
 پڑھے گا۔ جو میری شان کے لائق ہوگی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
 کہ تیری شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے
 ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہ ایک Rehearsal کر رہے ہیں۔ کاروائی کر رہے ہیں لیکن
 اس کا مرتبہ بھی یہ ہے کہ

سو کھلیں گے اس کے لئے رحمت کے دروازے
 نعت نبی جس نے ایک بھی سنی ہو گی
 جنت صرف ان لوگوں کی عاشق ہے جو نعت پڑھتے ہیں۔ اگر کوئی جنت کا حقدار ہے تو وہ
 نعت سننے والا ہے اور نعت خوان ہے۔ اور نعت گو ہے۔ نعت سننے والا خواہ سکھ ہو۔ یہودی ہو سی آئی ڈی
 کا ہو۔ خواہ کیمونسٹ ہو۔ خواہ کوئی بے ایمان ہو وہ جب محبت سے نعت سنے گا تو اس کی بھی بخشش ہو
 جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے تمام اہل محفل کو بخش دینا ہے۔ میں
 ان کو ایمان کی حالت میں ماروں گا۔ ان کو توفیق دوں گا کہ یہ تو بہ کر لیں گے۔ یہ نعت خوانی ہے جو نبی
 پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے باقی اگر

رشتے ٹوٹ جاتے ہیں تو ان کی کوئی فکر نہیں ہے۔

رشتے تمام توڑ کے سارے جہان سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم
اسی نعت کے آخری شعر کو پڑھیں

خالد اگر ہو گیا در حبیب نصیب
تو دونوں جہاں لے کے اٹھیں گے وہاں سے ہم

مجھے ذرا اس پر اعتراض ہے کہ اگر دونوں جہاں وہاں سے لے کر اٹھنا ہے تو پھر رشتہ کون
سا ٹوٹا ہے۔ رشتہ تو دونوں جہاں سے جڑا ہوا ہے۔ اور در حبیب سے تو واپس اٹھ رہا ہے۔ در حبیب
سے جا رہا ہے یوں سمجھ لو کہ در حبیب سے رشتہ توڑ رہا ہے اور دونوں جہاں سے رشتہ جوڑ رہا ہے۔ ہم
نے اس کو ذایوں بدل دیا ہے کہ

حبیب کبریا کو لے کے اٹھیں گے یہاں سے ہم
اللہ تعالیٰ اس تبدیلی کو قبول فرمائے اور ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے۔

خالد در حبیب اگر ہو گیا نصیب
تو حبیب کبریا کو لے کے اٹھیں گے ہم

اگر یہ نہ ہو تو اس کی نعت کا جو پہلا حصہ ہے۔ اس کی جو پرواز ہے جو اٹھان ہے اس کی نفی ہو جائے گی
کہ چند چیزوں کو چھوڑ دیا۔ ایک مکان، دو مکان اور کل جائیداد خواہ کروڑ مکانات ہوں مانا کہ بہت امیر
ہوگا۔ وہ سب کچھ چھوڑ رہا ہے۔ اور آخر میں جا کر دونوں جہاں لے رہا ہے۔ تو پھر رشتہ کس سے توڑا
ہے۔ لہذا اس کو یوں ہی پڑھو کہ

خالد در حبیب گر ہو گیا نصیب

تو حبیب کبریا کو لے کے اٹھیں گے ہم

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھیں کہ انہوں نے در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نصیب فرما
دیا ہے۔ اور نعت خوانی کے صلہ میں اپنے در کے اندر بھی نصیب فرما دیا ہے۔ امی جان کا رشتہ بہت
قریبی ہے۔ وہ اپنے لخت جگر پہ جان دینے کو تیار ہے۔ اپنا خون پیوند دیتی ہے۔ اس کے پیٹاب کی

جہ سے جگہ گیلی ہونے پر اس پر سوتی ہے۔ تیری پیدائش پر تکلیف اٹھاتی ہے تو ساری عمر بھی اس کی خدمت کر کے اس کے احسان کا بدلہ دینا چاہے تو نہیں دے سکتا۔ لیکن قبر میں وہ ساتھ نہیں جائے گی۔ والد صاحب نہیں جائے گا۔ بہن بھائی کوئی رشتہ دار نہیں جائے گا۔ دوست احباب نہیں جائیں گے۔ دنیا میں ان تمام کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ لیکن قبر میں تو اکیلا ہی جائے گا۔ پھر قبر میں تیرا کون سا ساتھی ہوگا۔ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے۔ دنیاوی تمام رشتے ٹوٹ جائیں گے صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والا رشتہ قائم رہے گا۔ لہذا رشتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جوڑو اور باقی تمام رشتے ابھی سے ہی توڑ لو۔ ہر قبر میں تین ہستیاں ہیں۔ دو منکر نکیر ہیں۔ وہ بہت سخت ہیں۔ امتحان لیتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں تو کسی کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے بڑی سختی سے پیش آتے ہیں اور ایک وہاں پہچانے والا بھی ہوتا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس لئے رشتہ اس سے جوڑو جو تمہیں پہچالے۔ اس سے نہ جوڑو جو تمہارے ساتھ سختی سے پیش آنے والے ہوں۔ ایک گنہگار بندہ تھا جو محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتا تھا اور محفل میلاد منایا بھی کرتا تھا۔ قبر میں اس سے سوال کئے گئے لیکن اس کو جواب نہ آئے۔ منکر نکیر نے جو اپنی کاروائی کرنا تھی وہ شروع کر دی۔ آگ سے بنا ہوا گر زلیا اور پٹائی شروع کرنے والے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے اور فرمایا کہ خبردار یہ میری محفل میلاد میں آنے والا بندہ ہے اس کو چھوڑ دو۔ یہ تو بخشا ہوا بندہ ہے۔ قبر میں سوال ہوگا۔ ما تقول فی حق ہذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ہستی کے بارے میں تو دنیا میں کون سی نعت پڑھتا تھا۔ تو کہہ دے کہ

واہ کیا جود و کرم ہے ہبہ بظہا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگتے والا تیرا

تو پھر تو پاس ہو جائے گا۔ قبر میں نعت پڑھنے کی تیاری اب کر لو۔ اب وقت ہے کہ کوئی ایک نعت ہی یاد کر لو اور اسے پڑھا کرو تا کہ قبر کے لئے تیاری ہو جائے Rehearsal ہو جائے۔ ایک دن قبر میں جانا ہے وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا ہے اور ہنسا اللہ ہم نے وہاں نعت شریف پڑھنی ہے۔ قبر میں نعت کیوں پوچھی جارہی ہے۔ وہ اس لئے پوچھی جارہی ہے کہ ایمان کی بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر نعت ہے تو محبت بھی ہے۔ اگر نعت نہیں تو محبت بھی نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ کہ مانجھا کس کو یا دکرنا ہوگا۔

کس کا نام لیتا ہوگا۔ کیا وہ لیلیٰ کو یاد کرتا ہوگا یا سستی کو پکارتا ہوگا۔ وہ ہیر کو یاد کرتا ہوگا۔ ہیر کا نام لیتا ہوگا۔ کہ وہ اس کی محبوبہ ہے۔ اس لئے جو تیرا محبوب ہے تیری زبان پر اس کا نام ہونا چاہئے۔ اس کی تعریف ہونی چاہئے۔ اگر تیری زبان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے تو پھر تیرے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر تجھے نعت پسند نہیں ہے تو پھر تیرے دل میں محبت نہیں بلکہ نعوذ باللہ بغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بغض کی نشان نعت کی کمی ہے۔ نعت نہیں ہے تو پھر تیرا رشتہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 13-08-04

حصہ - 18

نعت شریف

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے
عرش پہ جا کے مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھام
کان جدر لگائیے تیری ہی داستان ہے
اک ترے رخ کی روشنی چمن ہے دو جہان کی
انس کا انس اُسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیق ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے
بیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے
شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تاز میں جسے زم سی اک اُڑان ہے
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ، تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

پیش لفظ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث شریف سے ہمیں یہ خوشخبری ملتی ہے کہ شرق و غرب میں جہاں کہیں بھی محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے وہ دراصل مدینہ شریف روضہ اقدس میں ہوتی ہے ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل میلاد مناتے ہیں اور ہمیں روضہ اقدس کے اندر حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔ اور یہی کرم ہم وسیلہ نجات میں پیش کر دیتے ہیں۔

ایک مثال ہے کہ نرود نے آگ جلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا گیا۔ ایک چھوٹی سی چڑیا اپنی چونچ میں پانی بھر کر لاتی اور جہاں تک آگ کے قریب ہو سکتی وہاں پانی پھینک کر چلی آتی وہ اپنی سوچ میں آگ بجھا رہی تھی۔ کسی نے پوچھا کہ اے چڑیا تیری کیا حیثیت ہے اپنی جان کیوں گنوا رہی ہے کیا تیرے بچانے سے یہ آگ بجھ جائے گی۔ وہ جواب دیتی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ میں یہ آگ بجھا نہیں سکتی۔ لیکن میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طرف داروں کو پکارا جائے تو ان میں میرا نام بھی شامل ہو۔ اس نسبت سے وہ چڑیا انشاء اللہ جنت میں جائے گی کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کا حشر اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ چڑیا سے وہ آگ نہ بجھ سکتی تھی اور نہ بجھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بنا دیا لیکن اس چڑیا نے جو اپنی بساط کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف داری کی تو اس کوشش نے اس کا کام بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ

خود ذاکر ہے تو ہم کیا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے ہیں ہماری کیا حیثیت ہے ہماری کیا بساط ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق ان کا ذکر کر سکیں۔ ہم تو صرف چڑیا کی طرح اپنا نام ذاکروں کی فہرست میں درج کرانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ان کے لئے ہی بلند کیا ہے۔ ورفعنالک ذکرک اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر کر دی ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات بلند کرتا رہتا ہے۔ ہمارے لئے تو کوئی گنجائش ہی نہیں رہنے دیتا۔ وللاخرة خیر لک من الاولى۔ قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمادی۔ انا اعطینک الکوثر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی۔ ہم اس میں کیا اضافہ کر سکتے ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں جو چند نعمتیں اور کمات بیان کرتے ہیں۔ کو کہ وہ چڑیا کی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ ہے لیکن وہ ہمیں مہمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور طرف دارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کر دیتا ہے۔ اسی نسبت سے ہمارا حشر نشر بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ ہوگا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم یہی بیان وسیلہ نجات میں دیدیتے ہیں تاکہ ہمارا شمار بھی ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں میں ہو جائے اور ہم سنتِ الہی پر عمل کرنے والوں میں سے ہو جائیں ہم نہ کچھ کرتے ہیں اور نہ ہی کچھ کر سکتے ہیں لیکن اپنا نام ثناء خوانانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھوا لیتے ہیں۔ انشاء اللہ یہی ہماری کامیابی اور کامرانی ہے اور ان محافل کے انعقاد کا فقط یہی ایک مقصد ہے اور یہی مقصد وسیلہ نجات کی اشاعت کا ہے۔ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان بیان نہیں کر سکتے

جوان کے لائق ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

کوئی شخص اپنے طور سے اپنی زبان سے ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ طرف داری تو کر سکتا ہے۔ اپنا نام ثناء خوانانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست میں درج تو کر سکتا ہے۔ اپنی محبت کا اظہار تو کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ محبت بھی ان کی ہی عطا سے ملتی ہے۔ ہم صرف اپنی نجات کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں اور جو کوئی بھی وسیلہ نجات کا مطالعہ کرے گا یہ انشاء اللہ اس کی نجات کا بھی وسیلہ بن جائے گی۔ یہ بھی توفیق صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہی ملتی ہے۔ اپنے آپ نہ کوئی محفل میلاد میں آ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے طور سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کر سکتا ہے۔

محبوب کی محفل کو محبوب سجاتے ہیں

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں

اور کوئی نعت کو اپنی طرف سے نعت نہیں لکھ پاتا جب تک یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عطا نہ ہو۔

ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں

گر ہو ان کی مرضی تو نعت ملتی ہے

ایسے ہی جو کچھ بھی وسیلہ نجات میں ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی عطا فرماتے ہیں اور خود ہی بندے کی شان بڑھا دیتے ہیں۔

تیری پردہ پوشیوں پر میرے جان و دل تصدق

میری بات بھی بنائی میرے عیب بھی چھپائے

اس بزم مصطفیٰ میں جو بھول کر بھی آئے

پروانہ شفاعت وہ ہمراہ لے کے جائے

ہم وسیلہ نجات کو بزم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر ہی پیش کرتے ہیں اگر کوئی بھول کر بھی یا محض وقت گزاری کے لئے ہی اس کا مطالعہ کرے گا تو اسے بھی انشاء اللہ شفاعت کا پروانہ مل جائے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ یہ ہماری کاوش ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے ممکن ہے اس میں خامی بھی ہو لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کریمی یہ ہے کہ وہ ہر ماجزہ تحفہ کو بھی قبول فرما لیتے ہیں۔

ایک اعرابی حاضر ہوا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں گلڑی (خربوزہ) پیش کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ ساری گلڑی از خود ہی تناول فرمائی اور خلاف عادت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اس میں سے کچھ حصہ نہ دیا۔ وہ اعرابی چلا گیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ازیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو تبرک عطا فرماتے ہیں لیکن آج یہ شفقت نہیں فرمائی۔ آج ہمیں پوچھا تک نہیں ہے اور ساری گلڑی خود ہی تناول فرمائی ہے۔ فرمایا کہ گلڑی کڑوی تھی اگر میں تمہیں بھی اس میں سے دیتا تو تم اس کو تھوک دیتے اور برا محسوس کرتے اور گلڑی کڑوی ہونے کا شکوہ کرتے جس سے اس اعرابی کی دل شکنی ہوتی۔ میں نے وہ ساری اس لئے کھالی ہے تاکہ تمہیں اور اس اعرابی کو بھی اس کے کڑوے ہونے کا علم نہ ہو اور دل شکنی کی بجائے اس اعرابی کی حوصلہ افزائی ہو اور اس کو میرے کھانے پر خوشی بھی محسوس ہو ہم بھی کڑوی گلڑی ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی ہے کہ وہ ہمیں قبول فرما لیتے ہیں۔ ہم کڑوے ہیں۔ ہم میڑھے ہیں ہم بے علم اور

بے ادب بھی ہیں لیکن یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ وہ ہمیں قبول فرما لیتے ہیں اور مزید یہ کہ ہمیں عطا بھی فرما دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی کرم ہم وسیلہ نجات میں پیش کر دیتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ کیا اس طرح سے یہ قبول ہو جاتا ہے فرمایا کہ جب تک بچھلی کبی ہوئی بات قبول نہیں ہوتی اس وقت تک آئندہ کرنے والی کسی بات کی توفیق نہیں ملتی۔ ہر محفل میں جو نئی بات آتی ہے جو بھی کرم ہوتا ہے تو یہ اس امر کا ثبوت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سابقہ قبول فرمایا ہے اور آئندہ کے لئے کرم بھی عطا فرما دیا ہے۔ یوں سابقہ بھی قبول ہوتا ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ قبول ہوتا رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی عطا فرماتے ہیں وہ قبول کرنے کے لئے دیتے ہیں اس میں سے کسی چیز کے رد ہونے کا امکان نہیں رہتا۔ یہی وسیلہ نجات کی قبولیت کی نشانی ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد ﷺ کے کرم کا

اس بزم میں کوئی ناکام تمنا نہیں رہتا

یہی سب کچھ وسیلہ نجات میں ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کو ناکام تمنا نہ رکھے۔ آمین

ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعامات میں جو نعمتیں شامل ہیں وہ یہ کہ

1- ایک محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے (20) بیس لاکھ بری محفلوں کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

2- جو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں شریک ہوتا ہے اس کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔

3- ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر محفل روضہ اقدس میں پہنچ جاتی ہے اس کے

شرکاء کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہچانتے بھی ہیں اور ان کی ہر بات کو سنتے بھی ہیں۔

۴۔ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔

۵۔ ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھنے والا شتی (جہنمی) نہیں رہتا بلکہ سعید (جنتی) بن جاتا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ میں نے ذکر میں شامل سب لوگوں کو بخش دیا۔

اللہ تعالیٰ وسیلہ نجات سے یہ انعامات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین
وسیلہ نجات کا حصہ ستر حواں حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہترین اشاعت کے لئے قارئین کی مخلصانہ اور قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا۔

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

14-09-2005

وسیلہ نجات فری لا بیری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین کرنے کے لئے وسیلہ نجات اور دیگر دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے۔
ذیل اس پرستی: سیر طریقت راہ شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

منجانب:- شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5 گلی نمبر 10 محمود آباد کالونی

فیصل آباد۔ فون نمبر:- 041-762351

نعت شریف

زمین سے عرش تک ہے اور عرش سے لامکاں تک ہے
خدا جانے کہ ان کی دسترس آگے کہاں تک ہے
قرآن کہتا ہے ان کی دسترس آگے خدا تک ہے
وہ صدر و بدر و قدر و بزم دو عالم کیوں نہ ٹھہریں
کہ ان کی ذات اقدس تو مراد گن فکاں تک ہے
کسے حق ہے کہ گردِ شانِ احمد ﷺ دائرے کھینچے
کہ ورفعا میں امکان رفعت جاواں تک ہے
زمین اک کنکری ہے ان کی عظمت کے سمندر میں
اور سطح آب پر اک بلبہ یہ آساں تک ہے
خدا جس کے غلاموں کو بھی شرفِ دوستی بخشے
نہیں محبوب ہی وہ تو قیب و رازداں تک ہے
وہ شاہد ہیں تو عالمگیر ہے چشم بصیرت بھی
یقیناً نظر اُن کی دم بہ دم ہر مسلمان تک ہے
ہیں باتیں تو وہی جو چودہ سو سال پرانی ہیں
ہماری کاوشِ مدحت تو اندازِ بیاں تک ہے
بنا جب سے رضا نقشبندی ہے سب طیبہ
تمی دتی میں بھی یہ سیرِ چشمِ دو جہاں تک ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

جو شخص صبح کا کھانا نمک سے شروع کرے اللہ تعالیٰ ستر قسم کی بلا اس پر سے ٹال دیتا ہے۔ اور جو کوئی ہر روز اکیس سرخ کشمش کھالیوے وہ اپنے بدن میں ایسی چیز نہ دیکھے گا جو اس کو بری معلوم ہو۔ گوشت کھانا گوشت زیادہ کرتا ہے۔ ٹرید عرب کی غذا ہے۔ حلوہ کھانے سے پیٹ بڑھتا ہے اور جیسے لٹک جاتے ہیں۔ گائے کا گوشت مرض ہے۔ اس کا دودھ شفا ہے اور اس کا گھی دوا ہے۔ چربی اپنے برابر بدن میں سے روگ دور کر دیتی ہے۔ مچھلی سے جسم پتلہل جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور مسواک کرنا بلغم کو دور کرتا ہے۔

چار چیزیں

- ۱۔ گوشت کھانا، خوشبو سونگھنا، صحبت کے بغیر بہت نہانا اور کوتاہ پہننا بدن کے لئے طاقت کا باعث ہیں۔
- ۲۔ بہت صحبت کرنا، بہت رنج کرنا، نہار منہ اکثر پانی پینا اور کثرت سے ترش چیز کا کھانا بدن کو سُست کر دیتا ہے۔
- ۳۔ قبلہ رخ بیٹھنا، سوتے وقت نرملہ لگانا، سبزہ کو دیکھنا پینائی کو طاقت دیتا ہے۔
- ۴۔ نجاست کو دیکھنا، سولی دیئے ہوئے کو دیکھنا، عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا اور قبلہ شریف کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا پینائی کو سُست کر دیتا ہے۔
- ۵۔ چڑیوں کا کھانا، اطرافِ قبل اکبر کا کھانا، پستہ کھانا اور ترہ تیزک کا کھانا مقوی باہ ہے۔
- ۶۔ چیت سونا انبیاء علیہم السلام کا، دھنی کروٹ پر سونا علماء اور عابد کا، بانس کروٹ پر سونا بادشاہ کا اور منہ کے مل سونا شیطان کا کام ہے۔
- ۷۔ بیہودہ کلام نہ کرنا، مسواک کرنا، علماء کے پاس بیٹھنا اور صالحین کی ہم نشینی اختیار کرنا عقل کو بڑھا دیتا ہے۔
- ۸۔ وضو کر کے چلنا، کثرت سے سجدہ کرنا، مسجدوں میں بیٹھا رہنا اور کثرت سے قرآن مجید پڑھنا عبادت میں داخل ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
فہرست

۱۔	نعت شریف	۲
۲۔	پیش لفظ	۳
۳۔	نماز میں خیال نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۹
۴۔	مصر کا بازار اور مدینہ شریف کی گلیاں	۱۸
۵۔	نگاہ مصطفیٰ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳
۶۔	سید کبیر علی شاہ صاحب کی تقریر سے اقتباسات	۳۶
۷۔	عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار	۵۲
۸۔	اندھیری قبر کی روشنی	۶۴
۹۔	دو عقیدے	۸۲
۱۰۔	توریت و انجیل میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۹۴
۱۱۔	وہ سوائے لالہ زار پھرتے ہیں	۱۰۴
۱۲۔	عرفان نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۴
۱۳۔	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں	۱۳۴
۱۴۔	وسیلہ اولیاء کرام ہیں	۱۴۶
۱۵۔	مقام ولایت	۱۵۴
۱۶۔	دھوڑ (خاک) قدم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۶۳
۱۷۔	نعت کا پڑھنا اور حقیقت نماز	۱۷۶
۱۸۔	رشتے تمام توڑ کے	۱۹۱

نماز میں خیال نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

معزز حاضرین! قاری غلام رسول صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ
ہو جاتی ہے اب تو ہر مقبول دعا میری
میں جب سے ہوا تیرا سنا ہے خدا میری
آپ پیش نظر رہیں سرکارِ عبادت میں
جتنی ہے قضا اب تک ہو جائے ادا میری
حسرت ہے یہی میری منزل ہو مدینے کی
جب روضے پہ پہنچوں میں آجائے قضا میری
اک راز بتاؤں میں سب اپنے طبعیوں کو
تم ذکر نبی چھیڑو بس یہ ہے دوا میری
تم ذکر نبی چھیڑو بس یہ ہے بقا میری
مرقد میں میری آکے سرکار نے فرمایا
گھبراؤ نہ دیوانے اک نعت سنا میری

یہ دیوانہ صاحب کی لکھی ہوئی نعت ہے وہ کہتے ہیں کہ "میں جب سے ہوا تیرا
سنا ہے خدا میری"۔ اس میں تھوڑی سی تبدیلی کی ہے اور اس کو یوں کہا ہے کہ "جب
سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے میرے سنا ہے خدا میری" ان دونوں طرزوں میں کیا

فرق ہے۔ ایک میں قائل بندہ ہے اور ایک میں کرم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔
ایک میں اپنی طرف اشارہ ہے کہ میں نے یہ کیا ہے میں نے یوں کیا ہے۔ کوئی بندہ اپنی
طرف سے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
کرم سے ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہوتا ہے۔ دوسری طرز میں اصل
حقیقت بیان ہو جاتی ہے۔ "جب سے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سنا ہے خدا
میری۔" اس میں قائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں انہوں نے کرم کیا اور مجھے اپنا بنالیا۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنالیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

جب کسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا بنا لیتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی محبوب
بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی پھر اس کی کوئی دعا رد نہیں فرماتے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب
کسی پر کرم کرتے ہیں تو اسے اپنی محفل میں بلا لیتے ہیں۔ اور ایک محفل میلاد میں آ جانا
بیس لاکھ بری محفلوں میں جانے کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ یہ بات پہلے بھی کئی بار ہوئی
ہے۔ کہ

آپ پیش نظر رہنا سرکارِ عبادت میں

جتنی ہے قضا اب تک ہو جائے ادا میری

کچھ ایسے فرقے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ جب آپ نماز
میں ہوں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال دل میں آجائے تو اس سے بہتر تھا کہ
گدھے کا خیال آجائے۔ وہ آپ سے بھی ملیں گے۔ آپ کو بھی سمجھائیں گے کہ دیکھنا
حالت نماز میں کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نہ کرنا ان کی طرف دھیان نہ کرنا اس
سے بہتر ہے کہ تمہیں گدھے کا خیال آجائے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ حضور علیہ

الصلوة والسلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے کامل اکمل اعلیٰ و ارفع نماز اور کس کی ہو سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں کوئی کمی، کوئی خامی کوئی کوتاہی ہرگز ہرگز تصور بھی نہیں کی جاسکتی۔ ہر لحاظ سے مکمل نماز ہے۔ عبادتِ الہی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر تشریف فرما ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سجدہ لمبا کر دیا۔ اتنا لمبا کر دیا کہ ستر مرتبہ اس میں تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ پڑھی۔ اب بات یہ ہے کہ جب نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے سجدہ لمبا کر دیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کس کا خیال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دھیان کس طرف تھا۔ حالت نماز میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال یقیناً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال آنے سے۔ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ ہونے سے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی نماز میں کوئی خلل نہیں آتا بلکہ یہ ہر طریقے سے مکمل رہتی ہے۔ تو پھر امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال آجانے سے میری نماز مکمل کیوں نہیں ہوتی ہے۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ حقیقت ہے کوئی کتابی یا من گھڑت بات نہیں ہے۔ ہماری اصلاح کے لئے یہ واقعہ کافی ہے کہ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال آجانے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ساقط نہیں ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجانے سے میری نماز بھی ساقط نہیں ہوتی بلکہ نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ نماز میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر کتنی بار آتا ہے۔ واضح طور پر پانچ دفعہ آتا ہے۔ التحيات من السلام عليك ايها النبي۔ درود شریف من اللہم صل علی محمد و علی ال محمد اور پھر اللہم بارک علی محمد و علی ال محمد۔ نہ صرف

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا بھی خیال کرو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آل میں سادات بھی ہیں۔ اور ہم گنہگار بھی ہیں۔ اللہم صل علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی ال ابراہیم اللہ تعالیٰ کتنے خاندانوں کا خیال دل میں ڈال رہا ہے۔ ان کے خیال آنے سے نماز کامل ہوتی ہے۔ نماز فاسد نہیں ہوتی۔ گدھے کا خیال اگر آتا ہے تو ان کو آتا ہوگا۔ ہمیں تو اپنے نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا خیال آتا ہے۔ پھر اس کے بعد ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین "اے ہمارے رب مجھے بخش دے۔ میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔" اپنا بھی خیال ہے۔ اپنے ماں باپ کا بھی خیال ہے۔ ان کا خیال آجانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ بلکہ ان خیالات کے آنے سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ نماز کی تکمیل ہی اس دُعا سے ہوتی ہے کہ اے ہمارے رب مجھے بخش دے۔ میرے ماں باپ کو بخش دے اور تمام مسلمانوں کو بھی بخش دے۔ جانتے ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نماز کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف دیکھنا ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی نماز ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سجدہ لمبا کر دیا۔ اب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دیکھئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ دو فریقین کے مابین صلح کرانے کے لئے کسی قبیلہ میں تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نماز ادا فرما رہے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرما رہے ہیں۔ اسی اثناء میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے آئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اشارہ کنایہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو باور کرایا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لا چکے ہیں۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مصلیٰ سے پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کراتے رہو لیکن وہ پیچھے ہٹ گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگے بڑھ کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے آگے پڑھا دی۔ نماز دوبارہ نئے سرے سے شروع نہیں کی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھایا ہوا حصہ نماز میں قبول فرمایا۔ نماز مکمل کرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ نماز پڑھاتے رہو تو آپ پیچھے کیوں ہٹ گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تھا۔ حکم عدولی کی شاید معافی مل جائے لیکن بے ادبی کی معافی ممکن نہیں ہے۔ اس واقعہ میں دیکھیں کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ رہے تھے تو ان کے دل میں کس کا خیال تھا۔ ان کا دھیان کس طرف تھا۔ یہ یقینی امر ہے کہ ان کی توجہ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تھی۔ اگر نماز میں ہمیں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اللہ کرے کہ آجائے تو پھر ہم کس کے نقش قدم پر ہیں۔ ہم کس کے ٹولے میں ہیں۔ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں ہیں جو عشرہ مبشرہ میں نمبر دن ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کئے ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیے ہیں۔ اگر ایک پلڑے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان رکھ لیں اور دوسرے پلڑے میں پوری امت محمدی کا ایمان رکھ لیں تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وزنی ہوگا۔ تو ایسے وزنی ایمان والی ہستی کے دل میں نماز کی حالت میں کس کا خیال ہے وہ

لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ صدیق بنتے ہی وہ ہیں کہ جن کے دل میں ہر وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خیال رہتا ہو۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہتا ہوں تو پھر رک جاتا ہوں اور انتظار کرتا ہوں جب تک مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے سلام کا جواب نہیں آتا میں آگے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔ اب بتائیں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حالت نماز میں کس کا خیال آتا ہوگا۔ کس کے خیال میں انتظار فرماتے ہوں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی دھیان رہتا ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا سلام قبول فرمائیں اور مجھے اس کا جواب بھی عطا فرمائیں تو میری نماز کی تکمیل ہو جائے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں جب السلام علیک ایہا النبی عرض کرتا ہوں تو جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب نہیں ہوتا میں اس سے آگے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں پھر کس کا خیال رہتا ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خیال رہتا ہے۔ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آجائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہوگی۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

وہ فرماتے ہیں کہ اگر دل میں عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو نہ میری نماز ہے۔ نہ قیام اور نہ ہی سجدہ فرماتے ہیں کہ نماز کا مقصد ہی عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول ہے اور اگر دل میں عشق نہیں ہے شوق نہیں ہے۔ تو نماز بھی نہیں ہوتی اور یہ قیام و

موجود سب حجاب ہیں۔ یعنی بے کار ہیں۔ اصل روح نماز مفقود ہوتی ہے۔ نماز کی روح عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ذکر کی اقسام

ذکر الہی اور ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین اقسام ہیں۔ ایک ذکر ضرورت ہے جب کوئی مشکل پیش آ جائے کوئی مصیبت بن جائے تو ہم اللہ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ یا اللہ۔ یا اللہ پھر آذانیں دینا شروع کر دیں گے۔ کافی عرصہ بارش نہ ہو خشک سالی ہو جائے قحط کے آثار نمودار ہو جائیں تو آذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں اور اگر بہت زیادہ بارشیں ہو جائیں۔ سیلاب اور طوفان آ جائیں تو پھر بھی آذانیں دینا شروع کر دیں گے۔ اور کوئی مصیبت بن جائے تو آذانوں کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ ذکر ضرورت ہے۔ جب کوئی مصیبت آ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ بہت یاد آتے ہیں۔ ذکر کی دوسری قسم ہے۔ ذکر عادت۔ یہ ذکر فرشتے کرتے ہیں۔ ان کی عادت ہے ان کی ڈیوٹی ہے کہ وہ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم والسلام کریں اور ذکر اللہ تعالیٰ کریں اور ذکر کی تیسری قسم ذکر محبت ہے۔ یہ ذکر اللہ تعالیٰ کی سنت ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ کی سنت ہے دوسری طرف میرے خلوص کا امتحان ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس غرض سے یاد کر رہا ہوں۔ کیا دوزخ کے ڈر کی وجہ سے۔ کیا دوزخ سے بچنے کے لئے۔ دوزخ کے خوف سے یا یہ کہ جنت میں جانے کے لئے۔ جنت کے حصول کے لالچ میں کر رہا ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ جب تم ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرو۔ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھو۔ ذکر اللہ کرو تو صرف اور صرف ان کی رضا کے لئے کرو۔ یہ ذکر محبت ہے۔

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبی بھی چھوڑ دے

تو پھر ہم کس لئے نماز پڑھیں۔ یہ راز ہمیں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے سمجھایا ہے۔ آپ نے ایک ہاتھ میں پانی کا لوٹا پکڑا ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ میں مشعل پکڑی ہوئی ہے۔ مشعل جانتے ہو کہ کیا ہوتی ہے۔ ایک چھتری پر شمع سی جلاتے تھے۔ شادی وغیرہ یا جلوس وغیرہ میں مشعل بردار آگے آگے چلتے تھے تاکہ روشنی سے راستہ نظر آئے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے ایک ہاتھ میں پانی کا لوٹا اور دوسرے میں جلتی ہوئی مشعل پکڑی ہوئی ہے۔ آپ تشریف لے جا رہی ہیں تو کسی نے پوچھا کہ مائی صاحبہ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے مخالف چیزیں جمع کر رکھی ہیں۔ فرمایا کہ پانی سے دوزخ کو بچا دوں گی کہ اس کا ڈر ہی نہ رہے۔ اور جلتی ہوئی اس شمع سے جنت کو جلا دوں گی کہ اس کا لالچ ہی نہ رہے۔ میں جب ذکر کروں عبادت کروں تو یہ صرف رضائے الہی کے لئے کروں۔ خوشنودی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کروں۔ اس لئے میری عرض ہے کہ جو نعت خوان آتے ہیں اور سامعین آتے ہیں وہ صرف رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے آئیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنا سنت الہی ہے۔ نعت پڑھنا سنت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور نعت سننا سنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ممبر پر بٹھایا۔ خود نیچے تشریف فرما ہوئے۔ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، عشرہ مبشرہ اور کبار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نیچے تشریف فرما ہیں اور نعت خوان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثناء خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف فرما ہوئے۔ اور نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی۔ وہ نعت پڑھ رہے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سن رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنا ذکر سن رہے ہیں۔ تو کیا نعت

سننا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ثابت کر دیا کہ نعت سننا میری سنت ہے۔ اہل سنت ہوتے ہی وہ ہیں وہ سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہیں۔ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خوش ہوتے ہیں۔ سنی کی پہچان نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا اور سننا ہے۔ یہ ذکر محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش شاہد تنویر صاحب 21-02-05

مصر کا بازار اور مدینہ شریف کی گلیاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئککھ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ غلام مصطفیٰ صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے کہ۔

ہوٹوں پہ میرے رہتی ہیں سرکار کی باتیں
محبوب خدا سید و سردار کی باتیں
اللہ نے ہر پھول کے چہرے پہ لکھی ہیں
سرکار کے ہی چہرہ و رخسار کی باتیں
دیکھ آتے ہیں ایک بار جو سرکار کا روضہ
پھر کرتے نہیں وہ مصر کے بازار کی باتیں
سننے نہیں کیونکہ وہ غلاموں کی صدائیں
سن لیتے ہیں سرکار تو اشجار کی باتیں
سن لیتے ہیں سرکار تو اغیار کی باتیں
واشمس کی ، واہمر کی تفسیر میں دیکھو
قرآن ہے بس آپ کے انوار کی باتیں
جب تک میرے جسم میں اک سانس ہو باقی
کرتا رہوں مولا تیرے ظہار کی باتیں
ظاہر ہے ورفعلنا لک ذکرک سے یہ اجل

ہوتی ہی رہیں آپ کے کردار کی باتیں
ہوتی ہی رہیں آپ کے اذکار کی باتیں

عرض ہے کہ

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا
غلام مصطفیٰ صاحب نعت شریف پڑھ کر چلے گئے ہیں جس میں انہوں نے پڑھا ہے کہ
دیکھ آتے ہیں ایک بار جو سرکار کا روضہ
پھر کرتے نہیں وہ مصر کے بازار کی باتیں

مصر کے بازار کی بڑی بات یہ ہے کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام فروخت کئے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو وہ قیمت پسند نہ آئی جو حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں نے ادا کی۔ حالانکہ زمانہ کے لحاظ سے بہت زیادہ قیمت تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو سونے چاندی جوہرات میں تو لا گیا۔ ان کے وزن کے برابر سونا چاندی ادا کیا گیا تھا۔ بہت زیادہ قیمت لگائی گئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ قیمت پسند نہ آئی کہ میرا نبی علیہ السلام ہو اور اس طرح سے قیمت لگائی جائے اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر قحط مسلط کر دیا۔ سات سال تک خوب بارشیں ہوئیں۔ جو فصل وغیرہ پیدا ہوئی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے محفوظ کر لی۔ پھر سات سال تک کچھ پیداوار نہ ہوئی اور لوگوں کے پاس جو کچھ دانے وغیرہ تھے وہ بھی سب ختم ہو گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی محفوظ شدہ گندم بیچنا شروع کر دی پہلے تو قوم نقد رقم دے کر خریدتی رہی۔ جب نقدی ختم ہو گئی تو پھر اپنے زیورات وغیرہ دے کر غلہ خریدتے رہے۔ زیورات بھی ختم ہو گئے تو اپنے مال مویشی بیچنا شروع کر دئے۔ ان کی تمام نقدی زیورات مال مویشی وغیرہ حضرت یوسف علیہ السلام

کے ہاتھ آ گئی۔ مویشی ختم ہوئے تو قوم نے اپنی جائیدادیں فروخت کر دیں۔ وہ بھی ختم ہو گئیں تو لوگوں نے اپنے بچے بھی بیچنے شروع کر دئے۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا تو قوم نے اپنے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یوں وہ ساری قوم ان کے بچے، مال مویشی، جائیداد، نقدی زیورات حضرت یوسف علیہ السلام کے قبضہ میں آ گئے ساری قوم حضرت یوسف علیہ السلام کی غلامی میں آ گئی اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے یوں بدلہ لیا کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر غلام بنانا چاہتی تھی۔ اور غلام کی حیثیت سے ان کو خرید رہی تھی اللہ تعالیٰ نے ساری قوم کو حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام بنادیا۔ یہ مصر کے بازار کی باتیں ہیں۔ اور میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازار کی بات یہ ہے کہ جو کوئی وہاں سے گزر جائے وہ جنتی بن جاتا ہے۔ جب کوئی وہاں سے ہو کر واپس آ جائے تو جو اس کو دیکھ لے وہ بھی جنتی۔ جس خوش نصیب پر ان گلیوں میں اُڑنے والی خاک پڑ جائے وہ بھی جنتی بن جاتا ہے۔ وہاں شفاعت ہی شفاعت ہے اگر وہاں پر مرجائے تو وہ بھی جنتی ہے اس کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت لازم ہے۔ وہاں موت نہ بھی آئے ان گلیوں میں سے ہو کر آ جائے تو اس کے لئے بھی شفاعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر کوئی وہاں جانے کی تمنا رکھے تو اس کے لئے بھی شفاعت ہے۔ ہر کوئی وہاں جا تو نہیں سکتا سب ہی تو نہیں چلے جاتے۔ صحت ہو، وقت ہو، زادِ راہ بھی ہو تو جائے ورنہ صرف تمنا ہی رکھے کہ

یا اللہ دکھا مدینہ کیسی بہتی ہے

جہاں تیری رحمت دن رات برتی ہے

تو پھر بھی اس کے لئے شفاعت ہے۔ نجات ہے۔ لہذا مصر کے بازار اور مدینہ شریف کی گلیوں کا تو کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن خود نبی پاک علیہ

الصلوة والسلام کے حسن کا صدقہ ہے۔ مہر کے بازار کو جتنا مرضی سنوار لو لیکن مدینہ شریف کی گلیوں کا مقابلہ کائنات کی کوئی جگہ نہیں کر سکتی۔ جو مٹی نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کے کفن اقدس کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ وہ ساری کائنات سے افضل ہے۔ مہر بھی اس میں شامل ہے۔ کعبہ شریف بھی اور بیت المعمور بھی اس میں شامل ہے۔ عرش اور جنت بھی اس میں شامل ہیں۔ بیت المقدس بھی شامل ہے۔ جو بھی عزت والی عظمت والی جگہ ہے وہ سب اس میں شامل ہے یہ تمام چیزیں مل کر بھی اس خاک مبارک کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ساری قوم کو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا غلام بنا دیا تو نئی فصل آنے میں بھی ابھی تین ماہ باقی تھے کہ غلہ ختم ہو گیا۔ اناج کا تمام ذخیرہ ختم ہو گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام ایک کھڑکی میں تشریف فرما ہوئے اور قوم کو حکم دیا کہ وہ ان کا دیدار کرے۔ جو کوئی بھی حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کرنا اسے پھر تین ماہ تک بھوک ہی نہیں لگی۔ آپ کہیں گے کہ تین ماہ تک ان کی بھوک کہاں چلی گئی۔ مثال ہے کہ جب اُذت اپنی مستی میں آتا ہے تو پھر کیا وہ کچھ کھانا پیتا ہے۔ نہ وہ چارہ کھاتا ہے نہ پانی پیتا ہے۔ وہ کسی کے عشق میں اتنا محو ہوتا ہے کہ اسے کھانے پینے کی کوئی حاجت ہی نہیں رہتی۔ اسے بھوک پیاس کا کچھ احساس نہیں رہتا۔ جس کسی نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ لیا۔ ان کے حسن کا دیدار کر لیا تو پھر تین ماہ تک اسے بھوک کا احساس ہی نہ رہا۔ ادھر یہ عالم ہے اور ادھر یہ ہے کہ جو کوئی سردار الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھ لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لے وہ جنتی بن جاتا ہے اور اس جنتی کو دیکھنے والا بھی جنتی ہے اور جو کوئی اسے دیکھ لے وہ بھی جنتی ہے اسی طرح سے دیکھنے والے قیامت تک جو بھی آتے رہیں گے وہ سب جنتی بنتے جائیں گے۔ آخری فرد بھی دیدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے جنت میں جائے گا۔ لہذا ان دونوں بازاروں میں کوئی چیز مشترک

ہے ہی نہیں۔ نعت کو نے پتہ نہیں کہ کس طرح سے ان میں نسبت پیدا کر دی ہے۔ شعر یوں ہونا چاہئے۔

دیکھ آتے ہیں اک بار جو سرکار کا روضہ

پھر کرتے نہیں وہ زلیخا کے دلدار کی باتیں

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور ان کے شہر کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

منیٰ میں حشر ہوگا۔ میدانِ عرفات ہی میدانِ حشر بنے گا۔ تمام مخلوق وہاں اکٹھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کو حکم دے گا کہ تم بھی وہاں چلو۔ خانہ کعبہ عرض کرے گا کہ یا اللہ جب آپ نے مجھے چلنے کی طاقت عطا فرمائی ہے تو پہلے مجھے مدینہ شریف حاضری دینے کا موقعہ دیں پھر میں بھی میدانِ حشر میں حاضر ہو جاؤں گا۔ بیت اللہ شریف بھی پہلے مدینہ شریف حاضری دے گا اور بعد میں وہ میدانِ حشر میں جائے گا۔ مدینہ شریف کو اٹھا کر جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ جس کو مدینہ جانے کی اور مدینہ شریف میں رہنے کی چاہت ہوگی وہ بھی اس کے ساتھ ہی جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مدینہ شریف کی عظمت کو سمجھنے اور ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہان شہد تنویر صاحب 05-03-05

نگاہِ مصطفیٰ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔
معزز حاضرین۔ محمد یونس قادری صاحب نے نعت شریف پڑھی۔

کملی والا میرا نبی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
سب آقاؤں کا ہے آقا سب داتاؤں کا ہے داتا
سب کی اس نے لاج رکھی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
اس کے کرم نے اس کی عطا نے اس کی سخا نے اس کی دیا نے
ہر منگتے کی جھولی بھری ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
جو مانگے وہ منہ مانگی پائے کوئی بھی محروم نہ جائے
رحمت کا مفہوم یہی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
سب سے اس کا روپ انوکھا اس کا رنگ ہے سب سے چوکھا
سب کی اس سے آس لگی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
محبوبوں کے پیار کا صدق دے مجھ کو دیدار کا صدق
چھوٹا منہ ہے بات بڑی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
سرسوہت یسین کا سہرا نین نیشیلے سند چہرہ
اس کی جگت میں دھوم مچی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
اللہ کا محبوب بنا ہے دنیا کا مطلوب بنا ہے

جس کی اس سے آنکھ لڑی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
ہے وہ سراپا ناز نیازی جیت گیا وہ تقدیر کی بازی
جس پر اس کی نظر پڑی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
اس میں ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ

ہے وہ سراپا ناز نیازی جیت گیا وہ تقدیر کی بازی
جس پر اس کی نظر پڑی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت کس پر پڑتی ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کس پر
نظر عنایت پڑے گی اور کس پر نہیں پڑے گی۔ میری عرض ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی نظر اس خوش نصیب پر پڑتی ہے۔ جو یہ یقین رکھے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی نظروں میں ہے۔ اگر یہ یقین ہے تو نظر پڑ جائے گی۔ اگر تیرا یقین ہے کہ نظر
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ پر نہیں پڑ سکتی تو پھر یقین رکھ کر نہیں پڑے گی۔ بس صرف اتنی
کی بات ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظروں میں ہوں وہ
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظروں میں آ جاتا ہے۔ جو یہ کہے کہ وہ تو بہت دور ہیں۔
یہاں سے تین ہزار میل دور ہیں۔ قبر کے اندر ہیں آگے دیوار ہے۔ پردے ہیں۔ وہ کیسے
دیکھ سکتے ہیں تو پھر سمجھ لو کہ اس پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر نہیں پڑے گی۔
حدیث پاک میں ہے جس کے راوی حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت
مشتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب آب کوثر میں اس کو نقل فرمایا
ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ
جب میرا وصال ہوگا تو وہ مجھے ہر ایک درود پاک پڑھنے والے کا درود پاک سنائے گا۔
حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری اُمت مشرق و مغرب میں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ

ساری دنیا کو میرے روضہ مقدسہ میں کر دے گا اور میں ساری مخلوق کو دیکھتا ہوں گا اور ان کی آوازیں سن لوں گا اور جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے اللہ تعالیٰ اس ایک درود پاک کے بدلے میں اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر دس بار درود پاک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائے گا۔ یہ بھی حدیث پاک ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے میں وہیں پر ہوتا ہوں اور وہ ذکر خیر میری قبر اقدس ہوتا ہے آپ یہ مان جاؤ تو ابھی نظر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تم پر پڑ جائے گی۔ اگر تم یہ نہیں مانو گے اور تاویلیں نکالو گے کہ وہ دور ہیں وہ نہیں دیکھ سکتے تو تم پر نظر نہیں پڑے گی۔ منافق تین چار چیزیں نہیں کر سکتا۔ وہ کلمہ پڑھنے میں آپ سے بہتر ہے۔ اس کی نماز تمہاری نماز سے بہتر ہے۔ اس کا روزہ بہتر ہے۔ حج کی ادائیگی بہتر ہے۔ زکوٰۃ اچھی طرح سے دیتا ہے۔ وظائف بہت زیادہ کرتا ہے قربانی بہت کرتا ہے۔ لیکن اسے یقین ہے جو وہ کہتا ہے کہ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر نہیں پڑ سکتی۔ دل سے نبی کو مانتا نہیں ہے۔ نبی ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کی نظر ہر ایک پر ہو۔ وہ نبی ہی نہیں ہوتا جس کی کوئی بصیرت نہ ہو۔

غلاموں کی خبر رکھتے ہیں آقا

وہ آقا ہی نہیں جو بے خبر ہو

نبی علیہ السلام کے معنی ہی علم غیب رکھنے والا ہوتا ہے۔ ہم یہاں کمرے میں چھپ کر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ ہمارے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے۔ اتنا تو ٹی وی کیمرہ بھی دیکھ رہا ہے کہ ہم بیٹھے ہیں لیکن جو کچھ ہمارے دلوں میں ہے وہ ٹی وی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ سکتے ہیں۔ اگر اس چیز کو مان لو گے تو نظر پڑ جائے گی۔ یہ ثبوت روشن ہے۔

اگر میں اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لوں تو مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اگر میں اپنے ہاتھ ہٹا لوں تو سب کچھ نظر آئے گا۔ ہم نے خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بدعتیہ گئی کا پردہ کیا ہوا ہے۔ یہ پردے ہٹا دو تو پھر سب کچھ نظر آ جائے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا چاہتے ہو فرمایا کہ ساری کائنات میرے روضے میں ہوتی ہے۔ لیکن منافق یہ نہیں مانتا ہے۔ منافق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو نہیں مانتا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کو نہیں مانتا۔ وہ کہتا ہے شفاعت نہیں کر سکتے ان کے پاس کوئی Authority نہیں ہے۔ ان کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ پادری نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ کہہ سکیں کہ یا اللہ تو اس کو معاف کر دے۔ یا اللہ فلاں بندے کو معاف کر دے یہ منافق نہیں مانتا۔ اگر تو یہ مان جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا سے تیرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو وہ ابھی معاف ہو جائیں گے اور تیری بخشش ہو جائے گی۔ اس میں ادھار کوئی نہیں ہے۔ کہ پھر آئندہ کبھی بخشے جائیں گے۔ نہیں نہیں بلکہ ابھی بخشش ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے گناہ کر لیا ہے تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائئوک فاستغفرلہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (النساء ۶۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں "جس نے بھی گناہ کیا ہے وہ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جائے۔ جب تم اپنے اوپر ظلم کر بیٹھو۔ گناہ کر لو تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاؤ۔ وہاں معافی مانگ کر عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرماؤ۔ جیسے ہی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونٹ مبارک تیری شفاعت کے لئے مل گئے تو

تیری بخشش ہوگئی۔

جیت گیا وہ تقدیر کی بازی
جس پر اس کی نظر پڑی ہے

کون بازی جیت گیا۔ جس کا عقیدہ صحیح ہے وہ بازی جیت گیا۔ لیکن جو کہتا ہے کہ گناہ تو بندے کا کیا ہے۔ حکومت کا کیا ہے۔ پڑوسی کا کیا ہے۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے معاف کریں گے۔ حقوق العباد کس طرح سے معاف ہو جائیں گے۔ جس کا گناہ کیا ہے وہ معاف کرے تو کرے دوسرا کس طرح سے معاف کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ حقوق العباد والا نہ جائے دوسرا جائے۔ فرمایا کہ جس نے بھی گناہ کیا ہے۔ جس کا بھی کیا ہے۔ جس طرح کا بھی کیا ہے۔ جس زمانہ میں بھی کیا ہے۔ جس جگہ پر بھی کیا ہے۔ جس وقت بھی کیا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائے۔ مدینہ شریف جانے کے لئے زاوراہ کی ضرورت ہے۔ وسائل کی ضرورت ہے عمرہ پر جانا ہو تو پچاس ہزار روپیہ خرچ آتا ہے۔ حج کا خرچہ تو ایک لاکھ سے بھی زیادہ کا ہو گیا ہے۔ تو یہ سمجھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے دل میں ہیں۔ یہیں بیٹھے ہوئے اپنے گناہ کا اعتراف کرو اور عرض کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں تو تیری بخشش ابھی اور یہیں پر ہی ہو جائے گی۔

آگ لگتی ہے سب گناہوں کو
یہ دیکھ کر کہ وہ میرے ہیں

صرف یہ اعتراف کر لو کہ وہ میرے آقا ہیں۔ جانتے ہو کہ ان کو آقا مان لینا اور اپنے آپ کو ان کا غلام بنا لینے کا کیا فائدہ ہے۔ حشر والے دن ہر بندہ جس میں نبی اور رسول بھی ہوں گے وہ سب نفسی نفسی کہیں گے۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے یا اللہ مجھے بچالے، یا

اللہ مجھے بخش دے صرف ایک ہستی ایسی ہوگی جو کہے گی کہ غلاموں ادھر آ جاؤ میں تمہاری شفاعت کرتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نفسی نفسی نہیں بلکہ امتی امتی پکاریں گے۔ امتی کے معنی ہی غلام کے ہوتے ہیں۔ تو آج ان کی غلامی میں آجائے تو ابھی تیری بخشش ہو جائے گی۔ غلامی میں آؤ۔ برابری میں نہ آؤ کہ وہ تو میرے جیسے ہیں۔ وہ بھی مخلوق ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں ان کے ماں باپ بھی ہیں ان کی اولاد بھی ہے۔ یہ کفار کی بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے جیسے ہیں۔

ہم ہیں غلام ان کی غلامی پہ مار ہے
بیچانے جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو بیچا جاتے ہیں۔ برابری کرنے والوں کو نہیں بیچا جاتے ہیں ان سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ غلامی میں آؤ۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفع مانو، علم غیب رکھنے والے مانو، حاضر ناظر مان جاؤ، حیات النبی کو مانو، نور مان جاؤ تو تم اپنی زندگی کی بازی جیت جاؤ گے۔

ہے وہ سراپا مار نیازی جیت گیا وہ تقدیر کی بازی
جس پر اس کی نظر پڑی ہے میرے نبی کی شان بڑی ہے
بس یہ نہ کہو کہ وہ اللہ کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ یا کہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ ہیں۔ یہ نہ کہو اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہے اور تو جتنی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تعریف کر لو وہ تعریف پھر بھی کم ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بھی بلند ہے۔ ایک صادق ہوتا ہے۔ ایک صدیق ہوتا ہے اور ایک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ صادق سچی بات کہنے والے کو کہتے ہیں۔ کیا وقت ہوا ہے۔ دس بجے ہیں۔ صادق کہے گا کہ اس وقت دس بجے ہیں وہ صحیح وقت بتائے گا۔ نہ وہ کم کرے گا اور

نہ ہی زیادہ کرے گا۔ لیکن صدیق وہ ہوتا ہے کہ وہ جتنا وقت کہہ دے گا وہ ہو جائے گا۔ اگر وہ کہے کہ بارہ بجے ہیں تو بارہ بج جائیں گے۔ اگر کہے کہ آٹھ بجے ہیں تو آٹھ کا وقت ہو جائے گا۔ یہ صدیق ہے لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہوتا ہے جو صدیق بنانا ہے۔ صدیق کے منہ سے جو نکل جائے وہ ہو جاتا ہے تو صدیق کو بنانے والے کی کیا شان ہوگی۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سرکار کا عالم کیا ہو گا

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کو اپنی نگاہ میں رکھئے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے ہیں پیٹے ہیں، سوتے ہیں، چلتے ہیں، کسی کے بیٹے ہیں، کسی کے باپ ہیں، جنگ اُحد میں زخمی بھی ہوئے، دانت مبارک بھی شہید ہو گیا، طائف میں پتھر کھا کر زخمی ہوئے، خون مبارک بھی نکل آیا تھا، اس طرح سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے ہی بشر ہیں۔ لیکن جو عاشق ہیں وہ کس طرح سے دیکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا مینا ہم بھی دیکھتے ہیں تم اس لئے دیکھتے ہو کہ وہ بشر ہیں ہم اس لئے دیکھتے ہیں کہ ہمیں بھی کھانے کا سلیقہ آجائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کھاتے ہیں ہمیں اس سے حلال حرام کا پتہ چل جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنا کھاتے ہیں ہمیں اس سے قناعت پسندی اور کھانے کی مقدار کا پتہ چل جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زخمی ہوتے ہیں تو ہم میں شہید ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ طائف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخمی ہونے کو دیکھتے ہیں لیکن ہم ان کی دُعا کو دیکھتے ہیں کہ یا اللہ یہ مجھے پیچا نئے نہیں ہیں۔ میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ میں

رحمت یا عذاب بن کر نہیں آیا ہوں۔ اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی آنے والی نسلیں ایمان لے آئیں گی۔ آج سارا طائف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے مسلمان ہے۔ جس کے دل میں محبت نہیں ہوتی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کمی ڈھونڈتا ہے اور جس کے دل میں محبت ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ جو قدم مبارک زمین پر چل رہے ہیں وہ عرشِ عظیم پر بھی پہنچ سکتے ہیں۔ وہ معراج بھی کر سکتے ہیں۔ وہ قاب قوسین میں بھی پہنچ سکتے ہیں۔ وہ ہاتھ مبارک کو دیکھتے ہیں کہتے ہیں کہ بشر ہیں لیکن محبت والے کہتے ہیں کہ یہ وہ ہاتھ مبارک ہیں کہ جن کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے بھی ہو سکتا ہے۔ اور پھر جڑ بھی سکتا ہے۔ غروب شدہ سورج کو واپس بھی کر سکتے ہیں ایسا دیکھنے والی آنکھ صرف محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ محبت ہے تو پھر ایسی آنکھ مل جائے گی جو عظمت رسول کو دیکھ سکے گی۔ عظمت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آئے گی۔ اگر محبت نہیں ہے تو پھر ابو جہل اور ابولہب والی آنکھ مل جائے گی کہ یہ اچھے نہیں ہیں ان میں کوئی عظمت نہیں ہے ان کی کوئی عزت (نعوذ باللہ) نہیں ہے عبد اللہ بن ابی کہتا تھا کہ یہ عزت والے نہیں ہیں۔ ہماری جھوٹی روٹیاں کھا کھا پلے ہوئے ہیں۔ ہم ان کو مدینہ پہنچ کر وہاں سے نکال دیں گے۔ ان کی یہ بولی تھی۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے بندو۔ تو یہ کرو یہ بری بات ہے تو وہ منہ موڑ لیتے ہیں کہ کیا ہم ان کی شفاعت کے لئے ضرورت مند ہیں۔ ہمارے لئے اللہ کی کافی ہے۔ آج کل یہ بہت چل رہا ہے کہ سیرت النبی مناؤ۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ مناؤ۔ صورت کو نہ دیکھو سیرت کو نہ دیکھو۔ یہ دیکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کون سے اعمال کئے۔ انہوں نے کیا کیا ہے۔ انہوں نے یہ کیا ہے کہ وہ کیا ہے یہ تو دوسرے لوگ بھی کر رہے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ معراج نہیں کر رہے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت تو معراج ہے۔ کھانا مینا کیا دیکھتے

ہو وہ تو جانور بھی کھاتے پیتے ہیں۔ بکری بھی کھاتی ہے بھٹی ہے پھر بکری کی بات کیوں نہیں کرتے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کھانے پینے پر بہت زور دیتے ہو۔ کھانے پینے کی عادت تو جانوروں میں بھی ہے جو تم (معاذ اللہ) نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈھونڈ رہے ہو اور پھر اس سے یکسانیت پیدا کرتے ہو۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ بات کرو جو ان کے شان کے لائق ہو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کر رہے ہیں جو کوئی بکری وغیرہ نہیں کر رہی ہے۔ ابو جہل نہیں کر رہا ہے۔ کوئی منافق نہیں کر رہا ہے۔ کوئی اور بندہ نہیں کر رہا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت چلنا پھرنا یا کھانا پینا نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت معراج کرنا ہے۔ دیدار الہی کرنا ہے۔ قلاب قومین کے مقام پر پہنچنا ہے۔ مقام محمود پر تشریف فرما ہو کر تیری میری شفاعت کرنا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت یہ نہیں ہے۔ کہ انہوں نے پانچ نمازیں پڑھا دیں۔ انہوں نے نماز کا وقت مقرر کر دیا یہ کوئی بات کرنے کی ہے۔ کھانا پینا جانوروں اور عام بندوں میں مشترک ہے Common ہے۔ لیکن جیسی کسی کی عظمت ہوگی ویسی ہی اس کی بات کریں گے اس کی شان کے لائق اس کی بات کریں گے۔ وائس چانسلر ہے تو اسکے علم اور کنٹرول کی بات کرو۔ چیز اسی ہے تو اس کے دفتر کھولنے بند کرنے اور صفائی کرنے کی بات کرو۔ اگر یہ کہو کہ وائس چانسلر بھی کھانا پیتا ہے اور چیز اسی بھی کھانا پیتا ہے تو پھر ان میں کیا فرق ہے۔ چیز اسی کو وائس چانسلر کی کرسی پر بٹھا دو اور وائس چانسلر کو دفاتر کی چائیاں دے دو اور کہو کہ وہ صبح آ کر صفائی وغیرہ کیا کرے۔ کیا ایسا کر سکتے ہو۔ لہذا فرق مد نظر رکھو۔ جب تک عظمت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش نظر نہیں رکھو گے آپ سیرت النبی منافی نہیں سکتے۔ میلاد النبی صرف سنی مناسکتا ہے کہ جس کے دل میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی محبت ہے۔ جس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اس لئے ہے کہ وہ ہمیں نظر آ جائیں۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کب سے نبی ہیں۔ فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور گارے میں تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بشر تو نہیں تھے۔ بشر ہونا نبوت کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہی نبوت کو بشریت کی ضرورت ہے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کس کو پیدا فرمایا گیا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے شہر میں پہلے کون پیدا ہوا تھا۔ کوئی نہیں جانتا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بھی علم ہے کہ کائنات میں سب سے پہلے کس کو پیدا فرمایا گیا کیونکہ وہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جن کو سب سے پہلے پیدا فرمایا گیا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر وہ نور گردش کرنا رہا۔ اور اس کے پرتو سے چاند ستارے بنے، سورج بن گیا، عرش فرش بن گئے، فرشتے بنے، انسان بنے، اخلاق و کردار بنے۔ معجزے بنے، نبوتیں بن گئی، کتابیں بن گئیں، یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد اور ذات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت اور ہے عام بندوں کی سیرت اور ہے۔ جانوروں کی سیرت اور ہے۔ کھاتے پیتے سب ہی ہیں۔ وہ کھانے پینے میں سیرت ڈھونڈ رہے ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کھاتے پیتے تو ہمارا کھانا پینا بھی سنت نہ بنتا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سوتے تو ہمارا سونا بھی گناہ میں شامل ہوتا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ کھاتے تو ہمارا کھانا بھی گناہ ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آرام نہ فرماتے تو ہمارا آرام کرنا بھی گناہ ہوتا۔ اگر حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام زخمی نہ ہوتے تو کسی کا زخمی ہونا شہید ہونا بھی قبول نہ ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زخمی ہونا ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ جب تبلیغ دین کے لئے نکلے تو مشکلات پیش آئیں گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکلات آتی ہیں تو ہمیں کیوں نہیں آ سکتیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر عمل ہماری تعلیم کے لئے ہے ہمیں سلیقہ سیکھانے کے لئے ہے۔ کب کھانا ہے کتنا کھانا ہے۔ کیا کھانا ہے۔ کتنا سونا ہے۔ کس طرح سے چلنا ہے پھرنا ہے۔ بیٹھنا کس طرح سے ہے۔ پانی کس طرح پینا ہے۔ لباس کس طرح سے پہننا ہے۔ کس طرح سے اُتارنا ہے۔ جانتے ہو کہ گناہ کیا ہے؟ جو چیز جو عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر نہ ہو وہ گناہ ہے۔ جو عمل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر کیا جائے اس کا ثواب ہے جو عمل خلاف سنت ہے وہ عذاب ہے۔ پانی پیٹھ کر دائیں ہاتھ سے پیو۔ پہلے ایک گھونٹ پھر دو گھونٹ پھر اس کے بعد باقی سارا پانی پیو تو ثواب ہے کہ سنت کے مطابق ہے۔ وہی پانی کھڑے ہو کر یا بائیں ہاتھ سے بغیر وقفہ کئے ہوئے پیو تو خلاف سنت ہے لہذا عذاب ہے۔ جوتی پہننے کے لئے بایاں پاؤں جوتی کے اوپر رکھو دایاں پاؤں پہلے پہنو پھر بائیں پاؤں میں جوتی پہنو تو یہ ثواب ہے۔ لباس پہننے کے لئے دائیں طرف سے شروع کرو۔ قمیص کا دائیں بازو پہلے پہنو پھر بایاں بازو پہنو۔ شلوار کا پہلے دایاں بازو پہنو پھر بایاں بازو پہنو اسی طرح سے جوتی پہننا ہے۔ جب لباس اُتارنا ہے تو بائیں طرف سے شروع کرنا ہے۔ جوتی پہلے بائیں پاؤں سے اُتارو۔ شلوار بائیں طرف سے پہلے اُتارو۔ قمیص بائیں بازو سے پہلے اُتارو تو یہ سارا عمل ثواب ہے اس کے خلاف کر دو عذاب ہے۔ قیامت کے روز سوال ہوگا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کیا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سیرت منانے کی توفیق عطا فرمائے جو ان کی شان کے لائق ہے۔ بارہا یہ عرض کیا گیا ہے کہ حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایک رجسٹر آگیا ہے جس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں ان میں اضافہ فرمائیں اور جنتی بنائیں یہ سیرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان ستر ہزار بندوں میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار بندوں کو جنت میں لے جائے گا۔ یہ ان بندوں کی عظمت نہیں ہے۔ بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی عظمت ہے۔ یہ سیرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پانچ ارب ہو گئے ہیں لیکن یہ بھی بہت تھوڑے ہیں۔ فرمایا کہ ان پانچ ارب میں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ستر ہزار کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ 350 سکھ بن گئے اس سے آگے کوئی ہند نہ نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اضافہ فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اچھا کتنی کو رہنے دو میں بک بھر کر بندوں کو جنت میں ڈالتا ہوں۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ ایک بک اور ڈال دیں۔ ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ بس کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہو گئے اب کوئی جنت سے باہر نہیں رہے گا۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت ہے۔ جو کوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت کو مان جائے گا وہ بک میں آ جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں روکتا نہیں ہوں بلکہ میرا

حقیقہ اور ایمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سیرت پر مہر لگا رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقہ اور ایمان پر مہر لگا رہے ہیں۔ فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھٹک کہتے ہیں کہ میرے ایک بک میں ساری کائنات آ جاتی ہے۔ لہذا جنت اس کو ملنی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت کو مانتا ہے۔ یہ سیرت منالو تو ابھی جنت مل جاتی ہے۔ اگر اس کے خلاف چلو گے کہ عمل سے جنت ملنی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عمل سے جنت نہیں دینی ہے۔ جنت میرے فضل سے ملے گی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عمل سے زندگی نمتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ماری ہے

میرا یہ ایمان نہیں ہے۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے کیونکہ ہر بندہ ہر شخصیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے اس لئے ہم نوری تو ہیں۔ ہم جان بوجھ کر خاکی بن جائیں تو ہماری مرضی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاکی نہیں بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوری بنایا ہے۔ علامہ صاحب خود فرماتے ہیں خاکی و نوری ہناد اور پھر تو عمل بھی کر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعمال پہلے کئے ہیں۔ ہم کیوں نہ عمل کریں لیکن یاد رکھو کہ جنت عمل سے نہیں ہے۔ جنت کے لئے حقیقہ کی ضرورت ہے۔ اور حقیقہ کے لئے سنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل ہے۔ حقیقہ کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا فضل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ

والسلام ہیں ان سے ہی جنت ملتی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بک میں آؤ۔ پھر سیرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مناؤ تو جنت کے حقدار بن جاؤ گے۔ اگر بک کی عظمت کا انکار کرو گے تو پھر جنت نہیں مل سکتی۔ سیرت عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتراف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر کون دربان ہے۔ یہ سیرت ہے۔ کس در پر ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے اتر رہے ہیں۔ یہ سیرت ہے۔ کس کی شفاعت سے بخشش ہوتی ہے۔ یہ سیرت ہے۔ جنت اور دوزخ کا کون مالک ہے اور کس کو مالک بنا دیا ہے۔ یہ سیرت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یہ عظمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ 19-02-04

حضرت سید کبیر علی شاہ صاحب کی تقریر سے اقتباسات

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا. الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

معزز حاضرین۔ سید کبیر علی شاہ صاحب سجادہ نشین چورہ شریف نے کل ایک محفل میں
تقریر فرمائی۔ ان کے بیان کرنے کی رفتار بہت تیز ہے۔ بڑی تیز رفتاری سے گفتگو
فرماتے ہیں۔ ان کی تقریر میں سے جو نقاط میں نے نوٹ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے
وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک جج صاحب تھے وہ
جس راستے سے گزرتے تھے وہاں ایک آدمی ریڑھی لگایا کرتا تھا۔ اس ریڑھی والے نے
لوگوں سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں جو کار میں روزانہ یہاں سے گزرتے ہیں اسے
بتایا گیا کہ یہ جج صاحب ہیں۔ جب وہ جج صاحب وہاں سے گزرتے تو یہ ان سے کہتا کہ
السلام علیکم لیکن وہ جج صاحب اس کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے دوسری طرف منہ کر
لیتے۔ چند دنوں کے بعد وہ جج صاحب اس شخص کے سلام کے جواب میں منہ دوسری
طرف پھیرنے سے رُک گئے بلکہ اپنا چہرہ سیدھا رکھتے اور گزر جاتے لیکن وہ آدمی اپنی
عادت پر قائم رہا کہ جو بھی جج صاحب گزرتے تو وہ ان کو السلام علیکم کہتا رہا۔ چند روز اور
گزر گئے تو جج صاحب نے اس کے سلام کے جواب میں سر نیچے کر کے ہلایا او
ر کہا "ہوں"۔ جس طرح سے بڑے لوگوں کا دھیرہ ہوتا ہے کہ کسی شخص کے سلام کے

جواب میں سر ہلا کر "ہوں" کہہ دیتے ہیں۔ کئی روز گزر گئے تو ایک دن جج صاحب نے
اس کے سلام کے جواب میں علیکم السلام کہہ دیا۔ اب یہ ہو گیا کہ جج صاحب آتے وہ کہتا
السلام علیکم اور جج صاحب جواب میں علیکم السلام کہہ دیتے ایک روز ایسا ہوا کہ جج
صاحب گزرے تو وہ ریڑھی غائب تھی۔ نہ ہی ریڑھی اور نہ ہی ریڑھی والا تھا۔ جج
صاحب نے اپنی گاڑی روکی اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ ریڑھی والا کہاں چلا گیا ہے۔
لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار ہے۔ جج صاحب نے لوگوں سے اس کے گھر کا پتہ معلوم کیا اور
اس کے گھر چلے گئے۔ دیکھا تو واقعی سخت بیماری کی حالت میں ہے۔ جج صاحب نے اس
کو اپنی گاڑی میں سوار کیا اسے ہسپتال لے گئے اور اپنے خرچہ پر اس کا علاج کرایا۔ وہ
صحت یاب ہو گیا تو اس کے گھر چھوڑ کر آئے اور اس کو کچھ جیب خرچ بھی دیا کہ وہ کئی
روز ریڑھی نہیں لگا سکا تھا۔ یہ سارا کرم السلام علیکم کا ہے۔ یہ اس جج کا کوئی کمال نہیں بلکہ
یہ سارا کمال السلام علیکم کا ہے۔ جج کو سلام کرنے والے کو یہ انعام ملا ہے پھر جو کوئی خوش
نصیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام بھیجے گا اس پر کتنا کرم ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم اس کی قبر میں تشریف لا کر اس کی طرف داری فرمائیں گے اس کا حال
پوچھیں گے کہ بتاؤ تیرا کیا حال ہے۔ اس کے حال کو ٹھیک بھی کر دیں گے۔ اس کو سنوار
بھی دیں گے۔ جج نے تو ڈاکٹر صاحبان سے علاج کرایا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اس کی شفاعت فرمائیں گے اس کو جنت میں داخل کر دیں گے۔ دوسری بات جو انہوں
نے فرمائی کہ ہجرت کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنه کو حکم فرمایا کہ تم میرے بستر پر سو جاؤ اور صبح جن کی امانتیں ہیں وہ ان کو واپس کر کے
مدینہ شریف چلے آنا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امانتوں کی یا ان کے مالکان
کی کوئی فہرست نہیں دی۔ کوئی تحریر نہیں دی کہ کس شخص کی کیا چیز ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح اٹھ کر تمام امانتیں ان کے مالکان کو واپس کر دیں کوئی کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ سوال یہ ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسے علم ہوا کہ کوئی امانت کس کی ہے اور کتنی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا علم کہاں سے ملا۔ فرمایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں اور نہ ہی اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا بچے کے آنکھیں کھولی ہیں۔ عرض کیا کہ نہیں۔ نہ جانے آنکھوں میں کوئی نقص ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں کھول دیں اور پہلی نظر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھا۔ پھر عرض کیا کہ بچہ دودھ بھی نہیں پی رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زبان چوسنا شروع کر دی۔ اور پھر بعد میں دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی نظر چہرہ انور پر پڑی اور آپ کی پہلی غذا لعاب دہن مبارک بنی۔ اس نے اتنا علم عطا فرما دیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو از خود یہ معلوم ہو گیا کہ کس کی امانت ہے اور کتنی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امین ہیں۔ امین کے معنی امانت دار جو کسی کی امانت کو نہ کھائے۔ پہلی نظر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے والا اور پہلی غذا کے طور پر لعاب دہن لینے والا بھی امین بن گیا۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نکاح کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف فرما ہوئیں تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کی

زندگی میں کون سی رات حسین رات آئی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ جس رات میں پہلی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کی حیثیت سے ان کے ہاں آئی وہ زندگی کی حسین رات ہوگی۔ لیکن حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری زندگی کی وہ رات حسین تھی کہ جس رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے بستر پر لٹا کر فرمایا کہ صبح لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ شریف چلے آنا۔ میں نہایت سکون سے سویا کہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ مدینہ شریف جانے سے پہلے مجھے موت نہیں آئے گی۔ اس رات کو جتنی گہری اور اطمینان و سکون والی نیند مجھے آئی کہ وہی رات میری زندگی کی حسین رات تھی۔ پھر فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں ہے۔ سورج چاند ستارے ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست قدرت میں ہیں۔ چاہیں تو ان کو موڑ دیں چاہیں تو ان کو توڑ دیں۔ مرنا جینا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ ایمان اور عمل بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ شخصیات کا بنانا بھی ان کے ہاتھ میں ہے یہ کیوں ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے لہذا ساری کائنات ان کے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال کی زندگی مبارک کفار میں گزاری۔ مشرکین مکہ میں رہے۔ اعلان نبوت سے پہلے پوچھا کہ اے لوگو تم نے مجھے کیسا پایا۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کو صادق اور امین پایا۔ وہ پہلا اعلان ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ کے لئے ارشاد فرمایا۔ پہلے اپنی ذات مقدسہ کو پیش فرمایا کہ میں کیسا ہوں۔ تمام کفار اور مشرکین نے یک زبان ہو کر اس کا اعتراف کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق اور امین ہیں۔ لیکن اعلان نبوت کے بعد وہ خلاف ہو گئے۔ کچھ جان کے دشمن ہو گئے لیکن کچھ خوش نصیب تھے وہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے۔ وہی کفار تھے کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کو صادق اور امین کہا تھا اور اب بھی وہی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر (نعوذ باللہ) کہا اور مجنون (نعوذ باللہ) اور ساحر (نعوذ باللہ) بھی کہا۔ اور یہ بھی الزام تراشی کی کہ قرآن مجید خود اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ یہ قرآن کسی سے سکھ کر پڑھتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ تمام تر الزام تراشیوں کے باوجود کسی کو یہ کہنے کی حرمت نہیں ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین نہیں ہیں۔ کبھی صادق اور امین ہونے کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود بھی وہ اقرار کرتے رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق ہیں اور امین ہیں یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی سب سے بڑی دلیل اور معجزہ ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ صادق اور امین ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کے پاس تشریف فرما تھے کہ ابو جہل آیا اور اس نے ایک پتھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر مار دیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر زخم آ گیا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خادمہ کو اس بات کا علم ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیر انداز اور اعلیٰ پائے کے شکاری تھے۔ شام کو وہ جب گھر تشریف لائے تو خادمہ نے کہا کہ آقا کیا آپ کو علم ہوا ہے۔ وہ بہت بے قراری۔ شوخی اور حرمت سے بولی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران ہوئے کہ آج تک یہ اتنی بے باکی سے نہیں بولی۔ پوچھا کیا بات ہے۔ کہنے لگی کہ کیا آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہیں۔ ہاں وہ میرا بھائی ہے۔ کیا آپ ان کے بیٹے کو بھی جانتے ہیں۔ ہاں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جانتا ہوں۔ آپ بات کرو کہ کیا کہنا چاہتی ہو۔ عرض کیا کہ ابو جہل نے ان کے سر پر پتھر مارا ہے اور ان کو لہو لہان کر دیا ہے۔ تیر کمان تو ابھی ان کے ہاتھ میں تھی وہ اسی طرح سے چلے گئے اور کمان اتنے زور سے ابو جہل کے سر پر ماری کہ اس کو بھی گہرا زخم

آ گیا اور مزید بھی اس کی پٹائی کر دی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور کہا کہ بیٹا میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ میں نے بھی اس کو لہو لہان کر دیا ہے۔ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا ہے اور لہو لہان کیا ہے اب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں فرمایا کہ بیٹا جان میں اس سے بھی کہیں زیادہ خوش ہوتا اگر آپ ایمان لے آتے۔ اسی لمحہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے ایمان لے آئے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی اس میں ہے کہ لوگ ایمان لے آئیں۔ اگر آپ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتے ہیں عمل کرتے ہیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔ ہر شام اور ہر صبح خصوصاً جمعرات کو تمام اہل ایمان کے اعمال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش ہوتے ہیں۔ جن کے اعمال اچھے ہوتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر خوش ہوتے ہیں اور جن کے اعمال اچھے نہیں ہوتے جو گناہوں میں زندگی بسر کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بخشش کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشی اس میں ہے کہ لوگ نیکیاں کریں۔ نیک اعمال کریں۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ پھر قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہر کوئی مغرب کی طرف بھاگ رہا ہے۔ ہر بندے کی کوشش ہے کہ وہ کسی طرح سے یورپ پہنچ جائے اگر نہیں تو کم از کم یورپ والوں کی طرح کابینہ جائے۔ یا تو وہ مغرب یعنی انگلینڈ، امریکہ وغیرہ چلا جائے۔ یورپی ممالک میں چلا جائے یہ ہماری مغرب کی طرف ہے۔ فرمایا کہ تم مغرب کی طرف بھاگ رہے ہو۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ جب سورج مغرب کی طرف جاتا ہے تو ڈوب جاتا ہے لہذا خیل رکھنا کہ تم بھی کہیں مغرب میں جا کر ڈوب ہی نہ جاؤ۔ اگر زندگی چاہتے ہو۔ زندہ رہنا چاہتے ہو تو مشرق کی طرف رہو۔ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی طرف نہ جاؤ بلکہ مشرق کی

طرف ہی رہتا کہ تم قائم رہو۔ مغرب کی بے تکی تھلید زہر قاتل ہے۔ کوئی بچ گیا تو بچ گیا کوئی اس میں گیا تو غرق ہو گیا۔ اس میں گم ہو گیا۔ فرمایا کہ اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نگاہوں میں رہے جس طرح سے کہ یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں رہا۔

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش افزنگ

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

کیوں جی علامہ صاحب آپ کو مغرب کی رنگینیاں اچھی کیوں نہیں لگیں۔ فرمایا اس لئے کہ میری آنکھوں میں مدینہ شریف کی خاک کا سرمہ ہے۔ جہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روضہ مبارک ہے وہ نجف ہے۔ میری آنکھوں میں نجف کی گلیوں کی خاک کا سرمہ ہے۔ مجھے ان کی تہذیب اچھی نہیں لگی ہے۔ فرمایا کہ لو کہ آج بچوں کے سر سے دوپٹے اتر رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ جس بیٹی کے سر سے دوپٹہ اتر رہا ہوتا ہے شیطان اس کے سر پر پیشاب کر رہا ہوتا ہے۔ اس پر لعنت برس رہی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ میرا تبلیغی مشن تو یہی ہے کہ جس محفل میں حاضر ہوتا ہوں وہاں حاضرین سے یہی وعدہ لیتا ہوں کہ وہ اپنی بیٹیوں، بیویوں، بہوؤں کو سر پر دوپٹہ اوڑھنے کی تلقین کریں۔ ان کو پردے میں رکھیں ان کو سببِ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنے کی ہدایت کریں کہ شاید ان کی کود سے کوئی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہو جائے۔ کوئی خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہو جائے۔ ان ہستیوں جیسا کوئی پیدا ہو جائے فرمایا کہ جن کے سروں سے دوپٹے اترے ہوتے ہیں ان کی کود سے شیطان صفت ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے گھروں کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ازراہ مذاق انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنی بیٹی سے بھی کہو۔ ہمشیرہ سے بھی کہو کہ وہ دوپٹہ اوڑھے لیکن اپنی بیوی سے بچ کر رہو۔ فرمایا کہ ایک

شخص نے اپنی بیوی کو تبلیغ کی تو اس نے کوئی چیز اٹھا کر دے ماری تو اس شوہر کو زخم آ گیا۔ وہ جب باہر گلی میں نکلا تو کسی نے پوچھا کہ یہ زخم کس طرح سے آ گیا ہے۔ یہ چوٹ کس طرح سے لگ گئی ہے۔ تو کہنے لگا کہ میری بیوی نے مجھے پھول مارا ہے۔ پوچھا کہ اگر پھول مارا ہے تو یہ زخم کس طرح سے آ گیا ہے۔ کہنے لگا کہ وہ پھول ایک گیلے میں تھا اور بیوی نے وہ پھول گیلے سمیت مارا ہے۔ شاہ صاحب نے ازراہ مذاق یہ مثال دے کر سمجھایا کہ بیویوں سے بچ کر رہیں اور اگر آپ اپنی بیٹیوں کو ہی ہدایت دے سکیں اور اس میں کامیابی حاصل کر لیں تو یہ بھی بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا کہ جانتے ہو کہ بیوی کے لئے جہنم کیا ہے۔ فرمایا کہ شوہر کی مافرمانی اور اس پر نکتہ چینی بیوی کو جہنم میں لے جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے۔ جنت کا معائنہ بھی فرمایا۔ دوزخ میں بھی نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ جہنم میں عورتیں زیادہ تھیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہنم میں عورتیں کیوں زیادہ تھیں۔ فرمایا کہ کافرہ تھیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ سب کافرہ تھیں فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے لیکن جب خاوند نے چالیس پچاس سال اس کی خدمت کی۔ اس کے مان نفقہ کو برداشت کیا اس کے لئے روزی کمائی اس کے تمام خرچ اخراجات بھی پورے کئے۔ لیکن ایک روز بھی اگر کسی جہ سے اسے پورا خرچہ نہ دے سکا تو بیوی نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ میرے بھاگ سڑ گئے۔ میں لٹ گئی۔ میں مر گئی میں اس کے لڑ لگ کر تباہ ہو گئی تو بیوی کے اس شکوے نے اسے جہنمی بنا دیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد بیوی کا سب سے بہترین عمل شوہر کی مابعداری ہے اللہ تعالیٰ بیویوں کو اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اپنی بیٹیوں بہنوں کو بھی تلقین کریں کہ وہ اپنے سروں پہ دوپٹہ رکھیں یہ شعارِ اسلام ہے۔ اسلام کی ننانیوں میں سے ایک ننانی عورت کا پردہ بھی ہے۔

مغرب والے اب سب سے زیادہ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ عورتیں اپنے سروں سے دوپٹہ اُتار لیں۔ ترکی کا کیا حال ہے حالانکہ اسلامی ملک ہے لیکن اتنی زیادہ مغربی تہذیب وہاں اثر کر چکی ہے کہ اگر کوئی بچی اپنے سر پر رومال، سکارف اوڑھ کر سکول جاتی ہے تو اس کو سکول سے نکال دیتے ہیں۔ سارے یورپ میں عورت پر زور دیا جا رہا ہے کہ سر سے دوپٹہ اُتار دو۔ ان کا یہ یقین ہے کہ جب سر سے دوپٹہ اُتر جاتا ہے تو دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔ سر پر دوپٹہ ہو تو یہ دل میں ایمان کو محفوظ رکھتا ہے۔ اب دیکھئے کہ افغانستان میں جتنی بھی عورتیں وزیرہ یا سفیرہ بنی ہیں ان کے سر سے دوپٹہ اُترا ہوا ہے۔ اور بش صاحب ان کو اپنے پاس بٹھا کر ان سے بات کر رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ ان کی یہی کوشش ہے کہ عورتوں کو سر سے ننگا کر دو تو پوری قوم ننگی ہو جائے گی۔ جن عورتوں نے با وضو ہو کر شرم و حیا کا پیکر بن کر سروں پر دوپٹہ اوڑھ کر اپنے بچوں کو دودھ پلایا ہے وہ بچے اکثر اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ دلی ہونے کا گریہ ہے کہ اس کی ماں دوپٹہ والی ہو۔ چادر والی ہو۔ جس ماں کے سر پر دوپٹہ نہیں ہوتا اس کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں بطور خاص جو مادر زاد دلی ہیں وہ ان ماؤں کی بطن سے ہیں جو حافظہ تھیں۔ شریعت کی پابند، صوم و صلوٰۃ کی پابند اور کبھی اپنے بچے کو بے وضو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ کسی ماں نے حفظ کیا کہ جب وہ حاملہ تھی۔ تو جو بچہ پیدا ہوا وہ بھی بیدار کٹی حافظہ تھا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جب ان کی والدہ مدرسہ میں تعلیم دلوانے کی غرض سے لے گئیں تو مولوی صاحب نے آپ سے کہا کہ بیٹا پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ اور چودہ پارے زبانی سنا دئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ آج مدرسہ میں داخل ہو رہے ہیں اور پہلے روز ہی چودہ

پارے زبانی یاد ہیں۔ یہ آپ نے کہاں سے اور کس طرح سے حفظ کر لئے ہیں۔ آج ہی آپ پری زسری میں داخل ہوئے ہیں۔ تو یہ کس طرح سے ہوا ہے۔ فرمایا کہ میری والدہ ہر وقت با وضو رہتی تھیں۔ چکی بھی چلتی تھیں اور ساتھ ساتھ تلاوت قرآن مجید بھی فرمایا کرتی تھیں میں ان کے شکم میں ہی قرآن مجید سن سن کر حافظہ ہو گیا ہوں۔ قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایک اللہ کا بندہ جنگل میں ڈیرہ لگائے بیٹھے تھے کہ ایک مسافر آیا اور پوچھا کہ باباجی میں نے کھر ڈر جانا ہے لیکن راستہ بھول گیا ہوں۔ فرمایا کہ کھر ڈر جانا ہے یا توڑ جانا ہے۔ عرض کیا کہ اگر توڑ پہنچا دیں تو اسی میں ہی کھر ڈر آ جائے گا۔ فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کیں فرمایا کھولو جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ مدینہ شریف میں تھا۔ یہ اللہ والے ہیں جو توڑ پہنچا دیتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے سامنے جھولی پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ہر کہ طالب حق بود من حاضر

روز اول رسام با خدا

اے اللہ کے طالب میرے پاس آؤ میں تمہیں پہلے ہی روز اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہوں۔ کبیر والا روڈ پر ایک حویلی ہے۔ حویلی لکھا ہے کہ جو بھی ہے وہاں ایک شخص تھا اس نے حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا۔

طالب یا طالب یا طالب یا

تا رسام روز اول با خدا

اے اللہ کو طلب کرنے والے میرے پاس آئیں تمہیں پہلے روز ہی اللہ تعالیٰ سے ملا دیتا ہوں۔ اس شخص نے یہ شعر پڑھا تو وہ ایک پیر صاحب کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہلے ہی روز اللہ تعالیٰ سے ملا سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو تو اتنی طاقت نہیں ہے۔ آپ کو محنت کرنا ہوگی۔ چلہ کشی کرنا ہوگی۔ روزے رکھنے پڑیں گے۔ ذکر الہی بھی کرنا پڑے گا۔ درود شریف بھی پڑھنا ہوگا۔ یہ بھی کرنا ہوگا وہ بھی کرنا ہوگا۔ بڑا طویل عرصہ کا کورس بتا دیا۔ فرمایا کہ یہ سارا کورس ہے اور اس کے بعد پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا قرب نصیب کر دے لیکن اتنا جلدی نہیں کہ روز اول با خدا رسیدن۔ وہ کسی دوسرے ولی اللہ کے پاس گیا وہاں بھی یہی سوال اور اس کا وہی جواب۔ وہ مختلف الہیاء اللہ کے پاس گیا لیکن کہیں بھی بات نہ بنی۔ وہ ہوتے ہوتے حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا کہ جن کی وجہ سے میں آج کرسی پر بیٹھا ہوں۔ مجھ جیسا کوٹکا فرد بھی جن کی وجہ سے باتیں کر رہا ہے وہ اس ہستی کے پاس پہنچ گیا۔ ایک روز آستانہ عالیہ دادو شریف پر رہا۔ دوسرے روز حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے طلب فرمایا اور پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس جانا چاہتا ہے کیا تو قرب الہی چاہتا ہے۔ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے از خود اس سے پوچھا۔ عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا کہ پھر آؤ میں تمہیں یہ دیتا ہوں۔ اس کو بیعت فرمایا۔ میرے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیوٹی ان دنوں دادو شریف میں تھی۔ ان کو بلایا اور فرمایا کہ اس شخص کو ذکر سکھاؤ۔ آپ نے اس کو رات ذکر سکھایا تو رات کو ہی اس خوش نصیب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ صبح حاضر ہوا تو حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے تو وہ مظہر نور خدا ہوتے ہیں۔ آپ

نے مظہر نور خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا ہے اس سے مزید آگے دیکھنے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے مظہر کو دیکھ لے یہ اللہ والے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتے ہیں۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

تو بات ہو رہی تھی کہ اس نے کہا کہ میں کہہ رہا ہوں کہ کبر و کبریا کی کوئی بات نہیں ہے میں تو تمہیں توڑ بھیج سکتا ہوں اور انہوں نے واقعی توڑ پہنچا دیا۔ پھر قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ابھی بیچن میں ہی تھا کہ ایوب خان نے کونٹہ میں ایک کورس شروع کیا تھا جس کا مطلب تھا کہ اسلام کو موجودہ دور کے مطابق اور موجودہ ضرورت کے مطابق کس طرح سے پیش کیا جانا چاہئے اور اسلام کا دوسرے مذاہب کے ساتھ تقابلی جائزہ اور ان کے ساتھ یک جہتی کرنے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے۔ اسلام کو دوسرے مذاہب کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کا طریقہ بتایا جاتا تھا۔ یہ ایوب خان کا مشن تھا جس طرح سے کہ آجکل بش (صدر امریکہ) کا مشن ہے کہ اسلامی اور نصابی کتب میں سے یہ آیات مبارکہ خارج کر دو وہ آیات مبارکہ نکال دو اور روشن خیال ہو جاؤ۔ خاص طور پر جہاد سے متعلقہ جو آیات ہیں ان کو خارج کر دو۔ جو آیات پردہ سے متعلق ہیں وہ نکال دو۔ اس قسم کی تبدیلی وہ نصاب میں کرنا چاہتا ہے۔ سید کبیر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ دادا جان اس وقت سو برس سے زائد عمر میں تھے۔ ضعیف تھے۔ لوگوں سے زیادہ ملاقات نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کمزور تھے اس لئے انہوں نے ذرا کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ آسانی سے ملاقات کا موقعہ نہیں ملتا تھا۔ ملاقاتی آتے تو انہیں چار چار پانچ پانچ روز انتظار کرنا پڑتا تھا تو پھر ان کی باری آتی تھی۔ اور چند منٹ ملاقات کے لئے ملتے تھے۔ فرمایا کہ میں بھی حاضر ہوا تو

ایک روز وہاں انتظار میں بیٹھا رہا دوسرے روز ان کے خادم نے ان کو بتایا کہ کل سے آپ کا پوتا آیا ہوا ہے اور آپ سے ملاقات کا مقصد ہے۔ انہوں نے مہربانی فرمائی اور مجھے ملاقات کا شرف بخشا اور فرمایا کہ کیسے آنا ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ کوئٹہ میں ایک کورس شروع کیا گیا ہے جس میں اسلام کو جدید تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کا طریقہ سکھایا جائے گا۔ فرمایا کہ اس کورس سے تمہارا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا کہ علم میں اضافہ ہو جائے گا۔ کوئی اپنا ٹورپہ بن جائے گا۔ فرمایا کہ اچھا تم اپنے ٹورپہ کے لئے جارہے ہو یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جارہے ہو۔ ہم اس محفل میں کس لئے آئے ہیں۔ روٹی کھانے کے لئے آئے ہیں یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آئے ہیں۔ پروفیسر صاحب آج ہمیں لنگر نہ دیں تو اگلی محفل پر آدمی حاضری بھی نہیں ہوگی۔ فرمایا کہ اچھا یہاں تو تمہارا ٹورپہ نہیں بنتا یہ کوئٹہ میں بنتا ہے۔ جاؤ تمہیں اجازت ہے لیکن یاد رکھو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر کبھی کنجوسی نہ کرنا۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنا تو پھر تیرا ٹورپہ صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی بن جائے گا۔ مدینہ منورہ میں بھی بن جائے گا۔ فرمایا کہ تو کوئٹہ جائے گا تو تیرا پہلا ٹورپہ بھی جانا رہے گا لہذا بہتر ہے کہ نہ جاؤ۔ یہ ان کو دادا جان کی نصیحت تھی۔ آج بھی آستانہ عالیہ چورہ شریف نقشبندیوں کے لئے سب سے بلند مقام پر ہے۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب چورہ شریف والے جو ہیں ان کے والد محترم حضرت فیض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے تھے اب ان کی اولاد سے آگے سلسلہ چل رہا ہے۔ سرزمین ہندوپاکستان میں دہلی اور سرہند شریف کا بہت بڑا مقام ہے۔ دہلی میں سب سے پہلے نقشبندیوں کے پیشوا حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے اور انہوں نے اپنا پورا فیض حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف والوں کو دے

دیا۔ وہاں سے پھر یہ فیض چورہ شریف میں آیا۔ میں سید کبیر علی شاہ صاحب کی تقریر سے جو کچھ پھول جن سکا وہ میں نے گلدستہ کی شکل میں پیش کر دیا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کنجوسی نہیں کرنی ہے۔ اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشاں رہنا ہے۔ اسی میں تیری میری عزت ہے اور جس کو کوئی عزت ملنی ہے وہ اسی سے ہی ملنی ہے۔ ان کے ارشادات میں ایک بات یہ بھی تھی کہ ابو جہل نے ایک اعرابی سے اؤٹ خریدا۔ اعرابی کا مطلب دیہاتی ہے۔ ایک اعرابی اپنے گاؤں سے اؤٹ لے کر مکہ مکرمہ میں آیا کہ اسے بیچ کر اپنا گزارہ کرے گا۔ ابو جہل کو وہ اؤٹ پسند آ گیا اور اس نے خرید لیا اور لے کر چلا گیا۔ وہ اعرابی اس کے پیچھے اس کے مکان تک گیا کہ اؤٹ کی قیمت ادا کرے۔ ابو جہل نے اؤٹ کی قیمت دینے سے انکار کر دیا اور اس اعرابی کو ڈانٹ دیا کہ تو کون ہوتا ہے جو مجھ سے اؤٹ کے دام وصول کر سکے۔ چل بھاگ یہاں سے اس نے مکہ مکرمہ کے رہائشی لوگوں سے دریافت کیا کہ مکہ شریف میں کون ایسا اثر رسوخ والا شخص ہے جو مجھے ابو جہل سے رقم دلوا دے۔ کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ اعرابی کا ساتھ دے سکے اور ابو جہل سے اس کی رقم دلوا سکے۔ ابو جہل اتنا جاہل قسم کا انسان تھا اور طاقتور سردار تھا۔ اس کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا تھا۔ کسی نے اعرابی کو مشورہ دیا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اپنا مدعا بیان کرے تو اُمید ہے کہ وہ رقم دلوا دیں گے۔ ان کے علاوہ اور کسی کی جرأت نہیں کہ وہ ابو جہل سے رقم دلوا دے۔ اعرابی در اقدس پر پہنچا دروازہ پر دستک دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا بات ہے۔ عرض کیا کہ میں اعرابی ہوں میرا یہاں کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ کوئی میری مدد کرنے والا نہیں ہے۔ ابو جہل نے مجھ سے اؤٹ خریدا ہے لیکن اؤٹ کی قیمت ادا نہیں کر رہا ہے۔ اؤٹ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کا معاوضہ بھی نہیں دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام اس کے ساتھ ہو لئے۔ ابو جہل کے گھر جا کر بڑے زور سے دستک دی۔ ابو جہل کی بیوی بھی بہت جاہل قسم کی تھی اس نے کہا کہ جتنے زور سے آج دستک ہوئی ہے۔ یہ کسی عام بندے کی حرمت نہیں ہے اپنے شوہر سے کہا ذرا سنبھل کر جانا۔ ابو جہل نے بھی محسوس کیا کہ کسی کو کبھی میرے دروازے پر اتنی بے باکی سے دستک دینے کی حرمت نہیں ہوئی یہ کون ہے۔ وہ باہر آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو جہل کیا تو نے اس اعرابی سے اُنت خرید لیا ہے۔ ابو جہل انکار نہ کر سکا۔ حالانکہ ابو جہل کہتا ہے کہ میرا دل چاہا کہ میں انکار کر دوں لیکن وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے انکار نہ کر سکا۔ اس نے اقرار کیا کہ میں نے اس سے اُنت خریدا ہے۔ فرمایا کہ پھر اُنت کی قیمت ادا کرو۔ ابو جہل کہتا ہے کہ میرا دل چاہتا تھا کہ یہ کہہ دوں کہ رقم نہیں ہے۔ حالانکہ تھی لیکن میں یہ بھی نہ کہہ سکا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رعب اور دبدبہ نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں اقرار کروں کہ میرے پاس رقم ہے۔ فرمایا کہ پھر اس کے اُنت کی قیمت ادا کرو۔ ابو جہل کہتا ہے کہ میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ اُنت کی رقم ادا کروں لیکن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور کی تاب نہ لا سکا اور میں نے اندر سے رقم لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ رقم اعرابی کو دی اور فرمایا کہ جاؤ اب تیرا کام ہو گیا ہے۔ اعرابی تھوڑی دور جائے پھر واپس آ جائے پھر جائے تو پھر واپس آ جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اب جاتے کیوں نہیں ہو کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ کوئی راستہ میں چھین لے گا۔ عرض کیا کہ نہیں یہ بات نہیں ہے میں نے جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر لیا ہے مجھے رقم سے محبت نہیں رہی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گئی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت فرمائیں تو یہ رقم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دوں اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر لوں فرمایا کہ جس طرح سے تیری مرضی ہے وہ کر لے۔ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت کا یہ رعب اور دبدبہ تھا کہ دشمن بھی ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکا دب کر رہ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تمیں کوس سے میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔ ابھی کوئی شخص تمیں کوس دور ہی ہوتا ہے کہ اس پر میرا رعب طاری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں جو چھپی ہوئی ہدایت ہے۔ وہ سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کی تقریر کو مزید سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ ان کی تقریر کی ریکارڈنگ مل جائے تو اس میں سے مزید پھول چن کر ایک گلدستہ بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ ساتویں آٹھویں پشت میں ہم ان کے غلام بنتے ہیں۔ وہ ہمارے منبع ہیں ہمارے مصدر ہیں ہمارا Source ہیں۔ ہماری طاقت ان سے ہے۔ پاکستان میں وہی سب کچھ ہیں۔ ان کے ارشادات عالیہ کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میری عمر ستر سال سے تجاوز کر رہی ہے اور میں روزانہ چار محافل میں حاضر ہوتا ہوں نہ دن کو آرام کرتا ہوں نہ رات کو بی سوتا ہوں۔ بہت زیادہ مصروف ہوں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے اور میں تقریر کر رہا ہوں۔ میری کمر کی ہڈی میں تکلیف ہے وہ اپنی جگہ سے مل گئی ہے۔ میں سکون سے بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب سے زیادہ خوش و خرم اور سب سے زیادہ تازہ دم نظر آتے ہیں۔ اپنے رنگ اپنی صحت اور آواز میں رعب کے لحاظ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش پروفیسر مختار احمد صاحب 26-05-2005

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

معزز حاضرین۔ پروفیسر صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرمائی اور
اللہ تعالیٰ کی شان بھی بیان فرمائی۔ لیکن ایک چکر سا آ جاتا ہے یوں سمجھو کہ جس طرح سے
میری یہ پنسل ہے اس کی کوئی موجودہ حالت ہے اس سے میں نہ لکھوں تو پھر بھی یہ پنسل
ہے۔ اگر لکھوں تو یہ پھر بھی پنسل ہے۔ اگر میں اس سے تحریر نہ کروں تو اس کا مطلب یہ
نہیں ہے کہ یہ پنسل لکھنے کے قابل نہیں ہے۔ پنسل کی جو لکھنے کی قوت ہے وہ اس میں
پوشیدہ ہے۔ اور اس کا اظہار اس وقت ہوتا ہے کہ جب میں اس سے لکھوں۔ اسی طرح
سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کسی لمحہ کوئی حالت ہو گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام تو ہر طرح مکمل، کامل اور اکمل ہیں پھر ان کی شان میں نئی نعت کیا اضافہ کر سکتی
ہے۔ اللہ جوں کا توں ہے تو پھر ہر لمحہ اس کی شان کس طرح سے بلند ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اور باذن الہی نہ ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی کمی ہے۔ تو
پھر اللہ تعالیٰ کی ہر لمحہ نئی شان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نئی نعت کہاں سے آ رہی
ہے۔ اللہ تعالیٰ معافی دے کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لمحہ میں نامکمل ہیں۔
Incomplete ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی کمی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ ہر لمحہ نئی

نعت پڑھ کر پورا کرتا رہتا ہے۔ پروفیسر صاحب یہ ایک خیال آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جوں
کا توں ہے تو پھر اس میں اضافہ کس طرح سے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسا تھا ویسا ہی ہے
اس میں کوئی کمی، کجروی، کوتاہی Incompletion نہیں ہے۔ وہ ہر طرح سے مکمل
ہے۔ مطلق ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ ترین مقام پر ہے جو بھی اس کی ہستی ہے وہ بہتر جانتا
ہے۔ مثال سمجھ لیجئے کہ صبح کے وقت سورج کی روشنی کم نظر آتی ہے۔ جونہی لگتا ہے تو سرخ
کولے کی مانند ہوتا ہے۔ اور اسے آسانی سے دیکھا جاسکتا ہے چند منٹ کے بعد اس کی
روشنی میں اضافہ نظر آتا ہے اس کی چمک بڑھ جاتی ہے تو پھر ظاہری آنکھ سے اس کو دیکھنا
ممکن نظر نہیں آتا۔ جوں جوں اُد پر چڑھتا جاتا ہے اس کی روشنی اور حرارت میں اضافہ ہو
جاتا ہے۔ دوپہر کے وقت وہ اپنے جوبن پر آ جاتا ہے پھر اس کو دیکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔
آپ فزکس کے پروفیسر ہیں آپ تو جانتے ہیں کہ کیا صبح کے وقت سورج میں کوئی کمی تھی۔
جی نہیں سورج ہر وقت مکمل اور پورا چمکدار ہوتا ہے۔ یہ ہماری حیثیت کی وجہ سے، خیال یا
ہماری اوقات کی وجہ سے ہمیں یوں لگتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پر لمحہ بلند
ہو رہی ہے۔ سورج کی روشنی طلوع و غروب کے وقت بہت مدہم ہو جاتی ہے۔ لیکن دوپہر
کے وقت اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اگر دیکھیں تو شاید آنکھوں کی
بینائی جاتی رہے۔ جس طرح سے سورج ہر لمحہ بلند ہوتا جاتا ہے اور ہر لمحہ اس کی نئی شان
معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ہر لمحہ ہر صبح شام ہر دوپہر وہ ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔
اس کی حالتیں ہیں۔ کبھی مدہم کبھی چمکدار۔ اسی طرح سے چاند کی مثال لے لیں پہلے دن
کا چاند ایک باریک تار کی مانند نظر آتا ہے۔ جسے ہلال کہتے ہیں پھر چند روز تک اس کا
سائز بڑھتا رہتا ہے روشنی بھی تیز سے تیز ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ چودھویں رات کا چاند جسے
بدر کہا جاتا ہے یہ مکمل ہو جاتا ہے اور چند روز کے بعد گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور گھٹ

کر ایک دو یوم کے لئے مکمل طور پر نظر آنا بھی بند ہو جاتا ہے۔ تو کیا چاند میں اس کے سائز میں جو کمی بیشی آتی رہتی ہے وہ حقیقت ہے۔ نہیں ہے بلکہ نہ یہ گھٹتا ہے اور نہ ہی بڑھتا ہے۔ بلکہ پورا مہینہ ایک جیسا ہی مکمل طور پر چاند ہوتا ہے۔ زمین کی گردش کی وجہ سے اس کے سائز میں یہ تبدیلیاں آتی رہتی ہیں پر وفسر صاحب بہتر جانتے ہیں یہ اس کی مختلف حالتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حالتوں کو بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی وہی کچھ ہے جوں کا توں ہے۔ جیسا ہے ویسا ہی ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اب بھی ویسا ہے جیسا پہلے تھا۔ اپنی صفات میں فنا اور زوال سے ہمیشہ منزہ رہتا ہے اور اپنی صفات کے کمال میں کسی زیادتی کی اس کو حاجت نہیں جس سے اس کا کمال پورا ہو۔ لیکن ہر لمحہ اس کی نئی سے نئی شان کا اظہار ہوتا رہتا ہے اور ہم اپنی عقل و سمجھ کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان بڑھتی جا رہی ہے۔ سائنس ترقی کر رہی ہے اور ہر روز نئے سے نئے حیران کن حقائق سامنے آ رہے ہیں۔ نئی سے نئی ٹیکنالوجی وجود میں آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ شروع سے ہی جیسا ہے ویسا ہی ہے لیکن انسانی عقل و شعور کے مطابق اس میں نئی جہتیں اور نئی وسعتیں نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس ظاہری دنیا میں بھیجا تو ان پر ستر ہزار پردے ڈال دئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ستر ہزار حجابات ہیں۔ جب کوئی ایک پردہ ذرا سا ہٹ جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نئی شان کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر کوئی پردہ ذرا سا مزید ہٹ گیا تو ایک اور نئی شان ظاہر ہو گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام شان مخفی ہیں۔ البتہ ان کا ظہور ہوتا رہتا ہے تو ہمیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھ رہی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی مکمل و اکمل ہے۔ ان کی عظمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جو واقعات کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ نہ تو اللہ تعالیٰ

میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے لیکن بندوں کی عقل و شعور کے حوالے سے ان پر نئی نئی جہتیں نظر آتی رہتی ہیں اور ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہر لمحہ نئی نعت آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک پردہ ہٹا دیتا ہے پھر دوسرا ہٹا دیتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور سے آخری پردہ بھی ہٹا دیں گے اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پورے جوین کے ساتھ ظاہر فرمائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی خود ہی اس دن ظاہر ہوں گے۔ تو بندوں کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ کیسے ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا ہے اس میں کوئی خامی کوئی کمی نہیں رکھی ہے۔ وہ یہاں آ کر نہیں بنے ہیں۔ بنے بنائے آئے ہیں اور مکمل و اکمل بنا کے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کن کی زبان عطا فرما کر ہی بھیجا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں ہوا تھا۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کو ایمان نصیب ہو جائے تو فرمایا کہ جاؤ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری ماں کو ایمان نصیب ہو گیا ہے تو پھر پتہ چلا کہ اس کن کی زبان سے ایمان بھی ملتے ہیں۔ اور جب حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ مانگتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ ہو گیا تو پتہ چلا کہ کن کی زبان سے جنت میں قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملتا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اور اپنی ماں کے لئے جنت کا سوال کیا تو فرمایا کہ یہ ہو گیا تو اور تیری ماں جنتی ہے تو پتہ چلا کہ کن کی زبان سے جنت ملتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک میں یہ تاثیر تھی اس میں یہ عظمت تھی لیکن پوشیدہ تھی کہ اس زبان مبارک سے جنت عطا ہوتی ہے

تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ کے واقعات سے اس کا اظہار ہو گیا۔ اسی زبان مبارک سے عشرہ مبشرہ کو جنت عطا ہوئی ہے۔ اسی زبان مبارک سے صدیق بھی بنتے ہیں، فاروق بھی بنتے ہیں، غنی بھی بنتے ہیں اور حیدر کرار بھی بنتے ہیں۔ جس کو جو چاہے بنا دیا یہ طاقت میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک میں شروع سے تھی۔ لیکن اس کا اظہار اپنے وقت کے ساتھ ساتھ ہوا ہے۔ کن کی زبان پہلے تھی لیکن اس کا اظہار نہیں تھا۔ فرمایا کہ کل اسے جھنڈا دوں گا جو خیر کو فتح کر لے گا۔ کن کی زبان میں یہ مخفی تھا کہ فتح دے سکتی ہے لیکن اظہار خیر کی جنگ کے موقع پر ہوا ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا شخص حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے فرمایا کہ اس کے قدموں کی جو چاپ اس دن پیدا ہوگی وہ میں اب سن رہا ہوں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
ایسی قوت سماعت پہ لاکھوں سلام، یہ طاقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساتھ لے کر آئے ہیں لیکن اس کا اظہار جب چاہا کر دیا۔ ہمیں پتہ چل گیا کہ جو آواز پیدا بھی نہیں ہوئی میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ بھی سن رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں بک بک کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی عظمت پہلے نہ تھی یقیناً تھی اگر نہ ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماتے کہ میں

بک بک کر بندوں کو جنت میں ڈال دیتا ہوں۔ یہ بک کی عظمت موجود تھی لیکن جب چاہا تو اس کا اظہار فرما دیا۔ چودہ سو کا لشکر ہے ساتھ جانور بھی ہیں۔ پانی بالکل ختم ہے پیاس تک کر رہی ہے۔ جب عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی اشد ضرورت ہے تو ایک پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھ دیا اور انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ پورے لشکر نے پانی پیا۔ مشکیزے بھر لئے۔ جانوروں نے بھی پی لیا۔ یہ عظمت انگلیوں مبارکہ میں مخفی تھی جب چاہا تو اظہار فرمایا دیا۔

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
کسی کے عرض کرنے سے کسی شان کا اظہار فرمایا تو ان کی مرضی ہے اگر از خود اپنے آپ اظہار فرمائیں تو یہ بھی ان کی مرضی ہے۔ مخفی شان کا اظہار ہو رہا ہے ورنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کھلے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے جس میں کوئی خامی کوئی کمی نہ ہو۔ ہزار سال سے یہ شعر پڑھا جا رہا ہے کہ

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمد ﷺ را خبر کن
اے ہوا تو مدینہ شریف کی طرف جانا اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرا حال سنا۔ لوگوں کا ایک یہ عقیدہ اور خیال ہے کہ ہوا جاتی ہے ہم نہیں جاسکتے ہم بڑے بے بس ہیں۔ لیکن جاتی ہوئی ہوا کو پیغام دیتے ہیں اپنی بے طبعی اور کم مائیگی کا اظہار کرتے ہیں لیکن موجودہ زمانے کا شعر نہیں۔

تیری مدد نہیں درکار اے باد صبا
وہ میرا ہر مدعا جانتے ہیں

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب حضرت جانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
 نسما جانب بطحا گزر کن
 ز احوالم محمد را خبر کن
 تو اس وقت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ شان تھی کہ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک
 پیغام لے جاتی تھی۔ اور اب یہ ہے کہ

نہیں مدد درکار تیری اے صبا
 وہ میرا ہر مدعا جانتے ہیں
 اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اب یہ شان ہے پیغام رسائی کے لئے ہوا یا کسی اور چیز کی
 ضرورت نہیں وہ از خود ہر کسی کا مدعا جانتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کہ
 آپ ہر کسی کی ہر ضرورت کو جانتے ہیں یہ اس وقت بھی تھی لیکن ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔
 جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا تو اپنی اس شان کا بھی اظہار فرما دیا۔ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام نے کسی کے دماغ میں یہ بات ڈال دی کہ

لے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
 جو ہو ان کی مرضی تو نعت غنی ہے
 جب ہمارے اذہان میں یہ بات ڈال دی تو ہمیں بھی پتہ چل گیا کہ نعت ہماری مرضی
 سے نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی سے غنی ہے۔ وہ جس خوش نصیب کو چاہیں
 اپنی ثنا خوانی کا شرف بخش دیتے ہیں اور الفاظ بھی خود ہی عطا فرماتے ہیں۔ ایک تو یہ
 خیال تھا کہ کسی نے سوال کیا تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا اور یہ ہے کہ

بن مانگے عطا ہوتی ہے خیرات جہاں سے
 اے سید عالم یہ فقط آپ کا در ہے

یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ شعر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بن مانگے ہی
 عطا فرما دیتے ہیں گویا کہ وہ ہر کسی کی طلب جانتے ہیں اور خود ہی عطا فرما دیتے ہیں۔
 ایک اور خیال بھی ہے کہ

تیرے کرم نے نوازا خیال سے پہلے
 بھری ہیں جھولیاں تو نے سوال سے پہلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سوال کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ ادھر کسی کے خیال میں کچھ
 آیا بھی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ یہ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی شان مخفی ہے اور اظہار ہو جائے تو ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ سوال کے
 بغیر ہی جھولی بھر دیتے ہیں۔ یہ شان اس وقت بھی تھی اور یہ اس وقت بھی ہے۔ لیکن وقت
 گزرنے کے ساتھ لوگوں کی دلوں میں، شعراء کے ذہنوں میں، نعت کو حضرات کے دلوں
 میں، مقررین اور خطباء کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نئے نئے زاوے پیش کرتے ہیں ان کو عطا
 فرماتے ہیں کہ جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نئی نئی شانیں نظر آتی ہیں۔ لیکن یہ
 تمام شانیں ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوتی ہیں۔ اور ان کا اظہار بعد میں وقت
 کے ساتھ ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ شعر پڑھا کہ

واحسن منك لم ترقط عيني
 واجمل منك لم تلد النساء
 خلقت مبرأ من كل عيب
 كانك قد خلقت كما تشاء

میری آنکھ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین دیکھا نہیں۔ کسی عورت نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی جنا ہی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا گیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق بنایا ہے۔ کیا اس شعر کے پڑھے جانے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حقیقت موجود نہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حقیقت پہلے سے ہی تھی لیکن اظہار اس وقت ہوا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شعر عطا فرمایا اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کا پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی پوری طرح باخبر تھے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

تو کیا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ظاہری حیات طیبہ کے ساتھ اس دنیا میں جلوہ افروز تھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں تھی۔ یقیناً تھی لیکن اس کا اظہار ہمیں فہم دین حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت پہلے سے تھی فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں کچھ بھی پیدا نہ فرماتا ہر نئی نعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا اظہار ہے۔ یہ ایک منکھ ہے یہ شہر فیصل آباد کو تباہ کر سکتا ہے یہ اس کی مخفی طاقت ہے اور اس کا اظہار ایٹم بم سے ہوا ہے۔ یورینیم وغیرہ سے ایٹم بم بن رہے ہیں لیکن ایٹم بم کے بننے سے قبل یہ معلوم نہیں تھا کہ یورینیم وغیرہ میں یہ کمال ہے۔ یورینیم وغیرہ میں کمال تھا لیکن اس کا اظہار نہیں تھا۔ جب ہم طالب علم تھے تو ہمیں پڑھایا جاتا تھا۔ کہ ایٹم ایک چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے جو ناقابل تقسیم ہے Atom is Indivisible ایٹم کو توڑا نہیں جاسکتا۔ لیکن اب چند سالوں کے بعد ایٹم کو توڑ کر اس

کے کئی حصے بکھرے کر دیے۔ یہ ایٹم میں کمال تھا کہ اس میں مزید کئی ذرات ہیں اور اس کے اندر نیو کلیائی طاقتیں موجود ہیں جو زیر دست طور پر مفید اور مضر دونوں طرح سے استعمال ہو سکتی ہیں۔ یہ تمام ایجادات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے ہو رہی ہیں۔ سورج نظام شمسی میں جکڑا ہوا ہے۔ اس کی مجال نہیں ہے کہ اپنے راستہ سے ادھر ادھر ہو جائے یا واپس آجائے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تو ڈوبا ہوا سورج بھی واپس آ گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دست اقدس میں اتنی قوت تھی اور اظہار اس وقت ہوا جب سورج کو اشارہ فرمایا اور وقت عصر پر واپس کر دیا اسی طرح سے انگلی مبارک کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور پھر جوڑ بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلی مبارک میں یہ قوت مخفی پہلے سے ہی رکھی ہوئی تھی لیکن اس عظمت کا اظہار اس وقت ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو توڑ دیا اور پھر جوڑ بھی دیا۔ ہمیں جب کسی نئی صفت یا نئی شان کا علم کسی واقعہ سے ہوتا ہے۔ تو ہم اپنی عقل و سوچ کے مطابق یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پہلے سے بلند ہو گئی۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہر عظمت اور ہر شان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں شروع سے ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے ہی ہر لحاظ سے مکمل و اکمل ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوشیدہ اور ہماری عقل و سمجھ سے بالاتر عظمتوں کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور اس مقام تک پہنچے جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکا۔ اور نہ ہی پہنچ سکتا ہے تو ہمیں بھی علم ہو گیا کہ ان کے قدموں میں سمٹ سارے سفر جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی شان کا اظہار اس وقت ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے کچھ حصہ میں لامکان تک ہو کر آئے۔ عظیم قدم مبارک پہلے سے موجود تھی۔ اظہار معراج کی رات ہوا۔ لعاب دہن کو لیجئے۔ لعاب

دین کی عظمت پوشیدہ تھی اظہار اس وقت ہوا کہ جب حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوٹی ہوئی آنکھ پر لگا کر اسے دوبارہ بینائی کے قابل بنا دیا جو کوئی دنیاوی قوت بامیڈیکل سائنس نہیں کر سکتی، لعاب دین کی مخفی طاقت کا پتہ اس وقت چلا جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایزھی پر ڈسے ہوئے سانپ کے زہر کے اثر کو زائل کر دیا۔ فطین پاک کے ساتھ لگی ہوئی مٹی کی پوشیدہ عظمت کا اظہار یوں ہوا کہ ایک یہودی نابینا تھا اس کی بیٹی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطین پاک کو جھاڑ کر جو مٹی ملی وہ لے گئی اور اپنے والد کی آنکھوں میں ڈالی تو اس کی آنکھیں تندرست ہو گئیں اور خود فطین پاک سے متعلق ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میری فطین مبارک کو لے جاؤ جو اس کی زیارت کر لے گا وہ جنتی ہے۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس موئے مبارک تھا وہ اس کو پانی میں گھول کر جس کسی مریض کو بھی پلاتی تھیں اسے شفا ہو جاتی تھی تو موئے مبارک کی عظمت کا اظہار ہو گیا کہ ہر مرض کی شفا کے لئے موئے مبارک کا پانی پینے کو دیں۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ نسخہ آج بھی کارگر ہے کہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو قرار آیا اور ڈوبنے سے بچی۔ آج بھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے طوفان ملتے ہیں۔ نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹانی میں ظاہر ہوا تو وہ مجبور ملائکہ بن گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیٹانی میں آیا تو ان کے لئے آگ گلزار بن گئی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیٹانی میں آیا تو چھری ان کے گلے پر نہ چلی۔ یہ تمام عظمتیں اسم گرامی نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شروع سے تھیں اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنی اُمت کے

لئے اپنے غلاموں کے لئے ظاہر کرنا مناسب سمجھا تو ظاہر کر دیا اور غلاموں کو بھی پتہ چل گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان عظمتوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ حضرات مثالیں جتنی مرضی ہو لیتے جائیں لیکن مختصر بات پھر وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر معجزہ ہر فضیلت ہر کمال سے نواز کر مبعوث فرمایا اور ان کمالات کا اظہار نہ صرف کہ ظاہری حیات طیبہ میں بلکہ قیامت تک کے لئے ہوتا رہے گا۔ اسی اظہار کو نئی سے نئی شان ہم اپنی فہم و ادراک کے حوالہ سے سمجھ لیتے ہیں۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ 10-06-05

اندھیری قبر کی روشنی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا
معزز حاضرین۔ علم والی، ادب والی اور کمال والی باتیں تو ہو چکی ہیں اب کوئی بے علمی والی
بات ہی ہے کہ جو ہم کر سکتے ہیں اس کے علاوہ تو ہمارے پاس کچھ کہنے کو نہیں ہے۔ ذوق
صاحب نے بڑا زور لگایا ہے۔ کہ فرمایا

اب میری نگاہوں میں چٹا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
لیکن اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علیحدہ ہی زاویہ پیش
کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

جو ان کے قدموں میں ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں چھ دیکھ کے کوا تیرا
جس کے کلوے جیسا کوئی نہ ہو اس سرکار جیسا کوئی کیسے ہو سکتا ہے۔ سرکار کا چہرہ انور تو
بہت بلند چیز ہے سرکار کے کلوے کا جواب نہیں ہے۔ جہاں وہ کوا لگ جاتا ہے۔ زمین پر
اس کا نقش بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اس جگہ کی بھی قسم ہے۔ لا اقسام
بہذا البلد O وانت حل بهذا البلد O (البلد ۲: ۱) "مجھے اس شہر کی قسم ہے۔ کہ اے

محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو" پھر ابھی حضرت صاحب نے فرمایا کہ ساری خدائی
ان کی ہے۔ جو چاہیں کریں۔ کسی کو جنت عطا کریں۔ جس کو چاہیں زندگی عطا کریں۔
لیکن میرا دل اس سے نہیں بھرتا۔ آپ اسے میری کمزوری سمجھیں۔ آپ اسے میری کم
علمی سمجھیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کافی تعریف ہو گئی ہے۔
کیونکہ جو خدائی ہے جو کائنات ہے اس کی کوئی نہ کوئی حد ہے۔ سورج کی بھی حد ہے۔
جنت کی بھی حد ہے۔ دوزخ کی بھی حد ہے۔ زمین کی بھی حد ہے۔ آسمان کی بھی حد
ہے۔ ہر چیز کی حد ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کی کوئی حد نہیں
ہے۔ جب کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ زمین تھی۔ نہ آسمان تھا، نہ عرش، نہ فرش، نہ جنت، نہ
دوزخ، نہ بیت اللہ شریف تھا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بھی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم تھے۔ پھر یہ خدائی ان کے کس کام کی ہے۔ یہ خدائی انہیں کیا دے سکتی ہے۔ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اس کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ پورے کمال سے رہ سکتے ہیں تو
پھر خدائی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا دیا ہے۔ یا وہ کیا دے سکتی ہے۔ خدائی نے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ بلکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیا
ہے۔ بتائیے کہ کعبہ شریف نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا دیا ہے۔ جب حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ اس وقت کعبہ شریف
کی کیا وقعت تھی۔ کیا کوئی اس طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تو اس کی نماز ہو جاتی کعبہ
شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز ہی نہ ہوتی۔ اور جب حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پسند سے اسے کعبہ بنایا تو آج ہر کوئی اس کی طرف منہ کر کے نماز
پڑھ رہا ہے۔ دنیا اس کا طواف کر رہی ہے۔ یہ طواف کعبہ شریف کا نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ
یہ طواف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کا ہو رہا ہے۔ کعبہ تو پہلے سے موجود تھا وہی

ایٹلیس سینٹ وغیرہ لگا ہوا تھا۔ تو اس کو کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا کہ اس میں مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں تھی۔ نہ حجر اسود میں کچھ عظمت تھی۔ نہ کوئی عظمت طواف کرنے میں تھی۔ کچھ بھی نہ تھا لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی شامل ہوئی تو آج بیت اللہ شریف کی یہ عظمت ہے کہ جو کوئی اس کو ایک نظر دیکھ لیتا ہے اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاناں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کائنات میں جتنا حسن تخلیق ہوا ہے۔ اس میں سے 9/10 حصہ اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو مل گیا ہے۔ باقی تمام مخلوق 1/10 میں سے حصہ لے رہی ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 میں سے ہی ہیں۔ فرمایا کہ نہیں۔ نہ تو میں 9/10 میں سے ہوں اور نہ ہی 1/10 میں سے ہوں۔ میرے حسن کا صدقہ اُترتا ہے۔ تو حسن یوسفی بنتا ہے۔ کائنات کی حد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کی کوئی حد نہیں ہے۔ ان کے وصف لامتناہی ہیں ان کی کوئی حد نہیں ہے۔ ان کی حد کیوں نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی ہوئی ہے۔ کائنات کی حد تو ہو سکتی ہے لیکن کیا

مرضی الہی کی کوئی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور وہ مرضی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضنی (الضحیٰ ۵)
"اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا۔ کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا و کائنات کو چھوڑ دو ستاروں، سیاروں، سمندروں کو ترک کر دو۔ بہاروں اور جنتوں کو چھوڑ دو میں نے تو اپنی مرضی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

کیا آپ میں کوئی بکر ہے۔ یا کسی کا کوئی بینک میں اکاؤنٹ ہے۔ آپ بتا دو اگر ہے تو میں نے صرف ایک مثال سے سمجھانا ہے میں نے کوئی انکم ٹیکس والوں کو اطلاع نہیں دینی ہے۔ آپ کے Blank Cheque کی کیا قیمت ہے۔ Blank Cheque یہ ہوتا ہے۔ کہ آپ مجھے خالی چیک پر دستخط کر دیں۔ اس میں رقم کا اندراج نہ کریں۔ اب میری مرضی ہے کہ اس میں جتنی مرضی رقم درج کر لوں لیکن اس اندراج کی بھی ایک حد ہے۔ جتنی رقم تیرے اکاؤنٹ میں ہے وہ اس کی حد ہے میں اس سے زائد رقم درج نہیں کر سکتا۔ اگر میں زائد رقم درج کر لوں گا تو یہ چیک کیش نہیں ہوگا۔ بینک والے جواب دے دیں گے کہ اس اکاؤنٹ میں اتنی رقم باقی نہیں ہے۔ اگر آپ کے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ ہے تو میں زیادہ سے زیادہ کروڑ روپیہ چیک میں درج کر سکتا ہوں۔ بلکہ اس سے بھی کم درج کرنا ہوگا کہ بینک میں باقی کچھ نہ کچھ بیلنس بھی رکھنا ہوتا ہے۔ ورنہ اکاؤنٹ بند ہو جاتا ہے اور آپ اس اکاؤنٹ نمبر پر بینک کے ساتھ لین دین نہیں کر سکیں گے۔ اگر ایک کروڑ سے ایک روپیہ بھی زیادہ درج کروں گا تو وہ چیک Dis Honour ہو

جائے گا۔ رقم نہیں ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بینک بیلنس کی کیا حد ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ وہ Blank Cheque نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کی چابیاں عطا ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کی بھی چابیاں عطا ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں۔ اب جنت پر کس کا قبضہ ہے۔ دوزخ پر کس کا قبضہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کا مالک بنا دیا ہے۔ دوزخ کا مالک بنا دیا ہے۔ یہ شان ہے خدنگاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا۔ جنت بڑی کمال کی چیز ہے ہر کوئی جنت کا طلبگار ہے۔ لیکن جنت پر قبضہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کا ہے۔ قرآن مجید میں ہر خشک درخت کا بیان ہے۔ ولا رطب ولا يابس الا في كعب مبین (الانعام ۵۹) "نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو" حدیث شریف میں بھی بہت کچھ ہے۔ اس کے باوجود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری شان نہ قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے اور نہ ہی حدیث شریف میں آئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی فرمادیں یا خود کر کے دکھا دیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اعتراض کرنے والے پھر بھی اعتراض کریں گے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی مرضی تک متعید ہے۔ یہ مانا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی بہت بلند ہے اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس طرح سے میں نے عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بینک بیلنس کی کوئی حد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ لیکن یہ ہرگز نہ سمجھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حد بھی تو پھر اللہ تعالیٰ کی مرضی تک ہی ہے اس کے آگے تو نہیں ہے۔ فرمایا وللاخرة خير لك من الاولى (الصفا ۴) "اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی

سے بہتر ہے۔" ہر آنے والی گھڑی بہتر ہے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری آنے والی ہر گھڑی میری کئی مرضیاں اور کئی کوڑیں لے کر آتی رہیں گی۔ بڑھ سے بڑھ کر۔ حد سے بے حد ہوتی جائیں گی۔ جو حد بندی کرتا ہے وہ خود گرفتار ہوتا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں ہو سکتی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی علوم مجھے عطا فرمائے ہیں وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کے حافظ بھی ہیں وہ مفسر بھی ہیں۔ محدث بھی ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہ کر ہر زاویہ سے عالم ہیں۔ ان سے بڑا کوئی امام نہیں ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص امامت نہیں کر سکتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہیں۔ آپ قرآن کے عالم و حافظ بھی ہیں۔ علم حدیث میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ آپ ہر وقت میرے ساتھ بھی رہے ہیں۔ میرے راز بھی جانتے ہیں۔ نباض نبوت بھی ہیں۔ سفر میں گھر میں، جنگ میں صلح میں ہر جگہ میری ساتھ رہے ہیں تو کیا آپ مجھے جانتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فخر ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں۔ فرمایا خدا کی قسم آپ مجھے بالکل نہیں جانتے ہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا راز ہو تو پھر کون اس کی تعریف کر سکتا ہے۔ کون اس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور ﷺ
پھر تجھ سے کب ممکن ہے مدحت رسول اللہ کی ﷺ

ما ان مدحت محمد بمقالتي

ولكن مدحت مقالتي بمحمد

حضرت صاحب آپ کو ہزار کروڑ گنا زیادہ علم عطا ہو جائے پھر آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کریں پھر بھی یہ درج بالا شعر قائم رہے گا اور برحق رہے گا۔ اس شعر کا مرتبہ حدیث کے برابر ہے کیونکہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زور دے پڑھا گیا ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقالتي

ولكن مدحت مقالتي بمحمد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق کوئی شخص بھی اپنی تقریروں میں اپنی تحریروں میں اپنی شاعری میں اپنی نثر میں کسی طرح سے بھی تعریف نہیں کر سکتا۔ وہ صرف یہ کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لے لے کر اپنی قسمت بنالیتا ہے۔ اپنی تقریر، اپنی تحریر سجالیتا ہے وہ اپنی شان بڑھالیتا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے۔ ایک بات تو یہ تھی اب ایک بات اور بھی ہے کہ جو ہمارے مطلب کی بھی ہے۔ پڑھا گیا ہے کہ

ماثیاں نوں اپنے سینے نال لایا تیری مہربانی سونیا

پہلے تو وہ "ماڑا" تھا لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اپنے سینے مبارک سے لگایا تو پھر اس کے بعد اس کی کیا حالت بن گئی۔ پارس کے ساتھ لوہا لگ جائے تو وہ سونا بن جاتا ہے اور اگر کوئی "ماڑا" یعنی گناہگار میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ لگ جائے تو وہ کیا بن جائے گا۔ اس کی بھی کوئی Estimation ہوئی چاہئے اس کا بھی کوئی اندازہ کرنا چاہئے کہ پھر اس "ماڑے" کے ساتھ کیا ہو جائے گا۔ یہ میرا رومال

ہے اس کو آپ آگ لگا دیں تو یہ جل جائے گا اس کو آگ جلانے کی لیکن اگر اس رومال کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگ جائے تو پھر کیا ہو جائے گا۔ یہ کپڑا "ماڑا" ہے یہ جلنے کے قابل ہے۔ آگ کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن جس دسترخوان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک لگا دیا۔ وہ جب میلا ہو جاتا تو اسے صاف کرنے کے لئے اس کی میل کچیل اُتارنے کے لئے اس کو تندور میں ڈال دیا جاتا تھا۔ وہ جلتا نہیں تھا بلکہ نورانی بن کر باہر نکل آتا تھا۔ کپڑا "ماڑا" ضرور تھا۔ لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک لگ گیا تو وہ "ماڑا" نہیں رہا۔ بلکہ "نگلڑا" بن گیا۔ یثرب بھی "ماڑا" تھا۔ وہ بیماری کا گھر تھا مدینہ شریف کا پہلا نام تھا یثرب، بیماری کا گھر، الرجی اور پیٹ کی بیماریاں پیدا کرنے والا تھا۔ بخار ہو جاتا تھا۔ پیٹ پھول جاتے تھے۔ تپ دق اور باری والا بخار آ جاتا تھا۔ یہ یثرب کی حالت تھی۔ وہ "ماڑا" تھا بے حد "ماڑا" تھا۔ لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک وہاں لگ گئے تو تمام بیماریاں دور ہو گئیں اور دارالشفاء بن گیا۔ مدینہ منورہ بن گیا۔ میرا ایمان یہ کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو صرف "ماڑیاں" کے لئے ہی تشریف لائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چنگے میرے لئے ہیں اور میں "ماڑیاں" کے لئے ہوں۔ فرمایا الطالح لی۔ گناہگار میرے لئے ہیں۔ میں کبیرہ گناہ کرنے والوں کی بھی شفاعت کروں گا۔ اے گناہگارو تم میری طرف آؤ تو سہی۔ تم میری شفاعت کا اقرار تو کرو۔ تم یہ اقرار کرو کہ جنت شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر نہیں ملے گی۔ تو پھر تو جنتی ہے۔ ایک یہودن لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کرتی ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ اپنی فطین پاک کے ساتھ نیچے لگی ہوئی مٹی عطا فرمائیں۔ اس نے کیا مانگا؟ فطین شریف کے ساتھ نیچے کی طرف لگی ہوئی مٹی مانگی۔

ہماری بھی جوتی ہے۔ اگر گھر میں فرش پر اس کی مٹی لگ جائے تو گھر والے ناراض ہو جاتے ہیں کہ فرش گندہ کر دیا ہے۔ ابھی تو صفائی کی تھی ذرا بھی صفائی کا خیال نہیں رکھتے۔ لیکن اس یہودن لڑکی نے فطین مبارکہ کے ساتھ لگی مٹی طلب کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف کیا ہے کہ کبھی کسی کا سوال رو نہیں فرماتے۔ پوچھا کہ بیٹا وہ مٹی آپ نے کیا کرنی ہے۔ عرض کرتی ہے کہ میرے والد صاحب مایہنا ہیں ان کی آنکھیں ختم ہو چکی ہیں۔ میں اس مٹی کا سرمہ بنا کر ان کی آنکھوں میں ڈالوں گی۔ تو ان کی آنکھیں تندرست ہو جائیں گی۔ وہ خاک جب ان کی آنکھوں میں ڈالی گئی تو اس کی پینائی عود کر آئی۔ اسے نظر آنا شروع ہو گیا۔ مٹی "ماڑی" ہوتی ہے۔ لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک سے لگ جاتی ہے تو "ماڑی" نہیں رہتی اور جب وہ عرش پر بھی لگتی ہے تو عرش کو بھی عرش معلیٰ بنا دیتی ہے۔ عرش تو پہلے بھی تھا لیکن یہ معلیٰ نہیں تھا۔ معلیٰ یعنی سب سے اعلیٰ بن گیا۔ عرش جو ہے وہ عرش معلیٰ کیسے بن گیا۔ عرش نے جب اس مٹی کا بوسہ لیا جو فطین مبارکہ کے نیچے لگی ہوئی تھی تو وہ عرش سے عرش معلیٰ بن گیا۔ جو "ماڑے" ہوتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو بہت چاہتے ہیں۔ ایک کافر حاضر خدمت ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی کوئی تعریف بیان فرمائیں کہ جس سے مجھے پتہ چل جائے کہ ان کے پلے میں کیا ہے۔ اگر مجھے کچھ اچھا معلوم ہوا تو میں بھی مسلمان ہو جاؤں گا۔ اگر نہیں تو پھر میں جس مذہب پر ہوں وہی بہتر ہے۔ فرمایا کہ حشر کے روز میری اُمت کے چار گروہ ہو جائیں گے۔ قیامت کے روز کل ایک سو بیس (120) صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (80) صفیں میری اُمت کی ہوں گی۔ میری اُمت کے چار گروہ بن جائیں گے۔ ایک گروہ ایسا ہوگا کہ وہ اس طرح سے شفاعت کرے گا کہ جس طرح سے انبیاء علیہم

السلام شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرا گروہ وہ ہوگا جو کسی حساب کتاب کے بغیر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ میزان یہ تول یہ ناپ تمام بے ایمان کے لئے ہیں۔ یہ یقین رکھو کہ حساب کتاب ہم سینوں کا نہیں ہوگا۔ خبردار کہ آپ یہ سمجھو کہ جنت عمل سے ملنی ہے۔ جنت عمل سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ملنی ہے۔ تیسرا گروہ وہ ہوگا کہ جس کی نیکیاں بھی ہوں گی اور گناہ بھی ہوں گے۔ ان کے گناہ کفار کو دے کر کفار کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور کفار کی نیکیاں ان گناہ گاروں کو دے کر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ چوتھا گروہ وہ ہوگا کہ جن کے پلے کوئی نیکی نہیں ہوگی گناہ ہی گناہ ہوں گے۔ لیکن وہ محمد رسول اللہ کہنے والے ہوں گے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہوں گے۔ وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وسلم علیک یا سیدی یا حبیب اللہ کہنے والے ہوں گے۔ ان کے پلے نیک اعمال نہیں ہوں گے صرف گناہ ہی گناہ ہوں گے لیکن کلمہ کو ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانتے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جاننے والے مانتے ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر اور شاہد ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیات مانتے ہوں گے۔ اعمال کچھ بھی نہ ہوں گے بس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پکارنے والے ہوں گے۔ نعت شریف پڑھنے والے یا پھر نعت شریف سننے والے ہی ہوں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کیا بنے گا۔ فرمایا کہ ان کے لئے تو میں آیا ہوں۔ اب بتائیے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کر لوں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری طرف از خود نگاہ کر فرمائیں مجھے دیکھیں ان میں سے بڑی عظمت والی بات کون سی ہے۔ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لوں تو صحابی بھی

بن جاؤں۔ خواب میں مجھے زیارت نصیب ہو جائے تو میں ولی بھی بن جاؤں۔ صحابی بھی دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔ اور ولی بھی دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنتا ہے۔

شوکت بنجر و سلیم تیرے جلال سے نمود

فقر جنید و بایزید تیرا جمال ہے نقاب

دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عظمت ہے اللہ تعالیٰ ہر کسی کو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دیدار کی تمنا رکھنے کا کیا انعام ہے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ کتے و بکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ۔ صرف تمنا ہے لیکن دیدار نصیب نہیں ہوا۔ وہ تمنا رکھنے والا مر جائے تو پھر کیا اس کے پلے میں کچھ ہے بات صرف اتنی سی ہے۔ انکشن میں حصہ لیا لیکن کامیاب نہ ہوا تو جو رقم خرچ کی وہ سب برباد ہو گئی جو عزت بنی ہوئی تھی وہ بھی گئی۔ کسی نے کارخانہ لگایا لیکن نفع نہ ملا تو وہ بھی برباد گیا۔ مکان بنا کر کرائے پر دیا۔ کرایہ دار نے نہ کرایہ دیا اور نہ ہی خالی کیا بلکہ وہ قبضہ کر کے بیٹھ گیا تو وہ بھی سب برباد گیا۔ پورا سال پڑھتا رہا امتحان دیا لیکن فیل ہو گیا تو ساری محنت بھی اکارت، وقت بھی ضائع، کتب وغیرہ اور داخلہ فیس سب نقصان ہو گیا۔ جس نے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کی لیکن دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل فوت ہو گیا تو کیا یہ بھی ناکام رہا۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کی ہے۔ لیکن منکور نہیں ہوئی۔ جس کی منکور ہو گئی وہ تو ولی بن گیا۔ جس کو خواب میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جائے وہ ولی ہے۔ جس کو دیدار نصیب نہ ہوا وہ دنیاوی لحاظ سے ناکام رہا۔ لیکن اس بات کو سمجھو کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرنے والا اگر دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو گیا تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی حسرت لے کر جب کوئی قبر میں جاتا ہے۔ آپ اس کی قبر کو بند کرتے ہیں اس میں اندھیرا چھا جاتا ہے تو دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا شمع بن کر اس کی قبر کو روشن کر دیتی ہے۔

لحد میں عشق رخ شہہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

روایت ہے کہ ایک عورت تھی جس کی دُعا تھی کہ کتے و بکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ علیہ وسلم۔ اسے زیارت نہ ہوئی اور وہ مر گئی اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا کہ تیرا حساب کتاب ابھی ہو جاتا ہے۔ تو نے فلاں گناہ کیا تھا۔ جی ہاں یا اللہ مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا تھا تیری مہربانی مجھے معاف کر دے۔ تو نے وہ گناہ بھی کیا تھا۔ ہاں یا اللہ میں نے بہت گناہ کئے تھے۔ میں بہت گنہگار ہوں لیکن تیری رحمت بڑی وسیع ہے۔ مہربانی فرما کر مجھے معاف کر دے۔ اس کے گناہوں کی بڑی لمبی فہرست تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے تمام گناہ مٹا دو کہ اس کی تمنا تھی کہ کتے و بکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی ایسی تمنا رکھنے کی وجہ سے معاف کرتا ہوں اور جو کوئی بھی ایسی تمنا رکھے گا میں اسے بھی معاف کر دوں گا۔ یہ چھوٹی سی محفل ہے۔ چند افراد بیٹھے ہیں باقی سب چلے گئے ہیں۔ نعت خواں چلے گئے ہیں۔ مولوی صاحب جس نے محفل کے شروع میں تلاوت کی وہ بھی تشریف لے گئے ہیں۔ یہ محفل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی یہ قبول ہے کیونکہ

غالب ثنائے خواجہ بہ یثردان گزا شمیم

کہ آں ذات پاک دانے مرتبہ محمد است

غالب جیسے عظیم شاعر بھی جواب دے دیتے ہیں کہ میں ان کی نعت نہیں لکھ سکتا یا اللہ تو ہی

اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کو جانتا ہے تو خود ہی ان کی نعت لکھ لے۔ ہم نعت شریف پڑھ رہے ہیں اور ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جاگ رہے ہیں۔ یہاں زمین پر بیٹھے ہیں تو اس سے ہمیں کیا ملتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک محفل میلاد میں آنے سے بیس لاکھ بری مخلوق میں شرکت کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی بندہ محفل میں آتا ہے تو اس کے گناہ نیکیوں میں بدل دئے جاتے ہیں۔ جب آئے تھے تو گناہ آلود تھے۔ جھوٹ بولا تھا۔ بلیک مارکیٹنگ کی تھی۔ چغلی کی تھی۔ کوئی "را" کا ایجنٹ بھی تھا۔ کوئی سی آئی ڈی والا بھی تھا۔ کوئی جگا بھی تھا۔

اس بزم مصطفیٰ میں کوئی بھول کر بھی آئے

پردانہ شفاعت ہمراہ لے کے جائے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ گیا۔ اس کے گناہ نیکیوں میں بدل گئے۔ ہم ناقص بندے ہیں۔ بے علم ہیں۔ کوئی تسلسل نہیں ہے۔ تلفظ نہیں ہے۔ گرامر کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔ ادائیگی بھی نہیں ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن جس طرح سے بھی ہو رہا ہے ہم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں نے اس پوری محفل کو اپنے روضہ شریف میں بلالیا ہے۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ العالیہ نے اپنی کتاب آب کوثر میں یہ حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ جہاں کہیں بھی محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں ہوتی ہے۔ آپ عمرہ کے لئے جائیں تو پچاس ہزار اور اگر حج پر جائیں تو لاکھ سے بھی زائد خرچہ آتا ہے لیکن آپ گنبد خضرا کو صرف باہر سے ہی دیکھ سکیں گے۔ جالی مبارک کو تو ہاتھ بھی نہیں لگا سکیں گے لیکن آپ محفل میلاد میں آتے ہیں تو پھر آپ روضہ اقدس کے اندر ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ

جہاں میرا ذکر ہوتا ہے۔ وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت مانگی تو ان کو مل گئی۔ ایک صحابیہ نے بھی جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب مانگا تو اسے بھی مل گیا۔ فرمایا کہ یہ حساب کتاب کو چھوڑ دو۔ اللہ جانے کہ مانگنے والوں کو کچھ ہوش بھی ہے کہ نہیں۔ میں ان کو ادھر ہی جنت عطا کر دیتا ہوں۔ ہم محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا ہے اس نسبت سے یہ جگہ جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ اس لئے ہم اس وقت جنت میں بیٹھے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک دفعہ جو جنت میں داخل ہو جائے کیا اللہ تعالیٰ پھر اس کو جنت سے نکال دے گا۔ جزاء ہم عند ربہم جنت عدن تجری من تحتہا الانہر خلیلین فیہا ابدا (البقرہ ۸) "ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ میں۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔" جو ایک دفعہ جنت میں چلا جائے وہ ہمیشہ اس میں ہی رہے گا۔ اور ہم نے کیا کیا ہے آدھے سے زیادہ افراد سوتے رہے ہیں۔ کچھ اونگھتے رہے ہیں۔ پھر بھی جنت لے کر جا رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آپ میرے روضہ اقدس میں ہوتے ہیں تو میں تمہیں پہچانتا بھی ہوں۔ میں تمہیں سنتا بھی ہوں۔ میں تمہارے والد محترم کو بھی جانتا ہوں۔ تمہارے قبیلہ کو بھی جانتا ہوں۔ اس پہچان کی وجہ سے میں نزع کے وقت بھی آؤں گا۔ قبر میں بھی آؤں گا۔ میزان پر بھی آؤں گا۔ پل صراط پر بھی آؤں گا۔ حشر میں بھی آؤں گا۔ اور جو ار نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے جگہ بھی عطا کروں گا۔ اور کیا چاہتے ہو۔ حالانکہ بے علمی والی باتیں کی ہیں۔ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق کوئی بات نہیں ہوتی ہے۔ حشر کے روز اللہ تعالیٰ سب کو اکٹھا کر لے گا اور فرمائے گا کہ سنو اب میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرنے والا ہوں۔ دنیا میں تو ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے ہو۔ آج

تم سب سنو کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل شان کیا ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد یزیم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

حشر قائم کرنے کا اور کوئی سبب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ظاہر کرنی ہے۔ حساب کتاب تو صرف اتنی دیر میں مکمل ہو جائے گا کہ جتنی دیر میں ایک جوان آدمی بکری کا دودھ نکال لیتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ ہوں گے۔ اتنی دیر میں تمام حساب کتاب ختم کر لیا جائے گا۔ اور باقی وقت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کرنے میں۔ کبھی کسی در پر کبھی دوسرے در پر۔ کبھی ادھر دھکے کھاتے پھر د کبھی ادھر ٹکریں مارتے پھر د۔ ہر نبی علیہ السلام کے در پر حاضر ہوں گے۔ اور ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ اذهبوا الی غیرہ۔ میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ لوگ اپنی شفاعت کے لئے دھکے کھاتے پھر یں گے۔ حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر آجائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ تم کہاں کہاں دھکے کھاتے رہے ہو۔ میں تو آپ کی شفاعت کے لئے بنا ہوں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس کی شفاعت ہی فرمائیں گے جو ان کی شفاعت کا اقرار کرتے ہیں۔ جو ان کو شفیع مانتے ہیں۔ جو ان کی شفاعت کے انکاری ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت بھی نہیں کریں گے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

فرعون نے بھی غرق ہونے سے پہلے کہا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون

علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ وقت گزر چکا ہے۔ ایک اور نعت بھی پڑھی گئی ہے۔

نہ سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

اپنے سلیقہ کو نہ دیکھو۔ ہمیں مانگنے کا بھی سلیقہ نہیں آتا۔ ہم جب بھی مانگتے ہیں تو اپنی اوقات کے مطابق نہیں مانگیں گے بلکہ کوئی غلط چیز ہی مانگ لیں گے۔ یا اللہ ہمیں دولت دے دے۔ دولت مل گئی تو اس کا حساب بھی دینا ہو گا۔ کیا قارون کو اس کی دولت کا حساب نہیں دینا ہو گا۔ کیا فرعون کو اپنی حکومت اور خدائی دعویٰ کے حساب نہیں دینا ہو گا۔ شداد کو بھی حساب دینا ہو گا۔ ہم جب بھی مانگیں گے تو اپنی اوقات سے مانگیں گے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے تو وہ اپنے کرم سے دیں گے۔ وہ جو کچھ عطا کریں گے وہ میرے حسب حال ہو گا اور میرے کام آنے والا ہو گا۔ پڑھئے ایک بار درود شریف صلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم کیا ملا؟ میں نے تو صرف دعا کی ہے کہ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو لیکن مجھے اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا ہے تو میں نے تم پر دس مرتبہ درود شریف بھیجا ہے۔ تیری دس نیکیوں کا اضافہ کیا ہے۔ اور تیرے دس گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تیرے دس درجے بلند کر دیئے ہیں۔ ہم سب کی اربوں کھربوں سال عبادت کرنے کا ثواب ایک طرف لیکن جو اللہ تعالیٰ مجھے ایک دفعہ درود شریف عطا کرتا ہے اس کا ثواب اتنا ہے کہ جس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ہم نے صرف دعا ہی کی ہے۔ ہم نے دیا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یا اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہرت عطا فرما۔ ان کو غلبہ عطا فرما۔ ان کو فتح نصیب

فرما۔ ورفعلنا لک ذکرک کی ایک تفسیر تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بلند کی۔ آذان میں نماز میں کلمہ میں ہر کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا ہے اور ایک اس کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی ہے اس کی اپنی تعریف ہونے لگی۔ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا تو اس کا اپنا ذکر بلند ہو گیا۔ اس کی اپنی شہرت ہو گئی۔ کیا آپ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہیں۔ جی ہاں۔ کیا وہ آپ کے خاندان سے تھے۔ جی نہیں۔ تو پھر آپ کو ان کے متعلق کیسے علم ہو گیا آپ اس کو کس طرح سے جانتے پہچانتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی تو آج ہم شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے گیت گا رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب ہی جانتے ہیں لیکن کیوں جانتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کی تو اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب کا ذکر بلند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہرت دوام دے دی ہے۔ جہاں کہیں بھی حضرت جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آتا ہے تو ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ بہت بڑے عاشق رسول تھے۔ لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں۔ ہر محفل میں ان کی نعتیں پڑھی جا رہی ہیں۔ شعراء حضرات ان کے نقش قدم پر اپنا کلام لکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کی نقل اُتارتے ہیں اگرچہ ان کا کلام شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق نہیں ہے۔ لیکن اس نے تو اپنی طرف سے کسر نہیں چھوڑی۔ پورا ایزھی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ بیکل صاحب آپ اپنے علم اور اپنی بساط کے مطابق پورا زور لگا رہے ہیں اور پھر اس کے باوجود آپ معذور ہیں اور معافی مانگیں کہ آپ کے پلے میں کچھ ہے ہی نہیں جو آپ شانِ مصطفیٰ بیان کر سکیں۔ شانِ مصطفیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام اتنی بلند ہے کہ نہ وہ آپ کی عقل و سمجھ میں آ سکے اور نہ ہی آپ اس کی تعریف کر سکیں۔ پھر بھی جو کچھ ہم سے ہوتا ہے وہ کرتے ہیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کریم ہیں کہ وہ ہماری اس عرض گزارش کو قبول فرما لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی شان بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اسے کسی سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہو کر۔ بے پرواہ ہو کر بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہے۔ ان اللہ و ملککھ یصلون علی النبی۔ وہ شک کو پہلے ہی دور کرتا ہے۔ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اے ایمان والو تم بھی اس پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجو۔ صرف ایمان والوں کو حکم فرمایا ہے۔ دوسروں کو نہیں بلایا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ درود شریف ہے ہی نہیں۔ یا حسی یا قیوم۔ سے ادھر ادھر مت جاؤ۔ اللہ کو یاد کرو باقی سب کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی صرف ایمان والوں کو ہی فرمایا ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھی پڑھو۔ اور سلام بھی بھیجو۔ اور دوسرا کام جو اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ وہ یہ کہ ہر لمحہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرہ انور کو دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے ایک کام تو ہم نے بھی کر لیا ہے۔ نعت شریف پڑھ لیں ہیں سن لی ہیں اور دوسری پھر یہی تمنا رکھو کہ کتے دیکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش محمد زاہد قلیاں والا 15-06-05

دو عقیدے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین! آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ ہوتے ہیں جن کو انگریزی میں Optimists کہتے ہیں۔ یہ روشن خیال ہوتے ہیں ہر چیز میں ہر بات میں اچھائی کا پہلو ہی دیکھتے ہیں ہر چیز کی خوبی پر ان کی نظر ہوتی ہے۔ یہ پُر اُمید ہوتے ہیں اور دوسرے وہ ہوتے ہیں کہ جن کو Pessimists کہا جاتا ہے۔ یہ ہر چیز میں اس کے تاریک پہلو کو ہی دیکھتے ہیں یہ ہر وقت نا اُمید اور مایوسی کا شکار ہوتے ہیں ان کو کسی چیز کی اچھائی بھی بھلی معلوم نہیں ہوتی۔ ہر چیز میں اس کی تنقیص ہی ڈھونڈتے ہیں۔ ایک مثال عرض کرتے ہیں کہ یہ ایک گلاس میری میز پر پڑا ہے۔ یہ آدھا پانی سے بھرا ہوا Half Full ہے۔ اور آدھا خالی Half Empty ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ گلاس آدھا پانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ Half Full ہے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر یوں کہیں کہ گلاس آدھا خالی Half Empty ہے تو پھر بھی درست ہے۔ دونوں طرح سے بات کریں تو اس کا ایک ہی مطلب نکلتا ہے لیکن اگر یوں کہیں کہ آدھا گلاس پانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ Half Full ہے تو اس میں گلاس کی صفت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ گلاس کا ایک وصف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پانی موجود ہے یہ خالی نہیں ہے۔ اور اگر یوں کہا جائے کہ آدھا گلاس خالی ہے۔ یہ Half Empty ہے تو اس میں سے گلاس کی صفت ظاہر نہیں ہوتی۔ گلاس کی کوئی تعریف نہیں غنی بلکہ غلاس کی تنقیص کا پہلو ظاہر ہوتا ہے۔ گلاس کا خالی ہونا اس کی

تعریف نہیں بلکہ اس میں نقص ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ جو شخص روشن خیال ہے Optimist ہے وہ گلاس کی تعریف ہی کرے گا اور کہے گا کہ آدھا گلاس پانی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ Half Full ہے اور جو Pessimist ہے اس کی نظر گلاس کی تعریف کی طرف نہیں جائیگی بلکہ وہ نقص ہی ڈھونڈے گا اور کہے گا کہ آدھا گلاس تو خالی ہے یہ Half Empty ہے۔ گلاس کا بھرا ہوا ہونا چاہے وہ آدھا ہی بھرا ہوا ہو۔ Half Full ہو وہ گلاس کی تعریف کو ظاہر کرتا ہے اور گلاس کا خالی ہونا چاہے وہ آدھا ہی خالی ہو Half Empty ہو وہ اس میں نقص ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ جو Pessimist ہے جس کی نظر ہمیشہ تاریک پہلو کی طرف ہی جاتی ہے۔ Half Empty کہنے والا ہے وہ قرآن مجید کی آیت مبارکہ یسبح لله ما فی السموت وما فی الارض له الملك وله الحمد (التغابن 1) "اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اسی کی ملک ہے اور اسی کی ہی تعریف" پڑھ کر سنائے گا وہ کہے گا کہ جب زمین و آسمان میں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور تمام تعریفیں صرف اللہ تعالیٰ کے ہی لئے ہیں تو پھر کسی اور کی کوئی تعریف نہیں غنی اور نہ ہی کوئی تعریف کے لائق ہے۔ تم خواہ مخواہ تعریف پڑھتے ہو اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعریف کرتے رہتے ہو۔ تمہیں تو صرف اللہ تعالیٰ کی تعریف ہی کرنا چاہیے۔ یا حسی یا قیوم کا درد کرنا چاہیے۔ وہ لوگوں کو اس طرح سے درغلالتیں گے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہ کرو اس سے کچھ حاصل نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں تو صرف وہی تعریف کے لائق ہے اس کے علاوہ کسی اور کی تعریف کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت تو نظر آتی ہے۔ لیکن جو Half Full کہنے والے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ یہ بھی تو دیکھیں کہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی

(الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں "تو کیا جس ذات باصفات پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہوں وہ کسی تعریف کے لائق نہیں؟ وہ بھی تعریف کے لائق ہے بلکہ فرمایا کہ یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب ۵۶) اے ایمان والو تم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیججو اور خوب سلام بھیججو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام پر درود و سلام بھیجنے کے لئے صرف ایمان والوں کو حکم دیا ہے۔ بے ایمان کو تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف کرنے کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ پھر Half Empty والے کہتے ہیں کہ صرف اللہ کا ذکر کرو اسکے علاوہ اور کسی کا ذکر نہ کرو۔ اور Half Full نظریے والے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر میرا ہی ذکر ہے۔ تم میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر کرو کہ وہ میرا ہی ذکر ہے۔

خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

جس دعا کے اوّل اور آخر درود شریف نہ ہو وہ تو قبولیت کے درجہ کو ہی نہیں پہنچتی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں تنقیص ڈھونڈنے والوں کو Half Empty والوں کو یہ تو نظر آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں کھانے تین سال تک محصور رکھا۔ کوئی کھانے پینے کی چیز اندر نہیں جانے دی۔ حضور بھوکے پیاسے رہے آپ مقید رہے اگر کوئی طاقت ہوتی تو یوں کیوں بے بس اور بے یار و مددگار پڑے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں قید میں پڑے رہے۔ اور پھر جنگ خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک پیاس کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے۔

اگر کوئی طاقت ہوتی تو یوں بھوکے کیوں رہتے۔ یہ Half Empty والے ہیں Pessimist ہیں انہیں مایوسی اور تنقیص کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ یہ نہیں جانتے کہ جب کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) نقص ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا شعور ہی ختم کر دیتے ہیں پھر وہ صم بکم عمی فہم لا یعقلون (البقرہ ۱۷۱) "بہرے، کونگے، اندھے انہیں سمجھ نہیں" کی مصداق زندگی گزارتے ہیں۔ اور جو خوش نصیب ایسے ہیں کہ وہ روشن خیال ہیں۔ Optimist ہیں Half Full عقیدے والے ہیں۔ انہیں وہ نظر آتا ہے جو تاریک پہلو پر نظر رکھنے والوں کو نظر نہیں آتا۔ جنگ خندق کا ہی واقعہ ہے۔ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چند صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دعوت کی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کی تعداد چودہ سو تھی کو ساتھ چلنے کا حکم فرمایا مشہور واقعہ ہے کہ چند آدمیوں کا کھانا تھا لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے چودہ سو کو کھلایا اور خوب سیر ہو کر کھلایا حتیٰ کہ کھانا بچ بھی گیا۔ یہی نہیں بلکہ جو بکری حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت کے لئے ذبح کی تھی اس کو بھی زندہ کر دیا۔ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں صاحبزادوں کو بھی زندہ کر دیا۔ تنقیص ڈھونڈنے والوں کو یہ کیوں نظر نہیں آتا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بامہکات میں نقص ڈھونڈتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عقل اور شعور ہی ختم کر دیتے ہیں۔ اسے اندھا، بہرہ اور کوڑکا کر دیتے ہیں اس کی زبان پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف آئی نہیں سکتی۔ نہ وہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کو سن سکتا ہے نہ ہی اسے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتی ہے۔ پھر Half Empty والے بڑا زور لگاتے ہیں اور اعمال کرنے کا پرچار کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ فمن يعمل مثقال ذرة خیرا

یہ O ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره O (الزلزال ۸-۷) تو جو ایک ذرہ بھربھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھربھائی کرے اسے دیکھے گا۔ کہتے ہیں کہ ذرے ذرے کا حساب ہو گا بس جو اس دنیا میں نیک اعمال کر جائے گا وہی آخرت میں کام آئیں گے اگر نیکیاں زیادہ ہوں گی تو بخشش ہو جائے گی اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ صرف اعمال ہی کام آئیں گے اعمال کی بنیاد پر بخشش ہوگی یا پھر نہیں ہوگی وہاں کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ انہیں یہ آیت مبارکہ تو بہت جلد نظر آ جاتی ہے کیونکہ ہر کام میں تنقیص کا پہلو نکالنا ہی ان کی عادت ہے۔ Half Full والے فرماتے ہیں کہ یہ بھی دیکھو کہ قرآن مجید یہ بھی اعلان کر رہا ہے۔ کہ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا لله واستغفرلهم الرسول لوجدوا لله توابا رحیما O (النساء ۶۴) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ "اللہ تعالیٰ تو گناہ گاروں کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر شفاعت کے لئے بھیج رہا ہے۔ لیکن یہ رٹ لگا رہے ہیں کہ من ذالذی یشفع عنده (البقرہ ۲۵۵)" کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے "چلو ایسا ہی سہی تو پھر اس آیت مبارکہ کو پورا تو پڑھو کہ من ذالذی یشفع عنده الا باذنه (البقرہ ۲۵۵) کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے سوائے اس کی اجازت کے "اللہ تعالیٰ آیت مندرجہ بالا (النساء ۶۴) میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گناہ گاروں کی شفاعت کے لئے ان کے در پر بھیج رہا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا کہ الطالح لی میں تو گنہگاروں کے لئے ہوں۔ کئی بار عرض کیا ہے کہ جنت یا بخشش کی بنیاد اعمال نہیں ہیں۔ حضرت مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہ

العالیہ کا فتویٰ ہے کہ جو کہے کہ جنت اعمال سے ملتی ہے وہ منافق ہے۔ جنت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ملتی ہے۔ ان کو گناہ تو نظر آتے ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیوں نظر نہیں آتی۔ جو شفاعت کے انکاری ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی شفاعت فرمائیں گے بھی نہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے ظلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے اگر قیامت کو مان گیا

ان Half Empty والوں کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی لغزش بڑی نظر آتی ہے کہ جی نبی علیہ السلام سے بھی غلطی (نعوذ باللہ) ہو سکتی ہے۔ نبی علیہ السلام معصوم نہیں ہوتے ان کے بھی بشری قصائص ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے اور عقل سلیم عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی غلطی نظر آتی ہے۔ تو Half Full والے کہتے ہیں کہ ان کا معبود ملائکہ ہونا کیوں نظر نہیں آتا۔ عظمت آدم علیہ السلام سے کیوں آنکھ چراتے ہیں۔ ربنا ظلمنا انفسنا (الاعراف ۲۳) "اے ہمارے رب ہم نے آپ اپنا برا کیا" اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فرمایا تو اب اسی پر اٹکے ہوئے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اور حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا۔ لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین (الانبیاء ۸۷) "کوئی معبود نہیں سوائے تیرے، پاکی ہے تجھ کو، بے شک

مجھ سے بے جا ہوا "انبیاء علیہم السلام نے اگر اپنے طور سے ظالم کا لفظ استعمال کیا تو یہ ان کا ان کے رب کے ساتھ معاملہ ہے وہ از خود جو چاہیں فرمائیں لیکن ان آیات مبارکہ کا حوالہ دے کر کسی نبی کو ظالم کہنا کفر ہے اور کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی علیہ السلام اپنے آپ کو اپنے رب کے سامنے جس طرح سے پیش کرے یہ اس کی انکساری ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت تسلیم کرنے کا موجب ہے۔ یہ Half Empty والے جو ہیں ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت بہت نظر آتی ہے۔ انا بشر مثلکم (حم السجدہ ۶) "آدمی ہونے میں تو میں تمہارے جیسا ہوں۔" جی ہمارے جیسے ہی ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں، چلتے ہیں، اُٹھتے بیٹھتے ہیں، سوتے ہیں، کسی کے بیٹے ہیں کسی کے باپ ہیں۔ ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان نورانیت کیوں نظر نہیں آتی۔ Half Full والے فرماتے ہیں کہ یہ بھی تو قرآن مجید ہی فرما رہا ہے کہ قد جاء کم من اللہ نور (المائدہ ۱۵) "تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا" شاہدا ومبشرا ونذیرا (الاحزاب ۴۵) "حاضر ناظر، خوش خبری دینا اور ڈر سنانا" وسراجا منیرا (الاحزاب ۴۶) "چمکا دینے والا آفتاب" خود بھی نور اور دوسروں کو بھی نور کر دینے والا۔ اللہ تعالیٰ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزری کی بھی قسم اٹھاتے ہیں۔ لا اقســم بھذا البلد O وانت حل بھذا البلد O (البلد ۱۲) "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔" اور فرمایا وقلہ (الزخرف ۸۸) "مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم" اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بولنے گفتگو کرنے کی بھی قسم اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کرائی سبحان الذی اسری بعبدہ (نبی اسرائیل ۱) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اتنا قریب کیا کہ فکان

قاب قومین او ادنی (النجم ۹) "تو اس جلوے اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم"۔ لیکن Half Empty والے قرآن مجید سے ہمیشہ وہ آیات مبارکہ ڈھونڈتے ہیں کہ جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارکہ کی (نعوذ باللہ) تنقیص کا پہلو نکلتا ہو اسی لئے ان جیسوں کے لئے ہی خود قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے کہ یضل بہ کثیرا ویبھدی بہ کثیرا (البقرہ ۲۶) "اللہ تعالیٰ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے" وما یضل بہ الا الفسقین (البقرہ ۲۶) "اور وہ اس سے ان کو گمراہ کرتا ہے جو مفرمان ہیں۔" اللہ تعالیٰ معافی دے یہ Half Empty والے ہی قاسق ہیں۔ مفرمان ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص ہی ڈھونڈتے ہیں اور اپنی تباہی و بربادی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاند کو انگلی مبارکہ کے اشارے سے توڑ رہے ہیں پھر جوڑ رہے ہیں۔ غروب شدہ سورج کو واپس موڑ رہے ہیں۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا ہی سمجھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان بد قسمت انسانوں کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ان کا شعور ختم کر دیا ہے۔ ان کا فہم اور ادراک ختم کر دیا ہے۔ فرمایا کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ تو رہے ہیں لیکن ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتے۔ وترہم ینظرون الیک وهم لا یبصرون (الاعراف ۱۹۸) "اور تو ان کو دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا" حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی ہدیہ یا تحفہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شام تک وہ سارا مال غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے اپنے لئے کوئی چیز بچا کر نہ رکھتے تھے۔ گھر میں اگر کبھی کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دکاندار سے یا جہاں سے ملے اُدھار منگوا لیا کرتے تھے اور جب موقعہ میسر آتا تو اس

اُدھار کی ادائیگی فرما دیا کرتے تھے۔ اس سے Half Empty والوں نے نتیجہ نکالا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مفلس تھے بڑے تنگ دست تھے اُدھار لے کر گزارہ کرتے تھے۔ Half Full والے کہتے ہیں کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُدھار لینا تو نظر آیا لیکن یہ نظر نہ آیا کہ قرآن مجید فرما رہا ہے۔ اِنَّا اعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر ۱) "اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔" کوثر کی ایک تفسیر ہے کہ ماسواء اللہ تعالیٰ کے باقی سب کچھ کوثر میں شامل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ نہ سمجھنا کہ میرے پاس کچھ نہیں میرا فقر اختیار ہے میں اگر چاہوں تو یہ تمام پہاڑ سونے کے بن جائیں اور میرے ساتھ ساتھ چلیں۔ Half Empty والے پھر یہ کہتے ہیں کہ لہ مقالید السموات والارض (مشورہ ۱۲) "اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔" زمین و آسمان کے تمام خزانوں کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ سب اختیار اسی کے پاس ہے۔ لیکن Half Full والے فرماتے ہیں کہ ان کو فرمانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں پڑتا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی چابیاں مجھے عطا فرما دی ہیں۔ جنت کی چابیاں دوزخ کی چابیاں بھی مجھے عطا فرما دی ہیں اور مجھے پورا اختیار دے دیا ہے۔ میں نے وہ چابیاں اٹھا کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی ہیں۔ ان کو جنت دوزخ کا مالک بنا دیا ہے۔ جسے چاہیں جنت میں جانے دیں جسے چاہیں روک دیں۔

یہ شان ہے خد متکا روں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

اللہ تعالیٰ شانِ مصطفیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مشہور حدیث پاک ہے اور کئی مرتبہ بیان ہوئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیک بھر کر اپنے غلاموں کو جنت میں ڈال دیا ہے۔ تو بھی بیک کی عظمت کو مان جا اور یہ تسلیم کر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیک بھر کر

جنت عطا کر سکتے ہیں تو تیری بھی بخشش ہو جائے گی۔ اگر بیک کی عظمت کو نہیں مانے گا۔ تو پھر بیک سے باہر ہی رہے گا۔ Half Empty والے قبر کا خوف دے دے کر ڈراتے رہتے ہیں کہ وہاں منکر نکیر آئیں گے بڑے سخت سوال پوچھیں گے بڑے جلال رعب دار اور ڈراؤنی مشکل میں ہوں گے۔ سختی سے سوال کریں گے کہ مرنے والا جواب نہیں دے سکے گا پھر وہ گرز سے مارنا شروع کر دیں گے۔ قبر کا عجیب ڈراؤنا منظر پیش کر کے عوام کو ڈراتے ہیں اور نیک اعمال کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں کہ جن کے اعمال اچھے ہوں گے ان پر قبر کی سختی بھی نہیں ہوگی۔ منکر نکیر بھی بڑی نرمی سے پیش آئیں گے۔ اس کے برعکس Half Full والے فرماتے ہیں کہ ان کو منکر نکیر کی سختی تو نظر آتی ہے۔ ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں تشریف فرما ہونا کیوں نظر نہیں آتا یہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں تشریف لائیں گے تو ان کی موجودگی میں مردے سے سوال ہوگا۔ مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا۔ اب Half Full والے عرض کریں گے کہ یہ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ہم ان کی شان میں نعت پڑھا کرتے تھے ان پر درود و سلام پڑھا کرتے تھے ان کی محفل میلاد سجایا کرتے تھے ہم ان کی تعریف تو صیف کرتے تھے ان کے گن گایا کرتے تھے تو انشاء اللہ ان کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائے گی اور منکر نکیر فرمائیں گے کہ اب تو سو جا کہ جس طرح پہلی رات کی لہن سوتی ہے۔ اور جو Half Empty عقیدہ والے ہوں گے وہ کہیں گے کہ لا ادری۔ لا ادری، میں نہیں جانتا، میں نہیں جانتا تو ان کی قبر میں جہنم کی کھڑکی کھل جائے گی اور وہ عذاب میں مبتلا کر دئے جائیں گے۔ پھر سمجھ آ جائے گی کہ کاش ہم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کی بجائے تو صیف ڈھونڈتے تو آج ہمارا یہ حشر نہ ہوتا۔

یہ Half Empty والے قرآن مجید کی آیت مبارکہ عبس وتولی O ان جاءہ الاعمى O (عبس ۱۲) "تو ری چڑھائی اور منہ پھیرا۔ اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۔" حضور نبی کریم ارشادات فرما رہے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم تشریف فرما ہیں کہ ایک نابینا صحابہ کرام کو ادھر ادھر کر کے آگے بڑھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا اس طرح سے عمل کرنا۔ ذرا ناگوار ہوا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اب Half Empty والے اس سے بھی یہ ثابت کرتے ہیں کہ دیکھو جی اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے کیا کوئی اپنے محبوب سے بھی ناراض ہوتا ہے۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کو اتنا ہی پیار ہے کہ جتنا تم کہتے ہو تو پھر اتنی سی بات پر اتنا زیادہ ناراض کیوں ہوتا۔ اس کے مقابل Half Full والے قرآن مجید سے جواب دیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔ ولسوف يعطيك ربك فترضى (والضحیٰ ۵) "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔" پھر فرمایا وللاخرة خير لك من الاولى (الضحیٰ ۴) "اور بے شک تجھلی تمہارے لئے بہتر ہے پہلی سے۔" اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تو اپنی رضا بھی تجھے دے دی ہے۔ تیری آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر کر دی ہے۔ ہر آنے والی گھڑی تیرے لئے ہزاروں کوڑیں لے کر آئے گی۔ ورفعلنا لك ذكرك (الانشراح ۴) "اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔" ہم نے اپنے ذکر کے ساتھ تیرے لئے تیرا ذکر بلند کر دیا ہے کہ تو راضی ہو جائے۔ تیری رضا کی پیش نظر تیرا قبلہ تبدیل کر دیا ہے۔ فلنولينك قبلة ترضها (البقرة ۱۴۴) "تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔" حضرات جس شخص کو طیر یا بخار آتا ہے اس کے منہ کا

ذائقہ کڑوا ہو جاتا ہے۔ اسے میٹھی چیز بھی کڑوی معلوم ہوتی ہے۔ چینی میٹھی ہی ہوتی ہے لیکن طیر یا بخار والے کو کھلائیں تو وہ کہے گا کہ سخت کڑوی ہے۔ چینی کڑوی نہیں ہوتی فرق صرف اس کی بیماری کا ہے۔ یہ جو Half Empty والے ہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا ولہم عذاب الیم (البقرة ۱۰) "ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔" اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم (التوبہ ۶۱) "اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔" ان Half Empty کہنے والوں کے عقیدہ سے جو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق رکھتے ہیں یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچتی ہے۔ اپنی ذات میں تنقیص بن کر کون خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ایسے بے دینوں کی محفل میں بھی بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ واما یبسنک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین O (الانعام ۶۸) "اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔" یہ امر صدقہ ہے کہ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو Half Empty کہتا ہے وہ خود Full Empty ہوتا ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آدھا خالی سمجھتا ہے وہ دراصل خود مکمل طور پر خالی ہوتا ہے۔ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں ہوتا۔

جیہڑا سمجھے اپنے درگا

سمجھ نہیں اونہوں لکھ سوہنے دی

اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو قرآن مجید کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف سمجھ کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کا پہلو نکالنے کے لئے پڑھتا ہے اس کے لئے تلاوت قرآن ثواب ہے اور اسے قرآن مجید ہدایت عطا فرماتا ہے اور جو کوئی نعوذ باللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص ڈھونڈنے کے لئے قرآن مجید کو پڑھتا ہے اس کے لئے تلاوت قرآن عذاب ہے اور قرآن مجید اسے ہدایت دینے کی بجائے گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے ہدایت لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانس غلام مصطفیٰ صاحب ایف ڈی اے 02-07-05

توریت و انجیل میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ و ملائکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

میرے دوستو، بھائیو اور بزرگو اور قبلہ سائیں بابا، ایسی محفل کہ جس میں حضور سائیں بابا تشریف فرما ہوں وہاں میں تو ایسے ہی ہوں کہ جس طرح سے سمندر میں پانی کا ایک قطرہ ہو لیکن پھر بھی چونکہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں چند لمحے آپ حضرات کے سامنے توریت و انجیل کی روشنی میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کروں۔ آج (2005) سے 21 سال قبل میں نے حضرت پیر مرشد پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری صاحب کے بدست اسلام قبول کیا اور 21 سال سے ہی میں مختلف محافل میں توریت و انجیل کی روشنی میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کر رہا ہوں۔ مجھے بہت زیادہ لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کا شوق نہیں نہ اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ بہت زیادہ لوگ بیٹھے ہوں اور نہ ہی میں اس بات کی وجہ سے پریشان ہوتا ہوں کہ بہت کم لوگ بیٹھے ہوں۔ اگر ہزار ہا لوگ بھی موجود ہوں تو میں وہی چیز بیان کرتا ہوں اور اگر صرف ایک آدمی ہی میرے پاس بیٹھا ہو تو پھر بھی میں وہی شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام بیان کرتا ہوں جو کہ انجیل مقدس میں موجود ہے چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے کہ اسلام دشمن اس کوشش میں ہے کہ وہ کسی نہ کسی طریقہ سے اسلام کو نقصان پہنچا سکے۔ لیکن اس میں جو سب سے بڑا کردار ہے وہ مسیحوں کا ہے عیسائیوں کا ہے اور آج میں آپ کے سامنے یہ واضح طور سے بتا دیتا چاہتا ہوں کہ عالمی سطح پر اگر کوئی اسلام کا بدترین دشمن ہے

تو وہ صرف عیسائی ہے۔ انجیل مقدس کی روشنی میں جو آج میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اور الحمد للہ میں آپ کو ایک خوشی کی بات بتانا ہوں کہ کتنی ہی قوتیں ہیں جو اسلام کے خلاف جہاد کر رہی ہیں لیکن پھر بھی آج لاکھوں کی تعداد میں عیسائی لوگ جو ہیں وہ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں عیسائی لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ہزار مخالفت کے باوجود انگلینڈ، امریکہ وغیرہ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ عیسائیت میں میرا آخری قیام کراچی میں تھا۔ اور کراچی میں ہی مجھے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی صرف وہی نہیں بلکہ نبی آخری زمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت ان کے ساتھ ہی ہوئی۔ دوستیوں کی زیارت ایک ہی موقع پر ہوئی۔ انجیل مقدس میں جو کچھ لکھا تھا ان سے متعلق کئی سوال میرے ذہن میں تھے کہ ان آیات مبارکہ کا کیا مطلب تھا۔ کوئی آیت ہے اور اس کا کیا مطلب ہے اس کی تفسیر کیا ہے۔ میرے دوستو میں نے اسلام ایسے ہی شوق کی خاطر قبول نہیں کر لیا۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ تحقیق کی ہے۔ عرق ریزی کی ہے ہر مطلب کو کریدا ہے۔ سب سے بڑھ کر کہ جن نبی علیہ السلام نے نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی تھی میں نے بالمشافہ ان سے بات کی ہے اپنے سوالوں سے متعلق ان سے براہ راست جواب لئے ہیں۔ انہوں نے ہی فرمایا کہ جو نبی آخری زمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں وہ میرے پاس موجود ہیں۔ میں نے جب دل سے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا تو پھر سوچا کہ اب کیا ہوگا تو حیران کن بات ہے کہ میں نے حضرت قبلہ پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد صاحب دامت برکاتہ العالیہ کو 1984 تک بالکل نہیں دیکھا تھا کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی بلکہ میں نے ان کا نام تک نہیں سنا تھا۔ لیکن مجھے یہ بشارت ہوئی

مجھے یہ فرمایا گیا کہ کراچی کو چھوڑ کر فیصل آباد چلے جاؤ۔ وہاں ہمارے ساتھی موجود ہیں کہ جن کے دست مبارک پر آپ نے اسلام قبول کرنا ہے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا ہے۔ یہ بہت بڑی بات تھی میرے دل میں جو سائیں بابا کی قدر ہے وہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنی مشنری کو درخواست دی کہ مجھے فیصل آباد تبدیل کر دیا جائے جس کی مجھے اجازت مل گئی میں فیصل آباد پہنچ گیا اب مجھے سائیں بابا کی تلاش تھی میں نے ان کے دست مبارک پر اسلام قبول کرنا تھا۔ میں تین ماہ تک ان کی تلاش میں پھرتا رہا۔ یہ بھی میری ایک خوش قسمتی تھی میری سعادت تھی کہ میں تلاش میں پھرتا رہا۔ جستجو میں سرگردان رہا کیونکہ جو کوئی چیز آپ کو یکدم مل جائے مفت میں مل جائے بغیر کوئی محنت کئے ہوئے مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوتی کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے جب آپ کوشش کریں گے، سفر کریں گے، مشکلات برداشت کریں گے تو پھر اس چیز کی قدر اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ میرے دوستو میں تین ماہ تک فیصل آباد کی سڑکوں پر پھرتا رہا۔ جس بھی کسی شخص بارش کو دیکھا اور اپنی سوچ کے مطابق اسے عالم سمجھا تو اس سے ہی کہہ دیا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں مجھے کلمہ پڑھائیں وہ مجھے شک کی نظر سے دیکھتے تھے۔ تین ماہ تک حضرت سائیں بابا سے میری ملاقات نہ ہو سکی پھر ایک رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت رویا۔ منت سماجت کی کہ یا اللہ میں دل سے مسلمان ہو چکا ہوں میری نیت میں کوئی شک نہیں ہے کوئی فتور نہیں ہے۔ کوئی منافقت نہیں ہے۔ لیکن میں اس آدمی کی تلاش میں ہوں جس کے لئے مجھے کراچی سے بھیجا گیا ہے۔ میں جب بہت رویا، گڑ گڑایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تو مجھے آواز آئی کہ صبح زرعی یونیورسٹی جاؤ۔ میں صبح اٹھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو سن لیا ہے اور مجھے راستہ دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جو مجھے ہدایت ملی اس کے مطابق میں زرعی یونیورسٹی چلا گیا لیکن

مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ آپ سائیں بابا کون سے دفتر میں ہیں کون سے شعبہ میں کام کرتے ہیں لیکن زرعی یونیورسٹی میں میرے ایک دوست پروفیسر مختار احمد دہلہ صاحب تھے میں ان کے پاس چلا گیا اور ان سے کہا کہ دہلہ صاحب میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ دہلہ صاحب نے فرمایا کہ پادری صاحب یہ آپ کے منہ سے مذاق کرنا اچھا نہیں لگا۔ کل تک تو آپ ہمیں عیسائی بنانا چاہتے تھے۔ عیسائیت کی پرزور تبلیغ کرتے تھے آج یہ کیا تبدیلی آگئی ہے کہ آپ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں میں سچ کہہ رہا ہوں بلکہ میں تو مسلمان ہو چکا ہوں بس کلمہ پڑھنا باقی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں کر سکتا۔ ہمارے ڈین صاحب ہیں وہ جانتے ہیں ان کے پاس چلے جاتے ہیں ہم حضرت سائیں بابا کے دفتر میں چلے گئے آپ سے ملاقات ہوئی۔ مجھے بے حد ناز گئی ملی مجھے یہ قہد یق ہو گئی کہ یہی وہ ہستی ہے جو اللہ کے بندوں کے انبیاء علیہم السلام کے ساتھی ہیں کہ جن کی ڈیوٹی فیصل آباد میں لگی ہوئی ہے۔ جب دہلہ صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب یہ یونس گل پادری ہیں جو کراچی سے آئے ہیں تو حضرت بابا سائیں نے فرمایا کہ یونس صاحب دیکھیں کیوں ہو گئی ہے آپ کے ان الفاظ سے مجھے اتنا حوصلہ اور تقویت ملی کہ میں جو تین ماہ سے فیصل آباد کی سڑکوں پر گشت کرتا رہا تو حقیقت حال یہ تھی کہ میں نے کلمہ ان کے ہاتھ پر پڑھنا تھا اور انہی کے پاس مجھے بھیجا گیا تھا۔ ایسی ہی کرامات زندگی میں مجھے دیکھنے میں ملی ہیں کہ اگر تحصیل میں جاؤں تو بہت وقت لگے گا۔ بس یہ میری خوش قسمتی ہے اور سائیں بابا کی کرم نوازی ہے کہ میں آج اس اسٹیج پر کھڑا ہوں اور آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ان 21 سالوں میں 29 لوگوں نے میرے ہاتھ پر کلمہ پڑھا ہے اور مسلمان ہوئے ہیں۔ ان میں 26 پاکستانی ہیں اور تین انگریز ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب مجھ سے بھی آگے ہیں۔ اب اپنے

موضوع کی طرف آتا ہوں کہ توریت و انجیل کی روشنی میں شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہے۔ کہ یہ جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور بالخصوص عیسائی مذہب رکھنے والوں کو جو سب سے زیادہ ضرورت ہے جو وہ ہم سے طلب کرتے ہیں Demand کرتے ہیں۔ یہ جو تین انگریز مسلمان ہوئے ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی۔ کہ آپ جو انجیل مقدس سے اسلام کی حقانیت بتاتے ہیں وہ انجیل مقدس سے ہی ثابت کریں پھر ہم مسلمان ہو جائیں گے یہ ان کی طرف سے شرط لگائی گئی تھی۔ میں اب آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مشن پورا ہوا۔ پھر انہوں نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ اے میرے صحابہ میں اب آسمان کی طرف سود فرمانے والا ہوں۔ میں آسمان پر جانے والا ہوں یہ انجیل کے حوالہ سے بشارت بیان کر رہا ہوں میرے بعد سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے۔ سردار دنیا تشریف لائیں گے ان پر یقین کر لینا انجیل میں انگریزی میں لکھا ہوا ہے۔ Believe upon him ان پر ایمان لے آنا میں آسمان پر جا رہا ہوں اور سردار دنیا King of the World تشریف لا رہے ہیں ان پر ایمان لے آنا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ بڑے پریشان ہوئے۔ یہ کیا ہے کہ آپ جا رہے ہیں اور سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اور میری یہ ڈیوٹی ہے میرا یہ فرض ہے میرا یہ حق بنتا ہے کہ خود آسمان پر جانے سے پہلے اپنے بعد آنے والے کی بشارت دیتا جاؤں۔ پھر فرمایا کہ اے میرے صحابہ نبی آخر زمان سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اس لئے تشریف لا رہے ہیں کہ مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ آج مسیحوں کا مسلمانوں پہ ایک بہت بڑا سوال ہے۔ امریکہ میں چلے جائیں انگلینڈ میں چلے جائیں پاکستان کے کسی بھی شہر میں چلے جائیں تو مسیحی

آپ سے ایک ہی سوال پوچھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسلمانو ہماری انجیل سچی ہے۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ ہاں انجیل سچی ہے۔ یہ الہامی کتاب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا نبی علیہ السلام سچا نبی ہے۔ ہمارا نبی اسرائیل میں سے آخری نبی ہے۔ جب انجیل سچی ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل میں سے آخری نبی ہے اور سچا نبی ہے۔ تو پھر اسلام کی ضرورت کیوں کر پیش آئی۔ جب ہماری کتاب سچی ہمارا نبی سچا ہے اور سب کچھ مکمل ہے تو پھر اسلام کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے اور سچا ہے ٹھیک ہے آخری ہے مکمل ہے تو پھر اسلام کی کیا ضرورت محسوس ہوئی اس کا جواب یہی ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سود فرمانے سے پہلے فرماتے ہیں کہ "مجھ میں اس کا کچھ نہیں" دوسرے الفاظ میں یہ کہہ لیں کہ میں اس کے سامنے کچھ بھی نہیں اور انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ میں ان کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق نہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری جو دعوت تھی وہ چند اقوام کے لئے تھی۔ وہ چند قبائل کے لئے تھی لیکن جو نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں ان کی دعوت ان کی تبلیغ عالمگیر تبلیغ ہے۔ وہ تمام اقوام کے لئے۔ تمام قبائل کے لئے۔ دونوں جہانوں کے لئے تشریف لائیں گے۔ وہ اپنے ساتھ اصلاح نجات اور رحمت لے کر آ رہے ہیں۔ وہ صرف ایک قبیلہ کے لئے یا ایک خطہ کے لئے نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ بڑے پریشان تو تھے لیکن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یہ حکم ہے اس لئے میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ صحابہ نے پوچھا کہ اے ہمارے نبی علیہ السلام یہ جو آپ ہمیں بتا رہے ہیں کہ آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آنے والے ہیں ان کا نام نامی اسم گرامی کیا ہوگا تو جس طرح انجیل مقدس میں آیا ہے۔ کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بہت قابل تعریف ہیں اور

ان کا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ یہ انجیل کے الفاظ ہیں اور پھر فرمایا کہ اے میرے صحابہ جب سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے جب سردار دنیا King of the World دنیا کا شہزادہ سچائی کی راہ دکھانے والا۔ وہ نبی مددگار اور شفاعت کرنے والا آئے گا تو یہ سب چیزیں ساری دنیا کے لئے ہوں گی ان کا پیغام عالمگیر ہوگا ان کی دعوت عالمگیر ہوگی۔ پھر فرمایا کہ ان کے آنے سے اندھیرے بھاگ جائیں گے۔ تاریکی ختم ہو جائے گی۔ میں تو ابھی کل مسلمان ہو رہا ہوں اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص کرم ہو رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے ان پر کہ جو پہلے سے مسلمان ہیں اور چودہ سو سال سے نور اور بشر کے جھگڑے میں پھنسے ہوئے ہیں ان سے اس کا حل نہیں نکل رہا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کا حل تو بہت ہی آسان ہے۔ جب ان کے تشریف لانے کی بشارت دی گئی۔ تو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے آنے سے اندھیرا بھاگ جائے گا۔ تاریکی ختم ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت آپ جانتے ہیں کہ دنیا کے حالات کیسے تھے۔ اس سے زیادہ اور تاریکی کیا ہوگی کہ لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ گناہوں کی دلدل میں لوگ جکڑے ہوئے تھے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو بتوں کو توڑیں گے۔ اور آپ کو یہ واقعہ یاد ہے کہ بت توڑے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہی یہ تمام باتیں بتا دی گئیں تھیں۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے تو تین بندوں کا انتظار تھا۔ حضرت ایلیا علیہ السلام حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت آخری زمان تو جب حضرت یحییٰ (یوحنا) علیہ السلام تشریف لائے تو لوگوں نے براؤ راست سوال کیا کہ کیا تم ایلیا ہو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام مذکورہ بالا تینوں انبیاء علیہم السلام سے پہلے تشریف

لائے تھے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا تم ایلیا علیہ السلام ہو۔ فرمایا کہ نہیں میں ایلیا نہیں ہوں۔ پھر پوچھا کہ کیا تم مسیح ہو۔ فرمایا کہ نہیں میں مسیح نہیں ہوں۔ کیا آپ آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ Holy Prophet ہیں جو تشریف لانے والے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں یہ انجیل میں ہے کہ پوچھا کیا تم ایلیا ہو۔ کیا تم مسیح ہو کیا تم آخری نبی ہو۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ سب لوگ ان تینوں کا انتظار کر رہے تھے۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو اُن سے پوچھا گیا کہ کیا آپ وہ نبی ہیں جو ساری دنیا کے لئے تشریف لانے والے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ نہیں میں وہ نہیں ہوں۔ ایک بات ہے کہ میں وہ بھول نہ جاؤں جب حضرت آدم علیہ السلام باغ عدن میں اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہا کرتے تھے تو ایک رات انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک تحریر نظر آئی۔ بہت ہی چمکدار اور روشن تحریر تھی۔ وہ تحریر کیا تھی اس کا ایک حصہ یہ کہ "اللہ ایک ہے" اور دوسرا حصہ کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں" حضرت سیدنا آدم علیہ السلام یہ تحریر دیکھ کر حیران ہوئے بلکہ پریشان ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد تو دنیا میں صرف اکیلا میں ہی ہوں یہ میرے علاوہ اور کون ہیں۔ اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کے متعلق میں یہ تحریر پڑھ رہا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میں یہ تو جانتا ہوں کہ تو ایک ہے لیکن یہ دوسرے جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول لکھا گیا ہے وہ کون ہیں۔ یا اللہ کیا میرے علاوہ بھی کوئی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے نبی علیہ السلام تم سے بھی ساٹھ ہزار سال قبل میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکوتی شکل میں بنا کر حوط کیا ہوا ہے۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ نبی آخر زمان جن کی آپ بشارت دے رہے ہیں وہ کب تشریف لائیں گے جب کہ آپ تو اب جانے والے ہیں۔ حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مجھ سے پہلے ہیں اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے میں نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن ایک چھوٹی سی بات اور کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ جو تحریر ہے یہ میرے ہاتھوں کے انگٹھوں کے ناخن پر تحریر ہو جائے تو حضرت آدم علیہ السلام کی تمنا کے مطابق وہ تحریر آپ کے ناخن پر آگئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بڑے پیار اور محبت سے اس تحریر کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں پر لگایا۔ جو لوگ اس سنت پر اعتراض کرتے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ انگٹھے چومنا اور اپنی آنکھوں پر لگانا آج کل کی بات نہیں ہے۔ بلکہ ابھی بشریت شروع بھی نہ ہوئی تھی انسان کی پیدائش اس کی تخلیق ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر لگایا ہے۔ ہم یہ اپنی طرف سے نہیں کر رہے ہیں۔ ہم حضرت آدم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور اس طرح انگٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگانے کی شہادت انجیل مقدس دیتی ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مجھ سے پہلے ہیں لیکن وہ میرے بعد تشریف لائیں گے۔ مجھے لوگ کہتے ہیں کہ ابھی کل تو آپ مسلمان ہوئے ہیں اور اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور آپ اتنی زیادہ باتیں بتاتے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ سن لیں اور اس پر غور کر لیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے ہیں لیکن میرے بعد وہ تشریف لائیں گے یہ انجیل مقدس بتا رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخری اور خاتم النبیین بھی ہیں۔ ابتدا بھی وہی ہے انتہا بھی وہی ہے۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے۔ وہ (Alpha) بھی ہوں اور (Omega) بھی ہوں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اب ایک بات اور بھی دیکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کی

بشارت دینے والے روح اللہ ہیں۔ عیسائی اس بات پر بڑا فخر کرتے ہیں کہ ہمارے نبی اللہ تعالیٰ کی روح ہیں۔ ہم سب تو اللہ تعالیٰ کی روحوں ہیں ہم میں اس کے علاوہ اور کون سی روح آئی ہے۔ روح کی وجہ سے ہم چلتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دم سے ہی تو ہم زندہ ہیں۔ تو عرض ہے کہ بشارت دینے والے اگر روح خدا ہیں تو تشریف لانے والے حبیب خدا ہیں۔ محبوب خدا ہیں اور اس محبوب کا ہم سب پر کتنا کرم ہے کہ اسی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پادری یونس کو سچائی کی راہ دکھائی اور اسی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پادری یونس کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ اسی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کراچی سے بلا کر سائیں بابا سے ملا دیا۔ اور اسی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سائیں بابا کو میرا عاتبانہ تعارف بھی میری ملاقات سے پہلے ہی کرا دیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوگی۔ یہ اسی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے کہ انہوں نے ہم سب کو بلا کر حضرت مقبول احمد صاحب کے آستانہ پر اس مقدس محفل میں شرکت کا موقعہ دلا دیا یہ سب ان کا کرم ہے اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے متعلقہ جو بشارتیں توریت میں ہیں، زبور میں ہیں۔ صحائف میں ہیں وہ بھی ہیں لیکن انجیل مقدس میں جو بشارت آئی وہ میں نے عرض کر دی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کو سمجھے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلام کی تبلیغ میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ شکریہ

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب محمد یونس گل، برہائش خلیفہ حضرت مقبول احمد صاحب 09-07-2005

ارشادات عالیہ نور خدا منظر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق رسول محب الی رسول

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

وسیلہ نجات



پیش کش :- پروفیسر عبدالغفار قشہندی علوی

نعت شریف

پیش لفظ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور احادیث مبارکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کلی طور پر صحیح علم کا ماخذ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر وہ علم عطا فرما دیا جو وہ نہیں جانتے تھے یعنی تمام علوم ہر قسم عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو بھی علم مجھے اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیا کئی علم عطا کرنے کے بعد اتنے بڑے عالم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو مجھے جانتا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ جی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتا ہوں پہچانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے بالکل نہیں جانتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن وحدیث کے ذریعہ سے آنے والا علم شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط نہیں ہے اگر ہوتا تو راز ضرور فاش ہو جاتا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ مجھ پر ستر ہزار نور کے پردے ہیں۔ میں نے ایک پردہ ذرا سا ہٹایا اور تو بے ہوش ہو گئی اس جلوہ کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکی۔ لہذا ستر ہزار پردوں کے پیچھے جو کچھ بھی ہے وہ حقیقت محمدی ہے اب کس آنکھ میں یہ طاقت ہے کہ وہ اصل حقیقت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوہ بھی دیکھ سکے۔

عقل و خرد کے دعوے حد نصیحت سے بڑھ نہ پائے

نہ چھو سکے ان بلندیوں کو جہاں مقام محمدی ہے

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
جرماں نصیب ہوں تجھے امید کہ کہوں
گزارِ قدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
صبح وطن پہ شامِ غرباں کو دُور شرف
اللہ رے تیرے جسمِ معر کی تائیں
بے داغ لالہ یا قر بے کلف کہوں
مجرم ہوں اپنے حقو کا سماں کروں شہا
اس مُردہ دل کو خردہ حیاتِ ابد کا دُور
تیرے تو وصفِ عیبِ تنہی سے ہیں بُری
کہہ لے گی سب کچھ اُنکے شاخوں کی خامشی
بارغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے
یکس نواز گیسووں والا کہوں تجھے
اے جانِ جاں میں جانِ تجھلا کہوں تجھے
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا

خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

قرآن وحدیث میں جو علم ہمیں عطا ہوا۔ اس میں پوری طرح شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان نہیں ہو سکتی لیکن اپنی بساط کے مطابق ہم جو کچھ بھی عرض کرتے ہیں وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قبول فرما لیتے ہیں اور وہ بھی ان کی عطا سے ہی ہوتا ہے۔ یہ ان کی محبت اور شفقت ہے۔

ملے جو اذنِ ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
جو ہو ان کی مرضی تو نعتِ نعتی ہے
ورنہ ہم میں تو کوئی بات نہیں ہے کہ ہم شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کر سکیں۔
شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ بیان ہو سکتی ہے نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی ہو سکے گی۔

ہزار بار بشوئم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است
حق کر سکے ادا جو ثناء حضور کا
ایسی زبان لائیں تو لائیں کہاں سے ہم

حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے ایک عورت اٹی لے کر آئی۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے خریدار سونے چاندی اور جواہرات کے ڈھیر لگائے بیٹھے ہیں۔ تیری اٹی کیا کرے گی۔ وہ کہتی ہے کہ مجھے علم ہے کہ ایک اٹی سے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید نہیں سکتی میں تو یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے روز جب حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو ان کے چاہنے والوں کو، ان کے طرف داروں کو آواز دی جائے تو ان میں میرا بھی نام شامل ہو۔ ہم بھی اپنے بیان سے، اپنے کلام سے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان تو نہیں کر سکتے۔ صرف ان کے مداح خواہاں میں اپنا نام شامل کرنے کے لئے ان کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ ان کی طرف داری حاصل

کرنے کے لئے محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کرتے ہیں ورنہ ہم جانتے ہیں۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ان کا نام نامی اسم گرامی لے کر اپنی قسمت جگا لیتے ہیں اور اپنی ان گزارشات کو جو کہ عطا مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہوتی ہیں وسیلہ نجات میں تحریر کر دیتے ہیں۔ یہ قارئین کی نجات کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ نثر نگاروں اور نعت کو شعراء نے اپنا زور قلم صرف کر کے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ لیکن

ثنائے محمد ابھی ہے نا مکمل
تو پھر چل رہے ہیں یہ قلم کس لئے ہیں

ناہم سنت الہی پر عمل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہم محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں جس میں نظم و نثر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اور جب اور جہاں یہ اذکار ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت برسنا شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے اور جب یہ رحمت برکتی ہے تو ہماری نجات اور بخشش کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ یہی ساری کاروائی ہم وسیلہ نجات میں لکھ دیتے ہیں۔ جب قاری اس کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ بھی ذاکرین میں شامل ہو جاتا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت برکتی ہے یوں وسیلہ نجات اس کے قاری کی نجات کا وسیلہ بن جاتی ہے۔ وسیلہ نجات کو شائع کرنے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں میں جاگزین ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کا

مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو اے رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے
کتاب کو بہتر سے بہتر طور پر پیش کرنے کے لئے قارئین کی قیمت آراء کا منتظر رہوں گا۔
وسیلہ نجات حصہ اٹھارواں پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
وسیلہ جمیلہ سے ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے سعادت دارین
بنائے۔ آمین

پروفیسر عبدالغفار چوہدری

نقشبندی علوی 18-07-2006

وسیلہ نجات فری لائبریری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین
کرنے کے لئے وسیلہ نجات اور دیگر دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے۔

ذیل سرپرستی

پیر طریقت راہبر شریعت واقف امرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

منجانب:- شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5 گلی نمبر 10 محمود آباد کالونی

فیصل آباد۔ فون نمبر:- 041-8862351 موبائل:- 0301-7169263

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جاناں	۷
۴	قرآن - ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸
۵	سفر جانب دروہی کا اثر	۴۱
۶	سچے اور جھوٹے کی پہچان	۶۷
۷	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے راز ہیں	۸۷
۸	ایک زمانہ صحبت با اولیاء	۹۶
۹	محبت کا اثر	۱۰۹
۱۰	ماں دی شان	۱۱۷
۱۱	نقش قدم	۱۲۸
۱۲	شب بارات	۱۴۱
۱۳	MORE-MERCIFUL	۱۴۹
۱۴	گستاخ رسول کون ہے	۱۵۷
۱۵	صراطِ مستقیم	۱۷۶
۱۶	ہم غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں	۲۰۱

فقط نگاہ سے رنگین ہے بزمِ جاناں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

معزز حاضرین ایک بات تو یہ ہے کہ حافظ محمد خان صاحب نے نعت پڑھی ہے کہ

میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے تیری راہ میں اکھیاں بچھاتے بچھاتے
تیری حسرتوں میں، تیری چاہتوں میں بڑے دن ہوئے گھر سجاتے سجاتے
میرا ہے یہ ایمان، یہ میرا یقین ہے میرے مصطفیٰ سا کوئی نہیں ہے
رُخ ان کا دیکھا ہے جب سے قمر نے نکلتا ہے منہ چھپاتے چھپاتے
قیامت کا منظر بڑا پر خطر ہے مگر مصطفیٰ کا جو بھی دیوانہ ہے
وہ پہلے پر سے گزرے گا سرور ہو کر نعرہ نبی کا لگاتے لگاتے
یہ مانا کہ اک دن آئی ہے قضا مگر دوستوں سے ہے میری التجا
شہر حرم کی ہر گلی سے جنازہ اٹھانا گھماتے گھماتے
میری عرض ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں موجود ہیں پھر یہ کہنا کہ آقا
آؤ یہ کوئی بات نہیں بنتی۔ انا ارسلنک شاہدا و مبشرا و نذیرا (الفح ۸) "بے شک
ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا" آپ یہ آیت مبارکہ کی تلاوت بھی
کرتے ہیں کہ وہ موقع کے کواہ ہیں۔ جس طرح سے میں کواہ ہوں کہ پروفیسر صاحب

میرے پاس بیٹھے ہیں۔ میں کواہ ہوں کہ یہ ریکارڈنگ کر رہے ہیں میری تقریر ریکارڈ ہو
رہی ہے۔ میں شاہد ہوں اور آپ بھی اس امر کے شاہد ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
پوری کائنات کے ہر ذرے کے لئے شاہد ہیں اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ
سکوں تو یہ میری کوتاہی ہے میری کمی ہے لیکن ان کے موجود ہونے میں تو کوئی شک نہیں
ہے۔ اس لئے نعت خوان حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایسی نعت شریف لائیں
جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر ناظر ہونے کی نفی نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ
علیہ کو دیکھئے کہ ان کا پہلا شعر ہی ہے کہ

واہ کیا جود و کرم ہے شاو بلحا تیرا

نہیں سنتا ہی نہیں مانگتے والا تیرا

تیرا تو تجھی کہیں گے کہ جب مخاطب سامنے موجود ہو گا۔ اے سیفی صاحب آپ نے اچھی
نعت پڑھی ہے۔ جب میں نے "اے" کہہ دیا تو مطلب یہ ہے کہ سیفی صاحب موجود
ہیں اور اگر میں یوں کہوں کہ سیفی صاحب کی نعت اچھی ہوتی ہے تو اس سے یہ پتہ نہیں
چلتا کہ سیفی صاحب یہاں موجود ہیں کہ نہیں ہیں۔ "اے" کا مطلب عربی میں "یا" ہوتا
ہے۔ جب "یا" آتا ہے تو وہ موجودگی کو ظاہر کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دلوں
میں موجود ہیں۔ کوئی ذرہ بھی نور نبوت سے خالی نہیں ہے۔ حافظ صاحب نے جو نعت
پڑھی ہے وہ نعت تو بن گئی لیکن یہ شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیار کے مطابق
نہیں ہے۔ اب بات یہ ہے کہ نفس کس طرح سے راہِ راست پر آتا ہے۔ نفس بندے
کے باطن میں ایک قوت ہے وہ برائی کی بھی ہو سکتی ہے اور اچھائی کی بھی ہو سکتی ہے۔ اس
قوت کا حامی شیطان بھی ہو سکتا ہے اس کا حامی رحمانی بھی ہو سکتا ہے۔ اس کا حامی روح
بھی ہو سکتا ہے اس کا حامی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں۔ نفس کی پانچ حالتیں

ہیں۔ ایک یہ ہے کہ صرف برائی ہی کرنا کہ اگر بندے پر شیطان کا قبضہ ہے تو وہ نفس کو گناہ کرنے پر ہی آمادہ رکھے گا ایسا بندہ گناہ کرنے سے خوش ہو گا اسے کبھی گناہ کرنے پر افسوس نہیں ہو گا۔ اگر اس نے ڈاکہ زنی کی اور بہت سارا مال ہاتھ آ گیا تو خوش ہو جائے گا۔ زنا کر کے بڑا لطف اٹھائے گا۔ پھر نفس کی ایک ایسی حالت آتی ہے کہ وہ بدی کے ساتھ ساتھ نیکی بھی کرنے لگتا ہے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ یہ ایسی حالت کس طرح بدلتی ہے۔ پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ نیکیاں زیادہ اور برائیاں کم ہو جاتی ہیں پھر صرف نیکیاں ہی آ جاتی ہیں برائیاں بالکل ختم ہو جاتی ہیں۔ بلا اثر جب نفس بالکل سدھر جاتا ہے ٹھیک ہو جاتا ہے بندے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب آ جاتی ہے۔ پھر وہ جو کچھ بھی کرتا ہے وہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رضائے الہی کے لئے ہی کرتا ہے۔ اب بات یہ کرنی ہے کہ تمام حالتیں کس طرح سے طے ہوتی ہیں۔ تبدیلی کس طرح سے ممکن ہوتی ہے اس میں پہلی بات یہ ہے کہ بندے کو تصور مرشد میں کمال حاصل ہو جائے تصور مرشد کریم سے اس کی ابتداء ہوتی ہے۔

بنامرشد اس کسے نہ ماریا ظالم چور اندر دا ہو
مرشد کریم کے بغیر نفس نہیں مرتا ہے۔

الف اللہ چھے دی بوٹی مرشد من میرے دچہ لائی ہو
نئی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مٹک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو
جیوے مرشد یا حضرت باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

وہ جو نیکی کی بوٹی لگتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بوٹی لگتی ہے وہ مرشد کریم نے لگائی ہے اس کے بغیر وہ نہیں لگتی ہے۔ جب کوئی بیعت ہوتا ہے تو اس بیعت میں اس کا

اپنا ارادہ نہ ہو بلکہ مرشد کریم کا ارادہ ہو کہ اسے بیعت کرنا ہے۔ اس کو مرید کرنا ہے۔ جب بیعت ہو جائے تو اس کے ذمہ اب یہ ہے کہ مرشد کریم کے تصور سے ذکر الہی کرے۔ ذکر الہی سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ نفس پر سے اس کا قبضہ ختم ہو جاتا ہے اور نفس پر روح کا قبضہ ہو جاتا ہے۔ مرشد کریم کی محبت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اس میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو نفس سدھرتا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ راہ راست پر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ برائی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ تصور مرشد کریم کے بغیر نفس کو سیدھی راہ پہ لانا ممکن نہیں ہے یہ Impossible ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے اٹھ کر اپنے گھروں کو جاتے تو پھر جلدی واپس آ جاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے اس طرز کو پوچھتے تو عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں ہوتے ہیں تو برے خیال دل میں پیدا ہوتے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں تو نیکیاں کرنے کو دل چاہتا ہے۔ فرمایا کہ اگر تم میرے پاس ہی بیٹھے رہو تو فرشتے تمہارے ہاتھوں کو بوسہ دیں۔ لیکن اپنے گھر میں جانا بھی ضروری ہے اس لئے جب تم اپنے گھروں کو جاؤ تو میرا تصور ساتھ لے کر جاؤ۔ میرا تصور رکھو گے تو شیطان تم پر غلبہ نہیں پاسکے گا۔ میں اپنی کہانی سنانا ہوں کہ میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں پروفیسر تھا کہ میرے ایک شاگرد نے جو ایم ایس سی کا طالب علم تھا داڑھی رکھ لی۔ میں نے بھی ان دنوں داڑھی نہیں رکھی تھی۔ میں نے اس طالب علم سے پوچھا کہ تم جٹ برادری سے تعلق رکھتے ہو اور پھر یہ تبدیلی کیسی کہ داڑھی رکھ لی ہے سر پر ٹوپی آ گئی ہے۔ یہ تمہیں کیسے خیال آیا ہے تمہیں کیا فکر لاحق ہو گئی ہے۔ کہنے لگا کہ مرشد کریم کے پاس بیٹھ کر وہاں حاضری دے کر یہ اثر ہوا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق پیدا ہو گئی ہے

میرے دل میں داڑھی رکھنے اور ٹوپی رکھنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے تو میں نے اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ میں نے کہا کہ کسی روز آپ مجھے بھی اپنے مرشد کریم کے پاس لے چلو۔ مرشد کریم حضرت سرکار صوفی محمد شریف صاحب ظلیق رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں کو حرمہ شریف میں رہائش پذیر تھے۔ وہ طالب علم مجھے ان کے پاس لے گیا۔ میں نے مرشد کریم سے سوال کیا کہ حضرت صاحب تقویٰ کس طرح سے آتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی توفیق کس طرح سے آتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ مدینے سے لائی جاتی ہے اور نظر سے پلائی جاتی ہے۔ جو آدمی ابھی سلسلہ میں بالکل نیا داخل ہوا ہو۔ اس کو کس طرح سے سمجھایا جاسکتا ہے۔ یہ تو مرشد کریم کی نظر عنایت ہوتی ہے کہ جس سے تقویٰ پرہیز گاری آتی ہے۔ یہ الفاظ یا تقریر یا تحریر سے نہیں آتی ہے۔ جو غلط فرماتے ہیں ان میں تقاریر بہت ہوتی ہے۔ تحریروں سے کتب بھری ہوئی ہیں۔ علم بھی بہت زیادہ ہے لیکن ان میں سے تقویٰ نہیں ہے۔ جن لوگوں کا عقیدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی صحیح نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق درست نہیں ہے ان میں تقویٰ کہاں سے آئے گا۔ کیا ان کا تقویٰ اور کیا ان کی پرہیز گاری ہوگی۔ فرمایا کہ جو بندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو محفل سے ذرا علیحدہ لے جائیں اور اس سے پوچھ لیں کہ اس کی سابقہ حالت کیا تھی اور موجودہ حالت کیا ہے۔ میں نے ایسے ہی ایک بندے کو بازو سے پکڑا اور علیحدہ لے گیا اس کا نام بشیر خان تھا۔ میں نے اس سے مرشد کریم کی ہدایت کے مطابق پوچھا کہ بشیر خاں آپ مجھے بتائیں کہ بیعت کرنے سے آپ میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ میں PINP ہوتا تھا۔ جانتے ہو کہ پنپ کیا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کاروبار کرتا ہے کہ لڑکوں کے لئے لڑکیاں سپلائی کرتا ہے۔ جسے ہم اپنی زبان میں "ڈاکا" کہتے ہیں۔ دلال اور چیز ہے اور ڈاکا اور چیز ہے۔ دلال اجناس

وغیرہ کی خرید و فروخت کرتا ہے۔ کمیشن ایجنٹ سمجھ لیں۔ لیکن ڈاکا عورتوں کا کاروبار کرتا ہے کہ جس طرح کسی زمانہ میں چنیوٹ بازار کے کول میں قاحشہ عورتیں یہ دھندہ کرتی تھیں اور پھر کورنمنٹ نے ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا تو وہ سارے شہر میں پھیل گئیں اور جگہ بجگہ فحاشی کے اڈے کھل گئے اور انہوں نے اپنے گاہک ڈھونڈنے کے لئے آدمی مقرر کر لئے۔ چنیوٹ بازار میں تو گاہک از خود آ جاتے تھے لیکن اب ان کو اپنا پتہ ٹھکانہ وغیرہ بتانے کے لئے آدمی رکھنے پڑے جن کو ڈاکا کہتے ہیں۔ بشیر خاں بھی یہی کام کرتا تھا۔ لڑکیوں کو سپلائی کرتا تھا۔ بشیر خاں ان لڑکوں سے بھی اور لڑکیوں سے بھی کمیشن وصول کرتا تھا۔ پھر اس نے بتایا کہ ایک لڑکی پر میں عاشق ہو گیا اور میں نے اسے پیشکش کی کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس لڑکی نے کہا کہ تو نے مجھ سے شادی کیا کرتی ہے۔ تو بھوکا بنگا فقیر آدمی ہے۔ میری آمدنی پر تیرا گزار اوقات ہو رہا ہے تو مجھے کیا دے سکتا ہے۔ اگر مجھے شادی ہی کرنا ہوگی تو کسی امیر کبیر سے کر دوں گی کہ جہاں عیش و عشرت میں زندگی بسر ہوگی۔ تیرے ساتھ رہ کر میں نے کیا بھوک مرنا ہے۔ لیکن میں اپنے عشق میں اندھا ہو رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کس طرح سے اس کو قابو کیا جائے۔ میرا چائے کا ہوٹل تھا یونیورسٹی کے طلباء میرے پاس آتے، چائے پیتے بڑی ٹویاں وغیرہ پہنے ہوتے تو میں نے ایک سے پوچھا کہ آپ نے اپنی وضع قطع بڑی اسلامی بنا رکھی ہے آپ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ ہم کو حرمہ شریف میں اپنے پیر صاحب صوفی محمد شریف صاحب ظلیق رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں ان کی محفل میں حاضری دینے سے ٹوپی پہننے کی بھی عادت ہو گئی ہے۔ داڑھی بھی رکھ لی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق ہو گئی ہے۔ بشیر خاں نے اس سے کہا کہ مجھے بھی اپنے پیر خانے لے چلو دل میں یہ تھا کہ ان کے پیر صاحب سے اس لڑکی کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے تعویذ حاصل کروں گا

اور تعویذ کے ذریعہ سے اس لڑکی کو شادی کرنے پر راضی کر لوں گا۔ میں جب وہاں گیا تو حضرت صاحب ارشادات دے رہے تھے میں ان کی محفل میں بیٹھ گیا کہ یہ فارغ ہوں تو میں اپنا مقصد بیان کروں۔ انہوں نے دوران ارشادات دو تین بار میری طرف غور سے دیکھا تو میرے دل کی کیفیت بدل گئی۔ اس لڑکی کا عشق ملنے لگا اور دل میں یہ خیال آنا شروع ہو گیا کہ وہ عورت تو گندی ہے فاحشہ ہے ہر جائی ہے۔ اگر تو اس سے شادی کرے گا تو اس سے جو اولاد ہوگی وہ بھی اسی طرح سے ہی ہوگی۔ مجھے اس عورت میں ہزاروں عیب اور نقص نظر آنے شروع ہو گئے۔ پہلے میں اس کے حسن پر فریضہ ہو گیا تھا اس میں ہر خوبی نظر آتی تھی۔ میں اس کا بہت گرویدہ بن گیا تھا۔ اس کو ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کی فرقت کو ارا نہ تھی لیکن اب دل کی کایا پلٹ گئی اور اس کی ہر خوبی مجھے برائی نظر آنے لگی۔ میں نے ارادہ کر لیا کہ اس سے شادی ہرگز نہیں کروں گا۔ اور نہ ہی مجھے کسی ایسے تعویذ کی ضرورت ہے ابھی مرشد کریم سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اپنی حاضری کا مدعا بھی بیان نہیں کیا تھا۔ جس طرح سے کہ میں نے شعر پڑھا ہے کہ کشف الدجی بجمالہ جمال سے، زیارت سے ہی اندھیرے دور ہوتے ہیں۔ دل بدل جاتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بلغ العلیٰ بکمالہ ، کشف الدجی بجمالہ

حسنات جمیع خصالہ، صلوا علیہ والہ

گناہ اندھیرا ہے، بدعتیہ کی اندھیرا ہے، بے علمی اندھیرا ہے اور یہ اندھیرے نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوتے ہیں اور فی زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی نگاہ سے اندھیرے دور ہوتے ہیں۔ غلام چھوٹا ہو کہ بڑا ہو لیکن غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو اس کی نگاہ سے اندھیرے دور ہوتے ہیں۔ بشیر خاں نے بتایا کہ میرے دل سے اس

عورت کی محبت نکل گئی اور اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور مجھے اپنے اس کاروبار سے بھی نفرت ہو گئی۔ پیر صاحب ارشادات سے فارغ ہوئے اور مجھے پوچھا کہ آپ آج نئے آدمی آئے ہیں۔ کس طرح سے آئے ہیں کیا کوئی کام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آیا تو کسی اور غرض سے تھا لیکن اب وہ غرض نہیں رہی آپ مجھے اپنا مرید کر لیں۔ آپ نے مجھے بیعت کر لیا ذکر سکھایا۔ ورد وظائف بتا دیے۔ میں نے یونیورسٹی کے قریب بڑا قبرستان ہے اس کی جنازہ گاہ کی چابی لے لی اور رات کو دو، دو، تین تین گھنٹے وہاں ذکر کیا کرتا تھا کیفیات بدلنا شروع ہو گئیں۔ اب وہ عورت میرے پیچھے پیچھے پھرتی تھی کہ آؤ مجھ سے شادی کر لو۔ لیکن اب میں انکار کرتا تھا اور وہ اصرار کرتی تھی۔ اس نے انکار کی وجہ پوچھی تو میں نے اسے اپنی کہانی سنا دی کہ اب مجھے تیری ضرورت نہیں رہی مجھ پر میرے پیر صاحب کا کرم ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اب تیری کیا حالت ہے تو کہنے لگا کہ اب مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گھر جاتے تو ان کو عجب خیال آتے اور وہ جلدی واپس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ بشیر خاں گھر میں تو ایک کجری کا عاشق تھا لیکن آستانے پر گیا اور ایسا پرہیز گار بنا ایسا تقویٰ آ گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زیارت کرنے والا بن گیا۔ یہ مرشد کریم کی نظر عنایت کا کمال ہے۔ فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جاناں "حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے کہ آپ کے شہر میں ایک سود خوار تھا۔ لوگوں کو رقم سود پر دیتا تھا۔ اور بڑی سختی سے وصول کرتا تھا۔ ایک بیوہ عورت کو اس نے رقم دی اور اس سے سود اور رقم واپس لینے گیا۔ عورت مجبور تھی مفلس تھی مقروض تھی اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ منت سماجت کرتی رہی کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے میں تمہارا قرضہ ضرور ادا کروں گی مجھے مہلت دے دو۔ اس شخص نے کہا

کہ میں نے خالی ہاتھ واپس نہیں جانا ہے۔ سامنے پکی ہوئی ہنڈیا پڑی تھی اس نے وہی ہنڈیا ہی اٹھالی اور چلا گیا۔ عورت نے بہت منت سماجت کی کہ میرے بچے بھوکے ہیں۔ خدا واسطے رحم کر دے یہ ہنڈیا رہنے دو لیکن اس نے ایک نہ سنی اور کہا کہ تیرے بچے بھوکے مرتے ہیں تو مرتے رہیں مجھے تو اپنے بیٹوں کی ضرورت ہے وہ ہر حال میں وصول کرنے ہیں۔ وہ ہنڈیا لے کر جا رہا تھا کہ راستہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ آگیا۔ لوگ وہاں بیٹھے تھے۔ اس نے بھی وہ ہنڈیا وہاں ایک طرف رکھی اور آستانہ میں چند منٹ کے لئے بیٹھ گیا کوئی غرض نہیں تھی بس یونہی بیٹھ گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جب اس پر پڑی تو وہ اپنا کام کر گئی اور اس کی کیفیت بدل گئی۔ آیا تھا تو تنگی تھا گیا تو جنتی بن کر گیا۔ لوگوں میں اس سے متعلق مشہور تھا کہ اگر اس کا سایہ بھی کسی پر پڑ جائے تو وہ بھی جہنمی ہو جاتا ہے۔ اسکے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں نے زیادتی کی ہے اس عورت کی ہنڈیا بھی واپس کر دوں اور معافی بھی مانگوں۔ جب وہ واپس باہر نکلا تو لوگوں نے وہی کہنا شروع کر دیا کہ شتی آرہا ہے۔ ہاتھ سے آواز آئی کہ اب شتی نہیں ہے اس پر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ پڑ گئی ہے اب یہ سعید ہو گیا ہے۔ جنتی ہو گیا ہے۔ فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جاناں اس طرح سے نفس سدھرتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ایک چور آگیا۔ رات کو چھپ کر بیٹھ گیا کہ یہ کسی کام سے باہر نکلیں گے تو میں ان کا قیمتی جبہ چوری کر کے لے جاؤں گا۔ اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا غوث الاعظم ایک علاقہ کا قطب فوت ہو گیا ہے۔ وہاں کوئی قطب مقرر فرما دیں۔ فرمایا کہ صبح دیں گے۔ عرض کیا کہ صبح تک تو وہ علاقہ کے لوگ بدعتیہ کی کا شکار ہو جائیں گے۔ ابھی ہی قطب عنایت کر دیں۔ فرمایا کہ ابھی تو اور کوئی نہیں ہے یہ ایک چور چھپا ہوا ہے اسی کو ہی لے جاؤ۔

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ ڈالی اور چور کو قطب بنا کر رکھ دیا۔ فقط نگاہ سے ہے رنگین یہ بزم جاناں۔ یوں ایک نگاہ سے باطن صاف ہوتے ہیں نفس پاکیزہ ہوتے ہیں۔ تقویٰ آتا ہے۔ مرشد کریم کی نگاہ سے تقدیر بدلتی ہے۔ مرشد کریم کے پاس حاضری ضروری ہے۔ کاروبار زندگی بھی کرنا ہوتا ہے ہر وقت حاضری بھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن تصور تو قائم رہ سکتا ہے جس کسی کام میں بھی مشغول ہو وہ بھی کر دینا لیکن مرشد کریم کا تصور قائم رکھو۔ مرشد کریم کا تصور ذکر سے اور درود شریف پڑھنے سے آسان ہو جاتا ہے اور مرشد کریم کی نگاہ میں آ جاتا ہے۔ مرشد کریم کے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں اپنا کام بھی کرو۔ لیکن دل میں تصور مرشد کریم رکھو۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مشہور واقعہ ہے کہ آپ تنگی ریشی میں رہتے تھے۔ تنگدستی تھی جو کچھ بھی ملتا اسے راو خدا میں تقسیم کر دیتے تھے۔ گھر میں کچھ نہ رکھتے تھے۔ ایک روز مہمان آگئے تو ان کے سامنے ایک مانبائی کی دکان تھی کہ جس طرح سے آپ کے مکان کے سامنے یہ بیکری ہے۔ مانبائی نے دیکھا کہ حضرت صاحب نے تو آج روٹی بھی نہیں لگوائی ہے اور مہمان بھی آگئے ہیں اس مانبائی نے کچھ کھانا آپ کے ہاں بھجوا دیا۔ مہمانوں نے کھانا کھلایا اور چلے گئے۔ حضرت صاحب نے گھر سے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا تھا کس نے مہربانی فرمائی تھی۔ کھانا گھر میں تو نہ تھا۔ عرض کیا کہ یہ کھانا مانبائی کی دکان سے آیا تھا۔ آپ نے اس مانبائی کو بلایا۔ اور فرمایا کہ تو نے بڑی مہربانی کی ہے شفقت فرمائی ہے مہمانوں کے لئے کھانا بھیج کر بڑا احسان کیا ہے۔ میں تیری اس خدمت سے خوش ہوا ہوں۔ آپ مانگو کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب میں نے کسی معاوضہ کے لئے یہ کام نہیں کیا ہے۔ ہاں اگر آپ کچھ دینا چاہتے ہیں تو یہ ہے کہ مجھے بھی اپنے جیسا ہی بنا دیں۔ فرمایا کہ یہ ہو تو جائے گا لیکن تو اسے برداشت نہیں کر سکے گا۔ عرض کیا کہ برداشت ہونہ ہو

میں آپ جیسا بننا چاہتا ہوں آپ اگر یہ کر سکتے ہیں تو کر دیں۔ آپ نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور نظر ڈالی تو وہ مانتائی بالکل حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی صورت بن گیا۔ شکل و صورت اور لباس تک بدل گیا۔ جس کی صحبت میں ہوتا ہے اسی جیسے ہی کپڑے بھی بن جاتے ہیں جس کے تصور میں ہوتا ہے اس کی شخصیت جیسی شخصیت بن جاتی ہے۔ دیکھنے میں وہ دوہوتے ہیں ایک مرشد کریم ہوتا ہے اور ایک مرید ہوتا ہے لیکن مرید اپنے مرشد کریم کی صحبت میں رہ کر بالکل اس کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ وہ مانتائی بھی بالکل بدل کر حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہو گیا۔ بس یہی فرق تھا کہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں تھے اور مانتائی مدہوش تھا۔ اور اسی مدہوشی میں ہی انتقال کر گیا کہ وہ برداشت نہ کر سکا جو کچھ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ نے اس کو دے دیا تھا۔ حضرت خواجہ علی رامیہی المعروف عزیزاں علی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ان کے ہاں مہمان آگئے۔ گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی کہ جس سے مہمان نوازیں کر سکیں۔ اچانک آپ کا ایک معتقد طعام فروش لڑکا کچھ کھانا لے کر حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کھانا میں نے آپ کے مہمانوں کے لئے تیار کیا ہے آپ اس کو قبول فرمائیں۔ آپ کو اس لڑکے کی یہ خدمت بہت پسند آئی۔ مہمان کھانا کھا کر جا چکے تو آپ نے اس لڑکے کو بلایا اور فرمایا ہم تیری خدمت سے بہت خوش ہیں جو تیری مراد ہے وہ بے دھڑک مانگ لو۔ اس لڑکے نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ خواجہ عزیزاں بن جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے لئے بہت مشکل ہے تجھ میں اتنا بھاری بوجھ اٹھانے کی ہمت اور طاقت نہیں ہے۔ لڑکے نے کہا کہ پھر تو آرزو یہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی تمنا نہیں ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی تو وہ لڑکا تھوڑی دیر میں صورت و سیرت میں بالکل آپ کی طرح کا بن گیا۔ لیکن برداشت نہ کر سکا اور چالیس روز کے بعد مر گیا۔ فقط نگاہ ہے رنگین یہ بزم جاماناں۔

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے میخانے میں فقط نگاہ سے ہے رنگین یہ بزم جاماناں۔ ہجرت کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز غار ثور میں قیام فرمایا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن اور تین رات یہ موقع مل گیا کہ وہ حضور نبی کریم کی زیارت کرتے رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام بھی فرما لیتے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اب موقعہ ہے کہ خوب سیر ہو کر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر لوں۔ اسی زیارت کا یہ اثر ہوا کہ تین دن میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل و صورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بن گئی۔ ظاہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور باطن میں صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب سفر ہجرت طے کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو لوگوں کو یہ پہچاننا مشکل ہو گیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہے اور غلام کون ہے۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کی اس مشکل کا احساس ہوا تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر انور پر سایہ کر دیا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہ ہیں اور میں ان کا غلام ہوں۔ زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل و صورت بدل کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کر دی۔ یہ بات آج بھی اسی طرح سے ممکن ہے کہ مرید جب اپنے پیر صاحب کی صحبت میں رہتا ہے تو جب پیر صاحب کی نگاہ عنایت کام کرتی ہے تو مرید بھی اپنے پیر صاحب کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ فقط نگاہ سے ہے رنگین یہ بزم جاماناں "حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کے گھر گئے تو اس

گھر کی مٹی سے یا حمام کی مٹی سے ان کو اپنے محبوب کی خوشبو آئی۔ آپ نے مٹی سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ تم میں سے خوشبو آ رہی ہے۔ تو کستوری ہے کہ عرق گلاب ہے یا کیا ہے کہ تجھ میں خوشبو پیدا ہو گئی ہے۔ وہ مٹی کہتی ہے کہ

جمال ہم نشین در من اثر کرد
وگر نہ ہما خاتم کہ ہستم

مٹی نے کہا کہ میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ میں تو اپنے محبوب کو دیکھتی رہی ہوں کہ مجھ میں خوشبو پیدا ہو گئی ہے ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔ مدینہ شریف کی خاک میں خوشبو ہے۔ یہ کیوں ہے کہ جمال ہم نشین در من اثر کرد۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہاں جلوہ گری ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی نے وہاں خوشبو ہی خوشبو پیدا کر دی ہے۔ حضرات ذکر الہی کرو اور تصور مرشد کریم کو قائم کرو تو فنا بیت بھی مل جائے گی۔ شکل و صورت بھی پیر صاحب کے مشابہ ہو جائے گی۔ باطن میں بھی تبدیلی آئے گی دل بھی بدل جائے گا۔ نفس بھی سدھر جائے گا۔ اگر کوئی زبردستی آپ سے کہے کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو تو پھر اس طرح سے کوئی بھی سیدھا نہیں ہو گا۔ بلکہ الٹا اثر ہوتا ہے۔ کبھی کسی جیل سے کوئی مجرم صحیح ہو کر باہر نہیں آیا۔ کسی کی کبھی کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ چور اپنی سزا پوری کر کے جب باہر آتا ہے تو پہلے سے بھی زیادہ بڑا اور تجربہ حاصل کر کے باہر آتا ہے۔ کیونکہ جیل میں جب بہت سارے مجرم اکٹھے بند کئے جاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے نئے نئے داؤ سیکھ کر باہر آتے ہیں۔ چور یا ڈاکو ایک طریقہ جانتا ہے لیکن جب جیل میں بند ہوتا ہے تو دوسرے چوروں اور ڈاکوؤں سے ان کے داؤ بیچ بھی سیکھ لیتا ہے۔ پھر ایک نہیں کئی داؤ سے کئی طریقوں سے ڈاکہ زن ہوتا ہے۔ اس کے ساتھیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چور، ڈاکو نوسر باز اس کے دوست بن جاتے ہیں۔ جیل جانے سے پہلے وہ

دس نمبر یا ہوتا ہے لیکن جیل سے رہا ہو کر وہ ایک سو دس نمبر یا بن جاتا ہے۔ وہ چھوٹا نہیں بلکہ بڑا ہی بنے گا اس لئے کہ وہاں جیل میں سب چور ہی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی صحبت میں رہ کر چور ہی بنتے ہیں۔ سرہند شریف والی سرکار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کوالیار کی جیل میں بند کر دیا گیا۔ ان کی زیارت سے ہی سارے چور توبہ تائب ہو گئے اور ان کی ایک روحانی فوج بن گئی۔ جب باہر آئے تو معاشرہ کے لئے راہ ہدایت دینے والے بن گئے۔ جہانگیر بادشاہ کی روحانی تربیت کرنے والے بھی ان چوروں میں سے ہی ایک تھے۔ جہانگیر گرمیوں کے موسم میں کشمیر جا رہا تھا کہ حضرت صاحب کے مریدوں نے ان کو راستہ میں پکڑ لیا تھا۔ اور اکبر کو پیغام دیا تھا کہ آپ نے ہمارے پیر مرشد حضرت مجدد الف ثانی کو قید کر رکھا ہے۔ جب تک آپ اس کو رہا نہیں کرتے ہم تیرے بیٹے جہانگیر کو بھی نہیں چھوڑیں گے نہ ہی اس کے اہل خانہ کے دوسرے افراد کو چھوڑیں گے۔ اکبر نے حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے دوسرے رفقاء کی رہائی کا حکم جاری کر دیا۔ وہی ان کے رفقاء جو پہلے کسی نہ کسی جرم میں جیل میں بند کئے گئے تھے لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے اور آپ کی نگاہ نے ان کو راہ راست پر آنے کے لئے اثر کیا اور سدھر گئے۔ فقط نگاہ سے رنگین ہے یہ یزم جاناں۔ جس کے پاس بھی آپ بیٹھیں گے جس کی صحبت اختیار کرو گے اسی کا اثر تم پر ہو جائے گا۔

صحبت صالح ترا صالح کنند
صحبت طالح ترا طالح کنند

نیک کی صحبت تمہیں نیک بنا دیتی ہے اور بدوں کی صحبت اختیار کرو گے تو وہ تمہیں برا بنا دے گی۔ مرشد کریم کی حاضری میں بیٹھنا بھی صحبت اختیار کرنا ہے اور مرشد کریم کے تصور میں رہنا یہ بھی صحبت اختیار کرنا ہی ہے۔ کاروبار زندگی تو بند نہیں کر سکتے۔ آپ نے سکول

جانا ہے۔ آپ نے کالج جانا ہے۔ آپ نے اپنی ملازمت پر جانا ہے آپ نے دکان پر جانا ہے۔ روزگار کیلئے ہر ایک نے اپنے اپنے کام میں مصروف ہونا ہے۔ اس لئے ہر ایک کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ہمہ تن ہمہ وقت مرشد کریم کی صحبت میں ہی رہ سکے لیکن یہ تو ممکن ہے کہ آپ ہر وقت تصور مرشد میں رہ سکیں۔ تصور مرشد ایک ایسی بنیادی چیز ہے کہ جو اس کو کر سکے وہی کامیاب ہو جائے گا۔ جس کو تصور مرشد نصیب ہو جائے وہی متقی ہے۔ کسی بھی آستانہ عالیہ پر چلے جاؤ۔ حضرت محمد اسماعیل صاحب المعروف کراماں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر چلے جاؤ۔ ہر بندے کی شکل و صورت ایک جیسی نظر آئے گی۔ ہر آستانہ عالیہ کا اپنا ہی رنگ ہے اپنا ہی ڈھنگ ہے۔ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ہی رنگ ہے۔ یہ ایسا کیوں ہے ایک ہی جیسی شکل و صورت کیوں نظر آتی ہے۔ یہ پیر مرشد کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ ان کی نگاہ عنایت کا اثر ہوتا ہے۔ اگر نوسر بازوں کے پاس بیٹھو گے تو ان جیسے ہو جاؤ گے۔ شرابی، چور، زانی کی صحبت میں رہو گے تو انہی کا رنگ تم پر بھی آجائے گا۔ یہ نہیں ہے کہ برائی اثر نہیں کرتی۔ اگر کسی ولی کی صالحین کی صحبت اثر کرتی ہے تو اسی طرح سے بدوں کی صحبت بھی اثر کرتی ہے۔ شیطان کی صحبت بھی اثر رکھتی ہے۔ اسی لئے ہے کہ بدوں کی محفل سے بچو۔ فلا تفعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (الانعام ۶۸) "ظالموں کے پاس نہ بیٹھو اس آیت مبارکہ میں حکم ہے کہ بے دینوں کی محفل میں نہ بیٹھو۔ اس لئے تقویٰ پر ہیزگاری کا مطلب نفس کو مارنا ہے۔ نفس ظالم مرتا تو نہیں ہے ہاں البتہ اسے راہ راست پر لانا۔ اسے سیدھتا کرنا مقصود ہے۔ اور نفس کی پاکیزگی کے لئے صالحین کی صحبت اختیار کرنا لازمی ہے۔ کوئی ذکر، کوئی اللہ ہو، کوئی ذکر الہی، کوئی الحمد للہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ تصور مرشد کریم سے اس کی اجازت نہ ہو۔ مرشد کریم کی اجازت سے ذکر کرے گا تو یہ ذکر قبول ہو جائے گا۔ اگر اللہ

ہو کی اجازت ملی ہے۔ تو اللہ ہو قبول ہو جائے گا۔ اگر مرشد کریم لا الہ الا اللہ کی اجازت دیتا ہے تو یہ قبول ہو جائے گا۔ مرشد کریم کی اجازت کے بغیر کوئی کچھ قبول نہیں ہوتا۔ شیطان بہت عبادت گزار ہے۔ نمازیں بہت پڑھتا ہے۔ ریاضت بہت کرتا ہے۔ پھر وہ تو حید کا علمبردار بھی ہے۔ لا الہ الا اللہ کا وہ ذکر ہے لیکن اس کا یہ قبول نہیں ہوتا اسی لئے کہ اس کا پیر کوئی نہیں ہے۔ اس کا تصور مرشد کریم نہیں ہے اس کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں ہے۔ مرشد کریم کا کام ہی یہ ہے کہ وہ مرید کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پہنچا دے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت مرید کے دل میں بٹھا دے۔ پیر کامل مے بردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیر ہے۔ نبی نبی ہے اور اللہ اللہ ہے۔ ان میں فرق ہے۔ پیر نبی نہیں ہوتا اور نبی اللہ تعالیٰ نہیں ہوتا لیکن پیر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے، ذریعہ ہے۔ اگر کامل پیر مل گیا۔ کامل مرشد کریم تک رسائی مل گئی تو پھر تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی پہنچ جائے گا پیر کامل کی صحبت اور نگاہ اثر رکھتی ہے۔ جس سے باطن صاف ہوتے ہیں اور نفس سدھر جاتے ہیں شیطان کی صحبت سے بچو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یا ایہا الذین امنوا تقواللہ وکونوا مع الصالحین (التوبہ 119) "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ" اور سچے کون ہیں انعم اللہ علیہم من النبین والصالحین والشهداء والصالحین (النساء ۶۹) ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیاء علیہم السلام صدیقین، شہداء اور صالحین "فی زمانہ صالحین سچے ہیں۔ سچے وہ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور ان میں کون کون ہیں قرآن مجید فرما رہا ہے وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ صدیق ہیں، شہید ہیں اور نیک لوگ ہیں۔ حضرت سرکار سائیں بابا نعمت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آستانہ عالیہ کے پیر دینی دروازہ پر کھڑے تھے اور ان کے بیٹے حضرت سائیں

عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہ العالیہ کار باہر نکال رہے تھے کہ کہیں جانا تھا۔ ایک بہت صحت مند اور طاقتور آدمی گزر رہا تھا کہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نگاہ ڈالی اس نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ اور کہنے لگا کہ سائیں کیا آپ ادھر رہتے ہیں۔ فرمایا ہاں ادھر ہی رہتا ہوں۔ عرض کرتا ہے کہ دس پندرہ منٹ میرا انتظار کر سکیں تو بڑی مہربانی۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں آپ کا انتظار کر لیتا ہوں۔ وہ چلا گیا اور واقعی دس پندرہ منٹ بعد واپس آ گیا اور عرض کرتا ہے کہ مجھے مرید کر لیں۔ فرمایا کہ تو پہلے کیوں بیعت نہ ہوا۔ دس پندرہ منٹ انتظار کرانے کا کیا مقصد تھا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب میں کرائے کا قائل ہوں۔ میں نے ایک بندے کو قتل کرنا تھا۔ جس کے لئے پچاس ہزار روپیہ میں نے پیشگی لیا تھا اور پچاس ہزار روپیہ قتل کے ثابت ہونے پر لیتا تھا۔ لیکن آپ کی نگاہ جب مجھ پر پڑی تو میری نیت بدل گئی۔ میری دل کی کیفیت بدل گئی میں نے سوچا کہ میں نے کتنے ہی بچوں کو یتیم کیا ہے۔ کتنی عورتوں کو یتیم کیا ہے۔ کتنے بھائیوں کو قتل کر دیا ہے کتنے بیٹوں کو قتل کر دیا ہے۔ مجھے اپنے اس کردار پر شرم آئی ہے اور میں نے سوچا کہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے میں نے جو پچاس ہزار پیشگی لیا تھا میں وہ واپس کرنے گیا تھا اور قتل کرنے سے توبہ تائب ہوتا ہوں۔ میں جب ایک دفعہ دادو شریف گیا تو اس بندے سے ملاقات ہوئی۔ سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا اٹرو پو کرو۔ میں نے اس سے پوچھا تو یہ ساری کہانی اس نے مجھے سنائی کہ اس طرح سے میری کیفیت بدل گئی۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت کس حالت میں ہو۔ کہنے لگا کہ اب میں آسانی سیر کرتا ہوں۔ سارے آسمان پر سیر کر کے واپس آ جاتا ہوں۔ یہ ہے نگاہ دلی اور یہ ہے کہ "فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جاناں"۔

نہ م نہ صراحی نہ دور بیانہ

فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جاناں
اگر تجھ پر کسی کی نگاہ پڑ جائے تو نہ صرف یہ کہ تو نیک ہو جائے گا بلکہ نیک گر بن جائے گا۔ یہ ساری بات ہے کہ آپ بھی اگر کر لیں تو بیڑہ پار ہو جائے گا۔
صد ورق صد کتب در مار کن
روئے خود را جانب ولدار کن
ورق جلا دو۔ کتب جلا دو کہ ان میں کچھ حاصل نہیں ہوتا پھر کیا کروں کسی کی آنکھوں کو اپنے چہرے پر رکھ دے۔ اپنا چہرہ اپنے محبوب کی طرف کر لے کہ اس کی ایک ہی نگاہ سے تیرا کام بن جائے گا۔ چشتیاں شریف میں ایک بزرگ ہیں حضرت پیر نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور یہ ان کے جانور چرایا کرتے تھے۔ یہ ذات کے کھل ہیں۔ حضرت پیر نور محمد کھل رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ چولستان کا علاقہ ہے لوگوں کا عام پیشہ جانور چرانا ہی ہوتا تھا۔ جانور رکھے ہوتے تھے اور ان کو چراگا ہوں میں چرایا جاتا تھا۔ حضرت پیر نور محمد کھل رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم نے ایک مدرسہ بھی کھول رکھا تھا جس میں طالب علم حفظ اور درس نظامی کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ سال کے بعد فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی دستار بندی کے لئے جلسہ ہوتا تھا۔ اس آستانہ میں سالانہ جلسہ دستار بندی ہو رہا تھا۔ جن طلباء نے اپنا کورس مکمل کر لیا تھا ان کو دستار فضیلت دی جا رہی تھی۔ یہ حضرت نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جانور چرانے کے بعد شام کو جلسہ میں آگئے اور ایک طرف ہو کر بیٹھے رہے اور جلسہ کی کاروائی کو دیکھتے رہے۔ جلسہ کا بڑا سہانا سماں تھا۔ بڑی گہما گہمی تھی۔ ساتھ بھی خوش اور طلباء بھی بڑے خوش اور مصروف تھے۔ حضرت نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر صاحب کی نگاہ ان پر پڑ گئی۔ محبت سے بلایا اور فرمایا نور محمد کیا تو نے کچھ لیا ہے۔ تجھے بھی کسی سند کی ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ

حضرت صاحب میں تو آپ کا چہرہ دہا ہوں میں نے کوئی تعلیم حاصل کی ہے کہ مجھے کوئی سند یا سرٹیفکیٹ ملے گا۔ دوسرے طلباء نے محنت کی ہے۔ حفظ کیا ہے۔ دورہ حدیث کیا ہے۔ درس نظامی کا کورس مکمل کیا ہے ان کو محنت کا پھل مل رہا ہے۔ میں نے کوئی کوئی محنت کی ہے میں نے تو موٹی ہی چرائی ہے۔ اور ان کی دیکھ بھال کی ہے۔ فرمایا نور محمد میں تمہیں قبلہ عالم بنانا ہوں۔ "فقط نگاہ سے ہے رنگین بزم جانانا"۔ وہ طلباء کہ جنہیں دستاریں ملیں جن کو اسناد ملیں ان کو آج کوئی جانتا بھی ہے کہ نہیں جانتا ہے۔ کسی ایک کا نام و نشان بھی نہیں ملتا ہے۔ لیکن حضرت نور محمد کھل رحمتہ اللہ علیہ ایسے قبلہ عالم ہیں کہ آج کم و بیش تین سو ساٹھ گدیاں ان کے خلفاء کی چل رہی ہیں تو نہ شریف، سیال شریف اور کلڑہ شریف جیسی عظیم گدیاں ان کی نگاہ عنایت سے چل رہی ہیں۔ پیر صاحب کی زبان سے نکلا کہ تو قبلہ عالم ہے ایک نگاہ سے بکریاں چرانے والے کو قبلہ عالم بنا کر رکھ دیا۔

اگر کوئی شعیب آئے میر
تو شبانی سے کلیسی دو قدم ہے

مکمل طور قبلہ عالم بنے، عالم فاضل بن گئے۔ یہ علم کہاں سے آگیا کہاں سے تعلیم حاصل کر لی۔ حدیث قدسی ہے کہ جب بندہ نوافل میں زیادتی کرتا ہے تو اس کی زبان قدرت کی زبان بن جاتی ہے پھر جو کچھ وہ کہہ دیتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس کے کان قدرت کے کان بن جاتے ہیں جن سے سنتا ہے اس کے ہاتھ قدرت کے ہاتھ بن جاتے ہیں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے پاؤں بھی قدرت کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ اس قدرت والی زبان سے قبلہ عالم نکلا تو قبلہ عالم بن گیا۔ تو بھی کسی کی خدمت کر کے اپنے لئے کوئی لفظ ان کے منہ سے نکلا لے۔ جو وہ کہہ دیں گے ویسا ہی ہو جائے گا۔ حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نگلی نکوا لے کر آ رہے ہیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنا ہے۔ ادھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یا اللہ دو عمروں میں سے ایک عمر مجھے دیدے جس سے اسلام کو عظمت ملے۔ دوسرے ہی لمحہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھے کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ کتنے منٹ لگے۔ ادھر زبان مبارک سے نکلا ادھر ہو گیا۔ یہی تعریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ان کے غلام کو حاصل ہے جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے ان کو کن کی زبان عطا ہو جاتی ہے۔

جو رات کو کہہ دیا دن تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا رات تو رات ہو کے رہی
ان کے منہ سے جو نکلی بات وہ بات ہو کے رہی

بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ مٹھن کوٹ والے کے پیر صاحب ان کے بھائی ہی تھے جو سوتیلے تھے لوگوں نے حضرت بابا فرید مٹھن کوٹ والوں سے کہا کہ تیری جائیداد پر قبضہ تیرے بھائی نے کر لیا ہے تیرے حصہ میں کچھ نہیں آئے گا۔ بہتر ہے کہ تو اپنی وراثتی جائیداد ان سے تقسیم کر کے علیحدہ کر لے۔ جب لوگوں نے زیادہ تنگ کیا تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا کہ جائیداد تقسیم کر لیں لیکن شرط ہے کہ ڈھیریاں بھی میں نے بنائی ہیں اور میں نے ہی پہلے ڈھیری لگنی بھی ہے۔ بھائی نے مان لیا کہ ڈھیری بھی بناؤ اور پہلے آپ ہی اٹھاؤ۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری جائیداد کی ایک ڈھیری بنائی اور اس کے مقابل اپنے پیر صاحب کو رکھا اور اپنے تمام رشتہ داروں کو بھی بلا لیا اور فرمایا کہ کل جائیداد کی دو ڈھیریاں بن گئی ہیں اس طرح سے کہ ایک ڈھیری میں کل جائیداد ہے اور دوسری میں صرف اکیلے میرے پیر صاحب ہیں اور اب میں اس طرح سے ڈھیری اٹھاتا ہوں کہ

اور اللہ تعالیٰ نفس کو مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین
وما علینا الا البلاغ المبین
خطاب برہائش پروفیسر مختار احمد صاحب
19-01-06

میرے حصہ میں میرے پیر صاحب اور میرے بھائی کے حصہ میں کل جائیداد ہوگی ان کے پیر صاحب نے فرمایا کہ فرید میرا نام زندہ رہے یا نہ رہے تیرا نام قیامت تک زندہ رہے گا۔ آج ہر طرف بابا فرید بابا فرید ہو رہی ہے اور ان کے پیر صاحب کا نام شاید ہی کسی کو یاد ہو۔ اگر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ جائیداد کی ڈھیری لیتے تو پھر قارون کے ساتھی ہوتے اور اگر نام ہوتا بھی تو (نعوذ باللہ) بدنامی والا ہی نام ہوتا کیونکہ نام تو قارون کا بھی زندہ ہے لیکن نام نہیں بدنام زندہ ہے۔ کلڑہ شریف والی سرکار ایک روز ٹینشن پر کھڑے تھے اور ہاتھ میں تسبیح تھی۔ ایک انگریز آیا اور تسبیح کو دیکھ کر ازراہ مذاق بولا Oh, Priest what is this مولوی صاحب یہ کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ میرا ہتھیار ہے۔ اس نے اپنا پستل Pistol نکالا اور کہا کہ ہتھیار تو یہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ تیرا یہ ہتھیار کیا کر سکتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ سامنے چڑیا بیٹھی ہے میں اس کا نشانہ کروں تو وہ مر جائے گی۔ فرمایا مرد اس نے چڑیا کو نشانہ کیا اور قازکر کے چڑیا مار ڈالی۔ چڑیا نیچے گری۔ اور انگریز بڑا خوش ہوا کہا کہ مولوی صاحب آپ نے میرے ہتھیار کی کارکردگی دیکھ لی۔ اب آپ بتائیے کہ آپ کا ہتھیار کیا کر سکتا ہے۔ حضرت سرکار مہر علی شاہ صاحب کلڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تسبیح مردہ چڑیا کو لگائی وہ زندہ ہو کر اڑ گئی یہ نگاہ ولی ہے۔ یہ زبان ولی ہے۔ فقط نگاہ سے ہے۔ رنگین بزم جاناں۔ لکڑی کے عصا میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ سانپ بن جائے۔ لیکن اگر اسے ہاتھ موسوی لگ جائے تو لکڑی کا عصا زندہ سانپ بھی بن جاتا ہے۔ اگر پیر صاحب کا ہاتھ تمہیں لگ جائے تو بھی زندہ ہو جائے گا اور کوئی چیز بن جائے گا۔ لہذا اگر تقویٰ پرہیز گاری چاہتے ہو۔ اپنے نفس کو سیدھا کرنا چاہتے ہو تو سمجھ لو کہ

ہاں فقیراں کسے نہ مارا یہ ظالم چور اندر دار ہو

اگر نفس نے مرنا ہے تو پیر خانے پر مرنا ہے۔ سیدھا ہونا ہے۔ اللہ کرے کہ نفس مر جائے

قرآن۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اَنَا اَنْزَلْتُهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ
شَہْرِ ۝ تَنْزِلُ الْمَلَائِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہُمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ہٗ سَلَمٌ هِیَ حَتّٰی
مَطْلَعُ الْفَجْرِ ۝۔ پروفیسر صاحب اس کا ترجمہ کیا ہے کہ "یقیناً" ہم نے اسے شب قدر
میں نازل فرمایا۔ تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔
اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کو فرشتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے رب کے
حکم سے اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی والی ہوتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔ ہم
نے قرآن مجید کو شب قدر میں نازل فرمایا ہے تمہیں کیا خبر ہے کہ شب قدر کیا ہے۔ شب
قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یہ ایک رات سوا تراسی سال سے بھی افضل ہے۔ عربی
میں ہزار بے شمار کے معنی میں آتا ہے۔ ہزار نہیں بلکہ ہزاروں مہینوں سے افضل ہے اس
رات میں کیا ہوتا ہے کہ اس میں فرشتے اترتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام جو روح
الامین ہیں وہ بھی اترتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام بھی اترتا ہے۔ سلامتی اترتی
ہے۔ کیوں اترتی ہے کہ اس میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ قرآن مجید کا اگر نچوڑ نکالیں
تو یہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنتی ہے۔

مغر قرآن روح ایمان جان دین
ہست حب رحمتہ اللعالمین

قرآن مجید کا نچوڑ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کو قرآن مجید سے حب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ملی اس کو قرآن ہی نہیں ملا۔ اس کو قرآن مجید سے کچھ بھی حاصل
نہیں ہوا۔ قرآن مجید سے صرف اسے ہی ملا ہے جس نے اس میں سے محبت رسول صلی
اللہ علیہ وسلم پائی ہے۔ یہ رات رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے
ہوتی ہے۔ اسے ڈھونڈو۔ ساری رات بیٹھے رہو۔ فرشتے اتریں گے پھر روح الامین
آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شام سے لیکر صبح تک سلامتی آتی رہے گی۔ لیکن
میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی چیز ہے۔ جو سارا سال ہی رہتی ہے۔ طاق راتوں
میں ہی نہیں بلکہ یہ ہر لمحہ ہی رہتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی چیز ہے یوں
سمجھو کہ یہ قرآن مجید ہی ہے۔ قرآن مجید کا نزول اس رات کو ہوا۔ پھر اس رات کے نقش
قدم پر جو بھی رات آئی وہ نورانی بنتی گئی۔ وہ رات تو صرف ایک رات ہے کہ جس میں
قرآن مجید کا نزول ہوا یہ ہر سال تو نہیں اترتا۔ صرف ایک بار ہی اترتا ہے لیکن یہ کیا اترتا
ہے یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اترتا ہے۔ قرآن دراصل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ اس کی ہر آیت میں، ہر سطر میں، ہر صفحہ پر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی ذکر ہے۔
والیل میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں کا ذکر ہے۔ والفجر آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی صبح کا ذکر۔ والضحیٰ، طہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور اور جبین
مبارک کا تذکرہ۔ المزمّل المشر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیر بن کا ذکر ہے۔
والشمس، والقمر ولسوف یعطیک ربک فترضی، وللاخرۃ خیر لک من
الاولی انا اعطینک الکوثر۔ جو بھی کہو یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ جس
رات ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اترتا تو اللہ تعالیٰ نے اس رات کو قدر والی رات بنا کر رکھ
دیا۔ ابھی نعت خوانی ہوئی ہے وہ سب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ منقبت پڑھی

گئی ہے وہ بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ذکر ہوتا ہے۔ منقبت میں مرشد کریموں کا ذکر ہوتا ہے۔ مرشد کریم کون ہے۔ وہ غلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہے اگر وہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو اس کی شان میں جو کہا جائے وہ منقبت نہیں بنتی۔ اس پر نزول رحمت نہیں ہوتی۔ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے تو صالحین کون ہیں یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں۔ جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُترتا ہے تو یہ تیری مرضی ہے تو اسے دن میں ایک بار کر لے دو بار کر لے۔ زیادہ بار کر لے دن کو کر لے رات کو کر لے۔ صبح کر لے یا شام کر لے۔ جب بھی تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرے گا تو جو کچھ لیلۃ القدر میں ملتا ہے وہی سب کچھ مل جائے گا۔ شب قدر میں فرشتے اُترتے ہیں تو حدیث شریف کے مطابق جہاں ذکر مصطفیٰ ہوتا ہے۔ اس محفل میں بھی فرشتے اُترتے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پنجابی میں ہو۔ اُردو میں ہو، عربی میں ہو خواہ کسی بھی زبان میں ہو۔ عربی تو کلامِ الہی ہے اور یہ زبان کہ جس میں ہم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں یہ کلامِ بندگانِ خدا ہے اس پر بھی فرشتے اُترتے ہیں اور بے شمار اُترتے ہیں شمال جنوب مشرق و غرب ہر طرف سے فرشتے آ جاتے ہیں اور محفل کی جگہ کو پہلے آسمان تک گھیر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ قدرت سے خود تشریف لے آتے ہیں۔ یہ محفل ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی شان کے مطابق اس میں جلیں ہوتے ہیں۔ جس طرح سے آپ چوکڑی مار کر بیٹھے ہیں اس طرز کو جلیں کہتے ہیں۔ جلسہ کر کے بیٹھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تشریف لے آتے ہیں اولیاء اللہ تشریف لے آتے ہیں۔ اس رات میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور فرشتوں کا ذکر ہے جو اُترتے ہیں۔ نزول کرتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ صرف آسمانی فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اُترتے ہیں لیکن محفل میلاد میں ہر طرف کے فرشتے آتے ہیں اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آتے ہیں تو ساری کائنات ہی آ جاتی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہمیں اس سے کیا ملتا ہے۔

ان کے ثار کوئی کیسے ہی غم میں ہو

جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دئے ہیں

شب قدر میں سلامتی ہے اور محفل میلاد میں سب غم بھلائے جا رہے ہیں غم دور کئے جا رہے ہیں۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دئے ہیں

جس راہ چل دئے ہیں کوچے بسا دئے ہیں

جب یہاں تشریف لے آتے ہیں تو یہاں کوچے بس جاتے ہیں۔ جس حدیث شریف کے سایہ میں بیٹھ کر بات کر رہے ہیں۔ جب ہم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں تو ہم یہاں نہیں ہوتے بلکہ گنبدِ خضرا میں ہوتے ہیں ہزاروں میل کے فاصلے مٹا کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے قدموں میں بلا لیتے ہیں۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے۔ ہماری یہ محفل کلامِ الہی کے مقابلہ میں صفر بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ اس کا لحاظ رکھتا ہے کہ یہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہے ہیں یہ خالی ہاتھ نہ لوئیں۔

اُجالا ہوا میری شام غم میں

تیری یاد آئی سحر ہو گئی ہے

میری زندگی اندھیری تھی، سیاہ تھی، گناہ آلود تھی، سیدھی بات تو یہ کہ جہنمی تھی، پھر روشن کس

سے ہوئی۔ جنتی کس سے بنی۔ وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی۔ تیری یاد آئی تو سحر ہو گئی ہے۔ روشن ہو گئی ہے۔ جنتی بن گئی ہے۔ وہ گناہ گار تھا لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنتی بنا دیا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے جو بھی بندہ اس محفل میں آیا اسے بخش دیا ہے۔ اس لئے پروفیسر صاحب میں نماز میں سورۃ قدر پڑھتا ہوں کہ اس میں یہ خوش خبری ہے کہ جب نعت مصطفیٰ اُتری تو فرشتے اُتر آئے۔ روح الامین اُتر آئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اُتر آئی۔ یہاں بھی محفل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اُتر آئی اور سلامتی ہی سلامتی ہے۔

ہوتا ہے جہاں ذکر محمد کے کرم کا
اس یزم میں کوئی ناکام تمنا نہیں رہتا
کوئی ایسا بندہ نہیں رہتا کہ جس کی تمنائیں پوری نہ ہو جاتی ہوں۔ اس کی تمام نیک تمنائیں خواہشات پوری ہو جاتی ہیں۔ تاخیر ہو سکتی ہے۔ لیکن تمنائیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اس محفل کا حاصل اس ایک شعر میں ہے۔

میرے آقا کی باتیں ہو رہی ہیں
منور سب کی راتیں ہو رہی ہیں

لہذا میں سورۃ قدر اس لئے نماز میں پڑھتا ہوں کہ مجھے ہر لمحہ یہ بات یاد رہے کہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نزول ملا کہ ہوتا ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی روح الامین بھی تشریف لاتے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہوتی ہے۔ اور اپنی بساط کے مطابق ہم ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں۔ یہ تسلیم ہے کہ ہماری یہ کاوش ان کے لائق نہیں ہے۔ ہرگز لائق

نہیں ہے۔

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

کوئی بھی شخص اپنی تقریر سے اپنے اشعار سے اپنی عبارت سے اپنی تحریر سے اپنے علم سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ صرف یہ کرتا ہے کہ ان کا نام لے لے کر اپنا مقدر سنوار لیتا ہے۔ اپنے اشعار کو سجا لیتا ہے۔ تو پروفیسر صاحب میں تو سورۃ قدر نماز میں صرف اس لئے پڑھتا ہوں کہ یہ سنت الہی ہے۔ آپ بھی سورۃ قدر ہی پڑھتے ہیں اور کیوں پڑھتے ہیں (میں تو سرکاریہ آپ کی سنت سمجھ کر پڑھتا ہوں) آپ بھی اس کو سنت الہی ہی سمجھ کر پڑھو۔ آپ اس کو میری سنت سمجھتے ہیں اور میں اس کو سنت الہی سمجھ کر پڑھتا ہوں۔ یا اللہ آپ کیا کرتے ہیں فرمایا کہ میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُتارتا ہوں اور اس کے ساتھ فرشتے بھی اُتارتا ہوں اور ساتھ ہی سلامتی بھی اُتارتا ہوں۔ یہ ہم جیسے بندوں کا جو ناقص ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں خود بھی اس میں آکر شامل ہو جاتا ہوں۔ ایک محفل میں سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرماتے تھے جب تقریر کرنے لگے تو تقریر ہی بھول گئے۔ یاد نہ آئی تو کچپی طاری ہو گئی۔ جب کوئی پہلی دفعہ تقریر کرنے لگتا ہے تو اس کے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ Maiden Speech ایسی ہی ہوتی ہے۔ اور خود اعتمادی Self Confidence بہت بعد میں آتا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہ Maiden Speech تھی۔ پہلی تقریر تھی۔ خوف سا طاری ہو گیا۔ جو عنوان تھا وہ بھی بھول گیا۔ نفس مضمون بھی یاد نہ رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ حالانکہ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار سو

سال بعد کا ہے۔ آج سے کوئی ہزار سال قبل کی بات ہے کہ اس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فرمایا کہ بیٹا کیا بات ہے۔ تقریر شروع نہیں کرتے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو تقریر ہی بھول گئی ہے۔ فرمایا کہ منہ کھولو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا۔ یونینو رٹی اور کالجوں میں پڑھنے والو۔ دیکھو کہ علم کہاں سے آتا ہے۔ پر وفیسر صاحب ذرا غور تو کرو کہ علم کہاں سے آتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرما رہے ہیں۔ اپنا لعابِ دہن سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈال دیا تو وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سارے جہاں کا علم آ گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں کہ نہیں۔ حاضر ناظر ہیں کہ نہیں۔ حیات ہیں کہ نہیں۔ مدد کرتے ہیں کہ نہیں اگر سرکارِ غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جیسی جلیل القدر ہستی کی محفل میں تشریف لاتے ہیں تو ہم جیسے غریبوں کو بھی نہیں بھولتے۔ ان کے لائق کوئی نہیں ہے لیکن وہ شفقت سب پر کرتے ہیں۔

ہزار بار بشوئم دہن بمشک گلاب
ہوؤ نام تو گفتن کمال بے ادبی است

میں چاہے عرقِ گلاب سے جتنی بار بھی اپنی زبان کو دھو لوں یا جو بھی کوئی پاک پانی ہے اس کے ساتھ دھو لوں پھر بھی وہ اس لائق نہیں ہوتی کہ اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسمِ گرامی لیا جائے۔ لیکن کریم ایسے ہیں کہ "ان کی شفقت غم کو نین بھلا دیتی ہے۔" وہ ایسے کریم ہیں کہ

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور "نہ" کہتا نہیں عادت رسول اللہ کی

ہم مانگنے والے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کریم ہیں اور ان کا خدا ان سے بھی

زیادہ کریم ہے۔ صرف جھولی پھیلا نے کی بات ہے۔ اپنی جھولی پھیلاؤ۔ ان کے درکا سوالیٰ بن جاؤ۔ پھر واما المسائل فلا تنہر (دافھی 10) اور منگتا کونہ جھڑکو "وہ سائل کو جھڑکتے نہیں ہیں بلکہ جھولی بھر کر دیتے ہیں۔ جھولی بھی لمبی کر کے پھیلاؤ۔ تنگ دامنی نہ کرو۔ چھوٹی سی جھولی نہ پھیلاؤ۔ آپ جو کچھ بھی مانگو۔ جی بھر کر مانگو۔ وہ ابھی عطا کر دیں۔ وہ کل دیدیں یہ ان کی مرضی ہے لیکن وہ عطا ضرور کریں گے۔ تیری طلب سے بھی زیادہ دیں گے اور بہتر دیں گے۔ تو اگر کچھ کم تر مانگے گا تو وہ اس سے بہتر عطا کریں گے اگر تو کچھ بھی نہ مانگے خاموش ہو کر ان کے در پر کھڑا ہو جائے تو وہ پھر بھی عطا کریں گے۔ ایک پولیس ایس پی صاحب ہیں، افسر ہیں حاکمِ وقت سے ڈر بھی لگتا ہے۔ کیونکہ افسر کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی دونوں ہی خطرناک ہوتی ہیں۔ وہ ایس پی صاحب میرے کچھ شناسا تھے وہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو میں ان کی ملاقات کے لئے گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ جب وہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تھے تو وہاں کیا مانگا تھا۔ کوئی تو دعا کی ہوگی۔ وہ کہنے لگے کہ میں بالکل خاموش کھڑا رہا۔ میں نے کچھ نہیں مانگا۔ میں نے اس خاموشی کی وجہ پوچھی کہ اتنی بے نیازی کیوں دکھائی کیا تمہیں کوئی طلب نہ تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہوا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند آواز اگر کسی کی ہو جائے تو یہ کمال بے ادبی ہے۔ گستاخی ہے اور تمام نیک اعمال بھی اکارت ہو جاتے ہیں۔ مجھے چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز مبارک نہیں آرہی تھی اس لئے میں بالکل خاموش رہا کہ کہیں میری آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ ہو جائے۔ میں بے ادبوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔

بخشش تیری آنکھوں کی طرف دیکھ رہی ہے

محسن تیرے دربار میں چپ چاپ کھڑا ہے

اس لئے میں بالکل خاموش رہا۔ کوئی آواز نہیں نکالی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر ایس پی صاحب کی ترقی کر کے ڈی آئی جی بنا دیا اور وہ ایسا ڈی آئی جی بنا ہے کہ جس کا پورے پنجاب پر قبضہ ہے ایک ڈی آئی جی ایسا بھی ہوتا ہے جو تمام ڈی آئی جی کا انچارج اور افسر ہوتا ہے وہ آجکل اس عہدے پر فائز ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوبارہ اپنے در کی حاضری نصیب فرما دی کہ تو بولتا نہیں ہے تو میں تمہیں بلاتا ہوں۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ تو پروفیسر صاحب میں تو اس لئے لیلۃ القدر یعنی سورۃ قدر پڑھتا ہوں کہ اس میں بیان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ روح الامین آتے ہیں، سلامتی آتی ہے۔ جب ہم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ احادیث مبارکہ پڑھتے ہیں تو ان میں بھی اسی کرم کا نزول ہوتا ہے۔ جو لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔ شب قدر شاید کسی کو ملے یا نہ ملے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آپ میں سے کوئی ہے جس کو اس سال شب قدر ملی ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم دیکھو کہ سجاد علی عرف گدو سے فرمائش کر کے نعت شریف سنی اور جب اس نے نعت سنائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری زیارت سے نوازا۔ وہ نعت کیا ہے۔ اس کے چند اشعار یوں ہیں۔

رشتے تمام توڑ کے سارے جہان سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم
حضور آپ خود ہی کرم سے نواز دیں
کچھ عرض کر سکیں گے نہ اپنی زبان سے ہم
حق کر سکے ادا جو ثنائے حضور کا

ایسی زبان لائیں تو لائیں کہاں سے ہم
خالد در حبیب گر ہو گیا نصیب
تو حبیب کبریا کو لے کے اٹھیں گے یہاں سے ہم

پروفیسر صاحب میں تو صرف اس لئے نماز میں سورۃ قدر پڑھتا ہوں کہ اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ اور وہی کرم ان میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میں ہے۔ شب قدر تو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسی کوئی قید نہیں ہے۔ نہ وقت کی کوئی قید ہے نہ ہی کوئی جگہ کی قید ہے اور نہ ہی کسی محفل کے بڑے چھوٹے ہونے کی قید ہے دل میں ہو کہ زبان سے ہو۔ گھر میں ہو کہ گلی میں ہو۔ رات میں ہو کہ دن میں ہو جہاں کہیں بھی ہو۔ جیسے بھی ہو لیکن یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو پھر کرم ہی کرم ہے۔ عطا ہی عطا ہے۔ تو میں سورۃ قدر اس لئے پڑھتا ہوں کہ اس میں مجھے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کی ایک تفصیل نظر آتی ہے۔ کرم نظر آتا ہے کہ فرشتے اتر رہے ہیں۔ روح الامین آ رہے ہیں۔ سلامتی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کرم فرما رہے ہیں۔ پروفیسر صاحب آپ پڑھیں یا گدو پڑھیں۔ کوئی حافظ پڑھے کہ قاری پڑھے۔ خوش الحانی کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ تحت لفظ ہی پڑھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی آواز کے محتاج نہیں ہیں ہم ہیں کہ خوش الحانی کو پسند کرتے ہیں اور بڑے جھومتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو دلوں کے راز کو بھی جانتے ہیں کہ کون کس دل سے پڑھ رہا ہے۔ نماز کے لئے خلوص شرط ہے۔ اگر اس میں خلوص نہیں ہے۔ ریا کاری ہے۔ تو یہ لپیٹ کر منہ پر ماردی جاتی ہے۔ قربانی کے لئے خلوص شرط ہے۔ حج کے لئے خلوص شرط ہے۔ روزہ کے لئے بھی یہی شرط ہے۔ اگر خلوص ہے تو روزہ ہے ورنہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں

ہے۔ مفسر، محدث بننے کے لئے بھی یقین اعتماد اور خلوص کی ضرورت ہے۔

بنا عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری

بخار آتا ہے ان کو بخاری نہیں آتی

یہ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد سرور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز ہے کہ اگر ریاکاری سے بھی سننے کے لئے آجائے یا سنانے کے لئے آجائے تو دونوں صورتوں میں بیڑہ پار ہے۔ دونوں ہی قبول ہیں۔ خلوص کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں کوئی کسی بھی غرض سے آئے اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ ہر عمل اور ہر عبادت میں خلوص کی ضرورت ہے۔ خلوص کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ خلوص نہیں ہے تو بیت اللہ شریف کا طواف بھی محض چکر ہی ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو اگر چکر بھی دے پھر بھی تو پاس ہے۔ نعت خواں روکنے کے باوجود بھی بار بار شعر کو پڑھتے ہیں ان کی غرض کچھ اور ہوتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی غرض نہیں ہوتی پھر بھی اللہ تعالیٰ کو قبول ہے کہ وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی دہرا رہا ہے۔ لہذا پروفیسر صاحب میں تو سورۃ قدر اس لئے نماز میں پڑھتا ہوں کہ اس میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ بھی جب سورۃ قدر کو پڑھیں تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پیش نظر رکھیں۔ کہ اس کی وجہ سے فرشتے اترتے ہیں۔ قربانی کوئی چھوٹا سا عمل نہیں ہے لیکن اس میں فرشتے نہیں اترتے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ سنت الہی ہے۔ یہ سنت انبیاء علیہم السلام بھی ہے۔ یہ سنت ملائکہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتا ہے اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے کرم سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کر رہے

ہیں کہ کتے و ککھن توں پہلوں مرنہ جائیئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم سب جنت کے طالب ہیں۔ جنت کی ہمیں خواہش ہے۔ لیکن علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد

دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبی بھی چھوڑ دے

ہم عقبی کو نہیں چھوڑتے کہ ہمیں جنت چاہئے۔ حوریں چاہئیں لیکن ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو یہاں بھیج دیتا ہے۔

اپنی جنت کو یہیں لے کے چلا آ رضوان

ہم کہاں کوچہ محبوب سے جانے والے

جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اور جو ایک دفعہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے پھر اسے وہاں سے نکالا نہیں جاتا۔ صرف ایک شرط ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا دامن پکڑے رکھو۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں شفاعت والی آیات ضرور لایا کرو

ان کی محفل میں جو بھول کر بھی آئے

پر دانہ شفاعت ہمراہ لے کے جائے

اللہ تعالیٰ ان نعمتوں سے جھولیاں بھرنے کی توفیق عطا فرمائے کھلے دل سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سننے اور سنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور رسول خود میلا د شریف ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول میں ہے اور محمد میں نعت مصطفیٰ ہے۔ جب ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو ہم نعت بھی پڑھ جاتے ہیں اور میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زور سے کرا لیتا ہے۔ جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں وہ جب محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو وہ بھی میلاد اور نعت دونوں ہی کہہ دیتے ہیں لیکن چونکہ ان کے دل میں کفر ہے۔ ان کے دلوں میں بغض ہے اس لئے ان کا محمد رسول اللہ کہنا قبول نہیں ہوتا۔ اگر وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفیع مانیں۔ نور مانیں۔ حیات مانیں اور ان کو مالک و مختار مانیں تو پھر ان کا بھی محمد رسول اللہ کہنا قبول ہو جائے گا۔

وہ خدائے لم یزل بھی ہے تمہیں سے آشکارا
نہ خدا کی کوئی انتہا ہے نہ تیرا کوئی کنارہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اس شعر پر ختم کرتے ہیں کہ

اگر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلمان کافر و زندیق

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 01-12-05

سفر جانب درولی کا شمر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

معزز حاضرین آج کی اس محفل میں احباب بڑی دور دور سے آئے ہیں کوئی اسلام آباد
سے آئے ہیں۔ کوئی خان پور سے آئے ہیں۔ اوکاڑہ، ساہیوال اور ریتالہ خورد سے بھی
آئے ہوئے ہیں۔ شیخوپورہ سے آئے ہوئے ہیں۔ یہاں فیصل آباد سے کوئی کسی محلہ سے
آیا ہے کوئی کسی کالونی سے آیا ہے۔ بیرون شہر اور اندرون شہر ہر جگہ سے آئے ہوئے
ہیں۔ یہ تمام لوگ اپنے پیر خانہ پر آئے ہیں۔ کئی فرقے ایسے بھی ہیں جو پیر خانہ پر آنے
کو شرک اور بدعت کہتے ہیں۔ پیر خانہ پر آنے کو گناہ سمجھتے ہیں ان کے خیال کے مطابق
آپ اتنی دور سے آئے ہیں اور واپسی پر گناہ لے کر جا رہے ہیں۔ گنہگار ہو کر جا رہے
ہیں۔ حضرات پیر خانہ تو ایک طرف رہا وہ تو مدینہ شریف نہیں جانے دیتے۔ کہتے ہیں کہ
وہاں بت ہے اور جو وہاں جاتے ہیں وہ بت پرستی کرتے ہیں۔ پیر خانہ پر جانا کہاں لکھا
ہوا ہے؟ اولیاء اللہ کے مزارات پر جانا۔ پاپٹن شریف جانا۔ داتا صاحب کے دربار پر
حاضری دینا۔ یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ یہ سب شرک ہے بدعت ہے۔ اس کی کوئی بنیاد نہیں
ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اس کا کوئی جواز نہیں ہے اگر تم اپنے پیر خانہ پر آتے ہو۔
اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے ہو تو نیکی کی بجائے گناہ کر کے جا رہے ہو۔ حضرات اس

اعتراض کا جواب آنا چاہئے۔ اس اعتراض کا جواب اگر قرآن وحدیث سے آئے تو پھر بات بنے گی۔ کیونکہ مذہب اسلام اور شریعت محمدی قرآن اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئی ہے۔ یہ کوئی خود نہیں بنا سکتا۔ کوئی از خود اپنے آپ شریعت نہیں بنا سکتا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کی اجازت ہی نہیں ہے۔ شارع اعظم اگر کوئی ہے تو وہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اگر کوئی حکم الہی ہے تو وہ قرآن مجید میں ہے اگر قرآن وحدیث میں کوئی چیز ہے تو وہ حق ہے درست ہے اور اگر ان میں کوئی بات نہیں ہے تو پھر اس کا وجود اور کہیں نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے بھی ہمیں اسلام کا پتہ چلتا ہے۔ پیر خانہ کی طرف سفر کرنا۔ اولیاء اللہ کی طرف سفر کرنا۔ اولیاء اللہ کے مزارات کی طرف سفر کرنا۔ درباروں کی طرف سفر کرنا۔ مدینہ منورہ کی طرف سفر کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے لئے سفر کیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے۔ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔ شہداء اُحد کی قبور پر ہر ہفتہ تشریف لے جاتے تھے ہر جمعرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کے دامن میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں کیا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک ہے اور ان کے ساتھ جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے ان کی قبور بھی ہیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مزارات کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں تو پھر اولیاء اللہ کے مزارات کی طرف سفر کرنا شریعت بن گیا۔ یہ نقش قدم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا اس وجہ سے میرا جانا اور تیرا جانا بھی جائز ہو گیا۔ یہ بدعت اور شرک نہیں رہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر جاتے تھے۔ والد گرامی کی قبر پر تشریف لے جاتے تھے۔ جنگ بدر کے

شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے اگر قبور کی طرف سفر کرنا حرام ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی بھی یہ سفر مبارک نہ فرماتے۔ شب براءت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت البقیع میں اپنی اُمت کی بخشش کے لئے دُعا فرما رہے تھے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ جنت البقیع میں ایک قبر نہیں ہے وہاں بہت ساری قبور ہیں۔ دو تین مربع جگہ ہے جہاں تمام قبریں ہی قبریں ہیں۔ ازواجِ مطہرات کی قبور ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی قبور ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے عشرہ مبشرہ کی قبور ہیں آپ وہاں تشریف لے گئے۔ نماز پڑھی، سجدے کئے اور اُمت کی بخشش کے لئے دُعا فرمائی۔ اگر قبور پر جانا بدعت شرک ہے اور حرام ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں کیوں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہو کر اپنے آستانہ عالیہ پر ہی رہتے اور دُعا فرمادیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبور پر جا کر اپنی سنت بنادیا کہ قبور پر جانا حرام نہیں ہے بلکہ یہ میری سنت ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظاہری وصال مبارک کا وقت آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات ہیں۔ دستار مبارک ہے دھوتی مبارک ہے نعلین مبارک ہیں ان سب کا حق دار کون ہے۔ فرمایا کہ اس کا حقدار حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ مبارک میں ہوئے ہیں لیکن ظاہری زیارت سے مشرف نہیں ہوئے۔ وہ ولی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تبرکات حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے ہیں۔ وہ تبرکات لے جانے والے کون ہیں اور کس کے پاس لے کر جانے ہیں۔ وہ تبرکات لے جانے والے عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ صمہا ہیں اور وہ درولی پر جارہے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ صمہم میں سے جو دو طاقتور اور اعلیٰ صحابی ہیں وہ تہرکات لے کر جارہے ہیں ایک ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے پاس دڑہ رکھتے تھے اور کوئی ان کے سامنے بول نہیں سکتا تھا۔ اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو حیدر کرار تھے۔ خیر خدا تھے۔ کوئی کمزور اور ڈرپوک آدمی نہیں تھے۔ وہ اپنے سروں پر رکھ کر تہرکات لے جارہے ہیں وہ ان تہرکات کی عظمت کو جانتے ہیں اور اپنے سروں پر اٹھائے ہوئے لے جارہے ہیں۔ لوگ آج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سری کرتے ہیں کہ ہم تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تو یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس مبارک جیسا کوئی نہیں ہے آپ کے پیرہن جیسا کوئی نہیں ہے۔ اپنے سر پر رکھ کر لے جارہے ہیں۔ وہ تہرکات حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام بھی دیا کہ میری اُمت کی بخشش کے لئے دُعا کیجئے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تہرکات کو سر پر رکھ کر سجدہ کیا اور اُمت محمدیہ کی بخشش کے لئے دُعا فرمائی تو جتنے بنو تمیم کی بکریوں کے بال ہیں اتنے آدمی بخشے گئے۔ اس تمام واقعہ سے درولی پر جانا ثابت ہوا اور یہ ثابت بھی دو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ صمہما کے عمل سے ہوا۔ ولی اللہ اپنی قدر و منزلت میں اپنی شان میں صحابہ کرام سے نیچے ہے لیکن حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام ایک ولی کے در پر جارہے ہیں کہ اولیاء اللہ کے در پر جانا سنت صحابہ بھی بن جائے اگر یہ صحابہ کرام کی سنت نہ بنتی تو پھر تم شاید انکار کر دیتے کہ یہ سنت قابل اعتبار نہیں ہے لیکن یہ صحابہ کی سنت ہے کہ تم کسی صورت اس کا انکار نہ کر سکو۔ اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ وقت تھے۔ امیر المؤمنین تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی

کابینہ میں وزیر تھے۔ یہ دو ہستیاں جو عشرہ مبشرہ میں دوسرے اور چوتھے نمبر پر ہیں ان میں سے ایک تمام مسلمانوں کے امیر ہیں اور دوسرے ان کے وزیر ہیں وہ یہ تہرکات لے کر جارہے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں کہ ایک آدمی سے سوئل ہو گئے پھر اس کو اپنے گناہوں کا حساس ہوا اور اس نے کسی سے پوچھا کہ کیا کوئی ایسی گنجائش ہے کہ جس سے میری بخشش ہو جائے۔ وہ سو آدمیوں کا قاتل ہے اور قرآن مجید فرما رہا ہے کہ اگر کسی نے ایک شخص کو قتل کیا تو کیا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اس نے سو دفعہ تمام انسانوں کا قتل کر دیا ہے اور اب اپنی بخشش کی فکر لاحق ہوئی ہے اس نے کسی سے پوچھا کہ اس کی نجات اس کی بخشش کی کیا وجہ بن سکتی ہے۔ تو اس کو جو مشورہ دیا جارہا ہے وہ یہ کہ ولی کے در کی طرف چلے جاؤ۔ تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ کہاں چلے جاؤ؟ درولی کی طرف جاؤ وہ اولیاء اللہ کے مسکن کی طرف چل دیا لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں ہی فوت ہو گیا۔ درولی پر پہنچنا نہیں ہے۔ صرف درولی کی طرف سفر کر رہا ہے۔ درولی کی طرف جارہا ہے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا۔ جہاں جانا تھا وہ ابھی دور تھا دونوں طرز کے فرشتے آگئے۔ جنت والے بھی آگئے۔ دوزخ والے بھی آگئے۔ ایک کہیں کہ یہ جنتی ہے ہم اسے لے جائیں گے اور دوسرے کہیں کہ سو کا قاتل ہے جہنمی ہے یہ ہمارا مال ہے ہم اسے لے جائیں گے۔ بارگاہ عالیہ میں کیس پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ فاصلہ ناپ لو اگر اپنے گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اور اگر درولی کے قریب ہو گیا ہے تو جنتی ہے اعمال میں برابر ہے۔ سو کا قاتل ہے لیکن حکم ہو رہا ہے کہ اگر اس کا چلا ہوا فاصلہ تھوڑا ہے تو جہنمی ہے اور اگر فاصلہ زیادہ چل گیا ہے۔ اور درولی کے قریب ہو گیا ہے تو پھر جنتی ہے۔ اعمال میں وہ سو کا قاتل دونوں طرف ہے۔ اب غور کرو کہ جنت کہاں ملتی ہے۔ جنت قرب ولایت سے ملتی ہے۔ جنت قرب ولی میں ملتی ہے۔ اب دیکھو کہ جو

فاصلہ وہ چل گیا تھا وہ تھوڑا تھا اور جہاں جانا تھا وہ فاصلہ زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زیادہ فاصلہ کو حکم دیا کہ سبڑ جاؤ اور اس تھوڑے فاصلہ کو حکم دیا کہ پھل جاؤ۔ جب فاصلے مٹ گئے تو درولی کی طرف کا فاصلہ صرف ایک بالشت کم نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زیادہ فاصلہ کو خود لپیٹ کر سمیٹ کر کم کر کے دلی کے در کی عظمت کا اظہار فرما دیا۔ وہ کہاں جا رہا تھا۔ وہ سفر کر رہا تھا۔ کس کے در کی طرف سفر کر رہا تھا وہ درولی کی طرف سفر کر رہا تھا۔ لہذا درولی کی طرف سفر کرنا بخشش کا بہانہ ہے۔ آج آپ دانا صاحب کے دربار کی طرف جائیں پاکٹیں شریف جائیں۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو کے دربار کی طرف جائیں سہون شریف جائیں تو لوگ روکتے ہیں۔ ٹوکتے ہیں کہ یہ شرک ہو رہا ہے۔ حضرات یہ شرک نہیں ہوتا بلکہ تمہاری بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کے پاس حاضر ہوا کرو۔ مزارات پر جایا کرو۔ آستانہ عالیہ پر آیا کرو اپنے پیر خانہ پر جایا کرو۔ در اولیاء اللہ کی طرف سفر کرنا اپنا معمول بنا لو کہ یہ سفر نجات کا ذریعہ ہے۔ ہم بندے ہیں ہم جاتے ہیں اپنی مرضی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بندے کو اس کی مرضی کا مالک بنایا ہوا ہے اگرچہ مجموعی طور پر مرضی کا مالک نہیں بنایا۔ اگر وہ پکڑ کرنا چاہے تو جب چاہے پکڑ سکتا ہے۔ وہ قادر ہے مالک ہے قدرت والا ہے۔ بے نیاز ہے۔ لیکن جو فرشتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں چلتے۔ جو حکم الہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فرشتہ اس پر پوری طرح سے کاربند ہے۔ وہ اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔ حکم الہی سے سر مو انحراف نہیں کر سکتا۔ عرش الہی کے فرشتے، بیت المعمور کے فرشتے، کرسی الہی کے فرشتے کہاں جا رہے ہیں۔ ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کہاں کا سفر کر رہے ہیں۔ وہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کر رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ ان تمام فرشتوں کو شرک کرنے کے لئے بھیج رہا ہے۔ یہ جو صبح شام در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کب سے

آ رہے ہیں اور کب تک آتے رہیں گے۔ لیکن ہمیں اس سے یہ سبق مل رہا ہے کہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دینا۔ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا فرشتوں کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے لئے سفر کر کے میرے در پر حاضر ہو جائے میں اس کے لئے شفیع ہوں اگر سودا سلف خریدنے کی نیت سے مدینہ شریف کا سفر کر دو تو یہ سفر نہیں ہے۔ یہ سفر تو پھر سونا خریدنے کیلئے ہے کہ وہاں جی خالص سونا ملتا ہے۔ سستا سونا ملتا ہے۔ اچھا سونا ملتا ہے۔ یہ سفر سونے کے لئے ہے در نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سفر نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو میرے لئے آتا ہے خالص میرے لئے آتا ہے۔ میں اس کے لئے شفیع ہوں گا۔ فرمایا کہ جس نے میری قبر اقدس کی زیارت کر لی کو یا کہ اس نے میری زیارت کر لی۔ یہ محفل چھوٹی ہے کہ بڑی ہے اس میں نعت خوانی جیسی بھی ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ لیکن حدیث شریف بتاتی ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں فرشتے اترتے ہیں۔ اس محفل میں بھی فرشتے اترتے ہیں۔ فرشتے سفر کر کے ہر اس محفل میں جاتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے۔ فرشتے بھی آتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی ہستیاں تشریف لاتی ہیں۔ سفر کر کے آتی ہیں۔ آپ اپنے گھروں سے کوئی چند کلو میٹر اور کوئی سو کلو میٹر کوئی دو سو کلو میٹر چار سو کلو میٹر سے آئے ہیں لیکن فرشتے مشرق سے مغرب سے شمال و جنوب سے آتے ہیں۔ آسمانوں سے اور زمین کے کونے کونے سے آتے ہیں۔ جب ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے تو تمام اطراف سے فرشتے سفر کر کے آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ جہاں پر ذکر الہی ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر صالحین ہو وہاں پہنچ جاؤ۔ فرشتے حاضر

ہو جاتے ہیں پوری توجہ سے محفل کی کاروائی کو سنتے ہیں۔ محفل ختم ہوتی ہے تو بارگاہ عالیہ میں جا کر رپورٹ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ خود جانتا ہے پھر بھی پوچھتا ہے کہ کہاں سے آ رہے ہو تاکہ سفر کرنے سے متعلق تصدیق ہو جائے۔ فرشتے آئے بھی ہیں اور گئے بھی ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم ایک محفل سے آ رہے ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے بھی محفل میں شریک تمام افراد کو بخش دیا ہے۔ ہر محفل میں جہاں جہاں سے بھی لوگ آئے ہوتے ہیں وہ سفر کر کے آئے ہوتے ہیں لہذا سفر بخشش کا بہانہ ہے۔ اور یہ لوگ ایسے بد نصیب ہیں جو نہ خود جاتے ہیں نہ ہی دوسروں کو جانے دیتے ہیں۔ دلی کے در پر جانے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جانے سے بخشش ملتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو سفر کر کے مدینہ شریف حاضری دے اور پھر واپس سفر کر کے اپنے گھر جائے تو جو کوئی بھی اس کی زیارت کرے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی وہ بھی جنتی بن جائے گا۔

اُٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی بخشیا مل پوے تے توں دی بخشیا جا

مدینہ شریف سے جو کوئی واپس آتا ہے سفر کر کے آتا ہے تو وہ دوسروں کی بخشش کا بھی بہانہ بن کے آتا ہے جب کوئی عمرہ یا حج کے ارادے سے سفر کرنے کیلئے تیاری کرتا ہے تو وہ دوست احباب رشتہ داروں سے ملنے جاتا ہے کہ میں عمرہ، حج کے لئے جا رہا ہوں اگر کوئی ناراضگی ہو تو معاف کر دینا لیکن وہ جب واپس آتا ہے تو پھر لوگ اس کو ملنے جاتے ہیں۔ اب کیا ہو گیا ہے پہلے وہ جاتا ہے اب لوگ اس کے پاس آتے ہیں۔ جب وہ جاتا ہے اور آپ اس کے وسیلہ سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بھیجتے ہیں کہ در نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہو کر میرا بھی سلام عرض کر دینا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام پہنچا دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام پہنچا دینا۔ جونہی وہ وہاں حاضر ہو کر سلام عرض کرتا ہے۔ تو سلام بھیجنے والا بھی بخشا جاتا ہے اور سلام لے جانے والا بھی بخشا جاتا ہے۔ لہذا جب بھی کوئی عمرہ یا حج کے لئے جائے تو اس کی وساطت سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں سلام بھیجو اور اسے تاکید کرو کہ وہ روضہ اقدس پر تیرا سلام عرض کرے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ مدینہ شریف نہ جاؤ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو کوئی عمرہ یا حج کی غرض سے مکہ شریف گیا۔ مناسک حج ادا کرے لیکن وہ میرے در پر حاضر نہیں ہوا تو وہ مجھ پر جفا کر کے جا رہا ہے۔ حاجی نہیں بلکہ وہ تو ظالم بن کر واپس جا رہا ہے۔ کوئی بھی سفر ہو وہ سفر یا تو در نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بنتا ہے۔ یا پھر در دلی پر بنتا ہے۔ اور کوئی سفر بنتا ہی نہیں ہے۔ سفر عذاب بھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب سفر پر جاؤ تو جنتی جلدی ہو سکے واپس لوٹ آؤ یہ دنیاوی سفر سے متعلق ہے۔ آپ لاہور اپنے کسی کام کی غرض سے جائیں لیکن آپ یہ نیت کر لیں کہ میں داتا صاحب سلام کرنے جا رہا ہوں۔ لاہور جائیں داتا صاحب حاضری دیں پھر اپنا کام کر کے واپس آ جائیں تو تمہارا کام بھی بن گیا جس کام کی غرض تھی وہ بھی پوری ہو جائیگی لیکن تمہاری نیت کے باعث یہ تمہارا سفر عذاب نہیں ثواب بن جائے گا۔ در دلی کی جانب سفر بن جائے گا جو بخشش کا بہانہ ہے آپ جب قبرستان جاتے ہیں تو کہتے ہیں۔ السلام علیکم یا اہل القبور سلام کرنا سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے ہمارے خالی الفاظ ہی ہوتے ہیں کہ اے قبر والو تم پر سلام، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام لیکن وہ اہل قبر دلی کمال اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ سلام

فرماتے ہیں تو ہم پر ایسی سلامتی آتی ہے کہ ہماری بخشش ہو جاتی ہے۔ ہمارے خالی الفاظ ہیں لیکن ان کا جواب حقیقی دُعا ہے۔ اور جب ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ تم نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو تو ہم بھی دُعا کرتے ہیں کہ جا اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی راضی ہو۔ احسان کا بدلہ احسان ہے آپ احسان کرتے ہیں کہ اہل قبر پر سلام کہہ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ اس پر سلامتی بھیج۔ یا اللہ اس سے راضی ہو جا۔ تو وہ اہل قبر اس کے جواب میں جواب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر بھی سلامتی بھیج اللہ تعالیٰ تجھ سے بھی راضی ہو جائے تو اس کی یہ حقیقی دُعا ہماری بخشش کا بہانہ بن جاتی ہے اللہ تعالیٰ ایسا سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اولیاء اللہ کے در پر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے آپ سفر کر کے جب کسی بزرگ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو یہ زیارت تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اور یہ سفر تمہاری بخشش کا بہانہ بن جاتا ہے۔ بزرگ تو چل کر تمہارے گھر نہیں آئیں گے تم کو ہی ان کی زیارت کے لئے ان کے آستانہ پر جانا ہو گا۔ یہ سفر تمہیں کرنا ہی ہو گا۔ جب کوئی مدینہ شریف کی طرف جاتا ہے تو ہر قدم پر اس کی ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مدینہ شریف کا سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت علامہ بو صیری رحمۃ اللہ علیہ نعت کو تھے نعت خوان تھے۔ ان کو فالج ہو گیا۔ جب زندگی کی اُمید نہ رہی تو انہوں نے ایک نعت شریف لکھی جس کے ایک سو بیس اشعار ہیں۔

مولا یا صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر خلق کلہم

حضرت علامہ بو صیری رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از خود اس کے گھر تشریف لے آئے۔ اتنی زیادہ عزت افزائی فرمائی اور درولی کی طرف سفر کرنا

سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بتایا ہے۔ یہ نہیں کہ یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حیات طیبہ میں ہی تھا بلکہ آج بھی کرم فرما رہے ہیں۔ یہ فتوے لگانے میں تیز ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ جس محفل میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس محفل میں تشریف لے آتے ہیں۔ سفر کر کے محفل میں تشریف لانا بھی سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے حشر کے دن جہنمیوں کو جھکڑیاں لگ جائیں گی۔ ان کو بیڑیاں پہنا دی جائیں گی۔ جنتیوں کو دو روپا قطاروں میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ ان قطاروں کے درمیان سے جہنمیوں کو گھسیٹ کر دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ ایک دوزخی آدمی دوڑے گا یعنی سفر کرے گا۔ سفر ایک دو قدم کا بھی سفر ہی ہے۔ وہ بھاگ کر ایک پیر صاحب کے گلے لگ جائے گا اور عرض کرے گا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ میں کون ہوں وہ فرمائیں گے کہ نہیں میں نے تمہیں نہیں پہچانا ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ میں وہ ہوں جس نے ایک دفعہ آپ کو وضو کرایا تھا۔ آج میری سفارش کریں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے معافی لے دیں۔ مجھے جہنم سے آزاد کرنا کر جنت میں داخل فرما دیں۔ وہ بزرگ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ مجھے وضو کرانے والا ہے میری خدمت کرنے والا ہے میرا دوست ہے۔ مہربانی فرما اور اس کو بخشش دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیں گے اور اس کو بھی جنتیوں کی قطار میں کھڑا کر دے گا۔ ولی کی طرف سفر کرنا تو حشر میں بھی کام آئے گا پھر دنیا میں کیوں کام نہیں آئے گا۔ اب اس میں دیکھو کہ اس مجرم نے عرض کیا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ نہیں تو بزرگوں نے اس کو پہچانا نہیں۔ فرمایا کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیر صاحب تمہیں پہچانتے ہیں کہ نہیں پہچانتے ہیں لیکن تمہیں اپنے پیر کی پہچان ہونی چاہئے اسی طرح سے ایک جہنمی بھاگ کر ایک پیر صاحب کا دامن پکڑ لے گا۔ وہ بھی پیر صاحب

کی طرف سفر کرے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ مجھے پہچانتے ہیں کہ نہیں۔ وہ بزرگ بھی فرمائیں گے کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا۔ وہ عرض کرے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا۔ وہ بزرگ اس کی سفارش کریں گے تو اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ لہذا تمہیں اپنے پیر صاحب کی پہچان کرنا ضروری ہے۔ ورنہ حشر کے روز کس کو پکارو گے کہ میں نے آپ کو ایک گلاس پانی پلایا تھا یا یہ کہ میں نے آپ کو وضو کرایا تھا۔ اس لئے اپنے پیر صاحب کا نام یاد کر لو کہ یہ حشر کے روز تمہارے کام آئے گا کہ حشر کے روز تمام لوگوں کو ان کے پیر صاحب کے نام پر آواز دی جائے گی۔ اور وہ سفر کہ جس نے ایسے تمام سفروں کو حلال اور جائز قرار دے دیا ہے اور سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بنا دیا ہے وہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے لامکان میں بلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ طویل ترین سفر طے کر کے وہاں تشریف لے گئے اور اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو تجویز دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو حکم دیتے ہیں۔ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر تم سے گناہ ہو جائے تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر چلے جاؤ۔ یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم سے گناہ ہو جائے تو کعبہ شریف چلے جاؤ۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ سجدہ میں پڑ جاؤ۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ گڑ گڑاؤ اور آنسو بہاؤ۔ یہ بھی نہیں فرمایا کہ ملتمز کو پکڑ کر دُعائیں مانگو۔ یہ سب کچھ بھی کر لو گے تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اگر کچھ ہوگا تو وہ فقط در نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کہاں بھیج رہے ہیں۔ کس طرف جانے کا حکم دے رہے ہیں کونسا سفر کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ وہ آیت مبارکہ ذرا پڑھو لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک (النساء ۶۴) جاءوک عربی ہے بمعنی تیرے پاس آئیں۔ لیکن جن کو عربی سمجھ نہیں آتی وہ یوں سمجھ لو کہ "جا" یعنی پنجابی

میں سمجھ لو کہ جایا اردو کا لفظ سمجھ لو کہ جاؤ مطلب پھر بھی وہی نکل آئے گا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر آؤ یا یوں کہہ لو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر جاؤ۔ جاءوک جاءوان کے پاس۔ جاءوان کے در پر چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیج کر شرک کی تعلیم تو نہیں دے رہا ہے۔ اگر تم ظلم کرتے ہو تو پھر جاءوان کے در پر یہ ان دنوں کی بات ہی نہیں کہ جب اعلان نبوت کے بعد ظاہری حیات طیبہ تھی اس وقت یہ سفر حلال تھا۔ اور اب یہ سفر حرام ہو گیا ہے۔ نہیں ہوا بلکہ جس طرح فرشتے اتر رہے ہیں اسی طرح سے گناہ گار بھی وہاں جا کر اپنی بخشش کا بہانہ بنا رہے ہیں۔ شفاعت لے رہے ہیں فرمایا کہ جس نے میری قبر اقدس کی زیارت کر لی۔ کیا کہ اس نے میری زیارت کر لی۔ قبر انور کی بات کر رہے ہیں تاکہ کسی کو شک نہ رہے کہ ظاہری حیات طیبہ میں تو جانا درست تھا لیکن اب حرام ہو گیا ہے۔ اور فرمایا کہ جو مکہ مکرمہ سے مناسک حج ادا کر کے واپس چلا جائے میرے پاس مدینہ شریف نہ آئے تو وہ مجھ پر جفا کر کے جا رہا ہے ظلم کر کے جا رہا ہے وہ حاجی بننے کی بجائے ظالم بن کر گھر جا رہا ہے جو حج کے ارادہ سے سفر کر کے جا رہے ہیں ان کا حج در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قبول ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ جو مکہ مکرمہ سے واپس چلا جائے وہ مجھ پر جفا کر کے جا رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حج در نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی قبول ہوتا ہے۔ جو مدینہ شریف نہیں جاتا مدینہ شریف کا سفر نہیں کرتا اس پر لعنت پڑ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی انبیاء علیہم السلام کی لعنت پڑ جاتی ہے۔ وہ بد مذہب ہوتا ہے۔ لہذا حج تو بننا ہی در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو

مدینہ شریف کا سفر حلال ہو گیا کہ نہیں۔ آج ہم چوں چہاں کر رہے ہیں نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ آپ کریں نکتہ چینی کہ وہاں نہیں جانا چاہئے۔ حشر کے دن سب پتہ چل جائے گا۔ آج تو اس سفر کرنے کو حرام کہہ رہے ہوں۔ ولی کے در پر جانا حرام ہے ولی کے مزار پر جانا حرام ہے آج یہ کہہ رہے ہیں یہ ان کی تعلیمات ہیں۔ یہ ان کے سبق اسباق ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سفر کرنا ہے تو مکہ مکرمہ کا کرو۔ زیادہ سے زیادہ مسجد نبوی تک چلے جاؤ۔ لیکن در نبی پر نہ جاؤ۔ اس کو ایک طرف چھوڑ کر مسجد نبوی سے ہی ہو کر واپس گھر آ جاؤ۔ آج تو یہ فلسفہ کر رہے ہیں۔ آج تو یہ مسئلہ بنا رہے ہیں۔ آج تو یہ فتویٰ لگا رہے ہیں کہ شرک ہے حرام ہے لیکن کیا ان کو خبر ہے کہ یہ حشر کے دن کس کے پاس جائیں گے۔ اس روز ہر نبی علیہ السلام کے در پر جائیں گے ایک دو پر نہیں بلکہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کے در پر جائیں گے وہ بھی تو سفر ہی ہو گا اور جو آج نہ جانے کا فتویٰ لگا رہے ہیں وہ بھی شامل ہوں گے کوئی بندہ باقی نہیں رہے گا۔ ازل سے لے کر حشر تک جتنے بھی انسان پیدا ہوں گے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے در پر حاضر ہوں گے وہ فرمائیں گے اذہبوا الی غیری میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہ نہیں فرمائیں گے کہ کسی کے پاس جانا حرام ہے۔ مت جاؤ۔ بلکہ وہ فرمائیں گے کہ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ اور ضرور جاؤ کہ آج میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا ہوں۔ میرے پاس آج کوئی اختیار نہیں ہے کوئی اختیار والا ڈھونڈ لو۔ اور یقین ہے کہ تمہیں مل جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام کے در پر حاضر ہوتے ہوتے اور ہر ایک سے ایک ہی جواب اذہبوا الی غیری میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ سنتے سنتے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ جائیں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ سفر حرام ہے اس دن یہی سفر

حلال کیوں ہو جائے گا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں تو نہیں کر سکتا لیکن مجھے اس ہستی کا علم ہے جو تمہاری شفاعت کر سکتی ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے آپ ان کے در پر چلے جاؤ۔ ساری مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جائے گی۔ اپنی جھولی پھیلا کر کھڑے ہو جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ اذہبوا الی غیری کسی اور کے پاس جاؤ بلکہ فرمائیں گے کہ آ جاؤ میں تو تمہاری شفاعت کے لئے ہی بنا ہوں۔ ابھی نعت شریف میں آپ نے سنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔ انا لہا شعر پڑھا ہے کہ

بتلا رہی ہے صاف حدیث انا لہا

محشر میں بخششوں کا وسیلہ حضور ہیں

یہ حدیث شریف ہے جس کا آخری فقرہ ہے کہ میں تو بنا ہی آپ کے لئے ہوں۔ اگر سفر حرام ہے تو پھر محشر میں در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں جا رہے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہ راست بات کرو Direct Dialing کر دو پتہ چل جائے گا کہ وہاں تمہارا حشر کیا ہو گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ساری مخلوق جھولی پھیلا کر میرے در پر ہو گی۔ شفاعت کی درخواست کر رہی ہو گی۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی بھی ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی منظر کشی یوں اپنے شعر میں بیان فرمائی ہے کہ

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کی حاجت رسول اللہ کی

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کی بات ہے کہ ایک بادشاہ روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور بڑی بلند آواز سے بولنا شروع کر دیا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ وہ آیت مبارکہ سامنے لکھی ہوئی نظر نہیں آئی کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں آواز اُٹھانی نہیں کرنی چاہئے۔ خاموش ہو جاؤ۔ آہستہ بات کرو۔ شور نہ مچاؤ۔ وہ بادشاہ ڈر گیا۔ پھر جب وہ دُعا مانگنے لگا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتا ہے کہ دُعا کرتے وقت میں اپنا منہ کعبہ شریف کی طرف کروں کہ روضہ اقدس کی طرف کروں فرمایا کہ حشر کے دن جب منہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جو کرنا ہے تو بہتر ہے کہ آج ہی ان کی طرف منہ کر لو۔ کیا حشر کے روز کعبہ شریف کی طرف منہ کرو گے؟ کعبہ شریف تو وہاں ہو گا ہی نہیں۔ اس روز اگر کوئی در ہے تو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی در ہے۔ ہر نبی علیہ السلام نے دھتکار دیا ہے کہ چلے جاؤ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ نبی علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہوں گے جو امتی امتی فرما رہے ہوں گے۔ سفر سے متعلقہ دو بڑے واقعات ہیں۔ ایک بڑا مشہور واقعہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور دوسرا حضرت داتا گنج بخش جویری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ یوں ہے کہ آپ طابعلی کے زمانہ میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ کسی بزرگ کی ملاقات کے لئے گئے۔ راستہ میں یوں باتیں کرتے جا رہے تھے کہ ایک نے کہا کہ میں ان بزرگ سے ایسا سوال پوچھوں گا کہ وہ اس کا جواب نہیں دے سکیں گے۔ دوسرے نے کہا کہ میرا سوال تو بہت مشکل ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ اس کا جواب دیدیں۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی عبدالقادر ہے۔ غوث الاعظم کا خطاب تو بعد میں ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو کوئی سوال نہیں پوچھتا ہے میں تو صرف ان کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں کیونکہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ بزرگوں کو محض دیکھنے سے ہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب بزرگوں کے پاس پہنچے تو وہ بہت غصہ کی حالت میں

تشریف فرما تھے۔ جب انہوں نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ مجھے تیرے سوال کا جواب نہیں آئے گا یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے تو یہاں سے نکل جا۔ تو بے ایمان ہو کر مرے گا۔ دوسرے سے کہا کہ تیرا یہ سوال ہے اور تو کہتا تھا کہ شاید جواب نہ دے سکیں۔ سوال مشکل ہے لیکن شاید جواب دے پائیں۔ تو ذرا نرمی میں تھا ادب میں تھا۔ یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے تو تھکے اوقاف میں وزیر کے عہدے پر فائز ہو گا تیرے کانوں تک رشوت کا پیسہ ہو گا لیکن تو بچ جائے گا۔ ایمان کے ساتھ مرے گا۔ یہ صرف میرا ادب کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور فرمایا کہ اے عبدالقادر تو میری زیارت کے لئے آیا ہے۔ اس میری زیارت کی وجہ سے تمہیں یہ درجہ ملے گا کہ جس کی گردن پر تیرا قدم ہو گا وہ دلی بن جائے گا۔ حضراتِ غوث الاعظم بننے کا جو طریقہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے اس بزرگ کی زیارت اس ادب سے کی کہ آپ کو وہ رتبہ ملا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ کوئی بھی شخص دلی صرف اس وقت ہی بنے گا۔ جب سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم اس کی گردن پر آئے گا۔ یہ زیارت کا صلہ ہے۔

بے لقاے یار تو چمن آ جاتا اگر

بار بار یوں نہ آئے جبرائیل سدرہ چھوڑ کر

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے چمن نہ ملتا ہوتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اتنا سفر کر کے ان کے قدموں میں نہ آتا۔ وہ صرف اسی لئے آتا تھا کہ وہاں اسے سکون مل جاتا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ساری عمر مجھے یہ ڈر تھا اور میرے دل میں خوف طاری رہتا تھا کہ میرا استاد عزازیل جو تمام فرشتوں کا بھی سردار تھا اُستاد تھا وہ قتل ہو گیا اور شیطان بن گیا مجھے ڈر ہی رہتا تھا کہ میرا علم بھی اتنا نہیں ہے نہ ہی میرا رتبہ اس کے برابر ہے کہیں میرا بھی انجام اس جیسا نہ ہو جائے۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر آنے کی وجہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر حاضری دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے رُوح الامین فرما دیا ہے کہ تو امن والا ہو گیا ہے تو کبھی قتل نہیں ہوگا۔ تو جبرائیل ہی رہے گا۔ مجھے یہ امن اور یہ رتبہ صرف اس لئے ملا ہے کہ میں سدرہ سے سفر کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہی حکم فرماتے ہیں کہ اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ پھر وہ تمہاری سفارش کریں تو میں تمہیں بخش دوں گا۔

کر بیٹھو اگر کوئی ظلم اپنی جاناں تے
رب آکھے میں بخشاں گا آجاؤ یا ر دے ہو ہے تے

اولیاء اللہ کے جو دربار ہوتے ہیں وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی دربار ہے داتا گنج بخش جیوری رحمۃ اللہ علیہ کا دربار میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی دربار ہے۔ بغداد شریف حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دربار بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی دربار ہے۔ ان میں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی نور ہے۔ داتا گنج بخش جیوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اولیاء اللہ اور علماء کرام نے یہ فرمایا ہے۔ کہ جو ان کے دربار کی سیڑھیوں پر ہی بوسہ زن ہو جاتا ہے وہ بھی جنتی بن جاتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش جیوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ ایسے مسائل درپیش ہوئے کہ جن کا کوئی حل میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کچھ بزرگوں سے پوچھا لیکن تسلی بخش جواب نہ مل سکا۔ دو مسائل ایسے تھے کہ جن کا کوئی حل نہیں مل رہا تھا۔ میں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کا سفر کر کے وہاں پہنچا اور آپ کے مزار پر انوار پر جھاڑو دیتا رہا تو ایک مسئلہ حل ہو گیا۔ دوسرا مسئلہ حل نہ ہوا تو میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پر

حاضری دینے کا قصد کر کے سفر کرتا ہوا وہاں پہنچا اور وہاں بھی جھاڑو دینا شروع کیا تو دوسرا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ جس طرح سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضری دینے سے مسئلے حل ہوتے ہیں اسی طرح سے ان کے غلاموں کے در پر حاضری دینے سے بھی مسائل حل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے در پر حاضری دینے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا جس کا حل معلوم نہ ہوتا تھا تو آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کا سفر کر کے وہاں جاتے اور ان کے مزار شریف پر جھاڑو سے صفائی کرتے تو مسئلہ حل ہو جاتا تھا۔ جو مسئلہ کتب سے نہ ملتا۔ احادیث مبارکہ میں نہ ملتا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی صفائی میں مصروف ہو جاتے تو مسئلہ حل ہو جاتا۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے پہلے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت صاحب اگر آپ کے بعد مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہو اس کا حل مطلوب ہو تو کیا کروں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قمیص مبارک عطا فرمادی کہ اس کو پانی میں بھگو کر پی لیں۔ تو جب کوئی ایسا مسئلہ آتا جس کا حل حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علم میں نہ آتا تو آپ اپنے اُستاد محترم کی قمیص پانی میں بھگو کر وہ پانی پی لیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا تھا۔ یہ تو دوسرے لوگوں کی باتیں ہیں۔ میں آپ کو اپنی ایک بات بتاتا ہوں۔ کہ میرا بیٹا (حضرت اشتیاق الحسن دامت برکاتہ العالیہ) پی ایچ ڈی کا طالب علم تھا وہ پی ایچ ڈی کر رہا تھا۔ اس میں فارمولا ہوتا ہے Linear Programming یہ کمپیوٹر کا ایک پروگرام ہے۔ وہ کمپیوٹر میں لگانا تھا۔ سارا Data ہمارے پاس تھا۔ تمام اعداد و شمار ہمارے پاس تھے۔ جب وہ ہم نے کمپیوٹر

میں لگایا اور اس کے حل کے لئے ٹن دبایا تو کمپیوٹر نے جواب دیا کہ No Solution اس کا کوئی جواب نہیں اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ کمپیوٹر نے بتایا کہ مجھ میں یہ سب ایسی بے کار چیز ڈالی گئی ہے Feed کی ہے کہ اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ No Solution یونیورسٹی میں جو پروفیسر حضرات کمپیوٹر کی تعلیم دیتے ہیں ان کی طرف گئے سفر کیا ان کے پاس حاضر ہوئے۔ اور ان سے بتایا کہ یہ پروگرام ہے۔ Linear Programming ہے۔ یہ کمپیوٹر میں نہیں لگ رہا ہے۔ یہ Data ہے یہ اعداد و شمار ہیں Readings ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ Data بالکل ٹھیک ہے لیکن ہمیں ذرا مہلت دیں تو ایک دو روز میں اس کا حل نکل آئے گا۔ لیکن انہوں نے چند دن کوشش کرنے کے بعد بھی معذرت کر لی کہ کمپیوٹر اس کا جواب No Solution دیتا ہے۔ Linear Programming جو ہے یہ کمپیوٹر میں نہیں لگ رہا ہے۔ یونیورسٹی سے مایوس ہوئے تو شہر میں کمپیوٹر انسٹیٹیوٹس جو ہیں ان سے رابطہ کیا جہاں دو ماہ، چار ماہ، چھ ماہ کے کمپیوٹر کورسز کرائے جاتے ہیں۔ بی ایس سی اور ایم ایس سی کا کورس بھی کراتے ہیں جب ان سے ملے تو انہوں نے کہا کہ یہ ہو تو جائے گا لیکن اس کی فیس دو لاکھ روپے دیتے ہوں گے اس کے بغیر ہم یہ نہیں کریں گے۔ ہم نے کہا کہ ہماری پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کا مسئلہ ہے ہم دو لاکھ بھی دینے کو تیار ہیں آپ یہ مسئلہ حل کر دیں۔ انہوں نے بھی دو چار روز کوشش کی لیکن کمپیوٹر نے وہی جواب دیا کہ No Solution اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ فیصل آباد میں کوئی ماہر کوئی کمپیوٹر جاننے والا اس کو حل نہ کر سکا۔ پھر ہم نے اولیاء اللہ کی طرف رجوع کیا۔ سفر کر کے لاہور حضرت داتا صاحب ججویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ میں فیصل آباد سے یہ دل میں سوچ کر گیا کہ میں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کمپیوٹر کے اس مسئلہ کا حل پوچھنا ہے اور بیٹا

(حضرت اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ) بھی ساتھ ہی تھا اس نے بھی دل میں یہی سوچا کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنی ہے کہ میرے مسئلہ کا حل نکل آئے۔ نہ تو میں نے بیٹے کو بتایا اور نہ ہی اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے دل میں کیا سوچ ہے۔ بیٹے نے بھی دربار حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر دُعا کی کہ داتا صاحب آپ اس علاقہ کے بادشاہ ہیں۔ تعریف رکھتے ہیں۔ مہربانی فرمائیں کہ ہمیں یہ کمپیوٹر جواب دیتا ہے۔ No-Solution آپ مہربانی فرمائیں اور ہمارا Solution تو نکال دیں۔ میں نے بھی حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں اور ہمارے اس مسئلہ کو حل فرما دیں۔ اس دُعا کے بعد بڑا سکون ملا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بڑا شور ہوتا ہے بڑی کونج پڑ رہی ہوتی ہے۔ کوئی تلاوت کر رہا ہے۔ کوئی ذکر کر رہا ہے کوئی نعت پڑھ رہا ہے۔ کوئی ویسے ہی نعرے لگا رہا ہے۔ جگہ بجگہ لوگ ٹولیاں بنا کر حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ لنگر تقسیم ہو رہا ہے۔ لیکن جب ہم دُعا کر رہے تھے تو اتنا سکون مل رہا تھا کہ جیسے وہاں ہمارے علاوہ کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔ ہم ہیں یا پھر داتا صاحب ہیں۔ اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہے یہ ہمارے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے۔ لاہور سے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ہو کر واپس فیصل آباد آئے۔ وہی Data کمپیوٹر میں Feed کیا۔ وہی ٹن دبایا تو Linear Programming کا پورا حل کمپیوٹر کی سکرین پر ظاہر ہو گیا۔ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت ہے۔ میرے بیٹے کی پی ایچ ڈی ڈگری کے لئے یہ Thesis ہے۔ اور بھی کئی پی ایچ ڈی کرنے والے طلباء ہیں وہ بھی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے مسئلہ کے لئے بھی کمپیوٹر No-Solution دے رہا ہے۔ وہ ہمارے پاس آتے ہیں تو ہم یہی جواب دیتے ہیں

کہ ہمارے علم تو خود کوئی بات نہیں ہے آپ حل چاہتے ہیں تو آپ بھی دانا صاحب بخیر رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دیں۔ ولی اللہ کے در کا سفر آپ بھی کر لیں تو آپ کے مسائل کا حل بھی نکل آئے گا۔ یہ میرے دانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کرم ہے۔ یہ ہمارے ہمسایہ میں بھی ایک پروفیسر صاحب رہتے ہیں۔ یہ پبلک سروس کمشن کا ایک رکن بن کر امیدواروں کا انٹرویو لینے کے لئے جلیا کرتے تھے۔ یہ ٹیکنیکل ممبر کی حیثیت سے جلیا کرتے تھے۔ یہ بڑی اہم چیز ہوتی ہے۔ ایک فرد پنجاب پبلک سروس کمشن کی طرف سے مامزد تھا ایک یہ پروفیسر صاحب تھے اور ایک پروفیسر صاحب یونیورسٹی سے ان کی معاونت کے لئے گئے تھے۔ یہ تین آدمیوں کا ایک مختل تھا جنہوں نے امیدواروں کا انٹرویو کرنا تھا۔ یہ دونوں پروفیسر حضرات بحیثیت ٹیکنیکل ممبر ان تھے۔ ایک آپ کا پیر بھائی ہے ملک رمضان جس کا تعلق دہاڑی سے ہے وہ میرے پاس آیا کہ میں نے پبلک سروس کمشن میں ملازمت کے لئے انٹرویو دینا ہے آپ میری کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔ میں نے کہا کہ آپ لاہور دانا صاحب کے شہر میں جا رہے ہیں۔ وہاں ان کا ہی تعارف ہے ان کی ہی کماٹ ہے۔ آپ انٹرویو سے پہلے دانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر حاضری دینا اور عرض کرنا کہ مجھے آنا کچھ نہیں ہے۔ علم نہیں ہے لیکن ملازمت چاہتا ہوں۔ میرے پلے کوئی چیز نہیں ہے۔ انٹرویو میں نے کیا دینا ہے مجھے تو بس ملازمت درکار ہے۔ اس انٹرویو کے بعد مجھے میرے ہمسائے پروفیسر صاحب نے بھی بتایا اور یونیورسٹی سے گئے ہوئے دوسرے پروفیسر صاحب نے بھی بتایا کہ ملک رمضان Select ہو گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے سوالوں کے جواب بہت اچھے دئے ہیں۔ کہنے لگے کہ نہیں اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ ہی اسے کوئی علم تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کی Selection کس طرح سے ہو گئی۔ تینوں ممبران نے میں میں نمبروں

میں سے نمبر دینے ہوتے ہیں۔ پھر ان تینوں کی اوسط نکال کر نمبر حاصل کر دیا جاتا ہے۔ یہ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے میں میں سے سات نمبر دئے کہ یہ اس کا بھی اہل نہیں ہے لیکن بس سات نمبر دئے جائیں دوسرے پروفیسر صاحب نے میں میں سے آٹھ نمبر دئے یعنی اپنی طرف سے یہ ملک رمضان کو اس پوسٹ کے اہل نہیں سمجھ رہے تھے۔ جو پبلک سروس کمشن کی طرف سے مامزد ممبر تھا۔ وہ اس کمیٹی کے چیئر مین بھی تھے اس نے چھ نمبر دئے لیکن جب نتیجہ تیار کرنے لگے تو چھ نمبر تھے وہ سولہ بن گئے جو سات تھے وہ سترہ بن گئے اور جو آٹھ تھے وہ اٹھارہ بن گئے اب وہ سارے حیران تھے کہ یہ ہر نمبر کے ساتھ ایک کس نے بڑھا دیا ہے۔ ایک نے کہا کہ میں نے تو سات دئے ہیں اگر اس کے ساتھ ایک لگ گیا ہے تو وہ آپ نے ہی لگایا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ میں نے آٹھ دئے ہیں اگر اس کے ساتھ بھی ایک لگ گیا ہے تو وہ آپ کی ہی قلم سے لگ گیا ہے۔ چیئر میں نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں نے بھی چھ دئے ہیں اور یہ بھی سولہ بن گئے ہیں۔ یہ اضافہ کسی بڑی ہستی نے کرایا ہے۔ لہذا اس کو اسی طرح رہنے دو اور اس امیدوار کو اول نمبر پر کرو۔ آج ملک رمضان بہت بڑا افسر ہے۔ پورے محکمہ کا ہیڈ ہے۔ سچی بات یہی ہے۔ میرے اس ہمسایہ کا ہی شاگرد ہے۔ وہ بھی جانتا ہے کہ اسے کچھ نہیں آتا ہے لیکن آج وہ ایک بڑا افسر بنا بیٹھا ہے۔ اور پورے محکمہ کو کنٹرول کر رہا ہے۔ اس کے پیچھے کون سی ہستی کام کر رہی ہے۔ پس پردہ کون ہے اس نے صرف چند قدم کا سفر دانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کی طرف کیا ہے۔ وہاں جا کر جھولی پھیلائی ہے۔ دست سوال دراز کیا ہے اور اعلیٰ افسر بنا بیٹھا ہے۔ دانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں غلامی کی ہے اور اپنے محکمہ کا بادشاہ بن گیا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کے در ہیں۔ دُعا ہے کہ وہاں ہمیں جانے کی توفیق ہو۔ ہمارا اولیاء اکرام سے صرف ایک رشتہ ہے کہ ان کی چوکھٹ ہو اور

ہمارے لب وہاں بوسہ زن ہوں اگر اولیاء کرام کے در سے کچھ لینا ہے تو
گرا دے اپنے ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

کس کے سامنے اپنے آپ کو گرانا ہے۔ کس کے سامنے جھکتا ہے۔ دانا صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کے سامنے جھکو کہ ان کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا ہے۔

ایک عورت کسی ولی اللہ کے در پر حاضری ہوئی اور عرض کیا کہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے
اولادِ زینہ عطا فرمائے۔ آپ نے نظر اٹھائی اور فرمایا کہ زینہ اولاد تیرے نصیب میں نہیں
ہے۔ وہ عورت باہر نکلی وہاں بچے کھیل رہے تھے۔ وہ عورت روتی ہوئی واپس جا رہی تھی
اور بچوں کو دیکھ کر اور بھی زیادہ رونے لگی میں اتنے بڑے دربار سے خالی واپس جا رہی
ہوں اگر یہاں سے بیٹا نہیں ملتا ہے تو پھر کہاں سے مراد پوری ہوگی۔ کوئی صاحب نظر
راستہ میں بیٹھا تھا اس نے پوچھا کہ بی بی کیوں روتی جا رہی ہے عرض کرتی ہے کہ بیٹے
کے لئے آئی تھی لیکن وہ فرما رہے ہیں کہ لوح محفوظ میں تیری قسمت میں بیٹا نہیں ہے۔
وہ جو بچے کھیل رہے تھے ان میں حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ وہ
صاحب نظر بولے کہ اس بچے کو کہو کہ وہ تمہارے لئے دُعا کرے۔ اس عورت نے سرکارِ
غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا۔ بیار کیا اور کہا کہ اے بیٹے میرے لئے دُعا کر
کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی بیٹا عطا فرمائے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا
فرمائی کہ یا اللہ اس بی بی کو بیٹا عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول فرمائی اور اس
عورت کو بیٹا عطا فرما دیا۔ وہ عورت اس بچے کو لے کر بزرگ کے پاس گئی اور عرض کیا کہ
آپ نے فرمایا کہ لوح محفوظ میں میری قسمت میں بیٹا نہیں ہے۔ تو پھر یہ میرے ہاں یہ
بیٹا کہاں سے آگیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ کی تحریر تو ضرور پڑھ لی تھی

لیکن میں عبدالقادر کی زبان کو نہ پڑھ سکا۔ اگر میں پڑھ لیتا تو پھر تمہیں ضرور خوشخبری دیتا۔
بزرگ کی زبان سے جو نکل جاتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے
ہندوستان پر سولہ حملے کئے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی۔ وہ بھی حضرت ابوالحسن خرقانی کے
دربار پر حاضر ہوئے اور فتح کے لئے دُعا کا خواستگار ہوئے۔ طویل واقعہ ہے، کئی بار عرض
کیا ہے مختصر یہ ہے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیص عطا فرمائی اور فرمایا
کہ مشکل پیش آئے تو میری اس قیص کا واسطہ دے کر فتح طلب کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
اور سومات کا قلعہ فتح ہو گیا جس کی بدولت آج ہم مسلمان ہیں۔ کوئی کہے کہ قیص میں کیا
رکھا ہے یونہی باتیں بنا رہے ہو۔ کیا اس میں کوئی ایٹم بم ہے کوئی راکٹ ہے یا کوئی
میزائل ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹائی جاتی رہی۔
حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قیص بھیجی کہ یہ ان کی آنکھوں پر ڈال دینا۔ جب قیص
ان کی آنکھوں پر لگی تو وہ بینا ہو گئے۔ انہیں نظر آنا شروع ہو گیا۔ اگر حضرت یوسف علیہ
السلام کی قیص بیٹائی عطا کر سکتی ہے تو اُمت محمدی کے ولی کی قیص بھی فتح دے سکتی ہے۔
حضرت سرکارِ سائیں بابا نعمت اللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ جن کی وجہ سے ہم یہاں حاضر ہیں
وہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ ہماری تعلیم کے لئے تھا۔ ہمیں وہ سکھاتے تھے کہ

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں

جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے میخانے میں

اگر کچھ لینا چاہتے ہو تو وہ مرشد کریم کے مے خانہ سے لینا ہے۔ دانا صاحب رحمۃ اللہ
علیہ سے لینا ہے۔ پاپٹن شریف سے لینا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ
سے لینا ہے۔ حضرت دانا گنج بخش بھوپری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ایک ان کا چشمہ و
چراغ ہماری آج کی محفل میں بھی تشریف فرما ہے۔ ان کی زیارت بھی ان کے دادا پڑدادا

کی ہی زیارت ہے۔ اگر تیری نیت کسی دلی کی زیارت کرنا ہو اور تو ان کی طرف ایک قدم ہی چل جائے ان کی ملاقات سے پہلے ہی مر جائے تو پھر بھی جنتی بن جائے گا۔ نیت کر لو کہ میں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار جانا ہے۔ داتا صاحب کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہے لیکن قدرت یہ کہ تو وہاں پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے تو پھر بھی تیری بخشش ہو جائے گی۔ پاکٹن شریف جانے کی نیت کر لو۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار جانا ہے۔ لاہور اپنی کسی بھی غرض سے جاؤ۔ کاروباری سلسلہ میں جاؤ۔ کسی نجی کام کے لئے جاؤ لیکن نیت یہ کر لو کہ میں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار بھی جانا ہے تو یہ سارا سفر ثواب بن جائے گا۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی
میری معراج بس تیرے فطین میں ہے

یہ کسی شاعر کا قول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنا ہے لیکن میری معراج یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک تک پہنچ جاؤں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک تک کون سی چیز لے جاتی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں تک لے جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا سفر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ استطاعت کے باوجود مدینہ شریف کا سفر نہ کرے تو یہ باعث جہنم ہے۔ سکون حاصل کرنے کا ذریعہ سفر ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 18-11-05

سچے اور جھوٹے کی پہچان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یرسلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات نعتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے
در حضور کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات نعتی ہے

معزز حاضرین۔ سچے اور جھوٹے کی پہچان کیا ہے۔ کیسے معلوم کریں گے کہ یہ سچا ہے اور وہ جھوٹا ہے۔ ہندو، سکھ، کافر، عیسائی، یہودی، کیمونسٹ کا تو ہمیں واضح طور سے علم ہے کہ یہ کافر ہیں۔ لیکن جو کلمہ پڑھے نماز پڑھے۔ روزہ رکھے۔ قربانی کرے زکوٰۃ ادا کرے تہجد پڑھے پھر وہ ڈنڈی مارے تو پتہ چلے کہ ڈنڈی کس جگہ مارتا ہے۔ ڈنڈی کیا ہوتی ہے اور یہ کہاں لگتی ہے اس کا پتہ ہونا چاہئے کہ اس سے ہی سچے اور جھوٹے کی پہچان ہوتی ہے۔ شیطان اور اس کی پارٹی دوست بن کر آتی ہے دشمن بن کر نہیں آتی۔ ہندو، سکھ دشمن بن کر آتے ہیں دوست بن کر نہیں آتے۔ شیطان اور اس کی پارٹی ہمیشہ دوست بن کر آتے

ہیں کہ ہم تیرے قائدے کی بات کرتے ہیں۔ وہ اس طرح سے اپیل کرتے ہیں کہ اس میں تیرا ہی قائدہ ہے۔ شیطان بہت بڑا عالم ہے۔ بہت بڑا عابد ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چھ کروڑ سال قبل سے عبادت کر رہا ہے۔ شیطان علم حاصل کر کے اور عبادت کر کے فرشتوں کا سردار بن گیا حالانکہ وہ جن ہے۔ آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اپنی مہارت سے تجربہ سے، علم سے، عبادت سے وہ فرشتوں کا استاد بن گیا۔ اب دیکھو کہ وہ کس نقطہ سے مارا گیا ہے۔ وہیں سے دوسرے ان جیسوں کو بھی مار پڑے گی۔ ان نقاط سے بچتے پر ہی ہمیں عافیت ملتی ہے۔ جہاں سے وہ پھسل گیا ہے۔ وہیں سے ہی ہمارے پھسلنے کا بھی امکان ہے۔ اگر ہمیں اس پھسلنے کی جگہ کا علم ہے تو اس سے بچ جائیں گے ورنہ پھر مارے جائیں گے۔ اب دیکھو کہ وہ اتنا بڑا عالم ہونے کے باوجود کہاں سے پھسلتا ہے۔ الحمد شریف پورے قرآن مجید کا خلاصہ ہے۔ نچوڑ ہے۔ قرآن مجید کا اصل الحمد شریف ہے اور الحمد شریف کی تفصیل قرآن مجید ہے۔ اسی کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی اصل الحمد شریف میں ہے شیطان الحمد لله کہنے کو ہر دم تیار ہے۔ وہ آپ سے بہتر طور پر پڑھے گا اس کا تلفظ اس کی ادائیگی بھی آپ سے کہیں بہتر اور صحیح طور پر ہوگی۔ کوئی قاری اس کی قرأت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ الحمد لله رب العلمین کو وہ تسلیم کرتا ہے مانتا ہے اس کا وہ انکاری نہیں ہے۔ الرحمن الرحیم پر اس کو کوئی اعتراض نہیں وہ کہتا ہے کہ یہ بالکل درست ہے۔ ملک یوم الدین کو بھی وہ مانتا ہے کوئی انکار نہیں ہے۔ ایسا کہ نعبہ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے بڑا کون عابد ہے۔ میں نے تو تمہاری تخلیق سے بھی چھ کروڑ سال پہلے سے عبادت کی ہے۔ آپ مجھے اب کہہ رہے ہیں اور سکھا رہے ہیں۔ ایسا کہ نستعین وہ تسلیم کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہئے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ اھلنا الصراط المستقیم وہ کہتا ہے

کہ تم سے زیادہ تو مجھے علم ہے کہ کون سا راستہ سیدھا ہے۔ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ وہ سیدھے راستے پر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ سیدھے راستے کو جانتا ہے اس پر بیٹھا ہوا ہے لیکن وہ سیدھے راستے پر چلتا نہیں ہے۔ تاکہ کوئی اس راستے پر نہ چل سکے وہ سیدھا راستہ کہاں سے ملتا ہے۔ وہ سیدھا راستہ ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم یہ ان لوگوں کا راستہ ہے کہ جن پر انعام ہوا۔ اگر اسے یہ کہا جائے کہ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ سیدھا ہے پھر اس پر وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی انعام یافتہ ہے تو وہ صرف میں ہی ہوں اور کوئی انعام یافتہ نہیں ہے۔ اس لئے اگر سیدھے راستے پر چلتا چاہتے ہو تو میرے راستے پر چلو۔ قرآن مجید انعام یافتہ کن لوگوں کو بتا رہا ہے وہ فرماتا ہے۔ انعم اللہ علیہم من الذین والصدیقین والشهداء والصلحین (النساء ۶۹) "جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی انبیاء علیہم السلام۔ صدیق اور شہید اور نیک لوگ" قرآن مجید فرما رہا ہے کہ سیدھا راستہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ سیدھا راستہ صدیقوں کا ہے۔ شہداء کا ہے اور صالحین یعنی نیک لوگوں کا راستہ ہے۔ شیطان یہ نہیں مانتا ہے کہ ان لوگوں کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ الحمد لله رب العلمین سے شروع کر کے اھلنا الصراط المستقیم تک کوئی فرق نہیں ہے لیکن جب صراط الذین انعمت علیہم پر پہنچتے ہیں جب انبیاء علیہم السلام کا ذکر شروع ہوتا ہے جب نبوت کا تذکرہ آتا ہے تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شیطان یا شیطانی پارٹی کا بندہ ہے یا کہ رحمانی پارٹی کا بندہ ہے۔ جب تک انبیاء علیہم السلام کی بات شروع نہیں ہوتی اس وقت تک یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے جب نبوت سامنے آتی ہے تو پھر سچے جھوٹے کا پتہ چل جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ میں نبی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن شیطان انکاری ہو گیا کہ میں تو اس کو سجدہ نہیں

کرتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان سے اس سجدہ کے انکار کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں اس سے اعلیٰ ہوں میں اس کو سجدہ کیوں کروں۔ اپنے آپ کو نبی علیہ السلام سے اعلیٰ سمجھنا یا اپنے آپ کو نبی علیہ السلام جیسا سمجھنا شیطانی عمل ہے اور شیطان کا فعل ہے اب بھی ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو گئے ہیں ان کے جسم ختم ہو گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں ہڈیاں بھی گل سڑ گئی ہیں ان سے تو اب میرا "کھوٹا" بہتر ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ غلام اللہ کہا کرتا تھا۔ کہ جب وہ مرا تھا تو اس کی شکل ایسی بن گئی تھی کہ جو بھی دیکھتا تھا پاگل ہو جاتا تھا۔ اس لئے اس کے منہ پر کپڑا باندھ دیا گیا تھا کہ کوئی اس کی شکل نہ دیکھ سکے۔ غلام اللہ کہتا تھا کہ میرا کھوٹا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر ہے۔ (نعوذ باللہ) اور شیطان کہتا ہے کہ میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ پھر ان دونوں کی ایک ہی پارٹی ہے یا کوئی فرق ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک ہی پارٹی ہے۔ ایمان لا الہ الا اللہ میں نہیں ہے بلکہ ایمان محمد رسول اللہ میں ہے۔ ایمان آدم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ ایمان عیسیٰ روح اللہ میں ہے۔ اب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے سے تمام سابقہ شریعتیں ختم ہو گئی ہیں لیکن جب شیطان کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس وقت ایمان لا الہ الا اللہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اب ایمان محمد رسول اللہ میں ہے۔ شیطان نے کہا کہ لا الہ الا اللہ تو مجھے منظور ہے۔ لیکن آدم صلی اللہ علیہ وسلم قبول نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ شیطانی فعل، شیطانی عقیدہ، شیطانی عمل کہ جس سے ہمیں بچنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی سمجھے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہے یا یہ کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا ہے۔ غلام اللہ تو کہتا تھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میرا کھوٹا بہتر ہے۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے

ہیں۔ وہ بھی ہم جیسے ہیں بشر ہیں۔ لوگ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برابری کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اے فرشتو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام کو سجدہ کروا رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام کی تعظیم کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں اس سے افضل ہوں اس لئے میں اس کو سجدہ نہیں کرتا۔ یہاں پر فرق واضح ہو جاتا ہے کہ جو نبی علیہ السلام کو اپنے جیسا سمجھے جو نبی علیہ السلام سے اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھے۔ نبی علیہ السلام کو مردہ سمجھے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے علم سمجھے کہ انہیں تو اپنا علم نہیں ہے کہ جنت میں جانا ہے کہ جہنم میں جانا ہے تو پھر سمجھ جاؤ کہ یہ شیطانی بولی ہے۔ اگر اسے کلمہ پڑھائیں تو بڑے شوق سے پڑھے گا بلکہ کلمہ شریف کا ورد کرنے کی دعوت بھی دے گا۔ تبلیغ کی بھی دعوت دے گا۔ مسواک کے فوائد بھی بتائے گا۔ بیوی بچوں کو چھوڑ کر تبلیغی دورے پر جانے کی دعوت دے گا۔ کہے گا کہ اللہ کی راہ میں نکلو۔ لیکن جب آپ کہیں کہ اللہ تعالیٰ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کی بھی قسم اٹھاتا ہے تو وہ فوراً کہے گا کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اس کو چھوڑ دو۔ اس کو رہنے دو۔ لا اقسام بھنا البلد O وانت حل بھنا البلد O (البلد ۱-۲) مجھے اس شہر مکہ کی نہیں قسم مگر اس لئے کہ اس میں تیرے قدم لگے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان کو یہ آیت مبارکہ سناؤ تو کہتے ہیں کہ اس کو رہنے دو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد ہیں۔ شاہد و مبشرا و نذیرا (الاحزاب ۴۵) "حاضر ناظر، خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ہیں جس طرح سے کہ میں یہ کواہی دوں کہ سید شجاعت علی شاہ صاحب میرے پاس تشریف فرما ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کواہی ہیں کہ شاہ صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں۔ جہاں کوئی بیٹھا ہے اور جو بھی کچھ بات ہو رہی ہے۔ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ علم غیب کا اختلافی مسئلہ ہے اس کو نہ چھیڑو، حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے علم غیب سے متعلق ہی بات کر کے دیکھ لو آپ کو واضح طور پر پتہ چل جائے گا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ جہاں شیطان نے جانا ہے وہاں اس کی پارٹی نے بھی جانا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس کی جس کے ساتھ مشابہت ہے وہ اسی کے ساتھ ہی ہوگا۔ حج کا زمانہ ہے لوگ حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہے ہیں۔ کوئی حاجی جب حج کی نیت سے جاتا ہے۔ تو جدہ ایئر پورٹ پر ہی اس کو کتب کا ایک بٹل دیا جاتا ہے کہ جن پر سارا زور اس بات پر دیا گیا ہوتا ہے کہ مدینہ شریف نہ جاؤ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام میں ایک رکعت نماز پڑھو گے تو ایک لاکھ رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ مدینہ شریف مسجد نبوی میں ایک رکعت نماز کا ثواب پچاس ہزار رکعت نماز پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ لہذا مدینہ شریف میں ثواب آدھا رہ جاتا ہے۔ اور پھر یہ کہ وہاں تم بت پرستی کرو گے۔ قبر پرستی کرو گے لیکن اللہ تعالیٰ کیا حکم فرما رہا ہے کہ اگر تم اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھو۔ کوئی گناہ کر بیٹھو تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ گناہ گار کو در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیج رہا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں کہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ جاؤ اب آپ کو شیطان کی بولی سمجھ آگئی ہوگی۔ اس بولی سے بچو کہ اس سے بچنے میں عافیت ہے۔ شیطان نے عرض کیا کہ یا اللہ میں نے تیری اتنی عبادت کی ہے۔ فرشتوں کو پڑھایا ہے۔ کیا یہ سب کچھ رائیگاں ہی گیا ہے یا اللہ مجھے اس کا کوئی صلہ عطا فرما۔ فرمایا کہ مانگ لو جو چاہتے ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے سجدے کرتے ہیں لیکن شیطان معاوضہ کے لئے کرتا ہے۔ یہ بھی فرق ہے۔ اگر اس لئے سجدے کرو کہ مجھے جنت مل جائے۔ یہ بھی معاوضہ ہے۔ اگر اس لئے عبادت کرو کہ میرا فلاں کام بن جائے یہ بھی معاوضہ کے لئے ہے۔ لیکن یا اللہ میری عبادت سے تو راضی ہو جائے اور تیرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائے۔ یہ اصل بولی ہے۔ ہم سجدے کرتے ہیں۔ کہ مکان مل

جائے۔ زمین مل جائے۔ اپنی زمین مہنگی بک جائے۔ کیا ہم یہ دُعائیں نہیں کرتے ہیں۔ تو پھر تجارت کر رہے ہیں۔ عبادت نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن اگر میں یہ کہوں کہ یا اللہ یہ میرے سجدے تیرے لائق تو نہیں ہیں لیکن اگر تو ان کو قبول کر کے راضی ہو جائے تو میری عبادت ہوگئی یہ مومن کی بولی ہے۔ شیطان نے اپنی عبادت کا معاوضہ مانگ لیا۔ پہلی چیز جو اس نے مانگی وہ یہ کہ یا اللہ مجھے قیامت تک کے لئے عمر عطا فرما دے اور ساری عمر صحت والی ہو۔ مجھے کبھی کوئی بیماری لاحق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک کے لئے مہلت دے دی۔ پھر اس نے یہ مانگا کہ یا اللہ مجھے یہ تصرف دیا جائے کہ ایک لمحہ میں مشرق اور ایک لمحہ میں مغرب پہنچ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ بھی عطا فرما دیا۔ اس لئے شیطان کو یہ تصرف حاصل ہے کہ وہ ایک ہی لمحہ میں ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔ دو آدمی بیٹھے ہوں تو تیسرا وہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ ہر جگہ ہر وقت موجود ہو سکتا ہے۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ مجھے یہ طاقت عطا فرما کہ میں بندوں کو دیکھوں لیکن بندے مجھے نہ دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی عطا فرما دیا۔ اب یہ حالت ہے کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم اس کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ یا اللہ مجھے یہ بھی طاقت عطا فرما کہ میں بندوں کے خون میں شامل ہو کر ان کے اجسام میں گردش کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت بھی عطا فرما دی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ طاقت مل جائے کہ میں ان کے سامنے سے آؤں۔ پیچھے سے آؤں۔ دائیں سے آؤں بائیں سے آؤں اُدھر سے آؤں۔ جدھر سے چاہوں آؤں اور سیدھے راستے پر بیٹھوں تاکہ میں ان کو ہر طریقہ سے درغلاؤں اور سیدھے راستے پر نہ آنے دوں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی عطا فرما دیا۔ یہ تمام طاقتیں شیطان کو حاصل ہیں۔ آپ اپنے دل میں کوئی نیک کام کرنے کا سوچیں وہ تیرے دل میں آ کر تجھے اٹنی بات پڑھا دے گا۔ یہ طاقت اس کو حاصل ہے

کیونکہ وہ دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھتا کہ وہ باہر ہے۔ وہ گھر کا چور ہے گھر کا بھیدی ہے اور گھر کا بھیدی بہت نقصان کرتا ہے۔ مسلمانوں کو جتنی دفعہ بھی شکست ہوئی ہے وہ گھر کے بھیدی کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ تاریخ اٹھا کے دیکھیں بنگال میں کیا ہوا۔ دکن میں کیا ہوا۔ 1857ء کی جنگ آزادی پڑھ لیں۔ اور جہاں بھی مسلمانوں پر سر پیکار ہیں ان کی شکست کا باعث ہمیشہ گھر کا بھیدی ہی ہوگا۔

جعفر از بنگال صادق از دکن
ننگ دین۔ ننگ قوم۔ ننگ وطن

بنگلہ دیش بنا تو کتنی باہنی نے کیا کردار ادا کیا تھا۔ پاکستانی افواج کے سامنے بھارتی فوج اور پیچھے سے اپنے ہی غدار کتنی باہنی، تاریخ کواہ ہے کہ مسلمان کو جب بھی شکست ہوئی وہ انہوں کے ہاتھوں سے ہی ہوئی۔ جب شیطان کو اتنی طاقتیں مل گئیں تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ اب ہماری تبلیغ کیا کرے گی تو نے اس کو اتنا تعارف عطا فرمادیا۔ باطن میں ظاہر میں موجود ہے۔ انسان کو نظر نہیں آتا۔ پتہ نشان اس کا کوئی نہیں ہے۔ علم اس کے پاس ہے۔ سیدھی راہ پر یہ بیٹھا ہوا ہے۔ ہر ایک کو الٹی راہ پر ڈال دیتا ہے۔ یا اللہ ہم بندوں کو کس طرح سے سیدھی راہ دکھائیں گے۔ فرمایا کہ شیطان جو کچھ بھی چاہے کر لے لیکن تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر بخشش طلب کر میں ابھی تمہیں بخشا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام لینے پر میں نے تیری بخشش کر دی ہے۔ تجھے معاف کر دیا ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ان کی شان کے مطابق ایک لغزش ہو گئی تو وہ کس طرح سے معافی ملی۔ رونے سے گریہ زاری کرنے سے سجدے کرنے سے یا طواف کرنے سے معافی نہیں ملی۔ جب ہر چیز کر کے دیکھ لی اور معافی نہ ملی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یوں کہو کہ یا اللہ مجھے نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی کے صدقے معاف کر دے تو میں تمہیں ابھی معاف کر دیتا ہوں۔ اب آپ ذرا دوسری پارٹی کے کسی مرد کو یہ کہہ کر دیکھیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کا واسطہ دے کر معافی مانگو وہ کبھی یوں نہیں کہے گا بلکہ وہ آپ کو دعوت دے گا کہ آؤ گشت پر چلو، چلہ پر چلو۔ گشت یہ ہے کہ وہ گھر گھر، دروازہ، دروازہ پر جائیں گے اور آپ سے کہیں گے کہ مسجد میں ہمارے امیر آئے ہوئے ہیں وہ کلمہ شریف کا ورد کرائیں گے۔ تمہیں کلمہ سکھائیں گے محنت کرائیں گے آپ بھی اس میں ضرور شرکت کریں۔ اس کا بہت بڑا ثواب ہے اور ایک یہ ہے کہ وہ آپ کو ایک روزہ یا تین روزہ دورے پر کسی دوسرے شہر، گاؤں میں لے جائیں گے پھر غالباً ایک مہینہ کا دورہ اور پھر پھر دن ملک کے لئے ایک سال کا دورہ پس وہ ہر دم دورے پر ہی رہیں گے۔ پیچھے بیوی بچے خواہ بھوکوں مر جائیں اور ملازمت ہے تو ملازمت سے بھی جواب مل جاتا ہے۔ اگر کاروبار ہے تو کاروباری زندگی معطل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور یہ تبلیغی دورے پر جا رہا ہے۔ لیکن اگر آپ یوں کہیں کہ بھئی میں تو بہت گناہ گار ہوں کیا میری بخشش کا کوئی بہانہ ہے۔ وہ کہیں گے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ مرضی ہے کہ وہ تمہیں بخشا ہے کہ نہیں۔ ہر قدرت اس کے پاس ہے وہ مالک ہے مختار ہے اگر تو نے کسی کا گناہ کیا ہے۔ چوری کی ہے کسی کو نقصان پہنچایا ہے تو پہلے جا کر اس سے معافی مانگو جب تک وہ معاف نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرے گا۔ جس سے تم نے زیادتی کی ہے اس سے معافی مانگو۔ ان سے کہو کہ میں نے تمہارے ساتھ زیادتی ہے پھر وہ تمہیں تمہاری زیادتی کا مزہ بھی چکھائیں گے اور معاف کریں یا نہ کریں اور جو تمہارا حشر وہ کریں گے وہ بھی تمہیں عمر بھر یاد رہے گا۔ اگر وہ کہے کہ کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر میری بخشش ہو سکتی ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ تو بہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ

قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے۔ فخلقنا ادم من ربه كلمت فتاب عليه (البقرہ ۲۷)
 "پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمے جن پر ان کی توبہ قبول
 ہوئی۔" حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کچھ کلمات ربی سیکھ لئے۔ یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم وہ کلمات ربی کیا ہیں فرمایا وہ کہ یا اللہ مجھے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
 صدقے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے اسی لمحہ حضرت آدم علیہ السلام کو بخش دیا۔ اب آپ
 ان سے یہ کہیں کہ کیا میرے گناہوں کی بخشش اس طرح سے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
 صدقے ہو سکتی ہے اگر وہ کہیں کہ نہیں ہو سکتی تو وہ جھوٹے ہیں پھر ان سے بچ جاؤ۔
 شیطان میں کتنے بھی کمالات ہیں لیکن اس میں عظمت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے۔
 عظمت انبیاء علیہم السلام نہیں ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو مردہ سمجھیں ان سے بچ جاؤ۔
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اپنے وصال کے بعد بھی تمہارا درود شریف
 سنوں گا۔ عرض کیا کہ جب وصال ہو جائے گا۔ ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی۔ جسم گل
 جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی سنیں گے۔ فرمایا کہ کون کہتا ہے کہ انبیاء علیہم
 السلام فوت ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ زمین پر حرام ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کا جسم
 کھائے۔ نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ معراج
 نبی کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر
 پر سے گزرا۔ تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں
 مردہ تھے۔ ان کی ہڈیاں وہاں پڑی ہوئی تھیں کیا ان کا جسم مٹی نے کھالیا تھا۔ اگر حضرت
 موسیٰ علیہ السلام زندہ تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھی
 نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر انور میں زندہ نہیں ہیں۔ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 مردہ سمجھے اس سے بچ جاؤ۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ سمجھنا شیطان کی بولی ہے۔ یہ

اس کی پارٹی کی بولی ہے۔ یہ شیطان کے طرف داروں کی بولی ہے۔ الحمد للہ تمام تعریفیں
 اللہ کے لئے ہیں لیکن جو نبی علیہ السلام ہے۔ جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اس کے پلے
 میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ شیطانی بولی ہے۔ آپ کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوڑ کے
 مالک ہیں۔ انا اعطینک الکواثر (الکوثر ۱) بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں
 عطا کیں۔ اس کی تفسیر یوں ہے کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے باقی سب کچھ کوڑ میں ہے۔
 لیکن وہ کہیں گے کہ کوڑ ایک چھوٹا سا حوض ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت
 کے روز عطا کیا جائے گا۔ پانی تو اس میں سے پہلے ہی موجود ہو گا۔ اگر اس کی ملکیت
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ بھی دیا جائے پھر بھی وہ پانی پینے کے لئے سب کو مل جائے
 گا۔ کوڑ کی کوئی حد نہیں ہے وہ خیر کثیر ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ساری کائنات کوڑ میں
 شامل ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مل گئی ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ کائنات کی
 بھی حد ہوتی ہے لیکن کوڑ کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ کوڑ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مل گیا ہے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی (الفصحی ۵) اللہ
 تعالیٰ تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا بھی اپنے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ حوض کوڑ ایک چھوٹی سی
 چیز ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے روز مل جائے گی۔ یہ فرق ہے۔
 مومن اور منافق کی بولی میں یہ فرق ہے۔ جس طرح سے پہلوانی داؤ لگائے جاتے ہیں۔
 فی زمانہ توحید کے نام پر داؤ لگ رہے ہیں۔ الحمد للہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے
 لہذا کسی بندے کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔ لہ ما فی السموت وما فی الارض
 (البقرہ ۲۵۵) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے "اللہ تعالیٰ سمیع ہے اللہ تعالیٰ
 بصیر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہادی ہے ہدایت دینے والا

صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ تمام چیزیں اس طرح سے بیان کریں گے اور ثابت کریں گے کہ بس اللہ ہی اللہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے پلے کوئی خوبی نہیں ہے۔ ایک مثل سمجھو کہ اگر اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے تو پھر میں اس مکان کا مالک کیوں ہوں جب اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مالک ہے تو میری ملکیت کہاں گئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس مکان کا مالک میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ مالک ہے اس کی ملکیت ذاتی ہے لیکن مجھے جو اس مکان کا مالک بنا دیا ہے تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے۔ پروفیسر صاحب آپ کے پاس علم ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر چیز میرے نور سے بنی ہے۔ میری ملکیت مکان بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہے۔ تیرا علم بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہے۔ تیری فراست بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہے۔ کسی کی اگر طاقت ہے تو وہ بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہے۔ ذاتی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ہر چیز کا مالک و مختار بالذات اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن جس کو جو ملا ہے وہ عطاء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

فلا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بُنْتُ ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

لیکن اس چیز کے وہ انکاری ہیں۔ جب سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ بیمار ہو کر ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والا ہے تو ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتے ہو۔ دوائی کیوں کھاتے ہو۔ یہ ان کی سوچ میں تضاد ہے۔ ثانی اللہ تعالیٰ ہے لیکن بیمار ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے پھر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کوئی ایسی دوا دیں کہ شفا ہو جائے۔ انصاف حاصل کرنے کے

لئے عدالت کیوں جاتے ہیں۔ اپنی دادرسی کے لئے حکام کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ استاد کے پاس علم کے حصول کے لئے جاتے ہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ذاتی ہے لیکن اس نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تقسیم کر دی ہے۔ اللہ معطى وانا قاسم اللہ تعالیٰ مجھے عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ لیکن وہ اس بات کے انکاری ہیں۔ اکثر فرشتے عام انسانوں سے بہتر ہیں لیکن سارے ہی فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے ہیں۔ ذرا یہ تو دیکھو کہ جو ہم سے اچھے ہیں وہ تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے ہیں اور ہم فرشتوں سے کم تر ہو کر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برابری کر رہے ہیں کہ ہم تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہیں کیا یہ عقل کا فتور نہیں ہے۔ جو مجھ سے افضل ہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کے لئے ان کو سجدہ کر رہے ہیں اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کی برابری کر رہے ہیں۔ یہ شیطانی ذہن ہے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ فی زمانہ جو تبلیغ ہو رہی ہے وہ توحید کی آڑ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین (معاذ اللہ) ہو رہی ہے۔ اگر ان کو بتایا جائے تو کہیں گے کہ یہ اختلافی مسائل ہیں۔ ان کو رہنے دو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کے قائل نہیں ہیں بلکہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی مخالفت کرتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو چکے ہیں اب ان کو "یا" سے پکارنا جائز نہیں ہے۔ یہ بدعت ہے۔ یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو حکم فرماتے ہیں کہ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول لوجدهم الله توابا رحيمًا O (النساء ۶۴) "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔" بڑی مشہور حدیث

شریف ہے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں۔ بتایا گیا کہ وہ تو وصال فرما چکے ہیں۔ پوچھا کہ ان کی قبر مبارک کہاں ہے۔ اس اعرابی نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملائیں۔ اس اعرابی کا عقیدہ کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرمانے کے باوجود زندہ ہیں۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اب میں کس سے ملوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ دیکھیں۔ فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا دو۔ انہوں نے بازو سے پکڑا اور قبر انور پر لے گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں اب میں تمہیں ان سے کس طرح ملا دوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فوت ہو گئے ہیں اب میں اس کو کہاں ان سے ملا دوں۔ نہ ہی اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سوچا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں اب میں ان سے کس طرح مل سکتا ہوں۔ ان تینوں کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس اعرابی کو قبر انور پر لے گئے تو اس اعرابی نے یہی درج بالا آیت پڑھی۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در حاضر ہو گیا ہوں۔ میری شفاعت فرمائیں۔ قبر انور سے آواز آئی کہ اے اعرابی جا تجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے تیرے گناہ معاف دئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز سن لی اور پہچان لی کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی آواز مبارک ہے لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہاں بت پرستی ہے۔ قبر پرستی ہے شخص پرستی ہے۔ یہ شیطانی بولی ہے اگر اس سے بچ جاؤ تو اس میں آپ کی عافیت ہے۔ اگر نہ بچو گے اور نہ ہی بچنے کی کوشش کرو گے تو۔

بن جان گے اک دن اودہ جہنم دا بالن
سرکار دی عظمت دا جو انکار کرن گے

امت محمدیہ کے ہتر فرقے ہوں گے ان میں بہتر کلمہ کو کو ہونے کے باوجود جہنمی ہوں گے۔ نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے، حج و قربانی کرنے والے، حفظ و تفسیر کرنے والے حدیث کا علم دینے والے۔ داڑھی پگڑی والے جہنم میں جائیں گے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ ہم کوئی فرقہ بندی نہیں کر رہے ہیں بلکہ فرقہ بندی اس سے ہی ختم ہوتی ہے۔ کہ جہنمی کو چھوڑ دو باقی صرف ایک ہی رہ جائے گا۔ اور وہ اہل سنت و جماعت ہوں گے۔ پوچھا جائے کہ تم کون ہو۔ کوئی کہے گا کہ وہابی ہوں کوئی کہے گا کہ میں دیوبندی ہوں۔ آج کل ایک اور ہی چکر چل رہا ہے۔ جب پوچھو کہ تم کون ہو تو کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر ہوں یہ فرقہ بازی تو بعد کی بات ہے۔ فرمایا کہ جنتی صرف سنی ہوں گے جن کا عقیدہ اور عمل میرے جیسا اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جیسا ہوگا۔ اعرابی کو حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھیج رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے جا رہے ہیں یہ سنیت ہے۔ اعرابی نے جا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت فرمائیں۔ یہ سنت ہے۔ اعرابی نے ظاہری وصال کے بعد عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا شرک ہے۔ مجھے 1996 میں حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ میرے ساتھ ایک راہوالی کا بندہ تھا جو کوچوان تھا اور بڑی سخت طبیعت کا مالک تھا۔ بہت لڑا کا قسم کا تھا۔ جہاں کہیں بھی دیکھو وہ فتنہ فساد کھڑا کئے ہوئے تھا۔ سفر میں سیٹ کی وجہ سے ہی لڑنا اور بیٹھنا تو نشست کے لئے بھی لڑنا۔ ہر ایک کو برا بھلا گالی گلوچ اس کا شیوہ تھا۔ وہ جب روضہ اقدس پر پہنچا تو دل پہنچ گیا۔ اس

نے رونا شروع کر دیا۔ یہ وصف بھی صرف سنی کو حاصل ہے۔ دوسرے فرقہ والے ہاتھوں میں جوتیاں پکڑے اور بعض اوقات اُپر کو سیدھی کر کے سر سے بلند کئے ہوئے گزر جاتے ہیں نہ کوئی ادب نہ کوئی لحاظ۔ یہ کوچوان وہاں رویا اور خوب جی بھر کر رویا۔ تو اسے قبر انور سے آواز آئی کہ اے عبید اللہ بٹ جاؤ اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ اس وقت صرف اس اعرابی کو ہی آواز آئی تھی بلکہ یہ آج بھی اسی طرح سے کرم ہو رہا ہے جس طرح سے کہ اس وقت ہوا تھا۔ تو روضہ اقدس پر حاضر ہو کر دیکھ تو سہی۔ شیطان وہاں جانے نہیں دیتا۔ آپ جاؤ تو کتب کا بٹل تمہیں دے دیں گے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے وہ حدیث کمزور ہے۔ فلاں حدیث منسوخ ہے۔ فلاں آیت مبارکہ کی تفسیر یہ ہے۔ ہر طرح سے مدینہ شریف جانے سے روکنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن مومن ہوتا ہی وہ ہے جو در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جاتا ہے اور ہر وقت وہاں جانے کی تمنا رکھتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو حج کی نیت سے آئے اور مکہ مکرمہ سے ہی واپس چلا جائے میرے در پر حاضر نہ ہو وہ مجھ پر جفا کر کے جا رہا ہے۔ وہ مجھ پر ظلم کر کے جا رہا ہے۔ جو مدینہ شریف نہیں جانا چاہتا اس پر دس لعنتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ فرشتوں کی لعنت ہے۔ وہ بد مذہب ہے۔ بد عقیدہ ہے۔ بے ایمان ہے۔ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی آنے پر انگلیوں کو چوم کر آنکھوں پر نہیں لگانا وہ بھی بد عقیدہ ہے۔ فرمایا کہ میرا نام آئے تو جو مجھ پر درود شریف نہ پڑھے وہ ہلاک ہو گیا اور یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی اس طرح سے لیتے ہیں کہ کیا ان کا چھوٹا بھائی ہے۔ اور کہتے بھی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اتنی ہے کہ جتنی آپ اپنے بڑے بھائی کی عزت کرتے ہیں۔ نام نامی اسم گرامی اس طرح سے لیتے ہیں کہ ساتھ درود شریف بھی

نہیں پڑھتے اور برابری والا حساب رکھتے ہیں۔ حضرات یہ ان کی بولی ہے اللہ کرے کہ آپ کو اس کی سمجھ آ جائے اور آپ اس سے بچ جائیں اگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ معافی دے پھر جہنم کا بندھن ہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس خوش نصیبوں کو زندگی میں ہی جنت کی بتا رت دی۔ وہ عشرہ مبشرہ ہیں اور ان میں سرفہرست حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وصال کے وقت فرمایا کہ اے لوگو میرا جنازہ پڑھانے کے بعد میری میت کو در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے سوا دو سال بعد کی بات ہے اور وہاں عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے اپنی قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اور بطور خاص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھے در حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے جانا کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت جلد ملا دیتے ہیں اس لئے ہی اس اعرابی کو بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہی ساتھ قبر انور پر بھیجا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت کے سرچشمہ اور وزیر اعظم ہیں ولایت کا قلمدان ان کے پاس ہے جس کے لئے لکھ دیتے ہیں اس کو ولایت مل جاتی ہے اور سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک رکھنے سے مہر لگ جاتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اس جگہ کی عظمت اور عزت ہے تو وہاں جانے کی تمنا ہے ورنہ روضہ اقدس سے جنت البقیع کوئی دور تو نہیں ہے۔ دراصل وہ ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جانا صدیقیوں کا کام ہے۔ تصدیق شدہ جنتی در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جا رہا ہے۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور عشرہ مبشرہ میں سے بھی باقی 9 موجود ہیں کیونکہ صدرفوت ہوا ہے۔ یہ ایک رسم ہے کہ کسی ملک کا صدرفوت ہو جائے تو ساری دنیا کے صدور آ جاتے ہیں۔ وزراء اعظم پہنچ جاتے ہیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد فوت ہو تو کوئی

نہیں آتا۔ عہدہ پر موجود ہو اور فوت ہو جائے In Office فوت ہو تو رسم دنیا ہے کہ تمام ممالک کے صدر یا وزیر اعظم تعزیت کے لئے آ جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ In Office فوت ہوئے ہیں۔ اقتدار پر ہوتے ہوئے فوت ہوئے ہیں۔ اس لئے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حاضر ہیں اور سن رہے ہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہے اور قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ تالا کھل گیا۔ دروازہ کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی کہ دوست کو دوست سے ملا دو۔ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز سنی اور پہچانی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز مبارک ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بلا تے ہیں اور یہ ہمیں وہاں جانے سے منع کرتے ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا کر جھولیاں بھرتے ہیں اور جو نہیں جاتا اس کے لئے فرمایا کہ وہ بخیل ہے اور مجھ پر جفا کرتا ہے۔ یہ بھی مسئلہ سن لو کہ حج مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے لیکن اس کی قبولیت مدینہ منورہ میں ہوتی ہے۔ اگر جنت کو آزاد کر دیا جائے اور حکم دیا جائے کہ جہاں اس کی مرضی ہے وہیں چلی جائے۔ جنت میں تمام نعمتیں موجود ہیں اسے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔ ہم جنت کے لئے مر رہے ہیں اسے تو ہماری پرواہ نہیں ہے۔ جنت چاہتی ہے کہ اگر اس میں چلنے کی طاقت آ جائے اور حکم ہو کہ جہاں چاہے چلی جا تو میں مدینہ منورہ میں چلی جاؤں گی۔ یہ جنت کے لئے مر رہے ہیں اور جنت مدینہ کے لئے مر رہی ہے۔ اگر مرنا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مرد پھر جنت تمہارے لئے مرے گی۔ حشر کے دن اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کو پاؤں لگا دے گا۔ اور حکم دے گا کہ میدان عرفات میں حاضر ہو جاؤ۔ میدان عرفات میں میدان حشر بنے گا وہیں تمام مخلوق حاضر ہوگی۔ خانہ کعبہ عرض کرے گا کہ یا اللہ مجھے جو چلنے کی طاقت مل گئی ہے

میں تیرے حکم کے تحت میدان عرفات میں حاضر ہو جاؤں گا لیکن میری ایک عرض ہے کہ میدان عرفات سے پہلے مجھے مدینہ شریف حاضری کا موقع عطا فرما دے۔ خانہ کعبہ کہ جس کو دیکھنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حجر اسود کہ جس کو بوسہ دینے سے گناہ چھوٹ جاتے ہیں۔ ان کی منزل مدینہ ہے ان کی تمنا مدینہ کی حاضری ہے۔ نماز، روزہ، حج، کلمہ وغیرہ سب ذرائع ہیں۔ وسائل ہیں لیکن منزل نبی علیہ السلام ہوتے ہیں۔ اگر نبی علیہ السلام ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں یہ ہماری بد قسمتی کہ ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ زندہ ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

اگر نبی علیہ السلام کے پاس نہیں پہنچ سکتے تو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ جاؤ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچ جاؤ گے۔ اگر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی نہیں پہنچ سکتے تو کربلا کے شہداء کے پاس پہنچ جاؤ پھر بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تک رسائی ہو جائے گی۔ اور اگر وہاں تک بھی پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے تو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ جاؤ پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاؤ گے۔ یہ قرآن مجید فرما رہا ہے کہ صراط مستقیم پر کون ہیں۔ پہلے نمبر پر انبیاء علیہم السلام پھر صدیقین پھر شہداء اور پھر صالحین اگر صراط مستقیم پر چلنا چاہتے ہو اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ چار نشان ہیں۔ جو صالحین کے پاس بھی نہیں جانا چاہتے وہ بھٹکے ہوئے ہیں وہ صراط مستقیم پر نہیں ہیں ان سے بچ جاؤ۔ اگر وہ آپ کو گشت یا چلہ کرنے کی دعوت دے تو آپ اسے داتا صاحب کی حاضری کی دعوت دے دیں اگر وہ چوں چوں کرے۔ بہانے بنائے تو سمجھ لو کہ وہ دوسری پارٹی ہے اس سے بچ جاؤ۔ ان کو ٹٹولنے کا

آسان طریقہ ہے ٹسٹ ہے کہ ان کے پاس حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے لو اگر وہ قبول کر لے تو بہتر ہے اگر ناک منہ چڑھائے تو اس سے بچ جاؤ کہ وہ جھوٹا ہے۔ ان کے پاس یا حضرت داتا صاحب کہہ دو۔ یا سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کہہ دو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو تو ان کو آگ لگ جاتی ہے۔ جل بھن جاتے ہیں۔ جانتے ہو کہ یا غوث الاعظم کہنے سے کیا بن جاتا ہے۔

آلِ نبی، اولادِ علی دی تے سیرتِ شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

آپ کو جو سیدھا راستہ ملتا ہے وہ صالحین سے ملتا ہے زندہ اور حیاتِ صالحین سے ملتا آسان ہے۔

راہ دے راہ دے ہر کوئی کہند ایں دی آکھاں راہ دے

بنام مرشداں راہ نہیں لہناتے دل مرسیں وچہ راہ دے

حضرات یہ زمانے کے شر سے بچنے کے لئے پیغام ہے۔ یہ سادہ لفظوں میں بیان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس سے تمہیں عشقِ نبی کی سمجھ آ جائے عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے دل میں آ جائے اس کا راستہ اپنا لو اور جس سے تمہیں نفرت کی بو آ جائے اس سے بچ جاؤ۔ تو پھر شیطان کی پارٹی سے نکل جاؤ گے۔ یہ ایک نہایت ہی سادہ سا ٹسٹ ہے۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 30-12-2005

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے راز ہیں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین

کرم کی بھیک ملے تو حیاتِ نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو باتِ نعتی ہے
رخِ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایہ سے راتِ نعتی ہے
ملے جو اذنِ ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعتِ نعتی ہے
درِ حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو براتِ نعتی ہے

حضرت محمد عامر سلطان صاحب نے رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی اچھی بہت اعلیٰ تفسیر بیان فرمائی ہے۔ یہ بہت کچھ عطا کرتی ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواہ وسیلہ ہیں خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ یہ آپ نے تفسیر بیان فرمائی کہ ایک تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو رحمت عطا فرمانے کے لئے وسیلہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بھی رحم فرماتے ہیں کسی پر اپنی رحمت کا اظہار فرماتے ہیں۔ تو وہ حضور نبی کریم کے وسیلہ جمیلہ سے کرتے ہیں اور دوسری بات آپ نے

یہ فرمائی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود رحمت ہیں پوری مخلوق کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی بنایا گیا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمانا مقصود نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کسی کو بھی پیدا نہ فرماتا یہ حدیث قدسی ہے لولا لما خلقت الافلاك - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وسیلہ ہوں کہ وجہ تخلیق کائنات ہوں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب سے بڑا انہی سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان زمین نہیں کہ زمان نہیں

سب کچھ ان کا بھی ہے اور ان سے بھی ہے۔ میں اس کرسی پر بیٹا ہوں یہ کرسی اس وقت میری ملکیت ہے لیکن یہ کرسی مجھ سے نہیں ہے۔ لیکن کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصدر کائنات ہیں۔ لوگ عالم ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم ہیں۔ لوگ اگر خنی ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سخاوت ہیں۔ لوگ مومن ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایمان ہیں۔ اس کے باوجود بھی ولی تعظی رہتی ہے۔ جی بھرتا نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمة اللعلمین بنایا گیا۔ یہ بڑی پرانی بات ہوگی۔ ماضی کی بات بلکہ ماضی سے بھی پہلے کی بات ہوگی۔ عالم سے بھی پہلے عالمین سے بھی پہلے کیونکہ عالمین ہوں گے تو حضور ان کے لئے رحمت بنائے گئے۔ رحمت پہلے ہوتی ہے اور رحمت کو حاصل کرنے والا بعد میں ہوتا ہے۔ لہذا عالمین سے بھی پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے تو عالمین کے لئے رحمت ہوں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اول بھی ہیں آخر بھی ہیں کوثر کے مالک و مختار بھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رضائے الٰہی بھی حاصل ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مصدر کائنات ہیں یا وجہ تخلیق کائنات ہیں تو پھر ان سے اور آگے بھی بات کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمة

اللعلمین بنے تھے وہ بن گئے۔ وجہ تخلیق کائنات بنے تھے وہ بھی بن گئے۔ علم بننا تھے وہ بھی بن گئے۔ سخاوت بھی بن گئے۔ ایمان بھی بن گئے یہ سب تو پرانی باتیں ہیں۔ چودہ سو سال تو کل کی بات ہے یہ ان سے بھی زیادہ پرانی باتیں ہیں۔ یہ باتیں تو تب کی ہیں کہ جب کچھ بھی نہ تھا۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شان ہر گھڑی بڑھ رہی ہے اس کا احاطہ ہم نہیں کر سکتے۔ ہم کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوثر کے مالک ہیں تو کوثر کی حد ہے۔ جنت کی بھی حد ہے۔ زمین و آسمان کی حد ہے۔ شمس و قمر کی حد ہے۔ کائنات میں جو کچھ بھی ہے۔ وہ محدود ہے۔ ہر چیز کی حد ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے مالک ہونے کے باوجود اب ان کی ہر گھڑی پہلے سے بہتر ہے۔ ہر لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان بڑھ رہی ہے وہ کیا ہے۔ قرآن مجید میں ہر خشک و تر کا علم ہے۔ حدیث شریف میں بھی علم ہے یہ کل علم ہے۔ قرآن و حدیث میں علم کھل ہو گیا کہ باقی ابھی کچھ مزید بھی ہے۔ اتنا زیادہ تعارف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکا ہے۔ صفات نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام آچکی ہیں۔ نعت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو چکی ہیں اس کے باوجود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راز ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں بھی اور احادیث میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام متعارف ہو چکے اور پھر فرمایا کہ میں اللہ کا راز ہوں تو وہ راز کیا ہے آپ رحمة اللعلمین ہیں تو راز تو کھل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ کائنات ہیں آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں یہ راز بھی کھل گیا اور یہ پرانی بات ہو گئی اب آپ نئی بات کر دو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شان ہر لمحہ بڑھ رہی ہے وہ کیا ہے۔ رضائے الٰہی پر بھی اضافہ ہو رہا ہے تو رضا کے بعد

بھی کیا کوئی گنجائش باقی رہتی ہے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی تو پھر اب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راز ہیں۔ تو وہ کیا راز ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا عطا ہونے کے بعد بھی ابھی تک راز ہے کہ جس میں ہر لمحہ اضافہ ہو رہا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کے بیان کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راز ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا کیفیت ہے۔ جو بھی علم قرآن و حدیث کے ذریعہ سے ملا ہے وہ سب ظاہر ہو گیا ہے۔ اب باقی وہ کون سا علم ہے کہ جس کے ذریعہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راز والی کیفیت کا پتہ چل سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے جو بھی علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ میں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیا ہے۔ اور پھر اتنا علم رکھنے والے عالم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم مجھے جانتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ ساری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری ہے۔ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت جانتا ہوں۔ فرمایا کہ خدا کی قسم تو مجھے بالکل نہیں جانتا میں اللہ تعالیٰ کا راز ہوں میری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حضرت صاحب آپ نے بہت اچھی تفسیر فرمائی ہے۔ آپ عالم ہیں قرآن و حدیث کا علم رکھتے ہیں لیکن ہمیں تو آپ یہ بتائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسا راز ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ قرآن و حدیث کا تھوڑا سا علم جو ہمیں عطا ہوا ہے وہ صرف اس لئے کہ ہم یہ تھوڑا سا علم پڑھ کر امتحان میں پاس ہو جائیں اگر کئی علم ہمیں عطا ہو جاتا تو شاید ہم اس پورے علم کی تیاری نہ کر سکتے اور امتحان میں فیل ہو جاتے۔ آپ جانتے ہیں کہ سمسٹر سسٹم میں ہر سمسٹر میں تھوڑا سا کورس پڑھاتے ہیں اسی میں سے پھر امتحان لیتے ہیں تو طلباء نہایت آسانی سے

پاس ہو جاتے ہیں کسی سمسٹر میں اتنا زیادہ نہیں پڑھا جاتا کہ طالب علم اس کی تیاری نہ کر سکے۔ بس صرف پاس کرنے کے لئے پڑھایا جاتا ہے۔ ہمیں جو قرآن و حدیث کے ذریعہ سے تھوڑا سا علم دیا گیا ہے وہ ہمیں صرف پاس کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حد نہیں ہے۔ اور جس کی کوئی حد نہ ہو اس کی تعریف کیا کر سکتے ہیں۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے
میں اس شعر کی عظمت کو سلام کرتا ہوں لیکن یہ سب پرانی باتیں ہیں۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان تھیں بنیاں سب شاماں

ان اشعار کو مد نظر رکھا جائے تو پھر تو راز کھل گیا۔ پتہ چل گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پورے جہان کی جان ہیں اور اپنے رب کی شان ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم راز نہ رہے۔ ہمیں تو وہ علم چاہئے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راز ہونے سے پردہ ہٹا دے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اصل میں کیا ہیں۔ ہم جتنی مرضی کوشش کریں لیکن بات اس پر ختم کرنا پڑتی ہے کہ

ما ان ملحت محمد بمقالتی

ولکن ملحت مقالتی بمحمد

کہ زبان سے، عبارت سے، الفاظ، قرآن مجید سے اور حدیث شریف سے بھی حضور علیہ

الصلوة والسلام کی پوری شان بیان نہیں ہو سکی۔ اگر ایسا ہو جاتا تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام راز نہ رہتے۔ حروف مقطعات میں شاید اگر علم ہو تو وہ راز ہو لیکن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو حروف مقطعات کا بھی علم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حضرات کو ان کا بھی علم عطا فرما دیا ہے۔ حروف مقطعات بھی علم ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تو جب حروف مقطعات بولتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے علمت مجھے علم ہے میں جانتا ہوں یا میں سمجھ گیا ہوں مجھے پتہ چل گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا علم تو مجھے بھی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا کہ میں تیرے پڑھانے کا محتاج نہیں مجھے میرا اللہ تعالیٰ پڑھاتا ہے۔ اور یہ علم بھی جو اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا وہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں بھر دیا گیا تو پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کیسے راز ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ حشر کا برپا کرنا اسی لئے ہے کہ

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اس دنیا میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان کا پتہ نہیں چلے گا۔ جو یہ تھوڑا سا علم ہمیں یہاں ملا ہے اس سے ہم پاس تو ہو جائیں گے۔ قبر میں ہم سے سوال ہو گا کہ ما تقول فی حق هذه الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں اس ہستی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو ہم حضرت کی تقریر سنا دیں گے اس کا خلاصہ بیان کر دیں گے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو رحمۃ اللعلمین تسلیم کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرپا رحمت ہیں۔ تو یہ ہماری بخشش کا بہانہ بن جائے گا۔ قبر میں جنت کی کھڑکی کھل جائے گی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے لئے وہاں بھی راز ہی رہیں گے۔ حضور علیہ الصلوۃ

والسلام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو فرما دیا کہ میں اللہ کا راز ہوں آپ میری حقیقت کو نہیں جانتے یہ فرمایا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاموش کرا دیا۔ دوسری ہستی جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب ترین ہے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ایک روز ان کو ایک جھلک دکھائی تو وہ بے ہوش ہو کر گر گئیں۔ وجد میں آگئیں جب بے ہوش آیا تو عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسا سماں تھا۔ اس سے پہلے کبھی یہ منظر نہیں دیکھا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر ستر ہزار حجابات ہیں۔ نور کے پردے ہیں ان میں سے صرف ایک ذرا سا ہٹا ہے تو پھر تو بے ہوش ہو گئی ہے ابھی ابتر ہزار نو سو ننانوے (69999) باقی ہیں۔ جو ایک پردہ ذرا سا ہٹا ہے وہ بھی ابھی اُدھر ہی رہا ہے معمولی سا ایک طرف ہٹا ہے۔ یوں سمجھئے کہ ستر ہزار پردوں کے پیچھے جو کچھ ہے وہ حقیقت محمدی ہے۔ ایک ذرا سا پردہ ہٹنے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے ہوش ہوتی ہیں اور وہ بھی راز کو نہیں پا سکیں تو پھر ہم کون ہوتے ہیں تو راز محمدی کو جان سکیں۔ جو حقیقت محمدی کا پتہ لگا سکیں پھر یہی کہیں گے کہ

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

ہم اپنی تقریروں تحریروں سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف نہیں کر سکتے بلکہ ان کا اسم گرامی نام نامی لے کر اپنی قسمتوں کو سنوار لیتے ہیں۔

غالب ثنائے خواجہ بوداں گھاتیم

کہ آں ذات پاک مرتبہ دانے محمد است

بہترین د مہترین انبیاء

جز محمد نیست در ارض و سماء
ایک اور بھی شعر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
محمد عربی کہ آمد ہر دورا است
کسے کہ خاک در نیست خاک بر سر او
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو جہاں کی عزت ہیں۔ جو ان کے در کی خاک نہیں بناتا تو
زمانے بھر کی خاک اس کے سر پر پڑ جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے راز
ہیں اس لئے جتنی بھی تعریف کی جائے جتنی بھی ان کی نعت خوانی کی جائے پھر اس کے
بعد معافی مانگنی چاہئے کہ

ما ان مدحت محمد بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمد

کسی سے بھی کسی صورت ان کی شان بیان نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ بیان ہو چکا ہے چودہ
پندرہ سو سال سے بیان ہو رہا ہے۔ بار بار وہی باتیں دہرا رہے ہیں۔ الفاظ بدل جاتے
ہیں۔ انداز بیان بدل جاتے ہیں لیکن اصل بات اصل موضوع وہی رہتا ہے۔

ثنائے محمد ہے ابھی مکمل

تو پھر چل رہے یہ قلم کس لئے ہیں

قلم چل بھی رہے ہیں۔ تحریریں ہو رہی ہیں لیکن ثنائے محمد بیان نہیں ہو رہی ہے۔ ہماری کوئی
نعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائق نہیں ہے۔ ہماری عقل معذور ہے ہم ہتھیار پھینک
دیتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس سے آگے کیا کہہ سکتے ہیں کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کی تعریف نہ ہو سکے۔ جو کسی تعریف کے احاطہ میں آجائے
وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتا۔ کل جامع بصفات الخیر یسمی محمداً تمام

صفات خیر کی جامع شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتی ہے۔

شعور، عقل و فکر کے دعوے حد تعین سے بڑھ نہ پائے
نہ چھو سکے ان بلندیوں کو جہاں مقام محمدی ہے
اللہ تعالیٰ ہتھیار پھینکنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ثنائے محمد جو کرتے ہیں گے
دامن مرادوں سے وہ بھرتے رہیں گے
وہ لمحات بخشش کا سامان ہوں گے
جو ذکر نبی میں گزرتے رہیں گے
حیات ان پہ قربان ہوتی رہے گی
جو عشق نبی میں مرتے رہیں گے
ہر اک گام پر ہم کو معراج ہو گی
جو سر ان کے قدموں میں دھرتے رہیں گے
ریاض ان کے دامن سے وابستہ رہنا
تیرے کام بگڑے سنورتے رہیں گے

شاہد تنویر صاحب نے بتایا ہے کہ کسی صاحب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زیارت
سے نوازا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کو بتا دینا کہ "مجھ کو سب سے زیادہ پسند
عبادت درود شریف ہے۔" جس صاحب کو بھی یہ شرف حاصل ہوا ہے اور اس نے جو کچھ
بھی سنا ہے وہ حق سنا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے ہ "مجھے درود شریف پسند ہے اور درود شریف
پڑھنے والا بھی پسند ہے اور وہی شخص میرے قریب ہوتا ہے جو مجھ پر درود شریف پڑھتا
ہے اور میری نعت پڑھتا ہے" یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر

عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائے شاہد تنویر صاحب 24-12-05

آگ سے بچاؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکھ یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین وقت زیادہ ہو گیا ہے بس ایک بات ذرا مختصر کر کے عرض کرتی ہے کہ اگر
دنیاوی آگ سے، قبر کی آگ سے یا جہنم کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو پھر انبیاء علیہم
السلام کی طرف داری کرو۔ اولیاء اللہ کی طرف داری کرو۔ ان کی طرف داری سے آگ
سے بچ جاؤ گے اور اگر ان کی مخالفت کرو گے تو پھر آگ میں جھلس جاؤ گے۔ اولیاء اللہ اور
انبیاء علیہم السلام کو محبوب رکھنا ان سے محبت کرنا اور ان کی طرف داری کرنے سے دنیا کی
آگ سے قبر کی آگ سے حشر کی آگ سے اور جہنم کی آگ سے آزادی مل جاتی ہے
اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر یہ دنیاوی آگ کا بھی ایندھن ہے اور جہنم کا بھی ایندھن ہے۔
حضرت امیرائیم علیہ السلام کو جب آتش نمرود میں پھینکا گیا تو ایک کالی چڑیا بعض کہتے ہیں
کہ بلبل تھی۔ بلبل بھی سیاہ رنگ کی ہوتی ہے وہ اپنی چونچ میں پانی کا قطرہ لے کر آتی اور
بھتا زیادہ سے زیادہ آگ کے قریب ہو سکتی وہاں وہ پانی گرا کر چلی جاتی وہ اپنی بساط
کے مطابق آگ کو بجھانے میں لگی ہوئی تھی۔ اس نے حضرت امیرائیم علیہ السلام کی طرف
داری کی۔ ان کے لئے آگ بجھانے کی کوشش میں لگی رہی تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اجر دیا
کہ فرمایا تو نے میرے نبی علیہ السلام کی طرف داری کی ہے جا تو ساری عمر باغوں میں
کھیلتی رہے گی۔ تو باغیچوں میں موجیں کرتی رہے گی۔ آپ جانتے ہیں کہ بلبل باغ میں
ہوتی ہے یہ جنگل میں نہیں ہوتی۔ اب اس کے مقابلہ میں دو چیزیں اور تھیں ایک خیر تھا جو

نمرد کی طرف داری میں جنگل سے لکڑیاں اٹھا کر لاتا اور بڑی خوشی محسوس کرتا کہ ان لکڑیوں سے آگ جلائی جائیگی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینکا جائے گا وہ اپنی دانست میں بڑا کام کر رہا تھا۔ زیادہ سے زیادہ لکڑیاں اپنے اوپر لاد کر لاتا رہا۔ ساری قوم لکڑیاں اکٹھی کر رہی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت تھی۔ تو خیر بھی اس قوم کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اور خوشی خوشی لکڑیاں لا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے خیر تو میرے ظلیل علیہ السلام کو جلانے کے لئے لکڑیاں لا کر بڑا خوش ہو رہا ہے میں نے تمہاری نسل ہی ختم کر دی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ خیر کے اپنے بچے پیدا نہیں ہوتے۔ خیر کی نسل نہیں ہوتی۔ خیر لاؤںد ہے مامراد ہے۔ وزن اٹھانے کے لئے اب بھی خیر بہت کارآمد ہے۔ بہت وزن اٹھا لیتا ہے۔ گھوڑے سے زیادہ مضبوط جسم والا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی اپنی اولاد کوئی پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل کو ہی بند کر دیا ہے۔ ایک گرگٹ (کوڑھ کرا) تھا وہ جلتی ہوئی آگ کو پھونکیں مارتا تھا کہ آگ اور زیادہ سے زیادہ بھڑک اٹھے۔ آگ زیادہ روشن اور تیز ہو جائے اس کی پیش بہت زیادہ بڑھ جائے۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی شکل کو منحوس اور کوڑھی بنا دیا اور ساری عمر اس کوڑھی شکل کے ساتھ چھپتا پھرتا رہتا ہے۔ جنگلوں میں ہوتا ہے۔ آبادی کی طرف نہیں آتا۔ اور جو کوئی اس کو جان سے مارتا ہے اس کو ثواب ملتا ہے۔ یہ چھپکلی کی طرح کا لیکن سائز میں جسامت میں اس سے لمبا اور بڑا ہوتا ہے۔ گرگٹ نمرد کا طرف دار تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینک دیا گیا اس وقت نمرد کی اپنی بیٹی محل کے اوپر چڑھ کر نظارہ کر رہی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جل کر خاک ہو جائے گا اس کو ہمارے خداؤں کی مخالفت کا مزا آجائے گا۔ لیکن اس نے دیکھا کہ آگ کے اندر باغ کھلا ہوا ہے۔ پودے لگے

ہوئے ہیں پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اور باغ میں پرندے چمک رہے ہیں۔ چڑیاں ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہیں۔ عجب بہار ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے خوش و خرم اس باغ میں تشریف فرما ہیں۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی کہ یہ سب کچھ کس طرح سے ہے۔ فرمایا کہ اگر تو بھی میرا کلمہ پڑھ لے گی تو پھر تو بھی اس آگ میں میرے پاس چلی آئے تو تمہیں بھی یہ آگ نہیں جلائے گی۔ لڑکی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا۔ آپ کی صداقت کو تسلیم کر لیا۔ آگ جلنے والی جگہ کا جس طرف دروازہ رکھا گیا وہاں نمرد اور اس کے سپاہی پہرہ دار چوکس کھڑے تھے کہ کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھاگ کر آگ سے نکل نہ جائیں۔ وہ لڑکی اس طرف سے نہ آئی کہ پہرے دار دیکھ لیں گے تو اسے پکڑ لیں گے اس نے محل سے ہی چھلانگ لگائی اور سیدھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں پہنچ گئی۔ اس کو بھی آگ نے نہیں جلایا۔ تو حضرات جو بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھ لے گا وہ بھی نہیں جلے گا۔ یہ طرف داری ہے آپ کر سکیں تو کر لیں۔ ایک اور بھی بات ہے کہ جب مصر کے بازار میں حضرت یوسف علیہ السلام بردے کی صورت میں فروخت ہونے کے لئے لائے گئے تو لوگ بڑی بڑی قوم، روپیہ پیسہ، سونا، چاندی جواہرات لے کر آگئے تاکہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید سکیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نو جوان تھے اور بڑے حسین تھے ہر کوئی ان کو دیکھنے والا ان پر فدا ہو جاتا تھا۔ ایک عورت سوت کی اٹی لے کر آگئی۔ اب تو اٹی بنانے کا رواج نہیں رہا۔ گاؤں کے باشندوں نے دیکھی ہو گی۔ شہر والے نہیں جانتے۔ آجکل دھاگے کی اٹی بنانے کی بجائے دھاگے کی کون مٹی ہے کسی نے دیکھا تو کہا کہ اے عورت تو ایک اٹی لے کر آگئی ہے۔ یہاں تو سونے چاندی جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں تیری ایک اٹی کس کام کی ہے اور کیا اس کی اوقات ہے۔ کہنے لگی کہ ہاں

مجھے علم ہے کہ میں سوت کی ایک اٹی سے حضرت یوسف علیہ السلام کو تو خرید نہیں سکتی لیکن میں ان کے خریداروں میں تو شمار ہو جاؤں گی۔ قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں کو ان کے طرف داروں کو بلائیں گے تو میرا نام بھی ان میں پکارا جائے گا۔ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے طرف داروں میں شمار ہو جاؤں گی۔ نبی علیہ السلام کے ساتھ اتنا تعلق پیدا کرنا چاہتی ہوں۔ آپ بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ، ولی کے ساتھ اتنا تعلق پیدا کر لو تو تمہارا بھی بیڑہ پار ہو جائے گا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کتنا تعلق پیدا ہو جائے کہ بیڑہ پار ہو جاتا ہے۔ فرمایا

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے

یہ فرمایا ہوا ہے کس کا سرکارِ غوث الاعظم کا

کیا اتنا کہنے میں کوئی رقم خرچ ہوتی ہے۔ کیا کوئی طاقت لگانا پڑتی ہے پھر فرمایا

مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو

قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

اے میرے مرید تمہیں جہنم کی آگ نہیں جلا سکتی۔ اتنی سی طرف داری کر لو۔ بیڑہ پار ہو جائے گا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ولی کی حمایت، طرف داری نجات ہے۔ بخشش ہے جنت میں داخلہ ہے۔ اور ان کی مخالفت جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں اولیاء اللہ کی محبت پیدا کرتے ہیں آپ کو دانا صاحبِ رحمۃ علیہ اچھے لگتے ہیں تو بھاگے بھاگے ان کے دربار پر حاضر ہوتے ہو۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اچھے لگتے ہیں اسی لئے ان کے گیت گاتے ہو۔ کیا شیطان کے گیت بھی کبھی گاتے ہو۔ شیطان بڑا بلند مرتبت ہے بڑے تعریف والا ہے۔ بہت عالم ہے بہت زیادہ عبادت گزار ہے۔ ایک

لحہ میں مشرق اور مغرب میں ہوتا ہے وہ دل کے اندر بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتا لیکن وہ سب کو دیکھتا ہے۔ وہ سیدھے راستے پر بیٹھتا ہے۔ کیا آپ شیطان کی تعریف سے خوش ہوئے ہیں۔ نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی محبت مومنوں کے دل میں ڈالی ہی نہیں ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ڈالی ہوئی ہے ہم ان کا ذکر کرتے ہیں ان کی منقبت پڑھتے ہیں تو ہمیں خوشی محسوس ہوتی ہے اور ان کی محبت میں اور زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ہمارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال کر مومن ہونے کی مہر لگا دی ہے۔ ان کے ایمان دار ہونے کی تصدیق کر دی ہے۔ ایمان دار ہونے کی نشانی یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اچھے لگتے ہیں اولیاء کرام اچھے لگتے ہیں۔ کیا نمرود اچھا لگتا ہے۔ فرعون اچھا لگتا ہے۔ جگا ڈاکو، شداد وغیرہ اچھے لگتے ہیں۔ نہیں لگتے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈالی ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے لئے دلوں میں نفرت پیدا کر دی ہے۔ ہر کوئی نفرت اور حقارت سے ان کو دیکھتا ہے۔ پہلے ولی کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت آتی ہے اور جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک ترتیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی طرف داری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کوئی اولیاء اللہ سے بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ان سے اعلان جنگ ہے اور جب اللہ تعالیٰ اعلان جنگ فرماتے ہیں تو پہلے ایمان سلب کر لیتے ہیں بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ سے بنا کر رکھوان کی محافل میں حاضری دیا کرو۔ ان کی صحبت اختیار کرو اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یرسلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔
معزز حاضرین۔ آج دیپال پور جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ وہاں محفل تھی۔ مسجد میں وہاں
ایک شعر لکھا ہوا تھا کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کسی دلی کے پاس اولیاء اللہ کے پاس ایک لمحہ بیٹھ جانا سو سال کی بے ریا عبادت سے
بہتر ہے۔ بالکل سچی عبادت، ریا کاری نہیں، دکھلاوا نہیں، بلکہ خلوص والی عبادت، طاعت
بے ریا کہ ایسی عبادت جس میں کوئی ریا کاری نہ ہو۔ یہ کس کا شعر ہے۔ مولانا روم رحمۃ
اللہ علیہ کا ہے یا حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اگر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے پھر بھی
ہمیں قبول ہے۔ یک زمانہ یعنی ایک لمحہ صحبت با اولیاء۔ اولیاء اللہ کے پاس بیٹھ جانا۔ بہتر
از صد سالہ طاعت بے ریا یہ سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ افضل ہے۔ لوگ
اعتراض کرتے ہیں کہ کیا شیرازی صاحب یا جس کا بھی شعر ہے وہ اسلام بنا رہے ہیں کیا
وہ شریعت بناتے ہیں۔ قرآن مجید میں حدیث شریف میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ کسی دلی
کے پاس بیٹھو تو یہ عبادت سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ اعتراض بنتا ہے اور ضرور بنتا ہے۔
جب تک قرآن یا حدیث کسی شعر کی بنیاد نہ ہو اس کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔ شعر جتنا
مرضی بالا داعی ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کسی شعر کی وقعت بنانے والی زبان مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا پھر قرآن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے علاوہ کوئی بات نہیں بنتی ہے۔ اس طرح سے اگر اسلام بنے لگے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش اسلام بن جائیں۔ ہر بندے کا اپنا ہی اسلام ہوگا۔ کم از کم تہتر تو ضرور بن جائیں گے۔ جن میں صرف ایک جنتی ہوگا باقی بہتر جہنمی ہوں گے۔ قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے کہ دلی کے در پر جاؤ۔ ہاں لکھا ہوا ہے۔ آپ بتائیں اصحاب کبف کے در پر کون بیٹھا تھا۔ وہاں کتا بیٹھا تھا۔ پھر اس کتے کو اس کا کیا انعام ملا ہے۔ وہ آدمی کی صورت میں جنت میں جائے گا۔ اگر اس کتے کو جنت ملی ہے تو سمجھ لو کہ دلی اپنی صحبت سے جنت دے سکتا ہے۔ اگر اس کتے کو جنت نہیں ملی تو پھر دلی کچھ نہیں دے سکتا ہے۔ قیامت کے روز اصحاب کبف کا کتا بندے کی شکل میں نورانی تاج پہن کر جنت میں جائے گا۔ لوگ اس کی طرف اس نور کی وجہ سے دیکھیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ تم کون ہو وہ کہے گا کہ میں تو کتا ہوں۔ لوگ پوچھیں گے کہ بندے کی شکل اور یہ نورانی تاج کیسے ہے۔ کہے گا کہ میں اصحاب کبف کے در پر بیٹھا رہا ہوں۔

جس نوں نسبت پا کاں دی مل جائے اوہ جنتی اے

بھانویں کتا ہووے بیٹھا کوئی غار دے بو ہے تے

بندہ تو بندہ رہا اللہ تعالیٰ دلی کے در کی عظمت یہ بیان کر رہا ہے کہ وہ کتے کو بھی جنتی بنا رہا ہے۔ تو کیا اس بات کا ثبوت قرآن مجید میں ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سلسلہ طاعت بے ریا

یہ تو اصحاب کبف کی بات ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ سے قبل کی بات ہے۔ بعد از وصال ظاہری کی بات سن لیں۔ کہ ایک چور حضرت سرکار غوث الاعظم

رحمۃ اللہ علیہ کے در پر آ گیا۔ آیا تو وہ چوری کرنے کے لئے ہے لیکن آیا وہ ایک دلی کے در پر ہے پھر اس کو اس در کی حاضری کا کیا صلہ مل رہا ہے کہ وہ قطب بن کر جا رہا ہے۔ قطبیت لے کر جا رہا ہے اگر دلی کے در پر کچھ نہ ملتا ہوتا تو چور قطب بن کر نہ جاتا وہ چور بے ادب نہ تھا بلکہ وہ با ادب تھا۔ ایک کونہ میں دیک کر بیٹھ گیا۔ کہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی کام سے ادھر ادھر ہوں گے تو ان کا قیمتی جبہ لے کر چلا جاؤں گا۔ اس کو سچ کر اپنی گزراوقات کروں گا۔ لیکن ابھی انتظار میں ہی تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لے آئے کہ ہمیں قطب چاہئے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر سوالی بن کر کون آیا ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں جو در دلی پر آئے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمیں قطب دیجئے۔ فرمایا کہ صبح دیں گے۔ عرض کیا کہ جہاں قطب فوت ہو گیا ہے۔ صبح تک وہ علاقہ ہی نہ غرق ہو جائے اس لئے مہربانی فرمائیں ہمیں ابھی اسی وقت قطب دیں۔ فرمایا کہ پھر اور تو کوئی نہیں ہے۔ یہ ایک چور آیا ہے اس کو ہی لے جاؤ ہم اسے ہی قطب بنا دیتے ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چور کو قطب بنا کر بھیج دیا۔ اگر دلی کے در سے نہ ملتا ہوتا تو چور قطب نہ بن جاتا۔ بہت اولیاء کرام نے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا ہے لیکن یہ دیکھو کہ اس در سے چور بھی فیض یاب ہوتے ہیں۔ ہم بھی چور ہی ہیں چھوٹے ہیں کہ بڑے چور ہیں اور کیا آپ کو میرا پورا تعارف ہے کہ میں چور ہوں کہ کیا ہوں لیکن آپ صدقِ دل سے یقین کر کے آئے ہیں کہ یہ آستانہ عالیہ ہے۔ آپ کا مرشد خانہ ہے تو پھر آپ کو کیا ملتا ہے۔ اگر سوکا بھی قائل ہوتا پھر بھی معافی مل جاتی۔ یہ حدیث شریف ہے کہ سوکا قائل ہے اس نے کتنے حقوق العباد پامال کئے ہیں۔ کسی کو بیوہ کیا۔ کسی کو یتیم کر دیا۔ کسی بہن کا بھائی قتل کر دیا۔ کسی کا بیٹا قتل کر دیا۔ کسی کا

باپ، دادا، چچا قتل کر دیا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ حقوق العباد اگر کسی نے پورے نہ کئے تو اس کو معافی نہیں ملے گی۔ حقوق العباد پامال کرنے والا دوزخی ہے وہ جہنم میں جائے گا۔ لیکن یہ دیکھو کہ سو کا قاتل ہے اور اس کو کسی نے مشورہ دیا کہ دلی کے در پر چلے جاؤ اگر وہاں چلے گئے تو معافی مل جائے گی۔ یہ زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلی ہوئی بات ہے کوئی کہانی نہیں ہے اور کئی دفعہ پہلے بھی یہ حدیث شریف وسیلہ نجات میں آ چکی ہے۔ اور یہ زبان وہ ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیلہ (الزخرف ۸۸) مجھے اس کے کہنے بھی قسم ہے۔ وہ قاتل اولیاء اللہ کے در کی طرف چل دیا ابھی تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ فوت ہو گیا۔ جنت اور دوزخ میں لے جانے والے دونوں قسم کے فرشتے آ گئے کہ یہ ہمارا ہے فیصلہ نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فاصلہ ماپ لو اگر گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اور اگر دلی کے در کے قریب ہے تو جنتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس نے توبہ کی نیت کر لی تھی۔ اگر توبہ کا مسئلہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتے کہ اس کی نیت دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کی نیت دیکھو بلکہ فرمایا کہ اس کا قرب دیکھو کہ دلی کے در کے قریب ہے یا گھر کے قریب ہے۔ اگر گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اگر دلی کے قریب ہے تو جنتی ہے۔ اعمال کے لحاظ سے دونوں طرف برابر ہے۔ گھر کے قریب ہے تو پھر بھی سو کا قاتل ہے اور اگر دلی کے در کے قریب ہے تو بھی سو کا قاتل ہے۔ عمل میں فرق نہیں ہے۔ سوتل کئے ہیں اور ان میں سے کسی قتل کی بھی معافی نہیں ملی ہے۔ جو بھی اس کی نحوست ہے جو بھی اس کی بدکرداری ہے وہ دونوں طرف برابر ہے۔ جو بھی بد عملی ہے وہ برابر ہے لیکن فرق قرب کا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ جو فاصلہ وہ چلا تھا وہ تھوڑا تھا اور جہاں جانا تھا وہ فاصلہ زیادہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب فرشتے زمین کو ماپنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے تھوڑے فاصلے کو فرمایا کہ پھیل جا اور زیادہ فاصلہ کو فرمایا کہ سکڑ جا جب فاصلہ

ماپا گیا تو وہ قاتل ایک بالشت کا فاصلہ در دلی کے قریب نکلا اس قرب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے سوتل بھی معاف فرما دئے۔

ایک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت ہے ریا

ابھی تو صحبت میں پہنچا ہی نہیں ہے لیکن دلی کے در کی طرف جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہی صحبت دلی بنا دیا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بزرگوں کی زیارت گناہوں کا کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیاء اللہ کی طرف جانے کی ان کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معاشرے میں بندوں کے تین گروپ ہوتے ہیں ایک ان میں سے حاکم ہیں اور دوسرے ہیں علماء اور تیسرے ہیں فقراء۔ حاکم ملک کو کنٹرول کرتے ہیں۔ قانون سازی کرتے ہیں اور پھر اس پر عمل کراتے ہیں۔ علماء کرام ہماری ذہنی پرورش کرتے ہیں اور اولیاء اللہ ہمارے اذہان میں خلوص نیت پیدا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر حاکم خراب ہو جائیں تو ملک میں بد امنی اور قحط پڑ جائے گا۔ جو اس وقت ملک کی حالت ہے۔ جب علماء میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو شریعت اٹھ جاتی ہے اگر فقراء میں کوئی کمی آ جائے تو بے حیائی پھیل جاتی ہے۔ حاکم کب خراب ہوتا ہے کہ اس میں نقص کب پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ علماء کے پاس جانا ترک کر دیتا ہے اور عالم کب خراب ہوتا ہے کہ جب وہ اسلام کو بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ جس طرح کی مرضی تقریر کرائیں صرف نقدی کی ضرورت ہے۔ رقم دے دو تو عالم ثابت کر دے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں اور اگر زیادہ رقم والے آ جائیں تو رقم لے کر دینی عالم قرآن و حدیث سے ثابت کر دے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (معاذ اللہ) نور نہیں ہیں۔ نور ہیں، نور نہیں ہیں۔ دونوں طرف کے بڑے قوی دلائل دے کر

ثابت کر دے گا۔ اسے تو غرض صرف روپیہ پیسہ سے ہے۔ وہ اسلام پہنچنا شروع کر دے گا۔ کیا اس وقت اسلام بیک نہیں رہا ہے۔ علماء کرام معاوضہ لے کر تقاریر کرتے ہیں۔ حفاظ معاوضہ لئے بغیر نماز تراویح کی امامت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ ابھی ایسے لوگ ہیں کہ جن کی وجہ سے اسلام قائم ہے۔ فقراء کب خراب ہوتے ہیں کہ جب وہ اپنی کرامات کا اظہار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ صدق دل سے سچے دلی کی طرف جانے والے بے حیا نہیں ہوتے۔ لہذا یہ شعر جو ہے جس کسی کا بھی ہے اس نے بڑی نور بصیرت کے ساتھ لکھا ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سو سال کس کی زندگی ہے۔ پچاس بچپن سال پاکستان کے لوگوں کی اوسط عمر ہے۔ پہلے پندرہ بیس سال غفلت میں گزر جاتے ہیں۔ آخری پندرہ بیس سال کمزوری میں گزر گئے تو پھر سو سال کی عبادت تو ہوتی نہیں ہے لیکن تو اگر ایک لمحہ کسی دلی کے پاس بیٹھ جائے تو تیرا یہ بیٹھنا سو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ صرف عبادت ہی نہیں بلکہ جنت بھی مل جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دوست دیکھ بھال کر بناؤ کہ تیرا حشر نشر اس کے ساتھ ہو گا جس سے تیری محبت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس شعر پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کسی دلی کی صحبت میں نہیں گیا جس نے کسی دلی سے بیعت نہیں کی اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ جب تک دلی کی محبت دل میں نہیں آتی تب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت نہیں آتی اور جب تک نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں ہو سکتی۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے تو پھر تو ایمان ہی نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کی لئے صحبت دلی

کی ضرورت ہے۔

پیر کال مے مرد با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک جانے کا جو ذریعہ ہے۔ وسیلہ ہے وہ پیر کال ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑے زور سے حکم فرماتا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصالحين (التوبہ 119) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بچو کے ساتھ ہو جاؤ۔ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ڈرو بندوں کو سمجھوڑتا ہے۔ ڈراتا ہے۔ دھمکیاں دیتا ہے کہ جاؤ تم سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ صحبت اسی کا نام ہے۔ اسی لئے یہی فقرہ ہماری قسمت کو بدلنے والا ہے۔ ہماری بگڑی بنانے والا ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کی بات ہے۔ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ آپ کے شہر میں ایک بڑا بد بخت بندہ رہتا تھا وہ اتنا منحوس سمجھا جاتا تھا کہ ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ اس کے سایہ سے بچو اگر اس کا سایہ کسی پر پڑ گیا تو وہ جہنمی ہو جائے گا۔ وہ آدمی جا رہا تھا کہ اس کے راستہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ آگئی۔ وہاں مریدین بیٹھے تھے اس نے سوچا کہ میں بھی دیکھوں کہ یہاں لوگ کیا کر رہے ہیں وہ اندر آیا اور پیچھے دروازے کے پاس جوتیوں کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ چند منٹ بیٹھا اور چلا گیا۔ وہ جا رہا تھا۔ کہ پھر کسی نے آواز لگا دی کہ شتی جا رہا ہے۔ شتی کا مطلب بد بخت، ہاتھ سے آواز آئی کہ اب یہ شتی نہیں ہے۔ اب یہ سعید ہو گیا ہے۔ یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں چند منٹ بیٹھ کر آ رہا ہے۔ اس چند لمحے بیٹھنے کی وجہ سے یہ جنتی بن گیا ہے۔ یہ دلی کی صحبت میں بیٹھنے کا صلہ ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کنتد
صحبت طالح ترا طالح کنتد

نیک آدمی کی صحبت میں بیٹھ جاؤ گے تو نیک بن جاؤ گے اور اگر بد کی صحبت میں رہے گا تو بد بنی ہو جائے گا۔ جو رنگ بھی تمہیں آئے گا۔ وہ تیرے دوستوں کی رنگت سے آئے گا۔
جیسے دوست تو رکھے گا ویسا ہی تو ہو جائے گا۔ A man is known by the company he keeps
سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے محبوب ایک غسلاخانہ میں غسل فرمایا کرتے تھے ایک روز شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اس حمام میں خود تشریف لے گئے۔ آپ نے سونگھا تو دیکھا کہ حمام میں کچھ مٹی پڑی ہوئی ہے۔ اس مٹی میں سے اس کے دوست کی خوشبو آ رہی ہے فرمایا کہ اے مٹی تم تو مٹی ہو تم میں سے میرے محبوب کی خوشبو کیوں آ رہی ہے۔ مٹی عرض کرتی ہے۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد
ورنہ ہما خاکم کہ ہستم

محبوب کے چہرے کی زیارت نے مجھ میں خوشبو پیدا کر دی ہے۔ ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں جو پہلے تھی۔

ہر کہ خولہ ہم نشینی با خدا
او نھید در حضور اولیاء

کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے قریب جانا چاہتا ہے تو وہ اولیاء اللہ کے قریب بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے گا۔ یہ شعر تو ہمیں اولیاء اللہ کے قریب بیٹھنے کا درس دیتا ہے لیکن یہ دیکھو کہ

سگ در میراں شو چوں خواہی قرب ربانی

اگر اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتے ہو تو کسی دلی کے کتے کے قریب بیٹھ جاؤ۔ کسی دلی کے کتے سے دوستی کر لو۔ دلی تو دلی ہے۔ بہت بلند مرتبت ہے لیکن اس کے کتے میں وہ تاثیر ہے کہ قرب الہی نصیب ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اس پر یوں مہر لگا دیتے ہیں کہ
تجھ سے در۔ در سے سگ اور سگ سے ہو میری نسبت

میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا

یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کا دروازہ ہو اور اس دروازے پر ایک کتا بیٹھا ہو تو مجھے اس کتے کے قریب بیٹھنے کی توفیق عطا فرمادیں مجھے اس سے نسبت ہو جائے مجھے اس کا مرید کرادیں۔ نسبت سے مراد مرید ہونا ہے۔ اعلیٰ حضرت بہت بڑے عالم ہیں۔ ہم اگر آج یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگا رہے ہیں تو صرف ان کی وجہ سے ہی لگا رہے ہیں اگر مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام پڑھا جا رہا ہے تو یہ کرم اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اعلیٰ حضرت آپ کتے کے مرید بننا پسند فرما رہے ہیں اس سے کیا ملے گا وہ فرماتے ہیں کہ

اس نثنائی کے جو سگ ہیں مارے نہیں جاتے

ناحشر رہے میری گردن میں دور کا ڈورا تیرا

جو اس نثنائی والے ہوتے ہیں وہ جنتی ہوتے ہیں۔ وہ جنت میں جاتے ہیں وہ جہنم میں نہیں جاتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہاں سے جنت لے رہے ہیں۔ دلی کا مقام بہت بلند ہے۔ دنیا و کائنات میں ہر روز شام کو زمین کا ہر ٹکڑا اپنی اپنی فضیلت بیان کرتا ہے۔ دوسروں سے اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ مجھ پر کروڑوں روپے کمائے گئے۔ کوئی کہے کہ مجھ پر اتنا علم پڑھا گیا ہے۔ کوئی کہے کہ مجھ پر اتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں

کوئی کہے کہ مجھ پر اتنے سجدے ہوئے ہیں۔ مقابلہ شروع ہو جائے گا لیکن جو جگہ اول نمبر پر آئے گی وہ ایسی جگہ ہوگی جو کہے گی کہ مجھ پر آج ایک اللہ کا ولی بیٹھا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ جگہ سب سے افضل ہوگئی ہے۔

بیٹھ گئے جتھے دو گھڑیاں
اس جگہ نوں رنگناں چڑھیاں
پئی آوے منک بہاراں دی
کیا بات اے میری سرکاراں دی

اگر مٹی کو بھی کسی ولی کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے تو اس میں بھی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ تیری جنت اس کے ساتھ ہے جس کا تو دوست ہے اگر تو ولی کا دوست ہے تو پھر اس کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اگر کسی نوسر باز کا دوست ہے تو پھر تیرا حشر نثر اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ولی کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سلسلہ طاعت ہے ریا

جانتے ہو کہ سب سے زیادہ بے ریا۔ خالص اور Pure عبادت کس نے کی ہے۔ وہ شیطان ہے کہ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی قبل چھ کروڑ سال بے ریا عبادت کی ہے۔ سجدے کئے ہیں اور بے ریا کئے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ تو اس نے تکبر کیا۔ صحبت حضرت آدم علیہ السلام اختیار نہ کر سکا تو ایسا مردود ہوا کہ دوبارہ سیدھے راستے پر آیا ہی نہیں ہے۔ ساری عبادت رایگاں گئی۔ تمام سجدے بے کار ہو گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بے ادب ہو کر جہنمی ہو گیا ہے۔ اگر آپ شیطان سے سو رکعت نماز کی شرط کر کے نیت کر لیں۔ تو وہ فوراً تیار ہو

جائے گا اور آپ بھول بھی جائیں گے لیکن وہ بھولے گا بھی نہیں۔ عبادت میں وہ آپ سے بہت آگے ہے اور آگے نکل جائے گا شرط جیت جائے گا لیکن اگر آپ اس سے کہیں کہ آؤ حضرت دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر چلتے ہیں تو وہ انکاری ہو جائے گا۔ شیطان سے ہی سبق سیکھ لو۔ بستر سر پر لوٹا بغل میں دبائے دور دراز تک جاتا ہے۔ دانا صاحب کے دربار کے قریب تک نہیں آتا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اولیاء اللہ کی عظمت کا انکاری ہے ان کے عقائد کی مخالفت کرتا ہے۔ دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایک مقام ہے اپنا ایک مرتبہ ہے۔ ان کی اپنی عظمت ہے میرا ایمان یہ ہے کہ جو دانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے زائرین ہیں اگر کوئی ان کو بھی دیکھ لے وہ بھی جنتی ہے۔ یہ دانا دربار کی صحبت کا اثر ہے۔ ان کی اپنی صحبت کا حال کیا ہوگا۔

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی سخیا مل پوے تے توں دی سخیا جا

زائرین کی زیارت بڑے انہماک اور غور سے کیا کرو۔ دانا صاحب کے دربار پر چلے جاؤ۔ کلڑہ شریف دیکھ لو۔ پاکپن شریف دیکھ لو حضرت سلطان العارفین کے دربار جا کر دیکھ لو تمہیں زائرین کے چہروں پر ایک عجیب سا نور نظر آئے گا۔ درباروں کی بجائے آپ پکھری چلے جائیں اسٹیشن چلے جاؤ۔ منڈیوں میں چلے جاؤ۔ سبزی منڈی، غلہ منڈی، منڈی مویشیاں کہیں بھی چلے جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو دیکھو کہ نور نام کی کوئی چیز ان کے چہروں پر نظر نہیں آئے گی۔ نوسر باز اور عجیب قسم کی مخلوق نظر آئے گی۔ وہ نورانیت وہ بٹاشت وہ اطمینان نظر نہیں آئے گا جو درباروں پر آتا ہے۔ یہ درباروں پر نور کیوں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل مزار کو نورانیت عطا فرمائی ہے اور ان کی صحبت اختیار کرنے والے بھی نورانی بن جاتے ہیں۔ کسی اہل حدیث (دہابی) کی مسجد میں چلے

جاؤ اور وہاں بندوں کے چہروں کو ذرا غور سے دیکھو تو تمہیں کسی کے چہرے پر نور نظر نہیں آئے گا۔ پورے زمانے کی نحوست نظر آئے گی۔ چہروں پر نور جو آتا ہے وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آتا ہے وہ ذکر اولیاء اللہ سے آتا ہے ان کے بغیر نہیں آتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ

جس دل وچہ عشق محمد دا
اس دل وچہ نور آ جاندا اے
جتنے لینے ماں محمد دا
اوس محفل وچہ سرور آ جاندا اے

نور انیت کا تعلق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حیری جس پہ ساقی نظر ہو گئی ہے
اس کی دو جہاں کو خبر ہو گئی ہے

جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت ایک دفعہ بھی پڑ گئی تو ساری مخلوق اس کو جاننے لگتی ہے۔ پوری مخلوق کو اس کی خبر ہو جاتی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی قبل از قبول اسلام کیا تھی۔ جانوروں کی طرح جگہ بگہ بکتا رہا۔ غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے لیکن جب اسلام قبول کر لیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ عنایت ان کے چہرے پر پڑی تو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ موذن اسلام بن گئے اور حشر کے روز سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسن
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

بے لقاے یار اگر چین آ جانا اسے
یوں نہ آتے بار بار جبرائیل سدرہ چھوڑ کر

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا مقام سدرہ بہت اعلیٰ و ارفع ہے لیکن اس کی خواہش اور تمنا یہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت حاصل کرے اسی لئے اپنے مقام کو چھوڑ کر بار بار مدینہ شریف حاضر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 11-11-05

محبت کا ثمر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
معزز حاضرین۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

چشتی صاحب نے کہا کہ اے جبرائیل علیہ السلام آپ قسم اٹھا کر فرمائیں کہ کیا میری نعت
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں سنی گئی ہے میں عرض کرتا ہوں کہ ہم اس
وقت اس حدیث شریف کے سایہ میں بیٹھے ہیں کہ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
فرماتے ہیں کہ جب کوئی نعت پڑھتا ہے تو وہ میرے پاس ہوتا ہے۔ میں نعت خواں کی
بات سنتا ہوں اور اس کو پیچا پتا بھی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو محفل
میلاد ہوتی ہے وہ ساری محفل ہی میرے روضہ اقدس میں ہوتی ہے۔ بلکہ وہ میری قبر انور
میں ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی قسم اٹھائیں اور ہم بھی قسم اٹھاتے
ہیں کہ ہر نعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں پہنچتی ہے اور سنی جاتی ہے۔ اور
مقبول ہوتی ہے۔ کوئی نعت ایسی نہیں ہوتی جو مقبول نہ ہو۔ کوئی درود شریف ایسا نہیں ہوتا
جو قبول نہ ہو۔ نماز سے متعلق یہ ظن ہے روزہ، قربانی، زکوٰۃ، حج سے متعلق بھی یہ ظن ہے
کہ یہ قبول ہے کہ نہیں ہے۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں قبول ہے۔
چشتی صاحب دو تین انمول موتی چن کر لائے ہیں۔ یہ بائیس دسمبر 2005 کے روزنامہ

اخبار "دن" میں سے مسعود صادق صاحب کا کچھ عافیت کے عنوان سے لکھا ہوا ایک
مضمون، کالم لے کر آئے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ روایت فرماتی ہیں کہ ایک صحابی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک غم
ستارہا ہے۔ پوچھا کہ آپ کو کیا غم ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ
صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ
سے میں بھی جنت کا اُمیدوار ہوں لیکن میرا درجہ تو کم تر ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دور کہیں ہوں گا جس جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں ہوگا مجھے اس جنت میں
رہنے کی کوئی تمنا نہیں ہے۔ میں وہاں زیارت کے لئے بے قرار ہوں گا اس کا کیا کوئی حل
ہے۔ یہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے اور جس کے دل میں دیدار مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کی تمنا ہے اس کا انعام آگے سطور میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے صحابی کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آیت
مبارکہ لے کر حاضر ہو گئے۔ وَمَنْ يَطْعُ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ
عَلِیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالشَّہِیْدِیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا
(النساء ۶۹) "اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ
ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔ یہ
کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔" حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر آ گئے کہ جو
میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کرے گا وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ساتھ ہی ہوگا۔ وہ جنت میں اس درجہ میں ہوگا کہ جس درجہ میں خود حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ہوں گے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب

آئے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ قیامت سے متعلق پوچھ رہے ہو وہ تو بڑا افراتفری کا زمانہ ہے۔ تمہیں اس کا کیا شوق آ رہا ہے تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیاری تو کوئی نہیں کی ہے۔ نہ نمازیں نہ روزے اور نہ ہی حج ایتھے ہیں نہ کوئی قربانی اور نہ ہی کوئی اور اعمال ایسے ہیں کہ جو میں عرض کر سکوں فرمایا کہ پھر تمہارے پاس کیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے ساتھ تمہیں محبت ہے تو اس کے ساتھ ہی ہو گا۔ ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی دوسرے سے اس وجہ سے محبت کرتا ہے کہ وہ نیک عمل کرتا ہے لیکن وہ خود نیک عمل نہیں کرتا۔ یعنی اسے محبت تو ایسے شخص سے ہے کہ جو نیک اعمال کرتا ہے لیکن اس کے اپنے اعمال اس جیسے نہیں ہیں۔ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے لیکن اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے لیکن ہمارے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ حضور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے لیکن اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی محبت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت ہے ان کے بڑے نعرے لگاتے ہیں ان سے بہت محبت ہے اور بے پناہ محبت ہے لیکن ہمارے اعمال ان جیسے بالکل نہیں ہیں تو پھر کیا اس محبت کا کوئی فائدہ بھی ہے فرمایا کہ تو جیسا بھی ہے اسے رہنے دو تو صرف یہ دیکھ کہ تیری محبت کس سے ہے۔

مجھ کو تسلیم کر گنہگار ہوں میں لیکن واعظ
یہ بھی تو دیکھ کہ دل کس سے لگا رکھا ہے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا عمل اس جیسا نہیں ہے۔ مجھے محبت تو ہے۔ ہم نعرہ حیدری لگاتے ہیں تو کیوں لگاتے ہیں۔ ہمیں ان سے محبت ہے تو ان کے نعرے لگاتے ہیں۔ ہم نعرہ شیطان تو نہیں لگاتے ہیں۔ نعرہ حیدری لگا کر محبت کا اظہار کرتے ہیں ہمارا نہ تو علم ان جیسا ہے اور نہ ہی عمل ان جیسا ہے۔ اگر ہم احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کریں۔ احد پہاڑ 35x15 میل ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ اس کی گہرائی کتنی ہے۔ اتنا سونا اگر آپ خیرات کریں۔ اور اس کے مقابلہ میں صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لپ جو خیرات کر دے تو اس کی قیمت اس سونے سے کہیں زیادہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم ان جیسے ہیں۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرا عمل اس جیسا نہیں ہے کہ جس سے مجھے محبت ہے فرمایا کہ تمہارا حشر نثر اس کے ساتھ ہے کہ جس سے تجھے محبت ہے۔ میرا عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ

مجھ کو تسلیم کہ گناہ گار ہوں میں لیکن
واعظ یہ بھی تو دیکھ کہ دل کس سے لگا رکھا ہے

آپ کہتے ہیں کہ قائل آپ ہیں۔ کام کرنے والے آپ ہیں دل لگانے والے آپ ہیں۔ ہم دعویدار ہیں کہ قائل ہم ہیں۔ دل ہم نے لگایا ہے۔ ہم پہلے محبت کرنے والے ہیں اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے محبت کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ پہلے محبت محبوب کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ پھر آپ اس پر عاشق ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو یوں پڑھنا چاہئے کہ

یہ بھی تو دیکھ کہ دل کس نے لگا رکھا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد نبی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم سارے ہی مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی بھی مرید نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا مانگ کر اپنے دربار میں بلایا پھر انہیں کلمہ عطا فرمایا۔ مسلمان بنایا اس لئے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں باقی سب مرید ہیں لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ ہم سارے ہی مراد ہیں۔ مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں
نیازی صاحب فرماتے ہیں کہ

کہاں کا منصب کہاں کی دولت
قسم خدا کی یہ ہے حقیقت
جنہیں بلایا ہے مصطفیٰ نے
وہی مدینے کو جا رہے ہیں

ایک بہت ہی امیر یہودی کا اکلوتا بیٹا تھا۔ باپ نے اپنی پونجی سونا، چاندی جواہرات نقدی سب کچھ اپنے بیٹے کو دکھا دیا اور کہا کہ یہ سارا کچھ میرے مرنے کے بعد تمہارا ہی ہوگا کیونکہ تم میرے واحد وارث ہو لیکن اس میں ایک یہ بند ڈبی ہے۔ اسکو بند رہنے دینا ہے اس کو کھولنا نہیں ہے۔ میں جب تک تمہیں اجازت نہ دوں آپ اس ڈبی کو نہیں کھولیں گے۔ بیٹے نے شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے جب تک آپ نہیں کہیں گے مجھے اس ڈبی کو کھولنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کے دل میں یہ خیال رہتا تھا کہ سونا چاندی جواہرات وغیرہ سب مجھے دکھا دئے ہیں اور ڈبی کے متعلق حکم ہے کہ اس کو کھولنا نہیں ہے۔ آخر اس میں کون سی نایاب چیز رکھی ہوئی ہے۔ اس کے دل میں یہ جستجو رہتی تھی۔ ایک روز اس کا باپ کہیں سفر پر گیا۔ تو لڑکے نے وہ ڈبی کھول لی۔ دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لڑکے کو پسند آ گیا۔ اس کے دل کو

بات لگ گئی اس نے اپنا مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ باپ سفر سے واپس آیا تو پوچھا کہ تو نے ڈبی تو نہیں کھولی کہنے لگا کہ ڈبی میں نے کھول لی ہے اور میں مسلمان بھی ہو گیا ہوں۔ باپ نے کہا کہ کیا تمہیں میری وراثت سونا چاندی جواہرات وغیرہ کی ضرورت اور طلب نہیں ہے۔ کہنے لگا کہ مجھے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے اسلام سے محبت ہو گئی ہے مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہو گئی ہے۔ باپ نے اپنے نوکروں کو بلایا اور کہا کہ اس لڑکے کو میرے قارم پر لے جاؤ اس سے خوب محنت طلب کاشتکاری کا کام بھی لو اور کام نہ کرنے پر خوب مار پیٹ بھی کرو۔ رات کو اسے زنجیروں سے باندھ کر رکھو کہ نہ آرام کر سکے ورنہ ہی کہیں بھاگ سکے۔ جس طرح سے یہ آجکل خرکار ہوتے ہیں کہ رات بچوں کو باندھ کر رکھتے ہیں اور سارا دن ان سے کام لیتے ہیں۔ اسی اثناء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف تشریف لے آئے۔ اس لڑکے کو بھی علم ہو گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں۔ اب وہ لڑکا بہت بے تاب اور بے قرار ہو گیا کہ زنجیروں میں بندھا ہوا ہوں میں کس طرح سے آزادی حاصل کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ اللہ کی قدرت کہ وہ زنجیریں از خود ہی کھل گئیں۔ وہ لڑکا بھاگا اور رات ہی رات میں مدینہ شریف پہنچ گیا۔ ایک شخص ملا کہ آؤ میں تمہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا دوں کہنے لگا کہ مجھے تیری راہبری کی ضرورت نہیں ہے جو مجھے یہاں تک لے آیا ہے وہ مجھے خود اپنے قدموں میں بھی بلائے گا۔ وہ لڑکا حاضر خدمت ہو گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی محبت سے ملے پیار کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لڑکے کی ساری کہانی سنائی کہ کس طرح سے مسلمان ہوا ہے اور بڑی تکالیف برداشت کی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جبرائیل سنو مجھے پہلے اس سے محبت ہوئی

تھی پھر یہ میرا عاشق ہو گیا اس کے دل میں میری محبت پیدا ہو گئی ہے۔ پھر اس شعر کو اب یوں پڑھنا چاہئے کہ

مجھ کو تسلیم کر گناہ گار ہوں میں لیکن واعظ

یہ بھی تو دیکھ کہ ہمیں یہاں کس نے بلا رکھا ہے

یہ سارا کرم حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئیں تو روشنی ملتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرم فرمائیں تو ان کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ احسان ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یہی ایمان ہے اور یہی عقیدہ ہے کہ جو کچھ بھی عطا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور اگر اس میں کچھ کمی ہے تو وہ میری طرف سے ہے۔ یہ عقیدہ رکھو تو شیطان کے وار سے بچے رہو گے۔ حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ جب سہون شریف میں تشریف لائے جہاں ان کا آج کل مزار شریف ہے۔ یہ ان دنوں کسی ریاستی راجہ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ دارالخلافہ تھا۔ وہاں قاحشہ عورتوں کا محلہ تھا۔ مانچ گانے اور دیگر خرافات ہوا کرتی تھیں۔ حضرت شہباز قلندر اس محلہ کو جانے والے راستہ پر تشریف فرما ہو گئے۔ ان کی موجودگی میں کسی شخص کو ادھر جانے کی حرامت نہ ہوئی۔ ایک دور روز گزر گئے۔ وہ قاحشہ عورتیں تنگ آ گئیں کہ ہماری روزی کا بہانہ ختم ہو گیا ہے۔ وہ ٹھیکیدار بھی بہت پریشان ہوا۔ وہ حضرت شہباز قلندر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب ہماری روزی میں کیوں حائل ہو گئے ہو آپ یہاں سے کوچ کر جائیں یہاں سے اٹھ جائیں یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ فرمایا کہ میں بیٹھا نہیں ہوں مجھے بٹھایا گیا ہے۔ آپ یہاں سے جہاں چاہیں چلے جائیں لیکن میں کسی کے حکم کے تحت یہاں بیٹھا ہوں میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ وہ عورتیں بھی حاضر ہوئیں کہ ہماری روزی بند ہو گئی

ہے فرمایا کہ اگر روٹی کی ضرورت ہے تو وہ میں آپ کو دیتا ہوں آپ کو صرف اپنی روزی کی فکر ہے تو وہ اپنی روزی مجھ سے لے لیں۔ راجہ چوپٹ کے پاس یہ باتیں پہنچ گئیں۔ راجہ چوپٹ نے اپنے وزیروں مشیروں سے مشورہ کیا کہ اس فقیر کا کیا کیا جائے کہ یہ یہاں سے چلا جائے اور ہماری "مخفیس" دوبارہ سے بحال ہو جائیں۔ مشورہ یہ ہوا کہ اس کو کوئی حرام چیز کھلائی جائے تاکہ اس کی روحانیت ختم ہو جائے۔ انہوں نے سوچا اور بہت زیادہ لذیذ بنایا اور آپ کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے اس ہنڈیا کو الٹا دیا۔ تو ساتھ ہی راجہ چوپٹ کی سلطنت الٹا کر رکھ دی۔ زمین کا وہ ٹکڑا اٹھا کر اوندھا گرا دیا اور شہر کی بجائے مٹی کا ڈھیر، مہ بن کر رکھ دیا۔ قلندر کی ایک نگاہ سے راجہ چوپٹ کی پوری بستی الٹا کر رکھ دی گئی۔ جو وہ قاحشہ عورتیں تھیں ان کو حکم فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ فقیروں سے شادیاں کر لو تمہیں پہلے سے بہتر روٹی ملے گی۔ وہ تمام عورتیں ولیہ بن گئیں۔ ایک نگاہ سے تمام عورتیں ولیہ بن گئیں۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ لُج پال بڑا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ ان عورتوں نے صرف ایک نگاہ سے دیکھا۔ ادب سے دیکھا۔ جھک گئیں کہ ہم بھوکے مر رہی ہیں ہمیں روٹی دو۔ فقیر نے ایسی روٹی دی کہ ساتھ ہی ولایت بھی عطا کر دی۔ راجہ چوپٹ نے جب آپ سے کہا کہ یہاں سے نکل جاؤ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہاں سے نہیں نکلتا ہے بلکہ تم یہاں سے جاؤ گے اور میرا تو مزار یہیں ہے گا اور میلہ لگا کرے گا۔ لوگ دور دراز سے میرے مزار پر حاضری کے لئے آیا کریں گے اور قیامت تک فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ جو آپ کی زبان سے نکل گیا وہی حق سچ ہو گیا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا

شر ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 23-12-05

ماں دی شان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یرسلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا
معزز حاضرین۔ گڈونے ماں دی منقبت پڑھی ہے کہ

میرے آقا نے فرمایا کر تو خدمت ماں دی
جس نے کعبہ تکنا ہووے تک لیوے صورت ماں دی
ماواں باہجوں کیہڑا بچاں دل دے درد وڈاؤں دا
کنڈا جے پتراں نوں چھہ دا درد ماواں نوں آؤندا
ماں ورگی کوئی شے نہ جگ تے ساری دنیا پھولی
جیہڑی ٹھنڈ دلاں نوں پاوے ادھ مٹھی ماں دی بولی
ماں مرے مک جانڈے پیکے پیو مرے گھر وںہلا
شالا مرن دیر نہ کسے دے اُڑ جاند اے میلہ
ایہو دُعا میری یا مولا نہ مرن کدی دی ماواں
ماں دے پیراں تھلے جنت ماواں ٹھنڈیاں چھاواں

اس منقبت میں کہا گیا ہے کہ جس نے کعبہ دیکھنا ہو وہ اپنی والدہ کی صورت دیکھ لے یہ ہر
ماں سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ اس ماں سے متعلق ہے کہ جس نے دل سے محمد

رسول اللہ کو تسلیم کیا ہے۔ یہ ماں کی صورت دیکھنا کیا کہ کعبہ شریف کو دیکھ لینے کے مترادف ہے لیکن کسی سکھ کے لئے نہیں ہندو کے لئے نہیں۔ بد مذہب کے لئے۔ وہابی کے لئے بھی نہیں ہے۔ کسی بد عقیدہ کے لئے بھی نہیں ہے۔ عیسائی کے لئے بھی نہیں ہے۔ یہ ایک سچے مسلمان محمد رسول اللہ کہنے والے کی ماں کی شان ہے۔ پھر یہ کہ آخر میں کہا ہے کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے اور ماداں ٹھنڈیاں چھاواں ہیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی عطا فرمائی ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہ فرماتے تو پھر ماں کے قدموں کے نیچے جنت نہ ہوتی۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت بھی آئی ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکل گیا ہے۔ یہ دراصل شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہا گیا ہے کہ کنڈا بے پتراں نوں چھہ داتے درد ماداں نوں آؤندا۔ جب پُتر کے پاؤں میں یا جسم میں کنڈا لگ جائے گا تو پھر ماں کو درد اس وقت تک نہیں آتا کہ جب تک کوئی جا کر اس کی ماں کو بتا نہیں دیتا۔ آپ کو یہاں بیٹھے ہوئے خدا نخواستہ کنڈا لگ جاتا ہے۔ تکلیف ہو جاتی ہے تو آپ کی والدہ جو گھر میں موجود ہے اس کو درد نہیں ہوتا اسے آپ کی تکلیف کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب اس کے علم میں یہ بات آ جاتی ہے کہ آپ کو کنڈا لگ گیا ہے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ ہے کہ ان کے غلام کو کنڈا یہاں لگ جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں علم ہو جاتا ہے۔ ماں کی یہ شان بہت زیادہ ہے لیکن یہ عطا کی ہوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماں کی یہ تعریف فرمائی اور اتنا درجہ دے دیا ہے کہ فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ عقل حیران ہوتی ہے کہ کسی کو اتنی بھی فضیلت مل سکتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ادب سے اپنی ماں کے قدموں کو بوسہ دیتا ہے وہ جنتی ہے۔ ایک صحابی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں تو فوت ہو چکی ہے۔ اب میں کس طرح اس کے قدموں کو بوسہ دوں فرمایا کہ اس کی قبر پر چلے جاؤ اس کے پاؤں کی طرف قبر کو بوسہ دے تو بھی جنتی ہو جائے گا۔ ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی چھوٹا بچہ تھا اور میری والدہ فوت ہو گئی تھی۔ مجھے تو اس کی قبر کا بھی علم نہیں۔ فرمایا کہ قبرستان چلے جاؤ اور اپنے ہاتھ سے لکیر کھینچو کہ تصور کرو کہ یہ میری ماں کی قبر ہے پھر اس کے قدموں کی طرف بوسہ دے تو بھی جنتی ہو جائے گا۔ یہ اعزاز کسی کو بھی حاصل نہ ہوتا اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں نہ فرماتے۔ ماں مر گئی اگر زندہ ہوتی تو چہرہ دیکھتا پھر اسے حج مقبول کا ثواب ملتا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دور کی نسبت ملا کر اسے بھی جنتی بنا دیا۔ ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا کام ہو جائے تو میں خانہ کعبہ کی چوکھٹ اور ولیز کو بوسہ دوں گا۔ چوکھٹ اوپر والا حصہ ہوتا ہے۔ اور ولیز نیچے والا حصہ ہوتا ہے۔ اس کا جو کام تھا وہ ہو گیا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ منت مانی تھی میرا کام بن گیا ہے لیکن میرے پاس وسائل نہیں ہیں کہ میں مکہ شریف حاضر ہو سکوں۔ اب میں اپنی وہ منت کس طرح سے پوری کروں فرمایا کہ کیا تیرے والدین حیات ہیں۔ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ زندہ ہیں۔ فرمایا کہ جاؤ اپنے والد کی پیٹانی کو بوسہ دے دو تمہیں بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کا ثواب مل جائے گا اور اپنی والدہ کے پاؤں کو بوسہ دے دو تمہیں خانہ کعبہ کی ولیز کو بوسہ دینے کا ثواب مل جائے گا۔ اور تمہاری منت بھی پوری ہو جائے گی۔ ایصال ثواب سے متعلق جب بات کرنی ہو تو مجھے دو چیزیں ہی ملتی ہیں۔ ایصال ثواب کا مطلب یہ ہے کہ ثواب آپ کی کمائی اور دینا کسی اور کو ہے۔ کوئی نیکی کا

کام آپ نے کیا ہے۔ درود شریف پڑھا ہے۔ تلاوت کی ہے۔ دیگ پکائی۔ صدقہ کیا۔ کلمہ شریف پڑھا ہے۔ خیرات کی ہے اس طرح کی دوسری باتیں جو آپ نے کی ہیں اور ان کا ثواب آپ کو ملا ہے وہ ثواب آپ کسی دوسرے کو بخش دیں تو اسے ایصال ثواب کہتے ہیں۔ ایصال ثواب کے ثبوت میں دو چیزیں جو نمایاں طور پر آتی ہیں وہ اس طرح سے ہیں کہ ایک آدمی کی ماں فوت ہوگئی تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان کی طرف سے صدقہ خیرات کر سکتا ہوں۔ فرمایا کہ ہاں کر سکتے ہو۔ آپ ان کی طرف سے کوئی بھی نیکی کرو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمادیں کہ کیا کروں۔ فرمایا کہ اس کی طرف سے کتواں کھدوا دو۔ ایک کتواں جاری کر دو۔ اس نے کتواں بنوا دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتویں کا نام بیئر ام سعد رکھا۔ یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کا کتواں ہے۔ انہیں بھی حوالہ ماں کا آیا ہے۔ ایصال ثواب کا ثبوت ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کے سوا کسی سے کوئی نسبت کر لی جائے تو یہ شرک ہو جاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ یہ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بکرا ہے۔ گیا رہویں شریف کے نام کا بکرا ہے۔ یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دیگ پکائی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرک کا بونا ہی اکھاڑ دیا ہے۔ کتویں پر لکھ دینے کا حکم فرمایا کہ یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کا کتواں ہے۔ ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ بھی فوت ہوگئی ہے میں اب اس کی طرف سے کیا صدقہ کروں فرمایا کہ تیرے پاس کیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک باغ ہے فرمایا کہ چاہو تو وہ باغ اپنی والدہ کے نام وقف کر دو۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ باغ اپنی ماں کے نام وقف کر دیا کہ جو بھی

پھل اس باغ سے آئے گا وہ اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لئے غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ دوسرا ثبوت بھی ماں کے حوالہ سے آیا ہے۔ ماواں ٹھنڈیاں چھاواں۔ اور درود واغذاواں اور ماں جب تک بیٹا نہ آئے روٹی نہیں کھاتی۔ رات کو اس کے انتظار میں جاگتی رہتی ہے اور باقی سب سو رہے ہوتے ہیں لیکن ماں بیٹے کی انتظار میں رہتی ہے اسے نیند نہیں آتی۔ ماں اتنی غم خوار ہوتی ہے۔ لیکن دو موقعہ ایسے ہیں کہ جہاں ماں بھی اپنے بیٹے کی کوئی مدد نہیں کر پاتی۔ ایک تو قبر میں ہے کہ وہاں ماں نے ساتھ نہیں جانا ہے۔ دنیا میں تو بیٹے کے ہر درد دکھ میں شریک ہے لیکن قبر میں اس کے ساتھ نہیں جاتی۔ قبر میں جہاں ماں نہیں جاتی وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود ہونا ہے۔ اور ذکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں ساتھ بھانا ہے۔ قبر میں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوگا اور ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوگی۔ لوگ ماں کے گیت تو گاتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کرتے ہیں۔ کل جمالِ گرامر سکول میں مشاعرہ تھا اور شعراء حضرات نے ماں کی تعریف اور ماں کی شان تو بہت بیان کی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسمِ گرامی کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کی وجہ سے ماں کو شان ملی ان کا نام تک نہیں لیا۔ خصوصاً ایمان والی اور روحانی شان جو ماں کو دے رہے ہیں وہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے۔ دوسرا موقعہ وہ ہے کہ حشر کے دن ماں بھی ساتھ چھوڑ دے گی ایسا افراتفری کا عالم ہوگا کہ ماں بھی اپنے بیٹے سے کہے گی کہ بیٹا مجھے اپنی نیکیاں دیدے اور تو خواہ جہنم میں چلا جا لیکن میں بچ جاؤں اور جنت میں چلی جاؤں۔ ماں نے بیٹے سے نیکیاں مانگی ہیں اور بیٹے نے ماں سے نیکیاں مانگی ہیں۔ یہاں ماں کی تعریف ہو رہی ہے بیٹے کا تو نام بھی نہیں لیا جا رہا ہے۔ بیٹا تو قائدہ اٹھانے والا ہے۔

موجھیں کرنے والا ہے۔ ماں کی مامتا سے قائدہ اٹھانے والا ہے۔ ماں اس کے ہر ماز
 نخرے برداشت کرنے والی ہے لیکن قیامت کے روز اتنی دہشت ہوگی۔ کہ ماں نے بھی
 بیٹے کا ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ وہاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کام آتا ہے۔ ماں
 وہاں پکار رہی ہوگی نفسی نفسی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہوں گے "اُمّتی"،
 "اُمّتی" اے میرے اُمّتی۔ اے میرے غلام آؤ میں تمہیں بچا لیتا ہوں۔ ماں تو کہیں
 پیچھے رہ گئی اور جو کرم ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے جو بھی ماں ہے خواہ وہ
 انسان کی ہے کہ حیوان کی ہے۔ درندے کی ہے کہ پرندے کی ہے تمام ماؤں میں اپنی
 اولاد کی محبت ہے اور جتنی بھی مائیں ہیں ان سب کی محبت کو جمع کر لو۔ تمام ماؤں کی مامتا
 کو جمع کر لو۔ اس کو ستر گنا کر لو تو جتنی یہ محبت بنتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ محبت حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کو اپنی اُمّت سے ہے۔ جہاں کسی مان کی بس ہو جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی عطا وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا
 کرم اتنا وسیع ہے کہ ساری اُمّت محمدیہ اس سے قائدہ اٹھا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ میں تیرا نکاح حضرت علی رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دوں۔ آپ بتاؤ کہ حق مہر میں تم کیا چاہتی ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح قبول ہے کہ یہ حکم ربی ہے لیکن حق مہر کو رہنے دیجئے۔ اللہ تعالیٰ
 کی رضا میں میری خوشی ہے۔ میری خوشی اللہ تعالیٰ کی مرضی میں ہی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا
 یہ حکم منظور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوچا کہ شاید مجھ سے حیا کر رہی ہے آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرما دیا کہ چار سو تلوے چاندی حق مہر میں ہوگی۔ عرض کیا کہ
 چاندی کو رہنے دیں مجھے صرف نکاح قبول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 چاندی نہیں تو چار سو تلوے سونا کر دیتے ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونا

رہنے دیجئے مجھے نکاح قبول ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے عرض کیا
 کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنت کی تمام نعمتیں حق مہر میں
 دیدیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی رہنے دیں لیکن نکاح قبول ہے۔
 پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی پوچھ لیں کہ وہ کیا
 چاہتی ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے تمام سجدے قبول کر لئے
 جائیں اور ان کے صدقہ میں ساری اُمّت محمدیہ کو بخش دیا جائے یہ میرا حق مہر ہے۔ ہر
 ماں اپنے بیٹے کو بخشوانا چاہتی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور سادات کی
 ماں تمام اُمّت کو بخشوا رہی ہے۔ کیا ایثار کیا قربانی اور کیا جذبہ ہے، کیا عطا ہے۔ اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے منظور ہے۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا
 کہ اگر منظور ہے تو مجھے تحریری طور پر پر وادہ لکھ دیں کہ تیرا حق مہر جنت ہے۔ جس کو چاہو
 جنت میں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریر آ گئی۔ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں جب وصال کر جاؤں تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ کہ حشر
 کے دن میں یہ چٹ دکھا کر تمام اُمّت محمدی کو بخشوا لوں گی۔ ایک صحابی حضرت علقمہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ جن سے ان کی ماں بہت ناراض تھی۔ وہ جب فوت ہونے لگے تو ان
 کی جان نہیں نکل رہی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان کن کے عالم میں ہیں اور جان نکل نہیں رہی ہے۔ سخت تکلیف
 میں ہیں کئی دنوں سے تڑپ رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے اور
 فرمایا کہ یہ تو والدہ کا گستاخ ہے۔ اس کی ماں سے فرمایا کہ اس کو معاف کر دے۔ ماں
 نے کہا کہ اس نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے بہت زیادتی کی ہے اور بھی کئی شکایات
 کیں اور کہا کہ میں نے اس کو معاف نہیں کرنا ہے۔ فرمایا کہ اگر تو اس کو معاف نہیں

کرے گی تو یہ جہنم میں جائے گا اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ صحابی ضرور ہے میرے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں میرے حکم کی تعمیل کرتا رہا ہے میری اطاعت کی ہے لیکن ماں کی خوشنودی اور معافی کے بغیر یہ جنتی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس کو معاف کر دے لیکن ماں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس نے اتنا تک کیا ہے کہ میں نے اس کو کسی صورت معاف نہیں کرنا ہے۔ اور اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں تو مان لوں گی لیکن اس کو معاف کسی صورت نہیں کروں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو اسے معاف نہیں کرے گی تو یہ جہنم میں چل جائے گا جب ماں نہ مانی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ لکڑیاں اکٹھی کرو اور اس کو یہیں دنیا میں ہی جلا کر دکھا دیتے ہیں کہ یہ کس طرح سے جہنم میں چلے گا۔ جب لکڑیاں اکٹھی ہو گئیں اور حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُپر رکھ دیا گیا اور لکڑیوں کو آگ لگانے لگے تو ماں کی مامتا جاگ اٹھی۔ ماں جوش میں آگئی اور کہا کہ جا میں نے اسے معاف کر دیا۔ جیسے ہی ماں نے معاف کیا تو اس کی روح پرواز کر گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر ماں معاف نہ کرتی تو یہ جہنمی ہوتا۔ یہ ماں کا مرتبہ ہے۔ لیکن دیکھو کہ ہمیں اس سے کیا سبق مل رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے بڑے گستاخ کے لئے بھی دکیل بنے ہوئے ہیں۔ گستاخ والدہ کے لئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحیم ہیں۔ کریم ہیں صرف اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گناہ سے نفرت ہے گناہگار سے نفرت نہیں ہے۔ ماں کی گستاخی کا جو گناہ ہے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نفرت ہے لیکن گناہ گار بیٹے سے نفرت نہیں ہے بلکہ اس کی وکالت فرما رہے ہیں۔ ماں کے سامنے اس کی سفارش فرما رہے ہیں کہ اے ماں تو اس کو معاف کر دے۔ ماں بھی اتنی دلجوئی نہیں کر سکتی جتنی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔ ماں تو انکاری تھی جب آگ کا منظر بنا

کر اسے دکھایا تو اس کا دل ذرا نرم ہو گیا۔ اور حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بخشش کا ذریعہ بن گیا۔ ایک آدمی کی والدہ بہت ضعیف تھی۔ چلنے پھرنے کے قابل نہ تھی اس نے اپنی والدہ کو کندھوں پر بٹھا کر حج کرایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا۔ ضعیف والدہ کو کندھوں پر بٹھا کر طواف کیا۔ سعی کی۔ منیٰ میں لے گیا۔ عرفات میں لے گیا۔ طواف زیارت کرایا۔ حج کے تمام رکن ادا کئے اور اسی طرح سے آ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نے بڑا کارنامہ کیا ہے لیکن تیری والدہ کے تم پر احسانات جو ہیں وہ تو بعد کی بات ہے لیکن تیری پیدائش کے وقت جو درد تیری والدہ نے برداشت کیا اور درد کی وجہ سے اس کے منہ سے "ہائے" نکل گئی تو ابھی تک اس "ہائے" کا حق ادا نہیں کر سکا۔ باقی جو کچھ تیری والدہ کا حق ہے وہ باقی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین میری والدہ ضعیفہ ہے۔ اپنا حج ہے۔ میں نے اپنے کندھوں پر بٹھا کر اس کو سات حج کرائے ہیں۔ کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے نوجوان تو ہمارے ہمسایہ میں رہتا تھا جب چھوٹا بچہ تھا کہ تو نے بستر پر پیشاب کر دیا۔ تیری ماں نے ہم سے ایک چادر مانگی کہ تجھے سوکھی چادر پر سلا دے اتفاق سے چادر ہمارے پاس بھی نہ تھی۔ تیری ماں نے تجھے اپنے سینے پر لٹالیا اور خود تیری پیشاب والی گیلی جگہ پر رات گزاری۔ تو نے تو ابھی تک اس ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کیا۔ آخر پر یہ بات ہے کہ کسی کی بھی نماز اس وقت تک تکمیل کو نہیں پہنچتی جب تک وہ اپنے والدین کے لئے بخشش کی دعا نہیں کر لیتا۔ ربنا اغفر لی ولوالدی ولللمومنین یوم یقوم الحساب (ابراہیم ۴۱) "اے ہمارے رب مجھے بخش دے

میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔ جب تک تیری ماں کے لئے تیری زبان سے اچھا کلمہ ادا نہیں ہوتا والد صاحب کے لئے ادا نہیں ہوتا۔ تو نماز سے نکل نہیں سکتا۔ تو نماز سے فارغ نہیں ہو سکتا۔ تیری نماز مکمل ہے۔ جب تک تو اپنے والدین کی بخشش کے لئے دُعا نہیں کرتا۔ اپنے اپنا کھل تو نے آگے رکھا کہ مجھے بخش دے لیکن اس سے نماز مکمل نہیں ہوئی جب والدین کا نام لیا۔ مومنین کا نام لیا ان کی بخشش کے لئے دُعا کی تو پھر نماز مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ماں کا مرتبہ مد نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ تمام مراتب صرف مسلمان ماؤں کو ملے ہیں اللہ تعالیٰ ماں کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ ۱۲۸) "بے شک تمہارے پاس آئے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔ مہربان دور کہیں بھی کسی مسلمان کو کسی مومن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے پہنچتی ہے۔ ماں اگر کسی دوسرے شہر میں ہے دوسرے ملک میں ہے۔ دور ہے تو اگر تمہیں کوئی تکلیف آجائے تو اپنی ماں کو خط لکھو گے یا فون کرو گے تو پھر وہ تڑپے گی پریشان ہو جائے گی۔ بے چین ہو جائے گی لیکن عملی طور پر کچھ بھی نہیں کر سکے گی۔ اسے احساس ہو جائے گا۔ محسوس کرے گی بے قرار ہو جائے گی۔ لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللطیفین ہیں اور رحمۃ اللطیفین وہ ہوتا ہے کہ جس کو خبر ہوتی ہے کہ فلاں کے ساتھ یہ ہو گیا اور اس کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے وہ علاج اس کے پاس بھی ہو۔ اتنا اختیار بھی ہو کہ وہ علاج کر سکتا ہو۔ ہر ماں کے دل میں جو مانتا ہے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام ماؤں

سے زیادہ محبت اپنی اُمت سے ہے۔ کام آنے والے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ دنیا میں اپنی اُمت کے لئے سجدے اور دُعا کیں کرتے رہے۔ حشر میں بھی اپنی اُمت کے لئے سجدہ کریں گے۔ وہاں والدہ بے بس ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بھی طاقت والے ہوں گے شفیع ہوں گے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 29-12-05

نقش قدم

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین۔ ہم روزانہ دُعا کرتے ہیں کہ اھلنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم (الفاتحہ ۶-۵) "ہم کو سیدھے راستے پر چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا"۔ اے اللہ سیدھا راستہ دکھا ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔ اور قرآن مجید خود اعلان فرماتا ہے کہ وہ انعام یافتہ کون ہیں۔ انعم اللہ علیہم من النبین والصلحین والشہداء والصلحین (النساء ۶۹) ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یعنی انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین "وہ انبیاء کرام کا راستہ ہے وہ صدیقوں کا راستہ ہے وہ شہداء کا راستہ ہے وہ صالحین کا راستہ ہے کہ جن پر انعام ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا راستہ ان کی کتب، ان کی شریعت، ان کی تعلیمات بہت حد تک مٹ چکی ہیں۔ ان میں ترمیمات ہو چکی ہیں۔ خورد برد ہو چکی ہیں۔ لیکن قرآن مجید جوں کا توں۔ بغیر کسی ترمیم کے موجود ہے اور قیامت تک رہے گا۔ قرآن مجید میں سے ان لوگوں کے راستے کا علم ہو جاتا ہے کہ وہ کیا کرتے تھے۔ کیا پڑھتے تھے ان کی تعلیمات کیا تھیں ان کی شریعتیں کیا تھیں وہ ہمارے لئے کیا راستہ چھوڑ گئے ہیں کہ اس پر چل کر ہم بھی اپنی بخشش کا بہانہ بنائیں۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ دیکھیں کہ وہ ہمارے لئے کیا راستہ چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ان کی اپنی شان کے مطابق لغزش ہو گئی۔ ہم تو یہ نہیں کہتے کہ ان سے غلطی ہو گئی لیکن اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ ان سے

لغزش ہوئی۔ پھر انہوں نے اپنی بخشش کس طرح سے کرائی۔ ان کو معافی کس طرح سے ملی۔ یہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے وہ ہمارے لئے سیدھا راستہ ہے وہ ہمارے لئے ان کے نقش قدم ہیں۔ سب سے زیادہ جو چیز ہوتی ہے وہ گناہ ہوتے ہیں جو بندوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور ان پر پکڑ ہونے لگے تو بندے تو ایک طرف رہے جانور بھی نہ بچیں ان کی بھی پکڑ ہو جائے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی۔ پھر اپنی بخشش کے لئے آپ بہت روئے ہیں آپ نے سجدے بھی بہت کئے ہیں۔ آسمان کی طرف چہرہ نہیں کیا ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا (الاعراف ۲۳) "اے ہمارے رب ہم نے آپ اپنا برا کیا" بھی کہا ہے کہ یا اللہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے کے باوجود بھی کچھ نہیں بنا۔ معافی نہیں ملی ہے۔ پھر کس چیز سے کام بنا وہ ہمارے لئے نقش قدم ہے۔ بخشش کس وجہ سے ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو ایک کلمہ کہہ دے تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ وہ کلمہ کیا تھا کہ یا اللہ مجھے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نام مامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کے صدقے بخش دے۔ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری بخشش فرما دے۔ یہ نقش قدم ہے اگر تو نے بھی اپنی بخشش کرائی ہے تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے نام مامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے تیری بھی بخشش ہو جائے گی۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہمارے لئے یہ نقش قدم چھوڑ گئے ہیں۔ جو بھی اس نقش قدم پر چلے گا اس کا کام بن جائے گا۔ جن لوگوں پر انعام ہوا ہے ان کے راستے پر تو چلے گا تو تجھے بھی انعام مل جائے گا۔ شیطان نے سجدہ نہ کیا۔ مردود ہو گیا راندہ درگاؤ الٹی ہو گیا۔ اس نے عرض کیا کہ یا اللہ میں نے تیری بہت عبادت کی ہے۔ بڑی ریاضت کی ہے۔ مجھے اس کا کچھ صلہ ملنا چاہئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مانگ تو کیا چاہتا ہے اس نے عرض کیا کہ مجھے قیامت تک کے لئے زندگی دیدے۔ وہ مل

گئی۔ پھر عرض کرتا ہے کہ میں کبھی بیمار نہ ہوں ساری زندگی صحت والی ہو۔ وہ بھی مل گئی۔ مجھے ایسی طاقت دیدے کہ میں لوگوں کو دیکھوں لیکن لوگ مجھے نہ دیکھ سکیں۔ یہ بھی مل گیا۔ پھر یہ کہ میں لوگوں کے دلوں میں بیٹھ سکوں۔ یہ بھی مل گیا۔ پھر یہ کہ میں بندوں کے جسم میں ان کے خون کی طرح گردش کروں۔ وہ بھی مل گیا۔ پھر بولا کہ میں ان کے آگے سے آؤں گا۔ پیچھے سے آؤں گا۔ دائیں سے آؤں گا۔ بائیں سے آؤں گا۔ اُدھر سے آؤں گا۔ ان کو درغلاؤں گا۔ سیدھی راہ پر خود بیٹھ کر ان کو اُلٹے راہ پر ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت بھی دیدی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پتہ چلا کہ شیطان کو اتنی طاقتیں مل گئی ہیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ شیطان کو اتنی طاقتیں عطا ہو گئی ہیں تو پھر ہمارا کیا بنے گا۔ کون ہماری بات سنے گا۔ ہماری تبلیغ کس کام کی ہوگی کون ہمارے پیچھے چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر وہی فقرہ دہرایا کہ اے آدم علیہ السلام میں نے بے شک اس کو ساری طاقتیں دیدی ہیں وہ جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہے کر لے۔ لوگوں کو درغلا لے لیکن جب کوئی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر مجھ سے معافی مانگے گا تو میں اسکو معاف کر دوں گا اس کے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔ اس لئے گناہ گار ساری عمر گناہ کرنے والا زندگی کے کسی بھی حصہ میں اگر دُعا کرے کہ یا اللہ مجھے بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخش دے تو میں اسے بخش دوں گا۔ یہ بھی نقش قدم ہے جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ہمیں ملا ہے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ ہر پیٹ میں دو بچے پیدا ہوتے تھے۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جو بیٹا کہ جس کو نبوت ملی وہ اکیلا ہی پیدا ہوا تھا۔ اس کا نام حضرت شیث علیہ السلام ہے۔ حضرت شیث علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سنی تو ان سے متعلق پوچھا

کہ اے با جان یہ کون ہستی ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے یہ وہ ہستی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو وہ مجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ زمین آسمان، فرشتے کسی چیز کو پیدا نہ کرتا۔ ساری کائنات انکے مدد سے بنی ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بے شک نمازیں پڑھو، روزے بھی رکھو، حج بھی کرو، قربانی کرو، زکوٰۃ بھی دے۔ جو مرضی عبادات کر لیکن جب تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو ان میں سے کچھ بھی قبول نہیں ہوتا۔ یہ بھی نقش قدم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا ہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہمیں کیا سکھاتے ہیں۔ ان کی دُعا ہے کہ یا اللہ نبی آخر زمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میری اولاد سے ہوں۔ وہ قرآن مجید کی آیات پڑھیں لوگوں کو پاک صاف کریں۔ اگر پاکیزگی اور طہارت چاہتے ہو۔ متقی اور پرہیزگار بننا ہے تو وہ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس سے ملنا ہے۔ یہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہے۔ جس نے گناہوں سے پاک صاف ہونا ہے۔ جس نے برائیوں سے پاک ہونا ہے۔ بدیوں سے بچنا ہے یا ان کا کفارہ کرنا ہے۔ وہ تو در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہونا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نتائج فرمادی ہے کہ طہارت، تقویٰ، پرہیزگاری کہاں سے ملتی ہے۔ پھر ایک اور بھی ان کی دُعا ہے کہ جو ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں اور جب تک وہ نہ پڑھیں ہم نماز سے فارغ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دُعا کو قرآن مجید کا حصہ بنا دیا۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۴۱) "اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا" آج لوگ ایصال ثواب کا انکار کرتے ہیں۔ کسی کی دُعا سے بخشش ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ حضور ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلو گے تو پھر یہی دُعا ہماری بھی ہوگی۔ یہ مومن کی دُعا ہے۔ یہ دُعا ہر نماز میں پڑھتے ہیں

لیکن جب ان کے اہل خانہ میں سے کوئی عزیز رشتہ دار کوئی قریبی کوئی دوست فوت ہو جاتا ہے تو پھر اسی دُعا کا انکار کرتے ہیں اور اس کی بخشش کے لئے دُعا نہیں کرتے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم ہیں کہ جن کی دُعا کو پڑھ کر ہمیں بخشش ملتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہاری اچھی اولاد وہ ہے جو تمہارے لئے بخشش کی دُعا کرتی ہے۔ ایک بات اور بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے کہ جب انہوں نے بیت اللہ شریف کی دیواریں بنائیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دُعا کی کہ جن میں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں۔ یہ چاروں افراد نے جو دُعا کی وہ بھی ہمارے لئے نقش قدم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ یا اللہ اُمت محمدیہ کے تمام بزرگوں کو بخش دے باقی سب نے آمین کہی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دُعا کی کہ یا اللہ اُمت محمدیہ کے نوجوانوں کو بخش دے باقی سب نے آمین کہی۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُعا کی کہ یا اللہ اُمت محمدیہ کی ساری آزاد عورتوں کو بخش دے۔ باقی سب نے کہا آمین حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُعا کی کہ یا اللہ اُمت محمدیہ کی تمام غلام عورتوں اور بچوں کو اور غلاموں کو بخش دے باقی سب نے کہا آمین۔ وہ سارے اُمت محمدیہ کے تمام افراد کے لئے بخشش کی دُعا مانگ رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے ان کے نقش قدم ہیں تو بھی اُمت محمدیہ کے تمام افراد کے لئے بخشش کی دُعا مانگ تو تیری اپنی بھی بخشش ہو جائے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس احسان کا بدلہ چکانے کے لئے نماز میں درود ابراہیمی رکھ دیا ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پر درود شریف ہے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ باقی انبیاء علیہم السلام کا نام کیوں نہیں لیتے اس لئے کہ صرف

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ نے اُمت محمدیہ کے لئے دُعا فرمائی ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کے نقش قدم ہیں اور ان کے احسانات ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چل کر ہم اس ٹولے میں شامل ہو جائیں گے جو سیدھے راستے پر ہیں اور جن پر انعام ہو گا۔ اور ہم پر سب سے بڑا انعام کیا ہے۔ انعام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حج کے ارکان میں سے سچی ہے طواف ہے۔ کنکریاں مارنا ہے۔ قربانی ہے یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کے نقش قدم ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے فرمایا کہ اپنی قربانی لے آؤ۔ صحابہ کرام اپنی اپنی قربانی کے جانور لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سبتِ ابراہیم ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ سبتِ رسول ہے اور یہ سنت ہمیں سنی بناتی ہے۔ رضائے الہی والے اور فرقے ہیں لیکن سنت رسول والے کوئی اور ہی ہیں اور بخشش بھی صرف سبتِ رسول پر عمل کرنے والوں کی ہوتا ہے۔ جو لوگ براہِ راست اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے پر لگے ہوئے ہیں ان کے لئے نقش قدم یہ ہے کہ پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرو۔ جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھیں کہ وہ جب بھی شیشہ آئینہ دیکھتے اور ان کی اپنی صورت نظر آتی تو یہ نہیں فرماتے تھے کہ میں بہت حسین ہوں آپ کو پتہ ہے کہ کل حسن جو تخلیق ہوا ہے اس میں 9/10 حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا ہے۔ بلکہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ مجھے اس ہستی کی زیارت کرا دے جس کے حسن کا صدقہ میرا حسن ہے۔ حضرت یوسف علیہ

السلام کی تمنا اور دعا تھی کہ یا اللہ مجھے زیارت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نواز دے۔ اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کتے دیکھیں توں پہلے مرنے جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ سبق کس نے پڑھایا ہے۔ یہ نقش قدم کس کا ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا نقش قدم ہے۔ کہ اے لوگو اگر دیدار کی تمنا ہے تو دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمنا کرو۔ اس میں نجات بھی ہے اس میں شفاعت بھی ہے جو ایمان بھی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا حق اس نے مجھے ہی دیکھا اور وہ جنتی ہو گیا۔ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی جنتی ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہمیں سکھا گئے ہیں۔ وہ اپنا حسن دیکھ کر فخر نہیں کرتے بلکہ تمنا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس ہستی کا دیدار کرادے جس کے حسن کا صدقہ میرا حسن ہے۔ ہم آئینہ دیکھتے ہیں تو اپنے بالوں کو سنوارتے ہیں اپنے لباس کو درست کرتے ہیں۔ آئینہ کے سامنے کبھی ادھر اور کبھی ادھر ہوتے ہیں۔ جس طرح سے ابھی پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ایک انتظار بخشش کا بہانہ ہوتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار تھا۔ اور یہ انتظار کب پورا ہوا کہ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور ان کو اپنی زیارت سے نوازا۔ ان میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے۔ اب موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے کہ وہ ہمارے لیے کیا نقش قدم چھوڑ گئے ہیں۔ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ ان کی کتاب بھی اب نہیں رہی۔ لیکن ان کے نقش قدم ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو میرے قریب ہونا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ آپ کا قرب مل جائے تو زہے نصیب فرمایا کہ اتنا قریب کہ جتنی بات زبان کے قریب ہے۔ اتنا قریب کہ جتنی نظر آنکھ کے قریب ہے۔ اتنا قریب کہ جتنی آواز کان کے قریب ہے۔ اس سے بڑا قرب اور کیا ہو

سکتا ہے۔ اتنا قریب کہ جتنی روح جسم کے قریب ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اتنا قرب مل جائے تو کیا بات ہے فرمایا کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھو تو مجھ سے اس سے بھی قریب ہو جائے گا۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہو جاتا ہے اسے قرب الہی نصیب ہو جاتا ہے۔ قرب الہی کا طریقہ ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم سے ملتا ہے۔ آپ بھی اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ تو درود شریف پڑھیں۔ نعت پڑھیں۔ جب تو درود شریف پڑھتا ہے تو پھر تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے روز میرے قریب ترین وہ ہوگا تو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا۔ یہ سبق ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھایا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ اے میرے حواریو میں دنیا سے جانے والا ہوں اور دنیا کا سردار آنے والا ہے۔ یہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ہو رہی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے جیسے بشر تھے، کھاتے تھے، پیتے تھے، چلتے پھرتے تھے شادیاں کی ہیں۔ اولاد ہوئی ہے۔ خود بھی کسی کی اولاد ہیں یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا کہتے ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا نہیں کہا۔ فرمایا کہ میں جانے والا ہوں اور دنیا کا سردار آنے والا ہے۔ کائنات کا سردار آنے والا ہے اس کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ میری حیثیت ان کے سامنے اتنی نہیں کہ میں ان کے بوٹوں کے قے ہی کھول سکوں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کا منہ بند کر دیا ہے جو کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے جیسے بشر ہی ہیں۔ یہ نقش قدم حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام واپس بھی تشریف لائیں گے۔ اور شریعت محمدی پر آنا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے تمام سابقہ شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ ورنہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی ہی شریعت پر آتے۔ اب جو بھی آئے گا وہ شریعت محمدی پر ہی آئے گا۔ یہ ان کے نقش قدم ہیں۔ اس لئے جو راستہ ہمیں انبیاء علیہم السلام نے دیا ہے اللہ تعالیٰ اس راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بخشش کی فکر تو ہم سب کو ہے۔ اور ہونی بھی چاہئے اپنی زندگی پر نظر ماریں سوائے نفس کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہم نماز اور روزے پر بہت ماز کرتے ہیں۔ نماز کی حیثیت یہ ہے کہ ایک عورت تھی وہ بہت زیادہ نوافل ادا کرتی تھی۔ اس کا خاوند بہت مالوں تھا اور ناراض تھا کہ جب دیکھو نفل نیت کئے کھڑی ہے اس نے کہا کہ اگر اب تو نے نفل پڑھے تو میں نے تمہیں طلاق دے دینی ہے۔ وہ عادی تھی رک نہ سکی اور اس نے نفل نیت کر لئے۔ شوہر کے قول کے مطابق اسے طلاق ہو گئی۔ پھر وہ بندہ پشیمان ہوا کہ یہ میں نے کیا کر دیا ہے۔ یہ تو نماز ہی پڑھتی تھی کوئی برا کام تو نہیں کرتی تھی عبادت الہی کی کرتی تھی۔ میں خواہ مخواہ طلاق دے چکا ہوں اگر ہو سکے تو کوئی کفارہ وغیرہ دے کر طلاق کو غیر موثر کر لوں۔ وہ یہ مسئلہ لے کر حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔ آپ نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا کہ نماز کی عبادت سناؤ۔ اس نے جونہی الحمد شریف پڑھنا شروع کی تو آپ نے فرمایا کہ بس کرو۔ طلاق نہیں ہوئی۔ پوچھا کہ حضرت صاحب وہ کیسے فرمایا کہ اس کا تلفظ ہی درست نہیں ہے۔ اسے تو نماز پڑھنا ہی نہیں آتی اس کی نماز کیسے ہو گئی نہ اس کی نماز ہوئی اور نہ ہی شرط طلاق پوری ہوئی اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔ یہ ہماری نمازوں کا معیار ہے۔ اس لئے اپنی نمازوں پر ماز نہ کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر ماز کرو۔ نماز توفیق الہی سے اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے غنی ہے ورنہ ہمارا تلفظ ایسا ہے کہ وہ نماز بنے ہی نہیں دیتا جو حج پر جاتے ہیں ان میں کتنے ہیں جو حلال کی کمائی سے خرچ کر کے جاتے ہیں۔ جو قربانی دیتے ہیں ان کی کمائی کیسی ہے۔ روزہ تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ لیکن بات یہ ہے کہ پہلے روزہ بنے تو کسی۔ اپنے ایمان اور یقین سے بتاؤ کہ روزہ رکھ کر جھوٹ بولتے ہو کہ نہیں۔ کیا روزہ کی حالت میں غیبت کرتے ہو۔ روزہ رکھ کر گالی گلوچ کرتے ہو کہ نہیں۔ اگر یہ تمام چیزیں ہوں تو روزہ تو ہوتا ہی نہیں ہے۔ ہمارے پلے میں کچھ نہیں ہے بس حضرت آدم علیہ السلام والا ہی نسخہ ہے کہ الہی بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بخشش فرمادے۔ نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کام بنے گا۔ اٹھ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے ظلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جو کام حضرت امیرائیم علیہ السلام نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے کئے ہیں۔ وہ اور کسی نے نہیں کئے اور نہ ہی ہو سکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حشر کے روز ساری مخلوق اس میں انبیاء علیہم السلام بھی ہوں گے میرے در پر آ کر جھولی پھیلائیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں ان میں حضرت امیرائیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے یا اللہ ہمیں بھی توفیق دے کہ حضرت امیرائیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ در نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنی شفاعت کے لئے جھولی پھیلائیں۔

اس مضمون کو حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی احسن طریقہ سے بیان فرمایا ہے۔

اگر نام محمد را نیا در دے شفع آدم

نه آدم يافتے توبه نه نوح از غرق نجيلا

نه ايوب از بلا راحت نه يوسف حشمت و شوكت

نه عيسى آل مسيحا دم نه موسى آل يدي بيضا

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لے کر شفاعت نہ کراتے تو نہ ہی حضرت آدم علیہ السلام کو معافی ملتی اور نہ ہی نوح علیہ السلام کو سیلاب سے نجات ملتی۔ نہ ہی حضرت ایوب علیہ السلام کو مصائب سے چھٹکارا ملتا نہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکومت اور شوکت نصیب ہوتی۔ نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیحائی کا معجزہ ہاتھ آتا اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یڈ بیضا کا معجزہ ملتا۔ معراج النبی کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلیوں مبارکہ پر بوسہ دیا۔

اے جبرائیل چومو تم آج ان کی تلیاں

تیرے ہونٹ بے محترم کس لئے ہیں

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک پر بوسہ دینا نقش قدم حضرت جبرائیل علیہ السلام ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آئین حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا ہے۔ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی فرمان ہے کہ میری توبہ قبول ہوئی تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک، روئے مبارک اور

دست مبارک کو بوسہ دینا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم سے ثابت ہے۔ یہ نقش قدم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم ہے۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے فلاح پا جاؤ گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ منہم نے جان نثاری، فرمانبرداری اور ادب و عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مثالیں ہمارے لئے چھوڑی ہیں۔ وہ مشعل راہ ہیں اور نقش قدم ہیں کہ جن پر عمل کر کے ہم دنیا و دین میں سرخروئی حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں اپنی زندگی وادری اور جنگ تبوک کے موقع پر سارا مال قربان کر دیا کہ مال اور جان کے مالک حقیقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر قربان کر دی۔ کہ نماز دراصل ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صحابہ کرام کی نماز دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی کہ نماز کی حالت میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھ رہے ہیں۔ آج ایک بات سنی ہے۔ پروفیسر صاحب بھی میرے ساتھ تھے وہ میں کوش گزار کرتا ہوں کہ ایک صحابی فوت ہو گئے۔ کلمہ پڑھنے والا۔ نماز پڑھنے والا، حج زکوٰۃ جہاد سب کچھ کرنے والا صحابی رضی اللہ عنہ فوت ہو گیا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی گئی کہ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو دیکھا تو جنازہ پڑھانے سے انکار فرمایا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ منہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ نہیں پڑھانا ہے تو ہم بھی کیوں پڑھیں گے لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیان فرمائیں کہ اس کا جنازہ کیوں نہیں پڑھایا۔ فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے دل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بغض ہے اس لئے میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھانا ہے۔ یہ سنت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ صحابہ کا گستاخ مستحق دُعا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ ہے کہ دو
اصحابی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے والے کلمہ کو، حافظ، قاری سب کچھ
تھے۔ جو بھی کوئی خوبی ہو سکتی ہے وہ ان میں موجود ہے۔ وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے
کہ ان کی پٹلیوں پر کتے نے کاٹا ہوا تھا۔ پوچھا کہ یہ کیا ہوا۔ عرض کیا کہ راستے میں
ایک کتیا بیٹھی تھی ہم اس کے قریب سے گزرے تو اس نے ہمیں کاٹ کھلایا ہے۔ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چلو اس سے پوچھتے ہیں کہ میرے صحابہ میری حاضری کے
لئے آرہے ہیں تو تم نے ان کو کیوں کاٹا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے
اور اس کتیا سے پوچھا۔ اس کتیا نے عربی زبان میں جواب دیا۔ دیکھو کہ نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم پوچھیں تو کتے بھی عربی بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کتیا عرض کرتی ہے کہ یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ گستاخی اس لئے کی ہے کہ جب یہ دونوں میرے
قریب سے گزرے تو یہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف باتیں کرتے جا رہے تھے مجھے یہ برداشت نہ ہوا میں نے ان
کو کاٹ لیا۔ اگر کتوں سے بچنا چاہتے ہو اگر جانوروں سے بچنا چاہتے ہو اگر مصائب سے
بچنا چاہتے ہو تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے گیت گاؤ۔ ان کی شان بیان کرو۔ ان
کی شان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ
عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہے
کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ حیا ہی ایمان ہے اور بے حیائی جفا ہے
اور جفا کا انجام جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم سے وفا اور ان کی حیا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق
عطا فرمائے۔ آمین

شبِ برات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یَصْلُوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

معزز حاضرین آج شبِ برات ہے یہ بجٹ کی رات ہے۔ یہ بجٹ کی رات دنیاوی طرز پر نہیں ہے۔ دنیاوی بجٹ ہر سال جون میں بنا کر آپ پر لا کر دیا جاتا ہے یہ قانونی طور پر نافذ ہو جاتا ہے۔ آپ اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ نعرے بازی کرتے ہیں اس کے خلاف جلسہ جلوس نکلتے ہیں تو اس قانون میں تھوڑی بہت ترمیم کر دی جاتی ہے لیکن آج رات جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بجٹ پیش ہونے والا ہے اس میں تو جو کچھ مانگے گا وہ تمہیں عطا کر دیا جائے گا۔ یہ فرق ہے۔ کورنمنٹ بھی ہر سال بجٹ پیش کرتی ہے۔ کچھ ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ کچھ ٹیکس ہٹا دئے جاتے ہیں۔ کچھ ٹیکس ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان میں کمی کر دی جاتی ہے۔ اپورٹ پالیسی غنتی ہے۔ اور ایکسپورٹ پالیسی بھی غنتی ہے۔ ان میں کچھ معمولی تبدیلی ہوتی ہے۔ کچھ زمی اور کچھ سختی لیکن ہر صورت کورنمنٹ اس کو نافذ کر دیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے آج بجٹ بنانا ہے اے میرے بندے تو مجھ سے اپنی حاجت طلب کرو تو میں تمہاری حاجت کے مطابق بجٹ بنا دیتا ہوں۔ تو جو بھی مانگے ہیں وہ تمہیں عطا کر دیتا ہوں۔ کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی بخشش نہیں ہوتی۔ یہ مایوسی کی بات نہیں ہے۔ لیکن چند گناہ ایسے ہیں کہ اگر وہ

بندے میں ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی وجہ سے بندے کی بخشش نہیں ہوتی۔ وہ زانی ہو، وہ شرابی ہو، والدین کا مفرمان ہو ان کا گستاخ ہو۔ دل میں کینہ رکھنے والا ہو۔ دوسرے کا بھلا نہ چاہنے والا ہو بلکہ برائی چاہنے والا ہو۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر ایسا شخص توبہ کر لے تو یہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ اس رات میں مایوسی نہیں ہے۔ یہ گناہوں سے بری ہونے والی رات ہے یہ شبِ برات ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر آ کر اپنی رحمت کے ساتھ جلی فرماتے ہیں ویسے تو وہ ہر جگہ ہے۔ لیکن پہلے آسمان پر اپنی قدرت کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں اور منادی کراتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخشش عطا کر دوں۔ ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کر دوں۔ ہے کوئی کشائیں مانگنے والا کہ میں اس کو کشادگی عطا کر دوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس رات اپنی اُمت کی بخشش کی دُعا کرتے تھے۔ بڑے لمبے سجدے کرتے تھے۔ لمبا قیام فرماتے تھے حتیٰ کہ پاؤں مبارک سو جھ جاتے تھے۔ اتنا لمبا سجدہ کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ مجھے شک ہونے لگا کہ شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال کر گئے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے مبارک کو ہلایا تو اس میں حرکت پیدا ہوئی تو میں نے سمجھ لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات ہیں۔ زندہ ہیں۔ جب سجدہ سے فارغ ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو جانتی نہیں ہے کہ یہ بخشش کی رات ہے۔ میں اپنے گناہ گار اُمتیوں کی بخشش مانگ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جتنے بنو کلب کی بکریوں کے بال ہیں اُتنے گناہگاروں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں بھی تشریف لے گئے وہاں بھی سجدے کئے۔ قیام کیا اور دُعا ئیں بھی کیں۔ یہ رات اللہ تعالیٰ سے بخشش

مانگنے کی رات ہے۔ یہ مایوس ہونے کی رات نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بندہ والدین کا گستاخ ہوتا ہے تو وہ یہ نہ سمجھے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ اگر وہ اس رات سچے دل سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش طلب کرے تو اس کی والدہ بھی مہربان ہو جائے گی۔ اس کا والد بھی مہربان ہو جائے گا اس کے دوست احباب بھی اس کے لئے مہربان ہو جائیں گے اور یہ اس کی بخشش کا بہانہ بن جائے گا۔ حضرات آج رات آپ بھی زیادہ سے زیادہ قیام کریں۔ نوافل پڑھیں۔ استغفار پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگیں اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا میں کوئی کمی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی بخشش کے لئے دُعا کرتے ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اپنی بخشش کی دُعا کریں۔ آپ جہاں اپنی بخشش کے لئے دُعا کریں وہاں ساری اُمت کی بخشش کے لئے دُعا کریں یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ساری اُمت محمدیہ کو بخش دینا یہ سنتِ الہی ہے۔ یہ بجٹ تو ہے لیکن یہ بڑا Flexible بجٹ ہے۔ Flexible کیا ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ بڑا پگھلاؤ بجٹ ہوتا ہے۔ یہ Fixed نہیں ہوتا۔ یا یوں کہو کہ یہ Final اور Rigid نہیں ہوتا۔ پکا نہیں ہوتا۔ یہ نہیں کہ بس ایک دفعہ اس پر مہر لگ گئی تو بس پھر اب کچھ چوں چہاں نہیں ہے اس بجٹ پر ختم End کرنے والی مہر نہیں لگتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے تو طلب تو کر۔ تو جو کچھ طلب کرے میں اس پر مہر کر دیتا ہوں۔ یوں سمجھو کہ اللہ تیرے ہاتھ میں قلم دے دیتا ہے کہ تو جو تیری مرضی آئے وہ لکھ لے میں اس پر اپنی مہر لگا دیتا ہوں آپ اس رات اچھی اچھی دُعا کریں۔ اپنی اور ساری اُمت کے لئے بخشش کی دُعا کریں۔ شبِ برات بخشش کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات بہت زیادہ بخشش عطا فرماتا ہے۔ جنت کے سارے دروازے کھول دیتا ہے اور جہنم کے سارے دروازے

بند کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات بخشش مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ ہے کہ اس رات لوگ صلوٰۃ الخیر پڑھتے ہیں جس کا مطلب ہے خیر والی نماز، اس نماز میں سونوافل ہیں۔ دو، دو رکعت کر کے پڑھیں ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد دس مرتبہ قل هو اللہ احد یعنی سورۃ اخلاص پڑھیں تو ساری زندگی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں پوری سورۃ اخلاص قل هو اللہ احد O اللہ الصمد O لم یلد ولم یولد O ولم یکن لہ کفو احد O پڑھیں۔ دل کھول کر مانگیں۔ فرادانی سے مانگیں۔ نیک چیزیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ وہ تمام کچھ عطا فرمادے گا کیونکہ بخشش اس کے ذمہ ہے اللہ تعالیٰ اس رات رحمت کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں اور یہ رات مسلمانوں کے لئے خاص نعمت کی رات ہے اس کو شبِ مبارکہ بھی کہتے ہیں یہ بڑی برکت والی رات ہے۔ سال میں چار راتیں بڑی برکت اور عظمت والی راتیں ہیں۔ ایک شبِ قدر ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ شبِ برات ہے کہ جس میں بخشش ملتی ہے۔ عید الفطر کی رات ہے کہ جس میں بے شمار گناہگاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ عید الفضحیٰ کی رات ہے کہ جس میں عبادت کی جاتی ہے بڑی عظمت والی رات ہوتی ہے۔ ایک معراج النبی کی رات بھی ہے کہ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے اور نماز کا تحفہ لے کر واپس تشریف لائے۔ جب تو نماز پڑھتا ہے تو تیری بھی معراج ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے تو ہمارے لئے کیا فائدہ ہوا۔ جب کوئی کہیں جاتا ہے تو واپسی پر پوچھتے ہیں تاکہ ہمارے لئے کیا لائے۔ والد صاحب اسلام آباد جائیں تو واپسی پر بچے بڑی بے تابی سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے والد صاحب کیا لے کر آئے ہیں۔ بیرون ملک جائیں۔ عمرہ اور حج کے لئے جائیں تو واپسی پر گھر والے سب انتظار میں ہوتے ہیں کہ ان کے لئے مدینہ شریف اور مکہ شریف سے کیا تحفے آتے ہیں۔ جب حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو ہم ان کے اہستی بھی یہ دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے کیا تحفہ لائے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے لئے دیدار خدا لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان راتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے رات کے شروع میں تو آتش بازی اور لوگوں کا ادھر ادھر جانے کا بڑا شور ہوتا ہے جس طرح سے آپ سن رہے ہیں تھوڑی دیر بعد یہ شور ختم ہو جائے گا تو آپ نہایت تیاری کے ساتھ وضو کریں۔ مصلیٰ پر آجائیں نوافل پڑھیں صلوٰۃ الخیر پڑھیں، صلوٰۃ تسبیح پڑھیں، بخشش کی دعائیں مانگیں اور جو کوئی حاجت ہے وہ حاجت بھی طلب کریں اللہ تعالیٰ حاجت روا ہے۔ اس رات وہ ہر چیز عطا کرتا ہے جو گناہ کا مطلب کرتا ہے۔ ہم ضرورت مند ہیں۔ مانگنا گناہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ مجھ سے مانگو۔ مانگنے میں بے نیازی نہ کریں کنجوسی سے کام نہ لیں بلکہ پورے حوصلہ سے دل کھول کر مانگو۔ تیرے مانگنے میں کمی ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا میں کمی نہیں ہو سکتی۔ یہ رات جاگنے کی ہے رات کو جا کو اور صبح روزہ رکھو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ اور پندرہ شعبان کو ضروری روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ سال کے آخری روز بھی میرا روزہ ہو اور سال کے پہلے دن بھی میرا روزہ ہو۔ یہ شب برات جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ بجٹ کی رات ہوتی ہے۔ چودہ شعبان کو پچھلا سال ختم ہوتا ہے۔ اور پندرہ شعبان سے نیامالی سال شروع ہوتا ہے۔ جس طرح سے ہمارا دنیاوی طور پر بجٹ کا سال 30 جون کو ختم ہوتا ہے۔ اور یکم جولائی سے نیا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح سے پندرہ شعبان سے شروع ہونے والے سال میں جو کچھ بھی ہونا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اس رات اس ڈیوٹی پر معمور فرشتوں کے حوالہ کر دیتا ہے۔ کہاں بارش ہوگی۔ کتنا رزق کس کو ملے گا۔ کون پیدا ہوگا کون فوت ہوگا ہر چیز کا فیصلہ اس رات کو ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان میرا

مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو باقی مہینوں پر اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی خود نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باقی تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ہے۔ رجب کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے اور اس مہینے کو تمام باقی مہینوں پر اتنی ہی فضیلت ہے کہ جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام مخلوق پر فضیلت ہے اور رمضان کا مہینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کا مہینہ ہے۔ اور یہ تمام نعمتیں صرف اچھے عقیدہ رکھنے والے لوگوں کے لئے ہیں عقیدہ صحیح ہونا ضروری ہے اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے مالک ہے۔ رازق ہے سب کچھ اس کے اختیار میں ہے وہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس نے اپنا سب کچھ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے۔ اپنی رضا بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ یہ عقیدہ ہے۔ اولیاء اللہ کو با اختیار کر دیا ہے۔ یہ عقیدہ ہے۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی اپنی حقیقی صفات ہیں اور اس نے اپنی صفات اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ بھی دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دیتے ہیں تو سارا شرک ختم ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ معطی وانا قاسم اللہ تعالیٰ صرف مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دینے میں کوئی شرک نہیں بلکہ صحیح عقیدہ ہی یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہی عطا کرتے ہیں۔ وہ جو چند گناہ تھے ان میں سے ایک شرک بھی ہے۔ کوئی بندہ شرک نہ کرے کیونکہ جو شرک ہوتا ہے اس کی بخشش نہیں ہوتی اور شرک یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی اور کو لائے۔ جب اللہ تعالیٰ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا فرمادیتے ہیں تو شرک ختم ہو جاتا ہے۔ حضرات جس جس میں بھی کوئی کمی ہے خالی ہے دوست احباب سے کوئی جھگڑا ہے کوئی مخالفت ہے۔ والدین سے کوئی ناراضگی ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنی

بخشش کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم سے اور اپنی دعا مانگنے کے صلہ میں اس کی بخشش فرما دے گا۔ حضرات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بجٹ کی رات ہے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس رات میں نوافل ادا کرو۔ تو بجٹ کا نوافل کی ادائیگی سے کیا تعلق ہے۔ آپ جب نفل پڑھتے ہیں اور اس میں آپ پڑھتے ہیں السلام علیک ایہا النبی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب آپ کا سلام پہنچتا ہے تو ان کی طرف سے جب وعلیکم السلام آتا ہے تو تمہاری بخشش ہو جاتی ہے اور جب آپ نماز کے آخر پر کہتے ہیں۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (ایمانیم) اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بخش دے اور تمام مومنین کو بخش دے کہ جس دن حساب کا دن قائم ہو گا۔ اس سے تیری بخشش بھی ہو جاتی ہے۔ تیرے والدین کی بھی بخشش ہو جاتی ہے اور تمام مومنین کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ اسلئے نوافل پڑھنے کا حکم ہے کہ اس میں زیادہ بخشش ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے سلام کا جواب دیتے ہیں تو وہ حقیقی ہوتا ہے اس میں سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے۔ تو جب آپ السلام علیک ایہا النبی پر پہنچیں تو یہ تصور کریں کہ آپ کا سلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سن لیا ہے اور آپ کے سلام کا جواب عطا کر دیا ہے۔ بعض ایسے خوش نصیب ہیں کہ جب تک وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سلام کا جواب سن نہ لیں وہ آگے نماز نہیں پڑھتے۔ جس طرح سے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ ہیں۔ ہم گناہگار ہیں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے آیا ہوا سلام نہیں سن سکتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب آنے میں کوئی کمی نہیں ہے۔ جواب ہر صورت آتا ہے اگر میں نہیں سن سکتا تو یہ مجھ میں کمی ہے۔ میری کوتاہی ہے لیکن

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وعلیکم السلام کہنے میں کوئی کمی قسم کا شک نہیں ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو بھی مانگو گے میں وہ تمہیں عطا کر دوں گا تو آئیے ہم اللہ تعالیٰ سے یہ مانگتے ہیں کہ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریعتی ربنا وتقبل دُعائنا O ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (ایمانیم) یا اللہ مجھے نمازی بنا۔ میری اولاد کو نمازی بنا اور میری دعا قبول کر۔ مجھے بخش دے۔ میرے والدین کو بخش دے اور سارے مومنین کو بخش دے۔ یا اللہ اس دعا کے ساتھ ہم آج کی رات تیرے سامنے اپنے ہاتھ اپنے دامن پھیلاتے ہیں یا اللہ ہم یہ بجٹ چاہتے ہیں اگر کوئی مقرض ہے تو اس کا قرض اتر جائے۔ اگر کوئی خسارے میں جا رہا ہے تو اس کا خسارہ نفع میں بدل جائے۔ بے یقینا ہے تو یقین والا ہو جائے۔ گستاخ ہے تو اس کی گستاخی پن دور ہو جائے۔ تیرا کام بخش طلب کرنا ہے اگر کوئی بندہ تجھے کسی وجہ سے نہیں بخشتا ہے تو تیرا رب تجھے بخش رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا تو پھر جو بندہ تیرا مخالف ہے تجھے کسی صورت معاف نہیں کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں بھی رحم ڈال دے گا وہ تمہیں بخش دے گا۔ معاف کر دے گا۔ اس لئے اپنی آنکھوں میں نمی کے ساتھ۔ آنسوؤں کے ساتھ کھڑے ہو کر مانگو خواہ بیٹھ کر مانگو خواہ۔ لمبے سجدے میں جا کر مانگو۔ یہ سب طریقے ہیں۔ بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا بجٹ تم سے ہی بنوا رہا ہے۔ اپنی طرف سے کوئی پابندی نافذ نہیں کر رہا ہے کہ میں نے صرف اتنا ہی دینا ہے ایسی بات نہیں۔ وہ حکم کر رہا ہے کہ تو مانگ کیا چاہتا ہے۔ میں اس کے مطابق ہی تیرا بجٹ بنانا ہوں۔ آج کی رات اپنا بجٹ خود بنالو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات سے قائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش صاحبزادہ والا شان

حضرت اشتیاق الحسن صاحب دامت برکاتہ العالیہ

19-11-04

More Merciful

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العلمین اعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی
النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا
سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا

معزز حاضرین۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی ہستی
ہیں۔ عالم باعمل ہیں۔ قرآن و احادیث کو اپنے اشعار میں نہایت خوبصورتی سے بیان
کرتے ہیں۔ احادیث مبارکہ کی صحیح طور پر ترجمانی کرتے ہیں۔ قرآنی آیات کی تشریح
اشعار اور نعت کی صورت میں فرماتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں

اور "نہ" کہتا نہیں عادت رسول اللہ ﷺ کی

ہم بھکاری ہیں، ہم سوالی ہیں، ہم منگتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرنے
والے ہیں وہ کریم ہیں وہ سوالی کو جھڑکتے نہیں ہیں بلکہ عطا کرتے ہیں۔ ہر سوالی کا سوال
پورا کرتے ہیں ہر بھکاری کی جھولی بھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ
والسلام سے بھی زیادہ کریم ہیں۔ وہ رحیم ہے۔ مہربان ہے یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا
عقیدہ ہے۔ یہ ان کا نظریہ ہے۔ ہم تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں
ہیں۔ نہ ان کے علم کو پہنچتے ہیں اور نہ ان کے عمل کو پہنچتے ہیں۔ نہ ہی ان کے فہم دین کو پہنچتے
ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ Prophet is Merciful نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مہربان ہیں۔ But God is More Mercifull لیکن اللہ تعالیٰ زیادہ مہربان ہے لیکن مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ God is Mercifull اللہ تعالیٰ رحیم ہے But His Prophet is More Mercifull لیکن اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادہ رحیم ہیں۔ اب یہ دونوں باتیں ہیں اس میں شک نہیں کہ God is Mercifull اللہ تعالیٰ رحیم ہے اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ His Prophet is Also Mercifull کہ اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحیم ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ Who is More Mercifull کون زیادہ رحیم ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ وہاں لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے غنڈے لگا دیے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور پاؤں مبارک سے خون نکل کر جوتی مبارک بھی بھر گئی۔ ان غنڈوں سے تنگ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قریبی باغ میں پناہ لی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ ایک فرشتہ کو لے کر حاضر ہو گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اجازت دیں تو یہ پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں پر مار دے گا کہ تمام اہل طائف پہاڑ کے نیچے دب کر ابھی مر جائیں گے۔ اب دیکھیں کہ طائف والوں کی تباہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم مل گیا۔ فرشتہ بھی حاضر ہو گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی حاضر ہو چکے۔ طائف والوں کی تباہی کا تمام انتظام مکمل ہے صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اشارہ کا انتظار ہے۔ طائف والوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو سلوک کیا اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ کوئی اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی ناروا سلوک کرے۔ ان کو پتھر مارے اور زخمی کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے طائف

والوں سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بدلہ لینے کے لئے ان کی تباہی کا حکم جاری فرمادیا اور فرشتہ کو حکم دے دیا کہ جو نبی میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اشارہ فرمائیں تو پہاڑ اٹھا کر اہل طائف پر دے مارے کہ ان سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکے۔ حضرت جبرائیل عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی ضرورت ہے ابھی طائف والے تباہ کر دیئے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رعایت کی گنجائش نہیں رہی۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے جبرائیل میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ میں رحمت بن کر نہیں آیا۔ اگر یہ نہیں تو ان کی اولاد مسلمان ہو جائیگی اور عرض کیا کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ اس واقعہ کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو پھر کون زیادہ رحیم ہے۔ Who is More Merciful اللہ تعالیٰ زیادہ کریم ہیں رحیم ہیں یا اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادہ رحیم و کریم ہیں لہذا اگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کو یوں پڑھا جائے تو بہتر ہوگا کہ

ہم بھکاری وہ کریم اور اس کا حبیب اس سے فزوں

اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

ایک موقعہ اور بھی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قاتح کی حیثیت سے شہر مکہ میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مجاہدین اسلام کی فوج بھی ہے۔ یہ وہی مکہ والے ہیں کہ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرصہ حیات اتنا تنگ کر دیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مکہ کو چھوڑا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ سے محبت رکھتے تھے اور اسے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتے تھے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی

شہر مکہ میں فاتح بن کر تشریف لائے تھے۔ اہل مکہ اب خوف زدہ تھے۔ ڈرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے ان کی زیادتیوں کا بدلہ ضرور لیں گے۔ ان کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے یا ان کو قیدی بنا کر لے جائیں گے انکے مال و اسباب کو لوٹ لیں گے۔ ان کے بچوں کو غلام بنائیں گے۔ ان کی عورتوں سے ناروا سلوک کریں گے۔ ان خدشات کے پیش نظر اب اہل مکہ اپنے گھروں میں دبکے بیٹھے تھے۔ اہل مکہ یقیناً اسی سلوک کے ہی مستحق تھے جیسا وہ سوچ رہے تھے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کریمی دیکھئے فرمایا کہ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں لیتا۔ جو تم میں سے ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا وہ امن میں رہے گا۔ تم سے آج کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ تم آزاد ہو۔ تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کو معاف کر دیا۔ ورنہ جس طرح سے اہل مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنگ کیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا تو یقیناً ان سے بدلہ لیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اگر غفار ہے تو ساتھ ہی جبار بھی ہے۔ اکر رحیم و کریم ہے تو منتقم بھی ہے۔ وہ انتقام لینے کی قدرت بھی رکھتا ہے اور انتقام لے بھی لیتا ہے۔ اس میں جمال ہے تو جلال بھی ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات میں جباری۔ قہاری نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منتقم بھی نہیں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں صرف جمال ہی جمال ہے۔ جلال نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں رہا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی مجھے "لحا" تک نہیں فرمایا کہ یہ تو نے کیوں کیا۔ میں نے کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ مبارک پر ناراضگی یا غصہ کی حالت نہیں دیکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤوف رحيم (التوبہ)

(۱۲۸) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گرا ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔ فتح مکہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تمام حریفوں اور جانی دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ وہ بھی معاف کر دئے گئے جن کو اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں کرتا والذین يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم (التوبہ ۶۱) "اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" اللہ تعالیٰ ہر گز اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخوں کو معاف کرنا نہیں چاہتا۔ استغفر لهم اولا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ذلك بانهم كفروا بالله ورسوله (التوبہ ۸) "تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہر گز انہیں نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے" قرآن مجید میں اور بھی جگہ پر ایسی ہی آیات مبارکہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے گناہگاروں کو بھی بخشش کے لئے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر بھیجتا ہے۔ کیونکہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے زیادہ رحیم و کریم نظر آتا ہے۔ تو پھر Who is More Mercifull زیادہ رحیم کون ہے۔ اللہ تعالیٰ ہے یا اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حشر کے دن اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو جہنم کا حکم دے گا کہ تمام وہ لوگ جن کا بدیوں والا پلڑا بھاری ہے وہ جہنم میں ڈال دئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ صادر فرمادیں گے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنی صفت عظمیٰ کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ اتنی ہیبت طاری ہوگی کہ کوئی بول نہیں سکے گا۔ ہر کوئی نفسی نفسی پکارے گا حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام بھی نفسی نفسی پکاریں گے۔ اللہ تعالیٰ پورے جلال میں ہو گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے میرے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدے سے سر اٹھائیے اور مانگئے کیا چاہتے ہیں وہ تمہیں عطا کر دیا جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اُمت کی بخشش طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں ایک جو کے برابر ایمان ہے اسے بھی بخش دیتا ہوں۔ ان کی بخشش ہو جائیگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر سجدہ میں چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے کہ سر سجدہ سے اٹھائیے اور اپنی طلب بیان کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے کہ یا اللہ جو کا دانہ تو بہت بڑا ہے۔ اتنا ایمان کس میں ہو گا۔ مہربانی فرما اور میری اُمت کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہے اس کو بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جائیے میں ان کو بھی بخشا ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر سجدہ ریز ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ رائی کا دانہ بھی بہت بڑا ہے مہربانی فرما میری اُمت کو بخش دے۔ اسی طرح سے ہوتا رہے گا۔ آدھا رائی کا دانہ۔ پھر اس کا چوتھائی حصہ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں ایمان کا شائبہ تک بھی ہے وہ بھی جنت میں چلا جائے یہ ہم گناہ گاروں کی بخشش کون کر رہا ہے جو کہ زیادہ رحیم و کریم ہے اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو دوزخ میں ڈال رہا ہے اور اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں دوزخ سے نکال نکال کر جنت میں لے جا رہے ہیں تو پھر Who is More Merciful زیادہ رحیم کون ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت ہیں۔ سرپا رحمت ہیں۔ خود رحمت ہیں اور تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں۔ حضرت علامہ محمد امجد علی خطیب جامع مسجد انوار مدینہ اسلام مگر فیصل آباد نے ایک واقعہ بیان فرمایا وہ کہتے ہیں کہ یہ سچا واقعہ ہے کہ دو دوست حج بیت اللہ شریف کے لئے گئے۔ مدینہ شریف میں ایک ہوٹل کے ایک ہی کمرہ میں قیام پذیر ہوئے۔ ایک دوست نے دوسرے دوست کے پیچھے

چوری کر لئے۔ جس کی رقم چوری ہوئی اس نے اپنے دوست سے کہا کہ صرف ہم ہی دونوں اس کمرہ میں رہتے ہیں کوئی تیسرا شخص یہاں نہیں اس لئے میری رقم آپ کے ہی پاس ہے مہربانی کرو۔ سفر کا معاملہ ہے۔ زادِ راہ بھی ضروری ہے آپ میری رقم واپس کر دو۔ چوری کرنے والے نے انکار کر دیا کہ اس نے چوری نہیں کی اور نہ ہی اس کے پاس رقم ہے۔ بات بڑھ گئی تو رقم والے نے کہا کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جالی مبارک کو ہاتھ لگا کر کہہ دو کہ تم نے چوری نہیں کی تو میں مان جاؤں گا چور نے جا کر روضہ اقدس کی جالی مبارک کو ہاتھ لگا کر کہہ دیا کہ میں نے چوری نہیں کی۔ اور اس کو کچھ بھی نہ ہوا۔ اب رقم والا اور بھی پریشان ہوا کہ رقم چوری بھی ہوئی ہے اور چوری بھی اس کے ساتھی نے ہی کی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس کو ہاتھ لگا کر اس نے قسم بھی اٹھالی ہے کہ اس نے چوری نہیں کی تو پھر رقم کہاں گئی اور یہ کیا معاملہ ہوا۔ وہ بہت پریشان تھا کہ اب کیا کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کرم فرمایا اور اسے خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا کہ پریشان نہ ہو میں تو نبی رحمت بن کر آیا ہوں میں چور کو بھی کچھ نہیں کہتا۔ تم اپنے دوست سے کہہ دو کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جالی کو ہاتھ لگا کر کہے کہ چوری اس نے نہیں کی۔ وہ بیدار ہوا۔ اسے اپنا چور تو مل گیا تھا لیکن پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی بجا آوری کے لئے اس نے اپنے دوست سے کہا کہ بھئی تو نے روضہ اقدس کی جالی مبارک کو ہاتھ لگا کر چوری سے انکار کر دیا ہے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میرے دل کی تسلی کے لئے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جالی کو بھی ہاتھ لگا کر کہہ دو کہ تم نے رقم چوری نہیں کی۔ اس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے لیکن چلو میں تمہاری تسلی اس طرح سے بھی کر لیتا ہوں۔ اس نے دل میں سوچا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جالی مبارک کو ہاتھ لگا

قسم کھانے سے مجھے کچھ نہیں ہوا۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جالی مبارک کو ہاتھ لگانے سے بھی مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ بڑے اعتماد سے گیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک کی جالی کو ہاتھ لگا کر کہا کہ میں نے چوری نہیں۔ اس کا یہ کہنا ہی تھا کہ روضہ مبارک سے ایک ہاتھ مبارک نمودار ہوا اور ایک زوردار طمانچہ چور کے منہ پر لگا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آئی تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا کہ چوری میں نے ہی کی ہے اپنی رقم واپس لے لو اور مجھے معاف کر دو۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش شاہد تنویر صاحب 24-12-05

گستاخ رسول کون ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

معزز حاضرین آج کل جو بہت زیادہ غصہ اور ناراضگی کا اظہار ہو رہا ہے اخبارات میں بیانات چھپ رہے ہیں۔ ہڑتائیں ہو رہی ہیں۔ جلسہ جلوس بھی نکالے جا رہے ہیں اسلئے کہ ڈنمارک کے ایک اخبار میں اس اخبار کے کارٹونسٹ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے متعلقہ کارٹون بنائے۔ گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں بے ادبی کی ہے۔ جس کے خلاف تمام مسلمان احتجاج کر رہے ہیں۔ سڑکوں پر مظاہرے کر رہے ہیں ٹائر جلا کر سڑک بلاک کر رہے ہیں۔ ٹریفک کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ ایک تو یہ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس میں توڑ پھوڑ زیادہ ہو رہی ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں بہت کم نظر آتی ہے۔ جلوس میں شریک لوگ دکانیں لوٹنے کا کام زیادہ کر رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف بہت کم توجہ ہے میں عرض کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور مقام کو بچانے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ ہم کوئی احتجاج کریں یا نہ کریں۔ اگر ہم احتجاج صحیح طریقہ سے کریں تو یہ ہمارے لئے فضیلت اور عظمت کی بات ہے اور باعث عزت ہے۔ باعث نجات ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

قبیلہ والوں کو بطور خاص بنو ہاشم والوں اور تمام عزیز واقارب کو بلایا اور فرمایا کہ بتاؤ میں کیا ہوں۔ تم مجھے کیا جانتے ہو۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ صادق و امین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابی لہب بولے کہ تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں کیا تو نے ہمیں یہ سبق دینے کے لئے بلایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف پوری سورۃ ہی نازل فرمادی۔ تبت یما ابی لہب و تب O ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب O سیصلی نارا ذات لہب O و امراتہ حمالة الحطب O فی جہنم جہنم من مسد O (سورۃ المہلب) "تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کچھ کمایا۔ اب دھنستا ہے لیٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھاسر پر اٹھاتی۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا"

اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جواب دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابی لہب کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ اس کا عمل بے کار جائے اس کی بیوی کو پھانسی آجائے اور قیامت تک مسلمان اس پر لعنت کرتے رہیں۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دینے کے لئے آٹھ مختلف ممالک کو خط تحریر فرمائے کہ وہ مسلمان ہو جائیں ان میں سے ایک خط قیصر وکسریٰ کی طرف بھی روانہ فرمایا۔ اس نے خط پڑھ کر پھاڑ دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے جسم کے بھی اتنے ہی ٹکڑے ہوں گے کہ جتنے ٹکڑے اس نے میرے خط کے کئے ہیں۔ چند روز بعد ہی اس کے بیٹے نے اس کے اتنے ہی ٹکڑے کر دیے کہ جتنے خط کے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے یوں خط پھاڑنے کی سزا سے دے دی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کافی ہے۔ ایک بندہ حاکم یا حکم نامی منافق تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقریر فرمایا کرتے تو وہ منہ چڑایا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا منہ ہی میڑھا کر دیا۔ یہ مثالیں میں نے اس لئے دی ہیں کہ ڈنمارک کے کسی اخبار کے نامہ نگار نے جو جسارت کی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاکے بنا کر اخبار میں شائع کئے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور اس سے بدلہ لے لیں گے۔ میری عرض یہ ہے کہ دراصل ہم مسلمانوں میں ایسے فرقے موجود ہیں جن کی تعلیمات سے غیر مسلمانوں کو اتنی جسارت ہوتی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کریں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ راعنا مت کہو۔ کیونکہ یہودی اس کو بگاڑ کر راعینا کہتے ہیں۔ راعنا کا مطلب رعایت کریں ہے۔ اور راعینا کا مطلب ہے کہ اے ہمارے چہرے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ تم لفظ راعنا مت استعمال کرو۔ تاکہ یہودیوں کو موقعہ ہی نہ ملے کہ وہ اس لفظ کی تلفظ کو بدل دیں کہ جس سے معافی میں تبدیلی آجائے یہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیکن آپ تعظیم القرآن از مولانا مودودی پڑھ لیں کہ اس میں مودودی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چہرہ لکھا ہے۔ کیا یہ پڑھ کر کسی مسلمان کو غیرت آئی ہے۔ جو غیر مسلمان کارٹون بنا رہا ہے اس کو اس کا تحلیل اس کا مواد ہم خود دے رہے ہیں۔ مودودی نے از خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چہرہ لکھا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے راعنا کہنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ اگر کہتا ہے تو انتظار نہ کرو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکا و کرم فرمائیں۔ مودودی صاحب نے اس کارٹونسٹ کو کیا پیغام دیا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چہرہ لکھا کہہ سکتا ہوں تو تم بھی ان کے لئے کارٹون بنا لو۔ دوسری یہ بات ہے کہ قرآن مجید میں بھی اُسی کا لفظ آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی اُسی کا لفظ آیا ہے۔ صحیح

عقیدہ رکھنے والے لوگ اس لفظ اُفی کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ اُفی وہ ہوتا ہے کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو وہ پورا عالم ہوتا ہے۔ اسے تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی مدرسہ، کالج یا یونیورسٹی میں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسے مختلف کورسز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ پورا علم لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اسے اُفی کہا جاتا ہے "ماں والا" لیکن مودودی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ "ان پڑھ"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں معلم کائنات ہوں میں علم دینے کے لئے آیا ہوں۔ میں تعلیم دینے کے لئے آیا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو معلم فرما رہے ہیں اور مودودی صاحب ان کو ان پڑھ فرما رہے ہیں اب آپ بتائیں کہ اس غیر مسلم کارٹونسٹ کو کارٹون بنانے کے لئے بنیاد کس نے فراہم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن سکھایا۔ علم القرآن (الرحمن ۲) (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ اللہ تعالیٰ جس کو پڑھائے سکھائے۔ جس کا اُستاد اللہ تعالیٰ خود ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ ان پڑھ ہوگا۔ جس کا اُستاد اللہ تعالیٰ ہے اس ہستی کا مقام کیا ہو گا اور اس کے علم کی انتہا کیا ہوگی۔ پھر جو بھی اس کو ان پڑھ کہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ احتجاجی جلوس اور مظاہرے مودودی صاحب کے خلاف ہونا چاہئیں تھے۔ لوگ تو خواہ مخواہ ڈنمارک کے کارٹونسٹ کے پیچھے پڑ گئے ہیں دراصل تو مودودی صاحب کے پیچھے پڑنا چاہئے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چہرہ دہا اور ان پڑھ لکھتا ہے پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین ہے۔ عالمین جب سے بنے ہوئے ہیں در جب تک رہیں گے ان کے لئے رحمت میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ لیکن بعض فرقے والے کہتے ہیں کہ فوت ہو گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں ان کے پاس تو کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ کسی نفع نقصان کے مالک نہیں

ہیں۔ انہیں تو اپنی خبر نہیں کہ کہاں جانا ہے ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اگر آپ جلوس نکالنا چاہتے ہیں تو ان کے خلاف نکالیں۔ پروفیسر صاحب انصاف کرو۔ کہ اس کارٹونسٹ کو مواد کس نے دیا ہے۔ یہ بد عقیدہ لوگوں نے دیا ہے۔ کلمہ کو لوگوں نے پہلے جسارت کی ہے اور بعد میں غیر مسلموں کو موقع ملا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ پر رحمت ہو رہی ہے تو پھر رحمت کرنے والا زندہ ہونا ضروری ہے۔ پھر اگر کوئی کہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں وہ مٹی ہو گئے ہیں اس سے تو میرا کھوٹا طاقتور ہے۔ یہ مولوی غلام اللہ کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ ایک اعرابی آیا اور پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں تشریف فرما ہیں۔ اسے بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔ پوچھا کہ قبر انور کہاں ہے۔ قبر مبارک کی نشان دہی کر دی گئی۔ وہ قبر انور پر گیا اور وہاں رونے لگا اور آیت مبارکہ پڑھی کہ جب تم اپنے نفس پر ظلم کر لو تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گناہ کئے ہیں میں توبہ کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہوں۔ قبر انور میں سے آواز آئی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آواز کو سننے والے ہیں کہ آواز آئی اے اعرابی، جا تجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک سے بخشش کی خوشخبری دے رہے ہیں لیکن آج کے بد عقیدہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہتے ہیں اب آپ بتائیں کہ احتجاج کارٹونسٹ کے خلاف ہونا چاہئے۔ یا ان بد عقیدہ لوگوں کے خلاف ہونا چاہئے۔ جلوس کس کے خلاف نکالنا چاہئے۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت کے بہتر فرقے ہوں گے جن میں سے بہتر جنمی ہوں گے۔ کارٹون جو کچھ بھی بنایا گیا ہے اس کا کوئی علم نہیں

ہے اور بہتر بھی یہی ہے کہ اس کے متعلق علم نہ ہو۔ ورنہ ہر مسلمان کے دل میں نفرت پیدا ہوتی اور یہ احتجاجی عمل بہت شدت اختیار کر جاتا۔ یہ بھی پریس کی مہربانی ہے کہ اس نے اس کارٹون کا خانہ نہیں شائع کیا۔ چند بیرونی غیر مسلم ممالک اخباروں نے اسے دوبارہ بھی شائع کیا ہے۔ یہ بتایا ہے کہ ڈنمارک کے کارٹونسٹ نے یہ خاکہ بنایا ہے۔ اب اس میں راز کیا رہا۔ انہوں نے دوبارہ چھاپ کر پھر اسی گستاخی کو دہرایا ہے۔ میں تو صرف یہ عرض کرنا ہوں کہ ان کو یہ جسارت کرنے کے لئے بنیاد کلمہ کو انسان نے مہیا کی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ جو علی ہے جو ولی ہے وہ کیا کر سکتا ہے۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے یا نہیں کیا ہے اگر چاند کو توڑا ہے اور پھر جوڑا بھی ہے تو پھر اور اختیار کیا ہوتا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار ہیں وہ خود چاند کو توڑ کر دکھا دیں۔ کوئی دنیاوی طاقت ایسی نہیں ہے جو چاند کو دو ٹکڑے کر دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غروب شدہ سورج کو واپس کیا ہے کہ نہیں کیا ہے۔ کنکریوں کو کلمہ پڑھایا ہے کہ نہیں۔ درخت کو اپنے پاس بلایا ہے کہ نہیں۔ پتھر کو پانی پر تیرایا ہے کہ نہیں۔ پھر بھی کوئی کہے کہ ان کے پلے میں کچھ نہیں ہے یہ خیال کہاں سے آ گیا ہے۔ یہ بد عقیدہ لوگوں نے مواد مہیا کیا ہے۔ غیر مسلم لوگوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا کیا ہے کہ تم یہ جسارت کرو ان کو تصور پیش کیا ہے۔ کہ تم یہ بات کہو۔ حضرات یہ سارا قصور ان بد عقیدہ لوگوں کا ہے قرآن مجید میں ہے۔ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون** (یونس ۶۲) "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم" جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں ان سے متعلق یہ آیت مبارکہ ہے ان کو خوشخبری ہے کہ وہ دنیا میں بھی خوش رہیں گے اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے کہ وہ جنت میں

جائیں گے۔ آخرت کی خوشخبری جنت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہی غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دے رہا ہے سرفیکٹیٹ دے رہا ہے کہ وہ جنتی ہے لیکن بد عقیدہ لوگ خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق لکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تو علم ہی نہیں ہے کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ وہ جنت میں جائیں گے کہ جہنم میں جائیں گے۔ غلام کو تو اللہ تعالیٰ جنت کی بشارت دے رہے ہیں اور جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کو پتہ نہیں ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے کہ جہنم میں جائیں گے۔ یہ بد عقیدہ لوگوں کا بیان ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج غیر مسلموں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی جسارت ہوئی ہے۔ ان کو یہ جرأت ہوئی ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلقہ کارٹون شائع کر کے بے ادبی کا مظاہرہ کریں۔ حدیث قدسی ہے کہ جب کوئی کسی ولی کے خلاف بات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔ اللہ کے ولی کی اگر کوئی گستاخی کرے۔ اس کی بے ادبی کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اگر کوئی سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کوئی بات کہے ان کی گستاخی اور بے ادبی کرے تو پھر کیا اللہ تعالیٰ اس کے خلاف اعلان جنگ نہیں فرمائیں گے۔ ایسے گستاخ کا مذہب اسلام میں کوئی حصہ نہیں رہتا۔ ادب کی بات یہ ہے کہ قرآن مجید اعلان فرما رہا ہے کہ اگر کسی کی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے بلند ہو جائے تو اس کے تمام اعمال صالحہ بھی بے کار ہو جاتے ہیں اور انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔ ان کو شعور نہیں رہتا۔ جب شعور نہ رہے تو اس کو یہ احساس تک نہیں رہتا کہ اس سے غلطی ہو گئی ہے بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ ٹھیک ہے۔ وہ درست ہے اور غلطی پر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دیکھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین ہستی ہیں۔ کسی آدمی نے ان کی تعریف کی۔ غالباً مسجد نبوی میں یا مدینہ شریف کے کسی مکان کی بات ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعریف کی ہے میں بہت خوش ہوا ہوں۔ میں آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ آپ میرے گھر پر تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ اس مقرر نے کہا کہ ضرور آؤں گا کہ یہ سب سنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت قبول فرمایا کرتے تھے۔ وہ مقرر بتائے ہوئے ایڈریس اور وقت پر دعوت کرنے والے آدمی کے گھر پہنچ گئے۔ میزبان نے دروازہ بند کر لیا۔ کنڈی لگا دی اور اپنے مہمان کی زبان کاٹ دی کہ تو بڑی تعریف کرنے والا ہے۔ اب کرو تعریف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ کس زبان سے کرتے ہو۔ وہ میزبان کسی بد عقیدہ فرقے سے تعلق رکھنے والا تھا۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ کون لوگ ہیں جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (نمود باللہ) گالیاں دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایسی سزا دی ہوئی ہے کہ خود اپنے آپ کو پیٹتے ہیں۔ سینہ کو بلی کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو مار مار کر ہلاک ہو رہے ہیں۔ اپنے آپ کو سزا دے رہے ہیں۔ مہمان کی زبان کاٹی گئی تو وہ منہ پر رومال لپیٹ کر روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار کی تعریف کی تو میری زبان کاٹ دی گئی ہے۔ زبان کٹنے کی تکلیف ہو رہی تھی اس کے باوجود اس کو اُدگھ آگئی اور دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے ہیں کہ آپ کی تعریف کرنے سے اس کو یہ سزا ملی ہے لہذا اس کی زبان کو ٹھیک کر دیں۔ نیند کے غلبے سے بیدار ہوا تو زبان بالکل درست تھی۔ اگلے روز

اس نے پھر تقریر شروع کر دی اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلے سے بھی زیادہ تعریف بیان کرنے لگا۔ ایک اور آدمی اٹھا اور کہنے لگا کہ میری طرف سے آپ کی دعوت ہے۔ فرمایا کہ ایک نہیں سو دعوتیں قبول ہیں مجھے اس دعوت کا اور اس کے نتیجہ کا بھی علم ہو گیا ہے۔ ایسی دعوت میں زبان تو کٹ جاتی ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی زیارت ہو جاتی ہے۔ یہ زبان تو ایک طرف رہی اگر میری گردن بھی کٹ جائے تو کوئی فکر نہیں ہے۔ زبان کٹنے سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے تو میں ہزاروں دفعہ زبانیں کٹوانے کو تیار ہوں۔ دوسرے دن وہ گئے تو دیکھا کہ وہی پہلے روز والا ہی مکان ہے۔ اور میزبان آدمی وہاں موجود ہے۔ لیکن دیکھا کہ واقعی دعوتی رنگ ہے۔ کھانا تیار ہے۔ دسترخوان بھی سجایا گیا ہے اور اسکے پیچھے پردہ لٹکایا گیا ہے۔ پردہ ہٹایا گیا تو دیکھا کہ وہاں ایک سور باندھا ہوا ہے اس نے پوچھا کہ کل تو یہاں سور نہیں تھا یہ آج کہاں سے لایا گیا ہے مہربان نے کہا کہ آپ کھانا کھائیں تو پھر میں آپ کو بتاؤں گا۔ کھانا وغیرہ کھانے سے فارغ ہوئے تو پھر پوچھا کہ یہ جانور یہاں کیوں باندھا ہوا ہے۔ مہربان نے بتایا کہ یہ میرا والد ہے اس نے کل آپ کی زبان کاٹ دی تھی آپ نے جا کر روضہ رسول پر فریاد کی تو یہ اسی لمحے سور بن گیا۔ یہ تو غلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین اور بے ادبی کا نتیجہ ہے لیکن اگر کوئی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی اور گستاخی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ اس کا کیا حشر ہو گا۔ اور ایسے بد عقیدہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ کیا حشر ہو گا۔ عبادت نوافل، جہاد و شہادت کے باوجود حج و قربانی، صدقہ و خیرات کے باوجود ان فرقوں کے پلے میں کوئی چیز نہیں ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ اور بے ادب ہیں۔ نقل کفر، کفر نہ باشد وہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ

دولم کا خیال نماز میں آنے سے بہتر ہے کہ گدھے کا خیال آجائے۔ ان دنوں اس سے بھی بدتر ایک بندہ پیدا ہوا ہے وہ پشاور کا رہنے والا ہے وہ کہتا ہے کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنے سے بہتر ہے کہ زنا کا خیال آجائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈنمارک کے اخباری کارٹونسٹ سے بھی بدتر یہ بندہ ہے۔ یہ کلمہ کو بھی ہے۔ نماز پڑھنے والا روزے رکھنے والا تراویح پڑھنے والا زکوٰۃ دینے والا بھی ہے لیکن جب عقل جواب دیدے تو اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ وہ شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گستاخیاں کرتا ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے لیکن یہ معراج کب غمتی ہے۔ کیا قیام کی حالت میں ہوتی ہے۔ سجدہ یا رکوع میں معراج غمتی ہے یا جب بندہ التحیات میں بیٹھا ہوتا ہے۔ یہ چار ہی حالتیں نماز میں غمتی ہیں۔ قیام، رکوع، سجدہ اور شہد یعنی التحیات جب نمازی التحیات میں پڑھتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی تو زیارت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو جاتی ہے یہ مومن کی معراج ہے۔ جس کی زیارت ہو رہی ہو کیا اس کی طرف خیال نہیں جاتا۔ اب جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے گدھے کا خیال آجائے تو پھر ان کی زندگی میں گدھے ہی ہیں۔ کارٹونسٹ نے جو کارٹون بنائے ہیں اس میں زیادہ قصور بدعتیہ لوگوں کا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کارٹونسٹ نے گستاخی کی ہے۔ اس پر احتجاج کرنا ہمارا حق ہے۔ اسلامی فریضہ ہے۔ جلوس نکالیں قرار دادیں پاس کریں لیکن اس احتجاج کے بہانے توڑ پھوڑ کرنا دکائیں لوٹ لینا۔ املاک کو آگ لگا دینا۔ اپنا اور اپنے ملک و قوم کا نقصان کرنا کون سی دانشمندی ہے۔ لاہور میں ایک ہندو مصنف راج پال نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق کتاب لکھی "رنگیلا رسول" ایک عالم دین نے تقریر میں اس کتاب کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ اس ہندو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔ نوجوان علم دین نے وہ تقریر سن لی اسے جوش آیا اس نے جا کر ہندو

مصنف کو چھری سے قتل کر دیا۔ علم دین کی طرف سے اس مقدمہ کی وکالت ایک بہت بڑے وکیل صاحب نے کی۔ جس نے علم دین سے کہا کہ تو صرف ایک دفعہ یہ کہہ دے کہ تو نے یہ قتل نہیں کیا ہے پھر میرا کام ہے کہ تجھے سزا سے بچالوں۔ علم دین نے انکار کر دیا۔ فرمایا میں نے اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کو قتل کیا ہے اس کو گستاخی کرنے پر مارا ہے اب میں جھوٹ کیوں بولوں۔ مجھے پھانسی کی سزا منظور ہے لیکن جھوٹ بولنا پسند نہیں ہے۔ میں نے جو قتل کیا ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی اور رضا کے لئے کیا ہے۔ میں نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے کیا ہے اب میں اس جرم سے انکاری کیوں ہو جاؤں مقدمہ چلتا رہا اور علم دین کو پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ علم دین کو سیالکوٹ کی جیل میں اکیلے ایک کال کٹھری میں بند کر دیا گیا۔ اس کے پاس سے ہر ایسی چیز ہٹا دی جاتی ہے کہ جس سے وہ ممکنہ طوراً خود پھانسی لے لے۔ پہرہ دار مقرر کر دیا جاتا ہے کہ وہ کہیں کسی سے مل کر بھاگ بھی نہ جائے۔ علم دین صاحب کی چوکیداری کے لئے ایک سکھ سپاہی کو مقرر کر دیا گیا۔ اس سکھ نگران نے دیکھا کہ رات دو بجے علم دین کے کمرے میں روشنی ہو گئی۔ اور باتیں بھی شروع ہو گئیں۔ وہ چوکیدار بہت حیران پریشان اور گھبرا گیا کہ صبح اس کو پھانسی ہونا ہے اب اس کے پاس اور کون دوسرا شخص آ گیا ہے اور کہاں سے اندر داخل ہو گیا ہے۔ کٹھری کو تالا بھی لگا ہوا ہے دروازہ بھی بند ہے اور یہ کھولا بھی نہیں گیا ہے۔ اندر باتیں بھی ہو رہی ہیں۔ کمرہ بھی روشن ہے۔ صبح جب پھانسی دینے کے وقت علم دین صاحب کو کمرے سے باہر لایا گیا تو رات کا چوکیدار سکھ سپاہی اس کے قدموں میں گر گیا۔ کہنے لگا کہ علم دین اب تو ہمیشہ کے لئے جا رہا ہے لیکن تجھے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ ہے کہ یہ بتاؤ کہ رات تمہارے کمرے میں روشنی کیسی تھی اور آپ کس کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔ وہ کون تھا جو

تیرے کمرے میں آیا۔ غازی علم الدین نے فرمایا کہ میرا پردہ رہنے دو لیکن اس سکھ نے کہا کہ آپ کو آپ کے گردہ کی قسم ہے مجھے ضرور بتا جاؤ۔ میں نے اکثر پھانسی پانے والوں کی چوکیداری کی ہے لیکن میری زندگی میں ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہیں آیا۔ جب چوکیدار نے علم الدین کو اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دی تو پھر اسے بتانا پڑ گیا۔ غازی علم الدین نے فرمایا کہ میرے کمرے میں روشنی میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی وجہ سے ہوئی اور وہی میرے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے۔ وہ مجھے لینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ وہ روشنی ان کے نور کی وجہ سے تھی۔ بہر حال آپ کو پھانسی دے کر شہید کر دیا گیا۔ جب آپ کا جنازہ جارہا تھا تو اہل بصیرت نے دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم از خود جنازے میں شریک تھے۔ آپ کا جنازہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبیب آستانہ عالیہ علی پور سیداں نے پڑھ لیا تھا۔ لوگ غازی علم الدین شہید کی زیارت اس کے چہرہ سے کر رہے تھے۔ لیکن حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ صرف شہید ہی نہیں ہے بلکہ عاشق رسول ہے مجھے اس کے پاؤں پر بوسہ لینے دو۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غازی علم الدین شہید کی قدم بوسی کی۔ جو سچے ہوتے ہیں وہ خواہ وصال بھی کر جائیں اللہ تعالیٰ ان کی عزت اس طرح سے کرانا ہے کہ وقت کا سب سے بڑا ولی حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے قدم بوسی کر رہا ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے فرمایا کہ ہم تو یوں ہی کتب نویسی ہی کرتے رہے ہیں ایک لوہار کا بیٹا سارا کچھ کمائی کر گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق، محبت، پیار عطا فرمائے۔ احتجاج اگر کرنا ہی ہو تو اس میں کوئی سلیقہ بندی ہونی چاہئے کہ اس میں عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُجاگر ہوتی ہو۔ اسلامی شعار اُجاگر ہوتا ہو۔ یہ نہیں ہے کہ احتجاج کے بہانے لوٹ مار کی جائے۔

املاک کو نقصان پہنچایا جائے۔ توڑ پھوڑ کی جائے اور آگ لگائی جائے۔ یہ سیاست زیادہ ہے لیکن احتجاج کم ہے۔ اپنے پیٹ کی فکر لگی ہوئی ہے۔ عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ اپنی کتب میں سے جو تم نے شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف لکھا ہے اس کو نکال دو۔ اپنی اصلاح کر لو پھر ڈنمارک کے کارٹونسٹ کے خلاف مظاہرے کر لو۔ پہلے اپنے گھر کو صاف کریں۔ وہ تو آپ کرتے نہیں ڈنمارک کے کارٹون بننے پر بڑا شور مچا رہا ہے۔ جس طرح کہ ایک کنویں میں کتا گر گیا۔ کسی سے فتویٰ لیا تو اس نے بتایا کہ 60 ڈول پانی کے نکال دو۔ انہوں نے وہ ساٹھ ڈول پانی کے نکال دئے اور پھر مفتی صاحب سے پوچھا کہ ہم نے ساٹھ ڈول نکال دئے ہیں اب بتائیے کہ وہ پانی پاک ہو گیا ہے کہ نہیں۔ مفتی صاحب نے اس کنویں کا پانی منگو لیا تو دیکھا کہ اس میں بال ہے۔ پوچھا کہ یہ بال کس کے ہیں۔ بتایا کہ اس کتے کے ہیں جو کنویں میں گر کر مر گیا ہے۔ پوچھا کہ وہ کتا کہاں ہے۔ کہنے لگے کہ کتا کنویں میں ہے فرمایا کہ پہلے کتے کو نکال دو اور پھر کنویں میں سے ساٹھ ڈول پانی نکال دو۔ پہلے اپنی کتب اور اپنا عقیدہ درست کر لو پھر جلوس بھی نکال لیا۔ جب تک تمہارا اپنا عقیدہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق درست نہیں ہوتا۔ ایسے احتجاجی مظاہرے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ جو بھی آپ ہوئے، بنک، دکان وغیرہ کو آگ لگاتے ہیں۔ بس، ٹرک، موٹر سائیکل کو آگ لگا دیتے ہیں اسٹور لوٹ لیتے ہیں۔ اس میں فائدہ کس کا ہے اور نقصان کس کا ہے۔ یہ صرف اپنا اپنا لالچ ہے۔ جو کوئی چیز ہاتھ آتی ہے وہ لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ پہاڑی گراؤنڈ کے قریب ایک جنرل اسٹور تھا اس میں پانچ چھ لاکھ کا سامان تھا۔ نو جوانوں نے ایسی لوٹ مار کی کہ سارا سامان لے کر بھاگ گئے۔ یہ کون سا احتجاجی طریقہ ہے۔ ایک یہودی سردار تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے کسی کو بھیجا اور فرمایا کہ صرف اس گستاخ یہودی کو مارنا ہے اس کی بیوی بچے کو کچھ نہیں کہتا ہے اس کی جائیداد مکان ملکیت کو بالکل کوئی نقصان نہ پہنچے۔ نوجوان گئے قلعہ پر حملہ کیا اور اس یہودی کی بیوی کو اس کے بچوں کو اور اس کی کسی چیز کو قطعاً کوئی گزند نہیں پہنچایا۔ صرف اس یہودی کو قتل کر دیا۔ وہ یہودی ایک قلعہ میں تھا اور جو اس کو قتل کر کے صحابی حضرت عبد اللہ بن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو قلعہ کی فصیل پر سے چھلانگ لگانے کے باعث گر گئے اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی دوسرے صحابہ نے ٹانگ پر کپڑا وغیرہ باندھ کر انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ پر دست مبارک پھیرا تو ہڈی ایسے جڑ گئی کہ جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہ تھی۔ سچے لوگوں کا یہ حال ہے اور جھوٹے لوگوں کے ہاتھ میں صرف لوٹ مار ہے۔ یہ جو احتجاج ہو رہا ہے کیا اس میں کوئی سلیقہ ہے۔ کیا اس میں ادب رسول ہے۔ کیا اس میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تحفظ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن میرا یہ ایمان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و حرمت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ جس طرح سے کہ ائمہ ہدایتیوں کا لشکر لے کر آگیا کہ میں نے خانہ کعبہ کو مسمار کر دینا ہے۔ جو کفار مکہ تھے وہ روپوش ہو گئے کہ یہ اللہ کا گھر ہے وہ خود ہی اس کو بچائے۔ ہم میں تو ہاتھیوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لبائل بھیج دیں۔ ہر لبائل کی چونچ میں اور دونوں پروں میں کنکریاں تھیں۔ جو کنکری کسی کو لگتی وہ اس کے جسم کو حیرتی ہوئی اس کے ہاتھ کے جسم سے نکلتی ہوئی زمین میں دھنس جاتی تھی۔ ہر کنکری پر باقاعدہ نام لکھا ہوا تھا کہ یہ کنکری کس کو لگتی ہے۔ اس کنکری کے باعث کس نے مرنا ہے۔ جب کنکری لگتی تو سوار اور سواری دونوں کو حیرتی ہوئی نکل جاتی اور وہ مر

جاتے اس طرح سے ہاتھی والوں کی تباہی ہوئی اور بیت اللہ شریف کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہاتھی مردا سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو خانہ کعبہ سے کروڑ ہا گنا زیادہ اپنا محبوب پیارا ہے وہ ضرور اس کی عظمت کی حفاظت کرے گا۔ لہذا یقینی ہے کہ اس کارٹونسٹ پر ضرور اور ضرور انشاء اللہ وبال آئے گا لیکن ہم نے جو احتجاجی طریقہ اختیار کیا ہے وہ غلط ہے۔ یہ بدعتیہ لوگ جو ہیں وہ اپنی تحریروں کا مقابلہ اس کارٹون سے کر کے دیکھ لیں اگر یہ کارٹونسٹ سے بھی چار قدم آگے ہوں تو پھر اس میں کارٹونسٹ کا قصور کتنا ہے اور یہ خود کتنے قصور وار ہیں۔ ان کی تحریروں بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں۔ کوئی لکھتا ہے کہ میں مدینہ شریف تو جانا چاہتا ہوں لیکن میں روضہ پاک پر نہیں جانا چاہتا۔ کیوں بھئی یہ کیا بات ہے تو کہتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہمارے دو دشمن بھی لیٹے ہوئے ان کے پاس جانے کو دل نہیں چاہتا۔ وہ جنت البقیع چلے جاتے ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضہ پر حاضری دے آتے ہیں لیکن وہ روضہ رسول پر حاضری نہیں دیتے کہ وہاں ان کے دشمن آرام فرما رہے ہیں۔ دونوں ہی ساتھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے وہاں تشریف فرما ہوئے ہیں جب وصیت کے مطابق صحابہ کرام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میت روضہ رسول پر لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے تو کیا ہوا دروازہ کھل گیا۔ نالا کھل گیا اور آواز آئی کہ دوست کو دوست سے ملا دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کو خوش آمدید فرما رہے ہیں ان کو اپنا دوست فرما رہے ہیں اور یہ ان کو اپنا دشمن سمجھ رہے ہیں۔ اس سے بڑی بدبختی کیا ہوگی۔ یہ اپنا سفر ہی بیکار بنا رہے ہیں۔ اپنی بخشش کا بہانہ بھی ختم کر رہے ہیں۔ اپنا خرچہ آمد و رفت، اپنا وقت سب کچھ

ضائع کر رہے ہیں۔ اٹنی بدنامی کا طوق گلے میں ڈال کر واپس گھر آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی گستاخی تو معاف کر دیتا ہے لیکن اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ بت پرستی شرک ہے گستاخی خدا ہے۔ کوئی بت پتھر کا ہے کوئی لکڑی کا ہے کوئی درخت کی پوجا کرتا ہے کوئی آتش پرست ہے وہ ان تمام کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں لاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو ان کو معاف کر دیتا ہے لیکن جو کوئی اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کبھی معاف نہیں کرتا۔ کسی نے ابو جہل سے پوچھا کہ تیرا کیا خیال ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ کہنے لگا کہ ہاں وہ سچا ہے۔ پھر تو ایمان کیوں نہیں لاتا۔ کہنے لگا کہ میری نمبر داری کا مسئلہ ہے۔ میری نمبر داری جاتی ہے اگر میں ایمان لے آؤں۔ یہ بھی ساری پارٹی ابو جہل کی ہی ہے۔ یہ جتنی بھی پارٹیاں ہیں۔ ابو جہل والی ہی ہیں جس طرح اس نے کہا کہ میری نمبر داری جاتی ہے۔ ان کی بھی لیڈری ختم ہوتی ہے۔ یہ اپنی لیڈریاں بچاتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کی لیڈریاں ختم ضرور ہوں گی۔ کسی بھی گستاخ رسول کی دُعا قبول نہیں ہوتی اور گستاخ رسول جو ایک بار غلطی کرتا ہے تو پھر اس پر پکا ہو جاتا ہے بلکہ گستاخی رسول میں پھر اس سے بھی آگے ہی آگے جاتا ہے۔ شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ جو اس کو پھر واپس آنے نہیں دیتا۔ زیادہ سے زیادہ گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایک صفت کا انکار کفر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری نبی ہیں خاتم النبیین ہیں۔ قادیانی نے کہا کہ نہیں بلکہ اور بھی نبی آسکتے ہیں تو آپ نے ان کو مرد قرار دیا ہے۔ خاتم النبیین کا انکار کفر ہے پھر جو کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں تو وہ کون ہے۔ جو کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ نہیں ہیں تو وہ کون ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشرہ مبشرہ کو تو بتا دیا کہ یہ جنتی

ہیں اور خود اپنا علم نہیں یہ کون سا عقیدہ ہے کیا یہ شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی ہے یا نہیں ہے۔ یہ ان کو مار پڑی ہوئی ہے اور پڑی ہی رہے گی۔ کسی بھی گستاخ رسول کو دیکھیں اس کے چہرے پر نور نظر نہیں آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص اٹھا اور بولا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کرو یعنی کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصاف پر اعتراض کیا فرمایا کہ اگر میں نے انصاف نہیں کرنا ہے تو پھر اور کون انصاف کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آ گیا۔ تلووار نکالی عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ فرمایا کہ نہیں رہنے دو اس کو چھوڑ دو۔ ان کی بڑی لمبی نسل ہوگی۔ ان کی نمازیں تمہاری نمازوں سے بہتر نظر آئیں گی۔ ان کے روزے تمہارے روزوں سے اچھے نظر آئیں گے۔ ان کی قرأت تمہاری قرأت سے اچھی ان کی طہارت تمہاری طہارتوں سے اچھی ہوگی۔ لیکن ان کا ایمان گلے سے نیچے نہیں جائے گا۔ بڑی نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ بڑی تبلیغ ہوتی ہے۔ کسی بھی تبلیغ میں عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ بلکہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی ہوتی ہے۔

بن جادون گے ادہ اک دن جنم دا بالن
جو سرکار دی عظمت دا انکار کرن گے

جس نے بھی عظمتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا وہ خود تباہ ہو گیا۔ کوئی اگر چاند پر تھو کے تو وہ تھوک چاند پر تو نہیں پہنچتی بلکہ اُلتا اس کے منہ پر ہی پڑتی ہے۔ ان کا سارا وبال انہی پر پڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے نور ہی کھینچ لیا ہے اور بے نور کر کے رکھ دئے ہیں۔ خالی کر کے رکھ دیا ہے۔ عاملۃ ناصبۃ (الغاشیہ ۳) "کام کریں مشقت جھیلیں" ان کا سب کیا دھرا بے کار گیا۔ اللہ تعالیٰ صحیح عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے ہم

سب کے حق میں دُعا کرتے ہیں میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں بھی دُعا کی ہے کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے فرمایا کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ ان کو میری پہچان عطا فرمادے۔ یا اللہ ان لوگوں کو بھی عرفان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمادے ان کے دلوں میں بھی عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ادب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُجاگر فرمادے۔

پروفیسر صاحب نے بتایا ہے کہ حیدر آباد شاہی قلعہ کے پاس شیعہ حضرات کی ایک امام بارگاہ بنی ہوئی ہے اس کے ایک کمرے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد آدم فوٹو دیوار پر لٹکایا گیا ہے۔ کہ آپ کا جسم اطہر نیگا ہے اور جس طرح سے عمرہ کی ادائیگی کے لئے احرام باندھتے ہیں ویسے ہی قسم کا لباس زیب تن ہے۔ ہاتھ میں قرآن مجید ہے۔ پہلو میں تلوار لٹک رہی ہے پاؤں میں لکڑی کی کھڑانواں انگوٹھے والی پہنی ہوئی ہے۔ ایک دوسری فوٹو بنی ہوئی ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوٹو بنی ہوئی ہے۔ ان کی ایک طرف حضرت امام حسین اور دوسری طرف حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں حضرت فاطمہ الزہراء کی فوٹو بنی ہوئی ہے جن کے چہرہ پر نقاب ہے۔ یہ پروفیسر صاحب نے از خود 63-1962 میں دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈنمارک کے کارٹونسٹ نے تو کارٹون بنا کر گستاخی کی ہے۔ یہاں خود پاکستان میں اہل بیعت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنا کر دیواروں پر لٹکائی ہوئی ہیں اس طرح سے گستاخی رسول میں یہ کارٹونسٹ سے بھی آگے ہی ہیں۔ اس کے خلاف مظاہرے نہیں ہوتے۔ پھر مزید بتاتے ہیں عراق میں بصرہ کے قریب مسجد کبیر کے آثار ہیں یہ عراق میں سب سے پہلی مسجد بنی تھی۔ ہڑپہ یا موئن جو دھرو کی طرح اس مسجد کی بھی کھدائی کر کے اس کے کھنڈرات ظاہر کئے گئے ہیں

وہاں بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بڑے فوٹو بنا کے رکھے گئے ہیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین جنگ جمل غلط فہمی کی بنا پر ہوئی۔ پھر یہ کہ میں نے اخبار میں پڑھا کہ امریکہ وائٹ ہاؤس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجسمہ بنا رکھا گیا ہے۔ (دروغ بر گردن راوی) ان کے خلاف مظاہرے نہیں ہوئے حالانکہ مجسمہ سازی کارٹون بنانے سے بھی زیادہ گستاخی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا ہے کہ احتجاج کرنا حق ہے لیکن احتجاج کے بہانے اپنا مقصد پورا کرنا بے ایمانی ہے۔ کارٹونسٹ کو کارٹون بنانے کی حرمت خود بد عقیدہ لوگوں نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 03-03-06

صراطِ مستقیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی
النَّبِیِّ یٰ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا
سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی الْکَیِّ وَاصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

صلی اللہ علی نور کزد شد نور ہا پیدا
زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا
محمد احمد و محمود دے را خافش بستود
کزد شد بود ہر موجود زد شد دید ہا بینا
اگر نام محمد را نیا دودے شفیع آدم علیہ
نہ آدم علیہ یافتے توبہ نہ نوح علیہ از غرق نجینا
دو چشم ز گیش را کہ مازاغ البصر خوانند
دو زلف عزیش را کہ والبل اذا بغشی
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و جاہت
نہ عیسی آں مسیحا دم نہ موسی آں یذ بیضا
ز سر سینہ اش جای الم شرح لک بر خواں
ز معریش چہ می پرکی کہ سبحان الذی اسری

معزز حاضرین جب ہر چیز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے نبی ہے تو بننے کے
بعد وہ کوئی بھی شکل اختیار کرے لیکن وہ نور ہی رہتی ہے۔ پروفیسر صاحب آپ فزکس کے
پروفیسر ہیں آپ کوئی ایٹم لے لیں خواہ وہ کسی بھی Element کا ہو۔ ہائیڈروجن کا

ہو۔ یورینیم کا ہو۔ آکسیجن کا ہو۔ وہ کسی Metal کا ہو کہ Non-Metal کا ہو اس کو
جب آپ توڑتے ہیں تو اس میں سے کیا نکلتا ہے۔ جی اس میں سے روشنی نکلے گی۔ ہاں
اس میں سے نور نکلے گا۔ ایٹم ل کر پانی بن گیا۔ دیوار بن گئی۔ نمک بن گیا۔ لکڑی کا میز
بن گیا۔ جو بھی کچھ بن جائے لیکن اسے آخر کار توڑنے سے اس میں سے نور نکلے گا۔
جب بھی ایٹم ٹوٹے گا۔ تو نور نکلے گا کہ وہ نور سے بنا ہوا ہے۔ اس کی شکل صورت اس کی
ہیئت Nature کسی خاص مقصد کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اس سے کھلونے بنالو۔ گھوڑا
بنالو، کار بنالو، ہوائی جہاز بنالو، پانی بنالو کہ روٹی بنالو، جو مرضی بنائیں اس کی اصل نور
ہے۔

خاک و نوری نہاد، بندہ و مولا صفات

ہر چیز کی بنیاد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ تو آپ کا اپنا مضمون ہے یہ ساری فزکس
ہے آپ کو کسی مولوی صاحب کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ مولوی صاحب کو ایٹم
کے توڑنے کا مسئلہ نہیں آتا۔ یہ علم اس کے پاس نہیں ہے۔ اگر آپ اس سے پوچھیں گے
تو وہ آپ کو مزید الجھا دیں گے۔ ایٹم کو توڑنے سے جو روشنی نکلتی ہے وہی نور مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم ہے۔ خواہ وہ پٹیل میں آجائے وہ کری میں آجائے۔ وہ آپ کے ٹیپ
ریکارڈر کی شکل میں آجائے۔ بندے کی شکل میں آجائے وہ حقیقتاً نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم ہے اور اسے نور ماننا ہی جنت کا حصول ہے اور اس کا انکار کرنا دوزخ میں جانا ہے۔
پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ چار گروہ ایسے ہیں کہ جن پر انعام ہوا ہے۔
ان انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہم مانگتے ہیں۔ اھلنا الصراط المستقیم O صراط
الذین انعمت علیہم (الفاتحہ 6-5) یا اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ سیدھا راستہ صراط
مستقیم صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے صرف ایک ہی سیدھا راستہ

ہوتا ہے۔ میزھے راستے منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔ صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ ہی منزل مقصود تک لے جاتا ہے۔ انعام یافتہ لوگوں میں سے پہلے نمبر پر جو لوگ ہیں کہ جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری توجہ کرائی کہ ان کے راستے کو دیکھو ان کی طرز انتخاب کو دیکھو۔ ان کے طریق کو دیکھو ان کے رویہ اور طریقہ کو دیکھو ان کی نیت کو دیکھو اور ان کے اعمال کو دیکھو اور اپنے آپ کو ان کے نقش قدم پر چلاؤ۔ ان کا طریقہ اپناؤ۔ پھر تم سیدھے راستے پر ہو۔ صراط مستقیم پر ہو۔ انعام یافتہ لوگوں میں پہلا گروہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ یہ مانتے ہیں کہ ان شریعتیں ان کی کتب ختم ہو گئیں۔ ان میں تبدیلی آگئی ان میں تحریف ہو گئی ہے۔ تمام کتب سماوی گزر چکی ہیں۔ نہ جانے کہ توریت میں کتنا حق سچ ہے۔ انجیل میں کیا سچ ہے۔ زبور میں کتنا حق ہے اس کا ہمیں کوئی علم نہیں ہے۔ یہ تمام کتب الہامی تھیں لیکن اب ان میں نہ جانے کتنی ملاوٹ ہو چکی ہے۔ کتنی تبدیلی آ چکی ہے۔ لوگوں نے ان کا نفس مضمون بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی۔ کہ میں ان کی حفاظت کرنے والا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ وانا له لحفظون (الحجر 9) "اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں" جو قرآن مجید میں آیا ہے۔ جو حدیث شریف میں آیا ہے۔ اس سے ہمیں علم ہو جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اعمال کیسے تھے ان کے عقائد کیسے تھے۔ سب سے پہلے نبی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں ان کے طریقہ کو دیکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ان کی شان کے مطابق ایک لغزش ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک دانہ یا پتا کھانے سے منع فرمایا۔ جنت میں تمام نعمتیں تمہارے لئے ہیں لیکن صرف اس درخت کے قریب نہیں جانا ہے اسے نہیں کھانا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے یا پھر حضرت آدم علیہ السلام ہی جانتے ہیں ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں لیکن نہ جانے کس قضاے کے تحت حضرت سیدنا

آدم علیہ السلام نے وہ چیز کھالی۔ آپ سے یہ لغزش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکال دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام تین سو سال تک روتے رہے۔ آپ نے عداوت کے اتنے آنسو بہائے کہ کل آدمی جتنے آنسو بہائیں گے ان سے بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے آنسو زیادہ ہوں گے۔ ربنا ظلمنا انفسنا (الاعراف ۲۳) "ہم نے آپ اپنا برا کیا" بھی کہا۔ سجدے بھی کئے۔ توبہ بھی کی لیکن جو ان سے لغزش ہوئی تھی اس کی معافی نہ ملی۔ آپ نے طواف بھی کئے۔ خانہ کعبہ کو ایک نظر دیکھنے سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے تو معاف نہیں ہوئے۔ اب بھی حکم ہے کہ جو نبی کسی کی پہلی نگاہ بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایک بات ہے کہ جب پہلی نظر خانہ کعبہ پر پڑے تو آنکھ جھپکنے سے پہلے جو بھی دُعا کرے گا وہ منظور ہو جائے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی خانہ کعبہ کو دیکھتے ہیں لیکن جو ان سے لغزش ہو چکی ہے اس کی معافی نہیں مل رہی ہے۔ پھر بلاؤ خرا اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو کچھ کلمات سکھائے۔ کہ اے آدم علیہ السلام تیری بس ہو گئی ہے تیری ہمت جواب دے رہی ہے۔ آپ ایک کلمہ سیکھ لو تو تیری توبہ قبول ہو جائے گی۔ پروفیسر صاحب وہ آیت مبارکہ کیا ہے۔ جی فخلق آدم من ربہ کلمت فتاب علیہ (البقرہ ۲۷) پس سیکھ لئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات جن پر توبہ قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں ایک چیز ڈالی کہ تم اگر یہ کہو تو میں تمہیں ابھی معاف کر دیتا ہوں قرآن مجید میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ وہ کلمات رسی کیا تھے۔ حدیث شریف میں یہ آتا ہے کہ وہ کلمات رسی یہ تھے کہ اے آدم علیہ السلام آپ یہ کہہ دیں کہ یا اللہ مجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے صدقے مجھے بخش دے تو میں تمہیں ابھی بخشا ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض

کیا کہ یا اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا اب ایک راستہ تو ہمیں مل گیا کہ جس سے ہماری بخشش ممکن ہے۔ وہ یہ کہ الہی بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو پھر اگر اتنا کہنے سے حضرت آدم علیہ السلام کی بخشش ہو گئی ہے تو میری تیری بھی بخشش ضرور ہو جائے گی۔ ایک یہ راستہ صراط مستقیم حضرت آدم علیہ السلام نے متعین فرما دیا ہے۔ کہ ان کی معافی نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دینے سے ہوئی ہے۔ نام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صدقے تو بھی جو کچھ بھی مانگ لے گا وہ تمہیں بھی عطا ہو جائے گا۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے براہ راست معافی مانگی ہے۔ انہیں تو نہیں ملی ہے۔ انہیں نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ملی ہے۔ انہوں نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑا تو معافی اسی لمحہ مل گئی۔ آپ بھی نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑو۔ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑی عظیم ہے ان کے نام کا ہی وسیلہ پکڑ لو۔ تمہیں معافی مل جائے گی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند ارجمند حضرت شیث علیہ السلام نبی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد محترم حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے پوچھا کہ ابا جان آپ سے جو لغزش ہوئی پھر اس کا ازالہ کیسے ہوا۔ آپ کو معافی کس طرح سے ملی۔ انہوں نے اپنا سارا ماجرا بیان فرمایا اور فرمایا کہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہوئی۔ عرض کیا کہ ابا جان مجھے وہیت فرمائیں میری راہبری و راہنمائی فرمائیں کہ میں لغزشوں سے بچا رہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جو ان کو وہیت فرمائی وہ الفاظ احادیث مبارکہ میں آتے ہیں۔ فرمایا کہ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، قربانی صدقہ خیرات سب کچھ کرنا۔ جو کچھ بھی شریعت ہے اس پر پورا عمل کرنا لیکن یاد رکھنا کہ یہ اعمال قبول نہیں ہوں گے جب تک تم

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہیں پڑھو گے۔ کوئی بھی نیک اعمال کر لو لیکن ان کی قبولیت کی سند کوئی نہیں ہے۔ کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا کہ تمہارے اعمال صالحہ بھی قبول ہیں۔ ان کی کوئی Certification نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کے ساتھ درود شریف ملا ہوا ہے تو پھر یہ سب ابھی قبول ہو جائیں گے۔ آپ کوئی بھی دعا کر لیں۔ ملزم کو سینہ لگا کر دعا مانگیں۔ غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگیں۔ سجدہ میں دعا کریں لیکن کوئی دعا قبول نہیں ہے۔ جب تک اس کے آگے پیچھے درود شریف نہیں ہے۔ وسیلہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے۔ کوئی عظیم ہستی والا بندہ ہو کہ عام گنہگار ہو وہ دعا کرے تو وہ دعا مطلق رہتی ہے۔ لٹک جاتی ہے۔ نہ زمین پر رہتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتی ہے۔ دعا مانگنے والا سمجھتا ہے کہ وہ اوپر چلی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے پاس پہنچی نہیں ہے۔ اپنی دعا کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچانے کیلئے اس دعا سے قبل اور دعا کے بعد درود شریف پڑھو تو یہ فوری طور سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جائے گی۔ آپ دعا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ آگے اور پیچھے درود شریف موجود ہے اور اس کے درمیان میں اس بندے کی کوئی طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے درود شریف قبول ہے اور اس کے صدقے جو کچھ درمیان میں ہے وہ بھی قبول کرنا ہوں۔ یہ ہمیں حضرت شیث علیہ السلام کی تعلیمات سے ملا ہے۔ ایک حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے ان کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے ہمیں جو تعلیمات ملی ہیں اگر صرف ان پر ہی عمل کر لیں تو کام بن جاتا ہے۔ صراط مستقیم بھی مل جائے گا اور بیڑہ بھی پار ہو جائے گا۔ انعام یافتہ بھی ہو جائیں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نہایت حسین تھے اللہ تعالیٰ نے 9/10 حصہ حسن کا صرف حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کر دیا۔ اور باقی مخلوق 1/10 حصہ میں ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ حدیث شریف بیان فرمائی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی 1/10 میں ہی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہے۔ میں نہ تو 1/10 میں ہوں اور نہ ہی میں 9/10 میں ہوں جب میرے حسن کا صدق اُترتا ہے تو حسن یوسفی بنتا ہے لہذا دنیا میں جو بھی حسن ہے اور جو کوئی بھی حسین سے حسین ہے۔ وہ صدق حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ آپ جانتے ہیں سب سے خوش نما پھول کونسا ہے۔ پھولوں کا سردار کون سا پھول ہے۔ یہ گلاب ہے جب تم گلاب کو دیکھو اور اس کو سونگھو تو درود شریف پڑھو اور دل میں یہ عقیدہ رکھو یہ پینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہے۔ پھولوں کا سردار مسکور کن خوشبو رکھنے والا گلاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پینہ مبارک سے بنا ہے۔ اس میں خوشبو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پینہ سے ہے۔ اس کا حسن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا صدق ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی صرف ایک ہی دُعا تھی کہ یا اللہ جس کے حسن کا صدق میرا حسن ہے مجھے اس اصل حسن کی زیارت کرا دے۔ ان کی یہ دُعا نہیں تھی کہ یا اللہ مجھے میرے بھائی ملا دے یا اللہ مجھے جیل سے رہائی دلا دے یا اللہ مجھے تخت و تاج مل جائے۔ بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام عرض کیا کرتے تھے کہ یا اللہ جس حسن کا میں صدق ہوں مجھے وہ اصل حسن دکھا دے اور آپ کی یہ دُعا اس وقت قبول ہوئی کہ جب معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت المقدس میں تشریف لے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام وہاں تشریف لائے صرف اس لئے کہ مجھے دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہو جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب آئینہ کے سامنے ہوتے تو اپنے حسن کو دیکھ کر اس پر فریاد نہ نہیں ہوتے تھے۔ ہم جب آئینہ کے سامنے آتے ہیں تو کبھی اپنا ایک رُخ دیکھتے ہیں کبھی دوسرا رُخ دیکھتے ہیں کبھی بال

سنوارتے ہیں کبھی ٹوپی مختلف طریقہ سے سر پر رکھ کر دیکھتے ہیں۔ ہم اپنے حسن پر خود فریاد نہ ہیں اسے مزید اُجاگر کرتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے حسن کے عاشق نہیں ہیں وہ اسی حسن پر عاشق ہیں کہ جس کے صدق سے ان کو حسن ملا ہے۔ ان کی دُعا ہر وقت یہ تھی کہ یا اللہ مجھے حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دے کہ جس کے صدق سے مجھے حسن ملا ہے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کتے و بکھن توں پہلوں مرنہ جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جنت کا ٹکٹ ہے۔ کبھی کسی نے جنت کا ٹکٹ دیکھا ہے۔ جنت کا ٹکٹ یہ فقرہ ہے کہ کتے و بکھن توں پہلوں مرنہ جائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہی صراط مستقیم ہے۔ اگر یہ راستہ جنت میں نہ لے جائے تو پھر یہ صراط مستقیم کیسے ہوا۔ یہ صراط مستقیم ہے یہ جنت کو جاتا ہے۔ لیکن یہ براستہ مدینہ منورہ جاتا ہے۔ مدینہ منورہ کو بھی عظمت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملی ہے۔ وہ شرب تھا بیماری کا گھر تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک لگے تو وہ دارالشفاء بن گیا۔ اگر میں کہوں کہ یا اللہ مجھے جنت عطا فرما دے۔ میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے۔ پلی صراط سے سلامتی سے گزر جاؤں۔ میزان پر میرے اعمال صالحہ وزنی ہو جائیں۔ تو پھر قیامت کے روز اگر اللہ تعالیٰ مجھے کھڑا کر کے یہ پوچھیں کہ تو نے جنت مانگی ہے تو نے زیارت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں نہیں مانگی ہے۔ تو پھر میرے پاس کیا جواب ہوگا۔ پھر پکڑے جائیں گے کہ نہیں پکڑے جائیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کو چھوڑ کر جنت کی طلب کرنے والے پکڑے جائیں گے۔ کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔ جنت کو ترجیح دینے والے پکڑے جائیں گے۔ لوگ حور کو پسند کرتے ہیں۔ جنت طلب کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تمنا نہیں کرتے ہیں۔ لیکن جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تمنا کرتے ہیں ان پر جنت خود عاشق ہے حوریں خود ان کی طلبگار ہیں۔ جو

جنت کے لئے مرتے ہیں جو حور کے لئے تڑپ رہے ہیں دراصل جنت ان کی ہے ہی نہیں جو جنت کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ترجیح دیتا ہے اس کا انجام جہنم ہے۔ ایمان کی شرط ہے کہ بندے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو مجھ سے زیادہ اپنی اولاد، بیوی، کاروبار، کوٹھی، کارخانہ وغیرہ سے محبت ہے وہ بے ایمان ہے۔ اس کا ایمان نہیں ہے۔ ایمان بننا ہی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ایمان کی نشانی ہے کہ کسی میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہر فرقے والا یہی کہتا ہے کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ اگر تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت دنیا سے ہے تو پھر عذاب کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس محبت کا ٹسٹ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس کا تو عاشق ہے جس سے تمہیں محبت ہے تو اسی کے دیدار کی تمنا کرے گا۔ اگر تو عاشق نہیں ہے تو پھر تو دیدار معشوق کی تمنا بھی نہیں کرے گا۔ اگر عشق ہے تو پھر محبوب سے ملنے کی تمنا بھی کرے گا۔ رانجھا ہیر سے ملنے کی تمنا کرے گا۔ بنوں سسی کو ملنے کی خواہش رکھے گا۔ یہ مجازی عشق ہے۔ رانجھا کو کہہ دو کہ ہیر کو چھوڑو اس کی بجائے لیلیٰ لے لو وہ کبھی بھی نہیں مانے گا۔ جو صاحب ایمان ہے۔ جو مومن ہے وہ دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمنا کرے گا۔ جس طرح رانجھا لیلیٰ کو لینے کو تیار نہیں اسی طرح صاحب ایمان جنت لینے کو تیار نہیں۔ ایمان کی نشانیوں میں سے ہے کہ صاحب ایمان اپنے محبوب کی زیارت طلب کرے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو علم تھا کہ ان کے حسن کی کیا Value ہے۔ کیا قیمت ہے۔ ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہم تو 1/10 والوں میں سے دیکھنے والے ہیں۔ لوگ حسن والیوں پر مرتے ہیں اور ربوی قوم دے کر مرتے ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں وہ ان حسن والیوں کی طرف دیکھتے بھی نہیں وہ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی طلبگار ہوتے

ہیں۔ دنیاوی حسن پر مرنے والے جہنم خریدتے ہیں۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے جنت کے محبوب ہیں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ہمیں یہ صراط مستقیم بتایا ہے۔ کہ یہ دیدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنا ہی صراط مستقیم ہے۔ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔ جب آپ لاہور جاتے ہیں تو راستے میں پہلے کھرٹیا نوالہ آتا ہے۔ پھر شاہکوت آتا ہے۔ پھر مانا نوالہ آتا ہے اگر آپ کے راستے میں یہ شہر آ رہے ہیں تو سمجھ لو کہ آپ صحیح سمت میں جا رہے ہیں آگے چل کر شیخوپورہ آتا ہے وہ آجائے تو آپ اپنی منزل کی طرف صحیح طور سے جا رہے ہیں شاہد رہ آگیا تو منزل مقصود کی طرف بالکل صحیح جانب سفر ہو رہا ہے۔ یہ نشان راہ ہیں یہ Mile Stones ہیں یہ لاہور کے سفر کو صحیح جانب میں طے کرنے کے لئے نشانیاں ہیں۔ ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی ایک نشانی یہ ہے کہ اسے دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمنا ہے۔ پھر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام کیا تو میرا قرب چاہتا ہے۔ تو میرے نزدیک ہونا چاہتا ہے۔ میرے پاس آنا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اگر آپ کا قرب نصیب ہو جائے تو اس سے بہتر کیا چیز ہے۔ فرمایا کہ اتنا قریب جتنی بات زبان کے قریب ہے جتنی آواز کان کے قریب ہے۔ جتنی نظر آنکھ کے قریب ہے۔ جتنی روح جسم کے قریب ہے۔ فرمایا کہ کیا تو اتنا قرب چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اتنا قرب مل جائے تو کیا بات ہے۔ فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے تو میرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرو تو تم کو اس سے بھی زیادہ قرب نصیب ہو جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھے گا وہ جنت میں سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا۔ یہ صراط مستقیم ہمیں

کس نے بتایا ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا ہے یہ صراط مستقیم والوں کی عادتیں ہیں اور قرآن مجید میں ان کا ذکر ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار آنے والا ہے۔ اور اس کا نام نامی اسم گرامی حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور میری اتنی حیثیت نہیں ہے کہ میں ان کے بوٹوں کے قسے بھی کھول سکوں۔ یہ ادب کی انتہا بتا دی کہ میں اولوالعزم نبی ہو کر بھی اتنی حیثیت نہیں رکھتا کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوٹوں کو ہاتھ بھی لگا سکوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے جیسے ہی ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میں ان کی جوتی جیسا بھی نہیں ہوں۔ چہ جائیکہ میں ان کے پاؤں کو چھو سکوں۔ وہ اعلیٰ ترین شخصیت ہیں۔ محبوب خدا ہیں۔ جوتی مبارک نے ان کے پاؤں سے لگ کر اتنی فضیلت پائی کہ عرش پر جارہی ہے بلکہ عرش تو ان کے لئے یہ سامنے چند قدم پر ہے وہ جوتی مبارک لامکان میں قرب الہی تک پہنچی ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرب الہی میں پہنچے تو کیا جوتی اُتار کر وہاں گئے۔ نہیں بلکہ جس جوتی کو جس چمڑے کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں مبارک سے نسبت ہو جائے وہ اس لائق ہو جاتی ہے کہ وہ بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتی ہے۔ وہاں تک تو کوئی نبی علیہ السلام بھی نہیں پہنچا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام ہیں لیکن ان میں سے ایک کو بھی یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ یہ اعزاز اگر حاصل ہوا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پورے پیر بن لباس شریف کے ساتھ اور جوتی مبارکہ سمیت وہاں پہنچے ہیں۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا
جس جا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں کوا تیرا

یہ شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ صراط مستقیم ہے۔ کئی ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ انکل ہیں اس طرح سے کئی رشتے جوڑتے ہیں لیکن جوتی مبارکہ کا مقابلہ کوئی نہیں کر رہا ہے۔ جوتی مبارکہ کا مقابلہ تو انبیاء علیہم السلام سے بھی نہیں ہو رہا ہے۔ عرش موجود تھا لیکن اس کی عظمت وہ نہ تھی جو ہونا چاہئے تھی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش پر پہنچے تو خیال آیا کہ جوتی اُتار دوں کہ عرش اعلیٰ مقام ہے یہ مسندِ الہی ہے۔ عرش نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا وعدہ تھا کہ جوتی سمیت مجھ پر تشریف فرما ہوں گے لیکن یہ جوتی مبارکہ اُتارنے کا خیال فرما رہے ہیں۔ ان سے فرما دیجئے کہ جوتی مبارک سمیت مجھ پر تشریف فرما ہوں۔ فرمایا کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جوتی مبارک سمیت تجھ پر آئے گا اور جب ان کی جوتی مبارک کو لگی ہوئی مٹی تجھ پر لگے گی تو میں تمہیں عرش سے عرش معلیٰ بنا دوں گا۔ اگر تو بھی عرش معلیٰ بنا چاہتا ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کی خاک اپنے چہرے پر مل لے تجھے بھی یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔

کوئی طالب جنتاں دے کوئی حورِ پجاری اے
سانوں آقا دے قدام دی بس دھوڑ پیاری اے

فرمایا کہ اگر مدینہ پاک میں آنا نصیب ہو اور وہاں مٹی اڑے تو منہ پر رومال نہ رکھو بلکہ منہ کھول کر سانس لو تا کہ مدینہ شریف کی خاک زیادہ سے زیادہ تیرے اندر جائے کہ اس میں شفا ہے۔ سر پر اگر دستار یا ٹوپی، رومال وغیرہ ہے تو وہ بھی اُتار دو تا کہ تمہارے بالوں میں بھی خاک مدینہ اٹ جائے اس کا فائدہ کیا ہو گا کہ اس سے تجھے جنت مل جائے گی۔ اور اگر اس سے (معاذ اللہ) نفرت کرے گا تو جہنم کا ایندھن بن جائے گا کوئی بھی شخص مدینہ منورہ کی کسی چیز کو اچھا نہ جانے وہ جہنمی ہے۔ ایک شخص عبادت گزار۔ شب بیدار

نیک اور صالح بزرگ مرتبہ تھے۔ مدینہ منورہ کی ایک دکان سے وہی خریدی۔ کھانے لگا تو کہہ دیا کہ یہ وہی تو بہت کھٹی ہے۔ اتنا کہنے سے ہی اس کی عظمت، فضیلت اور ولایت ختم ہو گئی۔ کہ تو مدینہ پاک کی چیز میں نقص نکالتا ہے۔ تو یہ دیکھ کہ اس کی نسبت کس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ مدینہ شریف جانے کی توفیق عطا فرمائے وہاں ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انبیاء علیہم السلام نے جو ہمیں پیغام دیا ہے۔ ہمیں صراط مستقیم دکھایا ہے ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چار انعام یافتہ لوگوں میں سے یہ پہلا گروہ ہے جو صراط مستقیم پر ہے۔ جو سیدھے راستے پر ہیں وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ دوسرے نمبر پر صدیق ہیں پھر تیسرے نمبر پر شہداء اور چوتھے نمبر پر صالحین ہیں۔ صدیق تو شاید اور بھی ہوں گے۔ لیکن صدیق اکبر ایک ہی ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اگر ان کی عظمت کا علم ہو جائے ان کے بتائے ہوئے صراط مستقیم کا پتہ چل جائے تو پھر چھوٹے صدیقین کا بھی علم ہو جائے گا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ٹائٹل، یہ خطاب خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ ان کے راستے کو دیکھیں کہ ان کی دعا کیا ہے۔ ان کی تمنائیں ہیں ایک یہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں ہوں اس کے علاوہ مجھے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری تمنا یہ ہے کہ میرے پاس مال و دولت ہو تو وہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کرنا جاؤں میری بیٹیاں ہوں تو میں یکے بعد دیگرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دیتا جاؤں۔ ہم کنجوں ہیں مال دیتے نہیں ہیں۔ اب بیٹیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں دے نہیں سکتے۔ صرف ایک بات باقی ہے۔ جو ہم کر سکتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کے لئے ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور ہو اور ہماری آنکھیں ہوں وہی حضرت

یوسف علیہ السلام والی ادا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی چاہتے ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی نماز یہ تھی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی دیکھتے رہیں کہ یہی نماز ہے اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر نہیں رکھتے تھے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی دیکھتے تھے۔ صحابہ کرام کی نماز دیدار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بھی صراط مستقیم ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری عمر تریسٹھ سال ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر وقت ساتھ رہے ہیں۔ ان سے متعلق دو باتیں ہیں جو ہمیں متاثر کرتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی قبیلہ میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ دیر ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہ لائے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلی امامت پر جلوہ گر ہو گئے۔ نماز شروع ہو گئی لیکن ابھی مکمل نہیں ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے۔ اب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کسی طرح سے اشارہ فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹنا شروع ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جاری رکھو لیکن وہ مسلسل پیچھے ہٹتے رہے اور آخری صف میں آ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز وہیں سے آگے پڑھائی جہاں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑی تھی۔ نماز مکمل کرنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ نماز جاری رکھو پھر آپ کیوں پیچھے ہٹ گئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کا ادب تھا۔ میں نے سوچا کہ حکم کی تعمیل میں اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو معافی کی گنجائش ہے لیکن ادب میں کوتاہی کی کوئی معافی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معذرت کو قبول کرتے ہوئے اس کو معاف فرما دیا۔ فرمایا کہ یہ تیرا ہی حصہ ہے تیری ہی سوچ ہے جس کا صلہ تجھے مل گیا ہے۔ دوسری بات جو ہمیں ان سے ملتی ہے کہ جس سے ہمیں صراط مستقیم کے نقوش نظر آتے ہیں کہ صراط مستقیم دراصل کیا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت ہے۔ یہ کتنا مشکل سوال ہے۔ آپ نے برملا فرمایا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ مجھے عرصہ دراز سے یہ بات ذہن میں آرہی تھی کہ مومن کی محبت تو اللہ تعالیٰ سے شدید ہوتی ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کون مومن ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا اشْدَّ حُبًّا لِلَّهِ (البقرة ۱۶۵) "اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو محبت نہیں۔" مومنین کی اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہے۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت ہے۔ میرے دل میں یہ بڑی بے قراری تھی کہ مومن کی محبت تو اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے پھر یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں۔ پھر ایک بزرگ ہستی کی کتاب میں سے یہ ملا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں یہ تعلیم دے رہے ہیں۔ کہ شدید محبت مومن کو ہوتی ہے۔ تو پہلے مومن تو بنو پھر شدید محبت اللہ تعالیٰ سے کر لینا لیکن جب تک مومن ہی نہیں تو خواہ شدید محبت ہو بھی جائے وہ کس کام کی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن بننے کے لئے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت شدید ہونی چاہئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شدید محبت ہوتی ہے تو بندہ مومن بنتا ہے۔

پھر اس کی بعد وہ خواہ اپنا سارا گھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دے وہ بھی قبول ہے۔ جب تک تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شدید محبت نہیں ہے۔ پھر تو مومن ہی نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ لَا يَوْمُنَ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ اس وقت کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے والدین سے اپنی اولاد سے اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ کرے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر مومن بننا چاہتے ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرو۔ پھر راہ خدا میں اگر اپنا سر بھی دے دو تو وہ بھی قبول ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں تو پھر خواہ تو شہید بھی ہو جائے تمہاری شہادت بھی قبول نہیں ہے۔ کیا منافق کی شہادت قبول ہے۔ اس نے بھی کفار کو مارا ہے اور کفار کی کولی اور ڈنڈے سے وہ بھی شہید ہو گیا ہے۔ پھر اس کی شہادت کیوں قبول نہیں ہے اسلئے کہ اس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے۔ اس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جب آدمی محفل میلاد میں آ جاتا ہے تو اس کے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ گناہوں کا مٹنا اور بات ہے لیکن گناہوں کا نیکیوں میں بدل جانا اور بات ہے۔ ہماری نوں بازیاں، جھوٹ، فریب، دھوکہ دہی، صداقت میں بدل جاتی ہے۔ فَاُولَٰئِكَ يَبَدِّلُ اللَّهُ مِثْلَهُمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان ۷۷) "اور ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔" گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ یہ کہاں تبدیل ہوتے ہیں یہ دو جگہ میں بدلتے ہیں ایک تو محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے سے بدلتے ہیں اور ایک راہ مدینہ میں بدلتے ہیں۔ جب تیرا پہلا قدم مدینہ منورہ کی طرف اٹھتا ہے تو ہر قدم پر تیری ایک بدی نیکی میں بدل جاتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ

میرا جنازہ پڑھا کر مجھے در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کے لئے جگہ چاہتا ہے۔ اپنی قبر کے لئے کس سے جگہ مانگی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگی ہے اور کب مانگی ہے۔ وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد مانگی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا جائز نہیں ہے لیکن اگر صراط مستقیم چاہتے ہو تو وہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے ملتا ہے۔ پھر کیا ہوا کہ تالا بھی کھل گیا۔ اور دروازہ بھی کھل گیا۔ اندر سے آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا ہی صراط مستقیم ہے۔ شہدا کی بات کرتے ہیں ایک صحابی تھے وہ ایک جنگ میں زخمی ہو گئے۔ خون بہہ گیا اور ان کو پتہ چل گیا کہ اب بچنے کی امید نہیں ہے۔ وہ جیسے نہ کیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتا ہوں کہ میری جان نکلے تو میرا سر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر دھرا ہوں۔ اس صحابی کا نام ابھی یاد نہیں آ رہا ہے انشاء اللہ مل جائے گا۔ پروفیسر صاحب تلاش کر لیں گے۔ یہ شہید کی تمنا ہے کہ جان نکلے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں نکلے یہ بھی صراط مستقیم ہے۔ صالحین میں جو بزرگ ترین شخصیت ہے وہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کی دُعا ہی کو لے لیں فرماتے ہیں۔

یا رسول اللہ انظر حالنا یا حبیب اللہ اسمع قالنا

انسی فی بحر غم من مغرقن خلیدی سہلنا اثقالنا

وہ براور است اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتے ہیں۔ بے شک ان کی دُعا کا ترجمہ کر لیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتے ہیں۔ یا رسول اللہ انظر حالنا۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ یا رسول اللہ کہہ رہے ہیں لہذا جو کوئی یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے روکے وہ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر نہیں ہے اور نہ ہی وہ صالحین کے راستہ پر ہے اور نہ ہی وہ صراط مستقیم پر ہے۔ انعام یافتہ لوگوں میں سے چوتھا گروہ صالحین کا ہے اور حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ صالحین کے بھی سردار ہیں وہ اپنی دُعا ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ انظر حالنا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہِ کرم فرمائیے۔ یا حبیب اللہ اسمع قالنا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عرض سنئے۔ انسی فی بحر غم من مغرقن میں غم کے سمندروں میں ڈوب گیا ہوں۔ خلیدی سہلنا اثقالنا میرے ہاتھ کو پکڑیئے میرے بازو سے پکڑیئے اور مجھے باہر نکالیئے۔ اور میری تمام مشکلات حل فرما دیجئے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتے ہیں۔ آپ زمانے بھر کے لئے غوث ہیں لیکن خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جھولی پھیلائے ہوئے ہیں وہ ہمیں صراط مستقیم دکھاتے ہیں کہ مانگنا ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مانگو۔ اور قرآن مجید بھی یہی ارشاد ہے کہ جو کچھ مانگنا ہو وہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگو۔ کسی عالم سے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئے یا اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگنا چاہئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا سنت رسول ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا فرض ہے۔ صالحین کے سردار حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتے ہیں۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش پروفیسر مختار احمد صاحب 20-04-06

نشت دوم

بچھلی محفل میں ہم نے دو چار مثالیں دے کر معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ صراط مستقیم کون سا ہے۔ وہ کن لوگوں کا راستہ ہے وہ کون بندے ہیں کہ جن کے لئے ہم روزانہ یہ مانگتے ہیں کہ اھلنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ کون کا راستہ صراط مستقیم ہے اور اس پر چلنے والے کون ہیں کہ ہم ان کی پیروی کریں۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں جب تک ہم یہ نہ مانگیں ہماری نماز ہی مکمل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کیوں پڑھا رہا ہے اور کس کا راستہ دکھا رہا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کس کا راستہ ہے۔ وہ راستہ ان کا ہے جن پر انعام ہوا ہے۔ وہ انعام یافتہ کون ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ وہ صدیقین ہیں وہ شہداء ہیں اور صالحین ہیں۔ یہ چارہ گروہ ہیں جو انعام یافتہ ہیں اگر ان کے نقش قدم پر چلو گے تو تم صراط مستقیم پر ہو گے۔ اگر ان کے راستے سے ہٹک جاؤ گے تو پھر وہ صراط مستقیم نہیں ہوگا بلکہ وہ شیطان کا راستہ ہوگا۔ آپ منزل مقصود پر نہیں پہنچو گے جب تک تم ان انعام یافتہ کے پیچھے نہیں چلو گے۔ اللہ تعالیٰ نے جان بوجھ کر صراط کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کہ میری تیری نگاہ ان کے قدموں پر ہو ان کے سر پر نہ ہو۔ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری نگاہ کہاں پر مرکوز کی ہے۔ فرمایا کہ قدم دیکھو۔ راہ دیکھو کہ جس پر وہ قدم لگے ہوئے ہیں۔ پہلے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی مثال بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے جو ہمیں صراط مستقیم دکھایا ہے اور وہ ایک ہی فقرہ ہے کہ یا اللہ بنام حرمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے حضرت آدم علیہ السلام کی سنت سے معلوم ہوا کہ جب تک وسیلہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں تب تک گناہ معاف نہیں ہوں گے۔

نہ نیر دہایاں بن دی اے نہ دکھڑے سنایاں بن دی اے

نہ تسبیح کھڑکایاں بن دی اے نہ کعبے جلیاں بن دی اے

خدا دے سوہنیا محبوبا گل تیرے بنایاں بن دی اے

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جو آدم ثانی ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے دُعا فرمائی کہ یا اللہ نو سو پچاس (950) سال سے تبلیغ کر رہا ہوں لیکن کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ کسی نے مجھے نہیں مانا ہے۔ کسی نے ہدایت قبول نہیں کی ہے۔ یا اللہ ان کو غرق کر دے۔ حکم ہوا کہ کشتی بناؤ اور جو تجھے ماننے والے ہیں ان کو کشتی میں سوار کر لے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حکم ربی کی تعمیل کی۔ کشتی بنائی تو قوم ہنسنے لگی کہ یہاں جنگل میں کشتی تیار ہو رہی ہے۔ یہاں کون سا پانی ہے۔ کہ جس میں کشتی چلے گی۔ فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تمہیں جلد سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ کشتی تیار ہو گئی تو اپنے 86 نفوس ماننے والوں کو اس میں سوار کر لیا۔ جانوروں اور پرندوں کے جوڑے بھی اس کشتی میں سوار کر لئے تو پانی کا طوفان آ گیا۔ زبردست پانی اور اسکی لہریں اٹھیں۔ وہ کشتی بھی ڈولنے لگی تو کشتی کے سواروں کی چیخیں نکل گئیں کہ باقی تو سب کچھ ڈوب گیا لیکن ہماری بھی خبر نہیں ہے۔ قوم نے کہا اے نوح علیہ السلام کچھ حیلہ کرو کہ کشتی ڈوبنے سے بچ جائے حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ تیرا وعدہ تھا کہ کشتی کے سوار بچ جائیں گے لیکن صورت حال کچھ ایسی بن گئی ہے کہ ان کے بچنے کی بھی کوئی اُمید نہیں رہی۔ فرمایا کہ کشتی کی پیشانی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دو۔ اس کو قرار آ جائے گا۔

اگر نام محمد رانیا دروے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجات

اگر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو قرار آیا ہے اور وہ تیری گئی ہے تو وہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تیری ہے۔ اگر تیری بیڑی بھی تیری ہے تو وہ نام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے ہی تیرے گی۔ یہ صراط مستقیم کا سبق ہمیں مل رہا ہے۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں تبدیل ہو چکی ہیں ان کی کتب میں بہت زیادہ تحریف پیدا ہو چکی ہے۔ کچھ ان میں اضافہ ہو چکا ہے کچھ کمی واقع ہو گئی ہے ان کی کچھ عبارتیں تبدیل کر دی گئی ہیں لیکن جو کچھ قرآن مجید میں ہے جو کچھ احادیث مبارکہ میں ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکے گی کہ قرآن کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔ میں وہ کچھ بیان کر رہا ہوں کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ تو صحیح ہے۔ قرآن لا ریب فیہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وقیلہ (الزخرف ۸۸) ”مجھے اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہنے کی بھی قسم“ جب نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کشتی نوح علیہ السلام پر لکھا گیا تو اسے فوری طور سے قرار آ گیا۔ اور وہ تیر گئی اگر آپ بھی تیرنا چاہتے ہیں تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑیں۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عظیم المرتبت ہستی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ظلیل ہیں۔ میں ان کے عمل کا بتاتا ہوں کہ جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ ہم اس کی تقلید کریں ان کے نقش قدم پر چلیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا فرمائی ہے جو ایصال ثواب بھی ہے کہ جس سے دوسرے فرقوں والے ہمیں روکتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یہ شرک ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اعمال سے بخشش ہوتا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بخشش دُعا سے ہوگی۔ عرض کیا رب اجعلنی مقيم الصلوة ومن ذریعتی ربنا وتقبل دُعا ربنا اغفر لی والوالدی واللمومنین یوم یقوم الحساب (ابراہیم ۴۰) ”اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ۔ اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب میری دُعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہو گا۔ یا اللہ مجھے نمازی بنا اور میری اولاد

کو بھی نمازی بنا۔ میری دُعا سن اور قبول فرما۔ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور قیامت تک آنے والے تمام مومنوں کو بخش دے۔ لوگ کہتے ہیں کہ شرک ہے بدعت ہے جو کوئی کچھ عمل کرتا ہے وہی کام آتا ہے۔ اسی سے نجات ہوتا ہے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت تک کے آنے والے مومنین کے لئے بخشش کی دُعا کر رہے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم ہیں۔ یہ ایک اولوالعزم نبی علیہ السلام کا بتایا ہوا صراط مستقیم ہے۔ بلکہ وہ اس امت کے جد امجد ہیں۔ ہم دین حنیف پر ہیں۔ یہ دین ابراہیمی ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم یہ ہیں کہ اپنے لئے بھی بخشش کی دُعا مانگو اپنے والدین کے لئے بھی مانگو اور تمام مومنین کے لئے بھی دُعا مانگو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مومنین کے لئے بخشش کی دُعا مانگے تو جتنے بھی مومنین، مومنات، مسلمین، مسلمات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آئیں گے ان کی تعداد کے برابر دُعا مانگنے والے کے لئے نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود شریف بھیجنے کا حکم فرمایا۔ یہ درود ابراہیمی ہے جو ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے نبی علیہ السلام کا نام نہیں لیا۔ اس لئے کہ جتنی خیر خواہی امت محمدیہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی ہے وہ کسی دوسرے نے نہیں کی۔ فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجئے جو اور ان کے لئے دُعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر درود اور ان کی آل پر درود بھیجئے اور برکت بھی بھیجئے۔ آج اگر نماز میں کسی نبی علیہ السلام کا نام آ رہا ہے تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں بلکہ وہ اکیلے ہی نہیں ان کے ساتھ ان کی آل کا بھی نام نماز میں لیا جا رہا ہے اور نام لیا جاتا رہے گا۔ یہ صراط مستقیم کے چند نقوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے روشنی لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا

ایک یہودی تھا کہ پانچ سو سال اس کی عمر تھی۔ ساری عمر گناہ آلود تھی کوئی نیکی اس کے پلے میں نہیں تھی۔ وہ بہت ظالم قسم کا بندہ تھا۔ کوئی اس کے سامنے بول نہیں سکتا تھا۔ وہ مر گیا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف بہت غصہ اور نفرت تھی۔ لوگوں نے اس کو دفن کرنے کی بجائے اس کے پاؤں میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے لے گئے اور باہر روڑی پر پھینک دیا۔ کہ اس کو جانور کھا جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اس کو اٹھاؤ اس کو غسل دو، کفن دو اور اس کی نماز جنازہ پڑھاؤ اور اعلان کر دو کہ جو کوئی اس کی نماز جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ لوگ حیران ہوئے کہ اتنا بڑا ظالم انسان لیکن نہ صرف کہ خود بخشا ہوا ہے بلکہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے والا بھی بھی بخشا جا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی پھر عرض کیا کہ یا اللہ اس کی بخشش کس طرح سے ممکن ہوئی ہے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیری شریعت کے مطابق واقعی اس کی بخشش ممکن نہیں تھی۔ اور یہ اسی سلوک کی لائق تھا جو قوم نے اس کے ساتھ کیا ہے لیکن مجھے صرف ایک لحاظ ہے جس کی بنا پر میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ ایک دن اس نے توریت کھولی تو اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر تھی اس نے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا۔ یہ اس کی بخشش کا ذریعہ بن گیا۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ ابھی اپنے ہاتھ سے ہی اپنی ہتھیلی پر لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر اسے بوسہ دے دو۔ یہ تمہاری بخشش کا ذریعہ بن جائے گا۔ اس یہودی کی بخشش ہو گئی اور اس بخشنے ہوئے کا ذکر کرنے سے آج ہماری بھی بخشش ہو رہی ہے۔ یہ نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اور آپ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کفیل تھے۔ عرض کیا کہ یا اللہ اب میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں میرے سر کے بال بھی چاندی کی طرح سفید ہو چکے ہیں۔ مہربانی فرما اور مجھے اولاد دینے عطا فرما دے۔

میرا وارث پیدا فرما دے۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہاں بے موسم کے پھل پڑے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ اے مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ پھل کہاں سے آئے۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ آپ نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ اے اللہ اگر تو مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے موسم پھل دے سکتا ہے تو میں بھی بے موسم ہو چکا ہوں۔ میری جوانی گزر گئی ہے۔ بڑھاپا آ گیا ہے۔ طاقت بھی نہیں رہی اگر حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے موسم کا پھل مل سکتا ہے تو مجھے بھی بے موسم میں بیٹا عطا ہو سکتا ہے۔ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قریب کھڑے ہو کر دُعا کہ یا اللہ مجھے نیک اور صالح بیٹا عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمادیا۔ اس میں سبق کیا ہے کہ اگر دُعا مانگتی ہے تو قرب ولی میں دُعا مانگو۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جا کر دُعا مانگو۔ پاکپتن شریف جا کر دُعا مانگو۔ بغداد شریف جا کر دُعا مانگو۔ جہاں کوئی ولی ہو یا ولیہ ہو ان کے قرب میں دُعا قبول ہوتی ہے۔ یہ ماننا ہوں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں مانگا۔ لیکن ان کے قرب میں رہ کر مانگا ہے تم داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مانگو کہ یہ بھی شریعت میں جائز ہے ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر مانگو یہ بھی جائز ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا سے ہمیں سبق ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انعام یافتہ میرے نبی ہیں۔ اور جس راستے پر وہ چل رہے ہیں وہ صراط مستقیم ہے قرب ولی میں دُعا مانگنا صراط مستقیم ہے۔ جب تک زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ نکلے اس میں کوئی پختگی نہیں ہے۔ کسی دوسرے کے منہ سے نکلی بات کسی وقت بھی غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ بارگاہ عالیہ سے رد بھی ہو سکتی ہے مٹ بھی سکتی ہے لیکن جو زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے وہ حق ہے۔ وصال شریف کے وقت عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو تبرکات ہیں دستار مبارک ہیں۔ قمیص مبارک ہے۔ جوتی مبارک ہے یہ کس کو دیں۔ کون اس لائق ہے کہ اس کو یہ تبرکات دئے جائیں۔ فرمایا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دئے جائیں۔ فرمایا اے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ میرے تبرکات لے کر جانا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر اسے کہنا کہ میری اُمت کی بخشش کے لئے دُعا کرے۔ اب دیکھیں کہ عشرہ مبشرہ میں نمبر دو اور نمبر چار پر صحابی کہ ایک کی عدالت اور دوسرے کی شجاعت مشہور ہے۔ جلیل القدر صحابہ کرام ہیں کوئی معمولی درجہ والے نہیں ہیں۔ وہ ڈرنے والے نہیں ہیں۔ وہ حکم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جارہے ہیں۔ کوئی ان کا اپنا مقصد اور غرض نہیں ہے۔ حالانکہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ دلی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بلند ہے۔ ستر ہزار اغیاث ہوں ان کی عظمت ایک طرف اور دوسری طرف یہ کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑی پر سوار ہو اور اس سواری کے پاؤں سے مٹی اُڑے تو اس مٹی کی عظمت ان تمام اغیاث کی عظمت سے بڑھ کر ہے۔ اب دو نہایت ہی عظمت والے صحابہ ایک دلی کے در پر جارہے ہیں۔ ہمارے لئے صراطِ مستقیم کی نشان دہی فرما رہے ہیں کہ دلی کے در کی طرف جانا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لائیں اور شیطان کا کام ہے کہ وہ لوگوں کو صراطِ مستقیم سے ہٹائے۔ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ 19-05-06

ہم غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

نحمده ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العلمین اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکک یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ۔

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اُجالا ہو گا
معزز حاضرین ایک شعر پڑھا گیا ہے کہ

جو ہوا ہے وہ ہوا ہے کرم سے تیرے
جو ہو گا وہ ہو گا کرم سے تیرے
اور ایک شعر پڑھ کر وہ چلے گئے ہیں کہ

ہم ہیں غلام ان کی غلامی پہ ناز ہے
پچپانے جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم

اس شعر کا کیا مطلب ہے اور اس شعر کی کیا عظمت ہے۔ حشر کے دن پوچھا جائے گا کہ تم کون ہو۔ اگر کوئی کہے کہ میں نمازی ہوں تو کچھ نہیں بنے گا۔ کوئی کہے کہ میں کلمہ کو ہوں تو کچھ نہیں بنے گا کوئی اگر کہے کہ میں حاجی ہوں پھر بھی کچھ نہیں بنے گا کوئی یہ کہے کہ میں حافظ قرآن ہوں کچھ نہیں بنے گا۔ کوئی کہے کہ میں قاری ہوں تو کچھ نہیں بنے گا۔ کوئی کہے کہ میں مجاہد ہوں کچھ نہیں بنے گا۔ کوئی کہے کہ میں غازی ہوں کوئی کہے کہ میں شہید ہوں پھر بھی کچھ نہیں بنے گا۔ اگر کسی بات نے کچھ بنانا ہے تو پھر جب کسی سے یہ پوچھا جائے کہ تم کون ہو تو وہ کہے کہ میں غلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ آپ کہیں گے کہ

یہ بات کہاں سے آگئی۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو قیدی بن گئے۔ دشمن نے ان کو پکڑ لیا اور جیل میں بند کر دیا۔ اسے کسی طرح سے معلوم ہو گیا۔ کہ مسلمانوں کی فوج آئی ہوئی ہے اس نے چاہا کہ وہ کسی طرح سے آزاد ہو جائے اور بھاگ کر اسلامی لشکر کے ساتھ مل جائے اللہ کی قدرت کہ وہ کسی طرح سے جیل سے بھاگ گیا کہ اسلامی لشکر کے ساتھ مل جائے۔ راستے میں جنگل تھا۔ وہ جب جنگل میں پہنچا تو وہاں ایک شیر سامنے سے آگیا۔ شیر اس پر حملہ کرنے والا ہی تھا کہ اس نے کہہ دیا کہ اے شیر دیکھ کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ شیر اس کے قدموں میں گر پڑا اور اس کے قدموں کو چاٹنے لگا۔ اور اس سے اپنی دوستی ظاہر کرنے کے لئے اس کی غلامی کرنے کے لئے اپنی دم کو ہلانے لگا۔ اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ اے شیر مجھے اسلامی لشکر کے ساتھ ملا دو۔ وہ شیر آگے آگے چل دیا کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہوتا ہے جیسا کہ کوئی اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر طرف سے حفاظت کر رہا ہے اور اس کی غلامی میں جا رہا ہے۔ وہ کیوں اس کی غلامی اختیار کر رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ شیر جنگل کا بادشاہ ہے لیکن غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کر رہا ہے۔ جب لشکر نظر آنے لگا تو شیر واپس چلا گیا۔ تو کس طرح سے اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان بچ گئی۔ اس طرح سے کہ اس نے کہا کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔ اگر وہ کہتے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تو پھر شیر بھی یہ کہتا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا ہی بندہ ہوں اور اس نے مجھے شکار عطا کیا ہے اس نے میرا رزق بھیج دیا ہے میں تمہیں ابھی کھانا ہوں۔ لیکن شیر نے اسے کھلایا نہیں اس کی جان بخشی ہوئی ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو ، تو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

عبد کا مطلب غلام ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی درج بالا واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ شعر فرماتے ہیں کہ اے رضا تو ذرا بھی خوف نہ کر کہ تو جہنم میں جائے گا۔ کیونکہ تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ تیرے لئے امان ہے کہ تو بچ جائے گا اور جنت میں چلا جائے گا۔ امتی کے معنی بھی غلام کے ہیں۔ ہماری اگر بچت ہے تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں سگ مکہ ہوں تو کوئی پتہ نہیں کہ وہ کون ہے کوئی کہے کہ میں سگ کعبہ ہوں تو کوئی علم نہیں کہ وہ کون ہے۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ میں سگ طیبہ ہوں میں سگ مدینہ ہوں پھر پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اچھے عقیدے والا بندہ ہے۔ نسبت محمدی سے پتہ چلتا ہے اور ہماری ان سے کیا نسبت ہے کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ہم ان کے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ هو الغفور الرحیم (الزمر ۵۳) "تم فرماؤ اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے" اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ تم اپنے عباد سے کہہ دو۔ عباد کے معنی بندے، غلام یا امتی کے ہیں اور امتی کے معنی بھی غلامی ہی ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ان کے بندے ہیں غلام ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بندے اور غلام ہیں دوسرے یہ کہ عبد کو غیر اللہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں مگر اس وقت عبد کے معنی غلام ہوں

گئے۔ حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں یہ ہی ترجمہ بہتر ہے کہ اے میرے بندو یعنی نبی کے بندے کیونکہ اگر اللہ کے بندے مراد ہوں تو یسقول اللہ پوشیدہ ماننا پڑے گا کہ اس سے پہلے قل آچکا ہے۔ اگر یہاں اللہ کے بندے مراد لئے جائیں تو پھر اس میں کفار بھی شامل ہو جائیں گے کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں اور انہوں نے بھی زیادتی کی ہے۔ لہذا اس آیت مبارکہ میں عباد سے مراد مومن گنہگار ہے نہ کہ کافر۔ کیونکہ کافر اگرچہ اللہ کا بندہ تو ہے مگر رسول کا بندہ اور غلام نہیں ہے۔ اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بندوں اور غلاموں سے خطاب ہو رہا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم (النور ۲۴) اور نکاح کرو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔ "یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بندوں اور کنیزوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کے نکاح کر دو اس لئے ہر امتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بندہ اور غلام ہے چاہے وہ مرد ہے کہ عورت۔ ان ہر دو آیات سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر اللہ کی طرف کر سکتے ہیں۔ لہذا عبد النبی یا عبد الرسول کہہ سکتے ہیں۔ صاحب در مختار کے شیخ کا نام عبد النبی تھا۔ سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کنت عبداً وخادمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد یعنی بندہ اور خادم تھا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (النور ۵۴) "تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا" اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں سے فرما دو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقاً اطاعت کریں۔ ان کا ہر حکم مانیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مطاع مطلق ہیں۔ ان کا ہر حکم ہر حال میں ماننا ضروری ہے اور حکم غلام ہی مانا کرتے ہیں اس سے بھی یہ ظاہر ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانے وہ ان کا بندہ اور غلام ہے۔

ہمیں اپنا وہ کہتے ہیں محبت ہو تو ایسی ہو
ہمیں نظروں میں رکھتے ہیں عنایت ہو تو ایسی ہو

مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف "جاء الحق" میں فرمایا کہ عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ، عبد اعلیٰ وغیرہ نام رکھنا جائز ہے جب کہ عبد کے معنی غلام کے لئے جائیں اور عبد بمعنی عابد اس وقت لیا جائے گا جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ عبد کے معنی غلام اور عابد دونوں طرح سے لئے جاتے ہیں۔ لیکن عبد نسبت کے لحاظ سے استعمال ہوتا ہے۔ لہذا اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بندہ کہنا جائز ہے۔ یہ قرآن وحدیث اور فقہاء کے اقوال سے ثابت ہے۔

مثنوی شریف میں مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا

بندہ خود خواند احمد در اشاد
جملہ را بخوان قل یا عباد

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا دوسری جگہ پر مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو

کرد مش آزاد ہم بر روئے تو

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر لائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ ہم دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے بندے ہیں اور میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آزاد کرتا ہوں۔ اس واقعہ کو مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں درج بالا شعر میں بیان فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ قد كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فكنت عبده وخادمه میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا پس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ اور خادم تھا۔ حاجی امداد اللہ دیوبندی عالم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ عباد اللہ کو عباد الرسول بھی کہہ سکتے ہیں۔ عرب والے عام طور پر لفظ عبدی استعمال کرتے ہیں جس طرح سے کہ ایک شاعر لکھتا ہے۔ الواهب المآء تنه الهجان عبدا

اس ساری بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بندے اور غلام ہیں۔

ہم ہیں غلام ان کی غلامی پہ ناز ہے

پچائیں جائیں گے اسی نام و نشان سے ہم

ایک صاحب ہماری آج کی اس محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان کی پیدائش ہوئی تھی تو ان کو یہ علم ہے کہ اس کو "گھڑتی" کس نے دی تھی اور اس وقت اس کے پاس کون کون کھڑا تھا۔ اور "گھڑتی" دینے والے نے کون سا لباس پہنا ہوا تھا۔ پیدائش کے دو چار گھنٹے بعد گھڑتی دیتے ہیں کہ نومولود کے منہ میں ایسی چیز جو میٹھی ہوتی ہے شہد ہو کہ چینی ہو وہ ڈالتے ہیں اس کو گھڑتی کہتے ہیں۔ اب دو چار گھنٹے عمر کے بچے کو علم نہیں

ہوتا کہ گھڑتی کون دے رہا ہے اس کی تو ابھی آنکھیں بھی نہیں کھلتی آپ حیران ہوں گے کہ اتنی عمر کے بچے کو علم ہو گیا کہ اس کو گھڑتی کون دے رہا ہے اس کا لباس کیا ہے اس کے پاس اور کون کون کھڑا ہے۔ یہ ممکن ہے اور حیرانی والی بات نہیں ہے۔ جب سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی والدہ ماجدہ مدرسے میں تعلیم دلوانے کے لئے پہلے روز لے کر گئیں۔ اور اُستاد محترم نے فرمایا کہ بیٹا پڑھو۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھنا شروع کیا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد لله رب العلمین۔ چودہ پارے زبانی سنا دئے اور فرمایا کہ اس سے آگے اب آپ پڑھاؤ۔ اُستاد محترم نے فرمایا کہ بیٹا یہ تو نے کہاں سے حفظ کر لئے ہیں فرمایا کہ میں شکم مادر میں تھا میری والدہ ماجدہ حافظہ تھیں وہ چکی ٹھتی تھیں تو ساتھ ساتھ تلاوت قرآن مجید کا ورد بھی کیا کرتی تھیں میں نے وہ سن سن کر چودہ پارے حفظ کر لئے ہیں۔ اگر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ شکم مادر میں چودہ پارے حفظ کر سکتے ہیں تو ان کے غلام کو پیدا ہوتے ہی پتہ چل سکتا ہے کہ ان کو "گھڑتی" کس نے دی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں جب شکم مادر میں تھا تو اس وقت لوح محفوظ میں چلنے والی قلم کی آواز کون سن لیتا تھا۔ اور جب چاند عرش عظیم کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ ریز ہوتا تھا تو میں اس کی آواز بھی سن لیتا تھا۔ اس صاحب کو یہ بات جو حاصل ہوئی کہ وہ جانتے ہیں کہ اسے گھڑتی کس نے دی یہ صرف غلامی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے۔ جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر ہوتی ہے اسے سارے جہان کی خبر ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگایا گیا تو آپ کی پاک دامنی کی کوایسی کس نے دی۔ آپ کو اس الزام سے بری کس نے کرایا۔ ایک بچے نے کرایا جو چند یوم کا تھا۔ اس نے بول کر کوایسی دی کہ اگر قیص آگے

سے بھٹی ہے تو یہ مجرم ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے بھٹی ہے تو یہ بری ہیں اور جب دیکھا گیا تو قمیص پیچھے سے بھٹی ہوئی تھی۔ بچے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی کوایی دی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب سے نبی ہیں فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام گارے اور مٹی میں تھے۔ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کون سی چیز کو پیدا فرمایا گیا۔ فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کو بھی یہ طاقت اور تصرف عطا فرمایا ہے کہ وہ یہ جان سکتے ہیں کہ ان کو گھڑتی کس نے دی تھی۔

تیرے کرم نے سنوارا میرا اندازِ حیات
اگر میں تیرا نہ ہوتا تو سب دنیا ہوتا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں تیرا غلام نہ ہوتا تو سب دنیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین
خطاب برہائش حاجی محی الدین صاحب

09-09-05

حصہ - 20

نعت شریف

عارضِ خمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
 عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں
 جا بجا پر تو گلن ہیں آسمان پر ایڑیاں
 دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ اختر ایڑیاں
 نجمِ گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
 عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں
 دب کے زیرِ پا نہ گنجائش سامنے کو رہی
 بن گیا جلوہ کف پا کا ابھر کر ایڑیاں
 ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
 جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں
 دو قمر دو منجہ خور دو ستارے دس ہلال
 ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں
 تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
 رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں
 ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
 رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں
 اے رضا طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
 شاد ہو ہیں کشتی امت کو لنگر ایڑیاں

پیش لفظ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ پیری فقیری میں طریق سلوک میں مریدین کیلئے سب سے بہتر چیز کون سی ہے۔ ہم مرید ہیں تو ہمارے لئے سب سے اچھا اور بہتر عمل کون سا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا۔ پھر پوچھا کہ جو آپ یہ فرما رہے ہیں کہ نیک لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا ضروری ہے کیا قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَكَلَّا فَكُفُّ عَنْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَقَبْتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ (ص: ۱۲۰) ”اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور اس سورت میں تمہارے پاس حق آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت“۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سابقہ انبیاء علیہم السلام کے حالات بیان فرمائے تاکہ تمہارے دل اقدس کو سکون اور استقامت ملے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ اور رحمت جب برسی ہے تو جس پر ایک چھینٹا بھی پڑ جاتا ہے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ گویا انبیاء علیہم السلام اور بزرگوں کے ذکر سے سکون قلب عطا ہوتا ہے۔ اور کوئی چیز سکون نہیں دیتی۔ دولت ملنے سے سکون حاصل نہیں ہوتا۔ سب سے زیادہ دولت مند قارون تھا جس کی ساری دولت اسی کے سر پر رکھی ہے اور وہ اس کے بوجھ تلے زمین کے اندر دھنس رہا ہے۔ نرود و فرعون، شداد بڑی حکومتوں والے تھے وہ اب سب سے زیادہ عذاب میں ہیں۔ حکومت سکون دینے والی چیز نہیں ہے۔ سکون اور راحت ذکر صالحین سے ہی ملنے ہیں ذکر انبیاء علیہم السلام اور سب سے بڑھ کر سکون دینے والی چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرے ثار کوئی کتنے ہی رنج میں ہو

جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

وسیلہ نجات میں جو کچھ بھی ہے وہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے ذکر اولیاء اللہ ہے اور یہ سب صرف اسی لئے ہے کہ لوگوں کیلئے سکون راحت اور نجات کا سامان پیدا کیا جائے۔ یہ سنت اللہ تعالیٰ بھی ہے۔ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی بھی سنت ہے۔

گلوں کو چوم لیتے ہیں سحر دم شینخی قطرے

جو ثناء مصطفیٰ سن لے وہ چمن میلا نہیں ہوتا

یہ جو حاضرین تشریف فرما ہیں یہ بندوں کا چمن ہی ہے۔ اس میں میلے کھیلے بھی ہیں گناہگار

بھی ہیں۔ اس ”چمن“ میں جب ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نعت و نثر کی صورت میں ہوتا ہے تو سب نورانی ہو جاتے ہیں کوئی بھی میلا نہیں رہتا۔ سب کے گناہ و حل جاتے ہیں یہی سارا ذکر وسیلہ نجات میں قارئین کے مطالعہ اور استفادہ کیلئے پیش کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اسے جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ وسیلہ نجات کو ہر دل میں ہر گھر میں اور ہر ملک میں پہنچائے۔ یہ وَرَقَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں ہماری طرف سے کچھ نذرانہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خاص کرم سے ہماری اس مودبانہ کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

وسیلہ نجات کا بیسواں حصہ حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی بہتر سے بہتر اشاعت کے لئے قارئین کی قیمتی آرا کا منتظر رہوں گا۔

طالب دعا

پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

22-08-07

یا اللہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا رسول اللہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ۝
عشق سرکار کی اک شمع جلا لودل میں بعد مرنے کے لحد میں اُجالا ہوگا

وسیلہ نجات فری لائبریری

قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اذہان میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جاگزین کرنے کیلئے وسیلہ نجات اور دینی کتب کا مفت مطالعہ کیجئے اور اپنا قبلہ درست کیجئے۔

آپ دارہ تبلیغ الاسلام اعتریشیل کی جانب سے کتاب ”آب کوثر“ مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ

حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

داعی الی الخیر حیمیاں شاہد تنویر مکان نمبر B-380/5

گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون 8862351 موبائل 0301-7169263

نیز محل میلاد شریف قمری لحاظ سے

ہر ماہ تیسرے بختے بروز ہفتہ بعد

از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

ذیر سرپرستی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	نعت شریف	۲
۲	پیش لفظ	۳
۳	نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۴
۴	سنت الہی	۱۲
۵	بہشتی دروازہ	۱۹
۶	محبت کی نشانی	۳۲
۷	اے دل تو اس گلی میں -----	۴۰
۸	کشف المحجوب	۵۱
۹	قائم مقام	۶۹
۱۱	زندہ دین کی پہچان	۸۲
۱۲	با ادب با نصیب - بے ادب بے نصیب	۱۱۰
12	بشریت - نورانیت اور روحانیت	۱۲۳
۱۳	کو بجی دے پردے کج وے	۱۴۴
۱۴	متقی کون	۱۶۲
۱۵	متقی کیسے بنتا ہے	۱۹۲

میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَسِيحِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا
مَسِيحِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی رفقوں کے سائے سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
درحبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو اک جہات بنتی ہے
اسی جہات سے بنتے ہیں انبیاء بھی انبیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بنتی ہے

معزز حاضرین! ربیع الاول کے حوالہ سے علماء کرام سے جو تقریریں سنی ہیں جو ان سے علم حاصل کیا ہے۔ اس کا خلاصہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ جب تمہیں اللہ کا فضل اور اللہ کی رحمت ملے تو خوشیاں مناؤ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان سب کے دھن دولت سے بہتر ہے۔“ لیکن وہ فضل اور رحمت کا تعین کچھ اس طرح سے کرتے ہیں کہ سمجھ نہیں آتی۔ کبھی وہ کچھ کہتے ہیں کبھی وہ کچھ اور کہتے ہیں لیکن اس طرح سے کوئی بات نہیں بنتی۔ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک نہیں پہنچتی بلکہ راستہ میں ہی ادھر ادھر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل کیا ہے اور اس کی رحمت کیا ہے اس کا تعین ہونا ضروری ہے۔ یہ وہ چیز ہے وہ ہستی ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر میں بیان کر دی ہے اور ایسی وضاحت کر دی ہے کہ کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں رہی۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اس کے علاوہ نہ کوئی اور فضل ہے اور نہ ہی کوئی رحمت ہے اگر ہے تو وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ علماء کرام فضل کا ترجمہ کبھی کچھ کرتے ہیں اور کبھی کچھ اور کرتے ہیں۔ پروفیسر صاحب میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ بندہ Confuse ہو جاتا ہے۔ جی بتائیے Confuse کیا ہوتا ہے۔ (تلی بخش جواب نہ پا کر) اب دیکھیں کہ یہ بھی Confuse ہو گئے اور میں بھی Confuse ہو گیا۔ پتہ نہیں چلتا کہ کس طرح جانا ہے

اور کہاں جاتا ہے۔ لیکن جب ہم یہ شعر پڑھتے ہیں تو ہماری نظر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں تک پہنچ جاتی ہے۔

۔ وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
ابھی ابھی کلڑہ شریف سے آپ کے پیر بھائی سلام لے کر آئے ہیں وہ تو سلام کہتے ہیں
لیکن میں خیرات کہوں گا۔ ان کی قبر سے سلام لے کر آئے ہیں۔ ان کا ایک شعر ہے۔

ایس صورت نوں میں جان آکھاں

جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں

جس شان توں بنیاں سب شاناں

فضل بھی انہی سے بن رہا ہے، رحمتیں بھی انہی سے بن رہی ہیں۔ ہر چیز انہی سے بن رہی ہے اور کوئی ذریعہ ہی نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی اور دروازے سے کسی اور در سے دے۔
صرف درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ جہاں سے جہان کو ملتا ہے۔

۔ بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کتنا Clear، کتنا واضح، کتنا روشن ہے کہ ہر چیز مرکوز ہو گئی ہے لفظ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ مُحَمَّدٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کے سوا دنیا و کائنات میں کچھ نہ ہو۔

۔ بہترین و بہترین انبیاء

جز محمد نیست در ارض و سماء

اس کائنات میں فیض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اب یہ ہے کہ آپ فضل کہاں تلاش کرو گے کہ یہ فضل ہے وہ فضل ہے۔ علماء کرام فضل کبھی علم کو کہتے ہیں کبھی قرآن مجید کو کہتے ہیں کبھی کسی حکمت کو کہتے ہیں۔ اللہ جانے انہوں نے فضل کی کئی تفسیر کی ہیں۔ کئی ترجمے کئے ہیں اور ان کے تمام ارشادات سر آنکھوں پر۔ لیکن اگر کوئی بات واضح ہو جائے تو بندہ سیدھے راستے پر لگ جاتا ہے۔

۔ لا ورب العرش جس کو ملا ان سے ملا

بنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

اگر کہیں میری تیری نظر ہے تو وہ مدینہ منورہ در اقدس پر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور کہیں کوئی چیز نظر آتی نہیں ہے۔ آج لوگ ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں کہ یہاں سے فضل مل جائے اور ادھر سے رحمت مل جائے لیکن حشر والے دن کدھر جائیں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے پاس جائیں گے کیا خانہ کعبہ جائیں گے کیوں نہیں جائیں گے۔ اب تو بڑے زور لگا کر کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ ہاں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن وہ کسی وسیلہ سے دیتا ہے۔ پہلے آپ وسیلہ کا تو پتہ کریں۔ یہاں تو باتیں بنا رہے اعتراض کر رہے ہیں لیکن حشر والے دن اللہ تعالیٰ وَاحِدُ الْقَهَّار کی صورت میں جلوہ گر ہوگا۔ اسم منتقم کے ساتھ جلوہ فرمائے گا۔ آج جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست مانگنے والے ہیں اس روز اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کر سکیں گے اس طرف منہ نہیں کر سکیں گے۔ پھر سب در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آ جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں گے تو ہماری بخشش ہوگی۔

۔ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

باقی لوگوں کی تو بات چھوڑو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در اقدس پر کھڑے جھولی پھیلائے ہوئے ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے تو میری بخشش ہوگی۔ جو فضل ہے جو رحمت ہے وہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس ملک پر سایہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

۔ وہ نہ ہوں تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

بزم دہر میں کلیوں کا تقبم بھی نہ ہو

ہو نہ یہ ساقی تو سے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

حضرات جو کچھ بھی کرم ہوتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در سے ہوتا ہے لیکن کرم ہوتا کیا ہے اس کا بھی پتہ چلنا چاہئے جو کرم ہوتا ہے وہ کیا ہے ہم یہ محفل سجائے بیٹھے ہیں یہ نعت شریف پڑھ رہے ہیں۔ سن رہے ہیں ان کے گیت گارہے ہیں ان سے ہمیں کیا ملا ہے۔ اکنامکس تو یہی کہتی ہے کہ مجھے ملنا چاہئے۔ یہ سامنے والا مکان ایک کڑوڑ روپے کا ہے تو وہ مالک کا ہے اس میں میرا حصہ تو نہیں ہے۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب کچھ ہیں تو کیلیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ

علیہ وسلم ہمیں بھی اس کا کوئی صلہ عطا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں تو بتا ہی تمہارے لئے ہوں۔
 حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ (التوبہ ۱۲۸) ”تمہاری بھلائی کے لئے نہایت چاہنے
 والے“ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی حرص کرتے ہیں۔ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔ ہمیں اپنی فکر لگی ہوئی
 ہے کہ میری ماں مجھ سے نیکی مانگے گی۔ تیری ماں تجھ سے نیکیاں مانگے گی۔ تیری بہن تجھ
 سے نیکیاں مانگے گی اور تو اس سے نیکیاں مانگے گا۔ سب نفسی نفسی پکاریں گے یا اللہ مجھے بچا
 لے یا اللہ مجھے بچا لے۔ اس روز صرف ایک ہستی کہ جس کا آپ آج میلاد منار ہے ہیں وہ
 کہہ رہی ہوگی یا امتی، یا امتی۔ اے میرے امتی آ میں تجھے جنت میں لے جاتا ہوں۔ آئیے
 حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ ہم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم منار ہے ہیں۔ اس کا کیا فائدہ ہے دوپہر سے لگے ہوئے ہیں انتظامات کر رہے ہیں۔
 سانس پھول رہی ہے بھاگ دوڑ کر رہے ہیں ہر شخص مصروف نظر آ رہا ہے۔ پروفیسر صاحب
 کی کمر دوہری ہو رہی ہے، صدر صاحب کا پتہ نہیں کیا حال ہو رہا ہے۔ باقی کچھ دوست جو
 میرے قریب ہیں یہ ابھی آئے ہیں اور موج کر رہے ہیں اور باقی اور بھی ہیں جنہوں نے
 انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے تو ہم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے
 ہیں کہ ہم یہ جو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منار ہے ہیں اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوا وہ
 فرماتے ہیں کہ اگر تم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک روپیہ خرچ کرتے ہو تو تمہارا
 گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ کیوں جی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا
 مزد تو آیا ہے نا۔ (نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت لگتا ہے) آپ نے نعرہ تکبیر لگایا ہے نعرہ رسالت
 لگایا ہے تو نعرہ صدیق اکبر کیوں نہیں لہذا نعرہ لگاؤ نعرہ صداقت۔ یا حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نعرہ عدالت۔ یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نعرہ سخاوت۔ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نعرہ حیدری۔ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تو نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے بعد یہ نعروں کی ترتیب ہے یہ سینوں کی ترتیب ہے اور نعرے بھی ہیں کوئی اور ترتیب بنانا چاہتے ہو تو ضرور بنا لو لیکن قبول نہیں ہوگی۔ جن نعروں میں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر نکل جائیں وہ نعرے ہی نہیں رہتے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ایک سوانٹ میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان کئے۔ ہم نے تو چھ دیکیں پکائی ہیں تو ہماری بس ہو گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس وسائل نہیں تھے۔ ان کے پاس تین روٹیاں تھیں آپ نے ان کے ٹکڑے کر کے تقسیم فرمادئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوانٹ بھی قبول فرمائے اور تین روٹیاں بھی قبول فرمائیں۔ یہ میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دہلی میں ایک بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں شاہ عبدالرحیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی ہیں آپ میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل منایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ وسائل میں کی تھی۔ آپ نے اپنی ٹوپی بیچ دی اور اس کے چنے منگوا کر میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ رات خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت کا شرف بخشا اور آپ نے دیکھا جو چنے منگوا کر میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا تھا وہ چنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچہری میں پہنچے ہوئے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور ان میں سے تناول بھی فرما رہے ہیں۔ بہانے جوید۔ بہانہ مے جوید۔ اللہ تعالیٰ زیادہ نہیں چاہتا بلکہ وہ تو تمہاری نیت اور تمہارے دل کو دیکھتا ہے کہ کس دل سے میلا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے۔ پھر ہم نے جن کافرہ۔ نعرہ عدالت۔ لگایا ہے ان سے عرض کرتے

ہیں کہ یا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے کیا ہمیں اس کا کوئی فائدہ ہے۔ آپ ہماری راہنمائی فرمائیں۔ لوگ ہمیں بدعتی کہتے ہیں۔ کیا ہم بدعت کر رہے ہیں۔ ہمیں ان مکروں سے بچائیں ان کے فتووں سے بچائیں۔ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنا اسلام اور ایمان بچانا چاہتے ہو تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ آپ کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یاروں کی بات پر عمل کرنا اسی طرح سے لازم ہے کہ جس طرح سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حکم کریں اس کی تعمیل بھی لازم ہے۔ جو حکم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں اس پر عمل کرنا بھی لازم ہے۔ جو حکم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں اس پر عمل کرنا بھی لازم ہے۔ جو حکم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیں اس کی تعمیل بھی لازم ہے اور جو حکم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیں اس پر عمل کرنا بھی لازم ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ میلاد مصطفیٰ منانے کا کوئی صلہ ہمیں ملتا ہے کہ نہیں ملتا ہے۔ فرمایا بہت انعام ملتا ہے۔ اگر تم ادب اور تعظیم کے ساتھ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہو تو تمہارا درجہ اس مجاہد کی طرح ہو جائے گا جس نے جنگ بدر اور جنگ حنین میں حصہ لیا۔ اصحاب بدر سے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر بدری خواہ وہ غازی بن کر واپس آیا ہے یا وہ شہید ہوا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے جنت عطا فرمادی ہے اب وہ کچھ بھی عمل کریں وہ جنتی ہیں۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے۔ آپ نے انتظامات میں بہت دوڑ دھوپ کی ہے لیکن کرم اتنا ہوا ہے کہ پروفیسر صاحب بدر کے شہداء اور غازیوں میں آپ کا شمار ہو گیا ہے اس سے بڑی کیا غنیمت ہو سکتی ہے۔ کیا کچھ بھی نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے وہ

جتنا چاہیں نواز دیں جتنا چاہیں پھل لگا دیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرتے ہیں کہ ہم نے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے کیا اس میں ہمیں کچھ ملا ہے۔ فرمایا کہ اگر تم اپنا خاتمہ بالآخر چاہتے ہو تو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا کرو۔ اگر تم اپنا خاتمہ بالآخر نہیں چاہتے تو پھر جو تمہاری مرضی آئے کرو۔ بتیاں بجھا کر گھر چلے جاؤ اور فتویٰ لگائے جاؤ اور بے شک لگاتے جاؤ کہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ جو انتظامات آپ نے کئے ہیں جھنڈیاں لگائی ہیں۔ روشنیاں کی ہیں یہ سب سنت الہی ہے۔ سب سے پہلا میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے اور جنت کی حوروں نے منایا ہے اور جنتی عورتوں نے منایا ہے۔ ہم نے چند بلب لگائے ہیں کچھ ٹیوب لائٹیں لگادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کے ستارے زمین پر اتار دیے اور مکہ مکرمہ کے رہائشی کہنے لگے کہ کہیں یہ ستارے ہم پر نہ گر جائیں۔ ہم چند بلب لگا کر خوش ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے پورے آسمان کے ستارے اتار دیے۔ ہم نے چند جھنڈیاں لگائی ہیں اللہ تعالیٰ نے تین ایسے جھنڈے لگائے کہ ایک مشرق میں لگایا تو سارے مشرق میں سایہ ہو گیا۔ ایک مغرب میں لگایا تو سارے مغرب میں سایہ ہو گیا۔ ایک جھنڈا بیت اللہ شریف پر لگادیا۔ یہ تمام روشنیاں جو چمک رہی ہیں یہ نور ہی ہے اور ولادت باسعادت کے وقت اتنا نور نکلا کہ کائنات روشن ہو گئی۔ ہماری چھوٹی چھوٹی لائٹیں ہیں اس سے زیادہ ہماری بساط نہیں ہے یا اللہ تو اس کو قبول فرمائے کہ اس سے بڑھ کر ہماری استطاعت میں نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ولادت کے موقع پر اتنا نور نکالا جو کمرے کی دیواروں سے نکل کر تمام راستے کے پہاڑوں کو راستے سے حیر کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر بصرہ کی گلیوں تک پہنچ گئی۔ شام کے محلات اس نور میں نظر آنے لگے فارس

کے آتشکدے بجھ گئے۔ بت اوندھے منہ گر گئے۔ قیصر و کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے۔ یہ کون گرا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ میلادِ منانا شرک ہے بدعت ہے اگر ایسا ہے تو پہلا فتویٰ اللہ تعالیٰ پر لگائیں ہم پر کیوں فتوے لگا رہے ہیں۔ ہم تو سنتِ الہی پر عمل کر رہے ہیں۔ ہم حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشی منا رہے ہیں۔ ہم اپنے ملک پاکستان کا بھی میلاد مناتے ہیں۔ ہم اپنے ایٹم بم کا بھی میلاد مناتے ہیں۔ اپنے بیٹے کا بھی میلاد مناتے ہیں۔ کیوں کیا ایسا نہیں ہے اگر یہ میلادِ جائز ہیں تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا میلادِ منانا کیوں جائز نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ تمام میلاد منائے جاتے ہیں اپنی اولاد کا یومِ پیدائش مناتے ہوں۔ Happy Birth day to you مناتے ہو جن کی وجہ سے تمہیں اولاد عطا ہوئی ہے۔ ان کا میلاد نہ منایا جائے یہ کوئی کیا انصاف کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ولادت باسعادت کے موقع پر جنت کی حوریں اور جنت کی عورتیں بھیج دیں۔ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلی تھیں ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کی خدمت کیلئے جنت سے عورتیں گئیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بی بی سے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہاں سے تشریف لائی ہیں اس سے قبل میں نے آپ کو دیکھا نہیں ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں اور جنت سے آئی ہوں۔ پوچھا کہ آپ جنت کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں کیوں آئی ہیں۔ فرمایا کہ جنت میں بہاریں ہیں لیکن میں اس کے پاس آئی ہوں جو جنت کا مالک ہے لیکن میری حاضری کی ایک وجہ ہے کہ میں جنت میں رہتی تھی۔ میرے شوہر حضرت آدم علیہ السلام میرے ساتھ جنت میں تھے۔ ہم سے لغزش ہوگئی اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت سے نکال دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سری لکا میں

اور مجھے جدہ میں پھینک دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام مجھ سے دور کہیں ویرانوں اور جنگلوں میں گھومتے رہے۔ میں جدہ میں پھرتی رہی نہ کوئی گھر نہ کوئی مکان نہ خاوند ہی پاس تھا۔ اکیلی رہ گئی۔ برباد ہو کر رہ گئی۔ تین سو نو سال حضرت آدم علیہ السلام نے آنسو بہائے اور اتنے آنسو بہائے کہ جتنے تمام بندوں کے آنسو ہوں گے بلکہ ان سے بھی زیادہ آنسو صرف حضرت آدم علیہ السلام کے ہوں گے۔ بیت اللہ شریف کا طواف بھی کیا سجدے بھی کئے۔ معافیاں مانگیں لیکن بخشش نہ ہوئی لغزش کی معافی نہ ہو سکی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آ گیا فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تیری بس ہو گئی اب تو ایک فقرہ بول تو میں تمہیں ابھی بخش دیتا ہوں فرمایا صرف اتنا کہہ دے کہ یا اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بخش دے تو میں ابھی تمہیں بخش دیتا ہوں۔ جو نبی حضرت آدم علیہ السلام نے یہ فقرہ بولا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسی لمحہ معاف کر دیا۔ اور حضرت حوا فرماتی ہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ مجھے فرشتے کہاں سے لائے اور جبل رحمت پر مجھے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے کھڑا کر دیا۔ میرا گھر آباد ہو گیا۔ مجھے دوبارہ جنت میں مقام مل گیا۔ آج میں اس کی زیارت کرنے کے لئے آئی ہوں کہ جس کے نام نامی اسم گرامی کے صدقے ہماری لغزش معاف ہوئی میرا گھر آباد ہو گیا۔ ہم بھی گنہگار ہیں۔ گناہ ہم نے کئے ہیں اور کرتے ہیں آؤ ہم بھی کہتے ہیں کہ یا اللہ بحرمت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معاف فرما دے تو انشاء اللہ ہماری بخشش ہو گئی کتنی سی بخشش ہو گئی۔ پروفیسر صاحب کہیں گے کہ بار بار وہی بات ہوتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ بات پرانی ہے ضرور پرانی ہے لیکن اس کا ثواب ہر دفعہ نیا ہے ایمان کی تازگی کیلئے بات دہرائی جاتی ہے کہ شاید تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔ دو تین احادیث مبارکہ ہیں وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ فرمایا کہ تو ایک محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں آجائے تو تیری بیس لاکھ بری محفلوں میں شرکت کرنے کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ بیس لاکھ بری محفلوں کے گناہوں کی معافی ہو جائے گی۔ فرمایا کہ جب تم محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہو تو گناہ لے کر آتے ہو۔ ہم جو کچھ سب سے زیادہ کرتے ہیں وہ گناہ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن جب محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتی ہے تو وہ گناہ نیکوں میں بدل جاتے ہیں۔

۔ کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ لہجہ بڑا ہے

کوئی عمل کا مجھے کوئی غم نہیں ہے

کافی ہے میرے واسطے نسبت رسول کی

یہ نسبت رسول بخشتے ہوئی چاہئے۔ ڈبے کا کنڈا انجن سے جڑا رہنا چاہئے اگر ڈبے کا کنڈا انجن سے جڑا ہوا نہیں ہے تو انجن تو اپنی منزل پر چلا جائے گا لیکن ڈبہ ادھر ہی کھڑا رہ جائے گا اور آپ اس میں بیٹھے ہی رہ جائیں گے۔ اگر اپنے پیرومرشد سے نسبت رکھو گے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچ جاؤ گے۔ یہ نسبت ضرور پکی کر کے رکھیں تو پھر کوئی عمل کا کوئی غم نہیں رہے گا۔ عمل میں اگر کوئی کربھی لوگے تو یہ نسبت تمہیں بچالے گی۔ شعر اگر یوں پڑھا جائے کہ

۔ کوئی عمل کا مجھے کوئی غم نہیں

کافی ہے میرے واسطے ذکر رسول کا

تیسری حدیث مبارکہ یوں ہے کہ جو ہمیں حوصلہ دیتی ہے کہ جنت بہت دور ہے پروفیسر صاحب نے مجھے Estimate لگا کر دیا ہے۔ اندازہ لگایا ہے کہ اگر آپ اٹھارہ لاکھ

ساتھ ہزار میل فی سیکنڈ کے حساب سے تم دوڑو تو تمیں لاکھ سال میں صرف جنت کے کنارے پر پہنچو گے۔ جس طرح سے آپ اس میز کے کنارے تک آتے ہیں۔ جنت کے اندر نہیں پہنچیں گے۔ لیکن جب آپ محفل میلاد مناتے ہیں اس میں نعت خوانی کرتے ہیں تو جنت خود چل کر آپ کے قدموں میں پہنچ جاتی ہے۔ تم جنت کے پیچھے مت بھاگو تم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھاگو۔ جب تم ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہو تو جنت تمہارے پاس ہے۔

۔ دوزخ کو لوں کس لٹی ڈریئے تے جنت وایوں لالچ کریئے

ساڈی جنت اے تیرا دوارہ مدینے دیا جن سونہیا

تم نے جب بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو جنت چل کر تیرے قدموں میں آگئی۔ میں نے کئی دفعہ علماء کرام سے پوچھا ہے کہ جو جنت ہمیں تم نے دے دی ہے جس جنت میں ہمیں آپ نے حدیث مبارکہ کے مطابق بٹھا دیا ہے وہ کچی ہے کہ پکی ہے۔ یہ جگہ جو پٹال کی ہے وہ تو کچی ہے لیکن یا اللہ جو آپ نے یہاں جنت بنا دی ہے وہ کچی ہے کہ پکی ہے۔ یہ کرسی ابھی گھروالے لے جائیں گے۔ یہ میز بھی چلی جائے گی یہ سارا سازو سامان واپس جائے گا۔ لیکن یہ جگہ جو آپ نے جنت کی کیاری بنا دی ہے۔ جس جنت میں آپ نے ہمیں پہنچا دیا ہے وہ کچی ہے کہ پکی ہے۔ پوچھ لیں پروفیسر صاحب سے کہ میں نے علماء سے کتنی مرتبہ پوچھا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ جنت عطا کرتا ہے تو پکی ہی عطا کرتا ہے۔ وہ جنت کچی نہیں دیتا ہے۔ اس لئے یہ پکی جنت ہے جس میں آپ سب بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ جنت کس نے دی ہے۔ یہ جنت میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملی ہے۔

۔ شطاعت کے صدقے میں مجھے جنت ملی ہے

ورنہ عمل تھے میرے جہنم میں جانے کے قابل

اس شعر کو یوں بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ

۔ ذکر مصطفیٰ کے صدقے ہمیں جنت ملی ہے

عمل تھے ہمارے جہنم میں جانے کے قابل

آپ کا اس میں کیا معاوضہ لگا ہوا ہے۔ کچھ بھی نہیں بلکہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ ہم نے تو عارضی طور سے اوپری دل سے آپ کو بلایا ہے۔ مجازی طور پر بلایا ہے۔ ہم نے سارا زبانی جمع خرچ کیا ہے۔ ظاہری طور سے بلایا ہے کہ آپ آجائیں سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہو جائیں لیکن حقیقی طور سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے۔ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ ہم نے آپ کے لئے حلیم تیار کر لیا ہے۔ آپ حلیم کھانے کے لئے اپنا موڈ بنالیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا عطا فرمائیں گے۔ فرمایا کہ میں تمہیں جنت اور جنت کی تمام نعمتیں عطا کروں گا۔ لہذا احباب آپ کیلئے جنت چکی ہو گئی ہے اگر آپ کو جنت نہ ملے تو آپ میرا گریبان پکڑ لیں۔ اور میں دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوں گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عرض کیا ہے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی۔ میں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر تاثیر ہو گیا ہوں کہ آپ میرا گریبان پکڑ لیں اور میں دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوں گا۔ جی اب جنت تو مل چکی اور جنت کے علاوہ کیا مل گیا ہے اس کی طرف آئیں۔ جنت کا خیال چھوڑیں اب اس سے اعلیٰ چیز کی طرف آئیں۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

دیکھو کہ ولادت باسعادت کے موقع پر جنت کی حوریں اور جنتی عورتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آئی تھیں اگر قدم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اچھی اور اعلیٰ چیز جنت ہوتی تو وہ اس جگہ کو چھوڑ کر کیوں آتیں۔ اتنا طویل سفر طے کر کے انہیں حاضر ہونے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ پتہ چلا کہ وہ ادنیٰ سے اعلیٰ چیز کی طرف آئی ہیں ورنہ وہ کوئی اتنی سا وہ لوح تو نہیں ہیں۔ بے علم نہیں ہیں۔ وہ عقلمند ہیں باشعور ہیں کہ وہ جنت کو چھوڑ کر میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں آئی ہیں۔ آؤ کہ ہم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں چلتے ہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور جگہ دنیا و کائنات میں نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آپ میرا میلاد مناتے ہو۔ میرے گیت گاتے ہو۔ اگرچہ وہ میری شان کے مطابق میری شان کے لائق نہیں ہوتے۔

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

یہ شعر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پڑھا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی زبان سے اپنے کلام سے اپنی تقریر سے اپنی تحریر سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر سکتا۔ لیکن وہاں کا نام لے لے کر اپنی زندگی سنوار لیتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح ۴) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ یا اللہ آپ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتا ہوں۔ اکثر تفاسیر میں یہی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کر دیا۔ لیکن اس کا صل ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر انہیں راضی کرنے کیلئے بلند کر دیا۔ ہم نے بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے ان کا ذکر کیا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہمیں راضی کر دیا ہے آخر کتنا راضی کر دیا ہے کہ جو نبی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ مہربانی پوری کی پوری محفل کو اٹھا کر اپنے قدموں میں رکھ دیا ہے۔ آپ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ نظر عطا فرمائے اللہ تعالیٰ دیکھنے کی طاقت عطا فرمائے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمیں دیکھنے کی طاقت نہ سہی۔ ہم اندھے ہی سہی۔ ہمیں بالکل نظر نہیں آتا۔ ہاں چند بندے ایسے ہیں کہ جن کو نظر آ رہا ہے۔ چند اہل بصیرت بھی ہیں۔ اہل بصارت بھی ہیں۔ آنکھوں والے بھی ہیں جو اسی محفل میں بیٹھے ہیں لیکن اگر ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیکھ رہے ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آپ ان کو دیکھیں تو بہتر ہے یا یہ کہ وہ آپ کو دیکھیں تو یہ بہتر ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہمیں دیکھیں۔ وہی نظر عنایت فرمائیں تو بہتر ہے اور ان کے دیکھنے سے ہی ہماری بات بنتی ہے۔

۔ کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے

حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے

بیت اللہ شریف حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک موجود رہا۔ ہجرت کے بعد بھی مدینہ شریف میں ہوتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سترہ ماہ تک بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ بیت المقدس کی طرف

منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ مکہ مکرمہ میں بھی نماز فرض ہو گئی پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا نہیں فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں شکم مادر میں تھا کہ لوح محفوظ پر جو قلم چلتی تھی اس کی آواز میں سنتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی حقیقت کو جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تھی تو بیت اللہ شریف تین دن تک خوشی مناتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہائش گاہ دولت کدہ کی طرف جھکتا رہا۔ سجدہ کرتا رہا۔ خانہ کعبہ کی دیواریں جھکنے کے باوجود ٹوٹی نہیں تھیں ان میں دراڑیں نہیں آئی تھیں۔ جو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکتا ہے وہ ٹوٹتا نہیں ہے۔ اگر کسی اور طرف جھکے تو اس کی کمر دوہری ہو جاتی ہے اور ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیت اللہ شریف نے میری تعظیم کی ہے۔ اس کو انعام ملنا چاہئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میری امت کیلئے قبلہ جو ہے وہ خانہ کعبہ کو بنا دے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمنا تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ نماز ظہر ادا ہو رہی تھی۔ دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آ گیا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جس طرف تیری مرضی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف رخ پھریں میں اسے ہی قبلہ بنانا ہوں۔ خانہ کعبہ قبلہ بن گیا۔ مسجد قبلتیں میں دو محراب ہیں۔ ایک شمال کی طرف دوسری جنوب کی طرف۔ شمال کی جانب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز شروع کی۔ دو رکعت پڑھنے کے بعد جنوب کی جانب خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کیلئے مخالف سمت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چل کر تشریف لے آئے اور باقی دو رکعت نماز پڑھائی۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کو عزت دی۔ یہ عزت کیوں دی کہ اس نے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

منایا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے طواف کعبہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طواف کعبہ کیا تو کعبہ کی کوئی عزت نہ تھی اس کی کوئی بات نہ تھی۔ بیت اللہ شریف کو عزت اور عظمت اس وقت ملی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو شرف بخشا اور اس کو قبلہ بنا دیا۔ اور تمام نمازیوں کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ اور اسے یہ تصرف عطا فرمایا کہ جو کوئی بھی پہلی نظر اس کو دیکھے تو جو بھی دعا وہ مانگے وہ قبول ہو جائے گی۔ جب تیری نظر بیت اللہ شریف پر پڑے گی تو تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خانہ کعبہ کو عزت دی ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی ایسی عزت عطا فرمادی کہ جو کوئی بھی طواف کعبہ کرے گا وہ حجر اسود کا بوسہ ضرور لے گا۔ اگر بوسہ نہ لے سکے تو دور سے ہی اس کی طرف ہاتھوں سے اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کا بوسہ لے لو۔ دور سے ہی استلام کر لو یہ بھی حجر اسود کو بوسہ دینے کے مترادف ہو جاتا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجر اسود کے قریب کیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ مبارک حجر اسود کو لگ جائیں تو یہ ان کا بوسہ تصور ہو جائیگا۔ حجر اسود از خود بیت اللہ شریف کی دیوار سے باہر نکل آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونٹ مبارک سے لگ گیا کو یا کہ وہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بوسہ لے رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میلاد منانے کی خوشی کرنے کے صلہ میں حجر اسود کو یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ جب تو حجر اسود کا بوسہ لیتا ہے تو وہ تیرے سارے گناہ چوس لیتا ہے خانہ کعبہ کو یہ عظمت میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی وجہ سے ملی ہے اللہ تعالیٰ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی عجلت میں تیز تیز قدم مبارک سے چلتے ہوئے تشریف لے گئے اور حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر دستک دی۔ وہ جلدی سے باہر

تشریف ملائے۔ وہ گھبرائے کہ نہ جانے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی جلدی میں کیسے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اندر کون ہے اور کیا کر رہے ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ میں ہوں میری بیوی ہے اور بچے ہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منارہے ہیں۔ فرمایا کہ اس کے علاوہ کوئی بات تو نہیں کر رہے ہیں۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی ہی باتیں کر رہے ہیں۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے وہ میں اپنے بچوں کو پڑھا رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں اور فرمایا جو کوئی بھی اس طرح سے کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام دروازے کھلے رہیں گے۔ حضرات جنت بھی پکی ہو گئی۔ بخشش بھی ہو گئی۔ گناہ بھی معاف ہو گئے۔ رحمت کے دروازے بھی کھل گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں مبارکہ تک بھی پہنچ گئے۔ ہم صرف سلام ہی پیش کر سکتے ہیں اور وہ بھی ان کی توفیق سے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ اور ہے نہیں۔

۔ کیا پیش کروں کیا چیز ہماری ہے

یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جان بھی تمہاری ہے

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

خطاب تیسری سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم آستانہ عالیہ نقشبندیہ

تین کوثریں

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي
يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایہ سے رات بنتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
درحبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات بنتی ہے

معزز حاضرین! جو کچھ ہم منا رہے ہیں یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی خوشی میں جلسہ منا رہے ہیں۔ علماء حضرات اور سادات تشریف رکھتے ہیں ان سے نور
لے کر ان سے روشنی لے کر ان کی باتیں سن کر ہی میں بھی عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں کہ جب تمہیں اللہ کا فضل ملے جب تمہیں رحمت ملے تو خوشی مناؤ یہ ہر اس چیز
سے بہتر ہے جو تم کر سکتے ہو۔ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلُكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس ۵۸) ”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔“ کون فضل ہے اور کون رحمت ہے۔ یہ دونوں چیزیں فضل اور رحمت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رحمت ہیں اور کتنے فضل ہیں اس شعر سے ہی اندازہ کر لیں جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔

۔ وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جو کچھ آپ ہیں جو کچھ چمک دمک ہے جو کچھ پاکستان ہے جو کچھ ہر ملک ہے جو کوئی بادشاہ ہے جو کوئی پیر ہے وہ سب میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہیں۔ جنت ان کے نور سے ہے۔ جو تیرا عمل ہے جو تجھ پر کرم ہوا ہے وہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ہوا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس سے متعلق ہماری راہنمائی فرماتے ہیں کہ:

ہو نہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو

بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

ہو نہ ساقی تو مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو

بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

اب یہ سوال ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کہاں سے مل سکتے ہیں۔ ہم ان کے

پاؤں پڑنے کو تیار ہیں ان کے دست بوسی کرنے کو تیار ہیں ان پر جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں مجھے یہ فضل اور رحمت کہاں سے مل سکتی ہے۔ اس محفل میں بھی اور دنیا و کائنات میں جہاں جہاں بھی پیر خانے ہیں۔ جہاں جہاں بھی امام ہیں اور جہاں جہاں بھی سادات ہیں یہ تین نہریں کوڑ کی چل رہی ہیں جو آج بھی ہمیں فیض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر سکتی ہیں۔ ادھار کی بات نہیں۔ پہلے سادات کو لیتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون ان کی رکوں میں ہے۔ اس خون کے ہونے سے ان کو کیا عظمت ملی ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسا ہے کہ اس کے گناہ اتنے ہوں جتنے کہ سارے بندوں کے ہوں گے وہ کسی سید زادے کا ہاتھ ادب سے چوم لیتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ سادات آپ کے پاس ہیں جو بھی اعلان کرے کہ وہ سید ہے تو میرے لئے وہ سید ہی ہے مجھے یہ کھوج نکالنے کی ضرورت نہیں کہ وہ سید ہے کہ نہیں ہے۔ جس نے اعلان کیا کہ میں سید ہوں میں نے اس کی دست بوسی کر لی۔ میں نے اس کے پاؤں پر بوسہ دے دیا۔ میرے سارے اگلے پچھلے گناہ دھل گئے۔

نام لو صدق دل سے غوث اعظم کا

دھل جائیں گے گناہ اے گنہگارو

اگر آپ اپنے گناہ بخشوانا چاہتے ہیں تو سادات ہماری اس محفل میں بھی موجود ہیں۔ سلج پر تشریف رکھتے ہیں۔ ادب سے ان کے ہاتھ پر بوسہ دے دو تو تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے یہ ایک کوڑ ہے جو دنیا میں چل رہی ہے۔ یہ کبھی خشک نہیں ہوگی حشر تک چلتی رہے گی۔ دوسری کوڑ کیا ہے وہ علمائے کرام ہیں جو میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے وارث ہیں۔ سادات خون مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور علماء کرام علم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ علمائے کرام نے یہ وارث پائی ہے تو مجھے کیا دیتے ہیں۔ وہ مجھے یہ دیتے ہیں کہ اگر میں ادب سے ان کی زیارت کر لوں تو گویا میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لی۔ اور زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے کہ اگر ظاہری زمانہ حیات میں زیارت ہوتی تو اسی لمحہ صحابی بن جاتے اور جنتی بن جاتے آج علماء کرام کی زیارت مجھے جنتی بنا دیتی ہے۔ یہ ہم پر فضل ہوا ہے یہ ہمیں رحمت ملی ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ پنڈال ہم نے آج سجایا ہے اپنی استطاعت کے مطابق کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق۔ علماء کرام تشریف لائے ہیں یہ اپنی زیارت سے ہمیں جنت عطا کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا گویا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ ان سے مصافحہ کرنا گویا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کرنا ہے۔ ہر محلہ میں ہر مسجد میں علماء کرام موجود ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کا ادب کریں صرف اس لئے کہ یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے وارث ہیں جب تک تم ان کا ادب کرتے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس بندے کے گناہ لکھنا بند کر دو۔ اور تیسری جو کوش چل رہی ہے وہ اولیاء اللہ ہیں۔

۔ اک دیدار مرشد دا باہو مینوں لکھ کڑ وڑاں ججاں ہو

ابو جہل نے کتنی مرتبہ حج کیا ہوگا۔ کتنی دفعہ خانہ کعبہ دیکھا ہوگا۔ پھر اس کے گناہ کیوں نہیں مٹے۔ اس کے دل میں میرے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب نہیں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی وارث مرشد کریم ہیں جو انبیاء علیہم السلام میں معجزے ہوتے ہیں وہ اولیاء کرام میں کرامات ہوتی ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جیسے ہی ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ظاہری

شکل و صورت سے تجھ جیسے ہی ہوں گے۔ داڑھی تیری بھی ویسی ہی ہوگی جس طرح سے عالم کی یا پیر صاحب کی ہوگی۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے وارث ہیں اور اس کا ایک دیدار لاکھوں کڑوڑوں حج سے بہتر ہے۔ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۔۔۔ راہ دے راہ دے ہر کوئی کہند اتے میں وی آکھاں راہ دے

بنا مرشداں راہ نہیں لھبنا تے رل مرسیں وچہ راہ دے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اولیاء اللہ کی کیا شان بیان فرماتے ہیں فرمایا کہ جس کی بیعت نہیں ہے وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔ آپ دیکھیں کہ بیعت ہے کہ نہیں ہے۔ اگر بیعت ہے تو پھر تیرے پاس سب کچھ ہے اور اگر بیعت نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جس کا پیر نہیں ہے اس کا مذہب نہیں ہے۔ جس کا پیر نہیں ہے اس کا شیطان پیر ہے۔ ہم حنفی ہیں کو کمالی، حنبلی، شافعی بھی سنی ہیں جس طرح سے کہ حنفی سنی ہیں۔ میں اپنے امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کرتا ہوں کہ وہ امام اعظم ہیں۔ ان جیسا بڑا کوئی امام نہیں ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے احادیث پڑھی ہیں۔ فقہ متعین کی ہے۔ ہم پیدائش سے لے کر قبر تک جو کچھ کرتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ آپ بڑی عمر میں جا کر حضرت امام ابو جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے ہیں کسی نے پوچھا کہ امام صاحب آپ خود بڑے عالم ہیں۔ صاحب علم ہیں آپ کو بیعت کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ کوئی بے علم ہو تو اس کی اور بات ہے آپ بڑے امام ہیں باقی جو تین امام ہیں امام شافعی ہیں۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل وہ آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ فرماتے

ہیں کہ خدا کی قسم اگر میں بیعت نہ ہوتا تو جہنمی ہوتا۔ آپ اس سے اندازہ کر لیں کہ بیعت کتنی ضروری ہے اور دوسری ہستی جو عالم ہے۔ وہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اتنے بڑے عالم کہ پورا قرآن مجید اپنی مثنوی میں فارسی میں شعروں میں بیان کر دیا ہے کوئی ایسا کوشہ نہیں ہے کہ جو آپ نے چھوڑا ہے۔ ہر کوشہ کو اشعار میں ڈھال دیا ہے۔ مثنوی روم کی غالباً چھ جلدیں ہیں۔ بڑے بڑے چھ ضخیم حصے ہیں۔ وہ طلباء کو اپنی لکھی ہوئی کتب پڑھا رہے تھے کہ ایک درویش آگیا اور پوچھا کہ مولوی صاحب اس چوست۔ یہ کیا ہے مولوی روم نے دیکھا تو ان کی نظروں پر نہ چڑھے۔ ان کے معیار پر نہ اترے تو فرمایا اس آں است تو نے دانی یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا چلو بابا چلو یہ تمہارے کام کی چیز نہیں ہے یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ اس فقیر نے ساری کتب اٹھا کر حوض میں پھینک دیں۔ عام سیاحی سے کتب لکھی ہوئی تھیں۔ پانی سے دھل جانے والی سیاحی تھی۔ کتب کی سیاحی دھل گئی کہ حوض کا سارا پانی ہی کالا ہو گیا۔ مولوی روم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگردوں نے فقیر کو پکڑ لیا۔ بڑا غصہ کہ تو نے ہماری کتب کا ستیاناس کر دیا ہے۔ ہمارے علم کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ اس فقیر نے حوض میں سے ایک کتاب نکالی اور اس کو جھاڑو اس میں سے مٹی اڑ رہی تھی۔ پھر دوسری تیسری باری باری تمام کتب نکال کر واپس کر دیں جو بالکل خشک تھیں پانی نے ان کو ذرا بھی نقصان نہیں دیا تھا۔ پھر مولوی صاحب نے پوچھا کہ اس چوست یہ کیا ہے۔ فرمایا اس آں است تو نے دانی یہ وہ ہے جو تو نہیں جانتا۔ پھر کسی نے کہا:

صد کتب، صد ورق در نار کن
روئے خود را جانب طہار کن

اور پھر اپنے متعلق انہوں نے خود فرمایا:

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

جب تک میں نے تبریزی سے بیعت نہیں کی۔ ان کی غلامی کا پتہ گلے میں نہیں ڈالنا تب تک مجھے کوئی علم ہی حاصل نہیں ہوا۔ اس سے آپ بیعت کی ضرورت کا اندازہ خود کر لیں۔ یا اللہ بیعت سے متعلق آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں فرمایا: **أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔ (یونس ۶۲) ”سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور کچھ غم“۔ ”انہیں نہ دنیا میں کوئی خوف ہے اور نہ ہی انہیں جہنم کا کوئی خوف ہے“۔ نہ ادھر ہی کوئی غم ہے اور نہ ہی ادھر کوئی غم ہوگا۔ حزن دوست کا غم ہوتا ہے فرمایا کہ نہ ولی کو اپنا کوئی غم ہوتا ہے نہ ہی اس کے دوست کو کوئی غم ہے۔ ولی کا دوست بھی انشاء اللہ اس کا دامن پکڑ کر جنت میں جائے گا پھر فرمایا۔ **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ** (ذی مرآئل) ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے“ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرشتوں کو حکم دے گا کہ آواز دو۔ منادی کر دو کہ جس کا کوئی پیر ہے وہ اپنے پیر کے ساتھ لگ جائے اس کے دامن میں پناہ لے لے۔ ہر کسی کو یہ آواز سنائی دے گی۔ ہر کوئی دوڑ کر اپنے پیر صاحب کے ساتھ مل جائے گا۔ وہ اپنی جماعت کو لے کر اپنے پیر سے مل جائے گا۔ وہ اپنی جماعت کو لے کر اپنے پیر کے ساتھ مل جائے گا ہوتے ہوتے تمام لوگ جو پیر و مرشد والے ہوں گے وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔ لواء الحمد کے سایہ میں آ جائیں گے اس دن صرف لواء الحمد کا ہی سایہ ہوگا جس کی پناہ میں سب اہل سنت بیعت کرنے والے لوگ اکٹھے ہو جائیں گے۔ ان کے علاوہ جو کوئی باقی بچ جائیں گے ان کو حکم ہوگا کہ اے شیطان کے مرید و شیطان سے لگ کر اس کے ساتھ جہنم میں چلے جاؤ۔ اگر

جنت لینا چاہتے ہو تو وہ در ولایت سے ملتی ہے۔ بلکہ ایک بہت بڑا شعر ہے کہ:۔

سگ در میراں شو چو خواہی قرب ربانی

اگر رب کا قرب چاہتے ہو تو پھر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در کا کتابن جا پھر تو
بھی انشاء اللہ سرکار غوث رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی جنت میں ہو گا۔ اس لئے اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

تجھ سے دور، دور سے سگ، سگ سے ہو میری نسبت

ناحشر میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عالم فاضل ہو کر فرماتے ہیں کہ یا اللہ سرکار
غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ ہو اس پر ایک کتاب بیٹھا ہو تو میں اس کا مرید ہو جاؤں جو
میری بخشش کا بہانہ بن جائے۔ یہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس میں جو اللہ تعالیٰ کا
فضل اور رحمت ہمیں ملی ہیں ان کے باعث جو نہریں چل رہی ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے آپ
ان تینوں کوڑوں سے قائدہ اٹھائیں سادات کا ادب کریں۔ علماء کا ادب کریں۔ پیر سے
وابستہ رہیں۔ پیر و مرشد سے کیسے وابستہ رہیں کہ ظاہر میں تو جس طرح سے اپنے پیر و مرشد
کے ساتھ ہے ویسے ہی باطن میں بھی اس کے ساتھ رہو۔ پیر و مرشد سے ظاہر و باطن میں
ایک جیسا رہو۔ پھر تمہیں سب کچھ حاصل ہے۔ اپنے پیر و مرشد کے نہایت ادب سے
آپ کو سب کچھ ملتا ہے۔ بہت سے لوگ بڑی دور دور سے آئے ہیں ذرا غور سے سن لیں
جو کھیت کھال سے نیچے ہوتا ہے اس میں کھال کا پانی ٹوٹ کر بھی لگ جاتا ہے۔ تو بھی
اپنے دل سے نکبر نکال دے تو ولی کی ولایت تجھ میں بھی آ جائے گی۔ ولی کی ولایت
صرف ادب سے ملتی ہے۔ میرا پیر خانہ کو جرہ شریف تھا۔ میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ

صوفی محمد شریف صاحب خلیق رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے ہیں ان کے پیر و مرشد حضرت شیخ الشیخ نعمت اللہ قریشی المعروف سائیں بابا سرکار دادوی کا آستانہ عالیہ دادو شریف میں ہے۔ یہاں پر ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کا یہ طریقہ ہے کہ دادو شریف سے کوئی خلیفہ خواہ کوئی مرید جب آتا ہے تو یہ اس کے پاؤں کا بوسہ دیتے ہیں۔ کسی نے کہہ دیا کہ چلے پیر صاحب خود آئیں تو ان کی قدم بوسی آپ کر لو۔ لیکن جو کوئی بھی بندہ جو وہاں سے آتا ہے تم اس کی بھی قدم بوسی کرتے ہو۔ یہ تم کیا کرتے ہو اور کیوں کرتے ہو اس نے کہا کہ اگر دادو شریف آستانہ عالیہ سے اگر کوئی کتاب بھی آجائے تو میں نے اس کی بھی قدم بوسی کرنی ہے۔ یہ ادب کی انتہا کر دی کہ نہیں۔ اگر وہاں سے کتاب بھی آجائے تو وہ دادو شریف کا ہی کتاب ہو گا میں اس کی بھی قدم بوسی کروں گا یہ بات دادو شریف پہنچی تو وہاں سے پیغام آیا کہ وہ آدمی حاجی غلام محی الدین صاحب اگر کسی کتے پر بھی ہاتھ رکھ دے گا میں اسے بھی ولایت دے دوں گا۔ میں نے حاجی غلام محی الدین کا نام لے کر بات کھول دی ہے تاکہ تمہارے لئے ایک راہنمائی ہو جائے۔ اگر ولایت چاہتے ہو تو اس کے حصول کا طریقہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ یہ ادب ہے کہ جتنا بھی کر لو گے ہمارے سلسلہ کے پیر صاحب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش سے بارہ میل دور تھا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بارہ میل پیدل چل کر جاتے اور الٹے پاؤں واپس آتے۔ اپنے پیر و مرشد کے مزار شریف کی طرف پشت کر کے نہیں آتے تھے آپ کا یہ معمول تھا۔ آپ آتے جاتے رہے تو اس ادب کی وجہ سے جو کچھ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اس سے سولیا حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کو مل

گیا۔ آپ نے اپنے پیرومرشد کی قبر کا ادب کیا تو سارا فیض حاصل ہو گیا۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ وہ سستی ہیں کہ جن کی وجہ سے ہم مسلمان ہیں۔ حضرت سلطان محمود غزنوی کا زمانہ تھا آپ نے ہندوستان پر سولہ حملے کئے لیکن فتح نصیب نہ ہوئی آخر کسی نے مشورہ دیا کہ کسی ولی اللہ کے در پر جاؤ ان سے مدد کی درخواست کرو۔ ان کی اجازت سے حملہ کرو۔ کسی ولی کے در سے خیرات لے کر جاؤ۔ فتح تلواریں سے نہیں ہوتی بلکہ فتح نگاہ ولایت سے ہوتی ہے اس لئے کسی ولی کے در پر جاؤ۔ وہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے در پر حاضر ہو گیا۔ عرض کیا کہ حضرت صاحب سولہ بار حملہ آور ہوا ہوں۔ فتح نہیں ہوتی۔ جب تک سومات فتح نہیں ہوتا ہندوستان کی طاقت کچلی نہیں جاسکتی۔ آپ مہربانی فرمائیں انہوں نے فرمایا کہ میری قمیض لے جاؤ جب تمہیں ضرورت پڑے تو اس کا واسطہ دے کر فتح کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کر دے گا سلطان محمود غزنوی وہ تھکے تھکے لے کر پھر حملہ کرنے کیلئے بڑھا ادھر ہندوستان میں پتہ چل گیا کہ محمود غزنوی پھر آ رہا ہے تو جتنے بھی راجاؤں نے تھے وہ بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر آ گئے کہ اس نے بہت تنگ کیا ہوا ہے اب اس دفعہ یہ بچ کر نہ جائے۔ ہندوستان کے تمام راجے مہاراجے اپنی فوجیں لے کر آ گئے اور سلطان محمود غزنوی کو گھیرے میں لے لیا۔ جب اسے اپنی شکست کے آثار نظر آنے لگے تو اس نے اس قمیض کو سامنے رکھ کر دعا کی کہ یا اللہ اس قمیض کے صدقے فتح دے دے۔ ایک ہندو سپاہی کو دوسرا ہندو سپاہی مسلمان نظر آنے لگا وہ آپس میں ہی لڑنے لگے ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ بہت مر گئے باقی بھاگ گئے آج اس فتح کا نتیجہ ہے ہم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہہ رہے ہیں۔ بعض کہیں گے کہ آپ نے یہ ایک کہانی بتائی ہوئی ہے قمیض کے صدقہ میں کہاں فتح ہوتی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سورت البقرہ پر دھیں۔ تابوت سیکڑہ کیا تھا۔

یہودیوں کے پاس ایک صندوق تھا وہ جب اس صندوق کو جنگ میں ساتھ لے کر جاتے تو فتح ہو جاتی۔ ان سے جب کوئی غلطیاں ہوئیں تو وہ صندوق گم ہو گیا چالیس سال تک شکست پر شکست کھاتے رہے کوئی فتح نہ ہوئی۔ پھر ساری قوم نے توبہ کی تو ایک روز دیکھا کہ ایک ریزہ پر وہی صندوق رکھا ہوا ہے اور نیکل اس ریزہ کو کھینچتے ہوئے لا رہے ہیں انہوں نے پہچان لیا کہ وہی ان کا گم شدہ تابوت سیکنہ ہے۔ اب اس کو لے کر جنگ میں گئے تو فتح ہو گئی۔ پھر جنگ کی تو پھر فتح ہوئی۔ پھر جستجو ہوئی کہ دیکھیں اس صندوق میں کیا ہے جو ہمیں فتح دیتا ہے۔ جب صندوق کھولا تو دیکھا کہ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دستار مبارک، کرتہ مبارک اور جوتی مبارک اور ان کا عصا مبارک ہے حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات ہیں۔ وہ تبرکات یہودیوں کو فتح دیتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تصرفات بنی اسرائیل کے نبی علیہ السلام رکھتے تھے وہی تصرفات امت محمدی کے اولیاء کرام رکھتے ہیں۔ جو معجزات بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے تھے وہی کرامت امت محمدی کے اولیاء کرام کی ہیں۔ تابوت سیکنہ میں رکھے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے تبرکات یہودیوں کو فتح دلاتے تھے۔ حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض سے ہندوستان فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو تین نہریں چل رہی ہیں ان سے قائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو کچھ بھی آپ کو ملنا ہے وہ اپنے پیر صاحب کے ادب سے ملنا ہے اور صدق دل سے ادب کرنا ہے۔ اگر تم اپنے دل میں صدق نہیں رکھتے تو پھر وہ بھی تیرا پیر نہیں اگر تمہارا ظاہر باطن مختلف ہے۔ کبھی کہتے ہو کہ پیر صاحب جھوٹا ہے (نعوذ باللہ) کبھی کہتے ہو کہ یہ ایسا ویسا ہے اس سے ہمیں کچھ نہیں ملا ہے۔ جو دوسرا مل جائے تو اسے چھوڑ دیں گے۔ مرید مذہب میں ہے تو ایسے مرید کو نہ اپنے پیر سے کچھ

ملے گا اور نہ ہی کسی دوسرے پیر سے کچھ ملے گا۔ صرف ایک کے ہو جاؤ اور ہو ایسے جاؤ کہ اپنے پیر پر مٹ ہی جاؤ۔ جب تم مٹ جاؤ گے تو وہ خود ہی تمہیں بتالیں گے۔

۔ گرا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

خس جتاں قدر نہ میرا تے صاحب نوں وڈیا نیاں

میں گلیاں دا روڑا کوڑا تے محل چڑھایا سائیاں

اگر محل چڑھنا چاہتے ہو۔ مقام حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ولی بننا چاہتے ہو تو پھر

اپنے پیر صاحب کی گلیوں کا کوڑا۔ ریت مٹی بن کر دکھا دے تو انشاء اللہ تُو ولی بن جائے گا۔

اب یہ ہے کہ دوا ایسے خوش نصیب ہیں کہ جن کو خلافت عطا ہو رہی ہے۔ پروفیسر صاحب ان

کو نام لے کر بلائیں گے۔ ان کی دستار بندی ہوگی۔ پھر لنگر تقسیم ہوگا۔ لنگر ضرور کھا کر جائیں

کیونکہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لنگر کھانے سے بھی جنت مل جاتی ہے۔ میرے نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ اللہ کا فضل اور رحمت ہیں ان کے ساتھ زبانی طور سے بھی جو

چیز لگ جاتی ہے وہ بھی جنت عطا کرنے والی بن جاتی ہے اب دستار بندی ہوتی ہے۔ بعض

ہستیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ولایت ان کو نہیں بلکہ وہ خود ولایت کو شرف دینے والے ہوتے ہیں۔

ولایت کو عزت دینے والے ہوتے ہیں حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ولایت کو

شرف عطا فرمایا ہے اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کو شرف عطا فرمایا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب: دوسری سالانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آستانہ عالیہ نقشبندیہ 11-04-06

انفرادیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْإِكِّ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

جو ہوا، ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

معزز حاضرین! یہ جمادی الثانی کا مہینہ ہے اس کی نسبت حضرت سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ ان کا مقام کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ بیان کرنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ یہ مکان ہے اس کی سب سے اہم چیز کون سی ہے۔ کیا یہ بنیاد ہے، دیواریں
ہیں۔ چھت ہے کہ دروازہ ہے۔ اس میں سب سے بنیادی اور اہم چیز کون سی ہے کہ اگر
وہ نہ ہو تو کچھ بھی نہ ہو۔ وہ مکان کی بنیاد ہوتی ہے۔ علم محمدی کی بنیاد حضرت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے۔
فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں۔ میں شریعت بنانے والا ہوں اس کی بنیاد حضرت سیدنا
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس کی دیواریں حضرت سیدنا عمر بن خطاب فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اس کی چھت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اس کا
دروازہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اگر آپ اپنی دین کی بنیاد بنانی چاہتے ہو تو
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کر لو۔ ان سے نسبت قائم کر لو۔ تمہاری
دین کی بنیاد پختہ ہو جائے گی۔ ورنہ انگریزی کا محاورہ ہے اور اس کا ترجمہ پروفیسر صاحب

آپ نے کرنا ہے وہ ہے Building Castle in thr Air جی۔ ہوائی قلعہ
 بنانا۔ خیالی پلاؤ پکانا اصلی پلاؤ نہیں ہوگا۔ صرف تصوراتی یا خیالی پلاؤ ہی ہوگا۔ دین نہیں
 ہوگا۔ داڑھی ٹوپی ہوگی لیکن اس میں روح نہیں ہوگی۔ دین کی روح حضرت سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ
 جس کے دل میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہے اس میں
 ایمان نہیں ہے۔ پروفیسر صاحب۔ یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی بتایا ہے اس میں
 اس کا شاہکار کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 ہیں اور جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے اس کا شاہکار کون ہے۔ وہ حضرت سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے پوچھیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے آئے ہو تو کیا میرے
 لئے کوئی تحفہ بھی لائے ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑ کر بارگاہ عالیہ میں پیش کروں گا اور عرض کروں گا کہ
 یا اللہ میری ساری عمر کی کمائی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضرت سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایسی خصوصیات ہیں کہ جن کا مقابلہ ممکن نہیں۔ یہ
 افراد بیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے دنیا میں بڑے بڑے شاہکار پیدا ہوئے
 ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اگر کوئی پیش کئے جانے کے قابل ہے تو وہ حضرت سیدنا
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ایک نہایت سیاہ رات۔ کھلا ہوا آسمان تھا۔ ستارے
 چمک رہے تھے۔ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کوئی ایسا بھی فرد ہے کہ جس کی نیکیاں
 ان ستاروں کے شمار کے برابر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ پوچھا کہ

کس کی ہیں۔ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں۔ وہ عرض کرتی ہیں کہ پھر میرے والد صاحب کا کیا حال ہے۔ ستاروں کی تعداد ابھی تک گنی نہیں گئی۔ سائنسدان ابھی تک پورے ستاروں کا شمار نہیں جانتے۔ بعض ستارے ہیں کہ جن کی روشنی ابھی تک زمین پر پہنچی نہیں ہے جب ان کی روشنی زمین تک پہنچے گی تو نظر آئیں گے۔ لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تک بھی پہنچ گئے ہیں۔ جب تک ستارے کی روشنی زمین تک نہیں پہنچتی وہ نظر نہیں آئیں گے خواہ جتنی مرضی طاقتور دور بین استعمال کر لی جائے۔ پروفیسر صاحب سورج طلوع ہونے کے کتنی دیر بعد نظر آتا ہے۔ (جی سورج طلوع ہونے کے بعد آٹھ منٹ اور تقریباً دس سیکنڈ کے بعد نظر آتا ہے۔ کیونکہ سورج زمین سے نو کڑوڑ بتیس لاکھ میل دور ہے اور روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیالیس ہزار میل فی سیکنڈ ہے اسی طرح سے سورج طلوع ہو جاتا ہے لیکن نظر نہیں آتا جب تک آٹھ منٹ کے بعد اس کی روشنی زمین پر پہنچتی ہے تو پھر نظر آنا شروع ہوتا ہے) کئی ایسے ستارے ہیں کہ وہ زمین سے اتنی دور ہیں کہ ابھی تک ان کی روشنی زمین تک پہنچی ہی نہیں ہے۔ ان کی روشنی تو زمین تک نہیں پہنچی لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر مبارک وہاں تک پہنچ گئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیاں ستاروں کے شمار کے برابر ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد صاحب کا کیا مقام ہے۔ فرمایا کہ اس کی ایک نیکی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ تمام امت کی نیکیوں سے افضل ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی نیکی ہے۔ فرمایا کہ غار ثور میں جو میری خدمت کی ہے وہ سب سے افضل نیکی ہے۔ یہ انفرادیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ جن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ روزہ کی ساری نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ الصَّوْمُ لِي

وَأَنَا جَزِي بِهِ فَرَمَا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ نماز۔
 قربانی۔ حج کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ سے ہے۔ نماز اس نے فرض کی ہے اور پڑھنے کا حکم دیا
 ہے۔ حج کا حکم صاحب استطاعت لوگوں کو ہے۔ لیکن اگرچہ یہ بھی نیکیاں ہیں لیکن بڑی
 نیکی کوئی اور ہی ہے۔ فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی بلکہ تمام امت کی نیکیوں سے وزنی نیکی
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیکی ہے اور باقی تو ان کی نیکیوں کا خزانہ الگ موجود
 ہے۔ غارِ ثور میں سانپ ایڑھی پر ڈس رہا ہے لیکن آپ ایڑھی کو ہلاتے ہیں کہ کہیں حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہ آجائے۔ وہ نیکی سب سے افضل نیکی ہے۔
 پروفیسر صاحب وہ کیا شعر ہے کہ:۔

معلوم ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
 اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

شریعت کے جتنے بھی فرض ہیں وہ شاخیں ہیں وہ ٹہنیاں ہیں۔ وہ جڑ نہیں ہے۔
 جڑ کیا ہے۔ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اور غلامی ہے۔ جس کے پاس یہ ہے
 اس کے پاس سب کچھ ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے نمازوں میں سب سے
 اول کون آئے گا۔ یہ شیطان ہے اس کی نمازیں اتنی ہیں کہ آپ کی نمازوں کی تعداد اس
 کے عشرِ عشر بھی نہیں ہے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے شیطان نے چھ
 کڑوڑ سال نماز پڑھی ہے اور اب تک پڑھ رہا ہے اور پڑھتا ہی رہے گا۔ کون اس کا مقابلہ
 کر سکے گا۔ کائنات کے چھ چھ پر بجدہ کیا ہے۔ زمین پر کیا ہے۔ پانیوں پر کیا ہے۔
 آسمانوں پر کیا ہے۔ لیکن اس کے پلے کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی کے پلے میں سب کچھ ہونا
 ہے جس کے دل میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی صرف دو
 ہستیوں کو دی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اس نے اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

دی ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى (الضحیٰ ۵) اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے تمہیں اپنی مرضی دے دی ہے۔ اور دوسری ہستی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی عطا کر دی ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وَلَسَوْفَ يَرْضَى (الزلزلہ ۲۱) ”اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہو گا“۔ یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رضا عطا کی ہے اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنی رضا عطا فرمائی ہے۔ یہ انفرادیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ دونوں کو رضائے الہی حاصل ہوئی ہے تو انہوں نے اس رضا کا استعمال کیا فرمایا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے روپیہ عیسہ دیا ہے آپ اس کا کیا استعمال کرتے ہیں ہمارے پیسے کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر ضروریات پر ہی خرچ ہو جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رضائے الہی حاصل ہوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز لے کر راضی ہوں گے فرمایا کہ میں اپنی امت کی بخشش لے کر راضی ہوں گا۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی کیا ہے۔ اب ان کا عمل دیکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کاپی آگئی ہے اس میں ستر ہزار بندوں کے نام درج ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر حساب کے بخش دیا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں اور جنتی بتائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنتی بنا رہے ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی بنوا رہے ہیں۔ فرمایا کہ جو ستر ہزار ہیں ان میں سے ہر کوئی فرد ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ پانچ ارب بن جاتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور جنتی بنائیں۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جنت عطا فرما سکتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنتی بنا رہے ہیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی بنا رہے ہیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان انفرادیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی ہے وہ اس کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ان کی شان انفرادی ہے ان کا نظریہ بالکل منفرد ہے۔ ہمیں اپنی فکر ہے اور ان دونوں کو امت کی فکر ہے۔ کتنا فرق ہے۔ جب پانچ ارب بن گئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں اور جنتی بنائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پانچ ارب ہیں ان میں سے ہر فرد ستر ہزار کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ سب کسی وسیلہ سے ہی جنت میں جائیں گے دامن کے بغیر جنت نہیں ہے اس لئے کسی کا دامن پکڑ لو تو اچھے رہو گے۔ ولی کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ہر فرد اپنے ساتھ ستر ہزار افراد کو جنت میں لے جائے گا۔ یہی وسیلہ ہے۔ ستر ہزار افراد ایک ایک فرد کے وسیلہ سے جنت میں جائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ از خود ہی جنت میں چلے جائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میری امت اپنے آپ ہی جنت میں چلی جائے گی، بلکہ فرمایا کہ وسیلہ سے ہی جنت میں جائیں گے یہ کوئی 350 سکھ بن جاتے ہیں۔ بڑی لمبی تعداد بن جاتی ہے۔ اس کے صفر ہی شمار میں نہیں آتے۔ ہندو تو کیا ہو گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنتی بنائیں کہیں کوئی رہ نہ جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی فکر نہیں ہے ان کو میری اور تیری فکر ہے۔ ان کو امت محمدی کی فکر ہے آپ ان کے مقام کو ذرا دیکھو تو سہی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص

سے بہت پیار ہے جو امت محمدیہ کی بخشش کیلئے دعا کرتا ہے۔ نمازی نماز سے اس وقت تک باہر نہیں نکلتا جب تک وہ یہ نہ کہے رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَلَدِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ہدایم ۴۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ جب تک تو یہ دعا نہ کرے گا کہ یا اللہ مجھے بخش دے میرے ماں باپ کو بخش دے اور قیامت تک آنے والے مومنوں کو بخش دے تو اس وقت تک نماز سے باہر نہیں نکل سکتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی اور بنائیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو کر دے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے کرار ہے ہیں جو خود کرتے ہیں۔ اَللّٰهُ مُعْطِيْ وَ اَنَا قَاسِمٌ۔ ”اللہ مجھے عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ جنت کون تقسیم کرتا ہے۔ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت تقسیم کرتے ہیں، کسی عمل سے جنت نہیں ملتی۔ جنت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ وسیلہ اور شفاعت سے ملتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مانگتے جائیں گے اور میں عطا کرتا جاؤں گا۔ میں نے نہ نہیں کرنی ہے۔ لیکن اب ہندے تو ختم ہو گئے ہیں میں اپنا بک بھر کر جنت میں ڈالتا ہوں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ایک بک اور ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک اور ڈال دیا پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک اور ڈال دیا۔ پانچ بک ڈلوائے تو پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کریں بہت ہو گئے اب کوئی باقی نہیں بچے گا۔ سب جنت میں انشاء اللہ چلے جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں

کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ میں روکتا نہیں ہوں میرا ایمان یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراخی دیکھیں کہ وہ چھٹا بک بھی ڈالوالے کی سفارش کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لئے نہیں مانگ رہے ہیں۔ یہ نہیں عرض کیا کہ مجھے بخشوا دیں بلکہ انہیں امت کی فکر لگی ہوئی ہے کہ کہیں کوئی امتی بخشش کے بغیر رہ نہ جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں میرے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم بڑی تمنا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں جنت عطا فرما دے جنت کا مالک کون ہے۔ جس کی ملکیت ہوتی ہے۔ اسی سے ہی مانگا جاتا ہے۔ جو شخص مالک ہی نہیں ہے اس سے اگر آپ مانگتے ہیں تو وہ کہے گا کہ یہ تو میری ملکیت میں نہیں ہے میں تمہیں کس طرح سے دے دوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اٹھا کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جنت کا بھی مالک ہے اور جہنم کا بھی مالک ہے۔ یہ انفرادیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ اگر آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھی ہیں تو جنت تمہاری ہے اور اگر آپ ان کی مخالفت میں ہیں کہ پھر جہنم کی چابیاں بھی ان کے ہی پاس ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں طرف کا پورا پورا اختیار اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلی اختیار اپنے محبوب حضرت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا ہوا ہے اگر آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہیں ہیں تو جنت بھی تمہاری نہیں ہے۔ لوگ بڑے نعرے لگاتے ہیں کہ نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر نعرہ رسالت۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعرہ حیدری۔ یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ جاتے ہیں اگر درمیان سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیں گے تو پھر جنت بھی نہیں ملے گی۔ جنت لینے کے لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو دل میں سجانا پڑے گا۔ یہ میرا گھر ہے اگر میں آپ کو اندر نہ آنے دوں تو آپ کیا کر لیں گے اگر سینہ زوری کرو گے تو پھر دفعہ 452 بھی لگ سکتی ہے جس کے لئے سزاسات سال قید با مشقت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت کی چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہنم کی چابیاں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے قبول ہے۔ جنت کی ملکیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہے۔ جہنم کا قبضہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ہے۔ یہ انفرادیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ اپنے ساتھیوں کے لئے جنت اور دشمنوں کے لئے جہنم، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت کے ہر دروازہ سے اندر جانے کی اجازت ہوگی لیکن وہ جانے سے رک جائیں گے اور عرض کریں گے کہ یا اللہ میں اس وقت تک اندر نہیں جاؤں گا جب تک میرے دوست میرے ساتھ جنت میں نہیں جاتے۔ ایمان کی دو بنیادیں ہیں۔ ایک محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسری ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں اپنے بیوی بچے والدین عزیز اقارب دوست احباب مال جان سے زیادہ مجھ سے محبت نہیں ہے اس کا ایمان ہی

نہیں ہے۔ اگر میری محبت سے علاوہ اس کے دل میں کسی کی محبت زیادہ ہے تو وہ بے ایمان ہے۔ لیکن یہ محبت اور ادب سیکھنے کیلئے کسی راہنما کی ضرورت ہے۔ کسی استاد کی ضرورت ہے۔ یہ ایک معمولی کپڑے کی ٹوپی ہے یہ ہر کوئی تو نہیں بنا نہیں سکتا۔ جس نے یہ فن سیکھا ہے وہی بنا سکتا ہے۔ ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بتایا کہ میرا ادب کس طرح سے کرو۔ کسی نے ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوگا تو دوسروں کو بھی اس کا علم ہوا ہوگا کہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے کرنا ہے۔ محبت کی بنیاد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکھائے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت زیادہ ہے۔ آپ نے کسی سوچ بچار اور ہچکچاہٹ کے بغیر برملا فرمایا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ آپ سے یہی سوال پوچھا جائے تو آپ سوچ میں پڑ جائیں گے کہ اللہ سے محبت ہے کہ اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے کس کی بات کریں کہیں کوئی غلطی ہی نہ ہو جائے۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برملا فرمایا کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔ یہ انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ خلش ربی کہ قرآن مجید تو یہ فرماتا ہے کہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی شدید محبت ہوتی ہے۔ لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کچھ اور ہی فرما رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہ آئی کہ یہ کس طرح سے ہے۔ اسلامیہ کالج فیصل آباد کے بالقابل ایک حکیم صاحب کی دکان ہے دو خانہ مرتضائی اس کا نام ہے اس حکیم صاحب نے مجھے ایک کتاب دی اس کتاب میں یہ مسئلہ حل کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مومن کی محبت اللہ تعالیٰ سے شدید ہوتی ہے یہ برحق

ہے قرآن مجید کا فرمان ہے اسے کون بدل سکتا ہے۔ لیکن مومن بننے کیلئے کس چیز کی ضرورت ہے۔ پہلے مومن بنے گا پھر اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرے گا۔ اگر بندہ مومن ہی نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے بھی محبت کے کیا معنی۔ مومن بننے کیلئے بنیادی چیز عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پیچھے چلتے رہو تو مومن بن جاؤ گے اگر کوئی اور راستہ اختیار کرو گے تو مومن نہیں بن سکو گے اور تمہیں محبت کرنے کا طریقہ سلیقہ ہی نہیں آئے گا۔ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ادب کی انتہا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں جب سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو گیا قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ وَارْزُقْهُم مِّنْهُم (الاحزاب ۶) ان کا بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کبھی ان کو بیٹی کہہ کر نہیں پکارا کیونکہ ادب یہ ہے کہ اس کو اچھے نام سے پکارا جائے۔ کبھی بیٹی نہیں کہا۔ اتنا ادب کیا ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کسی دو قبیلوں میں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں دیر ہو گئی۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ دوران نماز ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اشارۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے متعلق بتایا۔ آپ کو خبردار کیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹنے لگے لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے رہو۔ لیکن وہ مسلسل پیچھے ہٹتے

رہے اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلی امامت پر تشریف فرما ہوئے اور جہاں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چھوڑی تھی وہیں سے آگے نماز مکمل فرمائی۔ نماز کی تکمیل کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ نماز پڑھاتے رہو آپ پیچھے کیوں ہٹ گئے۔ یوں سمجھو لو کہ SHOW CAUSE NOTICE دے دیا کہ وجہ بیان کرو کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تھا۔ اگر حکم عدولی ہو جائے تو اس کی قضاء ہے لیکن اگر بے ادبی ہو جائے تو اس کی قضاء نہیں ہے۔ ابو قحافہ کے بیٹے میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عذر منظور فرمالیا۔ لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بتا دیا کہ ادب کا کیا مقام ہے یہ بھی انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ دوسرے تمام فرقے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کہتے ہو۔ ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یَا رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ صحابہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری حیات طیبہ میں کہا کرتے تھے اب تو وہ وصال کر چکے ہیں اب یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کا کیا جواز ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہے کہ جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال شریف کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے۔ جب خود وصال کرنے کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میری میت کو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر لے جانا اور عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے۔ قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ اجازت مل جائے تو اندر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ جہاں چاہو دفن کر دینا۔ میت کو لے

جانے والوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے 8 صحابہ کرام عشرہ مشرہ بھی ہیں۔ یہ وصیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے اور اس پر عمل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام حاضر ہے قبر کی جگہ چاہتا ہے۔ حجرہ شریف کا تالا بھی کھل گیا۔ دروازہ بھی کھل گیا اور آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس آنے دو۔ اَدْخِلْ حَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ یہ انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔ کسی دوسرے کو اس طرح آواز دے کر دوست نہیں فرمایا۔ اب وہ لوگ کہ جو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں تمہارا بولتے ہیں وہ خود ہی سوچ لیں کہ ان کا انجام کیا ہوگا۔ اور ان کا ایمان کس درجہ میں ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست ہونے کی سند بھی مل گئی۔ قبر کی جگہ بھی مل گئی۔ آج بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ترین جو ہستی ہے وہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب قیامت برپا ہوگی تو میں ہی سب سے پہلے انھوں گا میرے دائیں ہاتھ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں ہاتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کون ہوتا ہے کہ جن کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے یہ تصدیق ہے کہ ان دونوں کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت باقی سب لوگوں سے زیادہ ہے ہم کہتے ہیں۔

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا

مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

ہم فرشتے بننے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ ہم نے تو فرشتوں کو اپنا آئیڈیل سمجھا ہوا ہے جس کی

زیادہ تعریف کرنی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ وہ فرشتہ صفت انسان ہے لیکن اگر فرشتوں سے پوچھا جائے کہ تم کیسا بننا چاہتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بننا پسند کرتے ہیں۔ جب جنگ تبوک کے لئے سارا مال دے دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ گھر میں کیا چھوڑ کے آئے ہو۔ عرض کیا کہ گھر میں اللہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے سامنے تشریف فرما تھے لیکن ان کا عقیدہ دیکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بھی ہیں اور میرے گھر میں بھی ہیں۔ اس سے وہ کیا بتانا چاہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر ہیں۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم ہے کہ ہر گھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے گھر میں بھی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم اپنے خالی گھر میں داخل ہو تو کہو السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ تو میں جواب دوں گا۔ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھایا ہوا سبق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ حاضر ناظر ہیں شاہد ہیں۔ جنگ تبوک میں گھر کا سارا مال دے دیا خود ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور ببول کے کانٹے بطور بٹن لگا لئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی وہی ٹاٹ کا لباس اور کانٹے لگے ہوئے پہنا ہوا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے جبرائیل یہ کیسا لباس آج پہنا ہوا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف میں ہی نہیں بلکہ آج سارے فرشتوں کا لباس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے یہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آج تم بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا لباس پہنو۔ یہ انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت تقویٰ

کی بنیاد پر ہے۔ اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات ۱۳) بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ اللہ کے نزدیک جتنا کوئی زیادہ متقی ہے۔ اتنا ہی اس کا مقام بلند ہے۔ سورت والیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب سے بڑا متقی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ الَّذِي يُوْتِيْ مَالَهُ يَتَزَكَّى (الیل ۱۸) جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔ اور سب سے بڑا سخی بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی (الیل ۵) ”تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی سخی پیدا نہیں ہوا۔ وہ سخاوت کرتے ہیں تو اپنے کسی نفع کے لئے نہیں بلکہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی (الیل ۲۰) ”صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے۔“ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کرنے کا مقصد صرف رب کی رضا ہے۔ اس میں اس کا اپنا کوئی نفع پیش نظر نہیں ہے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ یہ افراد بیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اللہ تعالیٰ ان کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پروفیسر صاحب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور منفرد بات یہ ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت کی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کا آدھا سامان پیش کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالی طور پر بہت خدمت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے تین مرتبہ جنت خرید لی ہے۔ دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق پیچھے نہیں رہے اپنی مال جان سے ہر طرح سے قربانی پیش کی ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے

ہیں اور ساری دنیا کو بتا رہے ہیں کہ لوگوں کو جس نے بھی مجھ پر کوئی احسان کیا ہے میں نے سب کا بدلہ دے دیا ہے۔ لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ دنیا میں اتنی نعمتیں نہیں ہیں کہ ان کے احسانات کا بدلہ دیا جاسکے۔ غور کرو کہ کیا فرما رہے ہیں کہ دنیا اور کائنات میں اتنی نعمتیں نہیں ہیں جو میرے قبضے میں ہیں کہ میں ان سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات کا بدلہ دے سکوں ان کے احسانات کا بدلہ حشر کے روز اللہ تعالیٰ خود اتارے گا۔ یہ انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا لَآحِدٍ عِنْدَكَ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ۔ (الزلزلہ 19) ”اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے گا۔“ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات کا بدلہ دیں گے۔ ایک اور منفرد بات یہ ہے کہ ساری امت محمدی کے امام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت مبارک نا ساز ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ امامت کرائیں نماز پڑھائیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بھائی بھی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد بھی ہوں کیا میرا حق زیادہ نہیں ہے کہ میں امامت کراؤں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے کوئی امامت نہیں کرا سکتا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ یہی بات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی گئی۔ اور لوگوں کو بھی بتایا گیا کہ لوگوں کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امامت کرا رہے ہیں تو یہ حکم الہی کے تحت کرا رہے ہیں۔ لہذا ساری امت محمدی کا امام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کیا تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ کاش میں حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ مجھے اور کچھ نہیں چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا ایک بال بننا چاہتے ہیں تو باقی جتنے بال ہیں اور پھر ذات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کیا ہوگی۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک بال بننا چاہتے ہیں اور ان کی اپنی عظمت یہ ہے کہ وہ مراد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں باقی سب مرید نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ مراد اور مرید میں فرق ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آتا تو وہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ اتنی عظیم ہستی ہے اور تمنا یہ ہے کہ کاش میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کا ایک بال ہوتا۔ اگر ایک بال کی اتنی عظمت ہے تو باقی پورے جسم کی عظمت تو پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین دعائیں ہیں ان میں دو تو ہم کر نہیں سکتے ایک کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے ایک تو یہ ہے کہ میرے پاس مال ہو وہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کرنا جاؤں۔ ہم نہایت کنجوس ہیں اور یہ ہم نے کرنا نہیں۔ دوسری ان کی دعا ہے کہ میری بیٹیاں ہوں اور میں ایک ایک کر کے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں دیتا جاؤں ایک مرقی جائے تو دوسری دیتا جاؤں۔ یہ بھی ہم نہیں کر سکتے اور تیسری تمنا یہ ہے کہ میری آنکھیں ہوں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہو۔ یہ تمنا کس کی ہے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کی بنیاد بتا رہی ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے بڑا راز دان ہے۔ دین محمدی کو سب سے زیادہ سمجھنے والا ہے۔ کاش ہماری بھی یہی دعائیں جائے کہ کتے دیکھیں توں پہلوں مرنے جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر ہم بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی ان کے ٹولے میں ہوں گے۔ پروفیسر صاحب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو ایک خاص شرف حاصل ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آ گیا ہوں۔ دروازے کی کنڈی مل رہی ہے۔ وضو کا پانی ابھی چل رہا ہے دوسرے لفظوں میں سمجھ لو کہ In no Time اردو میں In no Time کا کیا ترجمہ کریں گے۔ اردو کا قافیہ ذرا تنگ معلوم ہوتا ہے کہ In no Time کا ترجمہ اس میں نہیں کر سکتے مطلب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی وقت ہی نہیں لگا کہ معراج ہو گئی۔ اس سفر کی ساری تفصیلات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں تو ہر فرد کے دل میں تذبذب ہے اگر ظاہری انکار نہیں ہے تو دل میں انکار ضرور ہے کہ اتنے وقت میں یہ نہیں ہو سکتا۔ مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ گئے وہاں نماز پڑھائی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام نے قاری کیس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ نماز کی کم از کم دو رکعت تو ہوں گی۔ اس میں بھی وقت لگے گا پھر پہلا آسمان، دوسرا تیسرا ساتوں آسمانوں سے گزرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی پھر سدرة المنتہی۔ عرش اور پھر لامکان تک پہنچے۔ نمازیں فرض ہوئیں تو نو چکر لگائے اور 50 نمازوں کی پانچ کرائیں۔ پھر واپس تشریف لائے۔ جنت کی سیر فرمائی دوزخ کا معائنہ فرمایا۔ فرشتوں کے سوالات اور ان کے جوابات عطا فرمائے۔ اور بھی بہت سے مقامات کی سیر فرمائی۔ مفسرین کے مطابق یہ سارا سفر 18 ہزار سال کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور بتایا کہ میں تھوڑے سے وقت میں لامکان سے ہو کر آیا ہوں۔ جب لوگوں نے سنا تو کافر تو ظاہری طور سے انکاری تھے لیکن مسلمان جتنے بھی تھے ان کے دلوں میں دوسرہ کہ یہ کس طرح سے ممکن ہے ظاہری طور سے انکاری نہ تھے مگر دل سے یہ بات ماننے کو تیار نہ ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نہیں سنا۔ آپ مکہ مکرمہ میں نہ تھے۔ تجارتی سفر پر گئے

ہوئے تھے۔ اور جب واپس تشریف لائے تو پورے مکہ میں شور مچا ہوا تھا۔ کوئی اقرار نہیں کر رہا تھا۔ ابو جہل جس کا پہلا نام عمر بن ہشام تھا اور وہ بڑا دانا سمجھا جاتا تھا ابوالحکمت کے نام سے مشہور تھا اس نے سوچا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے ہیں ان کو میں اپنے ساتھ ملانا ہوں۔ اس کو اگر میں اپنا ہم نوا بنالیتا ہوں تو پھر میں شاید کامیاب ہو جاؤں۔ دوسرے مسلمان تو پہلے ہی تذبذب میں ہیں۔ پروفیسر صاحب کیا کسی صحابی نے دل سے تسلیم کیا تھا کہ واقعی معراج ہوئی ہے۔ (جی نہیں سرکار وہ تو بلکہ عجیب کشمکش میں تھے اور کفار ان کو اکسا رہے تھے کہ (توبہ نعوذ باللہ) تمہارا نبی اب کیسی کیسی بھکی باتیں کرنے لگا ہے۔ کسی نے اس واقعہ معراج کی تصدیق نہیں کی) عمر بن ہشام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو کہنے لگا کہ ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ میں بارگاہ عالیہ سے ہو کر آ گیا ہوں لامکاں کی سیر کر کے آیا ہوں کیا یہ ممکن ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کوئی نہیں جاسکتا تین بار عمر بن ہشام نے یہ بات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہلوائی کہ نہیں جاسکتا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ تیرا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات کہتا ہے۔ فرمایا یہ تو بہت معمولی بات ہے اگر میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی کوئی بڑی بات فرمائیں میں فوراً مان جاؤں گا۔ ادھر مکہ شریف سے باہر یہ بات ہو رہی ہے ادھر جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری معراج کی تصدیق کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس تصدیق کے صدقے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنا دیا ہے اور عمر بن ہشام نے انکار کیا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے ابوالحکمت سے ابو جہل بنا دیا ہے۔ باقی جو لوگ ہیں وہ زبان نبوت سے سن کر مان نہیں رہے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو جہل سے سن کر تصدیق کر رہے ہیں۔ یہ انفرادیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ عرش اور لامکاں میں بھی یہ

بات ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے۔ اتنا بڑا معجزہ ہے تو کون میری تصدیق فرمائے گا کون مجھے سچا کہے گا۔ فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی کر رہے ہیں جو منشاء رب تعالیٰ ہے۔ معراج نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا منفرد معجزہ ہے اور ان کی تصدیق کرنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منفرد کرامت ہے۔ آپ معراج نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان جاؤ گے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ٹولے میں شامل ہو جاؤ گے اور جو کوئی انکار کرے تو ابو جہل کا بھی ٹولہ حاضر ہے۔ اس میں داخلہ مفت مل جائے گا۔ کوئی فیس داخلہ نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں۔ معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانتے ہیں آپ بھی معراج کو مان کر سچے لوگوں کے ساتھی بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بِأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّالِقِينَ (التوبہ 199) ”اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چلوں کے ساتھ ہو“۔ سچا کون ہے۔ سچا وہ ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا جانتا ہے۔ سکھ سے پوچھیں کہ آج کون سادن ہے وہ کہے گا کہ جمعہ ہے اس سے پوچھیں کہ وقت کتنا ہوا ہے وہ کہے گا کہ رات ساڑھے گیارہ بجے ہیں تو دونوں باتیں صحیح ہیں اس لئے سکھ بھی سچا ہے تو کیا اب اس کے ساتھ مل جائیں یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ سچا وہ ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سچا ماننے والے تو بہت ہیں لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا ماننے والے بہت کم ہیں۔ تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے اللہ تعالیٰ کو سچا مانتے ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہیں مانتے ہیں۔ کیا وہابی سچا ہے وہ کہتا ہے کہ نبی پاک کچھ نہیں دے سکتے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے لیکن وہابی کہتا ہے کہ انہیں علم غیب ہے ہی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم

کرنا ہوں وہابی کہتا ہے کہ وہ کچھ دے ہی نہیں سکتے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا ماننے اور سچا بتانے والی ہستی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں اول نمبر پر ہیں اور تصدیق شدہ جنتی ہیں جو ان کو جنتی نہ مانے وہ پکا بے ایمان ہے جو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں ہے۔ آخر میں ایک خوشخبری ہے کہ جو بات بھی یہاں محفل میں ہوتی ہے جس ہستی سے متعلق بات کرتے ہیں آپ کا ایک پیر بھائی ہے جو یہاں سے کوئی ڈیڑھ سو میل دور (پاکپتن شریف) میں رہتا ہے۔ وہ ہستی اس شخص کی معرفت مجھے سلام بھیجتی ہے۔ رات جو بات ہوتی ہے اور علی الصبح مجھے اس شخص کا ٹیلیفون آ جاتا ہے، کہ جو بات رات ہوئی ہے وہ قبول ہے اور آپ کو سلام بھیجا ہے۔ جس طرح سے آج حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق عرض کیا ہے اب کل صبح ہوتے ہی انشاء اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام آئے گا۔ میرا ایمان ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہماری ساری عرض گزارش سنی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے قبول فرمائی ہے اور اس کے ثبوت کے طور پر کل صبح انشاء اللہ ان کی طرف سے سلام آئے گا۔ آپ سب کو بھی بہت بہت مبارک ہو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر بات کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 06-07-07

اللہ تعالیٰ کا درود شریف کیا ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آغُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَافَّةِ وَأَصِحِّحَا بِكَ يَا
سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

گرامی قدر حضرات: آج حسب سابق اس پروگرام کا انتظام کیا گیا ہے۔ تمام حضرات قبلہ
ڈاکٹر صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حصول برکات کیلئے حاضر ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ
اس گھر کو قیامت سلامت رکھے۔ اگر بحیثیت انسان کوئی بندہ سوچے تو سب سے اچھی جگہ
وہ ہوتی ہے جہاں وہ اپنی دل کی بات کر سکے اور اس بھی اعلیٰ وارفع جگہ وہ ہوتی ہے
جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو۔ جہاں ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
کرتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں۔ اور اپنے دل کی بات برملا کر بھی لیتے ہیں۔ لہذا میرے لئے
اس پورے ضلع فیصل آباد میں اس سے بڑھ کر اچھی جگہ کوئی نہیں ہے کہ جہاں میں اپنے دل
کی سچی بات کہہ سکوں۔ اللہ تعالیٰ اس گھر کو، اہل خانہ کو، محفل میں آنے والوں کو اور بالخصوص
پیر و مرشد حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کو خوش و خرم اور سلامت رکھے اور ان کا ساتھ جس طرح
سے اس دنیا میں ہے اللہ تعالیٰ آئندہ زندگی میں بھی ان کا ساتھ ہمیں نصیب فرمائے آمین۔
حضرت پیر و مرشد کے حکم کے مطابق چند گزارشات کرنی ہیں۔ آج فیصل آباد میں کچھ
سیاسی مولوی حضرات آ رہے ہیں جس وجہ سے تمام سڑکوں پر راستوں پر پولیس متعین ہے۔
ان حضرات نے بھی اس شہر میں جلسہ کرنا ہے وہ بھی اپنے کام میں مصروف ہیں۔ ہم نے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے کے فضائل بیان کرنے ہیں۔ وہاں لوگوں کا بہت رش ہو گا اور وہ پریشان بھی بہت ہیں۔ لیکن ہماری اس محفل میں جو بھی آ جاتا ہے اس کی پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں پر ہر طرح سے سکون ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنایا ہے۔ صرف اور صرف امتی بن جانا ہی بڑی سعادت ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے تیرہ انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں کہ جنہوں نے دعا کی کہ یا اللہ! ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی بنا دے۔ اور وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہے۔ آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ یہ فتنہ فساد کا دور ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ربیع الثانی میں بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ کوجرانوالہ سے آگے ایک جگہ گیا رھویں شریف کی محفل تھی میں وہاں گیا ہوا تھا کہ اس محفل میں ایک مفتی صاحب بھی آگئے۔ نقیب محفل نے یہ فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس جنت اور عرش سے بھی اعلیٰ ہے۔ وہ نقیب ایک نوجوان طالب علم تھا۔ وہ کوئی مفتی یا قاضی نہیں تھا عام سائنس کا طالب علم تھا۔ اس مفتی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں سو حوالے پیش کر سکتا ہوں کہ دنیا میں اس روئے زمین پر جنت نام کی کوئی چیز نہیں ہے اب دیکھیں کہ جن مساجد میں ایسی باتیں کی جاتی ہوں وہاں پھر اللہ ہی حافظ ہوتا ہے میں چونکہ زیادہ لوگوں سے میل جول نہیں رکھتا مقتدیوں سے ڈر لگتا ہے۔ لیکن آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی مفتی صاحب ایسی بات کرے تو وہ سفید جھوٹ بولتا ہے یہ بالکل غلط بات ہے کہ دنیا میں جنت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے حجرے سے لے کر میرے ممبر شریف تک جو جگہ ہے وہ جنت کا باغ ہے۔ اور باغ کہاں ہوتا ہے جنت کا باغ جنت میں ہی ہوتا ہے اس لئے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس سے لے کر مسجد نبوی شریف کے ممبر تک جو جگہ ہے وہ ریاض الحجت ہے وہ جنت کا باغ ہے۔ اور جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ اقدس ہے یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ شریف یا گھر ہے یہیں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیام پذیر رہے ہیں۔ جس شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر یقین نہ ہو وہ نہ تو مفتی ہوگا۔ نہ علامہ رہے گا اور نہ ہی وہ بندہ ہی رہے گا لہذا ایسی ضروری باتیں ہیں جو آپ کو اس محفل سے ہی ملیں گی۔ عرش جو ہے وہ حضور علیہ السلام کے تشریف فرما ہونے کی جگہ ہے یا یوں کہہ لیجیے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ٹیک لگانے کی جگہ ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ذرا تشریف فرما ہوں جائیں وہ عرش ہے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کا کوئی حصہ ایک دفعہ بھی عرش سے مس ہو گیا تو وہ عرش اعظم بن جاتا ہے اور جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رہائش پذیر رہے اور جن جگہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے چلتے پھرتے رہے اور جس روضہ اقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی آرام فرمائیں وہ عرش سے اعلیٰ ہے کہ نہیں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک بھی جس زمین پر لگ گیا وہ جگہ بھی اعلیٰ ترین جگہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک جہاں جہاں بھی لگ گئے وہ جگہ اعلیٰ بنتی گئی اور اللہ تعالیٰ اس جگہ کی قسم اٹھاتے ہیں لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنْتَ حَلُّ بَهَذَا الْبَلَدِ ۝ (البلد ۱-۲) مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو، اعلیٰ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہونے میں سب سے بڑا بے مثال لَاشَرِیْکَ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے میں سب سے اعلیٰ ہیں ان کا بھی کوئی شریک اور ثانی نہیں ہے۔ بخاری شریف میں بھی حدیث ہے اور ترمذی شریف میں بھی حدیث پاک ہے اور دیگر کتب احادیث میں بھی حدیث شریف موجود ہے۔

مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ حُضُورِ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ جَسَدِيٍّ دَيْكَا
اس نے مجھے ہی دیکھا۔ دوسری حدیث پاک میں ہے مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ جَسَدِيٍّ دَيْكَا
خَوَابٍ مِمَّنْ دَيْكَا فَقَدْ رَأَى اس نے مجھے دیکھا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ لِيْ كَمَا
شیطان میری مثل بن کر نہیں آ سکتا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے
شیطان رب بن آیا۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے جیسا بن کر شیطان
بھی نہیں آ سکتا۔ حالانکہ شیطان کو یہ تصرف حاصل ہے کہ وہ جس طرح کی اور جیسی بھی شکل
اختیار کر سکتا ہے لیکن وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بن نہیں سکتا آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کی صورت و شکل مبارک کی طرح شیطان اپنی شکل نہیں دھار سکتا تو پھر جو کلمہ پڑھ کر
یہ کہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہوں وہ شیطان سے بھی برا بندہ ہے وہ شیطان
سے بھی گنہگار رہا ہوا ہے۔ وہ پکا جھوٹا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے بندوں سے بچائے۔
قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ ۱۱۹) اور سچوں کے ساتھ ہو۔“
پوری آیت مبارکہ یوں ہے، کہ يَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ
(توبہ ۱۱۹) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔“ اس لئے سچے لوگوں کے
ساتھ ہونے کے لئے جھوٹے لوگوں سے بچیں۔ جب جھوٹے لوگوں کو چھوڑیں گے تو پھر ہی
سچے لوگوں کے ساتھ چل سکیں گے۔ اور سچ کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا
روپ شیطان بھی دھار نہیں سکتا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا
درود شریف کیا ہے وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کس طرح درود شریف پڑھتا ہے
اس سے متعلق بھی لوگوں میں بہت اختلافات ہیں۔ بلکہ اختلاف ہیں نہیں لیکن خود ساختہ
بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ۔ یہ ان جو ہے یہ حرف
تحقیق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مقام پر ارشاد فرماتے ہیں جہاں پر اس سے آگے آنے والی چیز کا

ذکر ہوتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی منکر ہوتا ہے اس کا کوئی انکار کرنا والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اس کے علم میں یہ چیز ہے کہ کوئی نہ کوئی منکر ضرور پیدا ہوگا۔ شیطان کی پارٹی ضرور موجود رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرہ ۲) وہ بلند رتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں۔ ”یہ وہ کتاب ہے جس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے۔ اس میں اگر کوئی شک نہیں تو پھر تاکید کس بات کی۔ اللہ تعالیٰ تاکید فرماتے ہیں کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے تم نے اس کی بات نہیں مانی بلکہ جو میں کہتا ہوں وہ بات سچی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ (الاحزاب ۵۶) ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر۔“ لفظ بے شک فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے، مفسرین نے اپنے اپنے علم کے مطابق اپنی استطاعت کے مطابق اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ پہلے بھی میں نے کئی بار یہ عرض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے لیکن وہ خود نماز نہیں پڑھتا۔ ہمیں حکم ہے کہ زکوٰۃ ادا کرو لیکن وہ خود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہمیں حکم ہے کہ روزے رکھو لیکن وہ خود روزے نہیں رکھتا، ہمیں حکم ہے کہ حج کرو لیکن وہ خود حج نہیں کرتا۔ اب جو وہ ہمیں حکم دیتا ہے وہ تو ہو جاتا ہے فرض۔ اور فرض کا جو منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور جو کام اللہ تعالیٰ خود بھی کرے اور ہمیں کرنے کا حکم بھی دے تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ تو پھر ڈبل فرض ہے۔ اور نماز جو فرض ہے اس سے ستر گنا زیادہ طاقتور فرض وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کام خود کرے اور اس کو کرنے کا حکم بھی دے۔ اس آیت مبارکہ میں صاف صاف حکم ہے ہر قاری ہر حافظ اور ہر مولوی یہ آیت مبارکہ پڑھتا ہے کہ جو درود شریف کا مخالف بھی ہے وہ بھی اس آیت مبارکہ کو ضرور پڑھتا ہے اس آیت مبارکہ میں ہے کہ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ

میں نے یہ درود شریف کل شروع کیا تھا یا پرسوں شروع کیا تھا۔ کہ ایک سال پہلے شروع کیا تھا یہ کلام الہی ہے تو یہ درود شریف کب سے شروع کیا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تخلیق فرمایا اسی وقت سے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تخلیق فرمایا پھر ان کے بعد ساری مخلوق بنائی گئی۔ جب سے فرشتے پیدا فرمائے گئے انہیں اسی وقت سے ہی حکم ہے کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی درود شریف بھیج رہا ہے اور فرشتے بھی درود شریف بھیج رہے ہیں اور آئندہ قیامت تک جو فرشتے ابھی پیدا فرمائے جائیں گے۔ وہ بھی درود شریف بھیجتے رہیں گے۔ جو فرشتے پیدا ہو چکے ہیں وہ بھی درود شریف بھیجتے رہے ہیں۔ بھیج رہے ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ میں يُصَلُّونَ ایسا معنی ہے ہو حال اور مستقبل کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ مضارع کا معنی ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ درود شریف بھیجتا ہے اور بھیجتا رہے گا۔ کون بھیجتا ہے اور بھیجتا رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے فرشتے ہیں۔ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے تو درود شریف پھر بھی جاری رہے گا۔ کیونکہ سب کچھ بھی ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پھر بھی قائم رہے گی۔ قرآن مجید پڑھ کر دیکھ لو تمہیں کہیں بھی یہ نظر نہیں آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں خود بھی نماز پڑھتا ہوں اس لئے تم بھی نماز پڑھو۔ میں روزہ رکھتا ہوں اس لئے تم بھی روزہ رکھو۔ میں حج کرتا ہوں تم بھی حج کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ میں فطرانہ دیتا ہوں تم بھی فطرانہ دیا کرو۔ میں زکوٰۃ ادا کرتا ہوں تم بھی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ لیکن صرف ایک جگہ ہی حکم ہے۔ کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب ۵۶) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اسی غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“

بے شک میں اور میرے فرشتے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھی پڑھو۔ جو کوئی نماز کا انکاری ہے وہ کافر ہے جو کہے کہ روزے کوئی نہیں۔ وہ بھی کافر ہے۔ جو زکوٰۃ کا انکاری ہے وہ بھی کافر ہے جو حج کا منکر ہے وہ بھی کافر ہے لیکن جو یہ کہے کہ درود شریف کوئی نہیں ہے تو وہ کافر اعظم ہے کیونکہ اس نے قرآن مجید کے دو جگہ کفر مان کا انکار کیا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا بھی انکار کیا ہے میں حیران ہوتا ہوں کہ ہر دم بخاری بخاری کی رٹ لگائے رکھتے ہیں اور اس میں جو یہ حدیث مبارکہ ہیں وہ نہیں سناتے۔ بخاری شریف میں ہی حدیث پاک ہے کہ جو علم کو چھپائے گا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔ اب بخاری بخاری کا اعلان کرے اور یہ حدیث شریف چھپائے تو اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ اب حدیث پاک کے الفاظ سنو۔ جب کسی کی والدہ کی بات آئے تو تمام مسالک کے علماء یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے ممبر شریف کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو اونچی آواز میں فرمایا۔ آمین۔ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ تیسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ خطبہ شریف ختم ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگنے والا تو نظر نہیں آیا۔ آواز اس کی سنائی نہیں دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نظر بھی آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بھی سنائی دی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دعا کرنے والا کون تھا اور اس کی دعا کیا تھی۔ کیا کسی بھی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا کرنے والا نظر آ جاتا تو پھر وہ سوال کرتا کہ کون تھا اور دعا کیا تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آمین کس لئے فرمایا گیا ہے۔ فرمایا کہ جب میں اپنے حجرے سے باہر آیا ہوں تو باب جبرائیل میں سے

جبرائیل علیہ السلام داخل ہوئے۔ جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رنجہ فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی والدہ موجود ہو بعض مقامات ماں اور باپ دونوں کا ذکر ہے۔ اور بندہ ان کی خدمت کر کے ان کی دعائیں نہ لے تو وہ تباہ ہو جائے۔ وہ برباد ہو جائے اس کا کچھ بھی باقی نہ بچے میں نے کہا کہ آمین اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے شخص کیلئے ایک دفعہ بھی آمین فرمادیں تو والدین کا بے ادب اور گستاخ آدمی جہنم میں جائے گا۔ فرمایا کہ جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رنجہ فرمایا تو حضرت جبرائیل نے دعا کی کہ جس شخص کی زندگی میں ماہ رمضان شریف آئے بندہ تندرست ہو اور مقیم ہو پھر بھی وہ روزہ نہ رکھے تو وہ بھی تباہ و برباد ہو جائے۔ میں نے فرمایا کہ آمین تیسری سیڑھی جو پہلی دونوں سے اونچی ہے اور دعا کے جملے بھی سب سے اونچے۔ پہلی سیڑھی پر جس دعا کیلئے آمین ہوئی اس کا بے ادب جہنم میں گیا۔ دوسری سیڑھی کی دعا پر بھی آمین ہوئی اس کا منکر جہنم میں گیا جو تیسری سیڑھی پر دعا ہوئی اور اس کیلئے آمین فرمائی اس کا منکر جنت والے راستہ پر آئے گا ہی نہیں۔ یہ آخری سیڑھی ہے وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہو کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے وہ بھی تباہ و برباد ہو جائے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آمین۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ درود شریف صرف ایک ہی ہے اور وہ بھی درود ابراہیمی ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے وہ تباہ و برباد ہو جائے۔ وہ کب درود شریف نہ پڑھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو اور ذکر سے مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آجائے وہ میلا شریف کا ہو کہ معراج شریف کا ہو۔ کوئی اس کو سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھے وہ

بندہ تباہ و برباد ہو جائے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آمین۔ اب آپ ذرا غور فرمائیں کہ جس مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین فرما دیا ہے کیا وہ دعا قبول نہیں ہوگی اور جو یہ کہیں کہ درود شریف پڑھنا نہیں چاہئے وہ تباہ و برباد ہوئے ہیں کہ نہیں۔ ان کا خانہ خراب ہو گیا ان کی کوئی چیز باقی نہیں بچی۔ نہ ان کا ایمان رہا ہے نہ کوئی عزت رہی اس سے پتہ چلا کہ جو شخص ان کے قریب بیٹھے گا وہ بھی بچ نہیں سکے گا۔ ہاں اگر اس کی نیت ہو کہ میں نے ان کی باتوں کا مدلل اور مفصل جواب دینا ہے اور ان کو بتانا ہے کہ تم تباہ و برباد ہو چکے ہو۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ جو کوئی درود شریف سے منع کرے اور یہ کہے کہ یہ درود شریف نہیں ہے وہ بھی نہیں ہے بس صرف ایک ہی درود شریف ہے وہ غلط کہتا ہے جو بھی درود شریف تمہیں آتا ہے۔ حکم درود شریف پڑھنے کا ہے تم وہ درود شریف پڑھو جو بھی تمہیں آتا ہے اب یہ کہ اللہ تعالیٰ کون سا درود شریف بھیجتے ہیں اس سے متعلق شاید میں نے پہلے بھی آپ کو بات بتائی ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں صبح درس دینے کے بعد میں فارغ ہوا تو جامعہ سلفیہ کا ایک فارغ التحصیل مولوی جس نے بارہا میری افتاء میں نماز جمعہ پڑھی ہے اور وہ اسلام نگر کا ہی رہائشی ہے۔ وہ صبح میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے ایک جمعہ کے روز فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کون سا درود شریف پڑھتا ہے۔ میں نے رقعہ لکھ کر بھیجا تھا آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو آپ سے پوچھا تھا کہ بتاؤ اللہ تعالیٰ کون سا درود شریف پڑھتے ہیں یا بھیجتے ہیں۔ کہنے لگا کہ کیا میں یہ بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کون سا درود شریف بھیجتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہاں ضرور بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کون سا درود شریف بھیجتے ہیں۔ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ جو درود شریف بھیجتے ہیں وہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ یعنی وہ درود ابراہیمی پڑھتا ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے لیکن ذرا اس کے معنی بتاؤ۔ کہنے لگا کہ معنی آپ بتائیں

میں نے کہا کہ اس کا معنی بنتے ہیں کہ اے اللہ تو بھیج یا تو پڑھ درود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اب بتاؤ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی دوسرا اللہ تعالیٰ بتالیا ہے۔ کیا اب آپ شرک ٹھہرے یا ہم۔ کہنے لگا کہ یہ میں پوچھ کر بتاؤں گا۔ 12 سال ہو گئے ہیں کہ ابھی تک وہ پوچھ کر آیا نہیں ہے۔ اسی محلہ میں ہی رہتا ہے کبھی مجھ پر اس کی نظر پڑ جائے تو اپنے گھر میں اندر چلا جاتا ہے یا کسی دوسری طرف کو رخ موڑ لیتا ہے۔ سامنے نہیں آتا۔ یعنی یہ درود ابراہیمی کب شروع ہوا۔ کس نے شروع کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت کے بعد مدینہ شریف جا کر یہ درود شریف شروع فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پڑھا اس کی ابتدا فرمائی۔ لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ یہ مکہ شریف میں بھی پڑھا گیا ہے تو پھر بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس کی ابتدا فرمائی ہے۔ لہذا نماز میں یہ درود شریف ابراہیمی پڑھنا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اس کا پڑھنا جائز ہے منع نہیں ہے۔ لیکن یہاں جو حکم ہے وہ یہ ہے کہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (الاحزاب ۵۶) ”اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو“۔ اے ایمان والو! درود شریف بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا درود کیا ہے وہ اس شخص مذکور ہوا کو تو نہیں مل سکا لیکن جو مفسرین نے لکھا ہے وہ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گھڑی پر پل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، عزت، مقام، رفعت، شان بلند کرتا ہے۔ کچھ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا درود ہے کہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ ہر گھڑی ہر وقت اضافہ فرما رہا ہے اور اگر اضافہ ہی ہو رہا ہے کہ جیب میں سے دو روپے نکال دئے تو سو روپے اس میں مزید آ گئے تو کیا خزانہ کبھی ختم ہونے والا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو اللہ تعالیٰ کا درود لکھا ہے۔ لیکن حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے سنا تو نہیں

ہے لیکن اللہ تعالیٰ اگر درود شریف پڑھتا ہی ہے تو وہ یوں پڑھتا ہے الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ کیونکہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی تَوَالِدِ اللّٰہ تعالیٰ پڑھ ہی نہیں سکتا۔ یہ تو کئی بات ہے۔ لیکن ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے ہم اس پر بحث نہیں کرتے ہمیں تو حکم ہے کہ پڑھو سلام اور درود شریف۔ یہ حکم کن کو ہے یہ ایمان والوں کو حکم ہے اب جس میں سلام آئے درود شریف بھی آئے وہ آیت مبارکہ پڑھی جائے تو ہر سننے والے پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ درود شریف پڑھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ مستحسن ہے بعض نے لکھا ہے کہ مستحب ہے لیکن جب حکم الہی ہو جائے تو حکم فرض ہوتا ہے۔ جب قرآن مجید حکم فرماتا ہے کہ اے ایمان والو تم درود شریف بھی پڑھو اور سلام بھی پڑھو تو جب یہ آیت مبارکہ سن لی جائے اور پڑھ لی جائے تو اسی وقت فرض ہو جاتا ہے کہ پڑھو الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ہمارے کئی ساتھی ایسے ہیں کہ وہ جب ختم پڑھتے ہیں تو یہ آیت مبارکہ پڑھیں گے اور پھر اس کے درود شریف شروع کریں گے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم فرماتا ہے کہ درود پڑھو لیکن ہم کہتے ہیں کہ نہیں تو ہی پڑھ۔ کم از کم سیدھی سادی بات کو سمجھ تو لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تم درود اور سلام پڑھو لیکن ہم کہتے ہیں کہ اللہ تو ہی پڑھ۔ تمہیں جو زبان عطا فرمائی ہے اور حکم بھی دے رہا ہے تو اس کے حکم کی تعمیل میں یاد رکھو کہ جب بھی یہ آیت مبارکہ سن لو خواہ وہ ختم شریف ہو۔ خواہ وہ میلاد شریف ہو تو پڑھو۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اگر نماز میں یہ آیت مبارکہ سنو تو سلام پھیرنے کے فورا بعد پڑھنا شروع کر دو۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل ہو جائے۔ کبھی کسی بندے کی بات یوں بھی بن جاتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایک بندے کو حکم دے گا کہ جہنم میں چلے جاؤ۔ وہ دوڑتا ہوا جائے گا تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ جاؤ دنیا میں تو ساری زندگی میری ایک بات نہیں مانی

اور آج بڑی جلدی مان لی ہے اور جہنم کی طرف بھاگ رہا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ ہاں یا اللہ میں بہت گناہ گار ہوں تیرا فرمان ہوں ساری زندگی تیری بات نہیں مانی لیکن آج ساری مخلوق کے سامنے تیرا حکم مان لیا ہے خواہ دوزخ میں جانے کا ہی حکم ہے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے گا اور اسے جہنم میں جانے کی بجائے جنت میں جانے کا حکم ہو جائے گا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے سے کبھی کبھی یوں بھی فائدہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تو اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (الاحزاب) اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ یہ ایمان والوں کو حکم ہے اب بتائیے کہ کیا فرشتے ایمان والے ہیں کہ نہیں ہیں۔ فرشتے ایمان والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہیں وہ سرکش نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو درود اور سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے لہذا فرشتے بھی یہی پڑھتے ہیں۔ **الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ وہ یوں نہیں پڑھتے **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ** کہ اے اللہ تو پڑھ۔ نہیں بلکہ وہ خود پڑھتے ہیں کہ **الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو تم درود بھی پڑھو اور سلام بھی۔ اس آیت مبارکہ کے جواب میں صرف ایک ہی درود ہے **الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ** اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشریف لے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے کبھی نہیں فرمایا کہ اے کلیم رک جا۔ تیرا رب تجھ پر صلوٰۃ پڑھ رہا ہے درود پڑھ رہا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد وہ ذات ہے کہ جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قَفَّ يَا مُحَمَّدُ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** خود ہی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا اور خود ہی فرمایا کہ ”جلبات قدرت“ کہاں کہ جہاں رف رف بھی نیچے رہ گیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تو بہت ہی نیچے رہ گئے۔ وہ تو سدرہ پر ہی رہ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے میں نہیں

جاسکتا۔ کیوں نہیں جاسکتا مجھے نیند سے بیدار کر کے لائے ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک قدم بھی آگے جاؤں تو میرے پر جل جائیں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پر نوری ہیں اور سدرہ سے آگے بھی نور ہے اب دیکھیں کہ نور، نور کو جلا رہا ہے لیکن جو اس نور میں سے گزر گیا وہ اس سے بڑا طاقتور اور ارفع و اعلیٰ نور ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر پر کپاس سے بنے ہوئے کپڑے ہیں وہ نہیں جلتے نعلین مبارک چڑے کی بنی ہوئی نہیں جلی۔ پتہ چل گیا کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ لگ جائے وہ جل نہیں سکتا۔ اس لئے محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تابعدار جو غوث جلی دا اونہوں کوئی بگاڑ نہیں سکدا
نام لیوا جو ہند ولی دا اونہوں کوئی لٹاڑ نہیں سکدا
جس گلشن نوں مولا علی وساوے اونہوں کوئی اجاڑ نہیں سکدا
اعظم جس تن عشق نبی دا اونہوں دوزخ ساڑ نہیں سکدا

حضرت جبرائیل رک گئے۔ دنیائے خطابت کا تاجدار حضرت صاحبزادہ افتخار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے پرانے ساتھی حضرت محمد صدیق نقشبندی صاحب نے مہربانی فرمائی وہ تشریف لائے۔ صاحبزادہ صاحب نے کتاب بھی لکھی ہے ”المعراج“ شاید اس میں درج ہو کیونکہ وہ بڑے عشق محبت سے پڑھا کرتے تھے۔

جا کے سدرہ تے وحی نے عرض کیتی جائے صاحب ضرور اٹھے
کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
گھروں لیا کے راہ و چہ جھڈ دینا نہیں سی دوستاں دا دستور اگے
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا:

اوہ وسدا بیارای شعلے ماردا اے جس نور نے ساڑیا طور اگے

صرف ایک جلوہ پڑا تو طور جل سر گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن تک بے ہوش پڑے رہے جو کلیم اللہ علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی کرنے والے تھے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور کے ان تجلیات میں سے گزرتے گئے۔ رف رف ایک نور کا بنا ہوا تخت ہے وہ حاضر ہو گیا اور ایک مقام تک جا کر وہ بھی رک گیا۔ اس سے آگے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے ہی تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال بات کی ہے کہ سارے ذرائع آمد و رفت جہاں ختم ہو گئے وہاں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی طاقت کی ابتداء ہوئی۔ جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام بے بس ہو گئے۔ جہاں براق بھی نیچے رہ گیا۔ جہاں رف رف بھی نیچے رہ گیا پتہ چلا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی طاقت ختم ہو جاتی ہے وہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کی ابتداء ہوتی ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بَلَّغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ
كَشَفَ الْجُجَى بِجَمَالِهِ
حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ
صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کمال سے پہنچے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آں جا کے جائے نیست تو آں جا رسیدی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہاں گئے ہیں کہ جہاں جگہ ہی کوئی نہیں ہے۔ پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی جگہ کے محتاج نہیں ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ بھی جا سکتے ہیں کہ جہاں جگہ ہی نہیں تو پھر قبر انور تو یہ پاس ہی پڑی ہوئی

ہے۔ یہاں سے کیوں نہیں آسکتے فیصل آباد تو نہایت ہی قریب ہے۔ فرمایا: ۔

آں جا کہ جائے نیست تو آں جا رسیدی

واں راہ کہ کس نہ دید تو آں را بدیدی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو کوئی نہیں دیکھ سکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی دیکھا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَتِهِ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (النجم ۱۷) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ اس طرح سے دیکھا کہ آنکھ ذرا جھپکی بھی نہیں۔ یہاں بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے متعلق فرمایا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے وہ تو سدرہ سے آگے ہی نہیں گئے تو اس کو کس نے دیکھا ہے۔ یہ قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھا کہ اپنی آنکھ بھی نہیں جھپکی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف چلی دیکھی تو بے ہوش ہو گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹکلی لگا کر دیکھ رہے ہیں اور آنکھ جھپکی تک نہیں اور الزام ہم پر آ جاتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیتے ہیں۔ وہ تو خود ہی فرماتا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (النجم ۱۷) اس نے اس طرح سے دیکھا ہے کہ آنکھ جھپکی تک نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جلالت قدرت میں سے گزر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قِفْ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رک جائیے یہ بات محقق اعظم حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں تحریر فرمائی ہے۔ حدیث تو اس طرح سے ظاہر کرتی ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذرا ٹھہر جا کہ میں

تیاری کر لوں۔ جگہ بن رہی ہے قِفْ يَا مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِنْ رَبَّكَ يُصَلِّيْ عَلَیْكَ۔ یہاں لفظ ”ک“ آیا ہے۔ ”ک“ لفظ مخاطب ہے جس کا معنی تو تیرا یا تجھ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رک جا تیرا رب تجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ نماز تو اللہ تعالیٰ نہیں پڑھتا کہ جس طرح ہم پڑھتے ہیں اس لئے یہاں يُصَلِّيْ کے معنی بنیں گے درود شریف پڑھتا ہے۔ وقت تھوڑی دیر رک جا۔ رَبَّكَ تیرا رب۔ عَلَیْكَ تجھ پر۔ تو معنی بنیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر رک جا۔ تیرا رب تجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ بات پھر وہی حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ والی ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود بھی درود شریف پڑھا اور پڑھنے کا حکم دیا۔ خود عمل بھی کیا اور پھر وہ عمل کرنے کا حکم بھی دیا۔ فرشتوں سے بھی عمل کرایا ہے پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو حکم دیا کہ جو امتی ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ پر درود بھی پڑھے اور سلام بھی پڑھے اب بات یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ ایمان دار بننے کیلئے یہ شرط ہے۔ فرض ہے یا ضروری ہے۔ نماز تو ایمان والے پر فرض ہے اور ایمان دار رہنے کیلئے شرط ہے کہ درود بھی پڑھے اور سلام بھی پڑھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نماز بھی اسی کی ہوگی جو درود شریف بھی پڑھے اور سلام بھی پڑھے اس کے علاوہ نماز بھی نہیں ہوگی۔ میں نے تبلیغی نصاب میں یہ بات پڑھی ہے اور بھی کئی جگہ پر موجود ہے۔ مولوی ذکریا رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغی نصاب ترتیب دیا ہے اس نے فضائل درود شریف میں ایک واقعہ تحریر کیا ہے۔ ایک نوجوان لڑکا تھا کہ ادھیڑ عمر کا آدمی تھا لیکن واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نوجوان لڑکا تھا وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا وہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضرت علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ بات تفسیر ابن کثیر میں تحریر فرمائی ہے طواف جب کیا

جانا ہے تو اس میں کعبہ شریف کے گرد سات چکر لگانے ہوتے ہیں اور ہر چکر کی ایک ایک دعا ہے جو اس چکر کے دوران پڑھنا ہوتی ہے۔ لیکن وہ نوجوان کوئی دعا نہیں پڑھ رہا ہے بلکہ وہ پڑھ رہا ہے الصَّلٰوة وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی الْکَ وَاصْحَابِکَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔ اب انہوں نے اپنے تبلیغی نصاب سے یہ بات نکال دی ہے۔ پہلے نصاب میں شامل تھی اور مولوی زکریا نے لکھا ہے کہ یہ درود شریف تمام مجموعہ درود شریف سے افضل ہے۔ اور جہاں یہ دعا پڑھنا ہوتی ہے کہ رَبَّنَا اِنْتَا فِی السَّمٰوٰتِ اَحْسَنُ وَفِی الْاٰخِرَةِ اَحْسَنُ وَفِی الْعَذَابِ النَّارِ (البقرہ ۱۰۲) ”اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا“ وہ نوجوان وہاں بھی پڑھ رہا ہے۔ الصَّلٰوة وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی الْکَ وَاصْحَابِکَ يَا سَيِّدِیْ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نوجوان کو روکا اور فرمایا ان مقامات پر ان کی مجوزہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں تم یہاں درود شریف کیوں پڑھ رہے ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ نوجوان بولا کہ تم کون ہوتے ہو مجھے پوچھنے اور ٹوکنے والے۔ دیکھو کہ اس نوجوان میں کتنی سرکشی ہے۔ نہایت ترشی سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو مجھے پوچھنے والے۔

نہ چھیڑ کے چپ کیے نوں کولوں دی لنگھ جا چپ کر کے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسب سمجھا کہ اسے اپنا تعارف کرائیں کیونکہ وہ نوجوان بڑا سرکش اور خود سر معلوم ہوتا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا کہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔ وہ نوجوان دست بستہ کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اگر تم حضور علیہ

اصلوۃ والسلام کے چچا کے بیٹے نہ ہوتے تو میں کبھی نہ بتاتا کہ میں درود شریف کیوں پڑھ رہا ہوں۔ اور دعائیں کیوں نہیں پڑھتا۔ یہ میری مرضی ہے۔ یہ میں جانتا ہوں یا نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام جانتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں دعاؤں کی بجائے درود شریف کیوں پڑھتا ہوں۔ اب وہ اپنی کہانی بیان کرتا ہے کہ میں گھر سے چلا تو میرا باپ بھی ساتھ تھا۔ راستے میں رات کا وقت شروع ہو گیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا۔ ہم دونوں باپ بیٹا حج کرنے کے لئے سفر کر رہے تھے۔ میرا باپ بھی فوت ہو گیا۔ اور اس کا رنگ بھی تبدیل ہو گیا۔ ایک تو سفر اور دوسرا یہ کہ باپ کا رنگ تبدیل ہو گیا جس سے میں پریشان ہو گیا۔ جنازہ ساتھ اٹھانے والا کوئی نہیں۔ عزیز واقارب پاس نہیں ہیں کوئی رشتہ دار ساتھ نہیں۔ واپس جاؤں گا تو بہن بھائی پوچھیں گے کہ ہمارا باپ کہاں ہے۔ عزیز رشتہ دار بھی پوچھیں گے کہ وہ کہاں ہے۔ اسی سوچ و بچار میں رات گزر گئی۔ نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ میں نے نماز پڑھی پھر والد صاحب کی میت کی طرف آیا تو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام میرے والد صاحب کے چہرے پر دست مبارک پھر رہے ہیں اس کا رنگ چاند سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام واپس تشریف لے جانے لگے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ سکا میں نے دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اے جانے والے یہ بتاؤ کہ اس کا رنگ کیوں تبدیل ہوا اور آپ کون ہیں مجھے تو اس سفر میں کسی نے ابھی تک نہیں پوچھا کہ تم کون ہو تمہارے ساتھ کون ہے۔ تمہیں کیا پریشانی ہے۔ آپ کون ہیں جس نے ایسی حالت میں مجھ پر مہربانی فرمائی ہے۔

رحمت میرے حضور دی واجاں پئی مار دی

آجا گنہگارا میں تینوں بچا لواں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں ابھی تک علم نہیں ہو سکا تو پھر سنو میں تیرا لچال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں۔ اس نوجوان نے سنا تو زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں کوئی عزیز رشتہ دار نہیں پہنچا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم نوازی فرمائی ہے اب یہ تو بتائیے کہ اس کا رنگ تبدیل کیوں ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی مہربانی کیوں فرمائی ہے۔ فرمایا کہ اس نے ساری زندگی سود کا ایک درہم کھایا تھا اس کی وجہ سے اس کا رنگ تبدیل ہوا۔ میں اسی لئے آیا ہوں کہ اس نے تو بہ کی اور اس کے بعد ہر روز فجر کے بعد کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ آج اس کا درود شریف نہیں پہنچا تو میں نے سوچ لیا کہ آج ملک الموت نے اس کا راستہ بند کیا ہے۔ لہذا میں خود آ گیا ہوں۔ پتہ چلا کہ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے جہاں اس کا جنازہ بھی اٹھانے والا کوئی نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لا کر اس کا سارا انتظام فرما جاتے ہیں۔ لہذا نہایت محبت و عشق سے اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ اب یہ بتاؤ کہ جو حج کرنے کے لئے مکہ شریف جا رہا ہے وہ نماز بھی تو ضرور پڑھتا ہوگا اور اس کی مدد کے لئے کوئی فرشتہ تو نہیں آیا۔ پھر کون آیا کہ درود شریف والا بذات خود تشریف لے آیا۔ لہذا نماز کا بھی تب ہی قائدہ ہوتا کہ درود شریف پڑھا جائے۔ وہ نوجوان عرض کرتا ہے کہ اے عبد اللہ بن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے ایسا لچال کہیں نہیں دیکھا اس لئے درود شریف ہی پڑھتا ہوں کہ میں نے اس کا نتیجہ دیکھ لیا ہے۔ اس نوجوان نے بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر واقعہ بیان فرمایا ہے کیا اس میں کوئی جھوٹ ہو سکتا ہے۔ اس نے بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے لیکن کملی والا اتنا کریم ہے کہ جہاں کہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی امتی پریشانی میں ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کرم نوازی فرماتے ہیں اور

اس کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور خاطر پر درود شریف پڑھنے والے پر فوری کرم فرماتے ہیں ایک اور بھی حدیث شریف ہے کہ ایک فرشتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس قبر انور کے قریب کھڑا ہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں اگر کوئی درود شریف پڑھتا ہے وہ اس فرشتے تک پہنچتا ہے۔ میں درود شریف یہاں فیصل آباد میں پڑھوں تو اس فرشتہ تک پہنچتا ہے جو کہ خادم ہے لیکن جو مالک ہے اس تک نہیں پہنچتا لیکن یہاں الجھن کیا ہے کہ فرشتہ تک کس کا درود شریف پہنچتا ہے جو مجبوری کے تحت پڑھتا ہے۔ یعنی اس طرح سے پڑھے کہ اگر اللہم صلی علی محمد نہ پڑھا تو نماز مکمل نہیں ہوگی لہذا مجبوری ہے کہ نماز کی تکمیل کے لئے درود شریف پڑھا جائے۔ ایسا درود شریف اس فرشتہ کے ذریعے پہنچتا ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص عقیدت محبت و عشق سے پڑھتا ہے اس کا درود شریف میں خود سنتا ہوں۔ لہذا جب بھی درود شریف پڑھو۔ نماز میں پڑھو یا غیر نماز میں پڑھو درود شریف ہمیشہ عقیدت محبت و عشق سے پڑھا کرو۔ حقی لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں بھی درود شریف بھول کر نہ پڑھو۔ جب بھی پڑھنا ہے قصد اُپڑھنا ہے۔ جان بوجھ کر پڑھنا ہے۔ غور سے پڑھنا ہے توجہ سے پڑھنا ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ پر درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ ایسا درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست سنتے ہیں اس لئے ایسے درود شریف کا مرتبہ زیادہ ہے اگر کوئی شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اس کے دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ دس نیکیوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ اور دس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اگر دو مرتبہ پڑھ لیا تو بیس گناہ معاف، بیس نیکیوں کا اضافہ، بیس درجے بلند اور بیس رحمتوں کا نزول ہو گیا۔ تین دفعہ پڑھا تو ہر چیز میں تین گنا اضافہ اور اگر سو مرتبہ پڑھے تو ہر چیز میں سو گنا اضافہ ہو

جانا ہے۔ اسی طرح جتنا پڑھو گے اتنا ہی بڑھتا جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت محبت و بیار عشق سے درود شریف پڑھا کرو۔ نہایت توجہ سے درود شریف پڑھا کرو۔ قیامت کے روز ایک بندہ ایسا ہو گا کہ اس کی نیکیاں کم ہوں گی گناہ زیادہ ہوں گے اس کو جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ فرشتے اس کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام مقام محمود کی طرف منہ کر کے آواز دیں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو فرشتے جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے کہ یا اللہ تیرا وعدہ ہے مجھے میری امت کے بارے میں پریشان نہیں کروں گا۔ غمگین نہیں کروں گا لیکن میرا امتی جہنم میں لے جایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کا حکم دیں گے کہ رک جاؤ جس طرح سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائے گا اسی طرح سے کرو۔ وہاں بھی حکومت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ:۔

عرشاں اتے جھنڈا جھولے تیری بادشاہی دا

تیری بادشاہی دا توں لاڈلا خدائی دا

وہ فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ اسے جہنم میں کیوں لے جا رہے ہو۔ عرض کریں گے کہ اس کی نیکیاں تھوڑی ہیں گناہ زیادہ ہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اس کا ناپ تول دوبارہ کرو۔ میزان پر دوبارہ اس کی نیکیاں بدیاں تولی جائیں گی۔ نیکیاں کم ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی طرف سے ایک چھوٹی سی پرچی، چٹ، کاغذ کا ٹکڑا نیکیوں والے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ نیکیوں والا پلڑا جھک جائے گا۔ بدیوں والا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا۔ بدیاں کم ہو جائیں گی نیکیاں بڑھ جائیں گی۔ وہی فرشتے

عرض کریں گے کہ یہ بندہ جنتی ہے اے رضوان جنت اس کو لے جاؤ۔ وہ بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھے گا اور عرض کرے گا۔

جے کملی والیا توں اچھے نہ آؤندوں

درداں دے مارے کی کر دے

جے نہ ضامن بن جاندوں عاصیاں دا

گنہگار وچارے کی کر دے

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چٹ پر کیا لکھا ہوا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے تو نے ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا تھا میں نے وہ سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ یہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے والا جہنم کے کنارے سے واپس آ کر چھلانگیں مارتا ہوا جنت میں چلا جائے گا۔ تو جو خوش نصیب کثرت سے درود شریف پڑھے اور جو ہر دم پڑھتا ہی رہے اس کا کیا حال ہو گا۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ حضرت امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آدمی بہت غریب تھا۔ وہ خود بہت پریشان تھا۔ بچے بھوکے بیٹھے ہوئے تھے۔ انسان اپنی بھوک برداشت کر لیتا ہے لیکن بچوں کی بھوک اور دکھ برداشت نہیں کر سکتا۔ اس نے اپنے تمام بچوں کو اکٹھا کر کے بٹھایا اور کہا کہ روٹی تو ہے کوئی نہیں لیکن تمام مل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ پر درود شریف پڑھو۔ حضرت علامہ امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ لکھا ہے۔ بچوں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے تہجد پڑھنا تھی اس لئے تھوڑی دیر کیلئے لیٹ گیا۔ اسے نیند آ گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری آ گئی۔ فرمایا کہ اٹھو اور سلطان محمود غزنوی بادشاہ وقت کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ مجھے آقا علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے بھیجا ہے میری مدد کرو۔ وہ نیند سے بیدار ہوا تو سوچنے لگا کہ اگر سلطان محمود غزنوی نے ثبوت مانگا تو کیا ثبوت پیش کروں گا اس لئے وہ اگلے روز سوچتا ہی رہا اور سلطان محمود غزنوی کے پاس نہ گیا۔ اگلے روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ زیارت سے نوازا اور فرمایا کہ جاؤ سلطان محمود غزنوی تم سے کوئی ثبوت نہیں مانگے گا۔ اس کے پوچھنے سے پہلے ہی تم جا کر اسے بتاؤ کہ فجر کی سنت کے بعد اور فرض سے پہلے جو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند ہے۔ وہ چلا گیا اور جاتے ہی سلطان کو پیغام دیا۔ سلطان محمود غزنوی تخت سے اٹھ کر زمین پر آیا اس آنے والے کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والے تیری مہربانی۔ یہ تو بتاؤ کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا حکم فرمایا ہے۔ عرض کیا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا ہے کہ میری مدد کرو۔ فرمایا کیا امداد چاہتے ہو۔ تمہاری کیا ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ میں غریب ہوں میرے بچے بھوکے ہیں۔ مقرض بھی ہوں اور قرض خواہ تنگ کر رہا ہے اس نے قرض کے حصول کے لئے قاضی کی عدالت میں دعویٰ بھی کر دیا ہے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تین ہزار اپنا قرضہ لے لو اور یہ تین ہزار اپنے بچوں کی بھوک مٹانے کے لئے اور تین ہزار کاروبار کے لئے لے جاؤ۔ ابھی اس نے تین رات درود شریف نہیں پڑھا ہے۔ یہ قرض وغیرہ کی رقم لے کر گھر آ گیا۔ عدالت میں پیش ہو گیا کہ قاضی صاحب سے کہا کہ میرے قرض خواہ کو بلائیں۔ قرض خواہ آ گیا اسے اس کی مطلوبہ رقم واپس مل گئی تو اس نے عدالت کو بتایا کہ یہ تو بہت غریب آدمی ہے اس کے پاس اتنی رقم کہاں سے آگئی۔ ضرور اس نے کوئی ڈاکہ، چوری کی ہے۔ اس نے عدالت کو بتایا کہ اگر آپ نے یہ پوچھنا ہے کہ میرے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی ہے تو یہ آپ

سلطان محمود غزنوی سے پوچھیں حاکم وقت سے پوچھیں یا اس کو مراسلہ لکھ کر پتہ کر لیں کہ مجھے یہ رقم اس طرح سے ملی ہے۔ قاضی صاحب نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا کہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا مقرب ہے تو میں تیرا قرضہ خود ادا کرتا ہوں۔ جب قرض خواہ نے بات سنی تو اس نے کہا کہ قاضی جی آپ اس کو تین ہزار رائج الوقت سکے ادا کریں لیکن میں نے اپنا قرضہ اس کو معاف کر دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے پر کتنی موح ہوتی ہے اس لئے اگر چاہتے ہو کہ قرضے معاف ہو جائیں اگر چاہتے ہو کہ غریبی دور ہو جائے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ اتنے کریم لہجہ والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ قرآن مجید فرماتا ہے خَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ ۱۲۸) ”تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان“۔ یہ بات بھی حضرت امام بھائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے کہ جنت کے چاروں طرف فرشتے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتے ہیں تو جنت ان کی طرف بھاگ کر جاتی ہے یہاں لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گاؤں چلو وہاں جنت ملے گی وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ جو درود شریف پڑھتا ہے جنت اس کی طرف بھاگ کر آتی ہے۔ جب جنت کے چاروں طرف فرشتے درود شریف پڑھتے ہیں تو جنت ان کی طرف بھاگ رہی ہوتی ہے۔ جب جنت چاروں طرف بھاگ رہی ہوتی ہے تو اس میں وسعت آتی جاتی ہے۔ جب جنت فرشتوں کی طرف بڑھتی ہے تو فرشتے اور پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے جنت جب بہت زیادہ بھیل جاتی ہے تو فرشتوں کے منہ سے نکلتا ہے سبحان اللہ۔ جنت وہیں رک جاتی ہے۔ جب فرشتے پھر درود شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں تو جنت پھر پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ لہذا جنت اس شخص کی طرف بھاگ کر آتی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا

ہے۔ لہذا بڑے ذوق شوق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہا کرو۔
 شیطانی پارٹی اعتراض پر اعتراض کرتی رہتی ہے ان کی بات پر دھیان نہ دیا کرو۔ بلکہ
 جب وہ اعتراض کریں تو آپ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا کرو۔ درود
 شریف پڑھنے سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ مثال کے لئے ایک بات کر رہا ہوں کہ حضرت
 داتا صاحب ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے باہر سڑک پر ایک فقیر کھڑا ہے کہ یا داتا
 دس روپے دے۔ داتا کے معنی ہی دینے والا۔ وہ فقیر بار بار کہہ رہا ہے کہ یا داتا دس
 روپے دے۔ ایک آدمی کا وہاں سے گزر رہا اور کہنے لگا کہ اس نے کیا دیتا ہے وہ تو مٹی
 میں مل گیا ہے یہ مجھ سے لے لو۔ اب وہ آدمی کھڑا دیکھ رہا ہے کہ شاید میرا شکریہ ادا
 کرے گا لیکن فقیر نے داتا دربار کی طرف ہی رخ کئے رکھا اور کہا کہ واہ داتا کیا تو
 اپنے منکروں سے بھی لے دیتا ہے۔ اس طرح سے مانو گے تو پھر بات بنے گی۔ لہذا جو
 درود شریف کے انکاری ہیں ان کے سامنے درود شریف بلند آواز سے پڑھا کرو۔ تو
 ایسے لوگ خود ہی بھاگ جائیں گے اور بلائیں ٹل جائیں گی۔ درود شریف دکھ درد کا
 علاج ہے۔ بلائیں دور کرتا ہے۔ یہ حصول جنت کا ذریعہ ہے۔ یہ بلندی درجات کا
 ذریعہ ہے۔ گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 ذات بابرکات پر درود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خطاب حضرت علامہ محمد امجد علی امجد صاحب

برہائش: حاجی غلام محی الدین صاحب 28-05-07

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آغُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَافَّةِ وَأَصِحَّابِكَ يَا
سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معزز حاضرین! اگلا مہینہ ربیع الاول شریف کا ہے اور یہ مضمون کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ
إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اس مہینہ میں خوب چلتا ہے۔ میں نے قرآن حکیم میں سے ایک
آیت مبارکہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء ۱۰۷) ”اور ہم نے تمہیں
نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے“ چند باتیں عرض کرنے کے لئے تلاوت کی ہے۔
قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے اور لازیب کلام ہے اس میں شک کرنا صرف
گناہ ہی نہیں بلکہ کفر ہے۔ اس کا ادب کرنا لازم ہے اس کو ماننا ضروری ہے۔ یہ ایمان
کی شرط ہے بلکہ قرآن مجید کو ماننا عین ایمان ہے۔ اس میں تین قسم کی آیات ہوتی
ہیں۔ محکمات، متشابہات اور مقطعات۔ محکمات ان آیات مبارکہ کو کہتے ہیں کہ بندہ اگر
ان کا انکار کرے تو صریحاً کافر ہو جاتا ہے۔ متشابہات کا انکار کرے تو بندہ گمراہ ہو
جاتا ہے اسی طرح سے اگر مقطعات کا انکار کرے تو پھر بھی بندہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ لیکن
جو آیت مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے کہ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ جس
کو قطعی نص کہتے ہیں کہ محکمات میں شامل ہے اس میں متشابہہ کوئی نہیں ہے۔
متشابہات ان آیات مبارکہ کو کہتے ہیں کہ جن میں کوئی شائبہ متشابہہ کوئی الجھن ہو اور

کلی طور پر اس کی سمجھ نہ آتی ہو۔ اور مقطعات وہ آیات مبارکہ ہیں کہ جس طرح سے ہے اَلَمْ، حَمَّسَق، اَلْمَصَّ۔ ان آیات کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی علم نہیں ہے۔ یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین گفتگو ہے۔ باتیں ہیں لیکن ان باتوں کو بھی ماننا پڑے گا کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مسلمان صاحب ایمان اسے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی ہر بات پر یقین رکھے اور اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرے اگر عمل میں کوئی کمی بھی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ غَفُورٌ رَحِيمٌ ہے۔ وہ بخشنے والا ہے وہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی پوری طاقت اور اختیار رکھتا ہے اس کی رحمت تمام دنیا کے گناہوں سے زیادہ ہے۔ اس کی رحمت گنہگاروں کے لئے ہی ہے یہ کوئی متقی اور پرہیزگاروں کے لئے نہیں ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ کر لیا۔ رحمت ان کیلئے نہیں ہے بلکہ ان کا صدق گنہگاروں پر رحم کرنا ہے مہربانی کرنی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ رحم نہیں کرتا تو پھر وہ رحیم کیسا ہے۔ اس لئے اس کی رحمت پر امید رکھنی چاہئے۔ قرآن مجید کا فیصلہ ہے۔ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ۔ (الزمر ۵۳) ”اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو“۔ اور وہ بھی کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو۔ اور اتنی دیدہ دلیری بھی نہیں ہونا چاہئے کہ دن رات لوگوں کے چھکے چھڑائے۔ صرف میا نہ روی ہی بندے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت میں شرعی نصوص ہیں۔ نصوص قطعیہ میں جو احکامات جاری فرمائے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔ اگر ایک بندے نے چالیس پچاس حج کئے ہوں۔ بندہ خواہ پانچ کی بجائے پچاس نمازیں بھی پڑھتا ہو۔ روزے خواہ پورے سال کے رکھتا ہو۔ زکوٰۃ بہت زیادہ دیتا ہو لیکن نص قطعی کا انکار کرے خواہ عقیدہ کے اعتبار سے یا عمل کے اعتبار سے یا اپنی گفتگو میں یا وہ اپنے دل

میں ہی سوچ لے کہ یہ اس طرح سے نہیں ہے تو بس اس کا ایمان ختم ہو گیا۔ اگر کسی کا ایمان ہی ختم ہو جائے تو پھر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ نے اس کو کوئی فائدہ نہیں دیتا ہے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے اب یہ تو آیت مبارکہ تلاوت کی ہے یہ قرآن مجید سورت الانبیاء کی آیت ہے اور بڑی مشہور آیت ہے لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں پکے نمازی ہیں کہ گھر میں بیوی بچوں سے بھی لڑتے ہیں کہ نماز پڑھو اور کوئی مہمان بھی آجائے تو اسے بھی کہتے ہیں کہ اگر نماز نہیں پڑھنی تو پھر آئندہ ہمارے گھر نہیں آنا ہے۔ یہاں تک بھی میرے علم میں یہ بات بعض لوگوں نے بتائی ہے۔ اسی طرح وہ روزے کا بھی بڑا پاس رکھتے ہیں پابندی کرتے ہیں۔ صفا مردہ پر بھی بڑے اچھے انداز میں سعی کرتے ہیں۔ طواف کعبہ بھی اچھے طریقہ سے کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی وہ ایمان والے نہیں ہوتے۔ تو اتنی زیادہ محنت کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑی الجھن ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بڑے احسن طریقہ سے کرنے کے باوجود وہ لوگ ایماندار نہیں ہوتے۔ اور یہ ہم بڑے آرام سکون اور اعتماد سے کہہ دیتے ہیں کہ نماز پڑھنی ہے نا جہاں چاہو پڑھو۔ نماز ہو جاتی ہے۔ کیا بے ایمان کے پیچھے کبھی نماز ہوتی ہے۔ بندہ بے ایمان کب ہوتا ہے کہ جب وہ محکمات میں سے کسی آیت مبارکہ کا یا اس کے کسی حصہ کا۔ یا کسی ایک حرف کا، یا کسی ایک زیر، زیر کا، یا ایک شہ یا مد کا۔ انکار کر دے تو بندہ بے ایمان ہے ایسا کوئی مفتی ہو، خطیب ہو، قاضی ہو، علامہ ہو، مفسر ہو، محدث ہو، امام ہو کہ سکالر ہو اس کی اپنی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ پھر اس کی اقتداء میں مقتدیوں کی نماز کس طرح سے ہوگی۔ یوں سمجھ لو کہ مسجد میں ایک کافر رہائش پذیر ہے۔ بالکل اسی طرح سے کہ جس طرح سے ابو جہل مسجد حرام میں رہتا تھا۔ ابولہب بھی وہیں رہتا تھا۔ اگر وہ اتنی بڑی مسجد میں رہ سکتے ہیں تو ہماری مساجد

میں کیوں نہیں رہ سکتے۔ اس لئے یہ کوئی اتنی بڑی الجھن والی بات نہیں ہے جب مسجد حرام میں بیت اللہ شریف کے سامنے ابو جہل جیسا بڑا کافر بیٹھا ہے تو ہماری مسجد میں بھی کوئی کافر رہ سکتا ہے۔ بندہ آیات محکمات کا انکاری کس طرح سے ہوتا ہے کہ یہ آیات مبارکہ قرآن پاک کی محکمات میں سے ایک آیت مبارکہ ہے۔ نصوص قطعیہ میں سے ایک ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ ”و“ کے معنی ”اور“۔ ”مَا“ اضافی ہے جس کے معنی ”نہیں“۔ ارسال کا معنی بھیجنا۔ جمع متکلم کی ضمیر ہے یا جمع متکلم خود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے نہیں بھیجا۔ ک ضمیر مخاطب کی ہے جس کے معنی تو تمہارا یا تجھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے تم کو نہیں بھیجا۔ یہاں تک اس آیت کا ایک حصہ پورا ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے کملی والے جس طرح کا ابو جہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھا ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح بنا کر نہیں بھیجا۔ جس طرح ابو لہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھا ہے کہ ہمارے بھائی کا بیٹا ہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بنا کر نہیں بھیجا ہے جس طرح سے مکہ مکرمہ کے کافروں نے اور مدینہ منورہ میں رہنے والے منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھا ہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسا بنا کر نہیں بھیجا ہے۔ یا اللہ پھر آپ نے کس طرح کا بھیجا ہے۔ فرمایا اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ لفظ اِلَّا کے کئی معنی ہیں۔ کلمہ شریف میں لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اِلَّا کے معنی آتے ہیں ”اگر“ لیکن اگر کوئی بندہ یہاں اس کے معنی ”اگر“ کرتا ہے تو وہ بھی بے ایمان ہے وہ لفظی معنی تو درست کر رہا ہے لیکن وہ معنی نہیں ہوتے۔ یہاں لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اِلَّا کے معنی ہیں ”سوائے“۔ جس طرح سے کلمہ میں اِلَّا کے معنی ”سوائے“ کے ہی ہیں۔ بہت سے مفسرین نے یہاں اس کا معنی ”مگر“ کیا ہے۔ اگر

اس کا معنی ”مگر“ کر بھی لیا کر جائے تو پھر بھی مسئلہ حل ہوتا ہے۔ لیکن اس کا ترجمہ وہی کرنا چاہئے جو کلمہ شریف میں کیا گیا ہے۔ اے کملی والے جس طرح کا جاہل لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھتے ہیں کہ اس کے ہاتھ ہمارے ہاتھوں جیسے ہیں۔ اس کی زبان ہماری جیسی ہے۔ نہیں نہیں ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کا بتا کر نہیں بھیجا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بھیجا سوائے عالمین پر رحم کرنے والا۔ اب اللہ تعالیٰ نے تو فرما دیا ہے کہ اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس پر بھی کرنا ہے رحم ہی کرنا ہے۔ اور رحم بھی ایک پر نہیں۔ دو پر نہیں بلکہ عالمین پر رحم ہی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو بھی مخلوق ہے وہ عالمین میں شامل ہے جس کا بھی خالق اللہ تعالیٰ ہے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرنا ہے۔ یہ قرآن مجید کا دستور ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اگر کوئی رحم کرنے والا نہ ہو تو قرآن مجید کا انکار ہو گیا۔ اس طرح سے قرآن کا انکار ہو جاتا ہے لوگ مفتی بھی ہیں قاضی بھی ہیں۔ علامہ بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے رشتہ دار بھی ہوتے ہیں۔ بھائی بھی ہوتے ہیں۔ عزیز واقارب بھی ہوتے ہیں وہ کہہ دیتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مر گئے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں اور ایسا ایک بہت بڑا بے ایمانوں کا گروہ ہے جن کو ہم عزیز داری کی بنا پر محلہ داری کی بنا پر یا قومی اور برادری کے تعلق کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ بھی مسلمان ہیں۔ کلمہ کو ہیں۔ کیا جو قرآن کے منکر ہیں وہ لوگ مسلمان ہیں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری جو بھی مخلوق ہے اس پر میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رحم کرنا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کس نے بتایا ہے اور اس پر رحم کس نے کرنا ہے۔ کیا وہ عالمین میں سے ہے بلکہ وہ تو فرشتوں میں سے سب سے مقرب ہے۔ تفسیر روح البیان میں اسی آیت مبارکہ کی تفسیر لکھتے ہوئے

حضرت امام حق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات لکھی ہے کہ جس روز یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو شیطان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ اور صاحب معارف نے بھی اس آیت مبارکہ کو لکھ کر یہ بات لکھی ہے۔ کہ شیطان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو یہ کہتا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے کچھ نہیں ملتا اور آج آپ خود ہی آگئے ہو۔ آپ تو لوگوں کو میرے پاس آنے سے روکتا تھا۔ آج کیا بات ہو گئی ہے۔ کہنے لگا کہ آج جو آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے اس سے متعلق مسئلہ پوچھنا ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اور یہ آیت مبارکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کون پڑھ رہا ہے یہ شیطان ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے شیطان قرآن پڑھ سکتا ہے تو کیا ہمارے سامنے وہ قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ بھی قرآن پڑھتا ہے وہ بھی قرآن پڑھتا ہے یہ صرف مولویوں نے تفرقہ بازی شروع کی ہوئی ہے۔ حقیقت میں جو مولوی ہوتا ہے وہ کبھی تفرقہ بازی نہیں کرتا۔ صرف بے ایمان تفرقہ بازی کرتے ہیں چند دن پہلے ایک صوبائی وزیر ”طل ہما“ کو جرنالہ میں قتل ہوئی ہے جس نے اس کو قتل کیا ہے اس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ میں ایک سرکاری میٹنگ میں گیا تو ایس پی اور ڈی ایس پی کے آفس کے درمیان ایک پولیس مین باوردی کھڑا تھا۔ یہ ان میں سے ایک ایسا فرد تھا جو ملاقات کرنے والے صاحب کا کارڈ اندر جا کر افسر کو دیتا ہے کہ فلاں صاحب ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے مجھے طنز یہ کہا کہ آخر مولویوں نے وزیر قتل کر دی ہے نا۔ اب وہ جوگلی ہے اس میں زیادہ تر پولیس والے ہی ہوتے ہیں میں نے کہا کہ جب تک تم یہ کہتے رہو گے کہ مولوی

نے وزیر قتل کر دی ہے اس وقت تک وہ قتل ہوتی ہی رہیں گی کیونکہ تم ہر پاگل کو مولوی کہہ دیتے ہو ہر ڈاکو کو جو جیل میں جاتا ہے وہاں چونکہ حجام نہیں ملتے اس لئے ان کی داڑھیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور وہ عوام کی نظر میں مولوی صاحب بن جاتے ہیں میں خود جیل میں رہا ہوں اس لئے مجھے تجربہ ہے۔ جس طرح سے مقام منی پر بہت سے لوگ ایسے ملتے ہیں جو حجام تو نہیں ہوتے بلکہ حاجیوں کے حلق کرنے کیلئے ان کے پاس صرف ایک استرا ہوتا ہے۔ حلق کرنا تو بہت آسان ہے ہر پر صرف استرا ہی پھیرنا ہے لیکن داڑھی کے خط وغیرہ بنانا یا سر کے بال وغیرہ سنوارنا کاریگری ہے۔ اس لئے وہ ہر کوئی کر نہیں سکتا جیل میں اسی قسم کی بات ہوتی ہے اس لئے جیل میں داڑھیاں بڑھ جاتی ہیں۔ جیل میں جتنے بھی قاتل ڈاکو وغیرہ لمبی مدت کی جیل کاٹ رہے ہوتے ہیں ان کی داڑھیاں بڑھ جاتی ہیں تو اب آپ بتائیں کہ کیا وہ مولوی ہوتے ہیں۔ ہم ہر داڑھی والے کو مولوی کہہ دیتے ہیں۔ مولوی وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس علم مولا ہو۔ مولوی وہ ہوتا ہے جو صاحب نسبت ہو۔ جو غیر مقلد ہو وہ مولوی نہیں ہوتا۔ جو صاحب نسبت نہ ہو وہ مولوی نہیں ہوتا یہ بات یاد رکھنے کی ہے حضرت رومی نے یہی بات کہی ہے۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

اس لئے ہماری تحقیق میں مولوی صاحب وہی ہوتا ہے جو صاحب نسبت ہو۔ نسبت کا مطلب ہے تعلق۔ وہ کسی اللہ کے ولی کامرید ہو یا نہ ہو لیکن وہ یہ تسلیم ضرور کرے کہ ولی ہے تو اس کا تعلق ہو گیا۔ جب اس کا تعلق ہو اس نے ولی کو مان لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو مان لیا اہل بیت کو مان لیا۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر تعلق دار کو مان لیا اصل نسبت کا معنی یہی ہے کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر

تعلق دار کو مانے۔ اگر اس کا گلہ کرے اس کی توہین کرے تو ایسا شخص صاحبِ نسبت نہیں رہتا۔ میں بات کر رہا تھا کہ شیطان نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے آئے ہو۔ کہنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھو اب اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مطلب ہے نا اس لئے وہ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہا ہے۔ جس طرح قومی اتحاد کے پروگراموں میں بڑے بڑے لوگ حلوہ پکا کر تقسیم کرتے تھے۔ ویسے حلوے کی مخالفت تھی لیکن جب اپنا مطلب تھا تو حلوہ جائز تھا۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کہنا جائز نہیں۔ لیکن جب مطلب کی بات آئی الیکشن میں ووٹ حاصل کرنے کی ضرورت آئی تو انہی لوگوں نے نعرے لگائے کہ حلوے کا صدقہ جیتے گا۔ مل کا صدقہ جیتے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ جیتے گا۔ دانا کا صدقہ جیتے گا۔ جب ووٹ لینے ہوں اور اسلام آباد اسمبلی میں جانا ہو تو سب کا صدقہ جائز ہے جب الیکشن گزر گیا اسمبلیوں میں نہ پہنچے تو صدقہ پھر حرام ہو گیا۔ شیطان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلب تھا۔ وہ بھی حاضر ہو گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ تو اس عالمین میں کیا میں بھی شامل ہوں۔ فرمایا کہ ہاں تو بھی اس میں شامل ہے۔ عرض کرنا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی بھی عالمین میں شامل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر رحم کرنا ہے۔ میرے پر بھی رحم کرو۔ یہ شیطان کہہ رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر بھی رحم کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام کے پیشانی میں تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو

حکم دیا کہ اس کو سجدہ کرو۔ میں نے سجدہ نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرر کر دیئے وہ اسی روز سے ہی میرے چہرے پر مکے مارتے ہیں کہ میری شکل بگڑ جاتی ہے آپ بھی تجربہ کر لینا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہوتا ہے اس کے چہرے پر نور نہیں ہوتا اور اس کی شکل بھی تمہیں ٹیڑھی نظر آئے گی یہ گستاخ رسول کی پکی نشانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تم کیا چاہتے ہو۔ شیطان اور شیطان کی ساری پارٹی یہی کہتی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ کسی کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن اب دیکھو کہ شیطان کس طرح سے اختیار نبی کو مانتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اب تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فرشتوں سے میری جان چھڑا دیں۔ کیا ان فرشتوں کی ڈیوٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائی تھی۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر فرمائے تھے کہ قیامت تک اس کی ٹھکانی کرتے رہو۔ شیطان کا بھی عقیدہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کوئی بات نہ مانے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر چلے جاؤ تو اللہ تعالیٰ بھی مان جاتا ہے اور رحم بھی فرما دیتا ہے۔ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات رد نہیں کرتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا اللہ ان فرشتوں کو حکم فرما دے کہ آج کے بعد اس کو نہ ماریں کیونکہ یہ اب میرے پاس آ ہی گیا ہے خواہ بے ایمان، خنزیر شیطان ہی ہے لیکن میرے در پر آ گیا ہے تو یہاں سے خالی لوٹ کر نہ جائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی وقت حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں آئندہ وہی ایسا ہوگا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شیطان پر رحم کرتا ہے کیا وہ ہم پر رحم نہیں کرے گا۔ سب سے زیادہ تو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم ہم پر ہی رحم فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحم کرنے والا شیطان نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ جو شخص مسجد میں رہ کر ممبر پر بیٹھ کر بھی یہ نہ مانے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحم فرماتے ہیں تو وہ شیطان سے بڑا شیطان ہے کیاس کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے۔ اس لئے نماز پڑھنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ مصلی امامت پر کون ہے۔ عالمین میں عالم برزخ بھی ہے اس لئے قبر میں بھی اگر کسی نے کوئی رحم کرنا ہے تو بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات مبارکہ ہے۔ عالمین میں عالم حشر بھی ہے اس لئے محشر کے میدان میں بھی اگر کسی نے رحم کرنا ہے تو وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ عالمین میں جہاں کہیں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور جہاں کہیں بھی کسی نے کوئی رحم کرنا ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہی ہے کیونکہ رحم کرنے کیلئے صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا گیا ہے۔ یہ شان امتیازی صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہ اختیار نہ تو اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب فرشتے کو دیئے ہیں نہ کسی نبی علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ تمام عظمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کی ہیں۔ اب جو بندہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحم کرنے والا نہیں مانتا وہ قرآن کا انکاری ہے اس لئے وہ بندہ مسلمان نہیں ہے۔ جو رحم کرنے والا ہوتا ہے اس میں چند خصوصیات کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ زندہ ہو۔ پھر اس کے پاس اتنی طاقت ہو کہ جو استغاثہ کرتا ہے رحم کی اپیل کرتا ہے وہ اسے جانتا پہچانتا ہو۔ اس تک پہنچنے کی قوت رکھتا ہو۔ ایک بندہ اپنا حج، لنگڑا ہے چل ہی نہیں سکتا اور وہ جہاں کہیں بھی عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم فرمائیے اب وہ تو چل کر نہیں آ سکتا لیکن رحم کرنے والے میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اس ضرورت مند تک خود چل کر جائے اور اس کی دادرسی کرے اس پر

رحم کرے۔ اب جو اس کی طلب ہے وہ بھی پوری کرنے کی صلاحیت ہونا ضروری ہے۔ اب رحم میں سب سے قیمتی چیز جو ہے وہ بندے کی جان ہے۔ اگر کوئی بندہ یہ عرض کر دے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابھی مزید زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ اس دنیا میں ہی رہنا چاہتا ہوں تو یہ بھی ہو جائے گا کیونکہ قرآن مجید یہ ارشاد فرماتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو بندے کی عمر بڑھ سکتی ہے۔ پھر یہ کہ جو کسی کی طلب ہے رحم کرنے والے میں اتنی طاقت ہونا ضروری ہے کہ اس کو دینے کیلئے خزانہ بھی موجود ہو بندے کو بھوک لگی ہو وہ روٹی طلب کرے۔ ایک دھوپ میں جل رہا ہے وہ سایہ مانگتا ہے۔ ایک بیمار ہے وہ دوا طلب کرتا ہے کہ اس کا علاج ہو جائے۔ رحم کرنے والا ایک ہی ہے۔ میں نے ایک بات دیکھی ہے اور آپ نے بھی سنا ہوگا کہ مدینہ شریف میں کبوتر اپنی پرواز کے دوران روضہ اقدس گنبد خضراء کے اوپر سے نہیں گزرتے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک اکیلا کبوتر آ کر گنبد خضراء کے اوپر تھوڑی دیر بیٹھ جاتا ہے۔ اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ اس کبوتر کے کہیں اڑنے پھرنے بیٹھنے کھڑے ہونے پر اس کے پر یا جسم کی کوئی جگہ جب زخمی ہو جاتی ہے تو وہ آ کر روضہ اقدس پر جو نہیں بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے تندرستی عطا فرما دیتا ہے۔ پرندے بھی آ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رحم مانگتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر رحم فرما دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ایک چڑیا تھی یا کہ فاختہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی حاضر خدمت تھے۔ وہ پرندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے چاروں طرف چکر لگا رہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ جانتے ہو کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ

تعالیٰ عنہم کا تکیہ کلام ہوا کرتا تھا کہ **وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ اللّٰہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔** نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے گھونسلے سے اس کے بچے باز اٹھا کر لے گیا ہے۔ جو پردوں کا سردار ہے اس نے وہ کھالینے ہیں اور یہ کہہ رہی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گھرا جڑ گیا ہے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اسے کوئی آباد نہیں کر سکتا۔ چڑیا کو کس نے در نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے باز بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ چڑیا بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس کے بچے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ باز کو روک نہیں سکتا تھا لیکن اس نے فرمایا ہے کہ جو میری مخلوق ہے اس پر رحم میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کرنا ہے۔ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز دی کہ اے باز اس چڑیا کے بچے واپس کر دے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں باز بچے اٹھائے ہوئے مسجد نبوی میں آ گیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے باز تیرا کام تو ان کو کھانا تھا یہ بچ کس طرح سے گئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے اس کے بچے اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگ آئی میں نے سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری شکایت پہنچ گئی ہے میں نے ابھی یہ بچے نہ کھائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا لیا۔ میں فوراً حاضر ہو گیا ہوں کہ اگر حکم عدولی ہو گئی تو میرا ایمان بھی جاتا رہے گا اور پردوں پر میری حکمرانی بھی ختم ہو جائے گی۔ اس لئے میں ان کو حفاظت کے ساتھ واپس لے آیا ہوں۔ پردے بھی مانتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام رحم فرماتے ہیں۔ انسان اپنے اشرف المخلوقات

ہونے کی بنا پر بڑا ناز کرتا ہے کہ میں بڑی شان والا ہوں تو یہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رجم کرنے والا نہ مانے تو یہ پرندوں سے بھی بدتر ہے۔ بلکہ جانوروں سے بھی برا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر خزانہ موجود ہے جو کوئی جو کچھ بھی مانگے وہ عطا فرماتے ہیں۔ جہاں کہیں بھی اور جس وقت بھی کوئی مانگے اسے عطا فرماتے ہیں۔ اس کی مثال موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ مدارج النبوت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے۔ عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے اور میرے پاس کوئی خوشبو عطر وغیرہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شیشی لے آؤ۔ وہ لے آئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پینہ مبارک کے چند قطرے اس شیشی میں ڈال دیئے فرمایا کہ جاؤ اس کو استعمال کرتی رہو۔ جس طرح کی خوشبو تیرا دل چاہے گا وہی نکلے گی۔ اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پینہ مبارک میں سب سے اعلیٰ درجہ کی گلاب کی خوشبو آتی تھی۔ لہذا سب سے اعلیٰ قسم کا عطر، عطر گلاب ہے۔ وہ صحابیہ فرماتی ہیں کہ کئی سال ہم اس خوشبو مبارک کو استعمال کرتے رہے وہ عطر ختم نہ ہوا۔ ایک دن ضرورت کے تحت میں نے وہ عطر ایک اور شیشی میں ڈال دیا اور پہلی شیشی خالی کر دی۔ تو وہ عطر مبارک ختم ہو گیا۔ میں پھر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عطر مبارک ختم ہو گیا۔ فرمایا کہ جس شیشی میں نے وہ عطر میں ڈال کر دیا تھا اگر اسی میں رہنے دیتی تو تیری آنے والی نسلیں قیامت تک استعمال کرتی رہتیں تو عطر ختم نہ ہوتا۔ یہ کتنا بڑا رجم ہے کہ عورت نے پیسے نہیں مانگے بلکہ عطر مانگا معلوم ہوا کہ عطر کا ختم نہ ہونے والا خزانہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نواب ابوالحسن بھوپالی وہابی نے

اشٹام اسکندریہ میں ایک باب ہے۔ باب معجزات۔ اس میں لکھا ہے۔ مسلم شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے سنا کہ ایک یہودی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اس نے اپنے ساتھ چند ساتھی لئے۔ وہ یہودی اپنے قبیلہ کاسر دار تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عقیق اور ان کے چند ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم رات کے وقت اس کی حویلی چلے گئے۔ اس کے پاس پہنچ گئے اسے نیند سے بیدار کیا۔ اٹھا کر بٹھایا اور پوچھا کہ کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی کی ہے۔ اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے کی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر اب تیار ہو جاؤ میں تیرا سر قلم کرنے آیا ہوں۔ آپ نے نکواری اور اس کا سر قلم کر دیا۔ رات اندھیری تھی۔ باہر نکلے تو ایک گھڑے میں آپ کا پاؤں پڑ گیا۔ آپ گر گئے اور ایک ٹانگ کی دونوں ہڈیاں پنڈلی کے پاس سے ٹوٹ گئیں۔ ٹانگ کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ جائیں اور آدمی ویسے بھی ادھیڑ عمر ہو تو ڈاکٹر جتنا چاہیں زور لگائیں وہ ہڈیاں نہیں جڑتیں۔ ساتھیوں نے آپ کو اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام کیا ہے اور اس طرح سے ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ فرمایا کہ اس ٹانگ کے بدلے میں جنت لے لو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مل ہی جاتی ہے۔ دیکھو کتنا پختہ عقیدہ ہے کہ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملتی ہے۔ یہ صحابی کا عقیدہ ہے کسی وہابی کا نہیں ہے۔ کتنا حسین عقیدہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کیلئے ہی بنائی ہے۔ اور یہی صحیح عقیدہ ہے۔ سب سے پہلے انشاء اللہ ہم نے ہی جنت میں جانا ہے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کا امتیوں میں سے

جو نیک لوگ ہوں گے وہ بعد میں جنت میں داخل ہوں گے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لنگڑے پن سے زندگی نہیں گزارنا چاہتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اپنا دست رحمت ٹوٹی ہوئی ہڈیوں پر پھیرا۔ ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دست مبارک اٹھایا نہیں کہ دونوں ہڈیاں جڑ گئیں اور ٹانگ ایسے ہو گئی جیسے ٹوٹی ہی نہ تھی۔ یوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رحم فرماتے ہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جنگ بدر میں دو ننھے منھے چھوٹی عمر کے دو بھائی حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل پر حملہ کیا۔ وہ زمین پر گر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عکریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے تلوار مار کر حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بازو کاٹ دیا صرف تھوڑی سی کھال لنگی رہی آپ نے وہ بازو پاؤں کے نیچے رکھ کر کھینچا کہ یہ جسم سے الگ ہو جائے اور جنگ لڑنے میں رکاوٹ نہ بنے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روک دیا اور فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو حالانکہ دونوں بھائی ابھی بچپن میں تھے نوعمری میں تھے۔ پوری جوانی میں نہیں آئے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے بچوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹوٹے ہوئے بازو جوڑ سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحم فرماتے ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لب مبارک لگایا اور ان کا کٹا ہوا بازو جڑ گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومت تک حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہے۔ جنگیں لڑتے رہے۔ حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو میرا قدرتی بازو تھا وہ عمر کے ساتھ کمزور ہو گیا اس کی طاقت کمزور ہو گئی لیکن جو بازو حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے جوڑا تھا اس کی طاقت میں کی نہیں آئی۔ جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوالی آیا جو بھی اس کا سوال تھا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پورا کر دیا۔ ہر ایک پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم فرمایا۔ ایک نابینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مدینہ منورہ سے باہر ایک بستی سے آتا ہوں۔ رات اندھیرا ہوتا ہے اور موذی جانور راستہ میں ہوتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی فرماؤ میرا دل چاہتا ہے کہ جس مٹی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہیں میں ان کے زیارت کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وضو کرو یہ مسجد نبوی کی بات ہے۔ اس نے وضو کیا تو فرمایا کہ دو نفل ادا کرو۔ اب دعا کرو کہ یا اللہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ بنیائی عطا فرما دے۔ یہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث پاک ہے۔ اس نابینے نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر دعا کی۔ ابھی دعا مکمل نہیں ہوئی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ بنیائی پہلے لوٹ آئی۔ جامع المنجرات میں ہے کہ ایک نابینا مسجد نبوی میں داخل ہو رہا ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد سے باہر آ رہے ہیں۔ نابینا کو نظر تو نہیں آ رہا تھا وہ سیدھا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ مبارک سے ٹکرا گیا۔ اس نے پوچھا مَنْ أَنْتَ تو کون ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا أَبُو بَكْرٍ میں ابو بکر ہوں۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ معافی چاہتا ہوں غلطی ہو گئی ہے بلکہ اس نے اپنا دایاں ہاتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک پر رکھا اور عرض کیا کہ یا اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک کے بالوں کا صدقہ مجھے بنیائی عطا فرما دے۔ ابھی اس کا ہاتھ داڑھی مبارک سے پیچھے نہیں ہٹا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بنیائی عطا فرمادی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک یہودی لڑکی آئی۔ اس کا باپ نابینا تھا۔ اس نے باپ سے کہا کہ بہت علاج کرا کے دیکھ لیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ مدینہ شریف میں ایک حکیم آیا ہے جو کوئی دوائی یا سرمہ دے دے تو آنکھوں کی بنیائی واپس آ جاتی ہے۔ امدھاپن ختم ہو جاتا ہے۔ اور اسے دکھائی دینا شروع ہو جاتا ہے۔ باپ نے کہا کہ بیٹی جلدی سے جاؤ۔ وہ دوائی کا جتنا بھی معاوضہ طلب کرے وہ اس کو ادا کر دو۔ بیٹی نے کہا کہ آپ نے صرف دوائی استعمال کرنی ہے مجھ سے اس حکیم کا پتہ وغیرہ اس سے متعلق یہ نہیں پوچھنا کہ وہ کون ہے باپ نے کہا کہ مجھے تو بینائی کی ضرورت ہے میں نے اس کے متعلق پوچھ کر کیا کرنا ہے۔ جب آدمی مجبور ہوتا ہے تو ہر شرط ماننے کو تیار ہو جاتا ہے۔ وہ لڑکی حاضر ہوئی تو دیکھا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام آرام فرما رہے ہیں۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کو جھاڑا۔ اس سے جو خاک مبارک اتری وہ اٹھا کر لے گئی۔ اپنے والد صاحب سے کہنے لگی کہ:

اک وید حکیم آیا شہر مدینے

اس دے کولوں شفا مل جاوے

تے بچ گئے کئی نابینے

اس لڑکی نے وہ خاک پاپوش مبارک اپنے باپ کی آنکھوں میں سرمہ کی طرح ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین مبارک کو لگی ہوئی مٹی کا صدقہ اس نابینے یہودی کی بنیائی واپس کر دی۔ دوسری آنکھ میں بھی جب سلائی ڈالی تو اس کی بینائی بھی واپس لوٹ آئی۔ دونوں آنکھیں بینا ہو گئیں۔ وہ بے چین ہو گیا اور کہا کہ بیٹی میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے اس حکیم کو دیکھوں۔ بیٹی کو پتہ تھا کہ یہ بے ایمان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہے۔ اس لئے اس نے کہا کہ اباجی

آپ کو بیانی کی ضرورت تھی۔ وہ آپ کو مل گئی اب آپ نے حکیم کو دیکھ کر کیا کرنا ہے۔
 نہیں بیٹی تم چلو میں نے ضرور اس کو ملنا ہے۔ بیٹی کہتی ہے کہ اباجی آپ رہنے دیں
 وہاں نہ جائیں آپ اس حکیم کو دیکھ کر خواہ مخواہ مجھ سے ناراض ہوں گے۔ کہنے لگا کیا
 میں اتنا ہی بے غیرت ہوں بے حیا ہوں کہ اپنے محسن کو دیکھ کر غصہ میں آ جاؤں۔ بیٹی کو
 تو پتہ ہی تھا کہ یہ بے غیرت ہے بے حیا ہی ہے جو کہتا ہے وہ سچ ہی ہے۔ وہ ٹال مٹول
 کرتی رہی لیکن باپ نہ مانا تو اس نے کہا کہ اچھا تم اگر اتنی ضد کرتے ہو تو پہلے سن لو کہ
 وہ سردار الانبیاء علیہم السلام ہے تمام انبیاء علیہم السلام کا بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہے۔ یہودی کا یہ سنتے ہی رنگ تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ اور غصے سے بولا کہ میرے
 دشمن سے دوائی لے کر آئی ہو۔ ابھی کچھ دیر پہلے وہ محسن تھے اور اب دشمن ٹھہرے۔ پتہ
 چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ نہیں ماننا وہ یہودی کی نسل ہے
 آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا کرم فرمایا کہ جہاں ڈاکٹر اور حکیمنا کام ہو گئے وہاں نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مبارکہ کے ساتھ لگی مٹی سے یہودی اندھے کی بیانی
 واپس آ گئی۔ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک سن کر ہی جل گیا۔ سڑ گیا۔ مر گیا۔
 باپ نے کہا کہ میرے دشمن سے دوائی لے کر آئی ہے۔ کہنے لگی کہ یہ دوائی نہیں بلکہ
 آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم مبارکہ سے لگی ہوئی خاک اتار کر لائی ہوں۔ کہنے لگا
 کہ میرے دشمن کی جوتی سے لگی ہوئی مٹی لا کر تو نے میری آنکھوں میں ڈال دی ہے
 مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی بد بخت ہوگا حضرت علامہ
 ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس نے چھری پکڑی اور اپنی آنکھوں میں ماری۔
 جہاں کہیں بھی سرکارِ رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات لکھے گئے ہیں
 وہاں یہ معجزہ بھی درج ہے۔ اس نے اپنی ایک آنکھ نکال دی اور جب دوسری آنکھ نکالی

تو پہلی آنکھ تندرست ہو گئی۔ پھر پہلی کو دوبارہ نکال دیا تو دوسری تندرست ہو گئی۔ کبھی ایک آنکھ نکلتا ہے تو دوسری تندرست ہو جاتی ہے۔ دوسری نکلتا ہے تو پہلی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ یہ عمل کئی بار دہرایا تو ہاتھ غیبی نے آواز دی کہ اگر تو قیامت تک بھی نکالتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ٹھیک کرتا رہے گا کیونکہ یہ آنکھیں تمہیں کملی والے کی فعلین مبارک کا صدقہ ملی ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسن رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ۔

سر پہ رکھئے کو جومل جائے نعل پاک حضور

پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

یہ بات بھی بڑی مشہور ہے اور آپ نے سنی ہوئی ہے۔ کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے جا رہے ہیں اور ایک ہرنی ایک یہودی شکاری کے جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ وہ ہرنی اپنی زبان میں عرض کرتی ہے۔ اور بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ ہرنی عربی زبان میں بولی اور عرض کرتی ہے۔ اَغْشَيْتَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری مدد فرمائیے یعنی مجھ پر رحم فرمائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ہرنی کے پاس چلے گئے۔ فرمایا کہ کیا بات ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بچے چھوٹے ہیں۔ مجھے تھوڑی دیر کے لئے یہاں سے چھٹی لے دیں۔ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جال سے آزاد کر دیا۔ وہ یہودی شکاری سو رہا تھا۔ وہ بیدار ہوا کہنے لگا کہ یہ کیا کیا ہے میرا شکار بھگا دیا ہے فرمایا کہ نہیں ابھی آ جائے گا۔ کہنے لگا کہ شکار بھاگ جائے تو کیا پھر کبھی واپس آیا ہے۔ فرمایا کہ ہاں تم سے اپنی جان چھڑا کر بھاگ جائیں تو واپس نہیں آتے لیکن وہ مجھ سے وعدہ کر کے گئی ہے۔ کہنے لگا کہ اچھا اگر وہ واپس

آگئی تو تیرا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ ہرنی نے اپنے بچوں سے کہا کہ میں سردار الانبیاء علیہم السلام کو ضامن دے کر آئی ہوں۔ جلدی کرو۔ دودھ پی لو۔ میں نے واپس جانا ہے۔ بچے کہنے لگے کہ امی جان ہم پر اس وقت تک دودھ حرام ہے کہ جب تک کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچ جاتے۔ ہم تیرے ساتھ چلتے ہیں۔ اور تیرے ساتھ ہی وہیں رہیں گے جہاں تو رہے گی۔ اھر وہ ہرنی اپنے بچوں سمیت دوڑتی ہوتی آرہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی شکاری وہ دیکھ لو کہ ہرنی اکیلی گئی تھی اب اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر آرہی ہے۔ ہرنی نے آ کر سرکار مدینہ رحمۃ اللعللمین کے قدموں پر اپنا سر رکھا اور بوسے لے رہی ہے۔ اس کے بچے بھی اسی طرح کر رہے ہیں۔ وہ یہودی بولا کہ لچال مجھے آج سمجھ آئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسانوں کے ہی نہیں بلکہ جنگلی جانوروں کے بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس یہودی نے کلمہ پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ اس یہودی پر بھی رحم ہو گیا۔ فرمایا کہ اس ہرنی کو بچوں سمیت آزاد کر دے۔ اس نے آزاد کر دیا تو ہرنی پر بھی رحم ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالمین پر رحم کرنے والے بن کر تشریف لائے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج پر تشریف لے گئے تو ایک فرشتہ تو حید کا پر چار کرتا رہا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال نہ کیا۔ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی بھی نہیں کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے کھڑا بھی نہ ہوا اللہ اللہ کرتا رہا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتا رہا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیحات پڑھتا رہا۔ اس فرشتہ کی پیشی ہو گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو تم نے ان کا استقبال نہیں کیا۔ یا اللہ میں تو تیری تسبیح کرتا رہا۔ جو نبی اللہ تعالیٰ نے ذرا غضب

کی نظر سے دیکھا تو اس کے تمام پر جل گئے اور اسے کوہ قاف کے پہاڑوں میں گر ادیا گیا۔ ادھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا گزر ہوا جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک باد دینے جا رہے تھے۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اے فرشتوں کے سردار آپ انبیاء علیہم السلام کے سردار کو نواسہ کی پیدائش پر مبارک باد دینے جا رہے ہیں۔ مبارک باد پیش کرنے کے بعد میری طرف سے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے غلط ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گزری تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کیلئے کھڑا نہ ہوا۔ مجھ پر رحم فرمائیں میری خطا معاف کر دیں فرشتوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی پر ناراض ہو جائے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتے ہیں۔ وہ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہیں۔ وہ مجھ پر بھی ضرور رحم فرمائیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی مبارک باد عرض کی اور پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک فرشتہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے کھڑا نہ ہوا تھا اسے سزا کے طور پر کوہ قاف کے پہاڑوں میں پھینک دیا گیا ہے اس کی نورانیت واپس لے لی گئی ہے اس کے پر جل گئے ہیں وہ بڑی تکلیف میں ہے وہ معافی مانگ رہا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہیں مجھ پر بھی رحم فرمادیں مجھے معاف کر دیں۔ فرمایا کہ اے جبرائیل جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ اتنی دیر میں مسجد نبوی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے بھر گئی کہ آج ایک ایسا کام ہونے والا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ کسی نبی علیہ السلام نے آج سے قبل ایسا کام نہیں کیا۔ آج مدینہ شریف میں جلے ہوئے پروں والا فرشتہ حاضر ہو رہا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اس فرشتے کو لے کر حاضر ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بلایا۔ آپ کی عمر ایک یا دو روز کی ہے۔ زیادہ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ایک دن کی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دایاں ہاتھ اس فرشتے کے چلے ہوئے پروں پر لگا دو۔ اس کے پڑھیک ہو جائیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی۔ مسلمانوں پتہ چلا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بھی عقیدہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام رحم فرماتے ہیں جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ مبارک فرشتے کے پروں کو لگ گیا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے نعرہ بکیر بلند کیا اور فرمایا کہ ہم ہر جگہ یہی پرچار کریں گے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک بھی رحم فرماتی ہے تو جس کا نواسہ اتنا رحم کرنے والا ہے تو وہ ذات خود کتنی رحم کرنے والی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی کوئی حد نہیں ہے۔ میں نے مسجد نبوی میں وہ جگہ دیکھی کہ جہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہو کر احادیث مبارکہ اکٹھی کرتے رہے۔ بخاری شریف میں ایک بڑی مشہور حدیث پاک ہے کہ قبر میں جب نکیرین سوال کرنے کیلئے آتے ہیں۔ یہ حدیث شریف بڑی لمبی ہے ترمذی شریف میں بھی حدیث ہے مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے۔ ابن ماجہ میں بھی ہے کم از کم ستر کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے نکیرین فرشتوں کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ ان کی آنکھیں گہری نیلی NAYY BLUE ہوتی ہیں۔ ان کی شکل نہایت ہی ڈراؤنی ہوتی ہے۔ یہ فرشتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے انسان کو بہت خوبصورت بنایا ہے۔ انسان جب قبر میں جاتا ہے تو ان کو دیکھ کر ہی ڈر جاتا ہے جب

یہ قبر میں داخل ہوتے ہیں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف سے چلتے ہیں۔ یہ فرشتے سوال شروع کرتے ہیں مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے ابھی سوال پورا نہیں ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ یہ دیکھو کہ سوال کرنے میں کتنا سا وقت لگتا ہے۔ اگر قبر فیصل آباد میں ہے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف سے چلے ہیں۔ مَنْ رَبُّكَ کہنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ دوسرا سوال مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا ہے اتنے سے وقت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں پہنچ جاتے ہیں۔ قبر اگر مشرق بعید میں بھی ہو پھر بھی فرشتوں کے یہ دو سوال پورے ہونے سے قبل قبر میں تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔ تیسرا سوال ہوتا ہے مَا لِيْكَ تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ اور بخاری شریف میں جو الفاظ ہیں وہ یوں ہیں کہ مَا تَقُوْلُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوْدِيْنِيْا مِّنْ كَمَلِيْ وَالْآقَا عَلِيْهِ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَام سے متعلق کیا کہا کرتا تھا۔ یا یہ کہ اب تو کیا کہتا ہے۔ مضارع کا صیغہ ہے۔ اگر اس دنیا میں کہا کرتا تھا کہ میرے جیسے ہی ہیں کیا وہاں بھی یہی کہے گا تو انشاء اللہ پٹائی ہوگی اور تھوک کے حساب چھتر پڑیں گے۔ جو آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان لیتا ہے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا خوبصورت منظر پیش کیا ہے۔ آپ نے حضرت حسن رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت لکھی کہ میری قبر اتنی گہری کھودنا کہ میں اس میں کھڑا ہو سکوں۔ پوچھا کہ بھائی جان آخر کیوں۔ ہم نے تو یہ نہ کہیں پڑھا اور نہ ہی سنا تو فرمایا کہ میں نے تو پڑھا ہے تو نے اگر پڑھا نہیں ہے تو مجھ سے سن لو۔ پڑھا تو آپ نے بھی ہے لیکن خیال نہیں کیا۔ قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں گے تو میں نے کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنا ہے۔ فرشتے مجھ سے پوچھیں

گے مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذِهِ الرَّجُلِ - ان سے متعلق دنیا میں کیا کہا کرتا تھا تو
میں ساری باتیں ایک طرف کر کے صرف یہ جواب دوں گا کہ میں نے تو گلی گلی ان
کا پیغام پہنچایا ہے کہ ۔

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی
سب سے اعلیٰ و اولی ہمارا نبی
بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قیامت کون میں نے ایک ایک نبی علیہ السلام کے پاس جانا ہے
اور عرض کرنی ہے ۔

انبیاء سے کروں کیوں عرض مالکو
کیا نبی ہے تمہارا ہمارا نبی
خلق سے اولیا۔ اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
غم زدوں کو رضا مرادہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

میرے کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں اگر ایک
وقت میں ایک لاکھ بندے فوت ہو جائیں تو مگر نکیر ہر قبر میں آئیں گے اللہ جانے
اللہ تعالیٰ نے نکیرین کتنے بنائے ہیں ۔ اگر یہ وہی وہی ہیں اور ایک لاکھ قبور میں آسکتے
ہیں تو جو ان تمام فرشتوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کا بھی
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کیا وہ ایک ہی وقت میں ایک لاکھ قبور میں نہیں آسکتے ۔
حدیث شریف بتاتی ہے کہ ہر قبر میں نبی کریم صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں

گے۔ تشریف لاتے ہیں اور تشریف لاتے رہیں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر قبر میں آنا ہے وہ قبر خواہ کافر کی ہو، منافق کی ہو، مسلمان کی ہو کہ دہریئے کی ہو۔ جو بندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لے گا تو پہلے جہنم کی طرف سے کھڑکی کھل جائے گی۔ زبردست تیش اور سخت گرم ہوا قبر میں آئے گی۔ پھر وہ کھڑکی بند ہو جائے گی اور جنت کی طرف سے کھڑکی کھل جائے گی۔ فرشتے کہیں گے کہ تمہیں پہلے وہ نظارہ اس لئے کرایا ہے کہ تیرے گناہوں کی وجہ سے وہی جگہ تیری لائق تھی تو اس جگہ کے ہی لائق تھا۔ تیری قبر کو جہنم کے گڑھوں سے ایک گڑھا بنایا جانا تھا۔ تیرے اعمال اتنے برے تھے۔ تیری کثرت ہی ایسی تھی کہ تو جہنم میں جانا۔ لیکن تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا ہے اس لئے اب تیری قبر میں جنت کی طرف سے کھڑکی کھل گئی ہے۔ جا اب تو قیامت تک اس طرح سے آرام کر کہ جس طرح سے پہلے دن کی لہن آرام کرتی ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ بندہ گنہگار ہے اس کو جہنم کی تیش تو لگے گی جو پھر بند ہو جائے گی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اس پر رحم کر دیا۔ بخاری اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک صحابی کو دفن کرنا شروع کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند آواز سے، اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام نے بھی اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کر دیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو مرتبہ اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا اور پھر سو مرتبہ سبحان اللہ، سبحان اللہ فرمایا۔ بعد از دعا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے کی کیا وجہ تھی۔ فرمایا کہ جب قبر بند ہو گئی تو نکیرین آگئے اور پوچھا مَنْ رَبُّکَ۔ تو اس کو جواب نہیں آیا۔ جب میں نے اشارہ فرمایا اللہ اکبر۔ تو اس نے بھی جواب دے دیا کہ رَبِّیَ اللہ۔ میرے اللہ اکبر

کہتے ہوئے اس نے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیا اور تیسرے کا بھی جواب دے دیا۔ اب اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے باغ بن گئی ہے تو میں خوشی سے کہہ رہا ہوں سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ اسی طرح بخاری شریف اور دیگر کتب احادیث ایک حدیث پاک موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پڑھ لیا آپ مصلی امامت پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا اس کے ذمہ کوئی قرضہ ہے ایک آدمی کھڑا ہوا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار درہم ہیں۔ یہ ایک ہی حدیث شریف بہت سی کتب احادیث میں روایت ہوئی ہے اور چار سے لے کر چار سو درہم تک روایات آئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اس کا رشتہ دار اس کا قرضہ ادا کرے۔ کوئی نہ بولا۔ فرمایا کہ قرض خواہ اس کو معاف کر دے اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بہت غریب ہوں قرض معاف کرنے کے قابل نہیں۔ فرمایا کہ کوئی اس کا رشتہ دار۔ کوئی اس کا دوست اس کا قرضہ اپنے ذمہ لے لے۔ کسی نے بھی حامی نہ بھری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصلی امامت سے ہٹ گئے فرمایا کہ اگر کوئی اس کا قرضہ اپنے ذمہ نہیں لیتا اور نہ ہی قرض خواہ معاف کرتا ہے تو میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھانا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی شریعت کا اصول خود ہی توڑ دیا ہے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی رقم دے کر بھیجا ہے کہ جتنا اس کے ذمہ قرضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے ذاتی خزانے سے اس کا قرضہ ادا کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعلان فرمادیں کہ جس نے اس سے قرضہ لینا ہے وہ آکر وصول کر لے تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وہ پیسے ادا کر دیئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنازہ پڑھا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کون سا عمل ایسا تھا کہ جس وجہ سے اللہ تعالیٰ کو اس پر اتنا رحم آ گیا تا کہ میری امت کو بھی پتہ چل جائے کہ یہ عمل بھی کر لیا کرے۔ اب دیکھیں اس کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری امت پر کس طرح سے رحم فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ روزانہ سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو یہ سمجھے کہ ہم پر سے قرض اترتا نہیں ہے۔ وہ سو مرتبہ سورۃ اخلاص روزانہ پڑھ لیا کرے اللہ تعالیٰ مہربانی فرما دے گا۔ ساری امت پر کرم کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق پر رحم کرنے والے بن کر آئے۔ رحم کر رہے ہیں اور رحم کرتے رہیں گے۔ اور قیامت کے روز بھی رحمت فرمائیں گے۔ کتب احادیث میں ایک بات مشہور ہے کہ قیامت کے روز لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے کہ آپ ہمارے جد امجد ہیں آپ مہربانی فرمائیں کہ آپ کی اولاد مشکل میں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے اِذْهَبُوا۔ دوڑ جاؤ یہاں سے۔ لوگ کہیں گے کہ اب کہاں جائیں کہ آپ کی اولاد ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ اِذْهَبُوا اِلٰی غَيْرِيْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس دوڑ کر چلے جاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے جو آدم ثانی ہیں ان سے عرض کریں گے کہ بہت مشکل وقت آ گیا ہے ہماری سفارش فرمائیں۔ وہ بھی فرمائیں گے اِذْهَبُوا اِلٰی غَيْرِيْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ لوگ تمام انبیاء علیہم السلام کے در سے جواب لے کر حضرت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ لوگ کہیں گے کہ مردے زندہ کرتے رہے ہیں آج مہربانی فرمائیں ہمیں بھی بچائیں۔ اندھے لوگوں کو آنکھیں عطا کرتے رہے ہیں۔ مٹی کے پردے بنا کر اپنی پھونک سے زندہ کرتے رہے ہیں کوڑھیوں کو تندرستی دیتے رہے ہیں۔ ہم آج گناہوں کے کوڑھ میں مبتلا ہیں مہربانی فرمائیں۔ ہماری مدد فرمائیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح جواب نہیں دیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ اے لوگو میرے در پر آنے والو میں تمہیں سیدھی راہ بتاتا ہوں جہاں پر تم پر کرم ہوتا ہے۔ تمام لوگوں کو کچھ تسلی ہوگی اور وہ اطمینان کے ساتھ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف توجہ سے دیکھیں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ کہیں دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اِذْ هَبُوا اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللہ علیہ وسلم۔ وہ مقام محمود پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں جاؤ ان کے پاس دوڑ جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اعلان فرما دیں گے، مولوی منظور حسین گر جاتی وہابی کو جہرا نوالہ کا رہنے والا ہے۔ محلہ گرجات میں رہائش ہے وہ لکھتا ہے۔

باجھ محمد تینوں کسے نہیں چھڑاؤناں

وچہ مصیبت کسے کم نہیں آؤناں

اِج من لے اونہاں تائیں

اور یہی بات امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے کہ:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے اگر قیامت کو مان گیا

مانا کہ تجھ پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجد یو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوئی احسان اور تم پر نہیں کیا تو کم از کم کلمہ پڑھانے کا احسان تو مان جاؤ۔ اب قیامت کی بات سنو فرشتے ایک بندے کا میزان پر تاپ تول کریں گے۔ اس کی نیکیاں کم ہوں گی اور گناہ زیادہ ہوں گے۔ اسے جہنم کا حکم ہو جائے گا۔ اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی نے جہنم میں نہیں جانا ہے۔ آپ حدیث شریف سنیں۔ گلو انشاء اللہ تعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر آئندہ خوب درود شریف پڑھیں گے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کریم ہیں اتنے رحیم ہیں غریب نواز ہیں۔ فرشتے اسے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام مقام محمود کی طرف منہ کر کے آواز دیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو جہنم میں لے جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ یا اللہ آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے میری امت کے متعلق پریشان نہیں کریں گے۔ لیکن یہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اے فرشتو رک جاؤ جس طرح سے میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں ویسا ہی کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ اے فرشتو تم اس کو کیوں جہنم کی طرف لے جا رہے ہو۔ وہ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نیکیاں تھوڑی ہیں بدیاں زیادہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ واپس چلو اور میرے سامنے اس کا تاپ تول کرو۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ فرشتے چوں نہیں کریں گے۔ اسے دوبارہ میزان پر لے جائیں گے نیکیاں بدیاں تولی جائیں گے۔ یہ میزان جو ہے اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز عرض کیا کہ یا اللہ وہ میزان تو دکھا دے جس میں نیکیاں بدیاں تولی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلڑا دکھایا جو مشرق سے مغرب

تک نظر آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے جب بے ہوشی ختم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے یا اللہ ایک پلڑا اتار دیا ہے یہ کس طرح سے پورا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جس سے راضی ہو جاؤں گا وہ چھوٹی سی نیکی کرے گا تو میں پلڑا بھر دوں گا۔ اب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم دیکھیں فرمایا کہ جو ایک دفعہ کہہ دے سبحان اللہ تو آدھا پلڑا بھر جاتا ہے یہ کرم کس نے کیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو دوبارہ پلڑے کا نام تک نہیں لیا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے پردہ چاک کر دیا ہے کہ چھوٹی سی نیکی کون سی ہے کہ جو دو دفعہ سُبْحَانَ اللہ کہہ دے اس کا نیکیوں کا پلڑا بھر جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کا تولد دوبارہ کرو۔ فرشتے دوبارہ جائیں گے اور نیکیاں بدیاں ترازو کے دونوں پلڑوں میں رکھ دیں گے۔ نیکیاں کم اور بدیاں زیادہ ہوں گی جس طرح سے پہلے تل چکی ہوں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جیب مبارک سے ایک چھوٹی سے پرچی نکال پر نیکیوں والے پلڑے میں رکھیں گے۔ نیکیوں والا پلڑا جھک جائے گا۔ بدیوں والا پلڑا اٹھ جائے گا۔ نیکیاں بڑھ جائیں گی بدیاں کم ہو جائیں گی۔ وہی فرشتے آواز دیں گے کہ یہ بندہ جنتی ہے اے جنت کے دروخوا! یہ جنت کا حق دار ہے اسے جنت میں لے جاؤ۔ وہ بندہ جنت کی طرف چلا جائے گا تو عرض کرے گا کہ میں نے پہچانا نہیں ہے کہ مجھ پر رحم کرنے والا۔ مجھ پر کرم کرنے والا کون ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ کیا ہوا جو تو نے مجھے نہیں پہچانا ہے۔ میں تو تمہیں پہچانتا ہوں۔ تم دوزخ کے دروازے سے ہو کر آئے ہو۔ تمہارے ہوش و حواس ٹھیک نہیں ہیں۔ اَنَا نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں تیرا نبی ہوں وہ ہاتھ جوڑ کر دست بستہ کھڑا ہو کر عرض کرے گا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آج آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جہنم میں داخل تھا۔ کیا اس سے بڑا بھی کوئی رحم ہو سکتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پرچی میں کیا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے کہ دنیا میں رہتے ہوئے تم نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھا تھا وہ میں نے سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ تم ایک دفعہ پڑھ کر تو دیکھو الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی الْکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ جو ایک مرتبہ زندگی میں درود شریف پڑھے وہ جہنم کے کنارے سے واپس آ جاتا ہے۔ تو جو ہر نماز میں پڑھے۔ ہر آذان کے ساتھ پڑھے اس کو کیا کچھ نہ ملتا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے کریم اور اتنے رحیم ہیں کہ اگر آپ ایک دفعہ درود پڑھیں گے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز اسے اتنی بڑی نیکی بنا کر پیش کر دیں گے کہ بندہ جہنم سے آزاد ہو کر جنت میں چلا جائے گا۔ اگر ایک مرتبہ یا رسول اللہ کہہ دے تو بندہ جنتی۔ اور جو کہتا ہی رہے الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی الْکَ وَ اَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر قرآن مجید پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کی تعلیمات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور جو کمالات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں ان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو تسلیم کرنے والے بن جائیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خطاب حضرت علامہ محمد امجد علی امجد صاحب

برہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 26-02-07

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق کائنات

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آغُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِبِ وَأَصْحَابِكَ يَا
سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معزز حاضرین! جس طرح سے حضرت پیرِ ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا اور نعت
شریف بھی پڑھی گئی ہے کہ ”محشر نوں دھکے جانیں میں مگر میلاد دے“ حضرت
صاحب نے فرمایا کہ کس طرح سے بندہ ان ”دھکوں“ سے بچ سکتا ہے ہم میلادِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح سے منائیں کہ محشر میں ہمیں دھکے نہ کھانا پڑیں۔ نعت
خوایں نے تو محشر کا ذکر کیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ میلادِ شریف کے مگر اس دنیا میں بھی
دھکے ہی کھاتے ہیں۔ قبر میں بھی ان کی پٹائی ہوتی ہے اور حشر میں تو ان کا بہت بڑا
حشر ہو گا جسے حشرِ نثر کہتے ہیں وہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے میلادِ شریف کا تذکرہ اورا
س کی فضیلت خود قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب علیہ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے میلاد کا انتظام فرمایا ہر نبی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پر دھویا ہے۔ اور اپنی تمام مخلوقات سے بھی اپنے حبیب علیہ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کا میلاد پر دھویا ہے۔ میں مختصر وقت میں ایک ایک مثال پیش کر کے
حضرت صاحب کے حکم کی تعمیل کرنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ جس
طرح سے آپ پہلے بھی توجہ سے بیان سنتے ہیں آج بھی پوری توجہ سے سنیں گے۔ کچھ
ایسی باتیں ہوتی ہیں جو ہر جگہ ہر محفل میں ہر موقع پر کرنے والی نہیں ہوتیں۔ مثال ہے کہ

جس طرح ہم ایک چھوٹے بچے سے کہتے ہیں کہ بیٹا یہ خالص دودھ ہے اسے پی لو۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ نہیں جی میں نے پاپڑ کھانے میں کیوں کہ اس کی عقل اور شعور ہی ابھی اتنا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ خالص دودھ میں کیا لذت ہے کیا طاقت ہے۔ وہ دودھ کے مقابلہ میں پاپڑ کو ترجیح دیتا ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ پاپڑ کھانے والوں کو دودھ نہیں پلانا چاہئے۔ اسے ایک آنے کے پاپڑ لے دیں اور اس کو رونے سے خاموش کرادیں۔ یعنی جتنی عقل سمجھ کا مالک کوئی ہو اسی کے مطابق اس کے ساتھ برتاؤ کرنا چاہئے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا بھی دستور ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرہ ۲۸۶) ”اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر“ جتنا کسی کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اتنی ہی اس کی مضبوطی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا نام ہی ایمان ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایمان نام کی چیز نہیں ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (نور اللہ) بے ادبی کا نام کفر ہے۔ یہی دو چیزیں ہیں جو کہ عام آدمی کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ یہ کیوں سمجھ میں نہیں آتیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کنند

صحبت طالح ترا طالح کنند

بڑی اچھی اور پختہ بات کی ہے جو اچھے لوگوں میں بیٹھے گا وہ اچھا ہو جائے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو نمازیوں میں بیٹھے گا وہ نمازی ہو جائے گا۔ نمازی تو بہت ایسے ہوں گے جو جہنم میں جائیں گے پھر وہ اچھا تو نہ رہا۔ بڑے بڑے حاجی صاحبان بھی جہنم میں جائیں گے وہ بھی اچھے تو نہ ہوئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو ایمان والوں میں بیٹھے گا وہ بھی ایمان والا ہو جائے گا۔ اور ایمان ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عقیدت اور محبت۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمانوں میں بیٹھے گا

وہ ایمان والا ہے۔ ہم چونکہ صرف کاروباری حد تک ہی نہیں رہے بلکہ ہماری رشتہ داریاں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخوں کے ساتھ ہو چکی ہیں اور ہم ان میں بالکل بے ایمانوں کی طرح ہی بیٹھے ہیں۔ بات یہ سچی ہے اگرچہ غصہ دلانے والی ہے۔ اگر یہی بات مسجد میں کی جائے تو وہ مسجد سے نکال دیتے ہیں کیوں کہ ان میں اکثریت بے ایمانوں کی ہوتی ہے۔ مسلمان بہت تھوڑے ہوتے ہیں اگر یہ کام جائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دو صاحبزادیوں کی طلاق کفار سے کیوں لیتے اگرچہ وہ بہت قریبی عزیز تھے۔ ابولہب کے بیٹے سے بھی اپنی صاحبزادی کی طلاق لی۔ حالانکہ ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بے ایمان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں مانتا اس سے رشتہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ہم اس لئے رشتہ داریاں کر لیتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں ہے ہم امیر گھرانے تلاش کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غلام غریب آدمی کے ساتھ ہم نکاح نہیں کرتے کہ بھوک افلاس سے مر جائیں گے۔ کھانے کو روٹی نہیں ملے گی۔ ہم سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عمل نہیں کرتے۔ اسی کا نام کفر ہے۔ رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے تمہارے باپ نے تمہیں پال پوس کر بڑا کر دیا۔ تمہیں تعلیم دلوائی۔ ملازمت یا کاروبار میں آگئے آپ نے بھی اپنے بچوں کی پرورش کی انہیں پڑھایا۔ وہ بھی اپنے روزگار کے قابل ہو گئے تو ان کی شادیاں امیر گھرانوں میں خواہ وہابی ہی کیوں نہ ہوں کرنی ہیں تاکہ روٹی بڑی اچھی ملے گی۔ اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں رکھتے کہ رازق تو وہی ذات ہے۔ اس میں بیٹی کا کوئی قصور نہیں لیکن ایسی شادی کرنے والا ضرور جہنم میں جائے گا۔ بات یہ سچی ہے پتھر پر لکیر ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی گستاخ کو اپنا رشتہ دار بناؤ گے تو پٹائی ضرور ہوگی۔ پھر سزا سے

بچنے کی کوئی آس امید نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو رازق ہی نہیں تسلیم کیا۔ میں آپ کو یہ بات اس لئے سمجھا رہا ہوں کہ آپ اپنے بچوں کے ذہن نشین کراؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو پھر تمہاری نزع کے وقت بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرم کریں گے یہ صرف اسی کو علم ہوتا ہے کہ جس پر کرم ہوتا ہے۔ کل قاری سلطان صاحب بھی میرے ساتھ جھنگ گئے تھے۔ وہاں سید تجل حسین شاہ صاحب نے نعت شریف پڑھی تھی۔ جیسے ہی انہوں نے یہ نعت شریف شروع کی میرا وجود محفل میں تھا لیکن میں خود مدینہ شریف میں پھر رہا تھا۔ محفل میں آٹھ دس ہزار افراد تھے لیکن وہ سارے کے سارے تو مدینہ شریف نہیں چلے گئے تھے۔ اس میں یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا قریب ہوگا اتنی ہی منزلیں آسان ہوں گی۔ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگا۔ میں نے یہ باتیں اس لئے کی ہیں کہ جو باتیں عام کرنے والی نہ ہوں وہ نہ کریں لیکن یہ آپ کا حق بنتا ہے کہ جس آدمی کے ساتھ بھی آپ کا کوئی تعلق بنتا ہے اس کو یہ باتیں ضرور سمجھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام روحوں کو اکٹھا کیا۔ لیکن جہاں انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے وہاں ارواح کا ذکر نہیں ہے وہاں لفظ نبی آیا ہے لیکن عالم ارواح میں جب تمام مخلوق کو اکٹھا کیا اور فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (الاعراف ۱۷۲) ”کیا میں تمہارا رب نہیں“۔ تمام ارواح خاموش تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بولی۔ بلی ”ہاں“ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ اس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے عرض کیا قَالُوا بَلٰی (الاعراف ۱۷۲) ”سب بولے کہ ہاں“۔ پھر ساری مخلوق نے بھی سنا۔ جب ہر ذی روح نے سن لیا تو پھر یہ کلمہ مکمل ہوا ”قَالُوا بَلٰی“ اللہ جانے کہ کتنے عرصہ کے بعد یہ لفظ مکمل ہوا۔ بات صرف اتنی ہی تھی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت پر عمل کرتے ہوئے اقرار کیا۔ لہذا سب کے سب سنی ہو گئے۔ پھر باقی سب کو چھٹی ہو گئی لیکن انبیاء علیہم السلام کو روک لیا گیا کہ میں نے تم سے ایک بات کرنی ہے۔ یا اللہ حکم فرمائیں تو قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ (ال عمران ۸۱)** ”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا“ **كَلَّمَكَ إِذْ - أَذْكَرُ** سے مخفف ہے۔ اس کو گرامر میں ظرف بھی کہتے ہیں۔ اس کا ترجمہ یوں بنتا ہے کہ وہ وقت یاد کر کہ جب تیرے سامنے یہ کام ہوا تھا یہ قرآن مجید کا ارشاد پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ وقت یاد کریں۔ **أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ** کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں موقعہ پر موجود تھے تبھی تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ وقت یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر تو کسی کی بات سچی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے ساتھ وہاں موجود تھے۔ اور اس کی موجودگی میں انبیاء علیہم السلام سے میں نے وعدہ لیا۔ اگر انبیاء علیہم السلام نہ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی صاف طور پر اعلان فرما دیا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے بھی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی نہیں ہے تو پھر اولیاء اللہ میں سے کون ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے کون ہوگا۔ اگر ان میں سے کوئی نہیں ہو سکتا تو پھر مولویوں میں سے کون ہو سکتا ہے مسلمانوں میں سے کون ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ہیں وہ کتنا جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔ صلی بے ایمان ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ** اے انبیاء علیہم السلام میرے ساتھ کئی بات کرو۔ کیا انبیاء علیہم السلام کی کوئی بات سچی بھی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کیوں زور دے کر یہ بات انبیاء علیہم السلام سے کہلو رہا ہے کہ کوئی کسی کے ورغلانے میں آ کر اپنے عقیدے سے پھر نہ جائیں۔ بس صرف یہ

بات تھی ورنہ انبیاء علیہم السلام تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتے۔ انبیاء علیہم السلام نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ دراصل یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق اتنا سخت ہوں کہ اگر کوئی نبی علیہ السلام بھی اپنے وعدہ سے پھرے گا تو اس کی نبوت بھی باقی نہیں رہے گی۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کریں گے تو نبوت بھی رہے گی۔ پھر ایمان والی بات تو بہت ہی نازک ہے۔ نبوت ایک ایسا اعلیٰ اور سب سے بڑا منصب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو عطا کیا ہے۔ اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں ہے۔ اس سے بڑا کوئی عہدہ نہیں ہے۔ جو کوئی نبی علیہ السلام کو نبی مانے وہی ایمان والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لے لیا۔ اور انبیاء علیہم السلام نے عہد کر لیا۔ یا اللہ یہ وعدہ کس چیز کا ہے قرآن ارشاد فرماتا ہے۔ **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم**۔ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بات یہی کرو۔ قرآن مجید کے سیاق و سباق کو ذرا غور سے دیکھو۔ اس کا متن دیکھ لیا جائے اس کے ایک ایک لفظ میں، زیر میں، زیر میں، مجھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ہی نظر آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی نظر آئی ہے۔ خالق فرماتا ہے کہ لوگ تمہارے کلمے پڑھیں گے۔ اے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ بادشاہ ہوں گے۔ ہوا پر بھی تمہاری حکومت ہوگی اے موسیٰ علیہ السلام آپ میرے ساتھ ہم کلامی کرتے ہوں گے۔ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ مردے زندہ کرتے ہوں گے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو حکم ہو رہا ہے کہ تمہاری اطاعت ہوتی رہے گی۔ لوگ تمہارے کلمے پڑھتے رہیں گے۔ آپ اپنی اپنی بادشاہی میں مصروف ہوں گے۔ تخت نشین ہوں گے۔ **لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كُحْبٍ وَحُكْمَةٍ**۔ ”جو میں تمہیں کتاب

بھی دوں اور حکمت دلائی بھی دوں۔ ”ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَلِّقٌ۔ پھر تمہارے پاس میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آجائے تو پھر آپ نے کیا کرنا ہے۔“ آپ نے تخت چھوڑ دینا ہے اپنا کلمہ بند کر دینا ہے۔ اپنے امتی بنانے بند کر دینے ہیں اپنے وعظ بند کر دینے ہیں۔ یا اللہ پھر ہم نے کیا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آجائے۔ مُّصَلِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَتَنْصُرُنَّهُ ”جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔“ ”ن“ بھی ناکیدی ہے۔ ”ن“ بھی ناکیدی ہے۔ اس لَتُؤْمِنُنَّ میں اللہ تعالیٰ نے گیارہ ناکیدی فرمائی ہیں کہ بات یہ کی ہوگئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اقرار کر رہے ہیں کہ یا اللہ بات سچی ہے لیکن حکم کیا ہے۔ فرمایا کہ پھر اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اپنی شریعتوں کو منسوخ کر دینا ہے۔ اپنی نبوتوں کا کلمہ بند کر کے خود بھی اور اپنے امتیوں کو لے کر لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَتَنْصُرُنَّهُ اس پر ایمان لانا ہے اور اس کی مدد کرنی ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کا ذکر ہے فرمایا۔ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ پھر آجائے تمہارے پاس رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ ذکر کون کر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کر رہا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ میلاد منانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فعل بھی ہے اور حکم بھی ہے اور میلاد کو سننا یہ انبیاء علیہم کی سنت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کسی کو نہ تو میلاد کی محفل میں بلانا چاہئے اور نہ ہی سننا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میلاد منانے سے پہلے سب کو چھٹی دے دی کہ تم سب چلے جاؤ۔ اور انبیاء علیہم السلام سے فرمایا تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو اور میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی جانتے ہو۔ اس کے مقام کو بھی جانتے ہو۔ اس لئے بات صرف تمہاری موجودگی میں کرنی ہے عام لوگ میرا اور میرے محبوب سے جو تعلق ہے وہ نہیں جانتے۔ ہاں تم جانتے ہو اور تمہیں پتہ ہے اس لئے آج میں نے اس کی

موجودگی میں تم سے وعدہ لینا ہے کہ دنیا کو جا کر بتا دینا ہے کہ میں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوں اور وہ میرے ہیں اور کسی کو اتنی جرأت نہیں کہ وہ کوئی بات کر سکے۔ انبیاء علیہم السلام نے وعدہ کیا کہ یا اللہ ہم مانتے ہیں کہ تیرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آئے گا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا کر ان سے اقرار کرایا۔ بچہ خواہ کوڑکا بھی ہو لیکن اس کی ماں کو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ دوسری بھی عورتیں گھر میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن بچے کی ضرورت کا احساس صرف اس کی والدہ کو ہوتا ہے۔ جتنا کسی کو قرب نصیب ہوتا ہے اتنا ہی اس کو پتہ چلتا ہے کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے انبیاء اور رسول علیہم السلام تم وعدہ کرو۔ سب نے وعدہ کیا۔ اگر انبیاء علیہم السلام کو پتہ نہ ہوتا تو پھر ان میں سے کوئی نہ کوئی تو اعتراض کرتا۔ لیکن کسی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ سب نے وعدہ کیا ہے سب نے اقرار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہ سب انبیاء علیہم السلام اپنے مزارات میں چلے جائیں گے لیکن اس کے باوجود بھی حکم فرمایا صرف یہ بتانے کے لئے کہ نبی علیہ السلام اگر مزار میں بھی ہو تو وہ باہر آ بھی سکتا ہے اور واپس اندر جا بھی سکتا ہے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتنی طاقت ہے تو جو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ان کی طاقت کا کیا اندازہ ہوگا۔ فرمایا کہ اے انبیاء علیہم السلام جب رحمت کائنات تمہارے پاس آ جائیں تو آپ نے ان کی مدد بھی کرنی ہے۔ مدد کس طرح سے ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مدد کرنے والے کی شان اس سے زیادہ ہو کہ جس کی وہ مدد کر رہا ہے۔ جس طرح سے کہ میں کسی اپنے چھوٹے فرد سے کہوں کہ مجھے پانی پلاؤ۔ یہ میری مدد ہے لیکن مجھے پانی پلانے سے وہ مجھ سے بڑا نہیں ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے انبیاء علیہم السلام آپ نے میرے

حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد کرنی ہے یہاں مدد سے مراد میں جو سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات ماننی ہے جو کچھ بھی وہ تم سے فرمائیں تم جہاں کہیں بھی ہو اگر یہ فرمادیں کہ سب باہر آ جاؤ تو آپ نے اپنی قبور سے باہر آ جانا ہے اور جب یہ تیار ہو کر مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے جائیں تو تم نے ان کا استقبال کرنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا ہے۔ کہ تم نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات کو ماننا ہے۔ اس کے اور اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی تاکیدیں فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ ءَاَقْرَضْتُمْ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا۔ کیا تم نے وعدہ کر لیا۔ دیکھ لیں کہ کس طرح سے صاف باتیں ہو رہی ہیں قرآن مجید میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اس میں کوئی سقم نہیں ہے۔ قَالَ ءَاَقْرَضْتُمْ فرمایا کہ کیا تم نے وعدہ کر لیا۔ وہ سب بولے کہ ہاں ہم نے وعدہ کر لیا۔ ان کا بولنا بھی قرآن مجید میں ہے قَالُوا اَقْرَضْنَا انہوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم نوح علیہ السلام کے کواہ بن جاؤ۔ اے نوح علیہ السلام آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کواہ بن جاؤ۔ اے یعقوب علیہ السلام تم حضرت یوسف علیہ السلام کے کواہ بن جاؤ۔ قَالَ فَاسْتَهْلُوا فرمایا کہ ایک دوسرے کے کواہ بن جاؤ۔ وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ (ال عمران ۸۱) اور مجھے بھی اپنے کواہوں میں شامل کر لو۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کرنے والے ہیں اور خود ہی کواہ بن جاتے ہیں۔ حضرت علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر لکھتے ہوئے روح البیان شریف میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے خود ہی فیصلہ کرنا ہے اور محشر کے روز جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کے روبرو تشریف لائیں گے تو اللہ تعالیٰ تمام حساب کتاب کو ایک طرف کر کے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تمام انبیاء علیہم السلام سے پوچھ لیں کہ سب سے پہلے تیرے میلاد کا ذکر میں نے خود کیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا ہے تو جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں وہ کہاں جائیں گے پھر تو لازمی طور سے دھکے کھاتے پھریں گے تو اس روز کون بچیں گے۔ جو یہ کہیں گے۔

تیرا کھاواں تے تیرے گیت گاواں یا رسول اللہ
تیرا میلاد میں کیوں نہ مناواں یا رسول اللہ
میں کچھ وی نہیں جے تیرے نال میری نسبت نہیں
میں سب کچھ ہاں جے میں تیرا سداواں یا رسول اللہ

حضرت نوح علیہ السلام اگر کشتی میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد نہ مناتے تو کشتی کبھی بھی کنارے نہ لگتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اگر آگ میں کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد نہ مناتے تو آگ کبھی بھی جلانے سے باز نہ آتی حضرت اسماعیل علیہ السلام اگر چھری کے نیچے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد نہ مناتے تو چھری سے کبھی بھی نہیں بچ سکتے تھے۔ اسی لئے ہی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر دعا فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ یہاں بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر فلاں فلاں دعا کرنی ہے۔ یہاں یہ کہنا ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ یہاں صدائیں بلند ہوتی ہیں اَللّٰهُمَّ لِيَّكَ۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا فِي الْاٰلِیْنَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ اَمَّا عَذَابُ النَّارِ (ابترہ ۴۷)۔ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ یعنی کہ کعبہ شریف کے چاروں طرف صرف اللہ ہی

اللہ ہے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام یہاں کھڑے ہوئے عرض کر رہے ہیں رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ (البقرہ-۱۲۹) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اگر اس مسجد حرام میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا ذکر نہ ہوتا تو یہاں ایک رکعت کے بدلے ایک لاکھ رکعت کا ثواب بھی نہ ملتا۔ یہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی برکت کی وجہ سے ثواب ملتا ہے کعبہ شریف کو کبھی بھی اتنی عزت اور عظمت نہ ملتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو خود بنایا لیکن اس میں وہ بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ رہے ہیں۔ کوئی نبی علیہ السلام بھی بدعت والا کام نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ رسول بھیج دے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ آگیا یہی میلاد شریف ہے۔ پھر آپ ذرا توجہ فرمائیں کہ مٹی کے کھلونے بنائے۔ کیوتر بنایا۔ فاختہ بنائی یا کوئی بھی پرمدہ بنایا وہ اپنے ہاتھوں سے بنایا اور خود ہی حضرت عیسیٰ نے پھونک ماری تو وہ زندہ ہو کر اڑ گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام تو کچھ کر ہی نہیں سکتے ان سے پوچھیں کہ اگر نبی علیہ السلام کچھ کر ہی نہیں سکتے تو کیا وہ پرمدہ تمہارے باپ نے بنا کر اڑائے تھے۔ قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ زندہ کئے۔ اب دیکھیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے تمام عیسائیوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ پادریو۔ اے عیسائیوں لو کہ میں جس مقصد کیلئے آیا تھا وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں نے مردہ اس لئے زندہ کئے کہ تم میرے قریب آ جاؤ۔ تم مجھ پر اعتماد کر لو۔ مجھ پر یقین کر لو۔ میں نے کوڑھی کو تندرست کیا تاکہ تم میرے قریب آ جاؤ۔ مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے میں روپیہ خرچ ہوتا ہے لیکن حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک نظر سے دیکھ لیں یا اپنا ہاتھ مبارک

پھیر دیں تو مریض تندرست ہو جاتا ہے اگر پھونک مار دیں تو بھی مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ میں نے مادرزاد اندھوں کو بغیر اپریش کے بنیائی عطا کی ہے تاکہ تم میرے قریب آ جاؤ۔ اب سن لو کہ میں نے آج تم سب کو اکٹھا کیوں کیا ہے۔ صرف ایک بات بتانی ہے اور وہ یہ ہے کہ وَمُبَشِّرٌ بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْلِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (القنف ۶) اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ میرے جانے کے بعد ایک رسول آنے والا ہے۔ یہ بھی میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو کہے کہ میلادِ منانا بدعت ہے۔ وہ اصل میں تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی بدعتی کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو بھی بدعتی کہتا ہے لہذا وہ پکا کافر بن جاتا ہے لہذا جو لوگ میلاد کا انکار کرتے ہیں ان کے قریب تک بھی نہ جاؤ وہاں سے چلے جایا کرو یا پھر خاموش نہ رہا کرو۔ میلاد کا انکار سن کر اگر بندہ خاموش رہے اور جواب نہ دے تو اس کا ایمان نہیں رہتا۔ اس کا ایمان بھی متزلزل ہو جاتا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پڑھا۔ یہودی یا عیسائی کفار سے جنگ کرتے تھے اور ان سے شکست کھا جاتے تھے۔ زیادہ تر قتل ہو جاتے تھے چند فوجی جرنیل بچ جاتے تھے اور سپاہی مر جاتے تھے کیونکہ جنگ تو سپاہی لڑتے ہیں جرنیل تو صرف ان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ عیسائی پادری بچ جاتے تھے یا پھر یہودیوں کے راہبر بچ جاتے تھے پھر یہ اکٹھے ہو کر بیٹھ جاتے اور ان کا راہنما لیڈر، جرنیل وغیرہ جو بھی ہوتا وہ حکم دیتا کہ جلدی کرو تو ریت کھولو۔ انجیل کھولو اور ان میں جہاں کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کا ذکر ہے ان آیات مقدسہ کی تلاوت شروع کر دو۔ میلاد پڑھ کر دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ ہمیں ان کفار پر فتح عطا کر۔ قرآن مجید فرماتا ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْهِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (البقرة ۸۹) اور اس

سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد پڑھ کر کفار پر فتح مانگتے تھے۔ ابھی ان کی دعا ختم نہیں ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرما دیتے تھے۔ زبور میں بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ تو ریت انجیل میں بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے اور یہ ثابت کر دیا کہ جو کوئی بھی اہل کتاب بننا چاہتا ہے وہ جب تک میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھے گا وہ اہل کتاب نہیں بن سکتا۔ اگر عیسائی۔ یہودی میلاد پڑھ کر قتل ہونے سے بچ جائے تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندگی عطا کی ہے۔ اگر کوئی دوبارہ زندہ ہو گیا تو اس کی زندگی بھی بڑھ گئی۔ اور زندہ رہا تو اس کی خوارک بھی اس کا رزق بھی بڑھ گیا۔ اس کی عزت اور شان بھی بڑھ گئی۔ لہذا جب وہ یہودی اور نصرانی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پڑھتے تھے تو اس کی زندگیاں بڑھ جاتی تھیں۔ ان کا رزق بڑھ جاتا تھا۔ ان کی حکومت بڑھ جاتی تھی ان کو مال و اسباب زیادہ مل جاتا تھا۔ وہ موت سے بچ جاتے۔ ان کے بچے یتیم ہونے سے بچ جاتے ان کی بیویاں بیوہ ہونے سے بچ جاتیں۔ یہودی اور نصرانی اگر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کو اتنی بڑی نعمتیں عطا فرما دیتے تھے تو پھر اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی امتی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے تو اس کو کیا کیا انعام عطا نہ ہوتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد یہودیوں اور نصرانیوں سے بھی پڑھوایا ہے تو پھر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہو کر وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد نہ پڑھے تو کیا وہ امتی کہلوانے کا حق دار ہے۔ وہ امتی نہیں رہتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یہودی اور نصرانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرتے تھے

لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو وہ انکاری ہو گئے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا (البقرہ ۸۹) تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا کَفَرُوا بِهِ (البقرہ ۸۹) اس سے منکر ہو بیٹھے۔ جس کا میلاد پڑھتے رہے اور اس کے وسیلہ سے فتح پاتے رہے تو جب وہ آ گیا تو کہنے لگے کہ یہ نئی نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف سے منکر ہو گئے۔ اب دیکھو کہ دھکے شروع ہو رہے ہیں۔ جو پڑھتے تھے انہوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پکے کافر ہو گئے۔ میں سرکاری محفلوں میں جاتا ہوں تو مجھے کپکپی طاری ہو جاتی ہے کہ ان منکرین کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنی دشمنی نظر آتی ہے کہ اتنی تو کافروں کے ساتھ بھی دشمنی اور مخالفت نہیں ہوتی۔ اگرچہ کلمہ کو ہیں لیکن میرے سامنے خواہ وہ پانچ سو مرتبہ بھی کلمہ پڑھیں لیکن میں انہیں کافر ہی تسلیم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسے منکرین کو کافر کہا ہے۔ فرمایا کہ كَفَرُوا بِهِ فَالْعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ (البقرہ ۸۹) اس سے منکر ہو بیٹھتے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافروں پر میری لعنت ہے۔ لیکن جن لوگوں نے یہ مان لیا کہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں وہ کافر تھے تو ان کو ایمان نصیب ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ کملی والا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں ان کا کلمہ پڑھو۔ نماز ابھی کوئی نہیں پڑھی صرف اتنا ہی کہا ہے کہ کملی والا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے ہیں تو اللہ نے ان کو ایمان نصیب فرما دیا پتہ چلتا ہے کہ ایمان اسی کے نصیب میں ہوتا ہے جو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتا ہے اور دھکوں سے وہی بچے گا اور جنت اس کو ہی نصیب ہوگی جس کے پاس ایمان ہوگا۔ جنت میں ایمان والے جائیں گے یا بے ایمان جائیں گے۔ ایمان والا

کون ہوتا ہے کہ جس نے کہہ دیا کہ آگیا ایسا کہنے والے کافر تھے تو ایمان نصیب ہو گیا۔ یہودی اور نصرانی ایمان والے تھے انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ”نہیں آیا“ تو پکے کافر ہو گئے اور فرمایا کہ قیامت تک ان پر میری لعنت برستی رہے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آگیا حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے شوہر حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو عرب کے دستور کے مطابق جو عورت بیوہ ہو جاتی تھی اسے گھر سے نکال دیتے تھے کہ بڑی منحوس ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارا گھر کا فوت ہو گیا ہے۔ اگر وہ بیوہ اپنے والدین کے گھر جاتی۔ باپ دروازہ کھول کر دیکھتا کہ اس کی بیٹی جو بیوہ ہو گئی ہے وہ آئی ہے تو وہ اس کو گھر میں داخل نہیں ہونے دیتا تھا وہ کہتا کہ تو میری بیٹی ہے لیکن تو میرے گھر میں داخل نہ ہونا کہیں تمہاری نحوست سے میں بھی رنڈو نہ ہو جاؤں حالات یہ تھے کہ بھائی بھی اپنی بیوہ بہن کو اپنے گھروں میں داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اکیلی ان حالات میں اپنے گھر کے اندر پڑی روتی رہتی تھی۔ ایک رات جبکہ میں رو رہی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام تشریف لے آئے میں نے اس سے قبل ان کی زیارت نہیں کی تھی۔ آپ کا قد لمبا تھا۔ خوش لباس۔ خوش شکل میرے سر ہانے آ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اٹھو کہ میں آپ سے ایک بات کرنے کیلئے آیا ہوں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ آپ نے دروازے پر دستک بھی نہیں دی۔ فرمایا کہ میں دروازوں کا محتاج نہیں ہوں۔ فرمایا کہ میں اپنے والد محترم کو پیچانتی ہوں کعب بن عبد مناف ان کا نام ہے فرمایا کہ اے بیٹی میں اس کا بھی باپ ہوں۔ میں تیرے دادا کا بھی باپ ہوں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں حضرت

آدم علیہ السلام ہوں۔ پوچھا کہ بابا جی آپ اس سے پہلے تو کبھی نہیں آئے۔ فرمایا کہ پہلے تو کبھی روئی بھی نہیں تھی اور یہ ہے کہ پہلے آپ اکیلی تھیں اب امام الانبیاء علیہم السلام تیرے ساتھ ہیں۔ بیٹی رونابند کر دے تو رویا نہ کر کیونکہ جو تیرے ساتھ ہے وہ تو رونے والوں کو ہنسانے کے لئے تشریف لا رہا ہے۔ وہ وا جڑے ہوئے بسانے کے لئے آ رہا ہے وہ غربا و مساکین کی مدد کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ انہیں خوشحال بنانے کے لئے آ رہا ہے۔ گنہگاروں کو جنتی بنانے آ رہا ہے۔ بے سہاروں کو سہارا دینے کے لئے آ رہا ہے یہی بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

غم زدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ بابا جی میں اکیلی ہوں میرے ہمسائے ہماری باتیں سنیں گے تو وہ کیا کہیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹی لو کوں تک میری آواز نہیں جائے گی۔ آپ رونابند کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے رونے سے میرا عرش کا نپ اٹھتا ہے ان حالات سے مایوس نہ ہو تم میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ بننے والی ہو۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضرت امراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ ذرا غور کرو اور اپنی والدہ سے پوچھو کہ کبھی کوئی نبی علیہ السلام کسی کی والدہ کے پاس آئے جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے پاس اولوا العزم انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ صاحب شریعت انبیاء علیہم السلام آئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلیاں دیتے رہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں پتھروں پر چلتی تھی تو پتھر میرے پاؤں کے نیچے آ کر نرم ہو جاتے تھے۔ اور پتھر مجھے مبارک دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکملی والا آقا

علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا کیا ہے۔ پتہ چلا کہ جہاں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں وہاں مبارک باد ملتی ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کنویں (چاہ زم زم) سے پانی بھرنے کیلئے جاتی اور اپنی بالٹی کنویں میں ڈالتی تو کنویں سے عربی زبان میں آواز آتی کہ مائی صاحبہ مجھے تکلیف ہوتی ہے آپ اپنی بالٹی باہر نکال لیں۔ میں نے پوچھا کہ اے بولنے والے تو کون ہے۔ میں پہلے بھی آیا کرتی ہوں لیکن تو نے کبھی اس طرح سے کلام نہیں کیا۔ کیا تو کوئی پتھر ہے۔ جن ہے۔ پرندہ ہے یا کوئی اور مخلوق ہے۔ بتاؤ تو سہی کہ تم کون ہو۔ کنویں سے آواز آئی کہ میں کنوین کا پانی بول رہا ہوں۔ آپ پہلے تو اکیلی آتی رہی ہیں اور آج کملی والا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے ساتھ آیا ہے۔ پانی کیوں بول رہا ہے وہ جانتا تھا کہ اگر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے تو میں بھی نہ ہوتا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بالٹی باہر نکال لی۔ کنویں کا پانی از خود اوپر کنارے تک آ گیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑے آرام سے بالٹی میں پانی لے لیا۔ کنویں کا پانی پھر واپس اپنی جگہ اتر گیا۔ ایک بڑی مشہور حدیث ہے کہ ساری کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے۔ پانی بھی اس لئے حیا کر رہا ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاد ایک محدثین کی جماعت میں بہت بڑی ہستی حضرت امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جن کا نام ہے مصنف عبدالرزاق۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچیس تیس سال پہلے کی تصنیف ملے تو اس میں حدیث شریف موجود ہے۔ پاکستان میں صرف اشیاء خورد و نوش میں ہی ملاوٹ نہیں ہوتی بلکہ کتب میں بھی ملاوٹ آ جاتی ہے۔ ملتان اور کوئٹہ کے دیوبندیوں نے یہ حدیث شریف اس کتاب سے نکال دی ہے۔ ”مصنف عبدالرزاق“ جو پاکستان میں چھپی ہے اور جو سعودی عرب میں چھپی ہے اس سے یہ حدیث شریف نکال دی ہے البتہ جو کتاب ”مصنف عبدالرزاق“

بیروت سے چھپتی ہے اس میں آج بھی یہ حدیث شریف موجود ہے۔ ہمارے علماء حضرات کے پاس پرانی کتب موجود ہیں ان میں یہ حدیث شریف موجود ہے۔ اس حدیث پاک کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف مدارج النبوت میں بھی تحریر فرمایا ہے۔ حضرت امام یوسف بن اسماعیل النہائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حُجَّةَ اللہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ فی معجزات سید المرسلین میں بھی نقل فرمایا ہے اور حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے زرقانی شریف میں بھی تحریر فرمایا ہے۔ محدثین کی جماعت نے اس حدیث شریف کو تحریر فرمایا ہے۔ حدیث طویل ہے لیکن اگر کوئی بندہ صرف اسی ایک حدیث کو ہی یاد کر لے تو اہل حدیث کہلانے کی ضرورت نہیں۔ اگر اس حدیث شریف کو ہی مان لیا جائے تو کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظمت عطا فرمائی ہے اور اگر کوئی بندہ اس عظمت کو کتاب سے نکال دے تا کہ کوئی اس کو پڑھ نہ سکے تو کیا ایسا بندہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے یا کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دشمن ہے۔ یقیناً وہ پکا دشمن ہے تو پھر یہ کلمہ کو جو ہیں یہ کلمہ شریف کا ورد کر کے کیا حاصل کر لیں گے۔ ان کو کوئی فائدہ نہیں ملے گا کلمہ پڑھ لیا لیکن کلمے والے کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ اسے کلمہ کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ حدیث شریف میں نے کتب میں سے بڑی محنت سے تلاش کی ہے۔ اس کی فوٹو کاپی میرے پاس ہے میں یہ حدیث شریف ابھی پڑھوں گا آپ چونکہ میری تقریر ریکارڈ کر رہے ہیں تو یہ حدیث شریف آپ کے ریکارڈ میں آجائے گی۔ روز روز ایسی چیزیں ملتی نہیں ہیں اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ (انشاء اللہ یہ حدیث شریف پروفیسر صاحب وسیلہ نجات میں محفوظ کر لیں گے) عربی متن بھی ہے اور ساتھ اس کا ترجمہ بھی ہے۔ میں عربی ترجمہ پیش کر دیتا ہوں۔

(اردو متن حدیث شریف) ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ فخر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ جہاں اللہ نے چاہا وہ نور اللہ کی قدرت سے سیر کرتا رہا اور نہ تھی اس وقت لوح محفوظ اور نہ ہی قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ کوئی فرشتہ، نہ آسمان اور نہ ہی زمین تھی۔ اور نہ سورج تھا اور نہ اس وقت چاند تھا۔ نہ کوئی جن اور نہ انسان۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو تقسیم کر دیا چار حصوں میں اور پہلے حصہ سے اللہ نے قلم کو پیدا فرمایا اور دوسرے حصہ سے لوح محفوظ اور تیسرے سے عرش مجید کو پیدا فرمایا پھر چوتھے حصہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پس پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے پہلے حصہ سے حاملان عرش (ملائکہ) اور دوسرے حصہ سے کرسی کو۔ اور تیسرے سے باقی فرشتوں کو پھر چوتھے حصہ کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اس کے پہلے حصہ سے آسمانوں کو پیدا کیا اور دوسرے سے زمینوں کو۔ اور تیسرے سے جنت اور دوزخ کو چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم کر دیا اور پہلے حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا۔ دوسرے حصہ سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا فرمایا اور وہی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے حصہ سے مومنوں کی زبانوں کے نور کو پیدا فرمایا اور وہی توحید ہے۔ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اب ذرا اس حدیث پاک کی تفصیل سماعت فرمائیں کہ اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت تشریف فرما ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کیا بتایا ہے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یا جابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ حدیث وہ ہوتی ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہو نماز میں ٹانگیں کھلی کر کے

کھڑے ہونا اگر کہیں سے مل جائے تو وہ حدیث ہے اور یہ جو کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت میں فرما رہے ہیں کیا یہ حدیث نہیں ہے۔ یَا جَابِرُ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نام لے کر فرمایا اور نام وہاں لیا جاتا ہے جہاں خصوصی طور پر خطاب ہو۔ جس نے سوال کیا ہے اس کا نام لے کر خاص طور سے جواب دیا جا رہا ہے۔ فرمایا اے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اپنے نور میں سے بتایا۔ مِنْ نُورٍ فُرِّمَایَا گیا ہے۔ اپنے نور میں سے اگر یہ بات درست نہ تھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی بھی یہ بات نہ فرماتے۔ کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعتراض نہیں کیا کہ عقل تسلیم نہیں کرتی سب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات کو تسلیم کیا۔ پھر فرمایا فَجَعَلَ ذَٰلِكَ النُّورَ يَلْوِزُ بِالْقَلْبَةِ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں چاہا میرے نور کو رکھا۔ پھر وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ وہ وقت تھا کہ جب نہ تو لوح ہی تھی اور نہ ہی قلم تھی۔ تقدیر کہاں لکھی جاتی ہے لوح پر اور کس سے لکھی جاتی ہے قلم سے۔ لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ وہ وقت تھا کہ نہ ابھی لوح تھی اور نہ ہی قلم بنی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر فرمایا وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ نہ ہی جنت تھی اور نہ ہی دوزخ بنائی گئی تھی۔ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وَلَا مَلَكٌ وَلَا مَعَاءٌ وَلَا أَرْضٌ۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی نہ تھے اور کوئی فرشتہ بھی نہ تھا۔ اس وقت آسمان بھی نہ تھا اور زمین بھی نہیں تھی۔ یعنی فرمایا کہ کچھ بھی نہ تھا لیکن میں موجود تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جَنٌّ وَلَا إِنْسٌ۔ اس وقت نہ سورج ہی تھا اور نہ چاند ہی تھا۔ نہ جن تھے اور نہ ہی انسان تھے۔ پھر فرمایا فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا

کرنے کا ارادہ فرمایا۔ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صلاح اور مشورہ کیا تب ہی تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کا علم ہوا۔ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے ارادوں کا بھی علم ہے ان کو کیا ہمارے باطنی خیالات کا علم نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کوئی چیز آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھپا کر نہیں رکھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو قَسَمَ ذَٰلِكَ النُّورَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ الْقَلَمَ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے پہلے حصہ سے قلم بنائی۔ قلم سے ہی لکھا جاتا ہے اور قلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے بنی ہے۔ وَمِنَ الثَّانِي اللُّوحَ دوسرے حصہ سے لوح محفوظ بنایا گیا جس پر سب کچھ ہی لکھا ہوا ہے۔ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کے تیسرے حصہ سے عرش بنایا۔

سب سے پہلے تھا ان کو بنایا گیا
نور رحمت سے ان کو سجایا گیا
ایسی تصویر محبوب کی کھینچ دی
خود خدا کو بنا کر سرور آگیا

ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ پھر چوتھے حصے کو مزید چار حصوں میں تقسیم فرمادیا۔ اور فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْاَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ۔ پہلے حصہ حاملین عرش کو بنایا یہ حاملین عرش کون ہیں یہ فرشتے ہیں۔ یعنی فرشتے بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہیں۔ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيُّ دوسرے حصے سے کرسی بنائی گئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اس کرسی پر تشریف فرما ہوئے تو کرسی چڑ۔ چڑ کرنے لگی۔ یہ سب جھوٹ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بیٹھنے سے پاک ہے۔ کرسی حضور علیہ

الصلوة والسلام کے نور مبارک سے بنی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کیلئے بنی ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر تشریف رکھیں گے۔ اور عرش کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائیں گے۔ کرسی اور عرش آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے بنے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس پر تشریف فرما ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نہ کبھی کہیں بیٹھے ہیں اور نہ ہی بیٹھیں گے کیونکہ وہ بیٹھے سے پاک ہے۔ پھر فرمایا وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ اور تیسرے حصہ سے باقی فرشتوں کو بنایا۔ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ اور چوتھے حصے کے پھر مزید چار حصے کر دئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ السَّمَوَاتِ پہلے حصہ سے آسمانوں کو پیدا فرمایا وَمِنَ الثَّانِي الْأَرْضَيْنِ اور دوسرے حصے میں زمینیں بنائی گئیں۔ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔ اور تیسرے حصہ سے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا۔ اب یہ دیکھو کہ ہر طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک سے ہی دوزخ بنائی کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو تیری بے ادبی کرے گا اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے ہی جلایا جائے گا۔ جہنم میں جو آگ جلائی جائے گی وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کا ایک حصہ ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کو نہیں مانتے ان کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی جلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ اب تو ان کے نور کو مانتے ہو۔ پوچھیں گے کہ ہمیں کیا چیز جلا رہی ہے تو کہا جائے گا کہ وہی نور تمہیں جلا رہا ہے جس کو تم دنیا میں نہیں مانتے تھے۔ یہ دستور ربی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور ماننے والا انشاء اللہ جہنم کے قریب سے بھی نہیں گزرے گا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زبانی اور قلبی طور سے نور مانو۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں خوش ہو کر بیٹھا کرو۔ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر حسبِ توفیق

خرچ کر دیا کرو۔ انشاء اللہ جنت میں جاؤ گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر ارشاد فرمایا ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ اَرْبَعَةَ اَجْزَاءٍ۔ اللہ تعالیٰ نے چوتھے حصہ نور کو پھر مزید چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ وَ خَلَقَ مِنَ الْاَوَّلِ نُوْرًا اَبْصَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور پہلے حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا۔ پتہ چلا کہ ہماری آنکھیں جو کچھ بھی دیکھتی ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کی وجہ سے دیکھتی ہیں اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں تندرست رہیں اور تمہیں نظر آتا رہے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلا دھوئی سے منایا کرو۔ یہ سب کچھ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بن رہا ہے۔ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ پھر فرمایا وَمَنْ الشَّيْءُ نُوْرًا قُلُوْبِهِمْ۔ اور دوسرے حصہ سے مومنوں کے دلوں کے نور کو پیدا فرمایا۔ یہ ایک بہت خفیہ چیز پیدا فرمائی گئی۔ جس کے پاس یہ چیز ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مومنوں کی آنکھوں کے نور کے بعد دوسرے حصہ نور میں سے اللہ تعالیٰ نے معرفت پیدا فرمائی جس کے پاس معرفت ہو وہ اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے جانتا ہے۔ اور وہی رب والا ہوتا ہے۔ ولی اللہ وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے لہذا اگر کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے تو آج دنیا میں کسی کا پیر و مرشد نہ ہوتا۔ یا درکھنا یہ خوبصورت چہروں والے۔ ہمارے دکھی دلوں کے سہارے ہمارے لئے دعائیں کرنے والے ہمیں سیدھی راہ دکھانے والے اگر اولیاء کرام ہمیں عطا ہوئے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی وجہ سے ملے ہیں۔ پھر فرمایا وَهِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللّٰهِ اور یہی اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی حصہ نور میں سے معرفت الہی بھی بنی۔ پھر فرمایا وَمِنْ الثَّالِثِ نُوْرًا اَلَيْسَتْ بِهِمْ اور تیسرے حصہ نور سے مومنوں کی زبانوں کا نور پیدا فرما یا گیا۔ وَهُوَ التَّوْحِيدُ اور وہی توحید ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا۔ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جس کو تو حید کہتے ہیں یہ
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے کو تو حید
کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معبود ہے۔ تو حید بھی ایک قسم کی معرفت ہے جو اللہ نے نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنائی ہے۔ دیوانے نے کیل بات کہی ہے۔۔۔

سارا نور ظہور حضور دا اے

بنا نور کیوں ایہہ کائنات ہوندی

نہ ایہہ جن تارے، کاروبار سارے

نہ ایہہ دن ہوندا، نہ ایہہ رات ہوندی

نہ آدمؑ نہ نوحؑ، نہ ایہہ نبی ہوندے

نہ انہاں دی ذات صفات ہوندی

نہ دیوانیا رب نوں رب کہندے

جے نہ پیدا محمد دی ذات ہوندی

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سب کچھ بنایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کیلئے ہی سب کچھ بنایا۔ اللہ تعالیٰ اسی کو پسند فرماتے ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا میلاد منائے۔ ان کا ذکر کرے۔ کثرت سے درود شریف پڑھے۔ ایک حدیث
پاک ہے کہ فرشتے لوگوں کا درود شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں اور
ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود
شریف پڑھتا ہے میں خود اس کا درود شریف سنتا ہوں۔ اب کس کا درود شریف فرشتے
پہنچاتے ہیں اور کس کا درود شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم براہ راست سنتے ہیں۔ جو
محبت اور عشق سے درود شریف پڑھتا ہے اس کا درود شریف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور
خود سماعت فرماتے ہیں۔ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اور بے ادب ہوتا ہے

مجبوری سے درود شریف پڑھتا ہے کہ جس طرح سے نماز میں درود شریف پڑھنا مجبوری اس کی بن جاتی ہے۔ دل سے توجہ سے محبت سے درود شریف نہیں پڑھتا۔ ایسا درود شریف فرشتے پہنچاتے ہیں۔ فرمایا کہ بے ایمان کا درود شریف نہ میں سنتا پسند کرتا ہوں اور نہ ہی سنتا ہوں فرشتے ایسا درود شریف حاضر کرتے ہیں میں رکھ لیتا ہوں مجھے ایسے درود شریف کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر آپ ان باتوں پر غور کریں گے تو آپ کو بھی بڑی معرفت مل جائے گی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے وہی شخص پسند ہے جو میرے ساتھ محبت کرتا ہے اور محبت کے ساتھ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ جو درود شریف محبت اور پیار سے پڑھا جاتا ہے یہ ازخوری پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں پہنچتا ہے۔ جہاں جہاں سے گزر کر جاتا ہے وہ اعلان کرتا جاتا ہے کہ مجھے فلاں شخص نے پڑھا ہے۔ پھر راستے کے جو پتھر، زمین، پانی، چمکے، پرندے، درندے اس آواز کو سنتے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ درود شریف پڑھا ہے وہ تمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ شخص جو کچھ بھی طلب کرتا ہے اس کو عطا فرما دے۔ یا اللہ اس کی خطائیں معاف فرما دے۔ جس کو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت ہے۔ اس کی ساری موجہیں ہیں۔ اور جس کو (اللہ تعالیٰ معافی دے) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہے اس کو دونوں جہانوں میں دھکے ہی دھکے ہیں۔ اگر ان دھکوں سے بچنا چاہتے ہو تو نبی نبی کرتے رہو مگر کار کا ذکر کرتے رہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمِيدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

خطاب حضرت علامہ محمد امجد علی امجد صاحب

برہائش حاجی غلام محی الدین صاحب 02-04-07

صراط مستقیم کیا ہے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِكَ يَا اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِيبِ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات نبتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا لفظ ملتے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نبتی ہے
درحبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات نبتی ہے

معزز حاضرین! گزشتہ کئی روز سے مختلف علماء کرام سے ایک تقریر کرنے کی فرمائش کر کے سن رہے ہیں جس کا عنوان ہے صراط مستقیم کیا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحہ ۵) ”ہم کو سیدھا راستہ پر چلا“ وہ صراط مستقیم ہے کیا۔ علماء کرام نے بہت کچھ راہنمائی فرمائی ہے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ میں یہ عرض کرنا ہوں کہ آئیے اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھتے ہیں کہ صراط مستقیم کیا ہے۔ کبھی ہم حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے۔ کبھی حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھتے

ہیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے کبھی ہم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے۔ آج براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہی کیوں نہ پوچھیں کہ یا اللہ آپ ہی فرمائیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے تاکہ کسی قسم کا کوئی سقم ہی نہ رہے کسی قسم کا کوئی اعتراض ہی نہ رہے کہ سیدھی راہ کون سی ہے۔ میں اگر اپنی طرف سے یہ بتاؤں کہ سیدھی راہ کون سی ہے تو آپ کو اعتراض ہوگا اور اگر آپ مجھے بتائیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے تو مجھے اس پر اعتراض ہوگا کہ آپ کون ہوتے ہیں سیدھی راہ بتانے والے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہی رجوع کرتے ہیں کہ یا اللہ آپ ہی بتائیں کہ سیدھی راہ کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدھی راہ پر نشان لگا دیئے ہیں سنگ میل لگا دیئے ہیں تاکہ کوئی بھول نہ جائے اور بھٹک نہ سکے۔ ان نشانوں کو دیکھتے ہوئے چلتے رہو گے تو پھر سیدھی راہ چلتے رہو گے اور ادھر ادھر بھٹک نہیں سکو گے۔ پہلی بات جو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ یہ کہ میں رب بے نیاز ہوں مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں ہے۔ میں کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں اس وقت سے ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہوں کہ جب وقت بھی نہیں تھا۔ جب اور کب بھی نہیں تھا۔ ہم سرشام سے ہی ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم تو وقت کا تعین کرتے ہو۔ میں اس وقت سے ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہوں جب وقت بھی نہ تھا۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ اب سیدھی راہ پر وہی ہے کہ جس کی زبان پر ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو درودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور جو کوئی اس سے انحراف کرے اور اس کو اچھا نہ سمجھے (نعوذ باللہ) اسے اس سے الگ ہی ہو جائے۔ وہ سمجھ لے

کہ وہ سیدھی راہ پر نہیں ہے۔ وَسَلِّمْ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
(الصفت ۱۸۱-۱۸۲) ”اور سلام ہے پیغمبروں پر۔ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا
رب ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں پہلے انبیاء علیہم السلام پر سلام بھیجتا ہوں اور میں
تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم میری حمد بیان کرو۔ میں نے اپنی حمد اپنی تعریف قبول ہی نہیں
کرتی ہے جب تک تم پہلے انبیاء علیہم السلام پر سلام نہیں بھیجتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم
مُبْحَنَ اللّٰہِ کہتے رہو لیکن قبول نہیں کروں گا۔ تَمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے رہو میں نے قبول نہیں
کرتا ہے مُبْحَنَ رَبِّی الْعَظِیْمُ کہتے رہو مجھے وہ بھی قبول نہیں۔ مُبْحَنَ رَبِّی الْاَعْلٰی
میں نے وہ بھی قبول نہیں کرتا ہے۔ میں یہ سب کچھ قبول تب کروں گا۔ کہ تم اس سے پہلے نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود اور سلام بھیجو گے۔ اگر تم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
سلام نہیں بھیجو گے تو میں تمہاری طرف سے کوئی چیز بھی قبول نہیں کروں گا۔ پھر نہ کہنا کہ
یا اللہ میں تیری حمد بیان کرتا رہا ہوں۔ یَا حَسْبُیْ یَا قَیُّوْمُ کہتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ چاہے تو جتنا مرضی میرا ذکر کرتا رہے میں قبول نہیں کروں گا جب تک کہ تو میرے حبیب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ صراطِ مستقیم کی نشان دہی فرما رہے ہیں۔
سنگ میل لگا رہے ہیں کہ میری حمد کب قبول ہوگی۔ حمد باری تعالیٰ بھی تب ہی قبول ہوگی کہ
جب اس سے پہلے تعریفِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی انبیاء علیہم السلام پر سلام بھیجو گے۔
انبیاء علیہم السلام پر سلام بھیجنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا صراطِ مستقیم ہے
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الانشراح ۴) ”اور ہم نے تمہارے لئے
تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“ فرمایا کہ اے لوگوں لو میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر
از خود بلند کر دیا ہے۔ تمہارا ان کا ذکر بلند کرنا کسی ضرورت کا حامل نہیں ہے۔ میرے حبیب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو ذکر تم کرتے ہو اس سے تمہیں شرف حاصل ہوتا ہے۔ اس سے

تمہاری عزت بنتی ہے۔ تم نے اپنی عزت بنائی ہے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تمہارا کوئی احسان نہیں ہے اگر تم میں سے کوئی یہ سمجھے کہ اس نے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ اس کی کم عقلی ہے۔

مَا اِنْ مَلَحْتُ مُحَمَّدٍ بِمُقَالَتِي

وَلَكِنْ مَلَحْتُ مُقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

کوئی شخص بھی اپنی نعت سے اپنے کلام سے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند نہیں کرتا۔ بلکہ ان کا ذکر کر کے اپنا کلام بلند کر لیتا ہے۔ اپنی نعت سجالیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا بعد میں ہے لیکن اس کا ذکر پہلے بلند کر دیا ہے۔ ہم جو نعت پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو یہ سنت الہی کی نقل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر میں نے بلند کر دیا ہے۔ یہ ماضی کا صیغہ ہے فرمایا کہ میں نے ذکر بلند کر کے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے جو نعت پڑھی ہے کہ ۔

نہ میں نور صبح بہار ہوں نہ جمال چہرہ شام ہوں

میں ان کے درکا گدا ہوں میں ان کے درکا غلام ہوں

یہ تو جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں یہ بعد کی بات ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے پہلے سے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وَرَقَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ میں پروفیسر صاحب دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے پوچھو کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیوں کیا ہے۔ یا اللہ آپ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیوں بلند کیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے اس کا ذکر بلند کیا ہے ہم بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں لیکن اگر یہ دیکھیں کہ ہم کیوں ذکر

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں تو اس کا مقصد کچھ اور ہی نکلتے گا۔ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کیلئے ان کا ذکر نہیں کرتے۔ کوئی اس لئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے کہ لوگ اسے خطیب اعظم کہیں۔ کوئی مناظر اسلام بننے کیلئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔ کوئی بہت بڑا نعت خوان کہلانے کیلئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ ہم کس لئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں ذرا غور کرو کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہیں کیا ہم اس معیار پر پورے اترتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وَالشَّمَشُ بھی کہتے ہیں وَالْقَمَرُ بھی فرماتے ہیں یُسَبِّحُنَّ بھی فرماتے ہیں مُزِيلُ أَوْرُمُقُوتُ بھی فرماتے ہیں۔ طہ سے بھی بلا تے ہیں۔ یا اللہ آپ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان القابات سے کیوں نوازتے ہیں۔ فرمایا صرف اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے کرتا ہوں۔ یا اللہ ہمیں بھی تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کیلئے کوئی بات کرنے کا سلیقہ آ جائے۔ ہم تو ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لالچ کیلئے کرتے ہیں۔ دل میں کئی قسم کے دنیاوی لالچ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو تو کوئی لالچ نہیں ہے اس کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (التوبہ ۱۲۸) ”تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان“ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرص کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میری اپنی کوئی غرض نہیں ہے میری صرف ایک ہی حرص ہے اور وہ یہ ہے کہ میری امت کی بخشش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرتے ہیں اور میرا نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام اپنی امت کی بخشش لے کر راضی ہوتے ہیں۔ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَوْا (الفصحی ۱۰)
 ”اور منگتا کو نہ چھڑکو“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے
 تیرے خزانے بھر دیئے ہیں۔ کوئی سوا لی آجائے تو وہ خالی نہ جائے سب کی جھولیاں بھر دیں۔
 یہ میرے رب نے بتایا ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر ۱) ”اے محبوب بے شک
 ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں“ جو کچھ بھی کائنات میں ہے وہ میں نے اپنے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جھولی میں ڈال دیا ہے۔ اب جو کوئی جو کچھ بھی چاہتا ہے وہ میرے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگ لے۔ اس لئے فرمایا کہ مَسَلْ مَا شِئْتَ يَا رِبِيعَهُ اے ربیعہ جو
 کچھ بھی چاہتے ہو وہ مجھ سے مانگ لو میں سب کچھ دے سکتا ہوں۔ میرے رب نے سب
 کچھ مجھے عطا کر دیا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا صراط مستقیم ہے۔ اور نبی پاک
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا نشانِ راہ ہے۔ صراط مستقیم ہے۔ جو کہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ
 علیہ وسلم کچھ دے نہیں سکتے وہ راستہ بھولا ہوا ہے۔ وہ راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے نہ
 چلنا اور جو یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ بھی نہیں دیا
 ہے وہ بھی راہ بھولا ہوا ہے وہ راستہ بھٹکا ہوا ہے۔ اس کے پیچھے بھی نہ چلنا۔ ایسے لوگ
 موجود ہیں اور ایسے فرقے بھی ہیں۔ ان کی مساجد سے آذان بھی آئے گی نماز بھی پڑھی
 جائے گی۔ روزے بھی رکھے جائیں گے۔ تراویح بھی ہوگی تلاوت بھی ہوگی۔ داڑھی ٹوپی
 اور مصلی بھی ہوگا لیکن وہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے
 سب کچھ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دیا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں۔ جو کچھ بھی کوئی طلب کرے میں ابھی ہر ایک کی ہر ضرورت پوری کرنے کی طاقت رکھتا
 ہوں۔ جو کہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ بھی نہیں دے سکتے تو درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ
 کی عطا کا انکار کرتا ہے جو کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ نہیں دیا

ہے تو اصل میں یہ اللہ تعالیٰ سے لڑائی ہے اور دوسری لڑائی حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم سے ہے کہ وہ کچھ نہیں دے سکتے۔ یہ راستہ بھولے ہوئے لوگوں کی باتیں ہیں جنت کے حصول کیلئے پہلی چیز تو یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ بندہ ایمان کی حالت میں سرے پھر قبر کے امتحان میں پاس ہو جائے۔ پس صراط سے صحیح سلامت گزر جائے۔ میزان پر تول صحیح ہو جائے تو پھر جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ کتنی ہی رکاوٹیں راہ میں حائل ہیں اور پھر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ (۷) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (۸) (الزلزال ۸-۷) ”تو جو ایک ذرہ بھی بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔ اور جو ایک ذرہ بھیرائی کرے اسے دیکھے گا“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ذرہ ذرہ کا حساب لینا ہے۔ جو ذرہ نیکی کی ہے تو اس کا بھی حساب ہوگا۔ اور جو ذرہ بھیرائی کی ہے تو اس کا بھی حساب ہوگا۔ جنت تک پہنچنے کیلئے کتنے مراحل ہیں کتنے معیار ہیں کتنی رکاوٹیں ہیں۔ ہر رکاوٹ کو پار کرو گے تو آگے جاؤ گے لیکن جب اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بار آئی تو فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کوئی جو کچھ بھی مانگتا ہے اس کیلئے تمام رکاوٹیں دور کر کے ابھی جو اس کی طلب ہے وہ پوری کر دیں۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دنیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت چاہتا ہوں۔ جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ یہ تو ہو گیا ہے کچھ اور بھی مانگ لو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ ”اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد“۔ یہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کے نشان لگائے ہیں تو صراط مستقیم یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے سکتے ہیں۔ ہم پر ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو ہم اس کیلئے دعائیں مانگتی شروع کر دیتے ہیں کہ یا اللہ اس کے گناہوں کو معاف

کر دے اس کی قبر کو روشن کر دے اس کی قبر کو وسیع کر دے۔ میزان پر اس کی نیکیاں زیادہ ہو جائیں۔ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہو جائے۔ کبھی ہم اس کیلئے قلم کرتے ہیں۔ کبھی اس کیلئے دسویں کا ختم۔ اور کبھی اس کیلئے چالیسویں کا ختم دلاتے ہیں لیکن محتاطانہ یہ کہتے ہیں کہ تم غلط کرتے ہو۔ مرنے والا دنیا میں جو کچھ عمل کر گیا سو کر گیا اب قبر میں اس کو کوئی چیز قائم نہیں دے سکتی۔ یا اللہ آپ کا اس سے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ میں نے تو اپنے فرشتوں کو اس کام پر معمور کیا ہے کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو ہوش نہیں ہے وہ غافل ہے تم اس کیلئے مغفرت کی دعا کرو۔ تم ان کی بخشش کی دعا کرو تو میں ان کے حق میں تمہاری دعا کو قبول کر لوں گا۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (الشوریٰ ۵) ”اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کیلئے معافی مانگتے ہیں“ اللہ تعالیٰ تو تمہیں دعا کرنے کی بھی حاجت باقی نہیں رکھتا۔ اس لئے تم اپنے ماں باپ کیلئے دعا کرو۔ اپنے بہن بھائیوں کیلئے دعا کرو۔ اپنے عزیز و اقارب کے لئے دعا کرو اپنے دوست احباب کیلئے دعا کرو لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! ان کو تو شاید دعا مانگنے کی ہوش ہو کہ نہ ہو۔ یہ اپنی دنیاوی مصروفیات میں ایسے پھنسے ہوئے ہوں گے کہ ان کو یہ دعا مانگنے کی فرصت ہی نہ ملے گی تو اے فرشتو! تم ان کیلئے دعا کرو۔ میں ان کے حق میں تمہاری دعا قبول کر کے ان کی بخشش فرما دوں گا۔ فرمایا کہ اے فرشتو! تم امت محمدی کی بخشش کی دعا کرتے رہو اور میں اس کو قبول کرتا جاؤں گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تو فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے تو بتاؤ کہ صراطِ مستقیم کیا ہے۔ سیدھی راہ کیا ہے۔ ایصالِ ثواب کرنے والا راستہ سیدھا ہے۔ کیا فرشتے اپنے طور سے کوئی عمل کرتے ہیں۔ نہیں کرتے بلکہ وہ تو وہی کرتے ہیں جن کا انہیں حکم ہوتا ہے۔ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التخل ۵۰) وہ وہی

کرتے ہیں جو انہیں حکم ہوتا ہے۔ فرشتہ غلطی نہیں کرتا ہے۔ ہم انسان غلطی کرتے ہیں۔
لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تم مشرک ہو تم بدعتی ہو۔ تم شرک کرتے ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اپنے
فرشتوں سے کرا رہا ہے۔ وہ فرشتوں سے تیری میری بخشش کی دعا کر رہا ہے۔ اس کی بخشش
کے بہانے دیکھو کہ کیا ہیں۔ ایک شخص پانچ سو سال عمر اور اس نے عمر بھر کوئی نیکی نہیں کی بلکہ
یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نیکی کرنے کی توفیق ہی نہیں دی تا کہ ہمیں پتہ چل جائے کہ
بخشش ہوتی کس طرح سے ہے۔ اگر نیکی سے بخشش ہوتی ہے تو نیکی تو اس شخص کے پلے
میں ہے ہی نہیں بلکہ گناہ ہی گناہ ہیں۔ بہت ظالم قسم کا بندہ تھا۔ وہ مر گیا۔ لوگوں کو بہت غصہ
کہ یہ ظالم تھا اس نے ہم پر بہت ظلم کئے ہیں۔ ہم نے اسے دفن ہی نہیں کرنا بلکہ اس کی
ٹانگ میں رسی ڈال کر کتے کی طرح گھسیٹ کر روڑی پر پھینک دینا ہے تا کہ کتے، بیلے،
گدھ، چیل کو بے غیرہ اس کو کھا جائیں۔ ہم نے نہ اسے غسل دینا ہے۔ نہ کفن دینا ہے نہ
جنازہ پڑھنا ہے نہ قبر بتانی ہے۔ بس جیسے کوئی کتا مر گیا ایسے ہی یہ بندہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ
نے حکم فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر بے کور کفن پڑا ہے۔ اسے
اٹھاؤ۔ غسل دو، کفن دو، نماز جنازہ پڑھاؤ اور اعلان کرو کہ جو کوئی اس کا جنازہ پڑھے گا وہ بھی
بخش دیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ حکم فرما رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی۔ دیکھو
کہ بندے کے پلے کوئی نیکی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میرا بخشا ہوا بندہ ہے۔ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے اسے روڑی سے اٹھایا، غسل دیا۔ کفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھائی اور لوگوں کو
اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فرمایا کہ اس کا جنازہ پڑھو یہ تمہاری بخشش کا بہانہ ہے۔ اس کی
قبر بتائی اور بڑے عزت و احترام سے اسے دفن کیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا
کہ یا اللہ اس شخص کی بخشش کس طرح سے ممکن ہوئی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش
دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام تیری شریعت کے مطابق یہ اسی سلوک کے

لائق تھا جو لوگوں نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن میرا ایک لحاظ ہے کہ اس نے اس دن تو رات کھولی اس میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا اس نے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دیا اور درود شریف پڑھا اس کے صدقے میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ اور جس نے بخشے ہوئے کی نماز جنازہ پڑھی ہے میں نے اسے بھی بخش دیا ہے۔ جو اس کا ذکر کرے گا میں نے اس کو بھی بخش دیا ہے اور جو اس کا ذکر کرنے کا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے راہ نجات کی نشان دہی فرمائی ہے۔ صراط مستقیم کی نشان دہی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ اگر اپنی بخشش چاہتے ہو تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے دو۔ تمہاری بھی بخشش ہو جائے گی۔ اس یہودی بندے کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی۔ مشابہت کا مطلب ہے کہ جس طرح کسی کا کام ہے اسی جیسا ہی کوئی کام کر لیں۔ جس طرح سے بعض شکلوں میں بھی مشابہت ہوتی ہے۔ ایک ہی جیسی شکل و صورت ہو تو مشابہت کہلاتی ہے۔ ہم مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کہنے والے ہیں۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دینے والے ہیں اگر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دینے سے ایک یہودی کی بخشش ہو جاتی ہے تو اس عمل کے کرنے سے انشاء اللہ ہماری بھی بخشش ہو جائے گی۔ صراط مستقیم کی نشان دہی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ کہ صراط مستقیم کی نشان دہی یہ ہے کہ تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ دے۔

تعلیم جس نے کی محمد ﷺ کے نام کی

اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

یہ صراط مستقیم ہے۔ ایک اور بھی صراط مستقیم کی بات سنو۔ ایک شخص نے سو بندے قتل کر دیئے۔ پتھری سے ایک رن بھی کم رہ جائے تو کہتے ہیں کہ کچھ نہیں کیا لیکن اگر پتھری بن جائے تو لوگ اس کھلاڑی کی تعریف کے پل باندھ دیتے ہیں اسے بہت بڑا کھلاڑی بلے باز تصور کرتے ہیں حالانکہ صرف ایک رن کا ہی فرق ہے 99 رن بن گئے اور آؤٹ ہو

گیا تو نکما کھلاڑی اور 100 بن گئے تو بے بلے ہو گئی بڑے اونچے کھلاڑیوں میں شمار ہو گیا۔ اس شخص نے رن بنانے کی سچری نہیں کی بلکہ بندے قتل کرنے کی سچری بنائی۔ پھر اسے اپنے عمل پر عداوت آئی اور اپنی بخشش کی فکر ہوئی۔ وہ ایک عالم دین کے پاس گیا اور اپنی کہانی سنائی اور پوچھا کہ میں بہت گناہ گار ہوں۔ کیا میری بخشش کسی طرح سے ممکن ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تیرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے تم کسی اولیاء اللہ کے ڈیرے پر چلے جاؤ۔ اگر وہاں پہنچ گیا تو تیری بخشش ہو جائے گی۔ وہ اولیاء اللہ کے ڈیرے کی طرف چل دیا لیکن تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ فوت ہو گیا۔ دونوں قسم کے فرشتے آگئے۔ ایک کہیں کہ یہ سو کا قاتل ہے یہ جہنمی ہے۔ دوسرے کہیں کہ یہ اولیاء اللہ کی طرف جا رہا تھا اس لئے یہ بخشا ہوا ہے۔ دونوں میں تکرار شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ کو حکم دیا کہ جاؤ ان سے کہو کہ جھگڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم قاصدناپ لو اگر یہ اپنے گھر کے قریب ہے تو جہنمی ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ڈیرے کے قریب ہو گیا تو پھر جنتی ہے۔ اب دیکھو کہ جرم ایک جیسا ہے، اگر گھر کے قریب ہے تو پھر بھی سو کا قاتل ہے اور اگر اولیاء اللہ کے ڈیرے کے قریب ہو گیا تو پھر بھی سو کا قاتل ہے۔ دونوں طرف قتل اس کے ذمے ہیں یہ نہیں ہے کہ کسی ایک طرف کوئی نیکی بھی ہے جو دوسری طرف نہیں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے صراط مستقیم کی نشان دہی فرما رہے ہیں کہ قاصدناپ لو اور از خود حکم دے رہے ہیں کہ اے زمین جو قاصدناپ یہ تھوڑا چلا ہے وہ پھیل جائے۔ اور جو زیادہ قاصدناپ اس نے ابھی طے کرنا ہے وہ سکڑ جائے۔ اس طرح سے اس قاتل کو اولیاء اللہ کے ڈیرے کے قریب کر دیا۔ اور اس کی بخشش ہو گئی یہ بھی صراط مستقیم کی نشان دہی ہے۔ اگر تو نے بھی اپنی بخشش لیتی ہے تو اولیاء اللہ کے در کی طرف جاؤ۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے در کی طرف جاؤ یا کپتن شریف چلے جاؤ تو تمہاری بھی بخشش ہو جائے گی۔ حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کے

دَر پر چلے جاؤ پھر بھی بخشش ہو جائے گی۔ کوثرہ شریف چلے جاؤ پھر بھی بخشش ہو جائے گی۔
 داؤد شریف چلے جاؤ پھر بھی بخشش ہو جائے گی۔ اپنے پیر خانے چلے جاؤ پھر بھی بخشش ہو جائے
 گی۔ جتنی دفعہ بھی اپنے پیر خانے جاؤ گاتنی دفعہ ہی بخشش ملتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے کیا معیار
 بنایا ہے کہ زمین کو حکم دیا کہ اولیاء اللہ کے در کی طرف سے سکر جاؤ اور دوسری طرف سے پھیل
 جاؤ تا کہ قرب ولی نصیب ہو جائے۔ قرب ولی بھی بخشش کا ذریعہ ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میں نے اس کو ذرا تبدیل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ

راہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کیونکہ ابھی وہ قاتل اولیاء اللہ کے ڈیرے پر پہنچا نہیں ہے۔ اس پر اولیاء اللہ کی نگاہ ابھی پڑی
 نہیں ہے۔ وہ تو ابھی راہ میں ہی تھا کہ مر گیا اس لئے میں یوں کہتا ہوں کہ

راہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اگر تو یہ ہے کہ

زہے نصیب مدینہ نصیب ہو جائے

یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے

یہ صرف تیری دعا بن جائے کہ یا اللہ مجھے مدینہ منورہ جانا نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ
 فرماتے ہیں کہ تو مدینہ شریف کا نام لے رہا ہے تو مدینہ شریف جانا چاہتا ہے تو میں تیری
 اس نیت کے صدقے تجھے ابھی بخش دیتا ہوں۔ اگر میں کہوں کہ یا اللہ مجھے دیدار مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جائے۔ کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا تمنائی ہے تو میں ابھی تمہیں بخش دیتا ہوں۔ یہ کون نشان لگا رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر نشان لگا رہا ہے کتے دیکھن توں پہلاں مرنہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صراط مستقیم ہے۔ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ سے ہی ملا دیتے ہیں۔ ہم پر یہ اعتراض آتا ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ خود اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے ساتھ ملائے تو پھر کیا کہو گے۔ کہتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا نام آئے وہاں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہ لو۔ آپ کلمہ طیبہ پڑھیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ دیکھیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے آخر میں اللہ ہے اور اس کے ساتھ ہی مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔ پورے کلمہ شریف کے درمیان میں اللہ محمد ہے۔ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ ہیں اور درمیان ”و“ بھی نہیں رکھی ”و“ کے معنی ”اور“ وہ بھی نہیں رکھا۔ اللہ اور محمد نہیں لکھا ہے۔ بلکہ اللہ محمد اکٹھا رکھا ہے۔ دونوں اسماء گرامی میں کوئی فاصلہ قومہ (Comma) / ڈش (Dash) وغیرہ بھی نہیں رکھی ہے کوئی وقف بھی نہیں رکھی۔ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ محمد کو ساتھ نہ ملاؤ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں تو میں نے اکٹھے رکھے ہیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو آپ نے نگاہ اوپر اٹھائی جو عرش عظیم تک پہنچ گئی تو آپ نے وہاں لکھا ہوا دیکھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ یہ کس نے لکھا تھا، اللہ تعالیٰ نے خود لکھا تو اس کی اپنی مرضی اور قدرت اور اگر فرشتوں نے لکھا تو کس کے حکم سے لکھا۔ فرشتے اپنی مرضی سے تو کچھ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی لکھا گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کو اپنے نام سے علیحدہ نہیں کرتا تو آپ کون ہوتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ساتھ نہ ملاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی میرا ذکر تو کرے لیکن میرے حبیب علیہ

الصلوة والسلام کا ذکر نہ کرے تو اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور جو کوئی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے تو وہ بھی درحقیقت میرا ہی ذکر ہے۔ جو میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہ کرے اور صرف میرا ہی ذکر کرتا رہے میں اپنے ایسے ذکر کو قبول ہی نہیں کرتا۔ آپ خانہ کعبہ چلے جائیں۔ ملتزم کے ساتھ لگ کر دعا کریں کہ یا اللہ مجھے بخش دے۔ آپ زم زم پی کر دعا کریں کہ یا اللہ مجھے بخش دے غلاف کعبہ کو پکڑ کر روئیں اور دعائیں مانگیں کہ یا اللہ مجھے بخش دے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری کوئی دعا قبول نہیں تمہاری کوئی بخشش نہیں ہے۔ یا اللہ آپ کس طرح سے دعائیں قبول فرماتے ہیں فرمایا کہ دعا سے پہلے اور دعا کے بعد جب تک میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف نہیں پڑھو گے تمہاری کوئی دعا قبول نہیں ہوگی۔ اگر درود شریف کے بغیر دعا مانگو گے تو وہ تمہاری دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہے گی۔ تو سمجھے کہ میں نے بہت دعا کی ہے لیکن قبول نہیں ہوتی۔ درود شریف کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جس دعا کے آگے پیچھے درود شریف ہوتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ایک ایسی دعا آئی ہے جس کے آگے پیچھے درود شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں طرف درود قبول ہے اور اس کے صدقے میں جو کچھ درمیان میں ہے وہ بھی قبول ہے۔ اب دیکھیں کہ ہر شخص کے مسائل ہیں اور ان کا حل یہ ہے کہ درود شریف پڑھیں پھر اپنے مسائل کے حل کیلئے عرض کریں اور بعد میں پھر درود شریف پڑھ لیں تو یہ دعا قبول ہو جائے گی۔ یہ کس نے نشان لگایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی نشاندہی فرمائی ہے کہ اگر اس پر چلو گے تو بخشش کا بہانہ بن جائے گا ورنہ کچھ بھی نہیں۔ ایک اور بھی ہم پر اعتراض آتا ہے کہ ہم میلا دالتی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ضلالت ہے اور ہر ضلالت جہنم میں لے جاتی ہے۔ بس آپ نے جو نبی میلا دالتی صلی اللہ علیہ وسلم منایا تو سیدھے جہنم میں گئے۔ یہ بھی لوگوں کا عقیدہ ہے نظر یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ یا اللہ کیا آپ نے بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلا دمنایا ہے۔ فرمایا کہ میں ہر لمحہ فرشتوں کو سامنے بٹھا کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلا دمناتا

ہوں ثناء کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تمام مخلوق کی ارواح کو بلایا اور پوچھا
 اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (الاعراف ۱۷۲) ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ قَالُوا بَلٰی۔ سب نے
 عرض کیا کہ ہاں یا اللہ تو ہمارا رب ہے۔ پھر سب کو چھٹی دے دی اور صرف جنتی ارواح کو
 بلایا وہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح تھیں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار کو بلایا اور ان کے
 سامنے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منایا۔ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِثْقَالَ نَبِيٍّ لَمَّا
 اٰتٰیْكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَلِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ
 وَلَنْ تُصْرِفُوْهُ قَالَ ؕ اَقْرَءْتُمْ وَاَخْلَعْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اَبْصٰرَیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَءْنَا ؕ قَالَ
 فَاَشْهَلُوْۤا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰہِیْنَ (ال عمران ۸۱) ”اور یا د کرو جب اللہ نے
 پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس
 وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور
 اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم
 نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر کواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ کواہوں میں
 ہوں۔“ فرمایا کہ جو میرا یہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اس پر ایمان لانا۔ اس
 کی مدد کرنا اور ان کی غلامی کرنا۔ ان کے ساتھ تعاون کرنا تو پھر میں تمہیں کتاب دوں گا
 تمہیں معجزے دوں گا۔ تمہیں نبوت دوں گا۔ عرض کیا کہ یا اللہ ہمیں منظور ہے جب یہ
 تشریف لائیں گے تو ہم ان کا کلمہ پڑھیں گے۔ ان کی مدد کریں گے ہم ان کی غلامی کریں
 گے۔ فرمایا کہ اپنے قول پر ایک دوسرے کے کواہ بن جاؤ۔ اور تم سب پر میں بھی کواہ ہوں۔
 اللہ تعالیٰ نے اپنی کواہی بھی رکھی۔ پھر اس کی اگلی آیت مبارکہ میں ہے کہ اگر اب تم سے
 کوئی پھرے گا تو وہ فاسقین میں سے ہو جائے گا۔ یہ پہلا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو
 اللہ تعالیٰ نے خود منایا ہے۔ دوسرا اس دن منایا کہ جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا
 میں تشریف لائے۔ جھنڈے مشرق و مغرب میں لگا دیئے۔ اور اتنا نور اتنا را کہ حضرت آمنہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں تشریف رکھتے ہوئے بصرہ کی گلیوں میں چلتے اوٹوں کی

گردنوں کو روشن دیکھ لیا۔ شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ یہ نور کس نے پیدا فرمایا۔ خانہ کعبہ نے تین روز تک حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانہ کی طرف سجدہ کیا۔ تمام بت اودھ منہ کر گئے۔ آتش کدے فارس بجھ گئے۔ قیصر و کسری کے محلات کے کنگرے گر گئے۔ فرشتے حاضر ہو کر درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَسِیْحِی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا مَسِیْحِی یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ۔ جنت سے حوریں آگئیں، جنت سے نیک بیبیاں تشریف لے آئیں۔ یہ سارا کچھ کیا تھا۔ یہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا جا رہا تھا۔ ہم بھی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں فرشتے سلام پڑھتے ہیں تو ہم بھی سلام پڑھتے ہیں ہر نعت خوان نے نعت شروع کرنے سے پہلے درود و سلام ضرور پڑھا ہے۔ ہم فرشتوں کی نقل اتارتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پڑھا کر سمجھا کر بھیجا ہے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں ملا رہے ہیں کچھ اضافہ نہیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان فرماتے ہیں ویسی تعریف ہم نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دنیا و مافیہا کی ہر چیز اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے اور اس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ فرمایا وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (الفطحي ۵) ”اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے“ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دی ہے۔ یہ صراط مستقیم کا سب سے بڑا نشان ہے کیا اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کوئی حد ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مرضی کی کوئی حد ہے یہ میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت ہے جس کے خزانوں کی ملکیت کی کوئی حد نہ ہو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح سے مانے وہ صراط مستقیم پر ہے اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کو پانے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 22-06-07

دوسری نشست

جو ہوا۔ ہوا کرم سے تیرے

جو ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

معزز حاضرین! آج کل ہم علماء کرام سے یہ وعظ کر رہے ہیں کہ صراط مستقیم کیا ہے۔ ان تمام تقاریر کا نچوڑ یہ ہے کہ یہ کلمہ شریف ہے۔ نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ قربانی ہے، تم اگر یہ اعمال بجالاتے ہو تو پھر صراط مستقیم پر ہو۔ یہ تمام اعمال ہیں۔ ان کے علاوہ جہاد شہادت اور مسجد کی تعمیر وغیرہ عمل ہے۔ لیکن اس بات کی کوئی بنیاد ہونا ضروری ہے۔ ہر عمارت کی ایک بنیاد ہوتی ہے اس طرح ہر عمل کی بنیاد ایک عقیدہ ہوتا ہے۔ اور عقیدہ کی بنیاد ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر کوئی بندہ صراط مستقیم پر نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کلمہ بھی پڑھتا ہو۔ خواہ وہ نماز بھی پڑھتا ہو۔ خواہ وہ روزہ بھی رکھتا ہو۔ حج بھی کرے قربانی بھی کرے۔ صدق خیرات زکوٰۃ بھی دیتا ہو۔ اگر اس میں ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا أَقْبِسُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝ (البلد ۱-۲) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔“ یہ کوئی عمل نہیں ہے بلکہ یہ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ کمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اس شہر مکہ کی نہیں قسم خواہ اس میں خانہ کعبہ ہے۔ خواہ اس میں قیام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ آب زم زم ہے۔ صفا مروہ ہے۔ مقام سعی ہے پھر بھی مجھے اس کی قسم نہیں ہے اگر قسم ہے تو صرف اس لئے کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس شہر میں تیرے قدم لگے ہوئے ہیں اگر کوئی بندہ اس قدم کی عظمت کو نہ مانے تو اس کا کلمہ بھی گیا۔ نماز بھی گئی۔ روزہ، حج، زکوٰۃ قربانی سب کچھ رائیگاں گیا اسے صراط مستقیم تو کیا ملنا ہے اسے تو جہنم نصیب ہو گئی۔ اس کے تمام اعمال ضائع ہو گئے۔

عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ (الغاشیہ ۳) ”کام کریں مشقت چھلیں“ اعمال اکارت چلے جاتے ہیں۔ یہ مٹ جاتے ہیں یہ ضائع ہو جاتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نہ مانا جائے۔ سارا دین اسلام دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نام ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر کوئی عمل بھی نہیں ہے۔

محمد عربی کہ امد و ہر دوسرا است

کے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم دو جہانوں کی عزت ہیں۔ آمد و ہیں۔ جوان کے در کی خاک نہیں بننا چاہتا زمانے بھر کی خاک اس کے سر پر پڑ جاتی ہے۔ وہ برباد ہو جاتا ہے۔ وہ بے عزت ہو جاتا ہے اس کے پلے کچھ نہیں رہتا ہے۔ مسجد کی تعمیر کرنا یا اس میں حصہ لینا کتنا عظیم ہے۔ کہتے ہیں کہ مسجد میں ایک اعنٹ لگا دیں تو اس کے بدلے میں جنت میں تیرا محل بن جائے گا۔ منافقین نے پوری مسجد بنا دی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کا افتتاح فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسجد میں نہ جائیں۔ اس مسجد کو گرا دیں اور جلا دیں کیونکہ وہاں تیرے خلاف باتیں کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ حالانکہ وہ مسجد بنائی گئی ہے اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا گیا ہے لیکن جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مسجد بھی تعمیر کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس مسجد کو بھی گرا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ بعض مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ جب مسجد کو گرایا گیا تو اس میں سے جہنم کی آگ نکلی۔ دوسری بات جو قرآن مجید واضح طور پر بیان فرماتا ہے کہ اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے تمہاری آواز اونچی ہو جائے تو سارے اعمال اکارت جاتے ہیں اور بندے کو شعور بھی نہیں رہتا۔ اعمال اکارت کب جاتے ہیں۔ کلمہ کب ضائع ہو جاتا ہے۔ نماز کب رائیگاں جاتی ہے۔ روزہ حج کب ختم ہو جاتے ہیں اور ان کا ثواب نہیں ملتا۔ جب

نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادنیٰ سی بھی گستاخی ہو جائے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے جب یہ محسوس کیا کہ ان کی آواز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو جاتی ہے تو انہوں نے بہت آہستہ بولنا شروع کر دیا۔ بعض نے تو اپنے منہ میں کنکریاں رکھنا شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بات سننا بھی دشوار ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے ان کے تقویٰ کو پرکھ لیا ہے۔ ان میں تیرا ادب آ گیا ہے ان میں تقویٰ آ گیا ہے۔ پرہیزگاری آ گئی ہے۔ اس لئے تقویٰ ہے تو عزت ہے۔ تقویٰ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کون عزت والا ہے جو متقی ہے۔ اور متقی کون ہوتا ہے متقی نماز پڑھنے والا نہیں ہے۔ اگر کوئی روزہ سے متقی بنے تو اس کی مرضی لیکن متقی کون ہے جو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرے وہ متقی ہے حضرات نماز، روزہ، حج وغیرہ راط مستقیم ضرور ہے۔ اس کو ترک نہ کیا جائے لیکن ان اعمال سے قبل ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے۔ نماز بہت ضروری عمل ہے۔ نماز دین کا ستون ہے۔ یہ چھت کے نیچے ایک ستون بتایا گیا ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اگر اس ستون کو ہٹا دیا جائے تو یہ چھت گر جائے گی۔ یہ ستون ان دیواروں اور چھت کی بنیاد ہے یہ ان کا سہارا ہے، اس کے بغیر چھت قائم نہیں رہ سکتی۔ نماز دین کا ستون ہے۔ اگر نماز نہیں رہے گی تو دین نہیں رہے گا۔ اب دیکھیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں۔ کمزور بندہ نہیں ہے۔ بے علم بندہ نہیں ہے۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے شہر کے دروازے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر ایک situation آ گئی ایک واقعہ آ گیا۔ ایک منظر آ گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کود میں آرام فرما رہے ہیں۔ نماز عصر کا وقت ہو رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متقی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا تقویٰ پرکھا ہوا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ میری امت میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والی ہستی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اب دیکھیں کہ نماز عصر ابھی پڑھنی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی کوہ میں آرام فرما ہیں۔ نماز عصر کا وقت جا رہا ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے جگا دیا۔ کیا کسی اور صحابی کو بلا کر فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرہانہ بن جاؤ تا کہ میں نماز عصر پڑھ لوں نہیں ایسا نہیں کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں مغل نہیں ہوئے اور اپنی نماز عصر قضاء کر دی۔ گویا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ فرمادیا کہ نماز کی قضا ہو سکتی ہے لیکن ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قضا نہیں ہے۔ یہ فتویٰ کس کا ہے۔ یہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا کا فتویٰ ہے جو اس وقت فاتح خیبر بھی تھے کوئی کمزور آدمی نہیں تھے۔ بہادر اور قوی تھے۔ کسی سے ڈرنے والے نہیں تھے۔ صاحب علم تھے۔ اس کمرے کے لئے یہ ایک دروازہ ہے۔ اب جس کسی نے بھی کمرے کے اندر آنا ہے وہ دروازے کو علم ہے کہ کون داخل ہوا ہے۔ اگر کوئی چیز کمرے میں رکھی گئی ہے تو دروازے سے ہی اندر گئی ہے اور دروازے کو علم ہے کہ کمرے میں کیا اور کون داخل ہوا ہے۔ دروازے کو علم ہے کہ اس میں سے میز گزری ہے۔ دروازے کے علم میں ہے کہ اس میں سے پیکیٹر اندر آیا ہے۔ کیسٹ اور ٹیپ ریکارڈر اندر داخل ہوئی ہے۔ اس کو پتہ چل گیا ہے کہ کون کون اس میں داخل ہوئے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے شہر کے دروازے ہیں۔ اس لئے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پورے قرآن مجید اور اس کی ہر زیر، زمر، پیش اور اس کے تمام مضامین آیات مبارکہ کا مکمل طور سے علم ہے ان کی شان نزول کا علم ہے اس کی تفسیر کا علم ہے۔ آپ کو پورے دین اسلام کا علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پورے قرآن مجید کا نچوڑ سورۃ فاتحہ میں ہے اگر قرآن مجید کا عرق یا عطر نکال لیا جائے تو یہ سورت فاتحہ بن

جاتی ہے۔ سورت فاتحہ کا عطر نکالا جائے تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بن جاتی ہے۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا نچوڑ اس کی ”ب“ میں ہے اور اگر ”ب“ کا نچوڑ نکال لیا جائے تو وہ اس کا نقطہ بن جاتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نقطہ میں ہوں۔ اور فرمایا کہ نقطہ تو میں ہوں لیکن اس کو لگانے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

قلم ہی نقطہ لگاتی ہے پیکر تو نقطہ نہیں لگاتا ہے۔ میز کرسی کے نقطہ نہیں لگاتا ہے۔ نقطہ قلم سے ہی لگایا جاتا ہے اور قلم میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ادا پڑھنی ہے کہ قضاء پڑھنی ہے۔ عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہیں پڑھا دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کسی کی توجہ اس طرف مبذول کرنے کیلئے عرض کیا کہ یا اللہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اور تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں تھے۔ اس کے لئے سورج کو واپس کر دے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں تو تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی غلامی میں کس طرح سے تھے بلکہ اس کا جو حکم ہے کہ نماز اپنے وقت پر پڑھو اس کی تو خلاف ورزی ہو رہی تھی اور نماز بھی وہ تھی جو نماز وسطیٰ ہے اور قرآن مجید میں خاص اس کیلئے وعید ہے۔ وہ بہت ضروری نمازوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز تیری غلامی میں قضاء ہوئی ہے میں اس کے لئے سورج کو واپس کرتا ہوں کہ یہ اپنی ادا نماز ہی پڑھیں۔

حالانکہ سورج ایک نظام میں Fit ہے کوئی سیارہ اپنی جگہ Free نہیں ہے۔ یہ نظام شمسی کے تحت اپنے اپنے مدار میں چل رہے ہیں۔ سورج پر ہر طرف سے کئی طاقتیں عمل کر رہی ہیں۔ سورج اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتا لیکن جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہوئی تو سورج کی اپنی کوئی مرضی کوئی طاقت دخل نہیں دے سکتی پھر مرضی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی چلتی ہے۔ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے کہ سورج واپس آئے تو سورج واپس آیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی اور سورج پھر اپنے راستے پر گامزن ہو گیا۔ اور ثابت کر دیا کہ نماز کی اہمیت ایک طرف لیکن ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ایک منفرد مقام ہے جب تک ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش نظر نہیں ہے تو صراط مستقیم بھی نہیں ہے اگر تو کہے کہ میں نے تو نماز پڑھنی ہے مجھے ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا غرض ہے میری غرض تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے پھر اللہ تعالیٰ کو بھی تیرے ایمان سے کوئی غرض نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے تو مجھے بھی تیرے کلمہ، نماز، روزہ، حج وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شیطان نے کتنے سجدے کئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے چھ کڑوڑ سال پہلے سے عبادت کر رہا ہے۔ لیکن تمام عبادت تمام سجدے ایک لمحہ میں ختم ہو گئے جب اس نے کہا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا مُبْحَنَ اللہ کہنا برباد۔ تیرا مُبْحَنَ رَبِّی الْعَظِیْم کہنا بھی برباد۔ تیرا مُبْحَنَ رَبِّی الْاَعْلٰی کہنا، تیرا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا بھی برباد، یہ بہت بڑے فقرے ہیں اور اللہ کی تعریف ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نبی علیہ السلام کی پیشانی میں میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہے اگر تو اس کا ادب نہیں کر سکتا تو تیرے پلے میں کچھ بھی نہیں رہ سکتا یہ چند باتیں جو میں عرض کر رہا ہوں اگر یہ ذہن میں رہیں اور توجہ ان کی طرف رہے تو صراط مستقیم پر

ہے اگر نہیں تو راہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

اب دیکھیں کہ جان بچانا کتنا فرض ہے۔ زندگی بچانے کے لئے اگر تمہیں حرام بھی کھانا پڑ جائے تو کھالیں اور اپنی جان بچالیں، دشمن کے قبضہ میں آ جاؤ اور وہ تمہیں کلمہ سے انکاری ہونے کا حکم دے تو کلمہ چھوڑ دو ظاہر میں کلمہ سے انکاری ہو جاؤ۔ باطن میں کلمہ کے اقرار ہی رہو۔ غار ثور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کود میں آرام فرما رہے تھے۔ اور سانپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اڑھی پر ڈس لیا۔ آپ نے اڑھی کو نہ ہٹایا۔ تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہ آئے۔ سانپ کے زہر نے اثر کیا پسینہ نکل آیا اور پتہ چل گیا کہ بس اب جان جارہی ہے میرا آخری وقت آ گیا ہے لیکن آپ نے اڑھی کو نہ ہلایا۔ جان کی پروا نہ تھی کی اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہیں آنے دیا۔ لیکن زہر کے اثر سے جو پسینہ آیا اس کے قطرے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی مبارک پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ فرمایا کہ کیا رو رہے ہو۔ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے اس کے زہر کا اثر ہو رہا ہے اور میں آخری دم پر ہوں فرمایا کہ اڑھی میری طرف کرو جہاں سانپ نے ڈس لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن مبارک لگایا تو اڑھی فوری طور پر تندرست ہو گئی۔ ایک طرف قضاء نماز ادا فرمادی اور دوسری طرف زندگی عطا فرمادی۔ ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ خاطر رکھنے والوں کی نمازیں بھی سچ جاتی ہیں اور زندگیاں بھی سچ جاتی ہیں۔

یہ کرم کیا تیری یاد نے مجھے آہلایا نماز میں
میرے وہ سجدے بھی ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جو سجدے قضا ہو جاتے ہیں وہ بھی ادا ہو جاتے ہیں
اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرماتا ہے۔

عشق سرکار میں جو جان سے گزر جاتے ہیں
یہ حقیقت ہے کہ وہی لوگ سنور جاتے ہیں
نماز، روزہ حج وغیرہ عشق کے بعد میں آتا ہے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہوگی تو
ایمان آئے گا۔ ترتیب یہی ہے کہ پہلے انسان اپنے والدین سے زیادہ اپنے بیوی بچوں
سے زیادہ اپنی کوٹھی کا راور کاروبار سے زیادہ ہر چیز سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے محبت کرے تو پھر ایمان نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے صراط مستقیم پر چلنے والے جتنے بھی
لوگ ہیں ان کے لئے اور ان کی راہنمائی کے لئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا
شعر پیش نظر رکھنا چاہئے۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
ہم سے کوئی پوچھے کہ نماز کیوں پڑھتے ہو تم ہم کہتے ہیں کہ یہ فرض ہے قرب الہی نصیب کرتی
ہے۔ نوافل میں زیادتی کرنے سے بندہ قرب الہی میں چلا جاتا ہے اس کے ہاتھ قدرت
کے ہاتھ بن جاتے ہیں اس کی آنکھیں قدرت کی آنکھیں بن جاتی ہیں۔ انگریزی میں
اسے Barter System کہتے ہیں کہ ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لینا۔ گندم دے
دی اور اس کے بدلے کپڑا لے لیا۔ ہم یہ بارٹر سسٹم کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم سے نماز لے
لے اور ہمیں اپنی قدرت کی آنکھیں عطا کر دے۔ یا اللہ ہم سے نماز لے کر ہمیں جنت دے

وے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ دیکھیں ان سے پوچھا کہ آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں
 وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے یہ حدیث شریف سنی ہے کہ نماز نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میں اس لئے نماز پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی بچہ سے
 نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو ٹھنڈک مل
 جائے تو میرا بیڑ ہپا ہو جائے اسی لئے وہ فرماتے ہیں کہ۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاک کی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

یہاں فیصل آباد میں ہی ایک جلسہ تھا کہ مقرر نے اپنے خطاب میں یہ شعر پڑھا کہ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاک کی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اسی جلسہ میں ایک سکھ بھی موجود تھا اس نے کہا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یہ غلط کہا

ہے کہ عمل سے زندگی بنتی ہے۔ عمل سے زندگی نہیں بنتی بلکہ زندگی ادب سے بنتی ہے۔ لہذا

یہ شعریوں ہونا چاہئے۔

ادب سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاک کی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

جس میں ادب نہ ہو اس کا عمل ہی قبول نہیں ہے۔ جس میں ادب نہیں کیا اس کا کلمہ ہے۔

کیا منافق کا کلمہ ہے۔ کیا منافق کی نماز ہے۔ کیا اس کا روزہ، حج زکوٰۃ قبول ہے۔ نہیں

اس کا کچھ بھی قبول نہیں ہے کیونکہ اس کے دل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں ہے۔ اس لئے کہ ۔

ادب سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاک کی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ تاری ہے

ایسے تو اس شعر کا دوسرا مصرعہ بھی غلط ہونا چاہئے کیونکہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرما دیا ہے کہ ۔

خاک کی و نوری نہاد

بندہ مولا صفات

وہ خود فرماتے ہیں کہ ہر بندہ کی اصل نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہر چیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی بنتی ہے۔ پھر دیکھیں کہ ہم اور تقریباً سارے فرقے ہی زور دیتے ہیں کہ عمل سے زندگی بنتی ہے حشر میں تمام وہاں موجود ہیں، انبیاء علیہم السلام بھی ہیں۔ اولیاء اللہ وہاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس روز اسم قہار کے ساتھ جلوہ افروز ہوں گے۔ اسم مُستَقِیْم کے ساتھ ہوں گے۔ تو اعمال کا سہارا لینے والے اب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال پیش کریں تو سہی کہ کیا جواب ملتا ہے۔ ہر کوئی اپنا شفیع ڈھونڈے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے کہ اذْهَبُوا اِلَیْ غَیْرِیْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام جواب دے دیں گے کہ ہم آج شفاعت نہیں کر سکیں گے کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ آخر میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے کہ شفاعت تو آج میں بھی نہیں کر سکتا ہاں البتہ مجھے اس ہستی کا علم ہے کہ جو آج شفاعت کرنے کے قابل

ہے اور وہ ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام اعمال کرنے والے اور تمام صراط مستقیم والے بھی وہیں حاضر ہو جائیں گے اور جھولی پھیلا کر کھڑے ہو جائیں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں اور ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس منظر کو یوں بیان فرمایا ہے کہ ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

صراط مستقیم پر چلنے والے پہلے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان جاؤ۔ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ۔

شفاعت کے صدقے مجھے جنت ملی ہے

عمل تھے میرے جہنم میں جانے کے قابل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عمل سے جنت نہیں دینی ہے بلکہ اپنے فضل سے دینی ہے اپنی رحمت سے دینی ہے اور میرا فضل میری رحمت میرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے پہلے دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ آئے تو پھر جنت بھی ملے گی۔ قرآن مجید میں ہے کہ اگر تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جاؤ۔ جہاں اللہ تعالیٰ تمہیں بھیجے وہی صراط مستقیم ہے۔ ۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ کسی بستی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

جو کچھ میں نے عرض کیا ہے یہ سب کچھ دل میں ہو۔ عقیدہ میں ہو تو پھر صراط مستقیم ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک صفت کا بھی انکاری ہے تو صراط مستقیم پر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدہ ۱۵) ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔“

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور فرمایا۔ اگر کوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور نہیں مانتا۔ وہ گمراہ ہے وہ صراط مستقیم پر نہیں ہے۔ صراط مستقیم یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مانے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ۴۰) اور ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پیچھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے آخر میں بھیجا ہے اور خود ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

میں آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں میرے بعد کوئی نبی علیہ السلام نہیں آئے گا۔ پھر ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی علیہ السلام آتا ہوتا تو وہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی نبی آ سکتا ہے تو وہ کافر ہے۔

وہ ہدایت یافتہ نہیں ہے بلکہ گمراہ ہے اور صراط مستقیم پر نہیں ہے۔ صراط مستقیم پر وہی ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء ۱۱۳) اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کر دیئے۔ کوئی علم ایسا نہیں کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہ ہوا ہو ان علوم میں علم غیب بھی ہے۔ پھر فرمایا کہ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (الکوثر ۲۳) اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب بتانے میں بخیل نہیں۔“ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ساری کائنات میری ہتھیلی پر ایک رائی کے

وانہ کے برابر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا یہ ایمان ہے کہ ساری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں آ جاتی ہے پھر بھی کوئی کہے کہ (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے۔ نبی بھی مانتے ہیں اور پھر ان کو علم غیب والا نہیں مانتے۔ یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ نبی کے تو معنی ہی غیب کی باتیں بتانے والا ہوتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مانیں اور پھر ان کو علم غیب نہ مانیں یہ گمراہ لوگوں کی باتیں ہیں وہ سیدھے راستے پر نہیں ہیں صراط مستقیم پر نہیں ہیں۔ صراط مستقیم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب والا مانے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا (الفصح ۸) ”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانا“۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر فرماتا ہے۔ اور فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء ۱۰۷) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے۔ جو رحم کرنے والا ہوتا ہے اس کا زندہ ہونا لازمی امر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں تو پھر زندہ بھی ہیں۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات نہ مانے، زندہ نہ مانے وہ گمراہ ہے وہ صراط مستقیم پر نہیں ہے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے جسم کو کھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو پیدا فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے پرتو سے ساری کائنات بنی۔ ہر چیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بنی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کے شاہد ہیں فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور گارے میں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد نہ ماننے

والے گمراہ ہیں۔ وہ صراط مستقیم پر نہیں ہیں۔ پھر فرمایا وَتَعَزَّزُوا وَتُوقِرُوا (الفتح ۸)
 ”اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو۔“ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنا
 صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی اور گستاخی کرنا بے
 ایمانی ہے۔ گمراہی ہے۔ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صراط مستقیم پر نہیں ہے۔ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کا ادب ایمان کی نشانی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گستاخی کفر ہے اور
 کفر جہنم میں لے جائے گا۔ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (التوبہ ۶۱)
 اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اللہ تعالیٰ
 نے اپنے تمام خزانوں کے مالک و مختار بنا دیا ہے۔ جنت اور دوزخ کی چابیاں بھی عطا
 فرمادیں۔ اپنی رضا بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمادی ہے۔ جو حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایک شان کا بھی منکر ہے وہ کافر ہے۔ بے ایمان ہے صراط مستقیم پر
 نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر شان کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
 قرآن مجید فرماتا ہے کہ مَسْرَاجًا مُّنِيرًا (الاحزاب ۴۶) ”چمکا دینے والا آفتاب“ حضور
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر فرمایا گیا۔ کہ جو خود بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی
 روشن کرنے والا ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کا بھی انکاری ہے وہ
 گمراہ ہے۔ ہدایت یافتہ نہیں ہے۔ صراط مستقیم پر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو صراط مستقیم کے
 نشان لگا دیئے ہیں انہی پر چل کر ہی صراط مستقیم مل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الالبلاغ المبین

خطاب برہانس پر فیسر محمد رفیق لودھرا صاحب 24-06-07

بخشش کے بہانے

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَآصِحَّابِكَ يَا
سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ۔

جو ہوا، ہوا کرم سے تیرے
جو ہو گا تیرے کرم سے ہوگا

معزز حاضرین: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا یہ امید ہے کہ تم بخشے جاؤ گے۔ کیا
تمہیں یقین ہے کہ تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہمیں پوری امید ہے کہ ہم بخشے جائیں گے۔ فرمایا کہ تمہاری بخشش کی وجہ کیا ہے۔
آپ اتنے پر امید ہیں کہ آپ کی بخشش ضرور ہو جائے گی لیکن اس کی دلیل کیا ہے۔
اس کی بنیاد کیا ہے۔ آپ کس طرح سے بخشے جائیں گے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنا تن، من، دھن ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا
ہے۔ کئی شہید ہو گئے ہیں ان کے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ ان کی بیویاں بیوہ ہو گئی ہیں۔
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا مال دے دیا ہے۔ حضرت عثمان
غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کڑوڑوں کا مال دے دیا ہے۔ ہم نے بہت قربانیاں دی ہیں

اور یہ سارے لوگ ہم میں سے ہی ہیں۔ ہم نے جنگیں لڑی ہیں فتح پائی ہیں اس لئے ہمیں امید ہے کہ ان اعمال کی وجہ سے ہماری بخشش ہو جائے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری یہ بات تو صحیح ہے کہ تمہاری بخشش ہو جائے گی لیکن تم نے جو اپنی بخشش کی وجہ بتائی ہے وہ غلط ہے۔ ہمارے اعمال تو کچھ ہے ہی نہیں یہ کوئی وقعت نہیں رکھتے لیکن یہ دیکھو کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے اعمال بھی اس قابل نہیں کہ ان کی وجہ سے ان کی بخشش ہو جائے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتائیں کہ ہماری بخشش کا کیا بہانہ ہے۔ فرمایا کہ تمہاری بخشش کا بہانہ اللہ کی رحمت ہے اور اللہ کی رحمت میں ہوں اور میں تمہارے سامنے ہوں۔ تمہاری بخشش کا بہانہ میرا دیدار ہے اور جو آپ کے بعد آتے رہیں گے ان کی بخشش کا بہانہ میرے روضہ کا دیدار ہے۔ یہ حدیث پاک ہے جو میں نے حضرت علامہ ہدایت رسول صاحب دامت برکاتہ العالیہ سے سنی ہے۔ فرمایا کہ میری زیارت سے تمہاری بخشش ہونا ہے۔ جو بعد میں قیامت تک آتے رہیں گے ان کی بخشش میری قبر انور کی زیارت ہے۔ یہ بھی حدیث شریف ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آپ میں کتنے ہیں جو روضہ رسول کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں کتنے ہیں کہ جن کو یہ شرف حاصل ہوا ہے۔ روضہ رسول کی زیارت آپ میں سے دو تین بندوں نے کی ہے اور ستر اسی افراد بیٹھے ہوئے ہیں۔ قبر انور کی زیارت تو چند افراد نے کی ہے۔ ایک ایوب خان تھے۔ دوسرا ضیاء الحق تھے۔ نواز شریف ہے اور مشرف ہے باقی پاکستانی کوئی سات آٹھ ہیں جو نعت خوان ہونے کی وجہ سے ان

حضرات کے ساتھ وفد بن کر گئے تھے۔ وہ خوش نصیب ہیں کہ جنہوں نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔ اور کسی نے ابھی تک پاکستان میں سے شاید کسی نے قبر انور کی زیارت نہیں کی ہے جو جاتے ہیں وہ باہر سے ہی گنبد خضراء کی زیارت کر کے آ جاتے ہیں آپ دیکھیں کہ آج کی اس محفل میں چار آدمی بیٹھے ہیں جو عمرہ یا حج کر کے آئے ہیں اور زیارت روضہ انور گنبد خضراء کر کے آئے ہیں تو باقی جو یہ سو کے قریب لوگ بیٹھے ہیں یہ کہاں جائیں۔ ان کی بخشش کس طرح سے ہوگی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی بخشش کا بہت اچھا انتظام فرمایا ہے فرمایا کہ جب آپ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائیں گے تو وہ ساری محفل میرے روضہ اقدس میں کر دی جائے گی۔ میں دیکھتا بھی ہوں گا اور تمہاری بات سنتا بھی ہوں گا۔ فیلڈ مارشل جنرل ایوب نے بھی قبر انور کی زیارت باہر سے ہی کی ہے۔ اندر تو نہیں جاسکا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم کی انتہا نہیں ہے کہ جب ذکر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتا ہے۔ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے۔ تو پوری کی پوری محفل روضہ انور کے اندر رکھ دی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد میں آنے والوں کو بہت نوازا ہے وہ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین ایمان کس کا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ فرشتوں کا ہے۔ فرمایا کہ ان کا ایمان کس طرح سے عجیب ہے۔ انہوں نے وحی کو نازل ہوتے دیکھا ہے ہر چیز ان کے سامنے ہوتی ہے اور ہو رہی ہے۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا ہوگا۔ فرمایا کہ تمہارا ایمان کس طرح سے عجیب و حسین ہو سکتا ہے۔ میں تمہارے سامنے موجود ہوں آپ میری طرف دیکھ کر اعمال

کرتے ہیں۔ فرمایا کہ سب سے حسین، خوبصورت اور عجیب ایمان ان کا ہوگا جو تمہارے بعد میں آئیں گے اور بن دیکھے میرے گیت گائیں گے جو تم نے نعت پڑھی ہے کہ خزانے سارے تیرے ہیں۔ یہ کہنے کا کیا فائدہ ہے۔ کہ بندہ خواہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو وہ روضہ اقدس میں پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے ہم سب کی بخشش کا بہانہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت ہے۔ گنبد خضرا کی زیارت ہے۔ آپ کی ایک پیر بہن ہے وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے سعودیہ گئی۔ مدینہ شریف حاضری ہوئی۔ اس نے سوچا کہ یہاں مدینہ منورہ میں کون سی ایسی چیز ہے کون سا ایسا عمل ہے کہ جو پاکستان اس کے گاؤں میں نہیں ہو سکتا یہاں سمندری کے قریب فیض پور گاؤں کی رہنے والی ہے۔ اس نے سوچا کہ نماز، تہجد، نوافل، قرأت یہ سب کچھ تو اپنے گاؤں اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی کر سکتی ہوں۔ نوافل وغیرہ گھر میں ادا کر سکتی ہوں۔ اس نے سوچا کہ مدینہ منورہ میں ایک ایسی عبادت ہے جو وہ اپنے گاؤں میں نہیں کر سکتی اور وہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے۔ اس نے صرف فرض نماز اور سنت مؤکدہ کے علاوہ اور کوئی کام وہاں نہیں کیا۔ باقی سارا وقت روضہ رسول کی زیارت کی ہے باب فتح کے سامنے ایک روشنی کیلئے مینار ہے وہ اپنا سارا وقت اسی ستون کے ساتھ لگ کر بیٹھی رہتی اور گنبد خضرا کا دیدار کرتی رہتی۔ میرا خیال ہے کہ جتنا عرصہ وہ مدینہ منورہ میں رہی ہے وہ سوئی بھی نہیں۔ صرف ٹکٹنگی باندھ کر روضہ رسول کی زیارت ہی کرتی رہی۔ تین چار روز گزرے تو ایک رات دو بجے اس بی بی سے لے کر قبر انور تک راستہ بن گیا۔ حالانکہ اتنی جگہ میں قبر انور تک پہنچنے کیلئے سات دیواریں حائل ہیں جن میں سے ایک سیسہ پلائی ہوئی

دیوار بھی ہے۔ ہم تو سینٹ بھی تھوڑا لگاتے ہیں وہاں سینٹ بھی ضروری مقدار سے زائد ہی لگایا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم اقدس اتنی دیواروں کے اندر ہے لیکن کرم کی یہ بات ہے کہ تمام دیواریں راستے سے ہٹ گئیں وہ بی بی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر تک پہنچ گئی اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ اللہ کرے کہ مجھے اور آپ کو بھی یہ نعمت مل جائے ہم بھی وہاں جائیں تو ہماری بھی رسائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے ان کی قبر انور تک ہو جائے۔ زہے نصیب کہ ایسا نصیب ہو جائے لیکن کتنے ہیں جو وہاں جاتے ہیں۔ ایک ارب تیس کروڑ میں سے زیادہ سے زیادہ پچاس لاکھ جاتے ہیں یہ ہر سال کی حاضری ہے اور جو جاتے ہیں ان میں سے بھی آدھے سے زیادہ وہ ہوتے ہیں جو پہلے بھی کئی بار گئے ہوتے ہیں۔ مشکل سے دو فیصد لوگ جاتے ہیں اور انہیں بھی صرف روضہ رسول کی زیارت ہوتی ہے قبر انور تک نہیں پہنچتے لیکن جب آپ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں۔ نعت شریف پڑھتے ہیں۔

کرم آج بالائے بام آگیا ہے

زبان پہ محمد کا نام آگیا ہے

نہ تھا پاس میرے کچھ روز محشر

نبی کا وسیلہ ہی کام آگیا ہے

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میرے قدموں میں بیٹھے ہوتے ہو میں تمہیں پہچانتا ہوں کہ کون کون ہے اور ان کے والد کا کیا نام ہے اس کا قبیلہ کیا ہے اس کی ذات کیا ہے۔ یہ جو پہچان ہے ہر موقعہ پر کام آئے گی۔ نزاع کے وقت بھی

کام آئے گی کہ میں اس کے پاس ہوں گا۔ قبر میں ساتھ کوئی نہیں جائے گا۔ سب سے زیادہ غم ماں کو ہوتا ہے لیکن وہ بھی قبر میں ساتھ نہیں جاتی باہر ہی بیٹھی روتی رہے گی کوئی بھائی بہن دوست احباب عزیز رشتہ دار قبر میں ساتھ نہیں جاتا۔ دولت عزت شہرت کا روبرو بھی ساتھ نہیں جائے گا۔ قبر کا ساتھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قبر میں ایک تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوں گے اور ایک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ آپ بھی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کر لو گے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہو گے۔ ایک بات میں نے پڑھی ہے اور یقیناً یہ بات پڑھی ہے لیکن اس کا حوالہ اگر کوئی مانگے تو وہ مجھے یاد نہیں رہا۔ پروفیسر صاحب وہ بات یوں ہے کہ ایک بندہ فوت ہو گیا قبر میں چلا گیا۔ فرشتے آ گئے اس سے سوال کئے تو اسے کوئی جواب نہ آیا۔ فرشتوں نے اس کو مارنے پینے کا پروگرام بنایا۔ گرز لے کر آ گئے۔ جب وہ مارنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آگے اپنا ہاتھ مبارک کر دیا۔ خبردار اس کو مارنا نہیں ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قیل ہو گیا ہے اس کے گناہ زیادہ ہیں۔ نیکیاں اس کے پلے میں نہیں ہیں۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے اس کی نیکیاں کم ہیں گناہ زیادہ ہیں لیکن یہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا کرتا تھا اس وجہ سے اس کو کوئی نہیں مار سکتا۔ یہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں بہت فوائد ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ جانے سے بیس لاکھ بری محفلوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ خواہ اپنے گھر میں ہی اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا لو گے تو بیس لاکھ بری

محفلوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ ایک دوسری حدیث مبارک ہے کہ ہم گنہگار ہیں ہم گناہ کرتے ہیں۔ محفل میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گناہ لے کر آتے ہیں تو وہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ ایک تیسری حدیث پاک ہے کہ جنت یہاں سے بہت دور ہے۔ اگر کوئی آدمی اٹھارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلے تو وہ تیس لاکھ سالوں میں جنت تک پہنچ جائے گا۔ جنت کے اندر نہیں پہنچے گا۔ لیکن جب میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہیں تو جنت از خود چل کر آ جاتی ہے۔ جہاں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ اس لئے اب آپ جنت میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس وقت جو کچھ بھی مانگو گے وہ تمہیں مل جائے گا۔ جو بندہ بھی جنت میں ہوتا ہے وہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے وہ اسے عطا کرتا ہے۔ جو مانگنا چاہو وہ مانگ لو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس محفل کو سجایا ہوا ہے۔ اس میں مانگنے والے آپ ہیں اور میں ہوں۔ آپ کیا مانگ لیں گے بہتر تو یہ ہے کہ سرکار سے سرکاری کو مانگ لیں اور کوئی چیز نہ مانگیں۔ خاتمہ بالخیر۔ جنت بالکل نہ مانگیں کیونکہ جنت اس پر عاشق ہے جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ جس کا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق نہیں ہے جنت اس کے قریب تک نہیں آتی۔ ایک آدمی اللہ تعالیٰ سے سودا کرنے لگا کہ یا اللہ آپ مجھے جنت عطا کر دیں۔ اور مجھ سے جنت کی قیمت لے لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں جنت کی قیمت دے دو۔ یہ حدیث پاک ہے حشر والے دن وہ آدمی یہ سودا کرے گا۔ عرض کرتا ہے کہ ایک من سونا دے دوں تو مجھے جنت عطا ہو جائے گی۔ فرمایا کہ نہیں۔ عرض کرتا ہے کہ سو من سونا دے دوں فرمایا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ عرض کرتا ہے کہ زمین کے وزن کے برابر سونا دے دوں تو فرمایا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ عرض کرتا ہے کہ جتنی کائنات ہے اگر یہ پوری سونے

سے بھر دوں۔ فرمایا کہ اگر تو یہ بھی کر دے تو میں پھر بھی جنت کی خوشبو تم سے پانچ سو میل دور رکھوں گا لیکن یہ دیکھو کہ جب تم درود شریف پڑھتے ہو تو جنت تمہارے قدموں میں آ جاتی ہے جنت تیری تلاش میں رہتی ہے۔

رحمت تھی پورے جوش پر میں بھی نہ تھا کچھ بے خبر

تجھ سے تجھی کو مانگ کر اچھا رہا منگتا تیرا

کچھ ایسی چیز مانگتی ہے کہ جس سے تمہیں فائدہ پہنچے اور اگر غلط چیز مانگ لی تو پھر جواب طلبی Explanation بھی ہو جانی ہے مثل کے طور سے تو یہ کہے کہ یا اللہ مجھے جنت عطا کر دے تو اللہ تعالیٰ یہ پوچھے گا کہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جنت کیوں طلب کر رہا ہے۔ جنت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جنت کی طرف بھاگ رہے ہو تو پھر جنت بھی تم سے اتنی دور بھاگ جاتی ہے کہ وہ تمہیں کبھی نہیں مل سکتی۔ اگر تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگ کر جانا ہے تو جنت تیرے پیچھے بھاگتی ہوئی آئے گی۔

کچھ اور مانگنا میرے شرب میں کفر ہے

لا اپنا ہاتھ دے میرے دستِ سوال میں

یہ حضرت امام جلوٰی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ میں اپنا دستِ شفقت عطا فرما دیجئے یہی میرے لئے کافی ہے اور اگر اس کے سوا میں کوئی اور چیز طلب کروں تو میں کافر ہو جاؤں۔

منزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں

آپ میرے ساتھ ساتھ ہیں یہ بھی تو کم نہیں

لہذا حضرات اللہ تعالیٰ سے مانگنے والی چیز اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے
فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہاری بخشش کا بہانہ تمہارے اعمال نہیں ہیں۔
اعمال ضرور کرو۔ نماز پڑھو، روزے رکھو، حج کرو، رکوۃ دو، جہاد کرو، حفظ کرو، قرأت
کرو، تفسیر پڑھو، اور پڑھاؤ لیکن ان اعمال کو جنت کے حصول کے لئے سہارا نہ بناؤ۔
جنت کے لئے زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تم یہ تمنا رکھو کہ کتے و بکھن تو
پہلوں مرنے جاؤاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دن یہ کلمہ تمہارے دل سے خلوص
نیت کے ساتھ نکلے گا اسی دن جنتی ہو جاؤ گے۔ یہ فقرہ اسی زبان سے نکلتا ہے کہ جس
میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہے۔ ہمارے اعمال تو ناقص ہیں دکھلاوے
کے ہیں ان میں خلوص نام کی کوئی چیز نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے اعمال تو ٹھیک
ہیں نا۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ کی مرض کے مطابق نہ ہو حشر کے دن وہ
بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لیں گے۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

اس لئے آج ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سہارا لے کر چلو۔ ان کے دامن سے
وابستہ رہو۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مل گئے تو سب کچھ مل جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 29-06-07

بابا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آغُوذُ يَا اللَّهُ مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَوَاكِبِ وَأَصِحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ

معزز حاضرین! پہلے میں اپنی ایک نعت پڑھ لوں جو اکثر پڑھتا ہوں اور یہ میرا سارا سرمایہ
ہے۔ ایمان اور علم بھی ہے روشنی اور عقیدہ بھی ہے۔

کرم کی بھیک ملے تو حیات نبتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نبتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات نبتی ہے
ملے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملتے ہیں
اگر ہو ان کی مرضی تو نعت نبتی ہے
درحبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو برات نبتی ہے

بابا یعقوب صاحب نے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت پڑھی ہے کہ۔

غوث الاعظم مریداں تے ہر ویلے نظر رکھدے
بیٹھے نہیں چٹائی تے دو جگ دی خبر رکھدے
کدی موڑدے نہیں خالی درتے آیاں گداواں نوں
ایہ تے اپنے مریداں لئی کھلے اپنے نہیں در رکھدے

ایہہ اوس نے دیا اے صدیق اکبر ہے ناں جس دا
 جڑے سوہنے پیرتوں وک جاندا کوئی شے وی نہیں گھر رکھدے
 رب موڑدا نہیں کوئی گل ساڈے پیران پیراں دی
 ایہہ تاں رب نوں منالیندا جدوں بچدے وچہ سر رکھدے
 اینویں نہ سمجھ بیٹھیں انہاں اولیاء اللہ نوں
 ایہہ تاں ازلاں توں جوہری نیں قدماں وچ کوہر رکھدے
 تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے
 جو کہندے سو ہو جاندا لفظاں وچ اثر رکھدے

بابا محمد یعقوب سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت بڑے عشق اور محبت سے، ہاتھ
 باندھے ہوئے آنکھیں بند کئے پوری توجہ سے پڑھتے ہیں۔ چھ سال ہوئے کہ پہلی دفعہ میں
 نے ان سے یہ منقبت رانا شاہد علی کی ماہانہ محفل میں سنی تھی۔ یہ میرے دل کو لگی تب سے ہی
 ہماری محافل میں بابا یعقوب باقاعدگی سے یہ منقبت پڑھتے آ رہے ہیں۔ ان کا لہجہ اتنا مسحور
 کن ہے کہ دل چاہتا ہے کہ یہ پڑھتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ یہ ریلوے کیرج
 ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھے ایک روز جب یہ منقبت پڑھ رہے تھے اور پڑھا کہ

تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے

جو کہندے سو ہو جاندا لفظاں وچہ اثر رکھدے

تو حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ یہاں فیصل آباد میں ان کے گھراں خود شریف
 لے آئے۔ فرمایا کہ تو کہتا ہے ”تقدیر بدل دیندے تحریر بدل دیندے“ بتاؤ کیا چاہتے ہو۔
 بابا یعقوب نے عرض کیا کہ سرکار محکمہ والے مجھے ریٹائر کر رہے ہیں۔ مجھے نوٹس جاری کر دیا
 ہے۔ میری عمر ساٹھ سال کی ہو رہی ہے۔ لیکن جمع پونجی کوئی نہیں ہے۔ بینک بیلنس کوئی نہیں

مشکل سے گزارہ کر رہا ہوں۔ خرچ اخراجات بہت زیادہ ہیں بچے ابھی چھوٹے ہیں۔
 طالبعلم ہیں سکول میں پڑھتے ہیں۔ اگر میں ریٹائر ہو جاتا ہوں تو پینشن میں گزارہ کس
 طرح ہوگا۔ روزگار کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے یہ پریشانی بن گئی ہے آپ مہربانی فرمائیں
 میری مدد فرمائیں۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب چاہتے کیا ہو۔ عرض کیا
 کہ ملازمت کے چند سال اور مل جائیں۔ بچے بڑے ہو جائیں تو میرا کوئی سہارا بن جائیں
 گے۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارے تمام متعلقہ کاغذات سے تیری
 تاریخ پیدائش میں نے مٹا دی ہے۔ فکر نہ کرو محکمہ والے تمہیں ریٹائر نہیں کر سکیں گے جاؤ ان
 سے کہو کہ میری ملازمت ابھی بہت باقی ہے آپ مجھے قبل از وقت کیوں ریٹائر کر رہے
 ہیں۔ بابا یعقوب شیر ہو گیا۔ صبح جا کر اپنے ریٹائرمنٹ والے نوٹس کے خلاف محکمہ والوں
 سے شکایت کی کہ میری عمر تو ساٹھ سال کی ابھی ہوئی نہیں آپ مجھے کس طرح ریٹائر کر سکتے
 ہیں میری تاریخ پیدائش دیکھو اور اس کے مطابق مجھے ریٹائر کرو۔ محکمہ والوں نے سارے
 متعلقہ کاغذات چھان مارے لیکن انہیں کہیں بھی بابا یعقوب کی تاریخ پیدائش نہ ملی۔ وہ
 پریشان ہوئے بابا یعقوب نے ان پر چڑھائی کر دی کہ تم نے مجھے خواہ مخواہ ریٹائر کرنے کے
 لئے خود میری تاریخ پیدائش مٹا دی ہے میں تمہارے خلاف لیبر کورٹ میں کیس دائر کروں
 گا۔ محکمہ والوں کو بابا یعقوب سے جان چھڑانا مشکل ہو گیا انہوں نے کہا کہ بابا جو تو اپنی
 تاریخ پیدائش کہتا ہے ہم وہی لکھ دیتے ہیں۔ بابا جی ساٹھ سال کے ہو چکے تھے انہوں نے
 اپنی عمر پچاس سال لکھوائی اس طرح سے انہیں دس سال مزید ملازمت کرنے کا موقع مل گیا
 یوں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مہربانی فرمائی۔ آخر وہ دس سال بھی گزر گئے بابا جی
 ستر سال سے بھی تجاوز کر گئے۔ لیکن کوئی رقم جمع نہ ہو سکی روزگار کا دوسرا ذریعہ نہ بن سکا۔
 بچے برسر روزگار نہ ہو سکے گزراوقات پہلے سے زیادہ مشکل ہو رہی تھی۔ اب محکمہ والوں نے

پھر باباجی کی ریٹائرمنٹ کے آرڈر تیار کر لئے۔ باباجی اس پہلے واقعہ کے بعد سے سرکار
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت اور بھی زیادہ عشق و محبت سے پڑھا کرتے۔ ایک روز
 پھر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے تو باباجی نے اپنی پریشانی ظاہر کر دی۔
 حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ تمہیں ریٹائر نہیں کر سکیں گے میں نے
 تمہارا انتظام کر دیا ہے۔ باباجی نے محکمہ والوں سے کہہ دیا کہ میں ابھی تک ملازمت کے
 لئے فٹ Fit ہوں۔ آپ مجھے کس طرح ریٹائر کر رہے ہیں باباجی کی درخواست پر
 میڈیکل بورڈ تشکیل دیا گیا کہ وہ باباجی کو میڈیکل طور سے پاس کریں کہ وہ ملازمت کے
 قابل ہیں کہ نہیں ہے باباجی میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہوئے۔ آنکھیں ٹیسٹ ہوئیں تو
 بینائی معیار کے مطابق نہیں۔ کان ٹیسٹ ہوئے تو شنوائی نہیں دیتا۔ جسمانی صحت چیک کی
 گئی تو وہ کام کرنے کے قابل نہیں اسی میڈیکل بورڈ میں بیٹھے ہوئے ایک فرد نے کہہ دیا کہ
 یہ بابا منقبت بہت اچھی پڑھتا ہے۔ چیئر مین بورڈ نے کہا بابا منقبت سناؤ۔ باباجی نے
 منقبت اپنے مخصوص انداز میں سنائی تو چیئر مین نے کہا جاؤ بابا اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو جاؤ اور
 جب تم کہو گے تو پھر تمہیں ریٹائر کریں گے۔ اب بابا یعقوب اسی سال سے بھی تجاوز کر گئے تو
 انہوں نے از خود لکھ کر دیا کہ مجھے ریٹائر کر دیا جائے۔ اتنے میں باباجی کے بیٹے بھی تعلیم
 حاصل کر کے فارغ ہو گئے اور اپنی ملازمتوں پر معمور ہو گئے۔ جو لوگ ملازم پیشہ ہیں۔
 ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی پنشن بک کی تیاری اور پنشن کے اجراء کیلئے جن مراحل سے گزرنا
 پڑتا ہے وہی لوگ ہی جانتے ہیں۔ کبھی کوئی اعتراض۔ کبھی کوئی اعتراض
 پہنچتا داد کو فریاد کا مشکل ہی ہوتا ہے
 کبھی مجرم نہیں ملتے کبھی قاضی نہیں ملتے
 باباجی کے ساتھ بھی یہی کچھ ہونے لگا تو باباجی نے منقبت پڑھی سرکار غوث الاعظم

رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے فرمایا کہ جاؤ میں نے تمہاری پنشن تیار کرادی ہے۔ دفتر جا کر لے آؤ۔ باباجی سر کو دھا سے ریٹائر ہوئے تھے۔ وہ جب سر کو دھا پہنچے متعلقہ کلرک سے ملے تو اس نے کہا کہ میں تو کئی روز سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ دستخط کرو اور اپنی پنشن بک لے جاؤ اور اپنی پنشن اور دوسرے واجبات وصول کر لو۔ آج اسی محفل میں باباجی نے بتایا کہ محکمہ والوں نے اسے تیس ماہ کی تنخواہ اضافی بھی دی ہے۔ میں نے کہا کہ پھر تیری تو موج ہو گئی باباجی نے کہا کہ ”عمرے دا ٹکٹ ایسے طرح ایں بننا اے یہ تھے وہ آخری الفاظ جو ہم نے پروفیسر مختار احمد صاحب کی رہائش گاہ پر منعقدہ ماہانہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات مورخہ 07-3-8 کو باباجی محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے سنے تھے۔ عمرے کی تمنا کا اظہار انہوں نے کر دیا کو کہ بظاہر موقع نمل سکا زندگی نے وفانہ کی لیکن عمرہ کا ثواب انہیں عطا ہو گیا۔ کسے خبر تھی کہ کل کیا ہونے والا ہے جمعہ المبارک 07-3-9 کو آستانہ عالیہ پر محفل تھی۔ باباجی کی طبیعت علیل ہوئی اور اسی رات خالق حقیقی سے جا ملے۔ ہفتہ 07-03-10 بعد از نماز ظہر نماز جنازہ ادا کی گئی اتوار 07-03-11 صبح رسم قل ادا ہوئی۔ یوں سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ غلام ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

بچھڑا اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

اک شخص پورے جہاں کو ویران کر گیا

حضرات حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے ہی سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں لکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندروی جاندی

حدیث شریف ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جب نیک لوگوں کا نام لیا جاتا ہے ان کا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بر سنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی وجود پر ایک قطرہ بھی پڑ جاتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ بابا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے منقبت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا وظیفہ بنا لیا تھا۔ آپ بھی منقبت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پڑھ لیا کر دو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے گھر میں بھی تشریف لے آئیں گے آپ بھی ان کے گیت گایا کرو۔ وہ آپ پر بھی نظر عنایت فرمائیں گے۔ ہر آڑے وقت میں وہ آپ کے لئے بھی مشکل کشا بن کر آئیں گے۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے کس کا غوث الاعظم کا
مریدی لا تحف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
حشر تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظم کا

فرمایا کہ جو بھی یہ کہے کہ میں غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔ مجھے یہ منظور ہے وہ میرا مرید ہو گیا۔ اور جب کوئی میرا مرید ہو جائے تو پھر وہ اپنے دل میں جہنم کا ذرا بھی خوف نہ رکھے۔ فرمایا کہ میں نے تمام قادریوں کو جنت میں بیٹھے دیکھا ہے۔ جو کچھ بھی آپ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے طلب رکھیں گے وہ انشاء اللہ آپ کی تمنا پوری کر دیں گے۔ اور وہ نہیں کریں گے۔ نہ تو وہ بندہ کرتا ہے کہ جس کے پلے میں کچھ نہ ہو۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خزانوں کی کوئی حد نہیں ہے۔ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں جو کچھ چاہوں وہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کن کی زبان عطا فرمائی ہے۔ سورج مجھ سے پوچھ کر طلوع ہوتا ہے، مجھ سے پوچھ کر غروب ہوتا ہے۔ چاند مجھ سے

پوچھ کر طلوع ہوتا ہے، موسم مجھ سے پوچھ کر بدلتے ہیں۔ صبح شام، دن رات میرے علم سے بدلتے ہیں۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جب اتنا کچھ کر سکتے ہیں تو پھر بابا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کی قسمت بدل دینا کون سا بڑا کام ہے۔ تحریر مٹا دینا تو کوئی کام ہی نہیں ہے۔ جو مٹانا ہو تو میں بھی مٹا دوں گا۔ اصل بات تقدیر کو بدل دینا ہے۔ تحریر کو بدل دینا ہے۔ لوح محفوظ پر لکھا ہوا بدل دینا اصل کام ہے اور یہ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑی عظمت والی ہستی ہیں۔ جب تک ان کا قدم کسی کی گردن پر نہیں آتا اسے ولایت ہی نہیں ملتی۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک سے ولایت ملتی ہے۔ اور ولایت ایک ایسی چیز ہے کہ جہاں تک ہماری عقل سوچ فہم کام کرتی ہے کہ ولی ایسا ہوتا ہے ولی ایسا ہوتا ہے۔ جہاں ہماری عقل ختم ہو جائے وہاں سے ولی کا مقام شروع ہوتا ہے۔ ولی اللہ تو اللہ کی چادر میں بند ہوتا ہے۔ وہ اللہ کا راز ہوتا ہے۔ جو اللہ کا راز ہو وہاں تک انسانی عقل کیسے پہنچ سکتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے جیسے ہی ہیں۔ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں۔ چلتے پھرتے ہیں۔ باپ ہیں۔ بیٹے ہیں۔ شادی کرتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ بھی ہماری طرح کے ہی انسان ہیں۔ دنیاوی اعتبار سے آپ ہم میں سے ہی ہیں پھر آپ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کیوں بن گئے ہیں ہم میں یہ تصرف کیوں نہیں ہے۔ فرمایا کہ تم صرف اتنا ہی جانتے ہو کہ میں تمہاری طرح کھاتا پیتا، سوتا جاگتا ہوں۔ سنو کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں ہوں جب تک اللہ مجھے کھانے کا حکم نہ دے۔ میں اس وقت تک پیتا نہیں ہوں جب تک اللہ مجھے پینے کا حکم نہ دے میں اس وقت تک سوتا نہیں ہوں جب تک اللہ تعالیٰ مجھے سونے کا حکم نہ دے اور جب اللہ تعالیٰ مجھے جگانا ہے تو میں جاگ جاتا ہوں کیا تم میرے

جیسے ہو۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کھاتے ہیں ضرور کھاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کھاتے ہیں یہ ان کا مقام ہے۔ جب دنیا سے ولی ختم ہو جائیں گے اس روز قیامت آ جائے گی۔

ولیوں کے دم قدم سے قائم ہے یہ کائنات
 بارش ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ رزق ان کی وجہ سے ملتا ہے۔ فتح ان کی وجہ سے ہوتی ہے۔
 عذاب ان کی وجہ سے ملتے ہیں۔ اور حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اولیاء اللہ کے سر تاج ہیں بلکہ ولی گر ہیں۔ اولیاء ان کے قدم سے بنتے ہیں۔ آج جو ہم کلمہ کو ہیں۔
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ پڑھنے والے ہیں تو یہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض کی وجہ سے ہے۔ محمود غزنوی کے سومات کے مندر کو فتح کرنے کا تفصیلی ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے اور وسیلہ نجات میں چھپ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بابا یعقوب نے یہ منقبت پڑھی ہے۔ ہم نے تو صرف سنی ہے۔ کلام پتہ نہیں کہ کس شاعر کا ہے۔ ہمیں انشاء اللہ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی منقبت کو ادب سے سننے کی وجہ سے بخشش دلوادی ہے اور اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے یہ گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے بنا کر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہانش پروفیسر مختار احمد صاحب

08-03-07

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ آغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصِيحَايْكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ
معزز حاضرین!

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اجالا ہو گا

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے حدائق بخشش۔ یہ ان کی نعتیہ شاعری ہے۔ حدائق جمع ہے حدیق کی بمعنی باغ۔ حدیقہ بمعنی باغیچہ۔ اور حدائق کے معنی باغات تو حدائق بخشش کا مطلب ہے۔ ”بخشش کے باغات“ یہ کتاب آپ کے نعتیہ کلام پر مشتمل ہے۔ ہر نعت کا ہر شعر یا تو قرآن مجید کی کسی آیت کا ترجمہ ہے یا پھر کسی حدیث شریف کا منظوم ترجمہ ہے۔ قرآن و حدیث سے باہر کوئی بات نہیں کی۔ نعت میں جو کچھ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق فرمایا ہے اس سے آپ کے عقیدے کا اظہار ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس آج ٹھنڈی کھوہی والی مسجد یا مسجد سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب والی مسجد میں منایا جا رہا تھا۔ میری بھی وہاں پر حاضری تھی۔ میں نے جو چند ایک اشعار ان کے کلام سے ان کی مہربانی سے ان کی کرم نوازی سے منتخب کئے ہیں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کیا عقیدہ

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عظمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کیا مرتبہ والے سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اس عنوان کے تحت ذرا تھوڑی سی جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں اور اس شعر کے تحت اور مطابق کہ

کرم کی بھیک ملے تو حیات بنتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سمجھتے ہیں کہ
۔ وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے
پوری کائنات میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ جس میں نبی پاک علیہ
صلوٰۃ والسلام کی عطا نہ ہو۔ وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا کیا عرش تھا۔ نہیں تھا۔ کیا فرش تھا۔ نہیں
تھا۔ کیا بیت اللہ شریف تھا۔ نہیں تھا۔ بیت المعمور بھی نہیں تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام،
حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور باقی تمام فرشتے بھی کیا تھے۔
نہیں تھے۔ حوریں۔ غلمان۔ کوثر۔ جنت دوزخ کچھ نہ تھا وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا۔ بہت کم لوگ
ہیں کہ جنہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس نظریہ کو سمجھا ہے۔ فرمایا کہ

۔ میں تو مالک ہی کیوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

کیونکہ محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

وہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک و مختار سمجھتے ہیں۔ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں
تک مصطفیٰ کی مصطفائی ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ان دونوں اشعار میں بہت فرق ہے۔ ذرا غور فرماؤ کہ پہلا شعر کہ میں تو مالک ہی کہوں گا اور یہ شعر کہ بخدا کا خدا کا یہی ہے در ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی در نہیں ہے وہ در سے پاک ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنا چاہتے ہو تو وہ کہاں ملے گا اسے کہاں ڈھونڈو گے۔ کیا وہ مل جائے گا وہ نہیں ملے گا لیکن اگر آپ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پالیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی پالیں گے۔ بخدا کا معنی خدا کی قسم بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر جو وہاں ہے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں جو کرم ہوتا ہے وہ در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی ہوتا ہے۔

پھر فرمایا

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان، زمین نہیں کہ زمان نہیں

زمین پر آپ قبضہ کر سکتے ہیں۔ آپ کا مکان ہے آسمانوں پر بھی قبضہ ہے۔ سدرۃ المنجی حضرت جبرائیل علیہ السلام کا مقام ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ زمین کو چھوڑ دو۔ آسمان کو چھوڑ دو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ وقت پر بھی ہے۔ کیا آپ وقت پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ وقت گزرتا جا رہا ہے۔ اگر طاقت ہے تو اس کو روک لو۔ گھڑیاں رک سکتی ہیں۔ تمہارے سانس رک سکتے ہیں لیکن وقت نہیں رک سکتا۔ اگر کوئی وقت کو روکنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کا ہر شعر یا قرآن مجید کی کسی آیت کا ترجمہ ہے یا کسی حدیث شریف کی تشریح ہے وہ اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہہ رہے ہیں۔

۔ وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی کا سب ہے انہی سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان۔ زمین نہیں کہ زمان نہیں

ہے انہی سے سب سے متعلق حدیث شریف ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری کائنات بنی ہے۔ کچھ نہیں تھا کہ میرے نور سے روشنیاں نکلتی رہیں اور چیزیں بنتی رہیں حتیٰ کہ آپ کہیں کہ آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلا تے ہیں۔ آپ سب کا یہاں آنا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کی وجہ سے ہے میری یہ عرض گزارش کرنا بھی ان کی عطا سے ہے۔ لغت خواں کا انتخاب اور طرز بیان بھی ان کی عطا سے ہے۔ لغت خوانی کی بہاریں بھی انہی سے ہیں۔ ہر چیز ان سے ہے۔ ان کا ہونا اور ہے اور ان سے ہونا کوئی اور بات ہے اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ کرسی میری ہے لیکن یہ کرسی مجھ سے نہیں ہے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہر چیز ہے۔ جو کچھ بھی عمل ہے وہ بھی ان سے ہے۔ جو کچھ تیری بات ہے وہ بھی ان سے ہے اور جو کوئی تیری جنت ہے تو وہ بھی ان سے ہے۔ تیری بخشش بھی ان سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسے خدا سب کا ایک ہے ویسے ہی

ان کا، ان کا، تمہارا، ہمارا نبی ﷺ

جس طرح سے اللہ تعالیٰ سب کا ایک ہے۔ اسی طرح سے سب کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سب کا ایک ہی ہے۔ پھر کا نبی کون ہے کس کے اشارے سے پھر بولتے ہیں کس کے اشارے سے پھر پانی پر تیرتے ہیں۔ درخت کا نبی کون ہے کس کی نبوت کی کو اہی دینے کے لئے درخت چل کر آتے ہیں۔ پرندوں کا نبی کون ہے۔ چرندوں، درندوں کا نبی کون ہے۔ جن کا نبی کون ہے۔ فرشتوں کا نبی کون ہے۔ پانی اور خشکی کا نبی کون ہے۔ انسان کا

نہی کون ہے۔ حیوان کا نہی کون ہے۔ مکان اور لامکان کا نہی بھی نہی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جس طرح سے ہے رَبُّ الْعَالَمِينَ اسی طرح سے رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ ہے۔ ہر زمانے کے لئے ہر جگہ کے لئے ہر وقت کے لئے اللہ تعالیٰ رَبُّ الْعَالَمِينَ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ ہے پھر فرمایا کہ

اصالت کل۔ سیادت کل۔ امامت کل۔ امارت کل

حکومت کل۔ ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اب بتائیے کہ کوئی چیز باقی رہ گئی ہے۔ اصالت کا مطلب ہے۔ ذاتی عظمتیں Personalities۔ ہم کہتے ہیں کہ میں بہت چیز ہوں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تو جو کچھ بھی ہے وہ میری عطا سے ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت کس سے ہے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قاروقیت اور عدالت کس سے ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیا اور غنی ہونا کس سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت کس سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادداشت کس سے ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا ایمان کس سے ہے۔ یہ تمام چیزیں اسی شعر میں ہیں۔ سیادت بمعنی لیڈر شپ۔ امامت مطلب راہنمائی۔ امارت کا مطلب امیر ہونا حکومت اور ولایت سب کچھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا سے ہے۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

انسان کی سب سے بڑی چیز اس کی اپنی رضا ہے۔ اپنی مرضی ہے۔ جہاں جاتے ہو اپنی مرضی سے جاتے ہو۔ جو کام کرتے ہو اپنی مرضی سے کرتے ہو رہائش کے لئے مکان کی تعمیر

اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہو۔ یا اللہ تیری مرضی کس کے پاس ہے فرمایا کہ میری مرضی میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی کے ساتھ ہے۔ میں نے اپنی رضا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے ہم اپنی مرضی کسی کو نہیں دیتے۔ اگر ہم اپنی رضا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دیں تو یہ ہماری بد قسمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قادر مطلق ہو کر اللہ تعالیٰ نے بے نیاز ہو کر اپنی مرضی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ ذرا اپنے اپنے چہروں پر ہاتھ پھیر کر دیکھو کہ تم میں سے کس کس نے اپنی مرضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے۔ ابھی پتہ چل جاتا ہے ہم نے اپنی مرضی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے مطابق تو ہم اپنے چہرے بھی نہیں بنا سکے اور ہم نے کیا کرنا ہے۔ اب یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت و برتری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و فضیلت سے متعلق ہیں لیکن سوال ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان سے کیا چیز لیتے ہیں۔ کیا ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دے بھی سکتے ہیں فرمایا

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

اللہ تعالیٰ منہ سے پاک ہے۔ وہ جسم سے پاک ہے وہ ہاتھ پاؤں سے پاک ہے وہ ہر عضو سے پاک ہے۔ اس کی نہ کوئی مثل ہے اور نہ کوئی مثل ہے۔ لیکن دینے کے لئے عطا کرنے کے لئے منہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منہ ہی نہیں ہے پھر اس سے کس طرح لوگے آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہو جاؤ تو تمہیں وہاں سے سب کچھ مل جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو بھی چاہئے ہو تو وہ بھی مل جائے گا۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت بیان کر رہے ہیں کہ وہ کتنے کریم ہیں کہ آپ نے ان سے ایک قطرہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا بہا دیئے ہیں اور ساتھ ہی موتی بھی عطا کر دیئے ہیں۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شاہ بطحا تیرا
 نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہاں ”نہ“ ہے۔ صرف مانگنے کی دیر ہے۔ اگر ان کی مرضی ہو تو وہ بن مانگے ہی عطا کرتے ہیں۔ فرمایا ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ نہیں فرماتے۔ ہر کسی کو اس کی طلب سے سوا عطا کر دیتے ہیں۔

لَا وَرِثَ الْعَرْشِ جِسْ كُوْ جُوْ مَا ان سے ملا
 بنتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
 یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کئے ہوئے ابھی بمشکل سو سال ہی ہوئے ہوں گے ایک آدمی مدینہ شریف روضہ اقدس کی سنہری جالیوں کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اٹکھ آئی تو اس نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جانے کے لئے تیار ہیں۔

وہ شخص سوال کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا کہ میں ہندوستان کے شہر بریلی شریف جا رہا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیریت تو ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی جلدی میں ہیں۔ فرمایا کہ میرا دوست وصال کرنے والا ہے میں اس کو لینے جا رہا ہوں۔ وہ شخص جاگ گیا تو

سوچنے لگا کہ وہ کسی عظیم المرتبت اور خوش قسمت ہستی ہے کہ جس کے لینے کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم از خود شریف لے جا رہے ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو جانا ہے اسے پھر وہ کہیں دور نہیں رہنے دیتے اپنے پاس لے آتے ہیں۔ اپنا قرب نصیب کرتے ہیں۔ اس شخص نے ٹکٹ خریدا۔ سفر کر کے ہندوستان پہنچا۔ وہاں سے بریلی پہنچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ فلاں تاریخ کو یہاں کون فوت ہوا ہے کہ جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود لینے کے لئے تشریف لائے تھے۔ بتایا گیا کہ اس روز اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کیا تھا۔ اس واقعہ سے ہمیں پتہ چل گیا کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مقام اعلیٰ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اور وہ یہ فرماتے ہیں کہ۔

لَا وَرَبُّ الْعَرْشِ جَسَّاسٌ
بُنِیَ ہُوَ کَوْنِیْنِ مِیْنِ نِعْمَتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کِی

پھر فرماتے ہیں کہ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

جو کہے کہ مجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ان کی شفاعت کی ضرورت نہیں ہے وہ تو ہمارے جیسے ہی تھے اب فوت ہو چکے ہیں۔ مٹی میں مل گئے ہیں۔ اب وہ کچھ نہیں کر سکتے تو اس شعر کو پڑھیں۔ میں نے پروفیسر صاحب سے کہا تھا کہ اس شعر کی بنیاد ضرور کوئی حدیث شریف ہوگی آپ اس کی تلاش کریں۔ انہوں نے بڑی کوشش کی۔ مختلف علماء سے ملے۔ مدارس میں گئے۔ شیخ الحدیث صاحبان سے ملاقاتیں کیں۔ آخر ایک آدمی نے بتایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کہ اس شعر کی بنیاد میں کوئی حدیث ہے۔ انہوں نے روح البیان میں سے ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ جس میں حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے روز تمام بندے جھولی پھیلا کر میرے در پر حاضر ہوں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ ہماری بخشش ہو جائے۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہوں گے اس لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

کیا تمہارے حج تمہیں بخشوا لیں گے۔ کیا تمہاری نمازیں تمہیں جنت دلا دیں گی۔ کیا تمہاری قربانی تمہارے کام آجائے گی۔ جوان کا سہارا لیتے ہیں وہ بے سہارا ہو جاتے ہیں اور جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیں گے وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ اس شعر کا مطلب ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اعمال ہی کام آئیں گے۔ اعمال ہرگز کام نہیں آئیں گے اگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ہاتھ میں ہے تو پھر سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جنت کے مالک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ عطا کریں گے تو مل جائے گی۔ یہ میرا مکان ہے آپ اس میں میری مرضی سے میری اجازت سے آئے ہیں۔ آپ اپنے روز سے اور سینہ زوری سے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ زبردستی اندر آئیں گے تو آپ پر دفعہ 452 لگ سکتی ہے جس کے لئے سزاسات سال قید با مشقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ جانے کون سی دفعہ لگا کر جہنم میں داخل کر دے گا۔ دفعہ 452 لگ جائے تو چلو سات سال قید کاٹ کر واپس گھر تو آجائے گا لیکن اللہ معافی دے جو ایک دفعہ جہنم میں چلا جائے پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہیں رہے گا پھر کسی دفعہ کے تحت باہر نہیں آئے گا۔ اب دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیا مانگتے ہیں فرماتے ہیں:

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
 تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
 چور ہوں، کالے ہوں کہ کورے ہوں۔ بڑے ہوں کہ چھوٹے ہوں۔ نیک ہوں کہ
 بد ہوں سب کے لئے پناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ہے۔
 جے میں اعمال ول ویکھاں تے ناصر میرے کول کجھ وی نہیں
 فقط امید بخشش دی محبت مصطفیٰ دے اے
 شعر بتا رہا ہے کہ بخشش صرف دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وابستگی سے ہے۔ فرمایا کہ:
 میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی
 مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
 یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہے اگر میرے جیسا کوئی بندہ یہ کہے تو لوگ کہیں
 گے کہ تیری کیا حیثیت ہے۔ یاد رکھو کہ اسلام کی کوئی بات کرنے اور کہنے کیلئے سترہ علوم کا
 جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید کی ہر آیت کا نزول اور اس کا شان نزول کیا ہے۔ یہ کب
 اتری اور اس کے اترنے کی وجہ اور موقعہ محل کیا ہے۔ ہر آیت آئی تو اس کا کیا مقام تھا۔
 ناسخ اور منسوخ کیا ہیں۔ میں ان سے متعلق کوئی بات نہیں کر سکتا میں کوئی فتویٰ جاری نہیں
 کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تو سارے علوم کے ماہر ہیں اور اتنے بڑے
 عالم فاضل ہو کر ہمیں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ:

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
 تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
 اک میں کیا میری عصیاں کی حقیقت کتنی
 مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو

کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

اس تھانہ سے کیا مراد ہے۔ یہ تھانہ سر کو دھاروڑ والا نہیں ہے یہ تھانہ نشاط آباد والا تو نہیں ہے۔ یہ کون سا تھانہ ہے۔ پروفیسر صاحب ذرا بتاؤ تو سمجھی کہ یہ کون سا تھانہ ہے۔ یہ اشرف علی تھانوی والا تھانہ ہے۔ یہ تھانہ گاؤں کا نام ہے جہاں کے اشرف تھانوی صاحب ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرمائے ہیں کہ:

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو

کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان تھانے والوں سے بچائیں۔ فرمایا کہ

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی کہ روز جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مجھے یہ ڈر تھا۔ مجھے یہ خوف طاری رہتا تھا کہ میرے گناہوں کی سزا مجھے اب اسی دنیا میں مل جائے گی یا یہ قیامت والے دن ملے گی۔ تو مجھے آواز آئی کہ ڈرو مت۔ تو میرا ہے تجھے نہ اس دنیا میں مار پڑے گی اور نہ ہی قیامت والے دن تجھے مار پڑے گی۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اشعار کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے مولانا روم کے تمام اشعار قرآن و حدیث کی تشریح ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا سارا کلام قرآن و حدیث کی ترجمانی کرتا ہے۔ بیکل صاحب کا بیشتر کلام قرآن و حدیث پر ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس روحانیت بھی ہے اور علمیت بھی ہے۔ ان کی ہر بات حرف آخر ہے۔ ان کے کسی شعر پر آج تک کوئی سنی اعتراض نہیں کر سکا۔ ہاں وہ دوسرے فرقہ والے ہیں جن کو یہ اشعار پڑھ کر پیٹ میں دراٹھتا ہے۔ اپنے آپ کو درست کر لو ورنہ نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔

خوار ہوں، بیمار و خطا کار، گنہگار ہوں میں
 رافع، نافع اور شافع لقب آقا تیرا تیرا
 تیرے صدقے مجھے اک بوند کافی ہے تیری
 جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا
 ایک اور زبردست شعر ہے اگر ہم اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہی گیت گاتے رہیں
 تو ہمارا بیڑہ پاں ہو جائے گا۔ فرمایا

اللہ رے جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا

رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

ہمیں اپنے گناہوں پہ رونا نہیں آتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے لئے روتے
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ پتہ کرو میرا حبیب کیوں روتا
 ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ پوچھ رہے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں اپنے امتیوں کے
 گناہوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آ جاتا ہے کہ ان کی بخشش کس طرح سے ہوگی۔ حضرت
 جبرائیل علیہ السلام واپس جا کر عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ وہ اپنی امت کے گناہوں کو دیکھ کر
 روتے ہیں۔ فرمایا کہ جاؤ ان سے کہہ دو کہ وہ گریہ زاری نہ کریں۔ میں ان کو ان کی امت کی
 وجہ سے رسوا نہیں کروں گا۔ وہ اپنی امت کے لئے روتے ہیں اور ہمیں اپنے گناہوں پر نہ
 رونا آتا ہے اور نہ ہی شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات
 کے مطابق عقیدہ رکھئے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتے آمین۔ پھر فرمایا کہ

مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے

آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

کیا آپ میں سے کوئی ہے جو یہ کرے گا۔ پروفیسر صاحب اپنے ایمان سے بتاؤ کہ دنیا و کائنات کیا ان جیسا کوئی اور ہو سکتا ہے کہ جو ہمارے لئے خود روتا رہے اور ہماری بخشش کرا کے ہم گنہگاروں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرادے۔ جی نہیں! پھر گنہگار خوش ہو جائیں اور مسکرانے لگ جائیں اور ہستے ہوئے جنت میں چلے جائیں۔ یہ خوش خبری بھی ہے۔

قہر و آج وہ دن ہے کہ وہ
نعتیں خود اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے
خاک افتادو بس ان کے آنے کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

خاک افتادو کا مطلب مٹی پر بیٹھنے والو۔ زمین پر بیٹھنے والو۔ وہ آئیں گے اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اپنی امت کی بخشش کے لئے رورو کر دعائیں مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرمائیں گے اور ہوتے ہوتے جس کے دل میں ایمان کا شائبہ تک بھی ہوگا اس کی بخشش ہو جائے گی۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے وہ چھپاتے جائیں گے

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور اپنی امت سے ان کی محبت سے متعلق اعلیٰ حضرت بریلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی بخشش کا کتنا فکر ہے۔ فرمایا جرم کھلتے جائیں گے وہ چھپاتے جائیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے ایک چادر مبارک ملی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ چادر اس کو دینی ہے جو آپ کے سوال کا یوں جواب دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

واپس تشریف لے آئے اور ایک سے پوچھا کہ یہ چادر مجھے ملی ہے اگر یہ میں تمہیں دے دوں تو تم اس کا کیا استعمال کرو گے۔ اس نے جواب میں کچھ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ مصرف نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے۔ پھر دوسرے سے تیسرے سے۔ چوتھے سے پوچھا لیکن وہ کوئی بھی جواب اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشا کے مطابق نہ دے پائے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اگر یہ چادر آپ کو مل جائے تو آپ اس کا کیا مصرف کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر یہ چادر مجھے مل جائے تو میں یہ امت محمدی کے گناہوں پر دے کر ان کو چھپا دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب پر خوش ہوئے اور چادر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دی، اس پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

و سعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو
 جرم کھلتے جائیں گے وہ چھپاتے جائیں گے
 لو وہ آئے ہیں مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
 خرمین عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے
 آنکھ کھولو غم زدو، دیکھو وہ گریہ آئے ہیں
 لوح دل سے نقش غم کو اب مٹاتے جائیں گے
 سوختہ جانوں پر وہ پر جوش رحمت آئے ہیں
 آب کوڑ سے لگی دل کی مٹاتے جائیں گے
 سوختہ کے معنی سڑی جلی ہوئی جلی ہوئی جانوں پر رحمت بن کر آئیں گے۔

پائے کو بان پل سے گزریں گے تیری آواز پر
رَبِّ سَلِمْ کی صدا پر وہ وجد لاتے جائیں گے

پائے کو بان کا مطلب ہے کہ جن کے پاؤں پر آبلے نکلے ہوئے ہوں گے محشر میں لوگوں کی
ادھر ادھر بھاگنے دوڑنے سے پاؤں میں آبلے نکل آئیں گے۔ پل پر سے گز نہیں سکیں
گے۔ چل نہیں سکیں گے تو ایک آواز رَبِّ سَلِمْ آئے گی کہ سب لوگ وجد میں آ کر اپنی
تکلیف کو بھول جائیں گے اور وجد میں آ کر پل پر سے گزر جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر پڑھنے کی خاص اجازت اللہ تعالیٰ سے لی ہے وہ میں آپ
کو سنا دیتا ہوں یہ نہ سمجھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت
اللہ تعالیٰ کو بالکل ہی بھول گئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بالکل نہیں بھولتے بلکہ اللہ تعالیٰ سے
خاص اجازت لے کر فرمایا:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا
تجھے حمد ہے خدا
تمہی حاکم برایا تمہی قاسم عطایا
تمہی دافع بلایا تمہی شافع خطایا
تجھے حمد ہے خدا

یا اللہ سب تیرا کرم ہے کہ تو نے ہمیں ایسا نبی عطا فرمایا کہ جو ہماری شفاعت فرماتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ان کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے ہمارے لئے ایسی آسانی پیدا کر دی ہے کہ جس کا کوئی شمار نہیں فرماتے ہیں۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
 جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا
 آپ اس شعر کو ابھی پڑھ لو تو ابھی تمہاری بخشش ہو جائے گی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع، جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا، اس سے بھی اور زیادہ
 آسان کام کر دیا۔ فرمایا:

تجھ سے دور، دور سے سگ اور سگ سے ہو میری نسبت
 میری گردن رہے دور کا ڈورا تیرا
 یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ کا دروازہ ہو، اس دروازے پر ایک کتاب بیٹھا ہو تو اللہ تعالیٰ
 مجھے اس کتے کا مرید کر دے۔ یہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ کا کلام ہے۔ فرمایا کہ کتے کے
 گلے میں جو زنجیر ہوتی ہے وہ میرے گلے میں آ جائے۔ یہ عمل ہے اس کا ثواب کیا ہے۔ اس
 کا نتیجہ کیا ہے کہ

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارتے جاتے
 تا حشر میری گردن میں رہے دور کا ڈورا تیرا
 اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے احسانات کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے
 کہ اتنی زیادہ تفصیل اور بے باکی سے کسی اور نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی عظمت کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کچھ عطا فرما سکتے ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت
 بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اعزاز ہے کہ آپ نے نہایت آسان اور سہل طریقہ سے عظمت
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمادی ہے اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے
 عقائد کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین میں خوش خبری دو افسردگی نہ پھیلاؤ۔ دین

میں آسانی پیدا کرو۔ مشکل نہ پیش کرو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر خوش خبری ہی دی ہے۔ طائف کی پہاڑیوں میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتھر مارے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے اور خون مبارک بھی نکل آیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک فرشتے کو لے کر حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے اس میں اتنی طاقت ہے کہ یہ پہاڑ کو اٹھا کر اوندھے منہ گرا دے گا تو تمام طائف والے اسکے نیچے دب کر مر جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ رحمت بن کر نہیں آیا۔ یہ خوشخبری ہے۔ یہ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہچان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرا دی ہے اور اس پہچان کا انعام بھی بتا دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج اگر یہ نہیں مانتے تو ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔ آج سارا طائف مسلمان ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرم ہے کہ طائف والے بچ گئے اور ان کی آنے والی نسلیں قیامت تک کیلئے مسلمان ہو گئی ہیں۔ اگر طائف والے مارے جاتے تو آج ان کی نسل تک باقی نہ ہوتی۔ آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 16-03-07

دعائے نوح علیہ السلام

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ يَا اللَّهُ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْكَ وَاصْبِحْ بِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا

آپ آئیں گے تو میرے گھر میں اجالا ہو گا

معزز حاضرین! سورت نوح کی آخری آیت مبارکہ ہے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ
وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (نوح ۲۸) اے میرے رب مجھے
بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور
سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو۔ “حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی
کہ یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور ہر اس کو بخش دے جو میرے گھر
دارالامان میں آجائے یعنی ایک نبی علیہ السلام کے گھر میں پہنچ جانا بھی بخشش کا بہانہ ہے۔
اب ہمیں حضرت نوح علیہ السلام کا گھر تو مل نہیں سکتا۔ لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
وسیلہ جلیلہ سے جو ہمیں عطا ہوا ہے جو کچھ ہمیں ملا ہے اس میں ایک تو بیت اللہ شریف ہے۔
خانہ کعبہ ہے کہ جب آپ پہلی نظر اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے گناہ معاف ہو جاتے
ہیں۔ دوسری چیز حجر اسود ہے کہ جب آپ اس کو بوسہ دیں گے وہ آپ کے سارے گناہ
چوس لیتا ہے۔ تیسری چیز ہے آب زم زم کہ جب آپ اس کو پیتے ہیں تو جو دعا آپ

کرتے ہیں وہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن یہی بندہ اگر مدینہ شریف نہیں جاتا تو پھر درج بالا ساری عظمتیں اس کو نہیں ملتی ہیں۔ آپ کا دارالامان جو ہے کہ جہاں آپ امن میں رہیں گے جہاں آپ کو بخشش ملے گی وہ مدینہ شریف ہے۔ جو مدینہ منورہ جانے کی تڑپ نہیں رکھتا وہ بے ایمان ہے۔ لیکن جس کے دل میں مدینہ منورہ کی تڑپ موجود ہے وہ ایمان والا ہے۔ خواہ وہ کہیں بھی رہتا ہو۔ پاکستان میں ہو کہ دنیا کے کسی اور ملک میں ہو اگر اس کے دل میں مدینہ شریف کی تڑپ موجود ہے تو وہ مومن ہے۔ ایمان والا ہے۔

زہے نصیب مدینہ نصیب ہو جائے

یہ بے نصیب بھی صاحب نصیب ہو جائے

تو سارے لوگ کو مدینہ شریف نہیں پہنچ سکتے اگر آپ یہیں بیٹھے ہوئے مدینہ شریف کی حاضری کی تمنا رکھو تو اللہ تعالیٰ روحانی طور پر آپ کو مدینہ شریف پہنچا دیتا ہے لیکن جو اللہ تعالیٰ نے ظاہری صورتیں پیدا کی ہیں ان میں ہے کہ آپ کسی ولی کے در پر چلے جاؤ تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے آپ اپنے مرشد کریم کا دیدار کر لو تو تمہارے لئے کئی حج کا ثواب مل جاتا ہے۔

اک دیدار مرشد دلبا ہو مینوں لکھ کڑواں جہاں ہو

حدیث شریف میں ہے کہ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ اگر کوئی گنہگار ہے تو وہ جب کسی ولی کا دیدار کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص بڑا سودخوار تھا شرابی تھا اسی قسم کی اور بھی خامیاں تھیں۔ برائیاں بھی تھیں لوگ اسے شقی کہتے تھے یعنی جہنمی کہتے تھے۔ وہ ایک روز کہیں جا رہا تھا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ کے سامنے سے گزرا تو دیکھا کہ وہاں بہت سے لوگ بیٹھے ہیں وہ بھی

وہاں بیٹھ گیا کہ دیکھوں کہ لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہیں۔ پانچ دس منٹ بیٹھا تو باہر نکل آیا۔ کسی نے دیکھا تو پھر کہہ دیا کہ شتی جا رہا ہے۔ ہاتھ سے آواز آئی کہ اب اس کو شتی نہ کہو یہ سعید یعنی جنتی بن کر جا رہا ہے۔ یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی محفل سے اٹھ کر آ رہا ہے۔ اس کی محفل میں آنے کی کوئی غرض نہیں تھی وہ تو یونہی بس لوگوں کو بیٹھے دیکھ کر آ گیا تھا۔ لیکن چونکہ رحمت برس رہی تھی۔ رحمت کا ایک چھینٹا اس پر بھی پڑ گیا اور اس کا بھی بیڑہ پار ہو گیا۔ لہذا بزرگوں کی زیارت کی تمنا رکھا کرو۔ کہ ان کی زیارت کفارہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی امن والی جگہوں پر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں جو افراد سوار تھے وہ بچ گئے تھے باقی سب پانی میں ڈوب کر مر گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے لئے جو کشتی ہے کہ اس میں جو سوار ہو جائے گا تو بچ جائے اور وہ غرق ہونے سے بچ جائے گا۔ وہ دو چیزیں ہیں ایک یہ ہے کہ ایسی مسجد جس میں امام صحیح عقیدہ ہو۔ اس مسجد میں داخل ہو جائے۔ نماز پڑھے تو وہ شخص ایسے ہی ہے کہ جس طرح وہ کشتی نوح میں سوار ہو گیا اور غرق ہونے سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ کسی سید زادے کے ہاتھ کو ادب سے محبت سے بوسہ دے تو وہ بھی ایسے ہی ہے کہ جس طرح سے وہ کشتی نوح میں بیٹھ گیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ کوئی ایسا شخص ہو کہ اسکے اتنے گناہ ہوں کہ جتنے تمام بندوں کے گناہ ہوں گے وہ بھی ادب سے کسی سید زادے کے ہاتھ کو بوسہ دے دے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ یہ بخشش کے بہانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت عمل سے نہیں بلکہ اپنے فضل سے دی ہے۔ یہ فضل کے بہانے ہیں کہ مدینہ شریف جاؤ۔ صرف کعبہ شریف سے ہی ہو کر واپس نہ آ جاؤ۔ جو صرف کعبہ شریف

سے ہی ہو کر واپس آ جائے اس کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر ظلم کر کے جا رہا ہے۔ ظالم بن کر جا رہا ہے۔ جو مدینہ نہیں جانا چاہتا وہ بد مذہب ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مدینہ شریف کی تمنا ہر وقت رکھو لیکن اگر مجبوری ہے۔ حکومت کی طرف سے اجازت نہیں ہے یا زاد راہ نہیں ہے۔ صحت نہیں ہے۔ مصروفیت ایسی ہے کہ نہیں جا سکتا لیکن تمنا رکھنے میں تو کوئی چیز حائل نہیں ہے۔ اگر دلی طور پر تمنا رکھتا ہے تو مدینہ شریف کی حاضری ہر وقت ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اس سارے علاقہ کے روحانی بادشاہ ہیں پورے برصغیر پر ان کا کرم ہے۔ وہ بھی ہماری طرز کے ہی عام بندے تھے۔ ان کے دل میں خیال پیدا ہو کہ فلاں بزرگ کو ملنا چاہئے۔ ان کی زیارت کرنا چاہئے۔ چند دنوں کے بعد تشریف لے گئے۔ حاضر ہوئے تو ان بزرگوں نے فرمایا کہ آپ علی بن عثمان ہیں۔ عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا کہ میں تو ایک ماہ سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خیال کیا تو پتہ چلا کہ توبہ کرنے کے لئے جس روز آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا تھا وہی دن تھا کہ جس روز ان بزرگوں نے آپ کو یاد فرمایا تھا۔ تو حضرات جس دن ان بزرگوں نے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا تھا اس دن سے ہی آپ کی کاپی پلٹ گئی۔ آپ علی بن عثمان سے حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بن گئے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قسم اٹھاتے ہیں فرمایا کہ جہاں ستارے ڈوبے ہوئے ہیں مجھے اس جگہ کی قسم۔ فلکیات والے اور جغرافیہ والے کہتے ہیں کہ کوئی ستارہ نہیں ڈوبتا ہے۔ وہ زمین کی گردش کی وجہ سے اس کی اوٹ میں آ جاتے ہیں۔ ستارے ڈوبتے نہیں ہیں۔ تو پھر یہ کون سے ستارے ہیں کہ جو ڈوبے ہوئے ہیں۔ پھر یہ کون سے ستارے ہیں۔ فرمایا یہ ستارے صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں یہ ستارے اولیاء اللہ رحمہم اللہ عنہم ہیں۔ اور یہ کہاں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ اپنی قبور میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قسم اٹھاتے ہیں آپ ان کی قبروں پر جاؤ تو تمہارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ حضرت داتا صاحب کو جتنے بھی مسئلے درپیش ہوئے ہیں وہ یا تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جھاڑو دینے سے حل ہوئے ہیں یا پھر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر جھاڑو دینے سے حل ہوئے ہیں۔ ایک بزرگ ہوئے ہیں جو حضرت سرکار بندگی کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ یہ بہت بڑے پائے کے بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے پیر صاحب کے آستانہ عالیہ پر سالانہ عرس تھا۔ مریدین اور معتقدین بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ سب نے اپنے ذمہ ڈیوٹیاں لے رکھی تھیں۔ کسی نے کہا کہ میں دیگ پکاؤں گا۔ کسی نے کہا کہ میں لکڑیاں لے کر آتا ہوں۔ کسی نے کہا کہ میں چاول کی صفائی دھلائی کرتا ہوں۔ کسی نے کہا کہ میں دیگ کے نیچے آگ چلاتا ہوں۔ سب لوگوں نے اپنے اپنے ذمہ کوئی نہ کوئی کام لے لیا۔ پیر صاحب نے ان سے پوچھا کہ آپ بھی کوئی کام اپنے ذمہ لے لو۔ آپ بھی عملی طور سے عرس میں حصہ ڈالو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت صاحب کام تو سارے بانٹے جا چکے ہیں۔ صرف ایک کام باقی ہے وہ اب میں کروں گا اور اس میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ فرمایا کہ تم کونسا ایسا کام کرنا چاہتے ہو جس میں کسی کی شرکت بھی پسند نہیں کرتے۔ عرض کیا کہ جی میں بیت الخلاء کی صفائی کروں گا۔ اس زمانے میں بیت الخلاء کسی اور قسم کے ہوتے تھے آج تو غلط بن گئے ہیں از خود ہی تھوڑے سے پانی سے صفائی ہو جاتی ہے۔ پیر صاحب نے حکم فرمایا کہ ٹھیک ہے جو آپ کرنا چاہتے ہیں وہ کر لیں۔ آپ نے لیٹرین صاف کر دیں تو پیر صاحب کھڑے ہوئے یہ سب نظارہ کر رہے تھے۔

انہوں نے یہ منظر دیکھا تو دعا کی کہ یا اللہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ سارا اس کو عطا کر دے اس طرح وہ حضرت بندگی سرکار رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔ اس سے پہلے بھی بڑی تفصیل سے وسیلہ نجات میں یہ بات آچکی ہے کہ حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کھرل کس طرح قبلہ عالم بنے جن کی وجہ سے آج 360 گدیاں چل رہی ہیں۔ آستانے آباد ہیں۔ ان کے پیر صاحب کو چند لوگ جانتے ہوں گے۔ لیکن جو عطا ہوئی ہے اسے دنیا جانتی ہے۔ اس لئے کہ دارالامان جہاں سے کرم عطا ہوتے ہیں وہ اولیاء اللہ کے ذر سے ملتے ہیں وہ بزرگوں کے درباروں سے ملتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عالی مقام سے ملتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو فضیلت ملی ہے وہ دربار رسالت سے ملی ہے۔ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو فضیلت عطا ہوئی ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا بنے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے نکلا ہے تو وہ شیر خدا بن گئے ہیں۔ محدث اعظم بھی وہیں سے بنے ہیں۔ مفسر اعظم بھی وہیں سے بنے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ یا اللہ مجھے بخش دے میرے والدین کو بخش دے اور ہر اس شخص کو بھی بخش دے جو وہاں جاتا ہے کہ جہاں سے امان ملتی ہے امن ملتا ہے۔ امن کس چیز سے ملتا ہے۔ جہنم سے امن ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس جانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) کئی بار پہلے بھی یہ بیان کیا ہے کہ سو کا قاتل ہے۔ یہ حدیث پاک ہے اس قاتل کو فکر ہوئی کہ بہت گناہ کر لئے ہیں اب بخشش کا کوئی بہانہ ہو جائے اس نے کسی سے پوچھا تو اس نے کہہ دیا کہ اولیاء اللہ کی طرف چلے جاؤ۔ وہ اولیاء اللہ کے ڈیرے کی طرف چلا لیکن تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑے فاصلے کو حکم دیا کہ پھیل جا اور زیادہ

فاصلے کو حکم فرمایا کہ سکڑ جا۔ اسی طرح سے اس قاتل کو اولیاء اللہ کے ڈیرے کے قریب کر دیا جو اس کی بخشش کا ذریعہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے قتل اس کے گناہ نہیں دیکھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرب ولی کو دیکھا ہے اس سے ہمیں یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہاری بخشش ہونا ہے تو وہ پیر صاحب کے در سے ہونی ہے۔ ہو یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا ہے یہ میں نے سنی تو آپ کو عرض کر دی کہ بخشش دارالامان میں جانے سے ہوگی۔ سب سے بڑی امن والی جگہ مدینہ شریف ہے وہاں چلے جاؤ۔ اگر کسی وجہ سے نہیں جا سکتے تو اپنے پیر خانے میں آ جاؤ۔ پیر صاحب کا دامن پکڑ لو۔ یہ دامن بھی دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا در کون سا ہے۔ اللہ تعالیٰ در سے پاک ہے۔ اسی لئے در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کا در ہے۔ پیر صاحب کا در نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا در ہے۔ اس میں جو جلوہ گری ہے جو اس میں کرامت ہے۔ اس میں جو فضیلت ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے پاس جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

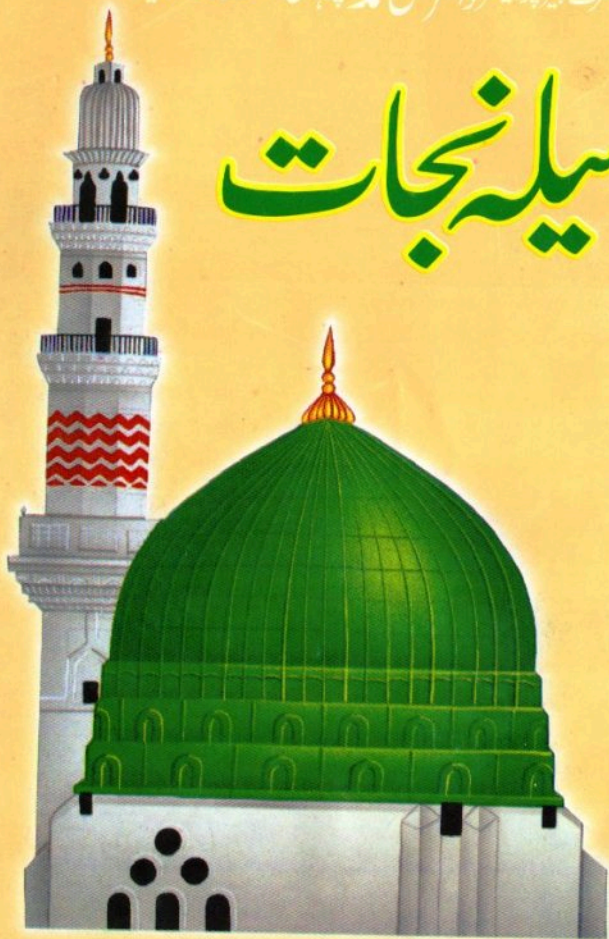
وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

13-04-07

ارشادات عالیہ مظہر نور خدا مظہر نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق رسول محب آل رسول
حضرت پیر پروفیسر ڈاکٹر علی محمد چوہدری دامت برکاتہ العالیہ

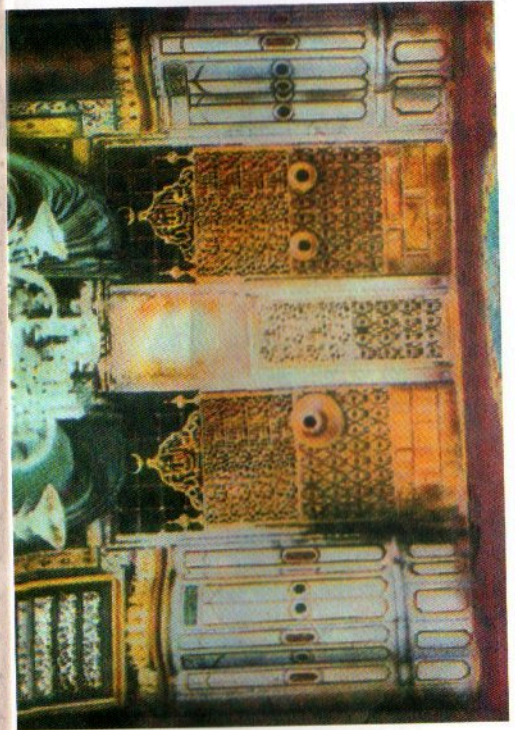
وسیلہ نجات



پیش کش: پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲	نعت شریف	۱
۳	پیش لفظ	۲
۴	نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳
۱۲	سنت الہی	۴
۱۹	بہشتی دروازہ	۵
۳۲	محبت کی نشانی	۶
۴۰	اے دل تو اس گلی میں.....	۷
۵۱	کشف المحجوب	۸
۶۹	قائم مقام	۹
۸۲	زندہ دین کی پہچان	۱۰
۱۱۰	باادب بانهیب۔ بے ادب بے نھیب	۱۱
۱۲۳	بشریت۔ نورانیت اور روحانیت	۱۲
۱۴۳	کو جی دے پردے کج وے	۱۳
۱۶۲	متقی کون	۱۴
۱۹۲	متقی کیسے بنتا ہے	۱۵



نعت شریف

حکمر خدا کہ آج گھڑی اس سر کی ہے
گرمی ہے چپ ہے درد ہے کلفت سر کی ہے
ماہ مدینہ اپنی جگہ عطا کرے
مَنْ زَاوِ قُبُورٍ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي
اس کے طفل حج بھی خدا نے کرا دیئے
کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کا
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
ہوئے کہاں غلیل و بنا کعبہ و منی
مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
صدیق بلکہ عار میں جان اس پہ دے چکے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں بھیر دی نماز
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ میں
بجز بلائے آئے ہیں جٹاؤٹک ہے گواہ
نور الہ کیا ہے محبت حبیب کی
ذکر خدا جو ان سے عدا چاہو نجدیو
بے اُن کے واسطے کہ خدا کچھ عطا کرے
پہلے ہو ان کی یاد کہ پائے جلا نماز
ان پر درد جن کی جھرنک کریں سلام
ان پر درد جن کو کس بیکساں کہیں
آکھو سنا دے عشق کے بولوں میں اے رستا
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے
ناشر ہے تو دیکھ عزیمت کدھر کی ہے
یہ وصلتی چاندنی تو بہر دو پہر کی ہے
ان پر درد جن سے لویہ ان بشر کی ہے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ ہفت کدھر کی ہے
روشن انہیں کے عکس سے پتلی جگر کی ہے
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے
اور وہ بھی عصر سب سے جو اٹلی خطر کی ہے
اور حفظ جاں تو جان فروغی غرر کی ہے
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
مچرہ وہ بک یہ شان کیوں کے در کی ہے
جس دل میں یہ ہو وہ جگہ خاک و خر کی ہے
واللہ ذکر حق نہیں گنجی ستر کی ہے
حاشا غلط غلط یہ ہوں بے بھر کی ہے
یہ کہتی ہے اذان جو پچھلے پہر کی ہے
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
مشتاق طبع لذت سوز جگر کی ہے

پیش لفظ

ایک شرط ہے اور ایک مشروط۔ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ تاہم مشروط کے لئے شرط کا ہونا ضروری امر ہے۔ شرط مستقودہ ہو تو مشروط کی کوئی وقعت نہیں۔ جس طرح سے کہ وضو شرط ہے اور نماز مشروط ہے۔ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ذکر اللہ تعالیٰ مشروط ہے اور اس کے لئے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرط ہے۔ جب تک ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہو ذکر الہی بھی بے معنی ہے اثر اور بے ثمر ہے۔ یہ قولیت کے درجہ کو نہیں پہنچتا۔

خدا کا ذکر کرے اور ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زبان خدا نہ کرے

صنعت کی تعریف در حقیقت اس کے صنایع کی تعریف ہوتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ فرمایا میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر میری ہی ذکر ہے جس نے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کیا اس نے مجھے راضی کیا۔

وسیلہ نجات ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی درس دیتی ہے۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اس کا اور ذرا بچھوٹا ہے۔ عنوان کوئی بھی اس کا باب العباد ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی پرچار ہوتا ہے اس کی ہر سطر ہر لفظ سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیاں ہوتا ہے۔ یہ دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجاگر کرتی ہے۔ ادب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ وسیلہ نجات کا ایک سو اقصاء حاضر خدمت ہے۔ کتاب کی اشاعت کو بہتر سے بہتر طور پر پیش کرنے کیلئے کارکنان کی قیمتی آراء کا مختصر رہنما ہو گا۔

پروفیسر عبدالغفار

تفتیشی طلوی

15-01-08

نظر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمدللہ رب العالمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا اصلو علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

معزز حاضرین نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ

تیری جس پہ ساقی نظر ہو گئی ہے
اسے دو جہاں کی خبر ہو گئی ہے
نہکانہ ملا ہے میری زندگی کو
تیری ٹھوکروں میں بسر ہو رہی ہے
مجھے آستان پر ہی رہنے دے ساقی
جہیں واقف سنگ در ہو گئی ہے
اجالا ہوا ہے میری شام غم میں
تیری یاد آئی سحر ہو گئی ہے

اس میں ساقی سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جس خوش نصیب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نظر دیکھ لیں تو اس کے لئے دو جہاں اسی طرح سے ہیں کہ جس طرح اس کی عقل پر ایک رائی کا دانہ پڑا ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ آپ علم کے شہر کے دروازے ہیں بتائیے کہ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کہاں ہیں۔ آپ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت پڑی ہوئی ہے۔ آپ عالم ہیں بتائیے کہ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کہاں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اوپر دیکھا تو آپ کی نظر ساتوں آسمانوں سے اوپر سردارۃ المعصی سے آگے عرش بریں تک نکل گئی۔ فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت اوپر آسمان میں تو نہیں ہیں۔ پھر آپ نے نیچے زمین میں تحت اُطری تک دیکھا تو فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت زمین اور اس کے نیچے تک نہیں آئے ہیں۔ آپ نے شرق میں دیکھا پھر مغرب میں دیکھا اور فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت مشرق و مغرب میں بھی نہیں ہیں اس لئے ممکن نہیں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اب ہی ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی تو انہیں دونوں جہانوں کی خبر ہو گئی۔ پوری کائنات کا فک، کیا زمین ہر جہہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک رائی کے دانہ کی مانند ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت پڑی تو آپ نے محمد کے خلیہ میں جبر رسول پر مسجد نبوی میں بیٹھ کر فرمایا یا سنا ریقتہ الجنبیل تمام سامعین جو محمد کی نماز میں حاضر تھے۔ سب حیران ہوئے کہ خلیہ میں یہ الفاظ سنار یقتہ الجنبیل فرمائے ہیں یہ کیا بات ہے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے فوجی لشکر کے کمانڈر تھے مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور ایران کے کسی محاذ پر اسلامی فوجیں دشمن کے خلاف لڑ رہی تھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہر پر بیٹھے ہوئے فرمایا کہ اے ساریہ دیکھو پہاڑ کے پیچھے سے دشمن تمہاری طرف پیش قدمی کر رہا ہے اور تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں محاذ جنگ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سنی اور بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہاڑ پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ میری طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں کہ ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی اس جانب دیکھو جہاں سے دشمن تم پر حملہ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ دو تین ماہ کے بعد جب اسلامی لشکر جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد واپس آیا ان دنوں ست رقداری کا زمانہ تھا پیدل سفر ہوا کرتا تھا حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحج ہو کر واپس تشریف لائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

عنہ نے ان سے پوچھا کہ فلاں دن جمعہ کے خطبہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ سبنا ریثۃ الجحیم آپ کا نام لیا تھا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو وہ کیا ماجرا تھا۔ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممبر رسول پر خطبہ بھی ارشاد کر رہے تھے اور اسی وقت آپ ایران کے محاذ جنگ پر بھی موجود تھے اور مجھے ہدایات جاری فرما رہے تھے۔ جنگ میں میری رہنمائی بھی فرما رہے تھے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ ساری رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے اقدس کے باہر بیٹھے رہتے تھے اور غنائیہ ہوتی تھی کہ صبح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائیں تو سب سے پہلے میں ہی زیارت کا شرف حاصل کروں۔ ایک روز وہ بہت خوش تھے۔ دروازہ مبارک کھلا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اور خوشی کی وجہ پوچھی تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو جنت میں خوش پیشاد دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا اور کیا دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو دوزخ میں ایک دوسرے سے لڑتے دیکھ رہا ہوں۔ یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر پڑ جاتی ہے تو اس خوش نصیب کو جنت دوزخ سب کچھ نظر آنے لگتا ہے اس نعمت کا مطلع یہ ہے کہ

تیری جس پہ ساقی نظر ہو مغمی ہے
اسے دو جہاں کی خبر ہو مغمی ہے

ایک تو یہ ہے جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ پڑ گئی اس شخص کو دونوں عالم کی خبر ہو جاتی ہے جس طرح سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دروازے پر بیٹھنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال عرض کی ہے لیکن آپ کی اجازت سے یا یوں کہہ لیجئے کہ نعمت گوئی اجازت سے معذرت کے ساتھ اس شعر میں نور تابدیلی کی ہے اس کو ہم یوں پڑھ لیں۔ تو ذرا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے لہذا اس طرح سے پڑھیں۔

تیری جس پہ ساقی نظر ہو مغمی ہے
دو جہاں کو اس کی خبر ہو مغمی ہے

یعنی جس خوش نصیب پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت پڑ گئی ہے پھر دونوں جہاں اس کو جانتے پہچانتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں حضرت سیدنا مال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے۔ جی جانتے ہیں۔ تو کیوں جانتے ہو کیا وہ تمہارے رشتے دار ہیں کیا کہی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ تو پھر آپ ان کو کس طرح سے جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر نظر ہو گئی ہے تو دونوں جہاں ان کو جانتے لگے ہیں۔

جب تک کہے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر انمول کر دیا

آج لوگ حضرت سیدنا مال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیت گارہے ہیں جس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑ جائے تو پوری کائنات اس کو پہچانتی ہے۔ چندرہ بڑے، حیوان، جن و بشر، نباتات، جمادات، حیوانات، فلکیات میں سب اس کو پہچانتے ہیں کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ یہ تمام تو ایک طرف اللہ تعالیٰ بھی اس خوش نصیب پر رحم و کرم کی نظر کرتا ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظروں میں آ جاتا ہے اور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام بن جاتا ہے۔ فرشتے بھی پہچانتے ہیں کہ یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہے۔ حضرت شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو دشمن کی قید سے فرار ہو کر اسلامی لشکر میں شامل ہونے کے لئے جنگل سے گزرے تو شیر نے ان کو پہچان لیا کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ قبر میں بھی منکر نکیر غلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان لیتے ہیں یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت کا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر عنایت سب پر پڑے۔ یہ عقیدے کی بات ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر ہر ایک پر ہوتی ہے لیکن کوئی یہ تسلیم کرے کہ اس پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر ہے تو پھر یہی نظر اثر کرتی ہے لیکن اگر کوئی اس کا انکار کرے کہ اس کا اثر زائل کر دے تو یہ اس

کی بد قسمتی ہے۔ ہر شخص بد وقت نظر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوتا ہے اور اگر یہ نظر کسی وقت کسی شخص سے ہٹ جائے تو بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے ہی سب کچھ مل جاتا ہے۔ بتانے کی ضرورت نہیں، پڑھانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کچھ عمل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ صرف نظر عنایت ہی پڑنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مختلف ممالک کے بادشاہوں کو خط لکھے اور ان کو دعوت اسلام دی مختلف ممالک مثلاً فرانس۔ روم۔ اٹلی۔ ایران۔ حبشہ۔ یمن وغیرہ تھے ہر ملک کی اپنی زبان ہے لاطینی، فرانسیسی، جرمن، فارسی ہر ملک کی اپنی اپنی علیحدہ زبان ہے جو عربی بولنے والے ہیں ان کی عربی زبان ہے اور اس میں تلفظ کا بھی اختلاف ہے۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں عربی زبان بولی جاتی ہے لیکن عربی بھی ایک دوسرے سے مختلف انداز کی ہے۔ عربی کا لب و لہجہ مختلف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال فرمایا کہ جو صحابہ سفیر بن کر جا رہے ہیں وہ سب عربی زبان بولنے والے ہیں جس ممالک میں بھی جا رہے ہیں یہ ان کی زبان نہیں سمجھیں گے تو یہ سفیر کس طرح سے ان کو اپنا نظر نظر سمجھائیں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل میں خیال کیا کہ جو سفیر جس ملک میں جا رہا ہے اسے اس کی زبان آنی چاہئے بس صرف یہ خیال شریف میں آتا ہی تھا کہ تمام سفراء جس جس ملک کے لئے متعین فرمائے گئے تھے وہ اپنے اپنے مقصد کو دی زبان کے حافظ بن گئے۔ جو جس ملک میں بھیجا جا رہا ہے اس ملک کی زبان بولنے اور سمجھنے کے باہر ہو گئے کوئی کسی یو یو میں تعلیم حاصل کرنے نہیں گئے وہ کسی مدرسے، کالج سے، سکول سے زبان پڑھتے اور سیکھتے نہیں گئے۔ کہیں داخلہ نہیں لیا نظر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑی اور مطلوبہ زبان آگئی

۷	تیری	جس	پہ	ساتی	نظر	ہو	مٹی	ہے
۸	اے	دو	جہاں	کی	خبر	ہو	مٹی	ہے
۹	یہ	فیضان	کتب	تھا	نظر	کی	کرامت	تھی
۱۰	سمجھائے	کس	نے	امام	علیہ	السلام	کو	ادب

فرزندی

یہ فیضان کتب نہیں بلکہ فیضان نظر ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف اپنے دل مبارک میں سوچا کہ سزا کو اپنی اپنی منزل مقصود کی زبان آجائے تو اسی لوح اسفیر کو مطلوبہ زبان پر عبور حاصل ہو گیا کسی مترجم کی ضرورت نہیں رہی آپ نے دیکھا ہے کئی وی وغیرہ میں جب دو لیڈر راہے ہوتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں جانتے تو ان کی گفتگو کے دوران ایک شخص ان کے درمیان بیٹھا ہوتا ہے جو ایک کی بات سن کر دوسرے کو اس کی اپنی زبان میں بتاتا ہے۔ پھر اس کے جواب کو دوسرے کی زبان میں ترجمہ کر کے بتاتا ہے۔ یوں وہ دونوں لیڈر صاحبان ایک مترجم کے ذریعے سے ایک دوسرے سے بات کر لیتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایرانی تھے ان کے آباؤ اجداد نجوشی تھے آگ کی پوجا کرتے تھے۔ لیکن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگ کی پوجا سے نفرت تھی آپ کو حق کی تلاش تھی۔ اسی حق کی تلاش میں وہ کئی سال سرگردان رہے، جو کوئی عالم مٹا اسی کے پاس رہ جاتے اس کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اس کا مذہب اختیار کر لیتے عیسائی مذہب بھی اختیار کیا۔ یہودی بھی بن گئے لیکن حق کی تلاش میں رہے غلام بھی بن گئے فردخت بھی ہوتے رہے کئی ملکوں سے ہوتے ہوئے آخر ایک راہب نے خرید لیا اور مرتے وقت اس نے مہربانی فرمائی اور ان کو بتادیا کہ جس حق کی تلاش میں وہ ہے وہ اسے مدینہ منورہ میں ملے گا۔ مدینہ شریف کے ایک یہودی نے آپ کو خرید کر غلام بنالیا۔ اس کی غلامی میں ہی تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ شریف میں تشریف آوری ہوئی اور آپ نے حاضر خدمت ہو کر اپنی ساری آپ جتنی سنائی اور یہودی سے آزاد ہونے کے لئے جو اس نے شرائط لگائی تھیں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کر دیں۔ لمبا واقعہ ہے۔ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے تاہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے وہ شرائط پوری ہوئیں اور آپ نے اسلام قبول فرمایا۔ چونکہ عربی نہیں تھے ایرانی تھے فارسی بولتے تھے۔ عربی زبان پر عبور حاصل نہ تھا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ کو مکمل طور پر سمجھنے سے قاصر تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عربی سکھا دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم کائنات ہیں۔ خود بھی سکھا سکتے تھے۔ نظر عنایت سے اگر تمام سفیروں کو ان کی مطلوبہ زبان آسکتی ہے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی عربی آسکتی تھی لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی مرضی ہے کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس خدمت پر مامور کر دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ہی تھا کہ اسی لیے حضرت سلمان فارسی فصیح عربی زبان میں بات کر رہے تھے۔ انسان نوایک طرف رہے۔ جانوروں نے بھی فصیح عربی زبان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گفتگو کی ہے۔ ہرنی، اونٹ، اور ڈاچی وغیرہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فصیح زبان عربی میں گفتگو کی ہے۔ حضرت علیہ سعد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ڈاچی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے تو جو اس سواری میں تہہ لیاں آئیں وہ آپ نے ٹی باری ہیں۔ اس کی کمزوری جاتی رہی۔ اس کی جوانی لوٹ آئی۔ رفتار تیز ہو گئی۔ بدن فریہ ہو گیا۔ تھن دودھ سے بھر گئے تو دوسری غور میں حضرت علیہ سعد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھتی ہیں کہ تیری ڈاچی میں یہ تہہ لیاں کیسے آگئی ہیں۔ تو وہ ڈاچی خود اپنی زبان سے فصیح عربی زبان میں کہتی ہے کہ علیہ سعد یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا پوچھتی ہو میں بتاتی ہوں کہ مجھے کیا ہوا ہے مجھ پر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہو گئے ہیں یہ سارا کچھ ان کی نظر عنایت سے ہوا ہے۔ تو حضرات یہ ہے کہ جس پہ ساقی تیری نظر ہو گئی ہے اس کا سب کچھ ہی ٹھیک ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر ایک پر یہ نظر پڑ جائے۔ اس نظر کے بغیر کوئی گزارہ نہیں ہے۔ جس کی نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑ جائے ذرا اس کے دل پر کو بھی دیکھو جس نے صرف ایک نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیا وہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ کے بعد ستر ہزار غوث ہوں ان سب کی عظمت ایک طرف اور وہ صحابی جس نے صرف ایک نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیا ہے وہ گھوڑی پر سوار ہوا اور گھوڑی کے چلنے سے اس کے پاؤں سے مٹی اڑے۔ اس مٹی کی عظمت ان ستر ہزار غوثوں کی عظمت سے زیادہ ہے۔ جس نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیا یا جس

خوش نصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود دیکھ لیا یہ دونوں ہی بلند مرتبہ مانگے ان کے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے ہر دم یہی دعا کرو کہ کتے و بکھن تو پہلوں مرتبہ جاواں یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھتا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنا گھر جنت میں نہیں دیکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے آمین وَمَا عَلَيْنَا الْبَلَاغُ الْمُبِين

خطاب برہائش شاہد تنویر صاحب 17-06-06

یا رسول اللہ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلِّمْ

بعد مرنے کے لمحہ میں اُجالا ہوگا

عشق سرکاری اک شمع جلا دل میں

بغضان نظر

پیر طریقت را ہبر شریعت واقف اسرار حقیقت عاشق رسول شیخ المشائخ
حضرت پیر محمد قیس رضا الدار الشریعہ دامت برکاتہ العالیہ

ماہانہ مغل میلا و شریف قمری لکھنؤ سے ہر ماہ دوسرے ہفتے بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب منعقد ہوتی ہے

وسیلہ نجات فری لانبری

برائے ایصال ثواب

میاں شاہد تنویر مکان نمبر 380/5-B

لاہور محرم الحرام 1440ھ

0301-7169263 سہ ماہی 8862351

0300-7614014

فائق اینڈ حشیم پرنٹرز: فون نمبر 0345-7867014

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمدللہ رب
العالمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن
الرحیم ان اللہ وملنکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنو
اصلو علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی
یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ
معزز حاضرین سٹیج سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر چالیس نمازی مسلمان ہوں
تو ایک مومن بنتا ہے پھر اتنے مومن ہوں تو ایک ولی بنتا ہے اتنے اولیاء کرام ہوں تو پھر ایک
یہ بنتا ہے اور وہ بنتا ہے ایسے ہی ہوتے ہوتے اگر اتنے انبیاء علیہم السلام ہوں تو ایک سردار
بنتا ہے یہ مساوات EQUATION ہم پر تو لگ سکتی ہے لیکن سردار الانبیاء علیہ الصلوۃ
والسلام ایسی تمام مساواتوں سے بالاتر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مساوات میں ٹھیکر
آتے۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ کوئی نبی علیہ السلام ایک گریڈ میں ہیں کوئی دوسرے گریڈ میں
ہیں کوئی کسی گریڈ میں ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام سو گریڈ میں ہیں یہ اس طرح سے ٹھیکر
ہے بلکہ جتنے بھی گریڈ بنے ہیں وہ سب میرے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہی بنائے ہوئے۔

ہیں

ایس	صورت	توں	میں	جان	آکھان
جان	آکھان	کہ	جان	جہاں	آکھان
بچ	آکھان	تے	رب	دی	شان
جس	شان	تھیں	بناں	سب	شانان

نمازی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنے ہیں۔ مومن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنے ہیں۔
رسول بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بنے ہیں۔ ولی بھی ان سے ہی بنے ہیں۔

وہ نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے
وہ تو سب کی جان ہیں اور سب کچھ ان سے ہی ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں
بہترین و بہترین انبیاء
جز محمد نیست در ارض و سما
کائنات میں ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ ہر چیز ان کے نور
کے پرتوں سے بنی ہے ہر چیز ان کی محتاج ہے۔ میرے ہاتھ سے سایہ بنتا ہے ان کے نور سے
کائنات کی ہر چیز بنی ہے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
بزم دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
ہو نہ یہ ساقی تو سے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا ایستادہ اسی نام سے ہے
نیش ہستی تیش آادہ اسی نام سے ہے

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے کوئی مساوات کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم بیخ ہیں۔ لوگ عالم ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم ہیں تو کیا نسبت بنی اور کیا
مساوات بنی لوگ اگر مومن ہیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایمان ہیں۔ لوگ تکی ہیں تو آپ
صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت ہیں۔ کیا کوئی مساوات ہے EQUATION جو بھی عالم بنا
ہے وہ علم سے بنا ہے اور علم نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ لوگ صادق ہوتے ہیں اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدق ہیں اور پھر دوسری بات جو سٹیج سیکرٹری صاحب نے فرمائی ہے وہ

یہ ہے کہ

مکین و مکاں تمہارے لئے زمین و زمان تمہارے لئے

میں و چنانہ تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے
یہ مانتے ہیں کہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ یہ اٹھتے احمد رضا
خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی لمبی نعت ہے جس میں سب کچھ تمہارے لئے ہی
ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ ہے سب کچھ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
لئے ہے پھر خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس لئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بخشش کے
لئے ہیں اٹھتے بریلوی کا عقیدہ دیکھو کہ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ حضور الصلوٰۃ
والسلام کس لئے ہیں

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی کہ روز جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری بخشش کا بہانہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رضائے الہی
حاصل ہے۔ لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم رضائے الہی لے کر کیا
کریں گے فرمایا کہ میں تمہاری بخشش لے کر راضی ہوں گا زمین و زمان بے شک ان کے
لئے ہیں لیکن وہ اپنے کنگار راضی کے لئے ہیں۔ یہ ان کا کرم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کرم کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستثنیٰ ہوا
ہے ظلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بغیر جنتی نہیں بن سکتا۔ ایک اور بات
ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ معافی دے وہ عقیدے سے پاک ہے لیکن ہم
اس کی سنت پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل پیرا کون ہے یہ ایست ہے، دیوبندی
ہے یا کہ وہابی یا شیعہ ہے یا کوئی اور فرقے والے ہیں سچ سیکڑی نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ
عاشق ہے۔ عاشق کی کچھ پہچان ہوتی ہے اس کی کچھ نشانیاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عاشق ہے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں تو پھر آپ کی کیا

پہچان ہے اور اللہ تعالیٰ کے عاشق ہونے کی کیا علامت ہے اس سے پتہ چل جائے گا کہ
سنت الہی پر کون عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد مناتا ہے
اور سنی بریلوی عقیدہ والے بھی میلاد مناتے ہیں باقی جو فرقے ہیں۔ وہابی، دیوبندی، شیعہ
وغیرہ سب میلاد مناتے تو شکر قرار دیتے ہیں۔ میلاد منانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور ہم اس
سنت الہی پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھتا ہے اور ہم بھی درود شریف پڑھتے
ہیں اور حکم الہی کے تحت **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا**
(الاحزاب ۵۶) اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ ہم درود شریف بھی پڑھتے

ہیں اور سلام بھی پڑھتے ہیں دوسرے فرقے صلوٰۃ و سلام کے انکاری ہیں۔ سنیوں کی پہچان
درود و سلام ہے۔ پھر آپ خود ہی اعجازہ کر لیں کہ سنت الہی پر کون عمل کرتا ہے آپ ہی فیصلہ کر
لیں کہ اللہ تعالیٰ کس فرقہ میں کس گروپ میں اور کس CATAGORY میں ہے اور کس
فرقہ کے ساتھ شامل ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کس فرقہ میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنا میلاد منایا ہے اگر منایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنیوں کے ساتھ ہیں سنی عقیدہ
لوگ ہی میلاد مناتے ہیں اور تو کسی کو تو فیعی ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ بھی سنی عقیدہ والوں کے
ساتھ ہیں کہ وہ بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ روز
فرشتوں کو سامنے بٹھا کر نئی نئی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں ہم بھی نعت خوانی ہی
کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کر رہے ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر کسی قسم کے عقیدے کا لیل
نہیں لگاتے کیونکہ وہ تو بے نیاز ہے لیکن وہ جو کچھ کرتا ہے وہ سارے کام ہی سنی عقیدہ بھی
کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے حضرت
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی رضا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی
ہے برصالحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی رضا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی ہے یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جانوں کے بھی مالک ہیں ہم آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہ کرم اپنی رضا اپنے حبیب علیہ

الصلوة والسلام کو عطا کر دی ہے۔ عاشق کی یہی پہچان ہے کہ وہ اپنے پاس کچھ بھی نہیں رکھتا ہے بلکہ سب کچھ اپنے محبوب کو دے دیتا ہے۔ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاس کچھ رکھا ہے۔ کچھ نہیں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پاس کچھ نہیں رکھا ہے۔ سب کچھ کوڑ میں شامل کر کے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ کو عطا کر دیا ہے ان کو مالک و مختار بنا دیا ہے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا اللہ تعالیٰ کا سارا عمل سنیوں کے عقیدہ کی بنیاد ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ صرف سنی ہی وہ ہے جو سنت الہی پر عمل کرتے ہیں اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظریات اعمال و عقائد کو دیکھ لیجئے کہ کون سا فرقہ ان کو FOLLOW کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس فرقہ میں شمولیت فرما ہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق تو ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ ہم سنی بریلوی ہی فقط فرقہ ہے جو سنت الہی پر عمل کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرمائیں کہ کون سا فرقہ راہ ہدایت پر ہے کون سا فرقہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اعمال پر عمل کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے جن میں سے بہتر جنبی ہوں گے صرف ایک فرقہ جنتی ہو گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہے جو جنتی ہے۔ فرمایا وہ اہل سنت و جماعت (بریلوی) فرقہ ہے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نشانی کیا ہے۔ فرمایا اس فرقہ کی نشانی میں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کون سے فرقے کے بانی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہلسنت و جماعت کے سرخیل ہیں راہبر و راہنما ہیں۔ پیش و این آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہلسنت و جماعت کی ابتداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر ہم سنی ہیں جس طرح سے اللہ تعالیٰ کی سنت پر چل کر ہم سنی ہیں لہذا جو کہتے ہیں کہ فرقہ بازی نہ کر صرف مسلمان ہونا ہی کافی ہے وہ غلطی پر ہیں کہ مسلمان ہونا ہی

کافی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر بہتر فرقے جنہم میں جا رہے ہیں وہ کیوں جنبی ہو گئے۔ حالانکہ وہ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ حج بھی کرتے ہیں۔ قربانی بھی دیتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور اس کے علاوہ صدقہ خیرات بھی دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اہلسنت و جماعت میری اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت پر عمل کرنے والے ہو گئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نعت عطا ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہر شریف باہر محرم میں رکھا دیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مہر پر بیٹھ جا اور وہ نعت پڑھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نچے تشریف فرما ہیں۔ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نعت پڑھ رہا ہے۔ سنت الہی پر عمل کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نعت شریف سن رہے ہیں اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی نعت سن رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور یہ صرف اہلسنت و جماعت کا ہی وصف ہے کہ وہ نعت پڑھتے بھی اور نعت سنتے بھی ہیں یوں سنت الہی پر عمل کرتے ہیں حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کی پہچان یہ ہے کہ ان کی زبان پر نعت اور درود سلام ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے وَسَلِّمْ عَلٰی الْاَنْبِيَاءِ (ہاشمیت ۱۸۱) اور سلام ہے۔ پیغمبروں پر۔ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء و معصومین پر بھی سلام بھیجتا ہے۔ نعت کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے میلاد شریف کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شفع بنایا ہے ہم ان کو شفع مانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بنایا۔ ہم مانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک و مختار بنایا ہے ہم مانتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جس طرح سے فرماتے ہیں اور جس طرح سے کرتے ہیں ہم اس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتے ہیں ہمارا درود شریف یہ ہے کہ اے اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرما دے لیکن اللہ

تعالیٰ بذات خود اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرماتا ہے ہم محض دعائیں کرتے ہیں فرشتے بھی دعائیں کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود عملی طور پر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظمت عطا فرماتا ہے ہم سنت الہی پر عمل کر کے سنی جتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کا فضل، اس کی جنت، سب سنیوں کے لئے ہے اللہ تعالیٰ سنت الہی، سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتے اور اب ہم سلام پڑھتے ہیں اور سلام کا فائدہ یہ کہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرتے ہیں تو وہ ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام ہم پر آتا ہے تو ہماری بخشش ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

آمین و ما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برہائش میاں محمد مقبول حسن صاحب 06-03-03

ہفتی دروازہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا اصلو علیہ وسلمو تسلیما الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

کرم کی بجائے تو حیات نعتی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات نعتی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکا ہے
ان کی زلفوں کے سائے سے رات نعتی ہے
لے جو اذن ثناء کا تو لفظ لے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت نعتی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات نعتی ہے

معزز حاضرین مجھے چند احباب کے ساتھ مسجد جامعہ غلامی الدین پاکستان شریف دربار حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پر ہفتی دروازے سے گزرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اب کوئی یہ اعتراض کرے کہ گناہ کے اور پھر ہفتی دروازے سے گزرنے کو پاک صاف ہو گئے سب گناہ مٹ گئے۔ یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ یہ کون سا دین ہے۔ یہ کون سا اسلام ہے قرآن مجید میں تو ارشاد ہوتا ہے کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (الزلزال ۷-۸) تو جو ایک ذرہ بھربھائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھربھائی کرے اسے دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ڈرتے ڈرتے کا حساب

چوتھی سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ

مورخہ 21 مارچ 2008ء بمطابق 12 ربیع الاول 1429ھ بروز جمعۃ المبارک

زیر صدارت پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت شیخ المشائخ

حضرت ڈاکٹر علی محمد چوہدری
پیر پتھر پتھر ڈاکٹر علی محمد چوہدری

نوٹ:- ہر سال سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ 12 ربیع الاول کو منعقد ہوتی ہے

لینا ہے اگر کوئی تنگی کی ہے تو اس کا بھی حساب ہوگا اور اگر کوئی بڑی کی ہے تو اس سے حلق
 بھی پوچھا جائے گا۔ اس کی سزا بھی ملتی ہے لیکن آپ یہ کہتے ہیں کہ بس دروازے میں
 سے گزر گئے تو تمام حساب کتاب ختم ہو گیا اور جنتی مل گئے۔ یہ اعتراض بنتا ہے اور دوسرے
 فرقہ والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ کی کاجرم کرتے ہیں۔ کسی دوست کا حق لیا ہے۔
 کسی بڑی کو تنگ کیا ہے۔ چوری کی ہے ڈاکرنی کی ہے۔ زنا کیا ہے۔ حکومت کا کوئی جرم
 کیا ہے کسی رشتے دار کا جرم کیا ہے۔ اتنے زیادہ جرائم اور گناہ کر لئے اور پھر جنتی دروازے
 سے گزر کر آگئے تو سب معاف ہو گیا۔ کوئی جواز ہے یہ سب تمہاری اپنی بنائی ہوئی باتیں
 ہیں یہ تمہارے کھانے پینے کی باتیں ہیں اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ اعتراض ہے اور
 جب تک اس اعتراض کا جواب نہیں آتا دل مطمئن نہیں ہوتا اور اطمینان تب حاصل ہوتا ہے
 جب اس سے حلق قرآن مجید میں کوئی بات بیان ہوئی ہو یا زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کوئی بات نقل ہو یا علماء حق نے بیان کی ہو جس کی بناء پر کوئی بات نقل ہو تو اس
 سے اطمینان تکب نہیں ہوتا ہے۔ شریعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہے۔ قرآن
 مجید کے احکام کے مطابق بنائی ہے۔ قرآن مجید کی آیات مبارکہ کی روشنی میں بنائی ہے اگر
 قرآن سنت میں کوئی چیز نہیں ہے تو پھر کوئی جنتی دروازہ بھی نہیں ہے اگر قرآن سنت میں کوئی
 بات آئی ہے تو پھر جنتی دروازہ بھی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بندے سے
 ناناوے قتل ہو گئے اس کو گرفتار لایا ہوئی کر میں نے بہت گناہ کر لئے کیا میری بخشش ہوگی یا
 نہیں۔ اس نے سوچا کہ کسی عالم سے اس کے حلق پوچھوں کہ کسی طرح سے میری نجات ہو
 جائے گی کہ نہیں۔ وہ ایک مولوی صاحب کے پاس گیا اور اس سے مسئلہ پوچھا مولوی
 صاحب نے کہا کہ تیری نجات کی طرح سے بھی ممکن نہیں ہے تم یہاں سے چلے جاؤ کہیں
 تمہاری نعت مجھ پر بھی نہ پڑ جائے۔ جو ایک شخص کو قتل کرتا ہے گویا وہ تمام اشخاص کو قتل کرتا
 ہے قرآن مجید میں ہے اِنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فُتْسًا بِغَيْرِ اَفْسٍ اَلَا رَضٍ
 فَكَانَا نَقْتُلُ النَّاسَ جَزَاءً (۱) لکھو (۲۷) جس نے کوئی جان لیا کی بغیر جان کے

بڑے یا زمین میں خدا کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔ تم نے تو ناناوے افراد کو قتل
 کیا ہوا ہے تیری بخشش کس طرح ہوگی اس نے کہا کہ اگر میری بخشش ممکن نہیں ہے تو پھر میں
 تمہیں بھی نہیں چھوڑوں گا اس نے اس مولوی صاحب کو بھی قتل کر دیا اور پوری پجری کر دی
 اور سو قتل پورے کر دیے اور پھر اسے نگر ہوئی کہ اب تو پورے قتل ہو گئے ہیں وہ کسی عالم
 کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ میں نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہوا ہے کیا کسی طرح سے میری
 بخشش ممکن ہو سکتی ہے۔ کیا کسی طرح سے مجھے معافی مل سکتی ہے اس نے کہا کہ تو سو کا قاتل
 ہے بڑا گناہگار لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت تیرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے آپ کسی دلی کے
 در کی طرف چلے جاؤ اگر در دلی پر پہنچ کر تیرا کام بن جائے گا۔ تیری سوا فراموش کر دینے کی
 معافی مل جائے گی۔ یہ نہیں فرمایا کہ جن کے تو نے قتل کئے ہیں جن کو تو نے بیدہ کر دیا ہے
 جس کو تو نے جہنم کر دیا ہے ان کے پاس جاؤ اور ان سے معافی مانگو ہونا تو یہ چاہئے تھا لیکن
 اس عالم نے یہ نہیں بتایا یہ حدیث شریف ہے کہ فرمایا کہ دلی کے در کی طرف جاؤ۔ وہ قاتل
 اولیاء اللہ کے ذمے کی طرف چلا۔ مثال کے طور سے کہ اس نے سو قتل کیا تھا کہ یوں سمجھو
 کہ لاہور جانا تھا لیکن کوڑا لیا وہاں میں ہی مر گیا اس کے قریب مر گیا در دلی کے قریب
 بھی نہیں پہنچا۔ دوسرے کفر شے آگے عذاب والے بھی آگے اور کہا کہ یہ سو کا قاتل ہے یہ تو
 ہے ہی جہنمی۔ ہم اسے جہنم کے لئے لے جائیں گے دوسرے جنت والے فرشتے بھی آگے
 کہ یہ بخشا ہوا ہے یہ توبہ کرنے کی نیت سے چلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں فضلہ کرنے کے
 لئے ایک اور فرشتہ بھیج دیا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف بنا کر بھیجا ہے آپ اپنی
 بحث چھوڑو اور قاتل صلا پو اگر یہ مگر کے قریب ہے تو یہ جہنمی ہے اور در دلی کے قریب ہو گیا
 ہے تو جنتی ہے۔ عذاب والے فرشتوں نے کہا کہ ہم ٹھیک ہی کہتے تھے کہ یہ کوڑا لیا تو اللہ میں
 فوت ہو گیا ہے صرف بائیس گلو بیڑا قاتل ہے کیا ہے ابھی تو آخر کو بیڑا قاتل باقی رہتا ہے
 اس لئے یہ ہمارا مال ہے یہ جہنمی ہے جنت والے فرشتوں نے کہا کہ قاتل صلا پو کا حکم ہوا
 ہے لہذا صلا پو ضرور ہے کہ گھر لے کر دہ قاتل صلا پو کے لئے تیار ہوئے قاتل صلا پو

شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے تمہوے قافلے کو حکم دیا کہ پھیل جاؤ اور زیادہ قافلے کو کہا کہ
سکڑ جاؤ وہ کمزور یا نوالہ شاہدہ بن گیا۔ جب قافلہ ناپا گیا تو ایک بالشت قافلہ درولی کی
طرف تھوڑا ہو گیا۔ وہ قافلہ درولی کے قریب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ وہ ایک
شعر ہے۔

گاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ابھی تو ولی کے در پر پہنچا نہیں ہے۔ ولی کی گاہ اس پر پڑی نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اس
شعر میں ترمیم کی کہ

راہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

ہم بہشتی دروازہ گزرنے کے لئے ایک ولی کے در پر گئے اگر ہم فیصل آباد کے قریب ہی
مر جاتے تو ہم جنتی ہوتے۔ وہ قافلہ بنی اسرائیل کے ولی کے در کی طرف گیا تھا کہ جس میں
یہ طاقت ہے کہ سوا قافلہ بھی اس کے در کی طرف جانے والا ہو تو وہ بھی بخش دیا جاتا ہے اس
کو بھی معافی مل جاتی ہے اور ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولی کے در کی طرف
جانے والے تھے جتنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام طاقتور ہیں عظمت والے ہیں اتنا ہی اس کا ولی
بھی طاقتور ہے عظمت والا ہے اب لوگ کہیں گے کہ بنی اسرائیل کا ولی تو زندہ تھا لیکن بابا
فرید رحمۃ اللہ علیہ تو فوت ہو چکے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میرا کوئی ولی
میرا نہیں ہے

میں قربان انہاں توں باہو قبر جہاں دی جیوے ہو

فرمایا کہ ولی نہیں مرتے وہ صرف ٹپل پار کرتے ہیں اور بعد از وصال دس گنا زیادہ طاقت ور
ہو جاتے ہیں ہم بنی اسرائیل کے ولی کے در پر نہیں گئے ہم امت محمدی کے ولی کے در پر گئے
ہیں جو زندہ ہیں ولی کی قبر پر اگر چڑیا بھی بیٹھ جائے تو اسے قبر کے اندر پھونکا ہے کہ یہ نہ ہے

یادہ یعنی چڑا ہے کہ چڑیا ہے بھی الدین اگر دروازے سے گزرا ہے تو ولی کو پتہ چل گیا ہے کہ
کون دروازے سے گزرا گیا ہے علی محمد اس دروازے سے گزرا ہے میں تو ان کا بھی ولی کو پتہ
چل گیا ہے ہمارے ساتھ جو ساتھی سے وہ بھی دروازے سے گزرا ہے تو ان کے متعلق بھی پتہ
چل گیا ہے وہاں تو انسانوں کا سیلاب آیا ہوا تھا لیکن ہمیں تو V.I.P

TREATMENT ملا ہے ہمیں کسی لائن میں کھڑا نہیں ہونے دیا گیا۔ بس ایک طرف

سے ہمیں لے جا کر دروازہ میں سے گزرا دیا گیا لیکن افراد جو دروازے سے گزرا رہے تھے وہ

ایک سیلاب کی طرح آرہے تھے پھر آپ کہیں گے کہ وہ اتنے بڑے ریلے کو کس طرح

پھپھاتے تھے چڑا اگر بیٹھ گئی تو وہ تو پھر صرف دوی ہیں کہ چڑیا ہے یا چڑا ہے۔ آپ جبر اسود کو

چھو بھی نہ سکیں دور سے ہی اس کی طرف اشارہ کر کے بوسہ دے لیں تو اسے بھی آپ کا پتہ

چل جائے گا کہ کس نے میری طرف اشارہ کیا ہے۔ کس نے میرا بوسہ لیا ہے وہ ان سب کی

شفاعت کرے گا بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا کہ اسے کعبہ تیری ہی عظمت ہے جو تجھے دیکھ لیتا ہے اس کے سارے گناہ

معاف ہو جاتے ہیں لیکن تجھے پتہ ہونا چاہئے کہ میرے ایک امتی کی عظمت تجھ سے افضل

ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خانہ کعبہ پر چڑھنے کا حکم فرمایا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ

جاؤ کہ پتہ چل جائے کہ خانہ کعبہ زیادہ عظمت والا ہے۔ کہ امت محمدی کا ایک فرد زیادہ

عظمت والا ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کی چھت پر سوار ہوئے فرمایا اذان دو۔

عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر ہوتے ہوئے میں اس کی طرف منہ کر کے

اذان دیتا ہوں اب اس کی چھت پر چڑھ کہ منہ کس طرف کر کے اذان دوں۔ فرمایا کہ میری

طرف منہ کر کے اذان دو کہ میں کعبہ کا بھی کعبہ ہوں۔ حضرات اگر خانہ کعبہ میں بخشش ہوتی

ہے اور بلا ٹھک ہوتی ہے۔ پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو جو اس کعبہ شریف سے بھی افضل

ہے اس کی زیارت سے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ولی کی زیارت سے گناہ معاف ہو

جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت عبادت ہے۔ اگر کوئی حج کے لئے

جائے اور مدینہ شریف کی زیارت کی غرض سے جائے تو خواہ پہلے قدم پر ہی مر جائے اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ یہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہی ہے۔ اس میں کچھ نیک پاروا لوگ بھی ہیں۔ گناہ گار بھی ہیں۔ کچھ سعید بھی ہیں۔ اور کچھ شقی بھی ہیں۔ ہر قسم کے لوگ تشریف فرما ہیں جب ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوتا ہے اس محفل سے نور اور خوشبو نکلتی ہے۔ کل جو محفل ہوئی اس میں ایک آدمی نے بتایا کہ اسے خوشبو بھی آتی رہی اور اسے نور بھی نظر آیا ایک اور صاحب نے بتایا کہ اسے تو صرف خوشبو اور نور نظر آیا مجھے اس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی رہی ہے۔ یہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے یہ اس لئے نہیں ہے کہ وہ محفل کس کس میں تھی کون نعت خواں تھا اور کون مقرر تھا ان چیزوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ غرض ہے تو وہ صرف ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ فرق پیدا کرنے والی چیز ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ طویل حدیث پاک ہے کئی دفعہ بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت کی قسم اٹھاتے ہیں کہ مجھے میری عظمت کی قسم میں نے محفل میں آنے والے افراد کو بخش دیا ہے اور یہ بھی ہے کہ جو بخشے ہوئے کہ پاس بیٹھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دیتے ہیں سعید کے پاس شقی بھی بیٹھنے والا بھی شقی نہیں رہتا۔ ہم بھی ایک سعید کی قبر اور کے پاس سے ہو کر آئے ہیں ولی اللہ کے در سے گزر کر آئے ہیں۔ اگر اس کی نظر پڑ جائے گی تو ہماری بھی بخشش ہو جائے گی ہم شقی بھی شقی سے سعید ہو جائیں گے ہم اپنے سفر کے دوران سارا وقت حضرت بابا فرید رحمت اللہ علیہ کی ہی باتیں کرتے رہے رات کا سفر اراقتی دھند پڑی ہوئی کہ دو چار گز سے بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ تاہم لایا والا سے آگے ایک جلد موڑ ہے اس علاقہ میں زبردست دھند تھی۔ راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ نہیں چل رہا تھا کہ گاڑی سوکڑ پر جا رہی ہے کہ کہیں گڑھے میں گر رہی ہے۔ جب گاڑی گڑھے میں لاٹھک جاتی تو پھر پتہ چلا کہ گڑھے میں گر رہے ہیں۔ ہم یہ کہتے کہ بابا فرید رحمت اللہ علیہ ہم آپ کی حاضری کے لئے حاضر ہو رہے ہیں مہربانی فرمائیں۔ ہماری رضائی فرمائیں راستہ نظر نہیں آ رہا ہے اتنی ہی دیر میں کوئی گاڑی ہمیں کراس کرتی دو چکاس سیل کی رفتار سے جا رہی

ہوئی اس کی روٹیاں تیز ہوئیں تو ہم بھی اس کے پیچھے اپنی گاڑی لگا دیتے پہلے پانچ میل کی رفتار سے بمحفل چل رہے ہوتے لیکن اس گاڑی کے پیچھے ہم بھی پچاس میل کی رفتار سے چلتے رہے۔ سارے سفر میں دو چار مرتبہ ہمیں یہ عطا ہوئی۔ ہم بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے سفر کو جاری رکھے ہوئے تھے حدیث شریف میں ہے کہ ذکر صالحین پر نزول رحمت ہوتی ہے۔ جب ہم بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش کر دیتا ہے اور جو رحمت کا پہلا قطرہ کسی پر پڑتا ہے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے

آل نبی اولاد علی دی تے سیرت شکل انہاں دی

نام لیاں کھکھ پاپ نہ رہندے تے میل اندر دی جاندی

ہمارے خیال ہے کہ پاکستان شریف پنجپے سے پہلے ہی ہماری بخشش ہو گئی تھی۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ بھی دو واڑہ گزرتے ہیں۔ پھر کئی ایسے ہوتے ہیں کہ جو دو واڑہ گزرنے کی نیت سے آتے ہیں لیکن ان کی باری ہی نہیں آتی۔ انہوں نے تو اپنی پوری کوشش کی ہے لیکن نہیں گزر سکے۔ میرا ایمان ہے کہ بخشش ان کی بھی ہو گئی ہے۔ وہ بھی دروٹی کی طرف ہی جا رہے ہوتے ہیں وہ بھی سے مراد ہو کر نہیں جاتے ہیں بلکہ وہ بھی جا مراد اور باغیب ہو کر واپس جاتے ہیں ہماری تو بات کچھ بھری ہو گئی ہمیں تو پورا پورا ڈنکوں ملا ہے۔ اعزاز ملا ہے۔ آگے پیچھے پولیس اور درمیان میں ہم جا رہے ہیں۔ طرح طرح کے کھانے ہمیں کھلائے گئے۔ دربار سے ہمیں چادریں بھی عطا ہوئی ہیں یہ نعمتیں ہم لے کر واپس آئے ہیں اگر کوئی نیت کرے کہ میں نے فلاں بزرگ کی ملاقات کے لئے جانا ہے لیکن کسی وجہ سے وہ نہیں جاسکا تو حشر کے دن اس آدمی کی نشست ان بزرگوں کے ساتھ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیت کو پھل لگا کر اسے ان بزرگوں کے ساتھ شامل کر دے گا۔ حاجی غلام محی الدین صاحب ایک ولی کامل کے ہمد سے ہو کر آئے ہیں ان کو جو دیکھے گا وہ بھی جنتی ہو جائے گا

اللہ فرما ستیا تے خلقت دیکھن جا

جے کوٹھل پوئے حکما تے توں ویں حکما جا

دیکھنے سے بھی بخش ہو جاتی ہے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی شفاعت کروں کوئی عمل نہیں کیا صرف دیکھا ہے صرف زیارت کی ہے اب یہ ہے کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کروں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھیں ان میں افضل چیز کیا ہے۔ غابر۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھے دیکھنا ہی افضل ہے۔

میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نظر نہیں آئے لیکن انھوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے

نہ دے - نہ مرانی - نہ دور بچانہ
نقطہ نگاہ سے رنگین ہے یزم جاناں

ولی کی نگاہ تم پر پڑ جائے تو تیرا کام بن جاتا ہے۔ میں نے نہیں دیکھا لیکن بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ضرور دیکھ لیا ہے اس لئے میرا تو کام بن گیا ہے۔ کتنا جس ہے کہ آپ اسے کسی طرح سے پاک صاف نہیں کر سکتے اس کی جس ہی ایسی ہے کتا اولیاء کرام کے در پر بیٹھ گیا قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔ اصحاب کہف تین سو سو سال غار میں سوئے رہے اور کتا سارا عرصہ اس غار کے منہ پر بیٹھا رہا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کے پانے پلٹتے رہو اور ساتھ ہی ان کے کتے کے بھی پانے پلٹتے رہو۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کتا جس ہے فرمایا کہ یہ کوئی عام کتا نہیں ہے یہ اولیاء کرام کا کتا ہے کتے کتے میں فرق ہے ولی کے کتے کے کتے کی کچھ اور بات ہے

کوتا ہی عمل کا مجھے کوئی غم نہیں

کافی ہے میرے واسطے نبت رسول کی

اللہ تعالیٰ بھی فرما رہے ہیں کہ اس کتے کو کافی ہے نسبت اولیاء اللہ کی۔ حشر کے روز انسانی شکل میں سہری تاج پہن کر پانچ یا سات افراد کے پیچھے جا رہا ہوگا اس سے اتنی روشنی نکلے گی کہ ہر بندے کی نظر اس کی طرف اٹھے گی۔ لوگ پوچھیں گے کہ یہ کون ہے انہوں نے کیا کارنامے کئے ہیں کہ آج اتنی شان سے جا رہے ہیں سب سے پیچھے جانے والے کا دامن

ایک بندہ بکڑے گا اور پوچھے گا کہ تم کون لوگ ہو اور دنیا میں کیا عمل کرتے رہے ہو۔ وہ عرض کرے گا میں تو کتا ہوں اور جو میرے آگے جا رہے ہیں یہ اصحاب کہف ہیں اگر کچھ کیا ہے تو انھوں نے کیا ہے میں تو صرف ان کے در پر بیٹھا رہا ہوں ہم بھی ولی ایک کے در پر بیٹھے رہے ہیں۔ حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ کی شان اصحاب کہف سے بلند ہے کیونکہ جو پاور کسی ولی کو ملتی ہے وہ اس کے نبی علیہ السلام سے ملتی ہے اصحاب کہف کو جو عطاقت ملی ہے وہ نبی اسرائیل کے کسی نبی علیہ السلام سے ملی ہے وہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے اسی تھے وہ ان کی امت کے ولی تھے لیکن حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ میں جو پاور ہے وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا ہے جو کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں

مجھے خدا سب کا ایک ہے ویسے ہی

اُن کا اِن کا تمہارا ہمارا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کی سخی شان ہوگی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائی ہے کہ ہم ان کے در سے ہو کر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ سعادت ہر ایک کو نصیب ہو جو وہاں نہیں جا سکے وہ حاجی غلام محی الدین صاحب کو دیکھ لیں ان کا کام ہمیں پر ہی بن جائے گا۔ بھانے جو بد اللہ تعالیٰ بھانے سے جو بد اللہ تعالیٰ زیادہ نہیں جانتے بلکہ وہ تو ایک بھانہ چاہتا ہے اور بھانہ کیا ہے کہ آپ یہ کہیں یہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے در سے ہو کر آئے ہیں یہ تاجی ہیں۔ یہ جتنی ہیں تو پھر آپ بھی جتنی بن جائیں گے اگر یہ سمجھ لیں کہ یہ وہاں سے کچھ بھی نہیں لے کر آئے ہیں۔ تو پھر آپ کو بھی کچھ نہیں ملے گا اگر اقرار ہے تو سب کچھ ہے اگر انکار ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ اپنے پاؤں پر کپھاڑی مارنے والی بات ہے۔ آپ مان جائیں تو آپ کا فائدہ ہے اگر کہیں مانو گے تو حاجی صاحب کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے در پر جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت عمر امجدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی بھڑی رحمۃ اللہ علیہ داتا گنج بخش کی مسجد کے خلیفہ تھے وہ اپنے جمعہ کی وعظ میں اعلان کیا کرتے تھے کہ اے لوگوں جو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چوکت پر آ گیا وہ

جنتی بن گیا۔ جس نے حضرت داتا صاحب رحمۃ علیہ کی چوکھٹ پر بوسہ دے دیا وہ بھی جنتی ہے۔ اولیاء کرام کی شان بہت بلند ہے اگر کسی ایک کے ساتھ بھی تمہارا تعلق پیدا ہائے تو وہ بہت نواز دیتے ہیں وہ بہت بچال ہیں۔ آج جہاں پر یہ بپشتی دروازہ ہے یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہوئے اور حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت سے نوازا۔ فرمایا کہ جو اس دروازے سے گزرے گا وہ جنتی ہے۔ اس دروازے کی نسبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے اللہ تعالیٰ دربار حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ پر جانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس سے گزرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا ادب کرنے اور ان سے بخشش لینے کی توفیق عطا فرمائے اور اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲) تن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ کی تفسیر یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو خوف اور حزن نہیں ہے۔ خوف نہیں کا مطلب ہے کہ ان کو جہنم کا کوئی خوف نہیں ہے اور جو کوئی ان کا نیکی بن جائے خوف اسے بھی نہیں رہتا حزن دوسرے کا غم ہوتا ہے اور خوف اپنا ہوتا ہے ولی کو نہ یہ ڈر ہوتا ہے کہ اس نے جہنم میں جانا ہے اور نہ ہی اسے اپنے دوست کا ڈر ہوتا ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا

لج پال پریت نوں توڑ دے نہیں
جیہدی ہاتھ پھڑ دے پھر چھوڑ دے نہیں

جسے اپنے در پر بلا تے ہیں پھر اسے چھوڑ تے نہیں ہیں اسے بھی پار لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے پاس جانے کی توفیق عطا فرمائے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار تو مجھے نہیں آتے صرف مطلب آتا ہے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ حمام میں تشریف لے گئے تو وہاں تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ شیخ صاحب اس مٹی سے پوچھتے ہیں کہ اسے مٹی تو کیا چیز ہے کہ تھوڑی سی تھوڑی سی خوشبو کیوں آ رہی ہے وہ مٹی جواب دیتی ہے

جمال ہم نصین در من اثر کرو
دگر نہ ہا خاکم کہ ہم

مٹی کہتی ہے کہ جو میرے سامنے آیا ہے جس کا چہرہ میں نے دیکھا ہے اس حسن جمال والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت میں نے کی ہے تو مجھ میں خوشبو پیدا ہوگئی ہے ورنہ میں تو وہی پہلے والی مٹی ہوں حاجی غلام نجی الدین صاحب وہی ہیں جو پہلے تھے لیکن آج کسی ولی کے در سے ہو کر آئے ہیں اس لئے آج یہ کچھ اور ہی ہیں۔ جمال ہم نصین در من اثر کرو کسی کے دیدار نے کسی کی نظر نے مجھ میں یہ اثر پیدا کر دیا ہے کہ مجھ میں یہ خوشبو پیدا کر دی ہے ورنہ میں بھی اور حاجی غلام نجی الدین بھی وہی ہیں کہ جو پہلے تھے لیکن بپشتی دروازے سے گزر کر آ رہے ہیں آج ہماری قدر و منزلت کچھ اور ہی ہے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے

اٹھ فریدا ستیا تے خلقت دیکھن جا
جے کوئی مل پوے بخشیا تے توں وی بخشیا جا

انہوں نے فرمایا کہ جو میرے بپشتی دروازے سے گزر جائے گا وہ جنتی بن جائے گا اور جو اس کو دیکھے گا وہ بھی جنتی بن جائے گا اور جو اس کو دیکھے گا وہ بھی جنتی بن جائے گا۔ ولی کا در کس در ہے۔ نبی کا در کس کا در ہے۔ اٹھتے فرماتے ہیں

خدا خدا کا مہی ہے در نہیں اس بیسے کوئی مفر مقرر
جو وہاں سے ہو سبیل آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ہر ولی کا در نبی کا در ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی بنایا ہوا ہے جو ولایت عطا ہوئی ہے وہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی عطا فرمائی ہے در ولی سے وہی کچھ ملتا ہے جو در مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتا ہے میاں شیر محمد شہر قہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں سید انوار الحسن شاہ صاحب جن کا حزار شریف خانگی کے قریب کیلیا نوالہ میں ہے جہاں سے یہ نمبر تکہ براہِ خلقتی ہے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جا دے اعلان کر دو کہ جو تمہاری گلی سے گزر جائے گا وہ جنتی ہے یہ ان کا اعلان ہے کہ جو میری گلی سے گزر جائے گا وہ جنتی

ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے در پر دروازہ ہے تو حضرت انوار الحسن شاہ صاحب کیلیا نوالی سرکار کے در پر گئی ہے۔ جو دروازے سے گزر جائے وہ جنتی ہے۔ جو گلی سے گزر جائے وہ بھی جنتی ہے۔ کھلی گلی ہے جتنے مرضی گزر جائیں دروازہ پانچ چھ روز کے لئے سال بعد کھلتا ہے لیکن گلی سارا سال کھلی رہتی ہے۔ سارا سال گزرتے رہو یہ کرم کی وسعت ہے۔ حضرت محمد اسماعیل شاہ صاحب المعروف کمانوالی سرکار حضرت انوار الحسن شاہ صاحب کے پیچ بھائی ہیں حضرت کمانوالی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید سیٹھ شفیع نامی تھا جس نے عرض کیا کہ حضرت صاحب انھوں نے تو اعلان کر دیا ہے جو میری گلی سے گزر جائے گا وہ جنتی ہو جائے گا میں آپ کا مرید ہوں میں کہاں جاؤں میں آپ کی گلی سے گزروں یا ان کی گلی سے گزروں فرمایا کہ سیٹھ شفیع ان کی گلی سے آخر کتنے لوگ گزر جائیں گے تم ایسا کرو کہ تم کمر بیٹھے میرا ذکر کر لیا کرو تم بھی جنتی بن جاؤ گے کہیں آنے جانے کی ضرورت نہیں پھر اور موج میں آئے اور فرمایا کہ سیٹھ شفیع جو تیرا ذکر کر لے گا وہ بھی جنتی ہے۔ ہم تو دروازے سے گزر کر آئے ہیں لیکن ولی اللہ کا ذکر کمر بیٹھے ہی کر لینے سے جنت عطا ہو جاتی ہے۔ حضرت محمد غوث بالا غیر صاحب ہیں اوکاڑہ کے پاس ست گمراہ قریب ان کا مزار شریف ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری قبر اور میرے پیچ صاحب کی قبر کے درمیان سے جو کوئی ایمان کی حالت سے گزر جائے وہ بھی جنتی ہے ان کے پیچ صاحب کی قبر دریا سے راوی کے کنارے ان کی اپنی قبر سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے کوئی دروازہ سے گزرا کر جنتی بنار ہے ہیں کوئی گلی سے گزرا کر جنتی بنا رہے ہیں اور کوئی بیس میل کے پائے سے گزرا کر جنتی بنار ہے ہیں یہ اولیاء اللہ کی شان ہے اللہ تعالیٰ ان کی یہ شان سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ کرامت عطا کی گئی ہے کہ جو شخص میری قبر کے گرد چاروں طرف سو سو فرسنگ (میل) کے اندر دفن ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا اور میرے نائب اور خلیفہ حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ علیہ کی قبر کے گرد چاروں طرف چالیس میل کے اندر جو شخص دفن ہوگا وہ اس کی شفاعت کرے گا اور جو کوئی میرا محبت ہوگا میری بیوردی

کرنے والا ہوگا ہر ایک کی قبر کے چاروں طرف جو شخص ایک ایک میل کے اندر دفن ہوگا وہ ان سب کی شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی شفاعت کو قبول کریں گے۔ حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کہ جن سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے جسم پر میرے لنگر کی کبھی بھی بیٹھ جائے گی اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیں گے اور اس پر رحمت کی نگاہ سے دیکھیں گے اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین وعلینا الا البلاغ الحسین خطاب برائش حاجی غلام علی الدین صاحب 29-01-2007

علم بغیر عمل کے بیکار ہے اور عمل بغیر علم کے بیمار ہے۔

(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھا جائے۔

(حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

اینا بوجہ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھ خواہ کم ہو یا زیادہ۔

(حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

سادہ اور معمولی لباس سے دل میں خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

(حضرت علی رضی اللہ عنہ)

محبت کی نشانی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا اصلو علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ معزز حاضرین۔ اولیاء اللہ کی، انبیاء علیہم السلام کی، اللہ والوں کی چوتھیں حالتیں ہوتی ہیں ان کو مد نظر رکھنا ضروری ہے مثال کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایک حالت یہ ہے کہ بھائی شکار کے بہانے ان کو جنگل میں لے گئے وہاں ان کو مارا چٹا اور کتوں میں پھینک دیا۔ پھر ایک دور ایسا ہے کہ وہ مصر کے بازار میں بردہ کی صورت فروخت ہو رہے ہیں۔ ایک وہ زمانہ ہے کہ آپ جیل میں قید کر دیئے گئے۔ ایک وہ حالت بھی آئی کہ مصر کی عورتیں ہاتھوں میں پھل اور چھری لے کر بیٹھی ہیں اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال دیکھا تو پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تو شورش مچا کر حلیف کا احساس تک نہیں ہوا حالانکہ ان کے ہاتھ زخمی ہو چکے ہیں۔ انھیں کٹ چکی ہیں بلکہ وہ جمال یوسف علیہ السلام میں اتنی محو ہو گئیں اور کہنے لگی کہ یہ بشر نہیں ہے بلکہ یہ تو فرشتہ ہے وہی یوسف علیہ السلام جن کو کتوں میں پھینک دیا گیا تھا آج وہ فرشتہ نظر آ رہا ہے پھر ایک حالت یہ ہے کہ جب بھائیوں نے بتایا کہ والد صاحب کی آنکھیں جاتی رہی ہیں بیٹائی ختم ہو گئی ہے تو فرمایا کہ میری گھنٹی لے جاؤ اور ان کی آنکھوں پر لگا دو وہ دیکھنا ہو جائیں گے انہیں نظر آتا شروع ہو جائے گا اب کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب کسی نبی علیہ السلام کو یا کسی ولی اللہ کو کتوں میں گرا ہوا دیکھتے ہیں تو وہ خود کتوں میں گر جاتے ہیں۔ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ان کا شعور ختم ہو جاتا ہے ان کو نبی علیہ السلام یا ولی اللہ میں نقص یا کمتری نظر آتی ہے ان کو ایسی عتی کی شان نظر

نہیں آتی بشری قاضے کے مطابق جو تمہیں کوئی کمتری نظر آتی ہے اس کو پیش نظر نہ رکھو۔ نبی علیہ السلام کی ہر حالت اور نبی علیہ السلام کا ہر فعل اور قول حکم خدا بندی کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ایک حالت یہ ہے کہ آپ جیل میں بند ہیں اور ایک حالت یہ ہے کہ آپ مصر کے بادشاہ بن کر تخت سلطنت پر جلو گر ہوئے آپ کی محبت کی نشانی یہ ہے کہ ان کی بادشاہت والی حالت کو مد نظر رکھو۔ ایک یہ بھی زمانہ آیا کہ حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کمرے میں بند کر دیا اور ان سے قصد کرنے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بچالیا۔ آپ نے برہان دیکھی اور وہاں سے بھاگ آئے اور ایک شیر خوار بچے نے آپ کی صداقت کی گواہی دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے اگر کچھ حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کو اس حالت میں دیکھو کہ ان کی گھنٹی سے شفا مل رہی ہے۔ بنیائی واپس آ رہی ہے۔ جو کوئی حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ عظمت دیکھے گا وہ خود دینا ہو جائے گا اسے بصارت عطا ہو جائے گی اسے خود نظر آتا شروع ہو جائے گا اس کی بصارت اور بصیرت کام کرنا شروع کر دے گی جو حضرت یوسف علیہ السلام کی کتوں والی حالت کو دیکھے گا اس کی اپنی بصیرت ختم ہو جائے گی جو انہیں جیل میں دیکھے گا یا کرے میں بند دیکھے گا وہ خود یا بند سلاسل ہو جائے گا خود جیل میں بند ہو جائے گا وہ دوزخ کی جیل میں چلا جائے گا اگر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شان والی حالت کو دیکھے گا یہ اس کی محبت کی نشانی ہے اس کا بیڑہ پار ہو جائے گا محبت کی کسی کی وجہ سے نقص نظر آتے ہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے بشر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحی رکھتے ہیں۔ ہماری طرح چلتے پھرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی کی اولاد ہیں۔ لیکن نہ دیکھو کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر خدمت ہوئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کون ہے۔ عرض کیا کہ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہوں۔ فرمایا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمیں۔ گھبرا گئیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کیا فرما رہے ہیں مجھے پہچان نہیں رہے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئیں اور پھر تھوڑی دیر پریشان رہیں اور بعد میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج مجھے بھی نہیں پہچانا۔ مجھ پر ایک حالت ایسی آتی ہے کہ جب میں اپنے خدا کے پاس ہوتا ہوں اور اس وقت کوئی دوسرا ہمارے درمیان نہیں ہوتا اس وقت مجھے سوائے میرے اللہ تعالیٰ کے اور کچھ نظر نہیں آتا لہذا ہماری نظر میں ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت والی چیز دینی چاہئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی وہ ہے کہ جس میں خوبیاں ہی خوبیاں ہوں کمال ہی کمال ہو

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

جب یہ چیز نظر رکھو گے تو اس سے تیری میری بخشش ہو جائے گی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حالت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عین سال تک شب و دن ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے اور پھر وہ وقت آیا کہ مکہ شریف کے کفار اور مشرکین کے ظلم و ستم سے تنگ آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لائے گئے اور پھر وہ دور آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قاح کی حیثیت سے واپس تشریف لائے۔ اب عبت کی نشانی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاح مکہ شریف ہونے کی عظمت کو دیکھو کہ جنہوں نے ظلم و ستم کئے تھے وہ اب خوفزدہ تھے کہ نہ جانے ان کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اب کیا سلوک کریں گے لیکن عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام منافقین کو عاف کر دیا۔ اس بات پر نظر رکھو یہ تمہاری محبت کی دلیل اور نشانی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف میں تشریف لائے گئے۔ اہل طائف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر مارے۔ زخمی کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باغ میں پناہ لی۔ جنگ احد میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید

ہی ہوئے۔ یہ بھی ایک دور تھا لیکن ایک حالت یہ ہے کہ جنگ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی ریت یا ننگر یاں اٹھا کر لشکر کفار کی طرف پھینکیں، ایک ہزار نفوس پر مشتمل کفار کے لشکر میں ہر ایک کی آنکھ میں وہ ریت پڑ گئی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست مبارک کی عظمت ہے کہ ایک مٹھی ریت سے ہزار کافرانہ سے بھر سبے ہیں یہ نہ دیکھو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زخمی ہوئے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پیش نظر رکھو کہ زخمی ہو کر بھی فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میں زحمت بن کر نہیں آیا بلکہ رحمت بن کر آیا ہوا ہے۔ آج اگر یہ طائف والے مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد ضرور مسلمان ہو جائے گی اور عرض کیا کہ یا اللہ یہ مجھے پہچانے نہیں تو ان کو میری پہچان عطا کر ایک دن دو پہر کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجلس مبارک بھی اتاری ہوئی ہے اور ایک چٹائی پر آرام فرما رہے ہیں اور چٹائی کے نشان بھی جسم اطہر پر بن گئے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور یہ دیکھ کر رونے شروع کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بادشاہ تو عیش و عشرت میں زندگی گزارتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو جہاں کے سردار ہو کر ایک سخت چٹائی پر اور وہ بھی مجلس مبارک کے بغیر آرام فرما رہے ہیں فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نہ جھٹکا کہ میں غریب ہوں میرا فقر اختیار ہی ہے اگر میں حکم دوں کہ دنیا کے تمام پہاڑ سونے کے بن جائیں تو یہ ابھی بن جائیں گے اور اگر ان کو حکم دوں کہ میرے ساتھ ساتھ چلیں تو میرے ساتھ بھی چل پڑیں گے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چٹائی پر سونے کی حالت میں دیکھتے ہیں اور وہ ہیں رو رہے ہیں کہ جی بس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اتنے غریب و فقیں تھے کہ سونے کے لئے بستر بھی میسر نہ تھا تو ایسی سوچ رکھنے والوں کی قسمت سوجاتی ہے ان کی سوچ فکر ختم ہو جاتی ہے لیکن جو عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگی مبارک کے اشارے سے چاند ٹوٹ جاتا ہے اور جڑ بھی جاتا ہے تو ان کی اپنی قسمت جڑ جاتی ہے سنور جاتی ہے معراج شریف کے سر کو کن کر جو قصد حق کرتے ہیں وہ حضرت صدیق اکبرؓ بن جاتے ہیں

اور جو انکار کرتے ہیں وہ ابو جہل بن جاتے ہیں۔ واقعہ ایک ہی ہوتا ہے جو قصد حق کرتا ہے وہ صدیق بن جاتا ہے اور جو کذب کرتا ہے وہ زندقہ بن جاتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ پر مختلف حالتیں آتی ہیں ان میں جو عصمت والی ہوتی ہیں ان پر ایمان لاؤ ان کو صدق دل سے تسلیم کرو یہ بخشش کا بیان نہ ہے آپ دیکھیں کہ آپ کا شیر خوار بچہ ہوتا ہے۔ وہ ننگا ہوتا ہے۔ پیشاب اور پوٹی وغیرہ سے کبھی لٹ پٹ بھی ہوتا ہے۔ گندگی میں بھی اگر لیریز ہوتا ہے تو آپ کو ذرا کرابت نہیں آتی بلکہ آپ اسے پیار سے اٹھا لیتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کو جانا جیسا کہتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنا ہوتا ہے اسی طرح اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جانا بچھتے ہیں ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی خافی نظر نہیں آئے گی محبوب میں اگر کو سبب بھی ہوں تو محبت کو اپنے محبوب میں ایک عیب نظر نہیں آتا۔ یہ اس کی محبت کی نشانی ہے اگر محبوب میں کوئی خافی نظر آئے تو پھر نہ وہ محبوب ہے اور نہ ہی یہ محبت ہے اگر محبت ہوگی تو پھر یہ نہیں کہو گے کہ ان کو تو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے بلکہ یہ کہو گے کہ ساری کائنات ان کی عقل پر ایسے ہے کہ جیسے رائی کا دانہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ہو چکا۔ جو ہو رہا ہے اور جو ہوتا رہے گا ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام علم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ کوئی گزرا ہوا زمانہ یا آنے والا زمانہ ایسا نہیں ہے جس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ ہو یہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس کو ماننا ہی محبت کی نشانی ہے اب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھنے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر چیز کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر علم ان کو عطا کر دیا ہے جو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے ہیں وہ مومن ہیں اور جو نہیں مانتے وہ منافق ہیں صرف ایک یہی نشانی ہے کہ مومن کون ہے اور منافق کون ہے داڑھی، ٹوپی، جراب، مسجد، منبر، صف، جہاد، شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب برابر ہے ہر فرقہ میں ہے لیکن مومن اور منافق کا یہ کہاں سے چلنا ہے اس کی صرف ایک ہی نشانی ہے کہ اگر وہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے تو مومن ہے اگر نہیں مانتا ہے تو منافق ہے محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد

مرد اور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جگہ سایہ میں ہم بیٹھے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سن کر خوش ہو جائے وہ مومن ہے اور جس کا دل کھل محسوس کرے وہ سرتہ ہے۔ منافق ہے۔ محمد اشفاق ڈرامہ نویس تھے فوت ہو چکے ہیں ان کے بیٹے نے ان سے سوال کیا کہ اباجا محبت کی پہچان کیا ہے۔ میں کہہ سکوں کہ مجھے آپ سے محبت ہے یا مجھے میرے دوست سے محبت ہے محبت کا ثبوت کیا ہے اشفاق احمد نے بڑی مثالیں دیکر سمجھایا کہ دل کی بات ہوتی ہے۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے لیکن اس جواب سے ان کے بچے مطمئن نہ ہوئے اشفاق صاحب خود بھی مطمئن نہ ہوئے کہ ہم بچوں کو سمجھائیں سکے کہ محبت کی پہچان کیا ہے اشفاق احمد صاحب کا چچا خانہ جنگ کے قریب ہے وہ حاضری کے لئے وہاں تشریف لے گئے اشفاق صاحب ابھی پیچھے تھے کہ ان کی بیگم صاحبہ پہلے اندر چلی گئی ان کے سر صاحب چولہے میں آگ جلا رہے تھے پیچو گئی مارتے تھے اور راگ اڑی تھی وہ راگ ان کی داڑھی مبارک پر بھی پڑ گئی اور چہرہ مبارک بھی راگ آلودہ ہو گیا۔ بیگم اشفاق صاحب نے کہا کہ بابا کئی یہ آپ نے اپنا کیا حال بنایا ہوا ہے سارا دھواں آپ کے چہرے پر لگ گیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر تجھے محبت ہوتی تو پھر تو مجھے یوں نہ کہتی بلکہ اگر محبت ہوتی تو پھر مجھے یوں کہتی کہ بابا آپ کا چہرہ چاند کی مانند چمک رہا ہے۔ محبت کی نشانی یہ ہے کہ محبوب میں کوئی نقص نظر نہیں آتا اگر محبوب میں نقص نظر آتے ہیں تو پھر تمہیں اپنے محبوب سے محبت نہیں ہے۔ ایک بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص کو کسی عورت سے محبت ہو گئی وہ اس کی بہت تعریف کرتا تھا کہ تجھ سے زیادہ حسین میں نے نہیں دیکھی میرا دل تیری طرف کھینچ رہا ہے۔ مجھے تم سے کئی محبت ہو گئی ہے اب تیرے بغیر زندگی میں کوئی مزہ نہیں وہ بہت تعریف کرنے لگا اس عورت نے اس سے کہا کہ پیچھے مڑ کر دیکھو مجھ سے بھی زیادہ حسین تو وہ کھڑی ہے اس شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہاں تو کوئی نہ تھا لیکن عورت نے اس کے منہ پر زور دار طمانچہ مارا اور کہا کہ اگر نہ دیکھا تو کائنات میں تجھے میں سب سے حسین نظر آ رہی ہوتی تو پھر بات پیچھے اور کون رہ جاتی تھی تو دیکھ رہا ہے تو نے پیچھے مڑ کر صرف اس لئے دیکھا کہ تیرے

دماغ میں یہ بات آئی کہ مجھ سے بھی زیادہ حسین کوئی اور ہو سکتی ہے۔ اگر تجھے اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ اچھا اور بہتر کوئی دوسرا نظر آتا ہے تو یہ بے ایمانی ہے پھر تجھ میں ایمان نہیں ہے جس شخص نے یہ نعت لکھی ہے کہ شروع میں کہتا ہے

رشتے تمام توڑ کے مارے جہاں سے ہم
وابستہ ہو گئے ہیں تیرے آستان سے ہم
اور آخر پر جا کر پھر کہتا ہے کہ۔

خالد در حضور گر ہو گیا نصیب
دووں جہاں لے کے اٹھیں گے وہاں سے ہم

سارے جہاں سے رشتہ توڑ کر دینی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچا اور پھر وہاں سے دووں جہاں واپس لے لئے تو اس نے دووں جہاں سے کون سا رشتہ توڑا ہے یہ عبت کی کمی ہے اگر دو جہاں ہی لینے ہیں تو رشتہ توڑنے کی کیا ضرورت پیش آتی تھی اتنا سفر کر کے دینی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچا اس لئے کہ وہاں سے دووں جہاں لے کے آؤں گا تو تیرے لیے صاف سفر ہی بے کار گیا۔ پیسے بھی گئے۔ خرچ اخراجات فضول گئے۔ خالد صاحب نے آخر نعت میں ہمیں تعلیم بھی نہیں دی ہے صحیح تعلیم تو یہ ہونا چاہئے تھی کہ

فضل رب اعلیٰ اور کیا چاہئے
مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

امام جلوی کا شعر مجھے بہت پسند ہے اور میرا یہ ایمان ہے کہ

کچھ اور مانگتا میرے شرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

فرماتے ہیں کہ اگر میں جنت لوں تو بے ایمانی کی نشانی ہے۔ میں خاتمہ بالخیر مانگ لوں تو بے ایمانی ہے۔ میں قبر روشن اور کشادہ مانگوں تو بے ایمانی ہے پھر کیا مانگنا چاہئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانگ لو جس کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اس کا سب کچھ

ہی ہے جس کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ہے اس کا کچھ بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جی اور نبی محبت کریں جی عبت کی نشانی یہ ہے کہ دنیا و کائنات میں تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی نظر نہ آئے یہ عبت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور ایک نشانی یہ ہے کہ ہم یہ ان کے گیت گائے جانیں ان کی فضیلت بیان کی جائے ان کے نقص قدم پر چلیں یہ بھی عبت کی نشانی ہے ان کا ادب اور تعظیم کریں یہ بھی عبت کی نشانی ہے لیکن سب سے بڑا عبت کی نشانی یہ ہے کہ ان میں نقص (نوعوذ باللہ) نظر نہ آئے ابوجہل نے کہا کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تم سے زیادہ بد صورت بندہ نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ معافی دے نقل کفر بہتر نہ باشاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبر تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دووں ہی اس طرح ٹھیک ہو سکتے ہیں ایک کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے دوسرا کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بد شکل (نوعوذ باللہ) کوئی نہیں ہے۔ فرمایا کہ میں تو ایک آئینہ ہوں ہر شخص اپنے اعمال اور ایمان کی تصویر اس آئینہ میں دیکھتا ہے ابوجہل نے بے ایمانی سے اس کو اپنی بے ایمانی نظر آتی ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا ایمان حسین ہے اس کو میں حسین نظر آتا ہوں مجھے کسی نے نہیں دیکھا ہے جب کوئی دیکھتا ہے تو وہ اپنے ایمان کی کیفیت کو دیکھتا ہے ہمیں یوں کہنا چاہئے

خالد در حضور گر ہو گیا نصیب
حبیب کبریا کو لے کے اٹھیں گے وہاں سے ہم

آؤ سلام پڑھتے ہیں وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا بِلَاغِ الْمُنْبِیِّ

09-06-06

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

اے دل تو اس گلی میں.....

نحمدہ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم والحمد لله رب العالمین آعو ذبالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ان الله وملتکته یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا اصلو علیہ وسلمو تسلیما الصلوۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول الله وعلی الک واصحابک یا سیدی یا حبیب الله معزز حاضرین ذوق صاحب نے ایک بہت اعلیٰ اور بہت اچھی نعت پڑھی ہے کہ

اے دل تو اس گلی میں پامال ناز ہو جا
قدموں میں رکھ کے سر کو پھر سرفراز ہو جا
اے دل تو پہلے آ کر بن جا غلام ان کا
محمود پھر بنے گا پہلے ایاز ہو جا
فطرت کوئی نتیجہ خود ہی نکال لے گی
بندہ کسی کا بن کر بندہ نواز ہو جا
یا دل سے باز آ جا یا دل نواز ہو جا
دل نذر ناز کر دے اور بے نیاز ہو جا
کوپے میں ان کے آکر مٹ جا تو ایسے بیدم
بن کر تو راز اس کا تفصیل راز ہو جا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح ۴) اور ہم نے تمہارے لئے ذکر بلند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر بلند کرتا ہے۔ مگر کس لئے صرف اس لئے کہ اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے اس کا ذکر بلند کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی اپنی کوئی غرض نہیں ہے اگر کوئی اس کی غرض ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ اس کا حبیب

علیہ الصلوۃ والسلام راضی ہو جائے یہ جو نعت ذوق صاحب نے پڑھی ہے یہ تو ساری تجارت ہے کہ پہلے تو یہ کر دے تو پھر تجھے یہ مل جائے گا۔ اے دل تو اس گلی میں پامال ناز ہو جا یہ نعت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی گلی میں مٹ جا پھر اس سے الگا مصرعہ کچھ یوں ہوتا چاہئے تھا کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام تیرے اس عمل سے راضی ہو جائیں خوش ہو جائیں لیکن شاعر اس طرح سے نہیں کہتا بلکہ وہ پھر اپنی طرز کا پناٹے ہوئے ہے کہ پہلے یہ کر دے تو پھر یہ مل جائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ قدموں میں رکھ کے سر کو پھر سرفراز ہو جا پہلے اپنے سر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قدموں میں رکھو پھر تمہیں سرفراز مل جائے گی یہ تجارت نہیں کرنی چاہئے ان کے ساتھ صرف انکساری کرنی چاہئے تاکہ وہ راضی ہو جائیں تو اپنے سر کو ان کے قدموں میں رکھو یہ پھر ان کی مرضی ہے کہ وہ تمہیں سرفراز کرتے ہیں کہ نہیں کرتے ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کہ پہلے تو پامال ہو جا اور وہ پھر تمہیں سرفراز کر دیں گے یہ تو پھر میری غرض ہے کہ میں سرفراز ہونے کے لئے ان کے قدموں میں سر کو رکھ رہا ہوں۔ ایسی غرض رکھنا تو اللہ تعالیٰ کا پسند ہے اور نہ ہی اس کے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو ہند ہے اس نعت کا ہر پہلا مصرعہ غرض ہے اور دوسرا مصرعہ تجارت ہے یہ کر دے تو وہ ہو جائے گا پہلے کسی کا غلام بن جا واپاز بن جا تو پھر اگر قسمت میں ہوا تو محمود بن جائے گا پہلے تو کسی کا بندہ بن جا پھر تو بندہ تو بن جائے گا یا تو اپنے دل کی کیفیت ترک کر دے اگر نہیں کر سکتا تو بندہ نواز بن جا اپنے دل کی چاہت، اپنے دل کی خواہش کو چھوڑے اور اپنے صورت سے بے نیاز ہو جا ان کے کوپے میں آ کر مٹ جا تو پھر سرفراز ہو جائے گا اس نعت کی طرز قرآن مجید کی طرز نہیں ہے یہ سنت اللہ تعالیٰ نہیں ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانحراف ۴) اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا ہے لیکن یہ جو شاعر بیدم صاحب ہیں یہ خود راضی ہونے کے لئے سب کچھ کر رہا ہے کتنا فرق ہے۔ قرآن مجید میں ہے سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلُ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلُ الْغُرُوبِهَا وَمِنْ انْشَاءِ الْيَدْيِ فَسَبِّحْ وَاطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ

تَنْزُحُنِي (طہ ۱۳) اور اپنے رب کی پاکی کیلئے سورج چمکتے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی کیلئے اور دن کے کنکروں پر اس امید پر کہ راضی ہو جائے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے نماز پر حنا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح شام اور رات کے وقت نماز پر محض نماز کے لئے کہ تو راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ اپنی عبادت یعنی نماز کا حکم بھی صرف لئے اس لئے دیتا ہے کہ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام خود راضی ہو جائے قرآن مجید ہے کہ قَدْ نَرَى تَغْلِبَ وَجْهَكَ فِي السَّمَاءِ فَلْتَنَازِلْنَاهُ قِبْلَتَهُ نَضْمَتُهَا (البقرہ ۱۴۲) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف مت کرنا ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی تھی کہ ان کا قبلہ کعبہ شریف کو بنادیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے عین نماز کی حالت میں ہی فرمادیا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مسجد الحرام کی طرف اپنا منہ پھیر لے ہم تیری مرضی اور تیری خوشی کے لئے اس کو ہی تیرا قبلہ بنادیتے ہیں یہ قرآن مجید کی طرز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے بالفاظ ایل اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی عطا کر دی ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رِبْكَ فَتَرْضَى (النساء ۵) اور یہ شک تریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اللہ تعالیٰ کی یہ طرز ہے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کر رہا ہے لیکن یہ امید صاحب اپنی خوشی حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ نعت ایسی ہونی چاہئے کہ جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا سنت الہی ہے لیکن شاعر کہتا ہے کہ پہلے ان کا غلام

بن جا پہلے تو ایاز بن جا پھر محمود بن کے کا محمود سے مراد محمود غزنوی ہے شاعر کی منزل محمود بننا ہے اس کی منزل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنا نہیں ہے نعت تو بے شک بہت اچھی ہے دل کو لگتی ہے نعت سن کر دل خوش ہوتا ہے لیکن اس نعت میں غلوں نہیں ہے اپنے مقطع میں شاعر کہتا ہے کہ اے یہ ہم ای شاعر کا شخص بیدم ہے جس نے یہ نعت لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ ان کے کوچے میں اگر مت جا۔ اس میں بھی غرض شامل ہے۔ پر دفر صحتا صاحب آپ نے یہ محفل کیوں سجائی ہے اس لئے کہ لوگ کہیں کہ پر دفر صاحب بہت اچھے آدمی ہیں کیا اپنی مشہوری کے لئے یہ محفل منفقہ کی ہے کہ دو درآویز آجائیں گے ان سے شناسائی ہو جائے گی۔ ایکشن میں وہ آپ کا ساتھ دیں گے آپ کے لئے دوٹ مانگیں گے آپ ایکشن جیت جائیں گے۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ نے یہ محفل اس غرض سے نہیں منائی ہے آپ کی غرض صرف یہ ہے کہ محفل میلاد ہوگی تو نعت خوانی ہوگی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے اور اگر آپ کی یہ غرض نہیں ہے آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرنے کے لئے محفل نہیں مناتے تو پھر یہ محفل بھی قبول نہیں ہوتی یہ قبولیت کا درجہ حاصل نہیں کرتی محفل صرف اس وقت قبول ہوتی ہے کہ جب یہ سنت الہی کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے منفقہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرَاضُوهُ (التوبة ۱۲) تو اللہ اور رسول کا حق زیادہ تھا کہ اے راضی کرتے اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے کہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرے اس میں کیا پیغام ہے کہ چاہے محفل کی تیاری کے لئے لنگر لگاتا ہے، دریاں بچانی ہیں، پچھلے چلائے ہیں، روشنی کرتی ہے، ہیکر کا انتظام کرتا ہے جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں یہ غرض ہو کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا ہے اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں تو یہ تجارت نہیں ہوگی بلکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہوگی پھر وہ جو چاہیں تمہیں بنادیں

مالی داکم پانی دیتا ہے بحر بھر مکاناں پادے

مالک داکم چل بخل لاکڑا لاکڑے یا نہ لاکڑے

جوامی اس لئے پانی دیتا ہے کہ پودے میں پھول لگیں آئیں گے اور پھول سے پھلا آئیں گے یہ اگر اس کی تنہا ہے اور اس تنہا کے تحت وہ کام کرتا ہے تو یہ بھی ایک غرض ہے یہ بھی تجارت ہے پھر وہ مالی نہیں ہے وہ تاجر ہے وہ دنیاوی مالی ہے اگر تو نے روحانی مالی بننا ہے اگر تو نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مالی بننا ہے تو پھر محسبان بھر بھر کے پانی دے اور نتیجہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھوڑ دے وہ جس حال میں بھی رہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تخت پر بیٹھا دیں تو ان کی مرضی ہے اور اگر مٹی میں ملا دیں تو پھر بھی ان کی مرضی ہے بعض اصحاب کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ نوازا ہے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھوں احادیث مبارکہ کے راوی ہیں لیکن ان کو کوئی مقام کوئی عہدہ عطا ہوا ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حافظ مانگے ہے تو انہیں مل گیا اپنی والدہ کے لئے ایمان مانگا ہے وہ عطا ہو گیا ہے جو مانگا ہے اس کے لئے نہیں فرمایا بلکہ عطا کیا ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالک کر لی ہیں حافظ صرف اس لئے مانگے ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ مجھے یاد رہا کریں کسی غرض کے لئے حافظ نہیں مانگا ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اور کسی دوسرے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مالک کر لیا ہے لیکن ایسے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی ہیں کہ انہوں نے مالک نہیں لیکن من مانگے ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کا مالک بنایا ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میزان پر بقعہ عطا فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلی صراط کی ملکیت عطا فرمائی ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حوض کوثر عطا فرمایا ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگ کر لی ہے۔ حضور بشیرہ کو من مانگے جنت عطا ہوئی ہے۔ یہ کرم ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسے چاہیں تو اوزدیں جسے چاہیں عطا کریں

جسے چاہا اپنا بنا لیا جسے چاہا در پہ بلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
منزل مجھے ملے نہ ملے اس کا غم نہیں
آپ میرے ساتھ ساتھ ہیں یہ بھی تو کم نہیں

پھر امیر صاحب آپ ہی بتائیں کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مومن کے ساتھ نہیں ہیں جیسا ہیں۔ تو اور کیا چاہتے ہو اگر کوئی کہے کہ مجھے اس کے علاوہ کچھ بھی ملے تو پھر وہ اور کیا ہے جس کی تم تنہا کرتے ہو۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے دل میں تشریف فرما ہیں کائنات کے والی تیرے دل میں ہیں محبوب خدا تیرے دل میں ہیں تو پھر بھی تو ایمان مانگے خاتمہ بالخیر مانگے قبر کی وسعت اور روشنی مانگے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل میں جگہ دینے سے کیا فائدہ ہوا

نقشہ کا دل ہے اپنے گناہوں پہ مطمئن
وہ اور ہوں گے جن کو امید کرم نہیں
اس نعمت کا مطلب ہے کہ

اتنا شدید غم ہے کہ احساس غم نہیں
پھر کیسے کہوں کہ آپ کا مجھ پہ کرم نہیں
انہوں نے غم کو مٹایا نہیں ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا علاج فرماؤ۔ میرا غم مٹاؤ
فرما دے اس کو تھوڑا کر دے

نہ شفاء چاہئے نہ دعا چاہئے
مجھے درد محبت سوا چاہئے

اکو لہنتوں میں ایسے اشعار ہوتے ہیں کہ میرے درد دل کو شفاء مل جائے میرا غم مٹ جائے
میری درد اہو جائے کہ یہاں غلط خیال ہوتا ہے کیا آپ اپنے دل سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو نکال دینا چاہتے ہو درد دل کا مطلب ہے عشق کیا تم عشق نبی کا علاج چاہتے ہو کہ

یہ چاہتے ہو کہ تمہارے دل سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ان کی محبت ختم ہو جائے
ایسے اشعار نہیں ہونے چاہئے

کچھ اور مانگنا میرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

یہ امام جلدی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے صرف
آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہئیں اور مجھے کچھ نہیں چاہئے انہوں نے جنت نہیں مانگی ہے۔

فرماتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر اگر میں جنت کی طلب کروں تو میں
کافر ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سوچ و فکر عطا فرمائے انعام سے بے نیاز ہو کر حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے ہم حساب لگاتے ہیں
CALCULATION کرتے ہیں ہماری اتنی نمازیں، اتنی سجدے، اتنی قربانیاں، اتنی

زکوٰۃ، حج، بطواف، سعی، ہمارے پلے میں ہیں تو پھر یہ ساری تجارت ہے اس میں غلوں
بالکل نہیں ہے

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد

دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبی بھی چھوڑ دے

دنیا سے الگ تھلگ ہو کر علیحدہ ہو کر گوشہ نشینی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کو
زاہد کہتے ہیں ہم دنیا دار ہیں لاچلی ہیں زاہد کو کوئی دنیاوی لاچ نہیں ہوتا شاعر زاہد کو کہتا ہے

کہ تو نے دنیا کو کس لئے چھوڑا ہے صرف اسی لئے کہ جنت چاہتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر تو اسی
طرح ہی لاچلی رہا لہذا دنیا کو جنت کے حصول کے لئے نہ چھوڑو بلکہ جو کچھ بھی کرنا ہے وہ

رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کرو وہاں بھی رکھیں وہ ان کی مرضی ہے اور اگر
انسان میں یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہ کمال ہے اور اگر کہے گا کہ پہلے غلام بن جا پہلے ایاز

بن جا تو پھر محدود بن جائے گا یہ تجارت ہے اس میں رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں
ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان میں اسی لئے نمازی

فاری کا شعر ہے کہ

فرمت نکلتی مدہ میں دل بے قرار رہا

یک دو حکم زیادہ کن گیسوئے تابدار رہا

شاعر کہتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنی ذلف مبارک کو
ایک دو حکم (نیل) اور دے دیں تو مجی حسن میرے لئے کافی ہے مجھے ان کی دید سے سب

بکھل جائے گا اور مجھے کچھ چیز کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اس میں رضائے مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم ہے اس دل بے قرار کو نکلتی فرمت نہ ملے یہ نکلتی میں ہی جتا رہا ہے اسی

میں جکڑا رہا ہے۔ اسی میں بھسا رہا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کریں کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زلفوں کو اس طرح سے سنوار لیں کہ ان

میں ایک دو ہالے اور بن جائیں زلفوں میں مل پڑ جائیں تو یہ مجھے اور بھی حسین نظر آئیں گی
اس میں رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہے کہ کہیں آتی ہے اس میں رضائے محبوب آتی

ہے کہ نہیں یوں اس گوشہ میں رہتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور بطور خاص
احباب صدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم دنیا کو اکٹھا نہیں کرتے تھے کمانی کیا کرتے تھے اپنے دنیاوی

کام کاج کرتے تھے اپنی روزی کما تے تھے یہ نہیں ہے کہ وہ سارا دن صفر پر ہی بیٹھے رہتے
تھے جو کچھ بھی محنت مزدوری کر کے لاتے تھے بھجوریں ہوں یا کوئی اور خورد و نوش کی چیز ہو وہ

اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرتے اور جو کچھ باقی بچ رہتا وہ اپنے پاس جمع نہیں کرتے
تھے بلکہ غرباء و مسکین میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے باقی سارا وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

دیدار کرتے تھے بلکہ نماز کے دوران بھی ان کی نگاہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی
رہتی تھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہی دیکھتے

رہتا تھی نماز میں نظر اپنے سجدہ کی جگہ پر رکھتا ہوتا ہے ادھر ادھر دیکھنے سے نماز میں غلٹ آتا

ہے پس آتا ہے اور نماز نماز نہیں رہتی لیکن تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھ رہے ہوتے تھے وہ سمجھتے تھے اصل نماز دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے وہ جنت کے حصول کی خاطر یا دوزخ کے ڈر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے تھے جنت کے لالچ میں نماز پڑھنا یا دوزخ کے ڈر کی وجہ سے نماز پڑھنا بھی تجارت ہے

علامہ اقبال فرماتے ہیں

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا محو بھی حجاب

علامہ اقبالؒ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں نماز پڑھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر کر دل میں عشق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو ایسی نماز کا کوئی فائدہ نہیں ہے ایسے قیام اور نہ ہی ایسے سجدہ کا کوئی فائدہ ہے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو تو یہ سب بیکار ہے فرمایا کہ میں نے جب سے سنا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی خشک ہے تو میں نماز صرف اس لئے پڑھتا ہوں کہ شاید میرے کسی سجدہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو خشک پنپنے وہ نماز کو جنت کے لئے نہیں پڑھتے نہ ہی دوزخ کے ڈر سے پڑھتے ہیں۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہاتھ میں مشعل اور دوسرے میں پانی کا لونگا پکڑے جا رہی تھیں کسی نے پوچھا کہ مائی صاحبہ یہ دونوں متعاد چیزیں کیوں اور کہاں لے جا رہی ہیں فرمایا کہ مشعل سے میں جنت کو جلا دوں گی اور پانی سے دوزخ کو بجھا دوں گی تاکہ عبادت الہی میں نہ جنت کا لالچ رہے اور نہ ہی دوزخ کا ڈر ہو عبادت خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو ہم نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ اس سے جنت میں داخل ہل جائے گا دوزخ سے نجات مل جائے گی یہ بھی تجارت ہے پھر کہتے ہیں کہ فلاں کام کر دو ستر حوریں ملیں گی فلاں عمل کر دو اتنی حوریں ملیں گی فلاں نیکی کرنے سے سو حوریں ملیں گی یہ سب تجارت ہے ہماری غرض حوروں کا حصول ہے جنت کا حصول ہے دوزخ سے بچنے کی غرض

ہے یہ کوئی نماز نہیں ہے یہ غرض ہے یہ تجارت ہے ہمارا معیار یہ ہونا چاہئے کہ اگر نماز پڑھنی ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے پڑھنی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے نماز پڑھو کوئی بھی نیکی عمل کر دو تو اس میں رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بھی قریب ہے جو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تمام اعمال صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے کرتے تھے اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کا عقیدہ اور ایمان تھا اور یہی عقیدہ اور ایمان ہمارا بھی ہونا چاہئے میری عرض ہے کہ بیدم صاحب بڑے بلند مرتبہ شاعر ہیں لیکن ان کی اس نعت کے ہر مصرعہ میں غرض ہے نعت ایسی ہونا چاہئے کہ جس میں کوئی غرض نہ ہو صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہی ہو میری عرض ہے کہ نماز پڑھو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ج کر دو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہ درود پڑھو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکوع پڑھو شریف جاؤ تو صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جاؤ اللہ تعالیٰ یہ نقطہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

یہ نعت جو شروع میں پڑھی گئی ہے یہ غزل کی طرز پر ہے ہر شعر علیحدہ طور پر مکمل ہے اور اپنا معنی مقصد پورا کرتا ہے اس نعت کی طرز بنانے کے لئے ذرا تہیہ کی گئی ہے اور اس نعت کو یوں پڑھنا مناسب ہوگا۔

اے دل تو اس گلی میں پامال ناز ہو جا
قدموں میں رکھ کے سر کو پھر سرفراز ہو جا
اے دل تو پہلے آکر بن جا غلام ان کا
محبوب پھر بنے گا پہلے ایاز ہو جا
فطرت کوئی طریقہ خود ہی نکال لے گی

بندہ انہی کا بن کر بندہ نواز ہو جا
 تو پہلے دل کو صاف کر کے دل نواز ہو جا
 پھر دل نواز کر دے اور بے نیاز ہو جا
 کوچے میں ان کے آکر مٹ جا تو ایسے بیدم
 بن کر تو راز اس کا تفصیل راز ہو جا
 اللہ تعالیٰ اس کو قول فرمائے (آمین) وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ
 خطاب برہائش پروفیسر مختار احمد صاحب 13-07-06

حسرم کی دسویں تاریخ کو

- حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی بہاڑ پر ٹھہری۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے۔
- حضرت یونس علیہ السلام کو چھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔
- حضرت ایوب علیہ السلام مرض سے صحت مند ہوئے۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھکرا رہی۔
- حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا۔

کشف المحجوب

لَحْمُهُ وَنُصْلَتِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ
 وَاللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
 يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْبَيْتِ وَأَصْحَابِكَ
 يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہو گا
 آپ آنکھیں کے تو میرے گھر میں اجالا ہو گا

معزز حاضرین! ان دنوں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا جا رہا ہے۔ آپ نے
 ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کشف المحجوب رکھا ہے۔ اس کتاب کا پیغام کیا ہے۔
 اس میں ہمارے لئے کیا لکھا ہوا ہے۔ کشف المحجوب کے معنی کیا ہیں۔ اس کا مطلب
 ہے کہ جو چھپی ہوئی چیز ہے۔ جو کچھ پوشیدہ ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ محجوب حجاب سے ہے۔
 حجاب کے معنی پردہ اور محجوب کے معنی جو کچھ پردے میں ہے۔ جو کچھ چھپا ہوا ہے اور کشف
 کے معنی ظاہر ہو جانا۔ تو کشف المحجوب کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کر دینا۔
 کشف المحجوب میں ہم سے کیا چھپا ہوا ہے۔ جو چھپا ہوا ہے وہ میرا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ان کو کوڑھوڑ لو گے تو تمہاری آنکھیں بن جائیں گی۔
 جنہیں بصیرت عطا ہو جائے گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت یہاں بھی موجود ہیں
 لیکن ہمیں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث
 مبارکہ کے مطابق ہم اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں بیٹھے ہیں لیکن آپ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر نہیں آ رہے ہیں۔ نہ تو قدم مبارک نظر آ رہے ہیں اور نہ ہی روضہ اقدس نظر آ رہا ہے لیکن حدیث پاک بتا رہی ہے کہ ہم ان کے قدموں میں بیٹھے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی نظر بخواتا کہ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نظر آ جائیں اور روضہ رسول بھی نظر آ جائے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بھی نظر آ جائیں گے۔ اسی بات کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کشف الذجی بہ جماعہ الب۔ اگر اندھیرے دور کرنا چاہتے ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کرو۔ یہ ان کا پیغام ہے لوگ کہتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریف بہت کم کی ہے اس کے علاوہ باتیں کی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی بہت کم لیا ہے۔ یہ ان پر لوگوں کی طرف سے ایک اعتراض بنتا ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ جتنی حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کی ہے اتنی اور کسی نے نہیں کی ہے۔ انہوں نے ایک ہی بات کو دو جگہ پر اپنی کتاب کشف المحجوب میں بیان کیا ہے۔ وہ ہے معراج حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ اس کا عنوان ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہاں بڑا مسکون کن سما تھا۔ واصل باللہ۔ باقی باللہ والی کیفیت تھی۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ کیا مجھے اب یہ سب سے بڑا مقام حاصل ہو گیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ کیا مجھے سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ یا اللہ کیا مجھ کو مزیناں ملے ہیں۔ فرمایا کہ نہیں ابھی تمہیں اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوا ہے۔ اب دیکھیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ لامکان میں پہنچے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے لیکن فرمایا جا رہا ہے کہ یہ تیرے لئے

اعلیٰ مقام نہیں ہے۔ پوچھا کہ یا اللہ اس سے بھی اعلیٰ مقام ہے تو کہاں ہے۔ فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ہے۔ تم مدینہ منورہ چلے جاؤ۔ وہاں گلیوں کی خاک لے کر اپنی آنکھوں میں لگاؤ تو پھر تمہیں سب سے اعلیٰ مقام مل جائے گا۔ یوں حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ اگر آپ مدینہ منورہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لیتے ہیں تو تمہیں اعلیٰ مقام عطا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکا تو پھر تمہیں آنکھیں عطا ہی نہیں ہوں گی۔ یہ واقعہ کشف المحجوب میں نہیں ہے لیکن درج بالا تحریر کی تائید کیلئے عرض کرتا ہوں کہ ایک یہودی لڑکی آئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی نعلین مبارکہ جھاڑ کر ان کی خاک مبارکہ عطا فرمائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سوالی کو مایوس نہیں کیا کبھی کسی کا سوال رد نہیں فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک نعلین مبارکہ عطا فرمائی اور پوچھا کہ بیٹا اس خاک کا کیا کرو گی۔ کہنے لگی کہ میرا باپ اندھا ہے میں نے اس خاک مبارکہ کا سرمہ بنا کر اس کی آنکھوں میں ڈالتا ہے میرا یقین ہے اعتماد ہے کہ میرے باپ کی بینائی واپس آ جائے گی۔ وہ لڑکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین مبارکہ سے لگی ہوئی مٹی لے گئی اور اس کا سرمہ بنا کر اپنے باپ کی آنکھوں میں ڈالا تو اس کی آنکھیں تندرست ہو گئیں وہ بیٹا ہو گیا اسے نظر آنے لگا تو اس نے پوچھا کہ بیٹی تو نے یہ سرمہ کہاں سے لیا ہے۔ کہنے لگی کہ یہ سرمہ تمہیں ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین سے لگی ہوئی مٹی ہے۔ اس یہودی نے اپنے تمام اہل خاندان اور اپنے خاندان کو ساتھ لے کر مکہ شریف پہنچ لیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارکہ سے لگی ہوئی مٹی کی عظمت ہے۔ آپ تو یہ شعر پڑھتے ہیں تاکہ

میں تو ان کے پاؤں کی خاک ہوں

نہ کلیم ہوں نہ کلام ہوں

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے لگی ہوئی خاک کی قسم اٹھائی ہے
لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْكَلْبِ وَأَنْتَ حَلِيٌّ بِهَذَا الْكَلْبِ (البلاۃ) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ
اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے شہر مکہ کی قسم نہیں ہے
خواہ اس میں خانہ کعبہ ہے۔ خواہ اس میں مقام ابراہیم علیہ السلام ہے مگر اس وجہ سے مجھے قسم
نہیں ہے۔ خواہ اس میں حجر اسود ہے۔ خواہ اس میں سعی ہے۔ یہ شہانہ اللہ ہیں۔ پھر بھی مجھے
قسم نہیں ہے۔ یا اللہ کس وجہ سے آپ اس شہر کی قسم اٹھاتے ہیں۔ فرمایا کہ اس میں میرے
حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم گئے ہیں اس وجہ سے مجھے شہر مکہ کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے حضرت بائید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ جاؤ مدینہ منورہ چلے جاؤ۔ حضرت بائید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے
دواڑہائی سوسال بعد پیدا ہوئے ہیں اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے
مرید ہیں۔ ان کی حیات کے دور کے مرید نہیں ہیں بلکہ ان کے وصال کے بعد ان کی قبر کے
مرید ہوئے ہیں۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بائید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
کی قبر کے مرید ہوئے ہیں۔

۔ میں قربان انہما توں پا ہوئے قبر جہاں دی جیوے ہو

اولیاء زندہ ہیں۔ قبر میں ہو کر بھی مرید کرتے ہیں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس
دور میں بھی اعلان ہے کہ

۔ جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے

اتنی عظیم المرتبت ہستی حضرت بائید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا جا رہا ہے کہ مدینہ منورہ چلے
جاؤ اور وہاں کی خاک کا سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں لگاؤ تو تمہیں ایسی روشنی عطا ہو جائے
گی کہ تمہیں ہر چیز نظر آئے گی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نظر آ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بھی

نظر آ جائے گا چار مسلک ہیں ایک حنفی ہے ایک شافعی ہے۔ ایک مالکی ہے اور ایک حنبلی
ہے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باوجود مجھے تمام علم ہونے کے میں یہ
فیصلہ نہیں کر سکا کہ میں کون سا مسلک اختیار کروں۔ مالکی مسلک اپناؤں کہ حنبلی بنوں۔ ان
کے پیرو مشر نے حکم دیا کہ حضرت بائید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت بلال رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر جھاڑو یا کرو تیرا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ حضرت داتا صاحب
رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور حضرت بائید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جھاڑو دیتے
رہے تو کئی مسائل حل ہو گئے لیکن کون سا مسلک اختیار کروں یہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ آپ
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں کچھ عرصہ جھاڑو دیتے رہے۔
ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔
حضرت داتا صاحب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کو بوسہ دیا لوگ
کہتے ہیں کہ داتا صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف نہیں کرتے اور تعریف کیا ہوتی
ہے۔ خاک مدینہ کا سرمہ بنا کر لگا رہے ہیں تو کشف بھی ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت بھی ہو گئی اور دیدار رب بھی ہو گیا داتا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بغل میں ایک بچہ کو اٹھایا ہوا ہے۔ آپ کے دل میں
خیال پیدا ہوا کہ یہ کتنی بڑی ہستی ہے کہ جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا
ہوا ہے وہ از خود کھڑے نہیں ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے کھڑے
ہوئے ہیں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیران تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے علی بن عثمان یہ تیرا اور تیرے علاقے کے لوگوں کا امام حضرت امام ابوحنیفہ ہے۔ اس
طرح سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راہنمائی فرمائی کہ علی بن عثمان تم حنفی مسلک اختیار کر
لو۔ لہذا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ حنفی مسلک ہیں۔ یہ چیز کہاں سے ملی۔ حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارکہ کو بوسہ دیا تو عطا ہو گئی اور مسئلہ ہو گیا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں تین علم آئے ہیں جو بہت ضروری ہیں ان کا پڑھنا لکھنا لازمی ہے اگر یہ علم نہ رکھو گے تو تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ان میں سے ایک علم عرفان الہی ہے۔ اللہ کیسے ہے۔ اللہ کس طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کیا صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی شان کیا ہے۔ یہ علم ہر مسلمان کو آنا چاہئے دوسرا علم شریعت ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کس طرح کرتا ہے اس کا علم ہونا بھی ضروری ہے اگر صرف توحید پڑھ ڈے رہو اور اس کے آگے اعمال نماز روزہ، حج وغیرہ کس طرح سے ادا کرنے ہیں ان کا علم نہ ہو تو پھر کیا کر گے۔ نماز کس طرح سے اور کب پڑھنی ہے۔ روزہ کب رکھنا ہے کب بحرئ کھانی ہے کب افطاری کرنی ہے۔ زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے اس کی ادائیگی کس طرح سے کرنی ہے۔ زکوٰۃ کس پر واجب ہے اس کا مستحق کون ہے۔ قربانی کس طرح سے کرنی ہے اس کیلئے جانور کیسا ہونا ضروری ہے۔ حج کے ارکان کیا ہیں کس طرح سے ان کی ادائیگی کرنی ہے۔ ایک علم یہ ہے جس کا جانا ضروری ہے۔ ایک تیسرا علم ہے جس کو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ علم ہے ”فضیلت اولیاء اللہ“ ان تینوں علوم کا جانا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر علم شریعت کا علم نہ ہو تو علم عرفان الہی نصیب نہیں ہوتا جو بھی شریعت پر کار بند نہیں ہے اس کو عرفان الہی نہیں ہو سکتا۔ اگر علم شریعت رکھتا ہو اور اس پر عمل بھی کرتا ہو تو پھر عرفان الہی بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ شریعت پر عمل پیرا ہونا صرف اسی کا قبول ہے جس کو فضیلت اولیاء اللہ کا علم ہے اگر وہ شان اولیاء اللہ سے بے خبر ہے تو اس کا شریعت پر عمل ہونا قبول نہیں ہے۔ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ جس کی بیعت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ اگر چہ نماز ہی ہو، روزہ رکھتا ہو، حاجی ہو، قربانی کرنے والا ہو، طواف کرنے والا ہو، سستی کرنے والا ہو، صدقہ خیرات کرنے والا ہو، جہاد میں حصہ لینے والا ہو، فرمایا کہ اگر

تیرے پلے میں بیعت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب تک اولیاء اللہ کی شان تیرے دل میں جاگزین نہیں ہوتی تیری شریعت ہی صحیح نہیں ہے اگر اپنی شریعت درست کرنا چاہتے ہو تو اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگر تیری شریعت صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ بھی مل جائیں گے۔ ایک انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے اگر تجھے کوئی دلی اذہل جائے تو پھر تو اس کی بات سن کر اس پر عمل نہ کرے تو پھر بھی تیری موت جاہلیت کی موت ہے اور جاہلیت کی موت یوں ہی جھوٹا جس طرح سے ابوجہل مر گیا۔ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے اللہ تعالیٰ ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت لوگ کہتے ہیں کہ جنہوں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو آپ کے مشن کو سمجھا ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ کا بڑا مقام ہے ان کی چوکھٹ کو بوسہ دینے سے ہی جنت عطا ہو جاتی ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی از حد تعریف بیان کی ہے۔ دیکھئے کہ کشف الدجی و بحالہ میں سب سے پر شین، اعلیٰ ترین اہل انبیاء علیہم السلام ہیں ان کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان کے بعد تیسرے نمبر پر عزت والے جو لوگ ہیں وہ اولیاء اللہ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے اور عقیم بن گئے۔ جانتے ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا کلمہ کیا تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنا کلمہ تھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ یہ بات ذہن میں یاد رکھنے والی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کا کلمہ ان کے نبی کے نام سے تھا جس طرح سے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عِيسَى رَسُوْلُ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللَّهِ لَيْكُنْ اَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ کا اپنا کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ تھا۔ تمام انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء علیہم السلام ہیں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سردار الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ کسی نبی علیہ السلام کو نبوت تب ملتی ہے کہ جب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتا ہے۔ اگر کوئی نبی علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہ لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھے تو اس کی نبوت بھی ختم اس کے معجزے بھی ختم۔ اس کی کتاب اور شریعت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ دوسرے عظیم المرتبت افراد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں صحابی کس طرح سے بنتے ہیں۔ وہ دیدار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بنتے ہیں۔ آپ کی تئیں سالہا ظاہری حیات طیبہ میں جس نے ایمان کی حالت میں ایک لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کر لیا وہ صحابی بن گیا اور اس کی شان اتنی بلند ہو گئی کہ اس زمانہ کے یا کسی بھی زمانہ کے ستر ہزار غوث ہوں ان کی عظمت ایک طرف اور ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑی پر سوار ہو تو اس گھوڑی کے پاؤں سے اڑنے والی خاک کی عظمت ان ستر ہزار غوثوں کی عظمت سے زیادہ ہے۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں یہی تعلیم دے رہے ہیں کہ پڑھو کشف اللدجیٰ بجمالیہ تاکہ تمہیں بھی کوئی زیارت نصیب ہو جائے۔ تیرے پلے میں بھی کوئی چیز آ جائے۔ جس کو زیارت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمنا نہیں ہے بلکہ جس کو مدینہ شریف کی زیارت کی تمنا نہیں ہے وہ بے ایمان ہے اس میں ایمان نہیں ہے۔ اب تیری چیز یہ ہے کہ ولی کس طرح سے بنتے ہیں۔ کیا اس کا کوئی کورس ہے۔ کیا کوئی ادارہ ایسا ہے کہ جہاں تعلیم حاصل کر کے انسان ولی اللہ بن جائے۔ کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے۔ کوئی ایسا مدرسہ، کالج، یا یونیورسٹی نہیں ہے کہ جہاں ولی اللہ بنانے کا کورس پڑھایا جاتا ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب میں زیارت ہو جائے تو وہ خوش نصیب ولی اللہ بن جاتا ہے یہ کس کا عقیدہ ہے یہ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔

شوکت سبزواری و سلیم شیرے جلال سے نمود

نقر جنید و بازید تیرا جمال بے نقاب

بادشاہوں کا رعب اور بدیہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلال سے ہے۔ اور اولیاء اللہ کا تصرف ان کی ہستی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال سے ہے۔ یہ علم ہمیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے اللہ تعالیٰ کرے کہ کشف المحجوب میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ ہمیں نظر آ جائے۔ ہمیں ایسی نظر عطا ہو جائے کہ کشف المحجوب میں جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان چھپی ہوئی ہے وہ ہمیں نظر آ جائے تو یہ بھی بڑی خوش قسمتی ہے اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو جائے تو پھر تو کیا بات ہے۔ اس لئے ہمیشہ دعا مانگا کرو کہ دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیارت کی تمنا محبت کی نشانی ہے۔ آپ اپنے محبوب کو دیکھنا چاہتے ہو۔ اگر آپ کا کوئی محبوب ہے تو آپ کو ہر وقت اس کو دیکھنے کی ہی تمنا ہوتی ہے۔ اگر کوئی محبوب نہیں ہے تو اس کی طرف دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا ہے حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں کے دلوں میں ایک دگر بھر محبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہو جاتی تو میں جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اور دعا کہتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جاواں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محبت کی نشانیوں میں سے ایک اولین اور زبردست نشانی ہے۔ داتا صاحب کا یہ پیغام ہے کہ کشف اللدجیٰ بجمالیہ اپنے اندھیرے دور کرلو۔ اندھیرے کس طرح سے دور ہوتے ہیں اس کے لئے صرف ایک ہی دعا کافی ہے کہ کتے دیکھن توں پہلوں مر نہ جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشن پورا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ (07-3-9)

۴۰ دوسری نشست

۴۱

ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک لکھا ہوا تھا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصان را بجز کمال، کاملان را راجعاً

حضرات ایک تو وہ سامنے دیوار پر ایک اشتہار لگا ہوا ہے جس کا عنوان ہے ”شان اولیاء کافرس“ اور دوسری بات یہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس بھی ہو ہے۔ ان دونوں عنوانات کو باہم ملا کر عرض کرتے ہیں۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے کشف المحجوب۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ میں نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے داتا صاحب کا مطالعہ کر کے جس کو کوئی پیر نہ ملتا ہو وہ پیر درشد کی تلاش میں ہو تو وہ میری کتاب کا مطالعہ کرے اس کو راہنما مل جائے گی جس سے اسے پیر درشد کی تلاش کرنے میں آسانی پیدا جائے گی۔ قائد اعظم سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ بڑی کوشش کر رہے ہیں محنت کر رہے ہیں کہ ہمیں کشف ہو جائے وہ ہم پر ظاہر ہو جائے اور ہم سے چھپے ہوئے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ظاہر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بیان نہیں ہو سکتی۔

خاک بختاب از دم تو زنده گشت

مخ ما از مهر تو تابندہ گشت

مَا اِنْ مُدْخِثُ مُحَمَّدٍ بِمَقَالَتِي

وَلَكِنْ مُدْخِثُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

لیکن داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جتنا ان سے ہوسکا ہے آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔ جس طرح سے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معراج حضرت بائیزید بطنی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمائی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بائیزید بطنی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ مدینہ شریف چلے جاؤ۔ خاک طیبہ کو آنکھوں کا سرمہ بناؤ تو تمہیں اعلیٰ مقام نظر آنا شروع ہو جائیں گے۔ خاک مدینہ کی یہ عظمت ہے تو مدینہ والے کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہ حضرت داتا

داتا صاحب آپ کے قدم بختاب میں لگے تو یہ زمین مسلمان ہو گئی ہماری ایمان کی محسوس تیرے نور سے طلوع ہوتی ہیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے میں روح پھونکی گئی آپ نے آنکھ کھولی تو عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر چلے کٹی فرمائی تو انہیں آسمان پر ایک شعر لکھا ہوا نظر آیا۔ یہ شعر جو ان سے منسوب ہے وہ آپ نے خود نہیں لکھا بلکہ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ آسمان کے

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یورپ گئے تو وہاں کی بے حجابی اور رعنائیوں سے بچ کر آ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اس نہایت غلیظ اور گندے معاشرے سے کس طرح بچ آ گئے ہیں۔ فرمایا کہ

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانش افرح

سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مجھے وہ معاشرہ اپنی لپیٹ میں نہ لے سکا۔ مجھے وہاں کی عورت کی چمک دک متاثر نہیں کر سکی۔ مجھے اس معاشرہ میں کوئی کشش نظر نہیں آئی صرف اس لئے کہ میری آنکھ میں خاک مدینہ اور خاک نجف شریف کا سرمہ ہے۔ نجف اشرف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ہے۔ انہوں نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ عطا کرتے ہیں ان کے وسیلہ جملہ سے ان کے غلام بھی وہی کچھ عطا کر سکتے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نجف اشرف کا نام کیوں لیا ہے اس کا تعلق حضرت علی حیدر کرار شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ فرمایا کہ اگر نجف اشرف کی خاک مل جائے تو پھر بھی تو بچ جائے گا اور اگر مدینہ شریف کی خاک مل جائے تو پھر بھی بچ جائے گا۔ اور اگر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے خاک بھی مل گئی تو پھر بھی تو بچ جائے گا۔ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے کہ تیری معراج لامکان میں نہیں ہے بلکہ تیری معراج نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں ہے۔

قرب خلاق میں ہے معراج رسول عربی

میری معراج بس تیرے طہلین میں ہے

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک عام آدمی ہی تھا۔ اچانک میری طبیعت میں تبدیلی آئی اور تنگی کی طرف رجحان پیدا ہو گیا اور دل میں ایک بزرگ کا

خیال پیدا ہوا کہ ان کی زیارت کے لئے جانا چاہئے۔ کافی دن گزر گئے کہ نہ جا سکے پھر جو وہاں پہنچے تو بزرگوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تو علی بن عثمان ہے میں اتنے دنوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حساب لگایا تو وہ وہی دن بنتا تھا کہ جب میرے دل میں ان بزرگوں کی زیارت کرنے کا خیال پیدا ہوا تھا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ بھی ہیں وہ ان بزرگوں کی نظر عنایت سے ہیں اسے کشف کہتے ہیں۔ جس طرح عرض کیا ہے کہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حجاز و دیاتو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو گئی۔ حجاب ہٹ گیا۔ پردے کھل گئے۔ یعنی کشف ہو گیا۔ اگر تجھے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہو جائے تو تیرا بھی کشف کھل جائے گا۔ اگر تو کہے کہ میں نے آسمان دیکھ لیا ہے۔ میں نے کائنات دیکھ لی ہے میں نے زمین میں ہر جگہ دیکھ لیا ہے تو یہ کشف نہیں ہے بلکہ ایک مصیبت ہے۔ یہ چیز تو شیطان کو بھی حاصل ہے۔ کشف یہ ہے کہ کیا تمہیں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر آتے ہیں۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتے ہیں تو پھر سب کچھ نظر آتا ہے اور یہی کشف المحجوب کا پیغام ہے۔ کشف المحجوب کو پڑھو اس کا مطالعہ کرو اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرو تا کہ تمہارا کشف کھل جائے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ 963ء میں عرس منایا جا رہا ہے۔ 963ء سال پہلے جو آپ کے احاطہ میں مسجد تعمیر ہوئی تھی وہ شہید ہو چکی۔ اس کے بعد تعمیر ہوئی پھر شہید ہوئی اس طرح سے 963ء سال میں یہ موجودہ مسجد پتہ نہیں کہ ستر حویں یا انھارہویں مسجد ہوگی۔ پہلی مسجد تعمیر ہوئی تو لوگوں نے اور علماء نے یہ شور مچا دیا کہ مسجد کارخ درست نہیں ہے یہ قبلہ رخ نہیں ہے اور نماز میں جب تک قبلہ رخ نہ ہوں نماز نہیں ہوتی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراض کرنے والوں کو بلایا اور فرمایا کہ آج مغرب کی نماز میرے ساتھ پڑھو پھر مسجد کے

قبل رخ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بات کریں گے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز شروع ہوئی تو مقتدیوں نے دیکھا کہ سامنے بیت اللہ شریف نظر آ رہا ہے اور مسجد اور مقتدیوں کا رخ بالکل صحیح سمت میں بیت اللہ شریف کی طرف ہے۔ یہ کشف ہے کیا آپ بھی خانہ کعبہ میں سے دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر کس دلی کا دامن پکڑ لو تمہیں بھی یہیں سے ہی خانہ کعبہ نظر آ جائے گا۔ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہے۔ داتا صاحب نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ ہیں جو معاشرہ کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ایک ہیں حکام یعنی یہ ڈی ای، گورنر، صدر وغیرہ وزیراعظم وزیراعلیٰ وغیرہ دوسری قسم کے لوگ علماء کرام ہیں۔ جن میں امام مسجد اور خطیب ہیں۔ درس نظامی بھی پڑھاتے ہیں۔ حفظ کراتے ہیں۔ قرأت سکھاتے ہیں اور تیسرا طبقہ ہے اولیاء اللہ کا۔ فرمایا کہ اگر حکام خراب ہوں۔ اپنے فرائض کو نہ سمجھتے ہوں۔ عدل پر قائم نہ رہیں رشوت اور سفارش عام ہو جائے تو پھر قحط پڑ جاتا ہے۔ افراتفری ہو جاتی ہے۔ بدامنی پیدا ہو جاتی ہے۔ امن تباہ ہو جاتا ہے۔ لوٹ کھسوٹ شروع ہو جاتی ہے Law and order تباہ ہو جاتا ہے۔ چاروں دروازوں کی دھاری کا تقدس ختم ہو جاتا ہے۔ اگر علماء میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو علم شریعت اٹھ جاتا ہے۔ حاکم کب خراب ہوتا ہے کہ جب یہ علماء کے پاس ادب سے بیٹھ کر ان کی بات نہیں سنتا۔ ان سے راہنمائی نہیں لیتا۔ اور عالم اس وقت خراب ہوتا ہے کہ جب وہ شریعت کے علم کو اپنے فائدے کے لیے پچپنا شروع کر دیتا ہے۔ مولوی صاحب آئیں تو تقریر فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں تو مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ لائے مجھے چار ہزار روپے دیں میں ابھی ثابت کرتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ تقریر ہو جاتی ہے دوسرے لوگ آتے ہیں کہ جی مولوی صاحب آپ بڑے صاحب علم ہیں لیکن ہمیں تو یہ ثابت کرنا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہے۔ مولوی صاحب فوراً تیار ہو جاتے ہیں کہ لائے آٹھ ہزار روپے دیں میں

ابھی ثابت کر دیتا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ بشر ہیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ جب عالم یہ کرتا شروع کر دیں تو علم شریعت اٹھ جاتا ہے۔ آپ ہاتھ دے رہے ہیں کہ کوئی عالم تقریر کے لئے معاوضہ لئے بغیر نہیں آتا کوئی حافظہ معاوضہ لئے لے کر شروع کی جماعت نہیں کرتا۔ فرمایا کہ ولایت میں خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے کہ جب کوئی دلی اپنی کرامتوں کا اظہار کرتا ہے اور ان کے اظہار پر اترتا ہے اور بڑے تکبر سے اپنی کرامات کا چرچا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کو ان کے حصص کردہ راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے علماء کو علم شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے اور علم شریعت کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ معاشرہ سے غیر شرعی باتوں کو ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حکام کو بھی اپنے صحیح فرائض و یا انتداری سے سراجام دینے کی توفیق عطا فرمائے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لائے تھے تو یہاں ایک رائے راجو نائب گورنر تھا۔ وہ زبردست جادوگر تھا۔ دریائے راوی کے کنارے گجرات آباد تھے جن کے پاس بہت تعداد میں کاسی بھینس تھیں۔ رائے راجو ہر گھر سے ایک بھینس کا دودھ لیا کرتا تھا۔ اگر کوئی دودھ نہیں دیتا تھا تو وہ جادو کے اثر سے بھینس کے دودھ میں دودھ کی بجائے خون پیدا کر دیتا تھا۔ ایک گورت دودھ لے کر جارہی تھی۔ داتا صاحب تشریف تھے انہوں نے کہا کہ مائی تو یہ دودھ مفت میں دینے جارہی ہے مجھے دے دو میں یہ قیتا لے لیتا ہوں۔ اس گورت نے انکار کیا کہ اگر یہ دودھ رائے راجو کو نہ دیا تو میری بھینس بیمار ہو جائے گی اور وہ دودھ کی بجائے خون دینا شروع کر دیں گی۔ فرمایا کہ بی بی منہ مانگے دام لے لو۔ دودھ دے دو۔ تمہاری بھینس کو کچھ نہیں ہوگا۔ اب نگاہ دلی کا کام دیکھو۔

نگاہ دلی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت صاحب نے صرف منہ مانگے پیسے ہی نہیں دیئے بلکہ نگاہ بھی ڈالی ہے۔ کشف اس طرح سے کھلتے ہیں۔ بی بی نے حضرت داتا صاحب کو دودھ دے دیا۔ وہ عورت مکی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کی بھنبیوں نے پہلے سے بھی زیادہ دودھ دینا شروع کر دیا ہے۔ دوسرے گوالوں کو پتہ چلا تو انہوں نے عورت سے پوچھا کہ تم نے کون سا نیک استعمال کیا ہے کہ جانوروں کا دودھ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اس نے بتا دیا کہ میں نے فلاں باباجی کو دودھ دیا ہے تو یہ حال ہو گیا ہے۔ تمام گوالوں نے ہوتے ہوتے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دودھ دینا شروع کر دیا اور رائے راجو کو دودھ جانا بند ہو گیا۔ وہی جو گوالے تھے ان کی نسل در نسل سالانہ عرس حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر دودھ کی سیلیلیں لگاتے آ رہے ہیں۔ رائے راجو کو پتہ چلا کہ دودھ اب حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہنچ رہا ہے اس نے سوچا کہ میں اس باباجی کو یہاں سے بھگا دوں تاکہ میرا کاروبار پھر سے جاری ہو جائے مجھے دودھ ملنا شروع ہو جائے۔ وہ حاضر ہوا اور بہت بحث مباحثہ کرنے لگا۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں دودھ مفت نہیں لیتا۔ میں تو قیمت ادا کر کے دودھ لیتا ہوں اس لئے تیرا میرا کیا جھگڑا ہے۔ گوالے تمہیں دودھ دیتے ہیں کہ نہیں دیتے ہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ راجو نے کہا کہ نہیں تمہیں یہاں سے جانا پڑے گا ورنہ میں تمہیں جلا کر رکھ کر دوں گا۔ اور اس نے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ اپنا چادو جگانے کے لئے اور عرب ڈالنے کیلئے یہ حربا استعمال کیا۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوتی کو حکم دیا کہ جاؤ اس کو نیچے اتار کر لاؤ۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی ہوا میں اڑی اور راجو کے سر پر پڑے لگی۔ یہ کشف ہے کہ نہیں۔ اس چڑے کی جوتی کو ولی اللہ سے نسبت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو پرواز عطا فرمادی۔ یہ پرواز آپ میں بھی آ سکتی ہے۔ آپ بھی کسی کے غلام بن کر رہو گے تو پورا داکر سکو گے۔

معا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

لو کسی کی جوتی بن تو کسی۔ کسی کی چوکت ہے یوسر دے تو کسی۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی مکی راجو کے سر پر پڑنے لگی اور اس کو نیچے آنے پر مجبور کر دیا۔ راجو نیچے آیا اور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا مسلمان ہو گیا اور غیر ہندی کے نام سے مشہور ہوا اس کی قبر اب بھی داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں ہے۔ اور آج تک جو عکد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی صفائی کرتا ہے۔ سر پر بنزونی پہنے ہوئے ہوتے ہیں وہ راجو کی اولاد میں سے چلے آ رہے ہیں ولی اللہ کی جوتی نے غیر مسلم چادو کو لکھ نصیب کر دیا۔ اگر جوتی کو بھی ولی اللہ سے نسبت ہو جاتی ہے تو وہ بھی بڑے کام کی چیز بن جاتی ہے۔ ولی میں جو طاقت ہوتی ہے وہ نیا مکی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا سے ہوتی ہے۔ نیا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طاقت حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملی اور ان سے یہ طاقت ان کی نسبت سے ان کی جوتی میں آئی جو غیر مسلم چادو کو ایمان نصیب کر کے مسلمان کر رہی ہے۔ یہ کشف المحجوب ہے۔ یہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آئین اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ الْيٰقِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لّٰہُمُ الزَّحْمٰنُ وَاٰ) (مریمہ 94)

”بے شک وہ جو ایمان لانے اور اچھے کام کئے بغیر یقین ان کے لئے رحمت محبت کر دے گا“

انہیں اپنا محبوب بنالے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ خود اولیاء اللہ کے گیت گاتے ہیں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شروع ہے لوگ جوق در جوق جا رہے ہیں۔ ہوں۔ ریل گاڑیوں میں بے پناہ رش ہے۔ سائیکلوں پر قافلے رواں دواں ہیں۔ پچاس پچاس ساتھ ساتھ افراد پر مشتمل سائیکل سواروں کے دستے جا رہے ہیں۔ خاص رنگ اور خاص قسم کے کپڑے پہنے ہوئے جھنڈیاں سائیکلوں پر لہرا رہی ہیں۔

کا صادر کرنے والا نظر نہیں آتا۔ لیکن احکام کے اجراء و نفاذ اور ادا امر کی اشاعت کے لئے انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کے قائم مقام مقرر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَشَاءُ عَلَيْهِمْ مَا يُكَلِّمُونَ (الانعام 9) ”اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مردی بناتے اور ان پر وہی شہر کرتے جس میں اب پڑے ہیں۔“ (نوائے وقت 07-04-26) اللہ کو تو تم نہیں دیکھ سکتے مگر جس کو تم دیکھ سکتے ہو اس سے لے لو۔ چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کو تو نہیں دیکھ سکتے لیکن اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو دیکھ سکتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر نظر نہیں آتا اس لئے کوئی متغیر جو نظر نہیں آتا وہ اللہ تعالیٰ کا قائم مقام ہے۔ کیا آپ سب کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نظر آ رہے ہیں حالانکہ وہ محفل میں تشریف فرما ہیں لیکن سب کو نظر نہیں آتے۔ اگر خدا نظر نہیں آتا۔ اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتے تو تمہارا پیار تو تمہیں نظر آ رہا ہے۔ تا اس سے ہی لے لیں۔ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتے ہوں وہ ان سے لے لیں اسی محفل میں ایک بندہ بیٹھا ہوا ہے اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی یعنی اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فلاں چیز عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ چاہتے ہو تو اپنے پیر صاحب سے لے لو یہ تمہاری طلب جو ہے یہ میں نے تمہارے پیر صاحب کو دے دی ہے۔ آپ ان سے لے لو۔ میری یہ عرض ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے کس سے مانگنا ہے۔ اگر کوئی گداگر جنگل میں جا کر صدا کرے کہ تیرے بیٹے زندہ سلامت رہیں۔ تیرے باغ باغیچے سرسبز ہیں تمہارے گھر میں خیر ہو تو اس کی صدا کون سنے گا اور کون اسے دے گا۔ اگر کسی بچی کے گھر کے دو دروازے پر کھڑا ہو کر بھی صدا کرے گا تو پھر تو کچھ آنا داخل جائے گا۔ کچھ بیسٹل جائے گا۔ کوئی خیرات مل جائے

گی۔ جنگل بیابان میں جتنی چاہے صدادار بتا رہے گا کیا اسے کچھ ملنے کی امید ہے۔ نہیں ہے تو پھر کچھ لو کہ تمہیں جو کچھ بھی ملتا ہے وہ تمہارے پیر صاحب سے ہی ملتا ہے پیر صاحب جو ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ ان کا خلیفہ ہے۔ ان کا غلام ہے۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہے۔ صدر پاکستان جب تک کرسی پر ہے وہ تمہیں جو چاہے دے سکتا ہے تمہیں قرضہ بھی دے سکتا ہے۔ تمہارا قرضہ معاف بھی کر سکتا ہے لیکن جب وہ صدر نہیں رہے گا۔ صدارت سے ہٹ جائے گا تو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے تمام اختیارات ختم ہو جاتے ہیں اب آپ صدر ایوب سے کچھ مانگیں کیا وہ تمہیں کچھ دے سکتا ہے۔ نہیں دے سکتا۔ اب وہ تمہارے پاس سے ہی نہیں تمہارے پاس کون ہے وہ تمہارا پیر صاحب ہے لہذا مانگ لو جو بھی تم چاہتے ہو تمہارا پیر تمہیں دے سکتا ہے۔ پروفیسر صاحب نے میں نے ساری تنبیہ بنائی ہے صرف اس لئے کہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر صاحب سے مانگا ہے۔ اور ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ اب دیکھیں خواجہ صاحب نے اپنے پیر صاحب سے کیا کچھ مانگا ہے۔ وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ سب کچھ اپنے پیر صاحب سے مانگا ہے۔ آپ یہ کہیں گے کہ انہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا چاہئے تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُ مُعْطٰی وَاَنَا قَاصِمٌ اللہ تعالیٰ مجھے ہی عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ لیکن یاد رکھیں کہ وہ بوڑھی عورت حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی تھی کہ یا پیر دیکھ میرا بیٹا دلہا اور اس کی دلہن اور اس کے ساتھی برائی سب ڈوب گئے ہیں۔ غرق آب ہو گئے ہیں۔ بارہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مجھے میرا بیٹا اس کی دلہن اور برائی عطا کرو۔ اب بتاؤ کیا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال قبل ڈوبا ہوا بیڑہ تیرا یا ہے کہ نہیں تیرا یا ہے، دریا اپنی گزرگاہ تبدیل کر چکا تھا۔ پرانی

گزر گاہ پر گھاس بھائیاں اگ آئی تھیں۔ بارانی مر گئے ان کو میٹھک چھیلیاں آبی جانور کھا گئے۔ کشتی کو مٹی کھا گئی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے دیا واپس آ جاؤ۔ اپنی پرانی گزر گاہ پر چلنا شروع کر دو۔ بیڑی کو حکم دیا کہ باہر آ جاؤ۔ کشتی کے سواروں کو حکم دیا کہ جہاں بھی ہو واپس آ کر کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ بارانی بھی واپس آ گئے دو لہا اور دہن بھی آ گئی۔ اس لئے کہ اس وقت حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری حیات میں تھے۔ نظر آتے تھے۔ بوڑھی عورت نے ان کو دیکھا اور ان سے عرض کیا اور اسے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا ہندوستان کسی کی قیص سے فتح ہوا۔ کیا اللہ تعالیٰ کی قیص سے فتح ہوا ہے۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قیص مبارک سے فتح ہوا ہے۔ حضرت ابوالحسن فرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیص سے سومات فتح ہوا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

میڈا عشق دی توں میڈا یار دی توں میڈا دین دی توں ایمان دی توں میڈا جسم دی توں میڈی روح دی توں میڈا قلب دی توں جند جان دی توں میڈا کعبہ، قبلہ، مسجد، منبر، مصحف تے قرآن دی توں میڈا عشق دی توں میڈا یار دی توں میڈا دین دی توں ایمان دی توں میڈے فرض فریضے حج زکوٰۃں صوم صلوات اذان دی توں میڈی زہد عبادت، طاعت، تقویٰ علم دی توں عرفان دی توں میڈا ذکر دی توں میڈا فکر دی توں میڈا ذوق دی توں وجدان دی توں میڈا سانول مٹھرا شام سلوواں من موہن جانان دی توں میڈا مرشد، ہادی، پیر طریقت، شیخ حقائق دان دی توں میڈا آس امید تے کھنیا دنیا نکھیا مان تران دی توں

میڈا اہم دی توں میڈا اہم دی توں میڈا شرم دی توں میڈا شان دی توں میڈا دکھ سکھ روون، سکھن دی توں میڈا درد دی توں درمان دی توں میڈے خوشیاں دا اسباب دی توں میڈے سنون دا سامان دی توں میڈا حسن تے بھاک سہاک دی توں میڈا بخت تے نام نشان دی توں میڈا اکلن بھالن، چاہن، جوچن، گھمن، جان سنجان دی توں میڈے ٹھڈے ساہ تے مونجھ مونجھاری بھجوں دے طوفان دی توں میڈے تلک کورے، سیندھال، ناز ہنورے تران دی توں میڈی مہندی کھل، مساک دی توں میڈی سرخی بیڑا پان دی توں میڈی دشت جوش جنون دی توں میڈا گریہ یا آہ فغان دی توں میڈا اول آخر، اندر، باہر ظاہر تے پنہاں دی توں میڈا بادل برکھا کھین، گاجاں، بارش تے باران دی توں میڈا ملک بلیر تے مارو تھلواں، روپی چولستان دی توں میڈے یار فرید قبول کرے سرکار دی توں سلطان دی توں تے کہتر، کتر، احقر، ادنیٰ، لاشے، لامکان دی توں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ مٹھن کوٹ والے فرماتے ہیں۔

”میڈا عشق دی توں میڈا یار دی توں“ اس کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ اپنی محبت عطا فرمائی ہے اور اس محبت کو نبھانے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ اگر آپ کو محبت دے دی جائے لیکن آپ کو اسے نبھانے کا طریقہ ہی نہ آتا ہو پھر آپ کیا کریں گے۔ پھر لڑا میرا دین، میرا ایمان، میرا جسم اور میری روح بھی آپ ہیں، میرا دل میری جان بھی آپ ہیں اگر آپ بھی اپنے پیر صاحب کو اسی طرح سے سب کچھ اپنا سمجھو گے تو وہ آپ

کیلئے واقعا سب کچھ بن جائیں گے۔ اگر کسی اور در سے کچھ مانگو گے تو تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ مجھے میرے اپنے پیر صاحب سے ملنا ہے اور آپ کو اپنے پیر و مرشد سے ملنا ہے۔ جو شخص میری بیعت کرے اور میں اسے ذکر اللہ ہو گا ورد کرنے کا حکم دوں اور وہ ذکر اللہ ہو کرے تو اس کا ذکر قبول ہے اور جو میرا پیر نہیں ہے وہ اجازت کے بغیر ہی ذکر اللہ ہو شروع کرے تو وہ اپنی ہوش و حواس کو بیٹھے گا اس کو اپنا جسم پچانا مشکل ہو جائے وہ دیواروں سے سر ٹکراتا پھرے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اللہ ہو بھی جب ہی قبول ہوتا ہے کہ جب کسی کو اس کے پیر صاحب اجازت دیتے ہیں۔ اجازت کے بغیر ذکر قبول نہیں ہوتا بلکہ وبال جان بن جاتا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں کسی کتاب سے پڑھ کر کوئی وظیفہ لکھ لوں گا تو یہ تمہاری بھول ہے۔ چند دنوں کا واقعہ ہے یہاں قریب ہی (گرین و کالونی) تین عورتیں رہتی تھیں۔ وہ کوئی وظیفہ کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے وہ وظیفہ کرنے کیلئے کسی سے اجازت نہیں لی تھی۔ کسی کتاب سے انہوں نے ایک وظیفہ پڑھا اور اسے کرتا شروع کر دیا اس وظیفہ کے جو اثرات تھے وہ انہیں سنبھال نہ سکیں۔ اور فوت ہو گئیں۔ اگر وہ پیر صاحب کی اجازت سے وظیفہ پڑھتیں تو ان کی پشت پر پیر صاحب کا ہاتھ ہوتا۔ ان کا تصرف ہوتا تو وہ اس وظیفہ کی حاصلات کو برداشت کر لیتیں۔ اور وہ اس وظیفہ کی عالمہ بن جاتیں۔ اور اس کی حاصلات کو ضرورت کے پیش نظر استعمال بھی کر لیتیں۔ پھر خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا کعب، قبلہ، مسجد، منبر، محف اور قرآن بھی آپ ہی ہیں۔ کوئی یہ اعتراض کرے کہ قرآن مجید تو سب کیلئے ایک ہی ہے اور آپ اس کو اپنے پیر صاحب کی مانند بنا رہے ہیں۔ اسے اپنے پیر صاحب کے ساتھ نسبت دے رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ قرآن ایک ہے۔ ہاں قرآن بلا شک ایک ہے لیکن بد مذہب کا قرآن اور ہے۔ انہیں اس قرآن میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا نظر نہیں آ رہا ہے۔ اگر قرآن ایک ہے تو

میرا ان کو اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا کیوں نظر نہیں آ رہا ہے۔ قرآن مجید میں سے وِیْسِرَاجًا مُّیْتِرًا (الاحزاب ۴۶) ”اور چمکادینے والا آفتاب“ اس وقت نظر آنے کا جب تمہارا پیر تمہیں قرآن پڑھائے گا۔ بد مذہب کا چونکہ کوئی پیر نہیں ہے اس لئے ان کو قرآن مجید میں سے کچھ ملتا نہیں ہے۔ وہ جب بھی قرآن مجید پڑھیں گے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نظر نہیں آئے گی بلکہ انہیں وہ چیز ملے گی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کی الٹ چیز بیان ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف ملے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق والے چیز انہیں نظر نہیں آئے گی۔ انہیں وہ چیز نظر آئے گی جو شیطان کو نظر آتی ہے۔ کیا شیطان اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہیں پڑھتا۔ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ ۱) ”سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا“ تمام تعریفیں تو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں تم اس کے علاوہ کس میں خوبیاں تلاش کرتے پھرتے ہو۔ یہ نہیں سمجھتے کہ بے شک تمام خوبیاں تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں کہ اِنَّا اَعْطٰیْنٰکَ الْکُتُبَ (الکوثر ۲) ”اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ یہ انہیں نظر کیوں نہیں آتا۔ اس لئے کہ ان کو پڑھانے والا کوئی پیر نہیں ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن و مصحف بھی پیر ہی ہے۔ اگر تیرا کوئی پیر نہیں ہے تو پھر تمہیں کوئی علیحدہ قسم کا ہی قرآن مجید مل جاتا ہے جس کی نہ کوئی ابتدا ہوگی اور نہ کوئی انتہا۔ نہ کوئی معنی نہ کوئی مطلب۔ پروفیسر صاحب آپ بتائیں کہ قرآن مجید ایسے لوگوں کیلئے کیا فرماتا ہے۔ جی قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے یُحْضِلْ بِہُ کُفْیًا وَیُفْهِدْ بِہُ کُفْیًا (البقرہ ۲۶) ”اور اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے“ اس قرآن مجید کو پڑھ کر کئی تو ہدایت پا جاتے ہیں اور کئی ایسے ہوتے ہیں جو کچھ ہدایت بن جاتے ہیں۔ یا اللہ یہ کس سے ہوتا

ہے۔ جو بصر و شہد سے پڑھتے ہیں وہ ہدایت یافتہ ہو جاتے ہیں۔ سچے اور سچے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ عزا اذان نہیں دیتے میں نے سحر کا وقت ہی نہیں کرنا ہے فرمایا کہ مسجد منبر، ہیں۔ جو بصر صاحب سے نہیں پڑھتے ان کو قرآن مجید کوئی روشنی عطا نہیں فرماتا۔ ان کے حج، زکوٰۃ، صوم، صلوة، کعبہ، قبلہ سب اس کیلئے ہی ہیں جس کا کوئی بصر ہے جس کا میں گمراہی آتی ہے۔ ان کو ہدایت نہیں ملتی وہ بے ہدایت ہو جاتے ہیں۔ جہنمی ہو جاتے ہیں اور نہیں ہے اس کا کچھ بھی نہیں ہے۔ جب تک تم بیعت نہیں کرتے تمہارے موت قرآن مجید اس قاری پر لعنت کرتا ہے جو اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ادا ہی ہوگی جس طرح کہ جاہلیت کی موت ہے کوئی کہے کہ میں نمازی ہوں۔ بے شک شان نہیں ڈھونڈ سکتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ میں تو سر اس نعمت مصطفیٰ ہوں اور تجھے ادا ہو جائے۔ کوئی کہے کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہیں آتی تو پھر تو قرآن مجید پڑھ ہی نہیں رہا ہے۔ ہاں ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا خواہ جتنے مرضی حج عمرے ادا کر لو۔ کوئی کہے کہ میں نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے تمام فرض اعمال، حج، زکوٰۃ، نماز، اذانی دی ہے۔ بے شک دی ہے۔ جتنی جاہیں قربانیاں دے دو۔ لیکن تیری موت سب کچھ آپ ہی ہیں۔ کوئی کہے کہ اذان تو صرف ایک ہے تو آپ کے بصر صاحب کونایت کی موت ہے اگر تو نے کسی کی بیعت نہیں کی ہے۔ یہ اسی کی طرف ہی اشارہ اذان یا اذان کے شل ہیں۔ اذان سے متعلق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگرچہ پرواز ہے دونوں کی ایک ہی فضا میں
شاہین کا جہاں اور، کرگس کا جہاں اور
الفاظ و معنی میں تفاوت نہیں لیکن
ملاں کی اذان اور، مجاہد کی اذان اور

اذان کے الفاظ اور ان کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہی الفاظ اور وہی اس کا مطلب ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر تیری بھی دعا بھی ہو جائے گی۔ اگر بصر صاحب لیکن ملاں کی اذان ملاں کی پکار اور ہے اور مجاہد کی پکار مجاہد کی اذان اور ہے۔ ملاں کی دعا کوئی اور ہے تو تیری دعا بھی ان کی دعا کے مطابق ہو جائے گی۔ اگر تو نے سچے اذان کچھ اور معنی دے رہی ہے لیکن مجاہد کی اذان کے معنی اس کے بلاوے کا مقصد کچھ اول سے بیعت کی ہے اور اپنے بصر کو کامل سمجھ کر بیعت کی ہے تو تیری دعا وہی ہوگی جو ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کون سی اذان تھی۔ اگر وہ اذان نہیں دیتے پھر کی دعا ہے۔ ورنہ تمہاری دعا اور ہوگی اور پھر بصر صاحب کی دعا اور ہوگی پھر تھے تو صبح ہی نہیں ہوتی تھی۔ جب ان کی جگہ کسی دوسرے کو اذان دینے پر مقرر فرمایا گیا تو بلال میڈا ذکر دی توں۔ میڈا اٹھ دی توں۔ میڈا اذوق دی توں وجدان دی توں۔ مجھے وہ اذان دینے کے انتظار میں بیٹھے رہے اور صبح طلوع ہی نہ ہوئی۔ وقت اذان ہی نہ ہوا۔ ہدایت میں جو سرور آتا ہے یہ میرے بصر صاحب کی عطا سے ہی ہے۔ ورنہ میرا عبادت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب حضرت بلال میں دل نہ لگا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

شوق حیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا بخود بھی حجاب میرا قیام بھی حجاب

پھر فرماتے ہیں میڈا سائلو ٹھہرا۔ شام سلو ماں موہن تے جانان دی توں۔ سائلو کے معنی دوست محبوب۔ سائلو ٹھہرا میرا پیرا دوست۔ جب تو پیر صاحب کو یہ سمجھو گے تو پچھ لیتا کہ ہاں اب حیرا ہے۔ مرید آتے ہیں تو کوئی کہتا ہے کہ مجھے اپنی ٹوپی دے دیں۔ کوئی قمیض مانگتا ہے۔ کوئی سوٹ مانگتا ہے کوئی کہتا ہے کہ اپنی جوتی مجھے دے دیں۔ بتائیے کہ ان میں سے کون سی طلب زیادہ عظمت والی ہے۔ جوتی تو پرانی ہے۔ ٹوپی نئی ہے اور صاف ستھری ہے۔ سر پر پہننے کے لئے ہے اس لئے زیادہ عظمت والی ہے۔ لیکن جو کوئی جوتی کی طلب کرتا ہے اس نے ادب زیادہ کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی اسے یہ زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ ایک مرید جوتی لے گیا۔ ایک میاں بیوی میں اختلافات ہو گئے۔ لڑائی جھگڑا حتیٰ کہ طلاق تک نہوت آگئی کچھ احباب عورت کے طرف دار اور کچھ مرد کے حامی اس مرید کے پاس آئے جس کے پاس اس کے بھری جوتی تھی۔ آپس میں بڑی تلخ کلامی ترش روئی اور لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ لڑکی والے طلاق لینے پر بعد ہو گئے۔ لڑکے والے اپنا حساب کتاب مانگ رہے تھے۔ وہ مرید بولا کہ دو منٹ ذرا صبر تحمل سے رہیں میں ابھی حاضر ہوں۔ باتیں میں نے آپ کی بہت سن لی ہیں۔ میں ذرا اندر سے ہو کر آتا ہوں پھر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ مرید اندر گیا۔ اپنے پیر صاحب کی جوتی نکالی اپنے سر پر رکھی اور دعا کی کہ یا اللہ ان جوتیوں کا صدقہ صلح ہی کرادے۔ وہ واپس گیا اور کہا کہ میں نے دونوں پارٹیوں کی باتیں اور اعتراضات سن لئے ہیں اب آپ مختصر طور سے بتاؤ کہ آپ سب کو چاہئے ہو۔ وہ سب ہی بولے کہ کافی لڑائی جھگڑا کر لیا ہے آپ ہماری صلح ہی کرادیں۔ اب یہ لڑکی اور کہاں جائے گی۔ بچوں کا کیا ہوگا۔ کس کے پاس رہیں گے۔ خاندان کو کس طرف سے سنبھالے گا۔ ماں کی طرح تو بچے کوئی نہیں سنبھال سکتا۔ اب انہیں لڑکی کا مستقبل اور

بچوں کی پرورش خاندان کی ذمہ داریاں بھی نظر آنے لگ گئیں۔ بیوی اور خاندان کی خامیوں کی بجائے انہیں خوبیاں نظر آنے شروع ہو گئیں۔ اب ان کو خاندان اور بیوی کی پوشیدہ خوبیاں کیسے نظر آنے شروع ہو گئیں۔ یہ نظر ان کو کہاں سے عطا ہو گئی لیکن بھری جوتی ہر کوئی نہیں لیتا۔ یہ کوئی کوئی ہی لیتا ہے۔ اتنی بات سن کر بھی آپ میں سے شاید ہی کوئی جوتی لینے کا خیال کرے۔ پھر فرماتے ہیں کہ میڈا ارشد ہادی، بھری طریقت، شیخ اور حقائق دان دی توں۔ مجھے سیدھی راہ پہ چلانے والا میرا بھروسہ ہے۔ میڈا آس امید تے کھٹیا دیا۔ نکلیے اور مان وهران بھی تو ہے۔ میری بخشش کا وسیلہ اگر کوئی ہے تو اسے میرے پیر و مرشد وہ آپ ہی ہیں۔ قیامت کے روز ایک بندے کیلئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمادے گا کہ یہ جہنمی ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو جھٹھڑیاں لگا کر گھسیٹ کر لے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو۔ جنتی لوگوں کو دودیا کھڑا کر دیا جائے گا اور جہنمیوں کو ان کے درمیان سے گزار کر لے جایا جائے گا۔ ایک شخص کہ جس کو جھٹھڑیاں لگی ہوئی ہوں گی وہ بھاگ کر ایک آدمی چٹ جائے گا اور عرض کرے گا کہ حضرت صاحب آپ نے مجھے پہچانا نہیں ہے۔ میں آپ کا مرید ہوں میں نے ایک وفد آپ کو پانی کا گلاس پلایا تھا۔ وہ بزرگ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یا اللہ یہ میری خدمت کرنے والا ہے اسے معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے سابقہ احکام واپس لے لے گا۔ اور حکم کرے گا کہ اسے فرشتوں کی بیڑیاں اتار دو۔ اس کی جھٹھڑیاں کھول دو اور اس کو ان بزرگوں کے ساتھ جنت میں داخل کر دو۔ یہ حدیث شریف ہے۔ اسی طرح سے ایک وضو کرانے والا بخش دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے تمام تر احکام واپس کر لے گا صرف اس لئے کہ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلاموں کی بات مانتا ہے۔ پانی کے اندر بارہ سال سے ڈوبے ہوئے اجسام کو زندہ کر کے باہر نکال دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ویلوں کی بات مانتا ہے۔ حیر نے فرمایا کہ بیڑی باہر آ جائے تو آگئی۔ مردے زندہ ہو گئے۔ جہنمی کو جنتی بنانا از حد مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہ بھی کر دیتا ہے۔ اگر تجھے اپنی بخشش کی امید ہے تو وہ تیرے

پیر صاحب کی وجہ سے ہے۔ ابھی پروفیسر صاحب نے جس آیت مبارکہ کی تلاوت کی ہے کہ **اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ۶۲)** ”من لو بے شک اللہ کے دلیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم“ اولیاء اللہ کو کوئی خوف نہیں ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔ جو اس کا دوست ہے وہ بھی اس کی دوستی کی وجہ سے اس کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ یہ قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے۔ میری جو امید ہے اور جو کچھ میں لکھتا ہوں وہ بھی میرے پیر صاحب کی عطا ہے۔ میری طاقت بھی میرا پیر ہے۔ اور جس پر مجھے کوئی غر ہے وہ بھی میرے پیر صاحب ہی ہیں۔ پھر فرمایا میڈا بھرم، میڈا ادرم، میڈا اشرم اور میڈی شان وی توں میڈا دکھ، روڈن اور کھیلن وی توں، میڈا ارد وی توں در مان وی توں۔ در مان کے معنی علاج۔ مجھے دکھ اور درد بھی آپ ہی دیتے ہیں اور ان کا علاج بھی پھر آپ ہی کرتے ہیں میری ہنسی خوشی اور رونا دھونا بھی آپ ہی ہیں۔ میرا اعتماد اور میرا دین میرا ایمان اور میری عظمت و شان سب آپ ہی کے باعث ہے۔ میڈی خوشیاں دا اسباب بھی آپ ہیں اور میری ہدایت کا سامان بھی آپ ہیں۔ پھر فرمایا میڈا احسن تے بھاگ سہاگ وی توں میڈا بخت تے نام و نشان بھی توں۔ میری قسمت اور میرا نام و نشان سب آپ ہی ہیں۔ پھر اس کے بعد سرائیکی کے الفاظ ہیں۔ میڈا ڈیکسن، بھالن، جاجن، جوجن، کھنن تے سبھان وی توں۔ اگر آپ میں عقل ہے تو پیر کی وجہ سے ہے۔ کیا تیری سوچ صحیح ہے۔ جس کا کوئی پیر نہیں ہے اس کو آپ خواہ ایک کڑور روپیہ بھی دیں اور کہیں کہو کہ وہ کبھی نہ جی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں وہ کبھی نہیں کہے گا اور جس کا کوئی پیر مشرک ہے وہ مانتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ جس کا پیر نہیں اسے کہیں کہ نہ جی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں وہ کہے گا کہ یہ شرک ہے۔ آپ کہیں کہ قرآن مجید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسرت آج شہینوار فرماتا ہے وہ کہے گا کہ میں بالکل نہیں مانتا ہوں اس کی سوچ فکر اور عقل ٹھکانے نہیں ہے کیونکہ سوچ، فکر اور عقل پیر مشرک کی وجہ سے آتی ہے یہ حضرت خواجہ غلام

فرید رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان اور عقیدہ ہے اللہ کرے کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ بن جائے، پھر فرماتے ہیں۔ میڈے ٹھڈے ساہ تے مونجھ مونجھاری اور تجواں دا طوقان وی توں، میڈے تلک، تلوڑے، سیندھان مانگاں ناز، ہنورے قران وی توں۔ میری یہ سب خوبصورتی بھی میرے پیر صاحب کی وجہ سے ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ میڈی مہندی کھل مساک وی توں، میڈی سرخی بیڑا پان وی توں، میڈی دھشت، جوش، جنون وی توں، میڈا گرہ، آہ گمان وی توں۔ یہ شیری علی بیٹھا ہوا ہے کہ سب کچھ بھٹتا ہے باقی حاضرین میں سے بہت کم ہیں جو اس کلام کے اصل معنی اور روح کو سمجھتے ہیں۔ تلک وہ ہوتا ہے جو پیشانی پر لگاتے ہیں۔ خوبصورتی کیلئے یہ رنگ دار پینٹ کی طرح کی چیز ہوتی ہے۔ سیاہ رنگ کے چھوٹے چھوٹے نشان تلوڑے کہلاتے ہیں چہرہ پر خوبصورتی کیلئے بناتے ہیں۔ سیندھان اور مانگاں بالوں کو تنگھی کر کے اس میں چیر نکالتے ہیں جسے ماگ کہتے ہیں۔ مساک داتن کو کہتے ہیں کہ جس کے کرنے سے منہ سرخ ہو جاتا ہے۔ سرخی، بیڑہ، پان سب کچھ پیر صاحب ہی ہیں یہ تمام تر خوبصورتی پیدا کرنے کیلئے الفاظ اور عمل ہیں۔ آخر میں چاکر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میڈا اول آخرا اندر باہر، ظاہر پنہاں، پنہاں کے معنی پوشیدہ بھی آپ ہیں میرا گھبراہٹ بادل بارش ہر چیز میری رہائش جو کچھ بھی ہے سب کچھ آپ کی عطا ہے۔ پھر آخر میں فرماتے ہیں۔

جے یا فرید قبول کرے سرکار وی توں سلطان وی توں

اگر پیر قبول کر لے تو اسے فرید آپ شان والے ہیں ورنہ کچھ بھی نہیں ہیں بڑی لمبی منفیت ہے۔ یہ خواجہ فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے پیر صاحب سے متعلق عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

زندہ دین کی پہچان

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَغُوذُ بِاَللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَصْلُوْنَ عَلَى
النَّبِيِّ يَا يٰهَا الْبَلَدِ اٰمَنُوْا صَلَوٰتُ عَلَیْهِ وَسَلَامٌ تَسْلِمًا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ
يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الْاَیْکِ وَأَصْحَابِکَ یَا سَيِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ.

کرم کی بیک لے تو حیات بقی ہے

حضور آپ نواز دیں تو بات بقی ہے

معزز حاضرین ایہ ریج الٹانی کامیہ ہے اس کی نسبت حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ
سے ہے۔ ان کا ایک نام محی الدین ہے۔ دین کو زندہ کرنے والے دین مردہ ہو چکا تھا تو
حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو زندہ کیا۔ اب پہلی بات تو یہ ہے کہ دین
کس طرح سے مردہ ہو جاتا ہے۔ دین یہ ہے کہ بندہ کلمہ شریف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے۔ پھر نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے۔ حج کرتا
ہے زکوٰۃ دیتا ہے۔ قربانی کرتا ہے۔ یہ دین ہے جو کہ مر بھی جاتا ہے، اور زندہ بھی ہو
جاتا ہے۔ پروفیسر صاحب یہ بتائیں کہ دین کس طرح سے مر جاتا ہے اور حضرت سرکار
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کس طرح سے زندہ کر دیا تھا۔ ان کا عمل ہے ان کا عقیدہ
ہے اور ان کا فرمان ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو مردہ سمجھے اس کا دین مر جاتا ہے۔ کلمہ گو بھی ہوگا۔ نمازی بھی ہوگا، حج بھی کرے گا،
زکوٰۃ بھی ادا کرتا رہے گا، قربانی بھی کرتا رہے گا۔ حفظ بھی کرے گا۔ جہاد بھی ہوتا رہے گا۔
قتال بھی ہوتا رہے گا۔ شہید بھی ہو جائے گا۔ لیکن وہ مردہ ہی رہے گا۔ جو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو زندہ مانتا ہے اس کا دین زندہ ہے۔ جو کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو
گئے ہیں۔ مٹی میں مل گئے ہیں۔ ان کی ہڈیاں گل سرسختی ہیں مدینہ میں اب کیا رکھا ہے۔
وہاں کیا لینے جاتے ہو۔ سمجھ لو کہ اس کا دین مر گیا ہے اس کے منہ پر داڑھی خواہ ہو۔ پیشانی
پر چاہے خراب بنا ہو۔ سر پر ٹوپی ہو ہاتھ میں تیغ ہو۔ اس کا دین مردہ ہے۔ اور وہ خود بھی
مردہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ حیات ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

پروفیسر صاحب ذرا غور کرو کہ انہوں نے قسم اٹھائی ہے۔ واللہ، اللہ کی قسم۔ کیا حدائق
کاش میں کہیں ایسا بھی شعر آیا ہے کہ جس سے یہ اعزاء ہوتا ہو کہ اعلیٰ حضرت بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زیارت ہے۔ یہ ضرور ہے کہ فرمایا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ کی قسم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں میری چشم عالم
سے پوشیدہ ہیں۔ لیکن حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ ذرا اس سے الگ ہے۔
حضور الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ وعظ کرو۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غمی ہوں۔ ایرانی ہوں، لیکن میرے مخاطب
مربی ہیں۔ بڑی فصاحت بلاغت کے مالک ہیں۔ میری گفتگو ان کے لئے کوئی وزن نہیں
رکھتی۔ تاہم جب آپ نے تقریر شروع کی تو بھول گئے کہ کیا کہنا چاہتے تھے۔ کوئی بات
نہ بنے۔ 35 سال علم پڑھا تھا۔ قرآن مجید، حدیث، صرف اور نحو، دورہ حدیث، جو کچھ
بھی ہے اس کا علم حاصل کر کے عالم فاضل ہوئے تھے۔ لیکن تقریر بھول گئے۔ اب سرکار
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ دیکھیں اسی محفل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از خود و شریف
فرماتے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف فرما ہیں۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے ساڑھے چار سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ جوان ہوئے علم سیکھا اور پھر تشریف کر رہے ہیں اور ساتھ ہی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہری دیکھ بھی رہے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے۔ رک کیوں گئے ہو۔ تقریر کیوں نہیں کرتے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریر تو بھول بی گئی ہے۔ فرمایا کہ منہ کھولو۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے۔ یہ بھی دین مردہ کرنے والی بات ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ تو خود مر گیا ہے جھیں کیا دے گا۔ تیرے مردہ دین کی نشانی ہے کہ تو کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے۔ اور زندہ دین کی نشانی یہ ہے کہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔ تم کہتے ہو کہ فوت ہو گئے ہیں وہ تو میرے سامنے موجود ہیں۔ اب دیکھو کہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے علم عطا فرما رہے ہیں۔ کسی مدرسہ میں داخل نہیں کرایا کسی یونیورسٹی میں داخل نہیں کرایا۔ کسی لائبریری میں علم تلاش کرنے کا حکم نہیں فرمایا کسی مفسر، محدث یا محقق کے پاس نہیں بھیجا فرمایا کہ منہ کھولو۔ اور اپنا لعاب و ذہن یعنی تحوک مبارک ان کے منہ میں ڈال دی۔ انگریزی میں جگہ جگہ لکھا ہوتا ہے۔ Do Not Spit۔ تحو کے نہیں کہ اس سے بیماری پھیلتی ہے، ہماری تحوک میں بیماری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحوک مبارک میں شفاء ہے۔ اس میں علم ہے اس میں عطا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں تحوک مبارک ڈالی۔ تو پوری کائنات کے علوم ان کو آگئے لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں دے سکتے۔ اگر ان کی تحوک مبارک دے سکتی ہے تو پھر خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں دے سکتے۔ دین اس طرح سے زندہ ہوتا ہے۔ آپ بھی اگر

طلب کریں اور عرض کریں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی تحوک عطا فرمائیں تو وہ اسے کریم ہیں کہ کبھی نہیں کرتے آپ کو بھی تحوک عطا کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوالی کو کافی موڑتے نہیں ہیں بلکہ بھولی بھر کر دیتے ہیں۔ آپ کی اس آج کی محفل میں ایک اللہ بڑھا ہوا ہے کئی سال پہلے بھی میں نے یہی بات کی تھی کہ لعاب و ذہن مبارک سے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو علم عطا ہوا تھا۔ اس بندے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی عطا فرمائیں۔ یہ کوئی پانچ چھ سال پہلے کی بات ہے کہ جب اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی لعاب و ذہن مبارک عطا فرمائیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں بھی لعاب و ذہن عطا فرمایا۔ اس وقت وہ بندہ ایک بہت بڑے سکول میں پروفیسر ہے۔ یہ واقعہ اس کے طالب علمی کے زمانہ کا ہے۔ اس کو لعاب و ذہن عطا ہوا جس نے اس کو پروفیسر بنا دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے سکتے ہیں کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو دیا ہے۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دیا ہے۔ اور کیا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین عطا فرمایا ہے، کیا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نظر آئے کہ نہیں نظر آئے ہیں تو زندہ ہی نظر آتے ہیں۔ مردہ نظر نہیں آتے لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر نہیں ہیں۔ کہاں مدینہ منورہ اور کہاں بغداد شریف، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضہ مبارک میں بھی ہیں اور بغداد شریف میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بھی تشریف فرما ہیں۔ یہی حاعر و ناظر ہوتا ہے۔ اگر تو یہ کہے کہ حاضر ناظر نہیں ہیں تو پھر تیرا دین مردہ ہے۔ تو بھی مردہ ہے اور تیرا ایمان بھی مردہ ہے۔ حیرا ایمان مٹ جائے گا ختم ہو جائے گا۔ اگر تو اپنے ایمان کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے اسے زندہ رکھنا چاہتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ مانو۔ ان کو شاہد مانو یعنی حاضر ناظر مانو اور یہ بھی مانو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے سکتے ہیں۔

تیری جو بھی ضرورت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیری ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔ لعاب دہن سے علم عطا کر سکتے ہیں۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لعاب دہن ملنے سے میرے لئے چودہ طبقہ روشن ہو گئے۔ ایک اور بڑا شور ہے کہ مدینہ شریف نہ جاؤ وہاں تو قبر ہے اور تم قبر پرستی کرنے جاتے ہو۔ قبر کے اندر تو کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو مرچکے ہیں مٹی میں مل گئے ہیں خاک ہو گئے ہیں۔ ہڈیاں بھی ختم ہو چکی ہیں۔ تم وہاں قبر کی پوجا کرنے جاتے ہو۔ مکہ شریف جاؤ، بیت اللہ شریف جاؤ وہاں کوئی قبر نہیں ہے۔ مدینہ شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے۔ وہاں تین قبریں ہیں، کیوں جا کر اپنا سفر پایگاں کرتے ہو۔ کیوں اپنا وقت اور پیسہ ضائع کرتے ہو۔ یہ بھی مردہ دین کی نشانیوں میں سے ہے جس کے دل میں مدینہ شریف جانے کی تمنا نہیں ہے وہ بے ایمان ہے۔ کیا سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ آپ مدینہ منورہ گئے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں میں نے وہاں حاضری دی ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف گئے ہیں وہ زندہ دین والے ہیں، جو وہاں جاتے ہیں یا وہاں جانے کی تمنا رکھنے والے ہیں وہ زندہ دین والے ہیں۔

یا اللہ دکھا دے مدینہ کی بستی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برکتی ہے

اگر تو اتنا ہی کہہ دے تو تیرا دین زندہ ہو جائے گا۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہیں۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ روضہ شریف کی جالی کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کیا الصلوٰۃ والسلام عَلَیْکَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ورد ہو۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ سمجھ رہے ہیں۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْکُمْ کسی ایسے فرد کو نہیں کہا جاسکتا جو شرعی طور پر جواب دینے کی حالت میں نہ ہو۔ کوئی پاگل ہے دیوانہ ہے اسے سلام نہیں کہا جاتا کہ وہ جواب دینے کی حالت میں نہیں ہے۔ وہ بے خبر ہے ہوش و حواس نہیں رکھتا۔ بچے کو سلام نہ کر دو کہ نہ جانے وہ جواب میں کیا کہے۔ جو وضو کر رہا ہے اسے سلام نہ کہو۔ استیغاثہ میں ہے اسے سلام نہ کہو۔ غیر محرم غورٹ کو سلام نہ کہو۔ غیر محرم غورٹ کون ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ نکاح ہونے کی گنجائش ہو۔ سوئے ہوئے بندے کو سلام نہ کر دو۔ بد مذہب کو سلام نہ کر دو پھر السلام علیکم کس کو کہنا جائز ہے۔ السلام علیکم اسے کہا جاتا ہے کہ جو زندہ بھی ہو تمہارے سلام کا جواب دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ لہذا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب روضہ اقدس کی جالی کے سامنے ہو کر اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کیا ہے تو آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ تسلیم کیا ہے۔ سنتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں اگر اس کو مانتے ہو تو پھر تمہارا دین زندہ ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تیرا دین بھی مردہ ہے اور تم خود بھی مردہ ہو۔ ایک بد عقیدگی یہ بھی ہے کہ اولیاء اللہ بھی فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنے کے بعد دو قدم دائیں جانب ہوئے اور عرض کیا۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ يَا حَضْرَتَ سَيِّدِنَا صَدِیْقِ اکْبَرِ۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ يَا اَبْنِیْ بَکْرِ۔ تو آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہمیں کیا تعلیم دے رہے ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زندہ ہیں۔ اگر تو بھی یہی عقیدہ رکھے گا تو تیرا دین زندہ رہے گا۔ اگر تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مردہ سمجھے گا تو تیرا دین مردہ ہو جائے گا اور تو خود بھی مردہ ہو جائے گا۔ اگرچہ تو نمازی ہے، حاجی ہے، مکہ گئے

ہے۔ بے شک اعمال کرتے رہو گے لیکن تمہارا دین مردہ ہے۔ کیا قادیانی کلمہ کو نہیں ہیں ان کے سارے عقائد اہل سنت و جماعت کی طرح ہیں پھر ان کو کافر غیر مسلم کیوں قرار دیا گیا ہے۔ تہتر میں سے ہنتر فرنے کلمہ گو ہیں۔ نمازی ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ حج کرتے ہیں قربانی دیتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہیں۔ اس لئے جہنمی ہیں کہ وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے اختیار سمجھتے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر ناظر نہیں مانتے۔ ان کا دین بھی مردہ ہے اور وہ خود بھی مردہ ہیں۔ پھر وہ قدم حزیہ دائیں طرف ہو کر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا عَمَّوْ بْنِ خِطَابٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہمیں تعلیم دے رہے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زندہ ہیں اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زندہ ہیں۔ تو بھی یہ مان لے تو تیرا دین بھی زندہ ہو جائے گا۔ اگر مردہ سمجھو گے تو پھر تم بھی مر جاؤ گے۔ دیوبندی، وہابی کہتے ہیں کہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تو ہمارے ہیں۔ رفع یدین کرتے ہیں۔ اگر سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تمہارے پیر ہیں تو پھر اپنے پیر صاحب کے عقیدہ پر عمل کرتے ہوئے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ تسلیم کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نبی منورہ میں بھی ہیں بغداد میں سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں بھی ہیں اور یہ جانتے بھی ہیں کہ کس کو کس وقت کس چیز کی ضرورت ہے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا علم عطا فرمایا کہ دوبارہ بھول جانے کی نوبت نہیں آئی۔ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک ایسا بھی فرقہ تھا جو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتا تھا۔ اور یہ بھی کہا جا رہا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھول گئے تھے۔ انہوں نے وحی تو

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لائی تھی لیکن غلطی سے وہ وحی لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے۔ ورنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اسی محفل میں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں لعاب وہن مبارک سات مرتبہ ڈالا تھا۔ اسی محفل میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پہلی تقریر تھی۔ Maiden Speech تھی۔ آپ ذرا جھجک محسوس کر رہے تھے۔ ذرا خائف تھے۔ لکھی بھی آ رہی تھی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پرودا جد امجد حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے چھ مرتبہ لعاب دین ان کے منہ میں ڈالا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سات دفعہ کرم فرمایا ہے آپ نے چھ مرتبہ مہربانی فرمائی ہے۔ فرمایا کہ وہ میرے تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ میں ان کا غلام ہوں۔ ان کا ادب ملحوظ خاطر ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتا دیا کہ میں خدا نہیں ہوں بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔ اگر تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی پاک سے بلند مرتبہ سمجھو گے تو پھر تیرا دین بھی نکل جائے گا۔ دین مردہ ہو جائے گا اور تم خود بھی مر جاؤ گے۔ دین تم میں سے ایسے نکل جائے گا کہ جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے۔ فکاری جب اپنے فکار کو تیرا مارتا ہے تو اس فکار کا گوشت نکال دیا کھاتا ہے یا وہ تیر کو مٹا ہے کہ جس نے فکار کیا ہے۔ تیر کو کچھ نہیں ملتا۔ اسی طرح سے وہ بندہ یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پلے خالی ہیں اس کا پانچا دین مردہ ہے وہ خود مردہ ہے۔ ایسا شخص ڈوب گیا مر گیا۔ ذلیل و خوار ہو گیا۔ ناس کا کلمہ قبول ہے ناس کی نماز قبول ہے۔ کوئی بھی عمل اس کا قبول نہیں ہے۔ دین کو زندہ کرنے سے متعلق حضرت سرکار

غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا کرم ہے۔ کہ بعد از شریف کے بازار میں ایک چم
میں ایک پادری عیسائی قرآن مجید ہاتھ میں اٹھائے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہم نوا بہت سارے
عیسائی بھی اس کے ساتھ تھے۔ کوئی ایک ڈیڑھ لاکھ عیسائی اس کے ساتھ تھے۔ اس
چیلنج کر دیا کہ مسلمانوں آؤ مجھ سے مناظرہ کرو۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نبی حضرت
علیہ السلام تمہارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں تمہارا قرآن کہتا ہے
حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے ہیں۔ لیکن قرآن میں یہ کہیں ذکر نہیں۔
کہ تمہارے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے زندہ کئے ہیں۔ مسلمان
بھاگے دوڑے اور حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان
سارا ماجرا کہہ دیا اور عرض کیا کہ اس عیسائی کے چیلنج کا جواب اسے ملنا ضروری ہے۔
عیسائی تو ہمیں لے دے جائیں گے۔ پادری نے اعلان کر دیا کہ یا تو تسلیم کرو کہ حضرت
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں یا پھر یہ ثابت
کرو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے زندہ کئے ہیں۔ اگر تم یہ ثابت نہیں کر سکتو تو
اپنے دین سے پھر کر افضل کی طرف آ جاؤ۔ مسلمان چھوڑ دو اور عیسائی ہو جاؤ۔ کیونکہ ادنیٰ
اعلیٰ کی طرف جانا چاہئے۔ عیسائیت قبول کرلو۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ
تشریف لے گئے اور اس پادری سے فرمایا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ
السلام مردے زندہ کرتے تھے۔ ہمارے قرآن مجید میں یہ لکھا ہوا ہے ہم کس طرح
انکاری ہو سکتے ہیں۔ لیکن میں اپنے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں
اگر میں مردے کو زندہ کر دوں تو پھر تم مان جاؤ گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ساڑھے چار سو سال بعد سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے ہیں۔ اتنے عرصہ میں
دس بارہ پیشین گوئی ہو چکی ہوں گی۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پادری کے

چیلنج کے جواب میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے کو زندہ کرتے تھے۔ یہ حق ہے۔ چم
ہے ہم انکاری نہیں ہیں لیکن اگر میں دس بارہ پیشین گوئی کرنے کے بعد پیدا ہونے والا اپنے نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام مردے کو زندہ کر دوں تو کیا تم اپنا دین چھوڑ کر عیسائیت چھوڑ
کر مسلمان ہو جاؤ گے۔ پادری نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ تو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا کہ قبرستان چلو اور جس قبر پر ہاتھ رکھو میں اسے زندہ کرتا ہوں اور تمہیں یہ بھی بتاؤں گا
کہ یہ اپنی دنیاوی زندگی میں کیا کام کرتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام
کچھ نہیں دے سکتے۔ دیکھو ان کا غلام مردوں کو زندہ کر رہا ہے۔ اور دین زندہ ہو رہا ہے۔
پادری نے سوچا کہ کئی سالوں سے مرا ہوا دفن شدہ بندہ اب اس میں کیا بچا ہوگا۔ سب مٹی کھا
چکی ہوگی یہ کس طرح سے اسے زندہ کر سکیں گے۔ قبرستان چلے گئے اور پادری نے اپنی
طرف سے سب سے پرانی قبر کو دیکھا اور کہا کہ اس کو زندہ کرو۔ حضرت سرکار غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حضرت ہود علیہ السلام یا کہا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا
صحابی ہے۔ یہ زندگی میں سارنگی تو اڑ تھا۔ سارنگی بچایا کرتا تھا۔ اور اس کی تمنا تھی کہ میں
حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہو جاؤں کیونکہ اس نے اپنے نبی علیہ
السلام کے منہ سے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف سنی تھی۔ یہ
مرنے وقت سارنگی دنیا میں ہی چھوڑ کر دفن ہوا ہے۔ سارنگی ساتھ لے کر قبر میں نہیں گیا تھا
لیکن اب اٹھے گا تو سارنگی بھی ساتھ ہوگی اور اپنی عادت کے مطابق سارنگی بجاتے
ہوئے ہی اٹھے گا۔ اب دو روایات ہیں کہ ایک روایت ہے کہ حضرت سرکار غوث الاعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”نُفِثَ بِإِذْنِ اللَّهِ اللَّهُ كَعَمٍ سَاقِطٍ“ اور ایک روایت ہے کہ فرمایا
”نُفِثَ بِإِذْنِ مِیْرِ سَاقِطٍ“ آپ نے یونہی یہ فرمایا تو قبر پھٹ گئی اور مردہ زندہ ہو کر
کھڑا ہو گیا۔ ہاتھ میں سارنگی ہے اور عرض کرتا ہے کہ کیا آپ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

ہیں۔ ہاں میں وہی ہوں۔ عرض کرتا ہے کہ مجھے اپنا مرید کر لیں۔ میری تمنا آپ کی زیارت تھی وہ پوری ہو گئی اور دوسری تمنا ہے کہ آپ کا مرید ہو جاؤں لہذا مجھے بیعت فرمائیں حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے پادری اب بات کرو۔ تیرا نبی حضرت علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور شان ہے کہ اس کے غلام بھی مردے زندہ کر دیتے ہیں۔ اب کہو کہ تیرے نبی علیہ السلام کی شان بلند ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت زیادہ ہے۔ عیسائی پادری بولا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ سَوَالِہُ یَا ذُرِّہُ لَا کھد عیسائیوں نے جب سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھی تو سب مسلمان ہو گئے۔ یہ دین زندہ ہوتا ہے۔ یوں دین زندہ ہو رہا ہے۔ اب سمجھ آئی کہ اولیاء اللہ دین زندہ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اگر تو کہے کہ اولیاء اللہ کچھ نہیں کر سکتے تو پھر اتر دین مردہ ہے اور تو بھی مردہ ہے، ایک عورت حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کرتی ہے کہ سرکارِ اولادِ زینب نہیں ہے۔ مہربانی فرمائیں۔ فرمایا کہ جاؤ جہیں اللہ تعالیٰ سات بیٹے عطا کریں گے۔ وہ چلی گئی اس کو سات بیٹے عطا ہوئے۔ وہ ہر وقت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہی گیت گاتی پھرتی تھی۔ ایک شخص ملا اور اسے کہنے لگا کہ تو پاگل ہے بیٹے تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ یَهَبُ لِمَنْ یَشَاءُ اِنَا ثًا وَ یَهَبُ لِمَنْ یَشَاءُ الذُّکُوْرَ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَاِنَا ثًا وَ یَجْعَلُ مَنْ یَشَاءُ عَقِیْمًا۔ (الشوریٰ ۵۰) پیدا کرتا ہے جو چاہے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے جسے چاہے بیٹے دے۔ یاد دہانی ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے۔ اس شخص نے اس عورت کو دروغ لایا کہ تو پاگل ہے۔ بیٹے تو اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں تو سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے رہی ہے۔ عورت مان گئی کہ بالکل درست ہے قرآن

یہ میں بھی یہی ہے کہ بیٹے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ ساتوں بیٹے فوت ہو گئے۔ وہ عورت توبہ تاب ہوئی اور سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر معافی مانگی کہ میں کسی کے درغلانے میں آکر بدعتیہ ہو گئی مہربانی فرمائیے میرے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ پھر سے مہربانی فرمادے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ بہرستان چلی جاؤ۔ اپنے بیٹوں کو نام لے لے کر بلاؤ تو یہ قبروں سے اٹھ کر تیرے ساتھ آ جائیں گے۔ ایسا ہی ہوا۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مردوں کو زندہ کر رہے ہیں اس لئے کہ ان کا بھائی زندہ ہے۔ وہ زندہ ہیں اور زندگی عطا کر رہے ہیں۔ حدیث پاک بھی ہے کہ جب کوئی زندہ فراموش کے بعد واپس آئی ادا نیکی میں زیادتی کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں آ جاتا ہے۔ اس کی زبان قدرت کی زبان بن جاتی ہے۔ جس سے وہ بولتا ہے اس کے ہاتھ قدرت کے ہاتھ بن جاتے ہیں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کے کان قدرت کے کان بن جاتے ہیں اس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں قدرت کی آنکھیں بن جاتی ہیں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ نبی کہ اس کے پاؤں بھی قدرت کے پاؤں بن جاتے ہیں کہ جن سے وہ چلتا ہے۔ جب اس کی زبان قدرت کی زبان بن جاتی ہے تو پھر وہ جو کچھ کہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ یہ زندہ دین ہے لہذا دین زندہ کرنا چاہئے ہو تو اولیاء اللہ کی عظمت کو مان جاؤ دین زندہ ہو جائے گا۔ اگر کہو کہ کچھ نہیں کر سکتا تو پھر تیرا بھی کچھ نہیں رہے گا۔ جس کا دین زندہ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح سے کر دیتے ہیں۔ ان کو کُن کی زبان عطا ہو جاتی ہے۔ یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عملی طور پر کر دکھایا ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں سارے پیراے تھے جو بے نمازی تھے نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ کہا کرتے تھے کہ ہماری نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہوتی ہے۔ ہم ظاہری نماز کے قائل نہیں ہیں۔ ہماری نماز باطنی ہوتی ہے حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ اس سے کیا سبق ملتا ہے۔ یہ دین کی زندگی ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک بہت بڑا واقعہ بھی ہے کہ بارہ سال پہلے ایک شخص الٹ گئی۔ بارانی بھی ڈوب گئے، دولہا اور دلہن بھی ڈوب گئے۔ بارہ سال گزر گئے۔ دلہا کی والدہ روتی روتی حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہو گئی۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قدرت والی زبان سے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس عورت کا بیٹا اور اس کی دلہن اور دوسرے بارانی واپس کر دے۔ جہاں کشتی ڈوبی تھی اب دریا بھی وہاں سے نہیں گزرتا تھا۔ اس کی گزرگاہ بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ پرانی گزرگاہ میں پودے اک آئے تھے پانی کا نام و نشان باقی نہ رہا تھا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی تو دریا اپنی پرانی گزرگاہ میں چلنے لگا کشتی باہر نکل آئی ساتھ ہی تمام بارانی دلہا دلہن سمیت باہر نکل آئے۔ ایسا کیوں ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ بچھتا ہے، حاضر ناظر بچھتا ہے اور وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا حاضر ناظر جانتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ نعت پڑھنا بدعت ہے۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نعت پڑھ رہے ہیں کہ

يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْظُرْ حَالَنَا
يَا حَبِيبَ اللَّهِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اَيُّنِي فِي بَحْرِ غَمٍّ مُفْرِقٍ
خَذْ يَدَيَّ مَهْلًا اَتَقَلَّاتَا

کیا یہ نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ کر فرماؤ۔ میری عرض سنو، میری دھیری کرناؤ۔ میرا ہاتھ پکڑے میری مشکلات حل

ارہادیں۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک رکبے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا کرم فرمایا اتنا عطا فرمایا کہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پاؤں مبارک جس کی گردن پر آتا ہے ولایت مل جاتی ہے۔ چور آیا تو سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ میں قطب بنا کر رکھ دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ولایت اعمال سے ملتی ہے۔ محنت، ریاضت، عبادت سے ولایت ملتی ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ولایت تو حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک سے ملتی ہے۔ یہ دین کا زعمہ ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ بیعت ضروری نہیں۔ بیعت کرنا کوئی لازمی امر نہیں ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کسی کے مرید ہیں۔ کیا آپ نے بیعت کی ہے۔ آپ مرید بھی ہیں اور آگے مرید کئے ہیں اور نہایت آسان طریقہ بتایا ہے۔

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ شامل ہے
یہ بتلایا ہوا ہے کس کا غوث الاعظم کا

زندہ وہی ہیں جو صاحبِ نسبت ہیں۔ خواہ مرید ہیں یا بندہ ہیں دوسرے سب مردہ ہیں۔ کسی دوسرے فرقہ والوں سے پوچھیں کہ کیا آپ کو کوئی بندہ ہے۔ تو وہ برملا کہتے ہیں کہ میری مرید ہی بدعت ہے۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مریدی الّاخت کہہ کر تلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث الاعظم کا

فرمایا کہ جو میرا مرید ہو جائے وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ساڑھے نو سو سال کا عمر گزر چکا ہے۔ فرمایا کہ جو میرے مرید قادری کو دیکھ لے گا اس کی بھی بخش ہو جائے گی۔ اور جو کوئی اسے دیکھ لے گا وہ بھی جنتی ہوتا جائے گا۔ یہ

حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کار ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ پروفیسر صاحب بغدادی نے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر گئے ان کے ساتھ لاہور کے ایک حاجی صاحب تھے۔ ان کا آپس میں مہینوں کے ساتھ وراعت کا جھگڑا تھا۔ بہت کشیدگی تھی ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ حاجی صاحب نے حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ! آپس میں مہینوں کا سنگین تنازعہ چلا آ رہا ہے۔ جانیداد کی خاطر ایک دوسرے کو مرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مہربانی فرمائیں ہمارا مسئلہ حل فرمائیں۔ ہماری آپس میں صلح ہو جائے اور یہ جانیداد کی وراعت کا مسئلہ ختم ہو جائے۔ وہ حاجی صاحب رات سوئے تو خواب میں دیکھا کہ لاہور ان کے مکان پر ان کے تمام بھائی اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں کھانا کھا رہے ہیں آپس میں بہت خوش و خرم ہیں اور اس حاجی صاحب کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ بیکر آجائیں ہماری خوشی میں شامل ہو جائیں، جانیداد کو کوئی مسئلہ نہیں ہے یہ تو دنیا کا مال دنیا میں رہ جاتا ہے۔ ہم خواہ مخواہ آپس میں الجھ رہے ہیں۔ من اٹھے تو انہوں نے لاہور ٹیلیفون کیا تو گھر والوں نے سارا واقعہ نقشہ بتایا کہ جو انہوں نے خواب میں دیکھا تھا۔ بھائیوں نے ان کو مبارک باد دی اور بتایا کہ ہمارے تمام اختلافات ختم ہو گئے ہیں۔ ہم تمام بھائیوں نے صلح کر لی ہے آپ جلدی واپس آئیں تو ہمیں آپ کو اپنے پاس پا کر دلی خوشی ہوگی۔ یہ 1989ء میں بغداد شریف گئے تھے اٹھارہ انیس سال پرانی بات ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قلام ہو کر دے رہے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کیوں عطا نہیں فرما سکتے۔ اگر سمجھتے ہو کہ سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ دے سکتے ہیں تو دین زندہ ہے اگر تمہارا عقیدہ اور ایمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے سکتے ہیں

تو تمہارا دین زندہ ہے۔ مدینہ شریف کی حاضری کو دل چاہتا ہے تو دین زندہ ہے۔ اگر کوئی کہے کہ مدینہ شریف نہ جاؤ تو دین مردہ ہے۔ یہ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کر کے دین زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین چار مسلک ہیں۔ حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی اور یہ تمام سنی ہیں اور مقلد ہیں باقی تمام فرقے غیر مقلد ہیں۔ کیا حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مقلد تھے یا غیر مقلد تھے۔ آپ مقلد ہیں اگر تو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مقلد مانتا ہے اور ان کی تقلید میں کسی امام کی تقلید کرتا ہے تو تیرا دین زندہ ہے اگر تو غیر مقلد ہے تو تیرا دین مردہ ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ 12 ربیع الاول کی نسبت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہویں پیکار یاد دہان کرتے تھے۔ ہر مہینہ کی بارہ تاریخ کو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میلاد منایا کرتے تھے۔ فرمایا کہ جو کوئی اس منظر لکھائے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی۔ ابھی آپ محفل کے بعد جو لنگر کھائیں گے یہ بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہی لنگر ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لو کسی دوسرے فرقے والے کو آپ ہر طرح کی کوشش کے باوجود بھی یہ لنگر نہیں کھائیں گے شوق محبت اور عقیدت سے لنگر کھانے والے کا دین زندہ ہے۔ جو سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کو نہیں کھاتے ان کا دین مردہ ہے۔ اتنی سی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس زمانہ میں حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ شریف لے گئے تھے خیمہ خیموں ایک بزرگ بھی وہاں حاضری کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ان بزرگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد رہتی ہے اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست مصافحہ کرنا چاہتا ہوں مہربانی

فرمادیتے میری تمنا پوری کر دیجئے۔ اس کی یہ تمنا تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ نہ نہیں فرماتے۔ آپ کا دست مبارک قبر انور سے باہر نکل آیا۔ اس بزرگ نے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ مصافحہ کیا۔ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ہاتھ مبارک کی زیارت کی تھی۔ کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں کہ نہیں۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو تیرا دین بھی زندہ ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہیں سمجھو گے تو تیرا دین بھی مر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا ایمان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دین زندہ ہے آج ان کی گیارہویں بھی زندہ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک زندہ رہے گی۔ خصوصاً گاؤں میں چلے جائیں جس دن گیارہویں ہوتی ہے۔ ہر گھر میں گیارہویں پکٹی ہے۔ بڑے ادب سے بڑے عشقِ محبت سے لنگر تیار کئے جاتے ہیں تقسیم کئے جاتے ہیں اور کوئی بھی شخص دودھ اس روز پیتا نہیں ہے۔ اپنے گھر کے دودھ سے گیارہویں پکاتے ہیں اور اس روز آپ شہر میں بھی تجربہ کر لیں کہ دودھ بہت کم ملتا ہے۔ دودھ کا نہ ملنا ہی یاد کر دیتا ہے کہ آج گیارہویں ہے۔ شہر میں قصبہ میں گاؤں میں چونکہ گیارہویں والے کو ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے اور زیادہ ہوتی جارہی ہے اس میں برکت ہوتی جارہی ہے۔ گاؤں میں لوگ اس کو "یار ہیں" کہتے ہیں بس عجیب روح پرور سال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں منانے محفل سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا الْإِبْلَاحَ الْمَعِينِ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 25-05-07

دوسری نشست

معزز حاضرین! بجلی تین چار نشستوں سے یہ عرض کیا جا رہا ہے کہ دین کب زندہ ہوتا ہے اور کب مرتا ہے۔ دین اس وقت مرجاتا ہے جب یہ کہا جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مر گئے ہیں۔ جب یہ کہا جائے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں دے سکتے۔ جب یہ کہا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ناظر نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت نہیں کر سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ حضرت سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ اور ایمان ہے اور ہمارے لئے یہ بہت بڑا ثبوت اور راہنمائی ہے۔ یہ ایک دلی کال بلکہ اولیاء کو بلانے والی ہستی کا فرمان ہے۔ لیکن ان عقائد کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہونی چاہئے۔ کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ سب باتیں تو سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائی ہوئی ہیں۔ قرآن مجید میں کہاں لکھی ہوئی ہیں حدیث شریف میں ان کا کہاں تذکرہ ہے تو ہمیں اس کا جواب آنا چاہئے۔ جس طرح سے کہ ایک شعر ہے شاکہ نیازی صاحب کا ہے۔

ان کی شانِ کرمی کو نہ ماننے والو

بس اتنا بتا دو کہ پھر کافر ہی کیا ہے

اس پر بھی اعتراض کرنے والے کہیں گے کہ یہ نیازی صاحب کا شعر ہے یہ کوئی حدیث شریف تو نہیں ہے۔ یہ کوئی قرآن مجید تو نہیں ہے تو قرآن وحدیث سے ہمیں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق عطا فرما رہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک فرد کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انصاف کریں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا

برا ہوا اگر میں نے بھی انصاف نہیں کرتا ہے تو پھر کون کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مرد ہو گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں تو میں ابھی اس کی گردن اڑا دوں اس کا سر قلم کر دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ آپ اس کو رہنے دو اس کے حال پر چھوڑ دو اس کی بڑی لمبی نسل ہوگی۔ ان کی قرأت تمہاری قرأت سے بہتر ہوگی ان کی نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ تم سے زیادہ افضل نظر آئیں گی لیکن ان میں سے دین اس طرح سے نکل جائے گا جس طرح سے تیرا کمان سے نکل جاتا ہے لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک صفت کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصاف فرماتے ہیں اس کو اگر نہ مانا تو مرد ہو گیا اس کا دین مردہ ہے۔ جو کہتا ہے یا بھگتا ہے منہ سے کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف دل میں ہی خیال کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انصاف نہیں فرماتے تو اس کا دین مردہ ہے اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منصف سمجھتا ہے اس کا دین زندہ ہے۔ اگر مسجد تعمیر ہو رہی ہے اور آپ اپنی طرف سے اس میں صرف ایک اینٹ لگا دیتے ہیں ایک اینٹ لگانے کا خرچہ آپ دے دیتے ہیں تو حدیث شریف کے مطابق جنت میں آپ کا محل بن جاتا ہے۔ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے کا یہ صلہ ہے۔ قرآن مجید کا واقعہ ہے کہ چند مسلمان بظاہر مسلمان لیکن اندر سے منافق تھے انہوں نے ایک مسجد تعمیر کی تھی۔ قرآن مجید میں اسے مسجد ضرار کہا گیا ہے مسجد کی تعمیر مکمل کر کے انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائیں اور اس مسجد کا افتتاح فرمائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسجد میں تشریف نہ لے جائیں۔ لَا تَسْقِمُ فِيْهِ اَبَدًا (التوبہ ۱۰۸) ”اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا“ وہ مسجد تمہارے خلاف باتیں کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا

وَضِرَارًا ۚ هُمْ فِيْهَا مُّؤْمِنُوْنَ (التوبہ ۱۰۷) اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی تنہا اور منافقانہ طور پر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ وہ مسجد پر بیزار گاری اور نفرتی اختیار کرنے کیلئے نہیں بنائی گئی ہے۔ اس مسجد کو گردا داس کو جلا دو۔ وہ مسجد گردادی گئی بلکہ جلا دی گئی۔ اس لئے جو مسجد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں کرنے کو بنائی جائے وہ مسجد جلا دینے کے قابل ہوتی ہے اور اس کے بنانے والے منافق ہیں ان کا دین مردہ ہے۔ ان کا دین زندہ نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ منافق کون ہے اور مومن کون ہے منافقین نے کہا کہ ہم تو ہر وقت ان کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں ہمارا توان کو علم نہیں ہے اور دعویٰ یہ کہ مجھے منافقین کا علم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ ایک صحابی تھے لوگ ان کو طعنہ دیتے تھے کہ یہ جلالی نہیں ہے۔ اس نے سوچا کہ آج موقعہ ہے میں پوچھوں کہ میرا باپ کون ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ فرمایا کہ تو جلالی ہے فلاں تیرا باپ ہے ایک نے پوچھا کہ میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا کہ تو جہنمی ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی انتہا ہے۔ لیکن جو اسے نہ مانے وہ منافق ہے۔ وہ مرد ہے اس کا دین مردہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی ولی اللہ سے عداوت رکھتا ہے۔ ولی اللہ سے بغض رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ یہ حدیث قدسی ہے۔ اعلان جنگ ہمیشہ دشمن کے خلاف ہوا کرتا ہے لہذا جو اولیاء اللہ سے بغض رکھتا ہے وہ اللہ کا دشمن ہے۔ جو اللہ کا دشمن ہے وہ مومنین کا بھی دشمن ہے۔ اولیاء اللہ کا بھی دشمن ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے يَاۤۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عٰلِفُوْٓنَ وَعٰلُوْكُمْ اَوْلِيَاۤءَ (الممتحنہ ۱) ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کا دوست نہ بناؤ“۔ جب ولی اللہ کی اہانت ہوتی

ہے اس کی بے عزتی ہوتی ہے اس کی شان کو کم کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے خلاف بات کرنے والے کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔ اگر ولی کی شان کے خلاف بات کرے تو اللہ تعالیٰ اعلان جنگ فرماتے ہیں تو جو کوئی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت اور شان کے خلاف بات کرے تو اللہ تعالیٰ کو کس طرح سے گوارا ہوگا۔ جو ولی کی عظمت کو نہیں مانتا ہے اس کا دین مردہ ہے اور وہ خود بھی مردہ ہے۔ مرتد ہے۔ حضرت مولانا رام علیہ رحمۃ فرماتے ہیں ان کا شاعر ہے کہ۔

چل خدا خواہ کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں برد

جب اللہ تعالیٰ کسی کی رسوائی چاہتا ہے تو اس کو پاک لوگوں کی طعن کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے یہ شعر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ماخوذ ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عیب جوئی کرتا ہے اور اللہ جس شخص کی عیب جوئی کرے اس کو وہ ذلیل کر دیتا ہے خواہ وہ شخص اپنے گھر کے اندر چھپا رہے مغل ہے۔ اللہ تعالیٰ جب یہ چاہتا ہے کہ کسی کی کرکری ہو جائے اس کی بے عزتی ہو جائے اس کی پردہ دہی ہو جائے اس کا بھانڈا اچھوٹ جائے تو اس کے دل میں نیک لوگوں کے خلاف جذبات پیدا کر دئے جاتے ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی غلام کے خلاف دل میں بغض ہو تو مولانا رام رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق وہ بندہ مراد ہو جاتا ہے اس کا دین مردہ ہو جاتا ہے وہ خود مر جاتا ہے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے بارے میں ہے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم کیا ہوگا۔ خواہ کوئی کلمہ گو ہے۔ نمازی ہے روزہ دار ہے حاجی ہے۔ حافظ ہے مفسر ہے کہ محدث ہے جو مرضی عمل کر لے لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلقہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ ان کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے۔ خواہ وہ اپنی حالت کو ظاہر نہ ہی کرے

وہ مردہ ہے اور اس کا دین مردہ ہے۔ اب دیکھیں کہ تفسیر القرآن تفسیر لکھنے والے ایک بڑے علامہ ہیں عالم قاضی ہیں ان کو ماننے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ لوگ اس کو ماننے ہیں اس کو Follow کرتے ہیں لیکن اس کی حالت یہ ہے کہ وہ جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق لکھتا ہے تو کہتا ہے کہ عرب کا ایک ان پڑھ بکریاں چروانے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بکریاں چرانے والا یہودی کہا کرتے تھے لیکن قرآن مجید فرما رہا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا النَّبِيُّ بِمَا يَأْمُرُ (البقرہ ۱۰۳) "اے ایمان والو! اور اے مانتے والو! کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر نظر رکھیں۔" اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ تم راعنا کہو۔ یہودی راعنا کو راعنا کہا کرتے تھے جس کا مطلب ہے کہ بکریاں چرانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ راعنا کی بجائے یوں کہو یا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْظُرْ خَالِقًا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نگاہ کر فرما۔ قرآن مجید ہمیں یہ ادب سکھاتا ہے لہذا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرتا ہے اس کا دین زندہ ہے اور جو بے ادب ہے اس کا دین مردہ ہے۔ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنے سے متعلق بھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات ۲) "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔" اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے کسی کی آواز اونچی ہو جائے تو اعمال اکارت ہو جاتے ہیں اور بندے کو شعور بھی نہیں رہتا۔ اعمال کب اکارت ہوتے ہیں، نماز کب ضائع جاتی ہے، زکوٰۃ کب ضائع جاتی ہے، زکوٰۃ ادا کی اور مستحق بندے کو ادا

کی لیکن ضائع تھی۔ قربانی کی لیکن برباد ہو گئی۔ کوئی ثواب نہیں ملا۔ روزہ رکھا لیکن بھوک
پیس کے علاوہ کچھ نہ ملا اور یہ سب کچھ منافق کے لئے ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
آواز سے کسی کی آواز اونچی ہو جائے تو اس کے اعمال بھی اکارت جاتے ہیں جس طرح
سے منافقین کے تباہ ہو جاتے ہیں۔ منافق خواہ و شوکرے خواہ طہارت کرے۔ خواہ وہ جنگ
کرے حتیٰ کہ وہ شہید بھی ہو جائے لیکن اس کے حصہ میں کچھ نہیں آتا کیونکہ اس کے دل میں
نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب نہیں ہے۔ وہ بے ادب ہے اس لئے اس کا دین زندہ
نہیں ہے۔ وہ خود بھی مردہ ہے اور اس کا دین بھی مردہ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
منع فرمایا ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں آرام فرما رہے ہوں تو ان کو
باہر سے ہی آواز مت دو۔ ”إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَ خَاسِرٌ“ (الحجرت ۴)۔ جب کہ وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارے ہیں ان میں اکثر
بے عقل ہیں۔“ نبی تمیم والوں کا ایک وفد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
دو پہر کے وقت پہنچا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حجرے میں آرام فرما رہے
تھے۔ ان لوگوں نے حجرہ مبارک کے باہر سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا
شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ یہ آیت مبارک
نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ بارگاہ اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح سے
پکارنا بجاہل ہے اور بے عقلی ہے۔ فرمایا کہ ایسے لوگ بے وقوف ہیں کم عقل ہیں جو نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آرام نہیں کرنے دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں
خلل ڈالتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں آرام
فرما رہے تھے۔ نماز عصر کا وقت تھا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا
نہیں فرمائی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے

لہر کے دروازہ ہیں ان کا فتویٰ اور اجتہاد دیکھو کہ آپ نے یہ نہیں کیا کہ کوئی دوسرا بندہ
ہائے نیا کوئی کچھ وغیرہ رکھ دیا جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر آرام فرمائیں
اور میں نماز عصر ادا کروں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گوارا نہیں کیا حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل آئے آپ نے نماز عصر تقصیر کر دی۔ نماز
آتی ہے تو چائے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے۔ یہ وہ ادب
ہے جو دین کو زندہ کرتا ہے۔

شوق تیرا گر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین سب سے افضل ہے امت محمدی میں
اور امام سابقہ امتوں میں انبیاء علیہم السلام کے بعد جس کا دین اور ایمان سب سے افضل
ہے وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کسی
بلد میں صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کی امامت شروع کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے
گئے صحابہ کرام نے اشارہ کتایہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا
کہ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلیٰ امامت
پہنچے بٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر امامت
اری رکھو لیکن وہ پیچھے ہٹے ہٹے پیچھے صف میں آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے
سے اور جہاں سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چھوڑی تھی
اس سے ہی شروع کر کے نماز مکمل فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ نماز جاری رکھو! پیچھے کیوں بٹ گئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا حیثیت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے نماز پڑھائے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اور دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب میں نے سوچا کہ حکم کی قضا ہو سکتی ہے لیکن ادب کی قضا نہیں ہے اس لئے میں پیچھے گیا۔ یہ ایمان کو زندہ کرتا ہے۔ یوں دین زندہ ہوتا ہے۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طالب علم کا زمانہ تھا آپ کے ساتھ دو اور طالب علم ایک بزرگ کی زیار کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک طالب علم نے کہا کہ میں نے ان سے ایک ایسا سوال پوچھا ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکیں گے اس نے گستاخانہ لہجہ استعمال کیا۔ دوسرے نے کہا کہ سوال تو میرا بھی بہت مشکل ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ جواب دے دیں سر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تو صرف ان کی زیارت کے لئے جا ہوں۔ برکت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں میں نے تو کوئی سوال نہیں پوچھا ہے میں ان کے امتحان کے لئے نہیں جا رہا ہوں۔ بزرگوں کی زیارت کفارہ گناہ ہوتی ہے جب یہ تینوں وہاں پہنچے تو وہ بزرگ بڑے غصے میں تھے انہوں نے پہلے طالب علم سے فرمایا کہ یہ تیرا سوال ہے اور یہ اس کا جواب ہے تو گستاخ اولیا باللہ ہے یہاں سے نکل جاؤ بے ایمان ہو کر مرو گے دوسرے سے کہا کہ تو ذرا ادب میں تھا۔ تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یوں ہے دنیاوی مال و دولت تیرے کانوں تک آ جائیگی لیکن تیرا ایمان جیائے گا۔ اور عبدالقادر تو صرف میری ملاقات کے لئے آیا ہے۔ فیض حاصل کرنے کے لئے آیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اتنا فیض عطا فرمائے گا کہ اگر کسی کی گردن پر تیرا قدم آئے

وہ بندہ ولی بن جائے گا۔ وہ جو گستاخ تھا وہ بہت بڑا مناظر بن گیا۔ عیسائیوں کے خلاف بڑے مناظرے کئے۔ شہرت ہو گئی۔ ایک بادشاہ کے دربار میں رسائی حاصل ہو گئی وہاں بھی مناظرہ کیا اور پادری کو شکست دے دی۔ سامعین میں بادشاہ کی بیٹی بھی اہل بی بی ہوئی تھی۔ اس پر جب نظر پڑی تو اس کا عاشق ہو گیا اور بادشاہ سے اس کی بیٹی کے لئے نکاح کے لئے پیغام دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ اپنا مذہب چھوڑ دو۔ بے دین ہو جاؤ ورنہ میں اپنی اس لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا ہوں۔ اس نے دین چھوڑا۔ بے دین بے ایمان ہو گیا تو بادشاہ نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا چند روز بعد وہ کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ وہ جنسی دوزخی ہو کر مر گیا۔ جیسا ولی اللہ کی زبان سے نکلا تھا ویسے ہی ہو گیا۔ دوسرا جو تھا وہ اوقاف کا وزیر بن گیا بڑی دولت اکٹھی کی۔ لیکن اس گناہ کرنے سے وہ بے ایمان نہ ہوا۔ حضرت سرکار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک کے لئے جس کی گردن پر قدم مبارک رکھتے جائیں گے وہ ولی بنتا جائے گا۔ یوں دینا زندہ ہوتا ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ امر تسریا کہیں ایک آدمی تھا اس نے کہا کہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا آتا ہے اس کے پاس کوئی علم نہیں ہے اسے کل سترہ حدیثیں آتی ہیں ان کی بنیاد پر اس نے فقہ بنا کر رکھ دی ہے۔ اس سے زیادہ تو مجھے احادیث آتی ہیں میں اس سے بڑا عالم ہوں۔ میں اس سے افضل ہوں کسی بزرگ نے اس کی یہ بات سنی تو فرمایا کہ اس کا ایمان جا تا رہے گا۔ یہ بے دین ہو جائے گا۔ بے ایمان ہو جائے گا۔ پوچھا کہ آپ کو کس طرح سے علم ہے۔ فرمایا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے۔ یہ ان کی توہین کر رہا ہے اس لئے یہ جلدی بے ایمان ہو جائے گا اور اس کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوا وہ چند

روز کے بعد مرزائی ہو گیا ہے دین ہو گیا۔ بے ایمان ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

ہے دین کو زندہ کرنا۔ ایمان کو زندہ کرنا۔ اپنے ایمان کو بچانا۔ اللہ تعالیٰ حضور ہی کے محبوب تھا رہے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاکم نہ بنائیں۔“ فرمایا کہ اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت کوئی مسلمان نہیں علیہ وسلم کے پاس ایک کیس پیش ہوا۔ پانی کی باری کا مسئلہ تھا۔ ایک یہودی تھا اور ایک مسکاب تھا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فیصلوں میں حاکم اعلیٰ نہ مانتیں۔ آج کل بھی منافق مسلمان تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا یہی مسئلہ چل رہا ہے کہ گورنمنٹ کہتی ہے کہ سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بھی کسی کے سامنے دونوں فریق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر باہر آئے تو منافق نے کہا کہ مجھے یہ فیصلہ ادا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہستی ہیں کہ وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں منظور نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کے قاضی تھے اس منافق نے کہاں۔ بلکہ اسی آیت مبارکہ کا اگلا حصہ ہے کہ ثُمَّ لَا يَجِدُنَا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ اَوَّلَ الْيَوْمِ وَلَٰكِنْ هِيَ اَنْفُسُهُمْ يَكْفُرُوْنَ (النساء ۶۵) ”پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کافرت نہ پائیں اور جی سے مان لیں“ فرمایا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کو جو اللہ سے خوشی کے ساتھ نہ مانے وہ بھی بے ایمان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہے۔ کوئی اس کیلئے Revision نہیں ہے۔ کوئی اس کے لئے اعتراض نہیں کوئی اس کو چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ کوئی اس سے منحرف نہیں ہو سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ حرف آخر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شان عطا فرمائی ہے۔ جو ان کی اس شان کو مانتا ہے اس کا دین زندہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی ایک شان کا بھی انکار ہی ہے وہ مردہ ہے اس کا دین مردہ ہے سرکارِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شان کو ظاہر کر کے دین کو زندہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام سمجھنے اور ان کے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علينا الا البلاغ المبين

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 01-06-07

سے دیت لی جائے اس سے قصاص لیا جائے۔ قرآن مجید میں آیت مبارکہ نازل ہو گئی۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يَحْكُمُوْكَ فَيَمَّا شَجَرُوْا بَيْنَهُمْ (النساء ۶۵) ”تو اے

باب ادب بانصیب بے ادب بے نصیب

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ
مَلِيْكُهُ يَصْلُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَلصَّلٰوةُ اَنْ تَحِيَّتُكَ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِيْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْبِكْرِ وَأَصْحَابِكِ يَا سَيِّدِيْكَوْنِ مِيْرِيْ عِظْمَتِ
اَوْرِ فَضِيْلَتِ كِيَاہ۔ كِيَا تہا رِیٰ عِظْمَتِ جِوَاب دے گئی ہے کہ تم میرے
دائے لڑنے کیلئے میدان میں آ گئے ہو۔ مجھے میرے نانا جان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو جاناں جنت کا سردار فرمایا ہے۔ اور آپ اس صدقہ جنتی کے خلاف جنگ کرنے
نے ہو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تعارف کرایا کہ کہیں بعد میں یزیدی
اے میں شامل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے تو یہ نہیں چل سکا کہ وہ کس کے خلاف جنگ کرتا رہا

معزز حاضرین:

خاک سورج سے اندھیروں کا ازالہ ہوگا

آپ آئیں تو میرے گھر میں اجالا ہوگا

۱۱۱

کیا ایک عالم دین نے اس واقعہ کی تحقیق کی اور جو کچھ ہمیں اس نے اپنی تحقیق کے بعد
اوردہ میں عرض کرتا ہوں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی فوج کو لڑائی
نے پہلے اپنا مقام اپنے والد گرامی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اور اپنی والدہ
الہام کا مقام یاد دلایا کہ میں کون ہوں۔ میرے والد صاحب کون تھے میری والدہ ماجدہ
میں کس کا نواسہ۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ میں کیا لگتی تھیں۔ میں کس کا نواسہ
اور کس کے لیے میدان میں آ گئے ہو۔ مجھے میرے نانا جان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو جاناں جنت کا سردار فرمایا ہے۔ اور آپ اس صدقہ جنتی کے خلاف جنگ کرنے
نے ہو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تعارف کرایا کہ کہیں بعد میں یزیدی
اے میں شامل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے تو یہ نہیں چل سکا کہ وہ کس کے خلاف جنگ کرتا رہا

ادب انسان کو کس طرح سے بانصیب کر دیتا ہے۔ کس طرح سے ایک جہنم میں جانے ہے۔ آپ نے بطور خاص خُرقہ کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ ”جا تجھے تیری ماں روئے“ حر
والے کو جنت میں داخل کر دیتا ہے۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ کر بلا کے میدان ٹکڑے سوچا کہ میری ماں تو ایک عام عورت ہے اس کیلئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جب یزیدی فوج حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل آئی تو ان میں ایک شخص فرمادیں ان کی اپنی مرضی ہے لیکن میں بھی الفاظ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں
خُرقہ بھی تھا ایک یزیدی دسے کا کاٹھڑ تھا۔ ابن زیاد کی طرف سے وہ حضرت امام حسین کہہ سکا۔ میں ان کی شان میں بھی الفاظ نہیں لوٹا سکا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف جنگ لڑنے کیلئے آیا تھا۔ دوران جنگ یہ یزیدی فوج سے کہہ سکا کہ وہ والدہ ماجدہ ایک عام عورت ایک عام ماں نہیں ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
علیحدہ ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرف دار بن گیا اور آپ کی طرف سے سباز ادا دی ہیں۔ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ مجھے یہ زب نہیں دیتا کہ میں حضرت
جنگ میں حصہ لینے لگا۔ اس کو یہ سعادت کیوں نصیب ہوئی کہ وہ باطل کا ساتھ چھوڑ کر حق امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہہ دوں کہ تمہیں تیری ماں روئے۔ میں نے ہرگز یہ
کی جانب آ گیا۔ آخر کیا بات ہوئی کہ وہ یزیدی دسے کا کاٹھڑ تھا۔ حضرت امام حسین نے اپنی زبان پر نہیں لائی ہے۔ میری عقل مجھے یہ کہتی ہے کہ میں حضرت فاطمہ الزہراء
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف لڑائی میں مصروف تھا۔ پھر اچانک ادھر سے نکلا اور حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احترام کروں۔ اللہ تعالیٰ کو خُرقہ یہ ادا پسند آ گئی جو اس نے حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آ گیا اور یزیدی فوجوں کے خلاف لڑائی میں شریک لاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ادب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر حق ظاہر کر دیا۔ اور وہ

بزیلی لشکر کو چھوڑ کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آ گیا۔ آپ با جاثروں میں شامل ہو گیا۔ جنہی ٹولے سے نکل کر جنتی لوگوں میں شامل ہو گیا۔ یہ تہ ادب ہے۔ با ادب با نصیب اور بے ادب بے نصیب۔ دوسری ادب کی بات یہ ہے فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مخالف ایک ہزار جادوگر تھے قرآن مجید سارا واقعہ بیان فرماتا ہے۔ جادوگر فرعون کے حمایتی تھے۔ اور اپنا ساز و سامان و سیلا لٹھیاں وغیرہ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے تھے۔ فرعون نے ان حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کے لئے بلایا کہ موسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) ایک بہت بڑا جادوگر ہے میں تمہیں تنخواہ بھی دیتا ہوں اور بڑی مراعات تمہیں حاصل ہیں لیکن تمہارا فرض ہے تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم موسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) اپنے جادو کے اثر سے فیل کر دو۔ فرعون کا دربار لگ گیا۔ جادوگر آگئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف آئے دربار میں دور دور تک افراد بیٹھے ہیں اور مقابلہ دیکھنے کیلئے بڑے خطر ہیں۔ ایک طرف ایک ہزار جادوگر کھڑے ہیں۔ دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا مبارک ہاتھوں میں لئے تشریف فرما ہیں مقابلہ شروع ہوا تو قرآن مجید بتاتا ہے کہ جادوگروں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ پہلے شروع کرنا چاہتے ہیں تو آپ شروع کریں ہم بعد میں اس کا جواب دیں گے اور اگر آپ پہل نہیں کرنا چاہتے تو ہمیں اجازت عطا فرمائیں تو ہم پہل کر لیتے ہیں۔ یہ فقرہ ادب کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ادب پسند آ گیا۔ ان پر اس لئے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سچے ہیں وہ فرعون کی طرف داری ترک کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آ گئے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ سید زادے بیٹھے ہیں آپ ان کا ادب کریں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حقور مبارک سے باہر نکل کر دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ آپ ان

کی اولاد کا کس طرح سے ادب کر رہے ہیں اگر کوئی بندہ ادب سے کسی سید زادے کے ہاتھ کا پیوسہ لے تو خواہ اس کے گناہ اتنے ہوں کہ جتنے سارے بندوں کے ہوں گے وہ اسی لمحہ معاف ہو جاتے ہیں جس طرح حضرت حرقیٰ ہو کر فوت ہوا ہے اسی طرح سے آپ بھی اس وقت تک نہیں مرے گے جب تک کہ آپ جنتی نہیں بن جاتے یہ ادب ہے اللہ تعالیٰ ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کو بھانے سے جنگل میں لے گئے۔ مارا پیٹا اور پھر کنوئیں میں پھینک کر واپس آ گئے اور والد صاحب سے عرض کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیا لکھا گیا ہے۔ ہم نے ان کو اپنے سامان کے پاس بٹھا دیا اور خود کھیل کود میں مصروف ہو گئے۔ بھاگتے ہوئے دوڑ لگاتے ہوئے بہت دور نکل گئے اور بھیڑیا آ کر اس کو لکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قیص کو خون لگا کر واپس ساتھ لے آئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو وہ قیص دکھائی کہ یہ دیکھ لیں کہ یہ ان کی قیص خون آلود ہے باقی اس کا گوشت پوست اور ہڈیاں وغیرہ تو بھیڑیا لکھا گیا ہے۔ اب اس خون آلود قیص کے علاوہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ قیص دیکھی تو فرمایا کہ وہ بھیڑیا بہت عقلمند معلوم ہوتا ہے کہ جس نے قیص کو پھاڑا نہیں ہے۔ بڑے آرام سے پہلے قیص کو اتارا ہے پھر یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے اور پھر اس کے خون سے قیص کو لت پت کیا ہے تاکہ آپ مجھے یہ قیص ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں فرمایا کہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی بھیڑیے سے پوچھ لیتا ہوں کہ اس نے میرے یوسف علیہ السلام کو کیوں کھایا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جنگل میں گئے اور آواز دی کہ اے جنگل کے تمام بھیڑیو حاضر ہو جاؤ اور مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے میرے لخت جگر یوسف علیہ السلام کو کھایا ہے۔ نبی علیہ السلام کی آواز پر جنگل میں جتنے بھی بھیڑیے تھے وہ سب حاضر ہو گئے فرمایا کہ تمہارا لیڈر کون ہے تمہارا سر کردہ کون ہے۔ ایک

بہت ضعیف معر بھڑیا آگے آیا تو باقی بھڑیوں نے عرض کیا کہ اے نبی علیہ السلام یہ ہمارا سردار ہے آپ اس سے جو چاہیں پوچھ لیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے سوال کیا کہ کیا کسی بھڑی نے میرے بیٹے کو کھایا ہے۔ اس سردار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اے نبی ہم پر یہ حرام ہے کہ ہم کسی نبی علیہ السلام کا گوشت کھائیں ہم اتنے گستاخ اور بے ادب نہیں ہیں ہمیں معاف کر دیں اگر کوئی بہانہ ہے تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ہے ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس بھڑی نے جو ادب کیا ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس بھڑی کو بندے کی شکل عطا فرما کر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔ جب سادات کے در پر جاؤ اولیاء اللہ کے در پر جاؤ علماء کرام کے در پر جاؤ تو ان سے نہایت ہی ادب کے ساتھ ملاقات کرو اس ادب کے باعث اللہ تعالیٰ آپ کو جنت عطا فرمائے گا۔ با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث اعظم ہیں جب تک یہ دنیا قائم ہے ان کے پائے کا محدث پیدا نہیں ہوگا حالانکہ دن بدن اچھے سے اچھے اعلیٰ سے اعلیٰ محدث مضر حافظ قاری بن رہے ہیں۔ کتب بھی لکھی جا رہی ہیں۔ اچھی سے اچھی تہذیب منظر عام پر آ رہی ہے۔ احادیث مبارکہ کی شرح بھی لکھی جا رہی ہیں۔ تخریج کا کام بھی ہو رہا ہے۔ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی ثانی پیدا نہیں ہو رہا ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ جب جس محفل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلکین مبارک کو اپنے سینے سے لگائے رہتے تھے اور کوئی عمل ایسا نہیں تھا۔ آپ چڑھا ہے تھے لوگوں کی بکریاں وغیرہ چرایا کرتے تھے مسلمان ہونے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے معنی مبارک وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ تازہ

مسواک اپنے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کرنے کیلئے رکھتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلکین شریفین کو اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب محسوس کیا کہ یہ میری جوتی مبارک کا کانتادب کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو حدیث کا علم عطا فرما دے۔ اس دعا کا اثر ہے کہ اب حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی حدیث کو سمجھنے والا نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فقہ بتائی ہے اس کی بنیاد وہ احادیث مبارکہ ہیں جو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہے۔ آج ہم سختی ہیں تو یہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جوڑوں کے صدقے سے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب کیا تو انہیں فہم دین عطا ہوا ہے۔ یہی فہم دین حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گیا اور ان کی وساطت سے ہمیں نصیب ہو گیا۔ 3/4 حق حق مسک کے ساتھ ہے اور باقی 1/4 حق شافی۔ بالکی اور جلی مسک کے ساتھ ہے۔ یہ ادب کا صلہ ہے سب سے بڑے مفسر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فقہاء حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کا لوٹا لے کر جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت کے وقت وہ پانی پیش کرتے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہوتے اور دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو فہم قرآن عطا فرما۔ اس کو قرآن کا علم عطا فرما دے۔ اس دعا کا اثر ہے کہ آج حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بڑے مفسر قرآن ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ایک یہودی طویل عمر والا تھا۔ کوئی پانچ سو سال اور کوئی دو سو سال اس کی عمر بتاتے ہیں۔ وہ بہت عالم تھا۔ یہ حدیث شریف ہے اور پہلے بھی کئی دفعہ عرض کی ہے۔ وہ مر گیا اس کے عزیزوں و رشتہ داروں نے فیصلہ کیا کہ یہ اتنا عالم ہے ہم نے اس کو دفن نہیں

ظاہر فرمایا ہے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کو بوسہ دینا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دینا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرما دی۔ پھر عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کو بوسہ لینا چاہتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمادی۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مبارک کے پاؤں کو بوسہ لینا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمادی پھر عرض کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پاؤں کی خاک کو بوسہ دینا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بھی اجازت فرمادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے سواری کے پاؤں کی خاک کو بوسہ دیا تو اس وقت تمہارا مقام پہلے سے کہیں زیادہ افضل ہو گیا کہ جب تو نے میری پیشانی مبارک کو بوسہ لیا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نفوذ باللہ سواری کے پاؤں کی خاک کی پیشانی مبارک سے زیادہ افضل ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس میں نفس کشی ہے۔ اگر سواری کے پاؤں کی خاک اعلیٰ مقام دلا سکتی ہے تو پیشانی مبارک نہ جانے کتنے اعلیٰ مقام پر لے جاتی ہے۔ جو صرف پیشانی مبارک تک ہی رہ گیا اور خاک پاؤں تک نہیں آیا وہ کہیں پہنچایا نہیں ہے وہ راستہ میں ہی رہ گیا ہے۔ اس نے نہ تو سواری کے پاؤں کو اہمیت دی اور نہ ہی سواری کے پاؤں کی خاک کو اہمیت دی۔ جب وہ سواری کے پاؤں کی خاک کو بھی اہمیت دے گا تو اس کا ایمان بھی مکمل ہو جائے گا اور اس کا نفس بھی ختم ہو جائے گا۔ آپ جب آستانہ عالیہ پر آتے ہیں تو جو آستانہ عالیہ کی چوکت کو بوسہ دیتا ہے وہ زیادہ ادب کرتا ہے یا وہ زیادہ ادب کرتا ہے کہ جو یہ صاحب کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے جس نے چوکت کو بوسہ دیا اس نے زیادہ ادب کیا اس نے زیادہ

کرنا ہے بلکہ باہر روڑی پر پیچیک دینا ہے تاکہ کتے بے گدھ کو اس کو کھانچیں اس کے جسم کو توچیں تو ہمیں کچھ سکون ملے کہ ہم پر ظلم کرنے والے کا یہ انجام ہے کسی نے اس کے مرنے کے بعد بھی اس پر رحم نہیں کھایا اسے روڑی پر پیچیک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا بخشا ہوا بندہ روڑی پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھاؤ غسل دو لیکن دو اس کا جنازہ پڑھاؤ اور اعلان کر دو کہ جو اس کا جنازہ پڑھے گا اس کی بھی بخشش ہو جائے گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم کی تعمیل کی اور فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ اس بندے کی بخشش کس طرح سے ممکن ہوئی ہے۔ ہمارے علم میں تو اس کی کوئی نیکی نہیں ہے ہم نے تو اس کو ہر وقت ظلم ہی کرتے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری شریعت کے مطابق یہ ایسا ہی تھا اور اسی سلوک کے لائق تھا لیکن مجھے اس کا ایک لحاظ ہے کہ اس نے تورات کھولی تو اس میں نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھی ہوئی تھی۔ اس نے نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ادب سے بوسہ دے دیا اور درود شریف پڑھ لیا۔ اس کے صدقے میں نے اس کو بخش دیا ہے۔

تقظیم جس نے کی محمد کے نام کی
اللہ نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

تمہیں مبارک ہو کہ تم نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے انگوٹھے پر بوسہ دے کر آنگھوں پر لگا دے ہو یہ بھی ادب کی ایک نشانی ہے اور یہ ادب کی نشانی تمہیں کتنا بلند کر دے گی کہ تمہارا گھر جنت میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔ یہ ادب ہے یا ادب یا نصیب بے ادب نے نصیب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا راز ہیں لیکن بعض مواقع ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس راز سے کچھ پردہ ہٹایا ہے۔ کچھ نہ کچھ اس راز کو

عزت دی۔ اگر چوکت میں یہ عظمت ہے تو جو ذات اندر تشریف فرما ہے وہ کتنی عظمت والی ہوگی۔ جس نے چوکت پر بوسہ دیا ہے اس نے اپنے آپ کو کتنا گرایا ہے۔

گرا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گھڑا ہوتا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور کی نسبت والی چیز جو بظاہر ہماری نظر میں ایک بہت چھوٹی چیز ہے اسے ہم بہت عظیم سمجھیں تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کتنی ہوگی۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم یہ جہن ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے ایک باغ میں پہنچے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف فرما تھے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ پریشان ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی فرمائیں تشریف لے چلیں تاکہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر لیں اور انہیں قرار آجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری تعظیم کے لئے جاؤ جو اس کی زیارت کر لے گا وہ جنتی ہو جائے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل یہ فرما رہے ہیں کہ اگر میری اتنی دور کی نسبت بھی کسی کے دل میں جاگزیں ہو جائے تو اسے میری عظمت کی کچھ نہ کچھ سمجھ آجائے گا کہ اگر میری تعظیم پاک کے دیوار سے جنت بل رعی ہے تو میرے پاؤں کی عظمت کیا ہوگی اور پھر میری عظمت کیا ہوگی۔ پروفیسر صاحب یہ اپنے آپ کو گرا دے والی بات ہے جتنا کوئی اپنے آپ کو گرا لے گا اتنا ہی وہ عظیم بن جائے گا۔ حضور الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ کوئی یہ کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ یہ سب سے

بڑی تعریف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے علم کے احاطہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آ سکتے۔ میری عقل میری فہم اور اک اور سمجھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محیط نہیں کر سکتی۔ جو یہ کہے کہ ہاں میں نے سمجھ لیا ہے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں تو سمجھ لو اسے کوئی سمجھ نہیں ہے اسے کوئی شعور نہیں ہے۔

جسے سمجھا اپنے درجہ نہیں انہوں لکھ سوئے دی

اور جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم مبارکہ کو اپنے اور ہر چیز سے اعلیٰ سمجھا اسے خبر ہے لکھ سوئے دی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعظیم مبارکہ کے سمیت ہی اپنے دیندار کے لئے لامکان میں بلایا ہے۔ عرش پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعظیم مبارکہ کو اتارنے کا قصد کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تعظیم پاک کو اتارنے سے منع فرما دیا تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ ذات مصطفیٰ تو ایک عظیم المرتبت ہے لیکن جو ان کے ساتھ لگ جائے وہ بھی بارگاہ عالیہ میں پہنچ جاتا ہے۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس کا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں نکوا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں

کون نظروں میں جچے دیکھ کے جلوہ تیرا

جو کونے کی طرف توجہ نہیں کرتا جو جلوے پر بھی توجہ نہیں کرتا۔ اس نے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا نہیں ہے۔ اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا ہے ایک پیر صاحب کے آستانہ عالیہ پر سالانہ عرس تھا۔ میرے بن نے اپنے اپنے ذمے کوئی کام لے لیا۔ کوئی گداز لارہا ہے۔ کوئی آگ جلا رہا ہے کوئی دیگ پکا رہا ہے۔ کوئی فرش دھو رہا ہے کوئی صفیں بچھا رہا ہے۔ کوئی جھاڑو دے رہا ہے۔ ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف ہے۔ ایک میرے بن

عرض کیا کہ حضرت صاحب مجھے اجازت فرمائیں تو میں آستانہ عالیہ کی لائبریری صاف کروں پیر صاحب نے اجازت فرمادی۔ جب عرس کی تقریبات ختم ہوئیں تو پیر صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ بھی تھا وہ لائبرین صاف کرنے والا لے گیا ہے۔ وہ کیوں لے گیا کہ اس نے اپنے آپ کو گرا دیا اس نے اپنی ہستی کو مٹا دیا۔ بس حضرات! مٹنے کی بات ہے جو مٹ جاتا ہے وہ سب کچھ پالیتا ہے۔

ہم نے خود کو گرا لیا ہے وہاں
جہاں گرنے والے سنبھلتے ہیں

ادب کا ایک مقام دیکھو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا أَقْسِمُ بِهِنَّ الْاِنْسَانُ ۚ اَنْتَ حَلٌّ بِهِنَّ الْاِنْسَانُ (البلد ۱۲) مجھے اس شہر کی قسم کہ اسے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ اگر تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق بننا چاہتے ہو تو میری طرز اپناؤ کہ جب تک پاؤں مبارک کی مٹی کی عظمت تیرے دل میں جاگزین نہیں ہوتی تو اس میں ایمان نہیں آئے گا۔ اس لئے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ گزری عظمت دیکھ لی ہے اسے کچھ سمجھ آ جاتی ہے کہ حضور الصلوٰۃ والسلام کیسے ہوں گے۔ یہ قیامت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام راز ہیں لیکن ادب سے اس راز سے کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بخشش نماز سے ہوتی ہے۔ اگر نماز عبادات ریاضت سے ہی جنت ملتی ہے تو پھر شیطان کیوں محروم ہے سب سے زیادہ عبادت اس کی ہے۔ چہ چہ پر عجبہ کیا ہے لیکن پھر بھی جہنمی ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی ہے۔ جنت دوزخ اس نے دیکھی ہے۔ فرشتوں کا استاد ہے۔ قیامت کا اسے علم ہے، مراط مستقیم کا اسے علم ہے۔ آسمانی کتب کا علم رکھتا ہے عالم ہے ان کا حافظ بھی ہے حاضر ناظر ہے۔ دل میں بیٹھا ہوا ہے۔ خون کے ساتھ جسم میں گردش کرتا ہے پھر وہ

انہی کیوں ہے اس میں ادب نہیں ہے۔ کسی اللہ والے کا ادب کر لیتا تو آج شیطان نہ ہوتا اور جنتی ہو سکے عراز مل راخوار کرو۔ وہ سنگر ہے سنگر کرتا ہے۔ اور سنگر اس وقت ٹوٹتا ہے کہ جب کوئی جوتی سے نیچے ٹک جاتا ہے۔ سنگر تھک کر پوسد دینے سے نہیں ٹوٹتا۔ ایک قاری صاحب ایک پیر صاحب کے آستانہ پر گئے۔ پیر صاحب قرأت میں اتنے ماہر نہیں تھے۔ قاری صاحب کو بہت غصہ آیا کہ پیر صاحب کا تلفظ ہی درست نہیں ہے ان کو قرآن پڑھنا ہی نہیں آتا۔ قاری صاحب نے پیر صاحب سے اجازت لی کہ جی میں جانا چاہتا ہوں۔ پیر صاحب نے اجازت فرمادی۔ وہ قاری صاحب چارے تھے کہ راستہ میں ایک تالاب آ گیا۔ قاری صاحب نے اپنے کپڑے اتارے اور تالاب میں نہا لے کیلئے اتر گئے۔ ادھر ایک شیر آ گیا اور قاری صاحب کے کپڑوں پر بیٹھ گیا۔ تالاب کا پانی ٹھنڈا تھا اب قاری صاحب پریشان کہ تالاب سے نکلوں تو باہر شیر بیٹھا ہے اور تالاب میں ہی رہوں تو سردی لگتی ہے۔ وہ پیر صاحب تشریف لے آئے اور شیر سے فرمایا کہ یہاں کیا کر رہے ہو میرے یہاں کو پریشان کر رکھا ہے۔ انھوں اور یہاں سے بھاگ جاؤ۔ شیر چلا گیا پیر صاحب نے فرمایا کہ اب باہر آ جاؤ اور اپنے کپڑے پہن لو۔ قاری صاحب نے اپنے کپڑے پہن لئے اور پوچھا کہ پیر صاحب یہ کیا وجہ کہ اس نے میرے کپڑوں پر بیٹھ کر لیا ہے اور باہر نکلنے نہیں دیا لیکن آپ تشریف لائے تو یہ آپ کے کہنے پر بھاگ گیا۔ فرمایا کہ تمہیں اپنے علم پر ناز ہے اور شیر کو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق سے متعلق علم تھا اسے میرے ادب سے متعلق علم تھا اس لئے وہ میری بات کو مان گیا۔ اس نے میرا ادب کیا ہے عشق اور ادب تب ہی آتا ہے کہ جب کوئی اپنے محبوب کے سامنے اپنے آپ کو گرا دیتا ہے اپنے آپ کو لٹا دیتا ہے جس میں سنگر ہو اس میں عشق اور ادب نہیں آتا۔ جو سنگر کرتا ہے وہ ادب کرنا نہیں جانتا۔ اسے ادب کی منزل کا علم ہی نہیں۔ سنگر مودب نہیں ہو سکتا۔ شیطان اپنے سنگر کی وجہ سے ہی مارا گیا

ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق پہلے بھی کئی بار عرض کیا ہے اور وسیلہ تیار میں وہ بیان تفصیل سے چھپ چکا ہے بڑا ایمان افروز واقعہ ہے۔ بار بار دہرانے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے جسم طاقتور شاہی پہلوان تھے کہ میں ان کا کوئی مد مقابل نہ تھا۔ ایک لاغر کمزور اور نحیف شخص نے آپ کو کشتی لڑنے کا چیلنج دے دیا۔ اب قانون کے مطابق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے کشتی لڑنا لازماً تھا اس کا چیلنج قبول کرنا ضروری تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کشتی لڑنے کی میدان میں اتارے وہ شخص بھی مقابلہ کرنے کیلئے اکھاڑہ میں آگیا اور اس نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے راز دارانہ اعزاز میں کہا کہ میں سید زادہ ہوں۔ میرا کشتی کرنے نہ کوئی ارادہ ہے اور نہ ہی میں آپ سے کشتی لڑ سکتا ہوں۔ مجھے صرف کھدق کی اشد ضرورت ہے اگر آپ آج کر جائیں مجھے انعام میں رقم مل جائے گی میری ضرورت پوری ہو جائے گی آپ تو پہلوان ہیں اور پہلوان ہی رہیں گے۔ حضرت جنید بغدادی کچھ دیر کیلئے سوہ میں بڑگئے ایک طرف شاہی رجبہ رعب و جلال۔ جاہ و شہمت عزت اور وقار نظر آیا دوسری طرف ایک سید زادے کا ادب و احترام۔ آپ نے سادات کے ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سید زادے کے سامنے گرا دیا۔ آپ چت گر پڑے۔ دنیا نے بڑی لعن طعن کی لیکن آپ نے ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ آپ خاموشی سے اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا۔ فرمایا کہ تیرا مد مقابل سید زادہ نہ تھا لیکن تو نے اسے سید زادہ سمجھ کر اس کا ادب کیا ہے تو نے سید زادے کے سامنے اپنے آپ کو گرا لیا ہے اب میں تمہیں سنبھالا دیتا ہوں تجھے سید اللطیفین بنانا ہوں۔ یوں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ کے سر تا بن گئے۔ یہ ہے کہ باادب با نصیب بے ادب بے نصیب۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے جا رہے تھے کہ

راست میں ایک کاغذ کے ٹکڑے پر نظر پڑی جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے ادب سے اٹھایا۔ جھاڑ پونچھ کر کے بوسہ دیا اور کسی بلند جگہ پر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ ادب کرنا پسند آگیا اور اسے اپنا دوست بنالیا۔ اولیاء اللہ میں شامل کر لیا۔ اسے ولایت عطا کر دی۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق روایت ہے کہ سردیوں کی رات آپ مطالعہ میں مصروف ہیں اور آپ کی والدہ پاس چار پائی پر آرام کر رہی ہیں۔ والدہ صاحبہ کو پیاس محسوس ہوئی آپ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پانی مانگا۔ جب تک حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پانی لے کر آئے تو والدہ صاحبہ سو چکی تھیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ صاحبہ کو چمکانا مناسب نہ سمجھا ان کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ فرمایا۔ پانی کا گلاس ہاتھ میں لئے والدہ صاحبہ کے سر ہانے کھڑے رہے کہ جب از خود بیدار ہوں گی تو پیش کر دوں گا ساری رات ہی گزر گئی۔ صبح والدہ صاحبہ بیدار ہوئیں تو بیٹے کو ہاتھ میں پانی لئے کھڑے دیکھا۔ خوش ہو گئیں اور بیٹے کے حق میں دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے والدہ صاحبہ کی دعا قبول فرمائی اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو ولایت عطا فرمائی۔ اور آپ کو اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا۔ سترہ مرتبہ اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ باادب با نصیب بے ادب بے نصیب اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ سے نسبت قائم کرنے اور ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ

15-02-07

بشریت - نورانیت اور روحانیت

۱۱۲

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَعُوذُ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى الْإِكِّ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ.

معرز حاضرین: کل ایک عالم دین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج
سے متعلق ارشاد فرمایا۔ میں اس سے متعلق عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور
تجہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج تین مراحل میں ہوئی ہے کہ شریف سے مسجد اقصی
تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشریت کے ساتھ تشریف لے گئے ہیں وہاں آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت
فرمائی۔ امام چونکہ مقتدیوں سے افضل ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بشریت کی یہ معراج ہے۔ پھر مسجد اقصیٰ سے سدرہ تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
نورانیت سے تشریف لے گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نوری ہیں۔ سدرہ سے
آگے وہ نہیں جاتے سدرہ تک نورانیت کی انتہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے
بھی آگے تشریف لے گئے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی معراج ہے۔
سدرہ اقصیٰ سے آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت سے تشریف لے گئے اور
قائب قوسین کے مقام تک تشریف لے گئے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی
معراج ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مراحل میں معراج ہوئی ہے پہلا

۱۱۵

مرحلہ بشریت سے طے ہوا۔ دوسرا مرحلہ نورانیت سے طے ہوا پھر تیسرا حصہ معراج جو
ہے وہ روحانیت سے طے ہوا یہ سارا بیان سن کر میرے دل کو محسوس ہوئی اور خیال آیا
کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مسجد اقصیٰ سے آگے نہیں جاسکتی۔ کیا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی حد صرف مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک ہے۔ کیا
اس سے آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت نہیں جاسکتی۔ اور کیا میرے نبی پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اس لائق نہیں ہے کہ سدرہ اقصیٰ سے آگے جاسکے کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ سے آگے اپنی روحانیت سے تشریف لے گئے۔ اور کیا نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تینوں صفات بشریت، نورانیت، اور روحانیت اس لائق
نہیں کہ یہ لامکان میں اکٹھی جاسکیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں۔ بشر بھی
ہیں اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے ہیں۔ وہ اس وقت بھی چوتھے آسمان
پر تشریف فرما ہیں۔ کیا وہ اپنی بشریت بیت المقدس چھو کر گئے تھے جہاں سے آپ
تشریف لے گئے ہیں پھر نہیں کو کون سے مقام سے آپ کی پرواز ہوئی ہے تو کیا آپ
اپنی بشریت اس مقام پر ہی چھو کر چلے گئے ہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نبی
پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں۔ وہ امتی ہو کر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے
ہیں تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بشریت کے ساتھ چوتھے آسمان پر نہیں
جاسکتے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے اپنی جنت دکھا دے۔
اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت چھوٹے وقت کے لئے جنت میں رہنے کی اور اسے دیکھنے
کی اجازت فرمادی۔ آپ اپنی بشریت اور نورانیت کے ساتھ تشریف لے گئے۔
آپ نے جنت کو مقررہ وقت میں معائنہ فرمایا۔ جب وہ مقررہ وقت ختم ہوا تو
فرشتوں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا آپ اب واپس

تشریف لے جائیں۔ آپ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سے پوچھو کہ جس کو ایک دفعہ وہ جنت عطا کر دیتا ہے کیا وہ پھر اس سے واپس بھی لے لیتا ہے۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ایک دفعہ جنت عطا کر دے اور پھر اس سے واپس بھی لے لے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے بھی جنت عطا ہو چکی ہے آپ مجھے باہر جانے کیلئے کیوں کہہ رہے ہیں۔ لہذا اس وقت حضرت ادریس علیہ السلام جو ان کے لائق بشریت ہے جو ان کے لائق نورانیت ہے اور جو ان کے لائق روحانیت ہے اس کے ساتھ جنت میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی ہیں وہ اگر اپنی بشریت، نورانیت اور روحانیت کے ساتھ جنت میں قیام پذیر ہو سکتے ہیں تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ کیوں وہاں تشریف نہیں لے جاسکتے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی جنت میں ہی تھے۔ ان کی شان کے لائق ان سے لغزش ہو گئی۔ ہم کوں ہوتے ہیں کہ جو ان کے معاملہ میں دخل اندازی کریں کوئی اپنی طرف سے تاویلیں بنائیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زمین پر اتار دیا تو حضرت آدم علیہ السلام اپنی بشریت، نورانیت اور روحانیت ساتھ لے کر زمین پر اترے۔ یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی روحانیت جنت میں چھوڑ آئے ہوں۔ پھر وہ واپس بھی تشریف لے گئے اور پھر دوبارہ اپنی پوری شان کے ساتھ زمین پر آئے۔ اگر وہ اپنی روحانیت، نورانیت، اور بشریت کے ساتھ یہ سفر کر سکتے ہیں تو کیا نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نہیں کر سکتے یہ تو بشریت روحانیت یا نورانیت میں اس عالم دین نے تفریق پیدا کر دی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کبھی جگہ ذبح ہونے کے لئے دنبہ کہاں سے آیا تھا۔ وہ اپنے پورے جسم کے ساتھ آیا تھا یا کہ اپنا گوشت یا اپنی کھال یا اپنی ہڈیاں دیں جنت میں چھوڑ کر آیا تھا۔ اگر دنبہ

اسکا ہے تو میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں نہیں آ جاسکتے۔ بارگاہ عالیہ میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صرف جسم ہی نہیں گیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں لباس مبارک میں ساتھ ہی گیا ہے۔ کوئی خاص لباس پہن کر تشریف نہیں لے گئے بلکہ وہی روزمرہ کا پہنا ہوا سوتی کپڑے سے بنا ہوا ہی لباس مبارک پہنے ہوئے تشریف لے گئے باقی باتیں تو ایک طرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی نظمین مبارک بھی پہنے ہوئے تشریف لے گئے ہیں۔

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا
جس کا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں نکلا تیرا

جو نبی مبارک کو آپ پورے لباس میں سے کون سا مرتبہ دیتے ہیں کیا یہ بشریت میں داخل ہے کیا یہ نورانیت میں شامل ہے کیا یہ روحانیت میں سے ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہے اسے صرف نسبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ جس وجہ سے وہ بھی لامکان میں بارگاہ عالیہ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ عرش کو عرش معلیٰ بنانے کی طاقت رکھتی ہے۔

آں کہ ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بحر حق سوئے عزیاں یک نظر

ہزاروں جبرائیل علیہ السلام کے نور کو اکٹھا کر لیا جائے پھر بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ان سے بلند ہے۔ ایک لفظ ہے ”عبد“ جو دو مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ جب معراج کا سفر شروع ہوا تو فرمایا کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْأَلُ بِمَعْبُدِهِ (یعنی اسرائیل) پانی ہے اسے جو اپنے بندے کو لے گیا۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ عبد وہ ہوتا ہے کہ جو جسم کے ساتھ ہو اور اس میں روح بھی ہو۔ لہذا جب

سفر شروع ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے جسم مبارک کے ساتھ اپنی روح مبارک کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب قَابِ قَوْسَیْن کے مقام پر پہنچے تو فرمایا
 فَأَوْحَىٰ إِلَيَّ غَيْبُهُ مَا أَوْحَىٰ (الحکم ۱۰) ”اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی“
 قَابِ قَوْسَیْن کے مقام پر بھی لفظ عبد استعمال ہوا ہے یعنی جسم اور روح کے ساتھ۔ لہذا اگر زمین پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جسم اور روح کے ساتھ ہیں اور بحر لا مکان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم اور روح کے ساتھ ہیں۔ یہ لفظ نشان وحی کرتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس شان کے ساتھ زمین پر جلوہ گر تھے اسی شان اور انہیں تمام صفات کے ساتھ بارگاہ عالیہ میں بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ کس شان سے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال فرماتے ہیں۔ بندہ خوشی سے جمجم جاتا ہے فرمایا قِفْ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رک جائے خیمہ چائے کہ تیرا رب تجھ پر درود اور سلام پڑھ رہا ہے صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَامُ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ جو چاہے کرے۔ وہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کرے تو کون اسے روک سکتا ہے کوئی اعتراض بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے استقبال کیا ہے اور اپنی شان کے لائق اور مطابق اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا ہے۔ یہ اس عالم دین کا بیان تھا جس کا میں نے خلاصہ بیان کر کے صحیح صورت حال بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءَ الْمَعِينِ

خطاب آستانہ عالیہ نقشبندیہ 24-8-07

دعا اور عطا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَیْ النَّبِیِّ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَسِیْحِی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاصْحَابِکَ یٰمَسِیْحِی یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

کرم کی بجائے لے تو حیات بنتی ہے
 حضور آپ نوازیں تو بات بنتی ہے
 رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکتا ہے
 ان کی زلفوں کے سایے سے رات بنتی ہے
 لے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
 اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بنتی ہے
 در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
 ہو ان کا بلاوہ تو بارات بنتی ہے

معزز حاضرین! آج کی نعت خوانی میں کئی نظر پر غور ہوئے ہیں۔ ایک نعت میں یوں کہا گیا ہے۔ ”کہ کہیں پیر نہ روٹھ جائے“ اگر پیر و مرشد روٹھ جائیں تو یہ ایک بڑی مشکل اور مصیبت کا باعث بن جاتا ہے۔ یہ ذہن میں رکھو کہ پیر صاحب کبھی بھی کسی حالت میں بھی نہیں روٹھتے ہیں۔ وہ کیوں نہیں روٹھتے۔ صرف اس لئے کہ ان کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں روٹھتے ہیں۔ طائف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو پتھر مارے گئے۔ خون مبارک نکل آیا۔ جوتی مبارک میں خون بھر گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتہ کو ساتھ لے کر آئے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے حکم دیں تو یہ ابھی پہاڑ کو اٹھا کر طائف والوں پر مار دیتا ہے۔ سب اس کے پیچھے ابھی دب کر مرجائیں گے ان کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں۔ زحمت بن کر نہیں آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پتھر کھا کر بھی عظم کرنے والوں کو معاف کر دیتے ہیں تو پھر جو میر صاحب قتانی الرسول ہے وہ کس طرح سے ناراض ہو جائے گا۔ دعایہ کرو کہ کہیں کوئی مرید نہ روٹھ جائے۔ آپ نے یہ کہہ کر کہ کہیں میر صاحب نہ روٹھ جائیں الٹی بات کر دی ہے۔ گھوڑے کو تانگے کے پیچھے جوڑ دیا ہے۔ گھوڑے کو تانگے کے آگے ہی رکھو کہ جہاں اس کی ضرورت ہے۔ اگر تانگہ آگے اور گھوڑا پیچھے رکھو کہ تو وہ تانگہ چل نہیں سکے گا۔ اس لئے دعایہ کرو کہ مرید نہ روٹھ جائے۔ میر صاحب تو کبھی روٹھتے ہی نہیں ہے۔ خدا نہ کرے کہ اگر میر صاحب روٹھ جائے تو پھر بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے کافر ہو جاتا ہے۔ وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی جہنمی ہو جائے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت غمگین ہو جاتے ہیں تو کیا کوئی میر صاحب اپنے مرید سے ناراض ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کرنا پسند کرے گا۔ اس لئے میر و مرشد کبھی نہیں روٹھتے۔ یہ مرید ہوتے ہیں کہ جو روٹھ جاتے ہیں۔ لہذا آپ اپنے آپ کو درست رکھو میر صاحب کے ساتھ فرمانبرداری میں رہو۔ نافرمانی میں نہ آؤ۔ ادب میں رہو۔ بے ادبی میں نہ آؤ۔ اپنا رویہ درست رکھو۔ آپ میر صاحب سے ناراض نہ ہو۔ یہ یقین رکھو کہ میر صاحب کبھی ناراض نہیں ہوتے۔ دوسرا نظریہ جو پیش ہوا ہے وہ یہ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین یا ان جیسا حسین

میں و حضرت تاربا۔ لیکن مجھے وہ نہیں مل سکا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین بھی کوئی نہ ملا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ تم ایسی تلاش میں گئے ہی کیوں تھے جب تمہیں پتہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی اور نہیں ہے تو پھر تمہیں تلاش کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے تم نے اپنا وقت کیوں ضائع کیا ہے۔ پھر یہ کہ جو چیز لا حاصل ہے اس کے پیچھے کیوں بھاگتے پھرتے ہو۔ ایک نوجوان لڑکا کسی لڑکی کا عاشق ہو گیا۔ کہنے لگا کہ تو یوں حسین ہے خوبصورت ہے تیرے حسن کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لڑکی نے کہا کہ جو تیرے پیچھے کھڑی ہے وہ مجھ سے بھی زیادہ حسین و خوبصورت ہے۔ لڑکے نے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں تو کوئی نہ تھی اس نے جب واپس دیکھا تو لڑکی نے اس کے منہ کر زوردار ٹھنچا مارا اور کہا کہ اگر تیری نظروں میں سب سے زیادہ میں حسین ہوتی تو تجھے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ تم نے پیچھے مڑ کر صرف اس لئے دیکھا ہے کہ تجھے میرے حسن پر اعتبار نہیں ہے۔ لہذا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن پر یقین نہیں ہوتا وہی کسی حسین کو ڈھونڈنے جاتا ہے۔ جس کی نظروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے وہ کسی دوسرے کی طرف نگاہ کرتا ہی نہیں ہے۔ اب بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین اور کوئی کیوں نہیں ہے اس کی کوئی توجہ ہونا ضروری ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل جو حسن تخلیق ہوا ہے اس کا 9/10 حصہ صرف اکیلے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا ہو گیا ہے اور باقی ساری کائنات کا 1/10 حصہ میں سے حصہ لے رہی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی 1/10 میں سے ہی ہیں۔ فرمایا کہ نہ تو میں 9/10 میں سے ہوں اور نہ ہی 1/10 میں سے ہوں۔ فرمایا کہ میرے حسن کا صدقہ

اترتا ہے تو حسن یوسف علیہ السلام بنتا ہے۔ جتنے بھی حسن بنے ہیں۔ تو خویں والے بنے ہیں غنیمتوں والے بنے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنے ہیں۔ بڑی طویل حدیث شریف ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک سے کائنات کی ہر چیز بنی ہے۔ جنت، دوزخ، حوریں، غلمان، فرشتے، عرش فرش زمین و آسمان، لوح و قلم غرض ہر چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کے پر تو سے بنے ہیں۔ جب آدمی یہ حدیث شریف پڑھ لیتا ہے تو پھر وہ کچھ اور ڈھونڈتا نہیں ہے اس کو پتہ چل جاتا ہے کہ جس کسی میں کوئی خوبی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔

وہی نور حق وہی نکل رہا ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان، زمین نہیں کہ زمان نہیں

لہذا اس قسم کا شعر کہی نہ پڑھیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حسین ڈھونڈتا رہا لیکن مجھے وہ نمل سا۔ تو ڈھونڈتا ہی کیوں ہے۔ تیرا تو ایمان یہ ہونا چاہئے کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی اور نہیں ہے۔ ایک نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ نعت خوانی میں اور درود شریف پڑھنے میں اللہ تعالیٰ بھی ہمارا شریک ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ ذرا خاص توجہ سے میری بات سنیں۔ ہم اللہ تعالیٰ نے شریک نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا درود شریف کوئی اور ہمارا درود شریف کوئی اور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا درود اس کی عطا ہے اور ہمارا درود شریف ایک دعا ہے۔ تو کیا عطا اور دعا کبھی ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کیا ہے کہ اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ اگر وہ سورج کو اشارہ فرمادیں تو غروب شدہ سورج بھی

واپس آ جاتا ہے یہ طاقت کس نے عطا کی ہے۔ یہ طاقت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا درود ہے اور ہمارا درود شریف یہ ہے کہ یا اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرمادے۔ یہ ایک دعا ہے کہ یا اللہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ عطا فرمادے۔ یا اللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا فرمادے۔ ہم صرف دعا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طاقت عطا کی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو واپس کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طاقت عطا کی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا ہے اور پھر جوڑ بھی دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں کو چلایا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طاقت عطا فرمائی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پتھر پانی پر تیرتے بھی ہیں۔ دشمن کی ٹمچی میں بند کھڑے بھی پڑتے ہیں۔ یہ سارا اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے۔ اس لئے کوئی شریک وغیرہ ہونے کی بات نہ کرو۔ ہم اللہ تعالیٰ نے شریک نہیں ہو سکتے ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے شریک بن کر نہیں پڑھتے ہم نعت خوانی کرتے ہیں ضرور کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے شریک بن کر نہیں کرتے۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا درود شریف عملی ہے۔ وہ Practical ہے۔ وہ عطا کرتا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرماتا ہے۔ ہم صرف دعا ہی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کرتے ہیں۔ ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ دے نہیں سکتے پھر اللہ تعالیٰ کے شریک کس طرح سے ٹھہرے۔ آپ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا دے سکتے ہیں۔ کیا کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے سکے نہیں ہے۔ ہم تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ دے ہی نہیں سکتے؛ پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کس طرح سے شریک

ہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جتنے بھی فضائل و کمالات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا درود شریف ہے۔ ہماری تو صرف دعا ہے کہ یا اللہ دے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہارا کہنا قبول کرتا ہوں کیونکہ میں نے تو پہلے ہی دے دیا ہوا ہے۔ اس لئے تمہاری دعا قبول کرتا ہوں۔ ایک اور بھی نظریہ پیش ہوا ہے۔ یہ بالکل درست ہے لیکن اس میں تھوڑا سا ڈر خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بخش دوں گا۔ وہ ضرور بخش دے گا لیکن یہ ادھار معلوم ہوتا ہے۔ سودا ہمیشہ نقد ہی اچھا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں پھر بھی سودا نقد نہ ملے تو ایسی غلامی کا کیا فائدہ ہے۔ ادھار کوئی نہیں ہے۔ یہ Cash ہے۔ بلکہ Advance ہے۔ یہ پہلے سے ہی ادا کر دیا گیا ہے۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تھے تو اپنے آنکھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں پر لگاتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سنت پر عمل کرے گا اس کا گھر جنت میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے ساتھ ہوگا۔ اب بتائیں کہ آپ نقد چاہتے ہیں یا ادھار چاہتے ہیں۔ جی نقد ہی اچھا ہے۔ تو پھر نقد کی طرف آ جاؤ۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح جب نام نامی ام گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سنتو تو اپنے آنکھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگالیا کرو۔ ایک طویل حدیث پاک ہے اور کئی بار بیان ہو چکی ہے لیکن ایمان کی تازگی کے لئے پھر بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کاپی آئی ہے جس میں ستر ہزار بندوں کے نام ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر حساب کتاب کے بخش دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حقی طور پر لٹ بنا کر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

دے دی ہے۔ مہربنت کر دی ہے کہ بس یہ جنتی ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں۔ اس سے زیادہ تو محمود آباد میں ہی ہوں گے پھر سارے فیصل آباد میں پھر پورے پاکستان میں اور پھر پوری دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام امتی ہیں اور ہوں گے ان کا کیا بنے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اضافہ فرمائیں اور لوگوں کو بھی جنتی بنائیں۔ آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی نامزدگی ہوئی فہرست میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اضافہ فرما رہے ہیں یہ نقد سودا ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت عطا فرما سکتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا درود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ جتنے چاہیں جنتی بنالیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنتی بنائیں ستر ہزار تو بہت تھوڑے ہیں۔ فرمایا کہ یوں کرتے ہیں کہ ان ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد اپنے ساتھ ستر ستر ہزار افراد کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ پانچ ارب بن گئے جنتی کہ اس وقت دنیا کی آبادی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں مزید لوگوں کو جنتی بنائیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جنت عطا فرما سکتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پانچ ارب جو بندے ہیں ان میں سے ہر ایک بندہ ستر ستر ہزار بندوں کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ اب آپ ضربیں دے کر معلوم کر لیں کہ کتنے جنتی بن گئے ہیں یہ 350 لکھ بنتے ہیں اور لکھ سے بڑا ریاضی میں کوئی ہندسہ نہیں ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض

کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید لوگوں کو جنتی بنائیں فرمایا کہ ہند سے ختم ہو چکے۔ میں اپنا ایک بک بھر کر لوگوں کو جنت میں ڈال رہا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور بھی ڈال دیں ایک اور بھی ڈال دیں اس طرح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ بک بھر بندے جنت میں ڈالوائے۔ پانچ بک ڈالوائیں گے جنہیں بلکہ ڈالوائے نقد سودا ہے۔ پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور بھی ڈال دیں تاکہ کوئی احمق جنتی ہونے سے نہ رہ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ بس کر رہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہو گئے ہیں اب کوئی جنت سے محروم نہیں رہے گا۔ سب جنتی ہو جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ اسے کیوں روک رہے ہیں۔ آپ اس معاملہ کو آگے بڑھنے دیں تاکہ دنیا کو پتہ چلے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا طاقت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا مطلب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کو روکنا نہیں ہے۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ میرے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ آپ بک کی اس عظمت کو مان جاؤ تو جنت ابھی تمہاری ہے۔ کل محفل میں ایک نعت خواں جو نعت گو بھی ہیں ڈاکٹر محمد اقبال گلبرگ سی سی رہتے ہیں انہوں نے اپنی نعت میں فرمایا کہ کائنات سٹ کر رانی کا دانہ بن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں آئی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کائنات کو کیوں سیٹھتے ہیں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک کو کیوں اتنا کشادہ نہیں سمجھتے کہ اس میں ساری کائنات سما جاتی ہے۔ جس طرح سے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کائنات سٹے بغیر ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں آ جاتی ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے

پھر نہ مانیں گے قیامت کو اگر مان گیا

قیامت میں اگر بک میں آنا چاہو گے تو کوئی نہیں آنے دے گا آج وقت ہے آج بک کی عظمت کو مان کر اس میں آ جاؤ۔ تو پھر جنتی ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو قیامت میں مجھے پکڑ لینا اور میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑ کر عرض کروں گا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی۔ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو خوشخبری دی ہے۔ اگر پشت پر کسی کا ہاتھ ہو تو آدی شیر بن جاتا ہے اور پورے اعتماد کے ساتھ بات کرتا ہے۔

ڈر تھا کہ عصیان کی سزا اب ہو گی کہ روز جزا

دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ہمیں ڈر ہے نا کہ بخشش ہو گی کہ نہیں ہو گی۔ جنت ملے گی کہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سارے ڈر خوف ختم کر دیئے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت پر بھروسہ کرو۔ ان کو نور مانو۔ ان کو حاضر ناظر مان جاؤ۔ ان کو کوثر کا مالک مان جاؤ۔ ان کو مالک و مختار مانو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کلی علم غیب رکھنے والے مان جاؤ۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اک میں کیا میری عصیان کی حقیقت کتنی

مجھ سے سوا لاکھ کو کافی ہے اک اشارہ تیرا

جنت بکلی کرنے کا ایک اور بھی طریقہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک روپیہ خرچ کرے اس کا گھر جنت میں میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ آپ بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی خرچ کر رہے ہیں۔ نعمت خوانان کی خدمت بھی میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدقہ دے رہے ہیں۔ جو جھوم جھوم کر داد دے رہے ہیں وہ بھی صدقہ ہی دے رہے ہیں۔ جو سبحان اللہ کہہ رہے ہیں وہ بھی صدقہ دے رہے ہیں اور جو نعمت خوانان کی داد دے رہے ہیں وہ بھی صدقہ دے رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تو جنت میں پکا ہے نا۔ جو شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشتی نہ مانے وہ بے ایمان ہے تمہارا ایمان مکمل کامل اور اکمل تب ہی ہوگا جب تم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنتی مانو گے بھربات بنے گی۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منانا ایک ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت مقبول ہے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ایک محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آجانے سے میں لاکھ بری مخلوق کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ہم گناہگار ہیں۔ ہم گناہ لے کر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے ہیں۔ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں۔ تو وہ گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔ آپ اپنے گناہوں کو نہ دیکھو بلکہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پیش نظر رکھو۔ گناہ اور بدیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں گناہوں کا مٹ جانا اور بات ہے لیکن گناہوں کا نیکیوں میں بدل جانا ایک اور بات ہے۔ میں نے قاری صاحب کا ایک سورت پڑھ دینا ہوا اگر یہ معاف کر دیں تو وہ

سو تو ختم ہو گیا لیکن اگر یہ سورت پڑھ اور اپنے پاس سے مجھے دے دیں تو پھر دوسروں پر کا نفع ہوا ہے کہ نہیں۔ ہمیں جنت کی طلب رہتی ہے ہم جنت کے لئے مر رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم جنت کے لئے نہ مریں جنت کے حصول کو اپنا مدعا نہ بنائیں۔ جنت کو اپنی منزل نہ بنائیں۔ ہم دعا میں کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں جنت عطا کر دے۔ یا اللہ میرے سب سے قبول کر لے اور مجھے جنت عطا فرما دے۔ یا اللہ میرا حفظ قبول کر لے اور اس کے صدقہ میں مجھے جنت دے دے۔ میرے اعمال قبول کر لے اور مجھے جنت میں جگہ عطا فرما دے۔ کیا اللہ تعالیٰ جنت کے لئے تجارت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے عمل کی وجہ سے جنت نہیں دینی ہے بلکہ میں نے جنت اپنے فضل اور رحمت سے دینی ہے۔ یا اللہ تیرا فضل اور رحمت کیا ہے۔ فرمایا کہ میرا فضل اور رحمت میرا محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اگر جنت کی طلب رکھتے ہو تو در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت ملے گی۔ جنت کتنی دور ہے۔ پروفیسر صاحب نے ایک اعجازہ بتایا ہے حتمی طور سے پہنچیں گے کہ جنت زمین سے کتنی دور ہے۔ اگر کوئی جسم اشارہ لاکھ ساٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پرواز کرے تو ہمیں لاکھ سالوں میں وہ جنت تک پہنچ جائے گا۔ جنت کے اندر نہیں جائے گا صرف اس کے دروازے تک پہنچے گا۔ لیکن جب تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے تو جنت چل کر تیرے گھر میں آ جاتی ہے۔ یہ سوانقہ ہے ادھار نہیں ہے یہ جنت جو اللہ تعالیٰ ہمیں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صلہ میں عطا کرتا ہے وہ کبھی ہے۔ کیوں ہی شاہ صاحب آپ فرمائیں کہ یہ جنت کبھی ہے کہ نہیں جی ہاں بلکل کبھی ہے۔ شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ جنت کبھی ہے۔ سید زادے کا فرما دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ ان کی عطا ہمیشہ کبھی ہوتی ہے اور ان کی طرح سید زادہ عالم دین بھی ہوتے تو نور علی نور ہو جاتا ہے۔ لہذا احقرات آپ کو جنت تو

لگتی ہے اب جنت سے بھی جو اعلیٰ مقام ہے اس کی طرف چلتے ہیں۔ جنت کی نگر نہ کرو یہ تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے خود بھاگ کر آتی ہے۔ جنت سے بھی اعلیٰ مقام مدینہ منورہ ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں ثار مدینہ

اور دیکھو کہ مدینہ منورہ ہمیں کس طرح سے ملتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مناتے ہو۔ میرا ذکر کرتے ہو مجھ پر درود شریف پڑھتے ہو۔ گھر میں پڑھو، گلی میں پڑھو، مسجد میں پڑھو، اکیلے پڑھو یا محفل میں اکٹھے بیٹھ کر پڑھو۔ جب تم یہ کرتے ہو تو ساری کی ساری محفل اٹھا کر میری قبر انور میں میرے قدموں میں رکھ دی جاتی ہے۔ میں تمہیں دیکھتا بھی ہوں۔ تمہیں پہچانتا بھی ہوں۔ اور جو کچھ تم کہتے ہو وہ میں سنتا بھی ہوں اس لئے تم مدینہ والے کی طرف بھاگو تو جنت از خود تمہارے پیچھے بھاگے گی۔ ایک اور بھی نعت شریف پڑھی گئی ہے کہ میرے نام پر مدینہ شریف کی طرف سے کوئی چٹھی نہیں آئی ہے۔ میری آنکھیں راستہ دیکھ دیکھ کر تھک رہی ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس محفل میں ہی تشریف فرما ہوں تو پھر تمہیں جھکنے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا۔ (الفتح ۸)

”بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوش اور ڈر ستا“۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد نہیں ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ نہیں رہے ہیں۔ کیا وہ اس محفل میں تشریف فرما نہیں ہیں۔ تیرے دل میں کون ہے۔ درود مسلم مقام مصطفیٰ است۔ کیا تو مومن نہیں ہے اگر تو مومن ہے تو تیرے دل میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

جلوہ فرما ہیں۔ پھر فرمایا النَّبِيُّ اَوَّلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (الاحزاب ۶)
”یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے“ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری رگوں سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ پھر ان کا انتظار کس لئے ہے۔ جب تم اپنے گھر میں جاؤ۔ اور گھر میں کوئی فرد نہ ہو۔ خالی گھر ہو تو تمہیں حکم ہے کہ تم کہو اَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر پڑھو اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَسِيْدِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتے ہیں تو وہ تمہارے گھر میں موجود ہوتے ہیں۔ تمہی تو سلام کرنے کا حکم ہے۔ قاری صاحب نے نعت شریف میں پڑھا ہے کہ ”جنتی تھی قضاء میری ہو گئی ہے ادا میری“۔ ایک کافر تھا اس نے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا تھا بہت ستایا تھا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے حبش چلے گئے تو وہ وہاں بھی ان کے پیچھے پہنچا۔ شاہ حبش کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی۔ اس کے ساتھ گفت و شنید ہوئی تو اسے سمجھا اگلی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسے میں اس نے سوچا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ وہ واپس کہہ شریف آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بیعت فرمائیں۔ مجھے کلہ شریف پڑھا کر مسلمان کر دیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے چاہے تو اس نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ پیچھے کرنے کی وجہ پوچھی کہ کیا تمہارا ارادہ بدل گیا ہے۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ارادہ نہیں بدلا۔ میں نے بہت بڑے بڑے گناہ بھی کئے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ کیا میرے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت ستایا ہے دوسرے مسلمانوں کو بھی بہت تنگ کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم مسلمان ہو

جاؤ۔ میری بیعت کرلو تمہارے پچھلے گناہ بھی معاف اور آئندہ آنے والے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ ”جتنی بھی قصاص میری ہو گئی ہے ادا میری۔“

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو

جس کو ہے میری لاج وہ بچال بڑا ہے

کوتاہی عمل کا مجھے کوئی غم نہیں ہے

کافی ہے میرے واسطے نبت رسول کی

بلکہ یوں کہو کہ

کافی ہے میرے واسطے محفل رسول کی

اللہ تعالیٰ ان کے گیت گانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت درداء

رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی تیزی میں حضرت

عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور زوردار دستک دی۔

حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی گھبراہٹ میں باہر نکلے تو حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر کھڑے دیکھا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خیر

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ مجھے بلایا ہوتا میں حاضر ہو جاتا۔

فرمایا کہ گھر میں کون ہے اور کیا کر رہے ہو۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک میں ہوں میری بیوی ہے ہمارے بچے ہیں اور ہم آپ کا ذکر کر رہے ہیں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی باتیں کر رہے ہیں اور اپنے بچوں کو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سے حلق کھا رہے ہیں اور کچھ نہیں کر رہے تھے اور ہمارے علاوہ

کوئی اور فرد گھر میں نہیں ہے۔ فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تمام

دروازے تیرے گھر کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ اب خوشی والی بات یہ ہے کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی حضرت عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح

عمل کرے گا اس کے گھر کی طرف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے رہیں

گے۔ ندیم صاحب نے محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منائی ہے بڑا اجتماع کیا ہے۔

اس کا گھر بھی جنت کی کیاری بن گئی ہے۔ کیونکہ جہاں ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتا ہے وہ جگہ جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ یہ نقد سودا ہے۔ اب جو بھی اس میں

آتا رہے گا وہ جنتی بنتا رہے گا۔ جو شخص ریاض الجنت میں جاتا ہے وہ جنتی ہے یہ گھر

بھی تو اب ریاض الجنت ہے۔ جنت کا باغ ہے۔ یہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

کہ جو ریاض الجنت میں آتا ہے وہ جنتی ہے اور یہ بھی فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

کہ جو محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے وہ جنتی ہے دونوں کی طاقت ایک ہے

دونوں ارشادات فرمانے والی ایک ہستی ہے۔ اور وہ ایسی ہستی ہے کہ جس کی زبان پر

حق یوں ہے۔ سچ یوں ہے۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کتنی کہیں

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

آؤ سلام پڑھتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

خطاب برائے محمد بن عبدالمطلب صاحب 29-07-07

سب سے بہترین عمل نماز کا وقت پرا دار کرنا ہے۔

(الحديث)

کو بھی دے پردے کج دے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَعُوذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَىٰ اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ

کرم کی بیک لے تو حیات بقی ہے
حضور آپ نوازیں تو بات بقی ہے
رخ حضور کا صدقہ یہ دن چمکا ہے
ان کی زلفوں کے سایے سے رات بقی ہے
لے جو اذن ثناء کا تو لفظ ملے ہیں
اگر ہو آپ کی مرضی تو نعت بقی ہے
در حبیب کی زیارت بڑی سعادت ہے
ہو ان کا بلاوہ تو بارات بقی ہے
رخ حضور کی زیارت بڑی عبادت ہے
ہو ان کی عنایت تو اک حجات بقی ہے
اسی دید سے بنتے ہیں اولیاء بھی اخیاء بھی
اسی صورت سے صورت نجات بقی ہے

معزز حاضرین:۔ عباد گدو نے نعت پڑھی ہے بلکہ یوں کہیں کہ مناجات پڑھی ہے۔

سانوں کو بھی دیکھ نہ چھڈ دے
میں کو بھی دے پردے کج دے
تساں کو بھی نوں دیندے نہیں چھڈ دے
اساں چھڈنا تیرا در نہ
سانوں روز حشر دا ڈر نہ
تساں بھلیاں دے جھ لُج دے
قربان تیرے توں جان اے
تیری دید ساڈا جُج دے
تیرے ناں نوں چم دے لب دے
جھ بنھ کے نال ادب دے
تساں بھلیاں دے جھ لُج دے
ایں تے رحمت وے جھم جھم دے
جانے دو ہیں جہاں جُج دے
اوں کوں جانے کل زمانہ
سارے بک وچہ تیرا وج دے
اس شعر میں یوں آیا ہے کہ تیں کو بچیاں نوں نہیں چھڈ دے تیں ماڑیاں
نوں نہیں چھڈ دے۔ تیں کوڑھیاں نوں نہیں چھڈ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
گھنگاروں کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ
گاروں کو چھوڑ نہیں دیتے ہیں ان کی پاس داری فرماتے ہیں۔ بڑے بڑے کو بچے

کوڑھے دنیا میں ہوئے ہیں وہ کون کون سے ہیں اور جب ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوگئی تو وہ کیا تھے اور کیا بن گئے۔ بشر بہت کوڑھا تھا۔ بیماری کا گھر تھا۔ الہی تھی جو باہر سے وہاں جاتے تو پیٹ پھول جاتے تھے۔ معدہ میں کیڑے پیدا ہو جاتے تھے۔ مشہور زمانہ تھا کہ بشر بیماری کا گھر ہے۔ وہ دارالامراض تھا۔ لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک وہاں لگے تو وہ دارالشفا بن گیا۔ آج پوری کائنات میں سب سے افضل مقام مدینہ منورہ ہے۔ بلکہ وہ مٹی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن اقدس کے ساتھ لگی ہوئی ہے اس کا مقابلہ کعبہ بھی نہیں کر سکتا۔ عرش بھی نہیں کر سکتا۔ بیت المعمور بھی نہیں کر سکتا۔ سدرۃ المنتہی بھی نہیں کر سکتا۔ یہ تمام مل کر بھی اس خاک کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے کہ وہ کفن مبارک کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگ جائے اس کو اتنی عظمت مل جاتی ہے کہ کائنات کی کوئی چیز اس کے مقابلہ میں نہیں آ سکتی جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگ جاتے ہیں وہ کوہِ نہیں رہتے وہ حسین و جمیل بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معافی دے بس بات کرنے کے لئے اور سمجھانے کے لئے عرض کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاح رگت ہے۔ ہونٹ موٹے ہیں۔ دنیاوی طور پر ان کے حسن کا کوئی معیار نہیں ہے۔ پھر یہ کہ مالی حیثیت کوئی نہیں ہے۔ غربت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ غلام تھے اور ہر وقت مالک سے مار پیٹ پڑتی تھی۔ بہت تنگ زندگی تھی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئے تو

ان کو کیا مقام ملا۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ کی چھت پر چڑھنے کا حکم فرمایا۔ کبھی یہ عالم تھا کہ لوگ ان کو زمین پر بھی جھین سے کھڑے ہونے نہیں دیتے تھے اور اب وہ کعبہ شریف کی چھت پر چڑھے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ آذان دو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں زمین پر ہوتے ہوئے بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے آذان دیتا تھا اب اس کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اب میں کس طرف منہ کر کے آذان دوں۔ فرمایا کہ اب میری طرف منہ کر کے آذان دو کہ میں کہنے کا بھی کعبہ ہوں۔ پھر یہ کہ معراج شریف کے موقع پر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں تشریف لے گئے تو وہاں حوروں کی سردار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کیلئے بڑی تیاری کی ہے جنت کو آراستہ کیا ہے۔ خود اپنے آپ کو بھی سنوارا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے انعام سے نوازیں فرمایا کہ میں اپنا بلال تمہیں انعام میں دیتا ہوں۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حوروں کی سردار کے لئے انعام ہیں۔ وہ کہنے لگی میں نے سنا ہے کہ اس کا رنگ بہت کالا ہے۔ فرمایا کہ یوں نہ کہو بلکہ میں نے تو ابھی اسے منانا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر تمہاری طرف دیکھتا بھی ہے کہ نہیں۔ کسی نے کہا کہ اے بلال آپ کا رنگ کالا ہے۔ فرمایا کہ تمہاری رگت تو سفید ہے نابولا کہ ہاں میں گورا سفید ہوں۔ فرمایا کہ اگر کالے رنگ پر ایک چھوٹا سا سفید داغ لگ جائے تو اس کو لوگ برص کہتے ہیں اور یہ بدنامی لگتا ہے۔ لیکن اگر سفید جسم پر ایک چھوٹا سا نقطہ کالے رنگ کا لگ جائے تو یہ تل بن جاتا ہے۔ اور یہ سفید رنگ کے حسن میں

زیادتی پیدا کر دیتا ہے۔ تم اپنے آپ کو سفید اور حسین سمجھتے ہو اگر تیرا ایک قطرہ
کالے جسم پر لگ جائے تو یہ تیار ہی بن جاتی ہے۔ بد نما بن جاتا ہے۔ مجروح ہو کر
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلال تو جنت میں سب سے پہلے
داخل ہوگا۔ وہ بلال کہ جس کو کوئی پوچھتا نہیں تھا جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدموں کے ساتھ لگ گیا تو وہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گیا۔ تمام
صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا کہہ کر پکارتے
تھے۔ ان کو اپنا سردار کہتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال
تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا
میں انبیاء علیہم السلام سے بھی پہلے جنت میں جاؤں گا فرمایا کہ ہاں تو تمام انبیاء علیہم
السلام سے بھی پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے جنت میں جاؤں گا۔ فرمایا کہ ہاں تو
مجھ سے بھی پہلے جنت میں جائے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے
اس جنت میں نہیں جانا ہے کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوں گے۔ فرمایا کہ
یہ بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جس سواری پر میں سوار ہوں گا اس کی
مہارت میرے ہاتھ میں ہوگی تو آگے آگے پیدل چلے گا اور میں پیچھے سواری پر ہوں گا
اس لئے تو مجھ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ وہ بلال کہ جس کو کوئی
پوچھتا نہیں تھا وہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے اور جنت میں سب سے پہلے
داخل ہو رہے ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے وہ کوجا ہے لیکن جب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام پر دے ڈالے ہیں تو جنت میں سب سے پہلے جانے والا بن جاتا ہے۔ اور

وہ عظمت عطا ہو جاتی ہے کہ جب تک حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذان نہ
دیں تو سرخ طالع ہی نہ ہو۔ اس کے علاوہ اور بھی دیکھیں کہ کون کون سے کونچے
ہیں۔ ان میں سے ایک علیہ سعدیہ کی ڈاچی ہے کہ جس کا کوئی معیار نہیں ہے۔
حضرت علیہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چانچا بھی کوئی معیار نہیں ہے۔ بوڑھی کمزور اور
لاغر ڈاچی ہے بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے نہ اس کی کوئی رفتار ہے کہ وہ چل سکے نہ
اس میں کوئی دودھ ہے۔ جب مکہ شریف کی طرف آ رہی تھی تو سب سے پیچھے پیچھے
کہ سارے قافلے کی مٹی اس پر پڑ رہی تھی۔ جب سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
لے کر ڈاچی واپس جا رہی تھی تو تمام قافلہ والوں نے آگے آگے جا رہی تھی۔ کوئی
دوسری ڈاچی کوئی سواری اس سے آگے نہیں نکل سکی۔ کسی میں طاقت ہی نہیں ہے
کہ وہ اس ڈاچی سے آگے نکل جائے۔ دوسرے ڈاچیوں پر سواروں نے بہت
کوشش کی کہ ان کی ڈاچیوں بھی تیز چل کر علیہ سعدیہ کی ڈاچی سے آگے نکل جائیں
لیکن سب بے سود کوئی بھی ڈاچی علیہ سعدیہ کی ڈاچی سے آگے نہیں نکل سکی۔ سب
حیران ہیں کہ علیہ کی ڈاچی کو کیا ہو گیا ہے۔ خود علیہ سعدیہ بھی حیران ہیں کہ ڈاچی
میں اتنی تیز رفتاری کہاں سے آگئی ہے۔ ڈاچی فصیح زبان میں بولی اے بنی سعدیہ کی
یسو! استو کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھ پر سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تعریف فرما ہو گئے
ہیں اس لئے کوئی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ خشک وادیاں تھیں۔
کئی سال سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ جب ڈاچی وہاں سے گزری تو تمام وادیاں
مر رہیں جو گئیں۔ علیہ سعدیہ کو پتہ چل گیا کہ یہ بچہ بہت مبارک ہے۔ علیہ سعدیہ کی
سات بکریاں تھیں۔ وہ بھی تہامت لاغر اور کمزور تھیں۔ دودھ ان کے ماں نہیں تھا۔

علیہ سجدہ یہ ان بکریوں کی پشت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پھرایا تو ان کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ علیہ سجدہ نے بکریوں کا دودھ نکالا تو اس کے گھر کے سارے برتن دودھ سے بھر گئے۔ اپنی مسائیوں کو بھی بلایا کہ برتن لے آؤ اور دودھ لے جاؤ۔ دونوں اطراف سے چالیس چالیس گھرانوں کو بلایا کہ میرے گھر میں دودھ والا آ گیا ہے اپنے اپنے برتن لے آؤ اور دودھ لے جاؤ۔ وہ بکریاں کہ جن کے پاس دودھ کا قنبرہ بھی نہیں تھا وہ آج سارے قبیلہ والوں کو دودھ دے رہی ہیں اس لئے کہ ان کی پشت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دست مبارک پھر چکا ہے۔ اگر کوئی چیز کو بھی میرے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ مبارک آ جاتا ہے تو وہ سارے زمانے کو دودھ دینے والی بن جاتی ہیں۔ اور دیکھیں کہ کوئی چیز کوئی ہو سکتی ہے۔ کوئی کہنا تو گناہ ہے۔ نقل کفر۔ کفر نہ باشد صرف سمجھانے کے لئے بات کر رہے ہیں کہ کوئی چیز وہ ہونی چاہئے کہ جو مٹی کسی جوتی کے نیچے لگ رہی ہو۔ ہماری جوتیوں کے نیچے جو مٹی لگی ہوئی ہے اس میں کیا عظمت ہے۔ کیا اس کی کوئی عزت ہے۔ نہیں ہے۔ لیکن اگر وہی مٹی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ کی جوتی مبارک سے لگ جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لَا أَقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۚ وَ أَنْتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ۔ (البقرہ ۱۰۲) ”مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو“۔ فرمایا کہ اے لوگوں کو یہ مٹی جو میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کے نیچے لگی ہے مجھے اس کی قسم ہے۔ ایک یہودی لڑکی آئی اور عرض کرتی ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی نظین مبارک جھاڑ کر ان کی مٹی عطا کر دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ کسی کا۔

سوال رو نہیں فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی عطا فرمادی اس لڑکی کا باپ اندھا تھا اس نے وہ مٹی سرمہ کے طور پر اپنے باپ کی آنکھوں میں لگائی تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں اسے نظر آنا شروع ہو گیا۔ اس نے پوچھا کہ بیٹی تو یہ سرمہ کہاں سے لے کر آئی ہے وہ کون سا حکیم ہے جو ایسا سرمہ بناتا ہے میں کئی سالوں سے اندھا تھا میری آنکھیں دیکھ رہی تھیں بیٹی نے بتایا کہ یہ کوئی سرمہ نہیں ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی مبارک کو لگی ہوئی مٹی ہے۔ اس نے کہا کہ اگر یہی مٹی آنکھیں عطا کر سکتی ہیں۔ تو مٹی والا مجھے ایمان بھی دے سکتا ہے۔ وہ حاضر خدمت ہوا اور کمرہ شریف پر ذکر مسلمان ہو گیا۔ یہ مٹی جب مرش پر لگتی ہے تو اسے عرش معلیٰ بنا دیتی ہے۔ اسی خاک کی یہ عظمت ہے کہ اگر قبر میں کوئی گناہ گار بندہ ہو اسے عذاب دیا جا رہا ہو اور یہ مٹی جو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک سے لگی ہے وہ اڑ کر اس کی قبر پر پڑ جائے تو اس کو عذاب سے نجات مل جاتی ہے اور اس کی بخشش بھی ہو جاتی ہے۔ یہ ہے جی کہ۔

میرے کوچی دے پردے کج دے

تساں بھلیاں دے جھ بچ دے

میرے نبی پیارے نبی ہے مرتبہ بالا تیرا

جس کا کوئی پہنچا نہیں چکا وہاں تلو تیرا

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب وادی طویٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنی جوتی اتار دو۔ لیکن اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ جوتی سمیت عرش پر بھی آ جائیں۔ اور اسی طرح میرے پاس لامکان میں بھی آ جائیں۔ اپنی جوتی کو نہ اتاریں کہ لوگ یہ نہ

کہیں کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتی مبارک کی کوئی قدر قیمت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ کیا مقام ہے لیکن اس لامکان میں بھی بارگاہِ عالیہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی مبارک چمک رہی ہے۔ اے جوتی تو کہاں پہنچی ہوئی ہے عرض کرتی ہے کہ مجھے نہ دیکھو بلکہ اس کی طرف دیکھو کہ جس کے پاؤں میں ہوں۔ میں تو وہی چمڑے کی بنی ہوئی ہوں مجھ میں کوئی کمال نہیں ہے لیکن مجھے جس سے نسبت ہوگئی ہے سارا کمال اسی میں ہے۔ پاکستان میں ایک بھشتی دروازہ ہے آپ سب جانتے ہیں کہ اس میں سے جب کوئی گزر جاتا ہے تو جفتی بن جاتا ہے۔ پاکپتن شریف میں وہ دروازہ ہے۔ وہ دروازہ بھشتی دروازہ کس طرح سے بن گیا ہے۔ کتب میں یوں لکھا ہے کہ اس جگہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت سے نوازا۔ فرمایا کہ یہاں دروازہ بتا دو۔ شریک جو اس سے گزرتا رہے گا وہ جفتی بننا رہے گا۔ اس میں قرآن مجید میں حوالہ موجود ہے کہ کتنا نہایت نجس جانور ہے اس کو خواہ سارے سمندروں کا پانی اور پورے زمانہ کے تمام صابن لگا کر نہلا دو۔ وہ پھر پاک نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اور بھی زیادہ پلید ہو جائے گا۔ سو کلمے جسم والے کئے کو کپڑا چھو جائے تو اس کا اور مسئلہ ہے لیکن اگر سیکے جسم والے کئے کو کپڑا چھو جائے تو اسے دھونا لازمی ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہی کتا اگر کسی ولی کے در پر بیٹھ جائے تو نہ صرف پاک ہو جاتا ہے بلکہ وہ جفتی بندہ بن جاتا ہے۔ اصحاب کہف سے نسبت مل جائے تو کئے کو اتنی عظمت مل جاتی ہے کہ وہ بندے کی شکل میں جنت میں داخل ہو جاتا ہے پھر اگر کسی کو سردار الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہو جائے تو اس کا کیا مقام بن جاتا ہوگا۔ آپ اس کے مقام کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

جنہوں نسبت پا کاں دی مل جاوے وہ جفتی اے
 بھانویں کتا ہووے بیٹھا کوئی غار دے پوہے تے
 جب کوئی مدینہ منورہ میں جاتا ہے تو جو نبی اس کی پہلی نظر گنبد خضرا پر پڑتی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھ پر یہ لازم ہو گیا کہ تمہاری شفاعت کر کے تمہیں جنت میں لے جاؤں گا یہ نسبت نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں حاضری کی توفیق عطا فرمائے۔
 میں گنبد خضرا کی طرف دیکھ رہا ہوں
 کوثر میرے نزدیک یہ معراج نظر ہے
 دنیا و کائنات میں سب سے افضل جگہ کہ جس کو کوئی دیکھ سکتا ہے وہ
 گنبد خضرا ہے۔ گناہ گار سے بھی گناہ گار جب پہلی نظر گنبد خضرا کو دیکھتا ہے تو وہ جفتی بن جاتا ہے اور جب وہ واپس آتا ہے تو جو کوئی اس کو دیکھ لیتا ہے وہ بھی جفتی بن جاتا ہے۔

اٹھ فریدا ستیائے خلقت دیکھن جا
 جے کوئی بخشیا مل پوے تے توں وی بخشیا جا
 میں کوہچی دے پردے کج دے
 تساں بھلیاں دے تھہ لُج دے
 راوی کے کنارے ایک پیر صاحب جا رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کے مرید تھے۔ ایک گوالا وہاں بھینٹیں چرا رہا تھا۔ اس کا نام تھا "جہانا" اس جہانانے پوچھا کہ پیر صاحب کیا آپ "بازو پکڑنا" کھیل کھیلتے ہیں فرمایا ہاں میں "بازو پکڑنا"

ہوں۔ میں کھیل جانتا ہوں۔ عرض کیا کہ آؤ جی پھر میری بازو پکڑیں۔ چادر بچا دی گئی۔ دونوں کھڑی ہر صاحب اور جہانا چادر پر بیٹھ گئے۔ جہانا نے عرض کیا کہ پہلے آپ میری بازو پکڑیں۔ ہر صاحب نے جہانا کی بازو پکڑ لی۔ جہانا نے پوچھا کہ ہر صاحب تیار ہو جائیں اب میں آپ سے اپنی بازو چھڑاؤں گا۔ ہر صاحب نے فرمایا کہ اب یہ بازو تم نہیں چھڑا سکو گے۔ ہم جس کا بازو پکڑتے ہیں پھر اسے نہ تو اس دنیا میں چھوڑتے ہیں اور نہ ہی انشاء اللہ اسے اگلے جہاں میں چھوڑیں گے۔ اسے پھر پار لگا کر ہی چھوڑتے ہیں۔ ہم ایک دفعہ پکڑ لیں تو پھر کبھی نہیں چھوڑتے ہیں۔ فرمایا کہ اسے جہانے اب تو پہلے والا جہانا نہیں رہا تمہیں مجھ سے نسبت ہو گئی ہے اور یہ نسبت انشاء اللہ تم میں تبدیلی پیدا کر دے گی اور تیری بخشش کا بہانہ بن جائے گی میرے دادا مرشد کریم حضرت قبلہ نعمت اللہ قریشی المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک لڑکا آیا۔ عرض کیا کہ مجھے بیعت فرمائیں۔ اس نے پانچ روپے شیریٹی کے لئے بھی دئے۔ بیعت ہونے کے بعد عرض کرتا ہے کہ سرکار سائیں بابا میری ایک غرض بھی ہے کہ مجھے ایک لڑکی سے محبت ہے آپ دعا فرمائیں کہ میری شادی اس لڑکی سے ہو جائے۔ سائیں بابا سرکار نے فرمایا کہ اللہ بہتری کرے گا۔ ایک ماہ کے بعد وہ لڑکا واپس آیا اور عرض کیا کہ سرکار اس لڑکی کی منگنی کسی اور جگہ ہو گئی ہے اب میرے ساتھ اس کی شادی ممکن نہیں رہی۔ آپ میری بیعت توڑیں اور میرے پانچ روپے بھی واپس کر دیں۔ آپ نے اس کے پانچ روپے واپس کر دیئے اور فرمایا کہ تیری بیعت میرے ساتھ نہیں ہوئی وہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی ہے۔ میں اس بیعت کو توڑ نہیں سکتا۔ وہ حیرا معاملہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

ہے۔ اس نے کہا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر مجھے آپ نہ ڈرائیں یا پھر مجھے وہ دکھائیں کہ میں نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی ہے۔ آپ مجھے Action re Play دکھائیں۔ ایک ماہ پہلے کا نظارہ Scene مجھے دکھائیں کہ میں آپ سے نہیں بلکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کر رہا ہوں۔ حضرت سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا تو ایک ماہ پہلے کا گزرا ہوا زمانہ واپس آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو واپس کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام گزرے ہوئے زمانے کو واپس کر رہے ہیں۔ کیا گزرا ہوا وقت بھی کبھی واپس آیا ہے۔ ہاں ولی اللہ میں یہ طاقت ہے کہ وہ گزرے ہوئے وقت کو واپس کر سکتے ہیں۔ اس لڑکے کو کشف ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ حضرت سرکار سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت نہیں کر رہا ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر رہا ہے اس لئے ہم کہتے ہیں ۔

اسان کو بچیاں دے پردے کج دے

تساں بھلیاں دے جتھ لچ وے

جب آپ ولی اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں تو یہ یقین کرو کہ آپ کا ہاتھ دراصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہے اور اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ہاتھوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر میرا ہاتھ ہے ہم کو بچے ہیں ہم کھنگاروں ہیں۔

کیوں میرے گناہوں کی طرف دیکھ رہے ہو
جس کو ہے میری لاج وہ بچال بڑا ہے
کوئی عمل کا مجھے کوئی غم نہیں ہے
کافی ہے میرے واسطے نسبت رسول کی

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نسبت سمجھے اور قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چہر کتنا
کو ہجا ہوتا ہے لیکن اگر وہ سرکارِ نعمت اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے در پر چلا جائے تو کو ہجا چہر
نہیں رہتا قطب بن جاتا ہے۔ اگر کوئی سوکا قاتل ہے تو وہ کتنا کو ہجا ہوتا ہے۔ چہر ہونا
تو ایک چھوٹی سی چیز ہے لیکن اس کے مقابلے میں قاتل ہونا ایک بہت بڑی بات
ہے۔ سوکا قاتل بھی ہو وہ دلی کے در کی طرف چل پڑے تو اس کے گناہ معاف ہو
جاتے ہیں اور اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور وہ جنتی بن جاتا ہے وضو کا مستعمل پانی کسی
کام کا نہیں رہتا لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرماتے تھے تو صحابہ کرام آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعمل پانی کو زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے بلکہ اس پانی کو لے
کر اپنے چہروں پر لگاتے تھے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مس کیا ہوا پانی دوزخ کو
بجھانے والی چیز بن جاتی ہے۔

تیرے نکووں کا دھوون ہے آپ حیات
ہے وہ جان سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ حیات تو زندگی عطا فرماتا ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
نکووں کا دھوون دوزخ سے رہائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسی منقبت میں ایک شعر پڑھا گیا ہے۔

اساں چھڈناں تیرا در نہ تیرے قدماں دے دج مرنا
سانوں روز حشر دا ڈر نہ ساڈا توں ایں وکیل تے جج دے
تساں بھلیاں دے جھنج دے

دنیاوی طور پر یوں ہوتا ہے کہ مدعی اپنے وکیل کے ذریعہ سے عدالت میں
اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے۔ جج صاحب مدعا علیہ کو عدالت میں حاضر ہو کر اپنا جواب پیش
کرنے کا نوٹس جاری کرتا ہے۔ مدعا علیہ بھی اپنے وکیل کے ذریعے سے عدالت
میں حاضر ہو جاتا ہے۔ دونوں فریقین کے وکلاء اپنے اپنے مسائل کے دعویٰ کی سچائی میں
دلائل دیتے ہیں جن کی روشنی میں جج صاحب اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہیں۔ جو فریق
سچا ثابت ہوتا ہے اس کی وادری فرماتے ہیں جو جھوٹا ثابت ہوتا ہے اسے جرمانہ یا قید
کی سزا کا توں کے مطابق دی جاتی ہے۔ وکیل ایک الگ چیز ہے اور جج ہونا ایک
علیحدہ منصب ہے ایک الگ عہدہ ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور
بالکل الگ اور منفرد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی وکالت بھی خود ہی
فرماتے ہیں۔ اور پھر فیصلہ بھی اس کے حق میں خود ہی صادر فرما دیتے ہیں۔ امت
کے خلاف فیصلہ نہیں فرماتے۔ امت کو سزا کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ ہر لمحہ اس کی
بخشش کی طرف داری اور بات کرتے ہیں فرمایا: اَلطَّالِبُ لِنِيْ فِيْ تَوَابِيْ كَتِيْكَارُوْنَ
کے لئے ہوں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو
کراتے تھے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلین مبارک کو اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر
طرح سے خیال رکھتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز بہت خوش ہوئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جوش میں آگئی فرمایا: **مَنْ لَمْ يَشْفَعْ يَأْزِمْ** اے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مانگ لو جو تم چاہتے ہو۔ یہ وہی کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کی ہر چیز ہو اور وہ اسے دینے پر قادر بھی ہو۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس دنیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور جنت میں بھی اسی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ فرمایا کہ یہ تو ہو گیا اس کے علاوہ کوئی اور چیز بھی مانگنا چاہتے ہو تو مانگ لو۔ عرض کیا کہ اس کے علاوہ اور میری کوئی غرض نہیں ہے۔ اب آپ خیال کریں کہ کتنے مراحل طے ہو گئے۔ پہلو تو یہ کہ ایمان ہو۔ پھر خاتمہ بالخیر ہو۔ قبر کے سوال جواب درست ہو جائیں۔ میزان پر تول صحیح ہو۔ پل مراطع صحیح سلامت گزر جائے۔ پھر کہیں جا کر جنت میں داخل ہوگا۔ اور جنت اس درجہ کی ملے گی جیسا کہ تمہارا عمل ہوگا۔ جنت میں داخلہ شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا اور جنت میں درجہ تمہارے اعمال کی بنا پر ملے گا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستور دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام مراحل از خود ہی طے فرمادے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ملاحظہ کریں کہ فرمایا اے ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اعمال کو چھوڑو تمہارا گھر میرے گھر کے ساتھ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اس کے حق میں فیصلہ بھی سنار ہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوال کر کے مانگنے کا سلیقہ بھی خود ہی عطا فرما رہے ہیں اور جب وہ حکم کے مطابق مانگ لیتے ہیں تو بغیر کسی پس و پیش کے بغیر کسی سوچ بچار کے بلا تردد اس کی طلب کے مطابق فیصلہ بھی کر دیتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی Judge Ment ہے دنیاوی دستور کی طرح فیصلہ کرنے کے لئے کسی دلیل کی

ضرورت نہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے خود ہی دلیل و دلیل خود ہی جج ہیں۔ اس سے قبل کئی دفعہ بلکہ بے شمار دفعہ یہ بات دہرائی گئی ہے۔ وسیلہ نجات میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے لیکن اس میں چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کی بات ہے اس لئے اس کو بار بار کرنا چاہئے کہ اس سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ایمان کی تازگی کے لئے ایسی بات کا دہرایا جانا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس ایک کاپی آئی ہے اس میں ستر ہزار افراد کے نام ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بہت تھوڑے ہیں۔ یہ تو صرف ایک محلہ میں ہی آجائیں گے۔ باقی کس طرح سے بخشے جائیں گے۔ فرمایا کہ اس طرح سے کرتے ہیں کہ ان ستر ہزار بندوں میں سے ہر بندہ ستر ستر ہزار بندوں کو میرے حکم سے اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا کیوں جی Judgment کا مزہ دیا ہے کہ نہیں۔ یہ پانچ ارب بن جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یقین ایمان دیکھیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرما سکتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرما رہے ہیں کہ میں جنت دے رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں جنت کس طرح سے دے سکتا ہوں۔ جنت تو تمہارے اعمال کی بنا پر ملے گی۔ جنتیوں جیسے اعمال کرو گے تو جنت میں چلے جاؤ گے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی Judgement دیکھیں فرمایا کہ میں ابھی تمہیں جنت عطا کرتا ہوں۔ امتی ابھی پیدا ہوئے نہیں ہیں پھر ابھد میں ہوتا ہے لیکن ان کا جنت میں جانے کا فیصلہ پہلے ہو رہا ہے۔ ان کی پیدائش سے قبل ان کو جنت عطا ہو رہی ہے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھوڑے ہیں۔ اور جنتی بنائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو پانچ ارب ہیں میری اجازت سے ان میں سے ہر فرد اپنے ساتھ ستر ستر ہزار افراد کو لے کر جنت میں چلا جائے گا۔ یہ 350 لاکھ بن جاتے ہیں۔ بے شمار بن جاتے ہیں کوئی حساب نہیں رہتا۔ ضرب دے دے کر تھک رہے ہیں کوئی شمار کچھ نہیں آتا۔ بے حساب ہی تمام بخشے گئے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بھی عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ٹھورے ہیں اور جنتی بنائیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی جنتی ہونے سے رہ جائے قیامت تک اللہ جانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد کتنی ہو جائے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گنتی کو چھوڑو بلکہ پھر کہندوں کو جنت میں ڈالنا ہوں۔ ذرا نیکی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی Judgement کو تو دیکھو کس طرح سے اپنی امت کی طرف داری فرما رہے ہیں۔ کس طرح سے ہماری وکالت فرما رہے ہیں اور کس طرح سے ہمارے حق میں فیصلہ فرما رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار دیکھو بعض ایسے بھی فرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ستر ہزار جنتیوں کی فہرست آئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں از خود اپنی طرف سے اضافہ فرما رہے ہیں۔

وہ اور ہوں گے جن کو مجبور نبی ملا ہے

صد شکر کہ ہم بندے ہیں مختار نبی کے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر بک ہی ڈالنے ہیں تو ایک بک اور ڈال دیں یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جنت دے سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بک اور بھی ڈال دیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ ایک بک اور بھی ڈال دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور بک ڈال دیا اس طرح سے پانچ بک ڈال دیئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بک اور ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس کریں کافی ہو گئے ہیں۔ اب انشاء اللہ تمام اتنی جنت میں چلے جائیں گے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خفا ہوتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے آپ کیوں روکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں کہ میں روکتا نہیں ہوں اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے۔ میرا ایمان یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھیک کہتے ہیں کہ میرے ایک بک میں پوری کائنات آ جاتی ہے۔ ایک حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ پوری کائنات میری قسط پر ایک رائی کا دانہ ہے۔ ذرا غور فرماؤ کہ یہ کیسی اچھی اور بے مثال Judgement ہے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بک کی حکمت کو مان جاؤ تو پھر جنت تمہاری ہے۔

وما علينا الا البلاع المبين

خطاب آستانہ عالیہ قشتنبند یہ 07-09-2007

متقی کون ہے

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَعُوذُ
بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ
صَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَى الْاَبْكَ وَاصْحَابِكَ
يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ۔

قابلِ قدر خوش نصیب ساقیو! باوقار دوستو! جس طرح سے حضرت قبلہ
ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند گزارشات
آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سچ کہنے
کی توفیق عطا فرمائے آپ حضرات کو سچی باتیں سننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان
پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس طرح سے
اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کے کلام جیسا بھی کسی کا کلام
نہیں ہے۔ ذات الہی میں کوئی شک پیدا کرنے کی کوشش کرے یا اگر کسی نے اس میں
شک کیا تو ان میں سے کچھ مشرک ٹھہرے اور کچھ دہریے ٹھہرے اور نصاریٰ جن کو
عرف عام میں عیسائی کہا جاتا ہے۔ ان میں ایک فرقہ ایسا ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں اور اس فرقے کے پیروکار کی فرقے ہیں۔
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدا تیرا خدا تسلیم کرتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ ہے دوسرا
وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں اور تیرا خدا حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

کہتے ہیں۔ بظاہر عیسائیوں کو اہل کتاب کہا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ مشرک ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا شریک کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام جیسا کلام بھی کوئی اور نہیں ہے۔
جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات میں شک کیا وہ کافر ہے۔ اور جس نے قرآن مجید میں
شک کیا وہ کافر بھی ہے اور وہ منافق بھی ہے۔ اس کو دوسرا نہیں ملیں گی کہ وہ کافر بھی
ہے اور منافق بھی ہے۔ اس کلام الہی میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ اس دنیا کیلئے
بھی کافی ہے اور عالم ہر دج کیلئے بھی کافی ہے وہ عالم حشر کیلئے بھی کافی ہے۔ کوئی ایسی
چیز کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ جس کو قرآن مجید نے بیان نہ کیا ہو۔ اگر کوئی سائنسدان اس
سے استفادہ حاصل کرے تو وہ اول درجہ کا سائنسدان بنتا ہے۔ اگر کوئی سیاستدان اس کا
علم حاصل کرے اس نظریے سے کہ میں اس سے سیاسی علم حاصل کروں تو وہ اول درجہ کا
سیاستدان بنے گا۔ اگر کوئی مسلمان اس کا علم اس نظریے سے حاصل کرے کہ میں اللہ کا
قرب حاصل کروں، میں اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ ہو جاؤں۔ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کر
لوں تو اس کو قرآن مجید سے یہ علم عمل مل جائے گا۔ قرآن مجید میں تمام علوم موجود ہیں۔
الغرض کہ ہر قسم کا علم جسے علم کہا جاتا ہے اور ہر مخلوق کا ذکر بلکہ اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر۔
خالق کا بھی ذکر اور ہر مخلوق کا بھی ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن مجید میں حجج
علوم موجود ہیں۔ ہر طرح ہر قسم کا علم موجود ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔
قرآن مجید نے خود اعلان فرمادیا ہے۔ ذَلِكِ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (البقرہ ۲)

”وہ بلند رتبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں“ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اس
کتاب میں کوئی شک نہیں ہے پھر اگر کوئی شک کرتا ہے تو وہ منکر ہے اور کافر ہے وہ
بے ایمان ہے۔ اس سے اگلی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا حکم ارشاد فرمایا

ہے ایک شرط بیان فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حد بیان فرمادی ہے کہ اس کی زیر میں اس کی زیر میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے حروف میں اس کے الفاظ میں، اس کی آیات میں، اس کے کلمات میں، اس کے پاروں میں، اس کی منازل میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن ھٰذِی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ ۲) ”ہدایت ہے ذوالوں کو“ اس سے کئی طور پر صرف متقی ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تمام لوگ بحث کرتے ہیں کہ متقی کون ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ متقی وہ ہوتا ہے کہ قرآن پاک نے جو تمام ہدایات بیان فرمائی ہیں وہ ان پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں بیان کئے گئے تمام علوم کا اسے علم ہوتا ہے۔ پھر اس کی مرضی ہے کہ وہ ان علوم کو استعمال کرتا ہے کہ نہیں کرتا ہے، لیکن وہ تمام علوم کو جاننا ضرور ہے۔ وہ بیک وقت سائنسدان بھی ہوتا ہے۔ وہ علامہ بھی ہوتا ہے، وہ بہت بڑا سیاستدان بھی ہوتا ہے۔ آج مساجد میں سرعام قرآن مجید کا انکار ہوتا ہے وہ کون کرتا ہے۔ یہ فرمازی ہوتے ہیں وہ قرآن مجید کا انکار کب اور کس طرح سے کرتے ہیں کہ جب خطیب کسی سیاسی بندے کے عمل تصحیح کا ذکر کرے تو یہی نمازی کہتے ہیں کہ مولوی صاحب سیاست دان بن گیا ہے۔ قرآن میں سیاست ہے اگر کوئی اسے نہ مانے تو وہ ایمان والا نہیں رہتا۔ یہ یاد رکھیں کہ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ متقی بہت بڑا سیاست دان ہوتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کو صرف متقی ہی سمجھتا ہے۔ قرآن مجید کے تمام اقسام کے علوم متقی کے پاس ہی ہوتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے، ہماری یونیورسٹیوں میں جو مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ ایک طالب علم کسی ایک مضمون میں ایم اے۔ ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرتا ہے وہ ڈاکٹر کیئرٹ کی ڈگری حاصل کر کے ڈاکٹر بن جاتا ہے تو

معاشرہ میں اس کی بہت عزت ہوتی ہے۔ اس کی تحواہ اور اس کا گریڈ بڑا ہوتا ہے۔ وہ پروفیسر بن جاتا ہے پھر وہ طلباء کو تعلیم دیتا ہے اس کے بہت سارے طلباء شاگرد ہوتے ہیں لیکن اس کے پاس صرف ایک مضمون کا ہی علم ہوتا ہے۔ اور وہ کوئی بھی مضمون ہو اس کا بھی علم قرآن مجید سے ہی لیا گیا ہوتا ہے۔ لیکن قرآن مجید ہی فرماتا ہے کہ متقی وہ ہوتا ہے جو جمع علوم مجھ سے حاصل کرتا ہے لہذا وہ سب سے بڑا سیاستدان بھی ہوتا ہے۔ بہت بڑا علامہ بھی ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ وہ دنیا کا خیر خواہ بھی ہوتا ہے وہ سب سے بڑا راہب اور راجنما بھی ہوتا ہے۔ لہذا جب نمازی خطیب پر یہ پابندی لگائیں گے کہ آپ یہ بیان نہ کریں وہ بھی بیان نہ کریں تو دراصل درپردہ وہ اسے قرآن بیان کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اگر قرآن بیان کرنے پر پابندی ہی دینی ہے تو پھر نہ خطیب بننے کا کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی امام بننے کا کوئی فائدہ ہے اس سے بہتر نہیں ہے کہ بندہ اپنا پیٹ پالنے کیلئے کوئی چھوٹا سا بھی کام کر لے تو کم از کم بے ایمان ہو کر تو نہیں مرے گا۔ مسلمانوں کے زوال کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو نیک اور پارسا سمجھتے ہوئے علماء اور خطباء پر قرآن بیان کرنے کی پابندی لگا دیتے ہیں جب کہ قرآن مجید کا اعلان ہے کہ علم مجھ میں موجود ہے لیکن اسے بیان کرنے پر لوگ یہ کہہ کر پابندی لگاتے ہیں کہ ہمیں کسی کے خلاف یا کسی کے حق میں بات کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اس بات کی ضرورت ہی نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل ہی کیوں فرمایا۔ ایک اور مثال سمجھ لیجئے کہ بندہ کامل اکمل مومن تب ہی بنتا ہے کہ جب وہ ان باتوں کو تسلیم کرے۔ پہلا تسلیم تو کرے پھر ان پر عمل بعد میں شروع ہوگا۔ دستور الہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں بیان فرمائی ہیں تو جب کوئی

بندہ مبلغ بنتا ہے تو اس پر ان باتوں کا ایمان کرنا فرض ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی بندہ کسی بندے کو فرض کی ادائیگی سے منع کرتا ہے تو پھر وہ منع کرنے والا بندہ کون ہوگا۔ آپ مساجد میں دیکھ لیں۔ گھروں میں دیکھ لیں۔ محافل میں دیکھ لیں ہر جگہ افراتفری کا عالم ہے۔ انگریزی بنیادی طور پر کوئی علم نہیں ہے وہ ایک زبان ہے۔ قرآن مجید میں علم ہے۔ کوئی ایک علم جانتا ہے۔ کوئی دو علوم جانتا ہے کوئی تین اور کوئی چار علوم جانتا ہے لیکن آج تک کسی نے بھی ان علوم کا حد بندی مقرر نہیں فرمائی ہے۔ اور یہ بھی کوئی حد مقرر نہیں ہے کہ قرآن مجید میں اتنے علوم ہیں۔ جو بھی کسی کی علم کی تلاش میں ہے وہ اسے قرآن مجید میں مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید تازل فرمادیا اور حکم دے دیا کہ اسے میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ اس کو لوگوں تک پہنچادیں۔ ہر نبی علیہ السلام کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور ہر نبی علیہ السلام نے اس کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: **يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُوْا (المائدہ ۶۷)** اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قرآن پاک کی آیت ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ میں یہ آیت مبارکہ لوگوں کو سناتا رہا ہوں اور پھر وہ جب کبھی کسی دہائی یا دیوبندی کے پاس بیٹھ جاتے ہیں ان سے بات کرتے ہیں اور پھر ہمیں ہی آکر پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں لکھا ہوا ہے۔ اب دیکھیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے اور قرآن مجید میں جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ کیا اس کی کسی تحقیق کی ضرورت ہے اور اگر کسی نے اس بات کی دوبارہ تحقیق شروع کر دی تو کیا اس نے قرآن مجید کو تسلیم کیا۔ بس یہیں سے ہی شک شروع ہو گیا لیکن قرآن مجید فرماتا ہے کہ اس میں شک ہی کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی شک کرے تو وہ قرآن کا منکر ہے وہ ایمان ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان صرف اسی

صورت میں بچتا ہے کہ تو بغیر کسی تحقیق کے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے بلند کرے۔ قرآن مجید فرماتا ہے: **يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُوْا بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدہ ۶۷)** اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترنا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے فرض ہو گیا۔ یہاں تاج کالونی میں ایک دہائی مولوی ہو کر تھادہ فوت ہو چکا ہے کبھی کبھی ان سے سرائہ ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ میں نے اس سے ایک دن سوال کیا کہ کیا تبلیغ دین فرض ہے یا کہ سنت ہے یا مستحب ہے یا یہ کہ یہ فرض کفایہ ہے۔ تیری تحقیق میں دین کی تبلیغ کیا درجہ رکھتی ہے۔ اس نے یہی آیت مبارکہ تلاوت کی تو میں نے پوچھ لیا کہ پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا شرک کس طرح سے ہو گیا۔ کہنے لگا جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتے وہ قرآن مجید کے انکاری ہیں وہ قرآن مجید کو نہیں مانتے۔ آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو کہتے رہیں میں نے کیا کبھی آپ کو روکا ہے۔ لہذا جو ہم لوگ ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے ہیں ان کے سامنے اگر ایک مرتبہ بھی قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لی جائے پھر ان کو اس میں کسی قسم کی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ جو یہ کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا جائز نہیں ہے یہ شرک ہے تو آپ اس سے کہہ دیں کہ تو قرآن مجید کا منکر ہے۔ لہذا میرے ساتھ تمہارا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایسے شخص سے کاروبار ضرور کرو کہ ساری دنیا یہودیوں کے ساتھ کاروبار کرتی ہے۔ عیسائیوں سے کاروبار اور لین دین کرتی ہے۔ انگلینڈ، امریکہ سے، چین اور روس سے ہم درآمد کرتے ہیں پاکستان بیرونی ممالک سے تجارت کرتا ہے تو اس میں کوئی مومن اور کافر کی تخصیص نہیں ہوتی۔ ان لوگوں سے میل جول رکھنے کی بھی ممانعت نہیں ہے۔

لیکن اسلام نے اس کا طریقہ بیان کیا ہے کہ جب کوئی ہمارے ایمان پر حملہ کرے تو یا اسے اچھی طرح سے تسلی بخش جواب دینا چاہیے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا ایمان بچانے کیلئے ایسے شخص سے کنارہ کشی اختیار کرنا ضروری ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ اسے کلمی والے لوگوں تک وہ بات پہنچا دیجئے جو تیرے رب نے تجھ پر نازل کیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغْ مَا آتَاكُمُ إِلَهِكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ**۔ فرمایا کہ **مَا آتَاكُمُ إِلَهِكُمْ** جو کچھ نازل کیا گیا تیرے طرف۔ **مِنْ رَبِّكُمْ** تیرے رب کی طرف سے۔ یہ آیت مبارکہ بھی اشارہ فرماتی ہے کہ قرآن مجید کلام الہی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن صرف متقی ہی اسے سمجھ سکتا ہے۔ لہذا جو کوئی اس میں سے علم حاصل کر کے سائنس دان بنے گا وہ دراصل متقی ہوگا۔ جو کوئی اس میں سے علم حاصل کر کے علامہ بنے گا وہی دراصل صاحب علم مولوی ہوگا۔ جو کوئی قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق نماز پڑھے گا اس کی نماز قبول ہوگی۔ قرآن مجید سے ہی جو کوئی پڑھ کر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا وہی حقیقی ہوگا۔ یہ قرآن مجید نے سند جاری کر دی کہ جو کوئی اس میں شک کرے اس کے اپنے بے ایمان ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کوئی شک نہیں ہے لہذا جو اس کی بہت ساری آیات میں شک کرتا ہے اس کے بھی بے ایمان ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ قرآن مجید کے حوالہ سے ہی میں ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ آپ نے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو داتا صاحب کے دربار پر جائے وہ مشرک ہے جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے وہ بھی مشرک ہے۔ جو یا نوح علیہ السلام کہتا ہے وہ بھی مشرک ہے۔ جو یا عیسیٰ علیہ السلام کہتا ہے وہ بھی مشرک ہے۔ جو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے وہ بھی مشرک ہے۔

پکارتے وہ بھی مشرک ہے۔ جو میلاد شریف کی محفل منعقد کرے وہ بھی مشرک ہے۔ جو میلاد شریف منانے کیلئے جھنڈیاں لگائے جو روشتیاں کرے وہ بھی مشرک ہے لیکن میلاد شریف کا حکم بھی قرآن مجید نے ہی بیان فرمایا ہے۔ گیارہویں ایصال ثواب ہے وہ بھی قرآن مجید بیان فرماتا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے۔ اولیاء اللہ کا قرب حاصل کرنے کا حکم بھی قرآن مجید نے دیا ہے اب جو یہ کہے کہ جو بندہ اولیاء اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے وہ مشرک ہے تو کیا اس نے قرآن مجید کو مانا ہے اگر نہیں مانا ہے تو پھر بے ایمان ہے۔ لوگ بڑے آرام سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی کلہ کو تو ہیں نا۔ پھر اعتراض کرتے ہیں کہ کزرا وقات پوری نہیں ہوتی۔ وہ کس طرح سے پوری ہو سکتی ہے کہ جب تم تارک قرآن بنے بیٹھے ہو۔ گیارہویں شریف کی کبھی بھی کھاتے ہیں اور قرآن مجید کا انکار بھی کرتے ہیں۔ میلاد شریف کے لڈو بھی کھا لیتے ہیں اور قرآن مجید کا انکار بھی کرتے ہیں۔ حضرت وارث شاہ نے فرمایا۔

او جنوں کدی نہیں مانی ملیا
بھیرا دوہاں دھراں دا سانجا
اکو پاسہ رہندا ہیرے
یاں کھیرے یاں رانجھا

حضرت وارث شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید زادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے بات اس کی کچی ہے کہ اکو پاسہ رہندا۔ کھیرے یا رانجھا۔ دوسرے الفاظ میں ہے کہ یا اپنا ایمان بچاؤ یا اپنا جہان بچاؤ۔ کافر کیلئے صرف ایک ہی طرف موج ہوتی ہے لیکن وہ بھی اتنی نہیں ہوتی۔ یہ جب بھی مرتا ہے تو دریا میں ڈوب کر ہی مرتا ہے۔ اس کو پھر کوئی راستہ نہیں ملتا یہ ہمیشہ ذلیل ہو کر ہی مرتا ہے۔ دنیا میں جو بھی کافر ہوئے ہیں وہ ذلیل ہو کر ہی مرے ہیں۔ عزت سے کوئی نہیں مرا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء کے پاس نہ

جاؤ لیکن قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** (التوبہ ۱۲۳)
 اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ **وَاعْلَمُوا** باب علم ہے۔ گرائمر کی جو
 بنیادی کتاب ہوتی ہے اس میں سیفہ بیان کئے جاتے ہیں، بنیادی گرائمر پر حسائی جاتی
 ہے۔ **وَاعْلَمُوا** کا سادہ سار ترجمہ ہے "جاننا"۔ جس طرح آپ سب جانتے ہیں کہ
 یہ گل دستہ ہے اس میں پُر دل اکٹھے کئے ہوئے ہیں۔ اس کا آپ سب کو علم ہے۔ یہ
 ہے **وَاعْلَمُوا** جب اس کے آگے کوئی حرف تاکید آتا ہے کہ جس طرح سے ان یا
 قَدْ پھر یہ یقین کا فائدہ دیتا ہے۔ اب یہاں یہ حکم ہو رہا ہے کہ یقین کر لو مع کے معنی
 ہیں ساتھ۔ **مَعَ الْمُتَّقِينَ** متقین متقی کی جمع ہے۔ **الْمُتَّقِينَ** کے معنی ہیں اللہ سے ڈرنا۔
 اور ڈرنے والا جو اس کا قائل ہے وہ متقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہر جگہ ہر
 وقت متقین کے ساتھ ہوں۔ متقی جب قبر میں ہوتا ہے تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ موجود
 ہے۔ اللہ تعالیٰ **حَیٌّ قَیُّوْمٌ** ہے زندہ ہے تو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے کیا وہ مردہ
 ہے۔ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ کرتا ہے تو جس کے ساتھ وہ ہر وقت ہو تو کیا وہ کچھ بھی نہیں
 کر سکتا ہے۔ آپ جب قرآن کو سمجھ لیتے ہیں اور اس کو مان لیتے ہیں تو پھر کسی
 دوسرے فرتے کہ بندے کی زبان کا تم پر اثر نہیں ہوگا۔ میں نے جو تحقیق کی ہے کہ
 ایک ولی اللہ کا فیض جو ظاہری زندگی میں ہوتا ہے۔ جب وہ ولی قبر میں جاتا ہے تو اس
 کا فیض ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ ہم ولی اللہ سے اگر اس کی ظاہری زندگی میں کوئی
 فیض حاصل نہیں کر سکتے جبکہ ہم اسے دیکھ سکتے ہیں اس سے بات کر سکتے ہیں۔ اس
 سے سوال کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب سن سکتے ہیں اس کے قرب میں بیٹھ سکتے ہیں تو
 پھر جب وہ قبر میں ہوگا تو پھر ہم کس طرح سے اس سے فیض حاصل کر سکیں گے۔ جب

اس سے بات کر سکیں گے نہ اس کا جواب سن سکیں گے نہ اس کا قرب ہمیں حاصل
 ہوگا۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ **وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** (التوبہ ۱۲۳) اور جان
 رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ یہ ہمیں قرآن مجید بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ میں متقی لوگوں کے ساتھ ہوں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کے
 ساتھ ہے اور قرآن کی بھی اسی ہی سمجھ آتی ہے جو حقیقی ہے۔ تو یہاں یہاں کوئی حق
 ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ اب دیکھیں ایک متقی ہمارے درمیان نظر آ رہا ہے
 ہے اور ہم اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ ہے تو اللہ کا
 ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اگر صرف اسی بات کی سمجھ آ جائے تو کھڑکی کی کھڑکی کی گھنٹی
 راتی۔ پہلی بات یہ ہے کہ متقی وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس قرآن مجید کے تمام علوم
 ہوتے ہیں۔ وہ قرآنی علوم کا عالم ہوتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ حق وہ ہوتا ہے
 جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اب تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
 جس طرح سے حضرت صاحب نے شروع میں فرمایا کہ ہر بندہ ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ
 میں ہی متقی ہوں۔ بلکہ جس کو وضو بھی پورا نہیں کرنا آتا میں نے دیکھا ہے کہ لوگ وضو
 بھی مکمل نہیں کرتے اور اگر ان کو بتایا جائے کہ وضو اس طرح سے کرنا ہے وضو کے یہ
 فرائض ہیں یہ وضو کی سنتیں ہیں تو وہ برباد ہوتا ہے اور اگر نہ بتایا جائے تو کہتے ہیں کہ
 مولوی صاحب نے ہمیں صحیح وضو کرنا بتایا ہی نہیں ہے کہتے ہیں نا کہ راتنی کو ایک
 طرف دندا نے اور دنیا کو دونوں طرف دندا نے ہوتے ہیں۔ دنیا میں رہنا بڑا مشکل ہے
 لیکن اگر رہنے کا سلیقہ آ جائے تو پھر یہ مشکل بھی نہیں ہے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔
إِنْ أُولِیَئِذَاہُ إِلَّا الْمُخْشَوْنَ (الانفال ۳۴) ترجمہ: "اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی

ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے جتنے بھی ولی ہیں وہ متقی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی
 کی ایک نشانی ہے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: **إِلَّا أَنْ أُولِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ**
وَلَا هُمْ يَخْضَعُونَ (یونس ۶۲) ترجمہ: "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف
 ہے نہ کچھ غم"۔ **إِلَّا** حرف تنبیہ ہے جس کا معنی ہے خبردار۔ ہوشیار۔ جس طرح سے بجلی
 کے کھمبوں پر لکھا ہوتا ہے "خطرہ" یہاں بھی خطرہ کے لئے ایک نشانی ہے **إِلَّا** اس سے
 خبردار کیا جاتا ہے کہ اس راستہ پر اگر جانا چاہتے ہو تو اپنے ہوش و حواس قائم رکھتے
 ہوئے جائیں۔ ایسے ہی خبری اور لا پر دانی سے ہی نہ چلے جانا۔ بجلی خطرہ بھی ہے
 اور بجلی کا فائدہ بھی ہے۔ یہاں بھی حرف تنبیہ ہے۔ **إِلَّا أَنْ أُولِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ**
 اللہ تعالیٰ نے ساری بات واضح فرمادی کہ اللہ کے ولی قرآن مجید کے علوم حاصل
 کرتے ہیں کیونکہ وہ متقی ہوتا ہے۔ **لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ** ولی کو دنیا کا کوئی چاہر کوئی ظالم
 ڈرائیں سکتا۔ **وَلَا هُمْ يَخْضَعُونَ** خوف ہے ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ میں بے خوف ہوں اور میں جن کے ساتھ ہوتا ہوں وہ بھی بے خوف
 ہوتے ہیں۔ خوف اپنے لئے ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہاں اوّل درجہ کا عقیدہ
 توحید بیان فرمایا ہے کہ ولی اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کرتا ہے کہ موت بھی اگر
 آئی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ اگر زندگی کی مدت بڑھانی ہے تو وہ بھی
 اللہ تعالیٰ نے ہی بڑھانی ہے۔ میرا سارا انتظام تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پھر مجھے
 ان دنیا والوں سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کے ولی کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی
 ہے کہ وہ اپنی ذات کے لئے بے خوف ہوتا ہے اور یہ بھی قرآن مجید نے ہی بیان
 فرمائی ہے۔ **وَلَا هُمْ يَخْضَعُونَ** اور اسے کوئی غم بھی نہیں ہوتا۔ خوف اپنے لئے ہوتا

ہے اور غم کسی دوسرے کے لئے ہوتا ہے۔ ہم یہ غم کرتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ ہو گیا تو
 ہمارے بچوں کا کیا بنے گا۔ لیکن ولی کو یہ غم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا عقیدہ یہ ہوتا ہے
 کہ میرے بچوں کا وارث بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ان کو پالنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ
 عقیدہ توحید ہے۔ اب ہمیں یہ پتہ چل گیا کہ متقی اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اس کے پاس
 قرآن مجید کی بیان کردہ ہدایات ہوتی ہیں۔ وہ نہ تو اپنے لئے کسی سے ڈرتا ہے اور نہ
 اپنی اسے اپنے متوسلین، معتقدین، مریدین یا عزیز و اقارب یا جو بھی اسے مانتے ہیں
 ان کا کوئی غم ہوتا ہے زمین خریدنے کے لئے رقم کی ضرورت ہے اور رقم لگانے سے ہی
 وہ آباد ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: **أَنْ الْاَرْضَ يَمْسِكُهَا**
عِبَادِي الصَّالِحُونَ (الانعام ۱۰۵) "اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں
 گے"۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کے وارث بھی یہی ہیں۔ جس کو بھی چاہیں جب
 چاہیں جتنی چاہیں عطا بھی کر سکتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ زمین ہماری زر خرید ہے لیکن
 قرآن کہتا ہے کہ زمین اولیاء اللہ کی ملکیت ہے۔ میری ساری زمین کے مالک اولیاء
 اللہ ہیں۔ ہمارے مکان ہیں ہماری فیکٹریاں ہیں ہماری سڑکیں ہیں ہمارا ملک ہے یہ
 سب زمین پر ہی آباد ہیں۔ یہ آسمانوں پر تو نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری
 کماری زمین کے یہ مالک ہیں۔ لہذا جو یہ کہتے ہیں کہ ولی کچھ نہیں دے سکتے وہ جھوٹ
 بولتے ہیں وہ قرآن کے بھی منکر ہیں۔ اولیاء اللہ نے اپنی عطا سے ہمیں مکان بنانے
 کے لئے زمین عطا کی ہے۔ فیکٹریاں بنانے کے لئے زمین دی ہے۔ سبزیاں لگانے
 کے لئے زمین دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں کہ اگر تو
 زمین سے کوئی نعمت بھی تو حاصل کر کے کھائے۔ ان مکانات میں رہائش پزیر ہو تو پھر

تھیں یہ چاہئے کہ تو ہر دم یا غوث یا غوث کے نعرے لگائے۔ پھر تو قرآن مجید کو ماننے والا ہوگا۔ اگر اس کا انکار کرو گے تو پھر قرآن مجید کو تو نے نہیں مانا۔ پنجابی کی مثال ہے۔ ”آٹھ لے کدھرے تے کر کر کدھرے“ رہائش کسی کے گھر میں ہو اور نعرے کسی دوسرے کے حق میں ہوں۔ پاکستان میں سیاستدانوں کی اکثریت کذاب قسم کی ہے۔ وہ بہت جھوٹے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ ان کے عمل میں اور قول میں تضاد ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ عوام کو نہیں بتاتے۔ آپ اس معاشرہ کے فرد ہیں اس معاشرہ سے وابستہ ہیں۔ وہ بڑے وعدے کرتے ہیں لیکن ایکشن کے بعد کوئی وعدہ پورا نہیں ہوتا۔ آپ پھر بھی ان کے ہی نعرے لگاتے ہیں۔ تمہاری پسندیدہ سیاسی جماعتوں کے قائدین جھوٹ بول سکتے ہیں لیکن قرآن مجید سچ بولتا ہے۔ قرآن بیان فرماتا ہے کہ زمین کے وارث متقی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کے وارث میرے اولیاء ہیں۔ کیا آپ نے یہ بات سنی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ رائے وٹھ چلے جائیں تو جنت ملتی ہے۔ بستر اٹھائیں پھر جنت ملتی ہے یہ سب جھوٹ بولتے ہیں جو کچھ قرآن مجید فرماتا ہے وہ سچ ہی ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

وَسَلِّكَ الْحَسَنَاتِ النَّحْيَ نُورُثُ مِنْ عِبَادٍ نَّامَنْ كَانَ نَقِيًّا (مریم ۶۳) ”یہ وہ باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے“۔ قرآن فرماتا ہے کہ جنت کے بھی وارث متقی لوگ ہی ہیں یہ چلا کر زمین سے جو کچھ تو کھاتا پیتا ہے اس کے مالک بھی متقی ہیں اولیاء اللہ ہیں۔ جن مکانات میں رہتے ہو اس کے بھی مالک یہی ہیں۔ فیکسروں کے مالک بھی یہی ہیں اور جنت کے مالک بھی متقی ہیں۔ جنت تقسیم کرنے والے بھی یہی ہیں۔ جنت رائے وٹھ جانے سے نہیں ملتی بلکہ

جنت کسی ولی اللہ سے نسبت قائم کرنے سے ملتی ہے۔ جنت کسی متقی سے نسبت قائم کرنے سے ملتی ہے۔ کیونکہ جنت کا مالک متقی ہے۔ جنت تقسیم کرنے والے متقی ہے۔ اب دیکھیں کہ متقی لوگ زمین بھی دیں اور ہر قسم کی بیزی بھی کھانے کے لئے دیں گندم چاول بھی زمین سے پیدا ہوتی ہے وہ بھی متقی ہی دیتے ہیں ٹھنڈا اور میٹھا پانی بھی متقی ہی دیتے ہیں۔ اگر وہ اتنا کچھ دیں اور پھر بھی کوئی کہے کہ ولی کچھ نہیں دیتے تو کیا وہ جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ اب جنت کا جو مسئلہ ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنت بھی اولیاء کو دے دی ہے اب ان کی مرضی ہے کہ یہ جسے چاہیں جنت عطا کر دیں۔ جو یہ کہے کہ ولی کچھ نہیں دے سکتا تو کتنی ساری قرآنی آیات کا انکاری ہے۔ جنتی میں نے پڑھی ہیں وہ سب کا انکاری ہے۔ اگر کسی ایک آیت، حرف، شد یا مد زیر یا پیش کا بھی انکاری ہے تو پھر بھی کافر ہے۔ اور اگر کوئی پورے قرآن مجید کا انکاری ہی کرتا جائے اور ہم پھر بھی یہ کہیں کہ وہ کلمہ گو ہے وہ مسلمان ہے تو پھر تمہیں بھی قرآن مجید میں شک ہے اگر تمہیں خود کو بھی شک ہو جائے تو یہ بھی ایمان سے فارغ ہو جانے والی بات ہے۔ لہذا قرآن مجید نے ارشاد فرمایا کہ مجھ میں کوئی شک نہیں ہے اس سے ہمارے ایمان کو بچایا ہے ہمارے جہان کو بچایا ہے اور ہمیں جنت کا حقدار بنایا ہے۔ جس کا بھی تعلق متقی سے ہو گیا اس سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ اگر تم جنت میں جانا چاہتے ہو تو کسی متقی سے نسبت قائم کرو۔ اگر زمین پر اپنی عزت قائم رکھنا چاہتے ہو تو متقی سے اپنا تعلق پیدا کر لو۔ دنیاوی طور پر ہم جب کسی سکول کالج یا یونیورسٹی میں داخل ہو جائیں تو ہمیں اعلیٰ قسم کی تعلیم حاصل ہوتی ہے لیکن وہ انفرادی طور پر الگ الگ مضمون ہوتے ہیں جبکہ قرآن مجید کسی ایک مضمون کا حامل نہیں ہے

بلکہ اس میں ہر قسم کا علم موجود ہے۔ متقی سے متعلق قرآن مجید نے ایک اور ضابطہ بھی بیان فرمایا ہے۔ هٰذَا بَيِّنَاتٌ لِّلنَّاسِ وَ هٰذِي مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ (ال عمران ۱۸۸) ”یہ لوگوں کو بتاتا اور راہ دکھاتا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے۔“ هٰذَا کے متنی ہیں ”یہ“ اور بَيِّنَات سے مراد قرآن پاک لِّلنَّاسِ، ناس جج ہے اِنْس کی۔ اِنْس، اِنْس سے یا نسیان سے بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ کلام تو ہر ایک کے لئے ہے۔ تمام انسانوں کے لئے ہے لیکن وَ هٰذِي مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ اس سے وعظ و نصیحت اور ہدایت صرف متقی ہی حاصل کرتے ہیں۔ از روئے قرآن حج قرآنی علوم تک رسائی صرف متقی کو حاصل ہے۔ جو چاہتا ہے کہ مجھے یونیورسٹی سے بھی زیادہ علم حاصل ہو جائے وہ کسی متقی سے تعلق پیدا کر لے تو اسے تمام علوم حاصل ہو جائیں گے جو متقی کے پاس ہوں گے۔ متقی کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ جسے عطا کرنا چاہے اسے عطا کر دے۔ اب جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ متقی کو راضی کر لے۔ جتنا کوئی راضی کر لے گا اتنا ہی علم اس سے حاصل کر لے گا۔ ”جتنا گڑ پاتا ایں ادان ایں ایشا ہوتا ایں“۔ جتنا کوئی کسی سے راضی ہوتا ہے اتنا ہی وہ مہربان بھی ہو جاتا ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب شریقوری رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑی شہرہ آفاق ہستی ہیں ان میں کمال یہ تھا کہ اگر کسی شخص کے جسم کا کوئی حصہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم سے مس کر جاتا ”Touch“ کر جاتا یا چھو جاتا تو اس خوش نصیب کو اسی لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جاتی تھی یا وہ بندہ مدینہ شریف میں ہوتا تھا۔ یہ میاں شیر محمد صاحب شریقوری رحمۃ اللہ علیہ میں ایک خوبی تھی۔ آپ بہت ریاضت کرتے تھے اور دوسرے لوگ بھی بہت ریاضت کرنے والے ہوئے ہیں۔ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میں یہ وصف کس طرح پیدا ہوا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں ان کا آستانہ عالیہ کوٹلہ شریف ہے۔ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کریم رہائش رکھتے تھے۔ اس گاؤں میں زیادہ تر جمعوہ، باجوہ لوگ آباد ہیں خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ۲۹ مربوز زمین تھی جو آپ نے اپنے مرشد کریم کے نام انتقال کر دیا تھا۔ اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے نہیں رکھی تھی۔ اس زمین کی نگرانی بھی آپ ہی کرتے رہے۔ آستانہ عالیہ کے چاروں طرف یہ زمین ہے اور میاں صاحب شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اس زمین میں پیشاب نہیں فرمایا یہ ادب کی انتہا ہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پٹواری تو نہ تھے۔ لیکن آپ کی نظر اور آپ کا علم دیکھو کہ آپ کو علم ہی کہ کہاں تک میرے مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کی زمین ہے۔ جب ضرورت پیش آتی تو دوسرے گاؤں کی زمین میں رفح حاجت کے لئے تشریف لے جاتے دوسری ادب کی بات یہ ہے کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے گاؤں کی زمین میں کبھی جوتی نہیں پہنی تھی سردیاں گرمیاں ٹنگے پاؤں رہتے تھے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جہاں تک اس گاؤں کے مکانات نظر آتے تھے وہاں تک اس گاؤں کی طرف پشت نہیں کرتے تھے۔ لئے پاؤں واپس تشریف لاتے تھے۔ اس ادب کی بنا پر جو مقام آپ کو حاصل ہوا ہے وہ آپ خود سننے ہیں دیکھتے ہیں مثال کے طور پر ایک بات ہے کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس کی شادی ہو چکی تھی وہ بے روزگار تھا۔ ال کی بیوی نے اس سے کہا کہ تشریفور شریف میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور ان سے اپنے کام کے لئے عرض کرو۔ عورتوں کا بھی عقیدہ ہے کہ جسے کام نہ

ملتا ہو۔ بے روزگار ہو وہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے۔
 وہ آدمی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ حضور کام
 نہیں ملتا۔ حالانکہ سستا زمانہ تھا ایک گھرانے کا روزانہ کا خرچہ ایک روپیہ بھی نہیں
 ہوتا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ جاؤ تمہیں مصلیٰ کے نیچے سے روزانہ پانچ روپے
 مل جایا کریں گے۔ نماز پڑھا کرو۔ اب پیسے ملنا شروع ہو گئے اور خرچ سے زائد رقم
 جمع ہونا شروع ہو گئی۔ خوشحالی آ گئی۔ بیوی نے ضد کی کہ بتاؤ یہ رقم کہاں سے لے
 آتے ہو۔ کہنے لگا کہ دینے والے نے حکم دیا تھا کہ کسی کو بتانا نہیں ہے ورنہ پیسے ملنے
 بند ہو جائیں گے۔ بیوی نے کہا کہ میں اب کوئی ہو گئی ہوں مجھ سے بھی اتنا پردہ پوشی
 ہو رہی ہے۔ کہنے لگا کہ اچھا تم ضد کرتی ہو تو بتا دیتا ہوں کہ روزانہ مصلیٰ کے نیچے
 سے ملتے ہیں۔ اب وہ پیسے ملنے بند ہو گئے جو جمع پونجی تھی وہ بھی آخر ختم ہو گئی۔
 خزانے ختم ہو جاتے ہیں اس نے پھر ارادہ کیا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
 پاس حاضری دے۔ وہ چلا گیا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود ہی نماز پڑھاتے
 تھے۔ جمعہ کی نماز بھی خود ہی پڑھاتے تھے جمعہ کا دن تھا آپ نے تقریریں روکی اور
 حاضرین سے فرمایا کہ وہ دیکھو یہ آدمی ہے جو اپنی بیوی سے اپنے پیسے چھوڑا کر آ گیا
 ہے۔ اس کی بیوی نے اس پر سے سارا کرم چھین لیا ہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 اس کے گھر میں تو نہیں رہتے تھے۔ لیکن متقی کے پاس جہج علوم ہوتے ہیں اس کی
 اپنی مرضی ہے کہ وہ بات کا اظہار کرے یا نہ کرے۔ وہ مالک ہوتا ہے۔ اپنا پردہ ظاہر
 کرے نہ کرے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سرعام جمعہ کی نماز سے پیشتر نماز
 حاضرین کی موجودگی میں ہی بتا دیا کہ اس کی بیوی نے اس پر سے سارا کرم چھین

ہے اس نے اپنی حاضر جوابی کے کام لیتے ہوئے عرض کر دیا کہ میاں صاحب سرکار
 اگر کسی مرد کے لئے ہوتے ہوتے تو کیا عورت چھین لیتی۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 پر رقت طاری ہو گئی فرمایا کہ جاؤ پہلے پانچ ملتے تھے اب دس ملا کریں گے۔ اور ساری
 دنیا کو بتا دینا کہ مجھے شرف پور کے کبیر صاحب نے عطا کیے ہیں۔ مانگنے کا بھی طریقہ سلیقہ
 سیکھنا ہی پڑتا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسا عمل فرمایا کہ
 جو حضرت شرف الدین بولی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو اچھا نہ لگا۔ وہ قلندر تھے انہوں نے
 خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری کرنا روک لیا۔ جس کا دریا بہتا ہوا رک
 جائے اسے تو سمجھ آ جاتی ہے آپ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور حکم دیا
 کہ حضرت خواجہ شرف الدین بولی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضری دو اور انہیں کوئی
 ایسی بات سناؤ کہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل جائیں کہ ”نظام الدین اولیاء“۔ حضرت
 نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فرد وارد ہوئے ہیں لیکن اولیاء ولی کی جمع ہے تو آپ نے فرمایا
 کہ میرے پاس جو بھی ولایتیں ہیں اگر حضرت بولی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ناراض ہو بھی
 جائیں تو صرف ایک ولایت کا فیض سلب ہوگا۔ باقی فیض تو جاری رہے گا۔ آپ نے
 حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا کہ تمہیں جو بھی طریقے۔ حربے استعمال کرنا
 پڑیں وہ آپ پر کچن لیکن حضرت بولی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے ایک دفعہ
 نظام الدین اولیاء کے الفاظ نکل جائیں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے
 گئے۔ حضرت بولی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور ایک چٹ پر لکھ کر
 اندر بھیج دیا کہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا نوکر حاضر ہونا چاہتا ہے۔ شرف زیارت
 عطا فرمائیں حضرت بولی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمائی۔ اندر بلایا اور فرمایا کہ

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا نام اور ان کا ذکر بھی ساتھ ہی ہوتا ہے۔ یہ طریقہ ہے جب کوئی بندہ اس طرح کا طریقہ سلیقہ سکھ لے تو پھر اسے کوئی کمی نہیں رہتی بات ہو رہی ہے کہ **هَذِي لِلْمُتَّقِينَ** (البقرہ ۱۲۰) ”ہدایت ہے ڈروالوں کو“ میں یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ صرف اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہی متقی ہوتے ہیں اور ان کی نشانیاں بھی بتا دی ہیں۔ قرآن مجید نے ان کی اور بھی نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ قرآن مجید بیان فرماتا ہے۔ **ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** (البقرہ ۱) ”وہ بلاشبہ کتاب کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈروالوں کو“۔ یہ ہدایت والی بات بھی میں نے کر دی ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں متقی کی پہلی نشانی بیان فرماتا ہے۔ **الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ** (البقرہ ۲) ”وہ جو یہ دیکھے ایمان لائیں“ **الَّذِينَ جَمَعَ كَاسِيْنَهُ**۔ **هَذِي لِلْمُتَّقِينَ** میں متقین بھی جمع کا صیغہ ہے۔ یعنی متقی کوئی ایک نہیں ہوتا بلکہ بہت سارے ہوتے ہیں۔ ان کی پہلی نشانی یہ ہے کہ ان کا یقین اور ایمان پختہ غیب پر ہوتا ہے۔ لوگوں نے غیب کی تعریحات طریقیوں سے کی ہیں سب نے اپنی اپنی بساط اور علم کے مطابق تشریح کی ہے۔ لیکن غیب کیا ہوتا ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ یوم قیامت ہے، کچھ کہتے ہیں کہ یہ جنت اور دوزخ کی طرف اشارہ ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیب ہے جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا کہ میں متقی کے ساتھ ہوں تو پھر کیا وہ غیب ہے۔ جنت کے وارث اولیاء اللہ ہیں تو جنت بھی ظاہر ہوگئی پھر وہ بھی غیب نہ رہا۔ جب بندہ قرب حاصل کر لے تو جو مالک ہوتا ہے اس سے کیا کوئی چیز غیب بھی ہوتی ہے لہذا متقی وہ ہے جو جنت کو دیکھ بھی رہا ہے اور اسے جانتا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے تو پھر جتنا اس کو اجازت ہوگی اتنا ہی اس نے قدرت کے مظاہر کا تذکرہ کرتا ہے۔ کچھ کہتے

امیر خسرو کیسے آتا ہوا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ شرف زیارت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا کہ کوئی کام ہو تو بتائیں۔ عرض کیا کہ سرکار کوئی کام نہیں ہے۔ صرف زیارت کرنا مقصد ہے۔ دوسرا دن ہوا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان مبارک سے دو چار مرتبہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا نام حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لیتے ہیں کہ کسی طرح سے ان کی زبان مبارک سے بھی نظام الدین اولیاء کے الفاظ نکل جائیں۔ تیسرا دن آگیا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بار بار اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا نام کسی نہ کسی بات میں لا کر دہراتے ہیں۔ تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اگر تم اتنی ہی ضد کر کے بیٹھے ہو تو میں بھی کہتا ہوں ”نظام الدین اولیاء“ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے خوشی سے عرض کیا کہ حضور آپ نے کیا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ میں کہتا ہوں ”حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء“ تیسرا مرشد کریم ہے۔ عرض کیا کہ حضور ایک دفعہ پھر فرمادیں۔ آپ نے فرما دیا کہ ”نظام الدین اولیاء“۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پر سر رکھا قدم بوسی کی اور عرض کیا کہ حضور آپ کی بڑی مہربانی ہے آپ کی بڑی عنایت ہے۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی ہے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے دیکھو اس نے اپنے پیرومرشد کی عزت پہچانے کیلئے اپنے آپ کو مٹا دیا ہے لہذا آئندہ جہاں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوگا وہیں ساتھ ہی امیر خسرو کا نام بھی لیا جائے گا یہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا اثر ہے کہ جب بھی اور جہاں کہیں بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہوتا ہے وہیں

ہیں کہ عالم برزخ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ غیب ہے وہ اس پر یقین رکھتے ہیں لیکن میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ متقی کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام قسم کے علوم غیبیہ عطا کئے ہوئے ہیں اس کے علاوہ اگر کسی کا کوئی اور عقیدہ ہو تو وہ متقی نہیں ہوتا۔ متقی کی نشانی ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب کا علم ہے جو یہ کہے کہ ان کو (حافظ اللہ) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے تو سمجھ لو کہ اس کے اپنے پاس بھی قرآن مجید کا علم نہیں ہے پھر اس کے بعد فرمایا وَنَقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (البقرہ ۳) ”اور نماز قائم رکھیں“۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ متقی نماز کو قائم رکھتا ہے۔ یہ دوسری نشانی بیان فرماتی ہے کہ متقی نماز پڑھتا ہے ایک تو یہ ہے کہ نماز کا پڑھنا۔ اور ایک ہے کہ نماز کو قائم رکھنا قائم کا مطلب ہے کہ اگر کوئی چیز کرنے والی ہو اس کو درست کر کے قائم کر دینا۔ جو ختم ہو رہی ہو اس کو زندہ کرنا ہے یہاں قائم کرنے کا مطلب ہے کہ متقی خود اپنی نماز کو بھی درست رکھتا ہے اور جو اس کے قرب میں ہوتے ہیں ان کی نماز کو بھی درست رکھتا ہے۔ ظاہر تو سارے لوگ نماز درست ہی پڑھتے ہیں۔ لیکن نماز کی جو اصل روح ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ نماز میں پڑھتے ہیں ان پر عقیدہ بھی درست رکھنا ہوگا پھر نماز قبول ہوگی۔ وہ کیا ہے کہ نمازی نماز میں سورت فاتحہ پڑھتا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ اِنِّیْۤ اِلَیْہِۭ الصُّرٰطُ الْمُسْتَیْقِیْمُ (الفاتحہ ۱) ”ہم کو سیدھا راستہ چلا“۔ صِرٰطُ الْمُسْتَقِیْمِ اَنْتَ عَلَیْہِۭمُ الْغَافِقُ (الفاتحہ ۲) ”راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا“ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو راضی ہو گیا اور ان کو انعامات عطا فرمائے۔ اور وہ لوگ کون ہیں ان کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ وَالشَّہِیْدِیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ (اسراء ۶۷)

”اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ“ وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ وہ صدیق ہیں۔ وہ شہید ہیں اور وہ اولیاء اللہ ہیں۔ نماز میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جب تو نماز پڑھے تو نماز کا قائم کرنا یہ ہے کہ تو یقین رکھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ ہیں اور میرے راہبر ہیں۔ میرے راہنما ہیں۔ میرے قائد ہیں۔ نماز میں ان انعام یافتہ کا خیال کرنا ضروری ہو گیا تو نماز تذکرۃ الانبیاء۔ تذکرۃ الصدیقین۔ تذکرۃ الشہداء اور تذکرۃ الاولیاء بن گئی۔ جب تو اس عقیدہ سے نماز پڑھے گا تو نماز قبول ہوگی۔ اب وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نماز میں اگر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے کیا ان کی نماز قبول ہوگی۔ نہیں ہوگی کیونکہ ایسی نماز تو قرآن مجید کے فرمان کے خلاف ہے وہ نماز قائم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی خود بھی درست نماز پڑھتے ہیں اور اپنے مریدین کو بھی درست نماز پڑھاتے ہیں۔ صالحین کی دوسری نشانی یہ ہے کہ یہ نماز کی اصل حقیقت کو بیان کر کے لوگوں پر نافذ کرتے ہیں کہ جب تک یہ عقیدہ نہ ہو تمہیں نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لہذا یہ اولیاء کرام صحیح اور درست نماز پڑھاتے ہیں کہ جس نماز میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آ جائے جس میں حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال آ جائے۔ جس میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال آ جائے جس میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آ جائے جس میں حضرت سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آ جائے جس میں حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آ جائے جس میں حضرت حمزہ سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آ جائے۔ حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آ جائے جس میں حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ